

عبداللہ علیہ السلام

اردو شرح

تفسیر جمال الدین

جلد پنجم

تشریف بہار

پیشوا علی گڑھ یونیورسٹی، علی گڑھ

مکتبہ

ریکارڈ فیضی لٹریچر (ریکارڈ)

۲۳۳/۱، گلشن اقبال بلاک ۶ کراچی۔



عَطَائِین

اُردو شرح

تفسیرِ حلالِ کین

جلد پنجم

تشریف بخدمتہ

حضرت علامہ مفتی محمد امین از قسادی

ناشر

ادارہ فیض کراچی (ریسٹور)

۲۳۲/بی، گلشن اقبال بلاک ۶ کراچی۔



## جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	عطائین جلد ۵
مرتب	:	مفتی محمد امتیاز قادری
طبع اول	:	۲۰ اگست ۲۰۱۲ء بمطابق ۲۲ شوال المکرم ۱۴۳۵ھ
کمپوزنگ	:	مولانا بشارت علی
تعداد	:	۱۱۰۰
باہتمام	:	ادارہ فیضان رضا (رجسٹرڈ) ۲۳۲/بی، گلشن اقبال بلاک ۶ کراچی۔ ۰۳۲۱-۲۲۳۱۰۵۱

### درج ذیل مقامات سے حاصل کیجئے

﴿کراچی﴾:

- (۱) مکتبہ غوثیہ، پرانی سبزی منڈی، (۲) مکتبہ برکات مدینہ، بہار شریعت مسجد ۱۹۲۲-۳۵۳۱-۰۳۲۱، (۳) فیضان مدینہ باب المدینہ۔  
(۴) جیلانی پبلی کیشنز اردو بازار۔

﴿لاہور﴾:

- (۱) نعیمی کتاب گھر اردو بازار لاہور ۲۳۸۹۲-۴۲-۹۲ (۲) مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ (۳) کرمادالا بک شاپ، دربار مارکیٹ (۴) مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ (۵) مکتبہ اعلیٰ حضرت نزد دربار مارکیٹ (۶) نظامیہ کتاب گھر اردو بازار (۷) مکتبہ اسلامیہ اردو بازار ۶۳۷-۶۶۱۱-۰۳۲۱ (۸) پروگریسو بکس اردو بازار۔

﴿راولپنڈی﴾:

- (۱) احمد بک شاپ (۲) اسلامک بک شاپ (۳) مکتبہ قادریہ عطاریہ۔

﴿فیصل آباد﴾:

- (۱) مکتبہ اہل سنت، فیضان مدینہ چوک، سوسال روڈ مدینہ ٹاؤن ۶۶۱۳-۲۶-۰۳۲۱ (۲) مکتبہ اسلامیہ۔

﴿ملتان﴾:

- (۱) مکتبہ فیضان سنت، پیپلز مسجد اندون بھر گیٹ۔ (۲) مکتبہ کریمیہ، (۳) ادارہ ضیاء السنۃ، (۴) مکتبہ حاجی مشتاق۔

﴿حیدرآباد﴾:

- (۱) مکتبہ نئی سلطان۔



## الاحمداء

میرے تو سب کچھ آپ ہی ہیں اے رحمت عالم  
میں جی رہا ہوں زمانے میں آپ ہی کے لئے

ساری تعریفیں اس خالق کائنات ﷻ کے لئے جس نے اس عالم رنگ و بو کو طرح طرح سے مزین کیا اور کڑوا کڑوا کر ڈر دے  
ہوں اس رحمت والے آقائے ﷻ کی ذات ستودہ صفات پر جو ہم بے کسوں، غم کے ماروں، دکھ یاروں کا واحد سہارا ہیں۔ اللہ ﷻ کی دی  
ہوئی توفیق اور فخر کائنات، شاہ موجودات ﷻ کی نظر کرم کا صدقہ ہے کہ **ادارہ فیضانِ رضا** نے اس خدمت کو سرانجام دیا  
۔ ہم اللہ رب العزت ﷻ کی بارگاہ بے کس پناہ میں دعا گو ہیں کہ اللہ ﷻ اس خدمت کو اپنی مقدس بارگاہ میں قبول فرما کر اس پر اجر عظیم  
سے مالا مال فرمائے۔ ہم اس پر مرتب ہونیوالے اجر و ثواب کو کئی مدنی آقائے ﷻ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتے ہیں اور آپ ﷻ کے  
ویسے سے تمام انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام ﷺ، تابعین، تاج تابعین، جمیع بزرگان دین، تمام سلاسل کے صوفیاء و اولیاء، بالخصوص  
شہنشاہ بغداد سیدنا **حضور غوث پاک** قدس سرہ العزیز کی بارگاہ مقدسہ، **اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی** علیہ  
الرحمۃ، اور دوبرہ حاضر کے عظیم دینی رہنما، شیخ طریقت امیر اہلسنت **مولانا محمد الیاس قادری** صاحب مدظلہ العالی اور ان  
تمام مومنین و مومنات جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک اور تا قیام قیامت تک پیدا ہونگے سب کو اس اجر و ثواب سے مالا مال  
کروئے، بالخصوص اس ادارے سے واسطہ جملہ احباب جو اس خدمت کو قارئین تک پہنچانے میں ادارے کے معاون و مددگار بنے  
، اللہ ﷻ سب کے نامہ اعمال میں ہدیہ ثواب پہنچائے، اور مزید اخلاص کی دولت سے مالا مال کرے اور قابل صلاحیت افرادی قوت  
سے ادارے کو مالا مال فرمائے۔ اللہ ﷻ اہلسنت کی تمام چھوٹی بڑی دینی درس گاہوں اور اداروں کی حفاظت فرمائے۔

### ادارہ فیضانِ رضا

ایڈریس: ۲۳۲/بی، گلشن اقبال بلاک ۶، کراچی

## توجہ کیجئے!

رضائے الہی کو پیش نظر رکھتے ہوئے، دین کی سر بلندی اور علمائے اہل حق تک قیمتی مواد اور باب **عطائین اردو**  
**شرح تفسیر جلالین جلدہ** کو پہنچانے کے لیے نہایت توجہ کے ساتھ شرح لکھنے کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ ﷻ اپنی بارگاہ  
میں قبول فرمائے اور قارئین کے لیے نفع بخش بنائے۔ ہماری تمام تر کوششوں کے باوجود ہمیں دعویٰ کمال نہیں، لہذا جو خوبی نظر آئے وہ  
ہمارے بزرگوں کا فیضانِ سمجھ کر قبول فرمائیں اور اس میں جو خامی ہو وہاں ہماری غیر ارادی کوتاہی کو دخل ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ اہل  
علم اسے پڑھ کر تحریری طور پر اپنی رائے ضرور دیں اور اس شرح میں موجود کسی کمی، کوتاہی یا اضافہ کی جانب توجہ دلا نا چاہیں تو ہمارے درج  
پتہ پر بذریعہ خط روانہ فرمادیں تاکہ ہم اپنی اصلاح کرنے میں کامیاب ہوں اور اس نشانہ ہی پر آپ کے لیے دعائے خیر کریں۔ رب  
کریم سب کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔

پتہ: ادارہ فیضانِ رضا، ۲۳۲/بی، گلشن اقبال بلاک ۶، کراچی



## ادارہ فیضانِ رضا کا سترچون لاء ہفت سال کا ایک جلد

سال ۲۰۰۵ء میں درسِ نظامی کی تکمیل کے بعد، مدرسہ فیضانِ رضا کے تحت ادارہ فیضانِ رضا کی تشکیل عمل میں آئی اور تشکیل کیا تھی فقط مدرسے کے ایک چھوٹے سے کمرے میں اپنی مدد آپ کے تحت جون کے مہینے میں یا شاید اس سے ایک آدھ ماہ قبل یا بعد صحیح تاریخ مجھے یاد نہیں ہے، جلالین کی شرح کا کام شروع کیا۔ ابتداءً فقط ترجمہ اور ایک معاون ”مولانا محمد نعیم“ کے ساتھ ترکیب کا کام شروع کیا۔ مالی وسائل کا بظاہر کوئی سرپیر نہیں تھا تاہم لگن اور جوش و جذبہ شامل حال تھا اور آہستہ آہستہ کام ہونے لگے۔ بننے بگڑتے، غیروں سے مقابلے کا عزم لئے اور اپنوں کی جلی کٹی سنتے سنتے عرصہ دو سے تین سال گزرنے پر جلد اول کا کام کچھ نہ کچھ نظر آنے لگا اور پھر مزید کچھ دین دوست احباب نے توجہ دلانے پر کام میں اضافہ تو کر دیا لیکن ایک اچھا نقشہ جلالین کے تحت سامنے آیا۔ اسی اثناء میں ”حل شدہ پرچہ جات“ کا بھی سلسلہ ہو گیا جس میں ابتدائی طور پر کچھ دشواری ضرور آئی لیکن پھر پزیرائی بھی خوب ملی۔ دریں اثناء دیگر کام جس میں ”درس عقود رسم المفتی“ بھی شامل ہے منظر عام پر آئی۔ خیر یوں سن ۲۰۱۰ء میں جلالین کی اردو شرح بنام ”عطائین“ جلد اول منظر عام پر آئی۔ اور بعد میں ہر سال ایک جلد مکمل ہونے لگی کیونکہ پہلی جلد کے چھپنے پر کچھ وقت زیادہ لگ گیا لیکن ساتھ ہی ساتھ دیگر مجلدات کا کام بھی کچھ نہ کچھ ہوتا ہی گیا تھا۔ اس دوران سال ۲۰۱۱ء میں حج کی سعادت حاصل ہوئی اور آقائے دو جہاں رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ادارے کے لئے باقاعدہ ایک اچھی جگہ خریدنے کے لئے مالی وسائل کی درخواست پیش کر دی اور سال ۲۰۱۲ء کے اختتام پر گلشن اقبال بلاک ۶، میں خاصی مہنگی جگہ جس کی مالیت دو کڑور سے زائد ہے چند احباب کی مدد سے لے لی گئی جس کا قبضہ سال ۲۰۱۳ء کے اوائل میں ملا، اور اب اس نئی جگہ کی تعمیر کے لئے کوششیں کرنی ہیں اور ہو بھی رہی ہیں تاہم جلالین کے کام کا اختتام بھی ہوا چاہتا ہے۔ آج ۱۹ جون ۲۰۱۴ء بمطابق ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ بروز جمعرات ساڑھے پانچ بج رہے ہیں۔ جلالین کا کام مکمل ہو چکا ہے، بس آخری بار نظر سے گزارنا ہے جس میں چند دن لگیں گے۔ پانچویں جلد میں جن احتیاطوں کا لحاظ رکھا گیا ہے ایسا لحاظ سابقہ مجلدات میں نہیں رکھا گیا تھا، کہتے ہیں کہ کام ہی کام سکھاتا ہے، تاہم کچھ نئے رویوں نے بھی مزید ہمت اور احتیاط کا ذہن دیا، خیر کوشش تھی کہ رمضان المبارک کی تشریف آوری سے قبل اسے چھپنے کے لئے روانہ کیا جائے لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ مجھے اب بھی یقین نہیں آرہا ہے کہ یہ کام مکمل ہو گیا ہے۔ تاہم میرا نہ علم، نہ عمل اور نہ ہی کوئی طاقت و سکت، سب بزرگانِ دین کا فیضان اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ خاص اور اللہ جل جلالہ کا فضل ہے۔ اللہ اپنی بارگاہ میں قبول کرے اور مزید اسی طرح دیگر کتب معتبرہ کی شروحات کی خدمت اور بہت کچھ عزائم ہیں، کاش اللہ جل جلالہ اپنے دین کی خدمت کے لئے ہر میدان میں ہمیں ہم تن قبول کر لے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

مفتی محمد امتیاز قادری غفری عنہ

### عطائین کی پانچ جلدوں کی ضخامت اور صفحات کی گنتی:

جلد اول.....	۸۹۵ صفحات
جلد دوم.....	۹۰۶ صفحات
جلد سوم.....	۸۵۰ صفحات
جلد چہارم.....	۹۴۲ صفحات
جلد پنجم.....	۹۶۸ صفحات
کل.....	۴۵۶۱ صفحات



## تاثرات برائے علمائے کرام علیہم الرضوان

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی زید مجرہ

(۱).....الحمد لله الذي له الاسماء الحسنی والصلوة والسلام على سيدنا محمد ذی المقام الاسمی وعلى اله النقی واصحابه النقی الى يوم الجزاء. قرآن مجید لاریب کتاب ہے جس کی خدمت ہر دور میں ہر ہر ذریعے سے ہوتی رہی، ہر صاحب علم نے اپنے علم کے مطابق اللہ کی اس مقدس کتاب میں جاز بیت پیدا کرنے کے لئے کوششیں کیں ہیں اور قرآن کے اسرار و رموز کو ضبط تحریر میں لا کر اپنے لئے ابدی انعام و اکرام کے دروازے کھولے جانے کا ذریعہ بنایا، انہی میں شیخ جلالین مکی اور شیخ جلال الدین سیوطی کے نام آسمان و دنیا میں علوم و فنون کے نگارشات لٹاتے ہوئے جگ جگ کر رہے ہیں۔ ان کی بات ہو اور ”تفسیر جلالین“ کا ذکر خیر نہ ہو کیوں کر ممکن ہے؟ تاہم ایک عرصے سے تنظیم المدارس کے نصاب میں شامل ہونے کے باوجود اس مختصر تفسیر کی اردو شرح کرنے کا کسی نے بیڑا نہ اٹھایا اور ہمیں خوشی اس بات پر کہ اس خدمت کو ہمارے ہی دارالعلوم (نعیمیہ) کے فارغ التحصیل، قابل قدر فاضل نوجوان، حضرت مولانا مفتی محمد امتیاز قادری نے چند رفقاء کے تعاون سے، تفسیر جلالین شریف کا اردو میں ترجمہ ”عطائین“ کے نام سے کرنے کی سعادت حاصل کی، چھ چھ پاروں پر مشتمل دو جلدیں منظر عام پر آچکی ہیں جو کہ صحت مند مواد پر مشتمل ہیں۔ پہلی جلد کے مقابلے میں دوسری جلد کو خوب تر پایا، یقیناً کاوش ایسی جو کہ آسان ترجمہ، قرآنی ترکیب، شان نزول، تشریح توضیح و اغراض پر مشتمل ہر ہر رکوع کا الگ الگ نمایاں انداز بیان، ساتھ ہی ہر نئی سورہ کے آغاز میں تعارف کے نام سے مختصر خلاصہ، اور خوشی کی بات یہ ہے کہ تیسری جلد جو آپ کے ہاتھ میں ہے اس میں تنظیم المدارس کے درجہ خاصہ کے نصاب میں پڑھائے جانے والے پانچ پارے ۱۶ تا ۲۰ میں سے ۱۶ تا ۱۸ موجود ہیں۔ بہت کم طلباء ایسے ہوتے ہیں جن پر اساتذہ کو ناز ہوتا ہے اور مولانا موصوف انہی میں سے ایک ہیں جن پر ہمیں ناز اور فخر ہوتا ہے۔ اللہ انہیں مزید کامیابیاں عطا فرمائے اور آنے والے مسائل سے نمٹنے کی ہمت دے، جلد از جلد مزید دو جلدیں بھی مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

از: جمیل احمد نعیمی غفرلہ

ناظم تعلیمات و استاذ حدیث دارالعلوم نعیمیہ  
چیرمین سپریم کونسل جمیعت علماء پاکستان

مفتی محمد سہیل رضا امجدی صاحب زید مجرہ

بسم الله الرحمن الرحيم

(۲).....الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبی بعده، اما بعد:

مجھے فاضل دارالعلوم امجدیہ حضرت علامہ مولانا سعید رضا صاحب کا حکم موصول ہوا کہ مجھے فقیر کو تاثرات سپرد قلم کرنے ہیں۔ اس وقت تفسیر جلالین کی اردو شرح بنام ”عطائین“ کی جلد سوم میرے سامنے موجود ہے، گو کہ بالاستغاب مطالعہ نہ ہو سکا لیکن چند مختلف مقامات سے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ بلاشبہ یہ لائق صدا احترام حضرت مولانا محمد امتیاز قادری زید مجرہ کی انتہائی قابل قدر کاوش ہے اور عصر حاضر کی ضرورت بھی۔ اور بالیقین یہ کاوش قارئین کے لئے علمی ذوق رکھنے والوں کے لئے اور دینی طلبہ کے لئے بہترین استفادے کا ذریعہ ہوگی۔ حضرت موصوف سے میری ملاقات کچھ مصروفیات کے سبب نہ ہو سکی لیکن شرح ہذا کے مطالعے کے بعد مجھے

اس علمی شخصیت سے ملاقات نہ ہونے کا افسوس ہے اور میں حضرت سے ملاقات کا متمنی رہوں گا۔ بلاشبہ ”عطاءین“ اللہ اور اس کے حبیب کی عطاؤں کا نتیجہ ہے۔ میں دل کی اتہ گہرائیوں سے حضرت مولانا محمد امتیاز قادری زید مجدہ اور ان کے رفقاء اور ان کے ادارے کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ اپنے حبیب کے صدقے و طفیل ان کی اس سعی کو قبول خاص و عام فرمائے۔ آمین

از: ابوالنصر محمد سہیل رضا امجدی

۷ اشوال المکرم ۱۴۳۵ھ، بمطابق ۲۰۱۴ء-۸-۱۳

### مفتی محمد اسماعیل نورانی صاحب زید مجدہ

بسم الله الرحمن الرحيم

(۲)..... الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين اہل سنت وجماعت کے لئے بہت ہی خوش آئند بات ہے کہ قطب الرجال اور ظلمت و یاس کے اس دور میں میں سحر طلوع ہونے کے کچھ آثار نظر آرہے ہیں۔۔۔۔۔ دین کا درد، فردغ علم کا ذوق اور تحریر و تدریس کے ذریعے ماحول کو منور کرنے کا شوق لئے۔۔۔۔۔ کچھ عالی ہمت افراد کا رجسٹہ منظر عام پر آرہے ہیں۔۔۔۔۔ جن کا وجود دین و ملت کے لئے نہ صرف یہ کہ غنیمت ہے۔۔۔۔۔ بلکہ کچھ نہ کچھ کرنے والوں کو خواب غفلت سے جگانے کا ذریعہ بھی۔

اُن قیمتی افراد میں ایک ابھرتا ہوا نام ”مولانا محمد امتیاز قادری“ کا بھی ہے۔۔۔۔۔ جن کا باطن اُن کے ظاہر سے بہت مضبوط نظر آتا ہے اور علم و ہمت جیسی قوتوں سے لبریز بھی۔۔۔۔۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ان کی فکر و ہمت میں ایک تسلسل اور استقامت ہے۔۔۔۔۔ جو انہیں کسی قسم کے حالات میں مایوس اور طول نہیں ہونے دیتی۔۔۔۔۔ وہ ہر قسم کی پریشانی اور قلبی اضطراب کو بہت خوبصورتی سے جھیلے ہوئے۔۔۔۔۔ دیوانہ دار اور پروانہ دار۔۔۔۔۔ اپنے تحریری کام میں مصروف نظر آتے ہیں۔۔۔۔۔

”عطاءین شرح جلالین“ کے نام سے پانچ جلدوں میں عظیم الشان کام اُن کی اسی استقامت اور بلند ہمتی کا نتیجہ ہے۔۔۔۔۔ جس میں جلالین کی عبارت کا ترجمہ بھی ہے۔۔۔۔۔ تو ترکیب بھی۔۔۔۔۔ اور مختلف تفاسیر کی روشنی میں تشریح و توضیح بھی۔۔۔۔۔ (جن حضرات نے عطاءین کا باقاعدہ مطالعہ کیا ہے وہ اس کی مزید خوبیاں بتا سکیں گے)۔

علاوہ ازیں طلبائے کرام کے لئے ایک نصیحت یہ ہے کہ کسی بھی شرح سے اس طرح نہ چٹ جایا کریں کہ اصل کتاب سے تعلق ہی ختم ہونے کے قریب ہو جائے۔۔۔۔۔ طالب علمی کے دور میں ضرورت کی حد تک مراجعت کرنی چاہیے۔۔۔۔۔ نہ یہ کہ اصل کتاب سے کنارہ کر کے صبح و شام شرح کی زیارت اور اس کا مطالعہ ہو۔۔۔۔۔

اللہ رب کریم ”مولانا موصوف“ کی کوشش کو اپنی بارگاہ میں مقبول و ماحور فرمائے اور اس کام میں جتنے افراد بھی ان کے معاون رہے ہیں، سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔۔۔۔۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

نقطہ: محمد اسماعیل نورانی عفی اللہ عنہ

جامعہ انوار القرآن، گلشن اقبال بلا ۵، کراچی

۱۰ جون ۲۰۱۴ء، بمطابق ۹ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ



## عطائین، جلد ۵:

صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۲۵	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۵	نمبر شمار
۴۴	اللہ کے گمراہ کرنے کے کیا معنی ہیں	۲۶	☆	☆☆☆☆☆☆	☆
۴۴	نعت کا شکر ادا کرنے سے نعت میں اضافہ ہوتا ہے	۲۷	۳	کافروں کی گمراہی اور عذاب کا یقین	۲
۴۵	سائنس کی رو سے پیدائش اولاد میں انسانی دخل	۲۸	۳	دعا میں مصروف رہنے کی برکتیں	۳
۴۵	انبیائے کرام پر وحی، قدف اور مقام کی کیفیات	۲۹	۵	جہاں بھر میں اللہ کی نشانیوں سے مراد	۴
۴۵	”وما کنت تدری“ کے بارے میں اقوال یا.....	۳۰	۷	<b>تعارف سورۃ الشوری</b>	۵
۴۸	<b>تعارف سورۃ الزخرف</b>	۳۱	۱۰	حم عشق کے حامل	۶
۵۱	لوح محفوظ کی تحقیق	۳۲	۱۰	آسمان شق ہونے کا حکم کن کیلئے فرمایا	۷
۵۲	حکمت سے کیا مراد ہے	۳۳	۱۱	فرشتوں کا مؤمنین کیلئے استغفار کرنا	۸
۵۲	تمام جوڑوں سے مفسرین نے کیا استدلال کیا ہے	۳۴	۱۲	اسلام کے معنی، اسلام و ایمان میں فرق کا بیان	۹
۵۲	سفر کی سنتیں اور آداب	۳۵	۱۹	اختلاف کے معنی، حیثیت و اہمیت	۱۰
۵۷	بیٹیوں کے فضائل	۳۶	۲۰	کیا حضرت نوح پہلے صاحب شریعت تھے یا.....	۱۱
۵۷	عورت کا صنف نازک و کمزور ہونا	۳۷	۲۱	دین میں پھوٹ ڈالنے سے کیا مراد ہے	۱۲
۵۸	غیر شرعی دلیل قابل قبول نہیں	۳۸	۲۱	علم کلام کی روشنی میں توحید کا تصور	۱۳
۶۱	آیت مذکورہ میں اب سے مراد کون ہے	۳۹	۲۲	میزان پر اعمال کے وزن ہونے کی بحث	۱۴
۶۱	حضرت ابراہیم کا یہ کہنا کہ اللہ مجھے راہ دے گا یا۔۔	۴۰	۲۷	تئیکوں پر اجر میں اضافہ	۱۵
۶۲	مشرکین کو ڈھیل و مہلت دینا	۴۱	۲۸	نقطہ دنیا چاہنے والوں کے لئے آخرت میں حصہ نہ ہونا	۱۶
۶۲	کفار کے نزدیک دو بڑے فضل والے کون ہیں	۴۲	۲۸	ظالموں کو آخرت میں نقصان ہونا	۱۷
۶۲	عند اللہ مالدار ہونا قابل فخر نہیں	۴۳	۲۹	سید عالم کے قرابت داروں کی اہمیت و حیثیت	۱۸
۶۶	ذکر بمعنی قرآن یا کچھ اور	۴۴	۲۹	بغیر توبہ کئے معافی ملنا	۱۹
۶۷	کیا شیطان نقطہ اخروی اعتبار سے برا سا حسی ہے	۴۵	۳۵	بچوں اور جانوروں پر مصائب آنا گناہوں کی وجہ یا.....	۲۰
۶۷	کیا نبی کسی کو اپنی مرضی سے ہدایت دے سکتے ہیں	۴۶	۳۵	کیا صرف آیات میں جھگڑنے والوں کا انجام برا ہوگا	۲۱
۶۸	قرآن کے حقوق	۴۷	۳۶	مال خرچ کر کے اجر کے لئے حریص ہونا	۲۲
۷۲	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نو نشانیاں	۴۸	۳۶	بے حیائیوں پر حد قائم ہونے سے مراد	۲۳
۷۲	قوم قبط کون تھی	۴۹	۳۷	آپس میں مشورے کی اہمیت	۲۴
۷۲	سحر کی تعریف	۵۰	۳۷	بدلہ لینا بہتر ہے یا معاف کرنا	۲۵

## عطائین، جلد: ۵

نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۵	صفحہ نمبر	نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۵	صفحہ نمبر
۵۱	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کا فرعون	۷۲	۷۶	نبی اسرائیل پر انعام و اکرام	۱۰۶
۵۲	فرعون کے کلمات کے نیچے بہنے والی مصر کی نہریں	۷۲	۷۷	بعث بعد الموت کا بیان	۱۰۶
۵۳	فرعون کا حضرت موسیٰ کی شان میں نازیبا کلام کرنا	۷۳	۷۸	تج کون تھا	۱۰۶
۵۴	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں ملکوت	۷۳	۷۹	آسمان و زمین اور ان کے مابین کچھ بیکار نہیں	۱۰۷
۵۵	کیا نبوت کی تصدیق کے لئے ملائکہ کا بھیجنا ضروری	۷۳	۸۰	تھوڑے کا درخت	۱۱۲
۵۶	فرعون کا غرق اور عبرتناک انجام	۷۴	۸۱	مجلس کے کہتے ہیں	۱۱۲
۵۷	حضرت یحییٰ علیہ السلام کا نسب	۷۸	۸۲	جنتی لباس اریشی کپڑے ہونگے	۱۱۲
۵۸	آیت مذکورہ میں جھگڑالوگوں میں سے مراد کون ہیں	۷۸	۸۳	تعارف سورۃ الجاثیہ	۱۱۳
۵۹	حضرت یحییٰ کو نبی اسرائیل کے لئے مثال کرنا	۷۹	۸۴	زمین و آسمان کا نشانی ہونا	۱۱۷
۶۰	حضرت یحییٰ کا امور دینیہ کو واضح فرمانا	۷۹	۸۵	تخلیق انسانی کے مختلف مراحل	۱۱۷
۶۱	حضرت یحییٰ کے حوالے سے عقیدہ تثلیث رکھنا	۷۹	۸۶	نزول بارش سے رزق کو تعبیر کرنا	۱۱۸
۶۲	سونے کے پیالوں میں مشروب پینا	۸۵	۸۷	متذکرہ رکوع سے اجمالاً نشانوں کا بیان	۱۱۸
۶۳	جنتی میوہ جات کا بیان	۸۶	۸۸	آیت کے تاثر میں کوئی خاص جہت کار مراد ہے	۱۱۸
۶۴	نبی کے ساتھ مکر کا انجام ہلاکت و تباہی	۸۶	۸۹	تکبر کی مذمت	۱۱۸
۶۵	کرسی کی تحقیق	۸۶	۹۰	اللہ کی نعمتوں میں سے کشتی کا چلنا	۱۲۳
۶۶	کن کن کی شفاعت کون کون کرے گا	۸۷	۹۱	عقل کی تعریف اور تاثر میں بحث	۱۲۳
۶۷	تعارف سورۃ الدخان	۸۹	۹۲	حدیث کی رو سے سید عالم کی شریعت کا امتاز ہونا	۱۲۴
۶۸	چند حرام ذرائع کا بیان	۹۶	۹۳	کافر اور مسلمان کی زندگی اور موت برابر نہیں	۱۲۴
۶۹	الملیۃ المبارکہ سے مراد کون سی رات ہے	۹۷	۹۴	بعض کو گمراہ کرنے کی توجیہ	۱۲۸
۷۰	نزول قرآن کی رات تقدیر کا لکھ دیا جانا	۹۸	۹۵	دوسروں میں کان اور دل پر مہر لگانے کا بیان	۱۲۹
۷۱	سید عالم کا دعائے ضرر دینا	۹۸	۹۶	دھر کی تعریف اور اسے متعلق احادیث	۱۲۹
۷۲	دھوئیں سے متعلق قیامت کی نشانی	۹۹	۹۷	قیامت کے دن کافر ہی گھٹنوں کے بل کھڑے یا	۱۳۴
۷۳	کس وقت کا ایمان لانا معتبر ہوگا	۹۹	۹۸	نہ افعال کی جانب بلائے جانے کے معانی	۱۳۴
۷۴	اعتزال کے معنی میں معتزلہ کا اختلاف رائے ہونا	۹۹	۹۹	آخری جزاء کے متعلق احادیث	۱۳۵
۷۵	نبی اسرائیل کو فرعون کے عذاب سے نجات	۱۰۵	۱۰۰	جن تک اسلام کی دعوت نہ پہنچی ان کا حکم	۱۳۵



## مطالعین، جلد: ۵

صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۲۶	صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۲۶	صفحہ نمبر
۱۷۶	تذکرہ آیتوں کی مندرجہ کے بارے میں مفسرین مائے	۱۲۶	☆	☆
۱۷۷	کیا کافر پر بغیر فدیہ لئے احسان کیا جاسکتا ہے	۱۲۷	۱۳۷	۱۰۲
۱۷۷	کن کفار سے قتال لازم ہے اور کیوں	۱۲۸	۱۳۲	۱۰۳
۱۷۸	صالحین پر جنتی انعامات کا بیان	۱۲۹	۱۳۲	۱۰۴
۱۷۸	اللہ کے دین کی مدد و نصرت کی برکتیں	۱۳۰	۱۳۲	۱۰۵
۱۸۳	تذکرہ آیت میں خاص طور پر کافروں کا ذکر کیوں ہوا	۱۳۱	۱۳۲	۱۰۶
۱۸۳	جنتی نہروں کا بیان	۱۳۲	۱۳۳	۱۰۷
۱۸۵	جنتی انعام کے ذکر کے بعد بخشش کا ذکر کرنا	۱۳۳	۱۳۵	۱۰۸
۱۸۵	سید عالم کے ارشادات سننے والے منافقین کا حال	۱۳۴	۱۵۲	۱۰۹
۱۸۹	سورۃ تحکمہ کے بارے میں اقوال	۱۳۵	۱۵۲	۱۱۰
۱۹۰	کن لوگوں سے رشہ دہی دہی جائے مگر کن سے نہ	۱۳۶	۱۵۳	۱۱۱
۱۹۱	کے لخت کرنا جائز اور کسے ناجائز ہے	۱۳۷	۱۵۳	۱۱۲
۱۹۶	منافقین کے خفاق کا سید عالم کو علم ہونا	۱۳۸	۱۵۵	۱۱۳
۱۹۷	آیت کے تاثر میں رسول اللہ کی مخالفت کا بیان	۱۳۹	۱۵۶	۱۱۴
۱۹۷	نقلی عبادت شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے یا نہیں	۱۴۰	۱۶۰	۱۱۵
۱۹۸	جہاد میں خرچ کرنے کی فضیلت و اہمیت	۱۴۱	۱۶۱	۱۱۶
۲۰۰	تعارف سورۃ الفتح	۱۴۲	۱۶۱	۱۱۷
۲۰۴	مفسرین کے نزدیک حج سے کون سی حج مراد ہے	۱۴۳	۱۶۷	۱۱۸
۲۰۵	مغفرت ذنب کے مسئلہ میں اعلیٰ حضرت کا موقف	۱۴۴	۱۶۷	۱۱۹
۲۱۰	حاضر و ناظر کا مفہوم	۱۴۵	۱۷۸	۱۲۰
۲۱۱	نبی کی تعظیم اصل ایمان ہے	۱۴۶	۱۷۸	۱۲۱
۲۱۳	احادیث کے تاثر میں بیعت رضوان کا بیان	۱۴۷	۱۷۰	۱۲۲
۲۱۹	پچھپے رہ جانے والوں کے عذر کا بیان	۱۴۸	۱۷۴	۱۲۳
۲۱۹	عذر بیان کرنا والوں کو جواب	۱۴۹	۱۷۵	۱۲۴
۲۱۹	ظن کی تعریف	۱۵۰	۱۷۶	۱۲۵

## عطائین، جلد ۵:

صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۲۶	نمبر شمار	صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۲۶	نمبر شمار
۲۵۵	اسلام میں مذاق مسخری کی ممانعت	۱۷۶	۲۲۰	منافقین کا خیر میں شرکت کرنے پر اصرار کی وجہ	۱۵۱
۲۵۵	اسلام میں عیب لگانے کی ممانعت	۱۷۷	۲۲۰	مخت جگہ جو قوم سے مراد اہل روم یا فارس یا ہندوستان	۱۵۲
۲۵۶	برے القاب سے پکارنے کی ممانعت کا بیان	۱۷۸	۲۲۱	کیا مرتد کو قتل کرنا آزادی ہنگر کے خلاف ہے	۱۵۳
۲۵۷	حدیث کے تناظر میں نبوت کی تعریف، جہم اور انجام	۱۷۹	۲۲۱	حضرت ابو بکر و عمر کی خلافت پر استدلال	۱۵۴
۲۵۷	کن کن آیات میں اسلام اور ایمان کا بیان ہے	۱۸۰	۲۲۷	عند الشرع بیعت کن سے کی جاسکتی ہے	۱۵۵
۲۶۳	تعارف سورۃ ق	۱۸۱	۲۲۷	سکینہ کا معنی	۱۵۶
۲۶۷	ق کے اسرار و رموز کا بیان	۱۸۲	۲۲۷	مفسرین کے نزدیک خیر کے غنائم کا تقسیم ہونا	۱۵۷
۲۶۷	آیت نمبر "۲" کے ضمن میں انکار کی وجہ	۱۸۳	۲۲۸	حدیث کی روشنی میں کس طرح اللہ نے نکاح کو کیا.....	۱۵۸
۲۶۷	بعث بعد الموت کا بیان	۱۸۴	۲۲۸	معرفۃ کے معانی کا آیت سے ربط	۱۵۹
۲۶۸	سائنس کی رو سے آسمان کی کیفیات کا بیان	۱۸۵	۲۲۸	مفسرین کے نزدیک کلمۃ التقویٰ سے مراد کون سے کلمات ہیں	۱۶۰
۲۶۸	بارش کے پانی کی برکتیں	۱۸۶	۲۳۳	نبی پاک کے خواب کا بیان	۱۶۱
۲۶۸	اصحاب الراس کون تھے؟	۱۸۷	۲۳۳	اللہ کا انشاء اللہ کہنے کی توجیہات	۱۶۲
۲۷۳	نفس کی تعریف اقسام	۱۸۸	۲۳۳	خلق افضل ہے یا قنر	۱۶۳
۲۷۳	اللہ کے قریب ہونے کے معنی	۱۸۹	۲۳۳	ذات رسالت ماب عقیدہ توحید پر قطعی شاہد ہیں	۱۶۴
۲۷۴	ہر انسان پر کتنے فرشتے متعین ہیں اور کیا لکھتے ہیں	۱۹۰	۲۳۵	سید عالم کے صحابہ کی دو صفات کا بیان	۱۶۵
۲۷۴	حضرات انبیائے کرام کا موت کی سختی کا بیان	۱۹۱	۲۳۵	مؤمن جہنم کے نشان سے آخرت میں پہچانا جائے گا	۱۶۶
۲۷۵	صور کا بیان	۱۹۲	۲۳۶	توریت اور انجیل میں صحابہ کے فضائل	۱۶۷
۲۷۶	اعضائے انسانی کا کلام کرنا	۱۹۳	۲۳۸	تعارف سورۃ الحجرات	۱۶۸
۲۷۷	شیطان کس کا ہم نشین ہے	۱۹۴	۲۳۴	اللہ و رسول کے آگے بڑھنے کے معانی و مطالب	۱۶۹
۲۸۲	جہنم کا "ہل من مزید" کہنا اور نہ کہنا	۱۹۵	۲۳۴	سید عالم کی بارگاہ میں بلند آواز سے کلام کرنا	۱۷۰
۲۸۳	جنت میں سلاحتی کے ساتھ دخول پر مفسرین کی روئے	۱۹۶	۲۳۵	کن اعمال سے پرہیز گاری ظاہر ہوتی ہے	۱۷۱
۲۸۳	مؤمن کی دونمیاں شانوں کا بیان	۱۹۷	۲۳۵	حجرات کے معنی کے تحت باہر سے پکارنے والے یا.....	۱۷۲
۲۸۳	قرآن میں چھ دنوں کی مقدار کا بیان	۱۹۸	۲۳۶	عند الشرع ناسق کے قول اور خبر کے معنی ہونے کا بیان	۱۷۳
۲۸۴	اللہ کی بارگاہ صمدیت میں لغوب کے معنی	۱۹۹	۲۳۶	حدیث کی رو سے حاضی کے پاس غلط بیان دینے کا وبال	۱۷۴
۲۸۴	آیت نمبر ۳۹ اور ۴۰ کے تحت نماز کا اجرائی بیان	۲۰۰	۲۳۷	آیت کے تناظر میں مسلمانوں کے دو گروہ کا باہم لڑنا	۱۷۵



## عطائین، جلد ۵:

صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۲۶	صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۲۷	صفحہ نمبر
۲۰۱	تعارف سورۃ الذاریات	۲۸۶	ذنوب بمعنی نصیب	۳۰۷
۲۰۲	اڑتی ہوئی ہواؤں کی قسم کا معنی	۲۹۰	تعارف سورۃ الطور	۳۰۹
۲۰۳	پانی کا بوجھ اٹھانے والے بادل	۲۹۰	طور سے مراد کیا ہے	۳۱۴
۲۰۴	فرشتوں کا اللہ کے امور میں تصرف کرنا	۲۹۱	کتب مسطور کے بارے اقوال	۳۱۴
۲۰۵	آسمانی رستوں کا بیان	۲۹۱	بیت العمور سے کیا مراد ہے	۳۱۵
۲۰۶	فی غمرۃ ساهون کے معنی	۲۹۱	مذکورہ بالا اشیاء کے اختیار کرنے میں کیا محنتیں ہیں	۳۱۶
۲۰۷	نیک لوگوں کی خصوصیات کا خاص بیان	۲۹۲	آسمانوں کے گھومنے اور پھاڑ کر چلنے کی کیفیت و حکمت	۳۱۶
۲۰۸	مہمان فرشتے کون تھے اور ان کی تعداد کیا تھی	۲۹۴	کافروں کے صبر کرنے یا نہ کرنے کا بیان	۳۱۷
۲۰۹	حضرت ابراہیم کا جی میں خوف محسوس کرنا	۲۹۵	جنتی حوروں کے محاسن پر چار روایات	۳۱۷
۲۱۰	کس بیٹے کی خوشخبری دی گئی	۲۹۵	مسلمانوں کی اولاد کا جنت میں ان کے ساتھ ہونا	۳۱۸
۲۱۱	بڑھاپے میں اولاد کی نعمت عطا کرنا	۲۹۵	جنت کے پھل و گوشت کا بیان	۳۱۸
۲۱۲	پارہ نمبر ۲۷		جنت کی شراب کی خصوصیات	۳۱۸
۲۱۳	قوم لوط کی عادت بد اور عذاب کی کیفیت	۲۹۹	تبلیغ رسالت پر جسے رہنے کا بیان	۳۲۵
۲۱۴	حضرت نوح کے مؤمن اہل خانہ	۲۹۹	مسلمان اور کفار کے انتظار کا فرق	۳۲۵
۲۱۵	آیت ”۲۸“ حضرت موسیٰ کی کس خاص نشانی کا ذکر ہے	۲۹۹	قرآن کی مثل لانے کا حکم	۳۲۵
۲۱۶	فرعون مع ہمرامی سمندر میں غرق ہونا	۳۰۰	مذکورہ آیت کے تحت رب کے خزانوں کا مالک کون؟	۳۲۶
۲۱۷	قوم عاد پر عذاب کی کیفیت	۳۰۰	سید عالم کی جانب سے اجرت کی نفی کرنے کے محال	۳۲۶
۲۱۸	قوم ثمود پر عذاب کی کیفیت	۳۰۰	کافروں کو ان کے حال پر چھوڑ دینے کا معنی	۳۲۷
۲۱۸	قوم نوح پر عذاب کی کیفیت	۳۰۰	آیت نمبر ۴۹ کے تحت فجر سے پہلے سنتیں پڑھنے	۳۲۷
۲۲۰	اللہ کے جوڑے بنانے میں حکمت	۳۰۵	تعارف سورۃ النجم	۳۲۹
۲۲۱	اللہ کی جانب ہمارے مراد طاعت کی بجا آوری یا.....	۳۰۵	النجم کے بارے میں تفسیری نکات	۳۳۳
۲۲۲	کس قول نے کافروں کو باہم اکٹھا کیا ہوا ہے	۳۰۵	ضل کے معنی کی وسعت	۳۳۳
۲۲۳	مبلغ کا کام فقط پہنچا دینا یا کچھ اور بھی	۳۰۶	غوی کے معنی کے بیان میں مفسرین کے اقوال	۳۳۵
۲۲۳	نصیحت کن کو فائدہ دیتی ہے	۳۰۶	دنا نقدی کے بارے میں اقوال	۳۳۵
۲۲۵	دماغیت ابن والانس سے ملائکہ کو خارج کرنے کی وجہ	۳۰۶	قاب تو سین اودانی میں مفسرین کے اقوال	۳۳۶

## عطائین، جلد: ۵

صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۲۷	نمبر شمار	صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۲۷	نمبر شمار
۳۷۲	پانی پینے کی باری کا بیان	۲۷۶	۳۳۶	معراج کی رات سید عالم کیا وحی فرمائی گئی	۲۵۱
۳۷۲	قد ارادہ دیگر لوگوں کا ناکہ کو ہلاک کرنا	۲۷۷	۳۳۷	رویت باری تعالیٰ پر دلائل	۲۵۲
۳۷۲	قوم لوط پر عذاب کی کیفیت	۲۷۸	۳۳۸	سدرۃ المنتہی کی بحث	۲۵۳
۳۷۲	آنکھیں چوہٹ کر دینے کے حامل	۲۷۹	۳۳۹	مازاغ المہر و ماغنی سے کیا مراد ہے	۲۵۴
۳۷۶	قوم فرعون کو نشانوں کے ذریعے نصیحت	۲۸۰	۳۴۳	دکم من ملک سے کیا مراد ہے	۲۵۵
۳۷۷	احادیث کی روشنی میں بدر کے احوال	۲۸۱	۳۴۳	اللہ کی جانب اولاد (بیٹیوں) کی نسبت کرنا	۲۵۶
۳۷۹	جہنم کی آگ کی سختی	۲۸۲	۳۴۴	ہدایت و گمراہی اللہ کے ہاتھ میں ہونے کا معنی	۲۵۷
۳۸۰	کلمہ کن کے اسرار و رموز	۲۸۳	۳۴۴	عقیدہ درست نہ ہو تو مکمل مردود ہے	۲۵۸
۳۸۱	تعارف سورۃ الرحمن	۲۸۴	۳۴۴	الحکم کی تعریف اور اس بارے میں تصریحات	۲۵۹
۳۸۵	رحمن نے کسے قرآن سکھایا	۲۸۵	۳۴۵	خود پسندی کی مذمت میں احادیث	۲۶۰
۳۸۵	انسان اور بیان کے اطلاقات	۲۸۶	۳۵۱	مرتد کے احکام	۲۶۱
۳۸۶	سورج اور چاند کا حساب سے چلنا	۲۸۷	۳۵۲	کسی کا بوجھ اٹھانے یا نہ اٹھانے کا بیان	۲۶۲
۳۸۶	ستاروں اور درختوں کے سجدے کی کیفیت	۲۸۸	۳۵۳	لیس للانسان الا سبی کے تحت ایصال ثواب کا ثبوت	۲۶۳
۳۸۶	میزان سے متعلق بحث	۲۸۹	۳۵۴	اللہ کے ہنسانے اور زمانے کا مطلب	۲۶۴
۳۸۷	رب کی ظاہری و باطنی نعمتوں کا تذکرہ	۲۹۰	۳۵۴	شعری ستارے کے بارے میں تحقیق	۲۶۵
۳۸۸	انسان اور جن کی تخلیق کا نعت ہوتا	۲۹۱	۳۵۵	وعیدات کو سن کر توبہ کرنے والوں کا حال	۲۶۶
۳۸۸	مشرق و مغرب میں پوشیدہ نعمتیں	۲۹۲	۳۵۷	تعارف سورۃ القمر	۲۶۷
۳۸۹	دو سمندروں کے ملنے میں نعمت کا ہونا	۲۹۳	۳۶۲	قیامت قریب ہونے کے بارے میں فررین کے اقوال	۲۶۸
۳۸۹	سمندروں سے موتی و جواہرات نکلتا	۲۹۴	۳۶۳	معجزہ شق القمر کا بیان	۲۶۹
۳۹۳	سب کچھ فنا ہونے کا معنی	۲۹۵	۳۶۳	حساب کتاب کے دن کی شدت و راحت	۲۷۰
۳۹۳	ہر آن نئی شان (نیا کام) ہونے کے حامل	۲۹۶	۳۶۴	ماء منہر کے معنی	۲۷۱
۳۹۴	انسان و جن کو زمین و آسمان سے نکل جانے کا حکم	۲۹۷	۳۶۴	حضرت نوح کی کشتی کا بیان	۲۷۲
۳۹۴	انسان و جن سے گناہ کی پوچھ گچھ ہونے یا نہ ہونے کا بیان	۲۹۸	۳۶۵	قرآن کے آسان ہونے سے کیا مراد ہے	۲۷۳
۳۹۹	دو جناتوں کے بارے میں اقوال	۲۹۹	۳۶۵	آخری بدھ کے نفوس ہونے کی حیثیت	۲۷۴
۳۹۹	جنتی نعمتوں کا عملی جائزہ	۳۰۰	۳۷۱	قوم صالح کا اپنے نبی کو آدمی کہنا	۲۷۵



## عطائین، جلد: ۵

صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۲۷	صفحہ نمبر	پارہ نمبر	صفحہ نمبر
۳۰۱	جنتی حوریں، تلمذ اور ازدواجی معاملات	۳۹۹	۳۲۶	کیا زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے
۳۰۲	جنات کے دخول جنت کی تحقیق	۴۰۰	۳۲۷	اللہ کے اول، آخر، ظاہر و باطن ہونے کے معنی
۳۰۳	تعارف سورة الواقعة	۴۰۲	۳۲۸	اسوائے باری تعالیٰ میں اعلیٰ حضرت کا موقف
۳۰۴	قیامت کی نشانیاں	۴۰۶	۳۲۹	غزوہ تبوک کس کے خلاف وقوع پذیر ہوا
۳۰۵	قیامت کو جھٹلانا ممکن ہے یا نہیں	۴۱۰	۳۳۰	حضرت عثمان غنی کے اتفاق پر دروایات
۳۰۶	خافضہ الواقعة کے معنی	۴۱۰	۳۳۱	نیکی کا سات سو گنا تک ہونا
۳۰۷	پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہونا	۴۱۰	۳۳۲	آخرت میں منافق مسلمان کے کفر سے فائدہ اٹھائے گا یا.....
۳۰۸	اصحاب الیمینہ و اصحاب الیمینہ سے مراد کون ہونگے	۴۱۱	۳۳۳	دروازے کے اندر رحمت اور باہر عذاب کن کے لئے ہے
۳۰۹	سبقت لے جانے والے کون ہونگے	۴۱۱	۳۳۴	اہل ایمان کے دلوں کا اللہ کی جانب جھک جانا
۳۱۰	جنت میں خادین لڑکوں کا بیان	۴۱۲	۳۳۵	شہید حکمی کا بیان
۳۱۱	جنت میں نہ ختم ہونے والی بہتی شراب	۴۱۲	۳۳۶	آخرت بھلا کر دنیا میں مشغولیت کی مثال
۳۱۲	موتی نما آنکھوں والی حوریں	۴۱۲	۳۳۷	تقدیر کی اقسام ثلاثہ
۳۱۳	جنت میں لغویات اور گناہ نہ ہونے کا بیان	۴۱۳	۳۳۸	لوہے کی فضیلت
۳۱۴	جنت میں کیلے کے چھوٹے کا بیان	۴۱۳	۳۳۹	رہبانیت کے معنی و مطالب کی تحقیق
۳۱۵	عربا تو ابا کی تحقیق	۴۱۳	۳۴۰	اللہ کی رحمت سے دو حصے کن کے لئے ہیں
۳۱۶	جہنم کے چھاؤں کا بیان	۴۲۰	۳۴۱	پارہ نمبر ۲۸
۳۱۷	بعث بعد الموت کا بیان	۴۲۰	۳۴۲	تعارف سورة المجادلہ
۳۱۸	جہنم کے پانی سے حیم کی مثال	۴۲۰	۳۴۳	ظہار کا بیان
۳۱۹	حطام افاضتہ تفکھون کے معانی	۴۲۱	۳۴۴	خولہ بنت ثعلبہ اور اوس بن صامت کی سوخ
۳۲۰	آگ اور سبز چٹری کی مناسبت	۴۲۱	۳۴۵	ظہار کے کفارے کا بیان
۳۲۱	تاروں کے غروب ہونے کی جگہ	۴۲۵	۳۴۶	سرگوشی میں عدد و مفر کا بیان
۳۲۲	بے وضو قرآن چھونے کا حکم	۴۲۵	۳۴۷	یہود کا سید عالم کو السلام علیک کہنا
۳۲۳	دوبارہ جسم کی طرف لوٹا لینے کا بیان	۴۲۶	۳۴۸	مشورے کی اہمیت
۳۲۴	ریحان یعنی اچھا رزق	۴۲۶	۳۴۹	مجلس میں کسی ایک کو چھوڑ کر سرگوشی کرنا
۳۲۵	تعارف سورة الحديد	۴۲۸	۳۵۰	سید عالم کی بارگاہ میں کلام سے قبل صدقہ دینا

## عطائین، جلد ۵:

صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۲۸	صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۲۸	صفحہ نمبر
۵۱۲	ارتداد سے نکاح قائم رہنے یا نہ رہنے کا مسئلہ	۳۷۶	۳۷۲	۳۵۱
۵۱۳	اختلافِ دہرین سے نکاح ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا مسئلہ	۳۷۷	۳۷۳	۳۵۲
۵۱۵	<b>تعارف سورة الصف</b>	۳۷۸	۳۷۳	۳۵۳
۵۱۹	بغیر عمل کے تبلیغ کرنا	۳۷۹	۳۷۴	۳۵۴
۵۱۹	قوم کا حضرت موسیٰ کو بیمار سمجھنا	۳۸۰	۳۷۵	۳۵۵
۵۲۰	احمد نام کی برکتیں	۳۸۱	۳۸۱	۳۵۶
۵۲۰	اللہ کے نور سے مراد براہین یا کچھ اور	۳۸۲	۳۸۲	۳۵۷
۵۲۳	حضرت عیسیٰ کا اپنے حواریوں سے مدد چاہنا	۳۸۳	۳۸۳	۳۵۸
۵۲۳	حضرت عیسیٰ کے بارے میں خود ساختہ عقیدہ	۳۸۴	۳۸۳	۳۵۹
۵۲۵	<b>تعارف سورة الجمعة</b>	۳۸۵	۳۸۴	۳۶۰
۵۲۸	آیت مذکورہ میں نبی کے چار اوصاف	۳۸۶	۳۸۵	۳۶۱
۵۲۹	علم کی باتیں جاہل کو بیان کرنے کی ممانعت	۳۸۷	۳۸۶	۳۶۲
۵۳۱	اذانِ جمعہ کے وقت خرید و فروخت کا مسئلہ	۳۸۸	۳۸۷	۳۶۳
۵۳۳	<b>تعارف سورة المنافقون</b>	۳۹۹	۳۸۷	۳۶۴
۵۳۷	منافق کی تعریف اور ان کے کفریہ عقائد کا عملی جائزہ	۳۹۰	۳۹۲	۳۶۵
۵۳۸	اللہ کا منافقین کو ہلاک کرنے کا بیان	۳۹۱	۳۹۳	۳۶۶
۵۳۸	عزت و ذلت کے پیرائے کا بیان	۳۹۲	۳۹۶	۳۶۷
۵۳۱	مال و اولاد کے فتنے کا بیان	۳۹۳	۳۹۶	۳۶۸
۵۳۱	صالحین کی مبارک عادتیں	۳۹۴	۳۹۷	۳۶۹
۵۳۳	<b>تعارف سورة التغابن</b>	۳۹۵	۳۹۸	۳۷۰
۵۳۶	اصل خلقت کے اعتبار سے کافر یا مسلمان ہونا	۳۹۶	۵۰۳	۳۷۱
۵۳۷	مخلوق میں انسان کو اچھی شکل دینے کے معنی	۳۹۷	۵۰۳	۳۷۲
۵۳۷	یومِ التغابن سے کیا مراد ہے	۳۹۸	۵۰۴	۳۷۳
۵۵۱	معصیت پر مبر کرنے کی تلقین	۳۹۹	۵۱۱	۳۷۴
۵۵۲	دین کے معاملے میں اہل و عیال کی بات کا معیار	۴۰۰	۵۱۴	۳۷۵

## عطائین، جلد ۵:

نمبر شمار	پارہ نمبر ۲۸	صفحہ نمبر	شمار نمبر	پارہ نمبر ۲۹	صفحہ نمبر
۴۰۱	خوش دلی سے صدقہ و خیرات کرنا چاہیے	۵۵۲	۴۲۶	خلوت و جلوت میں بندگی کرنے والے لوگ	۵۸۷
۴۰۲	تعارف سورة الطلاق	۵۵۳	۴۲۷	زمین کے کناروں پر چلنے سے کیا مراد ہے	۵۹۳
۴۰۳	طلاق کی اقسام و مسائل	۵۵۸	۴۲۸	دھسائے جانے والے لوگ کون ہونگے	۵۹۳
۴۰۴	عدت کے چند ضروری مسائل	۵۵۹	۴۲۹	اللہ کی عطا سے عذاب سے بچانے یا نہ بچانے کا حکم	۵۹۵
۴۰۵	رجعت کی ضروری صورتوں کا بیان	۵۶۰	۴۳۰	سیاہ چہرے پڑنے والوں کا بیان	۵۹۶
۴۰۶	کن صورتوں میں گواہ کرنا ضروری ہے اور کیوں	۵۶۱	۴۳۱	تعارف سورة القلم	۵۹۷
۴۰۷	پریشانیوں، مصیبتوں اور دشواریوں سے نجات کی دعا	۵۶۱	۴۳۲	نون کے اسرار و رموز	۶۰۲
۴۰۸	حمل والی عورتوں کی عدت	۵۶۲	۴۳۳	قلم اور لکھنے والوں کی کیفیت	۶۰۲
۴۰۹	دودھ پلانے والیوں کے مسائل	۵۶۲	۴۳۴	خلق عظیم کی بحث	۶۰۳
۴۱۰	وعیدات سے متعلق بیان	۵۶۶	۴۳۵	ولیدین مغیرہ کی خصلتوں کا بیان	۶۰۴
۴۱۱	سات آسمان و زمین کی تحقیق	۵۶۷	۴۳۶	گستاخ رسول کو براہوں لئے کا جواز	۶۰۵
۴۱۲	تعارف سورة التحريم	۵۶۹	۴۳۷	آیت نمبر ۱۸ کے تحت ان شاء اللہ نہ کھنے کا بیان	۶۰۵
۴۱۳	باندی کے حلال ہونے کا بیان	۵۷۳	۴۳۸	فقراء و مساکین سے مال روک لینا	۶۰۵
۴۱۴	مذکورہ آیت کے تحت کفارہ ادا کرنے یا نہ کرنے کا بیان	۵۷۴	۴۳۹	مؤمن و مجرم برابر نہیں	۶۱۱
۴۱۵	قرآن سے غیر خدا کا مددگار ہونا ثابت ہے	۵۷۴	۴۴۰	یوم یکشف عن ساق کے معنی میں اقوال مفسرین	۶۱۱
۴۱۶	گھر سے نیکی کی دعوت شروع کرنے کا بیان	۵۷۵	۴۴۱	حضرت یونس کی سوانح اور قوم پر عذاب	۶۱۲
۴۱۷	نور کے آگے اور دابھے دوڑنے سے کیا مراد ہے	۵۷۹	۴۴۲	تعارف سورة الحاقة	۶۱۳
۴۱۸	منافقین سے زبانی کلامی جہاد کرنے کا حکم	۵۸۰	۴۴۳	الحاقہ کی تکرار میں اسرار و رموز	۶۲۰
۴۱۹	بی بی آسیہ پر مظالم کی کیفیات	۵۸۰	۴۴۴	حسوا کے معنی	۶۲۰
۴۲۰	پارہ نمبر ۲۹		۴۴۵	عرش اٹھانے وال فرشتوں کا بیان	۶۲۱
۴۲۱	تعارف سورة الملک	۵۸۲	۴۴۶	ستر ہاتھ زنجیر میں پروئے کا بیان	۶۲۱
۴۲۲	دنیا کی زندگی آزمائش کا گھر ہے	۵۸۶	۴۴۷	دو تین کے کہتے ہیں	۶۲۵
۴۲۳	آسمان میں رخنہ نہ ہونے کا بیان	۵۸۷	۴۴۸	قرآن سے عظمت قرآن کا بیان	۶۲۵
۴۲۴	کواکب کیوں بنائے گئے	۵۸۷	۴۴۹	رکوع اور سجدے میں تسبیحات کا پڑھنا واجب یا.....	۶۲۵
۴۲۵	ظلال کبیر کے قائل میں احتمالات متفرقہ	۵۸۷	۴۵۰	تعارف سورة المعارج	۶۲۷



## عطائین، جلد: ۵

صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۲۹	نمبر شمار	صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۲۹	نمبر شمار
۶۷۹	الہدٰی کے حوالے سے اہم معلومات	۴۷۶	۶۳۱	عروج ملائکہ سے کیا مراد ہے	۴۵۱
۶۸۰	سید عالم ﷺ کو کپڑا پاک رکھنے کا حکم	۴۷۷	۶۳۲	قیامت کے دن کی مقدار کا بیان	۴۵۲
۶۸۰	احسان کر کے بدلے میں زیادہ کی امید رکھنا	۴۷۸	۶۳۲	مال روک لینے سے کیا مراد ہے	۴۵۳
۶۸۰	ولید بن مغیرہ پر انعام خداوندی اور.....	۴۷۹	۶۳۳	غلام لونڈی کے نکاح کے احکامات	۴۵۴
۶۸۱	ولید بن مغیرہ کے افعال و اعمال کا جائزہ	۴۸۰	۶۳۶	کافروں کا دخول جنت کے حوالے سے گمان فاسد	۴۵۵
۶۸۲	دروغہ دوزخ کی تعداد کا بیان	۴۸۱	۶۳۶	مشارق و مغارب کے بین کی توجیہات	۴۵۶
۶۸۶	رات، دن، چاند اور اجالے کی قسم سے کیا مراد ہے	۴۸۲	۶۳۷	<b>تعارف سورۃ نوح</b>	۴۵۷
۶۸۷	کفار کا احکام فرعیہ میں مکلف ہونا	۴۸۳	۶۴۱	قرآن میں خوف دلا کر تبلیغ کرنے کے مختلف انداز	۴۵۸
۶۸۹	<b>تعارف سورۃ القیامۃ</b>	۴۸۴	۶۴۱	اعلانہ اور آہستہ تبلیغ دین کرنا	۴۵۹
۶۹۳	نفس لوامہ کا بیان	۴۸۵	۶۴۱	اللہ کی ذات کو وسیلہ بنانے یا نہ بنانے کا مسئلہ	۴۶۰
۶۹۴	سید عالم کا وحی سماعت کرنے کے بعد تکرار کرنا	۴۸۶	۶۴۶	وہ، سوار، یغوث، یعوق اور نسر کی تحقیق	۴۶۱
۶۹۴	پنڈلی کا دوسری پنڈلی سے لپٹ جانا	۴۸۷	۶۴۶	حضرت نوح کی دعائے ضرر	۴۶۲
۶۹۷	غلامدق دلاصلی کے بارے میں مفسرین کی رائے	۴۸۸	۶۴۷	<b>تعارف سورۃ الجن</b>	۴۶۳
۶۹۸	<b>تعارف سورۃ الدھر</b>	۴۸۹	۶۵۲	جن کے معنی اور ان کا قرآن سننا	۴۶۴
۷۰۳	آیت مذکورہ میں الانسان کے معنی میں محال	۴۹۰	۶۵۳	سید عالم ﷺ اور صحابہ کا جنات کو دیکھنا	۴۶۵
۷۰۴	جنتی کا فور کی تحقیق	۴۹۱	۶۵۴	جنات کے مومن و کافر ہونے کا بیان	۴۶۶
۷۰۴	مسکین۔ یتیم اور قیدی کو کھانا کھلانا	۴۹۲	۶۵۴	دین پر اسقامت اور مائے غرق کی بشارت	۴۶۷
۷۰۵	جنت میں زمہریر کے متعلق ارشادات مفسرین	۴۹۳	۶۵۸	علم غیب سے متعلق مصلحت بحث	۴۶۸
۷۰۵	سلسبیل اور زنجیل کے انعام کا بیان	۴۹۴	۶۶۲	<b>تعارف سورۃ المزمل</b>	۴۶۹
۷۰۶	سبز رنگ کا جواز	۴۹۵	۶۶۶	مزل کے معنی کی تحقیق	۴۷۰
۷۰۹	عتبہ اور ولید کا حکم ربی سے رجوع کرنے کا مشورہ	۴۹۶	۶۶۶	سید عالم ﷺ پر نماز تہجد کا حکم	۴۷۱
۷۱۰	اللہ کے نزدیک قیامت کا دن ہماری ہونے کا معنی	۴۹۷	۶۶۷	سید عالم ﷺ کے تلاوت قرآن فرمانے کا انداز	۴۷۲
۷۱۱	<b>تعارف سورۃ المرسلات</b>	۴۹۸	۶۷۱	نماز تہجد میں کتنا قرآن پڑھا جائے	۴۷۳
۷۱۵	مختلف اقسام کی ہواؤں کا بیان	۴۹۹	۶۷۱	نماز تہجد کی فریضیت کا منسوخ ہونا	۴۷۴
۷۵۱	منی سے انسان کی تخلیق کا بیان	۵۰۰	۶۷۳	<b>تعارف سورۃ المدثر</b>	۴۷۵

## عطائین، جلد: ۵

صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۳۰	صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۲۹	صفحہ نمبر
۷۵۴	سورج، چاند، ستاروں کو دوزخ میں ڈالا جانا	۵۲۶	۷۱۶	۵۰۱
۷۵۵	اجسام دار و اح کا باہمی تعلق	۵۲۷	۷۱۸	۵۰۲
۷۵۵	ستاروں کی تاثیر کا علم سائنس و شری نقطہ نگاہ سے	۵۲۸		۵۰۳
۷۵۶	حضرت جبرائیل کی چھ صفات کا بیان	۵۲۹	۷۱۹	۵۰۴
۷۵۷	تعارف سورۃ الانفا	۵۳۰	۷۲۳	۵۰۵
۷۵۹	سمندروں کا قیامت کے وقت بل جانے کے محال	۵۳۱	۷۲۴	۵۰۶
۷۵۹	قبروں کا شوق ہونا اور مردوں کا باہر نکلتا	۵۳۲	۷۲۴	۵۰۷
۷۶۰	انسان کو مکرم کرنا اور اچھی شکل و صورت دینا	۵۳۳	۷۲۸	۵۰۸
۷۶۰	کراما کا تبیین کے علم قدرت کا بیان	۵۳۴	۷۲۸	۵۰۹
۷۶۲	تعارف سورۃ المطففین	۵۳۵	۷۲۸	۵۱۰
۷۶۷	ماب تول میں کی دالوں کے لئے دلیل کی بشارت	۵۳۶	۷۳۰	۵۱۱
۷۶۸	اللہ کے حضور پیشی ہونے کے احوال	۵۳۷	۷۳۳	۵۱۲
۷۶۹	سجین میں کن کے نامہ اعمال ہو گئے	۵۳۸	۷۳۴	۵۱۳
۷۶۹	رب کے حجاب میں ہونے سے کیا مراد ہے	۵۳۹	۷۳۵	۵۱۴
۷۷۰	علیین میں کن کے نامہ اعمال ہو گئے	۵۴۰	۷۳۵	۵۱۵
۷۷۰	دنیا میں کافروں ک مسلمانوں پر ہنسا	۵۴۱	۷۳۹	۵۱۶
۷۷۰	آخرت میں مؤمنین کا کفاروں پر ہنسا	۵۴۲	۷۴۰	۵۱۷
۷۷۲	تعارف سورۃ الانشاق	۵۴۳	۷۴۰	۵۱۸
۷۷۶	آسمان شق ہونے سے متعلق اقوال	۵۴۴	۷۴۳	۵۱۹
۷۷۶	زمین پھلائے جانے متعلق اقوال و احادیث	۵۴۵	۷۴۷	۵۲۰
۷۷۷	زمین کا خزانے و مردے اگل دینا	۵۴۶	۷۴۸	۵۲۱
۷۷۷	مومن کے نامہ اعمال و آسانی سے حساب کا معاملہ	۵۴۷	۷۴۸	۵۲۲
۷۷۸	کافروں کے نامہ اور حساب کا معاملہ	۵۴۸	۷۴۹	۵۲۳
۷۷۸	شفق کے معنی اور کچھ تفصیل	۵۴۹	۷۴۹	۵۲۴
۷۷۹	قرآن سن کر سجدہ کرنے والوں کا بیان	۵۵۰	۷۵۱	۵۲۵

## عطائین، جلد: ۵

صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۳۰	صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۳۰	صفحہ نمبر
۸۰۷	جنتیوں کے انعام کی لہرست	۵۷۶	تعارف سورۃ البروج	۵۵۱
۸۰۷	اونٹ، آسمان، پہاڑ اور زمین کی مثال	۵۷۷	البروج اور الفرقان میں برج کا بیان	۵۵۲
۸۰۸	جبریہ فرقے کا رد	۵۷۸	متذکرہ بالا قسموں کے بارے میں اقوال مفسرین	۵۵۳
۸۰۹	تعارف سورۃ الفجر	۵۷۹	اصحاب اخذ و دکن ہیں	۵۵۴
۸۱۳	فجر کی قسم کا بیان	۵۸۰	مفسرین کے نزدیک مسلمانوں کو ایذا دینے کی سزا	۵۵۵
۸۱۴	دس راتوں کی قسم کے بیان میں اقوال و احادیث	۵۸۱	لوح محفوظ کو شیطان سے محفوظ رکھنے کا بیان	۵۵۶
۸۱۴	طاق جفت کی قسم کا بیان	۵۸۲	تعارف سورۃ الطارق	۵۵۷
۸۱۵	رات کی قسم کا بیان	۵۸۳	طارق کے معنی اور اس کے محال	۵۵۸
۸۱۵	متذکرہ آیات کے تحت قوم عاد و ثمود کا بیان	۵۸۴	ادراک اور اعلمک میں فرق	۵۵۹
۸۱۶	فروع کی سزا دینے کی کیفیت اجمالی خاکہ	۵۸۵	ہر انسان پر کتنے کتنے محافظ فرشتے متعین ہوتے ہیں	۵۶۰
۸۱۶	آزمائش نعت دے کر اور لے کر ہونا	۵۸۶	مائے ناپاک اور اس کا خروج و احکام	۵۶۱
۸۱۷	آزمائش کے چار اسباب کا ذکر	۵۸۷	ذات الرجوع سے کیا مراد ہے	۵۶۲
۸۱۷	زمین کا پاش پاش ہو جانا	۵۸۸	ذات الصدع کے بارے میں اقوال مفسرین	۵۶۳
۸۱۸	رب العلیین کا آنا اور فرشتوں کا صفہ صفت ہونا	۵۸۹	قول فصل کے بارے میں اقوال مفسرین	۵۶۴
۸۱۸	اطمینان والے نفس پر انعام و اکرام	۵۹۰	ہزل کے بارے میں اقوال مفسرین	۵۶۵
۸۲۰	تعارف سورۃ البلد	۵۹۱	کفار اور اللہ کے کید میں فرق	۵۶۶
۸۲۳	شہر مکہ کی قسم کی وجوہات	۵۹۲	تعارف سورۃ الاعلیٰ	۵۶۷
۸۲۴	حضرت آدم و اولاد آدم کی قسم کی وجوہ	۵۹۳	امام رازی کے نزدیک ح اسم ربک میں پوشیدہ راز	۵۶۸
۸۲۴	گھائی کا عبور کرنا اور اس کے اسباب	۵۹۴	سبعان ربی الاعلیٰ کے محال	۵۶۹
۸۲۵	ایمان کی عدم موجودگی میں طاعت بے کار ہوتی ہے	۵۹۵	سید عالم کو پڑھانے کا بیان	۵۷۰
۸۲۶	تعارف سورۃ الشمس	۵۹۶	ترکیہ کے معنی و محال	۵۷۱
۸۲۸	سورج اور اس کی روشنی کی قسم کی وجوہات	۵۹۷	کتب، صحف، انبیاء و رسل کی تعداد کا بیان	۵۷۲
۸۲۹	چاند اور اس کے طلوع ہونے کی قسم	۵۹۸	تعارف سورۃ الغاشیہ	۵۷۳
۸۲۹	دن اور اس کی چمک کی قسم	۵۹۹	الغاشیہ سے مراد قیامت یا نارِ جہنم	۵۷۴
۸۲۹	رات اور اس کے اندھیرے کی قسم	۶۰۰	ضرب کی خباثت کے بارے میں اقوال مفسرین	۵۷۵

## عطائین، جلد ۵:

صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۳۰	صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۳۰	صفحہ نمبر
۸۵۷	نماز کے بعد دعا (دو ذکر ہائیر) میں معروف ہونا	۶۲۶	۸۳۰	۶۰۱
۸۵۹	<b>تعارف سورۃ التین</b>	۶۲۷	۸۳۰	۶۰۲
۸۶۱	”تین“ اور ”تینوں“ اقوال و افادیت	۶۲۸	۸۳۰	۶۰۳
۸۶۱	طور بیٹا سے کیا مراد ہے	۶۲۹	۸۳۲	۶۰۴
۸۶۱	نہ ختم ہونے والے ثواب سے کیا مراد ہے	۶۳۰	۸۳۵	۶۰۵
۸۶۳	<b>تعارف سورۃ العلق</b>	۶۳۱	۸۳۵	۶۰۶
۸۶۶	سید عالم ﷺ کا پڑھنا	۶۳۲	۸۳۶	۶۰۷
۸۶۷	مفسر جلال کے نزدیک سب سے پہلے لکھنے والے؟	۶۳۳	۸۳۶	۶۰۸
۸۶۸	یہاں انسان کے نہ جاننے سے کیا مراد ہے	۶۳۴	۸۳۶	۶۰۹
۸۶۸	اللہ کے نبی کو نماز سے روکنے کی وجوہات	۶۳۵	۸۳۷	۶۱۰
۸۶۹	زبان یہ کون ہیں	۶۳۶	۸۳۸	۶۱۱
۸۷۱	<b>تعارف سورۃ القدر</b>	۶۳۷	۸۴۱	۶۱۲
۸۷۲	قرآن کا ایک بارگی اترنے کے بارے میں اقوال	۶۳۸	۸۴۳	۶۱۳
۸۷۳	شب قدر کی اہمیت و فضائل	۶۳۹	۸۴۴	۶۱۴
۸۷۴	فرشتوں کا نزول اور اہم فیصلے	۶۴۰	۸۴۴	۶۱۵
۸۷۵	مفسرین کے اقوال در باب سلامتی والی رات	۶۴۱	۸۴۵	۶۱۶
۸۷۷	<b>تعارف سورۃ البینۃ</b>	۶۴۲	۸۴۷	۶۱۷
۸۸۰	کفار کی قسام اور مجوسیوں کا اہل کتاب میں داخل ہونا	۶۴۳	۸۴۷	۶۱۸
۸۸۰	آیت نمبر ”۱“ اور ”۳۳“ ظاہری تعارض	۶۴۴	۸۴۷	۶۱۹
۸۸۰	حفظاء کے بارے میں اقوال مفسرین	۶۴۵	۸۵۰	۶۲۰
۸۸۱	آیت نمبر ۷ کے تحت مخلوق کا فرشتوں سے افضل ہونا	۶۴۶	۸۵۱	۶۲۱
۸۸۳	<b>تعارف و فضائل سورۃ الزلزال</b>	۶۴۷	۸۵۳	۶۲۲
۸۸۴	اسلامی اور سائنسی لحاظ سے زلزلہ اور اس کے اسباب	۶۴۸	۸۵۴	۶۲۳
۸۸۶	زمین کا خزانے اگل دینا	۶۴۹	۸۵۵	۶۲۴
۸۸۶	زمین کا انسانی اعمال کی خبر دینا	۶۵۰	۸۵۶	۶۲۵



## عطائین، جلد ۵:

صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۳۰	صفحہ نمبر	نمبر شمار
۹۱۶	ابرہہ کی ظاہری ارادے کو کید کہنے کی وجوہات	۸۸۷	۲۵۱
۹۱۷	ابابیل کے بارے میں اقوال مفسرین	۸۸۹	۲۵۲
۹۱۷	جبل کے بارے میں اقوال مفسرین	۸۹۱	۲۵۳
۹۱۷	کھف ماکول کے بارے میں اقوال مفسرین	۸۹۲	۲۵۴
۹۱۹	تعارف سورۃ قریش	۸۹۲	۲۵۵
۹۲۰	حذکرہ آیت میں قریش کا کون سا قبیلہ مراد ہے	۸۹۳	۲۵۶
۹۲۰	قریش کو سفر تجارت کی رغبت دلانے کی وجوہات	۸۹۵	۲۵۷
۹۲۱	ایک مقررہ مدت تک بھوک اور خوف سے امن دینا	۸۹۶	۲۵۸
۹۲۲	الفیل اور الفیلش ایک ہی سورت ہیں یا الگ	۸۹۶	۲۵۹
۹۲۳	تعارف سورۃ الماعون	۸۹۶	۲۶۰
۹۲۳	دین کی تفسیر میں مختلف وجوہات کا بیان	۸۹۷	۲۶۱
۹۲۳	یتیم پر اکرام کی برکتیں	۸۹۹	۲۶۲
۹۲۵	مسکین کے ساتھ بھلائی کے انعام	۹۰۰	۲۶۳
۹۲۵	سید عالم ﷺ سے نماز میں سہو ہونا	۹۰۱	۲۶۴
۹۲۶	عبادات میں ریا کاری کرنا	۹۰۱	۲۶۵
۹۲۶	ویمعون الماعون کے مخاطبین کا بیان	۹۰۵	۲۶۶
۹۲۸	تعارف و فضائل سورۃ الکوش	۹۰۵	۲۶۷
۹۲۹	الکوش کے معانی میں وسعت کا بیان	۹۰۷	۲۶۸
۹۳۰	یوم نحر کو نماز پڑھنے کا حکم وجوبی یا غیر وجوبی	۹۰۷	۲۶۹
۹۳۱	قربانی کے مسائل اور اس کا حکم	۹۰۹	۲۷۰
۹۳۳	تعارف سورۃ الکافرون	۹۱۱	۲۷۱
۹۳۴	قل کے خطاب سے آغاز کرنے کی وجوہات	۹۱۲	۲۷۲
۹۳۶	ولا اثم عبدون ما عبد کی تکرار کیوں کی گئی	۹۱۲	۲۷۳
۹۳۶	لکم دینکم ولی دین کے محال	۹۱۳	۲۷۴
۹۳۸	تعارف سورۃ النصر	۹۱۵	۲۷۵

## عطائین، جلد ۵،

صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۳۰	نمبر شمار	صفحہ نمبر	پارہ نمبر ۳۰	نمبر شمار
۹۵۱	الاخلاص "۳" اور ۴ کے تحت علامہ قرطبی کا تفسیر	۷۱۲	۹۳۹	اللہ کی مدد کے بارے میں اقوال مفسرین	۷۰۱
۹۵۳	تعارف سورة المعوذتین	۷۱۳	۹۴۰	فتح مکہ کا بیان	۷۰۲
۹۵۵	فلق کے معنی میں اقوال اور سید عالم پر جادو کا اثر	۷۱۴	۹۴۰	سید عالم کی وفات کے بارے میں اقوال مفسرین	۷۰۳
۹۵۶	شریر مخلوق کے معنی میں اقوال مفسرین	۷۱۵	۹۴۱	سید عالم کے استغفار کرنے کی شرعی حیثیت	۷۰۴
۹۵۶	اندھیری رات کے شرے کیا مراد ہے	۷۱۶	۹۴۳	تعارف سورة لہب	۷۰۵
۹۵۶	پھونکنے کے جواز و عدم جواز اور حل	۷۱۷	۹۴۵	الولہب کی تاریخ، انجام اور وجہ مذمت	۷۰۶
۹۵۷	حسد کی نحوست کا بیان	۷۱۸	۹۴۵	الولہب کی اولاد کی مذمت و ہلاکت	۷۰۷
۹۶۰	مخلوق میں انسان کو خاص کرنے کی وجوہ	۸۱۹	۹۴۶	الولہب کی زوجہ کی تاریخ و ہلاکت	۷۰۸
۹۶۰	من شر الوسواس الخناس کی توجیہات	۷۲۰	۹۴۷	تعارف و فضائل سورة الاخلاص	۷۰۹
۹۶۰	انسان اور جن کے دوسے ڈالنے کی توجیہات	۷۲۱	۹۴۸	سورة الاخلاص کے فضائل برکات اور اہم نکات	۷۱۰
۹۶۳	ماخذ	۷۲۲	۹۵۰	اللہ کے بے نیاز ہونے کی وجوہات	۷۱۱

صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمَ

رکوع نمبر: ۱

﴿إِلَيْهِ يَرْجِعُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ مَتَى تَكُونُ لَا يَعْلَمُهَا غَيْرُهُ ﴿وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٍ وَلَا تَقْرَأُ ثَمَرَةً﴾ مِنْ أَكْمَامِهَا ﴿أَوْ عَيْتَهَا جَمْعُ كَيْفٍ يَكْسِرُ الْكَافِ الْأَعْلَمُ بِهٖ﴾ ﴿وَمَا تَحْمِلُ مِنَ الشَّيْءِ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ إِبْنُ شِرْكَاءِ قَالُوا اذْكُوا اذْكُوا﴾ اَيُّ اَعْلَمْنَاكَ اَلْآنَ ﴿مَامَنَا مِنْ شَهِيدٍ﴾ ﴿۴۷﴾ اَيُّ شَهِيدٍ بِأَنَّ لَكَ شَرِيكًَا ﴿وَضَلَّ غَابَ﴾ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ ﴿يَعْبُدُونَ﴾ مِنْ قَبْلِ ﴿فِي الدُّنْيَا مِنْ الْأَوْثَانِ﴾ ﴿وَوَظَنُوا﴾ اَيَقْنُوا ﴿مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ﴾ ﴿۴۸﴾ مَهْرَبٍ مِنَ الْعَذَابِ وَالنَّفْيِ فِي الْمَوْضِعَيْنِ مُعَلَّقٌ عَنِ الْعَمَلِ جُمْلَةُ النَّفْيِ سُدَّ مَسَدُ الْمَفْعُولَيْنِ ﴿لَا يَسْتَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دَعَاءِ الْخَيْرِ﴾ اَيُّ لَا يَزَالُ يَسْأَلُ رَبَّهُ الْمَالَ وَالصِّحَّةَ وَغَيْرَهُمَا ﴿وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ﴾ الْفَقْرُ وَالشَّدَّةُ ﴿فَيُوسِ قَنُوطُ﴾ ﴿۴۹﴾ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ وَهَذَا وَمَا بَعْدَهُ فِي الْكَافِرِينَ ﴿وَلَنْ﴾ لَمْ قَسَمَ ﴿اَذْقَنَهُ﴾ اَتَيْنَاهُ ﴿رَحْمَةً﴾ غَنَى وَصِحَّةً ﴿مَنَا مِنْ بَعْدِ ضِرَاءٍ﴾ شِدَّةً وَبَلَاءٍ ﴿مُسْتَه لِيَقُولَنَّ هَذَا لِي﴾ اَيُّ بَعْمَلِي ﴿وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَنْ﴾ لَمْ قَسَمَ ﴿رَجَعْتَ إِلَىٰ رَبِّي إِنْ لِي عِنْدَهُ لِلْحَسَنِ﴾ اَيُّ الْجَنَّةِ ﴿فَلَنَنْبِتَنَّ﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنَذِقَنَّهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿۵۰﴾ شَدِيدٍ وَاللَّامُ فِي الْفَعْلَيْنِ لَمْ قَسَمَ ﴿وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ﴾ الْجَنَسِ ﴿اعْرَضَ﴾ عَنِ الشُّكْرِ ﴿وَنَابِجَانِهِ﴾ ثَنَى عَطْفِهِ مُتَبَخِّرًا وَفِي قِرَاءَةِ بَقْدِيمِ الْهَمْزَةِ ﴿وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دَعَاءٍ عَرِيضٍ﴾ ﴿۵۱﴾ كَثِيرٍ ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ﴾ اَيُّ الْقُرْآنُ ﴿مِنْ عِنْدِ اللَّهِ﴾ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ﴿ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ مِنْ﴾ اَيُّ لَا أَحَدٌ ﴿اضِلَّ مِنْهُمُ هُوَ فِي شِقَاقٍ﴾ خِلَافٍ ﴿بَعِيدٍ﴾ ﴿۵۲﴾ عَنِ الْحَقِّ أَوْ قَعٌ هَذَا مَوْقِعٌ مِنْكُمْ بَيَانًا لِحَالِهِمْ ﴿سَنُرِيهِمْ اِيتَافِي الْأَفَاقِ﴾ أَفْطَارِ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ مِنَ النَّيِّرَاتِ وَالنَّبَاتِ وَالْأَشْجَارِ ﴿وَفِي أَنْفُسِهِمْ﴾ مِنْ لَطِيفِ الصَّنْعَةِ وَبَدِيعِ الْحِكْمَةِ ﴿حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ﴾ اَيُّ الْقُرْآنُ ﴿الْحَقُّ﴾ الْمُنَزَّلُ مِنَ اللَّهِ بِالْبُعْثِ وَالْحِسَابِ وَالْعِقَابِ فَيَعْبُقُونَ عَلَىٰ كُفْرِهِمْ وَبِالْجَانِي بِهٖ ﴿أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ﴾ فَاعِلٌ يَكْفِ ﴿إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ ﴿۵۳﴾ بَدَلٌ مِنْهُ اَيُّ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ فِي صِدْقِكَ أَنَّ رَبَّكَ لَا يَغِيبُ عَنْهُ شَيْءٌ مَا ﴿إِلَّا أَنَّهُمْ فِي مَرِيَّةٍ﴾ شَكٍّ ﴿مَنْ لِقَاءَ رَبِّهِمْ﴾ لِأَنكَارِهِمُ الْبُعْثَ ﴿إِلَّا أَنَّهُ﴾ تَعَالَى ﴿بِكُلِّ شَيْءٍ﴾ مُحِيطٌ ﴿۵۴﴾ عِلْمًا وَقُدْرَةً فَيَجَارِيهِمْ بِكُفْرِهِمْ.

## ﴿ترجمہ﴾

قیامت کا علم اسی پر حوالہ ہے (قیامت کب واقع ہوگی؟ یہ بات اللہ ﷻ کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا) اور کوئی پھل (ثمرات ایک قراءت میں بیضہ مفرد ثمرہ ہے) اپنے غلاف سے نہیں نکلتا ("اکمام" کم کی جمع ہے کم کاف مکسورہ کے ساتھ بمعنی غلاف ہے) اور نہ کسی مادہ کے پیٹ میں رہے اور نہ جنے مگر اس کے علم سے اور جس دن انہیں نفا فرمائے گا کہاں ہیں میرے شریک؟ کہیں گے ہم تجھ سے کہہ چکے ہیں (ہم ابھی تجھے بتا چکے ہیں، اذک اذک بمعنی اعلیٰ مناک ہے) ہم میں کوئی گواہ نہیں (اس بات کا کہ تیرا کوئی شریک ہے، شہید بمعنی شاہد یعنی گواہ ہے) اور گرم گیا (ضلل بمعنی غاب ہے) ان سے جسے پوجتے تھے (یدعون بمعنی یعبدون ہے) پہلے (یعنی دنیا میں بتوں کو) اور انہیں یقین ہو چکا (ظنوا بمعنی ایقنوا ہے) بھاگنے کی جگہ نہیں (عذاب سے بھاگ کر.....)

محیط بمعنی مہرب ہے، یہاں دونوں مقامات میں حرف لئی کو مل سے روک دیا گیا ہے اور یہ جملہ لئی دو مقامات کے قائم مقام ہے (آدی بھلائی مانگنے سے نہیں اکتاتا) (یعنی اپنے رب سے مال وصحت وغیرہ کی دعا کرتا رہتا ہے.....) اور کوئی برائی پہنچے (یعنی تنگدستی و مصیبت) تو (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے) ناامید و مایوس ہو جاتا ہے (یہ اور مابعد فرمان کافروں کے بارے میں ہے) اور اگر (لن میں لام قسمیہ ہے) ہم اسے عطا کریں (اذقناہ بمعنی اتیناہ ہے) اپنی رحمت (تو مگر اور صحت) اس تکلیف (یعنی تکلیف و بلاء) کے بعد جو اسے پہنچی تھی تو کہے گا یہ تو میری ہے (یعنی یہ تو میرے اپنے عمل کے سبب ہے) اور میرے گمان میں قیامت قائم نہ ہوگی اور اگر (لن میں لام قسمیہ ہے) میں رب کی طرف لوٹا یا بھی گیا تو ضرور میرے لیے اس کے پاس بھی حسنی (یعنی جنت) ہی ہے تو ضرور ہم بتا دیں گے کافروں کو جو انہوں نے کیا اور ضرور انہیں سخت عذاب چکھائیں گے (غلبہ کے معنی شدید ہے اور دونوں افعال پر داخل لام قسمیہ ہے) اور جب ہم انسان (یعنی جس انسان) پر احسان کرتے ہیں تو وہ (شکر کرنے سے) مونہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے (یعنی فخر و غرور سے اپنی گردن اکر لیتا ہے، اور ایک قراءت میں ﴿نساء﴾ کے الف کو ہمزہ پر مقدم کر کے پڑھا گیا ہے) اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو جوڑی دعا والا ہے (یعنی باکثرت دعا کرنے والا ہے، عریض بمعنی کشیدہ ہے) تم فرماؤ بھلا بتاؤ اگر وہ (یعنی قرآن پاک) اللہ کے پاس سے ہے (جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے) پھر تم اس کے منکر ہوئے تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون (یعنی کوئی نہیں) جو (حق سے) دور کے اختلاف میں ہے (کفار کی حالت کو بیان کرنے کے لیے بر محل اس کلام کو ذکر فرمایا گیا ہے، شقاق بمعنی خلاف ہے) ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں (یعنی آسمانوں اور زمین کے گوشوں میں جیسے ستاروں، نباتات اور درختوں میں.....) اور خود ان کے اپنے آپ میں (یعنی انسان کی تخلیق اور نئے سرے سے نفس کی تخلیق کا مزمرا ہے) یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ بیشک وہ (یعنی قرآن پاک) حق ہے (جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہے، حشر و نشر، حساب کتاب اور عذاب یہ سب حق ہے قرآن پاک اور قرآن پاک لانے والے کا انکار کرنے کے سبب ان لوگوں کو عذاب دیا جائیگا) تو کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں (”بر بک“ کفی فعل کا فاعل ہے، ﴿انہ علی کل شئ شہید﴾ بدل ہے معنی آیت یہ ہے کیا تمہاری صداقت کے بارے میں یہ بات انہیں کافی نہیں کہ تمہارے رب سے کوئی بھی شے چھپی ہوئی نہیں ہے) سنو انہیں ضرور اپنے رب کے ملنے میں شک ہے (کیونکہ یہ مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کے منکر ہیں، مریۃ کے معنی شک ہے) سنو بیشک وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) ہر چیز کو محیط ہے (اپنے علم و قدرت کے اعتبار سے، پس وہ انہیں اس کے کفر کا بدلہ دے گا)۔

### ﴿قر گپی﴾

﴿الیہ یورد علم الساعة وما تخرج من ثمرت من اکما مہا وما تحمل من انثی ولا تضع الا بعلمہ﴾  
 الیہ: ظرف لغو مقدم، یورد: فعل مجہول، علم الساعة: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما تخرج: ما تخرج فعل نفی، من: زائد، ثمرت: فاعل، من اکما مہا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما تحمل: فعل نفی، من: زائد، انثی: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تضع: فعل نفی، ہی، ضمیر ذوالحال، الا: اداة حصر، بعلمہ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و یوم ینادیہم این شرکاء ی قالوا اذک ما منا من شہید﴾

و: عاطفہ، یوم: مضاف، ینادیہم: فعل با فاعل ومفعول، این: اسم استفہام ظرف متعلق بمخدوف خبر مقدم، شرکاء ی: مبتدأ مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل مخدوف ”اذکر“ کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، قالوا قول، اذک: فعل با فاعل ومفعول اول، ما: نافیہ، منا ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، شہید: مبتدأ مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جملہ قولیہ۔



﴿وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلِ وَظَنُوا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ﴾  
 و: عاطفہ، ضل عنهم: فعل، وظن لغو، مسا كانوا يدعون: موصول صلہ، مكرذو الحال، من قبل: ظرف مستقر حال، مكر فاعل، مكر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ظنوا: فعل با فاعل، ما: تانیہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، محيص: مبتدا مؤخر، مكر جملہ اسمیہ مفعول، مكر جملہ فعلیہ۔  
 ﴿لَا يَسْتَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ دَعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَنْسُ قَنُوطَ﴾  
 لا يستم: فعل نفی، الانسان: فاعل، من دعاء الخير: ظرف لغو، مكر جملہ فعلیہ متانفہ، و: عاطفہ، ان شریہ، مسه الشر: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ينس: مبتدا محذوف ”ہو“ کیلئے خبر اول، قنوط: خبر ثانی، مكر جملہ اسمیہ جزا، مكر جملہ شرطیہ۔

﴿وَلَوْ لَنَّا أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَاءٍ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً﴾  
 و: عاطفہ، لام: قسمیہ، ان شریہ، اذقنہ: فعل با فاعل ومفعول، رحمة: موصوف، مننا: ظرف مستقر صفت اول، من: جار، بعد: مضاف، ضراء: موصوف، مسته: جملہ فعلیہ صفت، مكر مضاف الیہ، مكر مجرور، مكر ظرف مستقر صفت ثانی، مكر مفعول ثانی، مكر جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکید، یقولن قول، هذا: مبتدا، لی: ظرف، مستقر خبر، مكر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما اظن: فعل نفی با فاعل، الساعة: مفعول اول، قائمة: مفعول ثانی، مكر جملہ فعلیہ معطوف، مكر مقولہ، مكر جملہ قولیہ، مكر جملہ قولیہ جواب قسم، قائم مقام جواب شرط، مكر قسم محذوف کیلئے جواب قسم، مكر جملہ قسمیہ۔

﴿وَلَوْ لَنَّا رَجَعْتَ إِلَى رَبِّي إِنْ لِي عِنْدَهُ لِلْحَسَنِ﴾  
 و: عاطفہ، لام: قسمیہ، ان شریہ، رجعت الی ربی: جملہ فعلیہ شرط، ان حرف شبہ، لی: ظرف مستقر خبر مقدم، عنده: ظرف مستقر حال مقدم، لام: تاکید، الحسنی: ذوالحال، مكر اسم مؤخر، مكر جملہ اسمیہ جواب قسم، مكر قسم محذوف ”اقسم“ کیلئے جواب قسم، مكر جملہ فعلیہ قسمیہ۔  
 ﴿فَلَنَنْبِئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ﴾  
 ف: فصیحیہ، لننبینن: فعل با فاعل، الذين كفروا: مفعول، بما عملوا: ظرف مستقر مفعول ثانی، مكر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لنذیقنہم: فعل با فاعل ومفعول، من عذاب غلیظ: ظرف مستقر مفعول ثانی، مكر جملہ فعلیہ معطوف، مكر قسم محذوف ”نقسم“ کیلئے جواب قسم، مكر جملہ فعلیہ۔

﴿وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَابَ جَانِبَهُ﴾  
 و: عاطفہ، اذا ظرفیہ مقترضہ معنی شرط مفعول فیہ مقدم، انعمنا: فعل با فاعل، علی الانسان: ظرف لغو، مكر جملہ فعلیہ شرط، اعرض: فعل با فاعل، مكر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ناب جانبہ: جملہ فعلیہ معطوف، مكر جزا، مكر جملہ شرطیہ۔  
 ﴿وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَوَدَّ دَعَاءَ عَرِيضٍ﴾  
 و: عاطفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، مسه الشر: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ذو دعاء خبر اول، عریض: خبر ثانی، مبتدا محذوف ”ہو“ کیلئے، مكر جملہ اسمیہ جزا، مكر جملہ شرطیہ۔

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾  
 قل: فعل با فاعل، مكر جملہ فعلیہ ہو کر قول، انیتم: بمعنی اخبرونی، همزه: حرف استفہام، وانیتم: فعل با فاعل مفعول اول محذوف ”انفسکم“ من: استفہامیہ مبتدا، من: استفہامیہ مبتدا، اضل: اسم تفصیل با فاعل، ما: جار، من: موصولہ، هو شقاق بعید: جملہ اسمیہ صلہ، مكر مجرور، مكر ظرف لغو، مكر جملہ خبریہ، مكر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، مكر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، مكر جملہ

تولیہ، ان شرطیہ، من عند اللہ، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم، عاطفہ، کفرتم بہ: جملہ فعلیہ معطوف، مگر جزاء محذوف ”فانتم اهل من غیر کم“ کیلئے شرط، مگر جملہ شرطیہ معترضہ۔

﴿سنریہم ایثنا فی الافاق و فی الفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق﴾

من: حرف استقبال، نریہم: فعل بافاعل ومفعول، ایثنا: ذو الحال، فی الافاق: ظرف جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، فی انفسہم: معطوف، مگر ظرف مستقر حال، مگر مفعول ثانی، حتی: جار، یتبین لہم: فعل وظرف لغو، انہ الحق: جملہ اسمیہ قائل، مگر جملہ فعلیہ تقدیران مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿اولم یکف ہربک انہ علی کل شیء شہید﴾

ہمزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ معطوف علی محذوف ”لم یمنعہم“ لم یکف: فعل نفی، ب: جار، ربک بمفعول، انہ: حرف شبہ و اسم، علی کل شیء شہید: شبہ جملہ خبر، مگر جملہ اسمیہ قائل، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿الا انہم فی مریۃ من لقاء ربہم الا انہ بکل شیء محیط﴾

الا: حرف تنبیہ، انہم: حرف شبہ و اسم، فی مریۃ: موصوف، من لقاء ربہم: ظرف مستقر صفت، مگر مجرور، مگر ظرف مستقر خبر، مگر جملہ اسمیہ، الا حرف تنبیہ، انہ: حرف شبہ و اسم، بکل شیء محیط: شبہ جملہ خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توضیح و اعراض﴾

**کافروں کی گمراہی اور عذاب کا یقین:**

۱..... قیامت کے دن مشرکین سے ان کے خدا گم ہو جائیں گے جن کی وہ دنیاوی زندگی میں عبادت کیا کرتے تھے، جن کی وجہ سے انہوں نے وہ طریقے اختیار کئے جو انہیں نہ کرنے چاہیے تھے، پس ان جھوٹے خداؤں نے انہیں کوئی نفع نہ دیا اور قیامت میں ان سے اللہ ﷻ کے عذاب میں سے کوئی چیز بھی دور نہ کی جائے گی۔ قیامت میں مشرکین کو یقین ہو جائے گا کہ ان کا کوئی مددگار نہیں ہے، کوئی انہیں اللہ ﷻ کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا اور اسی بنیاد پر اہل تاویل نے لکھا ہے کہ انہیں عذاب الہی کا یقین ہو جائے گا۔ (الطبری، الجزء: ۲۵، ص ۶)

**دعا میں مصروف رہنے کی برکتیں:**

۲..... آیت مذکورہ میں الخیر سے مراد مال و صحت ہے، ایک قول کے مطابق خیر سے مراد مال، صحت، بادشاہی، اور عزت و شہرت ہے۔ سدی کہتے ہیں انسان سے یہاں کافر مراد ہے، اور ایک قول کے مطابق ولید بن مغیرہ مراد ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ عقبہ، شبیبہ، ابن ربیعہ، امیہ بن خلف مراد ہیں۔ آیت مذکورہ میں الشر سے مراد فقر و فاقہ و مرض ہے۔ آیت میں فرمایا گیا کہ اگرچہ فقر و فاقہ و مرض جیسی تکالیف کی وجہ سے دعائیں تو مانگتا ہے لیکن اللہ ﷻ کی رحمت سے مایوس ہوتا ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ دعا کی قبولیت پر مایوس ہوتا ہے یعنی اپنے رب ﷻ پر بُرا گمان کرتا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ بُرائی کے دفع ہونے سے مایوس ہو جاتا ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۵، ص ۳۲۳)

آیت مذکورہ اگرچہ کافروں کے بارے میں ہے لیکن اس سے مسائل کا استخراج کرنا اور ہدایت و رہنمائی لینا یقیناً ہم سب کے لئے ہے ورنہ تو پھر ان کا ذکر کرنا بے معنی ہو جائے گا اور اللہ ﷻ بے معنی کلام کرنے سے پاک ہے۔ تاہم سبق یہ ملتا ہے کہ اللہ ﷻ کی رحمت سے مایوس ہونا کافروں کا شیوہ ہے، مومنین کی شان اس سے جدا ہے چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَتِ اللّٰهِ﴾ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو (الزمر: ۵۳) ﴿گو یا انسان تکلیف و مصیبت میں اللہ ﷻ کو پکارتا رہے اور مایوس نہ ہو۔ صالحین کا طریقہ بھی

یہی رہا ہے کہ ہر وقت اللہ ﷻ کی یاد میں مصروف رہتے اور دعا کرنا بھی اللہ ﷻ کی یاد کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ ﷻ سے خوف رکھتا ہے وہ کبھی جہنم میں داخل نہ ہوگا جیسا کہ دودھ دو بارہ دھن میں نہیں جاسکتا پس اسی طرح راہ خدا کا غبار اور جہنم کا دھواں دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔“ کہا جاتا ہے کہ دعا حاجتوں کی چابی ہے (یعنی تمہاری حاجتیں دعا کرنے سے پوری ہوگی)، اور اس چابی کے دندائے حلال کا لقمہ ہے، جیسا کہ سید عالم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اپنا کسب پاکیزہ کر لے اللہ ﷻ تجھے مستجاب الدعوات کر دے گا۔“ یحییٰ بن معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ”اے اللہ ﷻ میں تجھے کیسے پکاروں کہ میں تیرا فرمان ہوں اور کیسے نہ پکاروں کہ تو کریم ہے۔“ کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ ایک مقام سے گزرے تو ایک شخص اللہ ﷻ کی بارگاہ میں آہ و زاری کر رہا تھا، حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اللہ ﷻ کی بارگاہ میں عرض کی: ”الہی اگر اس کی حاجتیں تیرے دست قدرت میں ہیں تو انہیں پورا کر دے، اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کو وحی فرمائی: ”اے موسیٰ رضی اللہ عنہ! میں تجھ سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں لیکن وہ مجھے اس حال میں پکار رہا ہے کہ اس کا دل اپنی بکریوں میں لگا ہوا ہے اور میں ایسے شخص کی دعا قبول نہیں کرتا جو مجھے تمام دنیا سے بے نیاز ہو کر نہ پکارے۔“ پس حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے اس بات کا ذکر کیا تو اس نے بھی اللہ ﷻ کو پکارنے کا حق ادا کرنے کی کوشش کی اور اللہ ﷻ نے اس کی حاجت پوری فرمائی۔ امام جعفر صادق سے پوچھا گیا: ”کیا بات ہے ہم اللہ ﷻ کو پکارتے ہیں تو ہماری دعا قبول نہیں ہوتی؟“ جواب دیا: ”تم اسے پکارتے تو ہو لیکن اسے جانتے پہچانتے نہیں۔“ (الرسالة القشيرية، باب الخوف و باب الدعاء، ص ۱۹۸ وغیرہ)

☆..... سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر میں نے ایک دودھ یہاں تک کہ سات مرتبہ بھی سنا ہوتا تو بیان نہ کرتا لیکن میں نے اس بھی زیادہ مرتبہ سنا ہے، میں نے سید عالم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ”بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک شخص تھا جو کسی گناہ سے نہیں بچتا، اس کے پاس ایک مجبور عورت آئی، اس نے اسے ساٹھ دینار اس شرط پر دیئے کہ اس کے ساتھ بدکاری کرے گا، چنانچہ جب وہ اس بُرے ارادے سے عورت کے قریب ہوا تو وہ عورت تھر تھر کانپنے لگی اور رونے لگی اور کہا کہ میں نے کبھی یہ کام نہیں کیا اگر میں مجبور نہ ہوتی تو اب بھی ایسا نہ کرتی، اس شخص نے کہا: تجھے یہ کام کرنا پڑ رہا ہے حالانکہ تو نے کبھی یہ کام نہیں کیا چلی جا اور یہ دینار بھی تیرے ہیں۔“ اور اس نے قسم اٹھاتے ہوئے کہا: خدا ﷻ کی قسم! میں اس کے بعد کبھی نافرمانی نہیں کروں گا۔“ پس وہ اسی رات مر گیا اور صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: ”بیشک اللہ ﷻ نے کفل کو بخش دیا۔“

(جامع الترمذی، ابواب صفة القيامة، باب: (۱۱۳/۴۸)، رقم: ۲۵۰۴، ص ۷۲۰)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”الندم توبة یعنی گناہ پر نادم ہونا توبہ ہے۔“

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر التوبة، رقم: ۴۲۵۲، ص ۷۰۴)

## جہاں بھر میں اللہ ﷻ کی نشانیاں سے مراد:

۳..... یعنی اللہ ﷻ کی وحدانیت اور قدرت پر موجود نشانیاں اور انسان کی اپنی ذات میں موجود آزمائشیں اور امراض، ابن زید کہتے ہیں کہ آفاقی نشانیوں سے مراد آسمانی نشانیاں ہیں، جب کہ اپنی ذات کی نشانیاں سے مراد زمینی حوادث ہیں۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اپنے رسول ﷺ اور ان کے خلفاء اور دین کے معاون و مددگار کو دنیا میں، مشرق و مغرب میں عمومی اعتبار سے نشانیاں عطا فرمائیں، مغرب میں خصوصی طور پر فتوحات عطا کر کے زمین میں انہیں نائب کر دیا، جابروں اور مسلط ہونے والے لوگوں کے کثیر پر قلیل کو غلبہ عطا فرمایا، اور طاقتوروں پر کمزوروں کو تسلط سے نوازا، اور اس کی واضح مثال فتح مکہ ہے جس کا ذکر ﴿فسی انفسہم﴾ کے باب میں کیا جاتا ہے۔ اور یہ وہ کلام ہے جو طبری نے اختیار کیا اور یہی نظریہ منہال بن عمرو اور سدی کا بھی ہے۔ قنادہ اور ضحاک کہتے ہیں: ﴿فسی الاطلاق﴾

سے مراد اللہ ﷻ کا آقائے دو جہاں ﷻ کی امت کو فضیلت دینا اور ﷻ فی النفسہم ﷻ سے مراد یوم بدر کی مدد و نصرت ہے اور عظام اور امین زید نے بھی یہی کہا ہے، ﷻ فی الافاق ﷻ سے مراد آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے، رات، دن، ہوا، بارشیں، بجلی کی کڑک، نباتات، درخت، پہاڑ، اور سمندر و دریا ہیں اور ﷻ فی النفسہم ﷻ سے مراد اللہ ﷻ کی وہ حکمت ہے کہ انسان کھانا، ہضم کر لیتا ہے یعنی بول و براز سے فارغ ہو جاتا ہے، کیونکہ انسان کھانا پیتا ایک ہی راستے سے ہے لیکن یہی کھانا پینا مختلف مقامات سے فضلات کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہ سب اس لئے کہ ہے کہ انسان پر حق واضح ہو جائے اور اس کی چار اقسام ہیں: حق سے مراد قرآن ہے، حق سے مراد اسلام ہے جس کی سید عالم ﷺ نے دعوت دی، حق سے مراد اور دین ہے، حق سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات پاک ہے۔ (القرطبی، الجزء: ۲۵، ص ۳۲۵)

اغراض:

لا یعلمہا غیرہ: ﷻ الہ ﷻ میں جار مجرور کو مقدم کر کے حصر پیدا کیا گیا ہے، معنی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کا علم مفید نہیں ہوگا لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ سید عالم ﷺ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے اور آپ ﷺ کو ماسکان و مایکون کا علم نہیں تھا اور متذکرہ آیت میں قیامت کے وقت کا علم بیان کرنا مقصود ہے لیکن اللہ ﷻ نے اُسے چھپانے کا حکم دیا ہے، پس سائل کو اس سوال نے (بظاہر) کچھ فائدہ نہ دیا۔ ای بعملی: یعنی فضل و کمال، علم، شجاعت اور تدبیر میرے حق کی وجہ سے مجھے ملا ہے۔

جمع کم بکسر الکاف: مراوکی اور شکوفہ وغیرہ ہیں جو کہ پھل کو چھپا لیتے ہیں، اور کمة اور کمام کی جمع بھی یہی آتی ہے۔ الان: میں اشارہ کرنا مقصود ہے کہ مراد جملہ خبریہ ہے نہ کہ انشائیہ، پس لفظی اعتبار سے جملہ خبریہ اور معنوی اعتبار سے جملہ انشائیہ ہے۔ معلق عن العمل: یہاں عمل کے باطل کرنے کے اعتبار سے جو تعلق بیان کی جا رہی ہے وہ لفظی اعتبار سے ہے نہ کہ محل کے اعتبار سے، اور عامل ﷻ اذنک ﷻ میں آذن اور ﷻ ظنوا ﷻ میں ظن مراد ہے۔

وغیرہما: یعنی انسان کی دعا ہمیشہ اللہ سے دنیائی کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ اولاد کے لئے دعا کرنا۔ وما بعده: مراد اللہ کا فرمان: ﷻ ولئن اذقناہ ﷻ سے لے کر ﷻ للحسنی ﷻ تک ہے، اور اس فرمان ﷻ فلننبئنہ ..... الخ ﷻ میں تصریح ہے کہ کافروں کو تنبیہ کرنے کی حاجت ہی نہیں ہے، جیسا کہ کافروں کا کہنا: ﷻ ليقولن هذا لى ﷻ لفظاً جواب قسم ہے اور معنوی اعتبار سے جواب شرط۔

الجنس: مراد انسان ہے چہ جائے کہ مومن ہو یا کافر، لیکن اس آیت کی نسبت کافر کی جانب کرنا مشکل ہے کیونکہ اس سے ماقبل کافر کو شریعت کی آیت کا ذکر ہو چکا ہے جس کا بیان: ﷻ یؤوسا قنوطا ﷻ میں کر دیا گیا ہے، اور یہاں بہت زیادہ دعا مانگنے والا مراد ہے، پس وہ اپنے معاملات میں پُر امید ہے، اس گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ دونوں آیات میں تناقض پایا جاتا ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ انسان کے اوقات میں اختلاف ہوتا ہے یعنی کبھی ایسا وقت ہوتا ہے کہ انسان مایوس ہو جاتا ہے لیکن کبھی ایسا بھی وقت ہوتا ہے کہ انسان پُر امید ہوتا ہے۔ کثیر: میں اس جانب اشارہ ہے کہ عرض کا اطلاق کثرت پر ہوتا ہے جیسا کہ طول کا اطلاق کثرت پر ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: ”فلاں کا کلام طویل ہو گیا یا وہ دعا میں کثرت کرتا ہے“۔ ای لا احد: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﷻ ارنیم ﷻ

میں ہمزہ استفہامیہ ہے۔ من النیرات: مراد سورج، چاند اور ستارے ہیں۔ والاشجار والنبات: یعنی ہوائیں، بارشیں، پہاڑ، سمندر وغیرہ عجاظت علویہ اور سفلیہ مراد ہیں۔ من لطیف الصنعة و بدیع الحکمة: اور وہ نشانیاں یہ ہیں کہ ہم نے انسان کو کیسے تخلیق کیا اور پیدا کیا، جیسا کہ انسان کا کھانا پینا، انسان کا ایک مکان میں رہنا، دوسروں کا اس کے ٹھکانے سے ممتاز ہونا، کوئی اس کے ساتھ مشط نہیں ہو سکتا، پانچ سو سال کی راہ پر اس کی آنکھ کا آسمان کی جانب دیکھ لینا اور اس کی سماعت کا مختلف آوازوں کو سن کر فرق کر لینا اور بھی بہت سی نشانیاں انسان اپنی ذات میں دیکھ سکتا ہے۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۱۴ وغیرہ)



## سورة الشوری مکیہ الا "قل لا اسئلكم" الايات الاربع ثلاث وخمسون آية

(سورة شوری مکیہ ہے سوائے آیت "قل لا اسئلكم"..... الخ ۲۳ سے ۲۶ تک "مدنیہ ہیں اس کی کل آیات ۵۳ ہیں)

### تعارف سورة الشوری

اس سورت میں پانچ رکوع، تریپن آیتیں، آٹھ سو ساٹھ کلمات اور تین ہزار پانچ سو اٹھاسی حروف ہیں۔ سورہ مؤمن سے الاحقاف تک یہ سات سورتیں ہیں جن کا آغاز "حم" سے ہوا ان سب کا زمانہ نزول قریب قریب ہے مضامین کی یکسانیت اس کی تائید کرتی ہیں، اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جبکہ کفار کا عناد اور مخالفت اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ حضور ﷺ نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اہل مکہ سراپا حیرت و تعجب بن کر رہ گئے۔ انسان جس کا دامن ہر طرح کی آلائشوں سے آلودہ ہے، ان میں سے کسی کو منصب نبوت پر فائز کر دیا گیا ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے ان کی اس حیرت کا ازالہ یہ کہہ کر کر دیا کہ نوع انسانی میں ظاہر ہونے والے اگر یہ پہلے نبی ہوتے تو تمہارا اظہار تعجب بجا تھا لیکن یہ سلسلہ تو آدم علیہ السلام سے شروع ہے ان میں سے کسی نبی علیہ السلام کی نبوت پر تمہیں اعتراض نہیں، اعتراض ہے تو اس نبی برحق ﷺ پر جو تمہاری ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحل پر پہنچانے کے لئے آیا ہے۔ تمام انبیاء کرام ابتداء سے ایک ہی دین کی دعوت دیتے آئے ہیں انہوں نے انسانی معاشرے میں افتراق و انتشار کی کبھی ختم ریزی نہیں کی، البتہ ان کے بعد آنے والے اہل غرض نے اپنی سرداری کا سکہ جمانے کے لئے باہمی تفرقہ بازی کا آغاز کیا۔

رکوع نمبر: ۲

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿حم﴾ (۱) عسق ﴿۲﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهِ بِهٖ ۞ كَذٰلِكَ ۞ اٰتٰی مِثْلَ ذٰلِكَ ۞ الْاٰیْحَآءِ ۞ یٰوْحٰی الْیٰك ۞ وَاَوْحٰی ۞ اِلٰی الذِّیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۞ اَللّٰهُ ۞ فَاَعِلْ ۞ الْاٰیْحَآءِ ۞ الْعَزِیْزِ ۞ فِیْ مُلْكِهٖ ۞ الْحَكِیْمِ ۞ ﴿۳﴾ فِیْ صُنْعِهٖ ۞ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۞ مَلَكًا ۞ وَخَلَقًا ۞ وَعَبِیْدًا ۞ وَهُوَ الْعَلِیُّ ۞ عَلٰی خَلْقِهٖ ۞ الْعَظِیْمِ ۞ ﴿۴﴾ الْكَبِیْرُ ۞ تَكَادُ ۞ بِالنَّآءِ ۞ وَالْیَآءِ ۞ السَّمٰوٰتِ یَتَفَطَّرْنَ ۞ بِالنُّوْنِ ۞ وَفِیْ قِرَآءَةِ ۞ بِالنَّآءِ ۞ وَالتَّشْدِیْدِ ۞ مَنْ فَوْقَھُمْ ۞ اٰتٰی تَنْشِقُ كُلُّ وَاحِدَةٍ فَوْقَ الْتٰی تَلِیْھَا مِنْ عَظْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی ۞ وَالْمَلٰئِكَةُ یَسْبَحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھُمْ ۞ اٰتٰی مُلَاسِیْنِ لِلْحَمْدِ ۞ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ۞ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۞ اِلَّا اِنَّ اللّٰهَ ۞ هُوَ الْغَفُوْرُ ۞ لَاۤ اُولِیَآئِهٖ ۞ الرَّحِیْمِ ۞ ﴿۵﴾ بِھُمْ ۞ وَالذِّیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ ۞ اٰی الْاَضْنَآءِ ۞ اُولِیَآءِ اللّٰهُ حَفِیْظٌ ۞ مُّخَصَّ ۞ عَلِیْھُمْ ۞ لِیَجَازِیْھُمْ ۞ وَمَا اَنْتَ عَلِیْھُمْ بِوَكِیْلِ ۞ ﴿۶﴾ تُحْصِلُ الْمَطْلُوْبَ مِنْھُمْ مَا عَلَیْكَ اِلَّا الْبَلَاغُ ۞ وَكَذٰلِكَ ۞ مِثْلَ ذٰلِكَ ۞ الْاٰیْحَآءِ ۞ اَوْ حِیْنَآ الْیٰك ۞ قَرٰنَا عَرَبِیًّا لِّنُنْذِرَ ۞ تُخَوِّفُ ۞ اِمَامُ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَھَا ۞ اٰتٰی اَهْلَ مَكَّةَ وَنَاسِیْرَ النَّاسِ ۞ وَنُنْذِرُ ۞ النَّاسَ ۞ یَوْمَ الْجَمْعِ ۞ اٰتٰی یَوْمَ الْقِیَمَةِ یُجْمَعُ فِیْھِ

الْخَلْقِ لَا رَيْبَ فِيهِ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ﴿۷﴾ النَّارُ هِيَ الَّتِي كَانَتْ تُدْعَىٰ بِأَسْمَاءٍ كَثِيرَةٍ لِّمَن لَّمْ يَرْحَمِ اللَّهُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَنُفُسَهُمْ فِي يَوْمٍ ذُو رَأْسٍ وَقَدْ خَلَّ لَهَا رَحْمَةُ اللَّهِ وَالطُّغْمَانُ ﴿۸﴾ الْكَافِرُونَ ﴿۹﴾ مَا لَهُمْ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿۱۰﴾ يَذْفَعُ عَنْهُمْ الْعَذَابَ ﴿۱۱﴾ اِتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَّا صَنَامَ لَهَا ﴿۱۲﴾ أَوَّلِيَاءُ أَمْ مِّنْ مَّنْقَطَعَةٍ بَلِ الَّتِي لَا تَبْقَىٰ وَهَمَزَةٌ الْإِنْكَارِ أَيْ لَيْسَ الْمُتَّخِذُونَ أَوْلِيَاءَ ﴿۱۳﴾ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ ﴿۱۴﴾ أَيْ النَّاصِرُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْفَاءُ لِمَجْرَدِ الْعَطْفِ ﴿۱۵﴾ وَهُوَ يَحْيِي الْمَوْتَىٰ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۶﴾

### ترجمہ

حم عسق (اس کی جو مراد ہے اللہ ﷻ باخوبی جانتا ہے.....) (اسی طرح (یعنی اسی وحی فرمانے کی مثل) وحی فرماتا ہے تمہاری طرف اور (وحی فرمائی) تم سے اگلوں کی طرف اللہ نے (اسم جلالت اللہ ﷻ، ایحاء فعل کا فاعل ہے) جو (اپنے ملک میں) غلبہ رکھنے والا (اپنی صنعت میں) حکمت والا ہے اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (مملوک، مخلوق اور غلام ہونے کے اعتبار سے) اور وہی بلندی رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق پر) اور کبریائی والا ہے (عظیم بمعنی کبیر ہے) قریب ہے (تکاد کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کہ آسمان شق ہو جائیں..... (یتفطرون ایک قرأت میں نون کے ساتھ ینفطرون پڑھا گیا ہے اور ایک یاء اور طاء مشدہ کے ساتھ یتفطرون پڑھا گیا ہے) (اپنے اوپر سے) (یعنی ہر ایک آسمان اللہ ﷻ کی عظمت سے اپنے اوپر والے سے ملا ہوا ہے، شق ہو جائے) اور فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ہیں (یعنی تسبیح حمد کے ساتھ پڑھتے ہیں) اور زمین والوں کے لیے (ان میں سے مومنین کے لیے.....) معافی مانگتے ہیں سن لو! بیشک اللہ ہی بخشنے والا ہے (اپنے اولیاء کو) اور رحم فرمانے والا ہے (ان پر) جنہوں نے اللہ کے سوا (یعنی بتوں کو) والی بنا رکھا ہے اللہ کو انکا شمار ہے (وہ انہیں ان کے کئے کی جزا دے گا، حفیظ بمعنی محیص یعنی شمار کرنے والا ہے) اور تم ان کے ذمہ دار نہیں (کہ تم از خود ان سے مطلوب کو حاصل کرو) فانما علیک البلاغ ﴿۱﴾ اور اسی طرح (یعنی اسی وحی فرمانے کی مثل) ہم نے تمہاری طرف عربی قرآن وحی بھیجا کہ تم ڈراؤ (لتتذر بمعنی تخوف ہے) سب شہروں کی اصل کو اور جتنے اس کے گرد ہیں (یعنی اہل مکہ اور دیگر تمام ہی لوگوں کو) اور تم ڈراؤ (لوگوں کو) اکٹھے ہونے کے دن سے (یعنی روز قیامت جس میں مخلوق جمع ہوگی) جس میں کچھ شک نہیں (قریب کے معنی شک ہے، ان میں سے) ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں (السعیر کے معنی دوزخ ہے) اور اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک امت کر دیتا (یعنی ان سب کو ایک دین پر کر دیتا، یعنی اسلام پر.....) لیکن اللہ اپنی رحمت میں لیتا ہے جسے چاہے اور ظالموں (یعنی کافروں) کا نہ کوئی دوست نہ مددگار (جو ان سے عذاب الہی دور کر سکے) کیا اس کے سوا اوروں کو (یعنی بتوں کو) ولی ٹھہرایا ہے (ام منقطعة بمعنی بل ہے، یہ ایک غرض سے دوسرے کی طرف منتقل ہونے کے لیے اور ہمزہ انکار کے لیے ہے معنی آیت یہ ہے جنہیں ولی ٹھہرایا گیا ہے درحقیقت وہ اولیاء نہیں ہیں) تو اللہ ہی والی ہے (یعنی مسلمانوں کا مددگار ہے، فاللہ میں فاء فقط عطف

کے لیے ہے (اور وہ مردے بلائے گا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

### ﴿تو گپیپ﴾

﴿حم عسق کذلک یوحی الیک والی الذین من قبلک اللہ العزیز الحکیم﴾  
 حم: ”ہذہ“ مبتدا مخذوف کی خبر اول، عسق: خبر ثانی، مکر جملہ اسمیہ، کذلک: ظرف مستقر ”الایحاء“ مصدر مخذوف کی صفت، مکر  
 مفعول مطلق مقدم، یوحی: فعل، الیک: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الی الذین من قبلک: جار مجرور معطوف، مکر ظرف  
 لغو، اللہ موصوف، العزیز الحکیم: صفتان، مکر قاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿لہ ما فی السموت وما فی الارض وهو العلی العظیم﴾  
 لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ما فی السموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما فی الارض: معطوف، مکر مبتدا مؤخر، مکر جملہ  
 اسمیہ، و: عاطفہ، ہو: مبتدا، العلی العظیم: خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿تکاد السموت یتفطرن من فوقھن والملائکۃ یتسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض﴾  
 تکاد: فعل مقارب، السموت: اسم، یتفطرن: فعل با قاعل، من فوقھن: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ  
 اسمیہ، و: متاقفہ، الملائکۃ: مبتدا، یتسبحون: فعل واو ضمیر ذوالحال، بحمد ربھم: ظرف مستقر حال، مکر قاعل، مکر جملہ فعلیہ  
 معطوف علیہ، و: عاطفہ، یتستغفرون لمن فی الارض: جملہ فعلیہ معطوف، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ متاقفہ۔

﴿الا ان اللہ هو الغفور الرحیم﴾

الا: حرف تنبیہ، ان اللہ: حرف شہد اسم، ہو الغفور الرحیم: جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین اتخذوا من دونہ اولیاء اللہ حفیظ علیہم وما انت علیہم بوکیل﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، اتخذوا من دونہ اولیاء: جملہ فعلیہ صلہ، مکر مبتدا، اللہ: مبتدا، حفیظ علیہم: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ  
 اسمیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما بشاہ لیس، انت: اسم، علیہم: ظرف لغو مقدم، ب: زائد، وکیل: صفت شبہ با قاعل، مکر شبہ  
 جملہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکذلک اوحینا الیک قرانا عربیا لتنذر ام القری ومن حولها وتنذریوم الجمع لاریب فیہ﴾  
 و: عاطفہ، کذلک: ظرف مستقر ”الایحاء“ مصدر مخذوف کی صفت، مکر مفعول مطلق مقدم، اوحینا الیک: فعل با قاعل و ظرف  
 لغو، قرانا عربیا: مفعول، لام: جار، تنذر: فعل با قاعل، ام القری: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من حولها: معطوف، مکر مفعول، مکر جملہ  
 فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تنذر: فعل با قاعل، یوم الجمع: ذوالحال، لاریب فیہ: جملہ اسمیہ حال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ  
 معطوف، مکر تقدیر ان مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فریق فی الجنة و فریق فی السعیر ولو شاء اللہ لجعلہم امة واحدة ولكن یدخل من یشاء فی رحمته﴾  
 فریق: مبتدا، فی الجنة: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، فریق: مبتدا، فی السعیر: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ  
 اسمیہ، و: عاطفہ، لو شرطیہ، یشاء اللہ: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، جعل: فعل ”ہو“ ضمیر ذوالحال ہو: حالیہ، لکن حرف  
 استدراک، یدخل: فعل با قاعل، من یشاء: موصول صلہ، مکر مفعول، فی رحمۃ: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ ہو کر حال، مکر  
 قاعل، ہم: مفعول اول، امة واحدة: مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾

و: عاطفہ، الظالمون مبتدا، ما: تانیہ، لهم ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، ولی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: تانیہ، نصیر: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿إِذَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ﴾

ا: عاطفہ منقطعہ بمعنی بل، اتخذوا: فعل بافاعل، من دونه: ظرف مستقر خبر مفعول ثانی، اولیاء: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ”ما لهم من ولی ولا نصیر“ پر معطوف ہے۔

﴿فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَى وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

ف: عاطفہ، اللہ مبتدا، هو الولی: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، هو یحیی الموتی: جملہ اسمیہ معطوف اول، و: عاطفہ، هو علی کل شیء قدير: جملہ اسمیہ معطوف ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿تَشْرِیحُ تَوْضِیْحِ وَاعْرَاضِ﴾

#### حم عشق کے محامل :

۱۔..... ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں حاء سے مراد حکم اللہ ﷻ کا حکم، میم سے مراد ملک اللہ یعنی اللہ ﷻ کی بادشاہی، عین سے مراد علو اللہ یعنی اللہ ﷻ کی برتری و بڑائی، سین سے مراد سنا اللہ یعنی اللہ ﷻ کا نور، قاف سے مراد قدرة اللہ یعنی اللہ ﷻ کی قدرت، اللہ ﷻ نے ان حروف مقطعات کے ذریعے قسم بیان کی گویا کہ فرمایا: ”میرا حکم، میری سلطنت، میری بڑائی، میرا نور اور میری قدرت میں کسی بندے پر عذاب نہیں کرتا، جو یہ کہے: ”لا الہ الا اللہ اور خالص اللہ ﷻ کی رضا چاہے، حضرت ابوللیث اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ ﷻ اپنے بندے کو دائمی عذاب میں نہیں مبتلا کرے گا۔ حدیث میں ہے: ”اپنے بچوں کو سب سے پہلے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہنا سکھاؤ اور اپنے مردوں کو اسی کلمہ کی تلقین کرو“۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ بچے کا حال ایسا ہوتا ہے جس میں کوئی کجی اور دھوکہ نہیں ہوا کرتا، ان کے دل صاف ہوتے ہیں اور مردوں کا حال ایسا ہوتا ہے جیسا کہ کوئی اضطراب کی کیفیت میں ہو، پس تم جس کی ابتداء اور انتہاء میں کلمہ طیبہ کا حکم کرو تا کہ قلم کا آغاز و انجام اسی پر ہو۔ پس اللہ ﷻ کی رحمت سے امید ہے کہ اللہ ﷻ درمیان میں ہونے والی لغزشوں سے تجاوز فرمائے، کہا جاتا ہے کہ حاء سے مراد رحمن اور رحیم ہے، میم سے مراد اس کی بزرگی ہے، عین سے مراد اس کا علیم بذات الصدور ہونا ہے، سین سے مراد اس کی پاکیزگی اور قاف سے مراد اس کا غالب ہونا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حاء سے مراد اس کا حکم، میم سے مراد اس کی بزرگی، عین سے مراد اس کی عظمت، سین سے مراد اس کا نور، قاف سے مراد اس کی قدرت ہے ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ قاف سے مراد ایسا پہاڑ ہے جو پوری دنیا کو محیط (گھیرے ہوئے) ہے۔

التساویلات النجمیہ میں ہے کہ حاء سے مراد اللہ ﷻ کی محبت، میم سے مراد اس کے حبیب کی محبت، عین سے مراد اس کے محبوب کے سادات سے عشق، قاف سے مراد سادات کا ایسا قرب جو مخلوق میں سے کسی کو حاصل نہ ہو۔ علامہ اسماعیل حقہ کہتے ہیں کہ



میرے نزدیک حاء سے مراد حجر اسود، میم سے مراد مقام ابراہیم، عین سے مراد عین زمزم (زمزم کا کنواں)، سین اور قاف سے مراد زمزم کے پانی سے سیراب کرنا ہے پس جو حجر اسود کا استلام کرتا ہے گویا کہ بزرگی اختیار کرتا ہے، اور جو مقام ابراہیم کے پیچھے نماز ادا کرتا ہے گویا اللہ ﷻ سے کرامت کی چادر پہناتا ہے، جو مقام زمزم پر دعا کرتا ہے اللہ ﷻ اس کی دعا قبول فرماتا ہے اور جو زمزم پیتا ہے اللہ ﷻ سے شراب طہور سے پلائے گا کہ جس کے بعد کسی قسم کا مرض باقی نہ رہے گا۔  
(روح البیان، ج ۸، ص ۳۸۲)

## آسمان شق ہونے کا حکم کن کے لئے فرمایا:

۲..... اللہ نے انسان کو جو عزت و شان سے نوازا ہے، اس کا تقاضا تو یہی تھا کہ انسان اپنے رب کریم کی اطاعت سے سرمو انحراف نہ کرتا، اس کی خوشنودی کے حصول کے لئے اپنی ساری کوشش صرف کر دیتا، لیکن اس نے فقط عملی طور پر ہی اللہ کے ہر حکم سے سرتابی نہیں کی بلکہ اس کی عظمت و تقدس پر بھی حرف گیری شروع کر دی، کبھی اس کی صفات کمالیہ کا انکار کیا، کبھی اوصاف ذمیہ کی نسبت اس کی طرف کرنے سے گستاخی کی، کبھی عاجز اور درمانہ مخلوق کو اس کا شریک ٹھہرایا اور کبھی سرے سے اس کے وجود ہی کا انکار کر دیا، اس کی ان پیہم گستاخیوں اور بغاوتوں کا تقاضا تو یہ تھا کہ نظام کائنات بھک سے اڑ جاتا، آسمانوں کی مستحکم اور مضبوط چھتوں میں اوپر سے نیچے شگاف پڑ جاتے، لیکن اللہ حلیم و کریم ہے، اس کے حوصلے کی انتہا نہیں ہے اور اس کے جود و کرم کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا، وہ ان سرکشوں کو پھر بھی سوچنے سمجھنے کی مہلت دے رہا ہے۔

## فرشتوں کا مومنین کے لئے استغفار کرنا:

۳..... جاننا چاہیے کہ اللہ ﷻ کی مخلوق کی دو اقسام ہیں: (۱) عالم جسمانیات سے تعلق رکھنے والی عظیم تخلیق آسمان ہیں، (۲) اور عالم روحانیات سے تعلق رکھنے والی عظیم مخلوق ملائکہ ہیں۔ اور اللہ ﷻ ان دونوں مخلوق میں اپنی کمال قدرت و عظمت کو نافذ کرنے کا اہتمام فرماتا ہے۔ پس جب عالم جسمانیات کے بارے میں کلام ہوتا ہے تو فرماتا ہے: ﴿وَرَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَنُ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا﴾ وہ جو رب ہے آسمانوں کا زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے رحمن کہ اس سے بات کرنے اختیار نہ رکھیں گے (النبا: ۳۷)۔ اور جب عالم جسمانیات میں کلام فرماتا ہے تو ارشاد فرمایا: ﴿يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا﴾ جس دن جبرائیل کھڑا ہوگا اور سب فرشتے پر باندھے (مفسر بنائے) (النبا: ۳۸)۔ اور متذکرہ آیت میں بھی اللہ ﷻ نے عالم جسمانیات و حیوانیات کے عظیم شہکار کا ذکر فرمایا چنانچہ فرمایا: ﴿تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾..... السخ قریب ہوتا ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے شق ہو جائیں اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے ہیں (الشوری: ۵)۔ اللہ ﷻ کے اس فرمان سے صاف واضح ہے کہ فرشتے اپنی ذات کے لئے استغفار

نہیں کرتے کیونکہ وہ تو معصوم ہیں اور اگر وہ معصیت پر مضر ہوتے تو اپنی ذات کے لئے استغفار کرتے، اور جب اللہ ﷻ نے ان کے استغفار کرنے کی صفت کو ﴿لَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَوَاحِرُ زَيْنٍ﴾ میں ہے کہ کی طرف بیان کر دیا اور وہ ذات جس کے گناہ نہ ہوں وہ اُس ذات سے بہتر ہوا کرتی ہے جس کے گناہ ہوں اور اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ زَيْنٍ وَالْوَلَدِ﴾ کیلئے معافی مانگتے ہیں کہ اس بات پر دلیل ہے کہ حضرات ملائکہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے بھی استغفار کرتے ہیں کیونکہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا تعلق بھی تو ﴿فِي الْأَرْضِ﴾ سے ہے، اور جب ملائکہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے استغفار کرتے ہیں تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ملائکہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔ (الرازی، ج ۹، ص ۵۷۹)

امام رازی کا علم تفسیر میں نمایاں مقام ہے، اور ان کے ہم پر بڑے احسانات ہیں کہ کئی مقامات پر جہاں اکثر مفسرین کرام اپنے قلم کو روک دیتے ہیں وہاں حضرت کی عبارت سے تشفی ہو جاتی ہے، تاہم اس مقام پر حضرت سے کچھ تسامح ہوا ہے، اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضرات انبیائے کرام علیہم السلام معصوم ہیں، یہی بات عقائد کی مستند کتب میں موجود ہے چنانچہ ﴿فَمِنْهُ الْعَصْمَةُ﴾ وہی خصائص النبوة علی مذهب اہل الحق یعنی حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کی خصوصیات میں سے ایک عصمت نبی بھی ہے اور یہی عقیدہ مذہب اہل حق کا ہے۔ (المعتقد والمتقد، ص ۱۱۰)

شرح فقہ الاکبر میں ہے: الانبياء منزھون ای معصومون عن الصغائر والكبائر ای من جميع المعاصی والكفر خص لانه اکبر الکبائر ولکونه سبحانه ﴿لَا يَغْفِرُ اَنْ يَشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (النساء: ۳۱) یعنی حضرات انبیائے کرام علیہم السلام صغیرہ و کبیرہ اور ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، کفر کا خاص طور پر اس لیے ذکر کیا کہ یہ سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اللَّهُ اُسَی نَبِیْہِمْ﴾ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے اور اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دے (النساء: ۴۸)۔ اور فحاشی بھی نہیں پائی جاتی، اللہ ﷻ فرماتا ہے: ﴿یہ بڑے گناہوں اور فحاشی سے بچتے ہیں﴾ (النساء: ۳۱)۔ فحاشی سے مراد قتل، زنا، لواطت، چوری، حد قذف، جادو، چغل خوری، سود کھانے، یتیم کا مال کھانے، بندوں پر ظلم کرنے، زمین میں فساد کرنے سے بچتے ہیں۔ (فقہ الاکبر، باب الانبياء معصومون، ص ۹۹ وغیرہ)

نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں، اماموں کو انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی و بددینی ہے۔ عصمت انبیاء کرام علیہم السلام کے یہ معنی ہیں کہ اُن کے لئے حفظ الہی ﷻ کا وعدہ ہو لیا جس کے سبب اُن سے صدور گناہ شرعاً محال ہے۔ بخلاف ائمہ و اکابر اولیاء کرام کہ اللہ ﷻ انہیں محفوظ رکھتا ہے، اُن سے گناہ ہوتا نہیں، مگر ہو تو شرعاً محال بھی نہیں۔ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کفر و شرک اور ہر ایسے امر سے جو غلطی کے لئے باعث نفرت ہو، جیسے کذب و خیانت و جہل و غیر با صفات ذمیرہ سے، نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروّت کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت

بالاجماع معصوم ہیں اور کھائے سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعبد صغائر سے بھی قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔

(بہار شریعت معرجمہ، ج ۱، حصہ اول، ص ۳۶ وغیرہ)

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام تسبیح، تحمید اور استغفار کرتے ہیں، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿إِلَّا أَنْ يَكُونَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ مقصود یہ ہے کہ فرشتے مطلق مغفرت اور رحمت طلب کرتے ہیں اور اس کی چند وجوہ ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱)..... فرشتے مغفرت طلب کرتے ہیں اس لئے کہ اللہ ﷻ نے انہیں ایسے دل عطا فرمائے ہیں کہ وہ مخلوق کے لئے مغفرت گناہ طلب کریں اگرچہ اللہ ﷻ مطلق غفور الرحیم ہے۔ (۲)..... ابتداء میں فرشتوں نے کہا تھا: ﴿أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يَفْسُدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ﴾ کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلانے کا اور خوریزیاں کرے گا ہم تجھے سراہتے ہیں تیری تسبیح بیان کرتے ہیں اور تیری پاکی بولتے ہیں (البقرہ: ۳۰) پھر آخر میں یہ فرمان: ﴿وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ﴾ اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے ہیں، گویا اللہ ﷻ کی رحمت حق ہے، اور اللہ ﷻ کی رحمت واحسان کا تقاضا یہ ہے کہ مخلوق کی ابتداء و انتہاء میں اللہ ﷻ کے مطلق غفور الرحیم ہونے کی صفت کو ملحوظ رکھا جائے۔ (۳)..... مقام مذکورہ میں ”يَطْلُبُونَ الرَّحْمَةَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ“ نہیں فرمایا اس لئے کہ اللہ ﷻ مغفرت عطا فرمانے والا ہے اُسے جو اس سے مانگے اور اس کی مغفرت اس کی رحمت کے ساتھ جُوی ہوئی ہوتی ہے۔

(الرازی، ج ۹، ص ۵۷۹)

## اسلام کے معنی، اسلام و ایمان میں فرق کا بیان:

۲..... ایمان اور اسلام ایک ہی چیز کے دو نام ہیں، اس لئے کہ اسلام نام ہے خضوع و انقیاد یعنی فرمانبرداری اور طاعت گزاری اختیار کرنے کا، اور یہ فرمانبرداری احکام کو قبول کر کے ان کی ادائیگی کرنے کے بارے میں ہے، اور یہی حقیقی بنیاد پر تصدیق ہے جس کی تائید اس فرمان: ﴿فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ تو ہم نے اس شہر میں جو ایمان والے تھے نکال لئے تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا (الذاریات: ۲۵، ۲۶) سے بھی ہوتی ہے۔ جب کہ ایمان اوامرو نواہی کے سلسلے میں اللہ ﷻ کی تصدیق کرنے کا نام ہے۔ (شرح عقائد، البحث: الفرق بين الاسلام والايمان، ص ۳۰۵) علامہ معنی لکھتے ہیں:

ہم کہتے ہیں کہ لغت میں اسلام کا معنی ہے انقیاد یعنی فرمانبرداری کرنا اور اذعان یعنی ماننا، اطاعت کرنا، اور شرعی معنی اسلام کا یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کو مان کر اللہ ﷻ کی اطاعت کرنا، کلمہ شہادت پڑھنا، واجبات پر عمل کرنا، منوعات سے بچنا کیونکہ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے اسلام کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”اسلام یہ ہے کہ تم اللہ ﷻ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، فرض زکوٰۃ ادا کرو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اور

اسلام کا اطلاق دین محمد پر بھی کیا جاتا ہے جیسے کہتے ہیں کہ دین یہودیت، دین نصرانیت، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان الدين عند الله الاسلام﴾ بیشک اللہ کے ہاں اسلام ہی دین ہے (الامسران: ۱۹)۔ علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے، محققین کا مذہب ہے کہ ایمان و اسلام متغائر ہیں اور یہی صحیح ہے اور بعض محدثین، متکلمین اور جمہور معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ ایمان و اسلام شرعاً مترادف ہیں۔ علامہ خطابی نے کہا کہ ایمان اور اسلام مطلقاً متحد یا متغائر نہیں ہیں، کیونکہ مسلم بعض اوقات مسلم ہوتا ہے اور بعض اوقات مسلم نہیں ہوتا یعنی بعض اوقات احکامات کی پیروی کرتا ہے اور بعض اوقات پیروی نہیں کرتا اور مومن ہر وقت مومن ہوتا ہے یعنی ہر وقت باطنی اعتبار سے فرمانبردار ہوتا ہے اگرچہ عمل نہ کرے، لہذا ہر مسلم مومن ہوتا ہے لیکن ہر مومن مسلم نہیں ہوتا۔

(شرح عقائد، البحث: الفرق بین الاسلام والایمان، حاشیہ صفحہ نمبر ۳۰۵)

### اغراض:

ای مثل ذلک الاحیاء: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿کذلک﴾ میں کاف محل نصب میں بر بنائے مفعول ہے، مراد یہ ہے کہ اے محبوب ﷺ! جس طرح آپ کی جانب وحی کی جاتی ہے بالکل اسی طرح آپ ﷺ سے پہلوں پر بھی وحی کا سلسلہ ہوا، حضرت ابن عباس سے منقول ہے: ”کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جسے کتاب (صحیفہ وغیرہ نہ دیا گیا ہو) مگر یہ کہ اُسے وحی کی جاتی ہے اور وحی میں تین امور کا اہتمام ہوتا ہے: ”توحید، نبوت اور بعث بعد الموت“ اور یہ بات قرآن اور دیگر کتب سماویہ میں مشترک ہے۔

فاعل الایحاء: جمہور کی قرائت کے پیش نظر اسم جلالت ”اللہ“ فاعل ہے۔ علی خلقہ: یعنی اللہ مخلوق کی صفات سے پاک ہے۔

ای تنشق کل واحدہ: یعنی آسمان پھٹ پڑے، چھٹے آسمان کے اوپر ساتواں آسمان پھٹ پڑے، پانچویں کے اوپر چھٹا پھٹ پڑے، اور اسی طرح سمجھتے جائیں، پس زمین سے اوپر سب ہی پھٹ پڑے۔ پھر ﴿وتنشق الارض وتخر الجبال﴾ ہدا ﴿پس مزید اللہ کی ہیبت اور جلال کے باعث زمین پھٹ پڑے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ فوق التی تلیھا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿فوقھن﴾ میں ضمیر ﴿السموت﴾ کی جانب عائد ہے اور یہ بھی درست ہے کہ مراد کفار اور مشرکین ہوں یا زمینیں جس کا ذکر ماقبل ہو چکا ہے۔ من عظمۃ اللہ: یعنی آسمان پھٹ جائے اور لرزہ برآندام ہو جائے، اللہ کے خوف سے، کافروں کے اس قول پر ﴿اتخذ اللہ ولدا﴾ جو انہوں نے اللہ کے بارے میں کیا اور اس کا ذکر سورہ مریم میں ہو چکا ہے۔

من المومنین: یہاں ملائکہ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اللہ ﷻ کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں جس کا بیان سورہ غافر میں ہو چکا ہے۔ پس اس صورت میں مطلق کو مقید پر محمول کرنا پایا گیا ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مطلق تمام فرشتے مراد ہیں جو کہ زمین پر اللہ کے بندوں (کی مدد کے لئے) متعین ہیں اور اس میں حیوانات بھی شامل ہیں اور استغفار کرنے سے مراد یہ ہے کہ بندوں کے لئے رزق طلب کرتے اور بلاؤں سے دور ہونے کی دعائیں کرتے ہیں اور تمام ہی اقوال صحیح ہیں۔ ای الاصلنام: مفعول اول کی تفسیر ہے جو کہ محذوف ہے اور مفعول ثانی ﴿الاولیاء﴾ ہے معنی یہ ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے بتوں کو معبود بنالیا اور کہتے ہیں: ﴿ما نعبدھم الا لیقریبنونا الی اللہ﴾



زلفی (المزمع: ۳) اور اس پر دوسری آیت دلالت کرتی ہے اور ﴿الاولیاء﴾ اپنے رب کے خادم ہوتے ہیں اور اللہ کی محبت اور معرفت کی خیرات ہائے ہیں اور ان کی محبت اور تعلق ہر معاملے میں ہونا چاہیے اس لئے کہ ان کا وسیلہ اللہ اور اس کے رسول تک پہنچاتا ہے اور ان کی محبت اور وسیلہ شرک نہیں ہے مگر یہ کہ کوئی انہیں مستحق عبادت جانے اور انہیں معبود سمجھ کر سجدے کرے اور خارجیوں کا گمراہ کن عقیدہ ہے کہ اللہ کی ذات تک پہنچنے کے لئے کسی کو بھی وسیلہ بنانا شرک ہے اور ایسا کرنے والا مشرک ہے۔ وہو الاسلام: یا کفر مراد ہے۔

الکافرون: ﴿الظالمون﴾ کی تفسیر ہے، پس ظلم سے مراد کفر ہے اور ﴿الظالمون﴾ بمعنی العاصین ہے، لیکن مراد ایسے عاصی ہیں جو کفر نہ کرتے ہوں، اور وہ عذاب دور ہونے کے ذریعے مدد کئے جائیں گے، جیسا کہ حدیث میں ہے: ”میری شفاعت میری امت کے گناہ گاروں کے لئے ہے۔“ والفاء لمجرد العطف: میں فاء مجرد عطف کے لئے ہے نہ کہ ما قبل شرط کی جزاء کے لئے۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۱۷ وغیرہ)

### رکوع نمبر: ۳

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ مَعَ الْكُفَّارِ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ﴾ ﴿مِنَ الدِّينِ وَغَيْرِهِ﴾ ﴿فَحُكْمُهُ﴾ ﴿مَرْدُودٌ﴾ ﴿إِلَى اللَّهِ﴾ ﴿يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ ﴿يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ قُلْ لَهُمْ﴾ ﴿ذَلِكَ﴾ ﴿اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾ ﴿۱۰﴾ ﴿أَرْجِعْ﴾ ﴿فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ ﴿مُبْدِئَهُمَا﴾ ﴿جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا﴾ ﴿حَيْثُ خَلَقَ حَوَاءً مِنْ ضُلْعِ آدَمَ﴾ ﴿وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا﴾ ﴿ذُكُورًا وَإُنْثَاءً﴾ ﴿يَذَرُوكُمْ﴾ ﴿بِالْمَعْجَمَةِ يَخْلُقُكُمْ﴾ ﴿فِيهِ﴾ ﴿فِي الْجَعْلِ الْمَذْكُورِ﴾ ﴿أَيُّ يَكْثُرُكُمْ بِسَبَبِهِ﴾ ﴿بِالنَّوَالِدِ وَالضُّمِيرِ لِلنَّاسِ﴾ ﴿وَالْأَنْعَامِ بِالْغُلْبِ﴾ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ ﴿الْكَافُ زَائِدَةٌ لِأَنَّهُ تَعَالَى لَا مِثْلَ لَهُ﴾ ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ﴾ ﴿لَمَّا يُقَالُ﴾ ﴿الْبَصِيرُ﴾ ﴿۱۱﴾ ﴿بِمَا يُفْعَلُ﴾ ﴿لَهُ﴾ ﴿مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ ﴿أَيُّ مَفَاتِيحُ خَزَائِنِهَا﴾ ﴿مِنَ الْمَطَرِ وَالنَّبَاتِ وَغَيْرِهِمَا﴾ ﴿يَسْطُرُ الرِّزْقَ﴾ ﴿يُوسِّعُهُ﴾ ﴿لَمَنْ يَشَاءُ﴾ ﴿أَمْ تَحَاجُّنَّ﴾ ﴿وَيَقْدِرُ﴾ ﴿يُضَيِّقُهُ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ ﴿إِتِّلَاءُ﴾ ﴿أَنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ ﴿۱۲﴾ ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا﴾ ﴿هُوَ أَوَّلُ أَنْبِيَاءِ الشَّرِيعَةِ﴾ ﴿وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ﴾ ﴿هَذَا هُوَ الْمَشْرُوعُ الْمَوْصَى بِهِ وَالْمَوْحَى إِلَى مُحَمَّدٍ ﷺ وَهُوَ التَّوْحِيدُ﴾ ﴿كَبِيرٌ﴾ ﴿عَظِيمٌ﴾ ﴿عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ﴾ ﴿مِنَ التَّوْحِيدِ﴾ ﴿اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ﴾ ﴿إِلَى التَّوْحِيدِ﴾ ﴿مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يَنْبِ﴾ ﴿۱۳﴾ ﴿يُقْبَلُ إِلَى طَاعَتِهِ﴾ ﴿وَمَا تَفَرَّقُوا﴾ ﴿أَيُّ أَهْلِ الْأَدْيَانِ فِي الدِّينِ بَانَ وَحَدَّ بَعْضُ وَكَفَرَ بَعْضُ﴾ ﴿إِلَّا مَنْ بَعْدَ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ﴾ ﴿بِالتَّوْحِيدِ﴾ ﴿بَغْيًا﴾ ﴿مِنَ الْكَافِرِينَ﴾ ﴿بَيْنَهُمْ وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ﴾ ﴿بِتَأْخِيرِ الْجَزَاءِ﴾ ﴿إِلَى أَجْلِ مَسْمَى﴾ ﴿يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ ﴿لِقَضَى بَيْنَهُمْ﴾ ﴿بِتَغْذِيبِ الْكَافِرِينَ فِي الدُّنْيَا﴾ ﴿وَأَنَّ الَّذِينَ أَوْرَثُوا الْكُتُبَ مِنْ بَعْدِهِمْ﴾ ﴿وَهُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى﴾ ﴿لَفِي شَكٍّ مِنْهُ﴾ ﴿مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ﴾ ﴿مَرِيبٌ﴾ ﴿۱۴﴾ ﴿مَوْقِعُ الرَّيَّةِ﴾ ﴿لِلذِّكْرِ﴾ ﴿التَّوْحِيدِ﴾ ﴿فَادْعُ﴾ ﴿يَا مُحَمَّدُ النَّاسَ﴾ ﴿وَاسْتَقِمْ﴾ ﴿عَلَيْهِ﴾ ﴿كَمَا أَمَرْتُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ﴾ ﴿فِي تَرْكِهِ﴾ ﴿وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كُتُبٍ وَأَمَرْتُ لِأَعْدِلَ﴾ ﴿أَيُّ بَانَ أَعْدِلَ﴾ ﴿بَيْنَكُمْ﴾ ﴿فِي﴾

الْحُكْمَ ﴿اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَلْنَا وَلَكُمْ أَعْمَلْنَا﴾ فَكُلُّ يَجَازِي بِعَمَلِهِ ﴿لَا حِجَةَ﴾ خُصُومَةً ﴿بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ هَذَا قَبْلَ أَنْ يُؤْمَرَ بِالْجِهَادِ ﴿اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا﴾ فِي الْمَعَادِ لِفَضْلِ الْقَضَاءِ ﴿وَالِيهِ الْمَصِيرُ﴾ (۱۵) ﴿الْمَرْجِعُ﴾ وَالَّذِينَ يَحَاجُونَ فِي دِينِ ﴿اللَّهُ﴾ نَبِيِّهِ ﴿مَنْ بَعْدَ مَا اسْتَجِيبَ لَهُ﴾ بِالْإِيمَانِ لِيُظْهِرَ مُعْجَزَاتِهِ وَهُمْ الْيَهُودُ ﴿حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ﴾ بِاطْلَاقِ ﴿عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ (۱۶) ﴿اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ﴾ الْقُرْآنَ ﴿بِالْحَقِّ﴾ مُتَعَلِّقٌ بِأَنْزَلِ ﴿وَالْمِيزَانَ﴾ وَالْعَدْلَ ﴿وَمَا يَدْرِيكَ﴾ يُعَلِّمُكَ ﴿لَعَلَّ السَّاعَةَ﴾ أَيْ إِتْيَانِهَا ﴿قَرِيبٌ﴾ (۱۷) ﴿وَلَعَلَّ مُتَعَلِّقٌ لِلْفِعْلِ عَنِ الْعَمَلِ أَوْ مَا بَعْدَهُ سُدَّ مُسَدَّ الْمَفْعُولَيْنِ﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا يَقُولُونَ مَتَى تَأْتِي ظُنَّا مِنْهُمْ أَنَّهُ غَيْرُ آيَةٍ ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾ مَشْفِقُونَ ﴿خَائِفُونَ﴾ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ إِلَّا الَّذِينَ يَمَارُونَ ﴿يُجَادِلُونَ﴾ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَلٍ بَعِيدٍ (۱۸) ﴿اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ﴾ بِرَبِّهِمْ وَقَاجِرُهُمْ حَيْثُ لَمْ يُهْلِكْهُمْ جُوعًا بِمَعَاصِيهِمْ ﴿يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ﴾ مِنْ كُلِّ مَنَّهُمْ مَا يَشَاءُ ﴿وَهُوَ الْقَوِيُّ﴾ عَلَى مُرَادِهِ ﴿الْعَزِيزُ﴾ (۱۹) ﴿الْغَالِبُ عَلَى أَمْرِهِ﴾.

### ترجمہ

اور تم جس بات میں (یعنی دین وغیرہ کے معاملے میں کفار کے ساتھ) اختلاف..... کر رہے ہو تو اس کا فیصلہ (بروز قیامت) اللہ کے سپرد ہے (الی اللہ کا متعلق ”مردود“ محذوف ہے) وہ بروز قیامت (تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے گا) یہ ہے اللہ میرا رب میں نے اس پر بھروسہ کیا اور میں اس کی طرف رجوع لاتا ہوں (انبیاء بمعنی ارجع ہے) آسمان اور زمین کا بنانے والا (فاطر کا معنی بے مثل سابق بنانے والا ہے) تمہارے لیے تمہیں میں سے جوڑے بنائے (یوں کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی مبارک پسلی سے حضرت جواہ رضی اللہ عنہا کو پیدا فرمایا) اور چوپایوں میں سے جوڑے (یعنی زروادہ) تمہیں پیدا فرماتا ہے (بذر و کم ذال کے ساتھ ہے بمعنی یخلقکم ہے) اس میں (یعنی مذکورہ بنانے میں یعنی جوڑے بنانے اور اولاد کے ذریعے تمہاری کثرت فرماتا ہے، اور ضمیر مذکر انسانوں اور چوپایوں کو غلبہ دینے کے اعتبار سے ہے) اس جیسا کوئی نہیں (کمشلہ میں کاف زائدہ ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ کا کوئی مثل نہیں) اور وہی سننے والا ہے (جو کچھ کہا جاتا ہے) دیکھنے والا ہے (جو کچھ کیا جاتا ہے) اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی کنجیاں (یعنی زمین و آسمان کے خزانے جیسے بارش وغیرہ نباتات کی کنجیاں) روزی وسیع کرتا ہے (بسط بمعنی یوسع ہے) جس کے لیے چاہے (بطور امتحان) اور تنگ فرماتا ہے (جس کے لیے چاہے بطور آزمائش، بقدر بمعنی یضیق ہے) بیشک وہ سب کچھ جانتا ہے تمہارے لیے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم اس نے نوح کو کیا (حضرت نوح علیہ السلام سب سے پہلے صاحب شریعت نبی ہیں.....) اور جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا کہ دین ٹھیک رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو..... (یہ مشرور ”موصی بہ“ اور ”موحی الی محمد ﷺ“ توحید ہی ہے) مشرکوں پر بہت ہی گراں ہے وہ (کبر بمعنی عظم ہے) جس کی طرف تم انہیں بلا تے ہو (یعنی اللہ جل جلالہ کی توحید کی طرف) اور اللہ جن لیتا ہے اپنی (توحید) کے لیے جسے چاہے اور اپنی طرف راہ دیتا ہے اسے جو رجوع لائے (یعنی اسے جو اللہ جل جلالہ کی فرمانبرداری کی طرف مائل ہو) اور انہوں نے (یعنی مختلف ادیان والوں نے اپنے دین میں) پھوٹ نہ ڈالی (یوں کہ بعض توحید پر جمے رہے اور بعض نے کفر کیا) مگر بعد اس کے کہ انہیں (توحید الہی کا) علم آچکا تھا (کفار کے) آپس کے حسد سے اور اگر تمہارے رب کی ایک بات گزر نہ چکی ہوتی (جزا و سزا کو مؤخر فرمانے کی) ایک مقرر میعاد (یعنی روز قیامت) تک تو ضرور ان میں فیصلہ

کر دیا جاتا (دنیا میں کفار کو عذاب دیکر) اور بیشک وہ جو ان کے بعد کتاب کے وارث ہوئے (مراد اس سے یہود و نصاریٰ ہیں) وہ اس سے (یعنی سیدنا محمد ﷺ سے) ایک دھوکے میں ڈالنے والے شک میں ہیں (مسیب کے معنی دھوکے میں ڈالنے والا شک ہے) تو اس کی (یعنی توحید..... کی) طرف بلاؤ (اے حبیب ﷺ لوگوں کو) اور (توحید پر) ثابت قدم ہو جیسا تمہیں حکم ہوا ہے اور (ترک توحید کے معاملے میں) ان کی خواہشوں پر نہ چلو اور کہو کہ میں ایمان لایا اس پر جو کوئی کتاب اللہ نے اتاری اور مجھے حکم ہے کہ میں انصاف کروں (لا عدول بمعنی بسان اعدل ہے) تم میں (یعنی تمہارے درمیان فیصلہ کرنے میں) اللہ ہمارا اور تمہارا سب کا رب ہے ہمارے لیے ہمارا عمل اور تمہارے لیے تمہارا کہا (ہر ایک کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا) کوئی حجت (یعنی کوئی جھگڑا) نہیں ہم میں اور تم میں (یہ امر حکم جہاد کے نزول سے پہلے کا ہے) اور اللہ ہم سب کو جمع کرے گا (آخرت میں ہمارے مابین فیصلہ کرنے کے لیے) اور اسی کی طرف پھرنا ہے (المصیر بمعنی المروجع ہے) اور وہ جو اللہ کے (دین کے) بارے میں جھگڑتے ہیں (اس کے نبی ﷺ سے) بعد اس کے کہ اس کی دعوت قبول کی جا چکی ہے (دعوت ایمان ان کے معجزات ظہور کے باعث اور نبی جھگڑا لویہودی ہیں) ان کی دلیل محض بے ثبات ہے (یعنی باطل ہے) ان کے رب کے پاس اور ان پر غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے اللہ ہے جس نے کتاب اتاری (یعنی قرآن پاک نازل فرمایا) حق کے ساتھ ”بالحق“ انزل فعل کے متعلق ہے (اور میزان.....) (یعنی عدل) اور تم کیا جانو (یدریک بمعنی یعلمک ہے) شاید قیامت (یعنی اس کا آنا) قریب ہی ہو (لعل نے فعل کو عمل سے روک دیا ہے اور اس کا مابعد دو مفعولوں کے قائم مقام ہے) اس کی جلدی بچا رہے ہیں وہ جو اس پر ایمان نہیں رکھتے (کفار کہا کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی ان کا گمان تو یہ تھا کہ قیامت آنے ہی کی نہیں) اور جنہیں اس پر ایمان ہے وہ ڈر رہے ہیں (مشفقون بمعنی خائفون ہے) اس سے اور جانتے ہیں کہ بیشک وہ حق ہے سنتے ہو بیشک جو شک کرتے ہیں (یعنی جھگڑتے ہیں، بیماروں بمعنی یجادلون ہے) قیامت کے بارے میں ضرور دور کی گمراہی میں ہیں اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے (نیکو کاروں پر بھی اور بدکاروں پر بھی، یوں کہ انہیں ان کے گناہوں کی بھوک دیکر ہلاک نہیں فرمادیتا) جسے چاہے روزی دیتا ہے (ان میں سے ہر ایک کو جتنی وہ چاہتا ہے) وہی قوت رکھنے والا ہے (اپنی مراد پر) غلبہ رکھنے والا ہے (اپنے امر پر، عزیز کے معنی غالب ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿وما اختلفتم فیہ من شیء فحکمہ الی اللہ﴾

و: متافہ، ما: ذو الحال جزا، ملکر جملہ شرطیہ، اختلفتم فیہ: فعل بافاعل و ظرف لغو، من شیء: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، حکمہ مبتدا، الی اللہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلکم اللہ ربی علیہ توکلت والیہ انیب فاطر السموت والارض﴾

ذلکم: مبتدا، اللہ: خبر اول، ربی: خبر ثانی، علیہ توکلت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، الیہ انیب: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر ثالث، فاطر السموت والارض: خبر رابع، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿جعل لکم من انفسکم ازواجاً ومن الانعام ازواجاً یذروکم فیہ﴾

جعل لکم: فعل بافاعل و ظرف لغو، من انفسکم: ظرف مستقر حال مقدم، ازواجاً: ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من الانعام: ظرف مستقر حال مقدم، ازواجاً: موصوف، یذروکم فیہ: جملہ فعلیہ صفت، ملکر ذو الحال، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل ”ذلکم“ کیلئے خبر خاص واقع ہے۔

﴿لیس کمثلہ شیء و هو السميع البصیر﴾

لیس: فعل ناقص، کاف، زائد، مثلاً خبر مقدم، شیء: اسم، مکرر جملہ فعلیہ ماقبل "ذلکم" کیلئے خبر سادس واقع ہے، و: عاطفہ، ہو: مبتداء، السميع البصیر: خبر ان، مکرر جملہ اسمیہ۔

﴿لہ مقالید السموت والارض یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر انہ بکل شیء علیم﴾

لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، مقالید السموت والارض: مبتداء مؤخر، مکرر جملہ اسمیہ ماقبل "ذلکم" کیلئے خبر سابع واقع ہے، یبسط الرزق: فعل بافاعل ومفعول، لمن یشاء: ظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقدر: جملہ فعلیہ معطوف، مکرر "ذلکم" کیلئے خبر ثانی من واقع ہے، انہ: حرف شبہ واسم، بکل شیء علیم: شبہ جملہ خبر، مکرر جملہ اسمیہ۔

﴿شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابرہیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ﴾

شرع لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، من: جار، الدین: بمبدل منہ جزاء، مکرر جملہ شرطیہ، ان: مصدریہ، اقیموا الدین: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تتفرقوا فیہ: جملہ فعلیہ معطوف، مکرر بتاویل مصدر بدل، مکرر مجرور، مکرر ظرف مستقر حال مقدم، ما وصی بہ نوحا: موصول صلہ، مکرر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذی اوحینا الیک: موصول صلہ، مکرر معطوف اول، و: عاطفہ، ما وصینا بہ ابرہیم وموسیٰ وعیسیٰ: موصول صلہ، مکرر معطوف ثانی، مکرر ذوالحال، مکرر مفعول، مکرر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿کبر علی المشرکین ما تدعوہم الیہ اللہ یجتبیٰ الیہ من یشاء ویہدی الیہ من ینیب﴾

کبر: فعل، علی المشرکین: ظرف لغو، ما تدعوہم الیہ: جملہ فعلیہ صلہ، مکرر فاعل، مکرر جملہ فعلیہ متانفہ، اللہ: مبتداء، یجتبیٰ الیہ: فعل بافاعل وظرف لغو، من یشاء: موصول صلہ، مکرر مفعول، مکرر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یہدی: فعل بافاعل، الیہ: ظرف لغو، من ینیب: موصول صلہ، مکرر مفعول، مکرر جملہ فعلیہ معطوف، مکرر خبر، مکرر جملہ اسمیہ۔

﴿وما تفرقوا الا من بعد ما جاءہم العلم بغیا بینہم﴾

و: عاطفہ، ما تفرقوا: فعل بافاعل، الا: اداة حصر، من: جار، بعد: مضاف، ما جاءہم العلم: موصول صلہ، مکرر مضاف الیہ، مکرر مجرور، مکرر ظرف لغو، بغیا بینہم: شبہ جملہ مفعول لہ، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿ولولا کلمۃ سبقت من ربک الی اجل مسمى لقضى بینہم﴾

و: عاطفہ، لولا حرف شرط، کلمۃ: موصوف، سبقت: فعل بافاعل، من ربک: ظرف لغو اول، الی اجل مسمى: ظرف لغو ثانی، مکرر جملہ فعلیہ صفت، مکرر خبر محذوف "موجود" کیلئے مبتداء، مکرر جملہ اسمیہ ہو کر شرط، لام: تاکیدیہ، قضی: فعل مجہول "القضاء" نائب الفاعل محذوف، بینہم: مکرر جملہ فعلیہ ہو کر جواب لولا واقع ہے۔

﴿وان الذین اورثوا الکتب من بعدہم لفی شک منہ مریب﴾

و: عاطفہ، ان حرف شبہ، الذین: موصول، اورثوا: فعل مجہول با نائب الفاعل، الکتب: مفعول ثانی، من بعدہم: ظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، مکرر اسم، لام: تاکیدیہ، لفی: جار، شک: موصوف، منہ: ظرف مستقر صفت، مکرر مجرور، مکرر ظرف مستقر خبر اول، مریب: خبر ثانی، مکرر جملہ اسمیہ۔

﴿فلذلک فادع واستقم کما امرت ولا تتبع اہواءہم﴾



ف: نصیب، لام بمعنی "السی" جار، ذلک: مجرور، مکر ظرفی، مقدم، ف: تاکید لفاء اولی، ادع: فعل امر بافاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف  
 علیہ، و: عاطفہ، استعقم: فعل امر بافاعل، کما امرت: ظرف متشقر "استعقم" مصدر محذوف کی صفت، مکر مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ  
 معطوف اول، و: عاطفہ، لاتبع اهواء ہم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکر شرط محذوف "ان حرفت هذا کلمه" کی جزاء، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقل امنتم بما انزل الله من كتب وامرت لاعدل بینکم﴾  
 و: عاطفہ، قل قول، امنتم: فعل بافاعل، ب: جار، ما انزل الله: موصول صلہ، مکر ذوالحال، من كتب: ظرف متشقر حال، مکر  
 مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، امرت: فعل نائب بافاعل، لا عدل: فعل امر قائب  
 بافاعل، بینکم: ظرف، مکر جملہ فعلیہ مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿اللہ ربنا وربکم لنا اعمالنا و لکم اعمالکم﴾  
 اللہ: مبتدا، ربنا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ربکم: معطوف، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ، لنا: ظرف متشقر خبر مقدم، اعمالنا: مبتدا مؤخر، مکر  
 جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لکم: ظرف متشقر خبر مقدم، اعمالکم: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا حجة بیننا و بینکم اللہ یجمع بیننا و الیہ المصیر﴾  
 لا: نفی جنس، حجة: اسم، بیننا: ظرف متعلق بمحذوف معطوف علیہ، و: عاطفہ، بینکم: ظرف متعلق بمحذوف معطوف، مکر خبر، مکر جملہ  
 اسمیہ، اللہ: مبتدا، یجمع بیننا: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الیہ: ظرف متشقر خبر مقدم، المصیر: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔  
 ﴿و الذین یحاجون فی اللہ من بعد ما استجیب لہ حاجتہم داخضہ عند ربہم﴾

و: متاقفہ، الذین: موصول، یحاجون: فعل واو ضمیر ذوالحال، من: جار، بعد: مضاف، ما استجیب لہ: موصول صلہ، مکر مضاف  
 الیہ، مکر مجرور، مکر ظرف متشقر حال، مکر فاعل، فی: جار، اللہ: "دین" مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ  
 فعلیہ صلہ، مکر مبتدا، حاجتہم: مبتدا، داخضہ: مبتدا، عند ربہم: ظرف متعلق بمحذوف خبر، مکر جملہ اسمیہ، ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر  
 بحر خبر، مکر جملہ اسمیہ متاقفہ۔

﴿و علیہم غضب ولہم عذاب شدید﴾  
 و: عاطفہ، علیہم: ظرف متشقر خبر مقدم، غضب: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لہم: ظرف متشقر خبر مقدم، عذاب  
 شدید: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿اللہ الذی انزل الکتب بالحق و المیزان و ما یدریک لعل الساعۃ قریب﴾  
 اللہ: مبتدا، الذی: موصول، انزل الکتب: فعل بافاعل و مفعول، ب: جار، الحق: معطوف علیہ، و: عاطفہ، المیزان: معطوف، مکر  
 مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، یدریک: فعل بافاعل و مفعول، لعل  
 الساعۃ قریب: جملہ اسمیہ مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿یستعجل بہا الذین لا یؤمنون بہا و الذین امنوا مشفقون منہا﴾  
 یستعجل: فعل، بہا: ظرف لغو، الذین: موصول، لا یؤمنون بہا: جملہ فعلیہ صلہ، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، الذین  
 امنو: موصول صلہ، مکر مبتدا، مشفقون منہا: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿و یعلمون انہا الحق الا ان الذین یمارون فی الساعۃ لفی ضلل بعید﴾

و: عاطفہ، معلومون: فعل با قائل، انتہا الحق: جملہ اسمیہ مفعول، مگر جملہ فعلیہ، الا حرف تنبیہ، الذین موصول، یعمارون فی الساعۃ: جملہ فعلیہ صلہ، مگر مبتداء، لام: تاکید، یہ، فی ضلل بعد ظرف مستقر خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء وهو القوی العزیز

اللہ: مبتداء، اللطیف بعبادہ: شبہ جملہ خبر اول، یرزق من یشاء: جملہ فعلیہ خبر ثانی، مگر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، هو مبتداء، القوی العزیز: خبر ان، مگر جملہ اسمیہ۔

### شان نزول

☆..... وما یسلو یک لعل الساعۃ..... ☆ نبی کریم ﷺ نے قیامت کا ذکر فرمایا تو مشرکین نے بطریق تکذیب کہا کہ کب ہوگی اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔

### تشریح توضیح و اغراض

#### اختلاف کے معنی، حیثیت و اہمیت:

۱..... اپنے حال اور قال کے سوا کسی اور طریقے کو اختیار کرنا، اختلاف کہلاتا ہے۔ (المفردات ص ۱۶۲)

آیت مبارکہ ﴿وَمَا یَسْأَلُکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ﴾ میں اختلاف ہے منشیء فحکمہ الی اللہ تم جس بات میں اختلاف کرو گے اس کا فیصلہ اللہ کے پروردہ (الشوری: ۱۰) کے سے تین مسائل واضح ہوئے: (۱)..... نظم قرآن سے ثابت ہوا کہ سید عالم ﷺ کو کافروں کو زبردستی ایمان کی جانب مائل کرنے سے منع کیا گیا، اور اسی طرح مومنین کو بھی کافروں سے خواہ مخواہ جھگڑنے سے روکا گیا۔ اور جب مخالفت و جھگڑے کی صورت پیدا ہو جائے تو فیصلہ کرانے کے لئے سید عالم ﷺ کی ذات کی جانب رجوع کیا جائے اور سید عالم ﷺ کی بارگاہ کے علاوہ کسی اور جانب التفات نہ کیا جائے، اور جب ایسا معاملہ ہو کہ جس کا جواب آقائے دو جہاں ﷺ نہ دے پائیں تو جیسا کہ ﴿یَسْأَلُکَ﴾ عن الروح اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں کے تحت آقائے دو جہاں ﷺ نے توقف فرمایا اور اس کا علم اللہ ﷻ کی جانب تفویض فرمایا اور نزول آیات ہونے پر جواب ارشاد فرمایا: ﴿وَمَا یَسْأَلُکَ﴾ عن الروح قل الروح من امر ربی اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے (الاسراء: ۸۵) کے۔ (۲)..... اللہ ﷻ کا فرمان: اے محمد ﷺ! ﴿وَمَا یَسْأَلُکَ﴾ فحکمہ الی اللہ تم جس بات میں اختلاف کرو گے اس کا فیصلہ اللہ کے پروردہ کے اور دلیل اللہ ﷻ کا فرمان ﴿وَذَلَّکَ﴾ علیہ تو کلت والیہ انیب یہ ہے اللہ میرا رب جس پر میں نے بھروسہ کیا اور میں اسی کی طرف رجوع لاتا ہوں (الشوری: ۱۰) کے۔ (۳)..... اس آیت ﴿وَمَا یَسْأَلُکَ﴾ فحکمہ الی اللہ تم جس بات میں اختلاف کرو گے اس کا فیصلہ اللہ کے پروردہ کے سے قیاس کی نفی ہوتی ہے، کیونکہ اس آیت سے یا تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکم نص سے مستقاد ہو رہا ہے یا حکم قیاس سے مستقاد ہو رہا ہے جس پر نص وارد ہے، دوسری صورت تو باطل ہے کیونکہ اس صورت میں نص اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ تمام احکام قیاس سے ثابت ہوں جو کہ باطل ہے، اور پہلی صورت میں دیکھیں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام احکام نص سے ثابت ہوں اور اس صورت میں قیاس کی نفی ہو جائے گی، اور قائل کا یہ کہنا کہ حکم اللہ ﷻ کے بیان سے ثابت ہوتا ہے چہ جائے کہ وہ بیان نص کے ذریعے ہو یا قیاس کے ذریعے؟ میں (امام رازی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مقصود یہ ہے کہ تمام احکامات کو بغیر کسی اختلاف کے اللہ ﷻ کی جانب تفویض کیا جائے، اور قیاس کی جانب رجوع کرنا حکم اختلاف کو قوی کرتا ہے اور اس کی وضاحت بھی نہیں پائی جاتی پس واجب ہے کہ نصوص کی جانب رجوع کیا جائے۔

(الرازی، ج ۹، ص ۵۸۱)

جاننا چاہیے کہ اختلاف کی نوعیت کیا ہے؟ بعض اوقات اختلاف نفع بخش بھی ہوتا ہے جیسا کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان: "اختلاف امتی رحمة میری امت کے (علماء) کا اختلاف باعث رحمت ہے۔" تاہم اسی اختلاف کا نتیجہ ہے کہ چار مشہور مذاہب پائے جاتے ہیں اور ہر ایک اپنے مذہب کے عالم مجتہد کے ساتھ وابستہ ہو کر اپنی دینی ضرورت کو پورا کرتا ہے اور یہ اختلاف شریعت مطہرہ میں مستحسن ہے۔ بعض اوقات اختلاف ذاتی نوعیت کا ہوا کرتا ہے جس کی اسلام نے کبھی اجازت نہ دی، لہذا جس اختلاف سے دین اسلام میں بگاڑ پیدا نہ ہو، شریعت محمدی میں امن کی فضاء خراب نہ ہو، اسلامی معاشرے کا سکون پارہ پارہ نہ ہو اور شریعت مطہرہ میں اس اختلاف کی گنجائش بھی ہو تو ایسا اختلاف یقیناً قابل دید ہوتا ہے اور اگر معاملہ برعکس ہے تو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

### کیا حضرت نوح علیہ السلام پہلے صاحب شریعت تھے؟ یا.....:

۲..... حافظ ابو بکر بن العربی کہتے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے کسی قسم کے فرائض متعین نہ کئے تھے اور نہ ہی ان کی شریعت میں کسی قسم کی حرمت وغیرہ کے معاملات متعین تھے بس چند امور کا پابند کیا تھا جو کہ ضروریات معاش کے لئے اہم تھے اور اسی پر جبر رہنے کا حکم دیا تھا، پس جب نوح علیہ السلام کا ظہور ہوا تو انہیں امہات و بنات کی تحریم، واجبات، دیانات وغیرہ کی تعلیم و تربیت فرمائی اور حضرات رسل ہمیشہ اس پر کاربند رہے اور یکے بعد دیگرے ہر رسل نے اس کی پیروی کی اور یہ سلسلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جا کر ختم ہوا۔ اور شرعی اصول میں کسی نبی کی شریعت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی یعنی توحید، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج، اور اچھے اعمال جس کی بدولت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے، وعدوں کی پاسداری، امانتوں کا ادا کیا جانا، صلہ رحمی، کفر کی حرمت، قتل، زنا کی حرمت وغیرہ میں تمام نبی علیہم السلام یکساں رہے۔ تفسیر آلوسی میں اس مقام پر اتنا مزید ہے کہ حج کی ادائیگی کا حکم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے دور میں نہ تھا اور اکثر امتوں میں یہ حکم نہ تھا اور یہ بھی کہ متذکرہ آیت مقدسہ کی ہے اور زکوٰۃ معروفہ اور صیام رمضان کی فرضیت آیات مدنی سے ثابت ہیں اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ فروعی معاملات میں اختلاف ضرور ہوا کرتا ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۵، ص ۳۱ وغیرہ، القرطبی، الجزء: ۲۵، ص ۱۲)

ثابت ہوا کہ شریعت کے نفاذ کے اعتبار سے سب سے پہلے نبی حضرت نوح علیہ السلام ہیں، تاہم سلسلہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا، پس اکابرین کی عبارت پر غور کرنے سے یہ مسئلہ واضح ہے۔

### دین میں پھوٹ ڈالنے سے کیا مراد ہے؟

۳..... اپنی آراء و خواہشات کی پیروی کر کے مختلف حصوں میں نہ بٹ جانے کا حکم ہے، یہود و نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئے، سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کی امت میں تہتر فرقے ہونے کی خبر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تفرقہ نہ ڈالو، جماعت میں رہنا رحمت اور جہاد ہو جانا عذاب ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "جس نے بالشت بھر بھی جماعت سے علیحدگی اختیار کی اس نے اسلام کا پھندا اپنے گلے سے اتار دیا"، اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "جماعت پر اللہ تعالیٰ کا دست قدرت ہے"، اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شیطان انسان کے لئے بھیڑیا ہے جیسا کہ بکریوں کا بھیڑیا ریوڑ سے بچھڑنے والی، دور رہ جانے والی بکریوں کو دبوچ لیتا ہے (اسی طرح شیطان بھی جماعت سے رہ جانے والوں کو دبوچ لیتا ہے) اور تم گھائیوں (کناروں) سے بچو اور تم پر لازم ہے کہ جماعت اور جمہور کے ساتھ رہو"، اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔

(المظہری، ج ۶، ص ۲۵۰)



## علم کلام کی روشنی میں توحید کا تصور:

ہے..... جس طرح بنانے والا ایک ہے، اسی طرح باز رکھنے والا بھی ایک ہی ہے۔ واجب الوجود ایک ہے اگر ایک سے زائد وجود میں شریک ہوتے تو ایک ہونا محال ہوتا، لہذا واجب الوجود صرف اللہ ﷻ ہی ہے۔ اگر ایک سے زائد خدا ہوتے تو کائنات کے نظام میں فساد آ جاتا، اس لیے کہ کسی معاملے میں بیک وقت انکار و اقرار کی صورت پیدا ہو جاتی۔ عادت یہ ہے کہ کسی مسئلے میں کئی حاکم ہوں تو کرنے نہ کرنے، باز رکھنے باز نہ رکھنے وغیرہ کے حوالے سے فساد آ جاتا ہے۔ قدم ہونے پر دلائل: قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے، ازلی کے بھی یہی معنی ہیں، باقی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا اور اس کو ابدی بھی کہتے ہیں جس طرح اس کی ذات قدیم ازلی ابدی ہے، صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں۔

(بہار شریعت، عقائد متعلقہ ذات و صفات الہی، ج ۱، ص ۲ وغیرہ)

بیشک اللہ ﷻ کی صفات اور اس کے اسماء تمام کے تمام ازلی ہیں، اس کی نہ تو کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی کوئی انتہاء، اس کی صفات اور اسماء میں کسی قسم تجدید (نیا پیدا شدہ کوئی وصف یا اسم) نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ اللہ ﷻ واجب الوجود ہے، اپنی ذات کامل میں، اپنی ذات و صفات کے حوالے سے، اگر کوئی اللہ ﷻ کی شان میں کسی وصف کے زائل ہونے کو مانے تو ایسا ماننا خال ہے، پس اللہ کی تمام صفات ازلی و ابدی ہیں۔

(بہار شریعت، عقائد متعلقہ ذات و صفات الہی، ج ۱، ص ۴ وغیرہ)

اللہ ﷻ (صانع عالم) ایک ہے، اور اللہ ﷻ کی ذات بالا صفات کے علاوہ کسی اور کا واجب الوجود ہونا ناممکن ہے۔ اور متکلمین کے نزدیک اس حوالے سے دلیل تمانع پائی جاتی ہے جو کہ باری ﷻ کا فرمان ﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلَ اللَّهِ لَفَسَدَتَا﴾ اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا کوئی اور خدا ہوتے تو وہ ضرور تباہ ہو جاتے (الانبیاء: ۲۲) یعنی اگر اس زمین و آسمان میں ایک سے زائد خدا ہوتے تو ان میں فساد آ جاتا۔ یہی وہ دلیل تمانع ہے جو کہ متکلمین علم کلام نے بیان کی ہے۔ خلاصہ یوں ہے کہ ایک بارش کے برسنے پر خوش ہوتا اور دوسرا ناخوش، ایک صبح ہونے کی خواہش کرتا اور دوسرا اس پر ناخوش ہوتا۔ الغرض کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔

(شرح عقائد، مبحث دلیل علی الوجدانیت ص ۳۴)

## میزان پر اعمال کے وزن ہونے کی بحث:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَالْوِزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ﴾ تو اس دن تول ضرور ہونی ہے (الاعراف: ۸)، میزان کو اعمال کے وزن کئے جانے کے نام سے پہچانا جاتا ہے، اور عقل اس کے صحیح ادراک سے قاصر ہے۔ احادیث کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ میزان کے دو پلڑے ہونگے جس میں نیکیاں اور بدیاں وزن کی جائیں گی، ایک پلڑے کا نام نور ہوگا جس میں نیکیاں تولی جائیں گی اور دوسرے کو ظلمت کہیں گے جس میں بُرائیوں کا وزن ہوگا اور میزان پانچ ہزار سال کی مسافت پر (پھیلا) ہوگا، یہی قول ابن عباس کا ہے۔ معتزلہ کا قول ہے کہ اعمال اعراض کے قبیلے سے ہیں لہذا ان کا اعادہ کر کے وزن کرنا ممکن نہیں ہے (اس لئے کہ وزن تو ان چیزوں کا ہوتا ہے جو بھاری جسم رکھتی ہوں)، اور کیونکہ یہ اللہ ﷻ ہی کو معلوم ہیں لہذا اس کا وزن کرنا عبث ہے۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اعمال لکھ دیئے گئے ہیں جن کا وزن کیا جائے گا“۔ پس اس میں کسی قسم کا اشکال نہیں ہونا چاہیے اور اللہ ﷻ کی ذات کے لئے کوئی غرض علت (نہیں) بن سکتی، اور وزن کرنے کی حکمت سے ہم مطلع نہیں اور جس کام کی حکمت سے ہم مطلع نہ ہوں وہ عبث نہیں ہوتا۔

(شرح عقائد، مبحث: الوزن والکتاب والسوال، ص ۲۵۲ وغیرہ)

## اغراض:

یفصل بینکم: یعنی اللہ حقدار کو جنت میں اور باطل کو جہنم میں ڈالے گا۔



حيث خلق حواء من ضلع آدم: یعنی نیند کی حالت میں اللہ ﷻ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے بی بی حوا کو پیدا فرمایا، پھر جب بیدار ہوئے تو بی بی حوا کو اپنے سامنے پایا اور اس کی جانب مائل ہوئے اور ہاتھ بڑھایا لیکن فرشتوں نے انہیں روکا، تو استفسار فرمایا: ”کیا یہ میرے لئے نہیں؟“، بولے پہلے ان کا مہر ادا کیجئے، فرمایا: ”ان کا مہر کیا ہے؟“، بولے: محمد ﷺ پر تین بار درود شریف پڑھیں۔ ای یکتو کم بسببہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ہی﴾ سیہ ہے اور ﴿فیہ﴾ میں موجود ضمیر ﴿جعل﴾ کی طرف عائد ہے۔ بالتغليب: ایک سوال ہوتا ہے کہ عاقل اور غیر عاقل کو ایک ہی ضمیر میں جمع کرنا کیسے ممکن ہے؟ اور ظاہر آیت کا تقاضا یہ ہے کہ یوں کہا جائے: ”یذروکم ویذروہا“۔ من المطر: خزان کا بیان ہے۔ وغیرہما: جیسا کہ جو اہر جو کہ زمین سے نکلتے ہیں۔ ہو اول انبیاء الشریعة: اس جملے میں حضرت نوح علیہ السلام کے اول ہونے کی حکمت کی جانب اشارہ ہے، کہ ان کا زمانہ سب سے پہلے پایا گیا۔ وهو التوحید: سے اس جانب بیان کرنا مقصود ہے کہ تمام رسل میں توحید کا عقیدہ پایا گیا۔ من التوحید: یعنی توحید کے عقیدے پر اختصار کرتے ہیں جو کہ دین کی بنیاد ہے، اور سید عالم ﷺ کا انہیں دین کی طرف بلانا عام ہے یعنی تمام اصول و فروع کو شامل ہے۔ والتوحید: اور نبی مرسل کی برکت سے اُن پر دلائل و براہین واضح ہو چکے تھے۔

بتأخیر الجزاء: یعنی عذاب کا قیامت تک مؤخر کیا جانا مراد ہے، اور دنیا شقی و سعید کے لئے دار الجزاء نہیں ہے، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ سابقہ اقوام میں زلزلہ، دھنسا اور چہروں کا مسخ کیا جانا وغیرہ کے عذابات دنیا میں آئے ہیں؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہ سارے عذاب نہیں تھے بلکہ عذاب اور رسوائی کی علامات تھیں۔

موقع فی الریبة: مراد اہل کتاب کا سید عالم ﷺ کے حوالے سے شبہات اور گمراہیوں میں پڑے رہنا ہے۔ ای بان اعدل: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿لا اعدل﴾ میں لام بمعنی باء ہے، اور ”ان“ مصدر یہ مقدرہ ہے۔ فکل یجازی بعملہ: یعنی خیر و شر کے عمل کی جزا دی جائے گی۔ هذا قبل ان یؤمر بالجهاد: میں اس جانب اشارہ ہے کہ متذکرہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ ہے: ﴿قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر﴾، اور ایک قول منسوخ نہ ہونے کا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ حق ظاہر ہو چکا، دلائل قائم ہو گئے، صرف عناد ہی کی وجہ سے حجت اور جدال نہیں ہونا چاہیے۔

وہم الیہود: موصول کی تفسیر ہے۔ العدل: کو میزان کہا گیا ہے اس لئے کہ میزان سے انصاف اور عدل حاصل ہوتا ہے، المختصر، مزید حاشیہ نمبر ”۳“ کا مطالعہ فرمائیں۔ ای اتیانہا: ﴿الساعة﴾ یعنی قیامت ﴿قرب﴾ ہے، یہاں مضاف کو مقدر مانا ہے تاکہ مذکر و مؤنث جملوں کے مابین مطابقت درست ہو جائے۔ من کل منهم: من کا بیان ہے، معنی یہ ہے کہ اللہ ان میں سے جسے چاہے رزق عطا فرمائے۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۲۰ وغیرہ)

ر کوع نمبر: ۴

﴿من کان یرید﴾ بعملہ ﴿حرث الاخرة﴾ ائی کسبہا وهو الثواب ﴿نزد له فی حرثہ﴾ بالتضعیف فیہ الحسنۃ الی عشرۃ واکثر ﴿ومن کان یرید حرث الدنیا نوته منها﴾ بلا تضعیف ما قسم له ﴿وما له فی الاخرة من نصیب﴾ (۲۰) ام ﴿بل﴾ لهم ﴿لکفار مکة﴾ شرکوا ﴿ہم شیاطینہم﴾ ﴿شرعوا﴾ ائی الشرکاء ﴿لہم﴾ ﴿لکفار﴾ ﴿من الدین﴾ الفاسد ﴿ما لم یاذن بہ اللہ﴾ کالشُرک و انکار البعث ﴿ولولا کلمۃ الفصل﴾ ائی القضاء السابق بأن الجزاء فی یوم القیمة ﴿لقضی بینہم﴾ و بین المؤمنین بالتعذیب لہم فی الدنیا ﴿وان الظلمین﴾ الکافرین ﴿لہم عذاب الیم﴾ (۲۱) ﴿مؤلم﴾ تری الظلمین ﴿یوم﴾

الْقِيَمَةُ ﴿مُسْتَقِيمِينَ﴾ خَالِفِينَ ﴿مِمَّا كَسَبُوا﴾ فِي الدُّنْيَا مِنَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يُجَاوِزُوا عَلَيْهَا ﴿وَهُوَ﴾ أَيُّ الْجَزَاءِ عَلَيْهَا ﴿وَالْعَ بِهَم﴾ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لَا مُحَالَهَ ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْحَتِ الْجَنَّةِ﴾ أَنْزَلَهَا بِالنِّسْبَةِ إِلَى مَنْ ذُوْلَهُمْ ﴿لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ﴾ (۲۲) ذَلِكَ الَّذِي يَشْرِي اللَّهُ مِنَ الْبَشَارَةِ مُخَفَّفًا وَمُنْقَلَبًا بِهِ ﴿عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ قُلْ لَا اسْتَكْبَرُ عَلَيْهِ﴾ أَيُّ عَلَى تَسْلِيْعِ الرِّسَالَةِ ﴿اجْرَا إِلَّا الْمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى﴾ اسْتِثْنَاءً مُنْقَطِعٌ أَيُّ لَكِنْ أَسْأَلُكُمْ أَنْ تُوَدُّوا قَرَابَتِي الَّتِي هِيَ قَرَابَتُكُمْ أَيْضًا فَإِنَّ لِي فِي كُلِّ بَطْنٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَرَابَةً ﴿وَمَنْ يَقْتَرِفْ﴾ يَكْتَسِبْ ﴿حَسَنَةً﴾ طَاعَةً ﴿نَزَلَهُ فِيهَا حَسَنًا﴾ بِتَضَعِيفِهَا ﴿إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ﴾ لِلذُّنُوبِ ﴿شُكُورٌ﴾ (۲۳) لِلْقَلِيلِ فَيُضَاعِفُهُ ﴿أَمْ﴾ بَلْ يَقُولُونَ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا بِنِسْبَةِ الْقُرْآنِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَإِنْ يَشَاءَ اللَّهُ يَخْتِمْ﴾ يَرْبِطُ ﴿عَلَى قَلْبِكَ﴾ بِالصَّبْرِ عَلَى إِذَاهُمْ بِهَذَا الْقَوْلِ وَغَيْرِهِ وَقَدْ فَعَلَ ﴿وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ﴾ الَّذِي قَالُوهُ ﴿وَيُخَوِّقُ الْحَقَّ﴾ يَنْفِثُهُ ﴿بِكَلِمَتِهِ﴾ الْمُنْزَلَةَ عَلَى نَبِيِّهِ ﴿إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ (۲۴) بِمَا فِي الْقُلُوبِ ﴿وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ﴾ مِنْهُمْ ﴿وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ﴾ أَلْتَمَاتٍ عَنْهَا ﴿وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ﴾ (۲۵) بِالْأَلْبَاءِ وَالنَّوَاءِ ﴿وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ يُجِيبُهُمْ إِلَى مَا يَسْتَلُونَ ﴿وَيَزِيدُهُمْ﴾ اللَّهُ ﴿مِنْ فَضْلِهِ﴾ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ (۲۶) وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ ﴿جَمِيعُهُمْ﴾ لَبِغُوا ﴿جَمِيعُهُمْ﴾ أَيُّ طَغَوْا ﴿فِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ يَنْزِلُ﴾ بِالتَّخْفِيفِ وَضِدِّهِ مِنَ الْأَرْزَاقِ ﴿بِقَدَرِ مَا يَشَاءُ﴾ فَيَسْطُطُّهَا لِبَعْضِ عِبَادِهِ ذُوْنُ بَعْضٍ وَيَنْشَاءُ عَنِ الْبَسْطِ الْبَغْيَ ﴿إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ﴾ (۲۷) وَهُوَ الَّذِي يَنْزِلُ الْغَيْثَ ﴿الْمَطَرُ﴾ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا ﴿يَنْشِئُوا مِنْ نَزْوَالِهِ﴾ وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ﴿يَسْطُطُّ مَطَرُهُ﴾ وَهُوَ الْوَلِيُّ ﴿الْمُحْسِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ الْحَمِيدُ (۲۸) ﴿الْمَحْمُودُ عِنْدَهُمْ﴾ وَمِنْ آيَتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ﴿خَلْقُ مَا بَثَّ﴾ فَرَقَ وَنَشَرَ ﴿فِيهِمَا مِنْ دَابَّةٍ﴾ هِيَ مَا يَذُبُّ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ النَّاسِ وَغَيْرِهِمْ ﴿وَهُوَ عَلَى جَمْعِهِمْ﴾ لِلْحَشْرِ ﴿إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ﴾ (۲۹) فِي الضَّمِيرِ تَغْلِيْبُ الْعَاقِلِ عَلَى غَيْرِهِ.

### ﴿ترجمہ﴾

جو (اپنے عمل کے ذریعے) آخرت کی کھیتی چاہے (یعنی کسب آخرت، مراد اس سے اخروی ثواب ہے) ہم اس کے لیے اس کی کھیتی بڑھاویں (اس کی ٹیکوں میں دس یا اس سے بھی زیادہ بڑھا کر..... جیسا کہ سورہ بقرہ آیت ۲۶۱ میں ہے) اور جو دنیا کی کھیتی چاہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے (بے اضافہ کئے اس کی قسمت کے مطابق) اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں..... بلکہ (ام) بمعنی ہل ہے) ان کے لیے (یعنی کفار مکہ کے لیے) کچھ شریک ہیں (مراد اس سے ان کے شیاطین ہیں) جنہوں نے (یعنی ان شرکاء نے) نکال دیا ان کے لیے (ان کافروں کے لیے) دین (یعنی دین فاسد) کہ اللہ نے اس کی اجازت نہ دی (جیسے شرک اور حشر و شرکا انکار کرنا) اور اگر ایک فیصلے کی بات نہ ہوتی (یعنی یہ سابقہ قضائے ہوتی کہ ایسوں کو بروز قیامت جزا دی جائیگی) تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا (یعنی کافروں اور مسلمانوں کے درمیان یوں کہ کافروں کو دنیا میں عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا) اور بیشک ظالموں (یعنی کافروں) کے لیے دردناک عذاب ہے (الیم بمعنی مؤلم ہے) تم (بروز قیامت) ظالموں کو دیکھو گے کہ اپنی کمائیوں سے (یعنی دنیا

میں کی گئیں برائیوں سے ان کا بدلہ دیا جائیگا..... ۳.....) سبے ہوئے ہوں گے (مشفقین بمعنی خائفین ہے) اور وہ (یعنی ان برائیوں کی سزا) ان پر (بروز قیامت لا محالہ) پڑ کر رہے گی اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہ جنت کی پھولاریوں میں ہیں (یعنی دیگر جنتیوں کے مقابلہ میں یہ اعلیٰ ترین جنت میں ہیں) ان کے لیے ان کے رب کے پاس ہے جو چاہیں یہی بڑا فضل ہے یہ ہے وہ جس کی خوشخبری دیتا ہے (بشر مصدر بشارۃ سے ہے، اس فعل کو مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اللہ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تم فرماؤ میں اس پر (یعنی تبلیغ رسالت پر) نہیں مانگتا تم سے اجر تمہارے کی محبت (الا المودة فی القربی یہ استثناء منقطع ہے معنی یہ ہے کہ ہاں میں تم سے اپنی قربت داروں سے محبت کرنے کا سوال کرتا ہوں جو کہ تمہارے بھی قربت دار ہیں کہ حضور ﷺ کی قبیلہ قریش کی ہر شاخ سے قربت داری تھی..... ۴.....) اور جو نیک کام کرے (یعنی یکتسب ہے، حسنة بمعنی طاعة ہے) ہم اس کے لیے اس میں اور خوبی بڑھائیں (اس کی نیکی میں اضافہ کر کے) بیشک اللہ بخشنے والا ہے (گناہوں کا) قدر فرمانے والا ہے (چھوٹی نیکی کو بھی کہ وہ اس کو بڑھا دیتا ہے) بلکہ (ام بمعنی بل ہے) یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھ لیا (قرآن کی نسبت اللہ ﷻ کی طرف کر کے) اور اللہ چاہے تو تمہارے قلب کو مضبوط کر دے (یعنی یسربط ہے) اس (قول اور کفار کی دیگر امتیازیتوں پر مبر کرنے کے ذریعے اور اللہ ﷻ نے ایسا ہی کیا) اور مٹاتا ہے باطل کو (یعنی اس باطل قول کو جو وہ کہتے ہیں) اور حق کو ثابت فرماتا ہے (بحق بمعنی یثبت ہے) اپنی (ان) باتوں سے (جو اس نے اپنے نبی ﷺ پر نازل کی ہیں) بیشک وہ سینوں کی بات جانتا ہے (یعنی دلوں میں موجود باتوں کو جانتا ہے) اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا (جو ان میں سے توبہ کر لیتے ہیں) اور (ان کے) گناہوں سے درگزر فرماتا ہے (جس سے توبہ کر لی جائے..... ۵.....) اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو (تفعلون فعل علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور دعا قبول فرماتا ہے ان کی جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے (یعنی یہ لوگ جو سوال کرتے ہیں وہ اللہ ﷻ قبول فرمایگا) اور وہ (یعنی اللہ ﷻ) انہیں اپنے فضل سے انعام دیتا ہے اور کافروں کے لیے سخت عذاب ہے اور اگر اللہ اپنے (سب) بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو ضرور فساد پھیل جاتا (یعنی وہ سب کے سب ضرور سرکشی کرتے، لبغوا بمعنی طغوا ہے) زمین میں لیکن وہ اتارتا ہے (رزق، یسزل فعل مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) (اندازے سے جتنا چاہے) تو وہ اپنے بعض بندوں کے لیے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور بعض پر رزق تنگ کر دیتا ہے اور سرکشی کا پیدا ہونا کشادگی رزق سے ہوتا ہے) بیشک وہ بندوں سے خبردار ہے انہیں دیکھتا ہے اور وہی ہے کہ مینہ اتارتا ہے (الغیث بمعنی المطر ہے) ان کے بارش برسنے سے ناامید ہونے پر (فقسطوا فعل ینسوا ہے) اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے (یعنی اپنی بارش کو پھیلا دیتا ہے) اور وہی ولی ہے (یعنی مسلمانوں پر احسان کرنے والا ہے مومنوں کے نزدیک) سب خوبیاں سراہا (حمید بمعنی محمود ہے) اور اس کی نشانیوں سے ہے آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور ان کی (پیدائش) جو چلنے والے ان میں پھیلائے (بث بمعنی فرق و نشر ہے، دابة ہر اس جان کو کہتے ہیں جو زمین پر چلے، خواہ وہ انسان ہو یا کوئی اور مخلوق) اور وہ ان کے اکٹھا کرنے پر (محشر کے لیے) جب چاہے قادر ہے (جمعہم میں ضمیر مذکر عقلاء کو غیر عقلاء پر غلبہ دیتے ہوئے ذکر کی گئی ہے۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿من کان یرید حرث الاخرۃ لزد له فی حرثه﴾

من: شرطیہ مبتدأ، کان: فعل ناقص با اسم، یرید: حرث الاخرۃ: فعل با فاعل و مفعول، لکر جملہ فعلیہ خبر، لکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لزد له: فعل با فاعل و ظرف لغو، فی حرثه: ظرف لغو، لکر جملہ فعلیہ جزاء، لکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، لکر جملہ اسمیہ مستأنف۔



﴿وَمَنْ كَانَ يَرْيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا لَوْتَهُ مِنْهَا وَمَالَهٗ فِي الْآخِرَةِ مِنْ لَصِيبٍ﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، کان: یوید، حرت: الدنیا: جملہ فعلیہ شرط، لوتہ: منها: جملہ فعلیہ جزا، لکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، لکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، مما: تانیہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، فی: الآخرة: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، نصیب: ذو الحال، لکر مبتدا مؤخر، لکر جملہ اسمیہ۔

﴿إِلهِمُ شُرَكَاءَ نَسْعُوا لَهِمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنَ بِهِ اللَّهُ﴾

ام: عاطفہ منقطع، لہم: ظرف مستقر خبر مقدم، شرکاء: موصوف، نفعوا لہم: فعل بافاعل و ظرف لغو، من: الدین: ظرف مستقر حال مقدم، ما: موصول صلہ، لکر ذو الحال، لکر مفعول، لکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت، لکر مبتدا، مؤخر، لکر جملہ اسمیہ۔

﴿وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾

و: عاطفہ، لولا: حرف شرط، کلمۃ الفصل: "موجود" محذوف خبر کیلئے مبتدا، لکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط، لام: تاکید، مقضی: بینہم: جملہ فعلیہ جواب لولا واقع ہے، و: عاطفہ، ان: الظالمین: حرف شبہ واسم، لہم: عذاب الیم: جملہ اسمیہ خبر، لکر جملہ اسمیہ۔

﴿تَرَى الظَّالِمِينَ مَشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ﴾

تری: فعل بافاعل، الظالمین: ذو الحال، مشفقین: اسم فاعل بافاعل، مما: کسبوا: ظرف لغو، لکر شبہ جملہ ہو کر حال اول، و: حالیہ، ہو: مبتدا، واقع: بہم: شبہ جملہ خبر، لکر جملہ اسمیہ حال ثانی، لکر مفعول، لکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضِ الْجَنَّةِ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف، لکر صلہ، لکر مبتدا، فی: روضۃ الجنۃ: ظرف مستقر خبر، لکر جملہ اسمیہ، لہم: ظرف مستقر خبر مقدم، ما: موصولہ، یشاءون: عند ربہم: جملہ فعلیہ صلہ، لکر مبتدا مؤخر، لکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ الَّذِي يَبْشُرُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾

ذلک: مبتدا، ہو: مبتدا، الفضل الکبیر: مرکب توصیفی خبر، لکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، لکر جملہ اسمیہ، ذلک: مبتدا، الذی: موصول، یشیر اللہ: فعل و فاعل، عبادہ: موصوف، الذین امنوا و عملوا الصلحت: موصول صلہ، لکر صفت، لکر مفعول، لکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، لکر خبر، لکر جملہ اسمیہ۔

﴿قُلْ لَا اسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ﴾

قل: قول، لا اسئلکم: فعل بافاعل و مفعول، علیہ: ظرف مستقر حال مقدم، اجرا: مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، المودۃ: ذو الحال، فی: القربی: ظرف مستقر حال، لکر مستثنیٰ، لکر ذو الحال، لکر مفعول، لکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، لکر جملہ قولیہ۔

﴿وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حَسَنًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یقترف حسنة: جملہ فعلیہ شرط، نزلہ: فعل بافاعل و ظرف لغو، فیہا: ظرف مستقر حال مقدم، حسنا: ذو الحال، لکر مفعول، لکر جملہ فعلیہ جزا، لکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، لکر جملہ اسمیہ، ان: اللہ: حرف شبہ واسم، غفور شکور: خبر، لکر جملہ اسمیہ۔

﴿إِذَا يَقُولُونَ الْفَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَإِنْ يَشَاءَ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ﴾



ام: عاطفہ منقطعہ، یقولون قول، افتصری: فعل بافاعل، علی اللہ: ظرف لغو، کذبنا مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، یشا اللہ: جملہ فعلیہ شرط، یختم: فعل بافاعل، علی قبلك: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ویمح اللہ الباطل ویحق الحق بکلمتہ﴾ ﴿وہو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ﴾  
و: مستانفہ، یمح اللہ الباطل: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یحق الحق: فعل بافاعل ومفعول، بکلمۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: مستانفہ، ہو مبتدا، الذی: موصول، یقبل التوبۃ عن عبادہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ويعفوا عن السيئات ويعلم ما تفعلون﴾  
و: عاطفہ، یعفوا عن السيئات: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یعلم: فعل بافاعل، ماتفعلون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ويستجيب الذين امنوا وعملوا الصلحت ويزيدهم من فضله﴾  
و: عاطفہ، ینستجیب: فعل بافاعل، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ، ملکر تقدیر لام جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یزیدہم من فضله: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والكفرون لهم عذاب شديد﴾  
و: عاطفہ، الکفرون: مبتدا، لہم عذاب شدید: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔  
﴿ولولو بسط الله الرزق لعباده لبغوا في الارض ولكن ينزل بقدر ما يشاء﴾  
و: مستانفہ، لو شرطیہ، بسط اللہ الرزق: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لام: تاکید، لبغوا فی الارض: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مستانفہ، و: عاطفہ، لکن: استدراکیہ، ینزل: فعل بافاعل، بقدر: ظرف مستقر حال مقدم، ما یشاء: موصول صلہ، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انه بعباده خبير بصير﴾ انہ: حرف شبہ واسم، بعبادہ خبیر: شبہ جملہ خبر اول، بصیر: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔  
﴿وهو الذي ينزل الغيث من بعد ما قنطوا وينشر رحمته﴾  
و: عاطفہ، ہو مبتدا، الذی: موصول، ینزل: فعل بافاعل، الغیث: ذوالحال، من بعد ما قنطوا: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ینشر رحمته: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وهو الولى الحميد ومن اياته خلق السموات والارض وما بث فيهما من دابة﴾  
و: عاطفہ، ہو مبتدا، الولی الحمید: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، من اياته: ظرف مستقر خبر مقدم، خلق السموات: معطوف علیہ، و الارض: معطوف اول، و: عاطفہ، ما موصولہ، بث فیہما: فعل بافاعل وظرف لغو، من دابة: ظرف مستقر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف ثانی، ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔  
﴿وهو على جمعهم اذا يشاء قدير﴾

و: عاطفہ، ہو مبتدا، علی: جار، جمع: مصدر مضاف بافاعل، ہم: ضمیر مضاف الیہ مفعول، اذا: مضاف، یشاء: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ ہو کر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، قدیر: صفت شبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

## ﴿شان نزول﴾

☆..... قل لا اسئلكم عليه اجرا الا ..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے اور انصار نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے ذمہ مصارف بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں ہے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور حضور ﷺ کے حقوق و احسانات یاد کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے بہت سامان جمع کیا اور اس کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور ﷺ کی بدولت ہمیں ہدایت نصیب ہوئی، ہم نے گمراہی سے نجات پائی، ہم دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے مصارف بہت زیادہ ہیں اس لئے ہم یہ مال خدام آستانہ کی خدمت میں نذر کے لئے لائے ہیں قبول فرما کر ہماری عزت افزائی کی جائے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے وہ اموال واپس فرمادیئے۔

## ﴿تشریح تو ضیح و اخر اوض﴾

## نیکوں پر اجر میں اضافہ :

۱..... جاننا چاہیے کہ یہ آیات عظیم الشان ثواب کے حصول پر دلیل کی حیثیت رکھتی ہیں: (۱)..... بیشک اللہ ﷻ ایمان اور عمل صالح پر جنت کی بشارت دیتا ہے، اور اللہ ﷻ کی ذات پاک اعمال پر عظیم الشان ثواب مرتب کرنے والی ذات ہے، اور یہ کہ کس عمل پر کما حقہ کتنا اجر مرتب ہوتا ہے یہ صرف اللہ ﷻ ہی جانتا ہے۔ (۲)..... اللہ ﷻ کے فرامین: ﴿لَهُمْ مَا يَشَاؤُنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ ان کے لئے ان کے رب کے پاس ہے جو چاہیں، ﴿لَهُمْ مَا يَشَاؤُنَ﴾ ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں، کا تعلق غیر متناہی ابواب سے ہے یعنی اس ثواب کی مقدار کو کوئی نہیں جانتا لہذا بندہ اعلیٰ درجے کے ثواب ہی کو تصور میں رکھے۔ (۳)..... اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ﴾ یہی بڑا فضل ہے، یعنی وہ ذات جس کی کبریائی ہر چیز پر محیط ہے، علی الاطلاق وہی ہر چیز سے بڑا ہے۔ (۴)..... اس جملے میں بھی اللہ ﷻ کی غایت درجے کی عظمت شان کا بیان ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿الَّذِي يَبْشُرُ اللَّهُ عِبَادَهُ وَهُوَ خَيْرُ الْبَشَرِ﴾ دیتا ہے (الشوری: ۲۳) ﴿ہم اللہ ﷻ سے اس کی بارگاہ سے کامیابی اور ابدی انعام کے سوالی ہیں۔ (الرازی، ج ۹، ص ۵۹۳)

## فقط دنیا چاہنے والوں کے لئے آخرت میں حصہ نہ ہونا:

۲..... دنیا میں کئے جانے والے نیک اعمال کے مقبول ہونے کے لیے ایمان بھی شرط ہے، جس کا ایمان ہی مکمل نہیں وہ کتنی ہی نیکیاں کر لے، اسے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ آخرت میں انہی لوگوں کو فائدہ ہوگا جو دنیا میں اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور وہ صاحب ایمان بھی ہوں۔ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: ”جس نے صبح اس حال میں کی کہ فقط دنیا ہی کی طلب کی جستجو کی تو اللہ ﷻ اسے دنیا میں سے فقط اتنا ہی دے گا جتنا اللہ ﷻ نے اُس کے لئے لکھ دیا ہے اور جس نے صبح اس حال میں کی کہ آخرت کی خواہش کی تو اللہ ﷻ اسے غنی کر دے گا اور اسے دنیا بھی دے گا اور یہ دنیا اسکے پاس ناک ٹھہرتی ہوئی آئے گی۔“ (الرازی، ج ۹، ص ۵۹۲)

☆..... حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! زمانہ جاہلیت میں ابن جدعان رشتے داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا، کیا یہ عمل اس کو آخرت میں نفع دے گا؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”یہ عمل اس کو نفع نہ دے گا، کیونکہ اس نے ایک دن بھی یہ نہیں کہا: اے میرے اللہ ﷻ! قیامت کے دن میری خطاؤں کو بخش دینا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: الدلیل علی ان من مات، رقم: ۴۰۶/۲۱۴، ص ۱۳۰)

اس حدیث کے تحت علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: قاضی عیاض نے فرمایا کہ اس پر اجماع ہے کہ کفار کو ان کے نیک اعمال سے نفع نہیں

ہوگا، ان کو آخرت میں ان کی نیکیوں پر کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا، اور نہ ان کے عذاب میں کوئی تخفیف ہوگی، البتہ کافروں کے جرائم کے اعتبار سے بعض کو بعض سے زیادہ عذاب ہوگا۔  
(نور علی مسلم، المرجع السابق، ص ۲۴۴)

### ظالموں کو آخرت میں نقصان ہونا:

۳..... کل قیامت میں انسان اپنے گناہوں کے بوجھ میں دبا ہوا ہوگا، ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ انسان گناہ کرنے سے پہلے اس کی شامت خیزی پر غور و فکر کر لے۔ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَى ظُهُورِهِمْ﴾ یعنی اپنی پیٹھوں پر گناہوں کا بوجھ اٹھاتے ہوئے (الانعام: ۲۱)۔ پیش نظر آیت میں ”وزر“ کو ”وازد“ پر محمول کیا گیا ہے، اس سے مراد وہ حاکم وقت ہے جو اپنی رعایا (پر ہونے والے مظالم کا) بوجھ اٹھائے گا۔ قیامت کے دن بیٹا اپنی ماں سے ملاقات کرے گا، ماں کہے گی اے میرے لخت جگر! کیا میری گود تیرے لئے آرام گاہ نہیں تھی، میرا دودھ تیرے لیے خوراک نہیں تھا، میرا پیٹ تیرے لیے جائے مسکن نہیں تھا، بیٹا کہے گا کیوں نہیں والدہ محترمہ، ایسا ہی تھا۔ ماں کہے گی میرے گناہوں کا بوجھ بڑا بھاری ہے تو اس میں سے ایک گناہ کا بوجھ اٹھالے، بیٹا کہے گا: ”ماں آج کے دن میں اپنے بوجھ اٹھانے میں مشغول ہوں“۔ اس آیت اور ذیل میں دی گئی احادیث سے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے استدلال کیا ہے کہ زندہ لوگوں کے میت پر رونے کی وجہ سے میت کو عذاب نہیں ہوتا۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء ۱، ص ۲۰۲)

### سید عالم ﷺ کے قرابت داروں کی اہمیت و حیثیت:

۴..... اہل قرابت سے مراد کون ہیں؟ اس کا جواب قرآن ہی کی آیت پاک میں موجود ہے چنانچہ ارشاد باری ﷻ: ﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں (التوبة: ۷۱)۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: مسلمان مثل ایک عمارت کے ہیں جس کا ہر ایک حصہ دوسرے حصے کو قوت اور مدد پہنچاتا ہے جب مسلمانوں میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت واجب ہوئی تو سید عالم ﷺ کے ساتھ کس قدر محبت فرض ہوگی معنی یہ ہے کہ میں ہدایت و ارشاد پر کچھ اجرت نہیں مانگتا لیکن قرابت کے حقوق تو تم پر واجب ہیں ان کا لحاظ رکھو اور میرے قرابت والے بھی تمہارے قرابت والے ہیں انہیں ایذا نہ دو۔ حضرت سعید بن جبیر ؓ کہتے ہیں کہ قرابت والوں سے مراد سید عالم ﷺ کی آل پاک ہے۔ اہل قرابت سے مراد کون کون ہیں؟ اس میں کئی اقوال ہیں: (۱)..... حضرت علی وفاطمہ و حسن و حسین ؓ ہیں۔ (۲)..... آل علی و آل عقیل و آل جعفر و آل عباس ؓ ہیں۔ (۳)..... حضور کے وہ اقارب مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور وہ مخلصین بنی ہاشم و بنی عبدالمطلب ؓ ہیں۔ (۴)..... سید عالم ﷺ کی ازواج اہل بیت ؓ میں داخل ہیں۔ (۵)..... سید عالم ﷺ کی محبت اور ان کے اہل بیت کی محبت دین کے فرائض میں داخل ہے۔  
(خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۷۰، العازن، ج ۴، ص ۹۷)

امام رازی کہتے ہیں: سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو میری آل کی محبت میں مرا وہ شہید ہے، اور جو آل محمد ﷺ کی محبت میں انتقال کر گیا وہ بخشا ہوا ہے، خبردار جو آل محمد ﷺ کی محبت میں انتقال کر گیا وہ تاب ہو کر مرا، جو آل محمد ﷺ کی محبت میں مرا وہ ایمان مکمل کر کے مرا، جو آل محمد ﷺ کی محبت میں مرا ملک الموت اُسے جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور یہی خوشخبری اُسے منکر نکیر دیتے ہیں، خبردار جو آل محمد ﷺ کی محبت میں مرا اس کے لئے جنت آراستہ کی جاتی ہے جیسا کہ دلہن کے لئے حجرہ عروسی مزین کیا جاتا ہے، خبردار جو آل محمد ﷺ کی محبت میں مرا اس کے لئے قبر میں جنت کے دو دروازے کھولے جاتے ہیں، خبردار جو آل محمد ﷺ کی محبت میں مرا اس کی قبر پر فرشتے رحمت کی نظر کرتے ہیں، خبردار جو آل محمد ﷺ کی محبت میں مرا وہ اہل سنت و جماعت (کے مسلک) پر مرا، خبردار جو آل محمد ﷺ کے بغض میں مرا اس کی آنکھوں کے مابین لکھ دیا جائے گا کہ یہ قیامت کے دن اللہ ﷻ کی رحمت سے مایوس ہو کر اٹھے گا، خبردار جو آل محمد ﷺ کے

بغض میں مرے گا وہ کافر ہو کر مرے گا، خبردار جو آل محمد ﷺ کے بغض میں مرے گا وہ جنت کی خوشبو تک نہ پاسکے گا، یہ وہ ہے جو صاحب کشف نے لکھا۔  
(الرازی، ج ۹، ص ۵۹۵)

### بغیر توبہ کئے معافی ملنا:

۵..... امام رازی فرماتے ہیں کہ اہل ایمان کے حق میں اللہ ﷻ بغیر توبہ کی شرط کے بھی گناہ معاف فرمادیتا ہے، دلیل ﴿يَسْأَلُكُمْ لِيُغْفَرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ﴾ تمہیں بلاتا ہے کہ تمہارے کچھ گناہ بخشے (ابراہیم: ۱۰) ﴿ہے، اس آیت میں اللہ ﷻ نے بعض گناہوں کو بغیر توبہ کیے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، پس واجب ہے کہ بعض گناہ بغیر توبہ کئے معاف ہو جائیں اور ان بعض گناہوں میں کفر داخل نہیں ہے اس لئے کہ کفر کے بارے میں علماء کا اجماع ہے کہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہو سکتا۔  
(الرازی، ج ۷، ص ۷۲)  
بغیر توبہ کے گناہ بخشے جانے کی مثالیں: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ یعنی تم فرماؤ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا (آل عمران: ۳۱) ﴿يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ یعنی اللہ تمہارے اعمال کو درست کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا (الاحزاب: ۷۱) ﴿ان ربك لذنو مغفرة للناس على ظلمهم﴾ بیشک تمہارا رب لوگوں کے ظلم کے باوجود ان کی مغفرت فرمادیتا ہے (الرعد: ۶)۔ سورہ رعد کی آیت کے تحت امام رازی فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو بھی بغیر توبہ کے بخش دیتا ہے۔ امام بیضاوی فرماتے ہیں کہ آیت مقدسہ کفار کو ایمان لانے کی دعوت اور مومنین کو مزید فرمانبرداری بجالانے اور نافرمانی سے اجتناب کرنے پر دلیل ہے، اور اسی میں لوگوں پر ظلم کرنے سے بچنا بھی داخل ہے۔  
(البيضاوي، ج ۲، ص ۲۱۷ ملخصاً، عطائین، ج ۳، ص ۱۲۸)

### اغراض:

بعملة: یعنی دنیا میں نماز وغیرہ یا عیال کے لئے کوشش کرنے کے ذریعے، جب کہ مدارا چھی نیت پر ہے جس پر عادات وابستہ ہوتی ہیں۔ الحسنۃ: مصدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہے مراد اس سے تضعیف (کسی چیز میں اضافہ ہونا) ہے۔ شیاطینہم: جنہیں تم نے (اے کفار کہہ) کفر و معصیت میں شریک کر رکھا ہے۔ ان یجازوا علیہا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مضاف حذف ہے یعنی ”جزاء ما کسبوا“۔ لا محالہ: چہ جائے کہ ڈرتے ہوں یا نہ ڈرتے ہوں، حساب ہونا ہے۔

انزہا بالنسبة الی من دونہم: یعنی جنت کے باغ اور اس کے اعلیٰ درجات اور پاکیزگیاں، اور اس میں اشارہ ہے کہ جو ایمان لائے اگرچہ اچھے اعمال نہ کئے لیکن وہ جنت میں جائیں گے، چہ جائے کہ اعلیٰ درجات ہوں یا نہ ہوں۔

یسط مطرہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ ﷻ نے ان کی سختی کے اوقات میں بارش کے ذریعے مدد فرمائی، اور رحمت سے مراد مخلوق پر احسان کرنا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ رحمت سے برکات مراد لی جائیں، یعنی بارش کی برکتیں عطا فرمادیں جس میں ہر قسم کے فوائد پنہاں ہیں، مثلاً پہاڑوں، فصلوں، حیوانوں سب کو ہی فائدے ہیں اور اس کا عطف ماقبل پر ہوگا، یعنی مسبب کی برکتوں کا ذکر کر کے عطف سبب پر کیا گیا ہے۔ المحمود عندہم: یعنی تمام مخلوقات مراد ہیں، لیکن مومنین کا خاص طور پر ذکر اس لئے کیا کیونکہ مقصود مومنین کا شرف و اکرام تھا۔ ہی ما یدب علی الارض: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد دونوں (آسمان و زمین) میں سے ایک ہے، اور اس صورت میں تشبیہ کا اطلاق مفرد پر ہوگا، جیسا کہ اللہ ﷻ کے فرمان میں اس کی مثال موجود ہے: ﴿يَخْسِرُ مِنْهُمَا الزُّلْفُ وَالْمَرْجَانُ﴾ (الرحمن: ۲۲) ﴿جب کہ دونوں سے ایک ہی چیز نکلتی ہے اور وہ ”ملح (نمک)“ ہے، اور یہی زیادہ بہتر ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آیت اپنے ظاہر پر باقی ہے، اور اس میں کوئی مانع نہیں کہ اللہ ﷻ نے آسمان پر بھی حیوانات پیدا کئے ہوں جس طرح



زمین پر حیوانات چلتے پھرتے ہیں بالکل ایسے ہی آسمان پر بھی چلتے پھرتے ہوں، لیکن یہ انسانی اذہان سے بعید قول ہے اور عرف و عادت کے بھی خلاف ہے۔

رکوع نمبر: ۵

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ﴾ خِطَابٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿مَنْ مَّصِيبَةٍ﴾ بَلِيَّةٍ وَشِدَّةٍ ﴿فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ﴾ أَى كَسَبْتُمْ مِنَ الذُّنُوبِ وَغَيْرِهَا لَا يَدَى لَأَنَّ أَكْثَرَ الْأَفْعَالِ تَزَاوُلُ بِهَا ﴿وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾ (۳۰) ﴿مِنْهَا فَلَا يُجَازَى عَلَيْهِ وَهُوَ تَعَالَى أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يُثَنَّى الْجَزَاءُ فِي الْآخِرَةِ وَأَمَّا غَيْرُ الْمُذْنِبِينَ فَمَا يُصِيبُهُمْ فِي الدُّنْيَا لِرَفْعِ دَرَجَاتِهِمْ فِي الْآخِرَةِ﴾ ﴿وَمَا أَنْتُمْ﴾ بِمَا مُشْرِكِينَ ﴿بِمُعْجِزِينَ﴾ اللَّهُ هَرَبًا ﴿فِي الْأَرْضِ﴾ فَتَفُوتُوهُ ﴿وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ أَى غَيْرِهِ ﴿مَنْ وَلَى وَلَا نَصِيرَ﴾ (۳۱) ﴿يَذْفَعُ عَذَابَهُ عَنْكُمْ﴾ وَمَنْ آتَاهُ الْجَوَارِ السُّفُنُ ﴿فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ﴾ (۳۲) ﴿كَأَلْجِبَالِ فِي الْعُظْمِ﴾ إِنْ يَشَاءُ يَسْكُنُ الرِّيحَ فَيَظْلِلُنَّ ﴿يَصْرُنَّ﴾ رَوَاكِدَ ﴿ثَوَابِتٍ لَا تَجْرِي﴾ عَلَى ظَهْرِهِ إِنْ فِي ذَلِكَ لَا يَتَّكِلُ صَبَارٌ شُكُورٌ ﴿هُوَ الْمُؤْمِنُ يَصْبِرُ فِي الشَّدَةِ وَيَشْكُرُ فِي الرِّخَاءِ﴾ أَوْ يُوبِقُهُنَّ عَطْفٌ عَلَى يَسْكُنُ أَى يُغْرِقُهُنَّ بِعَصْفِ الرِّيحِ بِأَهْلِهِنَّ ﴿بِمَا كَسَبُوا﴾ أَى أَهْلُهُنَّ مِنَ الذُّنُوبِ ﴿وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ﴾ (۳۳) ﴿مِنْهَا فَلَا يُغْرِقُ أَهْلَهُ﴾ وَيَعْلَمُ ﴿بِالرَّفْعِ مُسْتَانِفٍ وَبِالنَّصْبِ مَعْطُوفٍ عَلَى تَعْلِيلٍ مُقَدَّرٍ أَى يُغْرِقُهُمْ لِيَنْتَقِمَ مِنْهُمْ وَيَعْلَمُ﴾ الَّذِينَ يَجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ﴿مَهْرَبٍ مِنَ الْعَذَابِ وَجُمْلَةُ النَّفَى سُدَّتْ مَسَدَ مَفْعُولَى يَعْلَمُ أَوْ النَّفَى مُعَلَّقٌ عَنِ الْعَمَلِ﴾ ﴿فَمَا أَوْتَيْتُمْ﴾ خِطَابَ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَغَيْرِهِمْ ﴿مِنْ شَيْءٍ﴾ مِنْ آثَاتِ الدُّنْيَا ﴿فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ يَتَمَتَّعُ بِهِ فِيهَا ثُمَّ يَزُولُ ﴿وَمَا عِنْدَ اللَّهِ﴾ مِنَ الثَّوَابِ خَيْرٌ وَابْقَى لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿وَيُعْطَفُ عَلَيْهِمْ﴾ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كِبْرَ الْأَثَمِ وَالْفَوَاحِشِ ﴿مُوجِبَاتِ الْحُدُودِ مِنْ عَطْفِ الْبَعْضِ عَلَى الْكُلِّ﴾ وَإِذَا مَا عَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿يَتَجَاوَزُونَ﴾ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ ﴿أَجَابُوهُ إِلَى مَا دَعَاهُمْ إِلَيْهِ مِنَ التَّوْحِيدِ وَالْعِبَادَةِ﴾ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ﴿أَدَامُوهَا﴾ وَأَمَرَهُمْ ﴿الَّذِي يَبْدُو لَهُمْ﴾ شُورَى بَيْنَهُمْ ﴿يَتَشَاوَرُونَ فِيهِ وَلَا يُعْجِلُونَ﴾ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ ﴿أَعْطَيْنَاهُمْ﴾ يَنْفَقُونَ ﴿فِي طَاعَةِ اللَّهِ وَمَنْ ذَكَرَ صِنْفٌ﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ الظُّلْمُ ﴿هَمَّ يَنْتَصِرُونَ﴾ (۳۹) ﴿صِنْفٌ أَى يَنْتَقِمُونَ مِنْ ظَلَمِهِمْ بِمِثْلِ ظَلَمِهِ﴾ كَمَا قَالَ تَعَالَى ﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا﴾ سُمِّيَتِ الثَّانِيَةُ سَيِّئَةً لِمُشَابَهَتِهَا لِلْأُولَى فِي الصُّورَةِ وَهَذَا ظَاهِرٌ فِيمَا يُقْتَضُ فِيهِ مِنَ الْجَرَاحَاتِ قَالَ بَعْضُهُمْ وَإِذَا قَالَ لَهُ أَخْرَاكَ اللَّهُ فَيُجِيبُهُ أَخْرَاكَ اللَّهُ ﴿فَمَنْ عَفَا عَنْ ظَالِمِهِ﴾ وَاصْلَحَ ﴿الْوَدَّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ بِالْعَفْوِ عَنْهُ﴾ فَاجْرَهُ عَلَى اللَّهِ ﴿أَى أَنَّ اللَّهَ يَاجِرُهُ لَا مُحَالَةً﴾ أَنَّهُ لَا يَحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿أَى الْبَادِينَ بِالظُّلْمِ فَيَرْتَبُ عَلَيْهِمْ عِقَابُهُ﴾ وَلَمَنْ انتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ ﴿أَى ظَلَمَ الظَّالِمَ إِيَّاهُ﴾ فَاسْأَلْنِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ ﴿مُواخَلَّةٌ﴾ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيُغْفَرُونَ ﴿يَعْمَلُونَ﴾ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ بِالْمَعَاصِي ﴿أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابُ أَلِيمٌ﴾ (۴۲) ﴿مَوْلَاهُمْ﴾ وَلَمَنْ

صبر ﴿فَلَمْ يَنْتَصِرْ﴾ و﴿وَعَفَرَ﴾ تَجَاوَزَ ﴿ان ذلک﴾ الصَّبْرُ وَالتَّجَاوُزُ ﴿لَمَنْ عَزَمَ الامور﴾ (۳۲) ﴿اٰی مَعْرُوفَاتِهَا بِمَعْنٰی الْمَطْلُوْبَاتِ شَرْعًا﴾

### ﴿ترجمہ﴾

اور جو پہنچی تمہیں (یہ خطاب مومنین سے ہے) مصیبت (یعنی آزمائش و دشواری) وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا (یعنی ان گناہوں کے سبب ہیں جو تم نے کئے ہیں..... ذات کو ایسی ہی اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ اکثر افعال کا صدور انہی کے ذریعے ہوتا ہے) اور بہت کچھ تو معاف فرمادیتا ہے (اس میں سے اور اس کا بدلہ نہیں لیتا، اللہ ﷻ سب سے بڑھ کر کرم کرنے والا ہے، وہ آخرت میں دوبارہ ان گناہوں کی سزا نہیں دیگا جن کی سزا دنیا میں مل چکی اور رہے وہ لوگ جو گناہگار نہیں تو دنیا میں مصیبت پہنچنے کی وجہ سے آخرت میں ان کے درجات بلند کر دیئے جائیں گے) اور (اے مشرکوں) نہ اللہ کے مقابل تمہارا کوئی دوست نہ مددگار (کہ وہ عذاب الہی کو تم سے دور کر سکے) اور اس کی نشانیوں سے ہیں دریا میں چلنے والی (کشتیاں) جیسے پہاڑیاں (یعنی وہ اپنی بلندی میں پہاڑیوں کی طرح ہیں، وہ چاہے تو ہوا تھا دیں کہ وہ ٹھہری رہ جائیں (بظللن بمعنی بصرون ہے، اپنی جگہ جمی رہ جائیں اور کشتیاں چل نہ سکیں) اس کی پیٹھ پر بیشک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صابر شاکر کو (صبر شکور سے مراد وہ مومن ہے جو تکلیف میں صبر اور کشادگی میں شکر ادا کرتا ہے) یا انہیں تباہ کر دے (یعنی شدید ہوا کے ذریعے کشتیوں کو کشتی میں سوار افراد کے ساتھ غرق فرمادے، یوبقہن کا عطف یسکن پر ہے) ان کے (یعنی کشتی والوں کی) کمائی ہوئی کے سبب (یعنی ان کے گناہوں کی وجہ سے) اور (اس میں سے) بہت کچھ معاف فرمادے (ان کے گناہوں کی شامت کے باوجود کشتی والوں کو غرق نہ کرے) اور جان جائیں (معنی آیت یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے انہیں غرق اس لیے فرمایا تا کہ وہ ان سے بدلہ لے اور وہ لوگ جان لیں، یعلم جملہ ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے، یا تعلیل مقدر پر معطوف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے) وہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں کہ انہیں کہیں بھاگنے کی جگہ نہیں (عذاب سے..... جملہ نفی معلوم کے دو مفاعیل کے قائم مقام ہے اور یہاں نفی کو عمل سے روک دیا گیا ہے) تمہیں جو ملا ہے (یہ خطاب مومنین کے ساتھ دیگر افراد کے لئے بھی ہے) اشیاء میں سے (یعنی دنیاوی ساز و سامان میں سے) وہ جیتی دنیا میں برتنے کا ہے (اس سے دنیا میں نفع اٹھا جاسکتا ہے پھر یہ فنا ہو جائیگا) اور وہ جو اللہ کے پاس ہے (یعنی ثواب.....) بہتر ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ان کے لیے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں (اگلا جملہ ماضی پر معطوف ہے) اور وہ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں (فواحش سے مراد وہ گناہ ہیں جو موجب حد ہوں.....) اور یہ کلام عطف البعض علی الكل کے قبیل سے ہے (اور جب غصہ آئے معاف کر دیتے ہیں (یعنی درگزر سے کام لیتے ہیں) اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا (یعنی جس توحید اور عبادت کی طرف اللہ ﷻ نے انہیں بلایا تھا انہوں نے اس دعوت کو قبول کر لیا) اور نماز قائم رکھی (اقاموا الصلوٰۃ بمعنی ادا موھا ہے) اور ان کا کام (جو ان کے لیے ظاہر ہوتا ہے) ان کے آپس کے مشورے سے ہے (یعنی درپیش معاملے میں وہ عجلت نہیں کرتے بلکہ وہ آپس میں مشورہ کر لیتے ہیں.....) اور ہمارے دیئے سے (یعنی جو ہم نے انہیں عطا کیا ہے) خرچ کرتے ہیں (طاعت الہی میں، یہاں جن کا ذکر ہوا یہ مسلمانوں کی پہلی قسم ہے) اور وہ کہ جب انہیں بغاوت (یعنی ظلم) پہنچے تو بدلہ لیتے ہیں (یہاں مومنین کی دوسری قسم کا بیان ہے یہ وہ لوگ ہیں جو ظالموں سے ان کے ظلم کی مثل بدلہ لے لیتے ہیں جیسا کہ اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی ہے (برائی کے بدلے کو بھی برائی کا نام دیا گیا اس لیے کہ یہ صورتاً برائی کے مشابہ ہوتی ہے، مماثلت پر عمل کرنے کا معاملہ زخموں کا قصاص لینے کے معاملے میں ظاہر ہے بعض حضرات نے کہا کہ جب کوئی دوسرے سے کہے اللہ ﷻ تجھے رسوا کرے تو سامنے

والا جواب یہی بات کہہ دے تو یہ بھی اسی قبیل سے ہے) تو جس نے معاف کیا (اپنی ذات پر ظلم کرنے والے کو) اور اصلاح (یعنی اپنے اور معاف کردہ ظلم کے درمیان حجت قائم کر لی) تو اس کا اجر اللہ پر ہے (یعنی بیشک اللہ ﷻ اسے لامحالہ اجر عطا فرمایگا.....) اور بیشک وہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو (یعنی ابتداً ظلم کرنے والوں کو، پس ایسوں پر اللہ کا عذاب مرتب ہوتا ہے) اور بیشک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا (یعنی اپنی ذات پر ظلم کرنے والے سے) ان پر کچھ (مواخذہ کی) راہ نہیں مواخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق (نافرمانی کے) کام کرتے ہیں (یسفون بمعنی یعملون ہے) ان کے لیے دردناک عذاب ہے (الیم بمعنی مؤلم ہے) اور بیشک جس نے صبر کیا (بدلہ نہیں لیا) اور بخش دیا (یعنی درگزر کیا) تو یہ (صبر کرنا درگزر سے کام لینا) ضرور عزم کے کام ہیں (یا ایسے کام ہیں جن کا عزم کرنا چاہیے یعنی شرعیہ کام مطلوب ہیں)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر﴾

و: عاطفہ، ما موصولہ، اصابکم: فعل ”ہو“، ضمیر ذوالحال، من مصیبة: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل کم ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صر، ملکر مبتداء، ف: جزائیہ، بما کسبت ایدیکم: ظرف مستقر ”ذلک“، مبتداء محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، یعفوا: فعل بافاعل، عن کثیر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما انتم بمعجزین فی الارض وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر﴾

و: عاطفہ، ما شبابہ بلیس، انتم: مبتداء، ب: زائد، معجزین فی الارض: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما تانیہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، ولی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تانیہ، نصیر: معطوف، ملکر ذوالحال، ملکر مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن ایتہ الجوار فی البحر کالاعلام﴾

و: عاطفہ، من ایتہ: ظرف مستقر خبر مقدم، الجوار: ذوالحال، فی البحر: ظرف مستقر حال اول، کالاعلام: ظرف مستقر حال ثانی، ملکر مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان یشا یسکن الريح فیظللن رو کدا علی ظہرہ﴾

ان: شرطیہ، یشا: جملہ فعلیہ شرط، یسکن الريح: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، یظللن: فعل ناقص بااسم، رو کدا علی ظہرہ: ظرف شبہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان فی ذلک لایت لکل صبار شکور﴾

ان: حرف شبہ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ایت: موصوف، لکل صبار شکور: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿او یوبقھن بما کسبوا ویعف عن کثیر﴾

او: عاطفہ، یوبقھن: فعل بافاعل ومفعول، بما کسبوا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یعف: فعل بافاعل، عن کثیر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر ما قبل ”یسکن الريح“ پر معطوف ہے۔

﴿و یعلم الذین یجادلون فی ایتنا ما لھم من محیص﴾

و: عاطفہ معطوف علی محذوف "یفر قسم لیستبقہم منهم" یعلم: فعل، اللہین یجادلون فی ایتناس: موصول صلہ، مکر فاعل، ما: نافیہ، لہم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، محیض مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فما اوتیتہم من شیء فمتاع الحیوۃ الدنیا﴾

ف: متانفہ، ما بشرطیہ ذوالحال، من شیء: ظرف مستقر حال، مکر مفعول ثانی مقدم، اوتیتہم: فعل بانائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، متاع الحیوۃ الدنیا: "ہو" مبتدا محذوف کیلئے خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر جزاء، مکر جملہ شرطیہ متانفہ۔

﴿وما عند اللہ خیر وابقی للذین امنوا وعلی ربہم یتوکلون﴾

و: عاطفہ، ما موصولہ، عند اللہ ظرف متعلق محذوف صلہ، مکر مبتدا، خیر: اسم تفصیل بافاعل، مکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابقی: اسم تفصیل بافاعل، لام: جار، الذین موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، علی ربہم یتوکلون: جملہ فعلیہ معطوف، مکر صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر شبہ جملہ ہو کر معطوف، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین یجتنبون کثیر الاثم والفواحش واذما ما غضبوا ہم یغفرون﴾

و: عاطفہ، الذین موصول، یجتنبون: فعل بافاعل، کثیر الاثم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الفواحش: مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذا مضاف، ما: زائد، غضبوا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر ظرف مقدم، یغفرون: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ہم: مبتدا، مکر جملہ اسمیہ معطوف، مکر صلہ، مکر ماقبل "للذین امنوا" میں "الذین" پر معطوف ہے۔

﴿والذین استجابوا لربہم واقاموا الصلوۃ وامرہم شوری بینہم ومما رزقنہم ینفقون﴾ و: عاطفہ، الذین موصول، استجابوا لربہم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقاموا الصلوۃ: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، امرہم مبتدا، شوری: ذوالحال، بینہم: ظرف متعلق محذوف حال، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، مما رزقنہم ینفقون: جملہ فعلیہ ثالث، مکر صلہ، مکر ماقبل "للذین امنوا" پر معطوف ہے۔

﴿والذین اذا اصابہم البغی ہم ینتصرون﴾

و: عاطفہ، الذین موصول، اذا مضاف، اصابہم البغی: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر ظرف مقدم، ینتصرون: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ خبر، ہم: مبتدا، مکر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ، مکر ماقبل "للذین امنوا" پر معطوف ہے۔

﴿وجزوا سبیئۃ سینۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظلمین﴾

و: عاطفہ، جزوا سبیئۃ مرکب اضافی مبتدا، سبیئۃ مثلہا: صفت، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ تفریقیہ، من شرطیہ مبتدا، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصلح: جملہ فعلیہ معطوف، مکر شرط، ف: جزائیہ، اجرہ مبتدا، علی اللہ: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ جزاء، مکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ، انہ: حرف شبہ واسم، لا یحب الظلمین: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولمن انتصر بعد ظلمہ فاولئک ما علیہم من سبیل﴾

و: عاطفہ، لام: ابتدائیہ، من شرطیہ مبتدا، انتصر بعد ظلمہ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اولئک مبتدا، ما: نافیہ، علیہم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، سبیل: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر جزاء، مکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما السبیل علی الذین یظلمون الناس ویغفون فی الارض بغير الحق﴾

انما: حرف شبہ و ما کافہ، السبیل: مبتدا، علی: جار، الذین موصول، یظلمون الناس: جملہ فعلیہ معطوف



علیہ، و عاطفہ، یسعون، قبل و اذ ضمیر ذوالحال، بفسیر الحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک لہم عذاب الیم ولمن صبر و غفر ان ذلک لمن عزم الامور﴾  
 اولئک: مبتدا، لہم عذاب الیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لام تاکید، من صبر و غفر: موصول صلہ، ملکر مبتدا، ان ذلک: حرف شبہ واسم، لمن عزم الامور: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... و ابقی للذین امنوا .....☆ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق ؓ کے حق میں نازل ہوئی جب آپ نے اپنا کل مال صدقہ کر دیا اور اس پر عرب کے لوگوں نے آپ ؓ کو ملامت کی۔  
 ☆..... والذین استجابوا .....☆ یہ آیت نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنے رب ﷻ کی دعوت قبول کر کے ایمان و اطاعت کو اختیار کیا۔

### ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

**کیا بچوں اور جانوروں پر مصائب کا نزول گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے؟**

۱..... اگر مصیبت اور آزمائش گناہوں کی وجہ سے آتی ہے یا درجات کی بلندی کے لئے کہ انسان مصیبت پر صبر کرے تو اللہ ﷻ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ اگر یہی نظریہ ہے تو پھر مصائب و آلام تو بچوں اور جانوروں پر بھی آتے ہیں، اور اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ انہیں بھی ان کے گناہوں کی وجہ سے تکلیف و مصیبت پہنچی ہے یا ان کے بھی درجات بلند کئے جانے مقصود ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم وہ اس سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا﴾ (النور: ۳۰) میں خطاب ان سے ہے جو فہم و فراست رکھتے ہیں، صاحب عقل کہلاتے ہیں ورنہ بچے تو جب تک بالغ نہ ہوں مرفوع القلم ہوتے ہیں اور یونہی جانوروں کے حوالے سے نیکی و بدی کرنے کا کوئی نظریہ شریعت مطہرہ میں نہیں پایا جاتا، لہذا احکام کا نزول انہی کے لئے خاص ہے جو مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ مکلف بھی ہوں۔  
 (الرازی، ج ۹، ص ۶۰۰ ملخصاً)

**کیا صرف آیات میں جھگڑنے والوں کا انجام بُرا ہوگا؟**

۲..... اس آیت میں اللہ ﷻ نے خاص طور پر ان لوگوں کے بارے میں نزول عذاب کا ذکر کیا جو اللہ ﷻ کی آیات میں جھگڑتے ہیں یعنی سید عالم ﷺ سے مخالفت کرتے ہیں یا آیات کی تکذیب کرتے اور انہیں باطل قرار دیتے ہیں اگر ہم جس وقت وہ سمندر میں ہوں تو ہوا کو ساکن کر دیں یا ایسا ہو جائے کہ ہوائیں انہیں ہر طرف سے گھیر لیں، پس جان لیں کہ اب انہیں تباہی سے بچ نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

اگر اعتراض یہ کیا جائے کہ خاص طور پر ہواؤں کو بھیج کر ایک جماعت کو ہلاک کرنا اور دوسری سے درگزر کرنا یہ درست نہیں ہے، اور یہ کہ اللہ ﷻ کی آیات کو جھٹلانے والوں کے لئے بچنے کی کوئی راہ نہیں ہے؟ میں (علامہ آلوسی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اللہ ﷻ کی آیات میں جھگڑا کرنے والوں کو خاص طور پر عذاب سے ڈرایا گیا ہے اور دوسروں کو عمومی اعتبار سے خشکی و تری کی آزمائش کے آنے سے متنبہ کیا گیا۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۵، ص ۶۳)

## مال خرچ کر کے اجر کے لئے حریص ہونا:

۳..... اللہ ﷻ نے انسان کو جو مال دیا ہے، اس کے تین مصارف ہو سکتے ہیں: (۱)..... اس مال کو اپنی ذات پر یا اہل و عیال کے لئے خرچ کرے۔ (۲)..... اس مال کو اپنے بعد وارثوں کے لئے چھوڑ جائے۔ (۳)..... اس مال کو راہ خدا ﷻ میں خرچ کر کے اپنی عاقبت کا سودا کر لے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”بندہ کہتا ہے میرا مال، میرا مال حالانکہ اس کا مال تو صرف تین طرح کا ہوتا ہے۔ (۱)..... جو اس کے کھا کر فنا کر دیا، (۲)..... جو پہن کر بوسیدہ کر دیا، (۳)..... جو صدقہ کر کے محفوظ کر لیا اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ لوگوں کے لئے چھوڑ کر چلا جائے گا۔“ (صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب: الدنيا سجن المومن، رقم: (۷۳۱۶)/۲۹۵۹، ص ۱۴۵۲)

☆..... حضرت سیدنا فاروق اعظم ؓ نے ام المومنین حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے پاس عطیہ بھیجا تو انہوں نے اُسی وقت وہ سارا مال رشتے داروں اور یتیموں میں تقسیم کر دیا اور دعا مانگی: ”اے اللہ ﷻ! آئندہ سال عمر کا عطیہ مجھ تک نہ پہنچے، آپ نے ازواج مطہرات میں سب سے پہلے وصال فرمایا۔“ (الطبقات الكبرى لابن سعد، ذکر ازواج رسول اللہ زینب بنت جحش، ج ۶، ص ۸۵)

ما قبل فراہمین مصطفیٰ ﷺ اور اعمال صالحین سے اندازہ لگائیں کہ مال جمع کرنا اور اسے وارثین کے لئے روک رکھنا زیادہ فائدہ مند ہے یا مال کو راہ خدا ﷻ میں خرچ کرنا مفید ہے۔ انسان مال اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کر کے اُسے محفوظ کر لیتا ہے۔ اگرچہ مال وارثین کے لئے چھوڑنا بھی جائز ہے تاکہ انہیں کام آسکے تاہم ایسا ہرگز نہ ہو کہ جمع کرنے کے شوق میں فرض زکوٰۃ کی ادائیگی بھی متاثر ہو جائے۔ تاہم مستحسن اور محبوب عمل یہی ہے کہ مال کو راہ خدا ﷻ میں زیادہ سے زیادہ خرچ کیا جائے کیونکہ زیادہ خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوگا بلکہ بڑھے گا۔

## بے حیائیوں پر حد قائم ہونے سے مراد:

۴..... الفحشاء کے معنی ہیں: ”وہ جس سے فطرت سلیمہ اور عقل مستقیمہ نفرت کرے یا جس میں نقص خیال کرے۔“

(التعریفات، ص ۱۶۷)

متذکرہ آیت میں ”الفواحش“ کا عطف ”الکبائر“ پر کیا اس لئے تاکہ بعض کا عطف کل پر ہو جائے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ دونوں سے مراد ایک ہی ہے یعنی دونوں ناپسندیدہ ہونے میں ایک ہی جیسے ہیں جب کہ ان کے اوصاف مختلف ہیں۔ النواہیات النجمیہ میں ہے: ”کبائر سے مراد دنیا کی محبت اور خواہشات کی پیروی کرنا ہے۔ کیونکہ دنیا کی محبت ہی تمام بُرائیوں کی جڑ ہے اور فحاشی سے مراد دنیا کی طلب میں منہمک رہنا اور خواہشات کی پیروی کرتے رہنا شامل ہے۔“

(روح البیان، ج ۸، ص ۴۴۰)

مفسر جلال نے فواحش سے مراد وہ گناہ لئے ہیں جو موجب حد ہوں، فقہی عبارات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف زنا ہی ایسی فحاشی ہے جس پر حد نافذ ہوتی ہے۔ دیگر قسم کی فحاشی پر حد تو نہیں بلکہ تعزیر ہے اور یہی احتاف کا نظریہ ہے۔ لیکن افسوس صرف اسی بات کا ہے کہ اسلامی ملک میں اسلامی قانون رائج نہ ہونے کی بناء پر بُرائیاں اور معصیت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ لوگ بلا دھڑک گناہ کرتے، اور رب کی نافرمانیوں میں زندگیاں گزار دیتے ہیں۔ بعض ایسے بدنصیب بھی ہوتے ہیں کہ جنہیں یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ ان کی ذات فحاشی پھیلنے کا ذریعہ بن رہی ہے۔ کسی مسلمان کو گالی دینا یا کوئی ایسا الفاظ کہنا جس میں حکم تعزیر ہے، تاہم اگر اس نے معاف کر دیا تو خیر ورنہ حکم تعزیر ہے۔ گویے، ناپختہ والے، منٹ اور نوچہ کرنے والے بھی مستحق تعزیر ہیں، جو بلا وجہ شرعی رمضان کے روزے نہ رکھے، کسی عورت کو بھگالے جانے والے، الغرض اسی پر بے شمار کبائر اور فحاشی کے کاموں کو موجودہ دور میں تصور کر لیں اور آزادی کے نام پر ہمارے یہاں یہ کلچر رائج کرنے کے لئے جو طاقتیں سرگرم ہیں ان میں نمایاں کردار میڈیا کا ہے۔ افسوس ہے کہ اس

میڈیا کے ذریعے یہ تمام برائیاں جو ہم نے بالا اختصار اپنے دائرے میں رہ کر بیان کی ہیں جن پر قاضی وقت سزا دے سکتا ہے لیکن نہ اسلامی قوانین رائج، نہ قاضی کا عہدہ، نہ کچھ اور بلکہ سونے پر سہاگہ یہ ہے کہ جتنی عزت علماء، مشائخ، اکابرین کی نہیں کی جاتی اتنی ان لوگوں کی ہوتی ہے جو بے حیائی کے کام کرتے ہیں، پردہ اسکرین پردہ سب کچھ دکھایا جا رہا ہوتا ہے جو ہم اور آپ کسی کو کرتے دیکھیں تو اچھا نہ جائیں لیکن معلوم نہیں ان والدین کی غیرت اور حمیت کہاں چلی جاتی ہے جو اپنی جوان بچیوں کو اس جانب مائل کر دیتے ہیں، ہمارے نوجوان جو ملک و قوم اور اسلام کا سرمایہ ہوتے ہیں وہ اپنی جوانی کہاں گزار رہے ہیں..... کاش ہم سوچنے والے بن جائیں۔

### آپس میں مشورے کی اہمیت:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے (الشوریٰ ۲۳۸)۔ سید عالم ﷺ کو مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا تا کہ صحابہ کرام کی دلجوئی کا سامان ہو سکے، اور یہ امور اجتہاد یہ میں سے ہے جیسا کہ جنگ وغیرہ کے معاملات ہوتے ہیں۔ اور سید عالم ﷺ کے بعد صحابہ نے بھی مشاورت فرمائی اور خلافت راشدہ میں بھی اس کے نظائر ملتے ہیں جب کہ بظاہر سید عالم ﷺ نے خلیفہ مقرر نہ فرمایا، اور لوگوں میں اختلاف ہوا اور مشاورت سے (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) خلیفہ مقرر ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسے موقع پر فرمایا: ”جس کے حوالے سے آقائے دو جہاں رضی اللہ عنہ ہمارے دین پر راضی ہوئے ہم اس کے حوالے سے اپنی دنیا کے معاملے میں راضی ہیں“۔ امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جب تک قوم اپنے معاملات میں باہم مشورہ کرتی رہے گی ہدایت پھیلتی جائے گی“۔ حدیث میں ہے: ”تمہارے اُمراء اچھے ہوں، اغنیاء فیاض ہوں، آپس میں مشاورت کریں، تو زمین بھی تمہارے لئے بہتر پیدا کرے گی اور اگر معاملہ برعکس ہو اور تم اپنے معاملات عورتوں کے سپرد کر دو تو زمین بھی تمہارے لئے بہتر پیدا نہ کرے گی“۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۳۱ ملخصاً)

☆..... ابن عدی اور بیہقی نے سند حسن سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ اور کاموں میں ان سے مشورہ لو کہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”سوال اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ مشورہ لینے سے غنی ہیں لیکن اللہ ﷻ نے اسے (یعنی مشورہ لینے کو) میری امت کے لئے رحمت بنایا تو جو میری امت میں سے (اپنے کاموں کے انجام دینے کے لئے) مشورہ لیتا ہے اس سے ہدایت کبھی معدوم نہیں ہوتی اور جو اسے (یعنی مشورہ لینے کو) ترک کرتا ہے اس سے گمراہی کبھی معدوم نہیں ہوتی“۔

☆..... طبرانی اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ مکہ و مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”جو استخارہ کر لے وہ خائب و خاسر نہیں رہتا اور جو مشورہ کر لے وہ نادم نہیں ہوتا“۔

(الدر المنثور، ج ۲، ص ۱۵۹)

### بدلہ لینا بہتر ہے یا معاف کرنا:

۱..... جہاں تک بدلہ لینے کا تعلق ہے، اس موضوع کو قرآن میں مختلف مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عَاقَبْتُمْ بِهِ﴾ اور اگر تم سزا دو تو ایسی ہی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی تھی (النحل: ۱۲۶)۔ ﴿مَنْ عَمِلْ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا﴾ جو برا کام کرے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اتنا ہی (غافر: ۴۰)۔ ﴿كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْقَصَاصَ فِي الْقَتْلِ﴾ کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو (البقرة: ۱۷۸)۔ ﴿وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ﴾ اور زخموں میں بدلہ ہے (المائدہ: ۴۵)۔ ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ﴾ خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے (البقرة: ۱۷۹)۔ ان تمام آیات کا موضوع یہی ہے کہ انسان بدلہ لے سکتا ہے جتنا ظلم ہوا ہے ورنہ پہلے وہ ظالم تھا اب یہ ظالم ہو جائے گا اور جہاں تک قصاص کا تعلق ہے تو یہ بھی مساوات اور مماثلت ہی کے لئے متعین کیا گیا ہے کہ جان کے بدلے جان اور دیگر اعضاء میں بھی حسب شریعت قصاص کا حکم دیا

گیا ہے۔ لیکن معاف کرنا بہتر ہے اور اس کا اجر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کیا ملتا ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فأجره على الله﴾ (الشوریٰ ۱۰۰) پس جس نیکی کے اجر کو اللہ تعالیٰ اپنی جانب منسوب کرتا ہے اور اس اجر کی مقدار بیان نہیں کرتا تو ہمیں سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس عمل سے کتنا راضی ہے۔

### اغراض:

خطاب المؤمنین: اور دنیا میں کافروں کا مصائب کا شکار ہونا، پس کفار عذاب میں جلدی کرتے ہیں۔ وهو تعالیٰ اکرم: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿فبما كسبت ايدىكم﴾ کے متعلق ہے۔ من ان يشئ الجزاء فی الآخرة: یعنی آخرت میں دوبارہ پکڑ نہیں فرمائے گا جس کی سزا دنیا میں ہو چکی ہوگی کیونکہ اللہ کی شان کریبی یہ ہے کہ وہ ایک ہی گناہ پر دوبارہ پکڑ نہیں فرماتا۔

واما غیر المذنبین: جیسا کہ حضرات انبیائے کرام، چھوٹے کم عمر بچے اور جنہیں (یعنی وہ جو اپنی ماں کے رحم میں ہوتے ہیں)۔ یا مشرکین: جیسا کہ ایک نسخے میں ”بایدینا“ ہے، اور بہتر یہ ہے کہ ”یا مشرکون“ ہو، کیونکہ ندا ”رفع“ کے ساتھ ہوتی ہے اور رفع ”واؤ“ کے ساتھ ہوتا ہے۔

عطف علی یسکن: یعنی وہ چاہے تو ہوا کو روک دے، یا چلا دے کہ کشتیاں غرق ہو جائیں، لیکن یہاں یہ مفہوم مراد نہیں ہے بلکہ اللہ کسی اور سبب سے کشتی کو غرق فرماتا ہے۔ ای اھلہن: واو کی تفسیر ہے جو کہ کسبوا اللہ میں پائی جا رہی ہے اور یہ ضمیر ”اہل سفن“ کی جانب عائد ہوتی ہے۔ منها: سے مراد یا تو گناہ ہیں یا کشتی۔ لیستقم منہم: یعنی غرق ہونا، اور غرق ہونے کی یہی علت بیان کی گئی ہے۔ من اثاث الدنیا: یعنی دنیا کے منافع، چہ جائے کہ وہ کھانے پینے کے حوالے سے ہوں یا پہننے، نکاح کرنے یا سوار ہونے کے حوالے سے ہوں اور اس کی واحد ”اثاثہ“ ہے اور ایک قول کے مطابق اس لفظ کی واحد نہیں ہے۔

من عطف البعض علی الكل: مراد یہ ہے کہ بعض کا کل پر عطف کیا گیا ہے، کیونکہ کہا کہ وہ کہلاتے ہیں جس پر وعید وارد ہوتی ہے اور اس پر حد نہیں جاری ہوتی جیسا کہ غیبت، چغلی اور یا کاری اختیار کرنا۔

اجابوہ الی ما دعاهم: سید عالم علیہ السلام کی زبان حق ترجمان سے جواب دینا پایا گیا اور مفسر نے اس جانب اشارہ فرمایا ہے کہ: ﴿استجابوا﴾ میں سین اور تاء زائد ہیں۔

من الجواحات: یعنی چہ جائے کہ زخموں کا قصاص لینے کا معاملہ ہو یا کوئی اور، تمام حقوق مراد ہیں۔ قال بعضهم: سے مجاہد اور سدی کے اقوال مراد ہیں، جن کا کہنا یہ ہے کہ اگر کوئی کسی کو یہ کہے: ”تجھے اللہ رسوا کرے“ تو مد مقابل کو بھی یہی کہنے کی اجازت ہے۔ السود بینہ وبين المعفو عنه: یعنی تمام معاملات کی اصلاح ہونا ضروری ہے اور اس جملے کے ذریعے معاف کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے، اور اپنے معاملات کو اللہ کے سپرد کر دینا بہت بڑی کامیابی ہے کیونکہ اللہ اس شخص کا نقصان نہیں ہونے دیتا جو اپنے معاملات اس کے سپرد کر دیتا ہے۔ ای البادئین بالظلم: یعنی وہ لوگ جو ظلم کی ابتداء کرتے ہیں۔ ای ظلم الظالم ایہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مصدر مضاف مفعول کے لئے ہے، اور اس آیت میں اشارہ ہے کہ مظلوم کے لئے جائز ہے کہ وہ ظالم سے اپنا حق لے لے اور یہ جائز امر اسی صورت میں ہے جب کہ اپنے حق سے زائد نہ ہو۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۲۸ وغیرہ)

### دکوع نمبر: ۶

﴿ومن یضلل اللہ فما لہ من ولی من بعدہ﴾ ائی اَحَدٌ یَلٰی هٰذِیۡتَہٗ بَعْدَ اِضْلَالِ اللّٰہِ اَیَّاهُ ﴿وتوری الظلمین لما راوا العذاب یقولون هل الی مرد﴾ اِلٰی الدُّنْیَا ﴿من سبیل﴾ طرِیقٌ ﴿وترہم یعرضون علیہا﴾ اَی



النَّارِ ﴿خَشَعْنَ﴾ خَائِفِينَ مُتَوَاضِعِينَ ﴿مَنْ الدَّلَّ يَنْظُرُونَ﴾ إِلَيْهَا ﴿مَنْ طَرَفَ خَفِيَ﴾ ضَعِيفَ النَّظَرِ مُسَارِقَةً  
وَمِنْ ابْتِدَائِيَّةٍ أَوْ بِمَعْنَى الْبَاءِ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَسِرِينَ الَّذِينَ خَسَرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيَهُمْ يَوْمَ  
الْقِيَمَةِ يَتَخَلَّيْدُهُمْ فِي النَّارِ وَعَذْمٌ وَضُولُهُمْ إِلَى الْخُورِ الْمُعَدَّةِ لَهُمْ فِي الْجَنَّةِ لَوْ آمَنُوا وَالْمَوْضُولُ خَبِرٌ  
أَنَّ ﴿الَا﴾ أَنَّ الظَّالِمِينَ ﴿الْكَافِرِينَ﴾ فِي عَذَابٍ مُقِيمٍ (۳۵) ﴿ذَانِمٌ هُوَ مِنْ مَقُولِ اللَّهِ تَعَالَى﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ  
أُولِيَاءٍ يَنْصُرُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَيْ غَيْرِهِ يَدْفَعُ عَذَابَهُ عَنْهُمْ ﴿وَمَنْ يَضِلَّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ  
سَبِيلٍ﴾ (۳۶) طَرِيقٌ إِلَى الْحَقِّ فِي الدُّنْيَا وَإِلَى الْجَنَّةِ فِي الْآخِرَةِ ﴿اسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُمْ﴾ أَجِيبُوهُ بِالَّتَوْجِيدِ  
وَالْعِبَادَةِ ﴿مَنْ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ لَا مُرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ أَيْ أَنَّهُ إِذَا أَتَى بِهِ لَا يَرُدُّهُ ﴿مَالَكُمْ مِنْ  
مَلْجَأٍ﴾ تَلْجَأُونَ إِلَيْهِ ﴿يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَكِيرٍ﴾ (۳۷) انْكَارٍ لِدُنُوبِكُمْ ﴿فَانْأَرِضُوا﴾ عَنِ الْإِجَابَةِ ﴿فَمَا  
أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا﴾ تَحْفَظُ أَعْمَالَهُمْ بِأَنْ تَوَافَقَ الْمَطْلُوبُ مِنْهُمْ ﴿إِنْ﴾ مَا عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلْغُ وَهَذَا  
قَبْلَ الْأَمْرِ بِالْجِهَادِ ﴿وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً﴾ نِعْمَةً كَالْغِنَى وَالصِّحَّةِ ﴿فَرَحَ بِهَا وَانْصَبَهُمْ﴾  
الضَّمِيرُ لِلْإِنْسَانِ بِإِغْتِيَارِ الْجِنْسِ ﴿سَيِّئَةً﴾ بَلَاءٌ ﴿بِمَا قَدَمْتَ أَيْدِيَهُمْ﴾ أَيْ قَدَمُوهُ وَعَبَّرَ بِالْأَيْدِيِ لِأَنَّ أَكْثَرَ  
الْأَفْعَالِ تَزَاوُلُ بِهَا ﴿فَإِنَّ الْإِنْسَانَ كَفُورٌ﴾ (۳۸) لِلنِّعْمَةِ ﴿لِلَّهِ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ  
لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ الْأَوْلَادِ﴾ إِنَّا وَإِيَّاهُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذَّكَورَ (۳۹) أَوْ يَزُوجَهُمْ ﴿أَيَّ يَجْعَلُهُمْ﴾ ذَكَرًا وَإِنَّا  
وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا ﴿فَلَا يَلِدْ وَلَا يُولَدْ لَهُ﴾ أَنَّهُ عَلِيمٌ ﴿بِمَا يَخْلُقُ﴾ قَدِيرٌ (۴۰) ﴿عَلَى مَا يَشَاءُ﴾ وَمَا كَانَ  
لِبَشَرٍ أَنْ يَكْلِمَهُ اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُوحِيَ إِلَيْهِ ﴿وَحْيًا﴾ فِي الْمَنَامِ أَوْ بِالْأَلْهَامِ ﴿أَوْ﴾ إِلَّا مِنْ وَرَائِ حِجَابٍ ﴿يَأْنِ  
يُسْمَعُ كَلَامُهُ وَلَا يَرَاهُ كَمَا وَقَعَ لِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ﴾ ﴿أَوْ﴾ إِلَّا أَنْ يُرْسِلَ رَسُولًا ﴿مَلَكًا  
كَجِبْرِئِيلَ﴾ ﴿فِي وَحْيٍ﴾ الرَّسُولُ إِلَى الْمُرْسَلِ إِلَيْهِ أَيْ يُكَلِّمُهُ ﴿بِأَذْنِهِ﴾ أَيْ اللَّهُ ﴿مَا يَشَاءُ﴾ اللَّهُ أَنَّهُ  
عَلَى ﴿عَنْ صِفَاتِ الْمُحَدِّثِينَ﴾ حَكِيمٌ (۴۱) ﴿فِي صُنْعِهِ﴾ وَكَذَلِكَ ﴿أَيَّ مِثْلٍ إِيْحَانًا إِلَى غَيْرِكَ مِنْ  
الرُّسُلِ﴾ ﴿أَوْ حِينَا إِلَيْكَ﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿رُوحًا﴾ هُوَ الْقُرْآنُ بِهِ تُحْيِي الْقُلُوبَ ﴿مِنْ أَمْرِنَا﴾ الَّذِي نُوحِيهِ  
إِلَيْكَ ﴿مَا كُنْتَ تَدْرِي﴾ تَعْرِفُ قَبْلَ الْوَحْيِ إِلَيْكَ ﴿مَا الْكُتُبُ﴾ الْقُرْآنُ ﴿وَلَا الْإِيمَانُ﴾ أَيْ شِرَائِعِهِ  
وَمَعَالِمُهُ وَالنَّفْيُ مُعْلَقٌ لِلْفِعْلِ عَنِ الْعَمَلِ وَمَا بَعْدَهُ سُدَّ مَسَدَ الْمُفْعُولَيْنِ ﴿وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ﴾ أَيْ الرُّوحَ أَوْ  
الْكِتَابَ ﴿نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّا لَنَهْدِي﴾ تَدْعُو بِالْوَحْيِ إِلَيْكَ ﴿إِلَى صِرَاطٍ  
مُسْتَقِيمٍ﴾ (۴۲) دِينِ الْإِسْلَامِ ﴿صِرَاطَ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ مَلَكًا وَخَلْقًا  
وَعَبِيدًا ﴿إِلَّا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ﴾ (۴۳) تَرْجِعُ.

### ﴿ترجمہ﴾

اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کا کوئی رفیق نہیں اللہ کے مقابل (یعنی کوئی ایسا نہیں جو اللہ کے گمراہ کردہ کو ہدایت دینے کا اختیار رکھتا ہو  
.....) اور تم ظالموں کو دیکھو گے کہ جب عذاب دیکھیں گے کہیں گے کیا (دنیا کی طرف) واپس جانے کا کوئی راستہ ہے (سبیل

بمعنی طسریق ہے) اور تم انہیں دیکھو گے کہ اس پر (یعنی آگ پر) پیش کئے جاتے ہیں ذلت سے دبے لپے (خوفزدہ بحالت ذلت  
(چھپی نگاہوں) سے اس کی طرف) دیکھتے ہیں (بنظر خفیف چوری چھپے اس کی طرف دیکھتے ہیں، من طرف میں من ابتداء یہ ہے  
یا پھر بمعنی باء ہے) اور ایمان والے کہیں گے بیشک نقصان میں وہ ہیں جو اپنی جانیں اور گھر والے ہار چکے قیامت کے دن (آگ میں  
بیشہ رہنے کی وجہ سے، اور انہیں حوریں بھی نہ ملیں گی جو کہ اہل ایمان کو ایمان کی برکت سے جنت میں ملنی ہیں، "الذین خسروا" اسم  
موصول "ان" کی خبر بن رہا ہے) سنتے ہو بیشک ظالم (یعنی کافر) بیشہ کے عذاب میں ہیں (یعنی دائمی عذاب میں ہیں، یہ مذکور فرمان  
کلام الہی ﷻ میں سے ہے) اور ان کے کوئی دوست نہ ہوئے اللہ کے علاوہ کہ ان کی مدد کرتے (یعنی عذاب الہی ﷻ ان سے دور  
کر سکتے، آیت مبارکہ میں دون بمعنی غیر ہے) اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے لیے کہیں راستہ نہیں (نہ دنیا میں حق کی طرف اور نہ  
آخرت میں جنت کی طرف، مسبیل بمعنی طسریق ہے) اور اپنے رب کا حکم مانو (یعنی اس کی توحید اور عبادت اختیار کر کے اس کا حکم  
مانو) اس دن (یعنی روز قیامت) کے آنے سے پہلے جو اللہ کی طرف سے ملنے والا نہیں (یعنی جب اللہ ﷻ وہ دن لے آئے گا تو پھر وہ  
اسے ملے گا نہیں) اس دن تمہیں کوئی پناہ نہ ہوگی (جس میں گزریں ہو سکو) اور نہ تمہیں انکار کرتے بنے (اپنے گناہوں سے، نکمیر کے  
معنی انکار ہے) تو اگر وہ مونہ پھیریں (اس دعوت کو قبول کرنے سے) تو ہم نے تمہیں ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا (کہ تم ان کے اعمال  
کی نگہبانی کرو کہ ان سے صادر ہونے والے کاموں کو شرعاً مطلوب کاموں کے موافق کر دو) تم پر تو تمہیں (ان بمعنی مسانفہ ہے) مگر  
پہنچا دینا (یہ حکم جہاد کے حکم سے پہلے کا ہے) اور جب ہم آدمی کو اپنی طرف سے کسی نعمت کا مزہ دیتے ہیں (جیسے تو نگرہ صحت کا،  
رحمۃ بمعنی نعمۃ ہے) تو اس پر خوش ہو جاتا ہے اور اگر انہیں پہنچے (تقصیہم کی ہی ضمیر کا مرجع الانسان ہے، یہاں جنس کا اعتبار  
کرتے ہوئے ضمیر مونث ذکر کی گئی ہے) کوئی برائی (یعنی بلاء و مصیبت) بدلہ اس کا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا (یعنی جو انہوں  
نے آگے کو بھیجا، ذوات کو ابیادی ہاتھوں سے اس لیے تعبیر کیا کہ اکثر افعال کا صدور انہی سے ہوتا ہے) تو انسان (اللہ ﷻ کی نعمت  
کا) بڑا ناشکر ہے..... اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت پیدا کرتا ہے جو چاہے جسے چاہے (اولاد میں سے  
(بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے یا دونوں ملا دے) (یزوجہم بمعنی یجعلہم ہے) بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کر  
دے (تو نہ وہ بچہ پیدا کر سکے اور نہ مرد کر سکے.....) بیشک وہ علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) اور قدرت رکھنے والا ہے (اپنے ہر  
چاہے پر) اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر (یہ کہ اس کی طرف وحی کسے) وحی کے طور پر (سوتے میں یا الہام  
کے ذریعے) یا یوں کہ وہ بشر پر وہ عظمت کے ادھر ہو (یوں کہ کلام الہی تو سننے لیکن اس کا دیدار نہ کر سکے جیسا کہ یہ معاملہ حضرت موسیٰ  
ﷺ کے ساتھ ہوا) یا (مگر یہ کہ) کوئی رسول (یعنی فرشتہ) بھیجے (جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام) کہ وہ (یعنی فرشتہ) وحی  
کرے (مرسل الیہ کو یعنی وہ اس سے کلام کرے) اس کے (یعنی اللہ ﷻ کے) حکم سے وہ (یعنی اللہ ﷻ) جو چاہے بیشک وہ بلند  
برتر ہے (مخلوق کی صفات سے) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) اور اسی طرح (یعنی تمہارے علاوہ دیگر رسولوں کی طرف وحی کہ نبی  
کی مثل) ہم نے تمہیں (اے حبیب ﷺ) وحی بھیجی ایک جان فزا چیز..... (دو حساسے مراد قرآن پاک ہے کہ اس کے ذریعے  
دلوں کو حیات ملی ہے) اپنے حکم سے (جو ہم تمہاری طرف وحی فرماتے ہیں) تم نہ جانتے تھے (یعنی وحی ہونے سے قبل تم معرفت نہ رکھتے  
تھے) کتاب کی اور نہ ایمان کی (یعنی احکام شرع کی تفصیل و وضاحت کی تمہیں معرفت نہیں تھی.....) حرف نفی نے فعل کو لفظی عمل  
سے روک دیا ہے اور اس کا مابعد دو مفعولوں کے قائم مقام ہے) ہاں ہم نے اسے (یعنی روح یا کتاب کو) نور کیا جس سے ہم راہ  
دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہیں اور بیشک تم ہدایت کرتے ہو (یعنی تم اپنی طرف کیجانے والی وحی کے ذریعے بلاتے ہو

(سیدی راہ (یعنی دین اسلام) کی طرف (صراط بمعنی طریق ہے) اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں (مملوک، مخلوق اور بندے ہونے کے اعتبار سے) سنتے ہو سب کام اللہ ہی کا طرف پھرتے ہیں (تصویر بمعنی توجع ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿وَمَنْ يَضِلَّ اللَّهُ فَمَالَهُ مِنْ وَلِيٍّ مِنْ بَعْدِهِ﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مفعول بہ، مقدم، یضلل اللہ: فعل و فاعل، مکرر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، ما یتافیہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، ولی: موصوف، من: بعدہ: ظرف مستقر صفت، مکرر مبتدا مؤخر، مکرر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، مکرر جملہ شرطیہ۔

﴿وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِنْ سَبِيلٍ﴾

و: عاطفہ، تری: فعل با فاعل، الظالمین: ذوالحال، یقولون: قول، هل: حرف استفہام، الی: مراد: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، سبیل: مبتدا مؤخر، مکرر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، مکرر جملہ قولیہ حال، مکرر مفعول، لیس: ظرفیہ بمعنی حین مضاف، راو: العذاب: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکرر ظرف، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿وَتَرَهُمْ يَعْزُضُونَ عَلَيْهَا خَشَعِينَ مِنَ الذَّلِيلِ يَنْظُرُونَ مِنْ طَرَفٍ خَفِيٍّ﴾

و: عاطفہ، تری: فعل با فاعل، ہم: ضمیر ذوالحال، یعزضون علیہا: جملہ فعلیہ حال اول، خشعین من الذلیل: شبہ جملہ حال ثانی، یظنون من طرف خفی: جملہ فعلیہ حال ثالث، مکرر مفعول، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَاهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾

و: عاطفہ، قال: فعل، المؤمنون: قول، ان: الخسیرین: حرف شبہ و اسم، الذين: موصول، خسروا: فعل با فاعل، انفسهم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اھلہم: معطوف، مکرر معطوف، مکرر مفعول، یوم القیمہ: ظرف، مکرر جملہ فعلیہ صلہ، مکرر خبر، مکرر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، مکرر جملہ قولیہ۔

﴿إِلَّا أَنْ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُقِيمٍ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ أَوْلِيَاءٍ يَنْصُرُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾

الا: حرف تنبیہ، ان: الظالمین: حرف شبہ و اسم، فی عذاب مقیم: ظرف مستقر خبر، مکرر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما یتافیہ، کان: فعل ناقص، لہم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، اولیاء: موصوف، ینصرونہم: جملہ فعلیہ صفت، مکرر ذوالحال، من: دون اللہ: ظرف مستقر حال، مکرر اسم مؤخر، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿وَمَنْ يَضِلَّ اللَّهُ فَمَالَهُ مِنْ سَبِيلٍ﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مفعول بہ، مقدم، یضلل اللہ: فعل و فاعل، مکرر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، سبیل: مبتدا مؤخر، مکرر جملہ اسمیہ جزا، مکرر جملہ شرطیہ۔

﴿اسْتَجِیْبُوا لِلرَّبِّ كَمَا قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمَ لَا مَرَدٍّ لَهُ مِنَ اللَّهِ﴾

استجیبوا: فعل امر با فاعل، الربکم: ظرف لغواول، من: جار، قبل: مضاف، ان: مصدریہ، یأتی: فعل، یوم: موصوف، لا: نفی جنس، مراد: اسم، لہ: ظرف مستقر خبر، مکرر جملہ اسمیہ ہو کر صفت، مکرر فاعل، من: اللہ: ظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، مکرر ظرف لغو ثانی، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿مَّا لَكُمْ مِنْ مَلْجَأٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَكِيرٍ﴾

ما: نافیہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: جار زائد، مسلجاً: ذوالحال، یومئذ: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: نافیہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، لکیر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فان اعرضوا فما ارسلناک علیہم حفیظا﴾

ف: متعلقہ، ان: شرطیہ، اعرضوا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ما: ارسلنا: فعل نفی بافاعل، ک: ضمیر ذوالحال، حفیظا: حال، ملکر مفعول، علیہم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان علیک الا البالغ وانا اذا اذقنا الانسان منا رحمة فروح بها﴾

ان: نافیہ، علیک: ظرف مستقر خبر مقدم، الا: اداة حصر، البالغ: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انا: حرف شبہ واسم، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فی مقدم، اذقنا: انسان: فعل بافاعل ومفعول، منا: ظرف مستقر حال مقدم، رحمة: ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، فروح بها: جملہ فعلیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان تصبہم سینۃ بما قدمت ایدیہم فان الانسان کفور﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تصبہم: سینۃ: فعل ومفعول وفاعل، بما: مقدمت ایدیہم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، ان: انسان: حرف شبہ واسم، کفور: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لله ملک السموت والارض یخلق ما یشاء یهب لمن یشاء اناثا ویهب لمن یشاء الذکور﴾

لام: جار، اللہ: ذوالحال، یخلق: فعل بافاعل، ما: یشاء: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مبدل منہ، یهب: فعل بافاعل، لمن: یشاء: ظرف لغو، اناثا: مبتدا، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یهب: فعل بافاعل، لمن: یشاء: ظرف لغو، الذکور: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بدل، ملکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، ملک السموت والارض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واویز وجہم ذکرانا واناثا ویجعل من یشاء عقیما انہ علیم قدیر﴾

او: عاطفہ، یز وجہم: فعل بافاعل ومفعول، ذکرانا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اناثا: معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ باقبل "یهب" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، یجعل: فعل بافاعل، من: یشاء: موصول صلہ، ملکر مفعول، عقیما: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ باقبل "یهب" پر معطوف ہے، انہ: حرف شبہ واسم، علیم: قدیر: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراۃ حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنه ما یشاء﴾

و: عاطفہ، ما: نافیہ، کان: فعل ناقص، لبشر: ظرف مستقر خبر مقدم، ان: مصدریہ، یکلمہ: فعل ومفعول، اللہ: ذوالحال، الا: اداة حصر، وحیا: معطوف علیہ، او: عاطفہ، من: وراۃ حجاب: ظرف مستقر "مسمعا" اسم فاعل محذوف کیلئے، ملکر معطوف اول، او: عاطفہ، یرسل رسولا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، یوحی: فعل "هو" ضمیر راجع بسوئے "رسولا" فاعل، باذنه: ظرف لغو، ما: یشاء: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر تقدیر ان ہو کر بتاویل مصدر معطوف ثانی، ملکر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انہ علی حکیم وکذلک او حینا الیک روحنا من امرنا ما کنت تدری ما الکتب ولا الایمان﴾

انہ: حرف شبہ واسم، علی حکیم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، کذلک: ظرف مستقر "الایحاء" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، او: حینا: فعل بافاعل، الی: جار، ک: ضمیر ذوالحال، ما: نافیہ، کنت: فعل ناقص با اسم، تدری: فعل



بافاعل، ما: استفہامیہ مبتداء، الکتب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تانیہ، الا یسمان: معطوف، بلکر خبر، بلکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول، بلکر جملہ فعلیہ خبر، بلکر جملہ فعلیہ ہو کر حال، بلکر مجرور، بلکر ظرف لغو، و: حاب، موصوف، من: امرنا: ظرف مستقر صفت، بلکر مفعول، بلکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولکن جعلنہ نورا لہدی بہ من نشاء من عبادنا﴾

و: عاطفہ، لکن حرف استدراک، جعلنہ: فعل بافاعل ومفعول، نورا: موصوف، نہدی بہ: فعل بافاعل وظرف لغو، من نشاء: موصول صلہ، بلکر ذوالحال، من عبادنا: ظرف مستقر حال، بلکر مفعول، بلکر جملہ فعلیہ صفت، بلکر مفعول ثانی، بلکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانک لتہدی الی صراط مستقیم صراط اللہ الذی لہ ما فی السموت وما فی الارض﴾

و: عاطفہ، انک حرف شبہ و اسم، لام: تاکید، تہدی: فعل بافاعل، الی: جار، صراط مستقیم: مبدل منہ، صراط بضاف، اللہ: اسم جلالت موصوف، الذی لہ ما فی السموت وما فی الارض: موصول صلہ، بلکر صفت، ملک: مضاف الیہ، بلکر بدل، بلکر مجرور، بلکر ظرف لغو، بلکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، بلکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا الی اللہ تصیر الامور﴾

الا: حرف تنبیہ، الی اللہ ظرف لغو مقدم، تصیر: فعل، الامور: فاعل، بلکر جملہ فعلیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... او من وراء حجاب .....☆ یہود نے حضور ﷺ سے کہا تھا اگر آپ نبی ہیں تو اللہ ﷻ سے کلام کرتے وقت اس کو کیوں نہیں دیکھتے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دیکھتے تھے حضور ﷺ نے جواب دیا موسیٰ علیہ السلام نہیں دیکھتے تھے اور اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

### ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

### اللہ ﷻ کے گمراہ کرنے کے کیا معنی ہیں؟

۱..... شیخ ابوالحسن الجرجانی ہدایہ اور ضلالت کی تعریف لکھتے ہوئے فرماتے ہیں: ”الدلالة على ما يوصل الى المطلوب، وقد يقال: هي سلوك طريق يوصل الى المطلوب یعنی ایسی رہنمائی جو (بندے کو) مطلوب تک پہنچا دے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سلوک کا وہ راستہ جو مطلوب (مقصود) تک پہنچا دے۔“ ہی فقدان ما يوصل الى المطلوب، وقد يقال: هي سلوك طريق لا يوصل الى المطلوب یعنی ایسی رہنمائی کا فقدان جو (بندے کو) مطلوب تک پہنچانے سے روکے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ راستہ جو بندے کو مطلوب تک نہ پہنچا سکے، ضلالت کہلاتا ہے۔ (التعريفات، ص ۱۴۱، ۲۵۱)

امام جریر طبری فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب کو مشرکین کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اے محبوب ان سے کہو بیشک اللہ ﷻ تم میں سے جسے چاہے رسوا کرے میری تصدیق کرنے سے اور جو میں اپنے رب کے پاس سے لایا اس پر ایمان لانے سے، اور جو رجوع لایا اسے اپنی جانب ہدایت سے نوازے، پس بندہ اپنے کفر سے توبہ کر کے اللہ ﷻ پر ایمان لائے، اور میری فرمانبرداری کرے، جو کتاب میں اپنے رب ﷻ کے پاس سے لایا ہوں اس کی تصدیق کرے اور اللہ ﷻ نے کوئی آیت مجھ پر (ایسی) نازل نہیں کی جو تمہیں گمراہ کرے یا ہدایت دے، ہدایت اور گمراہی اللہ ﷻ کے دست قدرت میں ہے، جسے چاہتا ہے ایمان کی توفیق رفیق دے دیتا ہے اور تم میں سے جسے چاہتا ہے رسوا کرتا ہے، پس وہ ایمان نہیں لاتا۔ (جامع البيان، الجزء ۱۳، ص ۱۷۲)

## نعمت کا شکر ادا کرنے سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے:

۲..... نعمت کا تصور اور اظہار کرنا شکر کہلاتا ہے، جو کہ کشف سے مقلوب (بدلا ہوا) ہے، اور کفر کی ضد ہے جس کے معنی نعمتوں کو بھول جانا اور اس کو چھپانا ہے۔ (السفر دات، ص ۲۶۸) حضرت ابو جلد بصری فرماتے ہیں: حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی مناجات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام نے اللہ جل جلالہ کی بارگاہ میں عرض کی: ”اے اللہ جل جلالہ! میں کس طرح تیرا شکر ادا کروں حالانکہ میرے سارے اعمال تیری سب سے چھوٹی نعمت کا بھی بدلہ نہیں چکا سکتے؟ تو وحی نازل ہوئی: ”اے موسیٰ علیہ السلام! اقرارِ نعمت کر کے ابھی تو تو نے شکر کیا ہے“ (الزهد للامام احمد بن حنبل، اخبار موسیٰ برفقہ: ۳۴۹، ص ۱۰۳) حضرت سیدنا ابو حازم فرماتے ہیں: جس نعمت سے اللہ جل جلالہ قرب حاصل نہ ہو وہ مصیبت و آزمائش ہے۔ (المجالسة وجواهر العلم، الجزء ۹، رقم: ۱۱۶۳، ج ۲، ص ۵)۔ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں: اللہ جل جلالہ کی نعمتوں کو شکر کے ذریعے محفوظ کرلو (حلیۃ الاولیاء، عمر بن عبدالعزیز، رقم: ۷۴۵۵، ج ۵، ص ۳۷۴) حضرت محمد بن لوط انصاری فرماتے ہیں: شکرنا فرمانی ترک کر دینے کا نام ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی تعلید نعم اللہ، رقم: ۴۵۴۷، ج ۴، ص ۱۳۰) شکر کی تین اقسام ہیں: (۱)..... زبان سے شکر یہ ہے کہ زبان اللہ جل جلالہ کی نعمتوں کا اعتراف کرے، اور اس کے ماسوا سے گریز کرے ہاں یہ ضرور ہے کہ اپنی ذات، اپنے ارد گرد، قوت و طاقت اور کسب کو نہ چھوڑے، کسی اور کی جانب اپنے ہاتھ دراز نہ کرے اس لیے کہ تمام اسباب کا خالق و مالک اللہ جل جلالہ ہی ہے لہذا اسی کا ذکر خیر کرے۔ (۲)..... دل سے شکر کرنا یہ ہے کہ دل میں اللہ جل جلالہ کا بچتہ خیال جمالے، اس کے فیصلے پر راضی رہے یعنی تقدیر کا دل میں عقیدہ مضبوط کر لے، تمام حرکات و سکنات، ظاہر و باطن، منافع و لذات اللہ جل جلالہ ہی کی طرف سے ہونے کا دل سے عقیدہ خاص رکھے۔ (۳)..... اعضاء کا شکر یہ ہے کہ انہیں اللہ جل جلالہ کی عبادت کی طرف مائل کرے اور اس کے ماسوا یعنی نفس، خواہشات، بیکار ارادے وغیرہ سے اجتناب کرے۔

(فتوح الغیب، المقالة التاسعة والخمسون، فی الرضا علی البلیة والشکر علی النعمة، ص ۱۶۱ مخلصا وملتظما)

## سائنس کی رو سے اولاد کی پیدائش میں انسانی عمل دخل ہونا:

۳..... انسان کا عمل دخل فقط یہی کہ جنسی عمل کو انجام دے، بلکہ اللہ جل جلالہ اس کے بغیر بھی قادر ہے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، بی بی حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کی بانیں پبلی سے پیدا کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کیا تاہم یہی قدرت کے کرشمے ہیں جنہیں سمجھنا چاہیے۔ مرد کا sperm (مادہ) عورت کے eggs (انڈوں) کے ساتھ fertilisation کا عمل اختیار کرتا ہے، اور یہ عمل عورت کے fallopian tube میں ہوتا ہے۔ جو کہ uterus (womb) اپنی ovary (انڈے پیدا کرنے والا آرگن) کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے۔ اور uterus (womb) اپنی سائز کے اعتبار سے بڑی pear (تاشپانی) کی طرح ہوتا ہے جو کہ muscles (مسلز) سے بنتی ہیں اور pregnancy (حمل) کے بڑھنے کے ساتھ چھٹی بڑھتی رہتی ہیں۔ جنسی عمل کے نتیجے میں مرد کے sperm (مادہ) کے خارج ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ مذکر ہوگا یا مونث، پس X chromosome ظاہر کرتا ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ مونث ہوگا اور Y chromosome ظاہر کرتا ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ مذکر ہوگا۔ اور ovary (انڈے پیدا کرنے والا آرگن) سے دو (انڈے) نکل کر نشوونما پائیں تو دو بچے ہونے کی طرف نشاندہی ہوتی ہے۔ پچیس دن میں جسم بننا شروع ہوتا ہے اور اکیس سے پچیس دن میں دل کی دھڑکن شروع ہو جاتی ہے۔

(Human development from conception to birth)

## انبیائے کرام پر وحی، قذف اور منام کی کیفیات :

۴..... اللہ ﷻ کے کلام کرنے کی تین صورتیں ہیں: وحی یعنی الہام، دل میں بات ڈالنا، خواب کے ذریعے مطلع کرنا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کے دل میں بات ڈالی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب کے ذریعے بیٹے کے ذبح کا حکم فرمایا۔ مجاہد سے منقول ہے کہ اللہ ﷻ نے زبور شریف حضرت داؤد علیہ السلام کو ان کے سینے پر القاء فرمادی، اور حضرت داؤد علیہ السلام بغیر کسی واسطے کے اللہ ﷻ کے کلام کو سماعت فرمایا کرتے تھے، اور یہی اسی طرح ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی جس کا بیان اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿فاسمع لما یوحی اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے﴾ (طہ: ۱۲) میں پایا جاتا ہے۔ اور حضرات انبیائے کرام کی جانب رسل بھی وحی لے کر آئے ہیں تاہم دونوں ہی سلسلوں سے وحی پہنچانے کا اہتمام فرمایا گیا۔ پس اس طرح اللہ ﷻ نے اپنے کلام کو حضرات انبیائے کرام تک پہنچانے کا جو بھی اہتمام فرمایا اس کی تین صورتیں ہوا کرتی تھیں جو کہ یہ ہیں: (۱)..... بغیر کسی شخصی واسطے کے اللہ ﷻ نے وحی کے ذریعے بات پہنچائی اور عین کلام مبارک اپنے بندہ خاص تک پہنچایا جس کی نظیر آیت کے اس حصے ﴿الا وحی﴾ (النجم: ۴) میں ملتی ہے۔ (۲)..... بغیر کسی شخصی واسطے کے کلام تو پہنچایا لیکن کلام پہنچانے کا انداز مختلف تھا یعنی عین کلام باری نہ سنایا گیا بلکہ یوں فرمایا: ﴿او من وراء حجاب یا پردے کے پیچھے﴾۔ (۳)..... کسی واسطے کے ذریعے کلام پہنچایا جیسا کہ فرمایا: ﴿او یرسل رسولاً فیوحی باذنه مایشاء یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے﴾ (الشوری: ۵۱)۔ لیکن متذکرہ بالا صورتیں (قذف، منام) وحی ہی کی صورتیں ہیں۔ (الرازی، ج ۹، ص ۶۱۱)

## ﴿وما كنت تدری ما الکتاب﴾ کے بارے میں اقوال مفسرین:

۵..... علماء کا اس آیت کے بارے میں اختلاف ہے اور اس بات پر اجماع ہے کہ رسل کے لئے نزول وحی سے قبل کفر ماننا جائز نہیں، اور اس کے کئی جواب ہیں: (۱)..... یعنی آپ ﷺ نزول وحی سے پہلے کتاب یعنی قرآن اور ایمان (نماز) کا علم نہ رکھتے تھے اور اس کی دلیل اللہ ﷻ کے اس فرمان: ﴿وما کان اللہ لیضیع ایمانکم﴾ اللہ کی شان نہیں کہ وہ تمہارا ایمان اکارت کرے (البقرہ: ۱۴۳) ﴿یہاں ایمانکم بمعنی صلاحکم﴾ ہے۔ (۲)..... یہاں مضاف کو محذوف ماننا پڑے گا اصل عبارت یوں ہوگی: ”ما کنت تدری ما الکتاب ومن اهل الایمان یعنی اے محبوب آپ نزول وحی سے پہلے یہ نہ جانتے تھے کہ کون ایمان لائے گا اور کون ایمان نہ لائے گا۔ (۳)..... جب آپ ﷺ اپنے جھولے مبارک میں آرام فرماتے تھے اس وقت آپ کتاب اور ایمان کو نہ جانتے تھے۔ (۴)..... ایمان کا تعلق اقرار سے ہے، اور اس میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جس کا اللہ ﷻ نے مکلف کیا ہے، اور اعلان نبوت سے قبل سید عالم ﷺ تمام تکالیف کا علم نہ رکھتے تھے، بلکہ اللہ ﷻ کو ایک مانتے تھے اور پہچانتے تھے اور اللہ ﷻ کی پہچان کا علم ہونے کی قابل بحث سے نفی نہیں ہوتی۔ (۵)..... اللہ ﷻ کی صفات کی دو قسمیں ہیں: اللہ ﷻ کی معرفت محض عقلی دلائل سے ہونا، اللہ ﷻ کی معرفت دلائل سمعی سے ہونا اور دوسری قسم سید عالم ﷺ کو اعلان نبوت سے پہلے حاصل نہ تھی۔ (الرازی، ج ۹، ص ۶۱۴)

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں: اہل اصول نے لکھا ہے کہ حضرات انبیائے کرام نزول وحی سے پہلے بھی مومن ہوتے ہیں، کبار و صغارا اور ہر وہ چیز مثلاً کفر وغیرہ سے بھی جس سے عام لوگ نفرت کرتے ہیں (اللہ ﷻ کی عطا سے) پاک ہوتے ہیں، اور متذکرہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ نزول وحی سے قبل سید عالم ﷺ قرآن، ایمان اور شرعی معاملات کا علم نہ رکھتے تھے۔ اور ایمان کے بارے میں اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وما کان اللہ لیضیع ایمانکم﴾ اللہ کی شان نہیں کہ وہ تمہارا ایمان اکارت کرے (البقرہ: ۱۴۳) ﴿یہاں ایمانکم بمعنی صلاح

تکم ہے۔ کیونکہ نماز ایمان کے شعبوں میں سے ایک ہے، جس پر دلیل حدیث سے ملتی ہے۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۵، ص ۴۶۳)

### اغراض:

ای السار: جنہیں عذاب دیا جاتا ہے ان کی معلومات ہونا مراد ہے۔ مسارۃ: چوری چھپے آگ کی طرف دیکھتے ہیں، خوف کرتے ہوئے اور اپنے جی میں ذلت محسوس کرتے ہوئے۔ اجیبوہ: یعنی اپنے رب کے داعی کو جواب دیں اور اس کی فرمانبرداری کریں جو انہیں توحید اور عبادت کی دعوت دی جاتی ہے۔ لایردہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿مَنْ أَلْسَنَ﴾ متعلق ہے ﴿مَرَدِّ﴾ کے۔

انکسار لدنوبکم: جو کہ تمہارے اعمال ناموں میں درج ہیں، جس پر فرشتے اور خود تمہارے اعضاء گواہ ہیں، پس اولاً معافی کی امید ہونے کی وجہ سے اپنے گناہوں کا انکار کریں گے لیکن بعد میں جب امید نہ رہے گی تو اقرار کریں گے اور اس صورت میں مفسر کا کلام دیکر لوگوں کے کلام کے مقابلے میں زیادہ واضح ہے، مراد یہ ہے کہ ان کے لئے کوئی پناہ گاہ نہ ہوگی۔

بان توافق: یعنی وہ اعمال مراد ہیں جو اُس سے صادر ہوئے ہوں۔

المطلوب منهم: یعنی اعمال مطلوبہ جیسا کہ ایمان اور طاعت، معنی یہ ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کو اُن کے دلوں پر ہدایت کرنے کے لئے نہیں بھیجا اور ان کے منشاء کے مطابق ان کے اعمال بھی کر دیئے۔

وهذا قبل الامر بالجہاد: اسم اشارہ حصر کی طرف عائد ہے، معنی یہ ہے کہ مذکورہ حصر منسوخ ہے، اس لئے کہ جہاد کا حکم ہونے کے بعد پہنچانا اور (نہ ماننے کی صورت میں) قتال کرنا ہے۔ من الاولاد: ﴿یہب﴾ کے متعلق ہے، نہ کہ ”لمن“ کا بیان ہے، اس لئے کہ اس کا تعلق تو آباء و امہات سے ہوتا ہے۔ ای یجعلہم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ذکرانا وانا﴾ مفعول ثانی ہے ﴿یزوج﴾ کا، معنی یہ ہے کہ اولاد چہ جائے کہ مذکور ہوا مونث زوجین کی حالت پر منحصر ہوتی ہے۔

فلایلد: یعنی عورت بچہ پیدا نہ کر سکے۔ ولا یولد له: نہ ہی مرد بچہ پیدا کر سکے، پس عقیقہ اُسی کو کہتے ہیں جو بچہ پیدا کرنے یا کرانے کی صفت سے خالی ہو، حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ﴿یہب لمن یشاء انا﴾ سے مراد حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام ہیں کیونکہ ان کی بیٹیاں ہی تھیں۔ اور ﴿و یہب لمن یشاء الذکور﴾ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں کیونکہ ان کے بیٹے ہی تھے۔ اور ﴿او یزوجهم ذکرانا وانا﴾ سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کیونکہ ان کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ اور ﴿و یجعل من یشاء عقیما﴾ سے حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں لیکن اول قول کی جانب آیت کو محمول کرنا زیادہ درست ہے۔

فی المنام: پس حضرات انبیائے کرام کے خواب حق ہوتے ہیں، اور اسکی واضح دلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب ہے جس میں انہیں اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا اور اسی طرح سید عالم ﷺ کا خواب ہے کہ انہوں نے مکہ میں داخل ہونا ملاحظہ فرمایا۔ اوبسالہام: مراد دل میں کوئی بات ڈالنا ہے نہ کہ فرشتے کے ذریعے کوئی پیغام پہنچانا، اور یہ حضرات انبیائے کرام کے علاوہ حضرات اولیاء سے تصور ہے، اور حضرات اولیاء کرام کو ہونے والا الہام شیطان کی آمیزش سے پاک نہیں ہوتا کیونکہ حضرات اولیاء کرام معصوم نہیں ہوتے، جب کہ حضرات انبیائے کرام کو ہونے والا الہام شیطان کے اثر سے پاک ہوتا ہے۔

لا یواہ: ہے اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ (دنیا میں) اللہ کی رویت نہیں اور یہ حجاب بندے کا وصف ہے نہ کہ خالق کائنات کا۔ کما وقع لموسی: مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمام مناجات ہیں، جیسا کہ اس کا بیان ہو چکا ہے۔



کجبرائیل: اور کاف حضرت جبرائیل علیہ السلام کے علاوہ بھی داخل ہوتا ہے جیسا کہ ”کامسرائیل“۔  
 هو القرآن: یہ روح کی ایک تفسیر ہے، اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد رحمت ہے، ایک قول کے مطابق وحی، کتاب یا جبرائیل بھی  
 ہیں۔ بہ تحیا القلوب: قرآن کو روح سے اس لئے تشبیہ دی ہے کہ قرآن روح کی حیاتی کا ذریعہ ہے اور روح انسانی زندگی کا دروازہ  
 ہے۔ دین الاسلام: اسے سیدھا راستہ بھی کہا گیا ہے، کیونکہ اسی کی وجہ سے منزل مقصود تک پہنچا جاتا ہے۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۳۲ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة الزخرف مکیة وقیل الا "واسال من ارسلنا" الایة تسع وثمانون آیة

(سورة زخرف مکیہ ہے سوائے آیت نمبر ۳۵ ﴿واسال من ارسلنا﴾ کے، جو کہ مدنیہ ہے، اس کی کل آیات ۸۹ ہیں)

### تعارف سورة الزخرف

اس سورت میں سات رکوع، نو اسی آیات اور تین ہزار چار سو حروف ہیں۔ عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ اگر محسن کے احسان کا شکریہ ادا نہ کیا جائے بلکہ الٹا ناشکری اور سرکشی کو اپنا شعار بنالیا جائے تو محسن اپنے احسان کا سلسلہ بند کر دیتا ہے لوگوں کی ہدایت کے لئے اللہ ﷻ نے ازراہ لطف و احسان انبیاء کرام کی بعثت اور وحی کے نزول کا سلسلہ جاری کیا تاکہ لوگ ہدایت کی راہ سے بہک نہ جائیں لیکن اس نعمت کی قدر کرنے کے بجائے کفار نے اس کا مذاق اڑانا شروع کر دیا چاہے تو یہ تھا کہ ان کی اس ناشکری کے باعث یہ سلسلہ بند کر دیا جاتا اور مگر اسی کے گپ اندھیروں میں دھکے کھانے کے لئے انہیں چھوڑ دیا جاتا لیکن اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ یہاں انتقامی کارروائی نہیں کی جائے گی، تمہیں نفس اور شیطان کے رحم و کرم پر چھوڑ نہیں دیا جائے گا بلکہ قرآن کریم آفتاب ہدایت بن کر تمہارے مطلع حیات پر چمکتا رہے گا تاکہ اس کی روشنی سے فائدہ اٹھا کر جس وقت بھی کوئی شخص اپنی منزل کی طرف بڑھنا چاہے، تو وہ بڑھ سکے۔ ہم تم سے تمہاری سرکشیوں کے باعث ناراض ہو کر یہ نعمت سلب نہیں کر لیں گے۔

رکوع نمبر: ۷

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿حَمْدٌ﴾ ۱) ﴿اللَّهُ أَعْلَمُ بِمُرَادِهِ بِهِ﴾ ۲) ﴿وَالْكِتَابِ﴾ ۳) ﴿الْقُرْآنِ﴾ ۴) ﴿السِّينِ﴾ ۵) ﴿الْمُظْهِرِ طَرِيقَ الْهُدَى وَمَا يَخْتَا ج إِلَيْهِ مِنَ الشَّرِيعَةِ﴾ ۶) ﴿أَوْجَدْنَا الْكِتَابَ﴾ ۷) ﴿قُرْء نَاعْرِيَا﴾ ۸) ﴿بِلُغَةِ الْعَرَبِ﴾ ۹) ﴿لَعَلَّكُمْ﴾ ۱۰) ﴿يَا أَهْلَ مَكَّةَ﴾ ۱۱) ﴿تَعْقِلُونَ﴾ ۱۲) ﴿تَفْهَمُونَ مَعَانِيَهُ﴾ ۱۳) ﴿وَأَنَّهُ﴾ ۱۴) ﴿مُثَبَّتٌ﴾ ۱۵) ﴿فِي أَمِ الْكِتَابِ﴾ ۱۶) ﴿أَصْلِ الْكِتَابِ أَيْ اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ﴾ ۱۷) ﴿لَدِينَا﴾ ۱۸) ﴿عِنْدَنَا﴾ ۱۹) ﴿لَعَلِّي﴾ ۲۰) ﴿عَلَى الْكِتَابِ قَبْلَهُ﴾ ۲۱) ﴿حَكِيمٌ﴾ ۲۲) ﴿ذُو حِكْمَةٍ بِاللُّغَةِ﴾ ۲۳) ﴿أَفَنَضْرِبُ﴾ ۲۴) ﴿نُفْسَكَ﴾ ۲۵) ﴿عَنكُمْ الذِّكْرَ﴾ ۲۶) ﴿الْقُرْآنَ﴾ ۲۷) ﴿صَفْحًا﴾ ۲۸) ﴿إِمْسَاكًا فَلَا تُمْرُونَ وَلَا تَنْهَوْنَ لِأَجْلِ﴾ ۲۹) ﴿إِن كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِينَ﴾ ۳۰) ﴿وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ﴾ ۳۱) ﴿وَمَا كَانَ﴾ ۳۲) ﴿يَأْتِيهِمْ﴾ ۳۳) ﴿أَتَاهُمْ﴾ ۳۴) ﴿مَنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ﴾ ۳۵) ﴿كَاسَتْهُمْ زَايَ قَوْمِكَ بِكَ وَهَذَا تَسْلِيَةٌ لَهُ﴾ ۳۶) ﴿فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ﴾ ۳۷) ﴿مِنْ قَوْمِكَ﴾ ۳۸) ﴿بَطْشًا﴾ ۳۹) ﴿قُوَّةً﴾ ۴۰) ﴿وَمَضَى﴾ ۴۱) ﴿سَبْقَ أَثْبَاتٍ﴾ ۴۲) ﴿مِثْلَ الْأَوَّلِينَ﴾ ۴۳) ﴿صَفَّيْتُهُمْ فِي الْإِهْلَاكِ فَعَاقِبَةُ قَوْمِكَ كَذَلِكَ﴾ ۴۴) ﴿وَلَنْ﴾ ۴۵) ﴿لَا مَقْسِمٍ﴾ ۴۶) ﴿سَأَلْتُهُمْ مِنْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لِيَقُولُنَّ﴾ ۴۷) ﴿حُذِفَ مِنْهُ نُورُ الرُّفْعِ لِتَوَالِي النُّونَاتِ وَوَاوِ الضَّمِيرِ لِاتِّقَاءِ السَّاكِنِينَ﴾ ۴۸) ﴿خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ﴾ ۴۹) ﴿أَخْرَجُ جَوَابَهُمْ أَيْ اللَّهُ ذُو الْعِزَّةِ وَالْعِلْمِ زَادَ اللَّهُ تَعَالَى﴾ ۵۰) ﴿الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ مَهْدًا﴾ ۵۱) ﴿فَرَأَا كَالْمَهْدِ لِلصَّبِيِّ﴾ ۵۲) ﴿وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا﴾ ۵۳) ﴿طَرَفًا﴾ ۵۴) ﴿لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾ ۵۵) ﴿إِلَى مَقَاصِدِكُمْ فِي أَسْفَارِكُمْ﴾ ۵۶) ﴿وَالَّذِي نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ﴾ ۵۷) ﴿أَيُّ بِقَدَرٍ حَاجَتِكُمْ إِلَيْهِ وَلَمْ يُنْزِلْهُ طُوفَانًا﴾ ۵۸) ﴿فَانْشَرْنَا﴾ ۵۹) ﴿أَحْيَيْنَا﴾ ۶۰) ﴿بِهِ بِلْدَةً مَيِّتًا كَذَلِكَ﴾ ۶۱) ﴿أَيُّ مِثْلٍ هَذَا﴾

الْأَحْيَاءُ تَخْرُجُونَ (۱۱) مِنْ قُبُورِكُمْ أَحْيَاءُ (والذی خلق الأزواج الْأَصْنَافَ) کلہا وجعل لکم من  
الفلک السّفن (والانعام) کَالْإِبِلِ (ما ترکون) (۱۲) خُذِ الْعَاقِلَ أَوْ حُجْرًا وَهُوَ مَجْرُورٌ فِي الْأَوَّلِ  
أَيُّ فِيهِ مَنْصُوبٌ فِي الثَّانِي (لَتَسْتَقِرُّوا) (علی ظہورہ) ذِکْرُ الضَّمِيرِ وَجَمْعُ الظَّهْرِ نَظَرًا لِلْفِعْلِ مَا  
وَمَعْنَاهَا (ثم تذکروا نعمة ربکم اذا استویتم علیہ وتقولوا سبحن الذی سخر لنا هذا وما کنا له  
مقرنین) (۱۳) مُطِيعِينَ (وانا الی ربنا لمنقلبون) (۱۴) لَمُنْصَرِفُونَ (وجعلوا له من عبادہ جزءا) (حیث  
قالوا الْمَلٰٓئِکَةُ بَنَاتُ اللَّهِ لِأَنَّ الْوَلَدَ جُزْءُ الْوَالِدِ وَالْمَلٰٓئِکَةُ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ) (ان الانسان الْفَاقِلُ  
ذٰلِکَ) (لکفور مبین) (۱۵) بَیِّنَ ظَاهِرُ الْکُفْرِ.

### ﴿ترجمہ﴾

حم (اس کی مراد اللہ ﷻ باخوبی جانتا ہے) کتاب (یعنی قرآن پاک) مبین (راہ ہدایت اور شرعی قائل احتیاج امور کو ظاہر کرنے والا  
ہے، مبین بمعنی مظهر ہے) ہم نے اسے (یعنی کتاب کو) کیا (جعلہ بمعنی او جلدنا ہے) عربی قرآن (یعنی عربی زبان میں) کہ تم  
(اے اہل مکہ) سمجھو (اس کے معانی کو، تعقلون بمعنی تفہمون ہے) اور بیشک وہ اصل کتاب (ام الکتب میں الکتاب بمعنی  
الکُتُب ہے، مراد اس سے لوح محفوظ..... ہے) ہمارے پاس (لدينا بمعنی عندنا ہے) ضرور بلندی رکھتے والی ہے (اپنے سے  
پہلے والی کتابوں پر) حکیم ہے (یعنی حکمت بالغہ کی حاصل ہے.....) تو کیا ہم روک دیں (نضرب بمعنی نمسک ہے) تم  
سے ذکر (یعنی قرآن پاک) کو کسلیقہ و کنا (نہ تمہیں کسی اچھے کام کا حکم دیا جائے نہ برے سے روکا اس وجہ سے کہ) اس پر کہ تم حد سے  
بڑھنے والے ہو (یعنی مشرک ہو؟ نہیں ایسا نہیں ہوگا) اور ہم نے کتنے نبی اگلوں میں بھیجے اور ان کے پاس کوئی نبی نہیں آیا (یا تیمم بمعنی  
اتہام ہے اور اس سے ماقبل کسان محذوف ہے) مگر وہ اس کی نبی بناتے تھے (جیسا کہ تمہاری قوم تمہارے ساتھ استہزاء کرتی ہے اس  
میں نبی پاک کو تسلی دی گئی ہے) تو ہم نے وہ ہلاک کر دیئے جو ان سے (یعنی تمہاری قوم سے) قوت میں سخت تھے (بطشاً بمعنی قوۃ  
ہے) اور اگلوں کا حال گزر چکا ہے (پچھلی آیات مبارکہ میں یعنی ہلاک کئے جانے کے معاملے میں ان کا حال گزر چکا، پس تمہاری قوم کا  
حال بھی انہیں کی طرف ہوگا) اور اگر (لنسن میں لام قسمیہ ہے) تم ان سے پوچھو کہ آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے  
(لیقولن میں پے درپے نون آنے کی وجہ سے نون اعرابی کو حذف کر دیا گیا اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ ضمیر کو بھی حذف کر دیا گیا  
ہے) انہیں عزیز و عظیم نے بنایا (یہ کفار کا آخری والا جواب یعنی اسے اللہ ﷻ نے جو عزت و علم والا ہے اس نے بنایا ہے، اللہ ﷻ  
مزید ارشاد فرماتا ہے) جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا کیا (یعنی فرش جیسا کہ بچے کے لیے جھولا ہوتا ہے) اور تمہارے لیے اس  
میں راستے کئے (سبلاً بمعنی طرقات ہے) کہ تم (اپنے سفروں کے دوران اپنے مقاصد کی طرف) راہ پاؤ اور وہ جس نے آسمان سے  
پانی اتارا اندازے سے (تمہاری حاجت کے مقدار برابر اس نے آسمان سے پانی بصورت طوفان نازل فرمایا) تو ہم نے زندہ فرمایا  
(انبشرونا بمعنی احییناھا ہے) اس سے ایک مردہ شہر اسی طرح (یعنی اسی زندہ کرنے کی طرح) تم نکالے جاؤ گے (اپنی قبروں سے  
زندہ کر کے) اور جس نے سب جوڑے بنائے (یعنی اقسام بنائیں.....) (۱۶) (الازواج بمعنی الاصناف ہے) اور تمہارے لیے  
بنائیں کشتیوں (الفلک بمعنی السفن ہے) اور چوپایوں (جیسے اونٹ) سے سواریاں (ترکبون سے عائد) اختصاراً حذف  
کر دی گئی ہے، پہلی تقدیر پر یہ ضمیر عائد مجرور ”فسی“ کی وجہ سے ہوگی یعنی اصل فیہ تھا یا پھر ترکبون کا مفعول ہونے کی وجہ سے  
، دوسری تقدیر پر یہ منصوب ہوگی) کہ تم ٹھیک بیٹھو (لستسوا بمعنی لتستقروا ہے) اور ان کی بیٹیوں پر (ظہور میں مذکر ضمیر لانا اور

ظہور کو بیضہ جمع لانا اس لیے ہے کہ تذکیر ضمیر میں لفظ ”مسا“ کی رعایت ہو جائے، اور) پھر اپنے رب کی نعمت یاد کرو پھر ٹھیک بیٹھو اور یوں کہو کہ پاکی ہے اسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور ہم اس کی طاقت نہ رکھتے تھے (مقرنین بمعنی مسطیعین ہے) بیشک ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے..... (المنقلبون بمعنی المنصرفون ہے) اور اس کے لیے اس کے بندوں میں سے نکلا ٹھہرایا (یوں کہ شرکوں نے کہا فرشتے اللہ ﷻ کی بیٹیاں ہیں کیونکہ اولاد باپ کا جزء ہوتی ہے یوں فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں قرار دیکر انہوں نے اس کا جزء ٹھہرایا اور فرشتے تو اللہ ﷻ کے بندے ہیں) بیشک (وہ) آدمی (جو مذکورہ بات کا قائل ہے) کھلا کافر ہے (یعنی اس کا کفر کھلا اور ظاہر ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿حیم والکتاب المبین انا جعلناه قرءنا عربیا لعلکم تعقلون﴾

حم: ”ہذا“ مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و قسمیہ جار، الکتب المبین: مجرور، ملکر فعل محذوف ”نقسم“ کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، انا حرف شبہ واسم، جعلناه: فعل بافاعل ومفعول اول، قرءنا عربیا: مرکب توصیفی ذوالحال، لعلکم تعقلون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ووانه فی ام الکتب لدینا لعلی حکیم﴾

و: عاطفہ، انه حرف شبہ واسم، فی: جار، ام الکتب: ذوالحال، لدینا: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، لام: تاکیدیہ، علی: صفت، شبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر اول، حکیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین﴾

همزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علیہ محذوف ”نقسم“ نضرب: فعل ”نحن“ ضمیر ذوالحال، صفحا: حال، ملکر فاعل، عنکم: ظرف لغو، الذکر: مفعول، ان: مصدریہ، کنتم قوما مسرفین: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکنم ارسلنا من نبی فی الاولین﴾

و: عاطفہ، کم: بیتیہ، من نبی: ظرف مستقر تیز، ملکر مفعول مقدم، ارسلنا: فعل بافاعل، فی الاولین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما یاتہم من نبی الا کانوا بہ یتستہزءون﴾

و: عاطفہ، ما یاتہم من نبی: فعل نفی، ہم: ضمیر ذوالحال، الا: اداۃ حصر، کانوا بہ یتستہزءون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، من: زائد، نبی: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاهلکنا اشد منهم بطشا ومضی مثل الاولین﴾

ف: فصیحیہ، اهلکنا: فعل بافاعل، اشد: اسم تفصیل با”هو“ ضمیر تیز، بطشا: تیز، ملکر فاعل، منهم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، مضی: فعل، مثل الاولین: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف ”اذا کان الامر کذلک“ کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولئن سالتہم من خلق السموت والارض لیقولن خلقھن العزیز العلیم الذی جعل لکم الارض مہدًا﴾

و: عاطفہ، لام: قسمیہ، ان شرطیہ، سالتہم: فعل بافاعل ومفعول، من: استفہامیہ مبتدا، خلق السموت والارض: جملہ فعلیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لام: تاکیدیہ، یقولن: قول، خلقھن: فعل ومفعول، العزیز: موصوف، العلیم: صفت



اول، الذی: موصول، جعل لکم الارض مہدا: جملہ فعلیہ صلہ، مکر فاعل، مکر صفت ثانی، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، مکر جملہ قولیہ جواب قسم قائم جواب شرط، مکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ۔

﴿و جعل لکم فیہا سبلا لعلکم تہتدون﴾  
و: عاطفہ، جعل فعل بافاعل، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، لعلکم تہتدون: جملہ اسمیہ حال، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، فیہا: ظرف مستقر حال مقدم، سبلا: ذوالحال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿و الذی نزل من السماء ماء بقدر فأنشرناہ بلدۃ میتا﴾  
و: عاطفہ، الذی: موصول، نزل من السماء: فعل بافاعل وظرف لغو، ماء: ذوالحال، بقدر: ظرف مستقر حال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، أنشرناہ: فعل بافاعل وظرف لغو، بلدۃ: موصوف، میتا: صفت، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر صلہ، مکر ماقبل "الذی جعل لکم الارض" پر معطوف ہے۔

﴿کذلک تخرجون والذی خلق الأزواج کلہا﴾  
کذلک: ظرف مستقر "أخرجنا" مصدر محذوف کی صفت، مکر مفعول مطلق مقدم، تخرجون: فعل بانائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، الذی: موصول، خلق: فعل بافاعل، الأزواج: مؤکد، کلہا: تاکید، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر ماقبل "الذی جعل لکم الارض" پر معطوف ہے۔

﴿و جعل لکم من الفلک والانعام ما ترکبون لتستروا علی ظہورہ ثم تذکروا نعمۃ ربکم اذا استویتم علیہ وتقولوا سبحن الذی سخر لنا هذا وما کنا له مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون﴾

و: عاطفہ، جعل لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، من الفلک والانعام: ظرف مستقر حال مقدم، ما ترکبون: موصول صلہ، مکر ذوالحال، مکر مفعول، لام: جار، تستروا علی ظہورہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، تذکروا نعمۃ ربکم: فعل بافاعل ومفعول، اذا: مضاف، استویتم علیہ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر ظرف، مکر جملہ فعلیہ معطوف

اول ہو: عاطفہ، تقولوا قول، سبحن: مصدر مضاف، الذی: موصول، سخر: فعل بافاعل، لام: جار، نا: ضمیر ذوالحال ہو: حالیہ، عتا: تانیہ، کنا: فعل ناقص بااسم، لہ: مقرونین: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ فعلیہ حال اول ہو: حالیہ، انا حرف شبہ واسم، الی ربنا: ظرف لغو مقدم، لام: تاکیدیہ، منقلبون: اسم فاعل بافاعل، مکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ حال ثانی، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، هذا: مفعول، مکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، مکر مضاف الیہ، مکر فعل محذوف "سبح" کیلئے مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، مکر جملہ قولیہ معطوف ثانی، مکر تقدیر ان مجرور، مکر ظرف لغو "جعل فعل اپنے متعلقات سے، مکر جملہ فعلیہ ماقبل "خلق الأزواج" پر معطوف ہے۔

﴿و جعلوا له من عبادہ جزء ان الانسان لکفور مبین﴾  
و: عاطفہ، جعلوا له: فعل بافاعل وظرف لغو، من عبادہ: ظرف مستقر حال مقدم، جزء ۱: ذوالحال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، ان الانسان: حرف شبہ واسم، لام: تاکیدیہ، کفور مبین: خبر ان، مکر جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

### لوح محفوظ کی تحقیق:

۱۔..... لوح محفوظ سفید موتی کی بنی ہوئی تختی ہے جس کا طول آسمان وزمین کے درمیانی حصہ جتنا ہے، اور اس کا عرض مشرق

سے لے کر مغرب کے مابین کے فاصلہ کے برابر ہے، اس کے کنارے موتی اور یاقوت کے ہیں، اور دفا تر سرخ یاقوت کے ہیں، اس کے قلم نور کے ہیں تو کلام عرش کے ساتھ معقود ہے اور اس کی اصل فرشتے کی روک ہے۔ انس بن مالک وغیرہ سلف صالحین نے کہا کہ لوح محفوظ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی میں ہے، اور مقاتل کے قول کے مطابق لوح محفوظ عرش کے دائیں جانب ہے۔

(البداية و النہایة، باب ذکر اللوح المحفوظ، ج ۱، ص ۱۵)

## حکمت سے کیا مراد ہے؟

۲..... امام خازن علیہ الرحمۃ حکمت کے بارے میں کئی اقوال ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”ایک قول کے مطابق حکمت سے مراد چیزوں کو ان کی حقیقت کے ذریعے پہچانا ہے یہاں حکمت سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں چنانچہ ابن وہب فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے دریافت کیا کہ حکمت کیا ہے؟ انہوں نے ارشاد فرمایا کہ دین اور فقہ کی معرفت اور پھر اس کی اتباع کا نام حکمت ہے، قنادہ کا قول ہے کہ حکمت سے مراد سنت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے تلاوت قرآن اور اسکے سیکھنے کا ذکر فرمایا اور پھر اس ذکر پر لفظ حکمت کا عطف ڈال دیا اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حکمت سے مراد کوئی اور چیز ہو اور وہ چیز سنت کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتی، بعض کے نزدیک حق اور باطل کے مابین فرق کرنے کو حکمت کہتے ہیں اور ایک قول کے مطابق احکام اور قضا کی معرفت کا نام حکمت ہے، یہ بھی منقول ہے کہ اس سے مراد فہم قرآن ہے۔“

(الخازن، ج ۱، ص ۸۲)

## تمام جوڑوں سے مفسرین نے کیا استدلال کیا ہے؟

۳..... سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ جوڑوں سے مراد ہر صنف کا جوڑا ہے، حسن کہتے ہیں مراد ہر قسم کے جوڑے ہیں جیسے سردی گرمی، رات دن، آسمان زمین، سورج چاند، جنت دوزخ، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ حیوان میں سے جوڑے مثلاً مذکر و مونث بنائے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ خیر و شر، ایمان و کفر، نفع و نقصان، فقر و غنی، صحت و بیماری وغیرہ بھی اپنے اپنے اصناف میں جوڑے ہی ہیں۔

(القرطبی، الجزء: ۲۵، ص ۵۸)

## سفر کی سنتیں اور آداب:

۴..... ﴿سبحان الذی سخر لنا هذا وما کننا له مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون﴾ پاکی ہے اُسے جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کر دیا اور یہ ہمارے قابو میں نہ تھی (الزخرف: ۱۴)۔

☆..... کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ غزوہ تبوک کو پنجشنبہ یعنی جمعرات کے دن روانہ ہوئے اور جمعرات کو سفر اختیار کرنا سید عالم ﷺ کو پسند تھا۔

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب: من اراد غزوہ، رقم: ۲۹۵۰، ص ۴۸۸)

☆..... ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”تنہائی کی خرابیوں کو جو کچھ میں جانتا ہوں اگر دوسرے جانتے تو کوئی سواری میں تنہا نہ جاتا۔“

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب: السیر وحده، رقم: ۲۹۹۸، ص ۴۹۵)

☆..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب سفر میں تین شخص ہوں تو ایک کو امیر یعنی سردار بنالیں۔“

(سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب: فی القوم یسافرون یومرون، رقم: ۲۶۰۸، ص ۴۸۷)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”سفر عذاب کا ٹکڑا ہے، سونا اور کھانا پیٹنا سب کو روک دیتا ہے، لہذا جب کام پورا کر لے جلدی گھر کو واپس ہو۔“ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب السفر قطعة من العذاب، رقم: (۴۸۵۴) / ۱۹۲۷، ص ۹۷۱)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”رات میں چلنے کو لازم کرلو کیونکہ رات میں زمین پیٹ دی جاتی ہے یعنی رات میں راستہ جلد طے ہوتا ہے۔“ (سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، باب: فی الدحلة، رقم: ۲۵۷۱، ص: ۴۸۱)

☆..... حضرت ابوودراء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی سفر سے واپس آئے تو گھر والوں کے لئے کچھ ہدیہ لائے اگرچہ جھوٹی میں پتھر ہی ڈال لائے۔“ (کنز العمال، کتاب السفر، رقم: ۱۷۵۰۲، ج: ۳، ص: ۳۰۱)

☆..... کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے، تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر لوگوں کے لئے مسجد میں بیٹھ جاتے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب: استحباب رکعتین فی المسجد، رقم: (۱۵۴۳)/۷۱۶، ص: ۳۲۹)

### اغراض:

مکیہ: مکمل سورت مکی ہے، یہاں تک کہ ﴿وإسأل من أرسلنا﴾ بھی، کیونکہ اس آیت کی بناء رسول کی ذات سے سوال کرنے کے حوالے سے ہے اور یہ معاملہ سید عالم ﷺ کے ساتھ لیلۃ المعراج میں بیت المقدس میں وقوع پذیر ہوا، جو کہ ہجرت سے قبل کی زندگی کا واقعہ ہے۔ وقیل الا قوله تعالیٰ وإسأل من أرسلنا: مراد رسل عظام کی امتیں ہیں، یعنی یہود و نصاریٰ۔ اوجدنا الکتاب: یعنی ہم نے قرآن کو پڑھنے والا (جسے لوگ پڑھتے ہیں)، سورت میں منقسم، عربی زبان میں منسوب کر دیا، ہماری طرف سے ہمارے بندوں کے لئے رحمت بنایا، المختصر۔

نمسک: یعنی اس قرآن کو نازل ہونے سے روک لینے کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے کہ کیا ہم اس قرآن کو تم پر نازل کرنے سے روک لیں گے؟ فلا تؤمنون ولا تنهون: بلکہ تم بہائم کی مثل ہو جاؤ گے۔ وهذا تسلیۃ لہ: اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وکنتم﴾ ارسلا ﴿میں﴾ یہ ہے کہ اے محمد ﷺ! تسلی رکھئے اور غم نہ ہوں، بیشک جو آپ ﷺ کے ساتھ ہو رہا ہے وہ آپ ﷺ سے پہلوں کے ساتھ بھی ہوتا رہا ہے۔ صفتہم فی الاہلاک: ﴿مثل الاولین﴾ میں ”مثلاً“ کو غرابت کی وجہ سے استعمال کیا، اس لئے ”المثل“ کلام عرب میں غرابت کے لئے وارد کیا جاتا ہے۔

وعاقبة قومک کذلک: یعنی ہلاک کرنا، پس اپنی قوم کی اذیت پر صبر کیجئے جیسا کہ آپ ﷺ سے پہلوں نے صبر کا مظاہرہ کیا اور یہ آیات امت کی تعلیم کے لئے ہیں کہ وہ بھی (دین اسلام کی خاطر) اذیتوں پر صبر کریں۔ آخر جو ابہم: یعنی کافروں کا آخری جواب ایسا ہی ہوگا، اور اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿الذی جعل لکم﴾..... المنقلبون ﴿تک کافروں کے لئے تو حید کا عقیدہ قبول نہ کرنے پر زجر و توبخ میں زیادتی کرنے کی غرض سے لایا گیا ہے۔ کالمہد للصبی: یعنی جس طرح جھولا بچے کے لئے ہوتا ہے اسی کی مثل زمین کو بچھونا بنایا، اور اگر اسے حرکت کرنے والا بنایا ہوتا تو کوئی چیز بھی اس پر قائم نہ رہ سکتی تھی اور نہ ہی کوئی اس زمین سے نفع اٹھا سکتا تھا، پس اللہ ﷻ کی رحمت ہے کہ اللہ نے زمین کو ساکن کر دیا ہے۔

ای بقدر حاجتکم: مختلف شکلوں اور قسموں کے جوڑے بنائے، میٹھا اور کڑوا، سیاہ و سفید، مذکر و مؤنث۔ کالابل: اگر کسی کے ذہن میں سوال آئے کہ چوپایوں میں سے اونٹ کے سوا کوئی ایسا جانور نہیں تھا جس پر سواری کی جاسکے؟ میں (علامہ صاوی) یہ کہوں گا کہ ”کالابل“ میں کاف استقصائیہ ہے، یعنی یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ حیوان میں سے جنہیں تم اپنی سواری کے لئے استعمال کرتے ہو یعنی اونٹ، گھوڑا اور خمر مراد ہیں۔ حذف العائد اختصاراً: معنی یہ ہے کہ ہم نے کشتیوں کو تمہاری سواری کے لئے بنایا جس پر تم سواری کرتے ہو اور اسی طرح جانور پر سواری کرتے ہو، پہلی تقدیر پر یہ ضمیر عائد مجرور ”فی“ کی وجہ سے ہوگی یعنی اصل فیہ تھا یا پھر تو کیون

کا مفعول ہونے کی وجہ سے، دوسری نقد پر یہ منصوب ہوگی۔

وجمع الظہور: یعنی ﴿ظہورہ﴾ میں ضمیر مفرد استعمال کی گئی ہے۔ اور معنی کی رعایت کی جائے تو یوں بھی کہا جاسکتا تھا: ”اور اگر لفظ کی رعایت کی جائے تو یوں کہا جائے ”ظہورہ“ (لیکن یہ ”ما“ کے معنی کے اعتبار سے ہے)۔ لمنصرفون: یعنی دنیا سے دارالبقاء کی جانب پھرنا مراد ہے، پس کشتی اور چوپائے پر سوار کر اگر جنازہ دارالبقاء کی جانب لے جایا جاتا ہے، پس آیت میں دنیا سے آخرت کی جانب سیر کرنا مراد ہے اور اس آیت میں منکرین بعثت کی تردید بھی ہے۔ لان الولد جزء الوالد: بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے، اس لئے کہ بیٹا اپنے باپ کی ہڈیوں کے گودے سے ہی نکل کر بنتا ہے، اور ﴿خلقہن العزیز العلیم﴾ میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ مرکب ہونے سے پاک ہے بلکہ وہ اپنی ذات و صفات و افعال میں واحد حقیقی ہے، اور خالق کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی مخلوق کی صفات کا مخالف ہوا کرتا ہے اور بیٹا اپنے باپ کا جزء ہوتا ہے لہذا اولاد میں باپ کی مماثلت پائی جاتی ہے، پس اللہ کے لئے اولاد کا تصور محال ہے اور کافر اپنے خیال میں مضبوط نہیں ہیں۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۳۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۸

﴿إِنَّمَا بِمَعْنَى هَمْزَةِ الْإِنْكَارِ وَالْقَوْلُ مَقْدَرٌ أَيْ اتَّقُوا لَوْ أَنَّ اتَّخَذَ مَا يَخْلُقُ بِنْتٍ لِنَفْسِهِ﴾ ﴿وَاصْفَكُمْ﴾ ﴿أَخْلَصَكُمْ﴾ ﴿بِالْبَيْنِ﴾ ﴿۱۶﴾ ﴿الْأَلَزَمُ مِنْ قَوْلِكُمْ السَّابِقِ فَهُوَ مِنْ جُمْلَةِ الْمُنْكَرِ﴾ ﴿وَإِذَا بَشَرَ أَحَدَهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا﴾ ﴿جَعَلَ لَهُ شَبَّهًا بِنِسْبَةِ الْبَنَاتِ إِلَيْهِ لِأَنَّ الْوَلَدَ يَشَبُّ الْوَالِدَ الْمَعْنَى إِذَا أَخْبَرَ أَحَدَهُمْ بِالْبِنْتِ تَوَلَّدَ لَهُ﴾ ﴿ظَلَّ﴾ ﴿صَارَ﴾ ﴿وَجْهَهُ مَسْوَدًا﴾ ﴿مُتَغَيِّرًا تَغْيِيرَ مُغْتَمٍّ﴾ ﴿وَهُوَ كَظِيمٍ﴾ ﴿۱۷﴾ ﴿مُمْتَلًى غَمًّا فَكَيْفَ يَنْسِبُ الْبَنَاتُ إِلَيْهِ تَعَالَى عَنْ ذَلِكَ﴾ ﴿أَوْ هَمْزَةُ الْإِنْكَارِ وَ أَوْ أَلْعَطْفُ لِجُمْلَةٍ أَيْ يَجْعَلُونَ لِلَّهِ﴾ ﴿مَنْ يَنْشَوُ﴾ ﴿أَيْ يَتَرَبَّى﴾ ﴿فِي الْحَلِيَّةِ﴾ ﴿الزَّيْنَةِ﴾ ﴿وَهُوَ فِي الْخَصَامِ غَيْرَ مَبِينٍ﴾ ﴿۱۸﴾ ﴿مُظْهِرُ الْحُجَّةِ لَضَعْفِهِ عَنْهَا بِالْأَنُوءَةِ﴾ ﴿وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ أَنْثَى أَشْهَدُوا﴾ ﴿حَضَرُوا﴾ ﴿خَلَقَهُمْ سَتَكْتُبُ شَهَادَتَهُمْ﴾ ﴿بِأَنَّهُمْ أَنْثَى﴾ ﴿وَيَسْتَلُونَ﴾ ﴿۱۹﴾ ﴿عَنْهَا فِي الْآخِرَةِ فَيَتَرْتَّبُ عَلَيْهَا الْعِقَابُ﴾ ﴿وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ﴾ ﴿أَيِ الْمَلَائِكَةِ فَعِبَادَتُنَا إِيَّاهُمْ بِمَشِيئَتِهِ فَهُوَ رَاضٍ بِهَا قَالَ تَعَالَى﴾ ﴿مَا لَهُمْ بِذَلِكَ﴾ ﴿الْمَقُولُ مِنَ الرِّضَا بِعِبَادَتِهَا﴾ ﴿مَنْ عِلْمُ أَنْ﴾ ﴿مَا﴾ ﴿هُمْ﴾ ﴿الْأَخْرَصُونَ﴾ ﴿۲۰﴾ ﴿يَكْذِبُونَ فِيهِ فَيَتَرْتَّبُ عَلَيْهِمُ الْعِقَابُ بِهِ﴾ ﴿إِنَّمَا أَتَيْنَهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ﴾ ﴿أَيِ الْقُرْآنِ بِعِبَادَتِهِمْ غَيْرِ اللَّهِ﴾ ﴿فَهُمْ بِهِ مَسْتَمْسِكُونَ﴾ ﴿۲۱﴾ ﴿أَيِ لَمْ يَقَعْ ذَلِكَ﴾ ﴿بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ﴾ ﴿وَأَنَا﴾ ﴿مَلَائِكَةٌ﴾ ﴿وَأَنَا﴾ ﴿مَا شُؤْنَا﴾ ﴿عَلَىٰ الرَّحْمَنِ مَهْتَدُونَ﴾ ﴿۲۲﴾ ﴿بِهِمْ﴾ ﴿وَكَانُوا يَعْبُدُونَ غَيْرَ اللَّهِ﴾ ﴿وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتَرَفُّوهَا﴾ ﴿مُتَنَبِّئُوهَا مِثْلَ قَوْلِ قَوْمِكَ﴾ ﴿إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ﴾ ﴿وَأَنَا﴾ ﴿عَلَىٰ الرَّحْمَنِ مَقْتَدُونَ﴾ ﴿۲۳﴾ ﴿مُتَبِعُونَ﴾ ﴿قَالَ﴾ ﴿لَهُمْ﴾ ﴿۱﴾ ﴿تَتَّبِعُونَ ذَلِكَ﴾ ﴿وَلَوْ جِئْتَكُمْ بِهَادِيٍّ مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ آبَائَكُمْ قَالُوا إِنَّا بِمَا أَرْسَلْتُمْ بِهِ﴾ ﴿أَنْتَ وَمَنْ قَبْلَكَ﴾ ﴿كَفَرُونَ﴾ ﴿۲۴﴾ ﴿قَالَ تَعَالَىٰ تَخَوُّفًا لَهُمْ﴾ ﴿فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ﴾ ﴿أَيِ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ لِلرُّسُلِ قَبْلَكَ﴾ ﴿فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ﴾ ﴿۲۵﴾



## ﴿ترجمہ﴾

کیا (ام) بمعنی ہمزہ انکاری کے ہے، یہاں قسول مقدر ہے کیا تم کہتے ہو) اس نے (اپنے لیے) اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں بنالیں اور تمہیں خاص کر دیا (اصفکم بمعنی اخلصکم ہے) بیٹوں کے ساتھ (یعنی قول ان کے سابقہ قول سے لازم آتا ہے اور یہ جملہ انکاری ہے) اور جب ان میں سے کسی کو خوشخبری دی جائے اس چیز کی جس کا وصف رحمن کے لیے بتا چکا ہے (یعنی اللہ ﷻ کی لڑکیوں کی نسبت کر کے اس کے لیے شبیہ بنادی کہ اولاد باپ کے مشابہ ہوتی ہے آیت کا معنی یہ ہے کہ جب ان میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خبر دی جائے.....) تو ہو جائے (ظل بمعنی صابر ہے) اس کا چہرہ سیاہ (غم کے سبب اس کا چہرہ متغیر ہو جاتا ہے) اور وہ غم کھایا ہوا ہے (یعنی غم سے بھرا ہوا) تو وہ اللہ ﷻ کی طرف لڑکیوں کی نسبت کیسے کرتے ہیں؟ اللہ ﷻ اس سے بلند و بالا ہے) اور کیا (او) میں ہمزہ انکار کے لیے اور واو عطف کے لیے ہے عطف اس جملہ محذوف پر ہے، يجعلون اللہ یعنی وہ اللہ ﷻ کے لیے ٹھہراتے ہیں) وہ جو پروان چڑھے (یعنی نشوونما پائے) زیوروں میں یعنی زینت میں اور بحث میں صاف بات نہ کرے (صنف نازک کی وجہ سے کمزور ہے، اپنی دلیل کو ظاہر نہیں کر سکتی ہے.....) اور انہوں نے فرشتوں کو کہ رحمن کے بندے ہیں عورتیں ٹھہرایا کیا وہ حاضر تھے (شہدوا بمعنی حضورا ہے) ان کے بناتے وقت اب لکھ لی جائیگی ان کی گواہی (فرشتوں کے عورتیں ہونے پر) اور ان سے پوچھا جائے گا (اس کے بارے میں آخرت میں پھر ان پر عذاب الہی مرتب ہوگا) اور بولے اگر رحمن چاہتا تو ہم انہیں (یعنی فرشتوں کو) نہ پوچھتے (بس ہمارا ان کی عبادت کرنا مشیت الہی کے سبب ہے اور وہ اس سے راضی ہے، اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) انہیں اس کی (یعنی اس بات کی کہ اللہ ﷻ فرشتوں کی پرستش کئے جانے سے راضی ہے) حقیقت کچھ معلوم ہے وہ تو نہیں (ان بمعنی مسانافیہ ہے) مگر انکلیں دوڑاتے (یعنی اس بارے میں جھوٹ بولتے ہیں اس کے نتیجہ میں ان پر عذاب الہی کا نزول ہوگا) یا اس سے قبل (یعنی قرآن پاک سے قبل غیر اللہ کی عبادت کرنے سے متعلق) ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے جسے وہ تھامے ہوئے ہیں (یعنی ایسا تو وقوع پذیر نہیں ہوا) بلکہ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک ملت پر پایا اور ہم (چل رہے ہیں) ان کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہوئے (اور وہ بھی غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے.....) مہتدون کے بعد ہم محذوف ہے) اور ایسے ہی ہم نے تم سے پہلے جب کسی شہر میں ڈرسانے والا بھیجا وہاں کے امیروں نے یہی کہا (یعنی ان کے آسودہ حال لوگوں نے تمہاری قوم کے قول کی مثل ہی کہا) کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک ملت پر پایا اور ہم ان کی لکیر کے پیچھے ہیں (مقتدون بمعنی متبعون ہے) فرمایا (ان لوگوں سے) کیا (تم اس کی پیروی کرو گے) اگر چہ میں تمہارے پاس لاؤں جو سیدھی راہ ہو اس سے جس پر تمہارے باپ دادا تھے بولے جو کچھ تم (یعنی ہم اور تم سے پہلے والے) لے کر بھیجے گئے ہم اسے نہیں مانتے (اللہ ﷻ نے انہیں خوف دلانے کے لیے ارشاد فرمایا) تو ہم نے ان سے (یعنی تم سے پہلے آنے والے رسولوں کو جھٹلانے والوں سے) بدلہ لیا تو دیکھو جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

## ﴿ترجمہ﴾

﴿ام اتخذ مما يخلق بنت واصفكم بالبنين﴾

ام: عاطفہ منقطعہ بمعنی بل، اتخذ: فعل بافاعل، مما يخلق: ظرف مستقر مفعول ثانی، بنت: مفعول اول، مگر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و، عاطفہ، اصفکم: فعل بافاعل ومفعول، بالبنین: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ معطوف، مگر ما قبل "جعلوا" پر معطوف ہے۔

﴿واذا بشر احدہم بما ضرب للرحمن مثلا ظل وجہہ مسودا وهو کظیم﴾

و: متانفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، بشر احدہم: فعل مجہول و نائب الفاعل، ب: جار، ما موصولہ، ضرب: بمعنی جغل فعل

باقاعل، للرحمن: ظرف مستقر مفعول ثانی. مثلاً: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ظل، فعل ناقص، وجہ: مضاف، ہ: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ہو کظیم: جملہ اسمیہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر اسم، مسودا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿او من ينشوا في الحلية وهو الخصام غير مبين﴾

ہمزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ معطوف علی محذوف ”يجتزء ون“ من: موصولہ، ينشوا فعل ”ہبو“ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ہو مبتدا، الخصام: ظرف لغو مقدم، غیر: مضاف بمعنی الانافیہ، مبین: صفت شبہ بافاعل اپنے ظرف لغو مقدم سے، ملکر شبہ جملہ ہو کر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، فی الحلیۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر فعل محذوف ”يجعلون لله“ کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجعلوا الملكة الذين هم عبد الرحمن انا تا اشهدوا خلقهم﴾

و: عاطفہ، جعلوا فعل بافاعل، الملكة: موصوف، الذين: موصولہ، هم عبد الرحمن: جملہ اسمیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر مفعول اول، انا تا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ہمزہ حرف استفہام، شهدوا: فعل بافاعل، خلقهم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ستكتب شهادتهم ويسئلون وقالوا لو شاء الرحمن ما عبدتهم﴾

س: حرف استقبال، تكتب: فعل، شهادتهم: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، يسئلون: فعل مجہول بانائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: متانفہ، قالوا قول، لو: شرطیہ، شاء الرحمن: فعل بافاعل ”عدم عبادۃ الملكة“، مفعول محذوف، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ما عبدتهم: فعل نفی بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مقولہ، ملکر جملہ تالیہ۔

﴿مالهم بذلك من علم ان هم الا يخرصون﴾

ما: تانیہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، بذلك: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، علم: ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: تانیہ، هم مبتدا، الا: اداءہ حصر، يخرصون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وام اتينهم كتباً من قبله فهم به مستمسكون﴾

ام: متانفہ عاطفہ، اتينهم: فعل بافاعل ومفعول، كتباً: مفعول ثانی، من قبلہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ”اشهدوا“ پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، هم مبتدا، به مستمسكون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿بل قالوا انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثارهم مهتدون﴾

بل: حرف واخراہ، قالوا قول، انا: حرف شبہ واسم، وجدنا اباءنا: فعل بافاعل ومفعول، علی امة: ظرف مستقر مفعول ثانی، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، انا: حرف شبہ واسم، علی اثارهم: ظرف لغو مقدم، مهتدون: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ تالیہ۔

﴿وكذلك ما ارسلنا من قبلك في قرية من لذير الا قال مترفوها انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون﴾  
كذلك: ظرف مستقر ”ارسلنا“ مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، ما ارسلنا: فعل نفی بافاعل، من قبلک: ظرف لغو، فی قرية: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، لذیر: ذوالحال، الا: اداءہ حصر، مترفوها: جملہ فعلیہ قول، انا وجدنا..... الخ: ترکیب ماقبل ملاحظہ کریں، مقولہ، ملکر جملہ تالیہ۔

﴿قل اولو جنتکم باہدی مما وجدتم علیہ اباہ کم قالوا انا بما ارسلتم بہ کفرون﴾  
 قل: قول، ہموزہ: حرف استفہام، و: حالہ، لو: شرطیہ، جنتکم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، اہدی: اسم تفصیل بافاعل، مما وجدتم علیہ اباہ کم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قالوا بقول، انا: حرف شبہ واسم، بما ارسلتم بہ: ظرف لغو مقدم، کفرون: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ تولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر فعل محذوف ”تقتدون باباء کم“ کے فاعل سے حال ہے، ملکر جملہ فعلیہ داخل استفہام مقولہ، ملکر جملہ تولیہ۔

﴿فانتقمنا منہم فانظر کیف کان عاقبۃ المکذبین﴾  
 ف: عاطفہ، انتقمنا: فعل بافاعل، منہم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، انظر: فعل امر بافاعل، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص، عاقبۃ المکذبین: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

#### بیٹیوں کے فضائل:

۱..... امام رازی لکھتے ہیں کہ جو لوگ بیٹیوں کو قتل کرتے تھے ان کفار کے طریقے جدا جدا تھے، ان میں سے بعض گڑھا کھود کر بیٹی کو اس میں ڈال کر گڑھا بند کر دیتے حتیٰ کہ وہ مر جاتی، اور بعض اس کو پہاڑ کی چوٹی سے پھینک دیتے تھے، بعض اس کو غرق کر دیتے تھے، بعض اس کو ذبح کر دیتے تھے، ان کا یہ اقدام بعض اوقات غیرت اور حمیت کی بناء پر ہوتا تھا اور بعض اوقات فقر و فاقہ کے خوف کی وجہ سے وہ ایسا کیا کرتے تھے۔

(الرازی، ج ۷، ص ۲۲۵ وغیرہ)

☆..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہ کون و مکان کی مدنی سلطان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا بہنیں ہوں پھر وہ ان کی اچھی طرح پرورش کرے اور ان کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے تو اس کے لئے جنت ہے۔“

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی النفقة، رقم ۱۹۲۳، ص ۵۷۰)

☆..... ایک روایت میں ہے: ”جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ایک روایت میں ہے: ”پھر وہ ان کی اچھی تربیت کرے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے تو اس کے لئے جنت ہے۔“

(ایضاً، رقم: ۱۹۱۹، ص ۵۶۹)

☆..... انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے دو لڑکیوں کی پرورش کی حتیٰ کہ وہ دونوں بالغ ہو گئیں، آپ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر فرمایا قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح ہوں گے۔“

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب: فضل احسان الی البنات، رقم: (۶۵۹۰) / ۲۶۳۱، ص ۱۲۹۵)

#### عورت کا صف نازک و کمزور ہونا:

۲..... مفسرین کرام فرماتے ہیں اگر عورت نافرمانی کرے تو پہلے اسے نصیحت کی جائے شاید کارگر ثابت ہو، ورنہ اس کا بستر الگ کر دے کہ کوئی بھلائی کی صورت نکل آئے اور اگر پھر بھی کوئی صورت نہ بنے تو ضرب خفیف کا حکم دیا گیا ہے اور تمام ہی مفسرین اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ عورت کو ایسا نہ مارا جائے کہ اسکی ہڈیاں توڑ دی جائیں یا گوشت پھاڑ دیا جائے یا کوئی اور سخت قسم کی تکلیف دی جائے کہ باعث ضرر و رشید بنے۔

(جلالین کلاں، ص ۶۳۶ وغیرہ)

☆..... حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَوْ أُمِرُوا أُمَّرَأَةً يَعْنِي وَه قَوْمٌ كَبْشِي بَهِی فَلَاح نَبِیْسِی جَنُوبُی نَی سِی عَمُورَتِی“  
(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب النبی ﷺ، رقم: ۴۴۲۵، ص ۷۵۲)

### غیر شرعی دلیل قابل قبول نہیں!

۳..... اسلام رقی دنیا تک کے لوگوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے اور اسلام کی بنیاد قرآن مجید کے رہنما اصولوں پر قائم و دائم ہے اگر ان اصولوں کو پس پشت ڈال دیں تو دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں بگاڑ آنا شروع ہو جائے گا۔ انسان کی ذاتی عقل میں کوئی بات اگرچہ کامل طور پر نہ آسکے لیکن قرآن میں اس کا حکم دے دیا گیا تو مسلمان کے لئے ماننے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ان اصول و قوانین کے مقابلے میں اپنے دلائل پیش کرتا ہے تو اس کی نہ تو اسلام میں اجازت ہے نہ یہ طریقہ محبوبان خدا کا رہا ہے۔ بلکہ قرآن میں جگہ جگہ کفار، مشرکین مکہ، منافقین، یہود و نصاریٰ کے اقوال کا ذکر ہے کہ انہوں نے غیر شرعی دلائل اور اپنی من مانی بات داخل کرنے کی کوشش کی اور قرآن میں رب کریم نے ان کا رد بھی فرمایا اور ضد کرنے والوں کی مذمت بھی خوب فرمائی اور انہیں مان لینے کی ترغیب بھی ارشاد فرمائی لیکن ماننا وہی ہے جس کے دل میں اللہ ﷻ کی محبت ہو اور دین اسلام کی عقیدت بھی ہو۔ آج بھی ہم بحیثیت مسلمان مان لینا سیکھ جائیں تو کتنے ہی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ آج کا مسلمان اکثر ایسا کرتا نظر نہیں آتا بلکہ دین اسلام کے معاملے میں ہر دوسرا آدمی اپنی من مانی بات داخل کر کے درپردہ اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔

### اغراض:

اخلاصکم: بمعنی اخلاصکم ہے۔ فہو من جملة المنکر: جس کا عطف ﴿اتخذ﴾ پر ہے، اور ام بمعنی ہمزہ انکاریہ ہے۔  
الزینۃ: یعنی عورتیں اپنے نقص کو زیب و زینت سے مزین کرتی ہیں، اور اپنی ذات کو زینت کے ذریعے مکمل کر لیتی ہیں۔  
ای لم یقع ذلک: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ہمزہ انکاریہ ہے۔ ماشون: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿علیٰ ائمرہم مہتدون﴾ میں جار مجرور ”ان“ کی خبر اور دوسری خبر ”مہتدون“ ہے۔ مثل قول قومک: مفعول مطلق مصدر محذوف کی صفت ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: ”ای قولاً مثل قول قومک“۔

لہم: نبی پاک ﷺ سے خطاب ہے یعنی اے محمد ﷺ اپنی قوم سے کہہ دیجئے۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۴۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبْنَيْهِ وَقَوْمِهِ انْصِبُوا إِلَيَّ الْهَرَمَ﴾ (۲۶) ﴿وَمَا تَعْبُدُونَ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي﴾ (۲۷) ﴿فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ﴾ (۲۸) ﴿يُرْشِدُنِي لِدِينِهِ﴾ (۲۹) ﴿وَجَعَلَهَا﴾ (۳۰) ﴿أَيَّ كَلِمَةٍ التَّوْحِيدِ الْمَقْهُومَةِ مِنْ قَوْلِهِ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ﴾ (۳۱) ﴿كَلِمَةٍ بَاقِيَةٍ فِي عَقِبِهِ﴾ (۳۲) ﴿فَلَا يَزَالُ فِيهِمْ مَنْ يُوحِدُ اللَّهَ﴾ (۳۳) ﴿لَعَلَّهُمْ﴾ (۳۴) ﴿أَيَّ أَهْلِ مَكَّةَ﴾ (۳۵) ﴿يُرْجِعُونَ﴾ (۳۶) ﴿عَمَّا هُمْ عَلَيْهِ إِلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ أَبِيهِمْ﴾ (۳۷) ﴿بَلْ مَتَّعْتُ هَؤُلَاءَ﴾ (۳۸) ﴿الْمُشْرِكِينَ﴾ (۳۹) ﴿وَأَبَائَهُمْ﴾ (۴۰) ﴿وَلَمْ عَاجِلُهُمْ بِالْعُقُوبَةِ﴾ (۴۱) ﴿حَتَّى جَاءَهُمُ الْحَقُّ﴾ (۴۲) ﴿الْقُرْآنُ﴾ (۴۳) ﴿وَرَسُولٌ مبین﴾ (۴۴) ﴿مُظْهِرٌ لَهُمُ الْآحْكَامَ الشَّرِيعَةَ وَهُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ﴾ (۴۵) ﴿وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ﴾ (۴۶) ﴿الْقُرْآنُ﴾ (۴۷) ﴿قَالُوا هَذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ﴾ (۴۸) ﴿وَقَالُوا لَوْلَا هَذَا﴾ (۴۹) ﴿نَزَلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْقَرِيبَيْنِ﴾ (۵۰) ﴿مِنْ آيَةِ مِنْهُمَا﴾ (۵۱) ﴿عَظِيمٍ﴾ (۵۲) ﴿أَيُّ الْوَلَدَيْنِ ابْنُ الْمَغِيرَةِ بِمَكَّةَ وَعُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الشَّقَفِيُّ بِالطَّائِفِ﴾ (۵۳) ﴿أَهْمُ يَقْسِمُونَ رَحْمَةَ رَبِّكَ﴾ (۵۴) ﴿الْنَّبُوءَةَ﴾ (۵۵) ﴿نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ﴾ (۵۶)



الدُّنْيَا ﴿فَجَعَلْنَا بَعْضَهُمْ غَنِيًّا وَبَعْضَهُمْ فَقِيرًا﴾ اور لےنا بعضہم ﴿بِالْغَنِيِّ﴾ فوق بعض درجات لیتخذ بعضہم بعضاً ﴿الْغَنِيُّ﴾ مسخریا ﴿مُسَخَّرًا فِي الْعَمَلِ﴾ لہ بالآخرۃ وَالْآيَةُ لِلنَّسَبِ وَفَرِي بِكُسْرِ السِّينِ ﴿وَرَحِمَتْ رَبِّكَ﴾ آيَةُ الْجَنَّةِ ﴿خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ﴾ (۳۲) ﴿فِي الدُّنْيَا﴾ ولولا ان يكون الناس امة واحدة ﴿وَعَلَى الْكَافِرِ﴾ لجعلنا لمن يكفر بالرحمن ليوثهم ﴿بَذَلْ مِنْ لَمَن﴾ ﴿سَقْفًا﴾ يَفْتَحُ السِّينِ وَتَكُونُ الْكَافِرِ وَيَضْمَهُمَا جَمْعًا ﴿مِنْ فَضَةٍ وَمَعَارِجٍ﴾ كَاللَّرْجِ مِنْ فِضَةٍ ﴿عَلَيْهَا يظهرون﴾ (۳۳) ﴿يَعْلُونَ إِلَى السَّطْحِ﴾ ولبوئتهم ابواباً ﴿مِنْ فِضَةٍ﴾ ﴿وَجَعَلْنَا لَهُمْ﴾ ﴿سُرْرًا﴾ مِنْ فِضَةٍ جَمْعُ سُرُرٍ ﴿عَلَيْهَا يَتَكُونُونَ﴾ (۳۴) وَزَخْرَفًا ﴿ذَهَبًا الْمَعْنَى لَوْلَا خَوْفُ الْكُفْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِ مِنْ إِعْطَاءِ الْكَافِرِ مَا ذُكِرَ لَا عَطِيَّاتُهُ ذَلِكَ لِقَلَّةِ خَطَرِ الدُّنْيَا عِنْدَنَا وَعَدَمِ خَطَرِهِ فِي الْآخِرَةِ فِي النَّعِيمِ﴾ ﴿وَأَنْ﴾ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيلَةِ ﴿كُلُّ ذَلِكَ لَمَّا﴾ بِالْتَّخْفِيفِ فَمَا زَائِلَةٌ وَبِالتَّشْدِيدِ بِمَعْنَى إِلَّا فَإِنْ نَافِيَةٌ ﴿مَتَاعِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ يَتَمَتَّعُ بِهِ فِيهَا ثُمَّ يَزُولُ ﴿وَالْآخِرَةُ﴾ الْجَنَّةُ ﴿عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (۳۵) ﴿

### ﴿ترجمہ﴾

اور (یاد کرو) جب ابراہیم نے اپنے باپ..... لے..... اور قوم سے فرمایا میں بیزار ہوں (بواء بمعنی بری ہے) تمہارے معبودوں سے سوا اس کے جس نے مجھے پیدا کیا (فطرنی بمعنی خلقنی ہے) ضرور وہ بہت جلد مجھے راہ دیگا (یعنی اپنے دین کی طرف میری رہنمائی کریگا.....) اور اسے (یعنی کلمہ توحید کو جو اللہ کے فرمان ﴿إِنِّي ذَاهِبُ إِلَى رَبِّي سَيِّدِينَ﴾ (الحج: ۱۹) ﴿اس کی نسل میں باقی کلام رکھا﴾ پس اللہ ﷻ کی توحید کے بقران کی اولاد میں ہوتے رہیں گے، عبقۃ بمعنی ذریعہ ہے) کہ کہیں وہ (یعنی اہل مکہ) باز آجائیں (اس باطل مذہب سے جس پر ہیں اپنے باپ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے دین کی طرف) بلکہ میں نے انہیں (یعنی مشرکین) اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیئے (اور ان لوگوں کو جلد سزا نہیں دی.....) یہاں تک کہ ان کے پاس حق (یعنی قرآن پاک) اور رسول مبین تشریف لایا (یعنی احکام شرعیہ کو ظاہر فرمانے والے، مراد اس سے محمد ﷺ ہیں) اور جب ان کے پاس حق (یعنی قرآن پاک) آیا بولے یہ جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں اور بولے کیوں نہیں (لولا بمعنی ہلا ہے) اتارا گیا یہ قرآن ان دو شہر (والوں) میں سے کسی بڑے آدمی پر (یعنی مکہ میں ولید بن مغیرہ پر اور طائف میں عروہ بن مسعود ثقفی پر قرآن نازل کیوں نہ ہوا.....) کیا تمہارے رب کی رحمت (یعنی نبوت) وہ بانٹتے ہیں ہم نے ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا (پس ہم نے ان میں سے بعض کو غنی اور بعض کو فقیر بنادیا) اور ان میں بعض کو (یعنی غنی کو) دوسرے پر (یعنی فقیر پر) درجوں بلندی دی کہ ان میں سے بعض (یعنی غنی) بعض (یعنی فقیر کو) مسخر کرے (یعنی اسے اجرت دیکر اپنے کام کے لیے مسخر کر لے، مسخربا میں یاء نسبت کی ہے اور اسے سین مسور کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور تمہارے رب کی رحمت (یعنی جنت) ان کے (دنیا میں) جمع جتنا سے بہتر اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین (کفر) پر ہو جائیں تو ہم ضرور جن کے منکروں کے لیے ان پر گھروں کے لیے (”لبیوتہم“ لمن یکفر..... الخ سے بدل ہے) چھتیں (مسقفا سین مفتوحہ اور قاف ساکنہ اور دونوں کے ضمہ کے ساتھ بصیغہ جمع پڑھا گیا ہے) چاندی کی اور میڑھیاں بناتے (چاندی کی) جن پر چڑھتے (جن کے ذریعے سطح پر بلند ہوتے، یظہرون بمعنی یعلون ہے) اور ان کے گھروں کے لیے (چاندی کے) دروازے اور (ہم نے ان کے لیے بنادیے چاندی کے) تحت (”سور“ سریور کی جمع ہے) جن پر تکیہ لگاتے اور

سونا) معنی آیت یہ ہے کہ اگر کافروں کو مذکورہ اشیاء عطا کرنے سے مومنین کے کفر کو اختیار کر لینے کا خوف نہ ہوتا تو ہم ضرور یہ اشیاء کفار کو دے دیتے کہ ہمارے نزدیک اس دنیاوی سامان کی کچھ وقت نہیں اور آخرت کی نعمتوں میں ان کا کچھ بھی حصہ نہیں ہے۔ (.....) اور بیشک (ان مخفف من الثقیلہ ہے) یہ جو کچھ ہے جیتی دنیا ہی کا اسباب ہے (جس سے دنیا میں نفع حاصل کیا جائیگا پھر یہ فناء ہو جائیگا، لما مخفف ہو تو اس صورت میں مازائد ہوگا اور مشدد ہونے کی صورت میں یہ معنی الا ہوگا، نیز ان اس صورت میں تافیر ہوگا) اور آخرت (یعنی جنت) تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿واذ قال ابرھیم لابیہ وقومہ اننی براء مما تعبدون الا الذی فطرنی فانہ سہیدین﴾

و: مستانفہ، اذ مضاف، قال ابرھیم: فعل بافاعل، لابیہ وقومہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قول، انسی: حرف شہ واسم، براء: صفت شبہ بافاعل، من: جار، مما تعبدون: موصول صلہ، ملکر مستثنیٰ منہ، الا ابداۃ استثناء، الذی: موصول، فطرنی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ تعلیلیہ، انہ: حرف شبہ واسم، سہیدین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مستثنیٰ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ تالیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿وجعلہا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ لعلہم یرجعون﴾

و: عاطفہ، جعل: فعل بافاعل، ہا: ضمیر مفعول اول، کلمۃ: موصوف، باقیۃ فی عقبہ: شبہ جملہ صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، لعلہم: حرف شبہ واسم، یرجعون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿بل متعت ہولاء واباء ہم حتی جاء ہم الحق ورسول مبین﴾

بل: حرف اشراب وعطف، متعت: فعل بافاعل، ہولاء: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اباء ہم: معطوف، ملکر مفعول، حتی: جار، جاء ہم: فعل ومفعول، الحق: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رسول مبین: معطوف، ملکر قائل، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولما جاء ہم الحق قالوا ہذا سحر وانا بہ کفرون﴾

و: عاطفہ، لما ظرفیہ شرطیہ، جاء ہم الحق: جملہ فعلیہ شرط، قالوا قول، ہذا سحر: جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، انا بہ کفرون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وقالوا لولا نزل ہذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم﴾

و: عاطفہ، قالوا قول، لولا: حرف تخصیض، نزل: فعل مجہول، ہذا القرآن: نائب الفاعل، علی: جار، رجل من القریتین: ظرف مستقر صفت اول، عظیم: صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ تالیہ۔

﴿اھم یقسمون رحمت ربک نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ الدنیا﴾

ہمزہ: حرف استفہام، ہم: مبتداء، یقسمون: فعل بافاعل، رحمت ربک: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، نحن: مبتداء، قسمنا: فعل بافاعل، بینھم: ظرف، معیشتھم: ذوالحال، فی الحیوۃ الدنیا: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ورفعنا بعضھم فوق بعض درجات لیتخذ بعضھم بعضا سخریا ورحمت ربک خیر مما یجمعون﴾

و: عاطفہ، رفعنا: فعل بافاعل، بعضھم: مبتداء، درجات: تیز، ملکر مفعول، فوق بعض: بعض: مفعول ثانی، لام: جار، یتخذ بعضھم بعضا: فعل وقائل، سخریا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، رحمت ربک: مبتداء، خیر: اسم

تفصیل بافاعل، مما یجمعون: ظرف لغو، مکر شہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولولا ان یشکون الناس امة واحدة لجللنا لمن یکفر بالرحمن لیبوتهم سقفا من فضة و معارج علیہا یظهرون﴾  
و: مستأنف، لولا حرف شرط، ان: مصدریہ، یشکون الناس امة واحدة: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ”موجود“ خبر محذوف کیلئے مبتدا، مکر  
جملہ اسمیہ شرط، لام: تاکیدیہ، جعلنا فعل بافاعل، لمن یکفر بالرحمن: جار مجرور ظرف مستقر مبدل منہ، لیبوتهم: جار مجرور، مکر  
ظرف مستقر بدل، مکر مفعول ثانی، سقفا: موصوف، من فضة: ظرف مستقر صفت، مکر صفت، مکر معطوف علیہ، و: عاطفہ  
معارج: موصوف، علیہا یظهرون: جملہ فعلیہ صفت، مکر معطوف، مکر مفعول اول، مکر جملہ فعلیہ جواب لولا واقع ہے۔

﴿ولیبوتهم ابوابا و سررا علیہا یشکون و زخرفا﴾

و: عاطفہ، لیبوتهم: ظرف مستقر فعل محذوف ”جعلنا“ کیلئے مفعول ثانی، ابوابا: موصوف، معطوف  
علیہ، و: عاطفہ، سررا موصوف، علیہا یشکون: جملہ فعلیہ صفت، مکر معطوف اول، و: عاطفہ، زخرفا: موصوف ثانی، مکر مفعول  
اول ”جعلنا“ فعل محذوف اپنے متعلقات سے، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان کل ذلک لما متاع الحیوة الدنیا و الاخرة عند ربک للمتقین﴾

و: عاطفہ، ان: تانیہ، کل ذلک مبتدا، لما: بمعنی، الا: اداة حصر، متاع الحیوة الدنیا: خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الاخرة مبتدا  
ذوالحال، عند ربک: ظرف متعلق بمحذوف حال، مکر مبتدا، للمتقین: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

### آیت مذکورہ میں اب سے مراد کون ہے؟

۱..... قاموس میں ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام تھا۔ امام جلال الدین سیوطی نے مسالک الحنفاء میں  
لکھا ہے چچا کو باپ کہنا تمام ممالک میں معمول ہے بالخصوص عرب میں، قرآن مجید میں ہے کہ ﴿نعبد الہک و الہ ابائک  
ابراہیم و اسمعیل و اسحق الہا و احد (البقرة: ۱۳۳)﴾ اس آیت میں حضرت اسمعیل علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے آباء میں  
ذکر کیا گیا ہے باوجود یہ کہ آپ علیہ السلام عم (چچا) ہیں۔ حدیث شریف میں بھی نبی پاک ﷺ نے حضرت عباس کو عم (چچا) فرمایا چنانچہ  
فرمایا: رُدُّوا عَلٰی اَبِیْ اور یہاں ابی سے حضرت عباس مراد ہیں۔  
(خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۱۶۰)

ابن ابی حاتم اور حاتم البوشی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہ تھا بلکہ  
تاریخ تھا اور آزر بت پرست تھا۔  
(الدر المنثور، ج ۳، ص ۴۴)

مفسرین کا اختلاف ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا یا تاریخ، متاخرین مفسرین کی تحقیق یہی ہے کہ آزر  
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اور آپ کے والد ماجد کا نام تاریخ تھا اسی بات کو امام اہلسنت فاضل بریلوی نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا۔

### حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ کہنا کہ اللہ مجھے راہ دیگا کے معانی:

۲..... فالسہ سیہدین سے مراد یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے ثابت قدم رکھے، سین استقبال کے لئے نہیں بلکہ تاکید کے لئے  
ہے جس کا بیان ﴿یہدین (الشعراء: ۷۸)﴾ میں بھی ہے، اور دونوں مقامات پر مضارع استقرا کے لئے ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ  
سیہدین سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مابعد والی ذریت ہے۔  
(روح المعانی، الجزء: ۲۵، ص ۱۰۶)

امام جریر طبری کہتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ ﷻ مجھے دین حق پر قائم و دائم رکھے اور ہدایت کے راستے کی توفیق عطا فرمائے، اسی طرح کے اقوال اہل تاویل نے کئے ہیں۔  
(الطبری، الجزء: ۲۵، ص ۷۵)

### مشرکین کو ڈھیل و مہلت دینا:

۳..... نظام قدرت یہ نہیں کہ بندہ گناہ کرے اور اسے فوراً ہی سزا دے دی جائے، اور اللہ ﷻ کی حکمت میں یہ بات شامل ہو جائے تو اس کا انکار بھی نہیں کیا جاسکتا، تاہم اتنا ضرور ہے کہ اللہ ﷻ انسان کو مہلت دیتا ہے، بعض اوقات اتنی مہلت ملتی ہے جسے لوگ مہلت ہی نہیں سمجھتے، جیسا کہ زیر بحث آیت میں ہے کہ اللہ ﷻ نے مال و اسباب میں فراخی فرمادی، غور کریں کہ جس آدمی کے مال میں کشادگی ہو جائے، اسباب دنیا بڑھنے لگیں، اس دنیا میں بہت کچھ مال سے خریدا جاتا ہے بلکہ انسان بھی مال کے عوض کسی نہ کسی طریقے سے بک جاتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ مالدار آدمی کے جرائم پر پردہ ڈالنے والے مال ہی کی لالچ میں ایسا کرتے ہیں تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ تاہم عقلمند اور دیندار لوگ اسے اللہ ﷻ کی خفیہ تدبیر سے تعبیر کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں مال میں اضافہ آخرت میں مایوسی کا سبب تو نہیں بن جائے گا۔ اکابرین اگر کسی کو بد عادیت تو فرماتے: ”جا اللہ ﷻ تیرے مال میں اضافہ کرے“۔ ہمارے بعض بھولے بھالے مسلمان یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ کافروں کے پاس اتنا مال ہے، اسباب زندگی اور عالی شان وسائل کی بہتات ہے اور ہم اللہ ﷻ کو ایک ماننے والے کس تنگی کا شکار ہیں..... وغیرہ۔ تو ایسے لوگ اس آیت کو پڑھیں اور جان لیں کہ اللہ ﷻ نے مال دے کر انہیں مزید امتحان میں ڈال دیا ہے کہ ایک تو ایمان کی دولت ان کے پاس نہیں، دوسری مال کی بہتات نے انہیں اس جانب سے توجہ ہی بالکل ہٹا دی ہے لہذا اس بناء پر یہ قابل رحم ہوئے نہ کہ ہم مسلمان کہ ہم تنگی میں صبر کر کے اور فراخی میں شکر کر کے درجات میں اضافے کر سکتے ہیں۔

### کفار کے نزدیک دو بڑے فضل والے کون ہیں؟

۴..... جب اللہ ﷻ کی جانب سے سید عالم ﷺ پر نزول قرآن ہوا تو مشرکین قریش نے اعتراض کیا کہ اگر نزول قرآن ہوتا ہی تھا تو فضل و اکرام والوں پر کیوں نہ ہوا؟ مکہ اور طائف کے رؤسا پر کیوں نزول نہ ہوا؟ اس بارے میں اختلاف ہے کہ مشرکین قریش کے نزدیک کون سے دو بڑے سردار تھے، اس بارے میں چند اقوال یہ ہیں: (۱)..... اہل مکہ میں سے ولید بن مغیرہ مخزومی، اور اہل طائف میں سے حبیب بن عمرو بن عمیر اشجی۔ (۲)..... اہل مکہ میں سے عتبہ بن ربیعہ اور اہل طائف میں سے ابن عبد یلیل۔ (۳)..... اہل مکہ سے ولید بن مغیرہ اور اہل طائف سے غزوہ بن مسعود ثقفی۔ (۴)..... اہل مکہ سے ولید بن مغیرہ اور اہل طائف سے کنانہ بن عبد بن عمرو۔  
(الطبری، الجزء: ۲۵، ص ۷۶ وغیرہ)

### عند اللہ مالدار ہونا قابل فخر نہیں:

۵..... مومن دنیا میں مال خرچ کر کے بھی آخرت کا ثواب کمالیتا ہے، اپنے اہل و عیال کی خدمت کی کفالت کر کے بھی نیکی حاصل کر لیتا ہے، الغرض ایمان کی وجہ سے آخرت میں اجر کا مستحق بنتا ہے لیکن کافر کے لئے آخرت میں کچھ نہیں، دنیا کا مال دنیا ہی میں خرچ ہو جائے گا، دنیا میں بظاہر نیکی بھی کرے گا تو اس کا صلہ دنیا ہی میں پالے گا، ان کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے۔  
☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”الدنيا سجن المومن وجنة الکافر دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب الدنيا سجن المومن رقم: (۷۳۱۱) / ۲۹۵۶، ص ۱۴۵۱)

### اغراض:

اذکر: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ظرف محذوف ہے اور عنقریب آنے والا فرمان مقدس نشان ﴿لعلہم یرجعون﴾ بھی اسی ظرف



کی جانب متعلق ہوگا۔ یوشدنی لدینہ: یعنی اللہ مجھے نماز وغیرہ احکامات کی رہنمائی کرے گا، اور اس جملے میں اس اعتراض کا رد بھی پایا جاتا ہے کہ ہدایت تو اُسے مل چکی ہے جس کا ذکر ﴿الست ہو حکم﴾ میں ہوا اور یہاں ﴿سیدہین﴾ میں مضارع اور سین کے ساتھ خطاب کیسے ممکن ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مذکورہ خطاب کی دلیل اس فرمان: ﴿مسا کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان﴾ سے ملتی ہے، اور یہ بھی کہ مذکورہ بالا کلام میں سین زائد ہے اور مضارع استمرار کے لئے ہے معنی یہ ہوگا کہ اللہ مجھے ہدایت پر دوام بخشنے کا اور یہ بھی معنی ہو سکتا ہے کہ اللہ مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھے گا۔

ای اہل مکہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿لعلہم﴾ متعلق ہے ﴿اذکر﴾ کے، تقدیر عبارت یوں ہوگی: ”اذکر یا محمد لقومک ما ذکر یعنی اے محمد جو آپ کو نصیحت کی جاتی ہے وہ اپنی قوم سے فرما دیجئے، تاکہ ان کے لئے دین ابراہیمی کی جانب رجوع کرنا آسان ہو جائے۔ ای الولید بن المغیرہ: جو کہ کافر رہا اور کفر پر مر گیا۔ ولسم اعاجلہم بالعقوبہ: یعنی ہم نے انہیں نعمت عظمیٰ اور حرم میں امن عطا فرمایا اور پھلوں کی نعمت دی، اور ان نعمتوں کے مقابلے میں انہوں نے ہماری ناشکری اور زیادہ کی اور ہم نے انہیں مہلت دی اور انتقام لینے میں جلدی نہ کی۔

وعروہ بن مسعود: اللہ نے انہیں اسلام کی توفیق بخشی، اور اسلام لے آئے اور سید عالم ﷺ کے صحابی بن گئے۔

والیاء للنسب: یعنی یاء کی ”السخرۃ“ کی جانب نسبت کر دی، مراد وہ عمل ہے جو اجرت کے بغیر ہو، اور مفسر نے ”بالاجرة“ کی قید تعلیل کی صحت کی جانب نظر کرنے کے لئے لگائی ہے اور درست یہ ہے کہ ”السخریۃ“ سے مراد ”الاستہزاء“ ہے، یعنی غنی شخص فقیر پر استہزاء کرے اور لام عاقبت اور صیرورت کے لئے ہوگا۔ (الصاوی، ج ۵، ص ۲۴۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿ومن یعش﴾ یعرض ﴿عن ذکر الرحمن﴾ آی القرآن ﴿نقیض﴾ نسیب ﴿لہ شیطانا فہو لہ قرین﴾ (۳۶) ﴿لا یفارقہ﴾ وانہم ﴿ای الشیاطین﴾ لیصدونہم ﴿ای العاشین﴾ عن السبیل ﴿ای طریق الہدی﴾ ویحسبون انہم مہتدون ﴿۳۷﴾ فی الجمع رعایۃ معنی من ﴿حتی اذا جاءنا﴾ العاشی یقرینہ یوم القیمۃ ﴿قال﴾ لہ ﴿یا﴾ لتنبیہ ﴿لیت بینی و بینک بعد المشرقین﴾ ای مثل بعد ما بین المشرق والمغرب ﴿فبئس القرین﴾ (۳۸) انت لی قال تعالیٰ ﴿ولن ینفعکم﴾ ای العاشین تمینکم وندمکم ﴿الیوم اذ ظلمتم﴾ ای تبین لکم ظلمکم بالاشراک فی الدنیا ﴿انکم﴾ مع قرنائکم ﴿فی العذاب مشترکون﴾ (۳۹) علہ بتقدیر اللام لعدم النفع واذ بدل من الیوم افانت تسمع الصم او تہدی العمی ومن کان فی ضلل مبین ﴿۴۰﴾ تبین ای فہم لا یؤمنون ﴿فاما﴾ فیہ ادغام نون ان الشرطیۃ فی ما الزائلیۃ نذہبن بک ﴿بان نمیتک قبل تعذیبہم﴾ فانا منہم منتقمون ﴿۴۱﴾ فی الآخرۃ ﴿او نرینک﴾ فی حیاتک ﴿الذی وعدنہم﴾ بہ من العذاب ﴿فانا علیہم﴾ علی عذابہم ﴿مقندرون﴾ (۴۲) فادرون ﴿فاستمسک بالذی اوحی الیک﴾ آی القرآن ﴿انک علی صراط﴾ طریق ﴿مستقیم﴾ (۴۳) وانہ لذكر ﴿لشرق﴾ لک ولقومک ﴿لنزولہ﴾ بلغتہم ﴿وسوف تستلون﴾ (۴۴) عن القیام بحقہ ﴿وسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن﴾ ای

غَيْرِهِ ﴿الْهٰٓءِ يَعْبُدُوْنَ﴾ (۳۵) قِيلَ هُوَ عَلَىٰ ظَاهِرِهِ بِأَنَّ جُمُعَ لَهٗ الرُّسُلُ لَيْلَةٌ الْإِسْرَاءِ وَقِيلَ الْمُرَادُ أَمَمٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ وَلَمْ يَسْأَلْ عَلَىٰ وَاحِدٍ مِّنَ الْقَوْلَيْنِ لِأَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْأَمْرِ بِالسُّؤَالِ التَّقْرِيرُ لِمُشْرِكِي قُرَيْشٍ أَنَّهُ لَمْ يَأْتِ رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَا كِتَابٌ بِعِبَادَةِ غَيْرِ اللَّهِ.

### ﴿ترجمہ﴾

اور جو اعراض برتے (یعنی بمعنی يعرض ہے) رحمن کے ذکر (یعنی قرآن پاک.....) سے ہم اس پر ایک شیطان تعینات کریں کہ وہ اس کا ساتھی رہے (اس سے جدا نہ ہو، آیت مذکورہ میں نقیض بمعنی نسب ہے) اور بیشک وہ (یعنی شیاطین) ان کو (یعنی اعراض برتنے والوں کو) راہ سے (یعنی راہ ہدایت سے روکتے ہیں) اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں (یہاں صیغہ جمع کو ذکر کرنے میں من کے معنی کی رعایت برتی گئی ہے) یہاں تک کہ جب وہ (یعنی قرآن پاک سے اعراض کرنے والا بروز قیامت اپنے ساتھی شیطان کے ساتھ) ہمارے پاس آئے گا وہ (اپنے شیطان سے) کہے گا ہائے (بالیت میں یا تنبیہ کے لیے ہے) کسی طرح مجھ میں تجھ میں پورب پیچتم کا فاصلہ ہوتا (یعنی مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ کی مثل ہم میں دوری ہوتی) تو کیا ہی براسا تھی ہے (میرے حق میں.....) اللہ عزوجل فرماتا ہے (اور ہرگز تمہیں نفع نہ دے گا) (قرآن سے اعراض کرنے والوں، تمہارا یہ تمنا کرنا اور ندامت ظاہر کرنا) آج جب کہ تم نے ظلم کیا (یعنی دنیا میں شرک کر کے تمہارا ظلم کرنا تم پر ظاہر ہو جانے کے بعد) کہ تم (اپنے شیطانوں کے ساتھ) عذاب میں شریک ہو (انکم فی العذاب مشترکون لام مقدرہ کے ساتھ علت ہے معرضین کی تمنا اور ندامت کے سودمند نہ ہونے کی، اذ ما قبل الیوم سے بدل بن رہا ہے) تو کیا تم بہروں کو سناؤ گے یا اندھوں کو راہ دکھاؤ گے اور انہیں جو کھلی گمراہی میں ہیں (یعنی یہ لوگ ایمان لے کر آئیں گے.....) مبین بمعنی بین ہے) تو اگر (فما یہاں ان شرطیہ کے فون میں مازائدہ کا ادغام کیا گیا ہے) ہم تمہیں لے جائیں (یوں کہ انہیں عذاب دینے سے قبل تمہیں موت عطا فرمائیں) تو (آخرت میں) ان سے ہم ضرور بدلہ لیں گے یا تمہیں (تمہاری حیاتی میں) دکھا دیں جس کا ہم نے انہیں وعدہ دیا ہے (یعنی عذاب، بہ ضمیر عائداً الی الموصول محذوف ہے) تو ہم ان پر (یعنی ان پر عذاب نازل کرنے پر) بڑی قدرت والے ہیں (مقتدرون بمعنی قادر و ن ہے) تو مضبوط تھا رہو اسے جو تمہاری طرف وحی کی گئی (یعنی قرآن پاک کو) بیشک تم سیدھی راہ پر ہو (صراط بمعنی طریق ہے) اور بیشک وہ شرف ہے (ذکر بمعنی شرف ہے) تمہارے اور تمہاری قوم کے لیے (کہ یہ تمہاری زبان میں نازل ہوا ہے) اور عنقریب تم سے پوچھا جائے گا (اس کے حقوق قائم کرنے نہ کرنے سے متعلق.....) اور ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے کیا ہم نے رحمن کے سوا کچھ اور خدا ٹھہرائے (دون بمعنی غیر ہے) جن کی چو جا ہو (ایک قول کے مطابق یہ آیت اپنے ظاہر پر ہے کہ شب معراج حضور ﷺ کے لیے تمام رسولوں کو جمع کیا گیا اور ایک قول کے مطابق یہاں دونوں اہل کتاب تو میں مراد ہیں، دونوں میں سے کسی یعنی قول کو مراد لینے کی صورت میں حضور ﷺ نے کسی سے اس بابت سوال نہیں فرمایا کیونکہ یہاں سوال کرنے کا حکم دینے سے مراد مشرکین قریش کو یہ باور کروانا ہے نہ کوئی ایسا رسول تشریف لایا اور نہ کوئی ایسی کتاب آئی جو غیر اللہ ﷻ کی عبادت کرنے کا حکم دیتی ہو)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿وَمَنْ يَعِشْ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نَقِيضٌ لَهُ شَيْطَانًا فُهِوْهُ قَرِينًا﴾

و: متانفہ، من شرطیہ مبتدا، یعیش: فعل بافاعل، عن ذکر الرحمن: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، نقیض له: فعل بافاعل و ظرف لغو، شیطانا بمفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، هو مبتدا، له: ظرف مستقر حال

مقدم، قرین: ازو الحال، مگر خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿و انهم ليعصونهم عن السبيل ويحسبون انهم مهتدون حتى اذا جاءنا قال يليت بهنى وبينك بعد المشرقين﴾  
و: عاطفہ، انهم، حرف شبہ و اسم، لام: تاکید، یحسبون، فعل، واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، یحسبون: فعل بافاعل، انهم  
مهتدون: جملہ اسمیہ مفعول، مگر جملہ فعلیہ حال، مگر فاعل، هم: ضمیر مفعول، عن السبیل: ظرف لغو، حتی: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ  
مفعول فی مقدم، جاءنا: فعل بافاعل و مفعول، مگر جملہ فعلیہ شرط، قال: قول، یا: حرف تنبیہ، لیت: حرف شبہ، بینى: معطوف  
علیہ، و: عاطفہ معطوف، مگر ظرف متعلق بحذف خبر مقدم، بعد المشرقین: اسم مؤخر، مگر جملہ اسمیہ مقولہ، مگر جملہ قویہ جزا، مگر جملہ  
شرطیہ مجرور، مگر ظرف لغوی، مگر جملہ فعلیہ، مگر جملہ خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿فبنس القرین﴾

ف: نصبیہ، بنس: فعل، القرین: فاعل، مگر جملہ فعلیہ انشائیہ "انت" مبتدا محذوف کیلئے خبر، مگر جملہ اسمیہ، ہو کر شرط محذوف "اذا کان  
الامر كذلك" کی جزا، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿ولن ينفعكم اليوم اذ ظلمتم انكم في العذاب مشتركون﴾

و: متانفہ، لن ينفعكم اليوم: فعل نفی و مفعول، اليوم: مبدل منہ، اذ: مضاف، ظلمتم: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مگر  
بدل، مگر ظرف، انکم: حرف شبہ و اسم، فی العذاب مشترکون: شبہ جملہ خبر، مگر جملہ اسمیہ فاعل، مگر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿اذا انت تسمع الصم او تهدى العمى ومن كان فى ضلل مبين فاما نذهبن بك فانا منهم منتقمون﴾

ممزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، انت تسمع الصم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، تهدى: فعل  
بافاعل، العمى: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من: موصولہ، كان فى ضلل مبين: جملہ فعلیہ صلہ، مگر معطوف، مگر مفعول، مگر جملہ فعلیہ  
معطوف، مگر خبر، مگر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، اما: شرطیہ، ما: زائدہ، نذهبن بك: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انا: حرف شبہ  
و اسم، منهم منتقمون: شبہ جملہ خبر، مگر جملہ اسمیہ جواب شرط، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿او نرينك الذى وعدنهم فانا عليهم مقتدرون﴾

او: عاطفہ، نرينك: فعل بافاعل و مفعول، الذى وعدنهم: موصول صلہ، مگر مفعول ثانی، مگر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انا: حرف  
شبہ و اسم، عليهم مقتدرون: شبہ جملہ خبر، مگر جملہ اسمیہ جزا، مگر جملہ شرطیہ ماقبل "فاما بدھبن بك" پر معطوف ہے۔

﴿فاستمسك بالذى اوحى اليك على صراط مستقيم﴾

ف: نصبیہ، استمسك: فعل امر بافاعل، ب: جار، الذى اوحى اليك: موصول صلہ، مگر مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ ہو کر شرط  
محذوف "ان علمت هذا" کی جزا، مگر جملہ شرطیہ، انک: حرف شبہ و اسم، على صراط مستقيم: ظرف مستقر خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿وانه لذكر لك ولقولك وسوف تسئلون﴾

و: عاطفہ، انه: حرف شبہ و اسم، لام: تاکید، سوف تسئلون: ذکر موصوف، لك: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لقولك: جار مجرور معطوف، مگر  
ظرف مستقر صفت، مگر خبر، مگر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، سوف: ظرف استقبال، تسئلون: فعل نائب الفاعل، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿وسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا اجعلنا من دون الرحمن الهة يعبدون﴾

و: عاطفہ، سئل: فعل امر بافاعل، من: موصولہ، ارسلنا من قبلك: جملہ فعلیہ صلہ، مگر ذوالحال، من رسلنا: ظرف مستقر حال، مگر

مفعول اول، حمزہ: حرف استفہام، جملہ: فعل بافاعل، من دون الرحمن: ظرف مستقر مفعول ثانی، الہ: موصوف، یبعدون: جملہ فعلیہ مفت، بلکہ مفعول اول، بلکہ جملہ فعلیہ مفعول ثانی، بلکہ جملہ فعلیہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

### ذکر بمعنی قرآن یا کچھ اور.....!

۱.....تذکرہ آیت ﴿ومن یعش عن ذکر الرحمن..... الخ اور جسے رند تو آئے رحمن کے ذکر سے ہم اس پر ایک شیطان تعینات کریں کہ وہ اس کا ساتھی رہے﴾ (زخرف: ۳۶) میں ذکر بمعنی قرآن ہے۔

(۲)..... ﴿واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغفلین اور اپنے رب کو دل میں یاد کرو زاری اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا﴾ (اعراف: ۲۰۵) میں ذکر بمعنی قرآن ہے کیونکہ ما قبل آیت میں قرآن کو خاموشی سے سننے کا بیان ہے۔

(۳)..... ﴿فاذا قضیت مناسککم فاذکرو اللہ کذا کرکم اباہ کم واشد ذکر ا پھر جب اپنے مناسک کے کام پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کرو جیسا کہ اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ﴾ (بقرہ: ۲۰۰) میں جہری اور جماعت کے ساتھ ذکر وادکار کرنا مراد ہے۔

(۴)..... ﴿فاذا قضیت الصلوۃ فاذکرو اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کھڑوں پر لیٹے﴾ (النساء: ۱۰۲) میں یہاں ذکر سے مراد تسبیح، تہلیل، تحمید اور تکبیر وغیرہ سب ہی داخل ہے۔

(۵)..... ﴿یاایہا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاقبوا واذکرو اللہ کثیرا لعلکم تفلحون اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی بہت یاد کرو کہ تم مراد کو پہنچو﴾ (الانفال: ۴۵) میں ذکر بمعنی دعا ہے۔

(۶)..... ﴿یاایہا الذین امنوا اذکرو اللہ کثیرا وسبحوہ بکرة واصیلا اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی پاکی بولو﴾ (الاحزاب: ۴۱ تا ۴۲) میں ذکر بمعنی صبح و شام کی نماز بھی مراد ہو سکتی ہے اور خاص تسبیحات بھی۔

(۷)..... ﴿فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکرو اللہ کثیرا لعلکم تفلحون پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ﴾ (الحجۃ: ۱) میں ذکر بمعنی ذکر وادکار یعنی تسبیح، تہلیل، تحمید اور تکبیر وغیرہ کرو۔

(۸)..... ﴿فاذکرونی اذکرکم واشکروالی ولا تکفرون تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو﴾ (البقرہ: ۱۰۲) میں ذکر بمعنی ذکر لسانی، ذکر قلبی اور ذکر بالجوارح مراد ہے۔

(۹)..... ﴿انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کی یاد کی جائے تو ان کے دل ڈر جائیں﴾ (الانفال: ۲) میں ذکر بمعنی وعیدات ہیں۔

(۱۰)..... ﴿اللہ نزل احسن الحدیث کتبا متشابہا مثانی تقشعر منه جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دوسرے بیان والی اس سے ہال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یاد خدا کی رغبت میں﴾ (الزمر: ۲۳) میں ذکر بمعنی یاد الہی جل جلالہ ہے اور یہ یاد کسی بھی طریقے سے ہو سکتی ہے۔



(۱۱)..... ﴿وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ﴾ اور اے محبوب خوشخبری سنا دو تواضع والوں کو کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں (المع: ۳۵ تا ۳۷) میں ذکر بمعنی مطلق یاد الہی ﷻ ہے چاہے کسی بھی ذریعے سے ہو۔

(۱۲)..... ﴿فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوا كَمَا هَدَاكُمْ تَوَجُّبَ عَرَفَاتٍ﴾ سے پلٹو تو اللہ کی یاد کرو مشعر الحرام کے پاس اور اس کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت دی (البقرہ: ۱۹۸) میں ذکر بمعنی تبلیغ و تہلیل و تبصیر و شام و دعا کے ساتھ یا نماز مغرب و عشاء کے ساتھ۔

(۱۳)..... ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ الَّتِي هَدَى اللَّهُ لَكُمْ﴾ میں ذکر بمعنی قرآن ہے۔

## کیا شیطان فقط اخروی اعتبار سے بُرا ساتھی ہے؟

۲..... اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿فَنَقِيضُ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ﴾ ہم اس پر شیطان تعینات کریں کہ وہ اس کا ساتھی رہے (الزحرف: ۳۶) یعنی دنیا میں شیطان ہی نے انہیں کفر پر مائل کیا، حلال سے روکا اور حرام کی جانب ڈال دیا اور فرمانبرداری سے باز رکھا اور اسے نافرمانی پر ابھارا، یہی معنی ابن عباس نے اس آیت کے تحت کیا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ آخرت میں جب انسان (اپنی قبر) سے اٹھایا جائے گا جیسا کہ سعید جریری کا قول اس وقت پشیمان ہوگا۔ غیر مرفوع حدیث میں یہ بھی ہے: ”جب کافر اپنی قبر سے اٹھایا جائے گا تو شیطان کی سفارش اس کے حق میں کارگر نہ ہوگی بلکہ یہ دونوں ہی آگ میں داخل کر دیئے جائیں گے اور مومن جب اپنی قبر سے اٹھایا جائے گا تو فرشتہ اس کی سفارش کرے گا اور اللہ ﷻ ان دونوں کے مابین فیصلہ فرمائے گا“، اسے مہدوی نے ذکر کیا ہے۔ ابن عباس کا ایک قول یہ بھی ہے کہ شیطان ایسے (کافر) شخص کا ملازم و مصاحب ہوگا۔ اور کافروں کا یہ گمان ہوتا تھا کہ شیطان قیامت کے دن ان کی مدد کرے گا پس اسی اعتبار سے وہ دنیا میں اس کی پیروی کرتے تھے۔ لیکن جب قیامت قائم ہوگی تو اسی کافر نے کہا ہے: ﴿يَلَيْتُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بَعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ﴾ ہائے کسی طرح مجھ میں تجھ میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا (الزحرف: ۳۸) یعنی سردی و گرمی کے مشارق میں دوری ہو جاتی، مقاتل کہتے ہیں کافر تمنا کرے گا کہ کاش ان کے اور شیطان کے مابین مشرق سے مشرق (یعنی مغرب) کی طرح یا کچھ کم دوری ہو جاتی، فراء کہتے ہیں المشرقین سے مراد مشرق و مغرب دونوں ہی ہیں، جیسا کہ القمران سے شمس و قمر، العمران سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اور البصرقان سے کوفہ و بصرہ العصران سے شام کا وقت اور نماز عصر مراد لی جاتی ہے یہاں بھی یونہی مراد ہے۔

## کیا نبی کسی کو اپنی ذاتی مرضی سے ہدایت دے سکتے ہیں؟

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿إِن تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ الَّتِي هَدَى اللَّهُ لَكُمْ﴾ ان کی ہدایت پر قادر ہیں اور ان کا حال یہ ہے کہ کفر کے عادی ہیں، اور اس پر زیرک ہیں اور گمراہی میں غرق ہیں پس اسی مناسبت سے عی کو صمم کے ساتھ ملایا گیا کہ دین حق کے معاملے میں اندھے بھی ہیں اور بہرے بھی، اور ﴿وَمَنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ مَبِينٍ﴾ اور انہیں جو کھلی گمراہی میں ہیں (الزحرف: ۴۰) کا عطف ﴿عمی﴾ پر باعتبار تغایر کیا گیا ہے یعنی اندھے ہونے اور گمراہ ہونے کو مفہوم کے اعتبار سے متحد کر دیا گیا ہے اور انکار کا مدار گمراہی پر جمے رہنا ہے اور سید عالم ﷺ کی جانب اس حوالے سے قصور کا تصور ہی نہیں ہو سکتا اور یہی ایک ایسا نکتہ ہے کہ کسی کی ہدایت صرف اللہ ﷻ ہی کی دی ہوئی قدرت پر منحصر ہے کہ واضح ہے تو ایسے لوگ بہرے ہی ہیں جس کا بیان آیت متذکرہ میں واضح طور پر ذکر ہوا۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۵، ص ۱۱۶)

## قرآن کے حقوق:

۲..... اس ضمن میں دو فرامین مصطفیٰ درج ذیل ہیں:

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے روؤ اور اگر رونانا آئے تو رونے کی کسی شکل ہی نہ بنالو۔“

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ، باب فی حسن الصوت بالقرآن، رقم: ۱۳۳۷، ص ۲۳۷)

☆..... بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”میرے والد ماجد سیدنا صدیق اکبر ﷺ جب قرآن پڑھتے تو انہیں اپنے آنسوؤں پر اختیار نہ ہوتا یعنی زار و قطار رونے لگتے۔“

(شعب الایمان، باب فی العوف من اللہ، رقم: ۸۰۶، ج ۱، ص ۴۲۸)

## اغراض:

يعرض: یعنی غفلت و اعراض کرنا، جس کی دلیل اللہ کے اس فرمان میں بھی ملتی ہے: ﴿وَمَنْ اعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا﴾ (طہ: ۱۲۴)۔ فی الجمع: تینوں مواقع پر، ﴿لِيَصُدُّوهُمْ عَنْ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ﴾۔

یاء: تنبیہ کے لئے ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ یاء ندائیہ ہو اور منادی محذوف ہو، تقدیر عبارت یوں ہوگی: ”قریبی۔“

ای مثل ما بین المشرق والمغرب: پس یہ دونوں نہ تو مل سکتے ہیں اور نہ ہی قریب ہو سکتے ہیں اس لئے کہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ قال تعالیٰ: ماضی بمعنی مضارع ہے، اس لئے کہ اس کا حاصل آخرت میں ہے۔

ای قبین لکم: مراد آخرت کا دن ہے جس میں انسان کو اپنے دنیاوی اعمال کا بدلہ چکانا ہے، ایک سوال کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ظلم (یعنی نافرمانی) دنیا میں وقوع پذیر ہوئی اور ﴿اليوم﴾ سے مراد آخرت کا دن ہے اور ﴿اذ﴾ بدل ہے ﴿اليوم﴾ سے، پس ماضی کی حال پر دلالت کیسے درست ہو سکتی ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد ظلم و زیادتی کا ظہور اور بیان ہے جو کہ قیامت کے دن ہی ہوگا کہ انسان کے اعمال کھل کر اس کے سامنے آجائیں گے۔

واذ بدل من اليوم: یعنی بدل کل مراد ہے، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اس دن کا عمل تمہیں کچھ نفع نہ دے گا اور ”اذ“ کو مستقبل کے ساتھ بیان کر دیا، جب کہ ﴿اليوم﴾ حال کے لئے، ﴿اذ﴾ ظرف ماضی، پس مستقبل کیسے حال اور ماضی میں عمل کرے گا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مستقبل حال میں عمل کرے گا اور مستقبل اور حال دونوں قریب ہوتے ہیں اور ماضی کو مقدم اس لئے کیا ہے کہ وہ حال سے تاویل کیا گیا ہے۔

بان نميتك قبل تعذيبهم: یعنی ہم ان سے انتقام لینے سے پہلے بھی اگر آپ ﷺ دایر قانی سے چلے جائیں پھر بھی ان سے انتقام لیں گے۔ قيل هو علی ظاہرہ: بغیر تقدیری کلام کے، بلکہ مراد خاص رسولوں سے ان کی ذات کے بارے میں سوال کرنا ہے، اور یہ اس بات پر تنبیہ ہے کہ آیت مقدسہ کی ہے (جیسا کہ ایک قول اس آیت کے مدنی ہونے کا بھی ہے جو کہ آغاز میں بیان ہو چکا)۔

بان جمع له الرسل: ایک سوال مقدر کا جواب ہے کہ سید عالم ﷺ بعثت کے اعتبار سے سب سے آخری میں ہوئے ہیں، پس آپ ﷺ کو کیسے سوال کرنے کا کہا جائے گا جس سے آپ ﷺ ملے ہی نہیں؟۔

وقيل المراد امم: کلام مذکورہ میں مضاف حذف ہے، معنی یہ ہے ”اسل امم من ارسلنا یعنی ان امتوں سے سوال کیجئے جن میں ہم نے رسل بھیجے ہیں۔“

ای اهل الکتابین: امم کی تفسیر ہے، اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ آیت مقدسہ مدنی ہے کیونکہ اہل کتاب مدیہ منورہ ہی میں پائے جاتے تھے۔ ولسم یسأل علی واحد من القولین: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، حضرت ابن عباس اور ابن زید کہتے ہیں کہ

رکوع نمبر: ۱۱.

الزخرف جلد: ۵

### ﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیں..... کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں (یعنی قبطیوں) کی طرف بھیجا تو اس نے فرمایا: بیشک میں اس کا رسول ہوں جو سارے جہاں کا مالک ہے پھر جب وہ ان کے پاس ہماری (وہ) نشانیاں لایا (جو اس کی رسالت پر دلالت کرتی تھیں) جمعی وہ ان پر ہنسنے لگے اور ہم انہیں جو نشانی دکھاتے (یعنی عذاب کی نشانیاں جیسے طوفان، اس طوفان کا پانی ان کے گھروں میں داخل ہو گیا اور بیٹھنے والوں کی گردنوں تک پہنچ گیا یہ عذاب سات دن تک ان پر مسلط رہا اور مڈیوں کا عذاب) وہ اپنے ساتھ والی بڑی ہوتی (یعنی اپنے سے ماقبل ملی ہوئی نشانی سے بڑی ہوتی) اور ہم نے انہیں مصیبت میں گرفتار کیا کہ (وہ اپنے کفر سے) باز آ جائیں اور بولے (جب انہوں نے عذاب دیکھا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے) کہ اے ساحر.....!..... (یعنی عالم کامل کیونکہ ان کے نزدیک سحر ایک عظیم علم تھا) ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر اس عہد کے سبب جو اس کا تیرے پاس ہے کہ وہ ہم سے عذاب دور کر دے تو ہم لوگ ایمان لے آئیں گے) بیشک ہم ہدایت پر آئیں گے (یعنی ایمان والے ہو جائیں گے) پھر جب ہم نے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے سبب) ان سے عذاب ہٹا لیا جمعی وہ عہد توڑ گئے (اور اپنے کفر پر ڈٹے رہے، یسکھوں کے معنی عہد کو توڑ ڈالنے کے ہے) اور فرعون.....!..... (فخر کرتے ہوئے) اپنی قوم میں پکارا کہ اے میری قوم! کیا میرے لیے مصر کی سلطنت نہیں اور یہ نہریں (یعنی مصر کی نہریں) جو میرے نیچے (یعنی میرے محلات کے نیچے.....) بہتی ہیں کیا تم (میری عظمت) دیکھتے نہیں یا (تم دیکھتے ہو؟ اور اس وقت) میں بہتر ہوں اس سے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے) کہ ذلیل ہے (یعنی ضعیف و حقیر ہے.....) اور بات صاف کرتا معلوم نہیں ہوتا (اور تو تلاہٹ کے سبب صحیح کلام نہیں کر سکتا، یہ معاملہ بچپن میں مونہ میں انگارہ لے لینے کے باعث ہوا تھا.....) تو کیوں نہیں (لولا بمعنی ہلا ہے) اس پر ڈالے گئے (اگر یہ سچا ہے) سونے کے نگن (ان لوگوں کا عرف تھا کہ جسے وہ اپنا سردار بناتے تھے اسے سونے کے نگن پہناتے نیز اس کے گلے میں سونے کا طوق ڈالا کرتے تھے "اسودۃ" اغریۃ کی طرح جمع ہے، اسودۃ کا مفرد سورہ ہے) یا اس کے ساتھ فرشتے آتے کہ اس کے پیچھے پیچھے چلتے (اس کی سچائی کی گواہی دیتے ہوئے.....) پھر اس نے (یعنی فرعون نے) اپنی قوم کو کم عقل کر لیا (استخف بمعنی استقر ہے) تو وہ اس کے کہنے پر چلے (جو وہ چاہتا تھا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلانا) بیشک وہ بے حکم لوگ تھے پھر جب انہوں نے ہمیں غضبناک کرنے والے کام کئے (اسفونا بمعنی اغضبونا ہے) ہم نے ان سے بدلہ لیا تو ہم نے ان سب کو ڈوبو دیا اور ہم نے انہیں کر دیا اگلی داستان (یعنی اگلوں کے لیے عبرت.....) "سلفا" سالف کی جمع ہے جیسا کہ "خادم" خدم کی جمع آتی ہے) اور کہاوت پچھلوں کے لیے (بعد والوں کے لیے کہ وہ ان کے حال سے عبرت حاصل کریں اور ان کی مثل افعال کرنے کی طرف پیش قدمی نہ کریں)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿ولقد ارسلنا موسیٰ بایتنا الی فوعون وملائه فقال انی رسول رب العلمین﴾

و: مستانفہ، لام تسمیہ، قد بحقیقہ، ارسلنا: فعل بافاعل، موسیٰ: زوالحال، بایتنا: ظرف متبقر حال، مکر مفعول، الی فوعون وملائه: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکر جملہ تسمیہ، ف: عاطفہ، قال: قول، انی: حرف شبہ و اسم، رسول رب العلمین: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿فلما جاء ہم بایتنا اذا ہم منها یضحکون﴾

ف: عاطفہ، لما بشرطیہ، جاء ہم: بایتنا: فعل بافاعل ومفعول و ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ ہو کر



شرط، اذا: فاسیہ، ہم: مبتدا، منها یض محکون: شبہ، جملہ خبر، مکر، جملہ اسمیہ خبر، مکر، جواب شرط، مکر، جملہ شرطیہ۔

﴿وَمَا نُرِيهِمْ مِنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا وَأَخْلَدْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾  
و: عاطفہ، مانوہم: فعل نفی بافاعل ومفعول، من: زائد، آیہ: موصوف، الا: اداءہ حصر، ہی: مبتدا، اکبر من اخعها: شبہ، جملہ خبر، مکر، جملہ  
اسمیہ ہوکر صفت، مکر مفعول ثانی، و: عاطفہ، اخلدنا: فعل بافاعل، ہم: ذوالحال، لعلہم یرجعون: جملہ اسمیہ حال، مکر  
مفعول، بالعذاب: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَقَالُوا يَا بَشِئْرَ السَّحَرَاءِ لَنَا رَبٌّ كَمَا لَكُمْ رَبٌّ عِنْدَكُمُ إِنَّا كُنَّا لَمُحْتَدُونَ﴾  
و: عاطفہ، قالوا قول، یا: حرف نداء قائم مقام ادعوا فعل انما ضمیر فاعل، یہ: موصوف، السحر: صفت، مکر مفعول منادی، ادع لنا: فعل  
امر بافاعل و ظرف لغو، ربک: مفعول، ہما عہد عندک: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء اول، اننا: حرف شبہ واسم، لام: تاکید  
یہ، محتدون: شبہ، جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ بالنداء ثانی، مکر جملہ ندائیہ ہوکر مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ﴾  
ف: عاطفہ، لما شرطیہ، کشفنا: فعل بافاعل، عنہم: ظرف لغو، العذاب: مفعول، مکر جملہ فعلیہ ہوکر  
شرط، اذا: فاسیہ، ہم: مبتدا، ینکثون: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ ہوکر جزا، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يُقَوْمُ الْيَسَّىٰ لِي مَلِكٌ مَصْرُوهَ هَذِهِ الْأَنْهَارِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي﴾  
و: متانفہ، نادى فرعون: فعل وفاعل، فی قومہ: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ متانفہ، قال قول، يقوم: نداء، حمزہ: حرف  
استفہام، یس: فعل ناقص، لی: ظرف مستقر خبر مقدم، ملک مصر: معطوف علیہ، و: عاطفہ، حمزہ: مبدل منہ، الانہر: بدل، مکر  
مبتدا، تجری من تحتی: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف، مکر اسم مؤخر، مکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، مکر مقولہ، مکر جملہ قولیہ  
ما قبل "نادی فرعون" کی تفسیر واقع ہے۔

﴿أَفَلَا تَبْصُرُونَ أَنَا أَنَا خَيْرٌ مِنْ هَذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ﴾  
همزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، معطوف علی المحذوف "لا تعقلون" لا تبصرون: فعل نفی بافاعل، مکر جملہ فعلیہ، ام: عاطفہ منقطعہ  
بمعنی بل، اننا: مبتدا، خیر: اسم تفصیل بافاعل، من: جار، هذا: مبدل منہ، الذی موصول، هو مہین: جملہ اسمیہ معطوف  
علیہ، و: عاطفہ، لا یکا: فعل نفی مقارب با اسم، یبین: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر بدل، مکر مجرور، مکر  
ظرف لغو، مکر شبہ جملہ ہوکر خبر، مکر جملہ اسمیہ ما قبل "لا تبصرون" پر معطوف ہے۔

﴿فَلَوْلَا الْقِي عَلَىٰ اسْمِهَا مِنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِينَ﴾  
ف: عاطفہ، لولا: بمعنی هلا حرف کنفیض، القی علیہ: فعل مجهول و ظرف لغو، اسورہ: موصوف، من ذہب: ظرف مستقر صفت، مکر  
تائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ، او: عاطفہ، جاء فعل، معہ: ظرف، الملائکۃ: ذوالحال، مقترنین: حال، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوهُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ﴾  
ف: عاطفہ، استخف قومہ: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اطعوه: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ، انہم: حرف  
شبہ واسم، کانوا: فعل ناقص با اسم، قومًا فاسقین: خبر صفت، مکر خبر، مکر جملہ فعلیہ ہوکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فَلَمَّا اسَفَوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ﴾

ف: عاطفہ، لہذا بشرطیہ، اسفوناً بفعل بافاعل ومفعول، بلکہ جملہ فعلیہ ہو کر شرط، التحق منّا: فعل بافاعل، منہم: ظرف لغو، بلکہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اغرقنا بفعل بافاعل، ہم: مؤکد، اجمعین: تاکید، بلکہ مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ معطوف، بلکہ جزا، بلکہ جملہ شرطیہ۔ ﴿وجعلناہم سلفاً ومثلاً للآخرین﴾  
 ف: عاطفہ، جعلناہم بفعل بافاعل ومفعول، سلفاً: معطوف علیہ، و: عاطفہ، مثلاً: موصوف، للآخرین: ظرف مستقر مفت، بلکہ معطوف، بلکہ مفعول ثانی، بلکہ جملہ فعلیہ۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

#### حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نو نشانیاں:

۱..... اللہ جلّ جلالہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات عطا فرمائے چنانچہ وہ نو معجزات یہ ہیں عصا، ید بیضاء، قحط سالی، طوفان، بڑی، جوں، مینڈک، خون، مال کی بربادی۔ یہ تمام معجزات کا ذکر اسی سورۃ مبارکہ میں ہے سوائے ایک معجزہ کے اور وہ فرعون کیوں کے مال کی بربادی ہے کہ اللہ جلّ جلالہ نے اس کا ذکر سورۃ یونس کی آیت نمبر ۸۸ میں فرمایا۔  
 (الصاوی، ج ۲، ص ۲۷۷)

#### سحر کی تعریف:

۲..... شیخ جرجانی فرماتے ہیں کہ سحر سے مراد تخیل (کوئی چیز مشتبه کرنا)، ملمح سازی اور اس چیز کا ارادہ کرنا ہے جس کی کوئی اصل نہ ہو جیسا کہ کئی مشککین کے نزدیک سحر کی یہی تعریف ہے۔  
 جن سے فرعون نے قرب کا وعدہ کیا تھا کہ اگر تم موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے تو میرے مقرب ہو جاؤ گے ان جادو گروں کی تعداد کے بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے، مقاتل کے نزدیک ان کی تعداد بہتر تھی جن میں دو قبطی اور ستر بنی اسرائیلی تھے، بکبی کے قول کے مطابق ان کی تعداد اہل نیوی کے ستر عام آدمی تھے، کعب کے قول کے مطابق بارہ ہزار اور سدی کے مطابق تین ہزار اور کچھ زائد، مکرّمہ کے مطابق ستر ہزار اور محمد بن منکدر کے مطابق اسی ہزار جادو گر تھے، مقاتل کہتے ہیں کہ جادو گروں کا سردار شمعون تھا اور ابن جریج کے مطابق یوحنا نامی شخص جادو گروں کا سردار تھا۔  
 (البغوی، ص ۳۱۷)

#### حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کا فرعون:

۳..... فرعون عمالقہ (یعنی قبطی قوم) کے بادشاہ کو کہتے ہیں جو کہ عملیق بن لاوذ بن ارم بن سام بن نوح کی نسل سے ہوتے تھے، جیسا کہ ایرانیوں کے بادشاہ کا نام کسری اور رومیوں کے بادشاہ کا نام قیصر ہوتا تھا، (حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کے) فرعون کے نام کے بارے میں اکثر مفسرین کرام کی رائے ہے کہ اس کا نام ولید بن معصب بن ریان تھا جسکی عمر چار سو برس سے زیادہ تھی اور یہی مشہور قول ہے۔  
 (الحمل، ج ۱، ص ۷۴)

#### فرعون کے محلات کے نیچے بہنے والی مصر کی نہریں:

۴..... مراد وہ چار نہریں ہیں جو دریائے نیل میں جا ملتی ہیں جن کے نام یہ ہیں: نہر ملک، نہر طولون، نہر دمیاط اور نہر تیس، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ نہریں فرعون کے محل کے نیچے بہتی تھیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ فرعون جاہ و منصب و مال کے اعتبار سے بہت طاقت و قوت کا حامل تھا۔  
 (الرازی، ج ۹، ص ۶۳۷)  
 حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فرعون کے محلات دریائے نیل کے اطراف میں پھیلے ہوئے تھے اور دریائے

نیل سے سات قسم کی ندیاں نکلتی تھیں جن کے نام یہ ہیں: خلیج اسکندریہ، خلیج سخا، خلیج دمیاط، خلیج سر دوس، خلیج منف، خلیج القہوم، خلیج النکتھی۔ اور تمام ندیوں کے اطراف میں کھیتیاں بھی تھیں اور مصر کی سر زمین کے سولہ گز اطراف میں بلند عمارتیں، پل اور عمدہ ندیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا، اسی مناسبت سے دریائے نیل کو نیل سلطان کہا جاتا ہے کہ سولہ گز کے اطراف میں پھیلے ہوئے احاطے پر محیط ہے اور ابن ابی رواد کے قول کے مطابق آج بھی ایسا ہی ہے۔ نیل سلطان کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ دریا لوگوں کی جانب نکلتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ ﷻ نے دریائے نیل کو تمام دریاؤں کا سردار بنایا ہے اور اس کے لئے مشرق و مغرب کے دریا مسخر کر دیئے ہیں، اور تمام دریا کو اس کا تابع کر دیا ہے اور جب اللہ ﷻ دریائے نیل کو جاری کرنا چاہتا ہے تو باقی تمام دریاؤں کو روک جانے کا حکم دے دیتا ہے، پس باقی دریا اپنے پانی کو روک لیتے ہیں اور اللہ ﷻ دریائے نیل کے لئے جسے جاری کر دیتا ہے اور جب اللہ ﷻ اپنے حکم کی انتہاء کا ارادہ فرماتا ہے تو پانی کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے عناصر کی جانب لوٹ جائیں۔

(القرطبی، الجزء ۱۹، ص ۹۷)

## فرعون کا حضرت موسیٰ ﷺ کی شان میں نازیبا کلام کرنا:

۵..... ”میں بہتر ہوں، موسیٰ سے“ یہ جملہ فرعون کا تھا کیونکہ بظاہر حضرت موسیٰ ﷺ ضعیف الحال تھے، فقر و فاقہ آپ کا شعار تھا۔ فرعون نے یہ جملہ دو وجوہ کی بناء پر تلفظ کیا۔ (۱)..... حضرت موسیٰ ﷺ ظاہری مال و دولت والے نہ تھے بلکہ ضعیف الحال اور بظاہر فقر و فاقہ جیسی عظیم خصلتوں و سعادتوں کے مالک تھے۔ (۲)..... ظاہری اعتبار سے فرعون آپ کے کلام میں لکنت محسوس کرتا تھا اگرچہ حقیقت کچھ اور تھی کیونکہ نبی کی ذات میں عیب نہیں ہو سکتا اور لکنت ہونا یہ عیب کو مستلزم ہے۔ پس یہ دو وجوہ ہیں جو مفسرین نے اس آیت کے تحت ذکر کی ہیں اگرچہ گاہ بگاہ فرعون نے حضرت موسیٰ ﷺ کی شان میں نازیبا کلام کیا ہے لیکن یہاں کلام سے یہی مقصود ہے۔

## حضرت موسیٰ ﷺ کی زبان کی لکنت :

۱..... روایت کیا جاتا ہے کہ بچپن میں جب حضرت موسیٰ ﷺ فرعون کے گھر پرورش پا رہے تھے، فرعون کی داڑھی پکڑ کر کھینچ لی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ فرعون کے منہ پر چاٹنا مار دیا، بی بی آسیہ جو کہ فرعون کی زوجیت میں تھیں مزاحمت پر کہنے لگی ارے بچہ ہے اسے کیا سمجھ، خیر سرخ انگارے اور یا قوت الگ الگ تھال میں رکھ دیئے گئے، حضرت موسیٰ ﷺ جانتے تھے لہذا یا قوت کی جانب بڑھنے لگے لیکن حضرت جبرائیل امین ﷺ نے آپ کا رخ انگاروں کی طرف کر دیا جسے آپ نے منہ میں رکھ لیا اور زبان میں لکنت پیدا ہوئی۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ ﷺ کا ہاتھ جل گیا جیسا کہ زبان میں انگارہ رکھنے سے لکنت ہوئی تھی، لیکن فرعون کے علاج کرانے کے باوجود ٹھیک نہ ہوا۔ ایک قول کے مطابق زبان کی لکنت بچپن ہی سے تھی۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے حضرت موسیٰ ﷺ کو محسوس ہوتا تھا کہ لوگ ان کے کلام کو سمجھ نہیں پاتے حالانکہ اللہ ﷻ نے تمام انبیائے کرام کو فصاحت و بلاغت عطا فرمائی تھی، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قوم ان کے کلام کو نہ سمجھے اور قوم آپ کے کلام کرنے سے متغیر نہ تھی۔ حضرت موسیٰ ﷺ چاہتے تھے کہ قوم (زیادہ سے زیادہ) ان کے کلام سے مستفیض ہوتی رہے۔

(روح المعانی، الجزء السادس عشر ۶۶۰ وغیرہ ملخصاً و ملقطاً)

## کیا نبوت کی تصدیق کے لئے ملائکہ کا پیچھے چلنا ضروری امر ہے؟

۱..... قتادہ کے نزدیک مقتدرین بعض متابعین ہے، مجاہد کہتے ہیں فرعون کے نزدیک فرشتوں کا حضرت موسیٰ ﷺ کے پیچھے چلنے کے معنی یہ ہیں وہ حضرت موسیٰ ﷺ کی صداقت کی گواہی دیتے ہوئے انہی کے ساتھ رہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق فرشتے حضرت موسیٰ ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کی مدد و نصرت کریں، معنی یہ ہیں کہ فرشتے حضرت موسیٰ ﷺ کے ساتھ ہو لیں کیونکہ اگر یہ

اللہ ﷻ کی جانب سے نبی متعین ہیں تو ادا کروا ہی (کے اجراء) میں فرشتوں کا ان کے ساتھ ہونا ضروری ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں خوف لاحق ہو جائے۔ اگر اللہ ﷻ کے نبی ہیں تو رسل عظام (فرشتوں) کا بھی ان کے ساتھ ہونا ضروری ہے اور سادگی امداد و نصرت بھی ان کے ساتھ لاحق ہوتی چاہیے۔ اور ہر عاقل یہ بات جانتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کے متبعین کے مقابلے میں ایک واحد حق رب کی نگہبانی اور حفاظت میں زندگی بسر کر رہے ہیں، اور عصا اور ید بیضاء والے معجزات سونے کے کنگن اور فرشتوں کے ساتھ ملنے سے زیادہ مددگار ہیں اور جہاں تک فرعون کا تعلق ہے تو وہ اس صورت میں بھی ایمان لانے والا نہ تھا کیونکہ جب کہ وہ فرشتوں کے خالق کا ہی منکر ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۵، ص ۸۷ وغیرہ)

### فرعون کا غرق اور عبرتناک انجام:

۵..... اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا: ﴿فَارْحِنَا إِلَىٰ مَوْسَىٰ أَنْ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ.....﴾ الخ تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار، تو جیسا دریا پھٹ گیا (الشعراء: ۶۳) فرعون کا مقصد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کو پالینا تھا۔ اللہ ﷻ کے اذن کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا دریا پر مارا جس سے بارہ قبیلوں کے بارہ راستے بن گئے اور ہر قبیلہ اپنے راستے پر چل نکلا، دریا کا پانی پہاڑ کی مثل کھڑا تھا اور یہ اللہ ﷻ کی جانب سے وہ قدرت ظاہر ہوئی جو کن فیکون پر قادر ہے۔ لوگ خوش خوشی جھومتے ہوئے دریا پار کر گئے اور آگے والے پیچھے والے سب ایک دوسرے سے دریا پار مل گئے، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ دوبارہ دریا پر اپنا عصا ماریں کیونکہ پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے پیچھا کئے آ رہا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اس کے علاوہ بظاہر کوئی اور چارہ بھی نہ تھا لیکن اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعے حکم فرمایا کہ دریا کو اس کے حال پر چھوڑ دیں چنانچہ فرمان مقدر ہوا: ﴿وَأَسْرَكَ الْبَحْرَ وَهُوَ أَنَّهُمْ جُنُودٌ مَقْرُونُونَ﴾ اور دریا کو یوں ہی جگہ جگہ سے چھوڑ دے بیشک وہ لشکر ڈوب دیا جائے گا (القصص: ۲۴)۔ حضرت عبداللہ ابن عباس، مجاہد، عکرمہ، ربیع، ضحاک، قتادہ، کعب الاحبار، سہاک بن حرب، عبدالرحمن بن زید بن اسلم رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا کو اس کے حال پر چھوڑ دیا یہاں تک کہ فرعون مع اپنے لشکر کے دریا میں غرق ہوا۔

(البدایۃ والنہایۃ، قصۃ ہلاک فرعون وجنودہ، ج ۱، الجزء الاول، ص ۲۹۹ وغیرہ)

### اغراض:

من کشف العذاب: لہذا کا بیان ہے۔ وحينئذ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿إِنَّا خَيْرٌ﴾، مسبب ہے محذوف سے، قاضی مظہری نے اس کی وضاحت یوں فرمائی کہ اکثر مفسرین کے نزدیک ام بمعنی بل ہے، فراء کے نزدیک ام پر وقف فرمایا گیا ہے اس صورت میں کلام میں کچھ محذوف ہوگا، پس تقدیر عبارت یوں ہوگی: ”أَفَلَا تَبْصُرُونَ أَمْ تُبْصِرُونَ“، بعد میں نیا کلام ہے اور ایک قول کے مطابق ام متصل ہے کیونکہ مسبب کو سبب کے قائم مقام کیا گیا ہے کیونکہ ﴿إِنَّا خَيْرٌ﴾ کا معنی ہے کہ تم خوب جانتے ہو کہ میں بہتر ہوں، بہتر ہونے کا علم دیکھنے کے سبب سے ہے گویا تقدیر عبارت یوں ہوگی: ”أَفَلَا تَبْصُرُونَ أَمْ تُبْصِرُونَ فَتَعْلَمُونَ إِنِّي خَيْرٌ“۔ حقیقہ: معاذ اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرعون نے یہ جملہ کہا، جو کہ فقط اپنی ذات کا مالک ہے اور اسکی سلطنت بھی نہیں چلتی۔

النسی تناو لہا فی صغروہ: جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو تاجہ دے مارا تھا، پس اُس نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن اُس کی بیوی بی بی آسیہ نے اُسے اس بُرے ارادے سے باز رکھا اور بولی: بچہ ہے، اُسے سمجھو اور آگ کے شعلے کی پہچان نہیں ہو پائے گی، پس وہ ایک تھال میں سمجھو اور دوسرے میں آگ کا انگار لایا، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام (وصف نبوت کی برکت سے) سمجھو کی



## رکوع نمبر: ۱۲

﴿وَلَمَّا ضُرِبَ﴾ جُعِلَ ﴿ابن مریم مثلاً﴾ حِينَ نَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالَى إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ رَضِينَا أَنْ تَكُونَ إِلَهَتَنَا مَعَ عِيسَى لِأَنَّهُ عَبْدٌ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِذَا قَوْمُكَ الْمُشْرِكُونَ ﴿منه﴾ مِنَ الْمِثْلِ ﴿يصدون﴾ ﴿يَضْجُونَ﴾ فَرَحًا بِمَا سَمِعُوا ﴿وقالوا﴾ إلهتنا خير أم هو ﴿أى عيسى﴾ فَنَرَضَى أَنْ تَكُونَ إِلَهَتَنَا مَعَهُ ﴿ما ضربوه﴾ أَى الْمِثْلِ ﴿لك﴾ الا جدلاً ﴿خُصُومَةٌ بِالْبَاطِلِ لِعِلْمِهِمْ أَنْ مَا لَغَيْرِ الْعَاقِلِ فَلَا يَتَنَاولُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ﴾ بل هم قوم خصمون ﴿۵۸﴾ شَدِيدُ الْخُصُومَةِ ﴿ان﴾ مَا ﴿هو﴾ عِيسَى ﴿الا عبد انعمنا عليه﴾ بِالنَّبُوءَةِ ﴿وجعلناه﴾ بِوَجُودِهِ مِنْ غَيْرِ آبٍ ﴿مثلاً لِبَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ ﴿أى كالمثل لغرابته﴾ يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلَى قُدْرَةِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى مَا يَشَاءُ ﴿ولو نشاء لجعلنا منكم﴾ بِذَلِكَ ﴿ملئكة فى الارض يخلفون﴾ ﴿۶۰﴾ بَيَانُ تَهْلِكْكُمْ ﴿وانه﴾ أَى عِيسَى ﴿لعلهم للساعة﴾ تَعْلَمُ بِنُزُولِهِ ﴿فلا تمترون بها﴾ أَى تَشْكُنُ فِيهَا حَذَفَ مِنْهُ نُونُ الرَّفْعِ لِلجَزْمِ وَوَاوُ الضَّمِيرِ لِاتِّقَاءِ السَّائِكِينَ وَقُلْ لَهُمْ ﴿واتبعون﴾ عَلَى التَّوْحِيدِ ﴿هذا﴾ الَّذِى أَمَرَكُمْ بِهِ ﴿صراط﴾ طَرِيقٌ ﴿مستقيم﴾ ﴿۶۱﴾ وَلَا يَصْدَبُكُمْ يُضِرُّكُمْ عَنْ دِينِ اللَّهِ الشَّيْطَانُ أَنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿۶۲﴾ بَيِّنُ الْعَدَاوَةِ ﴿ولما جاء عيسى بالبينات﴾ بِالْمُعْجَزَاتِ وَالشَّرَائِعِ ﴿قال﴾ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَالنَّبُوءَةِ وَشَرَائِعِ الْإِنْجِيلِ ﴿ولا بين لكم بعض الذى تختلفون فيه﴾ مِنْ أَحْكَامِ التَّوْرَةِ مِنْ أَمْرِ الدِّينِ وَغَيْرِهِ فَبَيَّنَ لَهُمْ أَمْرَ الدِّينِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاطِيعُونَ ﴿۶۳﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّى وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَذَا صِرَاطٌ طَرِيقٌ ﴿مستقيم﴾ ﴿۶۴﴾ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ﴿فِى عِيسَى أَهْوَى اللَّهُ أَوْ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ﴾ فَوَيْلٌ كَلِمَةً عَذَابٍ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ﴿كَفَرُوا بِمَا قَالُوهُ﴾ فِى عِيسَى ﴿من عذاب يوم اليم﴾ ﴿۶۵﴾ مُؤَلَّمٌ ﴿هل ينظرون﴾ أَى كَفَارٌ مَكَّةَ أَى مَا يَنْتَظِرُونَ ﴿الا الساعة﴾ ان تَأْتِيَهُمْ ﴿بَدَلٌ مِنَ السَّاعَةِ﴾ بَغْتَةً فَجْئًا ﴿وهم لا يشعرون﴾ ﴿۶۶﴾ بِوَقْتِ مَاجِيئِهَا قَبْلَهُ ﴿الاخلاء﴾ عَلَى الْمَعْصِيَةِ فِى الدُّنْيَا ﴿يومئذ﴾ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مُتَعَلِّقٌ بِقَوْلِهِ ﴿بعضهم لبعض عدوا﴾ الا الْمُتَّقِينَ ﴿۶۷﴾ الْمُتَحَابِّينَ فِى اللَّهِ عَلَى طَاعَتِهِ فَإِنَّهُمْ أَصْدِقَاءُ.

## ﴿ترجمہ﴾

اور جب ابن مریم..... کی مثال بیان کی جائے (ضرب بمعنی مثل ہے، جب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا) اُنکے و ما تعبدون من دون الله حسب جهنم (الانبیاء: ۹۸) ﴿جہنمی تمہاری (شُرک) قوم اس سے﴾ (یعنی اس مثال سے) ہٹے لگتی ہے

(ترکیب)

و: عاطفه، قالوا قول، همزه: حرف استفهام، الهتينا: معطوف عليه، ام: متعلقه عاطفه، هو: معطوف، ملكر مبتدا، خيرو: خبر، ملكر جمله اسمیه مقوله، ملكر جمله قولیه، ماضیه به لك: فعل نفي بافاعل ومفعول وظرف لغو، الا: اداة حصر، جدلا: مفعول له، ملكر جمله فعلیه، بل: عاطفه وحرف اضراب، هم قوم: موصوف، خصمون: صفت، ملكر جمله اسمیه۔

﴿ان هو الا عبد اعننا عليه وجعلناه مفلا لبني اسراء يل﴾

ان: تالیہ، ہو، مبتداء، الا: اداة حصر، عبد: موصوف، اعننا عليه: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جعلناه: فعل بافاعل  
ومفعول، مفلا: موصوف، لبني اسراء يل: ظرف مستقر مفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو نشاء لجعلنا منكم ملكة في الارض يخلفون﴾

و: عاطفہ، لو: شرطیہ، نشاء: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکید، جعلنا: فعل بافاعل، منكم: ظرف لغو، ملكة: موصوف، في الارض  
يخلفون: جملہ فعلیہ مفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وانه لعلم للساعة فلا تمترون بها واتبعون﴾

و: عاطفہ، انه: حرف شبہ واسم، لام: تاکید، علم: موصوف، للساعة: ظرف مستقر مفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، لا تمترون  
بها: فعل نہی وادّیہ مخذوف فاعل، و: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتبعون: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ  
معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا كان الامر كذلك" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿هذا صراط مستقيم ولا يصدنكم الشيطان انه لكم عدو مبين﴾

هذا: مبتداء، صراط مستقيم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لا يصدنكم: فعل نہی ومفعول، الشيطان، فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، انه: حرف  
شبہ واسم، لكم: ظرف مستقر خبر مقدم، عدو مبين: مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو لما جاء عيسى بالبينت قال قد جئتكم بالحكمة ولا بين لكم بعض الذي تختلفون فيه﴾

و: متانفہ، لما: شرطیہ، جاء عيسى بالبينت: جملہ فعلیہ شرط، قال: قول، قد جئتكم: فعل بافاعل ومفعول، بالحكمة: جار مجرور  
معطوف علیہ، و: عاطفہ، لام: جار، ابين لكم: فعل بافاعل و: ظرف لغو، بعض: مضاف، الذي يختلفون فيه: موصول صلہ، ملکر مضاف  
الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فأتقوا الله واطيعوا ان الله هو ربي وربكم فاعبدوه﴾

ف: متانفہ، اتقوا الله: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ، و: عاطفہ، اطيعوا: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان  
الله: حرف شبہ واسم، هو: مبتداء، ربي وربكم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، اعبدوه: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر  
جملہ فعلیہ۔

﴿هذا صراط مستقيم فاختلف الاحزاب من بينهم فويل للذين ظلموا من عذاب يوم اليم﴾

هذا: مبتداء، صراط مستقيم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، اختلف: فعل، الاحزاب: ذوالحال، من بينهم: ظرف مستقر  
حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، وويل: مبتداء، للذين ظلموا: ظرف مستقر خبر اول، من: جار، عذاب: مضاف، يوم  
اليم: مرکب توصیلی مضاف الیہ، ملکر ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هل ينظرون الا الساعة ان تأتيهم بغتة وهم لا يشعرون﴾

هل: حرف استفهام للمنی، ينظرون: فعل بافاعل، الا: اداة حصر، الساعة: مبدل منه، ان: مصدر  
یہ، تأتي: فعل "هو" ذوالحال، بغتة: حال، ملکر فاعل، هم: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، هم لا يشعرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر  
جملہ فعلیہ تاویل مصدر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو الا المتقین﴾

الاخلاء: مبتدا، یومئذ: ظرف مقدم، عدو: اسم مبالغہ بافعال، ملکر ذوالحال، لبعض: ظرف مستقر حال مقدم، ملکر خبر، بعضہم: مستثنیٰ منہ، الا باداة استثناء، المتقین: مستثنیٰ، ملکر مبتدا ثانی اپنی خبر سے، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆.....ولما ضرب ابن مریم.....☆ جب سید عالم ﷺ نے قریش کے سامنے یہ آیت ﴿وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حُصْبَ جَهَنَّمَ﴾ پڑھی جس کے معنی یہ ہیں کہ اے مشرکین تم اور جو چیز اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہے یہ سن کر مشرکین کو بہت غصہ آیا اور ابن زبیری کہنے لگا یا محمد ﷺ کیا یہ خاص ہمارے اور ہمارے معبودوں ہی کے لئے ہے یا ہر امت و گروہ کے لئے ہے؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے اور تمہارے معبودوں کے لئے بھی اور سب امتوں کے لئے بھی ہے اس پر اس نے کہا کہ آپ کے نزدیک عیسیٰ بن مریم نبی ہیں اور آپ ان کی اور انکی والدہ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ نصاریٰ ان دونوں کو پوجتے ہیں اور حضرت عزیر اور فرشتے بھی پوجے جاتے ہیں یعنی یہود وغیرہ ان کو پوجتے ہیں تو اگر یہ حضرات (معاذ اللہ) جہنم میں ہوں گے تو ہم راضی ہیں کہ ہم اور ہمارے معبود بھی ان کے ساتھ ہوں اور یہ کہہ کر یہود خوب ہنسے اس پر اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ الْحَسَنِ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ أُسُّ الْعُرْسِ وَلَهُمْ فِيهَا زَوْجٌ بَٰرٌّ﴾ اور یہ آیت نازل ہوئی ﴿وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ جس کا مطلب ہے کہ جب زبیری نے اپنے معبودوں کے لئے حضرت عیسیٰ بن مریم کی مثال بیان کی اور سید عالم ﷺ سے مجادلہ کیا کہ نصاریٰ انہیں پوجتے ہیں تو قریش اس کی بات پر ہنسے لگے۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

#### حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نسب:

۱.....مریم بنت عمران بن ماثان بن العازر بن الیود بن اشتر بن صادق بن عیاز و بن الیاقیم بن ایوب و بن زریا بن یسٰء بن شالم بن یوحنا بن برشا بن اسون بن یشاب بن حزقیا بن احاز بن موثام بن عزریا بن یورام بن یوشافاط بن ایسا بن ایام بن رجھام بن سلمان بن داؤد کے بیٹے کا نام عیسیٰ ہے، جو کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔  
(البداية والنهاية، باب: قصة عيسى ابن مريم، ج ۲، الجزء الثاني، ص ۴۴۱)

#### آیت متذکرہ میں جھگڑالو لوگوں سے مراد کون ہیں؟

۲.....ہمارے معبودان باطل بہتر ہیں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام؟ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جھگڑا کرتے اور کہتے کیا اللہ ﷻ کے سوا جن کی بھی عبادت کی جائے وہ (معبودان باطل) آگ میں جائیں گے؟ تو ہم اس بات پر راضی ہیں کہ ہمارے معبودان باطل، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرات ملائکہ و حضرت عزیر علیہ السلام ساتھ ہوں۔ پس اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ الْحَسَنِ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ أُسُّ الْعُرْسِ وَلَهُمْ فِيهَا زَوْجٌ بَٰرٌّ﴾ اور یہ آیت نازل ہوئی کہ ان کا مجادلہ (جھگڑا) کرنا باطل ہے اور مرنے کے بعد جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔

(القرطبي، الجزء: ۲۵، ص ۸۹، العازر، ج ۲، ص ۴۱۲)

☆.....حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ما ضل قوم بعد هدى كانوا عليه الا اوتوا الجدل ثم تلا رسول الله ﷺ هذه الايت: ﴿وَمَا ضَرْبُوهَ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصْمُونَ﴾ انہوں نے تم سے یہ نہ کہا



مگر ناحق جھگڑے کو بلکہ وہ جھگڑا لوقوم ہے (السرعرف: ۵۸)۔ حضرت ابوامامہ ؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”لوگ حدایت کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گئے مگر یہ کہ ان میں جھگڑا لو پیدا ہو جائیں، پھر سید عالم ﷺ نے یہ آیت: ﴿مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصْمُونَ﴾ انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو بلکہ وہ جھگڑا لوقوم ہے (الرعرف: ۵۸) تلاوت فرمائی۔“

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب سورة الزخرف: رقم: ۳۲۶۴، ص ۹۳۵)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لئے مثال کرنا:

۴..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر بندوں کی طرح بندے نہیں بلکہ اللہ ﷻ نے ان پر انعام فرمایا ہے اور وہ اس طرح کہ انہیں بغیر باپ کے پیدا فرمایا جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا اور انہیں نبوت کے منصب پر فائز کیا اور دیگر کئی عجیب و غریب انعام و اکرام سے نوازا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا بظاہر سبب فرشتے کا بی بی مریم علیہا السلام کے گریبان میں پھونکنا تھا، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ ﷻ کے فضل سے فرشتے کے سبب سے حمل کا قرار پانا بھی ممکن ہے۔ اور یہ مثال کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت المقدس کی وادی میں نزول فرمائیں گے جسے ایفقی کہتے ہیں اور ان کے ہاتھ میں جنگی ہتھیار ہوگا اور اس کی مدد سے دجال سے قتال کریں گے اور پھر بیت المقدس میں تشریف لا کر نماز صبح (نجر) ادا فرمائیں گے، پس امام امامت کو موخر کرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قدم بوسی کرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمدی ﷺ کے طریقے کے مطابق نماز ادا فرمائیں گے، پھر خنزیر کو قتل فرمائیں گے، سلیب توڑیں گے اور یہود و نصاریٰ کے عبادت گاہوں کو مسمار کریں گے اور سوائے ایمان لانے والوں کے دیگر نصاریٰ سے قتال فرمائیں گے۔“

(الرازی، ج ۹، ص ۶۴۰)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا امور دینیہ کو واضح فرمانا:

۵..... اللہ ﷻ کی ذات و صفات و افعال کی معرفت کا علم عطا فرمادیا، اور بعض احکامات تکلیفیہ میں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم اختلاف کرتی تھی آپ نے انہیں بھی واضح طریقے سے پہنچا دیا جس سے حق ان کے سامنے واضح ہو گیا اور آیت مذکورہ میں بالحکمة سے مراد اصول دین ہے اور ان کی قوم فروغ دین کے معاملے میں کچھ اختلاف رکھتی تھی، پھر اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اس اختلاف کو بیان کیوں نہ کیا گیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کا جن امور میں اختلاف تھا ان کی معرفت کی نہ تو حاجت تھی اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ پر اسے بیان کرنا واجب تھا۔

(الرازی، ج ۹، ص ۶۴۱)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے عقیدہ تثلیث رکھنا:

۵..... قرآن مجید اور معتبر تفاسیر کے مطالعے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بعض عیسائیوں کا یہ کہنا ہے کہ مسیح بعینہ اللہ ﷻ ہی ہیں، اس لئے کہ اللہ ﷻ کسی زمانے میں کسی شخص پر تجلی فرماتا ہے اور اس وقت اللہ ﷻ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تجلی ڈالی ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے جو افعال ظاہر ہوتے ہیں وہ اللہ ﷻ کے سوا کسی اور کی قدرت ہو ہی نہیں سکتی، بعض عیسائی تین خدا مانتے ہیں اللہ ﷻ، مریم اور مسیح اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ ﷻ کا بیٹا مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انہ ولد اللہ من مریم (معاذ اللہ)۔

(المدارك، ج ۱، ص ۴۶۴)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں عقیدہ تثلیث سے انکی مراد باپ، بیٹا اور روح القدس یہ تینوں ایک ہی خدا ہیں (روح القدس سے انکی مراد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ہیں)۔

(عطائین ج ۱، ص ۸۸۵)

## اغراض:

فرحاً بما سمعوا: مشرکین یہ سمجھے کہ سید عالم ﷺ اس جدال سے مغلوب ہو جائیں گے۔

لعلہم ان ما: یعنی جانتے تھے کہ ﴿انکم وما تعبدون﴾ میں ”ما“ غیر عاقل کے لئے ہے کیونکہ قرآن انہی کی لغت میں نازل ہوا ہے اور جہاں تک ذوی العقول کا تعلق ہے تو ﴿ان﴾ ہو الا عبد ﴿کا خطاب ہے، معنی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وہ کرم بندے ہیں جو نبوت کے منصب کے ساتھ متصف کئے گئے ہیں۔ ووجودہ من غیر اب: اور اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی بغیر ماں باپ کے ساتھ تخلیق ہونے پر دلیل ہے۔

اھو اللہ: یہ نصاریٰ کے فرقہ یعقوبیہ کا قول ہے۔ او ابن اللہ: اور یہ بھی نصاریٰ کے فرقے مرقوسیہ کا قول ہے۔

او ثالث ثلاثہ: اور یہ بھی نصاریٰ ہی کے گروہ مکانیہ کا قول ہے، پس ایک گروہ کا کہنا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بندے اور رسول ہیں، اور انہوں نے سید عالم ﷺ کی بعثت کا انکار کیا اور یہود کا کہنا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی نہیں ہیں بلکہ ابن زنا (زنا سے پیدا شدہ ہیں معاذ اللہ)، اللہ کی اُن پر لعنت ہو۔ کلمۃ عذاب: مراد عذاب ہے، ”فویل“ ترکیب میں مبتداء ہے۔ ای کفار مکہ: جن سے عذاب کا وعدہ کیا گیا تھا۔ علی المعصیۃ: مطلقاً احباب مراد ہیں اور اس صورت میں آیت میں موجود استثناء متصل ہوگا ورنہ منقطع۔

فانہم اصدقاء: یعنی وہ بعض کی شفاعت بھی کریں گے اور دوسروں سے محبت کرنے والے ہیں، جیسا کہ دنیا میں دوسروں کا ساتھ دیتے تھے ویقال لہم: اور ﴿یعباد لا خوف..... الخ﴾ کے ذریعے اللہ نے اُن کے شرف اور قلوب کی پاکیزگی کی جانب اشارہ فرمایا ہے، وارد ہوتا ہے کہ ایک منادی اسی آیت مذکورہ کے ذریعے ندا فرمائے گا تو ان لوگوں کے سر بلند ہو جائیں گے، پس منادی کہے گا: ﴿الذین امنوا بایتنا وکانوا مسلمین﴾ پس جب یہ ندا ہوگی تو مسلمانوں کے سوا دیگر ادیان والے اپنے نرذلت سے جھکا دیں گے۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۴۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۳

وَيُقَالُ لَهُمْ ﴿يَعْبَادُ لَا خَوْفَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ﴾ (۶۸) الذِّينَ آمَنُوا ﴿نَعْتُ لِعِبَادِي﴾ ﴿بَايْتِنَا﴾ الْقُرْآنَ ﴿وَكَانُوا مُسْلِمِينَ﴾ (۶۹) ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ ﴿مُبْتَدَأُ﴾ ﴿وَأَزْوَاجُكُمْ﴾ ﴿زَوْجَاتُكُمْ﴾ ﴿تَحْبِرُونَ﴾ (۷۰) ﴿تُسْرُونَ وَتُكْرَمُونَ خَيْرُ الْمُبْتَدَأِ﴾ ﴿يَطَافُ عَلَيْهِمْ بِصُحُفٍ بِقِصَاصٍ﴾ ﴿مِنْ ذَهَبٍ﴾ وَاکْوَابٍ ﴿جَمْعُ كُوبٍ﴾ وَهُوَ إِنَاءٌ لَا غُرُورَ لَهُ لِيُشْرَبَ الشَّرَابُ مِنْ حَيْثُ شَاءَ ﴿وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ﴾ ﴿تَلَذُّذًا﴾ ﴿وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ﴾ ﴿وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (۷۱) وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا﴾ ﴿أَيُّ بَعْضُهَا﴾ ﴿تَاكُلُونَ﴾ (۷۲) ﴿وَمَا يَأْتِي كُلَّ يَخْلَفُ بِذَلِكَ﴾ ﴿إِنْ الْمَجْرِمِينَ فِي عَذَابٍ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ﴾ (۷۳) لَا يَفْتَرُ ﴿يُخَفَّفُ﴾ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مَبْلُسُونَ ﴿سَاكِنُونَ﴾ سَكُونٌ يَاسٍ ﴿وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ﴾ (۷۴) وَنَادُوا يَمْلِكُ ﴿هُوَ خَازِنُ النَّارِ﴾ ﴿لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾ ﴿لِيُؤْتِنَا﴾ ﴿قَالَ﴾ ﴿بَعْدَ أَلْفِ سَنَةٍ﴾ ﴿أَنْتُمْ﴾ مَا كُنْتُمْ ﴿مُقِيمُونَ فِي الْعَذَابِ دَائِمًا﴾ قَالَ تَعَالَى ﴿لَقَدْ جَنَنْتُمْ﴾ ﴿أَيُّ أَهْلِ مَكَّةَ﴾ ﴿بِالْحَقِّ﴾ ﴿عَلَى لِسَانِ الرَّسُولِ﴾ ﴿وَلَكِنْ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَرْهُونَ﴾ (۷۸) ﴿أَمْ أَمْرُكُمْ﴾ ﴿أَيُّ﴾

كُفَّارُ مَكَّةَ أَخْكُمُوا ﴿۸۱﴾ اَمَّا يَحْسَبُونَ اِنَّا لَا نَسْمَعُ سُرُّهُمۡ وَنَجْوَاهُمۡ ﴿۸۲﴾ مَا يُبْرُونَ اِلٰى غَيْرِهِمْ وَمَا يُنْهَرُونَ بِهٖ بَيْنَهُمْ ﴿۸۳﴾ نَسْمَعُ ذٰلِكَ ﴿۸۴﴾ وَرَسَلْنَا اِلَیْهِمۡ اَلْحَفَظَةَ ﴿۸۵﴾ لَدِيْهِمْ ﴿۸۶﴾ عِنْدَهُمْ ﴿۸۷﴾ يَكْسِبُونَ ﴿۸۸﴾ ذٰلِكَ ﴿۸۹﴾ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَرَضَ اِلٰیہٗا اُولَ الْعٰبِدِيْنَ ﴿۹۰﴾ لَلْوَلَدِ لَكِنْ ثَبَتَ اَنْ لَا وَلَدَ لَہٗ تَعَالٰی فَاَنفَلْتَ عِبَادَتَہٗ ﴿۹۱﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ ﴿۹۲﴾ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۹۳﴾ یَقُولُوْنَ مِّنَ الْکَذِبِ بِسْمَةِ الْوَلَدِ اِلَیْہِ ﴿۹۴﴾ فَذَرَهُمْ یَخوضُوْا ﴿۹۵﴾ فِیۡ بَاطِلِهِمْ ﴿۹۶﴾ وَیَدْعُوْا ﴿۹۷﴾ فِیۡ ذُنُوبِهِمْ ﴿۹۸﴾ حَتّٰی یَلْقَوْا یَوْمَهُمۡ الَّذِیۡ یُوعَدُوْنَ ﴿۹۹﴾ فِیْہِ الْعَذَابُ وَهُوَ یَوْمُ الْقِیَمَةِ ﴿۱۰۰﴾ وَهُوَ الَّذِیۡ ﴿۱۰۱﴾ هُوَ ﴿۱۰۲﴾ فِی السَّمَاءِ اِلَہٗ ﴿۱۰۳﴾ یَخْلُقُ فِی السَّمٰوٰتِ وَاسْفَاطُ الْاَوَّلٰی وَتَسْهِلُہَا کَالِیَّاءِ اٰی مَعْبُوْدٌ ﴿۱۰۴﴾ وَفِی الْاَرْضِ اِلَہٗ ﴿۱۰۵﴾ وَکُلٌّ مِّنَ الظُّرُفِیْنِ مُتَعَلِّقٌ بِمَا بَعْدَہٗ ﴿۱۰۶﴾ وَهُوَ الْحَکِیْمُ ﴿۱۰۷﴾ فِی تَدْرِیْرِ خَلْقِہٖ الْعَلِیْمُ ﴿۱۰۸﴾ بِمَصَالِحِہٖ وَتَبَرُّکَ تَعَظُّمَ الَّذِیۡ لَہٗ مَلٰکِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَعِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ﴿۱۰۹﴾ مَتٰی تَقُوْمُ ﴿۱۱۰﴾ وَاِلَیْہِ تَرْجِعُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ بِالنَّاءِ وَالْبَیَّاءِ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا یَمْلٰکُ الدِّیْنَ یَدْعُوْنَ یَعْبُدُوْنَ اٰی الْکُفَّارِ ﴿۱۱۳﴾ مِّنْ دُوْنِہٖ اٰی اللّٰہِ ﴿۱۱۴﴾ الشَّفَاعَةُ ﴿۱۱۵﴾ لَا حٰدِثٌ ﴿۱۱۶﴾ اِلَّا مِّنْ شَہِدٍ بِالْحَقِّ ﴿۱۱۷﴾ اٰی قَالِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ﴿۱۱۸﴾ وَہُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۹﴾ بِقُلُوْبِهِمْ مَا شَہَدُوْا بِہٖ بِالْاَسْتِیْثٰہِمْ وَہُمْ عِیْسٰی وَغَزِیْرٌ وَ الْمَلٰئِکَةُ فَاَنَّهُمْ یَشْفَعُوْنَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلٰن ﴿۱۲۱﴾ لَا مَ قَسَمٌ ﴿۱۲۲﴾ سَالَتْہُمْ مِّنْ خَلْقِہُمْ لَیْقُوْلُنَّ اللّٰہُ ﴿۱۲۳﴾ حَذَفَ مِنْہٗ نُوْنَ الرَّفْعِ وَ وَاوُ الضَّمِیْرِ ﴿۱۲۴﴾ فَاَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ یُضَرَفُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ اللّٰہِ تَعَالٰی ﴿۱۲۶﴾ وَقِیْلَہٗ ﴿۱۲۷﴾ اٰی قَوْلِ مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ ﷺ وَنَصْبُہٗ عَلٰی الْمَضَدِ بِفَعْلِہِ الْمُقَدَّرِ اٰی وَقَالَ ﴿۱۲۸﴾ یَرِبْ اِنْ هُوَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ قَالِ تَعَالٰی ﴿۱۳۰﴾ فَاصْفَحْ ﴿۱۳۱﴾ اَعْرِضْ ﴿۱۳۲﴾ عَنْہُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ﴿۱۳۳﴾ مِنْکُمْ وَهٰذَا قَبْلُ اَنْ یُّوْمَرَ بِقِتَالِہِمْ ﴿۱۳۴﴾ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ بِالْبَیَّاءِ وَالنَّاءِ تَهْدِیْدٌ لَّہُمْ

### ترجمہ

(اور ان سے فرمایا جائے گا) اے میرے بندوں آج تم پر خوف نہ تم کو غم ہو وہ جو ایمان لائے ("الذین امنو" عبادی کی صفت ہے) ہماری آیتوں پر (یعنی قرآن پاک پر) اور مسلمان تھے داخل ہو جنت میں تم (انتم ضمیر مبتدا ہے) اور تمہاری یہاں تمہاری خاطر میں ہوئیں (تمہیں خوش کیا جائے گا تمہاری عزت افزائی ہوگی، تحسین و مبتدا کی خبر بن رہی ہے، ازواجکم بمعنی زوجاتکم ہے ان پر دورہ ہوگا سونے کے پیالوں.....:.....) (صحاف بمعنی قصاع ہے) اور جاموں کا ("اکواب" کوب کی جمع ہے، کوب بغیر کنڈے کے برتن کو کہتے ہیں کہ پینے والا جس مقام سے چاہے پی لے) اور اس میں (ان کی لذت اندوزی کے لیے) جو جی چاہے اور جس سے آنکھ کو لذت پہنچے (یعنی وہ جس کو دیکھنے سے آنکھ کو لذت پہنچے) اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کئے گئے اپنے اعمال سے تمہارے لیے اس میں بہت میوے ہیں کہ ان میں سے (یعنی ان میں سے بعض کو) کھاؤ (جو کھالیا جائے گا اس کے بدلہ دوسرا آجائے گا.....:.....) بے شک مجرم جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ کبھی ہلکا نہ پڑے گا (لا یفسر بمعنی لا یخفف ہے) ان سے اور وہ اس میں مایوسی سے خاموش ہوں گے (مہلسون کا معنی ناامیدی کے سبب خاموشی اختیار کرنا ہے) اور ہم نے ان پر کچھ ظلم نہ کیا ہاں وہ خود ہی ظالم تھے اور وہ پکاریں گے اے مالک! (یہ داروغہ جہنم کا نام ہے) تیرا رب ہمیں تمام کر چکے (یعنی وہ ہمیں موت دے دے) وہ فرمائے گا (ایک ہزار سال کے بعد) تمہیں تو ٹھہرنا ہے (عذاب میں ہمیشہ، مکثون بمعنی مقیمون ہے



اللہ ﷻ فرماتا ہے (بیشک ہم تمہارے پاس (اے اہل مکہ) حق لائے (اپنے رسول کی زبانی) مگر تم میں اکثر کو حق ناگوار ہے کیا انہوں نے (یعنی کفار مکہ نے) پکا کر لیا ہے (ابرموا بمعنی احکمو) کوئی کام (ہمارے نبی محمد ﷺ کے ساتھ کر کرنے کے بارے میں) تو ہم اپنا کام پکا کرنے والے ہیں (ان کو ہلاک کرنے کی اپنی خفیہ تدبیر کی کرنے والے ہیں۔۔۔۔۔) کیا اس گھمنڈ میں ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات اور ان کی مشاورت نہیں سنتے (یعنی آہستہ آواز میں جو باتیں وہ دوسروں سے کرتے ہیں اور با آواز بلند جو باتیں وہ باہم کرتے ہیں، انہیں) ہاں کیوں نہیں (ہم یہ سب سنتے ہیں) اور ہمارے فرشتے (دوسل سے مراد محافظ فرشتے ہیں) ان کے پاس (لعلیہم بمعنی عندہم ہے، یہ سب) لکھ رہے ہیں تم فرماؤ (بالقرض) جس کے کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے (اس بچہ کو) میں پوجتا (لیکن یہ ثابت ہے کہ اللہ ﷻ کا کوئی بچہ نہیں ہے تو اس بچے کی بھی منشی ہوگئی) پاکی ہے آسمانوں اور زمین کے رب کو کرسی کے رب (آیت میں مذکور لفظ عرش کے معنی کرسی۔۔۔۔۔) ان باتوں سے جو یہ بتاتے ہیں (اللہ ﷻ کی طرف اولاد کی نسبت کر کے یہ لوگ جو جھوٹ بکتے ہیں اللہ ﷻ اس سے پاک ہے) تو تم انہیں چھوڑو کہ یہود و باتیں کریں (اپنے زعم باطل میں) اور کھلیں (اپنی دنیا میں) یہاں تک کہ اپنے اس دن کو پائیں جس کا ان سے وعدہ ہے (یعنی جس میں عذاب دیئے جانے کا انہیں وعدہ ہے، مراد اس سے روز قیامت ہے) اور وہی آسمان والوں کا خدا (اللہ کے معنی معبود ہے، السماء اور اللہ یہ دونوں دو ہمزہ کی تحقیق کے ساتھ اور السماء کے ہمزہ کے اسقاط اور یاء کی طرف اس کی تسہیل کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور زمین والوں کا خدا (اور یہ دونوں ہی طرف اپنے مابعد یعنی اللہ کے معنی معبود سے متعلق ہیں) اور وہی حکمت والا ہے (اپنی مخلوق کی تدبیر کرنے میں) علم رکھنے والا ہے (ان کی مصلحتوں کا) بڑی عظمت والا ہے (تبارک بمعنی تعظیم ہے) وہ کہ اسی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم (کہ قیامت کب قائم ہوگی) اور تمہیں اسی کی طرف پھرنا ہے (تو جعون علامت مضارع تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور جن کو یہ (یعنی کفار) اللہ کے سوا پوجتے ہیں (یدعون بمعنی یعبدون ہے، کسی کی) شفاعت کا اختیار نہیں رکھتا ہاں شفاعت کا اختیار انہیں ہے جو حق کی گواہی دیں (یعنی لا الہ الا اللہ کے قائل ہو جائیں) اور علم رکھیں (اپنے دلوں کے ساتھ اس پر جس کی گواہی انہوں نے اپنی زبانوں سے دی ہے اور وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت عزیر علیہ السلام اور فرشتے ہیں، یہ یقیناً مسلمانوں کی شفاعت کریں گے۔۔۔۔۔) اور اگر (لسن میں لام قسمیہ ہے) تم ان سے پوچھو انہیں کس نے پیدا کیا تو ضرور کہیں گے اللہ نے (لیقولن سے نون اعرابی اور ضمیر جمع واؤ کو حذف کر دیا گیا ہے) تو کہاں اوندھے جاتے ہو (یعنی اللہ ﷻ کی عبادت سے کہاں پھرتے ہیں) اور مجھے ان کے (یعنی حضرت محمد ﷺ کے) اس کہے کی قسم (قیل مصدر کے معنی قول ہے، یہ فعل مقدر قال کا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے) کہ اے میرے رب! یہ لوگ ایمان نہیں لاتے (اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) تو ان سے درگزر کرو (اصفح بمعنی اعرض ہے) اور فرماؤ سلام (یہ سلام متار کہ ہے، یہ امر حکم جہاد کے نزول سے پہلے کا ہے) کہ آگے جان جائیں گے (معلمون علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اس میں کفار کے لیے تہدید ہے)۔

### ﴿تَرْكِيْب﴾

﴿يَعْبَادُ لَا خَوْفَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ﴾

یعباد: نداء، لا: تانیہ، خوف: یزوال حال، الیوم: ظرف متعلق بحذف مبتداء، علیکم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: تانیہ، انتہم: مبتداء، تحزنون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر قول محذوف "یسقال لہم" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ۔



﴿الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَآزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ﴾

الَّذِينَ: موصول، آمنوا بآیاتنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کانوا مسلمین: جملہ فعلیہ معطوف، لکر صلہ، لکر  
ما قبل "صادی" کی صفت واقع ہے، ادخلوا الجنة: فعل امر بافعل، لکر مفعول، لکر جملہ فعلیہ، انتم: معطوف  
علیہ، وازواجکم: معطوف، لکر مبتدأ، تحبرون: جملہ فعلیہ خبر، لکر جملہ اسمیہ۔

﴿يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصُحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَاكْوَابٍ﴾

يُطَافُ عَلَيْهِمْ: فعل مجہول باثنا ب الفاعل و ظرف لغو، ب: جار، صُحَافٍ: موصوف، بمن ذهب: ظرف مستقر صفت، لکر معطوف  
علیہ، و: عاطفہ، اکواب: اکواب، لکر مجرور، لکر ظرف لغو، لکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

و: عاطفہ، فیہا: ظرف مستقر خبر مقدم، ما: موصولہ، تشتهیہ: الانفس: فعل و مفعول و قاعل، لکر جملہ فعلیہ معطوف  
و: عاطفہ، تلتذ الاعین: جملہ فعلیہ معطوف، لکر صلہ، لکر مبتدأ مؤخر، لکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انتم: مبتدأ، فیہا: خالدون: شبہ جملہ  
خبر، لکر جملہ اسمیہ۔

﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ﴾

تلك: مبتدأ، الجنة: موصوف، التي: موصول، اورثتموها: جملہ فعلیہ صلہ، لکر صفت، لکر خبر، لکر جملہ  
اسمیہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، فیہا: ظرف مستقر حال مقدم، فاکہة: موصوف، کثیرة: صفت اول، منہا: تاكلون: جملہ فعلیہ  
صفت ثانی، لکر ذوالحال، لکر مبتدأ مؤخر، لکر جملہ اسمیہ۔

﴿إِنَّ الْمَجْرُمِينَ فِي عَذَابٍ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ لَا يَفْتَرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مَبْلُوسُونَ﴾

إن المجرمين: حرف شبہ و اسم، فی عذاب جہنم: ظرف لغو مقدم، خالدون: اسم قاعل و اوصیو ذوالحال، لا یفتر: فعل نفی مجہول، عنہم: ظرف  
لغو، لکر جملہ فعلیہ حال اول، و: حالیہ، ہم: موصول، جملہ اسمیہ حال ثانی، لکر قاعل، لکر شبہ جملہ خبر، لکر جملہ اسمیہ۔

﴿وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ وَنَادُوا بِإِمْلَکْ لِيَقْضَ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾

و: عاطفہ، ما ظلمناہم: فعل نفی بافاعل، و: حالیہ، کانوا: فعل ناقص باسم، ہم: ضمیر فصل، الظالمین: خبر، لکر جملہ فعلیہ حال، لکر  
مفعول، لکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، نادوا: فعل بافاعل، یملک: نداء، لیقض: فعل امر، علینا: ظرف لغو، ربک: قاعل، لکر جملہ فعلیہ  
مقصود بالنداء، لکر مفعول، لکر جملہ فعلیہ۔

﴿قَالَ أَنْتُمْ مَا كُنْتُمْ لَقَدْ جِئْتُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنْ أَكْثَرُكُمْ لِلْحَقِّ كَرْهُونَ﴾

قال: قول، انکم: حرف شبہ و اسم، ما کنتون: خبر، لکر جملہ اسمیہ مقولہ، لکر جملہ قولیہ، لام: تسمیہ، قد جئتم، جئتم: فعل بافاعل و کم ضمیر  
ذوالحال، و: حالیہ، لکن اکثرکم: حرف شبہ و اسم، للحق کرہون: شبہ جملہ خبر، لکر جملہ اسمیہ حال، لکر مفعول، بالحق: ظرف  
لغو، لکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، لکر جملہ تسمیہ۔

﴿إِذْ أَمَرَ ابْنَ مَرْيَمَ أَنْ يَنْصَلِّ بِبَنِي إِسْرَءِيلَ أَنْ يَنْصَلُّوا وَابْنُ مَرْيَمَ يَخْلُفُكُمْ﴾

ام: منقطع، یعنی بل، ابرموا: فعل نفی بافاعل، امرا: مفعول، لکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، انا: حرف شبہ و اسم، مبرمون: خبر، لکر جملہ اسمیہ۔

﴿إِذْ أَمَرَ بِحُسُوبٍ أَنَا لَا نَسْمَعُ سُرْعَمَ وَنَجْوَاهُمْ بَلَىٰ وَرُسُلَنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ﴾

ام: عاطفہ، یحسبون: فعل بافاعل، انا: حرف شبہ واسم، لا نسمع: فعل نئی "نحن"، ہمیر ذوالحال، و: حالہ، ورسلا: مبتداء، لہم: یکتبون: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ حال، مکر فاعل، سرہم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نجوہم: معطوف، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ان كان للرحمن ولد فانا اول العبدین﴾

قل: قول، ان: شرطیہ، كان: فعل ناقص، الرحمن: ظرف مستقر خبر مقدم، ولد: اسم مؤخر، مکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، انا: مبتداء، اول العبدین: خبر، مکر جملہ اسمیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ ہو کر مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿سبحن رب السموت والارض رب العرش عما یصفون﴾

سبحن: مصدر مضاف، رب السموت والارض: مبدل منہ، رب العرش: بدل، مکر مضاف الیہ فاعل، عما یصفون: ظرف لغو، مکر شبہ جملہ ہو کر فعل محذوف "سبح"، کیلئے مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلدرہم یخوضوا ویلعبوا حتی یلقوا یومہم الذی یوعدون﴾

ف: فصیحیہ، ذرہم: فعل امر بافاعل، ومفعول، مکر جملہ فعلیہ، یخوضوا: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یلعبوا: فعل بافاعل، حتی: جار، یلقوا: فعل بافاعل، یومہم: موصوف، الذی یوعدون: موصول صلہ، مکر صفت، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر جواب امر واقع ہے۔

﴿وهو الذی فی السماء الہ و فی الارض الہ﴾

و: متعلقہ، هو: مبتداء، الذی: موصول، فی السماء: ظرف لغو مقدم، الہ: بمعنی "معبود"، اسم مفعول بانائب الفاعل، مکر شبہ جملہ ہو کر "هو" مبتداء محذوف کی خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، فی الارض الہ: شبہ جملہ "هو" مبتداء محذوف کی خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف، مکر صلہ، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ متعلقہ۔

﴿وهو الحکیم العلیم وتبرک الذی لہ ملک السموت والارض وما بینہما وعندہ علم الساعۃ والیہ ترجعون﴾

و: عاطفہ، هو: مبتداء، الحکیم العلیم: خبر ان، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، تبرک: فعل، الذی: موصول، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ملک: مضاف، السموت والارض وما بینہما: معطوفین، مکر مضاف الیہ، مکر مبتداء مؤخر، مکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عندہ: ظرف متعلق بخبر مقدم، علم الساعۃ: مبتداء مؤخر، مکر جملہ اسمیہ معطوف اول، و: عاطفہ، الیہ: ترجعون: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یملک الدین یدعون من دونہ الشفاعۃ الا من شہد بالحق وہم یعلمون﴾

و: عاطفہ، لا یملک: فعل نئی، الدین: موصول، یدعون من دونہ: فعل بافاعل، وظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر مستثنیٰ منہ، الا حرف استثناء، من شہد بالحق: موصول صلہ، مکر مستثنیٰ، مکر فاعل، الشفاعۃ: مفعول، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ہم: مبتداء، یعلمون: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولئن سالتہم من خلقہم لیقولن اللہ﴾

و: عاطفہ، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، سالتہم: فعل بافاعل ومفعول، من: استفہامیہ مبتداء، خلقہم: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لام: تاکید، یقولن: قول، اللہ: خبر محذوف کیلئے مبتداء، مکر جملہ اسمیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ جواب قسم قائم

مقام، جواب شرط، مگر قسم محذوف "لقسم" کیلئے جواب قسم، مگر جملہ قسمیہ۔

﴿فانی یوفکون و قبلہ یرب ان هولاء قوم لا یؤمنون﴾

ف: عاطفہ، انی: اسم استفہام بمعنی کیف حال مقدم، یوفکون: فعل مجہول الفاعل، مگر جملہ فعلیہ، و: قسمیہ جار، قبلہ: مجرور، مگر ظرف  
مستقر فعل محذوف "اقسم" کیلئے، مگر جملہ فعلیہ قسمیہ، یرب: نداء، ان هولاء: حرف شبہ واسم، قوم: موصوف، لا یؤمنون: جملہ فعلیہ  
خبر، مگر جملہ قسمیہ مقصود بالنداء، مگر جواب قسم، مگر جملہ قسمیہ۔

﴿فاصفح عنهم وقل سلام فسوف یعلمون﴾

ف: فصیح، اصفح: فعل امر بافاعل، عنهم: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قل: قول، سلام: مبتدا  
محذوف "الامر" کیلئے خبر، مگر جملہ اسمیہ مقولہ، مگر جملہ قولیہ معطوف، مگر شرط محذوف "ان عرفت هذا" کی جزاء، مگر جملہ  
شرطیہ، ف: عاطفہ، سوف: حرف استقبال، یعلمون: فعل بافاعل "معبہ امرهم" مفعول، محذوف، مگر جملہ فعلیہ۔

### ﴿نشان نزول﴾

☆..... قل ان کان للرحمن..... ☆ نضر بن حارث نے کہا تھا کہ فرشتے خدا ﷻ کی بیٹیاں ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو نضر  
بن حارث کہنے لگا دیکھتے ہو کہ قرآن میں میری تصدیق آگئی، ولید نے کہا تیری تصدیق نہیں ہوئی بلکہ یہ فرمایا گیا کہ رحمٰن ﷻ کے ولد  
نہیں ہے اور میں اہل مکہ میں سے پہلا موحّد ہوں اس سے ولد کی نفی کرنے والا اس کے بعد اللہ ﷻ کی تزیہ کا بیان ہے۔

### ﴿تشریح توضیح و اعراض﴾

#### سونے کے پیالوں میں مشروب پینا:

۱..... حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "(مردوں) ریشم نہ پہنو، سونے  
چاندی کے برتن میں نہ کھاؤ پیو، اور بڑے چوڑے پیالے میں کھانا نہ کھاؤ، کافروں کے لیے دنیا میں ہے اور تمہارے لیے آخرت میں (حلال) ہے۔"

☆..... ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی جنتی ایسا نہیں ہوگا کہ اُس کے لیے طوبی (جنت کا ایک  
باغ) آراستہ نہ کیا جائے، وہ اُس باغ میں جائے گا اور جو چاہے سفید، سرخ، سبز، زرد، سیاہ چیز اپنی پسند کی حاصل کر لے۔"

(البدور السافرة، باب لباس اهل الجنة، رقم: ۱۹۵۹، ۱۹۶۲، ص ۵۴۶)

لیکن دنیا میں سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا منع ہے۔ چنانچہ فقہائے کرام فرماتے ہیں سونے چاندی کے برتن میں  
کھانا پینا اور ان کی پیالیوں سے تیل لگانا یا ان کے عطردان سے عطر لگانا یا ان کی انگوٹھی سے بکھر (دھونی دینا) کرنا منع ہے اور یہ ممانعت  
مرد و عورت دونوں کے لئے ہے، عورتوں کو ان کے زیور پہننے کی اجازت ہے۔ زیور کے سوا دوسری طرح سونے چاندی کا استعمال  
مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز ہے۔ سونے چاندی کے چمچے سے کھانا، ان کی سلائی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا، ان کے آئینہ میں  
مونہ دیکھنا، ان کی قلم و دوات سے لکھنا، ان کے لوٹے یا طشت سے وضو کرنا یا ان کی گرسی پر بیٹھنا، مرد و عورت دونوں کے لئے ممنوع  
ہے۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحہ، ج ۹، ص ۴۹۲)

## جنتی میوہ جات کا بیان:

۲..... ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”دنیا میں جنت کی مثل سوائے نام کے کوئی چیز نہیں“۔ انہی سے روایت ہے کہ ”جنت کے پھلوں کی لمبائی دس ہاتھ ہے جس میں کھلی نہیں ہے۔“

☆..... ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں نے جنت کے انار کو دیکھا تو وہ اونٹ کی پالان نما ہوا تھا۔“

☆..... نسائی نے زید بن ارقم سے روایت کی کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی، اے ابوالقاسم ﷺ! کیا آپ کا گمان ہے کہ جنتی جات میں کھائیں گے اور پیئیں گے؟ سید عالم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: ”قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، وہ شخص جسے سو آدمی کی جماعت دی گئی وہ بھی کھائیں، پیئیں گے، جماع اور شہوت پوری کریں گے“، اُس شخص نے عرض کی: کیا کھانے پینے (کے بعد) کوئی حاجت بھی ہوگی؟ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ان کی حاجت جسم کی کھالوں سے خوشبودار پسینے کی صورت میں نکلے گی، اور جب ایسا ہو جائے تو (جان لینا) کہ کھانا ہضم ہو چکا۔“

☆..... ابو نعیم نے ابراہیم التیمی سے روایت کیا ہے کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ جنتی شخص کو سو آدمیوں کی مقدار میں شہوت اور خوراک دی جائے گی اور جب وہ کھالے گا تو پاکیزہ شراب سے میراب ہوگا جو کہ اس کی کھال سے مشک کے دانوں کی طرح پسینے کی صورت میں نکلے گی پھر اس کی شہوت دوبارہ لوٹا دی جائے گی۔

☆..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ”جنتی جات میں کھائیں پیئیں گے لیکن بول و براز (پیشاب پاخانہ) نہ کریں گے نہ ہی تھوکیں گے اور نہ ہی ناک کی گندگی ہوگی، ہاضمہ خوشبودار ڈکار اور پسینے کی صورت میں ہوگا، پھر شہوت لوٹا دی جائے گی۔“

(البدور السافرة، باب طعام اهل الجنة، رقم: ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ص ۵۳۵ وغیرہ)

## نبی کے ساتھ مکر کا انجام ہلاکت و تباہی:

۳..... کیا مشرکین یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ ﷻ ان کی خفیہ باتیں نہیں سماعت کرتا، آپس کے مشورے اور سرگوشیاں اللہ ﷻ کے علم میں نہیں ہیں؟ محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ کعبہ معظمہ کے اطراف میں تین اشخاص جن میں سے دو قریشی اور ایک ثقفی یا ایک قریشی اور دو ثقفی بیٹھے تھے، تو ان میں سے ایک نے کہا: کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ اللہ ﷻ ہماری باتیں سن لیتا ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا اگر تم بلند آواز سے کلام کرو گے تو وہ سن لے گا اور اگر سرگوشی میں کوئی بات کہو گے تو نہ سنے گا، دوسرے شخص نے کہا: تم اعلانیہ کہو یا سرگوشی میں اللہ ﷻ سن لیتا ہے، پس آیت نازل ہوئی: ﴿هَامُ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سُرُومَ وَنَجْوَاهُمْ بَلَىٰ وَرَسُولُنَا لَهُمُ الْيَوْمَ﴾ یکتبون کیا اس گمنام میں ہیں کہ ہم ان کی آہستہ بات اور ان کی مشورت نہیں سنتے ہاں کیوں نہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھ رہے ہیں (الزخرف: ۸۰)۔

## کرسی کی تحقیق:

۴..... مفسرین کرام نے کرسی کے بارے میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔ چنانچہ تفسیر صاوی میں علامہ احمد بن محمد الصاوی فرماتے ہیں کہ کرسی کا اطلاق علم پر کیا جاتا ہے جس طرح تخت کا اطلاق اسکے بیٹھنے والے پر ہوتا ہے اور ایک قول کے مطابق کرسی ساتویں آسمان سے بھی اوپر موجود اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم مخلوق ہے اس کرسی کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں، جن میں سے ہر فرشتے کے چار



چہرے ہیں، انکے قدم اس چٹان میں ہیں جو ساتویں زمین کے نیچے ہے، ان فرشتوں میں ایک فرشتہ حضرت آدم علیہ السلام کی صورت میں ہے، وہ لوگوں کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے اور ایک فرشتہ بیل کی صورت میں ہے وہ بہائم کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے، ایک فرشتہ درندوں کے سردار کی صورت میں ہے جو کہ وحشی درندوں کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے اور ایک پرندوں کے سردار یعنی کبہ کی صورت میں ہے جو کہ پرندوں کیلئے رزق کا سوال کرتا ہے۔ ایک قول کے مطابق عرش اٹھانے والے فرشتوں اور کرسی اٹھانے والے فرشتوں کے درمیان ستر حجاب تاریکی کے اور ستر ہی نور کے ہیں۔ ہر حجاب کی موٹائی پانچ سو سال ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو کرسی اٹھانے والے فرشتے عرش اٹھانے والے فرشتوں کے نور سے جل جائیں۔ جب کہ عرش اور کرسی اللہ تعالیٰ کے حکم سے تخلیق ہوئے نہ کہ ان فرشتوں کی حاجت کیلئے۔ علامہ خازن نے تفسیر خسازن میں کرسی سے مراد چار اقوال ذکر کئے ہیں۔ جن میں سے ایک قول یہ ہے کہ کرسی سے مراد عرش ہے دوسرا قول یہ کہ کرسی سے مراد عرش نہیں ہے اور تیسرا قول یہ کہ کرسی سے مراد اسم اعظم ہے۔ جبکہ چوتھا قول یہ ہے کہ کرسی سے مراد اللہ تعالیٰ کا ملک، اسکی بادشاہت اور قدرت ہے۔

(جلالین کلاں، ج ۱، ص ۳۴۱ وغیرہ)

### کن کن کی شفاعت کون کون کرے گا؟

۵..... حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن حضرات انبیائے کرام، علماء اور پھر شہداء شفاعت کریں گے۔“

(ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب: ذکر الشفاعۃ، رقم: ۴۳۱۳، ص ۷۱۵)

☆..... ابو درداء سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”شہید اپنے گھر کے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔“

(ابوداؤد، کتاب الجہاد، باب: فی فضل الشہادۃ، رقم: ۲۵۲۲، ص ۴۷۲)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن لوگوں کی صفیں بنی ہوئی ہوں گی، پھر جنتی میں سے کوئی جنتی گزرے گا جہنمی اُس سے کہیں گے: اے فلاں! تجھے یاد ہے کہ میں نے تجھے پانی پلایا تھا؟ جنتی شخص اس کی شفاعت کرے گا، اسی طرح ایک اور جنتی سے جہنمی کہے گا کہ میں نے فلاں موقع پر تیری حاجت روائی کی تھی، پس جنتی اس جہنمی کی شفاعت کرے گا۔“

(ابن ماجہ، کتاب الادب، باب: فضل صدقۃ الماء، رقم: ۳۶۸۵، ص ۶۱۱)

☆..... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو قرآن پڑھے اور اس کے حلال کو حلال جانے اور حرام کو حرام جانے تو اللہ جل جلالہ سے جنت میں داخل کرے گا اور اس کی شفاعت سے اس کے اہل خانہ میں سے دس آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا جس پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔“

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب: ما جاء فی فضل قاری، رقم: ۲۹۱۴، ص ۸۲۳)

☆..... ابو موسیٰ نے سید عالم ﷺ سے فرمایا: ”حاجی قیامت کے دن اپنے گھر کے چار سو افراد کی شفاعت کرے گا۔“

☆..... ابن عمر سے روایت ہے کہ عالم اپنے شاگردوں کی شفاعت کرے گا اگر چہ آسمان کے ستاروں کی مقدار میں ہوں۔“

(البدور السافرة، باب: شفاعۃ غیر النبی، رقم: ۱۱۵۹، ۱۱۶۱، ص ۳۷۳)

### اغراض:

زوجاتکم: یعنی مومنہ ازواج مراد ہیں۔ تسرون: یعنی خوشی کے آثار جنتیوں کے چہرے پر ظاہر ہونگے۔ بقصاع: جمع ہے قصعة کی، مراد برتن ہیں جس میں دس افراد شکم سیر ہو سکیں، یا وہ برتن بھٹنہ سے بڑا ہوتا ہے۔ یا وہ برتن مراد ہے جس میں پانچ آدمی کھانا کھا سکیں یا دو یا تین آدمی کے کھانے کے لئے کافی ہو، اور وارد ہوتا ہے کہ ادنیٰ درجے کے جنتی شخص کے لئے یہ برتن گھومتے ہوئے، ستر ہزار غلام اور ستر ہزار سونے کے پیالے، المختصر۔ نظرا: اور سب سے عظیم ترین نظر اللہ کا دیدار ہوگی۔

لا عسوة له: یعنی ایسا پیالہ جس میں پکڑنے کا کوئی مقام نہ پایا جائے، یعنی بطور کنڈے والا پیالہ۔ لہٰذا شرب الشارب من حیث شاء: کیونکہ کنڈے ہونا دیگر جہات سے روکتا ہے، روایت کی جاتی ہے کہ جنتی کو کھانا اور پانی پیش کیا جائے گا، پھر جب اختتام کا وقت ہوگا تو شراب طہور پیش کی جائے گی، پس وہ پاکیزہ شراب پیٹ میں پہنچے گی اور پاکیزہ خوشبودار پسینہ بن کر ان کی کھالوں سے نکلے گی، پس اللہ نے فرمایا: ﴿وَسَقُومُهُمْ دِهَمٌ مِّمَّا يَطْهَرُ﴾ (الدھر: ۲۱) ﴿لَدَدَا﴾: یعنی جنت کے کھانے اور پینے سے جنتی متلذذ ہونگے، انہیں پیاس باقی نہ رہے گی۔

یختلف بدلہ: انسان جنت میں ایک چیز ختم کرے گا تو دوسری اسی کی مثل موجود ہوگی جیسا کہ چشمے کا پانی ہوتا ہے کہ جب آپ نے استعمال کر لیا تو دوسرا مزید برآمد ہو جائے گا۔ سکوت یاس: یعنی ناامید ہونا، اللہ کی رحمت سے مایوس ہونگے، اگر کسی کے ذہن میں یہ دوسرے آئے کہ متذکرہ آیت: ﴿لَا يَفْطَرُ عَنْهُمْ﴾... الخ میں فرمایا کہ جہنمی اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر بیٹھیں گے، اور دوسری آیت کا تقاضہ یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا: ﴿وَسَادُوا يَمْلِكُ﴾ یعنی وہ لوگ مدد طلب کریں گے اور کلام کریں گے، دونوں مقامات بظاہر متضاد ہیں، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ کبھی وہ ناامید ہوتے ہوئے حیران و پریشان ہونگے اور کبھی مدد طلب کریں گے، پس جہنمیوں کے احوال مختلف ہونگے۔ ہو خازن النار: جہنم کے خازن، جس کی مجالس وسط نار میں ہونگی، یعنی جہنم کے وسط میں بنے ہوئے پل پر عذاب کے فرشتے ہونگے، ان کی خصوصیت یہ ہوگی کہ جو قریب سے دیکھیں گے وہی دور سے ملاحظہ کریں گے۔

بعد الف سنہ: ایک قول کے مطابق، یعنی جب جہنمی موت کے لئے پکاریں گے تو انہیں جواب ایک ہزار سال کے بعد ملے گا اور ایک قول کے مطابق چالیس سال بعد، یا تین سو ساٹھ سال بعد، یا قیامت کا ایک دن دنیاوی اعتبار سے ہزار سال کا ہوگا، پس اس مناسبت سے جواب دیا جائے گا۔ ذلک: ان کی سرگوشیاں مراد ہیں۔ مقیمون فی العذاب دائما: یعنی تمہیں عذاب سے راہ فراموش نہیں، نہ موت کے ذریعے اور نہ ہی کسی اور ذریعے سے۔ فی کبد محمد: یعنی نبی پاک ﷺ کے ساتھ مکر کرنے کے معاملے میں کوئی قطع فیصلہ کر لیا ہو، اللہ ﷻ کو ثابت و قائم رکھے گا جس کا بیان اللہ کے فرمان: ﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ﴾ میں فرمایا گیا ہے۔

فانقضت عبادتہ: اللہ کے لئے اولاد ہونا اور اس کا عبادت کرنا جائز نہیں اور ایک محال کا دوسرے محال کو لازم ہے یعنی دونوں کی نفی ایلیٰ اور قوی ترین وجوہ کی بناء پر ثابت ہے۔ وهو یوم القیامة: مناسب یہ تھا کہ ”یوم موتہم“ کہا جاتا، کیونکہ ان (کافروں) کا باطل معاملات میں پڑ جانا موت کے دن تک ہے۔ متعلق بما بعدہ: مراد معبود حقیقی ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: ”اللہ آسمان و زمین کا معبود حقیقی ہے اور اس میں شک نہیں کہ آسمان پر عبادت کرنے والے اور زمین میں عبادت کرنے والوں کا رب ایک ہی ہے اور اس تقریر سے یہ وہم بھی دور ہو گیا کہ متعدد خدا نہیں ہو سکتے کیونکہ آیت کا ظاہر یہی تقاضا کرتا ہے کیونکہ جب کمرہ کی تکرار کی جائے تو وہ معروف بن جاتا ہے۔ والتاء: اللہ کے فرمان: ﴿وَاللّٰہُ تَرْجِعُوْنَ﴾ میں تاہم فیبت سے التفات یا تہدید و تقریر کی جانب اشارہ کرنے کیلئے ہے۔ وهذا قبل ان یلومر بقتالہم: یعنی آیت مقدسہ ﴿لَا صَٰفِحَ عَنْهُمْ﴾... الخ منسوخ ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ مقابلہ کلام کے ذریعے ہو ہاتھ روک لئے جائیں اور اس صورت میں آیت مقدسہ منسوخ نہ ہوگی۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۵۱ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة الدخان مکیة الا "انا کاشفوا العذاب" الایة وحی

### ست او سبع او تسع و خمسون آیة

(سورة دخان مکہ ہے سوائے آیت نمبر ۱۵ ﴿اَنَا كَاشِفُ الْعَذَابِ﴾ کے اس کی کل آیات ۵۶، ۵۷ یا ۵۹ ہیں)

### تعارف سورة الدخان

اس سورت میں تین رکوع، ستاون یا انسٹھ آیتیں، تین سو چھیالیس کلمات اور ایک ہزار چار سو اکتیس حروف ہیں۔ اہل مکہ کی دہی پرانی بیماریاں ہیں اور انہی کا علاج یہاں مقصود ہے قرآن مجید کو وہ کلام الہی ماننے کے لئے تیار نہ تھے، اس سلسلہ میں شکوک و شبہات کے وہ انبار لگا دیا کرتے تھے ان کے ازالہ کے لئے فرمادیا یہ تو کتاب مبین ہے اس کا انداز بیان، اس کے پراز حکمت مضامین خود بتا رہے ہیں کہ یہ اللہ ﷻ کی کتاب ہے تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کتاب کے نزول سے تم گونا گوں مصائب اور پریشانیوں میں مبتلا ہو گئے ہو اور تمہیں غصہ نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے، یہ تمہاری کج فہمی ہے یہ کتاب تو خیر و برکت کا سرچشمہ ہے وہ رات جس میں یہ نازل ہوئی، اس کے نزول کے باعث دوسری راتوں پر فوقیت لے گئی سال کے بعد جب وہ رات لوٹ کر آتی ہے اللہ ﷻ کے دریائے رحمت میں جوش آجاتا ہے اور انگنت گناہگاروں کو نوید بخشش سنادی جاتی ہے۔ وہ لوگ قیامت کے بھی منکر تھے اور اس انکار پر انہیں شدید اصرار تھا۔ وقوع قیامت کی حکمت بیان فرمادی کہ اگر قیامت کے عقیدے کو خارج کر دیا جائے تو جہاں ایک کھیل تماشا بن کر رہ جائے گا جس میں ”جس کی لالچی اس کی بھینس“ کا قانون نافذ ہوگا۔ اس سورت میں دخان یعنی دھوئیں کا ذکر ہے چنانچہ حضرت ابن عمر، ابو ہریرہ، زید بن علی اور حسن کہتے ہیں: ”دخان سے مراد حقیقی معنی میں دھواں ہے جو کہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا اور اس کی علامت قرب قیامت ہے، جس سے مشرق و مغرب بھر جائیں گے اور آسمان و زمین کے مابین بھی بھر جائے گا، چالیس دن اور رات تک یہی سلسلہ رہے گا، مومن کو اس کی وجہ سے زکام لاحق ہوگا اور کافر کو نشہ طاری ہو جائے گا، یہ پیٹ میں بھر جائے گا اور دیگر راستوں سے باہر نکلے گا اور پوری زمین ایسی لگے گی جیسا کہ آگ بھردی گئی ہے۔“

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے حمد المبارک کی رات سورة الدخان پڑھی وہ صبح مغفور حالت میں کرے گا اور اس کیلئے جنت میں بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔“

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے سورة الدخان حمد المبارک کی رات میں پڑھی، صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے۔“

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے سورة الدخان حمد المبارک کی رات پڑھی، اللہ اُس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔“

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۵۵)



دکوع نمبر ۱۴

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا ہے

﴿حم﴾ (۱) اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهِ بِهٖ وَ الْکُتُبِ الْقُرْآنِ الْمُبِیْنِ (۲) الْمُظْهِرِ لِلْخِلَالِ مِنَ الْخُرَامِ اَنَا اَنْزَلْتُ  
فِی لَیْلَةٍ مُّبَرَّکَةٍ هِیَ لَیْلَةُ الْقَدْرِ اَوْ لَیْلَةُ النُّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ نَزَلَ فِیْهَا مِنْ اَمِّ الْکِتَابِ اِیَ اللّٰوْحِ الْمَحْضُوْطِ  
مِنْ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْیَا اَنَا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ (۳) مُخَوِّفِیْنَ بِهٖ فِیْهَا اٰیَ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ اَوْ لَیْلَةِ  
نِصْفِ شَعْبَانَ یُفَرِّقُ یُفْصَلُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ (۴) مُحْکَمٍ مِنَ الْاَرْزَاقِ وَالْاَجَالِ وَغَیْرِهِمَا الَّتِیْ تَکُوْنُ فِی  
سَنَةِ اِلَى مِثْلِ تِلْکَ اللَّیْلَةِ اَمْرًا یُفَرِّقُ مِنْ عِنْدِنَا اَنَا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ (۵) الرُّسُلَ مُحَمَّدًا وَمَنْ  
قَبْلَهُ رَحْمَةً رَافَةً بِالْمُرْسَلِ اِلَیْهِمْ مَنْ رِبِّکَ اِنَّهُ هُوَ السَّمِیْعُ لَا قُوَّةَ اِلَیْهِمْ الْعَلِیْمُ (۶) بِاَفْعَالِهِمْ رَبُّ  
السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا یَرْفَعُ رُبُّ خَبْرٍ ثَالِثٍ وَیَجْرِیْهِ بَدَلٌ مِنْ رَّبِّکَ اِنْ کُنْتُمْ بِیَا اَعْلٰی  
مَکَّةَ مُوقِنِیْنَ (۷) بِاَنَّهُ تَعَالٰی رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ فَاَیْقِنُوْا بِاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یَحِیْ  
وَمِیْتَ رَبُّکُمْ وَرَبُّ اَبَاءِکُمْ الْاَوَّلِیْنَ (۸) بَلْ هُمْ فِی شَکٍّ مِّنَ الْبَعْثِ یَلْعَبُوْنَ (۹) اَسْتَفْزِزُوْا بِکَ  
یَا مُحَمَّدٌ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اَعْنِ عَلَیْهِمْ بِسَبْعٍ کَسَبَ یُوْسُفُ قَالَ تَعَالٰی فَارْتَقِبْ لَیْلَهُمْ یَوْمَ تَأْتِی السَّمَاءُ  
بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ (۱۰) فَاجْعَلْ بَیْنَ الْاَرْضِ وَاسْتَدَّ بِهْمُ الْجُوعُ اِلَى اَنْ رَّاَوْا مِنْ سُدَّتِہِ کَھِیْمَةُ الدُّخَانِ بَیْنَ السَّمَاءِ  
وَالْاَرْضِ یَغْشٰی النَّاسَ فَقَالُوْا هٰذَا عَذَابُ الْیَمِّ (۱۱) رَبَّنَا اَکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا  
مُؤْمِنُوْنَ (۱۲) مُصَدِّقُوْنَ بِنَبِیِّکَ قَالَ تَعَالٰی اِنِّیْ لَہُمْ الذِّکْرٰی اٰیَ لَا یَنْفَعُہُمْ الْاِیْمَانُ عِنْدَ نَزْوِلِ  
الْعَذَابِ وَقَدْ جَاءَہُمْ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ (۱۳) بَیِّنَ الرُّسَالَةِ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْہُ وَقَالُوْا مَعْلَمٌ اٰیَ یُعَلِّمُہُ الْقُرْآنَ  
بَشَرٌ مَّجْنُوْنٌ (۱۴) اَنَا کَاشِفُوْا الْعَذَابَ اٰیَ الْجُوعِ عَنْکُمْ زَمْنَا قَلِیْلًا فَکَشَفَ عَنْہُمْ اَنکُمْ  
عَائِدُوْنَ (۱۵) اِلٰی کُفْرِکُمْ فَعَادُوْا اِلَیْہِ اذْکُرْ یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْکُبْرٰی ہُوَ یَوْمٌ یُّدْرٰی اَنَا  
مُنْتَقِمُوْنَ (۱۶) مِنْہُمْ وَالبَطْشُ الْاِخْذُ بِقُوَّةٍ وَلَقَدْ فَتَنَّا بَلَوْنَا قَلِبَہُمْ قَوْمٌ فَرَعُوْنَ مَعَهُ وَجَاءَہُمْ  
رَسُوْلٌ ہُوَ مُوسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ کَرِیْمٌ (۱۷) عَلٰی اللّٰہِ تَعَالٰی اَنْ اٰیَ بَانَ اَدَّوْا اِلَیَّ مَا اَدْعُوْکُمْ اِلَیْہِ  
مِنَ الْاِیْمَانِ اٰیَ اَظْہَرُوْا اِیْمَانُکُمْ بِالطَّاعَةِ لِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اٰمِیْنٌ (۱۸) عَلٰی مَا اُرْسِلْتُ  
بِہٖ وَاِنْ لَا تَعْلَمُوْا فَتَجَبَّرُوْا عَلٰی اللّٰہِ بِتَرْکِ طَاعَتِہِ اِنِّیْ اَتِیْکُمْ بِسُلْطٰنٍ بُرْہَانَ مُّبِیْنٍ (۱۹) بَیِّنٌ



عَلَىٰ رِسَالَتِي فُتُوْعُدَّةً بِالرُّجْمِ فَقَالَ ﴿وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ (۲۰) ﴿بِالْحِجَارَةِ﴾ ﴿وَاِنْ لَّمْ تَزِدْهُمْ مِّنْ عَذَابٍ لَّا تَزِدْهُمْ مِّنْ عَذَابٍ﴾ ﴿فَاتُرْكُوْا اَذٰى فَلَئِمَّ يَّتْرُكُوْهُ﴾ ﴿فَلَدَعَا رَبَّهُ﴾ ﴿اَنْ اَنْزِلَ عَلٰى هٰٓؤُلَاءِ قَوْمٍ مَّجْرُمُوْنَ﴾ (۲۱) ﴿مُشْرِئُوْنَ﴾ ﴿فَقَالَ تَعَالٰى﴾ ﴿فَاسْرِ﴾ ﴿بِقَطْعِ الْهَمْزَةِ وَوَضِلْهَا﴾ ﴿بِعِبَادِي﴾ ﴿بَنِيۤ اِسْرٰٓئِيْلَ﴾ ﴿لِيَلَا اَنْتُمْ مَّتَّبِعُوْنَ﴾ (۲۲) ﴿يَتَّبِعُكُمْ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ﴾ ﴿وَاَتْرَكَ الْبَحْرَ﴾ ﴿اِذَا قَطَعْتَهُ اَنْتَ وَاصْحَابُكَ﴾ ﴿رَهْوًا﴾ ﴿سَاكِتًا مَُّنْفَرِّجًا حَتّٰى يَدْخُلَ الْفَيْطُ﴾ ﴿اِنَّهُمْ جَنَدٌ مَّغْرُقُوْنَ﴾ (۲۳) ﴿فَاُطْمَأْنِئْ بِذٰلِكَ فَاُغْرِقُوْا﴾ ﴿كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنَّةٍ مِّنۢ بَّسَاتِيْنٍ﴾ ﴿وَعِيُوْنَ﴾ (۲۴) ﴿تَجْرٰى﴾ ﴿وَزُرُوْعٍ﴾ ﴿وَمَقَامٍ كَرِيْمٍ﴾ (۲۵) ﴿مَجْلِسٍ حَسَنِ﴾ ﴿وَنِعْمَةً﴾ ﴿مُّتَّعَةً﴾ ﴿كَانُوْا فِيْهَا فَاكِهِيْنَ﴾ (۲۶) ﴿نَاعِمِيْنَ﴾ ﴿كَذٰلِكَ﴾ ﴿خَبَرٌ مَُّبْتَدِءٍ اٰى الْاَمْرِ﴾ ﴿وَاَوْرَثْنٰهَا﴾ ﴿اٰى اَمْوَالُهُمْ﴾ ﴿قَوْمًا اٰخَرِيْنَ﴾ (۲۷) ﴿اٰى بَنِيۤ اِسْرٰٓئِيْلَ﴾ ﴿فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ﴾ ﴿بِخِلَافِ الْمُؤْمِنِيْنَ يَبْكِيۤ عَلَيْهِمْ بِمَوْتِهِمْ مَّضْلًا﴾ ﴿لَهُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَمَصْعَدٌ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ﴾ ﴿وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ﴾ (۲۸) ﴿مَوْخَرِيْنَ لِلتَّوْبَةِ﴾

### ﴿ترجمہ﴾

حم (اس سے جو مراد ہے اللہ ﷻ باخوبی جانتا ہے) قسم اس کتاب (یعنی قرآن پاک) سمین کی (یعنی حلال و حرام ظاہر کرنے والی کی.....) بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا (اس سے مراد یا تو لیلۃ القدر ہے یا شعبان کی چند رہویں شب کہ اس رات میں قرآن پاک ام الکتاب سے ساتویں آسمان اور ساتویں آسمان سے آسمان دنیا کی طرف نازل ہوا.....) بیشک ہم ڈرسانے والے ہیں (اس کتاب کے ذریعے، منذرین بمعنی مخوفین ہے) اس میں (یعنی لیلۃ القدر یا شعبان کی چند رہویں شب میں) فیصلہ کر دیا ہے (بفروق بمعنی يفصل ہے) ہر حکمت والے کام کا (یعنی محکم غیر مُبدل کام، جیسے رزق اور موت وغیرہ جو کہ اس سال میں آئندہ سال کی اسی رات تک ہونے والے ہوتے ہیں.....) ہمارے پاس کی تقسیم سے (امرا بمعنی فرقا ہے) بیشک ہم بھیجے والے ہیں (رسولوں کو محمد ﷺ اور ان سے پہلے آنے والے رسولوں کو) رحمت (یعنی جن کی طرف انہیں رسول بنا کر بھیجا گیا ان کے لیے سراپا رحمت بنا کر) تمہارے رب کی طرف سے بیشک وہی سننے والا ہے (لوگوں کے اقوال کو) علم رکھنے والا ہے (ان کے افعال کا) وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (رب کو مرفوع پڑھنے کی صورت میں یہ ماقبل ہو ضمیر کی خبر ثالث ہوگا اور مجرور پڑھنے کی صورت میں یہ ماقبل من ربک سے بدل ہوگا) اگر تمہیں (اے اہل مکہ) یقین ہو (اس بات کا کہ اللہ ﷻ ہی زمین و آسمان کا رب ہے تو تم اس کا بھی یقین کر لو کہ محمد ﷺ اللہ ﷻ کے رسول ہیں) اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں وہ جلالت اور مارتے تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب بلکہ وہ شک میں پڑے (مرنے کے بعد اٹھائے جانے سے) کھیل رہے ہیں

(یعنی اے حبیب ﷺ تمہارے ساتھ استہزاء کر رہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں دعا ضرر کی کماے اللہ ﷻ ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے سات سالوں کی طرح قحط مسلط فرمادے۔۔۔۔۔۔ اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) تو تم فخر کرو (ان کے لیے) اس دن کے جب آسمان ایک ظاہر دھواں۔۔۔۔۔۔ لائے گا (زمین خشک ہوگی) کہ لوگوں کو ڈھانپ لے گا (پھر لوگوں نے کہا) یہ ہے دردناک عذاب اے ہمارے رب ہم پر عذاب سے کھول دے ہم ایمان لاتے ہیں (تیرے نبی کی ہم تصدیق کرتے ہیں) کہاں سے ہو انہیں نصیحت ماننا (یعنی عذاب نازل ہوتے وقت ان کا ایمان لانا انہیں کوئی نفع نہیں دے گا۔۔۔۔۔۔) حالانکہ ان کے پاس رسول مبین تشریف لایا تھا (جن کی رسالت بالکل واضح و بین تھی) پھر اس سے روگرداں ہوئے اور بولے سکھایا ہوا (یعنی کسی انسان نے اسے قرآن سکھا دیا ہے) دیوانہ ہے ہم عذاب کھولے دیتے ہیں (بھوک کا ان لوگوں سے) تھوڑے (عرصے) پھر اللہ ﷻ نے ان سے یہ عذاب کھول دیا) تو تم (اپنے کفر کی طرف) لوٹ جاؤ گے (پس ایسا ہی ہوا وہ دوبارہ کفر کی طرف لوٹ گئے، یاد کرو) جس دن ہم سب سے بڑی کچڑ کچڑیں گے (البطشۃ الکبریٰ سے مراد یوم بدر ہے) بیشک ہم (ان سے) بدلہ لینے والے ہیں (البطش کا معنی سختی سے کچڑنا ہے) اور بیشک ہم نے اس سے پہلے فرعون کی قوم کو (فرعون کے ساتھ) جانچا (فتنا بمعنی بلونا ہے) اور ان کے پاس تشریف لائے رسول (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام) جو (اللہ ﷻ کے نزدیک) معزز ہیں کہ (ان اصل میں بسان ہے) مجھے سپرد کردو (وہ جس کی میں تمہیں دعوت دے رہا ہوں یعنی ایمان، میری اطاعت کر کے تم لوگ اپنے ایمانوں کو ظاہر کر دو، اے) اللہ کے بندوں بیشک میں تمہارے لیے رسول ہوں امانت والا (اس پر جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں) اور اللہ کے مقابل سرکشی نہ کرو (اس کی فرمانبرداری ترک کر کے متعلو یا بمعنی تنجبروا ہے) میں تمہارے پاس ایک روشن دلیل لاتا ہوں (اپنی رسالت پر، مبین بمعنی بین ہے، پھر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رجم کر دینے کے دھمکی دی) اور (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) میں پناہ لیتا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی اس سے کہ تم مجھے سنگسار کرو (پتھروں سے) اور اگر میرا یقین نہ لاؤ (یعنی میری تصدیق نہ کرو) تو مجھ سے کنارے ہو جاؤ (مجھے ایذا دینے سے باز آ جاؤ لیکن انہوں نے یہ کام ترک نہ کیا۔۔۔۔۔۔) تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ (ان اصل میں بسان ہے) یہ مجرم (یعنی مشرک) لوگ ہیں (اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) تو لے کر نکل (فاسر یہ ہمزہ قطعی و وصلی دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) میرے بندوں (یعنی نبی اسرائیل) کورات میں ضرور تمہارا پیچھا کیا جائے گا (فرعون اور اس کی قوم تمہارا پیچھا کرے گی) اور دریا کو چھوڑ دے (جب تو اور تیری قوم دریا پار کر چکے تب بھی) جگہ جگہ سے کھلا (اور ہر سکون، حتیٰ کہ قطبی دریا میں داخل ہو جائیں، دھوا بمعنی متفر جا سکتا ہے) بیشک وہ لشکر بڑا دیا جائے گا (یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام مطمئن ہو گئے پھر ان لوگوں کو غرق کر دیا گیا) کتنے چھوڑ گئے باغ (جنت بمعنی بساتین ہے) اور (بستے) چشمے اور عمدہ مکانات (یعنی خوبصورت مجلسیں) اور ساز و سامان (نعمة بمعنی متعة ہے) جن میں آسانیوں میں تھے (فکھین بمعنی ناعمین ہے، معاملہ) یونہی ہے (کذلک مبتدا محذوف الامر کی خبر ہے) اور ان کا

(یعنی ان کے اموال کا) وارث دوسری قوم (یعنی بنی اسرائیل) کو کر دیا تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے (بخلاف مسلمانوں کے کیونکہ مسلمانوں کی موت پر ان کی جائے نماز اور آسمان کا وہ حصہ جہاں سے ان کا عمل صالح بلند ہوتا ہے روتے ہیں) اور انہیں مہلت نہ دی گئی (توبہ کی، منظریں بمعنی موخرین ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿حم والکتاب المبین ان النزلہ فی لیلۃ مبرکۃ انا کنا منذرین﴾

حم: ”ہذہ“ مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و قسمیہ جار، الکتب المبین: مجرور، ملکر ظرف مستقر ”نقسم“ کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، انا حرف شبہ واسم، النزلہ: فعل بافاعل ومفعول، فی لیلۃ مبرکۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم اول، انا حرف شبہ واسم، کنا منذرین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم ثانی، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فیہا یفرق کل امر حکیم امرا من عندنا انا کنا مرسلین﴾

فیہا: ظرف لغو مقدم، یفرق: فعل مجہول، کل: مضاف، امر حکیم: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر نائب الفاعل، امرا: موصوف، من عندنا: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ، انا حرف شبہ واسم، کنا مرسلین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿رحمۃ من ربک انه هو السميع العليم رب السموت والارض وما بینہما﴾

رحمۃ: موصوف، من: جار، ربک: مبدل منہ، رب السموت والارض وما بینہما: بدل، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول لہ، ما قبل ”یفرق“ کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ، انه حرف شبہ واسم، هو السميع العليم: جملہ اسمیہ خبر اول، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان کنتم موقنین﴾

ان: شرطیہ، کنتم موقنین: جملہ فعلیہ جزاء محذوف ”فالیقنوا بان محمدا رسولہ“ کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿لا الہ الا هو یحیی ویمیت ربکم ورب ابائکم الاولین﴾

لا: نفی جنس، الہ: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، هو: ذوالحال، یحیی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یمیت: معطوف، ملکر حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم ”موجود“ خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر ما قبل ”انہ“ کی خبر ثانی واقع ہے، ربکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رب ابائکم الاولین: مرکب اضافی معطوف، ملکر ”انہ“ کی خبر ثالث واقع ہے۔

﴿ہل ہم فی شک یلعبون﴾

ہل: عاطفہ حرف اضراب معطوف علی محذوف ”فلیسوا بموقنین“ ہم: مبتدا، فی شک: ظرف لغو مقدم، یلعبون: فعل بافاعل، ملکر

جملہ فعلیہ خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾  
 ف: فضیحہ، ارتقب: فعل امر بافاعل، یوم: مضاف، تأتی السماء: فعل وفاعل، ب: جار، دخان مبین: موصوف، یغشی: فعل  
 بافاعل، الناس: ذو الحال، هذا: مبتدا، عذاب الیم: خبر، مگر جملہ اسمیہ قول محذوف "فالناس لربک" کیلئے مقولہ  
 اول، وینا: نداء، اکشف: فعل امر بافاعل، عنا: ظرف لغو، العذاب: مفعول، مگر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، مگر مقولہ ثانی، مگر حال، مگر  
 مفعول، مگر جملہ فعلیہ ہو کر صفت، مگر مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مگر ظرف، مگر جملہ فعلیہ، ان حرف شبہ  
 واسم، مومنون: خبر، مگر جملہ اسمیہ تعلیلیہ فعل امر لنداء۔

﴿إِنِّي لَهُمُ الذَّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُبِينٌ﴾

انی: اسم استفہام بمعنی کیف متعلق بمحذوف علی الظرفیہ خبر مقدم، لام: جار، ہم: ضمیر ذال حال، و: حالیہ، قد: تحقیقیہ، جاء ہم رسول  
 مبین: جملہ فعلیہ حال، مگر مجرور، مگر ظرف مستقر حال مقدم، الذکری: ذو الحال، مگر مبتدا مؤخر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلِّمٌ مِثْلُنَا﴾

ثم: عاطفہ معطوف علی محذوف "لم یدکروا" تلو اعنه: فعل بافاعل و ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قالوا قول، معلم: خبر اول  
 مبتدا محذوف "هو" کیلئے، مجنون: خبر ثانی، مگر جملہ اسمیہ مقولہ، مگر جملہ قولیہ۔

﴿إِنَّا كَاشَفُوْا الْعَذَابَ قَلِيْلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ﴾

انا: حرف شبہ واسم، کاشفوا: اسم فاعل مضاف واو ضمیر فاعل، العذاب: مضاف الیہ مفعول، قلیلا: ظرف زمان، مگر شبہ جملہ خبر، مگر  
 جملہ اسمیہ، انکم: حرف شبہ واسم، عائدون: خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ﴾

یوم: مضاف، نبطش: فعل بافاعل، البطشۃ الکبری: مفعول، مگر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مگر فعل محذوف "نتقم" کیلئے ظرف، مگر  
 جملہ فعلیہ، انا: حرف شبہ واسم، منتقمون: خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ﴾

و: متانفہ، لام قسمیہ، قد: تحقیقیہ، فتنا: فعل بافاعل، قبلہم: ظرف، قوم فرعون: مفعول، مگر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے  
 جواب قسم، مگر جملہ قسمیہ متانفہ، و: عاطفہ، جاء ہم: فعل و مفعول، رسول کریم: فاعل، ان: مصدریہ، ادوا: فعل بافاعل، الی: ظرف  
 لغو، عباد اللہ: مفعول، مگر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر ب جار مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ۔



﴿انی لکم رسول امین وان لا تعلموا علی اللہ انی اتیکم بسطن مبین﴾

السی: حرف شبہ واسم، لکم: ظرف مستقر حال مقدم، رسول امین: ذوالحال، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان: مصدر یہ، لا: تعلو! فعل نہی بافاعل، علی اللہ: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ماقبل "ان ادوا انی" پر معطوف ہے، انی: حرف شبہ واسم، اتیکم: فعل بافاعل ومفعول، بسطن مبین: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانی عدت برہی وربکم ان ترجمون﴾

و: عاطفہ، انی: حرف شبہ واسم، عدت: فعل بافاعل، ب: جار، برہی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ربکم: معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، ان: مصدر یہ، ترجمون: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر من جار مجرور، مکر ظرف لغو ثانی، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان لم تومنوا لی فاعتزلون فدعا ربہ ہولاء قوم مجرمون﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، لم تومنوا لی: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اعتزلون: فعل امر بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ جزاء، مکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، معطوف علیہ مقدر "فلن یترکوه" دعا ربہ: فعل بافاعل ومفعول، ہولاء: حرف شبہ واسم، قوم: موصوف، مجرمون: صفت، مکر مبتدا، مکر جملہ اسمیہ تقدیر ب جار مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاسر بعبادی لیلا انکم متبعون﴾

ف: نصیجیہ، اسر بعبادی: فعل امر بافاعل وظرف لغو، لیلا: ظرف، مکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان کان الامر کما تقول" کی جزاء، مکر جملہ شرطیہ، انکم: حرف شبہ واسم، متبعون: خبر، مکر جملہ تعلیلیہ۔

﴿واترک البحر ہوا انہم جند مغرقون﴾

و: عاطفہ، اترک: فعل امر بافاعل، البحر: ذوالحال، ہوا: حال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ ماقبل "اسر بعبادی" پر معطوف ہے، انہم: حرف شبہ واسم، جند: موصوف، مغرقون: صفت، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿کم ترکوا من جنت وعیون وزروع ومقام کریم ونعمۃ کانوا فیہا فکھین﴾

کم: خبر یہ بکسر، من: جار، جنت: معطوف علیہ، وعیون وزروع ومقام کریم: معطوفات، و: عاطفہ، نعمۃ: موصوف، کانوا فیہا فکھین: جملہ فعلیہ صفت، مکر معطوف رابع، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر تیز، مکر مفعول مقدم، ترکوا: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک واورثہا قوما اخرین﴾

کذلک: ظرف مستقر "الامر" مبتدا محذوف کی خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اورثہا: فعل بافاعل ومفعول، قوما اخرین: مرکب

تو صلی مفعول، ملکہ جملہ فعلیہ مائل "کم تر کوا" پر معطوف ہے۔

﴿لما بکت علیہم السماء والارض وما کانوا منظرین﴾

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اغرقوا" ما بکت: فعل نفی، علیہم: حرف نفی، السماء والارض: قائل، ملکہ جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما: تانیہ، فعل ناقص با اسم، کانوا منظرین: خبر، ملکہ جملہ فعلیہ۔

## ﴿تشریح تو ضیح واغراض﴾

### چند حرام ذرائع کا بیان:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یایہا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل اے ایمان والو! جس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ﴾ (النساء: ۲۹)۔ اس آیت سے کیا مراد ہے؟ اس میں اختلاف ہے ایک قول کے مطابق: "اس سے سو، جوا، غصب، چوری، خیانت، جھوٹی گواہی، جھوٹی قسم کے ذریعے مال پینا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "باطل سے مراد وہ مال ہے جو انسان سے کسی عوض کے بغیر لیا جاتا ہے۔"

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: "گودنے والی، گودوانے والی، سود لینے والے اور دینے والے پر لعنت فرمائی، کتے کی قیمت اور زنا کی کمائی کھانے سے منع فرمایا اور تصویریں بنانے والے پر بھی لعنت فرمائی۔"

(المسند للإمام احمد، حدیث ابی جحیفہ، رقم: ۱۸۷۸۱، ج ۷، ص ۱۹۷)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: "چار افراد ایسے ہیں کہ اللہ ﷻ نے تو انہیں جنت میں داخل فرمائے گا اور نہ ہی اس کی نعمتیں چکھائے گا: شراب کا عادی، سودخور، یتیم کا مال ناحق کھانے والا اور والدین کا نافرمان۔"

(المستدرک، کتاب البیوع، باب: ان اربی الرباع عرض، رقم: ۲۲۶۰، ج ۳، ص ۸۵۴)

☆..... سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: "کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ ﷻ کا شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، فالتوپانی اور زکوٰۃ روکنا ہے۔" (مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب: فی الکبائر، رقم: ۳۹۷، ج ۱، ص ۱۳۸) یاد رکھیں کہ جفتی لگانے کی اجرت اسی صورت میں جائز ہوگی جب کہ جانور کی اختیارات سے حاصل کرے اور پھر جفتی بھی کرائے۔

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے چوری کے مال کو جاننے کے باوجود وہ مال خریدادہ اس کے عیب اور گناہ میں شریک ہو گیا۔"

(شعب الایمان، باب: فی قبض الید عن الاموال المحرمۃ، رقم: ۵۵۰۰، ج ۴، ص ۱۹۲۵)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے کھانا ذخیرہ کیا وہ نافرمان ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب: تحريم الاحتکار فی الاقوات، رقم: (۴۰۱۳)، ج ۱۶، ص ۷۸۹)

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا: جس نے ہم پر اسلحہ اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا، رقم: (۱۸۵)/۱۰۱، ص ۷۰)

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔“

(جامع الترمذی، ابواب البیوع، باب: ما جاء فی کراهیة الغش، رقم: ۱۳۱۹، ص ۴۰۳)

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جھوٹی قسم سامان کو بیچنے والی لیکن برکت کو مٹانے والی ہے۔“

(سنن ابو داؤد، کتاب البیوع، باب: فی کراهیة الیمین فی البیع، رقم: ۳۳۳۵، ص ۶۳۵)

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے تلف کرنے کی نیت سے لوگوں کا مال لیا اللہ ﷻ اس پر تلف کر دے گا۔“

(صحیح البخاری، کتاب الاستقراض والدیون، باب: من اخذ اموال الناس، رقم: ۲۳۸۷، ص ۳۸۳)

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو ذر رضی اللہ عنہ! میں تجھے کمزور دیکھتا ہوں اور میں تیرے لئے وہی چیز پسند کرتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، دو آدمیوں کا حاکم کبھی نہ بننا اور یتیم کے مال کی جانب مائل نہ ہونا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب: کراهیۃ الامارۃ بغیر ضرورۃ، رقم: (۴۶۱۲)/۱۸۲۵، ص ۹۲۹)

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بالشت بھر زمین کا ٹکڑا ناحق لے لیا قیامت کے دن اسے سات زمینوں میں دھنسیا جائے گا۔“

(صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب: اثم من ظلم شیئا، رقم: ۲۴۵۴، ص ۳۹۵)

اسی طرح بعض دیگر حرام ذرائع اس میں امر دے سے بدکاری کرنا، بدکاری پر اکسانے والے کو لونڈی بیچنا، لہو لعب کے آلات بنانے والے، اسلام میں بطور آمد اسلحہ بیچنا، نشہ کے کاروبار، بخش (دھوکے سے قیمت میں اضافہ کرنا جیسا کہ نیلام کی صورتوں میں ہوتا ہے کہ ایک فرضی گاہک کسی چیز کی قیمت بڑھاتا جاتا ہے)، دوسرے کی بیع پر بیع کرنا، دوسرے کی خرید پر خرید کرنا، گانے باجے اور دیگر آلات موسیقی کی خرید و فروخت، فلموں، ڈراموں اور کمرشلز میں کام کرنا، اداکاری کے ذریعے مال کمانا وغیرہ حرام ذرائع ہیں جس میں آج کے مسلمان بہت زیادہ منہمک ہیں اور افسوس کہ ان حرام ذرائع کو حرام بھی نہیں سمجھتے بلکہ سمجھانے کی کوشش کی جائے تو بعض اوقات ناراض ہو جاتے ہیں اور مزید دین اسلام کے خلاف بولتے ہیں اور بعض اوقات ایسوں تک رسائی ہی کا حقہ نہیں ہوتی۔

## اللیلۃ المبارکۃ سے مراد کون سی رات ہے؟

۲..... اللیلۃ المبارکۃ سے مراد لیلۃ القدر ہے یا نصف شعبان المعظم کی رات، اور اس رات کے چار نام ہیں: اللیلۃ المبارکۃ، لیلۃ البرائۃ، لیلۃ الصک، لیلۃ القدر۔ اس کو برکت والی رات اس لئے کہا گیا ہے کہ اس رات اللہ ﷻ اپنے بندوں پر برکات، خیرات اور ثواب نازل فرماتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر رمضان کی پہلی رات میں صحف نازل ہوا، اور تورات

رمضان کی چھ تاریخ میں نازل ہوئی، زبور رمضان کی بارہ تاریخ کو نازل ہوئی، انجیل آٹھ تاریخ کو نازل ہوئی اور قرآن رمضان کی چوبیس تاریخ کو نازل ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ مکمل قرآن رمضان کی اسی (لیلة القدر کی چوبیس) تاریخ کو نازل ہوا پھر حسب ضرورت دیگر ایام میں نزول ہوتا رہا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ قرآن مجید مکمل لیلة القدر میں نازل ہو چکا نہ کہ سارے سال میں نازل ہوتا رہا، ایک قول یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کے نزول کی ابتداء لیلة القدر میں ہوئی۔ عکرمہ کہتے ہیں یہاں السیلة المبارکة سے مراد نصف شعبان کی رات ہے۔ قتادہ اور ابن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے آسمان دنیا پر بیت العزت نامی جگہ میں مکمل قرآن اسی رات نازل فرما دیا پھر اس کے بعد کم و بیش تیس سال کے عرصے میں نزول قرآن ہوتا رہا۔ (القرطبی، الجزء: ۲۵، ص ۱۱۰)

### نزول قرآن کی رات تقدیر کا لکھ دیا جانا:

۳..... ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ اس رات میں زندگی، موت اور رزق کے احکامات کے فیصلے فرماتا ہے، قتادہ، مجاہد اور حسن نے بھی یہی کہا ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ شقاوت اور سعادت کے امور میں بھی فیصلہ کیا جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ام الكتاب میں اس رات زندگی، موت، رزق، بارش، حج وغیرہ لکھ دیا جاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ بندہ بازار میں گھوم رہا ہوتا ہے حالانکہ اس کی موت لکھ دی جا چکی ہوتی ہے۔ اور یہ احکامات جو بندوں سے متعلق ہونے ہیں فرشتوں کے ذمے کر دیئے جاتے ہیں۔

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک لکھ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک مرد کسی عورت سے نکاح کرتا ہے اور اس کے ہاں اولاد ہوتی ہے جب کہ اس کی موت لکھ دی جا چکی ہوتی ہے۔“ (المرجع السابق)

### سید عالم ﷺ کا دعائے ضرر دینا:

۴..... علامہ صاوی لکھتے ہیں: کہ وارد ہوتا ہے کہ جب اللہ ﷻ نے نفس کی تخلیق فرمائی تو اس سے پوچھا: ”میں کون ہوں؟ وہ بولی تو تو ہے اور میں میں ہوں، پس اللہ ﷻ نے اُسے بھوک کے دریا میں ڈال دیا، پس جب وہ بھوک کی شدت میں پڑ گئی تو بولی: تو اللہ وحدہ لا شریک ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“ عارفین کے نفس کی تربیت بھوک سے ہوتی ہے۔ (الصاوی، ج ۵، ص ۲۵۷)

روایت کی جاتی ہے کہ ابولہب کے تین بیٹے تھے جس میں سے دو یعنی عتبہ اور معتبہ فتح مکہ کے دن اسلام لے آئے تھے لیکن اپنا اسلام چھپائے رکھا اور سید عالم ﷺ نے انہیں دعادی اور اسی دعا کی برکت سے دونوں کو شہادت ملی اور غزوہ حنین و طائف میں شہید ہوئے۔ ابو لہب کا تیسرا بیٹا جس کا نام عتیبہ تھا اور یہ اسلام نہ لایا۔ کہا جاتا ہے کہ سید عالم ﷺ کی دو صاحبزادیاں ام کلثوم بنت محمد ﷺ و عتیبہ بنت محمد ﷺ عتبہ کے نکاح میں تھیں لیکن جب ابولہب کے متعلق سورت نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں سے بزدل طلاق دینے کا مطالبہ کیا اور انہیں طلاق دلوائی۔ عتیبہ اپنے باپ کے ساتھ ملک شام کے تجارت کے سفر کے لئے نکلا تھا کہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سید



عالم علیہ السلام کی شان میں نازیبا کلمات تلفظ کئے، بی بی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ہار گاہ اقدس میں طلاق دے ڈالی، سید عالم علیہ السلام نے اس کے لئے دعا کی کہ اے اللہ! اس پر اپنا کتا مسلط فرما، پس ابوطالب بھی اس واقعہ سے مغموم ہوئے کیونکہ وہ بھی اس وقت حاضر تھے۔ یہ لوگ ملک شام میں رات کے وقت قیام پزیر تھے کہ شیر اس پر حملہ آور ہوا اور عتیبہ کو چیر پھاڑ ڈالا۔ (روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۶۸۶ ملخصاً)

### دھویں سے متعلق قیامت کی نشانی:

۵..... حضرت ابن عباس، ابن عمر اور حسن بصری سے روایت ہے کہ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ ابن جریر، بخاری اور بغوی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ سید عالم علیہ السلام نے فرمایا: ”قیامت کی پہلی نشانیوں میں سے دھواں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور آگ ہوگی جو عدن کے غار سے نکلے گی جو لوگوں کو میدان محشر کی طرف ہانکے گی جب لوگ قیلولہ کریں گے تو آگ بھی ٹھہر جائے گی۔“ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ علیہ السلام! وہاں کیا چیز ہے؟ تو آپ علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا: ”دھواں مشرق و مغرب کو بھر دے گا، وہ چالیس دن رہے گا جہاں تک مومن کا تعلق ہے اسے دھویں سے اتنی تکلیف ہوگی جیسے زکام لگ جاتا ہے، کافر بیہوشی کے عالم میں ہوگا، اس کے ہتھکڑیوں، کانوں اور دبر (پیچھے کے مقام) سے دھواں نکل رہا ہوگا۔“ (المظہری، ج ۶، ص ۲۹۵)

### کس وقت کا ایمان لانا معتبر ہے؟

۶..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ علیہ السلام اس وقت تک بندہ کی توبہ قبول (کرنا رد) نہیں کرتا جب تک غرغره موت نہ ہو۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: فضل التوبۃ والاستغفار، رقم: ۳۵۴۸، ص ۱۰۱۵)

غرغره موت اس وقت کو کہتے ہیں کہ جب آدمی کی روح نکل کر حلق تک پہنچ جائے اور اس کو موت کا یقین ہو جائے، یا اسے عذاب نظر آنے لگے، اس وقت کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

### اعتزال کے معنی میں معتزلہ کا اختلاف رائے ہونا:

۷..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گویا یوں فرمایا کہ اگر میری تصدیق نہیں کرتے اور اللہ علیہ السلام کی طرف سے مجھ پر ظاہر ہونے والے دلائل کی تصدیق نہیں کرتے تو مجھے اذیت بھی نہ دو۔ مصنف (امام فخر الدین رازی) کہتے ہیں کہ معتزلہ کے نزدیک قرآن مجید فرقان جمید میں جہاں کہیں بھی لفظ ”اعتزال“ آیا ہے، وہ اس سے اعتزال عن الباطل مانتے ہیں نہ کہ اعتزال عن الحق، اور میرا (امام رازی) کا کہنا یہ ہے کہ اس آیت میں اعتزال عن دین موسیٰ وطریقہ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین اور ان کے طریقے سے کنارہ کرنا مراد ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہی اعتزال عن الحق ہے۔ (الرازی، ج ۹، ص ۶۵۹)

اغراض:

الفسرآن: یہ کتاب کی تفسیر میں ایک قوی ترین قول ہے، اور یہ کہ اللہ نے قرآن کے ذریعے قسم یاد دلائی کہ اللہ نے اس پاک کتاب کو

مبارک رات نازل فرمایا ہے، اور یہ بلخ ترین کلام ہے جو قرآن مجید کی انتہاء درجے کی تقسیم میں نازل ہوا، جیسا کہ حدیث میں ہے: ”میں تیری رضا کی پناہ میں آیا تیری ناراضگی سے، تیری معافی میں آیا تیری سزا سے، اور تیری امان میں آیا“۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ کتاب سے مراد نازل ہونے والی کتاب ہے اور ﴿انزلنہ﴾ میں موجود ضمیر سیاق کلام پر دلالت کرتی ہے۔

ہی لیلۃ القدر: یہ قنادہ، ابن زید اور اکثر مفسرین کا قول ہے، اور اس پر دلیل اللہ کا فرمان: ﴿انا انزلنہ فی لیلۃ القدر﴾۔ مبارک رات ہے جسے لیلۃ القدر کہتے ہیں اور اس کی دلیل اس فرمان میں بھی ملتی ہے: ﴿شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن﴾، ﴿انا انزلنہ فی لیلۃ مبارکہ﴾ اور اس برکت والی رات کے ضمن میں مکمل سورت اللہ نے نازل فرمادی ہے۔

لیلۃ النصف من شعبان: مراد کرمہ اور دیگر گروہ کا قول ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لیلۃ النصف شعبان کے چار نام ہیں: لیلۃ المبارکہ، لیلۃ البرائۃ، لیلۃ الرحمة، و لیلۃ الصک۔ اور اس رات میں عبادت کی بڑی فضیلت آئی ہے پس وارد ہوا ہے: ”جس نے اس رات میں سو رکعت ادا فرمائیں، اللہ اُس پر سو فرشتے بھیجے گا، جس میں سے تمیں جنت کی بشارت دیں گے، تمیں عذاب نار سے بچائیں گے، تمیں دنیا کی آفات کو اُس سے دور کریں گے اور دس شیطان کے مکر سے حفاظت کریں گے“۔ ایک حدیث میں یوں وارد ہوا: ”اللہ اس رات میں میری امت پر (خاص) رحم فرماتا ہے، بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی کتنی کے برابر (جہنم سے نجات عطا فرماتا ہے)“۔ ایک حدیث میں وارد ہوا: ”اللہ اس رات میں تمام مسلمانوں کو بخش دیتا ہے، مگر کاہن، جادوگر، شرابی، والدین کو ستانے والا، زنا کا عادی نہیں بخشے جاتے“۔

نزل فیہا: یعنی اس رات میں مکمل کتاب نازل ہوگئی، اور مراد یہ ہے کہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا تک مکمل کتاب نازل ہوگئی، حضرت جبرائیل امین اس کتاب کا املاء آسمان کے فرشتوں سے فرماتے، پس وہ اسے صحف میں لکھ لیتے، اور ان فرشتوں کے پاس آسمانوں پر موجود جگہ ہے جسے بیت العزت کہتے ہیں، پھر اللہ ان مذکورہ فرشتوں کو حضرت جبرائیل کے پاس بیس سال تک جمع فرماتا ہے، پھر سید عالم ﷺ پر کتاب کا نزول موقع محل کی مناسبت سے فرماتا ہے۔ محکم: بمعنی مبہوم یعنی جس میں تغیر و تبدل نہ ہو۔ فایقنوا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ جواب شرط محذوف ہے اور جملہ شرطیہ معترضہ دونوں خبروں کے مابین ہے اور ﴿لا الہ الا ہو﴾ چوتھی خبر ہے۔

فقال اللہم اعننی علیہم بسبع: یعنی سات سال، اور یہ محذوف پر مفعول ہے، جس کی دلیل مفسر کے قول ”استہزاء“ میں ملتی ہے، یعنی جب ان کا استہزاء اور عناد بڑھ گیا تو دعا فرمائی ”اللہم اعننی علیہم“، یعنی ان پر مدد طلب فرمائی۔

قال تعالیٰ: یعنی اللہ نے سید عالم ﷺ کی دعا قبول فرمائی اور اس دعا کی قبولیت کے وقت کے بارے میں اختلاف ہے، یعنی کی زندگی میں قبول ہوئی یا مدنی زندگی میں۔ اور راجع یہی ہے کہ مدنی زندگی میں یہ دعا قبول ہوئی۔

کھینۃ الدخان: میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہاں حقیقی دخان (دھواں) مراد نہیں ہے، بلکہ وہ چیز دیکھیں گے جس سے اُن کی

آنکھیں کمزور پڑ جائیں گی، اور یہی قول حضرت ابن عباس، مقاتل، مجاہد اور ابن مسعود کا ہے پس ان پر کام مشکل ہو جائے گا۔ سید عالم علیہ السلام کی بارگاہ میں ابوسفیان آیا اور بولا: ”اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلہ رحمی کا درس لے کر آئے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہلاک ہو رہی ہے، اللہ سے دعا کریں کہ اللہ انہیں قحط سے بچائے، پس اللہ نے اُن پر بارش نازل فرمائی اور یہ بارش اُن پر سات دن تک مسلسل ہوتی رہی، یہاں تک کہ وہ کثرت بارش کے باعث پریشان ہونے لگے، پس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوسفیان آیا اور بارش سے نجات کی پکار سنائی، پس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے، حضرت ابن عمر، ابو ہریرہ، زید بن علی اور حسن کہتے ہیں: ”دخان سے مراد حقیقی معنی میں دھواں ہے جو کہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا اور اس کی علامت قرب قیامت ہے، جس سے مشرق و مغرب بھر جائیں گے اور آسمان وزمین کے مابین بھی بھر جائے گا، چالیس دن اور رات تک یہی سلسلہ رہے گا، مومن کو اس کی وجہ سے زکام لاحق ہوگا اور کافر کو نشہ طاری ہو جائے گا، یہ پیٹ میں بھر جائے گا اور دیگر راستوں سے باہر نکلے گا اور پوری زمین ایسی لگی گی جیسا کہ آگ بھردی گئی ہے۔ ای لا ینفعہم الايمان: یعنی عذاب دور ہونے کے بعد بھی انہوں نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا جو انہوں نے ایمان لانے کے حوالے سے کیا تھا۔ فعادوا الیہ: یعنی اپنے کفر پر جمے رہے اور ان میں ایمان بالفعل نہ پایا گیا۔

بلونا: بمعنی امتحنا ہے، یعنی ہم نے اُن پر نعمتیں زیادہ کر دیں اور انہوں نے (یعنی فرعونوں) نے کفر اور سرکشی میں زیادتی اختیار کی۔ معہ: ظاہری آیت کے پیش نظر ہونے والے وہم کو دور کرنا مقصود ہے، اور وہ وہم یہ ہے کہ آیا آزمائش فقط فرعون ہی کے لئے تھی؟ میں (علامہ صادی) یہ جواب دوں گا کہ مراد فرعون اور اس کی قوم ہیں۔

علی اللہ: جسے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معزز فرمایا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسالت کے ساتھ مختص فرما کر تکریم عطا فرمائی اور یہ کلام فرعون کے قول کے رد کے لئے نازل ہوا جیسا کہ فرعون نے کہا تھا: ﴿ام انا خیر من هذا الذی هو مہین﴾ (الزخرف: ۵۲)، پس اس کلام میں فرما دیا گیا کہ حضرت موسیٰ مہین نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے رب کے معزز ہیں۔ ای بان: میں اشارہ ہے کہ ”ان“ مصدر یہ ہے اور یہ بھی صحیح ہے کہ مفسرہ ہو، یا مخففہ من الثقیلہ ہو۔

علی ما ارسلت بہ: متعلق ہے ﴿امین﴾ کے، یعنی اللہ نے جس رسالت کے ساتھ مجھے بھیجا ہے وہ اس سے مامون ہیں اور اللہ (رسالت کے معاملے میں) زیادتی و نقصان نہیں فرماتا اور امانت کا ذکر رسالت کے بعد فرمایا اس لئے کہ رسالت کو امانت لازم ہوتی ہے۔ تنجبروا: یہاں ﴿تعلوا﴾ کی تفسیر تنجبروا سے کی، اور اس کے علاوہ کو تکبر، بغاوت، بہتان، بڑائی چاہنے سے تعبیر کیا اور یہ سارے معنی قریب قریب ایک ہی ہیں۔ فاتر کوا اذاى: یعنی مجھ سے بُرائی طلب نہ کرو (یہ کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونوں سے فرمایا یعنی اگر میری رسالت کو نہیں مانتے تو مجھ سے کنارہ کر لو)۔

اذا قطعته الت واصحابک: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سفر اختیار کرنے سے پہلے تعلیم کی گئی، کہ دریا میں اپنے لشکر سمیت داخل

ہو جائیں اور اپنی عصا کو دریا پر ماریں خود بخود راستے بننے جائیں گے اور فرعون مع اپنی ہمراہیوں کے پیچھا کرے گا لیکن آپ ہی مائے  
سے نجات پائیں گے اور فرعون مع اپنے لشکر کے ہلاک ہوگا۔ مجالس حسن: یعنی جنت کی مجالس اور منازل حریں شدہ ہوں گی جیسے  
کہ ملک کی مجالس کو دیکھا جاتا ہے۔ موعظہ: یعنی وہ امور جس کی وجہ سے جنتی نفع دیئے جائیں گے جیسا کہ خوبصورت پوشاک اور  
سواریاں۔ ناعمین: یعنی جنتی اللہ کی نعمت پر مسکراتے، چھتے پھرتے ہوئے۔ ای الامر: یعنی فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت مراد ہے۔  
ای بنی اسرائیل: یعنی جب فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل مصر پہنچے، اللہ نے فرمایا: ﴿وَأَوْرَثْنَا قَوْمًا  
آخِرِينَ﴾، یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کیونکہ فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کے بعد کچھ بھی نہ بچا تھا؟ میں (علامہ حاوی) اس کا جواب یہ دوں  
گا کہ فرعونوں کی ہلاکت کے بعد اللہ نے پھر سے سرزمین مصر کو ہر اہل انعام والا کر دیا۔ (عصاوی، ج ۵، ص ۲۶۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۵

﴿وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ (۳۰) قَتَلَ الْأَبْنَاءَ وَاسْتَحْذَامَ النِّسَاءِ﴾ (من فرعون) ﴿قِيلَ  
بَدَلٌ مِنَ الْعَذَابِ بِتَقْدِيرٍ مُّضَافٍ إِلَى عَذَابٍ وَقِيلَ حَالٌ مِنَ الْعَذَابِ﴾ (انہ کان عالیا من  
المسرفین) (۳۱) ﴿وَلَقَدْ اخْتَرْنَاهُمْ﴾ (آی بنی اسرائیل) ﴿عَلَىٰ عِلْمٍ﴾ (مِنَّا بِحَالِهِمْ) ﴿عَلَى الْعَلَمِينَ﴾ (۳۲) ﴿آیَ عَالِمِي  
زَمَانِهِمْ﴾ (آی الْعُقَلَاءِ) ﴿وَاتَيْنَهُمْ مِنَ الْآيَاتِ مَا فِيهِ بَلَاغٌ مُّبِينٌ﴾ (۳۳) ﴿نِعْمَةً ظَاهِرَةً مِنْ فَلَقِ الْبُحْرِ وَالْمَوْتِ  
وَالسَّلْوَىٰ وَغَيْرِهَا﴾ (ان هؤلاء) ﴿آیَ كُفَّارٍ مَّكَّةٍ﴾ (ليقولون) (۳۴) ﴿ان هِيَ﴾ (مَا الْمَوْتَةُ الَّتِي بَعْدَهَا الْحَيَاةُ) ﴿الَا  
مَوْتُنَا الْاُولَىٰ﴾ (آی وَهُمْ نُطْفٌ) ﴿وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِينَ﴾ (۳۵) ﴿بِمَبْعُوثِينَ أَحْيَاءَ بَعْدَ الثَّانِيَةِ﴾ (فَاتُوا  
بَابَانَا) ﴿أَحْيَاءَ﴾ (ان كنتم صدقين) (۳۶) ﴿إِنَّا نُبْعَثُ بَعْدَ مَوْتِنَا آيَ نَحْيَا﴾ (قَالَ تَعَالَى) ﴿أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تَبِعَ﴾ (مَوْتِ  
نَبِيِّ أَوْ رَجُلٍ صَالِحٍ) ﴿وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ (مِنَ الْأُمَمِ) ﴿أَهْلَكْنَاهُمْ﴾ (لِكُفْرِهِمْ) ﴿وَالْمَعْنَى لِيُسُوا أَقْوَىٰ مِنْهُمْ  
فَأَهْلِكُوا﴾ (انهم كانوا مجرمين) (۳۷) ﴿وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لِعَيْنٍ﴾ (۳۸) ﴿بِخَلْقِ ذَلِكَ  
حَالٍ﴾ (مَا خَلَقْنَاهُمَا) ﴿وَمَا بَيْنَهُمَا﴾ (الَا بِالْحَقِّ) ﴿آيَ مُحِقِّينَ فِي ذَلِكَ لِيَسْتَدِلَّ بِهِ عَلَى قُلُوبِنَا وَوَحْدَانِيَّتِنَا  
وَعَبْرَ ذَلِكَ﴾ (ولكن اكثرهم) ﴿آيَ كُفَّارٍ مَّكَّةٍ﴾ (لَا يَعْلَمُونَ) (۳۹) ﴿ان يَوْمَ الْفَصْلِ﴾ (يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَقْضِلُ اللَّهُ فِيهِ  
بَيْنَ الْعِبَادِ) ﴿مِيقَاتِهِمْ أَجْمَعِينَ﴾ (۴۰) ﴿لِلْعَذَابِ الدَّائِمِ﴾ (يَوْمَ لَا يَغْنَىٰ مَوْلَىٰ عَنْ مَوْلَىٰ) ﴿بِقَرَابَةٍ أَوْ صَدَاقَةٍ﴾ (آيَ  
لَا يَذْفَعُ عَنْهُ شَيْئًا) ﴿مِنَ الْعَذَابِ﴾ (وَلَا هُمْ يَنْصُرُونَ) (۴۱) ﴿يَسْتَمْنَعُونَ مِنْهُ وَيَوْمَ بَدَلٌ مِنْ يَوْمِ الْفَصْلِ﴾ (الَا مِنْ  
رَحْمِ اللَّهِ) ﴿وَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ فَإِنَّهُ يَشْفَعُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ يَازُنُ اللَّهُ﴾ (انہ هو العزيز) ﴿الْغَالِبُ فِي اتِّقَامِهِ مِنْ



الْكَفَّارِ ﴿الرَّحِيمِ﴾ (۳۱) بِالْمُؤْمِنِينَ.

## ﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات بخشی (بیٹوں کے قتل اور عورتوں کے باندیاں بنائے جانے سے ..... ۱۔) فرعون سے (ایک قول کے مطابق فرعون سے قبل مضاف عذاب مقدر ہے، اور یہ العذاب المہین سے بدل ہے اور ایک قول کے مطابق یہ العذاب سے حال ہے) بیشک وہ متکبر حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا اور بیشک ہم نے انہیں (یعنی بنی اسرائیل کو) دانستہ چن لیا (یعنی ان کے حال کا ہمیں علم تھا) زمانے والوں سے (ان کے زمانہ والوں سے یعنی اس زمانے کے عقلاء میں سے) اور ہم نے انہیں وہ نشانیاں عطا فرمائیں جن میں صریح انعام تھا (ظاہری نعمتیں، جیسے دریا کا پھاڑ دینا، من و سلوی کا نازل کرنا، وغیرہ ..... ۲۔) بیشک یہ (یعنی کفار مکہ) کہتے ہیں وہ تو نہیں (یعنی وہ موت جس کے بعد حیاتی ہو، ان بمعنی مانافہ ہے) مگر ہمارا ایک دفعہ کا مرنا (اور ہمارا بصورت نطفہ ہونا ہے) اور ہم اٹھائے نہ جائیں گے (دوبارہ موت کے بعد زندہ کر کے ..... ۳۔) منشرین بمعنی مبعوثین ہے) تو ہمارے باپ دادا کو (زندہ کر کے) لے آؤ اگر تم سچے ہو (اس بات میں کہ ہمیں ہماری موت کے بعد اٹھایا جائے گا یعنی ہمیں زندہ کیا جائے گا، اللہ ﷻ فرماتا ہے) کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم (تبع یا تو اللہ ﷻ کے نبی تھے یا ایک صالح شخص ..... ۴۔) اور جو (امتیں) ان سے پہلے تھیں ہم نے انہیں ہلاک کر دیا (ان کے کفر کی وجہ سے، معنی آیت یہ ہے کہ یہ لوگ ان سے زیادہ طاقتور نہیں، انہیں ان کی طاقت کے باوجود ہلاک کر دیا گیا) بیشک وہ مجرم لوگ تھے اور ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر (اس تخلیق کے ذریعے سے ..... ۵۔) لعین حال ہے) ہم نے ان دونوں کو (اور جو کچھ ان کے درمیان ہے) نہ بنایا مگر حق کے ساتھ (یعنی ہم اس میں بھی حق پر ہیں تاکہ اس تخلیق کے ذریعے ہماری قدرت اور ہماری وحدانیت پر استدلال کیا جاسکے) لیکن ان میں اکثر (یعنی کفار مکہ) جانتے نہیں بیشک فیصلہ کا دن (مراد اس سے قیامت کا دن ہے، اے یوم الفصل اس لیے فرمایا کہ اس میں اللہ ﷻ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کریگا) ان سب کی میعاد ہے (وائی عذاب کے لیے) جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آئے گا (خواہ ان کے مابین رشتے داری ہو یا دوستی یعنی وہ اس سے دور نہ کر سکے گا) کچھ (یعنی عذاب) اور نہ ان کی مدد ہو (یعنی ان سے عذاب الہی روکا جاسکے، ”یوم“ ”یوم الفصل“ سے بدل بن رہا ہے) مگر جس پر اللہ رحم کرے (اور وہ مرحومین مومنین ہیں کہ وہ باذن الہی ﷻ ایک دوسرے کی شفاعت کریں گے) بیشک وہی عزیز ہے (کفار سے انتقام لینے میں غالب ہے) مہربانی کرنے والا ہے (مسلمانوں پر)۔

## ﴿قر گیب﴾

﴿ولقد نجينا بنى اسراء يل من العذاب المهين من فرعون انه كان عاليا من المسرفين﴾

و: متاثر، لام قسمیہ، قد تحقیق، نجینا بنی اسراء یل: فعل بافاعل ومفعول، من: جار، العذاب المهین: ذو الحال، من فرعون: ظرف مستقر حال، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ، مکر جملہ قسمیہ، انہ حرف شبہ واسم، کان: فعل ناقص بااسم، عالیا: خبر اول، من المسرفین: ظرف مستقر خبر ثانی، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد اخترنهم على علم على العلمين واتينهم من الايت ما فيه بلوا مبين﴾

و: عاطفہ، لام قسمیہ، قد تحقیق، اخترنا: فعل بافاعل، ہم: ضمیر ذو الحال، علی علم: ظرف مستقر حال، مکر مفعول، علی العلمین: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، اتینہم: فعل بافاعل ومفعول، من الايت: ظرف مستقر حال مقدم، ما: موصولہ، فیہ بلوا مبین: جملہ اسمیہ صلہ، مکر ذو الحال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان هولاء ليقولون ان هي الا موتتنا الاولى وما نحن بمنشرين﴾

ان هولاء: حرف شبہ واسم، لام: تاکیدیہ، یقولون: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، ان: نافیہ، ہی: مبتداء، الا: اداۃ حصر، موتتنا: موصوف، الاولى: صفت، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما بشایہ یلیس، نحن: اسم، ب: زائد، منشرین: خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاتوا بابائنا ان كنتم صدقين﴾

ف: نصیہ، اتوا بابائنا: فعل امر بافاعل وظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف "ان كنتم صادقین فیما تقولون" کی جزاء، مکر جملہ شرطیہ، ان شرطیہ، كنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزاء محذوف "فاتوا بابائنا" کی شرط، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿اهم خیرام قوم تبع والدين من قبلهم اهلكنهم انهم كانوا مجرمين﴾

همزہ: حرف استفہام، ہم: معطوف علیہ، ام: عاطفہ، قوم تبع: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من قبلہم موصول صلہ، مکر معطوف، مکر معطوف، مکر مبتداء، خیر: خبر، مکر جملہ اسمیہ، اهلكنہم: فعل بافاعل، مفعول، مکر جملہ فعلیہ متاثر، انہم: حرف شبہ واسم، كانوا مجرمین: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما خلقنا السموت والارض وما بينهما لعبين﴾

و: متاثر، ما خلقنا: فعل نفی ونا ضمیر ذو الحال، لعبین: حال، مکر فاعل، السموت: معطوف علیہ، والارض: معطوف اول، و: عاطفہ، ما بینہما: معطوف ثانی، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ متاثر۔

﴿ما خلقنهما الا بالحق ولكن اكثرهم لا يعلمون ان يوم الفصل ميقاتهم اجمعين﴾

ماخلقنا: فعل نفی با فاعل، ہما ضمیر ذوالحال، الا: اداة حصر، بالحق بظرف مستقر حال، و: حالیه، لکن اکثرہم لایعلمون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان حرف شبہ، یوم الفصل: اسم، میقات: مضاف، ہم: ذوالحال، اجمعین: حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم لا یغنی مولیٰ عن مولیٰ شینا ولا ہم ینصرون الا من رحم اللہ﴾

یوم: مضاف، لایغنی مولیٰ: فعل نفی و فاعل، عن مولیٰ: ظرف لغو، شینا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا یناقیہ، ہم مبتدا، ینصرون: فعل واو ضمیر مبدل منہ، الا: اداة حصر، من رحم اللہ: موصول صلہ، ملکر بدل، ملکر نائب فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف ”یفصل“ کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انہ ہو العزیز الرحیم﴾ انہ: حرف شبہ واسم، ہو العزیز الرحیم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿تشریح توضیح و اعراض﴾

#### بنی اسرائیل کو فرعون کے عذاب سے نجات:

۱۔..... عمرو بن میمون الاودی سے مروی ہے کہ ”جب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر روانہ ہوئے تو فرعون کو یہ اطلاع دی گئی، اسنے کہا: ”جب تک صبح کا مرغ اذان نہ دے لے اس وقت تک انکا تعاقب نہ کرو۔“ راوی فرماتے ہیں کہ ”خدا تعالیٰ کی قدرت ایسی کہ اس رات مرغ نے اذان ہی نہ دی یہاں تک کہ صبح ہوگئی، صبح فرعون نے ایک بکری منگوا کر ذبح کی اور کہا کہ میرے بکری کھانے سے فارغ ہونے سے پہلے چھ لاکھ قبطیوں کا لشکر تیار ہو جانا چاہئے، چنانچہ اسکے فارغ ہونے سے پہلے لشکر تیار ہو گیا، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام حکم الہی جب ساحل سمندر پر پہنچے تو آپ کے ایک ساتھی جس کا نام یوشع بن نون تھا، اس نے پوچھا: ”اب آپ کے رب کا امر کدھر کو ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”تمہارے سامنے ہے۔“ اور سمندر کی طرف اشارہ فرما دیا، یہ سن کر یوشع نے اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا اور گہرے پانی تک جا پہنچے اور جب غوطہ کھانے لگے تو واپس لوٹ آئے اور پھر پوچھا: ”آپ کے رب کا حکم کس طرف ہے؟ اللہ تعالیٰ کی قسم! انہ آپ نے جھوٹ بولا اور نہ آپ سے جھوٹ بولا گیا۔“ اسی جملے کی تین مرتبہ تکرار کی، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اپنا عصا سمندر پر مار، تو سمندر پھٹ گیا اور پانی کا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی مانند ہو گیا اور درمیان میں راستہ نمودار ہو گیا، حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور ان کے پیروکار بحیریت دوسرے کنارے پر پہنچ گئے، فرعون نے بھی ان کا پیچھا کیا، جب وہ سب اس سمندری راستے میں اتر چکے تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو پہلی حالت پر کر دیا اور سارا لشکر چشم زدن میں ڈوب گیا۔ (ابن کثیر، ج ۱، ص ۱۱۷)

یہ واقعہ بحر قلزم کا ہے جس کے دونوں کناروں کے مابین چار فرسخ کا فاصلہ تھا، جو کہ ایک قول کے مطابق بحر فارس کے

(الخازن، ج ۱، ص ۱۵)

کنارے پر یا بحر ماورائے مصر پر واقع ہے، اسکو ”اساف“ بھی کہتے ہیں۔

**بنی اسرائیل پر انعام واکرام:**

۲..... وہ بیٹھی چیز جو آسمان سے برف کی طرح طلوع فجر سے طلوع شمس تک اترتی، ہر انسان ایک صاع لیتا، اور جنوب کی سمت سے چلنے والی ہوا ان پر آسمانی پرندے گزرتی اور ہر شخص اپنی ضرورت کے تحت اس سے حاصل کر لیتا۔ (الحمل، ج ۳، ص ۱۲۷)

نوٹ: بنی اسرائیل پر اللہ ﷻ کے انعامات جس میں پتھر سے پانی کے چشمے جاری ہو جانا، من و مسلوی کا آسمان سے نازل ہونا (جس کا ماقبل ذکر کر دیا)، ایک مخصوص مقدار کے مطابق ہر ایک کا حاصل کر سکتا، ذخیرہ شدہ کا خراب ہو جانا، ہٹ دھرمی کرتے ہوئے بیت المقدس میں سرین کے بل گھسٹ کر گزرنا وغیرہ کا ذکر ہم نے اول جلد میں سورۃ البقرۃ کے تحت کر دیا ہے یہاں ہم دوبارہ ذکر نہیں کرتے۔

**بعث بعد الموت کا بیان:**

۳..... بعث یہ ہے کہ اللہ ﷻ قبروں سے مردوں کو اٹھائے گا، ان کے اعضائے اصلیہ جمع فرمائے گا (ان اعضائے اصلیہ سے مراد وہ اعضاء ہیں جن کا روح سے خاص تعلق ہوتا ہے، ایک قول کے مطابق منی، ایک قول کے مطابق مٹی جو کہ منی سے گوندھی گئی ہو جیسا کہ حدیث میں ہے: ”کوئی پیدا ہونے والا ایسا نہیں کہ اس پر اس کی قبر کی مٹی نہ چھڑک دی گئی ہو“۔) پھر اللہ ﷻ ان مرنے والوں کی ارواح کو جسموں تک لوٹائے گا، اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿ثُمَّ انکم یوم القیامۃ تبعثون﴾ پھر تم سب قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے ﴿السمون: ۱۶﴾، ﴿قل یحییٰ الذی انشاہا اول مرۃ تم فرماؤ انہیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی مرتبہ انہیں بنایا (س: ۷۹)﴾۔

(شرح العقائد، البعث: البعث حق، ص ۲۴۷)

مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے، اگرچہ روح بدن سے جدا ہو گئی، مگر بدن پر جو گزرے گا روح ضرور اس سے آگاہ و متاثر ہوگی، جس طرح حیات دنیا میں ہوتی ہے، بلکہ اس سے زائد، دنیا میں ٹھنڈا پانی، سرد ہوا، نرم فرش، لذیذ کھانا، سب باتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں، مگر راحت و لذت روح کو پہنچتی ہے اور اس کے برعکس بھی جسم ہی پر وارد ہوتے ہیں اور کلفت و اذیت روح پاتی ہے، اور روح کے لئے خاص اپنی راحت و الم کے الگ اسباب ہیں، جن سے سرور یا غم پیدا ہوتا ہے، بعینہ یہی سب حالتیں برزخ میں ہیں۔ مرنے کے بعد انسان کی روح حسب مرتبہ مختلف مقامات پر رہتی ہے، بعض کی قبر میں، بعض کی چاہ زمزم شریف میں، بعض کی آسمان وزمین کے درمیان، بعض کی پہلے، دوسرے، ساتویں آسمان تک، بعض کی آسمانوں سے بھی بلند، بعض کی رو میں زیر عرش قدیلوں میں، بعض کی اعلیٰ علیین میں، مگر کہیں ہوں، اپنے جسم سے ان کو تعلق بدستور رہتا ہے۔ جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتے، پہچانتے، اس کی بات سنتے، بلکہ روح کا دیکھنا قبر ہی سے مخصوص نہیں، اس کی مثال حدیث میں یہ فرمائی ہے کہ: ”ایک طائر پہلے قفس میں بند تھا اور اب آزاد کر دیا گیا“۔

(بہار شریعت معراجہ، ج ۱، حصہ اول، عالم برزخ کا بیان، ص ۱۰، وغیرہ)



## تبع کون تھا؟

۴..... اس بارے میں کئی اقوال ہیں کہ تبع کون تھا؟ (۱)..... مراد ایک قوم ہے جس پر بہت زیادہ انعام و اکرام کئے گئے۔ (۲)..... مراد ایک فرد واحد نہیں بلکہ یمن کے بادشاہ ہیں۔ (۳)..... یمن کے بادشاہوں کو تباہتہ کہتے تھے۔ (۴)..... تبع یمن کے بادشاہوں کا لقب ہوا کرتا تھا جیسا کہ خلیفۃ المسلمین کہا جاتا ہے۔ (۵)..... سہیلی کے قول کے مطابق تبع ملک یمن، فخر اور حضرموت کے ہر بادشاہ کو کہتے ہیں۔ (۶)..... سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”تبع کو بُرا بھلا نہ کہو کیونکہ وہ مومن تھا۔“ (۷)..... اس بارے میں اختلاف ہے کہ تبع نبی تھا یا بادشاہ، ابن عباس کے قول کے مطابق نبی تھا، کعب کا قول یہ ہے کہ بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کا نام تبع تھا، اور اس کی قوم کا بن تھی اور کچھ اہل کتاب بھی اس کی قوم میں تھے، پس اس نے اپنی قوم کے دونوں فریقوں کو قربانی پیش کرنے کا حکم دیا تو اہل کتاب کی قربانی قبول کر لی گئی اور وہ ایمان لے آئی۔

(القرطبی، الجزء: ۲۵، ص ۲۶ وغیرہ مخلصا وملتقطا)

## آسمان وزمین اور ان کے مابین کچھ بیکار نہیں!

۵..... کائنات کی ہر چیز اپنی قیمت وحیثیت رکھتی ہے، کچھ بیکار نہیں۔ نہ ہی ایسی کہ انسان اللہ ﷻ کی نعمتوں میں کھیل کود میں پڑ جائے، آسمان وزمین کے مابین سب حق ہے جس میں تدبیر کی اجازت ہمیں نہیں بلکہ اللہ ﷻ کی مشیت پر موقوف ہے۔ اس سے مقصود بعث بعد الموت اور جزا و سزا کے معاملے میں تنبیہ کرنا مقصود ہے۔ ہم نے کوئی چیز بیکار نہیں بنائی، جب چاہتے ہیں مُردار کو زندہ کر دیتے ہیں اور جب چاہیں بغیر کسی طاعت، امر و نہی کا امتحان لئے فنا کر دیں، طاعت گزار کو اس کی طاعت پر اور نافرمان کو اس کی نافرمانی پر جزا دے اور یہ سب کچھ اس لئے کیا تا کہ ہم جانیں کہ کون ہمارے امر و نہی کے امتحان میں کامیاب ہوتا ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿لِيَجْزِيَ الَّذِينَ إِسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحَسَنَىٰ﴾ تاکہ برائی کرنے والوں کو ان کے کئے کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں کو نہایت اچھا صلہ عطا فرمائے ﴿لَنَحْمَدَ﴾۔ لیکن اکثر مشرکین اس بات کو نہیں جانتے کہ اللہ ﷻ نے انہیں تخلیق فرمایا، لیکن وہ اللہ کی نافرمانی کرنے سے نہ تو گھبراتے ہیں اور نہ ہی اس کی بارگاہ سے خیر کی امید رکھتے ہیں۔

(الطبری، الجزء: ۲۵، ص ۱۵۲ مخلصا)

## اغراض:

وقیل حال من العذاب: محذوف کے متعلق ہے، معنی یہ ہے کہ جو عذاب فرعون اور اس کی قوم کو پیش آیا اللہ نے اُس سے بنی اسرائیل کو نجات بخش دی۔ بحالہم: یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو اہل اصفیاء کے لئے خاص کر لیا، یعنی ان میں کثرت سے حضرات انبیائے کرام ہوئے۔ ای عالمی زمانہم: یہاں ایک وہم کا دور کرنا مقصود ہے کہ اللہ ﷻ نے بنی اسرائیل کو دیگر اقوام پر فضیلت عطا فرمائی یعنی دیگر تمام عالم پر، لیکن امت محمدیہ ﷺ بنی اسرائیل سے معزز ہے، پس اس وہم کا دور کرنا مقصود تھا کہ مراد اُس دور کے لوگ ہیں جن پر بنی اسرائیل کو معزز کیا گیا۔

العقلاء: مناسب یہ ہے کہ ”الثقلین“ کہا جائے، اور تمام عقلاء میں ملائکہ بھی شامل ہیں اور بنی اسرائیل ان سے بھی معزز نہیں ہے۔ نعمۃ ظاہرۃ: یہ ”بلاء“ کی تفسیر ہے، اور ”بلاء“ کے معنی ”الاختبار“ ہے، جن پر بنی اسرائیل نے صبر کیا یا نہیں، شکر کا معاملہ اختیار کیا یا نہیں۔ ای کفار مکہ: یعنی قریب کا اشارہ کفار کی تحقیر کے لئے فرمایا۔ ہو نبی او رجل صالح: یا خلاف حکایت قول ہے، قوم ”تبع“ کے بارے میں دو اقوال ہیں ایک قول حضرت ابن عباس کا ہے جب کہ دوسرا بی بی عائشہ کا ہے، مراد کوئی بادشاہ ہے یا کسی قوم کا کاہن یا اس شخص کے ساتھ کوئی قوم تھی جو کہ اہل کتاب تھی، پس انہیں قربانی پیش کرنے کا حکم دیا گیا جو وہ بجالائے، پس اللہ نے اہل کتاب کی قربانی کو قبول فرمایا اور وہ (مرو صالح) اسلام لے آیا۔ للعذاب الدائم: یعنی کافروں کے لئے دائمی عذاب اور مومنین کے لئے دائمی نعمتیں ہیں۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۶۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿ان شجرت الزقوم﴾ (۳۳) ﴿ہی من اخبث الشجر المریتھما ینبثھا اللہ فی الجحیم﴾ ﴿طعام الایم﴾ (۳۴) ﴿ای ابی جہل واصحابہ ذوی الایم الکبیر﴾ ﴿کالمہل﴾ ﴿ای کدردی الزیت الاسود خبر فان یمل فی البطون﴾ (۳۵) ﴿بالفوقانیۃ خبر ثالث وبالتحتانیۃ حال من المہل﴾ ﴿کغلی الحمیم﴾ (۳۶) ﴿الماء الشدید الحرارۃ﴾ ﴿خذه﴾ ﴿یقال للزبانیۃ خذوا الایم﴾ ﴿فاعتلوه﴾ ﴿یکسر التاء وضمھا جرؤہ بغلظۃ وشلۃ﴾ ﴿الی سواء الجحیم﴾ (۳۷) ﴿وسط النار﴾ ﴿ثم صبا فوق رأسه من عذاب الحمیم﴾ (۳۸) ﴿ای من الحمیم الذی لا یفارقہ العذاب فہو ابلیغ مما فی آیۃ یصب من فوق رؤسہم الحمیم و یقال لہ﴾ ﴿ذوق﴾ ﴿ای العذاب﴾ ﴿انک انت العزیز الکریم﴾ (۳۹) ﴿بزعیمک وقولک مابین جبلین اعز واکرم منی و یقال لہم﴾ ﴿ان هذا الذی ترؤن من العذاب﴾ ﴿ما کتم بہ تمترؤن﴾ (۴۰) ﴿فیہ تشکون﴾ ﴿ان المتقین فی مقام﴾ ﴿مجلس﴾ ﴿امین﴾ (۴۱) ﴿یؤمن فیہ الخوف﴾ ﴿فی جنت﴾ ﴿بساتین﴾ ﴿وعیون﴾ (۴۲) ﴿یلبسون من سندس واستبرق﴾ ﴿ای مارق من الدیاج وما غلط منہ﴾ ﴿متقبلین﴾ (۴۳) ﴿حال ای لا یسظر بعضهم الی قفا بعض لدوران الأسرۃ بہم﴾ ﴿کذلک﴾ ﴿یقدر قبلہ الامر﴾ ﴿وزوجنہم﴾ ﴿من التزوینج او قرناہم﴾ ﴿بحور عین﴾ (۴۴) ﴿بنسباء بیض واسعات الاعین حسانہا﴾ ﴿یدعون﴾ ﴿یطلبون الخدم﴾ ﴿فیہا﴾ ﴿ای الجنۃ ان یاتوا﴾ ﴿بکل فاکہۃ﴾ ﴿منہا﴾ ﴿امنین﴾ (۴۵) ﴿من انقطاعھا ومضرئھا ومن کل مخوف حال﴾ ﴿لا یدوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولی﴾ ﴿ای التی فی الدنیا بعد حیوتہم فیہا قال بعضهم الا بمعنی بعد﴾ ﴿ووقہم﴾

عذاب الجحیم (۵۶) مُصَدَّرٌ بِمَعْنَى تَفْضُلًا مُنْصَوِّبٌ بِتَفْضُلٍ مُقَدَّرٍ ﴿مَنْ رِبَكَ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ (۵۷) فَالْمَا يَسْرُبُهُ ﴿سَهْلُنَا الْقُرْآنَ﴾ ﴿بِلِسَانِكَ﴾ ﴿بِلَفْظِكَ﴾ لِيَتَفَهَّمَهُ الْعَرَبُ مِنْكَ ﴿لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾ (۵۸) ﴿يُؤْمِنُونَ لَكِنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ ﴿فَارْتَقِبْ﴾ اِنْتَظِرْ اِهْلَاكَهُمْ ﴿اِنَّهُمْ مَرْتَقِبُونَ﴾ (۵۹) ﴿هَلَاكُكَ وَهَذَا قَبْلُ نَزُولِ الْاَمْرِ بِجِهَادِهِمْ﴾

### ﴿ترجمہ﴾

پیشک تھوڑا کا بیڑ (یہ مقام تہامہ میں پیدا ہونے والا سب سے کڑوا درخت زقوم ہے، اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو جہنم میں اگایا ہے.....) گناہ گاروں کی (یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھیوں، نیز کبیرہ گناہوں کے مرتکبین کی) خوراک ہے کڑکڑاتے سیاہ تیل کی تلچھٹ کی طرح (المہل کے معنی کڑکڑاتے سیاہ تیل کی تلچھٹ کے ہیں) پیٹوں میں جوش مارتا ہے (یغلی کو علامت مضارع تاء کے ساتھ پڑھا جائے تو اس صورت میں یہ خبر ثالث ہوگا اور علامت مضارع یاء کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ المہل سے حال ہوگا) جیسے کھولتا پانی جوش مارے (الحمیم کا معنی شدید کھولتا پانی ہے) اسے پکڑو (یعنی اس گناہ گار کو پکڑو، یہ بات کے فرشتوں کی زبانی ارشاد فرمائی جائے گی) اسے بزور گھینے لے جاؤ (فَاعْتَبِلُوہ تاء مکسورہ اور مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی زور و قوت سے گھیننا ہے) آگ کے بیچ میں (سواء الجحیم بمعنی وسط النار ہے) پھر اس کے سر کے اوپر کھولتے پانی کا عذاب ڈالو (یعنی وہ کھولتا پانی ڈالو جو اس سے جدا نہ ہونے والا ہے، یہ آیت مبارکہ یصّب من فوق رء و سهم الحمیم سے زیادہ بلیغ ہے اور پھر اس گناہ گار سے فرمایا جائے گا) کچھ (اس عذاب کو) ہاں ہاں تو ہی بڑا عزت والا کرم والا ہے (اپنے گمان میں اور تیرا کہنا تھا کہ ان دو پہاڑوں کے مابین مجھ سے بڑھ کر عزت والا کرم کوئی نہیں ہے اور اس سے کہا جائے گا) پیشک یہ (عذاب جو تم دیکھ رہے ہو) وہ ہے جس میں تم شبہ کرتے تھے (بہ تمترون بمعنی فیہ تشکون ہے) پیشک ڈروالے امان کی مجلس میں ہیں (جس میں انہیں خوف سے امن ہے، مقام کے معنی مجلس..... ۲..... ہے) (باغوں جنت بمعنی بساتین ہے) اور چشموں میں پہنیں گے کریب اور قتادیز (سندس کے معنی باریک ریشم اور استبرق بمعنی موٹا ریشم ہے..... ۳.....) آمنے سامنے (متقابلین حال ہے، ان کے تختوں کے گھونسنے کے سبب وہ ایک دوسرے کی گدیوں کو دیکھ نہ سکیں گے، معاملہ) اسی طرح ہے (کذلک خبر ہے مبتدائے مقدر الا مری) اور ہم نے انہیں برباہ دیا (زوجہنم یا تو بمعنی نزویج ہی ہے یا پھر یہ بمعنی قرناہم ہے یعنی ہم نے ان میں ملا دیا) جو حور عین کے ساتھ (گوری رنگت اور خوبصورت اور بڑی بڑی آنکھوں والی عورتوں کے ساتھ) مانگیں گے (یدعون بمعنی یطلبون ہے) اس میں (یعنی جنت میں کہ لاؤ) ہر قسم کا میوہ امن و امان سے (یعنی وہ ان میوں کے منقطع ہونے اور ان کے مضراثرات ہونے سے اور ہر خوف دلانے والی سے امن میں ہونگے، امنین حال ہے) اس میں پہلی موت کے سوا پھر موت نہ چکھیں گے (یعنی دنیاوی زندگی گزارنے کے بعد دنیا میں جو

پہلی موت آئی اس کے بعد وہ دوسری موت نہیں چکھیں گے بعض حضرات نے یہ فرمایا کہ یہاں الا بمعنی بعد ہے) اور انہیں (ان کے رب نے) آگ کے عذاب سے بچالیا تمہارے رب کے فضل سے (فضل بمعنی تفضل مصدر مفعول مطلق ہے، فعل مقدر تفضل کے لیے) یہی بڑی کامیابی ہے تو ہم نے اسے (یعنی قرآن پاک کو) کہ وہ نصیحت حاصل کریں (یتذکرون بمعنی تسمعظون ہے، اور نصیحت قبول کر کے ایمان لے آئیں لیکن یہ لوگ ایمان لے کر نہیں آئے) تو تم انتظار کرو (ان کے ہلاک کئے جانے کا، ارتقب بمعنی انتظار ہے) وہ بھی انتظار میں ہیں (تمہاری ہلاکت کے، یہ امر حکم جہاد کے نزول سے پہلے کا ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿ان شجرت الزقوم طعام الایم کالمہل یغلی فی البطون کغلی الحمیم﴾

ان شجرت الزقوم: حرف شبہ و اسم، طعام الایم: ذوالحال، یغلی فی البطون: فعل بافاعل و ظرف لغو، کاف: جار، غلی الحمیم: مرکب اضافی مجرور، ملکر ظرف مستقر ”غلیانا“ مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر خبر اول، کالمہل: ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿خذوه فاعتلوه الی سواء الجحیم ثم صبو فوق راسہ من عذاب الجحیم﴾

خذوه: فعل امر بافاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اعتلوه: فعل امر بافاعل و مفعول، الی سواء الجحیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، ثم: عاطفہ، صبو: فعل امر بافاعل، فوق راسہ: ظرف، من عذاب الجحیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر قول محذوف ”یقال لہم“ کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ذوق انک انت العزیز الکریم ان ہذا ما کنتم بہ تمترون﴾

ذوق: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ہو کر قول محذوف ”یقالہ“ کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، انک: حرف شبہ و اسم، انت العزیز الکریم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان ہذا: حرف شبہ و اسم، ما: موصولہ، کنتم بہ تمترون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان المتقین فی مقام امین فی جنت و عیون یلبسون من سندس و استبرق متقلبین﴾

ان المتقین: حرف شبہ و اسم، فی مقام امین: جار مجرور مبدل منہ، فی جنت و عیون: جار مجرور بذل، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر یلبسون: فعل واو ضمیر ذوالحال، متقلبین: حال، ملکر فاعل، من سندس و استبرق: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذلک و زو جنہم بحور عین﴾

کذلک: ظرف ”الامر“ مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، زو جنہم: فعل بافاعل و مفعول، ب: جار، حور عین: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔



﴿يَدْعُونَ فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ أَمِنٍ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَى﴾

يدعون: قائل واؤ ضمیر ذوالحال، فیہا: ظرف لغو اول، بکمل فاکہۃ: ظرف لغو ثانی، امنین: اسم فاعل آمیس ”ہم“ ضمیر مستقر ذوالحال، لا یذوقون: فعل بافاعل، فیہا: ظرف مستقر حال مقدم، الموت: مستثنیٰ منہ، الا حرف استثناء، الموتۃ الاولیٰ: مستثنیٰ، بلکہ ذوالحال، بلکہ مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ حال، بلکہ فاعل، بلکہ شبہ جملہ ہو کر حال، بلکہ فاعل، يدعون اپنے متعلقات سے، بلکہ جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل ”زوجنہم“ کی ”ہم“ ضمیر سے حال ہے۔

﴿وَوَقَّهَمَ عَذَابَ الْجَحِيمِ فَضْلًا مِنْ رِبِّكَ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

و: عاطفہ، وقَّهَمَ: فعل بافاعل ومفعول، عذاب الجحیم: مفعول ثانی، فضلاً: موصوف، من ربک: ظرف مستقر صفت، بلکہ مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ، ذلک: مبتداء، هو الفوز العظیم: جملہ اسمیہ خبر، بلکہ جملہ اسمیہ۔

﴿فَإِنَّمَا يَسِرُنَهٗ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ فَاذْقَبْ أَنَّهُمْ مَرْتَقِبُونَ﴾

ف: فصیحیہ، انما حرف شبہ و ما کافہ، یسرُنہ: فعل بافاعل ومفعول، بلسانک: ظرف لغو، بلکہ جملہ فعلیہ، لعلہم حرف شبہ و اسم، یَتَذَكَّرُونَ: جملہ فعلیہ خبر، بلکہ جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، اذقَبْ: فعل امر بافاعل، بلکہ جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف ”ان لم یتعظوا ولم یؤمنوا بہ“ کی جزاء، بلکہ جملہ شرط، انہم: حرف شبہ و اسم، مَرْتَقِبُونَ: خبر، بلکہ جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

### ﴿تَشْرِیْحُ تَوْضِیْحٍ وَاعْرَاضٍ﴾

#### تموہڑ کا درخت:

۱۔..... تموہڑ یعنی زقوم کا درخت، خاردار، گلے میں جا کر پھندا ڈالے، جب اتارنے کے لئے پانی مانگا جائے گا تو کھولتا ہوا پانی دیا جائے کہ مونہ کے قریب ہوتے ہی چہرے کی کھال جھلس کر اس میں گر پڑے گی۔ یہ درخت جہنم کی تہہ میں اُگتا ہے جو کہ جہنمیوں کا کھانا ہے، مجاہد ابن عباس سے روایت کرتے ہیں: ”اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا میں ڈال دیا جائے اہل دنیا کی معیشت برباد ہو جائے۔“

(الطبری، الجزء: ۲۵، ص ۱۵۳)

ابن سلام کہتے ہیں کہ یہ درخت آگ کے شعلوں میں نشوونما پاتا ہے جس طرح دنیا میں درخت پانی سے نشوونما پاتا ہے، اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿طَعَامَ الْإِنِّمِ﴾ سے مراد یہ ہے کہ گناہگاروں کی غذا ہے، کافروں کی غذا ہے جس پر دلیل ﴿يَوْمَ لَا يَغْنَىٰ مَوْلَىٰ عَنْ مَوْلَىٰ شَيْئًا﴾ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آئے گا (الدخان: ۴۱) ہے یعنی ان کے لائق کوئی سفارش نہیں لہذا یہ جہنم میں داخل ہونگے اور ان کی غذا یہی درخت بنے گا۔ سید عالم علیہ السلام کی روایت کے مطابق یہ جہنم میں ہر فاجر کا کھانا ہوگا۔ (روح البیان، ج ۸، ص ۵۷۲)

## مجلس کسے کہتے ہیں؟

۱.....متذکرہ آیت میں مقام بمعنی مجلس ہے، جس کے معنی موضع قیام ہے۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد ٹھہرنے کی جگہیں ہیں چہ جائے کہ ان پر قیام کیا جاتا ہو یا کہ نہیں۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد خاص قسم کا جائے قیام ہے لیکن عام طور پر اس کا اطلاق ہر قسم کی جائے قیام پر کیا جانے لگا۔

(روح البیان، ج ۸، ص ۵۷۶، الرازی، ج ۹، ص ۶۶۵)

مفسرین کرام کی عبارت کی روشنی میں یہ نتیجہ بخوبی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ جہاں چند لوگوں کا اجتماع ہو جائے، لوگ وہاں ٹھہر کر کچھ کام کرتے ہوں، وہاں وعظ و نصیحت کا سلسلہ ہوتا ہو، یا دنیاوی امور کی انجام دہی کے لئے کچھ لوگ اکٹھے ہو جاتے ہوں تو ایسی جگہ عند الشرع مجلس کہلاتی ہے۔

## جنتی لباس ریشمی کیڑے ہونگے:

۲.....انسان بحیثیت مسلمان اگر بات کی جائے تو اپنی ذات پر شریعت کی لگام لگانے میں عافیت ہے، ریشم دنیا میں مرد پر پہننا حرام جب کہ آخرت کی طویل زندگی زہے نصیب کہ محبوب کریم ﷺ کے صدقے میں جنت مل جائے تو لباس بھی ریشم کا ہوگا اور مزید کئی انعامات ملیں گے۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں نہ پہنے گا۔“

☆.....حضرت جلیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”مردوں! ریشم نہ پہنو، سونے چاندی کے برتن میں نہ کھاؤ پیو، بڑے چوڑے پیالے میں کھاؤ نہ کھاؤ، کافروں کے لئے دنیا میں ہے اور تمہارے لئے آخرت میں (حلال) ہے۔“

(البدور السافرة، باب: لباس اهل الجنة، رقم: ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ص ۵۴۶)

## اغراض:

ای کدردی الزيت الاسود: یہ ”المہل“ کا ایک معنی ہے، اور اس کا اطلاق قح، پیپ، دھوئیں وغیرہ پر بھی صادق آتا ہے۔ حال من المہل: یعنی ﴿تغلی﴾ ”المہل“ سے حال ہے، لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہ ﴿طعام﴾ سے حال ہے اس لئے کہ ﴿طعام﴾ کے وصف کو گچھے ہوئے تانبے کے ساتھ جوش مارنے سے تشبیہ دی گئی ہے، پس اس صورت میں یہ ﴿المہل﴾ کا وصف نہ ہونے کی بناء پر اسے اس کے ساتھ متصف نہیں کیا جائے گا۔

جسروہ بغلظہ: یعنی سختی کے ساتھ پکڑو، اور لوہے کے گرز سے ان کے سروں پر ضرب لگاؤ۔ من الحمیم الذی: یعنی جب کھولنا پانی پہنچے گا تو عذاب کی شدت میں زیادتی آجائے گی۔ ویقال لہ: یعنی جنہیوں سے کہا جائے گا کہ اہانت اور تحقیر کا مزہ چکھو۔

ما بین جبلہا: مکہ کے دونوں اطراف کے پہاڑوں کے مابین رہنے والی قوم، جن کا خیال تھا کہ سید عالم ﷺ سے زیادہ معزز و مکرم ہیں۔ یؤمن فیہ الخوف: یعنی خالق یا مخلوق کا خوف، معنی یہ ہے کہ جس مقام پر نفوس کو امن ہوگا، پس اہل جنت اللہ کے غضب سے امن

میں ہونگے اور تمام اذیت والی چیزوں سے جو ان کے بدن، اہل اور مال میں ہوا کرتی تھیں اور ہر قسم کے خطرات سے مامون ہونگے۔ ای مارق من الدیاج: دیاج سے مراد حریہ ہے، اگر یہ کہا جائے کہ دنیا میں ریٹم مردوں پر حرام ہے تو ایسا لباس جنت میں نعمت کے طور پر کیوں کر ممکن ہو سکتا ہے؟ میں (علامہ صادی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ دنیا کا ریٹم غلیظ ہے نہ کہ جنت کا، بلکہ جنت کا ریٹم اعلیٰ ہے۔ ای لا ینظر بعضهم الی قفا بعض: یعنی دوسروں کی گدیوں کی جانب دیکھنا غم میں مبتلا کرتا ہے اور جنت میں غم کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

من الغزو یج: مراد جوڑا بنانا ہے، یعنی اللہ فرماتا ہے کہ ہم جنت (میں بھی) انہیں جوڑے جوڑے کر دیں گے۔ واسعات الاعین: یہ ﴿عین﴾ کی تفسیر ہے، یا یہ مراد ہے کہ یہاں مطلق سفید رنگت کی حوریں مراد ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ جنتی حوریں سخت سفید اور سیاہ آنکھوں والی ہونگی اور اس بارے میں مفسرین کرام کا اختلاف ہے کہ دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا جنت کی حوریں؟ اور حق یہ ہے کہ دنیا کی عورتیں افضل ہیں، کیونکہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”یشک آدمی حوروں سے ستر ہزار کمزوریوں کے ساتھ (بھی) افضل ہے۔“

وهذا قبل الامر بالجهاد: پس یہ آیت: ﴿فارتقب انهم مرتقبون﴾ سے منسوخ ہے، یعنی انہیں بغیر قتال کے مہلت دینے کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ اللہ ان کے اور آپ ﷺ کے مابین فیصلہ فرمادے۔

(انصاری، ج ۵، ص ۲۶۳)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة الجاثية مكية الا "قل للذين امنوا" الآية وهي ست او سبع وثلاثون آية

(سورة جاثیہ مکہ ہے سوائے مذکورہ بالا آیت نمبر ۱۳ کے، اس سورہ مبارکہ کی کل آیات ۳۶ یا ۳۷ ہیں)

### تعارف سورة الجاثية

اس سورت میں چار رکوع، سینتیس آیات، چار سو اٹھاسی کلمات اور دو ہزار ایک سو اکیانوے حروف ہیں۔ عقیدہ توحید کو تسلیم کرنا ان کے لئے بڑا دشوار تھا اسی دشواری کی دیوار کو منہدم کرنے کیلئے عالم رنگ و بو کی بلند یوں اور پستیوں میں بکھری ہوئی ان روشن نشانوں کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کرائی جو یکا یکا کر اپنے بنانے والے کی حکمت بالغہ، قدرت کاملہ اور علم محیط کی شہادت دے رہی ہے۔ چشمِ خرد کو کر زمین و آسمان کی پہنائیوں کو دیکھو، خود اپنے وجود اور اس کی بولگونیوں کی سیر کرو، حیوانات کے بے شمار انواع و اقسام پر نگاہ ڈالو، گردشِ لیل و نہار کے دقیق نظام میں غور و فکر کرو ہر چیز تمہیں خالقِ عظیم کا پتہ دے گی جو قدرتِ یوحسین بھی ہے اور وحدہ لا شریک بھی ہے البتہ کذاب اور بدکار لوگ قدم قدم فروزاں ان روشن قدیلوں کو نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ساتھ ہی یہ بتا دیا کہ ان کی قدر و منزلت وہی لوگ جان سکتے ہیں جو فکر و تدبر کے خوگر ہیں۔

رکوع نمبر: ۱۷

بسم الله الرحمن الرحيم الله کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿حَمْدٌ﴾ (۱) ﴿أَلَمْ يَعْلَم بِمُرَادِهِ﴾ ﴿بِهِ﴾ ﴿تَنْزِيلِ الْكِتَابِ﴾ ﴿الْقُرْآنِ مُبْتَدِئًا﴾ ﴿مِنْ اللَّهِ﴾ ﴿خَبْرَهُ﴾ ﴿الْعَزِيزِ﴾ ﴿فِي مَلِكِهِ﴾ ﴿الْحَكِيمِ﴾ (۲) ﴿فِي صُنْعِهِ﴾ ﴿إِنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ ﴿أَيُّ فِي خَالِقِهِمَا﴾ ﴿لَا يَت﴾ ﴿ذَالَةَ عَلَى قُدْرَتِ اللَّهِ تَعَالَى وَوَحْدَانِيَّتِهِ تَعَالَى﴾ ﴿لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ (۳) ﴿وَفِي خَلْقِكُمْ﴾ ﴿أَيُّ خَلْقٍ كُلِّ مِنْكُمْ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ عَلَقَةٍ ثُمَّ مُضْغَةٍ إِلَى أَنْ صَارَ إِنْسَانًا﴾ ﴿وَفِي خَلْقِ﴾ ﴿مَا يَت﴾ ﴿يُفَرِّقُ فِي الْأَرْضِ﴾ ﴿مِنْ دَابَّةٍ﴾ ﴿هِيَ مَا يُدْبُّ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ النَّاسِ وَغَيْرِهِمْ﴾ ﴿آيَاتٍ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ (۴) ﴿بِالْبَعْثِ﴾ ﴿وَفِي﴾ ﴿اِخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ﴾ ﴿ذَهَابِهِمَا وَمَجِيئِهِمَا﴾ ﴿وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رِزْقٍ﴾ ﴿مَطَرٍ لَّأَنَّهُ سَبَبُ الرِّزْقِ﴾ ﴿فَاحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ الرِّيحِ﴾ ﴿تَقْلِيلِهَا مَرَّةً جَنُوبًا وَمَرَّةً شِمَالًا وَبَارِدَةً وَحَارَةً﴾ ﴿آيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ﴾ (۵) ﴿الدَّلِيلَ فَيُؤْمِنُونَ﴾ ﴿تِلْكَ﴾ ﴿الْآيَاتُ الْمَذْكُورَةُ﴾ ﴿آيَاتِ اللَّهِ﴾ ﴿حُجَجُهُ الدَّلَالَةُ عَلَى وَحْدَانِيَّتِهِ﴾ ﴿تَتْلُوَهَا﴾ ﴿نَقُصُّهَا﴾ ﴿عَلَيْكَ بِالْحَقِّ﴾ ﴿مُتَعَلِّقٌ بِتَتْلُوَهَا﴾ ﴿فَبَايَ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ﴾ ﴿أَيُّ حَدِيثِهِ وَهُوَ الْقُرْآنُ﴾ ﴿وَايَتِهِ﴾ ﴿حُجَجُهُ﴾ ﴿يُؤْمِنُونَ﴾ (۶) ﴿أَيُّ كُفَّارٍ مَكَّةَ أَيْ لَا يُؤْمِنُونَ وَفِي قِرَاءَةِ بِالنَّاءِ﴾ ﴿وَبِلِ﴾ ﴿كَلِمَةِ عَذَابٍ﴾ ﴿لِكُلِّ أَفَّاكٍ﴾ ﴿كَذَّابٍ﴾ ﴿الْإِيمِ﴾ (۷) ﴿كَثِيرِ الْإِثْمِ﴾ ﴿يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ﴾ ﴿الْقُرْآنِ﴾ ﴿تَتْلَى عَلَيْهِ ثُمَّ يَصِرُ﴾ ﴿عَلَى كُفْرِهِ﴾ ﴿مُسْتَكْبِرًا﴾ ﴿مُتَكَبِّرًا عَنِ الْإِيمَانِ﴾ ﴿كَانَ لَمْ يَسْمَعْهَا فَبَشَّرَهُ بِعَذَابِ الْيَمِّ﴾ (۸) ﴿مُؤْلِمٌ﴾ ﴿وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا﴾ ﴿أَيُّ الْقُرْآنِ﴾ ﴿شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا﴾ ﴿أَيُّ مَهْزُورًا بِهَا﴾ ﴿أَوَّلُ لُكِّ﴾ ﴿أَيُّ الْإِفَّاكُونَ﴾ ﴿لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾ (۹) ﴿ذُورَاهَانِيَّةٍ﴾ ﴿مَنْ وَرَالَهُمْ﴾ ﴿أَيُّ إِمَامِهِمْ﴾ ﴿لَا تُهْمُ فِي الدُّنْيَا﴾ ﴿جَهَنَّمَ وَلَا يَغْنَى عَنْهُمْ مَا كَسَبُوا﴾ ﴿مِنْ



الْمَالِ وَالْأَفْعَالِ ﴿شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ آيَ الْأَصْنَامِ ﴿أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (١٠) هَذَا آيَ الْقُرْآنِ ﴿هُدًى﴾ مِنَ الضَّلَالَةِ ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ حَقٌّ﴾ (من رجز) آيَ عَذَابِ ﴿الْيَمِّ﴾ (١١) مَوْجِع.

(ترجمہ)

حم) اس کی جو مراد ہے اللہ ﷻ باخوبی جانتا ہے) کتاب (یعنی قرآن پاک) کا اتارنا ہے ("تَنْزِيلُ الْكِتَابِ" مبتدا ہے) اللہ کی طرف سے (مِنْ اللّٰهِ..... الخ خبر ہے) جو غلبہ رکھنے والا ہے (اپنے ملک میں) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) بیشک آسمانوں اور زمین میں (یعنی ان دونوں کی پیدائش میں) نشانیاں ہیں (اللہ ﷻ کی قدرت اور اس کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی.....) ایمان والوں کے لیے اور تمہاری پیدائش میں (یعنی تم سب کی مکمل پیدائش میں نطفہ سے خون بست، پھر گوشت کی بوٹی بننے سے لے کر مکمل انسان ہونے تک میں.....) اور (ان کی پیدائش میں) جو جانور وہ پھیلاتا ہے (یعنی زمین میں جنہیں منتشر فرماتا ہے، دابہ زمین پر چلنے والے کو کہتے ہیں یعنی انسانوں وغیرہ کو) ان میں نشانیاں ہیں (مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر) یقین رکھنے والوں کے لیے اور رات اور دن کی تبدیلیوں میں (یعنی ان کے آنے اور جانے میں) اور اس میں کہ اللہ نے آسمان سے رزق (یعنی بارش کو) اتارا (بارش کو رزق اس لیے فرمایا کہ یہ رزق کا سبب ہے.....) تو اس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کیا اور ہواؤں کی گردش میں (یعنی ہواؤں کے بدلنے میں کہ کبھی ہوا جنوبی ہوتی ہے کبھی شمالی، کبھی ٹھنڈی تو کبھی گرم) نشانیاں ہیں (دلیل کو) سمجھنے والوں کے لیے (کہ وہ ان دلائل کو سمجھ کر ایمان لے آئیں) یہ (یعنی آیات مذکورہ) اللہ کی آیتیں ہیں (اس کے دلائل ہیں جو اس کی وحدانیت کی دلیلیں ہیں.....) کہ ہم بیان کرتے ہیں (نتلوھا بمعنی نقصھا ہے) تم سے حق کے ساتھ ("بِالْحَقِّ" نتلو کے متعلق ہے) پھر اللہ کی بات یعنی قرآن پاک (کو) اور اس کی آیتوں کو (یعنی اس کے دلائل کو) چھوڑ کر وہ (یعنی کفار مکہ) کو کی بات پر ایمان لائیں گے (یعنی یہ لوگ ایمان لے کر نہیں آئیں گے، ایک قرأت میں "یَوْمُنَّوْنَ" علامت مضارع تاء کے ساتھ ہے) خرابی ہے ("وَيْلٌ" کلمہ عذاب ہے) ہر بڑے جھوٹے (افساک بمعنی کذاب ہے، باکثرت) گناہ کرنے والے کے لیے (النِّیم بمعنی کثیر الانعم.....) اللہ کی آیتوں (یعنی قرآن پاک) کو سنتا ہے کہ اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر اصرار کرتا ہے (کفر پر) تکبر کرتا (ایمان لانے سے تکبر کرتے ہوئے.....) گویا انہیں سنا ہی نہیں تو اسے خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی (الیم بمعنی مؤلم ہے) اور جب ہماری آیتوں میں سے (یعنی شرک میں سے) کسی پر اطلاع پائے اس کی ہنسی بناتا ہے (یعنی اس کے ذریعے ہنسی کرتا ہے) ان کے لیے (ان کذابوں کے لیے) (خواری کا عذاب ہے) (مہین بمعنی ذواہانۃ ہے) ان کے آگے (وراء کے معنی آگے ہے کیونکہ یہ لوگ عند الکلام دنیا میں تھے) جہنم ہے اور انہیں کچھ کام نہ آئے جو (اموال اور افعال) انہوں نے کمایا اور نہ وہ جو اللہ کے سوا (یعنی بت) حمایتی ٹھہرا رکھے تھے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے یہ (یعنی یہ قرآن پاک) راہ دکھاتا ہے (مگر انہی سے) اور جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کو نہ مانا ان کے لیے دردناک عذاب میں سے عذاب (کا حصہ) ہے (من رجز سے پہلے حظ محذوف ہے، رجز بمعنی عذاب ہے، اور النیم بمعنی موجدع ہے)۔

( ترکیب )

﴿حم تنزيل الكتب من الله العزيز الحكيم﴾  
 حم: ”هذه“ مبتداً مخذوف کی خبر، مکر جملہ اسمیہ، تنزيل الكتب: مبتدا، من: جار، الله بوصف، العزيز الحكيم: صفتان، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان فی السموت والارض لایات للمومنین وفی خلقکم وما یبث من دابة ایت لقوم یوقنون﴾

ان: حرف شبہ، فی السموت والارض: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ایت: موصوف، للمومنین: ظرف مستقر صفت، مکر اسم مؤخر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، فی: جار، خلقکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما یبث من دابة: موصول صلہ، مکر معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر خبر مقدم، ایت: موصوف، لقوم یوقنون: ظرف مستقر صفت، مکر مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿واختلاف الیل والنهار وما انزل اللہ من السماء من رزق فاحیا بہ الارض بعد موتہا وتصریف الريح ایت لقوم یعقلون﴾

و: عاطفہ، اختلاف الیل والنهار: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما موصولہ، انزل اللہ: فعل بافاعل، من السماء: ظرف لغو، من: رزق: ظرف لغو ثانی، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، احیا بہ: فعل بافاعل و ظرف لغو، الارض: ذوالحال، بعد موتہا: ظرف متعلق بمحذوف حال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، مکر صلہ، مکر معطوف اول، و: عاطفہ، تصریف الريح: معطوف ثانی، مکر تقدیرنی جار مجرور، مکر ظرف مستقر خبر مقدم، ایت: موصوف، لقوم یعقلون: ظرف مستقر صفت، مکر مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿تلك ایت اللہ نزلوها علیک بالحق فباى حدیث بعد اللہ وایتہ یومنون﴾

تلك: مبتدا، ایت اللہ: ذوالحال، نزلوها: فعل بافاعل، ہا: ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، مکر مفعول، علیک: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ حال، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، ب: جار، ای: مضاف، حدیث: موصوف، بعد اللہ: ظرف متعلق بمحذوف صفت، مکر معطوف علیہ، وایتہ: معطوف، مکر مضاف الیہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو مقدم، یومنون: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویل لكل افاک ائیم یسمع ایت اللہ تتلی علیہ ثم یصر مستکبرا کان لم یسمعہا﴾

ویل: مبتدا، لام: جار، کل: مضاف، افاک: موصوف، ائیم: صفت اول، یسمع: فعل بافاعل، ایت اللہ: ذوالحال، تتلی علیہ: جملہ فعلیہ حال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، یصر: فعل ”ہو“ ضمیر ذوالحال، مستکبرا: حال اول، کان: مخففہ من الثقیلۃ بالضمیر شان محذوف ”ہ“ اسم، لم یسمعہا: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ حال ثانی، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر صفت ثانی، مکر مضاف الیہ، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فیبشرہ بعذاب الیم واذاعلم من ایتنا شیئا اتخذہا ہزوا﴾

ف: فصیحیہ، بشرہ: فعل امر بافاعل ومفعول، بعذاب الیم: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، علم: فعل بافاعل، من ایتنا: ظرف مستقر حال مقدم، شیئا: ذوالحال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ شرط، اتخذہا: فعل بافاعل ومفعول اول، ہزوا: مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ جزاء، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿اولئک لہم عذاب مہین من ورائہم جہنم﴾

اولئک: مبتدا، لہم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب مہین: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، من ورائہم: ظرف مستقر خبر مقدم، جہنم: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یغنی عنہم ما کسبوا شیئا ولا ما اتخذوا من دون اللہ اولیاء﴾

و: عاطفہ، لا یغنی عنہم: فعل نفی و ظرف لغو، ما کسبوا: موصول صلہ، مکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا ینافیہ، ما موصولہ، اتخذوا: فعل بافاعل، من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، اولیاء: ذوالحال، مکر مفعول اول، ہ: ضمیر مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر

معطوف، ملکر فاعل، شینا، مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ هَذَا هَدَىٰ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَابِيت رِبْهَم لَهْم عَذَابٌ مِّن رَّجْزِ الْيَمِ﴾  
و: عاطفہ، لہم، ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب عظیم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ہذا: مبتدا، ہدی: خبر، ملکر جملہ اسمیہ  
متاثرہ، و: عاطفہ، الذین کفروا: بایت رِبْهَم: موصول صلہ، ملکر مبتدا، لہم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب موصوف، مِّن  
رجز: ظرف مستقر صفت اول، الیم: صفت ثانی، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شأن نزول﴾

☆..... ویل لكل الماک الیم.....☆ یہ نصر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی جو عجم کے قصے کہانیاں سنا کر لوگوں کو قرآن پاک سننے سے روکتا تھا اور یہ آیت ہر ایسے شخص کے لئے عام ہے جو دین کو ضرر پہنچائے اور ایمان لانے اور قرآن سننے سے تکبر کرے۔

### ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

#### زمین و آسمان کا نشانی ہونا:

۱..... آسمان میں موجود سورج، چاند، ستارے اور زمین میں پہاڑ، دریا، ریگستان، درخت، پودے، زمینی حیوان، الغرض جس چیز کی طرف نگاہ ڈالی جائے اللہ جل جلالہ کی قدرت کا عظیم شاہکار ہے۔ انسان کسی چیز کو دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسے دیکھ کر مجھے خدا یاد نہیں آیا بلکہ جس جس چیز کو دیکھے، جہاں جہاں دیکھے قدرت کے عظیم کارناموں پر بین دلیل ہے۔ نظام قدرت نے انسان کو اس فکر میں مبتلا کرنا چاہا ہے کہ اس عالم رنگ و بو میں جہاں انسان جیسی اشرف المخلوقات رہتی ہے اس کے لئے اللہ جل جلالہ کی قدرت اور اس کے بے بہا انعام و اکرام و تجلیات کے ظہور کو چھوڑ کر کہیں جانے پناہ نہیں۔

#### تخلیق انسانی کے مختلف مراحل:

۲..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ”اللہ جل جلالہ نے ہفتے کے دن مٹی کو پیدا فرمایا، اتوار کے دن پہاڑوں کو، پیر کے دن درختوں کو، ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن، بدھ کے روز توڑ کو، جمعرات کے دن زمین میں چوپائے بسائے اور جمعہ کے دن سب سے آخر میں عصر کے وقت کی آخری گھڑیوں میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔“

(صحیح مسلم، کتاب صفة القيامة، باب ابتداء الخلق و خلق آدم، رقم: (۶۹۴۸/۲۷۸۹)، ص ۱۳۷۴)

اور پیدائش انسان کی ابتداء مٹی سے فرمائی، پھر اس کی نسل رکھی ایک بے قدرے پانی کے خلاصے سے، قرار پکڑنے کی جگہ میں پھر اسے سننے اور دیکھنے والا کر دیا، کہ وہ اس سے پہلے کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ اور انسان کو علم اور تعلیم سے شرف بخشا اور اللہ جل جلالہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے عزت والے بے مثل ہاتھوں سے پیدا فرمایا اور اس مجسمے کو صورت دی، اور اس میں اپنی روح پھونکی، اور فرشتوں نے اسے سجدہ کیا، اور اس سے اس کا جوڑا ابلی بی حوا ”ام البشر“ کو بنایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو ان سے مانوس کر دیا، اور دونوں جنت میں رہنے لگے۔ اللہ جل جلالہ نے ان دونوں پر اپنی نعمتیں مکمل فرمائیں، پھر ان دونوں کو زمین پر بھیج دیا جس میں اس حکمت والے رب جل جلالہ کی حکمت کا فرما تھی، اور آدم و حوا علیہما السلام سے زمین میں کئی مرد و عورتیں پھیلا دیں اور اپنی قدرت عظیمہ سے انہیں بادشاہ اور رعایا، فقراء اور غریب، آزاد اور غلام کر دیا۔

(البدایة والنہایة، ج ۱، ص ۵)

☆..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انسان کو تین مرتبہ بنایا گیا، چمٹنے والی مٹی سے، خشک مٹی سے اور سیاہ بدبودار مٹی

سے۔ ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق کے لیے تمام روئے زمین سے مٹی لی گئی، پھر اس مٹی کو زمین پر ڈال دیا گیا حتیٰ کہ وہ چمٹنے والی ہو گئی، پھر اس کو چھوڑ دیا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ بدبودار کیچڑ ہو گئی، پھر اللہ ﷻ نے اسے نمایاں نشان ہاتھ سے ان کا پتلا بنایا حتیٰ کہ وہ خشک ہو گیا اور ٹھیکرے کی طرح بجنے والی مٹی ہو گیا جب اس پر انگلی ماری جائے تو اس سے ٹھنکتی ہوئی آواز نکلے۔  
(الدرالمشور، ج ۴، ص ۱۸۲)

## نزول بارش سے رزق کو تعبیر کرنا:

۳..... زمین سے پیدا ہونے والی انواع اقسام کی کھیتیاں اور پھل پھول سب کے سب بارش کے سبب سے پیدا ہوتے ہیں حالانکہ حقیقی قدرت اللہ ﷻ ہی کی ہے لیکن مجازاً بارش کی جانب نسبت کی گئی۔ یہی بارش اگر بنجر علاقوں میں ہو تو کانٹے دار جھاڑیوں کے سوا کچھ نہیں اگاتی لہذا بارش اگر چہ سبب ہے لیکن مسبب الاسباب ذات اللہ ﷻ کی ہے کہ وہی نہ چاہے تو کچھ نہیں ہو سکتا۔

## متذکرہ رکوع سے اجمالاً نشانیوں کا بیان:

۴..... سورۃ الجاثیہ کے ابتداء میں اللہ ﷻ نے جن نشانیوں کا ذکر کیا ان کا اجمالی خاکہ یوں ہے کہ سب سے پہلے زمین و آسمان کو نشانی قرار دیا کیونکہ یہ بندوں کی نظر میں سب سے عظیم نعمتیں ہیں کہ باقی ساری نعمتیں ان ہی کے وجود سے ہیں یعنی بانی ساری نعمتیں یا تو زمین میں پھیلی ہوئی ہیں یا آسمانوں میں جڑی ہوئی ہیں لہذا سب سے پہلے زمین و آسمان کا بیان کیا، پھر زمین پر بسنے والی مخلوق جن میں انسان ہوں یا حیوان، چرند، پرند الغرض سب ہی داخل ہیں تاہم خاص طور پر دابة کا لفظ استعمال کیا گیا۔ دن و رات کی تبدیلی نظام قدرت کا عظیم شاہکار ہے اور اس میں کبھی بھی کہیں بھی کوئی تبدیلی آج تک نہ آئی ہے اور نہ تا قیام قیامت آنے والی ہے۔ ساتھ ہی بارش اور ہواؤں کا ذکر کیا کہ رزق کی فراہمی کا یہ مؤثر ذریعہ ہیں۔ لیکن ان تمام نشانیوں کو وہی مانے گا جو ایمان لاتا ہے جس کی عقل میں خلل آگیا ہو وہ نہیں مانتا بلکہ وہ تو نقص بیان کرتا ہے۔

## آیت کے تناظر میں کوئی خاص گناہگار مراد ہے یا.....:

۵..... آیت کے شان نزول کے تحت اگرچہ نصر بن الحرث کا نام بیان کیا جاتا ہے لیکن اس سے حاصل ہونے والا حکم عمومی ہے اور یہ ہے کہ اللہ ﷻ کی آیتوں پر ایمان لانا، دل و جان سے سر تسلیم خم کرنا، عمل کرنا، دوسروں تک صحیح معنوں میں پہنچانا، سب ہی ضروری ہے۔ یہی اسلام کا درس ہے اور اسی میں مومن کی شان ہے۔ جو ان سب سے کنارہ کرے وہ اپنے ایمان کی کیفیت کو دیکھ لے۔ قرآن کی آیات اگرچہ کسی خاص تناظر میں نازل ہوتی ہیں لیکن اس سے حکم عمومی اعتبار ہی سے نکلتا ہے۔

## تکبر کی مذمت:

۶..... اللہ ﷻ کے محبوب دانائے غیوب علیہ السلام نے فرمایا: ”ایک شخص اپنا پسندیدہ حلہ یعنی لباس پہنے، کنگھا کر کے اتراتا ہوا چل رہا تھا کہ اللہ ﷻ نے اسے زمین میں دھنسا دیا، اب وہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔“

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب من جر ثوبہ، رقم: ۵۷۸۹/۵۷۹۰، ص ۱۰۲۱)

☆..... حضرت عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ تاجدار رسالت ﷺ نے مجھے دوزر درنگ کے کپڑوں میں دیکھ کر فرمایا کہ یہ کفار کے رنگ ہیں انہیں نہ پہنا کرو۔  
(صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب: النهی عن لبس، رقم: ۵۳۲۷/۲۰۷۷، ص ۱۰۵۰)



## اغراض:

وتری کل امة جائیة: اس سورت کو "سورة الشريعة" بھی کہتے ہیں اس لئے کہ اس میں ﴿ثم جعلناك على شريعة﴾ کا قول مذکور ہے۔ مکية الا قوله: ﴿قل للذين امنوا﴾ سے لے کر ﴿ایام الله﴾ تک، حضرت ابن عباس اور قتادہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق آیت مذکورہ مدنی ہے، عبد اللہ بن ابی نے سید عالم رضی اللہ عنہ کی جانب عیب کی نسبت کی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کرنا چاہا، پس یہ آیت نازل ہوئی، پھر اس آیت کو آیت جہاد سے منسوخ کر دیا گیا۔

فی صنعہ: اللہ جل جلالہ ہر چیز کو اس کے محل میں رکھتا ہے، پس اللہ نے اپنی حکمت کے مطابق معزز ترین کتاب قرآن مجید کو اپنے خاص بندے محمد ﷺ پر نازل کیا۔ ای فی خلقہما: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے اور اس کی صراحت اللہ کے اس فرمان: ﴿ان فی خلق السموت والارض﴾ میں سورة البقرة اور سورة ال عمران کے تحت ہو چکی ہے۔

ہی ما یدب: بمعنی یتحرک ہے۔ الا آیات المذکورة: یعنی آسمان وزمین اور اس کے بعد کے ذکر سے متعلق آیات مراد ہیں۔ ای لا یؤمنون: کے ذریعے آیت میں استفہام انکاری کی جانب اشارہ ہے۔ کذاب: یعنی اللہ اور اس کی تخلیق کے بارے میں بہت زیادہ جھوٹ بولنے کی مذمت کا بیان ہے۔ کلمة عذاب: مطلق عذاب اور مطلق وادی جہنم کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ کثیر الاثم: یعنی معصیت کا بہت زیادہ ہونا۔ ای الافاکون: افاک کے معنی کی رعایت کرتے ہوئے جمع لائے۔ ای امائم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿وراء﴾ کا اطلاق جہاں پیچھے رہنے کے حوالے سے کیا جاتا ہے وہیں آگے نکل جانے کے حوالے سے بھی کیا جاتا ہے جیسا کہ "جون" کا اطلاق سفید و سیاہ دونوں پر ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج ۵، ص ۲۶۶ وغیرہ)

## رکوع نمبر: ۱۸

﴿اللہ الذی سخر لکم البحر لتجرى الفلک﴾ السُفن ﴿فیہ بامرہ﴾ بِأَذْنِہِ ﴿ولتبتغوا﴾ تَطْلُبُوا بِالتَّجَارَةِ ﴿من فضله ولعلکم تشکرون﴾ (۱۲) وسخر لکم ما فی السموت ﴿من شمس وقمر ونجم وماء وغیرہ﴾ وما فی الارض ﴿من ذابۃ وشجر ونبات وانہار وغیرہ﴾ اٰی خَلَقَ ذٰلِكَ لِمَنَافِعِکُمْ ﴿جمیعاً﴾ تَاکِیْدٌ ﴿منہ﴾ حَالٌ اٰی سَخَّرَهَا کَاِنَّہُ مِنْہُ تَعَالٰی ﴿ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون﴾ (۱۳) ﴿فِیہَا یُؤْمِنُوْنَ﴾ قُلْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ ﴿ایام اللہ﴾ وَقَائِعُہُ اٰی اِغْفِرُوْا لِلْکُفَّارِ مَا وُقِعَ مِنْہُمْ مِنَ الْاَذٰی لَکُمْ وَهٰذَا قَبْلَ الْاَمْرِ بِجِهَادِہُمْ ﴿لیجزی﴾ اٰی اللہ وَفِی قِرَآءَةِ الْبُیِّنٰتِ ﴿قوما بما کانوا یکسبون﴾ (۱۴) ﴿مِنَ الْغَفْرِ لِلْکُفَّارِ اِذَاہُمْ﴾ ﴿من عمل صالحا فلنفسہ﴾ عَمِلَ ﴿ومن اساء فعلیہا﴾ اَسَآءَ ﴿ثم الی ربکم ترجعون﴾ (۱۵) ﴿تَصِیْرُوْنَ فِیْجَازِی الْمُصْلِحِ وَالْمُفْسِدِ﴾ ولقد اتینا بنی اسرائیل الکتاب ﴿التورۃ﴾ وَالْحِکْمَ ﴿بہ بَیِّنَ النَّاسِ﴾ وَالنَّبُوۃ ﴿لِمُوسٰی وَهَارُوْنَ مِنْہُمْ﴾ وَوَرَزَقْنٰہُمْ مِنَ الطَّیِّبِ ﴿الْخَلَالَاتِ کَالْمَنْ وَالسَّلٰوِی﴾ وَفَضَلْنٰہُمْ عَلَی الْعٰمِیْنَ (۱۶) ﴿عَالِمِی زَمَانِہِمُ الْعُقَلَاءِ﴾ وَاتٰیْنٰہُمْ بَیِّنٰتٍ مِنَ الْاَمْرِ ﴿اَمْرَ الدِّیْنِ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَبَعَثْنٰہُ مُحَمَّدٌ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃ وَالسَّلَامِ﴾ فَمَا اِخْتَلَفُوْا ﴿فِی بَعَثِہِ﴾ اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَہُمْ الْعِلْمُ بِغِیَا بَیْنِہُمْ ﴿اٰی لَبِغِی حَدَثَ بَیْنِہُمْ حَسَدًا لَّہُ﴾ ﴿ان ربک یتقضى بینہم یوم القیمۃ فیما کانوا فیہ یتخلفون﴾ (۱۷) ﴿ثم جعلناک﴾ یَا مُحَمَّدُ ﴿علی شریعة﴾ طَرِیْقَۃ ﴿من

الامر ﴿أَمْرُ الدِّينِ﴾ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الدِّينِ لَا يَعْلَمُونَ (۱۸) ﴿فِي عِبَادَةِ غَيْرِ اللَّهِ﴾ إِنَّهُمْ لَنْ يَغْنُوا ﴿يَذْفَعُوا﴾ عَنْكَ مِنَ اللَّهِ ﴿مِنْ عَذَابِهِ﴾ شَيْنًا وَإِنَّ الظَّالِمِينَ ﴿الْكَافِرِينَ﴾ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ (۱۹) ﴿الْمُؤْمِنِينَ﴾ هَذَا ﴿الْقُرْآنُ﴾ بِصَائِرٍ لِلنَّاسِ ﴿مَعَالِمٍ يَتَّبِعُونَ بِهَا فِي الْأَحْكَامِ وَالْحُدُودِ﴾ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ (۲۰) ﴿بِالْبَعْثِ﴾ أَمْ بِمَعْنَى هَمْزَةِ الْإِنْكَارِ ﴿حَسَبَ الدِّينِ اجْتَرَحُوا﴾ اِكْتَسَبُوا ﴿السِّيَآتِ﴾ الْكُفْرَ وَالْمَعَاصِيَ ﴿أَنْ تَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ سَوَاءٌ ﴿خَبَرٌ﴾ مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتِهِمْ ﴿مُبْتَدَأٌ وَمَعْطُوفٌ وَالْجُمْلَةُ بَدَلٌ مِنَ الْكَافِ وَالضَّمِيرُ لِلْكَفَّارِ الْمَعْنَى اِخْسَبُوا أَنْ تَجْعَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ فِي خَيْرٍ كَالْمُؤْمِنِينَ﴾ أَيْ فِي رَغْدٍ مِنَ الْعَيْشِ مُسَاوٍ لِعَيْشِهِمْ فِي الدُّنْيَا حَيْثُ قَالُوا لِلْمُؤْمِنِينَ لَنْ يُعْشَا لِنُعْطَى مِنَ الْخَيْرِ مِثْلَ مَا تُعْطُونَ قَالَ تَعَالَى عَلَى وَفْقِ اِئْتِكَارِهِ بِالْهَمْزَةِ ﴿سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ (۲۱) ﴿أَيْ لَيْسَ الْأَمْرُ كَذَلِكَ فَهُمْ فِي الْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ عَلَى خِلَافِ عَيْشَتِهِمْ فِي الدُّنْيَا وَالْمُؤْمِنُونَ فِي الْآخِرَةِ فِي الثَّوَابِ بِعَمَلِهِمُ الصَّالِحَاتِ فِي الدُّنْيَا مِنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَالصَّيَامِ وَغَيْرِ ذَلِكَ وَمَا مُصْطَرِفٌ أَيْ بِشَسْ حُكْمًا حُكْمُهُمْ هَذَا﴾

### ﴿ترجمہ﴾

اللہ ہے جس نے تمہارے بس میں دریا کر دیا کہ اس میں اس کے اذن سے کشتیاں (الفلک بمعنی السفن ہے) چلیں..... (باصرہ بمعنی باذنہ ہے) اور اس کے لیے تم تلاش کرو (یعنی تجارت کر کے طلب کرو) اس کا فضل اور اس لیے کہ حق مانو اور تمہارے لیے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں ہیں (یعنی سورج، چاند، ستارے اور پانی وغیرہ) اور جو کچھ زمین میں (یعنی جو پائے درخت، نباتات، نہریں وغیرہ سب تمہارے نفع کو بنائے) سب کچھ (جمعاً تاکید کے لئے ہے) اپنی طرف سے (ان اشیاء کا تمہارے لیے مسخر کیا جانا اللہ کی طرف سے ہے) بیشک اس میں نشانیاں ہیں (ان میں) تفکر کرنے والوں کے لیے (کہ غور و فکر کر کے ایمان لے آئیں) ایمان والوں سے فرماؤ درگزر کریں ان سے جو امید نہیں رکھتے (یعنی نہیں ڈرتے) اللہ کے دنوں سے (ایام اللہ بمعنی وقائعہ ہے معنی آیت یہ ہے کہ اے مسلمانوں کفار کی طرف سے تمہیں جواذیتیں ملی ہیں تم ان سے درگزر کرو یہ امر حکم جہاد کے نزول سے پہلے کا ہے) تاکہ وہ (یعنی اللہ ﷻ) بدلہ دے (ایک قرأت میں لیس جزی کو علامت مضارع نون کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) ایک تو کم اس کی کمائی کا (یعنی مسلمانوں کو ایذائے کفار سے درگزر کرنے کا) جو بھلا کام کرے تو اپنے لیے (اس نے عمل کیا) اور برا کرے تو اپنے برے کو (یعنی اس نے اپنا ہی برا کیا) پھر اپنے رب کی طرف پھیرے جاوے گا (تو وہ نیکو کار اور بدکار کو بدلہ دیگا، فرجعون بمعنی تصیرون ہے) اور بیشک ہم نے عطا کی بنی اسرائیل کو کتاب (یعنی تورات) اور حکم (لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والی کتاب) اور نبوت (حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کو جو بنی اسرائیل سے تھے) اور ہم نے انہیں سحرارزق دیا (یعنی رزق حلال دیا، جیسے من و سلوی) اور انہیں زمانے والوں پر (یعنی ان کے زمانے کے عقلاء پر.....) فضیلت بخشی اور ہم نے انہیں اس امر کی (یعنی امر دین کی) روشن دلیلیں دیں (حلال اور حرام اور بعثت محمد ﷺ کی) تو انہوں نے اختلاف نہ کیا (حضور ﷺ کی بعثت کے بارے میں) مگر بعد اس کے کہ علم ان کے پاس آچکا آپس کی عداوت سے (جو حضور ﷺ سے حسد کے سبب ان میں پیدا ہوئی) بیشک تمہارا رب ان میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا جس بات میں اختلاف کرتے ہیں پھر ہم نے تمہیں (اے حبیب ﷺ) کیا اس کام

(یعنی دین کے کام.....) کے راستے پر (شریعت بمعنی طریقہ ہے) تو اسی راہ پر چلو اور ان کی خواہشوں کی اتباع نہ کرو جو علم نہیں رکھتے (یعنی جو غیر اللہ کی عبادت میں مگن ہیں) بیشک وہ ہرگز تم سے دور نہ کر سکیں گے (یہنوا بمعنی سدھوا ہے) اللہ (کے عذاب) کو (اسم جلالت سے ماقبل لفظ عذاب مضاف مقدر ہے) کچھ بھی اور بیشک ظالم (یعنی کافر) ایک دوسرے کے دوست ہیں اور متقین (یعنی مومنین) کا دوست اللہ ہے یہ (یعنی قرآن پاک) لوگوں کی آنکھیں کھولتا ہے (یعنی ایسی رہنمائی ہے جس کے ذریعے احکام و حدود کے بارے بصیرت ہوتی ہے) اور (مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر) یقین رکھنے والوں کے لیے ہدایت و رحمت، کیا یہ سمجھتے ہیں وہ جنہوں نے ارتکاب کیا برائیوں کا (کفر و گناہوں کا، اجتر حوا بمعنی اکتسبوا ہے) ہم انہیں ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ برابر ہو جائے (سواء یہ خبر ہے) ان کی زندگی اور موت (محیاهم و مماتہم بصورت معطوف مبتدا ہے یہ جملہ سواء محیاهم و مماتہم کالذین..... الخ سے بدل ہے اور محیاهم مماتہم دونوں کی ضمیر کا مرجع کفار ہے معنی آیت یہ ہے کیا کافروں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ آخرت میں خیر کے معاملے میں ہم انہیں مسلمانوں کی طرح کر دیں گے یعنی مسلمانوں کی خوشگوار و وسیع افزائندگانی ان کے دنیاوی عیش کے مساوی ہوگی..... ہج.....؟ کفار مسلمانوں سے کہا کرتے تھے اگر مرنے کے بعد ہمیں دوبارہ اٹھایا بھی گیا تب بھی ہمیں اس سے اچھی نعمتیں ہی ملیں گی جو تم کو ملی ہوگی، اللہ تعالیٰ نے ہمزہ انکاری کے ذریعے ان کی اس بات کی تردید اور ان پر انکار فرمایا ہے (کیا ہی برا حکم لگاتے ہیں) (یعنی معاملہ اس طرح نہیں ہے کفار اپنے دنیاوی عیش کے برخلاف آخرت میں عذاب میں ہوں گے اور مسلمان اپنے دنیا میں کئے گئے نیک کاموں جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، وغیرہ کے سبب آخرت میں ان نیکیوں کے ثواب میں ہوں گے، مای حکمون میں ما مصدریہ بمعنی بنس حکما حکمہم ہذا ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿اللہ الذی سخر لکم البحر لتجزی الفلک فیہ بامرہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون﴾  
 اللہ: مبتدا، الذی: موصول، سخر لکم البحر: فعل بافاعل و ظرف لغو  
 و مفعول، لام: جار، تجزی: فعل، الفلک: ذو الحال، بامرہ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، فیہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان  
 مجرور، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لام: جار، تبتغوا: فعل واو ضمیر ذو الحال، و: حالیہ، لعلکم تشکرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر  
 بافاعل، من فضلہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و سخر لکم ما فی السموت و ما فی الارض جمیعاً منہ ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون﴾  
 و: عاطفہ، سخر لکم: فعل بافاعل و ظرف لغو، ما فی السموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما فی الارض: معطوف، ملکر  
 ذو الحال، جمیعاً: حال اول، منہ: ظرف مستقر حال ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان حرف شبہ، فی ذلک: ظرف مستقر خبر  
 مقدم، لام: تاکیدیہ، ایت: موصوف، لقوم یتفکرون: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل للذین امنوا یغفروا للذین لایرجون ایام اللہ لیجزی قوما بما کانوا یکسبون﴾  
 قل للذین امنوا: قول، یغفروا: فعل بافاعل، لام: جار، الذین لایرجون ایام اللہ: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو  
 لام: جار، یجزی قوما: فعل بافاعل و مفعول، بما کانوا یکسبون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر  
 جملہ فعلیہ ہو کر "اغفروا" جملہ امر کیلئے جواب امر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿من عمل صالحاً فلنفسہ ومن اساء فلنفسہ ثم الی ربکم ترجعون﴾

من: شرطیہ مبتدا، عمل صالحا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، النفسہ ظرف مستقر فعل محذوف "عمل" کیلئے، مگر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، مگر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مگر جملہ اسمیہ مستانفہ، و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، اساء: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، علیہا ظرف مستقر "السوءۃ" مبتدا محذوف کی خبر، مگر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، مگر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مگر جملہ اسمیہ، ثم: عاطفہ، الی ربکم ظرف لغو مقدم، ترجعون: فعل با نائب الفاعل، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد اتینا بنی اسرائیل الکتب والحکم والنبوۃ﴾

و: مستانفہ، لام قسمیہ، قد تحقیقہ، اتینا: فعل با فاعل، بنی اسرائیل: مفعول اول، الکتب: معطوف علیہ، والحکم والنبوۃ: معطوفات، مگر مفعول ثانی، مگر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مگر جملہ قسمیہ مستانفہ۔

﴿ورزقنہم من الطیب وفضلنہم علی العلمین﴾

و: عاطفہ، رزقنہم: فعل با فاعل و مفعول، من الطیب: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ ماقبل "ایتنا" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، فضلنہم: فعل با فاعل و مفعول، علی العلمین: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ ماقبل "ایتنا" پر معطوف ہے۔

﴿واتینہم بینت من الامر فما اختلفوا الا من بعد ما جاءہم العلم بغیا بینہم﴾

و: عاطفہ، اتینہم: فعل با فاعل و مفعول، بینت: موصوف، من الامر: ظرف مستقر صفت، مگر مفعول ثانی، مگر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ما اختلفوا: فعل نفی با فاعل، الا: اداتہ حصر، من: جار، بعد: مضاف، ما: مصدریہ، جاءہم العلم: فعل و مفعول و فاعل، بغیا: موصوف، بینہم: ظرف متعلق بمحذوف صفت، مگر مفعول لہ، مگر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، مگر مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ربک یقضی بینہم یوم القیمۃ فیما کانوا فیہ یختلفون﴾

ان ربک: حرف شبہ واسم، یقضی: فعل "هو" ضمیر مستقر ذوالحال، یوم القیمۃ: ظرف متعلق بمحذوف حال، مگر فاعل، بینہم: ظرف، فیما کانوا فیہ یختلفون: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم جعلنک علی شریعۃ من الامر فاتبعہا ولا تتبع اہواء الذین لا یعلمون﴾

ثم: عاطفہ، جعلنک: فعل با فاعل و مفعول، علی: جار، شریعۃ: موصوف، من الامر: ظرف مستقر صفت، مگر مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اتبعہا: فعل امر با فاعل و مفعول، مگر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تتبع: فعل نفی با فاعل، اہواء: مضاف، الذین لا یعلمون: موصول صلہ، مگر مضاف الیہ، مگر مفعول، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿انہم لن یغفوا عنک من اللہ شیئا وان الظلمین بعضہم اولیاء بعض واللہ ولی المتقین﴾

انہم: حرف شبہ واسم، لن یغفوا: فعل نفی با فاعل، عنک: ظرف لغو، من اللہ: ظرف لغو ثانی، شیئا: مفعول، مگر جملہ فعلیہ خبر، مگر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان الظلمین: حرف شبہ واسم، بعضہم: مبتدا، اولیاء بعض: خبر، مگر جملہ اسمیہ خبر، مگر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اللہ مبتدا، ولی المتقین: خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿ہذا بصائر للناس وھدی ورحمۃ لقوم یوقنون﴾

ہذا: مبتدا، بصائر: موصوف، للناس: ظرف مستقر صفت، مگر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ھدی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رحمۃ: معطوف، مگر موصوف، لقوم یوقنون: ظرف مستقر صفت، مگر معطوف، مگر خبر، مگر جملہ اسمیہ۔



﴿ام حسب الذين اجترحوا السيئات ان نجعلهم كالذين امنوا وعملوا الصلحت سواء محياهم ومماتهم﴾  
 ام: منقطع بمعنی حمزہ وبل، حسب: فعل، الذين اجترحوا السيئات: موصول صله، مكر فاعل، ان: مصدر، نجعلهم: فعل بافاعل  
 ومفعول اول، كاف: جار، الذين امنوا وعملوا الصلحت: موصول صله، مكر ذوالحال، سواء: مصدر، محياهم: معطوف  
 عليه، و: عاطف، مماتهم: معطوف، مكر فاعل، مكر شبه جملہ حال، مكر مجرور، مكر ظرف مشتق مفعول ثانی، مكر جملہ فعلیہ تاویل مصدر  
 مفعول، مكر جملہ فعلیہ۔

﴿سواء ما يحكمون﴾ ساء: فعل زم، ما يحكمون: موصول صله، مكر فاعل، مكر جملہ فعلیہ مبتدا مخذوف ”هو“ کیلئے خبر، مكر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... قل للذين امنوا..... ☆ شان نزول میں کئی قول ہیں ایک یہ کہ غزوہ بنی مصطلق میں مسلمان بیر مرتسیح پر اترے یہ ایک  
 کنواں تھا عبداللہ بن ابی منافق نے اپنے غلام کو پانی کے لئے بھیجا وہ دیر میں آیا تو اس سے دریافت کیا اس نے کہا کہ حضرت عمرؓ  
 کنویں کے کنارے پر بیٹھے تھے جب تک نبی کریم ﷺ کی اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی مشکیں نہ بھر گئیں اس وقت تک انہوں نے  
 کسی کو پانی نہ دیا یہ سن کر اس بد بخت نے ان حضرات کی شان میں گستاخانہ کلمے کہے۔ حضرت عمرؓ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ  
 تلوار لے کر تیار ہو گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس تقدیر پر یہ آیت مدنی ہوگی۔ مقاتل کا قول ہے کہ قبیلہ بنی غفار کے ایک شخص نے  
 مکہ مکرمہ میں حضرت عمرؓ کو گالی دی تو آپ نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ جب آیت  
 ﴿من ذا الذي يقرض الله قرضا حسنا﴾ (الحید: ۱۱) نازل ہوئی تو فخاص یہودی نے کہا کہ محمد ﷺ کا رب محتاج  
 ہو گیا (معاذ اللہ) اس کو سن کر حضرت عمرؓ نے تلوار کھینچی اور اس کی تلاش میں نکلے حضور ﷺ نے آدمی بھیج کر انہیں واپس بلوایا۔  
 ☆..... كالذين امنوا وعملوا الصلحت..... ☆ مشرکین مکہ کی ایک جماعت نے مسلمانوں سے کہا تھا اگر تمہاری بات حق  
 ہو اور مرنے کے بعد اٹھنا بھی ہو تو ہم ہی افضل رہیں گے جیسا کہ دنیا میں ہم تم سے بہتر رہے ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### اللہ ﷻ کی نعمتوں میں سے کشتی کا چلنا:

۱..... دریاؤں اور بڑے بڑے سمندروں میں کشتی چلنا یقیناً اللہ ﷻ کی قدرت کے مرہون منت ہے، کہ اللہ ﷻ نے  
 ہواؤں کو اس قابل کر دیا کہ مخالف سمت نہ چلیں بلکہ اسی سمت میں چلیں جس جانب کشتی نے سفر اختیار کرنا ہے۔ (۲)..... زمین کی کشش  
 ثقل بھاری چیز کو اپنی جانب کھینچ لیتی ہے، لیکن ہزاروں ٹن وزنی بڑے بڑے جہاز پانی کی سطح پر عمدگی سے تیرے چلے جاتے ہیں، یہ بھی  
 اللہ ﷻ کی قدرت کا عظیم شاہکار ہے۔ (۳)..... ان کشتیوں کے چلنے کے لئے ایندھن، گیس اور تیل کا اہتمام اللہ ﷻ کی قدرت کے  
 تحت ہے۔ (۴)..... انسان کو عقل و فہم عطا فرمائی اور ہنر سکھادیا کہ کس طرح بحری سفر اختیار کرنے کے لئے بڑے اور چھوٹے جہاز  
 بنائے جاسکتے ہیں؟۔

### عقل کی تعریف اور تناظر میں بحث:

۲..... امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں: علم کو قبول کرنے والی قوت کا نام عقل ہے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے انسان اسی قوت  
 کے ذریعے جسے عقل کہتے ہیں علم حاصل کرتا ہے۔ (المفردات، ص ۳۴۵)۔ پھر اہل علم نے عقل کی دو اقسام کی ہیں: عقل طبعی جس کی

مثال ذیل میں موجود پہلی حدیث ہے جو انسان کے دماغ میں مرکوز ہے، جس سے انسان اچھے بُرے کی تمیز کر سکتا ہے۔ باقی احادیث کا تعلق عقل سمعی سے ہے اور اس سے مراد وہ علوم ہیں جو کسی سے سن کر، کتابوں سے پڑھ کر حاصل ہوتے ہیں۔

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرمایا تو اس سے فرمایا: کھڑی ہو، وہ کھڑی ہو گئی، پھر اس سے فرمایا پیٹھ پھیر تو اس نے پیٹھ پھیر لی، پھر فرمایا: سامنے ہو تو وہ سامنے ہو گئی، پھر فرمایا: بیٹھ جا تو وہ بیٹھ گئی، پھر اس سے فرمایا: میں نے تجھ سے عمدہ اور افضل اور اچھی مخلوق کوئی نہیں پیدا کی، میں تیرے سبب سے لیتا ہوں اور تیرے سبب سے عطا کرتا ہوں اور تیرے سبب سے پہچانا جاتا ہوں اور تیرے سبب سے ناراض ہوتا ہوں اور تیرے سبب سے ہی ثواب ہے اور تجھ ہی پر عقاب ہے۔“

(شعب الایمان، باب: فی تعدید نعم اللہ وشکرہا، فصل: فی فضل العقل الذی ہو من النعم، رقم: ۴۶۳۴، ج ۴، ص ۱۶۸۱)

☆..... ابو بکر عیاش کہتے ہیں: زبان کو روکنا اور نرم گفتاری عقل مندی ہے اور بدزبانی اور سخت کلامی بے عقلی ہے۔

☆..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”عقل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی بُرے کام سے رک جائے اور جس نے زمانہ مصائب پر صبر کیا۔“

(المرجع السابق، رقم: ۴۶۸۳، ص ۱۶۹۳ وغیرہ)

### حدیث کی رو سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا ممتاز ہونا:

۳..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں: (۱)..... ایک ماہ کی مسافت سے میرا رب طاری کر کے میری مدد کی گئی، (۲)..... تمام روئے زمین کو میرے لئے سجدہ گاہ کر دیا گیا، (۳)..... میرے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا اور مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا تھا، (۴)..... مجھے شفاعت (کبریٰ) دی گئی، (۵)..... پہلے انبیاء علیہم السلام کو کسی ایک قوم کے لئے بھیجا جاتا تھا اور مجھے تمام لوگوں کی جانب بھیجا گیا ہے۔“

(صحیح البخاری، کتاب التیمم، باب: رقم: ۳۳۵، ص ۵۸)

### کافر اور مسلمان کی زندگی اور موت برابر نہیں:

۴..... موت ایک اہل حقیقت ہے، جو زندگی بھر گناہ میں مصروف رہتے ہیں وہ مسلمان بھی موت کی حقیقت کو نہیں جھٹلاتے، فرق صرف اتنا ہے کہ تیاری پھر بھی نہیں کرتے۔ خیر مومن اور کافر کی زندگی اور موت یکساں نہیں بلکہ نیک اور بد کی زندگی اور موت برابر نہیں چہ جائے کہ دونوں ہی مسلمان ہوں۔ چنانچہ احادیث کے مضامین درج ذیل ہیں جس سے مسئلہ واضح ہو جائے گا۔

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کسی شخص پر موت کا وقت آتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں، پس اگر وہ شخص نیک ہو تو فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اے پاکیزہ روح! تو پاکیزہ جسم میں تھی تو تعریف و تحسین کئے جانے کی حالت میں نکل آئے تھے خوشی اور راحت کی بشارت ہو اور رب کے ناراض نہ ہونے کی خوشی ہو، اس سے یونہی کہا جاتا رہے گا حتیٰ کہ اس کی روح نکل آئے گی، پھر اس کو آسمان کی طرف اوپر لے جایا جائے گا اور اس کے لئے آسمان کا دروازہ کھول دیا جائے گا، پھر کہا جائے گا: یہ کون ہے؟ فرشتے کہیں گے: یہ فلاں شخص ہے تو کہا جائے گا کہ پاکیزہ روح کو خوش آمدید ہو یہ پاکیزہ جسم میں تھی تو تعریف و تحسین کے ساتھ داخل ہو اور راحت کی بشارت کو قبول کر اور رب کے ناراض نہ ہونے کو، اس سے یونہی کہا جاتا رہے گا حتیٰ کہ وہ اس آسمان میں پہنچ جائے گا جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اپنی شان کے لائق جلوہ فرما ہے، جب فرشتے کسی فاجر کی روح قبض کرنے کے لئے جائیں تو اس سے کہتے ہیں: اے خبیث روح! تو خبیث جسم میں تھی، تو اس حال میں نکل کہ تیری مذمت کی جارہی ہے، تیرے لئے گرم پانی اور پیپ اور اسی طرح کے اور عذابوں کی بشارت ہے، اس سے یونہی کہا جاتا رہے گا حتیٰ کہ وہ روح نکل آئے گی، پھر اس کو آسمان کی جانب لے جایا جائے گا، پھر اس کے متعلق پوچھا جائے گا: یہ کون ہے؟ تو بتایا جائے گا کہ یہ

فلاں شخص ہے، تو کہا جائے گا: یہ خبیث جسم میں تھی، اس کو خوش آمدید نہ ہو، تو مذموم ہونے کے حال میں واپس ہو جا، تیرے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے، پھر اس کو آسمان سے بھیج دیا جائے گا اور وہ قبر میں چلی جائے گی۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الجنائز، باب: ما يقال عند من حضره الموت بالفصل الثالث، ص ۱۴۱)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا: ”کامیاب زندگی وہ ہے جو تمہاری زندگی ہے اور کامیاب موت وہ ہے جو تمہاری موت ہے۔“ (صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب: فتح مکہ، رقم: (۴۵۱۴) / (۱۷۸۰، ص ۹۰۰)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مومن کی روح نکلتی ہے اور انہوں نے اس کی خوشبو کا ذکر کیا، تو دو فرشتے اس روح کو اوپر لے جاتے ہیں اور آسمان کے فرشتے کہتے ہیں کہ یہ پاکیزہ روح زمین کی جانب سے آئی ہے۔ تجھ پر اللہ ﷻ کی رحمت ہو اور جس جسم میں تو تھی اس پر بھی اللہ ﷻ کی رحمت ہو، پھر اس روح کو اس کے رب ﷻ کے پاس لے جایا جائے گا، پھر اللہ ﷻ فرمائے گا اس روح کو اس کی آخری میعاد تک لے جاؤ اور جب کافر کی روح نکلتی ہے، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی بدبو اور لعنت کا ذکر کیا، اور آسمان والے کہتے ہیں کہ یہ خبیث روح زمین کی جانب سے آئی ہے، پھر کہا جائے گا: اس کو اس کی آخری میعاد تک لے جاؤ۔“ (صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفہ، باب: رخص مقعد المیت من الجنۃ، رقم: (۷۱۱۵) / (۲۸۷۲، ص ۱۴۰۶)

### اغراض:

بإذنہ: یعنی اللہ کے ارادے اور مشیت سے، اور اگر اللہ چاہے تو کشتی نہ چلے۔ بالتجارۃ: یعنی حج اور غزوات وغیرہ مصالح دینی اور دنیاوی۔ وغیرہ: جیسا کہ ملائکہ کہ وہ زمین والوں کے لئے مسخر ہوتے ہیں، ان کے معاش کے معاملات میں تدبیر کرتے ہیں، اور اس کی دلیل اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ میں پائی جاتی ہے۔ حال: ہے ”ما“ سے، اور یہ بھی درست ہے کہ ﴿جميعا﴾ کی صفت ہو، پس اول صورت میں معنی یہ ہو گئے کہ تمہارے لئے اشیاء اس حال میں مسخر کر دیں کہ (تم) اس کی مخلوق ہو اور ثانی صورت میں معنی یہ ہو گئے: تمام چیزیں اس احکم الحاکمین کی جانب سے تمہارے لئے ہیں۔

ای اغفروا للکفار: میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ﴿یغفروا﴾ قول کا مقول محذوف ہے، تقدیر عبارت یوں ہونی چاہیے: ”قل لهم اغفروا یا غفروا“۔ وهذا قبل الامر بجہادہم: پس یہ آیت: ﴿قل للذین امنوا یغفروا..... الخ﴾ سے منسوخ ہے، اور یہ آیت ایک قول کے مطابق کی اور ایک کے مطابق مدنی ہے، اور منافقین سے ہاتھ روکنے کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ مشرکین کہیں گے محمد ﷺ (اپنے ہی اصحاب کو قتل کرتے ہیں، یہاں تک کہ مسلمان اور منافقین میں فرق کرنے کا حکم آ گیا، اور ایک قول اس آیت کے عدم منسوخ ہونے کا ہے بلکہ یہ آیت منازعت (لڑائی جھگڑے) کے ترک کرنے کی وجہ سے بھی کہی گئی ہے کیونکہ اس صورت میں منافقین کی زبانیں مزید دین اسلام کے لئے لغویات کہیں گی۔

التسورۃ: صرف اسی ایک کتاب کے ذکر پر اس لئے اختصار کیا گیا ہے کہ یہ کتاب بنی اسرائیل کو باقی کتب سے بے پرواہ کر دے گی، اور بنی اسرائیل کو اس کے سوا کسی اور کتاب کی پرواہ نہیں رہے گی اور اللہ نے اس کتاب میں احکام شریعہ بیان فرمائے ہیں جبکہ بنی اسرائیل کی کتب تین ہیں، توریت، زبور اور انجیل۔ کالمن والسلوی: یعنی ایک خاص قسم کا بیٹھا اور نمکین، جو کہ مقام تہ میں نازل ہوتا تھا۔ فی بعثتہ: یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے لوگ اس بات پر متفق تھے لیکن جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم علم اور شریعت لے کر تشریف لائے تو اختلاف میں پڑ گئے، حالانکہ درحقیقت انہیں متفق ہونا چاہیے تھا۔

معالم: جمع معلم ہے، یعنی جس سے راستے کا استدلال کیا جاسکے، مراد یہ ہے کہ یہ آیات قرآنیہ لوگوں کو احکام کی سمجھ عطا کرتی ہیں۔

ای لیس الامر کذلک: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ہر لٹی کے لئے ہے اور مفسر کے لئے مناسب یہ تھا کہ اسے ﴿سواء ما یسحکمون﴾ سے پہلے لاتے، معنی یہ ہے کہ کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی زندگی اور موت کو برا ایک جیسا کر دیں گے؟ ہرگز نہیں! دونوں چیزیں برابر نہیں ہو سکتیں، پس ایمان اور طاعت کے باعث دنیا میں شرف حاصل ہوتا ہے اور اللہ کی رحمت اور رضا کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے، اور کفر اور معصیت دنیا میں پریشانی اور آخرت کے دائمی عذاب اور اللہ کی لعنت کا سبب بنتا ہے اور دنیا میں عیش و عشرت کا اعتبار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ دنیا میں فراخی و عیش قسمت کی وجہ سے ملتا ہے چہ جائے کہ مومن ہو یا کافر یا جانور ہی کیوں نہ ہو۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۶۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۹

﴿وخلق الله السموات والارض بالحق﴾ متعلق بخلق لیذل علی قدرتہ ووَخَدَیْتِه ﴿وَلتجزی کل نفس بما کسبت﴾ مِنَ الْمَعَاصِیِ وَالطَّاعَاتِ فَلَا یَسْأَرِی الْکَافِرُ الْمُؤْمِنِ ﴿وہم لا یظلمون﴾ (۲۲) افرء یت ﴿أخبرنی﴾ من اتخذ الہہ ہوہ ﴿مَا یَهْوَاہُ مِنْ حَجَرٍ بَعْدَ حَجَرٍ یَرَاہُ أَحْسَنُ﴾ وَاَضَلَّہُ اللہ علی علم ﴿مِنْہُ تَعَالٰی اَنْیَ عَالِمًا بِاَنِّہُ مِنْ اَہْلِ الضَّلَالَةِ قَبْلَ خَلْقِہُ﴾ وَاَخْتَمَ عَلٰی سَمْعِہُ وَقَلْبِہُ ﴿فَلَمْ یَسْمَعْ الْہُدٰی وَلَمْ یَعْقِلْہُ﴾ وَاَجْعَلَ عَلٰی بَصَرِہُ غَشْوۃً ﴿ظَلَمَہُ فَلَمْ یُبْصِرْ الْہُدٰی وَیَقْدِرْ ہُنَا الْمَفْعُولُ الثَّانِی لَرَأِیْتُ اَنْیَ اَیْہْتَدِی﴾ فَمَنْ یُہْدِیہُ مِنْ بَعْدِ اللہ ﴿اَنْیَ بَعْدَ اِضْلَالِہُ اِیَّاهُ اَنْیَ لَا یُہْتَدِی﴾ اَفَلَا تَذَکَّرُونَ ﴿۲۳﴾ تَتَعَبُونَ فِیْہِ اِذْ عَامُ اِخْدٰی الثَّانِیْنَ فِی الدَّالِ ﴿وَقَالُوا﴾ اَنْیَ مُنْکِرُوا الْبُعْثِ ﴿مَا هِیَ﴾ اَی الْحَیَوۃُ ﴿الْاِحْیَاتِنَا﴾ اَلَّتِی فِی الدُّنْیَا نَمُوتُ وَنَحْیَا ﴿اَنْیَ یَمُوتُ بَعْضٌ وَیَحْیٰی بَعْضٌ بَانَ یُولَدُوا﴾ وَاِیَّہُمْ یَہْلُکُنَا اِلَّا الدَّہْرُ ﴿اَنْیَ مَرُورُ الزَّمَانِ قَالَ تَعَالٰی﴾ وَاِیَّہُمْ بَدَلُکَ ﴿مَقُولُ﴾ مَنْ عَلِمَ اَنْ ﴿مَا﴾ ہُمْ اِلَّا یَظُنُونَ ﴿۲۴﴾ وَاِذَا تَنَلٰی عَلَیْہِم اِیْتِنَا ﴿مِنْ الْقُرْآنِ الدَّالِّہِ عَلٰی قُدْرَتِنَا عَلٰی الْبُعْثِ﴾ بَیِّنَاتٍ ﴿وَاِضْحَاحَاتٍ خَالٍ﴾ مَا کَانَ حُجَّتْہُمْ اِلَّا اَنْ قَالُوا اَنْتَوَا بِاَبَائِنَا ﴿اَحْیَاءُ﴾ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ ﴿۲۵﴾ اَنَا نَبْعْتُ ﴿قُلِ اللہ یَحْیِیْکُمْ﴾ حَیْنَ کُنْتُمْ نُطْفَآءً ﴿ثُمَّ یَمِیْتُکُمْ ثُمَّ یَجْمَعُکُمْ﴾ اَحْیَاءُ ﴿الَّذِی یَوْمَ الْقِیَمَۃِ لَا رِیْبَ﴾ شَکِّ فِیْہِ وَلٰکِنْ اَکْثَرَ النَّاسِ ﴿وَهُمْ الْقَائِلُونَ مَا ذِکَرَ لَا یَعْلَمُونَ﴾ (۲۶) ﴿

﴿ترجمہ﴾

اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ بنایا (بالحق) یہ خلق سے متعلق ہے تاکہ اللہ ﷻ کی قدرت اس کی وحدانیت پر استدلال کیا جاسکے (اور اس لیے کہ بدلہ پائے ہر جان اپنے کئے کا) گناہوں اور نیکیوں کا، پس کافر اور مومن دونوں باہم مساوی نہیں ہیں (اور ان پر ظلم نہ ہوگا بھلا دیکھو تو) (مجھے خبر تو دو) وہ جس نے اپنی خواہش کو خدا ٹھہرا لیا (یعنی ایک بعد دوسرا جو اچھا لگتا ہے اسے وہ خدا بنا لیتا ہے) اور اللہ نے اسے ہا وصف علم کے گمراہ کیا (یعنی اللہ ﷻ کو اس کی پیدائش سے پہلے بھی اس کا علم تھا کہ یہ شخص گمراہوں میں سے ہوگا.....) اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی (تو نہ وہ ہدایت کو سن سکتا ہے اور نہ سمجھ سکتا ہے) اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا (یعنی اندھیرا کر دیا کہ وہ ہدایت کو دیکھ نہیں پایا.....) یہاں روایت کا مفعول جانی ایہتدی مقدر ہے (تو کون راہ دکھائے گا اسے اللہ کے بعد) (یعنی اسے اللہ ﷻ کے گمراہ کر دینے کے بعد یعنی ایسا شخص راہ یاب نہیں ہو سکتا) تو کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے (تذکرون



بمعنی تشعظون ہے، تذکرون کی دو تاء میں سے ایک کا ادغام ذال میں کر دیا گیا ہے) اور بولے (حشر و نشر کے منکر) وہ (زندگی) تو نہیں مگر یہی ہماری زندگی (جو) دنیا میں ہے مرتے ہیں اور جیتے ہیں (یعنی ہم میں سے بعض مرتے اور بعض پیدا ہو کر جیتے ہیں) اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ (یعنی زمانے کا گزرنہ)..... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (انہیں اس کا) (اس بات کا) علم نہیں وہ تو نرے گمان دوڑاتے ہیں اور جب ان پر ہماری واضح آیتیں (یعنی قرآن پاک کی آیتیں جو مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جانے پر ہمارے قادر ہونے پر دلالت کرتی ہیں، بینت بمعنی واضحاحات حال بن رہا ہے) تو بس ان کی صحبت ہوتی ہے کہ کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا کو (زندہ کر کے) لے آؤ اگر تم سچے ہو (اس بات میں کہ ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا) تم فرماؤ اللہ تمہیں جلاتا ہے (جب تم بصورت نطفہ تھے) پھر تم کو مارے گا پھر تم سب کو (زندہ کر کے) اکٹھا کرے گا قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں (ریب کے معنی شک ہے) لیکن اکثر لوگ (جو مذکور بات کے قائل ہیں) انہیں اس کا علم نہیں۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿وخلق الله السموات والارض بالحق ولتجزى كل نفس بما كسبت وهم لا يظلمون﴾  
و: عاطفہ، خلق اللہ: فعل و فاعل، السموات والارض: ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر معطوف  
علیہ، و: عاطفہ، لام: جار، تجزی: فعل مجہول، كل نفس: ذوالحال، و: حالیہ، ہم لا یظلمون: جملہ اسمیہ حال، مگر نائب  
الفاعل، بما کسبت: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، مگر ظرف مستقر معطوف، مگر حال، مگر مفعول، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿افرءیت من اتخذ الہہ ہوہ واضلہ اللہ علی علم﴾  
ہمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، رایت: بمعنی اخیرنی: فعل با فاعل، من: موصول، اتخذ الہہ: فعل با فاعل و مفعول  
اول، ہوہ: مفعول ثانی، مگر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ہو: عاطفہ، و اضل: فعل، ہ: ضمیر ذوالحال، علی علم: ظرف مستقر حال، مگر  
مفعول، اللہ: فاعل، مگر جملہ فعلیہ معطوف، مگر صلیہ، مگر مفعول اول ”مہتدیا“ مفعول ثانی محذوف، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشوة﴾  
و: عاطفہ، ختم علی سمعہ وقلبہ: جملہ فعلیہ با قبل ”اخلہ اللہ“ پر معطوف ہے، و: عاطفہ، جعل علی بصرہ غشوة: جملہ فعلیہ  
با قبل ”اضلہ اللہ“ پر معطوف ہے۔

﴿فمن یہدیہ من بعد اللہ افلا تذکرون﴾  
ف: عاطفہ، من: استفہامیہ مبتدا، یہدیہ: فعل با فاعل و مفعول، من بعد اللہ: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ خبر، مگر جملہ اسمیہ، ہمزہ حرف  
استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف ”یصرون علی الغی“ لاتذکرون: فعل نفی با فاعل، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿وقالوا ما ہی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا وما یہلکنا الا الدھر﴾  
و: متناقضہ، قالوا قول، ما: تانیہ، ہی: مبتدا، الا: اداة حصر، حیاتنا الدنیا: جملہ اسمیہ خبر، مگر جملہ اسمیہ مقولہ، مگر جملہ قولیہ  
متناقضہ، نموت: فعل با فاعل، مگر جملہ فعلیہ متناقضہ، و: عاطفہ، نحیا: فعل و ”نحن“ ضمیر مستقر ذوالحال، و: حالیہ، ما یہلکنا: فعل نفی  
و مفعول، الا: اداة حصر، الدھر: فاعل، مگر جملہ فعلیہ حال، مگر فاعل، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿وما لہم بذلک من علم ان ہم الا یظنون﴾  
و: عاطفہ، ما: تانیہ، لہم: ظرف مستقر خبر مقدم، بذلک: ظرف لغو مقدم، من علم: مصدر با فاعل، مگر شبہ جملہ مبتدا مؤخر، مگر جملہ

اسمیه، ان، تانیہ، ہم، مبتداء، الا: اداة حصر، یظنون: جملہ فعلیہ خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿وَاِذَا تَلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا بَیِّنٰتٌ مَا كَانَ حِجَّتُهُمْ اِلَّا اَنْ قَالُوْا اَللّٰهُ اَبٰنَانَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾

و: عاطفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، تلتی علیہم: فعل مجہول وظرف لغو، ایتنا: ذو الحال، بیینت: حال، مگر نائب الفاعل، مگر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ما: تانیہ، کان حجتہم: فعل ناقص واسم، الا: اداة حصر، ان: مصدریہ، قالوا قول، انتوا بابائنا: جملہ فعلیہ مقولہ اول، ان: شرطیہ، کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف ”فاتوا“ کیلئے شرط، مگر جملہ شرطیہ مقولہ ثانی، مگر جملہ تالیہ بتاویل مصدر خبر، مگر جملہ فعلیہ جزا، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿قُلْ اللّٰهُ یَحْیِیْکُمْ ثُمَّ یَمِیْتُکُمْ ثُمَّ یَجْمَعُکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَۃِ لَا رَیْبَ فِیْهِ وَلٰکِنْ اَکْثَرُ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾

قل: قول، اللہ: مبتداء، یحییٰکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، یمیتکم: جملہ فعلیہ معطوف اول، ثم: عاطفہ، یجمعکم: فعل بافاعل ومفعول، الی: جار، یوم القیمۃ: ذو الحال، لا ریب فیہ: جملہ اسمیہ حال اول، و: حالیہ، لکن اکثر الناس لا یعلمون: جملہ اسمیہ حال ثانی، مگر مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مگر خبر، مگر جملہ اسمیہ مقولہ، مگر جملہ تالیہ۔

### ﴿شَانِ نَزْوٰی﴾

☆..... کالذین امنوا وعملوا الصلحت سواء..... ☆ مشرکین مکہ کی ایک جماعت نے مسلمانوں سے کہا تھا اگر تمہاری بات حق ہو اور مرنے کے بعد اٹھنا ہو تو بھی ہم ہی افضل رہیں گے جیسا کہ دنیا میں ہم تم سے بہتر رہے ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

### ﴿تَشْرِیْحُ تَوْضِیْحٍ وَاَعْرَاضٍ﴾

### بعض کو گمراہ کرنے کی توجیہ:

۱..... اللہ ﷻ کائنات کے ذرے ذرے کا علم رکھتا ہے، اور بندوں میں سے کسی پر ظلم بھی نہیں کرتا۔ اب بندہ اگر اپنی خواہشات اور نفس کے تقاضوں کو پیچھے ڈال کر اللہ ﷻ کی فرمانبرداری اختیار کر لے تو بہت اچھا اور معاملہ برعکس ہو جائے کہ جانتا ہے کہ نفس کے ان تقاضوں اور خواہشوں کو ماننے میں اللہ ﷻ کی نافرمانی ہوگی، اللہ ﷻ ناراض ہوتا ہے لیکن پھر بھی اپنے نفس کی تسکین کی خاطر ایسا ہی کر گیا جو اللہ ﷻ کی نافرمانی کا سبب بنے تو اس نے اپنے لئے خود ہی گمراہی کو خرید لیا، اللہ ﷻ ایسے شخص کے اندر جو علم کے باوجود اپنے علم کے تقاضے پر عمل نہ کرے گمراہی پیدا کر دیتا ہے، اب بات درست ہو گئی کہ: ”اللہ ﷻ نے اس کو علم کے باوجود گمراہ کر دیا“۔ اللہ ﷻ کو ایسے شخص کے متعلق پہلے ہی سے علم ہوتا ہے کہ کون نیکی و پرہیزگاری کو قبول کرے اور خدو انعامات کو حاصل کرے گا اور کون برعکس معاملہ کرے گا؟ اور جس کے بارے میں اللہ ﷻ کے علم میں یہ بات ہے کہ وہ نیکی، پرہیزگاری، تقویٰ، طاعت گزاری کو قبول کرے گا وہ نہ صرف نیک ہوگا بلکہ دوسروں کو بھی نیک بنائے گا اور اللہ ﷻ کے دین کی ترویج و اشاعت میں ہر ممکن کوشش کرے گا، ہر مشقت و زحمت کو اپنے گلے کا بار سمجھ کر سینے سے لگائے گا اور ایسی ہی صفات کے حاملین کے لئے اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رَسَالَتَهٗ اللّٰهُ خُوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے﴾ (الانعام: ۱۲۴)۔

امام رازی کہتے ہیں کہ تحقیق یہ ہے کہ ارواح بشریہ کے جو ہر مختلف ہیں، ان میں سے بعض مشرقہ نورانیہ علویہ الہیہ ہوتے ہیں جن کا اللہ ﷻ کی ذات و صفات کی طرف میلان ہوتا ہے اور بعض میلے سفلیہ ہوتے ہیں جن کا جسمانی شہوتوں کی طرف بہت زیادہ میلان ہوتا ہے، اس لئے اللہ ﷻ نے ہر ایک کے جوہر ذات کے اعتبار سے اور اس کی حقیقت اور صلاحیت کے اعتبار سے کر دیئے، چنانچہ مرد و دین کے متعلق فرمایا: ﴿واصلہ اللہ علی علم اور اللہ نے اسے باوصف علم گمراہ کیا﴾ (الحجاب: ۲۳) اور مقبولین کے متعلق

فرمایا: ﴿اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے﴾ (الانعام: ۱۲۴)۔ (الرازی، ج ۹، ص ۶۷۸)

## دو سورتوں میں کانوں اور دلوں پر مہر لگانے کے الگ الگ بیان:

۱۔..... جن دو صورتوں میں خصوصیت کے ساتھ کانوں اور دلوں پر مہر لگانے کا بیان ہے ان میں سے ایک سورۃ البقرۃ اور دوسری سورۃ الجاثیہ ہے۔ چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوة اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر گھٹا ٹوپ ہے﴾ (البقرۃ: ۷)۔ ﴿وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوة اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا﴾ (الحاثیہ: ۲۳)۔ اب دونوں آیات پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ البقرۃ کی آیت میں اللہ ﷻ نے پہلے دل کا ذکر فرمایا پھر کان کا، اور سورۃ الجاثیہ میں اللہ ﷻ نے پہلے کان کا ذکر فرمایا پھر دل کا، دونوں کے مدرکات میں فرق ہے۔ کبھی انسان کسی کے کلام کو سن کر دل میں اس کا اثر قائم کر لیتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کے بارے میں اس کے دل میں منفی بات ہوتی ہے اور جب ایسے شخص کے بارے میں کلام سنتا ہے تو بے توجہی سے سنتا ہے کیونکہ دل میں پہلے ہی سے بد اعتمادی راسخ ہوتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ دل کا اثر اعضاء سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کفار مکہ سید عالم ﷺ کی بابت جو بھی باتیں کہتے، کاہن، جادوگر اور اسی قسم کی دیگر باتیں تو بعض وہ لوگ جو ناواقف ہوتے، کفار مکہ سے یہ باتیں سن کر ان کے دلوں پر اثر انداز ہو جاتی اور یہی کانوں سے دل کے متاثر ہونے کی مثال ہے جس کا ذکر سورۃ الجاثیہ میں اللہ ﷻ نے فرمایا، جب کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ جس کے دل میں کسی کا بغض ہی جمع ہو جائے جیسا کہ سید عالم ﷺ کے حوالے سے کئی کفار مکہ کا ہوتا تھا تو اب سید عالم ﷺ کے حوالے سے کوئی بات بھی سن نہیں پاتے بلکہ سنی ان سنی کر دیتے۔ یہی دل سے کانوں کے متاثر ہونے کی دلیل ہے جس کا ذکر سورۃ البقرۃ میں اللہ ﷻ نے فرمایا ہے۔

(تبیان القرآن، ج ۱۰، ص ۸۱۲ وغیرہ ملخصاً)

## دھر کی تعریف اور اس سے متعلق احادیث نبویہ:

۲۔..... امام راغب فرماتے ہیں: اس جہاں کے وجود میں آنے سے اس کے اختتام کی مدت کو دھر کہتے ہیں، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿هل اتی علی الانسان خین من الدھر لم یکن شیئاً مذکوراً بیشک آدمی پر ایک وقت وہ بھی گزرا کہ نہیں اس کا نام بھی نہ تھا﴾ (السر: ۱)۔ اس کے بعد ہر مدت کثیرہ کو دھر کہا جانے لگا، اس کے برخلاف زمانہ کا اطلاق قلیل و کثیر دونوں مدتوں پر ہوتا ہے، کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کا دھر، اس سے مراد اس شخص کی حیات ہوتی ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زمانہ نے فلاں شخص پر مصائب نازل کر دیئے۔

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے کہ ابن آدم دھر کو بُرا کہہ کر مجھے اذیت پہنچاتا ہے، میں (خالق) دھر ہوں اور رات اور دن کو گردش دیتا ہوں۔“

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب وما یہلکنا الا الدھر، رقم: ۴۸۲۶، ص ۸۵۴)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے: ابن آدم دھر کو بُرا کہتا ہے اور میں (خالق) دھر ہوں میرے ہی ہاتھ میں رات اور دن کی گردش ہے۔“

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب لا تسبوا الدھر، رقم: ۶۱۸۱، ص ۱۰۷۷)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے ابن آدم کہتا ہے: اے دھر کی ناکامی! تو وہ مجھے اذیت پہنچاتا ہے، لہذا تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے: اے دھر کی ناکامی یا نامرادی! پس بیشک میں (خالق) دھر ہوں، میں ہی

رات اور دن کو گردش میں رکھتا ہوں اور میں جب چاہوں گا تو ان کو قیض کر لوں گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الالفاظ من الادب وغیرہ باب التبی عن الرب للہرمزۃ: ۵۷۵۷) ۲۴۶ ص ۱۲۶

### اغراض:

متعلق بخلق: یعنی فاعل یا مفعول سے حال ہے۔ لیدل علی قدرتہ: میں اس جانب اشارہ ہے۔ اللہ کے فرمان: ﴿وَلتجزی﴾ علت محذوفہ پر معطوف ہے۔ من حجر: پتھروں کے علاوہ سورج، چاند کو اللہ کے سوا معبود بنایا، عاش ہو یا غیر عاقل، پس کفر یہی ہے کہ ان کی عبادت کی جائے اور انہیں اللہ کی بارگاہ کی طرح مقرب جانا جائے اور جہاں تک صالحین اور حضرات انبیائے کرام کی قبروں کا تعلق ہے تو ان کے ساتھ عقیدت رکھنا عبادت کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ یہ تو غیر سے نفع حاصل کرنا کہلاتا ہے اور حضرات اولیائے کرام سے راضی ہونا اور حضرات انبیائے کرام کی بارگاہ میں صلوٰۃ سلام پڑھنا، یہ سب غیر سے نفع کے حاصل کرنے کے لئے مشروع ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ ان میں تاثیر پیدا کرنے والی ذات اللہ ہی کی ہے جیسا کہ وارد ہوتا ہے: ”بیشک فرشتے فاعل و مفعول دونوں کے لئے انتظام فرماتے ہیں، جو صالحین کی قبروں کی زیارت کرتے اور ان سے توسل کرتے ہیں، یہ اللہ کی فرمانبرداری اختیار کرتا ہے، اور یہ بندگان خدا اللہ کے محبوب ہیں، اللہ انہیں اپنے بندوں کی عبادت میں سے ان کی عبادت کو زیادہ پسند فرماتا ہے اور اپنی وحدانیت اور دین کا پیغام پہنچانے میں ان کی صداقت کا اعماد فرماتا ہے اور ان کے فضل کا اعتراف کرنا معصیت اور شرک نہیں ہے جیسا کہ وہ لوگ کہتے ہیں جو جہل مرکب یا عقیدہ زائف کے حاملین ہیں۔

ای عالما بانہ من اہل الضلالۃ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿علی علم﴾ فاعل یا دوسرے قول کے مطابق مفعول سے حال ہے، معنی یہ ہے کہ اللہ انہیں اس حال میں گمراہ کر دیا کہ اللہ حق جانتا ہے اور وہ حق سے جا مل (معاذ اللہ) نہیں، اور اس بیان میں خواہشات پر چل کر بتوں اور دیگر اشیاء کو معبود بنانے والوں پر سخت قباحت کا ذکر کیا گیا ہے۔

ای مرور الزمان: جاہل لوگ کہتے ہیں کہ زمانہ ہمیں نہیں ہلاک کرتا گردن اور رات، ہمیں مار ڈالتے ہیں وہی ہیں جو زندگی اور موت دیتے ہیں، پس لوگ زمانے کو برا بولتے تھے، پس اللہ نے فرمایا: ”مجھے ابن آدم ازیت دیتے ہیں، وہ زمانے کو برا بولتے ہیں اور زمانہ میں ہی ہوں، میرے اختیار میں تمام امور ہیں اور میں دن و رات کو پھیرتا ہوں۔“ حاصل کلام یہ ہے کہ کافروں کا ایک گروہ زمانے کو برا بولتا تھا۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۷۱ وغیرہ)

### دکوع نمبر: ۲۰

﴿وَلِلّٰهِ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَیَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ﴾ یُذَلُّ مِنْہُ ﴿یَوْمَئِذٍ یَخْسِرُ الْمُبْطِلُونَ﴾ (۲۷) ﴿الْكَافِرُونَ اٰیْ یَظْہَرُ خُسْرَانُہُمْ بِاَنْ یَّصِیْرُوْا اِلٰی النَّارِ﴾ وتری کل امة ﴿اٰیْ اَہْلِ دِیْنٍ﴾ ﴿جَائِیَةٌ﴾ عَلٰی الرَّكْبِ اَوْ مُجْتَمِعَةٌ ﴿کل امة تدعی الی کتبھا﴾ ﴿کِتَابِ اَعْمَالِہَا وَیَقَالُ لَہُمْ﴾ ﴿الْیَوْمَ تَجْزَوْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (۲۸) ﴿اٰیْ جَزَآئُہٗ﴾ ﴿ہَذَا کِتَابُنَا﴾ ﴿دِیْوَانُ الْحَفَظَةِ﴾ ﴿یَنْطِقُ عَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ اَنَا کَمَا نَسْتَنْسِخُ﴾ ﴿نَنْبِیْتُ وَنَحْفِظُ﴾ ﴿مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (۲۹) ﴿فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحٰتِ فِیْ دَیْنِہُمْ﴾ ﴿رَحْمَۃٌ﴾ ﴿جَنَّتِہٖ﴾ ﴿ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ﴾ (۳۰) ﴿الَّذِیْنَ الظَّٰہِرُ﴾ ﴿وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوا﴾ ﴿فَیَقَالُ لَہُمْ﴾ ﴿اَقْلَمُ تَکُنْ اِتٰی﴾ ﴿الْقُرْآنُ﴾ ﴿تَتْلٰی عَلَیْکُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ﴾ ﴿تَکْبَرْتُمْ﴾ ﴿وَمَا کُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ﴾ (۳۱) ﴿کَافِرِیْنَ﴾ ﴿وَاِذَا قِیلَ﴾ ﴿لَکُمْ﴾ ﴿اٰیْہَا الْکُفَّارُ﴾ ﴿اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ﴾ ﴿بِالْبَعْثِ﴾ ﴿حَقٌّ وَالنَّاسُ﴾ ﴿بِالرَّفْعِ وَالنَّصْبِ﴾ ﴿لَا رِیْبَ﴾ ﴿فِیْہَا﴾ ﴿قُلْتُمْ مَا



ندری ما الساعة ان نطن الا ظنا ﴿۳۲﴾ قَالَ الْمَرْدُ أَصْلُهُ اِنْ نَحْنُ اِلَّا نَطْنُ ظَنًّا ﴿۳۲﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُسْتَقِينَ ﴿۳۲﴾ اِنَّهَا  
 اَيَّةٌ ﴿۳۲﴾ وَبَدَا ﴿۳۲﴾ ظَهَرَ ﴿۳۲﴾ لَنَهُمْ ﴿۳۲﴾ فِي الْاٰخِرَةِ ﴿۳۲﴾ سَيَات مَا عَمِلُوا ﴿۳۲﴾ فِي الدُّنْيَا اَيَّ جَزَاءَ هَا ﴿۳۲﴾ وَحَاقَ ﴿۳۲﴾ نَزَلَ ﴿۳۲﴾ بِهِمْ مَا  
 كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۳۳﴾ اَيَّ الْعَذَابِ ﴿۳۳﴾ وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنسِكُمْ ﴿۳۳﴾ نَتْرُكُكُمْ فِي النَّارِ ﴿۳۳﴾ كَمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ  
 هَذَا ﴿۳۳﴾ اَيَّ تَرَكْتُمْ الْعَمَلَ لِقَائِهِ ﴿۳۳﴾ وَمَا وَكُم النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَصْرِينَ ﴿۳۴﴾ مَا يَعْينُ مِنْهَا ﴿۳۴﴾ ذَلِكُمْ بَانَكُمْ  
 اتَّخَذْتُمْ اَيْتَ اللّٰهِ ﴿۳۴﴾ الْقُرْآنَ ﴿۳۴﴾ هُزُوا وَغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ﴿۳۴﴾ حَتَّى قُلْتُمْ لَا بَعَثَ وَلَا حِسَابَ ﴿۳۴﴾ فَاَلْيَوْمَ  
 لَا يَخْرُجُونَ ﴿۳۵﴾ بِالْبِنَاءِ لِلْفَاعِلِ وَالْمَفْعُولِ ﴿۳۵﴾ مِنْهَا ﴿۳۵﴾ مِنَ النَّارِ ﴿۳۵﴾ وَلَا هُمْ يَسْتَعْبُونَ ﴿۳۵﴾ اَيَّ لَا يَطْلُبُ مِنْهُمْ اَنْ  
 يُرْضُوا رَبَّهُمْ بِالْتَّوْبَةِ وَالطَّاعَةِ لِأَنَّهَا لَا تَنْفَعُ يَوْمَئِذٍ ﴿۳۶﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ﴿۳۶﴾ الْوُصْفُ بِالْجَمِيلِ عَلَى وَفَاءٍ وَعِدِهِ فِي  
 الْمُكَذِّبِينَ ﴿۳۷﴾ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۸﴾ خَالِقُ مَا ذُكِرَ وَالْعَالَمِ مَا سِوَى اللّٰهِ وَجَمِيعِ  
 لِاِخْتِلَافِ اَنْوَاعِهِ وَرَبِّ بَدَلٍ ﴿۳۹﴾ وَلِلّٰهِ الْكِبَرِيَاءُ ﴿۳۹﴾ الْعَظَمَةُ ﴿۳۹﴾ فِي السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ ﴿۳۹﴾ حَالِ اَيَّ كَيِّفَةٍ  
 فِيهِمَا ﴿۴۰﴾ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۴۰﴾ تَقَدَّمَ.

### ﴿ترجمہ﴾

اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور جس دن قیامت قائم ہوگی (یوم تقوم الساعة مبدل منہ ہے) باطل والوں  
 کی (یعنی کافروں کی) اس دن ہار ہے (یعنی ان کا خسارہ میں ہونا ظاہر ہو جائے گا یوں کہ انہیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا) اور تم ہر  
 گروہ کو دیکھو گے (یعنی ہر اہل دین کو) زانو کے بل گرے ہوئے (جاثیۃ بمعنی زانو کے بل گرنے والے یا بمعنی جمع کردہ ہے).....  
 (ہر گروہ اپنی کتاب (یعنی اپنے نامہ اعمال) کی طرف بلایا جائے گا.....) (اور اس سے کہا جائے گا) آج تمہیں تمہارے کئے کا بدلہ  
 لے دیا جائے گا (یعنی تمہیں تمہارے اعمال کی جزا ملے گی.....) (یہ ہماری کتاب ہے) (فرشتوں کا رجسٹر ہے) تم پر حق بولتا ہے ہم  
 ثبت و محفوظ کرتے رہے تھے (نستنسخ کے معنی ثبت کرنا محفوظ کرنا ہے) جو تم نے کیا تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کا رب  
 انہیں اپنی رحمت (یعنی جنت) میں لے گا یہی کھلی کامیابی ہے (المبین بمعنی البین الظاہر ہے) اور جو کافر ہوئے (ان سے فرمایا جا  
 ئے گا) کیا نہ تھا کہ میری آپس (یعنی قرآن پاک کی آیتیں) تم پر پڑھی جاتی تھیں تو تم تکبر کرتے تھے (استکبر بمعنی تکبر  
 سم ہے) اور تم مجرم (یعنی کافر.....) لوگ تھے اور جب (اے کافروں! تم سے) کہا جاتا (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے  
 کا) اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت (الساعة کو مرفوع و منصوب دونوں طرح پڑھا گیا ہے) میں شک نہیں (رب کے معنی شک ہے) تم  
 کہتے ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے ہمیں تو یونہی کچھ لگانا سا ہوتا ہے (ان نظن الا ظنا امام مبرد کے قول کے مطابق یہ اصل میں  
 یوں تھا ان نحن الا نظن ظنا) اور ہمیں یقین نہیں (قیامت آنے کا) اور ان پر کھل گئیں (یعنی ظاہر ہو گئیں آخرت میں) ان کے (دنیا  
 میں) کئے گئے کاموں کی برائیاں (یعنی ان برائیوں کا بدلہ) اور ان پر نازل وہ (یعنی عذاب) جس کی ہلسی بناتے تھے اور فرمایا جائے گا  
 آج ہم تمہیں (آگ میں) چھوڑ دیں گے (نساکم بمعنی نسر ککم ہے) جیسے تم اپنے اس دن کے ملنے کو بھولے ہوئے تھے یعنی  
 اس دن کے ملنے کے لیے عمل کرنے کو ترک کر رکھا تھا) اور تمہارا ٹھکانہ آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں (جو تم سے عذاب الہی روک  
 سکے) یہ اس لیے کہ تم نے اللہ کی آیتوں (یعنی قرآن پاک) کا مذاق بنایا اور دنیا کی زندگی نے تمہیں فریب دیا (حتی کہ تم نے کہا حشر و نشر  
 کچھ نہیں) تو آج وہ نہ نکالے جائیں گے (یسخر جون فعل معروف و مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اس سے (یعنی آگ سے) اور

نہ کوئی ان سے منانا چاہے (یعنی نہ ان سے یہ بات کہ وہ توبہ کر کے اطاعت الہی کر کے اپنے رب کو راضی کریں کیونکہ اس دن یہ کام انہیں کچھ نفع نہ دیں گے) تو اللہ ہی کے لیے حمد (جھلانے والوں کو عذاب دینے کے وعدے کو پورا فرمانے پر اسی کے لیے وصف قبیح ہے) آسمانوں کا رب اور زمین کا رب اور سارے جہاں کا رب (یعنی اللہ ﷻ مذکورہ تمام اشیاء کا خالق ہے، رب بمعنی خالق ہے، عالم ماسوی اللہ ﷻ کو کہتے ہیں عالمین صیغہ جمع لانا اس میں رہنے والی مخلوق کے مختلف انواع میں منقسم ہونے کے اعتبار سے ہے اور رب ماقبل مذکورہ کو اسم جلالہ "اللہ" کا بدل ہے) اور اسی کے لیے عظمت ہے (الکبریاء بمعنی العظمت ہے) آسمانوں اور زمین میں ("فی السموت والارض" حال ہے کائنات کے متعلق ہو کر) اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿وَلِلّٰهِ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُؤْمِنُ الْمُبْطِلُونَ﴾

و: متانفہ، اللہ بظرف مستقر خبر مقدم، ملک السموت والارض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: متانفہ، یوم تاقوم الساعۃ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مبدل منہ، یومئذ: بدل، ملکر ظرف مقدم، یخسر المبطلون: فعل و فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَتَرٰی كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِیۡۃٍ كُلِّ اُمَّةٍ تَدْعِیْ اِلٰی کِتٰبِہَا الْیَوْمَ تَجْزٰوُنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

و: عاطفہ، تری: فعل با فاعل، کل امة: مفعول، جاثیۃ: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، کل امة: مبتدا، تدعی: فعل مجہول بانائب الفاعل، الی کتبہا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، الیوم: ظرف مقدم، تجزون: فعل با فاعل، ما کنتم تعملون: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قول محذوف "یقالہم" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ہٰذَا کِتٰبُنَا یَنْطَلِقُ عَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا کُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

ہذا: مبتدا، کتبنا: خبر اول، ینتطق: فعل "ہو" نہیرو ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، انا حرف شبہ واسم، کنا: فعل ناقص واسم، نستسخ: فعل با فاعل، ما کنتم تعملون: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیْ دَیْنِہُمْ رِہْمٌ فِیْ رَحْمَۃِ رَبِّہُمْ ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ﴾

ف: عاطفہ، اما حرف شرط، الذین امنوا و عملوا الصلحت: موصول صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، یدخلہم ربہم فی رحمته: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف "مہما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ، ذلک مبتدا، ہو الفوز المبین: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تَنْتَلِیْ عَلَیْکُمْ﴾

و: عاطفہ، اما حرف شرط، الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر مبتدا، همزہ: حرف استفہام، ف: جزائیہ، لم تکن ایتی: فعل نفی ناقص واسم، تنلی علیکم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قول محذوف "یقال لہم" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف "مہما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فَاَسْتَکْبِرْتُمْ قَوْمًا مَّجْرِمِیْنَ وَاِذَا قِیْلَ اِنْ وَعَدَ اللّٰهُ حَقًّا وَالسَّاعَةُ لَا رِیْبَ فِیْہَا قُلْتُمْ مَا نَدْرِیْ مَا السَّاعَةُ﴾

ف: عاطفہ، استکبرتم: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کنتم: فعل ناقص با اسم، قوما مجرمین: خبر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اذا بشریہ ظرفیہ مفعول فیہ مقدم، قیل: فعل مجہول بانائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قول، ان وعد اللہ حق: جملہ

اسمیع معطوف علیہ، والساعة لاریب فیہا: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہو کر شرط، قلتم: فعل بافاعل  
قول، مانند ری: فعل نفی بافاعل، ما: استفہامیہ مبتدأ، الساعة: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہو کر جواب  
شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ان نظن الا ظنا وما نحن بمستیقنین﴾

ان: تانیہ، نظن: فعل بافاعل، الا: اداة حصر، ظنا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما: متشابہ  
لیس، نحن: اسم، به: زائدہ، مستیقنین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وبدالهم سیات ما عملوا وحق بهم ما كانوا به يستهزءون﴾

و: متانفہ، بدالهم: فعل وظرف لغو، سیات: مضاف، ما عملوا: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ  
فعلیہ، و: عاطفہ، حق بهم: فعل وظرف لغو، ما موصولہ، كانوا به يستهزءون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وقیل الیوم ننسکم كما نسیتم لقاء یومکم هذا﴾

و: عاطفہ، قیل قول، الیوم: ظرف مقدم، ننسکم: فعل بافاعل ومفعول، کاف: جار، ما موصولہ، نسیتم: فعل  
بافاعل، لقاء: مضاف، یومکم: موصوف، هذا: صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "انیانا" مصدر  
محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وماوکم النار وما لکم من نصرین ذلکم بانکم اتخذتم ایت اللہ هزوا وغرتکم الحیوة الدنیا﴾

و: عاطفہ، ماوکم: خبر مقدم، النار: مبتدأ مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما تانیہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائدہ، نصرین: اسم  
مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ذلکم: مبتدأ، جار، انکم: حرف شبہ و اسم، اتخذتم: فعل بافاعل، ایت اللہ: مفعول اول، هزوا: مفعول  
ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، غرتکم الحیوة الدنیا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر  
خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فالیوم لا یخرجون منها ولا هم یستعتبون﴾

ف: قصیہ، الیوم: ظرف مقدم، لا یخرجون منها: فعل نفی بانائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف  
علیہ، و: عاطفہ، لا تانیہ، هم: مبتدأ، یستعتبون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "اذا کان الامر  
کذلک" کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فللہ الحمد رب السموت ورب الارض رب العلمین﴾

ف: متانفہ، لام: جار، اللہ: موصوف، رب السموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رب الارض: معطوف، ملکر صفت اول، رب  
العلمین: صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، الحمد: مبتدأ مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿وله الکبریاء فی السموت والارض وهو العزیز الحکیم﴾

و: عاطفہ، له: ظرف مستقر خبر مقدم، الکبریاء: ذو الحال، فی السموت والارض: ظرف مستقر حال، ملکر مبتدأ مؤخر، ملکر جملہ  
اسمیہ، و: عاطفہ، هو: مبتدأ، العزیز الحکیم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اخراض﴾

## قیامت کے دن صرف کافر ہی گھٹنوں کے بل کھڑے ہونگے؟

۱..... حضرت سلمان فارسی ؓ نے کہا کہ قیامت کے دن ایک ایسی کھڑی ہوگی جس کا دورانیہ دس سال کے برابر ہوگا جس میں تمام لوگ گھٹنوں کے بل گرے پڑے ہونگے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم ؑ بھی ان میں شامل ہونگے، آپ ندا کر رہے ہونگے نفسی لا اسئلک الا نفسی اے اللہ ﷻ مجھے معاف کر دے میں اپنے سوا کسی کے بارے میں تجھ سے سوال نہیں کرتا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کل امة جائیة مجتمع یہ جثوة سے مشتق ہے، جس کا معنی جماعت ہے۔ جزری نے ”نہایہ“ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ذکر کی ہے ان الناس یبصرون یوم القيامة جثاء جثاء کو جثی بھی روایت کیا ہے، جو جاث کی جمع ہے، یعنی قیامت کے دن اپنے اپنے نبی کے پیچھے جماعت در جماعت چل رہے ہونگے۔ جب یہ جاث کی جمع ہو تو پھر اس کا معنی یہ ہوگا کہ وہ گھٹنے کے بل بیٹھا ہوا ہے۔ عبد اللہ بن احمد رضی اللہ عنہما نے زوائد میں اور بیہقی نے عبد اللہ بن ثانیہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”گویا میں تمہیں جہنم سے پرے کرم کے مقام پر اکٹھے دیکھ رہا ہوں، پھر سفیان ؓ نے اس آیت کی تلاوت کی: ﴿وتسرى كل امة جائیة اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے﴾ (الحائۃ: ۲۸)، ابن حجر نے کہا یہاں کرم سے مراد وہ بلند جگہ ہے جس پر سید عالم ﷺ کی امت ہوگی۔

☆..... حضرت سلمان فارسی ؓ نے فرمایا: ”قیامت کے دن دس سال تک لوگ گھٹنوں کے بل گرے ہوئے حتیٰ کہ حضرت ابراہیم ؑ پکاریں گے: اے میرے رب ﷻ! میں اپنے نفس کے سوا تجھ سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا۔“ (معالم التنزیل، ج ۶، ص ۳۱۰)

☆..... کعب بن الاحبار نے امیر المؤمنین عمر ؓ سے کہا: ”قیامت کے روز دوزخ چنگھاڑ رہی ہوگی اور اس وقت ہر مقرب فرشتہ اور ہر نبی مرسل دوزانو بیٹھا ہوا ہوگا، حتیٰ کہ خلیل یہ کہیں گے: آج میں تجھ سے اپنے نفس کے سوا کسی چیز کا سوال نہیں کرتا، حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ ؑ یہ کہیں گے کہ آج کے دن میں اپنے نفس کے سوا تجھ سے کسی اور چیز کا سوال نہیں کرتا، میں تجھ سے اپنی ماں مریم کے متعلق بھی سوال نہیں کرتا۔“

(ابن کثیر، ج ۴، ص ۱۷۹)

☆..... امام سعید بن منصور، امام احمد اور امام بیہقی نے عبد اللہ بن باباہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”گویا میں دوزخ کے قریب تمہیں ٹیلوں پر دیکھ رہا ہوں، پھر سفیان نے یہ آیت پڑھی ﴿وتسرى كل امة جائیة اور تم ہر گروہ کو دیکھو گے زانو کے بل گرے ہوئے﴾ (الحائۃ: ۲۸)۔

☆..... امام ابن مردیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں ہے: ”ہر امت اپنے نبی کے ساتھ ہوگی حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ ایک ٹیلہ پر آئیں گے اور آپ تمام مخلوق سے بلند ہوں گے، یہی مقام محمود ہے۔“ (الدر المنثور، ج ۵، ص ۷۶۰)

## نامہ اعمال کی جانب بلانے جانے کے معانی:

۲..... حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”تمام نامہ اعمال عرش کے نیچے ہیں، جب حشر برپا ہوگا اللہ ﷻ ایک ہوا بھیجے گا، وہ دائیں بائیں ان صحیفوں کو اڑائے گی۔ اس میں سب سے پہلی تحریر ہوگی: ﴿اقراء کتبک کفی بنفسک الیوم علیک حسبیا﴾ (الاسراء: ۱۴) یہ نامہ اعمال جن کو ہمارے حکم سے کراما کاتبین نے لکھا ہے، اسی لئے کتاب کی اضافت ذات کی جانب کی گئی ہے۔ جو اعمال تم کرتے تھے ہم فرشتوں کے ذریعے وہ لکھوا لیا کرتے تھے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا: نستنسخ یعنی ہم نسخہ لے لیتے ہیں اس کی صورت یہ تھی کہ فرشتے انسانوں کے اعمال اللہ ﷻ کی پاک بارگاہ میں لے جاتے جن اعمال



(المظہری، ج ۶، ص ۳۱۰)

پر ثواب و عتاب مرتب ہوا اللہ ﷻ اسے باقی رکھتا اور لغو عمل ختم کر دیتا۔

**آخری جزاء کے متعلق حدیث:**

۳..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم محشر میں تمام امتوں سے بلندی پر ہو گئے، پھر باقی امتوں کو علی الترتیب ان کے بتوں کے ساتھ بلایا جائے گا، اس کے بعد ہمارا رب جلوہ افروز ہوگا اور فرمائے گا: تم کس کو دیکھ رہے ہو؟ لوگ کہیں گے: ہم اپنے رب کو دیکھ رہے ہیں، اللہ ﷻ فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں، لوگ کہیں گے: ہم آپ کو دیکھیں گے، اللہ ﷻ اپنی شان کے مطابق ہنستا ہوا نچلی فرمائے گا، پھر اللہ ﷻ ان کو لے جائے گا، اور لوگ اس کے پیچھے جائیں گے اور ہر شخص کو ایک نور ملے گا خواہ وہ منافق ہو یا مومن اور لوگ اس نور کے پیچھے چلیں گے اور جہنم کے پل کے اوپر آن کھڑے ہو گئے جس کو اللہ ﷻ چاہے گا وہ آنکڑے پکڑ لیں گے، پھر منافقین کا نور بجھ جائے گا اور مومنین نجات پا جائیں گے، نجات پانے والے مسلمانوں میں سے جو پہلا گروہ ہوگا ان کے چہرے چودھویں کی رات کے چاند کی مانند چمک رہے ہوں گے، یہ گروہ ستر ہزار افراد پر مشتمل ہوگا اور یہی وہ لوگ ہوں گے جو بلا حساب داخل جنت ہوں گے، اس کے بعد شفاعت شروع ہوگی اور صلحاء شفاعت کریں گے حتیٰ کہ جن لوگوں نے کلمہ طیبہ پڑھا ہوگا اور ایک سو کے برابر بھی کوئی نیکی ہوگی ان کو دوزخ سے نکال کر جنت کے سامنے ڈال دیا جائے گا، پھر جنت والے ان پر پانی کے چھینے ڈالیں گے جس سے وہ اس طرح تروتازہ ہو جائیں گے جیسے سیلاب کے پانی کی مٹی سے دانہ ہر ابھرا نکل آتا ہے، ان سے جلن کے آثار جاتے رہیں گے، پھر ان سے ان کی خواہش پوچھی جائے گی اور ان کو دنیا اور اس سے دس گنا زاد علاقہ جنت میں دیا جائے گا۔

(صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب: ادنى اهل الجنة منزلة فيها، رقم: (۳۵۷)/۱۹۱، ص ۱۱۸)

**جن تک اسلام کی دعوت نہ پہنچی ان کا حکم:**

۴..... اصول امام بزدوی میں ہے: دار الحرب میں مسلمان جو کہ ہجرت کر کے دارالاسلام نہ آیا ہو، اس کی شرعی مسائل میں جہالت عذر ہے کہ اس عذر کی بنا پر وہاں اس کے لئے لازم نہ ہونگے کیونکہ یہ اس کی طرف سے کوتاہی ہی نہیں ہے، یونہی جب پہلا خطاب نازل ہوا اور دارالاسلام میں رہنے والے کو نہ پہنچا تو وہ بھی معذور قرار پائیگا، لیکن وہ خطاب جب دارالاسلام میں پھیل جائے اور تبلیغ تام ہو جائے اس کے بعد جو جاہل رہے تو یہ اس کی کوتاہی شمار ہوگی تو وہ معذور قرار نہ پائے گا جیسا کہ کوئی شخص آبادی میں جہاں پانی موجود ہے تو پانی طلب یا تلاش کئے بغیر تیم سے نماز پڑھ لے تو نماز نہ ہوگی۔ (الفتاویٰ الرضویہ مخرجہ، ج ۱۱، ص ۲۲۸)

**اغراض:**

ای یظہر خسرا نہم: یہ جملہ ان لوگوں کے سوال کے جواب میں کہا گیا ہے جن کا کہنا یہ ہے کہ کافروں کے لئے نقصان ازل ہی سے مقدر کر دیا گیا ہے۔ او مجتمعة: یا خلاف حکایت بیان ہے، ایک قول ”متمیزة“ کیا گیا ہے جب کہ ایک قول ”خاضعة“ بھی کیا گیا ہے۔

نثبت ونحفظ: پس نسخ سے مراد اثبات اور نقل ہے، اور یہ اثبات نقل یا تو لوح محفوظ سے یا مصحف مکتوبہ سے ہوتی ہے جیسا کہ اے محبوب! آپ ﷺ جانتے ہیں۔ فیقال لہم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ”اما“ کا جواب محذوف ہے۔

ای جزاؤھا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف محذوف ہے۔ نتر ککم فی النار: میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ نسیان سے مراد ترک مجاز ہے، اس لئے کہ جب (انسان) کسی چیز کو بھول کر چھوڑ دیتا ہے، پس یہاں بھی یہی معنی ہے کہ لاعمالہ اللہ بھی انہیں عذاب میں گرفتار کر کے بھلا دے گا، یہاں حقیقی طور پر بھلا نامراد نہیں ہے۔

ای ترکتہ العمل للقاء: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مصدر کی اضافت ظرف کی طرف ہے جیسا کہ یہاں ﴿لقاء﴾ کی اضافت ﴿یوم﴾ کی طرف ہے۔

العمل: معنی یہ ہے کہ تم نے عمل کرنا ترک کر کے اللہ سے ملاقات کے اس دن کو بھلا دیا تھا، پس مصدر کی اضافت مفعول کی جانب جائز نہیں ہوگی اس لئے کہ زجر تو بیخ اس ملاقات کے دن کو جھٹلانے کی وجہ سے ہے نہ کہ مطلق دن کو جھٹلانے کی وجہ سے۔

لانہا لا تنفع یومئذ: پس توبہ اور طاعت دنیا میں نفع دیتی ہیں، پس عقلمند کے لئے ان چیزوں کے محل کے فوت ہونے سے پہلے انہیں اختیار کرنا مناسب ہے۔

علی وفاء وعدہ فی المکذبین: جس طرح اللہ مکذبین سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرے گا ایسے ہی مومنین سے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرے گا، اور مفسر نے خاص طور پر مکذبین کا بیان کیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ تا کہ اس وہم کو دور کیا جاسکے کہ اللہ فقط انہی کا بیان فرماتا ہے جس پر اللہ کا فضل ہوتا ہے، پس اس جملے سے یہ وہم دور ہوا اور معلوم ہو گیا کہ اللہ اپنے عدل کا بیان بھی فرماتا ہے، کیونکہ اللہ کے جملہ اوصاف مبارک ہیں۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۷۲ وغیرہ)

وهو العزيز الحکیم: یعنی اللہ اشیاء کو ان کی جگہوں پر رکھنے میں غالب ہے۔

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

سورة الاحقاف مکیہ الاہ الایۃ (۱۰)، والاہ الایۃ (۱۵)  
 والاہ الایۃ (۳۵) الثلاث آیات، وحی اربع او خمس وثلاثون آیۃ  
 (سورة الاحقاف مکہ ہے سوائے ان آیات مبارکہ کے ﴿قل اراء یتیم ان کان من عند اللہ﴾، ﴿ووصینا الانسان بوالدیه﴾، ﴿فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل﴾ الایۃ سے تین آیات مبارکہ، اس کی کل چونتیس یا پینتیس آیتیں ہیں)

### تعارف سورة الاحقاف

اس سورت میں چار رکوع اور پینتیس آیتیں ہیں اس کے کلمات کی تعداد چھ سو چوالیس اور حروف کی تعداد دو ہزار پانچ سو پچانوے ہے۔ یہ سورت ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اس سورت میں آپ ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ آپ صبر فرمائیے جیسے پہلے اولوالعزم رسولوں نے کیا کیونکہ یہ مکی زندگی کے اس دور میں نازل ہوئی جب کفار کے ظلم و ستم کی انتہا ہو گئی تھی وہ اسلام کی ترقی کو دیکھ کر غیض و غضب کا شکار ہو جاتے تھے۔ عوام الناس اسلام کی سچی تعلیمات سے متاثر ہو کر اور حضور ﷺ کی پاکیزہ سیرت و صورت سے مسحور ہو کر اسلام کی طرف راغب ہونے لگتے تو یہ لوگ ان سادہ منش عوام کو یہ کہہ کر برگشتہ کر دیتے کہ اے لوگو! ہمیں دیکھو اس بھرے شہر میں اس سارے علاقہ میں، علم و فہم میں ہمارے پائے کا کوئی دوسرا آدمی ہے؟ کوئی ایسا آدمی جسے احوال عالم کا تجربہ ہم سے زیادہ ہو، تمہارا مشاہدہ ہے کہ جنگ اور صلح ہر حالت میں ہماری رائے ہی صائب اور درست ہوتی ہے، مزید برآں ہماری قسمت کا ستارا بڑی بلندی پر ہے اگر یہ دین سچا ہوتا تو اسے قبول کرنے میں ہم سبقت لے جاتے اور یہ بھاڑ جھوٹے والے ہم سے نہ سبقت لے جاتے۔ یہ کیونکر ممکن تھا اس لئے کہ ہمارا اس دین کو قبول نہ کرنا اس بات کے لئے کافی سند ہے کہ یہ دین کسی مصرف کا نہیں بیکار محض ہے۔

رکوع نمبر: ۱

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿حم﴾ (۱) ﴿اللَّهُ أَعْلَمُ بِمُرَادِهِ﴾ ﴿تَنْزِيلِ الْكِتَابِ﴾ ﴿الْقُرْآنِ مُبْتَدَأُ﴾ ﴿مِنَ اللَّهِ﴾ ﴿خَبْرُهُ﴾ ﴿الْعَزِيزِ﴾ ﴿فِي﴾  
 ﴿مُلْكِهِ﴾ ﴿الْحَكِيمِ﴾ (۲) ﴿فِي صُنْعِهِ﴾ ﴿مَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا﴾ ﴿خَلْقًا﴾ ﴿بِالْحَقِّ﴾ ﴿لِيَذَّلَ﴾ ﴿عَلَى﴾  
 ﴿قُدْرَتِنَا﴾ ﴿وَوَحْدَانِيَّتِنَا﴾ ﴿وَأَجَلَ مَسْمُومٍ﴾ ﴿إِلَىٰ فَنَائِهِمَا يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ ﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا عَمَّا أُنذِرُوا﴾ ﴿خَوْفُوا بِهِ مِنْ﴾  
 ﴿الْعَذَابِ﴾ ﴿مَعْرُضُونَ﴾ (۳) ﴿قُلْ أَرَأَيْتُمْ﴾ ﴿أَخْبِرُونِي﴾ ﴿مَا تَدْعُونَ﴾ ﴿تَعْبُدُونَ﴾ ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ ﴿أَيُّ الْأَصْنَامِ مَفْعُولٌ﴾  
 ﴿أَوَّلُ﴾ ﴿أَرُونِي﴾ ﴿أَخْبِرُونِي تَاكِيدَ﴾ ﴿مَاذَا خَلَقُوا﴾ ﴿مَفْعُولٌ ثَانٍ﴾ ﴿مِنَ الْأَرْضِ﴾ ﴿بَيَانٌ﴾ ﴿مَا﴾ ﴿أَمَ لَهُمْ﴾  
 ﴿شُرَكَاءُ﴾ ﴿مُشَارِكَةٌ﴾ ﴿فِي﴾ ﴿خَلْقِ﴾ ﴿السَّمَوَاتِ﴾ ﴿مَعَ اللَّهِ﴾ ﴿وَمَ﴾ ﴿بِمَعْنَى هَمْزَةِ الْإِنْكَارِ﴾ ﴿أَيُّتُونِي﴾  
 ﴿بِكُتُبٍ﴾ ﴿مُنَزَّلٍ﴾ ﴿مِنْ قَبْلِ هَذَا﴾ ﴿الْقُرْآنِ﴾ ﴿أَوْ آثَرَةٍ﴾ ﴿بَقِيَّةٍ﴾ ﴿مِنْ عِلْمٍ﴾ ﴿يُؤْتِرُ عَنِ الْأَوَّلِينَ بِصَحَّةٍ دَعَاكُمْ فِي﴾  
 ﴿عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ﴾ ﴿إِنِّهَذَا تَقَرُّبُكُمْ إِلَى اللَّهِ﴾ ﴿إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ (۴) ﴿فِي دَعْوَاكُمْ﴾ ﴿وَمِنْ﴾ ﴿اسْتِفْهَامٍ بِمَعْنَى النَّفْيِ﴾  
 ﴿أَيُّ لَا أَخَذَ﴾ ﴿أَضَلَّ﴾ ﴿مَنْ يَدْعُوا﴾ ﴿يَعْبُدُ﴾ ﴿مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ ﴿أَيُّ غَيْرِهِ﴾ ﴿مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ﴾ ﴿وَهُمْ﴾  
 ﴿الْأَصْنَامُ لَا يُجِيبُونَ عَابِدِيهِمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْأَلُونَهُ أَبَدًا﴾ ﴿وَهُمْ عَنْ دَعَائِهِمْ﴾ ﴿عِبَادَتِهِمْ﴾ ﴿غَفَلُونَ﴾ (۵) ﴿لَا تَنْهَمُ﴾  
 ﴿جَمَادٌ لَا يَعْقِلُونَ﴾ ﴿وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا﴾ ﴿أَيُّ الْأَصْنَامِ﴾ ﴿لَهُمْ﴾ ﴿لِعَابِدِيهِمْ﴾ ﴿أَعْدَاءُ وَكَانُوا﴾  
 ﴿بِعِبَادَتِهِمْ﴾ ﴿بِعِبَادَةِ عَابِدِيهِمْ﴾ ﴿كَفَرِينَ﴾ (۶) ﴿جَا حِدِيثُنْ﴾ ﴿وَإِذَا تَتَلَىٰ عَلَيْهِمْ﴾ ﴿أَيُّ أَهْلِ﴾

مَكَّةَ ﴿اٰتِنَا الْقُرْآنَ﴾ ﴿بَيِّنَتْ﴾ ظَاهِرَاتٍ خَالٍ ﴿قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ ﴿مِنْهُمْ﴾ ﴿لِلْحَقِّ﴾ ﴿اٰی الْقُرْآنَ﴾ ﴿لَمَّا جَاءَ﴾  
 هُمْ هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿۷﴾ ﴿بَيِّنَ ظَاهِرٌ﴾ ﴿اِم﴾ ﴿بِمَعْنٰی بَلْ وَهَمَزَةٌ اِلَّا نَكَارٌ﴾ ﴿يَقُولُونَ افْتَرَاهُ﴾ ﴿اٰی الْقُرْآنَ﴾ ﴿قُلْ اِنْ﴾  
 افْتَرَيْتُهُ ﴿فَرَضًا﴾ ﴿فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ﴾ ﴿اٰی﴾ مِنْ عَذَابِهِ ﴿شِينًا﴾ ﴿اٰی لَا تَقْدِرُوْنَ عَلٰی دَفْعِهِ عَنِّيْ﴾ اِذَا  
 عَذَّبَنِيَّ اللَّهُ ﴿هُوَ اَعْلَمُ بِمُتَفِضُوْنَ فِيهِ﴾ ﴿تَقُولُوْنَ فِي الْقُرْآنِ﴾ ﴿كُفٰی بِهِ﴾ ﴿تَعَالٰی﴾ ﴿شَهِيدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَهُوَ﴾  
 الْغَفُوْر﴾ ﴿لَمَنْ تَابَ﴾ ﴿الرَّحِيْمُ﴾ ﴿۸﴾ ﴿بِهِ فَلَمْ يَعْاٰجِلْكُم بِالْعُقُوْبَةِ﴾ ﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا﴾ ﴿بَدِيْعًا﴾ ﴿مِنَ الرَّسْلِ﴾ ﴿اٰی﴾  
 اَوَّلَ مُرْسَلٍ، قَدْ سَبَقَ مِثْلِيْ قَبْلِيْ كَثِيْرٌ مِنْهُمْ فَكَيْفَ تَكْذِبُوْنِيْ ﴿وَمَا اَدْرِیْ مَا يَفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ﴾ ﴿فِي الدُّنْيَا﴾  
 اَخْرَجَ مِنْ بَلَدِيْ اَمْ اَقْتُلَ كَمَا فَعَلَ بِالْاَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ، اَوْ تَرْمُوْنَ بِالْحِجَارَةِ اَمْ يُخَسَفُ بِكُمْ كَمَا فَعَلَ  
 بِالْمُكْذِبِيْنَ قَبْلَكُمْ ﴿اِنْ﴾ مَا ﴿اَتَّبَعَ﴾ اِلَّا مَا يُوْحٰی اِلَيَّ ﴿اٰی الْقُرْآنَ﴾ وَلَا اَبْتَدِعْ مِنْ عِنْدِيْ شَيْئًا ﴿وَمَا اَنَا اِلَّا﴾  
 نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۹﴾ ﴿بَيِّنُ الْاَنْذَارِ﴾ ﴿قُلْ اَرِءَیْتُمْ﴾ ﴿اَخْبِرُوْنِيْ مَاذَا خَالِكُمْ﴾ ﴿اِنْ كَانَ﴾ ﴿اٰی الْقُرْآنَ﴾ ﴿مِنْ عِنْدِ اللَّهِ﴾  
 وَكَفَرْتُمْ بِهِ ﴿جُمْلَةً حَالِيَةً﴾ ﴿وَشَهِدَ شَهِدٌ مِنْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ﴾ ﴿هُوَ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ﴾ ﴿عَلٰی مِثْلِهِ﴾ ﴿اٰی عَلَيَّ﴾  
 اَنَّهُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ﴿فَإِنْ﴾ الشَّاهِدُ ﴿وَاسْتَكْبَرْتُمْ﴾ ﴿تَكْبَرْتُمْ عَنْ الْاِيْمَانِ وَجَوَابُ الشَّرْطِ بِمَا عَطَفَ عَلَيْهِ﴾  
 السَّمِ ظَالِمِيْنَ دَلَّ عَلَيْهِ ﴿اِنْ﴾ اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ ﴿۱۰﴾

### ﴿ترجمہ﴾

حم.....۱..... (اس کی جو مراد ہے اللہ ﷻ یا خوبی جانتا ہے) کتاب (یعنی قرآن پاک) کا اتارنا ہے (”تنزیل الکتب“ مبتدایہ  
 اللہ کی طرف سے) (من اللہ..... الخ خبر ہے) جو (اپنے ملک میں) غلبہ رکھنے والا (اپنی صنعت میں) حکمت والا ہے، ہم نے نہ  
 بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق.....۲..... کے ساتھ (بنائے تاکہ یہ ہماری قدرت اور ہماری وحدانیت پر  
 دلالت کریں) اور ایک مقررہ میعاد پر (بروز قیامت زمین و آسمان کے فنا ہونے تک) اور کافر اس چیز سے کڈرائے گئے (یعنی عذاب  
 سے) مونہ پھیرے ہیں تم فرماؤ بھلا دیکھو تو (مجھے خبر تو دو، ارء یتیم بمعنی اخبر و نی ہے) وہ جو تم اللہ کے سوا (یعنی بتوں) کو پوجتے ہو  
 (تدعون بمعنی تعبدون ہے) مجھے دکھاؤ (مجھے خبر دو، ارء یتیم بمعنی اخبر و نی ہے، یہ ارء یتیم ماقبل ارء یتیم کی تاکید ہے) انہوں  
 نے کیا بنایا (ماذا خلقوا مفعول ثانی ہے) زمین میں سے (”من الارض“ ہا کا بیان ہے) یا آسمان (کی پیدائش) میں ان کا کوئی  
 حصہ ہے (اللہ ﷻ کے ساتھ، یہاں ام کے معنی ہمزہ انکاری کے ہے) میرے پاس لاؤ اس سے (یعنی قرآن پاک سے) پہلے (نازل  
 کردہ) کوئی کتاب یا کچھ بچا کچا علم (جو اگلوں سے منقول ہو تمہارے اس دعویٰ کی درستگی پر کہ بتوں کی پرستش تمہیں اللہ ﷻ کا قرب دیتی  
 ہے، اثارة.....۳..... بمعنی بقیہ ہے) اگر تم سچے ہو (اپنے دعویٰ میں) اور ان سے بڑھ کر گمراہ کون (یعنی کوئی نہیں، من استفہامیہ بمعنی  
 نفی ہے) جو پوجے (یدعوا بمعنی یعبد ہے) غیر اللہ کو (دون بمعنی غیر ہے) جو قیامت تک اس کی نہ نیں (ان سے مراد بت ہیں  
 کہ وہ اپنے پجاریوں کے کسی سوال کا کبھی بھی جواب نہیں دیں گے) اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں (کیونکہ یہ جمادات ہیں کچھ  
 عقل نہیں رکھتے، دعا نھم بمعنی عبادتھم ہے) اور جب لوگوں کا حشر ہو گا وہ (یعنی بت) ان کے (یعنی اپنے پجاریوں کے) دشمن  
 ہوں گے اور وہ ان کی عبادت سے (یعنی اپنے پجاریوں کی عبادت سے) منکر ہو جائیں گے (کفرین بمعنی جاحدین ہے) اور  
 جب ان پر (یعنی اہل مکہ پر) ہماری واضح آیتیں (یعنی قرآن پاک کی، بیانات بمعنی واضحات حال بن رہا ہے) پڑھی جاتی ہیں تو



(ان میں سے) کافر اپنے پاس آئے ہوئے حق (یعنی قرآن پاک) کو کہتے ہیں یہ کھلا جادو ہے (مبین بمعنی ظاہر ہے کیا) ام بمعنی بطل ہے، اور ہمزہ انکاری ہے) کہتے ہیں انہوں نے اسے (یعنی قرآن پاک کو) جی سے بنالیا تم فرماؤ اگر میں نے (بالفرض) اسے جی سے بنالیا ہوگا تو تم اللہ کے سامنے (یعنی اس کے عذاب کے سامنے) میرا کچھ اختیار نہیں رکھتے (جبکہ اللہ ﷻ مجھے عذاب دینا چاہے تو تم اس کا عذاب مجھ سے دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتے) وہ خوب جانتا ہے جو باتیں تم اس کے (یعنی قرآن پاک کے بارے میں) کہہ رہے ہو (تفیضون بمعنی تقولون ہے) اور وہ (یعنی اللہ ﷻ) کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ اور وہی بخشنے والا ہے (توبہ قبول کرنے والا) مہربانی فرمانے والا ہے (تمہیں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا) تم فرماؤ میں کوئی انوکھا رسول نہیں (بدعا بمعنی بدیعا ہے یعنی میں کوئی پہلا رسول نہیں ہوں میری مثل مجھ سے قبل کئی رسل گزر چکے ہیں تو مجھے تم لوگ کیسے جھٹلا رہے ہو؟) اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا (دنیا میں نہیں جانتا کہ کیا مجھے میرے شہر سے نکال دیا جائے گا یا پھر شہید کر دیا جائے گا جیسا کہ مجھ سے پہلے انبیاء کرام کے ساتھ ہوا یا تم پر پتھروں کی بارش کی جائیگی یا تمہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا جیسا کہ تم سے پہلے جھٹلانے والوں کے ساتھ کیا گیا..... ۵.....) میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے (یعنی قرآن پاک کا اور میں خود اپنی طرف سے کچھ ایجاد نہیں کرتا) اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا (نذیر مبین بمعنی بین الاذنا ہے) تم فرماؤ بھلا دیکھو تو (مجھے خبر تو دو کہ تمہارا کیا حال ہوگا؟ اراء یتیم بمعنی اخبار و نی ہے) اگر وہ (یعنی قرآن پاک) اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے اس کا انکار کیا (و کفر تم بہ جملہ حالیہ ہے) اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس پر گواہی دے چکا (اور وہ حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ ہیں..... ۶.....) اس پر کہ یہ اللہ ﷻ کی طرف سے ہے، مشلہ بمعنی علیہ ہے) تو وہ (یعنی وہ گواہ) ایمان لایا اور تم نے تکبر کیا (ایمان لانے سے، استکبر تم بمعنی تکبر تم ہے جواب شرط ہے "ان کان عند اللہ" کا "الستم ظالمین" ہے جس پر مابعد آیت ان للہ لا یہدی..... الخ دلالت کر رہی ہے) بیشک اللہ راہ نہیں دیتا ظالموں کو۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿حم تنزیل الکتب من اللہ العزیز الحکیم﴾

حم: "ہذہ" مبتدا محذوف کی خبر، مکر جملہ اسمیہ، تنزیل الکتب: مبتدا، من: جار، اللہ: موصوف، العزیز الحکیم: صفتان، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما خلقنا السموت والارض وما بینہما الا بالحق واجل مسمی﴾

ما خلقنا: فعل نفی بافاعل، السموت: معطوف علیہ، والارض: معطوف اول، وما بینہما: معطوف ثانی، مکر مفعول، الا: اداة حصر، ب: جار، الحق: معطوف علیہ، وما عطف، اجل مسمی: معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر "خالقنا" مصدر محذوف کی صفت، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللذین کفروا عما اندروا معرضون﴾

و: عاطفہ، اللذین کفروا: موصول صلہ، مکر مبتدا، عن: جار، ما اندروا: موصول صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو مقدم، معرضون: اسم فاعل بافاعل، مکر شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل اراء یتیم ما تدعون من دون اللہ ارونی ما ذا خلقوا من الارض ام لہم شرک فی السموت﴾

قل: قول، ہمزہ: حرف استفہام، رویتیم: فعل بافاعل، ما تدعون: موصول صلہ، مکر ذوالحال، من دون اللہ: ظرف مستقر حال، مکر

مفعول اول، ارونسی: فعل امر با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ار قیتم" کی تاکید ہے، ماذا: اسم استفہام مفعول مقدم، خلقوا من الارض: فعل با فاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، ام: مقطوعہ بمعنی بل، لہم: ظرف مستقر خبر مقدم، شرک فی السموت: شبہ جملہ مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ایتونی بکتاب من قبل هذا واثرة من علم ان کنتم صدقین﴾

ایتونی: فعل امر با فاعل ومفعول، ب: جار، کتاب موصوف، من قبل هذا: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، او: عاطفہ، اثرة موصوف، من علم: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ان بشرطیہ، کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فائتونی" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿و من اضل ممن يدعوا من دون الله من لا يستجيب له الى يوم القيمة وهم عن دعائهم غفلون﴾

و: متانفہ، ممن: استفہامیہ مبتدا، اضل: اسم تفضیل با فاعل، من: جار، من موصولہ، يدعوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، هم مبتدا، عن دعائهم غفلون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، من دون الله: ظرف مستقر حال مقدم، من موصولہ، لا يستجيب له: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، ملکر مفعول، الى يوم القيمة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا حشر الناس كانوا لهم اعداء وكانوا بعبادتهم كافرين﴾

و: عاطفہ، اذا ظرفیہ متضمن معنی شرط مفعول فیہ مقدم، حشر الناس: فعل بانائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، كانوا: فعل ناقص یا اسم، لهم: ظرف مستقر حال مقدم، اعداء: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، و: عاطفہ، كانوا: فعل ناقص یا اسم، بعبادتهم کفرین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا تتلى عليهم ايتنا بينت قال الذين كفروا للحق لما جاءهم هذا سحر مبين﴾

و: عاطفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، تتلى عليهم: فعل مجهول وظرف لغو، ايتنا: ذوالحال، بینت: حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، قال قول فعل، الذين كفروا: موصول صلہ، ملکر فاعل، للحق: ظرف لغو، لما جاءهم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قول، هذا: مبتدا، سحر مبين: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وام يقولون افتراء قل ان افتريته فلا تملكون لي من الله شيئا هو اعلم بما تفيضون فيه كفى به شهيدا بيني وبينكم﴾

ام: عاطفہ بمعنی بل، يقولون: قول، افتراء: فعل ناقص با فاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، قل: قول، ان: شرطیہ، افتريته: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا تملكون: فعل نفی با فاعل، لي: ظرف لغو، من: جار، الله: ذوالحال، هو: مبتدا، اعلم بما تفيضون فيه: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال اول، کفی: فعل مؤنیر مستقر تمیز، شهيدا صفت مشبہ با فاعل، بيني: معطوف علیہ، و: عاطفہ، بينكم: معطوف، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ تمیز، ملکر فاعل، به: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر حال ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال مقدم، شيئا: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿وهو الغفور الرحيم قل ما كنت بدعا من الرسل وما ادرى ما يفعل بي ولا بكم﴾

و: عاطفہ، هو: مبتدا، الغفور الرحيم: خبران، ملکر جملہ اسمیہ، قل: قول، ما: نافیہ، کنت: فعل ناقص یا اسم، بدعا: موصوف، من

السراسل: ظرف مستقر صفت، مگر خبر، مگر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما ادری: فعل نفی باانا ضمیر فاعل، ما: استفہامیہ مبتدأ، یفعل: فعل مجہول با نائب الفاعل، ہی: جار مجرور معطوف، و: عاطفہ، لا تانیہ، حکم: جار مجرور معطوف، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ خبر، مگر جملہ اسمیہ مفعول، مگر جملہ فعلیہ معطوف، مگر مقولہ، مگر جملہ تولیہ۔

﴿ان اتبع الا ما یوحی الی وما انا الا نذیر مبین﴾

ان: تانیہ، اتبع: فعل بافاعل، الا: اداة حصر، ما یوحی الی: موصول صلب، مگر مفعول، مگر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما: تانیہ، انا: مبتدأ، الا: اداة حصر، نذیر مبین: ظرف توصیفی خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿قل اراء یتیم ان کان من عند اللہ و کفر تم بہ﴾

قل: قول، همزہ: حرف استفہام، راء یتیم: بمعنی اخبرونی فعل بافاعل، "حالکم" مفعول اول محذوف، ان: شرطیہ، کان: فعل ناقص بااسم، من عند اللہ: ظرف مستقر خبر، مگر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کفر تم بہ: جملہ فعلیہ معطوف، مگر جزا محذوف "فقد ظلمتم" کیلئے شرط، مگر جملہ شرطیہ مقولہ، مگر جملہ تولیہ۔

﴿وشہد شہاد من بنی اسراء یل علی مثله فامن واستکبرتم ان اللہ لا یهدی القوم الظلمین﴾

و: عاطفہ، شہد: فعل، شہاد: موصوف، من بنی اسراء یل: ظرف مستقر صفت، مگر فاعل، علی مثله: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، امن: فعل بافاعل، مگر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، استکبرتم: فعل بافاعل، مگر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، لا یهدی القوم الظلمین: جملہ فعلیہ خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... ان اتبع الا ما یوحی الی.....☆ اس کے معنی میں مفسرین کے چند اقوال ہیں ایک یہ کہ قیامت میں جو میرے اور تمہارے ساتھ کیا جائے گا وہ مجھے معلوم نہیں یہ معنی ہوں تو یہ آیت منسوخ ہے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات وعززی کی قسم اللہ ﷻ کے ہاں ہمارا اور محمد ﷺ کا یکساں حال ہے انہیں ہم پر کچھ بھی فضیلت نہیں ہے اگر یہ قرآن ان کا اپنا بنایا ہوا نہ ہوتا تو ان کا بھیجے والا ضرور خبر دیتا کہ ان کے ساتھ کیا کرے گا تو اللہ ﷻ نے یہ آیت ﴿لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وماتاخو﴾ (الفنح: ۲) ﴿نازل فرمائی صحابہ نے عرض کیا یا نبی اللہ حضور ﷺ کو مبارک ہو آپ کو تو معلوم ہو گیا کہ آپ کے ساتھ کیا کیا جائے گا یہ انتظار ہے کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔ اس پر اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنت تجری من تحتھا الانہر﴾ (الفنح: ۵) ﴿اور یہ آیت نازل ہوئی ﴿وبشر المؤمنین بان لہم من اللہ فضلا کبیرا﴾ (الاحزاب: ۴۷) ﴿تو اللہ ﷻ نے بیان فرمادیا کہ حضور ﷺ کے ساتھ کیا کرے گا اور مؤمنین کے ساتھ کیا کرے گا۔ دوسرا قول اس آیت کی تفسیر میں یہ ہے کہ آخرت کا حال تو حضور ﷺ کو اپنا بھی معلوم ہے اور مؤمنین کا بھی اور مکذبین کا یہ معنی ہیں کہ دنیا میں کیا کیا جائے یہ معلوم نہیں اگر یہ معنی مراد لئے جائیں تو بھی منسوخ ہے کہ اللہ ﷻ نے حضور ﷺ کو یہ بھی بتادیا کہ ﴿لیظہرہ علی الدین کلہ اور ماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم﴾ بہر حال اللہ ﷻ نے حضور ﷺ کو حضور کے ساتھ اور آپ کی امت کے ساتھ پیش آنے والے امور پر مطلع فرمادیا ہے خواہ وہ دنیا کے ہوں یا آخرت کے اور اگر درایت معنی اور اک بالقیاس یعنی عقل کے جاننے کے معنی میں لیا جائے تو مضمون اور بھی زیادہ صاف ہے اور اس آیت کا اس کے بعد والا جملہ اس کا مؤید ہے علامہ نیشاپوری نے اس آیت کے تحت فرمایا کہ اس میں نفی اپنی ذات سے جاننے کی ہے من جہت الوحی جاننے کی نفی نہیں۔

## ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

## حم کے بارے میں علامہ اسمعیل حقی کی رائے:

۱..... حم میں موجود حاء سے مراد اہل توحید کی حمایت ہے، اور میم سے مراد مزید اللہ ﷻ کی رضا ہے جو حقیقی توحید کے علم برداروں پر ہوا کرتی ہے، یعنی اللہ ﷻ کی نظر رحمت۔ بعض کہتے ہیں حم کا معنی دلوں کی حمیت ہے جس کے باعث انسان خطرات اور اندیشوں سے بچ نکل کر دینی شواہد اور یقین کی روشنی میں فلاح پا جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ حم سے مراد وہ نہات صفات ہیں جس پر اللہ ﷻ نے انہیں پیدا فرمایا اور وہ یہ ہیں: حیات، علم، قدرت، ارادہ، سمع، بصر اور کلام۔ پس حاء سے مراد حیا اور میم سے مراد کلام ہے۔ پس اللہ ﷻ نے اول و آخر کے ذریعے تمام ہی کا مجموعی طور پر جائزہ لیا، یعنی اللہ ﷻ نے قرآن مجید نازل فرما کر اپنے اسمائے پاک کا اس میں احاطہ کر لیا اور اس طرح اپنی صفات بالا کی تعریف و توصیف اور اخلاق عظمیٰ کی تخلیق فرمادی۔ (روح البیان، ج ۸، ص ۶۲۱)

## حق کے معانی:

۲..... اللہ ﷻ کے ناموں میں سے نام ہے، اور الشیء الحق سے مراد یہ ہے کہ کوئی چیز حقیقت میں ثابت شدہ ہو اور اس کا استعمال صدق و صواب (ٹھیک) طریقے پر ہو، اور لغت کے اعتبار سے حق سے مراد یہ ہے کہ وہ ثابت شدہ حقیقت جس کا انکار ممکن نہ ہو، اور اصطلاح میں وہ حکم ہے جو واقعہ کے مطابق ہو جس کی مطابقت اقوال، عقائد، ادیان، مذاہب کے اعتبار سے ہوتی ہو، اور صدق اقوال خاصہ کے ساتھ شروع ہوتا ہے جب کہ اس کا مد مقابل کذب ہوا کرتا ہے اور ان دونوں میں فرق کا اعتبار جانب واقعہ کے اعتبار سے ہوا کرتا ہے، اور صدق وہ ہوتا ہے جس کا حکم واقعہ کے مطابق ہو اور معنی حقیقی سے خاص اسی واقعہ کی جانب اشارہ ملتا ہو۔ (التعریفات، ص ۹۴)

## اثارۃ کے معنی:

۳..... اس کے معنی کے بارے میں امام رازی نے تین اقوال ذکر کئے ہیں: (۱)..... اثارۃ بمعنی بقیۃ ہے، یا اس سے مراد کسی چیز کے مشتقات ہیں جو کہ اس کے وجود سے تعلق رکھتے ہیں اور اسی سے نکلتے (ہیں جیسے اسمائے مشتقات ہوتے ہیں)۔ (۲)..... اثر سے مراد روایت کے آثار ہیں۔ (۳)..... اثر بمعنی علامت ہے، صاحب کشف کہتے ہیں کہ ﴿اثرۃ﴾ سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز پر اثر انداز ہونا اور خاص طور پر علم کے ساتھ اس کو وابستہ کیا گیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اس علم کا احاطہ تمہارے سوا کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ آیت پاک میں اثارۃ کے معنی یہ ہیں: ”ایسا علم جس میں ریت پر کچھ لکیریں کھینچ کر آئندہ کے احوال معلوم کر لئے جائیں“۔ اہل عرب میں یہ علم مشہور تھا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”حضرات انبیائے کرام خط کے علم کو اپنایا کرتے اور جس کا علم خط کے موافق ہو جائے وہ اسی پر عمل کرتا تھا“۔ اس آیت کا معنی اب یہ ہوگا کہ اگر تم بتوں کی عبادت کو صحیح جانتے ہو تو اس کے بارے میں سابق میں موجود علم خط سے دلیل پیش کرو۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۷)

## قرآن کے انکار، استخفاف اور استحقار کا حکم:

۴..... قرآن مجید پر اگر بقصد توہین پاؤں رکھا کافر ہو جائے گا۔

(الہندیۃ، کتاب الکراہیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد، ج ۵، ص ۳۹۸)

(۲)..... قرآن کی کسی آیت کو عیب لگانا یا اس کی توہین کرنا یا اس کے ساتھ مسخرہ پن کرنا کفر ہے، مثلاً داڑھی مونڈانے سے منع کرنے پر اکثر داڑھی منڈے کہہ دیتے ہیں: ﴿کلا سوف تعلمون﴾ ہاں ہاں جان جاؤ گے (النکات: ۳)۔ جس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں



کہ کلا کے معنی ”صاف کرنا“، یہ قرآن میں تحریف و تبدیل ہے اور اس کے ساتھ مذاق اور دل لگی بھی اور یہ دونوں باتیں کفر، اسی طرح اکثر باتوں میں قرآن مجید کی آیات بے موقع پڑھ دیا کرتے ہیں اور مقصود ایسی کرنا ہوتا ہے جیسے کسی کو نماز جماعت کے لئے بلایا، وہ کہنے لگا: میں جماعت سے نہیں بلکہ تنہا پڑھوں گا، کیونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ﴾ (النکیرت: ۴۰)۔

(الہندیۃ، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۸۸)

(۳)..... مزامیر کے ساتھ قرآن پڑھنا کفر ہے، گراموفون کے ساتھ قرآن سننا منع ہے اگرچہ یہ باجانہیں بلکہ ریکاڈ میں جس قسم کی آواز بھری ہوتی ہے وہی اس سے نکلتی ہے اگر باجے کی آواز بھری جائے تو باجے کی آواز سننے میں آئے گی اور نہیں تو نہیں مگر گراموفون عموماً لہو لعب کی مجالس میں بجایا جاتا ہے اور ایسی جگہ قرآن مجید پڑھنا سخت ممنوع ہے۔

(المرجع السابق)

### لاحقاف کی آیت نمبر ”۹“ میں مفسرین کرام کے مختلف اقوال:

۵..... اس آیت کی تفسیر میں دو امور کی وضاحت نہایت ضروری ہے: (۱)..... ﴿وَمَا اَدْرِ مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ﴾ میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا (لاحقاف: ۹) کی تاویلات و حرکات کا بیان۔ (۲)..... آیت پاک کے ناخ و منسوخ کے اعتبار سے احکامات شرعیہ و مفسرین کرام کے اقوال۔

درایت کے معنی کے حوالے سے اہل لغت کے نکات:

کتب لغت میں اس بارے میں یہ نکات موجود ہیں: (۱)..... مصباح اللغات میں دری کے معنی یہ ہیں کسی چیز کو حیلہ سے جاننا، (۲)..... المفردات میں ہے: وہ معرفت جو کسی حیلہ سے حاصل کی گئی ہو۔ (۳)..... المنجد میں ہے: حیلے سے جاننا، (۴)..... القاموس میں ہے: کسی قسم کے حیلے سے جاننا۔

﴿وَمَا اَدْرِ مَا يَفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ﴾ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں:

(۱)..... اس آیت کو احوال دنیا پر محمول کرنا درست ہے۔ (۲)..... اس آیت کو آخرت کے امور پر محمول کرنا چاہیے۔ (۳)..... میں اپنے اور تمہارے درمیان ہونے والے امور کی درایت نہیں رکھتا، یعنی غالب و مغلوب امور کو نہیں جانتا۔ (۴)..... ابن عباس نے کلبی کی روایت کے تحت لکھا ہے کہ جب سید عالم ﷺ کے صحابہ کرام کو مکہ مکرمہ میں زیادہ تکالیف ہوئیں تو سید عالم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ ایک ایسی وادی کی جانب ہجرت فرما رہے ہیں جو سرسبز و شاداب ہے، آپ ﷺ نے اس بات کا ذکر اپنے اصحاب سے فرمایا تو انہوں نے خواہش ظاہر کی تا کہ مشرکین مکہ کی تکالیف سے بھی آزادی مل جائے لیکن سید عالم ﷺ نے فرمایا میں اپنے امور کی انجام دہی میں وحی کا پابند ہوں میں اپنی جانب سے اس حوالے سے کوئی درایت نہیں رکھتا۔ (۵)..... ضحاک کا قول ہے کہ سید عالم ﷺ نے اس لئے فرمایا کہ آپ ﷺ احکام دین پہنچانے میں اللہ ﷻ کی جانب وحی کے منتظر ہوتے، تکالیف دینیہ، شرائع، جہاد کے احکامات، دشمنان اسلام کی جانب سے آزمائشیں اور امتحان، ثواب و عقاب ہر معاملے میں اللہ ﷻ کی جانب متوجہ رہتے۔ (۶)..... سید عالم ﷺ نے اس لئے فرمایا کہ آپ ﷺ اپنی طبعی موت یا قتل کئے جانے کو نہیں جانتے تھے جیسا کہ سابق میں حضرات انبیائے کرام کو شہید کر دیا گیا، اور اس لئے بھی کہ انکار کرنے والوں کے ساتھ اللہ ﷻ کیا معاملہ فرمائے گا، کیا تم آسمان کی جانب پتھر پھینکو گے کہ زمین میں دھنسا دیے جاؤ یا ایسا کرو گے جو سابقہ امتوں نے (اپنے انبیائے کرام) کے ساتھ کیا، بعض نے اس آیت کو احوال آخرت پر محمول کیا ہے، حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرکین مکہ اور منافق خوش ہوئے کہ ہم ایسے نبی کی پیروی کیوں کریں جو یہ تک نہیں جانتا کہ خود ان کے ساتھ یا ان کے پیروکاروں کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ پس جب یہ اعتراض ہوا تو اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَلَا اَفْتَحُنَا

لک فتحنا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک الخ بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تاکہ اللہ تمہارے سبب گناہ بخشے تمہارے انگوں کے۔ اور یہ اللہ کے ہاں بڑی کامیابی ہے (الفتح: ۱۷)۔ اور اس میں واضح کر دیا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے اور دیگر لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ اور یوں اللہ ﷻ نے مشرکین و منافقین کی ناک خاک آلود کر دی۔ (الروی: ج ۱۰، ص ۹) علامہ سید محمود آلوسی کہتے ہیں: میرے نزدیک اس آیت سے درایت کی نفی کرنا مراد ہے جو بغیر وحی کے ہو (یعنی سید عالم ﷺ جو کچھ جانتے ہیں وحی کے ذریعے جانتے ہیں)۔ عام ازیں کہ وہ درایت تفصیلی ہو یا اجمالی ہو اور خواہ اس کا تعلق دنیاوی امور سے ہو یا اخروی امور سے ہو، اور میرا اعتقاد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت تک دنیا سے منتقل نہیں ہوئے حتیٰ کہ آپ ﷺ کو اللہ ﷻ کی ذات صفات اور تمام شانوں کا علم دے دیا گیا اور جن چیزوں کے علم کو کمال قرار دیا جاتا ہے ان تمام چیزوں کا علم آپ کو دے دیا گیا اور آپ کو اتنا علم دیا گیا ہے کہ تمام جہانوں میں کسی کو اتنا علم نہیں دیا گیا اور میرا یہ اعتقاد نہیں کہ دنیا کے بعض جزوی حوادث کا علم نہ ہونے کی وجہ سے آپ کے علم کا کمال نہیں رہے گا۔

(روح المعانی، الجزء ۲۶، ص ۲۳۲)

آیت کے ناسخ و منسوخ کے بارے میں احکامات شرعیہ:

عکرم، حسن بصری نے اس آیت ﴿وَمَا ادری مَا یفعل بى وَلَا بکم ان اتبع الا مَا یوحى الی و ما انا الا نفیر مین اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی کی جاتی ہے اور میں نہیں مگر صاف ڈرنا والے﴾ (الاحقاف: ۹) کو ﴿انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تاکہ تمہارے سبب اللہ گناہ بخشے﴾ (الفتح: ۱۷) سے منسوخ مانتا ہے، چنانچہ جب سورہ فتح کی آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور مسلمانوں کو یہ بشارت دی کہ اللہ ﷻ نے آپ کے صدقے آپ کے انگوں پچکھوں کے گناہ معاف فرمادیے تو بعض مومنوں نے کہا: آپ کو مبارک ہو یا نبی اللہ ﷺ! ہم کو معلوم ہو گیا کہ اللہ ﷻ آپ ﷺ کے ساتھ کیا کرے گا اور ہمارے ساتھ کیا کرے گا؟ تب اللہ ﷻ نے سورہ احزاب کی یہ آیت ﴿وبشر المؤمنین بان لهم من الله فضلا كبيرا اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے﴾ (الاحزاب: ۴۷) نازل فرمائی۔ اور یہ آیت بھی نازل فرمائی: ﴿لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنت تجری من تحتها الانهر خالدين فیها ویکفر عنهم سياتهم وکان ذلک عند الله فوزا عظیما تاکہ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں اور ان کی برائیاں ان سے اتار دے اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے﴾ (الفتح: ۵)۔

(الطبری، الجزء ۲۶، ص ۱۱)

قاضی شہاب الدین عمر الخفاجی کہتے ہیں: متذکرہ آیت پاک منسوخ ہے اور اس کی ناسخ آیت: ﴿انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تاکہ اللہ تمہارے سبب گناہ بخشے﴾ (الفتح: ۱۷) ہے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فتح کا اعتبار خبر ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ امر قل کی وجہ سے ہے، یا فتح سے مراد مطلق تغیر بھی ہو سکتا ہے۔ (عبایہ القاضی، الجزء ۲۶، ص ۴۶۴) ابن کثیر لکھتے ہیں: متذکرہ آیت منسوخ ہے اور ناسخ آیت: ﴿انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تاکہ اللہ تمہارے سبب گناہ بخشے﴾ (الفتح: ۱۷) ہے۔ (ابن کثیر، ج ۴، ص ۱۸۳، الصاوی، ج ۵، ص ۲۷۸، العزازی، ج ۴، ص ۱۲۸) صدر الافاضل لکھتے ہیں: متذکرہ آیت پاک، الفتح: ۲ سے منسوخ ہے۔

(خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۲۳)

اسی طرح آپ اپنی کتاب الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفی ﷺ میں لکھتے ہیں: ملا عبد الرحمن بن محمد دمشقی اپنے رسالہ ناسخ و منسوخ میں لکھتے ہیں: قوله تعالیٰ: ﴿وَمَا ادری مَا یفعل بى وَلَا بکم اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ

کیا ﴿الایۃ نسخ بقولہ تعالیٰ﴾: انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر یشک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح دی تاکہ اللہ تمہارے سبب گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور پچھلوں کے (الفتح: ۱-۲) ﴿اور اسی کتاب میں کچھ آگے لکھتے ہیں: سورۃ الفتح و فیہا ناسخ و لیس فیہا منسوخ فالناسخ قولہ تعالیٰ﴾: ﴿لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر﴾ تاکہ اللہ تمہارے سبب گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور پچھلوں کے ﴿و المنسوخ قولہ تعالیٰ﴾: ﴿وما ادری ما یفعل بی ولا یکم اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا﴾۔ پس ثابت ہوا کہ ناسخ آیت سورۃ فتح کی ہے جب کہ منسوخ آیت سورۃ الاحقاف کی ہے۔ (الکلمۃ العلیاء لاعلاء علم المصطفیٰ ﷺ، ص ۱۴۷)

### حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ کی سوانح حیات:

۶..... حضرت عبداللہ بن حظلہ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن سلام بازار میں لکڑیوں کا ایک گٹھا اٹھا کر جا رہے تھے، ان سے کہا گیا: کیا اللہ ﷻ نے آپ کو اس سے مستغنی کر دیا ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! لیکن میں تکبر کا قلع قمع کرنا چاہتا ہوں، میں نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا“۔ (تاریخ دمشق، ج ۱۲، ص ۲۵۲)

☆..... حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ اس وقت اسلام لائے جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے، وہ اسی وقت مسلمان ہو گئے تھے اور قیس بن الریح از عاصم از شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ نبی کریم ﷺ کے وصال سے دو سال قبل اسلام لائے تھے، یہ حدیث مرسل ہے اور قیس ضعیف ہیں۔ (الاصابة، ج ۴، ص ۱۰۳)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ نے سنا کہ سید عالم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے ہیں تو انہوں نے کہا: میں آپ سے تین ایسی چیزوں کے متعلق سوال کروں گا جن کو نبی کریم ﷺ کے سوا کوئی نہیں جانتا: (۱)..... قیامت کی پہلی علامت کیا ہے؟ (۲)..... اہل جنت کا پہلا طعام کونسا ہے؟ (۳)..... بچہ اپنے باپ یا ماں کے کیسے مشابہ ہوتا ہے؟۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”(۱)..... قیامت کی پہلی نشانی ایک آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب تک جمع کرے گی اور (۲)..... اہل جنت کا پہلا کھانا مچھلی کی کھجی کا ٹکڑا ہے، (۳)..... جب مرد اپنی عورت پر غالب آجائے تو وہ بچہ کی شبیہ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آجائے تو عورت بچے کی شبیہ اپنی جانب کھینچ لیتی ہے“۔ حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ نے کہا: ”اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ“ یا رسول اللہ ﷺ! بیشک یہود بہت بہتان تراش قوم ہے، اگر ان کو میرے اسلام کا اس سے پہلے علم ہو گیا کہ آپ ﷺ ان سے میرے متعلق سوال کریں تو وہ مجھ پر بہتان لگائیں گے، پھر یہود آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے سوال کیا کہ تم میں عبداللہ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا وہ ہم میں سب سے بہتر ہیں، ان کے والد بھی ہم سب سے بہتر ہیں، وہ ہمارے سردار ہیں، اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بتاؤ کہ اگر عبداللہ بن سلام ﷺ مسلمان ہو جائیں؟ انہوں نے کہا: اللہ ﷻ ان کو اپنی پناہ میں رکھے، پھر حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ باہر نکلے اور کہا: ”اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ﷺ“، تو یہود نے کہا: وہ ہم میں سب سے بُرے ہیں، سب سے بُرے شخص کے بیٹے ہیں، اور ان کی برائیاں کیں، حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اسی چیز کا خدشہ تھا“۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب من کان عدو الجبریل، رقم: ۴۴۸۰، ص ۷۶۱)

☆..... حضرت عبداللہ بن سلام ﷺ کہتے ہیں کہ جب سید عالم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو لوگ ان کے ارد گرد جمع ہو گئے اور میں بھی ان لوگوں میں تھا جب میں نے آپ ﷺ کے چہرے کو دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا اور میں نے آپ سے سب سے پہلے یہ بات سنی: ”اے لوگو! بہ کثرت سلام کیا کرو اور کھانا کھلایا کرو اور رشتے داروں سے میل میلاپ رکھا کرو اور



جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو رات کو اٹھ کر نماز پڑھا کرو اور سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔“

(سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة، باب: (۱۰۶/۴۱)، رقم: ۲۴۹۳، ص ۷۱۷)

☆..... حضرت عبداللہ بن سلام رحمۃ اللہ علیہ تینتالیس ۳۳ھ میں فوت ہوئے۔ (سیر العلام النبلاء، ج ۴، ص ۶۵ وغیرہ)

### اغراض:

اللہ اعلم بمروادہ بہ: اس حوالے سے کئی مرتبہ کلام ہو چکا، اور قول مذکورہ مسلم ہے اور یہی سلف کا طریقہ ہے کہ علم تشابہ کو اللہ کی طرف سپرد کر دیتے ہیں۔ لیدل علی قدرتنا و وحدانیتنا: اور دیگر صفات کمالیہ، نقائص سے منزہ ہونے پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ مخلوق اللہ کی معرفت سے پہچانی جاتی ہے اور اس لئے کہ ہر صنعت اپنے صانع کے وجود پر دلالت ہوتی ہے اور اسی کی صفات کمال سے متصف ہوتی ہے۔ بمعنی حمزة الانکار: اور بمعنی بل بھی اضرایہ منقطعہ ہو سکتا ہے۔ منزل: اور مناسب یہ ہے کہ ”الکون“ کے مادہ سے ”عاما“ کو مقدر مانا جائے۔ لانہم جماد: میں اس جانب اشارہ ہے کہ جمادات فہم و فراست نہیں رکھتے۔ وہم الاصلانم: بتوں کو کافروں کے گمان کے مطابق عقلاء کی ضمیر سے تعبیر کیا گیا ہے۔

جاحدین: بمعنی منکرین ہے، اور اس کی دلیل اللہ کے فرمان: ﴿وَقَالَ شَرُّ كَاؤِهِمْ مَا كُنْتُمْ اِيَاَنَا تَعْبُدُونَ﴾ (یونس: ۲۸) میں ملتی ہے۔ ظاہر: یعنی بغیر اس (قرآن) کے مثل لانے کے اس کے ساتھ معارضہ نہیں کیا جاسکتا۔ فرضا: یعنی بطور فرض اور تقدیر قرآن کو تخلیق کر لینے کا بیان ہے۔ فلم يعاجلكم بالعقوبة: یعنی اللہ تمہیں مہلت دیتا ہے کہ تم توبہ کرو اور رجوع لے آؤ، اپنی بُرائی سے اور اس جملے میں توبہ کرنے والوں کے لئے مغفرت کا وعدہ ہے اور تمام بندوں کے لئے رحمت کا اور اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کا حلم و رحمت توبہ کرنے والوں کے ساتھ شامل ہوتی ہے جب کہ وہ اللہ کا خوف رکھتے ہوں۔ بدیعاً: میں اشارہ ہے کہ ﴿بدعاً﴾ مفت ہے جیسا کہ حق اور حقیق، اور یہ ”ابتداغ“ اور ”اختراع“ کے معنی میں لی جاتی ہے اور یہ بھی درست ہے کہ مضاف کے حذف کے ساتھ مصدر مراد لی گئی ہو، یعنی ”ذابدع“۔ ہو عبداللہ بن سلام: ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ﴿شاهد﴾ حضرت موسیٰ اور گواہی سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کی شان اقدس کی ہے جو توریت میں مذکور ہے۔ (الصاوی، ج ۵، ص ۲۷۶ وغیرہ)

### رکوع نمبر: ۲

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا﴾ اَيٰ فِي حَقِّهِمْ ﴿لَوْ كَانُوا﴾ الْاِيْمَانُ ﴿خَيْرًا مَا سَبَقُونَا اِلَيْهِ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوا﴾ اَيٰ الْقَائِلُونَ ﴿بِه﴾ اَيٰ بِالْقُرْآنِ ﴿فَيَسْقُولُونْ هَذَا﴾ اَيٰ الْقُرْآنُ ﴿اَفَك﴾ كَذَّبَ ﴿قَدِيم﴾ (۱۱) وَمِنْ قَبْلِهِ ﴿اَيِ الْقُرْآنِ﴾ كَتَبَ مُوسَىٰ ﴿اَيِ التَّوْرَةِ﴾ اَمَّا مَا وَرَحْمَةٍ ﴿لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ بِهْ خَالَانِ ﴿وَهَذَا﴾ اَيِ الْقُرْآنِ ﴿كَتَبَ مُصَدَّقٌ﴾ لِّلْكِتَابِ قَبْلَهُ ﴿لِسَانًا عَرَبِيًّا﴾ خَالَ مِنَ الضَّمِيرِ فِي مُصَدِّقٍ ﴿لِيُنْذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا﴾ مُشْرِكِي مَكَّةَ ﴿وَو﴾ هُوَ ﴿بَشَرِيٍّ لِلْمُحْسِنِينَ﴾ (۱۲) ﴿الْمُؤْمِنِينَ﴾ اِنِ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا ﴿عَلَى الطَّاعَةِ﴾ فَلَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (۱۳) اَوَلَيْكَ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا ﴿خَالَ﴾ جَزَاءً ﴿مَنْصُوبٌ عَلَى الْمَصْدَرِ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ اَيِ يُجْزَوْنَ﴾ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۱۴) وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًا ﴿وَفِي قِرَاءَةِ اِحْسَانًا اَيِ اَمْرَانَا اَنْ يُحْسِنَ اِلَيْهِمَا فَتَنْصَبُ اِحْسَانًا عَلَى الْمَصْدَرِ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ وَمِثْلُهُ حُسْنًا﴾ حَمَلْتَهُ اُمُّهُ كَرَاهًا وَوَضَعْتَهُ كَرَاهًا ﴿اَيِ عَلَى مُشَقَّةٍ﴾ وَحَمَلَهُ وَفَضَلَهُ ﴿مِنْ



الرِّضَاعُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا سِتَّةَ أَشْهُرٍ أَقَلُّ مُدَّةِ الْحَمْلِ وَالْبَاقِي أَكْثَرُ مُدَّةِ الرِّضَاعِ وَقِيلَ إِنْ حَمَلْتَ بِهِ سِتَّةَ  
 أَوْ سِتَّةَ أَوْ سِتَّةَ الْبَاقِي حَتَّى غَايَةِ الْحَمْلَةِ مُقَدَّرَةٌ أَيْ وَغَاشَ حَتَّى إِذَا بَلَغَ أَشَدَّهُ هُوَ كَمَالُ قُوَّتِهِ  
 وَعَقْلِهِ وَرَأْيِهِ أَقَلُّهُ ثَلَاثٌ وَقَلَاثُونَ سِتَّةً أَوْ قَلَاثُونَ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سِنَةً أَيْ تَمَامِهَا وَهُوَ أَكْثَرُ الْأَشْدِّ قَالَ  
 رَبُّكَ إِلَى آخِرِهِ نَزَلَ فِي أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ لَمَّا بَلَغَ أَرْبَعِينَ سِنَةً بَعْدَ سِتِّينَ مِنْ مَبْعَثِ النَّبِيِّ ﷺ آمَنَ بِهِ  
 ثُمَّ آمَنَ أَبَوَاهُ ثُمَّ ابْنُهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عَتِيقٍ (أَوْ زَعْنَى) أَلْهَمْنِي (أَنْ أَشْكُرَ لِعَمَلِكَ  
 الَّتِي أَنْعَمْتَ بِهَا عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدِي وَهِيَ التَّوْحِيدُ) وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ فَأَخْتَقَى سِتَّةَ مِنْ  
 الْمُؤْمِنِينَ يَعْلَمُونَ فِي اللَّهِ (وَاصْلَحَ لِي فِي ذَرِيَّتِي) فَكُلُّهُمْ مُؤْمِنُونَ (أَلَيْسَ تَبْتَ إِلَيْكَ وَأَلَيْ مِنْ  
 الْمُسْلِمِينَ) (۱۵) أُولَئِكَ (أَيُّ قَائِلُوا هَذَا الْقَوْلَ) أَبُو بَكْرٍ وَغَيْرُهُ (الَّذِينَ لَقِيتُمْ مِنْهُمْ أَحْسَنَ بِمَعْنَى  
 حَسَنَ مَا عَمِلُوا وَتَجَاوَزَ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ) حَالُ أَيْ كَائِنَاتِهِمْ فِي جُمْلَتِهِمْ (وَعَدَ الصَّدَقِ  
 الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ) (۱۶) فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ (وَالَّذِي قَالَ  
 لَوَالِدَيْهِ) وَفِي قِرَاءَةٍ بِالْأَفْرَادِ أُرِيدَ بِهِ الْجِنْسُ (أَفَ) بِكُسْرِ الْفَاءِ وَفَتْحِهَا بِمَعْنَى مُضَدِّرٍ أَيْ  
 تَنَسَّأَوْ قُبْحًا (لَكُمْ) أَتَضَجُّرُ مِنْكُمْ (أَتَعْلَنِي) وَفِي قِرَاءَةٍ بِالْأَدْغَامِ (أَنْ أَخْرَجَ) مِنَ الْقَبْرِ (وَقَدْ خَلَّتْ  
 الْقُرُونُ) الْأَمَمُ (مَنْ قَبْلِي) وَلَمْ تُخْرَجْ مِنَ الْقُبُورِ (وَهُمَا يَسْتَغِيثُ اللَّهَ) يَسْتَأْذِنُ لَهِ الْغُوثِ بِرُجُوعِهِ  
 وَيَقُولَانِ إِنْ لَمْ تُرْجَعْ (وَيَلِكْ) أَيْ هَلَاكَ بِمَعْنَى هَلَكْتَ (أَمِنْ) بِالْبَعْثِ (أَنْ وَعَدَ اللَّهُ حَقَّ فَيَقُولُ مَا  
 هَذَا) أَيْ الْقَوْلَ بِالْبَعْثِ (أَلَا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ) (۱۷) أَكَاذِبُهُمْ (أُولَئِكَ الَّذِينَ حَقَّ وَجِبَ عَلَيْهِمْ  
 الْقَوْلُ) بِالْعَذَابِ (فِي أَمَمٍ) قَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ أَنَّهُمْ كَانُوا خَسِرِينَ (۱۸) وَلِكُلِّ (مِنْ  
 جِنْسِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْكَافِرِينَ) (دَرَجَاتٍ) فَدَرَجَاتُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ عَالِيَةٌ وَدَرَجَاتُ الْكَافِرِينَ فِي  
 النَّارِ سَافِلَةٌ (مِمَّا عَمِلُوا) أَيْ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ الطَّاعَاتِ وَالْكَافِرُونَ مِنَ الْمَعَاصِي (وَلِيُفِيهِمْ) أَيْ اللَّهُ وَفِي  
 قِرَاءَةٍ بِالنُّونِ (أَعْمَالِهِمْ) أَيْ جَزَاءُهَا (وَهُمْ لَا يَظْلَمُونَ) (۱۹) شَيْئًا يَنْقُصُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَزَادُ  
 لِلْكَافِرِينَ (وَيَوْمَ يَعْرِضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ) بَانَ تُكْشَفُ لَهُمْ يُقَالُ لَهُمْ (أَذْهَبْتُمْ) بِهَمْزَةٍ وَبِهَمْزَتَيْنِ  
 وَبِهَمْزَةٍ وَمِلَّةٍ وَبِهِمَا وَتَسْهِيلِ الثَّانِيَةِ (طَبِيتَكُمْ) بِأَشْتِغَالِكُمْ بِلَذَائِكُمْ (فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا  
 وَاسْتَمْتَعْتُمْ) تَمَتَّعْتُمْ (بِهَا) فَالْيَوْمَ تَجْزُونَ عَذَابَ الْهَوْنِ (أَيُّ الْهَوْنِ) بِمَا كُنْتُمْ  
 تَسْتَكْبِرُونَ (تَتَكَبَّرُونَ) فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ (۲۰) بِهِ وَتَعْلَبُونَ بِهَا.

### ﴿تَرْجُمَهُ﴾

اور کافروں نے مسلمانوں سے (ان کے حق میں) کہا اگر اس (یعنی ایمان) میں کچھ بھلائی ہوتی تو یہ ہم سے آگے اس تک نہ پہنچ جاتے  
 اور جب انہیں (جو اس بات کے قائل تھے) اس کی (یعنی قرآن پاک پر ایمان لانے کی) ہدایت نہ ہوئی تو اب کہیں گے کہ یہ (یعنی یہ قرآن  
 پاک) پرانا جھوٹ ہے (الک بسمی کذب ہے) اور اس سے (یعنی قرآن پاک سے) پہلے موسیٰ کی کتاب (یعنی تورات) ہے

پیشوا اور مہربانی (مسلمانوں کے لیے، "اماما ورحمة" دونوں حال بن رہے ہیں) اور یہ (یعنی قرآن پاک) کتاب ہے تقدیر فرمائی (اپنے سے ماقبل کتب کی) عربی زبان میں ("لساناً عربیاً" مصدق کی ضمیر سے حال ہے) کہ ظالموں (یعنی مشرکین مکہ) کو ڈرسانے اور (یہ) نیکوں کو (یعنی مسلمانوں کو) بشارت ہے بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر (اطاعت الہی پر) ثابت قدم رہے تو نہ ان کو خوف نہ ان کو غم وہ جنت والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے ("خلدین فیہا" حال بن رہا ہے) ان کے اعمال کی جزا..... ("جزا" فعل مقدر یجزون کا مفعول مطلق بننے کے سبب منصوب ہے) اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے (ایک قرأت میں حسنا کی جگہ احسانا ہے معنی آیت یہ ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ احسان کرنے کا حکم فرمایا.....) احسانا مفعول مطلق ہے یہ اپنے فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہے اور حسنا میں بھی اسی کی مشن بحث ہے) اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے (کدھا بمعنی المشقة ہے) اور اسے اٹھائے پھرنا اور (رضاعت سے) اس کا دودھ چھڑانا میں ہے (اقل حمل چھ ماہ ہے باقی کا عرصہ اکثر مدت رضاعت کا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اگر عورت نے چھ یا سات ماہ میں بچہ جتنا تو بقیہ مدت اس کو دودھ پلائے گی.....) یہاں تک کہ (حتی جملہ مقدر "وعاش" کے لیے غایت ہے یعنی وہ زندگی گزارتا رہا حتی کہ) جب اپنے زور کو پہنچا (یعنی اپنے کمال قوت عقل اور رائے کو پہنچا اور یہ کمال قوت کم از کم تینتیس سال کی عمر میں ہوتا ہے) اور چالیس برس کا ہوا (یعنی مکمل چالیس سال کا، اور یہ ان قوتوں کے کمال کا کامل درجہ ہے.....) عرض کی اے میرے رب (یہ آیت مبارکہ آخر تک حضرت سیدنا ابو بکر صدیق ؓ کی شان میں نازل ہوتی ہے، نبی پاک ﷺ کی بعثت مبارکہ کے دو سال کے بعد آپ ﷺ چالیس برس کے ہوئے اور حضور پر نور ﷺ پر ایمان لے آئے پھر آپ ﷺ کے والدین اور آپ ﷺ کے صاحبزادے عبدالرحمن اور آپ ﷺ کے پوتے حضرت عبدالرحمن کے فرزند ابوعبید بن جراح بھی ایمان لے آئے.....) میرے دل میں ڈال (اور عنی بمعنی الہمنی ہے) کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جس (کے ذریعے) تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی (اور وہ نعمت تو حید پر ایمان لانے کی توفیق ہے) اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے (چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے ایسے غلاموں کو آزاد کر دیا جنہیں اللہ ﷻ پر ایمان رکھنے کے سبب عذاب دیا جاتا تھا) اور میرے لیے میری اولاد میں اصلاح رکھ (کہ وہ سب کی سب مومن رہیں) میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں یہ ہیں وہ (یعنی اس دعا کے قائل حضرت ابو بکر صدیق وغیرہ ہیں) جن کی نیکیاں ہم قبول کریں گے (احسن بمعنی حسن ہے) اور ان کی نصیحتوں سے درگزر فرمائیں گے جنت والوں میں (فی اصحاب الجنة حال ہے یعنی یہ لوگ من جملہ جنتیوں میں سے ہیں) سچا وعدہ جو انہیں دیا جاتا تھا (جس کا بیان اللہ ﷻ کے اس فرمان میں ہے ﴿وعد اللہ المومنین والمومنات جنات﴾) اور وہ جس نے اپنے ماں باپ سے کہا (ایک قرأت میں الوالدین ثمنیہ کی جگہ مفرد کلہ ہے اور اس مفرد سے مراد جنس لی گئی ہے) اف (اف کو فاء مکسورہ اور مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ مصدر ہے بمعنی نئنا و قبھا ہے) تم دونوں سے (یعنی میں تم دونوں سے بیزار ہوں) کیا مجھے یہ وعدہ دیتے ہو (نعد انسی ایک قرأت میں ادغام کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے تو میں گزر چکیں (اور انہیں قبروں سے نہیں نکالا گیا، القرون بمعنی الامم ہے) اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں (یعنی دونوں اللہ ﷻ سے مدد طلب کرتے ہیں اپنے بیٹے کے رجوع کر لینے کے بارے میں اور اس سے کہتے ہیں اگر تو نے اس عقیدے سے رجوع نہ کیا تو) تیری خرابی ہوگی (یعنی تیری ہلاکت ہوگی یعنی تو ہلاک ہو جائے گا، ویسلک بمعنی ہلاک ہے) تو (مرنے کے بعد زندہ کئے جانے پر) ایمان لے آ، بیشک اللہ کا وعدہ (مرنے کے بعد دوبارہ زندہ فرمانے کا) سچا ہے تو کہتا ہے یہ تو نہیں (یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کا قول تو نہیں) مگر انگوں کی کہانیاں (یعنی انگوں کی جھوٹی بات

تیں) یہ ہیں وہ جن پر (عذاب آنے کی) بات ثابت ہو چکی (حق بمعنی وجہ ہے) ان گردہوں میں جو ان سے پہلے نزرے جن اور آدمی بیشک وہ زیاں کار تھے اور ہر ایک کے لیے (جنس مومن اور جنس کافر میں سے) درجے ہیں (تو مسلمانوں کے درجات جنت میں ہیں بلند وبالا اور کافروں کے درجات جہنم کے نچلے طبقے میں ہیں) اس سے جو انہوں نے عمل کئے (یعنی مسلمانوں نے جو نیکیاں کیں اور کفار نے جو برائیاں کیں، ان سے) اور تاکہ وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) انہیں پورے بھر دے (لیسوفیہم ایک قرأت میں علامت مضارع نون کے ساتھ ہے) ان کے کام (یعنی ان کے اعمال کی جزا) اور ان پر (کچھ) ظلم نہ ہوگا (کہ مسلمانوں کی نیکیاں کم کی جائیں اور کافروں کی برائیاں میں اضافہ کیا جائے) اور جس دن کافر آگ پر پیش کئے جائیں گے (یوں کہ آگ ان کے لیے ظاہر کر دی جائے گی اور ان سے فرمایا جائے گا) تم فنا کر چکے (اذہبتہم ایک ہمزہ کے ساتھ اور دو ہمزوں کے ساتھ اور ایک ہمزہ اور مد کے ساتھ اور دونوں ہمزہ اور دوسرے ہمزہ کی تسہیل کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اپنی پاک چیزیں (اپنی لذتوں میں مشغول رہ کر..... لا.....) اپنی دنیاوی زندگی میں اور انہیں برت چکے (استمتعتم بمعنی تمتعتم ہے) تو آج تمہیں ذلت کا عذاب بدلہ دیا جائے گا (الہون بمعنی الہوان ہے) سزا اس کی کہ تم زمین پر ناحق تکبر کرتے تھے (استکبرتم بمعنی تکبرتم ہے) اور سزا اس کی حکم عدولی کرتے تھے (اور تمہیں اس کے سبب عذاب دیا جائے گا، بہ ضمیر عائداً الی الاسم الموصول محذوف ہے، بہ نکال مفسر نے اسی طرف اشارہ کیا ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿وقال الذین کفروا للذین امنوا لو کان خیرا ما سبقونا الیہ﴾

و: عاطفہ، قال فعل، الذین کفروا: موصول صلہ، لکرمفاعل، للذین امنوا: ظرف لغو، لکرمجملہ فعلیہ قول، لو بشرطیہ، کان فعل ناقص با اسم، خیرا، لکرمجملہ فعلیہ شرط، ما سبقونا: فعل نفی بافاعل ومفعول، الیہ: ظرف لغو، لکرمجملہ فعلیہ جواب شرط، لکرمجملہ شرطیہ مقولہ، لکرمجملہ تولیہ۔

﴿واذ لم یہتدوا بہ فسیقولون ہذا افک قدیم﴾

و: عاطفہ، اذ مضاف، لم یہتدوا: فعل نفی بافاعل، بہ: ظرف لغو، لکرمجملہ فعلیہ مضاف الیہ، لکرمفعل محذوف "ظہر عنادہم" کیلئے ظرف، لکرمجملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، س: حرف استقبال، یقولون: قول، ہذا: مبتدا، افک قدیم: خبر، لکرمجملہ اسمیہ مقولہ، لکرمجملہ تولیہ۔

﴿ومن قبلہ کتب موسیٰ اماما ورحمۃ﴾

و: عاطفہ، من قبلہ: ظرف مستقر خبر مقدم، کتب موسیٰ: ذو الحال، اماما: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رحمۃ: معطوف، لکرمفاعل، لکرمبتدا مؤخر، لکرمجملہ قسمیہ۔

﴿وہذا کتب مصدق لسانا عربیا لینذر الذین ظلموا وبشری للمحسنین﴾

و: عاطفہ، ہذا مبتدا، کتب: موصوف، مصدق: اسم فاعل "ہو" ضمیر ذو الحال، لسانا عربیا: مرکب توصیفی حال، لکرمفاعل، لام: جار، ینذر: فعل بافاعل، الذین ظلموا: مفعول، لکرمجملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، لکرمظرف لغو، لکرمجملہ فعلیہ صفت، لکرمجملہ اسمیہ، و: عاطفہ، بشری: موصوف، للمحسنین: ظرف مستقر صفت، لکرم"ہو" مبتدا محذوف کیلئے خبر، لکرمجملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون﴾

ان: حرف مشبہ، الذین موصول، قالوا: قول، ربنا اللہ: جملہ اسمیہ مقولہ، لکرمجملہ تولیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، استقاموا: جملہ فعلیہ معطوف، لکرمصلہ، لکراسم، ف: زائدہ، لا: نافیہ، خوف مبتدا، علیہم: ظرف مستقر خبر، لکرمجملہ اسمیہ معطوف

علیہ، و: عاطفہ، لا: تانیہ، ہم: مبتدا، یحزون: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک اصحاب الجنة خلدین فیہا جزاء بما کانوا یعملون﴾

اولئک: مبتدا، اصحاب الجنة: ذوالحال، خلدین فیہا: شبہ جملہ حال اول، جزاء: مصدر بافاعل، بما کانوا یعملون: ظرف لغو، مکر شبہ جملہ، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر ماقبل ان کی خبر ثانی واقع ہے، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ووصینا الانسان بوالدیہ احسنا حملتہ امہ کرہا ووضعتہ کرہا وحملہ وفصلہ لثنون شہرا﴾

و: مستأنفہ، ووصینا الانسان: فعل بافاعل ومفعول، بوالدیہ: ظرف لغو، احسنا بمفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ مستأنفہ، حملتہ: فعل ومفعول، امہ: ذوالحال، کرہا: حال، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ تعلیلیہ، و: عاطفہ، وضعتہ: فعل "ہی" ضمیر ذوالحال، کرہا: حال، مکر فاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، حملہ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، فصلہ: معطوف، مکر مبتدا، لثنون: تیز، شہرا: تیز، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ حال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿حتی اذا بلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃ قال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضہ واصلح لی فی ذریعتی﴾

حتی: حرف غایۃ وجار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، بلغ اشدہ: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، بلغ اربعین سنۃ: جملہ فعلیہ معطوف، مکر شرط، قال: قول، رب: نداء، اوزعنی: فعل امر بافاعل ومفعول، ان: مصدریہ، اشکر: فعل بافاعل، نعمتک: موصوف، التی: موصول، انعمت: فعل بافاعل، علی: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، علی والدی: جار مجرور معطوف، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر صفت، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان: مصدریہ، فعل بافاعل، صالحا: موصوف، ترضہ: جملہ فعلیہ صفت، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر معطوف، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصلح لی فی ذریعتی: جملہ فعلیہ معطوف، مکر مقصود بالنداء، مکر مقولہ، مکر جملہ قولیہ جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ مجرور، مکر ظرف مستقر "عاش" فعل محذوف کیلئے، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿انی تبت الیک وانی من المسلمین﴾

انی: حرف مشبہ واسم، تبت الیک: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انی جرف مشبہ واسم، من المسلمین: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک الذین نتقبل عنہم احسن ما عملوا ونتاج وزعن سیاتہم فی اصحاب الجنة﴾

اولئک: مبتدا، الذی: موصول، نتقبل عنہم: فعل بافاعل وظرف لغو، احسن: مضاف، ما عملوا: موصول صلہ، مکر مضاف الیہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، نتجاوز: فعل بافاعل، عن: جار، سیات: مضاف، ہم: ذوالحال، فی اصحاب الجنة: ظرف مستقر حال، مکر مضاف الیہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر صلہ، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وعد الصدق الذی کانوا یوعدون﴾

وعد: مضاف، الصدق: موصوف، الذی: کانوا یوعدون: موصول صلہ، مکر صفت، مکر مضاف الیہ، مکر فعل محذوف "وعدہم اللہ" کیلئے مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذی قال لوالدیہ اف لکما اتعدننی ان اخرج وقد خلعت القرون من قبلی وهما یتستغین اللہ ویلک امن﴾



و: عاطفہ، الذی موصول، قال لو الذیہ: فعل بافاعل وظرف لغو، اف: اسم فعل مضاف بمعنی، انضجوا: ذو الحال، لکما: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر مبتدا، هم: حرف استفہام، تعدان: فعل "همما" ضمیر مستقر ذو الحال، و: حالیہ، همما: ضمیر مستقر ذو الحال، ویلک: فعل محذوف "الزمک اللہ" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ اول، امن: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ثانی قول محذوف "قائلین" کیلئے، ملکر شبہ جملہ ہو کر حال، ملکر فاعل، اللہ: اسم جلالت مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر فاعل، ن: وقایہ، ی: ضمیر ذو الحال، و: حالیہ، قد: تہققیقہ، خلست القرون: من قبل: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول اول، ان اخراج: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان وعد اللہ حق فیقول ما هذا الا اساطیر الاولین﴾

ان وعد اللہ: حرف شبہ واسم، حق: خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ، ف: عاطفہ، یقول قول، ما: نافیہ، هذا مبتدا، الا: اداة حصر، اساطیر الاولین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ تولیہ۔

﴿اولئک الذین حق علیہم القول فی امم قد دخلت من قبلہم من الجن والانس﴾

اولئک: مبتدا، الذین: موصول، حق: فعل، علی: جار، ہم: ذو الحال، فی: جار، امم: موصوف، قد دخلت من قبلہم: جملہ فعلیہ صفت اول، من الجن والانس: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، القول: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انہم کانوا خسیرین ولكل درجت مما عملوا﴾

انہم: حرف شبہ واسم، کانوا خسیرین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: متاقفہ، لکل: کل ظرف مستقر خبر مقدم، درجت: موصوف، مما عملوا: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولیوفیہم اعمالہم وہم لا یظلمون﴾

و: عاطفہ، لام: جار، یوفی: فعل بافاعل، ہم: ضمیر ذو الحال، و: عاطفہ، ہم لا یظلمون: جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول اول، اعمالہم: مفعول ثانی، ملکر فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر، فعل محذوف "جازا ہم یدلک" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویوم یعرض الذین کفروا علی النار اذہبت طیتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بہا﴾

و: متاقفہ، یوم: مضاف، یعرض: فعل مجہول، الذین کفروا: نائب الفاعل، علی النار: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف مقدم، اذہبت: فعل بافاعل، طیتکم: مفعول، فی حیاتکم الدنیا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، و: عاطفہ، استمتعتم بہا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر قول محذوف "یقال لہم" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ تولیہ۔

﴿فالیوم تجزون عذاب الہون بما کنتم تستکبرون فی الارض بغير الحق وبما کنتم تفسقون﴾

ف: نصییہ، الیوم: ظرف مقدم، تجزون: فعل با نائب الفاعل، عذاب الہون: مفعول، ب: جار، ما موصولہ، کنتم: فعل، ناقص باسم، تستکبرون: فعل واو ضمیر ذو الحال، بغير الحق: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، بما کنتم تفسقون: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

## ﴿شان نزول﴾

☆..... وقال الدين كفسروا.....☆ یہ آیت مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ اگر دین محمدی ﷺ حق ہوتا تو فلاں و فلاں اس کو ہم سے پہلے کیسے قبول کر لیتے۔

☆..... وبلغ اربعين سنة.....☆ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی آپ کی عمر سید عالم ﷺ سے دو سال کم تھی جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ برس کی ہوئی تو آپ ﷺ کی محبت اختیار کی اس وقت حضور ﷺ کی عمر شریف بیس برس کی تھی حضور ﷺ کی ہمراہی میں بغرض تجارت ملک شام کا سفر کیا ایک مقام پر ٹھہرے وہاں ایک بیری کا درخت تھا حضور ﷺ اس کے سائے میں تشریف فرما ہوئے قریب ہی ایک راہب رہتا تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس کے پاس چلے گئے راہب نے آپ سے کہا کہ یہ صاحب کون ہیں جو اس بیری کے سایہ میں جلوہ فرما ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد بن عبد اللہ ہیں عبد المطلب کے پوتے راہب نے کہا خدا تعالیٰ کی قسم یہ نبی ہیں اس بیری کے سائے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آج تک کوئی نہیں بیٹھا یہی نبی آخر الزماں ہیں۔ راہب کی یہ بات حضرت صدیق اکبر کے دل پر اثر کر گئی اور نبوت کا یقین آپ کے دل میں جم گیا اور آپ نے محبت شریف کی ملازمت اختیار کر لی۔ سفر و حضر میں آپ سے جدا نہ ہوتے اور جب سید عالم ﷺ کی عمر شریف چالیس سال کی ہوئی اور اللہ نے آپ کو نبوت و رسالت کے ساتھ سرفراز فرمایا تو صدیق اکبر آپ ﷺ پر ایمان لائے۔

## ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

## کیا فاسق مومن کی بھی مغفرت ہوگی؟

۱..... کفر کے سوا کسی کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے مومن بندے کا ایمان خارج نہیں ہوتا، بلکہ اس میں ایمان کی تصدیق باقی رہتی ہے۔ جب کہ معتزلہ کا قول ہے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا نہ تو مومن رہتا ہے اور نہ ہی کافر، کیونکہ ان کے نزدیک اعمال ایمان کے جزء حقیقی نہیں ہوتے اور نہ ہی مومن بندے میں کفر داخل ہوتا ہے جب کہ خوارج کا نظریہ اس حوالے سے یہ ہے کہ کبیرہ چاہے صغیرہ اس کا قائل کافر ہوتا ہے، اور ایمان و کفر کے مابین کوئی واسطہ نہیں ہوا کرتا۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ ایمان دل کی تصدیق کا نام ہے اور اس کی نفی اسی وقت قائل قبول ہوگی اسی کی مناسبت سے کوئی معاملہ پایا جائے (جیسا کہ کلمہ طیبہ اور دیگر ضروریات دین کا انکار)۔ اور محض کبیرہ کا ارتکاب مثلاً غلبہ شہوت کی وجہ سے زنا کا صدور ہو جانا، سستی یا کسی اور وجہ سے کبیرہ ہو جانا، مومن کو کافر نہیں کرتا ہاں اتنا ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو ہلکا جان کر یا حلال جان کر کسی حرام کا ارتکاب کرے تو ایسا کرنا یقیناً کفر ہے، کیونکہ اس میں تکذیب (جھٹلانے) کی علامت پائی جاتی ہے۔

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”شفاعتی لاهل الكبائر من امتی میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔“ (سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة، باب منه، رقم: ۲۴۴۳، ص ۷۰۵)

## والدین کے ساتھ بھلائی کے متعلق احادیث:

۲..... قرآن مجید فرقان حمید میں سات جگہ پر لفظ والدین آیا ہے، جن میں سے چار مقامات ایسے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم فرمانے کے بعد والدین کیساتھ بھلائی کرنے کا علم دیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت بہت ضروری ہے، والدین کیساتھ بھلائی کے معنی یہ ہیں کہ نہ تو ایسی کوئی بات کہے اور نہ ہی کوئی ایسا کام کرے کہ جس سے انہیں ایذا ہو اور اپنے مال و جان

سے انکی خدمت بجالانے میں قطعاً دریغ نہ کرے بلکہ جب بھی انہیں ضرورت ہو تو ہر لمحہ انکے پاس حاضر رہے۔

☆..... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا: ”میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تیری ماں۔“ اس نے پھر عرض کی: ”اس کے بعد کون؟“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا: ”تیری ماں۔“ اس نے پھر عرض کی: ”اس کے بعد کون؟“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دفعہ بھی یہی جواب ارشاد فرمایا: ”تیری ماں۔“ اس نے پھر عرض کی: ”اس کے بعد کون؟“ تو ارشاد فرمایا: ”تیرا باپ۔“

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من احق الناس بحسن الصحبة، رقم: ۵۹۷۱، ص ۱۰۴۵)

☆..... سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص نے جہاد کی اجازت چاہی تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کی: جی ہاں! فرمایا: تو ان دونوں کی خدمت کو شش کر۔“ (صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الجہاد باذن الابوين، رقم: ۳۰۰۴، ص ۴۹۶)

☆..... حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: ”والدین کا اپنے بچے پر کیا حق ہے؟“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ہما جنتک و نارک یعنی والدین ہی تمہاری جنت و دوزخ ہیں۔“

(ابن ماجہ، کتاب الادب، باب بر الوالدین، رقم: ۳۶۶۲، ص ۶۰۸)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”اس شخص کی ناک خاک آلود ہو اور یہ جملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے والدین دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور انکی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہو گیا۔“ (ریاض الصالحین، ص ۱۱۵)

☆..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گناہوں میں والدین کی نافرمانی کا بھی ذکر فرمایا۔“ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الکبائر، رقم: ۱۶۱۱/۸۷، ص ۶۵)

☆..... سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ جل جلالہ کی رضا والد کی رضا میں ہے، اور اللہ جل جلالہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے، یہ حدیث صحیح ہے۔“ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین، رقم: ۱۹۰۷، ص ۵۱۶)

☆..... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے اگر تو چاہے تو اس کی حفاظت کر اور اگر چاہے تو اسے ضائع کر دے، اس حدیث پاک کو امام ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے۔“ (ایضاً، رقم: ۱۹۰۶، ص ۵۶۵)

☆..... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔“ یعنی والدہ کے لیے تو وضع اختیار کرنا اور انہیں راضی کرنا، یہ دخول جنت کا سبب ہے۔ (مسند شہاب القضا، باب: الجنة تحت اقدام الامهات، رقم: ۱۱۹، ج ۱، ص ۱۰۲)

## دودھ پلانے کی مدت کا بیان:

۳..... بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لا تحرم المصّة والمصتان یعنی ایک مرتبہ یا

دو مرتبہ چوسنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔“ (صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب فی المصّة والمصتين، رقم: ۳۴۸۰/۱۴۵۰، ص ۶۸۵)۔ المصّ والمصّة: مصدر ہے اور اس میں واحد ثنیۃ جمع مذکر مونث سب برابر ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ”المصاص من الشيء“ خالص کہا جاتا ہے کہ ”فلان کریم المصاص“ یا ”هو مصاص قومہ“ جب نسب کے لحاظ سے خالص ہو۔ اسی سے المصاص ہے یعنی جو چیز چوسی جائے۔ باب نصر اور صغ سے ”مصّا“ میم کے فتح کے ساتھ ان ابواب کا مصدر آتا ہے۔

کتنی چسکیوں سے رضاعت ثابت ہوتی ہے؟ اس بارے میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے حضرت امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ پانچ چسکیوں سے کم میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ پہلے قرآن مجید میں نازل ہوا تھا کہ دس چسکیوں سے حرمت لازم آتی ہے پھر وہ منسوخ ہو گیا پھر پانچ چسکیوں سے حرمت کا حکم ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے وصال تک قرآن میں اسی طرح پڑھا جاتا تھا۔ جمہور فقہاء تابعین اور مجتہدین کا نظریہ یہ ہے کہ ایک قطرہ چوسنے سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ امام مالک و ابو حنیفہ کا بھی یہی نظریہ ہے انکی دلیل قرآن مجید کا یہ فرمان مبارک ہے کہ ﴿و امھنکم السلاسی ارضعنکم﴾ یہاں کسی عدد کا ذکر نہیں لہذا معلوم ہوا کہ مطلقاً دودھ پلانے سے عورت رضاعی ماں بن جاتی ہے، جمہور کا استدلال قرآن مجید کے اطلاق اور عموم پر ہے خواہ کتنا ہی دودھ پلائے اگر ایک چسکی ہی کیوں نہ پلا دے حرمت ثابت ہو جائے گی۔ اور شوافع کا خبر واحد سے استدلال کرنا جب کہ قرآن مجید خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتا اور جب اس کا قرآن ہونا ثابت نہیں ہوتا تو خبر واحد ہونا بھی ثابت نہیں اور جب خبر واحد میں کوئی طعن ہو تو وہ موجب للعمل نہیں رہتی۔ حدیث مذکورہ امام شافعی کی تائید میں ہے جیسا کہ ماقبل مفصل جواب دیا جا چکا ہے۔ امام اعظم کے نزدیک مدت رضاعت تیس ماہ ہیں۔ اور امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وحملہ و فصالہ ثلثون شهرا﴾ اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے (الاحقاف: ۱۰) ﴿اس کو پیٹ میں رکھنے اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حمل اور دودھ چھڑانے دونوں میں سے ہر ایک مدت تیس ماہ ہے۔ لیکن چونکہ دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ حمل کی مدت دو سال سے زیادہ نہیں ہوتی اس لیے دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ پر ہی محمول کرنی چاہیے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ”انما البرضاۃ من المجاعة رضاعت بھوک سے ہوتی ہے“ یعنی جب دودھ سے بھوک مٹ سکے اور یہ دو یا ڈھائی سال کی عمر تک ہوتا ہے اس کی بعد بھوک کھانے سے مٹتی ہے۔ نیز ترمذی کی حدیث میں ہے کہ ”رضاعت سے حرمت اس وقت تک ثابت ہوتی ہے جب پستان کا دودھ بچہ کی انتڑیوں میں سختی سے پہنچے (یعنی اس کی غذا بنے) یہ اس کے کھانا کھانے کی عمر سے پہلے ہے۔“

(شرح صحیح مسلم، کتاب، باب، ج ۳، ص ۹۱۷)

### پکی و پختہ عمر کونسی ہوتی ہے؟

۲..... علامہ قرطبی فرماتے ہیں: اللہ کے فرمان: ﴿حتى اذا بلغ اشده﴾ جب اپنے زور کو پہنچا ﴿کے تحت مفسرین کرام کے کئی اقوال ہیں: (۱)..... اشده سے مراد اٹھارہ سال کی عمر مبارک ہے، (۲)..... جس وقت سیدنا صدیق اکبرؓ صحابیت سے مشرف ہوئے، اس وقت ان کی عمر مبارک بارہ سال اور سید عالم ﷺ کی عمر مبارک بیس سال تھی، اور وہ شام کے تجارتی سفر پر ساتھ تھے، ایک مقام جس کا نام سدہ بتایا جاتا ہے وہاں اترے، پس سید عالم ﷺ ایک سائے میں تشریف فرما ہو گئے، اور سیدنا صدیق اکبرؓ پیچھے ایک راہب کے پاس موجود تھے جس نے آپ سے سید عالم ﷺ کے دین کے متعلق سوال کئے۔ پس راہب نے کہا اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہے؟ صدیق اکبرؓ نے کہا کہ وہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں۔ اس راہب نے کہا خدا ﷻ کی قسم! یہ اللہ ﷻ کے نبی ﷺ ہیں کیونکہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی کے لئے اس طرح کا سایہ ہوتا نہیں دیکھا، پس صدیق اکبرؓ کے دل یقین و تصدیق قرار پڑ گئی پس اس کے بعد انہوں نے کبھی کسی سفر و حضر میں سید عالم ﷺ کو تنہا نہ چھوڑا۔ پھر جب سید عالم ﷺ نے چالیس سال کی عمر مبارک میں اعلان نبوت فرمایا تو صدیق اکبرؓ نے ان کی تصدیق کی اُس وقت آپ کی عمر اڑتیس سال تھی، اور جب سیدنا صدیق اکبرؓ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿رب اوزعنی ان اشکر نعمتک الّتی انعمت علیّ و علیّ والدی عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت



کا شکر کروں جو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی (احقاف: ۱۰)۔ شععی اور ابن زید کہتے ہیں: مراد ہر باری کا بڑھنا ہے، حسن کہتے ہیں کہ مراد چالیس سال کی عمر ہے۔

### فضائل سیدنا صدیق اکبر ﷺ:

۵..... آیت مبارکہ سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی فضیلت کے بارے میں نازل ہوئی۔ اللہ ﷻ نے انہیں ﴿اولو الفضل منکم والسعة﴾ اور جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں (نور: ۲۲) فرمایا، اولو الفضل منکم والسعة جمع کا صیغہ ہے اگر یہ واحد کے لئے استعمال کیا جائے تو اس سے فرد واحد کی تعظیم و توقیر مقصود ہوتی ہے۔ اللہ ﷻ نے الفضل کو مطلق بیان فرمایا اور کسی قید کے ساتھ مقید نہیں کیا، معلوم ہوا کہ سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی فضیلت ہر جہت سے ہے یعنی فاضل علی الاطلاق ہیں۔ فضل کا ایک معنی زیادتی ہے یعنی صدیق اکبر ﷺ کی عبادت دیگر لوگوں سے زیادہ ہے۔ اللہ ﷻ نے انہیں صاحب وسعت بھی فرمایا یعنی مسلمانوں کے ساتھ نیکی کرنے میں شفقت کرنے اور احسان کرنے میں بلند مرتبے پر فائز ہیں۔

حضرات انبیائے کرام کے بعد لوگوں میں افضل ترین شخص صدیق اکبر ﷺ ہیں، زمانہ جاہلیت میں ان کا نام عدن الکعبہ تھا، سید عالم ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا، ان کے والد کا نام ابو قحافہ عثمان بن عامر بن کعب بن سعد بن تميم بن مرة بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر القریشی الصدیق التمیمی، بہت زیادہ سچ گو ہونے کی وجہ سے انہیں صدیق کہا گیا۔ انہیں سچ گوئی کی قوت و طاقت اولین و آخرین میں سے سب سے زیادہ دی گئی۔ بعض لوگ سیدنا ابوبکر صدیق ﷺ کی خلافت پر اعتراض کرتے ہیں جس کا واضح بیان یہ ہے کہ جب سید عالم ﷺ کو نماز کے لئے بلایا گیا تو ارشاد فرمایا: ”مروا ابابکر فلیصل بالناس یعنی ابوبکر کے پاس جاؤ کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں“۔ (صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب: حد المریض، رقم: ۶۶۴، ص ۱۰۸)۔ حضرت عمر فاروق ﷺ سے خلیفہ بنانے کے بارے میں کہا گیا تو ارشاد فرمایا: ”جب سید عالم ﷺ نے خلیفہ بنایا تو مجھ سے بہتر یعنی ابوبکر ﷺ کو خلیفہ بنایا اور میں خلیفہ نہیں بناتا کیونکہ میں سید عالم ﷺ سے بہتر (یقیناً) نہیں ہوں۔“ (صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب: الاستخلاف، رقم: ۷۲۱۸، ص ۱۲۴۳) (شرح فقہ الاکبر، باب: بفضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق، ص ۱۰۸ وغیرہ)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے کسی کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا جتنا ابوبکر کے مال نے دیا۔“

(سنن ابن ماجہ، کتاب اتباع السنة، باب: فی فضائل اصحاب رسول اللہ ﷺ، رقم: ۹۴، ص ۳۲)

☆..... حضرت سیدنا عمرو ﷺ بیان کرتے ہیں کہ صدیق اکبر ﷺ نے ایسے سات غلام خرید کر آزاد کئے جنہیں راہ خدا میں بہت تکالیف دی جاتی تھیں، ان میں بلال حبشی، عامر بن فہیرہ، رضی اللہ عنہما (سیدنا زبیرہ، سیدتنا ام عیسیٰ، سیدتنا نہدیہ، ان کی بیٹی، ابن عمرو بن مول کی لونڈی) شامل ہیں۔

(مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب: جامع من فضله، رقم: ۱۴۳۰، ج ۹، ص ۱۷)

☆..... ایک بار سید عالم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ”اپنا مال راہ خدا میں جہاد کے لئے صدقہ کرو۔“ اس فرمان کی تعمیل میں صحابہ کرام نے حسب توفیق اپنا مال جہاد کے لئے پیش کیا۔ صدیق اکبر ﷺ نے اپنا سارا مال لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو گئے۔ یہ دیکھ کر سید عالم ﷺ بہت خوش ہوئے اور استفسار فرمایا: ”اے ابوبکر ﷺ! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟“ تو ابوبکر ﷺ نے جواب دیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! البقیۃ لہم اللہ ورسولہ اور گھر والوں کے لئے اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ ہی کافی ہے۔“ فاروق اعظم یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے اور کہنے لگے: ”میں کسی بھی ابوبکر صدیق ﷺ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔“ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: فی مناقب ابی بکر و عمر، رقم: ۳۶۹۰، ص ۱۰۵۱ ملخصاً)

## نیک لوگوں کا دنیاوی لذتوں سے نفع اٹھانا:

۱..... کافر اپنے اعمال کا نفع دنیا ہی میں اٹھالیں گے اور ان کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں، کیونکہ اخروی انعام و اکرام فقط انہی کو ملے ہیں جو ایمان بھی رکھتے ہوں اور ایمان والے بظاہر دنیا کا مال نہ بھی رکھتے ہوں، ان پر اللہ ﷻ کے احسانات کی بھرمار ہوا کرتی ہے اور بظاہر دنیاوی انعام و اکرام و اسباب کی جانب انکی توجہ بھی کم ہی ہوتی ہے یا بالکل ہی نہیں ہوتی۔

☆..... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ابن آدم کا ان چیزوں کے سوا اور کوئی چیز میں حق نہیں رہنے کے لئے گمراہ ہونا، اتنا کپڑا جو اس کی شرم گاہ چھپانے کے لئے کافی ہو، روٹی اور پانی“، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الزہد، باب: (۳۰/۳۰) منہ، رقم: ۶۷۹، ۲۳۴۸)

☆..... حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ﷻ نے مجھے یہ پیش کش کی کہ میرے لئے مکہ کی وادی سونے کی بنادے، میں نے کہا: نہیں، اے میرے رب! میں ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں گا اور ایک دن بھوکا رہوں گا، پھر جب میں بھوکا رہوں گا تو تجھ سے فریاد کروں گا اور تجھے یاد کروں گا اور جب میں سیر ہو کر کھاؤں گا تو میں تیرا شکر ادا کروں گا اور تیری حمد کروں گا۔“

(سنن الترمذی، کتاب الزہد، باب: ما جاء فی الکفاف والصبر، رقم: ۲۳۵۴، ص ۶۸۱)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی قسم! جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے، میں بھوک کی وجہ سے اپنے جگر کو زمین کے ساتھ لگائے ہوئے تھا اور میں بھوک کی شدت سے اپنے پیٹ پر ایک پتھر باندھے ہوئے تھا۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب کیف کان عیش النبی ﷺ واصحابہ، رقم: ۶۴۵۲، ص ۱۱۲)

☆..... ایک بار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا غلام ان کی بارگاہ میں دودھ لایا، آپ نے اُسے پی لیا، غلام نے عرض کی: میں پہلے جب بھی کوئی چیز پیش کرتا تو آپ اُس کے متعلق دریافت کرتے لیکن اس دودھ کے متعلق آپ نے کچھ نہیں دریافت کیا؟ یہ سن کر آپ نے پوچھا: یہ دودھ کیسا ہے؟ غلام نے جواب دیا: میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک غلام پر منتر پھونکا تھا جس کے معاوضے میں آج اس نے یہ دودھ دیا ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اپنے حلق میں انگلی ڈال لی اور دودھ اگل دیا، اس کے بعد نہایت عاجزی سے دربار الہی ﷻ میں عرض کیا: ”اے اللہ ﷻ! جس پر میں قادر تھا وہ میں نے کیا، اس کا تھوڑا بہت حصہ جو رگوں میں رہ گیا ہے تو اُسے معاف کر دے۔“

(صحیح البخاری، مناقب الانصار، ایام الجاہلیہ، رقم: ۳۸۴۲، ص ۶۴۴)

## اغراض:

ای فی حقہم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿للذین﴾ میں لام بمعنی فی ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ اسے اس کے اپنے باب کے ساتھ باقی رکھا جائے۔ اقلہ ثلاث و ثلاثون سنہ: کیونکہ اس مدت میں بدن انسانی اپنی تکمیل کو پہنچتا ہے۔ الایمان: اور یہ بھی درست ہے کہ ﴿لو کان﴾ الایمان کے بجائے القرآن یا الرسول مراد لیا جائے، اور سارے معنی آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ حالان: یعنی ﴿امام﴾ اور ﴿رحمۃ﴾ دونوں ہی ﴿کتب موسیٰ﴾ سے حال ہیں۔

للسکب قبلہ: یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب یا دیگر آسمانی کتب مراد ہیں۔ نزل: اس کا بیان ﴿وبلغ اربعین سنہ﴾ کے تحت شان نزول میں دیکھیں۔ حال: ﴿اصحاب الجنۃ﴾ کی ضمیر سے حال ہے۔ ارضعته الباقی: دیکھیں حاشیہ نمبر ”۳“۔ فنصب احسانا: پس ”الحسن“ اور ”الاحسان“ کا ایک ہی معنی ہے، مراد قول فعل میں اچھائی ہے مطلب یہ ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ قولی اور فعلی اعتبار سے اچھا برتاؤ کرے۔ ای علی مشقہ: حمل کے اعتبار سے ہونے والی مشقت مراد ہے نہ کہ ابتدائی مشقت۔ ثم آمن

ابوہ: سے مراد حضرت ابوبکر کا شجرہ ہے یعنی عثمان بن عمرو، کنیت ابوقحافہ، والدہ کا نام ام الخیر بنت معمر بن عمرو۔

وابن عبد الرحمن: کا نام محمد تھا، اور اس نے سید عالم ﷺ کے زمانے کو پایا اور حضرت ابوبکر کے سوا کسی اور صحابی کو یہ شرف حاصل نہ ہوا، اور حضرت ابوبکر کی زوجہ کا نام قلیلہ بنت عبد العزی تھا۔ فاعتق تسعة: یعنی کافروں کے چنگل سے مال دے کر چھڑایا، اور ان مسلمانوں کو کافروں کی اذیت سے بچایا، اور یہ عتیق صوری ہے اور امور خیر اللہ ہی کی اعانت سے ہو پاتے ہیں۔

ای قائل القول: میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہاں نیکی کے قبول ہونے کی تعبیر عمومی اعتبار سے کی گئی ہے نہ کہ خصوصی اعتبار سے۔ بمعنی حسن: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اسم تفصیل اس باب سے نہیں ہے۔

ای نعتنا: سے مراد گندگی اور ناپسندیدہ ہو ہے، اور یہ بطور کنایہ والدین کی رضامندی کے خلاف اعمال اختیار کرنے سے تعبیر کی گئی ہے۔

ولم تخرج من القبور: یعنی جن کا یہ گمان ہے کہ قبروں سے نکلنا اگر سچی بات ہے تو یہ بات دنیا کے ختم ہونے سے پہلے ہونی ہے۔

یسألانہ الغیث: یعنی والدین اپنی اولاد کے لئے اسلام کی توفیق کی دعائیں کرتے ہیں۔ ویقولون: ﴿یستغثیان﴾ کے قائل سے

حال محذوف کی جانب اشارہ ہے، معنی یہ ہے کہ والدین اپنی اولاد کے لئے اس حال میں اللہ کے حضور دعائیں مانگتے ہیں کہ وہ

﴿ویلک﴾ کے امر کے قائل ہیں۔ اکاذیبہم: یعنی پہلوں نے بغیر کسی اصل کے گھڑ لیا ہے۔

ای جزائہا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام مذکورہ میں مضاف حذف ہے۔ ینقص للمؤمنین: یعنی مؤمنین کے درجات میں ظلم

کرتے ہوئے کمی نہ کریں گے، بلکہ ان کے درجات میں اضافہ کریں گے۔ ویزاد للکفار: اور کافروں کے عذاب میں اضافہ کریں گے

، اور بعض کے عذاب میں تخفیف بھی متصور ہے جیسا کہ ابوطالب اور ابولہب۔ یقال لہم: یعنی کافروں سے کہا جائے گا: ﴿اذہبتم﴾ جس

وقت انہیں آگ پر پیش کیا جائے گا۔

بان تکشف لہم: میں اس جانب اشارہ ہے کلام (مفسر) میں کچھ الٹ پلٹ والا معاملہ ہے، اصل یہ ہے کہ جس دن کافروں کو آگ

میں پیش کیا جائے گا اور ان پر سب کچھ ظاہر ہو جائے گا اور جو شخص آگ پر پیش کیا جائے گا وہ سخت اہانت پر پیش کیا جائے گا کیونکہ اس کا

آگ پر پیش کیا جانا لکڑی کی مانند اُسے جلانے کے لئے ہے اور اسی مقام پر کچھ الٹ پلٹ والا معاملہ پایا جا رہا ہے جسے ”قلب“ سے

تعبیر کیا گیا ہے اور اس لئے کہ جس پر کوئی چیز پیش کی جائے اُسے اس کا علم اور اطلاع ضرور ہوتی ہے اور آگ میں یہ بات نہیں پائی جاتی

۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ پیش کئے جانے سے مراد عذاب ہے یعنی عذاب پر پیش کیا جائے گا اور اس صورت میں ”قلب“ والا معنی نہیں

پایا جاتا اور اس کا افادہ مفسر کے آخری قول ”یُعذبون بہا“ سے ہوتا ہے۔ (الصاوی، ج ۵، ص ۲۷۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۳

﴿وَإِذْ كَرَّخَا عَادَ﴾ هُوَ هُوَ ﴿إِذْ﴾ إِلَىٰ آخِرِهِ بَدَلُ اشْتِمَالٍ ﴿أَنْذَرُ قَوْمَهُ﴾ خَوْفَهُمْ ﴿بِالْإِخْفَافِ﴾ وَإِذْ

بِالْيَمَنِ بِهِ مَنَازِلُهُمْ ﴿وَقَدْ خَلَّتِ النَّذْرُ﴾ مَضَتْ الرُّسُلُ ﴿مَنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمَنْ خَلْفَهُ﴾ أَيْ مِنْ قَبْلِ هُوَ وَمَنْ

بَعْدَهُ إِلَىٰ أَقْوَامِهِمْ ﴿أَيْ بِأَنْ قَالَ﴾ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ﴿وَجُمْلَةً وَقَدْ خَلَّتْ مُعْتَرِضَةً﴾ أَنِّي أَخَافُ

عَلَيْكُمْ ﴿إِنْ عَبَدْتُمْ غَيْرَ اللَّهِ﴾ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَأْفِكَنَا عَنِ الْهَتَا لِنَنْصُرِفْنَا عَنْ

عِبَادَتِهِمَا ﴿فَاتَّنا بِمَا تَعَدْنَا﴾ مِنَ الْعَذَابِ عَلَىٰ عِبَادَتِهِمَا ﴿إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ ﴿۲۲﴾ فِي أَنَّهُ

يَأْتِينَا ﴿قَالَ﴾ هُوَ الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ ﴿هُوَ الَّذِي يَعْلَمُ مَتَىٰ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ﴾ وَابْلَغَكُمْ مَا أَرْسَلْتُ

بِهِ إِلَيْكُمْ ﴿وَلَكِنِّي أَرَكُم قَوْمًا تَجْهَلُونَ﴾ ﴿۲۳﴾ بِأَسْتَعْجِلَ كُمْ الْعَذَابَ ﴿فَلَمَّا رَاوَهُ﴾ أَيْ مَا هُوَ

الْعَذَابِ ﴿عَارِضًا﴾ سَعَابًا عَرِضٌ فِي أَلْفِ السَّمَاءِ ﴿مُسْتَقْبِلٌ أَوْ دِيْنُهُمْ قَالُوا هَذَا عَارِضٌ مِّمَطَرِنَا أَمَّا  
مُطَرٌ إِيَّانَا قَالَ تَعَالَى ﴿بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ﴾ مِنَ الْعَذَابِ ﴿رِيحٌ بَدِّلُ مِنْ مَّاءٍ﴾ فِيهَا عَذَابٌ  
الْيَمِّ ﴿۲۳﴾ ﴿مُؤَلِّمٌ تَهْلِكُ كُلُّ شَيْءٍ﴾ مَرَّتٌ عَلَيْهِ ﴿بِأَمْرِ رَبِّهَا﴾ بِأَرَادَتِهِ أَيْ كُلُّ شَيْءٍ أَرَادَ إِهْلَاكَهُ  
بِهَا فَأَهْلَكَتْ رِجَالَهُمْ وَنِسَاءَهُمْ وَصِبَاغَهُمْ وَكِبَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ طَارَتْ بِذَلِكَ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ  
وَمَزَقَتْهُ وَبَقِيَ هُوْدٌ وَمَنْ آمَنَ مَعَهُ ﴿فَاصْبِرْ﴾ لَا يَرَى إِلَّا مَسْكَنَهُمْ كَذَلِكَ ﴿كَمَا جَزَيْنَاهُمْ﴾ نَجْزَى الْقَوْمِ  
الْمُجْرِمِينَ ﴿۲۵﴾ ﴿غَيْرُهُمْ﴾ وَلَقَدْ مَكَنَهُمْ فِيمَا فِي الَّذِي ﴿أَنْ﴾ نَافِيَةٌ أَوْ زَائِدَةٌ ﴿مَكَنَهُمْ﴾ بِأَهْلٍ  
مَكَّةَ فِيهِ ﴿مِنْ الْقُوَّةِ وَالْمَالِ﴾ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا بِمَعْنَى إِسْمَاعًا ﴿وَبَصَارًا وَافْتِدَاءً﴾ قُلُوبًا ﴿فَمَا غَنَى﴾  
عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا افْتِدَاءَهُمْ مِنْ شَيْءٍ ﴿أَيُّ شَيْئًا مِنَ الْإِغْنَاءِ وَمَنْ زَائِدَةٌ﴾ إِذْ ﴿مَعْمُولَةٌ لَا غَنَى﴾  
وَأُشْرِبَتْ مَعْنَى التَّغْلِيلِ ﴿كَانُوا يَجْحَدُونَ بَابِيتِ اللَّهِ﴾ حُجَّجِهِ الْبَيْتَةِ ﴿وَحَاقَ﴾ نَزَلَ ﴿بِهِمْ﴾ مَا كَانُوا بِهِ  
يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۲۶﴾ أَيُّ الْعَذَابِ.

### ﴿ترجمہ﴾

اور یاد کرو عذاب کے ہم قوم کو (یعنی حضرت ہود علیہ السلام کو.....!) جب (اذانِ لذر..... الخ بدل اشتعال بن رہا ہے) اس نے ان کو ڈرایا (اندازہ یعنی خوف ہے) سرزمینِ احقاف میں (احقاف یمن کی ایک وادی ہے جس میں ان کی منازل تھیں.....) اور بیشک ڈرسانے والے (یعنی رسلِ عظام) گزر چکے (خلعت بمعنی مضت ہے) اس سے (یعنی حضرت ہود علیہ السلام سے) پہلے اور ان کے بعد (اپنی قوموں کی، من بین یدیہ ومن خلفہ کا معنی من قبلہ ومن بعدہ ہے) کہ (ان بمعنی بان ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا) اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو (قد خلعت جملہ مقررہ ہے) بیشک مجھے تم پر خوف ہے (اگر تم غیر اللہ ﷻ کی عبادت کرو گے تو) ایک بڑے دن کے عذاب کا، بولے کیا تم اس لیے آئے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے پھیر دو (ان کی عبادت سے، لتافکنا بمعنی لتصرفنا ہے) تو ہم پر لاؤ وہ جس کا (جس عذاب کا) ہمیں وعدہ دیتے ہو (ان کی عبادت کرنے پر) اگر تم سچے ہو (اس بات میں کہ عذاب الہی آئے گا) اس (یعنی حضرت ہود علیہ السلام) نے فرمایا اس کی خبر تو اللہ ہی کے پاس ہے (وہی جانتا ہے کہ تم پر عذاب کب آئے گا) میں تو تمہیں پہنچاتا ہوں تمہارے رب کے پیام (جو تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں) ہاں میری دانست میں تم نے جاہل لوگ ہو (عذاب میں جلدی مچانے کے سبب) پھر جب انہوں نے اسے (یعنی عذاب کو) دیکھا پھیلے ہوئے بادل کی طرح (یعنی انہوں نے آسمان کے افق میں بادل پھیلا ہوا دیکھا) ان کی وادیوں کی طرف آتا ہے بولے: یہ بادل ہے کہ ہم پر برسے گا (یعنی ہم پر بارش برسائے گا، اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) بلکہ یہ تو وہ ہے (یعنی وہ عذاب ہے) جس کی تم جلدی مچاتے تھے ایک آندھی..... سی..... ہے (”ریح“ ما کا بدل ہے) جس میں دردناک عذاب ہے (الیم بمعنی مؤلم ہے) ہر (اس) چیز کو تباہ کر ڈالتی ہے (جس پر وہ گزرتی ہے) اپنے رب کے حکم سے (یعنی اس کے ارادے سے) ہر اس چیز کو جس کو اللہ ﷻ نے اس کے سبب ہلاک فرمانے کا ارادہ کیا اس نے اسے ہلاک و تباہ کر دیا اس آندھی نے مردوں، عورتوں، چھوٹے بڑوں اور ان کے اموال کو ہلاک کر دیا، یوں کہ یہ آندھی انہیں زمین و آسمان کے درمیان اڑا رہی تھی اور ریزہ ریزہ کر رہی تھی، فقط حضرت ہود علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے حضرات باقی رہ گئے) تو صبح رہ گئے کہ نظر نہ آئے مگر ان کے سونے مکان اسی طرح (جیسے ہم نے انہیں سزا دی) ہم ایسے ہی سزا دیتے ہیں (دیگر) مجرموں کو اور ہم نے ان کو مقدور دیئے جو (معنا بمعنی



الذی ہے) تم کو نہ دیئے (اے اہل مکہ وہ قوت اور مال، ان نالیہ ہے یا پھر زندہ ہے) اور ان کے لیے بنائے کان (سمعا بمعنی اسماعا ہے) اور آنگھ اور دل (افئدة بمعنی قلوب ہے) تو ان کے کان اور آنکھیں اور دل کچھ کام نہ آئے ("شینا" اغنی کا مفعول ہے، من زندہ ہے) جب کہ (اذ معمول اغنی ہے اور اس میں معنی تعلیل کا غلبہ ہے) وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے (یعنی اس کے واضح دلائل کو) اور ان پر نازل ہوا (حاق بمعنی نزل ہے) وہ (یعنی وہ عذاب) جس کی ہنسی بناتے تھے۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿واذکرا عا عا اذ اندر قومہ بالا حقاف﴾

و: متانفہ، اذ کسر: فعل امر بافاعل، اعا عا: مبدل منہ، اذ مضاف، اندر قومہ: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر بدل، ملکر ذوالحال، بالا حقاف: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿وقد خلت النذر من بین یدیدہ ومن خلفہ الا تعبدوا الا اللہ﴾

و: معترضہ، قد تحقیقہ، خلت: فعل، النذر: ذوالحال، من بین یدیدہ: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، من خلفہ: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ان: مصدریہ، الا تعبدوا: فعل نہی بافاعل، الا: اداتہ حصر، اللہ: اسم جلالۃ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ۔

﴿انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم قالوا اجنتنا لتافکنا عن الہتنا﴾

انی: حرف مشبہ واسم، اخاف علیکم: فعل بافاعل و ظرف لغو، عذاب یوم عظیم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، قالوا قول، ہمزہ: حرف استفہام، جنتنا: فعل بافاعل، لام: جار، تافکنا: فعل بافاعل و مفعول، عن الہتنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فاتنا بما تعدنا ان کنت من الصدقین﴾

ف: فصیحیہ، اتنا: فعل امر بافاعل و مفعول، بما تعدنا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ان بشرطیہ، کنت من الصدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فاتنا بما تعدنا" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال انما العلم عند اللہ وابلغکم ما ارسلت بہ ولکنی اراکم قوما تجهلون﴾

قال: قول، انما: حرف مشبہ وما کا، العلم: مبتدا، عند اللہ: ظرف متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابلغکم: فعل بافاعل و مفعول، ما ارسلت بہ: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لکنی: حرف مشبہ واسم، اراکم: فعل بافاعل و مفعول، قوما: موصوف، تجهلون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلما راوہ عارضاً مستقبل او دیتہم قالوا ہذا عارض ممطرنا﴾

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فاصروا علی الحاحہم وطمہم العذاب فجاءہم" لما: شرطیہ، و: او: فعل بافاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، عارضاً: موصوف، مستقبل او دیتہم: صفت، ملکر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قالوا قول، ہذا: مبتدا، عارض: موصوف، ممطرنا: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بل ہوما استعجلتم بہ ربیع فیہا عذاب الیم تدمر کل شیء بامر ربہا﴾

بل: عاطفہ حرف اضراب ہو، مبتدا، مما استعملہم بہ: موصول صلا، مکر مہمل منہ، ریح موصوف، لہیہا: ظرف متغیر  
مقدم، عذاب الیم، مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ صفت اول، قد صر کل شیء: فعل بافاعل ومفعول، ہا مریہا: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ  
صفت ثانی، مکر بدل، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فأصبحوا لا يرى إلا مساكنهم﴾ كذلك نجزي القوم المعجزمين ﴿

ف: عاطفہ، أصبحوا: فعل ناقص با اسم، لا يرى: فعل نفي مجہول: الا: اداة حصر، مساكنهم: نائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ مجرور، مکر جملہ  
نظریہ، كذلك: ظرف متغیر ”جزا“ مصدر محذوف کی صفت، مکر مفعول مطلق مقدم، نجزي: فعل بافاعل، القوم  
المعجزمين: مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد مكهم فيما ان مكنكم فيه﴾

و: عاطفہ، لام تاکیدیہ لجواب قسم، قد: تحقیق، مكنهم: فعل بافاعل ومفعول، فی: جار، ما موصولہ، ان: نافیہ، مكنكم فيه: فعل  
بافاعل ومفعول وظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ صلا، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ قسم محذوف ”والله“ کیلئے جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ۔

﴿وجعلنا لهم سمعا وابصارا وافدة فما اغنى عنهم سمعهم ولا ابصارهم ولا افدتهم من شيء اذ كانوا  
يجحدون﴾

و: عاطفہ، جعلنا لهم: فعل بافاعل وظرف لغو، سمعا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابصارا: معطوف اول، و: عاطفہ، افدة: معطوف  
ثانی، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ما اغنى: فعل نفي، عنهم: ظرف لغو، سمعهم: معطوف  
علیہ، و: عاطفہ، لا نافیہ، ابصارهم: معطوف اول، و: عاطفہ، لا نافیہ، افدتهم: معطوف ثانی، مکر فاعل، من: جار زائد، شيء: ”الا  
غناء“ مصدر محذوف کی صفت، مکر مفعول مطلق، اذ: مضاف، كانوا: فعل ناقص با اسم، يجحدون: بیحدون: بایت اللہ: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ  
فعلیہ مضاف الیہ، مکر ظرف، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وحاق بهم ما كانوا به يستهزءون﴾

و: عاطفہ، حاق بهم: فعل وظرف لغو، ما موصولہ، كانوا به يستهزءون: جملہ فعلیہ صلا، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

## ﴿تشریح تفسیری و اعتراض﴾

### حضرت ہود علیہ السلام کا نسب وحالات تبلیغ:

۱۔ حضرت ہود علیہ السلام کا نام ہود بن صالح بن ارفخشذ بن سام بن نوح ہے اور حضرت ہود علیہ السلام کو عابر بن  
صالح بن ارفخشذ بن سام بن نوح بھی کہا جاتا ہے۔ اور حضرت ہود علیہ السلام کو ہود بن عبد اللہ بن رباح بن جارد بن عاد  
بن عوص بن ارم جو کہ سام بن نوح کے بیٹے ہیں بھی کہا جاتا ہے۔ ابن جریر نے کہا کہ حضرت ہود علیہ السلام کو عاد بن عوص بن  
سام بن نوح اس قبیلہ کی وجہ سے کہتے تھے جس میں آپ علیہ السلام رہائش پزیر تھے۔ وہ قوم عرب کا کہلاتے تھے جو کہ احقاف یعنی ریت  
کے پہاڑوں میں رہتے تھے جو کہ عمان کے دائیں جانب کا علاقہ تھا۔ (البدایہ والنہایہ، قصۃ ہود، جزء ۱، ج ۱، ص ۱۳۴ وغیرہ)

حضرت ہود علیہ السلام کی پیشانی مبارک میں نبی پاک ﷺ کا نور چمکتا تھا۔ جب لوگوں نے اس نور کو دیکھا تو کہا کہ یہ شخص ایک  
خدا کی عبادت کرے گا اور بتوں کو توڑے گا۔ لوگوں نے آپ ﷺ کی بڑی تعظیم کی اور آپ ﷺ کے بعد سو سال تک حضرت صالح  
علیہ السلام کے زمانے تک کوئی نبی نہ آیا۔ اور وہ زمانہ ملوکیت کا تھا اور بادشاہ اور ان کی رعایا بتوں کو پوجتے تھے اور ایسے بھی تھے جو سورج اور آگ

کو پوجتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت صالحؑ قوم ثمود میں پیدا ہوئے۔ حضرت ہودؑ لوطؑ کی شریعت کے پیروکار تھے۔ آپؑ کی عمر چار سو سال تھی اور دوسرے قول کے مطابق چار سو ساٹھ سال تھی۔ تاریخی شامی میں ابن حبیب کا قول ہے کہ حضرت ہودؑ کی عمر مبارک ایک سو چونتیس سال تھی، اور ابن کلبی کا قول ہے کہ چار سو تیرہ سال زندہ رہے اور ان کی ماں کا نام مرجانہ تھا جو کہ پاک باز عورت تھی۔ حضرت ہودؑ کی قبر مبارک حضرت موت میں ہے، ایک قول کے مطابق آپؑ کی قبر مبارک مکہ میں ہے۔ بنوئی کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ حضرت ہودؑ کی قبر مبارک حضرت موت کی علاقے کثیب احمر میں ہے اور عبدالرحمن بن سابطؓ فرماتے ہیں کہ رکن مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیانی حصے میں ننانوے (99) انبیائے کرام علیہم السلام کی قبریں ہیں۔ اور حضرت ہودؑ، صالحؑ اور شعیبؑ کی قبریں بھی اسی خطے میں ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ جب کسی نبی کی قوم ہلاک ہوتی تو وہ نبی اور ان کے نیک ساتھی مکہ مکرمہ میں آکر اللہ عزوجل کی عبادت کرتے یہاں تک کہ ان کی وفات کا وقت آجاتا۔ ابن اسحاق نے اخ سے نسی بھائی مراد لیا ہے۔ اور شیخ ابو بکر نے جنس کا اعتبار کیا ہے۔ آپؑ کو ان میں اس لئے شامل کیا کیونکہ وہ لوگ آپؑ کی بات سمجھتے تھے اور آپؑ کی حالت سے واقف تھے اور آپؑ کی پیروی کرنے میں رغبت رکھتے تھے۔ (المظہری، ج ۳، ص ۴۷)

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ حضرت ہودؑ کی قبر مبارک بلاد یمن میں ہے اور متاخرین علماء نے فرمایا ہے کہ حضرت ہودؑ کی قبر دمشق میں ہے۔

(البدایہ والنہایہ، قصۃ ہود، جزء ۱، ج ۱، ص ۱۶۶)

### احقاف کے معنی اور موجودہ دور میں اس علاقے کی تحقیق:

۲..... احقاف کے معنی ہیں ریت کا ٹیلہ جو کہ بلندی کی جانب اٹھا ہوا ہو، اس کی جمع حقف ہے۔ یہ عمان اور عدن کے درمیان سمندر کا ساحل ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ یمن میں حضرت موت کے پاس ایک وادی ہے۔ یہ علاقہ بہت زیادہ ریتلا تھا۔ اس کا کل رقبہ تین لاکھ مربع میل بتایا جاتا ہے۔ اسے الریح الحالی بھی کہتے ہیں۔ بعض مقامات پر ریت اتنی باریک ہے کہ جو چیز وہاں پہنچے اندر دھنستی چلی جاتی ہے۔ بڑے بڑے مہم جو سیاح بھی اس کو عبور کرنے کی جرات نہیں کرتے۔ یہی وہ علاقہ ہے کہ جہاں کسی زمانے میں اپنے عہد کی ایک طاقتور، زبردست اور متمول قوم آباد تھی جس کی دولت و ثروت کے افسانے دور و نزدیک تک زبان پر موجود تھے۔ جب انہوں نے اپنے نبی کی دعوت کو نہ مانا تو عذاب الہی نے اُن کا نام و نشان تک مٹا دیا، آج اس علاقے کی ویرانی دیکھ کر یہ اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے کہ یہاں کوئی ایسی قوم بھی آباد تھی۔ قوم عاد کا یہ مسکن آج ویران بیابان ہے جہاں دیکھ کر یہ احساس کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت یہاں گنجان آباد اور بارونق بستیاں آباد تھیں، یہاں کبھی پھول کھلتے اور ٹکلیں چھپاتی تھیں، یہاں کبھی بیٹھے پانی کے چشمے ابلتے تھے۔ نقشے میں دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحرائے احقاف شیبام کا علاقہ حضرت موت کے قریب ہے جب کہ صحرائے دھناء الریح الحالی، مقام صنعا، عمان اور مسقط کے علاقے بھی کچھ زیادہ دور نہیں ہیں۔

### احادیث طیبہ میں آندھیوں کا ذکر:

۳..... حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سید عالمؐ کے سامنے آندھی پر لعنت کی، سید عالمؐ نے فرمایا: ”آندھی پر لعنت نہ کرو، کیونکہ یہ حکم الہی صلی علیہ وسلم کی تابع ہے اور جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت کرے جو لعنت کی اہل نہ ہو تو لعنت اس شخص کی طرف لوٹتی ہے۔“

(سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی اللعن، رقم: ۸، ۴۹۰، ص ۹۱۸)

☆..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالمؐ آسمان پر بادل دیکھتے تو اپنے کام کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور یہ دعا کرتے، اے اللہ عزوجل! میں اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، اگر وہ بادل چھٹ جاتا تو اللہ عزوجل کی حمد کرتے اور اگر وہ بادل برستار ہوتا

تو دعا فرماتے: ”اے اللہ ﷻ اس کو نفع پہنچانے والا پالی بنادے۔“ (المرجع السابق، باب ماجاء فی المطر رقم: ۵۰۹۹، ص ۱۰۲)

☆..... حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب ہاول گر بنے اور بجلی کڑکنے کی آواز سنتے تو یہ دعا کرتے: ”اے اللہ ﷻ ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے ہمیں عافیت میں رکھ۔“

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: ما یقول اذا سمع، رقم: ۳۴۶۱، ص ۹۹۴)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”آندھی اللہ ﷻ کی خوشی کے آثار سے ہے، آندھی رحمت بھی لاتی ہے اور عذاب کو بھی لاتی ہے، تم آندھی کو برائے نہ کہو اور اللہ ﷻ سے اس کی خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے اللہ ﷻ کی پناہ مانگو۔“

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب النہی عن سب الريح، رقم: ۳۷۲۷، ص ۶۱۸)

### اغراض:

بدل اشتمال: یعنی بدل اشتمال لانے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت ہود اور ان کی قوم کے قصے کا اس کے ذریعے اعتبار کیا جاسکے۔

ومنازلہم: دوسری تفسیر کے مطابق، اور حقف کی جمع احقاف ہے اور اس سے مراد ایسا ریگستان ہے جو مستطیل اور خم دار ہو، اور ایک قول کے مطابق شام کے پہاڑ مراد ہیں۔ ای من قبل ہود: حضرت ہود علیہ السلام سے پہلے چار حضرات انبیائے کرام ہوئے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام، حضرت شیث علیہ السلام، حضرت اور لیس علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام، اور ان کے بعد حضرت صالح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور دیگر حضرات انبیائے کرام جو کہ بنی اسرائیل سے ہوئے ہیں۔

ای بان: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ان﴾ مصدر یہ مخفف من الثقیلہ ہے، اور باء مقدرہ تصویر کے لئے ہے۔ معترضہ: ﴿قد خلت﴾ جملہ معترضہ ہے جو کہ ”الانذار“ اور اس کے معمول کے مابین بیان کیا گیا ہے۔ الی اقوالہم: مضت الرسل کے متعلق ہے۔ ای ما هو العذاب: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿راوہ﴾ میں ضمیر ﴿ما تعدنا﴾ کی جانب عائد ہے۔

سحابا عوض: مراد وہ بادل ہیں جو افق پر پیش کئے جاتے ہیں۔ ای مطر ایانا: یعنی جو بارش لے کر آتے ہیں۔

قال تعالیٰ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿بسل﴾ ہو ﴿اللہ کا کلام ہو اور یہ بھی درست ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کا کلام ہو کیونکہ مقصود عذاب چاہنے والوں کے قول کے رد کرنے کے لئے ہو جو انہوں نے کہا تھا: ﴿هذا عارض ممطرنا﴾۔

فاهلکت رجالہم: اس کا عطف اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿فاصبحوا﴾ پر ہے، روایت میں ہے کہ جب حضرت ہود علیہ السلام نے ہوائیں محسوس کیں، تو مومنین کو الگ مقام پر لے گئے، اب بحر میں پرہوائیں یوں آئیں کہ اللہ کے حکم سے ہوانے اُن پر ریت ڈال دی، وہ سات راتیں اور آٹھ دن تک ریت کے نیچے پڑے رہے، پھر اللہ نے ہوا کو حکم دیا تو ہوانے انہیں نکال کر دیا، ہوانے انہیں اٹھایا اور سمندر میں پھینک دیا۔ یوقی ہود ومن آمن معہ: مراد ہزار ہیں، اور یہ ہوانے کے لئے نرم اور سازگار تھی، جب کہ مجرمین کے لئے ہلاک کرنے والی جیسا کہ ما قبل بیان ہوا اور یہ ہوا حضرت ہود علیہ السلام کی جانب سے معجزہ ثابت ہوئی۔ کما جزیناہم: یعنی جیسا کہ عاد کو، ہم نے بدلہ دیا۔ معمولۃ لاغنی: یہاں ﴿اذ﴾ معمول ہے ﴿اغنی﴾ کا، تعلیل نفی کے لئے ہے، یعنی متذکرہ جو اس یعنی آنکھ، کان اور دل نے انہیں فائدہ نہ دیا کیونکہ وہ اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے تھے۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۸۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿ولقد اهلكنا ما حولكم من القرى﴾ ﴿أى من أهلها كَثُفُوْدٌ وَعَادٌ وَقَوْمٌ لُّوْطٌ﴾ ﴿وصرفنا الايت﴾ ﴿كَرُّنَا الْحُجَجَ الْبَيِّنَاتِ﴾ ﴿لعلهم يرجعون﴾ (۲۷) ﴿فلولا﴾ ﴿هَلَا﴾ ﴿نصرهم﴾ ﴿بِدْفَعِ الْعَذَابِ﴾ ﴿الذين اتخذوا من دون



اللہ اے غیرہ ﴿قربانا﴾ مُقَرَّبًا بِهِمْ إِلَى اللَّهِ ﴿الہ﴾ مَعَهُ وَهُمْ الْأَضْنَامُ وَمَقْعُولُ اتَّخَذُوا الْأَوَّلَ  
 ضَمِيرٌ مَخْذُوقٌ يَعُودُ إِلَى الْمَوْضُوعِ أَيْ هُمْ وَقَرَّبَانَا الْفَائِي وَالْهَاءُ بَدَلٌ مِنْهُ ﴿ہل﴾  
 ضَلُّوا ﴿غَابُوا﴾ عَنْهُمْ عِنْدَ نُزُولِ الْعَذَابِ ﴿وَذَلِكَ﴾ أَيْ اتَّخَذَهُمُ الْأَضْنَامُ إِلَٰهَةً قَرَّبَانَا  
 ﴿افكهم﴾ كَذِبُهُمْ ﴿وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ﴾ (۲۸) ﴿يَكْذِبُونَ وَمَا مُصَدِّقَةٌ أَوْ مُصَوِّلَةٌ وَالْعَائِدُ مَخْذُوقٌ أَيْ﴾  
 فِيهِ ﴿و﴾ أَذْكَرُ ﴿أَذْكَرُ﴾ إِذْ صَرَفْنَا ﴿أَمَلْنَا﴾ إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجَنِّ ﴿جَنَّ نَصِيبِينَ مِنَ الْيَمَنِ أَوْ جَنَّ نَيْبِي وَكَانُوا﴾  
 سَبْعَةً أَوْ تِسْعَةً وَكَانَ ﷺ بِطْنٍ نَحْلٌ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ الْفَجْرَ رَوَاهُ الشَّيْخَانُ ﴿يَسْتَمْعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا﴾  
 حَضَرُوهُ قَالُوا ﴿أَيُّ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ﴾ انصتوا ﴿أَصْفُوا لِاسْتِغَاثِهِ﴾ فَلَمَّا قَضَىٰ ﴿فَرَّغَ مِنْ قِرَاءَةِ﴾  
 تَمَّ ﴿وَلَوْ﴾ رَجَعُوا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ ﴿مُخَوِّفِينَ قَوْمَهُمْ بِالْعَذَابِ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا وَكَانُوا يَهُودًا﴾ قَالُوا  
 يَقُومُنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا هُوَ الْقُرْآنُ ﴿انْزَلْ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ أَيْ تَقَدَّمَ  
 كَالْتَوْرَةِ ﴿يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ﴾ الْإِسْلَامُ ﴿وَالِى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ﴾ (۳۰) ﴿أَيُّ طَرِيقِهِ﴾ يَقُومُنَا اجْبِئُوا دَاعِيَ  
 اللَّهِ ﴿مُحَمَّدٌ ﷺ إِلَى الْإِيمَانِ﴾ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرَ لَكُمْ ﴿اللَّهُ﴾ مِنْ ذُنُوبِكُمْ ﴿أَيُّ بَعْضُهَا لَأَنَّ مِنْهَا الْمُطَالِمُ﴾  
 وَلَا تَغْفِرُ إِلَّا بِرِضَا أَصْحَابِهَا ﴿وَيَجْرُكُمُ مِنْ عَذَابِ الْيَمِّ﴾ (۳۱) ﴿مُؤَلِّمٌ﴾ وَمَنْ لَا يَجِبُ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ  
 بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ ﴿أَيُّ لَا يُعْجِزُ اللَّهُ بِالْهَزْبِ مِنْهُ فَيَقُوتُهُ﴾ وَلَيْسَ لَهُ ﴿لَمَنْ لَا يَجِبُ﴾ مِنْ دُونِهِ ﴿أَيُّ﴾  
 اللَّهُ ﴿أُولِيَاءُ﴾ أَنْصَارُ يَدْفَعُونَ عَنْهُ الْعَذَابَ ﴿أُولَئِكَ﴾ الَّذِينَ لَمْ يُجِئُوا ﴿فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾ (۳۲) ﴿بَيْنَ﴾  
 ظَاهِرٍ ﴿أُولَمْ يَرَوْا﴾ يَعْلَمُوا أَيْ مُنْكَرُوا الْبَعْثَ ﴿إِنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَمُتْ﴾  
 بِخَلْقِهِمْ ﴿لَمْ يَعْجِزْ عَنْهُ﴾ بِقَدْرِ ﴿خَبْرٍ إِنْ وَزَيْدٌ الْبَاءُ فِيهِ لَأَنَّ الْكَلَامَ فِي الْقُوَّةِ أَلَيْسَ اللَّهُ بِقَادِرٍ﴾ عَلَىٰ أَنْ  
 يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ بَلَىٰ ﴿هُوَ قَادِرٌ عَلَىٰ أَحْيَاءِ الْمَوْتَىٰ﴾ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾  
 عَلَى النَّارِ ﴿بِأَنَّ يُعَذِّبُوهَا يُقَالُ لَهُمْ﴾ أَلَيْسَ هَذَا التَّعْذِيبُ ﴿بِالْحَقِّ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبَّنَا قَالَ فَذُوقِ الْعَذَابَ بِمَا﴾  
 كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿قَاصِرٌ﴾ عَلَىٰ أَذَىٰ قَوْمِكَ ﴿كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعِزْمِ﴾ ذُؤُورُ الثَّيَابِ وَالصَّبْرُ عَلَىٰ  
 الشَّدَائِدِ ﴿مِنَ الرِّسْلِ﴾ قَبْلَكَ فَتَكُونَ ذَا عِزْمٍ وَمِنْ اللَّيَّانِ فَكُلُّهُمْ ذُؤُورٌ وَعِزْمٌ وَقِيلَ لِلتَّبَعِضِ فَلَيْسَ مِنْهُمْ  
 آدَمُ لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عِزْمًا وَلَا نُؤْسَ لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ ﴿وَلَا تَسْتَعْجِلْ﴾  
 لَهُمْ لِقَوْلِكَ نُزُولِ الْعَذَابِ بِهِمْ قِيلَ كَأَنَّهُ ضَجَرَ مِنْهُمْ فَاحَبَّ نُزُولَ الْعَذَابِ بِهِمْ فَأَمَرَ بِالصَّبْرِ وَتَرَكَ  
 الْأَسْتَعْجَالَ لِلْعَذَابِ فَإِنَّهُ نَازِلٌ بِهِمْ لَا مُحَالَةً ﴿كَانَهُمْ يَوْمَ يَرُونَ مَا يُوْعَدُونَ﴾ مِنَ الْعَذَابِ فِي الْآخِرَةِ  
 لِطَوْلَةٍ ﴿لَمْ يَلْبِسُوا﴾ فِي الدُّنْيَا فِي ظَنِّهِمْ ﴿الْأَسَاعِدُ مِنْ نَهَارٍ﴾ هَذَا الْقُرْآنُ ﴿بَلِغْ﴾ تَبْلِغٌ مِنَ اللَّهِ  
 إِلَيْكُمْ ﴿فَهَلْ﴾ أَيْ لَا ﴿يَهْلِكُ﴾ عِنْدَ رُؤْيَا الْعَذَابِ ﴿إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ﴾ (۳۵) ﴿أَيُّ الْكَافِرُونَ﴾.

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے ہلاک کر دیں تمہارے آس پاس کی بستیوں (یعنی بستیوں والوں کو جیسے ثمود، عاد، اور قوم لوط.....) اور متعدد بار

نشانیاں لائے (یعنی واضح دلائل لائے، صرفنا بمعنی کسودنا ہے) کہ وہ ہا ز آئیں تو ہرگز نہیں (لو لا بمعنی ہلا ہے) مدد کی ان کی (ان سے عذاب الہی ﷻ دور کر کے) جن کو انہوں نے اللہ کے سوا (دون بمعنی غیر ہے) قرب حاصل کرنے کو خدا ٹھہرا رکھا ہے (اللہ ﷻ کے ساتھ، اور مراد اس سے بت ہیں جنہیں ان لوگوں نے اس لیے خدا بنا رکھا ہے کہ یہ انہیں اللہ ﷻ کے قریب کر دیں گے، اتخلدوا فعل کا پہلا مفعول ہم ضمیر محذوف ہے جو اسم موصول کی طرف لوٹ رہی ہے اور ”قربانا“ اتخلدوا کا مفعول ثانی ہے اور ”الہما“ قربانا سے بدل ہے) بلکہ وہ گم گئے (صلوا بمعنی غابوا ہے) ان سے (نزول عذاب کے وقت) اور یہ (یعنی ان کا بتوں کو قرب الہی کے حصول کے لیے بتوں کو خدا بنالینا) ان کا جھوٹ ہے اور ان کا افتراء ہے (یفترون بمعنی یکذبون ہے، و ما کانوا میں مایا تو مصدر یہ ہے یا پھر موصولہ اور ضمیر عائد فیہ محذوف ہے) اور (یاد کرو) جب کہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے (یعنی مائل کئے اس سے مراد یمن کے علاقے نصیبین کے جن ہیں یا پھر مقام نبوی کے اور ان کی تعداد سات یا نو تھی اور یہ اس وقت حاضر ہوئے جب کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام ؓ کو بطن نخل میں نماز فجر پڑھا رہے تھے اس حدیث پاک کو شیخین نے روایت کیا ہے) کان کا کر قرآن سنتے پھر جب وہاں حاضر ہوئے (آپس میں) بولے خاموش رہو (یعنی قرآن بغور سننے کے لیے چپ رہو) پھر جب ہو چکا پڑھنا (یعنی نبی پاک تلاوت قرآن سے فارغ ہو چکے تو) اپنی قوم کی طرف پلٹے (ولوا بمعنی رجعوا ہے) ڈرنا تے (اپنی قوم کو عذاب کا ایمان لے کر نہ آنے کی صورت میں، یہ نو مسلم جنات یہودی تھے..... منذرین بمعنی مخوفین ہے) بولے: اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی (مراد اس سے قرآن پاک ہے) اگلی کتابوں کی تصدیق فرماتی (جیسے توریت شریف کی، بین یدیدہ بمعنی تقدمہ ہے) اور ہدایت دیتی حق (یعنی اسلام) اور سیدھی راہ کی طرف (یعنی راہ اسلام کی طرف) اے ہماری قوم! اللہ کے منادی (داعی الی الایمان محمد ﷺ) کی بات مانو کہ موسیٰ کے بعد اتاری گئی..... سچ..... اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے (من ذنوبکم میں من جمع فیہ ہے کیونکہ گناہوں میں مظالم بھی ہوتے ہیں اور ظلم بے مظلوم کو راضی کئے معاف نہ ہوں گے) اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے (الیہ بمعنی مؤلم ہے) اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں (یعنی اللہ سے بھاگ کر اللہ ﷻ کو عاجز نہیں کر سکتا کہ اللہ ﷻ کے قابو سے نکل جائے) اور اس کے (یعنی اللہ ﷻ کے) سامنے اس کا (یعنی اس کا جو اللہ ﷻ کے منادی کی بات نہ مانے) کوئی مددگار نہیں (جو اس سے عذاب دور کر سکے، اولیاء بمعنی انصار ہے) وہ (جو اللہ ﷻ کے منادی کی نہ مانیں) کھلی گمراہی میں ہیں (مبین بمعنی بین ظاہر ہے) کیا انہوں نے (یعنی مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کے مکروں نے) نہ جانا (الم یروا بمعنی الم یعلموا ہے) کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور ان کے بنانے میں نہ تھا (یعنی ان کی تخلیق سے عاجز نہ ہوا) قادر ہے ”بقدر“ ان کی خبر ہے اور یہاں خبر پر باء کا اضافہ کیا گیا ہے کہ یہ کلام الیس اللہ بقادر کی قوت میں ہے) کہ مردے زندہ کرے کیوں نہیں (وہ مردے زندہ کرنے پر قادر ہے) بیشک وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور جس دن کافر آگ پر پیش کئے جائیں گے (یوں کہ انہیں آگ کا عذاب دیا جائے گا ان سے فرمایا جائے گا) کیا یہ (یعنی یہ عذاب دنیا) حق نہیں کہیں گے کیوں نہیں ہمارے رب کی قسم! فرمائے گا تو عذاب چھو بدلا اپنے کفر کا تو تم صبر کرو (اپنی قوم کی اذیتوں پر) جیسا کہ ہمت والے رسولوں نے صبر کیا (یعنی سختیوں میں ثابت قدم رہنے والے پہلے کے رسولوں نے جس طرح صبر کیا تو تم بھی ہمت والے ہی رہو..... من الرسل میں من بیالیہ ہے کہ تمام ہی رسل عظام ذو عزم ہیں اور ایک قول ضعیف کے مطابق یہاں من جمع فیہ ہے، حضرت آدم ؑ ان میں سے نہیں کہ اللہ ﷻ نے ان کے حق میں ارشاد فرمایا ﴿و لم نجد له عزما﴾ ہم نے ان سے عزم نہ پایا اور حضرت یونس ؑ بھی ان میں سے نہیں کہ اللہ ﷻ نے ان کے بارے میں فرمایا ﴿ولا تکن کصاحب الحوت اور

مچھل والے کی طرح نہ ہونا ﴿ان دونوں حضرات کے استثناء کا قول درست نہیں ہے﴾ اور ان کے لیے (یعنی اپنی قوم کے لیے) جلدی نہ کرو ﴿ان پر عذاب نازل ہونے کی، ایک قول کے مطابق گویا کہ حضور ﷺ اپنی کافر قوم سے اس قدر بیزار ہو گئے کہ ان پر عذاب نازل ہونے کو آپ ﷺ نے پسند فرمایا تو اس پر حضور ﷺ کو صبر کرنے کی اور عذاب میں جلدی نہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا کہ عذاب الہی تو ان دشمنان خدا ﷺ و مصطفیٰ ﷺ پر لا محالہ نازل ہوتا ہے﴾ گویا وہ جس دن دیکھیں گے جو انہیں وعدہ دیا جاتا ہے (یعنی عذاب آخرت میں) تو اس کی طوالت کی وجہ سے دنیا میں نہ ٹھہرے تھے (اپنے گمان میں) دن کی ایک گھڑی بھریہ (یعنی قرآن) پہنچانا ہے (اللہ ﷻ کی طرف سے تم تک) تو ہلاک نہ کئے جائیں گے (ہل بمعنی لا ہے) مگر فاسق (یعنی کافر) لوگ۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿وَلَقَدْ أَهَلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِنَ الْقُرَىٰ وَصَرَفْنَا آيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

و: متاٹھ، لام قسمیہ، قد بحقیقہ، اہلکنا: فعل بافاعل، ما حولکم: موصول صلہ، مکرذو الحال، من القرى: ظرف مستقر حال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، صرَفنا: فعل بافاعل، آیات: ذوالحال، لعلہم یرجعون: جملہ اسمیہ حال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ متاٹھ۔

﴿فَلَوْلَا نَصْرُہُمْ الَّذِینَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ قُرْبَانًا الْہِیَہُ بَلْ ضَلُّوا عَنْہُمْ﴾

ف: عاطفہ، لولا حرف خفیض، نصرہم: فعل ومفعول، الذین: موصول، اتخذوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، قربانا: حال، مکر فاعل "ہم" ضمیر محذوف مفعول اول، من دون اللہ: ظرف لغو، الہیہ: مکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ، بل حرف اضراب، ضلوا عنہم: فعل بافاعل وظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَذَٰلِكَ أَفْکَہُمْ وَمَا کَانُوا یَفْتَرُونَ﴾

و: عاطفہ، ذلک مبتداء، افکہم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما موصولہ، کانوا یفترون: جملہ فعلیہ صلہ، مکر مفعول، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَیْکَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ یَسْتَمْعُونَ الْقُرْآنَ﴾

و: عاطفہ، اذ مضاف، صرَفنا الیک: فعل بافاعل وظرف لغو، نفرًا موصوف، من الجن: ظرف مستقر صفت اول، یستمعون القرآن: جملہ فعلیہ مفت ثانی، مکر جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ، مکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فَلَمَّا حَضَرُوہُ قَالُوا انصتوا فلما قضیٰ ولوا الی قومہم منذرین﴾

ف: عاطفہ، لما شرطیہ، حضرُوہ: جملہ فعلیہ شرط، قالوا قول، انصتوا: فعل امر بافاعل، مکر جملہ فعلیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ ہو کر جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، لما شرطیہ، قضی: جملہ فعلیہ شرط، ولوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، منذرین: حال، مکر فاعل، الی قومہم: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿قَالُوا یٰقَوْمُنَا إِنَّا سَمِعْنَا کُتُبًا أَنْزَلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ مِصْدَقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ یَهْدِی الْإِلَٰهَ الْحَقُّ وَالْإِلَٰهَ طَرِیْقَ مَسْتَقِیْمٍ﴾

قالوا: قول، یقومنا: نداء، انا حرف مشبہ واسم، سمعنا: فعل بافاعل، کتبًا موصوف، انزل من بعد موسیٰ: جملہ فعلیہ مفت اول، مصدق لما بین یدہ: شبہ جملہ مفت ثانی، یہدی: فعل بافاعل، الی الحق: جار مجرور، معطوف علیہ، و: عاطفہ، الی طریق مستقیم: جار مجرور معطوف، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ مفت ثالث، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، مکر مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿يقومنا احيوا داعي الله وامنوا به يغفر لكم من ذنوبكم ويجركم من عذاب اليم﴾  
 يقومنا: نداء، احيوا: فعل امر بافاعل، داعي الله: مفعول، مكر معطوف، و: عاطفه، امنوا به: فعل امر بافاعل و ظرف لغو، مكر معطوف، مكر جملہ فعلیہ، يغفر لكم من ذنوبكم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفه، يجركم من عذاب اليم: جملہ فعلیہ معطوف، مكر جواب امر، مكر مقصود بالنداء، مكر جملہ نداء۔

﴿ومن لا يجب داعي الله فليس بمعجز في الارض وليس له من دونه اولياء﴾  
 و: عاطفه، من شرطیہ مبتدأ، لا يجب: فعل نفی شرط بافاعل، داعي الله: مفعول، مكر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ليس: فعل ناقص، باسم، ب: زائد، معجز في الارض: شبہ جملہ خبر، مكر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفه، ليس: فعل ناقص، له: ظرف مستقر خبر، مقدم، من دونه: ظرف مستقر حال مقدم، اولياء: ذوالحال، مكر اسم مؤخر، مكر جملہ فعلیہ معطوف، مكر جواب شرط، مكر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مكر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئك في ضلل مبين﴾ اولئك: مبتدأ، في ضلل مبين: ظرف مستقر خبر، مكر جملہ اسمیہ۔  
 ﴿اولم يروا ان الله الذي خلق السموات والارض ولم يعى بخلقهن بقدر على ان يحيى الموتى﴾  
 همزه: حرف استفهام، و: عاطفه، لم يروا: فعل نفی بافاعل، ان: حرف شبہ، الله بموصوف، الذي: موصول، خلق السموات والارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفه، لم يعى: فعل نفی بافاعل، بخلقهن: ظرف لغو، مكر جملہ فعلیہ معطوف، مكر صلہ، مكر صفت، مكر اسم، ب: زائد، قدر: اسم فاعل، على ان يحيى الموتى: ظرف لغو، مكر شبہ جملہ خبر، مكر جملہ اسمیہ مفعول، مكر جملہ فعلیہ۔  
 ﴿بلى انه على كل شيء قدير﴾ بلى: حرف اضراب، انه: حرف شبہ واسم، على كل شيء قدير: شبہ جملہ خبر، مكر جملہ اسمیہ۔  
 ﴿ويوم يعرض الذين كفروا على النار اليس هذا بالحق﴾

و: متانفہ، يوم: مضاف، يعرض: فعل مجہول، الذين كفروا: موصول صلہ، مكر نائب الفاعل، على النار: ظرف لغو، مكر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مكر فعل محذوف "يقال لهم" کیلئے ظرف، مكر جملہ فعلیہ قول، همزه: حرف استفهام، ليس: فعل ناقص، هذا: اسم، بالحق: ظرف مستقر خبر، مكر جملہ فعلیہ مقولہ، مكر جملہ قولیہ متانفہ۔

﴿قالوا بلى وربنا قال فذوقوا العذاب بما كنتم تكفرون﴾  
 قالوا: قول، بلى: بلسی، حرف ايجاب، و: تسمیہ جار، ربنا: مجرور، مكر فعل محذوف "نقسم" کیلئے ظرف مستقر، مكر جملہ فعلیہ تسمیہ ہو کر مقولہ، مكر جملہ قولیہ، قال: قول، ف: نصیجہ، ذوقوا العذاب: فعل امر بافاعل ومفعول، بما كنتم تكفرون: ظرف لغو، مكر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا كان الامر كذلك" کی جزاء، مكر جملہ شرطیہ ہو کر مقولہ، مكر جملہ قولیہ۔

﴿فاصبر كما صبر اولوا العزم من الرسل ولا تستعجل لهم كانهم يوم يرون ما يوعدون لم يلشوا الا ساعة من نهار﴾  
 ف: نصیجہ، اصبر: فعل امر بافاعل، كاف: جار، ما بموصولہ، صبر: فعل، اولوا العزم: موصوف، من الرسل: ظرف مستقر صفت، مكر فاعل، مكر جملہ فعلیہ صلہ، مكر مجرور، مكر ظرف مستقر "صبرا" مصدر محذوف کی صفت، مكر مفعول مطلق، مكر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفه، لا تستعجل: فعل نفی بافاعل، لهم: ظرف لغو، كاف: جار، انهم: حرف شبہ واسم، يوم: مضاف، يرون: فعل بافاعل، ما يوعدون: موصول صلہ، مكر مفعول، مكر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مكر ظرف مقدم، لم يلشوا: فعل نفی بافاعل، الا: اداة حصر، ساعة بموصوف، من نهار: ظرف مستقر صفت، مكر ظرف، مكر جملہ خبر، مكر جملہ اسمیہ مجرور، مكر ظرف لغو، مكر جملہ فعلیہ



ہو کر معطوف، مگر شرط محذوف "اذا كانت عاقبة الکفار ماذکر" کی جزاء مگر جملہ شرطیہ۔

﴿بلغ لہل یہلک الا القوم الفسقون﴾

بلغ: "ہذا" مبتدا محذوف کی خبر مگر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، هل حرف استفہام للتعنی، یہلک: فعل مجہول بالآل: اداة حصر بالقوم الفسقون: نائب الفاعل، مگر جملہ فعلیہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### قوم ثمود، عاد اور لوط کو تبلیغ دین:

۱..... تبلیغ دین کی انجام دہی کے لئے ہر دور میں حضرات انبیائے کرام اللہ ﷺ کے اذن سے کوششیں فرماتے رہے، سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سید عالم ﷺ کے دور تک یہ سلسلہ چلتا رہا، درمیان میں قوم ثمود و عاد اور لوط بھی ہوئیں جن کے تذکرے قرآن میں مفصل طور پر کئی مقامات پر بیان ہوئے۔ ہم نے بھی عطائین ج ۳ تک کے تفسیری نکات میں جگہ جگہ ذکر کرنے کا اہتمام کیا اور کئی مقامات پر مفصل کلام کیا تا کہ قارئین کو تشنگی نہ رہے۔ تاہم یہ سمجھنا ضروری ہے کہ کسی بات کو بار بار دہرانے کے فوائد ہی ہوا کرتے ہیں کہ نہ جانے کب کہاں کسی کے دل پر چوٹ لگ جائے۔ اللہ ﷻ ہدایت عطا فرمائے اور اس کاوش کو ذریعہ بخشش و نجات بنائے۔

### جنات کے قرآن سننے کی بحث حدیث کے تناظر میں:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿واذ صرفنا الیک نفرا من الجن اور جب ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے﴾ (الاحقاف: ۲۹) ﴿میں جنات کی دس سے کم تعداد مراد ہے اور النفور کی جمع انفار ہے۔ اس آیت کی تائید میں میرا (علامہ اسماعیل حقی) کا موقف یہ ہے کہ جنات میں مختلف مذاہب پائے جاتے ہیں جیسا کہ انسان میں مختلف مذاہب ہوتے ہیں جیسا کہ رافضی وغیرہ، اور ان کے مابین بھی جدال و قتال ہوتا ہے، اور ابلیس ابوالجن ہے اور ابلیس و دیگر شیاطین میں سوائے ایمان و کفر کے کوئی فرق نہیں۔ روایت میں ہے کہ جنات چوری چھپے قرآن سماعت کرتے تھے، پھر جب انہیں شہاب ثاقب کے ذریعے آسمانوں سے بھگایا گیا تو بولے ہمارے پاس اب کوئی خبر نہیں ہے۔ پس سات یا نو جنات اور ان کے سردار جن کا تعلق "نصیین" نامی علاقے سے تھا، اور "نصیین" دیار ربیعہ کا ایک شہر ہے، جیسا کہ قاموس میں ہے۔ اور الانسان العیون میں ہے مراد شام کے جنات تھے اور ایک قول کے مطابق یمن کے جنات تھے۔ (روح البیان، ج ۸، ص ۶۵۵ وغیرہ ملخصاً و ملخصاً)

☆..... حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ عکاظ کے بازار کا قصد کر کے تشریف لے گئے، اس اثنا میں شیاطین جنات اور آسمان کی خبروں کے مابین کوئی چیز حائل ہو گئی تھی اور ان کے اوپر آگ کے گولے پھینکے جاتے تھے، پھر شیاطین واپس آ جاتے تھے، وہ ایک دوسرے سے پوچھتے: اب کیا ہو گیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہمارے اور آسمان کے مابین کوئی چیز حائل ہو گئی ہے اور ہم پر آگ کے گولے پھینکے جاتے ہیں، انہوں نے کہا: تمہارے اور آسمان کے مابین وہی چیز حائل ہوئی ہے جو تازہ ظہور میں آئی ہے، تم زمین کے مشارق و مغارب میں سفر کرو اور دیکھو کہ کون سی نئی چیز ظہور میں آئی ہے، پھر وہ روانہ ہوئے اور انہوں نے سفر کیا اور اس چیز پر غور کر دئے گئے کہ ان کے اور آسمان کے مابین کوئی چیز حائل ہو گئی ہے، پھر وہ جنات تہامہ میں پہنچے جہاں سید عالم ﷺ کعبور کے درخت کے پاس موجود تھے، اس وقت آپ عکاظ کے بازار کا قصد کرنے والے تھے اور آپ اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، جب جنات نے قرآن مجید سنا تو انہوں نے کہا: غور سے سنو یہی وہ چیز ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبر کے مابین حائل ہو گئی ہے، پھر وہ وہیں سے اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور انہوں نے کہا اے ہماری قوم! ﴿اننا سمعنا قراۃا عجباً یہدی الی

الرشد فامنا به ولن نشرك بهينا احدا هم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں کریں گے (الحسن: ۲۱) ﴿۱﴾۔ اور اللہ ﷻ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: ﴿قل اوحى الى انہ استمع نغفر من الجن تم فرماؤ کہ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا (الحسن: ۱)﴾۔ اور آپ کی جانب جنات کے قول کی وحی کر دی گئی۔

☆..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جنات سے ملاقات کی رات میں سید عالم ﷺ کے ساتھ تھے، پس ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے عبداللہ! کیا تمہارے ساتھ پانی ہے؟“ میں نے کہا: میرے ساتھ ایک مشکیزہ پانی ہے، آپ نے فرمایا: ”مجھ پر ڈالو“، پھر آپ نے وضو فرمایا، پس نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ”اے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ! یہ پاک مشروب ہے اور پاک کرنے والا ہے۔“ (سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ، باب: الوضوء بالنیذ، رقم: ۳۸۵، ص: ۸۴)

### جنات کے قول میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہ ہونے کی وجوہات:

۳..... مفسرین کرام نے اس کی دو وجوہات بیان کی ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿مصدقاً لما بین یدہ اگلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہوا﴾ یعنی تمام کتابوں کی تصدیق کرنے والی کتاب، معنی یہ ہے کہ تمام انبیائے سابقین پر نازل ہونے والی کتب کی تصدیق کرنے والی کیونکہ تمام ہی انبیائے کرام تو خدا کے داعی تھے، نبوت، معاد، اخلاق حمیدہ کے داعی تھے اور یہ کتاب بھی انہی اوصاف کے حامل پر نازل ہوئی ہے۔ (۲)..... اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿یہدی الی الحق والی طریق مستقیم حق اور سیدگی راہ دکھاتی﴾ (الاحقاف: ۲۰) ﴿جان لیں کہ وصف اول جو کہ توحید کی دعوت پر مبنی ہے وہ تمام ہی کتب سماوی میں یکساں ہے۔ اور دوسرا وصف، تو قرآن مجید اپنے مطالب کی صداقت پر خود ہی گواہ ہے، اور ہر عقل مند اس بات کو بخوبی جانتا ہے چہ جائے کہ اس اعتبار سے سابقہ کتب سماوی میں کوئی تصریح واضح نہ ہو یا اس کا رد ہی کیا گیا ہو، اور جنات نے یہ کیوں کہا: ﴿من بعد موسیٰ موسیٰ کے بعد اتاری گئی﴾؟ اس بارے میں حسن کا قول ہے کہ جنات یہودی تھے، اور ابن عباس کا قول ہے کہ جنات نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امر (یعنی رسالت) کے بارے میں کچھ سمجھ نہ سکتے تھے۔ ﴿من بعد موسیٰ موسیٰ کے بعد اتاری گئی﴾ کہہ دیا، پھر جب قرآن میں جنات کو انہی اوصاف کے ساتھ متصف کیا گیا تو بولے: ﴿یا قومنا اجیبوا داعی اللہ اے ہماری قوم اللہ کے منادی کی بات مانو﴾ اور اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ داعی سے مراد اللہ ﷻ کے رسول ﷺ ہیں یا کوئی اور واسطہ؟ تو قریب ترین قول یہی ہے کہ داعی سے مراد رسول ﷺ ہیں کیونکہ انہی کے بارے میں یہ وصف مانا جاتا ہے۔ (الرازی، ج: ۱، ص: ۲۸ وغیرہ)

### اولوالعزم والے کون ہیں؟

۴..... ابن عباس کہتے ہیں کہ مراد بردبار اور صبر والے رسل ہیں، مجاہد کہتے ہیں اس سے مراد پانچ رسل ہیں: حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد رسول اللہ ﷺ۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد صاحب شریعت رسل ہیں۔ ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ اولوالعزم سے مراد حضرت نوح، حضرت ہود اور حضرت ابراہیم علیہم السلام ہیں۔ اور سید عالم ﷺ بھی اسی وصف کے ساتھ متصف ہیں۔ سدی کہتے ہیں اس سے مراد چھ رسل ہیں: حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور محمد ﷺ۔ ایک قول کے مطابق یہ ہے کہ حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت داؤد، حضرت صالح، حضرت شعیب، حضرت لوط، حضرت موسیٰ علیہم السلام شامل ہیں۔ مقاتل کے نزدیک چھ رسل ہیں: حضرت نوح علیہ السلام، جو کہ اپنی قوم کی اذیت پر صبر کرتے رہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہوں نے آگ کے لاد پر صبر کیا، حضرت اسحاق علیہ السلام جنہوں نے ذبح ہونے پر راضی ہوتے

ہوئے مبرکیا (قول صحیح کے مطابق ذبح اللہ سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں)، حضرت یعقوب علیہ السلام جو اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کے گم ہو جانے اور بنیائی چلی جانے پر مبرکیا اور حضرت یوسف علیہ السلام جو کنوئیں اور قید کی تکلیف پر صابر رہے اور حضرت ایوب علیہ السلام مٹی بیماری میں صابر شا کر رہے۔ ابن جریر کہتے ہیں: اولو العزم والے حضرت اسماعیل، حضرت یعقوب، حضرت ایوب ہیں اور ان میں حضرت یونس، سلیمان اور آدم علیہم السلام شامل نہیں ہیں۔

(القرطبی، الجزء: ۲۶، ص ۱۸۸)

### اغراض:

ومفعول اتخلدوا: معنی یہ ہے کہ جن بتوں کو اللہ کی بارگاہ میں مقرب جانا وہ ان کے عذاب کو دور نہ کر سکے، اور اس کلام سے مقصود ان کی توبہ کرنا ہے۔ یصلی باصحابہ الفجر: حاشیہ نمبر ”۲“ کا مطالعہ کیجئے۔

وما مصدرية: یعنی جھٹلانے والوں کا افتراء، اور یہی دونوں معطوفین کے درمیان مناسب ہے۔ نصیبین: سے مراد یمن کی بستی ہے۔ او جن نینوی: نون مکسورہ ساکنہ، نون مضمومہ یا مفتوحہ، واو الف مقصورہ، مراد حضرت یونس کی بستی ہے جو کہ موصل کے قریب ہی واقع ہے۔ وکان علیہ بطن نخل: بہتر یہ ہے کہ ”وکان علیہ بطن نخل“ کہا جائے کیونکہ مراد طائف کے قریب علاقہ ہے اور ”بطن نخل“ سے مراد وہ جگہ ہے جہاں نماز خوف پڑھی گئی تھی اور یہ مقام مدینہ منورہ سے دو مرحلوں پر واقع ہے۔

اصفوا: ہمزہ کی کسرہ اور غین کی فتح کے ساتھ، باب دمی سے یا ہمزہ کی فتح اور غین کی ضمہ کے ساتھ رباعی سے ہے۔ وکانوا یہودا: کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ میں جنات اسلام لے آئے، اور ان کی قوم بھی جب کہ وہ ان کے پاس لوٹے اور انہیں ڈرایا اور یہ سات تھے، علماء کہتے ہیں کہ جن میں یہودی، نصرانی، مجوسی اور بت پرست تھے، اور مسلمان بدعتی بھی تھے اور یہ کہ تقدیر کو جھٹلانے والے، قرآن کو مخلوق ماننے والے اور دیگر مذاہب کے بدعتی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جنات کی تین صنفیں تھیں: (۱)..... جو بے دین پر اڑتے تھے، (۲)..... کتوں کی شکل میں، (۳)..... مال برداری اور سفر کرنے والے۔ مومن جنات کے بارے میں اختلاف ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ان کے لئے ثواب نہیں مگر یہی کہ جہنم سے نجات پا جائیں اور یہ قول ابو حنیفہ اور ابوللیث کا ہے اور جہنم سے نجات پا جانے کے بعد ان سے کہا جائے گا کہ مٹی ہو جاؤ اور باقی ائمہ ثلاثہ کہتے ہیں کہ یہ جنت میں داخل ہو گئے اور جنت کی نعمتیں کھائیں گے اور پیئیں گے اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ جنت کے ارد گرد مقیم ہو گئے۔ اسی طریقہ: یعنی اسلام، مراد فرمانبرداری اختیار کرنا اور اچھے اعمال اختیار کرنا ہے جیسا کہ نماز اور روزہ۔ کالتوراة: یعنی انجیل اور زبور وغیرہ۔ لم یعجز عنہ: یعنی آسمان وزمین کی تخلیق کی وجہ سے کوئی ضعف و تنگی اُس پر نہ آئی۔

فکلہم ذو عزم: جیسا کہ حضرات انبیائے کرام ثابت قدسی اور مصائب پر صبر کرنے والے ہوتے رہے ہیں۔

تبلیغ من اللہ الیکم: یعنی جو تمہیں خاص تبلیغ دین پہنچی ہے اُس پر ایمان لے آؤ، یا اعمال کے ذریعے درجات عالیہ کو جا پہنچو، جیسا کہ وارد ہوتا ہے کہ اُس وقت تک پڑھو جب تک کہ قبر سے مانوس نہ ہو جاؤ یعنی قبر تک پہنچنے تک علم حاصل کرو۔ (الصاوی، ج ۵، ص ۲۸۵ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة محمد مدنیۃ الامم و کاین من قریۃ الایۃ او مکیۃ وہی ثمان او تسع و ثلاثون آیۃ

(سورہ محمد) (قال) مدنیہ ہے سوائے آیت مبارکہ ﴿و کاین من قریۃ﴾ کے جو کہ مکہ ہے، اس کی کل اڑتیس، یا انتالیس آیات ہیں

### تعارف سورۃ محمد

اس سورت میں چار رکوع، اڑتیس آیتیں پانچ سو اٹھاون کلمات اور دو ہزار چار سو پچتر حروف ہیں۔ اس سورت کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ایمان والوں اور کافروں کے مابین۔ اس سورت کے نزول سے جو مسلمانوں کے دلوں میں شک و شبہات تھے وہ دور ہو گئے اور ابتدائی آیتوں میں ہی یہ واضح کر دیا گیا ہے کفار خود بھی گمراہ ہیں اور نور حق کو پھیلنے سے بھی روک رہے ہیں۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ان کی یہ کوشش کامیاب نہ ہوگی۔ ان کی ساری محنت رائیگاں جائے گی اور ایمان والوں کی کمزوریوں کو بھی پورا کر دیا جائے گا اور کامیابی کا تاج ان کے سر پر سجایا جائے گا۔ یہ فرمانے کے بعد مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ میدان جنگ میں کافروں کے پرچے اڑا دیں اور اسیران جنگ کے ساتھ جو انہوں نے برتاؤ کرنا ہے اس کے اصول بتا دیئے، ساتھ ہی واضح کر دیا کہ جو مسلمان میدان جنگ میں قتل ہوگا اس کو شہادت کی عظیم نعمت سے نوازا جائے گا۔ اسلام کے جس گلشن کی آبیاری وہ اپنے خون سے کریں گے وہ سدا شاداب و سرسبز رہے گا اور ان کی قربانیوں کے طفیل آنے والی نسلیں بھی نور حق سے اپنے دلوں کو منور کرتی رہیں گی۔

بسم الله الرحمن الرحيم الله کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

رکوع نمبر: ۵

﴿الذین کفروا﴾ ﴿من اهل مکة﴾ ﴿وصدوا﴾ ﴿غیرہم﴾ ﴿عن سبیل اللہ﴾ ﴿ای الایمان﴾ ﴿اضل﴾ ﴿أخط﴾ ﴿اعمالہم﴾ ﴿۱﴾ ﴿کأطعام الطعام و صلۃ الارحام فلا یرون لها فی الآخرۃ ثوابا و یجزون بها فی الدنیا من فضلہ تعالیٰ﴾ ﴿والذین امنوا﴾ ﴿ای الانصار و غیرہم﴾ ﴿و عملوا الصلحت و امنوا بما نزل علی محمد﴾ ﴿ای القرآن﴾ ﴿و هو الحق من عند ربہم کفر عنہم﴾ ﴿غفر لہم﴾ ﴿سیأتہم و اصلح بالہم﴾ ﴿۲﴾ ﴿ای خالہم فلا یغصونہ﴾ ﴿ذلک﴾ ﴿ای اضلال الاعمال و تکفیر السیئات﴾ ﴿بان﴾ ﴿بسبب ان﴾ ﴿الذین کفروا اتبعوا الباطل﴾ ﴿الشیطان﴾ ﴿وان الذین امنوا اتبعوا الحق﴾ ﴿القرآن﴾ ﴿من ربہم کذلک﴾ ﴿ای مثل ذلک البیان﴾ ﴿یضرب اللہ للناس امثالہم﴾ ﴿۳﴾ ﴿یبین احوالہم ای فالکافر یحبط عملہ و المؤمن یغفر لہ﴾ ﴿فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب﴾ ﴿مصدّر بذل من اللفظ بفعلہ ای فاضربوا رقابہم ای اقتلواہم و غیر بضرب الرقاب لان الغالب فی القتل ان یكون بضرب الرقبۃ﴾ ﴿حتى اذا اتخمتموہم﴾ ﴿ای اکثرتم فیہم القتل﴾ ﴿فشدوا﴾ ﴿ای فامسکوا عنہ و اسروہم و شدوا﴾ ﴿الوثاق﴾ ﴿ما یوثق بہ الاسری﴾ ﴿فاما منا بعد﴾ ﴿مصدّر بذل من اللفظ بفعلہ ای تمنون علیہم باطلاقہم من غیر شیء﴾ ﴿و اما فداء﴾ ﴿ای تفاذونہم بمال او اسری مسلیمین﴾ ﴿حتى تضع الحرب﴾ ﴿ای اہلہا﴾ ﴿اوزارہا﴾ ﴿انقالہا من السلاح و غیرہ﴾ ﴿بان یسلم الکفار او یدخلوا فی العهد و ہذہ غایۃ للقتل و الاسر﴾ ﴿ذلک﴾ ﴿خبر مبتدأ مقدر ای الامر فیہم﴾



مَا ذُكِرَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَا تَنْصُرُ مِنْهُمْ بَغِيرَ قِتَالٍ وَلَكِنْ أَمَرَكُمْ بِهِ لِيَلْبُوا بَعْضُكُمْ بَعْضًا مِنْهُمْ فِي الْقِتَالِ فَيَصِيرَ مَنْ قُتِلَ مِنْكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَمِنْهُمْ إِلَى النَّارِ وَالَّذِينَ قَتَلُوا وَلِي قِرَاءَةٍ قَاتِلُوا نَزَلَتْ يَوْمَ أُحُدٍ وَقَدْ فَشَى فِي الْمُسْلِمِينَ الْقَتْلُ وَالْجَرَاحَاتُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يَضِلَّ يُضَيِّطُ أَعْمَالَهُمْ (۴) سَيَهْدِيهِمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَى مَا يَنْفَعُهُمْ وَيُصْلِحُ بِهِمْ (۵) حَالَهُمْ فِيهِمَا وَمَا فِي الدُّنْيَا لَعَنَ لَمْ يُقْتَلَ وَأُذِرْ جُؤَا فِي قِتْلُوا تَغْلِبُوا وَيَدْخُلُهُمُ الْجَنَّةُ عَرَفَهَا بَيْنَهَا لَهُمْ (۶) فَيَهْتَدُونَ إِلَى مَسَاجِدِهِمْ مِنْهَا وَأَرْوَاجِهِمْ وَخُدَمِهِمْ مِنْ غَيْرِ اسْتِذْلَالٍ يَنَالُهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ أَيُّ دِينِهِ وَرَسُولَهُ يَنْصُرُكُمْ عَلَى عَدُوِّكُمْ وَيُثَبِّتُ أَقْدَامَكُمْ (۷) يَثْبُتُكُمْ فِي الْمُعْتَرِكِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ مُبْتَدَأَ خَبْرَهُ تَعَسَّوْا يَدُلُّ عَلَيْهِ فَفَتَحَسَّ لَهُمْ أَيُّ هَلَاكًا وَخَبِيرَةً مِنَ اللَّهِ وَاضِلْ أَعْمَالَهُمْ (۸) عَطَفَ عَلَى تَعَسَّوْا ذَلِكَ أَيُّ التَّعَسُّ وَالْإِضْلَالُ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْقُرْآنِ الْمُشْتَمِلِ عَلَى التَّكَالُفِ فَاحْبَطْ أَعْمَالَهُمْ (۹) أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَهْلَكَ أَنْفُسَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَلِلْكَافِرِينَ امْتَالُهَا (۱۰) أَيُّ امْتَالٍ عَاقِبَةُ مَنْ قَبْلِهِمْ ذَلِكَ أَيُّ نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ وَقَهْرُ الْكَافِرِينَ بَيَانُ اللَّهِ مَوْلَى وَلِيٍّ وَنَاصِرٍ الَّذِينَ آمَنُوا وَإِنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ (۱۱)

### ﴿ترجمہ﴾

جنہوں نے کفر کیا (مرا اس سے اہل مکہ ہیں) اور اللہ کی راہ (یعنی ایمان لانے سے دوسروں کو) روکا اللہ نے برباد کئے (اضل بمعنی احبط ہے) ان کے عمل (جیسے کھانا کھانا، صلہ رحمی کرنا، وہ آخرت میں ان اعمال کا کوئی ثواب نہیں دیکھیں گے ان اعمال کا بدلہ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دنیا ہی میں دے دیا) اور جو ایمان لائے (یعنی انصار وغیرہ) اور اچھے کام کئے اور اس پر ایمان لائے جو محمد ﷺ پر اتارا گیا (یعنی قرآن پاک) اور وہی ان کے رب کے پاس سے حق ہے اللہ نے انہیں ان سے (یعنی معاف فرما دیں ان کی) برائیاں اور ان کی حالتیں سنوار دیں (جس کے باعث وہ اللہ ﷻ کی نافرمانی نہیں کرتے ..... بلکہ بالہم بمعنی حالہم ہے) یہ (یعنی اعمال کو ضائع کرنا اور برائیوں کو معاف کرنا) اس لیے کہ کافر باطل (یعنی شیطان) کے پیرو ہوئے اور ایمان والوں نے حق (یعنی قرآن پاک) کی پیروی کی جو ان کے رب کی طرف سے ہے یونہی (یعنی اسی بیان کے مثل) اللہ لوگوں سے ان کے احوال بیان فرماتا ہے (بضرب اللہ للناس امثالہم بمعنی یبین احوالہم ہے، پس کافر کا عمل اللہ ﷻ کا رت فرماتا اور مسلمانوں کی نفرتوں کو معاف کرتا ہے ..... ۳.....) تو جب کافروں سے تمہارا سامنا ہو تو گردنیں مارنا ہے (ضرب الرقاب یہاں فعل کی جگہ اس کے مصدر کو ذکر کیا گیا ہے اصل میں فاضربوا قباہم ہے معنی یہ ہے کہ انہیں قتل کر دو اور قتل کرنے کو ضرب الرقاب سے اس لیے تعبیر کیا کہ اکثر قتل کرنے کے لیے گردن ماری جاتی ہے) یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر لو (انہیں ختمو ہم کا معنی ہے اکثر تم فیہم القتل ہے) تو باندھو (شدوا کا معنی ہیں انہیں پکڑ کر قیدی بنا کر باندھ لو، اور یہاں باندھ دو، وثاق اس شے کو کہتے ہیں جس سے قیدیوں کو باندھا جائے) پھر اس کے بعد احسان کر کے چھوڑ دو (”منا“ یہاں فعل کی جگہ اس کے مصدر کو ذکر کیا گیا ہے معنی آیت یہ ہے تم ان پر احسان کرتے ہوئے بغیر کسی عوض کے انہیں آزاد کر دو ..... ۴.....) چاہے فدیہ لو (یعنی مال کی صورت میں یا مسلمان قیدیوں کی صورت میں ان سے فدیہ لے لو ..... ۵.....) یہاں تک کہ لڑائی (یعنی لڑائی کرنے والے) اپنا بوجھ رکھ دیں (

یعنی ہتھیار وغیرہ کا بوجھ رکھ دیں، یوں کہ کفار اسلام لے آئیں یا پھر عہد ذمہ میں داخل ہو جائیں، یہ قتل کرنے اور قیدی بنانے کی غایت ہے۔ (۶۔۔۔۔۔) بات یہ ہے (ذلک مبتدا محذوف الامر فیہم ماذ کو کی خبر ہے) اور اللہ چاہتا تو آپ ہی ان سے بدلہ لیتا (بغیر تمہارے قتال کے) مگر (اس نے تمہیں قتال کا حکم دیا) کہ تم میں ایک کو دوسرے سے جانچے (یعنی تم کو ان سے قتال میں جانچے تو جو تم سے قتل ہو گا وہ جنت میں جائے گا اور جو ان میں سے قتل ہو گا وہ جہنم میں) اور جو مارے گئے (ایک قرأت میں والذین قتلوا کی جگہ قاتلوا ہے یہ آیت مبارکہ غزوہ احد میں نازل ہوئی مسلمانوں میں کئی قتل اور زخمی ہوئے تھے) اللہ کی راہ میں اللہ ہرگز ان کے عمل ضائع نہ فرمائے گا (یضل بمعنی یحبط ہے) جلد انہیں راہ دے گا (دنیا و آخرت میں ان کو نفع دینے والے اموال کی طرف) اور ان کی حالتیں سنوار دے گا (دنیا و آخرت میں اور جو شہید نہیں ہوئے انہیں تغلیبا شہادت پانے والوں میں شمار فرمایا ہے) اور انہیں جنت میں لے جائے گا انہیں اس کی پہچان کرا دی (یعنی جنت کا بیان ان کے سامنے فرمادیا تو یہ لوگ بغیر رہنمائی کے خود ہی اپنے جنتی مساکن، بیویوں اور خادموں تک پہنچ جائیں گے۔۔۔۔۔) اے ایمان والوں اگر تم اللہ کی مدد کرو گے (یعنی اس کے دین اور اس کے رسول ﷺ کی تو اللہ تمہاری مدد کرے گا) تمہارے دشمنوں کے خلاف (اور تمہارے قدم جمادے گا) تمہیں میدان جنگ میں ثابت رکھے گا۔۔۔۔۔ (۸۔۔۔۔۔) تو جنہوں نے کفر کیا (اہل مکہ میں سے، الذین کفروا مبتدا ہے اس کی خبر تعسوا ہے جس پر تعسا لہم دلالت کر رہا ہے) تو ان پر تباہی پڑے (اللہ ﷻ کی طرف سے، تعسا کے معنی ہلاکت و بربادی ہے) اور اللہ ان کے اعمال برباد کرے (واضل اعمالہم کا عطف تعسوا پر ہو رہا ہے) یہ (یعنی ان پر تباہی آنا اعمال کا اکارت ہونا) اس لیے کہ انہیں ناگوار ہوا جو اللہ نے اتارا (یعنی قرآن پاک جو کہ احکام تکلیف پر مشتمل ہے) تو کیا انہوں نے زمین میں سفر کیا کہ دیکھتے ان سے اگلوں کا کیا انجام ہوا اللہ نے ان پر تباہی ڈالی (ان کی جانوں کو ان کے اولاد اور اموال کو ہلاک فرمادیا) اور ان کافروں کے لیے ایسی کتنی ہی ہیں (یعنی ان کافروں کے لیے پہلے والے کافروں کا انجام ہے) یہ (یعنی مسلمانوں کا مدد کرنا کفار کو مغلوب کرنا) اس لیے کہ مسلمانوں کا مولیٰ (یعنی والی اور مددگار) اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اضل اعمالہم﴾

الذین: موصول، کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، صدوا عن سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف، مکرصلہ، مکر مبتدا، اضل اعمالہم: فعل بافاعل و مفعول، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین امنوا و عملوا الصلحت و امنوا بما نزل علی محمد و هو الحق من ربہم کفر عنہم شیاتہم و اصلح بالہم﴾

و: عاطفہ، الذین موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف، و: عاطفہ، امنوا بما نزل علی محمد: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکرصلہ، مکر مبتدا، و: معترضہ، هو مبتدا، الحق: ذوالحال، من ربہم: ظرف مستقر حال، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ معترضہ، کفر عنہم شیاتہم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصلح: فعل بافاعل، بالہم: مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بان الذین کفروا اتبعوا الباطل وان الذین امنوا اتبعوا الحق من ربہم﴾

ذلک: مبتدا، بان: جار، ان: حرف مشبہ، الذین کفروا: موصول صلہ، مکر اسم، اتبعوا الباطل: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، الذین امنوا: موصول صلہ، مکر اسم، اتبعوا الحق من ربہم: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف، مکر

﴿فَإِذَا لَقِيتُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبُ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا انْخَضَتْهُمُ فَشَدُّوا الرِّقَابَ فَلَمَّا مَنَّ اللَّهُ بِمَا بَعْدَ وَبَعَدَ اللَّهُ عَنِ الْفِتْنَةِ وَلَهُ الْفَتْحُ بِمَا رَزَاها﴾

﴿ذلک ولو یشاء اللہ لا نتصر منهم ولكن لیلوا بعضکم ببعض﴾

﴿وَالَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالُهُمْ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ وَيَدْخُلُهُمُ الْجَنَّةُ عَرَفَهَا لَهُمْ﴾

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسَالَهُمْ وَاضْلُ أَعْمَالَهُمْ﴾

﴿ذَلِكَ بَانَهُمْ كَرَهُوا مَا انْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ﴾

ذلك: مبتدأ: جار، انهم: حرف شبه واسم، كرهوا: فعل بافاعل، فما انزل الله: موصول صلة، بلكر مفعول، بلكر جملة فعلية معطوف عليه، ف: عاطفة، احبط: فعل بافاعل، اعمالهم: مفعول، بلكر جملة فعلية معطوف، بلكر خبر، بلكر جملة اسمية مجرور، بلكر ظرف متشقر خبر، بلكر جملة اسمية.

﴿اَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾

ہمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، لم یسیروا: فعل نفی بافاعل، فی الارض: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، ف: سببیہ، یسیروا: فعل بافاعل، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص، عاقبۃ الدین من قبلہم: اسم مؤخر، مکر جملہ فعلیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔  
 دمر اللہ علیہم وللکفرین امثالہا ذلک بان اللہ مولیٰ الذین امنوا وان الکفرین لامولیٰ لہم ﴿  
 دمر اللہ: فعل وفاعل، علیہم: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، للکفرین: ظرف متفق خبر مقدم، امثالہا: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ، ذلک: مبتدا، ب: جار، ان اللہ: حرف مشبہ و اسم، مولیٰ الذین امنوا: خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان حرف مشبہ، الکفرین: اسم، لامولیٰ لہم: جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف متفق خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆.....ولکن لیبلو بعضکم ببعض.....☆ یہ آیت روز احد نازل ہوئی جب کہ مسلمان زیادہ مقتول و مجروح ہوئے۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

#### نام محمد کی برکتیں:

۱.....جس طرح ملتے ہیں لب نام محمد کے سبب کاش ہم مل جائیں سب نام محمد کے سبب  
 نام محمد ﷺ کی کئی برکتیں ہیں، جب تک ہونٹ آپس میں مل نہ جائیں یہ نام ادا ہونے سے قاصر ہے، گویا یہ پیغام دیا جا رہا ہے کہ جس طرح ہم محمدی کہلاتے ہیں کاش کہ سچے محمدی بن بھی جائیں۔  
 ☆.....حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خادم راستوں میں پھیل گئے اور وہ نعرے لگا رہے تھے یا محمد، یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ۔  
 (صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب: فی حدیث الہجرۃ، رقم: (۷۴۱۶)/۳۰۱۴، ص ۱۴۷۳)  
 ☆.....حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماجی ہوں، اللہ ﷻ میرے سبب سے کفر مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں، اللہ ﷻ میرے بعد حشر قائم کرے گا اور میں عاقب ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“  
 (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ ﷺ، رقم: ۳۵۳۲، ص ۵۹۴)  
 ☆.....ابن عساکر ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کا نام محمد رکھے، وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں گے۔“

(کنز العمال، کتاب النکاح، الباب السابع فی الاولاد وحقوقہم، رقم: ۴۵۲۱۵، ج ۸، ص ۱۷۵)  
 ☆.....بزار نے ابورافع سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جب لڑکے کا نام (محمد) رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم کرو۔“  
 (صحیح مسلم، کتاب الادب، باب استحباب تغیر الاسم القبیح الی حسن، رقم: ۲۱۴۲، ۱۹، ص ۱۰۷۷)  
 ☆.....حضرت عبدالرحمن بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کا پاؤں سن ہو گیا، ایک شخص نے کہا: اس کو یاد کرو جو تم کو سب سے زیادہ محبوب ہو، حضرت ابن عمر نے کہا: یا محمد!۔  
 (ادب المفرد، ص ۲۵۰)

☆.....حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب لوگ میت کو دفن کر کے چلے جاتے ہیں تو اس کے پاس دو فرشتے آکر اسے شہادت دیتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ﷻ ہے، پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کونسا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے، پھر پوچھتے ہیں: وہ شخص کون تھا جو تم میں مبعوث کیا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے: وہ رسول



اللہ ﷻ ہیں، پھر آسمان سے ندا کی جائے گی کہ میرے بندے نے سچ کہا، اس کیلئے جنت سے فرش بچھا دو اور اس کے لئے جنت کی کھڑکی کھول دو، المختصر۔

(سنن ابوداؤد، کتاب السنۃ، باب فی المسالۃ فی القبر، رقم: ۴۷۵۳، ص ۸۹۰)

ملا علی قاری بیان کرتے ہیں: جبرائیل امین علیہ السلام نے سید عالم ﷺ کا نام ”یا محمد“ پکارا: ”او قصد به المعنی الوصفی دون المعنی العلمی یعنی نام محمد ﷺ کے وصف کا ارادہ کیا نہ کہ علمی ہونے کا۔“

حافظ ابن کثیر ”البدایۃ والنہایۃ“ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: وکان شعارهم یومئذ یمحمداه یعنی اس دن لوگوں کا یہ نعرہ تھا یا محمد اہ۔

یہاں غور کریں کہ آقائے دو جہاں ﷺ کے نام کی برکت سے سوالات کا سلسلہ ختم ہوا اور جنتی انعام و اکرام کا آغاز بھی ہوا۔ دنیا و آخرت میں کیسی کیسی برکتیں سید عالم ﷺ کے نام پاک کی ہیں، ہم نے صرف ایک جھلک پیش کی ہے چونکہ ہمیں طوالت کا خوف بھی ہے اور مختصر زندگی میں زیادہ کام کرنے کی جستجو بھی کہ کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کام کریں، اللہ ﷻ ہمت و توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

## ایمان کی برکتیں اور گناہ کے بدلے نیکی کا ملنا:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرے اور اس پر ایمان لائے جو محمد ﷺ پر نازل کیا کیونکہ وہی حق ہے ان کے رب کی طرف سے تو اللہ ﷻ (اس سبب سے) ان کے گناہ معاف فرمادے اور ان کے معاملات کو اچھا کر دے۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں: ﴿کفر عنہم سیاتہم﴾ اللہ نے ان کی برائیاں اتار دیں ﴿سے مراد یہ ہے کہ ان کے سابقہ گناہ معاف فرمادیے، ایمان لانے سے پہلے کے گناہ سے درگزر فرمادے، اور: ﴿واصلح بالہم﴾ اور ان کی حالتیں سنواریں ﴿ان کی شان بڑھائی، ان کی حالت اچھی کر دی یا ان کے امور کو بہتر فرمادیا۔ اور یہ تینوں انعام دنیاوی اعتبار سے ہیں جب کہ نقاش کے قول کے مطابق یہ ہے کہ اللہ ﷻ ان کی نیتوں کی اصلاح فرمادے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۶، ص ۱۹۲)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ ایمان کی برکت سے ان کے گناہ مٹا دے اور ان کی برائیوں کی پردہ پوشی فرمائے اور ان کے اعمال کی اصلاح فرمائے یعنی دنیا میں ان کی مدد و نصرت فرمائے اور اطاعت کی توفیق بخشے، گناہ سے بچائے، شیطان پر غلبہ عطا فرمادے، جنت نعیم میں جگہ عطا فرمادے۔

☆..... حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میں اس شخص کو جانتا ہوں جس کو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا، اس کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا: اس کے سامنے اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو اور اس کے بڑے گناہ کو مخفی رکھا جائے گا، اس سے کہا جائے گا: کیا تو نے یہ گناہ کئے ہیں؟ وہ اقرار کرے گا اور اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا، پھر کہا جائے گا: اس کو اس کے ہر گناہ کے بدلے میں نیکی دے دو، وہ کہے گا: اے میرے رب ﷻ! میرے تو بڑے بڑے گناہ ہیں جن کو میں یہاں نہیں دیکھ رہا، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے دیکھا سید عالم ﷺ ہنس رہے تھے، حتیٰ کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آرہی تھیں۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ادنی اہل الحنۃ منزلة فیہا، رقم: ۳۵۵/۱۹۰، ص ۱۱۸)

☆..... حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ ﷻ سے ڈرتے رہو اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو اس کے بعد فوراً نیکی کر لو، وہ نیکی گناہ کو مٹا دیگی اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔“

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی معاشرۃ الناس، رقم: ۱۹۹۳، ص ۵۸۶)



## کیا کافر پر بغیر فدیہ لئے احسان کیا جاسکتا ہے؟

۵..... علامہ ابن عابدین شامی (و حرم فداؤہم) کے تحت ارشاد فرماتے ہیں کہ کافر قیدیوں سے مطلق بدلہ یعنی فدیہ لینا جائز نہیں کہ مال لے کر کافر قیدیوں کو چھوڑ دے یا مسلمان قیدیوں کے بدلے کافر قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے، پہلی صورت مشہور قول کے مطابق جائز نہیں ہے اور ضرورت کے وقت مال لیکر کافر قیدی کو چھوڑنا جائز ہے جیسا کہ السیر الکبیر میں ہے اور امام محمد نے کہا کہ مسلمان قیدی کے بدلے میں کافر قیدی کو چھوڑ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ کافر شیخ فانی ہو اور اس کی نسل بڑھنے کی امید نہ ہو جیسا کہ الاختیار میں ہے اور دوسری صورت یعنی مسلمان قیدی کے بدلے میں کافر قیدی کو چھوڑنا امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ اکرم کے نزدیک جائز نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے۔ اور پہلی صورت صحیح ہے جیسا کہ الزاویہ ہے لیکن ظاہر الروایۃ کے مطابق یہ یعنی دوسری صورت بھی جائز ہے جیسا کہ المحيط میں مذکور ہے اور یہ تمام اقوال القہستانی میں مذکور ہیں اور ایسے ہی زیلعی نے السیر الکبیر کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کا جائز ہونا زیادہ ظاہر روایت ہے۔ فتح القدیر میں ہے کہ یہی امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول ہے اور یہی ائمہ ثلاثہ کا قول ہے۔ اور صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث سے بھی یہ قول ثابت ہے کہ ایک مشرک کے بدلے دو مسلمان اور ایک (مشرک) عورت کے بدلے دو مسلمان چھڑائے گئے جو کہ مکرمہ میں قید تھے۔

میں (علامہ شامی) کہتا ہوں کہ ہم اسی بناء پر یہ کہتے ہیں کہ فقہ کے متون میں جو یہ لکھا ہے کہ مالی فدیہ کے بدلے میں مشرکین کو چھوڑنا حرام ہے اس قید سے مراد یہ ہے کہ جب مسلمانوں کو مال غنیمت کی ضرورت نہ ہو، لیکن جب ان کو مال کی ضرورت ہو تو مشرکین کو مالی فدیہ کے بدلے میں چھوڑنا جائز ہے اور اسی طرح مسلمان قیدیوں کے بدلے میں کافر قیدیوں کو چھوڑنا بھی جائز ہے۔

(رد المحتار، کتاب الجہاد، مطلب: بیان معنی الغنیمۃ والفی، ج ۶، ص ۲۲۸)

## کن کفار سے قتال لازم ہے اور کیوں؟

۱..... جہاد ابتدا فرض کفایہ ہے پس اگر کسی ایک جماعت نے کر لیا تو سب کی طرف سے ساقط ہو گیا اور اگر سب مسلمانوں نے چھوڑ دیا تو سارے ہی گناہ گار ہو گئے۔

(کنز الدقائق مع کشاف الحقائق، کتاب السیر والجهاد، ص ۱۷۷)

(۲) اگر کفار کسی شہر پر ہجوم کریں تو الاقرب فالاقرب کے قانون کے تحت تمام مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہوگا۔ اور درود کی عبارت میں ہے کہ جہاد فرض عین اس وقت ہوگا جب کہ دشمن اسلامی سرحد پر حملہ کر دے تو قرب وجوار کے مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہوگا اور یہ

بھی ضروری ہے کہ وہ جہاد پر قدرت رکھتے ہوں۔ (رد المحتار، کتاب الجہاد، مطلب فی الفرق بین فرض العین، ج ۶، ص ۲۰۱ ملقطاً)

(۳)..... جہاد کے واجب ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ مجاہد کے پاس جنگ کرنے کے لئے ہتھیار ہوں، زور راہ اور سواری کا پایا

جانا بھی ضروری ہے۔ (رد المحتار، کتاب الجہاد، مطلب: طاعة الوالدین فرض عین، ج ۶، ص ۲۰۵)

(۴)..... بچے، عورت، غلام، اندھے، اپانچ اور لنگڑے پر جہاد فرض نہیں ہے اور جہاد کے فرض عین ہونے کی صورت میں جب کہ کفار

ہجوم کر دیں تو عورت اور غلام بھی بغیر اپنے شوہر اور آقا کی اجازت سے جہاد پر نکلیں گے۔

(کنز الدقائق مع کشاف الحقائق، کتاب السیر والجهاد، ص ۱۷۷)

(۵)..... جہاد کے مباح ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں ایک یہ ہے کہ دشمن کو دی جانے والی دین حق کی دعوت کو قبول کرنے سے باز رہنا

اور ان کے (یعنی مسلم اور غیر مسلم ممالک) کے مابین امن وامان اور کوئی عہد و پیمان کی صورت بھی نہ ہو، دوسری شرط یہ ہے کہ مسلمان

جہاد کے ذریعے اسلام کی شان و شوکت اور قوت کے بڑھنے کی امید رکھتے ہوں اور اگر ایسی امید نہ ہو تو پھر قتال جائز نہیں کہ انسان اس میں پڑ کر اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے۔ (عالمگیری، کتاب السیر، باب الاول فی تفسیرہ شرعا و شرطہ، ج ۲، ص ۲۰۹)

### صالحین پر جنتی انعامات کا بیان:

یہ..... ہم نے جنتی انعام و اکرام کے حوالے سے کئی مقامات پر کلام کیا ہے، یہاں صرف موضوع کی مناسبت سے ایک حدیث پیش خدمت ہے چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سید عالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”مومنین دوزخ سے نجات پا جائیں گے، جنت اور دوزخ کے مابین ایک پل ہے، اس پر ان کو روک لیا جائے گا، پھر دنیا میں ان میں سے بعض نے بعض پر جو زیادتی کی ہوگی اس کا ان سے بدلہ لیا جائے گا، حتیٰ کہ جب وہ بالکل پاک اور صاف ہو جائیں گے تو پھر ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے گی، پس اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری (سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے، ان میں سے ایک شخص جنت میں اپنے ٹھکانے کو دنیا میں اپنے ٹھکانے کی بہ نسبت زیادہ پہچاننے والا ہوگا۔“

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب القصاص یوم القیمة، رقم: ۶۵۳۵، ص ۱۱۳۲)

### اللہ ﷻ کے دین کی مدد و نصرت کی برکتیں:

۸..... جو لوگ اللہ ﷻ کے دین کے لئے کوشاں رہتے ہیں، اپنے شب و روز اسی میں بسر کرتے ہیں، نیکی کی دعوت کو عام کرنے اور علماء و صلحاء سے رسم و راہ رکھنے نیز علم دین پر خود بھی عمل کرتے اور اپنے ماتحت لوگوں کو بھی اس کا پابند کرتے ہیں یقیناً وہ خراج تحسین کے لائق ہیں۔ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور یہ کبھی نہیں چاہے گا کہ دین اسلام کا پیغام عام ہو لہذا دانشمندی کا بھی یہی تقاضا ہے کہ جتنا ہو سکے دین اسلام کے پرچار میں اپنا وقت صرف کیا جائے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے: ”اللہم انسی اسئلک برحمتک التی لا تنال منک الا بالخروج یعنی اے اللہ ﷻ میں تجھ سے تیری اس رحمت کا سوال کرتا ہوں جو تو اپنی راہ میں نکلنے والوں کو عطا فرماتا ہے۔“ (کنز العمال، کتاب الاذکار، الادعیۃ المطلقۃ، رقم: ۵۰۳۰، ج ۱، ص ۲۸۵)

### اغراض:

الا و کساین: یہ آیت حجۃ الوداع کے بعد جب کہ مکہ مکرمہ سے نکلے اور مکہ مکرمہ کی درود یوار کو ملا حظہ فرماتے ہوئے، فراق کے غم میں ڈوبے ہوئے تھے اور کی آیات وہ ہوتی ہیں جو مکہ میں نازل ہوئیں اگرچہ ہجرت کے بعد ہوئی ہوں لیکن یہ قول ضعیف ہے، صحیح قول یہ ہے کہ کی آیات وہ ہوتی ہیں جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئیں اور مدنی وہ جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں اگرچہ مکہ مکرمہ کی زمین پر نازل ہوئی ہوں۔ القتل: کہا جاتا ہے کہ اُخذ میں ستر مسلمان شہید ہوئے۔ و ثمان او تسع: اور ایک قول کے مطابق اس سورت میں چالیس آیات ہیں اور ﴿حتى تضع الحرب اوزارها﴾، ﴿لذۃ للشاربین﴾، کیا یہ آیات ایک ہی ہیں یا اپنے ماقبل کا تتمہ ہیں۔ فلا یرون لها فی الآخرة ثوابا: اللہ کا فرمان: ﴿وقدمنا الی ما عملوا من عمل جعلناہ ہباء منثورا﴾ (الفرقان: ۲۳)۔ یجزون بہا فی الدنیا: یعنی انہیں مال میں وسعت عطا فرمائی، اور ان کے لئے اولاد اور عافیت میں اضافہ کر دیا اور بھی انعام فرمائے اور مقصد یہ تھا کہ (کافر) ان پر فخر اور ریاء نہ کریں۔ غفر لہم: یعنی اُن (ایمان والے مومنین) کے گناہوں کو معاف فرما دیا اور فرشتوں کے صحف سے مٹا دیا۔

فلا یعصونہ: یعنی مومنین مذکورہ بالا معصیت پر جتنے نہیں رہتے، عمومی طور پر معصیت صادر ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو، لیکن یہ معصیت پر جتنے نہیں ہوتے۔ الشیطان: سے مراد باطل یعنی کفر ہے۔ اسی اقتلوہم: مطلق گردن مارنا ہے یعنی جس بھی حالت میں کافر کو پاؤ اُسے ہلاک کر دو۔



ای سامسکوا: اس کلام میں اس جانب اشارہ ہے کہ مذکورہ کلام میں دو جملے پوشیدہ ہیں: یعنی قتل اور قید سے روکنا مراد ہے۔ ای اہلہا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے۔ ہاں یسلم الکفار: مراد یہ ہے کہ قاتل کرنے کا ہتھیار رکھ دے۔ و ہذہ غایۃ للقتل: یعنی یہ مذکورہ حکم گردن مارنے کی قید کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ بغیر قتال: جیسا کہ زمین میں دھنسا دینا۔ الجبراحات: اور بہت سے زخمی ہوئے، یہاں لفظ کے عمومی اعتبار سے کلام ہے نہ کہ خصوصی سبب کی وجہ سے، اور قیامت کے دن ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ کی راہ میں، اُس کے دین کی مدد کرتے ہوئے مارا جائے۔

الی ما ینفعہم: یعنی دنیا میں انہیں انعام دیا جائے گا، اعمال صالحہ کی توفیق اور اس پر اخلاص کی نعمت، اور آخرت میں بھی جنت اور اس کی ابدی نعمتوں کا انعام ملے گا اور اس دن اللہ کے حکم کی کوئی خلاف ورزی نہ کر سکے گا اور اللہ اپنی مخالفت سے انہیں محفوظ رکھے گا اور اسی کے متعلق حدیث میں وارد ہوتا ہے: ”اللہ نے اہل بدر والوں کو مطلع کیا کہ اعمال اختیار کرو تمہاری مغفرت کر دی جائے گی“۔ اور اس حدیث میں اہل بدر کے لئے معصیت کے مباح ہونے کا وہم کہیں نہیں پایا جاتا بلکہ معنی یہ ہے کہ تم نے اپنے نفوس کو میری محبت میں فنا کر دیا، اور میری رضا کے مقابلے میں اپنی خواہشات کو چھوڑ دیا، پس میں نے تمہارے نفوس کو جنت کے عوض خرید لیا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿اشتری من المؤمنین انفسہم واموالہم﴾ (التوبة: ۱۱۱)۔ وما فی الدنیا: یعنی دنیا میں ہدایت اور اعمال کی اصلاح کی نعمت ملے گی۔ ان لم یقتل: یہ سوال مقدر کا جواب ہے، سوال یہ ہے کہ کیسے اعمال کی اصلاح اور ہدایت ملے گی جب کہ دنیا میں قتل بالفعل کرنا فرض کیا گیا ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد یہ ہے کہ قاتل وقوع پذیر ہو چہ جائے کہ شہادت ملے یا نہ ملے، یعنی وقوع بالفعل ہو یا نہ ہو۔ فیہتدون الی مساکنہم: پس وہ جنت میں اپنے اپنے ٹھکانوں میں ہونگے، حدیث میں ہے: ”مومن دنیا سے اُس وقت تک نہیں جائے گا جب تک کہ جنت میں اپنی جگہ نہ دیکھ لے“۔

ای ہلاک و خبیۃ لہم: اس بارے میں دس اقوال ہیں: (۱)..... التبعس کے معنی رسوائی ہونا ہے، (۲)..... ان کے لئے پستی ہے، (۳)..... اللہ کی جانب سے اُن کے لئے لعنت ہے، (۴)..... قباحت ہے، (۵)..... غضب ہے، (۶)..... شر ہے، (۷)..... بدبختی ہے، (۸)..... بیماری اور عیب ہے، (۹)..... ہلاکت اور لغزش، (۱۰)..... لڑکھانا گرنا ہے اور تمام معنی ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں جس سے کسی کی ہلاکت کا پتہ چلتا ہے۔ (الصاوی، ج ۵، ص ۲۹۱ وغیرہ)

### رکوع نمبر: ۶

﴿ان اللہ یدخل الذین امنوا و عملوا الصلحت جنت تجری من تحتھا الانہر والذین کفروا یشتمعون﴾ فی الدنیا ﴿و یا کلون کما تاكل الانعام﴾ اٰی لیسَ ہُم اِلَّا بُطُوْنُہُمْ وَفُرُوْجُہُمْ وَلَا یَلْتَفِتُوْنَ اِلٰی الْاٰخِرَةِ ﴿والنار مثوی لہم﴾ (۱۲) ﴿مَنْزِلٌ وَمَقَامٌ وَمَصِیْرٌ﴾ و کاین ﴿و کَم﴾ من قریۃ ﴿اُرِیدُ بِہَا اَہْلُہَا﴾ می اشد قوۃ من قریۃ ﴿مکۃ اٰی اَہْلُہَا﴾ الی اخر جتک ﴿رُوِیَ لَفْظُ قَرْیَۃ﴾ اہلکتم ﴿رُوِیَ مَعْنٰی قَرْیَۃ﴾ الْاَوَّلٰی ﴿فلا ناصر لہم﴾ (۱۳) ﴿مِنْ اِہْلَکِنَا﴾ ا فمن کان علی بینۃ ﴿حُجَّۃٌ وَبُرْہَانٌ﴾ من ربہ ﴿وہم الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ کمن زین لہ سوء عملہ ﴿فَرَاہُ حَسَنًا وَہُمْ کَفَّارٌ مَّکَّةُ﴾ و اتبعوا اہواءہم ﴿(۱۴)﴾ فی عِبَادَۃِ الْاَوْتَانِ اٰی لَا مَمَالِئَۃَ بَیْنَهُمَا ﴿مثل﴾ اٰی صِفَتْ ﴿الجنة الی وعد المتقون﴾ الْمُشْتَرَاکَۃُ بَیْنَ ذَاخِلِیْہَا مُبْتَدَاُ خَبْرَہُ ﴿فیہا النہر من ماء غیر اسن﴾ بِالْمَۃِ وَالْقَصْرِ كَضَارِبٍ وَحَدَرَ اٰی غَیْرُ مُتَغَیِّرٍ بِخِلَافِ مَاءِ الدُّنْیَا

فَيَتَغَيَّرُ لِعَارِضٍ ﴿۱۷﴾ وَالنَّهْرُ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ ﴿۱۸﴾ بِخِلَافِ لَبَنِ الدُّنْيَا لِخُرُوجِهِ مِنَ الصُّرُوعِ ﴿۱۹﴾ وَالنَّهْرُ مِنْ خَمْرٍ لِلْسَّعَةِ ﴿۲۰﴾ لِدَيْلَسَةٍ ﴿۲۱﴾ لِلشَّرْبِ بِسَبَبِ خَمْرِ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا كَرِيهَةٌ عِنْدَ الشُّرْبِ ﴿۲۲﴾ وَالنَّهْرُ مِنْ عَسَلٍ مَصْفًى ﴿۲۳﴾ بِخِلَافِ عَسَلِ الدُّنْيَا فَإِنَّهُ لِيَخْرُجَ مِنْ بَطُونِ النَّحْلِ يُخَالِطُهُ الشَّمْعُ وَغَيْرُهُ ﴿۲۴﴾ وَلَهُمْ فِيهَا أَصْنَافٌ ﴿۲۵﴾ مِنْ كُلِّ الثَّمَرِ وَمَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ ﴿۲۶﴾ فَهُوَ رَاضٍ عَنْهُمْ مَعَ إِحْسَانِهِ إِلَيْهِمْ بِمَا ذَكَرَ بِخِلَافِ سَيِّدِ الْعَبِيدِ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّهُ قَدْ يَكُونُ مَعَ إِحْسَانِهِ إِلَيْهِمْ سَاحِطًا عَلَيْهِمْ ﴿۲۷﴾ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ خَيْرٌ مُبْتَدَأٌ مُقَدَّرٌ أَيْ أَمِنْ هُوَ فِي هَذَا النِّعَمِ ﴿۲۸﴾ وَسَقُوا مَاءً حَمِيمًا ﴿۲۹﴾ أَيْ شَدِيدَ الْخَرَارَةِ ﴿۳۰﴾ فَقَطَعَ امْعَاءُ هُمْ ﴿۳۱﴾ أَيْ مَصَارِيْنُهُمْ فَخَرَجَتْ مِنْ أَدْبَارِهِمْ وَهُوَ جَمْعٌ مَعَ الْقَصْرِ وَالْفَقْهُ عَوْضٌ عَنْ يَأٍ لِقَوْلِهِمْ مَعْيَانٌ ﴿۳۲﴾ وَمِنْهُمْ ﴿۳۳﴾ أَيْ الْكُفَّارُ ﴿۳۴﴾ مَنْ يَسْمَعُ الْيَكُ فِي خُطْبَةِ الْجُمُعَةِ وَهُمْ الْمُنَافِقُونَ ﴿۳۵﴾ حَتَّى إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ﴿۳۶﴾ لَعَلَّمَاءِ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ ابْنُ مَسْعُودٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ اسْتَهْزَأُوا وَسُخْرِيَّةً ﴿۳۷﴾ مَاذَا قَالَ انْفِصَالًا بِالْمَدِّ وَالْقَصْرِ أَيْ السَّاعَةِ أَيْ لَا تَرْجِعْ إِلَيْهِ ﴿۳۸﴾ أُولَئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ﴿۳۹﴾ بِالْكَفْرِ ﴿۴۰﴾ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ﴿۴۱﴾ فِي النِّفَاقِ ﴿۴۲﴾ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا ﴿۴۳﴾ وَهُمْ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۴۴﴾ زَادَهُمُ اللَّهُ ﴿۴۵﴾ هَدًى وَاتَّهَمَ تَقْوَاهُمْ ﴿۴۶﴾ أَلَمْ تَقُولُوا لَنَا ﴿۴۷﴾ مَا يَتَّقُونَ بِهِ النَّارَ ﴿۴۸﴾ فَهَلْ يَنْظُرُونَ ﴿۴۹﴾ مَا يَنْتَظِرُونَ أَيْ كُفَّارَ مَكَّةَ ﴿۵۰﴾ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ ﴿۵۱﴾ بَدَلٌ مِنَ السَّاعَةِ أَيْ لَيْسَ الْأَمْرُ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمْ ﴿۵۲﴾ بَغْتَةً ﴿۵۳﴾ فَجَاءَهُمْ فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا ﴿۵۴﴾ عَلَامَاتُهَا مِنْهَا بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنْشَقَّ الْقَمَرُ وَالْدُّخَانُ ﴿۵۵﴾ فَانَى لَهُمْ إِذَا جَاءَ تَهُمْ ﴿۵۶﴾ السَّاعَةُ ﴿۵۷﴾ ذَكَرَهُمْ ﴿۵۸﴾ تَذَكَّرَهُمْ أَيْ لَا يَنْفَعُهُمْ ﴿۵۹﴾ فَاَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ﴿۶۰﴾ أَيْ دَمَ يَامُحَمَّدُ عَلَى عِلْمِكَ بِذَلِكَ النَّافِعِ فِي الْقِيَامَةِ ﴿۶۱﴾ وَاسْتَغْفِرُ لَذَنْبِكَ ﴿۶۲﴾ لَا جَلِيلَ قِيلَ لَهُ ذَلِكَ مَعَ عِصْمَتِهِ لِيَسْتَنْ بِهِ أَمْنَهُ وَقَدْ فَعَلَهُ ﷺ قَالَ ﷺ إِنِّي لَا أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ فِي كُلِّ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ ﴿۶۳﴾ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فِيهِ أَكْرَامٌ لَهُمْ بِأَمْرِ نَبِيِّهِمْ بِالْإِسْتِغْفَارِ لَهُمْ ﴿۶۴﴾ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَقَلْبَكُمْ ﴿۶۵﴾ مُنْصَرِّفَكُمْ لِاسْتِغْفَالِكُمْ بِالنَّهَارِ ﴿۶۶﴾ وَمَثُوكُمْ ﴿۶۷﴾ مَاؤُكُمْ إِلَى مَصَاجِعِكُمْ بِاللَّيْلِ أَيْ هُوَ عَالِمٌ بِجَمِيعِ أَحْوَالِكُمْ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْهَا فَاحْذَرُوهُ وَالْخِطَابَ لِلْمُؤْمِنِينَ وَغَيْرِهِمْ.

### ترجمہ

بیشک اللہ داخل فرمائے گا انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں اور کافر برتتے ہیں (دنیا میں) اور کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھائیں (کہ کفار کو فقط اپنے پیٹ اور شرمگاہوں کی تسکین ہی کی فکر ہے، یہ آخرت کی طرف بالکل التفات نہیں کرتے.....) اور آگ میں ان کا ٹھکانہ ہے (مثنوی کے معنی منزل، مقام اور مصیر ہے) اور کتنے ہی (کامین کے معنی کام خیر ہے) شہر (یعنی شہر میں رہنے والے، قریہ کا اطلاق کر کے اہل قریہ مراد لئے گئے ہیں) کہ اس سے شہر (یعنی مکہ) سے (یعنی مکہ) کے رہنے والوں سے (قوت میں زیادہ تھے جس نے تمہیں تمہارے شہر سے باہر کیا) النبی اخرجتک میں قریہ کی رعایت برتی گئی ہے (ہم نے انہیں ہلاک فرمایا) یہاں پہلے والے قریہ کی رعایت برتی گئی ہے (تو ان کا کوئی مددگار نہ تھا) انہیں ہمارے ہلاک کرنے

سے بچانے والا) تو کیا جو روشن دلیل پر ہو (بینۃ کے معنی دلیل ہے) اپنے رب کی طرف سے (مراد اس سے مسلمان ہیں) اس جیسا ہو گا جس کے برے عمل اس کے لیے مزین کر دیئے گئے (تو وہ انہیں اچھا سمجھنے لگا، مراد اس سے اہل مکہ ہیں جو بتوں کو پوجنے کے بارے میں) وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلے (یعنی مسلمانوں اور کافروں کے مابین کوئی مماثلت نہیں) صفت (مثل بمعنی صفت ہے) اس جنت کی جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے ہے (جو داخل جنت ہونے والوں کے مابین مشترک ہے، الجنة التی..... الخ مبتدا ہے اور اس کی خبر فیہا انہار..... الخ ہے) اس میں ایسی پانی کی نہریں جو کبھی نہ بگڑے (یعنی تغیر نہ ہوں..... الخ) بخلاف دنیا کے پانی کے کہ وہ کسی عارض کے سبب تغیر ہو جاتا ہے، آسن مد اور قصر دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے جیسا کہ ضارب اور جلد (اور ایسے دودھ کی نہریں جس کا مزانہ بدلا (بخلاف دنیا کے دودھ کے اس کے تھنوں سے نکلنے کے سبب) اور ایسی شراب کی نہریں جو لذیذ (لذۃ کے معنی لذیذ ہے) پینے والوں کے لیے (بخلاف دنیا کی شراب کے کہ پیتے وقت یہ ناگوار ہوتی ہے) اور ایسی شہد کی نہریں ہیں جو صاف کیا گیا (بخلاف دنیا کے شہد کے کہ دنیاوی شہد کی کھپیوں کے پیٹ سے نکلتے وقت موم وغیرہ سے مخلط ہوتا ہے) اور ان کے لیے اس میں ہر (قسم کے) پھل ہیں اور اپنے رب کی مغفرت (یعنی ان پر یہ احسان کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ان سے راضی بھی ہے بخلاف غلام کے اس آقا کے جو دنیا میں اپنے غلام پر غضبناک ہونے کے باوجود بھی اس پر احسان کرتا ہے..... الخ) اس کی طرح ہیں جنہیں ہمیشہ آگ میں رہنا (کمن ہو خالد..... الخ خبر ہے مقدر "امن ہو فی هذا النعیم" کی، معنی آیت یہ ہے کیا وہ جو ان نعمتوں میں ہے اس کی طرح ہیں جنہیں ہمیشہ آگ میں رہنا ہے) اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے گا (حمیم کے معنی کھولتا پانی ہے) کہ ان کی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے گی (پھر وہ پچھلے رستے سے نکل جائیں گے، امعاء کے معنی آنتیں ہیں، "معبی" کی جمع ہے جو قصر کے ساتھ ہے اور اس کا الف یاء کے عوض آیا ہے، اہل عرب کہتے ہیں معیان) اور ان میں سے (یعنی کافروں میں سے) بعض تمہارے ارشاد سنتے ہیں (خطبہ جمعہ میں مراد اس سے منافق ہیں) یہاں تک کہ تمہارے پاس سے نکل کر جائیں علم والوں سے کہتے ہیں (یعنی اہل علم صحابہ کرام جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بطور استہزاء اور مذاق کے) ابھی انہوں نے کیا فرمایا (یعنی ہم اس قول پر عمل نہیں کریں گے..... الخ) "انفا" مد اور قصر کے ساتھ پڑھا گیا ہے بمعنی الساعة ہے) یہ ہیں وہ جن کے دلوں پر اللہ نے (کفر کے سبب) مہر کر دی اور وہ (شفاعت کے معاملے میں) اپنی خواہشوں کے تابع ہوئے اور جنہوں نے راہ پائی (مراد اس سے مسلمان ہیں) اس نے (یعنی اللہ ﷻ نے) ان کی ہدایت اور زیادہ بڑھائی اور ان کی پرہیزگاری انہیں عطا فرمائی (یعنی انہیں وہ امور الہام کئے جن کے ذریعہ وہ آگ سے بچ سکیں) تو وہ انتظار نہیں کر رہے (کفار مکہ، ہل بنظرون بمعنی مانتظرون ہے) مگر قیامت کا کہ ان پر اچانک آئے ("الساعة" مبدل منہ اور ان تاتیہم الساعة بدل اشتمال ہے، بغتۃ بمعنی فجاءۃ ہے معنی آیت یہ ہے لیس الامر الا ان تاتیہم بغتۃ ہے) کہ اس کی علامتیں تو آج ہی چکیں ہیں (ان میں سے بعض یہ ہیں: نبی آخر الزمان کا مبعوث ہونا، چاند دو ٹکڑے ہونا، اور آسمان پر دھواں چھا جانا، اشراط بمعنی علامات ہے) پھر جب وہ (یعنی قیامت) آجائے گی تو کہاں وہ اور کہاں ان کا سمجھنا (یعنی اس وقت ان کا سمجھنا انہیں نفع نہ دے گا) تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں (اے حبیب ﷺ! آپ ﷺ اس بات کے علم پر قائم رہیں کہ یہ بات قیامت میں نفع دیگی) اور اپنے ذنب کی معافی مانگو (حضور ﷺ کے گناہوں سے معصوم ہونے کے باوجود یہ بات اس لیے فرمائی گئی تاکہ امت کے لیے استغفار کرنا سنت ہو جائے اور حضور ﷺ نے اس پر عمل فرمایا کہ فرماتے ہیں "بیشک میں روزانہ سو مرتبہ اللہ ﷻ کے حضور استغفار کرتا ہوں") اور مومن مردوں و عورتوں کی (اس میں مومنوں کا اکرام ہے کہ اللہ ﷻ نے اپنے نبی ﷺ کو ان کے لیے استغفار کا حکم فرمایا ہے) اور اللہ جانتا ہے دن کو تمہارا پھرنا (دن میں تمہاری مشغولیت کے سبب

تمہارا پھرنا) اور تمہارا ٹھکانہ (رات میں تمہارے بستر کو ٹھکانہ بنانے کو، یعنی وہ تمہارے تمام ہی احوال سے واقف ہے اس پر کچھ بھی مخفی نہیں ہے، پس تم اسی سے ڈرو، مٹو کم بمعنی ماو کم ہے، یہاں خطاب مسلمانوں اور دیگر لوگوں سے بھی ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿ان الله يدخل الذين امنوا وعملوا الصلحت جنت تجرى من تحتها الانهر﴾

ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یدخل: فعل بافاعل، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ ملکر مفعول، جنت: موصوف، تجری من تحتها الانهر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین کفروا یتمتعون ویاکلون کما تاکل الانعام﴾

و: عاطفہ، الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر مبتدا، یتمتعون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یا کلون: فعل بافاعل، کاف: جار، ما موصولہ، تا کل الانعام: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "اکلا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والنار مثوی لهم﴾

و: متعلقہ، النار مبتدا، مثوی: موصوف، لهم: ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ متعلقہ۔

﴿وکاین من قریۃ ہی اشد قوۃ من قریۃک الیٰ اخر جنتک اهلکنہم﴾

و: متعلقہ، کاین: کا ین بمعنی کم خبریہ تمیز، من: جار، قریۃ موصوف، ہی: مبتدا، اشد: اسم تفصیل "هو" ضمیر تمیز، قوۃ: ملکر فاعل، من: جار، قریۃک موصوف، الیٰ اخر جنتک: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر تمیز، ملکر مبتدا، اهلکنہم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ متعلقہ۔

﴿فلاناصر لهم اقمنا علیٰ بینۃ من ربہ کمن زین له سوء عملہ واتبعوا اہواءہم﴾

ف: عاطفہ، لا ینفی جنس، ناصر: اسم، لهم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ہمزہ جرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "الیس الامر کما ذکر" من: استفہامیہ مبتدا، کان: فعل ناقص با اسم، علی: جار، بینۃ موصوف، من ربہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر اول، کاف: جار، من موصول، زین له سوء عملہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتبعوا اہواءہم: جملہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿مثل الجنة التي وعد المتقون فيها انهر من ماء غیر اسن وانهر من لبن لم یتغیر طعمہ وانهر من خمر لذة للشریین وانهر من عسل مصفی﴾

مثل: مضاف، الجنة: موصوف، التي وعد المتقون: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر ذوالحال، فیہا: ظرف مستقر خبر مقدم، انهر: موصوف، من: جار، ماء موصوف، غیر اسن: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، انهر: موصوف، من: جار، لبن موصوف، لم یتغیر طعمہ: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت اول، و: عاطفہ، انهر: موصوف، من عسل مصفی: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف ثانی، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر خبر محذوف "فیما یتلیٰ علیکم" کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولهم فیہا من کل الثمرات ومغفرة من ربہم﴾



و: عاطفہ، لہم: ظرف مستقر "ثابت" اسم فاعل محذوف کیلئے، فیہا: ظرف لغو "ثابت" اسم فاعل محذوف اپنے فاعل و ظرف مستقر و ظرف لغو سے، مگر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم، من: کنل التسموت: ظرف مستقر "اضاف" محذوف کیلئے صفت، مگر معطوف علیہ، و: عاطفہ، مغفورہ: موصوف، من: رہم: ظرف مستقر صفت، مگر معطوف، مگر مبتدا مؤخر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿کمن هو خالد فی النار و سقوا ماء حمیما فقطع امعاء ہم﴾

کاف: جزاء، من: موصولہ، ہو: مبتدا، خالد فی النار: شبہ جملہ خبر، مگر جملہ اسمیہ صلہ، مگر مجرور، مگر ظرف مستقر مبتدا محذوف "امن ہو خالد فی هذه الجنة حسما جرى به الوعد" کی خبر، مگر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، سقوا: فعل با نائب الفاعل، ماء حمیما: مرکب توصیفی مفعول ثانی، مگر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قطع: فعل با فاعل، امعاء ہم: مفعول، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿و منهم من يستمع اليك حتى اذا خرجوا من عندك قالوا للذين اوتوا العلم ما اذا قال انفا﴾

و: متانفہ، منهم: ظرف مستقر خبر مقدم، من: موصولہ، يستمع اليك: فعل با فاعل و ظرف لغو، حتی: جار، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، خرجوا من عندك: جملہ فعلیہ شرط، قال للذين اوتوا العلم: قول، ما: استفہامیہ مبتدا، اذا: موصول، قال: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، انفا: حال، مگر فاعل، مگر جملہ فعلیہ صلہ، مگر خبر، مگر جملہ اسمیہ مقولہ، مگر جملہ قولیہ جزاء، مگر جملہ شرطیہ مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، مگر مبتدا مؤخر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئك الذين طبع الله على قلوبهم واتبعوا هواهم﴾

اولئك: مبتدا، الذين: موصول، طبع الله على قلوبهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتبعوا هواهم: جملہ فعلیہ معطوف، مگر صلہ، مگر خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿والذين اهدوا زادهم هدى واتهم تقوهم﴾

و: عاطفہ، الذين اهدوا: موصول صلہ، مگر مبتدا، زادهم: فعل با فاعل و مفعول، هدى: مفعول ثانی، مگر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتهم: فعل با فاعل و مفعول، تقوهم: مفعول ثانی، مگر جملہ فعلیہ معطوف، مگر خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿فهل ينظرون الا الساعة ان تأتيهم بغتة﴾

ف: متانفہ، هل: حرف استفہام للثقی، ينظرون: فعل با فاعل، الا: اداة حصر، الساعة: بمبدل منه، ان: مصدریہ، تأتي: فعل "ہی" ضمیر ذوال حال، بغتہ: حال، مگر فاعل، ہم: مفعول، مگر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل، مگر مفعول، مگر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿فقد جاء اشراطها فاني لہم﴾

ف: عاطفہ تعلیلیہ، قد: تحقیقیہ، جاء: فعل، اشراطها: فاعل، مگر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، انی: اسم استفہام، مگر ظرف متعلق محذوف "ثابت" اسم فاعل کیلئے، لہم: ظرف لغو "ثابت" اسم فاعل اپنے فاعل و ظرف لغو سے، مگر شبہ جملہ ہو کر مبتدا محذوف "الخلاص" کیلئے خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿اذا جاء تهم ذکروہم﴾

اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء تهم: فعل و مفعول، ذکروہم: فاعل، مگر جملہ فعلیہ ہو کر جزاء محذوف "کیف يتذکرون" کیلئے شرط، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿فاعلم انه لا اله الا الله واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات﴾

ف: فصیحہ، اعلم: فعل امر بافاعل، انا: حرف مشبہ واسم، لا: نفی جنس، الہ: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، اللہ: مضاف الیہ، مکر اسم "موجود" محذوف خبر، مکر جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، و: عاطفہ، استغفر: فعل امر بافاعل، لذنبک: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، للمومنین والمومنات: جار مجرور معطوف، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر شرط محذوف "اذا علمت سعادة المومنین وشقاوة الکافرين" کی جزاء، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿والله يعلم متقلبکم ومثوکم﴾

و: متانفہ، اللہ مبتدا، یعلم: فعل بافاعل، متقلبکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، مثوکم: معطوف، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆.....ہی اشد قویۃ من قریبک التی اخرجتک..... ☆ جب سید عالم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کی اور غار کی طرف تشریف لے چلے تو مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اللہ ﷻ کے شہروں میں تو مجھے بہت پیارا ہے اگر مشرکین مجھے نہ نکالتے تو میں تجھ سے نہ نکلتا اس پر اللہ ﷻ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### متذکرہ آیت میں خاص طور پر کافروں کا ذکر کیوں ہوا؟

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والذین کفروا یعتنقون اور کافر برتتے ہیں﴾، اس آیت میں خاص طور پر کافروں کا دنیاوی اسباب سے نفع اٹھانے کا ذکر ہوا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ مومنین بھی دنیاوی اسباب سے نفع اٹھاتے ہیں، اس کے دو جوابات ہیں: (۱)..... ہم یہ کہیں گے کہ جس کے لئے کوئی عظیم انعام ہو اور مزید کوئی چیز آسانی سے مل جائے تو اس شخص کے حوالے سے فقط اسی عظیم انعام ہی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ پس مومنین کے لئے جنت کی عظیم نعمت ہے لہذا اس کے بارے میں دنیاوی مال کی طرف التفات کا ذکر نہیں کیا جاتا اور جہاں تک کافر کا معاملہ ہے تو اس کیلئے چونکہ آخرت میں کچھ ہے ہی نہیں لہذا اس کے لئے دنیاوی مال و اسباب سے نفع اٹھانے کا ذکر کیا گیا۔ (۲)..... دوسری وجہ یہ ہے کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور جو قید میں ہوتا ہے اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ قید میں رہ کر مال و اسباب کے اعتبار سے اچھی زندگی بسر کر رہا ہے۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۴۴)

### جنتی نہروں کا بیان:

۲..... انسان اعمال صالحہ، رب ﷻ کے فضل و کرم اور خاص انعام کی برکت سے جنت کی ابدی نعمتیں پائے گا۔ حکیم بن معاویہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جنت میں پانی کا ایک دریا ہے، ایک شہد کا دریا ہے، ایک دودھ کا دریا ہے اور ایک پاکیزہ شراب کا دریا ہے پھر اس سے اور دریا نکلتے ہیں۔"

(سنن الترمذی، کتاب صفة الجنة عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی صفة انهار الجنة، رقم: ۲۵۸۰، ص ۷۴)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "سیحان اور جیحان اور فرات اور نیل جنت کے دریاؤں میں سے ہیں۔"

(صحيح مسلم، کتاب الجنة و صفة، باب ما فی الدنیا من انهار الجنة، رقم: ۷۰۵۵/۲۸۳۹، ص ۱۳۹۵)

علامہ نووی اس حدیث کے تحت کہتے ہیں سیحان اور جیحان "ارمن" کے شہروں میں سے ہیں اور یہ بہت بڑے دریا۔

ہیں، نیل معر میں ہے اور فرات عراق میں اور ان دریاؤں کے جنت میں ہونے کا معنی یہ ہے کہ ان کی اصل جنت میں ہے۔

### جنتی انعام کے ذکر کے بعد بخشش کا ذکر کرنا:

۳..... ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ جنت میں وہی جاتا ہے جو بخش دیا گیا ہو، یہاں دخول جنت کے بعد بخشش کا ذکر کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟ امام رازی نے اس کے چند جوابات دیئے ہیں: (۱)..... ان کو جنت میں پھل ملیں گے اور دخول جنت سے پہلے ان کی مغفرت ہو چکی ہوگی۔ (۲)..... مغفرت سے مراد تکلف کا اٹھ جانا یعنی مکلف نہ رہنا ہے، اب جنت میں ان سے کچھ محاسبہ نہیں ہوگا جنت کے مشروبات سے پیئیں اور پھلوں سے بے فکر ہو کر کھائیں، ان سے کھانے پینے اور جنت کی کسی نعمت کا کوئی سوال نہیں ہوگا جب کہ دنیا میں کھانے پینے اور ہر نعمت کا حساب ہوتا تھا جب کہ جنت میں ایسا نہیں ہوگا۔ (۳)..... مغفرت کے معنی ستر یعنی پردہ پوشی کے ہیں، جب بندے کی مغفرت ہوتی ہے تو اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے، دنیا میں کھانے پینے کے بعد چند قبیح چیزوں کا ظہور ہوتا ہے یعنی حاجات طبعیہ سے واسطہ پڑتا ہے جب کہ جنت میں ایسا کچھ بھی نہ ہوگا گویا کہ اللہ ﷻ نے ان قبیح اشیاء سے نجات عطا فرمادی ہے۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۴۷ وغیرہ)

### سید عالم ﷺ کے ارشادات سننے والے منافقین کا حال:

۴..... منافق سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے، دوزخ کے سات طبقات ہیں: (۱)..... جہنم، (۲)..... لظی، (۳)..... الحطیم، (۴)..... سعیر، (۵)..... سقر، (۶)..... جحیم، (۷)..... ہاویہ۔

کبھی ان ساتوں طبقات پر جہنم کا اطلاق کیا جاتا ہے ان طبقات کو درکات اسلئے کہتے ہیں کہ یہ تہہ در تہہ ہیں اور منافقوں کا آخری طبقے میں ہونا انکے عذاب کی شدت پر دلالت کرتا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منافق کو لوہے کے تابوت میں رکھ کر درک اسفل میں ڈالا جائے گا اور ان کا عذاب کافروں سے زیادہ شدید ہوگا اسلئے کہ یہ کفر کو چھپاتے ہیں مسلمانوں کو دھوکا اور اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں۔

(روح المعانی، الجزء الخامس، ص ۲۳۱)

### اغراض:

ای صفة: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿مثل﴾ بمعنی جنت کی صفات ہیں، یعنی جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہوں گی۔  
المشترکہ بین داخلہا: مراد جنت نعیم کا مطلق بیان کرنا ہے، جو کہ جنت کی اعلیٰ اور ادنیٰ نعمتوں کے مابین مشترک ہے خبرہ: ما قبل جملے کی خبر کا بیان جاری ہے جو کہ ﴿فیہا انہار﴾ ہے، اور خبر جملہ حالیہ ہوتی ہے جو مبتداء کی جانب رابطہ ہوتی ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ خبر عین مبتداء کے معنی میں ہوتی ہے اور اس میں رابطے کی احتیاج نہیں ہوا کرتی اور یہی اہل عرب میں زیادہ اہل ہے۔ لذیذہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿لذذہ﴾ مصدر بمعنی الا لذاذ ہے، پس اسے وصف خمر (شراب کے اوصاف) کے ساتھ تعبیر نہیں کرنا چاہیے کیونکہ شراب ”عین اسم“ یعنی کسی چیز کا نام ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد مشتق سے تاویل کرنا ہے جیسا کہ ”زید عدل“۔ یخالطہ الشمع وغیرہ: سے مراد شہد کی مکھی کے فضلات ہیں۔

لہو راض عنہم: اس جملے سے ایک وہم دور ہوتا ہے، کہا جاتا ہے کہ مغفرت جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہوگی؟ اور آیت مذکورہ ﴿و لہم فیہا من کل ثمر و مغفرة من ربہم﴾ اسی بات کا تقاضا کرتی ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں مغفرت سے مراد رضا ہے اور رضا سے مراد جنت ہے، اور اس کی وضاحت یوں ہے کہ جنت میں کھانے پینے کی تکالیف اٹھادی جائیں گی، جیسا کہ دنیا میں ہوا کرتی ہیں، کیونکہ کھانے پینے کا ترتب حساب کتاب پر ہوتا ہے اور جنت میں حساب کتاب کچھ

نہیں پایا جاتا۔ ای لا یوجع الیہ: یعنی ابھی ابھی یہ جو کہہ رہے تھے ہم اس پر عمل نہ کریں گے۔

خبر مبتداء مقدر: اللہ کا فرمان: ﴿کَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ﴾ خبر ہے محذوف مبتداء کے لئے اور ﴿مَنْ﴾ استفہام انکاری ہے، تقدیر کلام یہ ہوگا ”لا یستوی من ہو فی هذا النعیم المقیم بمن ہو خالد فی النار“ یعنی جنت کی ابدی نعمت والا اور جہنم میں ہمیشہ رہنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔ فی خطبۃ الجمعة: پس یہ آیات مدنی ہیں اور کی آیات سے مستثنیٰ ہیں۔

الہمہم ما یتقون بہ النار: اللہ نے اہل ایمان میں خاص طور پر تقویٰ اتار دیا اور تقویٰ یہی ہے کہ انہوں نے خواہشات کی پیروی ترک کر دی اور اللہ کے سوا سے بے نیاز ہو گئے اور اپنے دلوں کو اللہ کی جانب ہی پھیر لیا۔

منہا بعثۃ النبی ﷺ: اور اس کی چھوٹی علامت تو یہی ہے کہ سید عالم ﷺ کی بالفعل بعثت ہو گئی اور بڑی علامت عنقریب آئے گی اور دونوں علامتوں کو ماضی کے ساتھ اس لئے تعبیر کیا کہ دونوں کا وقوع پذیر ہونا لازم ہے کہ اللہ کا حکم نافذ ہو کر رہے گا۔

ای دم یا محمد: میں خطاب سید عالم ﷺ اور تمام مومنین سے ہے۔ علی علمک بذلك: یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ لنستن بہ امتہ: یعنی امت کو ان کی پیروی کرنا لازم ہے اور یہ ایک توجیہ ہے اس آیت کی جو زیادہ بہتر ہے۔ ایک معنی یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ سے گناہوں کی معافی کا سوال کرتا ہوں اور سید عالم ﷺ کی دعا مستجاب ہے، اور ان کا استغفار کرنا اللہ کی نعمتوں کا چرچا کرنا ہے اور ذنوب کی معافی چاہنا امت کی تعلیم کے لئے ہے کہ امت کو انہی کی پیروی مقصود ہے۔ اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ذنب مقام و مرتبے کے اعتبار سے ہوا کرتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کی جانب اس کی نسبت سے مراد آپ ﷺ کے اہل بیت کے ذنب مراد ہیں اور اس آیت میں امتی کے لئے بشارت ہے کہ سید عالم ﷺ ان کے لئے استغفار فرماتے ہیں اور ان کی شفاعت فرمائیں گے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ذنب سے مراد خلاف اولیٰ امور ہیں جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے حوالے معاملہ رہا ہوا اور منافقین کو جہاد سے رہ جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۹۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۷

﴿وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ طَلَبًا لِلْجِهَادِ ﴿لَوْلَا﴾ هَلَّا ﴿نَزَلَتْ سُورَةٌ﴾ فِيهَا ذِكْرُ الْجِهَادِ ﴿فَإِذَا أَنْزَلَتْ سُورَةٌ﴾ مُحْكَمَةٌ ﴿أَيُّ لَمْ يُنْسَخْ مِنْهَا شَيْءٌ﴾ وَذِكْرُ فِيهَا الْقِتَالِ ﴿أَيُّ طَلَبُهُ﴾ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ ﴿أَيُّ شَكٌّ وَهُمْ الْمُؤْمِنُونَ﴾ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشَى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ﴿خَوْفًا مِنْهُ وَكِرَاهِيَةً لَهُ أَيْ فَهُمْ يَخَافُونَ مِنَ الْقِتَالِ وَيَكْرَهُونَهُ﴾ فَأُولَى لَهُمْ (۲۰) ﴿مُبْتَدَأٌ خَبَرُهُ﴾ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَعْرُوفٌ ﴿أَيُّ حَسَنٌ لَكَ﴾ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرَ ﴿أَيُّ فَرَضَ الْقِتَالِ﴾ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ ﴿فِي الْإِيمَانِ وَالطَّاعَةِ﴾ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ (۲۱) ﴿جُمْلَةٌ لَوْ جَوَّابٌ إِذَا﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ ﴿بِكُسْرِ التَّسْنِينِ وَفَتْحِهَا وَفِيهِ التَّفَاتُ عَنِ الْغَيْبَةِ إِلَى الْخُطَابِ أَيْ لَعَلَّكُمْ﴾ أَنْ تَوَلَّيْتُمْ ﴿أَعْرَضْتُمْ عَنِ الْإِيمَانِ﴾ أَنْ تَفْسُدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقْطَعُوا أَرْحَامَكُمْ (۲۲) ﴿أَيُّ تَعَوَّدُوا إِلَى أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ مِنَ الْبَغْيِ وَالْقَتْلِ﴾ وَأُولَئِكَ ﴿أَيُّ الْمُفْسِدُونَ﴾ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَاصْصَمْ عَنْهُمْ (۲۳) ﴿وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ﴾ (۲۴) عَنْ طَرِيقِ الْهُدَايَةِ ﴿فَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ﴾ فَيَعْرِفُونَ الْحَقَّ ﴿أَمْ﴾ بَلْ ﴿عَلَى قُلُوبٍ﴾ لَهُمْ ﴿أَقْفَالُهَا﴾ (۲۵) ﴿فَلَا يَفْهَمُونَهُ﴾ أَنْ الَّذِينَ ارْتَدُوا ﴿بِالْبِقَاقِ﴾ عَلَى أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ ﴿زَيْنٌ﴾ لَهُمْ وَامْلَى لَهُمْ (۲۶) ﴿بِضَمِّ أَوَّلِهِ وَفَتْحِهِ وَاللَّامُ



وَالْمُلَى الشَّيْطَانُ يَزِيدُهُ تَعَالَى لَهُوَ الْمُضِلُّ لَهُمْ ﴿ذَلِكَ﴾ اِنِّى اِضْلَالُهُمْ ﴿بَانَهُمْ﴾ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَلَ اِلَيْهِ اَللّٰهُ اِنِّى لَلْمُشْرِكِينَ ﴿سَنُطِيعُكُمْ فِى بَعْضِ الْاَمْرِ﴾ اَمْرُ الْمُعَاوِنَةِ عَلَى غَدَاوَةِ النَّبِىِّ ﷺ وَتَثْبِيطِ النَّاسِ عَنِ الْجِهَادِ مَعَهُ قَالُوا ذٰلِكَ سِرًّا فَاظْهَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اسْرَارَهُمْ﴾ (۲۶) ﴿بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ جَمْعُ سِرٍّ وَيَكْسِرُهَا مَضْمُونٌ﴾ خَالَهُمْ ﴿اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ﴾ خَالَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ ﴿وَجُوهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ﴾ (۲۷) ﴿ظُهُورُهُمْ بِمَقَامِعٍ مِنْ حَدِيدٍ﴾ ﴿ذَلِكَ﴾ اِنِّى التَّوَفِّىُّ عَلَى الْحَالَةِ الْمَذْكُورَةِ ﴿بَانَهُمْ﴾ اَتَّبَعُوا مَا اسْتَخَطَ اللّٰهُ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ ﴿اِنِّى الْعَمَلُ بِمَا يَرْضِيهِ﴾ ﴿فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ﴾ (۲۸) .

### ﴿تَرْجُمَهُ﴾

اور مسلمان کہتے ہیں (جہاد طلب کرتے ہوئے کہ) ہرگز (سولا بمعنی ہلا ہے) کوئی سورت نازل نہ کی گئی (جس میں جہاد کا ذکر ہو) پھر جب کوئی پختہ سورت اتاری گئی (یعنی جس میں سے کچھ منسوخ نہ ہو.....) اور اس میں جہاد کا ذکر فرمایا گیا (یعنی جہاد کا حکم ارشاد فرمایا گیا) تو تم دیکھو گے انہیں جن کے دلوں میں مرض (یعنی شک) ہے (مراد اس سے منافقین ہیں) کہ تمہاری طرف اس کا دیکھنا دیکھتے ہیں جس پر غشی طاری ہو (المغشی بمعنی المغمی ہے) موت کی (موت کے خوف کے سبب اور اسے ناپسند کرنے کی وجہ سے، یعنی وہ لوگ قتال سے خوفزدہ ہیں اور اسے ناپسند سمجھتے ہیں) تو ان کے حق میں بہتر تھا (اولیٰ لہم مبتدا ہے، اس کی خبر طاعة و قول معروف ہے) کہ فرما نبرداری کرتے اور اچھی بات کہتے (تو یہ ان کے حق میں اچھا تھا) پھر جب حکم ناطق ہو چکا (یعنی جہاد فرض ہو چکا) تو اگر (ایمان اور فرما نبرداری میں) اللہ سے بچے رہتے تو ان کا بھلا تھا (جملہ لو "اذا" شرطیہ کا جواب ہے) تو کیا تمہارے یہ انداز ہیں (عسیتم بمعنی لعلکم ہے، عسیتم یا مکسورہ اور مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور اس طرز کلام میں غائب سے خطاب کی طرف التفات کیا گیا ہے) اگر تم پیٹھ پھیرو (ایمان لانے سے، تو لیتیم بمعنی اعرضتیم ہے) تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو (یعنی دوبارہ جاہلیت کے کاموں یعنی ظلم اور باہمی جنگ و جدال کی طرف لوٹ جاؤ گے.....) یہ ہیں وہ (یعنی وہ فساد) جن پر اللہ نے لعنت..... کی تو انہیں (حق سننے سے) بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو (راہ ہدایت سے) اندھا کر دیا تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں (کہ نتیجے کے طور پر حق کو پہچان لیں) بلکہ (ام بمعنی بسل ہے، ان کے) دلوں پر قفل لگے ہیں (تو اسے سمجھ نہیں پاتے) بیشک وہ جو پھر گئے (نفاق کے سبب) اپنے پیچھے کی طرف بعد اس کے کہ ہدایت ان پر کھل چکی تھی شیطان نے مزین کر دیا (مسول بمعنی زین ہے) ان کے لیے اور انہیں امید دلائی (شیطان انہیں ارادہ الہی کے سبب امید دلا کر گمراہ کرنے والا ہے، اصلی ہمزہ مضمومہ و مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) یہ (یعنی ان لوگوں کو گمراہ کرنا) اس لیے کہ انہوں نے کہا ان لوگوں سے جنہیں اللہ کا اتارا ہوا ناکوار ہے (یعنی مشرکین سے) بعض کاموں میں ہم تمہاری مانیں گے (یعنی نبی پاک ﷺ کی عداوت اور حضور ﷺ کے خلاف ان کے دشمنوں کی امداد کرنے میں اور لوگوں کو جہاد سے روکنے میں انہوں نے یہ بات چھپ کر کی تھی اس پر اللہ ﷻ نے ان کی اس بات کو ظاہر فرمادیا) اور اللہ ان کی چھپی ہوئی جانتا ہے ("اسرار" ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ ہو تو مسر کی جمع اور ہمزہ مکسور کے ساتھ ہو تو مصدر ہوگا) تو کیا (ان کا حال) ہوگا جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے مارتے ہوئے ("یضربون" جملہ الملاحکۃ سے حال بن رہا ہے) ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر (لوہے کے گرزوں سے، ادب سارہم بمعنی ظہور ہم ہے) یہ (یعنی مذکورہ حالت پر کفار کی روحیں قبض کرنا) اس لیے کہ وہ ایسی بات کے تابع ہوئے جس میں اللہ کی ناراضی ہے اور اس کی خوشی (یعنی اللہ ﷻ کو راضی کرنے

والے اعمال کرنا) انہیں گوارا نہ ہوئی تو اس نے اس کے اعمال اکارت کر دیئے۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نَزَلَتْ سُورَةٌ﴾

و: متانفہ، يقول الذين امنوا قول، لولا: حرف تفضیض، نزلت سورة: فعل مجہول و نائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ متانفہ۔

﴿فَإِذَا نَزَلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذَكَرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ﴾

ف: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، انزلت: فعل مجہول، سورة: محکمة: مرکب توصیفی نائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ذکر فیہا القتال: جملہ فعلیہ معطوف، مکر شرط، رایت: فعل با فاعل، الذين: موصول، فی قلوبہم مرض: جملہ اسمیہ صلہ، مکر ذوالحال، ينظرون الیک: فعل با فاعل و ظرف لغو، نظر: مصدر مضاف، المغشى: اسم مفعول با نائب، علیہ: ظرف لغو، من الموت: ظرف لغو ثانی، مکر شبہ جملہ مضاف الیہ فاعل، مکر مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ حال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ﴾

ف: متانفہ، اولی: بمعنی "الہلاک" مبتدا، لهم: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ متانفہ، طاعة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، قول معروف: معطوف، مکر "امرنا" مبتدا محذوف کی خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صدَّقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ﴾

ف: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، عزم الامر: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لو شرطیہ، صدقوا اللہ: فعل با فاعل و مفعول، مکر جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، کان: فعل ناقص بالاسم، خیر لهم: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ فعلیہ جزاء، مکر جملہ شرطیہ ہو کر جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾

ف: متانفہ، هل حرف استفہام، عسیتم: فعل با فاعل، ان: مصدریہ، تفسدوا فی الارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تقطعوا ارحامکم: جملہ فعلیہ معطوف، مکر بتاویل مصدر خبر، مکر جملہ فعلیہ متانفہ، ان: شرطیہ، تولیتم: جملہ فعلیہ جزاء محذوف "فهل عسیتم علیہ" کیلئے شرط، مکر جملہ شرطیہ معترضہ۔

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّىٰ أَبْصَارَهُمْ﴾

اولئک: مبتدا، الذين: موصول، لعنہم اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اصمہم: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اعمى ابصارہم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکر مبدل، مکر صلہ، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾

همزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، لا يتذكرون القرآن: فعل ثانی با فاعل و مفعول، مکر جملہ فعلیہ، ام: عاطفہ منقطعة بمعنی بل، علی قلوب: ظرف مستقر خبر مقدم، اقفالہا: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذين ارتدوا على اديبارهم من بعد ما تبين لهم الهدى الشيطان سول لهم واملى لهم﴾  
 ان: حرف مشبہ، الذين: موصول، ارتدوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، على: ادبارهم: ظرف مستقر حال، لکڑ فاعل، من: جار، ما: موصولہ، تبین  
 لهم: الہدی: جملہ فعلیہ صلہ، لکڑ مجرور، لکڑ ظرف لغو، لکڑ جملہ فعلیہ صلہ، لکڑ اسم، الشیطان: مبتدا، سول لهم: جملہ فعلیہ معطوف  
 علیہ، و: عاطفہ، املى لهم: جملہ فعلیہ معطوف، لکڑ خبر، لکڑ جملہ اسمیہ۔

﴿ذلك بانهم قالوا للذين كرهوا ما نزل الله سنطيعكم في بعض الامر والله يعلم اسرارهم﴾

ذلك: مبتدا، ب: جار، انهم: حرف مشبہ واسم، قالوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالہ، الله: يعلم اسرارهم: جملہ اسمیہ حال، لکڑ  
 فاعل، لام: جار، الذين: موصول، كرهوا: فعل بافاعل، ما نزل الله: موصول صلہ، لکڑ مفعول، لکڑ جملہ فعلیہ صلہ، لکڑ مجرور، لکڑ ظرف  
 لغو، لکڑ جملہ فعلیہ ہو کر قول، س: حرف استقبال، نطيعكم: فعل بافاعل ومفعول، فی بعض الامر: ظرف لغو، لکڑ جملہ فعلیہ مقولہ، لکڑ  
 جملہ قولیہ ہو کر خبر، لکڑ جملہ اسمیہ ہو کر مجرور، لکڑ ظرف مستقر خبر، لکڑ جملہ اسمیہ۔

﴿فكيف اذا توفتهم الملكة يضربون وجوههم وادبارهم﴾

ف: عاطفہ، كيف: اسم استفہام فی محل رفع خبر مقدم، اذا: مضاف، توفتهم: فعل ومفعول، الملكة: ذوالحال، يضربون: فعل  
 بافاعل، وجوههم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ادبارهم: معطوف، لکڑ مفعول، لکڑ جملہ فعلیہ حال، لکڑ فاعل، لکڑ جملہ فعلیہ مضاف  
 الیہ، لکڑ مبتدا محذوف "حالہم" کیلئے ظرف حال مصدر مضاف الیہ فاعل "حال" مضاف اپنے مضاف الیہ فاعل و ظرف ہے، لکڑ شبہ  
 جملہ ہو کر مبتدا مؤخر، لکڑ جملہ اسمیہ۔

﴿ذلك بانهم اتبعوا ما اسخط الله وكرهوا رضوانه فاحبط اعمالهم﴾

ذلك: مبتدا، ب: جار، انهم: حرف مشبہ اسم، اتبعوا: فعل بافاعل، ما اسخط الله: موصول صلہ، لکڑ مفعول، لکڑ جملہ فعلیہ معطوف  
 علیہ، و: عاطفہ، كرهوا رضوانه: جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، احبط اعمالهم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، لکڑ خبر، لکڑ جملہ  
 اسمیہ مجرور، لکڑ ظرف مستقر خبر، لکڑ جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... ویقول الدین امنوا لولا نزلت سورة..... ☆ مؤمنین کو جہاد فی سبیل اللہ کا بہت ہی شوق تھا وہ کہتے تھے کہ ایسی سورت  
 کیوں نہیں اترتی جس میں جہاد کا حکم ہوتا کہ ہم جہاد کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

### ﴿تشریح توضیح واغراض﴾

### سورة محكمة کے بارے میں اقوال مفسرین:

۱..... امام جلال نے اس کے معنی یہ لئے کہ وہ سورت جس میں کچھ منسوخ نہ ہو۔

علامہ اسماعیل حق فرماتے ہیں: اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿سورة محكمة وذكر فيها القتال پختہ سورت اتاری گئی اور اس میں جہاد کا حکم  
 فرمایا گیا﴾ (محمد: ۲۰) سے مراد وہ ہے جس کا حکم بطریق امر کیا گیا ہو، ایک قول یہ ہے کہ یہ حکم واضح ہے اس میں سوائے قتال کے وجوبی  
 حکم ہونے یا نہ ہونے کے علاوہ کوئی شبہ نہیں ہے۔ قادیان کہتے ہیں ہر سورت میں قتال کا ذکر ہوتا ہے، پس یہ سورت محکم ہے اور اس میں  
 کا احتمال نہیں ہے۔  
 (روح البیان، ج ۱، ص ۶۹۵)

قاضی شہاب الدین عمر خاچی کہتے ہیں: یعنی اس میں کوئی شبہ نہیں اور یہی محکم کے ایک معنی ہیں، جب کہ ایک معنی محکمۂ بمعنی منسوخۃ ہیں اور یہی قول زحشری کا ہے کہ قتال کا حکم قیامت تک باقی ہے۔

(حاشیۃ الشہاب، ج ۸، ص ۵۰۰)

قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں: قتادہ کہتے ہیں کہ ہر وہ سورت جس میں جہاد کا ذکر ہوتا ہے وہ محکم ہوتی ہے، کیونکہ قتال کی فرضیت نے ان تمام احکام کو منسوخ کر دیا جس میں صلح کا حکم کیا گیا تھا، اس لئے کہ جہاد کا حکم قیامت تک باقی رہے گا۔ (المظہری، ج ۶، ص ۳۴۲)

امام ابی جعفر محمد بن جریر طبری کہتے ہیں: یہ سورت بیان اور فرائض کے اعتبار سے محکم ہے، اور حضرت عبداللہؓ کی قرأت کے اعتبار سے محکمۂ بمعنی محدثۃ ہے۔

(الطبری، الجزء: ۲۶، ص ۶۴)

## کن لوگوں سے رشتے داری رکھی جانے اور کن سے نہ رکھی جائے؟

۱..... امام جریر طبری اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿فہل عسیتم تو کیا تمہارے یہ انداز ہیں﴾ اے قوم! ﴿ان تولیتم اگر تمہیں حکومت ملے﴾ اگر تم اللہ ﷻ کے نازل کردہ احکام سے منہ پھیرو، محمد ﷺ جو قرآنی احکامات لائے ہیں ان سے روگردانی کرو، ﴿ان تفسدوا فی الارض تو زمین میں فساد پھیلاؤ﴾ زمین میں اللہ ﷻ کی نافرمانی کرو، خون بہاؤ، ﴿و تقطعوا ارحامکم اور اپنے رشتے کاٹ دو﴾ (سعد: ۲۲) اللہ ﷻ نے تمہیں اسلام پر جمع فرمایا لیکن تم جاہلیت کے معاملات کی طرف لوٹ جاؤ کہ لڑائی جھگڑا اور گالم گلوچ میں پڑ جاؤ، جب کہ اللہ ﷻ نے اسلام کے ذریعے تمہارے دلوں میں محبت ڈالی۔ (۲)..... قتادہ کہتے ہیں: کیا تمہارے یہ انداز ہیں کہ تم اللہ ﷻ کی کتاب سے منہ پھیرو اور ناحق حرام خون بہاؤ اور باہمی رشتے داریاں کاٹو اور رحم کی نافرمانی میں لگ جاؤ۔

☆..... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ﷻ جب مخلوق کی تخلیق فرما چکا تو رحم اللہ ﷻ کے سامنے آکھڑا ہوا، اور کہا: یہ وہ جگہ ہے جہاں تجھ سے قطع کرنے سے پناہ مانگی جاتی ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ہاں! کیا تو اس سے راضی ہے کہ جو تجھ سے وصل رکھے میں اس سے وصل رکھوں اور جو تجھ سے قطع کرے میں اس سے قطع کروں؟ رحم نے کہا: ہاں! اللہ ﷻ نے فرمایا: پس یہ تم کو مل گیا، پھر سید عالم ﷺ نے اس آیت کے پڑھنے کی ترغیب ارشاد فرمائی۔“

(الطبری، الجزء: ۲۶، ص ۶۶)

☆..... حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی کی جائے اور اس کی عمر میں اضافہ کیا جائے، اس کو چاہیے کہ وہ صلہ رحم کرے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من بسط له فی الرزق لصلۃ الرحم: رقم: ۵۹۸۶، ص ۱۰۴۸)

☆..... بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”رحم عرش کے ساتھ معلق ہے اور کہہ رہا ہے کہ جو مجھ سے میلاپ رکھے گا، اللہ ﷻ اس سے میلاپ رکھے گا اور جو مجھ کو قطع کرے اللہ ﷻ اس کو قطع کرے گا۔“

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من وصل وصلہ اللہ: رقم: ۵۹۸۹، ص ۱۰۴۸)

☆..... حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس کی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں اور بہنیں ہوں پھر وہ ان کی اچھی پرورش کرے اور ان کے معاملے میں اللہ ﷻ سے ڈرتا رہے تو اس کے لئے جنت ہے۔“

(سنن الترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی النفعۃ: رقم: ۱۹۲۳، ص ۵۷۰)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے، یعنی والدہ کے لئے تواضع کرنا اور انہیں راضی کرنا، یہ دخول جنت کا سبب ہے۔“

(الفیض القدیر، ج ۳، ص ۴۷۷)



اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لَا تَسْجُدْ قَوْماً يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ...﴾ الخ نہ پاؤ گے انہیں جو اللہ و قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ ان سے دوستی کریں جنہوں نے اللہ و رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں (المجادلہ: ۲۲) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ لَا تَسْجُدُوا لِلْإِنسَانِ أَسْبَغْتُ عَلَيْكُمْ عَلَيْكُمْ وَأَخْوَالَكُمْ أُولَئِكَ أَنْ يَكْفُرُوا عَلَى الْإِيمَانِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَوَلَّيْكُمْ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ اے ایمان والو اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کریگا تو وہی ظالم ہیں (التوبہ: ۲۳) ﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَأَخْوَالُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ...﴾ الخ تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا (النسبہ: ۲۴) ﴿...﴾ ان آیات کے ضمن میں اگر بھائی بہن، اور دیگر رشتے دار اسلام کے مقابلے میں کفر کو پسند کریں یا بد مذہب ہوں تو ان سے ترک موالات کیا جائے۔

## کسے لعنت کرنا جائز اور کسے ناجائز ہے؟

۳..... لعن کے معنی ہیں: ”نا پسندیدہ امور سے دھتکارنا، دور کرنا“ جب کہ اس کی نسبت اللہ ﷻ کی جانب ہو تو اس کے معنی دنیا میں اللہ ﷻ کی رحمت اور ہدایت سے دور ہونا ہے۔

(المفردات، ص ۴۵۴)

☆..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب ما نبی عن السباب واللعن، رقم: ۶۰۴۴، ص ۱۰۵۵)

☆..... حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اسلام کے علاوہ کسی مذہب کی جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اُس نے کہا، اور جس نے کسی چیز سے خودکشی کی قیامت کے دن اُسے اُسی چیز سے عذاب دیا جائے گا، انسان پر اس چیز کی نذر نہیں جس کا وہ مالک نہیں اور مومن پر لعنت کرنا اُسے قتل کرنے کی مثل ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: بیان غلط تحریم قتل الانسان، رقم: (۲۰۳)/(۱۱۰)/(۲۰۴)/(۱۱۰)/(۲۰۵)/(۱۱۰)، ص ۷۴)

☆..... ایک روایت میں ہے: ”مرغ کو گالی (لعنت) نہ دو کیونکہ یہ نماز کے لئے بیدار کرتا ہے۔“

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب: فی الذبک والبیہاتم، رقم: ۵۱۰۱، ص ۹۵۳)

☆..... ایک شخص کو پسونے کا نا، اس نے اس پر لعنت کی، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اُسے لعنت نہ کرو کیونکہ اس نے حضرات انبیائے کرام میں سے ایک نبی کو نماز کے لئے بیدار کیا تھا۔“

(مسند ابی یعلیٰ، مسند انس بن مالک، رقم: ۲۹۵۹، ج ۳، ص ۳۴)

☆..... ایک شخص نے سید عالم ﷺ کے پاس ہوا کو بُرا بھلا کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہوا کو لعنت نہ کرو کیونکہ یہ تو حکم کی پابند ہے جس نے کسی ایسی چیز کو لعنت کی جس کی وہ اہل نہ تھی تو وہ لعنت اسی پر لوٹ آئے گی۔“

(جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب: ما جاء فی اللعنة، رقم: ۱۹۸۵، ص ۵۸۴)

علامہ نووی کہتے ہیں: سید عالم ﷺ کا فرمان: مومن کو لعنت کرنا اس کو قتل کرنے کی مثل ہے، اور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ مومن کو لعنت کرنا حرام ہے، لعنت میں لعنت کا معنی دھتکارنا، دور کرنا اور اصطلاح شرع میں اللہ ﷻ کی رحمت سے دور کرنا ہے۔ اس لئے جس کی کفر پر موت کا قطعی علم نہ ہو اس پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کسی شخص معین پر لعنت کرنا جائز نہیں ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، جس شخص کی کفر پر موت کا قطعی علم ہو اس پر لعنت کرنا جائز ہے، جیسے ابو جہل اور ابلیس اور وصف کے ساتھ بالعموم لعنت کرنا جائز ہے، جیسے

جھوٹوں پر اللہ ﷻ کی لعنت، ظالموں پر اللہ ﷻ کی لعنت ہو اور فاسقوں اور کافروں پر اللہ ﷻ کی لعنت ہو، اسی طرح ان تمام اوصاف پر لعنت کرنا جائز ہے جن اوصاف پر شریعت میں لعنت کی گئی ہے۔

(نووی علی مسلم، کتاب الایمان، باب: بیان نقصان الایمان بنقص الطاعات، رقم: (۷۹)/۱۳۲، ص ۱۴۳)

اگر یہ سوال کیا جائے کہ یزید پر لعن کرنا جائز ہے کیونکہ وہ امام عالی مقام کا قاتل ہے یا اس نے آپ کے قتل کا حکم دیا ہے، تو ہم یہ کہتے ہیں اصلاً ثابت نہیں جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اسے قاتل یا آمر نہ کہا جائے چہ جائیکہ اس پر لعنت کی جائے کیونکہ بغیر تحقیق کسی مسلمان کی طرف کبیرہ گناہ کی نسبت کرنا جائز نہیں، ہاں یہ کہنا جائز ہے کہ حضرت علیؓ کو ابنِ نجم اور حضرت عمرؓ کو ابولولو نے شہید کیا کیونکہ یہ تو اتر سے ثابت ہے تو بغیر تحقیق کسی مسلمان کی طرف فسق یا کفر کی نسبت کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ منخرجہ، ج ۱۰، ص ۹۳ وغیرہ)

### اغراض:

ای طلبہ: یعنی اس سورت میں قتال کے امور سے متعلق بحث کی گئی۔ ای شک: مراد دین میں کمزور اعتقادی ہے۔ خوفانہ: یعنی موت کا خوف۔ ای حسن: اللہ کے فرمان: ﴿مَعْرُوفٌ﴾ کی تفسیر ہے۔ ای لعلکم: عسی کی تفسیر ہے، اور استفہام کا ذکر نہ کیا، معنی یہ ہے کہ تم سے ایسا فعل نہیں صادر ہونا چاہیے کہ جو دنیا کی حرص، دین میں تفریط اور فساد فی الارض کے مترادف ہو، ملخصاً۔

اعرضتم عن الایمان: اللہ کے فرمان: ﴿تَوَلَّيْتُمْ﴾ کی تفسیر ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ تم خود بھی پھرتے ہو اور امت کو بھی پھرنے پر مجبور کرتے ہو۔

بالنفاق: سے مراد یہود ہیں، اور ایک قول کے مطابق دونوں اہل کتاب مراد ہیں جنہوں نے اپنی کتب میں سید عالم ﷺ کی صفات پر دھمی تھیں لیکن جب سید عالم ﷺ مبعوث ہوئے ہیں تو انکار کرتے ہیں۔ والمعملی الشیطان: سوال مقدر کا جواب دینا مقصود ہے جو کہ ”الاملاء“ کے حوالے سے ہے، سوال یہ ہے کہ فاعل حقیقی تو اللہ کی ذات ہے پھر شیطان کی جانب کیوں نسبت کی گئی؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یقیناً حقیقی فاعل اللہ ہی کی ذات ہے لیکن شیطان نے دوسرے کے ذریعے انہیں لمبی زندگی کی آس دلائی۔ ای للمشرکین: قاتل یہود ہیں یا منافقین، جیسا کہ سورۃ الحشر: ﴿الْم تَرِ الْی الدِّینِ نَافِقُو (الحشر: ۱۱)﴾ میں بیان گزرا۔ حالہم: یعنی روح قبض ہونے کے وقت میں تشریف لائیں گے اور ان کے ہاتھ میں لوہے کے گرز ہونگے جن سے وہ اُنکے چہروں اور پیٹھوں پر ماریں گے۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۹۹ وغیرہ)

### رکوع نمبر: ۸

﴿اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ یُخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ﴾ (۲۹) ﴿یُظْهِرُ اَحْقَادَهُمْ عَلٰی النَّبِیِّ وَالْمُؤْمِنِیْنَ﴾ ﴿وَلَوْ نَشَاءُ لَارٰیْنٰکُمْ﴾ ﴿عَرَفْنَاکُمْ وَکُرِّرْتُ الْاَلَامُ فِیْ﴾ ﴿فَلَعَرَفْتُمْ بِسِمْہُمْ﴾ ﴿عَلَامَتِہُمْ﴾ ﴿وَلَنَعْرِفَنَّهُمْ﴾ ﴿اَلْوَاۗءُ لَقَسِیْمٌ مَّحْدُوْفٌ وَمَا بَعْدُهَا جَوَابُہٗ﴾ ﴿فِی لَحْنِ الْقَوْلِ﴾ ﴿اٰی مَغْنَاہٗ اِذَا تَکَلَّمُوْا عَنْذَکَ بِاَنْ یُّعْرَضُوْا بِمَا فِیْہِ تَهْجِیْنُ اَمْرِ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ ﴿وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اَعْمَالَکُمْ﴾ (۳۰) ﴿وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِالنَّجْدِ وَغَیْرِہٖ﴾ ﴿حَتّٰی نَعْلَمَ﴾ ﴿عِلْمٌ ظُہُوْرٍ﴾ ﴿الْمُجْہِدِیْنَ مِنْکُمْ وَالصَّابِرِیْنَ﴾ ﴿فِی الْجِہَادِ وَغَیْرِہٖ﴾ ﴿وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ﴾ ﴿نُظْہَرُ﴾ ﴿اَخْبَارَکُمْ﴾ (۳۱) ﴿مِنْ طَاعَتِکُمْ وَعِصْیَانِکُمْ فِی الْجِہَادِ وَغَیْرِہٖ بِالْاٰیَاتِ الْفَلَاہِیَّةِ﴾ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدَوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ﴾ ﴿طَرِیْقِ الْحَقِّ﴾ ﴿وَشَاقُوْا﴾

الرسول ﴿خَالَفُوهُ﴾ (من بعد ما تبين لهم الهدى) ﴿هُوَ مَعْنَى سَبِيلِ اللَّهِ﴾ (لن يضرُوا الله شيئا وسيحبط أعمالهم) ﴿يُطْلَئُهَا مِنْ صَدَقَةٍ وَتَحْوَاهَا فَلَا يَرُونَ لَهَا فِي الْآخِرَةِ ثَوَابًا نَزَلَتْ فِي الْمُطْعِمِينَ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَوْ فِي قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ﴾ (يا أيها الذين آمنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول ولا تبطلوا أعمالكم) ﴿بِالْمَعَاصِي مَثَلًا﴾ (ان الذين كفروا وصدوا عن سبيل الله) ﴿طَرِيقَهُ وَهُوَ الْهُدَى﴾ (ثم ماتوا وهم كفار فلن يغفر الله لهم) ﴿نَزَلَتْ فِي أَصْحَابِ الْقَلْبِ﴾ (فلا تهنوا) ﴿تَضَعِفُوا﴾ (وتدعوا إلى السلم) ﴿بِفَتْحِ السِّينِ وَكَسْرِهَا أَيْ الصُّلْحِ مَعَ الْكُفَّارِ إِذَا لَقِيتُمُوهُمْ﴾ (وانتم الاعلون) ﴿خُذِ مِنْهُ وَأَوْ لَامُ الْفِعْلِ الْأَغْلَبُونَ الْقَاهِرُونَ﴾ (والله معكم) ﴿بِالْعَوْنِ وَالنَّصْرِ﴾ (ولن يترككم) ﴿يَنْقُصُكُمْ﴾ (اعمالكم) ﴿أَيُّ ثَوَابِنَا﴾ (انما الحيوۃ الدنيا) ﴿أَيُّ الْإِسْتِغَالِ فِيهَا﴾ (لعب ولهو وان تؤمنوا وتتقوا) ﴿اللَّهُ ذَلِكِ مِنْ أُمُورِ الْآخِرَةِ﴾ (يؤتكم أجوركم ولا يسنلکم اموالکم) ﴿جَمِيعُهَا بَلِ الزَّكَاةُ الْمَقْرُوضَةُ فِيهَا﴾ (ان يسنلکموها فيخفکم) ﴿يُبَالِغُ فِي طَلِبِهَا﴾ (تبخلوا وبخرج اضغانکم) ﴿لِلدِّينِ الْإِسْلَامِ﴾ (هاتم) ﴿يَا﴾ (هو لاء تدعون لتنفقوا في سبيل الله) ﴿مَا فَرَضَ عَلَيْكُمْ﴾ (فمنكم من يخل ومن يخل فانما يخل عن نفسه) ﴿يُقَالُ بَخِلَ عَلَيْهِ وَعَنَهُ﴾ (والله الغنى) ﴿عَنْ نَفَقَتِكُمْ﴾ (وانتم الفقراء) ﴿إِلَيْهِ﴾ (وان تتولوا) ﴿عَنْ طَاعَتِهِ﴾ (يستبدل قوما غيركم) ﴿أَيُّ يَجْعَلُهُمْ بِدَلَّكُمْ﴾ (ثم لا يكونوا امثالکم) ﴿فِي التَّوَلَّى عَنْ طَاعَتِهِ بَلْ مُطِيعِينَ لَهُ عَزَّ وَجَلَّ﴾.

### ﴿ترجمہ﴾

کیا جن کے دلوں میں بیماری ہے کہ اللہ نہ نکالے ان کی چھپی دشمنی (یعنی نبی پاک ﷺ اور مومنین کے خلاف ان کے بغض و کینہ کو ظاہر نہ فرمائے گا) اگر ہم چاہیں تو تمہیں ان کو دکھادیں (یعنی ہم تمہیں ان کی پہچان کرادیں، فلغو فہم میں لام کو مکرر تاکید کے لیے ذکر کیا گیا ہے) کہ تم ان کی نشانیوں سے پہچان لو (سیمہم بمعنی علاماتہم ہے) ضرورتاً تم انہیں پہچان لو گے (ولنعرف فہم میں واو قسم محذوف کے لیے ہے اور واو کا مابعد یعنی لتعرف فہم جواب قسم بن رہا ہے) بات کے اسلوب میں (معنی یہ ہے کہ جب وہ تمہارے حضوریات کریں گے تو یوں کہ وہ مسلمانوں کے کاموں کی برائیاں تمہارے سامنے بیان کریں گے.....) اور اللہ تمہارے عمل جانتا ہے اور ضرور ہم تمہیں جانچیں گے (جہاد وغیرہ کے ذریعے سے تمہیں آزمائیں گے) یہاں تک کہ جان لیں (یعنی ظاہر فرمادیں) تمہارے جہاد کرنے والوں اور (جہاد وغیرہ میں) صبر کرنے والوں کو اور ظاہر کر دیں (نبہلوا بمعنی نظہر ہے) تمہاری خبروں کو (جہاد وغیرہ میں تمہاری فرمانبرداری اور نافرمانی کو تینوں افعال مذکورہ "نبہلوا نکم" "نعلم" "نبہلوا" علامت مضارع نون اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھے گئے ہیں) بیشک وہ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور (راہ حق سے) رسول کی مخالفت کی (شاقوا الرسول بمعنی خالفوہ ہے.....) (بعد اس کے کہ ہدایت ان پر ظاہر ہو چکی تھی) (سبیل اللہ کا معنی یہی ہے) وہ ہرگز اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے اور بہت جلد اللہ ان کا کیا دھرا اکارت کرے گا (یعنی ان کے صدقات وغیرہ کو باطل فرمادے گا اور وہ آخرت میں اس کا کچھ ثواب نہ پائیں گے یہ آیت مبارکہ جنگ بدر میں کفار کو کھانا کھلانے والوں کے بارے میں یا بنو قریظہ اور بنو نضیر قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی) (اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو) (مثلاً نافرمانیاں کر کے.....) بیشک جنہوں نے کفر کیا

اور اللہ کی راہ سے روکا (یعنی ہدایت سے کہ یہی سبیل اللہ ہے) پھر کافر ہی مر گئے تو اللہ ہرگز انہیں نہ بخشے گا (یہ آیت اصحاب قلیب کے بارے میں نازل ہوئی) تو تم کمزور نہ پڑو (تھسوا بمعنی تضعفوا ہے) اور آپ صلح کی طرف نہ بلاؤ (کفار کے ساتھ صلح کو خود نہ بڑھو جب کہ تم ان سے لکراؤ، "السلام" سین مکسورہ مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی الصلح ہے) اور تم ہی غالب آؤ گے (الا علون کے صیغہ سے لام کلمہ واؤ حذف کر دیا گیا ہے، یہ بمعنی اغلبون القاهرون ہے) اور اللہ تمہارے ساتھ ہے (مدد اور نصرت کے ساتھ) اور ہرگز تمہیں نقصان نہ دے گا (یترحم بمعنی ینقصکم ہے) تمہارے اعمال میں (یعنی اعمال کے ثواب میں) دنیا کی زندگی (یعنی دنیا میں مشغول رہنا) تو یہی کھیل کھود ہے اور اگر تم ایمان لاؤ اور (اللہ تعالیٰ سے) ڈرو (اور یہ امور آخرت کے کاموں میں سے ہیں) تو وہ تم کو تمہارے ثواب عطا فرمائے گا اور تم سے تمہارا (تمام ہی) مال نہ مانگے گا (بلکہ اس میں سے زکوٰۃ فرض کا مخصوص حصہ لے گا) اگر انہیں تم سے طلب کرے اور زیادہ طلب کرے (یحفکم بمعنی یبالغ فی طلبہا ہے) تم بخل کرو گے اور وہ (یعنی وہ بخل) تمہارے دل کے میل کو (جو ایمان میں ہے) ظاہر کر دے گا ہاں یہ تم ہو (ہو لاء سے پہلے یا حرف نداء محذوف ہے) جو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو (اتنی مقدار جو تم پر فرض ہے) تو تم میں کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرے وہ اپنی ہی جان پر بخل کرتا ہے (بخل علنی اور عن دونوں صلوات کے ساتھ استعمال ہوتا ہے، کہا جاتا ہے بخل علیہ وعنه) اور اللہ بے نیاز ہے (تمہارے خرچ کرنے سے ..... ہج .....) اور تم سب (اس کے محتاج اور اگر تم منہ پھیرو اس کی فرمانبرداری سے) تو وہ تمہارے سوا اور لوگ بدل دے گا (یعنی دوسروں کو تمہاری جگہ بنا دے گا) پھر وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے (اطاعت خداوندی سے اعراض کرنے کے معاملے میں، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ہونگے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿ام حسب الذین فی قلوبہم مرض ان لن ینخرج اللہ اضغانہم﴾

ام: عاطفہ، حسب: فعل، الذین: موصول، فی قلوبہم: مریض: جملہ اسمیہ صلہ، ملکر فاعل، ان: مخففہ باضمیر شان محذوف "ہم" اسم، لن ینخرج اللہ: فعل نفی و فاعل، اضغانہم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و لو نشاء لارینکم فلعرفتہم بسیمہم﴾

و: عاطفہ، لو: شرطیہ، نشاء: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکید، لارینکم: فعل با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، لام: تاکید، یہ: معرفتہم: فعل با فاعل و مفعول، بسیمہم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿و لتعرفنہم فی لحن القول واللہ یعلم اعمالکم﴾

و: عاطفہ، لام: تاکید، یہ: تعرفنہم: فعل با فاعل و مفعول، فی لحن القول: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، یعلم اعمالکم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿و لنبلونکم حتی نعلم المجہدین منکم والصبرین ونبلو اخبارکم﴾

و: عاطفہ، لام: تاکید، یہ: نبلونکم: فعل با فاعل و مفعول، حتی: جار، نعلم: فعل با فاعل، المجہدین: ذوالحال، منکم: ظرف متقرر حال، ملکر معطوف علیہ، و: الصبرین: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، نبلو اخبارکم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ و شاقوا الرسول من بعد ما تبیین لهم الہدی لن ینضروا اللہ شینا﴾



وسیحبط اعمالہم ﴿﴾

ان: حرف مشبہ، السذین موصول، کسفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، وصدوا عن سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، شاقوا الرسول من بعد ما تبین لهم الهدی: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، لکرمہ، لکرم: ملن یضروا اللہ: فعل نفی باقاعل ومفعول، شینا: مفعول ثانی، لکرم جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، سیحبط اعمالہم: جملہ فعلیہ معطوف، لکرم: لکرم جملہ اسمیہ۔

﴿یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم﴾

یا ایہا الذین امنوا: نداء، اطیعوا اللہ: فعل امر باقاعل ومفعول، لکرم جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اطیعوا الرسول: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لا تبطلوا: فعل نفی باقاعل، اعمالکم: مفعول، لکرم جملہ فعلیہ معطوف ثانی، لکرم مقصود بالنداء، لکرم جملہ نداء۔

﴿ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ ثم ماتوا وہم کفار فلن یغفر اللہ لہم﴾

ان: حرف مشبہ، الذین موصول، کسفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، صدوا عن سبیل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف اول، ثم: عاطفہ، ماتوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ہم کفار: جملہ اسمیہ حال، لکرم فاعل، لکرم جملہ فعلیہ معطوف ثانی، لکرم: لکرم اسم، ف: جزائیہ، لن یغفر اللہ: فعل نفی وفاعل، ہم: ظرف لغو، لکرم جملہ فعلیہ خبر، لکرم جملہ اسمیہ۔

﴿فلا تہنوا وتدعوا الی السلم وانتم الاعلون واللہ معکم ولن یترکم اعمالکم﴾

ف: فصیحیہ، لا: نافیہ، تہنوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، انتم مبتداء، الاعلون: خبر، لکرم جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اللہ مبتداء، معکم: ظرف متعلق بخبر، لکرم جملہ اسمیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لن یترکم: فعل نفی باقاعل ومفعول، اعمالکم: مفعول ثانی، لکرم جملہ فعلیہ معطوف ثانی، لکرم فاعل، الی السلم: ظرف لغو، لکرم معطوف، لکرم جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا علمتم وجوب الجہاد" کی جزاء، لکرم جملہ شرطیہ۔

﴿انما الحیوۃ الدنیا لعب ولہو وان تؤمنوا وتتقوا یوترکم اجورکم ولا یستلکم اموالکم﴾

انما: حرف مشبہ، ما کافہ، الحیوۃ الدنیا: مبتداء، لعب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لہو: معطوف، لکرم خبر، لکرم جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان شرطیہ، تؤمنوا: جملہ فعلیہ معطوف ہ، و: عاطفہ، تتقوا: جملہ فعلیہ معطوف، لکرم شرط، یوترکم: فعل باقاعل ومفعول، اجورکم: مفعول ثانی، لکرم جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا یستلکم اموالکم: جملہ فعلیہ معطوف، لکرم جزاء، لکرم جملہ شرطیہ۔

﴿ان یستلکمoha فیحفکم تبخلوا ویخرج اضغانکم﴾

ان: شرطیہ، یستلکمoha: فعل باقاعل ومفعول، لکرم جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، یحفکم: جملہ فعلیہ معطوف، لکرم شرط، تبخلوا: فعل باقاعل، لکرم جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یشغونکم: فعل باقاعل ومفعول، لکرم جملہ فعلیہ معطوف، لکرم جزاء، لکرم جملہ شرطیہ۔

﴿ہانتم ہولاء تدعون لشفقوا فی سبیل اللہ﴾

ہا: للتنبیہ، انتم مبتداء، ہولاء: خبر، لکرم جملہ اسمیہ، تدعون: فعل بانائب الفاعل، لام: جار، تنفقوا فی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، لکرم ظرف لغو، لکرم جملہ فعلیہ متاثر۔

﴿فمنکم من یشخل ومن یشخل فانما یشخل عن نفسه﴾

ف: عاطفہ، للتفریع، منکم: ظرف متفرع، من یشخل: موصول صلا، لکرم مبتداء مؤخر، لکرم جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، من شرطیہ

مبتدا، یسخل: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، السما حرف مشبہ وما کافہ، یسخل: فعل بافاعل، عن نفسه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزاء، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والله الغنی والتم الفقراء وان تتولوا یستبدل قوما غیر کم ثم لا یكونوا امثالکم﴾

و: متانفہ، اللہ: مبتدا، الغنی: خبر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ، و: عاطفہ، انتم: مبتدا، الفقراء: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان شرطیہ، تتولوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، یستبدل: فعل بافاعل، قوما: موصوف، غیر کم: مفعول، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لا یكونوا: فعل نفی بااسم، امثالکم: خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ماقبل جملہ شرطیہ پر معطوف ہے۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... یا ایہا الدین امنوا اطیعوا اللہ..... ☆ جنگ بدر کے لئے جب قریش نکلے تو وہ سال قحط کا تھا لشکر کا کھانا قریش کے دوستوں نے نوبت بہ نوبت اپنے ذمہ لے لیا تھا مکہ مکرمہ سے نکل کر سب سے پہلا کھانا ابو جہل کی طرف سے تھا جس کے لئے اس نے دس اونٹ ذبح کئے تھے، پھر صفوان نے مقام عسفان میں نو اونٹ پھر ہبل نے مقام قدید میں دس اونٹ، یہاں سے وہ لوگ سمندر کی طرف پھر گئے اور راستہ گم ہو گیا ایک دن ٹھہرے وہاں شیبہ کی طرف سے کھانا ہوا نو اونٹ ذبح ہوئے، پھر مقام ابواء میں پہنچے وہاں مقیس مجنی نے نو اونٹ ذبح کئے، حضرت عباس کی طرف سے بھی دعوت ہوئی اس وقت آپ مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے۔ آپ کی طرف سے دس اونٹ ذبح کئے گئے پھر حارث کی طرف سے نو اونٹ اور ابوالخثری کی طرف سے بدر کے چشمے پر دس اونٹ۔ ان کھانا دینے والوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

☆..... ولا تبطلوا اعمالکم..... ☆ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ جیسے شرک کی وجہ سے تمام نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں اسی طرح ایمان کی برکت سے کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا ان کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی گئی اور بتایا گیا کہ مومن کے لئے اطاعت خدا ﷺ و رسول ﷺ ضروری ہے گناہوں سے بچنا لازم ہے۔

☆..... ان الذین کفروا..... ☆ یہ آیت اہل قلب کے حق میں نازل ہوئی، قلب بدر میں ایک کنواں ہے جس میں مقتول کفار ڈالے گئے تھے ابو جہل اور اس کے ساتھی اور آیت کا حکم ہر کافر کے لئے عام ہے جو کفر پر مبرا ہو، اللہ ﷻ اس کی مدد نہ فرمائے گا اس کے بعد اصحاب رسول ﷺ کو خطاب فرمایا جاتا ہے اور حکم میں تمام مسلمان شامل ہیں۔

### ﴿تشریح توضیح و اعراض﴾

#### منافقین کے نفاق کا سید عالم ﷺ کو علم ہونا:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: اگر ہم چاہیں تو تمہیں ان کو دکھا دیں کہ تم ان کی نشانیوں سے پہچان لو، ضرورت تم انہیں پہچان لو گے بات کے اسلوب میں اور اللہ ﷻ تمہارے عمل جانتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نزول کے بعد سید عالم ﷺ کے لئے کسی منافق کا حال پوشیدہ نہ رہا، آپ ﷺ ہر منافق کو اس کی پیشانی سے پہچان لیتے تھے۔ کبھی کہتے ہیں اس آیت کے نزول کے بعد منافق سید عالم ﷺ کی جناب میں کلام کرنے سے تردد کرتے کیونکہ آقائے دو جہاں ﷺ نے انہیں اللہ ﷻ کی عطا سے پہچان لیا تھا۔ منافق جب آقائے دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں ہوتے تو انتہائی تواضع سے کلام کرتے اور سید عالم ﷺ ان کے کلام کو سنتے اور ان کا

(باطنی) حال آپ ﷺ پر ظاہر ہوتا، پس اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو اس سے منع فرمادیا، اور منافق اپنے کلام سے صاف طور پر پہچانے جانے لگے۔  
(القرطبی، الجزء: ۲۶، ص ۲۱۵)

### آیت کے تناظر میں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کا بیان:

۲..... اس کی دو وجوہات ہیں: (۱)..... مراد اہل کتاب میں سے قریظہ اور بنو نضیر ہیں۔ (۲)..... کفار قریش، جو کہ اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿مَنْ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ﴾ اس کے بعد ہدایت ان پر کھل چکی تھی کے تحت ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اہل کتاب پر سید عالم ﷺ کی صداقت واضح ہو چکی، اور اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿لَنْ يَضُرَّوْا اللَّهَ شَيْئًا﴾ اور وہ ہرگز اللہ کو نقصان نہ پہنچائیں گے کے تہدید کے لئے ہے یعنی اللہ ﷻ کی مخالفت کے ساتھ رسول ﷺ کی مخالفت پیوست ہے اور رسول ﷺ کی مخالفت تو سمجھ میں آتی ہے کہ ان کے لئے احکام کو نہ مانا جائے لیکن اللہ ﷻ کی مخالفت کیسے ممکن ہے؟ کیونکہ کافر کا کفر، فاسق کا فسق، اللہ ﷻ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا، اور اللہ ﷻ کا یہ فرمان: ﴿وَسَيَحْطِطُ أَعْمَالُهُمْ﴾ اور بہت جلد اللہ ان کا کیا دھرا اکار ت کر دے گا (محمد: ۳۲) کا مقصد یہ ہے کہ جب اللہ ﷻ کی رضا کی طلب نہ کی جائے بلکہ شیاطین اور بتوں کی رضا چاہی جائے تو اعمال ضرور برباد ہونے ہیں۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اعمال کے برباد ہونے کا بیان تو ماقبل آیت: ﴿وَسَيَحْطِطُ أَعْمَالُهُمْ﴾ میں ہو چکا، مزید یہاں مستقبل میں اعمال کی بربادی کا ذکر کیوں کیا جا رہا ہے؟ ہم اس کے دو جواب دیں گے: (۱)..... اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ بیشک جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا (محمد: ۱) مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی، اور سب سے پہلے یہی لوگ وعید میں داخل ہوئے کیونکہ ان کے اعمال شریعت کے خلاف تھے، اور یہاں جن کے اعمال کی بربادی کا بیان ہے وہ اہل کتاب ہیں کہ ان کے اعمال کی بربادی رسول ﷺ کا سبب، رسول ﷺ کو جھٹلانا ہے اور انہیں ان کی توحید، حشر و فشا اور (اپنے) رسول ﷺ پر ایمان لانا نافذ نہ دے گا، اور جہاں تک کافر کا تعلق ہے تو اس کا عمل چونکہ کسی بھی لحاظ سے شرع کے موافق نہیں ہے لہذا ان کے اعمال برباد ہی ہیں۔ (۲)..... مستقبل میں اعمال کے برباد ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ جہاد کے معاملے میں مکروفریب کرنا اور ایسا ان سے اس طرح متصور ہوگا کہ اللہ ﷻ کو مشین کی مدد نصرت فرمائے گا۔  
(الرازی، ج ۱۰، ص ۶۰)

### نفلی عبادات شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہیں یا نہیں!

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تَبْطُلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو (محمد: ۳۳)۔ اس آیت سے علماء نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے کہ نفل نماز ہو یا روزہ اس کا آغاز کر دینے سے پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے، اور اس معاملے میں کچھ شبہ نہیں ہے کیونکہ عمل کو ضائع کرنا اللہ ﷻ کو پسند نہیں ہے۔ یہ مسئلہ احناف کے نزدیک ہے جب کہ امام شافعی کے نزدیک فرائض میں تخصیص ضروری ہے اور نفل نماز میں ایسا نہیں اور نفل نماز کو پورا کرنا واجب نہیں۔ شوافع کا گمان یہ ہے کہ آیت میں اعمال کا لفظ صرف فرائض کو شامل ہے یعنی نوافل میں ایسا نہیں ہے، چہ جائے کہ نوافل مکمل کئے جائیں یا نہیں۔  
(القرطبی، الجزء: ۲۶، ص ۲۱۶)

علامہ شامی فرماتے ہیں: (۱)..... نفل نماز قصد شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے کہ اگر توڑ دے تو قضا پڑھنی ہوگی اور اگر قصد شروع نہ کی تھی مثلاً یہ گمان تھا کہ فرض پڑھنا ہے اور فرض کی نیت سے شروع کیا پھر یاد آیا کہ پڑھ چکا تھا تو اب یہ نفل ہے اور توڑ دینے سے قضا واجب نہیں بشرطیکہ یاد آتے ہی توڑ دے اور یاد آنے پر اس نماز کو پڑھنا اختیار کیا تو توڑ دینے سے قضا واجب ہوگی۔  
(۲)..... اگر بلا قصد نماز فاسد ہوگئی جب بھی قضا واجب ہے مثلاً تیمم سے پڑھ رہا تھا اور شانائے نماز میں پانی پر قادر ہوا، یونہی نفل پڑھتے

میں عورت کو حیض آگیا تو قضا واجب ہوگئی بعد طہارت قضا کرے۔

(۳)..... شروع کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ تحریمہ ہاندھے، دوسری یہ کہ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا بشرطیکہ شروع صحیح ہو اور اگر شروع صحیح نہ ہو مثلاً انہی یا عورت کے پیچھے اقتداء کی یا بے وضو ناپاک کپڑوں میں شروع کر دی تو قضا واجب نہ ہوگی۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الصلوۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی صلوۃ الحاجۃ، ج ۲، ص ۲۷۴)

## جہاد میں خرچ کرنے کی فضیلت و اہمیت:

ج..... اللہ جل جلالہ کی طاعت میں خرچ کرنا عام ہے خواہ صدقہ واجبہ ہو یا نافلہ، جہاد، طلب علم دین، مہر، نکاح اور اپنے عیال پر کشاوی کرنا بھی اس میں داخل ہے۔ یاد رہے اللہ جل جلالہ اس مال کو بڑھائے گا جو مال پاک بھی ہو اور اخلاص کے سارے بیج کیا گیا ہو۔ اس بات کی گواہی سید عالم علیہ السلام کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ ”میرے بعد تم میرے اصحاب کی قدر و منزلت تک نہیں آ سکتے اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے میرے صحابی کے ایک مذیہ اسکے نصف تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔“ اور جانا چاہئے کہ ضاعفہ کی اقل مقدار دس ہے، پھر اس سے زیادہ ستر اور پھر مات سو گنا اور اسکے بعد کوئی انتہا مذکور نہیں مفسر کے کلام سے ظاہر ہے کہ اللہ جل جلالہ ستر سو گنا مضاعفہ کے وعدے کے خلاف نہیں کریگا اور اس کی شان ہے کہ اپنی رحمت سے جتنا چاہے زیادہ کر دے اور اسکے ذمہ کرم پر ہے دس گنا مضاعفہ کے وعدے کے خلاف نہ کرے اور زیادہ آجی چاہے کرے۔

(ماخوذ از صاوی، ج ۱، ص ۱۹۵)

☆..... حضرت سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں تکیل والی اونٹنی لیکر حاضر ہوا اور عرض کی ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اللہ جل جلالہ کی راہ میں وقف ہے“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”تجھے اس کے بدلے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ملیں گی جن میں سے ہر ایک تکیل والی ہوگی۔“ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الصدقۃ، رقم: (۴۷۹۰)/۱۸۹۲، ص ۹۵۹)

☆..... حضرت سیدنا خرم بن فاتک سے مروی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو اللہ جل جلالہ کی راہ میں کچھ خرچ کرے اس کے لئے سات سو گناہ ثواب لکھا جاتا ہے۔“ (جامع الترمذی، کتاب فضائل الجہاد، باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ، رقم: ۱۶۳۱، ص ۴۹۹)

حقیقت میں اگانے والا اللہ جل جلالہ ہی ہے۔ اگانے کی نسبت دانے کی طرف اس وجہ سے کی گئی کہ عادت یہی اس کا سبب بنتا ہے جیسا زمین اور پانی کی طرف نسبت کر دی جاتی ہے۔

## اغراض:

احقادہم: جمع ہے حقد کی، مراد عداوت اور بغض پر ابھارنا۔ عرفنا کہم: یہاں علم کے اعتبار سے پہچان کرنا مراد ہے نہ کہ بصر کے اعتبار سے۔ و کورت اللام: لام کی تکرار فرمائی: ﴿فلعروفہم﴾ میں لام تاکید کے لئے لائے، معنی یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے تو آپ کو منافقین پر دلیل بنا دیتے، پس آپ انہیں ان کی پیشانیوں سے سمجھ جاتے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا پس اللہ کی حمد فرمائی اور اپنی شان بیان فرمائی پھر فرمایا: ”بیشک تم میں منافقین ہیں! پس جس کا نام لیا جائے وہ کھڑا ہو جائے، پس فرمایا فلاں بن فلاں، یا فلاں بن فلاں، یہاں تک کہ چھتیس افراد کے نام لئے۔

بما فیہ تہجین امر المسلمین: التہجین کے معنی قبیح اور عیب والے کلام کرنا مراد ہے، پس منافقین جن الفاظ سے اللہ کے رسول کو مخاطب کرتے تھے وہ اپنے ظاہر کے لحاظ سے اچھے لیکن معنی کے اعتبار سے قبیح (برے) ہوتے تھے جیسا کہ ”راعنا“، کہنا جس کے ایک معنی ”ہمارا چرواہا“ ہے۔ مخالفہ: یعنی جو ہماری فرمانبرداری سے نکل گئے۔



بالجہاد وغیرہ: یعنی تمام اس قسم کے امور کا شوق رکھنے والے جیسا کہ فرمایا ﴿وَلْبَلَوْنَكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ﴾۔  
 علم ظہور: یعنی وہ علم جس سے ہماری خلق میں مشاہدہ ہو سکے، ہمارے علم ازل سے مطابق ہے یعنی اپنے بندوں کے مابین مجیدوں کو  
 ظاہر کر دیں (جس سے مطیع وغیر مطیع کا فرق معلوم ہو جائے)۔ طریق الحق: یعنی دین اسلام۔  
 المطعمین من اصحاب بدر: جنگ بدر میں کفار کو کھانا کھلانے والوں کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے، اس میں کافروں کے  
 وہ اغنیاء شامل ہیں جو فقراء کو سید عالم ﷺ اور ان کے اصحاب کے خلاف جنگ کرنے پر مدد کرتے تھے، جیسا کہ ابو جہل اور اس کے دیگر  
 ساتھی، مزید شان نزول میں ملاحظہ فرمائیں۔  
 او فی قریظۃ والنضیر: یہ لوگ قریش پر خرچ کرتے، تاکہ سید عالم ﷺ کی عداوت پر مدد طلب کر سکیں۔  
 بالمعاصی مثلاً: یعنی ارتداد کا ارتکاب کر کے اعمال صالحہ کو برباد نہ کرو اور عجب، ریاء اعمال میں ثواب کو ختم کر دیتے ہیں اور احسان  
 جتلا نا اور اذیت دینا صدقات کو باطل کر دیتے ہیں اور احسان جتلا نا فقط اللہ کے لئے اپنے بندوں پر جائز ہے، اور رسول کے لئے اپنی  
 امت پر احسان جتلا نا جائز ہے، استاد کا اپنے شاگرد پر احسان جتلا نا جائز ہے، باپ کا اپنے بیٹے پر احسان جتلا نا جائز ہے اور اس کے  
 علاوہ احسان جتلا نا جائز نہیں ہے۔  
 لام الفعل: ﴿اعلون﴾ اصل میں ”اعلوون“ ہے، پس اول لام فعل اور ثانی واو جمع، پس پہلی واو کو حرکت دے کر ماقبل کو فتح دیا، اور  
 الف سے بدل دینے پر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا۔  
 ینقصکم: یعنی تمہارے اعمال کو بدلے سے خالی کر دیں، ”الترة“ دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے ایک یہ کہ حقدار کے حق میں سے کچھ  
 کم کر دینا اور دوسرا یہ ہے کہ بدلے سے خالی (مفرد) کر دینا۔  
 یقان بخل علیہ وعنه: یعنی ﴿یبخل﴾ ”علی“ کے معنی کے ساتھ متعدی ہوگا تو ”شح“ کے معنی دیگا اور اگر ”عن“ کے ساتھ  
 متعدی ہوگا تو ”امسک“ کے معنی دیگا۔  
 (الصباوی، ج ۵، ص ۳۰۱ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة الفتح ملئني تسع وعشرون آية

(سورة فتح مدنیہ ہے اس کی کل آیات اسی ہیں)

## تعارف سورة الفتح

اس سورت میں چار رکوع، انیس آیتیں ہیں، اس کے کلمات کی تعداد پانچ سو تریسٹھ اور حروف کی تعداد دو ہزار پانچ سو اسی ہے۔ جب مسلمان کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر مکہ کو چھوڑ کر مدینہ میں جا بسے تو وہاں بھی کافروں نے مسلمانوں کو چین کا سانس نہ لینے دیا ایک آدھ جھڑپوں کے علاوہ یکے بعد دیگرے بدر، احد اور خندق کی جنگیں ہوئیں جنگ و جدال کا یہ سلسلہ جاری رہا اہل مکہ نے مسلمانوں کے لئے مکہ کے دروازے بند کر دیئے خانہ کعبہ کے طواف و زیارت کے لئے عرب کا ہر آدمی آسکتا تھا لیکن مسلمانوں پر کٹھن مرحلہ تھا کہ وہ حرم شریف کی زیارت کا قصد کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان مشرکوں کے ناروا سلوک کے متعلق متعدد مقامات پر ان کی مذمت میں آیات نازل فرمائیں۔ مدنیہ طیبہ میں مہاجرین و انصار کو بیت اللہ شریف کی زیارت کا شوق ہر وقت بے چین رکھتا تھا اپنی اس خواہش کا اظہار بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں کرتے رہتے تھے لیکن آپ ﷺ اپنے ان غلاموں کو صبر کی تلقین کرتے اور یقین دلاتے کہ عنقریب وہ دن آئے گا جس دن یہ سب رکاوٹیں ختم ہو جائیں گی اور تم بڑی آزادی سے حج و عمرہ کے ارکان ادا کر سکو گے ایک روز نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو خوشخبری سنائی کہ ہم سب امن و سلامتی کے ساتھ مسجد حرام داخل ہو رہے ہیں یہ سن کر صحابہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے نعرے بلند کئے اور یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی اور صحابہ کرام کو تو یقین تھا کہ ایسا ہوگا لیکن اس کے بارے میں طرح طرح کے دوسو سے آنے لگے کہ کہیں قریش کے ساتھ جنگ تو نہیں ہوگی؟ کیا وہ اہل مکہ کو شہر خالی کرنے پر مجبور کریں گے؟ بہر حال سفر کی تیاریاں شروع ہو گئیں اور باہر کے قبائل کو بھی دعوت دی گئی جو اسلام قبول کر چکے تھے تاکہ وہ بھی اس سفر میں شامل ہو سکیں۔ یکم ذیقعدہ کو یہ قافلہ نبی کریم ﷺ کی قیادت میں سوئے حرم روانہ ہوا اس کی تعداد چودہ سو یا پندرہ سو کے لگ بھگ تھی۔ حضور ﷺ اپنی ناقہ قصویٰ پر سوار تھے اور ساتھ میں ستر اونٹ قربانی کے لئے ان کے گلوں میں قلاوے ڈال دیئے گئے۔ جب اس قافلہ کی روانگی کی خبر قریش کو ملی تو ان کے دلوں میں خوف و ہراس پیدا ہوا کہ مسلمانوں کا عمرہ صرف ایک بہانہ ہے اور اصل مقصد مکہ پر قبضہ کرنا ہے انہوں نے طے کیا کہ کسی صورت میں مسلمانوں کو شہر مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے اور آپ ﷺ کو روکنے کے لئے دوسو سواروں کو خالد بن ولید کی قیادت میں بھیج دیا۔ حضور ﷺ کو ان کے اس ارادہ کی خبر مل چکی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ صدحیف! قریش کو جنگوں نے کھوکھلا کر دیا پھر بھی اس ضد سے باز نہیں آتے بہر حال انہوں نے طرح طرح کی ناکام کوششیں کیں کہ کسی نہ کسی طریقہ سے مسلمانوں کو جنگ کے لئے ابھاریں۔

رکوع نمبر: ۹

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ﴾ ﴿فَضِيْنَا بِفَتْحِ مَكَّةَ وَغَيْرِهَا الْمُسْتَقْبَلِ غَنُوَّةَ بِجِهَادِكَ﴾ ﴿فَتْحًا مَبِينًا﴾ ﴿يُنَا ظَاهِرًا﴾ ﴿لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ﴾ ﴿بِجِهَادِكَ﴾ ﴿مَا تَقْدُمُ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاْخِرُ﴾ ﴿مِنْهُ لِنُرْغَبَ اَمَّتَكَ فِي الْجِهَادِ وَهُوَ مُوَوَّلٌ لِبَعْضَةِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِالْذَّلِيلِ الْعَقْلِي الْقَاطِعِ مِنَ الذَّنُوبِ وَالْاَلَامُ لِلْعَلَّةِ الْغَايَةِ لَمَّا خَوْلَهَا مُسَبِّبٌ لَا سَبَبَ﴾ ﴿وَيْتَمُ﴾ ﴿بِالْفَتْحِ الْمَذْكُورِ﴾ ﴿نِعْمَتُهُ﴾ ﴿اَنْعَامُهُ﴾ ﴿عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ﴾ ﴿بِهِ﴾ ﴿صِرَاطًا﴾ ﴿طَرِيقًا﴾ ﴿مُسْتَقِيمًا﴾ ﴿يُثَبِّتُكَ عَلَيْهِ وَهُوَ دِينُ الْاِسْلَامِ﴾ ﴿وَيَنْصُرَكَ﴾

اللہ بہ نصر عزیزاً (۳) نصرًا إذا عزَّ لا دُلَّ مَعَهُ (هو الذي نزل السكينة) الطمأنينة (في قلوب المؤمنين ليزدادوا إيمانًا مع إيمانهم) بشرائع الدين كُلَّمَا نَزَلَ وَاحِدَةٌ مِنْهَا آمَنُوا بِهَا وَمِنْهَا الْجِهَادُ (ولله جنود السموات والارض) فَلَوْ أَرَادَ نَصْرَ دِينِهِ بِغَيْرِكُمْ لَفَعَلَ (وكان الله عليمًا بِخَلْقِهِ) (حكيما) (۴) فِي صُنْعِهِ أَيْ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِذَلِكَ (ليدخل) مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوفٍ أَيْ أَمَرَ بِالْجِهَادِ (المؤمنين والمؤمنات جنت تجري من تحتها الأنهر خالدين فيها ويكفر عنهم سيئاتهم وكان ذلك عند الله فوزًا عظيمًا) (۵) وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّالِمِينَ بِاللَّهِ ظَنُّ السُّوءِ (بِفَتْحِ السِّينِ وَضَمِّهَا فِي الْمَوَاضِعِ الثَّلَاثَةِ ظَنُّوا أَنَّهُ لَا يَنْصُرُ مُحَمَّدًا ﷺ وَالْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِمُ دَائِرَةُ السُّوءِ) بِالذِّلِّ وَالْعَذَابِ (وَوَضَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ) أَبَعَدَهُمْ (وَاعْدَ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا) (۶) مَرْجَعًا (ولله جنود السموات والارض وكان الله عزيزًا) فِي مَلِكِهِ (حكيما) (۷) فِي صُنْعِهِ أَيْ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِذَلِكَ (إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا عَلَى أُمَّتِكَ فِي الْقِيَامَةِ) (وَمُبَشِّرًا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا بِالْجَنَّةِ) (وَنَذِيرًا) (۸) مُنْذِرًا مُخَوِّفًا فِيهَا مِنْ عَمَلِ سُوءٍ بِالنَّارِ (لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ بِالْبَيِّنَاتِ وَالتَّائِبِينَ فِيهِ وَفِي الثَّلَاثَةِ بَعْدَهُ) (وَتَعَزَّزُوا) (يَنْصُرُوهُ وَقَرُّوا بِزَآئِنِ مَعَ الْفَوْقَانِيَةِ) (وَتَوْقَرُوا) (تَعْظُمُوهُ وَضَمِيرُهُمَا لِلَّهِ أَوْ لِرَسُولِهِ) (وَتَسْبِّحُوهُ) (أَيَ اللَّهُ) (بِكُرَّةٍ وَاصِيلًا) (۹) بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ (إِنَّ الَّذِينَ يَبَايِعُونَكَ بِيَعَةِ الرِّضْوَانِ بِالْخُدْيَةِ) (أَنَّمَا يَبَايِعُونَ اللَّهَ) (هُوَ نَحْوُ مَنْ يُطِيعُ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ) (يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ) (الَّتِي بَايَعُوا بِهَا النَّبِيُّ ﷺ أَيْ هُوَ تَعَالَى مُطَّلَعٌ عَلَى مَبَايِعَتِهِمْ فَيَجَازِيهِمْ عَلَيْهَا) (فَمَنْ نَكَثَ) (نَقَضَ الْبَيْعَةَ) (فَأَنَّمَا يَنْكُثُ) (يَرْجِعُ وَبَالَ نَقْضِهِ) (عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمُؤْتِيهِ) (بِالْبَيِّنَاتِ وَالنُّونِ) (اجرا عظيمًا) (۱۰).

### ترجمہ

یشک ہم نے تمہارے لیے فتح فرمادی (مستقبل میں فتح مکہ وغیرہ.....) کا فیصلہ تمہارے لیے فرمادیا) کھلی اور واضح فتح (تمہارے جہاد کرنے کے ذریعے، مبین بمعنی بیناً ظاہراً ہے) تاکہ اللہ بخشے تمہارے لیے (تمہارے جہاد کرنے کے سبب سے) تمہارے اگلے اور پچھلے ذنب (و ماباخر کے بعد "منہ" محذوف ہے، تاکہ آپ ﷺ کی امت جہاد میں رغبت کریں، دلیل عقلی قطعی کے سبب انبیاء کرام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں، یہ آیت مبارکہ مؤول ہے، لیغفر میں موجود لام علت غائیہ کے لیے ہے اس کا مدخل مسبب ہے، سبب نہیں ہے.....) اور تمام کر دے (مذکورہ فتح کے سبب) اپنا انعام (نعمة بمعنی انعام ہے) تم پر اور (مذکورہ فتح کے سبب) تمہیں سیدگی راہ دکھائے (یعنی اس پر استقامت عطا فرمائے "صراط مسقیم" سے مراد دین اسلام ہے اور صراط بمعنی طریق ہے) اور (اس فتح مذکورہ کے باعث) اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے (یعنی ایسی عزت والی مدد جس میں کچھ ذلت نہ ہو) وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں سکینہ (یعنی اطمینان) اتارا تاکہ انہیں ایمان پر ایمان بڑھے (دینی احکام پر کہ جب بھی کوئی حکم دینی نازل ہوتا وہ اس پر ایمان لے آتے اور انہی احکامات میں سے حکم جہاد بھی ہے) اور اللہ ہی کی ملک میں ہیں تمام لشکر آسمانوں اور زمین کے (اگر وہ تمہارے علاوہ کسی اور سے اپنے دین کی مدد کا ارادہ فرمائے تو وہ کر سکتا ہے) اور اللہ علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا

(حکمت والا ہے) اپنی صنعت میں، یعنی وہ ہمیشہ سے ان اوصاف سے متصف ہے) تاکہ وہ داخل کرے ("لیدخل" امر بالجہاد محذوف کے متعلق ہے معنی یہ ہے اس نے جہاد کا حکم اس لیے فرمایا تاکہ وہ داخل کرے) ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں جن کے نیچے نہریں رواں اور ان کی برائیاں ان سے اتار دے اور یہ اللہ کے یہاں بڑی کامیابی ہے اور عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ پر گمان رکھتے ہیں براگمان (مذکور تینوں مقامات میں لفظ "السوء" کو سین مفتوحہ اور مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے معنی آیت یہ ہے یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی مدد نہ کریگا) انہیں پر ہے بری گردش (ذلت و عذاب کی) اور اللہ نے ان پر غضب فرمایا اور انہیں لعنت کی (یعنی اپنی رحمت سے دور فرمادیا) اور ان کے لیے جہنم تیار فرمائی اور وہ کیا ہی بری لوٹنے کی جگہ (مقصوداً بمعنی مرجعاً ہے) اور اللہ ہی کی ملک ہیں آسمانوں اور زمین کے سب لشکر اور اللہ غلبہ رکھنے والا ہے (اپنے ملک میں) اور حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں، یعنی وہ ان اوصاف سے ہمیشہ متصف ہے) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا گواہ (بروز قیامت اپنی امت کے حق میں گواہی دینے والا.....) اور (ان کو) خوشی سنا تا (جنت کی زندگی کی) اور (گناہگاروں کو جہنم کا) ڈر سنا تا (نذیراً بمعنی منذر اور مخوف ہے) تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ (لتؤمنوا، یعزروه، یوقروہ، یسبحوہ ان تمام ہی افعال کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور ان کی مدد کرو (یعزروه بمعنی بنصروہ ہے اسے "تعزروه" دوزاء اور تاء فو قانیہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) اور ان کی تعظیم کرو (یوقروہ بمعنی تعظموہ ہے ان دونوں افعال کے ساتھ متصل ضمیر "ہ" کا مرجع اسم جلالت یا الوسول ہے) اور اس کی (یعنی اللہ ﷻ کی) صبح و شام پاکی بولو..... (بکرة کے معنی صبح، اسیلا کے معنی شام ہے) وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں (یہاں مذکور بیعت سے مراد بیعت رضوان ہے جو مقام حدیبیہ میں ہوئی.....) وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں (یہ فرمان عالیشان اس فرمانِ ذیشان کی مثل ہے ﴿من یطع الرسول فقد اطاع اللہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی﴾ (سند: ۸۰) ان کے ہاتھوں پر (جن کے ذریعے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی) اللہ کا ہاتھ ہے (یعنی اللہ ﷻ کی بیعت کرنے پر مطلع ہے وہ انہیں اس کا بدلہ دیگا) تو جس نے عہد توڑا (یعنی بیعت کو توڑ ڈالا) تو اس نے اپنے ہی برے کو توڑا (یعنی اس بیعت کو توڑنے کا وبال اسی پر ہے) اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ کے ساتھ کیا تھا تو بہت جلد اسے اللہ دے گا ("فسیؤتیہ" کو علامت مضارع یاء اور نون دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) بڑا ثواب۔

### ﴿قر گپیپ﴾

﴿انا فتحنا لک فتحاً مبیناً لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخرو﴾

انا: حرف شبہ و اسم، فتحنا لک: فعل با قاعل و ظرف لغو، فتحاً مبیناً: مرکب توصیفی مفعول مطلق، لام: جار، یغفر لک: فعل و ظرف لغو، اللہ: فاعل، ما تقدم: موصول صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما تاخرو: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر ذوالحال، من: ذنبک: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ تقدیران مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و یتیم نعمتہ علیک و یہدیک صراط مستقیماً و ینصرک اللہ نصراً عزیزاً﴾

و: عاطفہ، یتیم: فعل با قاعل، نعمتہ: مفعول، علیک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یغفر لک" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، یہدیک: فعل با قاعل و مفعول، صراط مستقیماً: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یغفر لک" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، ینصرک: اللہ: فعل با قاعل و مفعول، نصر عزیزاً: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یغفر لک" پر معطوف ہے۔



﴿هو الذى انزل السكينة فى قلوب المؤمنين ليزدادوا ايمانا مع ايمانهم﴾

هو: مبتداء، الذى: موصول، انزل السكينة: فعل بافاعل ومفعول، فى قلوب المؤمنين: ظرف نفو، لام: جار، يزدادوا: فعل واو ضمير ممتز، ايمانا: موصوف، مع ايمانهم: ظرف متعلق بمحذوف صفت، مكر تميز، مكر فاعل، مكر جملة فعلية تقدير ان مجرور، مكر ظرف نفو، ثانی، مكر جملة فعلية صله، مكر خبر، مكر جملة اسمية۔

﴿ولله جنود السموات والارض و كان الله عليما حكيما﴾

و: عاطفه، الله: ظرف مستقر خبر مقدم، جنود السموات والارض: مركب اضافى مبتدا مؤخر، مكر جملة اسمية، و: عاطفه، كان الله: فعل ناقص واسم، عليما حكيما: خبر ان، مكر جملة فعلية۔

﴿ليدخل المؤمنين والمومنات جنات تجرى من تحتها الانهار خالدين فيها و يكفر عنهم سيئاتهم﴾

لام: جار، يدخل: فعل بافاعل، المؤمنين: معطوف عليه، و: عاطفه، المومنات: معطوف، مكر زوال حال، خالدين فيها: شبه جملة حال، مكر مفعول اول، جنات: موصوف، تجرى من تحتها الانهار: جملة فعلية صفت، مكر مفعول ثانی، مكر جملة فعلية معطوف عليه، و: عاطفه، يكفر عنهم: فعل بافاعل وظرف نفو، سيئاتهم: مفعول، مكر جملة فعلية معطوف، مكر تقدير ان مجرور، مكر فعل محذوف "امر بالجهد" كيلى ظرف مستقر، مكر جملة فعلية۔

﴿و كان ذلك عند الله فوزا عظيما و يعذب المنافقين والمنفقات والمشركين والمشركات الظانين بالله ظن السوء﴾

و: عاطفه، كان: فعل ناقص، ذلك: اسم، عند الله: ظرف متعلق بمحذوف حال مقدم، فوزا عظيما: مركب توصيى ذوالحال، مكر خبر، مكر جملة فعلية، و: عاطفه، يعذب: فعل بافاعل، المنافقين: معطوف عليه، و: المنفقات: معطوف اول، و: المشركين: معطوف ثانی، و: المشركت: معطوف ثالث، مكر موصوف، الظانين: اسم فاعل بافاعل، بالله: ظرف نفو، ظن السوء: مفعول مطلق، مكر شبه جملة صفت، مكر مفعول، مكر جملة فعلية ماقبل "يدخل" پر معطوف ہے۔

﴿عليهم دائرة السوء و غضب الله عليهم و لعنهم و اعد لهم جهنم و ساءت مصيرا﴾

عليهم: ظرف مستقر خبر مقدم، دائرة السوء: مبتدا مؤخر، مكر جملة اسمية، و: عاطفه، غضب الله: فعل وفاعل، عليهم: وظرف نفو، مكر جملة فعلية، و: عاطفه، لعنهم: فعل بافاعل ومفعول، مكر جملة فعلية، و: عاطفه، اعد لهم: فعل بافاعل وظرف نفو، جهنم: مفعول، مكر جملة فعلية، و: عاطفه، ساءت: فعل "هى" ضمير ممتز، مصيرا: تميز، مكر فاعل، مكر جملة فعلية ہو کر "هى" مبتدا محذوف کی خبر، مكر جملة اسمية۔

﴿ولله جنود السموات والارض و كان الله عزيزا حكيما﴾

و: عاطفه، لله: ظرف مستقر خبر مقدم، جنود السموات والارض: مبتدا مؤخر، مكر جملة اسمية، و: عاطفه، كان الله: فعل ناقص واسم، عزيزا حكيما: خبر ان، مكر جملة فعلية۔

﴿انا ارسلناك شاهدا و مبشرا و نذيرا لتؤمنوا بالله ورسوله و تعزروه و توقروه و تسبحوه بكرة و اصيلا﴾

انا: حرف شبه واسم، ارسلنا: فعل بافاعل، ك: ضمير ذوالحال، شاهدا: معطوف عليه، و: مبشرا: معطوف اول، و: نذيرا: معطوف ثانی، مكر حال، مكر مفعول، لام: جار، تؤمنوا بالله ورسوله: جملة فعلية معطوف عليه، و: تعزروه: معطوف عليه، و: تسبحوه: جملة فعلية معطوف اول، و: توقروه: جملة فعلية معطوف ثانی، و: تسبحوه: فعل بافاعل ومفعول، بكرة: معطوف عليه، و: اصيلا: معطوف، مكر ظرف، مكر جملة فعلية معطوف ثانی، مكر جملة فعلية تقدير ان مجرور، مكر ظرف نفو، مكر خبر، مكر جملة اسمية۔

﴿ان الدین یہا یعونک النما یہا یعون اللہ ید اللہ فوق ایدہم﴾

ان: حرف مشبہ، الدین، موصول، یہا یعون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر اسم، النما: حرف مشبہ و ما کانہ، یہا یعون: فعل بافاعل، اللہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر اول، ید اللہ: مبتدا، فوق ایدہم: ظرف متعلق بمجذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن نکث فانما ینکث علی نفسه﴾

ف: متانفہ، من: شرطیہ مبتدا، نکث: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، النما: حرف مشبہ و ما کانہ، ینکث: فعل بافاعل، علی نفسه: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و من اوفیٰ بما عہد علیہ اللہ فسنؤتہ اجر عظیم﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ، اوفیٰ: بمعنی "وفی"، افعّل بافاعل، ب: جار، ما: موصولہ، عہد علیہ اللہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، سنؤتہ: اجزا عظیمہ: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... انا فتحنا لک فتحا مبینا..... ﴿ان فتحنا خدیجہ سے واپس ہوتے ہوئے حضور ﷺ پر نازل ہوئی حضور ﷺ کو اس کے نازل ہونے سے بہت خوشی ہوئی اور صحابہ نے حضور ﷺ کو مبارکباد دیں دیں (بہاری و مسلم)

### ﴿تشریح تو ضیح و اعتراض﴾

### مفسرین کے نزدیک فتح سے کونسی فتح مراد ہے؟

۱..... اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہاں فتح سے مراد کونسی فتح ہے؟ قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مراد فتح مکہ ہے، مجاہد کے نزدیک اس سے مراد فتح خیبر ہے، اور ایک قول کے مطابق روم و فارس کی فتوحات اور تمام بلاد اسلامیہ کی فتوحات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی برکت سے عطا فرمائیں۔

(العازن، ج ۴، ص ۱۵۲)

(روح المعانی، الجزء ۲۶، ص ۳۳۴)

علامہ آلوسی نے مختلف اقوال میں فتح سے صلح حدیبیہ، فتح خیبر اور فتح مکہ مراد لی ہے۔

دیگر مفسرین نے بھی اسی قسم کے اقوال بیان کئے ہیں۔

حدیث کے تناظر میں صلح حدیبیہ کا بیان:

☆..... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ فتح مکہ کو فتح شمار کرتے ہو، بیشک فتح مکہ بھی فتح ہی ہے لیکن ہم ریت رضوان کو فتح شمار کرتے ہیں، جو حدیبیہ کے دن ہوئی تھی، ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ چودہ سو اصحاب تھے اور حدیبیہ ایک کنواں ہے، ہم نے اس سے پانی نکالا تو اس میں ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑا، نبی پاک ﷺ تک یہ خبر پہنچی، آپ ﷺ اس کنویں کے پاس آئے اور اس کی منڈیر پر بیٹھ گئے، پھر آپ نے ایک برتن منگایا آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا، پھر گلی کی اور دعا کی پھر اس پانی کو کنویں میں ڈال دیا، پھر اس کنویں میں اس قدر پانی آگیا جو ہمیں اور ہماری سواری کے لئے کافی تھا۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ الحدیبیہ، رقم: ۶۱۰۰، ص ۷۰۰)

صلح حدیبیہ میں جو شرائط طے پائی تھیں ان کا بیان درج ذیل احادیث میں ملاحظہ فرمائیں:

☆..... بخاری کی طویل حدیث میں جن دو شرائط کا ذکر ہے وہ یہ ہیں: (۱)..... مسلمان اس سال عمرہ کے بغیر واپس چلے جائیں اور اگلے سال عمرہ کرنے کے لئے آئیں اور تلواروں کو میان میں رکھ کر آئیں، اس کے علاوہ اور کوئی ہتھیار ساتھ نہ لائیں۔ (۲)..... جو کوئی

مسلمان مکہ سے مدینہ چلا جائے، مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اسے دوبارہ مکہ واپس بھیجیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی الجہاد..... الخ، رقم: ۲۷۳۲، ۲۷۳۱، ص ۴۴۷)

☆..... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ذوالقعدة الحرام سن چھ ہجری کو عمرے کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے تو اہل مکہ نے انہیں روک لیا اور اس بات پر صلح کی کہ مسلمان اس سال فقط تین دن مکہ میں رہیں اور شرائط طے کر لی گئیں اور یہ وہ شرائط ہیں جن پر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کر لی۔ بعد میں مشرکین نے کہا: ہم اس کا اقرار نہیں کرتے، اگر ہمیں یقین ہوتا کہ آپ ہی اللہ ﷻ کے رسول ہیں تو آپ کو عمرہ سے نہ روکتے لیکن آپ تو محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور میں ہی محمد بن عبد اللہ ہوں، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کاٹ دو جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکار کیا کہ وہ یہ جسارت نہیں کر سکتے، پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایسا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے محمد بن عبد اللہ باقی رکھا۔ جو شرائط طے پائیں وہ یہ ہیں: (۱)..... مکہ میں کوئی شخص ہتھیار لے کر داخل نہیں ہوگا، مگر یہ کہ تلوار میان میں رہیں گی، (۲)..... اہل مکہ میں سے کسی کو نہیں نکالا جائے گا خواہ وہ آپ کی اتباع کرنا چاہتا ہو۔ (۳)..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کوئی مکہ میں رہنا چاہے تو اسے منع نہیں کیا جائے گا، آئندہ سال آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے اور تین دن گزارنے تو مشرکین مکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہنے لگے کہ اپنے نبی سے کہو کہ وہ یہاں سے چلے جائیں۔ (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب عمرة القضاء، رقم: ۴۲۵۱، ص ۷۲۰)

احادیث کے تناظر میں فتح مکہ کا بیان:

☆..... عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کا بیان ہے کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ فتح مکہ رمضان کے مہینے میں کیا تھا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب سے بھی ایسا ہی سنا ہے، حضرت عبید اللہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ جب آپ ”کدید“ کے چشمے پر پہنچے جو ”قدید اور عسفان“ کے درمیان واقع ہے تو آپ نے روزہ افطار فرمایا اور اس کے بعد آپ نے اس مہینے میں کوئی روزہ نہیں رکھا، امت کی آسانی کے پیش نظر کیونکہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔

☆..... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے مہینے میں خنین کی جانب نکلے اور اس وقت مجاہدین حضرات نے روزہ رکھا ہوا تھا جب کہ بعض نے نہیں لے رکھا ہوا تھا۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر جلوہ فرما ہوئے تو آپ نے دودھ کا برتن طلب فرمایا پانی منگوایا، پھر اسے اپنی ہتھیلی پر یا سواری پر رکھ کر لوگوں کی جانب دیکھا، پس روزہ نہ رکھنے والوں نے روزہ داروں سے کہا کہ روزے توڑ دو۔ عبدالرزاق، معمر، ایوب، عکرمہ، حضرت عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال نکلے۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الفتح فی رمضان، رقم: ۴۲۷۵، ۴۲۷۷، ص ۷۲۲)

## مغفرت ذنب کے مسئلہ میں اعلیٰ حضرت کا موقف:

۲..... اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور تمہیں سیدھی راہ دکھا دے۔

اس موضوع کے اعتبار سے کئی اقوال میری نظر سے گزرے، جن کی قدرے وضاحت درج ذیل ہے:

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں ﴿ما تقدم من ذنبك﴾ تمہارے اگلوں کے ﴿ما تأخر﴾ تمہارے پچھلوں کے ذنب، یا یوم بدر کے ذنب، یا یوم بدر کے ذنب، یا فتح سے پہلے کے ذنب مراد لئے ہیں، اور ﴿ما تأخر﴾ تمہارے

پچھلوں کے لیے امت کے ذنب، دیگر حضرات انبیائے کرام کے ذنب، یوم حنین کے ذنب مراد ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ۲۶، ص ۲۲۵) حضرت علامہ آلوسی فرماتے ہیں: ذنب سے مراد خلاف اولیٰ امور ہیں کیونکہ حسنات الابراہیم سیئات المعقریین یعنی نیک لوگوں کی نیکیاں بھی مقربین کے آگے گناہ ہوا کرتی ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے نماز و روزے میں (مزید زیادتی کر دی) یہاں تک کہ پاؤں مبارک متورم ہو گئے، بعض صحابہ نے اس جانب توجہ دلائی کہ وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تاخرو؟ تو جواب دیا: ”کیا میں اللہ ﷻ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟“ (روح المعانی، الجزء: ۲۶، ص ۳۴۲) علامہ خازن کہتے ہیں: یہ آیت موصول ہے، کیونکہ سید عالم ﷺ کی ذات کے لئے عام لوگوں کی مانند گناہ کو تصور کرنا جائز نہیں، اور یہاں ذنب سے مراد وہ امور ہیں جو بشری تقاضے کے اعتبار سے کسی سے ہو وغیرہ ہو جائے جیسا کہ حسنات الابراہیم سیئات المعقریین یعنی نیک لوگوں کی نیکیاں بھی مقربین کے آگے گناہ ہوا کرتی ہیں، پس جو اس قبیلے سے تھا یا اس کے علاوہ اللہ ﷻ سب جانتا ہے اور سب ہی معاف ہیں اور اس مغفور ہونے کی سند و یتیم نعمتہ علیک اور اللہ اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے میں بھی ملتی ہے۔

(الحازن، ج ۴، ص ۱۵۳)

امام رازی فرماتے ہیں: حضرات انبیائے کرام کے گناہ نہیں ہوا کرتے پھر معافی کا معاملہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں (امام رازی) اس کے جواب میں چند توجیہات بیان کرتا ہوں جو کہ یہ ہیں: (۱)..... مراد مؤمنین کے گناہ ہیں۔ (۲)..... افضل ترک کرنا مراد ہے۔ (۳)..... مراد صغیرہ گناہ ہیں جو کہ حضرات انبیائے کرام کی ذات سے سہو و عذر جائز ہوا کرتے ہیں۔ (۴)..... مراد سید عالم ﷺ کی عصمت بیان کرنا ہے۔ اور و ما تاخرو؟ کی بھی کچھ وجوہات ہیں: (۱)..... سید عالم ﷺ سے وعدہ فرمایا گیا تھا کہ اعلان نبوت کے بعد ان سے گناہ نہ ہونگے۔ (۲)..... فتح سے پہلے جو ہو گزرا اور جو بعد فتح ہوگا، سب ہی مراد ہے۔ (۳)..... عمومیت مراد ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: ”جو ملے اُسے بھی مارو اور جو نہ ملے اُسے بھی مارو“ اب نہ ملنے والے کو کیسے مارا جائے گا؟۔ (۴)..... نبوت کے اعلان سے پہلے معافی اور اعلان نبوت کے بعد عصمت مراد ہے۔ اور بعض کے نزدیک قبل نبوت ماریہ اور بعد اعلان نبوت نہ نب کا معاملہ مراد ہے۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۶۶)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں: اسی استغفار ذنب کے معاملے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی جناب میں آریہ قوم کا ایک استفتاء پیش خدمت ہوا، جس میں سید عالم ﷺ کی جناب میں ”ذنب“ کی نسبت کی گئی اور ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ سید عالم ﷺ سے گناہ کا صدور ہو سکتا ہے اور اپنے موقف پر دلائل بھی قائم کئے گئے۔ ہم ذیل میں آریوں کی جانب سے پیش ہونے والا استفتاء مختصراً اور فاضل بریلوی کا جواب من و عن لکھنے کی سعی کر رہے ہیں:

### آریہ قوم کے اعتراض کا خلاصہ بصورت استفتاء

مسلمانوں کے پیغمبر گناہوں سے معصوم نہیں؟ اور یہ کہ ابن عباس بڑے بھاری مفسرین میں سے ہیں اور اپنی تفسیر میں اس طرح لکھتے ہیں: ”واستغفر للذنب لتقصير والشكر على ما انعم الله عليك وعلى اصحابك اس کے معنی یہ ہیں کہ تو معافی مانگ اور اپنے گناہوں کی وہ یہ کہ تو نے خدا کی اس مہربانی کے شکر گزار ہونے میں غفلت کی جو کہ خدا نے تیرے پیروں پر کی۔“ دشمنی ایک بڑے بھاری مفسر اپنی تفسیر ”الکشاف“ میں لکھتے ہیں: لكن يغفر الله لك ما تقدم من ذنبك قبل الوحي وما تاخرو وما يكون بعد الوحي الى الموت اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تیرے گناہ کو جو کہ وحی آنے سے قبل ہوئے ہیں اور اس کے بعد میں یعنی مرتے وقت تک معاف کر دے۔



## الجواب

اس سوال میں آریہ نے افتراء و جہالت و نا انہی و بے ایمانی سے کام لیا۔ ہم اس کے پندرہ جوابات درج ذیل میں بالترتیب بیان کرتے ہیں: (۱)..... عبارت کہ ”الکشاف“ کی طرف نسبت کی محض بہتان ہے، ”الکشاف“ میں اُس کا پتہ نہیں۔

(۲)..... بالفرض اگر ”الکشاف“ میں ہوتی تو وہ ایک معتزلی بد مذہب بے ادب کی تصنیف ہے، اس کا کیا اعتبار۔

(۳)..... یہ تفسیر منسوب ”بمسد نا ابن عباس“ ہے نہ ان کی کتاب ہے، نہ اُن سے ثابت، یہ مسند محمد بن مروان عن الکلی عن ابی صالح سے مروی ہے اور ائمہ دین اس سند کو فرماتے ہیں کہ یہ سلسلہ کذب ہے۔ ”الاتقان“ میں ہے: واوہی طرقہ طریق الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس فان انضم الی ذلک روایۃ محمد بن مروان اسدی الصغیر فہی سلسلۃ الکذب اس کے طرق میں سے کمزور ترین طریق کلبی کا ابوصالح سے اور اس کا ابن عباس سے روایت کرنا اگر اس کے ساتھ محمد بن مروان اسدی کی روایت مل جائے تو کذب کا سلسلہ ہے۔

(۴)..... اس کے ترجمے میں بھی آریہ نے تحریف کی ہے، عبارت یہ ہے: لتقصیر الشکر علی ما انعم اللہ علیک وعلی اصحابک یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر جو نعمتیں فرمائیں ان کے شکر میں جس قدر کمی واقع ہوئی اس کے لئے استغفار فرمائیں۔

کہاں کی اور کہاں غفلت، نعمائے الہیہ پر ہر فرد بے شمار حقیقت غیر متناہی بالفعل ہیں: کما حققہ المفتی ابو السعود فی ارشاد العقل السلیم (جیسا کہ مفتی عبدالسعود نے ارشاد عقل السلیم میں اس کی تحقیق کی ہے)۔ قال اللہ تعالیٰ: ﴿وإن تعدوا نعمة الله لا تحصوها﴾ اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو گے (النحل: ۱۸)۔ جب اس کی نعمت کو کوئی گن ہی نہیں سکتا تو ہر نعمت پر پورا شکر کون کر سکتا ہے؟

شکر میں ایسی کمی ہرگز گناہ بمعنی معروف نہیں بلکہ لازمہ بشریت ہے، نعمائے الہیہ ہر وقت ہر لمحہ ہر آن ہر حال میں حیرانہ ہیں خصوصا خاصوں پر، خصوصا اُن پر جو سب خاصوں کے سردار ہیں اور بشر کو کسی وقت کھانے پینے سونے میں مشغولی ضرور، اگرچہ خاصوں کے یہ افعال بھی عبادت ہی ہیں مگر اصل عبادت سے تو ایک درجہ کم ہیں، اس کی کمی کو تفسیر اور اس تفسیر کو ذنب (گناہ) سے تعبیر فرمایا گیا۔

(۵)..... بلکہ خود نفس عبارت گواہ ہے کہ یہ جسے گناہ فرمایا گیا ہرگز حقیقتہ گناہ نہیں، ﴿ما تقدم﴾ سے کیا مراد لیا، وحی اترنے سے پیشتر کے، اور گناہ کسے کہتے ہیں؟ مخالفتِ فرمان کو۔ اور فرمان کا ہے سے معلوم ہوگا؟ وحی سے، تو جب تک وحی نہ اُتری تھی فرمان کہاں تھا، جب فرمان نہ تھا مخالفتِ فرمان کے کیا معنی؟ جب مخالفتِ فرمان نہیں تو گناہ کیسا؟۔

(۶)..... جس طرح ﴿ما تقدم﴾ میں ثابت ہو لیا کہ حقیقتہ ذنب نہیں، یونہی ﴿ما تاخرو﴾ میں نقد وقت ہے قبل ابتدائے نزول فرمان جو افعال جائزہ ہوئے کہ بعد کو فرمان اُن کے منع پر اُتر اور انہیں یونہی تعبیر فرمایا گیا حالانکہ ان کا حقیقتہ گناہ ہونا کوئی معنی ہی نہ رکھتا تھا، یونہی بعد نزول وحی و ظہور رسالت بھی جو افعال جائز فرمائے اور بعد کو اُن کی ممانعت اُتری اُسی طریقے سے ان کو ﴿ما تاخرو﴾ فرمایا کہ وحی بہتر ترجیح نازل ہوئی نہ کہ دفعہ۔

(۷)..... نہ ہر تفسیر معتبر نہ ہر مفسر مصیب، مشرک کا ظلم ہے کہ نام لے آیات کا اور دامن پکڑے نامعتبر تفسیرات کا، ایسا ہی ہے تو وہ لغویات و ہزلیات و ہشیات کہ ایک مہذب آدمی کو انہیں، بکتے بلکہ دوسرے آدمی سے نقل کرتے عار آئے جو آریہ کے ”ویدوں“ میں اہلی

گہلی پھر رہی ہیں اور خود بندگان "وید" نے اس کے ترجموں میں وہی حد بھر کے گندے گھناؤنے فحش لکھے اُن سے آریہ کی جان کیونکر چھوٹے گی مثلاً: "بجروید" میں "ایشور" کی بیماری کا حال لکھا کہ بستر پر پڑے پکار رہے ہیں کہ "اوسینکڑوں کی طرح عقل و علم رکھنے والو! تمہاری سینکڑوں ہزاروں طرح بوئیاں ہیں ان میں سے میرے شریکوں کو روگ کرو، اے اماں جان! تو بھی ایسا ہی کر"۔ نیز یہ بھی فرما رہے ہیں کہ "اے بوٹیوں کی مانند فائدہ دینے والی دیوی ماتا! میں فرزند جھکو بہت نصیحت کرتا ہوں"۔ ماتا جی کہتی ہیں: "اے لائق بیٹے! میں والدہ تیرے گھوڑے، گائیں، زمین، کپڑے، جان کی حفاظت و پرورش کرتی تو مجھے نصیحت مت کر"۔ اسی "بجروید" کے ادھیائے ۳۱ منتر اول میں "ایشور" کے متعلق ہے: "اس کے ہزار سر ہیں، ہزار آنکھیں ہیں، ہزار پاؤں ہیں، زمین پر وہ سب جگہ ہے التاسید ہاتھ بھی دس انگلی کے فاصلے پر ہر آدمی کے آگے بیٹھا ہے"۔ نیز "ویدوں" میں اس کا نام "سرویا پک" ہے یعنی وہ ہر جگہ سایا ہوا، ہر چیز میں رہا ہوا، ہر خلا میں گھسا ہوا ہے، ہر جانور کی مقعد، ہر مادہ کی فرج، ہر پاختہ کی ڈھیری میں، "ایشور" ہی "ایشور" ہے۔ "دیواند" نے محض زبردستی اُن کی کایا پلٹ کی اور انہیں فحش سے نکالا مگر اور مترجموں کا ترجمہ کہاں مٹ جائے گا، مفسر تو اپنی طرف سے مطلب کہتا ہے اور مترجم خود اصل کلام کو دوسری زبان میں بیان کرتا ہے، ترجمے کی غلطی اگر ہوتی ہے تو دو ایک لفظ کے معنی میں نہ کہ سارے کلام کا معنی فحش سے حکمت کی طرف پلٹ دیا جائے اور اگر سنسکرت ایسی ہی پیچیدہ زبان ہے جس کی سطروں کی سطریں چاہے فحش سے ترجمہ کرو خواہ حکمت سے وہ کلام کیا ہوا بھاون متی کا گور کھ دھندا ہوا اور اس کے کسی حرف پر اعتماد ہو سکتا ہے، نہیں معلوم کہ مالا جی ہے یا گالی کبی ہے۔

(۸)..... استدلال بڑی ذمہ داری کا کام ہے، آریہ بیچارہ کیا کھا کر اس سے عہدہ براہ ہو سکتا ہے۔

علم کا قاعدہ مسلمہ ہے: "اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال" یعنی جب احتمال آجائے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔ سورہ مومن و سورہ محمد کی آیات کریمہ میں کوئی دلیل قطعی ہے کہ خطاب سید عالم ﷺ سے ہے۔ سورہ مومن میں تو اتنا ہے: ﴿وَاسْتَغْفِرُ لَذَنْبِكَ اے دشمن خدا اپنی معافی چاہے﴾، کسی کا خاص نام نہیں، کوئی دلیل تخصیص نہیں، قرآن عظیم تمام جہاں کی ہدایت کے لئے اترنا صرف اس وقت کے موجودین بلکہ قیامت تک کے آنے والوں سے وہ خطاب فرماتا ہے: ﴿اقِمْوا الصَّلٰوةَ نماز قائم رکھو﴾ (البقرہ: ۴۳)۔ یہ خطاب جیسا کہ صحابہ کرام کو تھا ویسا ہی ہم سے بھی ہے اور تا قیام قیامت ہمارے بعد آنے والی نسلوں سے بھی ہوگا، اسی طرح فرمایا: ﴿لَا نَذِرْكُمْ به ومن بلغ تا کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو پہنچے﴾ (الانعام: ۱۹)۔ کتب فقہ کا قاعدہ ہے کہ خطاب ہر سامع سے ہوتا ہے ہذا اس حدک اللہ ﷻ (تو جان لے اللہ ﷻ تجھے سعادت مند بنائے)۔ میں کوئی خاص شخص مراد نہیں، خود قرآن میں ہے: ﴿ارایت الذی بنہی عبد اذا صلی ارایت ان کان علی الہدی او امر بالتقوی کیا تو نے نہ دیکھا اُسے جو روکتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے، بھلا دیکھ تو اگر وہ بندہ ہدایت پر ہو یا پرہیز گاری کا حکم فرمائے﴾ (العلق: ۱۱)۔ ابو جہل نے سید عالم ﷺ کو نماز سے روکنا چاہا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

یہاں بندے سے مراد سید عالم ﷺ ہیں اور غائب کی ضمیر سید عالم ﷺ طرف ہے اور مخاطب کی ہر سامع کی طرف، بلکہ فرماتا ہے: ﴿فما یکذبک بعد بالذین کیا چیز تجھے روز قیامت کے جھٹلانے پر باعث ہو رہی ہے﴾ (النہ: ۷)۔ یہ خطاب خاص کفار سے ہے بلکہ ان میں بھی خاص مکران قیامت مثل مشرکین، آریہ و ہنود سے، یونہی دونوں سورہ کریمہ میں کاف خطاب ہر سامع کے لئے ہے کہ اے سننے والے اپنے اور اپنے سب مسلمان بھائیوں کے گناہ کی معافی مانگ۔

(۹)..... بلکہ آیت محمد میں تو صاف قرینہ موجود ہے کہ خطاب سید عالم ﷺ سے نہیں، اس کی ابتداء یوں ہوئی: ﴿فَاعْلَمِ اِنَّ لا اله الا الله واستغفر لذنوبک وللمؤمنین والمؤمنات جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنی اور مسلمان مردوں اور عورتوں کی معافی

چاہ (مسند: ۱۹) ﴿تو یہ خطاب اُس سے ہے جو ابھی لا الہ الا اللہ نہیں جانتا اور نہ جاننے والے کو جاننے کو حکم دینا تحصیل حاصل ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اے سننے والے جسے ابھی تو حیدر یقین نہیں کئے، ہاشد تو حیدر یقین لا اور اپنے اور مسلمان بھائی کے گناہ کی معافی مانگ، تترہ آیت کریمہ میں اس عموم کو واضح فرمادیا: ﴿واللہ یعلم متقلبکم﴾ و متوکم اور اللہ جانتا ہے جہاں تم سب لوگ کروٹیں لے رہے ہو اور جہاں تم سب کا ٹھکانہ ہے (مسند: ۱۹) ﴿اگر﴾ ﴿فَاعْلَم﴾ ﴿میں تاویل کی تو﴾ ﴿ذَنْبِک﴾ ﴿میں تاویل سے کون مانع ہے؟ اور اگر﴾ ﴿ذَنْبِک﴾ ﴿میں تاویل نہیں کرتا تو﴾ ﴿فَاعْلَم﴾ ﴿میں تاویل کیسے کرتا ہے؟ دونوں پر ہمارا مطلب حاصل، اور مدعی معاند کا استدلال زائل۔

(۱۰)..... دونوں آیت کریمہ میں صیغہ امر اور امر انشاء ہے اور انشاء وقوع پر دل نہیں تو حاصل اس قدر کہ بفرض وقوع استغفار واجب، نہ کہ معاذ اللہ وقوع ہوا، جیسے کسی سے کہنا: ”اکرم ضیفک“ یعنی اپنے مہمان کی عزت کر، اس سے یہ مراد نہیں کہ اس وقت کوئی مہمان موجود ہے نہ یہ خبر ہے کہ خواہی خواہی کوئی مہمان آئیگا ہی بلکہ صرف اتنا مطلب ہے کہ اگر ایسا ہو تو یوں کرنا۔

(۱۱)..... ذنب معصیت کو کہتے ہیں اور قرآن کریم کے عرف میں اطلاق معصیت عمد ہی سے خاص نہیں، قال ﷺ: ﴿وَعَصَى آدَمَ رَبَّهُ﴾ آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی (طہ: ۱۲۱) ﴿حَالَا نَکَ خُودِ فَرَمَاتَا﴾ ﴿فَنَسِی﴾ ولم نجد له عزما آدم بھول گیا ہم نے اس کا قصہ نہ پایا (طہ: ۱۱۵) ﴿لیکن ہونہ گناہ ہے نہ اس پر مواخذہ، خود اللہ ﷻ نے بندوں کو یہ دعا تعلیم فرمائی: ﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَانَا﴾ اے ہمارے رب! ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چھوکیں (البقرہ: ۲۸۶)۔

(۱۲)..... جتنا قرب زائد اُسی قدر احکام کی شدت زیادہ ہوتی ہے، بادشاہ جبار حلیل القدر ایک جنگلی گنوار کی جو بات سن لے گا جو بڑا تو گوارا کرے گا، ہرگز شہریوں سے پسند نہ کریگا، شہریوں میں بازاریوں سے معاملہ آسان ہوگا اور خاص لوگوں سے سخت اور خاصوں میں درباریوں اور درباریوں میں وزراء، ہر ایک پر بار دوسرے سے زائد ہے، اس لئے وارد ہوا: ”حسنات الابوار سینات المقربین نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربین کے حق میں گناہ ہیں“ وہاں ترک اولی کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترک اولی ہرگز گناہ نہیں ہے۔

(۱۳)..... آریہ بیچارے جن کے باپ دادا نے بھی کبھی عربی کا نام نہ سنا، اگر نہ جانے تو ہر ادنیٰ طالب علم جانتا ہے کہ اضافت کے لئے ادنیٰ ملا بہت پس ہے بلکہ یہ عام طور پر فارسی، اردو، ہندی سب زبانوں میں رائج ہے، مکان کو جس طرح اس کے مالک کی طرف نسبت کریں گے یونہی کرایہ دار کی طرف، یونہی جو عاریت لے کر بس رہا ہے، اس کے پاس جو ملنے آئے گا یہی کہے گا کہ ہم فلاں کے گھر گئے تھے بلکہ پیش کش کرنے والے جن کھیتوں کو ناپ رہے ہوں ایک دوسرے سے پوچھے گا تمہارا کھیت کے جریب ہوا، یہاں نہ ملک، نہ اجارہ، نہ عاریت، اور اضافت موجود ہے، یونہی بیٹے کے گھر سے جو چیز آئے گی باپ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کے یہاں سے یہ عطا ہوا تھا، تو ﴿ذَنْبِک﴾ سے مراد اہلیت کی لغزشیں ہیں، اور اس کے بعد ﴿لِلْمُؤْمِنِينَ وَلِلْمُؤْمِنَاتِ﴾ تعیم بعد تخصیص ہے، یعنی شفاعت فرمائے اپنے اہل بیت کرام اور سب مردوں عورتوں کے لئے۔ اب آریہ کے اُس جنون کا بھی علاج ہو گیا کہ پیروں کا ذکر تو بعد کو موجود ہے تعیم بعد تخصیص کی مثال خود قرآن میں موجود ہے: ﴿وَبِأَعْقَابِ الْغُفْرِ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ آیا اور سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو (نوح: ۲۸)۔

(۱۴)..... اسی وجہ پر آیت کریمہ سورہ فتح میں لام ﴿لَک﴾ تعلیل کا ہے اور ﴿مَا تَقْدُمُ مِنْ ذَنْبِکَ﴾ تمہارے اگلوں کے گناہ، یعنی سیدنا عبد اللہ اور سیدہ بی بی آمنہ سے منتہائے نسب کریم تک تمام آباؤ اجداد و امہات طہیات باستثناء انبیاء کرام مثل آدم علیہ السلام و شیث علیہ السلام و نوح علیہ السلام و خلیل علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام، اور ﴿مَا تَأْخُرُ﴾ تمہارے پچھلے اہلیت و امت مرحومہ، تو حاصل آیت کریمہ ہوا کہ ہم نے تمہارے لئے فتح مبین فرمائی تاکہ اللہ ﷻ تمہارے سب سے بخش دے، تمہارے علاقہ کے سب اگلوں پچھلوں

کے گناہ، والحمد للہ رب العالمین۔

(۱۵)..... ﴿ما تقدم من ذنبك وما تأخر﴾ تاکہ بخشے تمہارے اگلوں کے گناہ اور پچھلوں کے (النوع: ۲) ﴿﴾ سے قبل وبعد نزول وحی کا ارادہ جس طرح عبارت تفسیر میں مصرح تھا، آیت میں قطعاً محتمل، اور ہم ثابت کر چکے کہ اب حقیقت ذنب خود مندفع، ولله الحمد و صلی اللہ تعالیٰ علی شفیع المذنبین وبارک وسلم الی یوم الدین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (الفتاویٰ الرضویہ معرجه، رسالہ: اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والال والاصحاب، عقیدہ عاشور، ج ۲۹، ص ۳۹۴ وغیرہ) ہمارے دور میں بعض علماء کا اس بارے میں کافی اختلاف رہا ہے جسے ہر ذی علم جانتا ہے، تاہم اس اعتبار سے ہم نے اپنی جانب سے انہی مفسرین کے اقوال باحوالہ پیش خدمت کر دیئے ہیں جن سے ہم نے ابھی تک عطائین کے کام میں خوب استفادہ کیا ہے۔ تاہم علماء کا اختلاف باعث رحمت ہوا کرتا ہے لہذا عوام کو اس معاملے میں الجھنے کی ضرورت قطعاً نہیں ہونی چاہیے اور نہ ہی انہیں شریعت اجازت دیتی ہے کہ علمی طبقے کی گفتگو اور ان کے اختلاف کو عوامی سطح پر لا کر مزید خرابی پیدا کریں۔ جب کہ بعض لوگ ایسا کرتے دیکھے گئے ہیں، ان کی خدمت میں بھی یہی عرض ہے کہ علماء کے منصب کو سمجھیں اور ان کے اختلاف کو ان ہی کی حد تک محدود رکھیں۔ مجھے ان تمام اقوال میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا موقف زیادہ اچھا لگا کیونکہ اس میں نبی کریم ﷺ کی شان میں کمال احتیاط کا عنصر نمایاں ہے تاہم دیگر مفسرین کرام نے بھی ذنب کی نسبت امت کی جانب کی ہے اور یہی بہتر ہے۔

### حاضر و ناظر کا مفہوم :

۳..... سید عالم ﷺ کا امت چھوٹا (نگہبان، گواہ) ہونے کی تین وجوہات ہیں: (۱)..... سید عالم ﷺ اپنی امت پر قیامت کے دن نگہبان ہونگے، جیسا کہ فرمان مبارک ﴿و یسکون الرسول علیکم شہیدا﴾ اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ (البقرہ: ۱۴۳) ﴿﴾ ہے۔ اس بناء پر نبی کو امت پر نگہبان بنایا گیا ہے اور یہ احتمال آخرت کے دن کے حوالے سے ہے۔ (۲)..... سید عالم ﷺ کلمہ طیبہ ”لا الہ الا اللہ“ کے نگہبان ہیں، اور اس بناء پر نکلتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اپنے نبی کو اپنی وحدانیت پر نگہبان بنایا تو حید پر نگہبان نہیں بنایا کیونکہ جس چیز کا دعویٰ کیا جاتا ہے وہ خلاف ظاہر ہوتی ہے اور اللہ ﷻ کی تو حید تو اس کائنات میں ظاہر ہے بلکہ اظہر من الشمس ہے اور بلکہ نبی تو نبوت کا مدعی ہوتا ہے اور اللہ ﷻ نے اسے اپنی ذات پر نگہبان بنایا ہے جیسا کہ فرمان مقدس ہے ﴿واللہ یعلم انک لرسولہ اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو﴾ (المنافقون: ۱) ﴿﴾۔ (۳)..... دنیا میں امور آخرت سے متعلق نگہبان ہیں مثلاً جنت، دوزخ، میزان، صراط، اسی طرح آخرت کے وہ امور جو دنیا میں پائے جائیں مثلاً طاعت و فرمانبرداری، معصیت، صلاح و کامرانی، فساد و غیرہ امور پر نگہبان ہیں جیسا کہ فرمان مقدس ﴿و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر سنا تا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا﴾ (الاحزاب: ۵۰، ۵۱) ﴿﴾ ہے۔ (الرازی، ج ۹، ص ۱۷۲)

### احادیث کی روشنی میں شاہد ہونے کی بحث:

☆..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میں نے دیکھا جہنم کی بعض آگ بعض کو کھا رہی تھی، اور میں نے عمرو بن لُحی کو دیکھا کہ وہ دوزخ میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا، اور یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے بتوں کے لئے اونٹنیوں کو ناز دیا تھا۔“ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: ما جعل اللہ من بحیرہ، رقم: ۴۶۲۴، ص ۷۹۱)

☆..... حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ابو بکر جنت میں ہیں، عمر جنت میں ہیں، عثمان جنت میں ہیں، علی جنت میں ہیں، طلحہ جنت میں ہیں، زبیر جنت میں ہیں، عبدالرحمان جنت میں ہیں، سعد بن ابی وقاص جنت میں ہیں۔“



ہیں، سعید بن زید جنت میں ہیں، ابو عبیدہ بن جراح جنت میں ہیں۔“

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: مناقب عبدالرحمن بن عوف، رقم: ۳۷۶۸، ص ۱۰۶۹)

☆..... حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے منہ سے سنا ہے وہ فرما رہے تھے کہ طلحہ اور زبیر

دونوں جنت میں میرے پڑوسی ہونگے۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: مناقب ابی محمد طلحہ، رقم: ۳۷۶۲، ص ۱۰۶۸)

☆..... حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”طلحہ نے اپنے لئے جنت کو واجب کر لیا۔“

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: مناقب ابی محمد طلحہ، رقم: ۳۷۵۹، ص ۱۰۶۷)

☆..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص شہید کوزمین میں چلتے پھرتے دیکھنے سے خوش ہو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے۔“

(المرجع السابق، رقم: ۳۷۶۰)

☆..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے طویل حدیث میں روایت کا آخری حصہ یوں ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میں نے دوزخ میں ایک ڈھال والے شخص کو دیکھا جو اپنی ڈھال سے جہنم کے پڑے چرایا کرتا تھا اگر کسی کو پتہ چل جاتا تو وہ کہتا یہ کپڑا میری ڈھال میں اٹک گیا تھا، اور جب وہ شخص غافل ہوتا تو وہ کپڑا لے جاتا، اور میں نے دوزخ میں ایک عورت دیکھی جس نے بلی کو باندھ کر رکھا تھا، اس کو کچھ کھانے کو دیا اور نہ اس کو آزاد کیا کہ وہ زمین پر پڑی ہوئی کوئی چیز کھا لیتی حتیٰ کہ وہ بلی بھوک سے مر گئی۔“

(صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ الکسوف، باب: ما عرض علی النبی ﷺ، رقم: (۱۹۸۶)/۹۰۴، ص ۴۱۲)

## نبی کی تعظیم اصل ایمان ہے:

۲..... سب سے پہلے آیت کے سیاق و سباق پر غور کریں، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لَتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو (الفصح: ۹)۔ آیت کا ابتدائی کلام اللہ ﷻ کی توحید اور جناب رسالت مآب ﷺ کی رسالت کی گواہی کا ہے یعنی یوں کہیں کہ اللہ ﷻ نے پہلے عقیدے کی درستی کا حکم دیا، معلوم ہوا علم اصول علم فروع سے مقدم ہے، دوسرے نمبر پر اللہ ﷻ نے تعظیم رسول ﷺ کا حکم دیا، یہ بھی عقیدے کی بات ہے اور اس کا تعلق بھی علم اصول سے ہے۔ تیسرے نمبر پر اپنی عبادت کا حکم دیا جس کا تعلق عبادات سے ہے۔ گویا اس آیت میں ہمیں یہ درس دیا گیا کہ اگر عقیدہ درست نہیں، بنیادی ضروریات دین میں سے کسی پر عمل نہ ہو اور انہیں نہ مانا جائے تو اللہ ﷻ ہماری کسی عبادت کا محتاج نہیں، جب تک عقیدہ درست نہ ہو عبادت کامل نہیں ہوتی۔

اہل ایمان کو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اعمال سے سبق حاصل کرنا چاہئے کیونکہ حضور ﷺ کا ادب کرنا یہ ایمان کا رکن ہے، وہ بشر ضرور ہیں مگر ہم جیسے نہیں، اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان کی تعظیم و توقیر میں کہاں کی چھوڑی؟ کئی واقعات ایسے ہیں کہ جن میں حضور ﷺ کی سواری مبارک کی تعظیم کا درس ملتا ہے، کہیں حضور ﷺ کے بول و براز اور خون مبارک کی برکتیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پائیں اور ان کی بھی تعظیم کر کے جنت کی خوشخبریاں دنیا میں حاصل کیں۔ آیت مبارکہ میں بھی اللہ ﷻ نے یہی سبق دیا ہے کہ جو نبی (ﷺ) پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم کریں اور انہیں مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو ان پر اترا تو وہی مراد کو پہنچے۔ اس آیت قرآنی کے ضمن میں ہم حضور ﷺ کی تعظیم کے حوالے سے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات اور آپ ﷺ کی بے ادبی کرنے پر موجود وعیدوں کو ذکر کرتے ہیں تاکہ اس موضوع کو صحیح معنوں میں سمجھا جاسکے، حضور ﷺ اگرچہ بظاہر دیکھنے میں ہماری مثل ہیں لیکن ان کی شان بڑی اعلیٰ ہے جیسا کہ تو اللہ ﷻ نے قرآن پر عمل کرنے کا درس بعد میں دیا پہلے اپنے نبی کی تعظیم کا حکم دیا مولانا

گرچہ ماندور نوشن شیر و شیر

روم فرماتے ہیں: کار پا کاں راقیا ساز خود مکیر

یعنی اے عزیز! پاک لوگوں کو اپنے جیسا قیاس نہ کرو شیر اگرچہ لکھنے میں شیر (دودھ) کی مانند ہے مگر دونوں میں بڑا فرق ہے۔

☆..... حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ اُحد میں سید عالم ﷺ کا دانت مبارک شہید ہو گیا تو لب مبارک بھی زخمی ہوا جس سے خون بہنے لگا، حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ (جو کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ہیں) نے دیکھ کر آپ ﷺ کے مبارک ہونٹ کو اپنے منہ میں لیکر دبا کر شروع کر دیا اور اتنا دبا یا کہ وہ جگہ سفید ہو گئی اور خون نکلتا بند ہو گیا، جب وہ حضور ﷺ کے مبارک ہونٹ کو چوس رہے تھے اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا: ”اے سنان! اسے پھینک دو“! تو انہوں نے کہا واللہ! میں آپ ﷺ کے خون مبارک کو زمین میں پر نہ پھینکوں گا، اور آپ ﷺ نے وہ خون نگل لیا، حضور ﷺ نے فرمایا: ”من مس دمعی لم تصبه وفی رواۃ لم تمسه النار“ یعنی تم میں سے جسے بھی میرا خون چھو جائے اسے جہنم کی آگ نہ چھوئے گی۔

☆..... ابن سعد فرماتے ہیں کہ لو وقع منه شیء علی الارض، لنزل علیہم العذاب من السماء یعنی اگر حضور پر نور ﷺ کے خون مبارک میں سے کچھ بھی حصہ زمین پر گرے تو اللہ ﷻ (اہل احد) پر آسمان سے عذاب نازل فرما دیتا۔

بنا بیع میں ہے کہ اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کے خون مبارک کے قطرات کو آسمان کی جانب بلند فرما دیا، بنا بیع کہتے ہیں کہ لو وقع منها شیء علی الارض لم ینبت علیہا نبات یعنی ان خون مبارک کے قطرات میں سے کوئی بھی قطرہ زمین پر گرے تو وہاں پر بڑھ نہ آگتا۔ (شرح زرقانی علی المواہب، کتاب المغازی، ج ۲، ص ۴۲۶، سیل الہدی والرشاد، کتاب المغازی، ج ۴، ص ۲۰۰)

☆..... بی بی ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات سید عالم ﷺ نے ایک برتن میں پیشاب فرمایا، میں اٹھی اور اسے پانی سمجھ کر پی گئی کیونکہ میں بیاسی تھی صبح کو حضور ﷺ کے پوچھنے پر جب میں نے بتایا کہ واللہ وہ تو میں پی گئی ہوں تو آپ ﷺ ہنسنے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے نواجذ ظاہر ہونے لگے اور فرمایا ”اما انک لا یفجع بطنک بعدہ ابدا یعنی آج کے بعد تجھے پیٹ میں کمی بھی درود نہ ہوگا“۔ (المستدرک للحاکم، باب ذکر ام ایمن، رقم: ۶۹۱۰، ج ۷، ص ۲۴۷)

☆..... اسی طرح برکت نامی ایک کنیز جو کہ ام المومنین بی بی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہمراہ حبشہ سے آئی ہوئی تھیں، انہوں نے سید عالم ﷺ کا بول مبارک پی لیا تھا (جو کہ پاکیزہ تھا جس میں نہ تو ٹھنسی اور نہ ہی اس کا ذائقہ متغیر تھا) جس پر حضور ﷺ نے انہیں بشارت دی ”تو نے اپنے پیٹ کو جہنم سے بچا لیا“، قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ولم یامرو واحدا منهم بغسل فم ولا نہاھ عن عودہ یعنی حضور نے ان دونوں خواتین سے یہ نہ کہا کہ اپنے مونہوں کو دھوؤ اور آئندہ کے لئے ایسا نہ کرنا۔ (تسلیم الریاض بفصل نفی نظافة جسمہ، ج ۲، ص ۳۱)

☆..... سور بن خرمہ اور مروان سے روایت کردہ طویل حدیث میں ہے کہ عروہ نے نبی پاک ﷺ کے اصحاب کو بغور ملاحظہ فرمایا اس نے کہا کہ بخدا محمد ﷺ جب تھوکتے تھے تو کوئی نہ کوئی صحابی اپنا ہاتھ آگے کر دیتا، پھر اس لعاب کو اپنے چہرے اور ہاتھوں پر ملتا اور جب آپ ﷺ کسی کام کا حکم دیتے تو سب ہی اس کام کو کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے، جب آپ ﷺ وضو فرماتے تو آپ ﷺ کے وضو کے پانی کو لینے کیلئے اس طرح جھپٹ پڑتے کہ لگتا کہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے، اور جب آپ ﷺ بات کرتے تو سارے ہی خاموش ہو جاتے آپ ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے آپ ﷺ کو گھور کر نہیں دیکھتے، جب عروہ بن مسعود کفار قریش کی جانب گئے تو کہا اے میری قوم خدا ﷻ کی قسم! میں کئی بادشاہوں قیصر و کسری اور نجاشی کے دربار میں فود لے کر گیا ہوں اور میں نے کسی بادشاہ کی ایسی تعظیم ہوتے نہیں دیکھی جیسی محمد ﷺ کی انکے اصحاب کرتے ہیں، جب یہ تھوکتے ہیں تو کوئی اسے اپنے ہاتھ پر لے لیتا ہے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں پر ملتا ہے، جب کسی کام کو کہیں تو صحابہ اس کام کو کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں، جب وضو کرتے ہیں تو ایک دوسرے

پہنچے ہوئے پانی کو حاصل کرنے کے لئے جھپٹ پڑتے ہیں، جب بات کریں تو سارے ہی خاموش ہو کر سماعت کرتے ہیں تم ان کا مقابلہ ہرگز نہ کر سکو گے۔ (صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب الشروط فی فی الجہاد..... الخ، رقم: ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ص ۴۴۷)

یہاں تک ہم نے حضور پر نور ﷺ کی تعظیم کے بارے میں بیان فرما دیا، اب گلے ہاتھوں یہ بھی جان لیا جائے کہ حضور ﷺ کی اولیٰ سی گستاخی انسان کو کفر تک پہنچا سکتی ہے، تاہم فقہائے کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں اور ایسے شخص کی توبہ سے حد ساقط نہیں ہوتی علامہ ابن عابدین معروف علامہ شامی فرماتے ہیں: نبی پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول نہیں ہوتی کیونکہ توبہ کرنے سے حد ساقط نہیں ہوتی اور اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکم دنیا کے ساتھ خاص ہے، بہر حال اللہ ﷻ کی جناب میں (یعنی آخرت میں) اس کی توبہ مقبول ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔ علامہ علاؤ الدین ہسکلی فرماتے ہیں جو شخص اپنے قول کے ذریعے مقام رسالت مآب ﷺ کی جناب میں گستاخی کرے یا اپنے فعل کے ذریعے ایسا کرے کہ اسے نبی ﷺ سے دلی بغض ہو، ایسے شخص کو بطور حد قتل کیا جائے گا۔ (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۶ ص ۳۷۰، ۳۷۱)

ہمارے اسلاف حضور ﷺ کے مبارک فرامین کا بھی بے حد احترام فرمایا کرتے تھے، چنانچہ ہم اسی ضمن میں چند واقعات ذکر کرتے ہیں۔ حضرت مصعب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے سامنے جب سید عالم ﷺ کا ذکر خیر ہوتا تو ان کا رنگ شدت خوف کے باعث متغیر ہو جاتا اور شدت خشوع کی وجہ سے جھک جاتے یہاں تک کہ اپنی جگہ پر بمشکل بیٹھ پاتے، جب ان سے اس کیفیت کے بارے میں سوال کیا جاتا تو فرماتے کہ اگر تم ہمارے اسلاف کے خشوع کی وہ کیفیت دیکھ لیتے جو میں نے دیکھی ہے تو میری اس حالت پر ضرور گواہی دیتے۔

حضرت مصعب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن المنکدر جو کہ اپنے دور کے سید القراء تھے، ہم ان سے جب بھی کسی حدیث کے بارے میں دریافت فرماتے تو وہ رونے لگتے یہاں تک کہ ہمیں ان پر رحم آنے لگتا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جعفر بن محمد الصادق کو دیکھا، آپ بہت زیادہ خوش طبعی کرنے والے اور تبسم فرمانے والے تھے لیکن جب ان کے سامنے حضور ﷺ کا ذکر ہوتا تو ان کا رنگ زرد پڑ جاتا اور میں نے ان کو کبھی بھی بغیر وضو کے حدیث پاک بیان کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا وہ ہمیں حدیث بیان کر رہے تھے انہیں بچھونے سولہ مرتبہ ڈنک مارا جس سے ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو کر زرد پڑ گیا لیکن انہوں نے سید عالم ﷺ کی حدیث منقطع نہیں کی، جب مجلس برخواست ہوئی تو لوگوں نے وجہ دریافت کی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے سولہ مرتبہ بچھونے ڈنک مارا اور میں صبر کرتا رہا اور میرا صبر صرف رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے احترام کی وجہ سے تھا۔ (نسیم الریاض شرح قاضی عیاض، فصل فی تعظیم النبی بعد موتہ، ج ۴ ص ۸۷ وغیرہ، ملتقطاً ملخصاً)

## احادیث کے تناظر میں بیعت رضوان کا بیان:

۵..... سب سے پہلے تو یہ جان لیں کہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿ان الذین یتباعونک انما یتباعون اللہ وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں﴾ (النسح: ۱۰) میں سید عالم ﷺ کی بیعت کو اللہ ﷻ کی بیعت قرار دیا گیا، کیونکہ کاف ضمیر خطاب سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات ہے۔ سید عالم ﷺ کی بیعت کو اللہ ﷻ کی بیعت اس لئے قرار دیا گیا کیونکہ سید عالم ﷺ کی بیعت کا مقصد اللہ ﷻ ہی کی بیعت تھی۔ (المظہری، ج ۶ ص ۳۵۸)

اس موضوع پر بھی احادیث طیبہ وارد ہیں کہ بیعت رضوان کیسے ہوئی اور اس بیعت کے اعتبار سے کیا حالات رونما ہوئے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یوم حدیبیہ کو ہم چودہ سو افراد تھے، ہم نے آپ سے بیعت کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر

درخت کے نیچے پکڑا ہوا تھا۔ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب مبايعۃ الامام الحشیش، رقم: (۴۷۰۲) / ۱۸۵۶، ص ۹۴۵)

☆..... یزید بن ابی عبید، سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ میں نے سلمہ سے پوچھا کہ حدیبیہ کے دن آپ لوگوں نے سید عالم ﷺ کے ہاتھ پر کس چیز کی بیعت کی تھی؟ انہوں نے کہا: موت پر۔

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب البیعة فی الحرب..... الخ، رقم: ۲۹۶۰، ص ۴۸۹)

☆..... حضرت معقل بن یسارؓ کہتے ہیں کہ جس دن درخت کے نیچے بیعت ہو رہی تھی اور سید عالم ﷺ لوگوں کو بیعت فرما رہے تھے اور میں آپ کے سر سے درخت کی شاخوں میں سے کوئی شاخ ہٹا رہا تھا اور ہم اس دن چودہ سو افراد تھے، انہوں نے کہا: ہم نے موت پر بیعت نہیں کی تھی لیکن ہم نے یہ بیعت کی تھی کہ ہم آپ کو چھوڑ کر نہیں بھاگیں گے۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب مبايعۃ الامام الحشیش، رقم: (۴۷۱۰) / ۱۸۵۸، ص ۹۴۶)

☆..... ایک طویل حدیث میں یوں بھی ہے کہ عثمان بن مویب نے بیان کیا ہے کہ اہل مصر میں سے کسی نے حضرت ابن عمرؓ سے حضرت عثمانؓ کے بیعت رضوان میں حاضر نہ ہونے کا پوچھا تو ابن عمرؓ نے کہا: اگر حضرت عثمانؓ کی یہ نسبت کوئی اور شخص سرزمین مکہ میں اہل مکہ کے نزدیک معزز ہوتا تو آپ ﷺ اسی کو سفارت کے لئے بھیجتے، لیکن سید عالم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو سفارت کے لئے بھیجا اور حضرت عثمانؓ کے جانے کے بعد یہ بیعت ہوئی، سید عالم ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا: ”یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے، اور اس پر اپنا بایاں ہاتھ رکھ دیا، پھر فرمایا: ”عثمانؓ کی بیعت ہو گئی“، ابن عمرؓ نے کہا: جاباب یہ جوابات لے کر چلا بن۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب: مناقب عثمان بن عفان، رقم: ۳۶۹۹، ص ۶۲۲)

سید عالم ﷺ نے یہ بیعت اس وقت فرمائی جب آپ کو یہ جھوٹی اطلاع ملی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا ہے اور اصحاب میں بے چینی پائی گئی تو اپنا دایاں ہاتھ حضرت عثمانؓ کی جانب منسوب کر کے ثابت فرمایا کہ حضرت عثمانؓ زندہ ہیں اور یہ خبر جھوٹی ہے، اور اگر کوئی یہ بات نہ مانے تو نبی کریم ﷺ کے کلام ”یہ ہاتھ حضرت عثمانؓ کا ہے“، جھوٹا قرار پائے گا۔

### اغراض:

قصینا بفتح مکہ وغیرہا: یعنی خیبر، حنین، طائف وغیرہ۔ ایک سوال کیا جاتا ہے کہ یہ آیت سن ۶ ہجری میں نازل ہوئی جب کہ سید عالم ﷺ حدیبیہ سے واپس ہوئے اور مکہ مکرمہ سن ۸ ہجری میں فتح ہوا، پس انا فصحنا لک کچھ میں ماضی کے ساتھ تعبیر کیوں کی گئی؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ماضی کی جانب نسبت کرنے سے قضائے ازلی کی جانب نسبت کرنا مراد ہے، معنی یہ ہے کہ ہم نے ازل ہی سے مکہ مکرمہ کے فتح ہونے کا فیصلہ فرمالیا تھا۔

عنوة: یہ امام مالک اور ابو حنیفہ کا مذہب ہے، کہ سید عالم ﷺ اور ان کے اصحاب مکہ مکرمہ میں قہر و غضب کے انداز میں داخل ہوئے اور بعض صحابہ مثلاً خالد بن ولید اور ان کے ساتھیوں سے قتال کا معرکہ بھی رونما ہوا اور امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ صلح کے انداز میں فتح ہوا، اور کوئی قتال وغیرہ کا معاملہ نہ پیش آیا اور ابوسفیان نے سید عالم ﷺ کے لئے امن کی راہ فراہم کر دی۔

بفتح مکہ: ایک سوال مقدر کے جواب میں ہے، سوال یہ ہے کہ فتح تو اللہ کی جانب سے شروع ہوئی ہے اور مغفرت فحشی مراد ہے، پس اس اعتبار سے مفسرین کے دونوں اقوال ”بجہادک“ کا ”فتح مکہ“ کے متعلق ہونا درست نہیں ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد یہاں اللہ کی بارگاہ سے ملنے والی فتح ہے، لیکن اس کا ترتیب نبی پاک ﷺ کے فعل یعنی جہاد سے ہوتا ہے، پس اس اعتبار سے ترتیب درست ہے۔ وہو مؤول: سید عالم ﷺ کی جانب ”ذنب“ کی نسبت کرنا مؤول (یعنی اس میں



تاویل کی گنجائش ہے، اور مراد اس سے سید عالم ﷺ کی امت کے گناہ ہیں، یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ”حسنات الابوار سیئات المقرنین“ کے ذریعے تاویل کر لی جائے، یا اس کے دو معنوں میں سے کوئی ایک معنی درست مانا جائے مثلاً: ”الغفر“ کے معنی ”الستر“ ہوتے ہیں اور ”الستر“ بندے اور ”ذنب“ کے مابین ہو گا یا ”ذنب“ اور ”عذاب“ کے مابین ہو گا، پس اول قول حضرات انبیائے کرام کے لئے لائق ہو سکتا ہے اور ثانی امت کیلئے، اگر یہ کہا جائے کہ نبی کی عصمت اعلان نبوت سے پہلے اور بعد دونوں ہی اوقات میں ہوا کرتی ہے یعنی نبی اعلان نبوت سے پہلے اور بعد میں گناہ سے پاک ہوتے ہیں، پھر اس کی نسبت جہاد کی جانب کیسے ممکن ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد مخلوق کی جانب اشارہ کرنا ہے نہ کہ اپنی جانب۔

من الذنوب: یعنی چھوٹے یا بڑے، جان بوجھ کر ہوں یا انجامانے میں ہوں، نبوت سے پہلے ہوں یا بعد میں۔  
لا سبب: اس لئے کہ سبب وہ ہوتا ہے جس کی جانب حکم مضاف ہو، جیسا کہ زوال و وجوب ظہر کے لئے اور مغفرت میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ بالفتح المذکور: مراد فتح مکہ وغیرہ فتوحات ہیں جو آقائے دو جہاں ﷺ کے جہاد کی وجہ سے وقوع پذیر ہوئیں۔  
لا ذل معه: اللہ نہ تو دنیا میں ذلت دے گا اور نہ ہی آخرت میں، یعنی اللہ کی مدد مطلقاً ہونا مراد ہے، جیسا کہ دنیا میں بعض کافروں کی مدد ہو جاتی ہے۔ متعلق بمحذوف: یعنی ﴿فتحنا﴾ کے متعلق نہیں ہے۔ لفعل: یعنی اللہ نے اس طرح مدد فرمائی کہ مومنین پر سیکندہ (اطمینان) اتار دیا تاکہ وہ دشمنوں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کریں اور انہیں اس کام کی بناء پر دنیا اور آخرت میں شرف و عزت میسر ہو۔  
فی المواضع الثلاثة: یعنی تینوں مقامات پر سین کی فتح اور ضمہ کے ساتھ، ﴿ظن السوء﴾، ﴿دائرة السوء﴾، ﴿وظننتم ظن السوء﴾ لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلے اور تیسرے مقام پر فتح کے ساتھ پڑھا جائے اور اسی پر ساتوں قرائت کے قاریوں کا اتفاق ہے۔  
هو نحو من يطع الرسول: رسول اللہ ﷺ کی بیعت ایسی ہی ہے جیسا کہ اللہ کی بیعت، یعنی مراد یہ ہے کہ انسان اللہ کے پاس لوٹے گا اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ جو ارح (اعضاء) سے پاک ہے۔  
(الصاوی، ج ۵، ص ۳۰۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلْفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ﴾ حَوْلَ الْمَدِينَةِ أَيِ الَّذِينَ خَلَفَهُمُ اللَّهُ عَنْ صُحَّتِكَ لَمَّا طَلَبْتُمْ لِيَخْرُجُوا مَعَكَ إِلَى مَكَّةَ خَوْفًا مِنْ تَعَرُّضِ قُرَيْشٍ لَكَ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ إِذَا رَجَعْتَ مِنْهَا ﴿شَغَلْنَا أَمْوَالَنَا وَاهْلَوْنَا﴾ عَنِ الْخُرُوجِ مَعَكَ ﴿فَاسْتَغْفِرْ لَنَا﴾ اللَّهُ مِنْ تَرْكِ الْخُرُوجِ مَعَكَ قَالَ تَعَالَى مُكْذِبًا لَهُمْ ﴿يَقُولُونَ بِالْأَسْنَتِهِمْ﴾ أَيِ مَنْ طَلَبِ الْإِسْتِغْفَارِ وَمَا قَبْلَهُ ﴿مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ﴾ فَهُمْ كَاذِبُونَ فِي إِعْتِدَارِهِمْ ﴿قُلْ فَمَنْ﴾ اسْتَفْهَامٌ بِمَعْنَى النَّفْيِ أَيِ لَا أَحَدٌ ﴿يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا﴾ بِفَتْحِ الضَّادِ وَضَمِّهَا ﴿وَإِنْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا﴾ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿أَيِ﴾ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِذَلِكَ ﴿بَلْ﴾ فِي الْمَوْضِعَيْنِ لِلِانْتِقَالِ مِنْ غَرَضٍ إِلَى آخَرَ ﴿ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزَيْنَ ذَلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ﴾ أَيِ أَنَّهُمْ يُسْتَاصِلُونَ بِالْقَتْلِ فَلَا يَرْجِعُونَ ﴿وَظَنَنْتُمْ ظَنِّ السَّوِّءِ﴾ هَذَا وَغَيْرُهُ ﴿وَكَنتُمْ قَوْمًا بُورًا﴾ ﴿جَمْعٌ بِأَيْرَائِي هَالِكِينَ عِنْدَ اللَّهِ بِهَذَا الظَّنِّ﴾ وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ﴿نَارًا شَدِيدَةً﴾ وَلِلَّهِ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿أَيِ﴾ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِمَا ذُكِرَ ﴿سَيَقُولُ﴾

المخلفون ﴿الْمَذْكُورُونَ﴾ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلَى مَغَانِمٍ ﴿هِيَ مَغَانِمٌ خَيْرٌ لِّمَا خُذْتُمْ﴾ لَتَاخُذُوهُم  
 ذُرْوًا ﴿اَتُرْكُونَا﴾ تَتَّبِعُكُمْ ﴿لَنَاخُذْ مِنْهَا﴾ يَرِيدُونَ ﴿بِذَلِكَ﴾ اِنْ يَدُلُّوْا كَلِمَ اللّٰهِ ﴿وَفِي قِرَاءَةِ كَلِمٍ بِكَسْرِ  
 اللّٰمِ اَي مَوَاعِيْدُهُ بِمَغَانِمٍ خَيْرٌ اَهْلُ الْخُدْيَةِ خَاصَّةً﴾ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذَلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقَالَ  
 عَوْدُنَا ﴿فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُوْنَا﴾ اَنْ نُّصِيبَ مَعَكُمْ مِنَ الْغَنَائِمِ فَقُلْتُمْ ذَلِكُمْ ﴿بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ﴾ مِنْ  
 الْبَيِّنَاتِ ﴿اِلَّا قَلِيْلًا﴾ مِنْهُمْ ﴿قُلْ لِلْمُخَلْفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ﴾ الْمَذْكُورِيْنَ اِخْتِيَارًا ﴿سَتَدْعُوْنَ اِلَى قَوْمٍ  
 اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ بَاسٍ شَدِيْدٍ﴾ قِيْلَ هُمْ بَنُو حَنِيفَةَ اَصْحَابُ الْيَمَامَةِ وَقِيْلَ فَارَسَ وَالرُّزْمِ  
 ﴿تَقَاتِلُوْنَهُمْ﴾ حَالٌ مُّقَدَّرَةٌ هِيَ الْمَدْعُوْا اِلَيْهَا فِى الْمَعْنٰى ﴿اَوْ﴾ هُمْ ﴿يَسْلُمُونَ﴾ فَلَا تَقَاتِلُوْنَ ﴿فَاِنْ  
 تَطِيعُوا﴾ اِلَى قِتَالِهِمْ ﴿يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلِ يَعْذِبَكُمُ الْعَذَابُ  
 الْيَمَامَةِ﴾ ﴿مُؤَلَّمًا﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرْجٌ ﴿فِي تَرْكِ  
 الْجِهَادِ﴾ وَمَنْ يَطْعِ اللّٰهُ وَرَسُوْلَهُ يَدْخُلْهُ بِالْاِيَّاءِ وَالنُّوْنِ ﴿جَنَّتْ تَجْرٰى مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَلَّ  
 يَعْذِبْهُ بِالْاِيَّاءِ وَالنُّوْنِ﴾ عَذَابُ الْيَمَامَةِ ﴿۱۷﴾

### ﴿ترجمہ﴾

اب تم سے کہیں گے جو گنوار پیچھے رہ گئے تھے (مدینے کے ارد گرد رہنے والے، یعنی وہ لوگ جنہیں تم نے اپنے ساتھ مکہ کی طرف چلنے کے لیے طلب کیا تھا اللہ نے انہیں تمہاری صحبت سے پیچھے کر دیا، یہ آپ کے ساتھ اس لیے آئے کہ انہیں خوف تھا کہ حدیبیہ والے سال کفار قریش آپ سے تعرض کریں گے جب آپ دوبارہ لوٹ کر ان کے پاس جائیں گے تو وہ آپ سے کہیں گے) کہ ہمیں ہمارے مال اور ہمارے گھر والوں نے مشغول رکھا (آپ ﷺ کے ساتھ مکہ جانے سے.....) اب حضور (اللہ ﷻ سے) ہماری مغفرت طلب کریں (اس پر کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ نہ نکل سکے اللہ ﷻ نے ان لوگوں کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا) اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں (استغفار اور دیگر باتیں) جو ان کے دلوں میں نہیں (تو وہ اپنا عذر بیان کرنے میں جھوٹے ہیں.....) تم فرماؤ تو کون ہے (من استغفاریہ بمعنی نفسی ہے یعنی کوئی نہیں) جسے اللہ کے سامنے تمہارا کچھ اختیار ہے اگر وہ تمہارا برا چاہے (حضور اضا مفتوحہ مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) یا تمہاری بھلائی کا ارادہ فرمائے بلکہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (وہ ہمیشہ سے اس صفت سے متصف ہے) بلکہ ”بل“ دونوں مقامات میں ایک سے دوسری غرض کی طرف منتقل ہونے کے لیے ہے (تم تو یہ سمجھ ہوئے تھے کہ رسول اور مسلمان ہرگز گھروں کو واپس نہ آئیں گے اور اسی کو اپنے دلوں میں بھلا سمجھ ہوئے تھے) کہ یہ لوگ قتل ہو جائیں گے اور لوٹ کر واپس نہیں آئیں گے (اور تم نے ہر گمان کیا (یہ گمان اور دیگر گمان.....) اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے (اللہ ﷻ کے نزدیک اس گمان کے سبب، ”سور“ ہائو کی جمع ہے بمعنی ہالکین ہے) اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول پر تو ہم نے کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے (”مسعیرا“ کے معنی بھڑکتی آگ ہے) اور اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور اللہ ﷻ والا مہربان ہے (یعنی اللہ ﷻ ہمیشہ ہمیشہ سے ان صفات سے متصف ہے) اور اب کہیں گے (مذکورہ لوگ) پیچھے بیٹھ رہنے والے جب تم غنیمتیں لینے چلو (مراد اس سے ”خیسور“ کی غنیمتیں ہیں) ہمیں چھوڑ دو (ذر و نا بمعنی اتر کو نا ہے) ہم تمہارے پیچھے آئیں گے (تاکہ ہم بھی مال غنیمت سے لیں.....) وہ چاہتے ہیں (اس کے

( ترکیب )

﴿يَقُولُونَ بِالسُّنَنِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ﴾

﴿قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا﴾

﴿بل كان الله بما تعملون خبيراً بل ظننتم ان لن ينقلب الرسول والمؤمنون الى اهلهم ابدًا﴾

﴿وَزِينْ ذَلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا﴾

الفتح جلد: ۵

السوء: مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کنعم: فعل ناقص، باسم، قوم ماہورا، خبر، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَأَنَا عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدأ، اسم یومین، باللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، العا جرف مشبہ، باسم، اعتدنا: فعل بافاعل، للکفرین: ظرف لغو، سعیرا: مفعول، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، مکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وَاللَّهُ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾

و: عاطفہ، للہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ملک السموات والارض: مبتدأ مؤخر، مکر جملہ اسمیہ، یغفر: فعل بافاعل، لمن یشاء: لمن یشاء: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یعذب: فعل بافاعل، من یشاء: مفعول، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کان اللہ: فعل ناقص باسم، غفوراً رحیمًا: خبر ان، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَى مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلِمَ اللَّهِ﴾

سَيَقُولُ: فعل، المخلفون: ذوالحال، یريدون: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یبدلوا کلم اللہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، مکر جملہ فعلیہ حال، مکر فاعل، اذا: مضاف، انطلقتم: فعل بافاعل، الی مغانم: ظرف لغو، لتأخذوها: ظرف لغو ثانی، مکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر ظرف، مکر جملہ فعلیہ قول، ذرونا: فعل امر بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ، لتبعکم: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ جواب امر، مکر مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿قُلْ لَن تَتَّبِعُونَا كَذَلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ﴾

قل: قول، لن تتبعونا: فعل نفی بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ، کذلکم: ظرف مستقر "قولا" مصدر محذوف کی صفت، مکر مفعول مطلق مقدم، قال اللہ: فعل وفاعل، من قبل: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسَدُونَا بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا﴾

ف: عاطفہ، سيقولون: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ ہو کر قول، بل: حرف اضراب، تحسدوننا: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ، بل: حرف اضراب، كانوا: فعل ناقص باسم، لا يفقهون: فعل نفی بافاعل، الا: اداة حصر، قليلا: "فيهما" مصدر محذوف کی صفت، مکر مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعُونَ إِلَى قَوْمٍ أُولَىٰ بِأَسْ شَدِيدٍ تَقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلَمُونَ﴾

قل: فعل امر بافاعل، لام: جار، المخلفين: ذوالحال، من الاعراب: ظرف مستقر حال، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ ہو کر قول، مدعون: فعل بانائب الفاعل، الی: جار، قوم: موصوف، اولی باس شدید: صفت اول، تقاتلونهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یسلمون: جملہ فعلیہ معطوف، مکر صفت، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿فَإِنْ تَطِيعُوا اللَّهَ وَالْإِنسَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾

ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، تطيعوا: جملہ فعلیہ شرط، هو تکم اللہ: فعل ومفعول وفاعل، اجرا احسنًا: مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، تتولوا: فعل بافاعل، کاف: جار، ما بوصولہ، تتوليتم من قبل: جملہ فعلیہ صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر "التولی" مصدر محذوف کی صفت، مکر مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، یعذبکم عذابا الیم: جملہ فعلیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ﴾



لیس: فعل ناقص، علی الاعمی: ظرف مستقر خبر مقدم، حرج: اسم مؤخر، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تانیہ، علی الاعرج: ظرف مستقر خبر مقدم، حرج: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لا علی المریض: ظرف مستقر خبر مقدم، حرج: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر جملہ معطوف۔

﴿وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يَدْخُلْهُ جَنَّتُ تَجْرَى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾  
و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، یطع: فعل با فاعل، اللہ: معطوف علیہ، و: رسولہ: ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، یدخلہ: فعل با فاعل، جنت: موصوف، تَجْرَى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔  
﴿وَمَنْ يَتَوَلَّ يَْعَذِبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، يتول: جملہ فعلیہ شرط، یعذبہ عذابا الیما: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... لیس علی الاعمی.....☆ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جو لوگ اپنا حج و صاحب عذر تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارا کیا حال ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

#### پیچھے رہ جانے والوں کے عذر کا بیان:

۱..... قبیلہ غفار و مزینہ و جہینہ و اشجع و اسلم کے جب کہ سید عالم ﷺ نے سال حدیبیہ بہ نیت عمرہ مکہ مکرمہ کا ارادہ فرمایا تو حوالی مدینہ کے گاؤں والے اور اہل بادیہ بخوف قریش آپ کے ساتھ جانے سے رکے باوجود یکہ سید عالم ﷺ نے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور قربانیاں ساتھ تھیں اور اس سے صاف ظاہر تھا کہ جنگ کا ارادہ نہیں ہے پھر بھی بہت سے اعراب پر جانا بار ہوا اور وہ کام کا حیلہ کر کے رہ گئے اور ان کا گمان یہ تھا کہ قریش بہت طاقتور قوم ہیں مسلمان ان سے بچ کر نہ آئیں گے، سب وہیں ہلاک ہو جائیں گے اور اب جب کہ مدد الہی سے معاملہ ان کے خیال کے بالکل خلاف ہوا تو انہیں اپنے نہ جانے پر افسوس ہوگا اور معذرت کریں گے۔ (خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۲۰)

#### عذر بیان کرنیوالوں کو جواب:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿بَلْ ظَنَنْتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزَيَّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا﴾ بلکہ تم تو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ رسول اور مسلمان ہرگز گھروں کو واپس نہ آئیں گے اور اسی کو اپنے دلوں میں بھلا سمجھے ہوئے تھے اور تم نے برا گمان کیا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے (الفتح: ۱۲)۔ اس آیت میں درج باتیں اہم ہیں: (۱)..... گمان کرنے والے منافق تھے لیکن انہیں ان کے معیار کے مطابق اللہ ﷻ نے نزول قرآن کے ذریعے جواب دیا۔ (۲)..... شیطان نے ان کے دلوں میں شبہ ڈال دیا۔ (۳)..... منافقین کا یہ گمان تھا کہ یا تو اللہ ﷻ اپنے وعدے کے خلاف کرے گا یا رسول اللہ ﷺ اپنے دعوے میں جھوٹے ثابت ہونگے کیونکہ قریش جیسی طاقتور قوم سے مقابلہ ناممکن ہے، چونکہ وہ یہی سمجھتے رہے کہ محمد ﷺ جنت کے ارادے سے جارہے ہیں جب کہ معاملہ کچھ اور ہی تھا۔

#### ظن کی تعریف:

۳..... وہ اعتقاد رائج (یعنی قابل ترجیح پختہ خیال) جو نقص کے احتمال کے ساتھ پایا جائے اور ظن کا استعمال یقین اور شک

(عمدة القارى، كتاب النكاح، باب لا يعطى على خطبة، رقم: ٥١٤٤، ج ١، ص ١٩٦)

(الحديقة الندية، ج ٢، ص ١٣، ملخص)

٢..... الله جل جلاله فرما: ﴿يَسْقُطُ الْمُخْلَفُونَ إِذَا طَلَقْتُمْ إِلَيْهِمْ مَغْنَمًا لِتَأْخُذُوا ذُرْوَاهُ فَلَا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا يُؤْتِيهِم مِّنَ الْغَنَمِ أَلا يَتَذَكَّرُوا﴾

، (الرازى، ج، ١، ص ٧٦)

ہے..... سخت جنگجو قوم کون سی تھی؟ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں: (۱)..... ابن عباسؓ اور مجاہد کے م

(المحاذن، ج ٤، ص ١٥٨)

## کیا مرتد کو قتل کرنا آزادی فکر کے خلاف ہے؟

۱..... مرتد واجب القتل ہے، لیکن اس کے کچھ اصول و قوانین ہیں چنانچہ فقہائے کرام فرماتے ہیں جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو مستحب ہے کہ حاکم اسلام اس پر اسلام پیش کرے اور اگر وہ کچھ شبہ بیان کرے تو اس کا جواب دے اور اگر مہلت مانگے تو تین دن قید میں رکھے اور ہر روز اسلام کی تلقین کرے۔ یونہی اگر اس نے مہلت نہ مانگی مگر امید ہے کہ اسلام قبول کر لے گا جب بھی تین دن قید میں رکھا جائے پھر اگر مسلمان ہو جائے فیہا اور نہ قتل کر دیا جائے بغیر اسلام پیش کئے اسے قتل کر ڈالنا مکروہ ہے۔ مرتد کو قید کرنا اور اسلام قبول نہ کرنے پر قتل کر ڈالنا بادشاہ اسلام کا کام ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ایسا شخص اگر زندہ رہا اور اس سے تعرض نہ کیا گیا تو ملک میں طرح طرح کے فساد پیدا ہونگے اور فتنہ کا دروازہ روز بروز ترقی پذیر ہوگا جس کی وجہ سے امن عامہ میں خلل پڑیگا لہذا ایسے شخص کو ختم کر دینا ہی مقتضائے حکمت تھا۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الجہاد، باب: المرتد، ج ۶، ص ۳۵۹ وغیرہ)

اب چونکہ حکومت اسلام ہندوستان میں باقی نہیں کوئی روک تھام کرنے والا باقی نہ رہا، ہر شخص جو چاہتا ہے بکتا ہے، آئے دن مسلمانوں میں فساد پیدا ہوتا ہے، نئے نئے مذہب پیدا ہوتے رہتے ہیں ایک خاندان بلکہ بعض جگہ ایک گھر میں کئی مذہب ہیں اور بات بات پر جھگڑے لڑائی ہیں، ان تمام خرابیوں کا باعث یہی نیامذہب ہے ایسی صورت میں سب سے بہتر ترکیب وہ ہے جو ایسے وقت کے لئے قرآن وحدیث میں ارشاد ہوئی اگر مسلمان اس پر عمل پیرا ہوں تو تمام قصوں سے نجات پائیں، دنیا و آخرت کی بھلائی ہاتھ آئے۔ وہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے بالکل میل جول چھوڑ دیں، سلام کلام ترک کر دیں، ان کے پاس اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، شادی بیاہ، غرض کہ ہر قسم کے تعلقات ختم کر دیں، گویا سمجھیں کہ اب وہ رہا ہی نہیں۔

(بہار شریعت معراجہ، مرتد کا بیان، حصہ: نہم، ج ۲، ص ۴۵۷)

یہ حال وہ ہے جو ہندوستان میں مولانا امجد علی اعظمی نے دیکھا، حضرت کی وفات ۱۳۶۷ھ میں ہوئی اور آج ۱۳۳۵ھ کا ماہ صفر المظفر جاری و ساری ہے۔ تقریباً ۷۰ سال کا عرصہ آپ کی وفات کو ہو چکا ہے۔ زمانہ بہت آگے نکل چکا ہے، بلکہ یوں کہیں تو بہتر ہوگا کہ آج بے حیائی اور دین کے معاملے میں بے باکی عروج پر ہے۔ عالم دین کی حیثیت کچھ خاص نہیں ہوتی صرف وہی باعزت سمجھا جاتا ہے جو دنیاوی اعتبار سے منصب وعہدے کا حامل ہے اور بس، چاہے وہ منصب وعہدہ دین اسلام کے زریں اصولوں کو پامال کرنے والا ہو۔ قرآن وسنت کے احکام ایک جانب، ترقی کے میدان میں وہی صف اول میں نظر آتا ہے جو بے باکی سے جائز ناجائز ہر طریقے سے مال حاصل کر کے مالدار ہو۔

## حضرت ابوبکر ؓ وعمر فاروق ؓ کی خلافت پر استدلال:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فان تطيعوا ايو تكم الله اجرا حسنا وان تنولوا كما توليتم من قبل يعذبكم عذابا اليما﴾ پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو تمہیں دردناک عذاب دے گا (الفتح: ۱۶)۔ اس آیت سے مفسرین کرام نے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کا مسئلہ ثابت کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے قبیلہ بنو حنیفہ یعنی مسیلہ کذاب سے جنگ کے لئے اور حضرت عمر فاروق ؓ نے روم وفارس سے جنگ کے لئے لوگوں کو حکم دیا۔ اور اس آیت میں ان دونوں اصحاب رسول ﷺ کی خلافت پر دلیل ہے کیونکہ اللہ ﷻ نے ان کی طاعت پر جنت کا وعدہ اور نافرمانی پر عذاب نار کا حقدار ٹھہرایا ہے۔ (الحازن، ج ۴، ص ۱۵۹، الرازی، ج ۱۰، ص ۷۶، المظہری، ج ۶، ص ۳۷۲، حاشیۃ الشہاب، ج ۸، ص ۵۲۶)

### اغراض:

حول المدینة: ﴿الاعراب﴾ سے حال ہے یا ”لہم“ کی صفت۔ فہم کاذبون فی اعتذارہم: مراد استغفار طلب کرنا ہے۔

للا تَنفَال من غرض الی آخر: یعنی ان کے پیچھے رہ جانے اور باطل عذر پیش کر کے غدار بنانے کو بیان کر دیتے، معنی یہ ہے کہ ان کے باطل عذر اور جھٹلانے کو رد فرما دیتے، المختصر۔ نارا شد بلسا: مراد جہنم کے تمام طبقات ہیں، نہ فقط یہی ایک طبقہ جس کا ذکر ﴿سعی﴾ کے ذریعے کیا جا رہا ہے۔

ہی مغانم خبیر: جب سید عالم ﷺ حدیبیہ سے صلح کے بعد بغیر قتال کے لوٹے، اور انہیں کوئی غنیمت میسر نہ آئی تو اللہ نے اُن سے خبیر کی فتح کا وعدہ فرمایا اور اُن کے لئے خبیر کی غنیمت کا بھی جو حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے جو کہ اہل مکہ سے غنائم کی عوض بنے گی، اور خبیر میں غنیمت کی تقسیم پر جبار بن صفر انصاری قبیلہ بنی سلمہ سے، زید بن ثابت قبیلہ بنی نجار سے، اس امر پر متعین کئے گئے تھے اور سید عالم ﷺ نے فراخی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جو حدیبیہ میں حاضر ہوئے اور جو نہ ہوئے سب کو غنیمت دینے کا حکم صادر فرمایا۔

قیل ہم بنو حنیفہ: مراد سیلہ کذاب کی جماعت ہے، اور سید عالم ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد حضرت ابو بکر نے اُن سے قتال فرمایا۔

اصحاب الیمامہ: یہ یمن کے شہر کا نام ہے، جو کہ ایک عورت کے نام پر موسوم ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اُس عورت کا نام زرقاء تھا، وہ عورت تین دن کی مسافت پر سواری کو دیکھ لیتی تھی۔

وقیل فارس والروم: یا مراد فارس وروم کے علاقے ہیں جن کی طرف داعی حضرت عمر فاروق ؓ تھے، ایک قول یہ کیا گیا ہے مراد حوازن اور غطفان کے علاقے ہیں اور حنین کے دن داعی آقائے دو جہاں ﷺ تھے، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ پیچھے رہ جانے والوں کو جہاد میں جانے کا حکم ہرگز نہ دیں اور دلیل یہ آیت ہے: ﴿فَقُلْ لَنْ تَخْرُجُوا مَعِيَ ابْدًا وَلَنْ تَقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا﴾ (التوبة: ۸۳)، تو پھر حنین والے قول کو بعید مانا پڑے گا جس کے داعی سید عالم ﷺ تھے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اس میں کوئی بُعد نہیں ہے، جب کہ یہ فرمان: ﴿لَنْ تَخْرُجُوا مَعِيَ ابْدًا﴾ فتح مکہ کے بعد تبوک میں نازل ہوا ہے، پس اس صورت میں تینوں اقوال درست ہیں۔ فی توک الجہاد: یعنی جہاد سے رہ جانے میں، کیونکہ یہ ظاہری اعذار ہیں، کیونکہ اندھے شخص کے لئے جہاد سے فرار ہونا اور جم کر لڑنا ممکن نہیں ہے، اسی طرح لنگڑے شخص اور مریض کا معاملہ ہے اور اسی میں فقر بھی شامل ہے کہ اگر جہاد میں مشغول ہو گیا تو اہل خانہ کی حق تلفی ہوگی۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۳۰۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۱

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يَبَايَعُونَكَ﴾ بِالْحَدِيثِیَّةِ ﴿تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ هِيَ سَمْرَةٌ وَهُمْ أَلْفٌ وَثَلَاثٌ مِائَةً أَوْ أَكْثَرُ ثُمَّ بَايَعَهُمْ عَلَى أَنْ يَنَاجِرُوا قَرِيشًا وَأَنْ لَا يَفِرُّوا عَلَى الْمَوْتِ ﴿فَعَلِمَ﴾ اللَّهُ ﴿مَا فِي قُلُوبِهِمْ﴾ مِنَ الْوَفَاءِ وَالصِّدْقِ ﴿فَانْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَاثَابَهُمْ فَتَحًا قَرِيبًا﴾ (۱۸) ﴿هُوَ فَتَحُ خَبِيرَ بَعْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الْحَدِيثِیَّةِ﴾ وَمِغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ﴿مِنْ خَبِيرٍ﴾ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (۱۹) ﴿أَيُّ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِذَلِكَ﴾ وَعَدَكُمْ اللَّهُ مِغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا ﴿مِنَ الْفُتُوحَاتِ﴾ ﴿فَعَجَلَ لَكُمْ هَذِهِ﴾ غَنِيمَةً خَبِيرَ ﴿وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ﴾ فِي غِيَالِكُمْ لَمَّا خَرَجْتُمْ وَهَمَّتْ بِهِمُ الْيَهُودُ فَقَذَفَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّغْبَ ﴿وَلَتَكُونَ﴾ أَيُّ الْمُعْجَلَةِ عَطْفَ عَلَى مُقَدِّرٍ أَيْ لِتَشْكُرُوهُ ﴿آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ فِي نَصْرِهِمْ ﴿وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطَ مُسْتَقِيمًا﴾ (۲۰) ﴿أَيُّ طَرِيقِ التَّوَكُّلِ عَلَيْهِ وَتَقْوِيضِ الْأَمْرِ إِلَيْهِ تَعَالَى﴾ (وَآخِرَى) صِفَةُ مِغَانِمَ مُقَدِّرٍ مُبْتَدَأٌ ﴿لَمْ تَقْدَرُوا عَلَيْهَا﴾ هِيَ مِنْ فَارَسٍ وَالرُّومِ ﴿قَدْ احْطَا اللَّهُ



بہا ﴿عَلِمَ أَنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمْ﴾ (وكان الله على كل شيء قديرا (۲۱) ﴿أَيُّ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِذَلِكَ﴾ (ولو قاتلكم الذين كفروا ﴿بِالْحُدُيْبِيَّةِ﴾ (لُولُوا الْاِدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا يَخْرُسُهُمْ﴾ (ولا نصيرا (۲۲) سنة الله ﴿مُضَدَّرٌ مُؤَكَّدٌ لِمُضْمُونِ الْجُمْلَةِ قَبْلَهُ مِنْ هَزِيمَةِ الْكَافِرِينَ وَنَصْرِ الْمُؤْمِنِينَ أَيُّ سَنَ اللَّهِ ذَلِكَ سَنَةً﴾ (التي قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبديلا (۲۳) وهو الذي كف ايديهم عنكم وايديكم عنهم ببطن مكة ﴿بِالْحُدُيْبِيَّةِ﴾ (من بعد ان اظفركم عليهم ﴿فَإِنْ ثَمَانِينَ مِنْهُمْ طَافُوا بِعَسْكَرِكُمْ لِيَصِيبُوا مِنْكُمْ فَاخْذُوا وَاتَى بِهِمْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَعَقَا عَنْهُمْ وَخَلَّى سَبِيلَهُمْ فَكَانَ ذَلِكَ سَبَبَ الصُّلْحِ﴾ (وكان الله بما تعملون بصيرا (۲۴) ﴿بِالْيَأْيِ وَالنَّاءِ أَيُّ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِذَلِكَ﴾ (هم الذين كفروا وصدوكم عن المسجد الحرام ﴿أَيُّ عَنِ الْوُصُولِ إِلَيْهِ﴾ (والهدى ﴿مَعْطُوقٌ عَلَى كُمْ﴾ (معكوف) ﴿مَخْبُوسًا حَالٌ﴾ (ان يبلغ محله) ﴿أَيُّ مَكَانَهُ الَّذِي يُنْحَرُ فِيهِ عَادَةً هُوَ الْحَرَمُ بَدَلُ اشْتِمَالٍ﴾ (ولولا رجال مؤمنون ونساء مؤمنات ﴿مَوْجُودُونَ بِمَكَّةَ مَعَ الْكُفَّارِ﴾ (لم تعلموهم) ﴿بِصِفَةِ الْإِيمَانِ﴾ (ان تطوهم) ﴿أَيُّ تَقْتُلُوهُمْ مَعَ الْكُفَّارِ لَوْ أُذِنَ لَكُمْ فِي الْفَتْحِ بَدَلُ اشْتِمَالٍ مِنْهُمْ﴾ (فتصيبكم منهم معرفة) ﴿أَيُّ إِنْهُمْ﴾ (بغير علم) ﴿مِنْكُمْ بِهِ وَضَمَائِرُ الْعَبِيَّةِ لِلصَّنْفَيْنِ بِتَغْلِيْبِ الذُّكُورِ وَجَوَابُ لَوْلَا مَحْذُوقٌ أَيُّ لَا ذَنْ لَكُمْ فِي الْفَتْحِ لَكِنْ لَمْ يُؤْذَنْ فِيهِ حِينَئِذٍ﴾ (ليدخل الله في رحمته من يشاء) ﴿كَالْمُؤْمِنِينَ الْمَذْكُورِينَ﴾ (لو تزيلوا) ﴿تَمَيَّزُوا عَنِ الْكُفَّارِ﴾ (لعذبنا الذين كفروا منهم) ﴿مَنْ أَهْلُ مَكَّةَ حِينَئِذٍ بَانَ نَادَنْ لَكُمْ فِي فَتْحِهَا﴾ (عذابا اليما (۲۵) ﴿مَوْلَمًا﴾ (اذ جعل) ﴿مُتَعَلِّقٌ بِعَذَابِنَا﴾ (الذين كفروا) ﴿فَاعِلٌ﴾ (في قلوبهم الحمية) ﴿الْإِنْفَةِ مِنَ الشَّيْءِ﴾ (حمية الجاهلية) ﴿بَدَلُ مِنَ الْحِمِيَّةِ وَهِيَ صَدُّهُمْ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ (فانزل الله سكينته على رسوله وعلى المؤمنين) ﴿فَصَالَحُوهُمْ عَلَى أَنْ يَعُودُوا مِنْ قَابِلٍ وَلَمْ يَلْحَقْهُمْ مِنَ الْحِمِيَّةِ مَا لَحِقَ الْكُفَّارَ حَتَّى يُقَاتِلُوهُمْ﴾ (والزمهم) ﴿أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (كلمة التقوى) ﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَأُضِيفَ إِلَى التَّقْوَى لِأَنَّهَا سَبَبُهَا﴾ (وكانوا احق بها) ﴿بِالْكَلِمَةِ مِنَ الْكُفَّارِ﴾ (واهلها) ﴿عُطِفَ تَفْسِيرِي﴾ (وكان الله بكل شيء عليما (۲۶) ﴿أَيُّ لَمْ يَزَلْ مُتَّصِفًا بِذَلِكَ وَمِنْ مَعْلُومِهِ تَعَالَى أَنَّهُمْ أَهْلُهَا.

### ﴿ترجمہ﴾

بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ (مقام حدیبیہ میں) اس بیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے (یہ بول کا درخت تھا ان بیعت کرنے والوں کی تعداد تیرہ سو یا اس سے بھی زیادہ تھی، ان حضرات نے اس بات پر بیعت کی تھی کہ قریش سے جنگ کریں گے اور موت سے راہ فرار اختیار نہیں کریں گے.....) تو اس سے (یعنی اللہ ﷻ نے) جو ان کے دلوں میں ہے (یعنی سچائی اور بیعت پوری کرنے کا جذبہ) تو ان پر اطمینان اتارا..... اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا (حدیبیہ سے واپس آنے کے بعد، "فتحا قریبا" سے مراد یہاں فتح خیبر ہے) اور بہت سی عسکریں جن کو لیس (مقام خیبر سے) اور اللہ عزت و حکمت والا ہے (یعنی وہ ہمیشہ سے ان

اوصاف سے متصف ہے) اور اللہ نے تم سے وعدہ کیا ہے بہت سی غیموں کا کہ تم لوگ (ان فتوحات کے ذریعے سے) تو تمہیں یہ جلد عطا فرمادی (یعنی خیر کی نعمتیں ..... ۳.....) اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے (تمہاری عیال کے بارے میں جب تم وہاں سے نکلے اور تمہارے جانے کے بعد یہودیوں نے انہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ کر لیا تھا پھر اللہ ﷻ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا ..... ۴.....) اور اس لیے کہ وہ ہو (یعنی وہ جلد ملنے والی غنیمت، اس کا عطف جملہ مقدر لشکر کو پر بہ) ایمان والوں کے لیے نشانی (مسلمانوں کی مدد و نصرت کے بارے میں) اور تمہیں سیدھی راہ دکھائے (اللہ ﷻ پر توکل کرنے اور اپنے معاملات اللہ ﷻ کی طرف سپرد کرنے کی راہ) اور ایک اور ("اخروی" مغانم مقدر کی صفت بن رہا ہے، یہ مرکب توصیفی ہو کر مبتدا ہے) جو تمہارے بس کی نہ تھی وہ اللہ کے قبضہ میں ہے (اس سے مراد فارس اور روم کے اموال غنیمت ہیں) اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے (یعنی وہ ہمیشہ سے اس صفت سے متصف ہے) اور اگر کافر تم سے لڑیں (مقام حدیبیہ میں) تو ضرور تمہارے مقابلے سے پیٹھ پھیر دیں گے پھر وہ کوئی ولی نہ پائیں گے (جوان کی حفاظت کرے) اور نہ مددگار اللہ کا دستور ("سنة الله" ماقبل جملہ کے مضمون کو سوکد کرنے کے لیے ہے وہ مضمون کفار کا شکست کھانا اور مسلمانوں کا مدد کیا جانا ہے، عبارت مقدر یہ ہے "سن الله في ذلك سنة" یعنی اس بارے میں اللہ کا دستور یہی ہے) کہ پہلے سے چلا آتا ہے اور ہرگز تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے ("نحویلا" کے بعد منہ محذوف ہے) اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے وادی مکہ (یعنی حدیبیہ) میں بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا (کہ ان میں کے اسی افراد تمہارے لشکر کے گرد چکر کاٹ رہے تھے تاکہ کچھ نقصان پہنچائیں ان سب کو پکڑ کر بارگاہ رسالت ﷺ میں پیش کیا گیا، حضور ﷺ نے درگزر سے کام لیا اور ان سب کو رہا فرمادیا اور یہی عمل صلح کا سبب ہوا) اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے (یعنی وہ ہمیشہ سے اس صفت سے متصف ہے "یعلمون" علامت مضارعیاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) یہ وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا (یعنی اس تک پہنچنے سے) اور قربانی کے جانور ("الھدی" ماقبل کسم ضمیر پر محطوف ہے) کے پڑے (معکوفاً بمعنی محبوباً حال ہے) اپنی جگہ پہنچنے سے (یعنی اس مقام تک پہنچنے سے جس میں انہیں عادیہ ذبح کیا جاتا ہے یعنی حرم میں، یہ بدل اشتمال بن رہا ہے) اور اگر کچھ مسلمان مرد اور کچھ مسلمان عورتیں (کفار کے ساتھ جو مکہ میں موجود نہ ہوتے) جن کی تمہیں خبر نہیں (یعنی جن کے ایمان لانے کی) کہیں تم انہیں روند ڈالو (یعنی انہیں کفار کے ساتھ قتل کر ڈالو، اگر سورہ فتح میں تمہیں جہاد کرنے کا اذن مل جاتا، یہ جملہ ہم ضمیر سے بدل اشتمال ہے) تو تمہیں ان کی طرف سے کوئی گناہ پہنچے (معرۃ بمعنی اثم ہے ..... ۵.....) بغیر علم کے (یعنی تمہیں اس کا علم نہ ہو اور غائب کی ضمیریں دونوں اصناف یعنی مرد و عورت کے لیے مذکر ضمیر کو ذکر کرنا مردوں کو غلبہ دینے کے اعتبار سے ہے اور "لولا" کا جواب شرط "لاذن لکم فی الفتح" محذوف ہے لیکن تمہیں اس وقت جہاد کرنے کا حکم نہیں دیا گیا) تاکہ اللہ اپنی رحمت میں داخل کرے جسے چاہے (جیسا کہ مذکورہ مومنین) اگر وہ جدا ہو جاتے (کفار سے نز یلوا بمعنی تمیز واپے) تو ضرور ہم ان میں کے (یعنی اہل مکہ کے) کافروں کو دردناک عذاب دیتے (الیما بمعنی مولماً ہے) جب کہ رکھی ("اذجعل" عذابنا سے متعلق ہے) کافروں نے اپنے دلوں میں آڑ یعنی ضد ("الحمیة" کسی شے سے تکبر کرنے کے معنی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور حضور ﷺ کے اصحاب کو مسجد حرام سے روکا) تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا (کہ انہوں نے کفار سے سال آئندہ آنے پر صلح کی اور انہیں وہ ضد لاحق نہ ہوئی جو کفار کو ہوئی تھی کہ مسلمان کفار سے جنگ کر بیٹھتے اور ان پر لازم فرمایا (یعنی مومنین پر) پرہیزگاری کا کلمہ (کلمۃ التقوی سے مراد لا الہ الا اللہ ہے، اسکو التقوی کی طرف اس لیے مضاف کیا گیا ہے کہ یہ پرہیزگاری کا سبب ہے ..... ۶.....) اور وہ اس کے (یعنی کلمہ تقوی کے) زیادہ سزاوار

تھے (کفار کے مقابلے میں) اور اس کے اہل تھے ("اہلہا" عطف تفسیری ہے) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة﴾

لام: تاکید، قد: تحقیق، رضى الله عن المؤمنين: فعل و فاعل و ظرف لغو، اذ: مضاف، یبايعونک: فعل با فاعل و مفعول، تحت الشجرة: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فعلعلم ما فى قلوبهم فانزل السكينة عليهم واثابهم فتحا قريبا و مغانم كثيرة ياخذونها﴾

ف: عاطفہ، علم: فعل با فاعل، ما فى قلوبهم: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، انزل السكينة: فعل با فاعل و مفعول، واثابهم: فعل با فاعل و مفعول، فتحا قريبا: مرکب تو صغی معطوف علیہ، و: عاطفہ، مغانم: موصوف، كثيرة: صفت اول، یاخذونها: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وكان الله عزيزا حكيما وعدكم الله مغانم كثيرة تاخذونها فعجل لكم هذه﴾

و: عاطفہ، كان الله: فعل ناقص واسم، عزيزا حكيما: خبران، ملکر جملہ فعلیہ، وعدكم الله: فعل و فاعل و مفعول، و: عاطفہ، مغانم: موصوف، كثيرة: صفت اول، تاخذونها: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، عجل لكم: فعل و ظرف لغو، هذه: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و كف ايدي الناس عنكم ولتكون اية للمؤمنين ويهديكم صراطا مستقيما﴾

و: عاطفہ، كف: فعل با فاعل، ايدي الناس: مفعول، عنكم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لام: جار، تكون: فعل ناقص باسم، اية: موصوف، للمؤمنين: ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، يهديكم: فعل با فاعل و مفعول، صراطا مستقيما: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف مستقر ہے فعل محذوف "تشكروا" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و اخرى لم تقدروا عليها قد احاط الله بها و كان الله على كل شيء قدير﴾

و: عاطفہ، اخرى: موصوف، لم تقدروا عليها: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا، قد: تحقیق، احاط الله بها: فعل و فاعل و ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، كان الله: فعل ناقص باسم، على كل شيء: ظرف مقدم، قدير: صفت مشبہ با فاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولو قاتلكم الذين كفروا لولوا الادبار ثم لا يجدون وليا ولا نصيرا﴾

و: متانفہ، لو بشرطیہ، قاتلكم: فعل و مفعول، الذين كفروا: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لام: تاکید، ولو: فعل با فاعل، الادبار: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ متانفہ، ثم: عاطفہ، لا يجدون: فعل نفی با فاعل، وليا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تانیہ، نصيرا: مفعول، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿سنة الله التي قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبديلا﴾

سنة الله: موصوف، التي: موصول، قد خلت من قبل: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر فعل محذوف "سن الله غلبة انبيائه" کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لن تجد: فعل نفی با فاعل، لسنة الله: ظرف لغو، تبديلا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وہو الذی کف ایذیہم عنکم وایذیکم عنہم ببطن مکہ من بعد ان اظفر کم علیہم﴾

و: متانفہ، ہو مبتدا، الذی: موصول، کف: فعل بافاعل، ایذیہم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ایذیکم: معطوف، لکر مفعول، عنکم: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، عنہم: جار مجرور معطوف، لکر ظرف لغو، ببطن مکہ: ظرف لغو، من: جار، بعد مضاف، ان اظفر کم علیہم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، لکر مجرور، لکر ظرف لغو ثالث، لکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، لکر خبر، لکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿وکان اللہ بما تعملون بصیرا ہم الذین کفروا وصدو کم عن المسجد الحرام والہدی معکوا ان یبلغ محلہ﴾  
و: عاطفہ، کان اللہ: فعل ناقص واسم، بما تعملون بصیرا: شبہ جملہ خبر، لکر جملہ فعلیہ، ہم: مبتدا، الذین: موصول، کفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، صدو کم عن المسجد الحرام: فعل بافاعل، و: بمعنی ”مع“ مضاف، الہدی: مضاف الیہ، لکر مفعول، معکوا: اسم مفعول بانائب الفاعل، ان یبلغ محلہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر ”من“ جار مجرور، لکر ظرف لغو، لکر شبہ جملہ ہو کر مفعول لہ، لکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، لکر خبر، لکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولولہ لارجال مومنون ونساء مومنات لم تعلموہم ان تظنوہم﴾

و: عاطفہ، لولہ لارجال مومنون، رجال مومنون: مرکب توصیفی معطوف علیہ، و: عاطفہ، نساء مومنات: مرکب توصیفی معطوف، لکر موصوف، لم تعلموہم: فعل نفی بافاعل، ہم: ضمیر مبذل منہ، ان تظنوہم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل اشتغال، لکر مفعول، لکر جملہ فعلیہ صفت، لکر ”موجود“ خبر محذوف کیلئے مبتدا، لکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط جواب لولہ محذوف جس پر بالبعد ”لعدبنا الذین کفروا منہم عذابا الیما“ دلالت کر رہا ہے۔

﴿فتصییکم منہم معرفۃ بغير علم لیدخل اللہ فی رحمۃ من یشاء﴾

ف: سیبہ، تصییکم: فعل ومفعول، منہم: ظرف لغو، معرفۃ بموصوف، بغير علم: ظرف مستقر صفت، لکر فاعل، لکر جملہ فعلیہ، لام: جار، یدخل اللہ: فعل وفاعل، فی رحمۃ: ظرف لغو، من یشاء: موصول صلہ، لکر مفعول، لکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، لکر ظرف مستقر ہو کر محذوف ”کان استقام التسلیعاً علی اہل مکہ وانتفاء العذاب، یدخل اللہ..... الخ“ کیلئے، لکر جملہ فعلیہ۔

﴿لو تزیلوا العذابنا الذین کفروا منہم عذابا الیما اذ جعل الذین کفروا فی قلوبہم الحمیۃ حمیۃ الجاہلیۃ﴾

لو: شرطیہ، تزیلوا: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکید، عذابنا: فعل بافاعل، الذین کفروا: موصول صلہ، لکر ذوالحال، منہم: ظرف مستقر حال، لکر مفعول، عذابا الیما: مرکب توصیفی مفعول مطلق، اذ: مضاف، جعل: فعل، الذین کفروا: موصول صلہ، لکر فاعل، فی قلوبہم: ظرف لغو، الحمیۃ: مبذل منہ، حمیۃ الجاہلیۃ: بدل، لکر مفعول، لکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، لکر ظرف، لکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، لکر جملہ شرطیہ۔

﴿فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین﴾

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف ”فہم المسلمون ان یخالقوا کلام رسول اللہ ﷺ فی الصلح ودخلوا من ذلک فی امر موبق او یساور قلوبہم الشک“ النزل اللہ: فعل وفاعل، سکینتہ: مفعول، علی رسولہ: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، علی المومنین: جار مجرور معطوف، لکر ظرف لغو، لکر جملہ فعلیہ۔



﴿وَالزَّمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾  
 و: عاطفہ، الزمہم: فعل بافاعل ومفعول، کلمۃ التقوی: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، احق بہا: شبہ  
 جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اہلہا: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کان اللہ: فعل ناقص واسم، ہکمل شئی: شبہ  
 جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... وهو الذي كف ايديهم..... ☆ حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ اہل مکہ میں سے اسی ہتھیار بند جوان جبل تعم سے  
 مسلمانوں پر حملہ کرنے کے ارادے سے اترے مسلمانوں نے انہیں گرفتار کر کے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا حضور ﷺ نے  
 معاف فرمادیا اور چھوڑ دیا۔

☆..... هم الذين كفروا وصدوكم..... ☆ حضور ﷺ نے حدیبیہ کا قصد فرمانے سے قبل مدینہ طیبہ میں خواب دیکھا تھا کہ آپ مع  
 اصحاب کے مکہ معظمہ میں با امن داخل ہوئے اور اصحاب کے سر کے بال منڈائے بعض نے ترشوائے یہ خواب آپ نے اپنے اصحاب سے  
 بیان کیا تو انہیں خوشی ہوئی اور انہوں نے خیال کیا کہ اسی سال وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے جب مسلمان حدیبیہ سے بعد صلح کے واپس  
 ہوئے اور اسی سال مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہوا تو منافقین نے تمسخر کیا طعن کئے اور کہا کہ وہ خواب کیا ہوا اس پر اللہ ﷻ نے یہ آیت کریمہ نازل  
 فرمائی اور اس خواب کے مضمون کی تصدیق فرمائی کہ ضرور ایسا ہوگا چنانچہ اگلے سال ایسا ہی ہوا اور مسلمان اگلے سال بڑی شان و شوکت  
 کے ساتھ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

#### عند الشرع بیعت کن سے کی جاسکتی ہے؟

۱..... ماقبل ہم نے صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان کے موضوع پر کلام کر لیا ہے، بیعت رضوان کے کیا محرکات بنے اس کا بیان  
 بھی اس سورت کے پہلے رکوع کے تحت ہو چکا۔ یہاں ہم نے الگ عنوان قائم کیا ہے تاکہ اس بات کا بھی بیان ہو جائے کہ عند الشرع  
 کن لوگوں کی بیعت ہو سکتی ہے؟ موجودہ دور میں جعلی پیروں کا رواج عام ہوتا جا رہا ہے اور مسلمانوں کی لاعلمی اور دین سے دوری کے  
 باعث بعض شریر قسم کے لوگ بیعت، تعویذ گنڈے اور غلط عملیات کے نام پر بھولے بھالے مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ فاضل  
 بریلوی نے اس موقع پر بھی ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ ذیل میں بیعت کی شرائط اور آداب بیعت کا بیان کریں گے۔

بیعت کی چار شرائط ہیں: (۱)..... سنی صحیح العقیدہ ہو، (۲)..... علم دین رکھتا ہو، (۳)..... فاسق معطن نہ ہو، (۴)..... اس کا سلسلہ سید  
 عالم ﷺ تک متصل ہو۔  
 (الفتاویٰ الرضویہ مخرجہ، ج ۲۱، ص ۶۰۳)

#### سکینہ کا معنی :

۲..... شیخ ابوالحسن البحر جانی فرماتے ہیں: کسی پوشیدہ بات کے نزول کی وجہ سے دل میں اطمینان کا پایا جانا، سکینہ دل کے نور کو  
 کہتے ہیں جس سے اطمینان حاصل ہوتا ہے اور یہ عین الیقین کے مبادیات میں سے ہوتا ہے۔  
 (التعریفات، ص ۱۲۳)

#### مفسرین کے نزدیک خیر کے غنائم کا تقسیم ہونا:

۳..... جن حضرات نے آقائے دو جہاں ﷺ سے درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت کی تھی، اللہ ﷻ نے ان کا اکرام فرمایا،

انہیں اپنی رضامندی عطا فرمائی، ان پر سیکنہ (اطمینان) نازل فرمایا، اور فتح کی نوید بھی سنادی، ساتھ ہی ساتھ خیبر کی غیموں کا حقدار بنادیا، اور خیبر کے یہودیوں کا مال خاص بیعت رضوان کرنے والوں کے لئے تھی۔

(الطبری، الجزء: ۲۶، ص ۱۰۳)

علامہ خازن فرماتے ہیں: خیبر کے مال میں کھیتیں، غیر منقولہ جائیدادیں اور دیگر اموال شامل تھے، پس سید عالم ﷺ نے ان اموال کو (بیعت رضوان میں) شریک لوگوں میں تقسیم فرمادیا۔

(الخازن، ج ۴، ص ۱۶۱، روح البیان، ج ۹، ص ۴۳)

قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا اب ہم کھجوروں سے سیر ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ ہم کھجوروں سے کبھی سیر نہیں ہوئے یہاں تک کہ خیبر فتح ہوا۔ حافظ محمد بن یوسف صاکی نے کہا کہ خیبر ایک قطعہ زمین کا نام ہے جو قلعوں، کھیتوں اور کھجوروں کے باغات پر مشتمل ہے جو کہ حدیبیہ سے تین دن کی مسافت پر واقع ہے اور شامی حاجیوں کے راستے کی بائیں سمت واقع ہے۔

(المظہری، ج ۶، ص ۳۷۳)

**حدیث کی روشنی میں کس طرح اللہ نے کفار کو مسلمانوں پر حملے سے روکا:**

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ دَهَىٰ جَسَدٍ﴾ جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک

دیئے (الفتح: ۲۴) ﴿﴾

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ کے ۸۰ مسلح افراد تنعیم کے پہاڑ سے سید عالم ﷺ اور ان کے اصحاب کی جانب اترے، وہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب پر حملہ کرنا چاہتے تھے، ہم نے ان کو پکڑ لیا، پھر صلح کر کے ان کو چھوڑ دیا، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب وهو الذی کف ایديهم، رقم: (۴۵۷۲) ۸۰، ص ۱۸۰، ص ۹۲۰)

**معرة کے معانی کا آیت سے ربط:**

۵..... مفسر جلال نے معرة بمعنی اثم لیا ہے، جب کہ اس کے معنی عیب لگانا بھی لیا جاتا ہے۔ دونوں ہی معنی مناسب ہیں کیونکہ کسی پر عیب لگانا یقیناً گناہ ہی ہے۔ تاہم یہاں مسلمانوں کو کفار سے جنگ کرنے سے منع کیا کیونکہ اگر مسلمان ایسا کرتے تو ہو سکتا ہے اس جنگ میں مکہ مکرمہ میں رہنے والے مسلمان بھی اس کی پلیٹ میں آ کر شہید ہوتے، کیونکہ اس وقت مکہ مکرمہ میں بعض ایسے مسلمان بھی رہتے تھے جو ہجرت نہ کر پائے اور ان کا ہجرت نہ کرنا ان کی کمزوری اور ناتوانی تھی، لہذا مسلمانوں کو ان مرد و عورت کی وجہ سے جنگ کرنے سے روک دیا گیا اگرچہ کافروں کا ظلم بہت تھا کہ انہوں نے حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں کو روک دیا اور عمرے پر جانے کے لئے اجازت نہ دی۔ بعض مفسرین نے ان کمزور مسلمانوں کے نام بھی بیان کئے ہیں جن میں سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور ابو جندل بن سہیل وغیرہ شامل ہیں۔

**مفسرین کے نزدیک کلمۃ التقویٰ سے مراد کون کونسے کلمات ہیں؟**

۱..... مفسرین کرام کی اس بارے میں مختلف رائے ہیں، چنانچہ جو اقوال مفسرین نے نقل کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

علامہ علاؤ الدین بن محمد بن ابراہیم البغدادی لکھتے ہیں: (۱)..... ابن عباس کے مطابق کلمۃ التقویٰ سے مراد کلمۃ طیبہ لا الہ الا اللہ ہو ہے، اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث غریب ہے۔ (۲)..... حضرت علی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس سے مراد لا الہ الا اللہ ہو وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ الحمد وهو علی کل شیء قلیدیر ہے۔ (۳)..... عطاء خراسانی کہتے ہیں کہ مراد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ (۴)..... زہری کہتے ہیں کہ مراد بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔

(الخازن، ج ۴، ص ۱۷۱)

قاضی شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی لکھتے ہیں: مراد کلمہ شہادت یا بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے جسے سید عالم ﷺ نے لوگوں کے لئے منتخب فرمایا، عہد کو پورا کرنا، کلمہ کی اضافت تقویٰ کی جانب اس لئے کی گئی ہے کیونکہ یہی اس کا سبب ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ کلمہ سے مراد عالم ارواح میں اللہ جل جلالہ کی وحدانیت کا اقرار اور اس پر ثابت قدم رہنا ہے۔ (حاشیہ الشہاب، ج ۸، ص ۵۳۷)

### اغراض:

ہی سمرہ: میم کے ضمہ کے ساتھ، مراد درخت کے نیچے بیعت کرنا ہے اور بادام کا درخت مراد ہے جیسا کہ جمہور مفسرین کا قول ہے۔ ان ینا جزوا قریشا: بمعنی یقاتلوہم (مراد اُن سے قتال کرنا) ہے۔ بعد النصر الفہم من الحدیبیہ: ماہ ذی الحجۃ الحرام میں، پس سید عالم ﷺ نے یہ ماہ اور چند دن ماہ محرم الحرام کے مدینہ میں بسر فرمائے پھر خیبر کی جانب روانہ ہوئے اور بقیہ محرم الحرام کے دن وہیں گزارے اور وہ سال ۷ ہجری کا تھا۔

من الفتوحات: خیبر کے علاوہ دیگر فتوحات مراد ہیں جو کہ پہلے ہوئیں یعنی فتح مکہ، ہوازن اور کسری اور روم کے شہروں کی فتوحات۔ فی عیالکم: بمعنی عن عیالکم ہے، اور جار مجرور بدل ہیں اللہ کے فرمان: ﴿عَنْكُمْ﴾ سے، اور مراد ”بالناس“ یعنی خیبر والے اور ان کے حلیف بنی اسد و غطفان ہیں۔ ہی فارس والروم: اور باقی اقطار مراد ہیں جن پر مقابلے کی اللہ نے قدرت عطا فرمائی۔ و ہمت بہم الیہود: یعنی خیبر کے یہودی، انہوں نے سید عالم ﷺ کے عیال اور اصحاب کی آقائے دو جہاں ﷺ کی عدم موجودگی میں پکڑنا چاہا جب کہ سید عالم ﷺ حدیبیہ میں موجود تھے اور یہی سبب خیبر کے معرکے کا بنا۔ ای لسم یزل متصفا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿کان﴾ استمراری ہے۔ من ہزیمۃ الکافرین: میں ”من“ بیانیہ ہے۔

بالحدیبیہ: ﴿بیطن مکہ﴾ کا بیان اس جملے سے کیا گیا ہے، اور مراد حرم مکہ ہے اور بلا اختلاف حدیبیہ کا واقعہ فتح مکہ سے پہلے کا ہے۔ محبوبا: یعنی کسی جان کو مسجد کی خدمت سے روکنا مراد ہے اور ایک مشہور قول مسجد کے اعتکاف سے روکنا بھی مراد لیا گیا ہے۔ انی مکانہ: یعنی خاص حرم مراد لینا ہے تو منی حج والوں کے لئے اور مردہ عمرے والوں کے لئے ورنہ تو پورا حرم ہی قربانی کے لئے ہے۔ موجودون: سے مراد مبتداء کی خبر ہے۔ بادل اشتمال من ہم: معنی یہ ہے کہ تم اُن سے قتال کرنا نہ جانتے تھے، اور یہ بھی درست ہے کہ ”ہم“ کے بجائے ”رجال و نساء“ سے بدل ہو۔

کالمومنین المذکورین: یا ”کالمشرکین“ مراد ہے، وہ لوگ جنہیں اہل مکہ نے اسلام کی دعوت دی، چہ جائے کہ کم ہوں یا زیادہ۔ تمیزوا: یعنی اگر مومنین کافروں سے الگ ہو جاتے، جدا ہو جاتے لیکن ایسا نہ ہوا بلکہ کمزور مسلمان کافروں کے ساتھ خلط ملط رہے، اور مشرکین کی اصول مسلمین کی فروع کے ساتھ رہیں جیسا کہ کافروں کی وہ ذریت جن کے اسلام لانے کو اللہ جانتا تھا، پس انہیں عذاب نہ پہنچا۔ علی ان یعودوا من قابل: فراء کہتے ہیں کہ تین شرائط پر صلح ہوئی: (۱)..... مشرکین میں سے کوئی مسلمان آئے گا تو اُسے لوٹا دیا جائے گا، (۲)..... مسلمانوں میں سے کوئی کافروں کی طرف جائے گا تو اُسے نہیں لوٹایا جائے گا۔ (۳)..... مکہ مکرمہ میں داخل ہونے والا فقط تین راتیں قیام کر سکے گا اور بغیر ہتھیار آئے گا، اور یہ تین شرائط لکھی گئیں۔ (الصاوی، ج ۵، ص ۳۱۳ وغیرہ)

### رکوع نمبر: ۱۲

﴿لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ بِالْحَقِّ﴾ رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّوْمِ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ قَبْلَ خُرُوجِهِ أَنَّهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ آمِنِينَ وَيُحْلِقُونَ وَيُقَصِّرُونَ فَأَخْبَرَ بِذَلِكَ أَصْحَابَهُ فَقَرَّحُوا فَلَمَّا خَرَجُوا مَعَهُ وَصَلَهُمُ الْكُفَّارُ بِالْحُدَيْبِيَّةِ وَرَجَعُوا وَشَقَّ عَلَيْهِمْ ذَلِكَ وَرَأَى بَعْضُ الْمُؤْمِنِينَ نَزْلَتْ وَقَوْلُهُ بِالْحَقِّ

مُتَعَلِّقٌ بِصَدَقِ أَوْحَالَ مِنَ الرُّؤْيَا وَمَا بَعْدَهَا تَفْسِيرٌ لَهَا ﴿لَتَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ﴾ قَطْعًا ﴿إِنْ شَاءَ اللَّهُ﴾ لِلتَّبَرُّكِ ﴿أَمِنِينَ مَحَلِّقِينَ رء وَسَكَمَ﴾ أَيْ جَمِيعَ شُعُورِهَا ﴿وَمَقْصَرِينَ﴾ بَعْضَ شُعُورِهَا وَهَمَّا خَالَانِ مُقَدَّرَتَانِ ﴿لَا تَخَافُونَ﴾ أَبَدًا ﴿فَلَعَلِمَ﴾ فِي الصَّلَاحِ ﴿مَا لَمْ تَعْلَمُوا﴾ مِنَ الصَّلَاحِ ﴿فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ﴾ أَيْ الدُّخُولِ ﴿فَتَحَاقَرِيَا﴾ (۲۷) ﴿هُوَ فَتَحَ خَيْرَ وَتَحَقَّقَتِ الرُّؤْيَا فِي الْعَامِ الْقَابِلِ﴾ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينَ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ ﴿أَيْ دِينَ الْحَقِّ﴾ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ﴿عَلَى جَمِيعِ الْبَاقِي الْأَذْيَانِ﴾ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا (۲۸) ﴿أَتَاكَ مُرْسَلٌ بِمَا ذُكِرَ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى﴾ مُحَمَّدٌ مُبْتَدَأُ رَسُولِ اللَّهِ ﴿خَبْرُهُ﴾ وَالَّذِينَ مَعَهُ ﴿أَيْ أَصْحَابُهُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ مُبْتَدَأُ خَبْرُهُ﴾ أَشْدَاءُ غِلَظٍ عَلَى الْكُفَّارِ ﴿لَا يَرْحَمُونَهُمْ﴾ رَحِمَاءُ بَيْنَهُمْ ﴿خَبَرُ ثَانٍ أَيْ مُتَعَاظِفُونَ مُتَوَادُّونَ كَالْوَالِدِ مَعَ الْوَلَدِ﴾ تَبْصُرُهُمْ ﴿رَكَعًا سَجْدًا﴾ خَالَانِ ﴿يَتَغَنُّونَ﴾ مُسْتَانِفٌ يَطْلُبُونَ ﴿فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ﴾ عَلَامَتُهُمْ مُبْتَدَأُ ﴿فِي وَجُوهِهِمْ﴾ خَبْرُهُ وَهُوَ نُورٌ وَبَيَاضٌ يُعْرَفُونَ بِهِ فِي الْآخِرَةِ أَنَّهُمْ سَجَدُوا فِي الدُّنْيَا ﴿مِنْ أَثَرِ السَّجُودِ﴾ مُتَعَلِّقٌ بِمَا تَعَلَّقَ بِهِ الْخَبَرُ أَيْ كَائِنَةً وَاعْرَبَ خَالًا مِنْ ضَمِيرِهِ الْمُتَقِلِّ إِلَى الْخَبَرِ ﴿ذَلِكَ﴾ أَيْ الْوَصْفُ الْمَذْكُورُ ﴿مِثْلُهُمْ﴾ صِفَتُهُمْ ﴿فِي التَّوْرَةِ﴾ مُبْتَدَأُ خَبْرُهُ ﴿وَمِثْلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ﴾ مُبْتَدَأُ خَبْرُهُ ﴿كَزَّرَعٍ أَخْرَجَ شَطَنَهُ﴾ يَسْكُونُ الطَّاءُ وَفَتْحُهَا فَرَاخُهُ ﴿فَازَرَهُ﴾ بِالْمَدِّ وَالْقَصْرِ قَوَاهُ وَاعَانَهُ ﴿فَاسْتَغْلَظَ﴾ غَلِظَ ﴿فَاسْتَوَى﴾ قَوَّى وَاسْتَقَامَ ﴿عَلَى سَوْقِهِ﴾ أَصُولُهُ جَمْعُ سَاقٍ ﴿يَعْجَبُ الزَّرَاعُ﴾ أَيْ زَرَاعُهُ لِحُسْنِهِ مِثْلُ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ بِذَلِكَ لَا نَهْمُ بَدُّوْا فِي قِلَّةٍ وَضَعْفٍ فَكَثُرُوا وَقَوُّوا عَلَى أَحْسَنِ الْوُجُوهِ ﴿لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾ مُتَعَلِّقٌ بِمَحْدُوفٍ ذَلَّ عَلَيْهِ مَا قَبْلَهُ أَيْ شَبَّهُوا بِذَلِكَ ﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ﴾ أَيْ الصَّحَابَةَ وَمِنْ لَيَّانِ الْجَنَسِ لَا لِلتَّبَعِضِ لِأَنَّ كُلَّهُمُ بِالصِّفَةِ الْمَذْكُورَةِ ﴿مَغْفِرَةً وَاجْرَاعَظِيمًا﴾ (۲۹) ﴿الْجَنَّةُ وَهَمَّا لِمَنْ بَعْدَهُمْ أَيْضًا فِي آيَاتٍ﴾

### ﴿قر جمہ﴾

بیشک اللہ نے سچ کر دکھایا اپنے رسول کا سچا خواب (حدیبیہ کے سال رسول ﷺ نے مقام حدیبیہ کی طرف نکلنے سے پہلے خواب دیکھا تھا کہ آپ ﷺ مع اصحاب کے مکہ معظمہ میں با امن داخل ہوئے اور بعض اصحاب نے سر کے بال منڈوائے اور بعض نے ترشوائے ہیں یہ خواب آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے بیان فرمایا تو انہیں خوشی ہوئی، پس جب وہ حضور ﷺ کی معیت میں مدینے سے نکلے اور کفار نے انہیں مقام حدیبیہ میں روک دیا اور مسلمان دوبارہ لوٹ آئے تو مسلمانوں پر یہ شاق ہوا اور بعض منافقوں نے شکوک و شبہات کئے، پھر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی..... "بِالْحَقِّ" صدق سے متعلق ہے یا پھر لفظ "الرؤیا" سے حال ہے اور اس کی ما بعد آیت ما قبل کی تفسیر کر رہی ہے، آیت مفسرہ یہ ہے "لَتَدْخُلَنَّ..... الخ" (بیشک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے) (اللہ ﷻ کا فرمان "إِنْ شَاءَ اللَّهُ"..... ہے..... تبرک کے لیے ہے) امن و امان سے اپنے سروں کے بال منڈواتے (یعنی سر کے تمام ہی بال) اور قصر کراتے (یعنی سر کے بال چھوٹے کراتے..... ہے..... "محلّقین و مقصرین" یہ دونوں حال بن رہے ہیں) بے خوف (ہمیشہ کے لیے) تو اس نے جانا (صلح میں) جو تمہیں معلوم نہیں (یعنی صلح) تو اس سے (یعنی مکہ میں داخل ہونے سے) پہلے ایک نزدیک آنے والی



مخبر کی (اس سے مراد) خبر ہے اور وہ خواب آئندہ آنے والے سالوں میں پورا ہو گیا) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور  
 چھوڑنے کے ساتھ بھیجا کہ اسے (یعنی چھوڑنے کو) عتاب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ (تمہارے رسول ﷺ ہونے پر جیسا کہ اللہ  
 ﷻ نے ارشاد فرمایا) الحمد للہ "مبتدائن رہا ہے" اللہ کے رسول ہیں..... ("رسول اللہ" اس کی خبر ہے) اور ان  
 کے ساتھ والے (یعنی آپ ﷺ کے موافقین صحابہ "الذین معہ" مبتدائے، اس کی خبر آشداء علی الکفار ہے) کافروں پر سخت ہیں  
 (وہ کافروں پر رحم نہیں کرتے، اللہ آء بمعنی غلاظہ ہے) اور آپس میں نرم دل (یعنی باہم ایک دوسرے پر مہربانی کرتے اور محبت  
 کرتے ہیں جیسا کہ باپ اپنے بیٹے کے ساتھ کرتا ہے..... "رحماء بینہم" مبتدائی خبر ثانی ہے) تو انہیں دیکھے گا  
 (نصرہ بمعنی تبصرہ ہے) کہ کوغ کرتے جودے میں گرتے ("رکعاً سجداً" دونوں حال بن رہے ہیں) چاہتے ہیں  
 (مصلوب بمعنی مصلوب، جملہ مستحق ہے) اللہ کا فضل اور رضا ان کی علامت (سمماہم بمعنی علامتہم ہے، اور "سمماہم"  
 مبتدائن رہا ہے) ان کے چہروں میں ہیں (اس سے مراد وہ نور و سفیدی ہے جس کے ذریعے وہ آخرت میں پہچانے جائیں گے کہ یہ دنیا  
 میں اللہ ﷻ کے حضور جودے کرتے تھے) جودوں کے نشان سے..... ("من اثر السجود" متعلق اس سے جس کے ساتھ خبر متعلق  
 ہے یعنی کھڑے کا، اور اسے رہناے حال عراب دیا گیا ہے اس کی ضمیر سے جو خبر کی طرف منتقل ہے) یہ (وصف مذکور) ان کی صفت ہے  
 (مثلاً بمعنی صفتہم مبتدائن رہا ہے، اس کی خبر فی السورۃ ہے) توریت میں اور ان کی صفت انجیل میں  
 ہے..... ("مثلاً مبتدائی اور "فی الانجیل" خبر ہے) جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پٹھا نکالا ("شطنہ" طاء ساکنہ و مفتوحہ دونوں  
 کے ساتھ پڑھا گیا ہے بمعنی فسر احماء ہے) پھر اسے طاقت دی ("فازرہ" کو د اور قصر دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، اذر بمعنی  
 قوی اور اعان ہے) پھر دیز ہوئی (استغلظ بمعنی غلظ ہے) پھر سیدھی کھڑی ہوئی ("استوی" قوی و اسقام کے معنی ہے) اپنی  
 ساق پر (یعنی اپنی جڑوں پر "موقوف" مساق کی جمع ہے) کسانوں کو بھلی لگتی (یعنی اس کی خوبصورتی کی وجہ سے وہ کسانوں کو اچھی لگتی  
 ، اس مثال کے ذریعے صحابہ کرام عہم الرضوان کی تمثیل بیان کی گئی ہے کہ یہ حضرات قلت و ضعف میں ظاہر ہوئے پر بہترین صورتوں کے  
 مطابق کثرت اور قوت میں ہو گئے) تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں ("لیغیظ..... الخ" کلام محذوف سے متعلق ہے جس پر ما  
 قبل حکام دلالت کر رہا ہے یعنی حضور ﷺ کے صحابہ کرام کو کھیتی کے ساتھ اس لیے تشبیہ دی تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں) اللہ نے  
 وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں (یعنی صحابہ کرام عہم الرضوان، "منہم" میں "من" بیان کے لیے ہے تعبیضہ نہیں  
 ہے کیونکہ تمام کے تمام صحابہ ان اوصاف سے متصف ہیں) بخشش اور اجر عظیم کا (یعنی جنت کا، اور مغفرت و اجر عظیم ان لوگوں کے لیے  
 بھی ہے جو صحابہ کرام عہم الرضوان کے بعد آئے جیسا کہ اس کا بیان دیگر آیات مبارکہ میں ہے)۔

### قر کیپ

لقد صدق الله رسوله الرءى يا بالحق

لام: تاکید، قد تحقیق، صدق اللہ رسولہ: فعل و فاعل و مفعول، الرءى: تقدیر "فی" جار مجرور، ملکر ظرف لغو، بالحق ظرف  
 لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "واللہ" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

لقد خلن المسجد الحرام ان شاء الله امنين محلقين رءى وسكم ومقصرين لا تخافون

لام: تاکید، قد خلن: فعل باو و ضمیر محذوف ذو الحال، امنين: حال اول، محلقين: اسم فاعل با فاعل، رءى وسكم: مفعول، ملکر شبہ  
 جملہ معطوف علیہ، و، عاطفہ، مقصرين: ملکر حال ثانی، لا تخافون: جملہ فعلیہ حال ثالث، ملکر

فاعل، المسجد الحرام: مفعول، مکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکر جملہ قسیمیہ، ان شرطیہ، شاء اللہ: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فتد خلن المسجد الحرام امنین" کیلئے شرط، مکر جملہ شرطیہ معترضہ۔

﴿فعلعلم ما لم تعلموا فجعل من دون ذلك فتحا قريبا﴾

ف: عاطفہ، علم: فعل بافاعل، ما لم تعلموا: موصول صلہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، جعل: فعل بافاعل، من دون ذلك: ظرف لغو، فتحا قریبا: مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله﴾

هو: مبتدأ، الذي: موصول، ارسل: فعل بافاعل، رسوله: ذوالحال، ب: جار، الهدى: معطوف علیہ، و: عاطفہ، دین الحق: معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر حال، مکر مفعول، لام: جار، ي: مظهر، مکر جملہ فعلیہ، فاعل بافاعل ومفعول، علی: جار، الدين مؤکد، كله بتاکید، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، تقدیر ان مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿و كفى بالله شهيدا محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم﴾

و: عاطفہ، كفى: فعل، ب: زائد، اللہ: ضمیر، شهيدا: تمييز، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ، محمد: مبتدأ، رسول اللہ: خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الذين: موصول صلہ، مکر مبتدأ، اشداء علی الکفار: شبہ جملہ خبر اول، و: رحماء بينهم: شبہ جملہ خبر ثانی، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ترهم ركعا سجدا يبتغون فضلا من الله ورضوانا﴾

ترى: فعل بافاعل، هم: ضمیر ذوالحال، و: ركعا سجدا: حالان، يبتغون: فعل بافاعل، فضلا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، و: رضوانا: معطوف، مکر مفعول، من اللہ: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ حال ثالث، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿سيماهم في وجوههم من اثر السجود ذلك مثلهم في التورة﴾

سيماهم: ذوالحال، من اثر السجود: ظرف مستقر حال، مکر مبتدأ، فی وجوههم: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ، ذلك مبتدأ، مثلهم: ذوالحال، فی التورة: ظرف مستقر حال، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿و مثلهم في الانجيل كزراع اخرج شطاها فازره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع﴾

و: عاطفہ، مثلهم: ذوالحال، فی الانجيل: ظرف مستقر حال، مکر مبتدأ، كاف: جار، زرع: موصوف، اخرج شطاها: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ازره: جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، استغلظ: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ف: عاطفہ، استوى: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، يعجب الزراع: جملہ فعلیہ حال، مکر فاعل، علی سوقه: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث، مکر صفت، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ليغيظ بهم الكفار وعد الله الذين امنوا وعملوا الصلحت منهم مغفرة واجرا عظيما﴾

لام: جار، يغيظ بهم: فعل بافاعل وظرف لغو، الکفار: مفعول، مکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، مکر فعل محذوف "شبهوا ذلك" کیلئے ظرف مستقر، مکر جملہ فعلیہ، وعد اللہ: فعل بافاعل، الذين امنوا وعملوا الصلحت: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عملوا الصلحت: جملہ فعلیہ معطوف، مکر صلہ، مکر ذوالحال، منهم: ظرف مستقر حال، مکر مفعول، مغفرة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اجر اعظمیما: معطوف، مکر مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ۔

## ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

## نبی پاک ﷺ کے خواب کا بیان:

۱..... علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ: ”جو کچھ حالت نیند میں دیکھا جاتا ہے اسے خواب کہتے ہیں“ (المفردات، ص ۱۹۰) ☆..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیک شخص کا اچھا خواب نبوت کے چھالیس اجزا میں سے ایک جزء ہوتا ہے۔“ (صحیح البخاری، کتاب الرؤیا، باب رؤیا الصالحین، رقم: ۶۹۸۳، ص ۱۲۰۵)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ: ”نبوت سے اب صرف بشارتیں باقی رہ گئیں ہیں“، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی بشارتوں سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سچے خواب!“ امام ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ وہ خواب مسلمان خود دیکھتا ہے یا کوئی دوسرا مسلمان اس کے بارے میں دیکھتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب التعبير، باب المبشرات، رقم: ۶۹۹۰، ص ۱۲۰۶)

☆..... ابن عباس کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے خواب دیکھا تھا کہ وہ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوتے ہیں، طواف سعی و حلق و قصر کے ذریعے عمرے سے فارغ ہوتے ہیں۔

☆..... قتادہ کا قول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے خواب میں دیکھا گیا کہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوں اور پر امن داخلے اور حلق و قصر پر عمرے کا اختتام کر کے واپس لوٹا ہوں۔“ (الطبری، الجزء: ۲۶، ص ۱۲۳)

علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ: اچھے خواب کی تین قسمیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ اس میں اللہ کی ﷻ حمد کی جائے، دوسرے یہ کہ اس خواب میں کسی خوشخبری کی جانب اشارہ ملے، تیسرے یہ کہ کسی سے کلام کرنا پایا جائے لیکن پسندیدہ شخصیت سے نہ کہ ناپسندیدہ شخص سے، ناپسندیدہ خواب کی چار قسمیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ اس خواب سے اللہ ﷻ کی پناہ مانگی جائے، اور شیطان کے شر سے پناہ مانگی جائے، خواب میں کسی چیز کے ملنے پر تین بار باریں جانب تھکڑا کرے، چوتھے یہ کہ اس خواب کے بارے میں کسی سے ذکر کرنا پسند نہ کرے۔ (فتح الباری، کتاب التعبير، باب الرویا من اللہ، ج ۱۲، ص ۴۵۸)

## اللہ ﷻ کے ”ان شاء اللہ“ کہنے کی توجیہات:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لَا تَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ﴾ بیشک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے امن و امان سے (فتح: ۲۷)۔ سید عالم ﷺ کا مکہ مکرمہ میں عمرے کے لئے جانا اللہ ﷻ کی مشیت پر مبنی تھا، بلکہ اس میں بندوں کی تعلیم بھی ہے اور انہیں شعور دلانا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ نہ جاسکیں، مثلاً موت واقع ہو جانے، یا کسی اور وجہ سے جب کہ سید عالم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے دخول کی خبر کو اللہ ﷻ سچ فرما رہا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس خبر سے متعلق کسی قسم کے شک کی جگہ کو رفع کرنے کے لئے ”ان شاء اللہ“ فرمایا گیا ہو، اور اس کی نظیر حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے سے اس فرمان: ﴿ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ﴾ داخل ہو جاؤ اس شہر میں اگر اللہ چاہے امن و امان سے (یوسف: ۹۹)۔ میں نہیں ملتی کیونکہ سید عالم ﷺ سے اس کا تصور کرنا بعید از خیال ہے۔ یہی وجہ سے کہ پیدا ہونے والے شک و شبہ کو مخاطبین کی جانب پھیرنا مناسب ہوگا یا یہ کہ بندوں کی تعلیم دینے کی جانب یا یہ کہ اے محبوب ﷺ! تمہارے ساتھ وہی جاسکیں گے جن کا جانا اللہ ﷻ کے ہاں منظور ہوگا۔ (حاشیہ الشہاب، ج ۸، ص ۵۳۸)

ان شاء اللہ کہنے کے فوائد فقہی جزئیات:



ان شاء اللہ ﷻ کہنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ جب انسان کسی کام کا ارادہ کرے اور وہ نہ ہو سکے تو اس کی وعدہ خلافی نہ کہلائے گی جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرمان قرآن میں موجود ہے ﴿مستجِدنی ان شاء اللہ صابرا﴾ اگر اللہ نے چاہا تو عنقریب آپ مجھے صابر پائیں گے (نکھف: ۶۹)۔

ائمہ اربعہ اور اکثر فقہاء کہتے ہیں کہ اگر کسی نے کلام کے متصل ان شاء اللہ کہا تو استثناء درست ہوگا ورنہ نہیں مثلاً اس نے قسم کے ساتھ متصل ان شاء اللہ کہا تو قسم منعقد نہیں ہوگی اور کچھ دیر بعد ان شاء اللہ کہا تو منعقد ہو جائے گی۔ ایک قول یہ ہے کہ جب تک مجلس میں موجود ہے ان شاء اللہ کہنا معتبر ہے اور مجلس کے بعد معتبر نہیں ہے، یہ حسن اور طاؤس کا قول ہے اور امام احمد بھی ایک روایت میں انہیں کے ساتھ ہیں۔ حضرت ابن عباس کا قول یہ ہے کہ اگر کسی نے ایک سال بعد بھی ان شاء اللہ کہا تو معتبر ہوگا۔ (الرازی، ج ۷، ص ۴۵۲)

بعض اشاعرہ سے منقول ہے کہ کسی کا یہ کہنا: ”میں ان شاء اللہ ﷻ مومن ہو جاؤں گا“، کہنا صحیح ہے، اس لیے کہ ایمان، کفر، سعادت، شقاوت کا تعلق خاتمہ کے ساتھ ہے، یہاں تک کہ جو ایمان پر مرنے وہ سعادت مند یوں کی منزل طے کرتا ہے اگر چہ اس کی عمر کا طویل حصہ کفر و نافرمانی میں گزرا ہو، اسی طرح کافر بد بخت جو کفر پر مر جائے، اگر چہ اس کی زندگی کا طویل حصہ ایمان کی تصدیق اور شکر کرتے ہوئے گزرا ہو بر باد ہو جاتا ہے۔ سید عالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”تم میں سے کوئی وہ ہے جو جنتی کے سے عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور جنت میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، پس کتاب کا علم سبقت کر جاتا ہے اور وہ جہنمیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے اور بالآخر جہنم میں گر جاتا ہے، اسی طرح تم میں سے کوئی شخص جہنمیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے اس کے اور جہنم کے مابین صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر الہی سبقت کرتی ہے اور وہ جنتیوں کے سے عمل کرنے لگتا ہے اور جنتی ہو جاتا ہے، بن لو اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہے۔“

(الفقہ الاکبر، باب: انا مومن ان شاء اللہ، ص ۲۴۱، صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب: الاعمال بالخواتم، رقم: ۶۴۹۳، ص ۱۱۲۵)

## حلق افضل ہے یا قصر:

۳..... حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم علیہ السلام نے اپنے حج میں بال مندوائے تھے۔

(صحیح البخاری، کتاب الحج، باب: الحلق والتقصیر عند الاحلال، رقم: ۱۷۲۶، ص ۲۷۹)

☆..... حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم علیہ السلام کے بال قنچی سے کاٹے تھے۔ (المرجع السابق، رقم: ۱۷۳۰)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم علیہ السلام نے تین بار سر کے بال مندوانے والوں کے لئے رحم کی دعا کی اور ایک بار سر کے بال کتروانے والوں کے لئے دعا کی۔

(المرجع السابق، رقم: ۱۷۲۸)

☆..... عبد اللہ بن عمران روایت کرتے ہیں کہ سید عالم علیہ السلام نے فرمایا: ”اے اللہ ﷻ! سر مندوانے والوں پر رحم فرما، مسلمانوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اور بال کتروانے والوں پر؟ آپ نے دعا کی: ”اے اللہ ﷻ! سر مندوانے والوں پر رحم فرما، مسلمانوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! کتروانے والوں پر؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور بال کتروانے والوں پر بھی۔“ تابع ﷺ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے چوتھی بار بال کتروانے والوں کے لئے دعا کی۔

(المرجع السابق، رقم: ۱۷۲۷)

## ذات رسالت ماب ﷺ عقیدہ توحید پر قطعی شاہد ہے:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكُفًىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا﴾ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی گواہ (الفتح: ۲۸)۔ اس آیت کی تائید دیگر کئی آیات سے ہوتی ہے، جیسے اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ تم فرماؤ کہ اللہ ایک



ہے (مسلم: ۱) اے پیارے مصطفیٰ ﷺ اگر یہ مجھے ایک اللہ ﷻ ماننے کے تو تیرے ہی کہنے سے مانیں گے، یہاں ان گمراہ لوگوں کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو کئی خدا بنائے بیٹھے ہیں۔ سورج، چاند، ستارے، الغرض کائنات میں جن جن گمراہوں نے خدا ہونے کا شکیلیٹ دیا ہے ان سب کی تردید اسی قسم کی آیات سے ہوتی ہے۔ اس آیت سے اہل علم نے ایک نقطہ یہ بھی نکالا ہے کہ جس طرح توحید کو ماننے کے لئے عقیدہ رسالت کا علم حاصل کرنا ضروری ہے بالکل اسی طرح محمد ﷺ کی رسالت کے ثبوت کے لئے اللہ ﷻ کی شہادت کافی ہے اور اللہ ﷻ کی شہادت کا معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے آپ کی شہادت کے ثبوت کے لئے معجزات عطا فرمائے جیسا کہ دیگر حضرات انبیائے کرام کو اُنکے ادوار میں معجزات عطا ہوتے رہے۔ یہ آیت اُن کافروں کی تردید میں نازل ہوئی جنہوں نے صلح حدیبیہ کے سرنامہ پر ”محمد رسول اللہ ﷺ“ لکھنے سے منع کر دیا تھا اور کہا تھا کہ اگر ہم آپ کو رسول ﷺ مان لیں تو پھر جھگڑا ہی کیا رہ جاتا ہے؟ اور اللہ ﷻ نے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر یہ آپ کو رسول نہیں مانتے تو کیا ہوا اللہ نے آپ کو رسالت کا منصب عطا فرمادیا ہے

### سید عالم ﷺ کے صحابہ کی دو صفات کا بیان:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل (الفصح: ۲۹)۔ اس آیت میں اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کے جاں نثار صحابہ کی دو صفات کا بیان فرمایا: (۱)..... کافروں پر سختی برتنے والے، (۲)..... آپس میں رحمہاں برتنے والے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: اشداء جمع ہے شدید کی، اور رحماء جمع ہے رحیم کی، معنی یہ ہے کہ محمد ﷺ کے اصحاب میں دشمنان اسلام کے خلاف سخت نفرت اور مومنین کے لئے سخت محبت کا عنصر غالب ہے۔ اگر صرف رحم کا مادہ ذکر کیا جاتا اور اس کے مد مقابل کو بیان نہ کیا جاتا تو کسی کے ذہن میں دوسرا آسکتا تھا اور یہ معتبر بھی نہ ہوتا کیونکہ جب تک ضدین بیان نہ کی جائیں بات واضح نہیں ہوتی۔ مومنین پر رحمت اور دشمنوں پر غضب کا بیان اللہ ﷻ نے ایک اور آیت میں بھی فرمایا: ﴿و یحبونہ اذلة علی المومنین اعزۃ علی الکافرین اللہ ان کا پیارا مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت (المائدہ: ۵۴)﴾۔ صحابہ میں ان کی نفرت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ صحابہ کرام دشمنان اسلام سے اپنے کپڑوں کو بچاتے، اپنے بدن کو ان کے بدن کے چھونے سے بچاتے، اور جہاں کہیں کوئی مسلمان نظر آتا تو اس سے آگے بڑھ کر سلام و مصافحہ و معافہ کرتے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۶، ص ۳۸۶)

### مومن سجدوں کے نشان سے آخرت میں پہچانا جائے گا:

۶..... مومنین سجدوں کے نشانات سے پہچانے جائیں گے، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جورات میں نماز کی کثرت کرے دن میں اس کا چہرہ حسین (تروتازہ) ہو جاتا ہے۔“

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنۃ، باب: ماجاء فی قیام اللیل، رقم: ۱۳۳۳، ص ۲۳۶)

☆..... جب اللہ ﷻ اپنے بندوں کے مابین فیصلہ فرما چکا اور اپنی خاص رحمت سے کچھ بندوں کو جہنم سے نکالنے کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں کو حکم صادر فرمایا: ”انہیں جہنم سے نکالو جو اللہ ﷻ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے، جو کلمہ طیبہ کی گواہی دیتے ہیں اور ان کی پہچان سجدوں کے نشانات سے ہوگی کیونکہ آگ اس بنی آدم کو نہ جلائے گی جس کی پیشانی پر سجدوں کے نشانات ہیں۔“

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب: فضل لیلۃ القدر، رقم: ۲۶۶۱، ص ۱۱۶۷، ص ۵۳۶ ملخصاً)

شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ نمازیوں کی پیشانیاں چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتی ہوگی۔ ابن عباس اور مجاہد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ دنیا میں ان کی پہچان حسن سے ہوگی اور مجاہد کے نزدیک ان کے خشوع و خضوع سے ہوگی۔ منصور کہتے ہیں کہ میں نے مجاہد

سے اس آیت: ﴿سَيَسْأَلُهُمْ فِي وَجُوهِهِمْ﴾ ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے کہ کے بارے میں دریافت کیا کہ مجھوں کی وجہ سے جو اثر ہوگا کیا وہ دونوں آنکھوں کے مابین ہوگا یعنی دونوں آنکھوں کے مابین چمک نمودار ہوگی؟ مجاہد نے کہا: نہیں، بلکہ کبھی انسان کی آنکھوں کے مابین کچھ نشان ہوتے ہیں اور دل سخت پتھر کی مانند ہوتا ہے، لیکن چہرے کا نور خشوع کی وجہ سے نمودار ہوتا ہے۔ ابن جریر کہتے ہیں مراد بخیدگی اور بردباری ہے۔ فہر بن عطیہ کہتے ہیں کہ مراد رات میں قیام کی وجہ سے چہرے کی زردی ہے۔ حسن کہتے ہیں کہ ایسے لوگوں کو تم دیکھو تو سمجھو کہ یہ بیمار ہیں لیکن حقیقت میں یہ بیمار نہیں ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ۲۶، ص ۲۴۸ وغیرہ)

## توریت اور انجیل میں صحابہ کے فضائل:

ع... اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ﴾ یہ ان کی صفت تورات میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں ہے (الفتح: ۲۹)۔ اور ایک قول کے مطابق کلام یہاں مکمل ہو گیا اور اگر جملہ ﴿وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ﴾ سے نئے کلام کا آغاز ہوا، جیسا کہ ایک شیخ جب ابتداء میں بویا جاتا ہے تو اس سے ایک کو نیل نکلتی ہے اور بعد میں پھیلتے پھیلتے یہ کو نیل عظیم الشان درخت بن جاتا ہے۔

(الحازن، ج ۴، ص ۱۷۲)

ابن کثیر کہتے ہیں: اس آیت میں رافضیوں کی تکفیر ہے، جو کہ صحابہ کرام سے بغض رکھتے ہیں اور اس آیت سے یہ دلیل ملتی ہے کہ جو صحابہ سے بغض رکھے وہ کافر ہے۔ اور اس کی تائید میں کئی علماء کا موقف ہے۔ اور احادیث میں بھی صحابہ کے کئی فضائل موجود ہیں اور اللہ ﷺ نے خود ہی فرمایا: ﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ اللہ نے وعدہ کیا ان سے مغفرت اور اجر عظیم کا جو ان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں (الفتح: ۲۹)۔ اور یہ کہ اللہ ﷺ ان کے گناہ معاف فرمائے اور ثواب جزیل اور رزق کریم عطا فرمائے گا، اللہ ﷺ کا وعدہ حق اور سچ ہے جو کہ نہ تو بدلے اور نہ ہی اس کی مخالفت ہو، اور جو بھی صحابہ کے نقش قدم پر چلے گا وہ اسی حکم میں داخل ہے اور اس کے لئے فضل و کمال ہے جو کہ امت مسلمہ میں سے کوئی بھی نہیں پاسکتا۔ یہ صحابہ اللہ ﷺ سے راضی ہیں اور اللہ ﷺ ان سے راضی ہے، اور جنت کو اللہ ﷺ نے ان کا ٹھکانہ بنادیا ہے۔

(ابن کثیر، ج ۴، ص ۲۴۰)

☆..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میرے اصحاب کو بُرا نہ کہو اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کر دے، پھر بھی وہ ان کے دیئے ہوئے ایک گلو یا نصف گلو کے برابر نہیں پہنچتا۔“

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب: رقم: ۳۶۷۳، ص ۶۱۷)

☆..... حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میرے صحابہ کے متعلق اللہ ﷺ سے ڈرو، میرے صحابہ کے متعلق اللہ ﷺ سے ڈرو، ان کو میرے بعد طرز کا نشانہ نہ بناؤ، جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھی، اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا اور جس نے ان کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی اور جس نے مجھ کو اذیت دی اس نے بیشک اللہ ﷺ کو اذیت دی اور جس نے اللہ ﷺ کو اذیت دی عنقریب اللہ اسے پکڑ لے گا۔“

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: فی من نسب اصحاب برقم: ۳۸۸۸، ص ۱۰۹۴)

☆..... حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میرے اصحاب میں سے جو شخص کسی علاقہ میں فوت ہو جائے تو قیامت کے دن وہ شخص اس علاقہ والوں کے لئے قائد اور نور بنا کر اٹھایا جائے گا۔“

☆..... حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کو بُرا کہتے ہیں تو کہو کہ اللہ ﷺ تمہارے شر پر لعنت کرے، یہ حدیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہے۔ (المرجع السابق برقم: ۳۸۹۱، ۳۸۹۲، ص ۱۰۹۵)

☆..... ابو بردہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے آسمان کی جانب دیکھ کر فرمایا: ”ستارے آسمان کی امان ہیں اور جب ستارے چلے جائیں گے تو آسمان پر وہ چیزیں آجائیں گی جن سے آسمان کو ڈرایا گیا ہے اور میں اپنے اصحاب کی امان ہوں، جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب کے پاس وہ چیزیں آجائیں گی جن سے ان کو ڈرایا گیا ہے اور میرے اصحاب میری امت کی امان ہیں جب وہ چلے جائیں گے تو ان کے پاس وہ چیزیں آجائیں گی جن سے ان کو ڈرایا گیا ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل الصحابہ، باب بیان ان بقاء النبی امان لاصحابہ، رقم: (۶۳۶۱)/ (۲۰۳۱، ص ۱۲۰۴)

### اغراض:

وراب بعض المنافقین: یعنی شک کرنا مراد ہے، جیسا کہ عبد اللہ بن ابی، عبد اللہ بن نفیل اور رفاعہ بن حرث نے کہا: ”اللہ کی قسم! ہم نے نہ تو حلق کروایا اور نہ ہی قصر اور نہ ہی مسجد حرام کی طرف نگاہ کی۔ للتیوک: اللہ نے ﴿ان شاء اللہ﴾ بندوں کو ادب سکھانے کے لئے فرمایا، اور تمام امور اللہ ہی کے ذمہ کرم پر ہیں، ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ اللہ تمام اشیاء کا خالق ہے، وہ ان اشیاء کی تخلیق سے پہلے بھی ان کا عالم تھا، پھر تعلیق بالمشیتہ کا کیا معنی؟ اور یہ بھی کہ تعلیق صرف مخیر مترد یا وقوع معلق میں شک کرنے کی بنا پر ہوتی ہے اور اللہ ان دونوں باتوں سے پاک ہے؟ ہیں (علامہ صادقی) اس کا جواب یہ دونوں گاہ کہ یہاں مقصود تہرک ہے نہ کہ تعلیق، اور یہ بھی جواب ہو سکتا ہے کہ مشیت تمام لشکر کے جمع ہونے کی بنا پر مراد لی جائے، پس جو لوگ حاضر ہوئے، عمرہ ادا کیا اور ان کی تعداد سات سو تھی اور یہ بھی کہ قضائے مبرم میں تعلیق نہیں ہوا کرتی اور یہ جواب بھی ہو سکتا ہے کہ مذکورہ کلام فرشتے نے اللہ کی جانب سے رسول کو پہنچایا ہوا اور یہ بھی مراد ہو سکتی ہے یہ کلام رسول ہی کا ہو۔

من الصلاح: مراد کمزور مسلمانوں کے خون کی حفاظت کرنا ہے۔ ہو فتح خیر: ایک قول صلح حدیبیہ کا بھی ہے، یا فتح مکہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔

کما قال: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿محمد رسول اللہ﴾ موکد ہے اس فرمان سے ﴿ہو الذی ارسل رسولہ﴾۔

لا یرحمونہم: یعنی کافروں کی محبت نہ پائی جائے، پس اللہ نے ان سے سختی کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے، اور مسلمانوں کی طرف سے کافروں پر سختی ہوئی اور وہ اپنے کپڑوں سے مونھ بچاتے (یعنی اپنا بچاؤ جس طرح ممکن ہوتا کرتے)۔

ای الوصف المذكور: یعنی ﴿اشداء﴾، ﴿رحماء﴾، ﴿تراہم رکعاً﴾، ﴿سماہم فی وجوہہم﴾..... الخ۔

لبیان: من بیانہ ہے، تجزیہ نہیں جیسا کہ بعض کا قول ہے۔ لمن بعدہم: یعنی تابعین اور قیامت تک ان کے پیروکار۔

لم بعدہم: بعد والوں کے لئے بھی مغفرت کی بشارتیں ہیں، جیسا کہ فرمایا: ﴿سابقوا الی مغفرة من ربکم﴾..... اعدت للذین امنوا باللہ ورسولہ۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۳۱۸ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة الحجرات مدنیة ثمانی عشرة آية

(سورة حجرات مدنیہ ہے اس کی کل آیات اٹھارہ ہیں)

## تعارف سورة الحجرات

اس سورت میں دور کوع، اٹھارہ آیتیں، تین سو پینتیس کلمات اور ایک ہزار چار سو چھتر حروف ہیں۔ اس سورہ مبارکہ کی اگرچہ آیتیں کم ہیں لیکن اس میں جو موضوعات دیئے گئے وہ بہت ہی اہم ہیں جن پر اعتقاد، اخلاق، سیرت اور کردار کا محل تعمیر کر سکتے ہیں جس سے معاشرے میں الفت و محبت اور بھائی چارے کی فضاء قائم کی جاسکتی ہے سب سے پہلے بارگاہ رسالت مآب ﷺ کے ادب و احترام کے احکام بیان فرمائے اور فرمادیا اگر ذرا سی بھی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں گستاخی کی تو تمہارے عمر بھر کے تمام اعمال اکارت ہو جائیں گے اور تمہیں خبر تک نہ ہوگی جب میرے پیارے محبوب ﷺ آرام فرما رہے ہوں تو ان کو اونچی آوازیں نہ دو بلکہ ان کا خاموشی سے انتظار کرو جب آپ ﷺ تشریف لائیں تو ان سے اپنی معروضات پیش کرو اور مختلف طریقوں سے دربار رسالت مآب ﷺ کے ادب و احترام کا نقش لوح دل پر اس طرح ثبت کر دیا کہ کوئی بھی مؤمن بھولے سے بھی یہ گستاخی نہ کر بیٹھے۔ انسانی معاشرے میں آپس میں کشیدہ حالات کا پیدا ہو جانا اور مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے دست گریبان ہو جائیں تو ان کے درمیان صلح کی راہ نکالے۔ اور تصریح کر دی کہ مسلمان دنیا کے کسی گوشہ میں بھی ہو، کوئی بولی بولتا ہو، کسی بھی نسل کا ہو، جب اس دین کو قبول کر لیتا ہے تو وہ اخوت اسلامی کے رشتے میں پرویا جاتا ہے۔ اللہ ﷻ اسلامی معاشرے کو صحت مند اور ترقی اور خوش حالی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتا ہے اس لئے ان تمام باتوں سے منع کر دیا جو انسانی دلوں میں نفرت و بغض، حسد و عداوت ایک دوسرے کی عیب جوئی، غیبت کرنا، سب برے افعال سے منع فرمادیا اس لئے کہ اہل ایمان کو ارشاد فرمایا کہ ان باتوں سے دور رہے۔ آخر میں بتادیا کہ اہل ایمان اللہ ﷻ کے راستے میں اپنے مالوں و جانوں سے جہاد کرتے ہیں جو دین اسلام کو قبول کرتے ہیں وہ اسلام پر کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ اللہ ﷻ ان پر احسان کرتا ہے کہ ان کو دین اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا کی۔

د کوع نمبر: ۱۳

بسم الله الرحمن الرحيم الله کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا﴾ مَنْ قَدَّمَ بِمَعْنَى تَقَدَّمَ أَيْ لَا تَتَقَدَّمُوا بِقَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ ﴿بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ أَلَمْ يَلْعَنَهُ أَيْ بَغَيْرِ إِذْنِهِمَا ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ﴾ لِقَوْلِكُمْ ﴿عَلِيمٌ﴾ ﴿بِفِعْلِكُمْ﴾ نَزَلَتْ فِي مُجَادَلَةِ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فِي تَأْمِيرِ الْأَفْرَعِ بْنِ حَابِسٍ أَوْ الْقَعْقَاعِ بْنِ مَعْبُدٍ وَنَزَلَ فِيمَنْ رَفَعَ صَوْتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ﴾ إِذَا نَطَقْتُمْ ﴿فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ﴾ إِذَا نَطَقَ ﴿وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ﴾ إِذَا نَاجَيْتُمُوهُ ﴿كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ﴾ بَلْ ذُوْنُ ذَلِكَ إِجْلَالٌ لَهُ ﴿إِنْ تَحِطْ أَعْمَالَكُمْ﴾ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿أَيُّ خَشْيَةِ ذَلِكَ بِالرَّفْعِ وَالْجَهْرِ الْمَذْكُورَيْنِ وَنَزَلَ فِيمَنْ كَانَ يَخْفِضُ صَوْتَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ كَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَغَيْرِهِمَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ﴾ إِنْ الَّذِينَ يَغْضُونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ ﴿اخْتَبَرَهُمْ قُلُوبُهُمْ لِلتَّقْوَى﴾ أَيْ لِيُظْهَرَ مِنْهُمْ ﴿لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَاجْرَ عَظِيمٌ﴾ أَلْجَنَّةُ وَنَزَلَ فِي قَوْمٍ جَاوَرُوا وَقْتُ الظُّهَيْرَةِ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي مَنْزِلِهِ فَنَادَوْهُ ﴿إِنَّ الَّذِينَ ينادونك



من وراء الحجرات ﴿حُجُرَاتٍ يَسَّالُهُ ﷺ جَمْعٌ حُجْرَةٍ وَهِيَ مَا يُحْجَرُ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ بِحَائِطٍ وَنَحْوِهِ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ نَادَى خَلْفَ حُجْرَةٍ لِأَنَّهُمْ لَمْ يَعْلَمُوهُ فِي أَيِّهَا مُنَادَاةُ الْأَعْرَابِ بِغِلْظَةٍ وَجَفَاءٍ﴾ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٣﴾ لِيَمَّا فَعَلُوهُ مَحَلَّكَ الرَّفِيعِ وَمَا يَنْبَسِبُ مِنَ التَّعْظِيمِ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا﴾ أَنَّهُمْ فِي مَحَلٍّ رَفِيعٍ بِالْإِيتِذَاءِ وَقِيلَ فَاعِلٌ لِفِعْلٍ مُقَدَّرٍ أَيْ ثَبَتَ ﴿حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ ﴿٥﴾ لِمَنْ تَابَ مِنْهُمْ وَنَزَلَ فِي السُّورِ بْنِ عُقْبَةَ وَقَدْ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ مُصَدِّقًا فَخَافَهُمْ لَتَرَةً كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَرَجَعَ وَقَالَ إِنَّهُمْ مَنَعُوا الصَّدَقَةَ وَهَمُّوا بِقَتْلِهِ فَهَمَّ النَّبِيُّ ﷺ بِغَزْوِهِمْ فَجَاوَزُوا مُنْكَرِينَ مَا قَالَ عَنْهُمْ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَخَبِّرْ﴾ فَتَبَيَّنُوا صِدْقَهُ مِنْ كَذِبِهِ وَفِي قِرَاءَةِ فَتَبَيَّنُوا مِنَ الثَّبَاتِ ﴿إِنْ تَصِيْبُوا قَوْمًا﴾ مَفْعُولٌ لَهُ أَيْ خَشْيَةُ ذَلِكَ ﴿بِجَهَالَةٍ﴾ حَالٌ مِنَ الْفَاعِلِ أَيْ جَاهِلِينَ ﴿فَتَصْبَحُوا﴾ فَتَصِيرُوا ﴿عَلَى مَا فَعَلْتُمْ﴾ مِنَ الْخَطَايَا بِالْقَوْمِ ﴿نَدَمِينَ﴾ ﴿٦﴾ وَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ ﷺ بَعْدَ عَوْدِهِمْ إِلَى بِلَادِهِمْ خَالِدًا فَلَمْ يَرَفِيهِمْ إِلَّا الطَّاعَةَ وَالْخَيْرَ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَلِكَ وَأَعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ﴿فَلَا تَقُولُوا الْبَاطِلَ فَإِنَّ اللَّهَ يَخْبِرُهُ بِالْحَالِ﴾ لَوْ يَطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ ﴿الَّذِي تُخْبِرُونَ بِهِ عَلَيَّ خِلَافِ الْوَاقِعِ فَرْتَبْ عَلَيَّ ذَلِكَ مُقْتَضَاءً﴾ لَعَنْتُمْ ﴿لَأَثْمُتُمْ دُونَهُ إِنْ تَسَبَّبَ إِلَى الْمُرْتَبِ﴾ وَلَكِنْ اللَّهُ حَبِيبُ الْيَكْمِ الْإِيمَانِ وَزِينَهُ ﴿حَسَنَةً﴾ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرِهَ إِلَيْكُمْ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ﴿اسْتَدْرَاكَ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنَى دُونَ اللَّفْظِ لِأَنَّ مَنْ حَبَبَ إِلَيْهِ الْإِيمَانُ الْخَ غَايَرَتْ صِفَتُهُ صِفَةً مِنْ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ﴾ أُولَئِكَ هُمْ فِيهِ الْيَقَاتُ عَنْ الْخِطَابِ ﴿الرَّشْدُونَ﴾ ﴿٤﴾ الثَّابِتُونَ عَلَى دِينِهِمْ ﴿فَضْلًا مِنَ اللَّهِ﴾ مُصَدَّرٌ مَنْصُوبٌ بِفِعْلِهِ الْمُقَدَّرِ أَيْ أَفْضَلُ ﴿وَنِعْمَةً مِنْهُ﴾ وَاللَّهُ عَلِيمٌ ﴿بِهِمْ﴾ ﴿حَكِيمٌ﴾ ﴿٨﴾ فِي أَنْعَامِهِ عَلَيْهِمْ ﴿وَإِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ آيَةٌ نَزَلَتْ فِي قَضِيَّةٍ هِيَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكِبَ حِمَارًا وَمَرَّ عَلَى ابْنِ أَبِي قُبَالٍ الْحِمَارُ فَسَدَّ ابْنُ أَبِي أَنْفَهُ فَقَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ وَاللَّهِ لَيَبُولُ حِمَارُهُ أَطِيبُ رِيحًا مِنْ مِسْكِكَ فَكَانَ بَيْنَ قَوْمَيْهِمَا ضَرْبٌ بِالْأَيْدِي وَالنِّعَالِ وَالسُّعْفِ ﴿اقْتَتَلُوا﴾ جُمِعَ نَظَرًا إِلَى الْمَعْنَى لِأَنَّ كُلَّ طَائِفَةٍ جَمَاعَةٌ وَقُرِئَ اقْتَتَلَا ﴿فَاصْلَحُوا بَيْنَهُمَا﴾ ثَنِي نَظَرًا إِلَى اللَّفْظِ ﴿فَانْ بَغْتَ﴾ تَعَدَّتْ ﴿أَحَدَهُمَا عَلَى الْآخَرِ﴾ فَقَاتَلُوا الَّتِي تَبَغَى حَتَّى تَفِيءَ ﴿تَرْجِعْ﴾ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ ﴿الْحَقِّ﴾ ﴿فَانْ فَاءُ تَ فَاصْلَحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ﴾ بِالْإِنْصَافِ ﴿وَاقْطَعُوا﴾ اِغْدِلُوا ﴿إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ ﴿٩﴾ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ ﴿فِي الدِّينِ﴾ فَاصْلَحُوا بَيْنَ إِخْوَيْكُمْ إِذَا تَنَازَعَا وَقُرِئَ إِخْوَتُكُمْ بِالْقَوَائِيَةِ ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ﴾ فِي الْأَصْلَاحِ ﴿لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُونَ﴾ ﴿١٠﴾

### ترجمہ

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو ("لا تقدموا") قدم باب تفعلیل سے ہے یہ معنی تقدم ہے معنی آیت یہ ہے کہ قول یا فعل میں تم سے تقدم لازم نہ ہو یعنی اللہ اور رسول ﷺ کے اذن کے بغیر پیش قدمی نہ کرو اور رسول ﷺ اللہ جل جلالہ کی طرف سے

بلغ ہیں یعنی اللہ ﷻ و رسول ﷺ کی اجازت کے بغیر کچھ پیش قدمی نہ کرو.....) اور اللہ سے ڈرو بیشک سننے والا ہے (تمہارے اقوال) علم رکھنے والا ہے (تمہارے افعال کا، یہ آیت مبارکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نبی کریم ﷺ کے حضور اقرع بن حابس یا قعقاع بن معبد میں سے ایک کو امیر بنانے کے بارے میں باہم تیز آواز سے مباحثہ کرنے پر نازل ہوئی اور ان صاحب کے بارے میں نازل ہوئی جس نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اپنی آواز بلند کی تھی) اے ایمان والوں (جب تم بات کرو تو) اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے (جب کہ وہ کلام فرمائیں) اور ان سے چلا کر بات نہ کرو (جب کہ تم انہیں پکارو) جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو (بلکہ ان کے جلال و تعظیم کے پیش نظر پست آواز) کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو (مذکورہ صورت میں آواز بلند کرنے اور چلانے میں اکارت عمل ہو جانے کا خوف ہے.....) یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو ان آیات کے نزول کے بعد حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پست رکھنے لگے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وغیرہ) بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں کہ پرکھ لیا (امت حسن بمعنی اختیر ہے) اللہ نے ان کے دل پر بیزگاری کے لیے (یعنی ان سے پر بیزگاری ظاہر ہوتی ہے.....) ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب (یعنی جنت) ہے (اگلی آیت مبارکہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو دوپہر کے وقت حاضر ہوئے، حضور ﷺ اپنے مکان عالیشان میں موجود تھے ان لوگوں نے آپ ﷺ کو پکارنا شروع کر دیا) بیشک وہ جو تمہیں پکارتے ہیں حجروں کے باہر سے (یعنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں کے باہر سے پکارتے تھے، ”حجرات“ حجرة کی جمع ہے حجرہ زمین کے اس حصہ کو کہتے ہیں جس پر دیوار وغیرہ کے ذریعے سے آؤ کر دی جائے ان لوگوں میں ہر ایک حجرہ کے باہر کھڑے ہو کر پکارنے لگا کیونکہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ حضور پر نور ﷺ کون سے حجرے میں ہیں، ان کا پکارنا جاہلوں کے پکارنے کا ساتھ، سختی اور شدت کے ساتھ) ان میں اکثر بے عقل ہیں (جو کر رہے ہیں اس کی عقل نہیں رکھتے، تمہارے بلند و بالا مقام اور اس مقام کے لائق تعظیم سے یہ لوگ نا آشنا ہیں) اور اگر وہ صبر کرتے (”انہم“ مبتدا ہونے کی وجہ سے محل رفع میں ہے اور ایک قول کے مطابق یہ فعل مقدر) ثبت کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے) یہاں تک کہ تم ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (ان پر، جو بے ادبی کے جرم سے توبہ کر لیں.....) اگلی آیت مبارکہ ”ولید بن عقبہ“ کے حق میں نازل ہوئی نبی کریم ﷺ نے انہیں بنی مصطلق سے صدقات وصول کرنے بھیجا تھا اور زمانہ جاہلیت میں اس کے اور ان کے درمیان عداوت تھی جس کی بنا پر وہ ان کے نقصان پہنچانے سے خوف زدہ ہوئے اور واپس لوٹ آئے اور کہا ان لوگوں نے صدقہ کو منع کر دیا، میرے قتل کے ورپے ہو گئے، یہ سن کر حضور ﷺ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ فرمایا اسی اثناء میں وہ لوگ ولید بن عقبہ کی بات کا انکار کرتے ہوئے آپ ﷺ کے حضور حاضر ہوئے) اے ایمان والوں اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے (نبی کے معنی خبر ہے) تو تحقیق کر لو (اس کے سچ اور جھوٹ ہونے کی، ایک قرأت میں فتبتوا پڑھا گیا ہے جوئیات مصدر سے ہے) کہ کہیں تم ایذا کو کسی قوم کو (مفعول لہ ہے یعنی اس بات کا خوف ہونے کی وجہ) بے جانے (بجھلے بمعنی جاہلین فاعل سے حال بن رہا ہے) پھر ہو جاؤ (تصبحوا بمعنی تصیروا ہے) اپنے کئے پر (اس خطا پر جو تم نے اس قوم کے ساتھ کی) پچھتاتے ہوئے (بنو مصطلق کے افراد کے واپس اپنے شہروں کی طرف لوٹ جانے کے بعد نبی پاک ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کا حال دریافت کرنے بھیجا، آپ نے ان لوگوں میں صرف خیر اور فرمانبرداری ہی دیکھی، پھر آپ نے واپس آ کر نبی کریم ﷺ کو اس کی اطلاع دی.....) اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں (تو کوئی باطل بات مت کرو کہ اللہ ﷻ اپنے نبی کو حقیقت حال کی خبر دے دیا) بہت معاملوں میں اگر یہ تمہاری مائیں

(جس کی تم انہیں خبر دیتے ہو خلاف واقع اور وہ اس خبر کے مقتضاء کے مطابق کوئی فیصلہ فرما دیں) تو تم ضرور گناہ گار ہو گے (اس فیصلہ کے مرتب ہونے کا سبب بننے کی وجہ سے ناکہ ان پر کچھ الزام ہوگا.....) لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا اور اسے آراستہ کر دیا (زیبہ بمعنی حسنہ ہے) تمہارے دلوں میں اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی (یہاں معنی کے اعتبار سے استدراک ہے الفاظ کے اعتبار سے نہیں کیونکہ جسے ایمان پیارا کر دیا گیا اس کا حال مذکورہ صفت کے مطابق نہیں ہوگا) ایسے ہی لوگ ("اولئک ہم" اس نظر کلام میں صیغہ خطاب سے غائب کی طرف التفات کیا گیا ہے) راہ پر ہیں (یعنی اپنے دین پر ثابت ہیں) اللہ کا فضل ("فضلاً" مفعول مطلق ہے فعل مقدر کا) اور (اس کا) احسان اور اللہ علم رکھنے والا ہے (ان لوگوں کا) حکمت والا ہے (ان پر انعام فرمانے کے معاملے میں) اور مسلمانوں کے دو گروہ (اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے نبی پاک ﷺ دراز گوش پر سوار تشریف لے جا رہے تھے، ابن ابی کے پاس سے گزر رہا تھا، اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو ابن ابی نے ناک بند کر لی حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! حضور ﷺ کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے، پھر دونوں قوم کے درمیان ہاتھ جوتے اور تلواریں چلنے لگیں.....) آپس میں لڑیں (اقبلوا صیغہ جمع طائفقتان کے معنی کی رعایت کرتے ہوئے ذکر کیا گیا ہے کہ ہر طائفہ جماعت ہے اور اس فعل کو بیضہ تشبیہ اقتلا بھی پڑھا گیا ہے) تو ان میں صلح کراؤ ("بینہما" کو بیضہ تشبیہ طائفقتان کی رعایت کرتے ہوئے ذکر کیا گیا ہے) پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے (بغت بمعنی تعدت ہے) تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے (یعنی حق کی طرف، تغنی بمعنی توجع ہے) پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں صلاح کرو (العدل کے معنی انصاف ہے) اور عدل کرو (اقسطوا بمعنی اعدلوا ہے) بیشک عدل والے اللہ کو پیارے ہیں مسلمان مسلمان (دینی) بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کرو (جبکہ ان میں باہمی تنازع ہو جائے "اخویکم" کی جگہ ایک قرأت میں اخوتکم پڑھا گیا ہے) اور اللہ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿یاایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم﴾  
 یاایہا الذین امنوا: نداء، لا تقدموا: فعل نہی بافاعل، بین: مضاف، یدی اللہ ورسولہ: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، واتقوا اللہ: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، سمیع علیم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یاایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی﴾  
 یاایہا الذین امنوا: نداء، لا ترفعوا: فعل نہی بافاعل، اصواتکم: مفعول، فوق صوت النبی: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ولا تجہروا له بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون﴾  
 و: عاطفہ، لا تجہروا: فعل نہی واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، انتم لاتشعرون: جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، لہ: ظرف لغو اول، بالقول: ظرف لغو ثانی، کاف: جار، جہر: مصدر مضاف، بعضکم: مضاف الیہ فاعل، لبعض: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ مجرور، ملکر ظرف مستقر "جہر" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ان تحبط اعمالکم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر "خشية" مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ، ملکر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لا ترفعوا" پر معطوف ہے۔

﴿ان الذين يغضون اصوتهم عند رسول الله اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى﴾

ان: حرف مشبہ، الذین: موصول، یغضون اصوتهم: فعل بافاعل ومفعول، عند رسول اللہ: ظرف، مکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ مکر اسمیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿لهم مغفرة واجر عظیم ان الذين ينادونك من وراء الحجرات اكثرهم لا يعقلون﴾

لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، مغفرة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اجر عظیم: معطوف، مکر مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ، ان حرف مشبہ، الذین: موصول، ینادونک من وراء الحجرات: جملہ فعلیہ صلہ، مکر اسم، اکثرهم: مبتدا، لا یعقلون: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو انهم صبروا حتى تخرج اليهم لكان خيرا لهم والله غفور رحيم﴾

و: عاطفہ، لو شرطیہ، انهم حرف مشبہ واسم، صبروا: فعل بافاعل، حتى تخرج اليهم: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر ”ثبت“ فعل محذوف کیلئے فاعل، مکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لام: تاکیدیہ، کان: فعل ناقص بااسم، خیرا لهم: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ فعلیہ جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، اللہ مبتدا، غفور رحیم: خبر ان، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿يا ايها الذين امنوا ان جاءكم فاسق بنبأ فتبينوا ان تصيبوا قوما بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم ندمين﴾

يا ايها الذین امنوا: نداء، ان شرطیہ، جاءکم فاسق نبأ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، تبینوا: فعل بافاعل، ان مصدر یہ، تصیبوا: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، بجهالة: ظرف مستقر حال، مکر فاعل، قوما: مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تصبّحوا: فعل ناقص بااسم، علی ما فعلتم: جار مجرور ظرف لغو مقدم، ندمین: اسم فاعل بافاعل، مکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر بتاویل مصدر ”خشية“ مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ، مکر مفعول لہ، مکر جملہ فعلیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ ہو کر مقصود بالتداء، مکر جملہ ندائیہ۔

﴿واعلموا ان فيكم رسول الله لو يطيعكم في كثير من الامر لعنتم﴾

و: عاطفہ، اعلموا: فعل امر بافاعل، ان حرف مشبہ، فيکم رسول اللہ: اسم مؤخر، مکر جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ، لو: شرطیہ، یطیعکم: فعل بافاعل ومفعول، فی: جار، کثیر موصوف، من الامر: ظرف مستقر صفت، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لام: تاکیدیہ، عنتم: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ ماقبل ”فيکم“ میں ”کم“ ضمیر سے حال ہے۔

﴿ولكن الله حبيب اليكم الايمان وزينه في قلوبكم وكره اليكم الكفر والفسوق والعصيان﴾

و: عاطفہ، لكن اللہ حرف مشبہ واسم، حبيب اليكم الايمان: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، زينہ فی قلوبکم: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، كره اليكم: فعل بافاعل وظرف لغو، الكفر: معطوف علیہ، والفسوق والعصيان: معطوفات، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئك هم المرشدون فضلا من الله ونعمة والله عليم حكيم﴾

اولئك: مبتدا، هم: مبتدا ثانی، المرشدون: خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ معترضہ، فضلا موصوف، من اللہ: ظرف مستقر صفت، مکر معطوف، نعمة: معطوف، مکر فعل محذوف ”يتفرون“ کیلئے مفعول، مکر جملہ



فعلیہ، و: عاطفہ، اللہ مبتداء، علیہم حکیم: خبران، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان طائفین من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بیہما﴾

و: عاطفہ، ان بشرطیہ، طائفین موصوف، من المؤمنین: ظرف مستقر صفت، مکر فعل محذوف "اقتتلوا" کیلئے فاعل، مکر جملہ فعلیہ، اقتتلوا: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ تغیر، مکر شرط، ف: جزائیہ، اصلحو ایہما: فعل امر بافاعل و ظرف، مکر جملہ فعلیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان بغت احدہما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تنفی الی امر اللہ﴾

ف: عاطفہ، ان بشرطیہ، بغت احدہما علی الاخری: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قاتلوا: فعل امر بافاعل، التی تبغی: موصول صلو، مکر مفعول، حتی: جار، تنفی الی امر اللہ: جملہ فعلیہ تقدیران مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿فان فاء ت فاصلحو بیہما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین﴾

ف: عاطفہ، ان بشرطیہ، فاء ت: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اصلحو: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال، بالعدل: ظرف مستقر حال، مکر فاعل، بیہما: ظرف، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقسطوا: فعل امر بافاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ، ان اللہ جرف مشبہ واسم، یحب المقسطین: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما المؤمنون اخوة فاصلحو بین اخیکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون﴾

انما: حرف مشبہ وما کافہ، المؤمنون مبتداء، اخوة: خبر، مکر جملہ اسمیہ، ف: نصیحیہ، اصلحو: فعل امر بافاعل، بین اخیکم: ظرف، مکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، مکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، اتقوا: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال، لعلکم ترحمون: جملہ اسمیہ حال، مکر فاعل، اللہ: مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا..... ☆ چند شخصوں نے عید الاضحیٰ کے دن سید عالم ﷺ سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بعض لوگ رمضان سے ایک روز پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی ﷺ سے تقدم نہ کرو۔

☆..... یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم..... ☆ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی انہیں نقل سماعت تھا اور ان کی آواز اونچی تھی بات کرنے میں آواز بلند ہو جایا کرتی تھی جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بیٹھے رہے اور کہنے لگے کہ میں اہل نارسہ ہوں حضور ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ان کا حال دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کیا کہ وہ میرے پڑوسی ہیں اور میرے علم میں تو انہیں کوئی بیماری نہیں ہوئی پھر آکر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت نازل ہوئی تم جانتے ہو کہ میں تم سب میں زیادہ بلند آواز ہوں تو میں جہنمی ہو گیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ حال حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ اہل جنت سے ہے۔

☆..... ان الذین یغضون اصواتہم..... ☆ یہ آیت یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بہت احتیاط کرنا لازم کر لی اور خدمت اقدس میں بہت پست آواز میں عرض معروض کرتے ان حضرات کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

☆..... ان الذین ینادونک..... ☆ یہ آیت وفد بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں دوپہر کے وقت

حاضر ہوئے جبکہ حضور ﷺ آرام فرما رہے تھے ان لوگوں نے آپ کو حجروں کے باہر سے پکارنا شروع کر دیا، حضور ﷺ تشریف لے آئے ان لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور اجلال شان رسول اللہ ﷺ کا بیان فرمایا گیا کہ بارگاہ اقدس میں اس طرح پکارنا جہل و بے عقلی ہے اور ان لوگوں کو ادب کی تلقین کی گئی۔

☆..... یا ایہا الذین امنوا.....☆ یہ ولید بن عقبہ کے حق میں نازل ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو نبی مطلق سے صدقات وصول کرنے بھیجا تھا اور زمانہ جاہلیت میں ان کے اور ان کے درمیان عداوت تھی جب ولید ان کے دیار کے قریب پہنچے اور انہیں خبر ہوئی تو اس خیال سے کہ وہ رسول کریم ﷺ کے بھیجے ہوئے ہیں بہت سے لوگ تعظیماً ان کے استقبال کے واسطے آئے۔ ولید نے یہ گمان کیا کہ یہ پانی عداوت سے مجھے قتل کرنے آرہے ہیں یہ خیال کر کے ولید واپس ہو گئے اور سید عالم ﷺ سے عرض کیا کہ حضور ﷺ ان لوگوں نے صدقہ سے منع کر دیا اور میرے قتل کے درپے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے خالد بن ولیدؓ کو تحقیق کے لئے بھیجا، حضرت خالد بن ولیدؓ نے دیکھا کہ لوگ آذائیں کہتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور ان لوگوں نے صدقات پیش کئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ یہ صدقات لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور واقعہ عرض کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ بعض مفسرین نے کہا کہ یہ آیت عام ہے اس بیان میں نازل ہوئی کہ فاسق کے قول پر اعتماد نہ کیا جائے (مسئلہ) اس آیت سے ثابت ہوا کہ ایک شخص عادل ہو تو اس کی خبر معتبر ہے۔

### ﴿تشریح توضیح و اعراض﴾

### اللہ و رسول سے آگے بڑھنے کے معانی و مطالب:

۱..... اس آیت میں تقدیم اصلی مراد نہیں ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے فعل (عمل) کے اعتبار سے سید عالم ﷺ سے سبقت نہ کرو، اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو چھوڑ کر کسی جانب مائل نہ ہو اور اوامر و نواہی کے معاملات میں انہی کی پیروی کرو۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ کسی معاملے میں سید عالم ﷺ سے پیش قدمی نہ کرو اور اس جملے میں سید عالم ﷺ کے احترام کی جانب اشارہ ہے اور ان کی جانب سے ملنے والے اوامر و نواہی میں فرمانبرداری کی جانب اشارہ ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کسی بھی قول و فعل میں سید عالم ﷺ سے نہ بڑھو جب تک کہ وہ تمہیں اس حکم دیں یا خود وہ کام کر کے دکھادیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کتاب اللہ ﷻ و سنت کے خلاف نہ تو کچھ حکم دو اور نہ ہی اس کے خلاف کچھ بیان کرو۔

(الحازن، ج ۴، ص ۱۷۵)

### سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں بلند آواز سے کلام کرنا:

☆..... حضرت اقرع بن حابس بیان کرتے ہیں کہ وہ بنی پاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، حضرت ابو بکر نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ان کو ان کی قوم پر عاقل بنادیتے تھے، حضرت عمرؓ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! عامل نہ بنائیں، پھر ان دونوں نے نبی ﷺ کے سامنے بحث و تکرار کی، یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوئیں، حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا: تم صرف میری مخالفت کا ارادہ رکھتے ہو، یہی جملہ حضرت عمرؓ نے بھی ابو بکرؓ سے کہا، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بیان کر دیا گیا کہ اللہ ﷻ کے نبی ﷺ کے سامنے اپنی آوازیں بلند نہ کریں۔ اس کے بعد جب کبھی حضرت عمرؓ سید عالم ﷺ کے سامنے کلام کرتے تو ان کی آواز سنائی نہ دیتی تھی بلکہ پوچھا پڑتا تھا کہ کیا کہا؟

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب، رقم: ۴۳۶۷، ص ۷۴۰)

☆..... حضرت سعدؓ، حضرت ثابتؓ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں کیوں نہیں حاضر ہوتے؟ انہوں نے کہا: یہ آیت ﴿لَا ترفعوا اصواتکم﴾..... الخ نازل ہو چکی ہے اور تم کو معلوم ہے کہ میری آواز سید عالم ﷺ کے سامنے تم

سب سے بلند ہے، سو میں تو اہل دوزخ میں ہوا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جا کر یہ بات سید عالم ﷺ کو بتائی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا ”بلکہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔“ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب معافۃ العلومن ای یحبط عملہ، رقم: (۲۱۵) / ۱۱۹، ص ۷۸)

بعض اوقات سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں کسی ضرورت کی بناء پر آواز بلند ہوئی یا نعت کے کلمات کو آپ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے پڑھا گیا، چنانچہ اس کی دلیل ذیل کی احادیث ہیں۔

☆..... حضرت عثمان بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سید عالم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو مدینہ کے تمام مرد و عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے، خادم سڑکوں پر پھیل گئے اور زور زور سے پکار رہے تھے یا محمد ﷺ یا رسول اللہ ﷺ، یا محمد ﷺ یا رسول اللہ ﷺ!

(صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب: فی حدیث الہجرۃ، رقم: (۷۴۱۶) / ۱۴، ص ۱۴۷۳)

☆..... جنگ حنین میں مسلمانوں اور کفار کا مقابلہ ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگے، سید عالم ﷺ اپنے خچر کو کفار کی جانب دوڑا رہے تھے، حضرت عباس نے کہا: میں سید عالم ﷺ کے خچر کی لگام تھام کر اس کو تیز بھاگنے سے روک رہا تھا اور حضرت ابوسفیان خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اے عباس! اصحابِ سمرہ (کیکر کے درخت والوں) کو آواز دو، حضرت عباس بلند آواز شخص تھے، وہ کہتے ہیں: میں نے با آواز بلند پکارا: اصحابِ سمرہ کہاں ہیں؟ حضرت عباس نے کہا: خدا ﷻ کی قسم وہ لوگ آواز سنتے ہی اس طرح پلٹے جس طرح گائے اپنے بچوں کی طرف پلٹتی ہے، وہ یا لیلیک یا لیلیک کہتے ہوئے دوڑتے ہوئے آئے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب فی غزوۃ حنین، رقم: (۴۵۰۴) / ۱۷۷۵، ص ۸۹۷)

### کن اعمال سے پرہیز گاری ظاہر ہوتی ہے؟

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ﴾ (الحجرات: ۲۰) میں امتحانِ معنی شریحاً و وسعاً ہے یعنی اللہ ﷻ نے جن کے دلوں کو تقویٰ کے لئے منتخب فرمالیتا ہے انہیں کشادہ اور وسیع کر دیتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ ایسوں سے شہوانی خواہشات دور کر دیتا ہے، یعنی اللہ ﷻ انہیں خواہشات کی محبت سے پناہ دے دیتا ہے، بُرے اخلاق سے نجات بخش دیتا ہے۔ حسین قدس سرہ کہتے ہیں کہ جنہیں اللہ ﷻ تقویٰ کے لئے چن لیتا ہے ان کا مشغلہ قرآن کی تلاوت، اس پر ایمان کے آثار نمودار ہوتے ہیں، غور و فکر کرنا اسکی سوچ میں داخل ہوتا ہے، پاکیزگی اس کا تقویٰ، طہارت اس کی توبہ، صفائی ستمرائی اس کو حلال، زینت اس کی پرہیز گاری، اس کا علم آخرت کو نفع دینے والا، اس کی مشغولیت اللہ ﷻ کی جانب ہوتی ہے، اس کی جائے مسکن اللہ ﷻ کی رحمت پر منحصر ہوتی ہے، اس کے روزے مرنے کے بعد کے لئے نفع ہوتے ہیں، اس کی افکار گویا جنت کے انعام میں سے کوئی نعمت ہے، اس کی جمع پونجی نیکیاں، اس کا خزانہ اخلاص، اس کی خاموشی مراقبہ، اس کی نظر مشاہدات پر ہوتی ہے۔ شیخ اکبر قدس سرہ کہتے ہیں کہ زیادہ پاکیزہ تقویٰ یہ ہے کہ ہر عمل تجھے آگ سے بچائے اور جب آگ سے بچانے والا عمل ہو تو پھر تجھے بردوں سے بھی بچائے، اور اگر تجھ سے پردے اٹھ جائیں تو تجھے عزت والے کریم رب کے جلوے ہر سو نظر آئیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”بنی آدم کا دل ہمیشہ حرص میں مشغول رہتا ہے سوائے اس کے جسے اللہ ﷻ تقویٰ کے لئے چن لیتا ہے۔“

(روح البیان، ج ۹، ص ۸۰)

### حجرات کے معنی کے تحت باہر سے پکارنے والے اکثر تھے یا نہیں؟

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾ ان میں اکثر بے عقل ہیں (الحجرات: ۴)۔ اللہ ﷻ فرمان: ﴿اَكْثَرُهُمْ﴾ میں دو باتیں ہیں: (۱)..... عرب کا یہ دستور ہے کہ اکثر کو کل کے برابر جانتے ہیں، اور مذکورہ آیت میں اکثر کا

ذکر کذب سے احتیاط کرتے ہوئے اور کلام میں احتیاط برتنے کے پیش نظر کیا گیا ہے، کیونکہ کذب انسان کے عمل کو بعض اشیاء میں مدد کر دیتا ہے، پس اسی مناسبت سے اکثر کا قول کر کے کل کو مراد لیا گیا ہے۔ پھر اللہ ﷻ نے اپنے علم ازلی کے ذریعے ان تمام چیزوں کا احاطہ فرمایا جو اُس وقت کے لوگوں کے کلام کے مناسب تھا، اور اس میں ایک لطیف نکتے کی جانب اشارہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: میں اپنے علم کے ذریعے ان تمام چیزوں کا احاطہ کرتا ہوں جو تمہاری عادت کے موافق ہیں اور ایسا کرنے میں کذب سے احتیاط برتا ہے اور میرا کلام میری رضا پر دلیل قاطع ہے۔ (۲)..... ان میں اکثر لوگ اپنے احوال پر عقل نہیں رکھتے، مثلاً انسان پہلے جیل و فقیر تھا پھر عالم وغنی ہو گیا، پس اس اعتبار سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ زید وہ نہیں ہے جو پہلے تھا اس کا حال پہلے حال سے بچ ہے۔ (۳)..... اس جملے کا اکثر ہم کہہ میں اس جانب اشارہ ہے کہ ان میں سے کوئی اس امر سے باز آ جائے، اور ہو سکتا ہے کہ کوئی ان پر قائم رہے، اسی بناء پر کہ اکثر ہم کہہ کا مینہ استعمال کیا گیا تاکہ اس جملے کی وعید سے وہ لوگ نکل جائیں جو آیات الہی سے حق حاصل کرتے ہیں۔

(الفتاویٰ ج ۱۰ ص ۹۶)

### عند الشرع فاسق کا قول اور خبر معتبر ہونے یا نہ ہونا:

۵..... صاحب حدایہ فرماتے ہیں کہ شہادت کا ادا کرنا فرض ہے اور جب مدعی شاہد کو بلائے تو شہادت کو چھپانا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا ﴿وَلَا يَأْتِي الشَّاهِدَ إِذَا مَا دُعُوا﴾ اور گواہ جب بلائے جائیں تو وہ آنے سے انکار نہ کریں ﴿بِقِرَّةٍ﴾ (۲۸۲) ﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ﴾ اور گواہی نہ چھپاؤ ﴿بِقِرَّةٍ﴾ (۲۸۳)۔

جو شخص صغیرہ گناہ کا مرتکب ہے مگر اُس پر اصرار نہ کرتا ہو یعنی متعدد بار نہ کیا ہو اور کبیرہ سے اجتناب کرتا ہو اُس کی گواہی مقبول ہے اور کبیرہ کا ارتکاب کرے گا تو گواہی قبول نہیں۔ یونہی جانور کے ساتھ کھیلنے والا جیسے مرغ بازی، کبوتر بازی، شیر بازی کرنے والے کی گواہی مقبول نہیں اسی طرح مینڈھا لڑانے والے، بھینسا لڑانے والے اور طرح طرح کے اس قسم کے کھیل کرنے والے کے گواہی کی بھی گواہی مقبول نہیں ہاں اگر محض دل بہلانے کے لئے کسی نے کبوتر پال رکھا ہے، بازی نہیں کرتا یعنی لڑاتا نہ ہو تو جائز ہے مگر جب کہ دوسروں کے کبوتر پکڑ لیتا ہو جیسا کہ اکثر کبوتر بازوں کی عادت ہوتی ہے اور وہ اسے عیب بھی نہیں سمجھتے یہ حرام اور سخت حرام ہے کہ پرایا مال ناحق لینا ہے۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الشہادات، باب: القبول وعدمہ، ج ۸، ص ۸۹ وغیرہ ملخصاً و ملطفاً) جو عبادتیں وقت معین میں فرض ہیں کہ وقت نکل جانے پر قضا ہو جاتی ہیں جیسے نماز و روزہ اگر بغیر عذر شرعی ان کو وقت سے مؤخر کر دے فاسق مردود الشہادۃ ہے اور جن کے لئے وقت معین مقرر نہیں جیسے زکوٰۃ اور حج ان میں اختلاف ہے تاخیر سے مردود الشہادۃ ہوتا ہے یا نہیں، صحیح یہ ہے کہ نہیں ہوتا۔ بلا عذر جھوٹ کر کرنے والا فاسق ہے یعنی محض اپنی کابلی اور سستی سے جو ترک کرے اور اگر عذر کی وجہ سے نہیں پڑھا مثلاً بیمار ہے یا کسی تاویل کی بنا پر نہیں پڑھتا مثلاً یہ کہتا ہے کہ امام فاسق ہے اس وجہ سے نہیں پڑھتا ہوں تو یہ چھوڑنے والا فاسق نہیں۔ محض کابلی و سستی سے نماز یا جماعت ترک کرنے والا مردود الشہادۃ ہے اور اگر ترک جماعت کے لئے عذر ہو مثلاً امام فاسق ہے کہ اُس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور امام کو ہٹا بھی نہیں سکتا یا امام گمراہ بدعتی ہے اس وجہ سے اُس کے پیچھے نہیں پڑھتا گھر میں تنہا پڑھ لیتا ہے تو اس کی گواہی مقبول ہے۔ فاسق نے توبہ کر لی تو جب تک اتنا زمانہ نہ گزر جائے کہ توبہ کے آثار اُس پر ظاہر ہو جائیں اُس وقت تک گواہی مقبول نہیں اور اس کے لئے کوئی مدت نہیں ہے بلکہ قاضی کی رائے پر ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الشہادات، الباب الرابع فیمن تقبل شہادته ومن لا تقبل، الفصل الثانی: فیمن لا تقبل، ج ۳، ص ۴۳۲)

### حدیث کی رو سے قاضی کے پاس غلط (جھوٹا) بیان دینے کا وبال:



۶..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿واعلموا ان فيكم رسول الله لو يطيعكم في كثير من الامر لعنتم اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں بہت معاملوں میں اگر یہ تمہاری نائیں تو تم ضرور گناہ گار ہو گے﴾ (الحجرات: ۷)۔

☆..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر جو ان کے بعد ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد ہیں پھر ایسی قوم آئے گی کہ ان کی گواہی قسم پر سبقت کرے گی اور قسم گواہی پر، یعنی گواہی دینے اور قسم کھانے میں بے باک ہو گئے۔“ (صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب: لا يشهد على شهادة جور، رقم: ۲۶۵۲، ص ۴۲۹)

☆..... حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جھوٹے گواہ کے قدم ہٹنے بھی نہ پائیں گے کہ اللہ اس کے لئے جہنم واجب کر دے گا۔“ (سنن ابن ماجہ، ابواب الاحکام، باب: شهادة الزور، رقم: ۲۳۷۳، ص ۴۰۵)

☆..... حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو گواہی کے لئے بلایا گیا اور اس نے گواہی چھپائی یعنی ادا کرنے سے گریز کی وہ ایسا ہی ہے جیسا جھوٹی گواہی دینے والا۔“ (المعجم الاوسط، ابن اسامہ علی، رقم: ۴۱۶۷، ج ۳، ص ۱۵۶)

### آیت کے تناظر میں مسلمانوں کے دو گروہ کا باہم لڑنا:

۷..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فاصلحوا بينهم﴾ تو ان میں صلح کرو اور جو غلطی پر ہے اسے ظلم سے روکا جائے، شبہ کو دور کیا جائے اور دونوں فریقوں کو اللہ ﷻ کی کتاب، رسول اللہ ﷺ کی سنت، باہمی حسد اور ایک دوسرے سے بغض نہ کرنے کی طرف دعوت دی جائے۔ اگر ان میں کوئی ایک دوسرے پر زیادتی کرے اور قرآن و سنت کا فیصلہ تسلیم نہ کرے اور انہیں ظلم سے روکنا بھی ممکن نہیں کیونکہ ان کے حمایتی موجود ہیں جو حد سے تجاوز کرنے والے ہیں ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ بھی اللہ کے حکم کی طرف واپس آجائیں۔

آج کل لوگ دوسروں کا مال ہڑپ کر جاتے ہیں، ابھی تو یہ سب آسان لگ رہا ہوگا لیکن قیامت میں بہت مہنگا پڑے گا، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں: جو دنیا میں کسی کے تقریباً تین پیسے دین یعنی قرض ذبالیگا بروز قیامت اس کے بدلے سات سو باجماعت نمازیں دینا پڑیں گی۔“ (الفتاویٰ الرضویہ مخرجہ، ج ۲۵، ص ۶۹)

### اغراض:

بقول او فعل: قوی اور فعلی دونوں اعتبار سے اللہ اور رسول ﷺ سے آگے بڑھنے کی ممانعت ہے، پس قوی اور فعلی دونوں کی مثال سبب نزول آیت میں ملاحظہ کیجئے، یعنی جن لوگوں نے سید عالم ﷺ سے پہلے ہی یوم نحر میں قربانی کر لی، پس انہیں حکم کیا گیا کہ دوبارہ قربانی پیش کریں۔ پس جس نے بھی نماز سے پہلے قربانی کر لی وہ صرف گوشت ہی حاصل کرے گا کیونکہ اس قربانی کی کوئی حیثیت نہیں، اور بی بی عائشہ سے مروی ہے کہ یوم شکر میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا کہ اُس وقت تک روزہ نہ رکھا جائے جب تک کہ تمہارے نبی روزہ نہ رکھ لیں، اور صحابہ کہتے ہیں کہ یہ حکم عام ہے چہ جائے کہ قتال کا معاملہ ہو یا دیگر شرائع دین کا، یعنی اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف کام نہ کرو۔

علی النبی ﷺ: اولیٰ یہ ہے کہ ”عند النبی ﷺ“ کہا جائے، حدیث میں ہے: ”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حضور اقرع بن حابس یا قعقاع بن معبد میں سے ایک کو امیر بنانے کے بارے میں باہم تیز آواز سے مباحثہ کرنے پر نازل ہوئی“ اور سید عالم ﷺ کے ادب کا درس دیا گیا، المختصر۔ ونزل فیمن کان یخفص صوته عند النبی ﷺ: جیسا کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق، جب انہیں آواز پست رکھنے کے بارے میں حکم ملا تو اب ان کا حال یہ تھا کہ سید عالم

ﷺ کی بارگاہ میں اپنی آواز کو انتہائی پست رکھتے تھے۔ و نزل فی: مراد بنو تمیم ہیں جو کہ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کے بارگاہ میں کلام کرتے تھے، لیکن جب ان دونوں حضرات کا بنو تمیم میں سے امیر بنائے جانے پر اختلاف ہوا اور دونوں سے صبر نہ ہو سکا اور سید عالم ﷺ نے قرآن کی آیت ارشاد فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ اور جب ان دونوں حضرات کی آواز بڑھ گئی تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ﴾ اور جب ان دونوں کی آواز پست ہو گئی تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَغْضَوْنَ أَصْوَاتَهُمْ﴾ اور جب سید عالم ﷺ کو پردے کے پیچھے سے پکارتے تھے، ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ﴾۔ اذ انطقتم: بمعنی تکلمتم۔ اذ انطق: بمعنی تکلم ہے۔ ناجتیموہ: یعنی سید عالم ﷺ سے اشاروں سے کلام کرتے۔

بل دون ذلک: دونوں نہیں ﴿لَا تَرْفَعُوا﴾، ﴿وَلَا تَجْهَرُوا﴾ کی جانب راجع ہے، یعنی اپنی آوازوں کو آقائے دو جہاں ﷺ کی آواز سے پست کرلو، نہ کہ آپس میں ایک دوسرے سے بلند آواز سے بات کرنا ختم کرلو۔

ای خشية ذلک: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿إِنْ تَحِطُ﴾ میں مضاف حذف ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: ”ای خشية الحيوط، اور خوف تازعہ ہونے کا تھا کہ مباد آقائے دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں کوئی تازعہ نہ ہو جائے، پس فرمایا کہ آواز بلند نہ کرو۔ فیمن کان یخفض صوته: یعنی سابق نبی کی مخالفت کا خوف کرنا مراد ہے، اور یہ سید عالم ﷺ کے اجلال اور تعظیم کی وجہ سے ہے۔ کاسبی بکر و عمر: یعنی تمام ہی (صحابہ) سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں آواز پست رکھتے تھے اور اسی میں سید عالم ﷺ کی تعظیم اور اجلال تھا۔ و نزل بی قوم: اور ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَنَادُونَكَ﴾ بنی تمیم کے وفد کے حق میں نازل ہوئی۔

ای لتظهر منهم: اور جو لوگ آقائے دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں آواز پست رکھتے تھے، اُن سے تقویٰ اور پرہیزگاری کا ظہور محنت شاقہ سے ہوا کرتا تھا اور انہیں اللہ نے اسی تقویٰ کے لئے جن لیا تھا، یعنی ان کو تقویٰ کی دولت آقائے دو جہاں ﷺ کی ذات پاک کی برکت سے ملی ہے اور یہی اطلاق السبب علی السبب ہے۔ وہی منا یحجر علیہ: یعنی حجرہ مبارکہ میں داخل ہونے سے رکے دھنا مراد ہے۔ کان کل واحد منهم: مخاطب کے صیغے کے ساتھ پکارا، اور یہ مقام احتمال کا مقام ہے یعنی انہوں نے حجرے کے باہر سے پکارنا شروع کر دیا جیسا کہ مفسر نے کہا ہے یا یہ مراد ہے کہ ان میں سے ہر ایک حجرے کے باہر بیٹھ گیا اور پکارنے لگا۔ ای ثبت: یہاں فعل مقدر کا بیان کرنا مقصود ہے، معنی یہ ہے: ”ثبت صبرہم وانتظارہم یعنی انہیں صبر اور انتظار کرنا چاہیے تھا“۔ اور یہ قول مبرد، زجاج اور کوفیوں کا ہے۔

ونزل فی الولید بن عقیبة: بن ابی معیط، جو کہ حضرت عثمان بن عفان کے ماں جائے بھائی ہیں، مزید شان نزول: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ ان جائکم کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ مصلحاً مراد صدقات لینا ہے۔ اثم النسب: یعنی تم نے وہ فعل نہ کیا، پس تم پر گناہ بھی نہ ہوگا۔ الی المرتب: ولید کی زبانی صحابہ نے مرتد ہونے کی خبر سنی تو بنی مصطلق سے قتال کے درپے ہوئے، ملخصاً۔

ہی ان النسب ركب حمرا: (اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ دراز گوش پر سوار تشریف لئے جارہے تھے ابن ابی کے پاس سے گزر ہوا، اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو ابن ابی نے ناک بند کر لی۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! حضور ﷺ کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے، پھر دونوں قوم کے درمیان ہاتھ، جوتے اور تلواریں چلنے لگیں۔ و مر علی ابن ابی: جس کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ فقال ابن رواحة: اس کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔ وسد ابن ابی انفسہ: یعنی مجھے دراز گوش کے پیشاب نے اذیت میں ڈال دیا (معاذ اللہ)۔ اعدلوا: میں اس جانب اشارہ ہے

اقسط بمعنی عدل ہے۔ فی الدین: یعنی مومن کی اصل ایک ہی ہے یعنی ایمان ہونے کی وجہ سے وہ باہم بھائی ہیں۔ حین سخر و امن فقراء المسلمین: جب بنی تمیم نے مسلمانوں کی کمتر حالت اور بد حالی کو دیکھا، اور یہ صحابہ کے اسلام لانے کے ابتدائی دور کی بات ہے، بعد میں مسلمان اللہ کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے۔

کھمار: مرازاں صفہ ہیں، جن کے بارے میں یہ فرمان نازل ہوا: ﴿للفقراء الذين احصروا في سبيل الله﴾۔

ای لا یغتب بعضکم بعضا: معنی یہ ہے کہ مومنین ایک جسم واحد کی طرح ہیں، جب کوئی مومن کسی دوسرے پر عیب لگاتا ہے تو گویا وہ اپنی ذات پر عیب لگاتا ہے۔ لتکسرہ عاده: یعنی کسی کو عادتاً ایسا نہیں کہتا، جب تو فاسق نہ ہوگا اور گناہ صغیرہ کہلائے گا لیکن اگر عادتاً ایسے جملے کہتا ہے اور تکرار کرتا رہتا ہے تو پھر کبیرہ گناہ ہو جائے گا۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۲۲۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُوا مِنَ الْآيَةِ نَزَلَتْ فِي وَفْدِ تَمِيمٍ حِينَ سَخِرُوا مِنْ فَقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ كَعَمَارٍ وَضَهَيْبٍ وَالسُّخْرِيَّةِ الْإِذْذَرَاءِ وَالْإِخْتِقَارِ﴾ ﴿قَوْمٌ﴾ أَي رَجَالٌ مِنْكُمْ ﴿مَنْ قَوْمٌ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ﴾ عِنْدَ اللَّهِ ﴿وَلَا نِسَاءٌ مِنْكُمْ﴾ مَنْ نِسَاءٌ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ ﴿لَا تَعْيَبُوا فَتَعَابُوا﴾ أَي لَا يُعْيِبُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ﴿وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ﴾ لَا يَدْعُو بَعْضُكُمْ بَعْضًا بِكُرْهٍ وَبِئْسَ الْفَاسِقُ يَا كَافِرُ ﴿بِئْسَ الْأَسْمُ﴾ أَي الْمَذْكُورِ مِنَ السُّخْرِيَّةِ وَاللَّمَزِ وَالْتَنَابُزِ ﴿الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ﴾ بَدَلٌ مِنَ الْأَسْمِ لِأَنَّ فَسُقَ لَتَكْرُرَ عَادَةً ﴿وَمَنْ لَمْ يَتُبْ﴾ مِنْ ذَلِكَ ﴿فَاوْلَيْكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (۱۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَثَمٌ ﴿أَيُ مُؤْتَمٌ وَهُوَ كَثِيرٌ كَظَنِّ السُّوءِ بِأَهْلِ الْخَيْرِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَهُمْ كَثِيرٌ بِخِلَافِهِ بِالْفُسَاقِ مِنْهُمْ﴾ فَلَا إِيَّاهُمْ فِيهِ نَحْوُ مَا يَظْهَرُ مِنْهُمْ ﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾ حُذِفَ مِنْهُ إِحْدَى الثَّانِيْنَ لَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ وَمَعَابِيَهُمْ بِالْبَحْثِ عَنْهَا ﴿وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ لَا يَذْكُرُهُ بِشَيْءٍ يَكْرَهُهُ وَإِنْ كَانَ فِيهِ ﴿يُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا﴾ بِالتَّخْفِيفِ وَالتَّشْدِيدِ أَي لَا يَحْسِنُ بِهِ لَا ﴿فَكَرِهْتُمُوهُ﴾ أَي فَاعْتِيَابُهُ فِي حَيَاتِهِ كَأَكْلِ لَحْمِهِ بَعْدَ مَمَاتِهِ وَقَدْ عُرِضَ عَلَيْكُمْ الثَّانِي فَكَرِهْتُمُوهُ فَاتَّكِرُوا الْأَوَّلَ ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ﴾ أَي عِقَابَهُ فِي الْإِعْتِيَابِ بَأَن تَتُوبُوا مِنْهُ ﴿إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ﴾ قَابِلُ تَوْبَةِ الثَّانِيْنَ ﴿رَحِيمٌ﴾ (۱۲) بِهِمْ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى﴾ آدَمَ وَحَوَّاءَ ﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا﴾ جَمْعُ شَعْبٍ بِفَتْحِ الشَّيْنِ هُوَ أَعْلَى طَبَقَاتِ النَّسَبِ ﴿وَقِبَالٌ﴾ هِيَ دُونَ الشُّعُوبِ وَبَعْدَهَا الْعِمَائِرُ ثُمَّ الْبُطُونُ ثُمَّ الْإِفْخَادُ ثُمَّ الْفَضَائِلُ أَخْرَجَهَا مِثَالُهُ خَزِيمَةُ شَعْبٍ كَنَانَةُ قَبِيلَةِ قُرَيْشٍ عِمَارَةٌ بِكُسْرِ الْعَيْنِ قُصِي بَطْنُ هَاشِمٍ فَخُذَ الْعَبَّاسُ فَصِيلَتُهُ ﴿لَتَعَارَفُوا﴾ حُذِفَ مِنْهُ إِحْدَى الثَّانِيْنَ أَي لَيَعْرِفَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا لَا لَتَفَاخَرُوا بِعُلُوِّ النَّسَبِ وَإِنَّمَا الْفَخْرُ بِالتَّقْوَى ﴿إِنْ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقُوا اللَّهَ﴾ (۱۳) بِسَوَاطِينِكُمْ ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ﴾ نَفَرٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ ﴿أَمَّا﴾ صَدَقْنَا بِقُلُوبِنَا ﴿قُلْ﴾ لَهُمْ ﴿لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا﴾ أَي اتَّقَدْنَا ظَاهِرًا ﴿وَلَمَّا﴾ أَي لَمْ ﴿يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ﴾ إِلَى الْآنَ لَكِنَّهُ يَتَوَقَّعُ مِنْكُمْ ﴿وَأَنْ تَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ بِالْإِيمَانِ وَغَيْرِهِ ﴿لَا يَلْتَكُمُ﴾ بِالْهَمْزَةِ

وَتَرْكِهِ وَيَأْبِئُ إِلَهِ الْفَا لَا يَنْقُضُكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ مِنْ ثَوَابِهَا شَيْئًا إِنْ أَلِفَ غُفُورًا لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٢﴾ بِهِمْ أَنْتُمْ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٣﴾ إِيَّاكَ الصَّادِقُونَ فِي إِيمَانِهِمْ كَمَا صَرَّحَ بِهِ بَعْدُ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا لَمْ يَشْكُوا إِلَى الْإِيمَانِ وَوَجَّهُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ لِيَسْبِلَ إِلَهُهُمُ فَجَهَادُهُمْ يَظْهَرُ صِدْقُهُمْ فِي إِيمَانِهِمْ ﴿١٤﴾ وَأُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿١٥﴾ فِي إِيمَانِهِمْ لَا مَنْ قَالُوا آمَنَّا وَلَمْ يُوْجَدْ مِنْهُمْ غَيْرُ الْإِسْلَامِ ﴿١٦﴾ قُلْ لَهُمْ ﴿١٧﴾ اتَّعْلَمُونَ اللَّهُ بِدِينِكُمْ مَضَعَتْ عِلْمَ بِمَعْنَى شَعْرَانِي أَتَشْعُرُونَ بِمَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ فِي قَوْلِكُمْ آمَنَّا وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٨﴾ يَمْنُونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا مِنْ غَيْرِ قِتَالٍ بِخِلَافِ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ أَسْلَمَ بَعْدَ قِتَالٍ مِنْهُمْ قُلْ لَا تَمْنُوا عَلَى إِسْلَامِكُمْ مِنْ صُوبٍ بِنَزْعِ الْخَافِضِ الْبَاءِ وَيَقْدَرُ قَبْلَ أَنْ فِي الْمَوْضَعَيْنِ ﴿١٩﴾ بَلِ اللَّهُ يَمُنْ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَّكُمْ لِلْإِيمَانِ أَنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٠﴾ فِي قَوْلِكُمْ آمَنَّا إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَتَمُنُّ مَا غَابَ فِيهِمَا وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٢١﴾ بِالْبَاءِ وَالنَّاءِ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْهُ.

### ﴿ترجمہ﴾

ایمان والے نہ نہیں (یہ آیت مبارکہ بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی جو غریب مسلمانوں جیسے حضرت عمارؓ، حضرت صہبؓ کی غربت دیکھ کر ان کے ساتھ تسخر کرتے تھے.....!.....، مسخریہ کا معنی ہلکا سمجھنا حقیر جانتا ہے) مرد (تم میں سے) مردوں پر عجب نہیں کہ (اللہ کے نزدیک) وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ (تم میں سے) عورتیں عورتوں سے دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو (یعنی تم کسی پر عیب نہ لگاؤ کہ نتیجہ میں تم پر بھی لگایا جائے) معنی آیت یہ ہے کہ ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ.....!.....) اور ایک دوسرے کے برے نام نہ دھو (یعنی ایک دوسرے کو ایسے لعنت سے نہ پکارو جو ناگوار ہو جیسے فاسق، اے کافرا!) کیا ہی برا نام ہے (جو مذکور ہوا جیسے ہی بنانا، طعنہ دینا، برا نام رکھنا.....) مسلمان ہو کر فاسق کہلانا (الفسوق..... الخ "الاسم" سے بدل ہے اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ ان باتوں کی عادت نہ تکرار فق ہے) اور جو (ان سے) توبہ کریں تو وہی ظالم ہیں اے ایمان والوں! بہت گمانوں سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے (یعنی گناہ میں ڈالنے والا ہوتا ہے اور ایسے گمان کثیر ہیں جیسے نیکیوں کا مسلمانوں کے ساتھ برا گمان رکھنا اور نیکیوں کا مسلمان کثیر ہیں فاسق مسلمانوں کے بارے میں ان سے ظاہر ہونے والے امور کے سبب بد گمان کرنے میں گناہ نہیں ہے) اور عیب نہ ڈھونڈو (یعنی مسلمانوں کے پوشیدہ امور اور ان کے عیوب کی تلاش نہ کرو، ولا تجسسوا کی دو تاء میں سے ایک کو حذف کر دیا گیا ہے) اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو (کسی مسلمان کا ایسے وصف کے ساتھ ذکر نہ کرو جو اسے ناگوار گزرے اگرچہ وہ اس میں موجود بھی ہو) کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے بھائی کا گوشت کھائے (وہ اسے پسند نہ کرے گا) "مینا" کو مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے (تو یہ تمہیں ناگوار نہ ہوگا) (یعنی مسلمان کی اس کی زندگی میں غیبت کرنا بعد مرگ اس کا گوشت کھانے کی طرح ہے، دوسری چیز تم پر پیش کی جائے تو تم اس سے اعراض کرو تمہیں پہلی چیز یعنی غیبت سے بھی اعراض برتنا چاہیے) اور اللہ سے ڈرو (غیبت کے بارے میں اس کے عقاب سے ڈرو یوں کہ غیبت سے توبہ کر لو.....) بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے (تائین کی) مہربانی کرنے والا ہے (ان لوگوں پر) اے لوگوں! ہم نے تمہیں کیا مرد اور ایک عورت (یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت بی بی حوا) سے پیدا کیا اور تمہیں کیا شائیں ("شعب" نسل کے اعلیٰ طبقہ کو کہتے ہیں "شعبو با" کی جمع ہے) اور قبیلہ



(اس کا مرتبہ شعوب کے بعد آتا ہے پھر اس کے عمار، پھر بطون، پھر افخاذ، پھر فضائل ان کی مثال جیسے خزیمہ یہ شعب ہے کنانہ قبیلہ قریش، عمار بن مسورہ کے ساتھ، قصی بن یشجب، ہاشم فخذ ہے، عباس فیصلہ ہے) کہ آپس میں پہچان رکھو (یعنی ایک دوسرے کو پہچان سکونہ کہ اس لیے تم اپنے عالی نسب پر باہم فخر کرنے لگو اور فخر کے لائق شے تو تقویٰ ہی ہے) بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ علم کھنے والا ہے (تمہارا) خبردار ہے (تمہارے باطن سے) گنوار بولے (قبیلہ بنو اسد کے گروہ میں سے) ہم ایمان لائے (یعنی ہم نے اپنے دلوں سے تصدیق کی) تم (ان سے) فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطہ ہوئے (ظاہر میں اسلمنا بمعنی انقذا ہے) اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ("لما" لم الی الان کے معنی میں ہے لیکن تم سے ایمان لے آنے کی توقع ہے) اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے (ایمان وغیرہ اختیار کر کے) ..... تو کچھ کمی نہ کرے گا (لا یتکم بمعنی ینقصکم ہے، لا یتکم ہمزہ کے ساتھ اور بغیر ہمزہ کے ساتھ اور ہمزہ کو الف سے بدلنے کے ساتھ پڑھا گیا ہے) تمہارے اعمال میں (تمہارے اعمال کے ثواب میں سے) بیشک اللہ بخشے والا ہے (مسلمانوں کو) رحم کرنے والا ہے (ان پر) بیشک ایمان والے (یعنی وہ جو اپنے ایمان میں سچے ہیں جیسا کہ اسی کی تصریح آگے آرہی ہے) وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر (ایمان کے بارے میں) شک نہ کیا (لم یوتابوا بمعنی لم یشکوا ہے) اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا (ان کا جہاد کرنا ان کے ایمان میں سچے ہونے کو ظاہر کر رہا ہے) وہی (اپنے ایمان میں) سچے ہیں (ناکہ وہ جنہوں نے امنا کہا اور ان سے ظاہری اطاعت کے علاوہ کچھ ظہور میں نہیں آیا) تم (ان لوگوں سے) فرماؤ کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو (یہاں علم بمعنی شعر ہے، تعلمون مضاعف ہے، یعنی کیا تم اسے شعور دار ہے ہو اس کا جس پر تم ہو، یعنی اپنے قول امنا سے) اور اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اے محبوب وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے (تم سے بغیر جنگ کئے، بخلاف ان لوگوں کے جو تم سے جنگ کرنے کے بعد پھر اسلام لے کر آئے ہیں) تم فرماؤ اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو (اسلامکم یہ حرف جرباء کے حذف کی وجہ سے منصوب ہے دونوں مقامات میں اس کے ماقبل ان مقدر ہے) بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت کی اگر تم سچے ہو (اپنے قول امنا میں) بیشک اللہ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے سب غیب (یعنی زمین و آسمان میں موجود تمام ہی غیب کو) اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (اس پر ان میں سے کوئی بھی شے مخفی نہیں ہے) "تعملون" فعل علامت مضارع تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿یایہا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منہم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منہن﴾  
 یایہا الذین امنوا: نداء، لا یسخر: فعل نہی محذوف، قوم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، نساء: معطوف، ملکر فاعل، من قوم: جار مجرور معطوف علیہ، من نساء: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ، عسی: فعل مقارب، ان: مصدر یہ، یکونوا خیرا منہم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ متاقدہ، عسی: فعل مقارب، ان: مصدر یہ، یکن خیرا منہن: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ متاقدہ۔

﴿ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقباب بشئ الاسم الفسوق بعد الایمان﴾  
 و: عاطفہ، لا تلمزوا: فعل نہی بافاعل، انفسکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تنابزوا: فعل نہی بافاعل، بالالقباب: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، بشئ: فعل زم، الاسم: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر مقدم، الفسوق: ذوالحال، بعد الایمان، ظرف متعلق محذوف

حال، مگر مبتدا مؤخر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿وَمَنْ لَمْ يَتَّبِعْ فَالْوَلَّيْتُكُمْ﴾

و: عاطفہ، من شرطیہ مبتدأ، لم یجب: فعل لئی بافاعل، مگر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، واللّٰی: اول لئک ہم المظلّمون: جملہ اسمیہ جواب شرط، مگر جملہ شرطیہ خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ أَثَمٌ﴾

یایہا الذین آمنوا: نداء، اجتنبوا: فعل امر بافاعل، کثیرا: موصوف، من الظن: ظرف مستقر صفت، مگر مفعول، مگر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، مگر جملہ ندائیہ، ان حرف مشبہ واسم، بعض الظن: اسم، اثم: خبر، مگر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا﴾

و: عاطفہ، لا تجسسوا: فعل نہی بافاعل، مگر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا یغتب: فعل نہی، بعضکم: فاعل، بعضا: مفعول، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿وَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ﴾

همزہ: حرف استفہام، یحب احدکم: فعل و فاعل، ان: مصدریہ، یا کل: فعل بافاعل، لحم اخیه: ذوالحال، میتا: حال، مگر مفعول، مگر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، مگر جملہ فعلیہ، ف: فیجیہ، کرہتموہ: فعل بافاعل و مفعول، مگر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف "ان صح هذا" کی جزاء، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ﴾

و: عاطفہ، اتقوا اللہ: فعل امر بافاعل و مفعول، مگر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، تواب رحیم: خبر ان، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنَا خَلَقْتُكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْتُكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾

یایہا الناس: نداء، انا: حرف مشبہ واسم، خلقتکم: فعل بافاعل و مفعول، من: جار، ذکر: معطوف علیہ، و: عاطفہ، انثی: معطوف، مگر مجرور، مگر ظرف نفو، مگر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جعلتکم: فعل بافاعل و مفعول، شعوبا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، قبائل: معطوف، مگر مفعول ثانی، لام: جار، تعارفوا: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، مگر ظرف نفو، مگر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، مگر خبر، مگر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، مگر جملہ ندائیہ۔

﴿إِن أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَىٰكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾

ان: حرف مشبہ، اکرمکم: ذوالحال، عند اللہ: ظرف متعلق محذوف حال، مگر اسم، اتقیکم: خبر، مگر جملہ اسمیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، علیم خبیر: خبر ان، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ إِنَّمَا قُلْ لَمْ تَوَدُّوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ﴾

قالت الاعراب: فعل و فاعل، مگر جملہ فعلیہ قول، امنا: جملہ فعلیہ مقولہ، مگر جملہ قولیہ، قل قول، لم تودوا: فعل بافاعل، مگر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لکن حرف استدراک، قولوا: فعل امر بافاعل و ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لیسلم یدخل فی قلوبکم: ظرف نفو، مگر جملہ فعلیہ حال، مگر فاعل، مگر جملہ فعلیہ قول، اسلمنا: جملہ فعلیہ مقولہ، مگر جملہ قولیہ معطوف، مگر مقولہ، مگر جملہ قولیہ۔

﴿وَأَنْ تَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

و: عاطفہ، ان شرطیہ، تطیعوا بفعل بافاعل، اللہ: معطوف علیہ، ورسولہ: معطوف، بلکہ مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ شرط، لا یلتکم: فعل نفی بافاعل ومفعول، من اعمالکم: ظرف مشقہ حال مقدر، شیعہ: ذوالحال، بلکہ مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ جزا، بلکہ جملہ شرطیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، غفور رحیم: خبر ان، بلکہ جملہ اسمیہ۔

﴿انما المؤمنون الذين امنوا بالله ورسوله ثم لم يرتابوا وجاهدوا باموالهم وانفسهم في سبيل الله﴾  
انما: حرف مشبہ واکافہ، المؤمنون مبتدأ، الذين: موصول، امنوا بالله ورسوله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لم يرتابوا: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، جاهدوا باموالهم وانفسهم في سبيل الله: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، بلکہ جملہ خبریہ۔

﴿اولئك هم الصادقون قل اتعلمون الله بدينكم والله يعلم ما في السموات وما في الارض﴾  
اولئك: مبتدأ، هم الصادقون: جملہ اسمیہ خبر، بلکہ جملہ اسمیہ، قل قول، همزہ: حرف استفہامیہ، تعلمون: فعل بافاعل، اللہ: ذوالحال، و: حالیہ، اللہ مبتدأ، يعلم: فعل بافاعل، ما فی السموات: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما فی الارض: معطوف، بلکہ مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ خبر، بلکہ جملہ اسمیہ حال، بلکہ مفعول، بدينکم: ظرف لغو، بلکہ جملہ فعلیہ مقولہ، بلکہ جملہ تولیہ۔

﴿والله بكل شيء عليم يمنون عليك ان اسلموا قل لا تمنوا على اسلامكم﴾  
و: عاطفہ، اللہ مبتدأ، بكل شيء عليم: شبہ جملہ خبر، بلکہ جملہ اسمیہ، يمنون عليك: فعل بافاعل و ظرف لغو، ان: مصدریہ اسلموا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر ب جار، بلکہ ظرف لغو، بلکہ جملہ فعلیہ، قل: قول، لا تمنوا على: فعل نہی بافاعل و ظرف لغو، اسلامکم: مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ مقولہ، بلکہ جملہ تولیہ۔

﴿بل الله يمين عليكم ان هدكم للايمان ان كنتم صدقين﴾  
بل: حرف اضراب، اللہ: مبتدأ، يمين عليكم: فعل بافاعل و ظرف لغو، ان: مصدریہ، هدكم للايمان: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بتقدیر ب جار، مجرور، بلکہ ظرف لغو، بلکہ جملہ فعلیہ ہو کر خبر، بلکہ جملہ اسمیہ، ان شرطیہ، كنتم صدقين: جملہ فعلیہ جزا مجذوف "فهو اليمان عليكم" کیلئے شرط، بلکہ جملہ شرطیہ۔

﴿ان الله يعلم غيب السموات والارض والله بصير بما تعملون﴾  
ان اللہ: حرف مشبہ واسم، يعلم غيب السموات والارض: معطوف غیب السموات والارض: جملہ فعلیہ خبر، بلکہ جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اللہ: مبتدأ، بصير بما تعملون: شبہ جملہ خبر، بلکہ جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... وان طائفتان من المؤمنين .....☆ نبی کریم ﷺ دراز گوش پر سوار تشریف لے جا رہے تھے انصار کی مجلس پر گزر رہا وہاں تھوڑا سا توقف فرمایا اس جگہ دراز گوش نے پیشاب کیا تو ابن ابی نے ناک بند کر لی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے دراز گوش کا پیشاب تیرے مشک سے بہتر خوشبو رکھتا ہے حضور ﷺ تو تشریف لے گئے ان دونوں میں بات بڑھ گئی اور ان دونوں کی تو میں آپس میں لڑکیں اور ہاتھ پائی تک نوبت پہنچی تو سید عالم ﷺ واپس تشریف لائے اور ان میں صلح کروادی اس معاملہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

☆..... یا ایہا الذین امنوا .....☆ اس آیت کے شان نزول میں کئی واقعوں کا ذکر ہوا، پہلا واقعہ یہ ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس



کو نقل سماعت تھا جب وہ سید عالم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے تو صحابہ انہیں آگے بٹھاتے اور ان کے لئے جگہ خالی کر دیتے تاکہ وہ حضور ﷺ کے قریب حاضر رہ کر کلام مبارک سن سکیں ایک روز انہیں حاضری میں دیر ہو گئی اور مجلس شریف بھر گئی اس وقت ثابت ؓ آئے اور قاعدہ یہ تھا کہ جو شخص ایسے وقت آتا اور مجلس میں جگہ نہ پاتا تو جہاں ہوتا کھڑا رہتا حضرت ثابت ؓ آئے تو رسول اللہ ﷺ کے قریب بیٹھے کیلئے لوگوں کو ہٹاتے ہوئے یہ کہتے چلے کہ جگہ دو جگہ یہاں تک کہ حضور ﷺ کے قریب پہنچ گئے اور ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان صرف ایک شخص رہ گیا انہوں نے اس سے بھی کہا کہ جگہ دو اس نے کہا تمہیں جگہ مل گئی بیٹھ جاؤ، حضرت ثابت ؓ غصہ میں آ کر اس کے پیچھے بیٹھ گئے اور جب دن خوب روشن ہوا تو حضرت ثابت ؓ نے اس کا جسم دبا کر کہا کہ کون اس نے کہا میں فلاں شخص ہوں حضرت ثابت ؓ نے اس کی ماں کا نام لے کر کہا فلاں کا لڑکا، اس پر اس شخص نے شرم سے سر جھکا لیا اور اس زمانہ میں ایسا کلمہ مار دلانے کیلئے کہا جاتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ دوسرا واقعہ ضحاک نے بیان کیا کہ یہ آیت بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی ہے جو حضرت عمار و خباب و بلال و صہیب و سلمان و سالم ؓ وغیرہ غریب صحابہ کی غربت دیکھ کر ان کے ساتھ تسخر کرتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مرد مردوں سے نہ ہنس یعنی مال دار غریبوں کی ہنسی نہ بنائیں، نہ عالی نسب غیر ذی نسب کی اور نہ تندرست اپاہج کی، نہ بیٹا اس کی جس کی آنکھ میں عیب ہو۔

☆..... عسی ان یکن خعیرا.....☆ یہ آیت ام المومنین صفیہ بنت حبیبہ رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی انہیں معلوم نہیں تھا کہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہودی کی لڑکی کہا، اس پر انہیں رنج ہوا اور روئیں اور سید عالم ﷺ سے شکایت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نبی زادی ہو اور نبی زادی کی بی بی ہوتی ہو تم پر وہ فخر کرتی ہے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ خدا سے ڈرو۔

☆..... ایحب احدکم ان یا کل.....☆ سید عالم ﷺ جب جہاد کیلئے روانہ ہوتے اور سفر فرماتے تو ہر دو مال داروں کے ساتھ ایک غریب مسلمان کو کر دیتے کہ وہ ان کی خدمت کرے وہ اسے کھلائیں پلائیں ہر ایک کا کام چلے اسی طرح حضرت سلمان ؓ دو آدمیوں کے ساتھ گئے تھے ایک روز سو گئے اور کھانا تیار نہ کر سکے تو ان دونوں نے کھانا طلب کرنے کیلئے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجا حضور ﷺ کے خادم مطبخ حضرت اسامہ ؓ کے پاس کچھ نہ رہا تھا انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے حضرت سلمان ؓ نے یہی آکر کہہ دیا تو ان دونوں رفیقوں نے کہا کہ اسامہ ؓ نے بخل کیا ہے، جب وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے فرمایا میں تمہارے منہ میں گوشت کی رنگت دیکھتا ہوں، انہوں نے عرض کیا ہم نے گوشت کھایا ہی نہیں فرمایا تم نے غیبت کی اور جو مسلمان کی غیبت کرے اس نے مسلمان کا گوشت کھایا۔

☆..... ان اکرمکم عند اللہ.....☆ رسول کریم ﷺ نے بازار مدینہ میں ایک حبشی غلام ملاحظہ فرمایا جو یہ کہہ رہا تھا کہ جو مجھے خریدے اس سے میری یہ شرط ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں پانچوں نمازیں ادا کرنے سے منع نہ کرے اس غلام کو ایک شخص نے خرید لیا پھر وہ بیمار ہو گیا تو سید عالم ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، اس کی وفات ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ اس کے دفن میں تشریف لائے اس پر لوگوں نے کچھ کہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆..... قالت الاعراب امنا.....☆ یہ آیت بنی اسد بن خزیمہ کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو خشک سالی کے زمانہ میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام کا اظہار کیا اور حقیقت میں وہ ایمان نہ رکھتے تھے ان لوگوں نے مدینہ کے رستہ میں گندگیاں کیں اور وہاں کے بھاؤ گراں کر دیئے، صبح و شام رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آ کر اپنے اسلام لانے کا احسان جتلاتے اور کہتے ہمیں کچھ دیجئے۔ ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔



☆.....المؤمنون الذين.....☆ جب یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں تو اعرابی سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے قسمیں کھائیں کہ ہم مخلص مومن ہیں اس پر اگلی آیت نازل ہوئی اور سید عالم ﷺ کو خطاب فرمایا گیا۔

### ﴿تَشْرِيعُ تَوْضِيْعٍ وَآخِرُ اَضْيَ﴾

## اسلام میں مذاق مسخری کی ممانعت:

☆.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ.....﴾ الخ اے ایمان والوں نہ مرد مردوں سے نہیں (الحجرات: ۱۱) ﴿مذاق اڑانا یہ ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے، اسے کم حیثیت سمجھنے، اور اسے معاشرے میں حیثیت سے اس طرح گرا دے کہ اس کی جانب التفات نہ رہے۔ ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیت میں اللہ ﷻ نے ایک قوم کے دوسری قوم کے ساتھ مذاق اڑانے کی ممانعت کی گئی ہے لہذا فرد واحد کی حیثیت سے کسی کا مذاق اڑانا جائز ہونا چاہیے۔ میں (اسماعیل حقی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ جمع کا صیغہ اس لئے نہیں استعمال کیا گیا کہ احتراز عن الواحد ہو جائے بلکہ بیان یہ کرنا مقصود ہے کہ مذاق فرد واحد کا اڑایا جائے، دو افراد کا یا پوری قوم کا، حرام ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کسی ایک کا فعل بیان کر کے پوری جماعت کو مراد لیا جائے یعنی مذاق اڑانے والا اگر چہ ایک ہی ہوتا ہے لیکن اس کے بُرے عمل سے راضی سب ہی ہوا کرتے ہیں۔ (روح البیان، ج ۹، ص ۹۴)

بعض لوگ مذاق مسخری میں ڈراتے، دھمکاتے ہیں، خواہ مخواہ اسے اذیت دیتے اور ہنستے ہیں ایسوں کو درج احادیث سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کا مذاق اڑانے والوں کے لئے آخرت میں ایک دروازہ کھولا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: چلے آؤ، چلے آؤ، وہ دکھ درد میں مبتلا آئے گا، جب وہ دروازے کے قریب پہنچے گا تو وہ بند ہو جائے گا، پھر اس کے لئے دوسرا دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: آجاؤ، آجاؤ! وہ تکلیف اور غم کی حالت میں آئے گا، جب وہ اس کے پاس آئے گا تو اس پر دروازہ بند کر دیا جائے گا، اسی طرح ہوتا رہے گا یہاں تک کہ اس کے لئے جنت کا ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: آؤ! لیکن وہ مایوسی کی وجہ سے نہیں آئے گا۔“ (الترغیب والترہیب، کتاب الادب، باب الترهیب من احتقار المسلم، رقم: ۵، ج ۳، ص ۳۷۴)

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”کسی مسلمان یا مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ مسلمان کو ڈرائے۔“

(سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب من یاخذ الشيء علی مزاح، رقم: ۵۰۰۴، ص ۹۳۵)

☆.....سید عالم ﷺ نے اسی جیسا مذاق کرنے والوں کے بارے میں فرمایا: ”مسلمان کو نہ ڈراؤ! کیونکہ مسلمان کو ڈرانا بہت بڑا ظلم ہے۔“ (الترغیب والترہیب، کتاب الادب، باب الترهیب من ترويع المسلم، رقم: ۴، ج ۳، ص ۳۱۸)

## اسلام میں عیب لگانے کی ممانعت:

☆.....مسلمان کسی دوسرے مسلمان پر عیب نہ لگائے، قول کے ذریعے یا اشارۃً، اس لئے کہ مسلمان باہم ایک جان کی طرح ہیں پس جب مومن کسی دوسرے مومن پر عیب لگاتا ہے تو گویا وہ اپنی ہی ذات پر عیب لگاتا ہے۔ اور آیت میں ﴿وَأَنفُسُكُمْ﴾ کو مخاطبین کی جنس سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی مومن مراد ہیں یعنی مسلمان باہم ایک ہی جنس کی طرح ہیں جیسا کہ فرمایا گیا: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنفُسِكُمْ﴾ بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے رسول (التوبہ: ۱۲۸) ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ﴾ اور اپنی جانیں قتل نہ کرو (النساء: ۲۹) ﴿اور اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ کسی کو عیب لگا کر کسی دوسرے مسلمان کا مذاق اڑانا شرعاً ممنوع فعل ہے۔“ (اللمع) میں یہ

تنبیہ ہے کہ کسی پر عیب نہ لگایا جائے چہ جائے کہ مذاق اڑانے کے ذریعے عیب لگایا گیا ہو یا کسی اور ذریعے سے، چہ جائے کہ کسی کی بے عزتی اس کے منہ کے سامنے ہو یا پیٹھ پیچھے۔

☆..... حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان کے عیب پر پردہ رکھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کے عیب پر پردہ رکھے گا۔“ (صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه، رقم: ۲۴۴۲، ص ۳۹۴) بعض اوقات کسی کی بُرائی کرنا ضروری بھی ہوتا ہے، جیسا کہ سید عالم ﷺ کا فرمان: ”اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس یعنی فاجر شخص کی بُرائی بیان کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں۔“ (روح المعانی، الجزء: ۲۴، ص ۴۲۴)

معنی یہ ہے کہ جس نے خود ہی اپنا پردہ چاک کر دیا، مثلاً اعلانیہ فسق میں مبتلا ہے، راہ چلتے کو لوٹ لیتا ہے، شراب پیتا پلاتا اور اس کا کاروبار کرتا ہے، سود کے لین دین میں مبتلا ہے، مسلمانوں کو دھوکہ دیتا ہے۔ جب یہ سارے اوصاف کسی میں جمع ہو گئے یا کسی ایک وصف کے ساتھ لوگ اُسے جانتے ہیں کہ فلاں شخص ایسا ہے کہ لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے، مال بنورتا ہے، شراب کے کاروبار میں مبتلا ہے تو اب ایسے شخص کے بارے میں دوسروں کو مطلع کرنا ضروری ہے تاکہ عام مسلمان اس شخص کے دام فریب میں نہ آسکیں۔

### بُرائے القاب سے پکارنے کی ممانعت کا بیان:

☆..... کسی کو کسی (بُرائے) نام سے پکارنا، یعنی کسی کو ایک یا دو یا تین ناموں سے پکارنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو، جیسا کہ ہمارے معاشرے میں کسی کو مونٹا، چھوٹا، کالے، وغیرہ القاب دے کر پکارا جاتا ہے۔ حسن اور مجاہد کہتے ہیں کہ کسی مسلمان کو اسلام لانے کے بعد کافر، یہودی یا نصرانی کہہ کر عار دلانا، پس اسی اعتبار سے یہ آیت نازل ہوئی۔ قادمہ کے قول کے مطابق کسی کو یا فاسق، یا منافق کہہ کر پکارنا اور یہی قول مجاہد و حسن کا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جو کسی مسلمان کو لقب دے کر پکارے یا اس کا مذاق اڑائے، وہ فاسق ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۶، ص ۲۸۰)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی مسلمان کو کافر کہے تو وہ کفر لوٹتا ہے یا تو اُس جانب جسے کہا گیا ہے یا اُس کی جانب جس نے کہا ہے۔“ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من اکفر اخاه بغیر تاویل فهو کما قال، رقم: ۶۱۰۴، ۶۱۰۳، ۶۱۰۶، ص ۱۰۶۴)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان کو ایسے گناہ کی جانب عار دلائی جسے وہ ترک کر چکا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس عیب لگانے والے کو اُس گناہ میں مبتلا کر دے گا اور اُسے دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا کرے گا۔“

(سنن الترمذی، کتاب: صفة القيامة، رقم: ۵۳/۱۱۸، ص ۷۲۲)

☆..... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جب ایک شخص دوسرے کو یہودی کہہ کر پکارے تو اُسے بیس کوڑے مارو اور مخنث کہہ کر پکارے تو بیس کوڑے مارو اور اگر کوئی اپنے مخارم سے زنا کرنے تو اُسے قتل کر ڈالو۔“

(جامع الترمذی، کتاب الحدود، باب: ما جاء فیمن یقول لآخر یا مخنث، رقم: ۱۴۶۷، ص ۴۴۹)

کسی مسلمان کو فاسق، فاجر، خبیث، لوثی، سودخور، شراب خور، خائن، دیوث، مخنث، بھڑوا، چور، حرام زادہ، ولد الحرام، پلید، سفلیہ، کمین، جواری کہنے پر تعزیر کی جائے یعنی جب کہ وہ شخص ایسا نہ ہو جیسا اس نے کہا اور اگر واقعی میں یہ عیب اس میں پائے جاتے ہیں اور کسی نے کہا تو تعزیر نہیں کہ اس نے خود اپنے آپ کو یہی بنا رکھا ہے، اس کے کہنے سے اُسے کیا عیب لگا۔

(البحر الرائق، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ج ۵، ص ۶۶)

اگر تعزیر ضرب سے ہو تو کم از کم تین کوڑے اور زیادہ سے زیادہ انتالیس ۳۹ لگائے جائیں، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں

یعنی قاضی کی رائے میں اگر دس کوڑوں کی ضرورت معلوم ہو تو دس، بیس کی ضرورت ہو تو بیس، تیس کی ضرورت ہو تو تیس اور چالیس کی ضرورت ہو تو چالیس کوڑے مارے جائیں، یعنی جتنی ضرورت ہو اتنا مارا جائے، اس سے کم نہ کرے۔ ہاں اگر چالیس کی ضرورت ہو تو اسی چالیس سے زیادہ نہ مارے باقی کے بدلے دوسری سزا دے مثلاً قید کر دے۔ کم از کم تین کوڑے یہ بعض متون کا قول ہے اور امام ابن ہمام وغیرہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک کوڑا مارنے سے کام چلے تو تین کی حاجت نہیں اور یہی قرین قیاس بھی ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحدود، باب التعزیر، ج ۶، ص ۱۰۴)

## حدیث کے تناظر میں غیبت کی تعریف، حکم اور انجام:

۴..... غیبت یہ ہے کہ کسی انسان کی اس کی عدم موجودگی میں وہ بات کی جائے جو اس کی موجودگی میں ہو یا (بعد میں اسے معلوم ہو) تو وہ اسے برا جانے۔

☆..... سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صحابہ سے استفسار فرمایا: ”تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟“، صحابہ نے جواب دیا، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہو،“ عرض کی گئی جو میں کہتا ہوں اگر وہ میرے بھائی میں موجود ہو تو اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟، ارشاد فرمایا: ”اگر جو تم کہتے ہو وہ اس میں موجود ہے تو تم نے غیبت کی اور اگر تم نے ایسی بات کہی جو اس میں موجود ہی نہیں تو تم نے اس پر بہتان لگایا۔“

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب: تحريم الغيبة، رقم: (۶۴۸۹)/۲۵۹۰، ص ۱۲۷۹)

☆..... سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”ہر مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کا خون، عزت اور مال حرام ہے۔“

(المرجع السابق، باب: تحريم ظلم المسلم، رقم: (۶۴۳۶)/۲۵۶۴، ص ۱۲۷۰)

☆..... سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”غیبت اور چغلی ایمان کو ایسے کاٹ دیتی ہیں جیسا کہ چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے۔“

(التروغیب والترہیب، کتاب الادب، باب: التروغیب من التقیة والہیت، رقم: ۲۸، ج ۳، ص ۳۴۲)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”جب مجھے معراج ہوئی، ایک قوم پر سے گزرا جن کے ناخن تانے کے تھے، وہ اپنے منہ اور سینے نوچتے تھے، میں نے کہا: جبرائیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی آبروریزی کرتے ہیں۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب: فی الغيبة، رقم: ۴۸۷۸، ص ۹۱۳)

## کن کن آیات میں اسلام اور ایمان کا بیان ہے؟

۵..... درج ذیل میں ہم ان آیات کا بیان کریں گے جن میں اسلام اور ایمان کا بیان ہے: جاننا چاہیے کہ ایمان اور اسلام ایک ہی چیز کے دو نام ہیں یا الگ الگ چیزیں ہیں؟ یہاں ایمان بالقلب کی نفی ہے، اور اثبات ظاہری اعتبار سے گردن جھکا دینے میں ہے پس اس اعتبار سے دونوں متغائر ہیں، اور اسلام و ایمان شرعی اعتبار سے متحد ہیں اگرچہ ان کے مفاہم مختلف ہیں، کیونکہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے جو کہ دو شہادتوں سے ہو جاتی ہے اور اسلام ظاہری طور پر فرمانبرداری کا نام ہے (جو کہ اعمال سے وقوع پذیر ہوتی ہے) اور یہی تصدیق قلبی کی دلیل بنتی ہے۔

(الصلوی، ج ۵، ص ۳۳۱)

(۱)..... قرآن پاک میں بے شمار مقامات ہیں جن میں ایمان کا ذکر ہوا جو کہ درج ذیل ہیں ﴿وَإِذَا أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا...﴾ الخ اور یاد کرو جب ہم نے تم سے پیمان لیا اور کوہ طور کو تمہارے سروں پر بلند کیا اور جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور سے اور سنو بولے ہم نے سنا اور نہ مانا اور ان کے دلوں میں پھر راج رہا تھا ان کے کفر کے سبب تم فرما دو کیا برا حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان

اگر ایمان رکھتے ہو (البقرة: ۱۷۳) ﴿اٰم تریبندون ان تستسلوا رسولکم..... الخ کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے دیا سوال کرو جو موسیٰ سے پہلے ہوا تھا اور جو ایمان کے بدلے کفر لے وہ ٹھیک راستہ بہک گیا﴾ (البقرة: ۱۷۸) ﴿وود کثیر من اهل الکتاب..... الخ بہت کتابیوں نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں﴾ (البقرة: ۱۷۹) ﴿و کذلک جعلناکم امتو سطا..... الخ اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں سب امتوں میں افضل کیا تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ اور اے محبوب تم پہلے قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی کے لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الے پاؤں پھر جاتا ہے اور بیشک یہ بھاری تھی مگر ان پر جنہیں اللہ نے ہدایت کی اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے بیشک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر والا ہے﴾ (البقرة: ۱۷۳) ﴿و لا تجعلوا اللہ عرضة لایمانکم..... الخ اور اللہ کو اپنی قسموں کا نشانہ نہ بنا لو کہ احسان اور پرہیز گاری اور لوگوں میں صلح کرنے کی قسم کر لو اور اللہ مستجابانتا ہے﴾ (البقرة: ۲۲۴) ﴿لایؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم..... الخ اللہ تمہیں نہیں پکڑتا ان قسموں میں جو بے ارادہ زبان سے نکل جائے ہاں اس پر گرفت فرماتا ہے جو کام تمہارے دلوں نے کیے اور اللہ بخشنے والا علم والا ہے﴾ (البقرة: ۲۲۵) ﴿ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم..... الخ جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں ہے اور اللہ نہ ان سے بات کریگا نہ ان کی طرف نظر فرمائے قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے﴾ (ال عمران: ۷۷) ﴿کیف یمہدی اللہ قوما کفروا بعد ایمانہم..... الخ کیونکر اللہ ایسی قوم کی ہدایت چاہے جو ایمان لا کر کافر ہو گئے اور گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور انہیں کھلی نشانیاں آچکی تھیں اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا﴾ (ال عمران: ۸۶) ﴿ان الذین کفروا بعد ایمانہم..... الخ اور جو ایمان لا کر کافر ہوئے پھر وہ کفر میں بڑھے اور ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور وہی ہیں جنہے ہوئے﴾ (ال عمران: ۹۰) ﴿یا ایہا الذین امنوا ان تطیعوا فریقا..... الخ اے ایمان والو اگر تم کچھ کتابیوں کے کہے پر چلے تو وہ تمہارے ایمان کے بعد تمہیں کافر کر چھوڑیں گے﴾ (ال عمران: ۱۰۰) ﴿یوم تبيض وجوه وتسود وجوه..... الخ جس دن کچھ منہ اوجالے ہوں گے اور کچھ منہ کالے تو وہ جن کے منہ کالے ہوئے کیا تم ایمان لا کر کافر ہوئے تو اب عذاب چکھو اپنے کفر کا بدلہ اور وہ جن کے منہ اوجالے ہوئے وہ اللہ کی رحمت میں ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے﴾ (ال عمران: ۱۰۶) ﴿و لیعلم الذین نافقوا..... الخ اور اس لیے کہ پہچان کرادے ان کی جو منافق ہوئے اور ان سے کہا گیا کہ آؤ کہ اللہ کی راہ میں لڑو یا دشمن کو ہٹاؤ بولے اگر ہم لڑائی ہوتی جانتے تو ضرور تمہارا ساتھ دیتے اور اس دن ظاہری ایمان کی بہ نسبت کھلے کفر سے زیادہ قریب ہیں اپنے منہ کہتے ہیں جو ایمان ان کے دل میں نہیں اللہ کو معلوم ہے جو چھپا رہے ہیں﴾ (ال عمران: ۱۶۷) ﴿الذین قال لہم الناس..... الخ وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لئے جتنا جوڑا تو ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے اللہ ہم کو بس ہے اور کیا اچھا کارساز ہے﴾ (ال عمران: ۱۷۳) ﴿ان الذین اشتروا الکفر بالایمان..... الخ وہ جنہوں نے ایمان کے بدلے کفر مول لیا اللہ کا کچھ نہ بگاڑیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے﴾ (ال عمران: ۱۷۷) ﴿ربنا اننا سمعنا..... الخ اے ہمارے رب ہم نے ایک منادی کو سنا کہ ایمان کے لئے ندا فرماتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں محو فرمادے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر﴾ (ال عمران: ۱۹۳) ﴿و من لم یستطع منکم طولا..... الخ اور تم میں بے مقدروی کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والیاں نہ ہوں تو ان سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی کنیزیں اور تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے﴾ (النساء: ۲۵) ﴿و لکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان..... الخ اور ہم نے سب



کے لئے مال کے مستحق بنادیتے ہیں جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا نہیں ان کا حصہ دو بیشک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے (النساء: ۳۳) ﴿﴾، ﴿﴾ الیوم احل لکم الطیبت..... الخ آج تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں اور کتابوں کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور پارسا عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی جب تم انہیں ان کے مہر و قید میں لاتے ہوئے نہ مستی نکالتے اور نہ آشاماتے اور جو مسلمان سے کافر ہو اس کا کیا دھرا سب اکارت گیا اور وہ آخرت میں زیار کا رہے (المائدہ: ۵۰) ﴿﴾، ﴿﴾ ویقول للذین امنوا اھولاء الذین..... الخ اور ایمان والے کہتے ہیں کیا یہی ہیں جنہوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنے حلف میں پوری کوشش سے کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں ان کا کیا دھرا سب اکارت گیا تو رہ گئے نقصان میں (المائدہ: ۵۲) ﴿﴾، ﴿﴾ الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانہم..... الخ وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی انہیں ان کے لئے امان ہے اور وہی راہ پر ہیں (الانعام: ۸۲) ﴿﴾، ﴿﴾ واقسموا باللہ جھد ایمانہم..... الخ اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی تھی اپنے حلف میں پوری کوشش سے کہ اگر ان کے پاس کوئی نشانی آئی تو ضرور اس پر ایمان لائیں گے (الانعام: ۱۰۹) ﴿﴾، ﴿﴾ هل ینظرون الا ان تاتیہم الملائکة..... الخ کا ہے کہ انتظار میں ہیں مگر یہ کہ آئیں ان کے پاس فرشتے یا تمہارے رب کا عذاب یا تمہارے رب کی ایک نشانی آئے جس دن تمہارے رب کی وہ نشانی آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لائیں تھی یا اپنے ایمان میں کوئی نہ کمائی تھی تم فرماؤ رستہ دیکھو ہم بھی رستہ دیکھتے ہیں (الانعام: ۱۰۸) ﴿﴾، ﴿﴾ انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ..... الخ ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کو یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر آیتیں پڑھی جائیں انکا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں (الانفال: ۲) ﴿﴾، ﴿﴾ الاتقاتلون قوما نکتوا ایمانہم..... الخ کیا اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کے نکالنے کا ارادہ کیا حالانکہ انہی کی طرف سے پہل ہوتی ہے کیا ان سے ڈرتے ہو تو اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو (التوبة: ۱۳) ﴿﴾، ﴿﴾ یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا ابائکم..... الخ اے ایمان والوں اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں (التوبة: ۲۳) ﴿﴾، ﴿﴾ لاتعتذروا قد کفرتم..... الخ یہاں نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر اگر ہم تم میں کسی کو معاف کریں تو اوروں کو عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ مجرم تھے (التوبة: ۶۶) ﴿﴾، ﴿﴾ واذا ما انزلت سورة..... الخ اور جب کوئی سورت اترتی ہے تو ان میں کوئی کہنے لگتا ہے کہ اس نے تم میں سے کس کے ایمان کو ترقی دی تو جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ خوشیاں منارہے ہیں (التوبة: ۱۲۴) ﴿﴾، ﴿﴾ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت..... الخ بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کا رب ایمان کے سبب انہیں راہ دے گا (یونس: ۹) ﴿﴾، ﴿﴾ فلو لا کانت قریۃ امت..... الخ تو ہوئی ہوتی نہ کوئی بستی کہ ایمان لائی تو اس کا ایمان کام آتا (یونس: ۹۸) ﴿﴾، ﴿﴾ من کفر باللہ من بعد ایمانہم..... الخ جو ایمان لا کر اللہ کا منکر ہو سوائے اس کے جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو ہاں وہ جو دل کھول کر کافر ہو ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا عذاب ہے (النحل: ۱۰۶) ﴿﴾، ﴿﴾ یا ایہا الذین امنوا لیستاذنکم الذین..... الخ اے ایمان والوں چاہیے کہ تم سے اذن لیں تمہارے ہاتھ کے غلام اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے (النور: ۵۸) ﴿﴾، ﴿﴾ وقال الذین اتوا العلم والایمان..... الخ اور بولے وہ جن کو علم اور ایمان ملا بیشک تم رہے اللہ کے لکھے ہوئے میں اٹھنے کے دن تک تو یہ ہے وہ دن اٹھنے کا لیکن تم نہ جانتے تھے (الروم: ۵۶) ﴿﴾، ﴿﴾ ولما را المؤمنون الاحزاب..... الخ اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہیں وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا اللہ اور اس

کے رسول نے اور اس سے انہیں نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہوئے (الاحزاب: ۲۲) ﴿ہاں اللہ میں کفر و ایذا دون لمقت اللہ اکبر..... الخ بیشک جنہوں نے کفر کیا ان کو خدا کی جائے گی کہ ضرورت سے اللہ کی بیزاری اس سے بہت زیادہ ہے جیسے تم آج اپنی جان سے بیزار ہو جب کہ تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تو تم کفر کرتے (مومن: ۱۰)﴾ ﴿وقال رجل مؤمن من آل فرعون..... الخ اور بولا فرعون والوں میں سے ایک مرد مسلمان کہ اپنے کو چھپاتا تھا کیا ایک مرد کو اس پر مار ڈالتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور بیشک وہ روشن نشانیاں تمہارے پاس رب کی طرف سے لائے اور اگر بالفرض وہ غلط کہتے ہیں تو ان کی غلط گوئی کا وبال ان پر اور اگر وہ سچے ہیں تو تمہیں پہنچ جائے گا کچھ وہ جس کا تمہیں وعدہ دیتے ہیں بیشک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو حد سے بڑھنے والا بڑا جھوٹا ہو (مومن: ۲۸)﴾ ﴿فللم یک یففعہم ایماہم..... الخ تو ان کے ایمان نے انہیں کوئی کام نہ دیا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا اللہ کا دستور جو اس کے بندوں میں گزر چکا اور وہاں کا فرکھائے میں رہے (مومن: ۸۰)﴾ ﴿هو الذی انزل السکینۃ..... الخ وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دل میں اطمینان اتارا تا کہ انہیں یقین پر یقین بڑھے اور اللہ ہی کی ملک ہے تمام لشکر زمین اور آسمانوں کے اور اللہ علم و حکمت والا ہے (الفتح: ۱)﴾ ﴿واعلموا ان فیکم رسول اللہ..... الخ اور جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول ہیں بہت سے معاملوں میں اگر یہ تمہاری خوشی کریں تو تم ضرور مشقت میں پڑو لیکن اللہ نے تمہیں ایمان پیارا کر دیا اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا ہے اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہیں ناگوار کر دی ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں اللہ کا فضل اور احسان اور اللہ علم و حکمت والا ہے (الحجرات: ۷)﴾ ﴿یا ایہا الذین امنوا الایسخر قوم..... الخ اے ایمان والوں نہ مرد مردوں سے نہیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعن نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو کیا ہی برنام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں (الحجرات: ۱۱)﴾ ﴿قالت الاعراب امنا..... الخ گنوار بولے ہم ایمان لائے تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا (الحجرات: ۱۱)﴾ ﴿یمنون علیک ان اسلموا..... الخ اے محبوب وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے تم فرماؤ اپنے ایمان کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت دی اگر تم سچے ہو (الحجرات: ۱۷)﴾ ﴿والذین امنوا واتبعہم ذریعتہم..... الخ اور جو ایمان لائے ان کی اولاد کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی اور ان کے عمل میں کچھ کمی نہ کی سب آدمی اپنے کئے میں گرفتار ہیں (الطور: ۲۱)﴾ ﴿یوم تری المؤمنین والمؤمنات..... الخ جس دن تم ایمان والے مرد ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ہے ان کے آگے اور ان کے داہنے دوڑتا ہے ان سے فرمایا جا رہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتیں ہیں جن کے نیچے تھریں ہمیں تم ان میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے (الحمد: ۱۲)﴾ ﴿لا تسجدقوا مایؤمنون باللہ والیوم..... الخ تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کدوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اگر چہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمایا اور اپنی طرف کی روج سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہیں یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے (الحد: ۲۲)﴾ ﴿والذین تبوء الدار والایمان..... الخ اور جنہوں نے پہلے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر گئے اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے (الحشر: ۱)﴾ ﴿والذین جاء وامن بعدہم..... الخ اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے

ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھے اے ہمارے رب بیشک تو ہی مہربان رحم والا ہے (الممتحنہ: ۱۰) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ...﴾ الخ اے ایمان والوں جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں کفرستان سے اپنے گھر چھوڑ آئیں تو ان کا امتحان کرو اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے (الممتحنہ: ۱۰) ﴿قَدْ فَضَّلْنَا لَكُمْ تَحِلَّةَ إِيْمَانِكُمْ...﴾ الخ بیشک اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرما دیا اور اللہ تمہارا مولیٰ ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے (النحریم: ۲) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ...﴾ الخ اے ایمان والوں اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے (النحریم: ۸) ﴿إِمْ لَكُمْ إِيْمَانٌ عَلَيْنَا بِالْغَةِ الِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ...﴾ الخ یا تمہارے لئے ہم پر کچھ قسمیں ہیں قیامت تک پہنچی ہوئی کہ تمہیں ملے گا جو کچھ دعویٰ کرتے ہو (فلق: ۲۹) ﴿وَسَاجِعُنَا أَصْحَابِ النَّارِ﴾ اور ہم نے جہنم کے داروغہ نہ کئے مگر فرشتے اور ہم نے ان کی یہ گفنی نہ رکھی مگر کافروں کی جانچ کو اس لئے کہ کتاب والوں کو یقین آئے اور ایمان والوں کا ایمان بڑھے اور کتاب والوں اور مسلمانوں کو کوئی شک نہ رہے اور دل کے روگی (مریض) اور کافر کہیں اس اچھنبے کی بات میں اللہ کا کیا مطلب ہے یونہی اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور تمہارے رب کے لشکروں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ تو نہیں مگر آدمی کے لئے نصیحت (المذخر: ۳۱) ﴿

(۲)..... اسلام کے بارے میں بھی قرآن پاک میں سات مقامات پر ذکر ہوا ہے جو کہ درج ذیل ہے ﴿إِنِ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ بیشک اللہ کے ہاں اسلام ہی دین ہے (ال عمران: ۱۹) ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا﴾ اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں زیاں کاروں میں سے ہے (ال عمران: ۸۵) ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَعْتُ عَلَيْكُمْ﴾ الخ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا (المائدہ: ۳) ﴿فَمَنْ يَرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ﴾ الخ اور جسے اللہ راہ دکھانا چاہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے (الانعام: ۱۲۵) ﴿يُحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا﴾ الخ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے اور وہ چاہتا تھا جو انہیں نہ ملا (حجہ: ۷۴) ﴿فَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ﴾ تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے (الزمر: ۲۲) ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَى الْكَذِبِ﴾ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو اور ظالم لوگوں کو اللہ راہ نہیں دیتا (الصدف: ۷) ﴿

### اغراض:

هو: یعنی بعض گمان مراد ہیں۔ وہم: یعنی اہل خیر مراد ہیں۔ بخلافہ بالفساق منهم: یعنی موئین مراد ہیں۔ فی نحو ما یظهر منهم: یعنی معصیت جو ان سے ظاہر ہوتی تھی، یعنی جو اعلانیہ نافرمانی کا ظہور ہوتا تھا۔ لا یحسن بہ: ﴿میتا﴾ کی تفسیر ہے۔ هو اعلیٰ طبقات النسب: ”شعوباً“ سے خرد قابل کے سردار ہیں۔ ای فاختابہ فی حیاتہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ انسان کی آبرو کا تعلق ایسا ہی ہے جیسا کہ انسان کا گوشت اور خون، جس طرح کسی انسان کا گوشت کاٹ دیا جائے تو اُسے تکلیف ہوتی ہے بالکل اسی طرح کسی انسان کی آبروریزی کرنے سے بھی ایسا ہی نقصان ہوتا ہے اور عاقل کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں۔

قابل توبۃ الثانیین: میں اس جانب اشارہ ہے کہ توبہ کرنے میں مبالغہ کیا جائے، اور بندے اللہ کی پاک بارگاہ میں کثرت سے توبہ کرتے ہیں اور کوئی گناہ ایسا نہیں کہ بندہ خلوص دل کے ساتھ توبہ کرے اور اللہ اس کی توبہ قبول نہ کرے۔

ثم الفصائل آخرها: پس سات مراتب ہیں، بعض نے مزید اضافہ کر کے دس شمار کئے ہیں، اور ہر ایک اپنے ماقبل میں داخل ہے، پس "قبائل" کا داخلہ "شعوبہ" میں ہے، اور "عمائر" کا داخلہ "قبائل" میں ہے، اور "بطون" "عمائر" کے تحت داخل ہیں، اور "الافخاذ" کا داخلہ "بطون" کے تحت ہے، "فصائل" کا داخلہ "الافخاذ" کے تحت ہے، اور "عشائر" "فصائل" کے تحت داخل ہیں۔

لیعرف بعضکم بعضا: یعنی وہ ارحام اور آباء کے نسب کے ساتھ متصل ہیں۔

وانما الفخر بالتقوی: مراد اچھائی کے ساتھ فخر کرنا ہے، اور یہ اچھائی اہل کفر کی کفر کو ترک کرنے اور اسلام اور شعائر اسلام کو مقام لینے پر منحصر ہے۔

نفر من بنی اسد: کا بیان: ﴿قالت الاعراب امن﴾ کے تحت شان نزول میں دیکھ لیں۔

صدقنا بقلوبنا: اس سوال کے جواب میں ہے کہ ایمان اور اسلام جدا جدا ہیں؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں ایمان بالقلب کی نفی ہے، اور اثبات ظاہری اعتبار سے گردن جھکا دینے میں ہے، پس اس اعتبار سے دونوں متغائر ہیں، اور اسلام و ایمان شرعی اعتبار سے متحد ہیں اگرچہ ان کے مفاہیم مختلف ہیں، کیونکہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے جو کہ دو شہادتوں سے ہو جاتی ہے اور اسلام ظاہری طور پر فرمانبرداری کا نام ہے (جو کہ اعمال سے وقوع پذیر ہوتی ہے) اور یہی تصدیق قلبی کی دلیل بنتی ہے۔

فجہادہم یظهر صدق ایمانہم: اس لئے کہ جہادنی سبیل اس بات پر دلیل بنتا ہے کہ ایمان لانے والے اپنے ایمان میں بچے ہیں، منافق نہیں ہیں، اور مراد اس سوال کا جواب دینا ہے کہ عمل کا تعلق ایمان سے نہیں، پھر اس آیت کے تحت ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں ایمان سے مراد ایمان کامل ہے۔ (الصاوی، ج ۵، ص ۳۲۹ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**



## سورۃ ق مکیۃ الا ولقد خلقنا السموات الایۃ فمدنیۃ خمس واربعون آیۃ

(سورۃ ق یکہ ہے سوائے آیت "ولقد خلقنا السموات والارض الخ" کے، یہ مدنی ہے اس کی کل آیات پینتالیس ہیں)

### تعارف سورۃ ق

اس سورت کے تین رکوع، اور تینتالیس آیات ہیں یہ تین سو ستاون کلمات اور ایک ہزار چار سو چورانوے حروف پر مشتمل ہے۔ حضرت قطبہ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی پہلی رکعت میں "ق والقرآن المجید" پڑھا کرتے تھے (صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب: القرائۃ فی الصبح، رقم: (۹۱۱)/۴۵۷، ص ۲۲۳)۔ اہل عرب کے لئے حضور ﷺ کی سناری دعوت ایسی تھی جس نے حیرت میں ڈال دیا تھا لیکن اس بات کو وہ ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا ان کے بکھرے ہوئے ذرات کو اکٹھا کرنا اور پھر ان کو جوڑ کر زندہ کرنا ان کے نزدیک یہ سب ناممکن تھا اور اسی لئے یہ برملا کہتے تھے کہ ہم قطعاً نہیں مانیں گے لیکن اس ذات کے لئے ذرا سی بھی مشکل نہیں جس کا علم کائنات کے تمام ذرے ذرے کو یہاں تک کہ چھوٹی چھوٹی ہونی والی تبدیلیوں کو بھی جانتا ہے، جس نے اللہ ﷻ کی قدرت کو دیکھنا ہو وہ عالم بالا، عالم زیریں، تحت الثری سے عرش علی تک کی تدابیر پر غور کرے اور اگر اس کی کمال حکمت کا اندازہ لگانا چاہتے ہو تو نظام کائنات کے نظم و ضبط اور ہم آہنگی میں غور فکر کرو تمہیں یقین ہو جائے گا کہ ایسی ہستی کے لئے انسان کو موت کی نیند سلا کر اس کو عرصہ دراز کے بعد اس کو وقت مقررہ پر زندہ کر دینا مشکل کام نہیں۔ سورت کے آخر میں فرمایا اے پیارے حبیب ﷺ آپ ان کی باتوں سے رنجیدہ نہ ہوا کریں بلکہ آپ صبر کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھیں و شام میرا ذکر کرتے رہو یقیناً کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

### رکوع نمبر: ۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿ق﴾ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَرَادِهِ بِهِ ﴿۱﴾ وَالْقُرْآنُ الْمَجِید ﴿۲﴾ اَلْکَرِیْمُ مَا اَمْنٌ کَفَّارٌ مَّکَّةَ بِمُحَمَّدٍ ﷺ ﴿۳﴾ بَلْ عَجِبُوْا اَنْ جَاءَہُمْ مِنْ دُنُوْہُمْ رَّسُوْلٌ یُّخَوِّفُہُمْ بِالْاَنْبَاءِ الْبَغِیْثِ ﴿۴﴾ فَقَالَ الْکُفْرُوْنَ هٰذَا الْاِنْدَادُ ﴿۵﴾ شَیْءٌ عَجِیْبٌ ﴿۶﴾ اِذَا بَتَّحْقِیْقِ الْہِمَزَتِیْنِ وَتَسْہِیْلِ الثَّانیَةِ وَاَدْخَالَ اِلَیْہِ بَیْنَهُمَا عَلٰی الْوُجْہِیْنِ ﴿۷﴾ مَتْنًا وَکُنَّا تَرَابًا ﴿۸﴾ نَرْجِعُ ﴿۹﴾ ذٰلِکَ رَجْعٌ بَعِیْدٌ ﴿۱۰﴾ فِیْ نְہَآیَةِ الْبُعْدِ ﴿۱۱﴾ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ ﴿۱۲﴾ تَأْكُلُ ﴿۱۳﴾ مِنْہُمْ وَعِنْدَنَا کُتُبٌ حَفِیْظٌ ﴿۱۴﴾ هُوَ اللّٰوْحُ الْمَحْفُوْظُ فِیْہِ جَمِیْعُ الْاَشْیَاءِ الْمُقَدَّرَةِ ﴿۱۵﴾ بَلْ کَذَبُوا بِالْحَقِّ ﴿۱۶﴾ بِالْقُرْآنِ ﴿۱۷﴾ لَمَّا جَاءَہُمْ فَہِمُ ﴿۱۸﴾ فِیْ شَأْنِ النَّبِیِّ ﷺ وَالْقُرْآنِ ﴿۱۹﴾ فِیْ اَمْرِ مَّرِیْجٍ ﴿۲۰﴾ مُضْطَرِبِّ قَالُوْا مَرَّةً سَاحِرٌ وَّسَاحِرٌ مَّرَّةً شَاغِرٌ وَّشِعْرٌ مَّرَّةً کَاہِنٌ وَّکَاهِنَةٌ ﴿۲۱﴾ اَفَلَمْ یَنْظُرُوْا ﴿۲۲﴾ بِغُیُوْنِہُمْ مُّعْتَبِرِیْنِ بِغُیُوْلِہُمْ حِیْنَ اَنْکَرُوْا الْبُعْثَ ﴿۲۳﴾ اِلَی السَّمَاءِ ﴿۲۴﴾ کَاِیْنَةً ﴿۲۵﴾ فَوْقَہُمْ کَیْفَ بَنِیْہَا ﴿۲۶﴾ بَلَا عَمَدٍ ﴿۲۷﴾ وَوزَیْنِہَا ﴿۲۸﴾ بِالْاَنْکُوْا کِبَ ﴿۲۹﴾ وَما لَہَا مِنْ فَرْجٍ ﴿۳۰﴾ شَقُوْقِ تُعِیْیُہَا ﴿۳۱﴾ وَالْاَرْضِ ﴿۳۲﴾ مَعْطُوْقٍ عَلٰی مَوْضِعٍ اِلَی السَّمَاءِ کَیْفَ ﴿۳۳﴾ مَدَدْنِہَا ﴿۳۴﴾ دَحْوًا عَلٰی وَجْہِ الْمَآءِ ﴿۳۵﴾ وَالْقِیْنَا فِیْہَا رُوَاسِیَ ﴿۳۶﴾ جَبَالًا تُثْبِتُہَا ﴿۳۷﴾ وَابْتَنٰ فِیْہَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ ﴿۳۸﴾ صَنْفٍ ﴿۳۹﴾ یَّہِیْجُ بِہِ لِحْسِیْنِہِ ﴿۴۰﴾ تَبْصِرَةٌ ﴿۴۱﴾ مَفْعُوْلٌ لَّہٗ اَمٰی فَعَلْنَا ذٰلِکَ تَبْصِرًا مِّنَّا ﴿۴۲﴾ وَذِکْرٰی ﴿۴۳﴾ تَذْکِیْرًا ﴿۴۴﴾ لِّکُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ﴿۴۵﴾ رَّجَاعٍ

عَلَى طَاعَتِنَا ﴿۱﴾ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُبْرَكًا ﴿۲﴾ كَثِيرَ الْبَرَكَةِ ﴿۳﴾ فَسَاءَ تَسَاءَلُ  
جَنَّتِ ﴿۴﴾ بَنَسَاتَيْنِ ﴿۵﴾ وَحَبَّ ﴿۶﴾ الرُّزْعِ ﴿۷﴾ الْحَصِيدِ ﴿۸﴾ (۱) الْمَحْصُودِ ﴿۹﴾ وَالنَّخْلِ بِسَقْتِ ﴿۱۰﴾ طَوَّالِ الْخَالِ مُقَدَّرَةٍ ﴿۱۱﴾ لَهَا  
طَلَعَ نَضِيدِ ﴿۱۲﴾ (۱۰) مُتَرَاكِبَ بَعْضُهُ فَوْقَ بَعْضٍ ﴿۱۳﴾ رِزْقًا لِلْعِبَادِ ﴿۱۴﴾ مَفْعُولٌ لَهُ ﴿۱۵﴾ وَاحِينَا بِهِ بِلَدَةِ مِينَا ﴿۱۶﴾ يَسْتَوِي لِيهِ  
الْمَذْكُورُ وَالْمُنَوَّنُ ﴿۱۷﴾ كَذَلِكَ ﴿۱۸﴾ أَيْ مِثْلُ هَذِهِ الْأَحْيَاءِ ﴿۱۹﴾ الْخُرُوجِ ﴿۲۰﴾ (۱۱) مِنَ الْقُبُورِ فَكَيْفَ تَنْكُرُونَهُ  
وَالِاسْتِفْهَامُ لِلتَّقْرِيرِ وَالْمَعْنَى أَنَّهُمْ نَظَرُوا وَعَلِمُوا مَا ذَكَرَ ﴿۲۱﴾ كَذِبَتْ قُلُوبُهُمْ قَوْمَ نُوحٍ ﴿۲۲﴾ تَأْنِيثُ الْفِعْلِ بِمَعْنَى  
قَوْمٍ ﴿۲۳﴾ وَاصْحَابِ الرِّسِّ ﴿۲۴﴾ هِيَ بَنَرُكَانُوا مُقِيمِينَ عَلَيْهَا بِمَوَاشِيهِمْ يَعْبُدُونَ الْأَصْنَامَ وَبَنِيَّهُمْ قِيلَ خَنْظَلَةُ بْنُ  
صَفْوَانَ وَقِيلَ غَيْرُهُ ﴿۲۵﴾ وَثَمُودَ ﴿۲۶﴾ (۱۲) قَوْمُ صَالِحٍ ﴿۲۷﴾ وَعَادٍ ﴿۲۸﴾ قَوْمُ هُودٍ ﴿۲۹﴾ وَفِرْعَوْنَ وَآخُوَانِ لُوطٍ ﴿۳۰﴾ (۱۳) وَاصْحَابِ  
الْأَيْكَةِ ﴿۳۱﴾ أَيْ الْغَيْضَةِ قَوْمُ شُعَيْبٍ ﴿۳۲﴾ وَقَوْمُ تَبَعٍ ﴿۳۳﴾ هُوَ مَلِكٌ كَانَ بِالْيَمَنِ أَسْلَمَ وَدَعَا قَوْمَهُ إِلَى الْإِسْلَامِ  
فَكَذَّبُوهُ ﴿۳۴﴾ كُلٌّ ﴿۳۵﴾ مِنَ الْمَذْكُورِينَ ﴿۳۶﴾ كَذَبَ الرِّسْلُ ﴿۳۷﴾ كَقَرِيْشٍ ﴿۳۸﴾ فَحَقُّ وَعِيدِ ﴿۳۹﴾ (۱۴) وَجَبَ نَزْوُلُ الْعَذَابِ عَلَى  
الْجَمِيعِ فَلَا يَضِيقُ صَدْرَكَ مِنْ كُفْرِ قَرِيْشٍ بِكَ ﴿۴۰﴾ أَفَعِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ ﴿۴۱﴾ أَيْ لَمْ نَعْنِ بِهِ فَلَا نَعْنِ  
بِالْإِعَادَةِ ﴿۴۲﴾ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ ﴿۴۳﴾ شَكٍّ ﴿۴۴﴾ مِنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿۴۵﴾ (۱۵) وَهُوَ الْبَعْثُ.

### ﴿ترجمہ﴾

ق (اس سے جو مراد ہے اللہ ﷻ باخوبی جانتا ہے.....) عزت والے قرآن کی قسم (کفار مکہ محمد ﷺ پر ایمان لے کر نہیں آئے  
المجید بمعنی الکريم ہے) بلکہ انہیں اس کا اچھا ہوا کہ ان کے پاس انہی میں کا ایک ڈر سنانے والا تشریف لایا (یعنی رسول آیا  
، جو انہیں مرنے کے بعد زندہ کئے جانے اور آگ میں ڈالے جانے کا خوف دلاتا ہے..... ۲) (یعنی ڈرانا) تو عجیب  
بات ہے کیا جب (ا) اذایہ دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کی تسہیل اور ان دونوں کے درمیان الف داخل کرنے کے  
ساتھ ہے) ہم مرجائیں اور مٹی ہو جائیں گے (پھر لوٹیں گے) یہ پلٹنا بہت دور ہے (انتہائی دعوئی میں ہے) ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین  
ان میں سے گھٹاتی ہے (یعنی کھاتی ہے) اور ہمارے پاس ایک یاد رکھنے والی کتاب ہے (اس کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے جس میں  
جمع اشیاء مقدرہ کا بیان ہے) بلکہ انہوں نے حق (یعنی قرآن پاک) کو جھٹلایا جب وہ ان کے پاس آیا تو وہ (نبی پاک ﷺ اور قرآن  
پاک کے بارے میں) ایک مضطرب بات میں ہیں (کبھی کہتے ہیں کہ محمد ﷺ ساحر ہیں اور قرآن سحر ہے، کبھی کہتے ہیں محمد ﷺ شاعر  
ہیں اور قرآن شعر ہے، کبھی کہتے ہیں محمد ﷺ کا بہن ہیں اور قرآن کہانت ہے، مریج بمعنی مضطرب ہے) تو کیا انہوں نے نہ دیکھا  
(اپنی آنکھوں سے بنظر عبرت جب انہوں نے مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کا انکار کیا تھا..... ۳) (آسمان کی طرف) (موجود ہے  
(ان کے اوپر ہم نے اسے) (بے ستونوں کے) کیسا بنایا اور (اسے ستاروں سے) سنوارا اور اس میں کہیں رخسہ نہیں (کوئی شگاف نہیں جو  
اسے عیب دار کرے..... ۴) (فروج بمعنی شقوق ہے) اور زمین کو (”الارض“ السی السماء کے محل پر معطوف ہے) ہم نے  
اسے (کیسا) پھیلایا (پانی تک، مسدود نہا بمعنی دھونہا ہے) اور اس میں بھاری وزن رکھے (پہاڑ رکھے کہ ہم زمین کو ثابت رکھیں  
(اور اس میں اگایا ہر قسم (زوج کے معنی قسم ہے) جو بار و نفع ہے) جس کے ذریعے سے بندے کو خوشی حاصل ہوتی ہے) (سوجہ تبصروہ  
مفعول لہ ہے یعنی عبارت مقدرہ ہے ”فعلنا ذلک تبصیرا منا“ یعنی ہم نے یہ آنکھیں کھولنے کے لیے کیا) اور کچھ (ذکری بمعنی  
تذکیرا ہے، یعنی ہماری فرمانبرداری کی طرف رجوع کرنے والے کو نصیحت کرنے کے لیے) اور ہم نے آسمان سے بہت بابرکت پانی

اتارا..... (مبارک کا معنی کثیر البرکت ہے) تو اس سے باغ اگائے (جنات معنی بساتین ہے) اور اناج کھا جاتا ہے (حب بمعنی النورج اور الحصيد بمعنی المحصود ہے) اور کھجور کے لیے درخت (بلسنق بمعنی طولا حال مقدر ہے) جن کا پکا گامھا (تہہ در تہہ چڑھا ہوا) بندوں کی روزی کے لیے (”رِزْقًا لِّلْعِبَاد“ معقول لہ ہے) اور ہم نے اس سے مردہ شہر جلایا (”میتا“ مذکورہ مومنوں کے لیے یکساں استعمال ہوتا ہے) اس طرح (یعنی اسی کا زندہ کرنے کی مثل تمہارا قبروں سے) نکلتا ہے (تو تم کیسے اس کا انکار کرتے ہو؟ یہاں استفہام تقدیر کلام کے لیے ہے معنی آیت یہ ہے کہ انہوں نے مذکورہ امور دیکھنے، جان لینے کے باوجود بھی انکار کیا ہے) اس سے پہلے جھٹلایا نوح کی قوم (کذب کو مومنوں ذکر کرنا قوم کے معنی کی رعایت کرنے کے اعتبار سے ہے) اور کنویں والوں..... (السرس کنویں کو کہتے ہیں یہ لوگ اس کنویں کے پاس مقیم تھے، موشیوں کے ساتھ یہ لوگ بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے، ان کے نبی حظلہ بن صفوان اور ایک قول کے مطابق کوئی ار۔ صاحب تھے) اور شہود (یعنی حضرت صالح علیہ السلام کی قوم) اور عاد (یعنی حضرت ہود علیہ السلام کی قوم) اور فرعون اور لوط کی ہم قوموں اور بن والوں نے (یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم تھی) اور تیج کی قوم نے (تیج یمن کے بادشاہ تھے، انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا پھر اپنی قوم کو بھی اسلام لانے کی دعوت دی تو اس قوم نے آپ کی تکذیب کی) سب نے (یعنی مذکورہ سب قوموں نے) رسولوں کو جھٹلایا (جیسا کہ قریش کر رہے ہیں) تو میری وعید ثابت ہو گئی (تو ان سب پر میرے عذاب کا نازل ہونا ثابت ہو گیا تو قریش جو آپ کی تکذیب کر رہے ہیں آپ اس سے تنگ دل نہ ہوں) تو کیا تم پہلی بار بنا کر تھک گئے (یعنی ہم اس سے نہیں تھکے، پس ہم انسان کو دوبارہ زندہ کرنے سے بھی نہیں تھکیں گے) بلکہ وہ شہر میں ہیں (بس کے معنی شک ہے) نئے بننے سے (یعنی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے سے)۔

### ﴿قر گیب﴾

﴿وق القرآن المجید﴾

ق: ”ہذہ“ مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و قسمیہ جار، القرآن المجید: مرکب توصیفی، ملکر ظرف مستقر ”اقسم“ فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ جواب قسم محذوف ”انک جنتہم منذر بالبعث“ ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ہل عجبا ان جاء ہم منذر منهم فقال الکفرون ہذا شیء عجیب﴾

بل: حرف اضراب و عاطفہ، عجبا: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، جاء: ہم: فعل و مفعول، منذر: موصوف، منهم: ظرف مستقر مفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر من جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قال: الکفرون: قول، ہذا: مبتدا، شیء عجیب: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿و اذا متنا و کنا ترابا ذلک رجع بعید﴾

ہبمزہ: حرف استفہام، اذا: مضاف، متنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کنا ترابا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر فعل محذوف ”ترجع“ کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، ذلک: مبتدا، رجع بعید: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد علمنا ما تنقص الارض منهم و عندنا کتب حفیظ﴾

قد: تحقیقیہ، علمنا: فعل ”نا“ ہمیر ذوالحال، و: حالیہ، عندنا: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، کتب حفیظ: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، ما تنقص الارض منهم: موصول صلا، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ہل کلہوا بالحق لما جاء ہم فہم فی امر مریح﴾



ہل : عاطفہ، کذبوا بالحق، فعل بافاعل وظرف لغو، لما، یعنی، حین : مضاف، جاء هم : جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ظرف، مخرجہ فعلیہ، ف : عاطفہ، ہم، مبتدا، فی امر مریح : ظرف مستقر خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿اللم ينظروا الى السماء فوقهم كيف بنينا وزيينا وما لها من فروج﴾

ہمزہ : حرف استفہام، ف : عاطفہ معطوف علی محذوف، "اغفلوا وعموا" لم ينظروا : فعل نفی بافاعل، الی : جار، السماء، مبدل منہ، کیف : اسم استفہام حال مقدم، بنینہا : فعل بافاعل، ہا : ضمیر ذوالحال، مگر مفعول، مگر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و : عاطفہ، زینہا : جملہ فعلیہ معطوف، مگر بدل، مگر ذوالحال، و : حالیہ، ما : تانیہ، لہا : ظرف مستقر خبر مقدم، من : زائد، فروج، مبدل مؤخر، مگر جملہ اسمیہ حال، مگر مجرور، مگر ظرف لغو، فوقہم : ظرف، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿والارض مددنها والقينا فيها رواسي﴾

و : عاطفہ، الارض، منصوب براشتغال فعل محذوف "مردنا" کیلئے مفعول واقع ہے، مگر جملہ فعلیہ، مددنتہا : فعل بافاعل ومفعول، مگر جملہ فعلیہ، و : عاطفہ، القینا فیہا : فعل بافاعل وظرف لغو، رواسی : مفعول، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿وانبتنا فيها من كل زوج بهيج تبصرة وذكرى لكل عبد منيب﴾

و : عاطفہ، انبتنا فیہا : فعل بافاعل وظرف لغو، من کل زوج بهیج : ظرف لغو ثانی، تبصرة : معطوف علیہ، و : عاطفہ، ذکرى : مصدر بافاعل، لكل عبد منیب : ظرف لغو، مگر شبہ جملہ ہو کر معطوف، مگر مفعول لہ، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿ونزلنا من السماء ماء مبركا فانبتنا به جنت وحب الحصيد والنخل بسقت لها طلع نضيد رزقا للعباد﴾

و : عاطفہ، نزلنا من السماء ماء : فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، مگر جملہ فعلیہ، ف : عاطفہ، انبتنا بہ : فعل بافاعل وظرف لغو، جنت : معطوف علیہ، و : عاطفہ، حب الحصيد : معطوف، و : عاطفہ، النخل : بذوالحال، بسقت : اسم فاعل با"هن" ضمیر ذوالحال، لہا : ظرف مستقر خبر مقدم، طلع نضید : مبدل مؤخر، مگر جملہ اسمیہ حال، مگر فاعل، مگر شبہ جملہ ہو کر حال، مگر معطوف ثانی، مگر مفعول، رزقا للعباد : شبہ جملہ مفعول لہ، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿واحيينا به بلدة ميتا كذلك الخروج﴾

و : عاطفہ، احيينا بہ : فعل بافاعل وظرف لغو، بلدة ميتا : مفعول، مگر جملہ فعلیہ، كذلك : ظرف مستقر خبر مقدم، الخروج : مبدل مؤخر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿كذبت قبلهم قوم نوح واصحاب الرس واثمود وعاد وفرعون واخوان لوط واصحاب الايكة وقوم تبع﴾

کذبت قبلہم : فعل وظرف، قوم نوح : معطوف علیہ، واصحاب الرس واثمود وعاد..... الخ : معطوفات، مگر فاعل، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿كل كذب الرسل فحق وعيد افعينا بالخلق الاول﴾

کل : مبتدا، کذب الرسل : جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف : عاطفہ، حق وعید : جملہ فعلیہ معطوف، مگر خبر، مگر جملہ اسمیہ، ہمزہ جرف استفہام، ف : عاطفہ معطوف علی محذوف "اقصدنا الخلق فعجزنا ناعنه حتى يتوهم احد عجزنا عن اعادته" عینا : فعل بافاعل، بالخلق الاول : ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿بل هم في لبس من خلق جديد﴾

بل : حرف اضراب وعطف معطوف ثانی علی محذوف "هم غير منكرين لقد رتنا" ہم : مبتدا، فی : جار، لبس : موصوف، من خلق



جدید: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

### ق کے اسرار و رموز کا بیان:

۱..... اس بارے میں مختلف اقوال ہیں: سورۃ ق کو سبق کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے، حضرت ابن عباس کے نزدیک مراد اس سے قسم ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ اللہ ﷻ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ محمد بن کعب کہتے ہیں یہ اللہ ﷻ کے ناموں کی چابی ہے جیسا کہ القادر، القدیر، القدیم، القاهر، القهار، القریب، القابض، القدوس اور القیوم کہا جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ق سے مراد القادر ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ یہ قرآن کا نام ہے۔ اور ایک قول کے مطابق قسم ہے جس کے ذریعے قسم کھائی جاتی ہے یعنی مراد القائم بالقسط ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد قل یا محمد و القرآن المجید ہے، ایک قول ق بمعنی قف ہے، یعنی اے محمد ﷺ رسالت کی ادائیگی میں کچھ توقف کیجئے۔  
(روح البیان، ج ۹، ص ۱۲۰)

### آیت نمبر ”۲“ کے ضمن میں انکار کی وجہ:

۲..... انکار کی وجہ تعجب ہے جب کہ حقیقت میں اس بارے میں تعجب نہیں ہونا چاہیے، مراد یہ ہے کہ انہی میں سے ایک شخص انہیں اس بات کا خوف دلا رہا تھا جس کی دیانت داری اور امانت داری کا یہ خود چرچا کرتے تھے۔ اور ایسا کرنے والا وہی ہو سکتا ہے جو قوم کے لئے ناصح (نصیحت کرنے والا) ہو، اور اُسے اس بات کا خدشہ بھی ہو کہ کہیں میری قوم غلط کام میں نہ پڑ جائے۔ اور جب یہ جان لیا تو پھر انہیں ڈرانا بھی ضروری ہے لہذا اس صورت میں بعث بعد الموت سے انکار کرنے یا تعجب کرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں رہتی جب کہ اللہ ﷻ زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے مابین ہے سب پر قادر ہے۔ اور عقل کے مشاہدے کے ساتھ ہر چیز کی ابتداء کا اقرار ہے تو پھر جزاء کا اقرار بھی ضرور ہونا چاہیے، پس کسی کافر کا یہ کہنا ﴿إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا﴾ جب ہم مرجائیں اور مٹی ہو جائیں گے (۳: ۳) میں اس بات پر دلالت پائی جا رہی ہے کہ بعث بعد الموت پر تعجب کرنا اسے بعید از قیاس اور حق سے انکار کرنے کے زمرے میں داخل کیا جانا چاہیے۔  
(المبارک، ج ۳، ص ۳۶۱ ملخصاً)

### بعث بعد الموت کا بیان:

۳..... امام جوزی لکھتے ہیں کہ مخلوق کی کثیر تعداد ایسی ہے جو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہیں اور یہ شبہ انہیں دو وجوہات کی بنا پر ہوتا ہے اول یہ کہ وہ مادہ منویہ کی جانب دیکھتے ہیں اور دوسرے یہ کہ جب انسان زمین میں دفن کر دیا گیا اور کیڑے مکوڑے کی غذا بن گیا تو پھر دوبارہ اسی طرح کیسے بن پائے گا؟ امام جوزی جوابات دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ انسان کی اصل کی جانب دیکھ لیا جائے تو جواب مل جائے، حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ ﷻ نے مٹی سے پیدا فرمایا اور اسی آدم علیہ السلام کی پشت اطہر سے دیگر انسان بسبب نطفہ بنائے گئے، اسی مٹی سے سبزہ اور دانہ بنتا ہے اور یہی مٹی کیڑے مکوڑوں کے وجود اور ان سے پیدا ہونے والے انڈوں کا ذریعہ ہے۔ اور اسی طرح سونے یا چاندی کے مختلف ٹکڑے بھٹی میں ڈالے جائیں اور یہ ٹکڑے باریک اجزاء کی شکل اختیار کر لینے کے بعد مٹی میں بکھر جاتے ہیں لیکن جب اللہ ﷻ اپنی قدرت سے ان باریک ذروں کو سمیٹ کر ہمارے سامنے ایک مناسب شکل و صورت میں کر دیتا ہے تو انسان جب کہ اس کا جسم بھاری ہو یا لاغر اس کے بکھرے ہوئے اعضاء کو دوبارہ سمیٹ کر کھڑا کر دینا اس کی شان سے بعید نہیں جب کہ وہ بچپن سے جوان اور پھر بڑھاپے میں جسم کو لاغر و توانا کرتا رہتا ہے۔ اور اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اپنے انبیائے کرام کے

ہاتھوں پر عصا کو اڑدھا اور اڑدھے کو عصا کر دیتا ہے اور پہاڑوں سے زندہ اونٹنی برآمد کر دیتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دست حق پرست سے کئی مردے بھی زندہ کر دکھائے۔  
(تلیس ابلیس، الباب العاشر، ذکر تلیس ابلیس علی جاحدی البعث، ص ۹۰ وغیرہ)

## سائنس کی رو سے آسمان کی کیفیات کا بیان:

۴..... آسمان فارسی لغت کے اعتبار سے آس اور مان سے، عربی لغت کے لحاظ سے فلک، اور سنسکرت کے اعتبار سے مگن کو کہتے ہیں، انگریزی میں sky کہتے ہیں، یہ خلا اور فضاء کا حصہ ہے جو کسی بھی فلکیاتی جسم کی سطح سے نظر آتا ہے، کئی وجوہات کی بناء پر اس کی صحیح تعریف ممکن نہیں، زمینی آسمان، ہوا کا سورج کی روشنی کو منتشر کرنے کی وجہ سے، دن کے وقت گہرا نیلا نظر آتا ہے، جب کہ رات کے وقت یہ سیاہ نظر آتا ہے کیونکہ سورج کی روشنی نہیں ہوتی۔ سفید روشنی اصل میں سات رنگوں کا مرکب ہوتی ہے، یعنی سرخ، نارنگی، زرد، سبز، نیلا، کاہی اور بنفشی۔ یہ وہی رنگ ہیں جو آپ کو قوس و قزح میں نظر آتے ہیں، جب یہ رنگ آپس میں مل جاتے ہیں تو سفید رنگ بن جاتا ہے۔ سورج کی روشنی بھی انہی سات رنگوں پر مشتمل ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب روشنی شیشے یا صاف پانی پر پڑتی ہے تو انعطاف کی وجہ سے ساتوں رنگ الگ الگ نظر آتے ہیں۔ ہمارے سروں پر جو فضا چھائی ہوئی ہے اس میں بیشمار ننھے ننھے ذرات ہر وقت موجود رہتے ہیں، گرد کے یہ ذرات کچھ تو ہماری اپنی ہی زمین کی پیداوار ہیں اور کچھ خلائے لامحدود سے بھی آتے ہیں، جب سورج کی کرنیں ان ذرات پر پڑتی ہیں تو نیلے رنگ کی شعائیں ان سے ٹکرا کر دوسرے رنگوں کی بہ نسبت زیادہ تعداد میں نکلتی ہیں، جس کی وجہ سے ہمیں آسمان نیلا نظر آتا ہے۔ (wiki pedia)

## بارش کے پانی کی برکتیں:

۵..... بادلوں سے پانی کے علیحدہ علیحدہ قطرے گرنے کو بارش کہتے ہیں۔ بارش کے برصغیر پاک و ہند میں بڑے نام ہیں۔ بارش، برکھا، میگھا، مینہ، پونم، وغیرہ۔ بھارت کی ایک ریاست میگھالیہ کا یہ نام وہاں بہت زیادہ بارش ہونے کی وجہ سے پڑا ہے۔ بنگلہ دیش کے ایک علاقے میگھنا بھی مینہ یا میگھا سے بنا ہے۔ سمندر، دریا اور جھیل کی سطح سے پانی بخارات بن کر اوپر اڑتا ہے جو کہ بادل بننے کا باعث بنتا ہے اور یہی بادل بارش بن کر برستے ہیں۔ بارش نباتات اور پودوں کے لئے زندگی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اوسطاً بارش کا ایک قطرہ ایک یا دو ملی لیٹر کا ہوا کرتا ہے۔ بارش برازیل، وسطی افریقہ، اور جنوب مشرقی ایشیاء میں پودوں اور جانوروں کی بے تحاشا قسموں کی باعث ہے۔ یہی بارش جب زیادہ تعداد میں ہو جائے تو فصلوں اور کھیتوں کے لئے نقصان کا باعث بنتی ہے لہذا وسیع انتظامی امور ہوں تو بارش کا پانی بڑے بڑے ڈیموں میں جمع کر لیا جائے تاکہ ضرورت اور قحط سالی کے اوقات میں کام آئے۔

## اصحاب الرس کون تھے؟

۱..... قاموس میں ہے کہ رس سے مراد کسی بھی چیز کی ابتداء یا پتھروں میں لپٹا ہوا ایک پتھر ہے۔ یہ کنواں ان لوگوں کا تھا جو قوم ثمود میں سے بچ گئے تھے انہوں نے اپنے نبی کی نبوت کو جھٹلایا اور اس کنویں میں بند کر دیا، الرس کے معنی کھودنا اور دفن کرنا بھی ہے۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ اس سے مراد کنواں ہے۔ جس جگہ کو پتھروں اور اینٹوں سے پختہ کیا گیا ہو اسے بھی رس کہتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس سے مراد مغدن ہے، اس کی جمع رساں آتی ہے۔ اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ کون تھے، تاہم چند اقوال یہ ہیں: (۱)..... یہ قوم ثمود کے باقی ماندہ لوگ تھے۔ (۲)..... حضرت موت کے قریب ایک شہر حاصور میں ایک کنواں تھا، حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لانے والے چار ہزار افراد جو عذاب سے محفوظ رہے تھے وہ حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ حضرت موت کے علاقہ میں تشریف لائے تھے۔ جب وہ یہاں پہنچ گئے تو حضرت صالح علیہ السلام کا انتقال ہو گیا، اسی وجہ سے اس علاقہ کا نام حضرت موت پڑ گیا کیونکہ

حضرت صالح علیہ السلام جب یہاں تشریف لائے تو آپ کا وصال ہو گیا، پس اب انہوں نے یہاں ایک کنواں بنایا اور اس کے پاس بیٹھ کر ایک آدمی کو اپنا امیر بنایا، وہ ایک طویل زمانہ تک وہاں رہے، ان کی آگے نسل پھیلی یہاں تک کہ ان کی تعداد بہت ہو گئی پھر انہوں نے بتوں کی پوجا شروع کر دی اور کفر اختیار کیا۔ (۳)..... کلبی اور قتادہ کے قول کے مطابق یہ ایک کنواں تھا جو یمامہ کے علاقہ میں واقع تھا، ان لوگوں نے اپنے نبی کو قتل کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ (المظہری، ج ۶، ص ۴۱۰ ملخصاً وملتقطاً)

### اغراض:

اللہ اعلم بمرادہ بذلک: اس قول کا بیان ماقبل کئی مواقع پر ہو چکا ہے۔ ایک قول کے مطابق ”ق“ سے مراد پہاڑ ہے جو زمین کو گھیرے ہوئے ہے، جو کہ بزرگ مرد کا ہے جس نے زمین کو گھیر رکھا ہے، اس پہاڑ کی سبزی آسمان کی سبزی جیسی ہے اور آسمان اس پہاڑ پر قرب کی شکل میں ہے۔ الکرمیہ: قرآن مجید وہ معزز کتاب ہے کہ جو اس سے اپنے مقصود کو طلب کرتا ہے، وہ پالیتا ہے۔

ما آمن کفار مکة: میں داؤد سمیہ کے محذوف جواب قسم کی جانب اشارہ ہے، عبارت یوں ہے: ”وہو اسهل الاعراب“۔ فیدہ جمیع الاشياء: اس میں اشارہ ہے کہ جار مجرور ”المحفوظ“ کے متعلق ہیں اور ”جمیع“ نائب الفاعل اس کے متعلق ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ جار مجرور خبر مقدم ہے اور ”جمیع“ مبتدائے مؤخر ہے۔

مضطرب: بمعنی مختلط ہے، یعنی کسی امر یا دین کے معاملے میں اضطراب اور اختلاط ہونا ہے۔ تبصیرا منا: مراد تعلیم و تہذیب ہے اور ”التبصرة“، ”التذکرة“ دونوں ﴿السماء﴾، ﴿والارض﴾ کی طرف عائد ہیں معنی یہ ہے کہ ہم نے آسمان و زمین کو دیکھنے اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے بنایا اور یہ بھی مراد ہو سکتی کہ آسمان دیکھنے کے لئے اور زمین نصیحت کے لئے بنائی گئی ہے اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ ”التبصرة“ آیات مستمرہ میں اور ”التذکرة“ آیات متجددہ میں ہوتا ہے۔

رجساع الی طاعتنا: یعنی جس کی جانب رجوع کیا جائے اور جس کا اقبال بلند ہو اور صیغہ نسبت کیلئے ہے نہ کہ مبالغہ کے لئے۔ المحصود: یعنی گیہوں اور جو کی مانند کٹی ہوئی بھتی مراد ہے۔ حال مقدرہ: اللہ کے فرمان: ﴿باسقت﴾ کے معنی طویل ہیں، ”نخل“ کو اسلئے اس نام سے تعبیر کیا گیا کیونکہ اس کے منافع بہت ہوتے ہیں۔ والمعنی: یعنی اگر وہ دیکھتے اور جانتے تو ایمان لے آتے۔ لمعنی قوم: یعنی لانہ بمعنی امة ہے۔

ہنی بشر: یعنی کنواں اپنے اطراف سمیت زمین دوز ہو گیا اور (قوم) کے تمام مال و اسباب بھی برباد ہو گئے۔

وقیل غیرہ: مراد حضرت شعیب علیہ السلام ہیں یا حضرت صالح علیہ السلام کے بعد کے نبی جو قوم ثمود کی جانب بھیجے گئے تھے۔ ہو ملک کان باليمن: ایک قول کے مطابق نبی ہیں مراد تبع حمیری ہے، اس کا نام اسعد اور کنیت ابوقرن ہے۔ فلا یضیق صدرک: سید عالم علیہ السلام کی تسکین خاطر اور نافرمانوں کے لئے تہدید بیان کرنا مقصود ہے۔ (الصاوی، ج ۵، ص ۳۳۳ وغیرہ)

### رکوع نمبر: ۱۶

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ﴾ حال بتقدیر نحن ﴿مَا﴾ مَصْدَرِيَّةٌ ﴿تَوَسَّوسَ﴾ تَحَدَّثَ ﴿بِهِ﴾ الْبَاءُ زَائِدَةٌ أَوْ لَتَعْدِيَّةٌ وَالضَّمِيرُ لِلْإِنْسَانِ ﴿نَفْسَهُ﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ ﴿بِالْعِلْمِ﴾ ﴿مَنْ﴾ حَبْلِ الْوَرِيدِ ﴿۱۶﴾ ﴿الْإِضَافَةُ لِلْبَيَانِ وَالْوَرِيدُ عِرْقَانِ لِيَصْفَحَتِي الْعُنُقِ﴾ ﴿أَذْ﴾ نَاصِبُهُ أَذْ كُرْ مُقَدَّرٌ ﴿يَتَلَقَّى﴾ ﴿يَأْخُذُ﴾ وَيَثْبُتُ ﴿الْمُتَلَقِّينَ﴾ الْمَلَكَانَ الْمُؤَكَّلَانِ بِالْإِنْسَانِ مَا يَعْمَلُهُ ﴿عَنِ الْيَمِينِ﴾ وَعَنِ الشَّمَالِ ﴿مِنْهُ﴾ قَعِيدٌ ﴿۱۷﴾ ﴿أَيُّ قَاعِدَانِ وَهُوَ مَبْتَدَأُ خَبَرِهِ مَا قَبْلَهُ﴾ مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلِ الْإِلَهِ رَقِيبٌ ﴿حَافِظٌ﴾ عَتِيدٌ ﴿۱۸﴾ ﴿حَاضِرٌ وَكُلٌّ مِنْهُمَا مَعْنَى الْمُتَشَى﴾ وَجَاءَتْ

سکرۃ الموت ﴿غَمْرَتُهُ وَشِدَّتُهُ﴾ (بالحق) ﴿مِنْ أَمْرِ الْآخِرَةِ حَتَّى يَرَاهُ الْمُنْكَرُ لَهَا عَيَانًا وَهُوَ نَفْسُ الشَّيْطَانِ﴾ (ذلك) ﴿أَيِ الْمَوْتِ﴾ (ما كنت منه حديد) ﴿تَهْرَبُ وَتَفْزَعُ﴾ (ونفخ في الصور) ﴿لِلْبُعْثِ﴾ (ذلك) ﴿أَيِ يَوْمِ النَّفْخِ﴾ (يوم الوعيد) ﴿لِلْكَفَّارِ بِالْعَذَابِ﴾ (وجاءت ﴿فِيهِ﴾ كل نفس ﴿إِلَى الْمَحْشَرِ﴾ (معها سائق) ﴿مَلَكٌ يُسْوَفُهَا إِلَيْهِ﴾ (وشهيد) ﴿يَشْهَدُ عَلَيْهَا بِعَمَلِهَا وَهُوَ الْإِيدِيُّ وَالْأَرْجُلُ وَغَيْرُهَا وَيُقَالُ لِلْكَافِرِ﴾ (لقد كنت ﴿فِي الدُّنْيَا﴾ (في غفلة من هذا) ﴿النَّازِلُ بِكَ الْيَوْمَ﴾ (فكشفنا عنك غطاءك) ﴿أَزَلْنَا غَفْلَتَكَ بِمَا تَشَاهِدُهُ الْيَوْمَ﴾ (فبصرك اليوم حديد) ﴿حَادَّ تَذْرِكُ بِهِ مَا أَتَكْرَتُهُ فِي الدُّنْيَا﴾ (وقال قرينه) ﴿الْمَلَكُ الْمُؤَكَّلُ بِهِ﴾ (هذاما) ﴿أَيِ الَّذِي﴾ (لدى عتيد) ﴿حَاضِرٌ فَيُقَالُ لِمَالِكٍ﴾ (القياف في جهنم) ﴿أَيِ الْقِيِ أَوْ الْقَيْنِ وَبِهِ قَرَأَ الْحَسَنُ فَأَبْدَلَتْ النَّوْنَ أَلِفًا﴾ (كل كفار عتيد) ﴿مَعَانِدٍ لِلْحَقِّ﴾ (منايع للخير) ﴿كَالزَّكَاءِ﴾ (معتد) ﴿ظَالِمٍ﴾ (مريب) ﴿شَاكٍ فِي دِينِهِ﴾ (الذي جعل مع الله الها اخر) ﴿مُبْتَدَأٌ ضَمِنَ مَعْنَى الشَّرْطِ خَبْرَهُ﴾ (فالقيه في العذاب الشديد) ﴿تَفْسِيرُهُ مِثْلُ مَا تَقْدَمُ﴾ (قال قرينه) ﴿الشَّيْطَانُ﴾ (ربنا ما اطغيت) ﴿أَضَلَّتْهُ﴾ (ولكن كان في ضلل بعيد) ﴿فَدَعَوْتُهُ فَاسْتَجَابَ لِي﴾ (وقال هو اطغاني بدعائه له) ﴿قَالَ﴾ (تعالى) ﴿لَا تَخْتَصِمُوا لَدِيَ﴾ (أَيِ مَا يَنْفَعُ الْخِصَامَ هِنَا) (وقد قدمت اليكم) ﴿فِي الدُّنْيَا﴾ (بالوعيد) ﴿بِالْعَذَابِ الْآخِرَةِ لَوْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَا بُدَّ مِنْهُ﴾ (ما يبدل) ﴿يُغَيِّرُ الْقَوْلَ لَدِيَ﴾ (فِي ذَلِكَ) ﴿وَمَا أَنَا بِظَلَامٍ لِلْعَبِيدِ﴾ (فَاعَذِّبْهُمْ بِغَيْرِ جُرْمٍ وَظَلَامٍ بِمَعْنَى ذِي ظُلْمٍ لِقَوْلِهِ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ).

### ﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں ("نعلم" ضمیر مقدر "نحن" سے حال بن رہا ہے) اس کے نفس..... اس کے اس سے باتیں کرنا ("ماتوسوس" میں "ما" مصدر یہ ہے، اور "توسوس" بمعنی تحدث ہے، اور بہ میں "باء" یا تو زائد ہے یا پھر تعدیہ کے لیے ہے اور "ہ" کی "ہ" ضمیر کا مرجع "الانسان" ہے) ہم (باعتبار علم) دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں ("جبل الوريد" میں اضافت بیانیہ ہے "وریدان" گردن کے دونوں کناروں پر موجود دو رگیں ہیں.....) جب ("اذ"، اذکر مقدر کی وجہ سے منصوب ہے) لیتے ہیں اور ثبت کرتے ہیں ("یصلقی" کا معنی لینا اور ثبت کرنا ہے) دو لینے والے (مراد اس سے وہ دو فرشتے ہیں جو انسان کے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں.....) انسان کے (دائیں اور بائیں بیٹھیں ہیں) ("عتید" بمعنی قاعدان ہے، یہ مبتدا بن رہا ہے اور اس کا ماقبل خبر بن رہا ہے) کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ ("رقیب" بمعنی حافظ ہے) حاضر ہے ("عتید" کے معنی حاضر ہے، رقیب اور عتید "دونوں تشبیہ کے معنی میں ہیں) اور آئی موت کی سختی ("سکرۃ" بمعنی غشی اور تکلیف و شدت ہے) حق کے ساتھ ہے (یعنی موت کی سختی امور اخروی میں سے ہے اور اس سختی کو اس کا منکر بھی آنکھوں سے دیکھے گا.....) یہ ہے (یعنی یہ موت ہے) جس سے تو بھاگتا تھا ("سحید" بمعنی تھرا ب و تفرع ہے) اور صور پھونکا گیا (مردے اٹھانے کے لیے) یہ (یعنی یہ صور پھونکنے جانے کا دن کفار کے لیے عذاب کے.....) وعدہ کا دن ہے اور (اس میں) ہر جان (میدان حشر کی طرف) یوں حاضر ہوئی کہ اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا (یعنی



فرشتہ جو اسے محشر کی طرف ہانکنے گا) اور ایک گواہ (جو اس کے خلاف اس کے کئے کی گواہی دے گا اس سے مراد انسان کے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضاء ہیں اور کافر سے فرمایا جائے گا..... لا..... بیشک تو (دنیا میں) اس سے (جو آج تجھ پر نازل ہوا ہے) غفلت میں تھا تو ہم نے تجھ پر سے پردہ اٹھالیا (یعنی ہم نے تیری غفلت کو زائل کر دیا جس کے سبب تو آج اس کا مشاہدہ کر رہا ہے) تو آج تیری نگاہ تیز ہے (جس کے سبب تو ان امور کا ادراک کر رہا ہے جس سے دنیا میں انکاری تھا، حدید بمعنی حاد ہے) اور اس کا ہم نشین (یعنی اس پر مقرر فرشتہ) کہے گا یہ ہے جو میرے پاس حاضر ہے (ما بمعنی الذی ہے، عتید کے معنی حاضر ہے، پھر فرشتے سے ارشاد فرمایا جائے گا) تم دونوں جہنم میں ڈال دو (القیہ بمعنی القی الق ہے، یا پھر القین ہے، اور حسن نے اسے اسی طرح پڑھا ہے اور یہاں نوں تاکید کو الف سے بدلا گیا ہے) ہر بڑے ناشکرے ہٹ دھرم کو (حق کے ساتھ دشمنی رکھنے والے کو) جو بھلائی کو بہت روکنے والا (جیسے زکوٰۃ روکنے والا) حد سے بڑھنے والا (یعنی ظلم کرنے والا) شک کرنے والا (اللہ ﷻ کے دین میں، مریب کے معنی شک کرنے والا ہے) جس نے اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ٹھہرایا (”الذی جعل..... الخ“ مبتدا ہے، یہ معنی شرط کو متضمن ہے، اس کی خبر ”فالقیہ..... الخ“ ہے) تو تم دونوں اسے ڈالو (”فالقیہ“ میں وہی تفصیل ہے جو پہلے گزر چکی) سخت عذاب میں اس کا ہم نشین (یعنی شیطان) کہے گا اے میرے رب میں نے اسے گمراہ نہیں کیا (اطغیہ بمعنی اضللہ ہے) ہاں یہ آپ ہی دور کی گمراہی میں تھا (میں نے اسے گمراہی کی دعوت دی اس نے وہ دعوت قبول کر لی اور وہ کہے گا اس نے مجھے گمراہی کی طرف بلا کر گمراہ کر دیا..... ے.....) وہ (یعنی اللہ ﷻ) فرمائے گا میرے پاس نہ جھگڑو (یعنی یہاں تمہارا جھگڑنا کچھ نفع نہ دیگا) میں پہلے بھی تمہاری طرف بھیج چکا (دنیا میں) اپنی وعید (آخرت میں عذاب دینے کی، اگر تم ایمان نہ لائے اور یہ ضرور ہو کر رہنا ہے) میرے یہاں (اس بارے میں) بات نہیں بدلتی (بیدل بمعنی یغیر ہے) اور نہ میں بندوں پر ظلم کروں (کہ انہیں بغیر کسی جرم کے عذاب دوں، ظلام بمعنی ذی ظلم ہے، اللہ ﷻ کے فرمان ﴿لَا ظَلَمَ الْيَوْمَ﴾..... ۴:۴۰ کی وجہ سے)۔

### ﴿قر گیب﴾

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسُّوسُ بِهِ نَفْسَهُ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ﴾  
و: متانفہ، لام تاکیدیہ، قد تحقیقیہ، خلقنا الانسان: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف ”نقسم“ کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: متانفہ، نعلم: فعل بافاعل، ما: موصولہ، تو سوس بہ: فعل وظرف لغو، نفسہ: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ”نحن“ مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، نحن مبتدا، اقرب: اسم تفصیل بافاعل، الیہ: ظرف لغو اول، من حبل الوريد: ظرف لغو ثانی، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿إِذَا يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّينَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ﴾

اذ: مضاف، يتلقى: فعل، المتلقين: ذو الحال، عن اليمين: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، عن الشمال: جار مجرور، معطوف، ملکر ظرف مستقر ہو کر خبر مقدم، ق: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف ”اذکر“ کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾

ما: نافیہ، يلفظ: فعل، ”هو“ ضمیر ذو الحال، الا: اداة حصر، لَدَيْهِ: ظرف متعلق محذوف خبر مقدم، رقيب عتيد: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل، من: زائد، قول بمفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجاءت مسكرة الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد﴾

و: مستأنف، جاء: فعل، مسكرة الموت: ذو الحال، بالحق: ظرف متشعر حال، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ مستأنف، ذلك مبتدا، ما: موصولہ، كنت فعل ناقص با اسم، منه تحيد: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر قول محذوف "يقال له في وقت الموت" کیلئے مقولہ، مکر جملہ قویہ۔

﴿ونفخ في الصور ذلك يوم الوعيد وجاءت كل نفس معها سائق وشهيد﴾

و: عاطفہ، نفخ: فعل مجہول الفاعل، فی الصور: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، ذلك مبتدا، يوم الوعيد: خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، جاء: فعل، كل نفس: موصوف، معها: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، سائق وشهيد: معطوف علیہ ومعطوف، مکر مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ صفت، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿لقد كنت في غفلة من هذا فكشفنا عنك غطاءك﴾

لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، كنت: فعل ناقص با اسم، فی: جار، غفلة موصوف، من هذا: ظرف متشعر صفت، مکر مجرور، مکر ظرف متشعر خبر، مکر جملہ فعلیہ ہو کر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم ہو کر قول محذوف "يقال لكل نفس" کیلئے مقولہ، مکر جملہ قویہ، ف: عاطفہ، كشفنا عنک: فعل با فاعل وظرف لغو، غطاء ک: مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فبصرک اليوم حديد وقال قرينه هذا ما لدى عتيد﴾

ف: عاطفہ، بصرک: بصرک، ذو الحال، اليوم: ظرف متعلق بمحذوف حال، مکر مبتدا، حديد: خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، وقال قرينه: قول، هذا: مبتدا، ما: موصول، لدى: ظرف متعلق بمحذوف صلہ، مکر مبتدا، عتيد: خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ مکر جملہ قویہ۔

﴿القيافي جهنم كل كفار عنيد مناع للخير معتد مريب﴾

القيافي: فعل امر با فاعل، فی جهنم: ظرف لغو، كل كفار: موصوف، عنيد: صفت اول، مناع للخير: شبه جملہ صفت ثانی، معتد: صفت ثالث، مريب: صفت رابع، مکر مضاف الیہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ ہو کر قول محذوف "يقال" کیلئے مقولہ، مکر جملہ قویہ۔

﴿الذي جعل مع الله الها اخر فالقيه في العذاب الشديد﴾

الذي: موصول، جعل: فعل با فاعل، مع الله: ظرف متعلق بمحذوف مفعول ثانی، الها اخر: مرکب توصیفی مفعول اول، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر مبتدا، ف: جزائیہ، القیه فی العذاب الشديد: فعل امر با فاعل ومفعول وظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال قرينه ربنا ما اطغيته ولكن كان في ضلل بعيد﴾

قال قرينه: قول، ربنا: نداء، ما اطغيته: فعل لغی با فاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لكن: حرف استدراک، كان: فعل ناقص با اسم، فی ضلل بعيد: ظرف متشعر خبر، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر مقصود بالنداء، مکر جملہ ندائیہ ہو کر مقولہ، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال لا تختصموا لدي وقد قدمت اليكم بالوعيد﴾

قال: قول، لا تختصموا: فعل نهي وادعیه ذو الحال، و: حالیہ، قد: تحقیقیہ، قدمت اليكم: فعل با فاعل وظرف لغو، ب: جار زائد، الوعيد: مفعول، مکر جملہ فعلیہ حال، مکر فاعل، لدى: ظرف، مکر جملہ فعلیہ مقولہ، مکر جملہ قویہ۔

﴿ما يبدل القول لدى وما انا بظلام للعبيد﴾

ما یبدل: فعل نفی مجہول، القول: نائب الفاعل، لدى: ظرف، مکرر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہہ بلیس، انا: اسم، ب: زائد، ظلام: للعبيد: شبہ جملہ خبر، مکرر جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### نفس کی تعرف اقسام:

۱۔..... وہ جو ہر لطیف جو زندہ رہنے کی قوت حس اور حرکت ارادیہ کو (اپنے اندر لیے ہوئے) ہوتا ہے اور حکماء اسے ”روح حیوانیہ“ کا نام دیتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نفس سے مراد وہ جوہر ہے جو بدن انسانی کے لیے تازگی کا سامان پیدا کرتا ہے اور جب انسان کی موت واقع ہو جاتی ہے تو اس کی نورانیت جسم کے ظاہر و باطن سے منقطع ہو جاتی ہے۔ نیند کے اوقات میں نفس کی نورانیت ظاہری جسم سے منقطع ہو جاتی ہے جب کہ باطنی جسم میں نورانیت برقرار رہتی ہے، پس ثابت ہوا کہ نیند اور موت ایک ہی قسم سے تعلق رکھتے ہیں، ہاں اتنا ضرور ہے کہ موت انقطاع کلی اور نیند انقطاع ناقص ہیں۔ پس نفس کا تعلق بدن انسانی سے تین طرح سے ہو سکتا ہے۔ (۱)..... پس جب نفس کی رانائی تمام اجزائے بدن کے ظاہری و باطنی اعضاء تک پہنچ جائے تو اسے بیداری کی حالت کا نام دیا جاتا ہے اور (۲)..... جب نفس کی رانائی بدن باطن کے مقابلے میں بدن ظاہر سے نکل جائے تو اسے نیند کا نام دیا جاتا ہے اور (۳)..... جب نفس کی رانائی بدن انسان سے مکمل طور پر نکل جائے تو اسے موت کا نام دیا جاتا ہے۔

اب نفس کی اقسام کی بحث کی جاتی ہے: (۱)..... نفس امارۃ: ایسا نفس جو انسانی طبیعت کو لذات و شہوات حسیہ، اور دل کو شرور و (قتلہ) کی تفریح اور اخلاق مذمومہ کی جانب مائل کرے۔ (۲)..... نفس لوامہ: وہ نفس جو انسانی دل کو غفلت ہو جانے پر تنبیہ کرتا ہے، جب کبھی انسان بشری تقاضے کی وجہ سے برا کام کر بیٹھے، نفس لوامہ اسے اس بُرائی پر عار دلانے اور توبہ کی جانب مائل کرے۔ (۳)..... نفس مطمئنہ: وہ نفس جس کی رانائی انسانی دل کو منور کر دے حتیٰ کہ انسانی دل اخلاق حمیدہ کا لباس پہن لے۔

مزید کچھ اقسام یہ بھی ہیں: (۱)..... نفس حیوانی: جسم طبعیہ کا وہ کمال جو اسے جزئیات کے ادراک اور حرکت بالارادہ کے کمال تک پہنچا دے۔ (۲)..... نفس انسانی: جسم طبعیہ کا وہ کمال جو اسے تمام کلیات کے ادراک اور افعال فکری کے ساتھ (کمال) تک پہنچا دے۔ (التعریفات، ج ۲۳۹ وغیرہ)

### اللہ جلّٰہ کے قریب ہونے کے معنی:

۲۔..... اللہ جلّٰہ کے علم کلی کا بیان کرنا مقصود ہے، مراد یہ ہے کہ ”الورید العرق“ سے مراد وہ خون کی نالی ہے جس کے ذریعے خون سارے جسم میں پہنچتا ہے اور اللہ جلّٰہ اپنے علم کے اعتبار سے اس سے بھی زیادہ قریب ہے، کیونکہ خون کی نالی ایک خاص نظام کے تحت گوشت تک خون کے اجزاء کو نہیں پہنچتی دیتی، لیکن اللہ جلّٰہ کے نزدیک تو کچھ بھی مخفی نہیں اور اللہ جلّٰہ اپنے علم کے اعتبار سے اس سے بھی زیادہ قریب ہے۔

قاضی شہاب الدین فرماتے ہیں: مراد علم کے اعتبار سے قریب ہونا ہے نہ کہ ذات کے اعتبار سے، سبب کو ذکر کر کے مسبب مراد لیا گیا ہے اس لئے کہ کسی چیز کے قریب ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اُس چیز کے بارے میں علم بھی ہو، اور صاحب کشف کہتے ہیں کہ اللہ جلّٰہ علم مخفی اور ظاہر سب ہی کو جانتا ہے گویا اللہ جلّٰہ کا قریب ہونا اسی معنی کے مطابق ہے۔ (حاشیۃ الشہاب، ج ۸، ص ۵۷۴)

ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی کہتے ہیں: الحبل بمعنی الورد ہے اور اس کی اضافت نفس کی جانب لفظوں کے اختلاف کی وجہ سے کی گئی ہے۔ حسن کہتے ہیں السورید بمعنی السوتین ہے یعنی وہ رگ جو انسان کے دل سے پیوست ہوتی ہے، اور اسی سے قریب ہونے کا معنی لیا گیا ہے کہ جس طرح دل کے ساتھ رگ جُری ہوتی ہے، اللہ ﷻ بھی اسی کی مثل علم کے اعتبار سے قریب ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جس طرح انسان کے دل میں وسوسے اثر انداز ہوتے ہیں ہم ان وسوسوں کو بھی جانتے ہیں۔ جس طرح دل خون کی نالی کا علم رکھتا ہے اسی طرح اللہ ﷻ کا علم دل کے علم سے کہیں زیادہ ہے۔ مقاتل کہتے ہیں کہ دل خون کی نالی کا علم رکھتا ہے اور بندے کے دل کے خیالات دوسرے انسان تک نہیں پہنچتے جب تک کہ وہ اُن کا اظہار نہ کرے، لیکن اللہ ﷻ کے علم کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔

(القرطبی، الجزء: ۲۶، ص ۱۱)

## ہر انسان پر کتنے فرشتے متعین ہیں اور کیا لکھتے ہیں؟

۳..... یہاں آیت کے تناظر کے اعتبار سے دو فرشتوں کا ذکر کیا گیا ہے اگرچہ اس حوالے سے طویل بحث ہے کہ ہر انسان پر کتنے فرشتے ہیں۔ تاہم یہاں خاص دو فرشتے کرنا کاتبین کا ذکر خیر ہے کہ یہی بندوں کے اعمال کے محافظ ہیں۔ انسان کے دائیں بائیں موجود ان فرشتوں کو اللہ نے اسی خاص امر کے لئے متعین کیا ہے کہ بندوں کے اعمال و احوال کا جائزہ لیں اور انہیں محفوظ کر لیں۔ ☆..... حضرت علی رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”نیکیاں لکھنے والا فرشتہ دائیں جانب ہوتا ہے اور گناہ لکھنے والا فرشتہ بائیں جانب ہوتا ہے، پس جب بندہ اچھے عمل کرتا ہے تو نیکی لکھنے والا فرشتہ اُسے دس گنا تک لکھ دیتا ہے اور جب بندہ بُرے عمل کرتا ہے تو دائیں جانب والا فرشتہ جو کہ نیکی لکھنے پر معمور ہے کہتا ہے: سات ساتوں تک چھوڑ دو، ہو سکتا ہے کہ گناہ سے لوٹ جائے یا استغفار کر لے۔“

(القرطبی، الجزء: ۲۶، ص ۱۲)

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں: اگر یہ سوال کیا جائے کہ فرشتے ہر کلام لکھ لیتے ہیں؟ تو اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے، چنانچہ حسن اور قتادہ کا قول ہے کہ یہ فرشتے ثواب اور عتاب والے امور کو لکھتے ہیں اور یہی ابن عباس کے دو اقوال میں سے ایک قول ہے۔ اور یہی آیت پاک: ﴿مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو (۱۸:۵) کا ظاہر ہے۔ جب کہ امام احمد نے بلال بن حارث المزنی کی حدیث نقل کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”پیشک بندہ اللہ ﷻ کی رضا جوئی میں کوئی بات منہ سے نکالتا ہے جس کے بارے میں وہ یہ گمان نہیں کرتا کہ وہ (کمال) تک پہنچے گی، اللہ ﷻ کی جانب سے وہ بات اس کی رضامندی سے ملاقات کے دن کے لئے رکھ لی جاتی ہے اور بندہ کوئی بُری بات منہ سے نکالتا ہے اور اُسے یہ گمان نہیں ہوتا کہ وہ (انتہاء) تک پہنچے گی اور اللہ ﷻ کی جانب سے وہ بات اس کی ناراضگی کا پیش خیمہ بنتے ہوئے ملاقات کے دن کے لئے رکھ دی جاتی ہے۔“

(ابن کثیر، ج ۴، ص ۲۶۲)

علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی فرماتے ہیں: یہ فرشتے ہر وقت انسان کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں سوائے دو حالتوں کہ جس میں انسان کی قضائے حاجت اور (ملاعت و مباشرت) کی حالت داخل ہے کہ ان حالتوں میں فرشتے لکھنے کے عمل میں تاخیر کرتے ہیں، پس انسان کو ان دونوں حالتوں میں کلام نہیں کرنا چاہیے یہاں تک کہ فرشتے بھی ان حالتوں میں بندوں کے قریب نہیں جاتے جب کہ اس کے سوا تمام حالتوں میں فرشتے اعمال لکھ لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ بندہ موت کے قریب ہو جائے، اس کے ہر نیکی و بدی کے اعمال لکھ لئے جاتے ہیں۔

(الخازن، ج ۴، ص ۱۸۷ وغیرہ)

## حضرات انبیائے کرام کا موت کی سختی کا بیان:



۴..... موت کے وقت کے احوال جدا جدا ہوتے ہیں چنانچہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی کہتے ہیں: علقمہ نے عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم علیہ السلام نے فرمایا: ”مومن کی روح ایسے نکلتی ہے جیسا کہ پسینہ نکلتا ہے، کافر کی روح (کھینچ کر) ایسے نکلتی ہے جیسا کہ گدھے کی روح نکالی جاتی ہے، مومن کو اُس کے بُرے اعمال کی سزا موت کے وقت کی سختی کی صورت میں دے دی جاتی ہے تاکہ اُس کے لئے کفارہ بن جائے اور کافر کو اُس کے اچھے اعمال کا بدلہ دنیا میں موت کے وقت کی آسانی کی صورت میں دیا جاتا ہے۔“

☆..... مجاہدی نے: ”السرعیۃ“ میں لکھا ہے کہ بیشک اللہ ﷻ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: ”اے میرے خلیل علیہ السلام! تو نے موت کو کیسا پایا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام جواب دہ ہوئے: ایسے جیسے کہ گوشت بھوننے کی کوئی سیخ ہو جسے کسی اون نماچیز میں سختی سے ڈال کر نکال لیا جائے، اللہ ﷻ نے فرمایا: اے ابراہیم علیہ السلام! ہم نے تجھ پر آسانی فرمائی۔“

☆..... عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے کہا: ”اے میرے حواریوں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے اصحاب کو حواری کہتے ہیں) اللہ ﷻ سے دعا کرو کہ اللہ ﷻ موت کی سختی تم پر آسان کر دے۔“

☆..... روایت میں ہے کہ موت کا ایک وار تلوار کے (ہزار) واروں، آرے سے کاٹنے اور قینچیوں سے کترنے سے زیادہ سخت ہے۔“

☆..... واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”سکرات کے وقت میں ملک الموت کو دیکھنا ہی تلوار کے ہزار وار سے سخت تر ہے۔“

☆..... روایت کی جاتی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کر لی گئی تو اللہ ﷻ نے اُن سے استفسار فرمایا: ”اے موسیٰ علیہ السلام! تو نے موت کو کیسا پایا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرض گزار ہوئے: میں نے موت کو زندہ چڑیا کی مانند پایا جسے زندہ بھون دیا جائے جس کی وجہ سے نہ تو وہ زندگی میں رہ کر سانس لے سکے اور نہ ہی مُردہ کہلائے۔“ انہی سے روایت ہے کہ میں نے موت کو ایسا پایا جیسا کہ قصاب زندہ بکری کی کھال اتار دے۔“

☆..... مالک سید عالم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں: ”بندہ جب موت کی تکلیف سختی سے امن میں آجائے تو اس کی بعض ہڈیاں بعض دوسری ہڈیوں کو سلام پیش کرتی ہیں اور کہتی ہیں: تجھ پر سلام ہو کہ تو مجھ سے اور میں تجھ سے قیامت کے دن تک کے لئے جدا ہو چکی ہوں۔“ (التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرة، باب: منہ فی خروج نفسه وفی باب: ماجاء ان للموت سکرات، وفی، حصہ اول، ص ۱۸ وغیرہ)

## صور کا بیان:

۵..... وفات عیسیٰ علیہ السلام کے ایک زمانہ کے بعد جب قیامت قائم ہوگی اور صرف چالیس برس رہ جائیں گے، ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی، جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے گزرے گی، جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے، اور انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔ (صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال، رقم: (۷۲۶۷)/۲۹۳۷، ص ۱۴۳۶ ملخصاً)

ان کافروں کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوگی، یعنی چالیس برس سے کم عمر کا کوئی نہ ہوگا، اب انہی پر قیامت قائم ہوگی۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے سب مرجائیں گے۔ آسمان، زمین، پہاڑ، یہاں تک کہ صور واسرافیل فرشتے سب فنا ہو جائیں گے سوائے واحد حقیق کے کوئی باقی نہ رہے گا۔ وہ فرمائے گا لمن الملک الیوم آج کے دن کس کی بادشاہی ہے؟ مگر ہے کون جو جواب دے، پھر خود ہی فرمائے گا للہ الواحد القہار یعنی صرف واحد قہار اللہ ﷻ کی سلطنت ہے۔ پھر اللہ ﷻ جب چاہے گا اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرے گا، اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ صور پھونکنے کا حکم دے گا۔ صور پھونکتے ہی تمام اولین و آخرین ملائکہ اور انس و جن سب موجود ہو جائیں گے۔ سب سے پہلے سید عالم ﷺ کی قبر انور شرف ہوگی اور وہ قبر انور سے یوں باہر تشریف لائیں گے کہ ان کے

داہنے ہاتھ میں صدیق اکبر اور بائیں ہاتھ میں عمر فاروق کا ہاتھ ہوگا، پھر مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدان حشر میں تشریف لے جائیں گے۔

(عطائین ج ۲، ص ۷۶)

## اعضائے انسانی کا کلام کرنا:

۱..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے بندے کی اپنے رب ﷻ کی جانب سے اس بات پر ہنسی آئی کہ بندہ کہے گا: اے میرے رب ﷻ! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی، اللہ ﷻ فرمائے گا کیوں نہیں!، بندہ کہے گا آج میں اپنے خلاف، اپنے سوا کسی اور کو گواہی دینے کی اجازت نہیں دوں گا، اللہ ﷻ فرمائے گا آج تمہارے خلاف تمہاری گواہی کافی ہوگی، یا کرنا کا تین کی گواہی کافی ہوگی، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس کے منہ پر مہر کر دی جائیگی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا کہ تم بتاؤ، پھر اس کے اعضاء کلام کریں گے، پھر اس کے کلام کے درمیان تجلیہ کیا جائے گا اور پھر وہ اپنے اعضاء سے کہے گا، دور ہو، دفع ہو، میں تمہاری طرف سے ہی تو بھگڑ رہا تھا۔

(صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب: الدنيا سجن المؤمن، رقم: (۷۳۳۳)/۲۹۶۹، ص ۵۶)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دو پہر کے وقت جب بادل نہ ہوں تو کیا سورج کے دیکھنے سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم کو اپنے رب ﷻ کو دیکھنے سے اتنی ہی تکلیف ہوگی جتنی تمہیں سورج، چاند کو دیکھنے سے ہوتی ہے، پھر اللہ ﷻ بندے سے ملاقات کرے گا اور اس سے فرمائے گا: اے فلاں! کیا میں نے تجھ کو عزت اور سرداری نہیں دی تھی، کیا میں نے تجھ کو زوج نہیں دی تھی، کیا میں نے تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کئے تھے، اور کیا میں نے تجھ کو ریاست اور خوشحال زندگی میں نہیں چھوڑا تھا، اللہ ﷻ فرمائے گا کیا تو یہ گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملنے والا ہے؟ وہ کہے گا نہیں، اللہ ﷻ فرمائے گا: میں نے بھی تجھ کو اسی طرح بھلا دیا ہے جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا، پھر اللہ ﷻ دوسرے بندے سے ملاقات کرے گا اور فرمائے گا: کیا میں نے تجھ کو عزت اور ریاست نہیں دی تھی، کیا میں نے تجھ کو زوج نہیں دی تھی، کیا میں نے تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ نہیں مسخر کئے تھے، اور کیا میں نے تجھے ریاست اور خوشحالی نہیں دی تھی، وہ شخص کہے گا کیوں نہیں، اللہ ﷻ فرمائے گا کیا تیرا گمان تھا کہ تو مجھ سے ملنے والا ہے؟ وہ کہے گا نہیں۔ اللہ ﷻ فرمائیگا میں نے بھی تجھے اسی طرح بھلا دیا ہے جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔ پھر اللہ ﷻ تیسرے بندے کو بلا کر یونہی فرمائے گا وہ کہے گا اے اللہ ﷻ! میں تجھ سے تیری کتاب پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا، میں نے نماز پڑھی، روزہ رکھا، صدقہ دیا، اپنی استطاعت کے مطابق نیکیاں کیں، اللہ ﷻ فرمائے گا: ابھی پتہ چل جائے گا، پھر اس سے کہا جائے گا کہ ہم ابھی تیرے خلاف اپنے گواہ پیش کرتے ہیں، وہ بندہ اپنے دل میں سوچے گا کہ میرے خلاف کون گواہی دے گا؟ پھر اس کے منہ پر مہر کر دی جائے گی اور اس کی ران، اس کے گوشت اور اس کی ہڈیوں سے کہا جائے گا تم بتاؤ! پھر اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کو بیان کریں گے اور یہ معاملہ اس وجہ سے کیا جائے گا کہ خود اس کی ذات سے اس کے خلاف حجت قائم ہو اور جس شخص کا ذکر کیا گیا ہے یہ وہ منافق ہوگا جس سے اللہ ﷻ ناراض ہوگا۔

(صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب: الدنيا سجن المؤمن، رقم: (۷۳۳۲)/۲۹۶۸، ص ۵۶)

## شیطان کس کا ہم نشین ہے؟

ہے..... اللہ جلّٰلہ نے فرمایا: ﴿قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتَهُ وَلَكِنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ﴾ اس کے ساتھی شیطان نے کہا ہمارے رب میں نے اسے سرکش نہ کیا ہاں یہ آپ ہی دور کی گمراہی میں تھا (۲۷:۵)۔ معلوم ہوا کہ شیطان نے بندے کو کفر کی جانب ضرور درغلا یا لیکن کل بروز قیامت اُس سے بے زاری ظاہر کرے گا اور جھٹلا دے گا۔ اور شیطان حق سے دور کی گمراہی میں جا کر اور اپنے لئے گمراہی اختیار کر لی، اس جملے کا بلا اختلاف قرینہ شیطان ہی ہے جب کہ مقاتل، ابن عباس اور ثعلبی نے یہ قول کیا ہے کہ اس کا قرینہ شیطان نہیں بلکہ فرشتہ ہے، ایک قول کے مطابق ولید بن مغیرہ نے کہا تھا کہ بدی لکھنے والا فرشتہ مراد ہے اور انسان کہتا ہے کہ اے میرے رب ﷻ! اس نے مجھے گمراہ کیا لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ فرشتہ کہتا ہے کہ میں نے اسے گمراہ نہیں کیا۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ کافر کہے گا اس (فرشتے) نے مجھ پر کتاب میں زیادتی کی ہے، فرشتہ جواب دے گا اے ہمارے رب! میں نے اسے گمراہ نہیں کیا یعنی میں نے کتاب میں اس پر کوئی زیادتی نہیں کی (بلکہ جو اس کے اعمال تھے وہی لکھے ہیں)، پس اللہ ﷻ فرمائے گا: ﴿لَا تَخْتَصِمُوا لَدِيَ لَيْسَ لِي مِيرَے پاس باہم جھگڑانہ کرو﴾ یہ کلام اللہ ﷻ کا فروع اور ان کے شیاطین کو فرمائے گا۔ تشریحی کہتے ہیں اس میں دلیل ہے کہ شیطان کافر کا ہم نشین ہوگا۔

(القرطبی، الجزء: ۲۶، ص ۱۹)

## اغراض:

ما مصدریۃ: اللہ کے فرمان: ﴿مَا تَوْسَّوْسُ﴾ میں ”ما“ مصدر یہ ہے، تقدیر عبارت یوں ہوگی: ”وَنَعْلَمُ وَمَوْسُوۡةَ نَفْسِهِ اِيَاہُ“، اور یہ بھی درست ہے کہ ”ما“ موصولہ ہو اور ضمیر اس کی طرف عائد ہو، اس صورت میں تقدیر عبارت یوں ہوگی: ”وَنَعْلَمُ الْاَمْرَ الَّذِي تَحْدُثُ نَفْسُهُ بِہُ“۔ والضمیر للانسان: پس انسان کو اس کے نفس کے ساتھ دو شخصوں میں تقسیم کر دیا، جن کے مابین مکالمہ اور محادثہ ہوتا رہتا ہے اور اس وسوسے پر انسان کے لئے خیر و شر نہیں لکھا جاتا، لیکن جب یہی وسوسہ ”ہم“ بن جائے تو خیر لکھی جاتی ہے اور شر کا اندراج نہیں ہوتا اور جب عزم ہو جائے خیر و شر دونوں ہی لکھے جاتے ہیں۔

الوریدان عرقان بصفحتی، العنق: مراد دو رگیں ہیں جو دل کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں، مزید حاشیہ نمبر ”۲“ کا مطالعہ کیجئے۔ یاخذ ویشب: یعنی فرشتے نیکی اور بدی لکھتے ہیں، پس ان کا قلم انسان کی زبان، ان کی سیاہی انسان کی تھوک اور ان کا محل انسان کے نواہذ یعنی داڑھیں ہیں۔ وکل منہما بمعنی المثنی: یعنی انسان کے پاس دو فرشتے موجود ہوتے ہیں جو کہ اس کے محافظ اور نگہبان ہوتے ہیں۔ حاضر: اور یہ فرشتے فقط تین اوقات میں انسان سے جدا ہوتے ہیں: جب انسان بیت الخلاء میں قضاے حاجت کے لئے جاتا ہے، جماع کے وقت میں اور حالت جنابت کے وقت میں اور اس حالت میں انسان جب کوئی نیکی یا بدی اختیار کرتا ہے تو اُس کی خوشبو سے پہچان لیتے ہیں اور لکھ لیتے ہیں۔

السی یوم النفع: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿نَفْعُ﴾ میں زمان پر دلالت پائی جا رہی ہے۔ الملک الموکل بہ: یعنی دنیا میں اعمال کو لکھنے والا فرشتہ، جو کہ محافظ و نگہبان ہے اور اس کا ذکر ماقبل ہو چکا، معنی یہ ہے کہ فرشتہ کہتا ہے: ”میرے پاس تیرا یہ عمل لکھا ہوا ہے۔“

ای السی القی: مفسر نے واحد کے اعتبار سے کلام کیا ہے، اور ضروری ہے کہ تثنیہ کے حوالے سے کلام کر دیا جائے، پس اس کے دو جوابات ہونگے۔ (۱)..... تثنیہ حسب صورت لائے ہیں، پس فعل ”السی“ کی تکرار وحدت کیلئے ہے اور دوسرے فعل کو حذف کر کے اس کی جگہ تثنیہ کی ضمیر لے آئے، اور اس صورت میں نون کو حذف کر کے الف فاعل کا باقی رکھا۔ (۲)..... الف تثنیہ کا نہیں ہے، بلکہ نون

تاکید خفیہ کا مطلب ہے اور یہاں وقف کے باعث وصل جاری ہوا ہے۔ معاند: یعنی حق سے اعراض کرتے ہوئے اس سے اختلاف کرنا۔ ای ما ینفع الخصام ہنا: مراد حساب کا وقت ہے، یعنی دنیا میں لڑنا جھگڑنا آخرت کے حساب میں دشواری پیدا کرے گا۔ لا ظلم الیوم: یعنی اس دن سے ظلم کی نفی کر دی گئی ہے، پس اللہ کے سوا سے ظلم کی نفی کی گئی ہے، پس اللہ عقلاً اور نقلاً ظلم کرنے سے پاک ہے۔  
(الصابی، ج ۵، ص ۲۳۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۷

﴿یوم﴾ نَاصِبُهُ ظَلَامٌ ﴿نقول﴾ بِالنُّونِ وَالْیَاءِ ﴿لجہنم﴾ هل امتلت ﴿استفہام﴾ تَحْقِیقِ لَوَعْدِهِ بِمَلٰئِکَہَا  
وتقول ﴿بِصُورَةِ الْاِسْتِفْہَامِ کَالسَّوَالِ﴾ هل من مزید ﴿۳۰﴾ اٰی فی لَا اَسْعَ غَیْرَ مَا اَمْتَلٰتْ بِہِ اٰی قَدْ اَمْتَلٰتْ  
﴿وازلفت الجنة﴾ قُرْبَتْ ﴿للمتقین﴾ مَکَانًا ﴿غیر بعید﴾ ﴿۳۱﴾ مِنْهُمْ فَیَسْرُوْنَ نَهَارًا یَقَالُ لَهُمْ  
﴿ہذا﴾ الْمَرْثٰی ﴿ما توعدون﴾ بِالنَّاءِ وَالْیَاءِ فِی الدُّنْیَا وَیَبْدُلُ مِنَ الْمُتَقِیْنَ قَوْلَهُ ﴿لکل او اب﴾ رَجَاعٌ اِلٰی  
طَاعَةِ اللّٰهِ ﴿حفیظ﴾ ﴿۳۲﴾ حَافِظٌ لِّحُدُوْدِهِ ﴿من خشى الرحمن بالغیب﴾ خَافَهُ وَلَمْ یَرَهُ ﴿وجاء بقلب  
منیب﴾ ﴿۳۳﴾ مُقْبِلٌ عَلٰی طَاعَتِهِ وَیَقَالُ لِلْمُتَقِیْنَ اَیضًا ﴿ادخلوها﴾ بِسَلَامٍ ﴿اٰی سَالِمِیْنَ مِنْ کُلِّ مَخُوْفٍ اَوْ مَعَ  
سَلَامٍ اَوْ سَلِمُوْا اَوْ اَدْخُلُوْا﴾ ذٰلِکَ ﴿الْیَوْمَ الَّذِیْنَ حَصَلَ فِیْہِ الدُّخُوْلُ﴾ یَوْمَ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ الدَّوَامُ فِی الْجَنَّةِ  
﴿لہم ما یشاءون فیہا﴾ دَائِمًا ﴿ولدینا مزید﴾ ﴿۳۵﴾ زَیَادَةٌ عَلٰی مَا عَمِلُوْا وَطَلَبُوْا ﴿وکم اہلکنا قبلہم من  
قرن﴾ اٰی اَہْلَکْنَا قَبْلَ کُفَّارٍ قُرَیْشٍ قُرُوْنَا اَمَّا کَثِیْرَةٌ مِنَ الْکُفَّارِ ﴿ہم اشدمنہم بطشا  
قُوَّة﴾ فَتَقْبُوْا فَتَشُوْا ﴿فی البلاد﴾ دل من محیض ﴿۳۶﴾ لَّهُمْ اَوْ لَغَیْرِہُمْ مِنَ الْمَوْتِ فَلَمْ یَجِدُوْا ﴿ان فی  
ذٰلکَ﴾ الْمَذْکُوْرِ ﴿لذکرى﴾ لَعِظَةٌ ﴿لمن کان له قلب﴾ عَقْلٌ ﴿او القى السمع﴾ اَسْتَمَعَ الْوَعْظَ  
﴿وہو شہید﴾ ﴿۳۷﴾ حَاضِرٌ بِالْقَلْبِ ﴿ولقد خلقنا السموت والارض وما بینہما فی ستة ايام﴾ اَوَّلَہَا الْاَحَدُ  
وَآخِرُہَا الْجُمُعَةُ ﴿وما مسنا من لغوب﴾ ﴿۳۸﴾ تَعَبٌ نَزَلَ رَدًّا عَلٰی الْیَہُوْدِ فِی قَوْلِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ اَسْتَرٰحَ یَوْمَ  
السَّبْتِ وَانْتِفَاءِ التَّعَبِ عَنْہُ لِتَنْزِہِہِ تَعَالٰی عَنْ صِفَاتِ الْمَخْلُوْقِیْنَ وَلِعَدَمِ الْمَمَاسَةِ بَیْنِہُ وَبَیْنَ غَیْرِہِ اِنَّمَا  
أَمْرُہُ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہُ کُنْ فِیْکُوْنُ ﴿فاصبر﴾ خُطَابٌ لِلنَّبِیِّ ﷺ ﴿علی ما یقولون﴾ اٰی الْیَہُوْدِ  
وَعَیْرِہُمْ مِنَ التَّشْبِیْہِ وَالتَّکْذِیْبِ ﴿وسبح بحمد ربک﴾ صَلِّ حَامِدًا ﴿قبل طلوع الشمس﴾ اٰی  
صَلَاةِ الصُّبْحِ ﴿وقبل الغروب﴾ ﴿۳۹﴾ اٰی صَلَاةِ الظُّہْرِ وَالْعَصْرِ ﴿ومن الیل فسیبحہ﴾ اٰی صَلِّ الْعِشَاءِ  
وَادْبَارِ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ جَمْعُ ذُبُرٍ وَبِکَسْرِہَا مُصَدَّرٌ اَذْبَرَ اٰی صَلِّ النَّوَافِلِ الْمُسْنُوْنَةَ عَقَبَ  
الْفَرَائِضِ وَقَبْلَ الْمُرَادِ حَقِیْقَةُ التَّسْبِیْحِ فِی ہٰذِہِ الْاَوْقَاتِ مَلَاسًا لِلْحَمْدِ ﴿واستمع﴾ یَا مُخَاطَبُ مَقُولِی  
یَوْمَ یَنَادِ الْمَنَادُ ﴿ہو اِسْرَافِیْلُ﴾ ﴿من مکان قریب﴾ ﴿۴۱﴾ مِنْ السَّمَاءِ وَہُوَ صَخْرَةٌ قَبِیْتُ الْمَقْدِسِ اَقْرَبُ  
مَوْضِعٍ مِنَ الْاَرْضِ اِلٰی السَّمَاءِ یَقُوْلُ اَیُّہَا الْعِظَامُ الْبَالِیَّةُ وَالْاَوْصَالُ الْمُتَقَطَّعَةُ وَاللُّحُوْمُ الْمُتَمَرِّقَةُ  
وَالشُّعُوْرُ الْمُتَفْرِقَةُ اِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُکُنْ اَنْ تَجْمِیْعْنَ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ ﴿یوم﴾ بَدَلُ مِنْ یَوْمٍ قَبْلَہُ ﴿یسمعون﴾ اٰی  
الْخَلْقِ کُلُّہُمْ ﴿الصیحة بالحق﴾ بِالْبَعْثِ وَہِیَ النَّفْخَةُ الثَّانِیَّةُ مِنْ اِسْرَافِیْلَ وَیَحْتَمِلُ اَنْ تَکُوْنَ قَبْلَ نِدَائِہِ اَوْ



بَعْدَهُ ﴿ذَلِكَ﴾ اَيُّ يَوْمِ الْبَدَاۗءِ وَالسَّمَاۗءِ ﴿يَوْمَ الْخُرُوۡجِ﴾ (۳۲) ﴿مِنَ الْقُبُوۡرِ وَنَاصِبٌ يَّوۡمَ يُنَادٰۤى مُقَدَّرٌ اٰیۡ يَّعْلَمُوۡنَ عَاقِبَةُ تَكْذِیۡبِهِمْ﴾ ﴿اِنَّا لَنَحْنُ لَحٰی وَنَمِیۡتُ وَاِلَیۡنَا الْمَصِیۡرُ﴾ (۳۳) ﴿یَوْمَ﴾ ﴿بَدَلٌ مِّنْ یَّوۡمٍ وَّقَبْلُهُ وَمَا یُنۡهٰهُمَا عَنْتَرَاۡضٍ﴾ ﴿تَشَقُّقٍ﴾ بِتَخْفِیۡفِ الشَّیۡنِ وَتَشَدِیۡدِ هَآیَا دُعَاۡمِ النَّآءِ الثَّآنِیَةِ فِی الْاَصْلِ فِیۡهَا ﴿اِلَیۡهِ اَرۡضُ عَنْهُمْ سَرَاعًا﴾ جَمْعُ سَرِیۡعٍ حَالٌ مِّنْ مُّقَدَّرٍ اٰیۡ فِیۡخُرُجُوۡنَ مُسْرِعِیۡنَ ﴿ذَلِكَ﴾ حَشَر عَلَیۡنَا یَسِیۡرُ (۳۴) ﴿فِیۡهِ فَصْلٌ بَیۡنَ الْمَوْصُوۡفِ وَالصِّفَةِ بِمُتَعَلِّقِهَا لِلاِخْتِصَاصِ وَهُوَ لَا یَضُرُّ وَذٰلِكَ اِشَارَةٌ اِلَیۡ مَعْنٰی الْحَشْرِ الْمُخْبِرِ بِهٖ عَنْهُ وَهُوَ الْاَحْیَآءُ بَعْدَ الْفَنَآءِ وَالْجَمْعُ لِلْعَرَضِ وَالْحِسَابِ﴾ ﴿نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوۡلُوۡنَ﴾ اٰیۡ كُفَّارٌ قُرَیۡشٍ ﴿وَمَا اَنْتَ عَلَیۡهِمْ بِجَبَّارٍ﴾ تُجَبِّرُهُمْ عَلٰی الْاِیۡمَانِ وَهَٰذَا قَبْلُ الْاَمْرِ بِالْجِهَادِ ﴿فَذَكَرَ بِالْقُرَانِ مَن یَخَافُ وَعِیۡدُ﴾ (۳۵) ﴿وَهُمُ الْمُؤْمِنُوۡنَ﴾

### ﴿ترجمہ﴾

جس دن ("یوم" کا نائب "ظلام" ہے) ہم فرمائیں گے ("نقول" علامت مضارع یاء اور نون دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) جہنم سے کیا تو بھر گئی (یہ استفہام جہنم کو بھر دینے کے وعدہ کو متحقق کرنے کے لیے ہے) وہ عرض کرے گی (بصورت استفہام سوال کرنے کی طرح) کچھ اور زیادہ ہے (معنی یہ ہے میں جس مقدار کے ساتھ بھر چکی ہوں اس کے علاوہ کی میں وسعت نہیں رکھتی ہوں یعنی تحقیق میں بھر چکی ہوں.....) اور پاس لائی جائے گی جنت (ازلفت بمعنی قربت ہے) پر ہییز گاروں کے لیے (وہ مقام ان سے) دور نہ ہوگا (وہ اسے دیکھیں گے اور ان سے فرمایا جائے گا) یہ (جو دیکھ رہے ہو) وہ ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا (دنیا میں) تو وعدوں "علامت مضارع تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، "لکل او اب" للمتقین سے بدل ہے) ہر بڑے رجوع لانے والے (اطاعت الہی کی طرف، حدود اللہ کی) نگہداشت کرنے والے کے لیے ("حفیظ" کے معنی حافظ ہے) جو رحمن سے بے دیکھے ڈرتا ہے (یعنی اس کا خوف رکھتا ہے حالانکہ اسے دیکھا نہیں) اور رجوع کرتا ہوا دل لایا (اللہ کی فرمائندگی کی طرف، منیب بمعنی مقبل ہے، اور متقین سے یہ بھی فرمایا جائے گا) جنت میں جاؤ سلامتی کے ساتھ (یعنی خوف میں ڈالنے والی ہر شے سے سلامتی کے ساتھ یا پھر معنی ہے کہ سلام کے ساتھ داخل ہو جاؤ یعنی سلام کرو، اور جنت میں داخل ہو جاؤ) یہ (یعنی یہ دن جس میں دخول کی سعادت حاصل ہوئی ہے) بیٹگی کا دن ہے (جنت میں رہنے کا..... الخلود بمعنی الدوام ہے) ان کے لیے ہے اس میں جو چاہیں اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے (یعنی ان کے عمل اور ان کی طلب سے بھی زیادہ ہے) اور ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی قومیں ہلاک فرمادیں (یعنی ہم نے کفار قریش سے پہلے کتنی ہی کافروں میں ہلاک کر دیں) کہ قوت میں ان سے سخت تھیں (بطشاً بمعنی قوۃ ہے) تو کاوشیں کیں (نقبوا بمعنی فتشوا ہے) شہروں میں ہے کہیں بھاگنے کی جگہ (موت سے ان کے لیے یاد دوسروں کے لیے وہ کوئی ایسی جگہ نہیں پائیں گے) بیشک اس میں (جو مذکور ہوا) ضرور نصیحت ہے (ذکری بمعنی عظة ہے) اس کے لیے جو قلب (یعنی عقل) رکھتا ہو یا کان لگائے (یعنی بغور نصیحت سنے) اور متوجہ ہو (یعنی دل سے حاضر ہو.....) اور بیشک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنایا (ان میں کا پہلا دن اتوار اور آخری دن جمعہ تھا.....) اور تھکان ہمارے پاس نہ آئی ("لغوب" کے معنی تھکن ہے، یہ آیت مبارکہ یہودیوں کے اس قول کے رد کے لیے نازل ہوئی کہ اللہ کی ہر روز ہفتہ آرام کرتا ہے اللہ کی ذات سے تھکن کی نفی کی گئی ہے، اللہ کے مخلوق کی صفات سے منزہ ہونے کی وجہ سے اور اس کے اور غیر

کے درمیان عدم ممارست ہونے کے سبب سے.....۵..... کہ اللہ تعالیٰ کی شان تو یہ ہے کہ اس امر ہذا ارادہ شینا ان يقول له کن فیکون (یس: ۸۲) تو تم صبر کرو (یہ خطاب نبی کو یہ تھا) سے ہے) اس پر جوہ کہتے ہیں (یعنی یہود وغیرہ کا اللہ تعالیٰ کو دیکھ کر کے مشابہ قرار دینا، تمہاری تکذیب کرنا) اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بولو (یعنی حمد کرتے ہوئے نماز پڑھو) سورج چمکنے سے پہلے (یعنی صبح کی نماز) اور ڈوبنے سے پہلے (یعنی ظہر اور عصر کی نماز) اور رات گئے اس کی تسبیح کرو (یعنی مغرب و عشاء کی نماز پڑھو) اور نمازوں کے بعد (”ادبار“ ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ ”وسر“ کی جمع ہے اور ہمزہ مکسورہ کے ساتھ ”ادبار“ مصدر ہے، معنی آیت یہ ہے کہ کفر انفس کے بعد نوافل مسنونہ پڑھو اور ایک قول کے مطابق یہاں حقیقتاً ان اوقات میں تسبیح حمد کے ساتھ ملا کر پڑھنا مراد ہے، اور اے میرے فرمان کے مخاطب لوگوں.....۶.....!) کان لگا کر سنو جس دن پکارنے والا پکارے گا (مراد اس سے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں) ایک پاس جگہ سے (یعنی آسمان سے قریب جگہ سے یعنی صحرا بیت المقدس سے جو آسمان کی طرف زمین کا سب سے قریبی مقام ہے، حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پکار یہ ہوگی اے گلی ہوئی ہڈیوں، بھکرے ہوئے جوڑوں، ریزہ ریزہ گوشت، پراگندہ بالوں، اللہ تعالیٰ ہمیں فیصلہ کے لیے جمع ہونے کا حکم دیتا ہے) جس دن (”یوم“ ماقبل ”یوم“ سے بدل ہے) سنیں گے (تمام ہی مخلوق) چنگھاڑ حق کے ساتھ (اٹھائے جانے کے لیے، اس سے مراد حضرت اسرافیل علیہ السلام کا نچھٹا ثانیہ ہے، اور یہ بھی احتمال ہے، کہ یہ چنگھاڑ آپ علیہ السلام کے نما فرمانے سے پہلے یا بعد ہو) یہ (یعنی یہ پکار کرنے اور پکار سننے کا دن قبروں سے) باہر آنے کا دن ہے (”یوم“ جو دوسری بار آیا ہے، اس کا نام فعل مقدر یسادی ہے، معنی یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے جھٹلانے کا انجام جان لیں گے) بے شک ہم جلائیں اور ہم ماریں جس دن (”یوم“ ماقبل یوم سے بدل ہے، اور ان کے مابین جملہ مترضہ ہے) پھٹے گی زمین (”نشق“ کی شین کو مخفف پڑھا گیا ہے، نیز اس فعل کے تاثر ثانیہ کو شین میں مدغم کر کے شین مشدد کے ساتھ پڑھا گیا ہے) ان سے کرتے ہوئے نکلیں گے (”سراعاً“ مسریع کی جمع ہے یہ حال ہے فعل مقدر یسخر جون کی ضمیر سے ہے، یعنی اصل میں یوں ہے ”فیخرجون مسرعین“ یہ حشر ہے ہم کو آسان (”ذلک حشر علینا یسیر“ اس کلام میں اختصا ص کے لیے موصوف اور صفت کے درمیان متعلق صفت کے ساتھ فاصلہ کر دیا گیا ہے، اور ایسا فاصلہ معترض نہیں ”ذلک“ سے حشر جس کی خبر دی جا رہی ہے اس کے معنی کی طرف اشارہ ہے اور حشر سے مراد فناء ہو جانے کے بعد مخلوق کو زندہ کرنا اور بارگاہ الہی علیہ السلام میں پیش کرنے نیز حساب کتاب کے لیے انہیں جمع کرنا ہے) ہم خوب جان رہے ہیں جوہ کہہ رہے ہیں (یعنی کفار قریش) اور کچھ تم ان پر خبر کرنے والے نہیں (کہ انہیں تم ایمان لانے پر مجبور کرو، یہ امر آیت جہاد نازل ہونے سے پہلے کا ہے) تو قرآن سے نصیحت کرو اسے جو میری دھمکی سے ڈرے (اور وہ مسلمان ہیں)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿یوم نقول لجہنم هل امتلئت و تقول هل من مزید﴾

یوم: مضاف، نقول لجہنم: قول، هل: حرف استفہام، امتلئت: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، نقول قول، هل: حرف استفہام، من: زائد، مزید: ”موجود“ خبر محذوف کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ معطوف علیہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف ”اذکر“ کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و ازلت الجنة للمتقين غیر بعید ہذا ما توعدون لکل اواب حفیظ﴾

و: عاطفہ، ازلت الجنة: فعل بانائب الفاعل، للمتقين: جار مجرور مبدل منہ، لکل اواب حفیظ: جار مجرور بدل، ملکر ظرف لغو، غیر بعید: ”مکاناً“ محذوف کی صفت، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، ہذا مبتدا، ما توعدون: موصول صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مترضہ۔

﴿من خشى الرحمن بالغيب وجاء بقلب منيب ادخلوها يسلم﴾  
 من: موصولہ، خشى: فعل "هو" ضمير ذوالحال، بالغيب: ظرف مستقر حال، لکرفاعل، الرحمن: مفعول، لکرجملہ فعلیہ معطوف  
 علیہ، و: عاطفہ، جاء بقلب منيب: جملہ فعلیہ معطوف، لکرسلم، لکرمبتدا، ادخلو: فعل امر واو ضمير ذوالحال، يسلم: ظرف مستقر  
 حال، لکرفاعل، ہا: ضمير مفعول، لکرجملہ فعلیہ خبر، لکرجملہ اسمیہ۔

﴿ذلك يوم الخلود لهم ما يشاءون فيها ولدينا مزيد﴾  
 ذلك: مبتدا، يوم الخلود: خبر، لکرجملہ اسمیہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، ما: موصولہ، يشاءون فيها: جملہ فعلیہ صلہ، لکرمبتدا  
 مؤخر، لکرجملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لדיنا: ظرف متعلق بخبر مقدم، مزيد: مبتدا مؤخر، لکرجملہ اسمیہ۔

﴿وكم اهلكنا قبلهم من قرن هم اشد منهم بطشا فنقبوا في البلاد هل من محيى﴾  
 و: عاطفہ، کم: بئز، من قرن: ظرف مستقر تميز اول، هم: مبتدا، اشد: اسم تفضيل "هو" ضمير تميز، بطشا: تميز، لکرفاعل، منهم: ظرف  
 لغو، لکرجملہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، نقبوا: فعل واو ضمير ذوالحال، هل: حرف استفهام، من: زائد، محيى: "لهم" ظرف مستقر  
 خبر محذوف کیلئے مبتدا، لکرجملہ اسمیہ، ہو کر قول محذوف "قائلین" کیلئے مفعول، لکرجملہ قولیہ ہو کر حال، لکرفاعل، فی البلاد: ظرف  
 لغو، لکرجملہ فعلیہ ماقبل جملہ کے معنی "اشد بطشهم" پر معطوف، لکرجملہ اسمیہ ہو کر تميز ثانی، لکرمفعول مقدم، اهلكنا: فعل  
 بافاعل، قبلهم: ظرف، لکرجملہ فعلیہ۔

﴿ولقد خلقنا السموات والارض وما بينهما في ستة ايام وما مسنا من لغوب﴾  
 و: متاقفہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، خلقنا: فعل بافاعل، السموات: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الارض: معطوف  
 اول، و: عاطفہ، ما بينهما: مابینہما موصول صلہ، لکرمعطوف ثانی، لکرمفعول، فی ستة ايام: ظرف لغو، لکرجملہ فعلیہ معطوف  
 علیہ، و: عاطفہ، ما مسنا: فعل نفی ومفعول، من: زائد، لغوب: فاعل، لکرجملہ فعلیہ معطوف، لکرقسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب  
 قسم، لکرجملہ قسمیہ متاقفہ۔

﴿فاصبر على ما يقولون واسبغ بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب ومن الليل﴾  
 ف: نصیہ، اصبر: فعل امر بافاعل، على ما يقولون: ظرف لغو، لکرجملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا كان الامر كذلك" کی جزاء، لکرجملہ  
 جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، سبغ: فعل امر ضمير ذوالحال، بحمد ربك: ظرف مستقر حال، لکرفاعل، قبل طلوع الشمس: معطوف  
 علیہ، و: عاطفہ، قبل الغروب: معطوف، لکرجملہ فعلیہ، و: عاطفہ، من الليل: "سبغ" فعل امر محذوف کیلئے ظرف مستقر، لکرجملہ  
 جملہ فعلیہ۔

﴿فسبحه وادبار السجود واستمع يوم يناد المناد من مكان قريب يوم يسمعون الصيحة بالحق﴾  
 ف: عاطفہ، سبغ: فعل امر بافاعل ومفعول، و: عاطفہ، ادبار السجود: ظرف، لکرجملہ فعلیہ، و: عاطفہ، استمع: فعل امر  
 بافاعل، يوم: مضاف، يناد المناد: فعل وفاعل، من مكان قريب: ظرف لغو، لکرجملہ فعلیہ مضاف الیہ، لکرمبدل  
 منه، يوم: مضاف، يسمعون: فعل واو ضمير ذوالحال، بالحق: ظرف مستقر حال، لکرفاعل، الصيحة: مفعول، لکرجملہ فعلیہ مضاف  
 الیہ، لکرمبدل، لکرجملہ فعلیہ۔

﴿ذلك يوم الخروج انا نحن نحى ونميت والينا المصير﴾

ذلک: مبتدا، یوم الخروج: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انا حرف مشبہ واسم، نحن: ضمیر فعل، نحی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، نمیت: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الینا ظرف متفرع، خبر مقدم، المصیر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم تشق الارض عنهم سراعا﴾

یوم: مضاف، تشق الارض: فعل و فاعل، عن: جار، ہم: ضمیر ذوالحال، سراعا: حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر قبل "یوم یسمعون" سے بدل ہے، ذلک: مبتدا، حشر: خبر اول، علینا یسیر: شبہ جملہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نحن اعلم بما یقولون وما انت علیہم بجبار﴾

نحن: مبتدا، اعلم: اسم تفصیل با فاعل، ما یقولون: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ یلیس، انت: اسم، علیہم: ظرف لغو مقدم، ب: زائد، جبار: صفت مشبہ با فاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فذکر بالقران من یخاف وعید﴾

ف: فصحیہ، ذکر: فعل امر با فاعل، بالقران: ظرف لغو، من: موصولہ، یخاف وعید: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... ولقد خلقنا السموات.....☆ مفسرین نے کہایہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو یہ کہتے تھے کہ اللہ ﷻ نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان کائنات کو چھ روز میں بنایا جن میں پہلا یک شنبہ ہے اور پچھلا جمعہ پھر وہ معاذ اللہ ﷻ تھک گیا اور سچ کو اس نے عرش پر لیٹ کر آرام کیا اس آیت میں ان کا رد ہے کہ اللہ ﷻ اس سے پاک ہے کہ تھکے، وہ قادر ہے کہ ایک آن میں سارا عالم بنادے ہر چیز کو حسب اقتضائے حکمت، سستی عطا فرماتا ہے شان الہی ﷻ میں یہود کا یہ کلمہ سید عالم کو بہت ناگوار ہوا اور شدت غضب سے چہرہ مبارک پر سرخی نمودار ہو گئی تو اللہ ﷻ نے آپ کی تسکین فرمائی اور خطاب ہوا۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

#### جہنم کا "ہل من مزید" کھنا اور نہ کھنا:

۱..... اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿ہل من مزید﴾ کچھ اور زیادہ ہے ﴿﴾ میں دو جوہات ہیں: (۱)..... مقصود کثرت بیان کرنا ہے، جیسے کسی کو بہت مارنا یا بہت برا بھلا بولنا، اور جب اُس سے پوچھا جائے کہ اب بھی کچھ باقی رہ گیا ہے؟ اس پر دلیل اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿لا ملئن جہنم﴾ ہے۔ کیونکہ ﴿لا ملئن﴾ میں تحصیل حاصل ہے اور جہنم میں کوئی جگہ نہ رہی کہ ﴿ہل من مزید﴾ کے کلمات تلفظ کئے جائیں۔ (۲)..... مراد زیادتی طلب کرنا ہے، پس اس صورت میں ﴿لا ملئن﴾ کے تین جوابات ہو سکتے ہیں: (۱)..... کبھی اس طرح کا کلام کل کے داخلے سے پہلے ہوا کرتا ہے، اور اس میں ایک لطیفہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جہنم کافروں پر سخت غضب ناک ہے اسی وجہ سے وہ مزید طلب کرتی ہے، پھر جہنم میں فقط نافرمان مومنین ہی کی جگہ باقی رہ جاتی ہے، پھر جہنم دوبارہ طلب کرے گی کہ مبادا کوئی کافر اس میں جانے سے رہ گیا ہو، پس جب مومن جہنم میں داخل ہوتا ہے تو اس کا ایمان جہنم کی حرارت میں بھی ٹھنڈا رہے گا، جہنم کی سختی والے حالات میں بھی مومن کا یقین مستحکم رہے گا، اور اس اعتبار سے کچھ اخبار موجود ہیں۔ (۲)..... اول یہ کہ جہنم ابتدائی طور پر وسعت طلب کرتی ہے، پھر مزید طلب کرتی ہے کہ مبادا کوئی کافر اس میں جانے سے رہ نہ جائے۔ (۳)..... الملاء کے کئی درجات ہیں: اس لئے کہ جب کیل (ماپ، وزن) جب بغیر کسی پینچے کے مکمل ہو جائے اور اس میں کچھ مزید ڈالنا ممکن نہ ہو تو "ملیء یا امتلاء" کے الفاظ



استعمال کئے جاتے ہیں، اسی طرح جب اللہ ﷻ انہم کو بھردے گا تو اب زیادتی کا طلب کرنا اس وجہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ جہنم میں تنگی کا سنا ماحول ہو چکا یا یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ مزید عذاب میں زیادتی کرنا مقصود ہو۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۱۴۳)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”دوزخ پر نہیں ہوگی یہاں تک کہ اللہ اس میں اپنا پیر (اپنی شان کے لائق) رکھ دے گا اور وہ کہے گی: بس بس! اس وقت وہ پر ہو جائے گی اور اس کے بعض حصے بعض دوسرے کی جانب سکر جائیں گے، پس اللہ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور جنت کے لئے اللہ ایک مخلوق کو پیدا کر دیگا۔“

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: سورۃ ق، رقم: ۴۸۵۰، ص ۸۵۸)

## جنت میں سلامتی کے ساتھ دخول پر مفسرین کرام کی رائے:

۱..... اس بارے میں مفسرین کی رائے درج ذیل میں ذکر کی جاتی ہے:

امام طبری کہتے ہیں: اس جنت میں امن و سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ، جو کچھ تکلیف، غم اور دکھ تمہیں دنیا کی زندگی میں ملا تھا اس میں سے کچھ بھی تمہیں نہ ملے گا۔

(الطبری، الجزء ۲۶، ص ۲۰۱)

امام رازی فرماتے ہیں: اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿بِسْلَامٍ﴾ سلامتی، سعادت اور کرامت کے ساتھ داخل ہونا مراد ہے، اور باء معنی حال میں مصاحبت کے لئے ہے، یعنی سلامتی کے ساتھ قرار پکڑتے ہوئے داخل ہو جاؤ، یا یہ معنی ہیں کہ اسلام پر کاربند ہوتے ہوئے داخل ہو جاؤ، اللہ ﷻ اور اس کے فرشتے تم پر سلام بھیجتے ہیں، اور اس میں مزید کئی اقوال ہیں، اور اس جملے میں مومنین کے ان مکارم کا بیان ہے جس کے ذریعے انہیں دنیا میں ہدایت ملتی ہے، جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿لَا تَدْخُلُوا بِيَوْمَا غَيْرَ بِيَوْمِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتَسْلَمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا﴾ اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کر لو

(النور: ۲۷) ﴿﴾۔ مراد یہ ہے کہ اے مومن! یہ تمہارا گھرانہ اور تمہاری قیام گاہ ہے، پس اپنی اچھی عادتوں کے ساتھ یہاں داخل ہو جاؤ اور اخلاق کی بلندی کو نہ چھوڑو، پس سلام کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ، اور اپنی صبح سلام کرنے کے ساتھ کرو، اور ان پر بھی سلام پیش کیا جائے گا اور اس کی دلیل ﴿إِلَّا قِيلَا سَلَامًا﴾ یہ کہنا ہوگا سلام سلام (الواقعة: ۲۶) ﴿﴾ میں ہے۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۱۴۸)

علامہ اسماعیل حق لکھتے ہیں: عذاب سے سلامتی، نعمت کے زائل ہونے، کسی مکروہ بات کے پہنچنے، اللہ ﷻ اور اس کے فرشتوں کے سلام کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(روح البیان، ج ۹، ص ۱۵۷)

## مومن کی دو نمایاں شانوں کا بیان:

۳..... یقیناً نصیحت اُسی وقت کارگر ہوتی ہے جب کہ انسان کان لگا کر سننے اور دل بھی حاضر ہو، جس کا دل کہیں اور ہو، ذہن کچھ اور سوچ رہا ہو، کان کسی اور جانب مصروف ہوں تو ایسا شخص اگر علم دین کے حلقے میں بیٹھا بھی ہے تو کیا فائدہ اٹھائے گا فقط اتنا ہی کہ نیک لوگوں کے درمیان بیٹھا ہے۔ اہم فائدہ جو سن کر دل و دماغ میں بٹھا کر عمل کرنے کا جذبہ ملتا ہے، اس سے محروم ہو گیا۔ متذکرہ آیت میں اللہ ﷻ نے مومن کی انہی دو شانوں کا بیان کیا ہے اور فرمایا: ﴿إِن فِیْ ذٰلِكَ لَذٰکِرٰی لِمَنْ كَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقٰی السَّمْعَ وَہُوَ شَہِیْدٌ بِشَکِّ اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو (ق: ۲۷) ﴿﴾۔ یعنی انسان اُسی وقت نفع اٹھا سکتا ہے جب کہ ہر طرح سے توجہ حاصل کرے۔

## قرآن میں چھ دنوں کی مقدار کا بیان:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَمَا مَسْنٰن

لغوب بیشک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے چھ دن میں بنایا اور تکان ہمارے پاس نہ آئی (۳۸:۵)۔ چھ دنوں سے مراد چھ قسم کی مخلوق ہے مثلاً: ارواح، اشباح (شیخ کی جمع، بمعنی شخص)، نفوس (نفس کی جمع)، قلوب (قلب کی جمع، یعنی دل)، الاسرار (سر کی جمع، پوشیدہ راز)، سر الاسرار (یعنی بھیدوں میں سے بھید)۔ ﴿ان ربکم اللہ الذی خلق السموت والارض فی ستة ایام بے شک تمہارا رب ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے﴾ (الاعراف: ۵۴) ہونیس (۳: ۴۳) ﴿وہو الذی خلق السموت والارض فی ستة ایام اور وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنایا﴾ (ہود: ۷، الحديد: ۴) ﴿الذی خلق السموت والارض وما بینہما فی ستة ایام اور وہی ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے چھ دن میں بنایا﴾ (الفرقان: ۵۹) ﴿اللہ الذی خلق السموت والارض وما بینہما فی ستة ایام اور وہی اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں بنایا﴾ (السجدة: ۴)۔ (روح البیان، ج ۹، ص ۱۶۴) احمد بن محمد الخلوئی الصاوی لکھتے ہیں: چھ دن سے مراد بندوں کو تعلیم دینا ہے، جب کہ اللہ ﷻ نے مختصر وقت میں پلک جھپکتے میں تمام مذکورہ اشیاء کو پیدا فرمایا۔ (الصاوی، ج ۵، ص ۳۴۱)

### اللہ ﷻ کی بارگاہ صمدیت میں لغوب کے معنی

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وما مسنا من لغوب اور تکان ہمارے پاس نہ آئی﴾ (۳۸:۵) ماقبل شان نزول سے بھی واضح ہے کہ یہود کا اعتراض محض اعتراض ہی تھا، اللہ ﷻ ہر چیز کو حسب منشاء تخلیق فرماتا ہے اور اسی میں اس کی حکمت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ ﷻ کی بارگاہ صمدیت میں زبان طعن سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ ایمان ضائع ہوتے دیر نہیں لگتی۔ اس آیت کے تحت مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب ہم ایک مرتبہ تخلیق فرمادیں تو دوبارہ اعادہ کرنے میں تھکتے نہیں۔ اور جدید تخلیق کرنا بھی ہمارے بس سے باہر نہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿افعینا بالخلق الاول تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے﴾ (۱۰:۳)۔

### آیت نمبر ۳۹ اور ۴۰ کے تحت نماز کا اجمالی بیان:

۶..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فاصبر علی ما یقولون وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل الغروب تو ان کی باتوں پر صبر کرو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے﴾ (۳۹:۵) ﴿ومن اللیل فسبحہ وادبار السجود اور کچھ رات گئے اس کی تسبیح کرو اور نمازوں کے بعد﴾ (۴۰:۵)۔ دیگر مقامات پر یونہی نماز، جگنا کا اجمالی بیان یوں فرمایا: ﴿اقم الصلوة لعلوک الشمس الی غسق اللیل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشہوداً نماز قائم رکھو سورج ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک اور صبح کا قرآن بیشک صبح کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں﴾ (بنی اسرائیل: ۷۸)۔ ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبها ومن انائی اللیل فسبح واطراف النهار لعلک ترضی اور اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو سورج چمکنے سے پہلے اور اس کے ڈوبنے سے پہلے اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی بولو اور دن کے کناروں پر اس امید پر کہ تم راضی ہو﴾ (طہ: ۱۳۰)۔

### اغراض:

ای امتیلاط: کہا جاتا ہے کہ استفہام زیادتی طلب کرنے کی غرض سے لائے ہیں بمعنی ”ذدنی“، اور اس پر حدیث بھی دلیل ہے: ”دوزخ پر نہیں ہوگی یہاں تک کہ اللہ اس میں اپنا (بے مثل) پیر رکھ دے گا اور وہ کہے گی: بس بس! اس وقت وہ پر ہو جائے گی اور اس کے بعض حصے بعض دوسرے کی جانب سکر جائیں گے، پس اللہ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور جنت کے لئے اللہ ایک

”مخلوق کو پیدا کر دیا“۔ حافظ لحدودہ: پس ﴿حفیظ﴾ بمعنی حافظ ہے، نہ کہ بمعنی ”محفوظ“۔ وپہل من المتقین: جارا کا اعادہ کرتے ہوئے، اور جملہ ﴿ہذا﴾ ما تو عدون ﴿مبدل منہ اور بدل کے مابین جملہ معترضہ ہے۔

ای سالمین من کل مخوف: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿بسلام﴾ حال ہے ﴿ادخلوها﴾ کے فاعل سے، اور یہاں حال مقارنہ مراد ہے۔ او مع سلام: یعنی ایک دوسرے کو سلام کہتے ہوئے داخل ہو گئے، مزید اللہ اور اس کے فرشتوں کی جانب سے بھی اُن پر سلام ہوگا اور یہاں یہ بھی معنی مراد لئے گئے ہیں کہ جنت میں مسلمان داخل ہو جاؤ۔

اليوم الذين حصل فيه الدخول: میں اس جانب اشارہ ہے اور فائدہ ہے کہ مومنین کو بشارت اور ان کے قلوب کو طمانیت حاصل ہو جائے۔ زیادة علی ما عملوا و طلبوا: یعنی اللہ کی نظر رحمت سے مزید اضافہ ہی ہوگا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی شان کے لئے ہر جمعہ کی رات اپنے دار کرامت میں تجلی فرمائے گا اور یہی مزید ہونا ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ پھلوں سے لدا ہوا بادل جنتیوں کے پاس سے گزرے گا، پس حوریں عرض کریں گی کہ یہ ہے وہ اضافہ جس کا اللہ نے جنتیوں سے وعدہ کیا تھا، پس یوں کہیں گی: ﴿ولدينا مزيد﴾۔ استمع الوعظ: یعنی جو وعظ و نصیحت کو بغور سنے تو یہی وعظ و نصیحت اُسے کمال تک پہنچا دے گا۔

اذا اراد شينا: یعنی کسی چیز کا ایجاد یا معدوم کرنا۔ صل حامدا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿مسبح﴾ بمعنی صل ہے۔ من التشبيه: اللہ کے ساتھ دوسروں کو تشبیہ دیتے ہیں، یعنی وہ اللہ کے لئے تھکن اور استراحت جیسے کفریات کو مانتے ہیں۔ وبکسرھا مصدر ادبر: معنی نماز کے اوقات ہیں، یعنی فرض نماز کی تکمیل کے بعد نوافل پڑھے۔

وقيل المراد حقيقة التسبيح: مراد نماز کے بعد تسبیح پڑھنا ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ جو شخص تینتیس بار حمد، اتنی ہی بار تکبیر اور اتنی ہی بار تسبیح کرے یعنی سبحان الله والحمد لله اور الله اكبر تینتیس تینتیس بار پڑھے اور آخر میں یہ پڑھے: لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملك وله الحمد وهو على كل شىء قدير تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے گرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ ہو اسرافیل: یعنی ندا بھی یہی کریں گے، یہ ایک قول کے مطابق ہے، جب کہ ایک قول کے مطابق حضرت جبرائیل ندا کرنے والے اور حضرت اسرافیل صور پھونکنے والے ہونگے۔

ويحتمل ان تكون قبل ندائه او بعده: یعنی ایک چٹکھاڑ سنائی دے گی جس سے یہ احتمال ہوتا ہے کہ شاید ندا ہوگی ہی نہیں کیونکہ یہاں ندا ہونا مذکور نہیں جب کہ ماقبل قول میں ندا ہونے اور صور پھونکنے جانے کے بارے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کے حوالے سے اقوال بیان ہو چکے ہیں۔ اقرب موضع من الارض الى السماء: یعنی بارہ میل کی مسافت مراد ہے۔

وهم المؤمنون: مومنین کا ذکر خاص طور پر اس لئے کیا ہے کہ یہی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ (الصاوی، ج ۵، ص ۳۳۹ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة الذاریات مکیہ وھی ستون آیت

(سورة ذاریات مکیہ ہے اس کی کل آیات ساٹھ ہیں)

## تعارف سورة الذاریات

اس سورت میں تین رکوع، ساٹھ آیتیں، تین سو ساٹھ کلمے، ایک ہزار دو سو انتالیس حروف ہیں۔ اس سورت میں اسلام کے بنیادی عقائد میں سے عقیدہ قیامت کے بارے میں زندگی کا جو نظام اسلام پیش کرتا ہے اس پر صحیح طور پر عمل اسی وقت ہو سکتا ہے اور اس کے فیوض و برکات سے انسان اسی وقت مستفیض ہو سکتا ہے جب تک قیامت پر اس کا یقین کامل ہو اور اگر یقین کامل نہ ہو تو اللہ نے متعدد چیزوں کی قسم کھا کر یہ بتایا ہے کہ قیامت کی آمد کا وعدہ سچا ہے وہ دن ضرور آئے گا جس دن نیک و بد کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا۔ دوسرے رکوع میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات بیان فرمائے اور پیرانہ سالی میں انہیں فرزند ارجمند کی ولادت کا مژدہ سنایا۔ اس کے بعد ایسی قوموں کا ذکر فرمایا جو اپنے نبیوں کی دعوت کو ٹھکراتی رہیں۔ تیسرے رکوع میں اللہ ﷻ کی عظمت و شان بیان کرنے کے بعد یہ بتایا کہ اگر نجات چاہتے ہو تو اسی کے دامن کرم میں پناہ لو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اے محبوب ﷻ یہ کافر آپ کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہیں آپ ان سے منہ پھیر لیں اور نصیحت کرتے رہیں اہل ایمان اس سے ضرور فائدہ حاصل کریں گے اور پھر انس و جن کی تخلیق کی غایت بتادی کہ وہ اللہ ﷻ کی عبادت کریں اللہ ﷻ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے نہ وہ ان سے رزق کا طلب گار ہے اور نہ ہی خوارک کا بلکہ ساری کائنات اسی کے دسترخوان کرم کی ریزہ چین ہے جو لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے ان کے لئے ہلاکت اور خرابی ہے۔

رکوع نمبر: ۱۸

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿وَالذَّرِيَّتِ﴾ الرِّيحُ تَذَرُو التُّرَابَ وَغَيْرَهُ ﴿ذُرُوا﴾ (۱) ﴿مَصْدَرٌ وَيُقَالُ تَذَرِيهِ ذَرِيَّتُهُ﴾  
 ﴿بِهِ﴾ ﴿فَالْحَمَلُ﴾ السَّحْبُ تَحْمِلُ الْمَاءَ ﴿وَقُرَا﴾ (۲) ﴿ثِقَلًا مَفْعُولُ الْحَامِلَاتِ﴾ ﴿فَالْجَرِيَّتِ﴾ السَّفْنُ تَجْرِي  
 عَلَى وَجْهِ الْمَاءِ ﴿يَسْرًا﴾ (۳) ﴿بِسَهْوَةٍ مَصْدَرٌ فِي مَوْضِعِ الْحَالِ أَيِ مَيْسَرَةٍ﴾ ﴿فَالْمَقْسَمِ﴾ امْرَأُ  
 (۴) ﴿الْمَلَائِكَةُ تَقْسِمُ الْأَرْزَاقَ وَالْأَمْطَارَ وَغَيْرَهَا بَيْنَ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ﴾ ﴿أَمَّا تَوْعَدُونَ﴾ مَا مَصْدَرِيَّةٌ أَيِ إِنَّ  
 وَعْدَهُمْ بِالْبَعْثِ وَغَيْرِهِ ﴿لَصَادِقٌ﴾ (۵) ﴿لَوْعَدٌ صَادِقٌ﴾ ﴿وَأَنَّ الدِّينَ﴾ الْجَزَاءُ بَعْدَ الْحِسَابِ ﴿لَوَاقِعٌ﴾ (۶) ﴿لَا  
 مَحَالَةَ﴾ ﴿وَالسَّمَاءُ ذَاتُ الْحَبْكَ﴾ (۷) ﴿جَمْعُ حَبِيكَةٍ كَطَرِيْقَةٍ وَطَرُقٍ أَيِ صَاحِبَةِ الطَّرِيقِ فِي الْخَلْقَةِ﴾  
 كَالطَّرِيقِ فِي الرَّمْلِ ﴿أَنْكُمْ﴾ يَا أَهْلَ مَكَّةَ فِي شَأْنِ النَّبِيِّ وَالْقُرْآنِ ﴿لَفِي قَوْلٍ مُخْتَلَفٍ﴾ (۸) ﴿قِيلَ شَاعِرٌ سَاحِرٌ  
 كَاهِنٌ شِعْرٌ سِحْرٌ كَهَانَةٌ﴾ ﴿يُؤْفَكُ﴾ يُضْرَفُ ﴿عَنْهُ﴾ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْقُرْآنِ أَيِ عَنِ الْإِيمَانِ بِهِ ﴿مَنْ  
 أَفَكَ﴾ (۹) ﴿ضُرِفَ عَنِ الْهَدَايَةِ فِي عِلْمِ اللَّهِ تَعَالَى﴾ ﴿قَتَلَ الْخَوَاصُونَ﴾ (۱۰) ﴿لُعِنَ الْكَذَّابُونَ أَصْحَابُ الْقَوْلِ  
 الْمُخْتَلَفِ﴾ ﴿الَّذِينَ هُمْ فِي عَمْرَةٍ﴾ ﴿بَجْهَلٍ يَغْمِرُهُمْ﴾ ﴿سَاهُونَ﴾ (۱۱) ﴿غَافِلُونَ عَنْ أَمْرِ الْآخِرَةِ﴾ ﴿يَسْتَلُونَ﴾ النَّبِيَّ  
 اسْتِهْزَاءً ﴿أَيَانَ يَوْمَ الدِّينِ﴾ (۱۲) ﴿أَيِ مَتَى مَجِيئُهُ وَجَوَابُهُمْ يَجِيءُ﴾ ﴿يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يَفْتَنُونَ﴾ (۱۳) ﴿أَيِ  
 يُعَذِّبُونَ فِيهَا وَيُقَالُ لَهُمْ حِينَ التَّعْذِيبِ﴾ ﴿ذُوقُوا فَتَنَكُمْ﴾ ﴿تَعْذِيبُكُمْ﴾ ﴿هَذَا﴾ الْعَذَابُ ﴿الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ



تستعجلون ﴿۱۳﴾ فی الدنیا استہزاء ﴿۱۴﴾ ان المتقین فی جنت ﴿بَسَاتِینَ﴾ ﴿۱۵﴾ و عیون ﴿۱۶﴾ تجری فیہا ﴿۱۷﴾ اخذین ﴿۱۸﴾ حال من الضمیر فی خبر ان ﴿۱۹﴾ ما اتھم ﴿۲۰﴾ اَعْطَاهُمْ ﴿۲۱﴾ ربہم ﴿۲۲﴾ من الثواب ﴿۲۳﴾ انھم كانوا قبل ذلك ﴿۲۴﴾ ائى دخولہم الجنة ﴿۲۵﴾ محسنین ﴿۲۶﴾ فی الدنیا ﴿۲۷﴾ كانوا قليلا من الیل ما یہجعون ﴿۲۸﴾ ینامون ما زائنة و ینہجعون خبر کبان و قليلا ظرف ائى ینامون فی زمن ینامون من الیل و یصلون اکثر ﴿۲۹﴾ و بالاسحارہم یتغفرون ﴿۳۰﴾ یتقولون اللھم اغفر لنا ﴿۳۱﴾ و فی اموالہم حق للسائل والمحروم ﴿۳۲﴾ اللذی لا یسأل لتعقیفہ ﴿۳۳﴾ و فی الارض ﴿۳۴﴾ من الجبال والبحار والاشجار والثمار والنبات وغيرہا ﴿۳۵﴾ ایت دلالات علی قدرۃ اللہ تعالیٰ و وحدانیۃ ﴿۳۶﴾ للموقنین ﴿۳۷﴾ و فی انفسکم ﴿۳۸﴾ ایات ایضا من مبدأ خلقکم الی منتہاہ و ما فی ترکیب خلقکم من العجائب ﴿۳۹﴾ افلا تبصرون ﴿۴۰﴾ ذلک فتستدلون بہ علی صانعہ و قدرتہ ﴿۴۱﴾ و فی السماء رزقکم ﴿۴۲﴾ ائى المطر المسبب عنہ النبات الذی ہو رزق ﴿۴۳﴾ و ما توعدون ﴿۴۴﴾ من المآب والثواب والعقاب ائى مکتوب ذلک فی السماء ﴿۴۵﴾ فو رب السماء والارض انه ﴿۴۶﴾ ائى ما توعدون ﴿۴۷﴾ لحق مثل ما انکم تنطقون ﴿۴۸﴾ یرفع مثل صفة و ما مزیدہ و یفتح اللام مرکبۃ مع ما المعنی مثل نطقکم فی حقیقۃ ائى معلومیۃ عندکم ضرورۃ صدورہ عنکم۔

### ﴿ترجمہ﴾

قسم ان کی جواڑانے والیاں (یعنی ہوائیں جو مٹی وغیرہ کو اڑاتی ہیں.....) خوب اڑانے والی ("ذروا" مصدر ہے کہا جاتا ہے تذریہ ذریا بمعنی تھب بہ یعنی ہوانے اسے خوب اڑایا، اور اسے لے کر چلی) پھر بوجھ اٹھانے والوں کی (یعنی بادلوں کی جو پانی کا بوجھ اٹھاتے ہیں.....) و قرا کے معنی بوجھ ہے یہ "الحلومات" کا مفعول ہے) پھر سہولت سے چلنے والیوں کی (یعنی کشتیوں کی جو سطح آب پر آسانی سے چلتی ہیں.....) سیرا بمعنی سہولت ہے یہ موضع حال میں واقع ہے اور بمعنی میسر ہے) پھر سے حکم باٹنے والوں کی (یعنی فرشتوں کی جو رزق اور بارش وغیرہ لوگوں اور شہروں کے درمیان تقسیم کرتے ہیں.....) بیشک تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ("انما" میں "ما" مصدر یہ ہے، یعنی تمہیں مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جانے وغیرہ کا جو وعدہ دیا جاتا ہے) وہ ضرور سچ ہے (یعنی وہ سچا وعدہ ہے) اور بیشک بدلہ (حساب کتاب کے بعد، الدین بمعنی الجزاء ہے) ضرور ہوتا ہے (بلا شک و شبہ کے) رستے والے آسمان کی قسم ("حبک" حبیکۃ کی جمع ہے جیسا کہ "طریق" طریقۃ کی جمع ہے، یعنی تخلیق کردہ رستے والے آسمان کی قسم آسمانوں کی بناوٹ میں اسی طرح راستے ہیں جس طرح خشکی میں ہیں.....) بیشک ہم (اے اہل مکہ! نبی کریم ﷺ اور قرآن پاک کے بارے میں) مختلف بات میں (حضور ﷺ کے بارے میں ان لوگوں نے بکا) یہ (شاعر، ساحر یا کاہن ہے، یونہی قرآن پاک کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہا: یہ شعر، سحر یا کہانت ہے) اور اس سے (یعنی نبی پاک ﷺ اور قرآن پاک سے) یعنی ان پر ایمان لانے سے (وہی پھیرا جاتا ہے) "یوفک" بمعنی یصرف ہے) جسے (علم الہی میں ہدایت سے) پھیر دیا گیا ہمارے جائیں دل سے تراشنے والے (لعنت ہو مختلف باتیں بنانے والے کذابوں پر) جو جہل میں ہیں (جس نے انہیں مدھوش کر دیا ہے.....) غمرۃ کے معنی جہل ہے) بھولے ہوئے (یعنی امور آخرت سے غافل ہیں) پوچھتے ہیں (نبی کریم ﷺ سے بطور مذاق سوال کرتے ہوئے) انصاف کا دن کب ہوگا (یعنی وہ دن کب آئے گا اور ان کے اس سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ آئے گا) اس دن جس دن وہ آگ

میں عذاب دیئے جائیں گے (یفتنون بمعنی یعدہون ہے، اور پھر ان سے کہا جائے گا انہیں عذاب دیتے وقت) چکھو اپنا عذاب دیا جانا (فتنتکم بمعنی تعدیہکم ہے) یہ ہے (یعنی یہ وہ عذاب ہے) جس کی تمہیں (دنیا میں بطور استہزاء) جلدی تھی بیشک پرہیزگار باغوں (جنات بمعنی بساتین ہے) اور چشموں میں ہیں (جو جنت میں رواں ہیں) لیتے ہوئے ("اخلدین"، ان کی خبر میں موجود ضمیر سے حال ہے) اپنے رب کی عطا میں (اتہم بمعنی اعطاهم ہے) یعنی (ثواب) بیشک وہ اس سے پہلے (یعنی جنت میں داخل سے پہلے) نیکو کار تھے (دنیا میں) وہ رات میں کم سویا کرتے ("ما ہجعون" میں "ما" زائدہ ہے اور "یہجعون" مکان کی خبر ہے اور "قیلا" یہ ظرف ہے یعنی وہ رات میں کم بولتے تھے اور رات کے اکثر حصہ میں نمازیں پڑھتے تھے) اور کچھ رات استغفار کرتے (یوں عرض کرتے اللھم اغفر لنا اے اللہ ہماری بخشش عطا فرما دے) اور ان کے مالوں میں حق تھا سنگت اور محروم کا (جو باوجود ضرورت مند ہونے کے حیاء کے سبب سوال نہ کرے.....) اور زمین میں (یعنی پہاڑوں، سمندروں، درختوں، پھلوں اور نباتات وغیرہ میں) نشانیاں ہیں (جو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں) یقین والوں کے لیے اور خود تم میں (بھی نشانیاں ہیں تمہاری خلقت کی ابتداء سے لے کر تمہاری انتہاء تک میں اور تمہاری خلقت کو ترکیب دینے میں عجیب امور ہیں) تو کیسا تم (یہ) دیکھتے نہیں (کہ نتیجہ تم ان اشیاء کے ذریعے ان اشیاء کے صانع اور اس کی قدرت پر استدلال کرو) اور آسمان میں تمہارا رزق ہے (یعنی بارش ہے جو نباتات وغیرہ اگنے کا سبب ہے جو کہ تمہارا رزق ہے) اور وہ جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے (یعنی پانی، ثواب، عذاب یعنی یہ تمام امور آسمانوں میں لکھے ہیں) تو آسمان اور زمین کے رب کی قسم بیشک وہ (جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے) حق ہے تمہارے بولنے کی مثل ("مثل" صفت ہونے کی بناء پر مرفوع اور "ما" زائدہ ہے، اور "مثل" صفت کو "ما" کے ساتھ ملکر مرفوع پڑھا گیا ہے، معنی آیت یہ ہے کہ امور آخرت کی حقانیت و حقیقت تمہارے کلام کرنے کی مثل ہے یعنی جس طرح گفتگو تم سے صادر ہوتی ہے تم اسے برابر جانتے ہو تو یونہی امور آخرت کے وقوع کے حق ہونے کا بھی یقین رکھو)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿و الذریت ذروا فالحملت یسرا فالمقسمت امرا انما توعدون لصادق﴾

و: قسمیہ جار، الذریت: اسم فاعل با فاعل، ذروا: مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، الحملت: اسم فاعل با فاعل، و: قرأ: مفعول، ملکر شبہ جملہ معطوف اول، ف: عاطفہ، الجریت: اسم فاعل با فاعل، یسرا: "جزیا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ ہو کر مفعول ثانی، ف: عاطفہ، المقسمت: اسم فاعل با فاعل، امرا: مفعول، ملکر شبہ جملہ معطوف ثالث، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف "نقسم" کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، ان حرف مشبہ، ما توعدون: موصول صلب، ملکر اسم، لام: تاکید، یہ، صادق خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وان الدین لواقع والسماء ذات الحبک انکم لفی قول مختلف﴾

و: عاطفہ، ان الدین: حرف مشبہ واسم، لام: تاکید، یہ، واقع: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: قسمیہ جار، السماء: موصوف، ذات الحبک: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر، فعل محذوف "انقسم" کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، انکم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکید، یہ، فی قول مختلف: جار مجرور ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿یوفک عنہ من افک قتل النحر اصون الدین ہم فی غمرۃ ساہون﴾

یوفک عنہ: فعل مجہول و ظرف لغو، من افک: موصول صلب، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، قتل: فعل مجہول

العرصون: موصوف، الدین: موصول، ہم: مبتدا، فی غمرۃ ساهون: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ مکر صفت، مکر نائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿یسئلون ایاں یوم الدین یوم ہم علی النار یفتنون﴾  
یسئلون فعل بافاعل، ایاں: متعلق بمحذوف خبر مقدم، یوم الدین: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ، یوم: مضاف، ہم: مبتدا، علی النار یفتنون: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر فعل محذوف ”یقع“ کیلئے ظرف، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذوقوا فنتنکم هذا الذی کنتم به تستعجلون﴾  
ذوقوا: فعل امر بافاعل، فنتنکم: مبدل منہ، هذا: موصوف، الذی: موصول، کنتم به تستعجلون: جملہ فعلیہ صلہ مکر صفت، مکر بدل، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ قول محذوف ”یقال لهم حین التعذیر“ کیلئے مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿ان المتقین فی جنت و عیون اخذین ما اتهم ربهم﴾  
ان: حرف مشبہ، المتقین: ذوالحال، اخذین: اسم فاعل، ما: موصول، اتهم ربهم: جملہ فعلیہ صلہ مکر مفعول، مکر شبہ جملہ حال، مکر اسم، فی: جار، جنت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، عیون: معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿انهم كانوا قبل ذلك محسنين كانوا قليلا من الیل ما یهجعون﴾  
انهم: حرف مشبہ واسم، كانوا: فعل ناقص با اسم، قبل ذلك: ظرف مقدم، محسنین: اسم فاعل، مکر شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، كانوا: فعل ناقص با اسم، قليلا: موصوف، من الیل: ظرف مستقر صفت، مکر ظرف مقدم، ما: زائد، یهجعون: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وبالاسحارهم یتستغفرون و فی اموالهم حق للسائل والمحروم﴾  
و: عاطفہ، بالاسحار: ظرف لغو مقدم، یتستغفرون: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ فعلیہ خبر، ہم: مبتدا، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، فی اموالهم: ظرف مستقر خبر مقدم، حق: موصوف، لام: جار، السائل: معطوف علیہ، و: عاطفہ، المحروم: معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر صفت، مکر مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿و فی الارض ایت للموقنین و فی انفسکم افلا تبصرون﴾  
و: عاطفہ، فی الارض: ظرف مستقر خبر مقدم، ایت: موصوف، للموقنین: ظرف مستقر صفت، مکر مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، فی انفسکم: ظرف مستقر ”ایست“ مبتدا محذوف کی خبر، مکر جملہ اسمیہ، همزہ حرف استفہام، ف: عاطفہ، لا تبصرون: فعل نفی بافاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿و فی السماء رزقکم و ما توعدون﴾  
و: عاطفہ، فی السماء: ظرف مستقر خبر مقدم، رزقکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما توعدون: موصول صلہ مکر معطوف، مکر مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلورب السماء و الارض انه لحق مثل ما انکم تنطقون﴾  
ف: متانفہ، و: تسمیہ جار، رب السماء و الارض: مجرور، مکر فعل محذوف ”اقسم“ کیلئے ظرف مستقر، مکر جملہ فعلیہ تسمیہ، انه حرف

مشبہ واسم، لام، تاکید یہ، حق، مصدر ”ہو“ تہمیر ذوالحال، مثل: مضاف الیہ، ما، زائد، انکم تنطقون: جملہ اسمیہ مضاف الیہ، ملکہ فاعل، ملکہ شبہ جملہ خبر، ملکہ جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکہ جملہ قسمیہ متانفہ۔

## ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

### اڑتی ہوئی ہواؤں کی قسم کا معنی:

۱..... جہاں جہاں بھی قرآن میں قسمیں کھائی گئیں ہیں ان کے مقاصد میں سے یہ ہوتا ہے کہ یا تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت یا سید عالم ﷺ کی رسالت یا حشر پر پرا کرنے کے بارے میں قسم کھائی گئی ہے اور مقصد ایمان کا ثابت کرنا ہے۔ جس کے نظائر ان آیات میں ملتے ہیں: ﴿وَلَنَسْأَلَنَّهُمْ مِنْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لِيَقُولُنَّ اللَّهُ﴾ اگر تم ان سے پوچھو آسمان اور زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے اللہ نے ﴿ذُرِّمَ: ۳۸﴾ ﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ﴾ اس پیارے چمکتے ستارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے تمہارے صاحب نہ بن سکے ﴿النجم: ۲۸﴾ ﴿وَالضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ﴾ چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا ﴿الضحیٰ: ۳۶﴾ ﴿يَسْ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ﴾ حکمت والے قرآن کی قسم بیشک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو ﴿یس: ۳۶﴾ پس ظاہر ہے کہ سید عالم ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ قرآن بھی ہے، پس اللہ نے اسی معجزے کے ذریعے قسم یاد فرمائی تاکہ دلیل قائم ہو جائے، جب کہ باقی سورتوں کا مقسم علیہ حشر و نشر اور جزاء و مزار ہا، جس سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ جو بھی انکار کرے گا وہ گویا کہ دائرۃ اسلام سے خارج ہو جائے گا، جن پانچ سورتوں میں اللہ نے اپنی وحدانیت کا ذکر کیا ہے گویا اللہ کی وحدانیت کی قسمیں ارشاد ہوئی ہیں، ان میں سے ایک ﴿وَالصَّفِّ﴾ قسم ان کی کہ باقاعدہ صف باندھیں ﴿الصفت: ۱﴾ کا تعلق ساکنات سے ہے، جب کہ باقی چار ﴿وَالذَّارِيَاتِ﴾ قسم ان کی جو کھیر کر اڑانے والیاں ﴿الذاریات: ۱﴾ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ﴾ قسم ان کی جو بھیجی جاتی ہیں لگاتار ﴿المرسلات: ۱﴾ ﴿السَّازِغَاتِ﴾ قسم ان کی کہ سختی سے جان کھینچیں ﴿السزعات: ۱﴾ ﴿الْعَادِيَاتِ﴾ قسم ان کی جو دوڑتے ہیں ﴿العدیات: ۱﴾ کا تعلق متحرکات سے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حشر میں جمع و تفریق کا عنصر پایا جاتا ہے یعنی کیونکہ اللہ متفرق بادلوں کو لانے کے لئے ہواؤں کو متعین فرماتا ہے، پس متفرق بادلوں کو ریاح ذاریہ اور ریاح مرسلہ کے ذریعے جمع فرماتا ہے۔ پس جب اللہ ان خصوصیات کے ذریعے بادلوں کو اکٹھا کر سکتا ہے تو اس کے لئے کیا بعید ہے کہ وہ متفرق اجزائے جسمانیہ کو مختلف طریقوں سے خاص اپنی مشیت کے ذریعے اکٹھا فرمادے۔ ”الذاریات“ میں چار اقوال ہیں: (۱)..... مراد ہوائیں ہیں جو مٹی اڑاتی ہیں جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿تُدْخِرُهُ الرِّيحَ﴾ جیسے ہوائیں اڑائیں ﴿الحکم: ۴۰﴾ (۲)..... مراد ستارے ہیں جو کہ ہواؤں کے چلنے کی وجہ سے جلدی دوڑتے ہیں۔ (۳)..... مراد فرشتے ہیں۔ (۴)..... مراد ہواؤں کو چلانے والا رب العالمین ﷻ جس کی مشیت پر سب ہی کچھ موقوف ہے، اور یہی قول اصح ہے۔

(الرازی، ج ۱، ص ۱۶۰ وغیرہ)

### پانی اٹھانے والے بادل:

۲..... اللہ کی قدرت اور منشاء کے مطابق آسمانوں پر چلتے ہوئے بادل بھاپ کی صورت میں اٹھنے والے پانی کو اپنے اندر سما لیتے ہیں اور جب یہ بادل پانی کے بوجھ سے بوجھل ہو جاتے ہیں تو اللہ کی مشیت و رضا کے مطابق برستے ہیں اور یہی برسنے والے بادل زمین کو سیراب کر کے کھیتوں کو لہلاتے ہیں۔

### سطح آب پر چلتی ہوئی کشتیوں کی قسم:



۳..... جو ذات سطح زمین پر موجود پانی میں ایسی قدرت رکھتی ہے کہ بھاری بھر کم جہاز اس پر آسانی سے تیرتے ہیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر طے کیا جاتا ہے۔ سامان بھی لا دیا جاتا ہے اور مسافر بھی سفر کرتے ہیں لیکن سطح زمین پر جہاز ایسے تیرتے ہیں جیسے کم وزن رکھنے والی کوئی بھی چیز سمندر کی ظاہری سطح پر تیرتی ہے۔ یہ سارا نظام قدرت اللہ کی مشیت پر موقوف ہے۔

## فرشتوں کا اللہ ﷻ کے امور میں تصرف کرنا:

۴..... ہارٹس، رزق، زندگی، موت وغیرہ کے معاملات، اسباب تقسیم، بادلوں کا پانی سے بھر جانا، مختلف مقامات پر سفر کر کے بادلوں کا پہنچ کر ہارٹس برسانا، یہ سب اور بہت کچھ امور اللہ ﷻ نے فرشتوں کے ذریعے متعین فرمائے۔ مذکورہ آیات: ﴿فَالْحَمَلُتْ وَفَرَّ الْجَارِیْتُ یَسْرًا فَاَلْمَقْسَمْتُ امْرَا پھر بوجھ اٹھانے والیاں پھر نرم چلنے والیاں پھر حکم سے بانٹنے والیاں﴾ (الذاریات: ۴۱، ۴۲، ۴۳) میں فاء ترتیب کے لئے ہے یعنی مذکورہ امور میں کمال قدرت کو دلیل سے ثابت کرنا پایا جا رہا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ترتیب افعال کو بیان کرنا مقصود ہو یعنی پہلے ہوائیں چلتی ہیں، پس یہ ہوائیں بادلوں میں موجود پانی کو اکٹھا کرتی ہیں اور پھر جب بادل ان پانیوں سے بھر جاتے ہیں تو ایک مقام سے دوسرے مقام پر حسب حکم باری سبحانہ و تعالیٰ سیر کرتے ہیں اور یہی بھرے ہوئے بادل اللہ ﷻ کے حکم سے، ملائکہ کے عمل دخل سے برستے ہیں اور خوب برستے ہیں۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ فرشتے اللہ ﷻ کے سامر میں تدبیر کرنے والے ہیں۔

(حاشیۃ الشہاب، ج ۸، ص ۵۹۸ وغیرہ منحصراً)

علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی فرماتے ہیں: مراد چار فرشتے ہیں جو کہ اللہ ﷻ کے امر میں تدبیر فرماتے ہیں۔ (۱)..... حضرت جبرائیل امین علیہ السلام جو کہ حضرات انبیائے کرام پر وحی لاتے، حضرت میکائیل علیہ السلام رزق اور رحمت کی تقسیم فرماتے، حضرت اسرافیل علیہ السلام صور، لوح محفوظ کے امور پر متعین ہیں، حضرت عزرائیل روح کے قبض کرنے والے ہیں۔ (البحار، ج ۴، ص ۱۹۲)

## آسمانی رستوں کا بیان:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحَبِکِ آرَاشُ وَالْآسَمَانِ کِی قَسَمِ﴾ (الذاریات: ۴۷)۔ کلی، متعاقب، خنک سے مروی ہے کہ اس سے مراد وہ طرق محسوسہ ہیں جن پر ستارے گا مزن ہیں، یا طرق معقولہ ہیں جو آنکھ دیکھ لیتی ہے اور اسی سے اللہ ﷻ کی وحدانیت، قدرت، علم و حکمت کا پتہ چلتا ہے اور دیکھنے والا اس میں غور و فکر کرتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ مجازی طور پر چھ حیک کے اطلاق نجوم پر بھی ہوتا ہے اس لئے کہ جس طرح آسمانی راستے آسمان کو مزن کرتے ہیں اسی طرح ذات نجوم حیک کی مانند ہوتی ہے یعنی راستوں کی تزیین و آرائش مقصود ہوتی ہے۔ عکرمہ کے قول کے مطابق حیکہ بمعنی طرفة و بوقہ و برق ہے۔ ابو الفضل الرازی کے نزدیک الحیکہ بمعنی عقبہ و عقب ہے۔ حسن کے قول کے مطابق حیک حاء کے کسر و فتح کے ساتھ بمعنی نعم ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۶، ص ۸، وغیرہ منحصراً و متصفاً)

## فی غمرۃ ساہون کے معنی:

۶..... الغمرۃ کے معنی ہیں وہ جس سے کوئی چیز چھپالی جائے یا ڈھانک دی جائے، اسی سے نہر غمر ہے یعنی جو بھی اس میں جاتا ہے وہ اُسے چھپالیتی ہے، اور اسی سے غمرات الموت بھی ہے۔ ساہون بمعنی لاہون ہے یعنی آخرت کے امور سے متعلق غافل لوگ مراد ہیں۔

(القرطبی، الجزء: ۲۶، ص ۳۳)

امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری لکھتے ہیں: مراد وہ لوگ ہیں جن پر گمراہی اور بد بختی کے پردے پڑے ہیں، اور اس حق سے کوسوں دور ہیں جو سید عالم ﷺ لائے ہیں، یعنی حق سے کنارہ کئے ہوئے ہیں۔ اہل تفسیر نے اس آیت کے بیان میں مختلف الفاظ استعمال کئے ہیں۔

(الطبری، الجزء: ۲۶، ص ۲۲۴)

علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی فرماتے ہیں: غمرة کے معنی غفلت، اندھا پن اور جہالت ہے، جب کہ سناہون کے معنی اخروی امور سے غفلت برتنا، کوتاہی کرنا ہے۔

(الخازن، ج ۴، ص ۱۹۳)

## نیک لوگوں کی خصوصیات کا خاص بیان:

یے..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ وَهَرَاتِ مِثْلِ سَوِيَا كَرْتِے اور پچھلی رات استغفار کرتے اور ان کے مالوں میں حق تھا منگتا اور بے نصیب کا (الذاریات: ۱۷ تا ۱۹) رات گئے اللہ ﷻ کی یاد میں رہتے ہیں، اس سے استغفار کرتے ہیں یعنی اپنی عبادت میں ہونے والی کوتاہیوں پر استغفار کرتے ہیں۔ استغفار میں مصروف رہتے ہیں اور رات کو بہت کم سوتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ رات کے وقت میں مغفرت طلب کرنے کے لئے نمازیں پڑھتے ہیں۔

(الخازن، ج ۴، ص ۱۹۳)

☆..... حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ ﷻ اپنی شان کے لائق روزانہ رات کو آسمان دنیا نزول فرماتا ہے حتیٰ کہ جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو ارشاد فرماتا ہے: ہے کوئی جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اس کی دعا قبول کروں؟ ہے کوئی جو مجھ سے سوال کرے اور میں اُسے عطا کروں، ہے کوئی جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اُسے بخش دوں۔“

(صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب الدعاء والصلاة من آخر الليل، رقم: ۱۱۴۵، ص ۱۸۳)

☆..... حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کو زیادہ کرنے کے لئے سوال کرتا ہے تو وہ انکاروں کا سوال کرتا ہے، اب سوال زیادہ کرے یا کم کرے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الزکوة، باب كراهة المسئلة للناس، رقم: (۲۲۸۸)/۱۰۴۱، ص ۴۷۱)

☆..... حضرت عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ایک (ایسا) شخص جو ہمیشہ لوگوں سے سوال کرتا ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کی ایک بوٹی بھی نہ ہوگی۔“

(صحیح البخاری، کتاب الزکوة، باب من سأل الناس تكثرا، رقم: ۱۴۷۴، ص ۲۳۹)

## اغراض:

مفعول الحاملات: یعنی مفعول بہ ہوگا ﴿حاملات﴾ کے لئے۔ فی الخلقۃ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد ستاروں کی گزرگاہیں ہیں، اور یہ بھی درست ہے کہ ناظرین کے اللہ کی توحید پر اس کے ذریعے استدلال کرنے کی بناء پر طرُق معنویہ مراد لئے جائیں۔

عن النبی والقوآن: پس ضمیر دونوں میں سے کسی ایک کی طرف عائد ہوتی ہے، اور اس میں سید عالم ﷺ کی تسلی خاطر کا بیان ہے یعنی جو آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کرتا ہے وہ ازلی کافر ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ضمیر قول مذکور کی جانب عائد ہو، مراد یہ ہو کہ جس کی اللہ ہدایت چاہے جیسا کہ مومنین۔ دلالات علی قدرۃ اللہ تعالیٰ: یعنی اللہ کی تمام صفات کمالیہ مراد ہیں۔

وجوابہم: یعنی قیامت کے دن کے بارے میں متعجب ہیں، پس انہیں جواب دیا گیا کہ اُس دن کی کوئی تعیین نہیں بیان کی گئی، اسی لئے وہ استہزاء کرتے تھے۔ تجزی فیہا: ایک سوال کا جواب دینا مقصود ہے اور سوال یہ ہے کہ متقی لوگ نہروں میں نہیں ہو گئے پھر

﴿جنت وعیون﴾ کیوں کہا گیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ نہروں سے مراد جنتی نہریں ہیں جن کی جہتیں بھی ہیں اور ابا کن بھی ہیں۔ یقولون اللہم اغفر لنا: یعنی ہم نے تیرے حق میں کمی کی اور تیرے حق کو ادا کرنے کی کوئی قدرت نہیں رکھتا۔

وما فی ترکیب مخلقکم: یعنی شکل و صورت کا اچھا ہونا مراد ہے۔ ای ما تو عدون: سے مراد یہ ہے کہ ہمیں جس رزق کا وعدہ کیا تھا وہ دے دیا۔

(لغاری، ج ۵، ص ۳۴۴ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۹

﴿ہل اتک﴾ خطاب للنبی ﷺ ﴿حدیث ضیف ابرہیم المکرمین﴾ (۲۲) ﴿وہم ملائکہ اثنا عشر او عشرۃ او ثلاثۃ ومنہم جبریل﴾ اذ ﴿ظرف لحدیث ضیف﴾ دخلوا علیہ فقالوا سلما ﴿ای ہذا اللفظ﴾ قال سلم ﴿ای ہذا اللفظ﴾ قوم منکرون ﴿۲۵﴾ لا نعرفہم قال ذلک فی نفسہ وهو خبر مبتدأ مقدر ای هؤلاء ﴿فراغ﴾ ما ﴿الی اہلہ﴾ سرا ﴿فجاء بعجل سمین﴾ (۲۶) ﴿وفی سورۃ ہود بعجل حنید ای مشوی﴾ فقر بہ الیہم قال الا تاكلون ﴿۲۷﴾ عرض علیہم الاکل فلم یجیبوا ﴿فاوجس﴾ اضمر فی نفسہ ﴿منہم خیفۃ قالوا لا تخف﴾ انا رسل ربک ﴿وبشروہ بغلم علیم﴾ (۲۸) ﴿ذی علم کثیر وهو اسحاق کما ذکر فی ہود﴾ فاقبلت امرتہ ﴿سارۃ﴾ فی صرۃ ﴿صیحۃ حال ای جاءت صائحۃ﴾ فصکت وجہہا ﴿لطمتہ﴾ وقالت عجوز عقیم ﴿۲۹﴾ لم تلد قط وعمرہا تسع وتسعون سنۃ وعمر ابرہیم مائۃ سنۃ او عمرۃ مائۃ وعشرون سنۃ وعمرہا تسعون سنۃ ﴿قالوا کذلک﴾ ای مثل قولنا فی البشارۃ ﴿قال ربک انه هو الحکیم﴾ فی صنیعہ ﴿العلیم﴾ (۳۰) ﴿بخلقہ﴾

﴿ترجمہ﴾

کیا تمہارے پاس آئی (یہ خطاب نبی کریم ﷺ سے ہے) ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر (یہ مہمان فرشتے تھے جن کی تعداد بارہ، دس، یا تین تھی ان میں حضرت جبریل علیہ السلام بھی تھے.....) جب ”اذ“ یہ ”حدیث ضیف“ کے لیے ظرف بن رہا ہے (وہ اس کے پاس آکر بولے سلام (یعنی یہی لفظ کہا) انہوں نے کہا: سلام (یعنی اسی لفظ سے جواب دیا) نا آشناے لوگ ہیں (ہم انہیں نہیں پہچانتے ہیں آپ ﷺ نے یہ بات اپنے جی میں کہی تھی ”قوم منکرون“ مبتدأ محذوف ”ہولاء“ کی خبر ہے) پھر گیا ”راغ“ بمعنی مال ہے، چپکے سے) اپنے گھر تو ایک فریبہ بچھڑالے آیا (اور سورہ ہود میں ہے ”بعجل حنید“ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک بھٹا ہوا بچھڑالے آئے) پھر اسے ان کے پاس رکھا کہا تم کھاتے نہیں (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان لوگوں کے سامنے کھانا پیش فرمایا انہوں نے کھانے کو ہاتھ نہ لگایا) تو اپنے جی میں ان سے ڈرنے لگا..... ۲۔ ”اوجس“ کے معنی دل میں کسی چیز کو چھپانا ہے (وہ بولے ڈریے نہیں) (ہم آپ ﷺ کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں) اور اسے ایک علیم بیٹے کی بشارت دی (یعنی کثیر علم والے بیٹے کی، مراد اس سے حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں جیسا کہ اس کا ذکر سورہ ہود میں ہو چکا..... ۳۔) تو اس پر اس کی بیوی (یعنی حضرت سارہ) آئی چلائی ہوئی (صرۃ بمعنی صیحۃ ہے، فی صرۃ بمعنی جاءت صائحۃ ہے) پھر اپنا ماتھا ٹھونکا (یعنی اپنے چہرے پر تھپکی ماری) اور بولی بوڑھی بانجھ (نے کبھی بچہ نہیں جنا، حضرت سارہ کی عمر مبارک اس وقت ننانوے سال اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک سو سال تھی یا ایک سو بیس سال تھی..... ۴۔) انہوں نے کہا اسی طرح (یعنی اس بشارت کے بارے میں ہمارے قول کی مثل) تمہارے رب نے فرمادیا ہے اور وہی حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) اور علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿هل اتك حديث ضيف ابرهيم المكرمين اذ دخلوا عليه فقالوا سلما﴾

هل: حرف استفهام، اتك: فعل ومفعول، حديث: مضاف، ضيف ابرهيم: موصوف، المكرمين: اسم مفعول باہم ضمیر نائب الفاعل، اذ: مضاف، دخلوا عليه: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، قالوا: فعل بافاعل، سلما: "قول" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قال سلم قوم منکرون﴾

قال: قول، سلم: "علیکم" خبر محذوف کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول، قوم منکرون: مرکب توصیفی "انتم" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ تولیہ۔

﴿فراغ الى اهله فجاء بعجل سمين﴾

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "بادرا الى اکراہم دون ان يشعروهم" راغ الى اہلہ: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ تعقیبیہ، جاء: فعل بافاعل، بعجل سمين: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فقربه اليهم قال الا تاكلون فاوجس منهم خيفة﴾

ف: عاطفہ، قربہ اليهم: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، قال قول، همزہ: حرف استفهام، لا تاكلون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ تولیہ، ف: عاطفہ، او جس: فعل بافاعل، منهم: ظرف لغو، خيفة: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قالوا لا تخف وبشروه بغلم عليم﴾

قالوا: قول، لا تخف: فعل ہی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ تولیہ، و: عاطفہ، بشروه: فعل بافاعل ومفعول، بغلم عليم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاقبلت امراته في صرة فصكت وجهها وقالت عجوز عقيم﴾

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "لما سمعت سارة امرأة ابراهيم البشارة" اقبلت: فعل، امراته: ذو الحال، فی صرة: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، صکت وجهها: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قالت قول، عجوز عقيم: مرکب توصیفی "انا" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ تولیہ۔

﴿قالوا كذلك قال ربك انه هو الحكيم العليم﴾

قالوا: قول، كذلك: ظرف مستقر "قولا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، قال ربك: مفعول وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ تولیہ، انه حرف مشبہ واسم، هو: مبتدا، الحكيم العليم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اعتراض﴾

**مہمان فرشتے کون تھے اور ان کی تعداد کیا تھی؟**

..... حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو عذاب دینے کی غرض سے فرشتے نازل ہوئے ان کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق تین تھے یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، ایک قول کے مطابق نو فرشتے تھے، ایک قول کے مطابق بارہ فرشتے تھے۔ اس کے علاوہ بھی اقوال پائے جاتے ہیں۔

(الصاوی، ج ۳، ص ۱۴۵)



## حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جی میں خوف محسوس کرنا:

۲..... فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا: خوف (عذاب) نہ کیجئے ہم قوم لوط کی جانب بھیجے گئے ہیں، یہ جملہ اس وقت کہا گیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں پہچان لیا لیکن یہ نہ جان پائے کہ یہ حضرات کیوں بھیجے گئے ہیں؟۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چہرہ پر خوف کے آثار دیکھے ہوں یا ان کے پھرے کارنگ بدلتا ہوا دیکھا ہو۔ (المدارک، ج ۲، ص ۷۲)

## کس بیٹے کی خوشخبری دی گئی:

۳..... اس بارے میں مختلف اقوال نظر سے گزرے ہیں جنہیں من و عن درج ذیل ذکر کیا جاتا ہے:

امام ابو جعفر ابن جریر طبری کہتے ہیں: مراد حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں، اور علیم بمعنی ذا علم۔ ایک قول مجاہد سے یہ ہے کہ مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ اور اسی قول کے تحت امام طبری تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں یہ کہتا ہوں کہ مراد حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں کیونکہ بشارت بی بی سارہ کے حوالے سے ملی تھی اور انہی کے ہاں اولاد نہ تھی جب کہ بی بی ہاجرہ صاحب اولاد تھیں اور ان کے پاس حضرت اسماعیل علیہ السلام موجود تھے۔

(الطبری، الجزء: ۲۶، ص ۲۴۴)

(المدارک، ج ۳، ص ۳۷۶)

(خاشیۃ الشہاب، ج ۸، ص ۵۹۶)

امام نسفی فرماتے ہیں: جمہور کے نزدیک مراد حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔

قاضی شہاب الدین شیخ احمد بن محمد بن عمر خفاجی کہتے ہیں: مراد حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔

## بڑھاپے میں اولاد کی نعمت عطا کرنا:

۴..... مراد بڑھاپہ اور بے اولاد کی کا مرض ہے، مفسرین کرام کہتے ہیں کہ اس وقت تک بی بی سارہ کے اولاد نہ تھی، عمر مبارک ننانوے سال تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر مبارک اس وقت ایک سو بیس سال تھی۔ عرب میں یہ قاعدہ ہے کہ جب بھی کوئی تعجب کی بات ہوتی ہے تو عموماً عورتیں اپنا ہاتھ اپنے ہی گال پر مارتی ہیں یہی وجہ ہے کہ بی بی سارہ کو بھی یہ خبر تعجب خیز معلوم ہوئی کہ عمر کے اس حصے میں اولاد کی خبر عجیب و غریب ہے لہذا آپ نے بھی ایسا ہی کیا، جس کی جانب اللہ تعالیٰ نے یوں اشارہ فرمایا: ﴿فصکت وجہا پھر اپنا ہاتھ ٹھونکا﴾ (الذاریات: ۲۹)۔

(القرطبی، الجزء: ۲۶، ص ۴۴)

## اغراض:

منہم جبرائیل: تمام اقوال اسی اعتبار سے ہیں۔ سرا: یعنی مہمان سے خوف محسوس کرنے لگے۔

عرض علیہم الاکل: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿الا﴾ عرض کے لئے ہے، مراد نرمی اور مہربانی سے کھانا پیش کرنا ہے۔

صبحة: ﴿صبرہ﴾ کی تفسیر ہے، جیسا کہ سورۃ ہود میں گزر چکا کہ بی بی سارہ مسکرانے لگیں، بیٹے کی بشارت اور ولادت میں فقط ایک

(الصاوی، ج ۵، ص ۳۴۷)

ہی سال لگا۔ سارۃ: تخفیف و تشدید دونوں لغات ہیں۔

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

رکوع نمبر: ۱

﴿قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ﴾ شَانُكُمْ ﴿إِيَّاهَا الْمُرْسَلُونَ﴾ (۳۱) قَالُوا اإِنَّا ارسلنا الى قوم مجرمين (۳۲) ﴿كَافِرِينَ أَى قَوْمٍ لُّوطٍ﴾ لَنرسل عليهم حجارة من طين (۳۳) ﴿مَطْبُوءٌ بِالنَّارِ﴾ مَسُومَةٌ ﴿مُعَلَّمَةٌ عَلَيْهَا إِسْمٌ مِّنْ رَبِّى بِهَا﴾ عِنْدَ رَبِّكَ ﴿ظَرَفٌ لَّهَا﴾ لِّلْمُسْرِفِينَ (۳۴) ﴿يَأْتِيَانِهِمُ الذُّكُورُ مَعَ كُفْرِهِمْ﴾ فَاخْرَجْنَا مِنْ كَانَ فِيهَا أَى قَرَى قَوْمِ لُّوطٍ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (۳۵) ﴿لَا أَهْلَآكِ الْكَافِرِينَ﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ (۳۶) ﴿وَهُمْ لُّوطٌ وَأَبْنَاهُ وَصِفْوَا بِالْإِيمَانِ وَالْإِسْلَامِ أَى هُمْ مُصَدِّقُونَ بِقَوْلِهِمْ عَامِلُونَ بِجَوَارِحِهِمُ الطَّاعَاتِ﴾ وَتَرَكْنَا فِيهَا ﴿بَعْدَ إِهْلَآكِ الْكَافِرِينَ﴾ آيَةً ﴿عَلَامَةً عَلَى أَهْلَآكِهِمْ﴾ لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْآلِيمَ (۳۷) ﴿فَلَا يَفْعَلُونَ مِثْلَ فِعْلِهِمْ﴾ وَفَى مُوسَى ﴿مَعْطُوفٌ عَلَى فِيهَا الْمَعْنَى وَجَعَلْنَا فِي قِصَّةِ مُوسَى آيَةً﴾ اِذْ ارسلنه الى فرعون ﴿مُتَلَبِّسًا﴾ بِسُلْطَنٍ مِّبِينٍ (۳۸) ﴿بِحُجَّةٍ وَأَصْحَةٍ﴾ فِتْوَى ﴿أَعْرَضَ عَنِ الْإِيمَانِ﴾ بِرُكْنِهِ ﴿مَعَ جُنُودِهِ لِأَنَّهُمْ لَهُ كَالرُّكْنِ﴾ وَقَالَ ﴿لِمُوسَى هُوَ﴾ سِحْرٌ أَوْ مَجْنُونٌ (۳۹) فَاخَذَهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ ﴿طَرَحْنَاهُمْ﴾ فِى الْيَمِّ ﴿الْبَحْرِ فَعَرَقُوا﴾ وَهُوَ ﴿أَى فِرْعَوْنُ﴾ مَلِيمٌ (۴۰) ﴿آتَ بِمَا يَلَامُ عَلَيْهِ مِنْ تَكْذِيبِ الرُّسُلِ وَدَعْوَى الرُّبُوبِيَّةِ﴾ وَفَى ﴿إِهْلَآكِ﴾ عَادَ ﴿آيَةً﴾ اِذْ ارسلنا عليهم الرِّيحَ الْعَقِيمَ (۴۱) ﴿هِيَ الَّتِى لَا خَيْرَ فِيهَا لَأَنَّهُآ لَا تَحْمِلُ الْمَطَرَ وَلَا تَلْقُحُ الشَّجَرَ وَهِيَ الذَّبُورُ﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ ﴿نَفْسٍ أَوْ مَالٍ﴾ اِتَتْ عَلَيْهِ اَلَا جَعَلْتَهُ كَالرَّمِيمِ (۴۲) ﴿كَآلْبَالِى الْمُفْتَتِ﴾ وَفَى ﴿إِهْلَآكِ﴾ ثَمُودَ ﴿آيَةً﴾ اِذْ قِيلَ لَهُمْ ﴿بَعْدَ عَقْرِ النَّاقَةِ﴾ تَمَتَّعُوا حَتَّى حِينٍ (۴۳) ﴿أَى اِلَى انْقِضَاءِ أَجَالِكُمْ كَمَا فِى آيَةٍ تَمَتَّعُوا فِى ذَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ﴾ فَعْتُوا ﴿تَكَبَّرُوا﴾ عَنِ أَمْرِ رَبِّهِمْ ﴿أَى عَنْ اِمْتِنَانِهِ﴾ فَاخَذْتَهُمُ الصَّعْقَةُ ﴿بَعْدَ مَضَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ أَى الصَّيْحَةُ الْمُهْلِكَةُ﴾ وَهُمْ يَنْظُرُونَ (۴۴) ﴿أَى بِالنَّهَارِ﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ ﴿أَى مَا قَدَرُوا عَلَى النَّهْوضِ حِينَ نَزُولِ الْعَذَابِ﴾ وَمَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ (۴۵) ﴿عَلَى مَنْ أَهْلَكْنَاهُمْ﴾ وَقَوْمُ نُوحٍ ﴿بِالْجَرِّ عَطْفٌ عَلَى ثَمُودَ أَى وَفَى اِهْلَآكِهِمْ بِمَا فِى السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ آيَةً وَبِالنُّضْبِ أَى أَهْلَكْنَا قَوْمَ نُوحٍ﴾ مِنْ قَبْلِ ﴿أَى قَبْلَ اِهْلَآكِ هَؤُلَاءِ الْمَذْكُورِينَ﴾ اَنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ (۴۶) ﴿

## ﴿ترجمہ﴾

(ابراہیم علیہ السلام نے) فرمایا تمہارا کیا کام ہے (خطبکم بمعنی شانکم ہے) اے فرشتوں بولے ہم ایک مجرم (یعنی کافر) قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (مراد اس سے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم تھی) کہ ان پر گارے کے بنائے ہوئے پتھر چھوڑیں (جسے آگ میں پکالیا گیا ہو اور وہ پختہ ہو گئے ہوں) نشان کئے رکھے ہیں (یعنی جس پر جو پتھر برسے گا اس پر اس شخص کا نام لکھا ہے) تیرے رب کے پاس ”عند ربک“ طرف ہے (حد سے بڑھنے والوں سے لیے) (کفر کے ساتھ ساتھ مردوں کے ساتھ بد فعلی کرنے کی وجہ سے.....) تو ہم نے اسے نکال دیا جو اس میں (یعنی قوم لوط کی ہستی میں) تھے مومنین میں سے (ان کافروں کو ہلاک فرمانے کے لیے) تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا (اور وہ گھر حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کی دو صاحبزادیوں پر مشتمل تھا، ان حضرات کی

توصیف ایمان اور اسلام کے ساتھ کی گئی ہے یعنی یہ حضرات دل سے تصدیق کرنے والے بھی تھے اور اپنے اعضاء سے اطاعت الہی و تعالیٰ پر عامل بھی تھے..... اور ہم نے اس میں باقی رکھی (کافروں کو ہلاک کرنے کے بعد) نشانی (یعنی ان کے ہلاک کئے جانے کی علامت) ان کے لیے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں (پس وہ ان کی طرح کے اعمال نہیں کریں گے) اور موسیٰ میں ”نفسی موسیٰ“ کا عطف ماقبل ”فیہما“ پر ہے معنی آیت یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں نشانی بنائی (جب ہم نے اسے فرعون کے پاس بھیجا) اس حال میں کہ ان کے ساتھ تھی واضح دلیل (سلطان مبین بمعنی حجة واضحة ہے.....) تو اس نے منہ پھیرا (یعنی ایمان لانے سے اعراض کیا) اپنے لشکر کے ساتھ (برکنہ بمعنی مع جنودہ ہے، کیونکہ یہ لشکر فرعون کے لیے ”رکن“ کی حیثیت رکھتا تھا اس لیے اسے ”رکن“ سے تعبیر فرمایا) اور بولا (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق میں یہ) جادو گر ہے یا دیوانہ تو ہم نے اسے اور اس کے لشکر کو پکڑ کر دریا میں ڈال دیا انہیں (نبذہم بمعنی طرحنا ہم ہے) سمندر میں (الیم بمعنی البحر ہے.....) اور وہ (یعنی فرعون) ملامت کر رہا تھا (یعنی فرعون نے لائق ملامت افعال کئے جیسے رسل عظام کو جھٹلانا اور خدائی کا دعویٰ کرنا) اور عابد (کو ہلاک کر دینے) میں (نشانی ہے) جب ہم نے ان پر خشک آندھی بھیجی (”ربح عقیم“ ایسی ہوا کو کہتے ہیں جس میں کچھ خیر و برکت نہ ہو، اس ہوا کو عقیم اس لیے کہا کہ نہ تو یہ بارش کو اٹھا کر لاتی اور نہ درخت اگاتی اس ہوا کو ”دبور“ یعنی پچھوا ہوا کہتے ہیں) جس چیز پر گزرتی (خواہ وہ آدمی ہو یا اموات) اسے گلی ہوئی چیز کی طرح کر چھوڑتی (یعنی گلا کر ریزہ کر دیتی.....) اور ثمود (کو ہلاک کر دینے) میں (نشانی ہے) جب ان سے فرمایا گیا (ناقہ کی کوچیں کٹنے کے بعد) ایک وقت تک برت لو (یعنی اپنی زندگی پوری کرنے کے وقت تک جیسا کہ اس آیت مبارکہ میں ہے ﴿تمتعوا فی دارکم ثلثة ایام﴾) تو انہوں نے تکبر کیا (فعتوا بمعنی استکبروا ہے) اپنے رب کے حکم سے (یعنی حکم الہی علیہ السلام بجالانے سے) تو انہیں کڑک نے آیا (یعنی ہلاکت خیز چیخ نے تین دن گزر نے کے بعد) اور وہ دیکھ رہے تھے (دن میں) تو وہ کھڑے نہ ہو سکیں (یعنی عذاب نازل ہو جانے کے بعد وہ اٹھنے کی قدرت بھی نہ رکھتے تھے.....) اور نہ وہ بدلہ لے سکیں (اس سے جس نے ان لوگوں کو ہلاک کیا تھا) اور نوح کی قوم (”قوم نوح“ بحر پر پڑھے جانے کی صورت میں یہ ”ثمود“ پر معطوف ہوگا معنی آیت یہ ہوگا قوم نوح کو ہلاک کر دینے میں زمین و آسمان میں نشانی موجود ہے اور ”قوم نوح“ منصوب پڑھے جانے کی صورت میں فعل مقدر ”اهلکنا“ کا مفعول ہوگا معنی ہوگا ہم نے نوح کی قوم کو ہلاک کر دیا.....) اس سے پہلے (یعنی مذکورہ لوگوں کو ہلاک کرنے سے پہلے) بیشک وہ فاسق لوگ تھے۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿قال فما خطبکم ایہا المرسلون﴾

قال: قول، ف: نصیحہ، ما: استفہامیہ مبتدا، خطبکم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ایہا المرسلون: نداء، ملکر شرط محذوف ”ان کنتم ملائکۃ کما تقولون“ کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ تالیہ۔

﴿قالوا انا ارسلنا الی قوم معجزمین لنرسل علیہم حجارۃ من طین مسومۃ عند ربک للمسر فین﴾

قالوا: قول، انا: حرف مشبہ واسم، ارسلنا: فعل مجہول بانائب الفاعل، الی: جار، قوم معجزمین: مرکب توصیفی بحرور، ملکر ظرف لغو، لام: جار، نرسل علیہم: فعل بافاعل و ظرف لغو، حجارۃ: موصوف، من طین: ظرف مستقر صفت اول، مسومۃ: اسم مفعول بانائب الفاعل، عند ربک: ملکر صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر تقدیر ان بحرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ تالیہ۔

﴿فَاخْرَجْنَا مِنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾

ف: نصیجہ، اخراجنا: فعل بافاعل، من: موصولہ، کان: فعل ناقص ”ہو، ہمیر مستتر ذوالحال، من المؤمنین: ظرف مستقر حال، مکر اسم، فیہا: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ما وجدنا: فعل نفی بافاعل، فیہا: ظرف لغو، غیر: مضاف، بیت: موصوف، من المسلمین: ظرف مستقر صفت، مکر مضاف الیہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ﴾

و: عاطفہ، ترکنا: فعل بافاعل، فیہا: ظرف لغو، آیہ: موصوف، لام: جار، الذین: موصول، یخافون العذاب الالیم: جملہ فعلیہ صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر صفت، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَفِي مُوسَى إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَنٍ مُّبِينٍ﴾

و: عاطفہ، فی: موصوف، جار مجرور، مکر ماقبل ”فیہا“ پر معطوف ہے، اذ: اضمحاض، ارسلنا: فعل وفاعل ”ہو، ہمیر ذوالحال، بسلطن مبین: ظرف مستقر حال، مکر مفعول، الی فرعون: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر ماقبل ”ترکنا“ کیلئے ظرف ہے، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فَتَوَلَّىٰ بَرَكْنَهُ وَقَالَ سِحْرٌ أَوْ مَجْنُونٌ﴾

ف: عاطفہ، تولى: فعل ”ہو، ہمیر ذوالحال، برکنہ: ظرف مستقر حال، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قال: قول، سحر: معطوف علیہ، او: عاطفہ، مجنون: معطوف، مکر ”ہو“ مبتدا محذوف کی خبر، مکر جملہ اسمیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿فَاخْذَنَّهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ﴾

ف: عاطفہ، اخذنا: فعل بافاعل وہ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، هو: اسمیہ، مکر جملہ اسمیہ حال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، نبذنا: فعل بافاعل ومفعول، فی الیم: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَفِي عَادَ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ﴾

و: عاطفہ، فی عاد: جار مجرور معطوف ہے ماقبل ”فی موسی“ پر، اذ: اضمحاض، ارسلنا: فعل بافاعل وظرف لغو، الیم: مفعول، مکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر ماقبل ”اذا ارسلنا“ پر معطوف ہے۔

﴿مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلْنَاهُ كَالرَّمِيمِ﴾

ما تذر: فعل نفی بافاعل، من: زائد، شئی: موصوف، اتت: علیہ: جملہ فعلیہ صفت، مکر مفعول، الا: اداة حصر، جعلنا: فعل بافاعل ومفعول، کالرمیم: ظرف مستقر مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ ماقبل ”الریح“ سے حال ہے۔

﴿وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ﴾

و: عاطفہ، فی: موصوف، جار مجرور معطوف ہے ماقبل ”فی موسی“ پر مضاف، قیل: قیل، قول، تمتعوا: فعل امر بافاعل، حتی: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ مقولہ، مکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر ماقبل ”اذا ارسلنا“ پر معطوف ہے۔

﴿فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَاخْذَتْهُمُ الصَّعْقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ﴾

ف: عاطفہ، عتوا: فعل بافاعل، عن امر ربهم: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اخذت: فعل، هم: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، هم: یظنون: جملہ اسمیہ حال، مکر مفعول، الصعقة: فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ﴾



ف: عاطفہ، ما تافہ، استطاعوا: فعل باواؤ ضمیر فاعل، من: زائد، قیام، مفعول، ملکہ جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما تافہ، کانوا: فعل ناقص با اسم، منتصرین: خبر، ملکہ جملہ فعلیہ۔

﴿وقوم نوح من قبل الہم کانوا قوما فاسقین﴾

و: عاطفہ، قوم نوح: ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال، ملکہ فعل محذوف ”اہلکنا اذکر“ کیلئے مفعول ہے، ملکہ جملہ فعلیہ، انہم: حرف مشبہ واسم، کانوا: فعل ناقص با اسم، قوما فاسقین: خبر، ملکہ جملہ فعلیہ خبر، ملکہ جملہ اسمیہ۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اعراض﴾

### قوم لوط کی عادت بد اور عذاب کی کیفیات:

۱..... قوم لوط کی بُری خصلت یہ تھی کہ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے خواہش پوری کرتے تھے، جس کی وجہ سے عذاب الہی کا شکار ہوئے۔ اگر کوئی شخص غیر محل یعنی در میں طہی کرے تو امام اعظم کے نزدیک مطلقاً حد نہیں بلکہ ایسی صورت میں تعزیر ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک اجنبی پر ایسا فعل کرنے کی صورت میں جلد لازم ہوگی جبکہ اگر کوئی شخص ایسا فعل کسی باندی، غلام یا زوجہ سے کرے تو بالا جماع حد نہ ہوگی بلکہ تعزیر ہوگی، درد میں ہے کہ ایسے شخص کو آگ میں جلادیا جائے یا اس پر دیوار گرا دی جائے اور پھر اوپر سے پتھر مار کر سنگسار کر دیا جائے، الحواوی میں ہے کہ ایسا فعل کرنے والے کو کوڑے لگانا زیادہ صحیح ہے، فتح القدیر میں ہے کہ ایسے شخص کو قید کیا جائے حتیٰ کہ مر جائے یا توبہ کر لے، اور اگر پھر یہی جرم کرے تو امام وقت اسے قتل کر دے۔ (الدر المختار، کتاب الحدود، باب الوطی یوجب الحد، ج ۶، ص ۳۸) (حضرت جبریل علیہ السلام) نے بستی کو الٹ دیا اور اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر کر دیا اور ان پر پے درپے پتھر برسائے گئے، جس پتھر پر جس کا نام تھا وہ اسی پر پڑا، چہ جائے کہ وہ شہر میں حاضر تھے یا شہر سے غائب کسی سفر وغیرہ میں تھے۔ (قصص الانبیاء، قصہ لوط، ص ۱۴۶) مزید تحقیق سورۃ الاعراف کے تحت دوسری جلد میں دیکھ لیں۔

### حضرت لوط علیہ السلام کے مومن اہل خانہ:

۲..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین تو ہم نے وہاں ایک ہی گھر مسلمان پایا﴾ (النور: ۳۶)۔ اہل خانہ سے حضرت لوط اور ان کی دو بیٹیاں مراد ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان اور اسلام کو متحد کر فرمایا ہے اس لئے کہ جو مومن ہوتا ہے وہ یقیناً مسلم بھی ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اسلام ایمان سے عام معنی میں مراد لیا جاتا ہے اور عام کا خاص پر اطلاق کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے اسی بناء پر مومن کو مسلم کہہ دیا جاتا ہے، پس اس صورت میں مفاہیم میں اتحاد کو دلیل نہیں بنایا جائے گا۔ (الخازن، ج ۴، ص ۱۹۵)

### آیت ”۳۸“ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کس خاص نشانی کا ذکر ہے؟

۳..... اس بارے میں دو اقوال ہیں: ایک قول کے مطابق سلطان مبین سے مراد عصاء والا معجزہ ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ عصاء اور دیگر معجزات مراد ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۴۶)۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات عطا فرمائے چنانچہ وہ نو معجزات یہ ہیں عصاء، ید بیضاء، قطف سالی، طوفان، مٹی، جوں، مینڈک، خون، مال کی بربادی۔ ان تمام معجزات کا ذکر سورۃ اعراف میں ہے سوائے ایک معجزہ کے اور وہ فرعونوں کے مال کی بربادی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر سورۃ یونس کی آیت نمبر ۸۸ میں فرمایا۔

(الصنای، ج ۲، ص ۲۷۷)

## فرعون کا مع ہمراہی سمندر میں غرق ہونا:

۴..... اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا: ﴿فَاَوْحَيْنَا اِلٰى مُوسٰى اَنْ اَضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ.....﴾ الخ تو ہم نے موسیٰ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مار، تو جہی دریا پھٹ گیا (الشعراء: ۶۳) فرعون کا مقصد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کو پالینا تھا۔ اللہ ﷻ کے اذن کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا دریا پر مارا جس سے بارہ قبیلوں کے بارہ راستے بن گئے اور ہر قبیلہ اپنے راستے پر چل نکلا، دریا کا پانی پہاڑ کی مثل کھڑا تھا اور یہ اللہ ﷻ کی جانب سے وہ قدرت ظاہر ہوئی جو کن فیکون پر قادر ہے۔ لوگ خوشی خوشی جھومتے ہوئے دریا پار کر گئے اور آگے والے پیچھے والے سب ایک دوسرے سے دریا پار مل گئے، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاہا کہ دوبارہ دریا پر اپنا عصا ماریں کیونکہ پیچھے فرعون مع اپنے لشکر کے پیچھا کئے آ رہا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اس کے علاوہ بظاہر کوئی اور چارہ بھی نہ تھا لیکن اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعے حکم فرمایا کہ دریا کو اس کے حال پر چھوڑ دیں چنانچہ فرمان مقدس ہوا: ﴿وَاتْرِكْ الْبَحْرَ رَهْوًا اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُونَ﴾ اور دریا کو یونہی جگہ جگہ سے چھوڑ دے بیشک وہ لشکر ڈوب دیا جائے گا (الاحقاف: ۲۴)۔ حضرت عبداللہ ابن عباس، مجاہد، عکرمہ، ربیع، ضحاک، قتادہ، کعب الاحبار، سماک، ابن حرب، عبدالرحمن بن زید بن اسلم رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا کو اس کے حال پر چھوڑ دیا یہاں تک کہ فرعون مع اپنے لشکر کے دریا میں غرق ہوا۔

(البدایہ والنہایہ، قصۃ ہلاک فرعون وجنودہ، ج ۱، الجزء الاول، ص ۲۹۹ وغیرہ)

## قوم عاد پر عذاب کی کیفیت:

۵..... قوم ہود پر عذاب کی کیفیت یہ ہے کہ سات دن اور آٹھ راتوں تک مسلسل زبردست آندھی بھیجی، یہ سخت اور تیز ہوا ان کے نتھوں میں گھستی اور پچھلے سوراخ سے نکل کر انہیں منہ کے بل زمین پر گرا دیتی حتیٰ کہ وہ اس طرح ہو گئے جس طرح کھجور کے تنے زمین پر گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر یہ سوال ہو کہ انہیں اس طرح ہلاک کیوں کیا گیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ ہوا سخت بخ بستہ اور ٹھنڈی ہو یا وہ ہوا بہت تیز اور بہت سخت ہو اور اس نے ان کو زمین پر پچھاڑ دیا ہو، ان میں سے ہر چیز ممکن ہے۔ اللہ ﷻ کا فرمان ہے کہ: ”ہم نے ہود اور ایمان والوں کو نجات دی“، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ آندھی سب پر آئی یعنی ایمان والوں پر بھی اور کافروں پر بھی۔

(الرازی، ج ۶، ص ۲۶۶)

## قوم ثمود پر عذاب کی کیفیت:

۱..... قوم صالح پر عذاب کی صورت اس طرح بنی کہ جمرات کی صبح جس کو ایام النظرة کہا گیا ان کے چہرے زرد پڑ گئے جیسا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں عذاب سے ڈرایا تھا، دوسرے دن صبح ان کے چہرے سرخ ہو گئے اور یہ دن جمعہ کا تھا جسے ایام التاجیل کہا گیا ہے، پھر تیسرے دن ان کے چہرے سیاہ پڑ گئے اور یہ ہفتے کا دن تھا جسے ایام المتناع کہا گیا، چوتھے دن کی صبح اتوار کے دن قوم خوشبو لگا کر عذاب کے انتظار میں بیٹھ گئی، انہیں معلوم نہ ہوتا تھا کہ عذاب کیسے اور کس جانب سے آئے گا؟ جب سورج طلوع ہوا، آسمان سے ایک زوردار آواز آئی اور ان کے نیچے یعنی زمین سے شدید زلزلہ آیا جس سے رو میں پرواز کر گئیں، نفوس چلے گئے، ہلنا جلنا بند ہو گیا، آوازیں تھم گئیں اور حقیقت ظاہر ہوئی اور گویا صبح ان کی اس حال میں ہوئی کہ وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے کہ نہ تو ان میں روح باقی رہی اور نہ ہی کوئی حس و حرکت۔

(البدایہ والنہایہ، قصۃ صالح بنی ثمود، الجزء ۱، ج ۱، ص ۱۵۳)

## قوم نوح پر عذاب کی کیفیت:

یہ..... اس بارے میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ تمام روئے زمین پر طوفان آیا یا بعض علاقوں میں، یا فقط قوم نوح پر چنانچہ علامہ اسماعیل حق کہتے ہیں: پس طوفان نے روئے زمین پر موجود تمام کافروں کو مذکورہ مدت (چھ ماہ تک) گھیر لیا، پس طوفان کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو گھیرنے، احاطہ کرنے کی قدرت رکھتا ہو اور اس میں شدت و کثرت کا عنصر بھی پایا جائے اور یہ طوفان سیلان (بہاؤ)، ہواؤں، اندھیروں، قتل، موت، طاعون، چچک، خسر اپن، بھوک کے عذابات کو لئے ہوئے تھا اور اس دن طوفان میں پانی کا غلبہ تھا اور اس پانی نے تمام زمین کو اپنے احاطے میں لے لیا تھا۔ (روح البیان، ج ۶، ص ۵۸۱، روح المعانی، الجزء: ۲۰، ص ۴۶۷)

## اغراض:

وہم لوط ابتناہ: یعنی اُن میں سے تیرہ صاحبزادیاں مراد ہیں جو اسلام میں داخل تھیں۔  
وصفوا بالایمان والاسلام: اور یہاں ایمان اور اسلام کے ساتھ اس لئے موصوف کیا کیونکہ مسلم کبھی مومن ہوتا ہے اور کبھی مومن نہیں ہوتا۔  
علامہ: یعنی پتھروں اور چٹانوں کے باہم میلپ اور درمیان سے بدبودار پانی کے نکلنے نے اُس مقام سے گزرنے والوں کے لئے نشانی بنا دی کہ ماضی میں یہاں قوم لوط کے نافرمانوں کی ہلاکت ہوئی ہے۔

المعنی وجعلنا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے اور مفعول محذوف ہے۔ بحجة واضحة: مراد نو نشانیاں ہیں۔ کالرکن: جیسا کہ گھر کے کنبے پر اعتماد کیا جاتا ہے، پس ”الجنود“ بمعنی ”الرکن“ ہے، کیونکہ اسی پر بھروسہ اور اعتماد پایا جاتا ہے جیسا کہ (جنگوں میں) لشکر پر اعتماد ہوتا ہے۔ لموسیٰ: سے مراد شان موسیٰ ہے۔

آت بما یلام علیہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ”الایلام“ کی اسناد مجاز عقلی کی وجہ سے ہے۔  
من تکذیب الرسول: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ”اللوم“ فعل مختلف اوصاف کے اعتبار سے لیا جاتا ہے، پس یہ اعتراض دور ہو جاتا ہے کہ جس طرح فرعون کے اوصاف مذکورہ اور ذوالنون کے اوصاف میں فرق ہے۔ وہی الدبور: مفسر نے بحوالہ عقیم کی تفسیر ”الدبور“ سے کی ہے، اور ایک قول کے مطابق ”النکباء“ مراد ہے، اس سے مراد وہ ہواؤں میں سے وہ ہوا ہے جو خراب ترین ہوا ہے، اور زیادہ صحیح قول یہ ہے جو حدیث میں وارد ہوا: ”میری صبا کے ذریعے مدد کی گئی اور عادی بُری ہوا سے ہلاک کی گئی“۔

الباقی المتفتت: اور ایک قول کے مطابق ”الرمیم الرماد“ ہے، ایک قول کے مطابق راکھ کا ڈھیر ہے اور اسی سے ملتے جلتے معنی کئے گئے ہیں۔ الصبیحة المہلکة: پس حضرت جبرائیل امین کی چنگھاڑ سے سارے ہی ہلاک ہو گئے، اور اس کا اطلاق آگ پر ہوتا ہے جو کہ آسمان سے نازل ہوتی ہے، اور یہی یہاں مراد ہے۔

ای بالنہار: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿وہم یستظرون﴾ کا تعلق ”النظر“ سے ہے، اور ایک قول کے مطابق ”الانتظار“ سے ہے، معنی یہ ہے کہ جس عذاب کا اُن سے وعدہ کیا گیا تھا اُس کا انتظار کرتے ہیں۔

علیٰ من اہلکھم: مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے: ”یعنی وہ اپنی ذات سے عذاب کو دور کرنے کے قابل نہ تھے، اور ان کے لئے اللہ کی مدد نہ تھی بلکہ وہ تو اللہ کے عذاب سے فرار حاصل کرنے کا وہم کرتے تھے“۔

بالجر عطف علی ثمود: یہ تمام وجوہات میں سے قریب ترین وجہ ہے۔ و اہلکنا: یہ قوم نوح کی ہلاکت کے اعتبار سے دوسری وجہ ہے اور یہی بہتر ہے۔

(الصلوی، ج ۵، ص ۴۸ و غیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿وَالسَّمَاءَ بَنِيهَا بِإِيدٍ﴾ ﴿بِقُوَّةٍ﴾ ﴿وَإِنَّا لَمَوْسِعُونَ﴾ ﴿۳۷﴾ ﴿قَادِرُونَ يَقَالُ آدَ الرَّجُلُ يَبْنِيهِ قُوَّةً وَأَوْسَعَ الرَّجُلُ صَارَ ذَا مَسْعَةٍ وَقُدْرَةٍ وَقُوَّةٍ﴾ ﴿وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا﴾ ﴿مَهْدِنَاهَا﴾ ﴿فَنَعْمَ الْمُهْدُونَ﴾ ﴿۳۸﴾ ﴿نَحْنُ﴾ ﴿وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ﴾ ﴿مُتَعَلِّقٌ بِقَوْلِهِ﴾ ﴿خَلَقْنَا زَوْجِينَ﴾ ﴿صِنْفَيْنِ﴾ ﴿كَالدَّكْرِ وَالْأُنْثَى﴾ ﴿وَالسَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالسَّهْلَ وَالْجَبَلَ وَالصَّيْفَ وَالشِّتَاءَ وَالْحُلُوَّ وَالْحَامِضَ وَالنُّورَ وَالظُّلْمَةَ﴾ ﴿لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ ﴿۳۹﴾ ﴿يُخَذِّفُ أَحَدِي التَّائِبِينَ مِنَ الْأَصْلِ فَيَعْلَمُونَ أَنَّ خَالِقَ الْأَزْوَاجِ فَرَّدَ فَيَعْبُدُونَهُ﴾ ﴿فَفَرُّوا إِلَى اللَّهِ﴾ ﴿أَيُّ إِلَى ثَوَابِهِ مِنْ عِقَابِهِ﴾ ﴿بِأَن تَطِيعُوهُ وَلَا تَعْصُوهُ﴾ ﴿إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ﴾ ﴿۴۰﴾ ﴿بَيْنَ الْإِنذَارِ﴾ ﴿وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ﴾ ﴿۴۱﴾ ﴿يُقَدِّرُ قَبْلَ فَعْرُوقٍ﴾ ﴿أَقْلَ لَهُمْ﴾ ﴿كَذَلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا هُوَ سَاحِرٌ أَوْ مُجْنُونٌ﴾ ﴿۴۲﴾ ﴿أَيُّ مِثْلَ تَكْذِيبِهِمْ لَكَ بِقَوْلِهِمْ إِنَّكَ سَاحِرٌ أَوْ مُجْنُونٌ﴾ ﴿تَكْذِيبُ الْأُمِّ قَبْلَهُمْ رُسُلَهُمْ بِقَوْلِهِمْ ذَلِكَ﴾ ﴿أَتَوَصَّوهُ﴾ ﴿كُلُّهُمْ﴾ ﴿بِهِ﴾ ﴿اسْتَفْهَامٌ بِمَعْنَى النَّفْيِ﴾ ﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ﴾ ﴿۴۳﴾ ﴿جَمَعَهُمْ عَلَى هَذَا الْقَوْلِ طُغْيَانُهُمْ﴾ ﴿فَتَوَلَّى﴾ ﴿أَعْرَضَ﴾ ﴿عَنْهُمْ﴾ ﴿فَمَا أَنْتَ بِمَلُومٌ﴾ ﴿۴۴﴾ ﴿لَا تَنْكَرُ بَلَّغْتَهُمُ الرِّسَالَهَ﴾ ﴿وَذَكَرَ عِظَ بِالْقُرْآنِ﴾ ﴿فَإِنَّ الذِّكْرَ يَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ﴿۴۵﴾ ﴿مَنْ عَلَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهُ يُؤْمِنُ﴾ ﴿وَمَا خَلَقَ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَهُ﴾ ﴿۴۶﴾ ﴿وَلَا يُنَافِي ذَلِكَ عَدَمُ عِبَادَةِ الْكَافِرِينَ لِأَنَّ الْعَايَةَ لَا يَلْزِمُ وَجُودَهَا كَمَا فِي قَوْلِكَ بَرِئْتُ هَذَا الْقَلَمَ لَا كُتِبَ بِهِ فَإِنَّكَ قَدْ لَا تَكْتُبُ بِهِ﴾ ﴿مَا أَرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ﴾ ﴿لِي﴾ ﴿وَلَا أَنْفُسِهِمْ وَغَيْرُهُمْ﴾ ﴿وَمَا أَرِيدُ أَنْ يَطْعَمُونَ﴾ ﴿۴۷﴾ ﴿وَلَا أَنْفُسَهُمْ وَلَا غَيْرَهُمْ﴾ ﴿إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرِّزَاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ ﴿۴۸﴾ ﴿الشَّدِيدُ﴾ ﴿فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا﴾ ﴿أَنْفُسَهُمْ﴾ ﴿بِالْكَفْرِ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ وَغَيْرِهِمْ﴾ ﴿ذُنُوبًا﴾ ﴿نَصِيبًا مِنَ الْعَذَابِ﴾ ﴿مِثْلَ ذُنُوبِ﴾ ﴿نَصِيْبِ﴾ ﴿أَصْحَابِهِمْ﴾ ﴿أَلْهَالِكِينَ قَبْلَهُمْ﴾ ﴿فَلَا يَسْتَعْجِلُونَ﴾ ﴿۴۹﴾ ﴿بِالْعَذَابِ﴾ ﴿إِنْ أَخْرَجْتَهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ﴾ ﴿فَوَيْلٌ﴾ ﴿لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ فِي يَوْمِهِمْ﴾ ﴿الَّذِي يُوعَدُونَ﴾ ﴿۵۰﴾ ﴿أَيُّ يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾

## ﴿ترجمہ﴾

اور آسمان کو ہم نے قوت کے ساتھ بنایا (باید بمعنی بقوۃ ہے) اور بیشک ہم قدرت والے ہیں (موسعون بمعنی قادر و بڑے ہیں) کہا جاتا ہے "آد الرجل یبنیہ بمعنی مرزوقی ہو گیا اور" اوسع الرجوع "کہتے ہیں یعنی مرد وسعت اور قوت والا ہو گیا) اور زمین کو ہم نے فرش کیا (فرشہا بمعنی مہدناہا ہے) تو ہم کیا ہی اچھے بچانے والے ("نحن" مخصوص بالمدح محذوف ہے) اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑ بنائے (یعنی دو قسم پر بنایا جیسے مذکر مونث، آسمان اور زمین، سورج چاند، نرم و ہموار، زمین و پہاڑ، گرمی اور سردی، بیٹھا و کھٹا، اندھیرا اور اجالا) کہ تم دھیان کرو (اور اس کے نتیجے میں جان لو کہ ان جوڑوں کو پیدا کرنے والا خود فردیکتا ہے پس تم اسی کی عبادت کرو .....!) تو اللہ کی طرف بھاگو (یعنی اس کے عقاب سے اس کے ثواب کی طرف یوں کہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو .....!) بیشک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے صریح ڈرسانے والا ہوں (نذیر مبین بمعنی بین الانذار ہے) اور اللہ کے سوا اور معبود نہ ٹھہراؤ بیشک میں اس کی طرف سے تمہارے لیے صریح ڈرسانے والا ہوں (ففرؤا سے پہلے "قل لہم" محذوف ہے



(یونہی جب ان سے انگلوں کے پاس کوئی رسول تشریف لایا تو یہی بولے کہ (یہ) جادوگر ہے یا دیوانہ (یعنی جس طرح یہ لوگ اپنی اس بات کے ذریعے کہ تم جادوگر ہو یا دیوانے ہو تمہیں جھٹلا رہے ہیں اسی طرح ان سے پہلے کی امتوں نے بھی اپنے رسولوں کو یہی باتیں کہہ کر جھٹلایا تھا.....) کیا (وہ سب) آپس میں ایک دوسرے کو یہ بات کہہ کر مرے ہیں (یہاں استفہام بمعنی نفی ہے) بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں (اور ان کی سرکشی نے ان سب کو ایک بات پر جمع کیا ہے) تو تم منہ پھیر لو (یعنی اعراض کرو) ان سے تم پر کچھ الزام نہیں (کیونکہ تم نے پیغام الہی ان تک پہنچا دیا ہے.....) اور سمجھاؤ (یعنی قرآن کے ذریعے وعظ و نصیحت کرو) سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے (کہ نصیحت کے سبب علم الہی میں جس کا ایمان لانا مقدر ہے وہ ایمان لے آئے گا.....) اور میں نے جن اور آدمی اسی لیے بنائے کہ میری بندگی کریں (کافروں کی عبادت نہ کرنا اس کے منافی نہیں کیونکہ غایت کا وجود لازم نہیں ہوتا جیسا کہ تم کہتے ہو میں نے یہ قلم تراشا ہے تاکہ میں اس کے ذریعے لکھوں حالانکہ تم کبھی اس سے نہیں بھی لکھتے.....) میں ان سے رزق نہیں مانگتا (اپنے لیے نہ خود ان کے لیے اور نہ دوسروں کے لیے) اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں (نہ خود ان کے لیے اور نہ دوسروں کے لیے) بیشک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا قدرت والا ہے (متین کے معنی شدید ہے) بیشک وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا (اپنی جانوں پر ارتکاب کفر کر کے یعنی اہل مکہ وغیرہ) ان کے لیے عذاب میں سے حصہ (ذنبوا بمعنی نصیباً ہے) جیسے کہ ان کے ساتھ والوں کے لیے حصہ تھا (جو ان سے پہلے ہلاک ہوئے، ذنبوب بمعنی نصیب ہے.....) تو مجھ سے جلدی نہ کریں (عذاب کی میں نے قیامت کے دن تک کے لیے اسے مؤخر کر رکھا ہے) تو ہلاکت (یعنی شدید عذاب) ہے کافروں کے لیے اس دن میں (”من یومہم“ میں من بمعنی فی ہے) جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں (یعنی بروز قیامت)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿و السماء بنینھا باید وانا لموسعون﴾

و: عاطفہ، السماء منصوب براشتغال فعل محذوف ”بنینا“ کیلئے مفعول ہے، ملکر جملہ فعلیہ، بنینا: فعل ونا ضمیر ذوالحال، باید: ظرف مستقر حال اول، و: حالیہ، انا لموسعون: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل، ہا: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و الارض فرشنھا فنعیم الماہدون﴾

و: عاطفہ، الارض منصوب براشتغال فعل محذوف ”فرشنا“ کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، فرشنھا: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، نعیم: فعل مدح، الماہدون: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ”نحن“ مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و من کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین﴾

و: عاطفہ، من کل شیء ظرف لغو مقدم، خلقنا: فعل بافاعل، زوجین: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، لعلکم: حرف مشبہ و اسم، تذکرون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصيحة، ففروا: فعل امر بافاعل، الی اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف ”اذا علمتم ان اللہ تعالیٰ فرد لا نظیر لہ ولا نذیر“ کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انی: حرف مشبہ و اسم، لکم: ظرف لغو اول مقدم، منہ: ظرف لغو ثانی مقدم، نذیر: صفت مشبہ بافاعل، ملکر مشبہ ہو کر موصوف، مبین: ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و لا تجعلوا مع اللہ الہا اخر انی لکم منہ نذیر مبین﴾

و: عاطفہ، لا تجعلوا: فعل نفی بافاعل، مع اللہ: ظرف متعلق بمحذوف مفعول ثانی، الہا: خبر: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ، انی لکم منہ نذیر مبین: اسکی ترکیب ماقبل پچھلی آیت میں گزری۔



## ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

## اللہ ﷻ کے جوڑے بنانے میں حکمت:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ومن كل شيء خلقنا زوجين لعلكم تذكرون﴾ اور ہم نے ہر چیز کے دو جوڑے بنائے کہ تم دھیان کرو (الذاریات: ۴۹) ﴿اللہ ﷻ نے مختلف انواع و اقسام میں جوڑے بنائے، ابن زید کہتے ہیں جیسے مرد و عورت، مٹھا و ترش وغیرہ۔ مجاہد کا قول ہے کہ مذکر و مؤنث، آسمان و زمین، سورج و چاند، رات و دن، نور و ظلمت، آسان و مشکل، جن و انس، خیر و شر، صبح و شام، اور اسی طرح مختلف قسم کی اشیاء جو کھانے سے تعلق رکھتی ہیں ان کی خوشبوئیں، رنگ اور ذائقے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ یہ سب چیزیں ہماری قدرت کی دلیل ہوتی ہیں اور جو اللہ ﷻ ان سب کو ایک مرتبہ پیدا کر سکتا ہے وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ان مختلف اصناف کی چیزوں کو دیکھ کر رب وحدہ لا شریک لہ کی وحدانیت پر غور و فکر کرو کیونکہ اللہ ﷻ کی ذات میں حرکت و سکون، نور و ظلمت، قیام و قعود یعنی اٹھنا بیٹھنا، ابتداء و انتہاء وغیرہ کسی چیز کا شائبہ نہیں ہے بلکہ خود خالق کائنات ایک مقام پر ارشاد فرماتا ہے: ﴿لیس کمثلہ شیء﴾ اس جیسا کوئی نہیں (الشوری: ۱۱) ﴿اے انسان تجھے اللہ ﷻ کی قدرت میں غور و فکر کرنا چاہیے۔﴾ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۴۸)

## اللہ ﷻ کی جانب بھاگنے سے مراد طاعت کی بجا آوری یا کچھ اور:

۲..... مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ ﴿ففرروا الى الله﴾ اللہ تو اللہ کی طرف بھاگو ﴿کے معنی یہ ہیں کہ ایمان لا کر اللہ ﷻ کے عذاب سے خود کو بچاؤ (بھگاؤ)، توحید بجالاؤ اور طاعت اپناؤ۔ عذاب سے خود کو بچانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے دیئے ہوئے امور کو ایمان لاتے ہوئے بجالاؤ، کیونکہ طاعت انسان کو عذاب سے مامون کرتی ہے لہذا امن حاصل کرنے کی خواہش میں طاعت بجالاؤ۔﴾ (حاشیۃ الشہاب، ج ۸، ص ۶۰۰)

قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں: ہر چیز کو چھوڑ کر اسی کی جانب متوجہ ہو جاؤ، اسی سے محبت کرو، اسی میں مستغرق رہو، اسی کے حکم کو مانو اور اسی کی سعادتوں کو حاصل کرو تا کہ تم نقائص اور حق سے دور رہنے سے پاک ہو جاؤ، اچھی چیزوں کو پالو، قرب اور کمال کے درجات حاصل کر لو۔﴾ (المظہری، ج ۶، ص ۴۳۵)

شیخ اسماعیل حقی کہتے ہیں: بعض کبار اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی محبت و شوق میں ماسوا اللہ ﷻ سے بے خبر ہو جاؤ، کیونکہ درحقیقت یہی فرار دلوں کے قرار کا سبب ہے اور اسی فرار میں فنا کی منازل طے ہوں گی۔﴾ (روح البیان، ج ۹، ص ۲۰۵)

☆..... حضرت ہبل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کے سوا سب ہی سے راہ فرار اختیار کر لو، معصیت سے طاعت کی جانب، جہل سے علم کی جانب، عذاب سے رحمت کی جانب، ناراضگی سے رضا کی جانب، اور محمد بن حاتم کہتے ہیں کہ حقیقی معنی میں فرار تو وہی ہے جو سید عالم ﷺ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ ﷻ میں تجھ سے حزن و غم، عجز، سستی، بخل، غلبہ، قرض اور لوگوں کے غلبے سے پناہ چاہتا ہوں، یہ حدیث حسن غریب ہے۔﴾ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: منه، رقم: ۳۴۹۶، ص ۱۰۰۲)

## کس قول نے کافروں کو باہم اکھٹا کیا ہوا ہے؟

۳..... جس قول نے کافروں کو اپنے مافیل کی پیروی پر جمع کر دیا وہ یہ ہے: ﴿قالوا ساحر او مجنون بولے کہ جادوگر ہے یا دیوانہ﴾ (الذاریات: ۵۲) ﴿ان کے اس قول پر تعجب ہے اور ان کے انکار پر بھی کہ باوجود اس بات کے کہ کافی زمانہ گزر چکا

لیکن ان میں کوئی ایسا صاحب عقل پیدا نہ ہوا جو انہیں حضرات انبیائے کرام پر ایمان لانے پر مجبور کرے کہ اولین اپنے آخرین کو پسند و نصائح کا اہتمام کرتے ہیں لیکن یہ لوگ فقط اسی بات ﴿قالوا ساحر او مجنون بولے کہ جادو گر ہے یا دیوانہ﴾ (الذاریات: ۵۲) پر مصر ہیں۔

## مبلغ کا کام فقط پہنچا دینا یا کچھ اور بھی:

۴..... اس آیت ﴿فما انت بملوم تو تم پر کچھ الزام نہیں﴾ (الذاریات: ۵۴) کے تحت مفسرین کرام فرماتے ہیں اسے محبوب ﷺ! آپ ان سے منہ پھیر لیجئے، آپ ان میں سے جسے چاہیں اپنی مرضی سے ہدایت نہیں دے سکتے اور نہ ہی آپ کو اس عجز (عاجز ہونے) پر کوئی ملامت ہے کیونکہ آپ مبلغ بنا کر بھیجے گئے ہیں اور ہدایت پر چلا دینا آپ کا کام نہیں ہے۔ بعض نے یوں کہا کہ اے محبوب ﷺ! آپ ان سے منہ پھیر لیجئے جیسا کہ آپ کو آسان ہو، اور آپ کو اس تبلیغ رسالت پر کوئی ملامت نہیں اور نہ ہی ان کے ظاہری معاملات میں مشغول ہونے پر کوئی ملامت ہے، پس آپ دین متین پر مستقیم رہیں اور ظاہری اعتبار سے تبلیغ کا فریضہ انجام دیتے رہیں۔

(روح البیان، ج ۹، ص ۲۰۷)

## نصیحت کن کو فائدہ دیتی ہے؟

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وذكر فان الذكرى تنفع المؤمنين اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے﴾ (الذاریات: ۵۵)۔ نصیحت مومنین کو فائدہ دیتی ہے، اس کی کئی وجوہ ہیں: (۱)..... کیونکہ مومنین ہی یقین قطعی رکھتے ہیں، اللہ نے فرمایا: ﴿ليزدادوا ايمانا تا کہ انہیں یقین پر یقین بڑھے﴾ (الفتح: ۴) ﴿فاما الذين امنوا فزادتهم ايمانا تو وہ جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دے دی﴾ (التوبہ: ۱۲۴) ﴿زادهم هدى واتاهم تقواهم ان کی ہدایت اور زیادہ فرمائی اور ان کی پرہیزگاری انہیں عطا فرمائی﴾ (محمد: ۱۷)۔ (۲)..... آپ ﷺ کے بعد مومنین ان نصائح سے فائدہ اٹھائیں گے، پس اگر آپ ﷺ کثرت کے ساتھ لوگوں کو وعظ و نصیحت کریں گے تو آپ کا یہ نصیحت کرنا بعد میں آنے والوں کے لئے تو اتر کے ساتھ ذکر کیا جائے گا اور اس سے بھی مومنین ہی فائدہ اٹھائیں گے۔ (۳)..... یہ نصیحت تو ایسی ہے کہ جسے سن کر کافر مومن ہو جائے، اور اگر نفع نہ بھی اٹھائے تو نیکی تو ہے ہی اور نفع اٹھائے تو نیکی کے ساتھ ساتھ فائدہ بھی، یہی وجہ ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وتلك الجنة التي اور تمہوہا اور یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کئے گئے ہو﴾ (الزمر: ۷۲)۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۱۹۱)

## وما خلقت الجن والانس سے ملائکہ کو خارج کرنے کی وجوہات:

۶..... امام رازی یہاں ایک نکتے کی جانب توجہ دلا رہے ہیں اور وہ نکتہ یہ ہے کہ ملائکہ مکلفین ہی ہوتے ہیں لیکن اللہ ﷻ نے ان کا نام نہیں لیا بلکہ فقط جن و انس ہی کو ذکر کیا جب کہ ملائکہ بھی نصیحت سے کثیر نفع اٹھاتے ہیں، جیسا کہ فرمایا: ﴿بسل عباد مكرمون بلکہ بندے ہیں عزت والے﴾ (الانبیاء: ۲۶) ﴿لا يستكبرون عن عبادته اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے﴾ (الاعراف: ۲۰۶) ﴿چنانچہ حضرات ملائکہ کا ذکر نہ کرنے میں کیا حکمتیں ہیں؟ میں (امام رازی) اس کا جواب درج وجوہات کی موجودگی میں دوں گا جو کہ یہ ہیں: (۱)..... ماقبل آیت ﴿ان الذكرى تنفع المؤمنين اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو فائدہ دیتا ہے﴾ (الذاریات: ۵۵) کے تحت ہم نے بیان کیا ہے کہ نصیحت سے صرف ایمان والے ہی فائدہ اٹھاتے ہیں، ایمان و کفر دو چیزیں انسان اور جنات میں پائی جاتی ہیں جب کہ فرشتے (معصوم) ہوتے ہیں یعنی ان سے کفر نہیں ہوا کرتا پس یہی وجہ ہے کہ جب قبائح سے نصائح کی جانب مائل کرنا مقصود ہو تو وہی مراد لئے جائیں جو اس دائرے میں آتے ہیں۔ (۲)..... نبی پاک ﷺ کی رسالت عام ہے لہذا آپ جنات کی جانب



بھی مبعوث ہوئے ہیں، پس جب نصیحت کرنے کی بات آئی تو نصیحت جس طرح انسان کو کی جانی ضروری ہے اسی طرح (ایک خاص طرز پر) جنات کو بھی ضروری ہے۔ (۳)..... بتوں کی عبادت کرنے والے کہتے تھے کہ اللہ ﷻ کی ذات عظیم الشان ہے جس نے فرشتوں کو پیدا کیا اور انہیں اپنی بارگاہ ﷻ کا مقرب کیا اور ہم چونکہ درجات میں اُن سے کم ہیں اور اللہ ﷻ کی عبادت کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اور فرشتے اللہ ﷻ کی عبادت کر کے ہمیں اللہ ﷻ کے قریب کر دیں گے اور اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ اور میں نے جن اور آدمی اپنے ہی لئے بنائے کہ میری بندگی کریں (الذاریات: ۵۶) اور فرشتوں کا ذکر نہ کیا کیونکہ سب ہی کے نزدیک یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ فرشتے مسلم ہی ہوتے ہیں۔ (۴)..... ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ الجن کو بطور تناول ملائکہ سے خاص طور پر بیان کیا گیا ہے، اس لئے کہ جن کی اصل استتار (چھپا ہوا ہونا) ہے اور یہ مخلوق سے پوشیدہ ہوتے ہیں اسی لئے جن کو ملائکہ پر مقدم کیا گیا ہے اور ملائکہ میں عبادت کرنے والے اور مخلصین ہی ہوا کرتے ہیں (اس لئے انہیں ذکر نہیں کیا گیا)۔ (۵)..... اللہ ﷻ نے جب بھی اپنی خلق کا ذکر کیا تو اس میں جرم وزمان کو بیان کیا، جیسا کہ فرمایا: ﴿خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ﴾ جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دن میں بنائے (الفرقان: ۵۹) ﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾ اور خلق الارض فی یومین جس نے دودن میں زمین بنائی (فصلت: ۹) ﴿خَلَقْتُ بَعْدَ بَعْدٍ﴾ میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا (ص: ۷۰) وغیرہ، اور جہاں امر کا ذکر کیا تو یوں فرمایا: ﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہو جاوہ فوراً ہو جاتی ہے (یس: ۸۲) ﴿قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي﴾ تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے (الاسراء: ۸۵) ﴿إِلَّا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾ سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا (الاعراف: ۵۴) اور ملائکہ کا شمار عالم امر سے ہوتا ہے نہ کہ عالم خلق سے، پس متذکرہ آیت ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِي﴾ میں نے اپنے لئے ہی جن اور آدمی بنائے (الذاریات: ۵۶) میں عالم خلق کا بیان ہے نہ کہ عالم امر کا، اس اعتبار سے یہ ﴿خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ ہر چیز کا بنانے والا (المومن: ۶۲) قول بھی یہاں کرنا باطل قرار پائے گا۔

ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ الجن کو الانس پر کیوں مقدم کیا؟ ہم اس کے جواب میں کہیں گے: (۱)..... اس کی بعض وجوہات تو ماقبل سے ہی سمجھ لیں۔ (۲)..... پوشیدہ عبادت ظاہری عبادت پر مقدم ہوا کرتی ہے اور پوشیدہ کی جانے والی عبادت میں ریا کاری داخل نہیں ہوا کرتی، جب کہ ظاہری عبادت میں ریا کاری کا داخل ہونا بعید نہیں قرار دیا جاسکتا۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۱۹۲)

### ذنوب بمعنی نصیب:

یہ..... ذنوب سے مراد عذاب کا حصہ ہے، اصل میں ذنوب کے معنی بڑا ڈول ہوتا ہے جس کی رسی بھی ہو، مجازاً اس پانی کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں جسے پانی لانے والا ڈول کے ذریعے تقسیم کرتا ہے۔ زجاج کہتے ہیں کہ لغت میں ذنوب سے مراد حصہ ہے۔ یہ عذاب کا حصہ ان لوگوں جیسا حصہ ہے جو سابقہ امتوں پر نازل ہوا تھا جیسے قوم عاد، قوم ثمود، قوم فرعون، قوم نوح اور قوم لوط۔

(المظہری، ج ۶، ص ۴۳۸)

### اغراض:

یقال آد الرجل: کے معنی مضبوط اور قوت والا ہونا مراد ہے جیسا کہ مختار میں ہے اور ”آد“ فعل ”باع“ سے ہے۔ مہذبناہا: یہاں ”الفرش“ کو ”البسط والتسوية“ سے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے۔ صنفین: باہم متقابل امور مراد ہیں۔ کمالہ کو والانسی: مشاہدے کے اعتبار سے متعدد مثالوں کو بیان کرنا مقصود ہے، پس جہاں تک عرش، کرسی، لوح اور قلم ہیں تو ان کا اطلاق

”صنفین“ کے قبیلے سے نہیں ہوتا کیونکہ یہ تو واحد ہیں۔ ای الی ثوابہ من عقابہ: مراد عمومی اعتبار سے فرار حاصل کرنا ہے، کیونکہ قرآن کے اوامر و نواہی عام مخلوق کے لئے یونہی بیان کرنا ہے کہ کسی کا آگ سے بچا جانا اور جنت میں داخل کرنا مراد ہوتا ہے۔ استفہام بمعنی النفی: مراد انکار بھی ہے، معنی یہ ہے کہ نہ تو پہلوں نے اس قسم کی کوئی وصیت کی تھی اور نہ ہی یہ باہم کسی ایک زمانے سے ملے ہوئے تھے۔

ولا ینافی ذلک: یہاں موجود حصر کا جواب دینا مقصود ہے اور حصر یہ ہے کہ اللہ نے عبادت کو فقط انسان اور جن کے ساتھ خاص کر دیا، پس اس جملے کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ (انسان اور جن کو) عبادت سے دور نہیں کرتا جب کہ مشاہدہ یہ ہے کہ اللہ کی کئی مخلوق کفر اور ترک عبادت میں مبتلا ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ﴿لےعبدون﴾ میں لام غایت اور عاقبت کے لئے ہے نہ کہ علت باعشہ کے لئے، اس لئے کہ اللہ نے کسی ایک چیز کو دوسری پر مبعوث نہیں کیا۔

فانک قد لا تکتب بہ: بندہ اپنے لئے قلم تراشے اور کبھی لکھے اور کبھی نہ لکھے یہ ممکن ہے لیکن اللہ کا اپنے فعل سے تخلف کرنا کیسے ممکن ہے بلکہ اللہ کے فعل کا تقاضا تو یہی ہے کہ لوگ اس کی بندگی کریں گے اور بعض میں اپنے فعل کے خلاف کرنا ممکن نہیں ہے؟ اس سوال کا صحیح جواب یہ ہے کہ یوں کہا جائے: اللہ نے مخلوق پیدا کی، اور اپنی مخلوق میں عبادت کو نافذ کر دیا، پھر اس میں عقل و حواس پیدا کر دیئے، اور انہیں عبادت و طاعت کے قابل بنادیا اور بعد میں انہیں اختیار دے دیا کہ جو بھی ان میں سے طاعت و فرمانبرداری چاہیں اختیار فرمائیں، پس اس صورت میں لازم نہیں آتا کہ کسی بندے میں عبادت کرنے کی صلاحیت ہے اور وہ بالفعل عبادت کر بھی لیتا ہو۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ﴿لےعبدون﴾ سے مراد اللہ کا اپنے بندوں کو عبادت کا حکم دینا اور مکلف بنانا ہے، نہ یہ کہ وہ فقط دنیا کمائی میں مصروف ہو جائیں، اور اس کی دلیل اس فرمان سے ملتی ہے: ﴿وما امرؤ الا لےعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین﴾۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت مومنین مخلصین شوق سے اور کافر بیزاری سے کرتے ہیں۔

الشدید: یعنی اللہ کو ضعف اور عجز نہیں لاحق ہوتا۔ شدۃ عذاب: اور ایک قول کے مطابق ﴿ویل﴾ سے جہنم کی وادی مراد ہے۔

(الصاوی، ج ۵، ص ۳۰۰ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورۃ الطور مکیۃ وھی تسع واربعون آیت

(سورۃ الطور مکیہ ہے اس کی انچاس آیتیں ہیں)

## تعارف سورۃ الطور

اس سورت میں دو رکوع اور انچاس آیتیں، تین سو بارہ کلمات اور ایک ہزار پانچ سو حروف ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی میں بیمار ہوں آپ ﷺ نے فرمایا سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کر لو پس میں نے جب طواف کیا اس وقت رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کی جانب کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نماز میں پڑھ رہے تھے ﴿وَالطُّور﴾ و کتب مسطور ﴿صحيح بخارى، كتاب التفسير، باب: سورة والطور، رقم: ۴۸۵۳، ص ۸۵۹﴾۔ کفار یہ بات سن کر حیرت زدہ ہو گئے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے خالق کائنات کے سامنے پیش کیا جائے گا جہاں ان کی دینی زندگی کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی اور کفار اسے ناممکن اور خلاف عقل کہنے کی رٹ لگائے بیٹھے ہیں اور علانیہ کہہ رہے ہیں کہ ہم قیامت پر ہرگز نہیں ایمان لائیں گے حالانکہ آغاز سورت میں کئی چیزوں کی قسم کھا کر کہا جا رہا ہے کہ قیامت آئے گی اور ضرور آئے گی دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جو قیامت کو آنے سے روک سکے اگر کوئی ایک سچائی کو نہ مانے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ جھوٹ ہی میں شمار ہوگی۔ حضور ﷺ کی ذات پاک اسلام کی سچائی کی ایک روشن دلیل ہے جس کا ان کے پاس توڑ نہیں تھا وہ اس کی اثر انگیزی اور جلال کے سامنے اپنے آپ کو بے بس محسوس کرتے تھے اسی لئے کسی موضوع پر ڈٹ کر نہیں رہ سکتے تھے کبھی کاہن کہتے، کبھی مجنون، کبھی شاعر ہونے کا الزام لگاتے اور کہتے کہ یہ کلام اللہ ﷻ کا نہیں ان کی اپنی اختراع ہے ان سب الزامات کا بڑی خوبی سے رد کیا گیا۔

رکوع نمبر: ۳

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿وَالطُّور﴾ (۱) ﴿أَيَّ الْجَبَلِ الَّذِي كَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ مُوسَى﴾ ﴿وَكُتُبَ مَسْطُور﴾ (۲) ﴿فِي رَقٍ مَّنْشُور﴾ (۳) ﴿أَيَّ التُّورَةِ أَوْ الْقُرْآنِ﴾ ﴿وَالْبَيْتِ الْمَعْمُور﴾ (۴) ﴿هُوَ فِي السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ أَوْ السَّادِسَةِ أَوْ السَّابِعَةِ بِحَيْثُ الْكُفَّةِ يَزُورُهُ كُلُّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ بِالطُّوِّافِ وَالصَّلَاةِ لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ أَبَدًا﴾ ﴿وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ﴾ (۵) ﴿أَيَّ السَّمَاءِ﴾ ﴿وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ﴾ (۶) ﴿أَيَّ الْمَمْلُوءِ﴾ ﴿إِنْ عَذَابُ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ﴾ (۷) ﴿لَنَسْأَلَ بِمُتَحِقِّهِ﴾ ﴿مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ﴾ (۸) ﴿عَنْهُ﴾ ﴿يَوْمَ﴾ ﴿مَعْمُولٌ لِّوَاقِعٍ﴾ ﴿تَمُورُ السَّمَاءِ مَوْرًا﴾ (۹) ﴿تَتَحَرَّكُ وَتَدُورُ﴾ ﴿وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سِيرًا﴾ (۱۰) ﴿تَصِيرُ هَبَاءً مَّنْشُورًا وَذَلِكَ فِي يَوْمٍ الْقِيَمَةِ﴾ ﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا﴾ ﴿يَوْمَ يَكُونُ عَذَابُ﴾ ﴿يَوْمِ مَنذُورٍ﴾ ﴿لِّلْمُكَذِّبِينَ﴾ (۱۱) ﴿لِّلرُّسُلِ﴾ ﴿الَّذِينَ هُمْ فِي خَوْضٍ﴾ ﴿بَاطِلٍ﴾ ﴿يَلْعَبُونَ﴾ (۱۲) ﴿أَيَّ يَتَشَاغَلُونَ بِكُفْرِهِمْ﴾ ﴿يَوْمَ يَدْعُونَ إِلَى نَارِ جَهَنَّمَ دَعَا﴾ (۱۳) ﴿يَذْفَعُونَ بِعَنْفٍ بَدَلٍ مِنْ يَوْمٍ تَمُورُ وَيَقَالُ لَهُمْ تَبَكُّيتًا﴾ ﴿هَذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تَكْذِبُونَ﴾ (۱۴) ﴿افْسَحِرْ هَذَا الْعَذَابِ الَّذِي تَرَوْنَ كَمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ فِي الْوَحْيِ هَذَا سِحْرٌ﴾ ﴿وَمَا أَنْتُمْ لَا تَبْصُرُونَ﴾ (۱۵) ﴿أَصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا﴾ ﴿عَلَيْهَا﴾ ﴿أَوْ لَا تَصْبِرُوا﴾ ﴿صَبْرُكُمْ وَجَزْءُكُمْ﴾ ﴿سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ﴾ ﴿لَا تَنْفَعُكُمْ﴾ ﴿إِنَّمَا تَجْزُونَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (۱۶) ﴿أَيَّ جَزَاءٍ﴾ ﴿إِنْ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّةٍ وَنَعِيمٍ﴾ (۱۷) ﴿فَاكْهِنِ﴾ ﴿مُتَلَذِّذِينَ﴾ ﴿بِمَا﴾ ﴿مُضْذَرِّئَةٍ﴾ ﴿أَتَاهُمْ﴾ ﴿أَعْطَاهُمْ﴾ ﴿رَبُّهُمْ وَوَقَّهْمُ رَبَّهُمْ عَذَابَ﴾

الرحیم (۱۸) ﴿عُطِفَ عَلَىٰ آثَامِهِمْ أَيْ بِإِتْيَانِهِمْ وَوَقَائِهِمْ وَيُقَالُ لَهُمْ﴾ ﴿كَلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا﴾ خَالِ أَيْ مُهْنِيئِينَ ﴿بِمَا﴾ ﴿أَلْبَاءُ سَبِيَّةٌ﴾ ﴿كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (۱۹) ﴿مُتَكَبِّرِينَ﴾ خَالِ مِنْ الضَّمِيرِ الْمُسْتَكِنِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى لِي جَنَاتٍ ﴿عَلَىٰ سُرُرٍ مَصْفُوفَةٍ﴾ بَعْضُهَا إِلَىٰ جَنْبِ بَعْضٍ ﴿وَزَوْجِهِمْ﴾ ﴿عُطِفَ عَلَىٰ فِي جَنَابِ أَيْ قَرْنَاهُمْ﴾ ﴿بِحُورٍ عِينٍ﴾ (۲۰) ﴿عِظَامُ الْأَعْيُنِ حَسَانُهَا﴾ ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا﴾ ﴿وَاتَّبَعْتَهُمْ﴾ ﴿مُعْطُوفٌ عَلَىٰ آمَنُوا﴾ ﴿ذُرِّيَّتِهِمْ﴾ ﴿الصِّغَارُ وَالْكِبَارُ﴾ ﴿بِإِيمَانٍ﴾ ﴿مِنَ الْكِبَارِ وَمِنَ الْإِبَاءِ فِي الصِّغَارِ وَالْخَبَرِ﴾ ﴿الْحَقْنَاهُمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ ﴿الْمَذْكُورِينَ فِي الْجَنَّةِ فَيَكُونُونَ فِي ذَرْجِهِمْ وَإِنْ لَمْ يَعْمَلُوا بِعَمَلِهِمْ تَكْرِمَةً لِلْإِبَاءِ بِاجْتِمَاعِ الْأَوْلَادِ إِلَيْهِمْ﴾ ﴿وَمَا التَّهْمُ﴾ ﴿بِفَتْحِ اللَّامِ وَكَسْرِهَا نَقْضَانَهُمْ﴾ ﴿مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ﴾ ﴿زَائِدَةٍ﴾ ﴿شَيْءٍ﴾ ﴿يُزَادُ فِي عَمَلِ الْأَوْلَادِ﴾ ﴿كُلْ أَمْرٌ بِمَا كَسَبَ﴾ ﴿عَمِلَ مِنْ خَيْرٍ أَوْ شَرٍّ﴾ ﴿رَهْنٍ﴾ (۲۱) ﴿مَرْهُونٌ يُؤْخَذُ بِالْشَّرِّ وَيُجَازَىٰ بِالْخَيْرِ﴾ ﴿وَأَمْدَدْنَاهُمْ﴾ ﴿زِدْنَاهُمْ فِي وَقْتٍ بَعْدَ وَقْتٍ﴾ ﴿بِفَاكِهَةٍ وَلَحْمٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ﴾ (۲۲) ﴿وَإِنْ لَمْ يَصْرُخُوا بِطَلْبِهِ﴾ ﴿يَتَنَازَعُونَ﴾ ﴿يَتَعَاطُونَ بَيْنَهُمْ﴾ ﴿فِيهَا﴾ ﴿أَيُّ الْجَنَّةِ﴾ ﴿كَاسًا﴾ ﴿خَمْرًا﴾ ﴿لَا لَغْوَ فِيهَا﴾ ﴿أَيُّ بِسَبَبِ شُرْبِهَا يَقَعُ بَيْنَهُمْ﴾ ﴿وَلَا تَأْتِيهِمْ﴾ (۲۳) ﴿بِهِ يُلْحَقُهُمْ بِخِلَافِ خَمْرِ الدُّنْيَا﴾ ﴿وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ﴾ ﴿لِلْخِدْمَةِ﴾ ﴿غُلَامَانِ﴾ ﴿أَرْقَاءُ﴾ ﴿لَهُمْ كَانَهُمْ﴾ ﴿حُسْنًا وَلَطَافَةً﴾ ﴿لَوْ لَوْ مَكُونٍ﴾ (۲۴) ﴿مَضْنُونٌ فِي الصَّدْفِ لِأَنَّهُ فِيهَا أَحْسَنُ مِنْهُ فِي غَيْرِهَا﴾ ﴿وَاقْبَلْ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ﴾ (۲۵) ﴿يَسْأَلُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا عَمَّا كَانُوا عَلَيْهِ وَمَا صَلُّوا إِلَيْهِ تَلَذُّذًا وَاعْتِرَافًا بِالنِّعْمَةِ﴾ ﴿قَالُوا﴾ ﴿إِيمَاءٌ إِلَىٰ عِلَّةِ الْوُضُوءِ﴾ ﴿أَنَا كُنَّا قَبْلَ فِي أَهْلَانَا﴾ ﴿فِي الدُّنْيَا﴾ ﴿مُشْفِقِينَ﴾ (۲۶) ﴿خَائِفِينَ مِنْ عَذَابِ اللَّهِ﴾ ﴿فَمَنْ اللَّهُ عَلَيْنَا﴾ ﴿بِالْمَغْفِرَةِ﴾ ﴿وَوَقْنَا عَذَابَ السَّمُومِ﴾ (۲۷) ﴿أَيُّ النَّارِ لِدُخُولِهَا فِي الْمَسَامِ وَقَالُوا﴾ ﴿إِيمَاءٌ أَيْضًا﴾ ﴿أَنَا كُنَّا مِنْ قَبْلُ﴾ ﴿أَيُّ فِي الدُّنْيَا﴾ ﴿نَدْعُوهُ﴾ ﴿أَيُّ نَعْبُدُ مُوَحِّدِينَ﴾ ﴿أَنَّهُ﴾ ﴿بِكُسْرِ اسْتِيفَاءٍ وَإِنْ كَانَ تَعْلِيلًا مَعْنَىٰ وَبِالْفَتْحِ تَعْلِيلًا لَفْظًا﴾ ﴿هُوَ الْبَرُّ﴾ ﴿الْمُحْسِنُ الصَّادِقُ فِي وَعْدِهِ﴾ ﴿الرَّحِيمُ﴾ (۲۸) ﴿الْعَظِيمُ الرَّحْمَةُ﴾

### ﴿ترجمہ﴾

طور کی قسم (یعنی اس پہاڑ کی جس پر اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا.....) اور اس نوشتہ کی جو کھلے دفتر میں لکھا ہے..... (یعنی توریت یا قرآن کی) اور بیت المعمور کی (بیت المعمور تیسرے، چھٹے، یا ساتویں آسمان میں کعبہ شریف کے بالکل مقابل ہے ہر روز ستر ہزار فرشتے اس میں طواف و نماز کے لیے حاضر ہوتے ہیں پھر کبھی انہیں دوبارہ آنے کا موقع نہیں ملتا.....) اور بلند چھت کی (یعنی آسمان کی) اور بھرے سمندر کی (المسجور بمعنی المملوء ہے.....) بیشک تیسرے رب کا عذاب ضرور واقع (یعنی نازل) ہونا ہے (اس کے مستحق یعنی گناہگار پر) اسے کوئی ٹالنے والا نہیں جس دن ("یوم" الوقع کا معمول ہے) آسمان ہلنا ساہلنا ہلین گے (یعنی حرکت کرنے اور گھومنے لگیں گے) اور پہاڑ چلنا سا چلنا چلیں گے (ہوا میں بکھرے مٹی کے ورات بن جائیں گے اور یہ بروز قیامت ہوگا.....) تو شدید عذاب ہے (ویل بمعنی عذاب شدید ہے، رسولوں کو) جھٹلانے والوں کے لیے وہ جو باطل میں (خصوص کے معنی باطل ہے) کھیل رہے ہیں (یہی جو اپنے کفر کے ساتھ مشغول ہیں) جس دن جہنم کی طرف دھکا دے کر دھکیلے جائیں گے (یعنی انہیں زبردستی جہنم میں دھکیلا جائے گا "یوم یدعون..... الخ" "یوم تمور" الخ سے بدل بن رہا ہے، اور انہیں جھڑکتے ہوئے کہا جائے گا) یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے تھے تو کیا یہ جادو ہے (یعنی کیا یہ عذاب جو تم دیکھ رہے ہو یہ بھی جادو ہے



جیسا کہ تم وحی الہی ﷺ کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ یہ جادو ہے) یا تمہیں سوچتا نہیں اس میں جاؤ اب چاہے (اس پر) صبر کرو یا نہ کرو (تمہارا صبر کرنا اور جزع و فزع کرنا..... ۶.....) سب تم پر ایک سا ہے تمہیں اسی کا بدلہ دیا گیا جو تم کرتے تھے (یعنی تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دی گئی ہے بیشک پرہیزگار باغوں اور چین میں ہیں تِلْذُذُ حاصل کرتے) (لکھن بمعنی متلذذین ہے) اپنے رب کی عطا پر ("بما اتھم" میں "ما" مصدر یہ ہے اور اتھم بمعنی اعطاہم ہے) اور اپنے رب کے انہیں آگ کے عذاب سے بچالینے پر (ووقاہم..... الخ کا عطف اتھم..... الخ پر ہے، یعنی وہ لوگ اپنے رب کی عطا اور عذاب سے بچالینے پر خوش اور شاداں ہیں اور ان سے فرمایا جائے گا) کھاؤ اور پیو خوشگوار سے (یعنی بحالت خوشگوار) صلہ تمہارے اعمال کا ("بما کنتم تعملون" میں باء سببیہ ہے) تکلیف لگائے ("متکسین"، فی جنت" کے متعلق کی ضمیر سے حال بن رہا ہے) تختوں پر جو قطار لگا کر بچے ہیں (یعنی ایک تخت دوسرے کے ساتھ لگا ہے) اور ہم انہیں ملا دیں (زوجنہم بمعنی قرناہم ہے، اس کا عطف "فی جنات" پر ہے) خوبصورت بڑی آنکھوں والی حوروں سے ("عین" کا معنی بڑی اور خوبصورت آنکھوں والیاں..... ۷.....) اور جو ایمان لائے ("والذین امنوا" مبتدا ہے) اور ان کی پیروی کی ("واتبعناہم" کا عطف امنوا پر ہے) ان کی (نابالغ و بالغ) اولاد نے ایمان کے ساتھ (بالغ اولاد نے از خود ایمان کے ساتھ اور نابالغ اولاد نے اپنے آباء مسلمین کے تابع ہونے کے اعتبار سے) ہم نے ان کی (مذکورہ) اولاد (جنت میں) ان کے ساتھ ملا دی (مسلمانوں کی اولاد جنت میں اپنے آباء کے ساتھ ہوگی اگرچہ انہوں نے اپنے آباء کے سے عمل نہ کئے ہوں لیکن ان کے آباء کی عزت افزائی کے لیے ان کی اولاد کو ان کے ساتھ جمع کر دیا جائے گا..... ۸.....) "الحقنا بہم ذریتہم" خبر ہے) اور ہم نے ان کی نہ کی ان سے ("التنہم" فعل لام مفتوحہ و مکسورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، بمعنی نقصناہم ہے) ان کے اعمال میں کچھ ("من شئ" میں "من" زائد ہے کہ آباء کے اعمال میں کچھ کمی کر کے ان کی اولاد کے عمل میں کچھ اضافہ کر دیا جائے) سب آدمی اپنے کئے (یعنی اپنے اچھے یا برے عمل) میں گرفتار ہیں (یعنی مرہون ہے، بندے کو برائی کرنے پر مواخذہ ہوگا اور نیکی پر اس کو ثواب دیا جائے گا) ہم نے ان کی مدد فرمائی (یعنی وقتاً فوقتاً ہم نے ان کے لیے زائد کیا) میوے اور گوشت سے جو چاہیں (اگرچہ وہ صراحتاً سے طلب نہ کریں، تب بھی) ایک دوسرے سے لیتے ہیں (یتنازعون بمعنی يتطالبون بینہم ہے) اس میں (یعنی جنت میں..... ۹.....) وہ (شراب کا) جام جس میں بیہودگی نہ ہوگی (یعنی جس کے پینے کے سبب جنتی آپس میں کوئی بیہودگی نہیں کریں گے..... ۱۰.....) اور نہ (اس کے سبب) گناہگاری ہوگی (بخلاف دنیاوی شراب کے) اور ان کے گرد پھریں گے (خدمت گار) لڑکے (یعنی یہ لڑکے جنتیوں کے غلام ہوں گے) گویا وہ (حسن و صاف و پاکیزہ گی میں) موتی ہیں چھپا کر رکھے گئے (یعنی سیپ میں محفوظ موتی کی طرح، کیونکہ موتی سب سے زیادہ خوبصورت دیگر جگہوں کے بجائے سیپ میں نظر آتا ہے) تو ان میں کے ایک نے دوسرے کی طرف منہ کیا پوچھتے ہوئے (یعنی جنتی آپس میں ایک دوسرے سے دریافت کریں گے کہ دنیا میں کس حال میں تھے اور ان امور کے بارے میں جو انہیں پہنچا تھا اور یہ دریافت کرنا نعمت الہی کے اعتراف اور تِلْذُذُ کے لیے ہوگا) بولے (جنت میں پہنچنے کی علت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) بیشک ہم اس سے (دنیا میں) اپنے گھروں میں سہے ہوئے تھے (عذاب الہی سے ڈرے ہوئے تھے) مشفقین بمعنی مخالفین ہے) تو اللہ نے (ہماری مغفرت فرما کر) ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچالیا (یعنی آتش جہنم سے، اس کو لو سے اس لیے موسوم کیا کہ یہ آگ مسام میں داخل ہو جائے گی اور دخول جنت کی علت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بھی کہیں گے) بیشک ہم نے اس سے پہلے اس کی عبادت کی تھی (یعنی موحدہ کر اس کی عبادت کی تھی، ندعوہ بمعنی نعبدہ ہے) بیشک وہ ("انہ" میں حذف "ان" سبب استیناف مکسور ہے اگرچہ معنوی طور پر یہ تعلیل بیان کرنے کے لیے آیا ہے اور مفتوحہ ہونے کی صورت

## ﴿ترکیب﴾

﴿وَالطُّورُ وَكُتُبٌ مُسْطُورٌ فِي رِقِّ مَنْشُورٍ وَالْبَيْتُ الْمَعْمُورُ وَالسَّقْفُ الْمَرْفُوعُ وَالْبَحْرُ الْمَسْجُورُ﴾ ان عذاب  
ریک لو اقع مالہ من دافع یوم تمور السماء مورا ﴿

و: قسمیہ جار، الطور: معطوف، و: عاطفہ، کتب: موصوف، مسطور: صفت اول، فی رِقِّ منشور: ظرف متقرر صفت ثانی، معطوف  
معطوف اول، و: عاطفہ، البیت المعمور: معطوف ثانی، والسقف المرفوع: معطوف ثالث، والبحر المسجور: معطوف  
رابع، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف "اقسم" کیلئے ظرف متقرر، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ، ان جرف مشبہ، عذاب ریک: اسم، لام، تانیہ  
یہ، واقع خبر اول، ما: تانیہ، لہ: ظرف متقرر خبر مقدم، من: زائد، دافع: اسم فاعل با قاعل، یوم: مضاف، تمور السماء مورا: فعل با قاعل  
ومفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر جملہ تیسرے  
﴿وتسیر الجبال سیراً فویل یومئذ للمکذبین الذین هم فی خوض یلعبون﴾

و: عاطفہ، تسیر الجبال: فعل وفاعل، سیرا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ با قاعل "تمور السماء مورا" پر معطوف  
ہے، ف: فصیحیہ، و: مصدر با قاعل، یومئذ: ظرف، ملکر جملہ  
مبتدا، لام: جار، المکذبین: موصوف، الذین: موصول، ہم: مبتدا، فی خوض یلعبون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ صلہ، ملکر  
صفت، ملکر ظرف متقرر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم یدعون الی نار جہنم دعا هذه النار التي کنتم بها تکذبون﴾

یوم: مضاف، یدعون: فعل مجہول بآنا ب الفاعل، الی نار جہنم: ظرف لغو، دعا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر  
با قاعل "یوم تمور السماء" سے بدل واقع ہے، هذه: مبتدا، النار: موصوف، التي: موصول، کنتم به تکذبون: جملہ فعلیہ  
صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افسحروا هذا ام انتم لا تبصرون﴾

همزه: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "کنتم تقولون للحي هذا سحر" سحر: خبر مقدم، هذا: مبتدا مؤخر،  
ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ مقطوعہ بمعنی بل، انتم: مبتدا، لا تبصرون: فعل نفی با قاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اصلوها فاصبروا او لا تبصروا سواء علیکم﴾

اصلوها: فعل امر با قاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اصبروا: فعل امر با قاعل، ملکر جملہ فعلیہ، او: عاطفہ، لا تبصروا: فعل نفی  
با قاعل، ملکر جملہ فعلیہ، سواء: مصدر با قاعل، علیکم: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر مبتدا محذوف "صبرکم" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما تجزون ما کنتم تعملون ان المتقین فی جنت ونعیم فاکہین بما اتہم ربہم ووقہم ربہم عذاب الجحیم﴾  
انما: حرف مشبہ وما کافہ، تجزون: فعل مجہول بالبناء با قاعل، ما: موصولہ، کنتم تعملون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ  
فعلیہ، ان جرف مشبہ، المتقین: زوال حال، فاکہین: اسم فاعل با قاعل، ب: جار، ما موصولہ، اتہم ربہم: جملہ فعلیہ معطوف  
علیہ، و: عاطفہ، وقہم ربہم عذاب الجحیم: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر حال، ملکر اسم، فی  
جنت ونعیم: ظرف متقرر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کلوا واشربوا هنيئاً بما كنتم تعملون متكئين على سرر مصفوفة وزوجنهم بحور عين﴾  
 کلوا: فعل امر بافاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اشربوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال، ہنیئاً: حال اول، متکئین: اسم فاعل  
 بافاعل، علی: جار، سرر مصفوفہ مرکب توصیفی مجرور، مکر ظرف لغو، مکر شبہ جملہ حال ثانی، مکر فاعل، بما کنتم تعملون: ظرف  
 لغو، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر قول محذوف ”یقـال“ کیلئے مقولہ، مکر جملہ قویہ، و: عاطفہ، زوجنہم: فعل بافاعل  
 ومفعول، بحور عین: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿والذين امنوا واتبعنهم بايمان الحقناهم ذريتهم وما التهم من عملهم من شيء﴾  
 و: متانفہ، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتبعنہم: فعل ومفعول، ذریعتہم: ذوالحال، بایمان: ظرف  
 مستقر حال، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر صلہ مکر مبتدا، الحقناہم ذریعتہم: جملہ فعلیہ معطوف  
 علیہ، و: عاطفہ، ما التہم: فعل نفی بافاعل ومفعول، من عملہم: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، شیء: ذوالحال، مکر مفعول، مکر  
 جملہ فعلیہ معطوف، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿كل امرئ ي بما كسب رھین﴾

كل امرئ ی: مبتدا، بما کسب: ظرف لغو مقدم، رھین: صفت مشبہ بافاعل، مکر شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وامددنهم بفاكهة ولحم مما يشتهون يتنازعون فيها كاسا لا لغوف فيها ولا ثائم﴾

و: عاطفہ، امددنہم: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، فاکھۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لحم: موصوف، مما یشتہون: ظرف مستقر  
 صفت، مکر معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، يتنازعون فیہا: فعل بافاعل وظرف  
 لغو، کاسا موصوف، لا: لغو، معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا ثایم: تائیم، معطوف، مکر مبتدا، فیہا: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ  
 صفت، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿ويطوف عليهم غلمان لهم كانهم لو لم يمتنون﴾

و: عاطفہ، یطوف علیہم: فعل وظرف لغو، غلمان موصوف، لهم: ظرف مستقر صفت اول، کانہم: حرف مشبہ  
 واسم، لو لو مکنون: خبر، مکر جملہ اسمیہ صفت ثانی، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿واقبل بعضهم على بعض يتساءلون انا كنا قبل في اهلنا مشفقين﴾

و: عاطفہ، اقبل: فعل، بعضهم: ذوالحال، يتساءلون: جملہ فعلیہ حال، مکر فاعل، علی بعض: ظرف لغو، مکر جملہ  
 فعلیہ، قالوا قول، انا: حرف مشبہ واسم، كنا: فعل ناقص ونا ضمیر ذوالحال، قبل: ظرف متعلق بمحذوف حال، مکر اسم، فی اهلنا  
 مشفقین: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ مقولہ، مکر جملہ قویہ۔

﴿فمن الله علينا ووقنا عذاب السموم انا كنا من قبل ندعوه انه هو البر الرحيم﴾

ف: عاطفہ، من اللہ علینا: فعل وقنا: فعل بافاعل، عذاب السموم: مفعول، مکر جملہ  
 فعلیہ، انا حرف مشبہ واسم، كنا: فعل ناقص ونا ضمیر ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال، مکر اسم، ندعوه: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ فعلیہ  
 ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ، انه حرف مشبہ واسم، هو البر الرحیم: جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

## طور سے مراد کیا ہے؟

۱۔..... طور کے بارے میں مختلف اقوال ہیں: (۱)..... مراد وہی پہاڑ ہے جس پر اللہ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا۔ (۲)..... مراد وہ پہاڑ ہے جس کے بارے میں اللہ ﷺ نے ”والتین“ میں فرمایا: ﴿وطور سینین اور طور سینا﴾ (۲)۔ (۳)..... مراد اسم جنس ہے، اور یہاں کسی عام پہاڑ کی نہیں بلکہ عظیم الشان پہاڑ کی قسم کھائی گئی ہے۔

امام قرطبی فرماتے ہیں: اس بارے میں مختلف اقوال ہیں: (۱)..... مراد وہی پہاڑ ہے جس پر اللہ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا۔ (۲)..... اللہ ﷺ نے اس پہاڑ کی قسم اس کی تشریف و تکریم کی وجہ سے کھائی کیونکہ یہ جنت کے پہاڑوں میں سے ایک ہے۔ (۳)..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں چار پہاڑ اور چار نہریں اور چار مکلا جم (مراد بدر، احد، خندق، خیبر) ہونگے، چار پہاڑوں میں سے ایک اُحد کہ یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اُس سے محبت کرتے ہیں، دوسرا طور جو کہ جنت کے پہاڑوں میں سے ایک ہے، تیسرا لبنان اور چوتھا ہودی پہاڑ۔“

☆..... حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کو نماز مغرب میں سورۃ الطور کی یہ آیات ﴿ام خلقوا السموت والارض بل لا یوقنون ام عندہم خزائن ربک ام ہم المصیطرون یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے بلکہ انہیں یقین نہیں یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں یا وہ کڑوے (حاکم اعلیٰ) ہیں﴾ (الطور: ۳۷-۳۸) کہے، حضرت جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یوں محسوس ہوا کہ گویا میرا دل سینے سے باہر نکل آئے گا۔“

(المرجع السابق، رقم: ۴۸۵۴)

## کتب مسطور کے بارے میں اقوال:

۲۔..... کتب مسطور سے مراد قرآن مجید ہے جسے مومنین مصاحف میں پڑھتے ہیں، فرشتے لوح محفوظ میں لکھا پڑھتے ہیں جیسا کہ اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿انہ لقرآن کریم فی کتب مکنون یشک یر عزت والاقرآن ہے محفوظ نوشتہ میں﴾ (الواقعة: ۷۷-۷۸)۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مراد تمام کتب سماوی ہیں جو حضرات انبیائے کرام پر نازل ہوئیں، کیونکہ ہر کتاب اپنے پڑھنے والے کے لئے لکھی گئی ہے۔ کبھی کہتے ہیں مراد وہ کتاب ہے جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اللہ ﷺ نے اپنے بے مثل قدرت سے لکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام قلم چلنے کی آواز سن لیتے تھے۔ فراء کہتے ہیں مراد اعمال نامے ہیں جو کہ نیکوں کو دامن ہاتھ میں دیئے جائیں گے، اور دوسروں کو بائیں ہاتھ میں تھمائے جائیں گے جو مثال اس آیت میں ملتی ہے: ﴿ونخرج لہ یوم القیمة کتبا یلقہ منشورا اور اس کے لئے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے کھلا ہو پایا﴾ (الاسراء: ۱۳)۔ ﴿واذا الصحف نشرت اور جب نامہ اعمال کھولے جائیں﴾ (التکویر: ۱۰)۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد وہ کتاب ہے جس سے فرشتے پڑھتے ہیں اور جس میں جمیع ماکان و مایکون کا علم موجود ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد وہ ہے جو اللہ ﷺ نے مومنین اولیاء کے دلوں میں نقش کر دیا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿اولئک کتب فی قلوبہم الایمان یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا﴾ (المجادلة: ۲۲)۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۵۳)

بعض اوقات عیسائیوں کی جانب سے ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ موجودہ طرز پر قرآن مجید سید عالم ﷺ کے ظاہری دور میں نہ تھا یا یہ کہ سید عالم ﷺ کے دور میں قرآن مجید مکمل طور پر جمع و مرتب نہیں ہوا تھا، چنانچہ درج ذیل میں اس موضوع پر احادیث ذکر کی جاتی ہیں جس سے ہر ذی شعور یہ جان سکتا ہے کہ سید عالم ﷺ کے دور ظاہری ہی میں اس جانب توجہ دی گئی تھی۔

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شاہ کون و مکان ﷺ سے ہر سال جبرائیل امین علیہ السلام ایک بار قرآن کا دور کراتے اور



جس سال سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے وفات ظاہری فرمائی اس سال دو مرتبہ دور کا اہتمام فرمایا، سید عالم رحمۃ اللہ علیہ ہر سال دس دن کا اعتکاف کرتے لیکن جس سال آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا اس سال بیس دن کا اعتکاف فرمایا۔

(صحیح البعاری، کتاب فضائل القرآن، باب کان جبریل یعرض القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۴۹۹۸، ص ۸۹۶)

اس حدیث کی شرح میں محدثین کہتے ہیں آخری رمضان تک مکمل قرآن نازل ہو چکا تھا سوائے چند آیات کے جو کہ سورۃ المائدہ کی تھیں جو کہ یوم عرفہ کے دن نازل ہوئیں چنانچہ: ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا (المائدہ: ۳)۔ یہ آیات بہت کم ہیں اور ان کا دور رمضان میں نہیں کیا گیا۔

(فتح الباری، کتاب فضائل القرآن، باب: کان جبرائیل یعرض القرآن، رقم: ۴۹۹۸، ج ۹، ص ۵۳)

☆..... قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں کتنے لوگوں نے قرآن مجید کو جمع کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: ”چار انصاری صحابہ حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو زید رضی اللہ عنہم۔

(صحیح البعاری، کتاب فضائل القرآن، باب: کان جبرائیل یعرض القرآن علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۵۰۰۳، ص ۸۹۷)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ظاہری ہوئی تو سوائے چار صحابہ کے کسی اور نے قرآن جمع نہیں کیا تھا وہ چار یہ ہیں: حضرت ابودرداء، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو زید رضی اللہ عنہم، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم انہی کے علوم کے وارث ہیں۔

(المرجع السابق، رقم: ۵۰۰۴)

علامہ یعنی کہتے ہیں: ماقبل حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں فقط چار ہی صحابہ نے قرآن جمع کیا تھا حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ چار کا لفظ عدد کے لئے استعمال ہوا ہے اور اعداد میں مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ہوتا لہذا دیگر صحابہ بھی اس خدمت میں شامل تھے جس کے جوابات یہ ہو سکتے ہیں: (۱)..... قرآن مجید کو تمام لغوی، حروف، قرائت اور اسباب نزول کی رعایتوں کے خیال رکھنے کے ساتھ جس طرح مذکورہ صحابہ نے خدمت انجام دی ایسی کسی نے نہیں دی۔ (۲)..... سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک زبان سے کسی نے سن کر قرآن کو اس طرح جمع نہیں کیا جیسا کہ مذکورہ صحابہ نے کیا۔ (۳)..... ان چار صحابہ کے سوا کسی اور نے اس کا اظہار نہیں کیا، یوں یہ صحابہ قرآن مجید کی تعلیم و تلقین کے درپے ہو گئے۔ (۴)..... یہ وہ چار صحابہ تھے جنہوں نے سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک زندگی میں ہی قرآن ایک یا کئی مصاحف میں جمع کر لیا تھا۔ (۵)..... ہو سکتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہو کہ جن صحابہ نے منسوخ آیات کو جمع نہیں کیا وہ یہی چار ہیں۔ (۶)..... ماوردی کے قول کے مطابق ان چاروں صحابہ کے سوا کسی نے جمع قرآن کی خدمت انجام دینے کا اعلان نہیں کیا تھا۔ (۷)..... باقی صحابہ نے ریا کے خدشے کے پیش نظر اعلان نہیں کیا تھا جب کہ یہ چار صحابہ کو اپنے نفس پر ریا سے اطمینان تھا اس لئے انہوں نے اس خدمت کا اعلان کر دیا۔ (۸)..... ان چاروں کے علاوہ دیگر صحابہ نے یا تو حفظ قرآن کیا یا جمع قرآن کی خدمت انجام دی جب کہ یہ صحابہ دونوں خدمتوں پر مستقیم رہے۔ (۹)..... ہو سکتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ان چاروں کے سوا کسی اور صحابی کی خدمت کا علم ہی نہ ہو۔ (عمدۃ القاری، کتاب فضائل القرآن، باب: القراء من اصحاب، ج ۲۰، ص ۲۷، رقم: ۵۰۰۳)

## بیت المعمور سے کیا مراد ہے؟

۳..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿والبیت المعمور اور بیعت معمور (الطور: ۴)﴾ وہ مبارک گھر جس کا طواف کرنے والے اپنی کثرت کی وجہ سے اسے ڈھانپ لیتے ہیں یا اس سے مراد وہ گھر ہے: زمین سے اوپر عین کعبہ معظمہ کے اوپر آسمانوں میں ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو ایک مرتبہ آجائے دوبارہ لوٹ کر کبھی نہیں آئیں گے۔

☆..... سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”مجھے بیت المعمور سے بلند کیا گیا، میں نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کونسا مقام ہے؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ بیت المعمور ہے، اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جو ایک مرتبہ داخل ہو جائے وہ دوبارہ نہیں داخل ہو سکے گا۔“

☆..... حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے بیت المعمور کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا: ”آسمان میں ایک گھر ہے جسے ”المضراح“ بھی کہا جاتا ہے، مراد وہ گھر ہے جو عین کعبہ معظمہ کے اوپر ہے اور اس کی حرمت آسمانوں میں ایسی ہی ہے جیسی زمین پر کعبہ معظمہ کی حرمت ہے، اس پاک گھر میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں، اور دوبارہ کبھی لوٹ کر نہیں آتے۔“

☆..... ابن عباس کہتے ہیں کہ مراد وہ بے مثل گھر ہے جس کا فرشتے طواف کرتے ہیں، جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں اور جو ایک مرتبہ آجائے دوبارہ لوٹ کر نہیں آتا۔“

(الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۲۲)

### مذکورہ بالا اشیاء کے اختیار کرنے میں کیا حکمتیں ہیں؟

ج..... مذکورہ بالا تینوں اشیاء کے اختیار کرنے کی حکمتیں امام رازی نے یوں بیان فرمائی ہیں: (۱)..... طور، بیت المعمور اور البحر المسجور میں حضرات انبیائے کرام کی انفرادیت کی جانب اشارہ ہے، یعنی حضرات انبیائے کرام میں سے تین ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے رب ﷻ کی خلوت، اخلاص اور اللہ ﷻ سے کلام کا شرف انہی مقامات پر حاصل کیا چنانچہ جہاں تک طور کی قسم کا تعلق ہے تو یہ وہی مقام ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ ﷻ سے کلام کرنے کا شرف حاصل ہوا چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿هَاتِلْ كُنَّا بَمَا فَعَلَ السَّفَهَاءُ مَنَا اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَةٌ تَضِلُّ بِهَا مِنْ تَشَاءُ وَتَهْدِي مِنْ تَشَاءُ﴾ تو کیا ہمیں اس کام پر ہلاک فرمائے گا جو ہمارے بے عقلوں نے کیا وہ نہیں مگر تیرا آزمانا تو اس سے بہ کائے جسے چاہے اور جسے چاہے راہ دکھائے (الاعراف: ۱۵۰) ﴿وَاَنْتَ اَنْظُرْ اِلَيْكَ بِمَحْجَةِ اَيْدِيكَ وَارْكَعْ﴾ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق بیت المعمور سے بیان کیا گیا ہے چنانچہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، لا احصى ثناء عليك كما اثنيت على نفسك“۔ اور حضرت یونس علیہ السلام کا تعلق البحر المسجور کے ساتھ بیان کیا گیا چنانچہ اللہ ﷻ نے انہی کا کلام بیان فرمایا: ﴿لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اَنْتَ كُنْتَ مِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾ کوئی معبود نہیں سوائے تیرے پاکی ہے تجھ کو بیشک مجھ سے بے جا ہوا (الانبیاء: ۸۷) ﴿پس ان مبارک مقامات کی مبارک یادوں کی وجہ سے اللہ ﷻ نے ان کی قسمیں ارشاد فرمائیں، اور جہاں تک کتاب کا ذکر ہے تو یہ حضرات انبیائے کرام کے لئے اللہ ﷻ سے ہم کلام ہونے کا ایک ذریعہ ہے کہ اللہ ﷻ اس کے ذریعے اپنے انبیائے کرام سے کلام فرماتا ہے۔ السقف کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ بیت المعمور بلندی پر ہے اور آسمانوں کی بلندی پر جانے والے سید عالم رحمۃ اللہ علیہ ہی ہیں، پس ثابت ہوا کہ مقصود سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کی شان ارفع و اعلیٰ بیان کرنا ہے۔ (۲)..... ان قسموں سے یہ بھی ثابت کرنا مقصود ہے کہ اللہ ﷻ کے عذاب کو کوئی دور نہیں کر سکتا، اور جس کے لئے اللہ ﷻ چاہے اُس سے اپنے عذاب کو دور کر دے، جس طرح پہاڑ اپنی جگہ سے نہیں ہٹایا جاسکتا بالکل اسی طرح یہ قسمیں اللہ ﷻ کی جانب سے اٹل ہیں، جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ابن نوح کے حوالے سے قرآن میں بیان ہوا: ﴿مَسَاوِي الْجِبِلِ يَعْصَمُنِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَحِمَ﴾ اب میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا کہا آج اللہ کے عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے (مرد: ۴۳) ﴿﴾۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۱۹۹)

### آسمانوں کے گھومنے اور پہاڑ کے چلنے کی کیفیت و حکمت:

۵..... ابن عباس کہتے ہیں کہ قیامت کے دن آسمان حرکت کرے گا، مورد یعنی تحریک کا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ قیامت

کے دن آسمان گھومتا ہوگا۔ ضحاک کہتے ہیں کہ قیامت کے دن آسمان اللہ ﷻ کے حکم سے گھومتا اور حرکت کرتا ہوگا اور ایک دوسرے کے اوپر لہروں کی طرح دکھائی دے گا۔

(الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۲۷ وغیرہ)

بروز قیامت پہاڑ سطح زمین سے ہٹ کر اڑنا نظر آئے گا، بعض کہتے ہیں کہ پہاڑ ایسے چلیں گے جیسا کہ بادل چلتے ہیں، پھر آخر میں ایسا بھی ہوگا کہ یہ پہاڑ پھٹ پڑیں گے جیسا کہ کھایا ہوا بھس ہوتا ہے اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ اللہ ﷻ اپنی خاص جلی فرمائے گا اور سب کچھ گویا کہ فنا ہو جائے گا اور ایسا ہو جائے گا کہ کچھ بھی نہیں بچے گا سوائے اس عجیب و غریب کیفیت کے کہ پہاڑ دھکی ہوئی اون کی مانند اور آسمان گھومتے ہوئے دکھائی دیں اور کوئی ان چیزوں کا ادراک نہ کر سکے۔

(روح البیان، ج ۹، ص ۲۲۳)

اگر یہ سوال کیا جائے کہ پہاڑوں کے چلنے اور آسمان کے گھومنے کی کیا وجہ ہے؟ ہم (امام رازی) اس کا جواب یہ دیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ ﷻ کی قدرت سے ممکن ہے، اور اس میں حکمت یہ ہے کہ زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے سب کے سب دنیاوی منافع کے حصول کا سبب ہیں اور جب دنیا ہی کو معدوم کرنا مقصود ہے تو پھر ان اسباب دنیا کو باقی رکھنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔

### کافروں کے صبر کرنے یا نہ کرنے کا بیان:

۱..... کافروں سے کہا جائے گا کہ جہنم میں داخل ہو جاؤ اور اس کی شدت و حرارت کا مزہ چکھو۔ پس یہ عذاب صبر کرتے ہوئے برداشت کرو یا بغیر صبر کئے، لیکن تمہیں اس سے خلاصی ملنے والی نہیں۔ کافروں کے لئے عذاب پر صبر کرنا اور نہ کرنا دونوں ہی برابر ہے کیونکہ جزع و فزع کریں یا خاموشی سے عذاب کو بھگتیں، انہیں کسی قسم کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، نہ تو ان سے عذاب دور ہوگا، نہ عذاب میں کمی واقع ہوگی، بلکہ صبر کرنا تو دنیا میں فائدہ مند تھا جب طاعت الہی ﷻ پر صبر کرتے اور اگر وہاں صبر کر لیتے تو اس دنیا میں اس طرح جزع و فزع نہ کرنی پڑتی، اور اس دنیا کو تیز پیاز کی مانند جان کر برداشت کر لیں تو آخرت میں اس کا پھل انتہائی میٹھے شہد کی طرح ملے گا۔ ”التساویلات النجمية“ میں ہے کہ تم صرف دنیا کے خیر و شر کے امور پر آخرت میں جزا و سزا دیئے جاؤ گے اور آخری جزا و سزا پر صبر کرنا، خضوع و عاجزی، تضرع و گریہ زاری، دعا وغیرہ کرنا کچھ فائدہ نہ دیگا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اب بچھتاؤ یا نہ بچھتاؤ لیکن کلام کرنے کا وقت گزر چکا۔

(روح البیان، ج ۹، ص ۲۲۵)

### جنتی حوروں کے محاسن پر چار روایات:

۱..... بی بی عائشہ کہتی ہیں کہ جب جنتی حوریں یہ کلمات تلفظ کرتی ہیں تو اہل دنیا کی خواتین میں سے (کچھ) یوں جواب دیتی ہیں، جنتی حوروں کا کلام یہ ہوتا ہے: ”ہم نماز ادا کرنے والی، روزہ رکھنے والی، وضو سے رہنے والی، صدقہ کرنے والی ہیں تو جو یہ امور بجالائے، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں پس جوان پر غالب آجائے۔“ واللہ اعلم ﷻ۔ کعب قرظی کہتے ہیں کہ قسم اس ذات پاک کی، اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر جنت کی حوروں میں سے کوئی اپنی سواری عرش سے ظاہر کرے تو سورج چاند کی چمک اس کے آگے ماند پڑ جائے، تو ان حوروں کا کیا عالم ہوگا اور اگر اللہ ﷻ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو ایسا عالیشان لباس و زیور نہیں پہنایا جیسا کہ حوروں کو پہنایا ہے۔

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنت میں حوروں کو العیناء کہتے ہیں، جب چلتی ہیں تو ان کے دائیں بائیں ستر ہزار (خادمین) چلتے ہیں اور ان کا جملہ یہ ہوتا ہے: ”کہاں ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے۔“

☆..... حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جنتی حوروں کو لبعۃ کہتے ہیں، جب وہ کسی دریا میں تھوکیں تو اس دریا کا سارا پانی میٹھا ہو جائے۔ اور وہ زبان حال سے یوں کہتی ہیں کہ ”اگر ہماری طرح کسی کو ہونا ہے تو ہماری طرح اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کرنے۔“

(التذکرۃ فی احوال الموتی و امور الاخرۃ، باب منہ فی الحور العین و کلامہن و جواب نساء، الجزء: ۲، ص ۱۴۱)



## مسلمانوں کی اولاد کا جنت میں ان کے ساتھ ہونا:

۵..... اس بارے میں مفسرین کرام نے مختلف اقوال بیان کئے ہیں کہ جو مسلمانوں نے اپنے آباؤ اجداد کی پیروی کر کے ایمان لائے ہیں اگر ان کے اعمال میں کمی ہوگی تو آیا وہ جنت میں جائیں گے یا نہیں، مسلمانوں کے نابالغ بچے اور کافر کے نابالغ بچوں کے جنتی ہونے یا نہ ہونے میں کیا احکامات ہیں، ہم درج ذیل اقوال مفسرین بیان کرتے ہیں جس سے اظہر من الشمس ہو جائے گا کہ اس بارے میں شریعت کے مفصل احکامات کیا ہیں۔

(۱)..... اہل تاویل نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أُولَٰئِكَ مَعَهُمْ فِي الْجَنَّةِ﴾ اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی (الطور: ۲۱) کچھ کے کیا معنی ہیں؟ ہم مومنین کی ذریت کو ان کے ساتھ جنت میں داخل کریں گے اگرچہ ان کے اعمال اپنی ذریت کے اعمال کے درجات تک نہ پہنچے ہوں، تاکہ ان کے آباؤ اجداد کی نگریم ہو اور ہم ان کے آباؤ اجداد کے عمل نیک کے ثواب میں کچھ کمی نہ کریں گے۔

(۲)..... ایک قول کے مطابق ما قبل آیت سے مراد یہ ہے کہ اگر نابالغ اولاد کا ایمان اس درجے تک نہ بھی پہنچتا ہو تو ہم انہیں ان کے آباء کے درجات میں داخل کریں گے اور ان آباؤ اجداد کے عمل نیک کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۳۱ وغیرہ)

(۳)..... اسی طرح مومنین کی بالغ اور کافر اولاد اپنے والدین یا آباؤ اجداد کی وجہ سے جنت میں نہ جائے گی جس کی دلیل واضح قرآن مجید میں ہے، چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿قَالَ يَنْبَغِي لَكَ أَنْ تَكُونَ مَعَ آبَائِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ (مائدہ: ۱۰۶) کچھ۔ (۴)..... سلمان فارسی ؓ کہتے ہیں کہ مشرکین کے چھوٹے بچے جو کمسنی میں مرجائیں وہ جنت میں خادمین کی حیثیت سے خدمتگار ہونگے۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۱۷۴ وغیرہ)

## جنت کے پھل و گوشت کا بیان:

۹..... حضرت ابوسعید خدری ؓ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جنتی سب سے پہلے مچھلی کی کبھی کا زائد گوشت کھائیں گے۔“ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، رقم: ۱۱۳۳)

☆..... حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو سدرۃ المنتہی کا ذکر کرتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: ”سوار اس کی شاخوں کے سائے میں سو سال چل سکتا ہے یا فرمایا اس کے سائے میں سو سوار آرام کر سکتے ہیں، یہی کوشک ہے کہ اس میں سونے کے گھونسلے ہیں اور اس کے پھل منکوں جتنے ہیں۔“ (سنن الترمذی، ابواب صفة الجنة، باب: ما جاء فی ثمار اهل الجنة، رقم: ۲۵۵۰، ص ۷۳۱)

## جنت کی شراب کی خصوصیات:

۱۰..... جنتی کو ایسا پلایا جائے گا کہ جس میں لغو باطل کچھ نہ ہوگا اور نہ ہی گناہ و بے ہودگی ہوگی، نہ جھگڑا ہوگا، نہ جنتیوں کی عقلیں زائل ہوگی کہ وہ لغویات و بے ہودگیوں میں جا پڑیں۔ جس طرح دنیا میں شراب نوشی کرنے والے کا حال ہوتا ہے ایسا کوئی معاملہ جنتی کو شراب طہور کے بعد نہ پیش آئے گا۔ (الخازن، ج ۴، ص ۲۰۰)

امام قرطبی فرماتے ہیں: اس مجلس میں لغویات کیسے ہو سکتی ہیں جو مجلس جنت عدن میں قائم ہو، جس میں پلانا فرشتوں کا ہو، جس میں پناہ اللہ ﷻ کی یاد پر منحصر ہو، اور اس مجلس میں اللہ ﷻ کی جانب سے سلامتی اترتی ہو، اور جو اس مجلس میں شامل ہوں وہ اللہ ﷻ کے مہمان کی حیثیت سے شامل ہوں۔ اس مجلس کی شان یہ ہوگی کہ اس میں کوئی کسی کو نہیں جھٹلائے گا۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۶۱)

☆..... حکیم بن معاویہ اپنے والد گرامی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں پانی، شہد، دودھ اور شراب



کے دریا ہیں پھر ان سے نہریں پھوٹی ہیں۔ (سنن الترمذی، ابواب صفة الجنة، باب: ما جاء صفة انهار الجنة، رقم: ۲۵۸۰، ص ۷۴۰)

## اغراض:

ای الجبل الذی کلم اللہ علیہ موسیٰ: مراد طور سیناء ہے، اور یہ جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے، اور اللہ نے اس پہاڑ کی قسم تشریف و تکریم کی وجہ سے کھائی۔ ای السوراة او القرآن: یہ دو اقوال تقاسیر میں اس آیت کے تحت مذکور ہیں اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ﴿منشور﴾ سے مراد اعمال نامے ہیں، اللہ نے فرمایا: ﴿وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ مَنْشُورًا﴾ اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مراد تمام کتب سماوی ہیں جو کہ حضرات انبیائے کرام پر نازل ہوئیں اور ایک قول اس کے علاوہ کا بھی ہے۔

هو فی السماء الثالثة: بیت المعمور کے بارے میں کئی اقوال ہیں، ایک قول کے مطابق پہلے آسمان پر، اور ایک قول کے مطابق چوتھے آسمان پر ہے، اور ایک قول کے مطابق ساتویں آسمان سے اوپر عرش کے نیچے موجود ہے اور ایک قول یہ ہے کہ بیت المعمور سے مراد عین کعبہ معظمہ ہے جس کی زیارت حاجی اور زائرین کرتے ہیں، وارد ہوتا ہے: ”ہر سال چھ لاکھ عمرے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور اگر یہ تعداد انسانوں سے پوری نہیں ہوتی تو باقی تعداد فرشتے پوری کرتے ہیں۔“ ای السماء: جیسا کہ زمین کے لئے چھت کا ہونا، ایک قول کے مطابق عرش مراد ہے کہ یہ جنت کی چھت ہے۔ معمول لواقع: یعنی جملہ منفیہ مقررہ عامل اور معمول کے مابین واقع ہے۔ تتحرك وتدور: جیسا کہ چمکی گھومتی ہے، آسمان ایسے ہی گھومے گا اور بعض آسمان بعض دوسرے میں داخل ہو جائے گا، اجزائے آسمان مختلف ہو جائیں گے اور جیسے کشتی اپنے سواروں کو الٹا دیتی ہے بالکل ایسا ہی معاملہ ہوگا۔ تصیر هباء منشورا: عبارت سے پیدا ہونے والے وہم کے مطابق تفسیر نہیں کی گئی بلکہ معنی یہ ہے کہ پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دینگے اور ہوا میں پرندوں کی طرح اڑیں گے اور زمین میں ریت کے ذرات کی طرح بکھر جائیں گے، پھر روٹی کے گالے کی مانند ہو جائیں گے، یعنی دھنکی ہوئی اون کی مثل ہو جائیں گے، پھر ہوائیں انہیں ادھر ادھر اڑاتی پھریں گی اور زمین و آسمان کے مابین جو کچھ بھی ہے وہ بنی آدم کے منافع کے لئے ہے اور ان میں سے بھی کچھ باقی نہ رہے گا اور دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور اس میں مومنین کے لئے سرور و طمانیت ہے اور کافروں کے لئے انتہاء درجہ کا غم و کرب ہے (کیونکہ کافر کے لئے دنیا جنت ہے)۔ يدفعون بعنف: یعنی داروغہ جہنم ان کے ہاتھ گردنوں اور پیشانیوں کو قدموں کے ساتھ باندھ کر جہنم کی طرف دھکیلیں گے۔ لان صبر کم لا ينفعکم: دنیا میں مکروہ باتوں سے رک جاتے تو رحمت کے حصول کو واجب کر لیتے، لیکن اب جہنم میں جا کر صبر کرنے یا نہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

ای جزائه: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے۔ ای قرناهم: یعنی ہم نے جنتیوں کو حوروں کے قریب کر دیا، اور اس میں ایک سوال مقدر کا جواب دینا مقصود ہے، سوال یہ ہے کہ حور العین جنت میں ملکیمین کی حیثیت میں ہوں گی نہ کہ عقد نکاح کی حیثیت سے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ تزویج بمعنی عقد نکاح نہیں ہے بلکہ بمعنی مقارنت ہے۔

عظام الاعین: ﴿عین﴾ کی تفسیر کی گئی ہے اور اس کی جمع ”عیناء“ ہے، اور حور سے مراد سخت سفید ہونا ہے۔ یزاد فی عمل الاولاد: یعنی ہم نے آباء کے عمل سے اولاد کے لئے کچھ نہ کیا، بلکہ (جو جس) اکرام کا مستحق تھا وہی اس کے لئے کر دیا اور آباء کے عمل ان کے اپنے لئے باقی رہے اور ذریت کو محض فضل و کرم سے انعام کیا۔ وان لم یصر حوا بطلبہ: صرف جنتی کو خیال آئے گا اور وہ چیز اس کے سامنے موجود ہوگی، وارد ہوتا ہے کہ جنتی کو کسی پرندے کی خواہش ہوگی، پس وہ سامنے کھانے کو آ موجود ہوگا، جنتی کو نہ تو اس کا دھواں پہنچے گا اور نہ ہی آگ کی حرارت کا شائبہ گزرے گا، پس جنتی اس سے کھائے گا اور سیر ہو جائے گا، پھر وہ دوبارہ پرندہ بن کر اڑ جائے گا۔ يتعاطون بينهم: یعنی ایک دوسرے کے جام پر کوشش کریں گے، اور لذت و انیسیت حاصل کرنے کو ایک دوسرے سے جام

لینے کی کوشش کریں گے، مراد اس قول کے قائل مومن، ان کی ازواج اور خادین جنت ہیں۔

مصون فی الصدف: جمع ”اصداف“ ہے، مراد پوشیدہ موتی ہے جو سیپ میں ہوتا ہے۔ وما وصلوا الیہ: سے مراد جنت کی نعمتیں ہیں۔ لدخولہا فی المسام: بس ﴿السموم﴾ جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے، جس میں ایسی گرمی نکلتی ہے جو کہ مسام میں سرائیت کر جاتی ہے۔ وقالوا ایماء ایضا: ایماء سے مراد علت ہے، یعنی اللہ کا فضل ان کے نعمت کے حصول کا سبب بنا ہے، اور اس علت کا بیان: ﴿انہ ہو البر الرحیم﴾ میں بھی پایا جاتا ہے۔ ای نعبده: یعنی دنیا میں رہتے ہوئے ہم جہنم سے پناہ مانگتے تھے، اور دائر قرار (جنت کی ابدی نعمت کا) سوال کرتے تھے۔  
(الصاوی، ج ۶، ص ۵ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۴

﴿فَذَكَرْ﴾ دُمَّ عَلٰی تَذْكِیرِ الْمُشْرِکِیْنَ وَلَا تَرْجِعْ عَنْهُ لَقَوْلِهِمْ لَكَ كَاهِنٌ مَّجْنُونٌ ﴿فَمَا انت بنعمت ربك﴾ اٰی بِاِنْعَامِہِ عَلَیْكَ ﴿بكاهن﴾ خَبِرُ مَا ﴿ولا مجنون﴾ (۲۹) ﴿مَعْطُوفٌ عَلَیْہِ﴾ ﴿ام﴾ بَلْ یَقُولُونَ ﴿هُوَ﴾ شَاعِرٌ تَرْبِصُ بِهِ رِیْبُ الْمُنُونِ ﴿۳۰﴾ ﴿حَوَادِثُ الدَّهْرِ فِیْہِ لَكَ كَغَیْرِہِ مِنَ الشُّعْرَاءِ﴾ ﴿قل تَرْبِصُوا﴾ ﴿هَلَاكِیْ﴾ ﴿فَانِیْ مَعَكُمْ مِنَ الْمَتْرَبِصِیْنَ﴾ ﴿۳۱﴾ ﴿هَلَاكُكُمْ فَعَذَّبُوا بِالسَّیْفِ یَوْمَ بُدْرٍ وَالتَّرْبِصُ الْاِنْتِظَارُ﴾ ﴿ام تَأْمُرُهُمْ اِحْلَامُهُمْ﴾ ﴿عُقُولُهُمْ﴾ ﴿بِهَذَا﴾ اٰی قَوْلُهُمْ لَهٗ سَاحِرٌ كَاهِنٌ شَاعِرٌ مَّجْنُونٌ اٰی لَا تَأْمُرُهُمْ بِذٰلِكَ﴾ ﴿ام﴾ بَلْ ﴿ہم قوم طاغون﴾ (۳۲) ﴿بِعَنَادِهِمْ﴾ ﴿ام یقولون تقوله﴾ ﴿اِخْتَلَقَ الْقُرْآنُ لَمْ یَخْتَلَقْہُ﴾ ﴿بل لا یومنون﴾ (۳۳) ﴿اِسْتِكْبَارًا فَاِنْ قَالُوا اِخْتَلَقْہُ﴾ ﴿فَلِیَاتُوا بِحَدِیْثٍ﴾ ﴿مُخْتَلَقٍ﴾ ﴿مِثْلَہٗ اِنْ كَانُوا صٰدِقِیْنَ﴾ ﴿۳۴﴾ ﴿فِی قَوْلِهِمْ﴾ ﴿ام خَلَقُوا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ﴾ ﴿اٰی خَالِقِ﴾ ﴿ام ہم الخلقون﴾ (۳۵) ﴿اَنْفُسُهُمْ وَلَا یَعْقِلُ مَخْلُوقٌ بِدُونِ خَالِقِ وَلَا مَعْدُومٌ یَخْلُقُ فَلَا بُدَّ لَہُمْ مِنْ خَالِقِ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ فَلِمَ لَا یُوحِدُوْہُ وَیُؤْمِنُوْنَ بِرَسُوْلِہٖ وَکِتَابِہٖ﴾ ﴿ام خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ ﴿وَلَا یَقْدِرُ عَلٰی خَلْقِہِمَا اِلَّا اللّٰهُ الْخَالِقُ فَلِمَ لَا یَعْبُدُوْنَ﴾ ﴿بل لا یوقنون﴾ (۳۶) ﴿وَالَا لَاْمَنُوْا بِنَبِیِّہٖ﴾ ﴿ام عِنْدَہُمْ خَزَائِنُ رَبِّکَ﴾ ﴿مِنَ النَّبُوۃِ وَالرِّزْقِ وَغَیْرِہِمَا فِیْخُصُّوْا مَنْ شَآؤُوْا بِمَا شَآؤُوْا﴾ ﴿ام ہم المصیطرون﴾ (۳۷) ﴿الْمُتَسَلِّطُوْنَ الْجَبَّارُوْنَ وَفِعْلُہٗ صَیْطَرٌ وَمِثْلُہٗ بَیْطَرٌ وَیَقْرَ﴾ ﴿ام لَہُمْ سَلَمٌ﴾ ﴿مَرَقٰی اِلَی السَّمَاءِ﴾ ﴿یَسْتَمْعُوْنَ فِیْہِ﴾ ﴿اٰی عَلَیْہِ کَلَامُ الْمَلٰٓئِکَۃِ حَتّٰی یُمْکِنُہُمْ مَّنَازَعَةُ النَّبِیِّ ﷺ﴾ ﴿بِزَعْمِہُمْ اِنْ اَدْعٰوْا ذٰلِکَ﴾ ﴿فَلِیَاتِ مَسْتَمْعِہُمْ﴾ ﴿اٰی مُدْعٰی الْاِسْتِمَاعِ عَلَیْہِ﴾ ﴿بِسُلْطٰنٍ مَّبِیْنٍ﴾ ﴿۳۸﴾ ﴿بِحُجَّةٍ بَیِّنَةٍ وَّاضِحَةٍ وَلِیُثَبِّتَ ہَذَا الزَّعْمَ بِزَعْمِہُمْ اَنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ بَنَاتُ اللّٰهِ قَالَ تَعَالٰی﴾ ﴿ام لَہِ الْبِنْتُ﴾ ﴿اٰی بِزَعْمِکُمْ﴾ ﴿وَلَکُمُ الْبَنُوْنَ﴾ (۳۹) ﴿تَعَالٰی اللّٰهُ عَمَّا زَعَمْتُمْوہُ﴾ ﴿ام تَسْتَلْہُمْ اِجْرًا﴾ ﴿عَلٰی مَا جِئْتُمْہُمْ بِہٖ مِنْ الدِّیْنِ﴾ ﴿فَہُمْ مِنْ مَّغْرَمٍ﴾ ﴿غَرَمَ لَکَ﴾ ﴿مَثْقُلُوْنَ﴾ (۴۰) ﴿فَلَا یُسَلِّمُوْنَ﴾ ﴿ام عِنْدَہُمْ الْغَیْبُ﴾ ﴿اٰی عَلِمَہُ﴾ ﴿فَہُمْ یَكْتُبُوْنَ﴾ (۴۱) ﴿ذٰلِکَ حَتّٰی یُمْکِنُہُمْ مَّنَازَعَةُ النَّبِیِّ ﷺ فِی الْبُعْثِ وَاَمْرِ الْاٰخِرَةِ بِزَعْمِہُمْ﴾ ﴿ام یریدون کِیْدًا﴾ ﴿بِکَ لِیُہْلِکُوْکَ فِیْ دَارِ النَّدْوَةِ﴾ ﴿فَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا هُمُ الْمَکِیْدُوْنَ﴾ (۴۲) ﴿الْمَغْلُوْبُوْنَ الْمُہْلَکُوْنَ فَحَفِظَہُ اللّٰهُ مِنْہُمْ ثُمَّ اَهْلَکْہُمْ بِبُدْرٍ﴾ ﴿ام لَہُمْ اِلَہٌ غَیْرِ اللّٰهِ سَبَّحَ اللّٰهُ عَمَّا یُشْرَکُوْنَ﴾ (۴۳) ﴿بِہٖ مِنَ الْاِلٰہِیۃِ وَالْاِسْتِفْہَامِ بِاَمٍّ فِیْ مَوَاضِعِہَا لِلتَّقْبِیْحِ وَالتَّوْبِیْخِ﴾ ﴿وَاِنْ یُرُوْا کِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا﴾ ﴿عَلَیْہُمْ

كَمَا قَالُوا فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ أَى تَعْلِيْبًا لَهُمْ ﴿يَقُولُوا﴾ هَذَا ﴿سَحَابٌ مَّرْكُومٌ﴾ ﴿٣٣﴾ مُتَرَاكِبٌ نَّرْتَوِي بِهِ وَلَا يُؤْمِنُونَ ﴿فَلَدَرَهُمْ حَتَّى يَلْقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِى فِيهِ يَصْعَقُونَ﴾ ﴿٣٥﴾ يَمْؤُتُونَ ﴿يَوْمٌ لَا يَغْنَى﴾ ﴿بَدَلٌ مِّنْ يَوْمِهِمْ﴾ ﴿عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْنًا وَلَا هُمْ يَنْصُرُونَ﴾ ﴿٣٦﴾ يَمْنَعُونَ مِنَ الْعَذَابِ فِى الْآخِرَةِ ﴿وَأَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا﴾ ﴿بِكُفْرِهِمْ﴾ ﴿عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ﴾ ﴿أَى فِى الدُّنْيَا قَبْلَ مَوْتِهِمْ فَعَذَّبُوا بِالْجُوعِ وَالْقَهْطِ سَبْعَ سِنِينَ وَبِالْقَتْلِ يَوْمَ بَدْرٍ﴾ ﴿وَلَكِنْ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ﴿٣٧﴾ أَنَّ الْعَذَابَ يَنْزِلُ بِهِمْ ﴿وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ﴾ ﴿بِأَمْرِهِمْ﴾ وَلَا يَضِيقُ صَدْرُكَ ﴿فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا﴾ ﴿بِمَرَأَى مَنَازِرِكَ﴾ وَنَحْفَظُكَ ﴿وَسُبِّحَ﴾ ﴿مُثَلِّسًا﴾ ﴿بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾ ﴿أَى قُلْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ﴾ ﴿حِينَ تَقُومُ﴾ ﴿٣٨﴾ مِّنْ مَّنَامِكَ أَوْ مِّنْ مَّجْلِسِكَ ﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ﴾ ﴿حَقِيقَةً أَيْضًا﴾ ﴿وَادْبَارِ النُّجُومِ﴾ ﴿٣٩﴾ مَّصْدَرٌ أَى عَقَبَ غُرُوبَهَا سَبِّحْهُ أَيْضًا أَوْ صَلِّ فِى الْأَوَّلِ الْعِشَاءَيْنِ وَفِى الثَّانِى الْفَجْرَ وَقِيلَ الصُّبْحُ.

### ترجمہ

تو تم نصیحت کرو (یعنی مشرکوں کو نصیحت کرنے پر ڈٹے رہو اور تمہاری شان میں ان کے یہ برے کلمات بکنے کے باوجود کہ تم کا سن ہو مجنون ہو) العیاذ باللہ "انہیں تبلیغ کرنے سے پیچھے نہ ہٹو....." (کہ تم اپنے رب کے انعام کے سبب (جو اس نے تم پر فرمایا، نعمت کے معنی انعام ہے) نہ کا سن ہو اور نہ مجنون) ("بکا سن" معطوف "او مجنون" معطوف علیہ ہے، یہ ملکر "ما" نافیہ کی خبر ہے (یا) ام بمعنی بل ہے) کہتے ہیں (یہ) شاعر ہیں ہمیں ان پر حوادث زمانہ کا انتظار ہے (یہ بھی دیگر شعراء کی طرح انتقال کر جائیں گے، رب المنون بمعنی حوادث الدھر ہے) تم فرماؤ (میرے ہلاک کئے جانے کا) انتظار کئے جاؤ میں بھی (تمہاری ہلاکت کا) منتظر ہوں (پھر جنگ بدر میں ان کافروں کو تلواروں کے ذریعے سے عذاب دیا گیا.....) "التوبص" کا معنی انتظار کرنا ہے) کیا ان کی عقلیں (احلامہم بمعنی عقولہم ہے) انہیں یہی بتاتی ہیں (کہ حضور ﷺ کے بارے میں وہ یہ کہیں کہ آپ جادوگر، کاہن، شاعر یا مجنون ہیں، العیاذ باللہ یعنی ان کی عقلیں تو انہیں یہ نہیں کہتی) بلکہ (ام بمعنی بل ہے) وہ (اپنے بغض و عناد کے سبب) سرکش لوگ ہیں یا کہتے ہیں انہوں نے اسے خود بنایا ہے (یعنی انہوں نے خود سے قرآن گڑھ لیا ہے، انہوں نے قرآن نہیں بنایا) بلکہ وہ (غور و تکبر کے سبب) ایمان نہیں لاتے (اگر ان کا یہی کہنا کہ حضور ﷺ نے یہ قرآن خود بنایا ہے) تو لے آپس ایک بات (گھڑی ہوئی) اس جیسی اگر وہ (اپنی اس بات میں.....) سچے ہیں یا وہ بغیر شے (یعنی بغیر خالق) کے بنائے گئے یا وہی (خود اپنی جانوں کو) بنانے والے ہیں (نہ تو مخلوق بغیر خالق کے پیدا ہو سکتی ہے اور نہ معدوم کو کچھ پیدا کرنے کی طاقت ہے تو وجود مخلوق کے لیے خالق کا ہونا ضروری ہے اور وہ خالق ایک اللہ ﷻ ہے اس حقیقت کے واضح ہونے کے باوجود پھر یہ لوگ اللہ ﷻ کی وحدانیت کو کیوں نہیں مانتے اور اس رسول ﷺ کی کتاب پر کیوں کرا ایمان لے کر نہیں آتے) یا آسمان اور زمین انہوں نے پیدا کئے (اور آسمان و زمین کو پیدا کرنے کی قدرت فقط اللہ ﷻ ہی کو ہے جو ہر چیز کا خالق ہے، پھر یہ اس کی عبادت کیوں نہیں کرتے) بلکہ انہیں یقین نہیں (ورنہ اگر انہیں اس کا یقین ہوتا تو وہ اللہ ﷻ کے نبی ﷺ پر ضرور ایمان لے آتے) یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں (نبوت اور رزق وغیرہ کے کہ وہ جسے جس نعمت کے ساتھ چاہیں مختص کر دیں.....) یا وہ حاکم اعلیٰ ہیں (وہ تسلط اور غلبہ رکھنے والے ہیں "مضطرون" کا فعل "سیطر" ہے، اور اس فعل کی مثل یہ افعال ہیں: "بیطر" "بیقر" (یا ان کے پاس کوئی زینہ (آسمانوں تک پہنچانے والا) کہ جس پر چڑھ کر

(فرشتوں کا کلام) سن لیتے ہیں (حتیٰ کہ ان کے لیے ان کے اپنے گمان میں حضور ﷺ سے جھگڑنا روا ہو گیا ہے، اگر وہ اس بات کے مدعی ہیں) تو ان کا سننے والا (یعنی سننے کا مدعی) کوئی واضح دلیل لے کر آئے ("سلطان مبین" کا معنی واضح اور روشن دلیل ہے اور ان کے اس گمان کے مشابہ ان کا یہ گمان بھی ہے کہ فرشتے اللہ ﷻ کی بیٹیاں ہیں، اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) کیا (تمہارے گمان کے مطابق) انکو بیٹیاں اور تم کو بیٹے (اللہ ﷻ ان کے اس باطل گمان سے بلند و بالا پاک ہے) یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو (ان کے پاس یہ دین لانے پر..... ہے.....) تو وہ جتنی کے بوجھ میں دبے ہیں (جس کے نتیجے میں وہ اسلام نہیں لا رہے) یا ان کے پاس غیب (یعنی علم غیب) ہے تو وہ (اسے) لکھ لیتے ہیں (حتیٰ کہ حشر و نشر اور امور آخرت کے بارے میں ان کا اپنے گمان کے مطابق نبی پاک ﷺ سے جھگڑنا ممکن ہو گیا ہے تمہارے ساتھ) یا کسی فریب کے ارادے میں ہیں (کہ دارالندوہ میں تمہیں ہلاک کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں) تو کافروں ہی پر داؤ پڑتا ہے (انہیں کو مغلوب و ہلاک ہونا ہے، پس اللہ ﷻ نے اپنے محبوب ﷺ کی ان لوگوں سے حفاظت کی اور جنگ بدر میں ان لوگوں کو ہلاک فرمادیا) یا اللہ کے سوا ان کا کوئی اور خدا ہے اللہ کو پاکی ہے ان سے جن کو وہ (اللہ ﷻ کے ساتھ) شریک ٹھہراتے ہیں (یعنی باطل خداؤں سے، ماقبل مقامات میں مذکور حذف "امر" یہ مشرکین کی برائی بیان کرنے اور انہیں زبرد تو بخ کرنے کے لیے ہے) اور اگر وہ کوئی نکلوا دیکھیں (کسفا بمعنی بعضا ہے) آسمان سے (اپنے اوپر) گرنا (جسے انہیں عذاب دینے کے لیے گرایا جائے جیسا کہ مشرکین نے کہا تھا "فاسقط علينا كسفا من السماء") تو کہیں گے (یہ) تہہ بہ تہہ بادل ہے (ہم اس کے ذریعے سیراب ہوں گے اور ایمان نہیں لاتے) تو تم انہیں چھوڑ دو کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں وہ موت کا شکار ہوں گے (يصعقون بمعنی يسمون ہے) جس دن کام نہ دے گا ("يوم لا يغني..... الخ" من يومهم..... الخ سے بدل بن رہا ہے) کچھ ان کا فریب اور نہ ان کی مدد ہو (یعنی آخرت میں ان سے عذاب کو دور کیا جائے..... لا.....) اور بیشک جنہوں نے (کفر کر کے) ظلم کیا ان کے لیے اس سے پہلے (یعنی موت سے قبل دنیا میں) ایک عذاب ہے (ان لوگوں کو بھوک اور قحط سالی کے ذریعے سات سال تک عذاب میں مبتلا رکھا گیا یا پھر اس عذاب سے مراد بدر میں ان لوگوں کا قتل کیا جانا ہے) مگر ان میں اکثر کو علم نہیں (کہ ان پر عذاب نازل ہوتا ہے) اے محبوب تم اپنے رب کے (ان مشرکوں کو مہلت دینے کے) حکم پر ٹھہرے رہو (اور تنگ دل نہ ہو) بیشک تم ہماری نگہداشت میں ہو (یعنی ہم تمہیں ملاحظہ فرما رہے ہیں اور تمہاری حفاظت فرما رہے ہیں) اور تسبیح کہو اپنے رب کی حمد کے ساتھ (دونوں کو ملاتے ہوئے یعنی سبحان اللہ وبحمدہ پڑھو) جب تم کھڑے ہو (یعنی جب سوا کراٹھو یا مجلس سے اٹھو) اور کچھ رات میں اس کی تسبیح کہو (یہاں بھی درحقیقت تسبیح کرنا مراد ہے) اور تاروں کے پیٹھ دیتے ("ادبار" مصدر ہے بمعنی عقیب یعنی ستاروں کے چھپ جانے کے بعد اللہ ﷻ کی تسبیح کہو یا تسبیح سے مراد نماز پڑھنا ہے تو یہاں پہلی صورت کا معنی من الليل فسبحه کا معنی ہوگا کہ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھو اور دوسری صورت کا یعنی وادبار النجوم کا معنی ہوگا فجر کی سنتیں پڑھو ایک قول کے مطابق معنی ہوگا فجر کی نماز پڑھو..... ہے.....)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿فذكر فما انت بنعمت ربك بكاهن ولا مجنون﴾

ف: فصیحہ، ذکر: فعل امر بافاعل، ملکہ جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف "اذا كان الامر كذلك" ظرف مستقر حال مقدم، ب: زائد، کاہن: اسم فاعل "هو" ضمیر ذوالحال، ملکہ فاعل، ملکہ شہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، مجنون: معطوف، ملکہ خبر، ملکہ جملہ اسمیہ۔



﴿ام یقولون شاعر نتر بص بہ ربیب المنون﴾

ام: منقطعہ بمعنی بل، یقولون: قول، شاعر: موصوف، نتر بص بہ: فعل بافاعل وظرف لغو، ربیب المنون: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مفت، ملکر ”ہو“ مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قویہ۔

﴿قل تر بصوا فانی معکم من المتر بصین﴾

قل: قول، تر بصوا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قویہ، ف: عاطفہ تعلیلیہ، النسی حرف مشبہ وی ضمیر، والحال، معکم: ظرف متعلق بمحذوف حال، ملکر اسم، من المتر بصین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام تامرہم احلامہم بہذا ام ہم قوم طاغون ام یقولون تقولہ بل لایومنون﴾

ام: عاطفہ بمعنی بل، تامرہم: فعل ومفعول، احلامہم: فاعل، بہذا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ام: عاطفہ، ہم: مبتدا، قوم طاغون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، یقولون: قول، تقولہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ملکر جملہ قویہ، بل: عاطفہ، لایومنون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلیاتوا بحدیث مثله ان کانوا صدقین﴾

ف: فصیحیہ، لام: لام امر، یاتوا: فعل بافاعل، ب: جار، حدیث: موصوف، مثله: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف ”ان قالوا تقولہ“ کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ان شرطیہ، کانوا صدقین: جملہ فعلیہ جزا محذوف ”ان فلیاتوا بحدیث مثله“ کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ام خلقوا من غیر شیء ام ہم الخالقون ام خلقوا السموت والارض بل لایوقنون﴾

ام: عاطفہ، خلقوا: فعل با نائب الفاعل، من غیر شیء: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ام: عاطفہ، ہم: مبتدا، الخالقون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، خلقوا: فعل بافاعل، السموت: معطوف علیہ، والارض: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، بل: عاطفہ، لایوقنون: فعل نفی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ام عندہم خزائن ربک ام ہم المصیطرون ام لہم سلم یستمعون فیہ﴾

ام: عاطفہ، عندہم: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، خزائن ربک: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، ہم: مبتدا، المصیطرون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، لہم: ظرف مستقر خبر مقدم، سلم: موصوف، یستمعون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلیات مستمعہم بسلطن مبین ام لہ البنت ولکم البنون﴾

ف: فصیحیہ، لام: لام امر، یات: فعل امر، مستمعہم: فعل، بسلطن مبین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف ”ان ادعوا ذلک“ کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ام: عاطفہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، البنت: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، البنون: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ام تسئلہم اجرا فہم من مغرم مثقلون ام عندہم الغیب فہم یکتبون﴾

ام: عاطفہ، تسئلہم: فعل بافاعل ومفعول، اجرا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ہم: مبتدا، من مغرم مثقلون: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، عندہم: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، الغیب: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ

اسیہ، ف: عاطفہ، ہم مبتدا، یکتبون: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ہم یزیدون کیدا فالذین کفروا ہم المکیدون ام لہم الہ غیر اللہ﴾

ام: عاطفہ، یزیدون: فعل بافاعل، کیدا: مفعول، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، الذین کفروا: موصول صلہ، مکر مبتدا، ہم المکیدون: جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، لہم: ظرف مستقر خبر مقدم، الہ: موصوف، غیر اللہ: صفت، مکر مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿سبحن اللہ عما یشر کون وان یروا کسفا من السماء ساقطا یقولوا سبحان من کوم﴾

سبحن: مصدر مضاف، اللہ: اسم جلالت مضاف الیہ فاعل، عما یشر کون: ظرف لغو، مکر شبہ جملہ ہو کر فعل محذوف ”سبح“ کیلئے مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، یروا: فعل بافاعل، کسفا: موصوف، من السماء: ظرف مستقر صفت اول، ساقطا: صفت ثانی، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، یقولوا: قول، سبحان من کوم: مرکب توصیفی ”ہو“ مبتدا محذوف کی خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، مکر جملہ تولیہ ہو کر جزا، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿فذرہم حتی یلقوا یومہم الذی فیہ یصعقون﴾

ف: فصیحہ، ذرہم: فعل امر بافاعل ومفعول، حتی: جار، یلقوا: فعل بافاعل، یومہم: موصوف، الذی فیہ یصعقون: موصول صلہ، مکر صفت، مکر ظرف، مکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ ہو کر محذوف ”اذا بلغوا فی الکفر العناد الیٰ هذا الحد“ کی جزا، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿یوم لا یغنی عنہم کیدہم شینا ولا ہم ینصرون﴾

یوم: مضاف، لا یغنی: فعل نفی، عنہم: ظرف لغو، کیدہم: فاعل، شینا: مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تنافیہ، ہم: مبتدا، ینصرون: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف، مکر مضاف الیہ، مکر ماقبل ”یومہم“ سے بدل ہے۔ ﴿وان للذین ظلموا عذابا دون ذلک ولكن اکثرہم لا یعلمون﴾

و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، لام: جار، الذین ظلموا: موصول صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر خبر مقدم، عذابا: موصوف، دون ذلک: صفت، مکر اسم مؤخر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لکن اکثرہم: حرف مشبہ واسم، لا یعلمون: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿واصبر لحکم ربک فانک باعیننا وسیح بحمد ربک حین تقوم﴾

و: عاطفہ، اصبر: فعل امر بافاعل، لحکم ربک: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ تعلیلیہ، انک: حرف مشبہ واسم، باعیننا: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، سیح: فعل امر با”انت“ ضمیر مستقر ذوالحال، بحمد ربک: ظرف مستقر حال، مکر فاعل، حین تقوم: ظرف، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن الیل فسبحہ وادبار النجوم﴾

و: عاطفہ، من الیل: ظرف مستقر فعل محذوف ”سبح“ کیلئے، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، سبحہ: فعل امر بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ادبار النجوم: معنی ”وقت غروبہا“ فعل محذوف ”سبح“ کیلئے ظرف، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح واغراض﴾

## تبلیغ رسالت پر جمے رہنے کا حکم:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فَلذْكَرْ لِمَا آتَىٰ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِكُلِّ بَهْكَامٍ وَلَا مَجْنُونٍ تَوَاصَىٰ بِمَحَبَّةٍ تَمْنِيهِمْ فَرَاؤُكَ تَمَّ أَفْنِ رَبِّكَ فَضْلٌ سَمَّكَاهِنَ هُوَ ذَكَرَ مَجْنُونٍ﴾ (الطور: ۲۹) ﴿مَعْنَىٰ یہ ہے کہ اے محبوب! آپ قرآنی آیات اور اپنی حکمت بھری باتوں سے ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لئے کوشاں رہیں، اگر یہ آپ کو کاہن، شاعر یا جادوگر ہی کہتے ہوں لیکن آپ ﷺ اپنے منصب پر گامزن رہیں۔﴾ (روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۵۲)

متذکرہ آیت اور تفسیری نکات سے ثابت ہو گیا کہ مبلغ کو اپنے کام سے چھٹی کی اجازت نہیں، یعنی اُسے یہ اجازت نہیں کہ دل برداشتہ ہو جائے، گھر میں بیٹھا رہے، نیکی کی دعوت کا فریضہ ترک کر دے، لوگوں سے کنارہ کرنے لگے، مخالفین کی باتوں کو دل میں جگہ دے کر اپنے منصب کو فراموش کر دے، دیکھیں کائنات کی عظیم ترین مخلوق، خالق کائنات ﷻ نے جنہیں اپنا محبوب ﷺ فرمایا انہیں بھی لوگوں کی باتوں کی پرواہ کئے بغیر تبلیغ کے منصب کو ادا کرتے رہنے کی تلقین فرمادی، گویا ہمیں سکھایا جا رہا ہے کہ حالات کتنے ہی نامصائب سہی نیکی کا کام نہیں چھوڑنا۔

## مسلمان اور کفار کے انتظار کا فرق:

۲..... اللہ ﷻ نے ہر حال میں اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی اور تسلی کا اہتمام فرمایا ہے، اور انہیں سکھادیا کہ اے محبوب ﷺ! تجھ پر الزام لگانے، اور مجھے راستے سے نکالنے کی بجائے اللہ ﷻ کے فیصلے کا انتظار کرو کیونکہ تم تو مجھے ہلاک کرنے کے درپے ماضی میں بھی رہے اور حال میں بھی تمہارا یہی حال رہا ہے اور ہونا وہی ہے جو اللہ ﷻ چاہے گا تو تم میری ہلاکت کا انتظار کرتے رہو میں بھی تمہاری ہلاکت کا منتظر ہوں۔ اب ہلاکت اُسے ہی ملنی ہے جس کے لئے اللہ ﷻ نے لکھ دی اور جس طرح سے لکھ دی، تاریخ اس بات پر گواہ اور مفسرین کرام کے تفسیری نکات اس پر شاہد کہ وہی لوگ جنہوں نے فخر کائنات ﷺ کو شہید کرنے کے لئے دارالندوہ میں مشورے کئے، آج وہ لوگ بدر، اُحد، خندق اور دیگر معرکوں میں کام آگئے۔ گویا اس فرمان: ﴿قُلْ تَرَبُّصُوا فَاَنىٰ مَعَكُمْ مِنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ﴾ تم فرماؤ انتظار کئے جاؤ میں بھی تمہارے انتظار میں ہوں (الطور: ۲۱) میں دلیل ہے کہ سید عالم ﷺ کو اس مبارک کلمات کے ذریعے کافروں کی جلد ہلاکت کی خبر دی جا رہی ہے۔

## قرآن کی مثل لانے کا حکم:

۳..... سید عالم ﷺ نے قرآن مجید میں چار مقامات پر کھلا دعویٰ پیش کیا وہ یہ ہیں۔ (۱)..... ﴿قُلْ لِّسَنُ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ عَلٰى اَنْ يَّاتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاتُوْنَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيراۗ تَمَّ فَرَاؤُكَ اِذَا دِىٰ اَوْ رَجَنَ سَبَّاسْ﴾ بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لائیں گے اگرچہ ان میں ایک دوسرے کا مددگار ہو (الاسراء: ۸۸)..... (۲)..... ﴿اَمَ يَقُوْلُوْنَ اَفْتَرٰهُ قُلْ فَاتَوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهِ وَتَذَعُوْا مِنْ اَسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَيَاۤىَہٗ كَبْتُمْ﴾ انہوں نے اسے جی سے بنا لیا تم فرماؤ تو لے آؤ اس کی مثل سورت اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکے سب کو بلاؤ (یس: ۳۸)..... (۳)..... ﴿قُلْ فَاتَوْا بِعَشْرِ سُوْرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرِيْنَ﴾ تم فرماؤ کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ (موم: ۱۳)..... (۴)..... ﴿فَلْيَاۤتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهِ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ﴾ تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں (الطور: ۲۴)..... (الجمال، ج ۲، ص ۳۶۱)

## مذکورہ آیت کے تحت رب ﷻ کے خزانوں کا مالک کون ہے؟

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ہم عندہم خزائن ربک یا ان کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں﴾ (الطور: ۳۷) ﴿ان کے پاس نبوت اور رزق وغیرہ کے خزانے نہیں ہیں کہ جنہیں چاہیں دیں اور جس سے چاہیں روک رکھیں۔ الرمانی کہتے ہیں اللہ ﷻ نے اپنی قدرت کے خزانے کا سید عالم ﷺ کو مختار فرمایا ہے، ابن عطیہ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کے فرمان ”ام عندہم“ میں اس جانب اشارہ ہے کہ مال، صحت، عزت وغیرہ جمیع امور اللہ ﷻ کی بارگاہ کے مرہون منت ہیں، زہری کہتے ہیں کہ خزانے سے مراد علم و احسانندی ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۵۵ ملخصاً)

قاضی شہاب الدین عمر خفاجی فرماتے ہیں: اس آیت کے معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے کائنات میں تصرف کا اختیار انہیں نہیں دیا کہ تمام معاملات میں ان کے مرہون منت ہوں جسے یہ چاہیے اُسے منصب نبوت عطا کی جائے اور جس کے لئے یہ خواہش کریں اُسے اللہ ﷻ کی رضا حاصل ہو۔

امام رازی کہتے ہیں: اس آیت میں خزانے سے مراد درج و وجہ ہو سکتی ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ کی رحمت مراد ہے۔ (۲)..... غیب کے خزانے مراد ہیں۔ (۳)..... آنکھوں سے چھپے اسرار و رموز مراد ہیں۔ (۴)..... خلق خدا پر ہونے والے وہ انعام جو نہ مخلوق دیکھ سکتی ہے اور نہ ہی سن سکتی ہے، اول اور دوم وجوہ تو منقول ہیں جب کہ سوم و چہارم استنباط کی گئی ہیں۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۲۱۷)

## سید عالم ﷺ کی جانب سے اجرت کی نفی کرنے کے محامل:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ہم تسنلہم اجرا فہم من مغرم مثقلون یا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو وہ جی کے بوجھ میں دبے ہیں﴾ (الطور: ۴۰) ﴿اس کے جواب میں کئی وجوہ بیان کی گئی ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱)..... اس سوال میں سید عالم ﷺ کی تسلی قلب کا سامان کرنا مقصود ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب لوگ سید عالم ﷺ کی بات سننے سے رکنے لگے اور اتباع سے بچنے لگے تو سید عالم ﷺ کی طبیعت نازنین پر گراں گزرا، پس سید عالم ﷺ کو اللہ ﷻ نے فرمایا کہ اے حبیب ﷺ! آپ نے ان تک وہی پہنچایا ہے جو انہوں نے چاہا ہے، پس آپ اپنا دل تنگ نہ کریں اگر وہ ایمان نہیں لاتے تو ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے آپ پر کوئی ملامت نہیں ہے، اور آپ پر ملامت اس صورت میں ہوتی جب کہ آپ اُن سے تبلیغ رسالت کی کوئی اجرت مانگتے، لہذا اگر ایسا نہیں ہوا تو پھر آپ کیوں حرج میں پڑتے ہیں۔ (۲)..... ان کا حال تو یہ ہے کہ یہ حضرات اپنے سرداروں سے مال وصول کرتے ہیں اور اے محبوب ﷺ! آپ ان سے اپنی تبلیغ پر کچھ اجر نہیں مانگتے جس کی وجہ سے یہ آپ کی پیروی نہیں کرتے اور آپ کے علاوہ دیگر لوگوں کی پیروی کر جاتے ہیں جہاں سے انہیں مال ملتا ہے۔ (۳)..... اس آیت میں سید عالم ﷺ کے اجر طلب نہ کرنے کا بیان ہے جب کہ ایک آیت میں یوں ہے: ﴿قل لا اسئلكم علیہ اجرا الا المودة فی القربی تم فرماؤ میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قربت کی محبت﴾ (الشوری: ۲۳) ﴿یعنی سید عالم ﷺ نے اجر طلب کیا اور طلب اجر کی صورت اپنی قربت سے محبت کا اظہار کرنا ہے، لہذا دونوں آیات میں بظاہر ٹکراؤ ہے۔ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ جہاں تک: ﴿المودة فی القربی﴾ کا تعلق ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ میں تم سے کسی دنیاوی منفعت کا سوال نہیں کرتا بلکہ میرے قربت داروں کی محبت اللہ ﷻ کی رضا جوئی کے لئے طلب کرتا ہوں کیونکہ کاملین کی محبت ناقصین کی محبت کے مقابلے میں زیادہ کارآمد ہوا کرتی ہے، اور اللہ ﷻ کے نیک بندے جن سے اللہ ﷻ کلام کرے یا وہ اللہ ﷻ سے ہم کلام ہوں یا جنہیں اللہ ﷻ دوسروں کے لئے نمونہ بنائے، یہ سارے اُن کے مقابلے میں قریبی ہوتے ہیں جن سے نہ تو اللہ ﷻ کلام فرماتا ہے، نہ ہی جنہیں اللہ ﷻ دوسروں کے لئے نمونہ بناتا ہے اور سید عالم ﷺ کے قربت دار یقیناً دیگر لوگوں کے لئے مشعل راہ ہیں



**کافروں کو ان کے حال پر چھوڑ دینے کا معنی:**

۱..... مفسرین کرام کہتے ہیں کہ: ﴿فلذرہم﴾ تم انہیں چھوڑ دو ﴿﴾ میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہ آیت آیت سیف سے منسوخ ہے، اور: ﴿حتی یلقوا یومہم الہی فیہ یصعقون﴾ یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن سے ملیں جس میں بے ہوش ہوں گے (سطور: ۴۵) ﴿﴾ میں قتادہ کے قول کے مطابق مراد کافروں کی موت کا دن ہے، جب کہ ایک قول یوم بدر کے حوالے سے بھی ملتا ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مراد فتح اولیٰ ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جس دن قیامت آئے گی اور ان کی عقلیں صحیح سلامت نہ رہیں گی۔ ایک قول کے مطابق یصعقون بمعنی من اصعقه اللہ جسے اللہ تعالیٰ یوم صاعقہ کی درشکاری پہنچائے مراد ہے۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۶۸)

**آیت نمبر ”۴۹“ کے تحت نماز فجر سے پہلے سنت پڑھنے کی تحقیق:**

۱..... حضرت ابن عباس، جابر اور انس رضی اللہ عنہم کے مطابق نماز فجر سے (پہلی) دو رکعت مراد ہیں۔ بعض علماء نے ان دو رکعت (سنت) کو مستحب کہا ہے اور بعض نے انہیں پانچ نمازوں کی فرضیت سے منسوخ قرار دیا ہے۔ حضرت ضحاک اور ابن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿وادبر النجوم﴾ اور تاروں کے پیٹھ دیتے ہیں ﴿﴾ سے نماز صبح کا ارادہ کیا گیا ہے اور یہی قول امام طبری نے اختیار فرمایا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں مراد نماز کے بعد کی تسبیحات ہیں۔

☆..... حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ سید عالم ﷺ کسی نماز کی اتنی محافظت نہیں فرماتے تھے جتنی فجر سے پہلے کی دو رکعت کی حفاظت فرماتے تھے۔ (صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب تعاهد رکعتی الفجر ومن سماحمتطوعا، رقم: ۱۱۶۹، ص ۱۸۶)

☆..... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ادبار النجوم فجر سے پہلے کی دو رکعتیں ہیں جب کہ ادبار السجود مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورۃ طور، رقم: ۳۲۸۶، ص ۹۴۱)

☆..... بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”نماز فجر سے قبل دو رکعتیں دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔“

(صحیح مسلم، کتاب المسافرين، باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر، رقم: (۱۰۷۲)/۷۲۵، ص ۳۳۳)

**اغراض:**

حوادث الدھر: کلام میں استعارہ تصریح ہے، یعنی حوادث زمانہ کو ”رب“ کے ساتھ مشابہت دی ہے، معنی یہ ہے کہ حوادث زمانہ نے حیران کر دیا ہے اور ان کی حالت ایک جیسی نہ رہی ہے۔ اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ﴿المنون﴾ سے مراد یہ ہے کہ جب عدم رہ جائیں اور مدد بھی ختم ہو جائے۔

ای قولہم لہ ساحر کاھن شاعر مجنون: یہاں تاقض کا بیان کر دیا، اس لئے کہ کاہن کی شان یہ ہوتی ہے کہ وہ ماہر اور زیرک ہوتا ہے اور صاحبِ رائی بھی ہوتا ہے، شاعر اور ساحر کا بھی یہی حال ہوتا ہے اور جنون کی نسبت کرنا گویا کہ ان کے اپنے کلام میں نقص پیدا کرتا ہے۔ ای لا تسمرہم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ استفہام ﴿ہام﴾ انکاری سے مستفاد ہوتا ہے اور اس میں تویح بھی پائی جا رہی ہے۔ لم یختلفہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ استفہام انکاری بمعنی نفی ہے۔ ولا یعقل مخلوق بدون خالق: اللہ کے فرمان: ﴿خلقوا من غیر شئ﴾ کی طرف راجع ہے، اور ”ولا معدوم یخلق“ اللہ کے فرمان: ﴿ہام ہم الخالقون﴾، معنی یہ ہے کہ اگر یہ لوگ اپنی ذات کو خود ہی پیدا کرنے والے ہوتے اور گویا ان کی اپنی جانیں پہلے معدوم تھیں اور اس توجیہ سے ان کا پہلے معدوم ہونا لازم آیا، اور یہ جب عدم سے وجود میں تشریف لے آئے تو یقیناً کوئی تو ہے جو عدم سے وجود میں لائے والا ہے، اور یہی خدا

ہے جس کی انہیں سمجھ نہیں۔ والا لامسوا بنیہ: پس انہیں اللہ کی تخلیق ہونے پر یقین نہیں، (حالانکہ اس جیسی کئی آیات) توحید اور نبوت پر دلیل ہیں، لیکن ان کا یقین عدم کی طرح ہے اور اس میں سید عالم ﷺ کی ذات کے لئے تسلی ہے۔

المتسلطون: یعنی اشیاء پر غالب ہونا، کہ وہ زمین کے خزانوں میں جیسے چاہیں تدبیر کر لیں۔ ان ادعوا ذلک: یعنی ملائکہ کی جانب سے کوئی خبر آنا مراد ہے، اور اگر بالفرض ایسا ہے تو ان کے پاس کوئی خبر ضرور آئی چاہیے۔ ای بزعمکم: یعنی تمہارے دعوے اور اعتقاد کے مطابق۔

دار الندوة: اگر کسی کے کہنے کے مطابق اس سورت کو کئی مان لیں تو دار الندوة کا اجتماع ہجرت کی رات وقوع پذیر ہوا ہے، پس اس (ہجرت کی رات) کے ساتھ قید لگانا مشکل ہوگی، اور واضح بات یہ ہے کہ فرمان مقدس میں دار الندوة محذوف ہے اس لئے کہ مشرکین مکہ کی جانب سے کید کا ارادہ بعثت کے دن ہوا تھا۔ ثم اهلكهم بیدر: یعنی بدر میں کافروں کے سردار ہلاک ہوئے، جن کی تعداد ستر ہے۔ فی مواضعها: مراد پندرہ مقامات ہیں، جہاں ﴿ہام﴾ توحیح و قباحت کے لئے آیا ہے۔

فاسقط علينا كسفا: یہ آیت قوم شعیب کے بارے میں نازل ہوئی، جیسا کہ سورۃ الشعراء میں ہے لیکن مفسر کے نزدیک اوّلیٰ یہ ہے کہ سورۃ الاسراء میں موجود آیت ﴿او تسقط السماء كما زعمت علينا كسفا﴾ (الاسراء: ۶۲) کے ساتھ استدلال کیا جائے۔ ویموتون: یعنی موت آنے کا وقت مراد ہے، چہ جائے کہ بدر میں وقت مکمل ہو جائے یا کہیں اور، اور یہی زیادہ بہتر قول ہے۔

من العذاب فی الآخرة: مراد وہ عذاب ہے جو مرنے کے بعد ہونا ہے۔ بمرأی منا: پس ”اعین“ کے اطلاق سے لازم مراد لیا گیا ہے، مراد علم و بصیرت سے کسی چیز کا احاطہ کرنا ہے، اور اس سے کسی چیز کا مزید حفظ مراد ہے اور جمع کے ساتھ ﴿بسعینا﴾ کہنا نون کی عظمت کے باعث ہے ورنہ سورت طہ میں فرمایا: ﴿ولتصنع علی عینی﴾ (طہ: ۳۹)۔

من منامک: بی بی عائشہ سے روایت منقول ہے کہ جب سید عالم ﷺ ظاہری طور پر بیدار ہوتے تو دس مرتبہ کلمہ پڑھتے، دس مرتبہ اللہ کی حمد کرتے، دس مرتبہ اللہ کی تسبیح بیان کرتے، دس مرتبہ تہلیل کرتے اور دس مرتبہ استغفار کرتے اور فرماتے: ”اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت عطا فرما اور مجھے رزق اور عافیت عطا فرما اور قیامت کے دن کی تنگی سے پناہ طلب فرماتے“۔ اور ایک روایت میں یوں ہے: ”جب ظاہری اعتبار سے بیدار ہوتے تو سورت آل عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرماتے“۔

او من مجلسک: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”مجلس وہ جگہ ہے جہاں کثرت سے شور ہوتا ہے، پس جب تم مجلس سے اٹھو تو یہ کہہ لو: سبحانک اللہم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک و اتوب الیک، پس یہ کہنا اس کے لئے کفارہ بن جائے گا“۔

ای عقب غروبها: مراد ستاروں کا غروب ہونا ہے جو یہ غروب ہوتے ہیں تو صبح کی روشنی پھوٹ پڑتی ہے اگر چہ یہ خود آسمان پر طلوع فجر تک باقی رہتے ہیں لیکن غروب ہونے سے مراد ان کی روشنی ماند پڑنا ہے۔ او ضل فی الاول: یعنی رات میں نماز ادا کرنا مراد ہے، اور مذکورہ کلام اس فرمان: ﴿ومن اللیل فسبحہ وادبار النجوم﴾ (النجم: ۴۹، ۴۸) یا ﴿وسبح بحمد ربک حین تقوم﴾ کی طرف راجع ہے اور مراد یہاں حقیقی تسبیح ہے جو ہر حال میں اللہ کی ہونی چاہیے۔ وقیل الصبح: سے مراد صبح کی نماز ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۹ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد

## سورة النجم مکیہ ثنتان وستون آیت

(سورة النجم مکیہ ہے اس کی کل باسٹھ آیتیں ہیں)

## تعارف سورة النجم

اس سورت میں تین رکوع، باسٹھ آیتیں، تین سو ساٹھ کلمے، چودہ سو پانچ حروف ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے سورة النجم پڑھی اور اس میں سجدہ کیا اس وقت وہاں پر جتنے لوگ تھے سب نے سجدہ کیا سوائے ایک شخص کے اس نے کچھ نککریاں یا میٹھا کر اپنے چہرے پر رکھ لی اور کہا مجھے یہ کافی ہے۔ بعد میں میں نے دیکھا کہ وہ کفر کی حالت میں قتل کیا گیا۔ (صحیح البخاری، کتاب سجود القرآن، باب: سجدة النجم، رقم: ۱۰۷۰، ص ۱۷۳) حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سورة النجم کا سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں اور مشرکوں نے اور جن وانس نے سجدہ کیا۔ (صحیح البخاری، رقم: ۱۰۷۱) اس سورت میں سب سے پہلے ان الزامات کی تردید کی گئی جو کفار نے سرور عالم ﷺ پر عائد کئے تھے، کبھی کہتے یہ راہ راست سے بھٹک گئے، بھکی بھکی باتیں کرتے ہیں اپنی ساری قوم کی تکذیب کرتے ہیں اور جو کلام یہ پڑھ کر سناتے ہیں اسے خود گھڑ کر لاتے ہیں اور اللہ ﷻ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں پہلی آیتوں میں ان الزامات کی تردید فرمائی ﴿ما ضل صاحبکم وما غوی﴾ الخ ساتھ ہی یہ بتا دیا کہ نہ یہ خود آیتوں کو گھڑتے ہیں اور نہ سنی سنائی باتیں کرتے ہیں بلکہ جو ذات انہیں یہ بلاغت سکھاتی ہے اسکا انہوں نے دیدار بھی کیا ہے، بات فقط شنید تک محدود نہیں بلکہ دید تک جا پہنچی ہے۔ اس لئے کفار کا اس کلام کے بارے میں جھگڑنا معقولیت سے کوسوں دور ہے۔ اس کے بعد کفار کو خطاب فرمایا جس عقائد اور نظریات پر تم چمپے ہوئے ہوا کی بنیاد وہم و گمان کے سوا کچھ نہیں، انکی حقانیت ثابت کرنے کے لئے نہ تمہارے پاس کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ کوئی نقلی دلیل ہے تم اپنے نفس کی خواہشات سے اس قدر مغلوب ہو کہ تمہارا نفس جو کہتا ہے اسی کو حق تسلیم کر لیتے ہو تم نے کبھی ان باتوں میں چھان بین کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی تم خود سوچو کہ کیا ظن و تخمین میں اتنی طاقت ہے کہ وہ ٹھوس عقائد کو بدل ڈالیں تمہارے کہنے سے نہ حق باطل بن جائے گا اور نہ تمہارے انکار سے حق مٹ جائے گا۔

رکوع نمبر: ۵

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿و النجم﴾ ﴿الشریا﴾ ﴿اذا هوی﴾ (۱) ﴿غاب﴾ ﴿ما ضل صاحبکم﴾ ﴿محمدا ﷺ﴾ ﴿عن طریق الہدایۃ﴾ ﴿وما غوی﴾ (۲) ﴿ما لابس الغی﴾ ﴿هو جہل من اعتقاد فاسد﴾ ﴿وما ينطق﴾ ﴿بما یأتیکم بہ﴾ ﴿عن الہوی﴾ (۳) ﴿هو نفسہ﴾ ﴿ان﴾ ﴿ما﴾ ﴿هو الا وحی یوحی﴾ (۴) ﴿الیہ﴾ ﴿علمہ﴾ ﴿ایاہ﴾ ﴿ملک﴾ ﴿شدید القوی﴾ (۵) ﴿ذو مہرۃ﴾ ﴿قوۃ و شدۃ او منظر حسن﴾ ﴿ای جبریل﴾ ﴿فاستوی﴾ (۶) ﴿استقر﴾ ﴿و هو بالا فاق الاعلی﴾ (۷) ﴿افق الشمس﴾ ﴿ای عند مطلعہا علی صورتہ الّٰہی خلق علیہا فرأه النبی ﷺ﴾ ﴿و کان بحراء قد سد الأفق﴾ ﴿الی المغرب﴾ ﴿فخر مغشیا علیہ و کان قد سألہ ان یریہ نفسہ علی صورتہ الّٰہی خلق علیہا فو اعدہ بحراء فنزل جبریل﴾ ﴿فی صورۃ الادمیین﴾ ﴿ثم دنا﴾ ﴿قرب منه﴾ ﴿فتدلی﴾ (۸) ﴿زاد فی القرب﴾ ﴿فکان﴾ ﴿منہ﴾ ﴿قاب﴾ ﴿قدر﴾ ﴿قوسین﴾ ﴿ار ادنی﴾ (۹) ﴿من ذلک حتی افاق و سکن روعہ﴾ ﴿فاوحی﴾ ﴿تعالی﴾ ﴿الی عبدہ﴾ ﴿جبریل﴾ ﴿ما﴾ ﴿اوحی﴾ (۱۰) ﴿جبریل﴾ ﴿الی النبی ﷺ﴾ ﴿و لم یدکر الموحی تفخیمًا لسانہ﴾ ﴿ما کذب﴾ ﴿بالتخفیف﴾ ﴿والتشدید﴾

اَنْكُرَ الْفَوَادِ ﴿فَوَادُ النَّبِيِّ﴾ مَا رَأَى (۱۱) ﴿بِصْرِهِ مِنْ صُورَةِ جِبْرِئِيلَ﴾ التَّمَسُّرُونَهُ ﴿تَجَادِلُونَ وَتَقْلِبُونَهُ﴾ عَلَى مَا يَرَى (۱۲) ﴿مِطَابَ لِلْمُشْرِ كَيْنَ الْمُنْكَرَيْنِ رَوِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِجِبْرِئِيلَ﴾ وَلَقَدْ رَاهُ عَلَى صُورَتِهِ ﴿نَزَلَ﴾ مَرَّةً ﴿اُخْرَى﴾ (۱۳) عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى (۱۴) ﴿لَمَّا أُسْرِيَ بِهِ فِي السَّمَوَاتِ وَهِيَ شَجَرَةٌ نَبَقَ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ لَا يَتَجَاوَزُهَا أَحَدٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَغَيْرِهِمْ﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى (۱۵) ﴿فَوَوى إِلَيْهَا الْمَلَائِكَةُ وَأَرْوَاحُ الشُّهَدَاءِ وَ الْمُتَّقُونَ﴾ اِذْ ﴿حِينَ﴾ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى (۱۶) ﴿مِنْ طَيْرٍ وَغَيْرِهِ وَ اِذْ مَغْمُولَةً لِرَآءِهِ﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ ﴿مِنَ النَّبِيِّ ﷺ﴾ وَمَا طَغَى (۱۷) ﴿أَيُّ مَا مَالَ بَصْرُهُ عَنْ مَرْيَتِهِ الْمَقْصُودَةِ وَلَا جَاوِزَهُ تِلْكَ اللَّيْلَةُ﴾ لَقَدْ رَأَى ﴿فِيهَا﴾ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى (۱۸) ﴿أَيُّ الْعِظَامِ أَى بَعْضُهَا فَرَأَى مِنْ عَجَائِبِ الْمَلَكُوتِ رَفَرَفًا خُضْرًا سَدَّ أَفْقَ السَّمَاءِ وَ جِبْرِئِيلُ لَهُ سِتٌّ مِائَةً جَنَاحٌ﴾ الْفَرَّاءُ يَتِمُّ اللَّتَّ وَالْعَزَى (۱۹) وَمِنْهُ الثَّلَاثَةُ ﴿لِلَّتَيْنِ قَبْلُهَا﴾ الْاُخْرَى (۲۰) ﴿صِفَةُ ذِمِّ لِّلثَالِثَةِ وَهِيَ أَضْنَامٌ مِنْ حِجَارَةٍ كَانِ الْمُشْرِ كَيْنَ يَعْْبُدُونَهَا وَيَزْعُمُونَ أَنَّهَا تَشْفَعُ لَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَمَقْعُولُ أَفْرَائِيْمُ الْأَوَّلُ اللَّاتُ وَمَا عَطَفَ عَلَيْهِ وَالثَّانِي مَحْدُوقٌ وَالْمَعْنَى أَخْبَرُونِي إِلَهَهِ الْأَضْنَامِ قُدْرَةً عَلَى شَيْءٍ مَا فَتَعْبُدُونَهَا دُونَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ الْقَادِرُ عَلَى مَا تَقْدِمُ ذِكْرُهُ وَلَمَّا زَعَمُوا أَيضًا أَنَّ الْمَلَائِكَةَ بَنَاتُ اللَّهِ مَعَ كَوَاهِلِهِمُ الْبَنَاتِ نَزَلَ ﴿الْكَمِ الذِّكْرُ وَلَهُ الْاُنْثَى﴾ (۲۱) تِلْكَ اِذَا قَسَمَ ضِيْزَى (۲۲) ﴿جَائِرَةٌ مِنْ ضَارَةٍ يَضِيرُهُ اِذَا ظَلَمَهُ وَجَارَ عَلَيْهِ﴾ اِنْ هِيَ ﴿مَا اَلْمَذْكُورَاتِ﴾ اِلَّا اَسْمَاءُ سَمِيَتْهُمَا ﴿اَى سَمِيَتْ بِهَا﴾ اَنْتُمْ وَاِبَائِكُمْ ﴿اَضْنَامًا تَعْبُدُونَهَا﴾ مَا اَنْزَلَ اِلٰهَ بِهَا ﴿اَى بَعَادَتِهِمْ﴾ مِنْ سُلْطَنٍ ﴿خُبَّةٌ وَبُرْهَانٌ﴾ اِنْ ﴿مَا﴾ يَتَّبِعُونَ ﴿فِي عِبَادَتِهِمْ﴾ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى اِلْاَنفُسُ ﴿مِمَّا زَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مِنْ اَنَّهَا تَشْفَعُ لَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ﴾ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَى (۲۳) ﴿عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْبُرْهَانِ الْقَاطِعِ فَلَمْ يَرْجِعُوا عَمَّا هُمْ عَلَيْهِ﴾ اِمَامٌ لِلْاِنْسَانِ ﴿اَى لِكُلِّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ﴾ مَا تَمْنَى (۲۴) ﴿مِنْ اَنَّ الْأَضْنَامَ تَشْفَعُ لَهُمْ لَيْسَ اَلْأَمْرُ كَذَلِكَ﴾ فَلِلَّهِ الْاُخْرَى وَالْاُولَى (۲۵) ﴿اَى الدُّنْيَا فَلَا يَقَعُ فِيْهَا اِلَّا مَا يَرِيْدُهُ تَعَالَى﴾

### ﴿ترجمہ﴾

النجم (یعنی ثریا.....) کی قسم جب وہ پوشیدہ ہو جائے تمہارے صاحب (یعنی محمد ﷺ راہ ہدایت سے) نہ پہنکے..... بل..... اور نہ بے راہ چلے (یعنی غوی سے ملا بس نہ ہوئے..... بل..... غوی کہتے ہیں اعتقاد فاسد سے پیدا ہونے والے جہل کو) اور وہ کوئی بات (جو وہ تمہارے پاس لے کر آتے ہیں) اپنی خواہش سے نہیں کرتے (یعنی اپنے نفس کی خواہش سے نہیں کرتے) وہ تو نہیں (ان) بمعنی ما نافیہ ہے (مگر وحی جو انہیں) کی جاتی ہے انہیں (وحی) سکھائی (اس فرشتے نے) جو سخت قوت و طاقت والا ہے ("ذو مَرَّة" کا معنی قوت و طاقت والا ہے یا پھر خوبصورت، اس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں) پھر وہ مستقر ہو (استوی بمعنی استقر ہے) اور وہ افق اعلیٰ میں تھا (افق سورج یعنی سورج کے طلوع ہونے کے مقام کے پاس، حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا فرمایا ہے نبی پاک ﷺ نے غار حراء میں آپ کو دیکھا حضرت جبرائیل علیہ السلام کے وجود سے مشرق سے مغرب تک بھر گیا، حضور



ﷺ پر بے ہوشی طاری ہوئی آپ ﷺ زمین پر تشریف لے آئے اور خود حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے خواہش ظاہر کی تھی وہ انہیں اپنا آپ اصلی صورت میں دکھائیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی پاک ﷺ سے اس کا وعدہ غار حراء میں کر لیا پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آدمی کی صورت میں نازل ہوئے (پھر وہ نزدیک ہوا) نبی پاک ﷺ سے دلسی بمعنی قسرب ہے (پھر خوب قریب آگیا) (یعنی مزید آگے ہوئے.....) تو وہ (حضور ﷺ سے) دو ہاتھ کے فاصلہ پر تھا بلکہ اس سے بھی کم (حتیٰ کہ حضور ﷺ کو آفتاب ہوا اور آپ ﷺ کا خوف جاتا رہا.....) اب وحی فرمائی (اللہ جلّ جلالہ نے) اپنے بندے (حضرت جبرائیل علیہ السلام کو) جو وحی کی (جبرائیل علیہ السلام نے) نبی پاک ﷺ کو وحی کی شان کو خوب اجاگر فرمانے کے لیے جو وحی فرمائی گئی اس کا ذکر فرمایا..... (انکار نہ کیا) ”مکذّب“ فعل ذال مخفف و مشدد دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے (دل نے) نبی پاک ﷺ کے قلب اقدس نے) جو دیکھا (آپ ﷺ نے) اپنی مبارک آنکھوں سے..... یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام کی بصورت) تو کیا تم ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو (”نما دونہ“ کا معنی تم ان سے جھگڑتے اور ان پر غلبہ پانا چاہتے ہو یہ خطاب ان مشرکین سے ہے جو اس بات کے منکر تھے کہ حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ہے) اور انہوں نے تو اسے (اس کی اصلی صورت میں) دوبار دیکھا (نزلۃ بمعنی مسرۃ ہے) سدرۃ المنتہی کے پاس اس وقت جب کہ نبی پاک ﷺ کو معراج کرائی گئی ”سدرۃ“ بیری کا درخت ہے جو عرش کے دہنی جانب ہے کہ فرشتہ اور کوئی بھی مخلوق اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی.....) اس کے پاس جنت المادوی ہے (اسے جنت المادوی اس لیے کہتے ہیں کہ یہاں فرشتے نیز شہداء یا متقین کی ارواح کا ٹھکانہ ہے) جب (اذ بمعنی حین ہے) سدرۃ پر چھار ہاتھ جو چھار ہاتھ (یعنی پرندے وغیرہ، ”اذ“ یہ ”راہ“ فعل کا معمول بن رہا ہے) آنکھ نہ کسی طرف پھری (نبی پاک ﷺ کی) اور نہ حد سے بڑھی (یعنی آپ ﷺ کی چشم مبارک سے جس ذات کو دیکھنا مقصود تھا اس سے نہ ہی اور نہ ہی اس رات میں ذات پاک سے متجاوز ہوئی.....) بیشک اس نے دیکھا (اس رات میں) اپنے رب کی بہت عظیم نشانیاں (یعنی حضور ﷺ نے ان میں سے بعض عظیم نشانیاں دیکھیں، کبریٰ بمعنی عظام ہے، حضور ﷺ نے عجائب ملکوت میں سے سبز رنگ کے رُفرف کو دیکھا کہ جس کے وجود نے آسمانوں کو بھر دیا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے) تو کیا تم نے دیکھا حالات اور عزی اور اس تیسری منات کو (”آخری ثالثہ“ کے لیے صفت مذمومہ ہے۔ اور یہ پتھر سے بنے بت تھے جن کی مشرکین عبادت کیا کرتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ اللہ جلّ جلالہ کے حضور یہ بت سفارش کریں گے پہلے والے ”ارء یتیم“ کا مفعول ”اللات“ اور اس کا معطوف علیہ ہے اور دوسرے والے ”ارء یتیم“ کا مفعول محذوف ہے معنی آیت یہ ہے مجھے خبر دو کہ کیا ان بتوں کو کچھ قدرت ہے کہ اللہ جلّ جلالہ کو جو کہ ماقبل مذکورہ امور پر قدرت رکھتا ہے چھوڑ کر تم ان کی عبادت کرتے ہو کیونکہ مشرکین کا یہ بھی گمان تھا کہ فرشتے اللہ جلّ جلالہ کی بیٹیاں ہیں حالانکہ وہ خود اپنے لیے بیٹیاں ہونا ناپسند کرتے تھے ان کے اس طرز عمل کے رد کے لیے یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی جب تو یہ ظالمانہ تقسیم ہے (ضیزی بمعنی جائدہ ہے، یہ ضازہ یضیزہ سے مشتق ہے یہ بات اس وقت کہتے ہیں جب کوئی دوسرے پر ظلم و زیادتی کرتا ہے) وہ تو نہیں (ان بمعنی فسانا فیر ہے) مگر کچھ نام کہ تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (ان بتوں کے) رکھ لیے (سمیت موھا بمعنی سمیتم بھا ہے) اللہ نے ان کی (ان کی عبادت کئے جانے کی) کوئی سند نہ اتاری (جنہیں تم پوجتے ہو، سلطان کے معنی دلیل و حجت ہے) وہ پیروی نہیں کرتے (ان بتوں کو پوجنے میں، ان بمعنی ماثفہ ہے) مگر گمان کی اور نفس کی خواہش کے پیچھے چلے (اس خواہش کے جسے شیطان نے ان کے لیے مزین کر دیا کہ یہ بت اللہ جلّ جلالہ کے حضور ہماری شفاعت کریں گے) حالانکہ بیشک ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آئی (نبی پاک ﷺ کی زبان مبارک پر دلائل کے ذریعے، پھر بھی انہوں نے اپنے مشرکانہ عقائد سے رجوع نہیں کیا) کیا آدمی کو (یعنی ان میں سے برے انسان کو

ل جائے گا جو کچھ وہ خیال باندھے (جیسے ان کی یہ تمنا کہ یہ بت ہماری شفاعت کریں گے، نہیں معاملہ اس طرح نہیں ہے) تو آخرت اور اولیٰ (یعنی دنیا) سب کا مالک اللہ ہی ہے (دنیا و آخرت میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ جلّ جلالہ ہی کے ارادے سے ہوتا ہے)۔

### ﴿قر کیب﴾

﴿و النجم اذا هوى ماضل صاحبكم وما غوى وما ينطق عن الهوى﴾

و: قسمیہ جار، النجم: مجرور، مکر فعل محذوف "اقسم" کیلئے ظرف مستقر، اذا: مضاف، هوى: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر ظرف، مکر جملہ فعلیہ قسمیہ، ماضل فعل نفی، صاحبکم: فاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما غوى: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، ما ينطق عن الهوى: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکر جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ۔

﴿ان هو الا وحى يوحى علمه شديد القوى ذو مرة فاستوى وهو بالا فاق الاعلى﴾

ان: نافیہ، هو مبتدا، الا: اداة حصر، وحى: موصوف، يوحى: جملہ فعلیہ صفت اول، علمه: فعل ومفعول، شديد: معطوف علیہ، القوی: موصوف، ذو مرة: صفة، جملہ مضاف الیہ، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، استوى: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، هو: حالیہ، بالا فاق الاعلى: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ حال، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم دنا فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى فاوحى الى عبده ما اوحى ما كذب الفواد ما راي﴾

ثم: عاطفہ، دنا: جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، تدلى: فعل با فاعل، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، كان: فعل ناقص با اسم، قاب قوسين: معطوف علیہ، او: عاطفہ، ادنى: معطوف، مکر خبر، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اوحى الى عبده: فعل با فاعل و ظرف لغو، ما اوحى: موصول مکر جملہ فعلیہ، ما كذب الفواد: فعل نفی، الفواد: فاعل، ما راي: موصول صلہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿افتتمرو نه على ما يرى﴾

همزة: حرف استفهام، فتمرو نه: فعل با فاعل ومفعول، على ما يرى: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد راہ نزلة اخرى عند سدرة المنتهى عندها جنة الماوى اذ يغشى السدرة ما يغشى﴾

و: حالیہ، لام: قسمیہ تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، راہ: فعل با فاعل ومفعول، نزلة اخرى: مرکب توصیفی ظرف، عند: مضاف، سدرة المنتهى: ذوالحال، عندها: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، جنة الماوى: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ حال، مکر مضاف الیہ، مکر ظرف ثانی، اذ: مضاف، يغشى: فعل، السدرة: مفعول، ما يغشى: موصول صلہ، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر ظرف ثالث، مکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکر جملہ قولیہ۔

﴿ما زاغ البصر وما طغى لقد راى من ایت ربہ الکبرى﴾

ما زاغ البصر: فعل نفی و فاعل، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما طغى: فعل نفی با فاعل، مکر جملہ فعلیہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، راى: فعل با فاعل، من ایت ربہ: ظرف مستقر حال مقدم، الکبرى: ذوالحال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ۔

﴿افراء يتم اللت والعزى ومنوة الثالثة الاخرى﴾

همزة: حرف استفهام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اعقوب ما سمعتم من اثار کمالہ ونفا ذامره فی الملا الا على" راء يتم: فعل با فاعل، الت: معطوف علیہ، والعزى: معطوف اول، و: عاطفہ، منوة: موصوف، الثالثة: صفة۔

الاخری: صفتان، ملکر صفت، ملکر معطوف، ملکر مفعول اول "قادرۃ علی شئیء" مفعول ثانی محذوف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الکم الذکرو لہ الانثی تلک اذا قسمة ضیزی﴾

ہمترہ: استفہام، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، الذکرو: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لہ الانثی: جملہ اسمیہ، تلک: مبتدا، اذا: حرف وجزا، قسمة: موصوف، ضیزی: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان ہی الاسماء سمیتموہا انتم و اباؤکم ما انزل اللہ بہا من سلطان﴾

ان: ثانیہ، ہی: مبتدا، الا: اداة حصر، اسماء: موصوف، سمیتموہا: فعل واو ضمیر مؤکد، انتم: تاکید، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اباؤکم: معطوف، ملکر فاعل، ما: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ اول، ما انزل اللہ: فعل نفی بافاعل، بہا: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، سلطان: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان یتبعون الا الظن وما تہوی الانفس ولقد جاءہم من ربہم الہدی﴾

ان: ثانیہ، یتبعون: فعل واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، جاءہم: فعل ومفعول، من ربہم: ظرف لغو، الہدی: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم"، کیلئے جواب قسم، ملکر حال، ملکر فاعل، الا: اداة حصر، الظن: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: موصولہ، تہوی: تہوی الانفس: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ہام للانسان ما تمنی فللہ الاخرۃ والاولی﴾

ام: عاطفہ منقطعہ بمعنی بل، للانسان: ظرف مستقر خبر مقدم، ما تمنی: موصول صلہ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، للہ: ظرف مستقر خبر مقدم، الاخرۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الاولی: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح تو ضیح و اعراض﴾

### النجم کے بارے میں تفسیری نکات:

۱..... اس عنوان کے تحت ہم درج ذیل اقوال مفسرین ذکر کرتے ہیں:

امام قرطبی فرماتے ہیں: ﴿النجم اذا ہوی اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے﴾ سے مراد ثریا ستارہ ہے جو کہ طلوع فجر کے ساتھ نمودار ہوتا ہے، اور اہل عرب ثریا کو نجم کہتے ہیں اور اس کی جمع نجوم ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کل سات ستارے ہیں جن میں سے چھ ظاہر ہیں اور ایک پوشیدہ ہے جس سے لوگوں کی بصارت کو آزمایا جائے گا اور "الشفاء" میں قاضی عیاض کہتے ہیں سید عالم علیہ السلام نے ثریا میں گیارہ ستارے دیکھے۔ اور مجاہد سے بھی یہی منقول ہے۔ حسن کہتے ہیں النجم سے مراد وہ ستارہ ہے جو قرب قیامت میں ٹوٹے گا۔ سدی کہتے ہیں کہ یہاں النجم سے مراد ہر ستارہ ہے کیونکہ اہل عرب اس کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد وہ ستارہ ہے جس سے شیطان کو مار بھگایا جائے گا، اور اس کا سبب یہ ہے کہ جب اللہ ﷻ نے محمد ﷺ کو رسول مبعوث فرمایا تو بہت سے ستارے ان کی ولادت سے پہلے ٹوٹے، جس کی وجہ سے اکثر اہل عرب خوفزدہ ہو گئے اور مجبور ہو کر کاهنوں کی جانب اس معاملے کو پیش کیا۔ پس انہی کاهنوں نے جواب دیا کہ دنیا کے معاملات میں تبدیلی ہونے والی ہے لہذا بارہ برج کی جانب دیکھا جائے اگر ان میں سے کوئی برج ٹوٹ کر گر جائے گا تو سمجھ لینا کہ دنیا ختم ہونے والی ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس عالم دنیا میں ایک عظیم الشان واقعہ رونما ہوگا، پس ایسا ہی ہوا کہ سید عالم ﷺ اس عالم رنگ و بو میں تشریف لے آئے۔ پس اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والنجم اذا ہوی اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے﴾ پس یہاں نجم سے سید عالم ﷺ کی نبوت



کے ظہور کا بیان کرنا مقصود ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ النجم سے مراد محمد ﷺ کی ذات پاک ہے اور اذا ہوئی سے مراد ان کا معراج کی رات دیدار الہی و عجائبات کے بعد آسمان سے نزول فرمانا ہے۔  
ابن کثیر لکھتے ہیں: مجاہد کے نزدیک النجم سے مراد ثیاب ستارہ ہے، اور ایسی ہی روایت ابن عباس سے بھی منقول ہے، خجاک کہتے ہیں کہ مراد وہ ستارہ ہے جس سے شیطان کو مار بھگایا جاتا ہے۔ مجاہد سے ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد قرآن مجید کا نزول ہے اور اس کی تائید اس فرمان سے بھی ملتی ہے: ﴿فلا أقسم بمواقع النجوم انه لقسم لو تعلمون عظیم انه لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسه الا المطہرون تنزیل من رب العلمین تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں اور تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے بیشک یہ عزت والا قرآن ہے محفوظ نوشتہ میں اسے نہ چھوئیں مگر با وضو اتارنا ہوا ہے سارے جہاں کے رب کا (الواقعة: ۸۰-۸۷)۔ (ابن کثیر، ج ۴، ص ۲۹۰)  
قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس کے مطابق یہاں النجم سے مراد قرآن مجید ہے، اسے نجم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تیس سال کے عرصے میں متفرق اوقات میں نازل ہوا۔ انفس کہتے ہیں کہ نجم ایسی جڑی بوٹی کو کہتے ہیں جس کا تہ نہیں ہوتا، یہی معنی اس آیت کریمہ: ﴿والنجم والشجر یسجدان اور سبزے اور پیر سجدہ کرتے ہیں﴾ (الرحمن: ۶) کے ہیں۔ امام جعفر صادق کہتے ہیں النجم سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات ہیں جب کہ آپ معراج سے تشریف لائے اور ہوئی سے مراد اترنا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ النجم سے مراد انسان ہیں اور ہوئی سے مراد ان کا قبر میں دفنانا ہے۔  
(المظہری، ج ۶، ص ۴۴۹)

### ضل کے معنی کی وسعت :

۲..... امام راغب فرماتے ہیں: ضلال کے معنی راہ حق سے تجاوز کرنا ہے، اور ضل حدایت کی ضد ہے۔ اور یہ تجاوز چاہے عدا ہو یا سہواً حق سے زیادہ تجاوز ہو یا کم، ضلال ہی کہلائے گا۔ چنانچہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”استقیموا ولن تحصوا یعنی سیدھی راہ پر چلو اور راہ مستقیم پر ثابت رہو“۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فمن اعتدی فانما یمتدی لنفسه ومن ضل فانما یضل علیہا تو جو راہ پر آیا وہ اپنے بھلے کو راہ پر آیا اور جو بہکا وہ اپنے برے کو بہکا﴾ (یونس: ۱۰۸)۔  
(المفردات، ص ۳۰۰)  
ہم درج ذیل مختلف آیات کے اعتبار سے ”ضل، ضلال“ کے مختلف معنی ذکر کرتے ہیں جس سے مسئلہ اظہر من الشمس ہو جائے گا اور کما حقہ تسلی و تشفی بھی ہوگی۔

- (۱)..... اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کے بارے میں فرمایا: ﴿ووجدک ضالاً فہدی اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی﴾ (الضحیٰ: ۷)۔ (۲)..... حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے اپنے والد کے بارے میں یہ جملے بیان کئے: ﴿ان ابانا لفی ضلل مبین بیشک ہمارے باپ صراحتہ ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں﴾ (یوسف: ۸)۔ ﴿انک لفی ضللک القدیم آپ اپنی اسی پرانی خود رستی میں ہیں﴾ (یوسف: ۹۰)۔ (۳)..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی عاجزی کا اظہار ان الفاظ میں کیا: ﴿وانا من الضالین کہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی﴾ (الشعراء: ۲۰)۔ (۴)..... اعتقادی اعتبار سے اللہ ﷻ کی وحدانیت اور سید عالم ﷺ کی رسالت کا انکار کرنے والوں کے لئے اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتابہ ورسلہ والیوم الآخر فقد ضل ضللاً بعیداً اور جو مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کے دن کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا﴾ (النساء: ۱۳۶)۔ (۵)..... عملی اعتبار سے انکار کرنے والوں کے بارے میں فرمایا: ﴿ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ قد ضلوا ضللاً بعیداً بیشک جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا وہ دور کی گمراہی میں پڑا﴾ (النساء: ۱۶۷)۔ (۶)..... نسیان کی وجہ سے بھولنے کا بیان ان الفاظ میں فرمایا: ﴿ان تضل احدهما کہ کہیں ان میں سے ایک عورت بھولے﴾ (البقرة: ۲۸۲)۔ (۷)..... نصاریٰ کی گمراہی سے بچنے



کے لئے دعا یوں تعلیم فرمائی: ﴿وَلَا الضَّالِّينَ﴾ اور نہ بھٹکے ہوئے کا (الحسد: ۷) ﴿(۸)..... شیطان کی گمراہی کے حوالے سے یوں فرمایا: ﴿وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبَلًا كَثِيرًا﴾ اور بیشک اس نے تم میں سے بہت سی خلقت کو بہکا دیا (ہس: ۶۲) ﴿وَبَرِّدِ الشَّيْطَانَ أَنْ يَضِلَّكُمْ ضَلَالًا بُعِيدًا﴾ اور انہیں یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے (النساء: ۶۰) ﴿(۹)..... مصر کی عورتوں نے بی بی زلیخا کے لئے یوں کہا: ﴿قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا﴾ انا لنوھا فی ضلل مبین بیشک ان کی محبت اس کے دل میں پیر گئی (سگئی) ہے، ہم تو اسے صریح خود رفته پاتے ہیں (یوسف: ۲۰) ﴿(۱۰)..... اللہ ﷻ کی جانب منسوب کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوں فرمایا: ﴿قَالَ عَلِمَهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِی کُتُبٍ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسِی﴾ کہا ان کا علم میرے رب کے پاس ایک کتاب میں ہے میرا رب بھٹکے نہ بھولے (طہ: ۵۲) ﴿(۱۱)..... اللہ ﷻ نے حضرت آدم علیہ السلام کی جانب نسبت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى﴾ آدم ربہ فغوی آدم سے اپنے رب کے حکم میں لغزش واقع ہوئی تو جو چاہا تھا اس کی راہ نہ پائی (طہ: ۱۲۱) ﴿

متذکرہ آیت میں اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ﴾ صاحبکم تمہارے صاحب نہ بھٹکے، یعنی سید عالم ﷺ نے کبھی طریق حق و ہدایت سے عدول نہ فرمایا، ہمیشہ اپنے رب کی توحید و عبادت میں رہے، آپ ﷺ کے دامن عصمت پر کبھی کسی ہر مکروہ کی گرد نہ آئی اور بے راہ چلنے سے مراد یہ ہے کہ حضور ہمیشہ رشد و ہدایت کی اعلیٰ منازل پر متمکن رہے، اعتقاد فاسد کا شائبہ کبھی آپ کے حاشیہ بساط تک نہ پہنچ سکا۔

(خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۳)

## غوی کے معنی کے بیان میں مفسرین کے اقوال:

۳..... الغی کو الرشید کے مقابل بیان کیا جاتا ہے یعنی یہ الرشید کی ضد ہے۔ یعنی سید عالم ﷺ کے دامن اقدس پر اعتقاد فاسدہ کا شائبہ بھی نہ ہو سکا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ باطل کلام کا تلفظ کرنا غی کہلاتا ہے۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۷۵)

علامہ اسماعیل حقی کہتے ہیں: غمی جہل مرکب کو کہتے ہیں، امام راغب فرماتے ہیں کہ اعتقاد فاسد کی وجہ سے جاہل ہونا، اور کبھی یہ جہالت انسان کے اعتقاد کی وجہ سے نہیں ہوتی اور کبھی کسی اعتقاد کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور محققین کے نزدیک الغنی اور الضلال میں فرق ہے چنانچہ الغنی کسی خاص اعتقادی خطا کو کہتے ہیں جب کہ الضلال عام ہے چاہے خطا اقوال میں ہو یا افعال میں، یا اخلاق میں یا عقائد میں ہو۔ (روح البیان، ج ۹، ص ۲۴۹)

سید محمود آلوسی بغدادی فرماتے ہیں: سید عالم ﷺ پر قرآن اور اس میں ہدایت، دین کے مناجیح، حق و یقین کے مسالک موجود ہیں، آپ ﷺ اس سے نہ تو بھٹکے اور نہ ہی کسی اور جانب التفات کیا۔ یہ خطاب اہل قریش سے ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سید عالم ﷺ تمام تر تکالیف کے باوجود یہ انہی کا خاصہ ہے اور ان کی برائت میں اللہ ﷻ نے آیات نازل فرمادیں جس میں مکمل طور پر ان کی جانب سے ہر گمراہی اور ناپسندیدہ امور کی برائت کا اعلان کر دیا گیا اور ان کی شان عظمت کا بیان واضح انداز میں کر دیا گیا۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۶۵)

## دنافتدلی کے بارے میں اقوال:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى﴾ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اترا ﴿﴾ کے معنی میں امام رازی نے درج ذیل وجوہ بیان کی ہیں: (۱)..... حضرت جبرائیل علیہ السلام سید عالم ﷺ کے قریب ہوئے، اور اس بناء پر تین اقوال مراد ہو سکتے ہیں۔ (۱) یعنی جبرائیل امین علیہ السلام اعلیٰ سے قریب ہوتے ہوئے سید عالم ﷺ کے قریب ہو گئے۔ (۲) المدنو اور التدلی کا ایک ہی معنی ہے یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام سید عالم ﷺ کے قریب ہو گئے۔ (۳) یعنی سید عالم ﷺ کے قریب ہونے کا قصد فرمایا اور جس مکان میں جلوہ فرماتے اس

(الرازی، ج. ۱۰، ص ۲۳۹)

(روح المعاني، الجزء: ٢٧، ص ٦٩)

(الطبري، الجزء: ٢٧، ص ٥٥)

۱۰، قبلہ اس کے نزدیک مریب، ۱۰۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب ماجاء فی قوله **وَلَقَدْ كَلَّمْنَا مُوسَىٰ** تکلیما، رقم: ۷۵۱۷، ص ۱۲۹۵)

(المظہری، ج ۶، ص ۴۵۱)

(حاشية الشهاب، الجزء: ٢٧، ص ٧)

النجم جلد: ۵

اللہ ﷻ نے محمد ﷺ کو یہ وحی فرمائی جو کہ سورۃ النحر سے متعلق ہے یعنی فرمایا: ”السم یجدک بیتما فلا یتک یعنی ہم نے تجھے یتیم پایا تو پناہ نہیں دی، السم یجدک ضال فہدیتک یعنی ہم نے جب تجھے اپنی محبت میں فریفتہ پایا تو اپنی جانب رہنمائی نہیں کی، السم یجدک عائلا فاغنیتک یعنی ہم نے تجھے حاجت مند پایا تو غنی نہ کر دیا، السم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہورک ورفعنا لک ذکورک کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا (النحر: ۱-۱۱)۔“ (۲)..... ایک قول یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کی جانب وحی فرمائی کہ جنت میں حضرات انبیائے کرام اس وقت تک نہ جا سکیں گے جب تک کہ اے محبوب ﷺ! آپ داخل جنت نہ ہو جائیں اور دیگر انبیائے کرام کی امتیں اس وقت تک داخل جنت نہ ہو سکیں گی جب تک کہ آپ ﷺ کی داخل جنت نہ ہو جائے۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۸۲)

☆..... فراس بن ذہب یا ابن مسعود رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے تین چیزیں دی گئیں، پانچ نمازیں، سورۃ البقرۃ کی آخری آیات، میری گناہ گارامت جو شرک نہ کرے ان کی عذاب تار سے بخشش کی سند عطا کر دی گئی۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی ذکر سدرۃ المنتہی، رقم: (۳۲۰)/۱۷۳، ص ۱۰۶)

☆..... معراج کی طویل حدیث میں سے حسب منشاء کلام یہ ہے: ”پس اللہ ﷻ نے مجھے وحی فرمائی جو وحی فرماتا چاہی اور مجھ پر رات دن میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں“ میں نمازوں کا تحفہ لیے اتر تو چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے، انہوں نے عرض کیا، آپ ﷺ کے رب ﷻ نے آپ ﷺ کی امت پر کیا فرض فرمایا؟ میں نے جواب دیا کہ رات دن میں پچاس نمازیں فرض کی ہیں، فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جائیں اور کی کا سوال کیجئے، کہ آپ ﷺ کی امت میں پچاس نمازیں پڑھنے کی طاقت نہ ہوگی اور مجھے بنی اسرائیل کی آزمائش ہو چکی ہے اور میں ان کا امتحان لے چکا ہوں پس میں اپنے رب ﷻ کی جانب لوٹا اور عرض کی اے میرے رب ﷻ! میری امت سے نمازوں کی تخفیف فرما، پس پانچ نمازیں کم ہوئیں، میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹا، انہوں نے عرض کی آپ ﷺ نے کیا کیا؟ میں نے جواب دیا کہ مجھ سے پانچ نمازیں کم کی گئی ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ ﷺ کی امت پینتالیس بھی ادا نہ کر سکے گی، جائیں اور اپنے رب ﷻ سے امت کے حق میں مزید تخفیف کا سوال کیجئے، میں اپنے رب ﷻ کے حضور جاتا رہا یہاں تک کہ مجھ سے کم ہوتے ہوتے پانچ نمازیں باقی رہ گئیں اور اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا: ”یہ پانچ نمازیں ہر رات اور دن میں ہیں اور ہر نماز کا ثواب دس گنا ہے۔“

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب ماجاء فی قوله ﷺ کلم اللہ موسیٰ تکلیما، رقم: ۷۵۱۷، ص ۱۲۹۵)

## رویت باری تعالیٰ پر دلائل:

☆..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ”ما کذب الفواد ما رای دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا (النجم: ۱۱)۔“ یعنی سید عالم ﷺ کے قلب اطہر نے شب معراج کچھ نہ جھٹلایا، یعنی سید عالم ﷺ نے اس شب اپنے رب ﷻ کا دیدار دل کی آنکھوں سے کیا۔ ایک قول حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ حقیقی بنیاد پر اللہ ﷻ کا دیدار فرمایا۔ اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے: ”راہ بفوادہ مرتین یعنی سید عالم ﷺ نے اپنے رب ﷻ کو دل کی آنکھوں سے دو مرتبہ دیکھا۔“ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: معنی قول اللہ، رقم: (۳۲۴)/۱۷۶، ص ۱۰۷) اور یہ قول حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ اور دیگر جماعت صحابہ کا ہے۔ حضرت ابن عباس سے یہ بھی مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے غلیل ہونے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلیم ہونے اور محمد ﷺ کی رویت الہی پر تعجب کرتے ہو۔“ حضرت ابن عباس ہی سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے کہا: ”ہم بنی حاشم ہیں اور ہم یہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے دو مرتبہ اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔“

☆.....صحابہ نے سید عالم ﷺ سے استفسار فرمایا: اے اللہ ﷻ کے رسول ﷺ! کیا آپ نے اپنے رب ﷻ کو دیکھا ہے؟ تو سید عالم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: ”میں نے دل کی آنکھوں سے دو مرتبہ دیکھا ہے، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿مَسَا كَذِبَ الْفُؤَادِ مَا رَأَى﴾ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔“

☆.....سید عالم ﷺ سے استفسار کیا گیا کہ کیا آپ نے اپنے رب ﷻ کو دیکھا ہے؟ تو جواب ارشاد فرمایا: ”میں نے نہر دیکھی اور نہر کے پیچھے پردے پڑے دیکھے اور پردوں کے پیچھے نور دیکھا اور اس کے علاوہ کچھ نہ دیکھا۔“ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۸۲)

☆.....حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ سے عرض کی کہ کیا آپ نے رب ﷻ کو دیکھا؟ تو ارشاد فرمایا: ”میں نے نور دیکھا“، معنی یہ ہے کہ مجھ پر نور کا غلبہ ہوا اور میں اسی نور میں منہمک رہا اور میں رویت کا انکار نہیں کرتا“ اور یہ روایت اس روایت پر دلیل ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میں نے نور دیکھا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی قوله نورانی اراء، رقم: (۳۳۲) / ۱۷۸، ص ۱۰۸)

☆.....مجھے معراج کی رات نیند آئی اور سخت گہری نیند آئی اور میں نے اپنے رب ﷻ کو بہت اچھی حسین صورت میں دیکھا۔“

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة ص، رقم: ۳۲۴۶، ص ۹۳۰)

امام رازی کہتے ہیں: اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿سُبْحَنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بَعْدَهُ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بَرَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِیْہِ مِنْ اٰیٰتِنَا﴾ پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد اگر وہ ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں (بنی اسرائیل: ۱)۔ یہاں سے یہ دلیل ملتی ہے کہ اللہ ﷻ نے شب معراج سید عالم ﷺ کو اپنی عظیم نشانیاں دکھائی ہیں لیکن اپنا دیدار نہیں کرایا۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۲۴۶)

علامہ اسماعیل حقی بیان کرتے ہیں: امام رازی کا یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ ﷻ تمام اقسام کے مشاہدات کرائے، لیکن اپنا آپ نہ دکھائے۔ ایک کریم کسی کی دعوت کرے اور اپنے محل میں بلائے لیکن خود نگاہوں سے اوجھل ہو جائے؟۔

(روح البیان، ج ۹، ص ۲۷۲)

حتیٰ فیصلہ اس بارے میں یہی ہے کہ سید عالم ﷺ نے اپنے رب ﷻ کا بے حجاب دیدار فرمایا ہے۔

## سدرۃ المنتہیٰ کی بحث:

۸.....مقاتل کہتے ہیں کہ سدرہ خیر ومنفعت والا مختلف رنگوں کے پھلوں سے بھرپور درخت ہے، اگر اس درخت کا ایک پتہ زمین پر آجائے تو پوری روئے زمین روشن ہو جائے، ایک قول کے مطابق اس سے مراد جبر طوبیٰ ہے جس کا ذکر سورۃ الرعد میں ہوا ہے۔

(الحازن، ج ۴، ص ۲۰۵ وغیرہ)

امام جریر طبری اس بارے میں مختلف اقوال لکھتے ہیں: (۱).....سدرہ پیری کے درخت کو کہتے ہیں، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں ہر عالم کا علم ختم ہو جاتا ہے۔ (۲).....کعب کہتے ہیں کہ اس درخت کی اصل (جڑیں) عرش کے ساتھ منسلک ہیں اور اس مقام پر ہر عالم کا علم ختم ہو جاتا ہے، مقرب فرشتے، نبی و رسول، یہ مقام سب کے لئے غیب ہے اور اس مقام کی حقیقت اللہ ﷻ ہی جانتا ہے۔ (۳).....ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس سے اوپر کچھ نہیں جاسکتا اور نہ ہی اس مقام سے نیچے کچھ آسکتا ہے، اس لئے اسے سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں۔ (۴).....سید عالم ﷺ (جبرائیل امین علیہ السلام کے ساتھ) چھٹے آسمان پر تشریف لے گئے جو کہ مقام سدرہ ہے، یہاں سے نہ کچھ اوپر جاسکتا ہے اور نہ ہی نیچے ہو سکتا ہے۔ (۵).....ضمحاک کہتے ہیں کہ اسے سدرۃ المنتہیٰ کیوں کہتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے



کہ یہاں پر ہر چیز کی انتہاء ہو جاتی ہے اللہ ﷻ کے حکم کے سوا یہاں سے کچھ نہیں لوٹتا۔ (۶)..... سید عالم ﷺ کی سنتوں کی انتہاء اس مقام پر ہو جاتی ہے کیونکہ (یہاں سے آگے بڑھنا اب صرف سید عالم ﷺ کی خاصیت ہے)۔ (الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۶۳ وغیرہ)

☆..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”مجھے سدرۃ المنتہی تک لایا گیا، جہاں ہجر کے منکلوں کے برابر میرے تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی مانند بڑے بڑے تھے، اور اس کے تنوں سے دو ظاہری اور دو باطنی دریا نکل رہے تھے، میں نے جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کیسے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: دو باطنی دریا سے مراد جنت کے دریا ہیں اور ظاہری دریا سے مراد دریائے فرات اور دریائے دجلہ ہیں۔“ (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: الاسراء، رقم: (۳۰۵)/۱۶۴، ص ۱۰۲)

☆..... بی بی اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سید عالم ﷺ کے پاس مقام سدرۃ المنتہی کا ذکر ہوا تو میں نے انہیں یہ فرماتے سنا: ”سدرہ کی ایک شاخ کے سائے میں ایک سو سال تک سفر کرتا رہے گا یا ایک سو سال کے سائے میں ہونگے۔“

(سنن الترمذی، کتاب صفة الجنة، باب: ما جاء فی صفة ثمار، رقم: ۲۵۵۰، ص ۷۳۱)

## ما زاغ البصر وما طغی سے کیا مراد ہے؟

۹..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ما زاغ البصر وما طغی﴾ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی، ﴿الزبغ﴾ بمعنی المیل عن الاستقامة یعنی سید عالم ﷺ کی بصارت ادنیٰ درجے بھی کسی جانب پھری نہ حد سے بڑھی۔ بلکہ عجائبات کا ثابت قدمی، صحیح یقین کے ساتھ مشاہدہ فرمایا اور رویت باری میں بھی یہی اطمینان رہا اور یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ سید عالم ﷺ نے اللہ ﷻ کا دیدار اپنی سر انور کی مبارک آنکھوں سے فرمایا کیونکہ اگر نیند کی حالت میں دیدار مراد لیا جائے تو پھر ان جملوں کی ضرورت ہی نہیں رہتی اور یہ بھی کہ دل کے لئے زاغ القلب نہیں کہا جاتا۔ (روح البیان، ج ۹، ص ۲۶۸)

## اغراض:

عن طریق الہدی: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ”الضلال“ مخالف ہے ”الغی“ کا، پس ”الضلال“ نا فرمانی کو کہتے ہیں جب کہ ”الغی“ جہل مرکب کو کہتے ہیں، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ”الضلال“ علم میں گمراہی اختیار کرنے کو کہتے ہیں جب کہ ”الغی“ افعال میں جہالت اختیار کرنے کو کہتے ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ دونوں مترادف ہیں۔ ملک: سے مراد حضرت جبرائیل ہیں اور ان کی شدت کا اندازہ اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے قوم لوط کی بستی کو الٹ دیا اور آسمان کی جانب بلند کر کے الثالوث دیا، قوم ثمود کو برباد کر دیا، بنی اسرائیل پر پہاڑ کو مسلط کر دیا، اور یہ قوت انہیں فرشتہ ہونے کی صورت میں حاصل ہوتی تھی اور جب بشر کے لباس میں ہوتے تو اس صورت کا حکم نہ ہوتا تھا اور یہی قول جمہور کا ہے اور ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ﴿علیہ السلام﴾ سے مراد اللہ کی ذات پاک ہے اور ﴿القوی﴾ سے مراد اللہ کی طاقت و قدرت ہے جیسا کہ اس کی صفات اقتدار اور عظمت ہوا کرتی ہے۔

زاد فی القرب: پس کلام اپنے ظاہر پر باقی ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کچھ قلب (الٹ پھیر) والا معاملہ ہے، یعنی کلام یوں ہے: ”فتدلی ثم دنا“، معنی اپنی اصل صورت میں قریب ہونے کے ہے، مزید حاشیہ نمبر ”نم“ کا مطالعہ کیجئے۔ حتیٰ افاق: کا بیان حاشیہ نمبر ”۵“ میں پڑھ لیں۔

ولم یدکر الموحی بہ تفخیمًا لہنّانہ: عمومی طور پر وحی کرنے کی جانب اشارہ کیا گیا ہے، اور کیا وحی کی گئی اس بارے میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ اجمالاً ایمان کو بذریعہ وحی بیان کر دیا گیا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اللہ نے یوں وحی فرمائی: ”السم اجدک یتیمًا فاویتک؟ السم اجدک ضالًا فہدیتک؟ السم اجدک عائلاً فاغنیتک؟ السم فشرح لک

صدرک و وضعنا عنک و ذرک الذی انقض ظہرک و رفعنا لک ذکرک ۲۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ سید عالم ﷺ کو بیان کر دیا گیا کہ جب تک آپ ﷺ جنت میں داخل نہ ہو گئے دیگر حضرات انبیائے کرام پر بھی جنت حرام ہے اور جب تک آپ ﷺ کی امت داخل جنت نہ ہو جائے دیگر حضرات انبیائے کرام کی امتیں داخل نہ ہو سکیں گی، مزید حاشیہ نمبر ”۶“ ملاحظہ کیجئے۔

من صورة جبرائیل: ﴿ما راى﴾ کا بیان ہے، اور یہ ایک قول ہے جب کہ دوسرا قول یہ ہے کہ مراد اللہ کی ذات ہے، سید عالم ﷺ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا، ایک مرتبہ بعثت کے ابتدائی دور میں اور دوسری مرتبہ لیلة المعراج میں، مزید حاشیہ نمبر ”۷“ دیکھیں۔

وہی شجرة نبق: مختلف رنگوں کے پھلوں والا درخت جس کے پتے کوزمین پر رکھ دیں تو زمین روشن ہو جائے، مزید حاشیہ نمبر ”۸“ میں دیکھیں۔ تاوی الیہا الملائكة: مراد جنت ہے جس کی پناہ میں حضرت آدم تھے اور پھر نکالے گئے، ایک قول یہ ہے کہ مراد حضرت جبرائیل اور میکائیل ہیں جو جنت المادی میں پناہ دیئے گئے یا وہ سعید لوگ جو اس میں پناہ دیئے جائیں گے۔

من طیر وغیرہ: دیکھیں حاشیہ نمبر ”۸“۔ رفرفا: اللہ کی جانب سے ایک خادم ہے جس میں قریب و دور ہونے کی خصوصیت پائی جاتی ہے، جیسا کہ براق میں جو کہ حضرات انبیائے کرام کی سواری رہی ہے جو کہ زمین پر مخصوص سواری ہے۔

وہی اصنام من حجارة: یعنی یہ تینوں پتھروں کے بنے ہوئے بت ہیں جو کہ کعبہ معظمہ میں پائے جاتے تھے، کہا جاتا ہے کہ لات کو مشرکین نے اللہ کے نام سے، العزی کو العزیز سے اور منات کو منی اللہ الشیء و قدرہ سے تعبیر کیا تھا۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۱۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

﴿و کم من ملک﴾ اے و کثیر من الملائكة ﴿فی السموت﴾ و ما اکرّمہم عند اللہ ﴿لا تغنی شفاعتہم شیئا الا من بعد ان یأذن اللہ﴾ لہم فیہا ﴿لمن یشاء﴾ من عبادہ ﴿و یرضی﴾ ﴿۲۶﴾ ﴿عنه لقوله ولا یشفعون الا لمن ارتضی و معلوم انہا لا توجد منہم الا بعد الاذن فیہا من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه﴾ ان الذین لا یؤمنون بالآخرة لیسمون الملائكة تسمیة الانسی ﴿۲۷﴾ ﴿حیث قالوا ہم بنات اللہ﴾ و ما لہم بہ ﴿بہذا القول﴾ من علم ان ﴿ما یتبعون﴾ فیہ ﴿الا الظن﴾ الذی تخیلوہ ﴿وان الظن لا یغنی من الحق شیئا﴾ ﴿۲۸﴾ اے عن العلم فیما المطلوب فیہ العلم ﴿فاعرض عن من تولى عن ذکرنا﴾ اے القرآن ﴿ولم یرد الا الحیوة الدنیا﴾ ﴿۲۹﴾ و ہذا قبل الامر بالجهاد ﴿ذلک﴾ اے طلب الدنیا ﴿مبلغہم من العلم﴾ اے نہایۃ علمہم ان اثروا الدنیا علی الآخرة ﴿ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ و هو اعلم بمن اہتدی﴾ ﴿۳۰﴾ اے عالم بہما فیجاز بہما ﴿وللہ ما فی السموت و ما فی الارض﴾ اے ہو مالک لذلك و منه الضال و المہتدی یصل من یشاء و یہدی من یشاء ﴿لیجزی الذین اساءوا بما عملوا﴾ من الشرک و غیرہ ﴿و یجزی الذین احسنوا﴾ بالتو حید و غیرہ من الطاعات ﴿بالحسنی﴾ ﴿۳۱﴾ اے الجنۃ و بین المحسنین بقولہ ﴿الذین یجتنبون کبر الائم و الفواحش الا اللہ﴾ ہو صغار الذنوب کالمنظرۃ و القبلة و اللہمۃ فہو استثناء منقطع و المعنی لکن اللہم تغفر باجتناہ کبائرہ ﴿ان ربک واسع المغفرة﴾ بذلک و بقبول التوبۃ و نزل فیمن کان یقول صلاتنا صیامنا حجنا ﴿هو اعلم﴾ اے عالم ﴿بکم اذا انشاکم من الارض﴾ اے خلق اباکم آدم من التراب ﴿و اذا انتم اجنۃ﴾ جمع جنین ﴿فی بطون﴾

امہتکم فلا تزکوا انفسکم ﴿ لا تَمْدَحُوْهَا اَنْی عَلٰی سَبِيْلِ الْاَعْجَابِ اَمَّا عَلٰی سَبِيْلِ الْاِغْتِرَافِ بِالنِّعْمَةِ فَحَسَنٌ ﴿ هُوَ اَعْلَمُ ﴿ اَنْیْ عَالِمٌ ﴿ بِمَنْ اتَّقٰی ﴿ (۳۲) ﴿

### ﴿ترجمہ﴾

اور کتنے فرشتے ہیں..... کم..... (کم بمعنی کثیر، اور ملک بمعنی ملائکہ ہے) آسمانوں میں (جو اللہ ﷻ کے نزدیک بہت مقرب ہیں) کہ ان کی سفارش کچھ کام نہیں آتی مگر جب کہ اجازت دے دے (انہیں شفاعت کرنے کی اپنے بندوں میں سے) جس کے لیے چاہے اور (جس سے) راضی ہو (کہ اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَلَا يَشْفَعُونَ اِلَّا لِمَنْ ارْتَضٰی﴾ اور یہ بات معلوم ہے کہ فرشتے شفاعت کریں گے مگر اذن شفاعت ملنے کے بعد، اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے ﴿مَنْ ذَا الَّذِیْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ﴾) بیشک وہ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ملائکہ کا نام عورتوں کا سار کھتے ہیں (کہ وہ فرشتوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ اللہ ﷻ کی بیٹیاں ہیں.....) اور انہیں اس کی (یعنی اس بات کی) کچھ خبر نہیں (اس بارے میں) وہ نہیں (ان بمعنی مسانفہ ہے) مگر ایک گمان کی پیروی کرتے (جو انہوں نے خیال کر لیا ہے) اور بیشک گمان یقین کی جگہ کام نہیں دیتا (یعنی جس مقام میں علم مطلوب ہو وہاں ظن کچھ کام نہیں دیتا) تو تم اس سے منہ پھیر لو جو ہمارے ذکر (یعنی قرآن پاک) سے پھر اور اس نے نہ چاہی مگر دنیا کی زندگی (یہ امر حکم جہاد کے نزول سے پہلے کا ہے) یہ (دنیا کی طلب) ان کے علم کی پہنچ ہے (ان کے علم کی انتہاء ہے کہ انہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی) بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ جانتا ہے جس نے راہ پائی (وہ دونوں کو جانتا ہے اور انہیں ان کے کئے کا بدلہ دے گا) اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں (وہی ان کا مالک ہے لوگوں میں سے بعض گمراہ اور بعض ہدایت پر ہیں وہ جسے چاہتا گمراہ کرتا جسے چاہے ہدایت دیتا ہے.....) تاکہ برائی کرنے والوں کو ان کے کئے کا (ان کے شرک وغیرہ) کا بدلہ دے اور نیکی کرنے والوں (عقیدہ توحید وغیرہ پر ایمان لا کر نیکی کرنے والوں کو.....) حسنی (یعنی جنت) عطا فرمائے (محسنین کا بیان اس فرمان میں کیا گیا ہے) وہ جو بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے (”لعم“ گناہ صغیرہ کو کہتے ہیں جیسا کہ احبیبہ کو دیکھنا، اس کا بوسہ لینا، اسے چھونا.....) یہ استثناء منقطع ہے معنی یہ ہے کہ لعم کی بخشش کبیرہ گناہوں سے بچنے کے سبب ہو جائے گی) بیشک تمہارے رب کی مغفرت وسیع ہے (کبار سے بچنے والوں کے لیے، اور کبار سے توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کر لینے کے حق میں، یہ اگلی آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو خود اپنی نیکیوں کی تعریف کرتے اور کہتے ہماری نمازیں، ہمارے روزے، ہماری صبح) وہ تمہیں جانتا ہے (اعلم بمعنی عالم ہے) تمہیں مٹی سے پیدا کیا (یعنی تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا) اور جب تم حمل تھے (”اجنۃ“ جنین کی جمع ہے) اپنی ماؤں کے پیٹ میں تو اپنی جانوں کو سحرانہ بتاؤ (یعنی بطور عجب خود اپنی تعریفیں نہ کرو، ہاں نعمت الہی ﷻ کے اعتراف کے لیے اپنی نیکیوں کا تذکرہ کرنا مستحسن ہے.....) وہ جانتا ہے (اعلم بمعنی عالم ہے) جو پرہیزگار ہیں۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿و کم من ملک فی السموت لا تغنی شفاعتہم شیئا الا من بعد ان یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی﴾  
و: عاطفہ، کم: بمتیز، من: جار، ملک: موصوف، فی السموت: ظرف مشرق صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر تیز، ملکر مبتدا، لا تغنی: فعل نفی، شفاعتہم: فاعل، شیئا: مفعول، الا: اداة حصر، من: جار، بعد: مضاف، ان: مصدریہ، یاذن اللہ: فعل بافاعل، لام: جار، ما: موصولہ، یشاء ویرضی: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر

مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذين لا يومنون بالاخرة ليسمون الملكة تسمية الانثى﴾

ان: حرف مشبہ، الذين لا يومنون بالاخرة: موصول صلہ، مکر اسم، لام: تاکیدیہ، یسمون الملكة: فعل بافاعل، تسمية الانثی: مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما لهم به من علم ان يتبعون الا الظن وان الظن لا يغنى من الحق شيئا﴾

و: عاطفہ، ما: تانیہ، لم: ظرف مستقر خبر مقدم، به: ظرف لغو مقدم، من: زائد، علم: مصدر بافاعل، مکر شبہ جملہ مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ، ان: تانیہ، يتبعون: فعل بافاعل، الا: اداة حصر، الظن: ذو الحال، و: حالیہ، ان الظن حرف مشبہ واسم، لا يغنى من الحق شيئا: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ حال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فأعرض عن من تولى عن ذكرنا ولم يرد الا الحياة الدنيا﴾

ف: فصیحیہ، أعرض: فعل امر بافاعل، عن: جار، من: موصولہ، تولى عن ذكرنا: جملہ فعلیہ صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لم يرد: فعل نفی بافاعل، الا: اداة حصر، الحياة الدنيا: مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلك مبلغهم من العلم ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله وهو اعلم بمن اهتدى﴾

ذلك: مبتدا، مبلغ: مصدر متبوع مضاف، هم: ضمیر مضاف الیہ فاعل، من العلم: ظرف لغو، مکر شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، ان: ربك: حرف مشبہ واسم، هو: مبتدا، اعلم: اسم تفصیل بافاعل، ب: جار، من ضل عن سبيله: موصول صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، هو اعلم بمن اهتدى: جملہ اسمیہ معطوف، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولله ما فى السموات وما فى الارض ليجزى الذين اساءوا وبما عملوا ويجزى الذين احسنوا بالحسنى﴾

و: متاقفہ، لله: ظرف مستقر خبر مقدم، ما فى السموات: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما فى الارض: موصول صلہ، مکر معطوف، مکر مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ متاقفہ، لام: مصدریہ، یجزى: فعل بافاعل، الذين: موصول، اساءوا وبما عملوا: جملہ فعلیہ صلہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یجزى: فعل بافاعل، الذين احسنوا بالحسنى: موصول صلہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر تقدیر ان مجرور، مکر ظرف مستقر فعل محذوف ”ملک“ کیلئے، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿الذين يجتنبون كبائر الاثم والفواحش الا اللثم ان ربك واسع المغفرة﴾

الذين: موصول، یجتنبون: فعل بافاعل، كبائر الاثم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الفواحش: معطوف، مکر مستثنیٰ منہ، الا: اداة استثناء، اللهم: مستثنیٰ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر قابل ”الذين“ سے بدل ہے، ان ربك: حرف مشبہ واسم، واسع المغفرة: خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿هو اعلم بكم اذ انشاكم من الارض واذ انتم اجنة فى بطون امهتكم﴾

هو: مبتدا، اعلم: اسم تفصیل بافاعل، بكم: ظرف لغو، اذ: مضاف، انشاكم من الارض: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذ: مضاف، انتم: مبتدا، اجنة: موصوف، فى بطون امهتكم: ظرف مستقر صفت، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ مضاف الیہ، مکر معطوف، مکر ظرف، مکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلا تزكوا انفسكم هو اعلم بمن اتقى﴾



ف: فضیجہ، لاتز کو افعیل ہی بافاعل، الفسکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ہو مبتداء، اعلم: اسم تفصیل بافاعل، بمن اتقی: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆.....ہو اعلم حکم اذ الشاکم.....☆ یہ آیت ابن لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو نیکیاں کرتے تھے اور اپنے عملوں کی تعریف کرتے تھے اور تحریر کرتے تھے ہماری نمازیں ہمارے روزے ہمارے حج۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

#### ”وکم من ملک“ سے کیا مراد ہے؟

۱..... اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿وکم من ملک﴾ اور کتنے ہی فرشتے ہیں ﴿میں کم بمعنی کثیر کہنے کا کیا فائدہ ہوا کیونکہ آسمان پر موجود سارے ہی فرشتے شفاعت (سفارش) کرنے کے قابل نہیں ہیں؟ ہم اس کا جواب یہ دیں گے کہ اس جملے سے مقصود کفار کا رد کرنا ہے جو یہ کہتے تھے کہ بت ان کی شفاعت کریں گے۔ اسی طرح اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿لا تغنی شفاعتہم﴾ اور یہ نہ فرمایا: ”لا یشفعون“ اسلئے کہ ان کا یہ دعویٰ تھا کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں، اسی طرح اللہ ﷻ کا ایک مقام پر یہ فرمان: ﴿من الذی یشفع عنده الا باذنه﴾ وہ کون جو اس کے یہاں سفارش کرے بغیر اس کے حکم کے (البقرہ: ۲۵۵) ﴿اور یہاں بغیر اذن (اجازت) شفاعت کی نفی کر دی گئی ہے اور یہ بھی فرمایا: ﴿ما لکم من دونہ من ولی ولا شفیع اسے چھوٹ کر﴾ (لا تعلق ہو کر) تمہارا کوئی حمایتی اور نہ کوئی سفارشی (الاحزاب: ۳) ﴿پس یہاں الشفیع کی نفی کر دی گئی اور ما قبل الاغناء کی نفی کر دی گئی؟ ہم یہ کہیں گے کہ کافروں کا یہ بنیادی عقیدہ تھا کہ یہ بت ہماری سفارش کریں گے اور انہیں بتوں کی سفارش گویا کہ نفع پہنچائے گی، جیسا کہ فرمایا: ﴿لیقربونا الی اللہ زلفی﴾ کہ یہ ہمیں اللہ کے پاس نزدیک کر دیں (الزمر: ۳)۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۲۵۵)

#### اللہ ﷻ کی جانب اولاد (بیٹیوں) کی نسبت کرنا:

۲..... درج ذیل میں ہم کوشش کر کے ان آیات کو ذکر کرتے ہیں جن میں اللہ ﷻ کی جانب بیٹیوں کی نسبت کی گئی، فرشتوں کو اللہ ﷻ کی بیٹیاں کہا گیا اور اپنے لئے بیٹے پسند کئے گئے۔ یعنی جو چیز اپنی ذات کے لئے ناپسند ہے وہی اللہ ﷻ کی جانب منسوب کی گئی:

(۱)..... ﴿و یجعلون للہ البنت سبحنہ ولہم ما یشتہون اور اللہ کے لئے بیٹیاں ٹھہراتے ہیں پاکی اس کو اور اپنے لئے جو اپنا جی چاہتا ہے﴾ (النحل: ۵۷)۔

(۲)..... ﴿فاستفتحہم الربک البنات ولہم البنون تو ان سے پوچھو کیا تمہارے رب کی بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے بیٹے﴾ (الصفت: ۱۴۹)۔

(۳)..... ﴿اصطفی البنات علی البنین کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں بیٹے چھوڑ کر﴾ (الصفت: ۱۵۳)۔

(۴)..... ﴿الکم الذکر ولہ الانثی کیا تم کو بیٹا اور اس کو بیٹی﴾ (النجم: ۲۱)۔

(۵)..... ﴿ان الذین لا یؤمنون بالآخرۃ لیسمون الملئکۃ تسمیۃ الانثی بیشک وہ جو آخرت پر ایمان رکھتے نہیں ملائکہ کا نام عورتوں کا سار کھتے ہیں﴾ (النجم: ۲۷)۔

(۶)..... ﴿انما اللہ الہ واحد سبحنہ ان یکون لہ ولد اللہ تو ایک ہی خدا ہے پاکی اسے اس کے کوئی بچہ

(۷)..... ﴿وَإِذَا بَشَّرَ أَحَدَهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا ظَلَ وَجْهَهُ مَسْجُودًا وَهُوَ كَظِيمٌ﴾ اور جب ان میں کسی کو خوشخبری دی جائے اس چیز کی جس کا وصف رحمٰن کے لئے بتا چکا ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہے اور غم کھایا کرے (الرعر: ۱۷) ﴿

(۸)..... ﴿لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا (الاعلاص: ۳) ﴿

## ہدایت و گمراہی اللہ کے ہاتھ میں ہونے کا معنی:

۳..... شیخ ابوالحسن البحر جانی ہدایۃ اور ضلالۃ کی تعریف لکھتے ہوئے فرماتے ہیں: ”الدلالة على ما يوصل الى المطلوب، وقد يقال: هي سلوك طريق يوصل الى المطلوب یعنی ایسی رہنمائی جو (بندے کو) مطلوب تک پہنچا دے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سلوک کا وہ راستہ جو مطلوب (مقصود) تک پہنچا دے۔“ ”هي فقدان ما يوصل الى المطلوب، وقد يقال: هي سلوك طريق لا يوصل الى المطلوب یعنی ایسی رہنمائی کا فقدان جو (بندے کو) مطلوب تک پہنچانے سے روکے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ راستہ جو بندے کو مطلوب تک نہ پہنچا سکے، ضلالت کہلاتا ہے۔“ (التعريفات، ص ۲۵۱-۲۵۲)

امام جریر طبری فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب کو مشرکین کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اے محبوب ﷺ ان سے کہو بیشک اللہ ﷻ تم میں سے جسے چاہے رسوا کرے میری تصدیق کرنے سے اور جو میں اپنے رب ﷻ کے پاس سے لایا اس پر ایمان لانے سے، اور جو رجوع لایا اسے اپنی جانب ہدایت سے نوازے، پس بندہ اپنے کفر سے توبہ کر کے اللہ ﷻ پر ایمان لائے، اور میری فرمانبرداری کرے، جو کتاب میں اپنے رب ﷻ کے پاس سے لایا ہوں اس کی تصدیق کرے اور اللہ ﷻ نے کوئی آیت مجھ پر (ایسی) نازل نہیں کی جو تمہیں گمراہ کرے یا ہدایت دے، ہدایت اور گمراہی اللہ ﷻ کے دست قدرت میں ہے، جسے چاہتا ہے ایمان کی توفیق رفیق دے دیتا ہے اور تم میں سے جسے چاہتا ہے رسوا کرتا ہے، پس وہ ایمان نہیں لاتا۔ (جامع البيان، الجزء ۱۳، ص ۱۷۲)

## عقیدہ درست نہ ہو تو عمل مردود ہے:

۴..... اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿وَيَجْزِي الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحَسَنَىٰ أَوْ رِيئِي كَرْنِ وَالْوَلُونَ كَوَانِ﴾ کا اچھا صلہ عطا فرمائے (النعم: ۳۱) ﴿ کے تحت مفسر نے ”بالتوحيد وغيره من الطاعات“ جملہ بیان کیا ہے، یہاں سے ہمیں درس ملتا ہے کہ مفسرین جلال کے نزدیک بھی عقیدہ توحید کے ساتھ اعمال کا ٹھیک ہونا ضروری ہے۔ اگر عقیدہ درست نہ ہو اور فقط اعمال بجالاتے رہیں تو بے کار، کیونکہ اللہ ﷻ خود فرماتا ہے: ﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكَنٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھ لو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو ہدیت نہیں دیتا (التوبہ: ۲۴) ﴿ معلوم ہوا کہ اعمال کتنے ہی اچھے کیوں نہ کر لے، ایمان میں کمی ہوگی تو نجات نہیں ملے گی بلکہ ایسوں کے بارے میں اللہ ایک اور مقام پر فرماتا ہے: ﴿عَامِلَةٌ نَاصِبَةٌ تَصْلِي نَارِ أَحَامِيَةٍ كَامِ كَرِيں مشقت جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں﴾ (الغالب: ۱۷۳) ﴿ یعنی اعمال کی زحمت اٹھانے کے بعد بھی نہ تو اللہ ہی راضی ہوا اور نہ ہی جہنم سے نجات ملی، نہ جنت ملی اور نہ ہی انعام جنت کے حقدار ہوئے۔

## آئیم کی تعریف اور اس بارے میں تصریحات:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّعَمَ وَهُوَ جُورٌ بَعْضُهُ كُنَاهُ وَبَعْضُهُ لَيْسَ بِكُنَاهُ﴾ اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں مگر اتنا کہ گناہ کے پاس گئے اور رک گئے (النجم: ۳۲) ﴿اللَّعَمَ﴾ کے معنی معصیت کے قریب ہونا مراد ہے اور وہ معصیت شرعی حکم کے اعتبار سے صغیرہ کہلاتی ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ پے درپے معصیت کے قریب ہونا۔ (المفردات، ص ۴۵۷)

متذکرہ آیت میں فواحش اور لعم دونوں کا ذکر ہے، فواحش کو کبیرہ گناہ میں اور لعم کو صغیرہ گناہ میں شامل کیا جاتا ہے۔ مفسرین کرام نے اس کے بارے میں درج ذیل توجیہات بیان کی ہیں:

(۱)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللعنة سے مراد یہ ہے کہ زنا کرنے کے بعد توبہ کرے پھر دوبارہ اس کی جانب نہ بڑھے، چوری کرنے کے بعد توبہ کرے اور پھر اس کی جانب نہ بڑھے، شراب پینے کے بعد توبہ کرے اور اس کی جانب نہ بڑھے۔ (الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۷۹)

(۲)..... مراد وہ گناہ ہے جس کا مومن ارادہ تو کرے لیکن اس کو انجام نہ دے۔ (۳)..... مراد وہ گناہ ہے جس کے کرنے کے بعد مومن نادام ہو جائے جیسا کہ کسی کو جنون طاری ہو اور بعد افاقہ ہونے کے اُسے پشیمانی ہوتی ہے اور اس کی تائید اس فرمان سے بھی ہوتی ہے: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ أَوْ رَدُّهُ عَلَيْهِمْ أَوْ رَدُّهُ عَلَيْهِمْ أَوْ رَدُّهُ عَلَيْهِمْ﴾ اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں اللہ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں (ال عمران: ۱۳۵)۔ (الرازی، ج ۱، ص ۲۷۰)

(۴)..... ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ابن عباس اور شعبی کے نزدیک اس کے معنی زنا کے علاوہ مراد ہیں۔ (۵)..... ابن مسعود، ابو سعید خدری اور حذیفہ و مسروق رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ وطی کے علاوہ امور مثلاً غیر عورت کو دیکھنا، ہاتھ سے چھونا یا پکڑنا، پاؤں سے چل کر برائی کی جانب جانا کہ (اعضائے انسانی تو) اس کی تصدیق کرتے ہیں لیکن فرج اس کی تکذیب کرتا ہے۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۹۴)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک اللہ ﷻ نے بنی آدم کے حق میں زنا سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے، پس وہ درحقیقت پائے گا، چنانچہ آنکھوں کا زنا غیر عورت کو دیکھنا، زبان کا زنا اس کے متعلق کلام کرنا، انسانی نفس زنا کی خواہش کرتا ہے لیکن شرم گاہ اس کی تصدیق و تکذیب کرتی ہے۔“ (صحیح البخاری، کتاب القدر، باب و حرم علی قریۃ اہل کناہا، رقم: ۶۶۱۲، ص ۱۱۴۳)

فقہائے کرام فرماتے ہیں: اجتنبہ عورت کے چہرے کی طرف اگرچہ نظر جائز ہے، جب کہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنہ کا ہے، اس زمانے میں ویسے لوگ کہاں جیسے اگلے زمانے میں تھے، لہذا اس زمانہ میں اس کو دیکھنے کی ممانعت کی جائے گی مگر گواہ و قاضی کے لئے کہ بوجہ ضرورت ان کے لئے نظر کرنا جائز ہے اور ایک صورت اور بھی ہے کہ اس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اس نیت سے دیکھنا جائز ہے کہ حدیث میں آیا ہے: ”جس سے نکاح کرنا چاہتے ہو اس کو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت کا ذریعہ ہوگا۔“ اسی طرح عورت اس مرد کو جس کے پاس پیغام بھیجا ہے دیکھ سکتی ہے، اگرچہ اندیشہ نہ ہو مگر دیکھنے میں دونوں کی یہی نیت ہو کہ حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظرو الاباحۃ، فصل فی النظر والمس، ج ۹، ص ۵۳۱ وغیرہ)

## خود پسندی کی مذمت میں احادیث:

۱..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہر سرکش، جواظ (مال جمع کر کے رکھ لینے والا، اتر کر چلنے والا یا پھر زیادہ کھانے والا)، متکبر، بڑائی چاہنے والا جہنمی ہے۔“

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب عتل بعد ذلک زنیم، رقم: ۴۹۱۸، ص ۸۷۳)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”متکبر اور بڑائی چاہنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔“

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب: فی حسن الخلق، رقم: ۴۸۰۱، ص ۹۰۱)

☆..... سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”بندہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے جبارین میں لکھ دیا جاتا ہے پھر اسے وہی مصیبت پہنچتی ہے جو جبارین کو پہنچی تھی۔“  
(جامع الترمذی، ابواب البر والصلة، باب: ما جاء فی البکیر، رقم: ۲۰۰۷، ص ۵۸۹)

☆..... تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تم کوئی گناہ نہ کرو تو پھر بھی مجھے ڈر ہے کہ تم اس سے بڑی چیز یعنی خود پسندی میں مبتلا ہو جاؤ۔“  
(الترغیب والترہیب، کتاب الادب، باب: الترغیب فی التواضع، ج ۳، رقم: ۴۳، ص ۳۵۸)

☆..... سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”جو آدمی اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور چلنے میں اتراتا ہے، وہ اللہ ﷻ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ ﷻ اس پر غضب فرمائے گا۔“  
(المستدرک، کتاب الایمان، باب: من يتعاطم فی نفسه، رقم: ۲۰۱، ج ۱، ص ۸۸)

☆..... سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”تم سب آدم کی اولاد ہو اور حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے، چاہیے کہ اپنے آباؤ اجداد پر فخر کرنے والی قومیں باز آجائیں، یا پھر وہ اللہ ﷻ کے نزدیک کیڑے کوڑوں سے بھی زیادہ حقیر ہو جائیں گی۔“  
(البحر الزخار، المعروف مسند البزار، المستظل بن حصین عن حذیفہ، رقم: ۲۹۳۸)

### اغراض:

ای و کثیرا من الملائکۃ: میں اس جانب اشارہ ہے ﴿کم﴾ خبریہ بمعنی کثیرا ہے۔ اما اکرمہم عند اللہ: جملہ تعجیہ ہے جو کہ حضرات ملائکہ کی تعظیم اور تشریف کے لئے لایا گیا ہے، اور یہ کہ ان کی شفاعت (بغیر اللہ کے اذن) کے کسی کو کفایت نہ کرے گی۔

و معلوم انہا لا توجد منهم: اللہ کے فرمان: ﴿ولا یشفعون﴾ کی طرف راجع ہے، اور مقصود دونوں آیات کے مابین توقف ہے یعنی شفاعت کا معاملہ اذن ہونے پر متصور ہے۔ بهذا المقول: یعنی فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہنا مراد ہے۔ ای عن العلم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ من معنی عن ہے، اور ﴿الحق﴾ بمعنی العلم ہے۔

فیما المطلوب فیہ العلم: مراد وہ امر ہے جس کا علم پر اعتماد ہوتا ہے یعنی اعتقادات، بخلاف عملیات، اور ﴿الظن﴾ سے فقہائے کرام کا فروغی اختلاف مراد ہے، پس حاصل کلام یہ ہے کہ امور اعتقادیہ سے مراد اللہ کی معرفت، اور اس کے رسول کی معرفت اور کتاب اللہ کی معرفت ہے اور اس پر جزم کرنا ضروری ہے اور ﴿الظن﴾ سے مراد امور عملیہ ہیں جیسا کہ فروعیات دین ہوتی ہیں۔

وهذا قبل الامر بالجهاد: مراد یہ ہے کہ مذکورہ آیت: ﴿فاعرض عن من تولی﴾ الخ آیت جہاد سے منسوخ ہے۔ ومنہ المضال والمہندی: ہدایت اور گمراہی کو کیسے آسمان وزمین کے امور کے لئے علت قرار دے دیا گیا جب کہ اللہ کی ذات ثابت ہے؟ میں (علامہ صاوی) کہوں گا کہ یہاں علت محذوف ہے مطلب یہ ہے کہ آسمان وزمین کا مالک ہے۔

یضل من یشاء: معنی یہ ہے کہ تمام امور کا انجام اللہ کے زیر قدرت ہے، پس اللہ نیکوں کو نیکی اور بدوں کو برائی والے انجام کے ساتھ نوازتا ہے۔ بذلک: سے مراد معصیت سے اجتناب کرنا ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۱۹ وغیرہ)

د کوع نمبر: ۷

﴿افرءیت الذی تولیٰ (۳۲)﴾ عَنِ الْاِيْمَانِ اَيْ اِرْتَدَّ لَمَّا غَيَّرَ بِهِ وَقَالَ اِنِّيْ خَشِيتُ عِقَابَ اللّٰهِ فَضَمِنَ لَهٗ الْمُعِيرُ اَنْ تَحْمِلَ عَنْهُ عَذَابَ اللّٰهِ اِنْ رَجَعَ اِلَى الشِّرْكَۃِ وَاَعْطَاهُ مِنْ مَّالِهٖ كَذَا فَرَجَعَ ﴿وَاَعْطٰ قَلِيْلًا﴾ مِنَ الْمَالِ الْمُسَمٰى ﴿وَاَكْدٰ (۳۳)﴾ مَنَعَ الْبَاقِیَ مَا خُوِذَ مِنَ الْكُذْبِۃِ وَهِيَ اَرْضٌ صَلْبَةٌ كَالصُّخْرَةِ تَمْنَعُ خَالِفَ الْبَشَرِ اِذَا وَصَلَ اِلَيْهَا مِنَ الْحَفْرِ ﴿واعنده علم الغیب فهو یرى (۳۵)﴾ يَعْلَمُ مِنْ جُمْلَتِهٖ اِنْ غَيَّرَهُ بِتَحْمَلِ عَنْهُ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ لَا وَهُوَ الْوَلِیْدُ بِنُ الْمَغِیْرَةِ اَوْ غَیْرُهُ وَجُمْلَةٌ اَعِنْدَهُ الْمَفْعُوْلُ الثَّانِی لِرَاٰیْتُ بِمَعْنٰی



أَخْبِرْنِي ﴿٣٦﴾ لَمْ يَنْبَأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَى ﴿٣٦﴾ إِسْقَارُ التَّوْرَةِ أَوْ صُحُفِ  
قَبْلَهَا ﴿٣٧﴾ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَى ﴿٣٧﴾ تَمَّمَ مَا أَمَرَ بِهِ بِحَقِّ وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ لَّقَاتِمُهُنَّ  
وَبَيَانَ مَا لَا تُزَرُّ وَازْرُ وَزَرَ الْخَرَى ﴿٣٨﴾ إِلَىٰ آخِرِهِ وَإِنْ مُخَفَّفَةً مِنَ الْفَقِيلَةِ أَيْ أَنَّهُ لَا تَحْمِلُ نَفْسٌ ذَنْبَ  
غَيْرِهَا ﴿٣٩﴾ وَأَنْ أَيْ أَنَّهُ لَيْسَ لِلنَّاسِ إِلَّا مَا سَعَى ﴿٣٩﴾ مِنْ خَيْرٍ فَلَيْسَ لَهُ مَنْ سَعَى غَيْرُهُ الْخَيْرُ  
شَيْءٌ ﴿٤٠﴾ وَأَنْ سَعِيهِ سَوْفَ يَرَى ﴿٤٠﴾ أَيْ يَنْصُرُهُ فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ يَجْزُهُ الْجَزَاءُ الْأَوَّلَى ﴿٤١﴾ أَلَا تَكْمَلُ يُقَالُ  
جَزَيْتُهُ سَعِيَهُ وَبَسْعِيهِ ﴿٤٢﴾ وَأَنْ بِالْفَتْحِ عَطْفًا وَقُرِءَ بِالْكَسْرِ اسْتِيفَانًا وَكَذَا مَا بَعْدَهَا فَلَا يَكُونُ مَضْمُونُ  
الْجَمَلِ فِي الصُّحُفِ عَلَى الثَّانِي ﴿٤٣﴾ إِلَى رَبِّكَ الْمُنْتَهَى ﴿٤٣﴾ الْمَرْجِعُ وَالْمَصِيرُ بَعْدَ الْمَوْتِ  
فَيَجَازِيهِمْ ﴿٤٤﴾ وَانْهُ هُوَ اضْحَكُ ﴿٤٤﴾ مَنْ شَاءَ أَفْرَحَهُ ﴿٤٥﴾ وَابْكِي ﴿٤٥﴾ مَنْ شَاءَ أَخْزَنَهُ ﴿٤٥﴾ وَانْهُ هُوَامَاتُ ﴿٤٦﴾ فِي  
لَدُنْيَا ﴿٤٦﴾ وَاحْيَا ﴿٤٧﴾ لِلْبَعْثِ ﴿٤٧﴾ وَانْهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ ﴿٤٨﴾ الصِّفَيْنِ ﴿٤٨﴾ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَى ﴿٤٩﴾ مِنْ نَظْفَةٍ ﴿٤٩﴾ مَنِيَّ ﴿٥٠﴾ إِذَا  
تَمَنَّى ﴿٥١﴾ تُصَبُّ فِي الرَّحِمِ ﴿٥١﴾ وَأَنْ عَلَيْهِ النَّشَاءُ ﴿٥٢﴾ بِالْمَدِّ وَالْقَصْرِ ﴿٥٢﴾ الْآخِرَى ﴿٥٣﴾ الْخَلْقَةُ الْآخِرَى لِلْبَعْثِ  
بَعْدَ الْخَلْقَةِ الْأُولَى ﴿٥٤﴾ وَانْهُ هُوَ اغْنَى ﴿٥٤﴾ النَّاسَ بِالْكَفَايَةِ بِالْأَمْوَالِ ﴿٥٥﴾ وَأَقْنَى ﴿٥٥﴾ أَعْطَى الْمَالَ الْمُتَّخِذَ  
قِنِيَّةً ﴿٥٦﴾ وَانْهُ هُوَ رَبُّ الشَّعْرَى ﴿٥٦﴾ هِيَ كَوَكَبٌ خَلْفَ الْجُوزَاءِ كَانَتْ تُعْبَدُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ﴿٥٧﴾ وَانْهُ أَهْلَكَ  
عَادًا الْأُولَى ﴿٥٨﴾ وَوَفَى قِرَاءَةً بِإِدْغَامِ التَّوَيْنِ فِي اللَّامِ وَضَمِّهَا وَبِلَا هَمْزَةٍ وَهِيَ قَوْمٌ عَادٌ وَالْآخِرَى قَوْمُ  
صَالِحٍ ﴿٥٩﴾ وَثَمُودَ ﴿٥٩﴾ بِالصَّرْفِ اسْمٌ لِلَّابِ وَبِلَا صَرْفٍ اسْمٌ لِلْقَبِيلَةِ وَهُوَ مَغْطُوقٌ عَلَى عَادٍ ﴿٦٠﴾ فَمَا  
أَبْقَى ﴿٦١﴾ مِنْهُمْ أَحَدًا ﴿٦١﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِنْ قَبْلِ ﴿٦٢﴾ أَيْ قَبْلَ عَادٍ وَثَمُودَ أَهْلَكْنَاهُمْ ﴿٦٣﴾ أَنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ  
وَاطْفَى ﴿٦٤﴾ مِنْ عَادٍ وَثَمُودَ لَطُولُ لُبِّ نَوْحٍ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا وَهُمْ مَعَ عَدَمِ إِيْمَانِهِمْ بِهِ  
يُؤْذُونَهُ وَيَضْرِبُونَهُ ﴿٦٥﴾ وَالمُؤْتَفِكَةُ ﴿٦٥﴾ وَهِيَ قُرَى قَوْمِ لُوطٍ ﴿٦٦﴾ أَهْوَى ﴿٦٧﴾ أَسْقَطَهَا بَعْدَ رَفْعِهَا إِلَى السَّمَاءِ  
مَقْلُوبَةً إِلَى الْأَرْضِ بِأَمْرِ جِبْرِئِيلَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِذَلِكَ ﴿٦٨﴾ فَعُصِفَتْ مِنْ الْحَجَارَةِ بَعْدَ ذَلِكَ ﴿٦٩﴾ مَا  
غَشَى ﴿٧٠﴾ أَبْنَاهُمْ تَهْوِيلًا وَفِي هَوْدٍ فَجَعَلْنَا عَلَيْهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ ﴿٧١﴾ فَبَايَ الْآءِ  
رَبِّكَ ﴿٧٢﴾ بِأَنْعَمِهِ الدَّالَّةِ عَلَى وَحْدَانِيَّتِهِ وَقُدْرَتِهِ ﴿٧٣﴾ تَتَمَارَى ﴿٧٤﴾ تَتَشَكَّكُ أَيُّهَا الْإِنْسَانُ أَوْ  
تَكْذِبُ ﴿٧٥﴾ هَذَا مُحَمَّدٌ ﷺ نَذِيرٌ مِنَ النَّذْرِ الْأُولَى ﴿٧٦﴾ مِنْ جَنْسِهِمْ أَيْ رَسُولٌ كَالرُّسُلِ قَبْلَهُ أُرْسِلَ  
إِلَيْكُمْ كَمَا أُرْسِلُوا إِلَى أَقْوَامِهِمْ ﴿٧٧﴾ أَزَفَتْ الْآزِفَةُ ﴿٧٨﴾ قَرُبَتْ الْقِيَامَةُ ﴿٧٩﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ نَفْسٌ ﴿٨٠﴾ كَا  
شَفَا ﴿٨١﴾ أَيْ لَا يَكْشِفُهَا وَيُظْهِرُهَا إِلَّا هُوَ كَقَوْلِهِ لَا يَجْلِيهَا لَوْحُوتُهَا إِلَّا هُوَ ﴿٨٢﴾ أَفَمِنْ هَذَا الْحَدِيثِ ﴿٨٣﴾ أَيْ  
الْقُرْآنِ ﴿٨٤﴾ تَعَجِبُونَ ﴿٨٥﴾ تَكْذِبُونَ ﴿٨٦﴾ وَتَضْحَكُونَ ﴿٨٧﴾ اسْتَهْزَأُوا ﴿٨٨﴾ وَلَا تَبْكُونَ ﴿٨٩﴾ لِسَمَاعٍ وَعُودِهِ  
وَوَعِيدِهِ ﴿٩٠﴾ وَأَنْتُمْ سَامِدُونَ ﴿٩١﴾ لَا هُمْ غَافِلُونَ عَمَّا يَطْلُبُ مِنْكُمْ ﴿٩٢﴾ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي  
خَلَقَكُمْ ﴿٩٣﴾ وَاعْبُدُوا ﴿٩٤﴾ وَلَا تَسْجُدُوا لِلْأَصْنَامِ وَلَا تَعْبُدُوهَا.

﴿ترجمہ﴾

تو کیا تم نے دیکھا جو پھر گیا (ایمان سے یعنی مرتد.....) ہو گیا جب اس کو ایمان لانے پر عار دلایا گیا اس نے کہا کہ ایمان سے پھرنے کی صورت میں مجھے عذاب الہی نازل ہونے کا خوف ہے تو عار دلانے والے دو شخصوں نے اسے ضمانت دی کہ اگر وہ دوبارہ شرک کی طرف لوٹ آئے تو وہ اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو اپنے اوپر لے لیں گے پھر اس مرتد شخص نے اپنے مال میں سے کچھ ان ضمانت اٹھانے والوں کو دیا اور پھر شرک کی طرف پلٹ آیا (اور مقررہ مال میں سے) کچھ تھوڑا سا دیا اور (باقی مال) روک لیا (اکسدی کے معنی منع ہے، "اکسدی" الکدیۃ سے ماخوذ ہے، یہ اس سخت زمین کو کہتے ہیں جو چٹان کی طرح ہوتی ہے اور اس زمین پر اونٹ سفر کرنے والے شخص کے اونٹ کے قدموں کے نشان ظاہر نہیں ہوتے) کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے تو وہ دیکھ رہا ہے (یعنی کیا وہ من جملہ غیب میں سے یہ جانتا ہے کہ اگر وہ اپنا مذہب بدل لے گا تو دوسرا شخص اس کی طرف سے آخرت کے عذاب کو اپنے سر اٹھالے گا، نہیں ایسا ہرگز نہ ہوگا اور مرتد ہونے والا یہ شخص ولید بن مغیرہ یا کوئی شخص تھا "اعنہ..... الخ" جملہ "رایت" فعل کا مفعول ثانی ہے اور رایت بمعنی اخباری ہے) بلکہ (ام بمعنی بل ہے) اسے اس کی خبر نہ آئی جو صحیفوں میں ہے موسیٰ کے (یعنی اسفار تورات یا تورات سے قبل نازل کردہ صحائف میں) اور ابراہیم (کے صحیفوں) میں جو پورے احکام بجالایا (یعنی اسے جو بھی حکم دیا گیا اسے اس کے جملہ حقوق کے ساتھ اس نے مکمل کر دکھایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اذابتلسی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن) اور (مذکور صحائف میں مذکور بات کا ذکر اب ہوتا ہے والا تورد وازرة وذر اخوی) سے لے کر آخر تک "الا" میں "ان" مخففة من الثقیلة ہے، اصل میں یوں ہے انہ لا تحمل نفس ذنب غیرہا یعنی کوئی جان دوسری جان کا گناہ اپنے سر نہ اٹھا لے گی.....) اور یہ کہ ("ان" اصل میں انہ ہے) آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش (جو بھلائی کے بارے میں کوشش، کسی دوسرے نے جو بھلائی کے لیے کوشش کی اس میں اس کے لیے کچھ نہ ہو گا.....) اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جائے گی (یعنی وہ خود اسے آخرت میں دیکھے گا) پھر اس کا بھرپور بدلہ دیا جائے گا (الاولیٰ بمعنی الاکمل ہے، کہا جاتا ہے جزیتہ سبعیہ وبعیہ) اور یہ کہ ("ان" ہو عطف کی وجہ سے مفتوح اور استیناف کی وجہ سے مکسور پڑھا گیا ہے اور یونہی اس کے مابعد والے "ان" کا معاملہ ہے تو دوسری تقدیر پر ان مذکورہ جملوں کا معمول سابقہ صحیفوں میں نہ ہوگا) بیشک تمہارے رب ہی کی طرف پھرنا ہے (مرنے کے بعد تو انہیں ان کے کئے کا بدلہ دے گا، المنتہی بمعنی المرجع المصیر ہے) اور یہ کہ وہی ہے جو ہنساتا ہے (جسے چاہے خوش کر دیتا ہے) اور رلاتا ہے (جسے چاہے غمزدہ کر دیتا ہے.....) اور یہ کہ وہی ہے جس نے (دنیا میں) مارا اور (مرنے کے بعد حساب کتاب کرنے کے لیے) جلایا اور یہ کہ اسی نے دو قسمیں بنائی (ذو جہنم بمعنی صنفین ہے) نرا اور مادہ نطفہ جب ڈالا جائے (رحم میں تمنیٰ بمعنی قصب ہے) اور یہ کہ اسی کے ذمہ ہے پچھلا اٹھانا ("النشأ" کو مد اور قصر دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یعنی پہلی خلقت کے بعد حساب کتاب کے لیے دوسری بار پیدا کرنا اسی کے ذمہ ہے) اور یہ کہ اسی نے غنادی (لوگوں کو بقدر کفایت مال عطا فرما کر) اور اسی نے مال دیا (یعنی مال عطا فرمایا جسے ذخیرہ کیا جاتا ہے) اور یہ کہ وہی ہے ستارہ شعریٰ کا رب ("شعری"..... ایک ستارے کا نام ہے جو جوزاء کے پیچھے ہوتا ہے زمانہ جاہلیت میں اس ستارے کو بھی پوجا جاتا تھا) اور یہ کسی نے پہلی عاد کو ہلاک فرمایا (پہلی عاد حضرت ہود علیہ السلام کی قوم ہے، اور دوسری عاد حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ہے، ایک قرات میں "عاد" کی دال کو ادغام "الاولیٰ" کے لام میں کیا گیا ہے، اور لام کو بغیر ہمزہ کے مضمومہ پڑھا گیا ہے) اور ثمود کو (ثمود منصرف ہے کہ یہ ان کے قبیلے کے جدا موجد کا نام ہے یا پھر یہ غیر منصرف ہے قبیلہ کا نام ہے اس کا عطف "عاد" پر ہے) تو باقی نہ چھوڑا (ان میں سے کسی کو) اور ان سے پہلے (یعنی عاد و ثمود سے پہلے) نوح کی قوم کو (ہم نے ہلاک کر دیا) بیشک وہ (عاد اور ثمود) زیادہ ظالم اور زیادہ سرکش تھے (کہ حضرت نوح علیہ السلام ان میں طویل عرصے ساڑھے نو سو سال رہے اس کے باوجود ایمان لانا تو درکنار وہ حضرت نوح علیہ السلام کو

اذیت پہنچاتے رہے اور آپ ﷺ کو العیاذ باللہ مارتے تھے) اور اس نے اٹھنے والی بستی (اس بستی سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی ہے) کو نیچے گرایا (یعنی اسے آسمان کی طرف بلند کر کے اسے اٹا کر کے نیچے گرا دیا زمین کی طرف، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ ﷻ کے حکم سے یہ کام سرانجام دیا) تو اسے ڈھانپ لیا (اس کے بعد پتھروں نے) جس نے اسے ڈھانپ لیا (یہاں جس چیز نے اس بستی کو ڈھانپ لیا تھا اس میں ہم لوگوں کو خوف دلانا مقصود ہے، سورہ ہود میں اس طرح کا ذکر یوں ہے ﴿جعلنا علیہا سافلہا و امطرنا علیہا حجارة من سجيل﴾) تو اپنے رب کی کوئی نعمتوں میں (یعنی اللہ ﷻ کی وہ نعمتیں جو اس کی وحدانیت اور قدرت پر دلالت کرتی ہیں، اے انسان) تو ان میں شک کر رہا ہے (”نتمناری“ کا معنی شک کرنا، یا جھٹلانا ہے) یہ (یعنی حضرت محمد ﷺ) ایک ڈرسانے والے ہیں اگلے ڈرانے والوں میں سے (یعنی ان کی جنس ہے یعنی یہ بھی ایک رسول پچھلے رسولوں کی طرح ہیں، انہیں تمہاری طرف مبعوث کیا گیا ہے جیسا کہ پچھلے رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا گیا) پاس آئی پاس آنے والی (یعنی قیامت، ازفست بمعنی قربت ہے) اللہ کے سوا اس کو کھولنے والی (جان) کوئی نہیں (یعنی اسے اللہ ﷻ ہی کھولے گا اور وہی اسے ظاہر فرمائے گا جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان عالیشان ہے ﴿لا یجلیہا لوقتہا الا هو﴾) تو کیا اس بات سے (یعنی قرآن پاک سے) تم تعجب کرتے ہو (اسے جھٹلاتے ہوئے) اور (اس کا استہزاء کرتے) ہتے ہو اور (اس کے وعدہ اور وعید کو سنکر) روتے نہیں..... لا..... اور تم کھیل میں پڑے ہو (جو چیز تم سے طلب کی جا رہی ہے تم اس سے غفلت میں ہو) تو اللہ کے لیے سجدہ کرو (جس نے تمہیں پیدا کیا ہے) اور اس کی بندگی کرو (نہ تو تم بتوں کو سجدہ کرو اور نہ ان کی عبادت کرو)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿افرو یت الذی تولی واعطی قلیلا واکدی عنده علم الغیب فہو یری﴾

ہمزہ: حرف استفہام، وایت: فعل بافاعل، الذی: موصول، تولی: جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اعطی قلیلا: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اکدی: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر مفعول اول، ہمزہ: حرف استفہام، عنده: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، علم الغیب: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، فہو یری: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ام لم ینبا یمما فی صحف موسی وابرہیم الذی وفی الاتزر وازرة وزر اخری﴾

ام: منقطع، بمعنی بل، لم ینبا: فعل لئی باتائب الفاعل، ب: جار، ما موصول، وفی: جار، صحف: مضاف، موسی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابرہیم: موصوف، الذی وفی: موصول صلہ، ملکر صفت، ملکر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف متشقر صلہ، ملکر مبدل منه، ان بخففہ: باضمیر شان ضمیر محذوف اسم، الاتزر وازرة وزر اخری: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان لیس للانسان الا ما سعی وان سعیه سوف یری﴾

و: عاطفہ، ان بخففہ: باضمیر شان محذوف ضمیر اسم، لیس للانسان: فعل ناقص و ظرف متشقر خبر مقدم، الا: اداة حصر، ما سعی: موصول صلہ، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل ”الاتزر“ پر معطوف ہے، و: عاطفہ، ان سعیه: حرف مشبہ واسم، سوف یری: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم یجزہ الجزء الاولی وان الی ربک المنتہی﴾

ثم: عاطفہ، یجزہ: فعل باتائب الفاعل و مفعول ثانی، الجزء الاولی: مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ان حرف

مشہ، الی ربک، ظرف مستقر خبر مقدم، المنتہی: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "الا تذروا ذرۃ" پر معطوف ہے۔

﴿وانہ ہواضحک وابکی وانہ ہوامات واحیا وانہ خلق الزوجین الذکر والانثی من نطفۃ اذا تمنی﴾

و: عاطفہ، انہ حرف مشبہ واسم، ہو: ضمیر فعل، اضحک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابکی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "الا تذروا" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، انہ حرف مشبہ واسم، ہو: ضمیر فعل، امات واحیا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انہ حرف مشبہ واسم، خلق: فعل بافاعل، الزوجین: مبدل منہ، الذکر: معطوف علیہ، والانثی: معطوف، ملکر بدل، ملکر مفعول، من نطفۃ: ظرف لغو، اذا تمنی: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان علیہ النشأۃ الاخری وانہ ہو اغنی واقنی وانہ ہو رب الشعری﴾

و: عاطفہ، ان حرف مشبہ، علیہ: ظرف مستقر خبر مقدم، النشأۃ الاخری: اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "الا تذروا" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، انہ حرف مشبہ واسم، ہو: ضمیر فعل، اغنی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقنی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انہ حرف مشبہ واسم، ہو: ضمیر فعل، رب الشعری: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانہ اہلک عادا الاولی وثمودا فما ابقی وقوم نوح من قبل﴾

و: عاطفہ، انہ حرف مشبہ واسم، اہلک: فعل بافاعل، عادا: موصوف، الاولی: جفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ثمود: معطوف اول، و: عاطفہ، قوم نوح: ذوالحال، من قبل: ظرف مستقر حال، ملکر معطوف ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ما ابقی: فعل نئی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انہم کانوا ہم اظلم واطفی والموتفکۃ اہوی﴾

انہم: حرف مشبہ واسم، کانوا: فعل ناقص بااسم، ہم: ضمیر فعل، اظلم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اطفی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الموتفکۃ: مفعول مقدم، اہوی: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فغشھا ما غشی فیای الاء ربک تتمازی﴾

ف: عاطفہ، غشھا: فعل ومفعول، ما غشی: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحہ، ب: جار، ای: مضاف، الاء ربک: مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، تتمازی: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ہو کر شرط محذوف "ان عرفت هذا کله" کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿هذا نذیر من النذر الاولی ازفت الازفۃ لیس لہا من دون اللہ کاشفۃ﴾

هذا: مبتدا، نذیر: موصوف، من: جار، النذر الاولی: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ازفت: فعل، الازفۃ: ذوالحال، لیس: فعل ناقص، لہا: ظرف مستقر خبر مقدم، من دون اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، کاشفۃ: ذوالحال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿افمن هذا الحدیث تعجبون وتضحکون ولا تبکون وانتم سامدون فاسجدوا للہ واعبدوا﴾

همزہ: حرف استفہام، ف: متانفہ، من هذا الحدیث: ظرف لغو مقدم، تعجبون: فعل نئی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ، و: عاطفہ، تضحکون: فعل نئی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تبکون: فعل نئی بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: متانفہ، انتم: مبتدا، سامدون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ، ف: فصیحہ، اسجدوا للہ: جملہ فعلیہ معطوف



علیہ، وناطقہ، اعبدا، جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف، "ان تدبرتم هذا کلمہ" کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... افسوس! اللہ تعالیٰ.....☆ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم کے دین کا اجماع کیا تھا مشرکوں نے اس کو عار دلائی اور کہا کہ تو نے بزرگوں کا دین چھوڑ دیا اور تو گمراہ ہو گیا اس نے کہا میں نے اللہ کے خوف سے ایسا کیا تو عار دلانے والے کافر نے کہا اگر تو شرک کی طرف لوٹ کر آئے اور اس قدر مال مجھ کو دے تو تیرا عذاب میں اپنے ذمہ لیتا ہوں اس پر ولید اسلام سے منحرف و مرتد ہو کر پھر شرک میں مبتلا ہو گیا اور جس شخص سے مال دینا ٹھہرا تھا اس نے تھوڑا سا دیا اور باقی سے منع کر دیا۔

☆..... واعطی قلیلاً واکدی.....☆ یہ آیت عاص بن داکل سہمی کے حق میں نازل ہوئی وہ اکثر امور میں نبی کریم ﷺ کی تائید و موافقت کیا کرتا تھا اور یہ بھی کہا گیا تھا یہ آیت ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی کہ اس نے کہا تھا اللہ کی قسم محمد ﷺ ہمیں بہترین اخلاق کا حکم فرماتے ہیں اس تقدیر پر یہ معنی ہیں کہ تھوڑا سا اقرار کیا اور حق لازم میں سے قدرے قلیل ادا کیا اور باقی سے باز رہا یعنی ایمان نہ لایا۔

☆..... وان علیہ النشاة الاخری.....☆ یعنی عمل یہ مراد ہے کہ اپنی ہی نیکیوں سے فائدہ پاتا ہے یہ مضمون بھی صحف ابراہیم و موسیٰ کا ہے اور کہا گیا ہے کہ ان ہی امتوں کے لئے خاص تھا حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ حکم ہماری شریعت میں آیت ﴿الْحَقُّنَابِهِمْ﴾ سے منسوخ ہو گیا حدیث شریفہ میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ میری ماں کی وفات ہو گئی اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں کیا نافع ہو گا فرمایا ہاں۔ مسائل اور بکثرت احادیث سے ثابت ہے کہ میت کو صدقات و طاعات سے جو ثواب پہنچایا جاتا ہے اور اس پر علماء امت کا اجماع ہے اور اسی لئے مسلمانوں میں معمول ہے کہ وہ اپنے اموات کو فاتحہ سوم چہلم برسی عرس وغیرہ طاعات و صدقات سے ثواب پہنچاتے رہتے ہیں۔

### ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

#### مرتد کے احکام:

۱..... لغوی اعتبار سے مرتد سے مراد مطلق رجوع کرنے والا ہے اور شرعی اعتبار سے مرتد کے معنی دین اسلام سے رجوع کرنے والا ہے اور اس کا رکن یہ ہے کہ زبان پر ایمان لانے کے بعد کلمہ کفر جاری کرنا ہے، اور ایمان سے مراد محمد ﷺ کی ان تمام معاملات میں تصدیق کرنا ہے جو وہ اللہ رب العالمین ﷺ کی طرف سے لائے ہیں۔ (الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۶، ص ۳۵۴)

ارتداد کی شرائط:

مرتد ہونے کی شرائط یہ ہیں (۱)..... عقل، نا سمجھ بچے اور پاگل سے ایسی بات نکلی تو کفر کا حکم نہ ہوگا۔ (۲)..... ہوش، اگر حالت نشہ میں کفر کا تو کفر نہ ہوگا۔ (۳)..... اختیار، اکراہ اور مجبوری کی صورت میں حکم کفر نہیں ہوگا مطلب یہ ہے کہ جان جانے، کوئی عضو تلف ہونے یا ضرب شدید کا صحیح اندیشہ ہو اس صورت میں شریعت یہ اجازت دیتی ہے کہ ظالم کے حکم کے مطابق زبان سے کفر کہہ دے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن رہے، ایسی حالت میں بھی کفر کا حکم نہ لگایا جائے گا۔

☆..... جو شخص بطور تسخیر اور مذاق کے کفر کرے گا وہ بھی مرتد ہے اگرچہ یہ کہے کہ اس بات کا اعتقاد نہیں رکھتا۔

☆..... مستحب یہ ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے حاکم اسلام اس پر دعوت اسلام پیش کرے اور اگر کوئی شبہ ظاہر کرے تو حاکم وقت اس

کاشبہ دور کرے اور مہلت مانگنے پر تین دن قید میں رکھے اور ہر روز اس پر اسلام پیش کرے اور مہلت نہ مانگنے پر تین دن قید میں رکھا جائے اور ہر روز اس پر اسلام پیش کیا جائے ہو سکتا ہے کہ اسلام قبول کر لے پھر اگر اسلام قبول کر لے فیہا اور منکر ہی رہے تو اب قتل کر دیا جائے بغیر اسلام پیش کئے قتل کرنا مکروہ ہے۔

(الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۶، ص ۳۵۹، ۳۵۶)

☆..... جو شخص بعض انبیاء کو مانے اور بعض کا انکار کرے یا انبیاء و مرسلین کے طور طریقوں سے راضی نہ ہو وہ کافر ہے۔ اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو حضرات انبیاء کرام کی طرف فحاشی کو منسوب کرے جیسا کہ انکے بارے میں معاذ اللہ ﷺ کا گمان کرے یا اسی قسم کی کوئی اور بات جیسا کہ فرقہ حشویہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں گمان کیا تھا، فرمایا کہ ایسے شخص کی تکفیر کی جائے گی کیونکہ اس نے حضرات انبیاء کرام کی طرف گالی کو منسوب کیا اور انکے مقام و مرتبہ میں کمی چاہی، ابوذر فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ ہر معصیت کفر ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہے کہ حضرات انبیاء کرام نے نافرمانی کی تو ایسا کہنے والا شخص کافر ہے کیونکہ اس نے گالی دی، اور جو یہ کہے کہ انہوں نے حالت نبوت میں کفر نہ کیا اور نہ ہی کفر کو قبول کیا تو یہ بھی کفر ہے کہ اس طرح اس نے نصوص کا انکار کیا۔

(الہندیۃ، کتاب السیر، باب فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۸۵)

☆..... اگر کوئی شخص اپنے ارتداد سے انکار کرے تو یہ انکار بمنزلہ توبہ ہے چہ جائے کہ گواہان عادل سے اس کا ارتداد ثابت بھی ہوتا ہو مطلب یہ کہ اس صورت میں یہ کہا جائیگا کہ ارتداد تو کیا تھا مگر اب توبہ کر لی اس صورت میں قتل نہ کیا جائیگا اور باقی احکام ارتداد الے جاری ہونگے مثلاً اسکی عورت نکاح سے نکل جائے گی، سابقہ اعمال صالحہ بر باد ہو جائیں گے اس کا وقف باطل ہو جائے گا، عورت بائنے ہو جائے گی اور حج کی استطاعت رکھنے پر پھر سے حج فرض ہوگا سابقہ حج بیکار گیا۔

(الدر المختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، ج ۶، ص ۳۷۰)

☆..... مرتد کا نکاح بھی بالاتفاق باطل ہے اسکے لئے جائز نہیں کہ کسی بھی عورت سے نکاح کرے چاہے وہ مسلمان ہو یا مرتدہ یا ذمیہ یا آزاد یا مملوکہ ہو، اسی طرح مرتد کا ذبیحہ بھی حرام ہے اور اس کا شکار بھی چہ جائے کہ کتابا یا زیا تیرے شکار کرے (اگرچہ بسم اللہ پڑھے) ☆..... جو شخص اپنے ایمان میں شک کرے اور کہے انا انشاء اللہ مومن تو ایسا شخص کافر ہے ہاں یہ کہے کہ معلوم نہیں وقت رخصت میں مومن ہونگیا نہیں، ایسا کہنے والا شخص کافر نہ ہوگا۔

☆..... قرآن کی آیتوں کا انکار کرنا یا مذاق اڑانا یا اسے عیب دار بیان کرنا کفر ہے اور ایسا کرنے والا شخص کافر ہے۔

☆..... جو شخص عالم سے بغیر کسی وجہ ظاہر کے بغض رکھے، ایسے شخص پر کفر کا خوف ہے اور اس بات میں بھی کفر کا خوف ہے کہ عالم یا فقہی کو بغیر کسی وجہ کے گالی دے۔

☆..... جو شخص قیامت، جنت، دوزخ، میزان، پل صراط، اعمال نامے اور بعث بعد الموت کا انکار کرے ایسا شخص کافر ہے۔

(الہندیۃ، کتاب السیر، باب المرتدین، ج ۲، ص ۲۷۸، ۲۸۸، ۲۹۱، ۲۹۴)

## کسی کا بوجہ اٹھانے یا نہ اٹھانے کا بیان:

۲..... امام بغوی کہتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی آمد سے پہلے ایک آدمی کو دوسرے کسی کے جرم کے بدلے میں دھڑلایا جاتا تھا، ایک شخص اپنے باپ، بھائی، بیوی اور غلام کے بدلے میں سزا پاتا اور قتل کر دیا جاتا تھا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے اس سے لوگوں کو رد کیا اور انہیں اللہ ﷻ کی جانب سے احکامات پہنچائے کہ کوئی جان کسی اور کے گناہ کا بوجہ نہ اٹھائے گی۔ میں (قاضی ثناء اللہ) کہتا ہوں کہ ایسا نہیں بلکہ یہ حال دور جاہلیت کے لوگوں کا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے اس قسم کا کوئی حکم شرعی نہیں تھا۔ ہاں سید عالم ﷺ کی آمد سے قبل اوس دوزخ میں یہ سلسلہ جاری تھا۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے سے معزز اور

مالدار ہوتا تو وہ معزز قبیلہ کی عورت کے بدلے دوسرے قبیلے کے مرد، غلام کے بدلے میں آزاد اور ایک مرد کے بدلے میں دوسرے مرد کو قتل کر دیتے، غلام کو غلام کے بدلے میں اور عورت کو عورت کے بدلے میں قتل کر دیا جاتا۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۱۰۰)

☆..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو کسی ظلم کی وجہ سے قتل کیا جائے گا قیامت کے دن اس کے خون کے عذاب میں سے ایک حصہ حضرت آدم کے پہلے بیٹے قابیل کو بھی ملے گا کیونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے قتل کی بنیاد رکھی۔“ (صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم وذریۃ، رقم: ۳۳۳۵، ص ۵۵۴)

## لیس للانسان الا ما سعی کے تحت ایصال ثواب کا ثبوت:

۳..... حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ متذکرہ بالا آیت ایک اور آیت: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَنزَلْنَا بِهِمُ الرِّيحَ الْغَاسِقَ﴾ سے منسوخ ہے، اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص اپنے والد کے میزان عمل کے وقت آئے گا اور اللہ ﷻ بیٹے کی وجہ سے باپ کو اور باپ کی وجہ سے بیٹے کی شفاعت کرے گا۔ اور اس کی دلیل اس آیت: ﴿أَبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا تَهَارَعُ بِأَبَاؤُهُمْ تَهَارَعُ بِأَبْنَاؤُهُمْ﴾ سے منسوخ ہے کہ کسی کے بدلے نماز نہیں پڑھی جاسکتی اور میت کی جانب سے روزے، حج اور صدقات کی فرضیت نہیں ہو سکتی مگر یہ کہ کسی نے حج کی ادائیگی کی وصیت کی ہو اور پھر انتقال کر گیا تو اس کی جانب سے حج ادا کیا جاسکتا ہے۔ امام شافعی وغیرہ کے نزدیک نفلی حج میت کی جانب سے کیا جاسکتا ہے۔ بی بی عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی عبدالرحمن کی جانب سے اعتکاف کیا اور غلام آزاد کیا۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۱۰۱)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: مکرّمہ کہتے ہیں کہ یہ حکم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لئے تھا، اور جہاں تک اس اُمت کا تعلق ہے تو انسان دوسرے کی کاوش کا بھی نفع اٹھاتا ہے جس پر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلیل بنتی ہے کہ سید عالم ﷺ سے استفسار کیا گیا کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اگر میں کچھ نفلی صدقہ کروں تو انہیں فائدہ ہوگا؟ سید عالم ﷺ نے جواب دیا: ”ہاں“۔ ریح کہتے ہیں کہ متذکرہ بالا آیت میں الانسان سے مراد کافر ہے، اور جہاں تک مومن کا سوال ہے تو وہ اپنی اور دوسروں کی کوششوں سے فائدہ اٹھاتا ہے، حضرت ابن عباس کے نزدیک یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَنزَلْنَا بِهِمُ الرِّيحَ الْغَاسِقَ﴾ ہے۔ اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی (الطور: ۲۱) ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۹۴)

☆..... حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ سے استفسار کیا گیا: میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے کیا میں ان کی جانب سے صدقہ کر سکتا ہوں؟ تو آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جی ہاں“، انہوں نے پوچھا کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: ”پانی کا صدقہ۔“ (ابوداؤد، کتاب الزکاة، فی فضل نسقی الماء، رقم: ۱۶۷۹، ص ۳۱۵)

☆..... حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا تو وہ اُس وقت وہاں موجود نہیں تھے، بعد میں سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں تشریف لائے اور عرض گزار ہوئے کہ جس وقت میری ماں کا انتقال ہوا میں موجود نہیں تھا، کیا میں ان کی جانب سے کچھ صدقہ کروں تو اس کا ثواب انہیں ملے گا؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ہاں“، انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ گواہ رہیں کہ میں نے

اپنا خراف نامی مجبوروں کا باغ صدقہ کر دیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب الاشهاد فی الوقف والصدقة، رقم: ۲۷۶۲، ص ۴۵۷) ☆..... حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میری بہن نے حج ادا کرنے کی نذر (منت) مانی تھی اور اس کا انتقال ہو گیا ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم اس کا قرض ادا کرتے؟“ اس نے کہا: ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اللہ ﷻ کا قرض ادا کر دو کیونکہ وہ قرض کی ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب من مات علیہ نذر، رقم: ۶۶۹۹، ص ۱۱۵۶)

☆..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ایک سینگھوں والا مینڈھالانے کا حکم دیا جو آپ کی خدمت میں لایا گیا، پھر فرمایا: ”اے عائشہ رضی اللہ عنہا! پھر لاد، پھر فرمایا: ”اس پھری کو پتھر سے تیز کرو، انہوں نے اُس پھری کی دھارتیز کی، پھر آپ نے اس پھری کو پکڑ کر اس مینڈھے کو گرایا، پھر اس کو ذبح کرنے لگے، پھر یہ دعا کی: ”بسم اللہ اے اللہ ﷻ! اس کو محمد اور آل محمد اور امت محمد کی جانب سے قبول فرما“، پھر اس کو قربان کر دیا۔ (صحیح مسلم، رقم: کتاب الاضاحی، باب استحباب الضحیۃ وذبحہا مباشرة (۳۹۸۴)/ ۱۹۶۷، ص ۹۹۲، سنن ابوداؤد، کتاب الضحایا، باب ما یستحب من الضحایا، رقم: ۲۷۹۲، ص ۵۲۸)

## اللہ ﷻ کے ہنسانے اور لانے کا مطلب:

۲..... اس موضوع کے حوالے سے چند مسائل ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿وان الی ربک المستیہی اور یہ کہ تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے﴾ (النجم: ۴۲) میں اللہ ﷻ کی وحدانیت کا ثبوت ملتا ہے، اور اس قسم کی آیات سے مختلف مسائل کے حوالے سے اللہ ﷻ کی قدرت کا ثبوت ملتا ہے، فلاسفہ بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی جانب بالآخر رجوع ہونا ہے اور وہ ایک ہے لیکن وہ موجب مانتے ہیں قادر نہیں مانتے، اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ اللہ ﷻ وہ ہے جو ضدین ہنسی و رونا، زندگی و موت، مرد و عورت کو ایک ہی مادہ (مٹی) سے پیدا کرتا ہے، اور یہ سارے امور وہی انجام دے سکتا ہے جو قادر مطلق ہو اور اس بات سے کوئی ذی شعور انکار نہیں کر سکتا، اور ہمارا یہ کہنا ہے کہ اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿وان الی ربک المستیہی اور یہ کہ تمہارے رب ہی کی طرف انتہا ہے﴾ (النجم: ۴۲) کے معاد کے بیان کے لئے لایا گیا ہے، اور اس میں اللہ ﷻ کے اس امر کی جانب اشارہ ہے جو وہ ہنسانے اور لانے کے اعتبار سے مخلوق میں کرتا ہے اور یونہی اللہ ﷻ آخری معاملہ فرمائے گا۔ (۲)..... اللہ ﷻ کے دست قدرت میں دینا، لینا، روکنا، منوع وغیرہ امور ہیں۔ (۳)..... ان دونوں اوصاف کو مذکور و منوث کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے کیونکہ انسان ہی ہنستا اور روتا ہے اور اس ہنسی اور رونے کا سبب بھی ہوا کرتا ہے۔ اور ان سب امور کا موجد حقیقی اللہ ﷻ ہی کی ذات ہے لہذا ان کی نسبت اللہ ﷻ کی جانب کر دی گئی۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان مبہوت ہو جاتا ہے اور ہنسی کی بات پر بھی نہیں ہنستا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد خوش ہونے کی قوت ہے، اور انسان کبھی بہت زیادہ خوش ہوتا ہے لیکن ہنستا نہیں، اور کبھی انتہاء درجے کے غم کے باوجود بھی دوسروں کے سامنے ہنستا ہے، اور اسی طرح رونے کا معاملہ بھی ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ انسانی طبیعتوں کے تقاضے مختلف ہوا کرتے ہیں اور انسان انہی تقاضوں کے اعتبار سے امور انجام دیتا رہتا ہے۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۲۷۹)

## شعری ستارے کے بارے میں تحقیق:

۵..... اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿وانہ ہو رب الشعری اور یہ کہ وہی ستارہ شعری کا رب ہے﴾ (النجم: ۴۹) میں کسی قوم کے فساد کی جانب اشارہ ہے، اور اسی بناء پر بعض لوگ اس جانب گئے ہیں کہ فقر و غناء انسان کے اپنے کسب سے ہوتا ہے اور انسان کی اپنی کوشش سے انسان مال حاصل کرتا ہے، اور جو کوئی سستی کرتا ہے وہ فقر میں جا پڑتا ہے اور بعض اس جانب بھی گئے ہیں کہ امیری و غربتی



قسمت کا کھیل ہے، بعض کے نزدیک تقسیم رزق ستاروں کی وجہ سے ہوتا ہے، اور اس پر دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان: ﴿هو اعنى واقنى اور یہ کہ اسی نے غنی اور قناعت دی﴾ (النجم: ۱۸) ہے، اور (ہم یہ کہتے ہیں) کہ نجوم کو تقسیم رزق کا ٹھیکے دار بنانا غلط ہے کیونکہ اللہ ﷻ ان ستاروں کا بھی رب ہے جیسا کہ فرمان مقدس نشان ہے: ﴿وانه هو رب الشعري اور یہ کہ وہی ستارہ شعری کا رب ہے﴾ اور اس آیت میں ہو اور رب میں فصل تاکید کی وجہ سے ہے یعنی اصل عبارت یوں بھی سمجھی جاسکتی ہے: ﴿هو رب الشعري اور یہ کہ وہی ستارہ شعری کا رب ہے﴾ جیسا کہ امام رازی نے بیان کیا ہے، اور شعری چمکنے والا ستارہ ہے، اور دو قسم کے شعری ستارے ہیں جن میں سے ایک شامیہ اور دوسرا یمانیہ، اور ظاہر یہی ہے کہ یہاں یمانیہ مراد ہے کیونکہ لوگ اسی کی پوجا کرتے تھے، اسی لئے آگے اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وانه اهلك عاد الاولى اور یہ کہ اسی نے پہلی عاد کو ہلاک فرمایا﴾ (النجم: ۵۰)۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۲۸۳)

☆..... مجاہد کہتے ہیں کہ شعری ستارے سے مراد وہ ستارہ ہے جو جزاء نامی ستارے سے پیچھے ہوا کرتا ہے، لوگ اس کی عبادت کرتے تھے۔ مجاہد ہی سے منقول ہے کہ جاہلیت کے دور میں لوگ اس ستارے کی پوجا کیا کرتے تھے۔

☆..... قتادہ کہتے ہیں: ﴿وانه هو رب الشعري اور یہ کہ وہی ستارہ شعری کا رب ہے﴾ سے مراد وہ ستارہ ہے جس کی لوگ زمانہ جاہلیت میں پوجا کیا کرتے تھے۔ (الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۹۰ وغیرہ)

## وعیدات کو سن کر توبہ کرنے والوں کا حال:

۱..... جہینہ قبیلے کی ایک عورت سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی اور وہ زنا کی وجہ سے حاملہ بھی تھی، اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے ایسا جرم کیا ہے کہ جس پر خدا ہے، لہذا مجھ پر خدا نافرمانی کیجئے، سید عالم ﷺ نے اس کے دلی کو ٹوک کر فرمایا: ”اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو، جب وضع حمل ہو جائے تو اُسے میرے پاس لے آنا، پس ایسا ہی کیا گیا۔ حکم فرمایا: تو اس کے کپڑے باندھ دیئے گئے، پھر آپ ﷺ کے حکم پر اُسے رجم کر دیا گیا، اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں حالانکہ اس نے زنا کیا ہے؟ تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ کے ستر لوگوں میں تقسیم کر دی جائے تو سب کو کافی ہو جائے اور کیا تم نے اس سے افضل کسی کو پایا ہے کہ جس نے اللہ ﷻ کے لئے اپنی جان قربان کی ہو۔“ (صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب: من اعترف علی نفسه بالزنى، رقم: (۴۳۲۴) / ۱۶۹۶، ص ۸۵۴)

☆..... امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو ایک واقعہ بیان فرماتے ہوئے سنا، اگر میں نے ایک دو دفعہ یہاں تک کہ سات مرتبہ بھی سنا ہوتا تو (بیان نہ کرتا) لیکن میں نے اس سے بھی زیادہ مرتبہ سنا ہے، میں نے سید عالم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ”بنی اسرائیل میں کفل نامی ایک شخص رہتا تھا جو کسی گناہ سے نہیں بچتا تھا، اس کے پاس ایک مجبور عورت آئی تو اس نے اُسے ساٹھ دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ اس کے ساتھ زنا کرے گا، پس جب وہ اس سے بدکاری کرنے کے لئے بیٹھا تو وہ عورت کاٹنے لگی، اس نے پوچھا: ”تجھے کس چیز نے زلایا ہے؟ کیا میں نے تجھے مجبور کیا؟ تو عورت نے جواب دیا: ”ایسی بات نہیں، لیکن میں نے ایسا کام بھی نہیں کیا بلکہ مجھے صرف حاجت نے اس پر مجبور کیا ہے،“ اس شخص نے کہا: تجھے یہ کام کرنا پڑ رہا ہے حالانکہ تو نے پہلے بھی یہ کام نہیں کیا، چلی جا اور یہ دینار بھی تیرے ہیں۔ پس وہ اسی رات مر گیا اور صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا: ”یشک اللہ ﷻ نے کفل کو بخش دیا۔“ (جامع الترمذی، ابواب صفة القيامة، باب: (۱۱۳/۴۸) رقم: ۲۵۰۴، ص ۷۲۰)

## اغراض:

ای اوتسد: یعنی بالفعل اسلام قبول کرنا مراد ہے، اور یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے جب کہ دوسرا قول یہ ہے کہ اسلام کے قریب تو

ضرور ہوئے لیکن اسلام قبول نہ کیا۔ وہو الولید بن المغیرہ: مقاتل اور اکثر کے قول کے مطابق یہی مراد ہے۔  
 اوغیرہ: یعنی عام بن وائل انہی یا ابو جہل۔

نعم ما امر بہ: مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تبلیغ رسالت کرنا ہے، اور مہمانوں کی تواضع کرنا، ان کی خدمت کرنا، ان کے ساتھ کھانا کھانا، روزے کی نیت کرنا، آگ میں ڈالے جانے پر صبر کرنا اور اپنے بیٹے کی قربانی پیش کرنا۔  
 ای یبصر فی الآخرة: یعنی عمل اچھی صورت میں پیش کیا جائے گا جب کہ عمل اچھا کیا ہوگا، اور اگر بُرا عمل ہوگا تو وہ بُری صورت میں پیش کیا جائے گا، پس اس آیت میں مومنین کے لئے سرور اور کافروں کے لئے غم کی نوید ہے۔

افوجہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد حقیقی معنوں میں ہنسنا ہے، اسی طرح رونا بھی، ہی قوم ہود: جسے عدا دلی کہا گیا ہے، اور یہ زمانے کے اعتبار سے قوم صالح سے مقدم ہے جسے قوم ثمود کہتے ہیں۔ پہلی قوم سخت سرد ہواؤں کی وجہ سے اور دوسری قوم حضرت جبرائیل علیہ السلام کی چنگھاڑ کی وجہ سے ہلاک ہوئی۔

یؤذونہ ویضربونہ: حضرت نوح علیہ السلام نے یہ دعا مانگی: ”اے میرے رب مجھے بخش دے کہ میری قوم مجھے نہیں جانتی۔“  
 ایہا الانسان: مطلق انسان مراد ہیں، یا ولید بن مغیرہ، یہ خطاب سید عالم ﷺ کو ہے یا اس سے مراد کوئی اور ہے۔ قسربست القیامة: یعنی قریب میں واقع ہونا مراد ہے، اور قیامت فی نفسہا قریب ہی ہے جس دن سے دنیا بنی ہے کیونکہ ہر آنے والی چیز قریب ہوتی ہے اور سید عالم ﷺ کی بعثت کے اعتبار سے بھی قریب ہی ہے کیونکہ سید عالم ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بیان فرمادی ہیں۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۱۲ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

سورة القمر مکیة الا "سیہزم الجمع" وہی خمس وخمسون آية  
(سورة القمر کی ہے سوائے آیت "سیہزم الجمع" کے، اس سورة مبارکہ کی کل پچپن آیات ہیں)

### تعارف سورة القمر

یہ سورت مکی ہے اور اس میں تین رکوع، پچپن آیتیں، تین سو بیالیس کلمے اور ایک ہزار چار سو تیس حروف ہیں۔ جمہور کے نزدیک یہ پوری سورت مکی ہے۔ مقاتل نے درج ذیل آیات کے متعلق کہا ہے کہ یہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہیں ﴿اُم یقولون نحن جميع منتصر..... الخ﴾ (نفس: ۱۱: ۱۶۷)۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اور ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ منیٰ کی وادی میں تھے یہاں تک کہ لوگوں کی ایک جماعت نے اُسے پہاڑ کے پیچھے سے بھی ملاحظہ کیا، پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تم اس پر گواہ ہو جاؤ"۔ (الطبری، الجزء: ۲۷: ص ۹۹)۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کے دور میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا، نبی ﷺ نے فرمایا: "تم گواہ ہو جاؤ"۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب سوال المشرکین ای یرہم، رقم: ۳۶۳۶، ص ۶۱۰)۔ کفار آئے روز ایسے معجزات کا مشاہدہ کرتے رہتے تھے جن کو دیکھنے کے بعد کوئی سلیم الطبع انسان حضور ﷺ کی رسالت کا انکار نہیں کر سکتا تھا لیکن یہ بد بخت جادوگر کہہ کر ٹال دیتے تھے آخر کار ایک رات ان کی فرمائش پر شق القمر کا معجزہ دکھایا گیا مکہ کے سارے باشندے میدان منیٰ میں حاضر تھے، آسمان پر چاند چمک رہا تھا حضور ﷺ نے اپنی انگشت مبارکہ سے اشارہ کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہوا کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کی اس جانب چلا گیا پھر اچانک جڑ گیا۔ کفار یہ دیکھ کر حیرت و حیرت ہو گئے کیونکہ اب ان کے پاس حضور ﷺ کی نبوت کے انکار کا کوئی عذر باقی نہ بچا تھا اتنے میں ابو جہل آپہنچا کہنے لگا کتنا بڑا جادوگر ہے کہ اس کا جادو آسمان پر بھی اثر کرتا ہے۔ ان کا اس طرح انکار حقیقت تو مسخ نہیں کر سکتا آخر انہوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تھا کہ اتنا بڑا کرہ ان کی زمین سے کئی گنا بڑا ہے پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا اگر یہ کرہ پھٹ سکتا ہے تو دوسرے کرے کیوں نہیں پھٹ سکتے لیکن وہ اپنی نفس کی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ قیامت نہ آئے ان بد بخت کو اس وقت ہوش آئے گا جب فرشتے ان کو اللہ ﷻ کی بارگاہ میں گھسیٹ کر لے جائیں گے۔

رکوع نمبر: ۸

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اقتربت الساعة﴾ ﴿قربت القيامة﴾ ﴿وانشق القمر﴾ ﴿انفلق فلقتين على ابي قبيس وقعيقان آية له﴾ ﴿و قد سئلها فقال اشهدوا رواه الشيخان﴾ ﴿وان يروا﴾ ﴿اى كفار قريش﴾ ﴿آية﴾ ﴿معجزة له ﷺ﴾ ﴿كان شقاق القمر﴾ ﴿يعرضوا ويقولوا﴾ ﴿هَذَا﴾ ﴿سحر مستمر﴾ ﴿قوى من المصرة القوة او دائم﴾ ﴿وكذبوا﴾ ﴿النبي ﷺ﴾ ﴿واتبعوا هواهم﴾ ﴿فى الباطل﴾ ﴿وكل امر﴾ ﴿من الخير والشر﴾ ﴿مستقر﴾ ﴿بأهله فى الجنة او النار﴾ ﴿ولقد جاءهم من الانباء﴾ ﴿اخبار هلاك الامم المكدبة﴾ ﴿رسولهم﴾ ﴿مافيه مزدجر﴾ ﴿لهم اسم مضدر او اسم مكان والدال بدل من تاء الافتعال وازدجرته نهيتة بغلظة وما موصولة او موصوفة﴾ ﴿حكمة﴾ ﴿خبر مبتدأ محذوف او بدل من ما او من مزدجر﴾ ﴿بالغة﴾ ﴿تامة﴾ ﴿فما تغن﴾ ﴿تنفع فيهم﴾ ﴿النذر﴾ ﴿جمع نذير بمعنى منذر اى الامور المندوة لهم وما﴾

لِلنَّفْسِ أَوْ لِإِسْتِفْهَامِ الْإِنْكَارِ وَهِيَ عَلَى الْغَايِ مَقْعُولٌ مُقَدَّمٌ ﴿فَتَوَلَّوْا عَنْهُمْ﴾ هُوَ قَائِدَةٌ مَا قَبْلَهُ وَبِهِ زَمَ  
 الْكَلَامُ ﴿يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ﴾ هُوَ إِسْرَائِيلُ وَنَاصِبٌ يَوْمَ يَخْرُجُونَ بَعْدَ ﴿إِلَى شَيْءٍ نَكْرًا﴾ بِضَمِّ الْكَافِ  
 وَسَكُونِهَا أَيْ مُنْكَرٌ تُنْكَرُهُ النَّفُوسُ لِشِدَّتِهِ وَهُوَ الْحِسَابُ ﴿خَشَعًا﴾ ذَلِيلًا وَفِي قِرَاءَةٍ خَشَعًا بِضَمِّ الْخَاءِ  
 وَفَتْحِ الشَّيْنِ مُشْدَدَةً ﴿أَبْصَارُهُمْ﴾ خَالَ مِنْ فَاعِلٍ ﴿يَخْرُجُونَ﴾ أَيِ النَّاسِ ﴿مِنَ الْأَجْدَاثِ﴾ الْقُبُورِ ﴿كَانَهُمْ﴾  
 جَرَادٌ مُنْتَشِرٌ ﴿لَا يَذُرُونَ﴾ أَيْنَ يَذْهَبُونَ مِنَ الْخَوْفِ وَالْحَيْرَةِ وَالْجُمْلَةِ خَالَ مِنْ فَاعِلٍ يَخْرُجُونَ وَكَذَا  
 قَوْلُهُ ﴿مَهْطَعِينَ﴾ أَيِ مُسْرِعِينَ مَا دَيْنَ أَغْنَاهُمْ ﴿إِلَى الدَّاعِ﴾ يَقُولُ الْكَفَرُونَ مِنْهُمْ ﴿هَذَا يَوْمَ عَسْرٍ﴾ (۸) أَيِ  
 صَعْبٍ عَلَى الْكَافِرِينَ كَمَا فِي الْمَثَرِ يَوْمَ عَسِيرٍ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿كَذَبَتْ قَبْلَهُمْ﴾ قَبْلَ قُرَيْشٍ قَوْمُ  
 نُوحٍ ﴿تَأْنِيثُ الْفِعْلِ لِمَعْنَى قَوْمٍ﴾ ﴿فَكَذَبُوا عَبْدَنَا﴾ نُوحًا ﴿وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدَجَرَ﴾ (۹) أَيِ انْتَهَرُوهُ بِالسَّبِّ  
 وَغَيْرِهِ ﴿فَدَعَا رَبَّهُ﴾ إِلَى ﴿بِالْفَتْحِ﴾ أَيِ بَاتَى ﴿مَغْلُوبٌ فَاتَّصَرَ﴾ (۱۰) فَفَتَحْنَا بِالْتَّخْفِيفِ وَالتَّشْدِيدِ ﴿بِابِابِ﴾  
 السَّمَاءِ بِمَاءٍ مِنْهُمْ (۱۱) ﴿مَنْصُوبٌ أَنْصَابًا شَدِيدًا﴾ وَفَجَرْنَا الْأَرْضَ عَيُونًا ﴿تَنْبَعٌ﴾ فَالتَّقَى الْمَاءُ مَاءُ  
 السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ﴿عَلَى أَمْرٍ﴾ خَالَ ﴿قَدْ قَدَّرَ﴾ (۱۲) ﴿بِهِ﴾ فِي الْأَزَلِ وَهُوَ هَلَاكُهُمْ غَرَفًا ﴿وَحَمَلْنَاهُ﴾ أَيِ  
 نُوحًا ﴿عَلَى سَفِينَةٍ﴾ ذَاتِ الْوَاحِ وَدَسَرُ (۱۳) وَهِيَ مَا تَشُدُّ بِهِ الْأَلْوَاحُ مِنَ الْمَسَامِيرِ وَغَيْرِهَا وَاجْلَعْنَا  
 دَسَارَ كِتَابٍ ﴿تَجْرَى بِأَعْيُنِنَا﴾ بِمَرَأَى مَنَا أَيْ مَحْفُوظَةً بِحِفْظِنَا ﴿جَزَاءً﴾ مَنْصُوبٌ بِفِعْلِ مَقْدَرٍ أَيْ  
 أُغْرِقُوا إِنْصَارًا ﴿لَمَنْ كَانَ كَفَرٌ﴾ (۱۴) وَهُوَ نُوحٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَقُرَيْشٌ كَفَرُوا بِإِنْيَاءِ لِلْفَاعِلِ أَيْ  
 أُغْرِقُوا عِقَابًا لَهُمْ ﴿وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا﴾ أَبْقَيْنَا هَذِهِ الْفَعْلَةَ ﴿آيَةً﴾ لِمَنْ يَتَعَبَّرُ بِهَا أَيْ شَاعَ خَيْرُهَا وَاسْتَمَرَّ ﴿فَهَلْ﴾  
 مِنْ مَدَكِرٍ (۱۵) ﴿مُتَعَبِّرٌ وَمُتَعَبِّطٌ بِهَا وَأَصْبَلُهُ مَذْكُورٌ أَبَدَلْتُ النَّاءَ ذَالًا مُهْمَلَةً وَكَذَا الْمُعْجَمَةُ وَأُدْغِمْتُ﴾  
 فِيهَا ﴿فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنَذَرِ﴾ (۱۶) أَيِ إِنْذَارِي إِسْتِفْهَامُ تَقْرِيرٍ وَكَيْفَ خَبَرٌ كَانَ وَهِيَ لِلسُّوَالِ عَنِ  
 الْحَالِ وَلَا مَعْنَى حَمْلُ الْمُخَاطَبِينَ عَلَى الْإِقْرَارِ بِوُقُوعِ عَذَابِهِ تَعَالَى بِالْمُكَذِّبِينَ لِنُوحٍ مَوْقَعَةٍ ﴿وَلَقَدْ يَسْرُنَا﴾  
 الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ ﴿سَهْلَانَا لِلْحِفْظِ وَهَيَّأْنَا لِلتَّذْكِيرِ﴾ ﴿فَهَلْ مِنْ مَدَكِرٍ﴾ (۱۷) ﴿مُتَعَبِّطٌ بِهِ وَحَافِظٌ لَهُ وَالْإِسْتِفْهَامُ﴾  
 بِمَعْنَى الْأَمْرِ أَيْ أَحْفَظُوا وَاتَّعَظُوا بِهِ وَلَيْسَ يَحْفَظُ مِنْ كُتُبِ اللَّهِ عَنْ ظَهْرِ الْقَلْبِ غَيْرُهُ ﴿كَذَبَتْ﴾  
 عَادٌ ﴿نَبِيُّهُمْ هُوَذَا أَفْعَدُّوْا﴾ ﴿فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنَذَرِ﴾ (۱۸) أَيِ إِنْذَارِي لَهُمْ بِالْعَذَابِ قَبْلَ نَزْوِلِهِ أَيْ وَقَعَ  
 مَوْقَعَةٍ وَبَيَّنَّهٖ بِقَوْلِهِ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا﴾ أَيِ شَدِيدَةِ الصَّوْتِ ﴿فِي يَوْمٍ﴾  
 لِحَسٍّ ﴿شَوْمٌ﴾ مُسْتَمَرٌّ (۱۹) ﴿ذَائِمُ الشُّومِ أَوْ قَوِيَّةٌ وَكَانَ يَوْمُ الْآرِبَعَاءِ آخِرَ الشَّهْرِ﴾ تَنْزَعُ النَّاسُ ﴿تَقْلَعُهُمْ﴾  
 مِنْ حُفْرِ الْأَرْضِ الْمُنْدَسِينَ فِيهَا وَتَضَرَّعُهُمْ عَلَى رُؤُوسِهِمْ فَتَدُقُّ رِقَابَهُمْ فَتَبِينُ الرُّؤُوسُ عَنِ  
 الْجَسَدِ ﴿كَانَهُمْ﴾ وَحَالُهُمْ مَا ذُكِرَ ﴿أَعْجَازٌ﴾ أَصُولٌ ﴿نَخْلٌ مُنْقَعَرٌ﴾ (۲۰) مُنْقَلَعٌ سَاقِطٌ عَلَى الْأَرْضِ  
 وَشَبَّهُوا بِالنَّخْلِ لِطَوْلِهِمْ وَذُكِرَ هُنَا وَأَنَّ فِي الْحَاقَّةِ نَخْلٌ خَاوِيَةٌ مُرَاعَاةٌ لِلْفَوَاصِلِ فِي  
 الْمَوْضِعَيْنِ ﴿فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنَذَرِ﴾ (۲۱) وَلَقَدْ يَسْرُنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مَدَكِرٍ (۲۲) ﴿



## ﴿ترجمہ﴾

ساعت (یعنی قیامت) قریب آگئی..... (افسربت بمعنی قربت ہے) اور شق ہو گیا چاند (یعنی جبل ابی نبتیس اور قیقعان پر چاند دو ٹکڑے ہو گیا، یہ حضور کا ایک معجزہ تھا، کفار قریش نے اس معجزہ کے ظہور کا سوال کیا تو چاند دو ٹکڑے کر کے حضور نے دکھا دیا تھا کہ گواہ ہو جاؤ، اس حدیث پاک کو شیخین نے روایت کیا ہے.....) اور اگر وہ (یعنی کفار قریش) دیکھیں کوئی نشانی (حضور ﷺ کا کوئی معجزہ جیسے چاند دو ٹکڑے کر دینا) تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں (یہ تو) قوت والا جادو ہے (مستمر کے معنی قوی ہے، ”مستمر“ مرہ سے ماخوذ ہے بمعنی قوۃ یا دائم ہے) پھر انہوں نے (نبی پاک ﷺ) کو جھٹلایا اور (باطل کے بارے میں) اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے اور ہر کام (خوالہ وہ اچھا ہو یا برا) قرار پائے گا (اپنے اہل کے ساتھ جنت میں یا پھر دوزخ میں) اور بیشک ان کے پاس وہ خبریں آئیں (یعنی کچھ امتوں کی جو اپنے رسولوں کو جھٹلانے والی تھیں) جس میں کافی روک تھمی (ان کے لیے) ”مزدجو“ اسم مصدر ہے، یا پھر اسم مکان ہے ”مزدجو“ میں ڈال تائے افتعال کے بعد بدلہ میں آئی ہے کہتے ہیں، اذ دجرتہ و زجرتہ یعنی میں نے اسے سختی سے منع کیا ”مافیہ“ میں ما موصولہ یا موصوفہ ہے) انتہا کو پہنچی ہوئی حکمت (”حکمة بالغة“ یہ یا تو مبتدا محذوف کی خبر ہے یا موصولہ سے بدل ہے یا پھر ”مزدجو“ سے بدل ہے، بالغة بمعنی تامۃ ہے) پھر کیا کام دیں ڈرسانے والے (یعنی پھر ڈرانے والے امور انہیں کیا نفع دیں، ”النذر“ تذیر کی جمع ہے بمعنی منذر فما تغنی میں ”ما“ نفی کا ہے یا پھر استفہام انکاری کے لیے ہے اور دوسری تقدیر پر یہ مفعول مقدم ہوگا) تو تم ان سے منہ پھیر لو (یہ ماقبل کلام سے حاصل ہونے والا فائدہ ہے اور اس کے ذریعے کلام تام ہو گیا ہے) جس دن بلانے والا (”داعی“ سے مراد حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں اور ”یوم“ کا ناصب ”یخرجون“ الی شئ نکر، کے بعد مذکور ہے) ایک سخت بے پچانی بات کی طرف بلائے گا (یعنی اس کی شدت کی وجہ سے لوگ اسے پہچاننے نہیں پائیں گے اس کا انکار کریں گے اور وہ شے حساب کتاب ہے.....) ”نکر“ کو کاف مضمومہ اور ساکنہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) نیچے کئے ہوئے (خاشعا بمعنی ذلیلہ ہے، اور ایک قرأت میں خشعا ہے خاء مضمومہ اور شین مفتوحہ مشدودہ کے ساتھ) اپنی آنکھیں (”خشعا ابصارہم“ یخرجون کے فاعل سے حال بن رہا ہے) قبروں سے وہ (یعنی لوگ) نکلیں گے (الاجداث بمعنی القبور ہے) گویا وہ نڈی ہیں پھیلی ہوئی (خوف وحیرت کے سبب نہیں جانتے ہوں گے کہ کہاں جاتا ہے، یہ جملہ ”یخرجون“ کی ضمیر فاعل سے حال ہے، اور یونہی ”مہطعین..... الخ“ بھی حال بن رہا ہے) بلانے والے کی طرف لپکتے (اپنی گردنوں کو دراز کر کے تیزی دکھاتے ہوئے ان میں سے) کافر کہیں گے یہ دن سخت ہے (کافروں پر، جیسا کہ سورہ ”مدثر“ میں ہے، ”یوم عسیر علی الکافرین“، عسر بمعنی صعب ہے) ان سے پہلے (یعنی کفار قریش سے پہلے) نوح کی قوم نے جھٹلایا (”کذبت“ فعل مونث قوم کی معنوی رعایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ذکر کیا گیا ہے) تو ہمارے بندے کو (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو) جھوٹا بتایا اور بولے وہ مجنون ہے اور اسے جھڑکا (گالیاں وغیرہ دیکر انہیں جھڑکا) تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں (”انی“ ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ ہے، اصل میں بانی تھا) مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے تو ہم نے کھول دیئے (”ففتحنا“ فعل مخفف و مشدود دونوں طرح پڑھا گیا ہے) آسمان کے دروازے زور کے بہتے پانی سے (”منہم“ کا معنی ہے پانی زور سے بہنے والا.....) اور زمین چٹنے کر کے بہادی (یعنی ہم نے تمام زمین کو چشمہ بنادیا گویا کہ وہ چشموں کی طرح چھوٹ رہی ہے) تو پانی (یعنی آسمان اور زمین کا پانی) مل گئے اس صورت پر (”علی امور“ ذوالحال ہے اور ”قد قدر“ حال ہے) جو (ازل میں) مقدر تھی (ان کے لیے اور وہ ان کا غرق ہو کر ہلاک ہونا تھا) اور ہم نے اس کو (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو) سوار کیا (اس کشتی پر جو) تختوں اور کیلوں والی تھی (”دسر“ ان کیلوں کو کہتے ہیں جن کے ذریعے کشتی کے تختوں کو باہم جوڑا

جاتا ہے..... "دوسر" کا مفرد "دسار" بروزن کتاب ہے) کہ ہماری نگاہ کے رو برو ہوتی (یعنی ہماری نگہبانی میں یہ حالت چلتی) اس کے صلہ میں ("جزاء" مفعول ہے فعل مقدر کا، معنی یہ ہے کہ انہیں غرق کر دیا گیا بدلہ لینے کے لیے، اس کا) جس کے ساتھ کفر کیا گیا تھا (اور وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں، "کفر" فعل کو معروف بھی پڑھا گیا ہے اس صورت میں آیت کا معنی ہوگا انہیں سزا دینے کے لیے غرق کر دیا گیا) اور ہم نے اسے باقی رکھا (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کو نجات اور کافروں کو غرق کرنے کی خبر کو) بطور نشانی (اس کے لیے جو اس سے عبرت حاصل کرے یعنی یہ خبر عام ہوگئی اور اسکے بعد دیگر ادوار میں منتقل ہوتی رہی) تو ہے کوئی دھیان کرنے والا (اس سے عبرت و نصیحت لینے کے لئے، "مدکر" کی اصل مذکر ہے، تاء اور ذال کو دال سے بدل کر دونوں دال کا ادغام کر دیا گیا) تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا (نذر بمعنی اندازی ہے، یہ استفہام تقریر کلام کے لیے ہے اور "کیف" مکان فعل ناقص کی خبر ہے اور کیف یہاں کسی حالت کے بارے میں سوال کرنے کے لیے ہے مراد یہ ہے کہ مخاطبین کو اس بات کے اقرار پر ابھارا جائے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو جھٹلانے والوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب بالکل بر محل نازل ہوا ہے) اور بیشک ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لیے آسان فرمایا (یعنی اسے حفظ کرنے کے لیے آسان فرمادیا یا معنی یہ ہے ہم نے اس کو نصیحت لینے کے لیے اتارا ہے) تو ہے کوئی یاد کرنے والا ("مدکر" کا معنی یا تو قرآن پاک کو یاد کرنے والا ہے یا پھر اس سے نصیحت لینے والا ہے..... یہاں استفہام بمعنی ام ہے یعنی مراد یہ ہے کہ قرآن پاک کو یاد کرو اور اس سے نصیحت لو قرآن پاک کے علاوہ دیگر آسمانی کتب زبانی یا دھنیں کی جاتی تھیں) عاد نے جھٹلایا (اپنے نبی حضرت ہود علیہ السلام کو، جس کے نتیجے میں انہیں عذاب دیا گیا) تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا (انہیں) ڈرانا (عذاب سے، اس کے نزول سے پہلے، نذر بمعنی اندازی ہے، یعنی وہ اپنی جگہ پر بالکل بر محل واقع ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس عذاب کا بیان اپنے اس فرمان میں کیا ہے) بیشک ہم نے ان پر ایک سخت آواز والی ہوا بھیجی ("صر صرا" کے معنی شدید آواز والی ہوا ہے) سے دن میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لیے رہی (یعنی وہ دن دائمی نحوست تھا یا سخت نحوست تھا، یہ مہینے کا سب سے آخری بدھ تھا..... ہے.....) لوگوں کو یوں جدا کرتی تھی (زمین میں ان کے کھودے ہوئے چھپنے کے گڑھوں سے اور انہیں ان کے سر کے بل سے یوں پچھاڑتی تھی کہ ان کی گردنیں پاش پاش ہو جاتیں حتیٰ کہ ان کے سر جسم سے الگ ہو جاتے) گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے سوکھے تنے ہیں (جو زمین پر پڑے ہیں، منقعر بمعنی منقلع ہے، ان لوگوں کو کھجور کے پتوں سے اس لیے تشبیہ دی کہ ان کے قد لمبے لمبے تھے، یہاں "نخل" کی صفت مذکر ذکر کی گئی ہے، اور سورۃ الحاقہ میں مونث کے ساتھ فرمایا "نخل خاویۃ یہ امر دونوں مقامات میں فواصل کی رعایت برتنے کے لیے کیا گیا ہے) تو کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرانا اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

### ﴿قر گیب﴾

﴿اقتربت الساعة وانشق القمر وان يروا اية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر﴾

اقتربت الساعة: فعل وفاعل، بلکہ جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انشق القمر: فعل وفاعل، بلکہ جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ان بشرطیہ، یروا اایۃ: جملہ فعلیہ شرط، یعرضوا: فعل بافاعل، بلکہ جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقولوا قول، سحر مستمر: "ہذا" مبتدا کی خبر، بلکہ جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، بلکہ جملہ قویہ ہو کر معطوف، بلکہ جواب شرط، بلکہ جملہ شرطیہ۔

﴿وکذبوا واتبعوا اهواءهم وکل امر مستقر﴾

و: عاطفہ، کذبوا: جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اتبعوا اهواءهم: فعل بافاعل ومفعول، بلکہ جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کل امر: مبتدا، مستقر: خبر، بلکہ جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد جاءهم من الانباء ما فيه مزدجر حكمة بالغة فما تغن الندر﴾  
 و: عاطفہ، لام تسمیہ تاکیدیہ، قد تحقیقیہ، جاء ہم: فعل ومفعول، من الانباء: ظرف مستقر حال مقدم، ما: موصول، فیہ مزدجر: شبہ  
 جملہ صلہ، مکرر ذوالحال، مکرر فاعل، مکرر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکرر جملہ تسمیہ، حکمۃ بالغۃ: مرکب  
 توصیلی "ہی" مبتدا محذوف کی خبر، مکرر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، ما: استفہامیہ، مفعول مقدم، تغن الندر: فعل بافاعل، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿فتقول عنهم يوم يدع الداع الى شيء نكر﴾  
 ف: فصیحیہ، تقول عنهم: فعل امر بافاعل ومفعول، مکرر جملہ فعلیہ، یوم: مضاف، یدع الداع: فعل وقاعل، الی شیء نکر: ظرف  
 لغو، مکرر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکرر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿خشعا ابصارهم يخرجون من الاجداث كأنهم جراد منتشر مهطعين الى الداع﴾  
 خشعا: صفت مشبہ، ابصارہم: فاعل، مکرر شبہ جملہ حال مقدم، یرجیون: فعل واو ضمیر ذوالحال، کانہم: جرف مشبہ واسم، جراد  
 منتشر: خبر، مکرر جملہ اسمیہ حال ثانی، مهطعين الی الداع: شبہ جملہ حال ثالث، مکرر فاعل، من الاجداث: ظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿يقول الكفرون هذا يوم عسر كذبت قبلهم قوم نوح فكذبوا عبدنا وقالوا مجنون وازدجر﴾  
 یقول الکفرون: قول، هذا: مبتدا، یوم عسر: خبر، مکرر جملہ اسمیہ مقولہ، مکرر جملہ قولیہ، کذبت: فعل، قبلہم: ظرف لغو، قوم  
 نوح: فاعل، مکرر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، کذبوا عبدنا: فعل بافاعل ومفعول، مکرر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قالوا قول، مجنون: "ہو"  
 مبتدا محذوف کی خبر، مکرر جملہ اسمیہ مقولہ، مکرر جملہ قولیہ، و: عاطفہ، ازدجر: فعل بافاعل، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿فدعاريه اني مغلوب فانتصر ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر﴾  
 ف: عاطفہ، دعاریہ: فعل بافاعل ومفعول، انی مغلوب: جملہ اسمیہ مفعول ثانی، مکرر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، انتصر: فعل امر  
 بافاعل "لی" ظرف لغو محذوف، مکرر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، فتحنا ابواب السماء: فعل بافاعل  
 ومفعول، ب: جار، ماء: موصول، منهمر: صفت، مکرر مجرور، مکرر ظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿وفجرنا الارض عیونا فالتقى الماء على امر قد قدر﴾  
 و: عاطفہ، فجرنا: فعل بافاعل، الارض: تہیز، عیونا: تہیز، مکرر فاعل، مکرر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، التقى الماء: فعل  
 وقاعل، علی: جار، امر: موصوف، قد قدر: جملہ فعلیہ صفت، مکرر مجرور، مکرر ظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿وحملنه على ذات الواح ودسر تجرى باعیننا﴾  
 و: عاطفہ، حملنہ: فعل بافاعل ومفعول، علی: جار، ذات: مضاف، الواح: معطوف علیہ، و: عاطفہ، دسر: معطوف، مکرر مضاف  
 الیہ، مکرر مجرور، مکرر ظرف مستقر "سفینۃ" محذوف کی صفت اول، تجری: فعل "ہی" ضمیر ذوالحال، باعیننا: ظرف مستقر حال، مکرر  
 فاعل، مکرر جملہ فعلیہ صفت ثانی، مکرر مفعول، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿جزاء لمن كان كفر ولقد ترکنها ایه فهل من مدکر﴾  
 جزاء: مصدر بافاعل، لام: جار، من کان کفر: موصول صلہ، مکرر مجرور، مکرر ظرف لغو، مکرر شبہ جملہ ہو کر فعل محذوف "جوازیتاہم" کیلئے  
 مفعول مطلق، مکرر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لام تاکیدیہ، قد تحقیقیہ، ترکنها: فعل بافاعل ومفعول، ایہ: مفعول ثانی، مکرر جملہ  
 فعلیہ، ف: عاطفہ، هل جرف استفہام، من: زائد، مدکر: "موجود" محذوف کیلئے مبتدا، مکرر جملہ اسمیہ۔



﴿فکیف کان عذابی ونذر ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر﴾

ف: نصیحہ، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص، عذابی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نذر: معطوف، بلکہ اسم، بلکہ جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف ”ان علمتم ما حل بہم جمیعاً جزاً وفاقاً لعلہم“ کی جزا، بلکہ جملہ جزائیہ، و: عاطفہ، لام: تاکیدیہ، قد: تحقیقیہ، یسرنا القرآن: فعل بافاعل ومفعول، لیلذکر: ظرف لغو، بلکہ جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، هل: حرف استفہام، من: زائد مؤکد ”موجود“ خبر محذوف کیلئے مبتدا، بلکہ جملہ اسمیہ۔

﴿کذبت عاد فکیف کان عذابی ونذر انا ارسلنا علیہم ریحاً صرصراً فی یوم نحس مستمر﴾

کذبت عاد: وقاع، بلکہ جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، کیف کان عذابی ونذر: اسکی ترکیب کیلئے آیت نمبر ۱۶، ملاحظہ فرمائیں، انا: حرف مشبہ واسم، ارسلنا علیہم: فعل بافاعل و طرف لغو، ریحاً صرصراً: مفعول، فی یوم نحس مستمر: ظرف لغو، بلکہ جملہ فعلیہ خبر، بلکہ جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿تنزع الناس کانہم اعجاز نخل منقعر فکیف کان عذابی ونذر ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر﴾  
تنزع: فعل بافاعل، الناس: ذوالحال، کانہم: حرف مشبہ واسم، اعجاز نخل منقعر: خبر، بلکہ جملہ اسمیہ حال، بلکہ مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ ماقبل ”ریحاً“ کیلئے صفت واقع ہے، فکیف کان عذابی ونذر ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر: ان آیت کی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۶، میں گزری۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

## قیامت قریب ہونے کے بارے میں مفسرین کے اقوال:

۱۔..... امام جریر طبری فرماتے ہیں کہ وہ گھڑیاں قریب ہیں جس میں قیامت رونما ہو جائے گی۔ اللہ ﷻ کے فرمان

﴿اقتربت﴾ بمعنی افتعلت من القرب ہے، اور اللہ ﷻ نے قیامت کے قریب میں واقع ہونے کا بیان اس لئے فرمایا تاکہ اپنے مخلص بندوں کو خوف دلائے، اور اس کا قریب ہونا دنیا کے فنا ہونے کو مستلزم ہے، اور اللہ ﷻ نے قرب قیامت کا امر لوگوں کی استعداد کے مطابق فرمایا کہ مبادالوگ غفلت کا شکار ہو کر اسے فراموش کر دیں۔

(الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۹۹)

ابوالبرکات نسفی کہتے ہیں: القیامۃ کو الساعۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ اچانک آجائے گی یا اس دن میں حساب جلدی سے ہوگا یہ وجہ ہے کہ لانہا عند اللہ علی طولها کساعۃ من الساعات عند الخلق یعنی اللہ ﷻ کے نزدیک قیامت کی لمبائی (طوالت) اتنی ہے جتنی مخلوق کے نزدیک گھڑیوں میں سے ایک گھڑی۔

(المبارک، ج ۱، ص ۱۲۲)

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں: الساعۃ جزائے زمان میں سے ایک جزء ہے جسے قیامت سے تعبیر کیا گیا ہے، تاکہ اس بات پر تشبیہ دی جائے کہ قیامت میں حساب کتاب جلدی ہوگا، یا قیامت دنیا کی ساعتوں میں سے بالکل آخری ساعتوں میں وقوع پذیر ہوگی یا بظاہر تو یہ بلکی سی ساعت میں رونما ہو جائے گی لیکن یہ ایک امر عظیم کی حیثیت رکھتی ہے یا اس کے علاوہ بھی کوئی معاملہ ہو سکتا ہے اور معنی یہ ہے کہ قیامت کو وقوع پذیر ہونا قریب ہی ہے اور جب یہ وقوع پذیر ہوگی تو گویا دنیا کا نظام تقریباً ختم ہی سمجھیں جیسا کہ مفسر علیہ الرحمۃ نے لانہ ما بقی من الدنیا الا قلیل کے الفاظ سے اس جانب اشارہ کیا ہے اور ساتھ ہی سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس بھی بیان کیا ہے۔ چنانچہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”پس اللہ ﷻ نے تمام دنیا کو قلیل کر دیا اور اس قلیل میں جو بھی باقی ہے وہ بھی قلیل ہی ہے اور اس کی مثل ایسی ہے جیسا کہ کسی داوی میں پانی بہنے کی جگہ ہوا کرتی ہے۔“

(روح البیان، ج ۹، ص ۳۰۹)



## معجزہ شق القمر کا بیان:

۲..... سید عالم ﷺ نے اپنی کی زندگی میں چاند کے دو ٹکڑے کر دکھائے جب کہ کافروں نے معجزہ طلب کیا، اور یہ معجزہ سید عالم ﷺ کی صداقت پر بین دلیل کی حیثیت رکھتا ہے، لیکن لوگوں نے معجزہ دیکھ کر بھی اعراض کیا اور جھٹلایا، اور اسے کھلا جادو قرار دیا اور کہا کہ محمد ﷺ نے جادو کیا ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَأَن يَرَوْا آيَةً يُعْرَضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ﴾ اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا (القمر: ۲۰)۔

☆..... قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ کی خواہش پر سید عالم ﷺ نے دوسرے چاند کو شق کر کے دکھایا۔

☆..... عبد اللہ کہتے ہیں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اور ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ منی کی وادی میں تھے یہاں تک کہ لوگوں کی ایک جماعت نے اُسے پہاڑ کے پیچھے سے بھی ملاحظہ کیا، پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”تم اس پر گواہ ہو جاؤ“۔ (الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۹۹)

☆..... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ کے دور میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا، نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم گواہ ہو جاؤ“۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب سوال المشرکین ای یرہم، رقم: ۳۶۳۶، ص ۶۱۰)

☆..... حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کے دور میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے یہاں تک کہ ایک ٹکڑا پہاڑ کی ایک جانب اور دوسرا دوسری جانب تھا، لوگوں نے کہا: محمد ﷺ نے جادو کر دکھایا ہے، پھر ان میں سے بعض نے کہا کہ اگر انہوں نے ہم پر جادو کیا ہے تو وہ سب لوگوں پر یعنی مکہ کے باہر کے لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے۔

(المرجع السابق، رقم: ۳۳۰۰)

## حساب کتاب کے دن کی شدت و راحت:

۳..... اے محمد ﷺ! یاد کرو جب ہم ان سب مشرکوں کو حساب کے لیے جمع کریں گے، اور حشر کی اصل یہ ہے کہ جماعت کا نکالنا اور انہیں اپنے مکانات یعنی قبروں سے بے آرام کرنا۔ جیسا کہ وہ دنیا میں اس دن کی ایک ساعت ہی ٹھہرے تھے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ اپنی قبروں میں اس دن کی مقدار کے مقابلے میں ایک ساعت ہی ٹھہرے تھے لیکن پہلی صورت اولیٰ ہے، حشر کے دن اپنی قبروں میں رہنے کے معاملے میں مومنین اور کافرین سب کا ایک ہی حال ہوگا، پس کافر اس دن دنیا میں اپنی عمروں سے فائدہ نہ اٹھانے کی وجہ سے اپنی عمروں کو کم جانیں گے اور مومنین اپنی اعمار سے متوقع ہونے کی وجہ سے اپنی اعمار کو کم نہ جانیں گے (بلکہ مناسب خیال کریں گے)، اور کافروں کا اپنی اعمار کو کم جانے کا سبب یہ ہوگا کہ انہوں نے دنیا میں اپنی اعمار کو طلب مال اور حرص دنیا میں ضائع کر دیا اور اللہ ﷻ کی اطاعت نہ کی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کافر جب اس دن کی ہولناکی دیکھیں گے تو وہ دن ان پر بھاری پڑ جائے گا اور دنیا کی زندگی کو وہ کم جانیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کے مقابلے میں وہ آخرت میں زیادہ ایک دوسرے کے قریب کے مکان میں ہونگے۔ یعرف بعضهم بعضا یعنی قبروں سے نکلنے وقت وہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے جیسا کہ وہ دنیا میں ایک دوسرے کو پہچانتے تھے پھر قیامت کی ہولناکیوں کی وجہ سے یہ پہچان بھی ختم ہو جائے گی، بعض آثار میں یہ ہے کہ انسان قیامت کے دن اپنے بعض پڑوسیوں کو پہچانے گا لیکن اس دن کی ہیبت اور خشیت کے باعث کلام نہ کر سکے گا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ قیامت کے احوال مختلف ہونگے بعض ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور بعض نہ پہچانیں گے۔

(الحازن، ج ۲، ص ۴۴۵)

قبروں سے نکلنے وقت ایک دوسرے کو ایسا پہچانیں گے جیسا کہ تھوڑی ہی دیر کے لئے جدا ہوئے ہوں پھر اس دن کی شدت کی وجہ سے ایک دوسرے کی پہچان ختم ہو جائے گی۔

☆..... حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بروز قیامت ماں اپنے بیٹے سے ملے گی اور کہے گی، اے بیٹے! کیا تو میرے

پیٹ میں نہ رہا، کیا تو نے میرا دودھ نہ پیا؟ بیٹا عرض کرے گا، اے میری ماں! کیوں نہیں، اس پر ماں کہے گی، بیٹا! میرے گناہوں کا بوجھ بہت بھاری ہے اس میں سے تو صرف ایک ہی گناہ اٹھالے، بیٹا کہے گا، میری ماں! مجھ سے دور ہو جا مجھے اپنی فکر لاحق ہے، میں تیرا یا کسی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔

(الروض الفائق، ص ۱۸۴، عطائین، ج ۲، ص ۷۰۷)

☆..... حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”گزشتہ امتوں کے مقابلے میں تمہاری مدت اتنی ہے جیسے عمر کی نماز سے غروب آفتاب تک کا وقت ہوا کرتا ہے۔“

(المعجم الاوسط، من اسمہ احمد، رقم: ۴۹۴، ج ۱، ص ۱۵۳)

## ماء منہم کے معانی:

۴..... اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿فَفَتْحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مِّنْهُم مَّا نَزَّلْنَا فِي سُبُلٍ﴾، مراد مجازی معنی لینا ہے اور اس حوالے سے تین اقوال ہیں: (۱)..... آسمان کے دروازے کھول دیے اور بند کئے جاتے ہیں اور یہ بطریق استعارہ کلام کیا گیا ہے یعنی ظاہر یہی ہے کہ بادل پانی برساتے ہیں، جیسا کہ کوئی قائل کہتا ہے کہ آسمان نے اتنی تیز بارش برسائی کہ پانی جاری کر دیا یعنی بڑی بڑی بوندوں والی بارش برسائی۔ (۲)..... اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿فَفَتْحْنَا﴾ میں اس بات کا بیان کرنا مقصود ہے کہ اللہ ﷻ نے بارش کے ذریعے مدد کی اور بارش ہی کے ذریعے آزمائش میں بھی مبتلا کیا جیسا کہ ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿وَمَا أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ﴾ ان کانت الا صيحة واحدة اور ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہ اتارا اور نہ ہمیں وہاں کوئی لشکر اتارنا تھا وہ تو بس ایک ہی چیخ تھی (یس: ۲۸)۔ اس آیت میں اللہ ﷻ کی کمال قدرت کا بیان ہے، اور اس میں عجیب نکتہ بیان کرنا مقصود ہے کہ لوگ دو سال تک بارش کے لئے دعائیں کرتے رہے پس اللہ ﷻ نے انہیں ان ہی کی طلب پر بارش بھیجی جو ان کی ہلاکت کا باعث بنی۔ (۳)..... آسمان کے دروازے کھولنے اور بارش برسانے سے مراد یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے خیر کو مقدر فرمایا، جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے رزق کے دروازے کھول دیئے اور اس سے مقصود یہی ہوتا ہے کہ اللہ ﷻ نے رزق کے ذرائع قائم کر دیئے۔ (الرازی، ج ۱، ص ۲۹۵ وغیرہ)

## حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا بیان:

۵..... روایت میں آتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے سفینہ دو سال میں بنایا، اس کا طول (یعنی لمبائی) تین سو ذراع، عرض (چوڑائی) پچاس اور چمٹ کی موٹائی تیس ذراع تھی۔ اس کشتی کے تین درجے تھے، سب سے نچلے درجے میں چوپائے اور وحشی جانور سوار تھے اور درمیانے درجے میں انسان اور سب سے اوپر درجے میں پرندے تھے۔ آپ اس سفینے میں دس رجب کو سوار ہوئے اور دس محرم کو اس سے اترے۔

(الحمل، ج ۳، ص ۵۸)

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا﴾ یعنی ہماری حفاظت و نگہبانی میں چلتی تھی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کشتی میں سوار حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین ہماری نگہبانی میں تھے۔ اس آیت میں عین بمعنی عیون ہے یعنی کشتی میں سوار سارے ہی اللہ ﷻ کے اولیاء (دوست) تھے، اور ایک قول میں عین سے مراد پانی کا چشمہ لیا گیا ہے جس میں کشتی چلتی ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ کشتی فرشتوں کی نگہبانی میں چلتی تھی اور اس کی نسبت کو اللہ ﷻ کی جانب کرنا زیادہ اظہر قول ہے۔ اور یہ ان کے لئے جزاء ہے جو اللہ ﷻ کی نعمتوں کا شکر بجالاتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے انہیں انکار کرنے والوں سے پناہ عطا فرمائی اور اسی طرح اللہ ﷻ ہر نبی اور ان کی امت کو انعام سے نوازتا ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۲۱۷)

## قرآن کے آسان ہونے سے کیا مراد ہے؟

۱..... قرآن کے آسان ہونے کے چار معنی ہو سکتے ہیں: (۱)..... اسے حفظ کرنا ممکن اور آسان ہے، اس کے سوا اللہ ﷻ کی کوئی کتاب ایسی نہیں جسے مکمل طور پر یاد کر لیا جاتا ہو۔ (۲)..... اس کے ذریعے سے نصیحت کرنا آسان کر دیا، یعنی اسے حکمت پر مبنی کتاب بنا کر اتارا۔ (۳)..... اسے دلوں پر معلق کر دیا کہ لوگ اس کو سن کر لذت حاصل کرتے ہیں اگرچہ اس کے مفاہیم نہ سمجھتے ہوں اور اس سے اکتاتے نہیں اور یہ نہیں کہتے کہ یہ تو ہم سن چکے ہیں بلکہ ہر بار انہیں لذت سے سماعت کرتے ہیں۔ (۴)..... جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کے لئے (ادنیٰ) معجزہ تھی اسی طرح یہ قرآن سید عالم ﷺ کا معجزہ ہے، جو کہ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والوں کے لئے نصیحت ہے، اگرچہ بہت زمانہ گزر جانے کے باوجود اس کا اعجاز ہر ایک کے لئے نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ (الرازی، ج ۱، ص ۳۰۰)

## آخری بدھ کے منحوس ہونے کی حیثیت :

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فسی یوم نحس مستمر ایسے دن میں جس کی نحوست ان پر ہمیشہ کے لئے رہی (البقرہ: ۱۹)﴾، یعنی ان لوگوں میں (بدھ) کا دن منحوس ہونا مشہور تھا، ابن عباس کہتے ہیں کہ اس دن کو لوگ منحوس جانتے تھے۔ زجاج کے قول کے مطابق یہ دن بدھ کا تھا جو لوگوں میں منحوس مانا جاتا تھا۔ ابن عباس ہی کا یہ قول بھی ہے کہ مہینے کا آخری دن یعنی بدھ منحوس مانا جاتا تھا۔

☆..... مسروق روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے، اور فرمایا کہ آپ قسم اور گواہ کے ساتھ فیصلہ فرمائیں کہ بدھ کا دن ہمیشہ سے منحوس ہوتا ہے۔“ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دن صالحین کے لئے نہیں بلکہ مفسدین کے لئے منحوس ہوا کرتا ہے۔ جہاں تک قرآن میں ”ایام نحسات“ کا ذکر ہے تو اس سے مراد یہی ہے، جیسا کہ قوم عاد پر عذاب اسی دن آیا جو کہ دوسرے ہفتے تک اسی دن تک جاری رہا یعنی بدھ کے دن سے عذاب آنا شروع ہوا اور بدھ ہی کے دن تک اس کو جاری رکھا گیا تاہم ایسا نہیں کہ اس عذاب میں سارے ہی گرفتار ہو گئے بلکہ مومنین بھی موجود تھے جو کہ اس عذاب سے بالکل محفوظ و مامون رہے۔ اللہ ﷻ نے قرآن میں اس عذاب کا ذکر یوں فرمایا: ﴿فارسلسنا علیہم ریخا صرصرا فی ایام نحسات لنذیقہم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا تو ہم نے ان پر ایک اندھی بھیجی سخت گرج کی ان کی شامت کے دنوں میں کہ ہم انہیں رسوائی کا عذاب چکھائیں دنیا کی زندگی میں﴾ (حم سجدہ: ۱۶) ﴿واما عاد فاھلکوا بریح صرصر عاتیة سخرھا علیہم سبع لیل وثمانیۃ ایام حسوما فتری القوم فیھا صرعی کانہم اعجاز نخل خاویۃ اور رہے عاد وہ ہلاک کئے گئے سخت گرجتی آندھی سے وہ ان پر قوت سے لگا دی سات راتیں اور آٹھ دن لگا تا تو ان لوگوں کو ان میں دیکھو کچھڑے ہوئے گویا وہ کھجور کے ڈھنڈ (سوکھے تھے) ہیں گرے ہوئے﴾ (الحاقة: ۷۶-۷۷)۔

(القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۱۱۹)

## اغراض:

وقربت القيامة : میں اس جانب اشارہ ہے کہ فعل مزید فیہ مجرد کے معنی میں ہے، اور مزید فیہ مبالغہ کے معنی میں آتا ہے اس لئے کہ جس طرح بناوٹ کے اعتبار سے زیادتی پائی جاتی ہے بالکل اسی طرح معنی میں بھی زیادتی پائی جاتی ہے اور قیام سے مراد لوگوں کا اپنی قبروں سے باہر نکلتا ہے اور اس کے کئی اور معنی ہیں جیسا کہ: ”الحاقۃ، الواقعة“ جو کہ دین، یوم جزاء کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔

فلقتین : تثنیہ کا صیغہ ہے، فلقۃ کسرہ کے ساتھ جیسا کہ قطعۃ وزن اور معنی کے اعتبار سے، اور یہ اشتقاق (چاند کے دو ٹکڑے ہونا) ہجرت سے پہلے سن ۵ ہجری میں ہوا، اور یہ کہنا کہ جس رات چاند شق ہوا اس رات مہینے کی چودہ تاریخ تھی، یہ ثابت نہیں ہے۔

وقعیقان : مراد وہ پہاڑ ہے جو جبل ابی قیس کے بالمقابل موجود ہے۔ قوی او دالم: یہ چار اقوال میں سے دو قول ہیں، تیسرا قول

”ذائب“ ہے اور چوتھا قول ”مربشع“ کے معنی میں ہے کہ (جیسا کہ عربوں میں مر الشیء واستمر یعنی چلا گیا، اور استمر الشیء اس وقت کہا جاتا ہے جب وہ مضبوط ہو جائے)۔ باہلہ: میں باء بمعنی لام ہے، معنی یہ ہے کہ ثواب و عذاب کے اعتبار سے جو اس کا اہل ہے اس کے لئے ثابت ہے۔ تمامہ: یعنی ایسی حکمتیں ہیں جس میں کسی قسم کا کوئی خلل نہیں ہے۔ ای الامور المنذرہ لہم: جیسا کہ سابقہ امتوں کے عذاب کے اعتبار سے واقع ہوا۔ مفعول مقدم: یعنی مفعول بہ بنے گا، پس معنی یہ ہوگا کہ انہیں ڈر والی چیزوں میں سے کوئی چیز نفع دے گی یا مفعول مطلق ہوگا یعنی کونسا ڈر کافی ہوگا؟۔ ہوا فائدة ما قبلہ: یعنی نصیحت (ڈرانے کے) نتیجے اور ثمر سے منہ پھیر لیا۔ ہو اسرافیل: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد حضرت جبرائیل ہیں جو یوں ندا کریں گے: ”اے بوسیدہ ہڈیوں، ٹوٹے ہوئے جوڑوں، بکھرے ہوئے گوشت اور بالوں، بیشک اللہ تم سب کو فیصلے کے دن کے لئے جمع کرے گا۔“

تنکروہ النفوس: تمام نفوس مراد ہیں یا فقط کافروں کی، کیونکہ مومنین کی نفوس حساب کے دن میں امن سے ہونگی۔

ای الناس: یعنی مومنوں اور کافروں کی روجیں مراد ہیں۔ لا یدرون این یدھبون: جاننا چاہیے کہ لوگ اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے، اور اس خطاب کو آیت میں ﴿جراد منتشر﴾ سے تعبیر کیا ہے، اور دوسری آیت میں ﴿فراش المبشوث﴾ سے تعبیر کیا ہے۔ مادین اعناقہم: اس جملے سے ﴿مہطعین﴾ کو تعبیر کیا اور مراد تیز چلنا ہے۔

کما فی المدثر: یعنی قیامت کے دن کی صعوبتیں اور سختیاں خاص کافروں کے لئے ہیں۔ المعنی قوم: سے مراد امت ہے۔

وغیرہ: جیسا کہ مارنا اور گلا گھونٹنا، پس نافرمانوں نے حضرت نوح کے ساتھ یہی نازیبا افعال اختیار فرمائے اور پھر جب حضرت نوح کو افاقہ ہوا تو یہ دعا فرمائی: ”اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کہ یہ نہیں جانتے“۔ تسبیح: یعنی چشموں سے پانی جاری ہوتا ہے، یعنی آسمان وزمین کا پانی چالیس روز تک بارش اور چشموں سے جاری رہا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ آسمان کا پانی برف کی طرح ٹھنڈا اور زمین کا پانی گرم تھا، آسمان کا پانی زیادہ تھا یا زمین کا یا دونوں برابر اس میں اقوال مختلف ہیں۔ وھو نوح: یعنی حضرت نوح اپنی قوم کے لئے نعمت تھے لیکن قوم نے اس نعمت کی ناشکری کی۔ ھذہ الفعلة: مراد غرق ہونا ہے اور یہ بتائی جانے والی وجوہات میں سے ایک وجہ ہے، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد کشتی ہے جو جودی پہاڑ پر ٹکرائی اور کافی عرصے تک باقی رہی یہاں تک کہ اس امت کے اوائل نے بھی اسے دیکھا۔ وھی للسؤال عن الحال: جب کسی کا حال پوچھا جاتا ہے تو یہ کہا جاتا ہے کیسے ہو؟ یعنی تندرست ہو یا بیمار ہو، لیکن یہاں ﴿کیف کان عذابی ونذر﴾ کے خطاب سے مخاطبین کو خطاب کیا گیا جو کہ عذاب کے واقع ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔

بوقوع عذابه تعالیٰ: یہاں انتہاء درجے کے عدل کا بیان کرنا مقصود ہے کیونکہ اس کے وقوع پذیر ہونے میں کوئی ظلم و جور نہیں ہے۔ سہلناہ للحفظ: یعنی جو بھی اس قرآن کو حفظ کرنا چاہے اس کے لئے آسانی ہے، اور اس کتاب کے علاوہ کوئی کتاب یا دینیں کی جاسکتی، بنی اسرائیل میں بھی توریت دیکھ کر پڑھی جاتی تھی سوائے حضرت موسیٰ و ہارون و یوشع بن نون و عزیر صلوات اللہ علیہم اجمعین کے۔

او ھیاناہ للتذکر: یعنی اس پاک کلام میں نصیحتوں اور عبرتوں کی کئی مثالیں موجود ہیں، اللہ نے اس کلام کو یاد کرنے اور نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے جو چاہے، یا یہ معنی ہیں قرآن یاد کرنے اور نصیحت کے لئے آسان ہے اور اسی میں دنیا و آخرت کی سعادتیں ہیں۔ ای وقع موقعہ: قوم ہود کو عذاب دینا اللہ کی طرف سے عدل تھا، اس لئے کہ پہلے انہیں نبی کی زبان سے تبلیغ فرمائی گئی لیکن وہ ایمان نہ لائے اور اپنی بُری عادتوں میں اور جری ہو گئے اللہ کسی پر بغیر جرم کے عذاب نہیں بھیجتا اور اگر ایسا ہو بھی جائے تو یہ ظلم نہیں کہلائے گا کیونکہ اللہ اپنے ملک میں تصرف فرماتا ہے اور ظلم یہ ہوتا ہے کہ کسی اور کی ملک میں بغیر اس کی اجازت کے تصرف کیا



جائے۔ دائم الشؤم: یعنی دائمی اعتبار سے وہ دن حضرت ہود علیہ السلام کی ہلاک ہونے والی قوم کے لئے منحوس تھا، جب کہ حضرت ہود علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کے لئے مبارک تھا، اور موئین کے لئے بھی وہ دن مبارک تھا۔ آخر الشهر: سے مراد شوال المکرم کی آخری بدھ ہے کیونکہ اسی دن کے غروب شمس تک عذاب جاری رہا، مزید حاشیہ نمبر "۷" میں پڑھ لیں۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۲۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۹

﴿كذبت ثمود بالنذر﴾ (۲۳) ﴿جَمَعَ لَذِيرٍ بِمَعْنَى مُنْذِرٍ أَيْ بِالْأُمُورِ الَّتِي أَنْذَرَهُمْ بِهَا بَنِيهِمْ صَالِحٌ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ وَيَتَّبِعُونَ﴾ ﴿فَقَالُوا ابْشِرُوا﴾ ﴿مَنْصُوبٌ عَلَى الْإِشْتِغَالِ﴾ ﴿مِنَا وَاحِدًا﴾ ﴿صِفَتَانِ لِبَشَرٍ﴾ ﴿تَتَّبِعُهُ﴾ ﴿مُقَسِّرٌ لِلْفِعْلِ النَّاصِبِ لَهُ وَالْإِسْتِفْهَامِ بِمَعْنَى النَّفْيِ الْمَعْنَى كَيْفَ تَتَّبِعُهُ وَنَحْنُ جَمَاعَةٌ كَثِيرَةٌ وَهُوَ وَاحِدٌ مِنَّا وَلَيْسَ يَمْلِكُ أَيْ لَا تَتَّبِعُهُ﴾ ﴿إِنَّا إِذَا﴾ ﴿أَيُّ إِنَّا أَبْنَاءَهُ﴾ ﴿لَفِي ضَلَالٍ﴾ ﴿ذَهَابٍ عَنِ الصَّوَابِ﴾ ﴿وَسَعَر﴾ (۲۴) ﴿جُنُونٌ﴾ ﴿ءِ الْقِي﴾ ﴿بِتَحْقِيقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَتَسْهِيلِ الثَّانِيَةِ وَإِذْخَالِ أَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَى الْوُجْهَيْنِ وَتَرْكِهِ﴾ ﴿الذِّكْرِ﴾ ﴿الْوَحْيِ﴾ ﴿عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا﴾ ﴿أَيُّ لَمْ يُوحَ إِلَيْهِ﴾ ﴿بَلْ هُوَ كَذَابٌ﴾ ﴿فِي قَوْلِهِ أَنَّهُ أَوْحَى إِلَيْهَا مَا ذَكَرَهُ﴾ ﴿أَشْر﴾ (۲۵) ﴿مُتَكَبِّرٌ بِطَرٍّ قَالَ تَعَالَى﴾ ﴿سَيَعْلَمُونَ غَدًا﴾ ﴿فِي الْآخِرَةِ﴾ ﴿مِنَ الْكُذَّابِ﴾ ﴿الْأَشْر﴾ (۲۶) ﴿هُوَ هُمْ بَانَ يُعَذِّبُوا عَلَى تَكْذِيبِهِمْ لِبَنِيهِمْ صَالِحٌ﴾ ﴿إِنَّا مَرْسَلُوا النَّاقَةَ﴾ ﴿مُخْرِجُوهَا مِنَ الْهَضْبَةِ الصَّخْرَةِ كَمَا سَأَلُوا﴾ ﴿فِتْنَةً﴾ ﴿مِخْنَةً﴾ ﴿لَهُمْ﴾ ﴿لِنُخَبِّرَهُمْ﴾ ﴿فَارْتَقِبْهُمْ﴾ ﴿يَا صَالِحُ أَيْ أَنْتَظِرْ مَا هُمْ صَانِعُونَ وَمَا نَضَعُ بِهِمْ﴾ ﴿وَاصْطَبِر﴾ (۲۷) ﴿الطَّاءُ بَدَلٌ مِنْ تَاءٍ الْإِفْتِعَالُ أَيْ إِصْبِرْ عَلَى أَذَاهُمْ﴾ ﴿وَنَبِيَّهُمْ إِنْ الْمَاءِ قِسْمَةٌ﴾ ﴿مُقَسُّومٌ﴾ ﴿بَيْنَهُمْ﴾ ﴿وَبَيْنَ النَّاقَةِ فَيَوْمَ لَهُمْ وَيَوْمَ لَهَا﴾ ﴿كُلُّ شَرِبٍ﴾ ﴿نَصِيبٌ مِنَ الْمَاءِ﴾ ﴿مُحْتَضِرٌ﴾ (۲۸) ﴿يَحْضُرُهُ الْقَوْمُ يَوْمَهُمْ وَالنَّاقَةُ يَوْمَهَا فَمَادُوا عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ مَلَّوْهُ فَهَمُّوا بِقَتْلِ النَّاقَةِ﴾ ﴿فَنَادُوا صَاحِبَهُمْ﴾ ﴿فَدَارًا لِيَقْتُلَهَا﴾ ﴿فَتَعَاطَى﴾ ﴿تَنَاوَلَ السَّيْفَ﴾ ﴿فَعَقَرَ﴾ (۲۹) ﴿بِهِ النَّاقَةُ أَيْ قَتَلَهَا مَوَافَقَةً لَهُمْ﴾ ﴿فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنَذَرِ﴾ (۳۰) ﴿أَيُّ أَنْذَارِي لَهُمْ بِالْعَذَابِ قَبْلَ نَزْوِلِهِ أَيْ وَقَعَ مَوْقَعُهُ وَبَيَّنَّهَ بِقَوْلِهِ﴾ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ﴾ (۳۱) ﴿هُوَ الَّذِي يَجْعَلُ لِعِظْمِهِ حَظِيرَةً مِنْ يَابِسِ الشَّجَرِ وَالشُّوْكَ يَحْفَظُهُنَّ فِيهَا مِنَ الذَّنَابِ وَالسَّبَاعِ وَمَا سَقَطَ مِنْ ذَلِكَ فَدَاسَتْهُ هُوَ الْهَشِيمُ﴾ ﴿وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ﴾ (۳۲) ﴿كَذَبَتْ قَوْمٌ لُوطٌ بِالْأُمُورِ الْمُنْذِرَةِ لَهُمْ عَلَى لِسَانِهِ﴾ ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا﴾ ﴿رِيحًا تَرْمِيهِمْ بِالْخَصْبَاءِ وَهِيَ صِفَارُ الْحِجَارَةِ الْوَاحِدَةِ دُونَ مِلْءِ الْكَفِّ فَهَلِكُوا﴾ ﴿إِلَّا لُوطَ﴾ ﴿وَهُمْ ابْنَتَاهُ مَعَهُ﴾ ﴿نَجِينَهُمْ بِسِحْرِ﴾ (۳۳) ﴿مِنَ الْأَسْحَارِ أَيْ وَقْتُ الصُّبْحِ مِنْ يَوْمٍ غَيْرِ مُعَيَّنٍ وَلَوْ أُرِيدَ مِنْ يَوْمٍ مُعَيَّنٍ لَمَنْعَ الصَّرْفِ لِأَنَّهُ مَعْرِفَةٌ مَعْدُولٌ عَنِ السَّحْرِ لِأَنَّ حَقَّهُ أَنْ يُسْتَعْمَلَ فِي الْمَعْرِفَةِ بِالْأَوَّلِ وَهَلْ أَرْسَلَ الْحَاصِبُ عَلَى الْإِلِ لُوطٍ أَوْ لَا قَوْلَانِ وَغَيْرَ عَنِ الْإِسْتِثْنَاءِ عَلَى الْأَوَّلِ بِأَنَّهُ مُتَّصِلٌ وَعَلَى الثَّانِي بِأَنَّهُ مُنْقَطِعٌ وَإِنْ كَانَ مِنَ الْجِنْسِ تَسْمِيحًا﴾ ﴿نِعْمَةً﴾ ﴿مُضَدَّرٌ أَيْ أَنْعَامًا﴾ ﴿مِنْ عِنْدِنَا كَذَلِكَ﴾ ﴿أَيُّ مِثْلَ ذَلِكَ الْجَزَاءِ﴾ ﴿نَجْزِي مِنْ شُكْرِ﴾ (۳۴) ﴿أَنْعَمْنَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ أَوْ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾

وَأَطَاعَهُمْ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ أَلَدُّهُمْ لُوطٌ ﴿۳۷﴾ بَطْشَنَا ﴿۳۸﴾ أَخَذْنَا إِيَّاهُمْ بِالْعَذَابِ ﴿۳۹﴾ لَعَنَّا أُولَٰئِكَ ﴿۴۰﴾ تَجَادَلُوا  
وَكَذَبُوا ﴿۴۱﴾ بِاللَّذَرِ ﴿۴۲﴾ وَلَقَدْ رَاودُوهُ عَنْ صَيفِهِ ﴿۴۳﴾ أَى سَأَلُوهُ أَنْ يُخَالِيَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ  
آتَوْهُ فِي صُورَةِ الْأَصْيَافِ لِيُخْبِتُوا بِهِمْ وَكَانُوا مَلَائِكَةً ﴿۴۴﴾ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ ﴿۴۵﴾ وَجَعَلْنَاهَا بِلَا شَقِي  
كِبَاقِي الْوَجْهِ بِأَنَّهُ صَفَتْهَا جِبْرِئِيلُ بِجَبَاحِيهِ ﴿۴۶﴾ فَذُوقُوا ﴿۴۷﴾ فَقُلْنَا لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابِي وَنَذَرُ ﴿۴۸﴾ أَى إِنْذَارِي  
وَتَخَوِّفِي أَى ثَمَرَتِهِ وَقَائِدَتِهِ ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بِكْرَةٌ ﴿۵۰﴾ وَقَفْتُ الصُّبْحَ مِنْ يَوْمٍ غَيْرٍ مُعَيَّنٍ ﴿۵۱﴾ عَذَابِ  
مُسْتَقَرٍّ ﴿۵۲﴾ ذَاتِمٍ مُتَّصِلٍ بِعَذَابِ الْآخِرَةِ ﴿۵۳﴾ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنَذَرُ ﴿۵۴﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ  
مَذْكُرٍ ﴿۵۵﴾

### ﴿ترجمہ﴾

شعور نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا ﴿۳۶﴾ "نذر" نذیر کی جمع ہے یہ بمعنی منذر ہے، یعنی شعور نے ان امور کو جھٹلایا جن کے ذریعے ان کے نبی  
حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں ڈرایا کہ اگر وہ ایمان نہ لائیں گے اور ان کی پیروی نہیں کریں گے تو عذاب میں پڑ جائیں گے ﴿۳۷﴾ بولے کیا  
ایک آدمی کی ..... ﴿۳۸﴾ "بشرا" اعتعال کی بناء پر منصوب ہے ﴿۳۹﴾ جو ہم میں کا ہے ﴿۴۰﴾ "منا" "واحد" یہ دونوں بشر کی صفت ہیں  
﴿۴۱﴾ ہم اس کی تابعداری کریں ﴿۴۲﴾ "تبعہ" یہ "بشرا" کو نصب دینے والے کی تفسیر بیان کر رہا ہے اور یہاں استفہام بمعنی نفی ہے، معنی  
آیت یہ ہے کہ ہم کیسے اس کی تابعداری کریں حالانکہ ہم پوری جماعت ہیں اور ہم میں سے ایک فرد ہے یعنی ہم اس کی پیروی نہیں کریں  
گے ﴿۴۳﴾ جب تو ہم ضرور ﴿۴۴﴾ یعنی اگر ہم اس کی تابعداری کریں گے تو ہم ضرور ﴿۴۵﴾ گمراہ ﴿۴۶﴾ یعنی درستی سے دور جانے والے ﴿۴۷﴾ اور دیوانے ہیں  
﴿۴۸﴾ "سعر" کے معنی جنون ہے ﴿۴۹﴾ کیا اتارا گیا ﴿۵۰﴾ "الفی" یہ دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دونوں ہمزہ کے درمیان دونوں صورتوں  
کے مطابق الف داخل کرنے کے ساتھ پڑھا گیا ہے ﴿۵۱﴾ ذکر ﴿۵۲﴾ یعنی وحی ﴿۵۳﴾ اس پر ہم میں سے ﴿۵۴﴾ یعنی اس پر بھی وحی نازل نہیں ہوئی ﴿۵۵﴾ بلکہ وہ  
سخت جھوٹا ہے ﴿۵۶﴾ اس بات میں کہ اس پر وحی نازل ہوئی ہے جسے وہ ذکر کرتا ہے ﴿۵۷﴾ متکبر ہے ﴿۵۸﴾ اشرا بمعنی متکبر ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا  
ہے ﴿۵۹﴾ بہت جلد کل ﴿۶۰﴾ یعنی آخرت میں ﴿۶۱﴾ جان جائیں گے کون تھا بڑا جھوٹا متکبر ﴿۶۲﴾ اور کذاب و متکبر کفار ہی ہیں کہ انہیں ان کے نبی صالح  
علیہ السلام کو جھٹلانے کے سبب عذاب دیا گیا ﴿۶۳﴾ ہم ناقہ نکالنے والے ہیں ﴿۶۴﴾ چٹان سے جیسا کہ انہوں نے مطالبہ کیا تھا، مرسلا الناقة بمعنی  
مخمر جوھا ہے، الھضبة بمعنی الصخرۃ ہے ﴿۶۵﴾ ان کی جانچ کو ﴿۶۶﴾ تاکہ ہم ان کی جانچ کریں، فتنۃ کے معنی آزمائش ہے ﴿۶۷﴾ تو اے  
صالح علیہ السلام ﴿۶۸﴾ تو راہ دیکھ ﴿۶۹﴾ اس کی جو وہ کر رہے ہیں اور اس کی جو ان لوگوں کے ساتھ کیا جائے گا ﴿۷۰﴾ اور صبر کر ﴿۷۱﴾ ان کی اذیتوں پر  
واضطرب ﴿۷۲﴾ میں طاعتائے اعتعال کے بدلے میں آئی ہے ﴿۷۳﴾ اور انہیں خبر دے دے کہ پانی ان میں تقسیم ہے ﴿۷۴﴾ یعنی ان میں اور اونٹنی میں  
تقسیم ہے ایک دن وہ اس سے پییں اور ایک دن وہ پئے گی ..... ﴿۷۵﴾ قسمۃ بمعنی منقسم ہے ﴿۷۶﴾ ہر حصہ پر ﴿۷۷﴾ یعنی پانی کے ہر حصہ پر  
حاضر ہو ﴿۷۸﴾ یعنی وہ لوگ اپنے پینے کے دن حاضر ہوں اور اونٹنی اپنے پینے کے دن، وہ اس تقسیم پر قائم رہے پھر وہ پر ملال ہو گئے اور  
انہوں اس اونٹنی کو مار ڈالنے کا ارادہ کر لیا ﴿۷۹﴾ تو انہوں نے اپنے ساتھی ﴿۸۰﴾ قدرار ﴿۸۱﴾ کو پکارا ﴿۸۲﴾ تاکہ وہ اونٹنی کو مار ڈالے ﴿۸۳﴾ تو اس نے لے کر ﴿۸۴﴾ یعنی  
اس نے تلوار لے کر ﴿۸۵﴾ اس کی ﴿۸۶﴾ یعنی اونٹنی کی تلوار کے ذریعے ﴿۸۷﴾ کو چیں کاٹ دیں ﴿۸۸﴾ قوم کے دیگر لوگوں کی موافقت سے ..... ﴿۸۹﴾ پھر  
کیسا ہوا میرا عذاب اور ڈرانا ﴿۹۰﴾ یعنی نزول عذاب سے قبل میرا انہیں عذاب سے ڈرانا کیسا ہوا یعنی یہ معاملہ بر محل واقع ہوا، اللہ تعالیٰ نے  
اس عذاب کا بیان اپنے اس فرمان میں کیا ہے ﴿۹۱﴾ بیشک ہم نے ان پر ایک چنگھاڑ بھیجی جس میں وہ ہو گئے جیسا کہ گھیرا بنانے والے کی پچی ہوئی  
گھاس ﴿۹۲﴾ "محتظر" اس شخص کو کہتے ہیں جو خشک گھاس اور کانٹوں کے ذریعے اپنی بکریوں کے لیے ایک محفوظ جگہ بناتا ہے اس جگہ میں

رہ کر وہ بھیڑیوں اور دیگر درندوں سے اپنی بکریوں کی حفاظت کرتا ہے جو گھاس اس سے گر کر ملیا میٹ ہو جاتی ہے اسے ”الہشیم“ کہتے ہیں) اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا لوط کی قوم نے ڈرانے والوں کو جھٹلایا (یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی زبانی پہنچنے والے ڈرانے والے امور کو) بیشک ہم نے ان پر پتھروں کی آندھی بھیجی (یعنی ایسی ہوا بھیجی جس نے ان پر کنکریاں بھیجی، حصباء اس ایک چھوٹے سے کنکر کو کہتے ہیں جو پھیلی سے چھوٹا ہو، ان سب کو ہلاک کر دیا گیا) سوائے لوط کے گھر والوں کے (یعنی حضرت لوط اور آپ کی دونیٹیوں کو.....) ہم نے انہیں پچھلے پہر بچالیا (یعنی سحر کے ایک حصہ یعنی کسی غیر معین دن کے بوقت صبح اور اگر اس سے مراد معین دن ہو تو یہ غیر منصرف ہوگا کیونکہ اس صورت میں معرفہ ہوگا اور ”سحر“ سے معذول ہوگا کیونکہ اس کا حق یہ ہے کہ اسے معرف باللام کی صورت میں استعمال کیا جائے یہ پتھروں کی آندھی آل لوط پر بھیجی گئی تھی یا نہیں، اس بارے میں دو قول ہیں تو پہلے قول کے مطابق یہاں استثناء متصل ہوگا اور دوسرے قول کے مطابق استثناء منقطع ہوگا، اور جنس سے ہونا عبارت میں تساہل کی بنا پر ہو سکتا ہے) اپنے پاس سے انعام فرما کر (”نعمۃ“ مصدر ہے بمعنی انعام) اسی طرح (یعنی اس صلہ کی مثل) ہم صلہ دیتے ہیں اسے جو شکر کرے (ہماری نعمتوں کا اور وہ مومن ہو یا شکر سے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ ﷻ اور رسل پر ایمان لائے اور ان کی اطاعت کرے تو اسے یہ بدلہ دیتے ہیں) اور اس نے (یعنی حضرت لوط علیہ السلام نے) انہیں ہماری گرفت سے ڈرایا (یعنی عذاب کے ساتھ انہیں ہمارے پکڑ فرمانے کا خوف دلایا، انذر بمعنی خوف، بطشتنا بمعنی اخذتنا ہے) تو انہوں نے جھگڑا کیا اور جھٹلایا (تماروا بمعنی تجادلوا و کذبوا ہے) اس کے ڈرانے کو (بالنذر بمعنی بالانذار ہے) انہوں نے اسے اس کے مہمانوں سے پھسلانا چاہا (یعنی انہوں نے آپ سے مطالبہ کیا آپ ان کے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جائیں جو کہ بصورت مہمان آپ کے پاس آئے تھے تاکہ وہ ان سے فعل خبیث کر سکیں، یہ مہمان درحقیقت فرشتے تھے) تو ہم نے ان کی آنکھیں چوہٹ کر دیں (یعنی انہیں اندھا کر دیا یوں کہ آنکھوں وغیرہ کے سوراخ بھی باقی نہ رہے باقی چہرے کی طرح یہ جگہ پاٹ ہو گئی، یوں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان پر اپنے پر مار دیئے.....) تو چکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا (یعنی میرا ڈرانا اور خوف دلانا یعنی میرے ڈرانے اور خوف دلانے کا اثر اور فائدہ چکھو) بیشک صبح تڑکے ان کے پاس آیا (یعنی ایک غیر معین دن کی صبح کے وقت) ٹھہرنے والا عذاب (یعنی ایسا دائمی عذاب جو آخرت کے ساتھ متصل ہوگا) تو چکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا اور بیشک ہم نے آسان کیا قرآن یاد کرنے کے لیے تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿کذبت ثمود بالنذر فقالوا ابشرا منا واحدا نتبعه انا اذا لقي ضلل وسعر﴾

کذبت ثمود: فعل و فاعل، بالنذر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قالوا قول، همزہ: حرف استفہام، بشرا: موصوف، منا: ظرف مستقر صفت اول، واحدا: صفت اول، و احدا: صفت ثانی، ملکر منصوب براشتغال، فعل محذوف ”نتبع“ کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مفسر، نتبعہ: جملہ فعلیہ تفسیر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، انا حرف مشبہ واسم، اذا: حرف جزا و جواب، لام: تاکیدیہ، فی ضلل وسعر: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والقی الذکر علیہ من بیننا بل هو کذاب اشر﴾

همزہ: حرف استثناء، القی الذکر: فعل بانائب الفاعل، علی: جار، ضمیر ذوالحال، من بیننا: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، بل حرف اضراب و عطف، هو: مبتدا، کذاب اشر: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یسئلون غدا من الذباب الاشر انا مرسلوا الناقة فتنة لهم﴾

س: حرف استقبال، یسئلون: فعل بافاعل، غدا: ظرف، من: استفہامیہ مبتدأ، الذباب الاشر: خبر، مکر جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ، انا: حرف مشبہ و اسم، مرسلوا: اسم فاعل مضاف بافاعل، الناقة: مضاف الیہ مفعول، فتنة: موصوف، لهم: ظرف مستقر مفعول، مکر مفعول، مکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فارتقبہم واصطبر ونبہم ان الماء قسمہ بینہم کل شرب محتضر﴾

ف: فہمیہ، ارتقبہم: فعل امر بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ مخوف علیہ، و: عاطفہ، اصطبر: فعل امر بافاعل، مکر جملہ فعلیہ مخوف، مکر شرط محذوف "اذا کان الامر كذلك" کی جزا، مکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، نبہم: فعل امر بافاعل ومفعول، ان الماء: حرف مشبہ و اسم، قسمہ: موصوف، بینہم: ظرف متعلق بمحذوف مفعول، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ، کل شرب: مبتدأ، محتضر: خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فنادوا صاحبہم لتعاطی فعقر فكیف کان عذابی ونذر﴾

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "تمادوا علی ذلک" نادوا صاحبہم: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، عقر: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ، فكیف کان عذابی ونذر: اس کی ترکیب آیت نمبر ۱۶، میں گزری۔

﴿انا ارسلنا علیہم صیحة واحدة فکانوا کھشیم المحتظر﴾

انا: حرف مشبہ و اسم، ارسلنا علیہم: فعل بافاعل وظرف لغو، صیحة واحدة: مفعول، مکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص با اسم، کاف: جار، ہشیم المحتظر: مجرور، مکر ظرف مستقر ہو کر خبر، مکر جملہ فعلیہ ماقبل "ارسلنا علیہم" پر معطوف ہے۔

﴿ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر کذبت قوم لوط بالنذر﴾

ولقد یسرنا القرآن..... الخ: اس آیت کی ترکیب آیت نمبر ۷۷، میں گزری، کذبت قوم لوط: فعل وفاعل ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿انا ارسلنا علیہم حاصبا الا لوط نجینہم بسحر نعمة من عندنا﴾

انا: حرف مشبہ و اسم، ارسلنا: فعل بافاعل، علی: جار، ہم: ضمیر مستثنیٰ منہ، الا: أداة استثناء، ال لوط: مستثنیٰ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، حاصبا مفعول، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، مکر جملہ اسمیہ، نجینہم: فعل بافاعل ومفعول، بسحر: ظرف لغو، نعمة: موصوف، من عندنا: ظرف مستقر مفعول، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذلک نجزی من شکر ولقد انذرہم بطشتنا فتماروا بالنذر﴾

کذلک: ظرف مستقر "الجزاء" مصدر محذوف کی مفعول، مکر مفعول مطلق مقدم، نجزی: فعل بافاعل، من شکر: موصول صلہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لام تاکید، قد: تحقیقیہ، انذرہم: فعل بافاعل ومفعول، بطشتنا: مفعول، مکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ، ف: عاطفہ، تماروا بالنذر: فعل بافاعل وظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولقد راودوه عن ضیفہ فطمسنا اعینہم فذوقوا عذابی نذر﴾

و: عاطفہ، لام قسمیہ، قد: تحقیقیہ، راودوه: فعل بافاعل ومفعول، عن ضیفہ: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ، ف: عاطفہ، طمسنا: فعل بافاعل، اعینہم: مفعول، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ذوقوا: فعل امر



<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حضرات انبیائے کرام کی شان میں توہین کرنا عین کی جناب میں گستاخی کرنا یا ان کو فواحش و بے حیائی کی طرف منسوب کرنا کفر ہے، مثلاً معاذ اللہ، حضرت یوسف علیہ السلام کی جانب زنا کی نسبت کرنا۔ (المنہجۃ، کتاب الفسیر، الباب التاسع فی احکام السرکین، ج ۲، ص ۲۸۵)

### پانی پینے کی باری کا بیان:

۲..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَنَبِّهِمْ اِنَّ الْمَاءَ قِصْمَةٌ بَيْنَهُمْ اُولَٰئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ اس آیت کے بیان میں اللہ تعالیٰ نے قوم صالح کیلئے پانی کی تقسیم کا بیان کر دیا، یعنی ایک دن کے ناغے سے قوم پانی سے سیراب ہو اور دوسرے دن پانی ناکہ اللہ کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ اور اس تاویل کی وجہ یہی ہے کہ ناکہ اللہ اور دیگر قوم میں پانی کے معاملے میں تنازعہ نہ ہو اور تقسیم بندی ہو جائے۔ اور مجاہد کہتے ہیں کہ جب قوم اپنے ناغے والے دن میں اونٹنی کے پاس آئی تو اونٹنی کے دودھ سے فیضاب ہوئی۔

امام قرطبی کہتے ہیں: جس دن قوم کی باری ہوتی تھ تو اللہ اس پانی سے ایک بوند نہ جیتی تھی اور قوم صالح ناکہ اللہ کے دودھ سے فیضاب ہوتے تھے جو کہ ان کے لئے مزید ایک نعمت تھا، اور جس دن ناکہ اللہ کی باری ہوتی تھی تو وہ مکمل پانی پی جاتی اور ان کے لئے پانی کا قطرہ بھی نہیں پچتا تھا۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۱۲۳)

### قدار اور دیگر لوگوں کا ناکہ کو ہلاک کرنا:

۳..... قوم کے سردار قدار بن سالف بن جندع نے اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں، یہ شخص بھورے رنگ کا مالدار آدمی تھا، اس شخص کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ زنا سے پیدا شدہ تھا، یہ کام اتفاق رائے سے ہوا، اس لئے اس کے کام کو سب نہ ماننے والوں کی جانب منسوب کیا گیا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ، قصۃ صالح بنی نمود، الجزء: ۱، ج ۱، ص ۱۵۱)

### قوم لوط پر عذاب کی کیفیت:

۴..... حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے بازو کے کناروں سے قوم لوط کے گھروں کو اکھیر کر رکھ دیا، قوم لوط سات شہروں میں قیام پزیر تھے، بعض محققین کا کہنا ہے کہ قوم لوط میں چار سوانسان تھے، ایک قول یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ ان کی تعداد چار ہزار تھی، اور ان کے ساتھ حیوانات بھی تھے، اور ان کے شہروں میں زمینیں، گھر اور دیگر کام کاج کے ٹھکانے تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آسمان کی جانب بلند کر کے الٹ پلٹ کر رکھ دیا یہاں تک کہ آسمان کے فرشتوں نے کتوں کے بھونکنے اور مرغ کی آوازیں سنیں۔ اور ان پر آسمان سے پتھر برسائے اور ہر پتھر پر اس کا نام کندہ تھا جس سے اس شخص کی ہلاکت ہوتی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے کہ ﴿مَسْمُومَةٌ﴾ عند ربک للمسرقرین (الفرقان: ۳۴)۔ (البدایۃ والنہایۃ، ذکر اولاد ابراہیم، الجزء: ۱، ج ۱، ص ۲۰۱)

### آنکھیں چوپٹ کر دینے کے محامل:

۵..... یہاں قوم لوط پر عذاب کی ایک اور شق کا بیان ہے، یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں اندھا کر دیا۔ روایت میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے ہمارے جس کی وجہ سے وہ اندھے ہو گئے، ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ان کے چہرے سیاہ ہو گئے اور ان پر کوئی نشان ہی باقی نہ رہا، جیسا کہ وہ انہیں نشانہ کو مٹا دیا کرتی ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ انہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دیکھنے کی طاقت چھین لی تھی۔ سخاک کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت ان معنی میں چھین لی تھی کہ وہ رسل کو دیکھ ہی نہ سکتے تھے۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۱۲۶)

## اغراض:

ای الامور التي انذرهم بها: یہ ﴿نذر﴾ کی تفسیر میں سے ایک تفسیر ہے، اور ایک تفسیر میں ”نذیر“ آیا ہے معنی یہ ہے کہ اُن کے پاس ڈرانے والے رسل بھیجے، اور جمع کا صیغہ اس لئے لائے کہ جو ایک رسول کو جھٹلائے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ سارے ہی رسولوں کو جھٹلاتا ہے۔ جنون: اللہ کے فرمان میں ﴿سعر﴾ مفرد استعمال ہوا ہے اور اس کی جمع ”مسعیر“ یعنی بھڑکتی آگ ہے، اور جمع لانا بھی درست تھا۔ قال تعالیٰ قوم کے لئے وعید اور نبی ﷺ کے لئے وعدہ تھا۔

ای فی الاخرة: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے جو کہ ﴿غدا﴾ کے بارے میں نازل ہوا، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد دنیا میں اُن (قوم ثمود) پر آنے والے عذاب کا دن ہے۔

الهضبة: ہاء کی فتح اور ضاد کے سکون کے ساتھ ہے، مراد وہ پہاڑ ہے جہاں سے اونٹنی والا حجرہ وقوع پذیر ہوا، اور اس کی جمع ہضاب اور ہضاب ہے۔ وبین السناقة: ظاہر یہی ہے کہ ضمیر فقط قوم ثمود کی طرف راجع ہے لیکن بہل ترین ترکیب کے اعتبار سے ضمیر ثاقہ کی طرف راجع کرنا بھی ضروری ہے، پس غلبہ کی وجہ سے ضمیر کو دونوں طرف راجع مانا جائے گا۔

فتسادوا علی ذلک: یعنی قوم اور ثاقہ کے مابین پانی وغیرہ کی باری ایک عرصے تک جاری رہی، پھر پانی کی کمی اور اپنے چرائی کے جانور کی فکر دامن گیر ہوئی اور قوم ثاقہ کے قتل کرنے پر آمادہ ہو گئی، مزید بیان حاشیہ نمبر ”۳“ میں دیکھیں۔

موافقة لهم: یعنی سارے ہی اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ ثاقہ کو قتل کر دیا جائے جیسا کہ سورۃ الشعراء میں بھی اس کا بیان ہو چکا ہے لیکن عملی جامہ ایک ہی بد بخت نے انجام دیا لیکن چونکہ سب ہی اس پر راضی تھے اس لئے ﴿ففقروها﴾ یعنی جمع کا صیغہ لائے جب کہ مذکورہ مقام پر واحد کا صیغہ ﴿ففقروا﴾ استعمال فرمایا۔

ربحاً تو میہم بالحصباء: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿حاصبا﴾ اسم فاعل ہے، محذوف موصوف کی صفت ہے اور اس پر دلیل پتھروں کی اُن پر بارش کرنا ہے کیونکہ یہی ہوالا نے کا ذریعہ تھے۔ من یوم غیر معین: بمعنی غیر مقصود ہے اور مقصود یہاں پر مخاطبین کی تعیین کرنا ہے جب کہ واقعہ اور حاضرین کی تعیین مراد نہیں ہے۔ لیخشبوا بہم: یعنی زنا کی خباثت، مراد وہ عمل بد ہے جس میں قوم لوط مبتلا تھی۔ وجعلنا ہا بلا شق: دو اقوال میں سے ایک قول ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اللہ نے انہیں ظاہری آنکھوں سے دکھایا لیکن انہوں نے نہ دیکھا۔ دائم متصل بعذاب الآخرة: یعنی عذاب اُن سے ٹلنے والا نہیں یہاں تک کہ جہنم میں جا پہنچیں۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۳۱ وغیرہ)

## رکوع نمبر: ۱۰

﴿ولقد جاء ال فرعون ﴿قَوْمَهُ مَعَهُ﴾ النذر ﴿۱﴾﴾ ﴿الْإِنذَارُ عَلَى لِسَانِ مُوسَى وَهَارُونَ فَلَمْ يُؤْمِنُوا﴾ ﴿بَلْ كَذَبُوا بآيَاتِنَا كُلِّهَا﴾ ﴿أَيِ التَّسْعِ﴾ أَلْتِي أُوتِيَهَا مُوسَى ﴿فَاخَذْنَاهُمْ﴾ بِالْعَذَابِ ﴿أَخَذَ﴾ عَزِيزٌ ﴿قَوِيٌّ﴾ مُقْتَدِرٌ ﴿۲﴾﴾ ﴿قَادِرٌ لَا يُفْجِزُهُ شَيْءٌ﴾ ﴿اَكْفَارُكُمْ﴾ ﴿يَا قُرَيْشُ﴾ ﴿خَيْرٌ مِنْ أَوْلَائِكُمْ﴾ ﴿الْمَذْكُورِينَ﴾ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ إِلَى فِرْعَوْنَ فَلَمْ يُعَذِّبُوا ﴿۳﴾﴾ ﴿لَكُمْ﴾ ﴿يَا كُفَّارُ قُرَيْشُ﴾ ﴿بِرَاءَةٌ﴾ ﴿مِنَ الْعَذَابِ﴾ ﴿فِي﴾ الزَّبْرِ ﴿۴﴾﴾ ﴿الْكُتُبِ﴾ وَالْإِسْتِفْهَامِ فِي الْمَوْضِعَيْنِ بِمَعْنَى النَّفْيِ أَيْ لَيْسَ الْأَمْرُ كَذَلِكَ ﴿۵﴾﴾ ﴿أَمْ يَقُولُونَ﴾ ﴿أَيُّ كُفَّارٍ قُرَيْشٍ﴾ ﴿نَحْنُ جَمِيعٌ﴾ ﴿أَيُّ جَمْعٍ﴾ ﴿مُنْتَصِرٌ﴾ ﴿۶﴾﴾ ﴿عَلَى مُحَمَّدٍ﴾ وَلَمَّا قَالَ أَبُو جَهْلٍ يَوْمَ بَدْرٍ ﴿إِنَّا جَمْعٌ مُنْتَصِرٌ نَزَلْ﴾ ﴿سِيَهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُولُونَ﴾ الدَّبْرُ ﴿۷﴾﴾ ﴿فَهَزَمُوا بِبَدْرٍ﴾ وَنَصَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِمْ ﴿بَلْ﴾

الساعة موعدهم ﴿بِالْعَذَابِ﴾ والساعة ﴿أَيُّ عَذَابِهَا﴾ ادهى ﴿أَعْظَمُ بَلِيَّةٍ﴾ وامر ﴿٣٦﴾ ﴿أَشَدُّ مُرَارَةً مِنْ عَذَابِ الدُّنْيَا﴾ ان المجرمين في ضلل ﴿هَلَاكٍ بِالْقَتْلِ فِي الدُّنْيَا﴾ وسعر ﴿٣٧﴾ ﴿نَارٍ مُسْعِرَةٍ بِالتَّشْدِيدِ أَيْ مُهِيجَةٍ فِي الْآخِرَةِ﴾ يوم يسحبون في النار على وجوههم ﴿أَيُّ فِي الْآخِرَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ﴾ ﴿ذُوقُوا مَسْ سَقَر﴾ ﴿٣٨﴾ ﴿أَصَابَةَ جَهَنَّمَ لَكُمْ﴾ انا كل شيء ﴿مَنْصُوبٌ بِفِعْلِ يُقْسِرُهُ﴾ خلقه بقدر ﴿٣٩﴾ ﴿بِتَقْدِيرِ خَالٍ مِنْ كُلِّ أَى مُقَدَّرًا وَقُرِى كُلِّ بِالرَّفْعِ مُبْتَدَأُ خَبَرِهِ خَلْقُهُ﴾ وما امرنا ﴿لِشَيْءٍ نُرِيدُ وَجُودَهُ﴾ ﴿الْأَمْرَةَ﴾ واحدة كلمح بالبصر ﴿٥٠﴾ ﴿فِي السَّرْعَةِ وَهِيَ كُنْ فَيُوجَدُ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ ولقد اهلكنا اشياعكم ﴿أَشْبَاهَكُمْ فِي الْكُفْرِ مِنَ الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ﴾ فهل من مدكر ﴿٥١﴾ ﴿اسْتَفْهَامٌ بِمَعْنَى الْأَمْرِ أَيْ أَذْكُرُوا وَاتَّعَظُوا﴾ وكل شيء فعلوه ﴿أَيُّ الْعِبَادِ مَكْتُوبٌ﴾ ﴿فِي الزَّبْرِ﴾ ﴿كُتِبَ الْحِفْظَةُ﴾ وكل صغير وكبير ﴿مِنَ الذَّنْبِ أَوْ الْعَمَلِ﴾ مستطر ﴿٥٢﴾ ﴿مَكْتُوبٌ فِي اللُّوحِ الْمَحْفُوظِ﴾ ان المتقين في جنت ﴿بَسَاتِينٍ﴾ ونهر ﴿٥٣﴾ ﴿أُرِيدَ بِهِ الْجَنَسُ وَقُرِى بِضَمِّ النَّوْنِ وَالْهَاءِ جَمْعًا كَأَسَدٍ وَأَسَدٍ الْمَعْنَى أَنَّهُمْ يَشْرَبُونَ مِنْ أَنْهَارِهَا الْمَاءَ وَاللَّبَنَ وَالْعَسَلَ وَالْحَمْرَ﴾ ﴿فِي مَقْعَدٍ صَدُوقٍ﴾ مجلس حق لا لغو فيه وَلَا تَأْتِيهِمْ وَأُرِيدَ بِهِ الْجَنَسُ وَقُرِى مَقَاعِدَ الْمَعْنَى أَنَّهُمْ فِي مَجَالِسٍ مِنَ الْجَنَاتِ سَالِمَةً مِنَ اللُّغْوِ وَالتَّائِيهِمْ بِخِلَافِ مَجَالِسِ الدُّنْيَا فَقُلْ أَنْ تَسْلَمَ مِنْ ذَلِكَ وَأَعْرَبَ هَذَا خَبَرًا ثَانِيًا وَبَدَلًا وَهُوَ صَادِقٌ بِبَدَلِ الْبَعْضِ وَغَيْرِهِ ﴿عِنْدَ مَلِكٍ﴾ مِثَالُ مِبَالِغَةٍ أَيْ عَزِيزِ الْمُلْكِ وَاسِعُهُ ﴿مُقْتَدِرٌ﴾ ﴿٥٥﴾ ﴿قَادِرٌ لَا يُعْجِزُهُ شَيْءٌ وَهُوَ اللَّهُ تَعَالَى عِنْدَ إِشَارَةِ إِلَى الرُّتْبَةِ وَالْقُدْرَةِ مِنْ فَضْلِهِ تَعَالَى﴾

### ﴿ترجمہ﴾

اور بیشک آل فرعون (یعنی فرعون کی قوم اور فرعون) کے پاس ڈرانے والے امور آئے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون علیہ السلام کی زبانی ڈرایا لیکن وہ ایمان نہ لائے بلکہ) انہوں نے ہماری سب نشانیاں جھٹلائیں (یعنی وہ نونشانیاں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی گئیں .....!) تو ہم نے انہیں (عذاب کے ساتھ) پکڑ لیا یوں جیسے ایک قوت والے قدرت والے کی شان تھی (عزیز کے معنی قوی ہے، اور ”مقتدر“ اس قادر کو کہتے ہیں جسے کوئی شے عاجز نہ کر سکے) کیا تمہارے کافران سے بہتر ہیں (جو مذکور ہوئے جیسے قوم نوح سے لے کر قوم فرعون تک اے کفار قریش تو کیا انہیں عذاب نہیں دیا گیا) یا (اے کفار قریش) تمہارے لیے کتابوں میں (عذاب سے) برات لکھی ہے (زبر بمعنی کتب ہے، یہاں دونوں مقامات میں استفہام بمعنی نفی ہے، یعنی معاملہ اس طرح نہیں ہے) یا وہ (یعنی کفار قریش) کہتے ہیں ہم سب ملکر بدلہ لے لیں گے (محمد ﷺ سے، جمیع کے معنی جمع ہے، اور جب جنگ بدر کے دن ابو جہل نے کہا بیشک ہم بدلہ لینے والی جماعت ہیں تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی .....!) اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھ پھیر دیں گے (پس کفار کو میدان بدر میں شکست ہوئی اور ان کے خلاف رسول ﷺ کی مدد کی گئی) بلکہ ان کا وعدہ (عذاب آنے کا) قیامت ہے اور قیامت (یعنی اس کا عذاب) سخت بلاء (ادھی بمعنی اعظم بلیہ ہے) سخت کڑوا ہے (دنیاوی عذاب کے مقابلے میں، امر بمعنی اشد مرارہ ہے) بیشک مجرم ہلاکت میں ہیں (دنیا میں قتل کئے جانے کے ذریعے، ضلل کے معنی ہلاک ہے) اور بھڑکتی آگ میں ہیں (آخرت میں، سعر بمعنی مسعرہ ہے، رائے مشدودہ کے ساتھ ہے ”مسعرہ“ کا معنی بھڑکنے والی کے ہیں) جس دن آگ میں



اپنے مونہوں پر مٹیٹے جائیں گے (آخرت میں اور ان سے کہا جائے گا) چکو دو دوزخ کی آنج (یعنی تم تک جہنم کی آگ کا پہنچنا ..... بل.....) بیشک ہم نے ہر چیز ("کل شی" یہ فعل "مفتو" کی وجہ سے منصوب ہے) ایک انداز سے پیدا فرمائی ہے (قدر کے معنی تقدیر ہے، یہ "کل" سے حال بن رہا ہے اور بمعنی مقدر ہے، اور "کل شی" کو مرفوع بھی پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ مبتدا ہوگا، خبر معلقہ ہے) اور ہمارا حکم نہیں ہوتا (کسی شے کے لیے جسے ہم موجود کرنے کا ارادہ فرمائیں) مگر ایک (حکم) جیسے پلک مارنا (وہ حکم سرعت میں گویا پلک مارنے کی طرح ہے اور وہ کلمہ "کن" ہے کہ وہ شے موجود ہو جاتی ہے ..... بل..... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) اور بیشک ہم نے (کفر میں) تمہاری مثل ہلاک کر دیے (یعنی ہم نے پچھلی امتوں کو جو کفر میں تمہاری مثل تھیں ہلاک کر دیا) تو ہے کوئی دھیان کرنے والا (یہاں استفہام بمعنی امر ہے، یعنی دھیان کرو اور نصیحت حاصل کرو) اور انہوں نے (یعنی بندوں نے) جو کچھ کیا سب کتابوں میں (مکتوب) ہے ("زبر" سے مراد فرشتوں کے رجسٹر ہیں) اور ہر چھوٹا برا (گناہ یا عمل) لکھا ہوا ہے (لوح محفوظ میں، مستطور بمعنی مکتوب ہے) بیشک پرہیزگار باغوں اور نہریں ہیں (معنی آیت یہ ہے کہ "نہر" سے مراد جنس ہے اور اس لفظ کو نون، مضمومہ اور حاء مضمومہ کے ساتھ بصیغہ جمع پڑھا گیا ہے جیسا کہ "اسد" کی جمع اسد آتی ہے معنی آیت یہ ہے کہ پرہیزگار جنت کے پانی، دودھ، شہد اور شراب کی نہروں سے پئیں گے) سچ (یعنی حق) کی مجلس میں (جس میں نہ تو کچھ لغو ہوگا اور نہ گناہ، اور "مقعد" سے مراد جنس ہے اور اسے "مقاعد" بصیغہ جمع بھی پڑھا گیا ہے معنی آیت یہ ہے کہ پرہیزگار جنت کی ان مجالس میں ہوں گے جو لغو و گناہ گاری سے پاک ہوں گی، بخلاف دنیاوی مجالس کے کہ کم ہی دنیاوی مجالس اس امور سے پاک ہوتی ہیں اور اسے خبر ثانی ہونے اور بدل ہونے کے اعتبار سے اعراب دیا گیا ہے اور بدل بعض وغیرہ پر بھی صادق آتا ہے) عظیم اور وسیع ملک والے ("ملیک" صیغہ مبالغہ ہے بمعنی عزیز الملک واسعہ) عظیم قدرت والے کے حضور ("مقتدر" اس قادر کو کہتے ہیں جسے کوئی شے عاجز نہ کر سکے اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے اور "عند" سے رتبہ اور قدرت کی طرف اشارہ ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النَّذْرُ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَآخَذْنَاهُمْ أَخَذَ عَزِيزٌ مُّقْتَدِرٌ﴾  
و: عاطفہ، لام، تاکید، قد، تہقیق، جاء آل فرعون: فعل ومفعول، النذر: فاعل، مکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ، کذبوا: فعل بافاعل، بآیتنا: مؤکد، کلہا: تاکید، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، آخذنہم: فعل بافاعل ومفعول، آخذ: مضاف، عزیز مقتدر: مرکب توصیفی مضاف الیہ فاعل، مکر مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿إِن كُفِّرَاكُمْ خَيْرٌ مِنْ أُولَئِكَ أَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ﴾  
ہمزہ: حرف استفہام، کفارکم: مبتدا، خیر: اسم تفضیل بافاعل، من أولئکم: ظرف لغو، مکر شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، ام: منقطعہ بمعنی بل، لکم: ظرف متفرع خبر مقدم، براءۃ: موصوف، فی الزبیر: ظرف مشرق صفت، مکر مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُنْتَصِرٌ سِیْهَزَمَ الْجَمْعُ وَیُولُونَ الدِّبْرَ﴾  
ام: منقطعہ بمعنی بل، یقولون: قول، نحن: مبتدا، جمیع منتصر: خبر، مکر جملہ اسمیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ، من: استقبال، یهزم: الجمع: فعل بانائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یولون: فعل بافاعل، الدبر: مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿بَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةِ أَذَاهُ وَامْرَأَانِ الْمُجْرِمِیْنَ فِی ضَلٰلٍ سَعَرٍ﴾  
بل: حرف اضراب، الساعۃ: مبتدا، موعدهم: خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الساعۃ: مبتدا، اذہی: معطوف

علیہ، و عاطفہ، امر بمعطوف، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ، ان المعجورین حرف مشبہ و اسم، فی ضلل و معر، ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم یسحبون فی النار علی وجوہہم ذوقوا مس سقر﴾

یوم: مضاف، یسحبون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، علی وجوہہم: ظرف مستقر حال، مکر فاعل، فی النار: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر ظرف فعل محذوف "لقال کہم" مکر جملہ فعلیہ ہو کر قول، ذوقوا: فعل امر بافاعل، مس سقر: مفعول، مکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿انا کل شیء خلقہ بقدر﴾

انا: حرف مشبہ و اسم، کل شیء: منصوب براختمال ذوالحال، بقدر: ظرف مستقر حال، مکر فعل محذوف "خلقنا" کیلئے مفعول، مکر جملہ فعلیہ مفسر، خلقہ: جملہ فعلیہ تفسیر، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما امرنا الا واحدا کلمح بالبصر ولقد اهلکنا اشیاعکم فهل من مدکر﴾

و: عاطفہ، ما بنا فیہ، امرنا بذوالحال، کاف: جار، لمح: مصدر بافاعل، بالبصر: ظرف لغو، مکر شبہ جملہ مجرور، مکر ظرف مستقر حال، مکر مبتدا، الا: اداة حصر، واحدا خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لام تاکید، قد تحقیقہ، اهلکنا: فعل بافاعل، اشیاعکم: مفعول، مکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکر جملہ تسمیہ، ف: عاطفہ، هل حرف استفہام، من: زائدہ مؤکد: "موجود" خبر محذوف کیلئے مبتدا، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکل شیء فعلوہ فی الزبر و کل صغیر و کبیر مستطو﴾

و: عاطفہ، کل شیء: موصوف، فعلوہ: جملہ فعلیہ صفت، مکر مبتدا، فی الزبر: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، کل مضاف، صغیر: معطوف علیہ، و کبیر: معطوف، مکر مضاف الیہ، مکر مبتدا، مستطو: خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان المتقین فی جنت ونہر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر﴾

ان المتقین: حرف مشبہ و اسم، فی: جار، جنت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نہر: معطوف، مکر مجرور، مکر مبدل من، فی مقعد صدق: جار مجرور بدل، مکر ظرف مستقر ہو کر خبر، عند ملیک مقتدر: ظرف متعلق محذوف خبر ثانی، مکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... مسہزم الجمع ویولون الدہر ..... ☆ روز بدر جب ابو جہل نے کہا کہ ہم سب مل کر بدلہ لیں گے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے زہر پہن کر یہ آیت تلاوت فرمائی پھر ایسا ہی ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی فتح ہوئی اور کفار کو ہزیمت ہوئی۔

☆..... انا کل شیء خلقہ بقدر ..... ☆ یہ آیت قدریوں کے حق میں نازل ہوئی جو قدرت الہی کے منکر ہیں اور حوادث کو کواکب وغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں مسئلہ احادیث میں انہیں اس امت کا مجوس فرمایا گیا اور ان کے پاس بیٹھنے اور ان کے ساتھ کلام کرنے اور وہ بیمار پڑ جائیں تو ان کی عیادت کرنے، مر جائیں تو ان کے جنازے میں شریک ہونے کی ممانعت فرمائی گئی اور انہیں دجال کا ساتھی فرمایا گیا وہ بدترین خلق ہیں۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اخراض﴾

قوم فرعون کو نشانیوں کے ذریعے نصیحت:

۱..... اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نو معجزات عطا فرمائے چنانچہ وہ نو معجزات یہ ہیں عصا، ید بیضاء، قحط سالی، طوفان

(الصاوی، ج ۲، ص ۲۷۷)

ہڈی، جوں، مینڈک، خون، مال کی بربادی۔

**احادیث کی روشنی میں بدر کے احوال:**

ج..... ہم نے ماقبل کہیں پر بھی غزوہ بدر کے حوالے سے اس نوعیت کا کلام نہیں کیا، بلکہ اختصاراً جہاں کوئی مضمون بن پایا علماء و طلباء کی سہولت کے لئے بیان کیا ہے۔ تاہم یہاں ہم نے یہ التزام کرنا ہے کہ غزوہ بدر کے حوالے سے مناسب مواد احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کرنا ہے۔ لہذا اسی مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہم درج ذیل عنوان و باب قائم کر کے احادیث طیبہ ذکر کرتے ہیں:

(۱)..... غزوہ بدر کا بیان:

☆..... حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب بن مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں کسی غزوہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہیں رہا، سوائے غزوہ تبوک کے، اور غزوہ بدر میں بھی شامل نہ ہوسکا تو اس میں شامل نہ ہونے والے کسی فرد پر اللہ تعالیٰ نے عتاب نہیں فرمایا، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو قافلہ قریش کے ارادے سے نکلے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا ان کے دشمنوں سے بغیر کسی تیاری کے ٹکراؤ کروادیا۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: قصة غزوة بدر، رقم: ۳۹۵۱، ص ۶۶۸)

**(۲)..... اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿اذ تستغيثون ربکم..... الخ﴾**

☆..... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے مقداد بن اسود کا جنگ بدر میں ایک ایسا فعل دیکھا کہ اگر وہ مجھے حاصل ہوتا تو میں اسے دنیا کہ ہر نعمت سے عزیز سمجھتا، چنانچہ بات یہ ہے کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر خدمت ہوئے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کے لئے مسلمانوں کو بلارہے تھے۔ مقدار عرض خدمت اقدس ہوئے: ہم ہرگز وہ بات نہیں کہیں گے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی: ﴿فأذهب انت وربک فقاتلا تم اور تمہارا رب دونوں جا کر لڑو (المائدہ: ۲۴)﴾ بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے پروانہ وار لڑیں گے، پس میں نے دیکھا کہ ان کی بات سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک چہرہ دمک اٹھا تھا۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: اذ تستغيثون ربکم..... الخ، رقم: ۳۹۵۲، ص ۶۶۸)

☆..... حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ الفاظ تلقظ فرمائے: ”اللہم انشدک عہدک ووعدک اللہم ان شئت لم تعبد اے اللہ تعالیٰ! اگر تو یہ چاہے کہ تیری عبادت کبھی نہ ہو، اتنا ہی فرمانا تھا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست اقدس تھا ما اور عرض گزار ہوئے کہ بس اتنا ہی کافی ہے، پس آپ یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لے آئے: ﴿سبھزم الجمع ویولون الدبر اب بھگائی جاتی ہے یہ جماعت اور پیٹھ پھیر دیں گے (الفر: ۴۰)﴾۔ (المرجع السابق، رقم: ۳۹۵۳)

☆..... مقسم جو کہ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ یہ آیت: ﴿لا یستوی القاعدون من المومنین برابر نہیں وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے پیٹھ رہیں (النساء: ۹۰)﴾ سے مراد یہ ہے کہ جو جنگ بدر میں شامل نہ تھے وہ شاطین بدر کے برابر نہیں ہو سکتے۔

(المرجع السابق، رقم: ۳۹۵۴)

**(۳)..... اصحاب بدر کی تعداد:**

☆..... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جنگ بدر میں مجھے اور حضرت ابن عمر کو کم عمر شمار کیا گیا، اس جنگ میں مہاجرین کی تعداد ساٹھ سے کچھ زیادہ اور انصار کی تعداد دو سو چالیس سے کچھ زیادہ تھی۔ (المرجع السابق فی الباب: عدة اصحاب بدر، رقم: ۳۹۵۶، ص ۶۶۸)

☆..... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ ہم اصحاب محمد آپس میں کہا کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد اصحاب طالوت

کے برابر تھی، جنہوں نے ان کے ساتھ نہر پار فرمائی تھی اور مومنین کے سوا کوئی پار نہیں کر سکتا تھا، ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔

(المرجع السابق، رقم: ۳۹۵۷، ص ۶۶۹)

(۴)..... کفار قریش کے قتل کی دعا کرنا:

☆..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رو ہو کر قریش کے کچھ افراد کی ہلاکت کے لئے دعا فرمائی یعنی عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، ابو جہل بن ہشام، پس میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے بدر میں ان کی لاشیں دیکھیں جو دھوپ کی وجہ سے پھول گئی تھیں اور وہ دن گرم ترین دن تھا۔

(المرجع السابق فی الباب: دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الکفار، رقم: ۳۹۶۰، ص ۶۶۹)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا: ”ایسا کون ہے جو ابو جہل کو دیکھ کر اس کا حال مجھے بتائے؟“، پس حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ گئے اور انہوں نے اُسے اس حال میں پایا کہ حضرت عفراء کے دونوں بیٹوں کی ضربوں سے سسکیاں لے رہا تھا، پس انہوں نے اس کو داڑھی سے پکڑ کر فرمایا: تو ہی ابو جہل ہے، کہنے لگا؟ جن آدمیوں کو ان کی قوم نے قتل کیا ہے کیا ان میں مجھ سے بڑھ کر کوئی ہے؟ یا جن کو تم نے قتل کیا ہے؟

(المرجع السابق، باب قتل ابی جہل، رقم: ۳۹۶۳، ص ۶۶۹)

(۵)..... مقتولین بدر سے کلام کرنا:

☆..... حضرت انس، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن کفار قریش کے چوبیس مقتولین کی لاشوں کو ایک اندھے کنویں میں پھینکنے کا حکم دیا، چنانچہ ان گندے لوگوں کو ایک گندے کنویں میں پھینک دیا گیا، آپ کی یہ عادت مبارک تھی کہ جب بھی کسی قوم پر غلبہ حاصل ہوتا تو وہاں تین راتوں تک قیام فرماتے تھے، جب میدان بدر میں تیسرا روز آیا تو اپنی سواری کا قصد فرمایا۔ چنانچہ آپ کی اونٹنی پر کجاوہ کس دیا گیا۔ جب آپ سوار ہو کر روانہ ہوئے تو صحابہ کرام بھی پیچھے ہوئے اور ان حضرات کا بیان ہے کہ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ آپ کسی حاجت کے تحت جارہے ہیں، یہاں تک کہ آپ اسی کنویں کی منڈیر پر جا پہنچے اور ان لوگوں کے نام مع ولدیت لے کر مخاطب فرمایا: ”اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں، کیا یہ بات تمہیں اچھی لگتی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننے“۔ بیشک ہمارے رب نے ہم سے جس چیز کا وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہو گیا، بتاؤ جس چیز کا اُس نے تم سے وعدہ کیا تھا وہ تمہیں مل گئی یا نہیں ملی۔“ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ایسے بیجان جسموں سے کلام فرما رہے ہیں جن میں جان ہی نہیں ہے؟، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے تم ان سرے ہوئے لوگوں سے زیادہ نہیں سنتے“، قنادہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک گونہ زندگی ڈال دی، تاکہ وہ سنیں اور آپ کے ارشاد عالی سے ان کی تیغ کنی، ذلت، ہزا، حسرت و ندامت کا اظہار ہو جائے۔

(المرجع السابق فی الباب: قتل ابی جہل، رقم: ۳۹۷۶، ص ۶۷۱)

(۶)..... اصحاب بدر کی فضیلت:

☆..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حارثہ بن سراخہ رضی اللہ عنہ نے بدر میں شہادت کا جام پیا، اور وہ نو عمر تھے، ان کی والدہ ماجدہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جانتے ہیں کہ مجھے حارثہ رضی اللہ عنہ سے کتنا پیار تھا، اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کر لوں اور ثواب کی امید رکھوں اور معاملہ اگر خدا نخواستہ برعکس ہے تو ملاحظہ کیجئے کہ میرا کیا حال ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تم پر افسوس ہے، کیا تو بچی ہو گئی ہے، کیا خدا کی ایک بی جنت ہے، اس کی جنتیں بہت ہیں اور بیشک وہ جنت الفردوس میں ہے۔“

(المرجع السابق، باب: فضل من شہد بدر، رقم: ۳۹۸۲، ص ۶۷۲)



(۷).....صحابہ کی تربیت:

☆.....حضرت ابواسیدؓ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے روز سید عالم ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا کہ جب دشمن تمہارے قریب آجائے تو اس وقت تیر اندازی کرنا اور اپنے تیروں کو ضائع ہونے سے بچانا۔

(المرجع السابق، رقم: ۳۹۸۵)

(۸).....بدر کے دن نزول ملائکہ:

☆.....حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: ”یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں جنہوں نے اپنے گھوڑے کا سر تھاما ہوا ہے، اور تھپتھپایا تن کئے ہوئے ہیں۔“

(المرجع السابق فی الباب: شہود الملائکہ بدر، رقم: ۳۹۹۰، ص ۶۷۵)

(۹).....شرکائے بدر کے اسمائے گرامی:

☆.....وہ شرکاء جنہیں امام بخاری نے ترتیب دیا ہے وہ یہ ہیں: (۱).....سید عالم ﷺ، (۲).....ایکس بکیر، (۳).....بلال بن رباح مولا ابوبکر قرشی، (۴).....جزرہ بن عبدالمطلب ہاشمی، (۵).....حاطب بن ابوبتہ حلیف قریش، (۶).....ابوحدیفہ بن عتبہ بن ربیعہ قرشی، (۷).....حارثہ بن ربیع انصاری، ان کا نام حارثہ بن سراقہ بھی ہے یہ بدر کے دن شہید ہوئے حالانکہ کم سن تھے اور صرف جنگ کا نظارہ دیکھنے گئے تھے، (۸).....خنیب بن عدی انصاری، (۹).....خنیس بن خذافہ بن سہمی، (۱۰).....رفاعہ بن عبدالمزہر، (۱۱).....ابولبابہ انصاری، (۱۲).....ابوزید انصاری، (۱۳).....زبیر بن العوام قرشی، (۱۴).....زید بن سہل ابوطحہ انصاری، (۱۵).....سعد بن مالک یعنی سعد بن ابی وقاص، (۱۶).....سعد بن خولہ قرشی، (۱۷).....سعید بن زید بن عمرو بن نفیل قرشی، (۱۸).....سہل بن حنیف انصاری، (۱۹).....ظہیر بن رافع انصاری، (۲۰).....ان کے بھائی مظہر، (۲۱).....عبداللہ بن عثمان ابوبکر صدیق قرشی، (۲۲).....عبداللہ بن مسعود ہذلی، (۲۳).....عتبہ بن مسعود ہذلی، (۲۴).....عبدالرحمن بن عوف زہری، (۲۵).....عبیدہ بن الحارث قرشی، (۲۶).....عبادہ بن صامت انصاری، (۲۷).....عمر بن خطاب عدوی، (۲۸).....عثمان بن عفان قرشی، انہیں سید عالم ﷺ اپنی صاحبزادی کی علالت کی وجہ سے چھوڑ گئے تھے لیکن انہیں مال غنیمت سے حصہ ملا تھا، (۲۹).....علی بن ابوطالب ہاشمی، (۳۰).....عمرو بن عوف حلیف بنی عامر بن لوی، (۳۱).....عقبہ بن عمرو انصاری، (۳۲).....عامر بن ربیعہ عززی، (۳۳).....عاصم بن ثابت انصاری، (۳۴).....غویم بن ساعدہ انصاری، (۳۵).....عتبان بن مالک انصاری، (۳۶).....قدامہ بن مظعون، (۳۷).....قباذہ بن نعمان انصاری، (۳۸).....معاذ بن عمرو بن الجموح، (۳۹).....معوذ بن عفراء، (۴۰).....معوذ کے بھائی عوف یا معافہ، (۴۱).....مالک بن ربیعہ ابواسید انصاری، (۴۲).....مرارہ بن ربیعہ انصاری، (۴۳).....معن بن عدی انصاری، (۴۴).....سطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب بن عبدمناف، (۴۵).....مقداد بن عمرو الکندی حلیف بنی زہرہ، (۴۶).....بلال بن ابوامیہ انصاری رضی اللہ عنہم۔

(صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب: تسمیۃ من سہمی، ص ۶۷۹)

## جہنم کی آگ کی سختی :

۳.....یہ ایک مکان ہے کہ اُس قہار و جبار کے جلال و قہر کا مظہر ہے۔ جس طرح اُس کی رحمت و نعمت کی انتہاء نہیں کہ انسانی خیالات و تصورات جہاں تک پہنچیں وہ ایک ہمتہ (قلیل مقدار) ہے اس کی بے شمار نعمتوں سے، اسی طرح اس کے غضب و قہر کی کوئی حد نہیں کہ وہ ہر تکلیف و اذیت کہ ادراک کی جائے، ایک ادنیٰ حصہ ہے کہ اس کے بے انتہاء عذاب کا۔ جہنم کے شرارے اونچے اونچے محلوں کی برابر اڑیں گے، گویا زرداؤنٹوں کی قطار کے پیہم آتے رہیں گے۔ آدمی اور پتھر اس کا ایندھن ہے، یہ جو دنیا کی آگ ہے اُس آگ کے

سترخوں میں سے ایک بڑھے، جس کو سب سے کم درجہ کا عذاب ہوگا، اسے آگ کی جوتیاں پہنادی جائیں گی، جس سے اُس کا دماغ ایسا کھولے گا جیسے تانبے کی پتیلی کھولتی ہے، وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اس پر ہو رہا ہے حالانکہ اس پر سب سے ہلکا ہے، سب سے ہلکے درجے کا جس پر عذاب ہوگا، اس سے اللہ ﷻ پوچھے گا کہ اگر ساری زمین تیری ہو جائے تو کیا اس عذاب سے بچنے کے لئے تو سب کو فدیہ میں دیدے گا؟ عرض کرے گا: ہاں! فرمائے گا: کہ جب تو پشت آدم میں تھا تو ہم نے اس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا کہ کفر نہ کرنا مگر تو نے نہ مانا۔ جہنم کی آگ ہزار ہر برس تک دھونکائی گئی، یہاں تک کہ سُرخ ہو گئی، پھر ہزار برس اور، یہاں تک کہ سفید ہو گئی، پھر ہزار برس اور، یہاں تک کہ سیاہ ہو گئی، تو اب وہ زری سیاہ ہے۔

(بہار شریعت معرجہ، دوزخ کا بیان، ج ۱، حصہ ۱: ص ۱۶۳ وغیرہ)

## کلمہ کن کے اسرار و رموز:

۲..... اس مقام پر ایک اشکال ذہن میں آتا ہے جس کا شافی کافی جواب امام رازی نے دیا ہے، اعتراض یہ ہے کہ جب کوئی چیز موجود نہ ہو تو اس کے بارے میں اللہ ﷻ کا یہ فرمانا ”ہو جا“ تو یہ معدوم کو خطاب ہے اور اللہ ﷻ کی ذات کے لیے معدوم کا خطاب کرنا عبث ہے، کہ اللہ ﷻ کی شان سے درء بات ہے۔ اگر وہ چیز موجود تھی تو پھر اللہ ﷻ کا فرمانا ”ہو جا“ سے تحصیل حاصل لازم آئے گا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ وہ چیز اللہ ﷻ کے علم اجمالی میں موجود تھی جس کی طرف توجہ کرتے ہوئے اللہ ﷻ نے ”ہو جا“ فرمایا، اس صورت میں معدوم سے خطاب لازم نہ آئے گا۔ بلکہ ہوا یوں کہ وہ چیز پہلے موجود نہ تھی اور بعد میں موجود خارج میں ہو گئی اور اس بناء پر تحصیل حاصل بھی نہ ہوا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ ﷻ نے مخلوق کو سمجھانے کے لیے یہ مثال دی ہو کہ وہ کسی چیز کا ارادہ فرمائے تو اُسے پیدا کرنے میں (وجود میں لانے میں) ذرا دیر نہیں لگتی۔

(الرازی، ج ۷، ص ۲۰۷ وغیرہ)

## اغراض:

الانذار: مصدر ہے، اور بہتر یہ ہے جمع ”نذیر“ مراد لیا جائے تاکہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو نو نشانوں کا اعتبار ہو سکے۔ التسع: عصا، يد بیضاء، قحط سالی، طوفان، ہنڈی، جوں، مینڈک، خون، مال کی بربادی۔ من قوم نوح الی فرعون: پانچ قومیں یعنی قوم نوح، عاد، ثمود، لوط اور فرعون مع اپنی قوم۔

فلسم یعدبوا: معنی یہ ہے کہ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تمہارے کفار بہتر ہیں یا وہ جو تم سے پہلے امتوں میں کافر ہوئے؟۔ نزل: یعنی یوم بدر مراد ہے، جس کا بیان شان نزول ﴿سیہزم الجمع ویولون الدبر﴾ میں فرمادیا گیا ہے۔

نار مسعرة: یعنی سخت آگ مراد ہے۔ اشباہکم فی الکفر: مراد کفر میں ملوث لوگ ہیں۔ ارید بہ الجنس: چنانچہ الجنس کی جمع الاجناس اور الجن کی جمع جنات ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۳۴ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة الرحمن مکیة او الا ۲۹ الاية فمکنیة وهی ست او ثمان وسبعمیون آية

(سورة الرحمن مکیہ ہے سوائے آیت "لا یسئلہ من فی السموت ..... الخ" کے جو کہ مدنی ہے، اس کی کل آیات ۷۶ یا ۷۸ ہیں)

### تعارف سورة الرحمن

اس سورت میں تین رکوع، ۷۶ یا ۷۸ آیتیں، تین سو اکیاون کلمے اور ایک ہزار چھ سو چھتیس حروف ہیں۔ اس سورہ مبارکہ میں ان تمام روحانی اور جسمانی، دنیوی اور اخروی نعمتوں کا ذکر تفصیل سے ہو رہا ہے جن سے اُس وجہ کو ابتداء زندگی میں سرفراز فرمایا جا رہا ہے یا عالم آخرت میں سرفراز فرمایا جائے گا اس لئے اس کی ابتداء الرحمن سے ہوئی۔ الرحمن رحمت و لطف کی ان بلندیوں اور وسعتوں کو شامل ہیں کہ جن کا تصور کرنا بھی انسان کی عقلوں سے بالاتر ہے۔ انسان کو اس نے پیدا فرمایا اس میں ایسی صلاحیتیں رکھیں کہ جن میں بعض کا تعلق اس کی روحانی زندگی سے اور بعض کا مادی زندگی کی نشوونما سے متعلق ہے۔ اس نے پہلے ان نعمتوں کا ذکر فرمایا جن کا تعلق اس کی قلب و روح کے ساتھ ہے یعنی قرآن کا علم اور اس کے اظہار و بیان کی قوت پھر ان نعمتوں کا ذکر فرمایا جو انسان کی غذا اور اس کی صحت کیلئے فائدہ مند ہوں۔ اس کے ساتھ کچھ احکام بھی ارشاد فرمادیئے اور اپنی شان کبریائی کا تذکرہ کر دیا اور نوع انسانی کے ساتھ ساتھ ایک اور نوع کا بھی خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمادیا اور یہ بھی واضح کر دیا کہ قرآن پاک کے صرف انسان ہی مکلف نہیں بلکہ جنات بھی اس کے مکلف ہیں۔ اس سے پتہ چلا کہ جنات بھی حضور ﷺ کے امتی ہیں اور وہ بھی قرآن پاک کے احکامات پر عمل کرنے کے مکلف ہیں اور جو جن و انس میں سے سرکش افراد ہیں ان کے انجام کے بارے میں بڑی وضاحت سے بتا دیا اور آخر میں ان انعامات و احسانات کا بھی ذکر فرمایا جو اپنے نیک بندوں پر فرمائے گا۔

☆..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے سامنے سورة الرحمن کی ابتداء سے انتہاء تک تلاوت فرمائی، صحابہ خاموش رہے، آپ نے فرمایا: میں نے جنات سے ملاقات کی، اور یہ سورت جنات پر پڑھی تھی، انہوں نے تم سے اچھا جواب دیا، جب بھی یہ آیت پڑھتا: ﴿فبإی الاء ربکمنا تکذبن تو اپنے رب کی کوئی نعمت کو جھٹلاؤ گے﴾ تو وہ کہتے: لا بشیء من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد یعنی اے ہمارے مالک! ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کو نہیں جھٹلائیں گے، پس تیرے لئے حمد ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورة الرحمن، رقم: ۳۳۰۲، ص ۹۴۵)

### رکوع نمبر: ۱۱

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الرحمن﴾ (۱) علم ﴿من شاء﴾ (۲) القرآن ﴿خلق الانسان﴾ (۳) ﴿ای الجنس﴾ (۴) علمہ البیان ﴿النطق﴾ (۵) الشمس والقمر بحسبان ﴿بحساب یجریان﴾ (۶) والنجم ﴿ما لا ساق له من الثبات﴾ (۷) والشجر ﴿ما له ساق﴾ (۸) یسجدان ﴿بما یؤاڈ منہما﴾ (۹) والسماء رفعها ووضع المیزان ﴿اثبت العدل﴾ (۱۰) الا تطفوا ﴿ای لا تجل ان لا تجوزوا﴾ (۱۱) فی المیزان ﴿ما یوزن بہ﴾ (۱۲) واقیموا الوزن بالقسط ﴿بالعدل﴾ (۱۳) ولا تخسرو المیزان ﴿تنصرو الموزون﴾ (۱۴) والارض وضعها ﴿اثبتھا﴾ (۱۵) للخلق الانس والجن وغيرہم ﴿فیہا فاکهة والنخل﴾ (۱۶) المعھودہ ﴿ذات الاکمام﴾ (۱۷) او عیة طلعیہا ﴿والحب﴾ (۱۸) کالحنطة

وَالشَّعِیْر ﴿ذُو الْعَصْف﴾ ﴿التِّین﴾ ﴿وَالرَّیْحَانُ﴾ (۱۲) ﴿الْوَرْقِ أَوْ الْمَشْمُومِ﴾ ﴿فَبَایِ الْاِء﴾ ﴿نَعَمْ﴾ ﴿رَبِّکَمَا﴾ ﴿یَٰ اَیُّهَا الْاِنْسُ وَالْجِنُّ﴾ ﴿تَکْذِبْنَ﴾ (۱۳) ﴿ذُکِرَتْ اِحْدٰی وَثَلَاثِیْنَ مَرَّةً وَالْاِسْتِفْہَامُ فِیْہَا لِلتَّقْرِیْرِ لِمَا رَوٰی الْحَاکِمُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَرَأَ عَلَیْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سُورَةَ الرَّحْمٰنِ حَتّٰی خَتَمَهَا ثُمَّ قَالَ مَا لِیْ اَرَاکُمْ سَکُوْتًا لِلْجِنِّ کَانُوْا اَحْسَنَ مِنْکُمْ رَدًّا مَا قُرِئَتْ عَلَیْہُمْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ مِنْ مَّرَّةٍ فَبَایِ الْاِء رَبِّکَمَا تُکْذِبْنَ اِلَّا قَالُوْا وَلَا بِشَیْءٍ مِنْ نَّعْمِکَ رَبِّنَا تُکْذِبُ فَلَکَ الْحَمْدُ﴾ ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ﴾ ﴿اَدَمَ﴾ ﴿مِنْ صَلْصَالٍ﴾ ﴿طِیْنٍ یَّابِسٍ یُسْمَعُ لَهٗ صَلْصَلَةٌ اِیَّ صَوْتٍ اِذَا نَقَرَ﴾ ﴿كَالْفَخَّارِ﴾ (۱۴) ﴿وَهُوَ مَا طَبَخَ مِنَ الطِّیْنِ﴾ ﴿وَخَلَقَ الْجَانَّ﴾ ﴿اَبَا الْجِنِّ وَهُوَ اِبْلِیْسُ﴾ ﴿مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ﴾ (۱۵) ﴿هُوَ لَهَا الْخَالِصُ مِنَ الدُّخَانِ﴾ ﴿فَبَایِ الْاِء رَبِّکَمَا تُکْذِبْنَ﴾ (۱۶) ﴿رَبِّ الْمَشْرِقِیْنَ﴾ ﴿مَشْرِقُ الشِّتَاءِ وَمَشْرِقُ الصَّیْفِ﴾ ﴿وَرَبِّ الْمَغْرِبِیْنَ﴾ (۱۷) ﴿کَذٰلِکَ﴾ ﴿فَبَایِ الْاِء رَبِّکَمَا تُکْذِبْنَ﴾ (۱۸) ﴿مَرَجٍ﴾ ﴿اَرْسَلَ﴾ ﴿الْبَحْرِیْنَ﴾ ﴿الْعَذْبُ وَالْمِلْحُ﴾ ﴿یَلْتَقِیْنَ﴾ (۱۹) ﴿فِیْ رَاٰی الْعَیْنِ﴾ ﴿بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ﴾ ﴿حَاجِزٌ مِنْ قُدْرَتِهِ تَعَالٰی﴾ ﴿لَا یَبْغِیْنَ﴾ (۲۰) ﴿لَا یَبْغِیْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا عَلٰی الْاٰخَرِ فِیْخْتَلِطُ بِهِ﴾ ﴿فَبَایِ الْاِء رَبِّکَمَا تُکْذِبْنَ﴾ (۲۱) ﴿یَخْرُجُ﴾ ﴿بِالْبَنَاءِ لِلْمَفْعُوْلِ وَالْفَاعِلِ﴾ ﴿مِنْهُمَا﴾ ﴿مِنْ مَجْمُوْعِهِمَا الصَّادِقُ بِاَحْدِهِمَا وَهُوَ الْمِلْحُ﴾ ﴿الْلَوْلُوْ وَالمَرْجَانُ﴾ (۲۲) ﴿خِرَزُّ اَحْمَرًا وَصَفَارُ اللُّوْلُوْءِ﴾ ﴿فَبَایِ الْاِء رَبِّکَمَا تُکْذِبْنَ﴾ (۲۳) ﴿وَلَهُ الْجَوَارُ﴾ ﴿السُّفُنُ﴾ ﴿الْمُنْشَتُ﴾ ﴿الْمُحَدَّثَاتُ﴾ ﴿فِی الْبَحْرِ کَالْاَعْلَامِ﴾ (۲۴) ﴿کَالْجِبَالِ عَظْمًا وَارْتِفَاعًا﴾ ﴿فَبَایِ الْاِء رَبِّکَمَا تُکْذِبْنَ﴾ (۲۵).

### ترجمہ

رُحْنُ نے سکھایا (جسے چاہا) قرآن..... انسان (یعنی جنس انسان) کو پیدا فرمایا اسے بیان (یعنی بولنا) سکھایا..... سورج اور چاند حساب سے ہیں (ایک حساب سے چلتے ہیں..... حسبان کے معنی حساب ہے) اور سبزے (”نجم“ بغیر تنے کے کھیتی کو کہتے ہیں) اور پیڑ (اور ”شجر“ بتے والی کھیتی کو کہتے ہیں) سجدہ کرتے ہیں (یعنی حکم الہی ﷻ کے مطیع ہیں..... اور آسمان کو بلند کیا اور میزان رکھا (یعنی عدل کو ثابت فرمایا.....) کہ تم ظلم نہ کرو (یعنی اس لیے کہ تم ظلم نہ کرو) ترازو میں (”میزان“ ترازو کو کہتے ہیں) اور زمین رکھی (یعنی اسے ثابت فرمایا) مخلوق کے لیے (یعنی جن وانس وغیرہ کے لیے، انا م بمعنی خلق ہے) اس میں میوے اور کھجوریں (جو معبود ہیں) غلاف والی (یعنی اس کے شگوفوں کی تھپیاں ہیں) اور اناج (جیسا کہ گندم اور جو) بھوسے کے ساتھ (العصف بمعنی التین ہے) اور خوشبو کے پھول (ریحان کے معنی پتے کے ہے یا بمعنی خوشبودار پھول) تو (اے جن وانس) تم دونوں اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے (یہ جملہ اس سورہ مبارکہ میں اکتیس بار مذکور ہوا ہے اور یہاں استفہام پختگی کلام کے لیے ہے) حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سورہ رُحْنِ ہم پر تلاوت فرمائی حتیٰ کہ اس کا اختتام فرمایا پھر ارشاد فرمایا مجھے کیا ہوا میں تمہیں خاموش پاتا ہوں جنات کے سامنے میں نے جب بھی یہ آیت ”فَبَایِ الْاِء رَبِّکَمَا تُکْذِبْنَ“..... پڑھی انہوں نے تم سے اچھا اس کا جواب دیتے ہوئے کہا، اے ہمارے رب ﷻ ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے ہیں اور تو ہی حمد کا سزاوار (ہے) اس نے آدمی (یعنی حضرت آدم علیہ السلام) کو بنایا بجتی مٹی سے (”صلصال“ اس خشک مٹی کو کہتے ہیں جس میں پھونک مارنے سے آواز سنائی دیتی ہو) جیسے ٹھیکری سے (فخار پکی ہوئی مٹی سے بنے پتھر کو کہتے ہیں) اور جن (یعنی ابوالجن ابلیس) کو پیدا فرمایا آگ کی



لپٹ سے (یعنی آگ کی اس لپٹ سے جو دھوپ سے پاک تھی.....) تو تم دونوں اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے دونوں مشرق کا رب (یعنی سردی اور گرمی کے مشرق کا رب ﷻ) اور دونوں مغرب کا (یعنی سردی اور گرمی کے مغرب کا رب ﷻ)..... (تو تم دونوں اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے اس نے بہائے (مروج بمعنی ارساں ہے) دو سمندر (بیٹھا اور کھاری دیکھنے میں معلوم ہوں) ملے ہوئے اور ہے ان میں روک (اللہ ﷻ کی قدرت سے.....)..... ہر زخ بمعنی حجاز یعنی روک کے ہے) کہ ایک دوسرے پر برہہ نہیں سکتا (یعنی ان میں سے ایک دوسرے پر غالب نہیں آ سکتا کہ آپس میں مل جائیں) تو تم دونوں اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے نکلتا ہے ”یخروج“ فعل کو معرض و مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے) ان میں سے (یعنی ان کے مجموعے جو ان میں سے ایک یعنی کھاری پر صادق آتا ہے) موتی اور مونگا (سرخ پتھر اور چھوٹے موتی.....)..... (تو تم دونوں اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے اور اسی کی ہیں کشتیاں (الجوار بمعنی السفن ہے) جنہیں بنایا گیا ہے (المشاث بمعنی المحدثات ہے) سمندر میں جیسے پہاڑ (عظمت و بلندی میں وہ پہاڑوں کی طرح ہیں) تو تم دونوں اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے۔

### ﴿قر گیب﴾

﴿الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه البيان﴾

الرحمن: ”اللہ“ اسم جلالت مبتدا محذوف کیلئے خبر اول، علم القرآن: جملہ فعلیہ خبر ثانی، خلق الانسان: جملہ فعلیہ خبر ثالث، علمه البيان: جملہ فعلیہ خبر رابع، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿الشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر يسجدن﴾

الشمس: معطوف علیہ، و: عاطفہ، القمر: معطوف، مکر مبتدا، بحسبان: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، النجم: معطوف علیہ، والشجر: معطوف، مکر مبتدا، يسجدن: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿والسما رفعها ووضع الميزان ان لا تطفوا في الميزان﴾

و: عاطفہ، السما: فعل محذوف ”رفع“ کیلئے مفعول، مکر جملہ فعلیہ، رفعها: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ تفسیر ہے اقبل کی، و: عاطفہ، وضع الميزان: فعل بافاعل ومفعول، ان: مصدریہ، لا تطفوا في الميزان: فعل نہی بافاعل وظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا الميزان﴾

و: عاطفہ، اقیموا: فعل داؤ ضمیر ذوالحال، بالقسط: ظرف مستقر حال، مکر فاعل، الوزن: مفعول، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تخسروا: فعل نہی بافاعل، الميزان: مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿والارض وضعها للانام فيها فاكهة والنخل ذات الاكمام والحب ذو العصف والريحان﴾

و: عاطفہ، الارض: منصوب براشتغال ذوالحال، فيها: ظرف مستقر خبر مقدم، فاكهة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، النخل: موصوف، ذات الاكمام: صفت، مکر معطوف، و: عاطفہ، الحب: موصوف، ذو: مضاف، العصف: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الريحان: معطوف، مکر مضاف الیہ، مکر صفت، مکر معطوف ثانی، مکر مبتدا، مکر جملہ اسمیہ حال، مکر فعل محذوف ”وضع“ کیلئے مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فباى الا ربكما تكذبن﴾

ف: نصیجہ، ب: جار، ای جضاف، الا: مضاف، ربكما: مرکب اضافی مضاف الیہ، مکر پھر مضاف الیہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو

مقدم، تکذیب: فعل والفت تنبیہ وخطاب للعقلین الانس والجن، فاعل فعل اپنے متعلقات سے، مگر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزاء، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿خلق الانسان من صلصال کالفخار وخلق الجن من مارج من نار﴾  
خلق الانسان: فعل بافاعل ومفعول، من: جار، صلصال موصوف، کالفخار: ظرف مستقر مفت، مگر مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، خلق الجن: فعل بافاعل ومفعول، من: جار، مارج موصوف، من نار: ظرف مستقر مفت، مگر مجرور، مگر ظرف لغو، مستقر مفت، مگر مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿فبای الاء ربکما تکذبن رب المشرقین ورب المغربین فبای الاء ربکما تکذبن﴾  
فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۳، میں گزری، رب المشرقین: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رب المغربین: معطوف، مگر "هو" مبتدا محذوف کی خبر، مگر جملہ اسمیہ، فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۳، میں گزری۔  
﴿مرج البحرین یلتقین بینہما ہرزخ لا یغین فبای الاء ربکما تکذبن﴾  
مرج: فعل بافاعل، البحرین: ذوالحال، یلتقین: جملہ فعلیہ حال، مگر مفعول، مگر جملہ فعلیہ، بینہما ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، ہرزخ: موصوف، لا یغین: جملہ فعلیہ صفت، مگر مبتدا مؤخر، مگر جملہ اسمیہ متانفہ، فبای الاء..... الخ: اسکی ترکیب آیت نمبر ۱۳، میں گزری۔

﴿یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان فبای الاء ربکما تکذبن وله الجوار المنششت فی البحر کالاعلام﴾  
یخرج منہما: فعل وظرف لغو، اللؤلؤ والمرجان: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الجوار: موصوف، المنششت فی البحر: شبہ جملہ صفت، مگر جملہ اسمیہ متانفہ، فبای الاء..... الخ: اسکی ترکیب آیت نمبر ۱۳، میں گزری، و: متانفہ، له ظرف مستقر خبر مقدم، الجوار: محذوف الیاء موصوف، المنششت فی البحر: شبہ جملہ صفت، مگر ذوالحال، کالاعلام: ظرف مستقر حال، مگر مبتدا مؤخر، مگر جملہ اسمیہ متانفہ۔  
﴿فبای الاء ربکما تکذبن﴾ فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۳، میں گزری۔

### ﴿شان نزول﴾

☆.....علم القرآن.....☆ جب یہ آیت ﴿اسجدوا للرحمن﴾ نازل ہوئی کفار مکہ نے کہا کہ تم نے کیا ہے، ہم نہیں جانتے اس پر اللہ ﷻ نے سورۃ الرحمن نازل فرمائی کہ جس کا تم انکار کرتے ہو وہی ہے جس نے قرآن نازل فرمایا اور ایک قول یہ ہے کہ اہل مکہ نے جب کہا کہ محمد ﷺ کو کوئی بشر سمجھتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ ﷻ نے فرمایا کہ رحمٰن نے قرآن اپنے حبیب ﷺ کو سکھایا۔  
☆.....کحل یوم ہو فی شان.....☆ یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو کہتے تھے کہ اللہ ﷻ سحر کے روز کوئی کام نہیں کرتا ان کے قول کا بطلان ظاہر فرمایا گیا۔ مقول ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے اس آیت کے معنی دریافت کئے اس نے ایک روز کی مہلت چاہی اور نہایت شکر اور مغفوم ہو کر اپنے مکان پر آیا اس کے خوشی غلام نے وزیر کو پریشان دیکھ کر کہا اے میرے آقا آپ کو کیا مصیبت پیش آئی بیان کیجئے وزیر نے بیان کیا تو غلام نے کہا اس کے معنی میں بادشاہ کو سجدوں کا وزیر نے اس کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا تو غلام نے کہا اے بادشاہ اللہ ﷻ کی شان یہ ہے کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں اور مردے سے زندہ نکالتا ہے اور زندے سے مردہ اور بیمار کو تندرستی دیتا ہے اور تندرست کو بیمار کرتا ہے مصیبت زدہ کو زہائی دیتا ہے اور بے غموں کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے، عزت والوں کو ذلیل کرتا ہے اور ذلیلوں کو عزت دیتا ہے، مالداروں کو فقار کرتا ہے اور محتاجوں کو مالدار، بادشاہ نے غلام کے جواب کو پسند کیا اور

وزیر کو حکم دیا کہ اس غلام کو خلعت وزارت پہنائے غلام نے وزیر سے کہا اے آقا یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک شان ہے۔

## ﴿تشریح تو ضیح و اعتراض﴾

### رحمن نے کسے قرآن سکھایا؟

۱۔..... اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں تین ناموں کو جمع کر دیا، السر، حم اور، ان تینوں کا مجموعہ الرحمن بنتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو قرآن کا علم سکھایا تاکہ وہ انہیں لوگوں تک پہنچا سکے۔ جب سید عالم ﷺ پر اعتراض کیا گیا کہ الرحمن سے مراد کون ہے؟ اس کے جواب میں اہل مکہ کو فرمایا گیا کہ الرحمن وہ ہے جو اپنے حبیب ﷺ کو قرآن سکھاتا ہے، حالانکہ اہل مکہ کا اعتراض یہ تھا کہ الرحمن سے مراد یمامہ کا رہنے والا مسیلہ کذاب نامی شخص ہے، جس کے نتیجے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۱۴۳)

۲۔..... ابو شیبہ اپنی کتاب ”العظمة“ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں: ”اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز سے غافل ہوتا تو مکی، رائے کے دانے اور پھر جیسی حقیر چیزوں سے غافل ہوتا“۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن میں ہر چیز کا علم اُتارا اور ہمارے لئے اس میں سب کچھ ہی بیان کر دیا لیکن ہم نے اس سے بہت کم ہی سیکھا، اور ابن عباس کہتے ہیں: ”لو ضاع لى عقلا بعیر لو جدته فى كتاب الله تعالى اگر میرے اونٹ کے گردن کی رسی بھی گم ہو جاتی تو میں اُسے قرآن سے تلاش کر لیتا“، مری کہتے ہیں کہ قرآن اولین و آخرین کے علوم کا مجموعہ ہے اور اس کے علوم کا احاطہ کا حقہ کوئی نہیں کر سکتا مگر جس کے ساتھ کلام کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے سید عالم ﷺ کو اس پاک کلام کی تاثیر سے فیض فرمایا، پھر اس پاک کلام کے حضرات خلفاء اربعہ وارث ہوئے، پھر ان کے بعد تابعین، اور پھر رگاز آنے لگا اور جس طرح صحابہ و تابعین کے دور میں قرآن کی عظمت و ہیبت ہوا کرتی تھی وہ نہ رہی۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۱۴۰)

### انسان اور بیان کے اطلاق:

۱۔..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿خلق الانسان علمه البيان﴾ خلق الانسان علمه البيان انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا، ماکان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا (رحمن: ۴۰:۳)، بعض قول کے مطابق انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں، ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد تمام ہی انسان ہیں، اور انسان سے جس انسان مراد لی گئی ہے، جیسا کہ کہا گیا ہے: ﴿ان الانسان لفی خسر بیشک آدمی نقصان میں ہے﴾ (نصر: ۲)۔ انسان کو بیان سکھانے کے حوالے سے اہل تاویل کا اختلاف ہے، چنانچہ بعض کے نزدیک بیان سے مراد حلال و حرام کا علم سکھانا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا و آخرت کے حلال و حرام کا علم دے دیا، جس کی انسان کو حاجت ہوتی ہے۔ قتادہ ہی سے ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خیر و شر کا علم سکھادیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بولنا سکھایا۔ (الطبریزی، الجزء: ۲۷، ص ۱۳۳ وغیرہ) امام راہزی لکھتے ہیں: بیان کیا تھا اور سکھانے کی کیفیت کیا تھی؟ مفسرین کلام کہتے ہیں کہ لفظ کا طریقہ تعلیم فرمایا گیا کہ کس طرح کلام کیا جاتا ہے اور سمجھا جاتا ہے، اور اس مغالطے میں انسان دیگر حیوانات سے ممتاز ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿خلق الانسان﴾ میں خاص انسانی جسم کی تخلیق کا بیان ہے اور ﴿علمه البيان﴾، ماکان وما یکون کے میں اُسے علم کے اعتبار سے دوسروں سے ممتاز کرنے کا بیان ہے۔ اور بیان کا اطلاق قرآن پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿هذا یسان للناش وهدی یہ لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا﴾ (العباس: ۲۳۸)۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو فرقان، بیان، اور حق و باطل کے مابین فرق کرنے والا بیان فرمایا، پس اس صورت میں بیان کے اطلاق سے قرآن کا ارادہ کرنا صحیح ہے۔

(الراہزی، ج ۱، ص ۳۳۸)

## سورج اور چاند کا حساب سے چلنا :

۳..... سورج اور چاند کے حساب سے چلنے کی مثال یہ ہے: ﴿وَاللَّهُ كَلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ بِقَدْرِ بَيْتِكُمْ﴾ ہم نے ہر چیز ایک اندازہ سے پیدا فرمائی (النسر: ۶۹) ﴿وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ﴾ اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے (الرعد: ۸) ﴿يَسْأَلُ اللَّهَ﴾ کے مقرر کردہ حساب کتاب سے چلتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ حسابان سے مراد فلک ہے جس کے گرد بادل گھومتا ہے جیسا کہ چکی میں پتھر گھومتا ہے اور اس کی دلیل اس فرمان سے ملتی ہے: ﴿وَكُلُّ فَنِي فَلَكٍ يَسْبَحُونُ﴾ اور ہر ایک ایک گھیرے میں پیر رہا ہے (یسر: ۷۰) ﴿يَهَاں اِيك سَوَالِ يِه بَهِى پِيْدَا هُوْتَا هَے كِه سَوْرَجْ اَوْر چَانْدُوْنُوں اِيك هِىْ حِسْبَانِ مِيں گھومتے هِيں يَادُوْنُوں اَلَكْ اَلَكْ مَرَاد هَے﴾ ہم یہ کہیں گے کہ یہاں اس بات کا احتمال ہے کہ دونوں میں سے ہر ایک کے حساب کی حدت کا بیان کرنا مقصود ہے جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿كُلُّ فَنِي فَلَكٍ﴾ (الانبیاء: ۳۳) یہ معنی نہیں کہ سب ایک ہی فلک میں تیر رہے ہیں بلکہ اللہ ﷻ نے سب کی مقدار الگ الگ متعین کی ہوئی ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ﴾ اور ہر چیز اس کے پاس ایک اندازے سے ہے (الرعد: ۸) ﴿يَعْنِىْ هِرَايَكْ كَا اَلَكْ اَلَكْ حِسَابِ كِتَابِ هَے جِسْ طَرَحِ مِيرَاثِ مِيں هِرَايَكْ وَاَرَاثِ كَا اَلَكْ اَلَكْ حَصَّهٖ مَتَعِيْنِ هُوَا كِرْتَا هَے لِيَكِنْ حِسَابِ اِيكِ هِىْ هَے يَعْنِىْ كِسِى كَا حَصَّهٖ چھٹا هَے تُو كُوْنِىْ اَٹھُوَاں حَصَّهٖ لِيْتَا هَے لِيَكِنْ حِسَابِ اِيكِ هِىْ مَتَعِيْنِ هُوَا چكا هَے بِالْكُلِّ اِسِى طَرَحِ (سَاتُوں) آسْمَانِ مِيں هِرَايَكْ كَا اِپْنِىْ جِدَا گَانَهٗ رِفَارِ اَوْر سِيرِ كِرْتَا مَتَعِيْنِ هَے۔﴾ (الرازى، ج ۱، ص ۳۴۰)

## ستاروں اور درختوں کے سجدے کی کیفیات:

۴..... سورج اور چاند کے سجدے کرنے کو بیان نہیں کیا گیا کہ یہ سجدہ کرتے ہیں یا نہیں بلکہ ستارے اور درخت کے سجدہ کرنے کو بیان کیا گیا اور اس کی چند وجوہات ہیں: (۱)..... نجم اور شجر کے سجدوں سے مراد ان کے سایوں کا سجدہ کرنا ہے۔ (۲)..... اللہ ﷻ کے لئے عاجزی اختیار کرتے ہیں اور درختوں کی کوٹلیں زمین سے نکلتی ہیں اور اللہ ﷻ کے اذن سے زمین میں ثابت و قائم رہ جاتی ہیں اور اللہ ﷻ نے سورج و چاند کو حرکت مستدیرہ اور ستاروں کو حرکت مستقیمہ میں مسخر کر دیا اور درختوں کو اپنے مکان میں ثابت کر دیا کیونکہ سجدہ کرنے والا ثابت قدمی اختیار کر لیتا ہے۔ (۳)..... ان کا حقیقی سجدہ کرنا بھی مراد ہو سکتا ہے کیونکہ انسان ہر چیز کی حقیقت حال سے ناواقف ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ﴾ ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے (الاسراء: ۷۷) ﴿..... سَجْدَے سَے مَرَادِزِ مِيں پَر پِيْشَانِىْ يَاسِرْ كُوْر كُھ دِيْنَا، اَوْر ستارے و درخت کے سر زمین میں اور ٹانگیں آسمان میں ہوا کرتی ہیں، حيوان کے سروہ ہوتے ہیں جس سے غذا کھائی اور پی جاتی ہے جب کہ ستاروں اور درختوں کا کھانا پینا ان کے تنوں کے ساتھ وابستہ ہے اور بغیر سر کے کسی میں حیات سرایت نہیں کرتی جب کہ درخت و ستاروں میں ہر چیز باقی رہتی ہے سوائے اس کے کہ ان کی اصول کو کاٹ دیا جائے اور ان کے اصول کے کٹ جانے کی وجہ سے ان کی فروغ میں خلل رونما ہو جائے اور اسی وجہ سے بعض نے فروغ کو درخت کا سر کہا ہے۔﴾ (الرازى، ج ۱، ص ۳۴۱)

## میزان سے متعلق بحث:

۵..... ابن عباس سے روایت ہے کہ میزان کی بھی زبان اور کتفان (شانے، بازو و کندھے) ہو گئے۔ ابن ابی الدنیانے حذیفہ سے نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن وزن کرنے والے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ہو گئے۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ قیامت میں لوگوں کا حساب کیا جائے گا، پس جس کی نیکیاں ایک سے زائد ہوں گی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس کے گناہ ایک نیکی سے زائد ہو گئے وہ آگ میں جائیں گے، پھر فرمایا: میزان ایک دانے کے وزن سے بھی ہلکا ہوگا اور نیکی و بدی کے وزن سے برابر بوجھل ہوتا



رہے گا، پس اعراف والوں کو (پل) صراط پر روک دیا جائے گا۔ (البذور والسافرة، باب: المیزان، رقم: ۹۱۴ تا ۹۱۶، ص ۳۱۵)

اس دن میزان ضرور قائم ہوگی، اکثر مفسرین کا قول ہے کہ میزان پر اعمال کے وزن کرنے کا ارادہ کیا جائے گا اور اللہ ﷻ ایک میزان یعنی ترازو جس کے ایک پلڑے کی لمبائی چوڑائی مشرق و مغرب جتنی ہوگی نصب فرمائے گا، علماء کا اس بات میں اختلاف ہے کہ وزن کرنے کی کیفیت کیا ہوگی؟ چنانچہ اس ضمن میں بعض علماء کا موقف یہ ہے کہ اعمال جن صحائف پر مذکور ہیں انہیں وزن کیا جائے گا، ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص کے ننانوے دفتر ہونگے جو حدنگاہ تک پھیلے ہوئے ہونگے اس میں سے ایک پرچی جس پر کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ واشہدان محمد عبدہ ورسولہ لکھا ہوگا اس پرچی کو ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور دوسرے پلڑے میں باقی دفاتر رکھے جائیں گے تو کلمہ طیبہ والی پرچی جس پلڑے میں ہوگی اس کا وزن بڑھ جائے گا، ایک قول یہ ہے کہ لوگوں کا وزن کیا جائے گا جیسا کہ روایت میں ہے کہ کل بروز قیامت ایک موٹے شخص کو لایا جائے گا اور اس کا وزن کیا جائے گا تو وہ اپنے وزن میں چھڑکے پر کے برابر بھی نہ ہوگا، ایک قول یہ ہے کہ اعمال کا وزن ہوگا لہذا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نیک اعمال اچھی صورت میں لائے جائیں گے اور بُرے اعمال بُری صورت میں لائے جائیں گے اور انہیں میزان میں رکھا جائے گا، اور اعمال کو میزان میں رکھ کر وزن کرنے کی حکمت یہ ہے کہ دنیا میں بندوں کا اللہ ﷻ پر ایمان لانے کے سلسلے میں امتحان ہو جائے اور لوگوں پر عقی کی حجت بھی تمام ہو جائے۔ (البغوی، ص ۲۹۵ وغیرہ)

جاننا چاہیے کہ قیامت میں لوگوں کے تین گروہ ہونگے ایک مشقون، دوسرے مخلصون اور تیسرے کفار، بہر حال متقی و پرہیزگاروں کی نیکیاں، روشن و چمکدار پلڑے میں رکھی جائیں گی اور انکے صغیرہ گناہ دوسرے یعنی گناہوں والے پلڑے میں رکھے جائیں گے اور انکے صفائے وزن کو اللہ ﷻ بڑھنے نہ دیگا اور کبار سے اجتناب کرنے کی برکت سے ان کے صفائے بھی مٹا دیگا اور انہیں جنت میں جانے کا حکم دے دیا جائے گا اور ہر ایک جنتی پر اس کے اعمال کے حساب سے انعام کیا جائے گا، کافروں کے کفریہ اعمال کو اندھیرے میں ڈوبے پلڑے میں رکھا جائے گا اور ان کے اعمال نامے میں کوئی نیکی ہوگی ہی نہیں کہ جسے نیکی والے پلڑے میں رکھا جائے لہذا اللہ ﷻ ان کے بارے میں جہنم کا فیصلہ دے گا ان دونوں قسموں کا بیان قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ آیات وزن میں مذکور ہے، تیسری قسم کے لوگ وہ ہیں جو مخلصین کہلاتے ہیں ان کے بارے میں احادیث طیبہ میں مضامین ملتے ہیں چنانچہ ان کی نیکیاں روشن و چمکدار پلڑے میں اور بُرائیاں اندھیرے میں ڈوبے پلڑے میں رکھی جائیں گی تو اگر نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوا اگرچہ نیکیاں کم ہوں یا برابر ہوں ایسے لوگوں کی جنت کی طرف رہنمائی کی جائے گی وہ جنت میں جائیں گے اور جن کے گناہوں کا بوجھ بھاری ہوگا اگرچہ گناہ کم ہی کیوں نہ ہوں انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا مگر اللہ ﷻ اپنی رحمت سے جسے چاہے معاف کر دے۔ (الصاوی، ج ۲، ص ۲۴۳)

### رب ﷻ کی ظاہری و باطنی نعمتوں کا تذکرہ:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فبسی الا ربکما تکذبین تو اپنے رب کی کوئی نعمت کو جھٹلاؤ گے﴾، اس آیت کو اکتیس مرتبہ تکرار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، تاکہ بار بار نعمتوں کا ذکر ہو جائے اور اس کے ذریعے نصیحت ہو جائے۔ پھر اس لئے بھی تکرار کر دی تاکہ مخلوق پر اللہ ﷻ کی نعمتوں کی تعداد کا بیان ہو جائے اور ساتھ ہی جن دو نعمتوں کا ایک ساتھ ذکر ہے اس کی اہمیت اجاگر ہو جائے اور نہ ماننے والوں کا حال بھی واضح ہو جائے جیسا کہ کسی کو کہا جائے الم تکن فقیرا فاغنیٰ تک افتنک هذا؟ یعنی جب تو فقیر تھا تو تجھے غنی نہ کر دیا، کیا تو اس غنی ہونے کا انکار کرتا ہے، اسی طرح کسی کو کہا جائے کہ کیا جب تو برہنہ تھا تو تجھے کپڑوں کی نعمت نہ دی تو کیا تو اس نعمت کا انکار کرتا ہے؟ کیا تجھے حالت حمل میں معزز نہ کیا تو کیا تو اس بات کا انکار کرتی ہے؟ اور اس قسم کے کلام کی کئی مثالیں اہل عرب

میں نمایاں طور پر ملتی ہیں۔ اور اس پر اللہ ﷻ کی وحدانیت کی دلیل اور بیان کی تعلیم، سورج، چاند، ستاروں میں ہونے والی اللہ ﷻ کی نعمتوں کا پرچار جو کہ اللہ ﷻ نے جن وانس کے ساتھ فرمایا، پس یہ ساری نعمتیں جو انسان و جن پر ہوتی رہی ہیں اللہ ﷻ کی قدرت سے منحصر ہیں۔

(الحازن، ج ۴، ص ۲۲۶)

☆..... حضرت جابر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے سامنے سورۃ الرحمن کی ابتداء سے ابتداء تک تلاوت فرمائی، صحابہ خاموش رہے، آپ نے فرمایا: میں نے جنات سے ملاقات کی تب یہ سورت جنات پر پڑی تھی، انہوں نے تم سے اچھا جواب دیا، جب بھی یہ آیت پڑھتا: ﴿فبہای الاء ربکما تکذبن تو اپنے رب کی کوئی نعمت کو جھٹلاؤ گے﴾ تو وہ کہتے: لا بشیء من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد یعنی اے ہمارے مالک! ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کو نہیں جھٹلائیں گے، پس تیرے لئے حمد ہے۔“

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب من سورۃ الرحمن، رقم: ۳۳۰۲، ص ۹۴۵)

اللہ ﷻ نے اپنے بندوں پر بے شمار ظاہری و باطنی نعمتیں فرمائیں: (۱)..... اعضائے جسمانی کا صحیح سلامت ہونا، (۲)..... عقل و فہم و فراست کا ملنا، (۳)..... حکمت کی دولت حاصل ہونا، (۴)..... پہننے کو لباس اور کھانے کو خوراک میر آنا، (۵)..... پینے کو پانی کی نعمت، (۶)..... گناہوں کی پردہ پوشی کی نعمت، (۷)..... پانی اور خوراک کا ہضم ہو جانا اور فضلات کا جسم سے خارج ہو جانا، (۸)..... حواس خمسہ کی نعمت، (۹)..... اہل و عیال، (۱۰)..... کاروبار، (۱۱)..... رہائش گاہیں، (۱۲)..... ماہ رمضان، (۱۳)..... خانہ کعبہ، (۱۴)..... حضرات انبیائے کرام اور اہل اللہ ﷻ کی محبت، (۱۵)..... قرآن، (۱۶)..... اللہ ﷻ کی معرفت، (۱۷)..... قوت گویائی، (۱۸)..... دن رات، سورج، چاند، ستارے، (۱۹)..... عہدہ، منصب، اقتدار وغیرہ۔

## انسان اور جن کی تخلیق کا نعمت ہونا:

یے..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿خلق الانسان من صلصال کالفخار اس آدمی کو بنایا بجٹی مٹی سے جیسے ٹھیکری﴾ انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں جو کہ ابوالبشر ہیں، صلصال سے مراد وہ آواز ہے جو کسی خشک چیز میں ہلانے سے پیدا ہوتی ہے اور اسی سے صل المسمار یعنی کیل ٹھونکنے کی آواز اور الطین الجاف صلصال یعنی کھوکھلی (خشک) مٹی کا بجنا، اسی سے عمدہ قسم کی گیلی مٹی جس کا پانی سوکھ جائے اور وہ بجنے لگے اور اسی سے صل اللحم یعنی گوشت کا سڑ جانا بھی مراد لیا جاتا ہے۔ (المفردات، ص ۲۸۹)

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وخلق الجن من مارج من نلر اور جن کو پیدا فرمایا آگ کی لو کے (لپٹ) سے﴾ میں الجن سے مراد ابلیس لعین ہے، کیونکہ یہ ابوالجن ہے، جیسا کہ حضرت آدم ابوالبشر ہیں۔ مارج کے معنی شعلوں کی مختلف ملی جلی لپٹیں، اور الجن واحد ہے جس کی جمع جن ہے۔

## مشرق و مغرب میں پوشیدہ نعمتیں:

۸..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿رب المشرقین ورب المغربین دونوں پورپ کارب اور دونوں پچھم کارب﴾ (رحمن ۱۷)، اس آیت میں دو مشرقوں اور دو مغربوں کا ذکر ہے۔ مراد مفسرین کرام نے یہ لی ہے کہ سورج کا طلوع و مغرب میں ہوتا ہے اور غروب مغرب میں ہوتا ہے، اور سرزمین و گرمی کے اعتبار سے سورج کا طلوع و غروب بھی تبدیل ہوتا رہتا ہے سرزمینوں میں دن نو گھنٹے کا ہوتا ہے تو رات چودہ گھنٹوں کی ہوتی ہے اور گرمیوں میں معاملہ اس سے برعکس ہوتا ہے، تاہم اسی بناء پر دو مشرق و دو مغرب مراد لئے گئے ہیں کہ ان میں سوچ و فکر رکھنے والوں کے لئے بہت کچھ سیکھنے کی باتیں ہیں۔ انسانوں اور جنوں میں اللہ ﷻ نے انسان کو فضیلت عطا فرمائی اور اشرف المخلوقات کا تاج حضرت انسان کے سر پر سجایا ہے تاہم جنات ہوں یا انسان مشرق و مغرب کی تبدیلی سے سب ہی

فائدہ اٹھاتے ہیں اگر ایک ہی نظام چلتا رہتا اور موسمی تغیرات کا تصور ہی کچھ نہ ہوتا تو نہ ہی فصلیں پکتیں، کھیت لہلہاتے، بزرے، پھل، بارش، الغرض نظام زندگی میں ایک تناؤ پیدا ہو جاتا لہذا مشارق و مغارب کے اوقات کار میں تبدیلی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔

### دوسمندروں کے ملنے میں نعمت ہونا:

۹..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿مخرج البحرین يلتقین بینہما برزخ لا یغین اس نے دوسمندر بہائے دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا﴾، مفسرین کرام کے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں: (۱)..... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ مراد آسمان و زمین کے سمندر ہیں، اور یہی قول مجاہد اور سعید بن جبیرؓ کا بھی ہے۔ (۲)..... حسن اور قتادہ کے قول کے مطابق روم اور فارس کے سمندر مراد ہیں۔ (۳)..... ابن جریر کہتے ہیں مراد نمکین سمندر اور میٹھے پانی کی نہریں ہیں۔ (۴)..... ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مراد مشرق و مغرب کے سمندر ہیں جن کے کنارے آپس میں ملتے ہیں۔ (۵)..... مراد موتی اور مرجان کے سمندر ہیں۔ (۶)..... قتادہ کے نزدیک دونوں سمندروں کے مابین ایک ایسی آڑ ہے جو لوگوں کو غرق ہونے سے بچاتی ہے۔ (۷)..... اگر ان دونوں کے مابین کوئی آڑ نہ ہوتی تو انہیں ملنے سے کوئی چیز نہ روک سکتی تھی۔ (۸)..... مراد دنیا و آخرت کی آڑ ہے، یعنی جب تک دوسری مدت کا وجود نہیں ہوتا پہلی مدت اختتام پذیر نہیں ہوگی۔ (۹)..... سہل بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ دوسمندروں سے مراد خمر و شراب کے دوراستے ہیں اور ان کے مابین توفیق و عصمت کی آڑ ہے۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۱۴۱)

### سمندروں سے موتی وجواہرات نکلتا:

۱۰..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یسخرج منہما اللؤلؤ والمرجان ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے﴾ (رحمن: ۲۲) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے موتی اور مرجان نکالے، جیسا کہ زمین سے دانے اور پودے نکلتے ہیں۔ انفس سعید کہتے ہیں کہ ایک قوم نے گمان کیا ہے کہ میٹھے پانی کے سمندر سے موتی نکلتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ دوسمندروں میں سے ایک سے موتی اور دوسرے سے مرجان نکلتے ہیں۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ مراد زمین و آسمان کے دوسمندر ہیں اور جب آسمان سے پانی کی بوند گرتی ہے تو وہ سمندر میں ایک خول نما سیپ بناتی ہے جس میں موتی کی افزائش ہوا کرتی ہے۔ اللؤلؤ چھوٹے موتی کو کہتے ہیں جب کہ المرجان بڑے موتی کو کہتے ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۱۴۲)

علامہ آلوسی کہتے ہیں: ایک غریب تفسیر اس آیت کے حوالے سے یہ بھی ہے کہ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ دوسمندروں سے مراد بنی فاطمہ زہرہ اور حضرت علی ہیں جب کہ موتی اور مرجان سے مراد امام حسن و حسینؓ ہیں۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۱۵۲)

### اغراض:

او الا یسالہ: یہ آیت مدنی ہے، اور تیسرا قول یہ ہے کہ مکمل سورت مدنی ہے۔ فہما آلاء ربکمما تکذبان: اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آسمان و زمین اللہ کی نشانیاں ہیں۔ من شاء: اللہ کی مخلوق یعنی انسان، جنات اور فرشتے، اور بعض مفسرین نے حضرت محمد ﷺ یا جبرائیل امین علیہ السلام کو مراد لیا ہے، کیونکہ مشرکین کے قول ”انہیں کوئی بشر سکھاتا ہے“ کو رد کرنا تھا، اور اول قول اپنے عموم کے اعتبار سے اولیٰ ہے۔ معنی یہ ہے کہ قرآن کو معارضین کے نزدیک نشانی کر دیا کہ وہ اس جیسا لانے سے عاجز ہیں۔

الجنس: یعنی ﴿الانسان﴾ سے مراد جنس انسان ہے یعنی حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد مراد ہے۔ اور یہاں خاص و عمومی مراد ہیں جو کلام کی قدرت رکھتے ہیں تاکہ دیگر حیوانات سے ممتاز ہو جائیں اور یہی ﴿الانسان﴾ کی تفسیر میں کیا گیا ایک قول ہے، اور ایک قول کے مطابق مراد محمد ﷺ کی ذات ہے جو کہ کامل ترین انسان ہیں اور ﴿الانسان﴾ سے مراد صحیح ماکان و مایکون کا علم دینا ہے اور ایک

قول کے مطابق مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ابلیس کے نام سکھانا ہے، جولفت میں پائے جائیں اور جونہ پائے جائیں اور تمام لغات میں افضل ترین عربی لغت ہے اور حضرت آدم علیہ السلام سات سو لغات میں کلام کرنے کی طاقت رکھتے تھے۔  
 یخصمان: یعنی ستارے اور درخت اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اسی کو جھکتے ہیں اور اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کرتے جب اللہ پھل کا ارادہ فرمائے یا نہ فرمائے وہی کرتے ہیں جو حکم ہوتا ہے۔ اثبت العدل: مراد تمام امور ہیں، معنی یہ ہے کہ اللہ نے عدل کو مشروع کیا اور ہر چیز میں اسی کی مناسبت سے حکم دیا، نہ کہ صرف وزن والی چیزوں میں عدل فرمایا۔ وغیرہم: مراد بانی بہائم ہیں۔  
 ایہا الانس والجن: مراد دونوں گروہوں کا خطاب کرنا مقصود ہے، نہ کہ فقط ایک کا، اسی مناسبت سے فرمایا: ﴿ایہا النفلان﴾۔  
 ذکر تاحدی وثلاثین مرة: چنانچہ آٹھ مقامات وہ ہیں جہاں نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ساتھ ہی ﴿فبای الاء ربکما تکذبان﴾ فرمایا، سات مقامات وہ ہیں جہاں عذاب کا ذکر کرتے ہوئے ساتھ ہی یہ کلام فرما دیا اور آٹھ مقامات وہ ہیں جہاں اوصاف جنت کا تذکرہ کرتے ہوئے مثلاً جنت کے دروازوں کا ذکر کرتے ہوئے یہی کلام فرمایا اور مزید آٹھ مقامات پر بھی جنت کا ذکر کرتے ہوئے یہی کلام فرمایا۔

کانوا احسن منکم ردا: اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ”جن“ انسان سے زیادہ حسین ہیں۔ اذ انقرو: انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا تا کہ اس بات کی خبر ہو کہ اس میں کوئی عیب ہے یا نہیں۔ وهو ما طبخ من طین: مراد وہ پکی ہوئی مٹی ہے جو محلات کی تعمیر میں استعمال کی جاتی ہے، اینٹ تھاپنے کے مقصد میں استعمال ہونے والی مٹی مراد نہیں ہے۔ وهو ابلیس: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے جو کہ صحیح ترین ہے، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے مراد ابوالجن یعنی ابلیس کے سوا کوئی اور ہے۔ هو لہبھا الخالص من الدخان: یہ ﴿مارج﴾ کی تفسیر میں ایک قول ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد سرخ، سبز اور زرد رنگ ہیں جو کہ آگ کے شعلوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ کذلک: یعنی جس طرح سردی و گرمی کے مشارق کی قسمیں یاد دلائی ہیں بالکل اسی طرح مفسر نے یہاں سردی و گرمی کے مغارب مراد لئے ہیں۔

الصادق باحدہما: ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ٹھٹھے پانی سے مراد آدمی اور نمکین سے مراد عورت ہیں اور موتی اور مرجان اس سے نکلتے ہیں جیسا کہ مرد و عورت کے میلاپ سے بچے پیدا ہوتے ہیں۔  
 (الصاوی، ج ۶، ص ۳۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿کل من علیہا﴾ آی الارض من الحیوان ﴿فان﴾ (۲۱) ﴿ہالک﴾ و﴿عبر بمن تغلیباً للعلقاء﴾ و﴿یبقی وجہ ربک﴾ ذاتہ ﴿ذوالجلال﴾ العظمتہ ﴿والاکرام﴾ (۲۲) ﴿للمؤمنین بأنعمہ علیہم﴾ ﴿فبای الاء ربکما تکذبن﴾ (۲۸) یسنلہ من فی السموت والارض ﴿ای بنطقی﴾ او حال ما یحتاجون الیہ من القوۃ علی العبادۃ والرزق والمغفرۃ و﴿غیر ذلک﴾ ﴿کل یوم﴾ ﴿وقت﴾ ﴿ہو فی شان﴾ (۲۹) ﴿امر یظہرہ فی العالم علی وفق ما قدرہ فی الازل من اخیاء واماتہ واعزاز واذلال واعناء واعدام واجابۃ ذاع واعطاء سائل وغیر ذلک﴾ ﴿فبای الاء ربکما تکذبن﴾ (۳۰) سنفزع لکم ﴿سنقصہ لِحسابکم﴾ ﴿ایہ النفلان﴾ (۳۱) ﴿الانس والجن﴾ ﴿فبای الاء ربکما تکذبن﴾ (۳۲) یمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا ﴿تخرجوا﴾ ﴿من اقطار﴾ ﴿نواحی﴾ السموت والارض فانفذوا ﴿امر تعجز﴾ ﴿لا تنفذون الا بسلطن﴾ (۳۳) ﴿بقوۃ ولا قوۃ لکم علی ذلک﴾ ﴿فبای الاء ربکما تکذبن﴾ (۳۴) یرسل علیکم شواظ من نار ﴿ہو لہبھا الخالص من



الدُّخَانُ أَوْ مَعَهُ ﴿وَنَحَاسٌ﴾ أَى دُخَانٌ لَا لَهَبَ فِيهِ ﴿فَلَا تَنْتَصِرُونَ﴾ (۳۵) ﴿تَمْتَبِعَانِ مِنْ ذَلِكَ بَلْ يَسُوفُكُمُ إِلَى  
الْمُخْشَرِ﴾ ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكُمَا تَكْذِبِينَ﴾ (۳۶) ﴿فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ﴾ انْفَرَجَتْ أَبْوَابُ لِنُزُولِ الْمَلَائِكَةِ ﴿فَكَانَتْ  
رُودَةً﴾ أَى مِثْلَهَا مُخَمَّرَةً ﴿كَالدَّهَانِ﴾ (۳۷) ﴿كَأَلَا دِيمٌ الْأَحْمَرُ عَلَى خِلَافِ الْعَهْدِ بِهَا وَجَوَابُ إِذَا قَمَ أَغْظَمُ  
الْهُولُ﴾ ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكُمَا تَكْذِبِينَ﴾ (۳۸) ﴿فَيَوْمَئِذٍ لَا يَسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهِ الْاِءَ وَلَا جَانُ﴾ (۳۹) ﴿عَنْ ذَنْبِهِ وَيَسْأَلُونَ فِى  
رَقَبَتِ أَخْرَفٍ فُورٍ بِكَ لَنَسْئَلَنَّهُنَّ أَجْمَعِينَ وَالْجَنَّ هُنَا وَفِيمَا سِوَاتِنِ بِمَعْنَى الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِيهِمَا بِمَعْنَى  
الْاِنْسِ﴾ ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكُمَا تَكْذِبِينَ﴾ (۴۰) ﴿يَعْرِفُ الْمَجْرُمُونَ بِسِمَتِهِمْ﴾ أَى سَوَادِ الْوُجُوهِ وَزُرْقَةُ  
الْعُيُونِ ﴿فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي وَالْاِقْدَامِ﴾ (۴۱) ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكُمَا تَكْذِبِينَ﴾ (۴۲) ﴿أَى تَضُمُّ نَاصِيَةً كُلَّ مِنْهُمَا إِلَى  
قَدَمَيْهِ مِنْ خَلْفٍ أَوْ قُدَّامٍ وَيُلْقَى فِى النَّارِ وَيُقَالُ لَهُمْ﴾ هذه جهنم التى يكذب بها  
المجرمون (۴۳) ﴿يَطُوفُونَ﴾ يَسْمَعُونَ ﴿بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ﴾ مَاءٍ حَارٍ ﴿اِنَّ﴾ (۴۴) ﴿شَدِيدِ الْحَرَارَةِ يُسْقَوْنَ إِذَا  
اسْتَفْأَتُوا مِنْ حَرِّ النَّارِ وَهُوَ مَنْقُوصٌ كَقَاضٍ﴾ ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكُمَا تَكْذِبِينَ﴾ (۴۵)

### ترجمہ

اس پر (یعنی زمین پر) جتنے (حیوان) ہیں سب کوفاء ہے (ہلاک ہونے والے ہیں)..... اس بات کو ”من“ سے تعبیر کرنا عقلاء کو  
دیگر مخلوق پر غلبہ دینے کے لیے ہے) اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات (وجہ ربک بمعنی ذاتہ ہے) عظمت والا اور کرم فرمانے  
والا (مومنین پر کہ ان پر نعمتیں فرماتا ہے، الجلال بمعنی العظمة ہے) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے اسی کے سنگٹا ہیں جتنے  
آسمانوں اور زمین میں ہیں (اپنی زبان سے یا زبان حال سے اسی سے مانگتے ہیں، وہ شے جس کی انہیں احتیاج ہوتی ہے جیسے عبادت  
کی قوت، رزق، مغفرت وغیرہ) اسے ہر دن (یعنی ہر وقت) ایک کام ہے (جسے وہ اپنی ازل میں مقدر کردہ تقدیر کے مطابق عالم میں  
ظاہر فرماتا ہے جیسے موت دینا، زندگی دینا، عزت دینا، ذلت دینا، غنی کرنا محتاج کرنا، دعا گو کی دعا قبول کرنا، مسائل کی مراد دینا وغیرہ  
.....) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے جلد ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے ہیں (سفر غ بمعنی سنقصد ہے) اے دونوں  
بھاری گروہ (یعنی جن وانس) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے اے جن وانسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے  
کناروں سے نکل جاؤ (تنفذوا بمعنی تخرجوا ہے، اور اقطار کے معنی کنارے کے ہے) تو نکل جاؤ (یہ حکم ان کے عجز کو ظاہر کرنے  
کے لیے ہے) تم نہیں نکل سکتے مگر قوت کے ساتھ (اور تمہیں اس کی قوت نہیں)..... سلطان کے معنی قوت ہے) تو اپنے رب کی  
کوئی نعمت جھٹلاؤ گے تم پر چھوڑی جائے گی بے دھوئیں کی آگ کی لپٹ (”شواظ“ آگ کے بے دھوئیں کی یاد دھوئیں والی لپٹ کو کہتے  
ہیں) اور بیشک لپٹ کا دھواں (”نحاس“ کا معنی بے لپٹ کا دھواں ہے) تو تم نہ روک سکو گے (اس کو بلکہ یہ تمہیں محشر کی طرف ہانک  
کر لے جائے گا، لا تنقصران بمعنی تمنعان ہے) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے پھر جب آسمان پھٹ جائے گا (یعنی فرشتوں  
کے نزول کے لیے دروازے ہو کر کھل جائے گا) تو گلاب کے پھول سا ہو جائے گا (یعنی گلاب کے پھول کی مثل سرخ ہو جائے گا) جیسے  
سرخ رنگی ہوئی کھال (یعنی سابقہ حالت کے برخلاف سرخ کھال کی مثل ہو جائے گا، یہاں ”اذا“ کا جواب شرط ”فما اعظم  
الھول“ محذوف ہے) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے تو اس دن گناہ کی پوچھ نہ ہوگی انسان سے اور نہ جن سے (اس کے گناہ کی  
پوچھ کچھ ہوگی..... یہ گناہوں کی پوچھ کسی دوسرے وقت میں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿لَنَسْئَلَنَكَ أَجْمَعِينَ﴾ یہاں اور

ما قبل مقامات میں السجان بمعنی السجنی اور الانس بمعنی الانسی ہے) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے مجرم اپنی علامتوں سے پہچانے جائیں گے (یعنی سیاہ چہروں اور نیلی آنکھوں سے) تو ماتھا اور پاؤں پکڑ کر جہنم میں ڈالے جائیں گے تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے (ان میں سے ہر ایک کی پیشانی کو آگ سے یا پیچھے سے دو پہروں کے ساتھ ملا کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور پھر ان سے کہا جائے گا) یہ ہے وہ جہنم جسے مجرم جھٹلاتے ہیں دوڑیں گے اس میں (یطوفوا بمعنی یسعون ہے) اور انتہا کے جلتے کھولتے پانی میں (مجرم جہنم کی گرمی کے سبب پانی مانگیں گے تو انہیں یہ پانی پلایا جائے گا، ان بمعنی شدید الحوارة ہے، یہ قاض کی طرح اسم مقوص ہے) تو تم اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿کل من علیہا فان﴾ کل: مضاف، من علیہا: موصول صلہ، ملکر مضاف الیہ، ملکر مبتدا، فان: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و یبقی وجہ ربک ذو الجلل والاکرام فبای الاء ربکما تکذبن﴾

و: عاطفہ، یبقی: فعل، وجہ ربک: موصوف، ذو: مضاف، الجلل والاکرام: معطوف علیہ و معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ما قبل گزری۔

﴿یسئلہ من فی السموت والارض کل یوم ہو فی شان فبای الاء ربکما تکذبن﴾

یسئلہ: فعل و مفعول، من فی السموت والارض: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ متاثرہ، کل یوم: ظرف متعلق، یخذوف "الاستقرار" مصدر کیلئے، فی شان: ظرف لغو "الاستقرار" مصدر اپنے فاعل و ظرف لغو سے، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ہو: مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ، فبای الاء..... الخ: اسکی ترکیب ما قبل گزری۔

﴿سنفرغ لکم ایہ الثقلین فبای الاء ربکما تکذبن﴾

سنفرغ لکم: فعل با فاعل و ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ایہ الثقلین: نداء، ملکر جملہ ندائیہ متاثرہ، فبای الاء..... الخ: اسکی ترکیب ما قبل گزری۔

﴿یمعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموت والارض فانفذوا﴾

یمعشر الجن والانس: نداء، ان: شرطیہ، استطعتم: فعل با فاعل، ان: مصدریہ، تنفذوا: فعل فاعل، من اقطار السموت والارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انفذوا: فعل امر با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿لا تنفذون الا بسلطان فبای الاء ربکما تکذبن﴾

لا تنفذون: فعل نفی با فاعل، الا: اداة حصر، بسلطان: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، فبای الاء ربکما..... الخ: اسکی ترکیب ما قبل آیت نمبر ۱۳ میں گزری۔

﴿یرسل علیکما شواظ من نار ونحاس فلا تنتصرن فبای الاء ربکما تکذبن﴾

یرسل علیکما: فعل و ظرف لغو، شواظ: موصوف، من نار ونحاس: ظرف متقرر مفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، نحاس: معطوف، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ متاثرہ، ف: عاطفہ، لا تنتصرن: فعل نفی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، فبای الاء ربکما تکذبن: ما قبل و یکھیں۔

﴿فاذا انشقت السماء فکانت وردة کالدھان فبای الاء ربکما تکذبن﴾

ف: مستانفہ، اذا نظر فیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، انشقت السماء: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، کانت فعل ناقص با اسم، وردۃ: موصوف، کالدهان: ظرف مستقر مفت، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا محذوف "فرویت امورا عظیمہ" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ، فباہی الاء..... الخ: اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۳، میں گزری۔

﴿فیومئذ لا یستل عن ذنبہ انس ولا جان فباہی الاء ربکما تکذبن﴾

ف: عاطفہ، یومئذ: ظرف مقدم، لا یستل عن ذنبہ: فعل نفی مجہول وظرف لغو، انس معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تانیہ، جان: معطوف، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، فباہی الاء ربکما..... الخ: اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿یعرف المجرمون بسیمہم فیوخذ بالنواصی والاقدام فباہی الاء ربکما تکذبن﴾

یعرف المجرمون: فعل ونائب الفاعل، بسیمہم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، یوخذ: فعل مجہول، ب: جار، النواصی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الاقدام: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، فباہی الاء..... الخ: اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿ہذہ جہنم الیٰ یكذب بها المجرمون یطوفون بینہا و بین حمیم ان فباہی الاء ربکما تکذبن﴾

ہذہ: مبتدا، جہنم: موصوف، الیٰ یكذب بها: فعل مجہول وظرف لغو، المجرمون: ذو الحال، یطوفون: فعل بافاعل، بینہا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، بین: مضاف، حمیم: ان: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر مفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، فباہی الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

### ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

### سب کچھ فنا ہونے کا معنی:

۱..... اللہ نے فرمایا: ﴿کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلل والاکرام زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا (الرحمن ۲۶)﴾، یعنی زمین پر موجود حیوانات، مرکبات، یا جو کچھ بھی زمین پر ہے یہاں تک کہ پہاڑ، سمندر، معدنیات سب ہی کو فنا ہے۔ من کا لفظ ذوی العقول کو غلبہ دینے کے لئے ہے یعنی جن وانس سب ہی کو فنا ہونا ہے۔ اب فنا ہونا یا تو قیامت قائم ہونے پر ہو گا یا قیامت سے پہلے جب اللہ تعالیٰ چاہے۔ وجہ ربک متشابہات میں سے ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت، بادشاہت، استغناء مطلق اور فضل والا ہے۔

(المظہری، ج ۶، ص ۴۹۴)

ابن کثیر لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ تمام زمین والوں کو موت سے ہمکنار فرمائے گا اور یونہی آسمان والوں میں جو چاہے فرمائے گا، اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا، پس اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جسے موت نہیں، بلکہ وہ ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آسکتی۔ قتادہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جو چاہا تخلیق فرمایا اور پھر اس تخلیق کو فنا بھی فرمائے گا۔ دعائے ماثورہ ہے: ”یا حی یا قیوم یا باریع السموات والارض یا ذا الجلال والاکرام لا الہ الا انت برحمتک نستغیث اصلح لنا شأننا کلہ ولا تکلنا الا لنفسنا طرفۃ عین ولا الی احد من خلقک یعنی اے زندہ وقائم رہنے والی ذات، اے آسمان وزمین کے نئے پیدا کرنے والے یا عزت وجلال واکرام والے نہیں کوئی معبود مگر تو ہی، ہم تیری ہی رحمت کے سوا کسی اور کی اصلاح فرما اور ہمیں ہمارے نفس کی (شرارتوں کے) سپرد ایک آنکھ جھپکنے کی مدت کیلئے بھی نہ کرنا اور سب تیری ہی مخلوق ہیں تیرے چاہنسی کی کوئی تخلیق نہیں۔“

(ابن کثیر، ج ۴، ص ۳۲۲)

## ہر آن نئی شان (نیا کام) ہونے کے محامل:

۲..... اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿کل یوم ہو فی شان اسے ہر دن ایک کام ہے﴾ (الرحمن: ۲۹) ﴿ہر دن اللہ ﷻ نئی مخلوق میں نئی (حکمتیں) فرماتا ہے، تکلیف میں مبتلا لوگوں کی تکالیف دور فرماتا ہے، ایک قوم کو بلند کرتا تو اس کے مقابلے میں دوسری کو نیچا کرتا ہے، اور اس کے علاوہ کئی حوالے سے اس کی شان ہر آن اور ہر دن نمایاں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ دعا کرنے والوں کی دعائیں سنتا، سوال کرنے والوں کو نوازا، قیدی کے لئے رہائی کے اسباب کرتا یا بیمار کو تندرست کرتا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ ہر دن وہ دعا قبول کرتا ہے، اور تکلیف دور فرماتا ہے، بیقراروں کی فریاد سنتا ہے، اور گناہگاروں کی بخشش فرماتا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ ہر روز نئی زندگی دیتا، موت سے ہٹکار کرتا اور اپنے نئے امور کی تکمیل فرماتا ہے۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ اللہ ﷻ نے لوح محفوظ کو سفید تختی کی مثل بنایا ہے، جس کے دفاتر سرخ یا قوت کے ہیں، قلم نور کا، کتاب نور کی، اس کا عرض زمین و آسمان کے درمیانی حصے کے برابر ہے، اللہ ﷻ ہر روز اس کی جانب تین سو ساٹھ مرتبہ نظر رحمت فرماتا ہے، اور ہر ایک بار نظر رحمت فرمانے میں زندگی و موت کے فیصلے فرماتا، عزت و ذلت دیتا، اور جو چاہتا ہے وہی فرماتا ہے۔ (الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۱۵۷ وغیرہ)

امام قرطبی فرماتے ہیں: فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جس کے چار چہرے ہیں: (۱)..... انسان کی مانند چہرے سے وہ انسانوں کے لئے رزق کا سوال کرتا ہے، شیر کی مانند چہرے سے وہ درندوں کے لئے رزق کا سوال کرتا ہے، تیل نما چہرے سے وہ چوپایوں کے لئے رزق کا سوالی ہوتا ہے اور نسر (ایک قسم کا پرندہ) نما چہرے سے وہ پرندوں کے لئے رزق کا سوال کرتا ہے۔ ابن عطا کہتے ہیں کہ مراد اللہ ﷻ سے عبادت پر قوت کا سوال کرنا ہے۔ مسند بزار کی روایت میں ہے کہ اللہ ﷻ گناہوں کو بخش دیتا ہے، کرب کو دور فرماتا ہے اور دعا کو قبول کرتا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کی شان ہے کہ زندگی اور موت عطا فرماتا ہے اور عزت و ذلت، رزق و نگی عطا کرتا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ ہر روز دو امور انجام دیتا ہے ایک دنیاوی اور دوسرا اخروی۔ ابن بحر کہتے ہیں کہ زمانہ روزانہ دو امور پر مشتمل ہوتا ہے، دنیاوی اور اخروی۔ ایک دنیاوی مدت ہے اور دوسری اخروی مدت، پس دنیاوی مدت میں یہ ہے کہ اللہ ﷻ دنیا میں آزمائش، اوامر و نواہی، زندگی و موت، عطا کرنا اور روک لینا شامل فرماتا ہے جب کہ اخروی مدت میں قیامت کی جزاء و سزا، حساب کتاب وغیرہ امور شامل ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۱۴۵)

## انسان و جن کو زمین و آسمان سے نکل جانے کا حکم:

۳..... روایت کی جاتی ہے کہ فرشتے قیامت کے دن نازل ہو گئے، اور تمام مخلوق کا احاطہ کر لیں گے، پس جب جنات و انسان انہیں دیکھیں گے تو بھاگیں گے لیکن فرشتے انہیں پکڑ لیں گے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ یہ دنیاوی امر کا بیان ہے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ لوگ بازاروں میں ہو گئے کہ آسمان پھٹ پڑے گا اور فرشتوں کا نزول ہوگا جس کی وجہ سے انسان و جنات بھاگیں گے، پس فرشتے انہیں گھوڑیوں کے اور یہ معاملہ قرب قیامت سے پہلے ہوگا، ایک قول یہ بھی مراد لیا گیا ہے کہ فرشتے بھاگنے والوں سے کہیں گے کہ اگر تمہیں موت سے راہ فرار مل سکتی ہے تو فرار کر لو، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اگر تم آسمان و زمین سے کہیں الگ بھاگنا چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ لیکن تم ایسا نہ کر سکو گے اور اللہ ﷻ کی دلیل تمام ہو چکی ہے۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۱۵۹)

## انسان و جن سے گناہ کی پوچھ گچھ ہونے یا نہ ہونے کا بیان:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فیومئذ لا یستئل عن ذنبہ انس ولا جان تو اس دن گناہگار کے گناہ کی پوچھ نہ ہوگی کسی آدمی اور جن سے﴾، ﴿ولا یستئل عن ذنوبہم المجرمون اور مجرموں سے ان کے گناہوں کی پوچھ نہیں﴾ (القصص: ۲۵)



﴿فوردیک لنسٹنلہم اجمعین تو تمہارے رب کی قسم ہم ضرور ان سب سے پوچھیں گے﴾ (الحجر: ۹۲) ﴿- یہاں ایک سوال جنم لیتا ہے کہ آیا انسان و جن سے سوال نہیں ہوگا، کیا ان سے ان کے گناہوں کے بارے میں باز پرس نہیں ہوگی؟ اس کے جواب میں مفسرین کرام کے اقوال ہیں: مکرّمہ کہتے ہیں کہ قیامت کے طویل دن میں بعض سے سوال ہوگا اور بعض سے نہیں ہوگا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یعنی جب لوگ آگ میں بھیج دیئے جائیں گے تو پھر ان سے کسی قسم کا سوال نہ ہوگا، حسن و قتادہ کہتے ہیں لوگ اپنے گناہوں کے سوال کا جواب نہ دیں گے کیونکہ اللہ ﷻ ان پر محافظ ہے اور فرشتے سب کچھ لکھ رہے ہیں، یہ قول ابن عباس، حسن اور مجاہد رضی اللہ عنہم کا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ لوگ اپنے چہروں سے پہچان لئے جائیں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ اللہ ﷻ انس و جن سے سوال نہ کرے گا کیونکہ وہ ان سے بہتر جانتا ہے کہ انہوں نے کیا کارنامے انجام دیئے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جہاں کہیں بھی سوال کرنے کا ذکر ہے تو وہ جزو توبخ کی وجہ سے ہے۔ ابو العالیہ کہتے ہیں کہ کسی سے دوسروں کے گناہوں کے بارے میں سوال نہ کیا جائے گا اور قتادہ کہتے ہیں لوگوں کے منہوں پر مہر لگا دی جائے گی اور اعضاء گواہی دیں گے۔ اسی ضمن میں اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الیوم نختم علی افواہہم و تکلمنا ابیدہم و تشهد ارجلہم بما کانوا یکسبون﴾ آج ہم ان کے منہوں پر مہر کر دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کئے کی گواہی دیں گے (یس: ۶۰) ﴿و وجوہ یومئذ علیہا غبرۃ ترہقہا فترۃ اور کتنے منہوں پر اس دن گرد پڑی ہوگی ان پر سیاہی چڑھ رہی ہیں﴾ (عبس: ۴۱، ۴۰) ﴿فاما الذین اسودت وجوہہم تو وہ جن کے منہ کالے تھے﴾ (ال عمران: ۱۰۶) ﴿

(القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۱۵۱)

### اغراض:

بنطق او حال: یعنی زبان قال و حال، مراد ذلت و احتیاج ہے۔ من احياء: یعنی ہر آن زندگی موت، عزت ذلت وغیرہ، میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، اور یہ تغیر مصنوعات میں ہوتا رہتا ہے اور مزید حاشیہ نمبر ”۲“ کا مطالعہ کیجئے۔ سنقصد لحسابکم: ایک سوال کے جواب میں مذکور ہے، سوال یہ ہے کہ اللہ ایک شان سے دوسری شان کی جانب مشغول نہیں ہوتا، پھر ﴿سنفرغ لکم﴾ کے کیا معنی ہیں؟ مراد کسی چیز کے قصد اور اس کی بلندی کا بیان کرنا ہے، اور مفسر نے قصد سے ارادہ کا معنی لیا ہے یعنی ”ہم تجھ سے حساب لینے کا ارادہ کرتے ہیں“ اور اس خطاب میں فرمانبرداروں کو نصیحت اور نافرمانوں کو وعید ہے۔ قوۃ: یہ بسلطن کی تفسیر میں دو اقوال میں سے ایک قول ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ مراد اس سے دلائل و براہین ہیں۔ وهو لہبھا الخالص من الدخان: یہ چار اقوال میں سے دو کے تحت مراد ہے، جب کہ ﴿شواظ من نار﴾ کے تحت ایک قول آگ کے سرخ شعلے ہیں، یا ایک قول کے مطابق اس سے مراد آگ کے وہ شعلے ہیں جس میں دھواں نہ ہو۔

ای دخان: یعنی مراد منحوس دھواں ہے، یا وہ دھواں جس میں شعلے نہ ہوں اور یہ قول درست نہیں کیونکہ ﴿شواظ﴾ کا اطلاق خالص آگ کے شعلے اور دھوئیں پر ہوتا ہے۔ من ذلک: مراد شعلے اور منحوس دھوئیں ہیں۔ لنزول الملائکۃ: زمین کی ساری جہات کے ساتھ عالم کو گھیرے ہوئے ہے۔ علی خلاف العهد بھا: مراد ”ق“ نامی پہاڑ ہے جس کی رنگت سرخ ہوگی۔ ویسألون فی وقت آخر: اس جملے میں آیت اور مفسر کے کلام کے ضمن میں جمع کے لانے کی وجہ کا بیان کرنا مقصود ہے جس دن انسان قبر سے اٹھائے جائیں گے سوال نہ ہوگا بلکہ جس دن میدان محشر میں جمع ہونگے اُس دن سوال کیا جائے گا۔ ای سواد الوجوہ و زرۃ العیون: یعنی مجرمین کو نامہ اعمال پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں دیا جانا مراد ہے۔ من خلف: ضحاک کے قول کے مطابق پیشانی اور قدموں کو باہم زنجیروں سے باندھ کر پیٹھ پیچھے سے نامہ اعمال دیئے جانے کا بیان کرنا مقصود ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۱، وغیرہ)

﴿وَلَمَنْ خَافَ﴾ اُئی لَکَلِ مِنْهُمَا اَوْ لِمَجْمُوعِهِمْ ﴿مَقَامِ رَبِّهِ﴾ قِيَامَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ لِلْحِسَابِ فَتَرَكَ مَعْصِيَتَهُ ﴿جَنَّتَن﴾ ﴿۳۶﴾ فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكَمَا تَكْذِبَن ﴿۳۷﴾ ذَوَاتَا ﴿تَشْنِيَّةٌ ذَوَاتِ عَلٰی الْاَصْلِ وَلَا مَهَا تَاءٌ﴾ اَفَنان ﴿۳۸﴾ اَغْصَانِ جَمْعُ فَنَنْ كَطَلَّلِ ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكَمَا تَكْذِبَن﴾ ﴿۳۹﴾ فِيهِمَا عَيْنِنِ تَجْرِن ﴿۴۰﴾ فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكَمَا تَكْذِبَن ﴿۴۱﴾ فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ ﴿فِي الدُّنْيَا اَوْ كُلِّ مَا يَتَفَكَّهُ بِهِ﴾ ﴿زَوْجَن﴾ ﴿۴۲﴾ نَوَّعَانِ رَطْبٍ وَيَابِسٍ وَالْمَرْءُ مِنْهُمَا فِي الدُّنْيَا كَالْحَنْظَلِ خُلُوْ ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكَمَا تَكْذِبَن﴾ ﴿۴۳﴾ مَتَكْنِيْنِ ﴿حَالٌ غَامِلَةٌ مَّخْدُوقٌ اُنَى يَتَنَقَّمُونَ﴾ عَلَى فَرَشِ بَطَانَتِهَا مِنْ اسْتَبْرَقٍ ﴿مَا غَلْظَ مِنَ الدِّيَانِ وَخَشِنَ وَالظَّهَائِرُ مِنَ السُّنْدُسِ﴾ ﴿وَجَنَّا الْجَنَّتَيْنِ﴾ ثَمَرُهُمَا ﴿۴۴﴾ دَان ﴿۴۵﴾ قَرِيبٌ يَنْأَلُهُ الْقَائِمُ وَالْقَاعِدُ وَالْمُضْطَجِعُ ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكَمَا تَكْذِبَن﴾ ﴿۴۶﴾ فِيهِنَّ ﴿فِي الْجَنَّتَيْنِ وَمَا اشْتَمَلْنَا عَلَيْهِ مِنَ الْعَلَالِي وَالْقُصُورِ﴾ ﴿قَصْرَتِ الطَّرَفِ﴾ اَلْعَيْنُ عَلَى اَزْوَاجِهِنَّ الْمُتَكْنِيْنِ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ ﴿لَمْ يَطْمَثْنِ﴾ يَفْتَضُّهُنَّ وَهُنَّ مِنَ الْخُورِ اَوْ مِنْ نِسَاءِ الدُّنْيَا الْمُنْشَأَتِ ﴿اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَان﴾ ﴿۴۷﴾ فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكَمَا تَكْذِبَن ﴿۴۸﴾ كَانِهِنَّ الْيَاقُوتِ ﴿صَفَاءٌ﴾ وَالْمَرْجَانِ ﴿۴۹﴾ اَيُّ اللُّوْلُؤِ بَيَاضًا ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكَمَا تَكْذِبَن﴾ ﴿۵۰﴾ هَلْ ﴿مَا﴾ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ ﴿بِالطَّاعَةِ﴾ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۵۱﴾ بِالنَّعِيمِ ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكَمَا تَكْذِبَن﴾ ﴿۵۲﴾ وَمِنْ دُونِهِمَا اَيُّ الْجَنَّتَيْنِ الْمَذْكُورَتَيْنِ ﴿جَنَّتَن﴾ ﴿۵۳﴾ اَيْضًا لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكَمَا تَكْذِبَن﴾ ﴿۵۴﴾ مَدَاهِمَتِنِ ﴿۵۵﴾ سَوْدًا وَاِنْ مِنْ شَلَّةٍ خُضْرَتِهِمَا ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكَمَا تَكْذِبَن﴾ ﴿۵۶﴾ فِيهِمَا عَيْنِنِ نَضَاحَتِنِ ﴿۵۷﴾ فَوَارَتَانِ بِالْمَاءِ لَا تَنْقُطِعَانِ ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكَمَا تَكْذِبَن﴾ ﴿۵۸﴾ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرَمَانٌ ﴿۵۹﴾ هُمَا مِنْهَا وَقِيلَ مِنْ غَيْرِهَا ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكَمَا تَكْذِبَن﴾ ﴿۶۰﴾ فِيهِنَّ ﴿اَيُّ الْجَنَّتَيْنِ وَقُصُورُهُمَا﴾ خَيْرٌ ﴿اَخْلَاقًا﴾ حَسَانُ ﴿۶۱﴾ وَجُوهًا ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكَمَا تَكْذِبَن﴾ ﴿۶۲﴾ حُورٌ ﴿شَدِيدَاتُ سَوَادِ الْعُيُونِ وَبَيَاضُهَا﴾ مَقْصُورَاتُ ﴿مَسْتُورَاتُ﴾ فِي الْخِيَامِ ﴿۶۳﴾ مِنْ دَرْمَجُوفٍ مَضَافَةٌ اِلَى الْقُصُورِ شَبِيهَةٌ بِالْخُدُورِ ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكَمَا تَكْذِبَن﴾ ﴿۶۴﴾ لَمْ يَطْمَثْنِ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ ﴿قَبْلَ اَزْوَاجِهِنَّ﴾ ﴿وَلَا جَان﴾ ﴿۶۵﴾ فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكَمَا تَكْذِبَن ﴿۶۶﴾ مَتَكْنِيْنِ ﴿اَيُّ اَزْوَاجِهِنَّ وَاَعْرَابُهُ كَمَا تَقَدَّمُ﴾ ﴿عَلَى رَفْرِفٍ خَضِرٍ﴾ جَمْعُ رَفْرِفَةٍ اَيُّ بَسِطٍ اَوْ وَسَائِلَ ﴿وَعَبْقَرِي حَسَانُ﴾ ﴿۶۷﴾ جَمْعُ عَبْقَرِيَّةٍ اَيُّ طَنَافِسَ ﴿فَبَايَ الْاِءَ رَبِّكَمَا تَكْذِبَن﴾ ﴿۶۸﴾ تَبْرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلْلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿۶۹﴾ تَقَدَّمُ وَلَفْظُ اسْمِ زَائِلٌ.

### ﴿ترجمہ﴾

اور جوڑے (جن والے میں سے یا دونوں کے مجموعہ میں سے) اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے (حساب کے لیے یوں کہ وہ معصیت کو ترک کر دے تو) اس کے لیے دو جنتیں ہیں ..... تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے بہت سی ڈالوں والیاں (برطانیہ) لغت "ذواتا" ذوات کا تشبیہ ہے اور اس کا لام کلمہ تاء ہے "الهاء" فن کی جمع ہے جیسا کہ ظلل کی جمع اظلال آتی ہے یہ بمعنی ٹہنیاں

ہے) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں دو چشمے بہتے ہیں تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں ہر (دنیاوی) میوہ (جو حصول لذت کے لیے کھایا جائے، اسے فاکھہ کہا جاتا ہے) دو دو قسم کا (ذو جان بمعنی نوعان ہے، یعنی خشک و تر دنیاوی خشک و تر کڑواہٹ رکھنے والے میوے بھی وہاں بیٹھے ہوں گے) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے تکیہ لگائے ("متکین" حال ہے اس کا عامل "یتنعمون" محذوف ہے) ایسے پھولوں پر جن کا استرقادیز (استبرق کے معنی دبیز ریشم کے ہے، یعنی موٹا کھر درار ریشم، اور یہ ظاہری پہناوے کا حال ہے) اور دونوں جنتیں (یعنی ان کے پھل) اتنے جھکے ہوئے کے جن کو (یعنی وہ اتنے قریب ہوں گے کہ کھڑا ہوا، بیٹھا ہوا اور لیٹا ہوا شخص بھی اس میں سے لے سکے گا.....) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں (یعنی ان جنتوں میں اور جن بالا خانوں اور محلات پر وہ مشتمل ہیں ان میں) نیچی نگاہ والی ہوں گی (یعنی جن کی نگاہیں اپنے شوہروں پر ہوں گی خواہ وہ انسانوں میں سے ہوں یا جنات میں سے جو کہ تکیہ لگائے ہوں گے.....) انہیں چھو انہیں (یعنی ان سے محبت نہیں کی، ان سے مراد یا تو حوریں ہیں یا دنیاوی عورتیں جنہیں اہل جنت کے لیے پیدا کیا گیا ہے) کسی آدمی نے اور نہ جن نے..... تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے گویا وہ لعل ہیں (صفائی میں) اور مونگا ہیں ("لؤلؤ" سفید رنگت کے موتی کو کہتے ہیں) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے نیکی کرنے کا بدلہ نہیں ہے (ہل بمعنی ما ہے) مگر (نعمتیں دیکر) احسان کرنا تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے اور ان کے سوا (یعنی مذکور جنتوں کے سوا) دو جنتیں اور ہیں (اس کے لیے جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے نہایت سبزی سے سیاہی کی جھلک دے رہی ہیں ("مدھامتن" کا معنی یہ ہے کہ دونوں اتنی سیاہ ہیں کہ سبز رنگ کی جھلک دیتی ہیں) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں دو چشمے ہیں چھلکتے ہوئے (پانی سے جو منقطع نہیں ہوتے، منصا ختن کے معنی دو فوارے ہیں) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں میوے کھجوریں اور انار ہیں (کھجور اور انار بھی یا تو منجملہ "فاکھہ" میں داخل ہیں یا داخل نہیں ہیں) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے ان میں (یعنی جنتوں اور ان کے محلات میں) اچھی عورتیں ہیں (ازروئے اخلاق کے) اور جنتیں ہیں (شکل و صورت کے اعتبار سے) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے حوریں ہیں (آنکھوں کی پتلیاں سخت سیاہ اور اس کے ارد گرد کا حصہ شدید سفید ہوگا) پردہ نشین (مقصودات بمعنی مستورات ہے) خیموں میں (یہ خیمے خلاد ارموتی کے ہیں، یہ خیمے محلات کے اندر ہیں اور ان خیموں کو گھر کے پردوں سے تشبیہ دی گئی ہے) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے ان سے پہلے (یعنی ان کے شوہروں سے پہلے) انہیں ہاتھ لگا یا کسی آدمی نے اور نہ جن نے تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے تکیہ لگائے ہوئے (ان کے شوہر، اس کے اعراب کی بحث ماقبل گزر چکی ہے) سبز پھولوں پر ("رفوف" رفوفہ کی جمع ہے بمعنی تکیہ) اور منقش خو بصورت قالینوں پر ("عبقری" عبقریہ کی جمع ہے بمعنی قالین ہے) تو اپنے رب کی کوئی نعمت جھٹلاؤ گے بڑی برکت والا ہے تمہارا رب کا نام جو عظمت اور بزرگی والا (اس سے متعلق بحث ماقبل گزر چکی، یہاں "اسم ربک" میں "اسم" زائد ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿ولمن خاف مقام ربه جنتن فبای الاء ربکما تکذبن ذواتا افنان﴾

و: عاطفہ، لمن خاف مقام ربه: ظرف مستقر خبر مقدم، جنتن: موصوف، ذواتا افنان: صفت، لکر مبتدا مؤخر، لکر جملہ اسمیہ، فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۳ میں گزری:

﴿فبای الاء ربکما تکذبن فیہما عینن تجرین فبای الاء ربکما تکذبن﴾

فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی آیت کی ماقبل آیہ نمبر ۱۳ میں ملاحظہ، فیہما ظرف مستقر خبر مقدم، عینن: تجرین: جملہ

فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، فبای الاء ..... الخ: اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿فیہما من کل فاکہۃ زوجن فبای الاء ربکما تکذبن﴾

فیہما: ظرف مستقر خبر مقدم، من کل فاکہۃ: ظرف مستقر حال مقدم، زوجن: ذوالحال، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿متکئین علی فرش بطانئہا من استبرق وجنا الجنین دان فبای الاء ربکما تکذبن﴾

متکئین: اسم فاعل بافاعل، علی: جار، فرش: موصوف، بطانئہا: مبتدا، من استبرق: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ صفت، ملکر خبر، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر فعل محذوف "امدح" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جنا الجنین: مبتدا، دان: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل گزری چکی۔

﴿فیہن قصرت الطرف لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان فبای الاء ربکما تکذبن﴾

فیہن: ظرف مستقر خبر مقدم، قصرت الطرف: موصوف، لم یطمثہن: فعل نفی و مفعول، انس: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: تانیہ، جان: معطوف، ملکر فاعل، قبلہم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، فبای الاء ..... الخ: اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿کانہن الیاقوت والمرجان فبای الاء ربکما تکذبن﴾

کانہن: حرف مشبہ واسم، الیاقوت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، والمرجان: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هل جزاء الاحسان الا الاحسان فبای الاء ربکما تکذبن﴾

هل: حرف استفہام بمعنی نفی، جزاء الاحسان: مبتدا، الا: اداة حصر، الاحسان: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن دونہما جنتن فبای الاء ربکما تکذبن مدهامتن فبای الاء ربکما تکذبن﴾

و: عاطفہ، من دونہما ظرف مستقر خبر مقدم، جنتن: موصوف، مدهامتن: صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فیہما عینن نضاختن فبای الاء ربکما تکذبن﴾

فیہما: ظرف مستقر خبر مقدم، عینن: موصوف، نضاختن: صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، طقبل "جنتن" کی صفت ثانی واقع ہے، فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿فیہما فاکہۃ ونخل ورومان فبای الاء ربکما تکذبن فیہن خیرت حسان فبای الاء ربکما تکذبن﴾

فیہما: ظرف مستقر خبر مقدم، فاکہۃ: معطوف علیہ، ونخل: معطوف اول، ورومان: معطوف ثانی، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل گزری، فیہن: ظرف مستقر خبر مقدم، خیرت حسان: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، فبای الاء: اسکی ترکیب ماقبل گزری۔

﴿حور مقصورات فی الخیام فبای الاء ربکما تکذبن لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان﴾

حور: موصوف، مقصورات فی الخیام: شبہ جملہ صفت، ملکر ماقبل "خیرات" سے بدل ہے، فبای الاء ربکما تکذبن: اسکی ترکیب ماقبل گزری، لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان: اس آیت مبارکہ کی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۵۶، میں گزری۔

﴿فبای الاء ربکما تکذبن متکئین علی رفرف خضر وعبقری حسان﴾



متکئین: اسم فاعل بافاعل، علی: جار، رلفرف: حضور، مرکب توصلی معطوف علیہ، و: عاطفہ، عبقری: حسان، مرکب توصلی معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر فعل محذوف "مدح" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لبای الاء ربکما تکذبن تبرک اسم ربک ذی الجلل والاکرام﴾

تبرک: فعل، اسم، مضاف، ربک: موصوف، ذی الجلل والاکرام: صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

## ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

### دو جنتوں کے بارے میں اقوال :

۱..... اس بارے میں کئی اقوال ہیں: (۱)..... وہ مقام جہاں جنتی رہے گا اور اس کے احباب سے ملاقات بھی ہوگی، اور دوسری وہ جگہ ہے جہاں اس کے ازواج و خدمت گار خدمت کے لئے متعین ہونگے جیسا کہ جہائی کا قول ہے۔ (۲)..... دوباغ یعنی ایک محل کے اندرونی حصے میں اور دوسرا باہر کے حصے میں ہوگا۔ (۳)..... دو مقامات ہونگے کہ اگر کوئی بندہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر جاتا ہو تو اس کی لذت، کرامت اور نوازشات میں اضافہ ہوتا ہے۔ (۴)..... دو جنتوں سے مراد ایک عقیدے کی جنت ہے دوسری عمل کی جنت ہے۔ (۵)..... ایک جنت طاعتوں کی وجہ سے ملے گی اور دوسری نافرمانیوں سے بچنے کی وجہ سے ملے گی۔ (۶)..... ایک جنت ثواب کے طور پر ملے گی اور دوسری جنت فضل و انعام کی وجہ سے ملے گی۔ (۷)..... ایک روحانی جنت ملے گی جب کہ دوسری جسمانی جنت ملے گی۔ (۸)..... جنت عدن اور جنت نعیم ملے گی۔ (۹)..... مخفی نہیں کہ ہر ڈرنے والے کو دو جنتیں ملیں گی، ڈرنے والے انسانوں کے لئے جنت اور ڈرنے والے جنات کے لئے جنت۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۱۶۴)

☆..... حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دو جنتیں چاندی کی ہیں، ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے، چاندی کا ہے اور دو جنتیں سونے کی ہیں، ان کے برتن اور جو کچھ بھی ان میں ہے سب سونے کا ہے، انکے رب ﷻ اور جنتیوں کے مابین فقط جنت عدن میں صرف ایک چہرے پر کبریائی کی چادر حائل ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب ومن دونہما جنتان، رقم: ۴۸۷۸، ص ۸۶۴)

### جنتی نعمتوں کا علمی جائزہ:

۲..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کا اپنے بندوں پر ہمیشہ شفاعت، دخول جنت اور رحمت کا معاملہ رہے گا یہاں تک کہ فرمائے گا: ”جو کوئی بھی مسلمان ہے وہ داخل جنت ہو جائے“ اسی لئے فرمایا: ﴿ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین بہت آرزوئیں کریں گے کہ کفر کاش مسلمان ہوتے﴾ (الحجر: ۲۰)۔ (البدور السافرة، باب: ربما یود الذین کفروا، ص ۴۸۰)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ ﷻ فرماتا ہے میں نے اپنے عبادت گزار بندوں کے لئے وہ نعمت تیار کی ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ ہی کسی کان نے سنی اور نہ ہی کسی کے دل میں اس کا کوئی کھٹکا گزرا، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرۃ اعین تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے﴾ (السجدہ: ۱۷)۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة، رقم: ۳۲۴۴، ص ۵۴۱)

### جنتی حوریں، تلذذ اور ازدواجی معاملات:

۳..... ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا گیا کہ کیا جنت میں مرد و عورت کا نکاح ہوگا؟ تو سید عالم

ﷺ نے فرمایا: ”ان کے ہاں جماع ہوگا لیکن خروج منی وغیرہ کچھ نہ ہوگا۔“

☆..... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ سے پوچھا گیا، کیا ہم جنت میں اپنی ازواج کی طرف لوٹائے جائیں گے؟ فرمایا: ”ایک آدمی ایک دن میں سو کنوار یوں کی جانب لوٹایا جائے گا۔“

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں ایک مرد کو ایک دن میں جماع کے حوالے سے ستر سے زائد لوگوں کی قوت دی جائے گی۔“

☆..... ابراہیمؑ کہتے ہیں کہ جنت میں جنتی جس طرح چاہے جماع کرے لیکن افزائش نسل نہ ہوگی۔

☆..... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک جنت میں بڑی آنکھوں والی حوریں نعمیں گنگٹائیں گی، اور کہیں گی کہ ہم نیک صورت والی حوریں ہیں جو کہ اپنے ازواج کی تعظیم کے پیش نظر انہیں ہدیہ کی گئی ہیں۔“

☆..... حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جنت میں نہ تو کوئی بندہ ایسا داخل ہوگا اور نہ ہی اس کے سائے میں بیٹھ سکے گا مگر یہ کہ اس کے ساتھ دو بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی جو کہ اچھی آواز میں گنگٹائیں گی جسے جن انس سب ہی سماعت کریں گے اور یہ گنگٹانا شیطان کی بانسری کی مانند نہ ہوگا بلکہ اللہ ﷻ کی تحمید و تقدیس ہوں گے۔“

☆..... حضرت ابو ہریرہؓ سے جنتی حوروں کے نعموں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ”ان شاء اللہ ان کے نعمیں اللہ کی تسبیح، تقدیس اور تحمید ہوگی۔“

(البدور السافرة رقم: ۶۶، ۶۸، ۷۰، ۷۲، ۷۶، ۷۸، ۸۰، ۸۲، ۸۶، ۸۸، ۹۰، ۹۲، ۹۴، ۹۶، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۴، ۱۰۶، ۱۰۸، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۴۶، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۲، ۱۵۴، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۴، ۱۶۶، ۱۶۸، ۱۷۰، ۱۷۲، ۱۷۴، ۱۷۶، ۱۷۸، ۱۸۰، ۱۸۲، ۱۸۴، ۱۸۶، ۱۸۸، ۱۹۰، ۱۹۲، ۱۹۴، ۱۹۶، ۱۹۸، ۲۰۰، ۲۰۲، ۲۰۴، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۱۰، ۲۱۲، ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۱۸، ۲۲۰، ۲۲۲، ۲۲۴، ۲۲۶، ۲۲۸، ۲۳۰، ۲۳۲، ۲۳۴، ۲۳۶، ۲۳۸، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۴۶، ۲۴۸، ۲۵۰، ۲۵۲، ۲۵۴، ۲۵۶، ۲۵۸، ۲۶۰، ۲۶۲، ۲۶۴، ۲۶۶، ۲۶۸، ۲۷۰، ۲۷۲، ۲۷۴، ۲۷۶، ۲۷۸، ۲۸۰، ۲۸۲، ۲۸۴، ۲۸۶، ۲۸۸، ۲۹۰، ۲۹۲، ۲۹۴، ۲۹۶، ۲۹۸، ۳۰۰، ۳۰۲، ۳۰۴، ۳۰۶، ۳۰۸، ۳۱۰، ۳۱۲، ۳۱۴، ۳۱۶، ۳۱۸، ۳۲۰، ۳۲۲، ۳۲۴، ۳۲۶، ۳۲۸، ۳۳۰، ۳۳۲، ۳۳۴، ۳۳۶، ۳۳۸، ۳۴۰، ۳۴۲، ۳۴۴، ۳۴۶، ۳۴۸، ۳۵۰، ۳۵۲، ۳۵۴، ۳۵۶، ۳۵۸، ۳۶۰، ۳۶۲، ۳۶۴، ۳۶۶، ۳۶۸، ۳۷۰، ۳۷۲، ۳۷۴، ۳۷۶، ۳۷۸، ۳۸۰، ۳۸۲، ۳۸۴، ۳۸۶، ۳۸۸، ۳۹۰، ۳۹۲، ۳۹۴، ۳۹۶، ۳۹۸، ۴۰۰، ۴۰۲، ۴۰۴، ۴۰۶، ۴۰۸، ۴۱۰، ۴۱۲، ۴۱۴، ۴۱۶، ۴۱۸، ۴۲۰، ۴۲۲، ۴۲۴، ۴۲۶، ۴۲۸، ۴۳۰، ۴۳۲، ۴۳۴، ۴۳۶، ۴۳۸، ۴۴۰، ۴۴۲، ۴۴۴، ۴۴۶، ۴۴۸، ۴۵۰، ۴۵۲، ۴۵۴، ۴۵۶، ۴۵۸، ۴۶۰، ۴۶۲، ۴۶۴، ۴۶۶، ۴۶۸، ۴۷۰، ۴۷۲، ۴۷۴، ۴۷۶، ۴۷۸، ۴۸۰، ۴۸۲، ۴۸۴، ۴۸۶، ۴۸۸، ۴۹۰، ۴۹۲، ۴۹۴، ۴۹۶، ۴۹۸، ۵۰۰، ۵۰۲، ۵۰۴، ۵۰۶، ۵۰۸، ۵۱۰، ۵۱۲، ۵۱۴، ۵۱۶، ۵۱۸، ۵۲۰، ۵۲۲، ۵۲۴، ۵۲۶، ۵۲۸، ۵۳۰، ۵۳۲، ۵۳۴، ۵۳۶، ۵۳۸، ۵۴۰، ۵۴۲، ۵۴۴، ۵۴۶، ۵۴۸، ۵۵۰، ۵۵۲، ۵۵۴، ۵۵۶، ۵۵۸، ۵۶۰، ۵۶۲، ۵۶۴، ۵۶۶، ۵۶۸، ۵۷۰، ۵۷۲، ۵۷۴، ۵۷۶، ۵۷۸، ۵۸۰، ۵۸۲، ۵۸۴، ۵۸۶، ۵۸۸، ۵۹۰، ۵۹۲، ۵۹۴، ۵۹۶، ۵۹۸، ۶۰۰، ۶۰۲، ۶۰۴، ۶۰۶، ۶۰۸، ۶۱۰، ۶۱۲، ۶۱۴، ۶۱۶، ۶۱۸، ۶۲۰، ۶۲۲، ۶۲۴، ۶۲۶، ۶۲۸، ۶۳۰، ۶۳۲، ۶۳۴، ۶۳۶، ۶۳۸، ۶۴۰، ۶۴۲، ۶۴۴، ۶۴۶، ۶۴۸، ۶۵۰، ۶۵۲، ۶۵۴، ۶۵۶، ۶۵۸، ۶۶۰، ۶۶۲، ۶۶۴، ۶۶۶، ۶۶۸، ۶۷۰، ۶۷۲، ۶۷۴، ۶۷۶، ۶۷۸، ۶۸۰، ۶۸۲، ۶۸۴، ۶۸۶، ۶۸۸، ۶۹۰، ۶۹۲، ۶۹۴، ۶۹۶، ۶۹۸، ۷۰۰، ۷۰۲، ۷۰۴، ۷۰۶، ۷۰۸، ۷۱۰، ۷۱۲، ۷۱۴، ۷۱۶، ۷۱۸، ۷۲۰، ۷۲۲، ۷۲۴، ۷۲۶، ۷۲۸، ۷۳۰، ۷۳۲، ۷۳۴، ۷۳۶، ۷۳۸، ۷۴۰، ۷۴۲، ۷۴۴، ۷۴۶، ۷۴۸، ۷۵۰، ۷۵۲، ۷۵۴، ۷۵۶، ۷۵۸، ۷۶۰، ۷۶۲، ۷۶۴، ۷۶۶، ۷۶۸، ۷۷۰، ۷۷۲، ۷۷۴، ۷۷۶، ۷۷۸، ۷۸۰، ۷۸۲، ۷۸۴، ۷۸۶، ۷۸۸، ۷۹۰، ۷۹۲، ۷۹۴، ۷۹۶، ۷۹۸، ۸۰۰، ۸۰۲، ۸۰۴، ۸۰۶، ۸۰۸، ۸۱۰، ۸۱۲، ۸۱۴، ۸۱۶، ۸۱۸، ۸۲۰، ۸۲۲، ۸۲۴، ۸۲۶، ۸۲۸، ۸۳۰، ۸۳۲، ۸۳۴، ۸۳۶، ۸۳۸، ۸۴۰، ۸۴۲، ۸۴۴، ۸۴۶، ۸۴۸، ۸۵۰، ۸۵۲، ۸۵۴، ۸۵۶، ۸۵۸، ۸۶۰، ۸۶۲، ۸۶۴، ۸۶۶، ۸۶۸، ۸۷۰، ۸۷۲، ۸۷۴، ۸۷۶، ۸۷۸، ۸۸۰، ۸۸۲، ۸۸۴، ۸۸۶، ۸۸۸، ۸۹۰، ۸۹۲، ۸۹۴، ۸۹۶، ۸۹۸، ۹۰۰، ۹۰۲، ۹۰۴، ۹۰۶، ۹۰۸، ۹۱۰، ۹۱۲، ۹۱۴، ۹۱۶، ۹۱۸، ۹۲۰، ۹۲۲، ۹۲۴، ۹۲۶، ۹۲۸، ۹۳۰، ۹۳۲، ۹۳۴، ۹۳۶، ۹۳۸، ۹۴۰، ۹۴۲، ۹۴۴، ۹۴۶، ۹۴۸، ۹۵۰، ۹۵۲، ۹۵۴، ۹۵۶، ۹۵۸، ۹۶۰، ۹۶۲، ۹۶۴، ۹۶۶، ۹۶۸، ۹۷۰، ۹۷۲، ۹۷۴، ۹۷۶، ۹۷۸، ۹۸۰، ۹۸۲، ۹۸۴، ۹۸۶، ۹۸۸، ۹۹۰، ۹۹۲، ۹۹۴، ۹۹۶، ۹۹۸، ۱۰۰۰، ۱۰۰۲، ۱۰۰۴، ۱۰۰۶، ۱۰۰۸، ۱۰۱۰، ۱۰۱۲، ۱۰۱۴، ۱۰۱۶، ۱۰۱۸، ۱۰۲۰، ۱۰۲۲، ۱۰۲۴، ۱۰۲۶، ۱۰۲۸، ۱۰۳۰، ۱۰۳۲، ۱۰۳۴، ۱۰۳۶، ۱۰۳۸، ۱۰۴۰، ۱۰۴۲، ۱۰۴۴، ۱۰۴۶، ۱۰۴۸، ۱۰۵۰، ۱۰۵۲، ۱۰۵۴، ۱۰۵۶، ۱۰۵۸، ۱۰۶۰، ۱۰۶۲، ۱۰۶۴، ۱۰۶۶، ۱۰۶۸، ۱۰۷۰، ۱۰۷۲، ۱۰۷۴، ۱۰۷۶، ۱۰۷۸، ۱۰۸۰، ۱۰۸۲، ۱۰۸۴، ۱۰۸۶، ۱۰۸۸، ۱۰۹۰، ۱۰۹۲، ۱۰۹۴، ۱۰۹۶، ۱۰۹۸، ۱۱۰۰، ۱۱۰۲، ۱۱۰۴، ۱۱۰۶، ۱۱۰۸، ۱۱۱۰، ۱۱۱۲، ۱۱۱۴، ۱۱۱۶، ۱۱۱۸، ۱۱۲۰، ۱۱۲۲، ۱۱۲۴، ۱۱۲۶، ۱۱۲۸، ۱۱۳۰، ۱۱۳۲، ۱۱۳۴، ۱۱۳۶، ۱۱۳۸، ۱۱۴۰، ۱۱۴۲، ۱۱۴۴، ۱۱۴۶، ۱۱۴۸، ۱۱۵۰، ۱۱۵۲، ۱۱۵۴، ۱۱۵۶، ۱۱۵۸، ۱۱۶۰، ۱۱۶۲، ۱۱۶۴، ۱۱۶۶، ۱۱۶۸، ۱۱۷۰، ۱۱۷۲، ۱۱۷۴، ۱۱۷۶، ۱۱۷۸، ۱۱۸۰، ۱۱۸۲، ۱۱۸۴، ۱۱۸۶، ۱۱۸۸، ۱۱۹۰، ۱۱۹۲، ۱۱۹۴، ۱۱۹۶، ۱۱۹۸، ۱۲۰۰، ۱۲۰۲، ۱۲۰۴، ۱۲۰۶، ۱۲۰۸، ۱۲۱۰، ۱۲۱۲، ۱۲۱۴، ۱۲۱۶، ۱۲۱۸، ۱۲۲۰، ۱۲۲۲، ۱۲۲۴، ۱۲۲۶، ۱۲۲۸، ۱۲۳۰، ۱۲۳۲، ۱۲۳۴، ۱۲۳۶، ۱۲۳۸، ۱۲۴۰، ۱۲۴۲، ۱۲۴۴، ۱۲۴۶، ۱۲۴۸، ۱۲۵۰، ۱۲۵۲، ۱۲۵۴، ۱۲۵۶، ۱۲۵۸، ۱۲۶۰، ۱۲۶۲، ۱۲۶۴، ۱۲۶۶، ۱۲۶۸، ۱۲۷۰، ۱۲۷۲، ۱۲۷۴، ۱۲۷۶، ۱۲۷۸، ۱۲۸۰، ۱۲۸۲، ۱۲۸۴، ۱۲۸۶، ۱۲۸۸، ۱۲۹۰، ۱۲۹۲، ۱۲۹۴، ۱۲۹۶، ۱۲۹۸، ۱۳۰۰، ۱۳۰۲، ۱۳۰۴، ۱۳۰۶، ۱۳۰۸، ۱۳۱۰، ۱۳۱۲، ۱۳۱۴، ۱۳۱۶، ۱۳۱۸، ۱۳۲۰، ۱۳۲۲، ۱۳۲۴، ۱۳۲۶، ۱۳۲۸، ۱۳۳۰، ۱۳۳۲، ۱۳۳۴، ۱۳۳۶، ۱۳۳۸، ۱۳۴۰، ۱۳۴۲، ۱۳۴۴، ۱۳۴۶، ۱۳۴۸، ۱۳۵۰، ۱۳۵۲، ۱۳۵۴، ۱۳۵۶، ۱۳۵۸، ۱۳۶۰، ۱۳۶۲، ۱۳۶۴، ۱۳۶۶، ۱۳۶۸، ۱۳۷۰، ۱۳۷۲، ۱۳۷۴، ۱۳۷۶، ۱۳۷۸، ۱۳۸۰، ۱۳۸۲، ۱۳۸۴، ۱۳۸۶، ۱۳۸۸، ۱۳۹۰، ۱۳۹۲، ۱۳۹۴، ۱۳۹۶، ۱۳۹۸، ۱۴۰۰، ۱۴۰۲، ۱۴۰۴، ۱۴۰۶، ۱۴۰۸، ۱۴۱۰، ۱۴۱۲، ۱۴۱۴، ۱۴۱۶، ۱۴۱۸، ۱۴۲۰، ۱۴۲۲، ۱۴۲۴، ۱۴۲۶، ۱۴۲۸، ۱۴۳۰، ۱۴۳۲، ۱۴۳۴، ۱۴۳۶، ۱۴۳۸، ۱۴۴۰، ۱۴۴۲، ۱۴۴۴، ۱۴۴۶، ۱۴۴۸، ۱۴۵۰، ۱۴۵۲، ۱۴۵۴، ۱۴۵۶، ۱۴۵۸، ۱۴۶۰، ۱۴۶۲، ۱۴۶۴، ۱۴۶۶، ۱۴۶۸، ۱۴۷۰، ۱۴۷۲، ۱۴۷۴، ۱۴۷۶، ۱۴۷۸، ۱۴۸۰، ۱۴۸۲، ۱۴۸۴، ۱۴۸۶، ۱۴۸۸، ۱۴۹۰، ۱۴۹۲، ۱۴۹۴، ۱۴۹۶، ۱۴۹۸، ۱۵۰۰، ۱۵۰۲، ۱۵۰۴، ۱۵۰۶، ۱۵۰۸، ۱۵۱۰، ۱۵۱۲، ۱۵۱۴، ۱۵۱۶، ۱۵۱۸، ۱۵۲۰، ۱۵۲۲، ۱۵۲۴، ۱۵۲۶، ۱۵۲۸، ۱۵۳۰، ۱۵۳۲، ۱۵۳۴، ۱۵۳۶، ۱۵۳۸، ۱۵۴۰، ۱۵۴۲، ۱۵۴۴، ۱۵۴۶، ۱۵۴۸، ۱۵۵۰، ۱۵۵۲، ۱۵۵۴، ۱۵۵۶، ۱۵۵۸، ۱۵۶۰، ۱۵۶۲، ۱۵۶۴، ۱۵۶۶، ۱۵۶۸، ۱۵۷۰، ۱۵۷۲، ۱۵۷۴، ۱۵۷۶، ۱۵۷۸، ۱۵۸۰، ۱۵۸۲، ۱۵۸۴، ۱۵۸۶، ۱۵۸۸، ۱۵۹۰، ۱۵۹۲، ۱۵۹۴، ۱۵۹۶، ۱۵۹۸، ۱۶۰۰، ۱۶۰۲، ۱۶۰۴، ۱۶۰۶، ۱۶۰۸، ۱۶۱۰، ۱۶۱۲، ۱۶۱۴، ۱۶۱۶، ۱۶۱۸، ۱۶۲۰، ۱۶۲۲، ۱۶۲۴، ۱۶۲۶، ۱۶۲۸، ۱۶۳۰، ۱۶۳۲، ۱۶۳۴، ۱۶۳۶، ۱۶۳۸، ۱۶۴۰، ۱۶۴۲، ۱۶۴۴، ۱۶۴۶، ۱۶۴۸، ۱۶۵۰، ۱۶۵۲، ۱۶۵۴، ۱۶۵۶، ۱۶۵۸، ۱۶۶۰، ۱۶۶۲، ۱۶۶۴، ۱۶۶۶، ۱۶۶۸، ۱۶۷۰، ۱۶۷۲، ۱۶۷۴، ۱۶۷۶، ۱۶۷۸، ۱۶۸۰، ۱۶۸۲، ۱۶۸۴، ۱۶۸۶، ۱۶۸۸، ۱۶۹۰، ۱۶۹۲، ۱۶۹۴، ۱۶۹۶، ۱۶۹۸، ۱۷۰۰، ۱۷۰۲، ۱۷۰۴، ۱۷۰۶، ۱۷۰۸، ۱۷۱۰، ۱۷۱۲، ۱۷۱۴، ۱۷۱۶، ۱۷۱۸، ۱۷۲۰، ۱۷۲۲، ۱۷۲۴، ۱۷۲۶، ۱۷۲۸، ۱۷۳۰، ۱۷۳۲، ۱۷۳۴، ۱۷۳۶، ۱۷۳۸، ۱۷۴۰، ۱۷۴۲، ۱۷۴۴، ۱۷۴۶، ۱۷۴۸، ۱۷۵۰، ۱۷۵۲، ۱۷۵۴، ۱۷۵۶، ۱۷۵۸، ۱۷۶۰، ۱۷۶۲، ۱۷۶۴، ۱۷۶۶، ۱۷۶۸، ۱۷۷۰، ۱۷۷۲، ۱۷۷۴، ۱۷۷۶، ۱۷۷۸، ۱۷۸۰، ۱۷۸۲، ۱۷۸۴، ۱۷۸۶، ۱۷۸۸، ۱۷۹۰، ۱۷۹۲، ۱۷۹۴، ۱۷۹۶، ۱۷۹۸، ۱۸۰۰، ۱۸۰۲، ۱۸۰۴، ۱۸۰۶، ۱۸۰۸، ۱۸۱۰، ۱۸۱۲، ۱۸۱۴، ۱۸۱۶، ۱۸۱۸، ۱۸۲۰، ۱۸۲۲، ۱۸۲۴، ۱۸۲۶، ۱۸۲۸، ۱۸۳۰، ۱۸۳۲، ۱۸۳۴، ۱۸۳۶، ۱۸۳۸، ۱۸۴۰، ۱۸۴۲، ۱۸۴۴، ۱۸۴۶، ۱۸۴۸، ۱۸۵۰، ۱۸۵۲، ۱۸۵۴، ۱۸۵۶، ۱۸۵۸، ۱۸۶۰، ۱۸۶۲، ۱۸۶۴، ۱۸۶۶، ۱۸۶۸، ۱۸۷۰، ۱۸۷۲، ۱۸۷۴، ۱۸۷۶، ۱۸۷۸، ۱۸۸۰، ۱۸۸۲، ۱۸۸۴، ۱۸۸۶، ۱۸۸۸، ۱۸۹۰، ۱۸۹۲، ۱۸۹۴، ۱۸۹۶، ۱۸۹۸، ۱۹۰۰، ۱۹۰۲، ۱۹۰۴، ۱۹۰۶، ۱۹۰۸، ۱۹۱۰، ۱۹۱۲، ۱۹۱۴، ۱۹۱۶، ۱۹۱۸، ۱۹۲۰، ۱۹۲۲، ۱۹۲۴، ۱۹۲۶، ۱۹۲۸، ۱۹۳۰، ۱۹۳۲، ۱۹۳۴، ۱۹۳۶، ۱۹۳۸، ۱۹۴۰، ۱۹۴۲، ۱۹۴۴، ۱۹۴۶، ۱۹۴۸، ۱۹۵۰، ۱۹۵۲، ۱۹۵۴، ۱۹۵۶، ۱۹۵۸، ۱۹۶۰، ۱۹۶۲، ۱۹۶۴، ۱۹۶۶، ۱۹۶۸، ۱۹۷۰، ۱۹۷۲، ۱۹۷۴، ۱۹۷۶، ۱۹۷۸، ۱۹۸۰، ۱۹۸۲، ۱۹۸۴، ۱۹۸۶، ۱۹۸۸، ۱۹۹۰، ۱۹۹۲، ۱۹۹۴، ۱۹۹۶، ۱۹۹۸، ۲۰۰۰، ۲۰۰۲، ۲۰۰۴، ۲۰۰۶، ۲۰۰۸، ۲۰۱۰، ۲۰۱۲، ۲۰۱۴، ۲۰۱۶، ۲۰۱۸، ۲۰۲۰، ۲۰۲۲، ۲۰۲۴، ۲۰۲۶، ۲۰۲۸، ۲۰۳۰، ۲۰۳۲، ۲۰۳۴، ۲۰۳۶، ۲۰۳۸، ۲۰۴۰، ۲۰۴۲، ۲۰۴۴، ۲۰۴۶، ۲۰۴۸، ۲۰۵۰، ۲۰۵۲، ۲۰۵۴، ۲۰۵۶، ۲۰۵۸، ۲۰۶۰، ۲۰۶۲، ۲۰۶۴، ۲۰۶۶، ۲۰۶۸، ۲۰۷۰، ۲۰۷۲، ۲۰۷۴، ۲۰۷۶، ۲۰۷۸، ۲۰۸۰، ۲۰۸۲، ۲۰۸۴، ۲۰۸۶، ۲۰۸۸، ۲۰۹۰، ۲۰۹۲، ۲۰۹۴، ۲۰۹۶، ۲۰۹۸، ۲۱۰۰، ۲۱۰۲، ۲۱۰۴، ۲۱۰۶، ۲۱۰۸، ۲۱۱۰، ۲۱۱۲، ۲۱۱۴، ۲۱۱۶، ۲۱۱۸، ۲۱۲۰، ۲۱۲۲، ۲۱۲۴، ۲۱۲۶، ۲۱۲۸، ۲۱۳۰، ۲۱۳۲، ۲۱۳۴، ۲۱۳۶، ۲۱۳۸، ۲۱۴۰، ۲۱۴۲، ۲۱۴۴، ۲۱۴۶، ۲۱۴۸، ۲۱۵۰، ۲۱۵۲، ۲۱۵۴، ۲۱۵۶، ۲۱۵۸، ۲۱۶۰، ۲۱۶۲، ۲۱۶۴، ۲۱۶۶، ۲۱۶۸، ۲۱۷۰، ۲۱۷۲، ۲۱۷۴، ۲۱۷۶، ۲۱۷۸، ۲۱۸۰، ۲۱۸۲، ۲۱۸۴، ۲۱۸۶، ۲۱۸۸، ۲۱۹۰، ۲۱۹۲، ۲۱۹۴، ۲۱۹۶، ۲۱۹۸، ۲۲۰۰، ۲۲۰۲، ۲۲۰۴، ۲۲۰۶، ۲۲۰۸، ۲۲۱۰، ۲۲۱۲، ۲۲۱۴، ۲۲۱۶، ۲۲۱۸، ۲۲۲۰، ۲۲۲۲، ۲۲۲۴، ۲۲۲۶، ۲۲۲۸، ۲۲۳۰، ۲۲۳۲، ۲۲۳۴، ۲۲۳۶، ۲۲۳۸، ۲۲۴۰، ۲۲۴۲، ۲۲۴۴، ۲۲۴۶، ۲۲۴۸، ۲۲۵۰، ۲۲۵۲، ۲۲۵۴، ۲۲۵۶، ۲۲۵۸، ۲۲۶۰، ۲۲۶۲، ۲۲۶۴، ۲۲۶۶، ۲۲۶۸، ۲۲۷۰، ۲۲۷۲، ۲۲۷۴، ۲۲۷۶، ۲۲۷۸، ۲۲۸۰، ۲۲۸۲، ۲۲۸۴، ۲۲۸۶، ۲۲۸۸، ۲۲۹۰، ۲۲۹۲، ۲۲۹۴، ۲۲۹۶، ۲۲۹۸، ۲۳۰۰، ۲۳۰۲، ۲۳۰۴، ۲۳۰۶، ۲۳۰۸، ۲۳۱۰، ۲۳۱۲، ۲۳۱۴، ۲۳۱۶، ۲۳۱۸، ۲۳۲۰، ۲۳۲۲، ۲۳۲۴، ۲۳۲۶، ۲۳۲۸، ۲۳۳۰، ۲۳۳۲، ۲۳۳۴، ۲۳۳۶، ۲۳۳۸، ۲۳۴۰، ۲۳۴۲، ۲۳۴۴، ۲۳۴۶، ۲۳۴۸، ۲۳۵۰، ۲۳۵۲، ۲۳۵۴، ۲۳۵۶، ۲۳۵۸، ۲۳۶۰، ۲۳۶۲، ۲۳۶۴، ۲۳۶۶، ۲۳۶۸، ۲۳۷۰، ۲۳۷۲، ۲۳۷۴، ۲۳۷۶، ۲۳۷۸، ۲۳۸۰، ۲۳۸۲، ۲۳۸۴، ۲۳۸۶، ۲۳۸۸، ۲۳۹۰، ۲۳۹۲، ۲۳۹۴، ۲۳۹۶، ۲۳۹۸، ۲۴۰۰، ۲۴۰۲، ۲۴۰۴، ۲۴۰۶، ۲۴۰۸، ۲۴۱۰، ۲۴۱۲، ۲۴۱۴، ۲۴۱۶، ۲۴۱۸، ۲۴۲۰، ۲۴۲۲، ۲۴۲۴، ۲۴۲۶، ۲۴۲۸، ۲۴۳۰، ۲۴۳۲، ۲۴۳۴، ۲۴۳۶، ۲۴۳۸، ۲۴۴۰، ۲۴۴۲، ۲۴۴۴، ۲۴۴۶، ۲۴۴۸، ۲۴۵۰، ۲۴۵۲، ۲۴۵۴، ۲۴۵۶، ۲۴۵۸، ۲۴۶۰، ۲۴۶۲، ۲۴۶۴، ۲۴۶۶، ۲۴۶۸، ۲۴۷۰، ۲۴۷۲، ۲۴۷۴، ۲۴۷۶، ۲۴۷۸، ۲۴۸۰، ۲۴۸۲، ۲۴۸۴، ۲۴۸۶، ۲۴۸۸، ۲۴۹۰، ۲۴۹۲، ۲۴۹۴، ۲۴۹۶، ۲۴۹۸، ۲۵۰۰، ۲۵۰۲، ۲۵۰۴، ۲۵۰۶، ۲۵۰۸، ۲۵۱۰، ۲۵۱۲، ۲۵۱۴، ۲۵۱۶، ۲۵۱۸، ۲۵۲۰، ۲۵۲۲، ۲۵۲۴، ۲۵۲۶، ۲۵۲۸، ۲۵۳۰، ۲۵۳۲، ۲۵۳۴، ۲۵۳۶، ۲۵۳۸، ۲۵۴۰، ۲۵۴۲، ۲۵۴۴، ۲۵۴۶، ۲۵۴۸، ۲۵۵۰، ۲۵۵۲، ۲۵۵۴، ۲۵۵۶، ۲۵۵۸، ۲۵۶۰، ۲۵۶۲، ۲۵۶۴، ۲۵۶۶، ۲۵۶۸، ۲۵۷۰، ۲۵۷۲،

یوسف اور امام محمد گئے ہیں اور ابن ابی لیلیٰ اور امام اوزاعی اور اکثر ائمہ کے نزدیک یہی مسئلہ ہے کہ جس طرح گناہ کا عذاب ہے اسی طرح نیکی کے انعام میں جنت ہے اور جنات کا جنت میں داخل ہونا اسی طرح ثابت ہے جیسا کہ انسان کا جنت میں داخل ہونا ثابت ہے۔ اور امام ابو حنیفہ سے اس بارے میں تین روایات ہیں: (۱)..... جنات کے لئے کوئی ثواب متحقق نہیں ہوگا سوائے اس بات کے کہ انہیں جہنم کی آگ سے نجات دی جائے گی، پھر انہیں کہا جائے گا کہ مٹی ہو جاؤ جیسا کہ دیگر حیوانات مٹی ہو جائیں گے۔ (۲)..... جنات کو جنت میں داخل ہونے کے بعد کسی اور قسم کا ثواب متحقق نہیں ہوگا۔ (۳)..... امام صاحب نے اس مسئلے میں توقف ظاہر کیا ہے جیسا کہ امام کروری نے فرمایا ہے کہ اکثر اوقات امام صاحب یونہی فرماتے ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے جو کہ ”قادی ابی اٹحق بن الصغار“ میں منقول ہے کہ ان کے لئے نہ تو جنت ہوگی اور نہ ہی جہنم بلکہ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ اور ایک قول کے مطابق جنات وسط جنت میں ہونگے اور ایک قول اعراف میں ہونے کا بھی ملتا ہے اور امام ضحاک کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء میں ایسی لذت پائیں گے جیسا کہ انسان جنت میں جنتی انعام و اکرام ملنے پر تلذذ حاصل کرے گا۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۱۶۹)

### اغراض:

ای لکل منهم: یعنی ہر خوف رکھنے والے کیلئے دو جنتیں ہیں، مزید حاشیہ نمبر ”ا“ میں دیکھیں۔ قیامہ بین یدیدہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ”المقام“ مصدر میسی بمعنی القیام ہے، دوسرا احتمال یہ ہے کہ المقام سے مراد اسم مکان ہے یعنی وہ مقام جہاں حساب کے لئے کھڑا ہونے کا خوف ہو، ایک احتمال یہ ہے کہ مصدر میسی بمعنی قیام اللہ علی الخلائق ہے، یعنی اللہ اپنی شان کے لائق مخلوق سے حساب کے لئے قیام کا معاملہ فرمائے گا۔

فترک معصیتہ: یعنی اللہ کا خوف رکھتے ہوئے نافرمانی کا ترک کرنا مراد ہے، اور نافرمانی کا ترک کرنا دو وجوہات کی بنا پر ہوتا ہے ایک یہ کہ اللہ کے عذاب سے خوف ہو اور یہ عام لوگوں کا خوف ہے اور دوسرا یہ کہ اللہ کے ہیبت و جلال کا خوف ہو اور یہ خاص لوگوں کا خوف ہے۔ اغصان: سے مراد درخت کی فروعات ہیں جو پتوں اور پھلوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ جمع فنن: دو اقوال میں سے ایک قول مراد ہے، اور ایک قول کے مطابق فنن کی جمع سے مراد نوع اور شکل ہیں۔ فسی الدلیا: یعنی دنیا میں موجود حظل (اندراسن) کی مثل کوئی پھل جنت میں نہ ہوگا۔

ینالہ القائم: یعنی جنت کے درخت کو اللہ نے قریب بنایا یوں کہ قیام کرنے والا، بیٹھنے والا اور لیٹا ہوا بھی آسانی سے اس تک پہنچ جاتا ہے، امام رازی کہتے ہیں کہ دنیا کے درختوں کے مقابلے میں باغ جنت کے درخت سردار ہیں، اور اس کی تین وجوہات ہیں: (۱)..... دنیا میں انسان کا درخت سے ٹیک لگانا بعید از خیال معلوم ہوتا ہے جب کہ جنت میں ایسا ہوگا اور اس کے پھل بھی نزدیک ہونگے کہ لیٹنے والا بھی آسانی حاصل کر لے، (۲)..... دنیا میں انسان پھل تک پہنچنے میں کوشش کرتا ہے جب کہ جنت میں ایسی مشقت نہ ہوگی۔ (۳)..... دنیا میں انسان یا تو درخت سے دور ہے یا قریب لیکن جنت میں انسان پھل سے قریب ہی ہے۔

صفاء: یا قوت کے ساتھ تشبیہ دینا صفاء (صفائی یا سفید) کے اعتبار سے ہے نہ کہ حمرة (سرخ ہونے) کے اعتبار سے۔ ای اللؤلؤ بیاضا: یعنی مرجان کا اطلاق سرخ اور سفید دونوں اقسام کے موتی پر ہوتا ہے، لیکن یہاں سفید موتی مراد ہیں۔ من شدة حضور تہما: یعنی بہت زیادہ سبزہ مراد ہے۔ ہما منہا: سے ظاہر قول کے مطابق پھل مراد ہیں۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۴۴ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد

## سورة الواقعة مکیة الا ۱۸۱ الاية و ۳۹ الاية وهی ست او سبع او تسع وتسعون آية

(سورة الواقعة مکی ہے سوائے متذکرہ بالا دو آیات مبارکہ کے، اس سورة مبارکہ کی کل ۹۶، ۹۷ یا ۹۹ آیات ہیں)

### تعارف سورة الواقعة

اس سورت میں تین رکوع، چھیانوے آیتیں، ۳۷۸ کلمے اور ایک ہزار سات سو تین حروف ہیں۔ جب یہ سورت نازل ہوئی اس وقت لوگ قیامت کا انکار کرتے تھے وہ اسے محال اور خلاف عقل یقین کرتے تھے اسی لئے جو اس زمانہ سے پہلے نازل ہوتی تھیں ان میں قیامت کے بارے میں ہونے والی غلط فہمیوں کو دور کرنے کی طرف توجہ دلائی جاتی تھی اور اس سورت کا آغاز ہی قیامت کے ذکر سے ہو رہا ہے نیز اس میں بتایا گیا کہ اس دن نوع انسانی تین گروہ میں تقسیم کردی جائے گی دہائی طرف والے اور بائیں طرف والے اور سبقت لے جانے والے۔ پہلے رکوع میں السابقون اور اصحاب الیمین کے حالات ذکر کئے گئے اور دوسرے رکوع میں اصحاب الشمال (بائیں طرف والے) کی خستہ حالی بیان کی گئی جسے پڑھ کر دل پر خوف طاری ہو جاتا ہے اور وجود باری تعالیٰ اور اس کی وحدانیت کے دلائل ایسے رنگ میں پیش کئے کہ جن کو تسلیم کرنے سے گریز نہیں کر سکتے اور آخری رکوع میں قرآن پاک کی حقانیت اور کلام الہی ہونے پر دلائل دیئے گئے ہیں۔ مواقع النجوم کی قسم اٹھا کر سامعین کو اس طرف متوجہ کیا جا رہا ہے جس طرح اس بے نظیر نظام کا نظارہ تم اس دنیا میں کر رہے ہو اسی طرح بے عدیل و نظم و نسق اور ہر آیت کا ربط دوسری آیت سے تمہیں قرآن پاک میں بھی نظر آئے گا لیکن اس کے معانی اور محارف تک رسائی ہر شخص کا نصیب نہیں ہے۔ اس سورت کی عظمت و شان میں چند احادیث پیش نظر ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ”جو شخص ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھتا ہے اسے فاقہ ہرگز نہ آئے گا“۔ (البیہقی، ابن عساکر)۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم اپنی عورتوں کو سورہ واقعہ سکھاؤ کیونکہ یہ خوشحال کرنے والی سورت ہے“ (الفردوس بنماثور الخطاب رقم: ۴۸۰۵)۔ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ بوڑھے ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے ﴿ہود﴾، ﴿الواقعة﴾، ﴿المرسلات﴾، ﴿عم یسألون﴾ اور ﴿اذا الشمس کورت﴾ نے بوڑھا کر دیا“۔ (سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: سورة الواقعة، رقم: ۳۳۰۸، ص ۹۴۶)

رکوع نمبر: ۱۲

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ﴾ (۱) ﴿قَامَتِ الْيَاقِيَةُ﴾ (۲) ﴿لَيْسَ لَوْعَتِهَا كَاذِبَةٌ﴾ (۳) ﴿نَفْسٌ تَكْذِبُ بِأَنْ تَنْفِيهَا كَمَا نَفَتْهَا فِي الدُّنْيَا﴾ (۴) ﴿خَافِضَةٌ رَافِعَةٌ﴾ (۵) ﴿هِيَ مُظْهِرَةٌ لِّخَفْضِ أَقْوَامٍ بِدُخُولِهِمُ النَّارَ وَلِرَفْعِ آخَرِينَ بِدُخُولِهِمُ الْجَنَّةَ﴾ (۶) ﴿اِذَا رَجَّتِ الْأَرْضُ رَجًا﴾ (۷) ﴿خُرُكَتْ خُرُكَةً شَدِيدَةً﴾ (۸) ﴿وَبَسَّتِ الْجِبَالُ بَسًا﴾ (۹) ﴿فُتَّتْ﴾ (۱۰) ﴿فَكَانَتْ هَبَاءً مُّبَارًا﴾ (۱۱) ﴿مُنْتَشِرًا﴾ (۱۲) ﴿وَإِذَا الثَّانِيَةُ فِي الدَّلِّ مِنَ الْأُولَى﴾ (۱۳) ﴿وَكُنْتُمْ فِي الْيَاقِيَةِ﴾ (۱۴) ﴿أَزْوَاجًا﴾ (۱۵) ﴿أَصْنَافًا﴾ (۱۶) ﴿ثَلَاثَةً﴾ (۱۷) ﴿فَأَصْحَابُ الْمِيْمَةِ﴾ (۱۸) ﴿وَهُمُ الَّذِينَ يُؤْتُونَ كُتُبَهُمْ بِأَيْمَانِهِمْ مُبْتَدَأَ خَيْرَةٍ﴾ (۱۹) ﴿مَا أَصْحَابُ الْمِيْمَةِ﴾ (۲۰) ﴿تَعْظِيْمٌ لِّشَانِهِمْ بِدُخُولِهِمُ الْجَنَّةَ﴾ (۲۱) ﴿وَاصْحَابُ الْمَشْئِمَةِ﴾ (۲۲) ﴿أَيُّ الشِّمَالِ بِأَنْ يُؤْتَى كُلُّ مِنْهُمْ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ﴾ (۲۳) ﴿مَا أَصْحَابُ الْمَشْئِمَةِ﴾ (۲۴) ﴿تُخْفِرُ لِّشَانِهِمْ بِدُخُولِهِمُ النَّارَ﴾ (۲۵) ﴿وَالسَّابِقُونَ﴾ (۲۶) ﴿إِلَى الْخَيْرِ﴾ (۲۷)



وَهُمُ الْأَنْبِيَاءُ مُبْتَدَأُ السَّبْقُونَ (۱۰) تَسَاكَيْدُ لَشُعْطِيْمٍ شَابِيهِمُ وَالْخَبَرُ (۱۱) فِي جَنَّتِ  
النَّعِيمِ (۱۲) ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ (۱۳) مُبْتَدَأُ أَىْ جَمَاعَةٍ مِنَ الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ (۱۴) وَقَلِيلٌ مِنَ الْآخِرِينَ (۱۵) مِنْ أُمَّةٍ  
مُحَمَّدٌ ﷺ وَهُمْ السَّابِقُونَ مِنَ الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ وَهَذِهِ الْأُمَّةُ وَالْخَبَرُ (۱۶) عَلَى سِرِّ مَوْضُونَةٍ (۱۷) مَنْسُوجَةٍ  
بِقَضْبَانِ الذَّهَبِ وَالْجَوَاهِرِ (۱۸) مُتَكِنِينَ عَلَيْهَا مُتَقَبِّلِينَ (۱۹) خَالَانَ مِنَ الضَّمِيرِ فِي الْخَبَرِ (۲۰) يَطُوفُ عَلَيْهِمْ  
وَلَدَانِ مَخْلُودُونَ (۲۱) عَلَى شَكْلِ الْأَوْلَادِ لَا يَهْرُمُونَ (۲۲) بِكَوَابِ (۲۳) أَقْدَاحٍ لَا غُرَى لَهَا (۲۴) وَابَارِقُ (۲۵) لَهَا غُرَى  
وَحَرَاطِيمُ (۲۶) وَكَاسُ (۲۷) أَنَاءِ شَرْبِ الْخَمْرِ (۲۸) مِنْ مَعِينِ (۲۹) أَىْ خَمْرِ جَارِيَةٍ مِنْ مَنْبَعٍ لَا يَنْقُطِعُ أَبَدًا (۳۰) لَا  
يَصْدَعُونَ عَنْهَا وَلَا يَنْزِفُونَ (۳۱) بِفَتْحِ الزَّاءِ وَكَسْرِهَا مِنْ نَزْفِ الشَّارِبِ وَانْزَفَ أَىْ لَا يَحْصِلُ لَهُمْ مِنْهَا  
صُدَاعٌ وَلَا ذَهَابٌ عَقْلٍ بِخِلَافِ خَمْرِ الدُّنْيَا (۳۲) وَفَاكِهَةٌ مِمَّا يَتَخَيَّرُونَ (۳۳) وَلَحْمٌ طَيْرٍ مِمَّا يَشْتَهُونَ (۳۴)  
(۳۵) لَهُمْ لِلْإِسْتِمْتَاعِ (۳۶) حُورٌ نِسَاءً شَدِيدَاتِ سَوَادِ الْعُيُونِ وَبَيَاضِهَا (۳۷) عَيْنِ (۳۸) ضِحَامِ الْعُيُونِ كَثِيرَتِ  
عَيْنُهُ بَدَلُ ضَمِيمِهَا لِمَجَانِسَةِ الْبَاءِ وَمَقَرُّهُ عَيْنَاءُ كَحُمْرَاءَ وَفِي قِرَاءَةِ بَجَرِ حُورٍ عَيْنِ (۳۹) كَامِثَالِ اللُّوْلُو  
الْمَكُونِ (۴۰) (۴۱) الْمَصْنُوعُونَ (۴۲) جَزَاءُ (۴۳) مَفْعُولٌ لَهُ أَوْ مُصَدَّرٌ وَالْعَامِلُ مُقَدَّرٌ أَىْ جَعَلْنَا لَهُمْ مَا ذَكَرَ لِلْجَزَاءِ أَوْ  
جَزَيْنَاهُمْ (۴۴) بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۴۵) لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا (۴۶) فِي الْجَنَّةِ (۴۷) لَغْوًا (۴۸) فَاحِشًا مِنَ الْكَلَامِ (۴۹) وَلَا  
تَأْنِيًا (۵۰) (۵۱) أَىْ مَا يُؤْتَمُّ (۵۲) (۵۳) لَكِنْ (۵۴) قِيلًا (۵۵) قَوْلًا (۵۶) سَلَمًا سَلَمًا (۵۷) بَدَلُ مِنْ قِيَلًا فَإِنَّهُمْ  
يَسْمَعُونَ (۵۸) وَاصْحَابُ الْيَمِينِ مَا اصْحَابُ الْيَمِينِ (۵۹) فِي سِدْرِ (۶۰) شَجَرِ النَّبْقِ (۶۱) مَخْضُودِ (۶۲) لَا شَوْكَ  
فِيهِ (۶۳) وَطَلَحَ (۶۴) شَجَرِ الْأَمُوزِ (۶۵) مَنْضُودِ (۶۶) بِالْحَمَلِ مِنْ أَسْفَلِهِ إِلَى أَعْلَاهُ (۶۷) وَظِلٌّ مَمْدُودِ (۶۸) دَائِمِ (۶۹) وَمَاءٌ  
مَسْكُوبِ (۷۰) جَارٍ دَائِمًا (۷۱) وَفَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ (۷۲) لَا مَقْطُوعَةً (۷۳) فِي زَمَنِ (۷۴) وَلَا مَمْنُوعَةً (۷۵) بِثَمَنِ (۷۶) وَفَرَشٌ  
مَرْفُوعَةٍ (۷۷) عَلَى السُّرُرِ (۷۸) أَنَا أَنَا شَانَهُنَ انْشَاءً (۷۹) أَىِ الْحُورِ الْعَيْنِ مِنْ غَيْرِ وَلَا دَفْعَةً (۸۰) فَجَعَلْنَهُنَّ  
أَبْكَارًا (۸۱) عَذَارَى كَلَّمَا أَتَاهُنَّ أَرْوَاهُجَهُنَّ وَجَدُوهُنَّ عَذَارَى وَلَا وَجَعَ (۸۲) عَرَبًا (۸۳) بِضَمِّ الرَّاءِ وَسَكُونِهَا  
جَمْعُ غُرُوبٍ وَهِيَ الْمُتَحَبِّبَةُ إِلَى زَوْجِهَا عَشَقًا لَهُ (۸۴) أَوْ رَابَا (۸۵) جَمْعُ تَرْبٍ أَىْ مُسْتَوِيَّاتٍ فِي  
السِّنِّ (۸۶) لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ (۸۷) صَلََّةُ إِنْسَانَاهُنَّ أَوْ جَعَلْنَاهُنَّ .

### ترجمہ

جب ہوئے گی وہ ہونے والی (یعنی جب قیامت قائم ہو جائیگی.....) اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی  
(یعنی کوئی جان اسے یوں نہ جھٹلا سکے گی جیسا کہ دنیا میں اس کا انکار کیا کرتی تھی.....) پست کرنے والی بلند کرنے والی (ایک قوم  
کی ہستی دخول جہنم کے ذریعے ظاہر کرنے والی اور ایک قوم کی بلندی دخول جنت کے ذریعے ظاہر کرنے والی.....) جب زمین کا  
بچے کی تقریر کر (یعنی زمین شدید حرکت کرنے لگے گی) اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چوراہوں کو (بسا بمعنی فتنہ ہے.....)  
(تو وہ ہو جائیں گے غبار) ”غبار“ کا معنی غبار ہے) پھیلا ہوا (منبٹا بمعنی منتشر ہے، اور دوسرا ”اذا“ پہلے والے ”اذا“ سے بدل  
بن رہا ہے) اور تم (قیامت میں) تین قسم کے ہو جاؤ گے (ازواج بمعنی اصنافا ہے) (تو دونی طرف والے) (یہ وہ لوگ ہوں گے جنہیں  
ان کے نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیئے جائیں گے، یہ مبتدأ بن رہا ہے اس کی خبر ما اصحاب ہے.....) کیسے دونی طرف

والے (ان کے داخل جنت ہونے کی وجہ سے ان کی تعظیم شان یوں بیان کی جا رہی ہے) اور جو سبقت لے گئے (بھلائی کی طرف اس سے مراد انبیاء کرام ہیں.....۶.....، یہ مبتدا بن رہا ہے) وہ تو سبقت لے ہی گئے (یہ تاکید ہے ان کی تعظیم شان کی، "والسابقون السابقون" کی خبر اولشک سے آرہی ہے) وہی مقرب بارگاہ ہیں چین کے باغوں میں اگلوں میں سے ایک گروہ ("ثلة من الاولین" مبتدا ہے یعنی گزشتہ امتوں میں سے ایک جماعت) اور پچھلوں میں سے تھوڑے (یعنی امت محمدی ﷺ میں سے تھوڑے اور یہ امت گزشتہ امتوں پر سبقت لے جانے والی ہے، مبتدا کی خبر "علی سرور..... الخ" سے آرہی ہے، یہ امت) جزاؤں پر ہوں گے ("موضوۃ" سے مراد یہ ہے کہ وہ سونے اور جواہرات کے تاروں سے بنے ہوئے ہوں گے) ان پر تکیہ لگائے ہوئے آئے سائے ("متکین" "متقبلین" یہ دونوں خبر کی ضمیر سے حال بن رہے ہیں) ان کے گرد لئے پھریں گے ہمیشہ اپنے والے لڑکے (یہ لڑکوں کی صورت میں رہیں گے بوڑھے نہیں ہوں گے.....۷.....) کوزے ("اکواب" بغیر ہتھے کے برتن کو کہتے ہیں) اور آفتابے ("اباریق" ہتھے اور ٹوٹی والے برتن یعنی صراحی کو کہتے ہیں) اور جام (یعنی شراب پینے کا برتن) اور آنکھوں کے سامنے ہتھی شراب (یعنی چشمے سے پینے والی شراب جو کبھی منقطع نہیں ہوگی.....۸.....) کہ اس سے نہ انہیں درد سر ہو اور نہ ہوش میں فرق آئے (یعنی اس کے پینے سے نہ انہیں درد سر ہوگا اور نہ ان کی عقل متاثر ہوگی بخلاف دنیاوی شراب کے "ینز فون" زاء مفتوحہ و مکسورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ نوز الشارب و انزف سے ماخوذ ہے) اور میوے جو پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جو چاہیں اور (ان کے لیے ان کے متبع ہونے کے لیے) بڑی آنکھ والیاں (یعنی وہ عورتیں جن کی آنکھوں کی پتلیاں انتہائی سیاہ اور اس کے ارد گرد کا حصہ شدید سفید ہوگا) بڑی آنکھوں والیاں ("عین" کا معنی بڑی آنکھوں والیاں ہے "عینہ" میں "ع" کو ضمہ کے بجائے کسرہ دیا گیا ہے اس کے یاء سے محاسنت رکھنے کی وجہ سے، "عین" کا مفرد عیناء بروزن حمراء ہے، ایک قرأت میں حور عین کو مجرور پڑھا گیا ہے) جیسے چھپے رکھے ہوئے موتی (المکنون بمعنی المصون ہے.....۹.....) بدلہ ("جزاء" مفعول لہ ہے یا مصدر ہے جس کا عامل مقدر ہے، اصل میں یوں تھا "جعلناہم" ما ذکر لجزاء "یا جزینا ہم" (ان کے اعمال کا اس میں) (یعنی جنت میں) نہ سنیں گے لہ (یعنی فحش کلام) نہ گناہ گاری (یعنی گناہ گار کرنے والی شے.....۱۰.....) لیکن (الا بمعنی لکن ہے) یہ کہا ہوگا سلام ("سلما" یہ "قیلا" سے بدل ہے کہ وہ سلام سنیں گے) اور ذنی طرف والے کیسے ذنی طرف والے بے کانتوں کی بیڑیوں میں ("سدر" سے مراد پیری کا درخت ہے، مخضود کے معنی بے کانتے کا ہونا) اور کیلوں کے گچھوں میں ("طلح" کیلے کے درخت کو کہتے ہیں "منضود" یعنی وہ گچھے نیچے سے اوپر تک تہہ بہ تہہ ہوں گے.....۱۱.....) اور ہمیشہ کے سائے میں (ممدود بمعنی دائم ہے) اور ہمیشہ جاری پانی میں (مسکوب کے معنی ہمیشہ جاری رہنے والا) اور بہت سے میووں میں جو نہ ختم ہوں (کسی زمانے میں) اور نہ روکے جائیں (شمن کی وجہ سے) اور بلند پھونوں میں (جو تختوں پر لگے ہوں گے) بیشک ہم نے ان کو (یعنی حوروں) کو اچھی اٹھان اٹھایا (بغیر ولادت کے انہیں پیدا کر کے) تو انہیں بنایا کنواریاں (یعنی جب بھی ان کے شوہران کے پاس جائیں گے تو انہیں کنواریاں گے، ابکار کے معنی کنواریاں ہیں) اپنے شوہر پر پیاریاں ("عربا" کوراء مضمومہ و ساکنہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ "عروب" کی جمع ہے بمعنی اپنے شوہر سے عشق رکھنے کے سبب اس سے خوب محبت کرنے والیاں) ایک عمر والیاں ("اتراب" تارب کی جمع ہے بمعنی ایک عمر والیاں.....۱۲.....) ذنی طرف والوں کے لیے (یہ انشانہن یا جعلناہن کا صلہ ہے) اگلوں میں سے ایک گروہ اور پچھلوں میں سے ایک گروہ۔

## ﴿ترکیب﴾

﴿اذا وقعت الوقعة ليس لوقعتها كاذبة خافضة رافعة﴾

اذا: مضاف، وقعت الوقعة: فعل وفاعل، بلکہ جملہ فعلیہ مضاف الیہ، بلکہ فعل محذوف ”اذکر“ کیلئے ظرف، بلکہ جملہ فعلیہ، ليس: فعل ناقص، لوقعتها: ظرف مستقر خبر مقدم، کاذبہ: اسم مؤخر، بلکہ جملہ فعلیہ، خافضة: خبر ”ہی“ مبتدا محذوف کیلئے، رافعة: خبر ثانی، بلکہ جملہ اسمیہ۔

﴿اذا رجحت الارض رجا وبست الجبال بسا فكانت هباء منبثا﴾

اذا: مضاف، رجحت الارض: فعل ونائب الفاعل، رجا: مفعول مطلق، بلکہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، بست الجبال بسا: جملہ فعلیہ معطوف، بلکہ مضاف الیہ، بلکہ ما قبل ”اذا وقعت“ سے بدل واقع ہے، ف: عاطفہ، كانت: فعل ناقص با اسم، هباء منبثا: مرکب توصیفی خبر، بلکہ جملہ فعلیہ۔

﴿وكنتم ازواجاً ثلثة فاصحاب الميمنة ما اصحاب الميمنة﴾

و: عاطفہ، كنتم: فعل ناقص با اسم، ازواجاً ثلثة: مرکب توصیفی خبر، بلکہ جملہ فعلیہ ما قبل ”رجحت الارض“ پر معطوف ہے، ف: عاطفہ تعریفیہ، اصحاب الميمنة: مبتدا، ما: استفہامیہ مبتدا، مقصود استفہام، التعظيم اصحاب الميمنة: خبر، بلکہ جملہ اسمیہ، ہو کر خبر، بلکہ جملہ اسمیہ۔

﴿واصحاب المشئمة ما اصحاب المشئمة والسبقون اولئك المقربون في جنت النعيم﴾

و: عاطفہ، اصحاب المشئمة: مبتدا، ما: استفہامیہ مبتدا، مقصود استفہام التحقیق، اصحاب المشئمة: خبر، بلکہ جملہ اسمیہ خبر، بلکہ جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، السابقون: مؤکد، السابقون: تاکید، بلکہ مبتدا، اولئك المقربون: جملہ اسمیہ خبر، بلکہ جملہ اسمیہ خبر، فی جنت النعيم: ظرف مستقر خبر ثانی، بلکہ جملہ اسمیہ۔

﴿ثلة من الاولين وقليل من الاخرين على سرر موضونة متكئين عليها متقبلين﴾

ثلة: موصوف، من الاولين: ظرف مستقر صفت، بلکہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قليل: موصوف، من الاخرين: ظرف مستقر صفت، بلکہ معطوف، بلکہ ردو الحال، متكئين علیہا: شبہ جملہ حال اول، متقبلين: حال ثانی، بلکہ مبتدا، علی: جار، سرر موضونة: مجرور، بلکہ ظرف مستقر خبر، بلکہ جملہ اسمیہ۔

﴿يطوف عليهم ولدان مخلدون بأكواب وأباريق وكاس من معين﴾

يطوف علیہم: فعل وظرف لغو، ولدان مخلدون: مرکب توصیفی فاعل، ب: جار، اکواب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اباريق: معطوف اول، و: عاطفہ، کاس: موصوف، من معين: ظرف مستقر صفت، بلکہ معطوف ثانی، بلکہ مجرور، بلکہ ظرف لغو، بلکہ جملہ فعلیہ۔

﴿لا يصدعون عنها ولا ينزفون وفاكهة مما يتخيرون﴾

لا يصدعون عنها: فعل نفی مجہول بآ نائب الفاعل وظرف لغو، بلکہ جملہ فعلیہ متانفہ، و: عاطفہ، لا ينزفون: فعل نفی مجہول، بآ نائب الفاعل، بلکہ جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، فاكهة: موصوف، مما يتخيرون: ظرف مستقر صفت، بلکہ ما قبل ”کاس“ پر معطوف ہے۔

﴿ولحم طير مما يشتهون وحور عین کامثال اللؤلؤ المكنون﴾

و: عاطفہ، لحم: مضاف، طير: موصوف، مما يشتهون: ظرف مستقر صفت، بلکہ مضاف الیہ، بلکہ ما قبل ”کاس“ پر معطوف

ہے، و: عاطفہ، حور، موصوف، عین، صفت اول، کاف: جار، امثال اللولو المکنون: مجرور، مکر طرف متفرقت ثانی، مکر ”لهم“ خبر محذوف کیلئے مبتدا، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿جزاء بما كانوا يعملون لا يسمعون فيها لغوا ولا تأثيما الا قبيلا سلما سلما﴾  
جزاء: مصدر بافاعل، بما كانوا يعملون: ظرف لغو، مکر شبہ جملہ ہو کر فعل محذوف ”جزاء بما“ کیلئے مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ، لا يسمعون: فعل نفی بافاعل، فیہا: ظرف لغو، لغوا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تأثيما: تائیمہ، معطوف، مکر مستثنیٰ منہ، الا حرف استثناء، قبیلا: مبدل منہ، سلما سلما: مؤکد تاکید، مکر بدل، مکر مستثنیٰ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿واصحاب اليمين ما اصحاب اليمين في سدر مخضود وطلح منضود وظل ممدود وماء مسكوب وفاكهة كثيرة لامقطوعة ولا ممنوعة وفرش مرفوعة﴾

و: عاطفہ، اصحاب اليمين: مبتدا، ما: استفہامیہ، اصحاب اليمين: خبر، مکر جملہ اسمیہ خبر اول، فی: جار، سدر مخضود: معطوف علیہ، و: عاطفہ، طلح منضود: معطوف اول، و: عاطفہ، ظل ممدود: معطوف ثانی، و: عاطفہ، ماء مسكوب: معطوف ثالث، و: عاطفہ، فاكهة: موصوف، كثيرة: صفت، لا تأثيما: تائیمہ، معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تأثيما: ممنوعہ، معطوف، مکر صفت ثانی، مکر معطوف رابع، و: عاطفہ، فرش مرفوعة: معطوف خامس، مکر مجرور، مکر ظرف متفرقت ثانی، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا انشانهم انشاء فجعلنهم ابكار عربا اترايا لاصحاب اليمين﴾  
انا: حرف مشبہ واسم، انشانهم: فعل بافاعل ومفعول، انشاء: مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، جعلنهم: فعل بافاعل ومفعول، ابكار: موصوف، عربا اترايا: صفتان، مکر مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ، لام: جار، اصحاب اليمين: مجرور، مکر ظرف لغو فعل مقدم ”انشانهم“ کیلئے، مکر جملہ فعلیہ۔

## ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

### قیامت کی نشانیاں:

۱..... محققین کہتے ہیں کہ قیامت کے وقت کو مخفی اس لئے رکھا گیا تاکہ لوگ اس سے خوف کرتے رہیں اور ڈرتے رہیں، اس لئے کہ جب لوگوں کو معلوم نہ ہوگا کہ قیامت کب آئے گی تو وہ خوف و امید اور اس دن کی ہولناکیوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہیں گے، پس یہ بات انہیں طاعت اور توبہ کی جانب مائل کرے گی اور نافرمانیوں پر زجر بھی کرے گی۔ (الخان، ج ۲، ص ۲۷۸)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص حضور پر نور ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب قائم ہوگی؟ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا: ”تم پر افسوس ہے تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی؟“ اس نے کہا کہ میں نے قیامت کے لئے اس کے سوا کوئی تیاری نہیں کی کہ میں اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس کے ساتھ رہو گے جس کے ساتھ محبت کرتے ہو، ہم حاضرین نے پوچھا کہ ہم بھی اسی طرح ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں!“ تو ہم اس دن بہت زیادہ خوش ہوئے۔

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب، باب مناقب عمر، رقم: ۳۶۸۸، ص ۶۱۹)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ ایک مجلس میں مسلمانوں سے گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی آگیا اور اس نے کہا کہ قیامت کب آئے گی؟ حضور ﷺ نے اپنا کلام جاری رکھا، بعض کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کا کلام سن لیا اور اسے پسند نہیں فرمایا اور بعض کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کا کلام نہیں سنا، فرمایا، جب آپ ﷺ اپنی گفتگو ختم فرما چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا



”وہ شخص کہاں ہے جس نے قیامت سے متعلق سوال کیا تھا“، اس نے کہا کہ میں حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب امانتیں ضائع ہونے لگیں گی تو قیامت کا انتظار کرنا“، اس شخص نے پوچھا کہ امانت کیسے ضائع ہوگی؟ فرمایا: ”جب منصب نا اہل کے سپرد کر دیا جائے گا تو تم قیامت کا انتظار کرنا“۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من سول علما و هو مشغول فی حدیثہ، رقم: ۵۹، ص ۱۴) ☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول بی بی آمنہ کے گلشن کے مہکتے پھول ﷺ نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ حجاز مقدس سے ایک ایسی آگ نمودار نہ ہو جس سے بصری کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة، رقم: ۷۱۸۳، ص ۱۴۲۱) ☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تین جھوٹوں کا خروج نہ ہو جائے اور یہ تینوں جھوٹے یہ گمان کریں گے کہ وہ اللہ ﷻ کے رسول ﷺ ہیں۔“

(صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة، رقم: ۷۲۳۶، ص ۱۴۲۹) ☆..... حضرت خذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ بالا خانے سے ہماری جانب متوجہ ہوئے اور ہم قیامت سے متعلق باہم گفتگو کر رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو: سورج مغرب سے طلوع ہوگا، یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کا نکلنا، تین جگہوں کا دنس جانا ایک مشرق، دوسرا مغرب اور تیسرا جزیرہ عرب، آگ عدن کے گڑھوں سے نکل کر لوگوں کو ہانکے گی، یا (فرمایا) جمع کرے گی جہاں وہ رات گزاریں گے وہ بھی رات گزارے گی اور جہاں وہ دوپہر کا قیلولہ کریں گے وہ بھی کرے گی۔“

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”قریب ہے کہ نہر فرات (نہر کوفہ) اپنے خزانے کھول دے تو جو بھی وہاں حاضر ہوگا اس (سونے کے) خزانوں سے کچھ بھی نہ لے گا۔“ (مشکوۃ المصابیح، باب اشراط الساعة، الفصل الاول، ص ۴۶۹)

☆..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں شہنشاہ دو جہاں کی مدنی آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ درندے انسانوں سے کلام نہ کر لیں، اور اس وقت تک کہ انسان سے اس کی چابک کی رسی کلام کر لے، اور جوتوں کے تسمے بھی کلام کریں گے، اور انسان کی ران اسے بتائے گی کہ اس کے جانے کے بعد اس کے گھر والوں نے کیا کام کیا۔“ (جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فکلام السباع، رقم: ۲۱۸۸، ص ۶۳۷)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں کہ میرے بعد کوئی ایسا نہ ہوگا جس نے حضور پر نور ﷺ سے یہ فرمان سنا ہو، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی نشانیاں ہیں کہ علم کلم ہو جائے گا (یعنی علم اٹھ جائے گا)، جہالت ظاہر (عام) ہو جائے گی، زنا عام ہو جائے گا، عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی، مردوں کی تعداد میں کمی ہو جائے گی یہاں تک کہ ایک مرد کی کفالت میں پچاس پچاس عورتیں ہوں گی۔“

(صحیح البخاری، کتاب العلم، باب رفع العلم، رقم: ۸۱، ص ۱۹) ☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے، پھر جب وہ مغرب سے طلوع ہوگا تو سارے لوگ اسے دیکھ کر ایمان لے آئیں گے لیکن اس وقت کا ایمان لانا انہیں فائدہ نہ دے گا جیسا کہ قرآن مجید میں ہے، اور قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ دو آدمیوں نے کسی چیز کو خریدنے کے لئے کپڑے پھیلانے ہوئے لیکن خریدنے اور کپڑوں کو لپیٹنے نہ پائیں گے اور قیامت یوں قائم ہو جائے گی کہ ایک شخص دودھ لے کر چلا ہوگا لیکن

اسے پینے نہ پائے گا اور قیامت اس طرح قائم ہوگی کہ ایک آدمی جانوروں کو پانی پلانے کے لئے حوض پر لے جائے گا لیکن پلانے نہیں پائے گا اور قیامت یوں قائم ہوگی کہ ایک آدمی نے کھانے کے لئے لقمہ اٹھایا ہوگا مگر اسے کھانے نہیں پائے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب رقم: ۶۵۰۶، ص ۱۱۲۷)

☆..... حضرت سلامہ بنت حررض اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”قیامت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ اہل مسجد امامت کرنے کے لئے ایک دوسرے سے کہیں گے اور انہیں نماز پڑھانے کے لئے کوئی امام نہیں ملے گا۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب فی کراہیۃ التدافع، رقم: ۵۵۸۱، ص ۱۲۱)

☆..... قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ حضرت مرداس السلمی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ”نیک لوگ ایک ایک کر کے چلے جائیں گے اور تلچھٹ یعنی بھوسی باقی رہ جائے گی جیسے جوکی بھوسی یا ردی کھجوریں باقی رہ جاتی ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب ذہاب الصالحین، رقم: ۶۴۳۴، ص ۱۱۱۶)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مالک کون و مکاں کی مدنی سلطان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ”اس ذات پاک کی قسم! قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ ایک آدمی کسی آدمی کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا کاش اس کی جگہ میں ہوتا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب شدۃ الزمان، رقم: ۴۰۳۷، ص ۶۶۷)

☆..... حضرت عقبہ بن عامر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ دین کے لئے قتال کرتی رہے گی اور اپنے دشمنوں پر غالب رہے گی اور کسی کی مخالفت سے ان کو ضرر نہیں ہوگا حتیٰ کہ ان پر قیامت آجائے گی اور اسی حال پر ہوں گے، حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رحمہ اللہ نے کہا ہاں اللہ جلّ جلالہ ایک ہوا بھیجے گا جس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی اور اس کا مس ریشم کی طرح ہوگا اور جس شخص کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ اس کی روح قبض کر لے گی پھر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے اور ان پر قیامت قائم ہوگی۔“

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب قولہ ﷺ، رقم: ۴۸۵۰، ص ۹۷۰)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ دو عظیم گروہوں میں جنگ عظیم نہ ہو جائے اور دونوں جماعتوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا اور قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ تیس دجالوں کا ظہور نہ ہو جائے اور یہ سارے ہی خود کو اللہ ﷻ کا رسول گمان کریں گے۔“

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة، رقم: ۳۶۰۹، ص ۶۰۵)

☆..... حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ”مہدی میری عترت سے اولادِ فاطمہ سے ہوگا۔“

(مشکوۃ المصابیح، باب اشراط الساعة، الفصل الثانی، ص ۴۷۰)

☆..... حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ زمانہ متقارب نہ ہو جائے اور سال مہینے کی طرح گزرے، مہینے ہفتے کی طرح، ہفتے دن کی طرح، دن ایک گھنٹہ کی مانند، اور ایک گھنٹہ آگ کی چنگاری کی مانند گزر جائے گا۔

(جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی تقارب، رقم: ۲۳۳۹، ص ۶۷۷)

☆..... حضرت علی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب میری امت پندرہ کاموں کو کرے گی تو ان پر مصائب کا آنا حلال ہو جائے گا،“ حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ پندرہ کام کیا ہیں؟ جواباً ارشاد فرمایا: ”جب مال غنیمت کو ذاتی دولت بنا لیا جائے گا، اور امانت مال غنیمت بنالی جائے گی، زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھ لیا جائے گا، جب لوگ اپنی بیویوں کی فرمانبرداری کریں

گے اور ماؤں کی نافرمانی کریں گے، دوست کے ساتھ تو بھلائی کریں گے اور باپ کے ساتھ برائی، مسجدوں میں آوازیں بلند کی جائیں گی، قوم کے ذلیل ترین شخص کو امام بنالیا جائے گا، جب کسی شخص کے شر کے ڈر سے اس کی عزت کی جائے گی، شراب پی جائے گی، برشم پینا جائے گا، گانے والیاں اور ساز رکھا جائے گا، امت کے آخری لوگ پہلوں کو گالی دیں گے، اس وقت میں تم سرخ آنکھوں، زلزلوں اور منہ ہونے کے عذاب کا انتظار کرنا۔ (جامع الترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامة یوم: ۲۲۱۷، ص ۶۴۵)

☆..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک عرب کا حاکم وہ شخص نہیں ہوگا جو میرے اہل بیت سے ہے اس کا نام میرے نام کے مطابق یعنی محمد ہوگا“ اور ایک روایت میں اس طرح ہے: ”اگر دنیا میں سے صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تو اللہ ﷻ اس دن کو اتنا لمبا کرے گا حتیٰ کہ اس دن میں ایک شخص میرے اہل بیت سے مبعوث کرے گا جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا، وہ شخص زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔“ (سنن ابو داؤد، کتاب المہدی، باب برفہ: ۴۲۸۲، ص ۷۹۶)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ مال بہت زیادہ نہ ہو جائے حتیٰ کہ ایک شخص مال کی زکوٰۃ لے کر نکلے اور اسے کوئی ایسا شخص نہ ملے جو اس کو قبول کرے جب تک کہ سرزمین عرب چراگا ہوں اور نہروں والی نہ ہو جائے۔“ (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب الترغیب فی الصلۃ برفہ: ۲۲۲۸، ص ۴۶۰)

☆..... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ”تخلیق آدم سے لیکر قیامت تک جو امر کبیر ہے وہ (خروج) دجال ہے۔“ (مشکوٰۃ المصابیح، باب علامات بین یدی الساعة، الفصل الاول، ص ۴۷۲)

☆..... حضرت عبداللہ بن عمر و العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی جانب نزول فرمائیں گے، وہ شادی کریں گے ان کی اولاد ہوگی، وہ پینتالیس سال عمر گزاریں گے پھر فوت ہوئے اور میرے ساتھ قبر میں دفن کئے جائیں گے چنانچہ میں اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی قبر سے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان سے اٹھائے جائیں گے۔“

(مشکوٰۃ المصابیح، باب قرب الساعة، الفصل الثالث، ص ۴۸۰)

☆..... اوس بن اوس رضی اللہ عنہ نے سید عالم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ کا دن ہے اس دن میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن میں ان کی روح قبض کی جائے گی، اسی دن صور پھونکی جائے گی اور اسی دن میں صعدہ (گرج، آواز، موت) ہوگی تو تم اس دن میں مجھ پر درود کی کثرت کرو کہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“

(سنن نسائی، کتاب الجمعہ، باب اکثر الصلاۃ برفہ: ۱۳۷۰، ص ۳۴۷)

جاننا چاہیے کہ ایسا شخص جسے کچھ علم نہ ہو، کیا قیامت کے بارے میں اتنی خبریں دے سکتا ہے؟ کیا ایسا ممکن ہے کہ جو نہ جانتے ہوئے بھی اتنا جانتا ہو کہ بغیر اس کے بتائے کسی کو اس بارے میں کچھ بھی معلوم نہ ہوتا ہو؟ جہاں سید عالم ﷺ نے یہ فرمایا: ”کچھ نہیں جانتا“ یا یہ فرمایا: ”اے محبوب ﷺ ان لوگوں سے کہہ دو کہ قیامت کا علم تو اللہ کے پاس ہے اور وہ اسے اس کے وقت پر ظاہر کرے گا“، یہ اس لئے تھا کہ یہ بات صاف طور پر ظاہر ہو جائے کہ یہود کا یہ کہنا کہ ہم قیامت کا علم رکھتے ہیں غلط ہے، اور یہ واضح ہو جائے کہ نبوت کے لوازم میں یہ بات شامل ہی نہیں کہ نبی قیامت کے بارے میں بتائے کہ وہ کب قائم ہوگی؟ ہاں ہم اہل ایمان یہ جانتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو علم عطا فرمایا، جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کتنا عطا فرمایا، یہ دینے والا جانے اور جسے دیا گیا وہ جانے، ہمیں باپ طول کرنے کی حاجت نہیں ہونی چاہیے۔ علامہ آلوسی کی ایک عبارت اس بارے میں ہماری رہنمائی کرتی ہے کہ حضور ﷺ کو

اللہ ﷻ نے علم عطا فرمایا چنانچہ آپ ﷺ ویسٹلونک عن الروح قل الروح من امر ربي وما اوتيتم من العلم الا قليلا اور وہ تم سے روح کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ وہ میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا (الاسراء: ۸۵) کے تحت فرماتے ہیں کہ فلم يقبض رسول الله ﷺ حتى علم كل شيء يمكن العلم به كما يدل عليه ما اخرجہ الامام احمد و الترمذی یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک کہ اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو ہر اس چیز کا علم نہیں دے دیا جس کا علم دینا ممکن تھا اس بات پر امام احمد اور ترمذی کی تخریج کردہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔ (روح المعانی، الجزء التاسع، ص ۱۹۶)

## قیامت کو جھٹلانا ممکن ہے یا نہیں!

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: لیس لوقعتها كاذبة اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی (الواقعة: ۲) کے تحت قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں: لوقعتها میں لام وقت کے لئے ہے اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ ایسا نہیں ہوگا کہ کوئی اللہ ﷻ پر جھوٹ بولے یا جس طرح اب وہ جھوٹ بولتا ہے اسی طرح اس وقت کی نفی کرنے میں جھوٹ بولے۔ یہ بھی جائز ہے کہ لوقعتها میں لام اجلیہ ہو، اس صورت میں معنی یہ بنے گا کہ قیامت چونکہ قائم ہو چکی ہے اس لئے کوئی بھی جھوٹ نہیں بولے گا کیونکہ جس نے اس قیامت کے بارے میں خبر دی ہے اس نے سچ کہا یا ایسا کوئی نفس نہیں ہوگا جو انسان کو اس کی تکلیف برداشت کرنے کی ہمت دیدے۔ یہ بھی معنی ہو سکتا ہے کہ اس کے آنے کے معاملے میں کوئی جھوٹ نہیں بول سکتا کیونکہ یہ اٹل اور یقینی طور پر واقع ہونے والی چیز ہے۔ (المظہری، ج ۷، ص ۳)

## خافضة رافعة کے معانی:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: خافضة رافعة بلند کرنے والی پست کرنے والی قیامت کا وقوع جس وقت ہوگا، اقوام دنیا کو پست کر دے گی (یعنی زندگی ختم ہو جائے گی) اور جہنیموں کو آگ کی جانب سختی سے دھکیلا جائے گا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ دنیا میں قومیں بلندی جائیں گی اور اللہ ﷻ کی رحمت و جنت کی حقدار بنیں گی اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ قریب والوں کے لئے پست اور دور والوں کے لئے بلند ہوگی۔ عبد اللہ بن سراقہ ؓ کہتے ہیں کہ قیامت اللہ ﷻ کے دشمنوں کے لئے پستی کا پیش خیمہ بنے گی کہ وہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور اللہ ﷻ کے ولیوں کے لئے یہی قیامت بلند کرنے والی ہوگی یعنی ان کے جنت میں جانے کا سبب بن جائے گی۔ قتادہ کہتے ہیں کہ قیامت میں آواز قریب و بعید سے سنی جائے گی، نافرمان پستی کی طرف یعنی عذاب الہی کی جانب دھکیل دیئے جائیں گے اور یہی قیامت اولیائے کرام کے لئے بلندی کا باعث بنے گی کہ ان کے لئے جنت میں داخلے کا سبب بن جائے گی۔ (الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۱۹۴)

## پھاڑوں کا ریزہ ریزہ ہونا:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: وبست الجبال بسا فكانت هباء منبثا اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چور ہو کر تو ہو جائیں گے روزن کی دھوپ میں غبار کے باریک ذرے پھیلے ہوئے (الواقعة: ۶۸)۔ ابن عباس اور مجاہد رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ بروز قیامت پہاڑوں کا حال ستو کی طرح ہو جائے گا کہ جب انہیں پیسا جاتا ہے تو ریزہ ریزہ ہو کر ایک دوسرے سے چٹ جاتے ہیں، پہاڑ بھی ایسے ہی دکھائی دیں گے۔ جس طرح بکریوں کو چرانے کے لئے چلایا جاتا ہے اسی طرح قیامت میں پہاڑ بھی چلائے جائیں گے۔ جس کا بیان اللہ ﷻ نے یوں فرمایا: وسيرت الجبال..... الخ پہاڑ چلائیں گے کہ ہو جائیں گے جیسے چمکتا ریتا دور سے پانی کا دھوکا دیتا (النبا: ۲۰)۔ اکثر مفسرین کے نزدیک پہاڑ مطلق غبار بن کر اڑنے لگیں گے، حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایسا محسوس ہوگا



جیسے کہ سورج کی تیز شعائیں کسی جگہ میں داخل ہو کر اُسے منتشر کر رہی ہیں، اور اس حوالے سے آخری قول یہ ہے کہ گویا آگ میں مشتعل ہو رہی ہیں۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۱۸۶)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”قوم مدینہ سے نکل کر یمن، شام اور عراق کی جانب ریزہ ریزہ ہو کر نکلے گی اور مدینہ ان کے لئے بہتر تھا اگر جان لیتے،“ اور دوسری روایت میں ہے: ”تمہارے پاس اہل یمن ریزہ ریزہ ہونے کی صورت میں آئیں گے۔“

(صحیح البیہاری، کتاب الفضائل المدینۃ، باب من رغب عن المدینۃ، رقم: ۱۸۷۵، ص ۳۰۲)

## اصحاب المیمنة واصحاب المشئمة سے مراد کون ہونگے؟

۵..... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے آپ کی اولاد کو نکالا گیا تھا تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کی دائیں جانب تھے۔ اللہ جل جلالہ نے انہی کے بارے میں فرمایا کہ یہ جنتی ہیں مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ صحاب کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں کتاب دائیں ہاتھ میں دی جائے گی، ان تمام اقوام کی صورت میں یہ یمنین سے مشتق ہیں جو یسار کی ضد ہے۔ ربیع اور حضرت بصری نے کہا کہ اس سے مراد برکت والے لوگ ہیں جن کی عمریں اللہ جل جلالہ کی طاعت میں گزری ہیں، اس صورت میں یہ لفظ یمنین سے نکلا ہے جس کی ضد شوم ہے۔ ما اصحاب المیمنة سے ان حضرات کی شان عظمت اور کمال برکت پر تعجب کا اظہار ہے۔

اصحاب المشئمة سے مراد بائیں جانب والے ہیں۔ عرب بائیں جانب والوں کو شومی بھی کہتے ہیں اسی وجہ سے شام اور یمن کا نام بھی پڑا کیونکہ یمن مکہ مکرمہ کی دائیں جانب اور شام مکہ مکرمہ کے بائیں جانب میں واقع ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں بائیں جانب سے جہنم کی طرف لایا جائے گا یا جب حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد نکالی گئی تو اللہ جل جلالہ نے انہیں فرمایا یہ جہنمی ہیں اور مجھے کچھ پرواہ نہیں یا جنہیں نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا یا اس سے مراد وہ بد بخت لوگ ہونگے جن کی عمریں نافرمانی میں گزریں گی۔ ما اصحاب المشئمة میں وہی تعبیر ہوگی جو ماقبل ہوئی۔

(المظہری، ج ۷، ص ۴)

## سبقت لے جانے والے لوگ کون ہونگے؟

۱..... اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ﴾ اور جو سبقت لے گئے تو وہ سبقت ہی لے گئے (الواقعة: ۱۱ تا ۱۲)۔ ماقبل دو اقسام اصحاب یمنین و شمال سے متعلق کلام ہوا اور یہاں تیسری قسم جو سَابِقُونَ الْمُقَرَّبُونَ یعنی سبقت کرنے والے مقربین کا بیان مقصود ہے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے احوال مشہور اور محاسن معروف ہوتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو ایمان لانے میں سبقت کریں، حق ظاہر ہونے پر فرمانبرداری میں سب سے نمایاں رہیں اور اسی سے سبقت زمانی جو کہ دنیاوی کمالات اور فضائل یقینیہ سے متعلق ہو مراد لی جاتی ہے یا اس سے مراد شرف و منزلت میں دیگر لوگوں پر سبقت حاصل کرنا مراد ہے یا وہ لوگ مراد ہیں جو ثواب اور اعمال صالحہ کے ذریعے سبقت کرنے والے ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ كَانُوا يُشْرِكُونَ﴾ وہی لوگ مقرب بارگاہ ہیں (السورة: ۱۱)۔ یہی لوگ مقربین ہوتے ہیں یعنی جن کے درجات اور مراتب بلند ہوا کرتے ہیں اور نفس پاک و صاف سحرے ہوا کرتے ہیں، عرش الہی کا قُرب پاتے ہیں اور عرش الہی جنت کی چھت ہے اور یہ لوگ اپنے رب کے قرب کو حاصل کرنے میں سبقت لے جاتے ہیں جس میں ان کی اپنی ذات کے کمال کے مقابلے میں اللہ کے عظیم فضل، اس کی رحمت ہوتی ہے اور اللہ جل جلالہ جس پر چاہے اپنی رحمت فرمائے۔ ساتھ ہی اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿فَإِنَّ جَنَّةَ النَّعِيمِ﴾ جنت کے باغوں میں (الواقعة: ۱۲)۔ جن کے مقام و منزلت کا یہ حال ہو وہ یقیناً جنت ہی کا حقدار ہوا کرتا ہے۔

(روح البیان، ج ۹، ص ۳۷۶)

صدر الافاضل فرماتے ہیں: یہ لوگ جن کا ما قبل ذکر ہوا دخول جنت میں سبقت کرنے والے ہیں، حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ وہ ہجرت میں سبقت کرنے والے ہیں کہ آخرت میں جنت کی طرف سبقت کریں گے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ اسلام کی طرف سبقت کرنے والے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ وہ مہاجرین و انصار ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ سابقین اگلوں میں سے بہت ہیں اور پچھلوں میں سے تھوڑے اور اگلوں سے مراد یا پہلی امتیں ہیں، زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سید عالم ﷺ کے عہد تک کی، جیسا کہ اکثر مفسرین کرام کا قول ہے لیکن یہ قول انتہائی ضعیف ہے اگرچہ مفسرین کرام نے وجہ ضعف کے اعتبار سے بہت سی توجیہات بھی بیان کی ہیں۔ قول صحیح تفسیر میں یہ ہے کہ اگلوں سے امت محمدیہ ﷺ ہی کے پہلے لوگ مہاجرین و انصار میں سے جو سابقین اولین ہیں وہ مراد ہیں اور پچھلوں سے ان کے بعد والے مراد ہیں اور احادیث سے بھی ان کی تائید ہوتی ہے۔ حدیث مرفوعہ میں ہے کہ اولین و آخرین یہاں اسی امت کے پہلے اور پچھلے ہیں اور یہ بھی مراد ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”دونوں گروہ میری ہی امت کے ہیں۔“

(خزائن العرفان، حاشیہ نمبر: ۱۲۰۱۱)

### جنت میں خادمین لڑکوں کا بیان:

یہ..... کہی کہتے ہیں کہ جنت میں جنتی جس قسم کے تخت پر ٹیک لگائے جلوہ افروز ہونگے وہ تین سو ذراع طویل ہونگے اور مرد وزن ایک دوسرے کے مقابل تشریف فرماں ہونگے، پس جب کوئی شخص یہ آرزو کرے گا کہ اپنی زوجہ کے پاس جا کر بیٹھے تو تخت گویا کہ نیچے کی جانب جھکے گا اور وہ اس پر بیٹھے گا، پھر تخت اپنی سابقہ کیفیت پر دوبارہ بلند ہو جائے گا۔ اور یہ تخت سونے، ہیرے، جواہرات، یا قوت اور زبرد سے مرصع ہونگے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مَّخْلُودُونَ اِنَّ كُودُلَے پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے﴾ (الواقعه: ۱۷)۔ ایسے غلام (یعنی لڑکے) جنہیں موت نہ آئے گی، مجاہد کہتے ہیں کہ جنہیں بڑھا پانہ آئے اور نہ ہی ان کے چہرے متغیر ہوں۔ حضرت سعید بن جبیر ؓ کہتے ہیں مراد وہ لڑکے ہیں جو ہمیشہ (زندہ) رہیں گے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ غلام جنت (اچھا) کلام کریں گے اور یہ جنت میں انعامات و اکرام بھی پائیں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ جو شخص خیر کا کوئی ایک نیا طریقہ رائج کرے، اللہ ﷻ اس کے لئے جنت میں جگہ بنائے گا اور غلام جنت اس کی خدمت پر متعین ہونگے۔ حضرت علی ؓ اور حسن بصری کا قول ہے کہ یہاں ولدان سے مراد ولدان مسلمین ہیں یعنی مسلمانوں کے چھوٹے کم سن بچے جن کے نہ تو گناہ ہوتے ہیں اور نہ ہی نیکیاں۔ اور سلمان فارسی ؓ کہتے ہیں کہ مشرکین کے چھوٹے بچے جو کم سنی میں مرجائیں وہ جنت میں خادمین کی حیثیت سے خدمتگار ہونگے۔ حسن کہتے ہیں مراد وہ ہیں جن کی نہ تو نیکیاں ہوں جس پر انہیں جزا دی جائے اور نہ ہی گناہ ہوں جس پر مواخذہ کیا جائے، پس انہیں جنتیوں کی خدمت کے لئے معذور کیا جاتا ہے اور مقصود اس سے اہل جنت پر سرور و نعمت کی فراوانی کرنا ہے، اور انسان پر نعمت کا تعلق غلام باندیوں اور خادمین سے مکمل ہوا کرتا ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۱۷۴ وغیرہ)

### جنت کی نہ ختم ہونے والی بھتی شراب:

۸..... جنت میں شراب نہروں سے جاری ہوگی، اور یہ دنیاوی شراب کی مانند نہیں ہوگی کہ تکلیف و بیماری میں مبتلا کر دے بلکہ یہ بہت زیادہ مقدار میں چشموں اور نہروں میں نہیے گی۔ اس شراب میں نشہ بھی نہ ہوگا یعنی انسان کی عقل اسے پینے کے بعد سلامت ہی رہے گی یا اسے پینے کے بعد انسان بے عقل ہو جائے کہ یہ عقل کو خراب کر دے جیسا کہ دنیاوی شراب میں ہوا کرتا ہے۔ (روح البیان، ج ۹، ص ۳۸۱)

### موتی نما آنکھوں والی حوریں:

۹..... حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ سے ﴿كَا مِثَالِ اللُّوْلُو الْمَكْنُونِ جِیسے پیچھے رکھے ہوئے﴾

موتی (الواقعة: ۲۳) کے بارے میں استفسار کیا تو آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: ”یہ حوریں سیپ سے نکلے ہوئے موتی کی مانند ہوں گی جنہیں پہلے کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہو“۔ مجاہد کہتے ہیں کہ حور عین زعفران سے تخلیق کی گئی ہیں۔ (الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۲۰۸)

☆..... حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص بھی جنت میں داخل ہوگا، اس کا نکاح بہتر ہے، بیویوں سے کرایا جائے گا، دو بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی اور باقی ستر بیویاں اُسے دو زخیوں کی میراث سے ملیں گی، ان میں سے ہر بیوی محل شہوت ہوگی اور ان سے اپنی خواہش پوری کرنے میں اہل جنت کو کسی قسم کا ضعف و تھکاؤ نہیں ہوگی۔“

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب صفة الجنة، رقم: ۴۳۳۷، ص ۷۲۰)

## جنت میں لغویات اور گناہ نہ ہونے کا بیان:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا﴾ اس میں نہ سنیں گے کوئی بیکار بات نہ گنگھاری (الواقعة: ۲۵) یعنی جنتی کا کلام لغو نہ ہوگا، ایسا کلام جو بے معنی ہو یا حقیر کلام یا ضعیف کلام ہو، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ گناہ پر مشتمل کلام نہ ہوگا۔ (ابن کثیر، ج ۴، ص ۳۴۰)

انام رازی کہتے ہیں: جنت میں ایسا کلام نہ سنا جائے گا کہ جو عظیم فائدہ سے خالی اور اس میں لذت زیادہ ہو اور لغویات سے قریب ہو بلکہ جنتی ایک دوسرے کو سلامتی کی دعائیں دیں گے۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۴۰۱)

## جنت میں کیلے کے گچھوں کا بیان:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَوُضِعَ الْمَنْصُودُ أَوَّلُ كَيْلٍ﴾ (الواقعة: ۲۹) ایک سوال ہوتا ہے کہ الطلح کیا ہے؟ ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد کیلے کا درخت ہے۔ اور یہ سوال کیا جائے کہ المنصود سے کیا مراد ہے؟ ہم اس کا جواب یہ دینگے کہ مراد پتے اور پھل ہیں، اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد پتے ہیں، اور ظاہر یہ ہے کہ کیلے کے درخت کے پتے اوپر سے نیچے تک ایک دوسرے کے ساتھ تہہ در تہہ ہوتے ہیں، جیسا کہ گیہوں کے درخت کے پتے ہوتے ہیں کہ ایک جھڑتے ہیں تو اس کی جگہ دوسرے آجاتے ہیں، اور اسی طرح گنے کے پتے ہوتے ہیں۔ اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ بہت پتوں اور وافر پھل والا کیلے کا درخت۔ اور جنت کے درختوں کے سائے ناختم ہونے والے ہونگے، انسان اس سے مستفیض ہوتا ہی رہے گا۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۴۰۵)

## عربا اترابا کی تحقیق:

۱۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فَجَعَلْنَهُنَّ أَبْكَارًا﴾ (الواقعة: ۳۶، ۳۷)۔ یہ بنی آدم کی عورتیں ہوں گی جو دنیا میں تمہاری ازواج ہوں گی اللہ ﷻ نے انہیں تمہارے لئے باکرہ بنایا۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ﴿عربا اترابا﴾ کے معنی المملقة (جماع کے حوالے سے فائدہ مند ہونا) ہے۔ انہی سے ایک قول یہ بھی ہے کہ بہت زیادہ محبت کرنے والیاں مراد ہیں۔ انہی سے ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد اہل عرب کی وہ خواتین ہوتی ہیں جو اپنے شوہروں سے بہت زیادہ محبت رکھتی ہیں۔ اہل عرب یہ خطاب اُس عورت کو دیتے ہیں جو اپنے شوہر سے بہت زیادہ محبت کرتی ہوں۔ (الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۲۱۸ وغیرہ)

## اغراض:

قامت القیامة: قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ لخفض اقوام: یعنی حسی اعتبار سے اور معنوی اعتبار سے، پس جنتی حسی اور معنوی اعتبار سے بلند ہونگے اور جنمی بھی اسی اعتبار سے پست ہونگے اور بلندی اور پستی کی نسبت حسی اور معنوی اعتبار سے کرنا فعل کی

اُس کے محل اور زمانے کے اعتبار سے ہے۔ حرکت حرکت شدیدہ: جیسا کہ بچا اپنے چھوٹے میں روتا بلکتا ہے اور چھوٹے سے نیچے آجاتا ہے پس یہی حال زمین کا ہوگا کہ اس کی کپکپاہٹ سے زمین پر موجود سب چیزیں مثلاً پہاڑ وغیرہ ٹوٹ پھوٹ جائیں گے اور ایک اضطراب برپا ہو جائے گا۔

منتشرا: بغیر ہوا کے ہر چیز منتشر ہو جائے گی، جیسا کہ سورج کی روشنی جب کسی سوراخ میں داخل ہوتی ہے تو وہ چھوٹے چھوٹے نظر آتے ہیں۔ تعظیم لسانہم: اللہ کے فرمان: ﴿مَا أَصْحَابُ الْمِيمَنَةِ﴾، ﴿مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ﴾ میں استفہام دونوں مقامات پر دونوں کی شان بیان کرنے کی غرض سے ہے، پس ”أَصْحَابُ الْمِيمَنَةِ“ میں حسن حال کی رعایت اور ”أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ“ میں سوء حال کی مناسبت کی وجہ سے ہے۔

بان یوتی کتابہ بشمالہ: یہ مفسرین کرام کے اقوال میں سے ایک قول ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ دائیں والوں کو نامہ اعمال اُن کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا جو کہ نوید جنت ہوگا اور بائیں والوں کے ساتھ برخلاف معاملہ کیا جائے گا۔

ہم الانبیاء: یہ ﴿السَّابِقُونَ﴾ کے بارے میں ایک قول ہے، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ظہور حق کے بعد ایمان و طاعت کی جانب بڑھنے والے لوگ مراد ہیں، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو خیرات کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔

وہم السابقون: سے مراد امت محمدیہ ہے، یعنی حضرات انبیائے کرام پر ایمان لانے اور ان کے ایمان پر مجتمع ہونے میں، اس لئے کہ مومنین حضرات انبیائے کرام پر ایمان لانے میں کثیر جماعت میں جمع ہو گئے، اور محمد عربی ﷺ پر ایمان لانے میں دیگر مجموعی اعتبار سے حضرات انبیائے کرام پر ایمان لانے میں کم ہیں لیکن یہ قول امت محمدیہ کے جنتی ہونے کے وصف کے منافی نہیں ہے اور یہ قول حضرات انبیائے کرام کے روبرو حاضر ہو کر ایمان لانے کے لئے جمع ہونا مراد نہیں ہے بلکہ جب یہ جان لیا تو اب مفسرین کے قول جو ابھی سابق میں بیان ہوئے غیر واضح شمار ہونگے، پس مناسب یہ ہوگا کہ یوں کہا جائے: ”ہر نبی کی امت میں سے خیر کی طرف سبقت کرنے والے“، اور بعض مفسرین نے متذکرہ خطاب کو اس آیت کے ساتھ ملایا ہے، ﴿وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً﴾ اور تین ازواج سے مراد ایک امت محمدیہ، دوسرے اہل یمین یعنی دیگر امتوں میں ایمان والے اور دوسرے اہل شمال یعنی کفار مراد ہیں اور اس فرمان: ﴿ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ﴾ سے اس امت کے اوائل سے کثیر جماعتیں ہیں اور ﴿قَلِيلٌ مِنَ الْآخِرِينَ﴾ سے مراد وہ ہیں جو اس امت کے اوائل کے بعد ہوئیں اگرچہ وہ بھی اپنی ذات کے اعتبار سے بہت زیادہ تعداد میں ہوں، ہو سکتا ہے کہ یہ تفسیر زیادہ قریب بالمعنی ہو۔

علی شکل الاولاد: یہاں جنت میں موجود خادین کا بیان کرنا مقصود ہے، ان کی تخلیق جنت میں پہلے ہو گئی جیسا کہ حور عین ہوئیں، یہ دنیا میں اولاد کی مثل نہیں ہیں بلکہ ان کی جانب اولاد کی نسبت فقط مشابہت کی وجہ سے کی گئی ہے جیسا کہ مفسر نے افادہ بیان کیا ہے، اور یہی صحیح قول ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جنت کے خادین سے مراد مومنین کے مرجانے والے بچے ہونگے، کافروں کے بچوں کے بارے میں بھی یہی قول ملتا ہے، اور اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔

لا یمہرمون: اللہ کے فرمان: ﴿مُخَلَّدُونَ﴾ کی تفسیر ہے، معنی یہ ہے کہ متذکرہ ولدان جنت ہمیشہ طراوت (تروتازگی) اور نعمت میں ہونگے جس طرح دنیا میں بچہ بڑا ہوتا ہے اور بوڑھا ہو جاتا ہے ایسا معاملہ نہیں ہوگا۔

لا عری لها: یعنی ایسے آفتابے مراد ہیں جن کے پکڑنے کی کوئی جگہ خاص نہ ہو، جہاں سے چاہیں پکڑ سکیں۔  
شدیدات سواد العیون: نہ ﴿عین﴾ کی جملہ تقاسیر میں سے ایک ہے، پس ان حوروں کی آنکھیں سخت کالی ہوگی اور انکے جسم انتہائی سفید اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جس طرح ان کے جسم انتہائی سفید ہونگے بالکل اسی طرح ان کی آنکھیں بھی انتہائی سیاہ ہونگی۔



بدل من قیلا: یا قیلا کی صفت ہوگی، معنی یہ ہے کہ جتنی ایک دوسرے کو سلام سلام کہیں گے۔  
 فانہم یسمعونہ: یعنی جتنی اللہ اور فرشتوں کی طرف سے سلامتی کی ندائیں سنیں گے اور ایک دوسرے کو بھی اسی کلام سے یاد کریں گے۔  
 جار دائما: سے مراد سطح زمین ہے نہ کہ زمین کے اندر کا حصہ۔

ای الحور العین من غیر ولادۃ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ انشاناہن میں موجود ضمیر ”الحور العین“ کی جانب عائد ہے جیسا کہ ماقبل گزر چکا اور یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے جب کہ دوسرا قول یہ ہے کہ ضمیر ”نساء الدنیا“ کی جانب عائد ہے اور معنی انشاناہن بمعنی اعدنا انشاء ہن ہے، اور اس کی تائید حضرت ام سلمہ کی حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے سید عالم ﷺ سے اسی آیت کے متعلق سوال کیا تو فرمایا: ”اے ام سلمہ! جو خواتین دنیا میں بوڑھی، جن کے آدھے بال سفید اور آدھے سیاہ، آنکھ میں کچھ زوالی رخصت ہو جاتی ہیں اللہ انہیں پھر سے جوان کر دے گا، جب بھی ان کے پاس ان کے خاوند آئیں گے وہ انہیں باکرہ ہی پائیں گے“، پس جب بی بی عائشہ نے یہ سنا تو عرض گزار ہوئیں اور بوڑھیاں؟ فرمایا: ”اے عائشہ! وہاں بوڑھیاں نہیں ہوں گی (یعنی جنت میں لوگ جوان ہو جائیں گے)“، انسب دلیل یہ ہے کہ ضمیر مذکورہ بالا ”الحور العین“ اور ”نساء الدنیا“ دونوں کی جانب راجع ہو۔

### دکوع نمبر: ۱۵

وہم ثلثۃ من الاولین (۳۹) وثلثۃ من الاخرین (۴۰) واصحاب الشمال ما اصحاب الشمال (۴۱) فی  
 سموم (۴۲) ریح خاریۃ من النار تنفذ فی المسام (۴۳) وحمیم (۴۴) ماء شدید الحرارۃ (۴۵) وظل من  
 یحموم (۴۶) دُخان شدید السواد (۴۷) لا بارد (۴۸) کغیرہ من الظلال (۴۹) ولا کریم (۵۰) حُسن المنظر (۵۱) انہم  
 کانوا قبل ذلک فی الدنیا مترفین (۵۲) مُنعِمین لا یتعَبون فی الطاعۃ (۵۳) وکانوا یصرون علی  
 الحنث (۵۴) الذنب (۵۵) العظیم (۵۶) آی الشُرک (۵۷) وکانوا یقولون انذا متنا وکنا ترابا وعظاما انا  
 لمبعوثون (۵۸) فی الہمزتین فی الموضعین التحقیق والتسہیل الثانیۃ وادخال الف بینہما علی  
 الوجهین (۵۹) او اباؤنا الاولون (۶۰) یفتح الواو للعطف والہمزۃ للاستفہام وهو فی ذلک وفیما قبلہ  
 للاستیعاد وفی قراءۃ بسکون الواو عطفًا باو والمعطوف علیہ محل ان واسمہا قل ان الاولین  
 والاخرین (۶۱) لمجموعون الی میقات (۶۲) لوقت (۶۳) یوم معلوم (۶۴) ائی یوم القیمۃ (۶۵) ثم انکم ایہا الضالون  
 المکذبون (۶۶) لا کلون من شجر من زقوم (۶۷) بیان للشجر (۶۸) فما لثون منها (۶۹) من  
 الشجر (۷۰) البطون (۷۱) فشاربون علیہ (۷۲) ائی الزقوم الماکول (۷۳) من الحمیم (۷۴) فشاربون شرب (۷۵) یفتح  
 الشین وضمیمہا مضمر (۷۶) الہیم (۷۷) الابل العطاش جمع ہیمان للذکر وھیمی للاثنی کعطشان  
 وعطشی (۷۸) هذا نزلہم (۷۹) ما أعدلہم (۸۰) یوم الدین (۸۱) یوم القیامۃ (۸۲) نحن خلقکم (۸۳) اوجدناکم عن  
 عدم (۸۴) فلولا (۸۵) مالا (۸۶) تصدقون (۸۷) بالبعث (۸۸) اذ القادر علی الإنشاء قادر علی الاعادۃ (۸۹) افرئتم ما  
 تمنون (۹۰) تُریقون المنی فی ارحام النساء (۹۱) انکم (۹۲) بتحقیق الہمزتین وابدال الثانیۃ الف وتسہیلہا  
 وادخال الف بین المسئلۃ والاخری وتركہ فی المواضع الاربعۃ (۹۳) تخلقونہ (۹۴) ائی المنی بشر (۹۵) ام نحن

الخالقون ﴿۵۹﴾ نحن قدرنا ﴿بالتشديد والتخفيف﴾ بينكم الموت وما نحن بمسبوقين ﴿۶۰﴾ ﴿بمعاجزين﴾ على ﴿عن﴾ ان نبدل ﴿نجعل﴾ امثالكم ﴿مكانكم﴾ وننشئكم ﴿نخلقكم﴾ في ما لا تعلمون ﴿۶۱﴾ ﴿من الصور كالقردة والخنزير﴾ ولقد علمتم النشاة الاولى ﴿وفى قراءه يسكون الشين﴾ فلولاً تذكرون ﴿۶۲﴾ ﴿فيه ادغام التاء الثانية فى الاصل فى الدال﴾ افرء يتم ما تحرثون ﴿۶۳﴾ ﴿تثيرون الارض وتلقون البذر فيها﴾ انتم تزرعونہ ﴿تنبثونه﴾ ام نحن الزارعون ﴿۶۴﴾ لو نشاء لجعلنه حطاماً ﴿نباتاً يابساً لا حب فيه﴾ فظلمتم ﴿اصلہ﴾ ظلمتم بكسر اللام فحذفت تخفيفاً اى اقمتم نهاراً ﴿تفكھون﴾ ﴿۶۵﴾ ﴿حذف منه احدى التائين فى الاصل تعجبون من ذلك وتقولون﴾ انا لمفرمون ﴿۶۶﴾ ﴿نفقة زرعتنا﴾ بل نحن محرومون ﴿۶۷﴾ ﴿ممنوعون رزقنا﴾ افرء يتم الماء الذى تشربون ﴿۶۸﴾ انتم انزلتموه من المزن ﴿السحاب جمع مزنه﴾ ام نحن المنزلون ﴿۶۹﴾ لو نشاء لجعلنه اجاجاً ﴿ملحاً لا يمكن شربه﴾ فلولاً ﴿فهل﴾ تشكرون ﴿۷۰﴾ افرء يتم النار التى توردون ﴿۷۱﴾ ﴿تخرجون من الشجر الأخضر﴾ انتم انشأتم شجرتها ﴿كالمزخ والعقار والكحلح﴾ ام نحن المنشئون ﴿۷۲﴾ نحن جعلناها تذكرة ﴿لنار جهنم﴾ ومتاعاً ﴿بلغة للمقوين﴾ ﴿۷۳﴾ ﴿للمسافرين من اقوى القوم اى صاروا بالقوى بالقصر والمد اى القفر وهو مفارجه لا نبات فيها ولا ماء﴾ فسبح ﴿نزهه﴾ باسم ﴿زائد﴾ ربك العظيم ﴿۷۴﴾ اى الله.

### ﴿ترجمہ﴾

اور بائیں طرف والے کیسے بائیں طرف والے جلتی ہوا ("سموم" جنم کی وہ گرم ہوا جو کہ گناہ گاروں کے مسام میں نفوذ کر جائیگی) اور کھولتے پانی میں ("حمیم" انتہائی گرم پانی) اور سیاہ دھوئیں کی چھاؤں میں (بحموم انتہائی سیاہ دھوئیں کو کہتے ہیں) جو نہ ٹھنڈی (دیگر اشیاء کے سایوں کی طرح) اور نہ عزت کی (کہ دیکھنے میں بھلی لگے.....) بیشک وہ اس سے پہلے (دنیا میں) نعمتوں میں تھے (وہ ہمارے اطاعت گزار نہیں تھے، مترفین بمعنی منعمین ہے) اور اس بڑے گناہ (یعنی شرک) پر مصر تھے (الحنت کے معنی گناہ ہے) اور کہتے تھے کیا جب ہم مرجائیں اور ہڈیاں مٹی ہو جائیں تو کیا ضرور ہم اٹھائے جائیں گے..... ("اذا" اور "انا" دونوں کلمات ہمزہ کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کی تسہیل اور ان دونوں کے درمیان دونوں صورتوں میں الف داخل کرنے کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی ("او" میں واؤ مفتوحہ عطف کے لیے اور ہمزہ استفہام کے لیے ہے اس مقام میں اور ماقبل مقام میں استفہام استبعاد کے لیے ہے، ایک قرأت میں "او" میں واؤ ساکن ہے اس صورت میں یہ عطف "او" کے ساتھ ہوگا اور معطوف علیہ "ان" اور اس کے اسم کا مکل ہوگا) تم فرماؤ بیشک سب اگلے اور پچھلے ضرور اکٹھے کئے جائیں گے ایک جانے ہوئے دن (یعنی بروز قیامت) کے وقت کے لیے (میقات کے معنی وقت ہے) پھر بیشک تم اے گمراہ جو بھٹلانے والوں ضرور تھوہڑ کے پیڑ میں سے کھاؤ گے ("شجر من زقوم" میں "من زقوم" شجر کا بیان ہے) پھر اس سے (یعنی اس درخت سے) پیٹ بھر گے پھر اس پر (یعنی اس کھاے گئے زقوم پر) کھولتا پانی پیو گے پھر ایسا پیو گے جیسے سخت پیاسے اونٹ پیئیں ("ہیم" پیاسے اونٹوں کو کہتے ہیں.....) یہ "ہیمان" کی جمع ہے ہیمان مذکر کے لیے اور ہیمی مؤنث کے لیے ہے جیسا کہ عطشان مذکر اور عطشی

مونٹ کے لیے ہے) یہ ان کی مہمانی ہے (جوان کے لیے تیار کی گئی ہے) انصاف کے دن (یعنی قیامت کے دن) ہم نے تمہیں پیدا کیا (یعنی تمہیں ہم عدم سے وجود میں لائے) تو تم کیوں نہیں تصدیق کرتے (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی کہ جو ابتداء پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوبارہ زندہ کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے) تو بھلا دیکھو تو وہ مٹی جو گراتے ہو (عورتوں کے رحم میں، تمنون کے معنی مٹی گرانے کے لیے) کیا تم ”ء النعم“ یہ مذکورہ چاروں مقامات میں دونوں ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کو الف سے تبدیل کرنے کے ساتھ اور ہمزہ مسبلہ اور غیر مسبلہ کے درمیان الف داخل کرنے کے ساتھ اور ترک الف کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اس سے (یعنی مٹی سے) بناتے ہو (آدمی) یا ہم بنانے والے ہیں اور ہم نے ٹھہرایا (”قدرونا“ فعل کو مخفف و مشد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) تم میں مرنا اور ہم اس سے ہارے نہیں (یعنی ہم عاجز نہیں ہیں اس سے) کہ تم جیسے اور بدل دیں (تمہاری جگہ) اور تمہیں (یعنی تمہاری صورتوں کو) وہ بنادیں جس کی تمہیں خبر نہیں (جیسا کہ بندر اور خنزیر) اور بیشک تم جان چکے ہو پہلی اٹھان (”النشاة“ کو ایک قرائت میں شین ساکنہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) پھر کیوں نہیں سوچتے (”تذکرون“ یہاں اصل میں دوسرا تاء کا زال میں ادغام کیا گیا ہے) تو بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو (یعنی زمین کو نرم کر کے اس میں بیج ڈالتے ہو) تو کیا تم اس کی کھیتی بناتے ہو (تم اس کھیتی کو اگاتے ہو) یا ہم بنانے والے ہیں ہم چاہیں تو اسے پامال کر دیں (خشک گھاس کر دیں جس میں کچھ نارج نہ ہو.....) تو تم دن میں ہو جاؤ (”ظلمتم“ اصل میں لام مکسورہ کے ساتھ ظلمتم تھا، لام کو تخفیفاً حذف کر دیا گیا ہے، ظلمتم بمعنی اقمتم نہارا ہے) تعجب کرتے (اس سے ”تفکھون“ کی دوتاء میں سے ایک کو حذف کر دیا گیا ہے، اور کہتے ہو) کہ ہم پر چٹی پڑی (ہماری کھیتی کے خرچے کی) بلکہ ہم بے نصیب رہے (ہم سے رزق روک دیا گیا ہے) تو بھلا بتاؤ تو وہ پانی جو پیتے ہو کیا تم نے اسے بادل سے اتارا (”المزن“ مزنة کی جمع ہے بمعنی بادل) یا ہم ہیں اتارنے والے ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں (کہ اسے پینا بھی ممکن نہ رہے، اجسا جاسا کے معنی کھاری ہے) پھر کیوں نہیں شکر کرتے (لولا بمعنی ہلا ہے) تو بھلا بتاؤ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو (جسے تم سبز پیڑ سے نکالتے ہو.....) کیا تم نے اس کا پیڑ (جیسا کہ مرغ اور عفار وغیرہ) پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے ہم نے اسے (نارجنم کا) یادگار بنایا اور مسافروں کا فائدہ جنگل میں (متاعاً بمعنی بلغة ہے، المقویین بمعنی المسافرين ہے، ”مقویین“ اقوی القوم سے ماخوذ ہے بمعنی صاروا بالقوی ”القوی“ کو مد اور قصر کے ساتھ پڑھا گیا ہے، قوی بمعنی قصر ہے، یعنی وہ میدان جس میں نہ کچھ نباتات ہو اور نہ پانی) تو تم پاکی بولو (یعنی تزیہہ بیان کرو) اپنے عظمت والے رب (اللہ ﷻ) کی (”باسم ربک“ میں لفظ اسم زندہ ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿ثلة من الاولین وثلة من الاخرین﴾

ثلة: موصوف، من الاولین: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ثلة: موصوف، من الاخرین: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف، ملکر ”ہم“ مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واصحب الشمال ما اصحب الشمال فی سموم وحمیم وظل من یحموم لا بارد ولا کریم﴾

و: متعلقہ، اصحب الشمال مبتدا، ما: استفہامیہ مبتدا، اصحب الشمال: خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر اول، فی: جار، سموم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، حمیم: معطوف اول، و: عاطفہ، ظل: موصوف، من یحموم: ظرف مستقر صفت اول، لا: نافیہ، بارد: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا کریم: معطوف، ملکر صفت ثانی، ملکر معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ متعلقہ۔

﴿انهم كانوا قبل ذلك مترفين وكانوا يصرون على الحنث العظيم﴾

انہم: حرف مشبہ واسم، کانوا: فعل ناقص باواؤ ضمیر ذوالحال، قبل ذلک: ظرف متعلق بمحذوف حال، بلکراسم، مترفین: خبر، بلکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، یصرون علی الحنث العظیم: جملہ فعلیہ خبر، بلکر جملہ فعلیہ معطوف، بلکر خبر، بلکر جملہ اسمیہ۔

﴿وكانوا يقولون ائذا متنا وكنا ترابا وعظاما انا لمبعوثون اوابونا الاولون﴾

و: عاطفہ، کانوا: فعل ناقص بااسم، یقولون: قول، ہمزہ: حرف استفہام، اذا: مضاف، متنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کناتر ابا وعظاما: جملہ فعلیہ معطوف، بلکر مضاف الیہ، بلکر فعل محذوف ”نبعث“ کیلئے ظرف، بلکر مقولہ اول، ہمزہ: حرف استفہام، انا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، مبعوثون: اسم مفعول واو ضمیر و معطوف علیہ، ہمزہ: حرف استفہام، و: عاطفہ، اباونا الاولون: مرکب توصیفی معطوف، بلکر نائب الفاعل، بلکر شبہ جملہ ہو کر خبر، بلکر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، بلکر جملہ قولیہ ہو کر خبر، بلکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ان الاولين والاخرين لمجموعون الى ميقات يوم معلوم﴾

قل: قول، ان: حرف مشبہ، الاولین: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الاخرین: معطوف، بلکر اسم، لام: تاکیدیہ، مجموعون: اسم مفعول بانائب الفاعل، الی: جار، میقات يوم معلوم: مجرور، بلکر ظرف لغو، بلکر شبہ جملہ ہو کر خبر، بلکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، بلکر جملہ قولیہ۔

﴿ثم انکم ایہا الضالون المکذبون لا کلون من شجر من زقوم فمالئون منها البطون﴾

ثم: عاطفہ، انکم: حرف مشبہ واسم، ایہا الضالون المکذبون: نداء، لام: تاکیدیہ، اکلون: اسم فاعل بافاعل، من: جار، شجر بوصف، من زقوم: ظرف مستقر صفت، بلکر مجرور، بلکر ظرف لغو، بلکر شبہ جملہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، مالئون منها: اسم فاعل بافاعل و ظرف لغو، البطون: مفعول، بلکر شبہ جملہ معطوف، بلکر خبر، بلکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، بلکر جملہ ندائیہ۔

﴿فشاربون علیہ من الحمیم فشاربون شرب الہیم﴾

ف: عاطفہ، شاربون: اسم فاعل و ”ہم“ ضمیر مستقر ذوالحال، علیہ: ظرف مستقر حال، من الحمیم: ظرف لغو، بلکر شبہ جملہ ہو کر ماقبل ”لاکلون من شجر“ پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، شاربون: اسم فاعل بافاعل، شرب الہیم: مفعول مطلق، بلکر شبہ جملہ ماقبل ”لاکلون“ پر معطوف ہے۔

﴿هذ انزلہم یوم الدین نحن خلقنکم فلولا تصدقون﴾

هذا: مبتداء، نزلہم: ذوالحال، یوم الدین: ظرف متعلق بمحذوف حال، بلکر خبر، بلکر جملہ اسمیہ، نحن: مبتداء، خلقنکم: جملہ فعلیہ خبر، بلکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، لولا حرف تخیض بمعنی، لا تصدقون: فعل نا بانائب الفاعل، بلکر جملہ فعلیہ۔

﴿افراء یتما تمنون ء انتم تخلقونہ ام نحن الخالقون﴾

ہمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، رایتما: فعل بافاعل، ماتمنون: موصول صلہ، بلکر مفعول اول، ہمزہ: حرف استفہام، انتم: مبتداء، تخلقونہ: جملہ فعلیہ خبر، بلکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ام: مقطوعہ بمعنی بل، نحن: مبتداء، الخالقون: خبر، بلکر جملہ اسمیہ معطوف، بلکر مفعول ثانی، بلکر جملہ فعلیہ۔

﴿نحن قدرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین علی ان نبذل امثالکم وننشئکم فی ما لاتعلمون﴾



نحن: اسم، قدرنا: فعل بافاعل، بيسكم: ظرف، السموت: مفعول، بلكر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، بلكر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، بلكر جملہ اسمیہ ہو، عاطفہ، ما: مشابہ، بليس، نحن: اسم، ب: زائد، مسبولين: اسم بافاعل، عليا: جار، ان: مصدریہ، نبذل امثالكم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لنشك في ما لا تعلمون: جملہ فعلیہ معطوف، بلكر بتاويل مصدر مجرور، بلكر ظرف لغو، بلكر شبہ جملہ ہو کر خبر، بلكر جملہ اسمیہ۔

﴿ولقد علمتم النشأة الاولى فلولا تذكرون﴾

و: متانفہ، لام: تاکید، قد: تحقیق، علمتم: فعل بافاعل، النشأة الاولى: مفعول، بلكر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، بلكر جملہ قسمیہ، ف: عاطفہ، لولا حرف تخیض، تذكرون: فعل بافاعل، بلكر جملہ فعلیہ۔

﴿افرء يتم ما تحرثون ء انتم تزرعونہ ام نحن الزرعون﴾

همزة: حرف استفہام، ف: عاطفہ، رايتم: فعل بافاعل، ما: موصول صلہ، بلكر مفعول، ء: حرف استفہام، انتم: مبتدا، تزرعونہ: جملہ فعلیہ خبر، بلكر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ام: عاطفہ منقطعة بمعنی بل، نحن الزرعون: جملہ اسمیہ معطوف، بلكر مفعول ثانی، بلكر جملہ فعلیہ۔

﴿لو نشاء لجعلنہ حطاما فظلمت تفكھون انا لمغرمون بل نحن محرومون﴾

لو: شرطیہ، نشاء: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکید، جعلنہ حطاما: فعل بافاعل ومفعول اول وثانی، بلكر جملہ فعلیہ جزاء، بلكر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، ظلمت: فعل ناقص با اسم، تفكھون: فعل واو ضمیر ذوالحال، انا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکید، مغرمون: خبر، بلكر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، بل: عاطفہ، نحن: مبتدا، محرومون: خبر، بلكر جملہ اسمیہ معطوف، بلكر قول محذوف "فانلین" کیلئے مقولہ، بلكر حال، بلكر فاعل، بلكر جملہ فعلیہ خبر، بلكر جملہ فعلیہ۔

﴿افرء يتم الماء الذى تشربون ء انتم انزلتموه من المزن ام نحن المنزلون﴾

همزة: حرف استفہام، ف: عاطفہ، رايتم: فعل بافاعل، الماء: موصوف، الذى تشربون: موصول صلہ، بلكر صفت، بلكر مفعول اول، همزة: حرف استفہام، انتم: مبتدا، انزلتموه من المزن: جملہ فعلیہ خبر، بلكر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ام: عاطفہ، نحن: مبتدا، المنزلون: خبر، بلكر جملہ اسمیہ معطوف، بلكر مفعول ثانی، بلكر جملہ فعلیہ۔

﴿لو نشاء جعلنہ اجاجا فلولا تشكرون﴾

لو: شرطیہ، نشاء: جملہ فعلیہ شرط، جعلنہ اجاجا: جملہ فعلیہ جزاء، بلكر جملہ شرطیہ، ف: عاطفہ، لولا حرف تخیض، تشكرون: فعل بافاعل، بلكر جملہ فعلیہ۔

﴿افرء يتم النار التى توروں ء انتم انشאתم شجرتها ام نحن المنشئون﴾

همزة: حرف استفہام، ف: عاطفہ، رايتم: فعل بافاعل، النار: موصوف، التى توروں: موصول صلہ، بلكر صفت، بلكر مفعول اول، همزة: حرف استفہام، انتم: مبتدا، انشאתم شجرتها: جملہ فعلیہ خبر، بلكر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، ام: عاطفہ منقطعة، نحن المنشئون: جملہ اسمیہ معطوف، بلكر مفعول ثانی، بلكر جملہ فعلیہ۔

﴿نحن جعلنہا تذكرة ومتاعا للمقوين فسبح باسم ربك العظيم﴾

نحن: مبتدا، جعلنہا: فعل بافاعل ومفعول، تذكرة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، متاعا: موصوف، للمقوين: ظرف مستقر صفت، بلكر

معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف، بصیغہ، مسبح: فعل امر بافعل، باسم ربک العظیم: ظرف اور ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان عرفت هذه العوارف والالاء الباهرة" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

### جہنم کے چھاؤں کا بیان:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ووظل من يحموم لا بارد ولا كريم اور جلتے دھوئیں کی چھاؤں میں جو نہ ٹھنڈی نہ عزت کی (الواقعة: ۴۱ تا ۴۴)﴾۔ یعنی سخت کالا دھواں، اہل عرب ہر اس چیز کے لئے جو سیاہ ہو اس طرح کے جملے کہتے ہیں جیسے اسود بحموم۔ حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ اس سے مراد جہنم کا دھواں ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سائے میں ٹھنڈک نہ ہوگی بلکہ یہ گرم ہوگا جو کہ جہنم کی بھڑکتی آگ سے پیدا شدہ ہوگا، اور نہ ہی سخت افزاء ہوگا کہ کوئی اس کے سائے میں کچھ نفع اٹھائے۔ اور اہل عرب ہر اس چیز کے لئے جو سخت افزاء و نفع بخش نہ ہو یونہی کلام کرتے ہیں جیسا کہ ناقص اور ناپسندیدہ کھانے کے بارے میں کہا جاتا ہے: "ما هذا الطعام بطيب ولا كريم"۔ اور اسی طرح ناپسندیدہ گوشت کے بارے میں کہا جاتا ہے: "ما هذا اللحم بسمين ولا كريم"، اور اسی طرح ایسے گھر کے بارے میں کہا جاتا ہے جو صاف تھرا نہ ہو: "ما هذه الدار بنظيفة ولا كريمة"۔ اسی قسم کی تاویلات اہل تاویل نے یہاں فرمائی ہیں۔

(الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۲۲۵)

### بعث بعد الموت:

۲..... اس موضوع پر اگرچہ ہم نے کئی مقامات پر کلام کیا ہے لیکن یہاں ہم فقط چار عقائد اس موضوع سے متعلق بیان کریں گے: (۱)..... حشر صرف روح کا نہیں، بلکہ روح و جسم دونوں کا ہے، جو کہ صرف رو میں اٹھیں گی، جسم زندہ نہ ہوئے وہ بھی کافر ہے۔ (۲)..... دنیا میں جو روح جس جسم کے ساتھ متعلق تھی اُس روح کا حشر اُسی جسم میں ہوگا، یہ نہیں کہ کوئی نیا جسم پیدا کر کے اس کے ساتھ روح متعلق کر دی جائے۔ (۳)..... جسم کے اجزاء اگرچہ مرنے کے بعد متفرق ہو گئے اور مختلف جانوروں کی غذا بن گئے ہوں، مگر اللہ ﷻ ان سب اجزاء کو جمع فرما کر قیامت کے دن اٹھائے گا، قیامت کے دن لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن، ننگے پاؤں، ناخنہ شدہ انھیں گے، کوئی پیدل، کوئی سوار، اور ان میں بعض تنہا سوار ہونگے اور بعض پر دو، تین، چار یا دس سوار سواری کریں گے۔ کافر منہ کے بل چلتا ہوا میدان حشر کو جائے گا۔ کسی کو ملائکہ گھسیٹ کر لے جائیں گے اور کسی کو آگ جمع کرے گی۔ (۴)..... یہ میدان حشر ملک شام کی زمین میں قائم ہوگا، زمین ایسی ہموار ہوگی کہ ایک کنارہ پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے سے دکھائی دے، اُس دن زمین تانبے کی ہوگی اور آفتاب ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔

(بہار شریعت مخرجہ، ج ۱، حصہ ۱، ص ۱۳۰ وغیرہ)

### جہنم کے پانی سے ہیم کی مثال:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فشاربون شرب الهيم پھر ایسا ہونگے جیسے پیاسے اونٹ پییں (الواقعة: ۵۰)﴾۔ حضرت ابن عباس، مجاہد، عکرمہ اور ضحاک رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ مراد وہ اونٹ ہے جسے پیاس کی بیماری لگ گئی ہو، حتیٰ کہ اسی بیماری میں وہ مر جائے یا وہ جو بہت زیادہ پانی پیئے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۲۰۷)

امام قرطبی کہتے ہیں: حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ مراد ایسا پیاسا ہونا ہے جو ریگستان میں سخت پیاس کے عالم میں پانی پیتا ہے، اور دوسرا قول وہی ذکر کیا ہے جو ہم نے ماقبل روح المعانی کے حوالے سے نقل کر دیا ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۱۸۵)

## حطاما فظلتم تفکھون کے معانی:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ﴾ ہم چاہیں تو اسے پامال کر دیں پھر تم باتیں بناتے رہ جاؤ (الواقعة: ۶۰)۔ یعنی تمہارے کھیتوں کو خشک ریزہ ریزہ کر دیں جو نہ کھانے پکانے کے کام آسکیں اور نہ ہی کسی اور قسم کی منفعت تمہارے لئے باقی رہے۔ اور تم اپنی بُری حالت پر تعجب کرتے رہو اور کھیتوں کے اچھے حال کو بُرے میں تبدیل ہوتا دیکھ کر تعجب کرو اور نادوم ہو کہ تمہارا سب کچھ بیکار ہو گیا اور تمہیں تمہاری معصیت کی وجہ سے نقصان برداشت کرنا پڑا اور پھر تم باتیں بناتے رہو۔

(روح البیان، ج ۹، ص ۳۹۵)

## آگ اور سبز پیز کی مناسبت:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿افسروا یتیم البیڑاء الی تورون النعم انشاتم شجر تھا ام نحن المنشون تو بھلاتاؤ﴾ تو وہ آگ جو تم روشن کرتے ہو کیا تم نے اس کا پیڑ پیدا کیا یا ہم ہیں پیدا کرنے والے (الواقعة: ۷۱ تا ۷۲)۔ تورون بنا ہے وری سے جس کے معنی ہیں آگ کا جلنا سلگنا، چقماق سے آگ کا روشن ہونا۔ ماضی میں لوگ درختوں کو جلایا کرتے تھے، پھر کچھ ترقی ہوئی تو کوئلہ ایجاد ہوا اور لوگوں نے کوئلے سے یہی منفعت حاصل کرنا شروع کر دی، بعد میں جیسے جیسے زمانہ ترقی کرتا چلا گیا لوگوں نے طرح طرح سے نئے طریقے ایجاد کر لئے۔ آج عموماً گھروں میں گیس کے چولھے اور دیاسلاکی کا استعمال ہوتا ہے۔ لیکن گاؤں، گوٹھ اور قبائلی علاقوں میں اس وقت بھی کہیں نہ کہیں پُرانے طریقے رائج ہیں اور لوگ اب بھی آگ کے حصول کے لئے اس قسم کے طریقے حاصل کرتے رہتے ہیں۔

## اغراض:

وہم: سے ”اولین و آخرین“ میں اختلاف کا بیان مقصود ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اس امت کے اوائل میں سے صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین مراد ہیں، اور آخرین میں ان کے بعد جو بھی قیامت تک آئیں گے وہی مراد ہیں اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ”اولین“ سے سابقہ امتیں اور ”آخرین“ سے موجودہ امت مراد ہے۔ تنفذ فی المسام: یعنی ایسی گرم ہوائیں مراد ہیں جو انسان کے بدن میں چلی جائیں۔ لا یتعبدون فی الطاعة: یعنی وہ لوگ جنہوں نے طاعت کو ترک کر دیا اور حرام معاملات کی لذتوں میں جا پڑے اور جب حلال ذرائع اور طاعت کی لذت حاصل ہو تو ایسی لذت قابل ضرر نہیں ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿قل من حرم زینة الله﴾۔ بیان للشجر: یعنی اللہ کے فرمان: ﴿لا کلون من شجر من زقوم﴾ میں ”من“ بیان یہ ہے، اور ایک قول کے مطابق من ابدائی غایت کے لئے باز آمدہ ہے۔

من الشجر: مونث کی ضمیر کا اعادہ کیا، اس لئے کہ ”الشجر“ اسم جنس ہے جو کہ مذکر و مونث دونوں ہو سکتا ہے۔

بالبعث: سے مراد مرنے کے بعد کی زندگی ہے۔ فی المواضع الاربعة: میں چار مقامات پر ہمزہ کا بیان کرنا مقصود ہے، جو کہ یہ ہیں: ﴿الانتم تخلقونہ﴾، ﴿الانتم تزرعونہ﴾، ﴿الانتم انزلتموه من المزن﴾، ﴿الانتم انشاتم شجر تھا﴾۔

تیسرون الارض: مفسر نے ”الحرث“ کی تفسیر معنی لغوی کی رعایت کے لئے دو امور کے مجموعے سے کر دی ہے، اس لئے کہ ”البذر“ یعنی دانہ، زمین کے اثر کو قبول کرتا ہے اور مناسب یہ تھا کہ مفسر ”البذر“ کے معنی کی رعایت کرتے ہوئے یوں کہتے: ”کیا تم نے دانے کو دیکھا جسے تم زمین میں بوتے ہو، تو کیا تم اس دانے سے کھیت اُگاتے ہو“۔

نباتا یا بسا لا حب فیہ: یعنی اس اگنے والے کھیت اور باغات کو ایسا خشک کر دیا جو نہ تو آدمی کے کھانے کے قابل رہے اور نہ ہی دیگر

کسی کے لئے۔ لا یمکن شربہ: مراد وہ کھیت ہے جو قابل نفع نہ ہو۔ من الشجر الاخضر: یا اس کے علاوہ کوئی اور درخت، اور یہاں ”الشجر الاخضر“ اس لئے کہا گیا ہے تاکہ اللہ کی عظیم قدرت پر دلیل ہو جائے۔  
کالمرخ والعار: اس پر ماقبل سورۃ یس میں کلام ہو چکا ہے، اور بہر حال ”الکلخ“ بلا مغرب اور شام میں مشہور و معروف ہے، اور اس درخت کے دو اجزاء کو لے کر باہم رگڑنے سے آگ نکلتی ہے۔

من اقوی القوم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿للمقویں﴾ اُن مسافروں کو کہتے ہیں جو ”قوی“ میں اپنے ڈیرے ڈالتے ہیں اور یہاں ”قوی“ سے مراد ایسی زمین ہے جو پھیل ہو، بے آباد اور آبادی بہت دور ہو۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہاں عمومی معنی مراد ہے یعنی فقیر جو مال سے خالی ہو اُسے بھی ”مقو“ کہتے ہیں اور غنی جو اپنے ارادے پر قوت رکھتا ہو۔ معنی یہ ہے کہ ہم نے آیت میں مذکور درختوں کو اغنیاء، فقراء، مسافرین اور حاضرین سب کے لئے نفع بخش کر دیا۔  
(الصاوی، ج ۶، ص ۵۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿فلا اقسام﴾ لَا زَانِدَةٌ ﴿بموقع النجوم﴾ (۷۵) ﴿بِمَسَاقِطِهَا لِغُرُوبِهَا﴾ ﴿وَإِنَّهُ﴾ آي الْقَسَمُ ﴿بِهَا﴾ لِقَسَمٍ لَوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ﴿۷۶﴾ ﴿أَي لَوْ كُنْتُمْ مِنْ ذَوِي الْعِلْمِ لَعَلِمْتُمْ عَظَمَ هَذَا الْقَسَمِ﴾ ﴿وَإِنَّهُ﴾ آي الْمَتْلُو عَلَيْكُمْ ﴿لِقُرْآنِ كَرِيمٍ﴾ ﴿فِي كِتَابٍ مَكْتُوبٍ﴾ ﴿مَكْنُونٍ﴾ ﴿۷۸﴾ ﴿مَصْنُونٍ وَهُوَ الْمَصْحَفُ﴾ ﴿لَا يَمْسُهُ﴾ خَبَرٌ بِمَعْنَى النَّهْيِ ﴿إِلَّا الْمَطْهُرُونَ﴾ ﴿۷۹﴾ ﴿أَي الَّذِينَ طَهَّرُوا أَنْفُسَهُمْ مِنَ الْأَخْذَاتِ﴾ ﴿تَنْزِيلٍ﴾ ﴿مُنْزَلٍ﴾ ﴿مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ﴿۸۰﴾ اِفْهَذَا الْحَدِيثُ ﴿الْقُرْآنِ﴾ ﴿أَنْتُمْ مَدْهُونُونَ﴾ ﴿۸۱﴾ ﴿مُتَهَافُونَ مُكَذِّبُونَ﴾ ﴿وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ﴾ ﴿مِنَ الْمَطَرِ﴾ آي بِشُكْرِهِ ﴿أَنْتُمْ تَكْذِبُونَ﴾ ﴿۸۲﴾ ﴿بِسُقْيَا اللَّهِ حَيْثُ قُلْتُمْ مَطَرًا بَنُوْءَ كَذَا﴾ ﴿فَلَوْلَا﴾ ﴿فَهَلَّا﴾ ﴿إِذَا بَلَغَ﴾ ﴿الرُّوحُ وَقْتُ النَّزْعِ﴾ ﴿الْحَلْقُومِ﴾ ﴿۸۳﴾ ﴿وَهُوَ مَجْرَى الطَّعَامِ﴾ ﴿وَأَنْتُمْ﴾ يَا حَاضِرِي الْمَيِّتِ ﴿حِينَ تَنْظُرُونَ﴾ ﴿۸۴﴾ ﴿إِلَيْهِ﴾ ﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ﴾ ﴿بِالْعِلْمِ﴾ ﴿وَلَكِنْ لَا تَبْصُرُونَ﴾ ﴿۸۵﴾ ﴿مِنَ الْبَصِيرَةِ﴾ آي لَا تَعْلَمُونَ ذَلِكَ ﴿فَلَوْلَا﴾ ﴿فَهَلَّا﴾ ﴿أَنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ﴾ ﴿۸۶﴾ ﴿مُجْزِيَيْنَ﴾ ﴿بِأَنْ تَبْعَثُوا﴾ آي غَيْرَ مَبْعُوثِينَ ﴿بِزَعْمِكُمْ﴾ ﴿تَرْجِعُونَهَا﴾ ﴿تَرُدُّونَ الرُّوحَ إِلَى الْجَسَدِ بَعْدَ بُلُوغِ الْحُلُقُومِ﴾ ﴿أَنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ ﴿۸۷﴾ ﴿فِيمَا زَعَمْتُمْ فَلَوْلَا﴾ ﴿الثَّانِيَةُ تَاكِدٌ لِلْأُولَى وَإِذَا ظُرِفَ لِتَرْجِعُونَ الْمُتَعَلِّقَ بِهِ الشَّرْطَانِ وَالْمَعْنَى هَلَّا تَرْجِعُونَهَا إِنْ نَفَيْتُمْ الْبَعْثَ صَادِقِينَ فِي نَفْسِهِ أَيْ لَيَسْتَفِي عَنْ مَحَلِّهَا الْمَوْتُ﴾ ﴿فَأَمَّا إِنْ كَانَ﴾ ﴿الْمَيِّتُ﴾ ﴿مِنَ الْمُقَرَّبِينَ﴾ ﴿۸۸﴾ ﴿فَرُوحٌ﴾ ﴿أَي قَلْبُهُ اسْتِرَاحَةً﴾ ﴿وَرِيحَانٌ﴾ ﴿رِزْقٌ حَسَنٌ﴾ ﴿وَجَنَّتْ نَعِيمٌ﴾ ﴿۸۹﴾ ﴿وَهَلِ الْجَوَابُ لَا مَأْوٍ لَكُمْ أَوْ لَهُمَا أَقْوَالٌ﴾ ﴿وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ﴾ ﴿۹۰﴾ ﴿فَسَلَّمَ لَكُمْ﴾ ﴿أَي لَهُ السَّلَامَةُ مِنَ الْعَذَابِ﴾ ﴿مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ﴾ ﴿۹۱﴾ ﴿مِنْ جِهَةِ أَنَّهُ مِنْهُمْ﴾ ﴿وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمَكْذِبِينَ الضَّالِّينَ﴾ ﴿۹۲﴾ ﴿فَنَزَلَ مِنْ حَمِيمٍ﴾ ﴿۹۳﴾ ﴿وَتَصْلِيَةٌ جَحِيمٍ﴾ ﴿۹۴﴾ ﴿إِنْ هَذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ﴾ ﴿۹۵﴾ ﴿مِنْ إِضَافَةِ الْمُوصُوفِ إِلَى صِفَتِهِ﴾ ﴿فَسَبَّحَ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ ﴿۹۶﴾ ﴿تَقَدَّمَ﴾

﴿ترجمہ﴾

تو مجھے قسم ہے ”لا اقسام“ میں ”لا“ زائدہ ہے (ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں) یعنی تاروں کے غروب ہونے کی جگہ



کی.....) اور بیشک وہ (یعنی یہ قسم یاد فرمانا) بڑی قسم ہے اگر تم سمجھو (یعنی اگر تم ذوالعقول ہو تو تم سمجھ جاؤ گے کہ یہ عظیم قسم ہے) بیشک وہ (جو تم پر تلاوت کیا جاتا ہے) عزت والا قرآن ہے لکتوب (کتاب بمعنی مکتوب ہے) محفوظ میں (مراد اس سے مصحف ہے) اسے نہ چھوئیں (لایمسہ خبر کے معنی نہیں ہے) مگر مطہر (جو کہ اپنی جانوں کو احداث سے پاک کر لیتے ہوں.....) اتارا ہوا ہے (تسزیل کے معنی منزل ہے) سارے جہاں کے رب کا تو کیا اس بات سے (یعنی قرآن پاک سے) تم سستی کرتے ہو (اور اسے جھٹلاتے ہو، مدھنون بمعنی متہا ونون ہے) اور تم اپنے رزق (یعنی بارش) کو (یعنی بارش آنے پر شکر کرنے کو) جھٹلاتے ہو (اللہ جل جلالہ کے سیراب کرنے کو، یوں کہ تم کہتے ہو کہ فلاں ستارے کی وجہ سے ہم پر بارش ہوئی ہے) تو کیا نہ ہوا (لولا بمعنی ہلا ہے) جب (روح وقت نزاع) گلے تک پہنچے ("حلقوم" کھانے کی نالی کو کہتے ہیں) اور تم (اے میت کے پاس موجود لوگوں) اس وقت دیکھ رہے ہو (میت کی طرف) اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں (علم کے اعتبار سے) تم سے مگر تمہیں نگاہ نہیں (یعنی تمہیں اس کا علم نہیں) "لا تبصرون" بصیرۃ سے ماخوذ ہے) تو کیوں نہ ہوا (لولا بمعنی ہلا ہے) اگر تمہیں بدلہ ملنا نہیں (مرنے کے بعد زندہ کر کے یعنی جیسا کہ تمہارا گمان ہے کہ تم نہیں اٹھائے جاؤ گے، مد بینین معجزین ہے) کہ اسے لوٹا لاتے (روح کے گلے تک پہنچنے کے بعد اسے دوبارہ جسم کی طرف لوٹا لیتے.....) اگر تم سچے ہو (اپنے گمان میں دوسرا والا "لولا" پہلے والے "لولا" کی تاکید کے لیے ہے اور "اذا" یہ ترجعون کا ظرف ہے جس کے ساتھ دو شرطیں متعلق ہیں معنی آیت یہ ہے کہ اگر تم مرنے کے بعد اٹھائے جانے کی نفی کرنے میں سچے ہو تو روح کو لوٹا کیوں نہیں لیتے) پھر وہ (مرنے والا) اگر مقربوں سے ہے تو راحت ہے (یعنی اس کے لیے راحت ہے) اور ریحان (یعنی اچھا رزق.....) اور چین کے بارغ (یہ "اما" کا جواب ہے یا "ان" شرطیہ کا، یاد و نوں اس بارے میں مختلف اقوال ہیں) اور اگر ذنی طرف والوں میں سے ہو تو تم پر سلام ہو (یعنی اس کے لیے عذاب سے سلامتی ہے) ذنی طرف والوں میں سے (یعنی ذنی طرف والوں میں سے ہونے کی وجہ سے) اور اگر جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہو تو اس کی مہمانی کھولتا پانی اور بھڑکتی آگ میں دھسناتا ہے، یہ بیشک اعلیٰ درجہ کی یقینی بات ہے ("حق الیقین" میں موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے) تو تم اپنے عظمت والے رب جل جلالہ کی پاکی بولو (اس کی بحث ماقبل گزر چکی)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿فلا اقسام بمواقع النجوم وانه لقسم لو تعلمون عظیم انه لقراں کریم﴾  
 ف: متاثر، لا: تافیه، اقسام: فعل بافاعل، بمواقع النجوم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، انه حرف مشبہ واسم، لقراں کریم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: معترضہ، انه حرف مشبہ واسم، لام: تاکید، قسم: موصوف، عظیم: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ معترضہ، لو شرطیہ، تعلمون: جملہ فعلیہ جزا محذوف "نعلمتم" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ معترضہ۔

﴿فی کتب مکنون لا یمسہ الا المطہرون تنزیل من رب العلمین﴾  
 فی: جار، کتب مکنون: مرکب توصیفی مجرور، ملکر ظرف مستقر ہو کر ماقبل "لقراں" کیلئے صفت ثانی واقع ہے، لا یمسہ: فعل نفی و مفعول، الا: اداءہ حصر، المطہرون: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ماقبل "لقراں" کیلئے صفت ثالث واقع ہے، تنزیل: موصوف، من: رب العلمین: ظرف مستقر صفت، ملکر ماقبل "قراں" کیلئے صفت رابع واقع ہے۔

﴿افہذا الحدیث انتم مدھنون وتجعلون رزقکم انکم تکذبون﴾  
 ہمزه: حرف استفہام، ب: جار، ہذا: موصوف، الحدیث: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، مدھنون: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ

جملہ ہو کر خبر، انتم: مبتدا، مگر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، تجعلون رزقکم: فعل بافاعل ومفعول اول، انکم تکذبون: جملہ اسمیہ مفعول ثانی، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿فلولا اذا بلغت الحلقوم وانتم حينئذ تنظرون ونحن اقرب اليه منكم ولكن لا تبصرون﴾  
 ف: متعلقہ، لولا جرف تخصیض، اذا: مضاف، بلغت: فعل ”ہی“ ہمیر ذوالحال، و: حالیہ، انتم: مبتدا، حينئذ تنظرون: جملہ فعلیہ خبر، مگر جملہ اسمیہ حال اول، و: حالیہ، نحن: مبتدا، اقرب: اسم تفضیل بافاعل، الیہ: ظرف لغاوال، منکم: ظرف لغو ثانی، مگر شبہ جملہ ہو کر خبر، مگر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لکن جرف استدراک، لا تبصرون: جملہ فعلیہ معطوف، مگر حال ثانی، مگر فاعل، الحلقوم: مفعول، مگر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مگر فعل محذوف ”ترجعونها“ کیلئے ظرف، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿فلولا ان كنتم غير مدينين ترجعونها ان كنتم صدقين﴾  
 ف: عاطفہ، لولا جرف تخصیض تاکیدیہ باقبل ”لولا“ کیلئے، ان: شرطیہ، كنتم غير مدينين: جملہ فعلیہ شرط مؤکد، ان: شرطیہ، كنتم صدقين: جملہ فعلیہ شرط تاکیدیہ جزا محذوف ”فردوا روح المحتضر الى جسده ليستنفي عنه الموت“ کیلئے، مگر جملہ شرطیہ، ترجعونها: فعل بافاعل ومفعول باقبل ”اذا“ کیلئے عامل واقع ہے، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿فاما ان كان من المقربين فروح وريحان وجنت نعيم﴾  
 ف: متعلقہ، اما جرف شرط و تفضیل، ان: شرطیہ، كان من المقربين: جملہ فعلیہ جزا محذوف کیلئے شرط، مگر جملہ شرطیہ، ف: جزائیہ، روح معطوف علیہ، و: عاطفہ، ریحان معطوف اول، و: عاطفہ، جنت نعيم: معطوف ثانی، مگر ”لہ“ ظرف مستقر خبر مقدم کیلئے مؤخر، مگر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف ”مهما يكن من شيء في الدنيا“ کی جزا، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿واما ان كان من اصحاب اليمين فسلم لك من اصحاب اليمين﴾  
 و: عاطفہ، اما جرف شرط، ان: شرطیہ، كان من اصحاب اليمين: جملہ فعلیہ جزا محذوف ”فسلم لك من اصحاب اليمين“ کیلئے شرط، مگر جملہ شرطیہ، ف: جزائیہ، سلم: ذوالحال، من اصحاب اليمين: ظرف مستقر حال، مگر مبتدا، لك: ظرف مستقر خبر، مگر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف ”مهما يكن من شيء في الدنيا“ کی جزا، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿واما ان كان من المكذبين الضالين فنزل من حميم وتصلية جحيم﴾  
 و: عاطفہ، اما جرف شرط، ان: شرطیہ، كان من المكذبين الضالين: جملہ فعلیہ جزا محذوف ”نزل من حميم وتصلية جحيم“ کی جزا، مگر جملہ شرطیہ، ف: جزائیہ، نزل: موصوف، من حميم: ظرف مستقر صفت، مگر معطوف علیہ، و: عاطفہ، تصلية جحيم: معطوف، مگر ”لہ“ خبر مقدم محذوف کیلئے مبتدا مؤخر، مگر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف ”مهما يكن من شيء في الدنيا“ کی جزا، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿ان هذا لهو حق اليقين فسبح باسم ربك العظيم﴾  
 ان هذا: حرف شبہ واسم، لام: تاکیدیہ، هو حق اليقين: خبر، مگر جملہ اسمیہ، فسبح باسم ربك العظيم: اسکی ترکیب باقبل آیت نمبر ۷۳، میں گزری۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... فسبح باسم ربك العظيم ..... حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ﴿فسبح باسم ربك﴾

العظیم ﷺ نے فرمایا: ”اس کو رکوع میں داخل کرو اور جب ﴿سبح اسم ربك الاعلیٰ﴾ نازل ہوئی تو فرمایا اسے اپنے سجدوں میں داخل کرو“ (ابوداؤد)۔

## ﴿تشریح توضیح و اعراض﴾

### تاروں کے غروب ہونے کی جگہ:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فلا أقسم بمواقع النجوم﴾ تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں (الواقعة: ۷۵)۔ اہل تاویل کا اس کے معنی میں اختلاف ہے، چنانچہ اس آیت کا معنی یہ ہوگا: ”مجھے قسم ہے قرآن کے اترنے کی جگہوں کی“۔ بعض نے اس کا معنی یہ کیا ہے: ”سید عالم ﷺ پر قرآن متفرق حصوں میں نازل ہوا“۔ حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ قرآن لیلۃ القدر میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر مکمل طور پر نازل ہوا، پھر مختلف سالوں میں تدریجاً (سید عالم ﷺ کے قلب اطہر پر) نازل ہوا اور پھر حضرت ابن عباس نے یہ آیت: ﴿فلا أقسم بمواقع النجوم﴾ تو مجھے قسم ہے ان جگہوں کی جہاں تارے ڈوبتے ہیں (الواقعة: ۷۵)۔ تلاوت فرمائی۔ حضرت عکرمہ کہتے ہیں اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے قرآن کی تین، چار یا پانچ آیات متفرق اوقات میں نازل فرمائیں حتیٰ کہ مکمل قرآن نازل ہو چکا۔ انہی سے ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ قرآن مکمل نازل ہو چکا اور مختلف اوقات میں نازل ہوا، پس جبرائیل امین علیہ السلام کوئی سورت لاتے اور لیلۃ القدر میں مکمل (لوح محفوظ) سے آسمان دنیا پر نازل ہوا۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ قرآن محکم آیات پر مشتمل کتاب ہے۔ حسن کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ جگہیں ہیں جہاں قرب قیامت میں ستارے ٹوٹ کر گر گئے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد مشارق و مغارب کے ستارے ہیں۔ (الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۲۳۹)

### بے وضو قرآن چھونے کا حکم:

۲..... ابن زید کہتے ہیں کہ ﴿لا یمسہ الا المطہرون﴾ اسے نہ چھوئیں مگر با وضو (الواقعة: ۷۹)۔ فرشتے، حضرات انبیائے کرام اور رسل جن کے پاس قرآن نازل ہوتا تھا وہ پاک ہستیاں تھیں، انبیائے کرام پاک، قرآن کو لانے والے جبرائیل امین علیہ السلام، اور دیگر رسل جن کے پاس کتب و صحف لائے جاتے تھے سب ہی پاک تھے۔ رسل ملائکہ میں سے ہوں یا بنی آدم میں سے، یہ سب ہی جن کے پاس اللہ ﷻ کی جانب سے کوئی نوشتہ اترتا پاک ہی تھے، اور لوگوں پر جب تلاوت کرتے اس وقت بھی پاک ہی ہوتے۔ اور حج یہ ہے کہ یہ کتاب الہی ہے جسے پاک صاف آدمی ہی چھو سکتے ہیں اور یہ حکم عام ہے اور اس میں حضرات ملائکہ یا کوئی اور تخصیص نہیں ہے۔ جہاں تک ملائکہ و رسل عظام کا تعلق ہے تو وہ گناہوں سے پاک ہی ہوا کرتے تھے۔ (الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۲۴۱)

علامہ کاسانی حنفی ”البدائع الصنائع“ میں لکھتے ہیں: احناف کے ہاں بغیر غلاف کے بے وضو قرآن کو چھونا جائز نہیں ہے اور امام شافعی کے نزدیک جائز ہے۔ کیونکہ شوافع نے چھونے کو قرائت کے ساتھ تعبیر کیا ہے، یعنی جب بے وضو قرآن پڑھ سکتا ہے تو چھو بھی سکتا ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لا یمسہ الا المطہرون﴾ اسے نہ چھوئیں مگر با وضو (الواقعة: ۷۹)۔ اور سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”بے وضو شخص قرآن کو نہ چھوئے“ (سنن النسائی، رقم: ۴۸۵۳)۔ جن دراہم پر قرآن کی آیات لکھی ہوں انہیں بھی بے وضو چھونا جائز نہیں اور اسی طرح تفاسیر کتب کو بے وضو چھونا جائز ہے، کیونکہ اس صورت میں وہ قرآن مجید کو چھونے والا ہو جائے گا، رہا فقہ کی کتابوں کا بے وضو چھونا تو مستحب یہی ہے نہ چھوئے۔

## دوبارہ جسم کی طرف لوٹا لینے کا بیان:

۳.....روح کے گلے تک پہنچنے کے بعد اسے دوبارہ جسم کی طرف لوٹاتے ہیں، تاکہ زندگی ختم ہونے کا احساس رہے، موت کی شدت محسوس ہو جائے، اپنے سامنے عزیز و اقارب سے جدائی کا احساس ہو جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کی گئی ہیں۔ جزاء و سزا کا احساس باقی رہے۔ اگرچہ روح حلق تک پہنچ چکی مگر اللہ تعالیٰ نے پھر جسم کی جانب لوٹائی تاکہ ماقبل مذکور احساسات کا سامنا کرے۔ ورنہ جزاء و سزا کا مقصد بے معنی ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب جسم سے روح جدا ہو جاتی ہے اور خالی جسم کو منوں مٹی میں دبا دیا جاتا ہے تو جسم کا روح سے تعلق باقی رہتا ہے، جب جسم کو عذاب دیا جاتا ہے تو روح اُسے محسوس کرتی ہے، اور جب جسم کو جزا دی جاتی ہے تو بھی روح فرحت پاتی ہے۔

## ریحان یعنی اچھا رزق:

۴.....حضرت ابن عباس، مجاہد اور ضحاک کے مطابق ریحان کے معنی رزق ہے، اور دوسری روایت میں ضحاک سے منقول ایک قول کے مطابق ریحان بمعنی استراحت ہے۔ ایک قول کے مطابق ریحان کے معنی خوشبو ہے۔ ابن جریر سے منقول ہے کہ ریحان کے معنی یہ ہیں کہ مومن کی روح خوشبو کے ساتھ نکلے گی اور ساتھ ہی یہ آیت: ﴿فَمَا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ﴾ پھر وہ مرنے والا مقربین میں سے ہے (السورۃ: ۸۸) تلاوت فرمائی۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقربین میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جب وہ دنیا سے رخصت ہو تو اُسے جنت کے پھولوں کی دو ٹہنیاں نہ دی گئی ہوں جسے وہ سوگھتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۲۲۷)

## اغراض:

لام زائده: آیت مبارکہ ﴿فَلَا اَقْسَمُ﴾ میں لام زائد ہونے کے علاوہ تاکید کا بھی ہو سکتا ہے اس لئے کہ مقصود قسم ہے، ایک قول کے مطابق لام ابتدائیہ ہے جو کہ مبتدا محذوف پر داخل ہوا ہے اور تقدیری عبارت یوں ہوگی: ”انا اقسام“۔ پس حذف مبتدا کے باعث خبر متصل ہو گئی۔

مسا قطھا لغروبھا: یہ قنادہ کا قول ہے، ایک قول کے مطابق نجوم (ستاروں) کی منازل ہیں، اور ایک قول کے مطابق نجوم کے مواقع ہیں اللہ نے قرآن کو نجمانہما اتارا اور اللہ نے (ابتداء) قرآن پاک کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل فرمایا، پھر حضرت جبرائیل امین نے بیس سال کے عرصے میں نجمانہما نازل فرمایا۔ اے لو کہنتم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿لو﴾ کا جواب محذوف ہے۔ لعلمتم عظم هذا القسم: میں اللہ کی عظیم قدرت اور کمال حکمت کی جانب اشارہ ہے، اور اس لئے کہ رات کے آخری پہر میں ستارے اللہ کی رحمت اور عطائیں لے کر نازل ہوتے ہیں۔ مصون: مصاحف قرآن تغیر و تبدل سے پاک ہیں، نہ تو باطل اس کے سامنے ٹھہر سکتا ہے اور نہ کچھ اپنی جانب سے اس میں شامل کر سکتا ہے، اللہ نے فرمایا: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُونَ﴾۔ ہو المصحف: ایک قول کے مطابق لوح محفوظ مراد ہے، پس اس صورت میں ﴿لا یمسہ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ اس کتاب منزل کی عظمت پر صرف فرشتے مطلع ہیں جو کہ معنوی گندگیوں سے پاک ہیں، اور اس آیت میں محدث (بے وضو شخص) کے مس مصحف پر ممانعت کی دلیل نہیں ہے۔

خبر بمعنی النہی: یعنی مطلق خبر کے ساتھ نہی کا ارادہ کیا گیا ہے، اور اگر ایسا نہ کریں تو قرآن کی خبر باقی رہے گی اور اللہ کی خبر کے خلاف کرنا لازم آئے گا اور اسلئے کہ کئی لوگ قرآن کو بغیر طہارت کے چھوتے ہیں اور اللہ کی خبر کے خلاف کرنا محال ہے اور دو وجوہات



میں سے ایک وجہ مفسر نے یہ بیان کی ہے، اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہاں لام نفی کے لئے ہے۔ ما قبل حاشیہ نمبر ”۲“ ضرور پڑھ لیں۔ منزل: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مصدر بمعنی اسم مفعول ہے۔

حیث قلتم: اور اس جملے کے قائل کا فریقہ جو کہ ستاروں کی تاثیر کے قائل تھے کہ ستارے بارش لاتے ہیں اور جو یہ نہ مانے وہ عامی ہے۔

من البصیرۃ: معنی یہ ہے کہ تم (انسان) ملک الموت کے لشکر کو نہیں دیکھتے، وارد ہوتا ہے کہ ملک الموت کے لشکر شررگ کاٹتے ہیں، روح کو پورے جسم سے جمع کرتے کرتے طلق تک لے آتے ہیں، پھر ملک الموت انسان کو موت دیتا ہے۔ المتعلق بہ الشرطان: مراد ﴿ان کنتم غیر مدینین﴾، ﴿ان کنتم صادقین﴾ ہے۔

صادقین فی نفیہ: سے مراد دوسری شرط ہے۔ ان نفیتم البعث: سے مراد پہلی شرط ہے۔ عن محلہا: مراد جسد ہے، مراد یہ ہے کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو روح کو دوبارہ جسم میں داخل کر کے بتا دو، جب موت کی نفی نہیں کی جاتی تو پھر بعث بعد الموت کی نفی کیوں؟ کیونکہ اس کا ترتیب بھی موت ہی پر ہوتا ہے۔ ای فلہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ روح مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ ای لہ السلامۃ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿سلام﴾ بمعنی سلامتی ہے۔

تقدم: یعنی اللہ فرماتا ہے: ”اپنے رب کے نام کی تسبیح کرو، اس لئے کہ اُسے زمین و آسمان میں سب ہی پکارتے ہیں“، اور اللہ اپنی کتاب کے اسرار خوب جانتا ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۵۶ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة الحديد مکیة او مدنیة تسع وعشرون آية

(سورة حدید مکہ ہے یا مدنیہ ہے اس کی کل آیتیں آیات مبارکہ ہیں)

## تعارف سورة الحديد

اس سورت میں چار رکوع، انتیس آیتیں، پانچ سو چوالیس کلمے، ۲۳۷۶ حروف ہیں۔ اس میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نزول غزوہ احد اور صلح حدیبیہ کے درمیانی عرصہ میں ہوا جب اسلام اور کفر کی جنگ بڑے نازک اور فیصلہ کن مراحل میں داخل ہو چکی تھی۔ بدر اور احد کی جنگیں مسلمانوں اور صرف کفار مکہ کے درمیان تھیں دیگر قبائل جو کہ مکہ کے دور نزدیک آباد تھے وہ ان دونوں جنگوں میں شامل نہ ہوئے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ یہ جنگ مکہ کے دو گروہوں تک محدود ہے اس میں انہیں دخل دینے کی ضرورت نہیں ہے اور اہل مکہ بھی یہی خیال کئے ہوئے تھے کہ بے سہارا مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے کے لئے وہی کافی ہیں انہیں کسی دوسرے قبیلے کی مدد لینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن بدر کی غیر متوقع شکست فاش نے ان کی آنکھیں کھول کر رکھ دیں۔ اس کا انتقام لینے کے لئے کفار مکہ نے جس مہم کا انتظام کیا تھا وہ اپنے وسائل اور افرادی قوت کے بل بوتے پر مسلمانوں کو تہس نہس کر دیں گے۔ جب احد کی پہاڑ کی اترائی میں ان کا مقابلہ کبھی بھر مسلمانوں نے ہوا تو اس لشکر کے ہوش اڑ گئے اور میدان جنگ سے بھاگنے پر مجبور ہو گئے اور اگر مسلمانوں سے جنگ احد میں کوتاہی نہ ہوتی تو جنگ احد کا نتیجہ کچھ اور ہوتا۔ ابوسفیان جو اس وقت اگرچہ اپنے لشکر کو بچانے میں کامیاب ہو گیا لیکن اپنے ارادوں میں کامیابی نہ حاصل کر سکا۔ اس کے بعد منافقوں کے بارے مشہور ہو گیا کہ یہ بظاہر مسلمان بننے کے دعویدار تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان اور مال خرچ کرنے کا جذبہ ان کے دلوں میں نہیں ہے۔

رکوع نمبر: ۱۷

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿سَبِّحْ لِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ﴾ اے نَزَّهَتْ كُلُّ شَيْءٍ ۖ قَالَالَامُ مَزِيدَةٌ وَجِيءَ بِمَا تَغْلِيًّا لِّلَاكُفَّرَ ﴿وَهُوَ الْعَزِيزُ﴾ فِي مَلِكِهِ ﴿الْحَكِيمُ﴾ ﴿۱﴾ ﴿فِي صُنْعِهِ﴾ لَهُ مَلِكُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ يَحْيٰ بِالْأَنْشَاءِ ﴿وَيُمِيتُ﴾ بَعْدَهُ ﴿وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ﴿۲﴾ ﴿هُوَ الْأَوَّلُ﴾ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ ۖ بِلَا بَدَايَةٍ ﴿وَالْآخِرُ﴾ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ ۖ بِلَا نَهَايَةٍ ﴿وَالظَّاهِرُ﴾ بِاللَّادِلَةِ عَلَيْهِ ﴿وَالْبَاطِنُ﴾ عَنْ إِدْرَاكِ الْخَوَاسِ ﴿وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ ﴿۳﴾ ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمُوتَ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ﴾ مِنْ أَيَّامِ الدُّنْيَا أَوَّلُهَا الْآخِذُ وَآخِرُهَا الْجُمُعَةُ ﴿ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ﴾ ﴿الْكُرْسِيِّ﴾ اسْتَوَاءً يَلْقَىٰ بِهِ ﴿يَعْلَمُ مَا يَلْجُ﴾ يَدْخُلُ ﴿فِي الْأَرْضِ﴾ كَالْمَطَرِ وَالْأَمْوَاتِ ﴿وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا﴾ كَالنَّبَاتِ وَالْمَعَادِنِ ﴿وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ﴾ كَالرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ ﴿وَمَا يَرْجِعُ﴾ يَصْعَدُ ﴿فِيهَا﴾ كَالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَالسَّيِّئَةِ ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ﴾ بِعِلْمِهِ ﴿إِن مَّا كُنْتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ بِصِيرٍ ﴿۴﴾ لَهُ مَلِكُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَالِىَ اللَّهُ تَرْجِعُ الْأُمُورَ ﴿۵﴾ ﴿الْمَوْجُودَاتِ جَمِيعُهَا﴾ يُولِجُ الْيَلَّ يَدْخُلُهُ ﴿فِي النَّهَارِ﴾ فَيَزِيدُ وَيَنْقُصُ اللَّيْلُ ﴿وَيُولِجُ النَّهَارَ﴾ فَيَزِيدُ وَيَنْقُصُ النَّهَارُ ﴿وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ ﴿۶﴾ ﴿بِمَا فِيهَا مِنَ الْأَسْرَارِ وَالْمُعْتَقِدَاتِ﴾ ﴿أَمِنُوا﴾ دُومُوا عَلَى الْإِيمَانِ ﴿بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ وَانْفَقُوا ﴿فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ مِمَّا جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ﴿مَنْ مَّالٍ مَنْ تَقَدَّمَكُمْ وَيَسْتَخْلِفُكُمْ فِيهِ مِنْ بَعْدِكُمْ﴾

نَزَلَ لِيُغْزِوِيَهُ الْمُسْرَةَ وَهِيَ غَزْوَةٌ تَبُوكُ ﴿۱﴾ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالْفُقَرَاءُ إِشَارَةً إِلَى عُثْمَانَ ﴿۲﴾ لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿۳﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ ﴿۴﴾ خُطَابٌ لِلْكَافِرِ أَيْ لَا مَالٍ لَكُمْ مِنَ الْإِيمَانِ ﴿۵﴾ بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ يَدْعُوكُمْ لَتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَكُسْرِ الْخَاءِ وَبِفَتْحِهِمَا وَلَصَّبَ مَا بَعْدَهُ ﴿۶﴾ مِثَاقَكُمْ ﴿۷﴾ عَلَيْهِ أَيْ أَخَذَهُ اللَّهُ فِي عَالَمِ الدُّرِّ حِينَ أَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى ﴿۸﴾ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۹﴾ أَيْ مُرِيدِينَ الْإِيمَانَ بِهِ فَبَادَرُوا إِلَيْهِ ﴿۱۰﴾ هُوَ الَّذِي يَنْزِلُ عَلَى عَبْدِهِ آيَاتِ الْقُرْآنِ ﴿۱۱﴾ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ﴿۱۲﴾ الْإِيمَانِ ﴿۱۳﴾ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ ﴿۱۴﴾ فِي إِخْرَاجِكُمْ مِنَ الْكُفْرِ إِلَى الْإِيمَانِ ﴿۱۵﴾ لِرُءُوفٍ رَحِيمٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا لَكُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ ﴿۱۷﴾ إِلَّا فِيهِ إِذْغَامٌ نُونٌ أَنْ فِي لَامٍ لَا ﴿۱۸﴾ تَنْفَقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ﴿۱۹﴾ بِمَا فِيهِمَا فَيَصِلُ إِلَيْهِ أَمْوَالُكُمْ مِنْ غَيْرِ أَجْرٍ الْإِنْفَاقِ بِخِلَافِ مَا لَوْ أَنْفَقْتُمْ فَتُوجَرُونَ ﴿۲۰﴾ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ ﴿۲۱﴾ لِمَكَّةَ ﴿۲۲﴾ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَكْثَرُ دَرَجَةٍ مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتَلُوا وَكَلَّا ﴿۲۳﴾ مِنَ الْفَرِيقَيْنِ وَفِي قِرَاءَةِ بِالرَّفْعِ مُبْتَدَأٌ ﴿۲۴﴾ وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَى ﴿۲۵﴾ الْجَنَّةَ ﴿۲۶﴾ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿۲۷﴾ ﴿۲۸﴾ فَيَجَازِيَكُمْ بِهِ.

### ﴿ترجمہ﴾

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (یعنی ہر چیز اس کی تزیینہ بیان کرتی ہے)..... اسمِ جلالت سے ما قبل لام زائدہ لایا گیا ہے اور یہاں ”من“ کے بجائے ”ما“ کو اکثر مخلوق میں غلبہ دینے کے لیے ذکر کیا گیا ہے (اور وہی غلبہ والا ہے) (اپنے ملک میں حکمت والا ہے) (اپنی صنعت میں) اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی سلطنت چلاتا ہے (ابتداء پیدا فرما کر) اور (اس کے بعد) مارتا ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے وہی اول (قدیم، ہر شے سے اول بلا ابتداء) وہی آخر (ہر شے کے ہلاک و فنا کے بعد رہنے والا اس کے لیے انتہا نہیں) وہی ظاہر (دلائل و براہین سے) وہی باطن (جو اس کے ادراک سے عاجز ہیں.....) وہی سب کچھ جانتا ہے وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا کئے (ایام دنیا سے جن میں پہلا دن اتوار اور آخری دن جمعہ تھا) پھر عرش (یعنی کرسی) پر استواء فرمایا (جیسا اس کی شان کے لائق ہے.....) جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے (جیسے بارش کا پانی اور مردے، یولج بمعنی یدخل ہے) اور جو اس سے باہر نکلتا ہے (جیسے نباتات و دھات) اور جو آسمان سے اترتا ہے (جیسے رحمت اور عذاب) اور جو اس میں چڑھتا ہے (جیسے اچھے اور برے اعمال، یعرج بمعنی یصعد ہے) اور وہ تمہارے ساتھ ہے (اپنے علم کے ساتھ) تم کہیں ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اسی کی ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت اور اللہ ہی کی طرف سب کاموں کی رجوع (یعنی تمام ہی موجودات کی) رات کو دن کے حصہ میں داخل کرتا ہے (تو دن بڑا اور رات چھوٹی ہو جاتی ہے، یولج بمعنی یدخل ہے) اور دن کو رات کے حصہ میں کرتا ہے (تورات بڑی اور دن چھوٹا ہو جاتا ہے، یولج بمعنی یدخل ہے) اور وہ دلوں کی بات جانتا ہے (یعنی دل میں موجود راز و عقائد کو) ایمان لاؤ اللہ اور ان کے رسول پر (یعنی ایمان پر مداومت رکھو) اور خرچ کرو (اللہ کی راہ میں) اس میں سے جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا (یعنی تم اپنے سے پہلے گزرنے والے کے اموال میں سے خرچ کرو جن کا ہم نے تمہیں جانشین بنادیا ہے، یہ آیت مبارکہ غزوہ عسرة یعنی جنگ تبوک کے بارے میں نازل ہوئی.....) تو تم میں جو ایمان لائے اور اس کی راہ میں خرچ کیا (یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے.....) ان کے لیے بڑا ثواب ہے اور تمہیں کیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہیں لاتے (یہ خطاب کفار سے ہے یعنی ایمان لانے سے

تمہارے لیے کچھ مانع نہیں ہے) حالانکہ یہ رسول تمہیں بلارہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ اور بیشک وہ لے چکا ہے ("اخذ" فعل کو مجہول بھی پڑھا گیا ہے یعنی ہمزہ مضمومہ فاء مکسورہ اور ذال مفتوحہ کے ساتھ) عہد (ایمان پر یعنی اللہ ﷻ نے عالم ارواح میں جب خود انہیں ان کی ذاتوں پر گواہ بنایا تھا تو فرمایا تھا "الست برہکم" تو انہوں نے کہا تھا کیوں نہیں) اگر تم مومن ہو (یعنی اگر تم ایمان لانے کا ارادہ رکھتے ہو تو جلدی ایمان لے آؤ) وہی ہے کہ اپنے بندہ پر روشن آیتیں اتارتا ہے (یعنی قرآن پاک کی آیتیں) تاکہ تمہیں اندھیروں (یعنی کفر) سے نور (یعنی اسلام) کی طرف لے جائے اور بیشک اللہ تم پر (تمہیں کفر سے ایمان کی طرف نکالنے میں) ضرور مہربان رحم فرمانے والا ہے اور تمہیں کیا ہے (ایمان لے آنے کے بعد) کہ نہ ("لا" اصل میں "ان" لا "تھا" ان "کے نون کا لام میں ادغام کر دیا گیا ہے) خرچ کرو تم اللہ کی راہ میں حالانکہ آسمانوں اور زمین (اور ان میں موجود تمام اشیاء) سب کا وارث اللہ ہی ہے (بالآخر یہ تمہارے اموال اس تک پہنچ جائیں گے مگر تمہیں خرچ کرنے کا اجر نہیں ملے گا اس کے برخلاف اگر تم خرچ کرو گے تو تمہیں راہ خدا میں خرچ کرنے کا ثواب مل جائے گا) تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح (مکہ) سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور سب سے (یعنی دونوں فریقوں سے) لفظ "کل" ایک قرائت میں مبتدا ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے) اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے (وہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا)۔

### ﴿قر گیب﴾

﴿سبح لله ما في السموات والارض وهو العزيز الحكيم﴾

سبح لله: فعل وظرف لغو، ما موصولہ، فی: جار، السموات: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الارض: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: متانفہ، ہو: مبتدا، العزيز الحكيم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿له ملك السموات والارض يحيى ويميت وهو على كل شيء قدير﴾

له: ظرف مستقر خبر مقدم، ملك السموات والارض: مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ، يحيى: فعل بافاعل، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، يميت: فعل بافاعل، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ، و: عاطفہ، ہو: مبتدا، على كل شيء: ظرف لغو مقدم، قدير: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم﴾

هو: مبتدا، الاول: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الاخر والظاهر والباطن: معطوفات، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ہو: مبتدا، بكل شيء: ظرف لغو، عليم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هو الذي خلق السموات والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش﴾

هو: مبتدا، الذي: موصول، خلق: فعل بافاعل، السموات والارض: مفعول، ستة ايام: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، استوى على العرش: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يعلم ما يلج في الارض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يعرج فيها﴾

يعلم: فعل بافاعل، ما موصولہ، يلج في الارض: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما يخرج منها: موصول صلہ، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، ما ينزل من السماء: موصول صلہ، ملکر معطوف ثانی، و: عاطفہ، ما يعرج فيها: موصول صلہ، ملکر معطوف ثالث، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔



﴿وہو معکم این ما کنتم واللہ بما تعملون بصیر﴾

و: عاطفہ، ہو مبتدا، معکم: ظرف متعلق بحذف خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ایسما: اسم شرط، فی محل نصب ظرف مکان متعلق بحذف خبر مقدم، کنتم: فعل ناقص با اسم، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا محذوف "فہو مسموکم" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، اللہ مبتدا، بما تعملون بصیر: شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لہ ملک السموت والارض والی اللہ ترجع الامور یولج الیل فی النہار ویولج النہار فی الیل﴾

لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ملک السموت والارض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الی اللہ: ظرف لغو مقدم، ترجع الامور: فعل الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، یولج الیل فی النہار: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، یولج النہار فی الیل: فعل با فاعل ومفعول وظرف لغو، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿وہو علیہم بذات الصدور امنوا باللہ ورسولہ وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ﴾

و: عاطفہ، ہو مبتدا، علیہم بذات الصدور: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، امنوا: فعل امر با فاعل، باللہ ورسولہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ، و: عاطفہ، انفقوا: فعل امر با فاعل، من: جار، ما موصولہ، جعلکم: فعل با فاعل ومفعول، مستخلفین فیہ: شبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فالذین امنوا منکم وانفقوا لہم اجر کبیر﴾

ف: متانفہ، الذین: موصول، امنوا منکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، انفقوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدا، لہم: ظرف مستقر خبر مقدم، اجر کبیر: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما لکم لا تؤمنون باللہ والرسول یدعوکم لتؤمنوا بریکم وقد اخذ میثاقکم﴾

و: متانفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، لا: تون: فعل نفی واو ضمیر ذوالحال، و: جالیہ، الرسول: مبتدا، یدعوا: فعل "ہو" ضمیر مستقر ذوالحال، و: جالیہ، قد تحقیقیہ، اخذ میثاقکم: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، کم: ضمیر مفعول، لام: جار، تؤمنوا بریکم: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر حال، ملکر فاعل، باللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿ان کنتم مؤمنین﴾ ان: شرطیہ، کنتم مؤمنین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فالان ظهرت اعلام الیقین" کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ہو الذی ینزل علی عبدہ ایت بینت لیخرجکم من الظلمت الی النور﴾

ہو: مبتدا، الذی: موصول، ینزل علی عبدہ: فعل با فاعل وظرف لغو، ایت بینت: مفعول، لام: جار، یخرجکم: فعل با فاعل ومفعول، من الظلمت: ظرف لغو اول، الی النور: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وان اللہ بکم لرء وف رحیم﴾ و: عاطفہ، ان اللہ جرف مشبہ واسم، بکم: ظرف لغو مقدم، لام: تاکیدیہ، لرء وف: مفت مشبہ با فاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر اول، رحیم: خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما لکم الا تنفقوا فی سبیل اللہ وللہ میراث السموت والارض﴾

و: متانفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، ان: مصدریہ، لا تنفقوا فی سبیل اللہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر فی

جار مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر "الاستقرار" مصدر محذوف کیلئے ظرف مستقر "الاستقرار" مصدر اسمیں "هو" ضمیر ذو الحال، و: حالیه، اللہ: ظرف مستقر خبر مقدم، میراث السموت والارض: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر فاعل مصدر محذوف الفاعل و ظرف مستقر سے، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿لا يستوى منكم من انفق من قبل الفتح وقاتل﴾

لا يستوى: فعل نفی، منكم: ظرف مستقر حال مقدم، من: موصولہ، انفق من قبل الفتح: فعل با فاعل و ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قاتل: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلا، ملکر ذو الحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولئك اعظم درجۃ من الذين انفقوا من بعد وقاتلوا﴾

اولئك: مبتدا، اعظم: اسم تفضیل با "هو" ضمیر مبین، درجۃ: تمييز، ملکر فاعل، من: جار، الذين: موصول، انفقوا من بعد: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قاتلوا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلا، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و كلا وعد الله الحسنی واللہ بما تعملون خبیر﴾

و: عاطفہ، كل بمفعول مقدم، وعد الله: فعل و فاعل، الحسنی: بمفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، بما تعملون: خبر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... لا يستوى منكم من انفق..... ☆ کبھی نے کہا کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ پہلے شخص ہیں جو اسلام لائے اور جنہوں نے راہ خدا میں سب سے پہلے مال خرچ کیا اور رسول کریم ﷺ کی حمایت کی۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

## کیا زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے؟

۱..... زجاج کے مطابق تسبیح سے مراد کلام کرنا ہے، اور اس کی احتیاج دو فرامین سے ہوتی ہے ﴿وان من شیء الا یسبح بحمده ولكن لا تفقهون تسبیحهم اور کوئی چیز نہیں جو اسے سرائتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم اس کی تسبیح نہ سمجھتے﴾ (الاسراء: ۴۴)، اور اگر یہاں تسبیح سے مراد صالح عالم کی صنعت پر آثار دلالت مقصود ہوتے تو وہ سمجھ لیتے۔ مزید فرمایا: ﴿وسخرنا مع داود الجبال یسبحن اور داؤد کے ساتھ پہاڑ مسخر فرمادیئے کہ تسبیح کرتے﴾ (الانبیاء: ۷۹)۔ اگر یہاں تسبیح کے ذریعے صالح عالم کی صنعت پر دلالت مقصود ہوتی تو اس میں حضرت داؤد علیہ السلام کی تخصیص نہ پائی جاتی، پس یہ کلام دونوں دلائل کے اعتبار سے ضعیف ہے۔ اللہ ﷻ نے پہاڑوں میں حیات رکھی ہے یہاں تک کہ وہ تسبیح بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن یہاں تسبیح سے مراد عام ہے یعنی عاقل کی تسبیح کرنا یا جمادات کا تسبیح کرنا، پس اس لئے مفسر نے دو وجوہات بیان کی ہیں: (۱)..... تسبیح سے مراد اللہ ﷻ کی عظمت و پاکی بیان کرنا مقصود ہے۔ (۲)..... ہر ایک کی تسبیح اس کے حسب حیثیت ہوا کرتی ہے جس میں عند الشرع کوئی مانع و دافع کوئی حرج واقع نہ ہوتا ہو، پس جب یہ بات سمجھ لی تو پھر ہم کہیں گے کہ ہم اس آیت میں تسبیح سے بالقول تسبیح مراد لیتے ہیں، پس اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿مسا فی السموت جو کچھ آسمانوں میں﴾ سے مراد جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے، اب آسمانوں میں حالیین عرش بھی ہیں جن کے بارے میں فرمان باری: ﴿فان استکبروا فاللہین عند ربک یسبحون تو اگر یہ تکبر کریں تو وہ جو تمہارے رب کے پاس ہے رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں﴾ (نمل: ۳۸) اور مزید مقربوں کے بارے میں فرمان مقدس نشان ہے: ﴿قالوا سبحنک انت ولینا من



استوی علی العرش اللہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا ہے ستونوں کے کہ تم دیکھو پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (الرعد: ۲) ﴿...﴾ تنزیلاً ممن خلق الارض والسموات العلی الرحمن علی العرش استوی اس کا اتارا ہوا جس نے زمین اور آسمان بنائے وہ بڑی مہر والا اس نے عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (طہ: ۵) ﴿...﴾ الہدی خلق السموات والارض وما بینہما فی ستة ایام ثم استوی علی العرش جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (الفراوان: ۵۹) ﴿...﴾ هو الذی خلق السموات والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش وہی ہے جس نے زمین اور آسمان چھ دن میں پیدا کئے پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے (الحید: ۱) ﴿...﴾

اس مسئلے میں چار وجہیں نفیس و واضح ہیں:

(۱)..... استواء بمعنی قہر و غلبہ ہے، یہ زبان عرب سے ثابت و پیدا ہے، عرش سب مخلوقات سے اوپر اور اونچا ہے، اس لئے اس کے ذکر پر اکتفاء فرمایا اور مطلب یہ ہوا کہ اللہ ﷻ تمام مخلوقات پر قہر و غالب ہے۔ (۲)..... استواء بمعنی علو ہے، اور علو اللہ ﷻ کی صفت ہے نہ علو مکان بلکہ علو الکلیت و سلطان، یہ دونوں معنی امام بیہقی نے کتاب ”الاسماء والصفات“ میں ذکر فرمائے۔ (۳)..... استواء بمعنی قصد و ارادہ ہے، یعنی اللہ ﷻ عرش کی طرف متوجہ ہوا یعنی اس کی آفرینش کا ارادہ فرمایا یعنی اس کی تخلیق شروع فرمائی، یہ تاویل اہل سنت امام ابوالحسن اشعری نے افادہ فرمائی۔ امام اسمعیل ضریر نے فرمایا: انہ الصواب یہ ٹھیک ہے، نقلہ الامام جلال الدین سیوطی فی الاتقان یعنی یہی تاویل امام جلال الدین سیوطی نے ”الاتقان“ میں لکھی۔ (۴)..... استواء بمعنی فراغ و تمامی کا رہے یعنی سلسلہ خلق و آفرینش کو عرش پر تمام فرمایا اس سے باہر کوئی چیز نہ پائی، دنیا و آخرت میں جو کچھ بنایا اور بنائے گا، دائرہ عرش سے باہر نہیں کہ وہ تمام مخلوق کو حاوی ہے، قرآن کی بہتر تفسیر وہ ہے جو قرآن سے ہو، استواء بمعنی تمامی خود قرآن میں ہے، چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿...﴾ فلما بلغ اشدہ و استوی (القصر: ۱۷) ﴿...﴾ (الفتاویٰ الرضویہ مخرجہ برسالہ: قوارخ القہار علی المحسمۃ الفجار، ج ۲۹، ص ۲۵ و غیرہ)

### غزوہ تبوک کس کے خلاف وقوع پذیر ہوا؟

یہ غزوہ عرب کے کئی قبیلے کے خلاف نہ تھا نہ ہی مکہ کے قریش کے خلاف بھی نہ تھا بلکہ رومی سلطنت کے خلاف تھا جو مدینہ پر حملہ آور مسلمانوں کو ملیا میٹ کر دینے کا منصوبہ بنا رہی تھی۔ تیس ہزار کا لشکر جرار لے کر سید عالم ﷺ پیش قدمی کرتے ہوئے رومی علاقے میں تبوک کے مقام پر خیمہ زن ہوئے تھے۔ ایسی مہم کو سرانجام دینے کے لئے جتنے سرمایہ کی ضرورت تھی وہ محتاج بیان نہیں۔ حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق، عثمان غنی اور دیگر اکابر صحابہ نے ایثار و فدائیت کے ایسے ایسے مظاہرے کئے کہ انہیں پڑھ کر آج بھی ایمان تازہ ہو جاتا ہے، لیکن بعض ایسے لوگ بھی تھے جو مسلمان تو تھے مگر اللہ کی راہ میں مال پیش کرنا ان کے لئے بڑا جان جو کھوں کا کام تھا۔ ان کو برا ہیختہ کرنے کے لئے انہیں پھر دعوت ایمان دی جا رہی تھی۔ اور جو عہد وہ پہلے کر چکے ہیں وہ یاد دلایا جا رہا ہے تاکہ آزمائش کے اس وقت میں وہ ناکام نہ ہو جائیں۔

(ضیاء القرآن، ج ۵، ص ۱۱۰)

### حضرت عثمان غنی ؓ کے انفاق پر دو روایات:

۱..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مسلمانوں کے لئے بزرگوار وقف کیا اس کے لئے جنت کی بشارت ہے“، پس حضرت عثمان غنی ؓ نے یہ سعادت حاصل کر لی۔

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے جیش العسرة کو سامان مہیا کر دیا اس کے لئے جنت کی بشارت ہے“، یہ خدمت بھی حضرت



عثمان غنی ؓ نے سرانجام دی۔

(مصحیح البخاری، کتاب المناقب، باب: مناقب عثمان غنی، ص ۶۲۱)

### اغراض:

تعلیقا لاکثر: مراد غیر عاقل ہے، پس آسمان وزمین جہت علیا اور سفلی ہیں اور اس میں نفس سادات اور ارض شامل ہیں، اور جان، لہذا چاہیے کہ عقلاء کی تسبیح جو کہ زبان سے ہوتی ہے اس پر سب کا اتفاق ہے اور غیر عقلاء کی تسبیح کرنے پر اتفاق نہیں ہے۔ جانا ہے کہ غیر عقلاء کی تسبیح بالحال صانع عالم کی ہر نقص سے پاکی بیان کرنے پر دلیل ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عقلاء کی تسبیح کرنے کا بھی یہی حال ہے لیکن غیر عقلاء کی تسبیح کو ہم نہیں جانتے مگر جس کو اللہ (کسی ذریعہ) سے خاص فرمادے۔ فی ملکہ: یعنی اللہ اپنے امر میں غالب ہے کوئی اس پر غالب نہیں ہو سکتا۔ بلا انشاء: عدم سے پیدا کر کے زندہ کرتا ہے، اس جملے میں اُن لوگوں کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ زندگی بغیر قتل کے حیات کے ترک کرنے کا نام ہے، مثلاً نمود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ میں زندہ کرتا اور مارتا ہوں، پس دو آدمیوں میں ہے ایک کو چھوڑ دیا اور دوسرے کو قتل کر دیا۔ بعدہ: یعنی زندگی ملنے کے بعد موت کا پایا جانا، اور حیات ثانی کے بعد موت۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَى﴾۔ بلا بدایۃ: یعنی اللہ کے وجود کی کوئی افتتاح نہیں ہے۔ بعد کمال سی: یعنی اللہ اپنے وجود کے ساتھ باقی رہے گا جب کہ باقی چیزوں کو فنا ہے، اور اس جواب سے یہ شبہ بھی دور ہوتا ہے جو پیش کیا جاتا ہے: ”جنت دوزخ اور جو کچھ بھی اس میں ہے، ان پر فناء نہیں ہونی، اس لئے کہ جو بھی عدم کے بعد موجود ہے وہ فنا کے قابل ہے اور جسے بقاء ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے نہ کہ اُس کی ذاتی۔“

عن ادراک الحواس: اللہ کی ذات حواس کے ادراک سے پوشیدہ ہے، پس ظاہری اور باطنی اعتبار سے کوئی چیز اس پر محیط نہیں ہے نہ دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں، اور آخرت میں اللہ کی رویت اور اس کے کلام کا سننا کیف و انحصار و احاطہ کے علاوہ ہوگا کیونکہ تمام مخلوق اللہ کی ذات کے احاطے سے عاجز ہے اور جب بندہ اللہ کے قریب ہوتا ہے تو اللہ اس کے خوف، ہیبت اور عاجز ہونے میں اضافہ کرتا ہے۔ استواء یلیق بہ: سلف کا نظریہ تو بارہا بیان ہوا ہے لیکن خلف نے استوائے باری کو قہر اور غلبہ سے تعبیر کیا ہے۔ بعلمہ: سے قدرت و ارادہ مراد ہے، پس معیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ اپنی مخلوق پر متصرف ہے۔

بما فیہا من الاسرار والمعتقدات: سے مراد خیر و شر کے بھید اور عقائد ہیں۔ من مال من تقد مکم: یعنی تم اپنے سے پہلے لوگوں کے جانشین ہو، اور درست یہ ہے کہ مراد وہ مال لئے جائیں جو پہلے کے تھے اور اللہ نے تمہیں اُس میں تصرف کا اختیار دے دیا اور مال کا حقیقی مالک اللہ ہے اور اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جانشین بنایا اور تصرف کا اختیار بھی دیا اور پھر اُن کی اولاد کو بھی اختیار دیا۔ وہی غزوۃ تبوک: حاشیہ نمبر ”۵“ دیکھیں۔ اشارۃ الی عثمان: نے تبوک کے موقع پر تین سو اونٹ مع ساز و سامان کے راہ خدا میں عطا فرمائے، اور ایک ہزار دینار سید عالم ﷺ کے دست اقدس پر رکھ دیئے اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی نے حبش عسرت میں ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دیئے، اور سید عالم ﷺ نے اُن کے بارے میں فرمایا: ”عثمان کو اس عمل کے بعد کسی (نفل) عمل کی حاجت نہیں ہے۔“ اور ایک روایت میں یوں ہے: ”اللہ تیری بخشش کرے اے عثمان!، جو تو نے پوشیدہ اور ظاہر دیا، وہ قیامت تک (باقی) رہے گا اور اس کے بعد تجھے کسی (نفل) عمل کی حاجت نہیں ہے۔“ اور اس آیت میں حضرت عثمان کے علاوہ بھی دوسرے صحابہ کی طرف اشارہ ہے۔ ای لا مانع لکم من الایمان: میں اس جانب اشارہ ہے کہ استفہام انکاری ﴿مالکم﴾ بمعنی نفی ہے۔ ای مریدین الایمان بہ: اللہ کے فرمان ﴿وما لکم لا تؤمنون باللہ﴾، ﴿ان کنتم مؤمنین﴾ کیسے فرمایا؟ میں (علامہ صادی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ معنی یہ ہے کہ اگر تم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آؤ تو ان دونوں کی شریعتیں

عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سرانجام دی۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب: مناقب عثمان غنی، ص ۶۲۱)

### افراض:

تغلیباً للاکثر: مراد غیر عاقل ہے، پس آسمان وزمین جہت علیا اور سفلی ہیں اور اس میں نفس مساوات اور ارض شامل ہیں، اور حال، لغنا چاہیے کہ عقلاء کی تسبیح جو کہ زبان سے ہوتی ہے اس پر سب کا اتفاق ہے اور غیر عقلاء کی تسبیح کرنے پر اتفاق نہیں ہے۔ جانا ہے کہ غیر عقلاء کی تسبیح بالحال صانع عالم کی ہر نقص سے پاکی بیان کرنے پر دلیل ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عقلاء کی تسبیح کرنے کا بھی یہی حال ہے لیکن غیر عقلاء کی تسبیح کو ہم نہیں جانتے مگر جس کو اللہ (کسی ذریعہ) سے خاص فرمادے۔ فی مملکتہ: یعنی اللہ اپنے امر میں غالب ہے کوئی اس پر غالب نہیں ہو سکتا۔ بلا نشاء: عدم سے پیدا کر کے زندہ کرتا ہے، اس جملے میں اُن لوگوں کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ زندگی بغیر قتل کے حیات کے ترک کرنے کا نام ہے، مثلاً عمرو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ میں زندہ کرتا اور مارتا ہوں، پس دو آدمیوں میں ہے ایک کو چھوڑ دیا اور دوسرے کو قتل کر دیا۔ بعدہ: یعنی زندگی ملنے کے بعد موت کا پایا جانا، اور حیات ثانی کے بعد موت۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَى﴾۔ بلا بدایۃ: یعنی اللہ کے وجود کی کوئی افتتاح نہیں ہے۔ بعد کل سبب: یعنی اللہ اپنے وجود کے ساتھ باقی رہے گا جب کہ باقی چیزوں کو فنا ہے، اور اس جواب سے یہ شبہ بھی دور ہوتا ہے جو پیش کیا جاتا ہے: ”جنت دوزخ اور جو کچھ بھی اس میں ہے، ان پر فناء نہیں ہونی، اس لئے کہ جو بھی عدم کے بعد موجود ہے وہ فنا کے قابل ہے اور جسے بقاء ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے نہ کہ اُس کی ذاتی۔“

عن ادراک الحواس: اللہ کی ذات حواس کے ادراک سے پوشیدہ ہے، پس ظاہری اور باطنی اعتبار سے کوئی چیز اس پر محیط نہیں ہے نہ دنیا میں اور نہ ہی آخرت میں، اور آخرت میں اللہ کی رویت اور اس کے کلام کا سنا کیف وانحصار و احاطہ کے علاوہ ہوگا کیونکہ تمام مخلوق اللہ کی ذات کے احاطے سے عاجز ہے اور جب بندہ اللہ کے قریب ہوتا ہے تو اللہ اس کے خوف، ہیبت اور عاجز ہونے میں اضافہ کرتا ہے۔ استواء یلیق بہ: سلف کا نظریہ تو بارہا بیان ہوا ہے لیکن خلف نے استوائے باری کو قہر اور غلبہ سے تعبیر کیا ہے۔ بعلمہ: سے قدرت و ارادہ مراد ہے، پس معیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ اپنی مخلوق پر متصرف ہے۔

بما فیہا من الاسرار والمعقدات: سے مراد خیر و شر کے بھید اور عقائد ہیں۔ من مال من تقدمکم: یعنی تم اپنے سے پہلے لوگوں کے جانشین ہو، اور درست یہ ہے کہ مراد وہ مال لئے جائیں جو پہلے کے تھے اور اللہ نے تمہیں اُس میں تصرف کا اختیار دے دیا اور مال کا حقیقی مالک اللہ ہے اور اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جانشین بنایا اور تصرف کا اختیار بھی دیا اور پھر اُن کی اولاد کو بھی اختیار دیا۔ وہی غزوة تبوک: حاشیہ نمبر ”۵“ دیکھیں۔ اشارۃ الی عثمان: نے تبوک کے موقع پر تین سواونٹ مع ساز و سامان کے راہ خدا میں عطا فرمائے، اور ایک ہزار دینار سید عالم ﷺ کے دست اقدس پر رکھ دیئے اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی نے حبش عسرت میں ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دیئے، اور سید عالم ﷺ نے اُن کے بارے میں فرمایا: ”عثمان کو اس عمل کے بعد کسی (نفل) عمل کی حاجت نہیں ہے۔“ اور ایک روایت میں یوں ہے: ”اللہ تیری بخشش کرے اے عثمان!، جو تو نے پوشیدہ اور ظاہر دیا، وہ قیامت تک (باقی) رہے گا اور اس کے بعد تجھے کسی (نفل عمل) کی حاجت نہیں ہے۔“ اور اس آیت میں حضرت عثمان کے علاوہ بھی دوسرے صحابہ کی طرف اشارہ ہے۔ ای لا مانع لکم من الایمان: میں اس جانب اشارہ ہے کہ استفہام انکاری ﴿مالکم﴾ بمعنی نفی ہے۔ ای مریدین الایمان بہ: اللہ کے فرمان ﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ﴾، ﴿إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ کیسے فرمایا؟ میں (علامہ صادی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ معنی یہ ہے کہ اگر تم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آؤ تو ان دونوں کی شریعتیں

تمہیں حضرت محمد ﷺ کی شریعت پر ایمان لانے کا تقاضا کرتی ہیں۔ پس ادر وا الیہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ جواب شرط بخلاف ہے۔ لمکۃ: ایک قول صلح حدیبیہ کا بھی بیان کیا جاتا ہے۔  
(الصاوی، ج ۶، ص ۵۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿مَنْ ذَا الَّذِي يقرض الله﴾ بِإِنْفَاقٍ مَالِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ﴿قرضاً حسناً﴾ بَأَنْ يُنْفِقَهُ لِلَّهِ تَعَالَى ﴿فِيضَعْفَ لَهُ﴾ وَفِي قِرَاءَةٍ فَيَضَعْفَهُ بِالتَّشْدِيدِ مِنْ عَشْرِ إِلَى أَكْثَرٍ مِنْ سَبْعِ مِائَةٍ كَمَا ذَكَرَ فِي الْقِرَاءَةِ ﴿وَلَهُ مَعَ الْمُضَاعَفَةِ﴾ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿۱۱﴾ ﴿مُقْتَرَنَ بِهِ رِضًا وَقَبَالًا أَذْكَرُ﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ ﴿وَمَتَّعَهُمْ﴾ وَ﴿يَكُونُ﴾ بِإِيمَانِهِمْ ﴿وَيُقَالُ لَهُمْ﴾ بِشَرِّكُمْ يَوْمَ الْجَنَّةِ ﴿أَيُّ دُخُلُوهَا﴾ تَجْرَى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا وَابصُرُونَا وَفِي قِرَاءَةٍ يَفْتَحُ الْهَمْزَةُ وَكَسْرُ الطَّاءِ أَيْ أَمْهَلُونَا ﴿نَقْتَبِسُ﴾ نَأْخُذُ الْقَبَسَ وَالْإِضَاءَةَ ﴿مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ لَهُمْ اسْتَهْزَأَ بِهِمْ﴾ أَرَجَعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ﴿فَرَجَعُوا﴾ فَضْرَبَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿بِسُورٍ﴾ قِيلَ هُوَ سُورٌ الْأَعْرَافِ ﴿لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ﴾ مِنْ جِهَةِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿وَوَظَاهِرُهُ﴾ مِنْ جِهَةِ الْمُنَافِقِينَ ﴿مَنْ قَبْلَهُ الْعَذَابُ﴾ ﴿۱۳﴾ ينادونهم ألم نكن معكم ﴿عَلَى الطَّاعَةِ﴾ قَالُوا بَلَى وَلَكِنْ كُنْتُمْ فَتَنَّا أَنْفُسَكُمْ بِالْإِنْفَاقِ ﴿وَتَرَبَّصْتُ﴾ بِالْمُؤْمِنِينَ الدَّوَابُّ وَارْتَبْتُكُمْ شَكَّكُمْ فِي دِينِ الْإِسْلَامِ ﴿وَعَرَّضْتُكُمْ لِلْأَمَانِيِّ﴾ الْإِطْمَاعِ ﴿حَتَّى جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ﴾ أَلَمْ تَكُنْ بِاللَّهِ الْغُرُورُ ﴿۱۴﴾ الشَّيْطَانُ ﴿فَالْيَوْمَ لَا يُوْخِذُ﴾ بِالْبَيِّنَاتِ وَالنَّاتِئَةِ ﴿مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ مَا أَوْكَمْ النَّارِ مَوْلَاكُمْ ﴿أَوَّلَىٰ بِكُمْ﴾ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۱۵﴾ هِيَ ﴿الْمِ يَأْنِ﴾ يَحْنُ ﴿لِلَّذِينَ آمَنُوا﴾ نَزَلَتْ فِي شَأْنِ الصَّحَابَةِ لَمَّا أَكْثَرُوا الْمَزَاحَ ﴿أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ﴾ بِالتَّخْفِيفِ وَالتَّشْدِيدِ ﴿مِنْ الْحَقِّ﴾ الْقُرْآنِ ﴿وَلَا يَكُونُوا﴾ مَعْطُوفٌ عَلَى تَخْشَعُ ﴿كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ﴾ هُمُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى ﴿فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ﴾ الزَّمَنُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ أَنْبِيَائِهِمْ ﴿فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ﴾ لَمْ تَلِنْ لِدُكْرِ اللَّهِ ﴿وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَسِقُونَ﴾ ﴿۱۶﴾ اَعْلَمُوا ﴿خِطَابٌ لِلْمُؤْمِنِينَ الْمَذْكُورِينَ﴾ إِنْ أَلَّهِ يَحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ﴿بِالْنبَاتِ فَكَذَلِكَ يَفْعَلُ بِقُلُوبِكُمْ﴾ بِرَدِّهَا إِلَى الْخُشُوعِ ﴿قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ﴾ الدَّالَّةِ عَلَى قُدْرَتِنَا بِهَذَا وَغَيْرِهِ ﴿لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ ﴿۱۷﴾ إِنْ الْمَصْدُقِينَ ﴿مِنْ التَّصْدُقِ أَدْعَمَتِ النَّاءُ فِي الصَّادِ أَيْ الَّذِينَ تَصَدَّقُوا﴾ وَالْمَصْدَقَتِ ﴿الَّتِي تَصَدَّقْنَ وَفِي قِرَاءَةٍ بِتَخْفِيفِ الصَّادِ فِيهِمَا مِنَ التَّصْدِيقِ الْإِيمَانِ﴾ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ﴿رَاجِعٌ إِلَى الدُّكُورِ وَالْإِنَاثِ بِالتَّغْلِيبِ وَعُطِفَ الْفِعْلُ عَلَى الْأِسْمِ فِي صِلَةِ أَلٍ لِأَنَّهُ فِيهَا حَلٌّ مَحَلُّ الْفِعْلِ وَذَكَرَ الْقَرْضُ بِوَضْفِهِ بَعْدَ التَّصْدِيقِ تَقْيِيدٌ لَهُ﴾ بِضَعْفٍ ﴿وَفِي قِرَاءَةٍ يُضَعَفُ بِالتَّشْدِيدِ أَيْ قَرْضُهُمْ﴾ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿الْمُبَالِغُونَ فِي التَّصْدِيقِ﴾ وَالشَّهَادَةِ عِنْدَ رَبِّهِمْ ﴿عَلَى الْمُكْدِبِينَ مِنَ الْأَمَمِ﴾ لَهُمْ أَجْرُهُمْ

وَنُورِهِمُ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ أَلْذُلَّةُ عَلَىٰ وَحْدِهِ ۖ وَلَنُكَفِّرَنَّ عَنْكَ سَائِرَ الذُّنُوبِ ۖ وَلَنَجْزِيَنَّكَ أَجْرَ الْيَوْمِ بِمَا كُنْتَ تَعْمَلُ ۚ

### ﴿ترجمہ﴾

کون ہے جو اللہ کو قرض دے (اپنا مال راہ خدا ﷻ میں خرچ کر کے) اچھا قرض (یوں کہ وہ اللہ ﷻ ہی کے لیے خرچ کرے) تو وہ اس کے لیے دوئے کرے (ایک قرائت میں "فیضعفه" کو مشد پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ بڑھوتی دس سے لے کر سات سو سے زیادہ ہوگی..... جیسا کہ سورہ بقرہ میں ہے) اور اس کے لیے (اس اضافہ کے ساتھ ساتھ) عزت والا ثواب ہے (اجر کریم وہ ہے جس کے ساتھ اللہ ﷻ کی رضا و خوشنوری متصل ہو یا د کرو!) جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ہے دوڑتا ان کے آگے (بین ایدیہم بمعنی امامہم یعنی آگے کے ہے) اور ان کے دہتے ("بایمانہم" سے پہلے یکون فعل ناقص محذوف ہے، ان سے فرمایا جا رہا ہے) آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات جنت ہے (یعنی اس جنت میں داخلہ) جن کے پیچھے نہیں تم ان میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو (انظرونا بمعنی ابصرونا ہے، اور ایک میں "انظرونا" ہمزہ مفتوحہ اور ظاء مکسورہ کے ساتھ ہے بمعنی امہلونا یعنی تم ہمیں مہلت دو) ہم حصہ لیں (اس سے روشنی اور چمک لے لیں.....) تمہارے نور میں کچھ (ان سے) کہا جائے گا (بطور استہزاء) اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو (یہ منکر وہ پلٹ جائیں گے) جہی ان کے درمیان (اور مسلمانوں کے درمیان) ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی (کہا گیا ہے یہ وہی دیوار ہے جس کا ذکر سورہ اعراف میں گزر چکا) جس میں ایک دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت (جو مومنین کی چھت میں ہوگا) اور اس کے باہر کی طرف عذاب (جو منافقین کی چھت میں ہوگا.....) منافق مسلمانوں کو پکاریں گے کیا (فرمانبرداری میں) ہم تمہارے ساتھ نہ تھے وہ کہیں گے کیوں نہیں مگر تم نے تو (منافقت کر کے) اپنی جان فتنہ میں ڈالی اور تم انتظار کرتے تھے (مسلمانوں پر گردشوں کا) اور شک رکھتے تھے (ذین اسلام کے بارے میں، اربتم بمعنی شککتہم ہے) اور جھوٹی طمع نے تمہیں فریب دیا (الامانی بمعنی الاطماع ہے) یہاں تک کہ اللہ کا حکم آگیا (یعنی موت آگئی) تمہیں اللہ کے حکم پر اس بڑے فریبی (یعنی شیطان) نے مغرور رکھا تو آج نہ تم سے لیا جائے ("یسوخذ" علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کوئی فدیہ اور نہ کھلے کافروں سے تمہارا ٹھکانہ آگ ہے وہ تمہاری رفیق ہے (وہ تمہارے زیادہ لائق ہے) اور کیا یہی برانجام (مخصوص بالذم "ہی" ضمیر یہاں محذوف ہے) کیا وہ وقت نہ آیا (لم یان بمعنی لم یحن ہے) ایمان والوں کو (جب صحابہ کرام آپس میں ہنسی مذاق کرنے لگے تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لیے جو اترا (مراد اس سے قرآن پاک ہے.....) نزل فعل مخفف و مشد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اور ان جیسے نہ ہو ("ولا یکونوا" کا عطف تخشع پر ہے) جن کو پہلے کتاب دی گئی (مراد اس سے یہود و نصاریٰ ہیں) پھر ان پر مدت دراز ہوئی (ان کے اور ان کے انبیاء کرام کے مابین ایک زمانہ گزر گیا) تو ان کے دل سخت ہو گئے (وہ اللہ ﷻ کی یاد سے بھی نرم نہیں ہوئے) اور ان میں بہت فاسق ہیں جان لو (یہ خطاب مذکورہ مسلمانوں سے ہے) کہ اللہ زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے (نباتات کے ذریعے، پس یہی معاملہ وہ تمہارے دلوں کے ساتھ فرمائے یوں کہ وہ تمہارے دلوں کو خشوع و خضوع کی طرف پھیر دے گا) بیشک ہم نے تمہارے لیے نشانیاں بیان فرمادیں (جو اس بات وغیرہ پر ہماری قدرت ہونے پر دلالت کرتی ہیں) کہ تمہیں سمجھ ہو بیشک صدقہ دینے والے مرد ("المصدقین" تصدق سے ماخوذ ہے یہاں یاء کو صاد میں مدغم کیا گیا ہے یہ بمعنی اللہ تعالیٰ تصدقوا ہے) اور صدقہ دینے والی عورتیں (المصدقات بمعنی اللاتحی تصدقن ہے، ایک قرائت میں ان دونوں الفاظ کو مخفف پڑھا گیا ہے بمعنی ایمان کی تصدیق کرنے والے) اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا



قرض دیا (یہ کلام مذکور مردوں اور عورتوں کی طرف راجع ہے صیغہ مذکر تغلیبا ذکر کیا گیا ہے اور یہاں فعل کا عطف اس اسم پر کیا گیا ہے جو کہ "ال" کا صلہ ہے اور فعل کے قائم مقام ہے تقدیر کا ذکر کرنے بعد قرض کو ذکر کرنا تصدیق کو مقید کرنے کے لیے ہے) ان کے در نے ہیں (یعنی ان کے قرض کا ثواب دونا ہے، ایک قرأت میں "یضعف" کو مشد بھی پڑھا گیا ہے) اور ان کے لیے عزت کا ثواب ہے اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے (یعنی صدقہ کرنے میں مبالغہ کرنے والے) اور شہید..... اپنے رب کے یہاں (جھٹلانے والی امتوں کے خلاف) ان کے لیے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں (جو کہ وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں) وہ دوزخی ہیں (الجحیم بمعنی النار ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفه له وله اجر کریم﴾

من: استفہامیہ مبتداء، ذا: موصوف، الذی: موصول، یقرض اللہ: فعل بافاعل ومفعول، قرضا حسنا: مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر صفت، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ، ف: سیبہ، یضعفه: فعل بافاعل ومفعول، لام: جار، ضمیر ذو الحال، و: حالیہ، لہ: اجر کریم: جملہ اسمیہ حال، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿یوم تری المومنین والمومنات یسعی نورهم بین یدیہم وبایمانہم﴾

یوم: مضاف، تری: فعل بافاعل، المومنین: معطوف علیہ، والمومنات: معطوف، مکر ذو الحال، یسعی نورهم: فعل وفاعل، بین: مضاف، یدیہم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ب: زائد، ایمانہم: معطوف، مکر ظرف، مکر جملہ فعلیہ حال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿بشرکم الیوم جنت تجری من تحتہا الانہر خلدین فیہا ذلک هو الفوز العظیم﴾

بشر: مضاف، کم: ضمیر ذو الحال، خلدین فیہا: شبہ جملہ حال، مکر مضاف الیہ، مکر مبتداء، جنت، موصوف، تجری من تحتہا الانہر: جملہ فعلیہ صفت، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ قول محذوف "یقال لہم" کیلئے مقولہ، یقال لہم: فعل مجہول بانائب الفاعل وظرف لغو، الیوم: ظرف، مکر جملہ فعلیہ قول اپنے مقولہ سے، مکر جملہ قولیہ، ذلک مبتداء، هو الغفور العظیم: جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم یقول المنفقون والمنفقت للذین امنوا انظرونا نقبیس من نورکم﴾

یوم: مضاف، یقول: فعل، المنفقون والمنفقت: فاعل، للذین امنوا: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ قول، انظرونا: فعل امر بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ، نقبیس: فعل بافاعل، من نور کم: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ جواب امر، مکر مقولہ، مکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، مکر ماقبل "یقم" سے بدل واقع ہے۔

﴿قیل ارجعوا وراء کم فالتمسوا نورا﴾

قیل: قول، ارجعوا: فعل امر بافاعل، وراء کم: ظرف، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، التمسوا: فعل امر بافاعل، نورا: مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿فضرب بینہم بسور لہ باب باطنہ فیہ الرحمة وظاہرہ من قبلہ العذاب﴾

ف: عاطفہ، ضرب: فعل مجہول، بینہم: ظرف، ب: زائد، سور: موصوف، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، باب: مبتداء مؤخر، مکر جملہ اسمیہ صفت اول، باطنہ: مبتداء، فیہ الرحمة: جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ظاہرہ: مبتداء، من قبلہ العذاب: جملہ

اسیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف، مکر صفت ثانی، مکر نائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ینادونہم ألم نكن معکم قالوا ہلی ولکنکم فتنتم الفسکم وتربصتم واربتکم﴾

ینادونہم: فعل باواؤ ضمیر ذوالحال، ہمزہ: حرف استفہام، لم نكن معکم: ظرف متعلق بمحذوف خبر، مکر جملہ فعلیہ قول محذوف "قالین" کیلئے مقولہ، مکر حال، مکر فاعل، ہم ضمیر مفعول، مکر جملہ فعلیہ متانفہ، قالوا: قول، ہلی: حرف ایجاب، و: عاطفہ، لکنکم حرف مشبہ واسم، فتنتم انفسکم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تربصتم: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اربتکم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ مقولہ، مکر جملہ تولیہ۔

﴿وغرتکم الامانی حتی جاء امر اللہ وغرکم باللہ الغرور﴾

و: عاطفہ، غرتکم: فعل ومفعول، الامانی: فاعل، حتی: جار، جاء امر اللہ: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، غرکم: فعل ومفعول، باللہ: ظرف لغو، الغرور: فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فالیوم لا یؤخذ منکم فدیۃ ولا من الذین کفروا﴾

ف: فصیحہ، الیوم: ظرف مقدم، لا یؤخذ: فعل نفی مجہول، منکم: مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا یتافیہ، من الذین کفروا: جار مجرور معطوف، مکر ظرف لغو، فدیۃ: نائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان شئتم ان تعرفوا مالکم مصائرکم" کیلئے جزا، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿ماوکم النار ہی مولکم وبئس المصیر﴾

ماوکم: مبتداء، النار: خبر، مکر جملہ اسمیہ، ہی: مبتداء، مولکم: خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، بئس: فعل ذم، المصیر: فاعل، مکر جملہ انشائیہ خبر مقدم "النار" مبتداء محذوف، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم ین للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذكر اللہ وما نزل من الحق﴾

ہمزہ: حرف استفہام، لم ین: فعل نفی، للذین امنوا: ظرف لغو، ان: مصدریہ، تخشع قلوبہم: فعل وفاعل، لام: جار، ذکر اللہ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما نزل من الحق: معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یکنوا کالذین اتوا الکتب من قبل فطال علیہم الامد فقست قلوبہم﴾

و: عاطفہ، لا یکنوا: فعل نفی ناقص، کاف: جار، الذین: موصول، اتوا الکتب من قبل: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، طال علیہم الامد: جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، قست قلوبہم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکر صلیہ، مکر مجرور، مکر ظرف متقرر خبر، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وکثیر منهم فسقون اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا﴾

و: عاطفہ، کثیر: موصوف، منهم: ظرف متقرر صفت، مکر مبتداء، فسقون: خبر، مکر جملہ اسمیہ، اعلموا: فعل امر بافاعل، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یحی الارض: فعل بافاعل ومفعول، بعد موتہا: ظرف، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿قد بینا لکم الایۃ لعلکم تعقلون﴾

قد: تحقیقہ، بینا: فعل بافاعل، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، الایۃ لعلکم تعقلون: جملہ اسمیہ حال، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، الایۃ:

مفعول، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿ان المصدقین والمصدقات والقرضوا اللہ قرضا حسنا یضعف لہم ولہم اجر کریم﴾  
 ان: حرف مشبہ، الف لام: بمعنی الذی، مصدقین: بمعنی ”اصدقوا“ اپنے صلہ، مکرر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الف لام: بمعنی الذی، المصدقات: بمعنی ”اصدقین“ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقرضوا اللہ قرضا حسنا: جملہ فعلیہ معطوف، مکرر صلہ، مکرر معطوف، مکرر اسم، یضعف لہم: فعل بافاعل وظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ خبر، مکرر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لہم: ظرف مستقر خبر مقدم، اجر کریم: مبتدا مؤخر، مکرر جملہ اسمیہ۔

﴿وَالَّذین امنوا باللہ ورسولہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم ونورہم﴾  
 و: متانفہ، الذین: موصول، امنوا باللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ صلہ، مکرر مبتدا، اولئک: مبتدا، ہم الصدیقون: جملہ اسمیہ خبر، مکرر جملہ اسمیہ، ہو کر خبر، مکرر جملہ اسمیہ متانفہ، و: متانفہ، الشہداء: ذوالحال، عند ربہم: ظرف متعلق بمحذوف حال، مکرر مبتدا، لہم: ظرف مستقر خبر مقدم، اجرہم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نورہم: معطوف، مکرر مبتدا مؤخر، مکرر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مکرر جملہ اسمیہ۔

﴿وَالَّذین کفروا وکذبوا بآیتنا اولئک اصحاب الجحیم﴾

و: عاطفہ، الذین کفروا وکذبوا بآیتنا: موصول صلہ، مکرر مبتدا، اولئک: مبتدا، اصحاب الجحیم: خبر، مکرر جملہ اسمیہ خبر، مکرر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆.....الم ین للذین امنوا ان تخشع.....☆ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے تو مسلمانوں کو دیکھا کہ آپس میں ہنس رہے ہیں فرمایا تم ہنستے ہو ابھی تک تمہارے رب کی طرف سے امان نہیں آئی اور تمہارے ہنسنے پر یہ آیت نازل ہوئی ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا: ”اتناہی رونا“، اور اترنے والے حق سے مراد قرآن مجید ہے۔

### ﴿تشریح توضیح واعراض﴾

#### نیکی کا اجر سات سو گنا تک ہونا:

۱.....کبھی کا قول ہے کہ قرض اس طرح دے کہ بغیر کسی احسان مندی اور دکھلاوے کے ادا کرے تو ایسے کے لئے اجر سات گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے اور جتنا اللہ ﷻ چاہے مزید بھی اضافہ کر دے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ کوئی شخص یہ کہے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر یہ بھی قرض حسن کے زمرے میں آتا ہے جیسا کہ سفیان نے ابن حبان سے روایت کیا ہے۔ زید بن اسلم کا قول ہے کہ اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا بھی قرض حسن ہے۔ حسن ﷺ کہتے ہیں قرض حسن سے مراد نقلی عبادات ہیں۔ ایک قول کے مطابق اس سے مراد خیر کے کام ہیں جیسا کہ عرب میں کہا جاتا ہے کہ میرے نزدیک یہ کام اچھا قرض اور یہ بُرا قرض ہے۔ تشریحی کہتے ہیں کہ صدقہ کرنے والا خالص نیت اور پاکیزہ نفس کے ساتھ اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کرے اور اس سے اللہ ﷻ کی رضا جوئی چاہے نہ کہ ریائی کاری دکھلاوہ و مقصود ہو، اور یہ خرچ حلال مال سے ہونا ضروری ہے۔ اور قرض حسن ردی مال سے نہیں ہونا چاہیے جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وَلَا تَتَّبِعُوا الْخَبیث منہ تَنفِقُونَ اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے﴾ (البقرہ: ۲۶۷)۔

(القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۲۰۸)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ دن جب اللہ تعالیٰ کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا سات قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہونگے جن میں سے ایک وہ شخص ہوگا جس نے دائیں ہاتھ سے صدقہ کیا اور اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو سکا۔“  
(صحیح البعاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد، رقم: ۶۶۰، ص ۱۰۷)

## کیا آخرت میں منافق مسلمان کے نور سے فائدہ اٹھائے گا؟

۲..... اس بارے میں دو اقوال ہیں: (۱)..... وہ مومن جو کتاب پر ایمان لایا اس کے لئے قیامت میں نور ہوگا، (۲)..... ہر مومن کے لئے قیامت میں نور ہوگا۔ ابی ابن حاتم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: ”قیامت کے دن سخت اندھیرا ہوگا کہ کوئی کافر یا مومن اپنے ہاتھ تک کو نہ دیکھ سکے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مومن کو اس کے اعمال کی مقدار کے مطابق نور عطا فرمائے گا۔“  
حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگ اندھیروں میں ہونگے کہ اللہ تعالیٰ نور بھیجے گا، پس جب مومن نور کو دیکھیں گے تو اس کی جانب متوجہ ہو جائیں گے اور وہ نور ان کیلئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنت کی طرف دلیل ہوگا۔ اور اس روایت کے منافی کوئی خبر نہیں گزری کہ مومنین اسی نور کی روشنی میں صراط سے گزریں گے جیسا کہ مخفی (اہل علم پر) نہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے نور سے مراد قرآن مجید ہے اور ضحاک کے قول کے مطابق نور بطور استعارہ ہدایت و رضا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۲۴۸)  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ یہی بڑی کامیابی ہے (الحديد: ۱۲) ﴿اس آیت میں الفوز کے معنی عظیم نور عطا ہونا ہے اور ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ مومنین اس دن اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ نور میں ہونگے اور منافق مرد و عورتیں اُن سے نور طلب کریں گے اور ان کا پیچھا کریں گے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو ان کی ماؤں کے ساتھ بلائے گا تا کہ دوسروں پر پردہ ہو جائے (ماؤں کے ساتھ بلانے میں پردہ یہ ہے کہ کسی کے نسب میں کوئی کمزوری ہو تو میدان محشر میں شرمندگی سے بچ سکے)، پل صراط کے پاس اللہ تعالیٰ ہر مومن و منافق کو نور عطا فرمائے گا، پھر جب وہ عین صراط پر گامزن ہونگے تو اللہ تعالیٰ منافقین کے نور کو لے جائے گا، پس منافقین کہیں گے: ﴿انظرونا نقتبس من نورکم﴾ ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں (الحديد: ۱۳) ﴿اور مومنین کہیں گے: ﴿ربنا اتمم لنا نورنا﴾ اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر دے (تحريم: ۸)﴾، پس اُس وقت کسی کو کسی کی یاد نہ پڑی ہوگی۔  
(روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۲۴۸ وغیرہ)  
امام جریر طبری کہتے ہیں: قنادہ کا قول ہے کہ بعض مومنین کا نور قیامت کے دن اس قدر ہوگا کہ مدینہ سے عدن تک روشن ہو جائے گا اور بعض کا نور کم ہوگا کہ فقط ان کے قدموں کی جگہ روشن ہوگی۔  
(الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۲۵۹)

## دروازے کے اندر رحمت اور باہر عذاب کن کے لئے ہے؟

۳..... مقاتل کہتے ہیں کہ مراد وہ جگہ ہے جو مومنین کے ٹھکانوں سے ملی ہوئی ہوگی یعنی جنت اور ﴿فیه الرحمة﴾ سے مراد ثواب اور وہ نعمتیں ہیں جو کسی بھی قسم کی آلائش سے مبرا ہیں۔ اور ﴿و ظہر وہ﴾ سے مراد وہ مکان ہیں جو منافقین کے ٹھکانوں سے ملے ہوئے ہیں یعنی جہنم۔  
(روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۲۵۰)

امام جریر طبری کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَضْرِبْ بَيْنَهُم بَسُورًا﴾ باطنہ فیہ الرحمة و ظاہرہ من قبلہ العذاب جیسا ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب ہے (الحديد: ۱۳) ﴿اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنین و منافقین کے مابین آڑ کا بیان فرمایا ہے یعنی جنت اور جہنم کے مابین ایک آڑ ہوگی۔  
(الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۲۶۲)



(الطبري، الجزء: ٢٧، ص ٢٦٦)

(روح البيان، ج ٩، ص ٤٣٣)

یہی آیت حضرت فضیل بن عیاض کے ایمان کا سبب بنی، حضرت فضیل بن عیاض کسی کے عشق میں منہمک تھے، ایک رات ملاقات کا وعدہ تھا، جب وہاں سے اسی نیت کے لئے روانہ ہوئے تو راستے میں دیوار سے آواز آئی: ﴿الْمِ يٰ اَنَ لِلذِّ يٰ اَنَ﴾، پس آپ پر خوف کا غلبہ ہوا اور جواب دیا: کیوں نہیں، وہ وقت آ گیا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ توبہ سے پہلے بہت بڑے ڈاکو تھے اور آپ کو توبہ کا موقع ملا۔

(روح البيان، ج ٩، ص ٢١٥)

اجرہم ونورہم ..... الخ اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے (التحدید: ۱۹) ﴿۔ اس آیت کے تحت دو نکات بیان کرنے ہیں: (۱)..... والشهداء سے مراد گواہ ہیں جو کہ مفسر جلال نے مراد لئے ہیں۔ معنی یہ ہے کہ ان کے لئے ان کے اعمال کا اجر اور نور ہوگا۔ اور مراد اس سے رسل عظام ہیں جو کہ اپنی امت کی تصدیق و تکذیب کی گواہی دیں گے، جس کی دلیل یہ فرمان ہے: ﴿وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں﴾ (النساء: ۷۱) ﴿۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مراد رسل عظام کی امتیں ہیں جو کہ قیامت کے دن گواہی دیں گی اور ان کی گواہی کی دو اقسام ہوں گی یا تو وہ اپنے اعمال کے نیک و بد ہونے کی گواہی دیں گے جیسا کہ مجاہد

کا قول ہے یا پھر رسل عظام کی تبلیغ سے متعلق گواہی دیں گے کہ رسل عظام نے اپنی تبلیغ کا فرض ادا فرما دیا جیسا کہ کلبی کا قول ہے۔  
مقاتل نے ایک اور قول یہ بھی بیان کیا ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ ﷻ کی راہ میں مارے جائیں اور اسی کے مطابق ابن عباس کا قول بھی ہے اور انہوں نے اس سے شہداء مومنین مراد لئے ہیں۔

(القرطبی، الجزء: ۲۷، ص ۲۱۷)

(۲)..... مجاہد کہتے ہیں: ”کل مومن شہید ثم قراھا یعنی ہر مومن شہید ہے پر پھر یہی ماقبل آیت تلاوت فرمائی۔“

(الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۲۶۹)

ابن کثیر لکھتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب ؓ کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”شہداء کی چار قسمیں ہیں: (۱).....  
بھرپور ایمان والا مومن جو دشمن اسلام سے نبرد آزما ہوا اور جام شہادت نوش کر گیا، (۲)..... وہ مومن جسے کاٹا چبھا اور وہ اس کے زہر  
سے انتقال کر گیا، (۳)..... وہ مسلمان جس کے اعمال طے چلے ہوں اور آخر میں بُرے اعمال میں دشمن سے ملا اور قتل ہو گیا، (۴).....  
وہ مومن جو اپنی جان کو بہت زیادہ ہلاکت میں ڈال دے یہاں تک کہ دشمن سے ملے اور قتل ہو جائے۔ (ابن کثیر، ج ۴، ص ۳۷۰)

علامہ آلوسی کہتے ہیں: ابن جزیر نے براء بن عازب سے روایت نقل کی ہے کہ سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”میری امت کے  
مومنین شہید ہیں“، پھر سید عالم ﷺ نے ماقبل آیت تلاوت فرمائی۔ ابن ابی حاتم نے سید عالم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے  
ایک دن قوم سے کہا: ”تم تمام صدیق اور شہید ہو“، لوگوں نے کہا اے ابو ہریرہ ؓ یہ آپ کیا فرماتے ہیں؟ جواب میں ماقبل آیت  
تلاوت فرمائی۔ مجاہد کا بھی یہی قول ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۷، ص ۲۵۸)

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: شہادت حکمی کی کئی اقسام ہیں: (۱)..... طاعون میں مرنے والا، (۲)..... پیٹ کی بیماری سے مرنے  
والا، (۳)..... ڈوبنے والا، (۴)..... دب کر مرنے والا، (۵)..... نمونیہ میں مرنے والا، (۶)..... جل کر مرنے والا، (۷)..... دروزہ  
سے مرنے والا، (۸)..... اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا، (۹)..... اپنی جان کی حفاظت میں مارا جانے  
والا، (۱۰)..... اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا، (۱۱)..... دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے  
والا، (۱۲)..... سواری سے گر کر مرنے والا، (۱۳)..... راہ دین میں مرنے والا مثلاً طلب علم دین کو جانے والا، نماز، حج کو جانے والا، ہر  
نیک کام کو جانے والا، (۱۴)..... پہاڑ سے گر کر مرنے والا، (۱۵)..... جس کو درندے کھا جائیں، (۱۶)..... نفاس میں مرنے والی  
عورت، (۱۷)..... اپنے لئے رزق حلال کی طلب کے دوران مرنے والا، (۱۸)..... اپنے اہل و عیال کے لئے رزق حلال کی طلب کے  
دوران مرنے والا، (۱۹)..... کسی مصیبت یا حادثہ میں مرنے والا، (۲۰)..... صدق دل سے شہادت کی دعا کرنے والا، (۲۱).....  
پھیپڑوں کی بیماری مثلاً دمہ، کھانسی یا تپ دق میں مرنے والا، (۲۲)..... سفر میں مرنے والا، (۲۳)..... جو شخص ایک دن میں پچاس بار یہ  
دعا کرے: ”اللھم بارک لی فی الموت و فیہا بعد الموت“، (۲۴)..... نیزہ کی ضرب سے مرنے والا، (۲۵)..... جو عاشق  
پاکدامن رہا، (۲۶)..... بخار میں مرنے والا، (۲۷)..... سرحد کی حفاظت کرتے ہوئے مرنے والا، (۲۸)..... گڑھے میں گر کر مرنے  
والا، (۲۹)..... ظلماً قتل کیا جانے والا، (۳۰)..... اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا، (۳۱)..... اللہ ﷻ کی راہ میں بستر پر  
فوت ہونے والا، (۳۲)..... جس کو سانپ یا بچھو ڈس لے، (۳۳)..... جو اچھو سے مر جائے، (۳۴)..... پڑوسی کی حفاظت کرتے  
ہوئے مارا جائے، (۳۵)..... جو چھت سے گرے اور ٹانگ یا گردن ٹوٹنے کی وجہ سے مر جائے، (۳۶)..... جو پتھر گرنے سے  
مر جائے، (۳۷)..... جو عورت اپنے خاوند پر غیرت کرتی ہوئی مر جائے، (۳۸)..... نیکی کا حکم دیتے ہوئے اور بُرائی سے منع کرتے  
ہوئے مر جائے، (۳۹)..... اپنے بھائی کی حفاظت کرتا ہوا مر جائے، (۴۰)..... جو شخص اللہ ﷻ کی راہ میں سواری سے گر جانے سے

مر جائے، (۴۱)..... جو شخص کسی بھی بیماری میں فوت ہوا وہ شہید ہے، (۴۲)..... صبح و شام سورہ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھنے والا شہید ہے، (۴۳)..... چاشت کی نماز پڑھنے والا، ہر ماہ تین روزے رکھنے والا اور وتر قضاء نہ کرنے والا شہید ہے، (۴۴)..... دامنِ با وضو رہنے والا، (۴۵)..... بیت المقدس کا خادم شہید ہے، (۴۶)..... زکام یا کھانسی میں مرنے والا شہید ہے، (۴۷)..... غلبہ بدعت کے وقت سنت پر عمل کرنے والا شہید ہے، (۴۸)..... ہر مومن کامل شہید ہے۔  
(بیان القرآن، ج ۱، ص ۷۲۹ وغیرہ)

### اغراض:

مع المضاعفة: بندہ جب اچھے اعمال کرتا ہے تو اس کی نیکی سات سو گنا تک بڑھادی جاتی ہے، اور اس کے علاوہ بھی اُسے اجر دیا جاتا ہے، جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا لیکن جو ظاہر بات ہے وہ یہ ہے کہ اللہ اپنے کرم سے نیکی کا اجر دگنا عطا فرماتا ہے اور یہ دگنی نیکی بندے کے لئے دنیا میں لکھی جاتی ہے اور اس کا وزن قیامت میں کیا جائے گا اور اس کا اجر جنت کی صورت میں پورا کر دیا جائے گا۔  
رضا و اقبال: مقتون کے فاعل ہیں، معنی یہ ہے بندے کو اس کے اعمال کا ثواب اللہ کی رضا اور اس کے اقبال کے بغیر نہیں دیا جاسکتا، جیسا کہ فرمان اقدس ہے: ﴿وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ الْكَبِيرِ﴾۔ یکون: سے اس وہم کو دور کرنا مقصود ہے کہ مومن کا نور دور کہیں کسی جہت میں پایا جائے گا، ﴿بِأَيِّمَانِهِمْ﴾ سے تمام ہی جہات مراد ہیں اور بعض سے کل کو تعبیر کیا گیا ہے، مزید حاشیہ نمبر ”۲“ کا مطالعہ کیجئے۔ و یقال لہم: یعنی فرشتوں کا ملاقات کر کے ﴿بِشَرِّكُمْ الْيَوْمَ﴾ کا خطاب فرمانا یعنی تمہارے لئے بے بہا بشارتیں اور خوش آمدید ہیں۔ امہلونا: منافقین مرد و عورت مومنین سے قیامت کے دن نور سے حصہ مانگیں گے، یعنی مہلت طلب کریں گے کہ وہ بھی اس سے فیضیاب ہوں۔ بالنفاق: مراد معصیت اور شہوات نفسانی ہیں۔ لہما اکثرُوا المِزَاحَ: یعنی جب مومنین مدینہ پہنچے تو مدینے میں انہیں بہت عیش و راحت میسر آئی اور اسی میں وہ دینی اعتبار سے کمزور ہونے لگے، پس انہیں مزاح و ہزل سے منع کیا گیا، مزید حاشیہ نمبر ”۳“ کا مطالعہ کیجئے۔ لَمْ تَلَنْ لَذَّكَرِ اللَّهِ: یعنی اللہ کی یاد کر کے خضوع اور عاجزی اختیار نہ کی بلکہ دل سخت ہو گئے۔ خطاب للمؤمنین المذکورین: جن کے بارے میں ماقبل مزاح کے حوالے سے کلام ہوا، انہیں اللہ کی رحمت یاد دلانی گئی ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں، پس اللہ کی شان تو یہ ہے کہ بنجر زمین کو بھی لہلہا دیتا ہے، جب مومن اس کی بارگاہ میں رجوع کرے تو کیونکر مردہ دل اُس کے ذکر و فکر سے زندہ نہ ہونگے اور اُس سے علم و معرفت کے چشمے کیوں نہ پھوٹیں گے۔ بھذا: یعنی مردہ زمین کا زندہ ہونا مراد ہے۔ وغیرہ: یعنی امور عجیبہ جو کہ اللہ کی قدرت باہرہ پر دلالت کرتے ہیں۔ تَقِيدُ لَہ: مراد قرضِ حسنہ کی ترغیب دینا ہے۔ النار: مراد عذاب کا ٹھکانہ ہے نہ کہ خاص ”جحیم“ ہونا۔  
(الصاوی، ج ۶، ص ۶۳ وغیرہ)

### رکوع نمبر: ۱۹

﴿اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُوٌ وَزِينَةٌ تَزِينُ﴾ ﴿وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ﴾ ﴿أَيُّ اسْتِغْثَالٍ فِيهَا وَأَمَّا الطَّاعَاتُ وَمَا يُعِينُ عَلَيْهَا مِنْ أُمُورِ الْآخِرَةِ﴾ ﴿كَمَثَلِ﴾ ﴿أَيُّ هِيَ فِي إِعْجَابِهَا لَكُمْ وَاضْمِحْلَالِهَا كَمَثَلِ﴾ ﴿غَيْثٍ﴾ ﴿مَطَرٍ﴾ ﴿اعْجَبِ الْكُفَّارِ﴾ ﴿الزَّرَّاعِ﴾ ﴿نِيَاتِهِ﴾ ﴿النَّاسِ عَنْهُ﴾ ﴿ثُمَّ يَهِيْجُ﴾ ﴿يَبْسُ﴾ ﴿فَتَرَهُ مَصْفَرً ثُمَّ يَكُونُ حِطَامًا﴾ ﴿فَتَأْتَانَا يَضْمَحْلُ بِالرِّيَّاحِ﴾ ﴿وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ﴾ ﴿لِمَنْ أَثَرٌ عَلَيْهَا الدُّنْيَا﴾ ﴿وَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ﴾ ﴿لِمَنْ لَمْ يُوَثِّرْ عَلَيْهَا الدُّنْيَا﴾ ﴿وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا﴾ ﴿مَا التَّمَتُّعُ فِيهَا﴾ ﴿الْإِمْتَاعِ الْغَرُورِ﴾ ﴿سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ﴾ ﴿لَوْ وَصَلْتُمْ إِحْدَاهُمَا بِالْآخِرَى وَالْعَرْضُ السَّعَةِ﴾ ﴿أَعَدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾

یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (۲۱) ما اصاب من مصیبة فی الارض ﴿بِالْجَذْبِ﴾ ﴿وَلَا فِیْ  
 اَنْفُسِكُمْ﴾ کَالْمَرَضِ وَفَقْدِ الْوَلَدِ ﴿اَلَا فِیْ کُتُبِ﴾ یَعْنِی الْلَوْحَ الْمَحْفُوظَ ﴿مَنْ قَبْلَ اَنْ لِّبْرَاهَا﴾ نَخْلَقَهَا  
 وَیُقَالَ فِی النِّعْمَةِ کَذٰلِکَ ﴿اَنْ ذٰلِکَ عَلٰی اللّٰهِ یَسِیر﴾ (۲۲) لَکِیْلًا ﴿کُنِی نَاصِبَةً لِلْفِعْلِ بِمَعْنٰی اَنْ اَنْی  
 اَخْبَرَ بِذٰلِکَ تَعَالٰی لِثَلَاثٍ تَأْسُو﴾ تَخْزَنُوْا ﴿عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا﴾ فَرِحَ بِطَرَبَلٍ فَرِحَ شُکْرَ عَلٰی  
 النِّعْمَةِ ﴿بِمَا اَتَکُمْ﴾ بِالْمَدِّ اَعْطَاکُمْ وَبِالْقَصْرِ جَانَّکُمْ مِنْهُ ﴿وَاللّٰهُ لَا یَحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ﴾ مُتَّکِبٍ بِمَا  
 اُوْتِیَ ﴿فَخُور﴾ (۲۳) بِہِ عَلٰی النَّاسِ ﴿الَّذِیْنَ یَبْخُلُوْنَ﴾ بِمَا یَحِبُّ عَلَیْہُمْ ﴿وِیَا مَرُوْنَ النَّاسِ بِالْبَخْلِ﴾ بِہِ لَہُمْ  
 وَعِیْدٌ شَدِیْدٌ ﴿وَمَنْ یَتَوَلَّ﴾ عَمَّا یَحِبُّ عَلَیْہِ ﴿فَاِنَّ اللّٰہَ هُوَ ضَمِیْرُ فَضْلِ وَفِی قِرَآءَةِ بِسْقُوطِہِ﴾ الْغَنِی ﴿عَنْ  
 غَیْرِہِ﴾ الْحَمِید (۲۴) لَا وِلَیَّاَہُ ﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا﴾ اَلْمَلَائِکَةَ اِلَی الْاَنْبِیَآءِ ﴿بِالْبَیِّنَاتِ﴾ بِالْحَجِّ  
 الْقَوَاطِعِ ﴿وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْکُتُبَ﴾ بِمَعْنٰی الْکُتُبَ ﴿وَالْمِیزَانَ﴾ اَلْعَدْلَ ﴿لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ وَاَنْزَلْنَا  
 الْحَدِیْدَ ﴿اَخْرَجْنَاهُ مِنَ الْمَعَادِنِ﴾ فِیْہِ بَاسٌ شَدِیْدٌ ﴿یَقَاتِلُ بِہِ﴾ وَمَنَافِعٌ لِلنَّاسِ وَلِیَعْلَمَ اللّٰہُ ﴿عِلْمٌ مَّشَہِدَةٌ  
 مَّعْطُوْفٌ عَلٰی لِیَقُوْمَ النَّاسُ﴾ مَنْ یَنْصُرُہُ ﴿بَانَ یَنْصُرْ دِیْنُہُ﴾ بِآلَاتِ الْحَرْبِ مِنَ الْحَدِیْدِ وَغَیْرِہِ ﴿وَرَسَلْنَا  
 بِالْغَیْبِ﴾ حَالَ مَنْ هَآءِ یَنْصُرُہُ اَنْیْ غَایِبًا عَنْہُمْ فِی الدُّنْیَا قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ یَنْصُرُوْنَهٗ وَلَا یُبْصِرُوْنَهٗ ﴿اِنَّ اللّٰہَ  
 قَوِیٌّ عَزِیْزٌ﴾ (۲۵) لَا حَاجَۃَ لَہٗ اِلَی النَّصْرَةِ لَکِنَّہَا تَنْفَعُ مَنْ یَّاتِیْ بِہَا.

### ﴿ترجمہ﴾

جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش (زینۃ بمعنی تزیین ہے) اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال و اولاد میں ایک  
 دوسرے پر زیادتی چاہنا (یعنی ان چیزوں میں مشغول رہنا اور جو چیزیں طاعت پر معین ہوں وہ امور آخرت میں سے ہیں) جسے  
 (دنیاوی زندگی کا تمہیں بھانا اور پھر اس کا بے رنگ و درنق ہو جانا اسی طرح ہے جیسے) بارش (الغیث بمعنی المطر ہے) جس کا اگایا  
 سبزہ کسانوں کو بھایا (یعنی بارش سے پیدا ہونے والا سبزہ اسے بھایا، اعجب الکفار بمعنی الزراۃ ہے) پھر سوکھا (یہیج کے معنی  
 یسں ہے) پھر پامال کیا ہوا ہو گیا (ریزہ ریزہ ہو گیا.....) اور آخرت میں سخت عذاب ہے (ان کے لیے جو آخرت پر دنیا کو ترجیح  
 دیں) اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا (ان کے لیے ہے جو آخرت پر دنیا کو ترجیح نہ دیں) اور دنیا کا جینا تو نہیں (یعنی دنیا  
 میں نفع اٹھانا تو نہیں) مگر دھوکے کا مال بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی جیسے آسمان اور زمین کا  
 پھیلاؤ (یعنی اگر زمین و آسمان کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا جائے اور عرض سے مراد وسعت ہے) تیار ہوئی ہے ان کے لیے جو اللہ  
 اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں  
 (جیسے خشک سالی) اور نہ تمہاری جان میں (جیسے امراض آنا، بچوں کا فوت ہو جانا.....) مگر وہ ایک کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں  
 ہے قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں (پسوء بمعنی نخلق ہے، اور اسی طرح تمام نعمتوں کا معاملہ ہے) بیشک یہ اللہ کو آسان ہے اس  
 لیے کہ نہ (”لکیلا“ حرف ناصب للفعل ہے بمعنی ان، یعنی اللہ نے اس کی خبر اس لیے دی تاکہ تم نہ) غم کھاؤ (تأسوا بمعنی تخزنوا  
 ہے) اس پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو (یعنی اس پر تکبر کے طور پر خوش نہ ہو بلکہ نعمت پر شکر کرتے ہوئے خوش ہو) اس پر جو تم کو دیا  
 (”اتکم“ کو تم کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ بمعنی اعطاکم ہے، اور قصر کے ساتھ ہو تو یہ بمعنی جاءکم منہ ہو گا یعنی اس پر جو اللہ تعالیٰ کی



طرف سے تمہارے پاس آیا) اور اللہ پسند نہیں کرتا ہر شئی بگھارنے والے (اللہ تعالیٰ کے دیئے پر تکبر کرنے والے) فخر کرنے والے کو (یعنی لوگوں پر فخر کرنے والے کو) وہ جو آپ بھل کرے (حقوق واجبہ کی ادائیگی میں) اور اوروں سے (ان کی ادائیگی میں) بھل کرنے کا کہے (ان لوگوں کے لیے شدید وعید ہے) اور جو مونہ پھیرے (حقوق واجبہ ادا کرنے سے) تو بیشک اللہ ہی "فان اللہ ہو" ضمیر فصل ہے اور ایک قرائت میں "هو" ضمیر فصل کو نہیں پڑھا گیا) بے نیاز ہے (اپنے غیر سے) تعریف بیان فرمانے والا ہے (اپنے اولیاء کی) اور بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا (یعنی اپنے فرشتوں کو رسولوں کی طرف بھیجا) دلیلوں کے ساتھ (یعنی قطعی دلائل کے ساتھ) اور ان کے ساتھ کتابیں (الکتاب بمعنی الکتب ہے) اور عدل کو اتارا (المنیزان بمعنی العدل ہے) کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں اور ہم نے لوہا اتارا (یعنی لوہے کو کان سے نکالا..... ۳.....) اس میں سخت آنچ ہے (کہ اس کے ذریعے تل کیا جاتا ہے) اور لوگوں کے فائدے اور اس لیے کہ اللہ دیکھے ("لعلکم" سے مراد شاہدہ ہے "لعلکم" لعلکم الناس پر معطوف ہے) اس کو جو اس کی مدد کرتا ہے (یعنی اس کے دین کی مدد کرتا ہے، لوہے وغیرہ کے جنگی آلات کے ذریعے) اور اس کے رسولوں کی بے دیکھے (بالغیب یہ منصوبہ کی "ہ" ضمیر سے حال ہے یعنی دنیا میں اللہ تعالیٰ لوگوں سے پوشیدہ ہے، حضرت ابن عباس نے فرمایا مسلمان دین الہی کی مدد کرتے ہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا) بیشک اللہ قوت والا غالب ہے (اسے کسی کی مدد کی حاجت نہیں ہے لیکن اس کی مدد کرنے کا فائدہ مددگاروں ہی کو ملتا ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿اعلموا انما الحیوة الدنیا لعب ولهو وزینة وتفاجر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد﴾  
اعلموا: فعل امر بافعل، انما: حرف مشبہ وما کافہ، الحیوة الدنیا: مبتدا، لعب: معطوف علیہ، وهو: عاطفہ، لہو: معطوف اول، وزینة: معطوف ثانی، ہو: عاطفہ، تفاجر: معطوف، بینکم: ظرف متعلق بمحذوف مفعول، بلکہ معطوف ثالث، ہو: عاطفہ، تکاثر: معطوف، فی الاموال والاولاد: ظرف مستقر مفعول، بلکہ معطوف رابع، بلکہ خبر، بلکہ جملہ اسمیہ مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ۔

﴿کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فتورہ مصفرا ثم یكون حطاما﴾  
کاف: جار، مثل: مضاف، غیث: موصوف، اعجب الکفار: فعل ومفعول، نباتہ: فاعل، بلکہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، یھیج: جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، تری: فعل بافاعل، ہ: ضمیر ذو الحال، مصفرا: حال، بلکہ مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ثم: عاطفہ، یكون حطاما: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، بلکہ صفت، بلکہ مضاف الیہ، بلکہ مجرور، بلکہ ظرف مستقر "الحیوة الدنیا" مبتدا محذوف کی خبر، بلکہ جملہ اسمیہ۔

﴿وفی الآخرة عذاب شدید ومغفرة من اللہ ورضوان﴾  
و: عاطفہ، فی الآخرة: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب شدید: معطوف علیہ، و: عاطفہ، مغفرة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ورضوان: بلکہ موصوف، من اللہ: ظرف مستقر صفت، بلکہ معطوف، بلکہ مبتدا مؤخر، بلکہ جملہ اسمیہ۔

﴿وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور﴾  
و: عاطفہ، ما: تانیہ، الحیوة الدنیا: مبتدا، الا: اداة حصر، متاع الغرور: خبر، بلکہ جملہ اسمیہ۔

﴿سابقوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها کعرض السماء والارض اعدت للذین امنوا باللہ ورسوله﴾  
سارعوا: فعل امر بافعل، الی: جار، مغفرة: موصوف، من ربکم: ظرف مستقر صفت، بلکہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جنة: موصوف،

عرضہا: مبتداء، كعرض السماء والارض: ظرف مستقر خبر، مكر جملہ اسمیہ مفت اول، اعدت للدين امنوا بالله  
ورسلہ: جملہ فعلیہ مفت ثانی، مكر معطوف، مكر مجرور، مكر ظرف لغو، مكر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم﴾

ذلك: مبتداء، فضل الله: ذوالحال، يؤتيه: فعل بافاعل، مفعول، من يشاء: مفعول ثانی، مكر جملہ فعلیہ حال، مكر خبر، مكر جملہ  
اسمیہ، و: عاطفہ، الله: مبتداء، ذو الفضل العظيم: خبر، مكر جملہ اسمیہ۔

﴿ما اصاب من مصيبة في الارض ولا في انفسكم الا في كتب من قبل ان نبراهما﴾

ما اصاب: فعل نفی، من: زائد، مصيبة: ذوالحال، الا: اداة حصر، في: جار، كتب: موصوف، من: جار، قبل: مضاف، ان  
نبراهما: جملہ بتاویل مصدر مضاف الیه، مكر مجرور، مكر ظرف مستقر صفت، مكر مجرور، مكر ظرف مستقر ہو كر حال، مكر فاعل، في  
الارض: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: نافیہ، في انفسكم: جار مجرور معطوف، مكر ظرف لغو، مكر جملہ فعلیہ۔

﴿ان ذلك على الله يسير﴾

ان ذلك: حرف مشبہ واثم، على الله يسير: شبہ خبر، مكر جملہ اسمیہ۔

﴿لكيلا تاسوا على ما فاتكم ولا تفرحوا بما اتيكم﴾

لام: جار، كي: مصدریہ، لا تاسوا: فعل نفی بافاعل، على ما فاتكم: ظرف لغو، مكر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تفرحوا: فعل نفی  
بافاعل، بما اتيكم: ظرف لغو، مكر جملہ فعلیہ معطوف، مكر بتاویل مصدر مجرور، مكر فعل محذوف "اخبروناكم" کیلئے ظرف مستقر، مكر جملہ فعلیہ۔

﴿والله لا يحب كل مختال فخور الذين يبخلون ويامرون الناس بالبخل﴾

و: عاطفہ، الله: مبتداء، لا يحب: فعل نفی بافاعل، كل مختال فخور: مبدل منه، الذين: موصول، يبخلون: جملہ فعلیہ معطوف  
علیہ، و: عاطفہ، يامرون الناس بالبخل: جملہ فعلیہ معطوف، مكر صله، مكر بدل، مكر مفعول، مكر جملہ فعلیہ خبر، مكر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن يتول فان الله هو الغنى الحميد﴾

و: متانفہ، من: شرطیہ مبتداء، يتول: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان الله جرف مشبہ واثم، هو الغنى الحميد: جملہ اسمیہ خبر، مكر  
جملہ اسمیہ ہو كر جزاء، مكر جملہ شرطیہ ہو كر خبر، مكر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿لقد ارسلنا رسلنا بالبينت وانزلنا معهم الكتب والميزان ليقوم الناس بالقسط﴾

لام: تاكیدیہ، قد: تحقیقیہ، ارسلنا رسلنا بالبينت: فعل بافاعل ومفعول وظرف لغو، مكر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، انزلنا: فعل  
بافاعل، معهم: ظرف متعلق بمحذوف حال مقدم، الكتب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الميزان: معطوف، مكر قسم، مكر  
مفعول، لام: جار، يقوم الناس بالقسط: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، مكر ظرف لغو، مكر جملہ فعلیہ ہو كر معطوف، مكر قسم  
محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مكر جملہ قسمیہ۔

﴿وانزلنا الحديد فيه باس شديد ومنافع للناس﴾

و: عاطفہ، انزلنا: فعل بافاعل، الحديد: ذوالحال، فيه: ظرف مستقر خبر مقدم، باس شديد: معطوف علیہ، و: عاطفہ، منافع  
للناس: معطوف، مكر مبتداء مؤخر، مكر جملہ اسمیہ حال، مكر مفعول، مكر جملہ فعلیہ۔

﴿وليعلم الله من ينصره ورسله بالغيب ان الله قوى عزيز﴾

و: عاطفہ، لام: جار، یسلم اللہ: فعل و فاعل، من: موصولہ، یصغر: فعل با فاعل، ہ: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ورسلہ: معطوف، بلکہ زوالحال، بالذنب: ظرف مستقر حال، بلکہ مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ صلہ، بلکہ مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ تقدیران مجرور، بلکہ ماقبل "لیقوم الناس" پر معطوف ہے، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، قوی عزیز: خبران، بلکہ جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح تو ضیح و اعراض﴾

### آخرت بھلا کر دنیا میں مشغولیت کی مثال:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اعلموا! انما الحیوة الدنیا لعب ولهو.....﴾ الخ جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے زیادتی چاہنا اس مینہ کی طرح جس کا اگلا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زبردیکھے پھر روندن (پامال کیا ہوا) ہو گیا آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال (الحدید: ۲۰)۔

حضرت علی ؓ نے حضرت عمار ؓ سے کہا: دنیا پر غمزدہ نہ ہو، دنیا چھ چیزوں پر مشتمل ہے: کھانا، پینا، پہننا، خوشبو لگانا، سواری پر سوار ہونا اور نکاح کرنا، پس سب سے اچھا کھانا شہد ہے جو کہ کبھی کا تھوک ہے، سب سے زیادہ پی جانے والی چیز پانی ہے جو کہ تمام حیوان ہی پیتے ہیں، سب سے افضل لباس دیباچ کا ہے جو کہ ریشم کے کیڑے کا بنا ہوا ہوتا ہے، سب سے اچھی خوشبو مشک کی ہے جو کہ چوہے کے خون سے بنتی ہے، سب سے افضل سواری گھوڑے کی ہے جس پر بیٹھے لوگ قتل کر دیئے جاتے ہیں، اور نکاح عورت سے ہوتا ہے اور اس کی اصل ایک دوسرے کی شرم گاہوں کا ملنا ہے۔ اور عورت زیب و زینت کے ذریعے اپنے محاسن ظاہر کرتی ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۷، ص: ۲۱۸)

☆..... حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”دو چیزوں پر رشک کرنا جائز ہے، ایک شخص کو اللہ ﷻ نے مال دیا اور اسے اس مال کو راہ حق میں صرف کرنے پر مسلط کیا اور ایک شخص کو اللہ ﷻ نے حکمت دی اور اس نے اس حکمت کے مطابق فیصلہ کیا اور اس پر عمل بھی کیا۔“ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الاغتیاط فی العلم والحکمة، رقم: ۷۳، ص: ۱۷)

### تقدیر کی اقسام ثلاثہ:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتب من قبل ان نبراهان ذلک علی اللہ یسر نہیں پہنچتی کوئی مصیبت زمین میں اور نہ تمہاری جانوں میں مگر وہ ایک کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم پیدا کریں بیشک اللہ کو آسان ہے﴾ (الحدید: ۲۲)۔ ﴿وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کا سبب ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے﴾ (الشوری: ۳۰)۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”لکل امة مجوس و مجوس هذه الامة الذین یقولون لا قدر یعنی ہر امت میں مجوسی ہوتے ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ ہیں جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔“ (سنن ابو داؤد، کتاب السنة، باب فی القدر، رقم: ۴۶۹۱، ۴۶۹۲، ص: ۸۷۸)

انسانی زندگی میں سب کچھ اچھا ہی نہیں ہے بلکہ اُسے بہت کچھ برداشت بھی کرنا پڑتا ہے۔ زندگی میں اتناڑ چڑھاؤ آتے ہی رہتے ہیں۔ خوشی، غمی، مصیبت، آسانی، الغرض یکساں حالات نہیں رہتے۔ ان میں سے کیا کچھ تقدیر کے متعلق ہے؟ اس کے لئے تقدیر کی اقسام ثلاثہ جانی ضروری ہے، جو بھی مصیبت انسان کو پہنچتی ہے وہ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اور اللہ ﷻ کے علم میں ثابت ہے۔ چنانچہ قضا و تقدیر کی تین قسمیں ہیں: (۱)..... مبرم حقیقی: کہ علم الہی میں کسی چیز پر معلق نہیں۔ (۲)..... معلق محض: کہ صحف ملائکہ میں

کسی چیز پر اس کا معلق ہونا ظاہر فرما دیا گیا ہے۔ (۳)..... معلق شبیہ بہ مبرم: کہ صحف ملائکہ میں اس کی تعلیق مذکور نہیں اور علم الہی میں تعلیق ہے۔

وہ جو مبرم حقیقی ہے اسکی تبدیلی ناممکن ہے، اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انہیں اس خیال سے واپس فرما دیا جاتا ہے۔ ملائکہ قوم لوط پر عذاب لے کر آئے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کہ رحمتِ محضہ تھے، اُن کا نام پاک ہی ابراہیم یعنی اب رحیم، مہربان باپ، اُن کافروں کے بارے میں اتنے ساعی ہوئے کہ اپنے رب ﷻ سے مجادلہ فرمایا: ﴿يٰۤاِبْرٰهٖمُ اجْعَلْ لِّہٖ اٰیٰتٍ﴾ قوم لوط ہم سے جھگڑنے لگا قوم لوط کے بارے میں (مود: ۷۷)۔ اور وہ جو ظاہرِ قضاے معلق ہے، اس تک اکثر اولیاء کی رسائی ہوتی ہے، اُن کی دعا، اُن کی ہمت سے ٹل جاتی ہے اور وہ جو متوسط حالت میں ہے، جسے صحف ملائکہ کے اعتبار سے مُبرم بھی کہہ سکتے ہیں، اُن تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور سیدنا غوثِ اعظم اسی کو فرماتے ہیں: ”میں قضاے مُبرم کو رد کر دیتا ہوں“۔ (بہار شریعت معراج، ج ۱، حصہ ۱، ص ۱۲ وغیرہ)

### لوہے کی فضیلت:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْہٖ بَاسٌ شَدِیْدٌ.....﴾ الخ اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت آنچ (نقصان) (الحدید: ۲۵)۔ لوہے کے اگرچہ کئی فوائد ہوں لیکن ایک فضیلت یہ ہے کہ اس کا ذکر قرآن میں آیا اور مکمل سورت کا نام ہی اس کے نام سے موسوم ہوا، مزید ایک فضیلت یہ بھی کہ ایک نبی ﷺ نے اس کام کو اپنا ہنر اور ذریعہ معاش بنایا چنانچہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿وَ عَلَّمْنٰہٗ صِنْعَہٗ لَبَّوْا سَکْمَ لَکُمْ لِتَحْصِنَکُمْ مِنْ بَاسِکُمْ فَہَلْ اَنْتُمْ شَاکِرُوْنَ﴾ اور ہم نے اسے تمہارا ایک پہنا دینا سکھایا کہ تمہیں تمہاری آنچ سے (زخمی ہونے سے) بچائے تو کیا تم شکر کرو گے (الانبیاء: ۸۰)۔

### اغراض:

ای الاشتغال فیہا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿اِنَّمَا الْحَیْوَۃُ الدُّنْیَا﴾ ترکیبِ کلام میں مبتداء ہے جو کہ مضاف کے حذف کے ساتھ ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: اِنَّمَا الاشتغال بِالْحَیْوَۃِ الدُّنْیَا لَعِبٌ، ماقبل حاشیہ نمبر ”۱“ میں یہی قول امام قرطبی کے حوالے سے منقول ہے۔ مطر: جو کہ خشک سالی کے بعد ہوتی ہے۔ الزراع: بمعنی کفار اے، کیونکہ کفار زمین میں بیج چھپاتے ہیں جیسا کہ وہ شخص جو اپنے ایمان کو سرکشی اور زیادتی سے چھپاتا (بچاتا) ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ حقیقی کافر ہی مراد ہوں کیونکہ کافر فراخی کے دنوں میں فخر کرتے اتراتے پھرتے ہیں اور تنگی کے دنوں میں بچھ جاتے ہیں جیسا کہ جب کھیتی اچھی ہو تو اتراتے اور بُری ہو تو بچھ جاتے ہیں، پس اس اعتبار سے دنیا کی مثال کافروں کی کھیتی کی مثل ہے۔ پیس: ”البہیج“ کی تفسیر ہے۔

مَا التَّمَتُّعُ فِیْہَا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿وَمَا الْحَیْوَۃُ الدُّنْیَا﴾ مبتداء ہے جو کہ مضاف کے حذف کے ساتھ ہے۔ بِالْجَدْبِ: یعنی خشک سالی یا کوئی اور مصیبت جیسے زلزلہ وغیرہ۔ وَیَقَالُ فِی النِّعْمَۃِ کَذٰلِکَ: یعنی بارش سے مخلوق کو کوئی نعمت حاصل ہو، یا انسان اپنی جان میں صحت اور اولاد کا حصول ہو، مگر یہ سب کچھ لوح محفوظ پر مکتوب ہے، جب کہ اللہ نے اپنی مخلوق کو پیدائش فرمایا تھا (اُسی وقت اپنی شان کے لائق سب کچھ مکتوب فرما دیا تھا)۔

ای اخبر تعالیٰ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ لام حرف جر محذوف کے متعلق ہے۔ یحزنوا: غم مایوسی لاتا ہے، اور انسان کی طبیعت میں موجود غم طبیعت کے فرحت بخش ہونے سے زائل ہوتا ہے۔ بَلْ فَرِحْ شُکْرَ عَلٰی النِّعْمَۃِ: جس طرح غم مایوسی لاتا ہے بالکل اسی طرح خوشی انسان کو (بسا اوقات) فخر، شرارت اور نعمت کا شکر ادا نہ کرنے پر ابھارتی ہے، پس فرحت بخش ہونا اور غمگین ہونا یہ دو طبیعتیں ایسی ہیں جس سے چھٹکارا نہیں ہوتا، لیکن اپنے امور کو اللہ کے سپرد کر دینا اور ہر امر کا مالک و مختار اللہ کو بنالینا، یہی آیت کا مقصود ہے کہ اللہ



ہر خیر و شر کا مالک ہے جو کہ اللہ نے ازل میں ہی بندے کے مقدر میں لکھ دیئے تھے جس پر اُسے راضی رہنا چاہیے۔ بسا اوتسی: مراد نعمتیں ہیں جو بندے کو دی جاتی ہیں۔

بہ علی الناس: بہت زیادہ فخر جو کہ نعمتوں کے مل جانے کی وجہ سے انسان کرتا ہے۔ العدل: حقیقی معنوں میں میزان مرا نہیں ہے، بلکہ اپنے غیر کو بھی شامل ہے اور مراد العدل سے امور میں درمیانی راہ اختیار کرنا ہے جس میں افراط و تفریط نہ پائی جائے۔ آخر جناہ من المعادن: یہ ﴿انزلنا﴾ کی تفسیر میں ایک قول ہے، جب کہ دوسرا قول اپنی حقیقت پر باقی ہے، حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ تین چیزیں نازل فرمائیں: حجر اسود، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور لوہا۔ یقاتل بہ: یعنی لوہے سے ڈھال اور تھنیا رہتا ہے جاتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی کئی امور میں لوہا کام آتا ہے۔

من ہاء ینصرہ: مراد وہ غیوبات ہیں جو اللہ کی بارگاہ سے رسولوں کو دیئے جاتے ہیں۔ غایبا عنہم: یعنی اللہ کی عظمت و جلال کو بغیر دیکھے کون اس کے دین کی مدد کرتا ہے؟ ولا یبصرونہ: یعنی دنیا میں اللہ کو دیکھا جانا سوائے رسول اللہ ﷺ کے کسی کے لئے ممکن نہیں۔ لا حاجة له الى النصرۃ: یعنی سعادت مند اللہ کے دین کی مدد کے فائدہ اٹھائے گا اور بد بخت کے ساتھ برعکس معاملہ ہوگا (اور ایسا کرنے میں اللہ کو کسی کی حاجت نہیں)۔ لکنہا تنفع من یاتى بها: سے مراد وہ کفایتیں ہیں جو مکلفین کو ملنی ہیں، اللہ نے فرمایا: ﴿ان احسنتم احسنتم لانفسکم﴾۔

(الصاری، ج ۶، ص ۶۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲۰

﴿وَلَقَدْ ارسلنا نوحا وابرهیم وجعلنا فی ذریعتہما النبوة والکتاب﴾ یعنی الکُتُبُ الارْبَعَةُ التَّوْرَةُ وَالْانْجِيلُ وَالزَّبُورُ وَالْفُرْقَانُ فَانْهَیْ ذُرِیَّةَ اِبْرَاهِیْمَ ﴿فمنہم مہتد و کثیر منہم فسقون﴾ (۲۶) ثم قفینا علی اثارہم برسلسنا وقفینا بعیسی ابن مریم و اتینہ الانجیل وجعلنا فی قلوب الذین اتبعوہ رافۃ ورحمة و رهبانیۃ ﴿ہی رَفَضَ النِّسَاءِ وَاتَّخَذَ الصَّوَامِعَ﴾ ابتدعوہا ﴿مَنْ قَبْلَ انْفُسِهِمْ﴾ ما کتبتہا علیہم ﴿مَا اَمَرْنَاهُمْ بِهَا﴾ (الا) لکن فَعَلُوْهَا ﴿ابتغاء رضوان﴾ مَرْضَاۃ ﴿اللہ﴾ فما رعوها حق رعايتها ﴿اِذْ تَرَکَهَا کَثِیْرٌ مِنْهُمْ وَکَفَرُوْا بِدِیْنِ عِیْسٰی وَدَخَلُوْا فِیْ دِیْنِ مِلْکِیْہُمْ وَبَقِیْ عَلٰی دِیْنِ عِیْسٰی کَثِیْرٌ مِنْهُمْ فَاٰمَنُوْا بِنَبِیْنَا﴾ فاتینا الذین امنوا ﴿بہ﴾ منہم اجرہم و کثیر منہم فسقون ﴿۲۷﴾ یا ایہا الذین امنوا ﴿بعیسی﴾ اتقوا اللہ و امنوا برسولہ ﴿مُحَمَّدٌ ﷺ﴾ وَ عَلٰی عِیْسٰی ﴿یؤتکم کفلین﴾ نَصِیْبِیْنِ ﴿من رحمته﴾ لَا یْمَانُکُمْ بِالنَّبِیِّیْنَ ﴿و یجعل لکم نوراً تمشون بہ﴾ عَلٰی الصِّرَاطِ ﴿و یفقر لکم واللہ غفور رحیم﴾ (۲۸) لَسَلَا یَعْلَمُ ﴿اٰی اَعْلَمَکُمْ بِذٰلِکَ لَیَعْلَمُ﴾ اهل الکتاب ﴿التَّوْرَةِ الَّذِیْنَ لَمْ یُؤْمِنُوْا بِمُحَمَّدٍ ﷺ﴾ (ان) اَنْ مُّخَفَّفَةً مِنَ الثَّقِیْلَةِ وَاِسْمُهَا ضَمِیْرُ الشَّانِ وَالْمَعْنٰی اَنَّهُمْ ﴿لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ﴾ خِلَافِ مَا فِیْ رَعْمِهِمْ اَنَّهُمْ اَحْبَاءُ اللّٰہِ وَاَهْلُ رِضْوَانِہٖ ﴿وان الفضل بید اللہ یؤتیہ﴾ یُعْطِیْہِ ﴿من یشاء﴾ فَاتٰی الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْهُمْ اَجْرُہُمْ مَرَّتَیْنِ کَمَا تَقَدَّمُ ﴿واللہ ذو الفضل العظیم﴾ (۲۹) ﴿جَلَّ وَعَلَا﴾

﴿ترجمہ﴾

اور بیشک ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب باقی رکھی (یعنی چاروں کتابیں تورات، انجیل، زبور، قرآن)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں باقی رکھیں) تو ان میں کوئی راہ پر آیا اور ان میں کئی فاسق ہیں پھر ہم نے ان کے پیچھے اسی راہ پر اپنے نبی اور رسول بھیجے اور ان کے پیچھے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اس کے پیروکاروں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی اور راضی بننا..... یعنی عورتوں سے دور رہنا اور گر جا گھروں کو ٹھکانہ بنالینا) تو یہ نئی بات انہوں نے نکالی (از خود) ہم نے یہ ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں (الا بمعنی لکن ہے، انہوں نے یہ کیا) اللہ کی رضا چاہنے کو (رضوان اللہ بمعنی مسرۃ اللہ ہے) پھر اسے نہ بنایا جیسا اس کے بنانے کا حق تھا (کہ ان میں سے کئی لوگوں نے اسے ترک کر دیا اور دین عیسیٰ کے ساتھ کفر کر کے اپنے بادشاہوں کے دین میں داخل ہو گئے ان میں سے کئی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر باقی رہے پھر وہ ہمارے نبی پر بھی ایمان لائے) تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں سے کئی فاسق ہیں اے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر) ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول (یعنی حضرت محمد مصطفیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام) پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا (تمہارے دونوں پر ایمان لانے کی وجہ سے..... کفیلین بمعنی نصیبین ہے) اور تمہارے لیے نور کر دے گا جس کے ذریعے چلو گے (پل صراط پر) اور تمہیں بخشش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے یہ اس لیے کہ جان لیں (یعنی اللہ جل جلالہ نے تمہیں یہ اس لیے بتایا تاکہ جان لیں) اہل کتاب کہ (یعنی وہ اہل تورات جو محمد علیہ السلام پر ایمان لے کر نہیں آئے "لنلا" میں "ان" مخففة من الثقيلة ہے اور اس کا اسم ضمیر شان ہے معنی آیت ہے بیشک انہیں) کہ اللہ کے فضل پر ان کا کچھ قابو نہیں (ان کے اس گمان کے برخلاف کہ وہ اللہ جل جلالہ کے محبوب ہیں اور اس کی رضا انہیں حاصل ہے) اور یہ کہ فضل اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے (یوتیہ بمعنی یعطیہ ہے) جسے چاہے (تو اہل کتاب میں اسے ایمان لانے والوں کو ان کا اجر دو بار عطا فرمائے گا جیسا کہ اس کا ذکر پہلے گزر چکا) اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ﴾  
و: عاطفہ، لام تاکیدیہ، قد بحقیقہ، ارسَلنا: فعل بافاعل، نوحا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابرہیم: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جَعَلنا: فعل بافاعل، فی ذُرِّيَّتِهِمَا: ظرف مستقر مفعول ثانی، النُّبُوَّةُ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الْكِتَابُ: معطوف، ملکر مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فَمِنْهُمْ مُهْتَدٍ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَسِقُونَ﴾  
ف: عاطفہ، مِنْهُمْ: ظرف مستقر خبر مقدم، مُهْتَدٍ: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، كَثِيرٌ: موصوف، مِنْهُمْ: ظرف مستقر صفت، ملکر مبتدا، فَسِقُونَ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِنُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا الْبَيْتَ الْأَيْمَنَ﴾  
ثم: عاطفہ، قَفَّيْنَا: فعل بافاعل، علی آثَارِهِم: ظرف لغو، ب: زائد، نُوحٍ: ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قَفَّيْنَا: فعل بافاعل، ب: زائد، عِيسَى: مبدل منہ، ابن: بدل، ملکر مضاف، مَرْيَمَ: مضاف الیہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، الْبَيْتَ الْأَيْمَنَ: ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَافَةً وَرَحْمَةً وَرَهَابَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ﴾  
و: عاطفہ، جَعَلنا: فعل بافاعل، فی قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ: جار مجرور، ملکر ظرف مستقر مفعول ثانی، رَافَةً: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رَحْمَةً: اول، و: عاطفہ، رَهَابَانِيَّةً: موصوف، ابْتَدَعُوهَا: فعل بافاعل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت۔

اول، ما کتبنا علیہم: فعل نفی بافاعل ومفعول وظرف، والا: اداة حصر، ابتغاء رضوان الله: مصدر مضاف بافاعل ومضاف الیه مفعول، ملکر شبہ جملہ ہو کر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر معطوف ثانی، ملکر مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فما رعوها حق رعايتها فاتينا الذين امنوا منهم اجرهم﴾

ف: عاطفہ، ما رعوها: فعل نفی بافاعل ومفعول، حق رعايتها: ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اتينا: فعل بافاعل، الذين: موصول، امنوا: فعل واو ضمیر ذوالحال، منهم: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، اجرهم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و كثير منهم فسقون﴾

و: عاطفہ، كثير منهم: مرکب توصیفی مبتداء، فسقون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وامنوا برسوله﴾

يا ايها الذين امنوا: نداء، اتقوا الله: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، امنوا برسوله: فعل امر بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿يوتكم كفلين من رحمته ويجعل لكم نورا تمشون به ويغفر لكم والله غفور رحيم﴾

يوتكم: فعل بافاعل ومفعول، كفلين: موصوف، من رحمته: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے، و: عاطفہ، يجعل لكم: فعل بافاعل وظرف لغو، نورا: موصوف، تمشون به: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بائیل ”یوتکم“ پر معطوف ہے، و: عاطفہ، يغفر لكم: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ”یوتکم“ پر معطوف ہے، و: عاطفہ، الله مبتداء، غفور رحيم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لئلا يعلم اهل الكتب الا يقدر على شيء من فضل الله وان الفضل بيد الله يؤتیه من يشاء﴾

لما: جار، ان مصدریہ، لا بزانہ، يعلم: فعل، اهل الكتب: فاعل، ان: مخففہ باضمیر شان محذوف باسم، لا يقدر: فعل نفی بافاعل، علی: جار، شيء موصوف، من فضل الله: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف علیہ، و: عاطفہ، ان الفضل: حرف مشبہ واسم، بيد الله: ظرف مستقر خبر اول، يؤتیه من يشاء: جملہ فعلیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر فعل محذوف ”یفعل ذلك“ کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿والله ذو الفضل العظيم﴾ و: عاطفہ، الله مبتداء، ذو: مضاف، الفضل العظيم: مرکب توصیفی مضاف الیه، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... لئلا يعلم اهل الكتاب.....☆ جب اوپر کی آیت نازل ہوئی اور اس میں مؤمنین اہل کتاب کو سید عالم کے اوپر ایمان لانے پر دواجر کا وعدہ دیا گیا تو کفار اہل کتاب نے کہا اگر ہم حضور ﷺ پر ایمان لائیں تو دواجر ملے۔

### ﴿تشریح متن ضمیمہ و اعتراض﴾

### رہبانیت کے معنی ومطالب کی تحقیق:

۱..... رہب خوف کرنے کو کہتے ہیں اسی سے ترہیب بھی ہے جس کے معنی عبادت کرنا ہے، جب کہ رہبانیت کے معنی

ہیں: ”افعال عبادت کو برداشت کرنے میں حد سے بڑھنا، تھاؤ ذکر جانا۔“ رہبان کا لفظ واحد جمع دونوں کے لئے مستعمل ہے اور اگر اسے فقط واحد مانیں تو اس کی جمع دھابہن ہوگی۔

(المفردات، ص ۲۱۰)

قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں: رہبانیت سے مراد عبادت و ریاضت میں مبالغہ کرنا ہے، لوگوں سے انقطاع اور شہوات کو ترک کرنا، یہاں تک کہ جو چیزیں مباح ہیں انہیں بھی چھوڑ دینا ہے، جس طرح دن کے وقت کھانا، رات کو آرام کرنا اور حقوق زوجیت ادا کرنا۔ اللہ ﷻ نے اُن پر فقط اپنی رضا چاہنا لازم کیا تھا نہ کہ رہبانیت میں سے کوئی چیز اُن پر لازم کی ہو، بلکہ اللہ ﷻ کی رضا چاہنا یہ رہبانیت میں داخل نہیں، معنی یہ ہوگا کہ ہم نے اُن پر اللہ ﷻ کی رضا کی چاہت کو فرض کیا تھا۔ اور اکثر لوگ فاسق تھے جنہوں نے عقیدہ تثلیث اور اللہ ﷻ کے لئے بیٹامان لیا، یہودیت میں داخل ہو گئے یا بادشاہوں کے دین کو اختیار کر لیا یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر قائم رہے لیکن سید عالم ﷺ کا انکار کیا۔

(المظہری، ج ۷، ص ۴۰)

امام جریر طبری لکھتے ہیں: اہل تاویل کا اس میں اختلاف ہے کہ بعض اقوام نے رہبانیت کے حق کی رعایت نہیں کی، انہوں نے نئی بدعات کا آغاز کیا اور اس پر سختی سے گامزن بھی نہ ہو سکے اور انہوں نے دین عیسوی کو تبدیل کر دیا جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے۔ بعض اہل تاویل کا خیال ہے کہ اس سے مراد وہ قوم ہے جو اُن کے بعد آئے جنہوں نے نئی بدعات کا آغاز کیا تھا، اور یہ لوگ کافر تھے اور ان کا کہنا تھا کہ ہم وہی کریں گے جو ہم سے پہلوں نے کیا تھا، پس انہوں نے حق کی رعایت نہ کی۔ جب سید عالم ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو ان کی تعداد بہت تھوڑی رہ گئی تھی، ان کا ایک شخص صومعہ بناتا اور جب کوئی سیاحت کر کے آتا تو اس صومعہ بنانے والے پر ایمان لاتا اور اس کے عمل کی تصدیق کرتا۔

(الطبری، الجزء: ۲۷، ص ۲۷۶ وغیرہ)

چونکہ اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کا ذکر ہے کہ وہ پہاڑوں اور غاروں، تنہا مکانوں میں خلوت نشین ہوتے، اہل دنیا سے مخالفت ترک کرتے اور عبادتوں میں اپنے اوپر زائد مشقتیں بڑھا لیتے، تارک دنیا ہوتے اور نکاح نہ کرتے، موٹے کپڑے پہنتے، الغرض رہبانیت کی مثال قائم کرتے۔ اللہ ﷻ نے اس آیت میں ان کی اسی رہبانیت کا ذکر فرمایا ہے۔ لیکن جہاں تک سید عالم ﷺ کی شریعت کا تعلق ہے تو حدیث میں ہے:

☆..... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تمام امور کا سردار اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی چوٹی جہاد ہے۔“ (سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی حرمة الصلاة رقم: ۲۶۲۵، ص ۷۵۳)

☆..... حضرت عبداللہ بن محمد ابن اسماء، عبداللہ بن مبارک سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ہر امت کی رہبانیت ہوتی ہے اور اس امت کی رہبانیت اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔“ (مسند ابی یعلیٰ، ابو عمران الجونی عن انس، رقم: ۴۲۰، ج ۳، ص ۳۵۰)

## اللہ ﷻ کی رحمت سے دو حصے کن کے لئے ہیں؟

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كَفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت سے تمہیں دو حصے عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے نور کر دے گا جس میں چلو اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (الحديد: ۲۸)﴾۔ یہاں اہل کتاب یعنی توریت و انجیل کے ماننے والوں کو سید عالم ﷺ پر ایمان لانے کا حکم دیا جا رہا ہے اور اس نتیجے میں دواجر کا وعدہ بھی فرمایا گیا ہے۔

امام جریر طبری لکھتے ہیں: دواجر میں سے ایک اجر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا اور دوسرا سید عالم ﷺ پر ایمان لانے کا، اور آیت



میں الکفل بمعنی الحفظ (حصہ) ہے، اور اس کی اصل یہ ہے کہ سواری اپنے سواری کرنے سے حفاظت کرے، اس طرح آیت کا معنی یہ ہے گا کہ تمہارا دونوں انبیائے کرام پر ایمان لانا تمہیں عذاب میں کرنے سے بچائے گا۔ (العلبری، الجزء: ۲۷، ص ۲۸۰)

امام رازی لکھتے ہیں: دواجر سے مراد وہی ہے کہ ایک اجر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا اور دوسرا اجر سید عالم ﷺ کی نبوت کی تصدیق کرنے کا، اور اس کی دلیل اس فرمان سے بھی ہوتی ہے: ﴿اولشک یوتون اجوہم موتین ان کوان کا جر دو بالادیا جائے گا﴾ (المصم: ۵۴)۔ یہاں ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ اہل کتاب کو دواجر ملیں اور مسلمانوں کو فقط ایک ہی اجر ملے گا، اس طرح اہل کتاب کا درجہ بڑھ جائے گا؟ جواب میں ایک روایت منقول ہے کہ اہل کتاب اس حوالے سے مسلمانوں پر فخر کرنے لگے، لیکن یہ روایت ضعیف ہے اور مسلمانوں کا ایک حصہ بھی اہل کتاب کے دو حصوں سے زیادہ ہوگا کیونکہ جب مال کے دو حصے ہوں تو اس کا نصف حصہ ایک حصہ کہلاتا ہے اور جب مال کے سو حصے ہوں تو اس کا ایک حصہ وہ ہوتا ہے جو ننانوے کے بعد بچ جائے، پس اس لحاظ سے دیکھیں تو ایک حصہ زیادہ بڑا ہوگا بیسویں حصے کے مقابلے میں، اور یہی حال یہاں بھی ہے۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۴۷۵)

☆..... حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”تین قسم کے لوگ ایسے ہونگے جنہیں دو گنا اجر ملے گا: (۱)..... وہ شخص جس کے پاس کوئی غلام ہو اور وہ اُسے اچھی تعلیم و تربیت کر کے، ادب سکھا کر آزاد کر کے اس کا نکاح کر دے، (۲)..... مومن اہل کتاب جو اپنے نبی ﷺ پر بھی ایمان لائے اور نبی آخر الزماں ﷺ پر بھی ایمان لائے اس کے لئے بھی دواجر ہیں، (۳)..... وہ بندہ جو اپنے رب ﷻ کے حقوق بھی صحیح ادا کرے اور اپنے آقا کے حقوق کا بھی پاس رکھے۔“ (صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، العلم، باب: من اسلم من اهل الکتابین، تعلیم الرجل امته واهله، رقم: ۳۰۱۱، ۹۷۰، ص ۴۹۷ وغیرہ)

☆..... سید عالم ﷺ نے ہر قل بادشاہ کو خط بھیجا اور لکھا: ”اسلام قبول کر لے سلامتی میں رہے گا اور تم کو دواجر ملیں گے۔“

(صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب: کیف کان بدء الوحی، رقم: ۷، ص ۳)

### اغراض:

یعنی الکتب الاربعہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿الکتب﴾ میں الف لام جنس کا ہے، اور چار کتابوں کو خصوصیت سے اس لئے ذکر کیا کہ یہی چار کتب بنیاد کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ہسی رفض النساء: یعنی عبادت و ریاضت میں مبالغہ کرنے والے لوگ مراد ہیں جو دیگر لوگوں سے الگ تھلک رہتے ہیں اور کھانے پینے، پہننے اوڑھنے میں بھی کمی ہی کرتے ہیں، مزید حاشیہ نمبر ”۱“ دیکھیں۔

لکن: ﴿الا﴾ بمعنی لکن ہے، مفسر نے اس کے ذریعے استثناء منقطع کی جانب اشارہ فرمایا ہے، اور اس کی جانب مفسرین کرام کی ایک جماعت گئی ہے۔ اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ استثناء سے عمومی احوال مراد لئے گئے ہیں اور معنی یہ ہے ہم نے ان کے لئے اشیاء میں سے کچھ بھی نہ فرض کیا مگر اللہ کی رضا چاہنے کو، کتب بمعنی قضی ہے۔

بعیسی: یہ مفسر کے دواقوال میں سے ایک قول ہے، جس پر سیاق کلام کا تقاضا ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہاں خطاب ہر ایک کے لئے عام ہے جو سابقہ رسل میں سے کسی پر ایمان لائے اور اس میں مومنین کا حضرت عیسیٰ پر ایمان لانا بھی شامل ہے اور ان سے پہلے رسول پر بھی ایمان لانا شامل ہے۔

لا یمنانکم بالنہیین: یہاں ظاہری اعتبار سے ایمان لانا مراد ہے کہ حضرت عیسیٰ پر بھی ایمان لائے اور جب سید عالم ﷺ مبعوث ہوئے تو ان پر بھی ایمان لائے۔ ای اعلمکم بذلک: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿لنلا یعلم﴾ میں لام زائدہ ہے، اور محذوف کی جانب متعلق ہے، معنی یہ ہے کہ اگر تم پر ہیز گاری کرو اور ایمان لاؤ تو ہم تمہیں دو گنا حصہ دیں گے۔ (الصلوی، ج ۶، ص ۷۰ وغیرہ)

## سورة المجادلة مدنیة وهی اثنتان وعشرون آية

(سورة المجادلة مدنی ہے، اس میں بائیس آیتیں ہیں)

## تعارف سورة المجادلة

اس سورت میں تین رکوع، بائیس آیتیں، چار سو تہتر کلمے اور سترہ سو بانوے حروف ہیں۔ یہ سورت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور اس کا نزول غزوہ احزاب کے بعد ہوا، سورہ احزاب جو اس غزوہ کے بعد نازل ہوئی اس میں ظہار کا مسئلہ اجمالاً بیان کیا گیا اور اس سورت میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ ابتدائی چار آیات میں ظہار کے مسئلہ کو بیان کو کیا گیا ہے اور پانچویں اور چھٹی آیت میں ان لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے جو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں وہ خسارہ اٹھائیں گے، ساتویں اور آٹھویں آیت میں جو چھپ چھپ کر اسلام کے خلاف پروپکینڈہ کرتے اور طرح طرح کی سازشیں کرتے انہیں خبردار کیا گیا کہ جہاں بھی سر جوڑ کر سرگوشیاں کرو اللہ ﷻ تمہارے ساتھ تمہاری ساری باتیں سنتا ہے اور تمہاری حرکتوں سے خوب واقف ہے۔ اور اس لئے مسلمانوں کو ہدایت دی جا رہی ہے کہ تمہاری سرگوشیاں اور مشورے اللہ ﷻ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کے لئے نہ ہونی چاہیے بلکہ اپنی مجلسوں میں ایسی تدابیر پر غور کرو جس سے نیکی کو فروغ حاصل ہو اور خدا ﷻ کے دین کا بول بالا ہو۔ آیت نمبر گیارہ، بارہ اور تیرہ میں مجلس کے آداب کی تعلیم دی جا رہی ہے کہ جب تم کسی مجلس میں بیٹھے ہو اور باہر سے کوئی آئے تو اس کے لئے جگہ بناؤ اور اس کو اپنے پہلو میں جگہ دو ایسا نہ ہو کہ وہ دہلیز پر بیٹھ جائے یا واپس چلا جائے اور ہاں یہ خیال بھی رکھا جائے کہ جس شخص کی ملاقات کے لئے آئے ہو اس کی بھی مصروفیات ہوتی ہیں اس لئے تم ضرورت کے مطابق بیٹھو اور خود ہی اجازت لے کر چلے جاؤ۔ آخر میں یہ بھی بتا دیا کہ انسانوں کے دو گروہ ہیں ایک حزب الشیطان اور دوسرا حزب اللہ ہے۔

رکوع نمبر: ۱

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ ﴿١﴾ تَرَاجَعُكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ﴿٢﴾ فِي زَوْجِهَا ﴿٣﴾ الْمُظَاهَرُ مِنْهَا وَكَانَ قَالُ لَهَا أَنْتَ عَلَى كَظْهَرِ أُمِّي وَقَدْ سَأَلَتِ النَّبِيَّ عَنْ ذَلِكَ فَأَجَابَهَا بِأَنَّهَا حَرَمَتْ عَلَيْهِ عَلَى مَا هُوَ الْمَعْهُودُ عَنْهُمْ مِنْ أَنَّ الظَّهَارَ مُوجِبُهُ فُرْقَةٌ مُؤَبَّدَةٌ وَهِيَ خَوْلَةٌ بِنْتِ ثَعْلَبَةٍ وَهُوَ أَوْسُ بْنُ الصَّامِتِ ﴿٤﴾ وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ ﴿٥﴾ وَخَذَتْهَا وَفَاقَتْهَا وَصِيَّةً صَغِيرًا أَنْ ضَمَّتَهُمْ إِلَيْهِ ضَاعُوا أَوْ إِلَيْهَا جَاعُوا ﴿٦﴾ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَ كَمَا تَرَاجَعُكُمْ مَا إِنْ اللَّهُ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٧﴾ عَالِمٌ ﴿٨﴾ الَّذِينَ يَظْهَرُونَ ﴿٩﴾ أَصْلُهُ يَتَظَاهَرُونَ أَدْغَمَتِ النَّاءُ فِي الظَّاءِ وَفِي قِرَاءَةٍ بِالْفِ بَيْنَ الظَّاءِ وَالْهَاءِ الْخَفِيفَةِ وَفِي أُخْرَى كَيْفَاتِلُونَ وَالْمَوْضِعُ الثَّانِي كَذَلِكَ ﴿١٠﴾ مِنْكُمْ مَنْ نَسَأْتُهُمْ مَا هُنَّ امْتَهُتُهُمْ إِنْ امْتَهُتُهُمْ إِلَّا إِلَى ﴿١١﴾ بِهَمْزَةٍ وَيَاءٍ وَيَلَا يَاءٍ ﴿١٢﴾ وَلَدْنَهُمْ وَإِنْهُمْ بِالظَّهَارِ ﴿١٣﴾ لِيَقُولُوا مِنْكَ مَنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا ﴿١٤﴾ كَذِبًا ﴿١٥﴾ وَإِنْ اللَّهُ لَعَفُو غُفُورٌ ﴿١٦﴾ لِلْمُظَاهَرِ بِالْكَفَّارَةِ ﴿١٧﴾ وَالَّذِينَ يَظْهَرُونَ مِنْ نَسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا ﴿١٨﴾ أَيْ فِيهِ بَأْسٌ يُخَالِفُوهُ بِإِمْسَاكِ الْمُظَاهَرِ مِنْهَا الَّذِي هُوَ خِلَافٌ مَقْصُودُ الظَّهَارِ مِنْ وَصْفِ الْمَرْءِ بِالْعَجْزِ ﴿١٩﴾ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ﴿٢٠﴾ أَيْ إِعْتَاظُهَا عَلَيْهِ ﴿٢١﴾ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتِمَّ اسْمَا بِالْوَطْءِ ﴿٢٢﴾ ذَلِكَ تَوْعِظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٣﴾ لِمَنْ لَمْ يَجِدْ رَقَبَةً ﴿٢٤﴾ لَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ

بِمَا سَا لَمِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ ﴿۱﴾ آيَ الصِّيَامِ ﴿۲﴾ فَاطْعَامِ سَتِينَ مَسْكِينًا ﴿۳﴾ عَلَيْهِ أَيْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَّ شَا حَمَلًا لِلْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ لِكُلِّ مَسْكِينٍ مُدٌّ مِنْ غَالِبِ قُرْبِ الْبَلَدِ ﴿۴﴾ ذَلِكَ ﴿۵﴾ آيِ التَّخْفِيفِ فِي الْكَفَّارَةِ ﴿۶﴾ لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتِلْكَ ﴿۷﴾ آيِ الْأَحْكَامِ الْمَذْكُورَةِ ﴿۸﴾ حُدُودِ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ ﴿۹﴾ بِهَا عَذَابُ الْيَمِّ ﴿۱۰﴾ مَوْلَمُ ﴿۱۱﴾ أَنْ الَّذِينَ يَسْحَدُونَ ﴿۱۲﴾ يُخَالِفُونَ ﴿۱۳﴾ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كَبَتُوا ﴿۱۴﴾ أَذِلُّوا ﴿۱۵﴾ كَمَا كَبَتِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ﴿۱۶﴾ فِي مُخَالِفَتِهِمْ رُسُلَهُمْ ﴿۱۷﴾ وَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ عَلَى صَدِيقِ الرَّسُولِ ﴿۱۸﴾ وَلِلْكَافِرِينَ ﴿۱۹﴾ بِالْآيَاتِ عَذَابُ مِهْنٍ ﴿۲۰﴾ ذُرْ إِهَابَهُ ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَعْنَهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيَنْبَنَّهُمْ بِمَا عَمِلُوا احْصَاهُ اللَّهُ وَنَسُوهُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿۲۲﴾

### ترجمہ

بیشک اللہ نے سنی اس کی بات جو تم سے بحث کرتی تھی (اے نبی ﷺ، تجادل کی بمعنی تراجم کے معانی میں) جس نے اس کے ساتھ ظہار..... کر لیا تھا اور کہا تھا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے، پھر اس عورت نے نبی پاک ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا عورت شوہر پر حرام ہو گئی ہے۔ اہل عرب کے نزدیک یہی رواج تھا کہ ظہار سے حرمت مؤبدہ ثابت ہو جاتی تھی وہ عورت حضرت خولہ بن ثعلبہ اور ان کے شوہر کا نام اوس بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھا..... اور اللہ سے شکایت کرتی ہے (اپنے اکیلے پن اور فقر و فاقہ کی اور اپنے چھوٹے بچوں کی کہ اگر انہیں باپ کے ساتھ ملایا جائے گا تو وہ ضائع ہو جائیں گے اور ماں کے ساتھ ملایا گیا تو وہ بھوکے رہ جائیں گے) اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا ہے (تجاوز کما بمعنی تراجم کما ہے) بیشک اللہ مستند دیکھتا ہے (یعنی اللہ ﷻ علم رکھنے والا ہے) جو اپنی ماں کی جگہ کہہ دیتے ہیں ("یظہرون" کی اصل یظہرون ہے، تاء کا غاء میں ادغام کیا گیا ہے اور ایک قرائت میں ہاء اور طاء کے مابین الف داخل کر کے پڑھا گیا ہے ایک قرائت میں اسے "یقاتلون" کے وزن پر پڑھا گیا ہے اور دوسرے مقام پر مذکور اس الفاظ کی بھی یہی تحقیق ہے) تم میں سے اپنی بیبیوں کو وہ ان کی مائیں نہیں ان کی مائیں تو وہی ہیں ("اللائسی" اسے ہمزہ اور یاء کے ساتھ اور بغیر یاء کے ساتھ پڑھا گیا ہے) جن سے وہ پیدا ہوتے ہیں اور بیشک وہ (ظہار کر کے) بری اور زری جھوٹی بات کہتے ہیں (زور کے معنی جھوٹ ہے) اور بیشک اللہ ضرور معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے (کفارہ دینے کے سبب، ظہار کرنے والے کو) اور وہ جو اپنی بیبیوں کو ماں کی جگہ کہیں پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے (پھر اگر مظاہر اپنے کہے کے برخلاف عورت کو اپنے پاس روکنا چاہے کہ یہ ظہار کے مقصود کے خلاف ہے کہ ظہار سے مقصود عورت کو حرام کرنا ہوتا ہے) تو (ان پر لازم ہے) ایک غلام آزاد کرنا (تحریر بمعنی اعتناق ہے، یہاں علیہ محذوف ہے) قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں (یعنی جماع سے قبل) یہ ہے جو تمہیں نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے پھر جسے (غلام) نہ ملے تو لگاتار دو مہینے کے روزے قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں پھر جس سے (روزے) نہ ہو سکیں تو (اس پر لازم ہے) ساٹھ مسکینوں کا پیٹ بھرنا (قبل از جماع، یہ توضیح مطلق کو مقید کرنے کے قبیل سے ہے، شہر میں عموماً استعمال کیے جانے والے غلہ میں سے ایک مد ہر مسکین کو دیا جائے گا..... س.....) یہ (یعنی کفارہ میں یہ تخفیف) اس لیے کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور یہ (یعنی یہ احکام مذکورہ) اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لیے (ان کا انکار کرنے والوں کے لیے) دردناک عذاب ہے (الیم بمعنی مولم ہے) بیشک وہ جو مخالفت کرتے ہیں (یسحدون بمعنی یخالفون ہے) اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کیے گئے (کبتوا بمعنی اذلوا ہے) جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی (ان کے اپنے رسولوں کی مخالفت کرنے کے معاملہ میں) اور بیشک ہم

نے روشن آیتیں (جو کہ ہمارے رسول ﷺ کی صداقت پر دلالت کرنے والی ہیں) اتاریں اور (ان آیتوں کے ساتھ) کفر کرنے والوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے (مہین یعنی ذواہانہ ہے) جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا پھر انہیں ان کے اعمال جتادے گا اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿قد سمع الله قول التي تجادلک فی زوجها وتشتکی الی الله والله یسمع تحاور کما ان الله سمیع بصیر﴾  
 قد: تحقیق، سمع الله: فعل وفاعل، قول: مضاف، التي: موصول، تجادلک فی زوجها: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تشتکی: فعل بافاعل، الی: جار، الله: ذو الحال، و: حالیہ، الله مبتدا، یسمع تحاور کما: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ حال، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر مضاف الیہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ و اسم، سمیع بصیر: خبر ان، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذین یشہرون منکم من نسائہم ماہن امہتہم ان امہتہم الا النی ولدنہم﴾  
 الذین: موصول، یشہرون: فعل واو ضمیر ذو الحال، منکم: ظرف مستقر حال، مکر فاعل، من نسائہم: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر مبتدا، ما: مشابہ لیس، هن: اسم، امہتہم: خبر، مکر جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ متانفہ، ان: نافیہ، امہتہم مبتدا، الا: اداۃ حصر، النی: موصول، ولدنہم: فعل بافاعل و مفعول، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانہم لیقولون منکر من القول وزورا وان الله لعفو غفور﴾  
 و: عاطفہ، انہم: حرف مشبہ و اسم، لام: تاکیدیہ، یقولون: فعل بافاعل، منکر: منکر، معطوف علیہ، من القول: ظرف مستقر صفت، مکر "قولا"، مصدر محذوف کی صفت، مکر مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان اللہ: حرف مشبہ و اسم، لام: تاکیدیہ، عفو غفور: خبر ان، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین یشہرون من نساءہم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتما سا﴾  
 و: عاطفہ، الذین: موصول، یشہرون من نساءہم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، یعودون: فعل بافاعل، لام: جار، ما قالوا: جملہ متاویل مصدر مضاف الیہ، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر حال، مکر خبر محذوف "علیہ" کیلئے مبتدا، مکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلکم تو عظون بہ واللہ بما تعملون خبیر﴾  
 ذلکم: مبتدا، تو عظون بہ: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اللہ مبتدا، بما تعملون: خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن لم یجد فصیام شہرین متتابعین من قبل ان یتما سا﴾  
 ف: عاطفہ، من: موصول، لم یجد: جملہ فعلیہ صلہ، مکر مبتدا، ف: جزائیہ، صیام: مضاف، شہرین: مضاف الیہ، مکر موصوف، متتابعین: صفت، مکر ذو الحال، من قبل ان یتما سا: ظرف مستقر حال، مکر "علیہ" خبر محذوف کیلئے مبتدا، مکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا﴾



ف: عاطفہ، من: موصولہ، لم: یستطیع: جملہ فعلیہ صلد، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، اطعام: مضاف، ستین: بمیز، مسکینا: تمیز، ملکر مضاف الیہ، ملکر "علیہ" خبر محذوف کیلئے مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتلک حدود اللہ وللکفرین عذاب الیم﴾

ذلک: مبتدا، لام: جار، تؤمنوا باللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ تقدیران مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، تلک: مبتدا، حدود اللہ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، للکفرین: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب الیم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذین یحادون اللہ ورسولہ کتبوا کما کتب الذین من قبلہم﴾

ان: حرف مشبہ، الذین یحادون اللہ ورسولہ: موصول صلد، ملکر اسم، کتبوا: فعل مجہول بانائب الفاعل، کاف: جار، ما: موصولہ، کتب: فعل مجہول، الذین من قبلہم: موصول صلد، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلد، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہو کر، ملکر مصدر محذوف "کتبا" کیلئے صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وقل انزلنا ایت بینت وللکثرین عذاب مہین﴾

و: عاطفہ، قد: تحقیق، انزلنا: فعل بافاعل، ایت بینت: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، للکفرین: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب مہین: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم یبعثہم اللہ جمیعاً فینبئہم بما عملوا احصہ اللہ ونسوہ﴾

یوم: مضاف، یبعث: فعل، ہم: ذوالحال، جمیعاً: حال، ملکر مفعول، اللہ: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ینبئہم: فعل بافاعل ومفعول، بما: عملوا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، احصہ: فعل وہ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، نسوہ: جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول، اللہ: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿واللہ علی کل شیء شہید﴾ و: عاطفہ، اللہ مبتدا، علی کل شیء شہید: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆.....تجادلک فی زوجہا.....☆ کسی بات پر اوس نے ان سے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی مثل ہے یہ کہنے کے بعد اوس کو ندامت ہوئی یہ کلمہ زمانہ جاہلیت میں طلاق تھا اوس نے کہا میرے خیال میں تو مجھ پر حرام ہو گئی خولہ نے سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا اور عرض کیا میرا مال ختم ہو چکا میرے ماں باپ گزر گئے اور عمر زیادہ ہو گئی ہے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں ان کے باپ کے پاس چھوڑوں تو ہلاک ہو جائیں گے، اپنے پاس رکھوں تو بھوکے مرجائیں گے۔ کیا صورت ہے میرے اور میرے شوہر کے درمیان جدائی نہ ہو؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "تیرے باب میں میرے پاس کوئی حکم نہیں"، یعنی ظہار کے بارے میں ابھی تک کوئی جدید حکم نازل نہیں ہوا دستور قدیم یہی ہے کہ ظہار سے عورت حرام ہو جاتی ہے۔ عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اوس نے طلاق کا لفظ نہ کہا وہ میرے بچوں کا باپ ہے اور مجھے بہت ہی پیارا ہے اسی طرح وہ بار بار عرض کرتی رہی اور اس کا جواب حسب خواہش نہ پایا تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہنے لگی یا اللہ میں تجھ سے اپنی محتاجی و تنہا کی شکایت کرتی ہوں اپنے نبی پر میرے بارے ایسا حکم نازل فرما جس سے میری مصیبت رفع ہو جائے۔ حضرت ام المؤمنین نے فرمایا خاموش رہو، دیکھ چہرہ انور پر آثار وحی ظاہر ہیں جب وحی پوری ہو گئی، فرمایا اپنے شوہر کو بلا اوس حاضر ہوئے تو حضور نے یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

## ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

## ظہار کا بیان:

۱.....ظہار کے معنی یہ ہیں کہ اپنی زوجہ یا اُس کے کسی جزو شائع یا ایسے جز کو جو کل سے تعبیر کیا جاتا ہو ایسی عورت سے تشبیہ دینا جو اُس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو یا اسکے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا حرام ہو مثلاً کہا تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے یا تیرا سر یا تیری گردن یا تیرا نصف میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج ۵، ص ۱۲۸) مسئلہ نمبر ۱: ظہار کے لئے اسلام و عقل و بلوغ شرط ہے، کافر نے اگر کہا تو ظہار نہ ہوا یعنی اگر کہنے کے بعد مشرف باسلام ہوا تو اُس پر کفارہ لازم نہیں، یونہی نابالغ و مجنون یا بوجہ ہرے یا مدہوش یا سرسام یا برسام کے بیمار نے یا بیہوش یا سونے والے نے ظہار کیا تو ظہار نہ ہوا اور ہنسی مذاق میں یا نشہ میں یا مجبور کیا گیا اُس حالت میں یا زبان سے غلطی میں ظہار کا لفظ نکل گیا تو ظہار ہے۔

(الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ج ۱، ص ۵۳۶)

مسئلہ نمبر ۲: اجنبیہ سے کہا کہ اگر تو میری عورت ہو یا میں تجھ سے نکاح کروں تو تو ایسی ہے تو ظہار ہو جائے گا کہ ملک یا سبب ملک کی طرف اضافت ہوئی اور یہ کافی ہے۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج ۵، ص ۱۲۷)

مسئلہ نمبر ۳: عورت کے سر یا چہرہ یا گردن یا شرمگاہ کو محارم سے تشبیہ دی تو ظہار ہے اور اگر عورت کی پیٹھ یا پیٹ یا ہاتھ یا پاؤں یا ران کو تشبیہ دی تو نہیں، یونہی اگر محارم کے ایسے عضو سے تشبیہ دی جس کی طرف نظر کرنا حرام نہ ہو مثلاً سر یا چہرہ یا ہاتھ یا پاؤں یا بال تو ظہار نہیں اور گھٹنے سے تشبیہ دی تو ہے۔ (الجوہرۃ النيرة، کتاب الظہار، الجزء الثاني، ص ۱۳۹)

مسئلہ نمبر ۴: عورت کو ماں یا بیٹی یا بہن کہا تو ظہار نہیں، مگر ایسا کہنا مکروہ ہے۔ (الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب التاسع فی الظہار، ج ۱، ص ۵۳۶ وغیرہ) مسئلہ نمبر ۵: عورت سے کہا کہ تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے تو نیت دریافت کی جائے اگر اُس کے اعزاز کے لئے کہا تو کچھ نہیں اور طلاق کی نیت ہے تو بائن طلاق واقع ہوگی اور ظہار کی نیت ہے تو ظہار ہے اور تحریم کی نیت ہے تو ایلا ہے اور کچھ نیت نہ ہو تو کچھ نہیں۔ (الجوہرۃ النيرة، کتاب الظہار، الجزء الثاني، ص ۱۴۲)

مسئلہ نمبر ۶: ظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک کفارہ نہ دیدے اُس وقت تک اُس عورت سے جماع کرنا یا شہوت کے ساتھ اس کا بوسہ لینا یا اُس کو چھوننا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کرنا حرام ہے اور بغیر شہوت کے چھونے یا بوسہ لینے میں حرج نہیں مگر لب کا بوسہ بغیر شہوت بھی جائز نہیں، کفارہ سے پہلے جماع کر لیا تو توبہ کرے اور اُس کے لئے کوئی دوسرا کفارہ لازم نہ ہوا مگر خبردار پھر ایسا نہ کرے اور عورت کو بھی یہ جائز نہیں کہ شوہر کو قربت کرنے دے۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الطلاق، باب الظہار، ج ۵، ص ۱۲۸)

## خولہ بنت ثعلبہ اور اوس بن صامت کی سوانح:

۲.....دونوں کے نسب و سوانح کی نمایاں باتیں یہ ہیں: (۱).....خولہ بنت ثعلبہ: یہ انصاری صحابیہ ہیں، اور انکے نام اور ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے، کہا جاتا ہے کہ ان کا نام ”خولہ“ تھا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ خولیتہ بنت خولید تھا، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ بنت مالک بن ثعلبہ تھا، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ بنت ثعلبہ بن مالک جو کہ اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں، اوس بن صامت رضی اللہ عنہ بڑے کمزور انسان تھے ایک دن غصے میں کہا: ”تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ“۔ یہ خاتون سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں اپنا واقعہ بیان کرنے پہنچیں۔ (۲).....اوس بن صامت: عبادہ بن صامت کے بھائی تھے۔ (حاشیۃ الشہاب، ج ۹، ص ۱۱۲)

## ظہار کے کفارے کا بیان:

۳..... ظہار کرنے والا جماع کا ارادہ کرے تو کفارہ واجب ہے اور اگر یہ چاہے کہ وطی نہ کرے اور عورت اس پر حرام ہی رہے تو کفارہ واجب نہیں اور اگر ارادہ جماع تھا مگر زوجہ مر گئی تو واجب نہ رہا۔

(الہندیۃ، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارة، ج ۱، ص ۵۳۸)

مسئلہ نمبر ۲: روزے سے کفارہ ادا کرنے میں یہ شرط ہے کہ اس مدت کے اندر ماہ رمضان نہ ہو، نہ عید الفطر، نہ عید الاضحیٰ، نہ ایام تشریق، ہاں اگر مسافر ہے تو ماہ رمضان میں کفارہ کی نیت سے روزہ رکھ سکتا ہے، مگر ایام منہیہ (وہ ایام جن میں روزہ رکھنا منع ہے، یعنی عید الفطر، عید الاضحیٰ اور گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ کے دن) میں اسے روزہ رکھنے کی اجازت نہیں۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب: الکفارة، ج ۵، ص ۱۴۰)

مسئلہ نمبر ۳: روزہ اگر پہلی تاریخ سے رکھے تو دوسرے مہینے کے ختم پر کفارہ ادا ہو گیا اگرچہ دونوں مہینے ۲۹ کے ہوں اور اگر پہلی تاریخ سے نہ رکھے ہوں تو ساٹھ پورے رکھنے ہو گئے اور اگر پندرہ روزے رکھنے کے بعد چاند ہوا پھر اس مہینے کے روزے رکھ لئے اور یہ ۲۹ دن کا مہینہ ہو تو اس کے بعد پندرہ دن اور رکھ لئے کہ ۵۹ دن ہوئے جب بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب: الکفارة، مطلب: لا استحالة فی جعل، ج ۵، ص ۱۴۰)

مسئلہ نمبر ۴: روزے رکھنے پر قدرت نہ ہو کہ بیمار ہے اور اچھے ہونے کی امید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اور یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے یا متفرق طور پر، مگر شرط یہ ہے کہ اس اثناء میں روزوں پر قدرت حاصل نہ ہو ورنہ کھانا صدقہ نفل ہو جائے گا اور کفارے میں روزے رکھنے ہو گئے اور اگر ایک وقت ساٹھ کو کھلایا دوسرے وقت اُن کے سوا دوسرے ساٹھ کو کھلایا تو ادا نہ ہوا بلکہ ضرور ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے۔

(الہندیۃ، کتاب الطلاق، الباب العاشر فی الکفارة، ج ۱، ص ۴۵۱)

مسئلہ نمبر ۵: شرط یہ ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو اُن میں کوئی نابالغ غیر مراہق نہ ہو، ہاں اگر ایک جوان کی پوری خوراک کا اُسے مالک کر دیا تو کافی ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب: الکفارة، مطلب: ای حر لیس له..... الخ، ج ۵، ص ۴۰۲)

مسئلہ نمبر ۶: یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر مسکین کو بقدر صدقہ فطر یعنی نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا ان کی قیمت کا مالک کر دیا جائے مگر اباحت کافی نہیں اور انہیں لوگوں کو دے سکتے ہیں جنہیں صدقہ فطر دے سکتے ہیں جن کی تفصیل صدقہ فطر کے بیان میں مذکور ہوئی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صبح کو کھلاوے اور شام کے لئے قیمت دیدے یا شام کو کھلاوے اور صبح کی قیمت دیدے یا دو دن صبح کو یا شام کو کھلاوے یا تیس کو کھلائے اور تیس کو دیدے، غرض یہ کہ ساٹھ کی تعداد جس طرح چاہے پوری کرے اس کا اختیار ہے یا پاؤ صاع گیہوں اور نصف صاع جو دیدے یا کچھ گیہوں یا جو دے باقی کی قیمت ہر طرح اختیار ہے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الطلاق، باب: الکفارة، مطلب: ای حر لیس له، ج ۵، ص ۱۴۳)

## اغراض:

وکان قال لها انت علی کظہر امی: خولہ بنت ثعلبہ ایک خوبصورت خاتون تھیں جو کہ اوس بن صامت کے نکاح میں تھیں، خوبصورت جسم کی مالک جب کہ اوس بڑے غصیلے تھے، ایک دن جب اوس بن صامت گھر میں آئے تو خولہ نماز میں مصروف تھیں، نماز سے فارغ ہونے کے بعد اوس نے قربت کا ارادہ ظاہر کیا تو خولہ نے انکار کر دیا، پس اوس نے غصے میں یوں کہا: ”تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے“، پھر اپنی

بات پر شرمندہ بھی ہوئے، ظہار اور ایلاء دونوں ہی زمانہ جاہلیت میں طلاق شمار ہوتی تھیں۔ اس نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ تم مجھ پر حرام ہو گئی ہو تو بی بی خولہ نے کہا کہ میرے خیال میں یہ طلاق نہیں ہے، دونوں آقائے دو جہاں علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو بی بی عائشہ سید عالم علیہ السلام کے سر انور کو ایک جانب سے دھور ہی تھیں، خولہ اور اس بن صامت نے پوری بات ارشاد فرمائی جس پر یہ آیت نازل ہوئی، مزید شان نزول میں ملاحظہ فرمائیں۔ عن ذلک: یعنی ظہار کا حکم معلوم کرنا مقصود ہے، کہ اس صورت میں زوجین میں تفریق کرنے کا حکم ہے یا نہیں۔ فاجابہا بانہا حرمت علیہ: سید عالم علیہ السلام نے حرمت کے حوالے سے جواب دیا اور اس جواب میں دلیل تھی کہ زمانہ جاہلیت میں بھی ظہار کی حرمت موجود تھی اور سید عالم علیہ السلام نے یہ حکم اپنی خواہش سے نہ فرمایا تھا۔ خولہ بنت ثعلبہ و اس بن الصامت: کا بیان ما قبل حاشیہ نمبر ”۲“ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ضاعوا: یعنی بچوں کی نشوونما و تربیت نہ ہونے کی وجہ سے ان کا ضائع ہو جانا مراد ہے۔ جاعوا: بچوں کا نفقہ نہ ہونے کے باعث ان کا بھوکا رہنا مراد ہے، جب کہ اولاد کا نفقہ باپ کے ذمہ واجب ہوتا ہے۔

بالکفارة: پس کفارے کی برکت سے مغفرت ملے گی، اور اس آیت میں اس جانب اشارہ ہے کہ حدود میں (معاملات کی) درنگی ہے۔ مقصود الظہار: کلام میں مضاف کے حذف ہونے کی جانب اشارہ ہے، تقدیر کلام: ”ذی الظہار یا بالظہار“ ہے۔ بالوطء: یہ امام شافعی کا قدیم قول ہے، جدید قول یہ ہے کہ: ”الاستمتاع“ ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ ہوتا ہے اور امام مالک کے نزدیک مراد بطنی اور اس کے مقدمات (یعنی مشغولات) ہیں۔ حملاً للمطلق: کھانا کھلانے میں ﴿من قبل ان یتماسا﴾ کی قید کا ذکر نہیں کیا جب کہ باقی دو صورتوں میں یعنی صیام اور رقبہ میں قید ذکر کی ہے، اس لئے کہ (امام اعظم) کے نزدیک کھانا کھلانے سے پہلے اگر جماع کر لیا تو نئے سرے سے کھانا کھلانے کی حاجت نہیں کیونکہ اللہ نے کھانا کھلانے میں جماع کرنے سے پہلے کی شرط ذکر نہیں کی ہے۔ لکل مسکین مد: مراد سید عالم علیہ السلام کا مد ہے جو کہ (۱/۳) کے برابر ہے، یہ قول امام شافعی کا ہے، امام مالک کے نزدیک ہشام بن عبد الملک کا مد ہے، اور یہ مذکورہ مد سید عالم علیہ السلام کے مد پر ظاہری قول کے اعتبار سے بخلاف باقی کفارات کے ایک ثلث زائد بنتا ہے، اور جہاں تک شوافع کے نزدیک سید عالم علیہ السلام کے مد کا تعلق ہے تو وہ مصری اعتبار سے تیس قدح (ایک قسم کا پیانہ یا برتن) بنتا ہے اور ہر مسکین کو نصف دیا جائے گا اور امام مالک کے نزدیک چالیس قدح بنتا ہے اور ہر مسکین کو ثلث قدح دیا جائے گا، پس غور کرو، (حاشیہ نمبر ۳ میں امام اعظم کے نزدیک مفصل مسئلہ موجود ہے)۔ یخالفون: یعنی اللہ کی مخالفت مراد ہے، یہاں ﴿یخالفون﴾ بمعنی یعادونہ و رسولہ ہے، یعنی اللہ اور اس کے رسول کی معاندت کرنا، کسی کی مخالفت ایسی کرنا کہ اپنی حد سے نکل کر دوسرے کی حد کی طرف تجاوز کر جائے۔ اذلو: بمعنی اہلکوا ہے، یعنی ہلاک کیا جانا، ایک قول یہ ہے کہ انہیں پکڑا جائے گا، عذاب دیا جائے گا، لعنت کی جائے گی، غضب کیا جائے گا اور یہ سارے معنی ملتے جلتے ہیں، (یعنی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں کے ساتھ یہ تمام سلوک ہو سکتے ہیں)۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۷۳ وغیرہ)

و کوع نمبر: ۲

﴿الْم تَعْلَمُ﴾ ان الله يعلم ما فى السموت وما فى الارض ما يكون من نجوى ثلاثة الا هو رابعهم ﴿بِعِلْمِهِ﴾ ولا خمسة الا هو سادسهم ولا اذنى من ذلك ولا اكثر الا هو معهم اين ما كانوا ثم ينفثهم بما عملوا يوم القيمة ان الله بكل شىء عليم ﴿الْم تَر﴾ تنظرو الى الذين نهوا عن النجوى ثم يعودون لما نهوا عنه ويتنجون بالاثم والعدوان ومعصيت الرسول ﴿هُمْ﴾ اليه يهود نهاهم النبى عمّا كانوا يفعلون من تناجيتهم اى تحذيتهم سراً ناظرين الى المؤمنين ليوقعوا فى قلوبهم الريبة ﴿واذا جاء وك حيوك﴾ ايها النبى ﴿بما لم يحيك به الله﴾ وهو قولهم السام عليك اى الموت ﴿



وَيَقُولُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ مِنَ الْقَحِيَّةِ وَآلَهُ لَيْسَ بِنَبِيِّ إِنْ كَانَ نَبِيًّا حَسِبَهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلُونَهَا فَبِمَا نَقُولُ مِنَ الْقَحِيَّةِ (۸) هِيَ بِبَابِهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَنَاجُوا بِالْأَلَمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرُّسُولِ وَتَنَاجُوا بِالْبِرِّ وَالْتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (۹) أَلَمْ نَجْعَلِ الْهَوَىٰ بِالْأَلَمِ وَنَجْعَلِ مِنَ الشَّيْطَانِ بِغُورٍ وَهُوَ لِيَحْزَنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ لَهُمْ بِضَارُهُمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ أَيْ إِذَا ذَرَبَهُ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (۱۰) بِبَابِهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفْسَحُوا لَتُسْفَوْا فَيُفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ فِي الْمَجَالِسِ أَوْ الدُّعَىٰ حَتَّىٰ يَخْلُسَ مَنْ جَاءَكُمْ وَفِي قِرَاءَةِ الْمَجَالِسِ فَالْمَسْحُ يَفْسَحُ اللَّهُ لَكُمْ فِي الْحِجَةِ وَإِذَا قِيلَ انشُرُوا فَوُضُّوا إِلَى الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا مِنْ الْخَيْرَاتِ فَانْشُرُوا وَفِي قِرَاءَةِ بَعْضِ الشَّيْءِ فِيهِمَا يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ بِالطَّاعَةِ فِي ذَلِكَ وَتَرْفَعُ الَّذِينَ اتَّقُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ فِي الْحِجَةِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (۱۱) بِبَابِهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ الرُّسُولَ أَرَأَيْتُمْ مَنَاجَاتَهُ فَقَدِمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاهُمْ قَبْلَهَا صَدَقَ ذَلِكَ خَيْرٌ لَكُمْ وَأَطِيعُوا لِدُنُوبِكُمْ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَنَاجَاتَهُ تَصَدَّقُوا بِهِ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ لِمَنَاجَاتِكُمْ وَرَحِيمٌ (۱۲) بِبَابِكُمْ يَعْنِي فَلَا عَلَيْكُمْ فِي الْمَنَاجَاةِ مِنْ غَيْرِ صَدَقَةٍ ثُمَّ نَسَخَ ذَلِكَ بِقَوْلِهِ شَفَقْتُمْ بِتَحْقِيقِ الْهَمَزَيْنِ وَإِنْ دَالَ الثَّانِيَةِ الْفَا وَتَسْهِيلَهَا وَإِذْ خَالَ الْفَ بَيْنَ الْمُسْهَلَةِ وَالْأُخْرَى وَتَوَكَّلْهُ أَيْ أَخَفْتُمْ مِنْ أَنْ تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاهُمْ صَدَقَتْ لِفَقْرِهِ فَاذْ لَمْ تَفْعَلُوا الصَّدَقَةَ وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَرَجَعَ بِكُمْ عَنْهَا فَاقْبَلُوا الصَّلَاةَ وَاتَّقُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَيْ دُومُوا عَلَى ذَلِكَ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (۱۳)

### ترجمہ

کیا تم نے نہ جانا (ترجمہ معنی تعلم ہے) کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں جہاں کہیں تین مخصوص کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ موجود ہے (اپنے علم کے ساتھ) اور پانچ کی تو چھٹا وہ اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ کی مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہو..... پھر انہیں قیامت کے دن بتا دے گا جو کچھ انہوں نے کیا بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے کیا تم نے نہ دیکھا (ترجمہ معنی تنظر ہے) جنہیں بری مشاورت سے منع کیا گیا تھا پھر وہی کرتے ہیں جس کی ممانعت ہوئی تھی اور آپس میں گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کے مشورے کرتے ہیں (اس سے مراد یہودی ہیں، یہودی مسلمانوں کی طرف دیکھ کر آپس میں سرگوشیاں کرتے باتیں کرتے تاکہ مسلمانوں کے دل میں شک و شبہ ڈال سکیں، حضور ﷺ نے انہیں ان سرگوشیوں سے منع فرمایا) اور جب تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں تو تمہیں مجرا کرتے ہیں (اے نبی ﷺ) جو الفاظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ کہے (یعنی السام علیک کہتے ہیں یعنی آپ کو موت لاحق ہو جائے..... العباد ذبالہ) اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں ہمیں اللہ کیوں عذاب نہیں کرتا (لولا بمعنی ہلا ہے) ہمارے اس کہنے پر (یعنی ہماری اس تحیت پر، حقیقت یہ ہے کہ وہ نبی نہیں ہیں اگر وہ اللہ ﷻ کے نبی ہیں تو انہیں جہنم بس ہے اس میں دھنیں گے تو کیا ہی برا انجام) مخصوص بالذم "ہی" ضمیر یہاں محذوف ہے (اے ایمان والو! تم جب آپس میں مشاورت کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی کی مشاورت نہ کرو اور نیکی اور پرہیزگاری کی مشاورت کرو..... اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف اٹھائے جاؤ گے اور (گناہ وغیرہ کی) مشاورت تو شیطان ہی کی طرف سے ہے (یعنی

شیطان کے دھوکے سے) اس لیے کہ ایمان والوں کو رنج دے اور وہ ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا (یعنی شیطان) مگر اللہ کے اذن (یعنی اس کے ارادے) سے اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے جگہ دو (تفسحوا بمعنی توسعوا ہے) مجلس میں (نبی پاک ﷺ کی مجلس میں یا مجلس ذکر میں حتی کہ تمہارے پاس آنے والا شخص بھی بیٹھ سکے ایک قرائت میں "المجلس" کی بجائے المجالس پڑھا گیا ہے) تو جگہ دو اللہ تمہیں (جنت میں) جگہ دے گا..... اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو (نماز وغیرہ نیک کاموں کے لیے، انشرو بمعنی قوموا ہے) تو اٹھ کھڑے ہو (ایک قرائت میں انشروا فعل کوشین مضمومہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اللہ تمہارے ایمان والوں کے (جو اس بات میں فرمانبرداری کریں) درجے بلند فرمائے گا اور (بلند فرمائے گا درجے) ان کے جنہیں علم دیا گیا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اے ایمان والو! جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو (حضور ﷺ کی بارگاہ میں آہستہ سے کوئی بات عرض کرنے کا ارادہ کرو) تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ لے لو (بیسن یدی بمعنی قبلہا ہے) یہ تمہارے لیے بہت بہتر اور (گناہوں کو) بہت پاک کرنے والا ہے پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو (اس شے کا جسے تم صدقہ کر سکو) تو اللہ بخشنے والا ہے (تمہاری مناجات کو) رحم کرنے والا ہے (تم پر یعنی فقر کی وجہ سے بغیر صدقہ دیے سرگوشی و مناجات کرنے میں تم پر کچھ مضافتہ نہیں پھر یہ حکم اگلی آیت سے منسوخ کر دیا گیا ہے) کیا تم اس سے ڈرے ("ء اشفقتم" دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دوسری ہمزہ کو الف سے بدلنے کے ساتھ اور دوسری ہمزہ کی تسہیل اور ہمزہ مسہلۃ کے درمیان الف داخل کرنے اور ترک الف کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) کہ تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دو (فقر و تنگدستی کی وجہ سے) پھر جب تم نے یہ نہ کیا (یعنی صدقہ نہیں دیا) اور اللہ نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی (یہ حکم اللہ ﷻ نے تم سے اٹھالیا ہے.....) تو نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کے فرمانبردار ہو (یعنی اسکی اطاعت پڑھے رہو) اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿الم تر ان الله يعلم ما فى السموت وما فى الارض﴾

ہمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل نفی بافاعل، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یعلم: فعل بافاعل، ما فى السموت: معطوف علیہ، و ما فى الارض: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ما يكون من نجوى ثلاثة الا هو رابعهم..... الا هو معهم اين ما كانوا﴾

ما: تانیہ، يكون: فعل ذم، من: زائد، نجوى ثلاثة: مرکب اضافی ذو الحال، الا: اداة حصر، هو رابعهم: جملہ اسمیہ حال، ملکر معطوف علیہ، و عاطفہ، لا تانیہ، خمسة: "نجوى" مضاف محذوف کیلئے مضاف الیہ، ملکر ذو الحال، الا: اداة حصر، هو سادسہم: جملہ اسمیہ حال، ملکر معطوف، و: عاطفہ، لا تانیہ، ادنى من ذلك: شبہ جملہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، لا تانیہ، اکثر و ذو الحال، الا: اداة حصر، هو مبتدا، معهم: ظرف متعلق محذوف "الاستقرار" این: مضاف، ما: زائد، كانوا: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف ثانی "الاستقرار" مصدر محذوف اپنے فاعل دونوں طرف سے، ملکر جملہ ہر کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر معطوف ثالث، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿ثم ينبئهم بما عملوا يوم القيمة ان الله بكل شىء عليم﴾

ثم: عاطفہ، ينبئهم: فعل بافاعل و مفعول، بما عملوا: ظرف متقرر مفعول ثانی، يوم القيمة: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، بكل شىء عليم: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم تر الى الذين نهوا عن النجوى ثم يعودون لما نهوا عنه ويتنجون بالاثم والعدوان ومعصيت الرسول﴾  
 حمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل نفی بافاعل، السی: جار، الذین: موصول، نهوا عن النجوى: جملہ فعلیہ معطوف  
 علیہ، ثم: عاطفہ، یعودون: فعل بافاعل، لمانہوا عنہ: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ معطوف، و: عاطفہ، یتنجون: فعل  
 بافاعل، ب: جار، الائم: معطوف علیہ، و العدوان: معطوف اول، و: عاطفہ، معصیت الرسول: معطوف ثانی، مکر مجرور، مکر ظرف  
 لغو، مکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکر صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿و اذا جاء وک حیوک بما لم یحیک بہ اللہ﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ فیہ مقدم، جاء وک: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ شرط، حیوک: فعل بافاعل  
 ومفعول، ب: جار، ما: موصولہ، لم یحیک: فعل نفی ومفعول، بہ: ظرف لغو، اللہ: فاعل، مکر جملہ فعلیہ جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿و یقولون فی انفسہم لولا یعذبنا اللہ بما نقول حسبہم جہنم یصلونہا فبئس المصیر﴾

و: عاطفہ، یقولون فی انفسہم: جملہ فعلیہ قول، لولا: حرف تخیض، یعذبنا اللہ: فعل ومفعول  
 و فاعل، ب: جار، ما: موصولہ، نقول: جملہ فعلیہ صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ مقولہ، مکر جملہ  
 قولیہ، حسبہم مبتدا، جہنم: ذوالحال، یصلونہا: جملہ فعلیہ حال، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، بئس: فعل  
 زم، المصیر: فاعل، مکر جملہ فعلیہ انشائیہ ”ہی“ مبتدا محذوف کی خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿یا ایہا الذین امنوا اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول وتناجوا بالبر والتقوی﴾

یا ایہا الذین امنوا: نداء، اذا: ظرفیہ شرطیہ مقول فیہ مقدم، تناجیتم: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا تتناجوا: فعل نفی  
 بافاعل، بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تناجوا: فعل امر  
 بافاعل، بالبر والتقوی: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ ہو کر مقصود بالنداء، مکر جملہ ندائیہ۔

﴿واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون﴾

و: عاطفہ، اتقوا: فعل امر بافاعل، اللہ: موصوف، الذی: موصول، الیہ تحشرون: جملہ فعلیہ صلہ، مکر صفت، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما النجوى من الشیطن لیحزن الذین امنوا ولیس بضارہم شیئا الا باذن اللہ﴾

انما: حرف مشبہ وما کافہ، النجوى: مبتدا، من الشیطن: ظرف مستقر خبر اول، لام: جار، یحزن: فعل ”ہو“ ضمیر مستقر  
 ذوالحال، و: حالیہ، لیس: فعل ناقص با اسم، ب: زائد، ضار: اسم فاعل با فاعل مضاف، ہم: ضمیر مضاف الیہ مفعول، شیئا: ”ضرار“  
 مصدر محذوف کی صفت، مکر مفعول مطلق، الا: اذاہ حصر، باذن اللہ: ظرف لغو، مکر مشبہ جملہ ہو کر خبر، مکر جملہ فعلیہ حال، مکر  
 فاعل، الذین امنوا: موصول صلہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، مکر ظرف مستقر خبر ثانی، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿و علی اللہ فلیتوکل المؤمنون﴾ و: عاطفہ، علی اللہ: ظرف لغو مقدم، ف: عاطفہ، لیتوکل: فعل امر، المؤمنون: فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿یا ایہا الذین امنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجلس فافسحوا یفسح اللہ لکم﴾

یا ایہا الذین امنوا: نداء، اذا: ظرفیہ شرطیہ مقول فیہ مقدم، قیل لکم: قول، تفسحوا: فعل امر بافاعل، فی: حرف جر  
 المجلس: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، افسحوا: فعل امر بافاعل، مکر جملہ فعلیہ، یفسح اللہ  
 لکم: فعل بافاعل و ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب امر، مکر جزا، مکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء، مکر جملہ ندائیہ۔



﴿وإذا قيل انشروا فانشروا يرفع الله الذين امنوا منكم والذين اوتوا العلم درجات﴾  
 و: عاطفہ، اذا بشرط مفعول فی مقدم، قيل لکم: قول، انشروا: فعل امر بافاعل، مکر جملہ فعلیہ مقولہ، مکر جملہ تولیہ  
 شرط، ف: جزائیہ، انشروا: فعل امر بافاعل، مکر جملہ فعلیہ، يرفع الله: فعل وفاعل، الذين امنوا: موصولہ صلہ، مکر معطوف  
 علیہ، و: عاطفہ، الذين اوتوا العلم: موصولہ صلہ، مکر معطوف، مکر ذو الحال، منکم: ظرف مستقر حال، مکر  
 مفعول، درجات: ظرف، مکر جملہ فعلیہ جواب امر، مکر جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿والله بما تعملون خبير﴾

و: متانفہ، الله مبتدا، بما تعملون: ظرف لغو مقدم، خبير: صفت مشبہ بافاعل، مکر شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿يا ايها الذين امنوا اذا ناجيتم الرسول فقدموا بين يدي نجوكم صدقة﴾

يا ايها الذين امنوا: نداء، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فی مقدم، ناجيتم الرسول: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قدموا: فعل امر  
 بافاعل، بین: مضاف، يدي: مضاف، نجوكم: مضاف الیہ، مکر ظرف، صدقة: مفعول، مکر جملہ فعلیہ جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ  
 ہو کر مقصود بالنداء، مکر جملہ نداء۔

﴿ذلك خیر لکم واطهر فان لم تجدوا فان الله غفور رحيم﴾

ذلك: مبتدا، خیر: اسم تفضیل بافاعل، لکم: ظرف لغو، مکر شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اطهر: معطوف، مکر خبر، مکر جملہ  
 اسمیہ، ف: عاطفہ، ان شرطیہ، لم تجدوا: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان الله غفور رحيم: جملہ اسمیہ جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿اء اشفقتم ان تقدموا بين يدي نجوكم صدقت﴾

همزه: حرف استفهام، اشفقتم: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، تقدموا: فعل امر بافاعل، بین يدي  
 نجوكم: ظرف، صدقت: مفعول، مکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر، من: جار مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذلم تفعلوا وتاب الله عليكم فاقيموا الصلوة واتوا الزکوة واطيعوا الله ورسوله﴾

ف: متانفہ، اذ: بمعنی ان شرط، لم تفعلوا: فعل نفی بافاعل، مکر جملہ فعلیہ شرط، و: عاطفہ، تاب الله عليكم: جملہ فعلیہ  
 مترضہ، ف: جزائیہ، اقيموا: فعل امر بافاعل، الصلوة: مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتوا الزکوة: جملہ فعلیہ  
 معطوف اول، و: عاطفہ، اطيعوا الله ورسوله: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکر جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ۔  
 ﴿والله خبير بما تعملون﴾ و: عاطفہ، الله مبتدا، خبير بما تعملون: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆.....الم تر الى الذين نهوا عن النجوى.....☆ یہ آیت یہود اور منافقین کے حق میں نازل ہوئی آپس میں سرگوشیاں کرتے اور  
 مسلمانوں کی طرف دیکھتے جاتے اور آنکھوں سے ان کی طرف اشارہ کرتے جاتے تاکہ مسلمان سمجھیں کہ ان کے خلاف کوئی پوشیدہ  
 بات کی ہے اور اس سے انہیں رنج ہو، ان کی اس حرکت سے مسلمانوں کو غم ہوتا تھا اور وہ کہتے تھے کہ شاید ان لوگوں کو ہمارے بھائیوں کی  
 نسبت قتل یا بزمیت کی کوئی خبر پہنچی ہو جو جہاد میں گئے اور یہ اسی کے متعلق باتیں بناتے اور اشارے کرتے ہیں۔ جب یہ حرکات منافقین  
 کی بہت زیادہ ہوئیں اور مسلمانوں نے سید عالم ﷺ کے حضور میں اس کی شکایتیں کیں تو سید عالم ﷺ نے سرگوشی کرنے والوں کو منع  
 فرما دیا لیکن وہ باز نہ آئے اور یہ حرکت کرتے ہی رہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔



☆..... یا ایہا الدین اسوا اذا قبل لکم .....☆ نبی کریم ﷺ بدر میں حاضر ہونے والے اصحاب کی عزت کرتے تھے ایک روز چند بدری صحابہ ایسے وقت پہنچے جب کہ مجلس شریف بھر چکی تھی انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا حضور ﷺ نے جواب دیا پھر انہوں نے حاضرین کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا وہ اس انتظار میں کھڑے تھے کہ ان کے لئے مجلس میں جگہ کی جائے مگر کسی نے نہ دی یہ سید عالم ﷺ کو گراں گزرا تو حضور ﷺ نے اپنے قریب والوں کو اٹھا کر ان کیلئے جگہ کی، اٹھنے والوں کو اٹھنا شاق ہوا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆..... یا ایہا الدین اسوا اذا لنا جئتم .....☆ سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں جب اغنیاء نے عرض و معروض کا سلسلہ دراز کیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ فقراء کو اپنی عرض پیش کرنے کا موقع کم ملنے لگا تو عرض پیش کرنے والوں کو عرض پیش کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم دیا گیا اور اس حکم پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمل کیا ایک دینار صدقہ کر کے دس مسائل دریافت کئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وفا کیا ہے فرمایا تو حید اور تو حید کی شہادت دینا عرض کیا فساد کیا ہے فرمایا کفر و شرک عرض کیا حق کیا ہے فرمایا اسلام و قرآن اور ولایت جب تم کو ملے عرض کیا حیلہ کیا ہے؟ یعنی تدبیر فرمایا ترک حیلہ عرض کیا مجھ پر کیا لازم ہے فرمایا اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت عرض کیا کہ اللہ ﷻ سے کیسے دعا مانگوں فرمایا صدق و یقین کے ساتھ عرض کیا کیا مانگوں فرمایا عاقبت عرض کیا اپنی نجات کیلئے کیا کروں فرمایا حلال کھا اور بچ بول عرض کیا سرور کیا ہے فرمایا جنت عرض کیا راحت کیا ہے فرمایا اللہ ﷻ کا دیدار، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سوالوں سے فارغ ہو گئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا اور رخصت نازل ہوئی اور سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور کسی کو اس پر عمل کرنے کا موقعہ نہیں ملا (مدارک خازن) حضرت مترجم قدس سرہ نے فرمایا کہ اس کی اصل ہے کہ جو وزارت اولیاء پر تصدیق کیلئے شریعی وغیرہ لے جاتے ہیں۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

### سرگوشی میں عدد مفرد کا بیان:

۱..... یہاں چند وجوہات کا بیان کرنا ضروری ہے تاکہ موضوع اپنی تکمیل تک پہنچ سکے: (۱)..... مفرد عدد کا ذکر کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اللہ ﷻ وتر ہے یعنی ایک ہے، اور وتر ہی کو پسند فرماتا ہے، اور یہاں ﴿ثلاثة الا هو وابعہم ..... الخ تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا موجود ہے اور پانچ کی تو چھٹا﴾ (الکہف: ۲۲) میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ تمام ہی معاملات میں اللہ ﷻ کے فرمودات کا لحاظ رکھنا بہتر ہے۔ (۲)..... مصالحت کی غرض و غایت کو بیان کرنا بھی مقصود ہے کہ جب دو افراد کا کسی معاملے میں تنازعہ ہو اور نفی و اثبات میں بحث و تکرار ہو اور تیسرا متوسط ذہن کا مالک ان میں فیصلہ کر دے، تاکہ مشورے اور غرض کی تکمیل ہو جائے، اسی لئے جب کچھ لوگ جمع ہوں اور کسی معاملے میں بحث و تکرار ہو رہی ہو یا مشاورت کا میدان گرم ہو تو ان میں ایک فرد ایسا ضرور ہونا چاہئے جس کا قول سب کے نزدیک فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہو اسی مناسبت سے ارباب مشاورت میں ایک کا عدد ضروری قرار دیا گیا ہے، اسی مناسبت سے اللہ ﷻ نے ”تین میں کا چوتھا اور پانچ میں کا چھٹا“ فرما کر باقی پر تنبیہ فرمادی اور یہ بھی کہ تین، پانچ، طاق عدد ہیں۔ (الرازی، ج ۱، ص ۴۹۰)

### یہود کا سید عالم ﷺ کو السام علیک کہنا:

۲..... یہود سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں آ کر السام علیک کہتے، اور ان کا ظاہری مقصد سلام کرنا اور باطنی مقصد سید عالم ﷺ کی وفات کی دعا کرنا ہوتا تھا۔ سید عالم ﷺ جواب میں فرماتے: ”علیکم یاد دوسری روایت کے مطابق وعلیکم“، ان کا کہنا یہ تھا کہ اگر محمد (ﷺ) واقعی میں نبی ہوتے تو اللہ ﷻ میں ان کی تذلیل و تخفیف کا موقع ہی نہ دیتا، لیکن وہ اس بات سے جاہل تھے کہ اللہ ﷻ علیم ہے سزا دینے میں جلدی نہیں فرماتا۔

☆..... بیشک یہود سید عالم ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ کے پاس آئے، اور کہا: السام علیکم، سید عالم ﷺ نے ان کے مناسب جواب ارشاد فرمایا، اور صحابہ سے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ اُس نے کیا کہا؟“ بولے اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتا ہے۔ فرمایا: ”انہوں نے السام علیک کہا، اور میں نے جواب دیا: ”السام علیک“، صحابہ نے کہا: جی ہاں! پس سید عالم ﷺ نے فرمایا، یعنی جب تمہیں یہود سلام کہیں تو یونہی کہہ لو جو وہ کہتے ہیں، پس اللہ ﷻ نے آیت نازل فرمائی: ﴿وَإِذَا جَاءَ ذَكَرَ حَبِوْكَ بِمَا لَمْ يَحْصِيْكَ بِهِ اللّٰهُ﴾۔ (الترمذی، کتاب الاستیذان، باب ماجاء فی التسلیم، رقم: ۲۷۱۰، ص ۷۷۵)

☆..... سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں یہود آئے اور یوں مخاطب ہوئے السام علیک یا ابا القاسم، تو آپ نے فرمایا: ”وعلیکم“، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: السام علیکم اور اللہ ﷻ تمہارے ساتھ ایسا ایسا کرے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اے عائشہ رضی اللہ عنہا! کیا تم نہیں جانتی کہ اللہ ﷻ کلمات کو ناپسند فرماتا ہے“، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ انہوں نے ایسا کہا ہے، سید عالم ﷺ نے جواب دیا: ”انہوں نے جو کہا میں نے اُنہیں واپس لوٹا دیا ہے“، پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿بِمَا لَمْ يَحْصِيْكَ بِهِ اللّٰهُ﴾ یعنی اللہ ﷻ تم پر سلام بھیجتا ہے اور جو انہوں نے تمہارے لئے کہا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب استیذان المرتدین، باب اذا عرض الذمی او غیرہ، رقم: ۶۹۲۷، ص ۱۱۹۳)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو یہود تمہیں سلام کہیں تو جواب میں وعلیکم کہہ لو“۔ (المرجع السابق، رقم: ۶۹۲۶، ۶۹۲۷، ص ۱۱۹۳) اس بارے میں اختلاف ہے کہ ذمی کو سلام کا جواب دینا واجب ہے یا نہیں، چنانچہ ابن عباس، شعبی اور قتادہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک واجب ہے جب کہ امام مالک، ابن وہب کے نزدیک واجب نہیں ہے اور ابن طاووس کہتے ہیں کہ انکو جواب دیا جائے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۸، ص ۲۴۸) کفار کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے مگر جواب میں صرف علیکم کہے، اگر ایسی جگہ گزرنا ہو جہاں مسلم و کافر دونوں ہوں تو السلام علیکم کہے اور مسلمانوں پر سلام کا ارادہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ السلام علی من اتبع الهدی (الہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب السابع فی السلام، ج ۵، ص ۱۶۴ ملخصاً و ملقطاً) کہے۔

## مشورے کی اہمیت:

س..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ..... الْخِ اے ایمان والو جب تم آپس میں مشورہ کرو تو گناہ اور حد سے بڑھنے کا مشورہ نہ کرو (المجادلة: ۹)﴾، ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ اپنے کاموں میں ان سے ضرور مشورہ لو (آل عمران: ۱۵۹)۔ مشورہ لینا دین اسلام میں باعث برکت ہوا کرتا ہے۔ سید عالم ﷺ پر مشورہ کرنا واجب نہیں قرار دیا گیا بلکہ یہاں امت کی تعلیم کے لئے فرمایا تاکہ امت نبی کے افعال پر عمل پیرا ہو کر برکتیں پائے، کئی مواقع پر سید عالم ﷺ کا صحابہ کرام سے مشورہ طلب کرنا آپ ﷺ کی اعلیٰ ظرفی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

☆..... ابن عدی اور بیہقی نے سند حسن سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ اپنے کاموں میں ان سے ضرور مشورہ لو نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”سنو اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ مشورہ لینے سے غنی ہیں لیکن اللہ ﷻ نے اُسے (مشورہ لینے کو) میری امت کے لئے رحمت بنایا تو جو میری امت میں سے مشورہ لیتا ہے اس سے ہدایت کبھی معدوم نہیں ہوتی اور جو اُسے ترک کر دے تو اُس سے گمراہی کبھی معدوم نہیں ہوتی“۔

☆..... طبرانی اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو استخارہ کر لے وہ خائب و خاسر نہیں رہتا اور جو

## مجلس میں کسی ایک کو چھوڑ کر سرگوشی کرنا:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ إِلَىٰ آيَاتِ الْإِيمَانِ وَالْوَجِبُ تَمَّ سَ...﴾  
کہا جائے مجلس میں جگہ دو (المجادلة: ۱۱)۔ اللہ ﷻ نے اس آیت میں مجلس کے آداب بیان فرمائے، آنے والے کے لئے جگہ کشادہ  
کی جائے تاکہ اس کے دل میں اپنے مسلمان بھائی کے بارے میں بغض و کینہ اور نفرت پیدا نہ ہو، اور اللہ ﷻ نے یہ حکم اسی بناء پر دیا ہے  
تاکہ مسلمان نفرتوں کا شکار نہ ہوں۔ بعض اوقات دو لوگ باہم سرگوشی کرتے ہیں جس سے تیسرے آدمی کو تشویش ہوتی ہے چنانچہ اللہ  
ﷻ نے فرمایا: ﴿الْمَا النَجْوَىٰ مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزَنَ الَّذِينَ آمَنُوا...﴾ الخ وہ مشورہ تو شیطان ہی کی طرف سے اس لئے کہ ایمان  
والو کو رنج دے اور وہ ان کا کچھ نہیں رگاڑ سکتا ہے حکم خدا کے (المجادلة: ۱۰)۔

☆..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ایک آدمی کے سامنے دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ  
کریں۔“

☆..... ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں کے تین افراد ایک کو چھوڑ کر باہم سرگوشی نہ کریں کہ تم اس کو  
تشویش و غم میں مبتلا کرو، تم لوگوں سے میل جول رکھو۔“ (المرجع السابق، باب اذا كانوا اكثر من ثلاثة، رقم: ۶۲۹۰، ص ۱۰۹۵)

## سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں کلام سے قبل صدقہ دینا:

۵..... مجاہد کا قول ہے کہ پہلے پہل مسلمانوں کو سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں مناجات کرنے سے پہلے صدقہ کرنے کا حکم تھا، اللہ  
ﷻ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا...﴾ الخ اے ایمان والو جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض  
کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ تمہارے لئے بہت بہتر اور بہت سہرا ہے پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشے والا مہربان  
ہے (المجادلة: ۱۲)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں کچھ مناجات کرنے سے پہلے ایک دینار صدقہ دیا۔ مجاہد ہی سے ایک  
قول یہ بھی منقول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کتاب اللہ ﷻ میں ایک آیت ہے جس پر نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ کوئی بعد  
میں عمل کرے گا، اور اسی آیت مذکورہ بالا کی جانب نشاندہی فرمائی اور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں جانے سے پہلے درہم صدقہ کیا، پھر  
رخصت کا حکم نازل ہوا، چنانچہ فرمایا گیا: ﴿ءَاشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقْتُمْ...﴾ الخ کیا تم اس سے ڈرے کہ  
اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو (المجادلة: ۱۳)۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا عام طریقہ تھا کہ اکثر مسائل جو سید عالم ﷺ  
بیان فرماتے اور انہیں دشواری ہوتی تو وہ سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں تشریف لاتے اور اللہ ﷻ اپنے نبی ﷺ پر تخفیف فرمادیتا، پھر  
جب مسلمانوں میں صبر بہت زیادہ پایا جانے لگا اور انہوں نے مسائل میں تنگی کی شکایت کرنا ترک کر دی تو اللہ ﷻ نے حکم نازل  
فرمایا: ﴿فَإِذَا لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ...﴾ الخ پھر جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی تو نماز قائم رکھو اور  
زکوٰۃ دو (المجادلة: ۱۳)۔ پس اللہ ﷻ نے اُن پر وسعت فرمادی اور انہیں تنگی میں نہ رکھا۔

(الطبري، الجزء: ۲۸، ص ۲۶)

## اغراض:

ليوقعوا في قلوبهم الريبة یعنی مسلمانوں کو وہم میں ڈالتے تھے کہ انہیں مسلمانوں کے سرایا سے نکالے جانے کی خبریں ملی ہیں، یا  
قتل ہونے یا مہر جانے یا نقصان اٹھانے کی خبریں ملی ہیں، پس اس طرح وہ مسلمانوں کے دلوں میں غم ڈالتے تھے جس سے انہیں منع کیا  
گیا۔ وهو قولهم السام عليكم: ما قبل حاشیہ نمبر ”۲“ بخاری کی حدیث کے تحت یہی مواد موجود ہے۔

ہی: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مخصوص بالذم محذوف ہے۔ بسا لائم و لحوہ: یعنی غیبت اور شیطان (کے مشورے) کے سبب مسلمانوں سے کلام سے اعراض کرتا تا کہ مسلمانوں کو دکھ میں مبتلا کر دیں حالانکہ مسلمانوں کا اس میں کچھ نقصان نہیں بلکہ ان کا اپنا نقصان ہے۔ عارفین کہتے ہیں جن کے بُرے خاتمے کا خوف ہے اُس میں یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کے خلاف باہم مشورہ کرنا۔  
 ہو: یعنی شیطان۔ فی الجنة: اللہ تمہارے لئے جنت میں، دنیا میں، قبر اور قیامت میں کشادگی کرے گا۔ وغیرہا: یعنی جہاد اور ہر قسم کا کارخیر۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ﴿انشہوا﴾ کے معنی اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہونا ہے تاکہ دیگر تمہارے بھائیوں کے لئے جگہ کشادہ ہو جائے۔ فی ذلک: سے مراد نماز کے لئے کھڑا ہونا یا دیگر طاعتیں مراد ہیں۔ یعنی فلا علیکم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ جواب شرط محذوف ہے اور اللہ کا فرمان: ﴿فان الله غفور رحيم﴾ محذوف کے لئے تعلیل ہے اور اس محذوف پر دلیل ہے۔ ثم نسخ ذلک: یعنی سید عالم ﷺ سے سرگوشی اختیار کرنے سے پہلے صدقہ دینا ایک قول کے مطابق ایک زمانے کے بعد منسوخ ہو گیا، یا ایک ساعت یا ایک دن یا اس دن کے بعد منسوخ ہو گیا اور منسوخ ہونے کی وجہ کیا ہوئی اس بارے میں ایک قول یہ ملتا ہے کہ اس کے بعد والی آیت نے تذکرہ آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا اور جمہور مفسرین نے یہی کہا ہے اور ایک قول کے مطابق آیت زکوٰۃ نے اس آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا۔ الفقہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿اشیفقتم﴾ کا مفعول محذوف ہے، معنی یہ ہے کہ تمہیں یہ خوف لاحق ہے کہ کیا صدقہ پہلے دینا ضروری ہے؟۔ ای دو موعا علی ذلک: مراد نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے، اللہ اور اس کے رسول کی طاعت پر مداومت کرنا ہے۔  
 (الصاوی، ج ۶، ص ۷۷ وغیرہ)

### رکوع نمبر: ۳

﴿الْم تَرُ تَنْظُرُ﴾ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا ﴿هُمْ الْمُنَافِقُونَ﴾ قَوْمًا ﴿هُمْ الْيَهُودُ﴾ غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَا هُمْ إِلَّا الْمُنَافِقُونَ ﴿مِنْكُمْ﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿وَلَا مِنْهُمْ﴾ مِنَ الْيَهُودِ بَلْ هُمْ مُذَبِّبُونَ ﴿وَيَحْلِفُونَ عَلَى الْكُذْبِ﴾ أَيْ قَوْلِهِمْ أَنَّهُمْ مُؤْمِنُونَ ﴿وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (۱۳) أَنَّهُمْ كَاذِبُونَ فِيهِ ﴿أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا﴾ أَنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۵﴾ مِنَ الْمَعَاصِي ﴿اتَّخَذُوا إِيْمَانَهُمْ حِجَّةً﴾ سِتْرًا عَنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ ﴿فَصَدَّوْا بِهَا الْمُؤْمِنِينَ﴾ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ﴿أَيَّ الْجِهَادِ فِيهِمْ بِقَتْلِهِمْ وَأَخَذِ أَمْوَالِهِمْ﴾ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿۱۶﴾ ذُو إِهَانَةٍ لَّنْ تَغْنَى عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ ﴿مِنْ عَذَابِهِ﴾ شَيْنًا ﴿مِنْ الْإِغْنَاءِ﴾ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۱۷﴾ أَذْكُرُ ﴿يَوْمَ يَعْثُرُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا﴾ فَيَحْلِفُونَ لَهُ ﴿أَنَّهُمْ مُؤْمِنُونَ﴾ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَى شَيْءٍ ﴿مَنْ نَفَعُ حَلْفُهُمْ فِي الْآخِرَةِ كَالَّذِينَ﴾ إِلَّا أَنَّهُمْ هُمُ الْكَذِبُونَ ﴿۱۸﴾ اسْتَخَوْذُوا ﴿سَتَوَلَّى﴾ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ ﴿بِطَاعَتِهِمْ لَهُ﴾ فَاَنْسَهُمْ ذَكَرَ اللَّهُ أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ﴿إِتْبَاعُهُ﴾ إِلَّا أَنْ حِزْبُ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿۱۹﴾ أَلَا الَّذِينَ يَخَالِفُونَ ﴿اللَّهُ وَرَسُولَهُ﴾ أُولَئِكَ فِي الْأَذِلَّةِ ﴿۲۰﴾ الْمَغْلُوبِينَ ﴿كُتِبَ اللَّهُ﴾ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ أَوْ قَضَى ﴿لَا غَلْبَ لَنَا﴾ وَرُسُلِي ﴿بِالْحُجَّةِ وَالسَّيْفِ﴾ أَلَا اللَّهُ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ ﴿يُضَادُّونَ﴾ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ﴿بَلْ يَقْصِدُونَ لَهُمُ الْبُغْوَ وَالسُّوْءَ وَيَقْتُلُونَ﴾ عَلَى الْإِيمَانِ كَمَا وَقَعَ لِمَجْمَاعَةٍ مِنَ



الصَّحَابَةِ ﴿اولئك﴾ الَّذِينَ لَا يُؤَادُّونَهُمْ ﴿كتب﴾ اُثْبِتَ ﴿فى قلوبهم الايمان وایدھم بروح﴾ بِنُورٍ ﴿منہ﴾ تَعَالٰی ﴿ویدخلھم جنت تجرى من تحتھا الانھر خلدين فیھا رضى اللہ عنھم﴾ بِطَاعَتِهِ ﴿ورضوا عنہ﴾ بِشَوَابِهِ ﴿اولئك حزب اللہ﴾ يَتَّبِعُونَ اَمْرِهِ وَيَجْتَنِبُونَ نَهْيَهُ ﴿الا ان حزب اللہ هم المفلحون﴾ (۲۲) اَلْفَايِزُونَ.

### ﴿ترجمہ﴾

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے (مراد اس سے منافقین ہیں) جن پر اللہ کا غضب ہے (مراد اس سے یہودی ہیں) ..... وہ (یعنی منافقین) نہ تم میں سے (یعنی مومنین میں سے) نہ ان میں سے (یعنی یہودیوں میں سے) بلکہ وہ تذبذب میں مبتلا ہیں (وہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں) (یعنی اس بات میں کہ وہ مومن ہیں) حالانکہ وہ جانتے ہیں (کہ وہ اپنی اس بات میں جھوٹے ہیں) (اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بیشک وہ بہت ہی برے کام کرتے تھے) (یعنی گناہ کرتے تھے) انہوں نے اپنی قسموں کو آڑ بنالیا ہے (اپنی جانوں اور اپنے اموال کو بچانے کے لیے، جنت بمعنی ستر ہے) تو روکا (اس کے ذریعے مسلمانوں کو) اللہ کی راہ سے (یعنی جہاد سے) کہ کہیں مسلمان ان کے خلاف جہاد کر کے انہیں قتل کر کے ان کے اموال ان سے نہ چھین لیں) تو ان کے لیے خواری کا عذاب ہے (مہین بمعنی ذواہانہ ہے) ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے سامنے (یعنی اس کے عذاب کے سامنے) انہیں کچھ کام نہ دیں گے ("تغنی" اغناء سے ماخوذ ہے) وہ دوزخی ہیں انہیں اس میں ہمیشہ رہنا (یاد کرو) جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے (کہ وہ مسلمان ہیں) جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ کسی شے پر ہیں (یعنی دنیا کی طرح ان کی قسم آخرت میں بھی فائدہ دے گی) ..... سنتے ہو بیشک وہی جھوٹے ہیں ان پر شیطان غالب آگیا (استحوذ بمعنی استسولی ہے، کیونکہ یہ شیطان کی اطاعت کرتے تھے) تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں (یعنی شیطان کے پیروکار ہیں) سنتا ہے بیشک شیطانی گروہ ہار میں ہے بیشک وہ جو مخالفت کرتے ہیں (یحادون بمعنی یخالفون ہے) اللہ اور اس کے رسول کی وہ سب سے زیادہ ذلیلوں (یعنی مغلوبوں) ..... میں ہیں اللہ لکھ چکا (لوح محفوظ میں یا معنی ہے کہ فیصلہ فرما چکا ہے) کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور میرے رسول (دلائل کے ذریعے یا تلوار کے ذریعے) بیشک اللہ قوت والا عزت والا ہے تم نہ پاؤ گے انہیں جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں (یوادون بمعنی یصادقون ہے) ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگر چہ وہ (مخالفت کرنے والے) ان کے (یعنی مسلمانوں کے) باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں وہ (جو ان سے دوستی نہیں کرتے) اس نے لکھ دیا (یعنی نقش فرمادیا، کتب بمعنی اثبت ہے) ان کے دلوں میں ایمان اور اپنی طرف کی روح (یعنی نور) سے ان کی مدد کی (روح کے معنی نور ہے) اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی (یعنی ان کی فرمانبرداری سے) اور وہ اللہ سے راضی (یعنی اس کے ثواب سے) یہ اللہ کی جماعت ..... ہے (اس کے امر کی پیروی اور اس کی نہی سے بچنے والی) سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کا میاب ہے (المفلحون بمعنی الفائزون ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿الم تر الى الذين تولوا قوما غضب الله عليهم ما هم منكم ولا منهم ويحلفون على الكذب وهم يعلمون﴾  
ہمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل نفی بافاعل، الى: جار، الذين: موصول، تولوا: فعل بافاعل، قوما: موصوف، غضب اللہ

عليهم: جملہ فعلیہ صفت اول، ما: مشابہ بیس، ہم: اسم، منکم: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: تانیہ، منهم: جار مجرور، مکر ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ صفت ثانی، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یحلفون: فعل واو ضمیر ذوالحال، علی: الکذب: ظرف مستقر حال اول، و: حالیہ، ہم: یعلمون: جملہ اسمیہ حال ثانی، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿اعذ الله لهم عذابا شديدا انهم ساء ما كانوا يعملون﴾

اعذ الله لهم: فعل و فاعل و ظرف لغو، عذابا شديدا بمفعول، مکر جملہ فعلیہ، انهم حرف مشبہ و اسم، ساء: فعل، ما كانوا يعملون: موصول صلہ، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿اتخذوا ايمانهم جنة فصدوا عن سبيل الله فلهم عذاب مهين﴾

اتخذوا: فعل با فاعل، ايمانهم: بمفعول اول، جنة: بمفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ متانفہ، ف: عاطفہ، صدوا: فعل با فاعل، عن سبيل الله: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب مهين: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿لن تغني عنهم اموالهم ولا اولادهم من الله شيئا اولئك اصحاب النار هم فيها خالدون﴾

لن تغني عنهم: فعل نفی و ظرف لغو، اموالهم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: تانیہ، اولادهم: معطوف، مکر فاعل، من الله: ظرف لغو، شيئا: مبتدا، اولئك: مبتدا، اصحاب النار: خبر، مکر جملہ اسمیہ، هم: مبتدا، فيها خالدون: شبه جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿يوم يبعثهم الله جميعا فيحلفون له كما يحلفون لكم﴾

يوم: مضاف، يبعثهم الله جميعا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے مفعول، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، يحلفون له: فعل با فاعل و ظرف لغو، كاف: جار، ما يحلفون لكم: موصول صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر "حلفا" مصدر محذوف کی صفت، مکر مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ويحسبون انهم علي شيء الا انهم هم الكاذبون﴾

و: حالیہ، يحسبون: فعل با فاعل، انهم: حرف مشبہ و اسم، علی شيء: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ، ما قبل "يحلفون" کی "ضمیر فاعل" سے فاعل واقع ہے، الا حرف تنبیہ، انهم حرف مشبہ و اسم، هم الكاذبون: جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿استحوذ عليهم الشيطان فانسهم ذكر الله اولئك حزب الشيطان الا ان حزب الشيطان هم الخسرون﴾

استحوذ: فعل، عليهم: ظرف لغو، الشيطان: فاعل، مکر جملہ فعلیہ متانفہ، ف: عاطفہ، انسهم: فعل با فاعل و مفعول، ذكر الله: بمفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ، اولئك: مبتدا، حزب الشيطان: خبر، مکر جملہ اسمیہ، الا حرف تنبیہ، ان حزب مشبہ، حزب الشيطان: اسم، هم الخسرون: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الذين يحادون الله ورسوله اولئك في الاذلين﴾

ان: حرف مشبہ، الذين يحادون الله ورسوله: موصول صلہ، مکر اسم، اولئك: مبتدا، فی الاذلين: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿كتب الله لاغلبن انا ورسلي ان الله قوي عزيز﴾

كتب الله: فعل و فاعل، مکر جملہ فعلیہ بمعنی قسم، جملہ قسمیہ، لام: تاکیدیہ، اغلبن: فعل ضمیر مستقر مؤکد، انا ورسلي: تاکیدیہ، مکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، برسلي: معطوف، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ، ان الله حرف مشبہ و اسم، قوي عزيز: خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون ..... او اخونهم او عشيرتهم﴾  
 لا تجد: فعل نفي بافاعل، قوما: موصوف، يؤمنون بالله واليوم الآخر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول اول، یوادون: فعل  
 بافاعل، من: موصولہ، حاد اللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذوالحال، و: حالہ، لو: وصلیہ، کانوا: فعل ناقص با اسم، اباء  
 ہم: معطوف علیہ، او ابناء ہم او خونہم او عشیرتہم: معطوفات، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔  
 ﴿اولئك كتب في قلوبهم الايمان وايدهم بروح منه﴾  
 اولئك: مبتدأ، كتب: فعل بافاعل، فی قلوبہم: ظرف لغو، الايمان: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ایدہم: فعل بافاعل  
 ومفعول، ب: جار، روح: موصوف، منہ: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔  
 ﴿ویدخلہم جنت تجری من تحتہا الانہر یخلدین فیہا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ﴾  
 و: عاطفہ، یدخلہ: فعل بافاعل، وہم: ضمیر ذوالحال، یخلدین فیہا: شبہ جملہ حال، ملکر مفعول، جنت: موصوف، تجری من تحتہا  
 الانہر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، رضی اللہ عنہم: فعل و قاعل وظرف لغو، ملکر جملہ  
 فعلیہ، و: عاطفہ، رضوا عنہ: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔  
 ﴿اولئك حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون﴾  
 اولئك: مبتدأ، حزب الله: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، الا حزب تنبیہ، ان حزب مشبہ، حزب الله: اسم، ہم المفلحون: جملہ اسمیہ  
 خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... اعد الله لهم عذابا شديدا.....☆ یہ آیت عبد اللہ بن بختل منافق کے حق میں نازل ہوئی جو رسول کریم ﷺ کی مجلس میں  
 حاضر رہتا اور یہاں کی بات یہود تک پہنچاتا ایک روز حضور اقدس ﷺ دولت سرائے اقدس میں تشریف فرما تھے حضور ﷺ نے فرمایا اس  
 وقت ایک آدمی آئے گا جس کا دل نہایت سخت اور شیطان کی طرح کی آنکھوں سے دیکھتا ہے تھوڑی دیر بعد عبد اللہ بن بختل آیا اس کی  
 آنکھیں نیلی تھیں حضور سید عالم ﷺ نے اس سے فرمایا تو اور تیرے ساتھی کیوں ہمیں گالیاں دیتے ہو؟ وہ قسم کھا گیا کہ وہ  
 ایسا نہیں کرتے اور اپنے یاروں کو لے آیا انہوں نے بھی قسم کھائی کہ ہم نے آپ کو گالیاں نہیں دیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

#### عند الشرع دوستی کس سے ہونی چاہیے؟

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الم تر الى الذين تولوا قوما غضب الله عليهم ما هم منكم ولا منهم ويحلفون  
 على الكذب وهم يعلمون﴾ کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جو ایسوں کے دوست ہوئے جن پر اللہ کا غضب ہے وہ نہ تم میں سے نہ ان  
 میں سے وہ دانستہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں (المجادلة: ۱)۔ اس آیت میں منافقین کا یہود کی جانب پھر جانا اور ان سے رسم و راہ استوار  
 کرنے کا بیان کرنا مقصود ہے۔ منافق وہ قوم ہیں جن پر اللہ ﷻ کا غضب ہوتا ہے اور یہ تمہارے دین و ملت میں نہیں ہیں، اور نہ ہی یہود  
 کے دین و ملت میں ان کا شمار ہوتا ہے حالانکہ ان پر بھی اللہ ﷻ کا غضب ہے، بلکہ ان منافقین کا حال تو یہ ہے: ﴿واذا لقوا الذين  
 امنوا قالوا امنا انما معكم الما نحن مستهزون ..... الخ جب ایمان والوں سے ملیں کہیں ہم ایمان لائے ہم تمہارے ساتھ  
 ہیں ہم تو یونہی ہنسی کرتے ہیں (البقرة: ۱۴)۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے پاس ایک ایسا

غص آئے گا جو شیطان کی آنکھ سے دیکھے گا، پھر تھوڑی دیر بعد ارق آیا، تو سید عالم ﷺ نے اس سے کہا: ”تم مجھے گالیاں کیوں دیتے ہو؟“ تو وہ قسم کھا گیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔  
(الطبری، الجزء: ۲۸، ص ۲۸ وغیرہ)

اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا لَا إِيْمَانُ وَالْوَلَوْنَ غِيَرُونَ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ (النساء: ۱۳۸) ﴿عند الشرع مسلمان آپس میں دوستی رکھیں، حدیث قدسی ہے اللہ ﷻ نے فرمایا: ”جو میرے عزت و جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں ان کے لئے نور کے منبر ہونگے، انبیاء و شہداء ان پر غبطہ (رشک) کریں گے“۔ (سنن الترمذی، کتاب الزہد، باب: ما جاء فی حب اللہ، رقم: ۲۳۹۷، ص ۶۹۲)

### منافقین کا آخرت میں قسم کھانا:

۲..... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ منافق قیامت میں اللہ ﷻ کی قسمیں کھائیں گے جیسا کہ ان کے اولیاء دنیا میں قسمیں کھاتے تھے: (۱)..... اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وَاللّٰهُ رَبُّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ﴾ اور اپنے رب کی قسم کہ ہم مشرک نہ تھے (الانعام: ۲۲) ﴿.....﴾ (۲)..... اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وَيُحْلِقُونَ بِاللّٰهِ اَنَّهُمْ لَكُمْ﴾ اور اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں (التوبہ: ۵۶) ﴿.....﴾ معنی یہ ہے کہ منافقین شدید نفاق کا مظاہرہ کریں گے اور ان کا گمان ہوگا کہ وہ اللہ کے سامنے اپنے جھوٹے ایمان کو ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے، اور ان کا یہ مذموم فعل ان کے ساتھ ہمیشہ باقی رہے گا، اور اس جانب اس فرمان مقدس نشان میں اشارہ ہے: ﴿وَلَوْ رَدُّوا لَعَادُوا﴾ لہذا انہوں نے اگر واپس بھیجے جائیں تو وہی کریں جس سے منع کئے گئے تھے (الانعام: ۲۸) ﴿.....﴾ جبائی اور قاضی کا قول یہ ہے کہ آخرت میں منافقین جھوٹ نہ بولیں گے، بلکہ آیت مقدسہ کا معنی یہ ہے کہ وہ کہیں گے کہ ہم اپنی ذات میں کفر کو نہ پاتے تھے، اور اسی بنیاد پر ان کی یہ قسم جھوٹ پڑنی نہ کہلائے گی، اور اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿اَلَا اَنَّهُمْ هُمُ الْكَافِرُونَ﴾ سننے ہو بیشک وہی جھوٹے ہیں (المجادلہ: ۱۸) ﴿.....﴾ یعنی یہ لوگ دنیا میں جھوٹے تھے، اور جانا چاہیے کہ اس بناء پر آیت کی تفسیر اپنی نظم کے اعتبار سے بہت کمزوری کا تقاضا کرتی ہے۔  
(الرازی، ج ۱، ص ۴۹۸)

### علامہ آلوسی کے نزدیک اللہ و رسول کی مخالفت والے کون ہیں؟

۳..... اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَحَادُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذْلٰىنِ﴾ بیشک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں (المجادلہ: ۲۰) ﴿.....﴾ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَحَادُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ كَبَتُوْا كَمَا كَبَتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ الخ بیشک جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کئے گئے ہیں جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی (المجادلہ: ۵) ﴿.....﴾ یعنی اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ سے معاندت و مخالفت کرے کیونکہ ہر معاندت کرنے کا حال یہی ہوا کرتا ہے کہ وہ عداوت میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک نکل جاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی مراد لیا گیا ہے کہ معاندت سے مراد لوہے کے کثرت سے استعمال کے اعتبار سے تردد کرنا ہے جو کہ جنگ میں تلواروں وغیرہ کے اعتبار سے استعمال کئے جاتے ہیں، لیکن اول قول زیادہ بہتر ہے۔ علامہ ناصر الدین بیضاوی کا قول ہے کہ وہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی حدود کو چھوڑ کر کچھ اور ہی وضع کرتے اور اختیار کرتے ہیں۔ شیخ الاسلام سعد اللہ جلی کہتے ہیں: اسی بناء پر امراء و دیگر حکمرانوں کا شرع کی حدود کے خلاف امور اختیار کرنے کی نفی کی گئی ہے۔ امام شہاب الدین خفاجی اقبل قول کے نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ عارف باللہ شیخ بہاء الدین: ”رسالہ“ میں لکھتے ہیں: امراء و حکمرانوں کے قوانین پر اس وقت تک عمل کرو جب تک کہ وہ شرع کے خلاف نہ ہوں کیونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنََكُمْ﴾ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا (المائدہ: ۳) ﴿.....﴾ کیونکہ دین اپنے کمال مرتبے تک پہنچ چکا ہے اور مزید نئے



سرے سے تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا، اور جب کسی معاملے میں اللہ ﷻ کا حکم آجائے تو مخلوق میں کسی اور کا حکم نہیں چل سکتا، لیکن عقل والے کہاں ہیں جو یہ سب سوچیں!۔  
(روح المعانی، الجزء: ۲۸، ص ۳۰۱)

## قرآن کی رو سے اللہ کی جماعت کونسی ہے؟

۲..... اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ.....﴾ الخ تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ کی ہی جماعت کامیاب ہے (المجادلہ: ۲۲) ﴿...﴾ وہ لوگ جو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت اپنے آباء و اجداد اور دیگر رشتے داروں کی وجہ سے کر لیتے ہیں وہ نہ تو اللہ ﷻ پر ایمان لاتے ہیں اور نہ ہی اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاتے ہیں، اور یونہی پلٹ جاتے ہیں جیسا کہ یہود پلٹ جایا کرتے تھے۔ لیکن وہ لوگ جو اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کی مخالفت نہیں کرتے، چہ جائے کہ ان کے آباء و اجداد و دیگر عزیز کچھ ہی کریں، ان کے لئے اللہ ﷻ نے ایمان کو نقش کر دیا ہے، ان کے دل ایمان کے نور سے بھرے ہوئے ہیں اور اللہ ﷻ کی مزید مدد براہین قاطعہ اور نور ہدایت کے تناظر میں فرمائے گا اور انہیں ایسے باغوں میں بسائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ اور اللہ ﷻ دنیا میں ان کی طاعت گزاری سے راضی ہے اور یہ لوگ آخرت میں داخل جنت ہونے کی صورت میں اللہ ﷻ سے راضی ہو گئے۔ اور یہی اللہ ﷻ کے گروہ کی خصوصیات ہیں۔ یہ لوگ اللہ ﷻ کے اولیاء اور گروہ میں شامل ہیں اور ان کے لئے بقاء و نجات ہے، ان کی طلب کا ثمرہ پانے کے لئے جو انہوں نے دنیا میں اللہ ﷻ کی طاعت بجالا کر اللہ ﷻ سے جنت کا سودا کیا۔  
(الطبری، الجزء: ۲۸، ص ۳۲ وغیرہ)

## اغراض:

بل ہم مذہبہون: یعنی (منافقین) خالص ایمان اور خالص کفر کے بارے میں متردد ہیں، کیونکہ یہ ظاہری اعتبار سے تو ایمان کی طرف ہیں لیکن باطنی اعتبار سے کفر کی جانب ہیں۔ المغلوبین: مراد کفار اور منافقین ہیں۔ ہال حجة او السیف: رسول کبھی تلوار سے غالب ہوتے ہیں اور کبھی دلائل و براہین سے اور کبھی دونوں ہی باتیں پائی جاتی ہیں۔ کسما وقع لجماعة من الصحابة: حضرت ابن مسعود اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ نے اپنے باپ عبد اللہ بن جراح کو غزوہ اُحُد کے دن قتل کر دیا تھا یا ان کے بیٹے مراد ہوں جیسے حضرت ابو بکر صدیق ؓ ہیں، حضرت ابو بکر صدیق کے بیٹے نے غزوہ بدر میں دعوت مبارزت دی حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ پہلے دستے میں شامل ہو جاؤں، حضور ﷺ نے فرمایا ہمیں اپنے آپ سے لطف اندوز کر یا ان کے بھائی مراد ہوں جیسے مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کر دیا یا خاندان کے لوگ مراد ہوں جیسے حضرت عمر ؓ نے اپنے خالو عاص بن ہاشم بن مغیرہ کو بدر میں قتل کر دیا، حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ نے بدر کے دن عقبہ، شیبہ جو ربیعہ کے بیٹے تھے اور ولید بن عقبہ سے جنگ کی اور انہیں قتل کر دیا، جن لوگوں نے کفار سے دوستی نہیں کی انہیں کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو ثابت کر دیا ہے، یہاں ایمان سے مراد تصدیق ہے۔ بنسور: ایک قول کے مطابق روح سے مراد مدد کی روح ہے، ایک قول کے مطابق قرآن اور جنتیں ہیں اور ایک قول کے مطابق حضرت جبرائیل امین علیہ السلام مراد ہیں۔ وحسی اللہ عنہم: یعنی اللہ ان کے ساتھ اپنی رضا والا معاملہ فرمائے گا، انہیں (مزید) طاعات کی توفیق دے گا، ان کی عبادتیں قبول کر کے ثواب عطا فرمائے گا۔  
(الصاوی، ج ۶، ص ۸۰ وغیرہ)

## سورة الحشر مکیہ وھی اربع وعشرون آیہ

(سورة الحشر مدنی ہے اس کی کل چوبیس آیتیں ہیں)

## تعارف سورة الحشر

اس سورت میں تین رکوع، چوبیس آیتیں، ۴۴۵ کلمے، ایک ہزار نو سو تیرہ حروف ہیں۔ اس سورت میں جس حقیقت کا بیان ہو رہا ہے وہ یہ کہ زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ ﷻ کی تسبیح کرتی ہے اور اس کی حمد بیان کرتی ہے کیونکہ وہی بڑی عزت والا اور بڑی حکمت والا ہے اور اللہ ﷻ کی دانائی اور حکمت کو ثابت کرنے کے لئے بنی نصیر کے انجام کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کیا جا رہا ہے کہ دیکھو ان کے قلعے کتنے شاندار اور گھڑیاں کتنی مضبوط تھیں، ان کے پاس اسلحہ کے کتنے ذخائر تھے لیکن اللہ ﷻ نے انہیں یوں مغلوب کیا کہ وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے شاندار گھروں کو برباد کر رہے ہیں اور بغیر جنگ کئے اپنے گھروں کو چھوڑنے پر تیار ہو گئے پھر یہ بتایا گیا کہ ان کو یہ سزا اس لئے دی گئی کیونکہ انہوں نے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی اور جو بھی اس طریقہ کو اختیار کریگا اس کا یہی انجام ہوگا اس کے بعد یہ بتایا گیا کہ دشمن کو شکست دینے کے لئے جنگی تدابیر ناگزیر ہیں مال فتنے کی تقسیم کا حکم بتایا اور اسلامی نظام معاشیات کے اہم ستون کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد اپنے محبوب ﷺ کی غیر مشروط اطاعت کا حکم دیا پھر انصار و مہاجرین کی عزت و حوصلہ افزائی فرمائی اور منافقین کی رذیل حرکتوں پر انہیں جھجھوڑا بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہا کرتے تھے درحقیقت وہ کفر کے دلدادہ تھے اور اسلام کے کھلے دشمن تھے آخری رکوع میں مضامین کے علاوہ اللہ ﷻ کے اسماء گرامی کا ذکر فرمایا جس سے اللہ ﷻ کی عظمت و شان کا پتہ چلتا ہے۔

رکوع نمبر: ۴

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿سَبِّحْ لِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ اَيْ نَزَّهَهُ قَالًا مَزِيْدَةً وَفِي الْاٰتِيَانِ بِمَا تَغْلِيْبُ لِّلْاَكْثَرِ ﴿۱﴾  
 ﴿وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (۱) ﴿فِي مَلِكِهِ وَنُصْرَتِهِ﴾ هُوَ الَّذِي اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكُتُبِ هُمْ  
 بَنُو النَّضِيْرِ مِنَ الْيَهُودِ ﴿۲﴾ مِنْ دِيَارِهِمْ مَسَاكِيْنُهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ ﴿۳﴾ لَوْلَا الْحَشْرُ هُوَ حَشَرُهُمْ اِلَى الشَّامِ وَآخِرُهُ  
 اَنْ اَجْلَاهُمْ عَمْرُفِيْ خِلَافَتِهِ اِلَى خَيْبَرَ ﴿۴﴾ مَا ظَنَنْتُمْ اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵﴾ اَنْ يَخْرُجُوْا وَظَنُّوْا اَنْهُمْ مَانَعَتُهُمْ خَيْرٌ  
 اَنْ ﴿۶﴾ حَصَوْنَهُمْ فَعَايَلَهُ بِهٖ تَمَّ الْحَبْرُ ﴿۷﴾ مِنَ اللّٰهِ مِنْ عَذَابِهِ فَاتَهُمُ اللّٰهُ اَمْرًا وَعَذَابُهُ ﴿۸﴾ مِنْ حَيْثُ لَمْ  
 يَحْتَسِبُوْا لَمْ يَخْطُرْ بِاِلَهُمْ مِنْ جِهَةِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۹﴾ وَقَذَفَ اَلْقَى ﴿۱۰﴾ فِى قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ ﴿۱۱﴾ بِسُكُوْنِ الْعَيْنِ  
 وَضَمِّهَا اَلْخَوْفُ بِقَتْلِ سَيِّدِهِمْ كَعَبِ بْنِ اَلْاَشْرَفِ ﴿۱۲﴾ يَخْرُبُوْنَ اَلتَّشْدِيْدَ وَالتَّخْفِيْفَ مِنْ اَخْرَابِ ﴿۱۳﴾  
 بَيْنُوْتِهِمْ ﴿۱۴﴾ لِيَنْقُلُوْا مَا اسْتَحْسَنُوْا مِنْهَا مِنْ خَشَبٍ وَغَيْرِهِ ﴿۱۵﴾ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِى الْمُؤْمِنِيْنَ فَاَعْتَبُوا يٰ اُولٰٓئِ  
 الْاَبْصَارِ ﴿۱۶﴾ وَلَوْلَا اَنْ كُتِبَ اِلَى اللّٰهِ قَضٰى ﴿۱۷﴾ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءُ ﴿۱۸﴾ بِالْاُخْرُوْجِ مِنَ الْمَوَاطِنِ ﴿۱۹﴾ لَعَذَبَهُمْ فِى  
 الدُّنْيَا ﴿۲۰﴾ بِالْقَتْلِ وَالسَّبْيِ كَمَا فَعَلَ بِقَرْيَظَةَ مِنَ الْيَهُودِ ﴿۲۱﴾ وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنْهُمْ  
 شَاقُوْا ﴿۲۳﴾ خَالَفُوْا ﴿۲۴﴾ اَللّٰهُ وَرَسُوْلَهُ وَمَنْ يَشَاقِ اللّٰهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾ مَا قَطَعْتُمْ يٰ مُسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ مِنْ لِيْنَةٍ  
 ﴿۲۷﴾ نَخْلَةٍ ﴿۲۸﴾ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى اَصُوْلِهَا فَبَاذَنَ اللّٰهُ ﴿۲۹﴾ اَيْ خَيْرٌ كُمْ فِى ذٰلِكَ ﴿۳۰﴾ وَلِيَخْزٰى ﴿۳۱﴾ بِالْاِذْنِ فِى  
 الْقَطْعِ ﴿۳۲﴾ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۳۳﴾ اَلْيَهُودُ فِى اَعْتِرَاضِهِمْ بِاَنْ قَطَعَ الشَّجَرِ الْمُسْمُوْمَ فَسَادًا ﴿۳۴﴾ وَمَا اَفَاءَ ﴿۳۵﴾ رَدَّ ﴿۳۶﴾ اَللّٰهُ عَلٰى

رسولہ منهم فما اوجفتم ﴿۱﴾ اَسْرَعْتُمْ يَامُسْلِمُونَ ﴿۲﴾ عَلَيْهِ مِنْ زَالِدَةٍ ﴿۳﴾ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ ﴿۴﴾ اَبْلَ اَيِّ لِمَ تَقَاسَوْا فِيهِ مِثْقَةَ ذَرَّةٍ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۵﴾ ﴿۶﴾ فَلَاحِقٌ لَّكُمْ فِيهِ وَيَخْتَصُّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ يَفْعَلُ فِيهِ مَا يَشَاءُ فَاَعْطَىٰ مِنْهُ الْمُهَاجِرِينَ وَثَلَاثَةً مِنَ الْأَنْصَارِ لِفَقْرِهِمْ ﴿۷﴾ مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ كَالصَّفْرَاءِ وَوَادِي الْقُرَىٰ وَيَنْبَغُ ﴿۸﴾ فَلِللَّهِ يَأْمُرُ فِيهِ بِمَا يَشَاءُ ﴿۹﴾ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي صَاحِبٍ ﴿۱۰﴾ الْقُرْبَىٰ الْقُرْبَىٰ مِنَ النَّبِيِّ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَّلِبِ ﴿۱۱﴾ وَالْيَتَامَىٰ أَطْفَالِ الْمُسْلِمِينَ الَّذِينَ هَلَكَتْ آبَاؤُهُمْ وَهُمْ فَقَرَاءٌ ﴿۱۲﴾ وَالْمَسْكِينِ ذَوِي الْحَاجَةِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۱۳﴾ وَابْنِ السَّبِيلِ الْمُنْقَطِعِ فِي سَفَرِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَيْ يَسْتَحِقُّهُ النَّبِيُّ وَالْأَصْنَافُ الْأَرْبَعَةُ عَلَىٰ مَا كَانَ يَقْسِمُهُ مِنْ أَنَّ لِكُلِّ مِنَ الْأَرْبَعَةِ خُمُسَ الْخُمْسِ وَلَهُ الْبَاقِي ﴿۱۴﴾ كَى لَا كَى بِمَعْنَى اللَّامِ وَأَنَّ مُقَدَّرَةً بَعْدَهَا ﴿۱۵﴾ يَكُونُ الْفَقْرُ عِلَّةَ الْقِسْمَةِ كَذَلِكَ ﴿۱۶﴾ دَوْلَةٌ مُتَدَاوِلَةٌ بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ وَمَا اتَّكُمْ ﴿۱۷﴾ أَعْطَاكُمْ ﴿۱۸﴾ الرَّسُولُ مِنَ الْفَقْرِ وَغَيْرِهِ ﴿۱۹﴾ فَخَذُّوهُ وَمَا نَهَكُم عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۲۰﴾ لِّلْفُقَرَاءِ مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوفٍ أَيْ اَعْتَجَبُوا ﴿۲۱﴾ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ اخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالُهُمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصَرُونَ إِلَيْهِ وَرَسُولُهُ أَوْلَىٰكُمْ هُمُ الصَّدُوقُونَ ﴿۲۲﴾ ﴿۲۳﴾ فِي إِيْمَانِهِمْ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ ﴿۲۵﴾ أَيْ الْمَدِينَةَ ﴿۲۶﴾ وَالْإِيْمَانَ ﴿۲۷﴾ أَيْ الْقُوَّةَ وَهُمْ الْأَنْصَارُ ﴿۲۸﴾ مِنْ قَبْلِهِمْ يَحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً ﴿۲۹﴾ حَسَدًا ﴿۳۰﴾ مِمَّا أُوتُوا ﴿۳۱﴾ أَيْ اتَى النَّبِيُّ الْمُهَاجِرِينَ مِنْ أَمْوَالِ بَنِي النَّضِيرِ الْمُخْتَصَّةِ بِهِ ﴿۳۲﴾ وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴿۳۳﴾ حَاجَةً إِلَىٰ مَا يُؤْثِرُونَ بِهِ ﴿۳۴﴾ وَمَنْ يُوقِ شَحْمَةَ نَفْسِهِ ﴿۳۵﴾ حَرَصَهَا عَلَىٰ الْمَالِ ﴿۳۶﴾ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ ﴿۳۸﴾ مِنْ بَعْدِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿۳۹﴾ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِأَخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا ﴿۴۰﴾ حَقًّا ﴿۴۱﴾ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿۴۲﴾

### ترجمہ

اللہ کی پاکی بولتا ہے (اس کی تزیین بیان کرتا ہے) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (اسم جلال پر لام زائدہ ہے اور ”ما“ کو ذکر کرنا اکثری مخلوق کو غلبہ دینے کے اعتبار سے ہے) اور وہی غلبہ رکھنے والا ہے (اپنے ملک میں) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) وہی ہے جس نے ان کا فرکتا یوں کو (یعنی یہود میں سے بنو نضیر کو مدینے میں) ان کے گھروں سے نکالا (من دیارہم بمعنی من مساکنہم ہے) ان کے پہلے حشر کے لیے (یہ جلا وطنی ان کا پہلا حشر ہے جو کہ شام کی طرف تھا اور ان کا آخری حشر یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے انہیں اپنے زمانہ خلافت میں خیبر کی طرف نکالا..... اے مسلمانوں!) تمہیں گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کے قلعے (”مانعتہم“ ”یہ“ ”ان“ کی خبر ہے ”حصونہم“ مانعة کا فاعل ہے یہ ملکر خبر بن جائیں گے) انہیں اللہ سے (یعنی اس کے عذاب سے) بچالیں گے تو اللہ (یعنی اس کا امر اور عذاب) ان کے پاس آیا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ تھا (یعنی مسلمانوں کی طرف سے کہ اس کا خیال بھی ان کے دلوں میں نہ آیا تھا) اور اس نے ڈالا (قذف بمعنی القی ہے) ان کے دلوں میں رعب..... رعب..... (”رعب“ کو عین ساکنہ اور مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، یہ رعب ان کے دلوں میں اپنے سردار کعب بن اشرف کے قتل کے جانے کے سبب

ہوا) کہ ویران کرتے ہیں ”یخربون“ فعل کو مشدود اور مخفف دونوں طرح پڑھا گیا ہے بصورت تخفیف یہ اخرب سے ماخوذ ہوگا) اپنے گھر (تاکہ اس کی پسندیدہ لکڑیاں وغیرہ اپنے ساتھ لے جاسکیں) اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں تو عبرت کر لو! نگاہ والو! اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ نے ان پر لکھ دیا ہوتا (ان کے لیے فیصلہ کر دیا ہوتا) جلا وطنی کو (الجلء کے معنی جلا وطنی ہے) تو دنیا ہی میں ان پر عذاب فرماتا (قتل اور قیدی بنائے جانے کی صورت میں جیسا کہ یہودیوں میں سے بنو قریظہ کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا) اور ان کے لیے آخرت میں آگ کا عذاب ہے یہ اس لیے کہ انہوں نے مخالفت کی (شاقوا بمعنی خالفوا ہے) اللہ اور اس کے رسول کی اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے..... تو بیشک اللہ (اسے) سخت عذاب دینے والا ہے (اے مسلمانوں!) جو درخت تم نے کاٹے (یعنی کھجور کے درخت) یا ان کی جڑوں پر قائم چھوڑ دیئے یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا (یعنی اس نے تمہیں اس بارے میں اختیار دیا تھا) اور اس لیے کہ رسوا کرے (درخت کاٹنے وغیرہ کی اجازت دیکر) فاسقوں کو (یعنی یہودیوں کو ان کا اس بات پر اعتراض کرنے میں کہ پھل دار درخت کو کاٹ دینا فساد ہے) اور جو پھیری (افساء بمعنی رد ہے) غنیمت اللہ نے اپنے رسول کو ان سے تو تم نے نہیں دوڑائے (او جفتم بمعنی اسر عتم ہے) اس پر گھوڑے (”من خیل“ میں ”من“ زائدہ ہے) اور نہ اونٹ (”رکاب“ سے مراد اونٹ ہیں) یعنی اس میں تمہیں کوئی مشقت نہیں ہوئی! ہاں! اللہ اپنے رسولوں کے قابو میں دے دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے (پس اس میں تمہارا کچھ حق نہیں ہے یہ نبی پاک ﷺ کے ساتھ مختص ہے اور ان کے ساتھ جن کا دوسری آیت میں ذکر ہے یعنی مخصوص چار اقسام کے افراد حضور ﷺ ان میں سے ہر ایک قسم پر نفس کا پانچواں حصہ تقسیم فرمائیں گے اور بقیہ تمام حضور ﷺ کی ملک ہے وہ اس میں جو چاہیں کریں حضور ﷺ نے اس میں سے مہاجرین کو عطا فرمایا اور تین انصاری صحابہ کرام کو ان کی احتیاج کی وجہ سے اس مال میں سے عطا فرمایا.....) جو غنیمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو شہر والوں سے (جیسا کہ صفراء، وادی قری اور بنیج سے) تو وہ اللہ کے لیے ہے (وہ اس کے بارے میں جو چاہے حکم فرمائے) اور رسول کے لیے ہے اور قرابت والوں کے لیے (لذی القربی میں ذی کے معنی صاحب ہے، یہاں اس سے مراد نبی پاک ﷺ کے قرابت دار ہیں یعنی بنی ہاشم اور بنی مطلب) اور یتیموں کے لیے (یعنی ان مسلمان بچوں کے لیے جو فقر کی حالت میں ہوں اور ان کے باپ کا انتقال ہو چکا ہو) اور مسکینوں کے لیے (یعنی صحت مند مسلمانوں کے لیے) اور مسافروں کے لیے (جو سفر میں مسلمانوں سے جدا ہو گیا ہو یعنی اس کے نبی پاک ﷺ اور مذکورہ چار افراد مستحق ہیں حضور ﷺ یہ مال ان میں تقسیم فرمائیں گے یوں کہ ان چار اقسام کے افراد کو خمس الخمس ملے گا اور بقیہ تمام مال حضور ﷺ کی ملکیت ہوگا) کہ نہ ہو جائے ”مسی“ بمعنی لام ہے، اور اس کے مابعد ”ان“ مقدر ہے (وہ) یعنی مال فتنے..... ۵..... یہاں مال فتنے کو اس طرح تقسیم کرنے کی علت بیان کی (جاری ہے) اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں (مال فتنے وغیرہ سے، انکم بمعنی اعطاکم ہے) اور جس سے منع کریں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے ان فقراء (”الفقراء“ فعل محذوف ”اعجبوا“ سے متعلق ہے) مہاجرین کے لیے..... ۶..... جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے وہی سچے ہیں (اپنے ایمان میں) اور جنہوں نے گھر بنایا اس قہر (یعنی منورہ) میں اور ایمان میں (یعنی انہیں اس سے الفت و محبت کی، مراد اس سے انصار ہیں) ان سے پہلے ہی دوست رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت (یعنی حسد) نہیں پاتے اس چیز پر جو انہیں دیا گیا (یعنی بنو نضیر کا وہ مال جو کہ حضور ﷺ کے ساتھ مختص تھا مہاجرین کو عطا فرما دینے پر) اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو (یعنی جس چیز کو وہ ایثار کر رہے ہیں خود انہیں اس شے کی شدید حاجت ہو..... ۷.....) اور جو اپنے نفس کو لالچ سے بچا گیا (نفس کی حرص مال سے بچا گیا..... ۸.....) تو وہی کامیاب ہیں اور وہ جو ان کے بعد آئے (یعنی قیامت تک انصار اور مہاجرین کے بعد



جو آئیں گے) عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے..... اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ (غل بمعنی حقد ہے) اے رب ہمارے! بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿سبح لله ما فی السموت وما فی الارض وهو العزيز الحكيم﴾

سبح لله: فعل وظرف لغو، ما فی السموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما فی الارض: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، هو مبتداء، العزيز الحكيم: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هو الذي اخرج الذين كفروا من اهل الكتب من ديارهم لا اول الحشر﴾

هو: مبتداء، الذي: موصول، اخرج: فعل، الذين كفروا: ذوالحال، من اهل الكتب: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، من ديارهم: ظرف لغو، لا اول الحشر: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿ما ظننتم ان يخرجوا وظنوا انهم ما نعتمهم حصونهم من الله﴾

ما ظننتم: فعل نفی بافاعل، ان يخرجوا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ظنوا: فعل بافاعل، انهم: حرف مشبہ واسم، مانعة: اسم فاعل مضاف، هم: ضمیر مضاف الیہ مفعول، حصونهم: فاعل، من الله: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاتيهم الله من حيث لم يحتسبوا وقذف في قلوبهم الرعب﴾

ف: عاطفہ تعقیبیہ، اتیهم الله: فعل ومفعول وفاعل، من: جار، حيث: مضاف، لم يحتسبوا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قذف: فعل بافاعل، فی قلوبهم: ظرف لغو، الرعب: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿يخربون بيوتهم بأيديهم وايدى المؤمنين فاعتبروا يا اولى الابصار﴾

يخربون: فعل بافاعل، بيوتهم: مفعول، ب: جار، ايديهم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ايدي المؤمنين: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ، ف: فصیحیہ، اعتبروا: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "تدبرتم هذا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء، يا اولی الابصار: نداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ولولا ان كتب الله عليهم الجلاء لعذبهم في الدنيا﴾

و: متانفہ، لولا شرطیہ، ان: مصدریہ، كتب الله عليهم الجلاء: فعل بافاعل وظرف لغو ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر "موجود" خبر محذوف کیلئے، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط، لام: تاکیدیہ، عذبهم فی الدنيا: جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ متانفہ۔

﴿ولهم في الآخرة عذاب النار ذلك بانهم شاقوا الله ورسوله﴾

و: متانفہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، فی الآخرة: ظرف مستقر حال مقدم، عذاب النار: ذوالحال، ملکر مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ، ذلك: مبتداء، ب: جار، انهم: حرف مشبہ واسم، شاقوا الله ورسوله: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن يشاق الله فان الله شديد العقاب﴾

و: عاطفہ، من شرطیہ مبتداء، يشاق: فعل بافاعل، الله: اسم جلال مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان الله: حرف مشبہ

واسم، شدید العقاب: خبر، مکر جملہ اسمیہ جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ما قطعتم من لينة أو تركتموها قائمة على أصولها فبإذن الله﴾

ما: شرطیہ ذوالحال، من لينة: ظرف مستقر حال، مکر مفعول مقدم، قطعتم: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، ترکتموها: فعل بافاعل، مفعول اول، قائمة علی اصولها: شبہ جملہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر شرط، ف: جزائیہ، بإذن الله: ظرف مستقر "قطعها" مبتدا محذوف کیلئے خبر، مکر جملہ اسمیہ جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولیحزى الفسقين﴾

و: عاطفہ، لام: جار، یحزى الفسقين: فعل بافاعل، مفعول، مکر جملہ فعلیہ تقدیران مجرور، مکر "یسیر المؤمنین و یعزہم" پر معطوف ہے، مکر فعل محذوف "اذن فی قطعها" کیلئے ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما افاء الله على رسوله منهم فما اوجفتم عليه من خيل ولا ركاب﴾

و: متعلقہ، ما: موصولہ، افاء الله علی رسولہ منہم: جملہ فعلیہ صلہ، مکر مبتدا، ف: جزائیہ، ما اوجفتم: فعل نفی بافاعل، علیہ: ظرف لغو، من: زائد، خیل، معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: تانیہ، رکاب: معطوف، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ متعلقہ۔

﴿ولكن الله يسلم رسله على من يشاء والله على كل شيء قدير﴾

و: عاطفہ، لکن الله: حرف شبہ واسم، یسلم: فعل بافاعل، رسله: مفعول، علی من یشاء: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الله مبتدا، علی کل شیء قدير: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما افاء الله على رسوله من اهل القرى فلله وللرسول ولذی القربى والیتیمی والمسکین وابن السبیل﴾

ما: موصولہ، افاء الله: فعل وفاعل، علی: جار، رسولہ: ذوالحال، من اهل القرى: ظرف مستقر حال، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر مبتدا، ف: جزائیہ، الله: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، للرسول: جار مجرور معطوف اول، و: عاطفہ، لام: جار، ذی القربى: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الیتیمی والمسکین وابن السبیل: معطوفات، مکر مجرور، مکر معطوف ثانی، مکر ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿کی لا یكون دولة بین الاغنیاء منکم﴾

کی: حرف تعلیل وجز بمعنی لام، لا: تانیہ، یكون: فعل ناقص بااسم، دولة: موصوف، بین الاغنیاء: ظرف متعلق بمحذوف صفت، مکر ذوالحال، منکم: ظرف مستقر حال، مکر خبر، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما اتکم الرسول فخذوه وما نهکم عنه فانتهوا﴾

و: عاطفہ، ما: موصولہ، اتکم الرسول: جملہ فعلیہ، مکر مبتدا، ف: جزائیہ، خذوه: فعل امر بافاعل، مفعول، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: موصولہ، نهکم عنه: جملہ فعلیہ صلہ، مکر مبتدا، ف: جزائیہ، انتهوا: فعل امر بافاعل، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿واتقوا الله ان الله شدید العقاب﴾

و: عاطفہ، اتقوا الله: فعل امر بافاعل، مفعول، مکر جملہ فعلیہ، ان الله: حرف شبہ واسم، شدید العقاب: خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿للفقراء المهجریں الذین اخرجوا..... ورضوانا ینصرون الله ورسوله﴾

لام: جار، الفقراء: موصوف، المهجریں: صفت اول، الذین: موصول، اخرجوا: من دیارہم واماوہم: جملہ فعلیہ صلہ، مکر

صفت ثانی، مکرذوالحال، یتسغون: فعل بافاعل، فضلاً، موصوف، من اللہ: ظرف مستقر صفت، مکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، رضواناً، معطوف، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ینصرون اللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ معطوف، مکر حال، مکر مجرور، مکر ناقبل "الذی القربی" سے بدل واقع ہے (عند امام اعظم) اور امام شافعی کے نزدیک "اعجبوا" فعل محذوف کیلئے ظرف مستقر ہے، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولئک ہم الصدقون والذین تبوؤ الدار والايمان من قبلهم یحبون من ہاجر الیہم﴾  
اولئک: مبتداء، ہم: مبتداء ثانی، الصدقون: خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: متانفہ، الذین: موصول، تبوؤ الدار: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، الايمان: مکر جملہ اسمیہ، من قبلهم: ظرف مستقر حال، مکر فعل محذوف "اخلصوا" کیلئے مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر صلہ، مکر مبتداء، یحبون: فعل بافاعل، من ہاجر الیہم: موصول صلہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوثروا ویوثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ﴾  
و: عاطفہ، لا یجدون فی صدورہم: فعل نفی بافاعل، وظرف لغو، حاجۃ: موصوف، مما اوثروا: ظرف مستقر صفت، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یوثرون: فعل واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لو: وصلیہ، کان: فعل ناقص، بہم: ظرف مستقر خبر مقدم، خصاصۃ: اسم مؤخر، مکر جملہ فعلیہ حال، مکر فاعل، علی انفسہم: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن یوق شح نفسه فاولئک ہم المفلحون﴾  
و: متانفہ، من بشرطیہ، یوق: فعل مجہول بانائب الفاعل، شح نفسه: مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتداء، ہم المفلحون: جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ جزاء، مکر جملہ شرطیہ متانفہ۔

﴿والذین جاء و من بعدہم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالايمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤوف رحیم﴾

و: متانفہ، الذین: موصول، جاء و من بعدہم: جملہ فعلیہ صلہ، مکر مبتداء، یقولون: قول، ربنا: نداء، اغفر: فعل امر بافاعل، لنا: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لاخواننا: موصوف، الذین سبقونا بالايمان: موصول صلہ، مکر صفت، مکر مجرور، مکر معطوف ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، مکر جملہ ندائیہ ہو کر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تجعل: فعل نہی بافاعل، فی قلوبنا: ظرف مستقر مفعول ثانی، غلا: موصوف، للذین امنوا: ظرف مستقر صفت، مکر مفعول اول، مکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ربنا: نداء، مکر جملہ ندائیہ ہو کر معطوف، مکر مقولہ اول، انک رؤوف رحیم: جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، مکر جملہ تالیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

### شان نزول

☆.....سبح للہ ما فی السموت وما فی الارض.....☆ یہ سورت بنو نضیر کے حق میں نازل ہوئی یہ لوگ یہودی تھے جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو انہوں نے حضور ﷺ سے اس شرط پر صلح کی کہ نہ آپ کے ساتھ ہو کر کسی سے لڑیں اور نہ آپ سے جنگ کریں گے، جب جنگ بدر میں اسلام کی فتح ہوئی تو بنو نضیر نے کہا یہ وہی نبی ﷺ ہیں جن کی صفت توریت میں ہے پھر جب احد میں مسلمانوں کو ہزیمت کی صورت پیش آئی تو یہ شک میں پڑے اور انہوں نے سید عالم ﷺ اور ان کے نیاز مندوں کے ساتھ عداوت کا اظہار کیا اور جو معاہدہ کیا تھا وہ توڑ دیا اور ان کا ایک سردار کعب بن اشرف یہودی چالیس یہودی سواروں کو لے کر مکہ مکرمہ میں پہنچا اور کعبہ عظیمہ کے پردے کو تھام کر قریش کے سرداروں سے رسول کریم ﷺ کے خلاف معاہدہ کیا اللہ ﷻ کے علم دینے سے

حضور اس حال پر مطلع تھے اور بنی نضیر سے ایک خیانت اور بھی واقع ہو چکی تھی کہ انہوں نے قلعہ کے اوپر سے سید عالم ﷺ پر بار بار ارادہ فاسد ایک پتھر گرایا تھا۔ اللہ ﷻ نے حضور ﷺ کو خبردار کر دیا اور بفضلہ تعالیٰ حضور ﷺ محفوظ رہے غرض جب یہودی بنو نضیر نے خیانت کی اور عہد شکنی کی اور کفار قریش سے حضور ﷺ کے خلاف عہد کیا تو سید عالم ﷺ نے محمد بن مسلمہ انصاری کو حکم دیا انہوں نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کر دیا پھر حضور ﷺ مع لشکر کے بنی نضیر کی طرف روانہ ہوئے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ یہ محاصرہ اکیس روز رہا اس درمیان منافقین نے یہود سے ہمدردی و موافقت کے بہت سے معاہدے کئے لیکن اللہ ﷻ نے ان سب کو ناکام کیا۔ یہود کے دلوں میں رعب ڈالا آخر کار انہیں حضور ﷺ کے حکم سے جلاوطن ہونا پڑا اور وہ شام واریح و خیبر کی طرف چلے گئے۔

☆..... ما قطعتم من لینۃ.....☆ جب بنو نضیر اپنے قلعوں میں پناہ گزیں ہوئے تو سید عالم ﷺ نے ان کو درخت کاٹ ڈالنے اور انہیں جلا دینے کا حکم فرما دیا اس پر وہ دشمنان خدا بہت گھبرائے اور رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ کیا تمہاری کتاب میں اس کا حکم ہے مسلمان اس باب میں مختلف ہو گئے بعض نے کہا یہ درخت نہ کاٹو یہ غیبت ہے جو اللہ ﷻ نے ہمیں عطا فرمائی، بعض نے کہا اس سے کفار کو رسوا کرنا اور انہیں غیظ میں ڈالنا منظور ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں بتایا گیا کہ مسلمانوں میں جو کوئی درخت کاٹنے والے ہیں وہ درست ہیں اور جو نہیں کاٹنا چاہتے وہ بھی درست ہے کیونکہ درختوں کا کاٹنا اور چھوڑ دینا یہ دونوں اللہ ﷻ کے اذن و اجازت سے ہے۔

☆..... ولو کان بہم خصاصۃ.....☆ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ کی خدمت میں ایک بھوکا شخص آیا حضور نے ازواج مطہرات کے حجروں میں معلوم کرایا کہ کیا کھانے کی کوئی چیز ہے معلوم ہوا کسی بی بی کے ہاں کچھ بھی نہیں ہے، تب حضور نے ان سے فرمایا کہ جو شخص اس کو اپنا مہمان بنائے گا اللہ اس پر رحمت فرمائے گا۔ حضرت ابو طلحہ انصاری کھڑے ہو گئے اور حضور سے اجازت لے کر مہمان کو اپنے گھر لے گئے۔ گھر جا کر بی بی سے دریافت کیا کچھ کھانے کو ہے انہوں نے کہا کچھ نہیں صرف دو بچوں کے لئے تھوڑا سا کھانا رکھا ہے حضرت ابو طلحہ نے فرمایا بچوں کو بہلا کر سلا دو اور جب مہمان کھانا کھانے بیٹھے تو چراغ درست کرنے اٹھو اور بچھا دینا تاکہ وہ اچھی طرح سے کھالے یہ اس لئے کہ مہمان یہ نا جان سکے کہ اہل خانہ ان کے ساتھ کھانا نہیں کھا رہے کیونکہ اس کو معلوم ہو گیا تو وہ اصرار کرے گا اور کھانا کم ہے بھوکا رہ جائے گا۔ اسی طرح مہمان کو کھلایا اور آپ ان صاحبوں نے بھوکے رات گزاری۔ جب صبح ہوئی اور سید عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا رات فلاں فلاں لوگوں میں عجیب معاملہ پیش آیا۔ اللہ ان سے بہت راضی ہے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### قبیلہ بنو نضیر کی مدینے سے جلاوطنی کے محرکات:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿هو الذی اخرج الدین کفروا من اهل الکتاب من ديارهم لاول الحشر.....﴾ الخ وہی ہے جس نے ان کافر کتابیوں کو ان کے گھروں سے نکالا ان کے پہلے حشر کے لئے (الحشر: ۲)۔ اس بارے میں مفسرین نے جو اقوال نقل کئے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں: (۱)..... جلاوطنی کا ایک سبب جیسا کہ ماقبل شان نزول سے واضح ہے کہ قبیلہ بنو نضیر نے معاہدے کی خلاف ورزی کی، اور دوسرا فاسد ارادہ سید عالم ﷺ کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے پتھر پھینکنا بھی تھا۔ (۲)..... جنگ اُحد سے لوٹنے کے بعد سید عالم ﷺ نے بنو نضیر کو مدینہ سے خیبر کی جانب جلاوطنی پر مجبور کیا۔ (۳)..... زہری کہتے ہیں کہ بنو نضیر کا سید عالم ﷺ سے جلاوطن ہونے پر معاہدہ طے پا گیا تاہم ان میں سے بعض شام کی جانب اور بعض دیگر خیبر کی جانب جلاوطن ہو کر چلے گئے، اور اپنے سارے اسباب اوتھوں پر لا کر لے گئے۔ (۴)..... کہا جاتا ہے کہ جب سید عالم ﷺ اور ان کے صحابہ نے یہود کا محاصرہ کر لیا



تو منافقین یہود کے پاس پہنچے اور انہیں اس بات پر ابھارا کہ یہاں سے نہ جائیں اور اپنے محلات میں ہی مقیم رہیں، اور مدد کا انتظار کریں، لیکن اللہ ﷻ نے بنو نضیر کے دلوں میں رعب پیدا کر دیا۔ (۵)..... زہری کہتے ہیں کہ جب بنو نضیر کی سید عالم ﷺ سے اس طور پر صلح ہوئی کہ وہ مدینہ چھوڑ کر چلے جائیں گے تو اب یہود اپنے گھروں کے اندرونی دروازے تک اکھاڑ کر لے گئے۔ (۶)..... ضحاک کہتے ہیں کہ بنو نضیر کے لوگوں نے اپنے ہاتھوں اپنے محلات کو برباد کر دیا۔ (۷)..... بنو نضیر کا یہ پہلا حشر تھا جو سید عالم ﷺ کے دور میں ہوا، لیکن آخری حشر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں خیبر سے شام کی جانب دھکیلا، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ آخری حشر سے مراد قیامت کے دن میں ہونے والا حشر ہے جو کہ ملک شام ہی میں ہونا ہے۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ جسے یہ شک ہو کہ حشر کا میدان کہیں اور برپا ہوگا اُسے یہ آیت پڑھ لینی چاہیے جو میدان حشر ملک شام میں ہونے پر بطور دلیل ہے۔ (۸)..... عکرمہ اور زہری کے نزدیک ایک قول یہ ہے کہ پہلا حشر ملک شام ہی کی سرزمین ہوگی، اور حدیث میں ہے کہ جب (قبروں سے نکلنے کا حکم ہوگا تو) لوگ کہیں گے نکل کر کہاں جائیں، تو کہا جائے گا کہ سرزمین محشر (یعنی شام) ہے۔ اور یہ قول ضعیف ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ قیامت قائم ہونے سے قبل آگ نمودار ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی جانب دھکیلے گی۔

(الطبری، الجزء: ۲۸، ص ۳۴ وغیرہ، ملتقطاً و ملخصاً، روح المعانی، الجزء: ۲۸، ص ۳۲۶)

## یہود کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب:

۲..... دل کسی کے خوف سے بھر جائے، عقل میں تغیر آجائے، نفس عاجز ہو جائے، رائے میں تشویش آجائے، تدبیر میں فرق ہو جائے اور بدن میں نقصان ہونے لگے۔ بعض کہتے ہیں دل میں خوف کا جم جانا رعب کہلاتا ہے۔ (روح البیان، ج ۹، ص ۴۹۳)

بعض نے کہا کہ یہود کے دلوں میں ان کے سردار کعب بن اشرف، محمد بن مسلمہ، سلکان بن سلامہ بن قش جو کہ کعب بن اشرف کا رضاعی بھائی تھا، کی ہلاکت کی وجہ سے رعب قائم ہو گیا تھا۔

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”نُصِرْتُ بِالرَّعْبِ بَيْنَ يَدَيِ مَسِيرَةِ شَهْرٍ يَعْنِي رَعْبَ كَعْبِ بْنِ قُشٍّ لَمَّا دَخَلَ مَكَّةَ فِي رَجَبٍ مِنْهُ سِتُّونَ يَوْمًا“ (صحيح البخاری، كتاب التيمم، باب، رقم: ۳۳۵، ص ۵۸)

قرآن کی آیت اور مذکورہ بالا حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ دشمنان اسلام چہ جائے کہ وہ یہود کی صورت میں ہوں یا نصاریٰ کی بگڑی ہوئی حالت میں موجود ہوں، کفار کے کسی بھی روپ میں ہوں، اسلام اور مسلمانوں سے نہ صرف اُس وقت خوفزدہ تھے بلکہ آج بھی خوفزدہ ہی ہیں، مسلمان وہ قوم ہے جو اپنے نبی کے نام پر مر مٹنے کو تیار رہنے والی قوم ہے یہی وجہ ہے کہ اغیار نے ان میں نبی کریم ﷺ کی محبت کو کم کرنے کے لئے طرح طرح سے کوششیں کی ہیں جس کی مثالیں بیان کرنے کی حاجت نہیں ہم سب ہی سمجھ سکتے ہیں، مزید جذبہ جہاد کو ختم کرنے اور اس کی حیثیت کو دنیا بھر میں کم تر منوانے کے لئے جہاد کے نام پر کاروبار اور مال کمانے کے جو طریقے آج اپنائے جا رہے ہیں یہ بھی ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ جہاد کے نام پر عورتوں کی عصمت فروشی جیسے واقعات کس کے سامنے نہیں، پھر مسلمانوں کو عیاشیوں میں لگا دینا، طرح طرح سے عیاشیوں اور حرام کاریوں کو فروغ دینا، حکمرانوں کو خرید کر، مال کی لالچ میں سرزمین پاکستان و دیگر اسلامی ممالک میں بے حیائی کو عام کرنا اور مزید نام نہاد کوٹ پینٹ اور ٹائی میں ملبوس اور گانے باجے والوں کے ہاتھ میں قرآن و حدیث تھما دینا، کیا یہ لوگ اسلام کی تبلیغ کریں گے؟ جن سے وضو و غسل و نماز کے فرائض پوچھے جائیں تو ان سے جواب نہ بن پڑے۔ یہ مسلمانوں کا رعب اور خوف ہی ہے جو دشمنان اسلام اپنا مال اس طرح سے ضائع کرنے پر تلے ہوئے ہیں کہ مسلمان ان چکروں میں پڑ کر دین اسلام کی حقیقی تعلیم سے دور رہیں گے۔ اور جب تک یہ سوتے رہیں گے، دنیا بھر میں ہماری حکمرانی

## شاقواللہ ورسولہ کی تفسیر میں نکات مفسرین:

## مال غنیمت کی تعریف اور تقسیم کا طریقہ :

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں کہ نفل غنیمت کے مال کو کہتے ہیں، لیکن مختلف اعتبار سے اُس کے مختلف معنی لئے جاتے ہیں کسی جنگ میں کامیابی کے اعتبار سے حاصل ہونے والے مال کو مال غنیمت کہتے ہیں اور یہ اعتبار کیا جائے کہ بغیر وجوب کے ابتدائی مال اللہ ﷻ کی طرف سے عطیہ ہے اسی وجہ سے نفل اور غنیمت میں عموم خصوص کا فرق ہے چنانچہ جو مال مشقت یا بغیر مشقت، بطور استحقاق یا بغیر استحقاق کے حاصل ہو، جہاد میں کامیابی ملنے سے پہلے یا بعد میں حاصل ہو تو ایسے مال کو مال غنیمت کہتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق بغیر تقسیم سے پہلے ملنے والے مال کو بھی غنیمت کہتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ مال ہے جو مسلمانوں کو بغیر کسی قتال کے حاصل ہو اس سے مراد مال فتنے ہے۔ ایک قول کے مطابق مال غنیمت کی تقسیم کے بعد سامان سے جو چیزیں الگ کر لی جاتی ہیں اسے نفل کہتے ہیں جیسا کہ آیت قرآنیہ میں ہے ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ اِنَّهُ مَحْجُوبٌ وَهُوَ غَنِيٌّ مِّنْ فَضْلِهِ﴾ (المائدات، ص ۵۰۴) ہیں (الانفال: ۱) ﴿

الحشر جلد: ۵

مال غنیمت اس مال کو کہتے ہیں جو اہل حرب سے قہر اور غلبہ کے ذریعے حاصل کیا جائے اور یہ قہر و غلبہ فوج ہی کے ذریعے حاصل ہوگا، چاہے وہ فوج حقیقتاً ہو یا حکماً اور حکماً فوج سے مراد امام کا اذن ہے۔ امام شافعی کے نزدیک اہل حرب سے غلبے کے ساتھ جو مال بھی حاصل کیا جائے وہ غنیمت ہے۔ اور امام شافعی فوج یا امام کے اذن کی شرط نہیں لگاتے۔ اس بات سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ جب فوج دار الحرب میں داخل ہو اور انہیں مال غنیمت حاصل ہو تو بالاجماع اس مال غنیمت کو تقسیم کیا جائے گا، چاہے فوج امام کے اذن سے داخل ہوئی ہو یا بغیر اذن کے، جبکہ مال غنیمت قہر و غلبہ سے حاصل ہو۔ (البدائع الصنائع، کتاب السیر، باب واما الغنیمۃ، ج ۷، ص ۱۷۴)

امام مال غنیمت کے پانچ حصے کرے، ایک حصہ نکال کر باقی چار حصے مجاہدین پر تقسیم کر دیئے جائیں گے اور سوار بہ نسبت پیدل کے دگنا پائے گا، یعنی ایک اس کا حصہ اور ایک گھوڑے کا اور گھوڑا عربی ہو یا اور قسم کا سب کا ایک ہی حکم ہے، سردار، لشکر اور سپاہی دونوں برابر ہیں یعنی جتنا سپاہی کو ملے گا اتنا ہی سردار کو بھی ملے گا، اونٹ اور گدھے اور خچر کسی کے پاس ہوں تو اونٹ کی وجہ سے کچھ زیادہ نہ ملے گا یعنی اسے بھی پیدل والے کے برابر ملے گا اور کسی کے پاس چند گھوڑے ہوں جب بھی اتنا ہی ملے گا جتنا ایک گھوڑے کی وجہ سے ملتا تھا۔ (المختصر القدوری مع توضیح الضروری، کتاب السیر، ص ۲۴۶ وغیرہ، ملخصاً، بہار شریعت مخرجہ، حصہ ۹، باب غنیمت کی تقسیم، ج ۲، ص ۴۳۷)

### مال فئے کی تعریف اور باغ فدک کا معاملہ:

۵..... مال فئے: اس چیز کا نام ہے کہ جس کے حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں نے اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو نہ دوڑایا ہو جیسے امام المسلمین کی جانب بھیجے جانے والا مال یا وہ مال جو اہل حرب سے کسی معاہدہ کے ذریعے حاصل ہوا ہو اور اس مال میں شمس واجب نہیں ہوتا اسلئے کہ یہ مال غنیمت نہیں ہے جبکہ غنیمت اس مال کو کہتے ہیں جو کافروں سے جنگ میں غلبہ اور قہر کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اور جو مال اس طرح حاصل نہ ہو اس پر شمس نہیں، مال فئے صرف رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص ہے۔ آپ ﷺ کے لئے جائز تھا جیسا چاہیں اس مال میں تصرف کریں، چاہیں تو اپنی ذات پر ہی خرچ کریں اور چاہیں تو لوگوں میں تقسیم کر دیں۔ مال فئے کے بارے میں اللہ ﷻ فرماتا ہے ﴿وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ﴾ اور جو غنیمت دلائل اللہ نے اپنے رسول کو ان سے (الحشر: ۶)۔

(البدائع الصنائع، کتاب السیر، باب واما الفئی، ج ۷، ص ۱۷۲)

☆..... مالک بن اوس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایک حدیث کا ذکر کیا، بس میں چل پڑا، یہاں تک کہ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان سے اس حوالے سے پوچھا، مالک بن اوس کا بیان ہے کہ میں گیا، یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ کے غلام یرفانہ نے کہا کہ کیا آپ حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم کو اجازت دیتے ہیں، انہوں نے کہا، ہاں! پس انہیں اجازت دے دی گئی، راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ اندر داخل ہوئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ پھر یرفانہ تھوڑی دیر ہی ٹھہرا ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض گزار ہوا کیا آپ حضرت علی و عباس رضی اللہ عنہما کو اجازت دیتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! پس ان دونوں کو اجازت دے دی گئی، جب وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو سلام کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت عباس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر کے ایک کو دوسرے سے مطمئن کر دیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جلدی نہ کرو، میں آپ کو اس خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ہمارا کوئی وارث نہیں، جو مال ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔“ اس سے سید عالم رضی اللہ عنہ کی مراد اپنی ذات تھی۔ لوگ کہنے لگے کہ واقعی

سید عالم ﷺ نے یہی فرمایا تھا، اس کے بعد حضرت عمر نے حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کی جانب توجہ کی اور فرمایا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ دونوں حضرات جانتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے یہی فرمایا ہے؟ دونوں نے کہا واقعی یہی فرمایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اب میں آپ کو اس کی حقیقت بتاتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے سید عالم ﷺ کو فتنے کے مال کی خصوصیت مرحمت فرمائی تھی، جب کہ یہ چیز کسی دوسرے نبی کو نہیں مرحمت فرمائی گئی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا آتَاكَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ﴾ اور جو نعمت دلائی اللہ نے اپنے رسول کو (الحشر: ۶) یہ چیز خاص سید عالم ﷺ کے لئے تھی، خدا تعالیٰ کی قسم! انہوں نے آپ حضرات کو چھوڑ کر اپنے لئے مال جمع نہیں فرمایا لیکن آپ حضرات میں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح بھی نہیں دی، بیشک سید عالم ﷺ اس میں سے آپ حضرات کو بانٹتے اور تقسیم فرماتے رہے یہاں تک کہ صرف یہ مال باقی رہ گیا، پس سید عالم ﷺ اس مال سے اپنی ازواج مطہرات کے لئے ایک سال کا خرچ نکال لیا کرتے تھے اور جو باقی بچتا اُسے راہ خدا ﷺ میں خرچ کر دیتے۔ سید عالم ﷺ اپنی حیات مقدسہ میں اسی طرح کرتے رہے۔ میں آپ کو قسم دیتا ہوں، کیا آپ جانتے ہیں کہ صورت حال یہی تھی، لوگوں نے اثبات میں جواب دیا، پھر حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں آپ دونوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا آپ جانتے ہیں کہ امر یہی ہے، دونوں نے کہا: ہاں، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی ﷺ کو وفات عطا فرمائی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سید عالم ﷺ کا جانشین ہوں، جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو اُس وقت تک وہ بھی اس مال کو اسی طرح خرچ کرتے رہے جس طرح سید عالم ﷺ کیا کرتے تھے اور آپ دونوں اُس وقت موجود تھے۔ پھر حضرت علی و حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ حضرات کے گمان کے مطابق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ راستی پر نہ تھے؟ حالانکہ خدا جانتا ہے کہ وہ اس بارے میں سچے، نیکوکار، راہ یافتہ اور حق کی پیروی کرنے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو وفات عطا کر دی تو میں نے کہا کہ میں سید عالم ﷺ اور ان کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کا جانشین ہوں، پھر میں نے دو سال اسے اپنے قبضے میں رکھا اور اسی طرح عمل کیا جیسے سید عالم ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کیا کرتے تھے، پھر آپ دونوں میرے پاس آئے اور دونوں کی بات اور مقصد ایک ہی تھا۔ آپ لوگ میرے پاس اس لئے آئے کہ مجھ سے اپنے بھتیجے کا حصہ مانگتے تھے اور وہ اپنی بیوی کے والد کا، پس میں نے کہا آپ دونوں چاہیں تو میں اسے اللہ تعالیٰ کے عہد اور اُس کے میثاق پر آپ کے سپرد کر دیتا ہوں کہ اس کو اسی طرح خرچ کیا جائے گا، جیسے سید عالم ﷺ نے خرچ کیا اور جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے خرچ کیا اور جیسے اب تک میں نے خرچ کیا، بصورت دیگر اس بارے میں مجھ سے گفتگو نہ کی جائے، آپ دونوں حضرات نے کہا کہ یہ ہمیں دے دیجئے، پس میں نے یہ ان کے سپرد کر دیا، اور کہا کہ میں آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ میں نے مال ان دونوں کو دے دیا تھا یا نہیں، لوگوں نے اثبات میں جواب دیا، راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں آپ دونوں کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا میں نے وہ مال آپ کی تحویل میں دیا تھا؟ دونوں نے اثبات میں جواب دیا۔

(صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب: حبس الرجل قوت سنة، رقم: ۵۳۵۸، ص ۹۵۶)

## فقراء مہاجرین پر خرچ کرنے کا بیان:

۶..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ.....﴾ الخ ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے لئے جو اپنے گھروں سے نکالے گئے (الحشر: ۸) جن فقراء کو کافروں نے ان کے گھروں سے باہر نکالا اور ان کے مال پر غاصب ہو گئے، ان پر خرچ کرنے کا بیان اس آیت میں فرمایا گیا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ کون لوگ ہیں، کیا سارے ہی مہاجرین پر مال خرچ کیا جائے، یا فقط کوئی خاص قسم کے مہاجرین ہیں جن پر مال خرچ کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اس کا جواب ماقبل آیت میں



اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَلَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے (الحشر: ۷)۔ یہاں ان چار قسم کے مہاجر صحابہ کا بیان ہوا۔ مزید مفسرین کرام فرماتے ہیں، اللہ ﷻ نے جن مہاجر صحابہ پر مال خرچ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے ان کی خصوصیات یہ ہیں: (۱)..... وہ فقراء ہوں، (۲)..... مہاجر ہوں، (۳)..... وہ اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے ہوں یعنی کفار مکہ نے انہیں مال و اسباب چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہو۔ (۴)..... یہ اللہ ﷻ کی رضا و فضل کی تلاش میں اپنے گھروں اور مالوں کی پرواہ کئے بغیر مکہ مکرمہ چھوڑ گئے، اور اللہ ﷻ کی فضل جنت ہے اور اللہ ﷻ کی رضا سب سے بڑی جیسا کہ فرمایا: ﴿وَرِضْوَانٌ مِنَ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾ (التوبة: ۷۲)۔ (۵)..... اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ اور اللہ و رسول کی مدد کرتے ہیں یعنی ان کو مال و اسباب سے مدد دی جائے گی۔ (۶)..... اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وَأُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ﴾ وہی سچے ہیں (الحشر: ۸)۔ یعنی انہوں نے دنیا کے لئے ہجرت نہ کی اور تکالیف نہ برداشت کیں، مگر دین کی سر بلندی کے لئے تاکہ دین کی حقانیت آشکار ہو جائے، یہاں سے بعض علماء نے سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی امامت پر بھی دلیل قائم کی ہے، پس کہا کہ یہ فقراء مہاجر و انصار حضرت ابوبکر ﷺ کو خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہتے تھے، اور اللہ ﷻ کی صداقت پر گواہ ہے، پس اس سے سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی امامت پر جزم کرنا واجب ہے۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۵۰۷)

## اپنی خواہش کو دوسروں کی ضرورت پر ترجیح دینا:

عے..... اللہ نے فرمایا: ﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾ اور اپنی جانوں پر انہیں ترجیح دیتے ہیں اگر چہ انہیں شدید محتاجی ہو (الحشر: ۹)۔ یہاں اسلام کی وہ عظیم شان ظاہر ہو رہی ہے جس کا بیان کرنے سے ہی ایک لرزہ طاری ہوتا ہے اور اپنی حالت زار پر حیرت ہوتی ہے کہ یہاں مسلمان دوسرے مسلمان کو کاٹ رہا ہے اور جس کا جب دل چاہے پورے شہر میں کرفیو کا ماحول بنا دے، دوسری طرف ان لوگوں کا حال ہے کہ اپنی ضرورت اور محتاجی کو پس پشت ڈال کر اپنے مہاجرین بھائیوں کی مدد پر کمر بستہ ہیں۔ اللہ ﷻ ان انصار صحابہ کی قبروں پر رحمتیں نازل فرمائے جن کی مدح سرائی قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ہدایت بنتی ہے اور دشمنان اسلام بھی اگر اس بات کو سمجھ لیں اور ضد چھوڑ کر اسلام کے دامن میں آجائیں تو قرآن میں ان کے لئے بھی ہدایت ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا﴾ اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے (الحشر: ۹)۔ حسن کہتے ہیں کہ انصار صحابہ کے دلوں میں حسد، کوئی حرارت، غصہ کچھ بھی نہ تھا بلکہ وہ اس بات پر خوش تھے کہ ان کے مہاجر صحابہ کی مدد و نصرت ہو رہی ہے۔ اور حاجت کا لفظ مطلقاً حسد، حرارت اور غصہ کے مقابلے میں استعمال کیا گیا ہے کیونکہ یہ ساری چیزیں حاجت کو روک نہیں سکتیں۔ معلوم ہوا کہ نہ تو ان میں غصہ تھا جو انہیں مجبور کرتا، نہ حرارت اور حسد نہ کوئی چیز جو انصار صحابہ کو مال اپنی ضرورت کے لئے روکے رکھنے پر مجبور کرتی۔

☆..... حضرت بھل ﷺ کہتے ہیں کہ ایک عورت سید عالم ﷺ کے پاس ایک منقش چادر لے کر حاضر ہوئی اور کہا میں نے یہ چادر اپنے ہاتھوں سے خاص آپ ﷺ کے لئے تیار کی ہے تاکہ آپ کو پہناؤں، سید عالم ﷺ نے اُس عورت سے وہ چادر لے لی اور آپ ﷺ کو اس وقت چادر کی ضرورت بھی تھی، بھل ﷺ کہتے ہیں کہ جب وہ چادر پہن کر سید عالم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ایک شخص نے اس چادر کی تعریف کی اور مانگ لی، سید عالم ﷺ نے اُسے چادر دے دی، حضرت بھل ﷺ کہتے ہیں کہ میں نے اُس شخص سے کہا کہ تم نے سید عالم ﷺ سے چادر مانگ لی اور تم جانتے ہو کہ آپ ﷺ کسی کے سوال کو رد نہیں فرماتے، اس شخص نے جواب دیا میں نے اس چادر کا سوال پہننے کے لئے نہیں کیا بلکہ اس لئے کیا تھا کہ یہ میرا کفن ہو جائے، راوی کہتے ہیں جب اُس شخص کا انتقال ہوا تو اُسے اسی

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب من استعد الکفن فی زمن النبی، رقم: ۲۷۷، ص ۲۰۴)

چادر میں کفن دیا گیا۔

## بخل اور شح میں فرق کا بیان:

۸.....قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں کہ جسے نفس کے بخل سے بچالیا گیا یہاں تک کہ اس نے نفس کی ان معاملات میں مخالفت کی جن میں نفس انسان پر عموماً غالب ہوتا ہے جیسے مال کی محبت اور مال خرچ کرنے میں بغض کرنا تو وہ فلاح پانے والے ہیں۔ شح کا معنی بخل اور حرص ہے، قاموس اور صحاح میں اسی طرح ہے، امام بغوی کہتے ہیں کہ علماء نے بخل اور شح میں فرق کیا ہے۔ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”شح اور ایمان مومن کے دل میں اکٹھے نہیں ہو سکتے“۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ شح یہ نہیں کہ آدمی اپنا مال روک لے بلکہ شح یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے مال پر بھی نظر رکھے جو اس کا نہیں ہے۔ اور بعض نے کہا: شح یہ ہے کہ انسان وہ چیز بھی حاصل کرے جو اسے اللہ نے حاصل کرنے سے منع کیا ہے اور جس چیز سے اللہ نے منع کیا ہے وہ اسے لینے سے نہیں رکنا، پس اللہ نے اسے بچالیا۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۹۰ ملخصاً)

## ایصال ثواب کی شرعی حیثیت:

۹.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھائے ہمارے رب بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے (الحشر: ۱۰)۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام کے اقوال درج ذیل ہیں: علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں: اس آیت میں مغفرت طلب کرنے پر دلیل ہے اور بندے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے طلب مغفرت کرے اور اس کی دعا اپنے مسلمان بھائی کے حق میں قبول ہوتی ہے، جیسا کہ مشہور یہی ہے۔ (روح البیان، ج ۹، ص ۵۱۳) ابن کثیر لکھتے ہیں: بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بعض لوگ صحابہ کو گالیاں نکالتے ہیں (اور وجہ باغ فدک کا معاملہ ہے)، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ صحابہ کے لئے استغفار طلب کرو، پس وہ (رافضی وغیرہ) انہیں گالیاں دیتے ہیں، پھر بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔

(ابن کثیر، ج ۴، ص ۴۰۳)

علامہ خازن فرماتے ہیں: اس آیت میں اپنے لئے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے طلب مغفرت کے لئے دعا کرنے کا جواز ہے۔

(الخازن، ج ۴، ص ۲۷۲)

امام جریر طبری لکھتے ہیں: اللہ ﷻ اپنی مخلوق پر بڑا رحیم ہے، رحمت فرمانے والا ہے جو اس کی بارگاہ میں توبہ بجالائے اور اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے۔

(الطبری، الجزء: ۲۸، ص ۵۴)

علامہ شہاب الدین فرماتے ہیں: اس آیت میں دلیل ہے کہ موجودین کی دعا سابقین کے حق میں قبول ہوتی ہے، اور خلف کی دعا سلف کے حق میں، اور اس آیت میں یہ تعلیم ہے کہ اپنے سے پہلے ایمان پر اس دنیا سے رخصت ہونے والوں کے لئے دعا کرنا جائز ہی نہیں بلکہ اس کی تعلیم دی گئی ہے اور انہیں خیر سے یاد کیا جائے۔

(حاشیۃ الشہاب، ج ۹، ص ۱۴۳)

۱۰.....بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سید عالم ﷺ سے عرض کی، میری ماں اچانک فوت ہو گئی ہے، اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ زندہ ہوتیں تو کچھ صدقہ کرتیں؟، اگر میں کچھ صدقہ کروں تو کیا اس کو کوئی اجر ملے گا، فرمایا: ”ہاں!“۔

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، الوصایا، باب موت الفحاة بفتنة، ما يستحب لمن توفي فحاة، رقم: ۱۳۸۸، ۲۷۶۰، ص ۲۲۳ وغیرہ)

☆..... حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ کی ہارگاہ میں حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کس چیز کا صدقہ آپ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہے؟ فرمایا: ”پانی کا“۔

☆..... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک شخص نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ میری بہن نے حج کی منت مانی تھی لیکن اب اس کا انتقال ہو چکا ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اگر اس پر قرض ہوتا تو تم ادا کرتے“، اس نے کہا: جی ہاں! فرمایا: ”تو اللہ تعالیٰ کا قرض بھی ادا کرو کہ وہ ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے“۔ (صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذر، باب من مات علیہ نذر، رقم: ۶۶۹۹، ص ۱۱۵۶)

☆..... جنس روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ دو مینڈھوں کی قربانی کرتے ہیں، میں نے اُن سے وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا: مجھے سید عالم ﷺ نے وصیت کی تھی کہ میں اُن کی جانب سے قربانی کروں، سو میں آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ (ترمذی کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ میں اب کبھی اس قربانی کو ترک نہ کروں گا)۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الضحایا، باب: الاضحیۃ عن المیت، رقم: ۵۲۷۹، ص ۵۲۷)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: قبور مسلمین کی زیارت سنت اور مزارات اولیاء کرام و شہداء کی حاضری سعادت بر سعادت اور انہیں ایصال ثواب مندوب و ثواب، اور مالیدہ و شیرینی خصوصیات عرفیہ میں اگر وجوب نہ جانے حرج نہیں، اور قبر پر لے جانے کی ضرورت اور نہ اس میں معصیت، ہاں اُسے شرعاً لازم جانے بغیر اُس کے فاتحہ کا قبول نہ سمجھے تو یہ اعتقاد فاسد ہے، اس اعتقاد سے احتراز لازم ہے، قبور مسلمین خصوصاً قبور اولیاء پر پھول چڑھانا حسن ہے، عالمگیری وغیرہ میں اس کی تصریح فرمائی، مگر شیرینی وغیرہ جو اس قسم کی چیزیں لے جائے، اس کو قبر پر نہ رکھے، یہ ممنوع ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ مخرجہ، ج ۹، ص ۵۳۲)

### اغراض:

ہم بنو النضیر من الیہود: مراد حضرت ہارون کی ذریت ہے، جنہوں نے بنی اسرائیل کے فتنے کے وقت میں مدینہ منورہ میں نزول کیا اور اس بات کے منتظر تھے کہ سید عالم ﷺ کی جلوہ گری ہو تو اُن کے دین پر ایمان لائیں۔ بالمدینہ: مراد مدینہ منورہ کے قریب اراضی ہے، جس بستی میں بنو نضیر آباد تھے، اُس میں اور مدینہ منورہ میں دو میل کا فاصلہ تھا۔ الیٰ خیسر: بنو نضیر کا پہلا حشر مدینہ میں ہوا جو سید عالم ﷺ کے دور میں ہوا، لیکن آخری حشر خیبر اور تمام جزیرہ عرب سے شام کے اذرعات اور اریحاء کی طرف حضرت عمر فاروق کے دور میں ہوا۔ ماقبل حاشیہ نمبر ”۱“ کا مطالعہ کیجئے۔

من جهة المؤمنین: اللہ کے فرمان: ﴿فَاتَّهَمَ اللَّهُ﴾ کا عطف تفسیری ہے جو کہ عذاب لانے کی جہت بیان کر رہا ہے، معنی یہ ہے کہ یہود پر اللہ کا عذاب مسلمانوں کی جانب سے آیا جس کے بارے میں انہیں خبر تک نہ تھی، اس لئے کہ وہ مسلمانوں کو کمزور جانتے تھے پس انہیں اس قسم کا کوئی خدشہ ہی نہ تھا مسلمان بھی اُن پر قادر ہو سکتے ہیں۔ بقتل سیدہم: یہود کا سردار کعب بن اشرف بن ۳ ہجری میں ربیع الاول کے مہینے میں مارا گیا۔ من اخرب: اللہ کے فرمان میں ﴿یٰٰ خُورِبُونَ﴾ تخفیف کی جانب راجع ہونے کی صورت میں، جب کہ تشدید کی جانب راجع ہونے کی صورت میں خورب سے ہوگا۔ لہ: جزائے محذوف کی تعلیل کے لئے لایا گیا ہے، بمعنی یہ عاقبہ ہے۔ ای خیر کم فی ذلک: یعنی تمہیں دونوں ہی میں اختیار تھا، چہ جائے کہ تم کھجور کے درخت کا ٹڈالو یا نہ کاٹو۔

اسرعت الخ: یعنی الایجاب کے معنی تیز چلنا ہے۔ یا مسلمین: یاء کے ساتھ ہے اور ماقبل بھی، مراد قلم کا سبقت کرنا ہے، اور بہتر واو کے ساتھ ”مسلمون“ ہی ہے کیونکہ منادی کی بناء رفع کے ساتھ ہوتی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جمع مذکر سالم ”واو“ رفع

کے ساتھ ہوتا ہے، پس منادی کی بناء اسی پر ہے۔

ای لم تقاسوا فیہ مشقة: یعنی مال لئے کے حصول کے لئے تم نے نہ تو کوئی مسافت طے کی اور نہ ہی کوئی جنگ وغیرہ کا سامنا کیا اور یہ اس لئے کہ ان کی بستی تمہارے قریب ہی ہے اور ان کی طرف کوئی گھوڑے اور اونٹ نہ دوڑانے پڑے بلکہ (اللہ نے بنو نضیر کے مال) سید عالم ﷺ کے قبضے میں کر دیئے۔ فاعطی منہ المہاجرین: پس مہاجرین کو بطور نذر مال دیا گیا تاکہ ان سے انصاریوں کی معونت ختم ہو جائے کیونکہ انصار مہاجرین کی اپنے مال و اسباب و دیار سے مدد کرتے تھے۔

وفلائمة من الانصار: تین انصاریوں کو مال دیا گیا، ابو دجانہ، بھل بن حنیف اور حرث بن الصمۃ، اور ایک قول کے مطابق سعد بن معاذ کو ابن ابی الحقیق کی تلوار عطا کی گئی جس کی صحابہ کرام میں بڑی عزت تھی۔ کما الصفراء: یعنی سرزمین قرظہ، بنو نضیر اور مدینہ ہیں اور فدک نامی بستی مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے اور (ابن عباس کے قول کے مطابق) عربینہ اور بنیعی نامی بستی بھی شامل ہیں۔ من بنی ہاشم و بنی عبد المطلب: یہ امام شافعی کا مذہب ہے جب کہ امام مالک کے نزدیک قرابت داروں سے مراد فقط بنی ہاشم ہیں۔ المنقطع فی سفرہ: مراد وہ محتاج ہے جسے سفر میں محتاجی کا سامنا ہوا اگرچہ اپنے شہر میں غنی ہو۔ ای اعجبوا: مراد مہاجرین کے حال سے تعجب کرنا ہے، یعنی انہوں نے اپنے گھر اور مال اللہ کی رضا کے حصول کے لئے چھوڑ دیئے۔ ای المدینۃ: انصاریوں نے سید عالم ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے دو سال قبل اپنے دین و اسلام کی حفاظت کے لئے مدینہ کو جائے قرار بنایا۔ حسدا: انصاریوں کے دل میں مہاجرین پر مال تقسیم کرنے کے حوالے سے کوئی غم و غصہ نہ تھا، روایت میں ہے کہ مہاجرین انصار کے گھروں میں رہتے تھے اور ان کے مالوں سے فائدہ اٹھاتے جب سید عالم ﷺ نے بنو نضیر کے اموال غنیمت حاصل کئے اور ثابت بن قیس بن شماس کو بلایا، آپ نے فرمایا اپنی قوم کو میرے پاس بلاؤ، ثابت نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا صرف خزانہ کو بلالو؟ فرمایا: تمام انصار کو بلاؤ، وہ سب کو بلالائے، سید عالم ﷺ نے ان سے کلام کیا اور اللہ کی تعریف و توصیف کی اور پھر انصار کو بلایا جنہوں نے مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک کیا، اپنے گھروں میں جگہ دی، اپنے مال دیئے اور اپنے آپ پر مہاجرین کو ترجیح دی، پھر سید عالم ﷺ نے فرمایا: اگر تم پسند کرتے ہو کہ میں بنو نضیر کے اموال تمہارے اور مہاجرین کے مابین تقسیم کر دوں اور مہاجرین اسی طرح تمہارے گھروں میں رہیں اور تمہارے اموال سے نفع اٹھائیں اور اگر تم پسند کرو تو بنو نضیر کے اموال مہاجرین کو دے دوں اور وہ تمہارے گھروں سے نکل جائیں۔ حضرت سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سارا ہی مال مہاجرین میں تقسیم کر دیجئے اور جس طرح وہ ہمارے گھروں میں رہ رہے ہیں بالکل اسی طرح وہ ہمارے گھروں میں رہیں، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ انصار پر رحم فرما۔“

من بعد المہاجرین والانصار: مراد مہاجرین کے ہجرت اور انصار کے ایمان کے بعد کے لوگ ہیں۔ الی یوم القیامۃ: یعنی تا بعین اور ان کے ہمیر و کار قیامت تک کے لوگ مراد ہیں۔ حقدًا: مراد عداوت اور نفرت و غضب ہے۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۸۳ وغیرہ)

رکوع نمبر ۵:

﴿الْم تَرٰۤی تَنْظُرُۙ﴾ ۱۱ ﴿اِلٰی الدِّیۡنِ نَافِقُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ لَاۤ اِخۡوَانُہُمُ الدِّیۡنِ کَفَرُوۡا مِنْ اَہْلِ الْکِتٰبِ﴾ ۱۲ ﴿وَهُمۡۙ بَنُوۡ النَّصِیۡرِ وَاِخۡوَانُہُمۡ فِی الْکُفۡرِ﴾ ۱۳ ﴿لَئِنْۙ لَاۤ مَقۡسِمٌ فِی الْاَرۡبَعَةِۙ﴾ ۱۴ ﴿اِخۡرَجۡتُمۡۙ مِنْ الْمَدِیۡنَۃِ﴾ ۱۵ ﴿لَنَخۡرُجَنَّ مَعۡکُمۡ وَلَا نَطِیۡعَ فِیۡکُمۡ﴾ ۱۶ ﴿فِیۡ خُذۡلَیۡنَکُمۡ﴾ ۱۷ ﴿اَحَدَاۤ اَبَدًا وَاِنْ قُوۡلَتُمۡۙ﴾ ۱۸ ﴿حَدِثۡ مِنْہُ اللّٰمُ الْمُؤَطَّۃُ﴾ ۱۹ ﴿لَنَنۡصُرَنَّکُمۡ وَاللّٰہُ یَشۡہَدُ اَنۡہُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ﴾ ۲۰ ﴿لَئِنْۙ اَخۡرَجۡوَا لَا یَخۡرُجُوۡنَ مَعۡہُمۡ وَلَئِنْۙ قُوۡلُوۡا لَا یَنۡصُرُوۡنَہُمۡ وَلَئِنْۙ نَّصَرُوۡہُمۡ﴾ ۲۱ ﴿اَیُّۙ﴾ ۲۲ ﴿لِیُوۡلِیِّ الْاَدۡبَارِ﴾ ۲۳ ﴿وَاَسْتَغۡفِنِیۡ بِجَوَابِ الْقَسَمِ الْمُقَدَّرِ عَنِ جَوَابِ الشَّرۡطِ فِی الْمَوَاضِعِ الْخَمۡسَۃِ﴾ ۲۴



لَا يَنْصُرُونَ (۱۲) ﴿أَيُّ الْيَهُودِ﴾ لَا أَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً ﴿خَوْفًا﴾ لِّىْ صُدُّوهُمْ ﴿أَيُّ الْمُنَافِقِينَ﴾ مِنْ  
 اللّٰهِ ﴿لَتَأْخِذَنَّ عَذَابَهُ﴾ ذَلِكُمْ بَانَهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ (۱۳) لَا يِقَاتِلُونَكُمْ ﴿أَيُّ الْيَهُودِ﴾ ﴿جَمِيعًا﴾ مُّجْتَمِعِينَ  
 إِلَّا فِى قَرْيَةٍ مَّحْصَنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ ﴿سُورٍ وَفِى قَرْيَةٍ جُدُرٍ﴾ بِأَسْهُمٍ ﴿حَرْبُهُمْ﴾ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ تَحْسِبُهُمْ  
 جَمِيعًا ﴿مُجْتَمِعِينَ﴾ وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ﴿مُتَفَرِّقَةً خِلَافَ الْحُسْبَانِ﴾ ذَلِكُمْ بَانَهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ (۱۴) ﴿مَثَلُهُمْ﴾  
 فِى تَرْكِ الْإِيمَانِ ﴿كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا﴾ بِزَمَنِ قَرِيبٍ وَهُمْ أَهْلٌ بِذُرِّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿ذَاقُوا﴾  
 وَبِالْأَمْرِ هُمْ ﴿عُقُوبَتُهُ فِى الدُّنْيَا مِنَ الْقَتْلِ وَغَيْرِهِ﴾ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (۱۵) ﴿مُؤَلَّمٌ﴾ فِى الْآخِرَةِ مَثَلُهُمْ أَيْضًا  
 فِى سَمَاعِهِمْ مِنَ الْمُنَافِقِينَ وَتَخْلُفُهُمْ عَنْهُمْ ﴿كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلنَّاسِ اكْفُرُوا فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّى  
 بَرِئٌ مِّنْكُمْ إِنِّى أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ (۱۶)﴾ كَذَبَ مِنْهُ وَرِيَاءٌ ﴿فَكَانَ عَاقِبَتُهُمَا﴾ أَيُّ الْغَاوِىِّ وَالْمُغْوِىِّ  
 وَقُرِّى بِالرُّفْعِ اسْمُ كَانَ ﴿أَنَّهُمَا فِى النَّارِ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكُمْ جَزَاُ الظَّالِمِينَ (۱۷)﴾ الْكَافِرِينَ.

### ﴿ترجمہ﴾

کیا تم نے نہ دیکھا (الم تر بمعنی الم تنظر ہے) منافقوں کو کہ اپنے بھائیوں کا فرکتا بیوں سے کہتے ہیں (بنو نضیر اور اپنے دیگر کفر  
 شریک بھائیوں سے) اگر (مذکورہ چاروں مقام پر "لن" میں لام تسمیہ ہے) تم نکالے گئے (مدینہ سے) تو ضرور ہم تمہارے ساتھ نکل  
 جائیں گے اور تمہارے بارے میں (تمہاری رسوائی کے بارے میں .....!) ہرگز کسی کی نہ مانیں گے اور اگر تم سے لڑائی ہوتی ("تو  
 تلتم" میں سے لام تاکید کو حذف کر دیا گیا ہے) تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں اگر وہ نکالے گئے تو یہ  
 ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور ان سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے اور اگر ان کی مدد کی بھی (یعنی اگر وہ ان کی مدد کو آجی جائیں  
 تو ضرور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے) یہاں پانچوں مقامات میں شرط مقدر نے جواب شرط کے ذکر کو مستغنی کر دیا ہے (پھر وہ (یعنی  
 یہودی) مدد نہ پائیں گے بیشک ان کے (یعنی منافقین کے) دلوں میں اللہ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے (کہ اللہ ﷻ اپنے حکم کی وجہ سے ان  
 سے عذاب کو مؤخر فرماتا ہے، رہبہ بمعنی خوف سا ہے) یہ اس لیے کہ وہ نا سمجھ لوگ ہیں یہ سب (یہودی) ملکر بھی تم سے نہ لڑیں گے  
 (جمیعا بمعنی مجتمعین ہے) مگر قلعہ بند شہروں میں یا شہر پناہ کے پیچھے (جدر بمعنی سور ہے، اور ایک قرات میں "جدر" آیا  
 ہے) ان کی جنگ (باسہم بمعنی حوہم ہے) آپس میں سخت ہے تم انہیں ایک جتھا سمجھو گے (جمیعا بمعنی مجتمعین ہے) اور  
 ان کے دل الگ الگ ہیں (تمہارے گمان کے برخلاف، شتی بمعنی متفرقہ ہے) یہ اس لیے کہ وہ بے عقل لوگ ہیں (ایمان کو ترک  
 کرنے میں .....!) ان کی کہاوت جو ابھی قریب (زمانہ) میں ان سے پہلے تھی (مراد اس سے مشرکین اہل بدر ہیں) انہی نے  
 اپنے کام کا وبال چکھا (یعنی دنیا میں قتل وغیرہ کی صورت میں اپنے کئے کی سزا پائی) اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے (آخرت میں  
 الیم بمعنی مؤلم ہے، یہودیوں کی کہاوت منافقین کی باتیں سننے اور منافقین کے ان سے پیچھے رہ جانے میں) شیطان کی کہاوت ہے  
 جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر پھر جب اس نے کفر کر لیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہاں کا رب  
 (شیطان نے یہ بات اس سے بطور جھوٹ اور ریا کاری کے کہی) تو ان دونوں کا (گمراہ کرنے والے اور گمراہ کردہ) انجام  
 ("عاقبتہما" کو مرفوع بھی پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ کان کا اسم ہوگا) یہ ہوا کہ وہ دونوں آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہے اور  
 ظالموں (یعنی کافروں) کی یہی سزا۔

## ﴿ترکیب﴾

﴿الم تر الى الذين نافقوا يقولون لاهوانهم الذين كفروا من اهل الكتب لئن اخرجتم لنخرجن معكم ولا نطيع فيكم احدا ابدا وان قوتلتهم لننصرنكم﴾

ہمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل بافاعل، الی: جار، الٰذین نافقوا: من: موصول، مکرر مجرور، مکرر ظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ متانفہ، یقولون: فعل بافاعل، الا: جار، خوانہم: موصوف، الٰذین کفروا: صفت، مکرر ذوالحال، من: اهل الكتب: ظرف متقرر حال، مکرر مجرور، مکرر ظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ قول، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، اخرجتم: مخرجتم: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، لنخرجن معکم: جملہ فعلیہ جواب قسم محذوف کیلئے قائم مقام جواب شرط، مکرر جملہ قسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا نطيع: فعل نفی بافاعل، فیکم: ظرف لغو، احدا: مفعول، ابدا: ظرف، مکرر جملہ فعلیہ معطوف، و: عاطفہ، ان: شرطیہ، قوتلتهم: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، ننصرنکم: جملہ فعلیہ قسم محذوف کیلئے جواب قسم قائم مقام جواب شرط، مکرر جملہ قسمیہ معطوف ثانی، مکرر مقولہ، مکرر جملہ قولیہ متانفہ۔

﴿والله يشهد انهم لکذبون﴾

و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، يشهد: فعل بافاعل، انہم لکذبون: جملہ اسمیہ مفعول، مکرر جملہ فعلیہ خبر، مکرر جملہ اسمیہ۔

﴿لئن اخرجوا لا يخرجون معهم ولئن قوتلوا لا ينصرونهم﴾

لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، اخرجوا: جملہ فعلیہ شرط، لا يخرجون: فعل نفی بافاعل، معہم: ظرف، مکرر جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط، مکرر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکرر جملہ قسم، و: عاطفہ، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، قوتلوا: جملہ فعلیہ شرط، لا ينصرونہم: جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط، مکرر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکرر جملہ قسمیہ۔

﴿ولئن نصروهم ليولن الادبار ثم لا ينصرون﴾

و: عاطفہ، لام: قسمیہ، ان: شرطیہ، نصروہم: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، یولن: فعل باواو ضمیر محذوف فاعل، الادبار: مفعول، مکرر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لا ينصرون: جملہ فعلیہ معطوف، مکرر جواب قسم، مکرر قائم مقام جواب شرط، مکرر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکرر جملہ قسمیہ۔

﴿لا انتم اشد رهبة في صدورهم من الله﴾

لام: ابتدائیہ، انتم: مبتدا، اشد: اسم تفضیل با "هو" ضمیر متیز، رهبة: بافاعل، فی صدورہم: ظرف لغو، من اللہ: ظرف لغو ثانی، مکرر شبہ جملہ تیز، مکرر فاعل، مکرر شبہ جملہ ہو کر خبر، مکرر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلك بانهم قوم لا يفقهون﴾

ذلک: مبتدا، ب: جار، انہم: حرف شبہ واسم، قوم: موصوف، لا يفقهون: جملہ فعلیہ صفت، مکرر خبر، مکرر جملہ اسمیہ مجرور، مکرر ظرف مستقر خبر، مکرر جملہ اسمیہ۔

﴿لا يقاتلونكم جميعا الا في قري محصنة او من وراء جدر﴾

لا يقاتلون: فعل نفی بافاعل، کم: ضمیر ذوالحال، جميعا: حال، مکرر مفعول، الا: اداة حصر، فی: جار، قری محصنة: مرکب توصیفی مجرور، مکرر معطوف علیہ، او: عاطفہ، من وراء جدر: جار مجرور، مکرر ظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿وباسهم بينهم شديد تحسبهم جميعا وقلوبهم شتى ذلك بانهم قوم لا يعقلون﴾

باسمہم: مبتدا، ہیئہم: ظرف مقدم، شدید: صفت مشبہ بافاعل، مکر شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ متانفہ، تحسب: فعل بافاعل، ہم: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، قلوبہم: مبتدا، شتی: خبر، مکر جملہ اسمیہ حال، مکر مفعول اول، جمعیہ: مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ متانفہ، ذلک: مبتدا، ب: جار، انہم: حرف مشبہ واسم، قوم: موصوف، لا یعقلون: جملہ فعلیہ صفت، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ مجرد، مکر ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿کمثل الذین من قبلہم قریبا ذاقوا وبال امرہم﴾

کاف: جار، مثل: مضاف، الذین: موصول، من قبلہم: ظرف مستقر "الاستقرار" مصدر محذوف کیلئے، قریبا: ظرف "الاستقرار" مصدر بافاعل اپنے ظرف مستقر و ظرف سے، مکر شبہ جملہ صلہ، مکر مضاف الیہ، مکر مجرد، مکر ظرف مستقر "مثلہم" مبتدا محذوف کی خبر، مکر جملہ اسمیہ، ذاقوا: فعل بافاعل، وبال امرہم: مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولہم عذاب الیم کمثل الشیطن اذ قال للانسان اکفر﴾

و: متانفہ، لہم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب الیم: مرکب توصیفی مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ متانفہ، کاف: جار، مثل: مضاف، الشیطن: مبدل منہ، اذ: مضاف، قال: مفعول، اکفر: فعل امر بافاعل، مکر جملہ فعلیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، مکر بدل، مکر مضاف الیہ، مکر مجرد، مکر ظرف مستقر ہو کر "مثل المنافقین فی الحزاء علی القتال" مبتدا محذوف کی خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلما کفر قال انی بریء منک انی اخاف اللہ رب العلمین﴾

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فکفر" لما شرطیہ، کفر: جملہ فعلیہ شرط، قال: قول، انی: حرف مشبہ واسم، بریء منک: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ، انی: حرف مشبہ واسم، اخاف: فعل بافاعل، اللہ: مبدل منہ، رب العلمین: بدل، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فکان عاقبتہما انہما فی النار خالدین فیہا وذلك جزؤا الظلمین﴾

ف: عاطفہ، کان: فعل ناقص، عاقبتہما: خبر مقدم، انہما: حرف مشبہ، وہما: ضمیر ذوالحال، خالدین فیہا: شبہ جملہ حال، مکر اسم، فی النار: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ اسم، مکر جملہ فعلیہ، و: متانفہ، ذلک: مبتدا، جزؤا: خبر، مکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### منافقین کا یہود سے بظاہر ہمدردی ظاہر کرنا:

۱۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الم تر الی الذین نافقوا یقولون لاخوانہم..... الخ کیا تم نے منافقوں کو نہ دیکھا کہ اپنے بھائی کافر کتابیوں سے کہتے ہیں (الحشر: ۱۱)﴾۔ اللہ ﷻ اپنے نبی سے فرماتا ہے: اے محمد ﷺ! کیا تم اپنے دل کی آنکھوں سے نہیں دیکھتے، ان منافقین یعنی عبد اللہ بن ابی سلول، ودیعہ، مالک، نوفل اور سید کے بیٹے، داعس، جب اللہ ﷻ کے رسول ﷺ بنو نضیر کے پاس جنگ کے لئے اترے، ثابت قدم رہو اور اگر تم لڑو گے تو ہم بھی تمہارا ساتھ دیں گے، اور اگر تم نکالے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے، پس یہود انتظار کرتے ہیں لیکن منافقین ان کی کوئی مدد نہ کریں گے، اور اللہ ﷻ نے یہود کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب و دبدبہ ڈال دیا، پس یہود سید عالم ﷺ سے جلا وطنی کے بارے میں پوچھنے لگے، کہ مسلمان ان سے اپنے ہاتھ روک دیں، پس یہود نے جلا وطنی اختیار کر لی اور اپنا سارا ساز و سامان اونٹوں پر لاد کر لے گئے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿الم تر

## یہود کی بزدلی کا بیان:

## اغراض:

بزمِ قریب: یعنی بنو نضیر اور بدر کے معاملے میں فقط ڈیڑھ سال کا فاصلہ ہے، کیونکہ بنو نضیر کا غزوہ ربیع الاول کے مہینے میں سن ۲ ہجری میں رونما ہوا اور بدر کا معرکہ رمضان کے مہینے میں سن ۲ ہجری میں رونما ہوا۔ مثلہم ایضاً: مراد بنو نضیر کے اوصاف ہیں۔ وتخلفہم: یعنی



منافقین کا مسلمانوں سے پلٹ آنا مراد ہے۔ کذباً منہ وریا ہے اس لئے کہ شیطان اللہ کا خوف نہیں رکھتا۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۹۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ لِيَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (۱۸) وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ ۖ فَتَرَكُوا طَاعَتَهُ ۖ فَانْسَهُمُ أَنْفُسَهُمْ ۖ أَنْ يَقْدَحُوا لَهَا خَيْرًا ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ (۱۹) لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ (۲۰) لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ جَبَلٍ ۖ لَجُعِلَ فِيهِ تَمْيِيزًا كَالْإِنْسَانِ ۖ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا ۖ مَتَشَقِّقًا ۖ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ ۖ لِمَذْكُورَةٌ ۖ لِنَضْرِبَ بِهَا لِلنَّاسِ لَعْلَهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (۲۱) ۖ فَيُؤْمِنُونَ ۖ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۖ السِّرُّ وَالْعَلَانِيَةُ ۖ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ (۲۲) هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ ۖ الطَّاهِرُ ۖ عَمَّا يُدْرِكُهُ ۖ الْبَاقِي ۖ بِهٖ السَّلَامُ ۖ ذُو السَّلَامَةِ مِنَ النَّقَائِصِ ۖ الْمُؤْمِنُ ۖ الْمُصَدِّقُ رُسُلِهِ ۖ يَخْلُقُ الْمُعْجَزَةَ لَهُمْ ۖ الْمُهَيْمِنُ ۖ مَنْ هَيْمَنَ يُهَيْمِنُ ۖ إِذَا كَانَ رَقِيبًا عَلَىٰ الشَّيْءِ ۖ أَيْ الشَّهِيدَ عَلَىٰ عِبَادِهِ ۖ بِأَعْمَالِهِمْ ۖ الْعَزِيزُ ۖ الْقَوِيُّ ۖ الْجَبَّارُ ۖ جَبَّرَ خَلْقَهُ عَلَىٰ مَا أَرَادَ ۖ الْمَتَكَبِّرُ ۖ عَمَّا لَا يُلِيقُ بِهِ ۖ سَبْحَنَ اللَّهُ ۖ نَزَّ نَفْسَهُ ۖ عَمَّا يَشْرَكُونَ (۲۳) ۖ بِهِ ۖ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِي ۖ الْمُشْئِي ۖ مِنَ الْعَدَمِ ۖ الْمَصُورُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى ۖ التَّسْعَةُ وَالتَّسْعُونَ الْوَارِدُ بِهَا الْجَدِيدُ ۖ وَالْحُسْنَى مُؤَنَّثُ الْأَحْسَنِ ۖ يَسْبَحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۲۴) ۖ تَقْدَمُ أَوَّلُهَا.

﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو ہر جان دیکھ لے کل کے لیے (یعنی روز قیامت کے لیے) کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے (اس کی اطاعت کو ترک کر دیا) تو اس نے ان کی جانیں بھلا دیں (کہ وہ اپنے لیے کچھ بھلائی آگے کر سکے.....) وہی فاسق ہیں دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں جنت والے ہی مراد کو پہنچے اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے (اور اس میں انسان کی طرح تمیز رکھتے) تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش (متصدعا بمعنی متشفقا ہے) اللہ کے خوف سے اور یہ (مذکورہ) مثالیں لوگوں کے لیے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں (اور نتیجہ میں ایمان لے آئیں) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر نہاں و عیاں کو جاننے والا (الغیب والشہادۃ بمعنی السرو والعلانیۃ ہے) وہی ہے بڑا مہربان رحم والا وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ نہایت پاک (ہر اس شے سے پاک جو اس کی شان کے لائق نہ ہو) سلامتی والا (نقائص سے.....) السلام بمعنی ذو السلاطین ہے (تقدیق کرنے والا) (اے رسولوں کی ان کے ہاتھ پر معجزات پیدا فرما کر) حفاظت فرمانے والا (یعنی اپنے مخلوق کے اعمال پر گواہ "مہیمن" سے ماخوذ ہے، کوئی شخص کسی شے پر نگران ہو تو "مہیمن" کہتے ہیں) قوت والا (العزیز بمعنی القوی ہے) جبار (اپنی مخلوق کو اپنے چاہے پر مجبور کرنے والا) بڑائی والا (ہر اس شے سے جو اس کی لائق شان نہ ہو) اللہ کو پاکی ہے (اس نے خود اپنی تزیینہ بیان فرمائی ہے) اس سے جسے وہ شریک ٹھہراتے ہیں (اس کے ساتھ) وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا (یعنی عدم سے وجود میں لانے والا) صورت دینے والا اسی کے ہیں سب اچھے نام (نانوں نے نام جو حدیث پاک میں وارد ہیں.....) "حسنى" "الحسن" کا مونث ہے) اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین

میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے (اس کی بحث ابتدائے صورت میں گزر چکی)۔

### ﴿قر گیب﴾

﴿یایہا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون﴾  
 یایہا الذین امنوا: نداء، اتقوا اللہ: فعل امر بافاعل، مکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، مکر جملہ ندائیہ، و: عاطفہ، لتتنظر: فعل امر، نفس: فاعل، ما قدمت لغد: موصول صلہ، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اتقوا اللہ: فعل امر بافاعل، مکر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، خبیر بما تعملون: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا تكونوا کالذین نسوا اللہ فانہم انفسہم اولئک ہم الفسقون﴾  
 و: عاطفہ، لا تكونوا: فعل نہی ناقص با اسم، کاف: جار، الذین: موصول، نسوا اللہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، انفسہم انفسہم: جملہ فعلیہ معطوف، مکر صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر خبر، مکر جملہ فعلیہ، اولئک: مبتداء، ہم الفسقون: جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا یتسوی اصحاب النار واصحاب الجنة اصحاب الجنة هم الفائزون﴾  
 لا یتسوی: فعل نفی، اصحاب النار: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصحاب الجنة: معطوف، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ، اصحاب الجنة: مبتداء، ہم الفائزون: جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿لو انزلنا هذا القرآن علی جبل لرايته خاشعا متصدعا من خشية اللہ﴾  
 لو: شرطیہ، انزلنا: فعل بافاعل، هذا القرآن: مفعول، علی جبل: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، رايت: فعل بافاعل، ہ: ضمیر مفعول اول، خاشعا: موصوف، متصدعا: موصوف، من خشية اللہ: شبہ جملہ صفت، مکر مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ متانفہ۔

﴿وتلک الامثال نضربها للناس لعلہم یتفکرون﴾  
 و: متانفہ، تلک: مبتداء، الامثال: مبتداء، نضربها: فعل بافاعل، مفعول، لام: جار، الناس: ذوالحال، لعلہم یتفکرون: جملہ اسمیہ حال، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿هو اللہ الذی لا الہ الا هو علم الغیب والشہادۃ هو الرحمن الرحیم﴾  
 ہو: مبتداء، اللہ: موصوف، الذی: موصول، لا نفی جنس، الہ: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف، ہو: مضاف الیہ، مکر صفت، مکر اسم "موجود" خبر محذوف، مکر جملہ اسمیہ صلہ، مکر صفت، مکر خبر اول، علم: اسم فاعل بافاعل مضاف، الغیب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الشہادۃ: معطوف، مکر مضاف الیہ مفعول، مکر شبہ جملہ خبر ثانی، مکر جملہ اسمیہ، ہو: مبتداء، الرحمن الرحیم: خبر ان، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿هو اللہ الذی لا الہ الا هو الملک القدوس السلم المؤمن المہیمن العزیز الجبار المتکبر﴾  
 ہو: مبتداء، اللہ: موصوف، الذی لا الہ الا هو: موصول صلہ، مکر صفت، مکر خبر اول، الملک القدوس: الخ: خبر ان، مکر جملہ اسمیہ۔  
 ﴿سبحن اللہ عما یشرکون هو اللہ الخالق الباری المصور له الاسماء الحسنی﴾  
 سبحن: مصدر مضاف، اللہ: اسم جلالہ مضاف الیہ فاعل، عن: جار، ما یشرکون: موصول صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر شبہ جملہ

فعل محذوف "سبح" کیلئے مفعول مطلق، بلکہ جملہ فعلیہ، ہو مبتداء، اللہ: خبر اول، الخالق: خبر ثانی، الباری: خبر ثالث، المصور: خبر رابع، بلکہ جملہ اسمیہ، لہ: ظرف متفق خبر مقدم، الاسماء الحسنی: مبتداء مؤخر، بلکہ جملہ اسمیہ۔

﴿یسبح لہ ما فی السموت والارض وهو العزیز الحکیم﴾

یسبح: فعل، لہ: ظرف لغو، ما: موصولہ، فی السموت والارض: ظرف متفق صلہ، بلکہ فاعل، بلکہ جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ہو: مبتداء، العزیز الحکیم: خبر ان، بلکہ جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### آگے کے لئے بھلائی بھیجنا:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یایہا الذین امنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون ولا تكونوا کالذین نسوا اللہ فانفسہم انفسہم اولئک ہم الفسقون اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے کیا آگے بھیجا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے اور ان جیسے نہ ہو جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں وہی فاسق ہیں (الحشر: ۱۹ تا ۲۱)﴾۔ اللہ ﷻ سے ڈرنے کے معنی یہ ہے کہ نیکی کا حکم کرتا رہے اور بُرائی سے خود بھی بچے اور دوسروں کو بھی بچائے، فرائض کی ادائیگی اور معصیت سے اجتناب کرتا رہے۔ اور قیامت کے دن کے لئے کیا تیاری کی ہے اس کے بارے میں سوچتا رہے، اہل عرب مستقبل کو الغد سے بطور کنایہ بیان کرتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ الغد کا ذکر کرنے میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ قیامت کا وقت قریب ہے۔ حسن وقادہ کہتے ہیں کہ قیامت کے نزدیک ہونے کو الغد سے تعبیر کیا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قیامت آنے والی ہے۔ اور موت بھی لامحالہ آکر ہی رہے گی۔ ماقدمت کے معنی ہیں کہ انسان نے اپنی آخری زندگی کے لئے کیا خیر اور کیا شر تیار کر رکھا ہے؟ اور دوبارہ "واتقوا اللہ" کا خطاب کرنے میں تاکید پیدا کرنا مقصود ہے کہ انسان جلدی جلدی قیامت کی تیاری کرنے میں مصروف ہو جائے۔ اور تقویٰ کا اختیار کرنا گویا کہ گناہوں پر توبہ کرنے کی پہلی سیڑھی ہے، اور دوسری سیڑھی مستقبل میں نافرمانیوں سے بچنا مراد ہے۔ اور اللہ ﷻ کے احکامات کو نہ بھلا دو کہ خیر والے اعمال کرنا چھوڑ دو۔ ابو حیان کہتے ہیں کہ لوگوں نے اللہ ﷻ کے حقوق کی پرواہ کرنا چھوڑ دی تو اللہ ﷻ نے اُن کے حق کو فراموش کر دیا، سفیان کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کو بھلا دینا ان معنوں میں ہیں کہ اللہ ﷻ کا شکر اور اس کی تعظیم کو بجا نہ لایا جائے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۸، ص ۳۹ وغیرہ)

### اللہ ﷻ کی ذات ہر نقص سے پاک ہے:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿هو اللہ الذی لا اله الا هو..... الخ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں (الحشر: ۲۲)﴾، اللہ ﷻ کی ذات ہر قسم کے نقص سے منزہ ہے، اور ہر قسم کے عیب سے پاک ہے۔ ہر کمال و خوبی کا جامع ہے، بلکہ جس بات میں نہ کمال ہو، نہ نقصان، وہ بھی اُس کے لئے محال، مثلاً جھوٹ، دغا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی وغیرہ عیوب اُس پر قطعاً محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے، محال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو یہی بتانا بلکہ خدا کا انکار کرنا ہے اور یہ سمجھنا کہ محالات پر قادر نہ ہوگا تو قدرت ناقص ہو جائے گی باطل محض ہے، کہ اس میں قدرت کا کیا نقصان نقصان تو اُس محال کا ہے کہ تعلق قدرت کی اُس میں صلاحیت نہیں۔

(بہار شریعت معراجہ، ج ۱، حصہ: ۱، ص ۶)

## اللہ کے مبارک ناموں کے اسرار و رموز:

۳..... اللہ نے اپنے پاک کلام میں چار مقامات پر اسماء الحسنی کا بیان فرمایا: ﴿لله الاسماء الحسنی..... الخ اسی کے ہیں سب اچھے نام﴾ (الحشر: ۲۴) ﴿ولله الاسماء الحسنی فلعوه بها اور اللہ ہی کے ہیں سب اچھے نام تو اسے ان سے پکارو﴾ (الاعراف: ۱۸۰) ﴿فلله الاسماء الحسنی ولا تجهر بصلواتک اسی کے اچھے نام ہیں اور اپنی نماز بہت آواز سے نہ پڑھو﴾ (الاسراء: ۱۱۰) ﴿اللہ لا الہ الا هو له الاسماء الحسنی اللہ کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسی کے ہیں سب اچھے نام﴾ (طہ: ۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو، انہیں کوئی یاد نہیں کرتا مگر وہ جو جنت میں داخل ہو، اور اللہ تعالیٰ (یعنی وتر) ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب للہ مائة اسم بوقم ۶۴۱، ص ۱۱۱۳)

### اغراض:

تو کوا طاعتہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ نسیان سے مراد ترک کرنا ہے نہ کہ یاد نہ ہونا یا ذکر نہ کرنا۔  
ان یقدموا بہا خیرا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں مضاف حذف ہے، تقدیر عبارت یوں ہوگی: ”فانساہم تقدیم خیر لانفسہم“ پس ان کے اللہ کو چھوڑ دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے بھی انہیں چھوڑ دیا پس اللہ کے حقوق چھوڑ دینے کا نتیجہ نقصان کی صورت میں پیش آیا اور اس کی دلیل اس فرمان میں ہے: ﴿وان اساتم فلہا﴾، ﴿ومن یبخل فانما یبخل عن نفسه﴾، ﴿ومن کفر فغلبہ کفرہ﴾، اس لئے کہ اللہ ہر ایک سے بے نیاز ہے۔ وجعل فیہ تمیز کالانسان: اس کلام کا مقصود یہ ہے کہ کفار کی سخت دلی اور غلیظ طبیعت پر تنبیہ ہو جائے، اور اس میں ہر قاری کے لئے اشارہ ہے جو قرآن کی تلاوت کے وقت خشوع کم محسوس کرتا ہے اور اس پر غور و فکر سے اعراض کرتا ہے اور نہ تو نیکی کا حکم دیتا ہے اور نہ ہی بُرائی سے منع کرتا ہے، پس واجب ہے کہ قرآن پڑھ کر کیا جائے اور تلاوت کے اوقات میں خشوع اختیار کیا جائے اور اس کے ترک کرنے پر کوئی عذر باقی نہیں رہتا اس لئے کہ اگر پہاڑ کو اس قرآن سے خطاب کیا جاتا تو پہاڑ بھی خوف کے مارے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ المذکورہ: اس سورت میں بیان کردہ یا تمام ہی قرآن میں بیان کردہ مثالیں مراد ہیں۔

المصدق رسله بنخلق المعجزة لهم: یعنی حضرات اولیائے کرام کو کرامات اور موثنین کو ایمان اور اخلاص کی نعمت سے نوازا اس لئے کہ اللہ کی (معرفت) اخلاص کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ القوی: اللہ غالب و قہر والا ہے، اور یہ بھی درست ہے العز بمعنی قل لیا جائے اور اللہ کے قہر و قوت کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ جبر خلقہ علی ما اراد: مراد اسلام، کفر، طاعت اور معصیت ہے، پس جب اللہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کوئی اُسے عاجز نہیں کر سکتا اور اللہ کی یہ صفت الجبر بمعنی الاصلاح سے ماخوذ ہے۔ عما لا یلیق بہ: سے صفات حادثہ مراد ہیں۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۹۲ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد



## سورة الممتحنة مدنیة وهی ثالث عشرة آية

(سورة ممتحنہ مدنی ہے جس میں تیرہ آیتیں ہیں)

## تعارف سورة الممتحنة

اس سورت میں دو رکوع، تیرہ آیتیں اور تین سواڑ تالیس کلمے اور ایک ہزار پانچ سو دس حروف ہیں۔ اس سورت میں جو واقعات مذکور ہیں ان سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں نازل ہوئی۔ حضور ﷺ جب بھی کسی خاص مشن پر جانے کی تیاری کرتے تو اسے صیغہ راز میں رکھتے تاکہ دشمن قبل از وقت اپنے دفاع کی مکمل تیاری نہ کر لے۔ اذن الہی کے مطابق جب فتح مکہ کی تیاری شروع کی گئی تو حسب معمول انتہائی رازداری سے کام لیا گیا لیکن حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ سے ایک غلطی سرزد ہو گئی کہ ان کے بال بچے مکہ میں تھے اور ان کا کوئی رشتہ دار مکہ میں نہ تھا جو ان کے بچوں کا خیال رکھ سکے تو انہوں نے اس ارادہ سے کہ ان کے بچوں کو محفوظ رکھا جائے اس راز کے بارے میں ایک خط لکھا لیکن وہ خط پکڑا گیا۔ اسی لئے اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو تنبیہ کی کہ اللہ کو کافروں سے تمہارا یا رانہ ناپسندیدہ ہے تم اپنی طرح انہیں بھی صاف دل خیال کرتے ہو حالانکہ تم نے ان کو اس صفات عالیہ سے دور رکھا ہے جن کی تم ان سے توقع رکھتے ہو ان کے سینوں میں تمہارے خلاف بغض و حسد کے شعلے بھڑک رہے ہیں اگر تم نے احتیاط نہ کی تو تم بھی ان کے ساتھ نقصان اٹھاؤ گے۔

رکوع نمبر: ۷

بسم الله الرحمن الرحيم الله کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَيْ كُفَّارُ مَكَّةَ﴾ ﴿أَوْلِيَاءَ تَلْقَوْنَ﴾ ﴿تُصَلُّونَ﴾ ﴿الِيَهُمْ﴾ ﴿قَصْدَ النَّبِيِّ غَزَوْهُمْ﴾ ﴿الَّذِي أَسْرَهُ إِلَيْكُمْ﴾ ﴿وَوَرَىٰ بِحَيْنِ﴾ ﴿بِالْمُودَةِ﴾ ﴿بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ﴾ ﴿كُتِبَ حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَيْهِمْ﴾ ﴿كِتَابًا بِذَلِكَ لِمَا لَهُ عِنْدَهُمْ مِنَ الْأَوْلَادِ وَالْأَهْلِ الْمُسْرِكِينَ فَاسْتَرَدَّهُ النَّبِيُّ مِمَّنْ أَرْسَلَهُ مَعَهُ بِإِعْلَامِ اللَّهِ تَعَالَىٰ لَهُ بِذَلِكَ وَقَبِلَ غَدْرَ حَاطِبٍ فِيهِ﴾ ﴿وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ﴾ ﴿أَيُّ دِينِ الْإِسْلَامِ وَالْقُرْآنِ﴾ ﴿يَخْرِجُونَ الرِّسُولَ وَيَاكُمْ﴾ ﴿مِنْ مَكَّةَ بِتَضْيِيقِهِمْ عَلَيْكُمْ﴾ ﴿أَنْ تَوَمَّنُوا﴾ ﴿أَيُّ لَا جَلَّ أَنْ أَمْتُمْ﴾ ﴿بِاللَّهِ رَبِّكُمْ أَنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا﴾ ﴿لِلْجِهَادِ﴾ ﴿فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي﴾ ﴿وَجَوَابَ الشَّرْطِ دَلَّ عَلَيْهِ مَا قَبْلَهُ أَيْ فَلَا تَتَّخِذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ﴾ ﴿تَسْرُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمُودَةِ﴾ ﴿وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ﴾ ﴿أَيُّ إِسْرَارُ خَبَرِ النَّبِيِّ إِلَيْهِمْ﴾ ﴿فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ﴾ ﴿أَخْطَاءَ طَرِيقِ الْهُدَىٰ وَالسَّوَاءِ فِي الْأَضَلِّ الْوَسْطِ﴾ ﴿أَنْ يَشْقَوْكُمْ﴾ ﴿يُظْفِرُوا بِكُمْ﴾ ﴿يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءَ وَيَسْطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ﴾ ﴿بِالْقَتْلِ وَالضَّرْبِ﴾ ﴿وَالسَّتْهُمْ بِالسَّوِّءِ﴾ ﴿بِالسَّبِّ وَالشَّتِّمْ﴾ ﴿وَوَدَّوْا﴾ ﴿تَمَنَّوْا﴾ ﴿لَوْ تَكْفُرُونَ﴾ ﴿لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ﴾ ﴿قَرَابَتُكُمْ﴾ ﴿وَلَا أَوْلَادُكُمْ﴾ ﴿الْمُشْرِكُونَ الَّذِينَ لَا جِلْهَ لَهُمْ أَسْرَرْتُمْ الْخَبْرَ مِنَ الْعَذَابِ فِي الْآخِرَةِ﴾ ﴿يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَفْصَلُ﴾ ﴿بِالْبَنَاءِ لِلْمَفْعُولِ وَالْفَاعِلِ﴾ ﴿بَيْنَكُمْ﴾ ﴿وَبَيْنَهُمْ فَتَكُونُونَ فِي الْجَنَّةِ وَهُمْ فِي جُمْلَةِ الْكُفَّارِ فِي النَّارِ﴾ ﴿وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ ﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ﴾ ﴿بِكُسْرِ الِهُمَزَةِ وَضَمِّهَا فِي الْمَوْضِعَيْنِ قُدْوَةٌ﴾ ﴿حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ﴾ ﴿أَيُّ بِهِ قَوْلًا وَقَوْلًا﴾ ﴿وَالَّذِينَ مَعَهُ﴾ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ ﴿إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَاءُ﴾ ﴿وَأَنْ جَمْعُ

بَرِئٌ كَظَرَيْفٍ ﴿۱﴾ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ ﴿۲﴾ أَنْكُرْنَاكُمْ ﴿۳﴾ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ ابْدَأَ بِتَحْقِيقِ الْهَمْزَتَيْنِ وَابْدَأَ الْفَائِيَةِ وَأَوَّاهُ ﴿۴﴾ حَتَّى تَوَمَّنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ الْإِقُولِ إِبْرَاهِيمَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا تَسْتَغْفِرُونَ لَكُمْ ﴿۵﴾ مُسْتَشْنَى مِنْ أَسْوَةِ أَى فَلَيْسَ لَكُمْ النَّاسِي بِهِ فِى ذَلِكَ بَأَنْ تَسْتَغْفِرُوا لِلْكَفَّارِ وَقَوْلُهُ ﴿۶﴾ وَمَا أَمْلَكَ لَكَ مِنَ اللَّهِ أَى مِنْ عَذَابِهِ وَتَوَابِهِ ﴿۷﴾ مِنْ شَىءٍ كُنَى بِهِ عَنْ أَنَّهُ لَا يَمْلِكُ لَهُ غَيْرَ الْإِسْتِغْفَارِ فَهُوَ مَبْنَى عَلَيْهِ مُسْتَشْنَى مِنْ حَيْثُ الْمُرَادُ مِنْهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ حَيْثُ ظَاهِرُهُ مِمَّا يَتَأَسَّى فِيهِ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَإِسْتِغْفَارُهُ قَبْلَ أَنْ يَتَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ كَمَا ذَكَرَ فِى بَرَاءَةِ ﴿۸﴾ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنْبَاوَالِيكَ الْمَصِيرُ ﴿۹﴾ مِنْ مَقُولِ الْخَلِيلِ وَمَنْ مَعَهُ أَى وَقَالُوا ﴿۱۰﴾ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا أَى لَا تَظْهَرُهُمْ عَلَيْنَا فَيُظَنُّوا أَنَّهُمْ عَلَى الْحَقِّ فَيَفْتِنُوا أَى تَذْهَبُ عُقُولُهُمْ بِنَا ﴿۱۱﴾ وَاعْفِرْ لَنَا رَبَّنَا أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۲﴾ فِى مُلْكِكَ وَصُنْعِكَ ﴿۱۳﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ ﴿۱۴﴾ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ جَوَابٌ قَسَمٍ مُقَدَّرٍ ﴿۱۵﴾ فِيهِمْ أَسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ ﴿۱۶﴾ بَدَلُ إِشْتِمَالٍ مِنْكُمْ بِإِعَادَةِ الْجَارِ ﴿۱۷﴾ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ أَى يَخَافُهُمَا أَوْ يَظُنُّ الثَّوَابَ وَالْعِقَابَ ﴿۱۸﴾ وَمَنْ يَتَوَلَّ الْكُفَّارَ ﴿۱۹﴾ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ ﴿۲۰﴾ عَنْ خَلْقِهِ ﴿۲۱﴾ الْحَمِيدُ ﴿۲۲﴾ لَا أَهْلَ طَاعَتِهِ.

### ترجمہ

اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو (یعنی کفار مکہ کو) دوست نہ بناؤ تم انہیں پہنچاتے ہو (نبی پاک ﷺ کا ان کے ساتھ جنگ کرنے کا منصوبہ جو بطور راز انہوں نے تمہیں بتایا تھا اور حنین کا معاملہ دیگر لوگوں پر ظاہر نہیں فرمایا تھا) دوستی سے (جوان کے اور تمہارے درمیان ہے، حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے کفار مکہ کو اس غزوے کی پیشگی اطلاع کر دی تھی، وجہ اس کی یہ تھی آپ کی اولاد اور بیوی جو مشرک تھے ان لوگوں کے پاس مکہ ہی میں تھے جو مکتوب حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے روانہ کیا تھا حضور ﷺ نے اللہ ﷻ کے بتانے سے اس اپنی کے ہاتھ سے وہ مکتوب لے لیا اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا اس بارے میں عذر قبول فرمایا) حالانکہ وہ منکر ہیں اس حق کے (یعنی دین اسلام اور قرآن کے) جو تمہارے پاس آیا گھر سے جدا کرتے ہیں رسول کو اور تمہیں (مکہ سے تمہاری زندگیاں دشوار کر کے.....) اس پر کہ تم اپنے رب پر ایمان لائے (یعنی تمہارے اللہ ﷻ پر ایمان لانے کی وجہ سے) اگر تم نکلتے ہو جہاد کو (یعنی جہاد کے لیے) میری راہ میں اور میری رضا چاہنے کو (یہاں جواب شرط مقدر ہے جس پر ماقبل کلام دلالت کر رہا ہے یعنی "فلا تتخذوہم اولیاء") تم انہیں خفیہ پیام محبت بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاؤ اور جو ظاہر کرو اور تم میں جو ایسا کرے (کہ نبی پاک ﷺ کی خفیہ باتیں ان تک پہنچائے) بیشک وہ سیدھی راہ سے بہکا (یعنی راہ ہدایت سے خطا کر گیا "السواء" کا لغوی معنی الوسط ہے) اگر تمہیں پائیں (یعنی اگر تم پر غالب آجائیں) تو تمہارے دشمن ہوں گے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ دراز کریں گے (قتل کرنے اور قیدی بنانے کو) اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ (سب و شتم کرنے کو) اور ان کی تمنا ہے کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ..... (ودوا بمعنی تمنوا ہے) ہرگز تمہارے کام نہ آئیں گے تمہارے وہ رشتے دار (ارحامکم بمعنی قرابتکم ہے) اور وہ اولاد (جو مشرک ہیں، عذاب جہنم کے سامنے جن کی وجہ سے تم راز کی باتیں کفار تک پہنچاتے ہو) قیامت کے دن تمہیں (ان سے) الگ کر دے گا (تو تم تو جنت میں ہو گے اور وہ دیگر کفار کے ساتھ جہنم میں، "یفصل" فعل کو معروف اور مجہول دونوں طرح

پڑھا گیا ہے) اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے بیشک تمہارے لیے اچھی پیروی تھی ("اسوۃ" دونوں مقامات میں ہمزہ مضمومہ اور مکسورہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) ابراہیم میں (یعنی ان کے قول و فعل میں) اور ان کے ساتھ والوں میں (یعنی مسلمانوں میں) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا بیشک ہم بیزار ہیں ("براؤا" ہری کی جمع ہے جیسا کہ ظریف کی جمع بھی اسی وزن پر آتی ہے) تم سے اور ان سے جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو ہم تمہارے منکر ہوئے (کفرنا لکم بمعنی انکو ناکم ہے) اور ہم میں اور تم میں دشمنی اور عداوت ظاہر ہوگئی ہمیشہ کے لیے ("البغضاء ابدًا" دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کو داؤ کے ساتھ بدلنے کے ساتھ ہے) جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ مگر ابراہیم کا اپنے رب سے کہنا کہ میں ضرور تیری مغفرت چاہوں گا (یہ قول "اسوۃ" سے مستثنیٰ ہے، یعنی تمہارے لیے ان کے اس قول سے دلیل لینا جائز نہیں کہ تم کفار کے لیے دعائے مغفرت کرنے لگو، ..... ۳..... اور ان کا یہ قول) اور میں اللہ کے سامنے تیرے لیے مالک نہیں (یعنی اس کے عذاب اور اس کے ثواب کا) کسی شے کا ("کنایۃ" اس کلام سے آپ کی مراد یہ تھی کہ آپ اس کے لیے استغفار کرنے کے علاوہ کسی شے کے مالک نہیں ہیں پس آپ کا یہ قول "وما املک ..... الخ" یہ آپ کے قول "لا مستغفرون" پڑنی ہے، من حیث المراد یہ بھی وہ قول ہے جو حکم پیروی سے مستثنیٰ ہے اگرچہ کہ ظاہر مذکورہ قول ان امور سے لگتا ہے جن میں آپ کی سیرت پر عمل کا حکم ہے یہ قول ﴿قل فمن یملک لکم من اللہ شیئاً﴾ کے بطور شاہد ہونے کی وجہ سے آپ کا اس شخص کے لیے استغفار کرنا آپ پر یہ ظاہر ہونے سے قبل کا معاملہ تھا کہ یہ اللہ ﷻ کا دشمن ہے جیسا کہ اس بات کا تذکرہ سورۃ براءت میں ہے) ہم نے بھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے (یہ بھی حضرت خلیل اللہ اور آپ ﷺ کے ساتھ والوں کا قول ہے اور انہوں نے عرض کیا) اے ہمارے رب ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال (یعنی انہیں ہم پر غلبہ عطا نہ فرما کہ وہ خود کو حق پر سمجھنے لگیں اور یوں فتنہ میں پڑ جائیں یعنی ہمارے سبب اس کی عقلیں جاتی رہیں) اور ہمیں بخش دے اے ہمارے رب! بیشک تو ہی غلبہ رکھنے والا ہے (اپنے ملک میں) اور حکمت والا (اپنی صنعت میں) بیشک تمہارے لیے ("اے امت محمدیہ"، یہاں جواب قسم مقدّر ہے) ان میں اچھی پیروی تھی اس کے لیے ("لمن کان ..... الخ"، یہ بدل اشتمال ہے حکم ضمیر سے حرف جر کا یہاں اعادہ کیا گیا ہے) جو اللہ اور پچھلے دن کا امیدوار ہو (یعنی اللہ ﷻ اور پچھلے دن کا خوف رکھتا ہو یا ثواب اور عقاب پر یقین رکھتا ہو) اور جو منہ پھیرے (یوں کہ کفار کو اپنا دوست بنائے) تو بیشک اللہ ہی بے نیاز ہے (اپنی مخلوق سے) تعریف کرنے والا ہے (اپنے فرمانبرداروں کی)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ﴾  
 یا ایہا الذین امنوا: نداء، لا تتخذوا: فعل نہی وادّ ضمیر ذوالحال، تلقون الیہم بالمودۃ: جملہ فعلیہ حال، مکر فاعل، عدوی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، عدوکم: معطوف، مکر مفعول اول، اولیاء: مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، مکر جملہ ندائیہ۔  
 ﴿وقد کفروا بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول وایاکم ان تومنوا باللہ ربکم﴾  
 و: حالیہ، قد: حقیقیہ، کفروا: فعل بافاعل، ب: جار، ما: موصولہ، جاءکم: جملہ فعلیہ صلہ، مکر ذوالحال، من الحق: ظرف مستقر حال، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ ماقبل "لا تتخذوا" کے فاعل سے حال واقع ہے، یخرجون: فعل بافاعل، الرسول: مفعول معطوف علیہ، و: عاطفہ، ایاکم: مفعول، مکر مفعول، ان تومنوا باللہ ربکم: جملہ بتاویل مصدر مفعول لہ، مکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔  
 ﴿ان کنتم خرجتم جہاداً فی سبیلی وابتغاء مرضاتی﴾

ان: شرطیہ، کنتم: فعل ناقص با اسم، مخرج جمع: فعل با فاعل، جہاد افسی سہیلی: شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابتغاء: مصدر با فاعل مضاف، موصاتی: مضاف الیہ مفعول، مکر شبہ جملہ معطوف، مکر مفعول لہ، مکر جملہ فعلیہ جزا محذوف ”لا تخذلوا“ کیلئے شرط، مکر جملہ شرطیہ۔ ﴿تسرون الیہم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم﴾

تسرون: فعل واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، انا: مبتداء، اعلم: اسم تفخیل با فاعل، ب: جار، ما اخفیتم: موصول صلہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما اعلنتم: موصول صلہ، مکر معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ حال، مکر فاعل، الیہم: ظرف لغو اول، بالمودۃ: ظرف لغو ثانی، مکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿و من یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل﴾

و: متانفہ، من: شرطیہ مبتداء، یفعل: فعل ”هو“ ضمیر مستقر ذوالحال، منکم: ظرف مستقر حال، مکر فاعل، ہ: ضمیر مفعول، مکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، قد: تحقیقیہ، ضل: فعل با فاعل، سواء السبیل: ظرف، مکر جملہ فعلیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿ان یشفقو کم یكونوا لکم اعداء ویسبطوا الیکم ایدیہم والستہم بالسوء﴾

ان: شرطیہ، یشفقو کم: جملہ فعلیہ شرط، یكونوا: فعل ناقص با اسم، لکم: ظرف مستقر حال مقدم، اعداء: ذوالحال، مکر خبر، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ویسبطوا: فعل با فاعل، الیکم: ظرف لغو، ایدیہم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الستہم: معطوف، مکر ذوالحال، بالسوء: ظرف مستقر حال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿وودوا لو تکفرون لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم﴾

و: عاطفہ، وودوا: فعل با فاعل، لو: مصدریہ، تکفرون: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، مکر جملہ فعلیہ ”ان یشفقو کم“ پر معطوف ہے، لن تنفعکم: فعل نہی و مفعول، ارحامکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تانیہ، اولادکم: معطوف، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿یوم القیمۃ یفصل بینکم واللہ بما تعملون بصیر﴾

یوم القیمۃ: ظرف مقدم، یفصل: فعل با فاعل، بینکم: ظرف، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اللہ: مبتداء، بما تعملون بصیر: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابرہیم والذین معہ اذ قالوا لقومہم انا براء واما منکم ومما تعبدون من دون اللہ﴾

قد: تحقیقیہ، کانت: فعل ناقص، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، اسوۃ حسنۃ: مرکب توصیفی ذوالحال، فی: جار، ابرہیم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذین معہ: موصول صلہ، مکر مبدل منہ، اذ: مضاف، قالوا لقومہم: قول، انا: حرف مشبہ واسم، براء: و: صفت مشبہ با فاعل، منکم: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، من: جار، ماتعبدون: موصول صلہ، مکر صلہ، مکر ذوالحال، من دون اللہ: ظرف مستقر حال، مکر مجرور، مکر معطوف، مکر ظرف لغو، مکر شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، مکر بدل، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر حال، مکر اسم مؤخر، مکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿کفرنا بکم وابدانا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدًا حتی تومنوا باللہ وحدہ﴾

کفرنا بکم: فعل با فاعل و ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، مفسرہ للبرؤ منهم، و: عاطفہ، ابدًا: فعل، بیننا: معطوف



علیہ، و: عاطفہ، بیسک، معطوف، ملکر ظرف، المعداویۃ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، البغضاء: معطوف، ملکر فاعل، ابد: ظرف، حتی: جار، تو مینوا: فعل با فاعل، ب: جار، اللہ: ذوالحال، و: وحدہ: حال، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ تقدیران مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿إلا قول إبراهيم لأبيه لا يفرح بك وما املك لك من الله من شيء﴾

الا: حرف استثناء، قول: مصدر مضاف، ابراهيم: مضاف الیہ فاعل، لا یفرح: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، لام تاکیدیہ، استغفرن: لک: فعل با فاعل و ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف ”اسم“ کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما املك: فعل نفی با فاعل، لک: ظرف لغو، من اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، من: زائد، شیء: ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر ماقبل ”اسوۃ حسنة“ سے مستثنیٰ متصل واقع ہے۔

﴿ربنا عليك توكلنا واليك انبنا واليك المصير﴾

ربنا: نداء، عليك: ظرف لغو مقدم، توكلنا: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اليك انبنا: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اليك المصير: جملہ اسمیہ معطوف ثانی، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ قول محذوف ”قولوا“ کیلئے مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ربنا لا تجعلنا فتنة للذين كفروا واغفر لنا انك انت العزيز الحكيم﴾

ربنا: مؤکد، ربنا تاکیدیہ، ملکر نداء، لا تجعلنا: فعل نفی با فاعل و مفعول، فتنة: مصدر بمعنی فاعل با فاعل، للذين كفروا: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اغفر لنا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ، انک جرف مشبہ واسم، انت العزيز الحكيم: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لقد كان لكم فيهم اسوة حسنة لمن كان يرجوا الله واليوم الآخر﴾

لام: تاکیدیہ، قد تحقیقیہ، کان: فعل ناقص، لکم: جار مجرور مبذل منہ، لام: جار، من: موصولہ، کان: فعل ناقص با اسم، يرجوا: فعل با فاعل، اللہ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اليوم الآخر: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر بدل، ملکر ظرف، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، فیہم: ظرف مستقر حال مقدم، اسوۃ حسنة: ذوالحال، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومن يتول فان الله هو الغني الحميد﴾

و: متتافہ، من: شرطیہ، يتول: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، هو الغنی الحمید: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ متتافہ۔

## ﴿شان نزول﴾

☆..... لا تتخذوا عدوی وعدوكم اولیاء..... ☆ بنی ہاشم کی ایک باندی سارہ مدینہ طیبہ میں سید عالم ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئی کی جب آپ فتح مکہ کا سامان فرما رہے تھے حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو مسلمان ہو کر آئی ہے اس نے کہا نہیں فرمایا ہجرت کر کے آئی عرض کیا نہیں، فرمایا پھر کیوں آئی ہو اس نے کہا حاجی سے تنگ ہو کر۔ بنی عبدالمطلب نے اس کی امداد کی، کپڑے بنائے، سامان دیا۔ حاطب بن ابی بلتعہ اسے ملے انہوں اسے دس دینار دیئے، ایک چادر دی اور ایک خط اہل مکہ کے پاس بھیجا۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ سید عالم ﷺ تم پر حملے کا ارادہ رکھتے ہیں تم سے اپنے بچاؤ کی جو تدبیر ہو سکے کرلو۔ سارہ یہ خط لے کر روانہ ہو گئی۔ اللہ نے اپنے حبیب کو اس کی خبر دی۔ حضور ﷺ نے اپنے چند اصحاب کو جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے گھوڑوں پر روانہ کیا، فرمایا مقام روضہ

خان پر تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا خط ہے جو اہل مکہ کے نام لکھا گیا ہے۔ وہ خط اس سے لے لو اور اسکو چھوڑ دو اور اگر انکار کرے تو اس کی گردن مار دو۔ یہ حضرات روانہ ہوئے اور عورت کو ٹھیک اسی مقام پر پایا جہاں حضور نے فرمایا تھا۔ اس سے خط مانگا وہ انکار کر گئی اور قسم کھا گئی صحابہ نے واپسی کا قصد کیا، حضرت علیؓ نے قسم فرمایا کہ سید عالم کی خبر خلاف ہو نہیں سکتی اور تلواریں کھینچ کر عورت سے فرمایا خط نکال یا گردن رکھ۔ جب اس نے دیکھا کہ حضرت بالکل آمادہ قتل ہیں تو اپنے جوڑے میں سے خط نکالا۔ حضور سید عالم ﷺ نے حضرت حاطب بن بلتعہ کو بلا کر فرمایا اس کا کیا باعث، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جب سے اسلام لایا کبھی میں نے کفر نہیں کیا اور جب سے حضور کی نیاز مندی میں آئی کبھی حضور کی خیانت نہ کی اور جب سے اہل مکہ کو چھوڑا ہے ان کی محبت نہ آئی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ میں قریش میں رہتا تھا اور ان کی قوم سے نہ تھا میرے سوا اور جو مجھ جریں ہیں ان کے مکہ میں رشتہ دار ہیں جو ان کے گھریار کی نگرانی کرتے ہیں مجھے اپنے گھر والوں کا اندیشہ تھا اس لئے میں نے یہ چاہا کہ میں اہل مکہ پر کچھ احسان رکھ دوں تاکہ وہ میرے گھر والوں کو ناستائیں اور یہ میں یقین سے جانتا ہوں کہ اللہ اہل مکہ پر عذاب نازل فرمانے والا ہے اور میرا خط انہیں بچا سکے گا۔ سید عالم نے ان کا یہ عذر قبول فرمایا اور ان کی تصدیق فرمائی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن مار دوں۔ حضور نے فرمایا اے عمر اللہ ﷻ فرما رہا ہے جب ہی اس نے اہل بدر کے حق میں فرمایا کہ جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا۔ حضرت عمر کے آنسو جاری ہو گئے اور یہ آیات نازل ہوئیں۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### دین کی سلامتی کی خاطر ہجرت کرنا:

۱۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ.....﴾ الخ اے ایمان والوں میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ (الممتحنة: ۱)۔ دار الحرب سے دار الاسلام میں منتقل ہونے کا نام ہجرت ہے۔

(التعريفات، ص ۱۹۷)

حضرت عکرمہ نے اس کی تین صورتیں بیان کی ہیں: (۱)..... ابتدائے اسلام میں مومنین کی ہجرت، (۲)..... مجاہدین کی ہجرت کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کو نکلے جب کہ مصائب پر صبر اور ثواب کے طالب ہوں۔ (۳)..... اللہ ﷻ نے جن چیزوں سے منع کیا ان کو چھوڑ دینا۔

(المظہری، ج ۲، ص ۱۶۷)

شیخ اسماعیل الجمل نے ہجرت کی ایک قسم یہ بھی ذکر کی ہے کہ منافقین سید عالم ﷺ کی معیت میں صبر اور احتساب کی حالت میں نکلیں نہ کہ دنیاوی اغراض و مقاصد کے لئے اور آیت مبارکہ ﴿وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّىٰ يَهْجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ ان میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ جب تک اللہ کی راہ میں گھریار نہ چھوڑیں (النساء: ۸۹)۔ میں یہی ہجرت مراد ہے۔ (الجمل، ج ۲، ص ۹۶)

☆..... حضرت معاویہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی جب تک توبہ منقطع نہ ہوگی اور توبہ اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے۔“

(سنن ابو داؤد، کتاب الجہاد، باب: فی الهجرة هل انقطعت، رقم: ۲۴۷۹، ص ۴۶۳)

### کافروں کا سید عالم ﷺ کو نقصان پہنچانے کے درپے ہونا:

۲۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَأَن يَشْقَوْكُمْ بِكُونِكُمْ أَعْدَاءُ وَيَسْتَظُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَالسُّتُومُ بِالسُّوءِ وَوَدُوا لَو تَكْفُرُونَ﴾ اگر تمہیں پائیں تو تمہارے دشمن ہو گے اور تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ دراز کریں گے

اور ان کی تمنا ہے کہ کسی طرح تم کافر ہو جاؤ (المسئحة: ۲)۔ کافر مسلمان کے قتل، قید اور شتم کے درپے ہوتے ہیں؛ لہذا مسلمان انہیں دوست نہ سمجھیں۔ ان سے محبتیں ظاہر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ان کی عداوت سبقت کر چکی ہے جس کا بیان اللہ ﷻ کے فرمان ﷻ لا تتخذوا عدوی..... الخ (المسئحة: ۱) میں واضح ہے۔

(حاشیۃ الشہاب، ج ۹، ص ۱۵۳)

قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں: تمہارا ان سے محبتیں استوار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، اگر وہ تم پر قابو پالیں تو تمہارے دشمن ہی ہونگے۔ وہ تمہیں قتل کرنے، مارنے، گالی دینے کے لئے تیار ہونگے اور خواہش کریں گے کہ کاش تم کافر ہو جاؤ۔ (المظہری، ج ۷، ص ۹۵)

## کافروں کے لئے طلب مغفرت کرنے کا مسئلہ:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الاقول ابراهيم لا يبيہ لاستغفرن لك وما املك لك من الله من شيء مگر ابراهيم کا اپنے باپ سے کہنا کہ میں ضرور تیری مغفرت چاہوں گا اور میں اللہ کے سامنے کسی نفع کا مالک نہیں ہوں﴾ (المسئحة: ۴)۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مایوس ہو گئے اور تمام امکاکی امور انجام دے چکے، سوائے استغفار کے کوئی امید نہ رہی تو اسی کا سہارا لیتا چاہا لیکن جب ان پر یہ بات واضح ہو چکی کہ ان کے باپ (یعنی چچا آزر) کفر پر قائم رہیں گے اور ان کے مقدر میں ایمان کی دولت ہے ہی نہیں تو پھر ان کے لئے استغفار سے بیزاری کا اظہار فرمایا۔

(الحازن، ج ۴، ص ۲۸۱)

مفسرین کرام نے اس آیت ﴿وما كان استغفار ابراهيم لابيه الا..... الخ﴾ اور ابراہیم کا اپنے باپ کی مغفرت چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب جو اس سے کر چکا تھا (اللہ: ۱۱۴) مفسر جلال کا یہ جملہ و ترک الاستغفار لہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں عام ذہنوں میں آنے والے شکوک و شبہات کو دور کر دیتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا آزر سے بیزاری ظاہر کی اور ان کے لئے استغفار کرنا ترک فرمادیا، یہاں سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ آپ ﷺ نے اپنے چچا کے لئے اس وقت تک استغفار فرمایا جب تک آپ ﷺ پر ظاہر نہ ہوا کہ یہ ایمان لانے والا نہیں پھر جب آپ ﷺ پر ظاہر ہو گیا جیسا کہ قرآن کا بھی بیان ہے کہ ﴿فلما تبين له انه عدو لله﴾ پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کے لئے کبھی دعا نہ فرمائی۔ حکم خداوندی کے نزول سے پہلے اگر حضرات انبیائے کرام کسی کام کو کریں تو اس کام کے کرنے کی وجہ سے ان نفوس قدسیہ کی ذات پر کوئی حرف نہیں آتا جیسا کہ حضور ﷺ جانتے تھے کہ عبد اللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے سے اس بد بخت کو کوئی فائدہ نہ ہوگا ہاں دیگر ہزار کفار کے ایمان لانے کا سبب بن جائے گا۔ لہذا اس قسم کی آیات سے ان نفوس قدسیہ کی ذات ستودہ صفات کے بارے میں کسی قسم کا شبہ ظاہر کر کے اپنے ایمان کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں زندہ کافروں کیلئے دعا کرنا جائز ہے اس بارے میں سید عالم ﷺ کے فرامین ہماری رہنمائی کرتے ہیں چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلاؤالا ہے ان کے خلاف اللہ ﷻ سے دعا کیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا ”اے اللہ ﷻ! ثقیف کو ہدایت دے۔“

(الجامع الترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ثقیف، رقم: ۳۹۶۸، ص ۱۱۱۱)

☆..... نبی پاک ﷺ نے دعا فرمائی: ”اے اللہ ﷻ! اسلام کو عزت دے ابو جہل بن ہشام سے یا عمر بن خطاب سے، پھر اگلی صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ (ایضاً، باب فی مناقب ابی حفص، رقم: ۳۷۰۱، ص ۱۰۵۲)

اغراض:

کفار مکہ: عدو کی تفسیر ہے، اور عبرت لفظ کے عمومی اعتبار سے ہے نہ کہ خصوصی اعتبار سے، پس آیت کا حکم تمام کفار کے ساتھ قیامت تک کے لئے کافی ہوگا۔ ووری بسحنین: مراد غزوہ حنین ہے، معنی یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کا منصوبہ جو (حاطب) کو معلوم تھا دیگر

لوگوں پر ظاہر کرنے کی ممانعت فرمائی اور اسی طرح سے دیگر مواقع پر منافقین کے حوالے سے معاملات پیش آئے، کہ مبادا وہ کافروں کو سب کچھ راز کی باتیں نہ بتا دیں جس سے جنگ کی تدبیر ہی فوت ہو جائے اور شریعت میں تو یہ انسان کے پوشیدہ معاملات کو کہتے ہیں، جیسا کہ انسان بھی آگے یا پیچھے کے ہونے والے یا ہو چکنے والے معاملات کو خفیہ رکھتا ہے۔ بعض نسخوں میں یوں ہے کہ خیبر ماہ محرم الحرام سن ۷ ہجری میں، فتح مکہ رمضان المبارک سن ۸ ہجری میں اور حنین شوال المکرم فتح مکہ والے سال میں وقوع پذیر ہوا۔

کتب حاطب بن ابی بلتعہ: شان نزول میں ملاحظہ کیجئے۔ ممن ارسلہ: مراد سارہ ہیں، اور "ارسل" میں موجود ضمیر مستتر "حاطب" کی جانب اور ضمیر بارز "الکتاب" کی طرف عائد ہے۔ وقبل عذر حاطب: یعنی حاطب کا عذر قبول فرمایا کیونکہ وہ مومن تھے، بدری صحابہ میں سے تھے اور اللہ ﷻ نے ان کے ایمان کی گواہی دی، چنانچہ فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾۔

اسرار خبر النبی: اور ﴿بِالْمُودَةِ﴾ میں موجود باء سیبہ ہے جس کی نظیر ماقبل گزر چکی۔ طریق الہدی: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿سواء السبیل﴾ مفعول ہے ﴿ضل﴾ کا۔

فتکون فی الجنة: کافروں سے موالات کی گنجائش نہیں، کیونکہ مومنین اور کافرین کا قیامت میں اجتماع ہونا قرار نہیں پائے گا۔

فی الموضعین: مراد آیوا الا فرمان مقدس: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ اَسْوَةٌ﴾ اور اس کے اتباع و اقتداء والے معنی ہیں۔

قولا وفعلا: اقتداء کی جہت سے واضح فرمایا، یعنی تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قول و فعل کی اقتداء کرو، کیونکہ انہیں کافروں کی جانب سے کوئی شدت و ضعف نہ پہنچے گا۔ من المومنین: یہاں باطل کے علاقے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معیت کا اعتبار کیا گیا ہے، کیونکہ اس وقت ان کے پاس سوائے اُن کے بھتیجے حضرت لوط علیہ السلام کے کوئی نہ تھے اور ان کی زوجہ بی بی سارہ تھیں یا یہ مراد ہے کہ جب وہ شام کی طرف تشریف لے آئے اور اس وقت اُن کے ساتھ مومنین کی کثیر تعداد موجود تھی۔ مستثنی من اسوة حسنة: مراد تمام قسم کے اسوہ ہیں، قوی فعلی ہر قسم کے اسوہ مراد ہیں۔ ای فلینس لکم التأسی بہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے چچا آزر کے لئے استغفار کرتے رہتے، امید لئے کہ ایمان لے آئیں گے لیکن جب ان پر واضح ہو گیا کہ چچا اللہ کے دشمنوں میں شامل ہیں اور ایمان نہ لائیں گے تو پھر استغفار کرنا ترک فرما دیا۔ مستثنی من حیث المراد منه: مراد معنی کنائی ہے۔ وان کان من حیث: مراد معنی وضعی ہے۔

واستغفاره: یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جانب سے اپنے چچا کے لئے استغفار کرنے کا عذر بیان کرنا ہے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے ایمان لانے کی امید پر استغفار کرتے تھے اور جب آزر کا کفر پر خاتمہ ہوا تو اپنے عمل سے رجوع فرمایا جس کا بیان اللہ کے فرمان میں موجود ہے: ﴿وَمَا كَانَ اسْتَغْفَارُ اِبْرَاهِيمَ﴾۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد محترم سے وعدہ فرمایا تھا جیسا کہ سورہ مریم میں موجود ہے: ﴿سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي اِنَّهٗ كَانَ بِي حَفِيًّا﴾ (مریم: ۴۷) اور استغفار کرنے کا ایک قول سورہ الشعراء میں بھی ہے چنانچہ فرمایا: ﴿وَاعْفُرْ لِي﴾ پھر اپنے اقوال سے رجوع فرمایا جیسا کہ سورہ براءت میں یوں ہے: ﴿لَهُ اِنَّهٗ عَدُوٌّ لِلّٰهِ﴾۔

ای لا تظہرہم: یعنی کافروں کو ہم پر غالب نہ کر دینا۔ فیظنوا انہم علی الحق: یعنی کافر ہم پر کامیاب ہو جائیں۔

فیفتنوا: یعنی کافر کفر میں زیادتی کر جائیں اور مزید مداومت کریں کیونکہ کسی کو ڈھیل ملے تو وہ کفر میں مزید پختہ ہوتا ہے۔

او یظن الثواب والعقاب: یہ دوسری تفسیر ہے جو کہ ﴿یسر جوا﴾ کے معنی کے حوالے سے کی گئی ہے، مراد ثواب کا گمان کرنا، یعنی

(الصاوی، ج ۶، ص ۹۵ وغیرہ)

ثواب کا یقین رکھنا ہے۔



رکوع نمبر: ۸

﴿عسى الله ان يجعل بينكم وبين الدين عاديتم منهم﴾ من كفار مكة طاعة الله تعالى ﴿مودة﴾ بآن  
يهديتهم للإيمان فيصيروا أولياء ﴿والله قدير﴾ على ذلك وقد فعله بعد فتح مكة ﴿والله غفور﴾ لهم  
ما سلف ﴿رحيم﴾ ﴿٤﴾ بهم ﴿لا ينهكم الله عن الذين لم يقاتلوكم﴾ من الكفار ﴿في الدين ولم  
يخرجوكم من دياركم ان تبروهم﴾ ببدل اشتغال من الدين ﴿وتقسطوا﴾ تقضوا ﴿اليهم﴾ بالقسط أي  
العدل وهذا قبل الأمر بالجهاد ﴿ان الله يحب المقسطين﴾ ﴿٨﴾ العادلين ﴿انما ينهكم الله عن الذين  
قاتلوكم في الدين واخرجوكم من دياركم وظهروا﴾ عاونوا ﴿على اخراجكم ان تولوهم﴾ ببدل  
اشتغال من الدين تتخذوهم أولياء ﴿ومن يتولهم فاولئك هم الظالمون﴾ ﴿٩﴾ بيايها الذين امنوا اذا جاءكم  
المومنت ﴿بالسنهن﴾ مهجرت ﴿من الكفار بعد الصلح معهم في الحديبية﴾ على ان من جاء منهم إلى  
المؤمنين يرد ﴿فامتنعوا﴾ بالحلف انهم ما خرجنا إلا رغبة في الإسلام لا بغضا لأزواجهن الكفار  
ولا عشقا لرجال من المسلمين كذا كان النبي يحلفهن ﴿الله اعلم بايمانهن فان  
علمتموهن﴾ ظنتموهن بالحلف ﴿مومت فلا ترجعوهن﴾ تردوهن ﴿الى الكفار لاهن حل لهم ولا هم  
يحلون لهن واتوهن﴾ أي أعطوا الكفار أزواجهن ﴿ما انفقوا﴾ عليهن من المهور ﴿ولا جناح عليكم ان  
تنكحوهن بشرطه﴾ اذا اتيموهن اجورهن ﴿مهورهن﴾ ولا تمسكوا ﴿بالتشديد والتخفيف﴾ بعصم  
الكوافر ﴿زوجاتكم لقطع اسلامكم لها بشرطه او اللاحقات بالمشركين مرتدات لقطع ارتدادهن  
نكاحكم بشرطه﴾ وسئلوا ﴿أطلبوا﴾ ما انفقت ﴿عليهن من المهور في صورة الارتداد ممن تزوجهن  
من الكفار﴾ وليسئلوا ما انفقوا ﴿على المهاجرات كما تقدم انهم يؤتونه﴾ ذلكم حكم الله يحكم  
بينكم ﴿به﴾ والله عليم حكيم ﴿١٠﴾ وان فاتكم شيء من أزواجكم ﴿أي واحدة فأكثرنه﴾ أو شيء من  
مهورهن بالذهب ﴿الى الكفار﴾ مرتدات ﴿فعاقتهم﴾ فغزوتهم وغنمتهم ﴿فاتوا الذين ذهب  
ازواجهم﴾ من الغنيمة ﴿مثل ما انفقوا﴾ لفواته عليهم من جهة الكفار ﴿واتقوا الله الذي انتم به  
مؤمنون﴾ ﴿١١﴾ وقد فعل المؤمنون ما أمروا به من الإتياء للكفار والمؤمنين ثم ارتفع هذا الحكم ﴿بيايها  
النبي اذا جاءك المومت يبايعنك على ان لا يشركن بالله شيئا ولا يسرقن ولا يزنين ولا يقتلن  
اولادهن﴾ كما كان يفعل في الجاهلية من وإد البنات أي ذبيهن أحياء خوف العار والفقر ﴿ولا يأتين  
بهتانا يفترينه بين ايديهن وارجلهن﴾ أي بولدهن ملقوطين ينسبنه إلى الزوج وصف بصفة الولد الحقيقي  
فإن الأم اذا وضعت سقط بين يديها ورجليها ﴿ولا يعصينك في معروف﴾ هو ما وافق طاعة الله تعالى  
كترك النياحة وتمزيق الثياب وجز الشعر وشق الحبيب وخمش الوجه ﴿فبايعهن﴾ فعل ﷺ ذلك  
بالقول ولم يضاف واحدة منهن ﴿واستغفر لهن الله ان الله غفور رحيم﴾ ﴿١٢﴾ بيايها الذين امنوا لاتتولوا

فَمَا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ﴿۱۱﴾ هُمُ الْيَهُودُ ﴿۱۲﴾ قَدْ يَسْأَوْنَ مِنَ الْآخِرَةِ ﴿۱۳﴾ أَىٰ مِنْ قَوَائِمِهَا مَعَ إِيْقَابِهِمْ بِهَا لِعِنَادِهِمْ النَّبِیَّ  
مَعَ عَلَيْهِمْ بِصِدْقِهِ ﴿۱۴﴾ كَمَا يَسْأَلُ الْكُفَّارُ ﴿۱۵﴾ الْكَافِرُونَ ﴿۱۶﴾ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ﴿۱۷﴾ ﴿۱۸﴾ أَى الْمَقْبُورِينَ مِنْ  
خَيْرِ الْآخِرَةِ إِذْ تُعْرَضُ عَلَيْهِمْ مَقَاعِدُهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ كَانُوا آمَنُوا وَمَا يُصِيرُونَ إِلَيْهِ مِنَ النَّارِ.

### ﴿ترجمہ﴾

قریب ہے کہ اللہ تم میں اور ان میں جو ان میں سے (یعنی کفار مکہ میں سے) تمہارے دشمن ہیں دوستی کر دے (یوں کہ انہیں ایمان کی ہدایت دیدے اور وہ تمہارے دوست بن جائیں) اور اللہ قادر ہے (اس پر اور فتح مکہ کے بعد اس نے یہ کر دکھایا.....) اور اللہ بخشنے والا ہے (ان کو جو انہوں نے پہلے کیا) رحم فرمانے والا ہے (ان پر) اللہ تمہیں ان سے (یعنی ان کفار سے) منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرو (”ان تبرہم“ الذین سے بدلہ اٹھاتا ہے) اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو (یعنی ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، یہ حکم جہاد کے نزول سے پہلے کا ہے) بیشک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں (المقسطین بمعنی العادلین ہے) اللہ تمہیں انہی سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے یا تمہیں گھروں سے نکال لیا تمہارے نکالنے پر مدد کی (ظاہر و باہر بمعنی عاونوا ہے) کہ ان سے دوستی کرو (”ان تو لوہم“ الذین سے بدلہ اٹھاتا ہے) ”ان تو لوہم..... الخ“ کا معنی تتخذوا اولیاء ہے) اور جو ان سے دوستی کرے تو وہی ستمگار ہیں اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں (جو زبان سے اسلام کا اقرار کرتی ہوں) آئیں ہجرت کرتے ہوئے (کافروں کے پاس سے حدیبیہ میں تمہارے کافروں کے ساتھ اس شرط کے ساتھ پر صلح کر لینے کے بعد مکہ سے جو مسلمان مدینہ آئے گا اسے دوبارہ واپس کر دیا جائے گا) تو ان کا امتحان کرو (ان سے حلف لے کر کہ وہ گھروں سے اسلام کی طرف رغبت کرتے ہوئے نکلیں نہ کہ اپنے کافر شوہروں سے بغض اور نہ کسی مسلمان مرد کے عشق کی وجہ سے، حضور ﷺ ان عورتوں سے اسی طرح حلف لیا کرتے تھے.....) اللہ ان کے ایمان کا حال بہتر جانتا ہے پھر اگر تمہیں ان پر گمان ہو (ان کے قسم لینے کے سبب، علمتموہن بمعنی ظننتموہن ہے) ایمان والیاں ہونے کا تو انہیں کافروں کو واپس نہ دو (توجعوهن بمعنی تو دوہن ہے) نہ یہ انہیں حلال نہ وہ انہیں حلال اور انہیں دیدو (ان عورتوں کے کافر شوہروں کو) جو ان کا خرچ ہوا (ان عورتوں کے مہر) اور تم پر گناہ نہیں کہ ان سے نکاح کر لو (اس کی شرط کے ساتھ) جب کہ ان کے مہر انہیں دو (اجورہن بمعنی مہورہن ہے) اور نہ جبر ہو (”لا تمسکوا“ فعل مخفف ومشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) کافر نیوں کے نکاح پر (یعنی کافر بیویوں کے نکاح پر کہ تمہارے اسلام نے اس عورت سے زوجیت کا رشتہ منقطع کر دیا، قطع نکاح کی شرط پائے جانے کے سبب یا معنی یہ ہے کہ جو عورتیں مرتد ہو کر مشرکین کے پاس چلی گئیں، قطع کی شرط پائے جانے کے سبب ان کے ارتداد نے تمہارے ساتھ ان کے رشتہ زوجیت کو منقطع کر دیا ہے.....) اور ماگ لو (اسئلوا بمعنی اطلبوا ہے) جو تمہارا خرچ ہوا (ان پر یعنی مہر تمہاری بیویوں کے مرتد ہو کر کافروں سے نکاح کر لیا ان سے) اور کافر ماگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا (مہاجرہ عورتوں پر جیسا کہ گزرا ان مہاجرہ عورتوں سے نکاح کرنے والے حضرات سابقہ کافر شوہر کو مہر کی رقم ادا کریں.....) یہ اللہ کا حکم ہے وہ تم میں (اس کے ذریعے) فیصلہ فرماتا ہے اور اللہ علم اور حکمت والا ہے اور اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے کچھ عورتیں نکل جائیں (ان میں سے خواہ ایک یا زائدہ یا ان عورتوں کے جانے کے سبب ان کا مہر میں سے کچھ چلا جائے) کافروں کی طرف (مرتد ہو کر) تو تم سزا دو (یعنی ان سے جنگ کرو اور مال غنیمت حاصل کرو) تو جن کی عورتیں جاتی رہی تھیں انہیں (غنیمت میں سے) اتنا دیدو جو ان کا خرچ ہوا تھا (کہ ان کا یہ مال کافروں کے ہاتھوں ضائع ہوا ہے) اور اللہ سے ڈرو جس پر تمہیں ایمان ہے (مسلمانوں نے اس حکم کے مطابق عمل کیا، کفار کو ان

کی مہاجرہ عورتوں کا مہر اور مسلمانوں کی مرتد ہو کر جانے والی عورتوں کے شوہروں کو ان کا ادا کردہ مہر دے دیا پھر بعد میں یہ حکم اٹھایا گیا) اسے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی (جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں کیا کرتی تھیں بچیوں کو عمار اور فقر کے خوف کی وجہ سے دفن کر دیا کرتی تھیں) ”وَادِ الْبَنَاتِ“ بمعنی دھنہن ہے) اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان میں اٹھائیں (یعنی لفظ میں ملنے والے بچے کو اپنے شوہر کی طرف منسوب کریں اور اسے اس کا سگا بیٹا ہونا بتائیں، ماں جب بچہ جنتی ہے تو وہ بچہ اس کے دونوں ہاتھ اور پیروں کے درمیان گرتا ہے) اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی (”مَعْرُوف“ سے مراد وہ امور ہیں جو اطاعت الہی کے موافق ہوں جیسے نوحہ نہ کرنا، کپڑے نہ پھاڑنا، بال نہ نوچنا، چہرہ نہ پیٹنا) تو ان سے بیعت لو (حسب حکم حضور ﷺ نے ان عورتوں سے زبانی بیعت لی اور کسی سے بھی مصافحہ نہ فرمایا) اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اے ایمان والو! ان لوگوں سے دوستی نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے (مراد اس سے یہودی ہیں) وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں (آخرت پر یقین رکھنے کے باوجود آخرت کے ثواب سے ان کا یہ عمل نبی پاک ﷺ کا بغض رکھنے کے سبب ہے یہ باخوبی جانتے ہیں کہ حضور ﷺ بچے ہیں) جیسے کافر (جو کہ ہیں) آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے (قبروں میں مدفون ان افراد کو آخرت کی بھلائی پہنچنے سے ایمان لانے کی صورت میں ملنے والے جنتی ٹھکانے ان پر پیش کئے جائیں گے، پھر انہیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿عسی اللہ ان يجعل بینکم وبين الذین عادیتکم منهم مودة﴾

عسی اللہ: فعل رجاء با اسم، ان: مصدریہ، يجعل: فعل با فاعل، بینکم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، بین: مضاف، الذین عادیتکم: موصول صلیہ، مکرزوالحال، منهم: ظرف مستقر حال، مکر مضاف الیہ، مکر معطوف، مکر ظرف متعلق بمحذوف مفعول ثانی، مودة: مفعول اول، مکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ قدیر واللہ غفور رحیم﴾

و: عاطفہ، اللہ مبتدا، قدیر: خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اللہ مبتدا، غفور رحیم: خبران، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿لاینبہکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین﴾

لاینبہکم: فعل نئی ومفعول، اللہ: فاعل، عن: جار، الذین موصول، لم یقاتلوکم فی الدین: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لم یخرجوکم من دیارکم: جملہ فعلیہ معطوف، مکر صلیہ، مکر مبدل منہ، ان: مصدریہ، تبروہم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تقسطوا الیہم: جملہ فعلیہ معطوف، مکر بتاویل مصدر بدل، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، یحب المقسطین: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿انما ینہکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاہروا علیٰ اخراجکم ان تولوہم﴾  
انما: حرف مشبہ وما کافہ، ینہکم اللہ: فعل ومفعول و فاعل، عن: جار، الذین موصول، قاتلوکم فی الدین: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اخرجوکم من دیارکم: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، ظاہروا علیٰ اخراجکم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکر صلیہ، مکر مبدل منہ، ان تولوہم: جملہ بتاویل مصدر بدل، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَاُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾

و: متانفہ، من: شرطیہ مبتدأ، يتوَلَّهم: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ: جملہ اسمیہ جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَ كُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مَهْجُورَاتٌ فَامْتَحِنُوهُنَّ﴾

یایہا الذین آمنوا: نداء، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء کم: فعل ومفعول، المؤمنات: ذوالحال، مهجورات: حال، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، امتحنوهن اللہ: فعل امر بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ جزاء، مکر جملہ شرطیہ مقصود بالتداء، مکر جملہ ندائیہ۔

﴿اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٌ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ﴾

اللہ: مبتدأ، اعلم بایمانہن: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، ان: شرطیہ، علمتموهن مؤمنات: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا ترجعوهن: فعل نفی بافاعل ومفعول، الی الکفار: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ جزاء، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُنَّ مَا نَفَقُوا﴾

لا: تانیہ، هن: مبتدأ، حل: مصدر بافاعل، لهم: ظرف لغو، مکر شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لا تانیہ، هم: مبتدأ، يحلون: لهن: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، آتوهن: فعل امر بافاعل ومفعول، ما انفقوا: موصول، مکر مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ تَنَكَحْتُمُوهُنَّ إِذَا أَتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ﴾

و: عاطفہ، لا: تانیہ جنس، جناح: مصدر بافاعل، ان: مصدریہ، تنکحوهن: فعل بافاعل ومفعول، اذا: مضاف، آتیتموهن اجورهن: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر ظرف، مکر جملہ فعلیہ بتاویل ب جار مجرور، مکر ظرف لغو، مکر شبہ جملہ ہو کر اسم، علیکم: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وَلَا تَمْسِكُوا بِعَصَمِ الْكُوفَرِ وَسَلُّوا مَا نَفَقْتُمْ وَلِيسْئَلُوا مَا نَفَقُوا﴾

و: عاطفہ، لا تمسکوا: فعل نفی بافاعل، بعصم الکوفار: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، سئلوا: فعل امر بافاعل، ما انفقتم: موصول صلہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ لام، لام: امر، یسئلوا: فعل امر بافاعل، ما انفقوا: موصول صلہ، مکر مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذَلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

ذلکم: مبتدأ، حکم اللہ: خبر، مکر جملہ اسمیہ، یحکم: فعل بافاعل، بینکم: ظرف، مکر جملہ فعلیہ متانفہ، و: عاطفہ، اللہ: مبتدأ، علیم حکیم: خبر نداء، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعاقِبْتُمْ فَاتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِثْلَ مَا نَفَقُوا﴾

و: عاطفہ، ان: شرطیہ، فاتکم: فعل ومفعول، شیء: فاعل، من: جار، ازواجکم: ذوالحال، الی الکفار: ظرف مستقر "ذاهبات" شبہ فعل محذوف کیلئے، مکر شبہ جملہ ہو کر حال، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، عاقبتکم: جملہ فعلیہ معطوف، مکر شرط، ف: جزائیہ، اتوا: فعل امر بافاعل، الذین: موصول، ذہبت ازواجهم: جملہ فعلیہ صلہ، مکر مفعول اول، مثل: مضاف، ما انفقوا: موصول صلہ، مکر مضاف الیہ، مکر مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ جزاء، مکر جملہ شرطیہ۔



﴿واتقوا الله الذي التزم به مومنون﴾

و: عاطفہ، اتقوا: فعل امر بافاعل، اللہ: موصوف، الذي: موصول، التزم: مبتدأ، به مومنون: شبه جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿يا ايها النبي اذا جاءك المومنت يبايعنك على ان لا يشركن بالله شيئا ولا يسرقن ولا يزنين ولا يقتلن

اولادهن ولا ياتين بهتان يفتريه بين ايديهن وارجلهن ولا يعصينك في معروف فبايعهن﴾

يا ايها النبي: نداء، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاءك: فعل ومفعول، المومنت: ذو الحال، يبايعن: فعل بافاعل، ك: ضمیر

مفعول، على: جار، ان: مصدریہ، لا يشركن بالله شيئا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا يسرقن: جملہ فعلیہ معطوف

اول، و: عاطفہ، لا يزنين: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، لا يقتلن اولادهن: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، و: عاطفہ، لا ياتين بهتان

لتي وتون نسوه ذو الحال، يفتريه: فعل بافاعل ومفعول، بين: مضاف، ايديهن: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ارجلهن: معطوف، ملکر مضاف

اليه، ملکر مضاف اليه، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، بهتان: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف رابع، و: عاطفہ، لا يعصينك

في معروف: جملہ فعلیہ بمعروف جملہ فعلیہ معطوف خامس، ملکر شرط، ف: جزائیہ، يبايعهن: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ

جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿واستغفر لهن الله ان الله غفور رحيم﴾

و: عاطفہ، استغفر لهن: فعل امر بافاعل وظرف لغو، الله بمفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، غفور رحيم: خبر ان، ملکر

جملہ اسمیہ۔

﴿يا ايها الذين امنوا لا تتولوا قوما غضب الله عليهم قد يئسوا من الاخرة كما يئس الكفار من اصحاب القبور﴾

يا ايها الذين امنوا: نداء، لا تتولوا: فعل نہی بافاعل، قوما: موصوف، غضب الله عليهم: جملہ فعلیہ صفت، قد: تحقیقیہ، يئسوا من

الاخرة: فعل بافاعل وظرف لغو، كاف: جار، ما موصولہ، يئس الكفار: فعل وفاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ذو الحال، من اصحاب

القبور: ظرف مستقر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "یاسا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر

مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ متانفہ۔

### ﴿شبان نزول﴾

☆.....عادیتم منهم مودة.....☆ جب اوپر کی آیات نازل ہوئیں تو مومنین نے اپنے اہل قرابت کی عداوت میں تشدد کیا ان سے

بیزار ہو گئے اور اس معاملہ میں بہت سخت ہو گئے تو اللہ نے یہ آیات نازل فرما کر انہیں امید دلائی کہ ان کفار کا حال بدلنے والا ہے اور یہ

آیت نازل ہوئی۔

☆.....لا ينهكم الله.....☆ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ آیت خزاعہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے حضور ﷺ سے اس

شرط پر صلح کی تھی کہ آپ سے قتال کریں گے اور نہ آپ کے مخالف کی مدد کریں گے اللہ ﷻ نے ان لوگوں کے ساتھ سلوک کرنے کی

اجازت دے دی۔ حضرت عبداللہ بن زہیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان کی والدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی ان

کی والدہ مدینہ میں تحفے لے کر آئی تھیں اور انہیں مشرکہ، تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان کے ہدایا قبول نہ کئے اور انہیں اسے گھر میں داخل

ہونے کی اجازت بھی نہ دی اور رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا حکم ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور رسول کریم ﷺ نے اجازت

دی کہ انہیں گھر میں بلائیں ان کے ہدایا قبول کریں ان کے ساتھ سلوک کریں۔

☆.....واتوہم ما انفقوا..... یعنی جو مہر انہوں نے اُن عورتوں کو دیئے تھے وہ انہیں واپس کر دو، یہ حکم الہی ذمہ کے لئے ہے جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی لیکن حربی عورتوں کے مہر واپس کرنا نہ واجب نہ سنت، وان كان الامر بايتاء ما انفقوا الوجوب فهو منسوخ وان كان لندب كما هو قول الشافعي فلا یہ مہر دینا اس صورت میں ہے جب کہ عورت کا کافر شوہر اس کو طلب کرے اور اگر طلب نہ کرے تو اس کو کچھ نہ دیا جائے گا۔ مسئلہ اسی طرح اگر کافر نے اس مہاجرہ کو مہر نہیں دیا تھا تو بھی وہ کچھ نہ پائے گا۔

☆.....ولا جناح عليكم ان تنكحوهن..... یہ آیت صلح حدیبیہ کے بعد نازل ہوئی صلح میں یہ شرط تھی کہ مکہ والوں میں سے جو شخص ایمان لا کر سپہ عالم کی خدمت میں حاضر ہو مکہ والے اس کو واپس لا سکتے ہیں اس آیت میں یہ بیان فرمادیا گیا کہ یہ شرط ضعیف مردوں کے لئے ہے عورتوں کی تصریح عہد نامہ میں نہیں ہے نہ عورتیں اس قرارداد میں داخل ہو سکتی ہیں کیونکہ مسلمان عورت کافر کے لئے حلال نہیں۔ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ آیت حکم اول کی ناخ ہے یہ اس کی تقدیر پر ہے کہ عورتیں عہد صلح میں داخل ہوں مگر عورتوں کا اس عہد میں داخل ہونا صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت علی سے عہد نامہ کے یہ الفاظ مروی ہیں ”لا یاتیک منارجل وان کان علی دینک الا ردہ یعنی ہم سے جو مرد آپ کے پاس پہنچے خواہ وہ آپ کے دین پر ہی ہو آپ اس کو واپس دیں گے۔“

☆.....یا ایہا النبی..... اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مسلمانوں نے مہاجرہ عورتوں کے مہر ان کے کافر شوہروں کو ادا کر دیئے اور کافروں نے مرتدات کے مہر مسلمانوں کو ادا کرنے سے انکار کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### کفر و اسلام کی دوستی ناممکن:

۱.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿عسی اللہ ان يجعل بینکم وبين الذین عادیتہم منهم مودة..... الخ قریب ہے کہ اللہ تم میں اور ان میں جو ان میں سے تمہارے دشمن ہیں دوستی کر دے﴾ (الممتحنة: ۷)۔

فاضل بریلوی فرماتے ہیں: مشرکوں سے اتحاد و داد قطع حرام اور ان سے اخلاص دلی یقیناً کفر ہے۔ اللہ ﷻ فرماتا ہے: ﴿تسری كثيرا منهم يتولون الذین کفروا لبئس ما قدمت لهم انفسهم ان سخط اللہ علیہم وفي العذاب هم خلدون ولو کانوا یؤمنون باللہ والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوہم اولیاء ولكن كثيرا منهم فسقون ان میں تم بہت کد کھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں کیا ہی بری چیز اپنے لئے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہو اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے اور اگر وہ ایمان لاتے اللہ اور اس نبی پر اور اس پر جو ان کی طرف اتر تو کافروں سے نہ دوستی کرتے مگر ان میں تو بہترے فاسق ہیں﴾ (المائدہ: ۸۱ تا ۸۰)۔

موالات ہر کافر سے مطلقاً حرام ہے، اللہ نے عام کفار کی ہنسنت یہ احکام فرمائے تو بزدل زبان ان میں سے کسی کافر کا استثناء مانا اللہ ﷻ پر افتراء بعد اور قرآن مجید کی تحریف شدید ہے بلکہ عالم الغیب نے یہ حکم یہود و نصاریٰ سے خاص ماننے والوں کے منہ میں اپنے قہر عظیم کا پتھر دے دیا، ایک آیت میں صراحت کتابوں کے ساتھ باقی کفار کو جدا ذکر فرمایا کہ کتابی وغیر کتابی سب کو تعیم حکم مفسر منور ہو جائے، جاہلان ضلیل کی تاویل ذلیل راہ نہ پائے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ہزوا ولعنا من الذین اتوا الکتاب من قبلکم والکفار اولیاء واتقوا اللہ ان کنتم مومنین اے ایمان والوں جنہوں نے تمہارے دین کو ہلسی کھیل بنا دیا وہ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافران میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر ایمان رکھتے ہو﴾ (المائدہ: ۵۷)۔

الاشاہ والنظار و تنویر الابصار و در مختار میں ہے: لو مسلم علی الذمی تبجیلا یکفر لان تبجیل الکافر کفر اگر کسی نے ذمی کو

احتراماً سلام کہہ دیا تو یہ کفر ہے کیونکہ کافر کی تعظیم کفر ہوتی ہے۔ (الدرالمختار، کتاب المحظر وباحث، فصل فی البیہ، ج ۹، ص ۵۹۱، الفتاویٰ الرضویہ معرجمہ، رسالہ: نابغ النور علی سوالات جہلمور، ج ۱۴، ص ۱۴۱ وغیرہ)

## مہاجر خواتین کا امتحان:

۲..... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ أَلَا يَتَذَكَّرُ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ بِلَا إِلَهِ إِلَّا اللَّهُ أَعِزُّونَ لِلْأَعِزِّ ذُلٌّ لِلذَّلِّ وَالْوَلِيُّ لِلْوَلِيِّ وَالْكَافِرُ لِلْكَافِرِ وَالْكَافِرُ أَكْبَرُ مِنَ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ أَكْبَرُ مِنَ الْكَافِرِ﴾ (الممتحنة: ۱۰)۔ امتحان کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں: (۱)..... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ آنے والی عورتوں سے پوچھا جاتا تھا کہ وہ اپنے شوہر سے بعض کی وجہ سے تو نہیں آئیں، یا کسی دوسرے شہر یا علاقے کی جانب رغبت رکھنے کی وجہ سے سفر کر لیا، یا دنیا کی محبت میں سفاخی اختیار کر کے آئی ہو، یا کسی دوسرے آدمی کے عشق کے چکر میں یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں آئی ہے۔ پس اگر جو کوئی کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا حلف اٹھا لیتی، تو اس کے سابقہ شوہر کو مہر واپس کر کے ان خواتین کو روک لیا جاتا۔ (۲)..... امتحان کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کا ہوا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کو مانگی ہے یا نہیں۔ (۳)..... بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم ﷺ کا امتحان یہی ہوا کرتا تھا، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبِيَعُكَ عَلِيٌّ أَوْ لَا يَشُرُ كُنْ بِاللَّهِ شَيْئًا أَلَا يَتَذَكَّرُ أُولَئِكَ أَنَّهُمْ بِلَا إِلَهِ إِلَّا اللَّهُ أَعِزُّونَ لِلْأَعِزِّ ذُلٌّ لِلذَّلِّ وَالْوَلِيُّ لِلْوَلِيِّ وَالْكَافِرُ لِلْكَافِرِ وَالْكَافِرُ أَكْبَرُ مِنَ الْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنُ أَكْبَرُ مِنَ الْكَافِرِ﴾ (الممتحنة: ۱۲)۔ (۴)..... اکثر علماء کے نزدیک یہ ناخ ہے، جب کہ سید عالم ﷺ نے قریش سے عہد کر لیا تھا، کہ ان کے پاس مسلمانوں میں سے جو بھی آیا، پھر اس حکم کو نساء کے حکم سے منسوخ کر دیا، اور یہ مذہب ان کے نزدیک قابل قبول ہے جو قرآن کے ذریعے سنت کے نسخ کو مانتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ مرد و عورت سب ہی کے اعتبار سے آیت کا حکم منسوخ ہے، اور امام کے لئے دشمن سے صلح کرنا جائز نہیں کہ وہ سارے مسلمانوں کو واپس کر دے گا کیونکہ مسلمان کا دار الحرب میں جہاں شرک کا دور دورہ ہو، رہنا جائز نہیں لیکن یہ کو فیوں کا مذہب ہے۔ جب کہ امام مالک کے نزدیک صلح کرنا جائز ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۸، ص ۵۶ وغیرہ)

## ارتداد سے نکاح قائم رہنے یا نہ رہنے کا مسئلہ:

۳..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهَا﴾ (الممتحنة: ۱۰)۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں: مرتد شخص کے لئے ضروری ہے کہ تجدید اسلام کرے، اگر عورت رکھتا ہو تو اس سے بعد توبہ و تجدید اسلام پھر نکاح کرے کہ علمائے نے ایسے شخص پر (جو سادات گیلانی، سیدی غوث اعظم وغیرہ کو یہودی، نصرانی، خنزیر و کتا کہے) حکم کفر ہے۔ تنویر الابصار میں ہے: ارتداد احد الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء زوجین میں سے کسی ایک کے مرتد ہو جانے سے بلا تاخیر نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب النکاح، باب: نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۶۶)

درمختار میں ہے: فی شرح الوہابیۃ للشرحبلاسی ما یکون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح واولادہ واولاد زنا شرحبلاسی کی شرح وہابیہ میں ہے کہ جو چیز بالاتفاق کفر ہو اس سے عمل اور نکاح باطل ہو جاتا ہے اور اس کی اولاد و ولد زنا قرار پاتی ہے۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الجہاد، باب: المرتد، ج ۶، ص ۳۹۰)

جامع الفصولین میں ہے: لو ارتد ہوا لا تجبر المرأة علی التزوج اگر خاوند مرتد ہو جائے تو عورت کو (دوبارہ) نکاح پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ (الفتاویٰ الرضویہ معرجمہ، رسالہ: دوام العیش الاثمة من قریش، ج ۱۴، ص ۲۴۷ وغیرہ)

درمختار میں ہے: زوج یا زوجہ دونوں کافر غیر کتابی تھے، ان میں سے ایک مسلمان ہوا تو قاضی دوسرے پر اسلام پیش کرے اگر مسلمان

ہو گیا فہما اور انکار یا سکوت کیا تو تفریق کر دے، سکوت کی صورت میں احتیاط یہ ہے کہ تین بار پیش کرے، یونہی اگر کتابی کی عورت مسلمان ہو گئی تو مرد پر اسلام پیش کیا جائے، اسلام قبول نہ کیا تو تفریق کر دی جائے اور اگر دونوں کتابی ہیں اور مرد مسلمان ہو تو عورت بدستور اس کی زوجہ ہے۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب النکاح، باب: نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۵۴)

شرعی میں ہے: عورت مسلمان ہوئی اور شوہر پر اسلام پیش کیا گیا، اس نے اسلام لانے سے انکار کیا یا سکوت کیا تو تفریق کی جائے گی اور یہ تفریق طلاق قرار دی جائے، یعنی اگر بعد میں مسلمان ہوا اور اسی عورت سے نکاح کیا تو اب دو ہی طلاق کا مالک رہے گا، کہ مجملہ تین کے ایک پہلے ہو چکی ہے اور یہ طلاق بائن ہے اگرچہ دخول ہو چکا ہو یعنی اگر مسلمان ہو کر رجعت کرنا چاہے تو نہیں کر سکتا، بلکہ جدید نکاح کرنا ہوگا اور دخول ہو چکا ہو تو عورت پر عدت واجب ہے اور عدت کا نفقہ شوہر سے لے گی اور پورا مہر شوہر سے لے سکتی ہے اور قبل دخول ہو تو نصف مہر واجب ہوا اور عدت نہیں اور اگر شوہر مسلمان ہوا اور عورت نے انکار کیا تو تفریق فسخ نکاح ہے، کہ عورت کی جانب سے طلاق نہیں ہو سکتی ہے پھر اگر وطی ہو چکی ہے تو پورا مہر لے سکتی ہے ورنہ کچھ نہیں۔ (المرجع السابق، ج ۴، ص ۳۵۴)

### اختلاف دارین سے نکاح ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کا مسئلہ :

ج..... ایک دارالاسلام میں آکر رہنے لگا دوسرا دارالحرب میں رہا، جب بھی عورت نکاح سے باہر ہو جائے گی، مثلاً مسلمان ہو کر یا ذمی بن کر دارالاسلام میں آیا یا یہاں آکر مسلمان یا ذمی ہوا یا قید کر کے دارالحرب سے دارالاسلام میں لایا گیا تو نکاح سے باہر ہو گئی اور اگر دونوں ایک ساتھ قید کر کے لائے گئے یا دونوں ایک ساتھ مسلمان یا ذمی بن کر وہاں سے آئے یا یہاں آکر مسلمان ہوئے یا ذمہ قبول کیا تو نکاح سے باہر نہ ہوئی یا حربی امن لے کر دارالاسلام میں آیا یا مسلمان یا ذمی دارالحرب کو امان لے کر گیا تو عورت نکاح سے باہر نہ ہوگی۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب النکاح، باب: نکاح الکافر، ج ۴، ص ۳۵۴ وغیرہ)

### اغراض:

وقد فعله: اور یہ کہ کئی کفار اسلام لے آئے اور وہ آپس میں دوست اور بھائی بن گئے۔

لہم: یعنی جو عداوت کفر کی وجہ سے تھی، اللہ نے اُن سے ایمان کی وجہ سے دور کر دی۔ بدل اشتغال: معنی یہ ہے کہ اللہ تمہیں اُن سے احسان کرنے سے نہیں روکتا، البر بمعنی الاحسان ہے۔ ای بالعدل: اور انصاف کرنے کا تعلق فقط مذکورہ لوگ ہی نہیں ہیں بلکہ انصاف ہر ایک کے ساتھ کرنا واجب ہے اگرچہ قاتل ہی کیوں نہ ہو، پس اُولیٰ تفسیر یہ ہے کہ العدل کی تفسیر الاعطاء سے کی جائے یعنی تم ان کے مالوں میں انصاف سے کام لو، پس القسط کا عطف البر پر ہے جس طرح خاص کا عطف عام پر ہوا کرتا ہے۔

العادلین: جب کہ القسط کی تفسیر العدل سے کی جائے، اور القسط کی تفسیر الاعطاء سے کرنا، پس المقسطین بمعنی المحسنون ہے۔ بدل اشتغال: یعنی اللہ نے تمہیں منع کیا ہے کہ اُن کے ساتھ موالات نہ کرو۔

بعد الصلح: متعلق ہیں ﴿مہجرات﴾ کے یا ﴿جاء کم﴾ کے۔ بالحلف: مراد کافروں کی طرف سے ہجرت کر کے آنے والی عورتیں حقیقی مسلمہ ہیں یا نہیں ان کا حلف کر لو؟ اور امتحان کرنے کا سبب یہ ہے تاکہ (معلوم ہو جائے کہ) عورت اپنے کافر شوہر سے الگ ہو کر رسول اللہ ﷺ کی طرف (دین کے لئے) آئی ہے۔ بشرطہ: یعنی مسلمان عورت کی عدت مکمل ہو جانے کے بعد اس سے نکاح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ عورت مدخولہ ہو اور ولی یا گواہ اور دیگر شرائط سے مدخول بہا ہونے یا نہ ہونے کا علم ہوتا ہو۔

او السلا حقائق: یہاں یہ صورت بیان ہو رہی ہے کہ مرد مسلمان ہو گیا اور اس کی زوجہ بدستور کافرہ ہے، پس اس صورت میں مومنین کو کافرہ عورت سے نکاح برقرار رکھنے کی ممانعت ہے، بخلاف اہل کتاب کے، (یعنی مرد و عورت) دونوں ہی اہل کتاب تھے، اور مرد



مسلمان ہوا تو عورت بدستور اس کی زوجہ ہے۔ مزید حاشیہ نمبر ۳ کے تحت مطالعہ کیجئے۔

لفطع اسلامکم لہا بشو و طہ: یعنی (اسلام کی) شرط منقطع ہونے کی صورت میں، مثلاً مرد اسلام لے آیا اور عورت ایک ماہ کے بعد یا عورت مسلمان ہوئی مرد بعد میں، ہم نے مفصل کلام فتاویٰ شامی کے حوالے سے ماقبل حاشیہ نمبر ”۳“ میں واضح کیا ہے، طلباء کے لئے حاشیہ کا مطالعہ مفید ہوگا۔ ثم اذ لفع هذا الحکم: یعنی مہر واپس لینے کا حکم اب منسوخ ہو چکا ہے، جب کہ عورت مرتدہ ہو جائے اور کافروں کے ساتھ مل جائے، پس مہر کی واپسی والا معاملہ نہ کیا جائے گا بلکہ مہلت دی جائے گی، پس اگر توبہ کر لیں تو ٹھیک ہے ورنہ قتل کر دی جائیں۔ (قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس مقام پر لکھتے ہیں کہ علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ مہر واپس کرنے کے بارے میں آج بھی عمل کرنا واجب ہے یا نہیں، جب کہ کفار کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا تھا کہ عورتیں بھی واپس کی جائیں گی۔ ایک قول کے مطابق واجب نہیں ہے اور ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے، یہی عطاء، حماد اور قتادہ کا قول ہے)۔

ای بولد معلقوط: یعنی عورت کو حمل کی عدم موجودگی کے باعث شوہر سے تفریق کا خوف لاحق ہو اور وہ کسی کے بچے کو اپنے شوہر کی طرف منسوب کرے کہ گویا وہ بچہ اُس عورت کا اُسی کے شوہر سے ہے، پس اسی جانب مفسر نے اپنے قول ”ای بولد“ سے اشارہ کیا ہے اور یہ بہتان عظیم ہے اور مراد یہاں زنا نہیں ہے کیونکہ زنا کی ممانعت تو ماقبل صراحت سے بیان ہو چکی ہے۔

توک النیاحۃ: سے مراد معروف ہے، یعنی جو طریقہ شرع میں اچھا اور معروف ہے، مراد اسم جامع ہے جو کہ ہر خیر کو شامل ہو سکے۔ بالقول: سید عالم رحمۃ اللہ علیہ سے عورتوں کے بیعت لینے کا بیان مذکور ہے، ایک قول کے مطابق سید عالم رحمۃ اللہ علیہ اور عورتوں کے مابین کپڑا موجود تھا جسے پکڑ کر بیعت لی گئی۔ ام عطیہ کہتی ہیں کہ جب مدینے میں آئے تو انصار کی خواتین گھر میں جمع ہوئیں اور ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آئے اور سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام ہم تک پہنچاتے، پس بولے: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ ہوں اور یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گی، تو ہم نے: نعم (جی ہاں) کہا۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۹۹ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة الصف مکیة او مدنیة وہی اربع عشرة آية

(سورة صف کی یاد دہانی ہے جس میں چودہ آیتیں ہیں)

### تعارف سورة الصف

اس سورت میں دو رکوع، چودہ آیتیں دو سو اکیس کلمات اور نو سو حرف ہیں۔ مکی زندگی میں بھی مشکلات تھیں لیکن وہ الگ نوعیت کی تھیں اب مدنی زندگی میں بھی مسلمانوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، مگر یہاں پر مسلمانوں کو اذن جہاد مل گیا تھا۔ اب ضرورت صرف اس چیز کی تھی کہ ایسے نوجوان بہادر جاننا ہوں جن کے قول و فعل میں ہم آہنگی ہو اور جو بات کہیں اس میں عمل کر کے دکھائیں کیونکہ جن لوگوں کے قول و فعل میں تضاد ہوتا ہے وہ اپنی قوم کے لئے باعث شرف نہیں بن سکتے اور اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو یہاں اس بات کی تنبیہ فرمائی کہ وہ بات نہ کریں جس کو پورا کرنے کی طاقت نہ ہو۔ یہ طریقہ کار اللہ ﷻ کو سخت ناپسند ہے اور اس کی ناراضگی و غضب کا سبب ہے۔ اور بتا دیا کہ جب تم کفار سے مقابلہ کے لئے میدان جنگ میں اترو تو صفیں باندھ کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ جاؤ تاکہ کفر کے جتنے بھی طوفان آئیں اس دیوار سے ٹکرا کر چٹنا چور ہو جائیں۔ اور فرمایا جب موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف آئے تو ان کی قوم والوں نے ان کی قدر نہ کی ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا، لیکن تم کبھی بھی اپنے پیارے حبیب ﷺ سے ایسا سلوک نہ کرنا۔ اور آیت نمبر آٹھ اور نو میں اسلام کے غلبہ کی بشارت دی اور فرمایا آندھیاں جتنی بھی آئیں اللہ ﷻ کے روشن چراغ کو بجھانیں سکتی جو پیغام اللہ ﷻ کا حبیب ﷺ لے کر آئے ہیں سب ادیان پر غالب آجائے گا۔ اور اس کا پوری دنیا میں غلبہ ہو کر رہے گا اور دوسرے رکوع میں مسلمانوں کو ایسے کاروبار سے آگاہ کیا کہ جس میں نفع ہی نفع ہے کہ وہ اللہ ﷻ کے رسول ﷺ پر ایمان لائیں اللہ ﷻ کے دین کو بلند کرنے کے لئے مالی جانی جہاد کریں۔ اللہ ﷻ اس کے بدلے ان کو جنت کی ابدی نعمتوں سے نوازے گا اور دنیا میں بھی کامیابی حاصل ہوگی۔ اور آخرت میں ایمان والوں کو دعوت دی کہ وہ آگے بڑھیں اور اللہ ﷻ کے دین کی تائید و نصرت کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں اللہ ﷻ ان کی مدد کرے گا اور کامیاب و کامران ہونگے۔

رکوع نمبر: ۹

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿سَبِّحْ لِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ اے نَزَّهَہُ ۱ ﴿فَاللَّامُ مَزِيدَةٌ﴾ وَجِءٌ بِمَا تَغْلِيْبُ اللَّائِكُ ۲ ﴿وَهُوَ الْعَزِيزُ﴾ فِي مُلْكِهِ ۳ ﴿الْحَكِيمُ﴾ ۴ ﴿فِي صُنْعِهِ﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ ﴿فِي طَلَبِ الْجِهَادِ﴾ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۵ ﴿إِذَا أَنْهَزْتُمْ بِأَحَدٍ﴾ كَبْرَ عَظَمٍ ۶ ﴿مَقْتًا﴾ تَمَيِّزُ ۷ ﴿عِنْدَ اللَّهِ﴾ ان تَقُولُوا ۸ ﴿فَاعِلٌ كَبْرَ﴾ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۹ ﴿إِنَّ اللَّهَ يَحِبُّ﴾ يَنْصُرُ وَيَكْرُمُ ۱۰ ﴿الَّذِينَ يِقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ﴾ صَافِينَ ۱۱ ﴿كَانَهُمْ بَنِيَانٍ مَرْصُورٍ﴾ ۱۲ ﴿مُلْزَقٍ بَعْضُهُ إِلَى بَعْضٍ﴾ ثَابِتٍ ۱۳ ﴿وَإِذْ كَرَّ﴾ إِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ يَقُومُ لِمَ تَوَدُّونَنِي ۱۴ ﴿قَالُوا إِنَّهُ إِذْ أَرَىٰ مُتَبَفِّخُ الْخُصِيَّةِ﴾ وَلَيْسَ كَذَلِكَ ۱۵ ﴿وَقَدْ﴾ لَتَحْقِيقٍ ۱۶ ﴿تَعْلَمُونَ﴾ اِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ ۱۷ ﴿الْجُمْلَةُ﴾ حَالٍ وَالرَّسُولُ يُحْتَرَمُ ۱۸ ﴿فَلَمَّا زَاغُوا﴾ عَدَلُوا عَنِ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ ۱۹ ﴿إِذَا غَلَبَهُمْ﴾ أَمَالُهُا عَنِ الْهُدَىٰ عَلَىٰ وَفْقٍ مَا قَدَّرَهُ فِي الْأَزَلِ ۲۰ ﴿وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ ۲۱ ﴿الْكَافِرِينَ﴾ فِي عِلْمِهِ ۲۲ ﴿وَإِذْ كَرَّ﴾ إِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَبْنِي إِسْرَائِيلَ ۲۳ ﴿لَمْ يَقُلْ يَأْقُومُ﴾ لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِيهِمْ قَرَابَةٌ ۲۴ ﴿اِنِّي

رسول اللہ الیکم مصداقاً لما بین یدی ﴿قَبْلَی﴾ من التورۃ ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد ﴿قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی﴾ ﴿فَلَمَّا جَاءَهُمْ﴾ جَاءَ أَحْمَدُ الْكَفَّارَ ﴿بِالْبَیِّنَاتِ وَالْعَلَامَاتِ﴾ ﴿قَالُوا﴾ ﴿هَذَا أَمِی الْمَجْیِ بِہ﴾ ﴿سَحَر﴾ ﴿وَلِی قِرَآءَۃً سَاجِرَۃً اِی الْجَاسِی بِہ﴾ ﴿مَبِیْن﴾ ﴿۱﴾ ﴿بَیِّن﴾ ﴿وَمِنْ﴾ ﴿لَا اَحَدٌ﴾ ﴿اَظْلَمُ﴾ ﴿اَشَدُّ ظُلْمًا﴾ ﴿مَنْ اَفْتَرٰی عَلٰی اللّٰهِ الْکَذِبَ﴾ ﴿بِیْنَسِبَةِ الشَّرِیْکِ وَالْوَلَدِ اِلَیْہِ وَوَصَفِ اَیَاتِہِ بِالسِّحْرِ﴾ ﴿وہو یدعی الی الاسلام واللہ لا یرہدی القوم الظالمین﴾ ﴿۲﴾ ﴿الْکَافِرِیْنَ﴾ ﴿یَرِیْدُوْنَ لِیُطْفَنُوْا﴾ ﴿مَنْصُوْبٌ بِاَنْ مُّقَدَّرَۃٌ وَاللَّامُ مَزِیْدَۃٌ﴾ ﴿نور اللہ﴾ ﴿خَرَعَۃٌ وَبَرَاهِیْنَہُ﴾ ﴿بَافُوْاھُمْ﴾ ﴿بِاَقْوَالِھُمْ اَنَّهُ سِحْرٌ وَشَعْرٌ وَكَهَانَۃٌ﴾ ﴿واللہ متم﴾ ﴿مُظْہِرُہُ﴾ ﴿نورہ﴾ ﴿وَفِی قِرَآءَۃٍ بِالْاَضَافَۃِ﴾ ﴿وَلَوْ كَرِهَ الْکَافِرُوْنَ﴾ ﴿۳﴾ ﴿ذٰلِكَ﴾ ﴿ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی ودين الحق لیظہرہ﴾ ﴿یُعْلِنَہُ﴾ ﴿عَلٰی الدِّیْنِ كُلِّہُ﴾ ﴿جَمِیْعُ الْاَدِیَانِ الْمَخَالِفَۃِ﴾ ﴿وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ ﴿۴﴾

### ﴿ترجمہ﴾

اللہ کی پاکی بولتا ہے (یعنی اس کی تزیہ بیان کرتا ہے) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (اسم جلال سے پہلے لام زائدہ ہے، من کے بجائے ما کو ذکر کرنا اپنی مخلوق کو غلبہ دینے کی وجہ سے ہے) اور وہی غلبہ رکھنے والا ہے (اپنے ملک میں) حکمت والا ہے (اپنی صنعت میں) اے ایمان والو! (طلب جہاد کے بارے میں) کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے .....! ..... (جبکہ تم جنگ احد میں شکست سے دوچار ہوئے) کیسی سخت ناپسند ہے (کبر بمعنی عظم ہے، ”مقتا“ ”کبر“ کی تمیز ہے) اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو (”ان تقولوا“ کبر کا فاعل ہے) بیشک اللہ محبوب رکھتا ہے (مدد کرتا اور عزت افزائی کرتا ہے) انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں صف باندھ کر (صفا بمعنی صافین حال بن رہا ہے) گویا وہ عمارت ہیں راٹا نکلائی (جس کا بعض حصہ دیگر بعض سے خوب ملا ہوا ہے) اور (یاد کرو) جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو (یہ لوگ کہتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہرنیا کا مرض ہے حالانکہ ایسا نہ تھا بلکہ وہ آپ علیہ السلام پر جھوٹ باندھتے تھے ..... ۲ .....) اور بیشک (”قد“ تحقیق کے لیے ہے) تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں (”وقد تعلمون ..... الخ“ جملہ حالیہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کا احترام کیا جاتا ہے) پھر جب وہ ٹیڑھے ہوئے (آپ علیہ السلام کو ایذا دیکر انہوں نے حق سے عدول کیا تو) اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے (ازل میں اپنے مقرر کردہ فیصلہ کے موافق انہیں ہدایت سے دور فرمایا) اور اللہ فاسق (یعنی علم الہی میں کافر) لوگوں کو راہ نہیں دیتا اور (یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل (”یا قوم“ نہیں فرمایا کہ آپ علیہ السلام کی ان سے کوئی قرابت نہیں تھی) میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب (بین یدی بمعنی قبلی ہے) تو ریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سنا تا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے ..... ۳ ..... (اللہ ﷻ فرماتا ہے) پھر جب وہ (یعنی احمد علیہ السلام) ان کے (یعنی کفار کے) پاس آیا روشن نشانیاں لیکر (آیات اور علامات لے کر) بولے یہ (یعنی یہ جو لے کر آئے ہیں) جادو ہے (اور ایک قرأت میں لفظ ”ساحر“ ہے یعنی آیات لانے والے جادوگر ہیں) کھلا اور اس سے بڑھ کر ظالم کون (یعنی اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں) جو اللہ پر جھوٹ باندھے (اس کی طرف اولاد و شریک کی نسبت کر کے اور اس کی آیات کو سحر کا نام دے کر) حالانکہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہوا اور ظالم (یعنی کافر) لوگوں کو اللہ راہ نہیں دیتا چاہتے ہیں کہ بھادیں (”لیطفنوا“ ان مقدرہ کی وجہ سے منصوب ہے اور اس پر لام زائدہ ہے) اللہ کا نور (یعنی اس کی

شریعت اور اس کے براہین.....) اپنے منہوں سے (اپنی ان باتوں سے کہ یہ جادو، شعر یا کہانت ہے) اور اللہ کو اپنا نور ظاہر کرنا پڑے (متن بمعنی مظہر ہے، ”منم نورہ“ ایک قرأت میں اضافت کے ساتھ پڑھا گیا ہے) پڑے برائیاں کافر (اس کو) وہی ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے غالب کرے (لیظہرہ بمعنی بعلیہ ہے) سب دینوں پر (جو کہ دین اسلام کے مخالف ہیں) پڑے برائیاں مشرک۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿سبح لله ما فی السموات وما فی الارض وهو العزيز الحكيم﴾  
سبح لله..... الخ: اس آیت مبارکہ کی ترکیب سورۃ حشر کی آیت نمبر ۱ میں ملاحظہ ہو۔

﴿یا ایہا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون﴾

یا ایہا الذین امنوا: نداء، لام: جار، ما: استفہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، تقولون: فعل بافاعل، ما لا تفعلون: موصول صلو، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿کبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون﴾

کبر: فعل، هو: ضمیر متمیز، مقتا: موصوف، عند الله: ظرف متعلق بمحذوف صفت، ملکر تمیز فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ خبر مقدم، ان: مصدر یہ، تقولوا ما لا تفعلون: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مخصوص بالنداء مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الله يحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانهم بنیان مرصوص﴾

ان الله: حرف مشبہ واسم، یحب: فعل بافاعل، الذین: موصول، یقاتلون: فعل واو ضمیر ذو الحال، صفا: حال اول، کانهم: حرف مشبہ واسم، بنیان مرصوص: خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل، فی سبیلہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ صلو، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ قال موسی لقومه یقوم لم تؤذوننی وقد تعلمون انی رسول الله الیکم﴾

و: متانفہ، اذ: مضاف، قال موسی لقومه: جملہ فعلیہ قول، یقوم: نداء، لام: جار، ما: استفہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، تؤذون: فعل واو ضمیر ذو الحال، و: حالیہ، قد: تحقیقیہ، تعلمون: فعل بافاعل، انی: حرف مشبہ واسم، رسول الله الیکم: مشبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ن: دقائیہ، ی: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف ”اذکر“ کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما زاغوا ازاغ الله قلوبہم والله لا یهدی القوم الفسقین﴾

ف: عاطفہ، لما: شرطیہ، زاغوا: جملہ فعلیہ شرط، ازاغ الله: فعل و فاعل، قلوبہم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، الله مبتدا، لا یهدی القوم الفسقین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذ قال عیسی ابن مریم بنی اسرائیل انی رسول الله الیکم مصداقا لما بین یدی من التورۃ ومبشرا برسول

یاتی من بعدی اسمہ احمد﴾

و: عاطفہ، اذ: مضاف، قال: فعل، عیسی: مبدل منہ، ابن مریم: مرکب اضافی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ قول، یبشرا: اسراء یل: نداء، انی: حرف مشبہ، وی ضمیر ذو الحال، مصداقا: اسم فاعل بافاعل، لام: جار، ما موصولہ، بین یدی: ظرف متعلق بمحذوف



صلہ، مکر ذوالحال، من القورۃ: ظرف مستقر حال، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، مبشرا: اسم فاعل بافاعل، ب: جار، رسول موصوف، یبائی من بعدی: جملہ فعلیہ مفت اول، اسمہ: مبتداء، احمد: خبر، مکر جملہ اسمیہ مفت ثانی، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر شبہ جملہ معطوف، مکر حال، مکر اسم، رسول اللہ الیکم: شبہ جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، مکر مقولہ، مکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، مکر فضل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلما جاءهم بالبینت قالوا هذا سحر مبین﴾

ف: متانفہ، لما شرطیہ، جاءهم بالبینت: جملہ فعلیہ شرط، قالوا: قول، هذا: مبتداء، فسحر مبین: خبر، مکر جملہ اسمیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ متانفہ۔

﴿ومن اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب وهو یدعی الی الاسلام﴾

و: متانفہ، من: استفہامیہ مبتداء، اظلم: اسم تفصیل بافاعل، من: جار، من موصولہ، افتری: فعل "هو" ضمیر مستقر ذوالحال، و: حالیہ، هو: مبتداء، دعی الی الاسلام: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ حال، مکر فاعل، علی اللہ بظرف لغو، الکذب بمر جملہ فعلیہ صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿واللہ لا یهدی القوم الظلمین﴾

و: عاطفہ، اللہ مبتداء، لا یهدی القوم الظلمین: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿یریدون لیطفنوا نور اللہ بافواہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون﴾

یریدون: فعل بافاعل، لام: جار، یطفنوا: فعل واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، اللہ مبتداء، متم: اسم فاعل مضاف باهو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لو شرطیہ، کرہ الکفرون: جملہ فعلیہ جزا محذوف "اتمة" کی شرط، مکر جملہ حال، مکر فاعل، نورہ: مضاف الیہ مفعول، مکر شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ حال، مکر فاعل، نور اللہ: مفعول، بافواہم: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، مکر ظرف لغو "هلاک الرسول اور رفع الاسلام او ابطال القرآن" مفعول محذوف، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون﴾

هو: مبتداء، الذی: موصول، ارسل رسولہ: فعل بافاعل ومفعول، ب: جار، الہدی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، دین الحق: معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، لام: جار، یظہر: فعل "هو" ضمیر مستقر ذوالحال، و: حالیہ، لو شرطیہ، کرہ المشرکون: فعل وفاعل "اظهارہ" مفعول محذوف، مکر جملہ فعلیہ جزا محذوف "اظهارہ" کی شرط، مکر جملہ شرطیہ حال، مکر فاعل، و: ضمیر مفعول، علی: جار، الدین بمؤکد، کلہ تاکید، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... ہایہا السدین امنوا..... صحابہ کرام کی ایک جماعت گفتگو کر رہی تھی کہ یہ وہ وقت تھا جب تک حکم جہاد نازل نہ ہوا تھا اس جماعت میں یہ تذکرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کیا عمل پیارا ہے ہمیں معلوم ہوتا تو ہم وہی کرتے چاہے اس میں ہمارے مال اور ہماری جانیں کام آجائیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس آیت کے شان نزول میں اور کئی قول ہیں مجملہ ان میں ایک یہ ہے کہ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو مسلمانوں سے مذکاب جھوٹا وعدہ کرتے تھے۔

☆..... یا ایہا الدین امنوا..... ☆ مؤمنین نے کہا اگر ہم جانتے کہ اللہ کو کونسا عمل بہت پسند ہے تو ہم وہی کرتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس آیت میں اس عمل کو تجارت پر تعبیر فرمایا گیا کیونکہ جس طرح تجارت سے نفع کی امید ہوتی ہے اسی طرح ان اعمال سے بہترین نفع رضائے الہی اور جنت و نجات حاصل ہوتی ہے۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

### بغیر عمل کے تبلیغ کرنا:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یا ایہا الدین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے﴾ (المائدہ: ۲)۔ ماقبل مذکور شان نزول کے تحت مزید کچھ اقوال یہ ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ..... الخ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں﴾ (المائدہ: ۴)۔ نازل فرمائی پس بعض لوگ اُحد کے دن آزمائے گئے تو پھر گئے اور موت کو ناپسند کرتے ہوئے زندگی کو پسند فرمایا۔ (۲)..... ایک قول یہ ہے کہ جب اللہ ﷻ نے اپنے رسول ﷺ کو بدر کے دن کے ثواب سے متعلق فرمایا تو بعض نے کہا کہ اگر ہمیں بھی ایسی کوئی صورت پیش آئے تو ہم بھی قتال میں شریک ہوں، پھر جب اُحد کا معاملہ ہوا تو پھر گئے، پس اللہ ﷻ نے ماقبل آیت کے ذریعے انہیں عار دلانی کہ وہ کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ (۳)..... ایک شخص قتال کا ذکر کرتا لیکن شریک نہ ہوتا، کھانا کھلانے کا کہتا لیکن خود نہ کھلاتا اور (کافروں کی گردن مارنے کا لوگوں سے کہتا) لیکن خود اس پر عمل نہ کرتا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۴)..... منافقین کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جو مؤمنین کی مدد و نصرت کا دعویٰ کرتے تھے لیکن پھر اپنے ہی دعویٰ میں جھوٹے ہوتے تھے۔ (الحازن، ج ۴، ص ۲۸۶)

☆..... حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، اس کی آستین دوزخ میں بکھر جائیں گی اور وہ اس طرح گردش کر رہا ہوگا جس طرح چکی کے گرد گدھا گردش کرتا ہے، دوزخی اس کے گرد جمع ہو کر کہیں گے: اے فلاں! کیا بات ہے؟ تم تو ہمیں نیکی کا حکم دیتے تھے اور بُرائی سے روکتے تھے، وہ کہے گا: میں تم کو نیکی کا حکم دیتا تھا اور خود نیک کام نہیں کرتا تھا اور میں تم کو بُرائی سے منع کرتا تھا لیکن خود بُرائی سے نہیں بچ پاتا تھا۔“

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابواب الجنة، رقم: ۳۲۶۷، ص ۵۴۴)

### قوم کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بیمار سمجھنا:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿واذ قال موسیٰ لقومه یقوم لم تؤذوننی..... الخ یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم مجھے کیوں ستاتے ہو﴾ (المائدہ: ۵)۔ مفسرین کرام نے مزید کچھ آیات بھی نقل کی ہیں کہ قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کس کس طرح اذیتیں پہنچائیں۔ ﴿یا موسیٰ ان فیہا قوما جبارین وانا لن ندخلہا..... الخ اے موسیٰ اس میں تو بڑے زبردست لوگ ہیں اور ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گے﴾ (المائدہ: ۲۲)۔ ﴿فاذهب انت وریک لقاتلا انا ہمنا قاعدون تو آپ جاییے اور آپ کا رب تم دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں﴾ (المائدہ: ۲۴)۔ مفسر جلال نے توذوننی سے خاص وہ بیماری مراد لی ہے جو قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لگاتار کرتی تھی، ان کا خیال تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوئی اندرونی بیماری لاحق ہو چکی ہے جس کی بناء پر الگ ہو کر رہتے ہیں جب کہ قوم کا حال یہ تھا کہ وہ سب کے سامنے برہنہ ہو کر نہانے میں فخر کرتی تھی۔ ﴿واذا استسقی موسیٰ لقومه فقلنا اضرب بعصاک الحجر﴾ جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے فرمایا اس پتھر پر اپنا عصا مارو (البقرہ: ۶۰) کے تحت ”وهو الی فر بشوبہ“ کے ذریعے بھی نشاندہی فرمائی ہے کہ جس پتھر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہانے کی غرض سے اپنے

کڑے اتار کر رکھے تھے وہ پھر اللہ ﷻ کے حکم سے آپ کے کڑے لے کر بھاگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے بھاگتے گئے تاکہ لوگ جان لیں کہ جس بیماری کو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب منسوب کر رہے ہیں وہ اس بیماری سے محفوظ ہیں۔

(جلالین کلال، حاشیہ نمبر ۲۶، ص ۱۰)

### احمد نام کی برکتیں:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿من بعدی اسمہ احمد میرے بعد جس کا نام احمد ہوگا﴾ (الصف: ۶)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سید عالم ﷺ کی بشارت کی خبر دی، اور سید عالم ﷺ کی بشارت توریت میں بھی پائی گئی، اور بشارت سے مراد یہ ہے کہ جب لوگ ان کا زمانہ پائیں تو ان پر ایمان لے آئیں۔ اور ان کی تصدیق کی خبر توریت میں بھی پائی جاتی ہے۔

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت، اپنی ماں کے خواب کی تصدیق جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا، ان سے نور نے خروج کیا جس کی روشنی شام کے محلات تک پھیل گئی۔“

(مسند امام احمد، حدیث: عرباض بن ساریہ، رقم: ج ۵، ص ۱۱۲)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میرے پانچ نام ہیں: میں محمد ﷺ ہوں، اور احمد ہوں، حاجی ہوں اور اللہ ﷻ میری وجہ سے کفر کو مٹائے گا، حاشر ہوں یعنی اللہ ﷻ قیامت کے دن لوگوں کو میرے قدموں پر جمع کرے گا اور عاقب ہوں یعنی سب کے بعد آنے والا۔“

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب سورة الصف، رقم: ۴۸۹۶، ص ۸۶۸)

☆..... حافظ ابوطاہر سلفی نے انس سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: ”روز قیامت دو شخص اللہ ﷻ کے حضور کھڑے کئے جائیں گے، حکم ہوگا کہ انہیں جنت میں لے جاؤ، عرض کریں گے، الہی ﷻ! ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے، ہم نے تو جنت میں جانے والا کوئی کام نہیں کیا؟ فرمائے گا: ”جنت میں جاؤ! میں نے حلف کیا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ﷺ ہو، وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔“

(الفردوس الاعبار، رقم: ۸۵۱۵، ج ۲، ص ۵۰۳)

### اللہ ﷻ کے نور سے مراد براہین یا کچھ اور:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یریدون لیطفوا نور اللہ بالفواہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہوں سے بھجادیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا پڑے برائیاں کافر﴾ (الصف: ۸)۔ ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿یریدون ان یطفوا نور اللہ بالفواہم ویابی اللہ الا ان یتن نورہ ولو کرہ الکفرون چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہوں سے بھجادیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے برائیاں کافر﴾ (نور: ۳۲)۔ اس بارے میں کئی اقوال ہیں: (۱)..... ابن عباس اور ابن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ لوگ قرآن کو باطل خیال کر کے اور اس کی تکذیب کرنے کے ذریعے اللہ ﷻ کے نور کو مٹانا چاہتے تھے، یعنی نور سے مراد قرآن ہے۔ (۲)..... ابن جریر کہتے ہیں کہ قائم شدہ دلائل کو جھٹلاتے تھے، (۳)..... ضحاک کہتے ہیں سید عالم ﷺ کی ہلاکت کر کے زمین میں بھونچال مچانا چاہتے تھے۔ (۴)..... سید عالم ﷺ کی شان کو باطل خیال کر کے، ان کے کلام کے ظاہر کو چھپا کر ملاوٹ کر کے بیان کرتے۔ (۵)..... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ چالیس دن تک وحی الہی ﷻ حکمت کی بناء پر روکی گئی، پس کعب بن اشرف کہنے لگا: اے یہود کے سرداروں! خوشخبری ہو کہ اللہ ﷻ نے محمد (ﷺ) کے نور کو بھجادیا، جو ان پر نازل ہوا کرتا تھا۔ پس جب یہ حکم نازل ہوا کہ اللہ ﷻ اپنے نور کو مکمل کرے گا اگرچہ کافر ناپسند جائیں، تو سید عالم ﷺ بے حد خوش ہوئے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۸، ص ۳۹۲)

## اغراض:

للالام مزیدہ: یعنی لام تاکید یا تعلیل کے لئے ہے، مراد یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اس کی رضا کے حصول کے لئے کرو نہ کہ طلب ثواب اور خوف عذاب سے بچنے کے لئے اور یہی مراتب میں سے اعلیٰ درجے کا مرتبہ ہے۔ فی طلب الجہاد: مراد آیت کے نزول کا سبب بیان کرنا ہے، با قبل شان نزول دیکھیں۔

ینصر ویکرم: مراد وہ حقیقی محبت ہے جو اللہ کی جانب کسی بندے کو ہونی چاہیے۔ ای صافین: یعنی ﴿صفا﴾ کی تفسیر حال ہونے کی وجہ سے شتق سے کی ہے، اور مفعول "انفسہم" محذوف ہے۔ ملزق بعضہ الی بعض: سیسے کی مانند ایک دوسرے کے ساتھ جوا ہونا اور برابر ہونا مراد ہے۔ قالوا انہ آدر: یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تہمت دینے کی وجہ یہی گمان تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوئی ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے پٹرے پہن کرتہائی میں غسل کرتے ہیں اور اسی کی جانب یہ فرمان: ﴿یا ایہا الذین امنوا لا تکنوا کالذین آذوا موسیٰ﴾ (الاحزاب: ۶۹) اشارہ کرتا ہے۔ قالوا: یعنی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عیب لگائے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کے انکاری ہوئے اور انہیں جھٹلایا۔

الکافرین فی علمہ: ایک سوال کا جواب دینا مقصود ہے، سوال یہ ہے کہ اللہ نے کئی کافروں کو ہدایت دی اور وہ اسلام پر جسے رہے؟ حاصل جواب یہ ہے کہ جو اسلام لایا اور اللہ نے اُسے ہدایت دی کیونکہ اللہ کے علم ازل سے وہ کافر لکھا ہوا نہ تھا اور جو اللہ کے علم ازل میں کافر لکھا ہوا تھا تو اس کا کفر پر خاتمہ ضروری ہے اگرچہ اس نے طویل زندگی اسلام پر گزاری ہو۔

اذکر: مقصود حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے قصے کی تکرار کرنا ہے اور ان کے علاوہ حضرات انبیائے کرام کے قصوں کی بھی، اور اس لئے کہ وعظ و نصیحت ہو جائے کیونکہ کسی بھی چیز کے ایک سے زائد بار ذکر کرنے سے یہی مقصود ہوا کرتا ہے۔

جاء احمد للکفار: یہ مفسرین کرام کے دو اقوال میں سے ایک قول ہے جو کہ ﴿جائہم﴾ کی تفسیر کے حوالے سے مذکور ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ضمیر ﴿عیسیٰ﴾ کی جانب عائد ہے۔ ای لا احد: میں اس جانب اشارہ ہے کہ استفہام انکاری بمعنی نہیں ہے۔

شرعہ وبراہینہ: یہ ﴿نور﴾ کی تفسیر میں سے ایک قول ہے، جب کے نور سے مراد قرآن مجید بھی ہے، ایک قول نور سے مراد اسلام کا بھی کیا گیا ہے اور ایک قول کے مطابق نور سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات بھی ہے۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۱۰۴ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿یا ایہا الذین امنوا اهل ادلکم علی تجارة تنجیکم﴾ بالتخفیف والتشدید ﴿من عذاب الیم﴾ (۱۰) ﴿مؤلم﴾ فکانتہم قالوا نعم فقال ﴿تؤمنون﴾ تَدْمُونَ عَلَى الْإِيمَانِ ﴿باللہ ورسولہ وتجاهدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون﴾ (۱۱) ﴿انہ خیر لکم فافعلوه﴾ یغفر ﴿جواب شرط مقدر ای ان تفعلوه یغفر﴾ لکم ذنوبکم ویدخلکم جنت تجری من تحتها الانہر ومسکن طیبہ فی جنت عدن ﴿اقامہ﴾ ذلک الفوز العظیم (۱۲) ﴿یوتکم نعمۃ﴾ اخری تحبونها نصر من اللہ وفتح قریب وبشر المؤمنین ﴿بالنصر والفتح﴾ ﴿یا ایہا الذین امنوا کونوا انصار للہ﴾ لِدِیْنِہِ وَفِی قِرَاءَةِ بِالْإِضَافَةِ ﴿کما﴾ کَانَ الْحَوَارِیُّونَ کَذَٰلِکَ الدَّالِّ عَلَیْہِہِہُ قَالَ عِیْسٰی ابْن مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیِّیْنَ مِنْ اَنْصَارِی اِلٰی اللہ ﴿ای﴾ مِنْ الْأَنْصَارِ الدِّیْنِ یَكُونُونَ مَعِی مُتَوَجِّہًا اِلٰی نُصْرَةِ اللہِ ﴿قال الحواریون نحن انصار اللہ﴾ وَالْحَوَارِیُّونَ أَصْفِیَاءُ عِیْسٰی وَهُمْ أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِهِ وَكَانُوا اِثْنِی عَشَرَ رَجُلًا مِنَ الْخَوَرِ وَهُوَ الْبِیَاضُ الْخَالِصُ وَقِيلَ كَانُوا



قَصَارِینَ یَحْزُرُونَ الْبَابَ اٰیَ یَبْیَضُوْنَ لَهَا ﴿۱۷﴾ فَاَمَنْت طَائِفَةٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ بِعِیْسٰی وَقَالُوْۤا اِنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ رُفِعَ اِلٰی السَّمَآءِ ﴿۱۸﴾ وَكَفَرَتْ طَائِفَةٌ لِّقَوْلِهِمْ اِنَّهٗ ابْنُ اللّٰهِ رَفَعَهُ اِلَیْهِ فَاَقْتَتَلَتْ الطَّآئِفَتَانِ ﴿۱۹﴾ فَاَیْدُنَا ﴿۲۰﴾ قُوْنَانَا ﴿۲۱﴾ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا مِّنَ الطَّآئِفَتَیْنِ ﴿۲۲﴾ عَلٰی عَدُوْهِمْ ﴿۲۳﴾ اَلطَّآئِفَةُ الْكَافِرَةُ ﴿۲۴﴾ فَاَصْبَحُوا ظَاهِرِیْنَ ﴿۲۵﴾ غَالِبِیْنَ.

### ﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! کیا میں بتا دوں وہ تجارت جو تمہیں بچالے ("تنجیکم" فعل کو مخفف و مشدود دونوں طرح پڑھا گیا ہے) دردناک عذاب سے (الیم بمعنی مؤلم ہے، گویا کہ مسلمانوں نے کہا جی ہاں اتو اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا) ایمان رکھو (تؤمنون بمعنی تداہمون علی الایمان ہے) اللہ اور اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو (اس کا اپنے لیے بہتر ہونا تو یہ کرگزرو "یغفر" شرط مقدر کا جواب ہے معنی یہ ہے کہ اگر تم ایسا کرو گے تو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا) وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں اور پاکیزہ محلوں میں جو بسنے کے باغوں میں ہیں (عدن بمعنی اقامہ ہے) یہی بڑی کامیابی ہے اور ایک اور (نعمت) تمہیں دے گا جو تمہیں پیاری ہے اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح اور تم مسلمانوں کو خوشخبری سادو (مدد اور فتح کی) اے ایمان والو خدا کے (یعنی اس کے دین کے) مددگار ہو (ایک قرأت میں "انصار اللہ" کو اضافت کے ساتھ پڑھا گیا ہے) جیسے (حواری تھی، ان کی اس حالت پر یہ فرمان دال ہے) عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا کون ہیں جو اللہ کی طرف ہو کر میری مدد کرے (یعنی میرے ساتھ کون مددگار ہے جو دین خدا کی مدد کی طرف متوجہ ہو) حواری بولے ہم دین خدا کے مددگار ہیں (حواری حضرت عیسیٰ ﷺ کے اصحاب کو کہتے ہیں یہ وہ لوگ تھے جو سب سے پہلے آپ ﷺ پر ایمان لائے ان حضرات کی تعداد بارہ تھی، "احودی" حود سے ماخوذ ہے بمعنی خالص سفید، ایک قول کے مطابق یہ حضرات دھوبی تھے جو کپڑے دھو کر سفید کر دیا کرتے تھے اسی وجہ سے انہیں حواری کہا جاتا ہے.....) تو بنی اسرائیل سے ایک گروہ ایمان لایا (حضرت عیسیٰ ﷺ پر اور انہوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ ﷺ اللہ ﷻ کے بندے ہیں جنہیں اس نے آسمان پر اٹھالیا ہے) اور ایک گروہ نے کفر کیا (یہ کہہ کر کہ حضرت عیسیٰ ﷺ اللہ کے بیٹے ہیں اللہ ﷻ نے انہیں اپنے پاس اٹھالیا ہے پھر یہ دونوں گروہ باہم لڑنے لگے.....) تو ہم نے (دونوں گروہ میں سے) ایمان والوں کو قوت دی (ایدنا بمعنی قوی بنا ہے) ان کے دشمنوں پر (یعنی کافر گروہ پر) تو غالب ہو گئے (ظاہرین بمعنی غالبین ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿یَاٰیہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا هَلْ اَدْلٰکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تَنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابِ الْیَمِّ﴾  
یَاٰیہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا: نداء، ہل: حرف استفہام، اَدْلٰکُمْ: فعل بافاعل ومفعول، علی: جار، تِجَارَۃٍ: موصوف، تَنْجِیْکُمْ: فعل بافاعل ومفعول، مِّنْ عَذَابِ الْیَمِّ: ظرف لغو، مَلٰکْرَ جملہ فعلیہ صفت، مَلٰکْرَ مَجْرور، مَلٰکْرَ ظرف لغو، مَلٰکْرَ جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، مَلٰکْرَ جملہ ندائیہ۔  
﴿تَوٰمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَتَجٰہِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ﴾  
تَوٰمِنُوْنَ: فعل بافاعل، ب: جار، اللہ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، رَسُوْلِهِ: معطوف، مَلٰکْرَ مَجْرور، مَلٰکْرَ ظرف لغو، مَلٰکْرَ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تَجٰہِدُوْنَ: فعل بافاعل، فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ: ظرف لغو، بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ: ظرف لغو ثانی، مَلٰکْرَ جملہ فعلیہ معطوف، مَلٰکْرَ "ہی" مبتدا، مَحْذُوْف کی خبر، مَلٰکْرَ جملہ استانیہ، سوال مقدر "ماہی التجادۃ" جواب واضح ہے۔  
﴿ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾

ذکرکم: مبتدا، خبر، مکرر جملہ اسمیہ، ان: شرطیہ، کنتم: تعلمون: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فالفعلوہ" کی جزا، مکرر جملہ شرطیہ۔

﴿یغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنت تجری من تحتها الانہر ومسکن طیبہ فی جنت عدن﴾  
 یغفر لکم: فعل بافاعل وظرف لغو، ذنوبکم: مفعول، مکرر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یدخلکم: فعل بافاعل ومفعول، جنت: موصوف، تجری من تحتها الانہر: جملہ فعلیہ صفت، مکرر معطوف علیہ، و: عاطفہ، مسکن: موصوف، طیبہ: صفت اول، فی جنت عدن: ظرف مستقر صفت ثانی، مکرر معطوف، مکرر مفعول، مکرر جملہ فعلیہ معطوف، مکرر شرط محذوف "ان تو منوا" کی جزا، مکرر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلک الفوز العظیم واخری تحبونہا نصر من اللہ وفتح قریب وبشر المومنین﴾  
 ذلک: مبتدا، الفوز العظیم: ن، و: عاطفہ، اخری: موصوف، تحبونہا: جملہ فعلیہ صفت، مکرر خبر محذوف "لکم" کیلئے مبتدا، مکرر جملہ اسمیہ، نصر: موصوف، من اللہ: ظرف مستقر صفت، مکرر معطوف علیہ، و: عاطفہ، فتح قریب: مرکب تو صلی معطوف، مکرر مبتدا محذوف "تلک النعمۃ الاخری" کیلئے خبر، مکرر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، بشر: فعل امر بافاعل، المومنین: مفعول، مکرر جملہ فعلیہ ماقبل "تومنون" پر معطوف ہے کہ "تومنون" بمعنی امر متصل ہے۔

﴿یاایہا الذین امنوا کونوا انصار اللہ کما قال عیسیٰ ابن مریم للحوارین من انصاری الی اللہ﴾  
 یاایہا الذین امنوا: نداء، کونوا: فعل امر ناقص بااسم، انصار اللہ: خبر، مکرر جملہ فعلیہ قول محذوف "قلنا لہم ذلک" کیلئے مقولہ، فعل بافاعل وظرف لغو، ذلک: مفعول، کاف: جار، ما: موصولہ، قال: فعل، عیسیٰ ابن مریم: فاعل، للحوارین: ظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ قول، من: استفہامیہ مبتدا، انصار: ذوالحال، الی اللہ: ظرف مستقر حال، مکرر خبر، مکرر جملہ اسمیہ مقولہ، مکرر جملہ قولیہ صلہ، مکرر مجرور، مکرر ظرف مستقر "قولاً" مصدر محذوف کی صفت، مکرر مفعول، مکرر جملہ فعلیہ قول اپنے قول اپنے مقولہ سے، مکرر مقصود بالنداء، مکرر جملہ ندائیہ۔

﴿قال الحواریون نحن انصار اللہ فامنت طائفة من بنی اسرائیل وکفرت طائفة﴾  
 قال الحواریون: قول، نحن: مبتدا، انصار اللہ: خبر، مکرر جملہ اسمیہ مقولہ، مکرر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف، "فلما رفع عیسیٰ الی السماء افترق الناس فیہ فرقتین" امت: فعل، طائفة: موصوف، من بنی اسرائیل: ظرف مستقر صفت، مکرر فاعل، مکرر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کفرت: فعل، طائفة: فاعل، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿فایدنا الذین امنوا علی عدوہم فاصبحوا ظاہرین﴾  
 ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فاقتتل الطائفتان" ایدنا: فعل بافاعل، الذین امنوا: موصول صلہ، مکرر مفعول، علی عدوہم: ظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اصبحوا: فعل ناقص بااسم، ظاہرین: خبر، مکرر جملہ فعلیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... یاایہا الذین امنوا هل ادلکم .....☆ مومنین نے کہا تھا کہ اگر ہم جانتے کہ اللہ عزوجل کو کونسا عمل پسند ہے تو ہم وہی کرتے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس آیت میں اس عمل کو تجارت سے تعبیر کیا گیا کیونکہ جس طرح تجارت سے نفع کی امید ہوتی ہے اسی طرح ان اعمال سے بہترین نفع رضائے الہی اور جنت و نجات حاصل ہوتی ہے۔

## ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے حواریوں سے مدد چاہنا:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿قال عيسى ابن مريم للحواريين من انصارى الى الله..... الخ عيسى بن مريم﴾  
 حواریوں سے کہا، کون ہے جو اللہ کی طرف سے ہو کر میری مدد کرے (المعد: ۱۴)۔ یہاں اللہ ﷻ کے سوا کسی اور سے مدد مانگنے کا بیان ہے، مزید یہ کہ مدد مانگنے والا بھی اللہ ﷻ کا مقرب برگزیدہ ہے۔ حواری خاص دوست کو کہتے ہیں، یہ حور سے شوق ہے جس کے معنی خالص سفیدی کے ہیں۔ نبی پاک ﷺ نے تین کلمات ارشاد فرمائے جب آپ نے لوگوں کو غزوہ خندق کی دعوت دی، ہر مرتبہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے لبیک کہی، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی علیہ السلام کا کوئی نہ کوئی حواری ہوتا ہے، میرا حواری زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔“ قاموس میں ہے کہ حواری کے معنی مددگار، یا انبیاء کا مددگار، دھوبی اور گہرا دوست ہے۔ (المظہری، ج ۱، ص ۴۷۷)

اسی سے حواریات ہیں یعنی وہ دیہاتی عورتیں جن کی رنگت صاف ہو، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کو بھی ان کے خلوص نیت اور گہری دوستی کی وجہ سے حواری کہتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اس سے مراد وہ بادشاہ ہے جو سفید کپڑے پہنتے تھے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدد طلب کرتے تھے، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ دھوبی تھے جو کپڑوں کو دھو کر سفید کر دیتے تھے۔ (البیضاوی، ج ۱، ص ۲۶۴)

☆..... حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حواری سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ۱۱۲ اصفیاء ہیں۔ پس ان میں کسی کو روم کی جانب بھیجا، کسی کو بابل کی جانب، کسی کو افریقہ کی جانب، کسی کو افسس کی جانب، کسی کو بیت المقدس کی جانب، کسی کو حجاز مقدس کی جانب، کسی کو بریر اور اس کے ارد گرد کی جانب، اور ان میں سے کسی کے نام وثقہ ہونے کا ذکر نہیں ملتا جیسا کہ ”الاتقان“ میں سیوطی نے لکھا ہے۔ (تنویر المعباس، ص ۶۲، روح المعانی، الجزء: ۲۸، ص ۳۹۷)

## حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خود ساختہ عقیدہ:

۲..... کہا جاتا ہے کہ جس وقت اللہ ﷻ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی جانب اٹھالیا تو تین گروہ میں بٹ گئی، ایک کا کہنا تھا کہ ہم میں خدا ﷻ موجود تھا، پھر آسمان کی جانب بلند ہو گیا اس گروہ کو یعقوبیہ کہتے ہیں، دوسرا کہتا کہ ہم میں اللہ ﷻ کا بیٹا موجود تھا پھر آسمان کی جانب بلند ہوا اس گروہ کو نسطوریہ کہتے ہیں، تیسرا گروہ کہتا کہ ہم میں اللہ ﷻ کا بندہ اور رسول ﷺ موجود تھا جو کہ آسمان کی جانب اٹھالیا گیا اور یہ گروہ مسلمان تھا۔ (ابن کثیر، ج ۴، ص ۴۳۱)

## اغراض:

یٰۤاَکْم نِعْمَۃ: میں مفسر نے اس جانب اشارہ کیا ہے کہ ﴿اخروی﴾ صفت ہے فعل مقدر کے محذوف مفعول کا، اور یہ مقدر زکور ما قبل پر معطوف ہے، اور مراد دنیا کی نعمت دینا ہے یعنی آخرت کی نعمت کا ذکر کرنے کے بعد دنیا کی نعمت کا ذکر کرنا مراد ہے۔ کماکان الحواریون کذلک: یعنی اللہ کے مددگار، معنی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا کہ میرے مددگار بن جاؤ، جس کا بیان اللہ ﷻ کے فرمان میں یوں ہے: ﴿من انصارى الى الله﴾۔

فاقتلت الطالفتان: یعنی کافر قوم غالب رہی یہاں تک کہ سید عالم ﷺ کو اللہ ﷻ نے مبعوث فرمایا، پس مومن کافر پر غالب ہو گئے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۱۰۸)

## صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد

## سورة الجمعة مکیة وھی احدى عشرة آية

(سورة الجمعة مدنی ہے اس کی کل گیارہ آیتیں ہیں)

## تعارف سورة الجمعة

اس سورت میں دو رکوع، گیارہ آیتیں، ایک سواستی کلمے اور سات سوئس حروف ہیں۔ اس سورت کا آغاز اللہ ﷻ کی تسبیح اور اس کی صفات سے ہو رہا ہے اللہ ﷻ نے اپنی شان کے بعد اپنے محبوب ﷺ کی تعریف و کمالات بیان فرمائے ہیں۔ امیہ بن کافظ ذکر کر کے کافروں کے اس گمان کو باطل کر دیا کہ جو کہتے تھے کہ نبوت صرف بنی اسرائیل کے خاندانوں کی جاگیر ہے۔ ان کو یہ بتادیا کہ یہ نبوت اللہ ﷻ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے اسے کوئی منع نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اس ذات باری تعالیٰ پر اعتراض کر سکتا ہے۔ کفار مکہ کے ساتھ ساتھ یہودی اس عداوت میں شریک تھے کہ وہ ہر وقت اسی تانک میں رہتے تھے کہ اسلام کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ کی چٹائیں کھڑی کر دیں بلکہ ان کا بس چلے تو سرور کائنات حضور ﷺ کی ذات مبارکہ کو بھی (معاذ اللہ ﷻ) قتل کر دیں۔ اس میں یہ بتادیا کہ ان کا دعویٰ ایک دھوکا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس موسیٰ علیہ السلام کی کتاب توریت ہے اور ہم ان کے امتی ہیں لیکن افسوس تو یہ ہے کہ ان کو اس کتاب سے استفادہ کی توفیق ہی نہیں ہے۔ یہ تو اس کی آیتیں بیچ کر مال و دولت اکٹھا کر رہے ہیں ان کی مثال اس گدھے کی طرح ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لا دیں لیکن اسے یہ خبر نہیں کہ اس میں علم و حکمت کے جواہر موجود ہیں۔ اور دوسرے رکوع میں مسلمانوں کو جمعہ کے آداب سکھائے جا رہے ہیں کہ جب اللہ ﷻ کے حبیب ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے ہوں تو کسی دنیاوی مقصد کے لئے وہاں سے نہ جایا کرو البتہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد کسب معاش کی تلاش میں اللہ ﷻ کی زمین میں پھیل جاؤ اور ہر حالت میں اللہ ﷻ کی تسبیح کرتے رہو۔

رکوع نمبر: ۱۱

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿يَسْبَحُ لِلَّهِ﴾ يَنْزِلُهُ فَالْأَلَامُ زَائِدَةٌ ﴿مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ فِي ذِكْرٍ مَا تَغْلِبُ لَوْلَا كَثَرُ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ﴿الْمُنَزَّةَ عَمَّا لَا يَلِيقُ بِهِ﴾ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿۱﴾ ﴿فِي مُلْكِهِ وَصُنْعِهِ﴾ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمَمِينَ الْعَرَبَ وَالْأَمِّيَّ مَنْ لَا يَكْتُبُ وَلَا يَقْرَأُ كِتَابًا ﴿رَسُولًا مِنْهُمْ﴾ هُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ ﴿يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ الْقُرْآنَ﴾ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُطَهِّرُهُمْ مِنَ الشِّرْكِ ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ﴾ الْقُرْآنَ ﴿وَالْحِكْمَةَ﴾ مَا فِيهِ مِنَ الْأَحْكَامِ ﴿وَأَنْ مَخْخَفَةٌ مِنَ الثَّقِيلَةِ﴾ وَأَسْمُهَا مَخْذُوقٌ أَيْ وَأَنْهُمْ ﴿كَانُوا مِنْ قَبْلِ قَبْلِ مَجِيئِهِ﴾ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿۲﴾ ﴿وَأَخْرَجَ عَطْفَ عَلَى الْأَمِّيِّنَ أَيْ الْمَوْجُودِينَ مِنْهُمْ وَالْأَتَمِينَ مِنْهُمْ﴾ بَعْدَهُمْ ﴿لَمَّا﴾ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ ﴿فِي السَّابِقَةِ وَالْفَضْلِ﴾ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۳﴾ ﴿فِي مُلْكِهِ وَصُنْعِهِ وَهُمْ التَّابِعُونَ وَالْإِقْتِسَارُ عَلَيْهِمْ﴾ كَافٍ فِي بَيَانِ فَضْلِ الصَّحَابَةِ الْمَبْعُوثِ فِيهِمُ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى مَنْ عَدَاهُمْ مِمَّنْ بُعِثَ إِلَيْهِمْ وَآمَنُوا بِهِ مِنْ جَمِيعِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لِأَنَّ كُلَّ قَرْنٍ خَيْرٌ مِمَّنْ يَلِيهِ ﴿ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ النَّبِيُّ وَمَنْ ذَكَرَ مَعَهُ ﴿وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ﴾ ﴿مِثْلَ الَّذِينَ حَمَلُوا الثَّوْرَةَ﴾ كَلَّفُوا الْعَمَلَ بِهَا ﴿لَمْ يَحْمِلُوهُ﴾ لَمْ يَعْمَلُوا بِمَا فِيهَا مِنْ نِعْمَةِ ﷺ فَلَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ ﴿كَمِثْلَ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا﴾ أَيْ



کُتِبَ فِي عَدَمِ انْتِفَاعِهِ بِهَا ﴿بئس مثل القوم الذين كذبوا بآيت الله﴾ الْمَصْدَقَةُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مُحَمَّدٍ  
وَالْمَخْصُوصُ بِالذَّمِّ مَحْذُوفٌ تَقْدِيرُهُ هَذَا الْمَثَلُ ﴿والله لا يهدي القوم الظالمين﴾ (۵) ﴿الْكَافِرِينَ﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا  
الَّذِينَ هَادُوا ان زَعَمْتُمْ انكم اولياء لله من دون الناس فتمنوا الموت ان كنتم صدقين ﴿۶﴾ تَعْلُقُ بِتَمَنِّيهِ  
الشَّرْطَانِ عَلَى أَنَّ الْأَوَّلَ قَيْدٌ فِي الثَّانِي أَيْ إِنْ صَدَقْتُمْ فِي زَعْمِكُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ اللَّهِ وَالْوَلِيُّ يُؤْتِرُ الْآخِرَةَ  
وَمُبْدُوها الْمَوْتُ فَتَمْنُوهُ ﴿ولا يتمنونه ابدا بما قدمت ايديهم﴾ مِنْ كُفْرِهِمْ بِالنَّبِيِّ الْمُسْتَلَزِمِ لِكُذِبِهِمْ ﴿  
والله عليم بالظالمين﴾ (۷) ﴿الْكَافِرِينَ﴾ قُلْ ان الموت الذي تفرون منه فانه ﴿وَالْفَاءُ زَائِدَةٌ﴾ مُلْقِيكُمْ ثُمَّ  
تَرُدُّونَ اِلَى عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ ﴿فَيَنْبَنِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ (۸) ﴿فَيُجَازِيْكُمْ بِهِ﴾

### ﴿ترجمہ﴾

اللہ کی پاکی بولتا ہے (یعنی اس کی تخریب بیان کرتا ہے، اسم جلالت سے پہلے لام زائدہ ہے) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں  
ہے (”ما“ کو ذکر کرنے میں اکثر مخلوق کو غلبہ دیا گیا ہے) بادشاہ کمال پاکی والا (یعنی ہر اس شے سے منزہ جو اس کی شان کے لائق نہ ہو  
(غلبہ رکھنے والا (اپنے ملک میں) حکمت والا (اپنی صنعت میں) وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں بھیجا (”امیین“ سے مراد عرب ہیں  
، امی اسے کہتے ہیں جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو) انہیں میں سے ایک رسول (مراد اس سے محمد ﷺ ہیں) کہ ان پر اس کی (یعنی قرآن پاک  
کی) آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں (شرک سے، یز کیہم بمعنی یطہر کم ہے) اور انہیں کتاب (یعنی قرآن پاک  
(اور حکمت) (یعنی اس میں موجود احکام) کا علم عطا فرماتے ہیں ..... اور بیشک (”ان“ مخففة من الثقيلة ہے، اور اس کا اسم  
محذوف ہے اصل میں ”وانہم“ ہے) اس سے پہلے (یعنی ان کے آنے سے پہلے) وہ ضرور کھلی گمراہی میں تھے (مبین بمعنی بین ہے  
(اور اوروں کو) ”آخرین“ کا عطف الامیین پر ہے یعنی جو ان میں سے موجود اور جو آنے والے ہیں) ان میں سے (ان کے بعد  
(جو ان اگلوں سے نہ ملے) سبقت لے جانے اور فضیلت پانے میں، مراد اس سے تابعین ہیں اور ان کے ذکر پر اقتصار کرنا صحابہ کرام  
کی فضیلت کے بیان کے لیے کافی ہے ان کے بعد آنے والے افراد پر جن کی طرف حضور ﷺ کو معبود کیا گیا اور جن و انس میں  
سے جو بھی قیامت تک حضور ﷺ پر ایمان لے کر آئیں گے کہ حضور ﷺ انہی لوگوں یعنی صحابہ کرام میں معبود ہوئے تھے اور تمام  
زمانوں سے بہتر وہ زمانہ ہے جو حضور ﷺ کے ساتھ ملا ہوا ہو) اور وہی غلبہ رکھنے والا ہے (اپنے ملک میں) حکمت والا ہے (اپنی  
صنعت میں) یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے (یعنی نبی ﷺ اور ان کے ساتھ والوں کو) اور اللہ بڑے فضل والا ہے ان کی مثال جن پر  
توریت رکھی گئی تھی (جنہیں اس پر عمل کا مکلف کیا گیا) پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا (یعنی اس میں موجود حضور ﷺ کے اوصاف پر عمل نہ  
کیا وہ حضور ﷺ پر ایمان لے کر نہیں آئے) گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے (وجہ تشبیہ دونوں کا کتاب سے نفع نہ اٹھانا  
ہے ..... اسفار بمعنی کتبہ ہے) کیا ہی بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی (وہ) آیتیں جھٹلائیں (جو نبی کریم محمد مصطفیٰ  
ﷺ کی تصدیق کرنے والی تھیں، یہاں مخصوص بالذم ”هذا المثل“ محذوف ہے) اور اللہ ظالموں (یعنی کافروں) کو راہ نہیں دیتا تم  
فرماؤ اے یہودیوں اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں تو مرنے کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو (یہاں ان کی تمنائے  
موت کرنا دوسروں کے ساتھ متعلق ہے یوں کہ پہلی شرط دوسری کے لیے قید ہے معنی آیت یہ ہے کہ اگر تم اپنے اس زعم میں سچے ہو کہ تم  
اللہ ﷻ کے پیارے ہو اور اللہ اپنے دوست کو ترجیح دیتا ہے اور آخرت کی ابتدا موت سے ہوتی ہے تو تم موت کی تمنا کرو) اور وہ بھی اس

کی آرزو نہ کریں گے ان اعمال کے سبب جو ان کے ہاتھ آگئے بھیج چکے ہیں (یعنی ان کے نبی پاک ﷺ کے ساتھ کفر کرنے کے سبب، یہ ان کے جھوٹ کو بھی مستلزم ہے) تم فرماؤ وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو بیک وقت وہ ("سالہ" میں فاء زائدہ ہے) تو ضرور تمہیں ملتی ہے پھر اس کی طرف پھیرے جاؤ گے جو چھپا اور ظاہر سب کچھ جانتا ہے (الغیب سے مراد السر اور الشهادة بمعنی العلانیہ ہے) پھر وہ تمہیں بتا دے گا جو تم نے کیا تھا (یعنی تمہیں اس کا بدلہ دے گا)۔

### ﴿قر کیپ﴾

﴿یسبح لله ما فی السموت وما فی الارض الملك القدوس العزيز الحكيم﴾

یسبح: فعل، لام: جار، اللہ: مبدل منہ، الملك القدوس العزيز الحكيم: بدل، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، ما فی السموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما فی الارض: معطوف، مکر قاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿هو الذي بعث فی الامین رسولا منهم يتلوا علیهم ایتہ ویزکیهم وיעلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین واکثرین منهم لما یلحقوا بهم﴾

هو: مبتداء، الذی: موصول، بعث: فعل باقاعل، فی: جار، الامین: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اکثرین: موصوف، منهم: ظرف مستقر صفت اول، لما: نافیہ، یلحقوا بهم: فعل باقاعل و ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، مکر معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، رسولا: موصوف، منهم: ظرف مستقر صفت اول، يتلوا علیهم ایتہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یزکیهم: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، یعلمهم: فعل باقاعل، هم: ذو الحال، و: حالیہ، ان: متخفہ با "هو" ضمیر شان محذوف اسم، کانوا: فعل ناقص واد ضمیر ذو الحال، من قبل: ظرف مستقر حال، مکر اسم، لام: تاکیدیہ، فی ضلل مبین: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ حال، مکر مفعول، الکتاب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الحکمة: معطوف، مکر مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکر صفت ثانی، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وهو العزيز الحكيم ذلك فضل الله يؤتیه من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم﴾

و: عاطفہ، هو: مبتداء، العزيز الحكيم: خبر ان، مکر جملہ اسمیہ، ذلك: مبتداء، فضل اللہ: خبر اول، یوتیه من یشاء: جملہ فعلیہ خبر ثانی، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اللہ: مبتداء، ذو الفضل العظیم: خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿مثل الذین حملوا التورۃ ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا﴾

مثل: مضاف، الذین: موصول، حملوا التورۃ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لم یحملوها: جملہ فعلیہ معطوف، مکر صلہ، مکر مضاف الیہ، مکر مبتداء، کاف: جار، مثل: مضاف، الحمار: ذو الحال، یحمل اسفارا: جملہ فعلیہ حال، مکر مضاف الیہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿بنس مثل القوم الذین کذبوا بایت اللہ واللہ لا یهدی القوم الظلمین﴾

بنس: فعل ذم، مثل: مضاف، القوم: موصوف، الذین کذبوا بایت اللہ: موصول صلہ، مکر صفت، مکر مضاف الیہ، مکر قاعل، مکر جملہ فعلیہ انشائیہ مبتداء محذوف "هذا المثل" کیلئے خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اللہ: مبتداء، لا یهدی القوم الظلمین: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل یا ایہا الذین ہادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فاعمنوا الموت﴾

قل: قول، یا یہاں اللہ نے ہادوا: نداء، ان: شرطیہ، زعمتم: فعل بافاعل، انکم: حرف مشبہ واسم، اولیاء: موصوف، اللہ: ظرف مستقر صفت اول، من دون الناس: ظرف مستقر صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، تمنوا: فعل امر بافاعل، الموت: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرطیہ بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ تولیہ۔

﴿ان کنتم صدقین ولا یتمنونه ابدا بما قدمت ایدیہم واللہ علیم بالظلمین﴾

ان: شرطیہ، کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزاء محذوف، "فتمنوا الموت" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، لا یتمنونه: فعل نفی بافاعل ومفعول، ابدا: ظرف، بما قدمت ایدیہم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اللہ مبتدا، علیم بالظلمین: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل ان الموت الذی تفرون منه فانہ ملقیکم﴾

قل: قول، ان الموت: حرف مشبہ واسم، الذی: موصول، تفرون منه: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ تولیہ، ف: مبتاقفہ، انه: حرف مشبہ واسم، ملقیکم: اسم فاعل بافاعل ومفعول، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مبتاقفہ۔

﴿ثم یردون الی علم الغیب والشہادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون﴾

ثم: عاطفہ، یردون: فعل بانائب الفاعل، الی: جار، علم، مضاف، الغیب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الشہادۃ: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ینبئکم: فعل بافاعل ومفعول، بما کنتم تعملون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

### ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

### آیت مذکورہ میں نبی کے چار اوصاف :

۱۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿هو الذی بعث فی الامین رسولاً منهم یتلوا علیہم ایتہ ویزکیہم ویعلمہم

الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب وحکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے (الحجۃ: ۲)۔ اس آیت میں نبی پاک ﷺ کے چار اوصاف کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱)..... اُقیمین میں تبلیغ کرنا: یہاں آیت کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ نے امین پر کتاب کی تعلیم پہنچائی، جو کہ لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے۔ بعض لوگ سید عالم ﷺ کی اُمتی ہونے کی صفت کو یونہی بیان کرتے ہیں جیسا کہ دیگر عام لوگوں کے لئے بیان کی جاتی ہے حالانکہ وہ قرآن کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں کیونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الرحمن علیم القرآن رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا (الرحمن: ۲۸۱)﴾ جب سکھانے والی ذات اللہ ﷻ کی ہے تو پھر نبی ﷺ کی شان میں نقص رہتا ہی کہاں ہے؟۔

(۲)..... آیات کا پڑھنا: نازل ہونے والی آیات کو لوگوں کو پڑھ کر سناتے ہیں۔

(۳)..... تزکیہ فرمانا: اہل عرب کو کفر کی گندگیوں سے پاک کرتے ہیں۔

(الطبری، الجزء: ۲۸، ص ۱۰۷)

(۴)..... کتاب وحکمت کی تعلیم دینا: کتاب سے مراد قرآن اور فرائض کا علم ہے، جب کہ حکمت سے مراد وہ چیزیں جن کو ان کی حقیقت کے ساتھ پہنچانا ہے۔ ابن وہب کہتے ہیں مالک کے قول کے مطابق دین اور فقہ کی معرفت واتباع کا نام حکمت ہے۔ قتادہ کے مطابق اس سے مراد سنت ہے۔ حق وباطل میں فرق کرنے کو بھی حکمت کہتے ہیں، ایک قول کے مطابق احکام وفتا کی معرفت کا نام بھی حکمت ہے، یہ بھی منقول ہے کہ اس سے مراد تفہیم قرآن ہے۔

(العاذن، ج ۱، ص ۸۲)

## علم کی باتیں جاہل کو بیان کرنے کی ممانعت:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿مِثْلُ النَّدِيِّ حَمَلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمِثْلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ انْفَارًا اِنَّ كِي مِثَالِ جَنْ بِرْتُوْرِيْت رَكْبِيْ مِثْلِيْ تَحِيْ بِحْرَانِهٖوْنَ﴾ نے اسکی حکم برداری نہ کی گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے (الحجۃ: ۵۰)۔ یہود کا حال بیان کیا جا رہا ہے کہ جس طرح کسی گدھے پر علم دین کی کتابیں لادی جائیں تو اُسے کوئی فرق نہیں پڑتا اور گدھا نہ تو عقل رکھتا ہے اور نہ ہی اس سے نفع اٹھاتا ہے بلکہ یہی حال یہودیوں کا ہے کہ انہیں بھی توریت میں یہی حکم تھا کہ سید عالم ﷺ کے حکم کو بجالائیں لیکن انہوں نے نہیں مانا اور سید عالم ﷺ پر نہ تو ایمان لائے اور نہ ہی ان سے کوئی نفع اٹھایا۔ (الطبری، الجزء: ۲۸، ص ۱۱۰ ملخصاً)

امام رازی کہتے ہیں: دیگر حیوانات کے مقابلے میں حمار کی تعیین کا کیا فائدہ ہے؟ اس کی کئی وجوہات ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الْخَيْلُ وَالْبِغَالُ وَالْحَمِيرُ لَكُمْ كِبَوهَا وَزِينَةُ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے﴾ (النحل: ۸)۔ خیل (گھوڑے) کو بطور زینت استعمال کرنا زیادہ ظاہر قول ہے، دوسرے نمبر پر بغال (خچر) اور تیسرے نمبر پر حمار (گدھا) ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو چیز اُس دور میں سواری کے لئے زیادہ پسند کی جاتی تھی وہ خیل ہی تھا اور حمار کا نمبر سب سے آخر میں آتا تھا گویا علم کی بات کسی جاہل سے کرنا یہی ہے کہ اُس کے گلے میں ہیرے موتیوں کا ہار ڈال دیا جائے۔ (۲)..... گدھا چونکہ کم عقلی اور سستی میں سب سے آگے ہوتا ہے اس لئے اُس کے ذریعے مثال قائم کی گئی۔ (۳)..... حمار میں عمومی اعتبار سے جو ذلت و حقارت کا عنصر پایا جاتا ہے دیگر جانوروں میں ایسا ہرگز نہیں ہوتا، اس مقام پر حمار کا ذکر کرنے سے لوگوں کو عار دلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ جس طرح لوگ حمار کی کم عقلی اور سستی سے نفرت کرتے ہیں بالکل اسی طرح دین کی بات جاہل سے کرنے کا وبال ہے۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۵۴۰)

### اغراض:

المنزہ عما لا یلیق بہ: مراد صفات حوادث سے پاک ہونا ہے، اور ﴿القدوس﴾ کے ذریعے اس وہم کو دور کرنا مقصود ہے کہ جس طرح بادشاہوں پر نقص وارد ہوتا ہے ایسا ہی اللہ پر بھی ہوتا ہے، معاذ اللہ۔ بطہر ہم من الشریک: مراد اُن سے شیعہ کا دور کرنا اور عقیدے کے فساد کو دور کرنا ہے یہاں تک کہ وہ پاک و صاف سترے ہو جائیں۔ عطف علی الامیین: مراد موجودہ مومنین ہیں اور باقی کی دو آیات ہیں وہ خاص سید عالم ﷺ کے زمانے کے مومنین کے لئے نہیں بلکہ موجودین اور غیر موجودین قیامت تک کے لئے سب ہی مراد ہیں۔ اور امیین کے بارے میں ماقبل بھی کلام ہو چکا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿یتلوا علیہم آیاتہ﴾ اور ﴿وآخرین﴾ سے یہ بات واضح کرنا مقصود ہے کہ تلاوت، تعلیم اور تزکیہ نفس سید عالم ﷺ کے زمانے کے لوگوں کے لئے اور اُن کے بعد کے لوگوں کے لئے جو قیامت تک آئیں گے واسطہ اور وسیلہ ہے۔ ومن ذکر معہ: مراد اُنہی اور آخرین ہیں۔

والاقتصار علیہم: تابعین تک اقتصار کرنے کی وجہ بیان کرنا مقصود ہے، اور مراد یہ ہے کہ تابعین کو خاص طور پر اس لئے بیان کیا ہے کہ وہ حضرات صحابہ کرام کے بعد افضل ہوئے ہیں اور ان کی فضیلت تمام لوگوں کے لئے قیامت تک لازم ہے اور دلیل یہ بھی ہے کہ ہر زمانہ جو سید عالم ﷺ کے زمانے سے ملا ہوا ہو گا وہ بہتر ہے۔ کلفوا بہا: مراد یہاں توریت کو اپنی پیٹھ پر لا دینا نہیں بلکہ مکلف ہونا ہے۔ الکافرین: ان کے کفر کا علم اللہ کو پہلے ہی ہے، اور یہ مثال ہر اُس شخص کے لئے ہے جو قرآن کو پڑھتا تو ہے لیکن اُس پر عمل نہیں کرتا۔ تعلق بتمنوا الشریطان: مراد ﴿ان زعمتم﴾، ﴿ان کنتم صادقین﴾ ہے۔ مبدؤھا: بمعنی طریقھا ہے۔

من کفرہم: لہما کا بیان ہے، اور اللہ کا فرمان: ﴿الذی یفرون منہ﴾ یعنی موت کی تمنا کرنے سے خوف کرنا، یعنی یہود کو یہ خوف لاحق ہے کہ اللہ انہیں ان کے اعمال کی وجہ سے پکڑ لے گا، پس وہ موت کی تمنا نہیں کرتے۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۱۰۹ وغیرہ)



رکوع نمبر: ۱۲

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَوَدَىٰ لِلصَّلَاةِ مِنْكُمْ بِمَعْنَىٰ لِي﴾ ﴿يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا﴾ ﴿فَإِمضُوا﴾ ﴿إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ ﴿أَيِ الصَّلَاةِ﴾ ﴿وَفَرُوا الْبَيْعَ﴾ ﴿أَيِ اتُّرَكُوا عَقْدَهُ﴾ ﴿ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ ﴿۹﴾ ﴿أَنَّهُ خَيْرٌ لَّكُمْ فَاغْلُظُوا﴾ ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ﴾ ﴿وَابْتَغُوا﴾ ﴿أَيِ أَطْلُبُوا الرِّزْقَ﴾ ﴿مِنْ فَضْلِ اللَّهِ﴾ ﴿وَادْكُرُوا اللَّهَ﴾ ﴿ذِكْرًا﴾ ﴿كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ﴾ ﴿۱۰﴾ ﴿تَفُوزُونَ﴾ ﴿كَانَ النَّبِيُّ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدِمَتْ عِيْرٌ وَضُرِبَ لِقَدُومِهَا الطُّبْلُ عَلَى الْعَادَةِ فَخَرَجَ لَهَا النَّاسُ مِنَ الْمَسْجِدِ غَيْرَ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَ﴾ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا﴾ ﴿أَيِ التِّجَارَةِ لِأَنَّهَا مَطْلُوبُهُمْ دُونَ اللَّهِ﴾ ﴿وَتَرَكَوْكَ﴾ ﴿فِي الْخُطْبَةِ﴾ ﴿قَائِمًا قَلَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ﴾ ﴿مِنَ الثَّوَابِ﴾ ﴿خَيْرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا﴾ ﴿مِنَ اللَّهِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ ﴿۱۱﴾ ﴿يُقَالُ كُلُّ إِنْسَانٍ يُورَثُ عَائِلَتَهُ أَيْ مِنْ رِزْقِ اللَّهِ تَعَالَى﴾

### ﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن میں ("من یوم" میں من بمعنی فی ہے) تو اللہ کے ذکر (یعنی نماز) کی طرف چلو (فاسعوا بمعنی فامضوا ہے) اور خرید و فروخت چھوڑ دو (یعنی عقد بیع کو ترک کر دو) یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو (اس کا بہتر ہونا تو عقد بیع ترک کر دو.....) پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ ("فانتشروا" یہ امر اباحت کے لیے ہے) اور تلاش کرو (رزق، ابتغوا بمعنی اطلبوا ہے) اللہ کے فضل سے اور اللہ کو بہت یاد کر دو (کثیرا کا موصوف ذکر امحذوف ہے) اس امید پر کہ فلاح پاؤ (یعنی کامیاب ہو جاؤ حضور بروز جمعہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اسی اثناء میں ایک تجارتی قافلہ آگیا حسب عادت قافلے کی آمد کی اطلاع کے لیے طبل بجایا گیا، سوائے بارہ افراد کے دیگر تمام افراد قافلے کی طرف چل رہے تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اس کی (یعنی تجارت کی) طرف چل دیئے (کیونکہ یہ ان کا مطلوب تھا نا کہ لہو) اور تمہیں چھوڑ گئے (خطبہ میں) کھڑا ہوا تم فرماؤ جو اللہ کے پاس ہے (یعنی ثواب) کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے (ایمان والوں کے لیے) اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے (کہا جاتا ہے ہر انسان اپنے کنبہ کو رزق دیتا ہے یعنی اللہ کے رزق میں سے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَوَدَىٰ لِلصَّلَاةِ مِنْكُمْ بِمَعْنَىٰ لِي﴾ ﴿يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا﴾ ﴿إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ ﴿وَفَرُوا الْبَيْعَ﴾ ﴿أَيِ اتُّرَكُوا عَقْدَهُ﴾ ﴿ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ ﴿۹﴾ ﴿أَنَّهُ خَيْرٌ لَّكُمْ فَاغْلُظُوا﴾ ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ﴾ ﴿وَابْتَغُوا﴾ ﴿أَيِ أَطْلُبُوا الرِّزْقَ﴾ ﴿مِنْ فَضْلِ اللَّهِ﴾ ﴿وَادْكُرُوا اللَّهَ﴾ ﴿ذِكْرًا﴾ ﴿كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ﴾ ﴿۱۰﴾ ﴿تَفُوزُونَ﴾ ﴿كَانَ النَّبِيُّ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدِمَتْ عِيْرٌ وَضُرِبَ لِقَدُومِهَا الطُّبْلُ عَلَى الْعَادَةِ فَخَرَجَ لَهَا النَّاسُ مِنَ الْمَسْجِدِ غَيْرَ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَ﴾ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا﴾ ﴿أَيِ التِّجَارَةِ لِأَنَّهَا مَطْلُوبُهُمْ دُونَ اللَّهِ﴾ ﴿وَتَرَكَوْكَ﴾ ﴿فِي الْخُطْبَةِ﴾ ﴿قَائِمًا قَلَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ﴾ ﴿مِنَ الثَّوَابِ﴾ ﴿خَيْرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا﴾ ﴿مِنَ اللَّهِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ ﴿۱۱﴾ ﴿يُقَالُ كُلُّ إِنْسَانٍ يُورَثُ عَائِلَتَهُ أَيْ مِنْ رِزْقِ اللَّهِ تَعَالَى﴾

﴿ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ ﴿۹﴾ ﴿أَنَّهُ خَيْرٌ لَّكُمْ فَاغْلُظُوا﴾ ﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ﴾ ﴿وَابْتَغُوا﴾ ﴿أَيِ أَطْلُبُوا الرِّزْقَ﴾ ﴿مِنْ فَضْلِ اللَّهِ﴾ ﴿وَادْكُرُوا اللَّهَ﴾ ﴿ذِكْرًا﴾ ﴿كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ﴾ ﴿۱۰﴾ ﴿تَفُوزُونَ﴾ ﴿كَانَ النَّبِيُّ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدِمَتْ عِيْرٌ وَضُرِبَ لِقَدُومِهَا الطُّبْلُ عَلَى الْعَادَةِ فَخَرَجَ لَهَا النَّاسُ مِنَ الْمَسْجِدِ غَيْرَ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَ﴾ ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا﴾ ﴿أَيِ التِّجَارَةِ لِأَنَّهَا مَطْلُوبُهُمْ دُونَ اللَّهِ﴾ ﴿وَتَرَكَوْكَ﴾ ﴿فِي الْخُطْبَةِ﴾ ﴿قَائِمًا قَلَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ﴾ ﴿مِنَ الثَّوَابِ﴾ ﴿خَيْرٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا﴾ ﴿مِنَ اللَّهِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ ﴿۱۱﴾ ﴿يُقَالُ كُلُّ إِنْسَانٍ يُورَثُ عَائِلَتَهُ أَيْ مِنْ رِزْقِ اللَّهِ تَعَالَى﴾

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾  
 ف: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، قضیت الصلوة: فعل مجہول بآئیب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ  
 شرط، ف: جزائیہ، انتشروا فی الارض: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابتغوا من فضل اللہ: جملہ فعلیہ معطوف  
 اول، و: عاطفہ، اذکروا: فعل امر بافاعل ضمیر ذوالحال، لعلکم تفلحون: جملہ اسمیہ حال، مکر  
 فاعل، اللہ: مفعول، کثیرا: "ذکرا" مصدر محذوف کی صفت، مکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث، مکر جزا، مکر جملہ شرطیہ۔  
 ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، رآو: فعل بافاعل، تجارة: معطوف علیہ، او: عاطفہ، لہو: معطوف، مکر جملہ فعلیہ  
 شرط، انفضوا: فعل امر بافاعل ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ترکوک: فعل بافاعل ومفعول، قائما: مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ حال، مکر  
 فاعل، الیہا: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾  
 قل: قول، ما عند اللہ: موصول صلیہ، مکر مبتدا، خیر: اسم تفصیل بافاعل، من اللہو: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، من  
 التجرار: جار مجرور معطوف، مکر ظرف لغو، مکر شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ مقولہ، مکر جملہ  
 قولیہ، و: عاطفہ، اللہ مبتدا، خیر الرزقین: خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... واذا راو تجارة..... ☆ نبی کریم ﷺ مدینہ میں روز جمعہ خطبہ فرما رہے تھے اس حال میں تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور حسب  
 دستور اعلان کیلئے طبل بجایا گیا زمانہ بہت تنگی اور گرانی کا تھا، لوگ بایں خیال اس کی طرف چلے گئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اجناس ختم  
 ہو جائیں اور ہم نہ پاکیں اور مسجد میں صرف بارہ آدمی رہ گئے اس پر یہ آیت نزل ہوئی۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

#### اذان جمعہ کے وقت خرید و فروخت کا مسئلہ:

۱..... پہلی اذان ہوتے ہی سچی واجب ہے اور بیع وغیرہ ان چیزوں کا جو سعی کے منافی ہوں چھوڑ دینا واجب، یہاں تک کہ  
 راستہ چلتے ہوئے اگر خرید و فروخت کی تو یہ بھی ناجائز اور مسجد میں خرید و فروخت تو سخت گناہ ہے اور کھانا کھا رہا تھا کہ اذان جمعہ کی آواز آئی  
 اگر یہ اندیشہ ہو کہ کھائے گا تو جمعہ فوت ہو جائے گا تو کھانا چھوڑ دے اور جمعہ کو جائے، جمعہ کے لئے اطمینان و وقار کے ساتھ جائے۔  
 (الہندیہ، کتاب الصلوة، الباب السادس عشر فی صلوة الجمعة، ج ۱، ص ۱۶۴، رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلوة، باب الجمعة)

ج ۳، ص ۳۸

#### اغراض:

بمعنی فی: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ ﴿من﴾ بیان یہ ہے ﴿اذا نودی﴾ کا اور اسی کی تفسیر  
 ہے۔ فامضوا: اس جملے میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ السعی سے مراد چلنے میں کوشش کرنا نہیں ہے بلکہ جب کہ نماز فوت  
 ہو جانے کا خوف نہ ہو، بلکہ مراد توجہ کرنا ہے اور جب عذر نہ ہو تو پیدل چلنا سواری کے مقابلے میں زیادہ افضل ہے کہ جمعہ کو پیدل چل کر  
 جائے اور نماز ختم ہو جانے کے بعد سواری پر چلے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ای اتروا عقدہ: مراد یہ ہے بیع اپنے اختتام کو پہنچے

اور مراد اس خطاب سے بالغ اور مشتری دونوں ہی ہیں اور بیع و شراء کی مثال اجارہ، شفعہ، تولیہ اور اقالہ میں بھی پائی جاتی ہے اور جب یہ واقع ہوگی تو بیع کر دی جائیں گی اور یہ قول امام مالک کا ہے اور امام شافعی کے نزدیک حرام ہیں لیکن بیع نہ کی جائیں گی۔

امیر اباحہ: یعنی تمہارے لئے نماز جمعہ کے بعد زمین سے منتشر ہونا مباح کر دیا گیا ہے اور اس فعل کے کرنے یا نہ کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں ہے۔ غوسہ انسی عشرہ و جلا: تجارتی قافلے کے لئے بجائے جانے والے پھل کا بیان ہو رہا ہے جس کا بیان شان نزول میں ہو چکا ہے، مسجد میں کتنے افراد باقی رہ گئے، ان کی تعداد میں اختلاف ہے۔ ایک قول کے مطابق چالیس، یا آٹھ یا گیارہ یا تیرہ یا چودہ افراد رہ گئے، امام مالک کے نزدیک صحیح قول بارہ کا ہے جب کہ امام شافعی کے نزدیک صحیح قول چالیس کا ہے۔

یقال کل انسان: مجازی اعتبار سے رزق دینے والے کئی ہیں لیکن حقیقی اعتبار سے رزق دینے والا ایک ہی ہے۔

ای من ذوق اللہ: معنی یہ ہے کہ ہر انسان اپنے اہل و عیال کا رزق اپنی طاقت کے بل بوتے پر نہیں حاصل کرتا بلکہ اللہ اس کے ہاتھ میں رزق جاری کرتا ہے۔

(المصنوی، ج ۶، ص ۱۱۱ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة المنافقون مدنیة وهی احدی عشرة آية

(سورة منافقون مدنی ہے جس میں گیارہ آیتیں ہیں)

### تعارف سورة المنافقون

اس سورت میں دو رکوع، گیارہ آیتیں، ایک سو اسی کلمے، اور نو سو تہتر حروف ہیں۔ اس سورت میں منافقوں کی منافقت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ مدینہ کو دور جاہلیت میں یثرب کہا جاتا تھا جب آپ ﷺ یثرب میں تشریف لائے تو یہ یثرب سے مدینہ النبی ہو گیا اور یہاں پر دو قبیلے اوس اور خزرج آباد تھے۔ ان میں پرانی رنجشیں تھیں جو معمولی سی بات پر آگ کے شعلوں کی طرح بھڑک اٹھتی تھیں اور جب ایک مرتبہ شعلے بھڑک اٹھے تو برسوں تک یہ جنگ جاری رہتی اور مسلسل خانہ جنگی کے باعث دونوں قبیلے کمزور ہو گئے تھے صلح و امن سے زندگی گزارنے کی امنگیں ان کے دلوں میں انگڑائیاں لے رہی تھیں لیکن کوئی ایسا شخص نہ تھا جو ان کے درمیان صلح کروا سکے، آخر کار عبداللہ بن ابی جو خزرج قبیلہ کا تھا قائدانہ صلاحیت رکھتا تھا اس کی قیادت پر دونوں قبیلے والے راضی ہو گئے اور اس کی تاجپوشی ہونے والی تھی کہ عقبہ اولیٰ میں چند یثربی مشرف باسلام ہوئے واپسی پر انہوں نے بڑے جوش خروش کے ساتھ دین اسلام کی تبلیغ شروع کر دی دوسرے سال اسی موقع پر ۷۱ افراد نے قبول اسلام کیا جن میں حضرت ابن عباس، ابن عبادہ بن نھلہ انصاری رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ ان کی رائے یہ تھی کہ ابھی نہ کی جائے بلکہ عبداللہ بن ابی کو بھی اس میں شریک کر لیا جائے لیکن دوسرے ساتھیوں نے اس کی بات کو اہمیت نہ دی اور جا کر دست اقدس پر بیعت کر لی۔ جب عبداللہ بن ابی کو اس بات کی خبر ہوئی تو اس کے غصہ کی کوئی حد نہ رہی اور اسے یقین ہو گیا تھا کہ میری تاجپوشی کبھی نہیں ہوگی کیونکہ یہاں کے مسلمانوں میں اوس اور خزرج کے بڑے بڑے رؤسا بھی شامل تھے اور یہ مسلمان حضور ﷺ کی ذات مبارکہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو اپنا رئیس نہ بنائینگے تو اس نے بھلا اسی میں سمجھا کہ مسلمانوں کا روپ دھار کر ان میں شامل ہو جاؤں اور کسی طریقہ سے ان میں پھوٹ ڈال دوں اور قبیلہ اوس اور خزرج آپ سے مایوس ہو کر مجھ کو اپنا قائد بنالیں گے اور اس نے بظاہر کلمہ بھی پڑھ لیا اور نماز بھی پڑھتا، زکوٰۃ بھی دیتا اور اسے جب بھی موقع ملتا کھڑے ہو کر اور اپنی جھوٹی عقیدت کے زوردار الفاظ میں اظہار کرتا تا کہ اس کی منافقت مسلمانوں پر عیاں نہ ہو جائے۔ اس نے یہ معمول بنالیا کہ جب جمعہ کے روز لوگ دور دراز سے حضور ﷺ کی اقتداء میں جمعہ پڑھنے آتے تو یہ وعظ و نصیحت کرتا کہ اللہ ﷻ نے ہمیں ان کی ذات سے شرف بخشا اور عزت دی، آپ سب لوگ مل کر دل و جان سے ان کی تائید کریں اور بسا اوقات اس کے دل کا بغض آشکار ہوتا۔

رکوع نمبر: ۱۳

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا بِالْسِّيْتِهِمْ عَلٰی خِلَافِ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ﴾ ﴿نَشْهَدُ اَنْكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنْكَ لِرَسُوْلِهِ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ﴾ ﴿يَعْلَمُ﴾ ﴿اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكَاذِبُوْنَ﴾ ﴿۱﴾ ﴿فِيْمَا اَضْمَرُوْهُ مُخَالَفًا لِّمَا قَالُوْهُ﴾ ﴿اتَّخَذُوْا اِيْمَانَهُمْ جُنَّةً﴾ ﴿سُتْرَةً عَنْ اَمْوَالِهِمْ وَدِيَارِهِمْ﴾ ﴿فَصَدُّوا بِهَا﴾ ﴿عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ﴿اٰی الْجِهَادِ فِيْهِ﴾ ﴿اَنْهُمْ سَاءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ﴿۲﴾ ﴿ذٰلِكَ﴾ ﴿اَنْیَ سُوْءٍ عَمَلِهِمْ﴾ ﴿بَاَنْهُمْ اٰمَنُوْا﴾ ﴿بِاللِّسَانِ﴾ ﴿ثُمَّ كَفَرُوْا﴾ ﴿بِالْقُلُوْبِ اٰی اِسْتَمَرُّوْا عَلٰی كُفْرِهِمْ﴾ ﴿بِه﴾ ﴿فَطَع﴾ ﴿خِيَمَ﴾ ﴿عَلٰی قُلُوْبِهِمْ﴾ ﴿بِالْكُفْرِ﴾ ﴿فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ﴾ ﴿۳﴾ ﴿اَلَا اِيْمَانٌ﴾ ﴿وَ اِذَا رَاٰتْهُمْ تَعَجَّبَكَ اَجْسَامُهُمْ﴾ ﴿لِجَمَالِهَا﴾ ﴿وَ اِنْ يَقُوْلُوْا تَسْمَعُ﴾



لَقَوْلِهِمْ ﴿لِفَصْحَابِهِ﴾ كَالْهَمِ ﴿مِنْ عَظِيمِ اجْتِسَامِهِمْ فِي تَرْكِ التَّفْهِيمِ﴾ ﴿خَشِبَ﴾ بِسُكُونِ الشَّيْبِ وَخَشَبَهَا  
 مَسْنَدٌ ﴿مَمَالَةً إِلَى الْجِدَارِ﴾ بِحَسْبُونِ كُلِّ صِبْحَةٍ ﴿نُصَاحٌ كَيْدَاءٌ فِي الْعُسْكَرِ وَانْشَادٌ ضَالِبٌ﴾  
 عَلَيْهِمْ ﴿لِيَمَالِيَ لُلُّوْبِهِمْ مِنَ الرُّغْبِ أَنْ يُنْزَلَ فِيهِمْ مَا يَبْنِيخُ دِمَاءَهُمْ﴾ هُمُ الْعَدُوُّ لِأَحْدَرِهِمْ ﴿لِيَانْتَهُمْ يَفْشُونَ  
 بِسُرْكِ الْكُفَّارِ﴾ قَاتِلَهُمُ اللَّهُ ﴿أَهْلَكُهُمْ﴾ إِلَى يَوْفُوكُونَ ﴿كَيْفَ يَضْرِبُونَ عَنِ الْإِيْمَانِ بَعْدَ قِيَامِ  
 الْبُرْهَانِ﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا مُقْتَدِرِينَ ﴿يَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوْ أَوْفَوْا﴾ بِالتَّشْدِيدِ وَالتَّخْفِيفِ  
 غَطَفُوا ﴿وَرَاءَ وَسْهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ﴾ يُغَرِّضُونَ عَنْ ذَلِكَ ﴿وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ﴾ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفِرُ  
 لَهُمْ ﴿أَسْتَغْفِرُ بِهِمْزَةَ الْأَسْتِغْفَامِ عَنْ هَمْزَةِ الْوَصْلِ﴾ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنْ اللَّهُ لَا يَهْدِي  
 الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ﴾ لَا ضَرَّابَهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ ﴿لَا تَنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ﴾ مِنْ  
 الْمُهَاجِرِينَ ﴿حَتَّى يَنْفَضُوا﴾ يَتَفَرَّقُوا عَنْهُ ﴿وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ بِالرِّزْقِ فَهُوَ الرَّازِقُ  
 لِلْمُهَاجِرِينَ وَغَيْرِهِمْ ﴿وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ﴾ يَقُولُونَ لَنْ رَجَعْنَا ﴿أَيُّ مِنْ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ﴾  
 إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ عَنْوَابَهُمْ أَنْفُسَهُمْ ﴿مِنْهَا الْأَذَلُّ﴾ عَنْوَابِهِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿وَلِلَّهِ  
 الْعِزَّةُ﴾ الْغَلْبَةُ ﴿وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ﴿ذَلِكَ﴾

### ﴿تَرْجُمَةٌ﴾

جب منافق.....!..... تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں (اپنی زبانوں سے اس کے برخلاف جو ان کے دلوں میں ہے) کہ ہم گو  
 اہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے (یشہد بمعنی یعلم ہے) کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں (جو کچھ  
 انہوں نے سینوں میں چھپا رکھا ہے وہ ان کے قول کے برخلاف ہے) اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال ٹھہرایا (اپنے اسواں اور اپنی  
 جانوں کو بچانے کے لیے) تو (اس کے ذریعے) اللہ کی راہ سے روکا (یعنی راہ خدا میں جہاد کرنے سے روکا) بیشک وہ بہت ہی برے کام  
 کرتے ہیں یہ (یعنی ان کا یہ برا عمل) اس لیے کہ وہ (زبان سے) ایمان لائے پھر (دل سے) کافر ہوئے (یعنی حضور ﷺ کے ساتھ  
 کفر کرنے پر ڈٹے رہے) تو ان کے دلوں پر (کفر کی) مہر کر دی گئی تو اب وہ نہیں سمجھتے (ایمان کو) اور جب تو انہیں دیکھے ان کے جسم  
 تجھے بھلے معلوم ہوں (ان کے حسین و جمیل ہونے کے سبب) اور اگر بات کریں تو تو ان کی بات غور سے سنے (ان کی فصاحت لسانی کی  
 وجہ سے) گویا کہ وہ (عظیم جسم رکھنے کے باوجود فہم نہ رکھنے میں) کڑیاں ہیں (خشب شین ساکنہ و مضمومہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے  
 نکائی ہوئی) دیوار کی طرف، مسندہ بمعنی معالہ ہے) ہر بلند آواز کو (جو لگائی جاتی ہے جیسا کہ لشکر میں کی جانے والی پکار یا گشدہ چیز  
 کی تلاش کے لیے کی جانے والی صدا) اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں (کیونکہ ان کے دلوں میں خوف ہے کہ مسلمانوں پر کوئی حکم نہ  
 اتر آئے جس سے ان کے خون مباح ہو جائیں) وہ دشمن ہیں تو ان سے بچتے رہو (کہ یہ تمہارے راز کفار کے آگے فاش کر دیتے ہیں  
 اللہ انہیں مارے) (یعنی اللہ انہیں ہلاک کر دے.....) کہاں اوندھے جاتے ہیں (یعنی ایمان سے کیسے پھرتے ہیں دلائل  
 کے قائم ہو جانے کے بعد) اور جب ان سے کہا جائے آؤ (معذرت کرتے ہوئے) رسول تمہارے لیے معافی چاہیں تو گھماتے ہیں  
 (”لو“ فعل مخفف و مشدود دلوں طرح پڑھا گیا ہے) اپنے سراور تم انہیں دیکھو کہ تکبر کرتے ہوئے مونہ پھیرتے ہیں (یعنی اس سے  
 اعراض کرتے ہیں) ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو (ہمزہ استفہام کی وجہ سے ہمزہ الوصل ذکر کرنے کی حاجت نہ رہی) یا نہ

چاہو اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا بیشک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا وہی ہیں جو کہتے ہیں (اپنے ساتھ والوں یعنی انصار سے) کہ ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں (یعنی مہاجرین پر) یہاں تک کہ وہ منتشر ہو جائیں (ان سے، یمنفصوا یعنی یستفرو قوا ہے) اور اللہ ہی کے لیے ہیں زمین و آسمان کے (رزق کے) خزانے (وہی مہاجرین وغیرہ سب کو رزق دینے والا ہے) مگر منافقوں کو سمجھ نہیں کہتے ہیں ہم اگر پھر کر گئے (غزوہ بنی مصطلق سے) مدینہ کی طرف تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے (اس سے مراد منافقین نے اپنے نفوس لیے تھے) وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے (اس سے ان کی مراد مسلمان تھے..... ۳.....) اور اللہ ہی کے لیے عزت (غلبہ) ہے اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لیے مگر منافقوں کو (اس کی) خبر نہیں۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿اذا جاءك المنفقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله﴾  
 اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاءك: المنفقون: فعل ومفعول وفاعل، مکر جملہ فعلیہ شرط، قالوا: قول، نشهد: فعل بافاعل، انك: حرف مشبہ و اسم، لام: تاکید، رسول الله: خبر، مکر جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ، و: عطف، مبتدأ، الله، مبتدأ، يعلم: فعل بافاعل، انك لرسوله: جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔  
 ﴿والله يشهد ان المنفقين لكذبون﴾  
 و: عطف، الله، مبتدأ، يشهد: فعل بافاعل، ان المنفقين: ان المنفقين: حرف مشبہ و اسم، لام: تاکید، کذبون: خبر، مکر جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿اتخذوا ایمانہم جنة فصدوا عن سبیل الله انہم ساء ما کانوا یعملون﴾  
 اتخذوا: فعل بافاعل، ایمانہم: مفعول اول، جنة: مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ متانفہ، ف: عطف، صدوا: فعل بافاعل، عن سبیل الله: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، انہم: حرف مشبہ و اسم، ساء: فعل، ما کانوا یعملون: موصول صلہ، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بانہم امنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبہم فہم لا یفقیہون﴾  
 ذلک: مبتدأ، ب: جار، انہم: حرف مشبہ و اسم، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عطف، کفروا: جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عطف، طبع علی قلوبہم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ف: عطف، ہم: مبتدأ، لا یفقیہون: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف ثالث، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ مجرور، مکر ظرف متقرر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿و اذا رایتہم تعجبک اجسامہم وان یقولوا تسمع لقلوبہم﴾  
 و: عطف، اذا بشرطیہ مفعول فیہ مقدم، رایتہم: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ شرط، تعجبک: فعل ومفعول، اجسامہم: فاعل، مکر جملہ فعلیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ، و: عطف، ان بشرطیہ، یقولوا: جملہ فعلیہ شرط، تسمع: فعل بافاعل، لقلوبہم: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿کانہم خشب مسندۃ یحسبون کل صیحة علیہم ہم العدو فاحذرہم﴾  
 کانہم: حرف مشبہ و اسم، خشب: موصوف، مسندۃ: مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ متانفہ، یحسبون: فعل بافاعل، کل صیحة: مفعول اول، علیہم: ظرف متقرر "کائنۃ" شبہ محذوف کیلئے، مکر شبہ جملہ مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ متانفہ، ہم: مبتدأ، العدو: خبر، مکر

جملہ اسمیہ متاثرہ، ف: فیمجیہ، احذرہم: فعل امر بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ شرط محذوف ”ان عرفت صفتہم“ کی جزاء، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿قاتلہم اللہ انی یوفکون و اذا قیل لہم تعالوا یتستغفر لکم رسول اللہ لو ارء وسہم﴾  
قاتلہم اللہ: فعل ومفعول و فاعل، مکر جملہ فعلیہ، انی: اسم استفہام بمعنی کیف حال مقدم، یوفکون: فعل مجہول واو ضمیر ذوالحال، مکر نائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، قیل لہم: قول، تعالوا: فعل امر بافاعل، مکر جملہ فعلیہ، یتستغفر لکم فعل و ظرف لغو، رسول اللہ: فاعل، مکر جملہ فعلیہ جواب امر، مکر مقولہ، مکر جملہ قولیہ شرط، لو: فعل بافاعل، وء وسہم: مفعول، مکر جملہ فعلیہ جزاء، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿ورایتہم یصدون و ہم مستکبرون﴾  
و: عاطفہ، رایت: فعل بافاعل، ہم: ذوالحال، یصدون: فعل واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ہم مستکبرون: جملہ اسمیہ حال، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ حال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿سواء علیہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم﴾  
سواء: مصدر بافاعل، علیہم: ظرف لغو، مکر شبہ جملہ خبر مقدم، ہمزہ: حرف استفہام للتسویۃ، استغفرت لہم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ام: عاطفہ، لم تستغفر لہم: جملہ فعلیہ معطوف، مکر بتاویل مصدر، مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿لن یغفر اللہ لہم ان اللہ لا یرہدی القوم الفسقین﴾  
لن یغفر اللہ: فعل نفی و فاعل، لہم: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، ان اللہ: حرف شبہ واسم، لا یرہدی القوم الفسقین: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ہم الذین یقولون لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا﴾  
ہم: مبتدا، الذین: موصول، یقولون: قول، لا تنفقوا: فعل نفی بافاعل، علی: جار، من عند رسول اللہ: موصول صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، حتی: جار، ینفضوا: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، مکر ظرف لغو ثانی، مکر جملہ فعلیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ صلہ، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وللہ خزائن السموت والارض ولكن المنفقین لا یفقیہون﴾  
و: حالیہ، للہ: ظرف مستقر خبر مقدم، خزائن السموت والارض: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لكن المنفقین: حرف شبہ واسم، لا یفقیہون: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف، مکر ما قبل ”لا تنفقوا“ کے قائل سے حال واقع ہے۔

﴿یقولون لن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منها الاذل﴾  
یقولون: قول، لام: تاکید، ان: شرطیہ، رجعنا: فعل بافاعل، الی المدینۃ: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکید، یرجحن: فعل، الاعز: فاعل، منها: ظرف لغو، الاذل: مفعول، مکر جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط، مکر قسم محذوف ”نقسم“ کیلئے جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولكن المنفقین لا یعلمون﴾  
و: حالیہ، للہ: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لرسولہ: معطوف اول، و: عاطفہ، للمومنین: معطوف ثانی، مکر ظرف مستقر خبر مقدم، العزۃ: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لكن المنفقین: حرف شبہ واسم، لا یعلمون: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ

اسیہ معطوف، بلکہ ماقبل ”الاعز“ سے حال واقع ہے۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... واذا قيل لهم تعالوا..... غزوہ مریض سے فارغ ہو کر جب نبی کریم ﷺ نے سرچاہہ فرمایا تو وہاں یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت عمرؓ کے اجیر چچاہ غفاری اور ابن ابی کے حلیف شان بن دبر چینی کے درمیان جنگ ہو گئی، چچاہ نے مہاجرین کو اور شان نے انصار کو پکارا اس وقت ابن ابی منافق نے حضور ﷺ کی شان میں بہت گستاخانہ اور بے ہودہ باتیں کہیں اور یہ کہا کہ مدینہ طیبہ پہنچ کر ہم میں سے عزت والے ذیلیوں کو نکال دیں گے اور اپنی قوم سے کہنے لگے۔

### ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

### منافق کی تعریف اور ان کے کفریہ عقائد کا علمی جائزہ:

۱..... شرع میں ایک دروازے سے داخل ہونا اور دوسرے سے نکل جانا، نفاق کہلاتا ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان المنافقين هم الفسقون بیشک منافق وہی کہے بے حکم ہیں﴾ (التوبة: ۶۷) یعنی منافق شرع مطہرہ سے خارج ہیں، اور اللہ ﷻ نے منافقین کو کافروں سے زیادہ شریعہ قرار دیا ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿ان المنافقين في الدرك الاسفل من النار بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں﴾ (النساء: ۱۴۰)۔

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے۔ (صحیح البخاری، کتاب فی الاستقراض، باب من استعاض من الدين، رقم: ۲۳۹۷ ص ۳۸۵)

☆..... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم میں کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ میں اسے اس کے مال باپ اور سارے جہاں سے زیادہ پیارا نہ ہوں“ (صحیح البخاری، کتاب الايمان، باب من الايمان ان يحب لاهيه، رقم: ۱۳ ص ۵)

درج ذیل میں ”الکو کبة الشهابية فی کفريات ابی الوهابية“ سے کچھ عبارات اور ان پر حکم کفر کا بیان کرتے ہیں:

(۱)..... غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے، یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے۔ (تقوية الايمان، ص ۱۵)

عالمگیری میں ہے: ینکفر اذا وصف الله تعالى بما لا يليق به او نسبته الى الجهل او العجز او النقص یعنی جو شخص اللہ ﷻ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اسے جہل یا عجز یا کسی ناقص بات کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔

(الهندية، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ج ۲، ص ۲۸۰)

(۲)..... ارايت لو مردت بقبری اكننت تسجد له بتاؤ اگر میری قبر پر گزر رہو تو تم اس کو سجدہ کرو گے۔ خود ہی اس حدیث کا ترجمہ یوں کیا کہ: ”بھلا خیال تو کر جو تو گزرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو“۔ آگے جو گستاخی کی رگ اُچھلے جھٹ آفت کی، (ف) لکھ کر فائدہ جڑ دیا۔ ”یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں“۔

(تقوية الايمان، ص ۴۴)

اس کے حامی اور پیرو، ایمان سے بتائیں کہ یہ حدیث کے کس لفظ کا مطلب ہے، کہاں تو وہ لفظ حدیث کہ اگر تو میری قبر سے گزرے، کہاں یہ فائدہ خبیث کہ مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں، کیوں یہ کیسا کھلا افتراء ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو مجھ پر دانستہ جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنا لے“۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب اثم من كذب على النبي ﷺ، رقم: ۱۰۷ ص ۲۴)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء بیشک اللہ ﷻ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ پیغمبروں کے بدن کھائے“۔ (سنن ابو داؤد، کتاب کتاب الصلاة، باب: تفريع ابواب الجمعة، رقم: ۴۷۱۰ ص ۲۰۰)



ہم نے فقط مضمون کی تکمیل کی نیت سے اور کچھ اہم مواد پہنچانے کی غرض سے تاکہ اصلاح کا سامان ہو سکے دو حوالہ جات پر اکتفاء کیا ہے اگرچہ فاضل بریلوی نے علم کے دریا بہا دیئے، اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمتیں نازل فرمائے اور ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔

(الفتاویٰ الرضویہ معرجه، رسالہ: الکوکبة الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ، ج ۱۵، ص ۱۶۷ وغیرہ)

## اللہ تعالیٰ کا منافقین کو ہلاک کرنے کا بیان:

۲..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقَاتِلْهُمْ اللَّهُ انی یؤفکون﴾ اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں (المنافقون: ۴)۔ جہاں جہاں قرآن وحدیث میں منافقین کا حال پڑھتے ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ کی مار ہی دکھائی دیتی ہے اور کیوں نہ ہو دشمنی اور وہ بھی اللہ والوں کی، بلکہ اللہ والوں کی دشمنی بھی ایک طرف اللہ کے بارے میں بھی عقائد درست نہیں جس کی واضح دلیل ماقبل بحث میں اللہ کے علم کے حوالے سے اسماعیل دھلوی کا نظریہ سامنے آگیا۔ امام طبری اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: اللہ انہیں رسوا کرے گا جہاں بھی حق سے پھر کر جائیں گے۔

(الطبری، الجزء: ۲۸، ص ۱۲۲)

امام قرطبی کہتے ہیں: ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، اور یہی ابن عباس اور ابو مالک کا قول ہے، اور یہاں مراد زجر و توبیخ کرنا ہے۔ یعنی ہر دشمن خدا پر اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہو۔ یعنی جو جھوٹ بولے، حق سے عدول اختیار کرے، ہدایت سے پھر جائے۔ (القرطبی، الجزء: ۲۸، ص ۱۱۳)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور رحمت سے دور ہو جائیں، کیونکہ دنیا میں قتل ہونا قابل مذمت و رسوائی ہے، اور یونہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دینا اور اپنی بارگاہ سے دور کرنا انتہاء درجے کے عذاب کی صورت ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۸، ص ۴۲۵)

## عزت و ذلت کے پیرائے کا بیان:

۳..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یَقُولُونَ لَنْ نَرْجِعَ إِلَى الْمَدِیْنَةِ لِیَخْرُجَ مِنْهَا الْاَذَلُ.....﴾ الخ کہتے ہیں ہم مدینہ پھر کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذلت والا ہے (المنافقون: ۸)۔ غزوہ بنی مصطلق (۵۶ھ) سے واپسی پر منافقین نے مزید گستاخیاں کیں، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نازیبا تہمت بھی لگائی جب کہ اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ کی پاکدامنی پر متواتر آیات کا نزول فرمایا جس کا بیان ہم نے عطائین، ج ۳، ص ۸۲، ۸۳ پر کر دیا ہے۔ یہاں موضوع کو تشکی سے بچانے کی غرض سے مزید شان صدیقہ کا بیان کر کے اپنی آخرت کا سامان کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جان کے صدقے میرے اور میرے اہل خانہ، محبین و متوسلین بلکہ جمع مومنین کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔

☆..... سید عالم ﷺ کو بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نزول آیات سے پہلے ہی ان کی پاکدامنی کا علم تھا، چنانچہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”فواللہ ما علمت علی اہلی الا خیرا“ ولقد ذکر وارجلا ما علمت علیہ الا خیرا یعنی بہ خدا مجھے اپنی اہلیہ میں پاکدامنی کے سوا کسی چیز کا علم نہیں ہے، اور انہوں نے جس شخص کے ساتھ تہمت لگائی ہے مجھے اس کے ساتھ صرف پاکیزگی کا علم ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: لولا اذ سمعتموه برفق: ۴۷۵۰، ص ۸۳۰)

☆..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غزوہ بنی مصطلق میں تھے، کسی مہاجر نے انصاری کو تھپڑ مار دیا، مہاجر نے دیگر مہاجروں کو مدد کے لئے پکارا، اے مہاجرو! میری مدد کرو، اسی طرح انصار نے اپنے انصاریوں کو بلایا، جب سید عالم ﷺ نے یہ آوازیں سماعت فرمائیں تو فرمایا: ”یہ زمانہ جاہلیت کی کیسی آوازیں ہیں“۔ لوگوں نے سید عالم ﷺ کو معالے کے بارے میں آگاہ کیا، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”چھوڑو یہ بُرا کام ہے“۔ عبد اللہ بن ابی نے واقعہ سنا تو کہا: کیا واقعی مہاجر نے ایسا کیا ہے؟، اب اگر ہم مدینہ پہنچیں گے تو عزت والوں میں سے ذلیلوں کو نکال باہر کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس موقع پر کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیں کہ میں اُس منافق

کی گردن اڑا دوں، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اس کو چھوڑ دو کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد ﷺ اپنے ہی لوگوں کو مار رہے ہیں۔“ عمرو بن دینار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبد اللہ ﷺ مخلص صحابی تھے، انہوں نے اپنے باپ کو کہا: ”خدا ﷻ کی قسم تم اُس وقت تک مدینہ میں قدم نہ رکھ سکو گے جب تک یہ نہ کہہ لو کہ تم ذلت والے ہو اور محمد عربی ﷺ عزت والے ہیں“ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(صحیح البعاری، کتاب التفسیر، باب سواء علیہم استغفرت لہم، بقولون لئن رجعنا الی المدینہ، رقم: ۵۰۹۰۷، ۵۰۹۰۸، ص ۸۷۰ وغیرہ)

امام رازی لکھتے ہیں: اور اپنے بارے میں معزز ہونے اور معاذ اللہ ﷻ دیگر نفوس قدسیہ کی جناب میں نازیبا کلمات کا تلفظ کیا جس کا بیان اللہ ﷻ نے واضح طور پر فرمایا اور نہ صرف بیان فرمایا بلکہ جواب بھی ارشاد فرمایا۔ غلبہ اور قوت اُسی کو ملتی ہے جو اللہ ﷻ کے ہاں معزز ہوتا ہے، جس کی تائید رسول ﷺ (کی زبان) سے ہو جاتی ہے، اور مومنین سے (مدول) جاتی ہے، اور دین اسلام کی مدد و نصرت آج بھی اور تمام ادیان میں ہمیشہ رہی ہے اور رسول ﷺ یہ بات جانتے ہیں لیکن منافقین کو شعور نہیں اگر یہ لوگ جانتے تو اتنی گستاخانہ باتیں نہ کہتے۔ صاحب کشاف کہتے ہیں اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ اُوْلَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے ہی لئے ہے ﷻ سے مراد خاص رسول ﷺ اور مومنین کی عزت افزائی کرنا ہے جیسا کہ ذلت و خواری خاص شیطانوں، کافروں اور منافقوں کے لئے ہوتی ہے۔ اور بعض صالحین سے منقول ہے کہ ردی سامان (یعنی عام سے انسان) کو بھی اسلام عزت سے نواز دیتا ہے جب کہ پہلے ذلت میں مبتلا تھا، ایسے غنی کرتا ہے جس کے بعد فقر نہیں ہوتا، حسن بن علی ﷺ بھی یہی کہتے ہیں کہ اسلام کے دامن میں سنا کر وہ عزت ملتی ہے جو پہلے نہ تھی اور وہ تو گمراہی حاصل ہوتی ہے جو پہلے نہ حاصل ہوئی تھی اور یہی آیت تلاوت فرمائی۔ بعض عارفین لکھتے ہیں: وہ عزت جس میں تکبر نہ ہو کیونکہ مسلمان کے لئے روا نہیں کہ وہ تکبر میں جا پڑے، پس عزت ہی وہ چیز ہے جس سے انسان کی معرفت ہوا کرتی ہے اور تکبر چاہنا یہ جہلاء کی صفات ہیں۔

(الرازی، ج ۱، ص ۵۴۹ ملخصاً)

### اغراض:

فیما اضمر وہ: یعنی جو بات وہ دل میں رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ منافقین آپ ﷺ کو رسول نہیں مانتے، اور ﷻ لکذبون ﷻ کا خطاب منافقین کی دل کی چھپی ہوئی بات کی وجہ سے کیا گیا ہے، اور یہی مفسر کے قول کا افادہ ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ”کذبہم“ سے مراد ان کا قول ﷻ نہ شہد ﷻ ہے کیونکہ انہوں نے اپنے دلی قول کو مصمم قلب سے کہا ہے اور ظاہراً کہا جانے والا قول ﷻ انک لرسولہ ﷻ دل سے نہیں ہے۔

باللسان: ایک سوال کا جواب ہے کہ منافقین اصلاً ایمان والے نہیں تھے بلکہ کفر پر ثابت قدم تھے اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ ﴿ثم﴾ تراخی کے لئے آتا ہے، اور اس کا معنی یہ ہے کہ وہ زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن دل سے انکاری ہیں۔

لجمالہا: حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ ابن ابی مضبوط جسم کا مالک اور فصیح اللسان شخص تھا، اور منافقین کی قوم میں سے مدینہ کے سرداروں میں شمار ہوتا تھا جو کہ سید عالم ﷺ کی مجالس میں بیٹھتے تھے، اور دیوار سے لگ کر بیٹھتے جس سے نبی پاک ﷺ اور دیگر حاضرین تعجب کرتے۔ فی ترک التفہم: یہ جملہ شبہ کے بیان کے لئے لائے، معنی یہ ہے کہ منافقین کے کلام دیواری بیکار لکڑیوں کی مانند ہیں، جو کہ علم و نظر و فکر سے خالی ہوں۔ ان ینزل فیہم: ”الرعب“ کے متعلق ہے، معنی یہ ہے کہ ان کے دلوں میں یہ رعب (خوف) ہے کہ کہیں قرآن میں ان کے خون حلال ہونے کا بیان نہ نازل ہو جائے۔ اہلکھم: اور ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ اُن پر لعنت اور اللہ کی رحمت سے دوری ہے۔ بعد قیام البرہان: ایمان کی حقیقت کے بارے میں دلائل قائم ہونے کے بعد انکار کرنے کی مذمت کرنا مقصود ہے۔ من الانصار: یعنی مخلص ایمان والے، جب کہ منافقین کا اُن کی صحبت اختیار کرنا ظاہری حال کی وجہ سے تھا۔

من غزوۃ بنی مصطلق: حاشیہ نمبر ”س“ میں غزوہ بنی مصطلق کا بیان ہے وہیں پڑھ لیں۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۱۱۴ وغیرہ)

دکوع نمبر: ۱۳

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ ﴿وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَسِرُونَ﴾ (۹) ﴿وَانْفِقُوا فِي الزَّكَاةِ﴾ مِنْ مَا رَزَقَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا ﴿بِمَعْنَى هَلَا أَوْ لَا زَائِدَةً وَلَوْ لِلتَّمَنِّي﴾ ﴿اٰخِرَتِنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَاصْذُقْ﴾ بِإِذْغَامِ النَّاسِ فِي الْأَصْلِ فِي الصَّادِ اتَّصَدَّقْ بِالزَّكَاةِ ﴿وَإِذَا كَانَ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ (۱۰) ﴿بِأَنَّ أَحَجَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَا قَصَرَ أَحَدٌ فِي الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ إِلَّا سَأَلَ الرَّجْعَةَ عِنْدَ الْمَوْتِ﴾ وَلَنْ يُؤَخَّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجْلُهَا وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ (۱۱) ﴿بِالنَّاسِ وَالْبَيَاءِ﴾

### ﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو تمہیں مشغول نہ کرے (لا تُلْهِكُمْ) بمعنی لا تشغلكم ہے (تمہارے مال، نہ تمہاری اولاد کوئی چیز اللہ کے ذکر (یعنی پانچوں نمازوں.....) سے اور جو ایسا کرے تو وہی لوگ نقصان میں ہیں اور خرچ کرو (زکوۃ کے مد میں) ہمارے دیئے میں سے قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب (لولا بمعنی ہلا ہے، یہاں لازائدہ ہے اور ”لو“ تمنا کے لیے ہے (تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا (یعنی زکوۃ ادا کر دیتا ”فاصدق“ یہاں یاء کا ادغام صادم میں کر دیا گیا ہے) اور نیکوں میں ہوتا..... (یوں کہ حج کر لیتا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس نے بھی زکوۃ وحج کی ادائیگی میں کوتاہی کی، موت کے وقت اللہ اس سے اس کوتاہی کا سوال کرے گا) اور اللہ تو تمہارے کاموں کی خبر ہے (”تعملون“ کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ﴾  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا: نداء، لا تُلْهِكُمْ: فعل نهي ومفعول، اموالكم: معطوف عليه، و: عاطفہ، لا تَنَافِيہ، اولادكم: معطوف، ملکر قائل، عن ذکر اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَسِرُونَ﴾

و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدأ، يفعل ذلك: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اولئك هم الخسرون: جملہ اسمیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وَانْفِقُوا فِي الزَّكَاةِ﴾

و: عاطفہ، انفقوا: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال، من: جاز، قبل، مضاف، ان: مصدریہ، یاتی: فعل، احدکم: مفعول، الموت: فاعل جملہ فعلیہ معطوف، ف: بسییہ عاطفہ، یقول قول، رب: نداء، لولا: حرف تخیض، اٰخِرَتِنِي: فعل بافاعل ومفعول، الی: الی اجل قریب: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ معطوف، ف: عاطفہ بسییہ، اصدق: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر قائل، معمار زقنکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَإِذَا كَانَ مِنَ الصَّالِحِينَ﴾

و: عاطفہ، اکن: فعل ناقص با اسم، من الصالحین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ”اصدق“ کے محل پر معطوف ہے گویا کہ یوں کہا

گیا "ان اخرون می اصدق" جواب شرط واقع ہو۔

﴿ولن يؤخر الله نفسا اذا جاء اجلها والله خبير بما تعملون﴾

و: عاطفہ، لن: یوخر: فعل لفی، اللہ: فاعل، نفسا: مفعول، لکن: جملہ فعلیہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء: اجلها: جملہ فعلیہ جزا  
موزون "فلن يؤخر الله نفسا حان حينها" کیلئے شرط، لکن: جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، خبير بما تعملون: شبہ جملہ خبر، لکن: جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اعراض﴾

### مال و اولاد کے فتنے کا بیان:

۱۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿يا ايها الذين امنوا لا تلغكم اموالكم ولا اولادكم عن ذكر الله..... الخ اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کو کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے﴾ (المنافقون: ۹)۔ یعنی ایمان والوں تمہیں تمہارے مال اور اولاد امور دینیہ کے انجام دینے سے مشغول نہ کر دیں اور تم اللہ ﷻ کی یاد یعنی نماز اور جملہ عبادات سے جو کہ اللہ ﷻ کی جانب سے بندے پر بطور حق متعین ہیں محروم ہو جاؤ۔ اللہ ﷻ نے ذکر اللہ کا خطاب مطلق فرمایا اور اس میں تمام عبادات شامل ہیں کیونکہ عبادت اللہ ﷻ کی یاد کا ذریعہ و سبب ہے اور یہی اس سے مقصود حقیقی ہے۔ حسن کی روایت میں ہے کہ اس سے مراد تمام فرائض ہیں، جب کہ ضحاک اور عطاء کہتے ہیں کہ یہاں الذکر بمعنی صلوٰۃ مکتوبہ یعنی فرض نماز مراد ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ ذکر اللہ سے مراد سید عالم ﷺ کے ساتھ جہاد کرنا ہے، ایک قول کے مطابق اس سے مراد قرآن ہے۔ ایک قول کے مطابق عمومی اعتبار سے جو بھی چیز اللہ ﷻ کی یاد سے محروم کر دے وہی یہاں مراد ہے۔ صاحب کشاف کہتے ہیں کہ اموال و اولاد کا نام اس لئے خاص طور پر ذکر کیا کہ عمومی اعتبار سے یہی دو چیزیں ہوتی ہیں جو انسان کو اللہ ﷻ کی یاد سے غافل کر دیتی ہیں جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿العمال والبنون زينة الحياة الدنيا مال اور بیٹے یہ جیتی دنیا کا سنگار ہے﴾ (الکہف: ۴۶)۔ یعنی انسان دنیا میں مشغول ہو کر دین کو نہ بھول جائے۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۸، ص ۴۳۲)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: "مجھ پر جہنم میں سب سے پہلے جانے والے تین افراد پیش کئے گئے: زبردستی حکمران بننے والا، مال دار جو راہ دین میں مال خرچ نہیں کرتا، متکبر فقیر"۔ (صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ ﷺ، باب: صفة النار و اهلها، رقم: ۷۴۲۸، ج ۱۶، ص ۵۲۵)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے جواب دیا جس کے پاس مال و دولت نہ ہو، سید عالم ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے، زکوٰۃ لے کر آئے، اور یوں آئے کہ اُسے گالی دی، اُسے زنا کی تہمت لگائی، اس کا مال کھایا یا اُس کا خون ناحق گرایا، اُسے مارا تو اُس کی نیکیاں اُسے دے دی گئیں پھر اگر نیکیاں ختم ہو چکیں اور حق باقی ہیں تو اُن کے گناہ لے کر اُس پر ڈالے گئے، پھر جہنم میں پھینک دیا گیا"۔

(صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ، باب: تحريم الظلم، رقم: (۶۷۴) / (۲۵۸۱)، ص ۱۲۷۶)

### صالحین کی مبارک عادتیں:

۲۔..... ہم درج ذیل میں صالحین کی مبارک عادتوں کا بیان قرآن، احادیث اور اقوال و اعمال صالحین کی روشنی میں کریں گے، "عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة یعنی صالحین کے ذکر سے رحمت برتی ہے۔

(اتحاف سادات المتقین، کتاب الاداب العزلة، الباب الثانی، ج ۶، ص ۳۵۰)



(۱)..... ابو قتادہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”تفریط نیند میں نہیں بلکہ بیداری میں ہے۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب: لمی من نام عن صلوۃ، رقم: ۴۳۱، ص ۹۶)

(۲)..... حضرت محمد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ ہر سال کے شروع میں شہداء کی خاک پر قدم رنچہ فرماتے اور کہتے تم پر سلام ہو، سید عالم ﷺ کے بعد ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے۔

(الطبری، تحت آیت سلام علیکم بما صبرتم، الجزء: ۱۳، ص ۱۷۰)

(۳)..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو کوئی اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے تو وہ پہنچائے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الطب، باب: استحباب الرقیۃ من العین، رقم: ۵۶۲۰/۲۱۹۹، ص ۱۱۰۱)

(۴)..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی جنت میں جائے گا اپنے ماں باپ اور اولاد کو پوچھے گا، ارشاد ہوگا وہ تیرے درجے و عمل کو نہ پہنچے، عرض کرے گا میں نے اپنے اور ان سب کے نفع کے لئے اعمال کئے تھے، اس پر حکم ہوگا کہ ان سب کو ملا دیا جائے۔“

(الدرا المنثور، تحت آیت والذین امنوا واتبعتهم ذریعتهم..... الخ (الطور: ۲۱)، ج ۶، ص ۱۴۸)

(۵)..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”بہترین اولاد آدم پانچ ہیں: نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و محمد علیہم السلام اور ان سب میں بہتر محمد ﷺ ہیں۔“

(کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل نبینا محمد ﷺ، ج ۶، رقم: ۳۱۹۰۰، ص ۱۸۳)

(۶)..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”سب نیکو کاروں سے بڑھ کر نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں سے اچھا سلوک کرے۔“

(صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ، باب: فضل صلة صدقات الاب والام، رقم: ۶۴۰۸/۲۵۵۲، ص ۱۲۶۵)

### اغراض:

الصلوات الخمس: یہ خجاک کا قول ہے جب کہ حسن تمام فرائض مراد لیتے ہیں، اور ایک قول حج اور زکوٰۃ کا بھی لیا گیا ہے اور ایک قول کے مطابق قرآن کی قرائت مراد ہے اور ایک قول کے مطابق ﴿ذکر اللہ﴾ سے تمام ہی اذکار مراد ہیں۔

ولو للتمنی: تقدیر کلام یہ ہوگا: ”لیتک آخرتنی الی اجل قریب“۔ بالنزکوۃ: ہر واجب حق مراد ہے، یعنی قرض اور دیگر حقوق العباد۔ عند الموت: یعنی جب موت کی نشانیاں نظر آنے لگیں۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۱۱۷)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة التغابن مکیة او مدنیة وھی ثمانی عشرة آیة (سورة تغابن مکی یا مدنی ہے جس میں اٹھارہ آیتیں ہیں)

### تعارف سورة التغابن

اس سورت میں دو رکوع، اٹھارہ آیتیں، دو سو انتالیس کلمے، ایک ہزار ستر حروف ہیں۔ پہلی چار آیتوں میں صفات باری تعالیٰ کا بیان کیا گیا ہے ان صفات کا جو کائنات کی تخلیق خصوصاً انسان کی تخلیق سے متعلق ہیں، اور بتا دیا کہ اس کائنات میں جو چیز بھی ہے سب اسی کی پاکی بیان کر رہی ہے۔ بلند یوں اور پستیوں میں اسی کی حکمرانی ہے اور ہر قسم کی تعریف کا بھی وہ حقدار ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ بعض وہ خوش نصیب ہیں جنہوں نے اس کی وحدانیت کو پہچانا اور اس پر ایمان لے آئے اور اس کے انعامات پر اس کا شکر یہ ادا کرتے رہے اور بعض ایسے بدنصیب ہیں جو اس کی سعادت سے محروم رہے اور اللہ جلّ جلالہ کی قدرت کا یہ حال ہے کہ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ حمد الہی کے بعد گزشتہ زمانوں کے کفار کا حال بیان کیا جنہوں نے اللہ جلّ جلالہ کی وحدانیت کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی تکذیب کی جس کا انجام یہ ہوا کہ وہ قومیں تباہ و برباد ہو گئیں، لہذا تم ان سے عبرت حاصل کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس کی پکڑ میں آ جاؤ۔ اور آخر میں اہل ایمان کو خبردار کر دیا کہ اس سے بچتے رہو انسان کو اپنی اولاد اور بیوی اور دنیا کے مال و دولت کی محبت بڑی آزمائش ہے، لوگ اپنے اہل خانہ کو خوش کرنے کے لئے جن خوابوں کو دیکھتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کل قیامت کے دن ان کو پچھتانا پڑ جائے۔ آخری آیت میں یہ فرما دیا کہ جہاں تک ہو سکے تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بنا لو، اللہ جلّ جلالہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے میں فیاضی سے کام لو اس کا تمہیں وہ اجر دے گا کہ جس کا تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

رکوع نمبر: ۱۵

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿يَسْجُدُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ﴾ ﴿يُنْزِلُ السَّمَاءَ مَاءً فَالْتَمَزْتِ الْأَرْضُ زَايِدَةً وَآتَتْ بِمَا دُونَ مِنْ تَغْلِيْبٍ لَا كَثْرٍ﴾ ﴿لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ﴾ ﴿فِي أَصْلِ الْخَلْقِ ثُمَّ يُمَيِّتُكُمْ وَيُعِيدُكُمْ عَلَى ذَلِكَ﴾ ﴿وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ ﴿خَلَقَ السَّمُوتَ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَصُورَكُمْ فَاَحْسَنَ صُورَكُمْ﴾ ﴿اِذْ جَعَلَ شَكْلَ الْاَدَمِيِّ اَحْسَنَ الْاَشْكَالِ﴾ ﴿وَالِيهِ الْمَصِيرُ﴾ ﴿يَعْلَمُ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسْرُونَ وَمَا تَعْلَنُونَ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ ﴿بِمَا فِيهَا مِنَ الْأَسْرَارِ مُعْتَقِدَاتٍ﴾ ﴿الْمُيَاتِكُمْ﴾ ﴿يَا كُفَّارُ مَكَّةَ﴾ ﴿نَبَا﴾ ﴿خَبَرُ﴾ ﴿الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ﴾ ﴿عُقُوبَةُ كُفْرِهِمْ فِي الدُّنْيَا﴾ ﴿وَلَهُمْ﴾ ﴿فِي الْآخِرَةِ﴾ ﴿عَذَابُ الْيَمِّ﴾ ﴿مُؤْلَمٌ﴾ ﴿ذَلِكَ﴾ ﴿أَيُّ عَذَابِ الدُّنْيَا﴾ ﴿بِأَنَّهُ﴾ ﴿ضَمِيرُ الشَّانِ﴾ ﴿كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ﴾ ﴿الْحُجَجِ الظَّاهِرَاتِ عَلَى الْإِيمَانِ﴾ ﴿فَقَالُوا ابْشِرْ﴾ ﴿أَرَبُّدُ بِهِ الْجِنْسُ﴾ ﴿يَهْدُونَا فَكُفَرُوا وَتَوَلَّوْا﴾ ﴿عَنِ الْإِيمَانِ﴾ ﴿وَاسْتَغْنَى اللَّهُ﴾ ﴿عَنِ إِيْمَانِهِمْ﴾ ﴿وَاللَّهُ غَنِيٌّ﴾ ﴿عَنْ خَلْقِهِ﴾ ﴿حَمِيدٌ﴾ ﴿مَحْمُودٌ فِي أَعْمَالِهِ﴾ ﴿زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُ﴾ ﴿مُخَفَّفَةٌ وَاسْمُهَا مَحْذُوفٌ أَيُّ أَنَّهُمْ﴾ ﴿لَنْ يَبْعَثُوا قُلُوبَهُمْ﴾ ﴿وَرَبِّ لَتَبْعُنَّ ثُمَّ لَتَنْبُوْنَ بِمَا عَمَلْتُمْ وَذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾ ﴿فَامْنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ﴾ ﴿الْقُرْآنِ﴾ ﴿الَّذِي أَنْزَلْنَا وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾ ﴿أَذْكُرُ﴾ ﴿يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ﴾ ﴿يَوْمَ

الْقِيَامَةِ ﴿ذَلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ﴾ يَغْنِبُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ بِأَخْذِ مَنَازِلِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ فِي الْجَنَّةِ لَوْ آمَنُوا ﴿وَمِنْ يَوْمٍ مِّنْ بَالِهِ وَيَعْمَلُ صَالِحًا يُكَفِّرُ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيَدْخُلُهُ﴾ وَفِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الْفُغْلَيْنِ ﴿جَنَّتْ تَجْرَى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خُلْدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾ وَالسَّادِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ﴿الْقُرْآنُ﴾ ﴿أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ خُلْدِينَ فِيهَا وَبِئْسَ الْمَصِيرُ﴾ (۱۰۰) ﴿

### ﴿ترجمہ﴾

اللہ کی پاکی بولتا ہے (یعنی اس کی تزیہ بیان کرتا ہے) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (اسم جلالت پر لام زائدہ ہے) ”من“ کے بجائے ”ما“ کو ذکر کرنا اکثری مخلوق کو غلبہ دینے کے لیے ہے) اسی کی ملک ہے اور اسی کی تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر اور تم میں کوئی مسلمان (اصل خلقت میں .....!..... پھر وہ انہیں موت دے گا پھر انہی عقائد پر دوبارہ اٹھائے گا) اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے اس نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ بنائے اور تمہاری تصویر کی تو تمہاری اچھی صورت بنائی (کہ اس نے انسان کی شکل تمام شکلوں سے اچھی بنائی ..... ۲.....) اور اسی کی طرف پھرنا ہے جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جانتا ہے جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے (یعنی دلوں میں موجود اسرار و عقائد کو جانتا ہے) کیا تمہیں (اے کفار مکہ!) ان لوگوں کی خبر (نبی کے معنی خبر ہے) نہ آئی جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا اور اپنے کام کا وبال چکھا (یعنی دنیا میں اپنے کفر کی سزا پائی) اور ان کے لیے (آخرت میں بھی) دردناک عذاب ہے (الیم بمعنی مؤلم ہے) یہ (یعنی یہ دنیاوی عذاب) اس لیے کہ (باناہ میں ”وہ“ ضمیر شان ہے) ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں (یعنی ایمان پر واضح دلائل) لاتے تو بولے کیا آدمی (اس سے مراد ان کی جنس بشر تھی) ہمیں راہ دکھائیں گے تو کافر ہوئے اور (ایمان لانے سے) پھر گئے اور اللہ نے بے نیازی کو کام فرمایا (ان کے ایمان سے) اور اللہ بے نیاز ہے (اپنی مخلوق سے) تعریف کیا گیا ہے (اپنے افعال میں، حمید بمعنی محمود ہے) کافروں نے گمان کیا کہ وہ (”ان“ مخففة من الثقيلة ہے، اس کا اسم محذوف ہے اصل میں انہم ہے) ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے تم فرماؤ کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمہارے کرتوت تمہیں جتادیے جائیں گے اور یہ اللہ کو آسان ہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول اور اس نور پر (یعنی قرآن پاک پر) جو ہم نے اتارا اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے (یاد کرو) جس دن تمہیں اکٹھا کرے گا جمع ہونے کے دن (یعنی بروز قیامت) وہ دن ہے ہار والوں کی ہار کھانے کا (مومنین کافرین کے ان ٹھکانوں میں فروکش ہو گئے جو ایمان لانے کی صورت میں کافروں کے لئے جنت میں مقدر تھیں ..... ۳.....) اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے اللہ اس کی برائیاں اتار دے گا اور اسے باغوں میں لے جائے گا (ایک قرأت میں ”یکفر اور مدخل“ دونوں کو علامت مضارع نون کے ساتھ پڑھا گیا ہے) جس کے نیچے نہریں بہیں کہ وہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائیں (یعنی قرآن کو جھٹلایا) وہ آگ والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں اور کیا ہی برا انجام (مخصوص بالذم ”ہی“ ضمیر یہاں محذوف ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿يَسْبَحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ﴾

یسبح: فعل، لله: لام، جار، الله: ذو الحال، له: ظرف مستقر خبر مقدم، الملک: مبتدا مؤخر، ملکہ جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، له: ظرف مستقر خبر مقدم، الحمد: مبتدا مؤخر، ملکہ جملہ اسمیہ معطوف، ملکہ حال، ملکہ ظرف لغو، ملکہ مجرور، ملکہ ظرف لغو، ما

فی السموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، مافی الارض، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وہو علی کل شیء قدير﴾ هو الذي خلقکم لمنکم کافر ومنکم مومن واللہ بما تعملون بصیر ﴿و: عاطفہ، ہو مبتدا، علی کل شیء: ظرف لغو مقدم، قدير: شبہ جملہ بافاعل، مکر شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، ہو مبتدا، الذي: موصول، خلقکم: جملہ فعلیہ صلہ، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، منکم: ظرف متقرر خبر مقدم، کافر: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، منکم: ظرف متقرر خبر مقدم، مومن: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اللہ، بما تعملون بصیر: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿خلق السموت والارض بالحق وصورکم فاحسن صورکم﴾ خلق: فعل، "هو" ضمیر ذوالحال، بالحق: ظرف متقرر "ملتبس" شبہ فعل محذوف کیلئے، مکر شبہ جملہ ہو کر حال، مکر فاعل، السموت: معطوف، و: عاطفہ، الارض: معطوف، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، صورکم: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، احسن: فعل بافاعل، صورکم: مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿والیہ المصیر یعلم ما فی السموت والارض ویعلم ما تسرون وما تعلنون واللہ علیم بذات الصدور﴾ و: عاطفہ، الیہ: ظرف متقرر خبر مقدم، المصیر: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ، یعلم: فعل بافاعل، مافی السموت والارض: موصول صلہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یعلم: فعل بافاعل، ما تسرون: موصول صلہ، ما تعلنون: موصول صلہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اللہ، بذات الصدور: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿الم یاتکم نبأ الذین کفروا من قبل فذاقوا وبال امرهم ولهم عذاب الیم﴾ همزہ: حرف استفہام، لم یاتکم: فعل نفی ومفعول، نبأ الذین کفروا: مرکب اضافی ذوالحال، من قبل: ظرف متقرر حال، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ذاقوا: فعل نفی بافاعل، وبال امرهم: مفعول، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لهم: ظرف متقرر خبر مقدم، عذاب الیم: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک بانہ کانت تاتیہم رسلہم بالبینت﴾ ذلک: مبتدا، ب: جار، انہ: حرف مشبہ واسم، کانت: فعل ناقص بااسم، تاتیہم: فعل ومفعول، رسلہم: فاعل، بالبینت: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ مجرور، مکر ظرف متقرر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فقالوا ابشر یہدوننا فکفروا وتولوا واستغنی اللہ واللہ غنی حمید﴾ ف: عاطفہ، قالوا قول، همزہ: حرف استفہام، بشر: مبتدا، یہدوننا: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ، کفروا: فعل وفاعل، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، تولوا: فعل بافاعل، و: عاطفہ، استغنی اللہ: فعل وفاعل، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اللہ، غنی حمید: خبر ان، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿زعم الذین کفروا ان لن یبعثوا قل وربی لبعثن ثم لتنبؤن بما عملتم﴾ زعم: فعل، الذین کفروا: فاعل، ان: تخفیفہ باضمیر شان، یمیر محذوف اسم، لن یبعثوا: فعل نفی مجهول بانائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ، قل: قول، یلی: حرف ایجاب، و: جار قسمیہ، ربی: جار مجرور، مکر فعل محذوف "اقسم" کیلئے ظرف متقرر، مکر جملہ اسمیہ انشائیہ، لام تاکیدیہ، تبعثن: فعل مجهول بانائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لام تاکیدیہ



یہ، تنبھون بما عملتم: جملہ فعلیہ معطوف، مگر جواب قسم، مگر جملہ قسمیہ مقولہ، مگر جملہ قوائے۔

﴿وذلك على الله يسير فامنوا بالله ورسوله والنور الذي انزلنا والله بما تعملون خبير﴾

و: عاطفہ، ذلك مبتدا، على الله يسير: شبہ جملہ خبر، مگر جملہ اسمیہ، ف: فصیحیہ، امنوا: موصوف، الذي انزلنا: موصول صلہ، مگر صفت، مگر معطوف ثانی، مگر مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ شرط محذوف ”اذا كان الامر كذلك“ کی جزا، مگر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، الله مبتدا، بما تعملون خبير: شبہ جملہ خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿يوم يجمعكم ليوم الجمع ذلك يوم التغابن﴾

يوم: مضاف، يجمعكم: فعل بافاعل ومفعول، ليوم الجمع: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مگر فعل محذوف ”اذکر“ کیلئے مفعول، مگر جملہ فعلیہ، ذلك مبتدا، يوم التغابن: خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن يومن بالله ويعمل صالحا يكفر عنه سيئاته ويدخله جنت تجري من تحتها الانهر خالدين فيها ابدا﴾

و: متعلقہ، من شرطیہ مبتدا، يومن بالله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، يعمل صالحا: جملہ فعلیہ معطوف، مگر شرط، يكفر عنه سیئاتہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، يدخله: فعل بافاعل وہ ضمیر، خالدين فيها ابدا: شبہ جملہ حال، مگر مفعول، جنت: موصوف، تجري من تحتها الانهر: جملہ فعلیہ صفت، مگر مفعول ثانی، مگر جملہ فعلیہ معطوف، مگر جزا، مگر جملہ شرطیہ، مگر خبر، مگر جملہ اسمیہ متعلقہ۔

﴿والذين كفروا وكذبوا بايتنا اولئك اصحاب النار خالدين فيها﴾

و: عاطفہ، الذين موصول، كفروا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، كذبوا بايتنا: جملہ فعلیہ معطوف، مگر صلہ، مگر مبتدا، اولئك: ذو الحال، خالدين فيها: شبہ جملہ حال، مگر مبتدا، اصحاب النار: خبر، مگر جملہ اسمیہ، ہو کر خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿وبئس المصير﴾ و: عاطفہ، وبئس فعل ذم، المصير: فاعل، مگر جملہ فعلیہ انشائیہ مبتدا محذوف ”النار“ کیلئے خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

### ﴿تشریح توضیح و اعراض﴾

### اصل خلقت کے اعتبار سے کافر یا مسلمان ہونا:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿هو الذي خلقكم فمنكم كافر ومنكم مومن والله بما تعملون بصير﴾ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تو تم میں کوئی کافر اور تم میں کوئی مسلمان اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے (الشفا: ۲)۔ یعنی اللہ ﷻ تمہیں جیسا چاہے پیدا فرماتا ہے۔ یعنی تم میں بعض کافر ہوتے ہیں اور بعض اللہ ﷻ پر ایمان لاتے ہیں یا تم میں بعض اللہ ﷻ کا انکار کرتے ہیں اور بعض اقرار کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک جنازے کے ساتھ بقیع غرقہ میں تشریف لا کر بیٹھ گئے، سید عالم ﷺ کے پاس ایک چھڑی تھی، آپ ﷺ نے سر جھکایا اور اپنی چھڑی سے زمین گریدے لگے، پھر فرمایا: ”تم میں ہر جاندار شخص کا ٹھکانہ جنت یا جہنم میں لکھ دیا ہے، اور اس کا سعید و شقی ہونا بھی لکھ دیا گیا ہے“۔ ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ، ہم اپنے متعلق لکھے ہوئے پر اعتماد کیوں نہ کر لیں اور عمل کو ترک کیوں نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: ”وہ شخص اہل سعادت سے ہوگا جو عنقریب سعادت والے امور کی جانب دوڑے گا اور وہ شخص اہل شقاوت میں سے ہوگا جو شقاوت والے امور کی جانب دوڑے گا“، پھر آپ نے فرمایا: ”عمل کیا کرو کیونکہ سعید لوگوں کے لئے نیک اعمال آسان کر دیئے جائیں گے اور شقی لوگوں کے لئے بُرے اعمال آسان کر دیئے جائیں گے۔“

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب: خلق آدم فی بطن امہ، رقم: (۶۶۶۶) / (۲۶۴۷)، ص ۱۳۰۳)

☆..... ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ﷻ تم میں سے کسی (ہر) ایک کی تخلیق کو چالیس دن اس کی ماں کے پیٹ میں جمع فرماتا ہے، پھر چالیس دن کے لئے وہ جما ہوا خون ہوتا ہے، پھر اتنے ہی دن گوشت کا لوتھرا بن جاتا ہے، پھر اس کی طرف اللہ ﷻ ایک فرشتہ بھیجتا ہے، اس کو چار باتیں لکھنے کی اجازت دی جاتی ہے، پس وہ اس کا رزق، دنیاوی زندگی، عمل خیر و بد لکھ دیتا ہے، حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، پھر اس پر لکھا ہوا سبقت لے جاتا ہے اور وہ دوزخ کا عمل کرتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور بیشک تم میں سے کوئی ایک دوزخیوں والے اعمال کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر تقدیر الہی سبقت کرتی ہے اور وہ جنت میں جانے والے اعمال کرتا ہے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔“ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب ولقد سبقت کلمات العبادتنا المرسلین، رقم: ۷۴۵۴، ص ۱۲۸۴)

اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال جنم لے کہ جب اللہ ﷻ نے پہلے ہی سب کچھ لکھ دیا ہے اور ہم اسی کے تابع ہیں تو پھر انسان اپنے اعمال کا مکلف نہیں ہونا چاہیے؟ ہم اس کا جواب یہ دینگے کہ ایسا نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ انسان نے جو کچھ کرنا تھا اللہ ﷻ نے اپنے علم کے مطابق وہی کچھ اس کے بارے میں لکھ دیا ہے، اس کی دلیل اس آیت میں ہے: ﴿وکل شیء فعلوه فی الزبر انہوں نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے﴾ (القمر: ۵۲)۔

## مخلوق میں انسان کو اچھی شکل دینے کے معنی:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَصَوَّرَ كَمْ فَاحْسَنَ صَوْرَ كَمْ اور تمہاری تصویر کو تمہاری اچھی صورت بنائی﴾ (النسا: ۳)۔ یعنی اللہ ﷻ نے تمہیں اچھی صورت عطا کی، ظاہری و باطنی حواس سے تمہیں مضبوط کر دیا کہ جس سے انسان میں پوشیدہ تمام کمالات کو ملا دیا اور تمہیں عمدہ صفات عطا کی گئیں، خصائص سے نوازا گیا اور دیگر تمام مخلوقات میں تمہیں وسعت (فکری و نظری) عطا کی گئی۔ بعض محققین نے بیان کیا ہے کہ اللہ ﷻ نے انسان کو عالم علوی اور سفلی کا جامع بنایا ہے، اور اس کی روح کو عالم مجردات اور بدن کو عالم مادیات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بعض شاعر کہتے ہیں کہ انسان اس عالم میں عجیب حیثیت رکھتا ہے جو کہ کئی بھیدوں کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے، جس کا مشاہدہ علم والے ہی کر سکتے ہیں جنہیں باطنی بصیرت بھی حاصل ہوتی ہے۔ اور بعض نے انسان کو صورتِ مدرکہ بالعبین کے ساتھ خاص کیا ہے جو کہ معروف ہے۔ اور اللہ ﷻ نے ہر طرح سے انسان کو اچھی صورت سے نوازا ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۸، ص ۴۳۸)

امام نسفی لکھتے ہیں: تمہیں تمام حیوانوں میں اچھا بنایا، کیونکہ انسان دیگر حیوانات کے مقابلے میں اپنی صورت کے خلاف امر انجام نہیں لانا چاہتا، اور اس کی اچھی صورت بنائی اور اُسے بلند کیا نہ کہ پست، اور اگر انسان بد صورت، بُری شکل، قبیح خلقت ہوتا تو اس کی درنگی نہ ہو سکتی لیکن اللہ ﷻ نے انسان کو اچھی صورت سے نوازا اور اُسے خوب صورت و طبع بنایا جو کہ حسن کی حد سے خارج نہیں ہے۔ حکماء کہتے ہیں کہ دو چیزوں میں انتہا نہیں رکھی گئی: اچھی شکل و صورت میں اور اچھے کلام و بیان میں۔ (المدلوك، ج ۳، ص ۴۹۱)

## یوم التغابن سے کیا مراد ہے؟

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ذلک یوم التغابن وہ دن ہے ہار والوں کی ہار کھلنے کا﴾ اس سے قیامت کے دن اہل سماوات و اہل ارض کو جمع کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ اور اسے یوم تغابن کا نام دیا گیا ہے۔ جیسا کہ مجازات و تجارت میں دھوکہ دیا جاتا ہے اور زیادہ رقم حاصل کر لی جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ جہنمی جہنم میں عذاب دیئے جا رہے ہونگے اور جنتی جنت میں نعمتیں پارہے ہونگے۔ ایک قول یہ ہے کہ اُس دن حق والے، باطل والے، ہدایت والے، گمراہی والے، ایمان والے، کفر والے سب ہی کا

فیصلہ ہوتا ہے۔ جس طرح خرید و فروخت میں نہیں ہوتا ہے اسی طرح کافروں نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے خرید کر بُرا سودا کیا، ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی، پھر مومنین کی بات کی جائے تو مومنین نے نفع بخش تجارت کی جیسا کہ فرمایا: ﴿هَلْ اَدْلٰكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ (مسد: ۱۰)﴾۔ پس مومنین نے اپنی جانوں کے بدلے جنت کا سودا کیا، چنانچہ یہی دنیاوی زندگی میں کئے جانے والے سودے کافر کے حق میں بُرے اور مومنین کے حق میں بھلے ثابت ہوئے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے﴾ (صف: ۱۰)۔ یعنی جو کچھ نبی لائے، حشر و نشر، جنت و دوزخ سب پر ایمان لائے، اور مرتے دم تک ایمان پر ثابت قدم رہتے ہوئے اچھے اعمال کرتا رہے۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۵۵۴)

قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں: اس دن لوگ ایک دوسرے کو نقصان دینے کی کوشش کریں گے اور خوش بخت لوگ بد بختوں کی منازل میں آباد ہونگے جو ایمان اور عمل صالح کی صورت میں ان کے لئے مقدر تھیں اور یوں بھی کہ مظلوم کو ظلم کے عوض میں ظالم کی نیکیاں دے دی جائیں گی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”مومن اپنے مکانات اور بد بختوں کے ان مکانات کے مالک ہو جائیں گے جو ان بد بختوں کے لئے اطاعت کی صورت میں تیار کئے گئے تھے۔“

(المظہری، ج ۷، ص ۱۴۸)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”بندے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں وہ کہتے ہیں تو اس ہستی پاک کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ اگر مرنے والا مومن ہو تو وہ کہتا ہے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ ﷻ کے بندے اور اس کے رسول ﷺ ہیں، تو اسے کہا جاتا ہے اپنے جہنم کے ٹھکانے کو دیکھ اللہ ﷻ نے تیرے لئے اس کے بدلے جنت میں یہ ٹھکانہ بنا دیا ہے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، رقم: ۱۳۷۳، ص ۲۲۰)

### اغراض:

او مدنیۃ: اکثر اقوال کے مطابق یہ سورت مدنی ہے۔ ثم یمیتہم ویعیدہم: غیبت سے خطاب کی طرف التفات کیا گیا ہے، اور ظاہری آیت کا تقاضا یہ ہے کہ یوں کہا جائے: ”ثم یمیتکم ویعیدکم“۔ اذ جعل شکل الآدمی احسن الاشکال: یعنی انسان کے سر کو بلند کیا، پاؤں کو اسفل میں کر دیا اور بازوؤں کو پہلو میں کر دیا اور مناسب قد و قامت عطا فرمائی۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ کئی انسان بد شکل بھی ہوتے ہیں؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ”التشویہ“ کو بنائے جنس کی جانب نسبت دی گئی ہے نہ کہ بہائم کی جانب، اور اگر کوئی شخص بد شکل اور خوش شکل میں موازنہ کرے تو انسان کی صورت کو اچھا پائے گا۔ ای عذاب الدنیا: یعنی آخرت کا عذاب، اسم اشارہ مذکورہ کلام کی جانب عائد ہے۔ القرون: اپنے نفس میں ظاہر اور غیر میں مظهر ہے۔ منازلہم و اہلیہم: اللہ کا فرمان: ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ﴾ میں تخابن اور اس کی تفصیل کی وجہ کا بیان ہے اور (یہ بیان) اس لئے بھی کیا گیا کہ اس میں سعید اور شقی کی منازل کا بیان کیا گیا۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۱۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ بِقَضَائِهِ ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ﴾ فِی قَوْلِهِ اِنَّ الْمُصِیْبَةَ بِقَضَائِهِ ﴿یَهْدِیْہٗ قَلْبَہٗ﴾ لِلصَّبْرِ عَلَیْہَا ﴿وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ﴾ (۱۱) ﴿وَاطِیْعُوا اللّٰہَ وَاطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ (۱۲) ﴿اَلْبَیْنُ﴾ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ عَلٰی اللّٰہِ فَلِیْتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (۱۳) ﴿یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ اِنْ مِنْكُمْ رَجُلٌ وَآلٌ مِنْکُمْ عَلٰی عَدُوِّکُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ﴿اِنَّ تَطٰیْعُوْهُمْ فِی التَّخَلُّفِ عَنِ الْخَیْرِ کَالْجَہَادِ وَالْہِجْرَةِ﴾ فَاِنْ سَبَبَ نَزُوْلُ الْاٰیۃِ الْاِطَاعَۃَ فِیْ ذٰلِکَ ﴿وَانْ تَعَفَّوْا عَنْہُمْ فِی تَتَّبِعُوْهُمْ اِیَّاکُمْ عَنْ ذٰلِکَ الْخَیْرِ مُعْتَلِیْنَ﴾

بِمُسْقَةٍ فَرَأَيْكُمْ عَلَيْهِمْ ﴿۱۴﴾ وَتَصَفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۵﴾ أَلَمْ يَأْتِكُمْ أَوَّلُ الْآيَةِ ﴿۱۶﴾ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷﴾ فَلَا تَقْوُوتُهُ بِأَشْيَاعِكُمْ بِالْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ﴿۱۸﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴿۱۹﴾ نَاسِخَةً لِّقَوْلِهِ اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ ﴿۲۰﴾ وَاسْمِعُوا مِمَّا أَمَرْتُكُمْ بِهِ سَمَاعَ قَبُولٍ ﴿۲۱﴾ وَاطِيعُوا وَانْفِقُوا ﴿۲۲﴾ فِي الطَّاعَةِ ﴿۲۳﴾ خَيْرَ الْأَنْفُسِكُمْ ﴿۲۴﴾ خَيْرُ يَكُنْ مُقَدَّرَةً جَوَابُ الْأَمْرِ ﴿۲۵﴾ وَمَنْ يُوَقِّ شَيْئًا نَفْسُهُ فَارْتَدَّ عَنْهُ الْمَفْلَحُونَ ﴿۲۶﴾ أَلْفَائِزُونَ ﴿۲۷﴾ إِنْ تَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ﴿۲۸﴾ يَأْتِ تَصَدَّقُوا عَنْ طَيْبِ قَلْبٍ ﴿۲۹﴾ يَضَعُفُهُ لَكُمْ ﴿۳۰﴾ وَفِي قِرَاءَةٍ يَضَعُفُهُ بِالتَّشْدِيدِ بِأَلْوَحْدَةِ عَشْرًا إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ وَأَكْثَرَ ﴿۳۱﴾ وَيَغْفِرُ لَكُمْ مِمَّا يَشَاءُ ﴿۳۲﴾ وَاللَّهُ شَكُورٌ ﴿۳۳﴾ مَجَازٌ عَلَى الطَّاعَةِ ﴿۳۴﴾ حَلِيمٌ ﴿۳۵﴾ فِي الْعِقَابِ عَلَى الْمَعْصِيَةِ ﴿۳۶﴾ عِلْمُ الْغَيْبِ ﴿۳۷﴾ السِّرِّ ﴿۳۸﴾ وَالشَّهَادَةِ ﴿۳۹﴾ الْعَلَانِيَةِ ﴿۴۰﴾ الْعَزِيزُ ﴿۴۱﴾ فِي مُلْكِهِ ﴿۴۲﴾ الْحَكِيمُ ﴿۴۳﴾ فِي صُنْعِهِ ﴿۴۴﴾

### ﴿ترجمہ﴾

اور کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے اذن (یعنی اس کی قضاء) سے اور وہ جو اللہ پر ایمان لائے (اس کے اس فرمان پر کہ مصیبت اللہ کی قضاء سے ہے) اللہ اس کے دل کو ہدایت فرمائے گا (اس مصیبت پر صبر کرنے کی.....) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے اور اللہ کا حکم مانو رسول کا حکم مانو پھر اگر تم مونہ پھیر دو تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف صریح پہنچا دینا ہے (المبین بمعنی الیقین ہے) اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور اللہ ہی پر ایمان والے بھروسہ کریں اسے ایمان والو! تمہاری کچھ بیویاں اور بچے تمہارے دشمن ہیں تو ان سے احتیاط رکھو (بھلائی سے پیچھے بیٹھ رہنے میں جیسے جہاد و ہجرت نہ کرنے میں ان کا کہنا نہ مانو، اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے اہل خانہ کی باتوں میں ان امور سے رک گئے تھے.....) اور اگر معاف کرو (انہیں، کہ انہوں نے تمہیں اچھے کام سے روکا تھا اس وجہ سے کہ تمہاری جدائی ان پر انتہائی شاق تھی) اور درگزر کرو اور بخش دو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے تمہارے مال اور بچے (تمہارے لیے) جانچ ہی ہیں (تمہیں دیگر امور اور آخرت سے مشغول رکھنے والے ہیں) اور اللہ کے پاس بڑا ثواب ہے (تو اپنے اموال و اولاد میں مشغول ہو کر اسے ہاتھ سے نہ جانے دو) تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے (یہ آیت مبارکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ”اتقوا اللہ حق تقاہ“ کے لیے ناسخ ہے) اور سنو (جو تمہیں حکم دیا قبول کرنے کے ارادے سے) اور حکم مانو اور (بھلائی میں) خرچ کرو اپنے بھلے کو (”خیرا لانفسکم“ ”یکن“ ”مقدر کی خبر ہے، ترکیب میں جواب امر بن رہا ہے) اور جو اپنی جان کے لالچ سے بچا یا گیا تو وہی فلاح پانے والے ہیں (یعنی کامیاب ہیں) اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے (یوں کہ خوش دلی سے صدقہ خیرات کرو گے.....) وہ تمہارے لیے اس کے دوئے کر دے گا (ایک قرائت میں ”یضعفه“ کو مشدود پڑھا گیا ہے یعنی ایک کے بدلے میں دس سے لے کر سات سو بلکہ اس سے بھی زیادہ کر دے گا قرض حسن سے مراد خوش دلی سے مال صدقہ خیرات کرنا ہے) اور تمہارے لئے بخش دے گا (جو چاہے گا) اور اللہ شکور ہے (بھلائی کا بدلہ دینے والا) حکم والا ہے (کہ گناہ پر عذاب دینے میں جلدی نہیں کرتا) ہر غیب (یعنی نہاں) اور شہادت (یعنی عیاں) کا جاننے والا (اپنے ملک میں) غلبہ رکھنے والا (اپنی صنعت میں) حکمت والا ہے۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿ما اصاب من مصیبة الا باذن الله﴾

ما اصاب: فعل نفی، من: جاززائد، مصیبة: فاعل، الا: اداة حصر، باذن الله: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ متانفہ۔



﴿وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ اللَّهُ قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾

و: عاطفه، من: شرطیہ مبتدأ، یوم من بالله: جملہ فعلیہ شرط، یهد قلبه: جملہ فعلیہ جزأ، لکرم جملہ شرطیہ خبر، لکرم جملہ اسمیہ، و: عاطفه، الله مبتدأ، بکل شیء علیم: شبہ جملہ خبر، لکرم جملہ اسمیہ۔

﴿وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلْغُ الْمُبِينُ﴾

و: عاطفه، اطیعوا الله فعل امر با فاعل ومفعول، مکر جمله فعلیه، و: عاطفه، اطیعوا الرسول فعل امر با فاعل ومفعول، مکر جمله فعلیه، ف: متعلقه، ان: شرطیه، تولى تم فعلیه شرط، جمله فعلیه شرط، ف: جزائیه، انما حرف شبهه و ما كافه، على وسو لنا ظرف مشتق خبر مقدم، البالغ المبين: مبتدا مؤخر، مکر جمله اسمیه جزاء، مکر جمله شرطیه متعلقه۔

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَى اللَّهِ فليتوكل المؤمنون﴾

الـله: مبتدا، لا: نفي جنس، الـه: موصوف، الا: بمعنى غير مضاف، هو: مضاف اليه، مكر صفت، مكر اسم "موجود" خبر محذوف، مكر جملة  
سمية خبر، مكر جملة اسمية، و: عاطفة، على الله ظرف لغو مقدم، ف: زائد، ليتوكل: فعل امر باقاعل، المومنون: فاعل، مكر جملة فعلية.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن مِّنْ أَرْوَاحٍ مِّنْ دُونِ الْبَشَرِ عَلَيْهِمْ إِغْوَاءٌ مِّمَّنْ يُغْوِيهِمْ الشَّيْطَانُ أَن يُخْسِرُوا أَنفُسَهُمْ فَذَلِكُنَّ الْأَرْوَاحُ الَّتِي يُرْسِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُغْوُوا النَّاسَ ۖ فَوَاشِلُوهُمْ وَلَا يَخَافُواهُمْ ۖ سَوَاءٌ لَّهِ الْغَيْبُ وَالنَّاطِقُ ۚ لَئِيْلَ الْكَافِرِينَ﴾

مر بافاعل و مفعول، ملكر جمله فعلیہ، ملكر جمله فعلیہ شرط محذوف "ان اعرفتم ذلك" کی جزا، ملكر جمله شرطیہ۔

﴿وَأَن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

و: عاطفہ، ان بشرطہ، جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تصفحوا: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، تغفروا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، لکن شرط، ف: جزائیہ، ان اللہ جرف مشہ و اسم، غفور رحیم: خبر ان، لکن جملہ اسمیہ جواب شرط، لکن جملہ شرطیہ۔

﴿انما اموالكم واولادكم فتنة والله عنده اجر عظيم﴾

انما: حرف مشبه وما كافه، اموالكم معطوف عليه، و: عاطفه، اولادكم معطوف، لمرمبدا، فتنه: خبر، لمرمبدا، اسميه، و: متانف، الله، مبدا، عنده: ظرف متعلق بمخزوف خبر مقدم، اجور عظيم: مبدا مؤخر، لمرمبدا، اسميه خبر، لمرمبدا، اسميه متانف.

﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَسْمِعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرَ الْأَنْفُسِكُمْ﴾

ف: فصيحة، اتقوا الله: فعل امر واو ضمير ذوالحال ومفعول، ما استطعتم: جملة فعلية بتاويل مصدر حال، مكر فاعل، مكر جملة فعلية معطوف عليه، و: عاطف، استمعوا: جملة فعلية معطوف اول، و: عاطف، اطيعوا: جملة فعلية معطوف ثانی، و: عاطف، انفقوا: جملة فعلية معطوف ثالث، خیر الانفسکم: شبه جملة فعل محذوف "وائتوا"، کیلئے مفعول، مکر جملة فعلية معطوف رابع، مکر شرط محذوف "ان علمتم انه تعالی جعل اموالکم واولادکم فتنه لکم شاغلة عن امور الاخرة" کی جزاء، مکر جملة شرطية۔

﴿وَمَنْ يوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون﴾

و: متناقه، من بشرطيه مبتدأ، يوق: فعل مجہول با نائب الفاعل، شح نفسه: مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اولفک ہم المفلحون: جملہ اسمیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ متناقه۔

﴿ان تقرضوا الله قرضا حسنا يضاعفه لكم ويغفر لكم﴾

ان: شرطیہ، تقرر ضو اللہ فعل بافاعل ومفعول، قسرضا حسنا: مفعول مطلق، بلکہ جملہ فعلیہ شرط، بیضعفہ لکم: فعل بافاعل ومفعول  
و ظرف لغو، بلکہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یفقر لکم: جملہ فعلیہ معطوف، بلکہ جواب شرط، بلکہ جملہ شرطیہ۔

﴿واللہ شکور حلیم علم الغیب والشہادۃ العزیز الحکیم﴾

و: عاطفہ، اللہ مبتداء، شکور حلیم: خبر ان، بلکہ جملہ اسمیہ، علم الغیب والشہادۃ: ”ہو“ مبتداء محذوف کی  
خبر اول، العزیز الحکیم: خبر ثالث، بلکہ جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... فاحذر وہم.....☆ چند مسلمانوں نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کا ارادہ کیا تو ان کے بیوی بچوں نے انہیں منع کیا اور کہا ہم تمہاری  
جدائی پر صبر نہ کر سکیں گے، تم چلے جاؤ گے ہم تمہارے پیچھے ہلاک ہو جائیں گے، یہ بات ان پر اثر کر گئی اور وہ ٹھہر گئے کچھ عرصہ کے بعد  
انہوں نے ہجرت کی تو انہوں نے اصحاب رسول ﷺ کو دیکھا کہ وہ دین میں بڑے ماہر اور فقیہ ہو گئے ہیں، یہ دیکھ کر انہوں نے اپنی بی  
بی بچوں کو سزا دینے کا ارادہ کیا اور یہ قصد کیا کہ ان کا خرچ بند کر دیں کیونکہ وہی لوگ انہیں ہجرت سے مانع ہوئے تھے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ  
سید عالم ﷺ کے ساتھ ہجرت کرنے والے اصحاب علم و فقہ میں ان سے منزلوں آگے نکل گئے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں اپنے  
بی بی بچوں سے درگزر کرنے اور معاف کرنے کی ترغیب فرمائی گئی۔

### ﴿تشریح توضیح و اعراض﴾

#### مصیبت پر صبر کرنے کی تلقین:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ما اصاب من مصیبة الا باذن اللہ کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ کے حکم  
سے﴾ (التغابن: ۱۱)۔ ابن عباس کہتے ہیں مراد اللہ ﷻ کے حکم کی پیروی کرنا ہے، یعنی اللہ ﷻ کی قدرت و مشیت پر راضی رہنا ہے۔ جو  
اللہ ﷻ کی جانب سے ملنے والی مصیبت کو آزمائش سمجھ کر قبول کرتا ہے وہ جان لے کہ یہ مصیبت اللہ ﷻ کی قدرت و قضاء کے سبب سے  
ہے، پس صبر کا دامن پکڑے رہے، اپنے اعمال کا محاسبہ کرے اور اللہ ﷻ کی قضاء کو قبول کرے، پس اللہ ﷻ اس کے دل کو ہدایت سے  
بھر دے گا، دنیا میں جو کچھ اس سے رہ گیا اس کا عوض عطا فرمائے گا، یقین کی دولت عطا فرمائے گا اور خیر (مزید) عطا فرمائے  
گا۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿ومن یومن باللہ یهد قلبہ اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت  
فرمادے گا﴾ (التغابن: ۱۱) کا معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ بندے کو یقین قلبی عطا فرمائے گا پس وہ جان لے گا کہ اُسے جو مصیبت پہنچی ہے وہ اسی  
کی خطاؤں کا نتیجہ ہے اور اگر وہ خطائیں نہ کرتا تو اُسے ایسی مصیبت نہ پہنچتی۔ (ابن کثیر، ج ۴، ص ۴۶۶ وغیرہ)

☆..... بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جب مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے حتیٰ کہ پاؤں میں کاٹنا  
چھ جاتا ہے تو اللہ ﷻ اس کے عوض اس کی خطائیں مٹا دیتا ہے۔“

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ ﷻ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے دنیا میں مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔“

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”بندے کا درجہ اللہ ﷻ کے نزدیک متعین ہوتا ہے اگر وہ بندہ اپنے اعمال کے ذریعے اس مقام تک نہیں  
پہنچ پاتا تو اللہ ﷻ اُس کے جسم میں مصیبت پیدا کر دیتا ہے جس پر صبر کر کے بندہ اُس مقام تک پہنچ جاتا ہے۔“

(تنبیہ الغافلین، باب: الصبر علی البلاء والشدة، ص ۴۱ وغیرہ)

## دین کے معاملے میں اہل وعیال کی بات کا معیار:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن مِّنَ أَوْلَادِكُمْ وَعَدْوَا لِكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ أَعْيَانُ وَالْوَتَهَارِي كُفَّ بِبَيِّنَاتٍ وَأَمْرٌ بِمَنْ هُمْ فِي دُشْمَنٍ هِيَ تَوَانُ سَ احْتِيَا طَرَكُو (النساء: ۱۴)﴾۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اگر اہل وعیال قطع رحمی، اللہ ﷻ کی نافرمانی کی دعوت دیں تو ان کی بات نہ مانی جائے۔ ابن زید کہتے ہیں کہ تمہارے بی بی بیچے تمہارے لئے دین کے معاملے میں دشمن ہیں پس دینی معاملے میں ان کی بات ماننے سے بچو۔

(الطبری، الجزء: ۲۸، ص ۱۴۱)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”لا طاعة لاحد في معصية الله يعني الله ﷻ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔“

(الفتاویٰ الرضویہ معرجہ، ج ۲۱، ص ۱۸۷)

## خوش دلی سے صدقہ و خیرات کرنا چاہیے:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿إِن تَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يَضْعَفْ لَكُم وَيَغْفِرْ لَكُم أَكْرَمَ اللَّهُ كَوَاجِبًا قَرْضٍ دَوَّكَ وَهُ تَمَّارَ لَ لَ اس كَ دَوَّكَ دَ اور شہیں بخش دے گا (النساء: ۱۷)﴾۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”صدقہ مال میں اضافہ ہی کرتا ہے۔“

(الکامل فی ضعفاء الرجال، الحسن بن عبد الرحمن، رقم: ۴۷۰، ج ۳، ص ۱۹۰)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا اور اللہ ﷻ درگزر کرنے والے بندے کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے اور جو اللہ ﷻ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ ﷻ سے بلندی عطا فرماتا ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب: استحباب العفو، رقم: ۶۴۸۷/۲۵۸۸، ص ۱۲۷۸)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ہر وہ دن جس میں بندے صبح کرتے ہیں اس میں دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک دعا مانگتا ہے کہ اے اللہ ﷻ! خراج کرنے والے کو بدلہ عطا فرما اور دوسرا دعا کرتا ہے کہ اے اللہ ﷻ! روک رکھنے والے کا مال ضائع فرما۔“

(صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب قول الله تعالى فاما من اعطى، رقم: ۱۴۴۲، ص ۲۳۳)

**اغراض:** فی قولہ: مراد قائل کا قول ہے: مصیبت اللہ کی قضاء سے مقدر ہوتی ہے، اور اس کا دل اس بات پر مطمئن بھی ہو اور اس کی تصدیق بھی کرے نہ کہ فقط زبان سے: ”انا لله وانا اليه راجعون“ کہہ لے اور فقط زبان سے کہہ لینے سے صبر کرنے کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔ ان تطيعوهم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مضاف مقدر ہے، تقدیر کلام یوں ہے: ”فاحذروا طاعتهم“۔ کالجہاد والہجرۃ: ماقبل شان نزول ملاحظہ فرمائیں۔ فی تشييطهم: یعنی ان (تمہارے بیوی بچوں کا) تمہاری طرف مشغول ہونا اور تمہیں ہجرت سے سستی دلانا۔ ناسخہ لقولہ اتقوا الله حق تقاتہ: معنی یہ ہے کہ اللہ کی ایسی فرمانبرداری کرو کہ اس کی نافرمانی نہ ہونے پائے، ایسا ذکر کرو کہ بھولو نہیں، ایسا شکر کرو کہ ناشکری نہ ہو اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے کہا: اللہ کی قدر جان کر اس کا حق کیسے ادا کیا جائے؟ پس بعض صحابہ نے اس قدر قیام کیا کہ ان کے پاؤں متورم ہو گئے، پس اللہ نے تخفیف فرمائی، پس اللہ نے فرمایا: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ اور مفسر کا اس آیت کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ آیت مذکورہ ناخ نہیں بلکہ مٹی ہے، پس اس لحاظ سے ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ مفصل ہے، کیونکہ انسان کی استطاعت آپس میں ایک دوسرے سے مختلف ہوا کرتی ہیں اور ہر ایک اپنی طاقت اور وسعت کے مطابق اپنی جان لگا کر اللہ کی طاعت اختیار کرتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر انسان کی استطاعت برابر نہیں ہوتی اور متذکرہ آیت ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ مکلف ہونے کے بیان میں نازل ہوئی ہے اور ﴿اتَّقُوا اللَّهَ﴾ حق تقاتہ کی ناخ یا محکم نہیں ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۰ وغیرہ)

## سورة الطلاق مدنیہ وھی اثنی عشر آیت

(سورة طلاق مدنی ہے جس میں بارہ آیتیں ہیں)

## تعارف سورة الطلاق

اس سورت میں دو رکوع، بارہ آیتیں، دوسواںچاس کلمے، ایک ہزار ساٹھ حروف ہیں۔ دور جاہلیت میں عرب کا معاشرہ اول تا آخر بکڑچکا تھا، لغور سوم ورواج کی پابندیوں نے ان کی زندگیوں کو باہمی اعتماد اور سچی خوشیوں سے محروم کر دیا تھا۔ نکاح، طلاق، عدت، رضاعت، نان نفقہ اور دوسرے مسائل جن کا عائلی زندگی سے گہرا تعلق تھا ہر قسم کی معقولیت سے عاری تھے۔ اسلام نے ایک دم ان کو درہم برہم کر کے رکھ دیا بلکہ ان کی اصلاح کے لئے تدریجی اقدامات کئے۔ دور جاہلیت میں شوہر اپنی عورت کو ناجانے کتنی کتنی طلاقیں دے سکتا تھا اور عدت گزرنے سے پہلے رجوع کر لیا کرتا جس کی وجہ سے عورت کی زندگی اس کے لئے عذاب بن کے رہ گئی تھی۔ سورہ بقرہ کی آیت دوسواں تیس میں بیان کر دیا کہ شوہر صرف اپنی عورت کو زیادہ سے زیادہ تین طلاقیں دے سکتا ہے اس کے بعد وہ رجوع نہیں کر سکتا۔ اور مدخلہ عورت کی عدت بھی بتادی کہ تین حیض ہے اور جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اس کی عدت کے بارے میں بھی بتادیا کہ اس کی کتنی عدت ہے اور ازدواجی زندگی کا ایک حکم بیان فرمایا کہ اگر مدخل سے پہلے طلاق واقع ہوگئی تو عورت اسی وقت نکاح کر سکتی ہے اور اس کو عدت گزرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جب مطلقہ عورت اپنی عدت گزار رہی ہو تو اس وقت اس کی سکونت اور نفقہ کی ذمہ داری کس پر عائد ہوگی اور شیرخوار بچے کی رضاعت کا انتظام اور اخراجات کون برداشت کرے گا؟۔ انسان جب ان آیات پر غور و فکر کرتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ احکام پر عمل کرنے سے اس کا رب کتنا خوش ہوتا ہے پھر بڑی خوش دلی سے ان احکام کو بجالاتا ہے پھر چاہے کتنا ہی خسارہ برداشت کرنا پڑے۔

رکوع نمبر: ۱

بسم الله الرحمن الرحيم الله کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ الْمُرَادُ وَأَمْتُهُ بِقَرِينَةٍ مَّابَعْدَهُ أَوْ قُلْ لَهُمْ ﴿إِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ﴾ أَرَدْتُمُ الطَّلَاقَ ﴿فَطَلَقُوهُنَّ لَعَدَتِهِنَّ﴾ لَا وَلَهُنَّ بَأْنُ يَكُونُ الطَّلَاقُ فِي طَهْرٍ لَمْ تَمْسُ فِيهِ لِفَيْسِيرِهِ بِذَلِكَ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ ﴿وَاحْصُوا الْعِدَّةَ﴾ احْفَظُوا لِتَرَجَعُوا قَبْلَ فَرَاغِهَا ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ﴾ أَطِيعُوا فِي أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ ﴿لَا تَخْرُجُوهُنَّ مِنْ بَيْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ﴾ مِنْهَا حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهُنَّ ﴿إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ﴾ زَنَاءٍ ﴿مَبِينَةٍ﴾ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَكُسْرِهَا أَوْ بَيِّنَةٍ أَوْ بَيِّنَةٍ فَيَخْرُجْنَ لِإِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِنَّ ﴿وَتِلْكَ﴾ الْمَذْكُورَاتُ ﴿حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ﴾ الطَّلَاقِ ﴿أَمْرًا﴾ (۱) ﴿مُرَاجَعَةً فِيمَا إِذَا كَانَ وَاحِدَةً أَوْ اثْنَتَيْنِ﴾ فَإِذَا بَلَغَ اجْلَهْنَ ﴿قَارَبْنَ انْقِصَاءَ عِدَّتِهِنَّ﴾ فَاْمَسْكُوهُنَّ ﴿بِأَنْ تَرَا جَعُوهُنَّ﴾ بِمَعْرُوفٍ ﴿مِنْ غَيْرِ ضَرَارٍ﴾ أَوْ فَارَقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ﴿أَتْرَكُوهُنَّ حَتَّى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهُنَّ وَلَا تَصَارُوهُنَّ بِالْمُرَاجَعَةِ﴾ وَاشْهَدُوا ذَوِي عَدْلٍ مِنْكُمْ ﴿عَلَى الرُّجْعَةِ أَوْ الْفِرَاقِ﴾ وَاقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ﴿لَا لِلْمَشْهُودِ عَلَيْهِ أَوْ لَهُ﴾ ذَلِكَ يَوْعِظُ بِهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا (۲) ﴿مِنْ كُرْبِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ﴿يَخْطُرُ بِهَا لَمْ يَكُنْ عَلَى اللَّهِ فِي أَمْرِهِ﴾



لہو حسبہ ﴿کافیہ﴾ ان اللہ بالغ امرہ ﴿مُزَادِہٖ وَلِی قِرَاءَۃٍ بِالْاَضَالَةِ﴾ قد جعل اللہ لکل شیء ﴿کَرَحًا﴾ وَشِدَّةً ﴿قَدْرًا﴾ ﴿مِیقَاتَا﴾ وَاٰلِیٰٓہُمْ سَلَامٌ ﴿بِہَمْزَةٍ وَّیَاءٍ وَبِلَا یَاءٍ فِی الْمَوْضِعَیْنِ﴾ ینسن من المحیض ﴿بِمَعْنٰی الْحِیْضِ﴾ من نساکم ان ارتبتم ﴿شَکَّکُمْ فِی عِدَّتِہُنَّ﴾ فَعِدَّتِہُنَّ ثَلَاثَ اَشْهُرٍ وَاٰلِیٰ لَمْ یَحْضَنْ ﴿لِصَغُرِہُنَّ﴾ فَعِدَّتُہُنَّ ثَلَاثَۃُ اَشْهُرٍ وَالْمَسْأَلَتَانِ فِی غَیْرِ الْمُتَوَلَّی عَنْہُنَّ اَرْوَاجُہُنَّ اَمَّا هُنَّ فَعِدَّتُہُنَّ مَا فِی آیَۃٍ یَتَرَبَّصُ بِاَنْفُسِہُنَّ اَرْبَعَۃَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا ﴿وَاُولَاتِ الْاِحْمَالِ اَجَلُہُنَّ اِنْقِضَاءُ عِدَّتِہُنَّ مُطْلَقَاتٍ اَوْ مُتَوَلَّی عَنْہُنَّ اَرْوَاجُہُنَّ﴾ اِنْ یَضَعْنَ حَمْلُہُنَّ وَمَنْ یَتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یَسْرًا ﴿فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ﴾ ذٰلِکَ ﴿الْمَذْکُورُ فِی الْعِدَّةِ﴾ اَمْرُ اللّٰہِ ﴿حُکْمُہٗ﴾ اَنْزَلَهُ لِیَکُم مِّنْ اَمْرِ اللّٰہِ یَکْفُر عَنْہٗ سِیَاتِہٖ وَیُعْظِمَ لَہٗ اَجْرًا ﴿اَسْکَنُوہُنَّ﴾ اٰیَ الْمُطْلَقَاتِ ﴿مَنْ حِیْثُ سَکَنْتُمْ﴾ اٰیَ بَعْضِ مَسَاکِنِکُمْ ﴿مَنْ وَجَدَکُمْ﴾ اٰیَ سَعَتُکُمْ عَطْفُ بَیَّانٍ اَوْ بَدَلُ مِمَّا قَبْلُہٗ بِاعَادَۃِ الْجَارِ وَتَقْدِیْرُ مُضَافٍ اٰیَ اَمَکْنۃٍ سَعَتُکُمْ لَا مَادُوْنَهَا ﴿وَلَا تَضَارُوہُنَّ لِتَضِیْقُوا عَلَیْہُنَّ﴾ الْمَسَاکِیْنِ فِیَحْتَجْنَ اِلَی الْخُرُوجِ اَوْ لِنَفَقَۃٍ فِیَقْتَدِیْنَ مِنْکُمْ ﴿وَاِنْ کُنَّ اُولَاتِ حَمَلٍ فَانْفِقُوا عَلَیْہُنَّ حَتّٰی یَضَعْنَ حَمْلُہُنَّ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَکُمْ﴾ اَوْلَادَکُمْ مِنْہُنَّ ﴿فَاَتُوہُنَّ اِجْوَرُہُنَّ﴾ عَلٰی الْاَرْضَاعِ ﴿وَاَتَمُّوْا بَیْنَکُمْ﴾ وَبَیْنَهُنَّ ﴿بِمَعْرُوفٍ﴾ بِجَمِیْلِ فِی حَقِّ الْاَوْلَادِ بِالتَّوَافِقِ عَلٰی اَجْرِ مَعْلُومٍ عَلٰی الْاَرْضَاعِ ﴿وَاِنْ تَعَاَسَرْتُمْ﴾ تَضَایَقْتُمْ فِی الْاَرْضَاعِ فَاُمْتَنِعِ الْاَبُ مِنَ الْاَجْرَةِ وَالْاُمُّ مِنْ فِعْلِہٖ ﴿فَسْتَرْضِعْ لَہٗ﴾ لِلْاَبِ ﴿اُخْرٰی﴾ وَلَا تَکْرَہُ الْاُمُّ عَلٰی اِرْضَاعِہٖ ﴿لِیَنْفِقَ﴾ عَلٰی الْمُطْلَقَاتِ وَالْمُرْضِعَاتِ ﴿ذُو سَعۃٍ مِنْ سَعَتِہٖ وَمَنْ قَدَرٌ ضَیِیْقٌ﴾ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ فَلِیَنْفِقْ مِمَّا اٰتَہٗ ﴿اَعْطَاہُ﴾ اللّٰہُ ﴿عَلٰی قَدْرِہٖ﴾ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا مَا اٰتٰہَا سِیَجْعَلُ اللّٰہُ بَعْدَ عِسْرِ یَسْرًا ﴿وَقَدْ جَعَلَہٗ بِالْفَتْحِ﴾

### ﴿ترجمہ﴾

اے نبی (ما بعد قرینے کی وجہ یہاں نبی سے مراد آپ ﷺ کی امت ہے یا مراد ہے "قل لہم..... الخ") جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو (یعنی طلاق دینے کا ارادہ کرو) تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو (یوں کہ انہیں اس میں طلاق دو جس میں ان سے صحبت نہ کی ہو..... حضور ﷺ نے اس کی یہی تفسیر بیان کی ہے اس حدیث کو شیخین نے روایت کیا ہے) اور عدت کا شمار رکھو (یعنی اس کی محافظت رکھو تا کہ عدت سے فراغت ہونے سے پہلے تم ان سے رجوع کر سکو) اور اپنے رب اللہ سے ڈرو (اس کے امر و نہی میں اس کی فرمانبرداری کرو) عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں (گھروں سے جب تک ان کی عدت پوری نہ ہو جائے.....) مگر یہ کہ کوئی مرتع بے حیائی کی بات لائیں (تو اس صورت میں ان پر حد قائم کرنے کے لیے انہیں گھروں سے نکل جائے گا) "مبینہ" کو یا مفتوحہ و مکسورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی بینت یا بینہ ہے) اور یہ (جو مذکور ہوا ہے) اللہ کی حدیں ہیں اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا بیشک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد (یعنی اس طلاق کے بعد) کوئی نیا حکم بھیجے (رجوع کرنے کا جب کہ ایک یا دو طلاقیں واقع ہوئی ہوں) تو جب وہ اپنی میعاد تک پہنچے کو ہوں (یعنی اپنی عدت پوری کرنے کے قریب ہو جائیں) تو انہیں روک لو (یوں کہ ان سے رجوع کر لو) بھلائی کے ساتھ (بے نقصان پہنچائے) یا بھلائی کے ساتھ جدا کرو (یعنی انہیں چھوڑ رکھو کہ ان کی عدت پوری ہو لے رجعت کر کے انہیں ضرر نہ دو.....) اور اپنے میں کے دو ثقہ کو گواہ کر لو (رجعت

یا فراغت پر.....) اور اللہ کے لیے گواہی قائم رکھو (نہ کہ مشہود علیہ اور مشہود کے لیے) اس سے نصیحت فرمائی جاتی ہے اسے جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے (اس کے کاموں میں) نکلنے کی راہ بنادے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان نہ ہو (اس کے دل میں خیال بھی نہ ہو) اور جو اللہ پر بھروسہ کرے (اپنے کاموں میں) تو وہ اسے کافی ہے..... ۵..... (حسبہ بمعنی کفایت ہے) بیشک اپنا امر (یعنی اپنی مراد) پوری فرمانے والا ہے (ایک قرأت میں اسے اضافت کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور بیشک اللہ نے ہر چیز کا (جیسے کشادگی اور شدت کا) وقت رکھا ہے (قدر بمعنی میقات ہے) اور وہ (”اللائی“ کو ہمزہ اور یاء کے ساتھ اور بغیر یاء کے ساتھ دونوں مقامات میں پڑھا گیا ہے) جنہیں حیض کی امید نہ رہی (المحیض بمعنی الحيض ہے) تمہاری عورتوں میں سے اگر تمہیں شک ہو (ان کی عدت کے بارے میں، از تبتم بمعنی شککتہم ہے) تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی جنہیں (نا بالغی کی وجہ سے) حیض نہ آیا (تو ان کی عدت بھی تین ماہ ہے، یہ دو مسئلے اس عورت کے بارے میں ہیں جس کے شوہر کا انتقال نہ ہوا کہ جن عورتوں کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہو تو ان کی عدت سورۃ بقرہ کی آیت ”یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وعشرا“ کے سبب چار ماہ دس دن ہے) اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے (یعنی ان کی عدت پوری ہونے کی میعاد یہ ہے خواہ وہ عورتیں مطلقہ ہوں یا ان کے شوہر وفات پا گئے ہوں..... ۶.....) کہ وہ اپنا حمل جن لیں اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے کام میں آسانی فرمادے گا (دنیا اور آخرت میں) یہ (جو عدت کے بارے میں مذکور ہوا) اللہ کا حکم ہے (امیر اللہ بمعنی حکمہ ہے) کہ اس نے تمہاری طرف اتارا اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کی برائیاں اتار دے گا اور اسے بڑا ثواب دے گا انہیں (یعنی مطلقہ عورتوں کو) وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو (یعنی اپنے گھر کے کسی ایک کمرے میں) اپنی طاقت بھر (وجدکم بمعنی سعتکم ہے، یہ عطف بیان ہے حرف جر کے اعادہ کے ساتھ ما قبل سے بدل ہے اور اس کا مضاف مقدر ہے اصل میں یوں ہے ”ای امکنہ سعتکم لا ما دونہا“) اور انہیں ضرر نہ دو کہ ان پر تنگ ہو جائیں (کمرے اور وہ گھر سے نکلنے اور نفقہ کی محتاج ہو جائیں پھر انہیں تم سے چھٹکارہ حاصل کرنا پڑ جائے) اور اگر حمل والیاں ہوں تو انہیں نان نفقہ دو یہاں تک کہ وہ وضع حمل کریں پھر اگر وہ تمہارے لیے (تمہارے ان سے ہونے والے بچوں کو) دودھ پلائیں تو انہیں (ان کے دودھ پلانے پر) ان کی اجرت دو اور تم (اور وہ) آپس میں معقول طور پر مشورہ کرو (جو کہ دودھ پلانے کی اجرت کے معلوم ہونے پر تمہاری اپنی اولاد کے حق میں اچھا ہو..... ۷.....، بمعنی بجمعیل ہے) پھر اگر باہم مضائقہ کرو (دودھ پلانے کے معاملے میں کہ باپ اجرت دینے اور ماں بغیر اجرت دودھ پلانے سے منع کر دے، تعاسرتہم بمعنی تضایقتہم ہے) تو قریب ہے کہ اسے (یعنی باپ کو) اور دودھ پلانے والی مل جائے گی (اور ماں کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا) چاہیے کہ خرچ کرے (مطلقہ عورتوں پر یا دودھ پلانے والیوں پر) مقدر والا اپنے مقدر کے مطابق اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا (قدر بمعنی ضیق ہے) وہ اس میں سے خرچ کرے جو اسے اللہ نے دیا (اپنے مقدر کے مطابق خرچ کرے، اتاہ بمعنی اعطاہ ہے) اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اس قابل جتنا اسے دیا ہے قریب ہے کہ اللہ دشواری کے بعد آسانی فرمادے گا (اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جنگی فتوحات عطا فرما کر کشادگی کر دی)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتھن واحصوا العدة واتقوا اللہ ربکم﴾  
 یا ایہا النبی: نداء، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، طلقتم النساء: فعل بافاعل ومفعول، لکن جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، طلقوهن: فعل امر بافاعل ومفعول، من: ضمیر مفعول، لعدتھن: ظرف لغو، لکن جملہ فعلیہ معطوف

علیہ، و: عاطفہ، احوال العدۃ فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اتقوا اللہ ربکم: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿لا تخرجنہن من بیوتہن ولا ینخرجن الا ان یاتین بفاحشۃ مبیینۃ﴾  
لا ینخرجنہن: فعل نہی بافاعل ومفعول، من بیوتہن: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا ینخرجن: فعل نہی ونون نسوة ذوالحال، الا: اداة حصر، ان مصدریہ، یاتین: فعل بافاعل، بفاحشۃ مبیینۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر جار مجرور، ملکر ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتلک حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسه﴾  
و: متانفہ، تلک مبتدا، حدود اللہ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ، و: عاطفہ، من بشرطیہ مبتدا، یتعد حدود اللہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، قد تحقیقیہ، ظلم نفسه: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لاتدری لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا﴾  
لاتدری: فعل نہی بافاعل، لعل اللہ: حرف مشبہ واسم، یحدث: فعل بافاعل، بعد ذلک: ظرف، امرا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿فاذا بلغن اجلهن فامسکوهن بمعروف او فارقوهن بمعروف واشهدوا ذوی عدل منکم و اقيموا الشهادة للہ﴾  
ف: عاطفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، بلغن اجلهن: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، امسکوهن: فعل امر واو ضمیر ذوالحال، بمعروف: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، هن: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، فارقوا: فعل امر واو ضمیر ذوالحال، بمعروف: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، هن: ضمیر مفعول، و: عاطفہ، اشهدوا: فعل امر بافاعل، ذوی عدل: موصوف، منکم: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اقيموا الشهادة: فعل امر بافاعل ومفعول، للہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذلکم یوعظ بہ من کان یومن باللہ والیوم الآخر﴾  
ذلکم: مبتدا، یوعظ: فعل مجهول، بہ: ظرف لغو، من موصولہ، کان یومن باللہ والیوم الآخر: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً ویرزقہ من حیث لا یحتسب﴾  
و: متانفہ، من بشرطیہ مبتدا، یتق اللہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، یجعل لہ: فعل بافاعل وظرف لغو، مخرجاً: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یرزقہ: فعل بافاعل ومفعول، من: جار، حیث مضاف، لا یحتسب: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ﴾  
و: عاطفہ، من بشرطیہ مبتدا، یتوکل علی اللہ: جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، ہو مبتدا، حسبہ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ

شرط ہو کر خبر، مگر جملہ اسمیہ، ان اللہ جرف مشبہ واسم، بالغ امرہ، خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿قد جعل اللہ لكل شیء قدرا والی ینسن من المحیض من لسانکم ان ارتبتم لعدتھن ثلثۃ اشھر﴾  
 قد: تحقیق، جعل اللہ فعل وفاعل، لكل شیء ظرف لغو، قدرا: مقدار، مفعول، مگر جملہ  
 فعلیہ، و: عطف، ینسن: ینسن فعل، لسانکم: لسانکم، حال، مگر فاعل، من المحیض: ظرف  
 لغو، مگر جملہ فعلیہ، مگر مبتدا، ان: شرطیہ، ارتبتم: ارتبتم، جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، عدتھن: مبتدا، ثلثۃ اشھر: خبر، مگر جملہ اسمیہ  
 جزا، مگر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿والی لم یحضن واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن﴾  
 و: عطف، الی: موصول، لم یحضن: جملہ فعلیہ صلہ، مگر "فکذلک" خبر محذوف کیلئے مبتدا، مگر جملہ اسمیہ فعلیہ  
 بتاویل، و: عطف، اولات الاحمال: مبتدا، اجلھن: مبتدا، ان: مصدریہ، یضعن حملھن: فعل بافاعل ومفعول، مگر جملہ فعلیہ  
 بتاویل مصدر خبر، مگر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿ومن یتق اللہ یمعل لہ من امرہ یسرا﴾  
 و: عطف، من: شرطیہ مبتدا، یتق اللہ: جملہ فعلیہ شرط، یمعل لہ: فعل بافاعل وظرف لغو، من امرہ: ظرف مستقر حال  
 مقدم، یسرا: ذوالحال، مگر مفعول، مگر جملہ فعلیہ جزا، مگر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿ذلک امر اللہ انزلہ الیکم ومن یتق اللہ یکفر عنہ سیاتہ ویعظم لہ اجرا﴾  
 ذلک: مبتدا، امر اللہ: ذوالحال، انزلہ الیکم: جملہ فعلیہ حال، مگر خبر، مگر جملہ اسمیہ، و: عطف، من: شرطیہ مبتدا، یتق اللہ: جملہ  
 فعلیہ شرط، یکفر عنہ سیاتہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عطف، یعظم لہ اجرا: جملہ فعلیہ معطوف، مگر جزا، مگر جملہ شرطیہ ہو کر  
 خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿اسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن﴾  
 اسکنوھن: فعل امر بافاعل ومفعول، من حیث سکنتم: جار مجرور مبدل منہ، من وجدکم: جار مجرور بدل، مگر ظرف لغو، مگر جملہ  
 فعلیہ، و: عطف، لا تضاروھن: فعل نئی بافاعل ومفعول، لام: جار، تضیقوا علیھن: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿وان کن اولات حمل فانفقوا علیھن حتی یضعن حملھن﴾  
 و: عطف، ان: شرطیہ، کن اولات: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، انفقوا علیھن: فعل امر بافاعل وظرف لغو، حتی: جار، یضعن  
 حملھن: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ جزا، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿فان ارضعن لکم فاتوھن اجورھن واتمروا بینکم بمعروف﴾  
 ف: عطف، ان: شرطیہ، ارضعن لکم: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اتوھن: فعل امر بافاعل ومفعول، اجورھن: مفعول ثانی، مگر جملہ فعلیہ  
 معطوف علیہ، و: عطف، اتمروا: فعل امر بافاعل، بینکم: ظرف، بمعروف: متعلق، مگر جملہ فعلیہ معطوف، مگر جزا، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿وان تعاسرتم فسترضع لہ اخوی﴾  
 و: عطف، ان: شرطیہ، تعاسرتم: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، نس جرف استقبال، ترضع لہ: فعل وظرف لغو، اخوی: فاعل، مگر جملہ  
 فعلیہ جزا، مگر جملہ شرطیہ۔



﴿لینفق ذو سعة من سعته ومن قدر عليه رزقه فلینفق مما آتاه الله﴾

لام: لام امر، ینفق: فعل امر، ذو سعة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدأ، قدر علیہ: فعل مجہول وظرف لغو، رزقہ: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لینفق: فعل امر بافعل، مما آتاه الله: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا یکلف الله نفسا الا ما اتها سيجعل الله بعد عسر يسرا﴾

لا ینکلف الله: فعل نفی و فاعل، نفسا: مفعول اول، الا: اداة حصر، ما اتها: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ، من حرف استقبال، یجعل الله: فعل و فاعل، بعد عسر: ظرف متعلق بمحذوف مفعول ثانی، یسرا: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... یا ایہا النبی.....☆ یہ آیت عبد اللہ بن عمر کے حق میں نازل ہوئی انہوں نے اپنی بی بی کو عورتوں کے ایام مخصوصہ میں طلاق دی تھی، حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ رجعت کریں پھر اگر طلاق دینا چاہیں تو طہر یعنی پاکی کے زمانہ میں طلاق دیں اس آیت میں عورتوں سے مراد دخولہ بہا عورتیں ہیں (جو اپنے شوہروں کے پاس گئی ہوں)۔

☆..... ومن یتق الله يجعل له مخرجاً.....☆ عوف بن مالک کے فرزند کو مشرکین نے قید کر لیا تو عوف رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ میرا بیٹا مشرکین نے قید کر لیا ہے اور اسی کے ساتھ اپنی محتاجی و ناداری کی شکایت کی سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ﷻ کا ذکر رکھو اور صبر کرو اور کثرت سے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتے رہو۔ عوف رضی اللہ عنہ نے گھر آ کر اپنی بی بی سے کہا اور دونوں نے پڑھنا شروع کر دیا وہ پڑھ رہے تھے کہ بیٹے نے دروازہ کھٹکھٹایا دشمن داخل ہو گیا تھا اور اس نے موقع پایا قید سے نکل بھاگا اور چلتے ہوئے چار ہزار بکریاں بھی دشمن کی لے آیا، عوف رضی اللہ عنہ نے خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ کیا یہ بکریاں ان کے لئے حلال ہیں؟ حضور ﷺ نے اجازت دے دی اور یہ آیت نازل ہوئی۔

☆..... والشی یشن من المہیض.....☆ صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ حیض والی عورتوں کی عدت تو معلوم ہوگئی جو حیض والی نہ ہوں ان کی کیا عدت ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

### ﴿تشریح توضیح و اعراض﴾

#### طلاق کی اقسام ومسائل:

۱..... لغوی اعتبار سے طلاق کے معنی ”قید سے آزاد کرنے“ اور ”تخلیہ کرنے کے ہیں“ جبکہ شرعی معنی ”ملک نکاح سے آزاد کرنا“ طلاق کہلاتا ہے پھر طلاق کی تین اقسام ہیں: (۱)..... طلاق احسن: یہ ہے کہ آدمی اپنی منکوحہ کو حالت طہر میں، جس میں محبت نہ کی ہو، ایک طلاق دے کر بغیر دوسری طلاق دیئے چھوڑ دے یہاں تک کہ اسکی عدت کا وقت گزر جائے۔ (۲)..... طلاق بدعت: ایک ہی جملہ میں تین طلاقیں دیدینا یا ایک طہر میں تین طلاقیں دیدینا طلاق بدعت کہلاتا ہے۔ (۳)..... طلاق سنت: یہ ہے کہ کوئی شخص تین طہر میں تین طلاقیں دے۔

(التعریفات، ص ۱۱۷، بہار شریعت، باب ہشتم، ج ۱، ص ۶، ملخصاً)

☆..... "ابغض الحلال الی اللہ تعالیٰ الطلاق اللہ جل و علاہ حلال چیزوں میں سے طلاق دینا سب سے زیادہ ناپسند ہے۔"

(سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب فی کراهیۃ الطلاق، ص ۴۰۴)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "عورت ٹیڑھی پسلی سے پٹائی مٹی ہے اور ٹیڑھی ہی چلے گی، اگر تجھے اس سے فائدہ اٹھانا ہے تو اس سے اسی حال پر نفع اٹھا اگر سیدھا کرنا چاہے گا تو ٹوٹ جائیگی اور اسکا توڑنا اسے طلاق دینا ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب الوصیۃ بالنساء، ص ۶۹۶)

لہذا ضروری ہے کہ زن و شوہر باہم اچھے طریقہ سے رہیں تاکہ طلاق کی نوبت نہ آئے کیونکہ لان الاصل فی الطلاق هو الحظر و الاباحۃ لحاجۃ الخلاص۔

(الہدایۃ، کتاب الطلاق، باب طلاق السنۃ، ج ۳، ص ۱۳۲)

دل میں طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ اتنی بلند آواز سے کہ جس کو مانع نہ ہونے پر خود سن سکے واقع ہو جاتی

(الفتاویٰ الرضویۃ، کتاب الطلاق، ج ۱۲، ص ۳۸۱)

ہے۔

## عدت کے چند ضروری مسائل :

۲..... نکاح یا شبہ نکاح کے زوال کے بعد (ایک وقت تک) عورت کا نکاح سے رکن عدت کہلاتا ہے۔ (التعریفات،

ص ۱۵۱)۔ نئے نکاح کے لئے مدت کے گزر جانے کا انتظار کرنا بھی عدت کہلاتا ہے۔

(رد المحتار، ج ۵، ص ۱۷۷)

ابتداءً اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے ہاں رہ کر نان نفقہ پانے کی مستحق ہوتی تھی، پھر ایک سال کی عدت تو ﴿یترو بصن بانفسہن اربعۃ اشہور وعشورا﴾ (البقرۃ: ۲۳۴) سے منسوخ ہو گئی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر فرمائی گئی اور سال بھر کا نفقہ کہت میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ شوہر کے ترکے میں مقرر کیا گیا، لہذا اب اس وصیت کا حکم باقی نہ رہا، حکمت اسکی یہ ہے کہ عرب کے لوگ اپنے مورث کی بیوہ کا نکلنا یا غیر سے نکاح کرنا بالکل گوارا ہی نہ کرتے اور اسکو عار سمجھتے تھے اس لئے اگر ایک دم چار ماہ دس دن کی عدت مقرر کی جاتی تو یہ ان پر گراں گزرتا لہذا انہیں بتدریج راہ پر لایا گیا۔

(خزائن العرفان، حاشیہ: ۹، ص ۴۸)

اب ہم نفقہ، سکنی اور کسوہ سے متعلق موضوع کی مناسبت کو مد نظر رکھتے ہوئے فقہائے کرام کی معتبر کتب کے حوالے سے

بحث کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ ﴿لا تخرجوهن من بیوتہن ولا یخرجن الا ان یتاتین بفاحشۃ عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں﴾ (الطلاق: ۱) ایک قول کے مطابق اس سے مراد فاحشہ عورت ہے کہ وہ خود کو باہر نکلنے سے روکے رکھے، ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد زنا کار ہیں کہ انہیں حد کے نافذ کرنے کے لئے ضرور نکالا جائے گا اور وہ عورت کے جس کا شوہر انتقال کر گیا تو اس عورت کے لئے نفقہ واجب نہیں لہذا وہ حاجت کی صورت میں دن کے وقت طلب معاش کے لئے نکلے گی اور رات پھینے سے قبل گھر واپس ہو جائے گی، اور مطلقہ ایسا نہ کرے کیونکہ اس کا نفقہ اسکے شوہر کے گھر پر ہے یہاں تک کہ عورت عدت کے نفقہ کے عوض خلع کر لے تو ایک قول کے مطابق وہ دن کے وقت میں طلب معاش کے لئے نکلے گی اور ایک قول کے مطابق نہ نکلے گی اس لئے کہ اس سے عدت کا نفقہ ساقط ہو گیا ہے ہاں سکنی کا حق عورت معاف کرنے کا اختیار نہیں رکھتی۔

(الہدایۃ، کتاب الطلاق، باب: العدة، ج ۳، ص ۲۹۸ ملخصاً)

(۲)..... مرد پر لازم ہے کہ سال میں دو جوڑے کپڑے کے ہر چھ ماہ بعد عورت کو دے جیسا کہ السبب سوط میں ہے۔ طلاق والی عورت نفقہ اور سکنی پائے گی چاہے طلاق رجعی ہو یا بائن یا تین طلاقیں دی ہوں یا حاملہ ہو یا نہ ہو جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں مذکور

ہے۔

(الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل الاول فی نفقة الزوج، ج ۱، ص ۵۷۸ وغیرہ)

(۳)..... اگر خاوند بیوی کو ایسے مکان میں رہائش دیتا ہے جہاں عورت اکیلی ہے اور عورت قاضی سے شکایت کرے کہ خاوند اسے پیٹتا اور اذیت دیتا ہے اور قاضی سے یہ درخواست کرتی ہے کہ وہ خاوند کو حکم دے کہ وہ ایسی جگہ رہائش دے جہاں ارد گرد نیک لوگ ہوں جو خاوند کی نیکی اور بدی معلوم کر سکیں لہذا قاضی جانتا ہو کہ عورت کی شکایت درست ہے تو وہ خاوند کو ڈانٹ کر اس کو زیادتی سے منع کرے اور اگر قاضی کو معلوم نہ ہو تو وہ معلوم کرے کہ اگر ارد گرد والے نیک لوگ ہیں تو عورت کو وہاں رہنے پر پابند کرے لیکن ساتھ ہی قاضی پڑوسیوں سے خاوند کے سلوک کے متعلق معلومات حاصل کریں اگر پڑوسی عورت کی شکایت کی تائید کریں تو قاضی خاوند کو ڈانٹے اور زیادتی سے منع کرے، اگر پڑوسی لوگ کہیں کہ خاوند کوئی زیادتی اور اذیت نہیں دیتا تو قاضی عورت کو اسی مکان میں رہنے کا پابند کرے اور اگر عورت کے پڑوس میں کوئی قابل اعتماد شخص نہ ہو یا پڑوسی خاوند کے طرفدار ہوں تو پھر قاضی خاوند کو حکم دے گا کہ عورت کو نیک لوگوں کے پڑوس میں رہائش دے اور پھر قاضی کو چاہئے کہ اس معاملے کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور پڑوسیوں کے بیان کو کاروائی کی بنیاد بنا دے محیط میں ایسا ہی مذکور ہے۔

(المرجع السابق)

(۴)..... اگر فی الواقع عدت گزر چکی (یعنی حاملہ تھی تو وضع حمل ہو گیا اور نہ طلاق کے بعد تین حیض شروع ہو کر ختم ہو لیے) تو اب نفقہ واجب نہیں کہ مطلقہ کا نفقہ عدت تک ہے بعد عدت کوئی علاقہ باقی نہیں جس کے سبب نفقہ لازم ہو، فی رد المحتار النفقة تابعة للعدة یعنی نفقہ عدت کے تابع ہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۱۳، ص ۴۱۵)

(۵)..... رد المحتار میں بحر کے حوالے سے ہے سب کا اتفاق ہے کہ اگر دونوں (زوج و زوجہ) خوشحال ہیں تو ان کے حال کے مطابق خاوند پر نفقہ واجب ہوگا اور اگر دونوں تنگ دست ہیں تو ان کے حال کے مطابق خاوند پر واجب ہے، اور اختلاف صرف اس صورت میں ہے کہ جب دونوں میں سے ایک امیر اور دوسرا غریب ہو، اور مفتی بہ قول کے مطابق دونوں کے حال کی رعایت پر درمیانہ نفقہ واجب ہوگا اور وہ یہ کہ خوشحالی سے کم اور تنگ دستی سے زائد ہو۔

(الفتاویٰ الرضویہ، ج ۱۳، ص ۴۲۷)

(۶)..... کھانا پکانے کے تمام برتن اور سامان شوہر پر واجب ہے مثلاً چکی، ہانڈی، توا، چٹا، رکابی، پیالہ، چمچ، وغیرہ جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے حسب حیثیت اعلیٰ، ادنیٰ اور متوسط۔ یوہیں حسب حیثیت اثاث البیت دینا واجب ہے مثلاً چٹائی، دری، قالین، چار پائی، لحاف، تو شک، تکیہ، چادر وغیرہ۔ یوہیں کنگھا، تیل، سر دھونے کے لئے کھلی وغیرہ اور صابن یا مینس میل دور کرنے کے لئے اور سرمہ، سسی، مہندی دینا شوہر پر واجب نہیں اگر لائے تو عورت کو استعمال ضروری ہے۔ عطر، خوشبو وغیرہ کی اتنی ضرورت ہے جس سے بغل اور پسینے کی بود بوی نہ پھیلے۔

(بہار شریعت، حصہ ہشتم، ج ۱، ص ۸۱)

## رجعت کی ضروری صورتوں کا بیان:

۳..... عورت کو عدت کے دنوں میں پہلے نکاح پر باقی رکھنے کو رجعت کہتے ہیں اور جو ایسا کرے گویا اس نے رجوع کیا۔

(التعریفات، ص ۱۱۲، بحر الرائق، ج ۴، ص ۷۶)

(۱)..... رجعت اسی عورت کو ہو سکتی ہے جس سے وطی کی ہو، اگر خلوت صحیحہ ہوئی مگر جماع نہ ہوا تو نہیں ہو سکتی اگرچہ اسے شہوت کے ساتھ چھو یا شہوت کے ساتھ فرج داخل کی طرف نظر کی ہو۔ (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطلاق، باب: الرجعة، ج ۵، ص ۲۴)

(۲)..... رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے اور عورت کو بھی اس کی خبر کر دے کہ عدت کے بعد کسی اور سے نکاح نہ کرے اور اگر کر لیا تو تفریق ہو جائے گی اگرچہ دخول کر چکا ہو کہ یہ نکاح نہ ہوا۔ اور اگر

قول سے رجعت کی مگر گواہ نہ کئے یا گواہ بھی کئے مگر عورت کو خبر نہ کی تو مکروہ خلاف سنت ہے مگر رجعت ہو جائے گی۔ اور اگر فعل سے رجعت کی مثلاً اُس سے وطی کی یا شہوت کے بہانہ بوسہ لیا یا اُس کی شرمگاہ کی طرف نظر کی تو رجعت ہوگئی مگر مکروہ ہے۔ اُسے چاہیے کہ پھر گواہوں کے سامنے رجعت کے الفاظ کہے۔

(الحوہرة النيرة، کتاب الرجعة، الجزء الثاني، ص ۱۲۴)

(۳)..... رجعت کے الفاظ یہ ہیں: میں نے تجھ سے رجعت کی یا اپنی زوجہ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لے لیا یا روک لیا، یہ سب صریح الفاظ ہیں کہ ان میں بلائیت بھی رجعت ہو جائیگی۔ یا کہا تو میرے نزدیک ویسی ہے جیسی تھی یا تو میری عورت ہے تو اگر بہ نیت رجعت یہ الفاظ کہے ہوگئی ورنہ نہیں اور نکاح کے الفاظ سے بھی رجعت ہو جاتی ہے۔

(الہندیہ، کتاب الطلاق، باب السادس فی الرجعة وفیما تحل بہ، ج ۱، ص ۵۰۲)

## کن صورتوں میں گواہ کرنا ضروری ہے اور کیوں؟

۲..... رجعت ہونے یا نہ ہونے یا رجعت کی مدت میں اختلاف سے بچنے کے لئے گواہ کرنا بہتر ہوتا ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک گواہ کرنا مستحب ہے۔ امام احمد بن حنبل کے ایک قول کے مطابق رجعت میں گواہ کرنا واجب ہے، اور ظاہر قول کے مطابق امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ جبکہ امام مالک، ابوحنیفہ، احمد اور شافعی اس کے علاوہ قول کے بھی قائل ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ۲۸، ص ۱۴۱)

(۱)..... زوج یا زوجہ دونوں کہتے ہیں کہ عدت پوری ہوگئی مگر رجعت میں اختلاف ہے ایک کہتا ہے کہ رجعت ہوئی اور دوسرا منکر ہے۔ زوجہ کا قول معتبر ہے اور قسم کھلانے کی حاجت نہیں اور عدت کے اندر یہ اختلاف ہوا تو زوج کا قول معتبر ہے اور اگر عدت کے بعد شوہر نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں نے عدت میں کہا تھا کہ میں نے اُسے واپس لے لیا یا کہا تھا کہ میں نے اُس سے جماع کیا تو رجعت ہوگئی۔

(الہندیہ، کتاب الطلاق، باب الرجعة، ج ۳، ص ۲۱۷)

(۲)..... عدت پوری ہونے کے بعد کہتا ہے کہ میں نے عدت میں رجعت کر لی ہے اور عورت تصدیق کرتی ہے تو رجعت ہوگئی اور تکذیب کرتی ہے تو نہیں۔

(المرجع السابق)

(۳)..... زوج و زوجہ متفق ہیں کہ جمعہ کے دن رجعت ہوئی مگر عورت کہتی ہے کہ میری عدت جمعرات کو پوری ہوئی تھی اور شوہر کہتا ہے کہ ہفتہ کو، تو قسم کے ساتھ شوہر کا قول معتبر ہے۔

(الہندیہ، کتاب الطلاق، الباب السادس فی الرجعة وفیما تحل بہ، ج ۱، ص ۵۰۴)

## پیشانیوں، مصیبتوں اور دشواریوں سے نجات کی دعا:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا (الطلاق: ۲)۔ شعی کہتے ہیں جو عدت کے اندر طلاق سے رجوع کرنا چاہے اللہ ﷻ اُس کے لئے راہیں کھول دیگا، دیگر نے یہ قول نقل کیا ہے ہر کام جو بندے پر مشکل ہو جائے اللہ ﷻ اسے آسان کر دے گا۔ کبھی کہتے ہیں جو مصیبت پر صبر کرے اللہ ﷻ اس کے لئے جہنم سے جنت تک کی راہ کھول دے گا، سید عالم ﷺ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا: ”اللہ ﷻ اسے شہادت اور موت کی سختیوں سے نجات دے دیگا، اور قیامت کی سختیوں سے پناہ عطا فرما دے گا“۔ اکثر مفسرین کہتے ہیں کہ یہ اور اس کے بعد والی آیت عوف بن مالک انجعی کے حق میں نازل ہوئی، ان کے صاحبزادے کو دشمنوں نے قید کر لیا تو وہ سید عالم ﷺ کے پاس حاضر خدمت ہوئے اور شکایت کی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ﷻ سے ڈرو اور صبر کرو اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ کی تکرار کرتے رہو“۔ پس اس ورد کی برکت سے ان کا بیٹا واپس آگیا اور دشمن غافل رہے، بلکہ کشاف میں ہے کہ دشمنوں کو غافل دیکھ کر سواوٹ بھی اپنے ساتھ لے آیا۔ اور یہ اسی آیت کی تفسیر ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو



یعنی اللہ ﷻ کا خوف رکھنا چاہیے اور حلال کی جستجو اور صبر کا دامن تھامے رکھے تو اللہ ﷻ اس کے لئے مشکل وقت میں بھی کامیابی کے دروازے کھول دے گا اور اُسے وہاں سے روزی ملے گی جہاں سے اُس کا گمان بھی نہ ہوگا۔ اور جو مصیبت پہنچنے پر اللہ ﷻ پر بھروسہ کرے تو اللہ ﷻ اس کے لئے کافی ہوگا، اسی مناسبت سے سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جسے یہ پسند ہو کہ وہ لوگوں میں قوی ترین ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ اللہ ﷻ پر بھروسہ کرے۔“

(الرازی، ج ۱۰، ص ۵۶۲)

## حمل والی عورتوں کی عدت:

۱۔..... عورت حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے، عورت حرہ ہو یا کنیز مسلمہ ہو یا کتابیہ عدت طلاق کی ہو یا وفات کی یا متار کہ یا وطی بالشبہ کی حمل ثابت بالنسب ہو یا زنا کا مثلاً زانیہ حاملہ سے نکاح کیا اور شوہر مر گیا یا وطی کے بعد طلاق دی تو عدت وضع حمل ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الطلاق، باب: العدة، ج ۵، ص ۱۸۹)

(۲)..... وضع حمل سے عدت پوری ہونے کے لئے کوئی خاص مدت مقرر نہیں موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی اگرچہ ایک منٹ بعد حمل ساقط ہو گیا اور اعضاء بن چکے ہیں عدت پوری ہو گئی ورنہ نہیں اور اگر دو یا تین بچے ایک حمل سے ہوئے تو پچھلے کے پیدا ہونے سے عدت پوری ہوگی۔

(الحوہر النیر، کتاب العدة، الجزء الثاني، ص ۱۵۲)

## دودھ پلانے والیوں کے مسائل:

بچے کو دو برس تک دودھ پلایا جائے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی اور یہ جو بعض عوام میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو برس تک اور لڑکے کو ڈھائی برس تک پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے، یہ حکم دودھ پلانے کا ہے اور نکاح حرام ہونے کے لئے ڈھائی برس کا زمانہ ہے یعنی دو برس کے بعد اگرچہ دودھ پلانا حرام ہے مگر ڈھائی برس کے اندر اگر دودھ پلا دے گی، حرمت نکاح ثابت ہو جائے گی اور اس کے بعد اگر پیا تو حرمت نکاح نہیں۔ (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب النکاح، باب الرضاع، ج ۴، ص ۳۹۳)

(۲)..... عورت کو طلاق دی اس نے اس بچہ کو دو برس کے بعد تک دودھ پلایا تو دو برس کے بعد کی اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتی یعنی لڑکے کا باپ اجرت دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور دو برس تک کی اجرت اس سے جبرانی جا سکتی ہے۔ (الہندیہ، کتاب الرضاع، ج ۱، ص ۳۷۶)

## اغراض:

المراد وامتنہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں واو حذف ہے، اور کلام کو فقط آقائے دو جہاں علیہ السلام تک محدود کیا گیا ہے اس لئے کہ سید عالم ﷺ کی حیثیت سردار کی سی ہے اور بعض نسخوں میں مراد اس کلام سے امت محمدیہ ہے یعنی مطلق سید عالم ﷺ کے نام سے امت مصطفیٰ مجاز امر ادلی گئی ہے۔ او قبل لہم: یہ خطاب کی توجیہ میں دوسرا احتمال ہے، اور ما حصل یہ ہے کہ خطاب فقط سید عالم ﷺ سے ہے لیکن اس سے امر کو حذف کیا گیا ہے گویا کہ یوں کہا گیا ہے: ”اے نبی! اپنی امت سے کہہ دیجئے، الخ۔ اور مفسر نے تین احتمالات بیان فرمائے جبکہ چوتھا احتمال یہ ہے کہ مذکورہ خطاب اول سے آخر تک سید عالم ﷺ سے ہے اور جمع کے لفظ کے ساتھ تعظیماً اور تحملاً خطاب کیا گیا ہے۔

فی الطہور: کیونکہ حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے، دلیل اس کی یہ ہے کہ کسی چیز کے کرنے کا حکم دیا جانا اس کی ضد کی نفی اور نفی کرتا ہے اور اس لئے کہ نفی امر خارج سے ہوا کرتی ہے اور فساد لازم نہیں آتا اور یہاں بھی ایسا ہی ہے، اس لئے کہ نفی کی علت عدت کی طوالت کی وجہ سے ہے۔ لم تمس فیہ: سے مراد وطی نہ کرنا ہے، اور یہ قید شک کے ازالے کی وجہ سے ہے اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ وطی کرنے سے حمل قائم ہو جائے، پس وطی کو حیض سے وضع حمل کی طرف منتقل کر دیا گیا اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حمل پوشیدہ ہوتا ہے، پس

اسی بناء پر طلاق کا اس طہر میں ہونا جس میں وطی کی گئی ہو، امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے اور امام شافعی کے نزدیک حرام ہے لیکن ان دونوں کا عدت میں شمار ہوگا اور ان دونوں میں رجوع پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ لہذا جمعوا: سے مراد انان نفقہ اور سکنتہ ہے۔

احفظوہا: یعنی وہ وقت مراد ہے جس میں طلاق واقع ہوئی، اور خطاب ازواج سے ہے، اور زوجات بھی اس حکم میں داخل ہیں اس لئے کہ زوج عدت کا شمار رجوع کرنے، نفقہ دینے یا اسی مطلقہ کی بہن سے نکاح بعد عدت مکمل ہونے کے کر سکتا ہے اور یہی مراد ازواج کو اس حکم میں داخل کرنے کی ہے۔

زنا: فاحشہ عورت اور بدکلامی کرنے والی عورت کے لئے عدت سے پہلے بھی شوہر کے گھر سے نکلنا جائز ہے۔ مراحعة مختصر یہ ہے کہ اللہ بغض، فراق اور اعراض وغیرہ امور کے بعد شوہر کے دل میں محبت اور رغبت ڈال دے اور وہ طلاق دینے پر شرمندہ ہو اور اپنے عمل سے رجوع لائے۔ قارین القضاء عدتہن: یعنی کلام مجاز کے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔

ولا تضاروہن بالمراحعة: بھلائی کے ساتھ روک لینے کا بیان مقصود ہے، معنی یہ ہے کہ اگر روکنا ہے تاکہ نکاح و زوجیت کا سلسلہ باقی رہے نہ کہ تکلیف دینے کے لئے، زیادہ واضح کلام یہ ہے کہ فراق کے وقت عورت کے حق میں کلام نہ کرو وغیرہ، اور جہاں تک نقصان پہنچانے کے لئے روکنا ہے تو اس کا بیان اللہ نے واضح فرمادیا: ﴿فامسکوہن بمعروف﴾۔

علی الرجعة: تاکہ مرد یا عورت میں سے کسی کے مرجانے کی صورت میں مسئلہ ظاہر ہو جائے اور یہ بھی کہ عدت کا وقت گزر جانے کی صورت میں رجوع اور انکار کی صورت بھی نہ پیدا ہونے پائے۔

والفراق: کسی بھی قسم کے جھگڑے اور فساد سے بچنے کے لئے گواہ کر لئے جائیں، اور یہ حکم استنباطی ہے اور امام اعظم، امام مالک اور ایک قول امام شافعی کا یہی ہے۔ جبکہ امام شافعی کا دوسرا قول عدت کے وقت گواہ کرنا واجب جب کہ فراق کے وقت مستحب ہے۔

فعدتہن ثلاثہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿والشی﴾ مبتداء اور اس کا صلہ ﴿لم یحضن﴾ ہے اور خبر محذوف ہے۔

والمسالتان: سے مراد مسئلہ آئینہ اور مسئلہ صغیرہ ہے۔ شککتم فی عدتہن: یعنی عدت کے دنوں میں جہالت پائی جائے چہ جائے کہ جہالت پائی جائے یا نہ پائی جائے عدت کے دن وہی ہیں جو بیان ہو چکے ہیں، المختصر۔ ای المطلقات: ہر قسم کی مفارقت کی صورت میں شوہر پر سکنی لازم ہے، چہ جائے کہ طلاق کی صورت میں مفارقت ہو یا موت کی صورت میں۔ علی اجر معلوم: یعنی دودھ پلانے کی اجرت وسعت، قدر اور حالت کی صورت حال کے پیش نظر ہوگی۔

والمريضات: بمعنی المطلقات ہے، اور یہ قیدی سیاق کلام کی وجہ سے اختیار کی گئی ہے، اور جان لیں کہ طلاق رجعی کی صورت میں بالاجماع نفقہ دینا شوہر پر لازم ہے اور اگر بائنہ طلاق ہو تو امام مالک اور شافعی کے نزدیک نفقہ دینا شوہر پر لازم نہیں ہے جبکہ امام اعظم کے نزدیک نفقہ واجب ہوگا اور دونوں صورتوں کا یہ بیان اسی وقت ہے جب کہ عورت حاملہ نہ ہو اور اگر حاملہ ہے تو بالاجماع نفقہ شوہر پر لازم ہے اور دودھ پلانے والی کی اجرت بھی شوہر پر بالاجماع لازم ہے جیسا کہ سکنی کا قول بالاجماع کیا جاتا ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۲ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۸

﴿وَكَايْنٍ﴾ هِيَ كَافِ الْجَرِّ دَخَلَتْ عَلَى أَيْ بِمَعْنَى كَمْ ﴿مِنْ قَرِيبَةٍ﴾ أَيْ وَكَثِيرٌ مِنَ الْقُرَى ﴿عَتٍ﴾ عَصَتْ يَغْنَى أَهْلَهَا ﴿عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرَسُولِهِ﴾ فَحَاسِبْنَهَا ﴿فِي الْآخِرَةِ﴾ وَإِنْ لَمْ تَجِيءْ لِنَحْقِ وَقُوعِهَا ﴿حَسَابًا شَدِيدًا وَعَذَابًا نَكْرًا﴾ ﴿بِسُكُونِ الْكَافِ وَضَمِّهَا فَطِيْعًا وَهُوَ عَذَابُ النَّارِ﴾ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا ﴿عُقُوبَتَهُ﴾

وكان عاقبة امرها خسرا (۹) ﴿خَسَارًا وَهَلَاكًا﴾ اعد الله لهم عذابا شديدا ﴿تَكْرِيرُ الْوَعِيدِ تَأْكِيدًا﴾ فأتقوا الله يا اولى الالباب ﴿اصحاب العقول﴾ الذين امنوا ﴿نَعَتْ لِلْمُنَادِىْ اَوْبَيَانٌ لَهُ﴾ قد انزل الله اليكم ذكرا (۱۰) ﴿هُوَ الْقُرْآنُ﴾ رسولا ﴿اَيُّ مُحَمَّدًا مِّنْصُوبٌ بِفِعْلِ مُقَدِّرٍ اَيُّ وَارَسَلْ﴾ يتلوا عليكم آيت الله مبينت ﴿بِفَتْحِ الْيَاءِ وَكُسْرِهَا كَمَا تَقْدَمُ﴾ لِيُخْرِجَ الَّذِينَ امِنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ﴿بَعْدَ مُجِئِ الدِّكْرِ وَالرُّسُولِ﴾ من الظلمت ﴿الْكُفْرِ الَّذِي كَانُوا عَلَيْهِ﴾ الى النور ﴿الْإِيمَانِ الَّذِي قَامَ بِهِمْ بَعْدَ الْكُفْرِ﴾ ومن يؤمن بالله ويعمل صالحا يدخله ﴿وَفِي قِرَاءَةِ الْنُّونِ﴾ جنت تجري من تحتها الانهر خلدين فيها ابدا قد احسن الله له رزقا (۱۱) ﴿هُوَ رِزْقُ الْجَنَّةِ الَّتِي لَا يَنْقَطِعُ نَعِيمُهَا﴾ الله الذى خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن ﴿يَعْنِي سَبْعَ أَرْضَيْنِ﴾ ينزل الامر ﴿الْوَحْيِ﴾ بينهن ﴿بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ ينزل به جبرئيل من السماء السابعة الى الارض السابعة ﴿لَتَعْلَمُوا﴾ متعلق بمحذوف اى اعلمكم بذلك الخلق والتزويل ﴿ان الله على كل شىء قدير وان الله قد احاط بكل شىء علما﴾ (۱۲) ﴿

### ترجمہ

اور کتنے ہی ("کاین" میں کاف حرف جر "ای" پر داخل ہے یہ بمعنی کم ہے) شہر تھے (یعنی کتنے ہی شہر والے تھے) جنہوں نے سرکشی کی (عتت بمعنی عصت ہے) اپنے رب کے حکم اور اس کے رسولوں سے توہم نے ان سے سخت حساب لیا (آخرت میں، آخرت کے تحقق وقوع کی وجہ سے اسے ماضی سے تعبیر کیا اگرچہ آخرت ابھی نہیں آئی) اور انہیں بری ماردی (اس سے مراد عذاب جہنم ہے، "نکرا" کو کاف ساکنہ و مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی فطیعا ہے) تو انہوں نے اپنے کئے کا وبال چکھا (یعنی اپنے کئے کی سزا پائی) اور ان کے کام کا انجام گھانا ہوا (خسرا بمعنی خسار او ہلا کا ہے) اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے..... (یہاں تکرار دو عید تاکید کے لیے ہے) تو اللہ سے ڈرو اے عقل والو (اولی الالباب بمعنی اصحاب العقول ہے) وہ جو ایمان لائے ہو ("الذین امنوا" یہ منادی کی صفت ہے یا اس کا بیان ہے) بیشک اللہ نے تمہارے لیے ذکر اتارا ہے (مراد اس سے قرآن پاک ہے) رسول (بھیجا ہے یعنی محمد ﷺ کو رسول بنا کر، فعل مقدر "ارسل" کی وجہ منصوب ہے) کہ تم پر اللہ کی روشن آیتیں پڑھتا ہے ("مبینت" کو یاء ساکنہ و مکسورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اس کی بحث ماقبل گزر چکی) تاکہ انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے (ذکر اور رسول ﷺ کے آنے کے بعد) اندھیریوں سے (یعنی کفر سے جس پر پہلے وہ قائم تھے) اجالے کی طرف (یعنی ایمان کی طرف، یعنی کفر کرنے کے بعد جس ایمان پر یہ قائم ہیں) لے جائے اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھا کام کرے وہ اسے لے جائے گا ("یدخلہ" کو ایک قرأت میں علامت مضارع نون کے ساتھ پڑھا گیا ہے) ان باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہیں جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں بیشک اللہ نے اس کے لیے اچھی روزی رکھی (اس سے مراد جنتی رزق ہے کہ جنت کی نعمتیں کبھی منقطع نہ ہوں گی) اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہیں کے برابر زمینیں (یعنی سات زمینیں.....) امر (یعنی وحی) ان کے درمیان (یعنی زمین و آسمان کے درمیان) اترتی ہے (حضرت جبرائیل علیہ السلام ساتویں آسمان سے اسے لے کر ساتویں زمین کی طرف نزول فرماتے ہیں) تاکہ تم جان لو ("لتعلموا" محذوف کے متعلق ہے یعنی اعلمکم بذلك الخلق والتزویل کے) کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے اور اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔

## ﴿ترکیب﴾

﴿و کاین من قریۃ عنت عن امر ربھا ورسله لھا سبھا حسبا شديدا و عذبھا عذابا نکرا﴾  
 و: متانفہ، کساین: بمعنی کم خبریہ، من قریۃ تمیز، لکر مبتدا، عنت: فعل و فاعل، عن: جار، امر: مضاف، ربھا: معطوف  
 علیہ، ورسله: معطوف، لکر مضاف الیہ، لکر مجرور، لکر ظرف لغو، لکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، لکر جملہ اسمیہ متانفہ، ف: عاطفہ، حاسبھا: فعل  
 با فاعل و مفعول، حسبا شديدا: مفعول مطلق، لکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، عذبھا: فعل با فاعل و مفعول، عذابا نکرا: مفعول مطلق، لکر  
 جملہ فعلیہ۔

﴿فذاقت وبال امرھا و کان عاقبہ امرھا خسرا اعد الله لهم عذابا شديدا فاتقوا الله يا اولی الالباب الذین امنوا﴾  
 ف: عاطفہ، ذاق: فعل با فاعل، وبال امرھا: مفعول، لکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کان: فعل ناقص، عاقبہ امرھا: اسم، خسرا: خبر، لکر  
 جملہ فعلیہ، اعد الله: فعل و فاعل، لهم: ظرف لغو، عذابا شديدا: مفعول، لکر جملہ فعلیہ، ف: فصيحة، اتقوا: فعل امر  
 با فاعل، الله: مفعول، لکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، یا: نداء، ولی الالباب: مبدل من، الذین امنوا: بدل، لکر متادی، لکر  
 نداء، لکر جملہ نداسیہ ہو کر شرط محذوف ”ان عرفتم ذلك“ کی جزاء، لکر جملہ شرطیہ۔

﴿قد انزل الله اليکم ذکرا رسولا يتلوا علیکم ایت الله مبینة لیخرج الذین امنوا و عملوا الصلحت من  
 الظلمت الى النور﴾

قد: تحقیقیہ، انزل الله اليکم: فعل با فاعل و ظرف لغو، ذکرا: مبدل من، رسولا موصوف، يتلوا علیکم: فعل با فاعل و ظرف  
 لغو، ایت الله: ذو الحال، مبینة: حال، لکر مفعول، لام: جار، یرج: فعل با فاعل، الذین امنوا و عملوا الصلحت: موصول  
 صلہ، لکر مفعول، من الظلمت: ظرف لغو، الى النور: ظرف لغو ثانی، لکر جملہ فعلیہ تقدیران مجرور، لکر ظرف لغو، لکر جملہ فعلیہ  
 صفت، لکر بدل، لکر مفعول، لکر جملہ فعلیہ۔

﴿و من یومن بالله و یعمل صالحا یدخله جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیھا ابدًا﴾  
 و من یومن بالله..... الخ: اس آیت کی ترکیب ما قبل سورۃ التغابن آیت نمبر ۹۶، میں گزری۔

﴿قد احسن الله له رزقا الذي خلق سبع سموات و من الارض مثلهن﴾

قد: تحقیقیہ، احسن الله: فعل و فاعل، له: ظرف لغو، رزقا مفعول، لکر جملہ فعلیہ، الله مبتدا، الذي: موصول، خلق: فعل  
 با فاعل، سبع سموات: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من الارض: ظرف بطرف مستقر حال مقدم، مثلهن: ذو الحال، لکر معطوف، لکر  
 جملہ فعلیہ صلہ، لکر خبر، لکر جملہ اسمیہ۔

﴿یتنزل الامر بینهن لتعلموا ان الله علی کل شیء قدير و ان الله قد احاط بكل شیء علما﴾

یتنزل الامر: فعل و فاعل، بینهن: ظرف، لام: جار، لتعلموا: فعل با فاعل، ان الله علی کل شیء قدير: جملہ اسمیہ معطوف  
 علیہ، و: عاطفہ، ان الله: حرف مشبہ و اسم، قد: تحقیقیہ، احاط: فعل ”هو“ ضمیر تمیز، علما: تمیز، لکر فاعل، بكل شیء: ظرف لغو، لکر  
 جملہ فعلیہ خبر، لکر جملہ اسمیہ معطوف، لکر مفعول، لکر جملہ فعلیہ تقدیران مجرور، لکر ظرف لغو، لکر جملہ فعلیہ متانفہ۔



## ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

## وعیدات سے متعلق بیان:

۱۔..... وعدے کا تعلق خیر و شر کے امور سے ہوتا ہے، کہا جاتا ہے کہ میں نے اُس کے ساتھ نفع یا نقصان کا وعدہ کیا، اسی سے مصادر ”وعدا“ و ”موعدا“ و ”معیاد“ آتی ہیں۔ وعید کو خاص شر کے امور کے ساتھ محمول کیا جاتا ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الْعَمَلُ وَعْدُهُ وَعْدًا حَسَنًا﴾ کیا تو وہ جسے ہم نے اچھا وعدہ دیا (النقص: ۶۱) ﴿وَعْدَكُمْ اللَّهُ مَغَانِمَ اللَّهِ﴾ تم سے وعدہ کیا بہت سی غنیمتوں کا (الفتح: ۲۰) ﴿وَعْدَ اللَّهِ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ اللہ نے وعدہ کیا ان سے جو ان میں ایمان والے ہیں (الفتح: ۲۹) ﴿وَفِيهِ أَوْثَرُ﴾ کے وعدے یعنی وعیدات کا بیان قرآن میں یوں ہے: ﴿وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ﴾ اور یہ تم سے عذاب مانگتے ہیں جلدی کرتے ہیں اور اللہ ہرگز اپنا وعدہ جھوٹا نہ کرے گا (الحج: ۴۷) ﴿جَوَازُكَ اللَّهُ﴾ عذاب کی جلدی کر رہے تھان کے لئے یہ وعید ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿قُلْ أَفَأَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ ذَلِكُمُ النَّارُ وَعْدُهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ تم فرما دو کیا میں تمہیں بتا دوں جو تمہارے اس حلال سے بھی بدتر ہے وہ آگ ہے اللہ نے اس کا وعدہ دیا ہے (الحج: ۲۷) ﴿إِنْ مَوْعِدُهُمُ الصَّبْحُ﴾ بیشک ان کا وعدہ صبح کے وقت کا ہے (مؤ: ۸۱) ﴿فَأَتَيْنَا بِمَا تَعَدُّنَا﴾ تو ہم پر لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دیتے ہو (الاحقاف: ۲۲) ﴿وَأَمَّا لِرَبِّكَ بَعْضُ الَّذِي نَعِدُهُمْ﴾ اور اگر ہم تمہیں دکھادیں کچھ اس میں سے جو انہیں وعدے دے رہے ہیں (یونس: ۴۶) ﴿فَلَا تَحْسِبَنَّ اللَّهُ مَخْلُوفَ وَعْدِهِ﴾ رسولہ تو ہرگز خیال نہ کرنا کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلاف کرے گا (ابراہیم: ۴۷) ﴿الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ﴾ شیطان تمہیں اندیشہ دلاتا ہے محتاجی کا (البقرہ: ۲۶۸) ﴿اس سے دو امور متضمن ہوتے ہیں، پس اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿إِلَّا أَنْ وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا﴾ حق سن لو بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے (یونس: ۵۵) ﴿پس یہ وعدہ قیامت کے وقوع کے حوالے سے ہے اور بندوں کی جزاء و سزا کے متعلق ہے کہ نیکوں کے لئے خیر اور شریروں کے لئے شر کا وعدہ ہے۔ پس الموعد اور الميعاد دو مصادر ہیں جس کا بیان قرآن میں یوں ہے: ﴿فَأَجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا﴾ تو ہم میں اور اپنے میں ایک وعدہ ٹھہرا دو (طہ: ۵۸) ﴿بَلْ زَعَمْتُمْ لَكُمْ مَوْعِدًا﴾ بلکہ تمہارا گمان تھا کہ ہم ہرگز تمہارے لئے کوئی وعدہ کا وقت نہ رکھیں گے (الکہف: ۴۸) ﴿وَمَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الزَّيْنَةِ﴾ اور ہم نے ان کی بربادی کا ایک وعدہ رکھا تھا (طہ: ۵۹) ﴿بَلْ لَكُمْ مَوْعِدٌ﴾ بلکہ ان کے لئے ایک وعدہ کا وقت ہے (الکہف: ۵۸) ﴿قُلْ لَكُمْ مِيعَادٌ يَوْمَ تَمُوتُ﴾ تم فرما دو تمہارے لئے ایک ایسے دن کا وعدہ ہے (سبا: ۳۰) ﴿وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ﴾ اور اگر تم آپس میں کوئی وعدہ کرتے تو ضرور وقت پر برابر نہ پہنچتے (الانفال: ۴۲) ﴿إِنْ وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا﴾ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے (الروم: ۶۰) ﴿یعنی بعث بعد الموت کا وعدہ حق ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿إِنْ مَا تَوَاعَدُونَ لَا تَنْفَعُكُمْ﴾ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ضرور آنے والی ہے (الانعام: ۱۳۴) ﴿بَلْ لَكُمْ مَوْعِدٌ﴾ یسجدوا من دونہ مونا بلکہ ان کے لئے ایک وعدہ کا وقت ہے جس کے سامنے کوئی پناہ نہ پائیں گے (الکہف: ۵۸) ﴿اور مواعد کے بارے میں قرآن میں یوں فرمایا: ﴿وَلَكِنْ لَا تَوَاعَدُوهُمْ﴾ سرا ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو (البقرہ: ۲۳۵) ﴿وَوَاعَدْنَا مُوسَى ثَلَاثِينَ لَيْلَةً﴾ اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ فرمایا (الاعراف: ۱۴۲) ﴿وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَى أَرْبَعِينَ لَيْلَةً﴾ اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ فرمایا (البقرہ: ۵۱) ﴿اور اسی کے مناسب یہ کلام بھی قرآن میں ہے: ﴿وَوَاعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنِ﴾ اور تمہیں طور کی دینی طرف کا وعدہ دیا (طہ: ۸۰) ﴿وَالْيَوْمَ الْمَوْعُودِ﴾ اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے (البروج: ۲) ﴿اور قیامت کے دن کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿لَمِيقَتِ يَوْمٍ﴾ معلوم ایک مقرر دن کے وعدہ پر (الشعراء: ۳۸) ﴿اور وعیدوں کی جانب اشارہ

کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تَعِدُونَ وَتَصِدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ بِرِاسَةٍ رَاسَةٍ يَنْهَوْنَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ لَمْ يَصِفُوا إِلَّا أَنْفُسَهُمْ يَهْتَئِِلُ اللَّهُ سَعِيدٌ لِّمَنْ يَشَاءُ﴾ (۸۶: اعراف) ﴿ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ﴾ یہ اس لئے جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے (ابراہیم: ۱۴) ﴿فَلْيَكْسِرُوا بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعِيدِ﴾ تو قرآن سے نصیحت حاصل کرو اسے جو میری دھمکی سے ڈرے (ق: ۴۰) ﴿قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدِيَ وَقَدْ قَدِمْتُ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ﴾ فرمائے گا میرے پاس نہ جھگڑو میں تمہیں پہلے ہی عذاب کا ڈر سنا چکا تھا (ق: ۲۸) ﴿﴾

(المفردات، ص ۵۴۱)

## سات آسمان وزمین کی تحقیق:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ اللَّهُ هُوَ جَسَ نَ السَّاتِ آسَمَانِ بَنَے اور انہیں کی برابر زمینیں (الطلاق: ۱۲)﴾ کے بارے میں مفسرین کرام کے اقوال درج ذیل ہیں:

ابن جریر طبری لکھتے ہیں: قنادہ کا قول ہے کہ اللہ ﷻ نے سات آسمان اور سات زمینیں بنائیں، اور ہر آسمان وزمین کے خلق و امر و قضاء کے معاملات ہوتے ہیں۔ ربیع بن انس کہتے ہیں کہ پہلا آسمان موج مکفوف، دوسرا صخرۃ، تیسرا حدید، چوتھا نحاس، پانچواں فضہ، چھٹا ذہب اور ساتواں یاقوتہ ہے۔

امام قرطبی کہتے ہیں: سات آسمان یکے بعد دیگرے موجود ہیں جس میں کوئی اختلاف نہیں جیسا کہ حدیث الاسراء میں بھی موجود ہے، لیکن زمینوں کے سات ہونے کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ یعنی زمینیں سات ہیں یا نہیں، اس بارے میں دو اقوال ہیں (۱)..... ایک قول جو کہ جمہور کا ہے وہ یہ ہے کہ سات زمینیں ہیں جو کہ ایک دوسرے پر تہہ در تہہ موجود ہیں، اور ہر زمین کی مسافت دوسری زمین کے حوالے سے ایسی ہے جیسا کہ آسمانوں کی باہم مسافت ہے۔ اور ہر زمین میں اللہ ﷻ کی مخلوق کی سکونت کا اہتمام ہے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ سات زمینیں ہیں لیکن یہ زمینیں بخلاف آسمانوں کے بغیر کسی آفات کے ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں۔ لیکن صحیح ترین قول اول ہی ہے۔ جس پر اخبار دلالت کرتی ہیں جنہیں ہم مضمون کے آخر میں نقل کریں گے۔ (۲)..... لوگ (تمام) آسمانوں کا مشاہدہ نہیں کر سکتے، اور اللہ ﷻ نے روشنی بنائی جس سے آسمان مستفیض ہوتے ہیں، اور یہ قول زمین کے بنائے جانے میں بھی ہوتا ہے جیسا کہ کرۂ ارض کا تخلیق کرنا، اور آیت میں ایک تیسرا قول بھی ہے جس کی جانب کلبی نے ابوصالح سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اللہ ﷻ نے سات زمینیں پھیلا دی ہیں، جو کہ ایک دوسرے کے اوپر تلے نہیں ہیں، ان زمینوں کے مابین سمندروں سے فصل کیا گیا ہے اور انہیں آسمان سایہ کرتا ہے۔ اور اگر یوں ہی ہو تو ایک زمین کا رہنے والا دوسری زمین تک نہیں پہنچ سکتا اور اسلام کی دعوت کا پہنچانا، خود پہنچنے کو لازم کرتا ہے، اور یوں کسی ایک کے لئے بھی ممکن نہ رہے گا کہ وہ دوسری زمین میں جا کر اسلام کی دعوت پہنچائے۔ اور اگر اس میں ایسی قوم ہو جو دوسری زمین پر پہنچ کر اسلام کی دعوت پہنچانے کا احتمال رکھتی ہو تو ایسا کرنا ہر ممکن صورت میں ضروری ہونا چاہیے، اس لئے کہ سمندر کے ذریعے فصل ہونے سے جب گزرنا ممکن ہو جائے تو اس کے حکم سے پیدا ہونے والی عمومیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا، اور اگر ایسا نہیں تو اسلام کی دعوت پہنچانا لازم ہی رہے گا جس پر حدیث بھی وارد ہوئی ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۸، ص ۱۵۵)

علامہ آلوسی کہتے ہیں: جمہور کا قول یہی ہے کہ جس طرح سات آسمان ہیں بالکل یونہی سات زمینیں بھی ہیں جو کہ ایک دوسرے پر تہہ در تہہ موجود ہیں اور جس طرح دو آسمانوں کے مابین مسافت ہے یونہی دو زمینوں کے مابین مسافت پائی جاتی ہے۔ اور ہر زمین میں اللہ ﷻ کی مخلوق بستی ہے لیکن اس کی حقیقت اللہ ﷻ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(روح المعانی، الجزء: ۲۸، ص ۴۶۷)

☆..... حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ ﷻ سات آسمانوں کے رب جن پر ان کا سایہ

ہے اور زمینوں کے رب اور جن کو ان زمینوں نے اٹھایا ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب الدعوات، باب: (۹۰)/ ۹۰، رقم: ۳۵۳۴، ص ۲۰۱۱) ☆..... سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: ”جس نے کسی کی زمین ظلم کرتے ہوئے چھینی، کل بروز قیامت اس سے اتنی ہی زمین کا سات زمینوں تک طوق بنا کر ڈالا جائے گا۔“ (صحیح البعاری، کتاب المظاہم، باب: اثم من ظلم شیئا، رقم: ۲۴۵۲، ص ۳۹۵)

## اغراض:

بمعنی کم: پس مکمل ہی ”کم“ کے معنی میں ہوگا۔ لتحقق وقوعها: اللہ نے فرمایا: ﴿فحاسبناھا﴾ حساب کا تعلق تو مستقبل سے ہے، پھر اسے ماضی سے کیوں تعبیر کیا گیا ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ماضی سے تعبیر کرنے کا مقصد عذاب کے وقوع کو متحقق بنانا ہے۔ تکریر الوعد: وعید کے چار جملے یوں ارشاد فرمائے: ﴿فحاسبناھا﴾، ﴿عذبناھا﴾، ﴿لذاقت وبال امرھا﴾، ﴿وکان عاقبة امرھا خسرا﴾۔ ای محمد: رسول کی تفسیر میں مذکور اقوال میں سے ایک قول یہ ہے، جب کہ دیگر اقوال میں سے ایک قول حضرت جبرائیل علیہ السلام اور دوسرا قول قرآن مجید ہے۔

یعنی سبع ارضین: علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ آسمان سات ہیں اور ایک دوسرے کے اوپر تلے ہیں اور جمہور کے نزدیک زمین بھی سات ہی ہیں اور ایک دوسرے کے نیچے اوپر تلے ہیں، اور ہر زمین اللہ کی مخلوق کا مسکن ہے، المختصر۔ مزید حاشیہ نمبر ”۲“ کا مطالعہ کیجئے۔ یسزل بہ جنبرائیل علیہ السلام: وحی بمعنی تشریف ہے، معنی اللہ کا امر اور اس کی قضاء ہے، جو کہ ساتویں آسمان سے لے کر ساتویں زمین تک جاری ہوتا ہے اور اللہ ﷻ ہر ذرے کا حقیقی متصرف ہے، اور جب وحی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے مراد احکام کا مکلف کرنا ہوتا ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۹، وغیرہ)

## صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد

## سورة التحريم مدنیة وهى اثنتا عشرة آية

(سورة تحريم مدنی ہے جس میں کل بارہ آیتیں ہیں)

## تعارف سورة التحريم

اس سورت میں دو رکوع، بارہ آیتیں، دو سو سینتالیس کلمے، ایک ہزار بیس حروف ہیں۔ ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے اپنے اوپر ایک حلال چیز سے اجتناب کرنے کی قسم کھالی تھی اور اگر پابندی برقرار رہتی تو نبی کریم ﷺ کو تکلیف ہوئی نیز امت محمدی ایسا کرنے کو سنت نبوی سمجھ لیتی اور اپنے اوپر پابندیاں عائد کرتی اور اس کو اعمال صالحہ بخشتی اور مشکلات اور محرومیوں کی دلدل میں پھنس کر رہ جاتی اس لئے اللہ ﷻ نے فرمایا کہ کفارہ ادا کریں اور اس پابندی سے چھٹکارہ حاصل کریں کیونکہ آپ ﷺ کی اور آپ کی امت کی تکلیف اللہ ﷻ کو گوارہ نہیں ہے۔ آگے ازواج مطہرات کے بارے میں ارشاد فرمایا ان کے دلوں میں نبی پاک ﷺ کی بے پناہ محبت تھی اور بعض اوقات رقابت کے جذبہ کو بھڑکا دیتی اور ایسی صورت حال پیدا کر دیتی تھی کہ حضور ﷺ کے لئے پریشان کن مرحلہ ہو جاتا۔ اللہ ﷻ نے اس صورت میں ازواج کی تادیب فرمائی اور آئندہ کے لئے ایسی کوئی حرکت جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کو کوئی تکلیف ہو منع فرمایا خواہ اس کا محرک تمہارا جذبہ محبت ہی کیوں نہ ہو تمہاری محبت خود سر نہیں ہونی چاہئے بلکہ خود رضائے حبیب ﷺ کا حلقہ بگوش ہونا چاہئے تمہارے جذبات شوق کچھ ہوں لیکن میرے محبوب ﷺ کی پسند ناپسند کا پابند ہونا چاہئے اور ایک زوجہ مکرمہ راز افشاں کر بیٹھیں ان کو بھی تعلیم فرمائی اس سے تمام عورتوں کو بھی سبق مل گیا کہ اپنے شوہروں کے رازوں کو محفوظ رکھیں ورنہ ان کی معمولی سی غلطی کی وجہ سے ان کے خاندانوں میں فساد پیدا ہو جائیگا۔ اور آخر میں دو مثالیں ذکر فرمائیں ایک کفار کے لئے اور ایک مسلمانوں کے لئے تاکہ دونوں گروہوں کو اپنی حیثیت کا پورا علم ہو جائے وہ کسی غلط فہمی میں نہ مبتلا رہیں ایمان اور محبت الہی کمزور سے کمزور آدمی کو کس طرح ناقابلِ تخیر بنا دیتی ہے اس کو سمجھانے کے لئے حضرت بی بی آسیہ کا تذکرہ فرمایا حضرت مریم کی پاک دامنی کا ذکر کر کے مسلم خواتین کے لئے ترغیب بیان فرمائی ہر عورت اپنی عصمت کی حفاظت کرے اسے کسی قیمت پر بے آب نہ ہونے دے ہو سکتا ہے کہ اللہ ﷻ اپنے فضل و کرم سے انہیں بھی کسی نیک بخت اور نامور فرزند کی ماں بننے کا شرف بخش دے۔

رکوع نمبر: ۱۹

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تَحْرِمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ مِنْ أَمْتِكَ مَارِيَةَ الْقَيْطِيَّةَ لَمَّا وَاقَعَهَا فِي بَيْتِ حَفْصَةَ وَكَانَتْ غَائِبَةً فَجَاءَتْ وَشَقَّ عَلَيْهَا كَوْنُ ذَلِكَ فِي بَيْتِهَا عَلَى فِرَاشِهَا حَيْثُ قُلْتُ هِيَ حَرَامٌ عَلَيَّ ﴿تَبْغِي﴾ بِتَحْرِيمِهَا ﴿مَرْضَاتُ أَزْوَاجِكَ﴾ أَيُ رِضَاهُنَّ ﴿وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (۱) ﴿غَفَرَ لَكَ هَذَا التَّحْرِيمُ﴾ ﴿قَدْ فَرَضَ اللَّهُ﴾ شَرَعَ ﴿لَكُمْ تَحِلَّةَ إِيْمَانِكُمْ﴾ بِتَحْلِيلِهَا بِالْكَفَّارَةِ الْمَذْكُورَةِ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ وَمِنْ الْإِيْمَانِ تَحْرِيمُ الْأَمَةِ وَهَلْ كَفَّرَ ﷺ قَالَ مُقَابِلُ أَعْتَقَ رَقَبَةً فِي تَحْرِيمِ مَارِيَةَ وَقَالَ الْحَسَنُ لَمْ يَكْفِرْ لِأَنَّهُ مَغْفُورٌ لَهُ ﴿وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ﴾ نَاصِرُكُمْ ﴿وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ﴾ (۲) ﴿أَذْكُرُ﴾ إِذَا اسْرَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ هِيَ حَفْصَةُ حَدِيثًا ﴿هُوَ تَحْرِيمُ مَارِيَةَ وَقَالَ لَهَا لَا تُفْشِيهِ﴾ فَلَمَّا بَيَّاتَ بِهِ غَائِشَةً ظَنَّا مِنْهَا أَنَّهَا لَاحْرَجَ فِي ذَلِكَ وَظَهَرَهُ اللَّهُ ﴿أُطْلِعَهُ﴾ عَلَيْهِ ﴿عَلَى الْمُنْبَأِ بِهِ﴾ عَرَفَ بَعْضُهُ بِحَفْصَةَ وَاعْرَضَ عَنْ



بعض ﴿تَكْرِمْ مَائِنَهُ﴾ فلما لبها ما به قالت من الباك هذا قال لباني العليم الخبير ﴿٣﴾ ﴿أَيُّ اللَّهِ﴾ ان  
تعبوا ﴿أَيُّ خَفْصَةٍ وَعَالِشَةٍ﴾ الى الله فقد صغت قلوبكما ﴿مَا لَيْتَ إِلَى تَحْرِيمٍ مَارِيَةٍ أَيْ سِرِّكُمْ ذَلِكْ  
مَعَ كَرَاهِيَةِ لِلنَّبِيِّ ﷺ لَهُ وَذَلِكَ ذَنْبٌ وَجَوَابُ الشَّرْطِ مَحْذُوقٌ أَيْ تَقْبَلًا وَأَطْلَقَ قُلُوبٌ عَلَى قَلْبَيْنِ وَلَمْ  
يُعْبَرْ بِهِ لِامْتِثَالِ الْجَمْعِ بَيْنَ تَيْسَتَيْنِ فِيمَا هُوَ كَالْكَلِمَةِ الْوَاحِدَةِ ﴿وَإِنْ تَظْهَرُ﴾ بِإِذْغَامِ النَّاءِ الثَّانِيَةِ فِي  
الْأَصْلِ فِي الظَّاءِ وَفِي قِرَاءَةِ بِدَوْنِهَا فَتَعَارَفَا ﴿عَلَيْهِ﴾ أَيْ النَّبِيِّ فِيمَا يَكْرَهُهُ ﴿فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ فَضْلُ﴾  
مَوْلِهِ نَاصِرُهُ ﴿وَجَبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ مَعْظُوقٌ عَلَى مَحَلِّ اسْمٍ إِنْ فَيَكُونُونَ نَاصِرِيهِ  
﴿وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ﴾ بَعْدَ نَصْرِ اللَّهِ وَالْمَذْكُورِينَ ﴿ظَهِيرُ﴾ ﴿٣﴾ ﴿ظَهْرَاءُ أَغْوَانٌ لَهُ فِي نَصْرِهِ  
عَلَيْكُمْ﴾ عَسَى رَبُّهُ أَنْ يَطْلُقَ النَّبِيَّ أَرْوَاجَهُ ﴿أَنْ يَبْدِلَهُ﴾ بِالتَّشْدِيدِ وَالتَّخْفِيفِ ﴿أَزْوَاجًا خَيْرًا  
مِنْكُمْ﴾ خَيْرُ عَسَى وَالْجُمْلَةُ جَوَابُ الشَّرْطِ وَلَمْ يَقَعْ التَّبْدِيلُ لِعَدَمِ وَقُوعِ الشَّرْطِ ﴿مُسْلِمَتٌ﴾ مُقَرَّبَاتُ  
بِالْإِسْلَامِ ﴿مُؤْمِنَةٌ﴾ مُخْلِصَاتُ ﴿قَتَلَتْ﴾ مُطِيعَاتُ ﴿تَنَبَّتْ عِبْدَتٌ سَنَحَتْ﴾ صَائِمَاتُ أَوْ مَهْجَرَاتُ ﴿  
ثَبَّتْ وَابْكَارًا﴾ بِأَيِّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ ﴿بِالْحَمْلِ عَلَى طَاعَةِ اللَّهِ تَعَالَى﴾ نَارًا وَقُودَهَا  
النَّاسُ ﴿الْكُفَّارُ﴾ وَالْحَجَارَةُ ﴿كَأَصْنَامِهِمْ مِنْهَا يَعْنِي أَنَّهَا مُفْرِطَةُ الْحَرَارَةِ تَتَّقِدُ بِمَا ذَكَرَهُ لَا كُنَّ الدُّنْيَا  
تَتَّقِدُ بِالْحَطَبِ وَنَحْوِهِ﴾ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ ﴿خَزَنَتُهَا عِدَّتُهُمْ بِسَعَةِ عَشْرٍ كَمَا سَيَأْتِي فِي الْمَذْكُورِ﴾ غَلَاظُ ﴿مِنْ  
غَلِظَ الْقَلْبِ﴾ شِدَادُ ﴿فِي الْبَطْشِ﴾ لَا يَعْمَلُونَ اللَّهُ مَا أَمَرَهُمْ ﴿بَدَلٌ مِنْ لَفْظِ الْجَلَالَةِ أَيْ لَا يَعْصُونَ مَا  
أَمَرَ اللَّهُ﴾ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿١﴾ تَاكِيدٌ وَالْآيَةُ تَحْوِيلٌ لِلْمُؤْمِنِينَ عَنِ الْإِرْتِدَادِ وَلِلْمُتَفَقِّهِينَ الْمُؤْمِنِينَ  
بِالْإِسْتِثْنَاءِ دُونَ قُلُوبِهِمْ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ﴾ يُقَالُ لَهُمْ ذَلِكَ عِنْدَ دُخُولِهِمُ النَّارَ أَيْ لِأَنَّهُ  
لَا يَنْفَعُكُمْ ﴿أَلَا تَحْزَنُونَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾ ﴿٢﴾ أَيْ جَزَائِهِ.

### ﴿ترجمہ﴾

اے نبی تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لیے حلال کی (یعنی اپنی کنیز بی بی ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو، واقعہ  
یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت حصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں آپ کی غیر موجودگی میں حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحبت اختیار  
فرمائی جب حضرت حصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں تو ان پر حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اس حجرے میں اور اپنے بستر پر ہونا شاق گزرا، تو اس  
وقت آپ ﷺ نے فرمایا ماریہ مجھ پر حرام ہے ..... اس تحریم سے) اپنی بی بیوں کی مرضی چاہتے ہو (اس تحریم کے ذریعے سے  
(اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے) (اس نے تمہاری اس تحریم کو معاف فرمادیا) بیشک اللہ نے مقرر فرمایا (یعنی مشروع فرمایا) تمہارے لیے  
تمہاری قسموں کا اتنا (کفارہ کے ذریعے تم سے بری ہونا، کفارہ کا ذکر سورہ مائدہ میں ہے اور کنیز کو حرام کرنا بھی قسم ہے، حضور ﷺ نے  
کفارہ قسم فرمایا تھا یا نہیں؟ اس بارے میں مقاتل نے کہا کہ حضور ﷺ نے حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تحریم کے بارے میں ایک غلام  
آزاد فرمایا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کفارہ نہیں ادا فرمایا اس لیے کہ یہ حضور ﷺ کے لیے معاف کر دیا گیا ہے ..... ۲) (اور اللہ  
تمہارا مولیٰ (یعنی مددگار) ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور (یاد کرو) جب نبی نے اپنی ایک بی بی (یعنی حضرت حصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
(سے ایک راز کی بات فرمائی (یعنی حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حرام کر لینے کی اور فرمایا کہ اس کو عام مت کرنا) پھر جب وہ اس کا ذکر

(حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے) کر بیٹھی (یہ گمان کرتے ہوئے کہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے) اور اللہ نے اسے (یعنی جو خبر دی گئی تھی) نبی پر ظاہر کر دیا (یعنی انہیں مطلع کر دیا) تو نبی نے اسے کچھ جتایا (یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو) کچھ سے چشم پوشی فرمائی (اپنی اعلیٰ طرفی کی وجہ سے) پھر جب نبی نے اسے اس کی خبر دی بولی حضور کو کس نے خبر دی فرمایا مجھے علم والے خبردار (یعنی اللہ ﷻ) نے بتایا اگر وہ دونوں (یعنی حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) رجوع کر لیں اللہ کی طرف تو ضرور تمہارے دل کچھ راہ سے ہٹ گئے ہیں (یعنی حضرت ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معاملے میں کسی تحریم کی طرف مائل ہو گئے تھے یعنی حضور کو یہ تحریم ناپسند تھی اس کے باوجود تم دونوں اس تحریم سے خوش ہوئی اور یہ ذنب ہے، ان تنسو با کا جواب شرط "تقبلا" محذوف ہے اور قلبین پر قلوب کا اطلاق کیا گیا ہے یہاں تشبیہ کو اس لیے ذکر نہیں کیا کہ تشبیہ کے درمیان جمع ثقیل ہوتی ہے) اور اگر زور باندھو (یعنی باہم ایک دوسرے کی مدد کر دیکھو) "میں دوسرے تاء کا اصل ظاء میں ادغام کر دیا گیا ہے اور ایک قرأت میں یہ بغیر ادغام کے پڑھا گیا ہے) ان پر (یعنی نبی پاک ﷺ پر ان کے ناپسندیدہ امور کے بارے میں) تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے ("فان الله هو" میں "هو" ضمیر فصل ہے، ولہ بمعنی ناصرہ ہے) اور جبرائیل اور میکائیل ایمان والے (یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، اس کا عطف "ان" کے اسم کے محل پر ہے، پس یہ بھی حضور ﷺ کے مددگار میں سے ہیں) اور اس کے بعد (یعنی اللہ ﷻ اور مذکورہ افراد کی مدد کے بعد) فرشتے مدد پر ہیں..... (ظہیر بمعنی ظہراء یعنی مددگار کے ہے، یعنی یہ فرشتے بھی تمہارے خلاف حضور کے مددگار ہیں) ان کا رب قریب ہے اگر وہ تمہیں طلاق دیدیں (یعنی نبی ﷺ پاک اپنی ازواج کو طلاق دیں) تو اللہ نہیں بدل میں دے گا ("يبدله" فعل کو مخفف و مشدود دونوں طرح پڑھا گیا ہے) تم سے بہتر پیماں ("ان يبدله..... الخ" یہ "عسی" کی خبر ہے یہ جملہ جواب شرط ہے اور شرط کے عدم وقوع کے سبب یہ تبدیلی واقع نہ ہوئی) اسلام والیاں (یعنی اسلام کا اقرار کرنے والیاں) ایمان والیاں (یعنی اخلاص والیاں) اطاعت والیاں (فقتت بمعنی مطيعات ہے) توبہ والیاں بندگی والیاں روزہ داریں (مسحت بمعنی صانعات یا مہاجرو ات ہے) بیاہیاں اور کنواریاں اے ایمان والوں اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو بچاؤ (انہیں اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کی طرف راغب کر کے.....) اس آگ سے جس کے ایندھن آدمی (یعنی کفار) اور پتھر ہیں (جیسا کہ پتھر سے بنے بت، مذکورہ چیزوں کے ذریعے جہنم کی آگ مزید بھڑکے گی ان مذکورہ اشیاء کے ذریعے دنیاوی آگ کی طرح ایندھن سے جہنم کی آگ کو بھڑکایا جائے گا) اس پر فرشتے ہیں (جہنم کے داروغہ جن کی تعداد انیس ہے جیسا کہ سورہ مدثر میں اس کا بیان آئے گا) سخت دل ("غلظ" من غلظ القلب سے ماخوذ ہے) شدید گرفت کرنے والے (یعنی پکڑ کرنے میں سخت ہیں) جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے ("ما امرهم" یہ اسم جلالت سے بدل ہے یعنی وہ اللہ ﷻ کا حکم نہیں ٹالتے) اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں ("ويفعلون..... الخ" یہ تاکید ہے اس آیت میں مسلمانوں کو امتداد سے اور ان منافقین کو جو کہ زبان سے مومن ہیں دل سے نہیں ڈرایا گیا ہے) اے کافروں آج بہانے نہ بناؤ (یہ بات ان سے جہنم میں داخل ہوتے وقت کہی جائے گی یعنی یہ بہانہ بازی تمہیں فائدہ نہ دے گی) تمہیں وہی بدلہ ملے گا جو تم کرتے تھے (یعنی تمہیں تمہارے کئے کا بدلہ ملے گا)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿يا ايها النبی لم تحرم ما احل الله لك تبغی مرضات ازواجک واللہ غفور رحیم﴾

یا ایہا النبی: نداء، لام: جار، م: استفہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، تحرم: "انت" ضمیر مستقر ذوالحال، تبغی: فعل بافاعل، مرضات ازواجک: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ما: موصولہ، احل الله لك: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مفعول، ملکر

جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، مکر جملہ ندائیہ، و: عاطفہ، اللہ مبتدا، غفور رحیم: خبران، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم واللہ مولکم وهو العليم الحکیم﴾

قد: تحقیق، فرض اللہ لکم: فعل و فاعل و ظرف لغو، تحلۃ ایمانکم: مفعول، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اللہ مبتدا، مولکم: خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، هو مبتدا، العليم الحکیم: خبران، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿و اذا اسر النبی الى بعض ازواجه حدیثا﴾

و: متانفہ، اذ مضاف، اسر النبی: فعل و فاعل، الی بعض ازواجه: ظرف لغو، حدیثا مفعول، مکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، مکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿فلما نبات بہ و اظہرہ اللہ علیہ عرف بعضہ و اعرض عن بعض﴾

ف: عاطفہ، لما شرطیہ، نبات بہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اظہرہ اللہ علیہ: جملہ فعلیہ معطوف، مکر شرط، عرف بعضہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اعرض عن بعض: جملہ فعلیہ معطوف، مکر جزا، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿فلما نباہا بہ قالت من انباک هذا قال نبانی العليم الخبیر﴾

ف: عاطفہ، لما شرطیہ، نباہا بہ: جملہ فعلیہ شرط، قالت قول، من: استفہامیہ مبتدا، انباک هذا: فعل با فاعل و مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ مقولہ، مکر جملہ تولیہ جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ، قال قول، نبانی: فعل و مفعول، العليم: موصوف، الخبیر: مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ مقولہ، مکر جملہ تولیہ۔

﴿وان تتوبا الی اللہ فقد صفت قلوبکم﴾

ان: شرطیہ، تتوبا الی اللہ: جملہ فعلیہ جزا محذوف "یتب علیکم" کیلئے شرط، مکر جملہ شرطیہ، ف تعلیلیہ، قد: تحقیق، صفت: فعل، قلوبکم: فاعل، مکر جملہ فعلیہ تعلیلیہ۔

﴿وان تظہرا علیہ فان اللہ هو مولہ و جبریل و صالح المومنین﴾

و: عاطفہ، ان شرطیہ، تظہرا علیہ: جملہ فعلیہ جزا محذوف "یجدنا صرا" کیلئے شرط، مکر جملہ شرطیہ، ف تعلیلیہ، ان اللہ: حرف مشبہ واسم، هو: ضمیر مفعول، مولہ: خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، جبریل و صالح المومنین: معطوف، مکر "ظہیر" خبر محذوف کیلئے مبتدا، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿و الملئکہ بعد ذلک ظہیر﴾

و: عاطفہ، الملئکہ: ذو الحال، بعد ذلک: ظرف متعلق بمحذوف حال، مکر مبتدا، ظہیر: خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿عسی ربہ ان یتلقک ان یبدلہ ازواجہ خیرا منکن مسلمت مومنت قننت ثنیت عبت مسحت ثیت و ابکارا﴾

عسی ربہ: فعل مقارب واسم، ان: مصدر، یبدلہ: فعل با فاعل و مفعول، ازواجہ: موصوف، خیرا: منکر، مسحت: صفت اول، مسلمت: صفت ثانی، مومنت: صفت ثالث، قننت: صفت رابع، ثنیت: صفت خامس، عبت: صفت سادس، مسحت: صفت سابع، ثیت: معطوف علیہ، و ابکار: معطوف، مکر معطوف ثانی، مکر مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، مکر جملہ فعلیہ، ان شرطیہ، یتلقک: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فعسی ربہ ان یبدل" کیلئے شرط، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿یاایہا الذین امنوا قوا انفسکم و اہلیکم نارا و قودھا الناس و الحجارۃ علیہا ملئکہ غلاظ شداد لا یعصون اللہ

ما امرهم ويفعلون ما يؤمرون ﴿

یایہا الذین امنوا: نداء، قوا: فعل امر بافاعل، الفسک: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اہلکم: معطوف، ملکر مفعول، نارا: موصوف، وقودہا: مبتداء، الساس: معطوف علیہ، والحجارة: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ صفت اول، لا یعمصون: فعل نئی بافاعل، اللہ: مبدل منہ، ما امرهم: موصول صلہ، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یفعلون: فعل بافاعل، ما یومرون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، علیہا: ظرف مستقر خبر مقدم، ملکہ: موصوف، غلاظ شداد: صفتان موصوف اپنی صفات سے، ملکر مبتداء، ملکر جملہ اسمیہ صفت ثانی موصوف "نارا" اپنی دونوں صفتوں سے، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقصود بالنداء، ملکر جملہ نداء۔

﴿یایہا الذین کفروا لا تعتذروا الیوم انما تجزون ما کنتم تعملون﴾

یایہا الذین کفروا: نداء، لا تعتذروا: فعل نئی بافاعل، الیوم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ نداء، انما حرف مشبہ واکافہ، تجزون: فعل بانائب الفاعل، ما کنتم تعملون: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... یایہا النبی لم تحرم.....☆ سید عالم حضرت ام المومنین بی بی حصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے محل میں رونق افروز ہوئے وہ حضور ﷺ کی اجازت سے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئیں تھیں، حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سرفراز خدمت کیا، یہ حضرت حصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر گراں گزرا۔ حضور ﷺ نے اس کی دلجوئی کے لئے فرمایا کہ میں نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام کیا اور میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ میرے بعد امور امت کے مالک ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوں گے، وہ اس سے خوش ہو گئیں اور نہایت خوشی میں انہوں نے گفتگو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سنائی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ارشاد فرمایا گیا کہ جو چیز اللہ ﷻ نے آپ کے لئے حلال کی یعنی ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ انہیں اپنے لئے کیوں حرام کئے لیتے ہیں؟، اپنی بیبیوں حصہ و عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی رضا و دل جوئی کیلئے اور ایک قول آیت کے شان نزول میں یہ بھی ہے کہ ام المومنین زینب بنت جحش کے یہاں جب حضور تشریف لے جاتے تو وہ شہد پیش کرتیں اس ذریعے سے ان کے یہاں کچھ زیادہ دیر تشریف فرما رہتے۔ یہ بات حضرت عائشہ و حصہ کو ناگوار گزری اور انہیں رشک ہوا، انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب حضور تشریف فرما ہوں تو عرض کیا جائے کہ دہن سے مغفیر کی بو آتی ہے اور مغفیر کی بو حضور کو ناپسند تھی۔ چنانچہ ایسا کیا گیا حضور کو ان کا منشاء معلوم تھا فرمایا: "مغفیر تو میرے قریب نہیں آیا، زینب کے یہاں شہد میں نے پیاسے اسے ملنے اپنے اوپر حرام کرتا ہوں"، مقصود یہ کہ حضرت زینب کے یہاں شہد کا شغل ہونے سے تمہاری دل شکنی ہوتی ہے تو ہم شہد ہی ترک فرمائے دیتے ہیں اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

#### باندی کے حلال ہونے کا بیان:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک﴾ اے غیب بتانے والے نبی تم اپنے اوپر کیوں حرام کئے لیتے ہو وہ چیز جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی (التحریم: ۱) ﴿و من لم یستطع منکم طولا ان ینکح..... الخ اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والیاں نہ ہوں تو ان سے نکاح کرو جو تمہارے ہاتھ کی بلک ہیں ایمان والی (النساء: ۲۰)﴾ یہاں آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم ﷺ سے یہ خطاب بطور عتاب فرمایا گیا ہے، جس کے جواب میں امام



رازی نے تین اقوال نقل کئے ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱)..... یہ خطاب عتاب کے طور پر نہیں بلکہ تنبیہ کے طور پر ہے کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا ہے وہ ان کے لئے مناسب نہیں ہے۔ (۲)..... اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جو چیز حلال کر دی اس کو حرام کرنا ناممکن ہے کیونکہ کسی چیز کے حلال ہونے میں جانب حل کی طرف ترجیح ہوتی ہے اور کسی چیز کے حرام ہونے میں جانب حرمت کو ترجیح ہوتی ہے، اور کسی چیز میں بیک وقت دونوں ترجیحات کا جمع ہونا ناممکن ہوتا ہے، پس یہ کلام کیوں کر ہوا: لکم تحرم ما احل اللہ لکم کیوں حرام کئے لیتے ہو جو اللہ نے حلال کی ہو؟ ہم کہتے ہیں کہ یہاں تحریم سے مراد ازواج کے ساتھ نفع اٹھانے سے رک جانا مراد ہے، نہ کہ ان کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھنا جنہیں اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حلال کیا ہے، پس سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کا حلال ہونے کے اعتقاد کے ساتھ نفع اٹھانے سے رک جانا وہ تحریم ہے جو اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لئے حلال فرمائی نہ کہ وہ جو شرع میں حرام ہو، اور شرع میں حرام کی نسبت کو سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کی جانب کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ (۳)..... حلال کی تحریم کا حکم کیا ہے؟ ہم کہیں گے کہ اس بارے میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے، پس امام ابو حنیفہ کے مطابق یہ قسم ہوگی اور اس سے مقصود نفع اٹھانا ہے یعنی کوئی یہ کہے کہ میں فلاں کھانا نہیں کھاؤں گا یا فلاں لونڈی یا زوجہ سے قربت نہیں کروں گا تو یہ ایلاء کے حکم میں داخل ہوگا جب کہ کوئی نیت نہ ہو اور اگر نیت ہو تو ظہار ہوگا، اور اگر طلاق کی نیت سے ایسے جملے کہے تو بائن ہو جائے گی، اسی طرح دو یا تین طلاق کی نیت کا اعتبار کرنا چاہیے۔ پھر اگر یوں کہا کہ سب حلال اس پر حرام ہے اور کوئی نیت نہ کی، اور اگر کوئی خاص چیز کی نیت کی تو وہی حرام ہوگی، اور امام شافعی کے نزدیک یہ قسم ہے اور اس کا سبب کفارہ ہے اور اگر عورت کے حوالے سے ایسا ہی کلام کیا تو طلاق رجعی ہوگی اور صاحب کشف کہتے ہیں کہ اس معاملے میں صحابہ کرام کا اختلاف ہے۔

(الرازی، ج ۱، ص ۵۶۹)

## متذکرہ آیت کے تحت کفارہ ادا کرنے یا نہ کرنے کا بیان:

۲..... اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قد فرض اللہ لکم تحلة ايمانكم بیشک اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرمادیا (التحریم: ۲) لا يواخذكم الله باللغو في ايمانكم..... الخ اللہ تمہیں نہیں پکڑتا تمہاری غلط فہمی کی قسموں پر ہاں ان قسموں پر گرفت فرماتا ہے جنہیں تم نے مضبوط کیا تو ایسی قسموں کا بدلہ دس مسکینوں کو کھانا دینا اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو اس کے اوسط میں سے یا انہیں کپڑے دینا یا ایک بردہ (غلام) آزاد کرنا تو جو ان میں سے کچھ نہ پائے تو تین دن کے روزے رکھے یہ بدلہ ہے تمہاری قسموں کا جب قسم کھاؤ اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو اسی طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں تم احسان مانو (المائدہ: ۸۹) اس بارے میں اختلاف ہے کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے قسم کا کفارہ ادا کیا تھا یا نہیں، چنانچہ مقاتل کا قول ہے کہ بی بی ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حرام قرار دینے پر سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غلام آزاد کیا تھا، لیکن حسن بصری کا قول یہ ہے کہ آپ نے کوئی کفارہ ادا نہیں کیا کیونکہ آپ کے تمام (بظاہر) گناہ معاف ہیں۔ میرے (قاضی ثناء اللہ پانی پتی) کے نزدیک مقاتل کا قول صحیح ہے کیونکہ اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: قد فرض اللہ لکم تحلة ايمانكم بیشک اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا اتار مقرر فرمادیا لکم تحريم میں لم تحریم کے بعد ہے اور یہ بات واضح ہے کہ مذکورہ تحریم کی وجہ سے آپ پر کفارہ فرض ہوا تھا اور آپ کا مغفور ہونا کفارہ کے واجب ہونے کے منافی نہیں جس طرح بھول جانے کی صورت میں سجدہ سہو واجب ہوا۔ یہ بھی کہ کفارے کا قول کرنا ایک امر کو ثابت کرنے پر دلیل بنتا ہے اس لئے اسے قبول کیا جائے گا جب کہ حسن بصری کا قول نقلی پر دلیل ہے۔

(المظہری، ج ۷، ص ۱۷۱)

## قرآن سے غیر خدا کا مددگار ہونا ثابت ہے:

۳..... اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فان الله هو موله..... الخ بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں (التحریم: ۴) ولي كلف قريب مكان کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور نسب، دین، دوستی، مدد و نصرت، اعتقاد

وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور ولایت کا معنی کسی چیز میں تصرف کرنا ہے اور ولی و مولیٰ کا معنی متصرف، ناصر اور دوست ہے۔ مومن کو اللہ ﷻ کا ولی کہا جاتا ہے اور یہ بھی اللہ ﷻ مومنین کا ولی اور دوست ہے اور ان کا مولیٰ ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اللہ ولی المؤمنین﴾۔ مومنوں کو اللہ والی ہے مسلمانوں کا (البقرة: ۲۰۷) ﴿واعتصموا بالہدیٰ ہو مولکم فنعیم المولیٰ..... الخ اللہ کی رستی کو مضبوطی سے تھام لو وہ تمہارا مولیٰ ہے تو کیا یہی اچھا مولیٰ اور کیا یہی اچھا مددگار﴾ (الحج: ۷۸)۔ اسی طرح آزاد کرانے والے اور آزاد ہونے والے کو بھی مولیٰ کہا جاتا ہے اور حلیف کو بھی مولیٰ کہا جاتا ہے اور ہر وہ شخص جو دوسرے کے معاملات کا منتظم اور مختار ہو وہ اس کا مولیٰ ہوتا ہے اور ولی کا معنی ہے: لائق، مستحق جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اولیٰ لک فاولیٰ تیری خرابی آگئی اب آگئی (القیامۃ: ۲۴)﴾۔ (المفردات، ص ۵۴۷)

مصباح اللغات میں ہے: مولیٰ کے معنی مالک و سردار، غلام، آزاد کرنے والا، آزاد شدہ، انعام دینے والا، جس کو انعام دیا جائے، محبت کرنے والا، ساتھی، حلیف، پڑوسی، مہمان، شریک، بیٹا، چچا کا بیٹا، بھانجا، چچا، داماد، رشتے دار، ولی، تابع۔ (مصباح اللغات، ص ۹۶۸) امام رازی لکھتے ہیں: اللہ ﷻ تمہارا ولی اور مددگار ہے اور اللہ ﷻ (کی عطا سے) جبرائیل امین علیہ السلام جو کمرو بین ملائکہ میں سے ہیں، اور دیگر فرشتے، جبرائیل امین علیہ السلام کو خاص طور پر نام لے کر ذکر اس لئے کیا کہ ان کی تعظیم و تکریم کرنا مقصود تھا۔ اور نیک مومنین بھی مددگار ہیں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ مراد ابو بکر و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں جو کہ سید عالم ﷺ کے موالی تھے، دشمنوں پر آپ ﷺ کی مدد کرتے تھے، اور ایک قول کے مطابق تمام نیک مومنین سید عالم ﷺ کے معاون و مددگار ہیں جو بھی ایمان لائے اور اچھے اعمال اکٹھے کئے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جو بھی نفاق سے بری ہے وہ آپ ﷺ کا معاون و مددگار ہے۔ ایک قول کے مطابق تمام انبیائے کرام آپ ﷺ کے معاون و مددگار ہیں۔ تمام خلفاء آپ ﷺ کے معاون و مددگار ہیں، تمام صحابہ آپ ﷺ کے معاون و مددگار ہیں۔ اور تمام ملائکہ جو اللہ ﷻ کے حکم سے متعین ہیں اور نیک مومنین جو سید عالم ﷺ کی ظاہری فوج ہیں اور اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿و حسن اولئک رفیقاً یہ کیا یہی اچھے ساتھی ہیں﴾ (النساء: ۶۹)۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۵۷۰)

## گھر سے نیکی کی دعوت شروع کرنے کا بیان:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یا ایہا الذین امنوا قوا انفسکم و اہلیکم نارا و قودھا الناس و الحجارة..... الخ اے ایمان والوں اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں﴾ (التحریم: ۶)۔ اس بارے میں مفسرین کرام کے اقوال اس طرح پائے جاتے ہیں: (۱)..... ضحاک کہتے ہیں کہ جس طرح اپنی ذات کو آگ سے بچاتا ہے یونہی اپنے اہل و عیال کو بھی جہنم کی آگ سے بچائے۔ (۲)..... ابن عباس سے روایت ہے کہ اپنی ذات کو آگ سے بچائے اور اپنے اہل و عیال کو بھی اللہ ﷻ کے ذکر و دعا میں مشغول رہنے کا عادی بنائے۔ (۳)..... حضرت علی، قتادہ اور مجاہد رحمہم اللہ کا قول ہے کہ اپنی ذات کو عبادت میں مصروف کر دے اور اپنے اہل و عیال کو اسی احکم الحاکمین کی عبادت کی وصیت کرے۔ (۴)..... ابن عربی کے نزدیک یہی قول صحیح ترین ہے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر کوئی نگہبان ہے اور نگہبان سے اس کی رعایا سے متعلق سوال کیا جائے گا، پس امام (وقت) عام لوگوں کا نگہبان ہے اور اس سے لوگوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور آدمی اپنے گھر کا نگہبان ہے اور اس سے اس کے گھر کے متعلق سوال ہوگا“۔ (صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القرى والمدن، رقم: ۸۹۳، ص ۱۴۳)

## اغراض:

امتک ماریۃ القبطیۃ: بی بی حفصہ اپنے والد ماجد کے گھر گئی ہوئی تھیں، مزید شان نزول اور حاشیہ نمبر ”۱“ کا مطالعہ کیجئے۔  
 شرع: شرع متین میں ہانڈی اپنے آقا پر حلال کی گئی ہے۔ تحلیلہا بالكفارة: میں اس جانب اشارہ ہے کہ قسم کی گرہ کھولنا مقصود ہے، اور یہ کہ سید عالم علیہ السلام نے قسم کی گرہ کفارہ دینے کے ذریعے کھولی۔ ومن الایمان تحريم الامۃ: اس قول کے ذریعے سید عالم علیہ السلام نے بی بی ماریہ کو خود پر حرام کیا: ”انت علی حرام یعنی تو مجھ پر حرام ہے“۔ پس امام شافعی کے نزدیک اس پر کفارہ یحییٰ ہوگا اور امام مالک کے نزدیک جب غیر زوجہ کے ساتھ تحریم کی جائے تو وہ لغو ہوتی ہے اور اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہوتا جب تک کہ اُسے آزاد کرنے کا ارادہ نہ کیا جائے مگر یہ کہ اُسے آزاد کرنا لازم ہوگا اور زوجیت میں تحریم کے حوالے سے امام شافعی کا قول یہ ہے کہ اگر طلاق کی قسم کھائی جائے گی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر ایسا نہ ہو تو کفارہ یحییٰ لازم ہوگا اور امام مالک کے نزدیک اس تحریم کے ذریعے تین طلاقیں لازم ہوں گی اگر وہ مدخول بہا ہو اور غیر مدخول بہا ہونے کی صورت میں ایک ہی نافذ ہوگی اور اگر طلاق کی نیت نہ ہو تو کچھ نہیں۔

علی المنباہ: سے مراد تحریم بی بی ماریہ ہے، مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے: ”علی انہا قد انبات بہ“۔

وجواب الشرط محذوف: یعنی اللہ کا فرمان: ﴿فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا﴾ شرط کیلئے تحلیل ہے، معنی یہ ہے کہ دونوں اپنے دلوں کو اللہ کی جانب توبہ کے لئے مائل کریں۔ فصل: یعنی ﴿ہو﴾ ضمیر فصل ہے نہ کہ محل اعراب۔  
 خبر عسی: سے مراد جملہ ﴿ان یبدلہ﴾ ہے۔ او مهاجرات: سے مراد حسن کا قول ہے۔

منہا: ”الاصنام“ سے حال ہے اور ضمیر ﴿الحجارة﴾ سے عائد ہے۔ من غلظ القلب: یعنی (عذاب دینے پر متعین) فرشتے کسی پر رحم نہیں کرتے کیونکہ وہ اسی صفت کے ساتھ پیدا کئے گئے ہیں اور انہیں خلق کو عذاب کرنے سے محبت ڈالی گئی ہے جیسا کہ بنی آدم کو کھانے اور پینے سے محبت ہوا کرتی ہے۔ فی البطش: کہا جاتا ہے کہ یہ فرشتے جب جہنمی کو ایک گرز ماریں گے تو وہ ستر ہزار سال زمین میں دفن ہو جائے گا۔ والایۃ تخویف للمومنین: یعنی خالص مومنین مراد ہیں، اور ایک قول کے مطابق مذکورہ آیت: ﴿وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ مشرکین کے خطاب سے متعلق ہے، پس اس میں مومنین کو خطاب کرنے کی کوئی صورت رہ جاتی ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اس آیت میں خالص مومنین پر تخفیف کا بیان ہے اور منافقین پر جو کہ خود کو مومن ظاہر کرتے ہیں۔ ای لانه لا ینفعکم: مراد یوم جزاء ہے نہ کہ یوم اعتذار، جو کہ زمانے کے ساتھ گزر گیا۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۱۳۱ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲۰

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾ بِفَتْحِ التَّوْنِ وَضَمِّهَا صَادِقَةٌ بَأَنَّ لَا يُعَادَ إِلَى الذَّنْبِ وَلَا يُرَادُ الْعَوْدُ إِلَيْهِ ﴿عَسَىٰ رَبُّكُمْ﴾ تَرْجِيَةً تَقَعُ ﴿أَن يَكْفُرَ عَنْكُمْ سِيَأْتِكُمْ وَيُدْخِلَكُم جَنَّاتٍ﴾ بِسَاتِينَ ﴿تَجْرَىٰ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزَىٰ لِلَّهِ﴾ بِإِذْخَالِ النَّارِ ﴿النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ﴾ أَمَامَهُمْ ﴿وَيَكُونُ﴾ بِأَيِّمَانِهِمْ يَقُولُونَ ﴿مُسْتَأْنَفٌ﴾ رَبَّنَا ائْتِمْنَا لَنَا نُورًا ﴿إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَنَافِقُونَ يُطْفِئُ نُورَهُمْ﴾ وَاعْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ﴿أَنْكَ﴾ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ﴾ بِالسَّيْفِ ﴿وَالْمُنَافِقِينَ﴾ بِاللِّسَانِ وَالْحُجَّةِ ﴿وَاعْلِظْ عَلَيْهِمْ﴾ بِالْإِنْتِهَارِ وَالْمَقْبِ ﴿وَمَا وَهُمْ جَهَنَّمَ وَنَسِ الْمَصِيرَ﴾ ﴿هِيَ﴾ ضَرْبُ اللَّهِ مِثْلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا أَمْرَاتِ نُوحٍ وَأَمْرَاتِ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحِينَ فَخَانَتَهُمَا ﴿فِي الدِّينِ إِذْ كَفَرْنَا وَكَانَتْ أَمْرَاتُ نُوحٍ وَاسْمُهَا وَاهِلَةٌ تَقُولُ لِقَوْمِهَا إِنَّهُ مَجْنُونٌ﴾

وَأَمْرًا لَّنُوحٍ وَاسْمُهَا وَاعِلَّةٌ تَذُلُّ عَلَى أَصْيَافِهِ إِذَا نَزَلُوا بِهِ لَيْلًا بِإِيقَادِ النَّارِ وَتَهَارًا بِالْتَّذَجِينِ ﴿۹۸﴾ فَلَهمْ يَغْنِيَا ﴿۹۹﴾ أَيْ نُوحٌ وَنُوحٌ ﴿۱۰۰﴾ عَنْهُمَا مِنَ السَّاءِ ﴿۱۰۱﴾ مِنْ عَذَابِهِ ﴿۱۰۲﴾ شَيْئًا وَقِيلَ ﴿۱۰۳﴾ لَّهُمَا ﴿۱۰۴﴾ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاحِلِينَ ﴿۱۰۵﴾ ﴿۱۰۶﴾ مِنْ كُفَّارِ قَوْمِ نُوحٍ وَقَوْمِ لُوطٍ ﴿۱۰۷﴾ وَضُرِبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَمْرَتِ فِرْعَوْنُ ﴿۱۰۸﴾ آمَنْتُ بِمُوسَى وَاسْمُهَا آسِيَّةٌ فَعَذَّبَهَا فِرْعَوْنُ بِأَن أَوْتَدَّ يَدَيْهَا وَرَجَّلَهَا وَآلَقَى عَلَى صَدْرِهَا رَحِي عَظِيمَةً وَاسْتَقْبَلَ بِهَا الشَّمْسُ فَكَانَتْ إِذَا تَفَرَّقَ عَنْهَا مَنْ وَجَلَ بِهَا ظَلَّلْتُهَا الْمَلَائِكَةُ ﴿۱۰۹﴾ إِذْ قَالَتْ ﴿۱۱۰﴾ فِي خَالِ التَّعْذِيبِ ﴿۱۱۱﴾ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ﴿۱۱۲﴾ فَكَشَفَ لَهَا فِرَاتَهُ فَسَهَّلَ عَلَيْهَا التَّعْذِيبَ ﴿۱۱۳﴾ وَنَجَّيْنَا مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ ﴿۱۱۴﴾ وَتَعْذِيبِهِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَجَّيْنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۱۱۶﴾ أَهْلَ دِينِهِ فَقَبَضَ اللَّهُ رُوحَهَا وَقَالَ ابْنُ كَيْسَانَ رُفِعَتْ إِلَى الْجَنَّةِ حَيَّةٌ فِيهَا تَأْكُلُ وَتَشْرِبُ ﴿۱۱۷﴾ وَوَرِيثُهَا عَلَى امْرَأَةٍ فِرْعَوْنِ ﴿۱۱۸﴾ ابْنَتِ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَيْنَا فَرْجَهَا ﴿۱۱۹﴾ حَفَظْنَاهُ ﴿۱۲۰﴾ فَفَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا ﴿۱۲۱﴾ أَيْ جِبْرِيلُ حَيْثُ نَفَخَ فِي جَنْبِ قَرْنِهَا بِخَلْقِ اللَّهِ تَعَالَى فَعَلَّهُ الْوَاصِلُ إِلَى فَرْجِهَا فَحَمَلَتْ بِعِيسَى ﴿۱۲۲﴾ وَصَدَقَتْ بِكَلِمَتِ رَبِّهَا ﴿۱۲۳﴾ بِشَرَائِعِهِ ﴿۱۲۴﴾ وَكُتِبَ ﴿۱۲۵﴾ الْمَنْزِلَةُ ﴿۱۲۶﴾ وَكَانَتْ مِنَ الْقَنَتَيْنِ ﴿۱۲۷﴾ مِنَ الْقَوْمِ الْمُطِيعِينَ ﴿۱۲۸﴾

### ﴿ترجمہ﴾

اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے (یعنی سچی توبہ کرو کہ بعد توبہ دوبارہ گناہ کی طرف نہ لوٹو اور نہ اس کی طرف لوٹنے کا ارادہ ہو: ”نصوحاً“ کونون مفتوحہ اور مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) قریب ہے کہ تمہارا رب (یہ توجہ دے جو واقع ہو چکی ہے) تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے (جنت بمعنی یساتین ہے) جن کے نیچے نہریں بہیں جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا (جہنم میں داخل فرما کر) نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو ان کا نور دوڑتا ہوگا..... ان کے آگے (بین ایدہم بمعنی امامہم ہے) اور (”بایمانہم“ سے قبل ”یکون“ فعل ناقص محذوف ہے) ان کے دہنے عرض کریں گے (”یقولون“ یہ جملہ مستأنفہ ہے) اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور پورا کر دے (جنت کی طرف اور منافقین کا نور بجھ چکا ہوگا) اور ہمیں بخش دے (اے ہمارے رب ﷻ) بیشک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے اے نبی کافروں پر (تکوار کے ذریعے) اور منافقوں سے (زبان اور اقامت دلائل کے ذریعے) جہاد کرو اور ان پر سختی فرماؤ (انہیں جھڑک کر اور غضبناک ہو کر.....) اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کیا ہی برا انجام (یہاں مخصوص بالذم ”ہی“ محذوف ہے) اللہ کافروں کی مثال دیتا ہے نوح کی عورت اور لوط کی عورت وہ ہمارے بندوں میں دوسرا اور قرب بندوں کے نکاح میں تمہیں پھر انہوں نے ان سے (دین میں) دعا کیا (کیونکہ یہ دونوں کافر تھیں، حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کا نام ولہلہ تھا وہ اپنی قوم سے کہا کرتی تھی کہ یہ مجھوں ہیں اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا نام واعلہ تھا جب آپ ﷺ کے یہاں مسلمان آتے تو رات میں آگ جلا کر اور دن میں دھوئیں کے ذریعے اپنی قوم کی ان مسلمانوں کی طرف رہنمائی کرتی تھی) تو وہ دونوں (یعنی حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام) اللہ کے سامنے (ان دونوں کے) انہیں کچھ کام نہ آئے اور (ان دونوں سے) کہا گیا جہنم میں جاؤ جانے والوں کے ساتھ (یعنی قوم نوح و لوط کے کفار کے ساتھ) اور اللہ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے فرعون کی بی بی (جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی تھی ان کا نام حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا، فرعون انہیں اسی طرح تکلیف دیتا کہ ان کے ہاتھوں اور پیروں میں کیلیں گاڑ دیتا اور ان کے سینے پر بھاری چکی رکھ دیتا اور پھر آپ کو دھوپ میں ڈال دیتا



جب وہ آپ کے پاس سے چلا جاتا تو آپ پر مقرر فرشتے آپ کو سایہ کرتے ..... (جب اس نے عذاب سہنے کی حالت میں عرض کیا اے میرے رب! میرے لیے جنت میں اپنے پاس گھر بنا) پھر آپ سے پردے اٹھا دیئے گئے آپ نے جنت میں اپنا گھر دیکھ لیا پھر آپ پر عذاب سہنا آسان ہو گیا) اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے (اور اس کے عذاب سے) نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش (یعنی فرعون اور اس کے اہل دین سے، پس اللہ ﷻ نے آپ کی روح قبض فرمائی حضرت ابن کیسان ؓ کہتے ہیں اللہ ﷻ نے آپ کو زندہ ہی جنت میں پہنچا دیا آپ وہاں کھاتی پیتی ہیں) اور مریم (”مریم“ کا عطف ”امراۃ فرعون“ پر ہے) عمران کی بیٹی جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی (احصنت بمعنی حفظ ہے) تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی (یعنی جبرائیل ؑ نے یوں کہ اس نے آپ کے قمیض کے گریبان میں پھونک ماری اللہ ﷻ کے تخلیق فرمانے سے آپ ﷺ کی یہ پھونک حضرت مریم تک پہنچ گئی جس کے سبب حضرت عیسیٰ ؑ ان کے رحم میں ٹھہر گئے) اور اس نے تصدیق کی اپنے رب کے کلمات (یعنی اس کے شرائع کی) اور اس کی (نازل کردہ) کتابوں کی اور فرمانبردار (لوگوں) میں سے ہوئی (فنتین بمعنی المطیعین ہے)۔

### ﴿قر گیب﴾

﴿یا ایہا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا عسی ربکم ان یکفر عنکم سیاتکم﴾  
 یا ایہا الذین امنوا: نداء، توبوا الی اللہ: فعل امر بافاعل، وظرف لغو، توبۃ نصوحا: مرکب توصیفی مفعول مطلق، بلکہ جملہ فعلیہ، عسی ربکم: فعل مقارب باسم، ان: مصدریہ، یکفر عنکم سیاتکم: فعل بافاعل وظرف لغو مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر، بلکہ جملہ فعلیہ۔

﴿ویدخلکم جنت تجری من تحتہا الانہر یوم لا ینحزی اللہ النبی والذین امنوا معہ﴾  
 و: عاطفہ، یدخلکم: فعل بافاعل ومفعول، جنت: موصوف، تجری من تحتہا الانہر: جملہ فعلیہ صفت، بلکہ مفعول ثانی، یوم: مضاف، لا ینحزی اللہ: فعل نفی وفاعل، النبی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الذین امنوا معہ: موصول صلہ، بلکہ معطوف، بلکہ مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ مضاف الیہ، بلکہ ظرف، بلکہ جملہ فعلیہ ماقبل ”یکفر عنکم“ پر معطوف ہے۔

﴿نورہم یمسعی بین ایدیہم وبایمانہم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا﴾  
 نورہم: مبتدا، یمسعی: فعل بافاعل، بین ایدیہم: ظرف معطوف علیہ، و: عاطفہ، بایمانہم: ظرف لغو معطوف، بلکہ ظرف، بلکہ جملہ فعلیہ خبر اول، یقولون: قول، ربنا: نداء، اتمم لنا نورنا: فعل امر بافاعل وظرف لغو مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اغفر لنا: جملہ فعلیہ معطوف، بلکہ مقصود بالنداء، بلکہ مقولہ، بلکہ جملہ قولیہ خبر ثانی، بلکہ جملہ اسمیہ۔

﴿انک علی کل شیء قدیر یا ایہا النبی جاهد الکفار والمنفقین واغلظ علیہم﴾  
 انک: حرف مشبہ واسم، علی کل شیء قدیر: شبہ جملہ خبر، بلکہ جملہ اسمیہ، یا ایہا النبی: نداء، جاهد: فعل امر بافاعل، الکفار: معطوف علیہ، و: عاطفہ، المنفقین: معطوف، بلکہ مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اغلظ علیہم: جملہ فعلیہ معطوف، بلکہ مقصود بالنداء، بلکہ جملہ ندائیہ۔

﴿وما وہم جہنم وبنس المصیر ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا وامرات نوح وامرات لوط﴾  
 و: متانفہ، وما وہم: مبتدا، جہنم: خبر، بلکہ جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، بنس: فعل لازم، المصیر: فاعل، بلکہ جملہ فعلیہ انشائیہ ”ہی“ مبتدا محذوف کی خبر، بلکہ جملہ اسمیہ، ضرب اللہ: فعل وفاعل، مثلاً: موصوف، لام: جار، الذین کفروا: موصول صلہ، بلکہ مجرور، بلکہ ظرف مستقر

مفت، مکر مفعول، ثانی مقدم، امرات نوح: معطوف علیہ، و: عاطفہ، امرات لوط: معطوف، مکر مفعول اول، مکر جملہ فعلیہ مستانفہ۔

﴿كانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخا لہما﴾

كانتا: فعل ناقص والف تثنیۃ اسم، تحت: مضاف، عبدین: موصوف، من عبادنا: ظرف مستقر مفت اول، صالحین: مفت ثانی، مکر مضاف الیہ، مکر ظرف متعلق بمحذوف خبر، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، خانقا: فعل بافاعل، ہما: مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلم یغنیا عنہما من اللہ شیئا وقیل ادخلا النار مع الداخلین﴾

ف: عاطفہ، لم یغنیا: فعل نفی بافاعل، عنہما: ظرف لغو، من اللہ: ظرف مستقر حال مقدم، شیئا: ذو الحال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قیل قول، ادخلا: فعل امر بافاعل، النار: مفعول، مع الداخلین: ظرف، مکر جملہ فعلیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿وَضَرَبَ اللہُ مثلاً للذین امنوا امرات فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ﴾

و: عاطفہ، ضرب اللہ: فعل وفاعل، مثلاً: موصوف، للذین امنوا: ظرف مستقر مفت، مکر مبدل منہ، اذ: مضاف، قالت قول، رب: نداء، ابن لی: فعل امر بافاعل وظرف لغو، عندک: ظرف متعلق بمحذوف حال مقدم، بیتا: ذو الحال، مکر مفعول، فی الجنۃ: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، مکر جملہ ندائیہ ہو کر مقولہ، مکر جملہ قولیہ مضاف الیہ، مکر بدل، مکر مفعول ثانی مقدم، امرات فرعون: مفعول اول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ونجینی من فرعون وعملہ ونجینی من القوم الظلمین﴾

و: عاطفہ، نجینی: فعل امر بافاعل ومفعول، من: جار، فرعون: معطوف علیہ، و: عاطفہ، عملہ: معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ ما قبل ”ابن لی“ پر معطوف ہے، و: عاطفہ، نجینی: فعل امر بافاعل ومفعول، من القوم الظلمین: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ ما قبل ”ابن لی“ پر معطوف ہے۔

﴿ومریم ابنت عمران الی احصنت فرجھا فننقحنا فیہ من روحنا﴾

و: عاطفہ، مریم: مبدل منہ، ابنت عمران: مرکب اضافی بدل، مکر موصوف، الی: موصول، احصنت فرجھا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، فننقحنا فیہ: فعل بافاعل وظرف لغو، من روحنا: ظرف مستقر ”روحاً“ محذوف کی مفت، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، مکر صمد، مکر مفت، مکر ما قبل ”امرات فرعون“ پر معطوف ہے۔

﴿وصدقت بکلمت ربھا وکتابہ وکانت من القننین﴾

و: عاطفہ معطوف علی محذوف ”فحملت بعیسی“ صدقت: فعل بافاعل، ب: جار، کلمات ربھا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، کتاب: معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کانت: فعل ناقص با اسم، من القننین: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ فعلیہ۔

### ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

## نور کے آگے اور داہنے دوڑنے سے کیا مراد ہے؟

۱۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿نور ہم یسعی بین یدہم وبایمانہم ان کانور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے﴾ (التحریم: ۸)۔ مجاہد، ضحاک، حسن بصری فرماتے ہیں کہ یہ قول مومنین کا ہوگا جو وہ قیامت کے دن منافقین کو دیکھیں گے کہ ان کا نور بجھ چکا ہوگا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میں سب سے پہلے قیامت کے دن سجدے میں جانے کی اجازت پاؤں گا، اور سب سے پہلے مجھے ہی اجازت ملے گی کہ اپنا سر سجدے سے اٹھاؤں، پس میں اپنے آگے امتوں میں

سے اپنی امت کو پہچانوں گا اور اپنے دائیں جانب امتوں میں سے اپنی امت کو پہچانوں گا، اپنی ہائیں جانب امتوں میں سے اپنی امت کو پہچانوں گا، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اپنی امت کو دیگر امتوں میں سے کیسے پہچان لیں گے؟ جواب ارشاد فرمایا: ”ان کی پیشانیوں پر طہارت کے آثار نمایاں ہوں گے، اور کسی اور امت کو یہ وصف نہ ملے گا، اور انہیں دائیں ہاتھ میں نامہ دیئے جانے سے پہچان لوں گا، اور ان کی پیشانیوں اور چہروں پر سجدوں کے نشان ظاہر ہوں گے، اور ان کا نوران کے آگے آگے دوڑتا ہوگا۔“

(ابن کثیر، ج ۴، ص ۴۶۹)

## منافقین سے زبانی کلامی جہاد کرنے کا حکم :

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾ اے غیب بتانے والے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی کرو (التحریم: ۹)۔ اللہ نے اس آیت میں کفار سے تلوار کے ساتھ جہاد کرنے اور منافقین کے ساتھ دلائل سے جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور دونوں کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش آؤ، جب کہ (تمہیں) نرمی پہنچے۔ حسن کہتے ہیں کہ اکثر سید عالم ﷺ اپنے دورِ ظاہری میں منافقین کے ساتھ سختی سے پیش آتے اور ان پر حدود قائم فرماتے۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۸، ص ۴۹۲)

## بی بی آسیہ پر مظالم کی کیفیات :

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ﴾ الخ اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے (التحریم: ۱۱)۔ اللہ ﷻ نے بی بی آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ فرعون) کو فرعون کے خبیث نفس اور سلطنت سے نجات عطا فرمائی۔ خصوصاً اس کے بُرے عمل یعنی کفر سے نجات بخشی کہ وہ غیر خدا کی عبادت (کا حکم) کرتا اور بغیر کسی جرم کے سخت سزائیں دیتا تھا، اور اس پر اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿مَلَأْنَاهُ﴾ ..... وجبرائیل اور اس کے فرشتے اور اس کے رسولوں اور جبرائیل امین (البقرة: ۹۸) ﴿دَلَّالَتْ﴾ کرتا ہے۔ مقاتل کے قول کے مطابق اللہ ﷻ نے قوم قبط سے انہیں نجات عطا فرمائی جو کہ فرعون کی تابع تھی اور ظلم و زیادتی کرتی تھی۔ کبھی کہتے ہیں کہ مراد اہل مصر ہیں کہ اللہ ﷻ نے مصر والوں کو فرعون کے ظلم و ستم سے نجات بخشی۔ آیت کا ظاہر اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ بی بی آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (زوجہ فرعون) مومنہ تھیں جو کہ قیامت کی تصدیق کرنے والی تھیں۔ بعض مفسرین نے ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ رشتے میں موسیٰ علیہ السلام کی پھوپھی تھیں اور اسی وقت ایمان لے آئی تھیں جب کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے فرعون کی بناؤں کو نکل لیا تھا، پس فرعون کو معلوم ہوا تو اُس نے انہیں سزائیں دیں۔ ابویعلیٰ، بیہقی نے صحیح سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرعون نے اپنی زوجہ کو کیلوں سے چاروں ہاتھ پاؤں کے ساتھ ٹھونک دیا تھا، پس جب وہ چلا جاتا تو مقرر فرشتے بی بی آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر سایہ کرتے، پس بی بی آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایسے حال میں فرماتیں: ﴿رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ﴾ اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا (التحریم: ۱۱)۔ پس اللہ ﷻ نے انہیں جنت میں ان کا ٹھکانہ دکھا دیا جو کہ موتیوں کا بنا ہوا تھا اور عبد بن حمید کی روایت میں یوں ہے کہ فرعون نے انہیں اسی طرح چاروں شانے چت لٹا کر کیلیں ٹھونک دیں اور سورج ان کے منہ کے سامنے ہوتا، جب وہ آسمان کی جانب نگاہ اٹھاتیں تو یونہی عرض کرتیں، پس اللہ ﷻ نے ان کے لئے جنت میں گھر بنایا اور جسے انہوں نے دنیا ہی میں ملاحظہ فرمایا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ فرعون نے اپنے ماننے والوں سے کہا کہ انہیں کسی سخت چٹان پر دے مارو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، لیکن اللہ ﷻ نے ان کی پکار سن لی اور جب فرعون نے انہیں چٹان پر دے مارا اس وقت ان کے جسم میں روح رحمت جسن کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے انہیں نجات عطا فرمائی اور انہیں جنت کی جانب بلند کر لیا، پس وہ جنت کے انعام و اکرام سے تلذذ اٹھاتی ہیں اور اپنے دل پر ہے کہ اللہ ﷻ نے ان کے ظاہری جسم کو ہی جنت کی طرف اٹھالیا جو کہ صحیح نہیں ہے۔ اس آیت میں دلیل



ہے کہ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں توبہ کرنا، التجائیں کرنا اور اخلاص کا سوالی ہونا عظیم انعام ہے اور صالحین دانیائے کرام کی سنن میں سے ہے۔ اور ایسی مثالیں قرآن میں بہت سی موجود ہیں۔  
(روح المعانی، الجزء: ۲۸، ص ۴۹۵)

### اغراض:

بان لا یعاد الی الذنب: یہ توبہ نصوحا کے بارے میں تیئیسواں قول ہے، آقائے دو جہاں علیہ السلام نے تعلیم امت کے لئے فرمایا کہ: ”میں دن میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں“ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ: ”میں دن میں ستر مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔“  
والمسافقون یطفا نورہم: قیامت کے دن منافقین کا نور بجھ جائے گا اور وہ جہنم رسید ہو جائیں گے، مومنین اُن کی یہ حالت دیکھ کر اللہ سے نور کی سلامتی کے لئے دعا کریں گے تاکہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں جہاں اندھیرا نہیں ہوتا، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ مومنین کو کیسے نور کے بجھ جانے کا خوف ہوگا جبکہ مومنین تو امن میں ہونگے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مومنین کو خوف نہ ہوگا بلکہ انہیں اللہ کی رحمت سے تلذذ کا شوق اس کلام پر ابھارے گا۔

اذ کفرتا: اللہ کے فرمان: ﴿فخانتا﴾ کی تعلیل ہے۔ واسما و اہلہ: ہاء کو لام پر مقدم کرنے کی صورت میں، حضرت نوح علیہ السلام کی زوجہ کا نام ہے، یا اس کے برعکس اور ایک قول کے مطابق ”واعلہ“ یعنی عین کی لام پر تقدیم کی صورت میں، یا اس کے برعکس۔  
امن بموسیٰ: یہاں بی بی آسیہ کے ایمان کا بیان ہے، اور بی بی آسیہ کو یقین ہو گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حق پر ہیں، مزید حاشیہ نمبر ”۳“ کا مطالعہ کیجئے۔

فعلہ: سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام کا فعل ہے یعنی صور پھونکنا۔ المنزلۃ: اپنے زمانے میں، جیسے توریت، انجیل اور صحف ابراہیم۔  
(الصاوی، ج ۶، ص ۱۳۵ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**



## سورة الملك مكية وهي ثلاثون آية

(سورة ملك مکہ ہے جس میں تیس آیتیں ہیں)

### تعارف سورة الملك

اس سورت میں دو رکوع، تیس آیتیں، تین سو تیس کلمے اور ایک ہزار تین سو تیرہ حروف ہیں۔ اس سورت کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال سے کی جا رہی ہے اور اس کا ذکر خود ہاں قدرت سے ہو رہا ہے حق تو یہی ہے کہ اسے ہی زیب دینا کہ اپنی حمد و ثنا کرے۔ اور حیات و موت کا جو تسلسل قائم کیا ہے تو فوراً انسان کی توجہ اس کی حکمت کی طرف موڑ دی کہ اس سے مقصد صرف تمہارا امتحان ہے کہ کون تم میں سے اپنی زندگی اچھے سے اچھے کاموں کے لئے وقف کر سکتا ہے اور اس کے بعد اپنی قدرت و حکمت کے ثبوت کے لئے اپنی کائنات کو پیش کیا اور دنیا بھر کے نقاروں کو چیلنج کیا کہ اس میں کوئی عیب یا کوئی اور نقشہ تجویز کر کے دکھائیں جب کسی کو جرأت نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیز پر انگلی اٹھا سکے تو اس سے بہتر تو کیا اس کی مثل بھی نہیں لاسکتے اور پھر بھی نادان بننے ہیں، بھلائی اسی میں ہے کہ اس کے آگے سر جھکا دو اور اس کی تمام صفات و کمالات پر ایمان لے آؤ ورنہ انجام بہت بھیانک ہوگا۔ ایسے دوزخ میں پھینک دیئے جاؤ گے کہ جس کے شعلے غیظ و غضب سے بھڑک رہے ہوں گے اور اس وقت تم اپنی غلطیوں کا اعتراف کرو گے لیکن اس وقت اعتراف کرنا کوئی کام نہ آئے گا اس ضمن میں یہ بتا دیا کہ سب انسان حق ناشناس نہیں کچھ وہ بھی ہیں جو بن دیکھے اپنے رب تعالیٰ کو مانتے ہیں اور اس کی ناراضگی سے ہر وقت لرزاں اور ترساں رہتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اجر کبیر عطا فرمائے گا اس کے بعد اپنی قدرت کی کئی اور نشانیاں بیان فرمائیں پھر انہیں جھنجھوڑ کر کہا اگر تم نے انکار کیا اور یہ روش نہ چھوڑی تو اللہ تعالیٰ کے لئے مشکل نہیں کہ وہ تمہیں عذاب کرے۔

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”قرآن کی ایک سورت میں تیس آیتیں ہیں وہ جس شخص کی بھی شفاعت کرے گی اس کی مغفرت کر دی جائے گی، وہ سورت الملك ہے۔“

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی فضل سورة الملك، رقم: ۲۹۰۰، ص ۸۲۰)

☆..... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے لا علمی میں ایک قبر پر خیمہ لگا دیا، اس میں ایک انسان سورة الملك پڑھ رہا تھا، حتیٰ کہ اس نے اس کو ختم کر لیا، پھر وہ نبی پاک ﷺ کے پاس گیا اور انہیں اس واقعہ کی خبر دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ سورة المائتہ اور المنجیہ ہے یعنی یہ عذاب قبر سے نجات دلائی ہے۔“

(المرجع السابق، رقم: ۲۸۹۹)

رکوع نمبر: ۱

بسم الله الرحمن الرحيم الله کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿تبرک﴾ تَنْزَعُ عَنْ صِفَاتِ الْمُخَذِّلِينَ ﴿الذی بیدہ﴾ فی تَصْرِفِهِ ﴿الملك﴾ السُّلْطَانُ وَالْقُدْرَةُ ﴿وہو﴾ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿الذی خلق الموت﴾ فی الدُّنْيَا ﴿والحیوة﴾ فی الْآخِرَةِ أَوْ هُمَا فی الدُّنْيَا فَالْنُّطْقَةُ تُعْرِضُ لَهَا الْحَيَوَةُ وَهِيَ مَا بِهِ الْإِحْسَاسُ وَالْمَوْتُ ضِدُّهَا أَوْ عَدَمُهَا قَوْلَانِ وَالْخَلْقُ عَلَى الثَّانِي بِمَعْنَى التَّقْدِيرِ ﴿لِيُبْلُوَكُمْ﴾ لِيُخْتَبَرَكُمْ فِي الْحَيَوَةِ ﴿إِيكُمْ احسن عملاً﴾ أَطْوَعُ لِلَّهِ ﴿وہو العزيز﴾ فی إِنْتِقَامِهِ مِمَّنْ عَصَاهُ ﴿الغفور﴾ ﴿لِيَمُنُّ تَابَ إِلَيْهِ﴾ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طَبَاقًا ﴿بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ مِنْ غَيْرِ مَمَاسِيَةٍ﴾ مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ ﴿لَهُنَّ وَلَا لِغَيْرِهِنَّ﴾ مِنْ تَفَوُّتٍ ﴿تَبَاقِينَ وَغَدَمٍ تَنَاسُبٍ﴾ فَارْجِعْ

البصر ﴿اعذه إلى السماء﴾ هل ترى ﴿فيها﴾ من فطور ﴿٣﴾ صُدُّوعٌ وَشُقُوقٌ ﴿ثم ارجع البصر  
 كرتين﴾ كَرَّةً بَعْدَ كَرَّةٍ ﴿ينقلب﴾ يَرْجِعُ ﴿اليك البصر خاسئا﴾ ذَلِيلًا لَعَلَّمِ إِذْ رَأَى خَلْلًا ﴿وهو  
 حسير﴾ ﴿٣﴾ مُنْقَطِعٌ عَنْ رُؤْيَا خَلْلٍ ﴿ولقد زينا السماء الدنيا﴾ الْقُرْبَى إِلَى الْأَرْضِ ﴿بمصابيح﴾ بِنُجُومٍ ﴿  
 وجعلناها رجوما﴾ مَرَاجِمَ ﴿للسَّيْطِينِ﴾ إِذَا سَتَرُوا السَّمْعَ بِأَنْ يَنْفَصِلَ شَهَابٌ عَنِ الْكُوكَبِ كَالْقَبَسِ  
 يُؤَخِّدُ مِنَ النَّارِ فَيَقْتُلُ الْجَنِّيَّ أَوْ يُخْبِلُهُ لَا إِنَّ الْكُوكَبَ يَزُولُ عَنْ مَكَانِهِ ﴿واعتدنا لهم عذاب  
 السعير﴾ ﴿٥﴾ النَّارِ الْمُوقَدَةِ ﴿وللذين كفروا بربهم عذاب جهنم وبئس المصير﴾ ﴿٦﴾ هِيَ ﴿إذا القوا فيها  
 سمعوا لها شهيقا﴾ صَوْتًا مَنَكْرًا كَصَوْتِ الْحِمَارِ ﴿وهي تفور﴾ ﴿٤﴾ تَغْلِي ﴿تكاد تميز﴾ وَفَرِي تَمِيزٌ عَلَى  
 الْأَصْلِ تَنْقَطِعُ ﴿من الغيظ﴾ غَضَبًا عَلَى الْكُفَّارِ ﴿كلما ألقى فيها فوج﴾ جَمَاعَةً مِنْهُمْ ﴿سألهم خزنتها  
 سؤال توبيخ﴾ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ﴿٨﴾ رَسُولٌ يُنذِرُكُمْ عَذَابَ اللَّهِ تَعَالَى ﴿قالوا بلى قد جاءنا نذير فكذبنا  
 وقلنا ما نزل الله من شيء إن أنتم إلا في ضلل كبير﴾ ﴿٩﴾ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مِنْ كَلَامِ الْمَلَائِكَةِ لِلْكَفَّارِ  
 جِئْنَا أَخْبَرُوا بِالْكَذِبِ وَأَنْ يَكُونَ مِنْ كَلَامِ الْكَفَّارِ لِلنَّذْرِ ﴿وقالوا لو كنا نسمع﴾ أَيْ سَمَاعُ تَفْهِمٍ ﴿أو  
 نعقل﴾ أَيْ عَقْلُ تَفَكُّرٍ ﴿ما كنا في أصحاب السعير﴾ ﴿١٠﴾ فَاعْتَرَفُوا حَيْثُ لَا يَنْفَعُ الْإِعْتِرَافُ ﴿بذنبهم﴾ وَهُوَ  
 تَكْذِيبُ النَّذْرِ ﴿فسحقا﴾ بِسُكُونِ الْحَاءِ وَضَمِّهَا ﴿لأصحاب السعير﴾ ﴿١١﴾ قَبْعُدَا لَهُمْ عَنْ رَحْمَةِ اللَّهِ  
 تَعَالَى ﴿ان الذين يخشون ربهم﴾ يَخَافُونَهُ ﴿بِالْغَيْبِ﴾ فِي غَيْبَةٍ عَنْ أَعْيُنِ النَّاسِ فَيُطِيعُونَهُ سِرًّا فَيَكُونُ  
 عِلَانِيَةً أَوَّلَى ﴿لهم مغفرة واجر كبير﴾ ﴿١٢﴾ أَيْ الْجَنَّةُ ﴿واسروا﴾ أَيُّهَا النَّاسُ ﴿قولكم أو اجهروا به  
 انه﴾ أَنَّهُ تَعَالَى ﴿علیم بذات الصدور﴾ ﴿١٣﴾ بِمَا فِيهَا فَكَيْفَ بِمَا نَطَقْتُمْ بِهِ وَسَبِّ نَزُولِ ذَلِكَ أَنَّ  
 الْمُشْرِكِينَ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَسِرُّوا قَوْلَكُمْ لَا يُسْمِعُكُمُ اللَّهُ مُحَمَّدٌ ﴿الا يعلم من خلق﴾ مَا تَسِرُونَ أَيْ  
 ائْتَنَفِي عِلْمُهُ بِذَلِكَ ﴿وهو اللطيف﴾ فِي عِلْمِهِ ﴿الخبير﴾ ﴿١٤﴾ فِيهِ لَا.

### ﴿ترجمہ﴾

بڑی برکت والا ہے وہ (یعنی مخلوق کی صفات سے منزہ ہے وہ) جس کے ہاتھ میں (یعنی جس کے تصرف میں) سارا ملک (ساری سلطنت  
 اور قبضہ) ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جس نے پیدا کیا موت کو (دنیا میں) اور زندگی کو (آخرت میں) یا ان دونوں چیزوں کو دنیا میں کہ  
 نطفہ کو حیات لاحق ہوتی ہے اور حیات اس شے کا نام ہے جس کے ذریعے احساس قائم ہو اور موت اس کی ضد کا نام ہے یا پھر موت عدی  
 ہے اس بارے میں دو اقوال ہیں دوسرے قول کے مطابق پھر یہاں، خلق کے معنی تقدیر ہوگا کہ تمہاری جانچ ہو (دنیا میں) .....  
 ، لیلو کم بمعنی لیختبر کم ہے) تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے (کون اللہ کا زیادہ فرمانبردار ہے) اور وہی غلبہ رکھنے والا ہے (اپنے  
 نافرمانوں سے انتقام لینے میں) بخشنے والا ہے (اسے جو اس کی بارگاہ میں توبہ کرے) جس نے سات آسمان بنائے ایک کے اوپر دوسرا  
 (یعنی آسمان ایک کے اوپر ایک ہے لیکن آپس میں ملے ہوئے نہیں ہیں) تو کیا رحمن کے بنانے میں (آسمانوں کو اور دیگر اشیاء کو) فرق  
 دیکھتا ہے (کچھ بتائیں اور باہمی عدم مناسبت دیکھتا ہے) تو نگاہ اٹھا کر دیکھ (آسمان کی طرف، ارجع بمعنی اعد ہے) تجھے (اس میں) کوئی  
 رخنہ نظر آتا ہے (کوئی شکاف و سوراخ نظر آتا ہے) پھر دوبارہ نگاہ اٹھا (یعنی یکے بعد دیگرے نگاہ اٹھا) نظر تیری طرف نا کام پلٹ آئے گی

(خلل کا ادراک نہ کر پانے کی وجہ سے، بسنقلب بمعنی سر جمع ہے، اور خاسن بمعنی ذلیل ہے) تنگی مامدی (کسی رخنہ کو دیکھنے سے.....) اور پیشک ہم نے نیچے کے آسمان کو (جو کہ زمین سے قریب ہے) آراستہ کیا چراغوں (یعنی ستاروں) سے اور انہیں شیطانوں کے لیے مار کیا (جب وہ چوری چھپے سننے کی کوشش کریں یوں کہ ستارے سے آگ کا شعلہ الگ ہو کر اسے لگتا ہے جیسا آگ میں سے شعلے کو نکالا جاتا ہے تو اس کے ذریعے جنات کو مار دیا جاتا ہے یا پھر انہیں مجنون کر دیا جاتا ہے ایسا نہیں کہ اس کام کے لیے تارے اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہوں.....) اور ان کے لیے بھڑکتی آگ کا عذاب تیار فرمایا (السعیر کے معنی بھڑکتی آگ ہے) اور جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور کیا ہی برا انجام (یہاں مخصوص بالذم ”ہی“ ضمیر محذوف ہے) جب اس میں ڈالے جائیں گے اس کا ریگنا سنیں گے (گدھے کی سی قابل کراہت آواز سنیں گے) کہ جوش مارتی ہے (غفور بمعنی تغلی ہے) معلوم ہوتا ہے کہ پھٹ جائیگی (”تمیز“ کو ایک قرائت میں تتمیز یعنی اصل کے مطابق پڑھا گیا ہے، یہ بمعنی تنقطع ہے، کفار پر شدت غضب کی وجہ سے) (الغیظ بمعنی الغضب ہے) جب کبھی کوئی گروہ (کافروں میں سے) اس میں ڈالا جائے گا اس کے داروغہ (بطور زجر و توبخ) ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرسانے والا نہ آیا تھا (کوئی رسول نہ آئے تھے جو تمہیں عذاب الہی سے ڈراتے) کہیں گے کیوں نہیں! پیشک ہمارے پاس ڈرسانے والے تشریف لائے پھر ہم نے انہیں جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ نہیں اتارا تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں (ان بمعنی معافیہ ہے، ”ان انتم الافی ضلل کبیر“ اس میں دو احتمال ہیں یا تو یہ فرشتے کفار سے کہیں گے جب وہ انہیں انبیاء کرام کو جھٹلانے کی خبر دیں گے یا پھر یہ بات بھی کفار نے ڈرسانے والے رسولوں سے کہی ہوگی.....) اور کہیں گے اگر ہم سنتے (سمجھنے کے ارادے) یا سمجھتے (حقیقت سمجھنے کی نسبت سے) تو دو ذرخ والوں میں نہ ہوتے اب اقرار کیا (جب کہ یہ اقرار کچھ نفع نہیں دے سکتا) اپنے گناہ کا (یعنی تکذیب انبیاء کا) تو پھٹکار ہو (”سحقاً“ کو حاء ساکنہ اور ”محق“ اور مضمومہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) دو ذخیوں کو (یعنی کافر اللہ ﷻ کی رحمت سے دور ہوں گے) پیشک وہ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں (بخشون بمعنی بخافون ہے پوشیدگی میں) جب کہ وہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے نہیں ہوتے یعنی وہ خلوت میں بھی اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کرتے ہیں تو جلوت میں بدرجہ اولیٰ کرتے ہوں گے.....) ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے (یعنی جنت ہے) اور (اے لوگوں!) تم اپنی بات آہستہ کہو یا آواز سے وہ (یعنی اللہ ﷻ) تو دلوں کی جانتا ہے (دلوں میں موجود باتوں کو جانتا ہے اور تمہاری زبان سے کہی گئی باتوں کو کیسے نہیں جانے گا، شان نزول اس آیت کا یہ ہے کہ مشرکین نے آپس میں سرگوشی کرتے ہوئے باہمی آہستہ آواز میں گفتگو کی کہ کہیں محمد ﷺ کا خدا نہ لے) کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا (جو بات تم آہستہ کہو یا بلند، اس کے علم سے مخفی کچھ نہیں) اور وہی ہے (اپنے علم سے) ہر بار کی جانتا خبردار (اس کے بارے میں)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿تبرک الذی بیدہ الملک و هو علی کل شیء قدير﴾

تبرک: فعل، الذی: موصول، بیدہ: ظرف مستقر خبر مقدم، الملک: مبتدا مؤخر، ملکہ جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ہو: مبتدا، علی کل شیء: ظرف لغو مقدم، قدير: صفت مشبہ بافاعل، ملکہ شہ جملہ خبر، ملکہ جملہ اسمیہ معطوف، ملکہ صلیہ ملکہ فاعل، ملکہ جملہ فعلیہ۔

﴿الذی خلق الموت والحیوة لیلو کم ایکم احسن عملاً و هو العزیز الغفور﴾

الذی: موصول، خلق: فعل بافاعل، الموت: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الحیوة: معطوف، ملکہ مفعول، لام: جار، لیلو کم: فعل بافاعل

ومفعول، ایکم، مبتدا، احسن، اسم تفضیل باہو ضمیر تمیز، عملاً، تمیز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ماقبل "الذی بیده الملك" سے بدل واقع ہے، و: عاطفہ، ہو، مبتدا، العزیز الغفور: خبر ان، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الذی خلق سبع سموات طباقا ما ترى فی خلق الرحمن من تفوت﴾  
الذی: موصول، مخلق: فعل بافاعل، سبع سموات: موصوف، طباقا: صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر ماقبل "الذی بیده الملك" سے بدل ثانی واقع ہے، ما ترى: فعل نفی بافاعل، فی خلق الرحمن: ظرف لغو، من: زائد، تفوت: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿فارجع البصر هل ترى من فطور ثم ارجع البصر کرتین﴾  
ف: تعلیلیہ، ارجع البصر: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، هل جرف استفہام، ترى: فعل بافاعل، من: جار زائد، فطور: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، ارجع البصر: فعل امر بافاعل ومفعول، کرتین: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ینقلب الیک البصر خاسئا وهو حسیر﴾

ینقلب: فعل مضاف، الیک: ظرف لغو، البصر: ذو الحال، خاسئا: حال اول، و: حالیہ، وهو حسیر: جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے۔

﴿ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلناها رجوما للشیطین﴾

و: متانفہ، لام قسمیہ، قد: تحققیہ، زینا: فعل بافاعل، السماء الدنیا: مرکب توصیفی مفعول، بمصابیح: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، جعلناها: فعل بافاعل ومفعول، رجوما: موصوف، للشیطین: ظرف مستقر صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واعتدنا لهم عذاب السعیر وللذین کفروا برہم عذاب جہنم وبنس المصیر﴾

و: عاطفہ، اعتدنا: فعل بافاعل، لهم: ظرف لغو، عذاب السعیر: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، للذین کفروا برہم: جار مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب جہنم: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، بنس: فعل ذم، المصیر: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ مبتدا محذوف "ہی" کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اذا القوا فیہا سمعوا لها شہیقا وہی تفور﴾

اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، القوا فیہا: فعل مجہول بآنائب الفاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، سمعوا: فعل بافاعل، لام: جار، ہا: ضمیر ذو الحال، و: حالیہ، وہی تفور: جملہ اسمیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر حال مقدم، شہیقا: ذو الحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿تکاد تمیز من الغیظ کلما القی فیہا فوج سالہم خزنتہا الم یاتکم نذیر﴾

تکاد: فعل مقارب با"ہی" ضمیر مستقر اسم، تمیز: فعل با"ہی" ضمیر مستقر تمیز، من الغیظ: ظرف مستقر تمیز "الی غیظ"، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ، کلما بشرطیہ، القی فیہا فوج: فعل مجہول وظرف لغو نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، سالہم: فعل ومفعول، خزنتہا: فاعل، ہمزہ جرف استفہام، لم یاتکم: فعل نفی ومفعول، نذیر: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ استفہامیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قالوا بلی قد جاءنا نذیر فکذبنا وقلنا ما نزل اللہ من شیء﴾



قالوا: قول، بلسی: حرف ایجاب، قد جاء ناسا لیسر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، کذبنا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قلنا: قول، ما نزل اللہ: فعل نفی و فاعل، من: زائد، شیء: مفعول، لکرم جملہ فعلیہ مقولہ، لکرم جملہ قولیہ معطوف، لکرم پھر معطوف، لکرم مقولہ، لکرم جملہ قولیہ متانفہ۔

﴿ان انتم الا فی ضلل کبیر و قالوا لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر﴾  
 ان: تانیہ، انتم: مبتداء، الا: اداة حصر، فی ضلل کبیر: ظرف مستقر خبر، لکرم جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، قالوا قول، لو: شرطیہ، کنا: فعل ناقص با اسم، نسمع: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، نعقل: جملہ فعلیہ معطوف، لکرم خبر، لکرم جملہ فعلیہ معطوف، لکرم خبر، لکرم جملہ فعلیہ ہو کر شرط معا کنا: فعل نفی ناقص با اسم، فی اصحاب السعیر: حرف مستقر خبر، لکرم جملہ فعلیہ جزا، لکرم جملہ شرطیہ ہو کر مقولہ، لکرم جملہ فعلیہ۔

﴿فاعترفوا بذنبهم فسحقا لاصحاب السعیر﴾  
 ف: عاطفہ، اعترفوا: فعل با فاعل، بذنبهم: ظرف لغو، لکرم جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، سحقا: مصدر با فاعل، لاصحاب السعیر: ظرف لغو، لکرم خبر، جملہ ہو کر فعل محذوف "سحقهم اللہ" کیلئے مفعول مطلق، لکرم جملہ فعلیہ۔

﴿ان الذين یخشون ربهم بالغیب لهم مغفرة و اجر کبیر﴾  
 ان: حرف مشبہ، الذين: موصول، یخشون: فعل داؤ ضمیر ذوالحال، بالغیب: ظرف مستقر حال، لکرم فاعل، ربهم: مفعول، لکرم جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، لکرم اسم، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، مغفرة و اجر کبیر: مبتداء مؤخر، لکرم جملہ اسمیہ ہو کر ان کی خبر، لکرم جملہ اسمیہ۔

﴿واسروا قولکم او اجهروا به انه علیم بذات الصدور﴾  
 و: متانفہ، اسروا: فعل امر با فاعل، قولکم: مفعول، لکرم جملہ فعلیہ متانفہ، او: عاطفہ، اجهروا: فعل امر با فاعل، به: ظرف لغو، لکرم جملہ فعلیہ، انه: حرف مشبہ با اسم، علیم بذات الصدور: شبہ جملہ خبر، لکرم جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... انه علیم بذات الصدور..... ☆ مشرکین آپس میں کہتے تھے چپکے چپکے بات کرو محمد (ﷺ) کا خدا سن نہ پائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتایا گیا کہ اس سے کوئی چیز چھپ نہیں سکتی یہ کوشش فضول ہے۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### دنیا کی زندگی آزمائش کا گھر ہے:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الذی خلق الموت والحیوة لیبْلُوکم ایکم احسن عملا و جس نے پیدا کی زندگی اور موت کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے﴾ (الملك: ۲) ﴿و لنبْلُوکم بشیء من الخوف ضرور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر سے﴾ (البقرة: ۱۰۰) ﴿و لنبْلُوکم حتی نعلم اور ضرور ہم تمہیں جانچیں گے یہاں تک کہ دیکھ لیں﴾ (محمد: ۲۱) ﴿یا ایہا الذین امنوا لیبْلُوکم اللہ اے ایمان والوں ضرور اللہ تمہیں آزمائے گا﴾ (الاسف: ۹۴) ﴿و لیبْلُوکم المؤمنین منہ بلاء حسنا اور اس لئے کہ مسلمانوں کو اچھا انعام عطا فرمائے﴾ (الانفال: ۱۷) ﴿و فی ذلکم بلاء من ربکم عظیم اس میں تمہارے رب کا بڑا فضل ہوا﴾ (اسراء: ۶) ﴿موت و حیات کو خلق کے متعلق کر دیا جس میں یہ حکمت کا فرما ہے کہ موت و حیات کی تخلیق سے فرمانبردار اور نافرمان کی تمیز ہو جائے، کیونکہ زندگی پر تکلیف کا انحصار ہوتا ہے اور اسی سے قدرت ممکنہ کا حصول بھی ممکن ہے، جب کہ موت ایک نصیحت ہے جس سے ذہین آدمی نصیحت حاصل کرتا ہے اور آخرت کے لئے زور راہ کے حصول میں فرصت

کے لحاظ کو غنیمت جانتا ہے۔ زندگی و موت کا باہم بدلنا اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلیل بنتا ہے۔

## آسمان میں رخنہ نہ ہونے کا بیان:

۲..... امام قرطبی لکھتے ہیں: انسان جب کسی چیز کی طرف ایک مرتبہ دیکھتا ہے اور اسے کوئی عیب نہ نظر آئے تو دوبارہ اس کی جانب نہیں دیکھتا، اللہ تعالیٰ نے دوسرے مرتبہ دیکھنے کا فرمایا کہ کوئی عیب تو کیا نظر آئے گا انسان کی عقل و خرد ہی حیرت میں پڑ جائے گی، اسی لئے فرمایا: ﴿يَنْقَلِبُ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا﴾ یعنی انسان کی نظر خشوع کرتی ہوئی، ذلیل ہو کر لوٹ آئے گی لیکن اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں کوئی کمی نظر نہ آئے گی۔

(القرطبی، الجزء: ۲۹، ص ۱۸۴)

## کواکب کیوں بنائے گئے؟

۳..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ.....﴾ الخ اور بیشک ہم نے نیچے کے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کیا (الملك: ۶)۔ مصابیح جمع ہے مصباح کی جس کے معنی سراج کے ہیں۔ اور ستاروں کو بھی روشنی و چمک دینے کی وجہ سے مصابیح کہہ دیا جاتا ہے۔ ستارہ خود نہیں گرتا بلکہ اس سے کچھ چیز جدا ہوتی ہے جس سے نہ تو ستارے کی روشنی و چمک میں کوئی کمی آتی ہے اور نہ ہی اس کی صورت و شکل میں کچھ کمی رونما ہوتی ہے۔ یہ ابوعلی نے جواب دیا تھا جب ان سے کسی نے پوچھا کہ یہ زینت کیسے ہو سکتے ہیں جب کہ انہیں مارا جاتا ہے، جب مارے جاتے ہیں تو باقی نہ رہتے ہونگے۔ مہدوی کہتے ہیں کہ یہ ستاروں کی جگہوں سے کچھ چرائینے کی وجہ سے ممکن ہوتا ہے۔ قشیری کہتے ہیں کہ شیاطین کو مارے جانے سے پہلے یہ زینت ہوا کرتے تھے۔ قتادہ کا قول ہے کہ آسمانی ستاروں کی تین قسمیں ہیں: (۱)..... جو زینت کے لئے بنائے گئے، (۲)..... جو شیاطین کو مارنے کے لئے بنائے گئے، (۳)..... خشکی، تری اور دیگر اوقات کے علم کے حصول کے لئے بنائے گئے۔ اور جو اس میں تاویلین کرے گا وہ حد سے بڑھ جائے گا اور (اپنی جان پر) ظلم کرے گا۔ محمد بن کعب کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم زمین میں رہنے والے کسی کے لئے بھی آسمان میں ستارہ نہیں ہے، بلکہ کاہن لوگ کہانت کی راہ اختیار کرتے ہیں اور ستاروں کو علت بتاتے ہیں۔

(القرطبی، الجزء: ۲۹، ص ۱۸۵ وغیرہ)

## ضلال کبیر کے قائل میں احتمالات متفرقہ:

۴..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِتْنَةٌ كَبِيرٌ﴾ کہیں گے کیوں نہیں بیشک ہمارے پاس ڈر سنانے والے تشریف لائے پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ نہیں اتارا تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں (الملك: ۹)۔ اس میں دو وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱)..... ظاہر قول یہ ہے کہ کفار نے رسولوں کو کہا ہو، (۲)..... جہنم کے خازنوں نے کافروں سے کہا ہو۔

(الخازن، ج ۴، ص ۳۱۹، المظہری، ج ۷، ص ۱۸۶)

## خلوت و جلوت میں بندگی کرنے والے لوگ:

۵..... جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو سید عالم رضی اللہ عنہ نے ان کے گال کا بوسہ لیا اور رونے لگے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے مبارک آنسو عثمان رضی اللہ عنہ کے گال پر بہنے لگے اور صحابہ کرام بھی رو دیئے، سید عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اے ابوسائب! تم اس دنیا سے اس طرح چلے گئے کہ تم نے اس کی کسی چیز سے تعلق نہ رکھا۔“ سید عالم رضی اللہ عنہ نے انہیں السلف الصالح کے نام سے پکارا، نیز یہ وہ پہلے صحابی تھے جنہیں بقیع غرقہ میں دفن کیا گیا۔ (کنز العمال، کتاب الفضائل، باب: ذکر الصحابہ، رقم: ۳۳۶۰۷، ج ۶، ص ۳۳۷)

☆..... ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں: ”حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت زیادہ رونے والے تھے، جب قرآن کی تلاوت

کرتے تو آپ کو اپنی آنکھوں پر قابو نہ ہوتا۔“ (صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب: المسجد بکون فی الطريق، رقم: ۴۷۶، ص ۸۲) ☆..... جب سید عالم ﷺ حالت مرض میں تھے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سید عالم ﷺ سے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ بہت نرم دل ہیں وہ آپ کی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائیں گے تو گریہ کی وجہ سے لوگ تلاوت نہ سن سکیں گے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ، باب: ماجاء فی صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ، رقم: ۱۲۳۲، ص ۲۱۸)

### اغراض:

تنزه عن صفات المحدثین: اللہ کی ذات مخلوق کی (بیان کردہ) صفات سے ازلی اور ابدی طور پر بلند و بالا ہے۔ السلطان: تمام موجودات میں بلند و بالا اور (اپنی) قدرت میں تصرف تامہ رکھتا ہے، جیسا ارادہ فرمائے کر لیتا ہے، اور مفسر کیلئے زیادہ واضح یہ ہوتا کہ ”الید“ کی تفسیر ”القدرة“ سے، ”الملک“ کی تفسیر ”مملوکات“ سے کرتے، اور اگر ایسا نہ ہو تو کلام اپنے ظاہر میں رکعت پیدا کر دے جیسا کہ مخفی نہیں، اور معنی یوں ہو جائیں گے: ”تبارک الذی بتصرفه التصرف، ولا معنی له۔“ فی الدنیا: یعنی موت دنیا کی زندگی کو ختم کرنے کے لئے ہے۔ فی الآخرۃ: سے مراد مرنے کے بعد کی زندگی، اور مفسر کا یہ قول ”ابتلاء“ پر ترتب کے اعتبار سے مناسب نہیں ہے کیونکہ اللہ کا فرمان: ﴿لَیْسَ لَکُمْ فِی الْحَیٰۃِ الدُّنْیَا مَوْتٌ وَلَا حَیٰۃٌۢ بَعْدَ الْمَوْتِ﴾ میں اس کا ترتب دنیاوی زندگی پر ہوتا ہے۔ وہی ما بہ الاحساس: دونوں اقوال کی بناء پر حیات کی تفسیر کرنا مراد ہے، کیونکہ ایک قول کے مطابق حیات سے مراد حیات دنیاوی ہے۔ ما بہ الاحساس: مراد صفت وجودیہ ہے جو کہ حس و حرکت کو لازم کرتی ہے۔ او عدمہا: سے مراد حیات کا نہ پایا جانا ہے چہ جائے کہ وہ حیات موت پر سابق ہو یا موت سے متاخر ہو۔

والخلق علی الثانی: یعنی موت کی تعریف پر دوسرا قول یعنی حیات کا نہ پایا جانا۔ بمعنی التقدیرو: اور ”الخلق“ اپنے دوسرے معنی کے اعتبار سے موجودات اور معدومات سے متعلق ہے، اس لئے کہ اس قول کی بناء پر تعلق اللہ کے ارادے اور علم ازلی کی بناء پر ہوگا اور اول قول کی بناء پر اس کا تعلق خلق حقیقی پر ہوگا، اس لئے کہ مراد امر وجودی ہے۔ اطلوع للہ: یہ احسن عملا کے ایک تفسیر ہے، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مراد ”احسن عملا“ بمعنی ”احسن عقلا“ ہے، اور ایک قول کے مطابق معنی یہ ہوگا کہ اللہ کے حرام کردہ امور سے بچنا اور اس کی طاعت میں جلدی کرنا اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ احسن عملا سے مراد اعمال میں اخلاص پیدا کرنا ہے اور انہیں اچھے طریقے پر کرنا ہے، پس خالص اللہ کی رضا مقصود ہو اور سنت کے مطابق اس عمل کو ٹھیک کرنا ہو اور اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔ بعضہا فوق بعض من غیر معاسۃ: یعنی آسمان کا اس طرز پر بنا ہوا ہونا اہل سنت کے نظریے کے مطابق ہے جب کہ اہل بیت کہتے ہیں زمین کردی ہے اور آسمان دنیا اندھے کے چھلکوں کی مانند تمام جوانب سے انہیں محیط ہیں، اور دوسرا آسمان بھی اسی کی مثل محیط ہے اور اسی طرح عرش کل کو محیط ہے اور زمین آسمان دنیا کے مقابلے میں ایک حلقہ ہے جو کہ کسی وسیع میدان میں موجود ہے اور اسی طرح دوسرا آسمان دوسری زمین کے مقابلے میں یونہی ہے اور اہل بیت کے قول پر اعتماد کرنا نقصان نہیں دیتا اور شرع میں اس کی مخالفت وارد نہیں ہوتی۔ وعدم تناسب: مراد وہ اختلاف ہے جو اللہ کی قدرت و ارادے کے متعلق ہو بلکہ اللہ کی تخلیق، اس کی قدرت اور ارادے کے اعتبار سے مستقیم اور متناسب ہے، بخلاف صانع کی تخلیق کے، کیونکہ مخلوق کی تخلیق میں اس کے ارادے کے علاوہ بھی امور پائے جاتے ہیں۔ ذلیلا بمعنی خاضعا صاغرا معبدا ہے۔

القربی الی الارض: یعنی آسمان دنیا کو زمین سے باقی آسمانوں کے مقابلے میں قریب رکھا، پس ”قربہ“ اسم تفضیل کا صیغہ ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: ”ہند فضلی لساء“ لیکن اس قول سے دیگر کی مخالفت لازم نہیں آتی، بیشک ستارے عرش و کرسی میں ثابت ہیں

اور اس لئے کہ آسمان صاف و شفاف ہے اور اس میں کوئی رکاوٹ والی چیز نہیں پائی جاتی اور آسمان کو ستاروں سے زینت دی گئی ہے لیکن بات یہ نہیں کہ ستارے آسمان میں ثابت ہیں اور یہ ان کے نزدیک ہے جو ان ستاروں کو کواکب سبع کے علاوہ مانتے ہیں اور یہ ستارے ہر آسمان میں موجود ہیں اور ہر آسمان کے کواکب بھی ہیں جیسا کہ ”زحل“ ساتویں آسمان پر، ”المشتہری“ چھٹے پر، ”المریخ“ پانچویں پر، ”الشمس“ چوتھے پر، ”الزہرہ“ تیسرے پر، ”عطارد“ دوسرے پر، ”القمر“ آسمان دنیا پر۔

بان یفصل شہاب: ایک سوال مقدر کا جواب دینا مقصود ہے، سوال یہ ہے کہ اللہ نے کواکب کے ذریعے آسمان دنیا کو مزین کیا اور یہ اس بات کا تقاضا ہے کہ ستاروں کا ثبوت و بقاء آسمان پر ہے، اور انہی کے زوال و انفصال کا معاملہ بھی آیت میں بیان ہوا کہ انہی کے ذریعے شیطان کو مارا جاتا ہے، پس دونوں حالتیں کیسے جمع ہو سکتی ہیں؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد یہ نہیں کہ شیطان کو کواکب کے ذریعے مارا جاتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کواکب سے جو شعلے نکلتے ہیں جو کہ آگ کے ہوتے ہیں، شیطان کو مارے جاتے ہیں۔ او یخبلہ: ”الخبل“ باء کے سکون کے ساتھ ہے، مراد عقل اور بدن کا فساد ہے۔

لا ان الکوکب یزول عن مکانہ: کلام میں مضاف حذف ہے، تقدیر کلام یہ ہے: ”وجعلنا شہباً رجوماً“۔ صوتاً منکراً: یعنی ناپسندیدہ آواز، جب جہنم میں کافر کو ڈالا جائے گا تو جہنم بھی یونہی ناپسندیدہ آواز نکالے گی جیسا کہ فخر شعیب (جو) کے لئے نکالتا ہے، اور یہ حضرت ابن عباس کا قول تھا۔ فی غیبتہم عن اعین الناس: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کا فرمان: ﴿بِالْغِیْبِ﴾ حال ہے ﴿بِیَخْشَوْنَ﴾ کی داد سے اور براء بمعنی فی ہے، معنی یہ ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو اس حال میں اپنا خوف دلاتا ہے کہ وہ اپنے بندوں سے پوشیدہ ہے اور اس حیثیت سے کہ بندے اس کی اطاعت کرتے ہیں، اور بندوں میں سے کوئی نہیں جانتا کہ یہ اللہ کی وہ حالت ہے جو بندوں سے چھپے ہوئے ہونے کی ہے اور اگر ظاہر ہو تو بدرجہ اولیٰ اس کی بندگی ہو، اس لئے کہ انسان کی عادت میں یہ بات شامل ہے کہ انسان لوگوں سے چھپ کر نافرمانی اختیار کرتا ہے، اور یہ اسی وقت ہوتا ہے کہ جب بندے کو اللہ کا خوف نہ ہو۔ فاتسرون: معنی یہ ہے کہ اللہ تمام مخلوق کے بھیدوں سے واقف ہے، پس لازم ہوا کہ وہ جانتا بھی ہے اور یہ نہ ہو تو پھر بندے کا اللہ کو معصیت میں پکارنا کیوں کر ثابت ہو کہ اللہ تو کسی بھید کو جانتا ہی نہیں (معاذ اللہ)۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۱۳۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا﴾ سَهْلَةً لِلْمَشْيِ فِيهَا ﴿فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا﴾ جَوَانِبِهَا ﴿وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهَا﴾ الْمَخْلُوقِ لَا جِلْكَمُ ﴿وَالِيهِ النُّشُورُ﴾ (۱۵) ﴿مِنَ الْقُبُورِ لِلْجَزَاءِ﴾ ﴿ءَامِنْتُمْ﴾ بِتَحْقِيقِ الْهَمَزَيْنِ وَتَسْهِيلِ الثَّانِيَةِ وَادْخَالِ أَلِفٍ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْأُخْرَى وَتَرْكَةِ وَابِدِ الْهَاءِ الْفَاءِ ﴿مِنَ السَّمَاءِ﴾ سُلْطَانُهُ وَقُدْرَتُهُ ﴿أَن يَخْسِفَ﴾ بَدَلٌ مِنْ مَنْ ﴿بِكُمُ الْأَرْضَ﴾ فَاذَا هِيَ تَمُورُ ﴿تَتَحَرَّكُ بِكُمْ﴾ وَتَرْتَفِعُ فَوْقَكُمْ ﴿ءَامِنْتُمْ مِنْ فِي السَّمَاءِ﴾ بَدَلٌ مِنْ مَنْ ﴿عَلَيْكُمْ حَاصِبًا﴾ رِيْحًا تَرْمِيكُمْ بِالْحَصْبَاءِ ﴿فَسَتَعْلَمُونَ﴾ عِنْدَ مُعَايِنَةِ الْعَذَابِ ﴿كَيْفَ نَذِيرٌ﴾ (۱۶) ﴿أَنْذَارِي بِالْعَذَابِ﴾ أَيْ أَنَّهُ حَقٌّ ﴿وَلَقَدْ كَذَبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾ مِنَ الْأُمَمِ ﴿فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرٌ﴾ (۱۸) ﴿أَنْكَارِي عَلَيْهِمْ﴾ بِالتَّكْذِيبِ عِنْدَ إِفْلَاحِهِمْ أَيْ أَنَّهُ حَقٌّ ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا﴾ يَنْظُرُوا ﴿أَلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ﴾ فِي الْهَوَاءِ ﴿صَفَتْ﴾ بِأَسْطَاتٍ أَجْنَحَتِهِنَّ ﴿وَيَقْبِضْنَ﴾ أَجْنَحَتِهِنَّ بَعْدَ الْبَسْطِ أَيْ وَقَابِضَاتٍ ﴿مَا يُمْسِكُهُنَّ﴾ عَنِ الْوُقُوعِ فِي حَالِ الْبَسْطِ وَالْقَبْضِ ﴿إِلَّا الرَّحْمَنُ﴾ بِقُدْرَتِهِ ﴿وَإِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ﴾ (۱۹) ﴿أَلَمْعْنِي لَمْ يَسْتَدِلُّوا بِثُبُوتِ الطَّيْرِ فِي الْهَوَاءِ﴾ عَلَى قُدْرَتِنَا أَنْ نَفْعَلَ بِهِمْ مَا تَقَدَّمَ وَغَيْرُهُ مِنْ



الْعَذَابِ ﴿۱﴾ اٰمِنْ مُّبْتَدَاً ﴿۲﴾ هَذَا ﴿۳﴾ تَبْرُهُ ﴿۴﴾ الَّذِي ﴿۵﴾ يَنْدَلُ مِنْ هَذَا ﴿۶﴾ هُوَ جَدُّ ﴿۷﴾ اٰخُوَانُ ﴿۸﴾ لَكُمْ ﴿۹﴾ صَلَٰةُ الْبَدَنِ ﴿۱۰﴾  
يَنْصُرُكُمْ ﴿۱۱﴾ صِفَةُ جُنْدٍ ﴿۱۲﴾ مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ ﴿۱۳﴾ اٰى غَيْرِهِ يَنْدَلُ عَنْكُمْ هَذَابُهُ اٰى لَنَا صِرَٰلَكُمْ ﴿۱۴﴾ اِنْ  
﴿مَا﴾ الْكَفَرُونَ اِلَّا فِى غُرُورٍ ﴿۲۰﴾ ﴿غَرَّهُمُ الشَّيْطَانُ﴾ بَانَ الْعَذَابُ لَا يَنْزِلُ بِهِمْ ﴿۲۱﴾ اٰمِنْ هَذَا الَّذِي يَرْزُقُكُمْ اِنْ  
اَمْسَكَ ﴿الرَّحْمٰنُ﴾ رَزَقَهُ ﴿۲۲﴾ اٰى الْمَطَرِ عَنْكُمْ وَجَوَابُ الشَّرْطِ مَحْدُوْفٌ ذَلْ عَلَيْهِ مَا قَبْلَهُ اٰى لَمَنْ  
يَرْزُقُكُمْ اٰى رَازِقُ لَكُمْ غَيْرُهُ ﴿۲۳﴾ هَلْ لِّجَوَابٍ تَمَادُّوا ﴿۲۴﴾ فِى عِتْوٍ ﴿۲۵﴾ تَكْبَرٍ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ فُورٍ ﴿۲۷﴾ تَبَاغُدِ عَنِ الْحَقِّ ﴿۲۸﴾ اَلَمَنْ  
يَمْشِىْ مَكْبًا ﴿۲۹﴾ وَاَقْعًا ﴿۳۰﴾ عَلٰى وَجْهِهِ اِهْدِ اِمِنْ يَمْشِىْ سَوِيًّا ﴿۳۱﴾ مُعْتَدِلًا ﴿۳۲﴾ عَلٰى صِرَاطٍ ﴿۳۳﴾ طَرِيقِ ﴿۳۴﴾  
مُسْتَقِيْمٍ ﴿۳۵﴾ وَخَبْرٌ مِنَ الثَّانِيَةِ مَحْدُوْفٌ ذَلْ عَلَيْهِ خَبْرُ الْاَوَّلٰى اٰى اِهْدٰى وَالْمَثَلُ فِى الْمُؤْمِنِ وَالْكَافِرِ اٰى  
اَيُّهُمَا عَلٰى هٰذِي ﴿۳۶﴾ قُلْ هُوَ الَّذِي اَنْشَاَكُمْ ﴿۳۷﴾ خَلَقَكُمْ ﴿۳۸﴾ وَجَعَلَ لَكُمْ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ﴿۳۹﴾ اَلْقُلُوْبُ ﴿۴۰﴾  
قَلِيْلًا مَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۱﴾ مَا مَزِيْدَةٌ وَالْجُمْلَةُ مُسْتَانِفَةٌ مُخْبِرَةٌ بِقَلْبَةٍ شُكْرِهِمْ جَدًّا عَلٰى هٰذِهِ النِّعَمِ ﴿۴۲﴾ قُلْ هُوَ  
الَّذِي ذَرَاكُمْ ﴿۴۳﴾ خَلَقَكُمْ ﴿۴۴﴾ فِى الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تَحْشُرُوْنَ ﴿۴۵﴾ لِّلْحِسَابِ ﴿۴۶﴾ وَيَقُولُوْنَ ﴿۴۷﴾ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۸﴾ مَتٰى هٰذَا  
الْوَعْدِ ﴿۴۹﴾ وَعَدُّ الْحَشْرِ ﴿۵۰﴾ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ فِىهِ ﴿۵۲﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ ﴿۵۳﴾ بِمَشِيئَةِ ﴿۵۴﴾ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَا اَنَا  
نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۵﴾ بَيْنَ الْاَنْذَارِ ﴿۵۶﴾ فَلَمَّا رَاوْهُ ﴿۵۷﴾ اٰى الْعَذَابِ بَعْدَ الْحَشْرِ ﴿۵۸﴾ زُلْفَةً ﴿۵۹﴾ قَرِيْبًا ﴿۶۰﴾ سَيِّئًا ﴿۶۱﴾ اِسْوَدُّثُ ﴿۶۲﴾  
وَجْهٍ الدِّينِ كَفَرُوا وَقِيلَ ﴿۶۳﴾ اٰى قَالِ الْخِزْنَةُ لَهُمْ ﴿۶۴﴾ هٰذَا ﴿۶۵﴾ اٰى الْعَذَابِ ﴿۶۶﴾ الَّذِي كُنْتُمْ  
بِهِ ﴿۶۷﴾ بِاَنْذَارِهِ ﴿۶۸﴾ تَدْعُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَنْتُمْ لَا تَبْعَثُوْنَ وَهَلِيْهِ حِكَايَةُ حَالٍ تَاتٰى غَيْرُهَا بِطَرِيقِ الْمَضِيِّ لِتَحَقُّقِ  
وُقُوعِهَا ﴿۷۰﴾ قُلْ اَرَأَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكْنِى اللّٰهُ وَمَنْ مَعِىَ ﴿۷۱﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْدَ اِيَّاهِ كَمَا تَقْصِدُوْنَ ﴿۷۲﴾ اَوْ رَحِمْنَا ﴿۷۳﴾ فَلَمْ  
يُعَذِّبْنَا ﴿۷۴﴾ فَمَنْ يَجْزِي الْكَافِرِيْنَ مِنْ عَذَابِ الْيَمِّ ﴿۷۵﴾ اٰى لَا مُجِيْرٌ لَهُمْ مِنْهُ ﴿۷۶﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنًا بِهِ وَعَلَيْهِ  
تَوْكَلْنَا فَسْتَعْلَمُوْنَ ﴿۷۷﴾ بِالنَّاءِ وَالْيَاءِ عِنْدَ مُعَايَنَةِ الْعَذَابِ ﴿۷۸﴾ مَنْ هُوَ فِى ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۹﴾ بَيْنَ اَنْتُمْ اَمْ اَنْتُمْ اَوْ  
هُمْ ﴿۸۰﴾ قُلْ اَرَأَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْرًا ﴿۸۱﴾ غَاثِرًا فِى الْاَرْضِ ﴿۸۲﴾ فَمَنْ يٰتِيْكُمْ بِمَاءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۸۳﴾ جَارٍ تَنَالُهُ  
الْاَيْدِى وَالْاَفْئِدَةُ كَمَا يَكُوْنُ اٰى لَا يٰتٰى بِهِ اِلَّا اللّٰهُ فَكَيْفَ تُنْكِرُوْنَ اَنْ يَّبْعَثَكُمْ وَيَسْتَحِبَّ اَنْ يَقُوْلَ الْقَارِئُ  
عَقِيْبَ مُعِيْنِ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ كَمَا وَرَدَ فِى الْحَدِيْثِ وَتَلِيْثُ هٰذِهِ الْاٰيَةِ عِنْدَ بَعْضِ الْمُتَجَبِّرِيْنَ فَقَالَ تَاتٰى  
بِهِ الْفَوْسُ وَالْمُعَاوِلُ فَذَهَبَ مَاءٌ عَنْهُ وَعَمِيَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْجُرَآةِ عَلٰى اللّٰهِ وَعَلٰى اَيَّامِهِ

(ترجمہ)

وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین رام کر دی (زمین میں چلنا تمہارے لیے آسان کر دیا) تو اس کے کناروں میں چلو (منا کبھا بمعنی جو ابھرا ہے، ..... لے.....) اور اللہ کی (اس) روزی میں سے کھاؤ (جو اس نے تمہارے لیے پیدا کی ہے) اور اسی کی طرف اٹھنا ہے (قبروں سے حساب و کتاب کے لیے) کیا تم اس سے نڈر ہو گئے ("ءامنتم" دو ہمزہ کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کی تسہیل کے ساتھ اور پہلی ہمزہ کے درمیان ادخال الف اور ترک الف کے ساتھ اور ہمزہ کو الف کے ساتھ بدل کر پڑھا گیا ہے) جو آسمان میں ہے (یعنی جس کی سلطنت اور قدرت آسمانوں میں بھی ہے) کہ وہ دھندلے..... لے..... ("ان یحسف" من سے بدل بن رہا ہے) تمہیں زمین میں جھی وہ (تمہیں لے کر) کا نپتی رہے (اور تم پر بلند ہو جائے) یا تم نڈر ہو گئے اس سے جس کی

سلطنت آسمان میں ہے کہ بھیجے ("ان یسرسل" من سے بدل بن رہا ہے) تم پر پھراؤ (یعنی ایسی آمدنی جو تم پر نگریاں برسائے گی) تو اب جانو گے (یعنی عذاب دیکھ کر) کیسا تھا میرا ڈرانا (یعنی میرا تمہیں عذاب سے ڈرانا یقیناً برحق تھا) اور بیشک ان سے اگلوں نے جھٹلایا (یعنی پھیلی امتوں نے) تو کیسا ہوا میرا انکار (کرنا ان پر ان کو ہلاک فرمانے کے وقت ان کی تکذیب کے سبب یعنی یہ انکار برحق ہوا) اور کیا انہوں نے نہ دیکھے (یووا بمعنی یمنظروا ہے) اپنے اوپر (فضاء میں) پرندے پر پھیلاتے (صافات بمعنی ساطعات اجنحتھن ہے) اور (اپنے پروں کو) سمیٹے (یقبضن بمعنی قابضات ہے) انہیں کوئی نہیں روکتا (پر پھیلائے سمیٹنے کی حالت میں گرنے سے) سوارِ رحمن کے (جو اپنی شدت سے انہیں روکتا ہے) بیشک وہ سب کچھ دیکھتا ہے (معنی آیت یہ ہے کہ وہ پرندوں کے آسمان میں ٹھہرنے سے ہماری قدرت پر استدلال کیوں نہیں کرتے کہ ہم سابق میں ذکر کردہ عذابات انہیں دینے کی قدرت رکھتے ہیں) یا وہ کونسا ("ام من" میں "من" مبتدا ہے، "هذا" یہ خبر ہے اور "الذی ہو جند..... الخ" سے بدل بن رہا ہے) تمہارا لشکر ہے ("ہو جندکم" یہ جملہ الذی کا صلہ بن رہا ہے اور جند بمعنی اعوان ہے) جو تمہاری مدد کرے ("ینصو کم" یہ جملہ "جند" کی صفت بن رہا ہے) رحمن کے علاوہ (جو تم سے رحمن کے عذاب کو دور کر سکے یعنی تمہارا کوئی ایسا مددگار نہیں..... ۳..... دون بمعنی غیر ہے) کافر نہیں (ان بمعنی مانا قیہ ہے) مگر دھوکے میں (شیطان نے انہیں اس دھوکے میں ڈال رکھا ہے کہ ان پر عذاب نازل نہ ہوگا) یا کونسا ایسا ہے جو تمہیں روزی دے اگر وہ (یعنی رحمن) اپنی روزی روک لے (یعنی تم سے بارش روک دے اس شرط کا جواب محذوف ہے جس پر مائل کلام "من یرزقکم" دلالت کر رہا ہے یعنی اس کے سوا کوئی تمہیں رزق دینے والا نہیں) بلکہ وہ ڈھیٹ بنے ہیں (لجوا بمعنی تمادوا ہے) تکلیہ (عتو بمعنی تکبر ہے) اور نفرت میں (یعنی حق سے) دوری میں (تو کیا وہ جو اپنے چہرے کے بل گرا ہو) (مکبا بمعنی واقعا ہے) زیادہ راہ پر ہے یا وہ جو سیدھا چلے (سویا بمعنی معتدلا ہے) سیدھی راہ پر (صراط بمعنی طریق ہے، دوسرے والے "من" کی خبر محذوف ہے پہلے والے "من" کی خبر مقدر پر دلالت کر رہی ہے یعنی "اہد" یہ مومن و کافر کی مثال ہے یعنی اس کی دونوں میں سے کون ہدایت پر ہے؟) تم فرماؤ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا (انشاء کم بمعنی خلقکم ہے) اور تمہارے لیے کان اور آنکھ اور دل بنائے (الافتدة بمعنی القلوب ہے) کتنا کم شکر کرتے ہو ("قلیل ما" میں "ما" زائدہ ہے اور یہ جملہ متانفہ ہے جو اس بات کی خبر دے رہا ہے کہ ان عطا کردہ نعمتوں پر وہ بہت ہی کم شکر کرتے ہیں) تم فرماؤ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا (ذراء کم بمعنی خلقکم ہے) زمین میں اور (حساب کتاب کے لیے) اسی کی طرف اٹھائے جاؤ گے اور کہتے ہیں (مسلمانوں سے) یہ وعدہ (یعنی حشر و نشر کا وعدہ) کب آئے گا اگر تم (اس میں) سچے ہو تم فرماؤ علم (قیامت آنے کا) تو اللہ ہی کے پاس ہے اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں (لذیر مبین بمعنی بین الانذار ہے) پھر جب اسے (یعنی عذاب کو حشر کے بعد) قریب دیکھیں (زلفہ بمعنی قریبا ہے) بگڑ جائیں گے چہرے (یعنی سیاہ پڑ جائیں گے چہرے..... ۴.....) کافروں کے اور ان سے فرما دیا جائے گا (قائل داروغہ جہنم ہوں گے) یہ (یعنی عذاب) ہے جو تم (جس سے ڈرائے جانے کے سبب) تم دعویٰ کرتے تھے (کہ تمہیں مرنے کے بعد نہیں اٹھایا جائے گا یہ ان کے اس حال کو نقل کیا گیا ہے جو کہ انہیں درپیش آئے گا اس کے یقینی طور پر واقع ہونے کے سبب، اسے فعل ماضی سے تعبیر کیا گیا ہے) تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھ والوں کو (یعنی مومنین کو اپنے عذاب سے) ہلاک فرما دے (جیسا کہ تمہارا مقصود ہے) یا ہم پر رحم فرمائے (ہمیں ہلاک نہ فرما کر) تو وہ کون ہے جو کافروں کو دکھ کے عذاب سے بچالے گا (یعنی انہیں اس عذاب سے بچانے والا کوئی نہیں) تم فرماؤ وہی رحمن ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اسی پر بھروسہ کیا تو اب تم جان جاؤ گے (مشاہدہ عذاب کے وقت، "فستعلمون" علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) کون کھلی گراہی میں ہے (ہم یا

تم، مبین بمعنی بین ہے) تم فرماؤ بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی زمین میں دنس جائے ("غورا" کا معنی زمین میں دنس جانا ہے) تو وہ کون ہے جو تمہیں پانی لادے نگاہ کے سامنے بہتا (جس تک ہاتھوں اور ڈول کی رسائی ہو سکے جیسا کہ تمہارے پانی کا حال ہے یعنی پانی دنس جانے کی صورت میں اسے اللہ ہی لاسکتا ہے تو تم اس کے تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے کا انکار کیوں کرتے ہو؟ لفظ "معین" پڑھ لینے کے بعد قاری کے لیے "اللہ رب العلمین" کہنا مستحب ہے کہ حدیث پاک میں وارد ہے اس آیت مبارکہ کی تلاوت کسی متکبر کے پاس کی گئی تو اس نے کہا ہم پھاڑوں اور کدال سے پانی نکال لیں گے، پس اس کی آنکھوں کا پانی چلتا رہا اور وہ اندھا ہو گیا ہم اللہ تعالیٰ پر اور اس کی آیات پر جرات کرنے سے اسی کی پناہ مانگتے ہیں)۔

### ﴿قر گیب﴾

﴿هو الذی جعل لکم الارض ذلولا فامشوا فی مناکیہا وکلوا من رزقہ والیہ النشور﴾

هو: مبتداء، الذی: موصول، جعل: بمعنی "صیر"، فعل بافاعل، لکم: ظرف لغو، الارض: مفعول اول، ذلولا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: فصيحة، امشوا: فعل ام افاعل، فی: مناکیہا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کلوا: من رزقہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر شرط محذوف "ان عرفتم ذلک" کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، الیہ: ظرف مستقر خبر مقدم، النشور: مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿و امتم من فی السماء ان ینخسف بکم الارض فاذا هی تمور﴾

همزة: حرف استفہام، امتم: فعل بافاعل، من فی السماء: موصول صلہ، ملکر مبدل منہ، ان: مصدریہ، ینخسف بکم الارض: فعل بافاعل و ظرف لغو و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل اشتمال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اذا: فجائیہ، ہی: مبتداء، تمور: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وام امتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبا فستعلمون کیف نذیر﴾

ام: عاطفہ مقطوعہ بمعنی بل، امتم: فعل بافاعل، من فی السماء: موصول صلہ، ملکر مبدل منہ، ان: مصدریہ، یرسل علیکم حاصبا: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصيحة، سین: حرف استقبال، تعلمون: فعل بافاعل، کیف: اسم استفہام خبر مقدم، نذیر: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط "اذا کان الامر کذلک" کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ولقد کذب الذین من قبلہم فکیف کان نکیل﴾

و: متانفہ، لام: تسمیہ، قد: تحقیق، کذب: فعل، الذین من قبلہم: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ تسمیہ متانفہ، ف: عاطفہ، کیف: قسم استفہام خبر مقدم، کان: فعل ناقص، نکیر: صلہ، "نکیری" اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولم یروا الی الطیر فرقہم صفت ویقبضن ما یمسکھن الا الرحمن انه بکل شیء بصیر﴾

همزة: حرف استفہام، و: عاطفہ معطوف علی محذوف "اغفلوا" لم یروا: فعل نفی بافاعل، الی: جار، الطیر: ذو الحال، فوقہم: ظرف مقدم، صفت: اسم فاعل بافاعل، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقبضن: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ما: نافیہ، یمسکھن: فعل نفی و مفعول، الا: اداة حصر، الرحمن: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ، انه: حرف مشبہ واسم، بکل شیء بصیر: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿امن هذا الذی هو جند لکم ینصرکم من دون الرحمن﴾

ام: عاطفہ بمعنی بل، من: استفہامیہ مبتدأ، هذا: موصوف، الذی: موصول، هو: مبتدأ، جند: موصوف، انکم: ظرف مستقر صفت اول، ينصر: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، من دون الرحمن: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، کم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الکفرون الا فی غرور امن هذا الذی یرزقکم ان امسک رزقہ﴾  
ان: تانیہ، الکفرون: مبتدأ، الا: اداة حصر، فی غرور: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ بمعنی بل، من: استفہامیہ مبتدأ، هذا: موصوف، الذی: موصول، یرزقکم: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ان: شرطیہ، امسک رزقہ: جملہ فعلیہ جزاء محذوف "فہن هذا الذی یرزقکم" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿بل لجوا فی عتو و نفور﴾

بل: عاطفہ، لجوا: فعل بافاعل، فی: جار، عتو: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نفور: معطوف، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿المن یمشی مکبا علی وجہہ اہدی امن یمشی سویا علی صراط مستقیم﴾

ہمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ، من: موصول، یمشی: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، مکبا علی وجہہ: شبہ جملہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف علیہ، ام: عاطفہ، من: موصول، یمشی: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، سویا: حال، ملکر فاعل، علی صراط مستقیم: ظرف لغو، لکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر معطوف، ملکر مبتدأ، اہدی: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قل هو الذی انشا کم وجعل لکم السمع والابصار والافئدة قليلا ما تشکرون﴾

قل: قول، هو: مبتدأ، الذی: موصول، انشا کم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جعل: فعل بافاعل، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، قليلا: "شکرا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر مفعول مطلق مقدم، ما: زائد، تشکرون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، السمع: معطوف علیہ، و: الابصار والافئدة: معطوفان، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل هو الذی ذراکم فی الارض والیہ تحشرون﴾

قل: قول، هو: مبتدأ، الذی: موصول، ذراکم: فعل بافاعل ومفعول، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، الیہ تحشرون: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿و یقولون متى هذا الوعد ان کنتم صدقین﴾

و: عاطفہ، یقولون قول، متى: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، هذا الوعد: مرکب توصیفی مبتدأ مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ اول، ان: شرطیہ، کنتم صدقین: جملہ فعلیہ جزاء محذوف کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ مقولہ ثانی، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین﴾

قل: قول، انما: حرف مشبہ وما کافہ، العلم: مبتدأ، عند اللہ: ظرف متعلق بمحذوف خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، انما: حرف مشبہ وما کافہ، انا: مبتدأ، نذیر مبین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلما راوہ زلفۃ سینت وجوہ الذین کفروا وقیل هذا الذی کنتم بہ تدعون﴾

ف: فصیہ، راوہ: فعل بافاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، یزلفۃ: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ



شرط، سینت فعل، وجوہ، مضاف، الیدین کفروا، موصول صلہ مضاف الیہ، ملکر فاعل نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و، عاطفہ، قیل قول، هذا، مبتداء، الذی: موصول، کنتم: فعل ناقص، اسم، یہ مدحون: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ تولیہ۔

﴿قل اراء یتم ان اهلکنی اللہ ومن معی اور حمنا﴾

قل: قول، همزہ: حرف استفہام، ریتیم: فعل بافاعل، ان: شرطیہ، اهلکنی فعل ولون وقایہ، ی: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من معی: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، اللہ: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، رحمننا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جزا محذوف "فلا فائدہ لکم ولا نفع یعود علیکم" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ، ملکر جملہ تولیہ۔

﴿فمن یجیر الکفرین من عذاب الیم﴾

ف: عاطفہ تعلیلیہ، من: استفہام للشی "ای لا احد" مبتداء، یجیر الکفرین: فعل بافاعل ومفعول، من عذاب الیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ تعلیلیہ۔

﴿قل هو الرحمن امنابہ وعلیہ توکلنا فستعلمون من هو فی ضلل مبین﴾

قل: قول، هو: مبتداء، الرحمن: خبر اول، امنابہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، علیہ توکلنا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ تولیہ، ف: فصیحہ، سین: حرف استقبال، تعلمون: فعل بافاعل، من: استفہامیہ مبتداء، هو فی ضلل مبین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قل اراء یتم ان اصبح ماؤکم غورا فمن یتیکم بماء معین﴾

قل: قول، همزہ: حرف استفہام، راء یتم: فعل بافاعل، ان: شرطیہ، اصبح فعل ناقص، ماؤکم: اسم، غورا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، من: استفہامیہ مبتداء، یتیکم: فعل بافاعل ومفعول، بماء معین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ تولیہ۔

## ﴿تشریح تو ضیح واغراض﴾

### زمین کے کناروں پر چلنے سے کیا مراد ہے؟

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فامشوا فی مناكبھا تو اس کے راستوں میں چلو﴾ کے بارے میں کئی اقوال ہیں: (۱)..... ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مطابق مناكبھا بمعنی جبالھا ہے۔ (۲)..... حسن کے قول کے مطابق مناكبھا بمعنی طرفھا وفجاجھا ہے۔ (۳)..... مجاہد کے قول کے مطابق اطرافھا ہے یعنی زمین کے کنارے۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۹، ص ۲۴)

### دھنسائے جانے والے لوگ کون ہونگے؟

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿المنتقم من فی السماء ان..... الخ کیا تم نڈر ہو گئے اس سے جس کی سلطنت آسمان میں ہے کہ تمہیں زمین میں دھنسا دے گا (الملك: ۱۶)﴾، ﴿افامن الذین مکروا السیات ان..... الخ یا جو لوگ بڑے مکر کرتے ہیں اس سے نہیں ڈرتے کہ انہیں زمین میں دھنسا دے (النمل: ۴۰)﴾، ﴿افامنتم ان یخسف بکم جانب البر کیا تم اس سے نڈر ہوئے کہ وہ خشکی ہی کا کوئی کنارہ تمہارے ساتھ دھنسا دے (الاسراء: ۶۸)﴾، ﴿فخسفنا بہ وبدارہ الارض تو ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا (القصص: ۸۱)﴾، ﴿لولا ان من اللہ علینا لخسف بنا اگر اللہ ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی

**اللہ جلّٰی کی عطا سے عذاب سے بچانے یا نہ بچانے کا حکم**

الملك جلد: ۵

☆.....ابوموسیٰ نے سید عالم ﷺ سے فرمایا: ”حاجی قیامت کے دن اپنے گھر کے چار سو افراد کی شفاعت کرے گا۔“  
☆.....ابن عمر سے روایت ہے کہ عالم اپنے شاگردوں کی شفاعت کرے گا اگر چہ آسمان کے ستاروں کی مقدار میں ہوں۔“

(البدور السافرة، باب: شفاعة غیر النبی، رقم: ۱۱۵۹، ۱۱۶۱، ص ۳۷۳)

## سیاہ چہرے پڑنے والوں کا بیان:

۲.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فلما راوه زلفة سينت وجوه الذين كفروا و قيل هذا الذي كنتم به تدعون﴾ پھر جب اسے پاس دیکھیں گے کافروں کے منہ بگڑ جائیں گے اور ان سے فرمادیا جائے گا یہ ہے جو تم مانگتے تھے (الملك: ۲۷) ﴿يسوم تبيض وجوه وتسود وجوه﴾ جس دن کچھ منہ اونچالے ہوں گے اور کچھ منہ کالے (ال عمران: ۱۰۶) ﴿يعرفون كلا بسيماهم﴾ ان کی پیشانیوں سے پہچانیں گے (الاعراف: ۴۶) ﴿فعمقروها فقال تمتعوا في داركم ثلاثة ايام ذلك وعد غير مكذوب﴾ تو انہوں نے ان کی کوئی چیز تو صافح نے کہا اپنے گھروں میں تین دن اور برت لو (فائدہ اٹھالو) یہ وعدہ ہے کہ جھوٹا نہ ہوگا (مرد: ۶۵)۔

## اغراض:

سہلۃ للمشی فیہا: یعنی زمین پر پہاڑ گاڑ دیئے اور اُسے مٹی کی جنس سے کر دیا، اگر زمین لوہے یا سونے یا سیسے کی ہوتی تو سردی اور گرمی میں کیا حال ہوتا کوئی انسان اس پر چل نہ سکتا۔ جو انہما: یہ ﴿منا کبھا﴾ کی ایک تفسیر ہے، اور ایک قول یہ کیا گیا کہ مراد پہاڑ کے کنارے اور اطراف ہیں اور ایک قول کے مطابق فجاج (کشادہ راستے) ہیں۔ المخلوق لاجلکم: یعنی تمہارے لئے زمین (رزق) کو نفع بخش بنایا، پس اسی حکمت کے پیش نظر اللہ نے مخلوق کو قابل نفع رزق عطا فرمایا۔ لجزاء: یعنی تمہارے اعمال کے مطابق جزاء مراد ہے۔ سلطانه: آیت کے ظاہر سے جو جواب وارد ہوتا ہے اُس کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ آیت سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کا مکان آسمان میں ہے، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ آسمان میں ثابت اور مستقیم ہونا اللہ کی قدرت اور سلطنت کے اعتبار سے ہے مراد عالم علوی ہے اور اس بات کو خاص طور پر ذکر کیا تاکہ یہ بھی واضح ہو جائے کہ اللہ کی قدرت صرف عالم علوی پر نہیں بلکہ عالم سفلی پر بھی ہے۔ بدل من من: مراد بدل اشتمال ہے۔ ربحا تر میکم: یہ ﴿حاصبا﴾ کی ایک تفسیر ہے، اور ایک قول کے مطابق مراد آسمان سے پتھر پھینکنا ہے۔ عند معاينة العذاب: یعنی یہ معائنہ آخرت میں ہوگا یا رو میں نکلنے کے وقت میں۔ ای انه حق: یعنی ڈر کا واقع ہونا اور نافرمان ہونا اللہ کے تقاضے کے اعتبار سے ہوگا۔ عند اهلاکم: مراد موت یا آخرت میں دیئے جانے والا عذاب ہے۔ ای المطر: مراد نباتات اور اس کے علاوہ باقی اسباب ہیں۔ واقعا: اللہ کے فرمان: ﴿علی وجہہ﴾ میں اس جانب اشارہ ہے کہ اندھا جو بغیر کچھ دیکھے راستے پر چلا جاتا ہے اور ہلاکت کے قریب ہوتا۔ والمثل فی المؤمن والکافر: پس اندھا جس کا راستہ متعین نہ ہو اور انکھیاں راجسیدھے راستے پر چلنے والا ہو برابر نہیں ہو سکتے، اس لئے کہ اندھا ہلاکت اور (مزید اعضاء کے) تلف ہونے کا شکار ہو سکتا ہے جب کہ دوسرا ایسا نہیں، پس اسی طرح کافر کا حال بھی جان لیں۔ ما مزیدہ: مراد ﴿قلیلا﴾ کی تاکید بیان کرنا مقصود ہے، مراد موثرین کے تھوڑے شکر کرنے کو بیان کیا گیا ہے یا کافر کے بالکل شکر نہ بجالانے کو بیان کیا گیا ہے۔ بین الانذار: مراد دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ کے ذریعے ڈرانا مقصود ہے۔ ای لا مجیر لہم منہ: میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ﴿ءامننا﴾ میں استفہام انکاری بمعنی نفی ہے، اور اسم ظاہر کو ضمیر کی جگہ کافر پر سختی برتنے کی وجہ سے ہے۔ لا یأتیکم بہ الا اللہ: یعنی تم میرا شکر نہیں بجالاتے اس لئے کہ (گمان کرتے ہو کہ میں عذاب) نہیں لاسکتا۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۴۳ وغیرہ)

## سورۃ القلم مکیۃ وھی اثنتان وخمسون آیۃ

(سورۃ قلم مکہ ہے جس میں باون آیتیں ہیں)

## تعارف سورۃ القلم

اس سورت میں دو رکوع، باون آیتیں، تین سو کلمات، اور ایک ہزار دو سو پچھن حروف ہیں۔ حضور ﷺ نے دعوت و تبلیغ کا سلسلہ بڑی گرم جوشی سے شروع کر دیا قرآن پاک کی جو کوئی آیت نازل ہوتی اس کو آپ ﷺ تلاوت فرماتے اور لوگوں کو سناتے اور احکام الہیہ کی خود بھی پابندی کرتے اور جو دامن رحمت سے وابستہ ہو جاتا وہ بھی ان پر عمل پیرا ہو جاتا۔ لوگ حضور ﷺ کی اس والہانہ محبت کو دیکھ کر تصویر حیرت بن جاتے اور آخر اس نتیجے پر پہنچتے کہ یہ دیوانہ ہے اس کا داغ ناکارہ ہو گیا ہے (معاذ اللہ)۔ اللہ قسم اٹھا کر کفار کے ان الزامات کی تردید فرما رہا ہے میرا محبوب دیوانہ نہیں ہے بلکہ اخلاق عالیہ کی ان رفعتوں پر فائز ہے جہاں کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی، جس کا کردار اتنا بلند ہو، جس کی سیرت بے داغ ہو، جس کے اعمال سراپا نور ہوں، بھلا اس کو مجنون کہنا کس کی ہمت ہے۔ اس کے بعد فرما دیا کہ اے حبیب وہ تو چاہتے ہیں کہ آپ ان کے ساتھ مدہ انت سے کام لیں اور مصالحت کا رویہ اختیار کریں تو وہ بھی آپ کے ساتھ سختی کا سلوک ترک کر دیں گے آپ کا یہ شیوہ نہیں ہے، وہ لوگ اپنے معاشرے کے رؤسا ہیں، اپنے شرکیہ عقائد کے سرغنہ ہیں، ذرا ان کے اعمال پر نظر تو ڈالو ہر قسم کی برائیوں کے وہاں ڈھیر لگے ہوئے نظر آئیں گے، نیکی کی کوئی کرن بھی وہاں نظر نہیں آتی، تمہارے جیسا نبی بھلا کیسے ان کی پیروی کر سکتا ہے؟۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ متقی لوگوں کے لئے جنت ہے اور ان کے ساتھ جو معاملہ کیا جائے گا وہ بالکل ان سے الگ ہوگا جو مجرموں سے کیا جائے گا جو خواب غفلت میں بے سدھ پڑے ہیں۔

رکوع نمبر: ۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿ن﴾ أَحَدٌ حُرُوفِ الْهِجَاءِ الَّتِي أَعْلَمَ بِمُرَادِهِ بِهَا وَالْقَلَمُ الَّذِي كَتَبَ بِهِ الْكَاتِبَاتِ فِي اللُّوحِ الْمَحْفُوظِ ﴿وَمَا يَسْطُرُونَ﴾ (۱) ﴿أَيُّ الْمَلَائِكَةِ مِنَ الْخَيْرِ وَالصَّلَاحِ﴾ مَا أَنْتَ يَا مُحَمَّدُ ﴿بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ﴾ (۲) ﴿أَيُّ الْإِنْفَى الْجُنُونُ عَنْكَ بِسَبَبِ أَنْعَامِ رَبِّكَ عَلَيْكَ بِالنُّبُوَّةِ وَغَيْرِهَا وَهَذَا رَدُّ لِقَوْلِهِمْ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ﴾ (۳) ﴿وَأَنْتَ لَعَلَى خَلْقٍ دِينٍ﴾ عَظِيمٍ ﴿فَسَتَبْصُرَ وَيَبْصُرُونَ﴾ (۴) ﴿بَايَكُمُ الْمَفْتُونُ﴾ (۵) ﴿مَضْذَرٌ كَالْمَعْقُولِ أَيْ الْفَتُونُ بِمَعْنَى الْجُنُونِ أَيْ أَبْكَ أَمْ بِهِمْ﴾ (۶) ﴿أَنْ رَبِّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ (۷) ﴿لَهُ أَعْلَمُ بِمَعْنَى عَالِمٍ﴾ ﴿فَلَا تَطْعُ الْمَكِيدِينَ﴾ (۸) ﴿وَدُوا﴾ ﴿تَمْنُوا﴾ ﴿لَوْ﴾ ﴿مَضْذَرِيَّةٌ﴾ ﴿تَدْمُنُ﴾ ﴿تَلِينُ لَهُمْ﴾ ﴿فَيَدْمُنُونَ﴾ ﴿يَلِينُونَ لَكَ وَهُوَ مَعْطُوفٌ عَلَى تَلْمِذِهِمْ وَإِنْ جُعِلَ جَوَابُ التَّمَنِّي الْمَفْهُومِ مِنْ وَدُوْا قَدْ قَبْلَهُ بَعْدَ الْفَاءِ هُمْ﴾ ﴿وَلَا تَطْعُ كُلَّ حَلَّافٍ﴾ ﴿كَثِيرِ الْخَلْفِ بِالْبَاطِلِ﴾ ﴿مُهِينٍ﴾ (۱۰) ﴿حَقِيرٍ﴾ ﴿هَمَازٍ﴾ ﴿عِيَابِ أَيْ مُقْتَابٍ﴾ ﴿مَشَاءَ بِنَمِيمٍ﴾ (۱۱) ﴿سَاعٍ بِالْكَلامِ بَيْنَ النَّاسِ عَلَى وَجْهِ الْإِفْسَادِ بَيْنَهُمْ﴾ ﴿مَنَاعٍ لِلْخَيْرِ﴾ ﴿بَخِيلٍ بِالْمَالِ عَنِ الْحَقُوقِ﴾ ﴿مَعْتَدٍ﴾ ﴿ظَالِمٍ﴾ ﴿الْيَمِ﴾ (۱۲) ﴿إِثْمٍ﴾ ﴿عَتَلٍ﴾ ﴿غَلِيظٍ جَافٍ﴾ ﴿بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ﴾ (۱۳) ﴿دُعَى فِي قُرَيْشٍ وَهُوَ الْوَلِيدُ بَنُ مَغِيرَةَ إِذْ عَاهُ أَبَوْهُ بَعْدَ ثَمَانِي عَشْرَةَ سَنَةً قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَا نَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَصَفَ أَحَدَ



بِمَا وَصَفَهُ مِنَ الْعُيُوبِ فَأَلْحَقَ بِهِ عَارًا لَا يَفَارِقُهُ أَبَدًا وَتَعَلَّقَ بِزَيْنِمِ الظُّرْفِ قَبْلَهُ ﴿١٣﴾ إِنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَيْنَ (١٣) أَذَى لَأَنَّهُ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِمَا ذَلَّ عَلَيْهِ ﴿إِذَا تَنَسَّلَى عَلَيْهِ ابْتِغَاءَ الْقُرْآنِ﴾ قَالَ ﴿هِيَ﴾ اساطير الاولين (١٥) ﴿أَيُّ كَذَبٍ بِهَا لَا نَعْمَانَا عَلَيْهِ بِمَا ذَكَرْ وَفِي قِرَاءَةِ أَنْ يَهْمَزَتَيْنِ مَقْتُوحَتَيْنِ﴾ منسمة على الخرطوم (١٦) ﴿سَنَجْعَلُ عَلَى أَنْفِهِ عِلَامَةً يُعِيرُ بِهَا مَاعَاشَ فَنُحْطِمَ أَنْفَهُ بِالسَّيْفِ يَوْمَ بَلَرٍ﴾ انا بلونهم ﴿امْتَحَنَّا أَهْلَ مَكَّةَ بِالْقَحْطِ وَالْجُوعِ﴾ كما بلونا اصحاب الجنة ﴿الْبُسْتَانَ﴾ اذ اقساموا ليصر منها ﴿يَقْطَعُونَ ثَمَرَتَهَا﴾ مصبحين (١٤) ﴿وَقَدْ الصَّبَاحُ كَيْلًا يَشْعُرُ لَهُمُ الْمَسَاكِينُ قَلِيلًا يُعْطُونَ مِنْهَا مَا كَانَ أَبُوهُمْ يَتَصَدَّقُ بِهِ عَلَيْهِمْ مِنْهَا﴾ ولا يستنون (١٨) ﴿فِي يَمِينِهِمْ بِمَشْيَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَالْجُمْلَةُ مُسْتَانِقَةٌ أَيْ وَشَانُهُمْ ذَلِكَ﴾ فطاف عليها طائف من ربك ﴿نَارًا أُخْرِقَتْهَا لَيْلًا﴾ وهم نائمون (١٩) فاصبحت كالصرير (٢٠) ﴿كَأَلِيلٍ شَدِيدِ الظُّلْمَةِ أَيْ سَوْدَاءَ﴾ فتنادوا مصبحين (٢١) ان اغدوا على حرثكم ﴿غَلَيْكُمُ تَفْسِيرٌ لِلتَّادِي أَوْ أَنَّ مَصْدَرِيَّةً أَيْ بَانَ﴾ ان كنتم صارمين (٢٢) ﴿مُرِيدِينَ الْقَطْعَ وَجَوَابُ الشَّرْطِ دَلٌّ عَلَيْهِ مَاقْبَلُهُ﴾ فانطلقوا وهم يتخافتون (٢٣) ﴿يَتَسَارُونَ﴾ ان لا يدخلنها اليوم عليكم مسكين (٢٣) ﴿تَفْسِيرٌ لِمَاقْبَلُهُ أَوْ أَنَّ مَصْدَرِيَّةً أَيْ بَانَ﴾ وغدوا على حرد ﴿مَنْعَ لِلْفُقَرَاءِ﴾ قادرين (٢٥) ﴿عَلَيْهِ فِي ظَنِّهِمْ﴾ فلما راوها ﴿سَوْدَاءَ مُحْتَرَقَةً﴾ قالوا انا لضالون (٢٦) ﴿عَنْهَا أَيْ لَيْسَتْ هَذِهِ ثُمَّ قَالُوا لِمَا عَلِمُوْهَا﴾ بل نحن محرومون (٢٤) ﴿ثَمَرَتَهَا بِمَعْنَى الْفُقَرَاءِ مِنْهَا﴾ قال اوسطهم ﴿خَيْرُهُمْ﴾ الم اقل لكم لو لا ﴿هَلَا﴾ تسبحون (٢٨) ﴿اللَّهُ تَائِبِينَ﴾ قالوا سبحن ربنا انا كنا ظلمين (٢٩) ﴿بِمَنْعِ الْفُقَرَاءِ حَقَّهُمْ﴾ فاقبل بعضهم على بعض يتلومون (٣٠) قالوا يا لِّلْتَنِيهِ ﴿وَلَيْلَنَا﴾ هَلَا كُنَّا ﴿اَنَا كُنَّا ظُفَيْنِ﴾ عسى ربنا ان يدلنا ﴿بِالتَّشْدِيدِ وَالتَّخْفِيفِ﴾ خيرا منها انا الى ربنا راغبون (٣٢) ﴿لِيَقْبَلَ تَوْبَتَنَا وَيَرُدُّ عَلَيْنَا خَيْرًا مِنْ جَنَّتِنَا رَوَى أَنَّهُمْ أَبَدَلُوا خَيْرَ أَمْنَهَا﴾ كذلك ﴿أَيُّ مِثْلِ الْعَذَابِ لِهَؤُلاءِ﴾ العذاب ﴿لَمَنْ خَالَفَ أَمْرَانِ﴾ كُفَّار مَكَّةَ وَغَيْرَهُمْ ﴿وَلِلْعَذَابِ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾ عَذَابُهَا مَا خَالَفُوا أَمْرَنَا.

﴿ ترجمہ ﴾

نون.....۱..... (یہ ان حروف ہجاء میں سے ایک ہے جس کی مراد اللہ ﷻ ہی جانتا ہے) قلم (جس کے ذریعے تمام ہونے والے امور لوح محفوظ میں لکھے گئے ہیں) اور اس کے لکھنے والوں کی قسم (یعنی فرشتوں کی جو کہ خیر اور صلاح لکھتے ہیں،.....۲.....) تم (اے محبوب ﷺ) اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں (یعنی تمہیں جنون نہیں ہے یہ تم پر تمہارے رب ﷻ کے نبوت وغیرہ انعام فرمانے کے سبب ہے، یہ آیت مشرکین کے قول کے رد میں نازل ہوئی جو آپ ﷺ کو مجنون کہتے تھے) اور ضرور تمہارے لیے بے انتہاء ثواب ہے (ممعنون بمعنی مقطوع ہے) اور بیشک تم عظیم خلق (یعنی دین.....۳.....) پر ہو ثواب کوئی دم جاتا کہ تم بھی دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کون مجنون تھا (تمہیں جنون تھا یا انہیں "مفتون" معقول کی طرح مصدر ہے بمعنی جنون ہے) بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکے اور وہ خوب جانتا ہے جو راہ پر ہیں (یہاں، اعلم بمعنی عالم ہے) تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سناؤ وہ تو اس آرزو میں ہیں (ودوا بمعنی تمنوا ہے) کہ کسی طرح تم نرمی کرو (ان کے ساتھ، تدھن بمعنی تلین ہے) تو وہ بھی نرم پڑ جائیں (تمہارے لیے

یہ دنوں بمعنی یسینوں ہے، اور یہ ”مکہ“ پر عطف ہے اور اگر تمہی کا جواب ”ودوا“ کے مفعول کو بنایا جائے تو اس صورت میں اس کے ماقبل حرف فاء کے بعد ”ہم“ ضمیر مقدر ہوگی (اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا (یعنی جھوٹی قسمیں کھانے والا (ذلیل (مہین بمعنی حقیر ہے) بہت عیب بیان کرنے والا (یعنی لوگوں کی غیبت کرنے والا) ”ہماز“ بمعنی عیاب ہے) بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا (یعنی لوگوں کے درمیان جھگڑا کرنے کے لیے ادھر کی ادھر لگانے والا) بھلائی سے بڑا روکنے والا (نجیل مال کو حقوق میں خرچ کرنے سے روکنے والا) ظالم (معتد کے معنی ظالم ہے) گناہ گار (اثیم بمعنی اثم ہے) درشت خو (سخت بداخلاق) اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا (قریش میں اسے ولید بن مغیرہ کے نام سے پکارا جاتا تھا اس کے اٹھارہ سال کے ہو جانے کے بعد مغیرہ نے اسے اپنا نام دیا تھا، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں ہم یہی جانتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے جس کے عیوب بیان فرمائے ہیں اسے ایسا عار لاحق ہوا ہے جو کبھی بھی اس سے جدا نہیں ہوا ”زنیم“ ماقبل ظرف سے متعلق ہے، ..... ہے) اس پر کہ کچھ مال اور بیٹے رکھتا ہے (یہ اس کے متعلق ہے جس پر ماقبل کلام دلالت کر رہا ہے، بیان بمعنی لان ہے) جب اس پر ہماری آیتیں (یعنی قرآن پاک) پڑھی جاتی ہیں کہتا ہے کہ (یہ) اگلوں کی کہانیاں ہیں قریب ہے کہ ہم اس کی سوز کی سی تھوٹھی پرداغ دیں گے (یعنی ہم اس کے ناک پر ایسی علامت بنا دیں گے جس کے سبب عمر بھر وہ عار محسوس کرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جنگ بدر میں تلوار سے اس کی ناک کاٹ دی گئی، ..... ہے) بیشک ہم نے انہیں جانچا (یعنی اہل مکہ کو قحط اور بھوک کے ذریعے جانچا) جیسا کہ اس باغ والے کو جانچا تھا (الجنة بمعنی البستان ہے) جب انہوں نے قسم کھائی کہ اسے کاٹ لیں گے (یعنی اس کے پھلوں کو، بصر منہا بمعنی یقطعون ہے) صبح کے وقت (تاکہ مساکین کو اس کا علم نہ ہو سکے کیونکہ وہ اس میں سے مساکین کو کچھ دینا نہیں چاہتے تھے جب کہ ان کے والد بھتیجی میں سے مساکین پر بھی صدقہ کرتے تھے) اور انہوں نے ان شاء اللہ نہ کہا (اپنی قسم میں اللہ ﷻ کی مشیت کو شامل نہیں کیا، ..... ہے) یہ جملہ مستانفہ ہے پھر ان کے اس عمل کا حال یہ ہوا (کہ) تو اس پر تیرے رب کی طرف سے ایک پھیری کرنے والا پھیری کر گیا (رات میں باغ میں آگ لگ گئی) اور وہ سوتے تھے تو صبح ہو گیا شدید سیاہ (”صریم“ زات کی طرح سخت اندھیری یعنی سیاہ) پھر انہوں نے صبح ہوتے ایک دوسرے کو پکار کر تڑکے اپنی بھتیجی کو چلو (حوثکم بمعنی غلتکم ہے، یہ ”ننادی“ کی تفسیر ہے یا یہاں ”ان“ مصدر یہ ہے یعنی اصل میں ”بان“ تھا) اگر تمہیں کاٹنی ہے (یعنی اگر تمہارا ارادہ اسے کاٹنے کا ہے جواب شرط محذوف ہے جس پر ماقبل کلام دلالت کر رہا ہے) تو چلے اور آپس میں آہستہ آہستہ کہتے جاتے تھے کہ (یتخافتون بمعنی یتسارون ہے) آج ہرگز کوئی مسکین تمہارے باغ میں نہ آنے پائے (”ان لا یدخلنہا..... الخ“ یہ ماقبل کی تفسیر ہے یا ”ان“ مصدر یہ ہے بمعنی لکن ہے) تڑکے چلے منع کرنے پر قدرت سمجھتے (یعنی فقراء کو منع کرنے پر قدرت سمجھتے اپنے گمان میں ..... ہے) حرد بمعنی منع ہے، پھر جب اسے دیکھا (سیاہ جلا ہوا) بولے بیشک ہم (باغ کے رستے سے) بہک گئے (یعنی یہ ہمارا باغ نہیں پھر جب یقین ہو لیا کہ یہی باغ ہے تو بولے) بلکہ ہم بے نصیب ہوئے (اس کے پھلوں سے کہ ہم اس کے پھل فقراء سے روکنا چاہتے تھے) ان میں جو سب سے اچھا تھا (اوسطہم بمعنی خیرہم ہے) بولا کیا میں تم سے نہ کہتا تھا کہ کیوں نہیں کرتے (لولا بمعنی مالا ہے) تسبیح (اللہ ﷻ کی اس کی جناب میں توبہ کرتے) بولے پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک ہم ظلم کرنے والے تھے (فقراء سے ان کے حق کو روک کر) اب ایک دوسرے کی طرف ملامت کرتے بولے ہائے ہماری ہلاکت (”یا ویلنا“ میں یا تنبیہ کے لیے اور ویلنا بمعنی ہلاکتا ہے) بیشک ہم سرکش تھے امید ہے ہمیں ہمارا رب بدل دے (”یبدل“ فعل کو مخفف و مشدود دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اس سے بہتر ہم اپنے رب کی طرف رغبت لاتے ہیں (تاکہ وہ ہماری توبہ قبول کر لے اور ہمیں اس میں ہمارے باغ سے اچھا باغ دے، منقول ہے کہ انہیں اللہ ﷻ نے اس باغ سے بہتر باغ عطا فرمایا) اسی طرح (یعنی ان لوگوں کو عذاب دینے کی طرح) عذاب ہے (ہمارے حکم کی نا

فرمانی کرنے والوں کے لیے یعنی اہل مکہ وغیرہ کے لیے) اور بیشک آخرت کا عذاب سب سے بڑا اگر وہ جانتے (عذاب آخرت کو) نہ کرتے۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿وَالْقَلَمُ وَمَا يَسْطُرُونَ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ﴾

ن: ”ہذہ“ مبتدا محذوف کیلئے خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: تسمیہ جار، القلم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما یسطرون: موصول صلا، مکر معطوف، مکر مجرور، مکر ”نقسم“ فعل محذوف کیلئے ظرف مستقر، مکر جملہ فعلیہ انشائیہ، ما: مشابہ بلیس، انت: اسم، بنعمۃ ربک: ظرف مستقر حال مقدم، بمجنون: اسم مفعول باہو ضمیر نائب الفاعل، مکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مکر جواب قسم، مکر جملہ تسمیہ۔

﴿وَأَنْ لَّكَ أَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ﴾

و: عاطفہ، ان حرف مشبہ، لک: ظرف مستقر خبر مقدم، لا: تاکیدیہ، اجرا: موصوف، غیر ممنون: صفت، مکر اسم مؤخر، مکر جملہ اسمیہ ماقبل ”ما انت بنعمۃ ربک بمجنون“ پر معطوف ہے، و: عاطفہ، انک حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، علی خلق عظیم: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فَسَتَبْصُرُ وَيَصْرُونَ بِأَيْكُمُ الْمَفْتُونُ﴾

ف: متانفہ، سین حرف استقبال، تبصر: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ متانفہ، و: عاطفہ، یصرون: فعل ”ہو“ ضمیر ذوالحال، بایکم: ظرف مستقر جار مقدم، المفتون: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ حال، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿أَنْ رَّبِّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾

ان ربک: حرف مشبہ واسم، ہو: مبتدا، اعلم: اسم تفضیل بافاعل، ب: جار، من: موصولہ، ضل عن سبیلہ: جملہ فعلیہ صلا، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ہو: مبتدا، اعلم: بالمہتدین: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ معطوف، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فَلَا تَطْعَمُ الْمَكْذِبِينَ وَدَوَّالُو تَدْهَنُ فَيَدْهَنُونَ﴾

ف: فصیحیہ، لا تطعم: فعل نہی بافاعل، المكذبین: مفعول، مکر جملہ فعلیہ شرط محذوف ”اذا الامر کذلک“ کی جزاء، مکر جملہ شرطیہ، و: دوا: فعل بافاعل، لو: مصدریہ، تدھن: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، یدھنون: جملہ فعلیہ معطوف، مکر بتاویل مصدر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَلَا تَطْعَمُ كُلَّ حَلَّافٍ مُّهِينٍ هَمَّازٌ مَشَاءُ بِنَمِيمٍ مَّنَاعٌ لِلْخَيْرِ مَعْتَدٌ أَثِيمٌ عَتَلُ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٌ أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ﴾

و: عاطفہ، لا تطعم: فعل نہی بافاعل، کل: مضاف، حلّاف: موصوف، مہین: صفت اول، ہماز: صفت ثانی، مشاء بنمیم: شبہ جملہ صفت ثالث، مناع للخیر: شبہ جملہ صفت رابع، معتد: صفت خامس، اثم: صفت سادس، عتل: صفت رابع، بعد ذلك زنیم: شبہ جملہ صفت ثامن، مکر مرکب توصیفی مضاف الیہ، مکر مفعول، ان: مصدریہ، کان: فعل ناقص با اسم، ذامال وبنین: خبر، مکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر ”لام“ جار مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿إِذَا تَنَلَّى عَلَيْهِ أَيْتَانِ قَالَ اسْطِيرَ الْأَوَّلِينَ سَنَسْمَهُ عَلَى الْخُرُطُومِ﴾

اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، تنلّی علیہ: فعل مجهول و ظرف لغو، ایتنا: نائب الفاعل ہو کر جملہ فعلیہ

شرط، قال، قول، اسسا طیر الاولین: "ہی" مبتدا محذوف کیلئے خبر، مگر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، مگر جملہ قولیہ جواب شرط، مگر جملہ شرطیہ، سنین، حرف استقبال، نسیمہ، فعل با فاعل ومفعول، علی الخراطوم: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿انا بلونہم کما بلونا اصحاب الجنة اذا قسموا لیصر منها مصبحین﴾

انا: حرف مشبہ واسم، بلونہم: فعل با فاعل ومفعول، کاف: جار، ما: مصدریہ، بلونا: اصحاب الجنة: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مجرور، مگر ظرف مستقر "بلاء"، مصدر محذوف کی صفت، مگر مفعول مطلق، اذا: مضاف، اقساموا: فعل با فاعل، مگر جملہ فعلیہ قسمیہ، لام: تاکیدیہ، یصر من: فعل نفی ضمیر محذوف ذوالحال، مصبحین: حال، مگر فاعل، ما: ضمیر مفعول، مگر جملہ فعلیہ جواب قسم، مگر جملہ قسمیہ مضاف الیہ، مگر ظرف، مگر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿ولا یستثنون فطاف علیہا طائف من ربک وہم نائمون﴾

و: متانفہ، لا یستثنون: فعل نفی با فاعل، مگر جملہ فعلیہ متانفہ، ف: عاطفہ، طاف علیہا: فعل وظرف لغو، طائف: موصوف، من: ربک: ظرف مستقر صفت، مگر ذوالحال، و: حالیہ، ہم نائمون: جملہ اسمیہ حال، مگر فاعل، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿فاصبحت کالصریم فتنادوا مصبحین ان اغدوا علی حرتکم ان کنتم صارمین﴾

ف: عاطفہ، اصبحت: فعل ناقص با اسم، کالصریم: ظرف مستقر خبر، مگر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، تنادوا: فعل مافی با واد ضمیر ذوالحال، مصبحین: حال، مگر فاعل، ان: مصدریہ، اغدوا: فعل امر ناقص با اسم، علی حرتکم: ظرف مستقر خبر، مگر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر "ب" جار مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ ماقبل "اقسموا" پر معطوف ہے، ان شرطیہ، کنتم صارمین: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فاغدوا" کی شرط، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿فانطلقوا وہم یتخافتون ان لا یدخلنہا الیوم علیکم مسکین﴾

ف: عاطفہ، انطلقوا: فعل واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ہم یتخافتون: جملہ اسمیہ حال، مگر فاعل، ان: مصدریہ، لا یدخلنہا: فعل نفی ومفعول، الیوم: ظرف، علیکم: ظرف لغو، مسکین: فاعل، مگر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر "ب" جار مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿ووغدوا علی حرد قادرین فلما زاواہا قالوا انا لضالون بل نحن محرومون﴾

و: عاطفہ، غدوا: فعل ناقص واو ضمیر اسم، علی حرد: ظرف لغو مقدم، قادرین: اسم فاعل با فاعل، مگر شبہ خبر، مگر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، لما شرطیہ، زاواہا: جملہ فعلیہ ہو کر شرط، قالوا: قول، انا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، ضالون: خبر، مگر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، بل: عاطفہ، نحن محرومون: جملہ اسمیہ معطوف، مگر مقولہ، مگر جملہ قولیہ ہو کر جواب شرط، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿قال اوسطہم الم اقل لکم لولا تسبحون﴾

قال: فعل، اوسطہم: فاعل، مگر جملہ فعلیہ ہو کر قول، ہمزہ: حرف استفہام، لم اقل لکم: فعل نفی با فاعل وظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ ہو کر قول، لولا: بمعنی "ہلا"، حرف تخیض، تسبحون: فعل با فاعل، مگر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، مگر جملہ قولیہ، مگر جملہ قولیہ۔

﴿قالوا سبحن ربنا انا کنا ظلمین فاقبل بعضہم علی بعض یتلاومون﴾

قالوا: قول، سبحن: مصدر مضاف، ربنا: مضاف الیہ فاعل، مگر شبہ خبر، مگر فعل محذوف "نسبح" کیلئے مفعول مطلق، مگر جملہ فعلیہ ہو کر قول اول، انا: حرف مشبہ واسم، کنا: ماضی، فاقبل بعضہم: جملہ فعلیہ خبر، مگر جملہ اسمیہ مقولہ ثانی، مگر جملہ قولیہ، ف: عاطفہ، اقبل: فعل، بعضہم: ذوالحال، یتلاومون: جملہ فعلیہ حال، مگر فاعل، علی بعض: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ۔



﴿قالوا يويلنا انا كنا طغيين عسى ربنا ان يبدلنا خيرا منها انا الى ربنا راغبون﴾  
 قالوا: قول، يويلنا: نداء، انا: حرف مشبه واسم، كنا طغيين: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر جملہ نداسیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ  
 قولیہ، عسی ربنا: فعل مقارب واسم، ان: مصدریہ، یبدلنا: فعل با فاعل و مفعول، خیرا منها: شبہ جملہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل  
 مصدر خبر، ملکر جملہ فعلیہ، انا حرف مشبه واسم، الی ربنا: ظرف لغو مقدم، راغبون: اسم فاعل با فاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔  
 ﴿كذلك العذاب وللعذاب الاخرة اكبر لو كانوا يعلمون﴾

كذلك: ظرف مستقر خبر مقدم، العذاب: مبتدأ مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: متانفہ، لام تاکیدیہ، عذاب  
 الاخرة: مبتدأ، اكبر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ، لو بشرطیہ، كانوا يعلمون: جملہ فعلیہ شرط جواب، لو: محذوف "لما فرط منهم  
 ما سلف من ظلم" ملکر جملہ شرطیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆.....عتل بعد ذلک ذنیم.....☆ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ولید بن مغیرہ نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ محمد (ﷺ) نے میرے  
 بارے میں دس باتیں بتائیں ہیں نو کو تو میں جانتا ہوں کہ وہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات اصل میں خطا ہونے کی اس کا حال مجھے  
 معلوم نہیں یا تو مجھے سچ بتادے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا، اس پر اس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ  
 مر جائے گا تو اس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلایا تو اس سے ہے۔

### ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

#### نون کے اسرار و رموز:

۱.....اس کے بارے میں مفسرین کرام کے مختلف اقوال ہیں: (۱).....معاویہ بن قرۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ  
 سید عالم ﷺ نے نون سے "نور کی تختی" مراد لی ہے۔ (۲).....ثابت بنانی کہتے ہیں کہ اس سے مراد دو بات ہے اور یہی قول حسن و قتادہ  
 کا بھی ہے۔ (۳).....مجاہد کہتے ہیں نون سے مراد کھجلی ہے جو کہ ساتویں زمین کی تہہ میں پائی جاتی ہے۔ (۴).....کلبی، سدی وغیرہ کا  
 قول بھی یہی ہے کہ نون سے مراد زمین میں پائی جانے والی کھجلی ہے۔ (۵).....ابن عباس کہتے ہیں کہ نون "الرحمن" میں موجود حروف  
 کا آخری حرف ہے۔ (۶).....ابن زید کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے اس نام کے ساتھ قسم ارشاد فرمائی ہے۔ (۷).....ابن کیسان کہتے ہیں  
 یہ سورت کی ابتداء ہے۔ (۸).....ایک قول یہ ہے کہ یہ سورت کا نام ہے۔ (۹).....عطا اور ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ مراد اس سے سورت کی  
 افتتاح ہے جس کے معنی نصیر، ناصر اور نور ہے۔ (۱۰).....محمد بن کعب کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے نون کے ذریعے مومنین کی مدد کی قسم کھائی  
 ہے، اور یہی حق ہے اور اس کا بیان اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وكان حقا علينا نصر المومنين اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی  
 مدد فرمانا (الروم: ۴۷)﴾۔  
 (القرطبی، الجزء: ۲۹، ص ۱۹۵ وغیرہ)

#### قلم اور لکھنے والوں کی کیفیت:

۲.....حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "اللہ ﷻ نے سب سے پہلے قلم کو تخلیق کیا، اس کے  
 بعد نون یعنی دو ات کو پیدا کیا اور اس کی دلیل اللہ ﷻ کا مذکورہ کلام: ﴿ن والقلم﴾ ہے۔ پھر فرمایا لکھو تو قلم نے جواب میں عرض کی کیا  
 لکھوں، جو کچھ بھی قیامت تک ہونے والا ہے یعنی عمل، اجل، رزق، پس قلم نے قیامت تک کے تمام امور کو لکھ دیا۔" پھر قلم پر مہر لگا دی

گئی اور وہ قیامت تک کے لئے اپنی خصوصیت سے روک دی گئی۔ پھر عقل کو پیدا کیا گیا، پس اللہ ﷻ نے فرمایا: ”میں نے تجھ سے عجیب تر کوئی پیدا نہیں کی، میرے عزت و جلال کی قسم ا جو تجھ سے محبت کرے گا میں اُسے تکمیل تک پہنچا دوں گا اور جو تجھ سے بغض رکھے گا میں اُسے نقصان پہنچا دوں گا۔“ پھر سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو کامل عقل والے لوگ ہیں وہ فرمانبرداری کے ذریعے اللہ ﷻ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔“ اور قلم سے مراد وہ ہے جس سے لکھا جاتا ہے۔ ابو ظبیان نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے: ”اللہ ﷻ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور جمیع ماسکان و مایکون کا علم لکھ دیا گیا، پھر پانی بھاپ بن کر اوپر کی جانب بخارات ہو کر اڑنے لگا تو آسمان تخلیق فرمایا، پھر نون کی تخلیق ہوئی اور زمین اُس پر پھلا دی گئی، پھر جب زمین اس کے ساتھ گھوم گئی تو پہاڑ پیدا کر کے گاڑ دیئے گئے۔ اور پہاڑ زمین پر فخر کرنے لگے۔“

(القرطبی، الجزء: ۲۹، ص ۱۹۵ وغیرہ)

☆..... ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ ﷻ نے قلم کی قسم ارشاد فرمائی جسے اللہ ﷻ نے تخلیق فرمایا، اور اس کے ذریعے وہ سب کچھ کتابت فرمایا جو قیامت تک ہونے والا ہے۔“

(مسند ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب: فی القدر، رقم: ۴۷۰۰، ص ۸۷۸)

### خلق عظیم کی بحث:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ﴾ اور بیشک تمہاری خوب (خلق) بڑی شان کی ہے (القلم: ۴)۔ خلق عظیم سے کیا مراد ہے؟ اس بارے میں اقوال یہ ہیں: (۱)..... ابن عباس اور مجاہد کے مطابق خلق عظیم سے مراد دین عظیم ہے، یعنی آپ عظیم دین، دین اسلام پر کاربند ہیں۔ (۲)..... قتادہ کہتے ہیں کہ بی بی عائشہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سید عالم ﷺ کے خلق کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ قرآن مجید فرقان حمید سید عالم ﷺ کے خلق ہیں۔ (۳)..... سعید بن ہشام نے بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ بولے کیوں نہیں، فرمایا: قرآن حضور ﷺ کا خلق ہے۔ (۴)..... فضیل بن مرزوق عطیہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کا خلق قرآن کا ادب ہے۔ (۵)..... عبید کہتے ہیں کہ میں نے ضحاک کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضور ﷺ کے خلق دین اسلام ہیں، کہ انہوں نے اسی چیز کا حکم ارشاد فرمایا جو انہیں اللہ ﷻ کی جانب سے تلقین کیا گیا اور اللہ ﷻ کے دین کے موکل بن کر دین اسلام کا پرچار کیا۔ (الطبری، الجزء: ۲۹، ص ۲۴ وغیرہ)

☆..... بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ایک شخص نے سید عالم ﷺ سے ملنے کی اجازت طلب کی، میں اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ موجود تھی، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اپنے قبیلے کا بڑا شخص ہے“، پھر آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی، جب وہ آیا تو آپ ﷺ نے اُس سے بہت نرمی سے بات کی، جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے اس کے بارے میں وہ فرمایا جو فرمایا تھا، پھر آپ ﷺ نے اس سے نہایت نرمی سے بات کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! سب سے زیادہ لوگوں میں بڑا شخص وہ ہے جس کو لوگ اس کی درشت روی (سخت کلامی) کی وجہ سے چھوڑ دیں۔“

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب: لم یکن النبی فاحشا ولا متفاحشا، رقم: ۶۰۳۲، ص ۱۰۵۴)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں دس سال رہا، آپ ﷺ نے کبھی مجھے آف تک نہیں کہا، اور میں نے جو کام کیا تو کبھی مجھ سے یوں نہ فرمایا کہ یہ کیوں کیا؟ اور اگر میں نے کوئی کام ترک کیا تو یہ نہ فرمایا کہ کیوں ترک کیا؟، سید عالم ﷺ کے اخلاق سب سے عمدہ تھے اور کوئی ریشم آپ ﷺ کے ہاتھوں سے زیادہ ملائم نہیں تھا، میں نے سید عالم ﷺ کے پسینے سے بڑھ کر کوئی مشک یا کسی اور عطر کی خوشبو نہیں سونچھی۔“

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، الوصایا، رقم: ۲۷۶۸، ۱۹۷۳، ص ۳۱۷ وغیرہ)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نے مسجد نبوی کے کونے میں پیشاب کر دیا، لوگ اس کو مارنے کے لئے

جیسے تو سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا: ”اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاپ پر پانی کا ایک یا دو ڈول بہا دو، کیونکہ تم آسانی کے لئے بھیجے گئے ہو مشکل پیدا کرنے کے لئے نہیں۔“ (صحیح البیہاری، کتاب الادب، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تعسروا، رقم: ۶۱۲۸، ص ۱۰۶۸)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا، اس وقت آپ کی خدمت اقدس میں الاقرع بن حابس تمیمی بھی بیٹھا ہوا تھا، اس نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے کسی کو بوسہ نہیں دیا، سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”جو کسی پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرماتا۔“ (المرجع السابق، باب رحمة اللہ و لدو تقبیلہ و معانفتہ، رقم: ۵۹۹۷، ص ۱۰۴۹)

☆..... حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب بھی کوئی سائل آتا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی کی حاجت پیش کی جاتی، تو فرماتے: ”تم اس کی سفارش کرو، تم کو اجر دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان سے جو چاہے کا فیصلہ فرمائے گا۔“ (صحیح البیہاری، کتاب الزکاة، باب التحریض علی الصدقة و الشفاعۃ فیہا، رقم: ۱۴۳۲، ص ۲۳۱)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نجرانی چادر زیب تن فرمائی ہوئی تھی، ایک اعرابی نے اس چادر کو پکڑ کر گھینٹا، میں نے دیکھا کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک کندھوں پر نشان پڑ گئے، اس اعرابی نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کے پاس جو اللہ تعالیٰ کا مال ہے وہ مجھے دینے کا حکم دیجئے، سید عالم رحمۃ اللہ علیہ اس کی جانب مڑ کر دیکھنے کے بعد مسکرائے، اور اُسے کچھ دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (صحیح البیہاری، کتاب الادب، باب التیسم و الضحک، رقم: ۶۰۸۸، ص ۱۰۶۲)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کبھی کسی کھانے کی مذمت نہیں فرماتے، آپ کو کوئی چیز پسند ہوتی تو تناول فرمالیتے اور اگر پسند نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے۔ (صحیح البیہاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۳۵۶۳، ص ۵۹۸)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی گئی کہ مشرکین کے لئے دعائے ضرر فرمائیں، آپ نے فرمایا: ”مجھے لعنت دینے والا بنا کر نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ، باب النهی عن لعن الدواب، رقم: ۲۶۰۸/۲۰۹۹، ص ۱۲۸۲)

## ولید بن مغیرہ کی دس خصلتوں کا بیان:

۴..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَطْعَ كُلَّ حِلَافٍ مِّمَّینَ.....﴾ الخ اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ہو ذلیل بہت طعنے دینے والا اور اہر کی ادھر لگانے والا بھلائی سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار درشت خواص پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا (فلسفہ: ۱۰-۱۳) ہے۔ اس آیت میں متواتر نو خصلتیں بیان کی گئی ہیں، جو کہ یہ ہیں: (۱)..... بہت زیادہ جھوٹی قسمیں کھانے والا، (۲)..... بے حد ذلیل، (۳)..... بہت طعنے دینے والا، (۴)..... بے جا چغلی کرنے والا، (۵)..... بہت زیادہ غنکی سے روکنے والا، (۶)..... حد سے تجاوز کرنے والا، (۷)..... سخت گناہگار، (۸)..... درشت خو، (۹)..... اس کی اصل میں خطا ہونا، (۱۰)..... تھوٹنی پرداغ ہونا۔ یقیناً یہاں یہی نو خصائص بیان ہوئے ہیں جو کہ آیت پاک سے واضح ہیں تاہم ماقبل شان نزول میں صدر الافاضل نے دس خصلتوں کا ذکر کیا ہے۔ لیکن دسویں خصلت کیا ہے؟ اس کا معلوم نہیں، ہم نے بیان القرآن میں اس آیت کے تحت مطالعہ کیا تو قبلہ سعیدی صاحب نے یہ لکھا ہے کہ شیخ سلمان جمل اور علامہ صاوی نے دس خصوصیات کا قول کیا ہے اور صدر الافاضل کی پیروی میں پیر کرم شاہ صاحب الازہری اور مفتی احمد یار خان نعیمی نے یہی قول کیا ہے۔ لیکن ہمیں یہ بات کچھ دشواری پیدا کر رہی تھی کہ یہ اکابر مفسرین کرام نو خصوصیات کے ہوتے ہوئے دس کا ذکر کیوں کریں گے؟ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل میں القاء کیا کہ ہو سکتا ہے کہ متذکرہ آیت ﴿وَسَمِعْهُ عَلَى الْخُطُومِ قَرِیبَہٗ﴾ کہ ہم اس کی سواری کی سی تھوٹنی پرداغ دیں گے (الفلسفہ: ۱۶) میں موجود حکم

کو دسویں خصلت مانا ہو؟ ہم نے یہ بات لکھ کر تقاسیر کی جانب رجوع کرنا شروع کر دیا، تاہم جب صاوی کو کھولا کہ سعیدی صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ انہوں نے دس خصوصیات مانی ہیں تو شاید دسویں خصوصیت کی نشاندہی مل جائے تو جی جان سے خوشی ہوئی کہ ہمارے موقف کی تائید میں علامہ صاوی کا قول موجود ہے اور انہوں نے جن دس خصوصیات کو بیان کیا ہے وہ ﴿و لا تطع کل حلاف مہین اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ہو﴾ (القلم: ۱۰) سے لے کر ﴿سنسمہ علی الخراطوم قریب ہے کہ ہم اس کی سواری کی سی تھوٹنی پر داغ دیں گے﴾ (القلم: ۱۶) تک کے بیان کو دس خصوصیات پر محمول کیا ہے۔

### گستاخ رسول کو بُرا بولنے کا جواز:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿سنسمہ علی الخراطوم قریب ہے کہ ہم اس کی سواری کی سی تھوٹنی پر داغ دیں گے﴾ (القلم: ۱۶) سے یہ بات واضح ہے کہ منافقین کی مذمت میں قرآن کی ایک نہیں کئی آیات نازل ہوئی اور سید عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی مذمت میں جگہ جگہ احکامات موجود ہیں بلکہ سورۃ المنافقون بھی اس پر بین دلیل ہے۔ امام رازی کہتے ہیں: یہاں سوئٹ سے مراد ہاتھی کی سوئٹ نہیں بلکہ ولید کی ناک ہے، اس کو سوئٹ اس لئے کہا گیا ہے کہ جب کسی کے اعضاء کو حیوانوں کے اعضاء سے تشبیہ دی جائے تو اسکی تذلیل ہوتی ہے۔ یہاں ناک کا خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کیونکہ انسانی اعضاء میں چہرے کی خاص اہمیت ہوا کرتی ہے اور چہرے میں ناک کی حیثیت سب سے نمایاں ہوا کرتی ہے۔ یہ چہرے پر بلند ہوتی ہے اور اسی سے عزت و ذلت کا دار و مدار ہوا کرتا ہے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ اس کی ناک پر تلوار سے نشان لگایا جائے گا یا تاحیات اس میں یہ نشان باقی رہے گا اور یہ بھی روایت درست ہے کہ جنگ بدر میں اس نے تلوار سے قتال کیا اور اسی جنگ میں اس کی ناک پر نشان لگا اور مقابل اور ابو الحالیہ کہتے ہیں کہ آخرت میں اُس کی ناک پر نشان ہوگا اور لوگ اُسے اس کی وجہ سے پہچان لیں گے، جس طرح کافروں کے چہروں پر قیامت کے دن سیاہ نشان کئے جائیں گے اور خوف سے ان کی آنکھیں نیلی ہوگی، اسی طرح قیامت کے دن اس کی ناک پر نشان ہوگا۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۶۰۶)

### آیت نمبر ۱۸ کے تحت ان شاء اللہ نہ کھنے کا بیان:

۶..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿و لا یستنون اور انشاء اللہ نہ کہا﴾ (القلم: ۱۸)۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یمن میں مددوان نامی ایک باغ تھا۔ یہ مقام صنعاء سے دو فرسخ کے فاصلے پر تھا جسے ایک نیک آدمی نے لگایا تھا۔ جب کھجور کا پھل کاٹا تو مساکین کے لئے وہ پھل چھوڑ دیتا جو درختی سے رہ جاتا اور جب کھجور سے پھل نیچے چادر پر پھینکا جاتا تو جو پھل چادر سے دور جا کر گرتا وہ بھی مساکین کے لئے چھوڑ دیتا۔ جب پھل صاف کرتا اور جو دانے ادھر ادھر بکھر جاتے انہیں بھی مساکین کے لئے چھوڑ دیتا۔ اس صالح مرد کے مرنے پر تین بیٹے اس کے وارث کہلائے۔ انہوں نے کہا اللہ ﷻ کی قسم مال تھوڑا ہے اور افراد زیادہ ہیں۔ یہ عمل تو اس وقت ہو سکتا ہے کہ مال زیادہ ہو اور افراد کم ہوں۔ لیکن اس صورت میں ہم ایسا نہیں کر سکتے، انہوں نے باہم قسم اٹھائی کہ صبح ہوتے ہی ہم کھل کاٹ ڈالیں گے۔ انہوں نے اپنے عمل پر ان شاء اللہ ﷻ نہ کہا، ان شاء اللہ کو استثناء کا نام دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس سے ما قبل کے حکم کو خارج کیا جاتا ہے، فرق یہ ہے کہ جو چیز ان شاء اللہ کے نام سے خارج کی جاتی ہے وہ مذکورہ چیز کے خلاف ہوتی ہے جبکہ استثناء کی صورت میں جسے خارج کیا جاتا ہے وہ مستثنیٰ منہ کا عین ہوتا ہے۔

(المظہری، ج ۷، ص ۱۹۹)

### فقراء و مساکین سے مال روک لینا:

۷..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿و غدا علی حرد قادریں اور تر کے چلے اپنے اس ارادہ پر قدرت سمجھتے﴾ (القلم: ۲۰)۔ مال



داروں کے مال میں اللہ ﷻ نے غریب کا حق رکھا ہے۔ لہذا یہ حق اسی صورت میں ادا ہو سکے گا جب کہ مالدار اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں، دیگر صدقات کا بھی اہتمام فرمائیں۔

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن ایک جہنمی اڑدھا آئے گا اور اس کی پیشانی، پہلو اور پیٹھ پر داغا جائے گا اور یہ عمل اس پورے دن میں ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی یہاں تک کہ بندوں کے مابین فیصلہ ہو جائے۔“

(سنن النسائي، كتاب الزكوة، باب: التغليظ في حبس الزكوة، رقم: ۲۴۳۸، ص ۵۸۴)

☆..... سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو اس کا وہ مال قیامت کے دن ایک گنجلے سانپ کی شکل میں آئے گا اور اس شخص کی گردن کا ہار بن جائے گا۔“ پھر سید عالم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَمْلَأُوا فِي الْأَرْحَامِ﴾ الخ اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہے

(سنن ابن ماجه، ابواب الزكوة، باب: ما جاء في منع الزكوة، رقم: ۱۷۸۴، ص ۳۱۰)

عمران: (۱۸۰) ﴿﴾

اغراض:

مکیہ: جمہور کے قول کے مطابق مکمل سورت مکی ہے جب کہ بعض کے نزدیک اس سورت کا بعض حصہ مکی اور بعض مدنی ہے۔ لہ: یعنی اللہ ہدایت یافتہ اور دوسروں کے راستے جانتا ہے۔ لیس لہم: یعنی شرک کے معاملے میں نبی کو ترک کرنے یا دنیاوی زندگی میں ان کی موافقت کر کے مکہ بین (جھلانے والوں) کی مدد کرو۔ ای الملائکۃ: مراد وہ ملائکہ ہیں جو لوح محفوظ سے تقدیر منسوخ کرتے ہیں، یا یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ انسان کے اعمال کو یاد کر کے لکھ لیتے ہیں، باقی اقوال کے لئے حاشیہ نمبر ”۱“ کا مطالعہ کیجئے۔

وهذا رد لقولهم: یعنی جیسا کہ اللہ نے کافروں کے قول کی تردید یوں فرمائی: ﴿وقالوا یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون﴾ (النجم: ۶)۔ یلبنون لک: آپ ﷺ پر طعن کرنا ترک کر دیں اور آپ ﷺ کے موافق ہو جائیں، معنی یہ ہے کہ وہ تمنا کرتے ہیں کہ آپ وہ باتیں چھوڑ دیں جو ان کے امور کے موافق نہیں ہیں تو وہ بھی ایسا ہی کریں گے اور وہ باتیں چھوڑ دیں گے جو آپ ﷺ کو ناپسند ہیں، پس آپ ﷺ ان کے لئے نرم ہو جائیں تو وہ آپ ﷺ کے لئے نرم ہو جائیں گے۔ کثیر الحلف بالباطل: مراد حق و باطل کے اعتبار سے بہت حلف اٹھانے والا۔ عیاب: مراد بہت زیادہ عیب لگانے والا، لوگوں کی موجودگی اور عدم موجودگی میں بہت عیب بیان کرنے والا۔ ای المغتاب: یعنی اپنے بھائی کی ناپسندیدہ باتیں پیٹھ پیچھے کرنے والا۔ ظالم: یعنی حق سے تجاوز کرنے والا۔

غلیظ: یعنی طبیعت اور جسمانی اعتبار سے گھٹیا۔ ادعاه ابوہ: مراد ولید بن مغیرہ ہے، اس شخص کا باپ معروف نہ تھا (یعنی اس کی اصل میں خطا تھی)۔ بعد ثمانی عشرة سنة: ولید بن مغیرہ سید عالم ﷺ کی ولادت ظاہری کے سال بعد پیدا ہوا، مزید شان نزول میں ملاحظہ فرمائیں۔ فخطم انفہ: اس بد بخت کی ناک بدر کے روز زخمی ہوئی، اور اس زخم کا اثر اس کی باقی زندگی تک برقرار رہا۔ بالقطط: مراد بارش کا نہ ہونا جس کے لئے سید عالم ﷺ نے انہیں دعائے ضرر کی تھی یہاں تک کہ انہوں نے مُردار کھالئے۔ بمشیئة اللہ تعالیٰ: یعنی اپنی قسموں میں ”ان شاء اللہ“ نہیں کہتے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مساکین کا حصہ نہیں نکالتے۔

کاللیل: ”اللیل“ کو ﴿کمال صریم﴾ کہا اس لئے کہ انتہائی سیاہ اور دن کے جانے کی وجہ سے ہوتی ہے اور اسی طرح ”النہار“ کو بھی ”صریم“ کہتے ہیں کیونکہ دن بھی رات کے جانے کی وجہ سے آجاتا ہے۔ فی ظنہم: یعنی حقیقی بنیاد پر ایسا نہیں تھا، بلکہ رات میں ان کے پھل ہلاک و برباد ہو گئے۔ ہلاکنا: یعنی اگر ہمیں ہمارے رب نے معاف نہ کیا تو ہم پر ہلاکت آجائے گی۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۴۸ وغیرہ)

د کوع نمبر: ۴

وَنَزَلَ لِمَاقَالُوا إِنَّ بُعْثًا نَعْتَ أَفْضَلَ مِنْكُمْ ﴿۳۷﴾ اِنَ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتِ النَّعِيمِ ﴿۳۸﴾ اَلْفَنَجَلِ الْمُسْلِمِينَ  
 كَالْمَجْرُمِينَ ﴿۳۹﴾ اَيُّ تَابِعِينَ لَهُمْ فِي الْقَطَاءِ ﴿۴۰﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿۴۱﴾ هَذَا الْحُكْمُ الْقَاسِدُ ﴿۴۲﴾ اَم  
 بَلْ لَكُمْ كِتَابٌ مِّنْ نَّزْلٍ فِيهِ تَدْرُسُونَ ﴿۴۳﴾ اَيُّ بَلِّ اتَّقَرُّوْنَ اِنْ لَكُمْ فِيهِ لَمَّا  
 تَخِيرُونَ ﴿۴۴﴾ تَخْتَارُونَ ﴿۴۵﴾ اَم لَكُمْ اِيْمَانٌ عُهُودٌ ﴿۴۶﴾ عَلَيْنَا بِالْعَقَّةِ ﴿۴۷﴾ اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ﴿۴۸﴾ مُتَعَلِّقٌ مَّعْنَى  
 بَعَلَيْنَا وَفِي هَذَا الْكَلَامِ مَعْنَى الْقَسَمِ اَيُّ اَقْسَمْنَا لَكُمْ وَجَوَابُهُ ﴿۴۹﴾ اِنْ لَكُمْ لَمَّا تَحْكُمُونَ ﴿۵۰﴾ بِهِ لَا نَفْسَكُمْ  
 سَلِّهِمْ اِيْهِمْ بِذَلِكَ ﴿۵۱﴾ الْحُكْمُ الَّذِي يَحْكُمُونَ بِهِ لَا نَفْسَهُمْ مِنْ اَنَّهُمْ يُعْطُونَ فِي الْاٰخِرَةِ اَفْضَلَ مِنْ  
 الْمُؤْمِنِينَ ﴿۵۲﴾ زَعِيمٌ ﴿۵۳﴾ كَفِيلٌ لَهُمْ ﴿۵۴﴾ اَم لَهُمْ ﴿۵۵﴾ اَيُّ عِنْدَهُمْ ﴿۵۶﴾ شُرَكَاءُ ﴿۵۷﴾ مُوْافِقُونَ لَهُمْ فِي هَذَا الْقَوْلِ  
 يُكْفِلُونَ لَهُمْ بِهِ فَاِنْ كَانَ كَذَلِكَ ﴿۵۸﴾ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ ﴿۵۹﴾ اَلْكَافِلِينَ لَهُمْ بِهِ ﴿۶۰﴾ اِنْ كَانُوا صٰدِقِينَ ﴿۶۱﴾ يَوْمَ  
 يَكْشِفُ عَنِ سَاقٍ ﴿۶۲﴾ هُوَ عِبَارَةٌ عَنْ شِدَّةِ الْاَمْرِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لِلْحِسَابِ وَالْجَزَاءِ يُقَالُ كَشَفْتُ الْحَرْبَ عَنْ  
 سَاقٍ اِذَا شَتَدَّ اَلْمَرْفِقُهَا ﴿۶۳﴾ وَيَدْعُونَ اِلَى السَّجُودِ ﴿۶۴﴾ اَمْتِحَانًا لِاِيْمَانِهِمْ ﴿۶۵﴾ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿۶۶﴾ تَصِيرُ ظُهُورُهُمْ  
 طَبَقًا وَاحِدًا ﴿۶۷﴾ خَاشِعَةً ﴿۶۸﴾ حَالٌ مِنْ ضَمِيرٍ يُدْعَوْنَ اَيُّ ذَلِيلَةً ﴿۶۹﴾ اَبْصَارُهُمْ ﴿۷۰﴾ لَا يَرُفَعُونَهَا ﴿۷۱﴾ تَرَهَّقَهُمْ ﴿۷۲﴾ تَغْشَاهُمْ ﴿۷۳﴾  
 ذَلَّةٌ وَقَدْ كَانُوا يَدْعُونَ ﴿۷۴﴾ فِي الدُّنْيَا ﴿۷۵﴾ اِلَى السَّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ﴿۷۶﴾ فَلَا يَأْتُونَ بِهِ بِاَنْ  
 لَا يَصْلُوا ﴿۷۷﴾ فَذَرْنِي ﴿۷۸﴾ دَعْنِي ﴿۷۹﴾ وَمَنْ يَكْذِبْ بِهَذَا الْحَدِيثِ ﴿۸۰﴾ الْقُرْآنِ ﴿۸۱﴾ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ ﴿۸۲﴾ نَاخِذُهُمْ قَلِيلًا قَلِيلًا ﴿۸۳﴾  
 مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۸۴﴾ وَاَمْلَى لَهُمْ ﴿۸۵﴾ اَمَّهُلَهُمْ ﴿۸۶﴾ اِنْ كِيدَىٰ مَتْنِ ﴿۸۷﴾ شَدِيدًا لَا يُطَاقُ ﴿۸۸﴾ اَم ﴿۸۹﴾ بَلْ اَمْ  
 تَسْتَلْهِمُ ﴿۹۰﴾ عَلٰى تَبْلِيْغِ الرِّسَالَةِ ﴿۹۱﴾ اَجْرًا فَهَمُ مِنْ مَّغْرَمٍ ﴿۹۲﴾ مِمَّا يُعْطُونَكَ ﴿۹۳﴾ مَقْلُونَ ﴿۹۴﴾ قَلَا يُؤْمِنُونَ لِدَلِيلِكَ  
 ﴿۹۵﴾ اَم عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ ﴿۹۶﴾ اَيُّ اللُّوْحِ الْمَحْفُوظِ الَّذِي فِيْهِ الْغَيْبُ ﴿۹۷﴾ فَهَمُ يَكْتُبُونَ ﴿۹۸﴾ مِنْهُ مَا يَقُولُونَ ﴿۹۹﴾ فَاصْبِرْ  
 لِحُكْمِ رَبِّكَ ﴿۱۰۰﴾ فِيْهِمْ بِمَا يَشَاءُ ﴿۱۰۱﴾ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ ﴿۱۰۲﴾ فِي الصُّجْرِ وَالْعَجَلَةِ وَهُوَ يُنْصِتُ لِلْطَّيْلِ ﴿۱۰۳﴾ اِذَا  
 نَادَىٰ ﴿۱۰۴﴾ دَعَارَبَهُ ﴿۱۰۵﴾ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿۱۰۶﴾ مَمْلُوءٌ غَمًّا فِي بَطْنِ الْحُوتِ ﴿۱۰۷﴾ لَوْلَا اَنْ تَدْرِكَهٗ ﴿۱۰۸﴾ اَدْرَكَهٗ ﴿۱۰۹﴾ نِعْمَةٌ  
 رَّحْمَةٌ ﴿۱۱۰﴾ مِنْ رَبِّهِ لِنَبَذِ ﴿۱۱۱﴾ مِنْ بَطْنِ الْحُوتِ ﴿۱۱۲﴾ بِالْعَرَاءِ ﴿۱۱۳﴾ بِالْاَرْضِ الْفَضَاءِ ﴿۱۱۴﴾ وَهُوَ مَذْمُومٌ ﴿۱۱۵﴾ لَكِنَّهُ رَحِمَ  
 فَنَبَذَ غَيْرُ مَذْمُومٍ ﴿۱۱۶﴾ فَاجْتَبَاهُ رَبُّهُ ﴿۱۱۷﴾ بِالنَّبُوَّةِ ﴿۱۱۸﴾ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۱۱۹﴾ اَلْاَنْبِيَاءُ ﴿۱۲۰﴾ وَاِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا  
 لِيُزْلِقُونَكَ بِضَمِّ الْبَاءِ وَفَتْحِهَا ﴿۱۲۱﴾ بِاَبْصَارِهِمْ ﴿۱۲۲﴾ اَيُّ يَنْظُرُونَ اِلَيْكَ نَظْرًا شَدِيدًا يَكَادُ اَنْ يُضْرَعَكَ  
 وَيُسْقَطَكَ عَنْ مَكَانِكَ ﴿۱۲۳﴾ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ ﴿۱۲۴﴾ الْقُرْآنَ ﴿۱۲۵﴾ وَيَقُولُونَ ﴿۱۲۶﴾ حَسَدًا ﴿۱۲۷﴾ اِنَّهٗ لَمَجْنُونٌ ﴿۱۲۸﴾ بِسَبَبِ  
 الْقُرْآنِ الَّذِي جَاءَ بِهِ ﴿۱۲۹﴾ وَمَا هُوَ ﴿۱۳۰﴾ اَيُّ الْقُرْآنِ ﴿۱۳۱﴾ اَلْاَذْكَرُ ﴿۱۳۲﴾ مَوْعِظَةٌ ﴿۱۳۳﴾ لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اَلْاِنْسِ وَالْجِنِّ لَا يَخْدِتُ  
 بِسَبَبِهِ جُنُونَ.

### ترجمہ

پیشک ڈروالوں کے لیے ان کے رب کے پاس چین کے باغات ہیں کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کا سا کر دیں (یعنی بخشش و عطائیں ان کے تابع کر دیں گے.....!) تمہیں کیا ہوا کیسے لگاتے ہو یہ حکم (فاسد) بلکہ (ام) بمعنی بل ہے (تمہارے لیے کوئی کتاب (نازل کردہ) ہے

جو تم پڑھتے ہو (ملموسون بمعنی لغو و ن ہے) کہ تمہارے لیے اس میں جو تم پسند کرو (معمرون بمعنی مختار و ن ہے) یا تمہارے لیے ہم پر کچھ قسمیں (یعنی مہد) ہیں قیامت تک پہنچی ہوگی (باللغة بمعنی واقفہ ہے، یہ کلام معنی "علینا" کے متعلق ہے اور اس کلام میں قسم کا معنی پایا جا رہا ہے، بمعنی قسمنا لکم ہے، اور جواب قسم "ان لکم لعا حکمون" میں رہا ہے) کہ تمہیں ملے گا جو تم (یعنی جس کا تم اپنے لیے ابروی کرتے ہو تم ان سے پوچھو کہ ان میں سے کون اس کا) یعنی اس حکم کا جو وہ اپنے بارے میں لگا رہے ہیں کہ آخرت میں بھی انہیں مسلمانوں سے افضل اشیاء دی جائیگی، کون) خاص ہے (ان کا بزرگ بمعنی کفیل ہے) یا ان کے پاس (لہم بمعنی عنہم ہے) کچھ شریک ہیں (جو اس قول میں ان کے موافق ہیں جنہوں نے اس کی ضمانت لی ہوگی ہے، پس اگر معاملہ اسی طرح ہے) تو اپنے شریکوں کو لے آئیں (جو اس بات میں ان کے کفیل ہیں) اگر سچے ہیں (یاد کرو) جس دن ایک ساق کھولی جائیگی ("ساق" سے مراد قیامت کے شدید معاملات ہیں جو حساب کتاب و جزا کے وقت ہوں گے جب گھسان کی جنگ ہو تو کہا جاتا ہے.....، کشفنا لحسب عن ساق) اور مجدد کو (آزمائش ایمان کے لیے) بلائے جائیں گے تو نہ کر سکیں گے (ان کی شخصیں) پہنچی نگاہ کئے ہوئے (وہ آنکھوں کو نہیں اٹھائیں گے "خاشعة" "یدعون" کی ضمیر سے حال بن رہا ہے، خاشعة بمعنی ذلیلہ ہے) ان پر چڑھ رہی ہوگی (نور مفہم بمعنی تمناہم ہے) خواری اور بیشک (دنیا میں) سجدے کے لیے بلائے جاتے تھے جب تندرست تھے (تو نہیں آتے تھے یعنی نماز نہیں پڑھتے تھے) تو جو اس بات کو (یعنی قرآن پاک کو) جھٹلاتا ہے اسے مجھ پر چھوڑ دو (ذرفی بمعنی دعویٰ ہے) قریب ہے کہ ہم انہیں آہستہ آہستہ پکڑیں گے (نستدر جہم بمعنی ناخذہم قلیلاً قلیلاً ہے) جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی اور میں انہیں ڈھیل دوں گا (املی لہم بمعنی امہلہم ہے) بیشک میری خفیہ تدبیر بہت پکی ہے (شدید ہے جس کی سہار کی طاقت کی نہیں) بلکہ (ام بمعنی ہل ہے) تم ان سے اجرت مانگتے (تبلیغ رسالت پر) کہ وہ اس تاوان کے (جو انہیں تم کو دینا پڑے گا اس کے) بوجھ میں دبے ہیں (اور اس وجہ سے ایمان نہیں لارہے) یا ان کے پاس غیب ہے (یعنی لوح محفوظ، جس میں غیب ہے) کہ وہ (اس میں سے) لکھ رہے ہیں (جو وہ کہہ رہے ہیں) تو (ان کے بارے میں) اپنے رب کے حکم کا انتظار کرو (یعنی اس کے چاہے کا انتظار کرو) اور (بیقراری اور بخلت میں) اس پھیل والے کی طرح نہ ہونا (مراد اس سے حضرت یونس علیہ السلام ہیں.....) جب اس نے پکارا (اپنے رب علیہ السلام کو، نادی بمعنی دعا ہے) اس حال میں کہ اس کا دل گھٹ رہا تھا (وہ پھیل کے پیٹ میں غم سے بھرے ہوئے تھے) اگر اس کے رب کی نعمت (یعنی رحمت) اس کی خبر کو نہ پہنچ جاتی تو ضرور (پھیل کے پیٹ سے) میدان پر پھینک دیا جاتا (عسراء کے معنی پھیل زمین ہے) الزام دیا ہوا (لیکن اللہ علیہ السلام نے آپ علیہ السلام کو بے الزام دیے میدان میں ڈال دیا گیا ہے) تو اسے اس کے رب نے (نبوت کے لیے) جن لیا اور اسے صالحین (یعنی انبیائے کرام علیہم السلام) میں سے کر دیا اور ضرور کافر تو ایسے معلوم ہوتے ہیں گویا کہ تمہیں گرا دیں گے ("لہز لقونک" یا مضمومہ و مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اپنی آنکھوں کے ذریعے (یعنی تمہیں خوب گھور کر دیکھتے ہیں کہ تمہیں تمہاری جگہ سے بچاؤ دیں اور گرا دیں، العیاذ باللہ) جب ذکر (یعنی قرآن پاک) سنتے ہیں اور (بطور حسد) کہتے ہیں یہ ضرور عقل سے دور ہیں (اس قرآن کے باعث جو لے کر آئے ہیں) اور وہ (یعنی قرآن پاک) تو نہیں مگر ذکر (یعنی نصیحت) سارے جہاں کے لیے (یعنی جن والہ کے لیے اور اس کے سبب جنوں پیدا نہیں ہوتا)۔

### ﴿تو گیب﴾

﴿ان للمتقين عند ربهم جنت النعيم النجمل المسلمين كالمجرمين﴾

ان: حرف مشبہ، للمتقين بظرف متقرر خبر مقدم، عند ربهم بظرف متعلق بخلاف حال مقدم، جنت النعيم: ذو الحال، مكرام

مؤخر، مگر جملہ اسمیہ، ہمزہ جرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "الحیف فی الحکم" تجعل: فعل  
باقاعل، المسلمین: مفعول اول، کالمجرمین: ظرف مستقر مفعول ثانی، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿ما لکم کیف تحکمون ام لکم کتب فیہ تدرسون﴾  
ما: استفہامیہ مبتداء، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، کیف: اسم استفہام حال مقدم، تحکمون: فعل واو ضمیر ذوالحال، مگر فاعل، مگر جملہ  
فعلیہ ہو کر حال، مگر مجرور، مگر ظرف مستقر خبر، مگر جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، کتب: ذوالحال، فیہ  
تدرسون: جملہ فعلیہ حال، مگر مبتداء مؤخر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿ان لکم فیہ لما تخیرون ام لکم ایمان علینا بالغة الی یوم القيمة﴾  
ان: حرف مشبہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، فیہ: ظرف مستقر حال مقدم، لام: تاکیدیہ، ما تخیرون: موصول صلہ، مگر ذوالحال، مگر اسم  
مؤخر، مگر جملہ اسمیہ ہو کر ماقبل "تدرسون" کیلئے مفعول واقع ہے، ام: عاطفہ، لکم: ظرف مستقر "الا مستقرار" مصدر محذوف کیلئے  
ظرف مستقر، الی یوم القيمة: ظرف لغو، "الا مستقرار" مصدر محذوف اپنے فاعل و ظرف لغو سے، مگر شبہ جملہ ہو کر خبر  
مقدم، ایمان: موصوف، علینا: ظرف مستقر صفت، بالغة: صفت ثانی، مگر مبتداء مؤخر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿ان لکم لما تحکمون سلہم ایہم بذلک زعیم﴾  
ان: حرف مشبہ، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، ما تحکمون: موصول صلہ، مگر مبتداء مؤخر، مگر جملہ اسمیہ، سل: فعل امر  
باقاعل، ہم: ضمیر مفعول، ایہم: مبتداء، بذلک زعیم: شبہ جملہ اسمیہ مفعول ثانی، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿ام لہم شرکاء فلیاتوا بشر کانہم ان کانوا صدقین﴾  
ام: عاطفہ، لہم: ظرف مستقر خبر مقدم، شرکاء: مبتداء مؤخر، مگر جملہ اسمیہ، ف: فیصیحہ، فلیاتوا: فعل امر بافاعل، بشر کانہم: ظرف  
لغو، مگر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف "ان کان ذلک کذلک" کی جزاء، مگر جملہ شرطیہ، ان بشریہ، کانوا صدقین: جملہ فعلیہ جزاء  
محذوف "فلیاتوا بشر کانہم" کیلئے شرط، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود فلا یستطعون خاشعة ابصارہم ترہقہم ذلہ وقد کانوا یدعون  
الی السجود وہم سالمون﴾

یوم: مضاف، یکشف: فعل مجہول، عن ساق: ظرف لغو قائم مقام نائب الفاعل، مگر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یدعون: فعل  
واو ضمیر ذوالحال، خاشعة: اسم فاعل، ابصارہم: فاعل، مگر شبہ جملہ ہو کر حال اول، ترہقہم ذلہ: شبہ جملہ حال  
ثانی، و: حالیہ، قد تحقیقہ، کانوا: فعل ناقص یا اسم، یدعون: فعل واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ہم سالمون: جملہ اسمیہ حال، مگر  
نائب الفاعل، الی السجود: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ خبر، مگر جملہ فعلیہ ہو کر حال ثالث، مگر نائب الفاعل، الی السجود: ظرف  
لغو، مگر جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، لا یستطعون: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مگر مضاف الیہ، مگر فعل محذوف "اذکو" کیلئے  
ظرف، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿فلدرنی ومن یکذب بہذا الحدیث سنستدرجہم من حیث لا یعلمون واملی لہم﴾  
ف: عاطفہ، ذر: فعل امر بافاعل، ن: وقایہ، ی: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من موصولہ، یکذب بہذا الحدیث: جملہ فعلیہ صلہ، مگر  
معطوف، مگر مفعول، مگر جملہ فعلیہ، سنستدرجہم: من جہہ۔



ومفعول، من: جار، حیث مضاف، لا یعلمون: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، لکڑ بجزور، لکڑ طرف لغو، لکڑ معطوف علیہ، و: عاطفہ، املی: فعل بافاعل، لہم: ظرف لغو، لکڑ معطوف، لکڑ جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿ان کیدی متین ام تسئلہم اجر الفہم من مغرم مثقلون﴾

ان: حرف مشبہ، کیدی: اسم، متین: خبر، لکڑ جملہ اسمیہ، ام: عاطفہ، تسئلہم: فعل بافاعل ومفعول، اجر: مفعول ثانی، لکڑ جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ہم: مبتدا، من مغرم مثقلون: شبہ جملہ خبر، لکڑ جملہ اسمیہ۔

﴿ام عندہم الغیب فہم یکتبون فاصبر لحکم ربک ولا تکن کصاحب الحوت اذ نادى وهو مکظوم﴾

ام: عاطفہ، عندہم: ظرف متعلق بخبر مقدم، الغیب: مبتدا مؤخر، لکڑ جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، ہم: مبتدا، یکتبون: جملہ فعلیہ خبر، لکڑ جملہ اسمیہ، ف: نصیجہ، اصبر: فعل امر بافاعل، لحکم ربک: ظرف لغو، لکڑ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تکن: فعل تمی ناقص با اسم، کاف: جار، صاحب الحوت: مبدل منہ، اذ مضاف، نادی: فعل "ہو" ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ہو: مکظوم: جملہ اسمیہ حال، لکڑ فاعل، لکڑ جملہ فعلیہ مضاف الیہ، لکڑ بدل، لکڑ بجزور، لکڑ طرف مستقر خبر، لکڑ جملہ فعلیہ معطوف، لکڑ شرط محذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزا، لکڑ جملہ شرطیہ۔

﴿لولان تدرکہ نعمۃ من ربہ لنبذ بالعراء وهو مذموم﴾

لولان: شرطیہ، ان مصدریہ، تدرکہ: فعل مفعول، نعمۃ: موصوف، من ربہ: ظرف مستقر صفت، لکڑ فاعل، لکڑ جملہ فعلیہ بتاویل مصدر خبر محذوف "موجود" کیلئے مبتدا، لکڑ جملہ اسمیہ ہو کر شرط، لام: تاکید، نبذ: فعل مجہول "ہو" ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ہو مذموم: جملہ اسمیہ حال، لکڑ فاعل، بالعراء: ظرف لغو، لکڑ جملہ فعلیہ جواب شرط، لکڑ جملہ شرطیہ۔

﴿فاجتنبہ ربہ فجعلہ من الصالحین﴾

ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "فادرکتہ نعمۃ من ربہ" اجتنبہ: فعل ومفعول، ربہ: فاعل، لکڑ جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، جعلہ: فعل بافاعل ومفعول، من الصالحین: ظرف مستقر مفعول ثانی، لکڑ جملہ فعلیہ۔

﴿وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارہم لما سمعوا الذکر﴾

و: متانفہ، ان بخفہ "ہو" ضمیر شان اسم، یکاد: فعل مقارب، الذین کفروا: موصول صلہ، لکڑ اسم، لام: تاکید، ییزلقونک: فعل بافاعل ومفعول، بابصارہم: ظرف لغو، لما: ظرف شرطیہ بمعنی حین مضاف، سمعوا الذکر: جملہ فعلیہ جزا محذوف "کادوا یزلقونک" کیلئے شرط، لکڑ جملہ شرطیہ مضاف الیہ، لکڑ جملہ فعلیہ خبر، لکڑ جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿ویقولون انہ لمجنون وما هو الا ذکر للعلمین﴾

و: عاطفہ، یقولون قول، ان: حرف مشبہ، ہ: ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ما: نافیہ، ہو: مبتدا، الا: اداتہ حصر، ذکر: موصوف، للعلمین: ظرف مستقر صفت، لکڑ خبر، لکڑ جملہ اسمیہ حال، لکڑ اسم، لام: تاکید، مجنون: خبر، لکڑ جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، لکڑ جملہ قولیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... ان للمعتقین .....☆ مشرکین نے مسلمانوں سے کہا تھا اگر مرنے کے بعد پھر ہم اٹھائے گئے تو وہاں بھی تم سے اچھے رہیں گے اور ہمارا درجہ بلند ہوگا جیسے دنیا میں ہمیں آسائش ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

☆.....وان یسکاد الدین کفروا.....☆ منقول ہے کہ عرب میں بعض لوگ نظر لگانے میں شہرہ آفاق تھے اور ان کی یہ حالت تھی کہ دعویٰ کر کے نظر لگاتے تھے اور جس چیز کو انہوں نے گزند پہنچانے کے ارادے سے دیکھا دیکھتے ہی ہلاک ہو جی ایسے بہت واقعات ان کے تجربہ میں آچکے تھے کفار نے ان سے کہا کہ رسول کریم ﷺ کو نظر لگائیں تو ان لوگوں نے حضور ﷺ کو بڑی تیز نگاہوں سے دیکھا اور کہا ہم نے نہ ایسا آدمی دیکھا اور نہ ایسی دلیلیں دیکھیں اور ان کا کسی چیز کو دیکھ کر حیرت زدہ ہونا ہی ستم ہوتا تھا لیکن ان کی یہ تمام جدوجہد بھی مثل ان کے اور مکائد کے جو رات دن وہ کرتے رہتے تھے بیکارگی اور اللہ ﷻ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور یہ آیت نازل ہوئی، حسن ﷺ نے فرمایا جس کو نظر لگے اس پر یہ آیت پڑھ کر دم کر دی جائے۔

### ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

#### مومن و مجرم برابر نہیں:

۱.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿افجعل المسلمین کالمجرمین کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کا سا کر دیں﴾ (القلم: ۲۰)۔ کافروں کے سردار جب دنیا میں اپنی شان و شوکت و مال و دولت کو دیکھیں گے اور بد مقابل مسلمانوں کی بظاہر ذبوح حالی کا مشاہدہ کریں گے تو مطمئن ہونگے لیکن جب یہی کافر آخرت کی بات سنیں گے تو اور جو نعمتیں اللہ ﷻ نے مسلمانوں پر کی ہیں، کہیں گے کہ اگر یہی صحیح ہے کہ ہم اٹھائے جائیں گے جیسا کہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کا گمان ہے تو ان کا ہمارا حال جیسا کہ دنیا میں تھا وہی ہوگا یعنی دنیا میں بھی ہم مال و اسباب کا وافر حصہ دیئے گئے تھے لہذا آخرت میں بھی ایسا ہی ہوگا۔ اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو مسلمان کو آخرت میں ہم سے زیادہ نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی ہم پر فضیلت دی جائے گی۔ اور ان کا معاملہ ہمارے معاملے جیسا نہ ہوگا۔ اس آیت میں اللہ ﷻ نے ان کے اس باطل اعتقاد کو رد فرمایا۔

(روح البیان، الجزء: ۲۹، ص ۱۳۷)

امام رازی لکھتے ہیں: یہاں کچھ مسائل ہیں: (۱)..... یہاں مسلمان اور کافر کے برابر نہ ہونے میں ان کے اخروی انجام کا برابر نہ ہونا مراد ہے ورنہ کئی امور میں مسلمان اور کافر برابر ہیں جیسے جسم، جوہر، حدوث و حیوان ہونے وغیرہ امور میں سب ایک جیسے ہیں، بلکہ یہاں مراد اسلام اور کفر کے اعتبار سے مجرم ہونا ہے اور اس پر کئی آثار مروی ہیں کہ اللہ ﷻ کے نزدیک مسلمان اور کافر کا حال برابر نہیں ہے۔ (۲)..... جبائی نے یہاں ایک اعتراض یہ بھی قائم کیا ہے کہ ہو سکتا ہے مجرم کا ثواب مومن سے زیادہ ہو کیونکہ مجرم کی عمر مومن سے زیادہ ہونا ممکن ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آیت میں مطلق برابری کا بیان ہی نہیں ہے بلکہ ثواب کے اعتبار سے برابری کا حکم دیا گیا ہے، بلکہ حال تو یہ ہوتا ہے کہ مسلمان میں گناہگار و نیک کے درجات برابر نہیں ہوتے، جب کہ یہاں تو خاص مجرم سے کافر مراد ہیں۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۶۱۱)

#### یوم یکشف عن ساق کے معنی میں اقوال مفسرین:

۲.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یوم یکشف عن ساق جس دن ایک ساق کھولی جائے گی﴾ (القلم: ۴۲)۔ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں: (۱)..... جماعت صحابہ اور تابعین اہل تاویل نے اس آیت کا معنی یہ کیا ہے کہ کسی سخت ترین امر کی ابتداء کرنا مراد ہے۔ (۲)..... ابن عباس سے روایت ہے کہ اس سے مراد جنگ یا شدت کا کوئی دن ہے، انہی کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد قیامت کا ہولناک دن ہے۔ (۳)..... سعید بن جبیر ؓ کہتے ہیں کہ اس سے مراد کسی بھی امر کا دشوار گزار ہونا ہے۔ (۴)..... ابن عباس کا قول یہ بھی ہے کہ جاہلیت میں لوگ یوں کہا کرتے تھے کہ جنگ تیز ہو جائے گی یعنی قیامت قائم ہو جائے گی اور دنیا کا معاملہ

رخصت ہو جائے گا۔ (۵)..... ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن منادی ندا کرے گا: ”کیا تمہارے رب نے تمہیں عدل کے ساتھ تخلیق نہیں کیا، پھر تمہیں اچھی صورت سے نوازا دیا، پھر تمہیں رزق عطا فرمایا، پھر تم غیر کی جانب پھر گئے جس طرح ہر بندہ جس نے چاہا پھر گیا“، لوگ کہیں گے: کیوں نہیں! پھر منادی کہے گا: ”ہر قوم کا معبود انہی کی مثل ہو جائے گا، جس کی وہ عبادت کیا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ سب آگ میں ڈال دیئے جائیں گے، اور اہل دعوت باقی رہ جائیں گے تو ان میں سے بعض ایک دوسرے سے کہیں گے: تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ لوگ تو چلے گئے؟ وہ کہیں گے: ہم ندا ہونے کا انتظار کر رہے ہیں، پھر ان کے پاس ایک صورت لائی جائے گی، پھر انہیں جو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہا جائے گا اور ساق (بعض نے ساق کے معنی پنڈلی بھی کہے ہیں) کھول دی جائے گی، پھر اہل ایمان سجدے میں چلے جائیں گے سوائے منافقین کے، گویا ان کی پٹھیں اکڑ جائیں گی۔ پھر ندا ہوگی: اپنے سروں کو بلند کرو نور کی جانب لوٹ جاؤ۔“

(الطبری، الجزء: ۲۹، ص ۴۷ وغیرہ)

### حضرت یونس علیہ السلام کی سوانح اور قوم پر عذاب:

۳..... حضرت یونس علیہ السلام کا نسب یہ ہے: لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کے نواسے ہیں، شام کے رہنے والے اور بعلبک کے عمال میں سے تھے، ایک قول کے مطابق یہ یحییٰ بن فوت ہو گئے تھے ان کی والدہ ماجدہ نے اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت الیاس علیہ السلام سے اس بارے میں عرض کی، ان کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندہ کیا۔ یہ اپنی ماں کے اکلوتے فرزند تھے، چالیس سال کی عمر میں آپ علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا، آپ علیہ السلام بنی اسرائیل کے عبادت گزاروں میں سے تھے اور اپنے دین کو بچانے کے لئے شام چلے گئے اور دجلہ کے کنارے پہنچ گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اہل نبیو کی جانب بھیجا جو کہ دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے جہاں موصل نامی شہر ہے وہاں کا ایک قدیم شہر نیوا بھی ہے۔ (مختصر تاریخ دمشق، ج ۲۸، ص ۱۰۵)

حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو بت پرستی ترک کرنے کی اور توحید پر قائم رہنے کی دعوت دی تو انہوں نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان کو خبر دی کہ تین دن کے بعد ان پر عذاب آئے گا، جب ان پر آثار ظاہر ہوئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول کے مطابق ان کے اور عذاب کے مابین صرف دو تہائی میل کا فاصلہ رہ گیا تھا، مقابل کے قول کے مطابق ایک میل کا فاصلہ رہ گیا تھا، ابوصالح فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ انہوں نے عذاب کی پیش اپنے کندھوں پر محسوس کی، بعض نے کہا کہ آسمان پر سیاہ رنگ کے بادل نمودار ہو گئے اور بہت سخت دھواں ظاہر ہونے لگا جس نے ان کے شہر کو ڈھانپ لیا، اور ان کے مکانوں کی چھتیں سیاہ پڑ گئیں، جب ان کو ہلاکت کا یقین ہو گیا تو انہوں نے ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور اپنے سروں پر اکھ ڈالنے لگے، اور تمام لوگ بڑے چھوٹے سب ہی ایک میدان میں جمع ہو گئے اور سب نے با آواز بلند اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ مہمدیت میں توبہ کی اور صدق دل سے معافی چاہی اور کہا کہ ہم حضرت یونس علیہ السلام کے لائے ہوئے دین پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی توبہ ایسی تھی کہ انہوں نے ایک دوسرے کے ساتھ جو زیادتیاں کی تھیں ان کی بھی تلافی کر لی، حتیٰ کہ اگر کسی نے دوسرے کا پتھر دیوار میں لگایا تھا تو وہ بھی اکھاڑ کر واپس کر دیا۔ اور ان کے ہاں دستور یہ تھا کہ جو شخص جھوٹا ثابت ہو اور اس کے پاس اپنی سچائی پر کوئی دلیل نہ ہو اس کو قتل کر دیا جاتا تھا، تب حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کی ناراضگی کے سبب دریا کی جانب چلے گئے اور مچھلی نے انہیں نگل لیا۔

(ابن کثیر، ج ۲، ص ۵۳۷)

عذاب کو دیکھنے کے باوجود قوم یونس کی دعا قبول ہوئی جب کہ فرعون نے عذاب کو دیکھ کر دعا مانگی تو اس کی دعا قبول نہ ہوئی اس کے کئی جوابات دیئے جاسکتے ہیں چنانچہ علامہ خازن نے اس کے تین جواب ارشاد فرمائے ہیں۔ (۱)..... عذاب دیکھ کر دعا کرنا

قوم یونس کے ساتھ خاص ہے کیونکہ واللہ يفعل ما يشاء ويحكم ما يريد کہ اللہ جو چاہے کرے اور جس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے۔ (۲)..... فرعون اس وقت ایمان کا دعوے دار ہوا جب کہ اسے عذاب کی خبر دی گئی اور نجات کی امید ہی نہ رہی اور قوم یونس سے عذاب دور تھا اور عذاب ان پر نازل نہ ہوا تھا اور انہیں عذاب کی خبر نہ دی گئی پس وہ ان مریض کی مثل تھے جو موت سے خوف کرے اور نجات کی امید رکھے۔ (۳)..... اللہ ﷻ نے اپنے علم سے یہ بات جان لی کہ قوم یونس کی دعا سچے دل سے ہے جب کہ فرعون نے سچے دل سے دعا نہ مانگی تھی اسی وجہ سے فرعون کا ایمان لانا ناقابل قبول ہوا۔

(العازن، ج ۲، ص ۴۶۶)

ایک قول یہ ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کے پیٹ میں تین دن رہے، قسمی کہتے ہیں کہ چاشت کے وقت مچلی نے ان کو نکالا تھا اور شام کے وقت اگل دیا، قنادہ نے کہا کہ وہ اس میں تین دن رہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہا کہ وہ اس میں سات دن رہے، سعید بن ابوالحسن اور ابومالک نے کہا کہ وہ اس میں چالیس دن رہے اور اللہ ﷻ کو علم ہے کہ وہ مچلی کے پیٹ میں کتنا رہے تاہم ان کا وظیفہ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین تھا۔ (البدایہ والنہایہ، قصۃ یونس، الجزء ۱، ج ۱، ص ۲۵۸)

☆..... آپ ﷺ کی فضیلت میں سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ”میں نہیں کہتا کہ کوئی شخص یونس بن متی سے افضل ہے۔“

(صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ، رقم: ۳۴۱۵، ص ۵۷۴)

**اغراض:** ونزل لما قالوا: کا بیان شان نزول میں دیکھ لیں۔ ای تابعین لهم فی العطاء: مناسب یہ تھا کہ یونس کہا جاتا کہ ”بیرکار اور مجرمین دونوں نوازشات کے معاملے میں برابر ہو جائیں گے“، آیت مبارکہ مسلمین اور مجرمین پر نوازشات میں برابر نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے، جب کہ مشرکین اپنی فضیلت کا دعویٰ کرتے تھے، پس اس صورت میں موافقت نہ پائی جائے گی؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا یقیناً آیت پاک نفس افضلیت پر اولیٰ اعتبار سے دلالت کرتی ہے اس لئے کہ جب مساوات منقہ ہو جائیں تو افضلیت اولیٰ ہوتی ہے۔ عہود: ایمان کے ساتھ تاکید کر دی گئی اس لئے کہ عہد قسم کے ساتھ مؤکد ہوتا ہے۔

ای اقسمنہا لکم: اس کا مفعول محذوف ہے، تقدیر عبارت یوں ہوگی: ”ای اقسمنہا لکم ایمانا موثقة۔“

یکفلون لهم به: یعنی ان کے اپنے دعوے میں کہ مجرمین اور مومنین عطا ہونے کے معاملے میں ایک جیسے ہیں، تو اس دعوے کی صحت اور نفوذ پر کوئی دلیل لے آئیں۔ اذکر: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿یوم﴾ محذوف کا معمول ہے، اور جملہ متانفہ کا تعلق ماقبل سے نہیں ہے، اور یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ظرف ﴿فلیساتوا﴾ کی جانب متعلق ہے، معنی یہ ہے کہ تو چاہیے کہ اس دن میں مجرمین اپنے شرکاء کو بلا لیں، جو انہیں نفع دیں یا اُن کی شفاعت کریں۔ ہو: ﴿یکشف عن ساق﴾ شدت کے معنی کے لئے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے، حاشیہ نمبر: ۲ کا مطالعہ کیجئے۔ دحض مزلفہ: یعنی جس دن کی شدت کی وجہ سے قدم ٹھہرنے نہ پائیں۔ فی افواه الجنة: جو کہ ”فوهة“ کی جمع ہے، مراد پہلی نہر۔

امتحنانا لایمانہم: مراد سجدہ کا مکلف کیا جانا نہیں، کیونکہ قیامت کا دن مکلف کئے جانے کا دن نہیں ہوتا۔ بان لا یصلوا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد دوسرا سجدہ یعنی نماز مراد ہے، بلکہ مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہاں بھی پہلا سجدہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے مراد ہے۔ ناسخ لہم قلیلاً قلیلاً: یعنی مجرمین کو ڈھیل دیئے جانے کا بیان کرنا مقصود ہے، کہ انہیں ہر طریقے سے یکے بعد دیگرے ڈھیل دی جاتی ہے، معنی یہ ہے کہ جب ہم نے اُن پر انعام کیا تو سمجھے کہ انعام مومنین پر فضیلت دینے کی وجہ سے ہے، جب کہ انعام انہیں ہلاک کرنے کی وجہ سے تھا۔ فلا یؤمنون لذلك: تاوان مرتب ہونے کے بارے میں سوال ہے کیونکہ تاوان انسان پر بوجھ بنتا ہے اور نفس انسانی اس کی طلب پر بوجھ محسوس کرتی ہے۔ ای اللوح: یہ ابن عباس کا قول ہے، جب کہ ﴿الغیب﴾ کے معنی ہیں کہ جو انسان کے (حواس) سے پوشیدہ ہو۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۵۳ وغیرہ)



## سورة الحاقة مکیہ وھی اثنان وخمسون آية

(سورة الحاقة مکیہ ہے جس میں باون آیتیں ہیں)

## تعارف سورة الحاقة

اس سورت میں دو رکوع، باون آیتیں، دو سو چھپن کلمے، اور ایک ہزار چار سو تیس حروف ہیں۔ قسم اٹھا کر عقیدہ وقوع قیامت بیان کیا گیا ساتھ ہی ثمود، عاد، اور فرعون کا بھی ذکر کیا گیا جو وقوع قیامت پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے عمر بھر سرکشتی اور طغیانی کا راستہ اختیار کیے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی زندگی ایک عبرت ناک تباہی میں ظاہر ہوئی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عقیدہ قیامت افراد اور اقوام کی اصلاح کے لئے کتنا مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔ آیات ۱۳ تا ۱۷ میں قیامت کے روز پر ہونے والے ہولناک حادثات کا ذکر فرمایا گیا اور آیت ۱۸ تا ۳۷ تک میں یہ بتایا گیا کہ جو لوگ قیامت پر یقین رکھتے ہیں کہ ایک دن اپنے خالق حقیقی کے سامنے پیش ہونا ہے اور ان کا محاسبہ ہوگا اور ان کے لئے اس روز ان کا نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور ان کی بڑی عزت کی جائے گی اور جو لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں ان کا نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا اس وقت ان کی حسرت اور ندامت کچھ کام نہ آئے گی اور ان کے ساتھ جو خوفناک برتاؤ کیا جائے گا اس کا ذکر سن کر رو ٹکٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دوسرے رکوع میں یہ بتا دیا کہ قرآن کریم کسی شاعر کا کلام نہیں اور نہ ہی کسی کا کرشمہ ہے بلکہ اس کو رب العلمین نے اپنے پیارے حبیب ﷺ پر نازل فرمایا ہے اور میرے رسول ﷺ کی مجال نہیں کہ وہ اپنی طرف سے کچھ گھڑ کر ہماری طرف منسوب کر دے۔

رکوع نمبر: ۵

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الحاقة﴾ (۱) ﴿الْقِيَمَةُ الَّتِي يَحِقُّ فِيهَا مَا تُكْرَمُ مِنَ الْبَعْثِ وَالْحِسَابِ وَالْجَزَاءِ أَوِ الْمُظْهَرَةِ لِذَلِكَ﴾ ﴿ما الحاقة﴾ (۲) ﴿تَعْظِيْمٌ لِّشَانِهَا وَهَمًّا مِّمْتَدَّاءٌ وَخَبْرٌ خَبِرَ الْحَاقَّةِ﴾ ﴿وما ادرك﴾ ﴿اى اعلمك﴾ ﴿ما الحاقة﴾ (۳) ﴿زِيَاةٌ تَعْظِيْمٌ لِّشَانِهَا فَمَا الْاُولَى مُبْتَدَّاءٌ وَمَا بَعْدَهُ خَبْرٌ وَمَا الْاٰخِرَةُ وَخَبْرُهَا فِي مَحَلِّ الْمَفْعُولِ الْاٰخِرَةُ لَا تُدْرَى﴾ ﴿كذبت ثمود وعاد بالقارعة﴾ (۴) ﴿الْقِيَامَةُ لَا نَهَا تَقْرَعُ الْقُلُوبَ بِأَهْوَالِهَا﴾ ﴿فاما ثمود فاهلكوا بالطاغية﴾ (۵) ﴿بِالصُّيْحَةِ الْمَجَاوِزَةِ لِلْحَدِّ فِي الشِّدَّةِ﴾ ﴿واما عاد فاهلكوا ببريح صرصر﴾ ﴿شديدة الصوت﴾ ﴿عالية﴾ (۶) ﴿قَرْيَةٌ شَدِيدَةٌ عَلَى عَادٍ مَعَ قُوَّتِهِمْ وَشِدَّتِهِمْ﴾ ﴿سخرها﴾ ﴿أَرْسَلَهَا بِالْقَهْرِ﴾ ﴿عليهم سبع ليال وثمانية ايام﴾ ﴿أولها من صبح يوم الأربعاء لثمان بقين من شوال وكانت في عجز الشتاء﴾ ﴿حسوما﴾ ﴿مُتَتَابِعَاتٌ شَبَّهَتْ بِتَتَابِعِ فِعْلِ الْحَاسِمِ فِي إِعَادَةِ الْكُفَى عَلَى الدَّاءِ كَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى حَتَّى يَنْحَسِمَ﴾ ﴿فترى القوم فيها صرعى﴾ ﴿مَطْرُوحِينَ هَالِكِينَ﴾ ﴿كانهم اعجاز﴾ ﴿أَصُولُ﴾ ﴿نخل خاوية﴾ (۷) ﴿سَاقِطَةٌ فَارِغَةٌ﴾ ﴿فهل ترى لهم من باقية﴾ (۸) ﴿صَفَةُ نَفْسٍ مُّقَدَّرَةٍ وَالتَّاءُ لِلْمُبَالَغَةِ اِىْ بَاقٍ لَا﴾ ﴿وجاء فرعون ومن قبله﴾ ﴿اتباعه﴾ ﴿وَلِىْ قِرَاءَةٍ يَفْتَحُ الْقَافَ وَسُكُونُ الْبَاءِ اِىْ مَنْ تَقَدَّمَ مِنَ الْأُمَمِ الْكَافِرَةِ﴾ ﴿والموتفكت﴾ ﴿اى أهلها وهى قُرَى قَوْمٍ لُّوْطٍ﴾ ﴿بِالْخَاطِئَةِ﴾ (۹) ﴿بِالْفِعْلَاتِ ذَاتِ الْخَطَايَا﴾ ﴿فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ﴾ ﴿اى لُوط وَغَيْرِهِ﴾ ﴿فَاخَذَهُمْ اخْذَةً رَابِيَةً﴾ (۱۰) ﴿زَائِدَةٌ فِي الشِّدَّةِ عَلَى غَيْرِهَا﴾ ﴿اَنَا لَمَّا طَغَا الْمَاءُ﴾ ﴿عَلَا فُوقَ كُلِّ شَيْءٍ﴾

مِنَ الْجِبَالِ وَغَيْرِهَا زَمَنَ الطُّوفَانِ ﴿حَمَلْنَكُمْ﴾ يَعْنِيْ اَبَاءَكُمْ اِذْ اَنْتُمْ فِيْ اَصْلَابِهِمْ ﴿فِي الْجَارِيَةِ﴾ (۱۱) ﴿السَّفِيْنَةُ الَّتِيْ عَمِلَهَا نُوحٌ وَنَجَّاهُوْا مِنْ كَانْ مَعَهُ فِيْهَا وَغَرِقَ الْبَاقُوْنَ﴾ ﴿لِنَجْعَلَهَا اٰیٌ هٰذِهِ الْفِعْلَةُ وَهِيَ اُنْجَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاهْلَاكُ الْكَافِرِيْنَ﴾ ﴿لَكُمْ تَذْكِرَةٌ عِظَةٌ وَتَعِيَهَا لِنَحْفَظَهَا﴾ اِذْنٌ وَّاعِيَةٌ (۱۲) ﴿حَافِظَةٌ لِّمَا تَسْمَعُ﴾ ﴿فَاِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ﴾ (۱۳) ﴿لِلْفَضْلِ بَيْنَ الْخَلَائِقِ وَهِيَ الثَّانِيَةُ وَحَمَلَتْ﴾ رُفِعَتْ ﴿الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَذِكْنًا دَكَّةً وَاحِدَةً﴾ (۱۴) ﴿فِيَوْمِئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ﴾ (۱۵) ﴿قَامَتِ الْقِيَامَةُ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ﴾ (۱۶) ﴿ضَعِيفَةٌ﴾ وَالْمَلِكُ يَعْنِي الْمَلَائِكَةَ ﴿عَلَى اَرْجَائِهَا﴾ ﴿جَوَانِبِ السَّمَاءِ﴾ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ ﴿اٰی الْمَلَائِكَةِ الْمَذْكُوْرِيْنَ﴾ ﴿يَوْمَئِذٍ ثَمْنِيَةٌ﴾ (۱۷) ﴿مِنَ الْمَلَائِكَةِ اَوْ مِنْ صُفُوْفِهِمْ﴾ ﴿يَوْمَئِذٍ تَعْرِضُوْنَ لِلْحِسَابِ﴾ ﴿لَا تَخْضَىٰ﴾ بِالْبَاءِ وَالْيَاءِ ﴿مِنْكُمْ خَافِيَةٌ﴾ (۱۸) ﴿مِنَ السَّرَائِرِ﴾ ﴿فَاِمَا مِنْ اَوْتَىٰ كِتَابِهِ بِيَمِيْنِهِ فَيَقُوْلُ﴾ ﴿خَطَابًا بِالْجَمَاعَةِ لِمَا سَرَّ بِهِ﴾ ﴿هَآؤُمْ﴾ ﴿خُذُوْا﴾ اَقْرَءُوْا كِتَابِهِ (۱۹) ﴿تَنَازَعَ فِيْهِ هَآؤُمْ وَاَقْرَءُوْا﴾ ﴿اِنِّیْ ظَنَنْتُ﴾ تَيَقَّنْتُ ﴿اِنِّیْ مَلِكٌ حَسَابِيْهِ﴾ (۲۰) ﴿فَهُوَ فِيْ عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾ (۲۱) ﴿مَرْضِيَّةٍ﴾ ﴿فِي جَنَّتٍ عَلَیَّةٍ﴾ (۲۲) ﴿قُطُوْفُهَا﴾ ثَمَارُهَا ﴿دَانِيَةٍ﴾ (۲۳) ﴿قَرِيْنَةٌ يَتَنَآوَلُ مِنْهَا الْقَائِمُ وَالْقَاعِدُ وَالْمُضْطَجِعُ فَيُقَالُ لَهُمْ﴾ ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هٰنِیًْا﴾ ﴿حَالَ اٰی مُتَهِنِيْنَ﴾ ﴿بِمَا اسْلَقْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴾ (۲۴) ﴿الْمَاضِيَةِ فِي الدُّنْيَا﴾ ﴿وَاِمَا مِنْ اَوْتَىٰ كِتَابِهِ بِشِمَالِهِ فَيَقُوْلُ يَا لَلْتَّبٰیهِ﴾ لِيَتْنٰی لَمْ اَوْتَ كِتَابِيْهِ (۲۵) وَلَمْ اَدْرِ مَا حَسَابِيْهِ (۲۶) يَلِيْتَهَا ﴿اٰی الْمَوْتَةِ فِي الدُّنْيَا﴾ كَانَتْ الْقَاضِيَةُ (۲۷) ﴿الْقَاطِعَةُ لِحَيَاتِيْ بِاَنْ لَا اُبْعَثُ﴾ ﴿مَا اَغْنٰی عَنِ مَالِيْهِ﴾ (۲۸) هَلَكَ عَنِ سُلْطٰنِيْهِ (۲۹) ﴿قُوْتِيْ وَخُجَّتِيْ وَهَآءُ كِتَابِيْهِ وَحَسَابِيْهِ وَمَالِيْهِ وَسُلْطَانِيْهِ لِلْسَّكِّتِ ثَبِيْتُ وَقَفًا وَوَصْلًا اِتِّبَاعًا لِمُصْحَفِ الْاِمَامِ وَالنَّقْلِ وَمِنْهُمْ مَنْ خَذَفَهَا وَصَلًا﴾ خَذَوَهُ ﴿خَطَابَ لِحَزْنَةِ جَهَنَّمَ﴾ ﴿فَعْلُوْهُ﴾ (۳۰) ﴿اَجْتَمَعُوْا اِيْدِيْهِ اِلٰی غُنْقِهِ فِي الْغُلِّ﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمُ ﴿النَّارُ الْمُخْرِقَةُ﴾ ﴿صَلُوْهُ﴾ (۳۱) ﴿اَدْخَلُوْهُ﴾ ثُمَّ فِي سُلْسَلَةٍ ذُرْعَاهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا ﴿بِذِرَاعِ الْمَلِكِ﴾ ﴿فَاسْلُكُوْهُ﴾ (۳۲) ﴿اٰی اَدْخَلُوْهُ فِيْهَا بَعْدًا اِذْخَالَ النَّارَ وَلَمْ تَمْنَعْ الْفَاءَ مِنْ تَعَلُّقِ الْفِعْلِ بِالظَّرْفِ الْمَقْدَّمِ﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يَوْمَ مِنَ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ (۳۳) وَلَا يَحْضُ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِيْنَ (۳۴) فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهِنَا حَمِيْمٌ (۳۵) ﴿قَرِيْبٌ يَنْتَفِعُ بِهِ﴾ وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غَسَلِيْنَ (۳۶) ﴿صَدِيْدُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ شَجَرُ فِيْهَا﴾ لَا يَاْكُلُهُ اِلَّا الْخَاطِنُوْنَ (۳۷) ﴿الْكَافِرُوْنَ﴾

### ﴿ترجمہ﴾

وہ حق ہو نیوالی (یعنی قیامت جس میں ہو جائیگی وہ چیزیں جن کا انکار کیا جاتا تھا جیسے مرنے کے بعد اٹھایا جانا، حساب کتاب ہونا اور لوگوں کو بدلہ دیا جانا یا "الحاق" کا معنی ہے حق کو ظاہر کرنے والی یعنی مذکورہ امور کو.....) کیسی وہ حق ہونے والی (زیادتی تعظیم کے لیے اس پیرائے میں ذکر کیا گیا ہے "ما الحاقہ" مبتدا خبر ہو کر ماقبل الحاقہ کی خبر ہے) اور تم نے کیا جانا (ادراک بمعنی اعلمک ہے) کیسی وہ حق ہونے والی (زیادتی تعظیم کے لیے اسے اس پیرائے میں ذکر کیا گیا ہے پہلا والا "بما" مبتدا اور "الحاقہ" خبر ہے اور دوسرا والا "ما" اور اس کا مابعد "ادری" فعل کے مفعول ثانی کے محل میں ہیں) ثمود اور عاد نے سخت صدمہ دینے والی کو جھٹلایا (یعنی قیامت کو، اسے "قارعة" اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی گھبراہٹ اور شدائد دل کو پاش پاش کر کے رکھ دیں گے) تو ثمود

تو ہلاک کیے گئے حد سے گزری ہوئی چنگھاڑ سے (جو شدت میں حد سے گزری ہوئی تھی، ”طاعیہ“ کا معنی ہے، حد سے گزری ہوئی چنگھاڑ) اور رہے عادیہ ہلاک کیے گئے سخت گرجتی آندھی سے (جو کہ عادیہ جیسی قوی اور سخت قوم پر بھی شدید تھی، ”حصر صر“ کا معنی ہے گرجدار اور ”عادیہ“ کا معنی ہے سخت قوی) وہ ان پر قوت کے ساتھ بھیجی (سخرہا بمعنی ارسلاھا بالقہر ہے) سات داتیں اور آٹھ دن (ان میں کا پہلا دن بدھ کی صبح سے اگلے بدھ تک آخر ماہ شوال میں تیز سردی کے موسم میں) لگا تار (حسوما بمعنی مستبعات ہے، حاسم کہتے ہیں زخم پر داغ لگانے والے کو، یہاں اسے ”حاسم“ کے لگا تار فعل سے تشبیہ دی گئی ہے کہ حاسم بار بار زخم داغ لگاتا ہے حتیٰ کہ وہ جڑ سے کٹ جاتا ہے.....) تو ان لوگوں کو ان میں دیکھو پھڑپھڑے ہوئے (ہلاک کردہ، حصر عی بمعنی معطر و حین ہالکین ہے) تو تم ان میں سے کسی بچی ہوئی (جان) کو دیکھتے ہو ”باقیہ“ یہ ”نفس“ مقدر کی صفت ہے اور اس میں تاء مبالغہ کی ہے) اور فرعون اور اس سے اگلے (یعنی اس کے پیروکار، ایک قرأت میں ”قبل“ قاف مفتوحہ اور باء ساکنہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے اس صورت میں معنی ہوگا اس سے پہلے کی امتیں) اور اللہ والی بستیاں (یعنی بستی والے، اس سے مراد قوم لوط کی بستیاں ہیں) خطالائے (یعنی خطا پر مبنی افعال انجام دیئے) تو انہوں نے اپنے رب کے رسولوں کا حکم نہ مانا (یعنی حضرت لوط علیہ السلام وغیرہ کے حکم کو نہ مانا) تو اس نے انہیں بڑھی چڑھی گرفت سے پکڑا (یعنی ایسی گرفت سے کہ دوسروں پر کی جانے والی پکڑ سے بڑھ کر تھی) بیشک جب پانی نے سر اٹھایا تھا (طوفان کے زمانے میں پہاڑ وغیرہ ہر شے سے بلند و بالا ہو گیا) تو ہم نے تمہیں سوار کیا (یعنی تمہارے آباء و اجداد کو کہ تم اس وقت ان کی پشتوں میں تھے) کشتی میں (جسے حضرت نوح علیہ السلام نے بنایا تھا وہ اور جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے نجات پا گئے اور باقی لوگ غرق ہو گئے، السجاریۃ بمعنی السفینۃ ہے) تاکہ اسے (یعنی اس فعل کو یعنی مسلمانوں کو نجات دینے اور کفار کو ہلاک کرنے کو) تمہارے لیے نصیحت کر دیں (لذکرۃ کے معنی نصیحت ہے) اور اسے محفوظ رکھے (نعیہا بمعنی لت حفظہا ہے) وہ کان کہ سن کر محفوظ رکھتا ہو ”واضحہ“ کا معنی ہے سنی ہوئی بات کو محفوظ رکھنے والے کان) پھر جب مور پھونک دیا جائے ایک دم (مخلوق کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے اس سے مراد نوحہ ثانیہ ہے) اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر (یہاں حملت بمعنی دفعت ہے) دفعتاً چورا کر دیئے جائیں (دکھنا بمعنی دفعتاً ہے) وہ دن ہے کہ ہو پڑے گی وہ ہونے والی (یعنی اس دن قیامت قائم ہو جائیگی) اور آسمان پھٹ جائے گا تو اس دن وہ کمزور ہوگا (واہیۃ بمعنی ضعیفۃ ہے) اور فرشتے (الملک بمعنی الملائکۃ ہے) اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے ”ارجائہا“ کا معنی آسمان کے کنارے ہیں) تو اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوں گے (یعنی مذکورہ فرشتے) آٹھ (یعنی آٹھ فرشتے یا پھر فرشتوں کی آٹھ صفیں.....) اس دن تم سب (حساب کتاب کے لیے) پیش ہو گے کہ تم سے چھنے والا (اس روز) چھپ نہ سکے گا ”لا یخفی“ کو علامت مضارع یا ع اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) تو وہ جسے اپنا نامہ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا کہے گا (اپنی جماعت سے بات کرتے ہوئے اس شے کے بارے میں جس کے سبب وہ خوش ہوا ہوگا) تو میرے نامہ اعمال پڑھو ”کتابیہ“ میں ”ہا و م“ اور ”اقرء وا“ فعل کا تازع ہوا ہے) مجھے یقین تھا (ظننت بمعنی توقنت ہے) کہ میں اپنے حساب کو پہنچوں گا تو وہ بن مانے چین میں ہے (واضحیۃ بمعنی مبرحۃ ہے) بلند باغ میں جس کے خوشے (یعنی جس کے پھلوں کے خوشے) جھکے ہوئے (بیٹھے ہوئے کھڑے ہوئے لیٹے ہوئے جس طرح چاہے اس سے لے سکے اور اس سے کہا جائے گا) (کھاؤ اور پیو چتا ہوا) (ہینسا بمعنی متہنین سے حال بن رہا ہے) صلا اس کا جو تم نے (دنیا میں) گزرے دنوں میں آگے بھیجا (العیاذ باللہ بمعنی العاضیۃ ہے) اور وہ جو اپنا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا کہے گا ہائے کسی طرح ”یلسیتی“ میں یا ع تسمیہ کے لیے ہے) مجھے اپنا نامہ اعمال نہ دیا جاتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے ہائے کسی طرح وہ (دنیاوی موت) ہی قصہ چکا جاتی (میری

حیاتی کو منقطع کر دیتی مجھے دوبارہ نہ اٹھایا جاتا) مجھے کچھ کام نہ آیا میرا مال میرا سب زور جاتا رہا (سلطانیہ بمعنی قوتی و حجتی ہے) کتابیہ "حسابیہ" "مالیہ" اور "سلطانیہ" کی حاء مصحف حضرت عثمان کے اتباع اور نقل کی وجہ سے بحالت وقف اور وصل ثابت رہے گی، بعض قراء بحالت وصل اس "حاء" کو حذف کر کے پڑھتے ہیں) اسے پکڑو (یہ خطاب داروغہ جہنم سے ہے) پھر اسے طوق ڈالو (یعنی اس کے ہاتھ کو گردن کے ساتھ ملا کر طوق میں ڈال دو) پھر اسے بھڑکتی آگ میں داخل کرو (الجحیم کے معنی بھڑکتی آگ اور، صلوة بمعنی ادخلوہ ہے) پھر ایسی زنجیر میں جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے (فرشتوں کے ہاتھوں کے مطابق ..... ہ.....) اسے پرودو (یعنی اسے آگ میں داخل کرنے کے بعد اس زنجیر میں پرودو، فعل کے ظرف مقدم کے ساتھ متعلق ہونے کے سبب یہاں "فاء" کالانا ممتنع نہیں ہے) بیشک وہ عظمت والے اللہ پر ایمان نہ لاتا تھا اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہ دیتا تو آج یہاں اس کا کوئی دوست نہیں (کوئی قریبی دوست جو اسے کچھ نفع دے سکے) اور نہ کھانے کو گردوزخیوں کا پیپ ("غسلین" سے مراد یا تو دو زخیوں کا پیپ ہے یا پھر جہنمی پیڑ) اسے نہ کھائیں گے مگر خطا کار (یعنی کافر لوگ)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿الحاقۃ ما الحاقۃ وما ادرک ما الحاقۃ﴾

الحاقۃ: مبتدا، ما: استفہامیہ مبتدا، الحاقۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرک: فعل بافاعل ومفعول، ما: استفہامیہ مبتدا، الحاقۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کذبت ثمود وعاد بالقارۃ فاما ثمود فاهلکوا بالطاغیۃ﴾

کذبت: فعل، ثمود: معطوف علیہ، و: عاطفہ، عاد: معطوف، ملکر فاعل، بالقارۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستاتفہ، ف: عاطفہ، اما بشرطیہ، ثمود: مبتدا، ف: جزائیہ، اهلکوا: فعل مجہول بآنا تب الفاعل، بالطاغیۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف "مہما یکن من شئی فی الدنیا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما عاد فاهلکوا بریح صرصر عاتیۃ سخرها علیہم سبع لیل وثمانیۃ ایام حسوما﴾

و: عاطفہ، اما بشرطیہ، عاد: مبتدا، ف: جزائیہ، اهلکوا: فعل مجہول بآنا تب الفاعل، ب: جار، ریح صرصر: موصوف، صرصر: صفت اول، عاتیۃ: صفت ثانی، سخر: فعل بافاعل، ہا: ضمیر ذوالحال، حسوما: حال، ملکر مفعول، علیہم: ظرف لغو، سبع لیل: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ثمنیۃ ایام: معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثالث، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "مہما یکن من شئی فی الدنیا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فتری القوم فیہا صرعی کانہم اعجاز نخل خاویۃ فهل تری لہم من باقیۃ﴾

ف: عاطفہ، تری: فعل بافاعل، القوم: ذوالحال، صرعی: حال اول، کانہم: حرف مشبہ واسم، اعجاز: مضاف، نخل خاویۃ: مرکب توصیفی مضاف الیہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر مفعول، فیہا: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، هل: حرف استفہام، تری: فعل بافاعل، لہم: ظرف لغو، من: زائد، باقیۃ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجاء فرعون ومن قبلہ والموتفکت بالخاطنۃ فعصوا رسول ربہم فاخذہم اخذۃ رابیۃ﴾

و: مستاتفہ، جاء: فعل، فرعون: معطوف علیہ، و: عاطفہ، من قبلہ: موصول صلہ، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، الموتفکت: معطوف ثانی، ملکر فاعل، بالخاطنۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مستاتفہ، ف: عاطفہ، عصوا: فعل بافاعل، رسول ربہم: مفعول، ملکر جملہ



فعلیہ، ف: عاطفہ، اخذہم: فعل بافاعل ومفعول، اخذہ: رابیۃ: مرکب توصیفی مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿انا لما طغا الماء حملنکم فی الجاریۃ لنجعلہا لکم تذکرۃ وتعیہا اذن واعیۃ﴾

انا: حرف مشبہ واسم، لما: شرطیہ، طغا الماء: جملہ فعلیہ شرط، حملنکم: فعل بافاعل ومفعول، فی الجاریۃ: ظرف لغو اول، لام: جار، نجعلہا: فعل بافاعل ومفعول، لکم: ظرف مستقر حال مقدم، تذکرۃ: ذوالحال، مکر مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تعیہا: فعل ومفعول، اذن واعیۃ: فاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر تقدیر ان مجرور، مکر ظرف لغو ثانی، مکر جملہ فعلیہ ہو کر جزاء، مکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذا نفخ فی الصور نفخۃ واحدۃ وحملت الارض والجبال فدنکنا ذکۃ واحدۃ فیومئذ وقعت الواقۃ﴾

ف: متانفہ، اذا: ظرف فی شرطیہ مفعول فی مقدم، نفخ: فعل مجہول، فی الصور: ظرف لغو، نفخۃ واحدۃ: نائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، حملت الارض والجبال: جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، دنکنا: فعل بافاعل، ذکۃ واحدۃ: مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکر شرط، ف: جزائیہ، فیومئذ: ظرف مقدم، وقعت الواقۃ: فعل وفاعل، مکر جملہ فعلیہ جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ متانفہ۔

﴿وانشقت السماء فہی یومئذ واہیۃ والمک علی ارجائها﴾

و: عاطفہ، انشقت: فعل، السماء: فاعل، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ہی: مبتدا، یومئذ: ظرف مقدم، واہیۃ: اسم فاعل، مکر مشبہ جملہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، المک: مبتدا، علی ارجائها: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمنیۃ یومئذ تعرضون لا تخفی منکم خافیۃ﴾

و: عاطفہ، یحمل: فعل، عرش ربک: ذوالحال، فوقہم: ظرف متعلق بمحذوف حال، مکر مفعول، یومئذ: ظرف، ثمنیۃ: فاعل، مکر جملہ فعلیہ، یومئذ: ظرف مقدم، تعرضون: فعل مجہول واو ضمیر ذوالحال، لا تخفی: فعل نفی، منکم: ظرف مستقر حال مقدم، خافیۃ: ذوالحال، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ حال، مکر نائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاما من اوتی کتبہ بیمنہ فیقول ہاؤم اقرء واکتبیہ﴾

ف: متانفہ، اما: حرف شرط، من: موصولہ، اوتی کتبہ: فعل مجہول بانائب الفاعل ومفعول ثانی، بیمنہ: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر مبتدا، ف: جزائیہ، یقول قول، ہاؤم: اسم فاعل بمعنی، خذوا: بافاعل، مکر مقولہ اول، اقرء وا: فعل امر بافاعل، کتبی: اصلہ "کتابی" مفعول، ہ: ہاء ساکتہ، مکر جملہ فعلیہ مقولہ ثانی، مکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف "مہما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزاء، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿انی ظننت انی ملق حسابیہ﴾

انی: حرف مشبہ واسم، ظننت: فعل بافاعل، انی: حرف مشبہ واسم، ملق: اسم فاعل بافاعل، حسابی: مفعول، ہ: ہاء ساکتہ، مکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فہو فی عیشۃ راضیۃ فی جنۃ عالیۃ قطوفہا دانیۃ﴾

ف: فصیحیہ، ہو: مبتدا، فی: جار، عیشۃ راضیۃ: مرکب توصیفی مجرور، مکر مبدل منہ، فی: جار، جنۃ موصوف، عالیۃ: صفت اول، قطوفہا: دانیۃ: جملہ اسمیہ صفت ثانی، مکر بدل، مکر ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف "اذا کان الامر

کذلک“ کی جزاء، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿کلوا وشرابوا ہنیتا بما اسلفتم فی الايام الخالية﴾

کـ لـ و ا: فعل امر با فاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، شـ ر ب: فعل امر واؤ ضمیر ذوالحال، ہنیتا: با فاعل، ب: جار، ما موصولہ، اسلفتم: فعل با فاعل، فی ایام الخالیۃ: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر شبہ جملہ ہو کر حال، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر قول محذوف ”یقال لہم ذلک“ کا مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿واما من اوتی کتبہ بشمالہ فیقول یتبتی لم اوت کتبہ ولم ادر ما حسابہ﴾

و: عاطفہ، اما بشرطیہ، من موصولہ، اوتی کتبہ بشمالہ: جملہ فعلیہ صلہ، مکر مبتدا، ف: جزائیہ، یقول قول، یا: للتنبیہ، یتبتی: حرف مشبہ واسم، لم اوت: فعل نفی با نائب الفاعل، کتبہ: مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لم ادر: فعل نفی با فاعل، ما: استفہامیہ مبتدا، حسابہ: خبر، مکر جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، مکر جملہ قولیہ، مکر جملہ قولیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف ”مہما یکن من شیئی فی الدنیا“ کی جزاء، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿یلیتھا کانت القاضیۃ ما اغنی عنی مالہ ہلک عنی سلطنیہ﴾

یا: حرف نداء تنبیہ، لیتھا حرف مشبہ واسم، کانت: فعل ناقص با اسم، القاضیۃ: خبر، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، ما اغنی: فعل نفی، عنی: ظرف لغو، ما موصولہ، لی: جار مجرور ظرف مستقر صلہ، ہ: ہاء سکوتی، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ، ہلک: فعل، عنی: ظرف لغو، سلطنیۃ: فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ ثم فی سلسلۃ ذرعا سبعون ذراعا فاسلکوہ﴾

خذوہ: فعل امر با فاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، غلوہ: فعل امر با فاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف اول، ثم: عاطفہ، الجحیم: مفعول فعل محذوف ”صلو“ کیلئے، مکر جملہ فعلیہ مفسر، صلوہ: جملہ فعلیہ مفسر، مکر معطوف ثانی، ثم: عاطفہ، فی: جار، سلسلۃ موصوف، ذرعا: مبتدا، سبعون: میتر، ذراعا: تمیز، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ صفت، مکر مجرور، مکر ظرف لغو مقدم، ف: عاطفہ، اسلکوہ: فعل امر با فاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث، مکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث، مکر قول محذوف ”یقال لہم“ کیلئے مقولہ، مکر جملہ قولیہ متانفہ۔

﴿انہ کان لا یومن باللہ العظیم ولا یحضر علی طعام المسکین﴾

انہ: حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص با اسم، لا یومن: فعل نفی با فاعل، باللہ العظیم: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا یحضر: فعل نفی با فاعل، علی طعام المسکین: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فلیس لہ الیوم ہنا حمیم ولا طعام الا من غسلین﴾

ف: نصیبیہ، لیس: فعل ناقص، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، الیوم: ظرف متعلق ”الاستقرار“ مصدر محذوف کیلئے، ہنا: ظرف ”الاستقرار“ مصدر محذوف اپنے مفعول دونوں سے، مکر شبہ جملہ حال مقدم، حمیم: ذوالحال، مکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا یتافیہ: طعام موصوف، الا: اداة حصر، من غسلین: ظرف مستقر صفت، مکر معطوف، مکر اسم مؤخر، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿لا یتافیہ الا الخاطئون﴾

لا یتافیہ: فعل نفی ومفعول، الا: اداة حصر، الخاطئون: فاعل، مکر جملہ فعلیہ ”غسلین“ ما قبل کی صفت واقع ہے۔

## ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

## الحاقہ کی تکرار میں اسرار و رموز:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الحاقۃ ما الحاقۃ وما ادرک ما الحاقۃ وہ حق ہونے والی کیسی وہ حق ہونے والی اور تم نے کیا جانا کیسی وہ حق ہونے والی ہے﴾ (الحقۃ: ۳۱)۔ اس بارے میں مفسرین کے اقوال یہ ہیں: (۱)..... قیامت کے ناموں میں سے ایک نام الحاقۃ بھی ہے، اللہ ﷻ اس کی عظمت کو جانتا ہے اور اپنے بندوں کو اس دن کی شدت سے ڈراتا ہے۔ (۲)..... قنادہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد قیامت کا دن ہے جس دن سب عمل کرنے والوں کے عمل سامنے پیش کئے جائیں گے۔ (۳)..... اس دن کی ہولناکی اور شدت کے باعث بار بار تکرار کی گئی ہے تاکہ مخلوق کو اس کی شدت و ہولناکی سے آگاہ کیا جائے جس کا تصور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کا خیال کسی کے دل میں پیدا ہو سکتا ہے۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۹، ص ۶۴)

امام رازی لکھتے ہیں: اس بات پر اجماع ہے کہ الحاقۃ سے مراد قیامت کا دن ہے، اور اس کے معنی میں اختلاف پایا جاتا ہے اور اس بارے میں مفسرین کرام کے اقوال ہیں۔ (۱)..... الحاقۃ بمعنی الحق یعنی ثابت ہونا ہے، پس قیامت کا وقوع ثابت واجب ہو چکا ہے کہ وہ ضرور آئی ہے اور اس میں کسی کو شک کی گنجائش نہیں۔ (۲)..... جو امور قیامت کے دن متحقق ہونے ہیں اس کا علم میں نہیں جانتا مگر (اے اللہ ﷻ!) تیرے فرمان کے مطابق۔ (۳)..... قیامت کا وجود یقینی ہے، ثواب و عتاب دونوں امور واجب ہیں جو کہ قیامت میں وقوع پذیر ہونے ہیں، اور یہی سارے قیامت میں ہونے ہیں۔ (۴)..... الحاقۃ بمعنی الحقۃ سے ہے جو کہ الحق سے اخص ہے، یعنی مجھ پر قیامت قائم کرنا واجب ہے۔ اور یہ صورت پہلی صورت سے قریب ترین ہے۔ (۵)..... ابوللیث کہتے ہیں کہ اس کے وقوع میں کوئی جھوٹ والی بات نہیں ہے، کیونکہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿لیس لوقعتھا کاذبۃ اس وقت اس کے ہونے میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی﴾ (ہوۃ: ۲)۔ (۶)..... وہ جس میں ہر گمراہ اور حدایت یافتہ کو اس کے اعمال کی جزا دی جائے گی، مراد اس سے قیامت کا دن ہے۔ (۷)..... مراد وہ وقت ہے جو کسی قوم پر ہونا متحقق ہو چکا ہے۔ (۸)..... قیامت حق ہے جس میں تمام مکلفین کے اعمال پیش ہونے ہیں، پس اس دن یا تو بندہ ثواب پائے گا یا سزا کا مستحق ہوگا اور انتظار کی حد سے نکل جائے گا اور یہی قول زجاج کا ہے۔ (۹)..... باطل کے ذریعے جو بھی اللہ ﷻ کے دین کے معاملے میں جھگڑتے ہوئے ان کے لئے یہ دن فیصلے کا دن ہوگا اسی لئے اس دن کو الحاقۃ بمعنی الحق کہا گیا ہے۔ (۱۰)..... ابو مسلم کہتے ہیں اس دن میں اللہ ﷻ کی بات ثابت ہو جائے گی۔ (الرازی، ج ۱، ص ۶۲۰)

## حسوما کے معنی:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿سنخرھا علیہم سبع لیل و ثمنیۃ ایام حسوما..... الخ وہ ان پر قوت سے لگادی سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار﴾ (الحقۃ: ۷)۔ اللہ ﷻ نے اس آیت اور اس سے ماقبل آیت میں قوم عاد کی بربادی و ہلاکت کا ذکر فرمایا ہے کہ سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار ان پر عذاب الہی مسلط رہا۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: حسوم کے معنی کسی چیز کے اثر کو زائل کرنا ہے، یعنی کسی جگہ کو وہاں کے نشانات وغیرہ سمیت ختم کر دینا، اسی سے اللہ ﷻ کا فرمان بھی ہے: ﴿سبع لیل و ثمنیۃ ایام حسوما سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار﴾ (الحقۃ: ۷)۔ یعنی قوم عاد کے نقوش کو مٹا دیا اور ان کی خبروں اور اعمار کو ختم کر دیا اور یہ لفظ اپنے عموم کے اعتبار سے ہر چیز کو زائل کرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔ (المفردات، ص ۱۲۵)

مفسرین کرام نے اس کی دو جوہات بیان کی ہیں: (۱)..... اکثر کا قول یہی ہے، کہ یہ عذاب ان پر لگاتار آیا یعنی سات راتیں اور آٹھ

دن مسلسل عذاب میں مبتلا رہے۔ ان پر ہوا کی چلتی رہیں، ان میں کوئی انقطاع نہیں ہے۔ اور یہ ہوائیں مستقل بنیاد پر جاری رہیں یہاں تک کہ ایک ساعت بھی وقفہ نہ ملتا۔ (۲)..... یہ ہوائیں ہر قسم کی خیر کو اپنے ساتھ لے گئیں، ہر برکت کو ختم کر دیا، اور ان میں سے کوئی بھی برکت و خیر باقی نہ رہی۔

(الرازی، ج ۱، ص ۶۲۲)

## عرش اٹھانے والے فرشتوں کا بیان:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَالْمَلِكُ عَلٰی اَرْجَائِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ﴾ فرشتے اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے اس دن تمہارے رب کا عرش اپنے اوپر اٹھ فرشتے اٹھائیں گے (السماء: ۱۷)۔ اس آیت میں ار جائها بمعنی اطرافہا ہے، یعنی فرشتے جن کا مکان آسمان ہے، اس کے پھٹنے کے وقت میں موجود ہونگے، یہ ابن عباس کا قول تھا جب کہ ثعلبی نے ضحاک سے منقول کیا ہے کہ آسمان اپنے اطراف سے نہیں پھٹے گا کیونکہ آسمان فرشتوں کا جائے مسکن ہے اور جب وہ پھٹ جائے تو فرشتے اطراف میں موجود ہونگے۔ سعید بن جبیر ؓ کہتے ہیں کہ فرشتے دنیا کے کناروں پر ہوتے ہیں یعنی زمین پر اترتے ہیں اور اس کے کناروں پر پہرہ دیتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ جب آسمان پھٹ جائے گا تو فرشتے اسی قطعہ پر کھڑے ہونگے جو پھٹنے سے محفوظ ہوگا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ فرشتوں کی آٹھ صفیں ہیں جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں لیکن ان کی کئی اللہ ﷻ ہی جانتا ہے۔ اور ابن زید کہتے ہیں عرش اٹھانے والے آٹھ فرشتے ہیں۔ حسن ؓ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ ہی ان کی تعداد جانتا ہے کہ وہ آٹھ ہیں یا آٹھ ہزار ہیں۔ سید عالم ؑ فرماتے ہیں: ”آج عرش اٹھانے والے فرشتے چار ہیں لیکن قیامت کے دن ان کی تعداد آٹھ ہوگی“۔

(القرطبی، الجزء: ۲۹، ص ۲۳۱ وغیرہ)

☆..... حضرت عباس بن عبد المطلب کہتے ہیں دو آسمانوں میں ۷۲ یا ۷۳ سال کی مسافت کا فاصلہ ہے، پھر اس آسمان اور دوسرے آسمان کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک اسی طرح بتایا۔ پھر ساتویں کے اوپر ایک سمندر ہے جس کی نیچے والی اور اوپر والی سطح میں اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے کا، پھر اس کے اوپر آٹھ بکری نما فرشتے ہیں جن کے گھروں اور گھنٹوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا۔ پھر ان کی پیٹھوں کے اوپر عرش ہے جس کے نیچے والے اور اوپر والے حصے میں اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان کا، پھر اللہ ﷻ اپنی شان کے لائق موجود ہے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب: فی الجہمیۃ، رقم: ۴۷۲۳، ص ۸۸۴)

## ستر ہاتھ زنجیر میں پرونے کا بیان:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿نَمِ فِی سِلْسِلَةٍ ذُرْعَاهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ﴾ پھر ایسی زنجیر جس کا ناپ ستر ہاتھ ہے اسے پرو دو (الحاقہ: ۳۲)۔ حسن کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ ہی جانتا ہے کہ کتنی ذراع لمبی زنجیریں ہوں گی، حضرت ابن عباس کہتے ہیں فرشتوں کی پیمائش کے اعتبار سے ستر ہاتھ لمبی زنجیریں ہوں گی۔ نوف کہتے ہیں کہ ہرگز ستر باع (ہاتھ پھیلانے کی مقدار جو کہ فیاض آدمی مال لٹاتے ہوئے کرتا ہے) ہے۔ مقاتل کہتے ہیں کہ ان زنجیروں کے حلقے ایسے ہیں کہ اگر ان میں پہاڑ بھی پگھلا کر ڈالا جائے تو ڈالا جاسکتا ہے جیسا کہ سونے یا راتگ ویسے کو پگھلایا جاتا ہے۔ کعب کہتے ہیں کہ ان زنجیروں کے حلقے اتنے مضبوط ہیں کہ اللہ ﷻ نے فرمایا کہ ستر ہاتھ کی مقدار تک لمبے ہیں اور دنیا کے تمام لوہے سے (زیادہ) مضبوط ہیں۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فَاسْلُكُوْهُ﴾ یعنی ان کی دُمر سے مونڈھ تک کو پرو دیا جائے گا۔ مقاتل کہتے ہیں کہ زنجیروں میں جکڑ دیا جائے گا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ زنجیروں سے باندھ کر کھینچا جائے گا۔

(القرطبی، الجزء: ۲۹، ص ۲۳۷)



## اغراض:

الشی یسحق: باب ضرب سے ہے، مراد ثابت اور متحقق ہونا ہے، پس ”الصحقیق“ کی نسبت زمانے کی طرف مجاز عقلی کے باعث ہے یعنی وہ زمانہ مراد ہے جو دنیا میں بعثت بعد الموت کے انکار کرنے کی صورت میں وقوع پذیر ہوا۔ تعظیم لسانہا: اللہ کے فرمان ﴿مَا الْحَاقَّةُ﴾ میں استفہام سے مقصود قیامت کی ہولناکی اور اس کی عظمت کا بیان کرنا مقصود ہے اور یہاں ضمیر ”ماھی“ کے بجائے ﴿مَا الْحَاقَّةُ﴾ اسم ظاہر لائے تاکہ کلام میں تاکید پیدا ہو سکے۔ زیادة تعظیم: یعنی تکرار کرنے کی حکمت استفہام ہے، مراد قیامت کی عظمت اور ہولناکی بیان کرنا مقصود ہے اور اس کے بعد ﴿وَمَا اَدْرَاکُ﴾ کا خطاب بھی اسی وجہ سے ہے۔

لانہا تقورع القلوب: یعنی قیامت کے خوف اور غم کے باعث دل منہ کو آئیں گے۔ بالصیحة: مراد حضرت جبرائیل کی گرجدار آواز ہے، اور یہ آواز قوم ثمود کو سنائی گئی، جس کا ذکر قرآن میں چار مقامات پر ہوا، چنانچہ ”الاعراف“ میں ﴿الرَّجْفَةُ﴾ کے ذریعے، ”ہود“ میں ﴿الصَّيْحَةُ﴾ کے ذریعے، ”حم سجدہ“ میں ﴿الصَّاعِقَةُ﴾ کے ذریعے، اور متذکرہ سورت ”الحاقة“ میں ﴿الطَّاغِيَةُ﴾ کے ذریعے۔ پس ﴿الرَّجْفَةُ﴾ سے مراد زلزلہ آنا ہے کہ حضرت جبرائیل کی بلند آواز سے اُن پر زمین ہلے گی، اور ﴿الصَّاعِقَةُ﴾ سے مراد اُن پر موت طاری ہو جانا ہے، اور ﴿الطَّاغِيَةُ﴾ سے مراد سرکشی اور کفر کی وجہ سے ہلاکت ہونا ہے۔

المجاوزة للحد: یعنی ایسی آواز جس کی وجہ سے ہول و شدت میں حد سے بڑھ کر اضافہ مانا جائے۔ اولھا من صبح یوم الاربعاء: یعنی بدھ سے عذاب کا آغاز ہوا اور مکمل ایک ماہ میں بدھ ہی کے دن عذاب کا اختتام ہوا۔ فارغة: کہا جاتا ہے کہ یہ ہوا اُن کے منہ کے ذریعے داخل ہوتی اور پیچھے کے راستے آنتوں سمیت باہر نکلتی۔

وغیرہ: سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، ایک قرأت کے مطابق ﴿من قبلہ﴾ میں قاف کی کسرہ کے ساتھ جب کہ دوسری قرأت کے مطابق حضرت موسیٰ کے علاوہ بھی اللہ کے رسول کی مخالفت کرنے والے مراد ہیں، اس صورت میں قاف فتح کے ساتھ ہوگا۔ علی غیرہا: مراد امتوں کا عذاب ہے۔ علا فوق کل شیء من العبال: یعنی ہلاکت و بربادی کا پانی پہاڑوں سے بھی پندرہ ہاتھ اوپر چڑھ گیا۔ زمن طوفان: مناسب یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ ”زمن نوح“۔ یعنی آباء کم: ایک سوال مقدر کا جواب دینا مقصود ہے، سوال یہ ہے کہ مخاطبین تو سفینے میں سوار نہ ہو پائے تو اللہ نے اُن پر احسان کیسے کر دیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ کلام میں مضاف حذف ہے مراد ”ابائکم“ ہے (یعنی پانی جب حد سے تجاوز کر گیا اور اپنی تباہی مچا کر رخصت ہوا)۔

حافضة لما تسمع: ”الحفظ“ کی نسبت ﴿اذن﴾ کی طرف مجازی ہے، اور مناسب یہ ہے کہ ”الحفظ“ کی نسبت صاحب حفظ کی طرف کی جائے، معنی یہ ہے کہ اقوال، افعال اور اعمال کے تقاضے کو ملحوظ رکھتے ہوئے ضروریات دین کو حفظ کیا جائے۔

وہی الثانیة: مراد دوسرا نفع ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس کا قول ہے جب کہ دوسرے نفع حساب و جزاء پر مشتمل ہے، اور بہتر یہ ہے کہ پہلا نفع مراد لیا جائے۔ قامت القيامة: کے معنی قیامت کا پایا جانا ہے۔ ضعیفة: یعنی اُس دن آسمان میں قرار نہ ہوگا، پس وہ دھنکی ہوئی اون کی مثل ہونگے۔ من الملائكة او من صفوفہم: یعنی حاملین عرش کی تعداد کے بارے میں پانچ اقوال میں سے یہ دو اقوال ہیں: تیسرا قول یہ ہے کہ آٹھ ہزار ہونگے، چوتھا قول یہ ہے کہ آٹھ سے نو اجزاء یا پانچویں قول کے مطابق آٹھ سے دس اجزاء (صفوں) کے اعتبار سے ہونگے، مزید حاشیہ نمبر ”۴“ ملاحظہ کیجئے۔ تنازع فیہ: پس ﴿کتابیہ﴾ کس کا مفعول ہے، اس بارے میں ”ہاء م“ اور ”اقواء و“ کا تنازعہ ہے، پس بصریوں کے نزدیک دوسرے اور کوفیوں کے نزدیک پہلے فعل کا مفعول ہے۔ یقیناً: مراد یقین ہے، اور اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرنا ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ بندہ اسی نعمتوں کا ذکر کرنے کی برکت سے حساب کے دن خوف سے نجات حاصل کر لے گا

جب کہ اُسے یہ یقین ہے کہ اللہ حساب لے گا پس اُسے آخرت کے لئے اعمال اکٹھے کرنے چاہیے، پس اللہ اس کی امید کو باقی رکھے گا اور خوف سے اس عطا فرمائے گا۔ الماضیۃ فی الدنیا: مراد ایام صیام (روزے کے دن) ہیں، مراد یہ ہے کہ اللہ کی رضا کے لئے کھانے پینے سے رُک جانا، اسی بدلے کے نتیجے میں فرمایا: ﴿کُلُوا وَاشْرَبُوا﴾۔ ای السموتۃ فی الدنیا: یعنی کاش کے دنیا میں موت آ جانا میری حیات کو مکمل طور پر ختم کر دیتی اور میں دوبارہ نہ اٹھایا جاتا۔ قوتی و حجتی: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿سلطانیۃ﴾ کی تفسیر میں دو اقوال ہیں: مراد وہ قوت ہے جو دنیا میں اُس کے لئے تھی اور دوسرا قول یہ ہے کہ دلیل جس کی وجہ سے وہ لوگوں پر رحمت بازی کرتا تھا۔ خطاب لخزۃ جہنم: یعنی جہنم کے داروغہ کی زبانی کلام ہونا مراد ہے، عنقریب ”المذثر“ میں بیان ہوگا کہ ان کی تعداد نو ہوگی، ایک قول ”ملکا“، ”صفا“ اور ”صنفا“ کا بھی ہے۔ بذراع الملك: زنجیر دُبر میں داخل کر کے ناک سے نکالی جائے گی، یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے۔ ایک قول کے مطابق ستر ذراع اور ایک قول کے مطابق ہرزنجیر میں ستر باع (دو ہاتھ کے پھیلائے کی مقدار کا فاصلہ) ہوگی اور ہر باع کی تسبائی مکہ اور کوفہ کے مابین راستے جتنی ہوگی۔

(الصلوی، ج ۶، ص ۵۹ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۶

﴿فَلَا﴾ لَا زَالَةَ ﴿اِقْسَمُ﴾ بِمَا تَبْصُرُونَ ﴿۳۸﴾ ﴿مِنَ الْمَخْلُوقَاتِ﴾ وَمَا لَا تَبْصُرُونَ ﴿۳۹﴾ ﴿مِنْهَا﴾ اٰیٌ بِكُلِّ مَخْلُوقٍ ﴿۴۰﴾ اِنَّهُ اٰی الْقُرْآنِ ﴿لَقَوْلِ﴾ رَسُولِ کَرِیْمٍ ﴿۴۱﴾ اٰیٌ قَالَهُ رِسَالَةٌ عَلَی اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی ﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِیْلًا مَا تُؤْمِنُونَ ﴿۴۲﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِیْلًا مَا تَذْكُرُونَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَآئِیَةِ وَالْآیَةِ فِی الْفَعْلِیْنِ وَمَا زَآئِدَةٌ مُّؤْتَدَةٌ وَالْمَعْنٰی اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِاَشْیَاءٍ یَّسِیْرَةٍ وَتَذَكَّرُوْا مِمَّا اٰتٰی بِهٖ النَّبِیُّ مِنْ خَیْرِ وَالصَّلٰةِ وَالْعَفَافِ فَلَمْ تُغْنِ عَنْهُمْ شَيْئًا بَلْ هُوَ ﴿تَنْزِیْلٌ﴾ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۴﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ اٰی النَّبِیِّ عَلَیْنَا بَعْضُ الْاَقْوَالِ ﴿۴۵﴾ بَانَ قَالُ غَنَامًا لَّمْ نَقْلَهُ ﴿لَا خَدَانًا﴾ لَّنِلْنٰهُ ﴿مِنْهُ﴾ عِقَابًا ﴿بِالْیَمِیْنِ﴾ ﴿۴۶﴾ بِالْقُوَّةِ وَالْقُدْرَةِ ﴿ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ﴾ ﴿۴۷﴾ نَبَاطُ الْقَلْبِ وَهُوَ عَرَقٌ مُّتَّصِلٌ بِهٖ اِذَا انْقَطَعَ مَاتَ صَاحِبُهُ ﴿فَمَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ﴾ هُوَ اِسْمٌ مَا وَمِنْ زَآئِدَةٍ لَّنَا كَیْدِ النَّفٰی وَمِنْكُمْ خَالٌ مِّنْ اَحَدٍ ﴿عَنْهُ﴾ حَاجِزِیْنَ ﴿۴۸﴾ مَا نَعِیْنُ خَبْرًا مَّجْمَعٍ لَّا نَّ اَحَدًا فِی سَبَاقِ النَّفٰی بِمَعْنٰی الْحَمْجِ وَضَمِیْرُ عَنْهُ لِنَبِیِّیْ اٰی لَا مَانِعَ لَّنَا عَنْهُ حَيْثُ الْعِقَابُ ﴿وَاِنَّهُ﴾ اٰی الْقُرْآنِ ﴿لَتَذْكُرَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ﴾ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اِنْ لَّنَبِیِّیْ اٰی لَا مَانِعَ لَّنَا عَنْهُ حَيْثُ الْعِقَابُ ﴿وَاِنَّهُ﴾ اٰی الْقُرْآنِ ﴿لَتَذْكُرَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ﴾ ﴿۵۰﴾ اِذَا رَاَوْا الْوَابِ الْمُصْذِقِیْنَ وَعِقَابَ الْمُكْذِبِیْنَ بِهٖ ﴿وَاِنَّهُ﴾ اٰی الْقُرْآنِ ﴿لِحَقِّ الْیَقِیْنِ﴾ ﴿۵۱﴾ اٰیُ لِّلْیَقِیْنِ حَقُّ الْیَقِیْنِ ﴿فَسَبِّحْ﴾ نَزَّهَةً ﴿بِاسْمِ﴾ الْبَآءِ زَآئِدَةٌ ﴿رَبِّكَ الْعَظِیْمِ﴾ ﴿۵۲﴾

﴿قرجمہ﴾

تو مجھے قسم ان کی جنہیں (یعنی جس مخلوق کو) تم دیکھتے ہو ”فلا اقسام“ میں ”لا“ زائدہ ہے اور (ان میں سے) ان کی جنہیں تم نہیں دیکھتے (یعنی تمام ہی مخلوق کی) پیچک یہ (یعنی قرآن پاک) ایک کرم والے رسول کی باتیں ہیں (جو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں پہنچا رہے ہیں) اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کتنا کہ یقین رکھتے ہو اور نہ کسی کاہن کی بات کتنا کہ دھیان کرتے ہو ”تؤمنون“ ”تذکرون“ دونوں افعال کو علامت مضارع یاہ اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور دونوں جگہ مذکور ”ما“ زائدہ ہے تاکید کے لیے، معنی آیت یہ ہے کہ یہ لوگ محمد ﷺ کی لائی ہوئی باتوں میں سے آسان چیزوں پر ایمان لاتے اور اس پر دھیان کرتے ہیں بھلائی

کرنا، صلہ رحمی کرنا، پاکدامنی قائم رکھنا، لیکن یہ چیزیں انہیں نفع نہ دینگی وہ) اس نے اتارا ہے جو سارے جہاں کا رب ہے اور اگر وہ (یعنی نبی پاک ﷺ) ہم پر ایک بات بھی بنا کر کہتے (یعنی ہمارے حوالے سے وہ بات کرتے جو ہم نے نہیں کہی) ضرور ہم انہیں قوت سے عقاب کرتے (بالیمین بمعنی بالقوة والقدرة ہے، لاخذنا بمعنی لیلنا ہے) پھر ان کی رگ دل کاٹ دیتے ("وتین" رگ دل کو کہتے ہیں یہ دل کے ساتھ متصل ہوتی ہے اس کے کٹنے سے بندہ مر جاتا ہے، ..... لے.....) پھر تم میں کوئی نہ ہوتا ("من احد" "ما" کا اسم ہے اس میں "من" زائد ہے نفی میں تاکید پیدا کرنے کے لیے "منکم" "احد" سے حال بن رہا ہے) ان کو بچانے والا (حاجزین بمعنی مانعین ہے، یعنی اس صورت میں انہیں عقاب الہی سے بچانے والا کوئی بھی نہ ہوگا، "مانعین" "ما" کی خبر ہے اور جمع ہے کہ "احد" سیاق نفی میں واقع معنی جمع ہے "عنه" کی ضمیر کا مرجع نبی پاک ﷺ ہیں) اور بیشک یہ (یعنی قرآن پاک ..... ۲.....) ذرا لوں کو نصیحت ہے اور (اے لوگوں!) ضرور ہم جانتے ہیں کہ تم میں کچھ (قرآن پاک) کو جھٹلانے والے ہیں (اور کچھ اسے ماننے والے ہیں) اور بیشک وہ (یعنی قرآن پاک) کافروں پر حسرت ہے (جب کہ وہ تصدیق قرآن کرنے والوں کا ثواب اور اسے جھٹلانے والوں کے عذاب کو دیکھیں گے) اور بیشک وہ (یعنی قرآن پاک) یقینی حق ("حق الیقین" میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف کی گئی ہے) تو اے محبوب پاکی بولو (یعنی تزییہ بیان کرو) تم اپنے عظمت والے رب کی ("باسم ربک" ..... ۳..... میں لفظ "اسم" زائد ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿فلا اقسام بما تبصرون وما لا تبصرون﴾ انہ لقول رسول کریم وما هو بقول شاعر ﴿ف: مستأنف، لا: زائد، اقسام: فعل بافاعل، ب: جار، ما تبصرون: موصول صلہ، مکر محظوف علیہ، و: عاطفہ، ما لا تبصرون: موصول صلہ، مکر محظوف، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ قسیمی، انہ حرف مشبہ واسم، لام: تاکید یہ، قول رسول کریم: خبر، مکر جملہ اسمیہ محظوف علیہ، و: عاطفہ، ما يشابه یلیس، هو: اسم، ب: زائد، قول شاعر: خبر، مکر جملہ اسمیہ محظوف، مکر جواب قسم، مکر جملہ قسیمی۔﴾  
﴿قلیلا ما تو منون ولا بقول کاھن قلیلا ما تذکرون﴾  
قلیلا: "ایمانا" مصدر محذوف کی صفت، مکر مفعول مطلق مقدم، ما: زائد، تو منون: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا: تانیہ، بقول کاھن: محظوف ہے ماقبل "یقول شاعر" پر، قلیلا: "ایمانا" مصدر محذوف کی صفت، مکر مفعول مطلق مقدم، ما: زائد، تذکرون: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿تنزیل من رب العلمین﴾

تنزیل: مصدر بافاعل، من رب العلمین: ظرف لغو، مکر شبہ جملہ ہوکر "هو" مبتدا محذوف کی خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین﴾

و: عاطفہ، لو: شرطیہ، تقول علینا: فعل بافاعل و ظرف لغو، بعض الاقاویل: نائب مفعول مطلق، مکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، لام: تاکید یہ، لاخذنا: فعل با"نا" ضمیر ذوالحال، بالیمین: ظرف مستقر حال، مکر فاعل، منه: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ محظوف علیہ، ثم: عاطفہ، لام: تاکید یہ، قطعنا منه الوتین: جملہ فعلیہ محظوف، مکر جملہ شرط، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿فما منکم من احد عنه حاجزین وانه لتذکرة للمتقین﴾

ف: عاطفہ، ما: مشابہ یلیس، منکم: ظرف مستقر حال مقدم، من احد: ذوالحال، مکر اسم، عنه: حاجزین: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ

اسیہ، و: عاطفہ، انا حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، تذکرۃ للمتقین، شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ، ثبیل "لا اخذنا منه بالیسی" پر معطوف۔  
﴿و انا لنعلم ان منکم مکذبین و انه لحسرة علی الکفرین﴾

و: عاطفہ، انا حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، نعلم ان: حرف مشبہ، منکم: ظرف مستقر خبر مقدم، مکذبین: اسم مؤخر، مکر جملہ اسمیہ  
مفعول، مکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انا حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، حسرة بوصف، علی الکفرین: ظرف  
مستقر مفت، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿و انه لحق الیقین فسبح باسم ربک العظیم﴾

و: عاطفہ، انا حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، حق الیقین: خبر، مکر جملہ اسمیہ، ف: فصحیہ، سبح: فعل امر بافاعل، باسم ربک  
العظیم: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ شرط معذوف "اذا کان الامر کذلک" کی جزاء، مکر جملہ شرطیہ۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

#### وتین کسے کہتے ہیں؟

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ثم لقطعنا منه الوتین پھر ان کی رگ دل کاٹ دیتے﴾ (الحاقہ: ۴۶)۔ الوتین: عروق فی  
القلب اذا انقطع مات صاحبه یعنی دل کی ایسی رگ کہ اگر وہ کٹ جائے تو انسان فوراً ہلاک ہو جائے، اور امام راغب اصفہانی لکھتے  
ہیں: عرق یسقی الکبد اذا انقطع مات صاحبه یعنی ایسی رگ جو جگر کو سیراب کرتی ہے اور جب یہ کٹ جائے تو انسان مرجاتا  
ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اس سے مراد دل کی رگ ہے، جو کہ دل کے ساتھ معلق رہتی ہے اور باقی جسم کو خون پہنچاتی ہے۔ اور یہی قول  
عکرمہ کا بھی ہے۔  
(المفردات، ص ۵۲۷، ابن کثیر، ج ۴، ص ۵۰۰)

#### قرآن سے عظمت قرآن کا بیان:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وانه لتذکرۃ للمتقین اور بیشک یہ قرآن ڈروالوں کے لئے نصیحت ہے  
(الحاقہ: ۴۸)﴾، ﴿هدی للمتقین متقین کے لئے ہدایت ہے﴾ (البقرة: ۲)﴾، ﴿هذا بیان للناس وهدی وموعظة للمتقین یہ  
لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا اور پرہیزگاروں کو نصیحت ہے﴾ (ال عمران: ۱۳۸)﴾، ﴿ولقد انزلنا الیکم آیت..... الخ اور بیشک ہم نے  
تمہاری طرف اتاریں روشن آیتیں اور کچھ ان لوگوں کا بیان جو تم سے پہلے گزرے اور ڈروالوں کے لئے نصیحت﴾ (النور: ۳۴)﴾، ﴿هذا  
ذکر یہ نصیحت ہے﴾ (ص: ۴۹)﴾، ﴿ونزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیء اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان  
ہے﴾ (النحل: ۸۹)﴾، ﴿شهر رمضان الذی انزل فیہ القرآن..... الخ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا لوگوں کے لئے ہدایت  
اور رہنمائی اور فیصلہ کی باتیں﴾ (البقرة: ۱۸۵)﴾، ﴿وانزل الفرقان اور فیصلہ اتارا﴾ (ال عمران: ۴)﴾، ﴿تبارک الذی نزل الفرقان  
علی عبدہ بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر﴾ (الفرقان: ۱)﴾، ﴿وانتم تتلون الکتاب افلا  
تعقلون حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں﴾ (البقرة: ۴۴)﴾، ﴿ويعلمهم الکتاب والحکمة ویزکیهم اور انہیں تیری  
کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستمرا فرمادے﴾ (البقرة: ۱۲۹)﴾، ﴿ويعلمکم الکتاب والحکمة وبعلمکم مالکم  
تکوّنوا تعلمون اور تمہیں کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا﴾ (البقرة: ۱۰۱)﴾، ﴿ما یسنہ  
للناس فی الکتاب بعد اس کے کہ لوگوں کے لئے ہم اس کتاب میں واضح فرما چکے﴾ (البقرة: ۱۰۹)﴾، ﴿ان الذین یکتمون ما انزل  
اللہ من الکتاب وہ جو چھپاتے ہیں اللہ کی اتاری کتاب﴾ (البقرة: ۱۷۴)﴾، ﴿ذلک بان اللہ نزل الکتاب بالحق یہ اس لئے کہ



اللہ ﷻ نے کتاب حق کے ساتھ اتاری (البقرة: ۱۷۶) ﴿وَالنَّزْلَ مَسْمُومٌ﴾، ﴿وَالنَّزْلَ مَسْمُومٌ﴾ اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری (البقرة: ۲۱۳) ﴿وَمَا نَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ﴾ اور وہ جو تم پر کتاب اور حکمت اتاری تمہیں نصیحت دینے کو (البقرة: ۲۳۱) ﴿هُوَ الَّذِي نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ.....﴾ الخ وہی ہے جس نے تم پر یہ کتاب اتاری اس میں کچھ آیتیں صاف معنی رکھتی ہیں وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری وہ ہیں جن کے معنی میں اشتباہ ہے (ال عمران: ۷۰) ﴿وَيَعْلَمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ﴾ اور اللہ سکھائے گا کتاب اور حکمت اور تورات (ال عمران: ۴۸) ﴿﴾۔

## رکوع اور سجدے میں تحسیبات کا پڑھنا واجب یا:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ تواسے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کی پاکی بولو (الحقہ: ۵۲) ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اپنے رب کے نام کی پاکی بولو جو سب سے بلند ہے (الاعلیٰ: ۱) ﴿﴾۔

☆..... حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے مروی ہے کہ جب آیت ﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ﴾ تواسے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کی پاکی بولو (الحقہ: ۵۲) ﴿نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اپنے رکوع میں پڑھا کرو اور جب ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ اپنے رب کے نام کی پاکی بولو جو سب سے بلند ہے (الاعلیٰ: ۱) ﴿نازل ہوئی تو فرمایا کہ اس کو اپنے سجدے کے لئے خاص کر لو﴾۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الصلاة، باب ما يقول الرجل في ركوعه، رقم: ۸۶۹، ص ۱۶۸)

☆..... حضرت حذیفہ ؓ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کے ساتھ نماز ادا فرمائی تو آقائے دو جہاں ﷺ نے رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدے میں سبحان ربی الاعلیٰ فرماتے اور رحمت کی آیت پر وقف کرتے اور اللہ ﷻ سے رحمت کا سوال کرتے اور عذاب کی آیت نازل ہوتی تو توقف کر کے عذاب سے پناہ طلب کرتے۔

(صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب تطويل القراءة، رقم: (۱۶۹۸)/۷۷۲، ص ۳۵۶)

رکوع سجود میں تسبیحات پڑھنا سنت ہے، تین بار تسبیح ادنیٰ درجہ ہے کہ اس سے کم میں سنت ادا نہ ہوگی اور تین بار سے زیادہ کہے تو افضل ہے مگر ختم طاق عدد پر ہو، ہاں اگر یہ امام ہے اور مقتدی گھبراتے ہوں تو زیادہ نہ کرے۔ حلیہ میں عبد اللہ بن مبارک وغیرہ سے ہے کہ: ”امام کے لئے تسبیحات پانچ بار کہنا مستحب ہے“۔ (بہار شریعت معرجہ، نماز پڑھنے کا طریقہ، ج ۱، حصہ ۳، ص ۵۲۷)

## اغراض:

زائدة: اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿فَلَا﴾ میں ”لام“ زائده ہے، معنی یہ ہے کہ اے میرے بندوں! میں قسم کھاتا ہوں جو تم نے مخلوقات میں سے مشاہدہ کیا اور جو مشاہدہ نہ کیا، اور مخلوقات کی قسم اس کی شان عظمت اور شرف کی وجہ سے ہے، کیونکہ مخلوق کی قسم سے اس کی اپنی ذات کی شان و شوکت نہیں بلکہ اللہ کی عظمت و شان ظاہر ہوتی ہے۔

ای قالہ رسالہ: قرآن اللہ کا کلام ہے پھر اُسے رسول کا کلام کیوں کہا گیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ تبلیغ کے لحاظ سے قرآن کو رسول کا کلام کہا گیا ہے، معنی یہ ہے کہ قرآن کی نسبت اللہ کی طرف ایجاد کی حیثیت سے، حضرت جبرائیل کی جانب اللہ کی بارگاہ سے لانے کی حیثیت سے اور سید عالم ﷺ کی جانب نسبت حضرت جبرائیل امین سے حاصل کرنے کی نسبت سے کی گئی۔

وما زائدة مؤكدة: ما زائده کی تکرار قلت کے معنی کو بیان کرنے کے لئے ہے، اور ﴿قلیلا﴾ دونوں مقام پر مصدر محذوف کی صفت ہے، یعنی ”ایمانا قلیلا وتذکرا قلیلا“۔ منما اتی بہ النبى: خیر سے مراد صدقہ، صلہ رحمی، زنا سے رک جانا یا روک لینا، اور ان اشیاء پر حسب موافق طبعہ ایمان لانا۔ لنلنا: یعنی ہم اُسے قوت اور قدرت سے پکڑ لیتے۔ (الصباوی، ج ۶، ص ۶۴، وغیرہ)

## سورة المعارج مکیة وھی اربع و اربعون آية

(سورة المعارج مکہ ہے اور اس کی چوالیس آیتیں ہیں)

## تعارف سورة المعارج

اس سورت میں دو رکوع، چوالیس آیتیں، دو سو چوبیس کلمات، نو سو اسی حروف ہیں۔ ال کہ قیامت قائم ہونے کو ناممکن اور محال سمجھتے تھے اور جب بار بار انہیں قیامت سے ڈرایا جاتا تو استہزا کرتے اور کہتے کہ کب آئے گی قیامت جس کی تم نے رٹ لگا رکھی ہے تاکہ ہم بھی دیکھیں کہ کس طرح کی ہوتی ہے؟ قیامت کوئی کھیل تماشہ نہیں کہ جب چاہا آجائے بلکہ اس کا ایک مقرر وقت ہے جب وہ وقت آئے گا تو قیامت خود بخود آجائے گی اور وہ ایک بڑا ہولناک سانحہ ہوگا کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور ہر جان ثمر ثمر کا پڑی ہوگی، ماں باپ اپنی اولاد کو بھول جائیں گے، بھائی بہن ایک دوسرے کو بھول جائیں گے، سب کو صرف اپنی جان کی پڑی ہوگی، اس لئے تم نادان نہ بنو۔ اور پھر فرمایا کہ یہ کفار کس بات پر فخر کرتے ہیں اگر ہم ان کے اعمال نامہ کے باعث ان کو تباہ و برباد کر دیں تو یہ دنیا خالی نہیں ہو جائے گی ہم اس کی جگہ ایسے لوگوں کو لاسکتے ہیں جو اپنے حسن عمل سے اس کائنات کو سنوارنے کی صلاحیت رکھتے ہیں آخر میں پھر قیامت کے قائم ہونے کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی۔

رکوع نمبر: ۷

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿سال سائل﴾ دَعَا دَاعٍ ﴿بِعَذَابٍ وَاقِعٍ﴾ (۱) ﴿لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ﴾ (۲) ﴿هُوَ النَّصْرُ بْنُ الْخَارِثِ قَالَ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ الْآيَةُ﴾ ﴿مَنْ اللَّهُ﴾ ﴿مُتَّصِلٌ بِوَاقِعٍ﴾ ﴿ذِي الْمَعَارِجِ﴾ (۳) ﴿مَصْبَاعِ الْمَلَائِكَةِ وَهِيَ السَّمُوتُ﴾ ﴿تَعْرَجُ﴾ ﴿بِالنَّاءِ وَالْيَاءِ﴾ ﴿الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ﴾ ﴿جِبْرِيلُ﴾ ﴿إِلَيْهِ﴾ ﴿إِلَى مَهْبِطِ أَمْرِهِ مِنَ السَّمَاءِ﴾ ﴿فِي يَوْمٍ﴾ ﴿مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوفٍ أَى يَقَعُ الْعَذَابُ بِهِمْ فِي يَوْمِ الْقِيَمَةِ﴾ ﴿كَانَ مَقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ﴾ ﴿بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْكَافِرِ لَمَّا يَلْقَى فِيهِ مِنَ الشَّدَائِدِ وَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَكُونُ عَلَيْهِ أَخَفٌ مِنْ صَلَوةٍ مَكْتُوبَةٍ يُصَلِّيَهَا فِي الدُّنْيَا كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ﴾ ﴿فَاصْبِرْ﴾ ﴿هَذَا قَبْلُ أَنْ يُؤْمَرَ بِالْقِتَالِ﴾ ﴿صَبْرًا جَمِيلًا﴾ (۵) ﴿أَى لَا فِرْعَ فِيهِ﴾ ﴿أَنَّهُمْ يَرُونَهُ﴾ ﴿أَى الْعَذَابِ﴾ ﴿بَعِيدًا﴾ (۶) ﴿غَيْرُ وَاقِعٍ﴾ ﴿وَنَرُهُ قَرِيبًا﴾ (۷) ﴿وَاقِعًا لَا مَحَالَةَ﴾ ﴿يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ﴾ ﴿مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوفٍ أَى يَقَعُ﴾ ﴿كَالْمَهْلِ﴾ (۸) ﴿كَذَٰلِكَ الْفُضَّةُ﴾ ﴿وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ﴾ (۹) ﴿كَالْصَّوْفِ فِي الْخِفَةِ وَالطَّيْرَانِ بِالرَّيْحِ﴾ ﴿وَلَا يَسْتَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا﴾ (۱۰) ﴿قَرِيبٌ قَرِينُهُ لَا شِغَالٍ كُلُّ بِحَالِهِ﴾ ﴿يَبْصُرُونَهُمْ﴾ ﴿يَبْصُرُونَ أَلْحَمَاءَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَيَتَعَارَفُونَ وَلَا يَتَكَلَّمُونَ وَالْجُمْلَةُ مُسْتَانِفَةٌ﴾ ﴿يُودِ الْمَجْرِمُ﴾ ﴿يَتَمَنَّى الْكَافِرُ﴾ ﴿لَوْ﴾ ﴿بِمَفْنَى﴾ ﴿إِنْ﴾ ﴿يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ﴾ ﴿بِكُسْرِ الْمِيمِ وَقَسْحِهَا﴾ ﴿بِئْنِهِ﴾ (۱۱) ﴿وَصَاحِبَتِهِ﴾ ﴿زَوْجَتِهِ﴾ ﴿وَإِخِيهِ﴾ (۱۲) ﴿وَفَصِيلَتِهِ﴾ ﴿عَشِيرَتِهِ لِفَصِيلِهِ مِنْهَا﴾ ﴿الَّتِي تُوِيهِ﴾ (۱۳) ﴿تَضُمُّهُ﴾ ﴿وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يَنْجِيهِ﴾ (۱۴) ﴿ذَٰلِكَ الْإِفْتِدَاءُ عَطْفٌ عَلَى يَفْتَدِي﴾ ﴿كَلَّا﴾ ﴿وَرَدَّعَ لَمَّا يُوَدُّهُ﴾ ﴿أَنَّهُ﴾ ﴿أَى النَّارُ﴾ ﴿لَظَى﴾ (۱۵) ﴿إِسْمٌ لِحَبْلِهِمْ لَا تَلْظَى أَى تَلْتَلِبُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ ﴿نَزَاعَةٌ لِلشَّوَى﴾ (۱۶) ﴿جَمْعُ شَوَاةٍ وَهِيَ جَلْدَةُ الرَّأْسِ﴾ ﴿تَدْعُوا مِنْ أَدْبَرٍ وَتَوَلَّى﴾ (۱۷) ﴿عَنِ الْإِيمَانِ بِأَنْ تَقُولَ إِلَى إِلَى﴾ ﴿وَجَمْعُ الْمَالِ﴾

فاوعی ﴿۱۸﴾ اَمْسِكْهُ فِیْ وِعَايِهِ وَلَمْ يُوْذِخْهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْهُ ﴿۱۹﴾ اِنْ الْاِنْسَانُ خَلِقَ هَلُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَتَفْسِيْرُهُ ﴿۲۱﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزَوْعًا ﴿۲۲﴾ وَتَقْتِ مَسِّ الْخَيْرِ اِيْ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾ اَلَّذِيْنَ هُمْ عَلٰی صِلَاتِهِمْ دَائِمُوْنَ ﴿۲۴﴾ مُوَظُّوْنَ ﴿۲۵﴾ اَلَّذِيْنَ فِيْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۶﴾ هُوَ الزَّكٰوَةُ ﴿۲۷﴾ لِّلْسَانِ الْمَحْرُوْمِ ﴿۲۸﴾ اَلْمُتَعَفِّفِ عَنِ السَّوَالِ فَيُحْرَمُ ﴿۲۹﴾ اَلَّذِيْنَ يَصْدُقُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۳۰﴾ اَلْجَزَاءُ ﴿۳۱﴾ اَلَّذِيْنَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُوْنَ ﴿۳۲﴾ خَائِفُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُوْنٍ ﴿۳۴﴾ نَزْوُلُهُ ﴿۳۵﴾ اَلَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۳۶﴾ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اِيْمَانُهُمْ ﴿۳۷﴾ مِنَ الْاَمَآءِ ﴿۳۸﴾ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَمَنْ ابْتَغٰی وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَدُوْنَ ﴿۴۰﴾ اَلْمُتَجَاوِزُوْنَ الْحٰلَالَ اِلَى الْحَرَامِ ﴿۴۱﴾ اَلَّذِيْنَ هُمْ لَا مَنْتَهُمْ ﴿۴۲﴾ وَفِیْ قِرَآءَةِ الْقُرْآنِ اَفْرَادٍ مَا تَمْنُوْنَ اَعْلٰیهِ مِنَ الدِّیْنِ وَالدُّنْيَا ﴿۴۳﴾ وَعَهْدُهُمْ ﴿۴۴﴾ اَلْمَاخُوْذُ عَلَیْهِمْ فِیْ ذٰلِكَ ﴿۴۵﴾ رَاعُوْنَ ﴿۴۶﴾ خَافِظُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَلَّذِيْنَ هُمْ بِشَهَادَتِهِمْ ﴿۴۸﴾ وَفِیْ قِرَآءَةِ الْقُرْآنِ اَفْرَادٍ جَمْعٌ ﴿۴۹﴾ قَائِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ یُقِيْمُوْنَهَا وَلَا یُكْتُمُوْنَهَا ﴿۵۱﴾ اَلَّذِيْنَ هُمْ عَلٰی صِلَاتِهِمْ یَحَافِظُوْنَ ﴿۵۲﴾ بِاَدَاتِهَا فِیْ اَوْقَاتِهَا ﴿۵۳﴾ اُولٰٓئِكَ فِیْ جَنَّتِ مَكْرَمُوْنَ ﴿۵۴﴾

### ترجمہ

ایک مانگنے والا وہ عذاب مانگتا ہے (سال سائل بمعنی دعا داع ہے) جو کافروں پر ہونے والا ہے اس کا کوئی ٹالنے والا نہیں ہوگا (کا فر سے، یہاں مراد نصر بن حارث ہے جس نے کہا تھا "اللهم ان كان هذا هو الحق ..... الخ") اللہ کی طرف سے ("من اللہ" یہ واقع سے متعلق ہے) جو بلند یوں کا مالک ہے (فرشتوں کے بلند ہونے کی جگہوں کا یعنی آسمانوں کا مالک ہے) ملائکہ اور جبرائیل ("الروح" سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہے) عروج کرتے ہیں ..... ("يعرج" فعل علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اس دن میں ("فی یوم" محذوف فعل کے متعلق ہے معنی یہ ہوگا ان پر بروز قیامت عذاب نازل ہوگا) جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے ..... ("کافر کے حق میں کہ اس روز اس پر تکالیف و شدائد ڈالے جائیں گے اور بہر حال مومن کے حق میں تو دنیا میں پڑھی گئی فرض نماز سے کم ہوگا جیسا کہ حدیث میں ہے) تو تم صبر کرو (یہ حکم امر جہاد کے نزول سے پہلے کا ہے) اچھی طرح صبر (یعنی ایسا صبر جس میں جزع فزع نہ ہو) وہ اسے (یعنی عذاب کو) دور سمجھ رہے ہیں (سمجھتے ہیں کہ یہ واقع نہ ہوگا) اور ہم اسے نزدیک دیکھ رہے ہیں (کہ یقیناً وہ واقع ہو کر رہے گا) جس دن آسمان ہوگا ("یوم تکون السماء" یقع محذوف کے متعلق ہے) جیسے گلی چاندی (مہل کے معنی پھل ہوئی چاندی ہے) اور پہاڑ روٹی کی طرح ہو جائیں گے (ہوا کے ذریعے اڑتے اور ہلکے و خفیف ہونے میں) اور کوئی دوست کسی دوست کی بات نہ پوچھے گا (اپنی اپنی حالت میں مشغول ہونے کی وجہ سے، حمیم قریمی دوست کو کہتے ہیں) ہوں گے انہیں دیکھتے ہوئے (یعنی یہ گہرے دوست ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے باہم پہچان رہیں ہوں گے اور باہم کلام نہیں کر سکے گے، اور یہ جملہ مستانفہ ہے) مجرم (یعنی کافر) آرزو کرے گا کہ (لو بمعنی ان ہے) کاش اس دن کے عذاب سے چھٹنے کے بدلے میں دیدے ("یومئذ" میم مسورہ اور مفتوحہ دونوں طرح پڑھی گئی ہے) اپنے بیٹے اور اپنی جورو (صاحبہ بمعنی زوجہ ہے) اور اپنا بھائی اور اپنا کنبہ (خاندان کو "فصیلہ" اس لیے کہتے ہیں کہ بندہ اسی سے متصل ہوتا ہے) جس میں اس کی جگہ ہے (یعنی جس کے

ساتھ وہ ملا تھا) اور جتنے زمین میں ہیں سب پھر یہ (یعنی یہ سب فدیہ میں دینا) اسے بچالے (یہ "یفتندی" فعل پر عطف کیا گیا ہے) ہرگز نہیں ("کلا") یہ کافر کی خواہش کی تزدید کے لیے آیا ہے (وہ تو) (یعنی جہنم تو) بھڑکتی آگ ہے ("لظی" جہنم کا نام ہے، اسے لظی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ کفار پر چڑھ جائے گی، تتلظی بمعنی تتلہب ہے) کھال اتار لینے والی ("شوی" شواء کی جمع ہے بمعنی سر کی کھال) بلارہی ہے اس کو جس نے پیٹھ دی (اور ایمان لانے) سے منہ پھیرا اور (مال کو) جوڑ کر محفوظ کر لیا (یعنی اسے روپوں کی تھیلی میں روک رکھا اس سے حقوق اللہ ﷻ ادا نہیں کئے ..... ۳ .....) بیشک آدمی بنایا گیا ہے بڑا بے صبرا ("ہلو عا" حال مقدرہ ہے اس کی تفسیر آگے آرہی ہے) جب اسے برائی پہنچے تو (برائی پہنچنے کے وقت) سخت گھبرانے والا اور جب بھلائی پہنچے تو (بھلائی یعنی مال ملتے وقت اسے حقوق اللہ ﷻ میں دینے سے) روک رکھنے والا مکر نمازی (یعنی مسلمان) جو اپنی نماز کے پابند ہیں (دائمون بمعنی مواظبون ہے) اور وہ جن کے مال میں ایک معلوم حق ہے (مرا داس سے زکوٰۃ ہے) اس کے لیے جو مانگے اور جو وہ مانگ بھی نہ سکے تو محروم ہے (یعنی مروت کی وجہ سے سوال نہ کرنے کی ہناء پر محروم رہ جانے والا) اور وہ جو بدلہ کا دن سچ جانتے ہیں (السدیس بمعنی الجزاء ہے) اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈر رہے ہیں (مشفقون بمعنی خائفون ہے) بیشک ان کے رب کا عذاب (یعنی اس کے نزول سے) نڈر نہیں ہونا چاہیے اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بی بیوں یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی نو ٹریوں ..... ۴ .....) سے کہ ان پر کچھ ملامت نہیں تو جو ان کے سوا اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے نہیں (یعنی حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرنے والے ہیں) اور وہ جو اپنی امانتوں کی (جو ان کے پاس رکھوائی جائیں خواہ تعلق امر دینی سے ہو یا امر دنیاوی سے "امانتہم" ایک قرأت میں بصیغہ مفرد آیا ہے) اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں (راعون بمعنی حافظون ہے) اور وہ جو اپنی گواہیوں پر (ایک قرأت میں شہادتہم کو بصیغہ جمع پڑھا گیا ہے) پر قائم ہیں (گواہی قائم کرتے ہیں اور اسے نہیں چھپاتے) اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں (انہیں ان کے اوقات میں ادا کر کے) یہ ہیں جن کا باغوں میں اعزاز ہوگا۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿سال سائل بعداب واقع للکفرین لیس له دافع من الله ذی المعارج﴾

سال سائل: فعل وفاعل، ب: جار، عذاب موصوف، واقع: اسم فاعل بافاعل، للکفرین: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ صفت، لیس: فعل ناقص، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، دافع: اسم فاعل بافاعل، من: جار، اللہ موصوف، ذی المعارج: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿تعرج الملائکة والروح الیہ فی یوم کان مقداره خمسين الف سنة﴾

تعرج: فعل، الملائکة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الروح: معطوف، ملکر فاعل، الیہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ تعرج: فعل ناقص، کان: فعل ناقص، مقداره: اسم، خمسين: بئیز، الف: بئیز، سنة: تئیز، ملکر تئیز، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت، ملکر مجرور، ملکر لعل محذوف "یقع العذاب بهم" کیلئے ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاصبر صبرا جمیلا انهم یرونہ بعیدا ونرہ قریبا﴾

ف: نصیجہ، اصبر: فعل امر بافاعل، صبرا جمیلا: مرکب توصیفی مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف "ان عرفت هذا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انهم: حرف مشبہ واسم، یرونہ: فعل بافاعل ومفعول، بعیدا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، نرہ: فعل بافاعل ومفعول، قریبا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔



﴿یوم تكون السماء كالمهل وتكون الجبال كالعهن﴾

یوم: مضاف، تكون السماء: فعل ناقص واسم، كالمهل: ظرف مستقر خبر، مکرر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تكون: فعل ناقص، الجبال: اسم، كالعھن: ظرف مستقر خبر، مکرر جملہ فعلیہ معطوف، مکرر مضاف الیہ، مکرر فعل محذوف "يقع العذاب" کیلئے ظرف، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یسنل حمیم حمیما یبصرونہم﴾

و: عاطفہ، لا یسنل: فعل لئی، حمیم: فاعل، حمیما: مفعول اول "شفاعة" مفعول ثانی محذوف، مکرر جملہ فعلیہ، یبصرونہم: فعل مجہول بآئیب الفاعل ومفعول ثانی، مکرر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿یود المجرم لو یفتدی من عذاب یومئذ بئنیہ وصاحبته واخیه وفصلتہ التي تویة ومن فی الارض جمیعاً ثم ینجیہ﴾

یود المجرم: فعل وفاعل، لو: بمعنی ان مصدیہ، یفتدی: فعل بافاعل، من: جار، عذاب: مضاف، یومئذ: مرکب اضافی مضاف الیہ، مکرر مجرور، مکرر ظرف لغو، ب: جار، بئنیہ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، صاحبته: معطوف اول، و: عاطفہ، اخیه: معطوف ثانی، و: عاطفہ، فصلتہ: موصوف، التي تویة: موصول صلہ، مکرر صفت، مکرر معطوف ثالث، و: عاطفہ، من فی الارض: موصول صلہ، مکرر ذوالحال، جمیعاً: حال، مکرر معطوف رابع، مکرر مجرور، مکرر ظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، ینجیہ: جملہ فعلیہ معطوف، مکرر بتاویل مصدر مفعول، مکرر جملہ فعلیہ ماقبل "یصونہم" کی ضمیر "ہم" سے حال واقع ہے۔

﴿کلا انها لظی نزاعۃ للشوی تدعوا من ادبر وتولی وجمع فاوعی﴾

کلا: حرف، ردع وزجر لو دادتہم الافتداء، انها: حرف مشبہ واسم، لظی: ذوالحال، نزاعۃ: صفت مشبہ "ہی" ضمیر مستقر ذوالحال، تدعوا: فعل بافاعل، من: موصول، ادبر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تسولی: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، جمع: معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اوعی: جملہ فعلیہ معطوف، مکرر صلہ، مکرر مفعول، مکرر جملہ فعلیہ حال، مکرر خبر، مکرر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الانسان مستثنی منہ، الا جرف استثناء، المصلین: موصوف، ہم: مبتدا، علی صلاتہم دائمون: شبہ جملہ خبر، مکرر جملہ اسمیہ صلہ، مکرر صفت، مکرر مستثنی، مکرر اسم، خلق: فعل مجہول با "ہو" ضمیر مستقر ذوالحال، ہلوعا: موصوف، جزوعا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، معوعا: معطوف، مکرر صفت، مکرر حال، مکرر نائب الفاعل، اذا: مضاف، مسہ الخیر: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکرر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذا: مضاف، مسہ الخیر: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکرر معطوف، مکرر ظرف، مکرر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مکرر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین فی اموالہم حق معلوم للسائل والمحروم﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، فی اموالہم: ظرف مستقر خبر مقدم، حق: موصوف، معلوم: صفت اول، لام: جار، السائل: معطوف علیہ، و: عاطفہ، المحروم: معطوف، مکرر مجرور، مکرر ظرف مستقر صفت ثانی، مکرر مبتدا مؤخر، مکرر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ، مکرر ماقبل "الذین ہم علی صلاتہم دائمون" پر معطوف ہے۔

﴿والذین یصدقون بیوم الدین والذین ہم من عذاب ربہم مشفقون﴾

و: عاطفہ، الذین: موصول، یصدقون بیوم الدین: جملہ فعلیہ صلہ، مکرر معطوف ہے ماقبل "الذین ہم علی صلاتہم دائمون" پر، و: عاطفہ، الذین: موصول، ہم: مبتدا، من عذاب ربہم مشفقون: شبہ جملہ خبر، مکرر جملہ اسمیہ مقولہ، مکرر ماقبل "الذین

ہم علی صلاتہم دائمون“ پر معطوف ہے۔

﴿ان عذاب ربہم غیر مامون والذین ہم لفرو جہم حفظون الا علی ازواجہم او مملکت ایمانہم﴾  
 ان: حرف مشبہ واسم، عذاب ربہم: اسم، غیر مامون: خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الذین موصول، ہم: مبتدا، لفرو جہم: ظرف  
 لفو مقدم، حفظون: اسم فاعل بافاعل، الا: اداة استثناء، علی: جار، ازواجہم: معطوف علیہ، او: عاطفہ، مملکت موصولہ، مملکت  
 ایمانکم: جملہ فعلیہ صلہ، مکر معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر اعم احوال سے مستثنیٰ ”ای لفرو جہم حفظون فی کل حال من  
 الاحوال الاحال علی ازواجہم“، مکر شبہ جملہ اسمیہ صلہ، مکر ماقبل ”الذین ہم صلاتہم دائمون“ پر معطوف ہے۔

﴿فانہم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ہم العدون﴾

ف: عاطفہ، انہم: حرف مشبہ واسم، غیر ملومین: خبر، مکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، ابتغی: فعل بافاعل، وراء  
 ذلک: مفعول، مکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، ہم: موصول، العدون: جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ جواب شرط، مکر جملہ  
 شرطیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿والذین ہم لامنتہم وعہدہم راعون﴾

و: عاطفہ، الذین موصول، ہم: مبتدا، لام: جار، امنتہم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، عہدہم: معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف لفو  
 مقدم، راعون: اسم فاعل بافاعل، مکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ، مکر ماقبل ”الذین ہم علی صلاتہم دائمون“ پر  
 معطوف ہے۔

﴿والذین ہم بشہدتہم قائمون والذین ہم علی صلاتہم یحافظون اولئک فی جنت مکر مون﴾

و: عاطفہ، الذین موصول، ہم: مبتدا، بشہدتہم قائمون: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ صلہ، مکر ماقبل ”الذین ہم علی صلاتہم دائمون“ پر  
 معطوف ہے، و: عاطفہ، الذین موصول، ہم: مبتدا، علی صلاتہم یحافظون: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ صلہ، مکر ماقبل ”الذین ہم علی  
 صلاتہم دائمون“ پر معطوف ہے، اولئک فی جنت ظرف مستقر خبر مقدم، مکر مون: خبر ثانی، مکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... للکفرین لیس لہ.....☆ نبی کریم ﷺ نے جب اہل مکہ کو عذاب الہی ﷻ کا خوف دلایا تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ اس  
 عذاب کے مستحق کون لوگ ہیں اور یہ کن پر آئے گا سید عالم ﷺ سے پوچھو تو انہوں نے سید عالم ﷺ سے دریافت کیا اس پر یہ آیات  
 نازل ہوئیں اور حضور ﷺ سے سوال کرنے والا نضر بن حارث تھا، اس نے دعا کی تھی کہ یا رب اگر یہ قرآن حق ہو اور تیرا کلام ہو تو  
 ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسایا در دناک عذاب بھیج ان آیتوں میں ارشاد فرمایا گیا کہ کافر طلب کریں یا نہ کریں عذاب جو ان کیلئے  
 مقدر ہے وہ آنا ہی ہے اسے کوئی نہیں ٹال سکتا۔

### ﴿تشریح تو ضیح واغراض﴾

#### عروج ملائکہ سے کیا مراد ہے؟

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿تمرج الملائکۃ والروح ملائکہ اور جبریل اس کی بارگاہ کی طرف عروج کرتے  
 ہیں﴾ (المارج: ۱)۔ اللہ ﷻ کی عادت مبارکہ ہے کہ قرآن میں جب فرشتوں کا ذکر تخویف و تہویل کے ضمن میں فرماتا ہے تو ساتھ ہی  
 روح کا ذکر متصل ضرور فرماتا ہے، جیسا کہ اس آیت میں فرمایا: ﴿یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا جس دن جبریل کھڑا ہوگا اور

فرشتے میں بنائے (النبا: ۳۸) ﴿۔ یہ آیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ روح ملائکہ کے مقابلے میں عظیم قدر کی مالک ہے، پھر یہاں آیت میں اولاً ملائکہ کا ذکر فرمایا پھر روح کا جیسا کہ ماقبل میں دیکھ سکتے ہیں، اور روح کا ذکر پہلے اور ملائکہ کا ذکر بعد میں جیسا کہ ﴿یسوم یقوم الروح والملائکة صفا جس دن جبرئیل کھڑا ہوگا اور فرشتے میں بنائے (النبا: ۳۸) ﴿ اور آیت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ روح اولاً نزول کے درجے میں ہو اور ثانیاً صعود کے درجے میں پائی جائے، اور اسی بناء پر بعض مکاشفین نے کہا ہے کہ روح عظیم حیثیت رکھتی ہے اور یہ اللہ ﷻ کے انوار و تجلیات کا قریب ترین ذریعہ ہے، اور اسی سے حضرات ملائکہ کی روحوں کی صورت پائی جاتی ہے اور روحوں کے آخری درجات کی حامل عام بشر کی رو میں ہوا کرتی ہیں۔ اور دونوں کی روحوں کا اللہ ﷻ کی بارگاہ سے خاص قرب و منازل و منزلت کی حقیقی قد رسوائے اللہ ﷻ کے کوئی نہیں جانتا اور ظاہری اعتبار سے دیکھا جائے تو جبرائیل امین علیہ السلام کی روح اس آیت کے اعتبار سے مراد ہے۔ اور اس مسئلے کا بیان ﴿یسوم یقوم الروح والملائکة صفا جس دن جبرئیل کھڑا ہوگا اور فرشتے میں بنائے (النبا: ۳۸) ﴿ میں بھی ملتا ہے۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۶۳۸)

## قیامت کے دن کی مقدار کا بیان:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فسی یوم کان مقداره خمسين الف سنة وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے (المعارج: ۱۰) ﴿۔ پھر روحوں کے عروج کا معاملہ قیامت کے دن میں ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے، یہ حسن کا قول ہے۔ اور حسن یہ بھی کہتے ہیں کہ مقدار کے اعتبار سے صرف یہی قول متعین نہیں ہے بلکہ یہی ماننے کی صورت میں غایت درجے کا حصول ماننا پڑے گا اور اس سے جنت و دوزخ کی نفی ہوگی جو کہ جائز نہیں ہے۔ مراد یہ ہے کہ یہ حساب کا دن ہوگا جس میں لوگوں کے مابین فیصلہ ہوگا جس کی مقدار دنیاوی اعتبار سے پچاس ہزار سال ہوگی، پھر جہنمی جہنم کی جانب دھکیل دیے جائیں گے۔ اور جاننا چاہیے کہ یہ دن کا پچاس ہزار سال کا ہونا کافروں کے حق میں ممکن ہونا ہے جب کہ مومن کا معاملہ ایسا نہ ہوگا اور اس پر دلیل حدیث پاک ہے۔

☆..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ سے استفسار کیا گیا کہ قیامت کے دن کی طوالت کتنی ہوگی؟ تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اس رب ﷻ کی جس کے ہاتھ میری جان ہے مومن کے لئے یہ دن اتنا ہلکا ہوگا جس میں دنیاوی اعتبار سے کوئی فرض نماز ادا کر لی جاتی تھی“۔ (صحیح ابن حبان، کتاب اخبارہ ﷺ، باب: اخبارہ ﷺ عن البعث، رقم: ۷۳۳۴، ج ۱۶، ص ۳۲۹)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا: ﴿فسی یوم کان مقداره الف سنة اس دن کہ جس کی مقدار ہزار برس ہے (الحج: ۱۰) ﴿۔ دونوں آیات میں تطبیق کس طرح ممکن ہوگی کہ پچاس ہزار سال کا دن مراد ہے یا ایک ہزار سال کا دن مراد ہے۔ وہب کہتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ زمین سے لے کر عرش تک کی مسافت کی مقدار دنیاوی اعتبار سے پچاس ہزار سال کی ہے جب کہ آسمان دنیا یعنی پہلے آسمان سے لے کر زمین تک کی مقدار دنیاوی اعتبار سے ایک ہزار سال کی ہے کیونکہ ہر آسمان کا عرض پانچ سو سال ہے، اور پہلے آسمان سے زمین تک کی مقدار دنیاوی اعتبار سے ایک ہزار سال ہے، اور اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿فسی یوم ﴿ میں دنیا کا اعتبار کیا گیا ہے اور یہ ایک ہزار سال ہے جب کہ رو میں آسمان دنیا کی جانب چڑھتی ہیں اور جب رو میں زمین سے عرش تک بلند ہوگی اس کی مقدار دنیاوی اعتبار سے پچاس ہزار سال کی ہوگی۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۶۴۰)

## مال روک لینے سے کیا مراد ہے؟

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وجمع لواعی اور جوڑ کر محفوظ کر لیا (المعارج: ۱۸) ﴿۔ حرص اور طلب دنیا کے لئے مال جمع کیا، اور اس مال کو حفاظت سے رکھا اور اسے خزانہ بنالیا اور اس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی اور اس کے حقوق واجبہ نہیں ادا کئے اور اپنے مال کو دین میں

مشغول رکھا اور تکبر کیا اور یہ سب کچھ لمبی امیدوں اور اللہ ﷻ کے بندوں پر شفقت نہ کرنے کی بناء پر ہوا ہے۔ اور ایسا نہ ہوتا تو مال جمع نہ کرتا بلکہ ”ادبہ و قوٰی“ کا فرمان اس بات پر دلیل بنتا ہے کہ ساری باتیں محل کی شامت کی وجہ سے ہیں اور بندہ جب محل میں انتہاء درجے کی خسیں حرکت کر لیتا ہے تو انسان کا یہ حال ہوتا ہے اور یہ مومن کی شان نہیں ہونی چاہیے۔ (روح البیان، ج ۱، ص ۱۸۸)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”بخیل اور صدقہ کرنے والوں کی مثال ان دو شخصوں کی طرح ہے جنہوں نے سینے سے لے کر پنڈلیوں تک لوہے کی زرہ پہن رکھی ہو، صدقہ کرنے والا جب صدقہ کرتا ہے تو وہ زرہ اس کے جسم پر پھیل جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے ہاتھوں کے پوروں کو بھی ڈھانپ لیتی ہے اور اس کے تابع رہتی ہے جب کہ بخیل جب خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ چٹ جاتا ہے اور وہ شخص اسے کشادہ کرنا چاہتا ہے مگر وہ کشادہ نہیں ہوتا ہے۔

(صحیح البعاری، کتاب الزکوٰۃ، باب: مثل البخیل والمتصدق، رقم: ۴۴۳، ص ۲۳۳)

### غلام لونڈی کے نکاح کے احکامات:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الَا عَلَىٰ اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ غَيْرِ مَلُومِينَ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْهِمْ﴾۔ (النساء: ۲۰)۔ اور تم میں بے مقدوری ہاتھ کے مال کنیزوں سے کہ ان پر ملامت نہیں (المعارج: ۳۰)۔ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً﴾..... الخ اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والیاں نہ ہوں تو ان سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں (النساء: ۲۰)۔

باندی اپنے آقا کے لئے بغیر نکاح کے حلال ہوتی ہے۔ اور اگر آقا چاہے تو اس کا نکاح کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس کا حکم یہ ہوگا کہ جس کنیز سے وطی کرتا ہے اب اس کا نکاح کرنا چاہتا ہے تو استبراء واجب ہے، اگر نکاح کر دیا اور چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو بچہ موبی کا قرار پائے گا یعنی جب کہ وہ کنیز ام ولد ہو اور مولیٰ نے انکار نہ کیا ہو اور ام ولد نہ ہو تو وہ بچہ موبی کا اس وقت ہے جب اس نے دعویٰ کیا ہو اور اگر لا علمی میں نکاح کیا تو بہر صورت نکاح فاسد ہے، شوہر نے وطی کی ہے تو مہر واجب ہے ورنہ نہیں اور دانستہ نکاح کر دیا تو نکاح ہو جائے گا۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب النکاح، باب: نکاح الرقيق، مطلب: فی الفرق بین الاذن والاحارة، ج ۴، ص ۳۳۰)

### اغراض:

هو النضر بن الحارث: یہ ابن عباس کا قول ہے، ایک قول کے مطابق حرث بن نعمان ہے، جب اس کے پاس سید عالم ﷺ کا فرمان: ”یا علی! من كنت مولاه فعلى مولاه“! جس کا میں مولا ہوں علی بھی اُس کا مولا ہے۔ پس اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں آپہنچا، بولا: اے محمد (ﷺ)! آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے ایک ہونے اور آپ کے رسول ہونے کی گواہی دیں، ہم نے آپ کی بات مان لی، آپ حج کی ادائیگی کا حکم کرتے ہیں ہم نے مان لیا، ماہ رمضان کے روزے کا ہر سال رکھنے کا حکم کرتے ہیں ہم نے مان لیا، پھر بھی آپ راضی نہیں ہوتے اور اپنے چچا زاد بھائی کو ہم پر ترجیح دیتے ہیں؟، یہ چیز آپ کی جانب سے ہے یا اللہ کی جانب سے ہے؟ سید عالم ﷺ نے جواب دیا: ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، سب اللہ ہی کی جانب سے ہے“، پس حرث بن نعمان یہ کہتا ہوا پلٹا کہ: ”اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو اے اللہ! ہم پر آسمان سے پھر نازل فرما“، پس خدا کی قسم! یہ شخص اپنی اونٹنی سے اتر بھی نہ پایا تھا کہ پھر اس کے سر پر لگا اور پیچھے کے مقام سے باہر نکل گیا اور یہ مر گیا، اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ایک قول کے مطابق یہ آیت ابوجہل یا کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے یا حضرت نوح کی قوم مراد ہے جس نے عذاب کا سوال کیا تھا۔

مصاد الملائكة: میں اس جانب اشارہ ہے العروج بمعنی الصعود ہے، اور المعارج جمع ہے معراج کی، ہم کی فتح کے ساتھ جس کے معنی صعود ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ مومنین کا دارالضواب یعنی جنت کی طرف بلند ہونا مراد ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اعمال



سالحہ کا عروج کرنا مراد ہے جو بندوں کے درمیان متفاوت ہوتے ہیں اور یہ تفاوت حسب اخلاص و آداب ہوا کرتا ہے۔

لما یلقى فیہ من الشدائد: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد حسب تمثیل اور تکمیل ہے، حقیقی عدد مراد نہیں ہے، مراد یہ ہے کہ قیامت کا دن کا فربہ طویل ہوگا جو کہ شدید ہوگا اور اس کی مقدار یا تو پچاس ہزار سال یا ہزار سال ہوگی، مزید حاشیہ نمبر ”۳“ کا مطالعہ کیجئے۔ کما جاء فی الحدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پچاس ہزار سال کے قیامت کے دن کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: ”جس کے قبضے میں میری جان ہے ایہ دن موشین پر ہلکا ہوگا، یہاں تک کہ دنیا میں ہلکی پڑھی جانے والی فرض نماز جتنا ہوگا“۔ تفسیر: مراد انسان کا اپنے خاندان کو سہارا دینا ہے جو اسے ہر مشکل میں سہارا دیتا ہے۔

اسم لجہنم: اللہ کا فرمان: ﴿لَظَى﴾ جہنم کا نام ہے جو کہ شعلے پھوٹنے کا اصل مقام ہے، بطور علم ذکر کیا اور اسباب منع صرف میں سے دو سبب علمیت اور تانیث پائے جاتے ہیں۔ وہی جلدۃ الرأس: یعنی ایسی آگ جو انسان کی جلد نوچ لے گی۔

ای المال: یعنی وہ تمام مال مراد ہے جو اللہ نے بندے پر بطور انعام کیا لیکن بندے نے اس مال کو اللہ کی طاعت میں خرچ نہیں کیا۔ مواظبون: یعنی نماز کی ادا اور قضاء کو ترک نہیں کرتے، بلکہ وقت نکل جانے کی صورت میں قضاء کا اہتمام کرتے ہیں۔

المتجاوزین الحلال الی الحرام: یہ حرمت مرد کے ساتھ، بہائم کے ساتھ یا زنا کرنے کو شامل ہے (یعنی انسان ان کے ساتھ بدکاری کر کے حرام کی طرف نہ جائے)۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۱۶۷ وغیرہ)

#### رکوع نمبر: ۸

﴿فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قَبْلَكَ﴾ ﴿نَحْوِكَ﴾ ﴿مَهْطَعِينَ﴾ ﴿۳۶﴾ ﴿حَالَ أَيِّ مَدِيْنَةٍ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ﴾ ﴿عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ﴾ ﴿مِنْكَ﴾ ﴿عَزِيزٍ﴾ ﴿۳۷﴾ ﴿حَالَ أَيُّضًا جَمَاعَاتٍ خَلَقًا حَلَقًا يَقُولُونَ﴾ ﴿اِسْتِهْزَاءً﴾ ﴿بِالْمُؤْمِنِينَ﴾ ﴿لَئِنْ دَخَلَ هَوْلَاءِ الْجَنَّةِ لَنَدْخُلْنَهَا قَبْلَهُمْ﴾ ﴿قَالَ تَعَالَى﴾ ﴿اِيْطَمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ اَنْ يَدْخُلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ﴾ ﴿۳۸﴾ ﴿كَلَّا﴾ ﴿رَدَّعْ لَهُمْ عَنْ طَعْمِهِمْ فِي الْجَنَّةِ﴾ ﴿اَنَا خَلَقْنَهُمْ﴾ ﴿كَغَيْرِهِمْ﴾ ﴿مِمَّا يَعْلَمُونَ﴾ ﴿۳۹﴾ ﴿مِنْ نُّطْفٍ فَلَا يَطْمَعُ بِذَلِكَ فِي الْجَنَّةِ﴾ ﴿وَاِنَّمَا يَطْمَعُ فِيْهَا بِالْتَّقْوَى﴾ ﴿فَلَا﴾ ﴿لَا زَائِدَةَ﴾ ﴿اِقْسَمُ بِرَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ﴾ ﴿لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَسَائِرِ الْكَوَاكِبِ﴾ ﴿اَنَا لَقَدْرُونَ﴾ ﴿۴۰﴾ ﴿عَلَى اَنْ يَنْبَدِلَ﴾ ﴿نَاتِيٍّ بِذَلِكَ﴾ ﴿خَيْرًا مِنْهُمْ﴾ ﴿وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ﴾ ﴿۴۱﴾ ﴿بِعَاجِزِينَ عَنْ ذَلِكَ﴾ ﴿لَدَرِهِمْ﴾ ﴿اَتَرُكُهُمْ﴾ ﴿يَخَوْضُوا﴾ ﴿فِيْ بَاطِلِهِمْ﴾ ﴿وَيَلْعَبُوا﴾ ﴿فِيْ دُنْيَاهُمْ﴾ ﴿حَتَّى يُلَاقُوا﴾ ﴿يُلَاقُوا﴾ ﴿يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ﴾ ﴿۴۲﴾ ﴿فِيْهِ الْعَذَابُ﴾ ﴿يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْاَجْدَاثِ﴾ ﴿الْقُبُورِ﴾ ﴿سِرَاعًا﴾ ﴿اِلَى الْمَحْشَرِ﴾ ﴿كَانَهُمْ اِلَى نَصَبٍ﴾ ﴿وَفِيْ قِرَاءَةِ بَضْمِ الْحَرْفَيْنِ شَيْءٌ مِّنْصُوبٌ كَعَلِمٍ اَوْ رَايَةٍ﴾ ﴿يُفَضُّونَ﴾ ﴿۴۳﴾ ﴿يُسْرِعُونَ﴾ ﴿خَاشِعَةً﴾ ﴿ذَلِيْلَةً﴾ ﴿اَبْصَارُهُمْ تَرَاهُمْ﴾ ﴿تَغْشَاهُمْ﴾ ﴿ذَلَّةٌ﴾ ﴿ذَلِكَ الْيَوْمَ الَّذِي كَانُوا يُوْعَدُونَ﴾ ﴿۴۴﴾ ﴿ذَلِكَ مُبْتَدَأٌ اَوْ مَا بَعْدَهُ الْخَبَرُ وَمَعْنَاهُ يَوْمُ الْقِيَمَةِ﴾

#### ﴿ترجمہ﴾

تو ان کافروں کو کیا ہوا تمہاری طرف (قبلک بمعنی نحوک ہے) ٹھٹھکی ہاندھے دیکھتے ہیں (مہطعین بمعنی مدیمی النظر، حال بن رہا ہے) داہنے اور (تمہارے) بائیں گروہ کے گروہ ”عزیزین“ بھی حال بن رہا ہے بمعنی گروہ درگروہ جماعتیں بطور استہزاء مسلمانوں سے کہتے تھے اگر یہ لوگ جنت میں داخل ہوئے تو ہم وہاں بھی ان سے پہلے داخل ہو گئے..... اللہ تعالیٰ

نے فرمایا) کیا ان میں ہر شخص یہ طمع کرتا ہے کہ چین کے باغوں میں داخل کیا جائے گا ہرگز نہیں ("کھلا" یہ ان کی جنت میں داخلے کی طرح کے انکار کے لیے آیا ہے) بیشک ہم نے انہیں (اور دوسروں کی طرح) اس چیز سے (یعنی نطفوں سے) بنایا جسے وہ جانتے ہیں (تو اس سبب سے انہیں جنت میں داخلے کی طمع نہیں کرنی چاہیے اور جنت میں داخلے کی طمع تقویٰ کی وجہ سے کرنی چاہیے) تو مجھے قسم ہے ("فلا اقسام" میں "لا" زائد ہے تو مجھے قسم ہے سورج، چاند اور تمام ہی ستاروں کے) مشارق اور مغارب کے رب کی ..... ج..... کہ ضرور ہم قادر ہیں کہ جلد دیں (یعنی ہم ان کے بدلے لے آئیں) اچھے اور ہمیں کوئی عاجز نہیں کر سکتا (مسیوقین بمعنی عاجزین ہے) تو انہیں چھوڑ دو (ذرہم بمعنی اترو کہم ہے، اپنے باطل میں) پڑے رہیں اور (اپنی دنیا میں) کھیلتے رہیں یہاں تک کہ اپنے اس دن سے ملیں (یلاقوا بمعنی یلقوا ہے) جس کا (یعنی جس میں) انہیں وعدہ دیا جاتا ہے (عذاب کا) جس دن قبروں سے نکلیں گے (الاجداث بمعنی القبور ہے) جلدی کرتے ہوئے (محشر کی طرف) گویا وہ نشانوں کی طرف (نصب قائم کردہ شے کو کہتے ہیں جیسے علم اور جھنڈہ وغیرہم، ایک قرائت میں نصب کونون اور صا مضمومہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) لپک رہے ہیں (یوسفون بمعنی یسر عون ہے) آنکھیں نیچے کئے ہوئے (خاشعة بمعنی ذلیلة ہے) ان پر زلت سوار (توہقہم بمعنی تغشہم ہے) یہ ہے ان کا وہ دن جس کا ان سے وعدہ تھا ("ذلک" مبتدا اور اس کا مابعد خبر بن رہا ہے اور "ذلک الیوم" سے مراد روز قیامت ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿فمال الذین کفروا قبلک مہطعین عن الیمین وعن الشمال عزین﴾  
 ف: متانفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، الذین کفروا: موصول صلہ، لکروا الحال، قبلک: ظرف مقدم، مہطعین: اسم فاعل بافاعل، عن الیمین: جار مجرور معطوف، و: عاطفہ، عن الشمال: جار مجرور معطوف، لکروا ظرف لغو، لکروا جملہ ہو کر حال اول، عزین: حال ثانی، لکروا جملہ خبر، لکروا جملہ اسمیہ۔

﴿ایطمع کل امری منهم ان یدخل جنة نعیم﴾  
 همزہ: حرف استفہام، یطمع: فعل، کل: مضاف، امری: موصوف، منهم: ظرف مستقر صفت، لکروا مضاف الیہ، لکروا فاعل، ان: مصدر یہ، یدخل: فعل مجہول بانا، ب الفاعل، جنة نعیم: مفعول ثانی، لکروا جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر جار مجرور لکروا ظرف لغو، لکروا جملہ فعلیہ۔

﴿کلا انا خلقنہم مما یعلمون﴾  
 کلا: "حرف ردع وزجر عن طعمہم الاشعبی بدخول الجنة"، انا: حرف مشبہ واسم، خلقنا: فعل بافاعل، ہم: ضمیر مفعول، مما یعلمون: ظرف لغو، لکروا جملہ خبر، لکروا جملہ اسمیہ۔

﴿فلا اقسام یرب المشرق والمغرب انا لقدرون علی ان نبذل خیرا منهم وما نحن بمسبوقین﴾  
 ف: متانفہ، لا: زائد، اقسام: اسم فاعل بافاعل، یرب المشرق والمغرب: ظرف لغو، لکروا جملہ فعلیہ قسیمیہ، انا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، قدرون: اسم فاعل بافاعل، علی: جار، ان: مصدر یہ، نبذل: فعل بافاعل، خیرا منهم: شبہ جملہ بتاویل مصدر جار مجرور لکروا ظرف لغو، لکروا جملہ خبر، لکروا جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما: شبہ

بلیس، نحن: اسم، ب: زائد، مسبوقین: خبر، لکروا جملہ اسمیہ معطوف، لکروا جواب قسم، لکروا جملہ قسیمیہ۔

﴿فلذرہم یخوضوا ویلعبوا حتی یلقوا یومہم الذی یوعدون﴾  
 ف: نصییہ، ذرہم: فعل امر بافاعل ومفعول، لکروا جملہ فعلیہ، یخوضوا: فعل بافاعل، لکروا جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یلعبوا: فعل بافاعل، حتی: جار، یلقوا: فعل بافاعل، یومہم: موصوف، الذی یوعدون: موصول صلہ، لکروا صفت، لکروا مفعول، لکروا جملہ فعلیہ

تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب امر، ملکر شرط محذوف "اذا تبین انه لا یفوتنا ولا یعجزنا انزال ما نریده بهم" کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یوم یخرجون من الاجداث سراعا کانهم الی نصب یوفضون خاشعة ابصارهم ترهقهم ذلہ﴾  
یوم: مضاف، یخرجون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، سراعا: حال اول، کانهم: حرف مشبہ واسم، الی نصب: ظرف لغو  
مقدم، یوفضون: فعل مجہول واؤ ضمیر ذوالحال، خاشعة ابصارهم: شبہ جملہ حال اول، ترهقهم ذلہ: جملہ فعلیہ حال ثانی، ملکر نائب  
الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال ثانی، ملکر فاعل "من الاجداث" ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر  
ما قبل "یومهم" سے بدل واقع ہے۔

﴿ذلک الیوم الذی کانوا یوعدون﴾

ذلک: مبتداء، الیوم: موصوف، الذی: موصول، کانوا یوعدون: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اعراض﴾

### کافروں کا دخول جنت کے حوالے سے گمان فاسد:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿عن الیمین وعن الشمال عزیزین﴾ داہنے اور بائیں گروہ کے گروہ (المعارج: ۳۷)۔ بعض  
مفسرین نے اس آیت کو تمام جماعتوں کے ساتھ خاص کیا ہے چہ جائے کہ وہ جماعت تین یا چار اشخاص پر مشتمل ہوں، اور یہ بھی مراد ہے  
کہ اس سے مراد خاص دائیں جانب کی جماعت ہو۔ روایت میں ہے کہ سید عالم ﷺ کعبہ معظمہ کے پاس نماز ادا فرما رہے تھے اور قرآن  
کی تلاوت فرما رہے تھے کہ مشرکین جمع ہو گئے اور حلقہ در حلقہ جمع ہونے لگے اور قرآن سننے لگے اور فہمی اڑانے لگے کہ کیا یہ لوگ جنت میں  
داخل ہو گئے؟ جیسا کہ محمد (ﷺ) کہتے ہیں، ہم ان سے پہلے جنت میں داخل ہو گئے۔ پس یہی سبب آیت کے نزول کا بھی بنا اور ایک  
قول بعض آثار سے یہ بھی منقول ہے کہ مومن گروہ در گروہ نہ بیٹھیں گے کہ یہ جاہلوں کی عادت ہے۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۹، ص ۱۰۳)

### مشارق و مغارب کے بیان کی توجیہات:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فلا اقسام برب المشرق والمغرب انا لقدر ون تو مجھے قسم ہے اس کی جو سب مشارق  
اور سب مغارب کا مالک ہے کہ ضرور ہم قادر ہیں﴾ (المعارج: ۴۰)۔ یعنی مشارق و مغارب سے سال کے ہر دن کے مشرق و مغرب مراد ہیں  
، پس اس اعتبار سے گرمی و سردی کے کل ایک سو اسی مشرق و مغرب ہو جائیں گے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مشرق سے مراد ہر نبی کی  
دعوت کا ظہور ہونا ہے اور مغرب سے مراد اُس نبی کی وفات ہونا ہے یا ہدایات و خدشات کے انوار مراد ہوں۔ (روح البیان، ج ۱۰، ص ۱۹۸)

### اعراض:

ای مدیمی النظر: یعنی آپ کی جانب جلدی کرتے ہوئے، نظریں جمائیں جلدی کرتے ہوئے۔ قال تعالیٰ: (اگر چہ وہ دوبارہ  
اٹھائے جانے کو جھٹلاتے مگر اگر ایسا ہی ہو تو وہ جنت میں بھی اعلیٰ درجے پر ہو گئے)، اللہ نے اُن کے رد میں یہ ﴿ایطمع کل امری  
منہم﴾ فرمایا۔ من نطف: یعنی نطفہ، پھر علقہ اور پھر مضغہ سے، معنی یہ ہے کہ مقصود اس آیت کا یہ ہے کہ وہ نطفے سے پیدا کئے گئے ہیں  
، اور عالم قدس کے لئے گندی چیزوں کو جنت میں طلب کرنا مناسب نہیں ہے، پس جو ایمان اور طاعت سے مکمل نہ ہوتی ہوں اور جو  
اخلاق حمیدہ سے تکمیل پذیر نہ ہو پاتی ہوں۔ یسرعون: کے معنی جلدی اور سبقت کرنا ہے۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۱۷۱ وغیرہ)

## سورۃ نوح مکیۃ وھی ثمان و عشرون آیتہ

(سورۃ نوح مکیہ ہے جس میں اٹھائیس آیتیں ہیں)

## تعارف سورۃ نوح

اس سورت میں دو رکوع، اٹھائیس آیتیں، دو سو چوبیس کلمات، نو سو ننانوے حروف ہیں۔ جب بھی اللہ ﷻ نے کسی قوم کو تباہ برباد کیا تو سب سے پہلے اس قوم کی طرف ایک نذیر بھیجا جو ان کو ڈرائے اور ان کو غفلت کی نیند سے بیدار کرے، یہ اللہ ﷻ کی سنت ہے یونہی کسی کو ہلاک کرنا اللہ ﷻ کی شان نہیں ہے۔ نوح کی دعوت کے تین پہلوں تھے (۱)..... اللہ ﷻ وحدہ کی عبادت، (۲)..... تقویٰ و پرہیزگاری، (۳)..... اپنے نبی کی اطاعت۔ انہی تین اصولوں پر تمام اقوام عالم کا دین و دنیا میں کامیابی پر منحصر ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو نجات کا راستہ ہی نہیں دکھایا بلکہ ان سے وعدہ بھی کیا کہ اگر تم میری دعوت کو قبول کرو گے تو تمہاری دنیا بھی سنور جائے گی اور تمہارے بچے میدانوں میں ہریالی لہرائے گی اور ریگستانوں میں نہریں جاری ہوں گی اور تمہیں بکثرت صالح اولاد دی جائے گی، بروقت بارشیں ہوا کریں گی، قحط اور خشک سالی کا جو خوف تمہارے اعصاب پر رہتا ہے اس سے بھی نجات مل جائے گی۔ اور پھر آپ نے اس قوم کے رئیسوں کا ذکر فرمایا کہ وہ خود بھی اس دین کو قبول نہیں کرتے، اور نہ ہی دوسرے لوگوں کو اسے قبول کرنے دیتے ہیں کیونکہ یہ دین ان کی تعلیمات سے ٹکراتا ہے وہ زکوٰۃ کیسے دیں گے، عیش و عشرت اور منجھوری کو کیسے چھوڑیں گے، غریبوں اور عوام کو بھی حضرت نوح علیہ السلام کے پاس نہیں آنے دیتے تھے، ان کے خیر خواہ بن کر ان کو نصیحتیں کرتے کہ ہم تو تم کو اس بات سے آگاہ کر رہے ہیں کہ اس کی باتوں میں نہ آجانا یہ تمہارے دیوتاؤں سے تم کو دور کرنا چاہتا ہے، خبردار تم ہرگز اپنے خداؤں کو نہ چھوڑنا۔ حضرت نوح علیہ السلام نو سو پچاس سال تک دن رات ان لوگوں کی بھلائی کے لئے دین حق کی دعوت دیتے رہے۔ یہ حوصلہ اور ہمت و صبر صرف ایک پیغمبر کو ہی حاصل ہو سکتا ہے لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے لئے بارگاہ الہی میں دعائے ضرر فرمائی۔

رکوع نمبر: ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اَنَا ارسلنا نوحا الی قومه ان انذر﴾ اُنی بَانْذَارِ ﴿قَوْمِکَ مِنْ قَبْلِ انْ یَاتِیْہِمُ﴾ اِنْ لَمْ یُؤْمِنُوْا ﴿عَذَابِ الْبَیْمِ﴾ (۱) ﴿مُؤْلَمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ﴾ قَالَ یَقُوْمُ اُنِی لَکُمْ نَذِیْرٌ مِّمَّنْ (۲) ﴿بَیِّنُ الْاِنْذَارِ﴾ اِنْ اُنِیْ بَانَ اَقُوْلَ لَکُمْ ﴿اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاطِیْعُوْنَ﴾ (۳) یَغْفِرْ لَکُمْ مِنْ ذُنُوْبِکُمْ ﴿مِنْ زَانِدَةٍ فَاِنَّ الْاِسْلَامَ یُغْفِرُ بِہٖ مَا قَبْلَہٗ اَوْ تَبِعِیْضِیَّةٍ لَا خِرَاجَ حُقُوْقِ الْعِبَادِ﴾ وِیُؤَخِّرْکُمْ ﴿بِیْلَا عَذَابِ﴾ اِلِیْ اَجَلٍ مَّسْمٰی ﴿اَجَلِ الْمَوْتِ﴾ اِنْ اَجَلَ اللّٰہِ ﴿بَعْدَ اِیْکُمْ اِنْ لَمْ تُؤْمِنُوْا﴾ اِذَا جَاءَ لَا یُؤَخَّرُ لَوْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۴) ﴿ذٰلِکَ لَا مَتَّئِمٌّ﴾ قَالَ رَبِّ اُنِیْ دَعُوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَنَهَارًا (۵) ﴿ذٰثِمًا مَّتَّصِلًا﴾ فَلَمْ یَزِدْہُمْ دَعَاۤیِ الْاِفْرَارِ (۶) ﴿غَنِ الْاِیْمَانِ﴾ وَاُنِیْ کَلِمًا دَعُوْتُہِمُ لِتَغْفِرَ لَہُمْ جَعَلُوْا اَصَابِعُہُمْ فِیْ اِذَانِہُمْ ﴿لَیْنًا یَسْمَعُوْا کَلَامِیْ﴾ (۷) وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابِہُمْ ﴿غَطُوْا رُءُوسَہُمْ بِہَا لَیْنًا یَنْظُرُوْنِیْ﴾ وَاصْرُوْا ﴿عَلٰی کُفْرِہُمْ﴾ وَاسْتَکْبَرُوْا ﴿تَکْبَرُوْا عَنِ الْاِیْمَانِ﴾ (۸) اَسْتَکْبَارًا (۹) ثَمَّ اُنِیْ دَعُوْتُہِمُ جَہَارًا (۱۰) ﴿اُنِیْ بِاَعْلٰی صَوْتِیْ﴾ ثَمَّ اُنِیْ اَعْلَنْتُ لَہُمْ ﴿صَوْتِیْ﴾ وَاسْرَرْتُ لَہُمْ ﴿لَہُمْ اَلْکَلَامَ﴾ اَسْرَارًا (۱۱) فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبِّکُمْ ﴿مِنْ الشِّرْکِ﴾ اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا (۱۲) یَرْسِلُ



السَّمَاءِ ﴿۱۱﴾ الْمَطَرِ وَكَانُوا أَقْدَمُ مَعْنُوهُ ﴿۱۲﴾ عَلَيْكُمْ مَدَرَارُ ﴿۱۳﴾ كَثِيرَ الدُّرُورِ ﴿۱۴﴾ وَيَمْدُدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ ﴿۱۵﴾ بِسَاتِينَ ﴿۱۶﴾ وَيَجْعَلْ لَكُمْ الْهَرَارَ ﴿۱۷﴾ جَارِيَةً ﴿۱۸﴾ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ وَقَارًا ﴿۱۹﴾ أَمْ أَيْتُ الْأَمْثَلُونَ ﴿۲۰﴾ وَقَارَ اللَّهِ إِيَّاكُمْ بَأْنِ تُؤْمِنُوا ﴿۲۱﴾ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ﴿۲۲﴾ جَمْعُ طُورٍ وَهُوَ الْحَالُ فَطُورًا انْطِقَةً وَطُورًا اَعْلَقَةً إِلَى تَمَامِ خَلْقِ الْإِنْسَانِ وَالنَّظَرِ فِي خَلْقِهِ يُوجِبُ الْإِيمَانَ بِخَالِقِهِ ﴿۲۳﴾ أَلَمْ تَرَوْا تَنْظُرُوا ﴿۲۴﴾ كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَوَاتٍ طَبَاقًا ﴿۲۵﴾ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ﴿۲۶﴾ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ ﴿۲۷﴾ أَيْ فِي مَجْمُوعِهِنَّ الصَّادِقِ بِالسَّمَاءِ الدُّنْيَا ﴿۲۸﴾ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا ﴿۲۹﴾ مِصْبَاحًا مُضِيئًا وَهُوَ أَقْوَى مِنْ نُورِ الْقَمَرِ ﴿۳۰﴾ وَاللَّهُ انْتَبَكُمْ ﴿۳۱﴾ خَلَقَكُمْ ﴿۳۲﴾ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ﴿۳۳﴾ إِذْ خَلَقَ آبَاءَكُمْ أَدَمَ مِنْهَا ﴿۳۴﴾ ثُمَّ يَعِيدُكُمْ فِيهَا ﴿۳۵﴾ مَقْبُورِينَ ﴿۳۶﴾ وَيُخْرِجُكُمْ ﴿۳۷﴾ لِلْبَعْثِ ﴿۳۸﴾ أَخْرَاجًا ﴿۳۹﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ بَسَاطًا ﴿۴۰﴾ مَبْسُوطَةً ﴿۴۱﴾ لِتَسْلُكُوا مِنْهَا سَبِيلًا ﴿۴۲﴾ طَرَفًا ﴿۴۳﴾ فَجَاجَا ﴿۴۴﴾ وَاسِعَةً ﴿۴۵﴾

### ترجمہ

یشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا کہ ان کو ڈرا (ان اندر بمعنی بانذار ہے، .....!) اس سے پہلے کہ ان پر آئے (ایمان نہ لانے کی صورت میں) ورنہ ناک عذاب (دنیا میں، الیم بمعنی مؤلم ہے) اس نے فرمایا اے میری قوم میں تمہارے لیے صرغ ڈرسانے والا ہوں (مبین بمعنی بین الانذار ہے) کہ (ان بمعنی بان ہے، میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ) اللہ کی بندگی کرو اس سے ڈرو اور میرا حکم مانو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا (”من ذنوبک“ میں ”من“ زائد ہے کہ اسلام اپنے سے پہلے کے گناہ بخشوا دیتا ہے یا جمعیت ہے اس صورت میں حقوق العباد خارج ہو جائیں گے) اور تمہیں مہلت دے گا (بے عذاب دیے) ایک مقرر ميعاد (یعنی وقت موت) تک یشک اللہ کا وعدہ (ایمان نہ لانے کی صورت میں تمہیں عذاب دینے کا) جب آئے گا بٹایا نہیں جائے گا اگر تم جانتے (اسے تو ضرور تم ایمان لے آتے) عرض کی اے میرے رب! میں نے اپنی قوم کو دن رات بلایا (دائمًا متصلًا بلاتا رہا) تو میرے بلانے سے انہیں بھاگتا ہی بڑھا (ایمان لانے سے) اور میں نے جتنی بار انہیں بلایا کہ تو انہیں بخشے انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں (تاکہ وہ میری بات نہ سن سکیں) اور اپنے کپڑے اوڑھ لیے (یعنی اپنے سروں کو کپڑوں سے ڈھانپ لیا تاکہ مجھ نہ دیکھ سکیں) اور ڈٹے رہے (اپنے کفر پر) اور بڑا تکبر کیا (ایمان لانے سے، استکبر و اکتبر و اہے) پھر میں نے انہیں اعلانیہ بلایا (یعنی اپنی آواز کو بلند کر کے) پھر میں نے ان سے (اپنی آواز میں) باعلان بھی کہا اور آہستہ آہستہ خفیہ (کلام) بھی کیا تو میں نے کہا (شرک کرنے سے .....!) اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے تم پر آسمان (سے بارش) بھیجے گا (ان لوگوں سے بارش کو روک دیا گیا تھا) موسلا دھار (مدرار کے معنی موسلا دھار ہے) اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغ بنائے گا (جنت بمعنی بساتین ہے) اور تمہارے لیے (جاری) نہریں بنائے گا تمہیں کیا ہوا اللہ سے عزت ملنے کی امید نہیں رکھتے (یعنی تمہیں ایمان لا کر اللہ ﷻ سے عزت ملنے کی امید رکھنی چاہیے .....!) حالانکہ اس نے تمہیں طرح طرح بنایا (پہلے نطفہ کی صورت میں، پھر خون کی پچھلک سے لے کر مکمل انسان بننے تک ادوار میں اور انسان کا اپنی خلقت میں غور کرنا بھی اپنے خالق پر ایمان لانے کا موجب ہے، ”اطوار“ طور کی جمع ہے بمعنی حال) کیا تم نہیں دیکھتے (الیم تروا بمعنی الیم تنظروا ہے) اللہ نے کیونکر سات آسمان بنائے ایک پر ایک (”طباق“ کا معنی یہ ہے کہ آسمان یکے بعد دیگرے ہیں) اور ان میں (یعنی ان کے مجموعہ میں کہ جس

پر آسمان دنیا کا لفظ صادق آتا ہے اس میں) چاند کو روشن کیا اور سورج کو چراغ ("سراج" کا معنی روشن چراغ ہے، سورج کا نور چاند سے قوی تر ہے) اور اللہ نے تمہیں پیدا فرمایا (البتکم بمعنی خلقکم ہے) سبزے کی طرح زمین سے (کہ اس نے تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا ہے) پھر تمہیں اسی میں لے جائے گا (تمہیں قبروں میں دفن کیا جائے گا) اور دوبارہ (حساب کتاب کے لیے) اٹھائے گا اور اللہ نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا (بساطا بمعنی مبسوطا ہے) کہ اس کے وسیع راستوں میں چلو (سبلا بمعنی طرقا ہے اور فججا بمعنی واسعا ہے)۔

### ﴿قر کیپ﴾

﴿انا ارسلنا نوحا الی قومہ ان انذر قومک من قبل ان یاتیہم عذاب الیم﴾  
 انا: حرف مشبہ واسم، ارسلنا نوحا: فعل بافاعل ومفعول، الی قومہ: ظرف لغو، ان: مصدریہ، انذر قومک: فعل امر بافاعل ومفعول، من: جار، قبل: جضاف، ان: مصدریہ، یاتیہم عذاب الیم: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر ب جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿قال یقوم انی لکم نذیر مبین ان اعبدوا اللہ واتقوہ واطیعون یغفر لکم من ذنوبکم ویؤخرکم الی اجل مسمی﴾  
 قال: قول، یقوم: نداء، انی: حرف مشبہ واسم، لکم: ظرف لغو مقدم، نذیر: صفت مشبہ بافاعل، ان: مصدریہ، اعبدوا اللہ: فعل امر بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتقوہ: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اطيعون: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر امر، یغفر: فعل بافاعل، لکم: ظرف لغو، من ذنوبکم: ظرف مستقر مفعول لان من للتبعیض، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ویؤخرکم الی اجل مسمی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب امر، ملکر بتاویل مصدر بتقدیر ب جار، مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر موصوف، مبین: صفت، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ان اجل اللہ اذا جاء لایؤخر لو کنتم تعلمون﴾  
 ان: حرف مشبہ، اجل اللہ: اسم، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط، لایؤخر: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لو: شرطیہ، کنتم تعلمون: جملہ فعلیہ جزا محذوف "لا منتہم" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿قال رب انی دعوت قومی لیلا ونہارا﴾  
 قال: قول، رب: نداء، انی: حرف مشبہ واسم، دعوت: فعل بافاعل، قومی: مفعول، لیلا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، نہارا: معطوف، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فلم یزدہم دعاء یالافراوانی کلما دعوتہم لتغفرلہم جعلوا اصابعہم فی اذانہم﴾  
 ف: عاطفہ، لم یزدہم: فعل نفی ومفعول، دعاء ی: فاعل، الالافراوا: اداة حصر، فراوا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انی: حرف مشبہ واسم، کلما: شرطیہ، دعوتہم: فعل بافاعل ومفعول، لام: جار، تغفرلہم: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، جعلوا: فعل بافاعل، اصابعہم: مفعول اول، فی اذانہم: ظرف مستقر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واستغشوا لیابہم واصبروا واستکبروا استکبارا﴾  
 و: عاطفہ، استغشوا: فعل بافاعل، لیابہم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصبروا: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، استکبروا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر ماقبل "جعلوا" پر معطوف ہے۔

﴿ثم انى دعوتهم جهارا ثم انى اعلنت لهم واسررت لهم اسرار﴾  
 ثم: عاطفہ، انى: حرف مشبہ واسم، دعوت: فعل ت ضمیر ذوالحال، جہارا: حال، ملکر فاعل، ہم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ثم: عاطفہ، انى: حرف مشبہ واسم، اعلنت: فعل ت ضمیر ذوالحال، اسررت: فعل ت ضمیر ذوالحال، ہم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فقلت استغفروا ربکم انه کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا﴾  
 ف: عاطفہ، قلت: فعل ت، استغفروا: فعل امر بافاعل، ربکم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، یرسل: فعل ی، السماء: ذوالحال، مدرارا: حال، ملکر مفعول، علیک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ، انه: حرف مشبہ واسم، کان غفارا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنت ویجعل لکم انہرا﴾  
 و: عاطفہ، یمددکم: فعل ی، باموال: مفعول، بنین: مفعول، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یرسل" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، یجعل: فعل ی، لکم: مکم، ظرف مستقر مفعول ثانی، جنت: مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یجعل: فعل ی، لکم: مکم، ظرف مستقر مفعول ثانی، انہرا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر ماقبل "یرسل" پر معطوف ہے۔

﴿مالکم لا ترجون للہ وقارا وقد خلقکم اطوارا﴾  
 ما: استفہامیہ مبتدا، لام: جار، کم: ضمیر ذوالحال، لا: تر جیون: فعل نفی واؤ ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، قد: تحقیقیہ، خلق: فعل بافاعل، کم: ذوالحال، اطوارا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، للہ: ظرف لغو، وقارا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿والم تر ا کیف خلق اللہ سبع سموات طباقا وجعل القمر فیہن نورا وجعل الشمس سراجا﴾  
 حمزہ: حرف استفہام، لم: تر ا: فعل نفی، کیف: اسم استفہام حال مقدم، خلق: فعل، اللہ: ذوالحال، ملکر فاعل، سبع سموات: موصوف، طباقا: صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جعل القمر: فعل بافاعل ومفعول، فیہن: ظرف مستقر حال مقدم، نورا: ذوالحال، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جعل الشمس سراجا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ انبتکم من الارض نباتا ثم یعیدکم فیہا ویخرجکم اخر ارجا﴾  
 و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، انبتکم: فعل بافاعل ومفعول، من الارض: ظرف لغو، نباتا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، یعیدکم: فعل ی، فیہا: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، یرجکم: فعل ی، اخر ارجا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ جعل لکم الارض بساطا لتسلکوا منها سبلا فجاجا﴾  
 و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، جعل: فعل بافاعل، لکم: مکم، ظرف مستقر حال مقدم، الارض: ذوالحال، ملکر مفعول اول، بساطا: مفعول ثانی، لام: جار، لتسلکوا: فعل بافاعل، منها: ظرف مستقر حال مقدم، سبلا فجاجا: مرکب توصیفی ذوالحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿تشریح توصیف و اغراض﴾





۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿مَالِكُمْ لَا تَرَوْكُمْ لِّلْهِ وَقَارًا مَّهْمُمْ كَيْفَا هُوَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حَاصِل كَرْنِي كِي  
اميد نبيں كرتے (نوح: ۱۲) ﴿وَاَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اور ان كى شفاعت كرو (ال عمران: ۱۰۹)﴾۔ ان آيات كے تحت مفتى احمد يار خان نبيى  
لكهتے هیں كہ بڑا چھوٹے سے سفارش كر سكتا هے، ديكيهو اللہ ﷻ نے رب ﷻ هوكراپنے حبیب ﷺ سے خطا كاروں كى سفارش فرمائی، مگر  
اس كا نام سفارش هوكا نہ شفاعت، لہذا اللہ ﷻ كو شفيع نبيں كہ سكتے، وہ جو حديث ميں هے كہ كسى نے عرض كيا: ”يا رسول اللہ ﷺ! ميں  
اللہ ﷻ كو آپ كى بارگاہ ميں شفيع لاتا هوں تو سيد عالم ﷺ اس پر ناراض هوئے، اس كى نبيى وجہ تھی، لہذا وہ حديث اس آيت كے خلاف  
نبيں۔“

(نور العرفان، ص ۱۱۱)

مفتى احمد يار خان نبيى نے شفيع اور سفارش ميں فرق كر ديا هے حالانكہ دونوں ايک هى چيز كے دونام هیں۔ اور مفتى احمد يار خان  
صاحب كا يہ موقف اعلى حضرت كے موقف كے خلاف هے جس كى دليل فاضل بريلوى كى كتاب: ”الامن والعلی“ ميں ملتي هے  
چنانچہ فاضل بريلوى نے فرمایا: ”جوبات عظمت شان الہى ﷻ كے خلاف هوا، اسے سن كر سيد عالم ﷺ كا يہ برتاؤ هوتا هے، حالانكہ سفارشى  
ٹھہرانے كو يہ بات كہ اس كا مرتبہ اس سے كم هے، جس كے پاس سفارش لائى گئی، ايسى صرتج لازم نبيں جسے عام لوگ سمجھ سكيں، ولہذا وہ  
صحابى اعرابى باآنكہ اہل زبان تھے، اس نكتے سے غافل رہے۔“

☆..... حضرت جبير بن مطعم ﷺ سے روايت هے كہ سيد عالم ﷺ كے پاس ايک اعرابى آيا اور كہنے لگا: يا رسول اللہ ﷺ! لوگ پریشان  
هوكئے، بچے ضائع هوكئے، اموال كم هوكئے، اور مويشى ہلاك هوكئے هیں، آپ ہمارے لئے بارش كى دعا فرمائیں۔ ہم اللہ ﷻ كى بارگاہ  
ميں آپ كو شفيع بناتے هیں اور اللہ ﷻ كو آپ كے حضور ميں شفيع بناتے هیں۔ سيد عالم ﷺ نے فرمایا: تم پر افسوس هے، تم جانتے هوكہ كيا كہ  
رہے هو، سيد عالم ﷺ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھنے لگے، اور كافى دير تك يہى پڑھتے رہے يہاں تك كہ اصحاب كے چہروں پر ملال  
ظاہر ہونے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم پر افسوس هے! ہم پر افسوس هے! اللہ ﷻ كى مخلوق ميں سے كسى كو بھى اللہ ﷻ كى پاڪ بارگاہ ميں  
شفيع نبيں بنايا جاتا، اللہ ﷻ كى شان اس سے بھى بلند هے۔“ (سنن ابو داؤد، بكتاب السنۃ، باب: فى الجهمية، رقم: ۴۷۲۶، ص ۸۸۴)

اعلى حضرت فاضل بريلوى لكهتے هیں: اللہ ﷻ اپنے حبیب سے متعلق فرماتا هے: ﴿يَعْلَمُهُمُ الْكُتُبُ وَالْحِكْمَةُ انْبِيَاؤُهَا﴾ (تيرى) كتاب  
اور پختہ علم سكھائے (البقرة: ۱۲۹) ﴿، يہى حال استعانت و فريادرسى كا هے كہ ان كى حقيقت خاص، بخدا اور بمعنى وسيلہ و توسل و توسط غير كے  
لئے ثابت اور قطعاً روا، بلکہ يہ معنى تو غير خدا ﷻ هى كے لئے خاص هیں، اللہ ﷻ وسيلہ و توسل و توسط بننے سے پاڪ هے، اس سے اوپر  
كون هے كہ يہ اس كى طرف وسيلہ هوكا اور اس كے سوا حقيقى حاجت روا كون هے؟ كہ يہ بچ ميں واسطہ بنے گا، ولہذا حديث ميں هے جب  
اعرابى نے سيد عالم ﷺ سے عرض كيا كہ يا رسول اللہ ﷺ! ہم حضور ﷺ كى بارگاہ ميں شفيع بناتے هیں جيسا كہ ما قبل حديث سے  
واضح هوا تو سيد عالم ﷺ پر يہ گراں گزرا۔ اہل اسلام انبياء و اولياء سے يہى استعانت كرتے هیں جو اللہ ﷻ سے كہتے تو اللہ ﷻ اور اس كا  
رسول ﷺ غضب فرمائیں اور اسے اللہ ﷻ كى شان ميں بے ادبى ٹھہرائیں، اور حق تو يہ هے كہ اس استعانت كے معنى اعتقاد كر كے  
جناب الہى ﷻ سے كرے تو كافر هوجائے مگر وہابيه كى بد عقلى كو كيا كہئے، نہ اللہ ﷻ كا ادب نہ رسول ﷺ سے خوف، نہ ايمان كا پاس  
، خواہى نخواہى اس استعانت كو ياسا ك نستعين ميں داخل كر كے جو اللہ ﷻ كے حق ميں محال قطعى هے اسے اللہ ﷻ سے خاص كئے  
ديتے هیں۔ يعنى يہ ہونبيں سكتا كہ خدا ﷻ سے توسل كر كے اسے كسى كے يہاں وسيلہ و ذريعہ بنائے، اس وسيلہ بننے كو ہم اولياء كرام  
سے مانگتے هیں كہ وہ دربارہ الہى ﷻ ميں ہمارا وسيلہ و ذريعہ واسطہ قضائے حاجات هوجائیں۔

(الفتاوى الرضويه مع ترجمہ برسالہ بركات الامداد، ج ۲۱، ص ۳۰۳ وغيرہ)

## اغراض:

ان باندار: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ان﴾ مصدر یہ ہے اور یہ بھی درست ہے کہ تفسیر یہ ہو، کیونکہ مقصود کسی قوم کو بات کے معنی پہنچانے تھے نہ کہ حروف۔

فی الدنيا والآخرة: مراد طوفان اور عذاب نار ہے۔ ای بان اقول لکم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ان﴾ تفسیر یہ ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ سابق کی طرح مصدر یہ مانا جائے، پس دونوں صورتیں درست ہو سکتی ہیں۔ لاخراج حقوق العباد: یعنی حقوق العباد اسلام لانے سے معاف نہیں ہوتے، پس کافر جب اسلام لائے گا تو اُسے حدود، لوگوں کے ناحق مال تلف کرنے اور قرض جو اُس کے ذمہ ادا کرنا لازم ہوگا، ان امور حقوق العباد کے بارے میں طلب کیا جائے گا۔

بلا عذاب: سوال مقدر کا جواب ہے، کیسے عذاب کو موت تک کے لئے مؤخر کیا جائے گا جب کہ دوسری آیت میں یوں ہے: ﴿ولن يؤخر الله نفسا اذا جاء اجلها﴾ (السنن ۱: ۱۰۵)؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا یہاں ﴿و يؤخر کم الی اجل مسمی﴾ پہلے اور عذاب بعد میں ہوگا، جو کہ ترک ایمان پر معلق کیا گیا ہے، اور دوسری آیت ﴿ولن يؤخر الله نفسا اذا جاء اجلها﴾ سے انتہاء عمر مراد ہے جس میں مقدم و مؤخر کچھ نہ ہوگا، چہ جائے کہ وہ ایمان لائیں یا نہ لائیں۔

لامتنم: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿لو﴾ شرطیہ ہے۔ وکانوا قد منعوہ: یعنی جب انہوں نے حضرت نوح کو جھٹلایا، اللہ نے اُن سے بارش روک لی اور ان کی عورتوں کو چالیس سال تک بانجھ کر دیا، پس ان کے مال اور مویشی ہلاک ہوئے، پس حضرت نوح نے اُن سے کہا: ﴿استغفروا ربکم﴾۔ بساتین: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد دنیاوی جنت ہے، اور ”جعل“ فعل کی تکرار فرمائی گئی اور یوں نہ کہا گیا: ”یجعل لکم جنات و انهارا“، معمول کے متغائر ہونے کی وجہ سے۔ فی خلقه: یعنی انسان مراد ہے، معنی یہ ہے کہ انسان کے احوال میں تاثر کرنا مراد ہے، جو کہ ایمان باللہ کے اسباب میں سے ہیں۔

تنظروا: مراد اعتبار اور غور و فکر سے دیکھنا ہے۔ بعضہا فوق بعض: بغیر ایک دوسرے سے ملے ہوئے، بلکہ ایک دوسرے کے مابین پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور ہر آسمان کی موٹائی پانچ سو سال ہے۔ ای فی مجموعہن: اس عبارت سے ایک اعتراض کا دور کرنا مراد ہے اور وہ یہ ہے کہ چاند تو فقط آسمان دنیا ہی پر ہوا کرتا ہے پھر اس کی اضافت کل کی طرف کیوں کی گئی ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں جمع کا اطلاق افراد کی تعداد کے لحاظ سے نہیں کیا گیا اور یہ ضروری بھی نہیں ہے، پس بہتر جواب یہ ہے کہ آسمان ایسا صاف و شفاف ہے کہ ساتوں آسمان ایک ہی محسوس ہوتے ہیں، پس اسی بناء پر کل کا اطلاق کیا گیا ہے۔ مضیضا: یا یوں کہا جائے کہ سورج کا محل انتشار چاند کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے اور اگر چاند کی روشنی کا پھیلنا سورج کے مقابلے میں زیادہ ہو تو پھر برعکس قول کیا جاتا بلکہ چاند کی روشنی میں بہت تھوڑے ہی لوگ کچھ پڑھ سکتے ہیں۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۱۷۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۰

﴿قال نوح رب الهم عصونی واتبعوا﴾ ائی السُّفْلَةُ الْفُقَرَاءُ ﴿من لم یزده ماله وولده﴾ وَهُمْ الرُّؤْسَاءُ الْمُنْعَمُ عَلَيْهِمْ بِذَلِكَ وَوُلْدُ بَضْمِ الْوَاوِ وَسَكُونِ اللَّامِ وَبِفَتْحِهَا وَالْأَوَّلُ قِيلُ جَمْعٌ وَلِدُ بِفَتْحِهَا كَخَشَبٍ وَخَشَبٍ وَقِيلُ بِمَعْنَاهُ كَبَخْلٍ وَبَخْلٍ ﴿الا خسار﴾ (۲۱) طَغْيَانَا وَكُفْرًا ﴿ومكروا﴾ ائی الرُّؤْسَاءُ ﴿مکروا کبار﴾ (۲۲) عَظِيمًا جَدًّا بَانَ كَذَابُو نَوْحًا وَادْوَهُ وَمِنْ أَتْبَعَهُ ﴿وقالوا﴾ لِلْسُّفْلَةِ ﴿لا تذرن الہتکم ولا تذرن ودا﴾ بِفَتْحِ الْوَاوِ وَضَمِّهَا ﴿ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا﴾ (۲۳) هٰی اَسْمَاءُ اَصْنَافِهِمْ ﴿وقد اضلوا﴾

کثیرا ﴿مِنَ النَّاسِ بِأَن أَمَرُوهُمْ بِعِبَادَتِهَا﴾ ﴿وَلَا تَزِدَ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا﴾ ﴿۲۳﴾ ﴿عَطَفَ عَلَيَّ قَدْ أَضَلُّوا دَعَا عَلَيْهِمْ لِمَا أَوْحَى إِلَيْهِ أَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ﴾ ﴿مِمَّا﴾ ﴿مَاصِلَةً﴾ ﴿خَطِيئَتِهِمْ﴾ ﴿وَفِي قِرَاءَةِ خَطِيئَتِهِمْ بِالْهَمْزَةِ﴾ ﴿اغْرُقُوا﴾ ﴿بِالطُّوفَانِ﴾ ﴿فَادْخُلُوا نَارًا﴾ ﴿غَوْقِبُوا بِهَا عَقَبَ الْأَغْرَاقِ تَحْتَ الْمَاءِ﴾ ﴿فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ﴾ ﴿أَيِّ غَيْرِ﴾ ﴿اللَّهُ انصَارَا﴾ ﴿۲۵﴾ ﴿يَمْنَعُونَ عَنْهُمْ الْعَذَابَ﴾ ﴿وَقَالَ نُوحُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دِيَارًا﴾ ﴿۲۶﴾ ﴿أَيُّ نَارٍ ذَارٍ وَالْمَعْنَى أَحْذَاهُ﴾ ﴿أَنَّكَ إِنْ تَذَرَهُمْ يَضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾ ﴿۲۷﴾ ﴿مَنْ يَفْجُرْ وَيَكْفُرْ قَالَ ذَلِكَ لِمَا تَقَدَّمُ مِنَ الْإِحْيَاءِ إِلَيْهِ﴾ ﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدِي﴾ ﴿وَكُنَّا مُؤْمِنِينَ﴾ ﴿وَلَمَنْ دَخَلَ بَيْتِي﴾ ﴿مَنْزِلِي أَوْ مَسْجِدِي﴾ ﴿مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ ﴿إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ﴾ ﴿وَلَا تَزِدَ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا﴾ ﴿۲۸﴾ ﴿هَلَاكَ أَهْلُكُوا﴾.

### ﴿ترجمہ﴾

نوح نے عرض کی اے میرے رب انہوں نے میری نافرمانی کی اور وہ (یعنی نچلے طبقہ کے لوگ اور فقراء) ایسے کے پیچھے ہوئے جسے اس کے مال اور اولاد نے نقصان ہی بڑھایا (یہ وہ رئیس افراد تھے جن پر مال و اولاد وغیرہ کی صورت میں انعام کیا گیا تھا، ”وَلَد“ واد مضمومہ اور لام ساکنہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور دونوں کو مفتوحہ بھی پڑھا گیا ہے ”وَلَد“ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ ”وَلَد“ کی جمع ہے جیسا کہ خشب کی جمع خشب آتی ہے جیسا کہ بخل کی جمع بخل آتی ہے اس کے مال و اولاد نے انہیں خسار، سرکشی اور کفر ہی میں اضافہ کیا) اور وہ قوم کے سردار (بڑاؤں کھیلے یوں کہ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کو جھٹلایا اور اذیتیں دیں ”کبارا“ بمعنی عظیماجدا“ ہے) اور (نچلے طبقہ کے لوگوں سے) بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو اور ہرگز نہ چھوڑنا وہ ”وَد“ کو واد مضمومہ و مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر..... کو (یعنی ان کے بتوں کے نام تھے) اور بیشک انہوں نے (ان بتوں کے ذریعے) بہتوں کو بہکایا (یعنی بہت سے لوگوں کو بہکایا انہیں ان بتوں کی عبادت کا حکم دے کر) اور تو ظالموں کو زیادہ نہ کرنا مگر گمراہی (اس جملہ کا عطف ”قَدْ أَضَلُّوا“ پر ہے پھر جب حضرت نوح علیہ السلام کو وحی کی گئی کہ ﴿إِنَّهُ لَنْ يُوْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ﴾ تو آپ نے ان کے لیے دعائے ضرر کی.....) اپنی کیسی خطاؤں پر (”مَنْ“ میں ”مَا“ زائدہ ہے جو کہ تاکید کے لیے لایا گیا ہے، ایک قرائت میں ”خَطَايَاهُمْ“ کی جگہ ”خَطِيئَاتِهِمْ“ ہمزہ کے ساتھ آیا ہے) ڈبوئے گئے (طوفان میں) پھر آگ میں داخل کئے گئے (غرق کئے جانے کے بعد انہیں پانی کے نیچے آگ کے ذریعے عذاب دیا گیا ہے) تو انہوں نے اللہ کے علاوہ (یعنی غیر اللہ کو) اپنا کوئی مددگار نہ پایا (جو ان سے عذاب کو روک سکے) اور نوح نے عرض کی اے میرے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ (یعنی گھر میں رہنے والا یعنی کسی بھی کافر کو نہ چھوڑ) بیشک اگر تو انہیں رہنے دے گا تو تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گیا ورنہ ان کے اولاد ہوگی تو نہ ہوگی مگر وہ بھی بدکار (یعنی فاسق و فاجر و نافرمان، یہ بات سابقہ وحی کی وجہ سے عرض کی تھی) اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو (آپ علیہ السلام کے ماں باپ مومن تھے) اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے بہت (یعنی میرے گھریا مسجد) میں داخل ہوا اور (قیامت تک آنے والے) سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کو اور کافروں کو نہ بڑھا مگر تباہی (یعنی ہلاکت و بربادی)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿قال نوح رب انهم عصوني واتبعوا من لم يزده ماله وولده الا خسارا﴾

قال نوح: قول رب: نداء، انهم: حرف مشبہ واسم، عصونی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتبعوا: فعل بافاعل، من: موصولہ، لم: یزده: فعل نفی و مفعول اول، ماله: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ولده: معطوف، لکرم فاعل، الا: اداة حصر، خسارا: مفعول ثانی، لکرم جملہ فعلیہ صلہ، لکرم مفعول، لکرم جملہ فعلیہ معطوف، لکرم خبر، لکرم اسمیہ مقصود بالنداء، لکرم مقولہ، لکرم جملہ قولیہ۔  
﴿ومکروا مکرا کبارا﴾ و: عاطفہ، مکروا: فعل بافاعل، مکرا: موصوف، کبارا: صفت، لکرم مفعول مطلق، لکرم جملہ فعلیہ۔

﴿وقالوا لا تذرن الهتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا﴾  
و: عاطفہ، قالوا: قول، لا تذرن: فعل نفی بافاعل، الهتکم: مفعول، لکرم جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تذرن: فعل نفی بافاعل، ودا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تافیه، سواعا: معطوف اول، و: عاطفہ، لا تافیه، یغوث ویعوق ونسرا: معطوفات، لکرم مفعول، لکرم جملہ فعلیہ معطوف، لکرم مقولہ، لکرم جملہ قولیہ۔

﴿وقد اضلوا کثیرا ولا تزدد الظلمین الا ضللا﴾  
و: عاطفہ، قد: تحقیق، اضلوا: فعل بافاعل، کثیرا: مفعول بہ، لکرم جملہ فعلیہ قول محذوف "قال نوح قد اضلوا" کیلئے مقولہ، لکرم جملہ قولیہ ہو کر ماقبل "قال انهم عصونی" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، لا تزدد الظلمین: فعل نفی بافاعل و مفعول، الا: اداة حصر، ضللا: مفعول ثانی، لکرم جملہ فعلیہ قول محذوف پر معطوف ہے۔

﴿مما خطیبتهم اغرقوا فادخلوا نارا فلم یجدوا لهم من دون الله انصارا﴾  
من: جار، ما: زائد، خطیبتهم: مجرور، لکرم ظرف لغو مقدم، اغرقوا: فعل مجہول بآنا ب الفاعل، لکرم جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ادخلوا: فعل مجہول بآنا ب الفاعل، نارا: مفعول ثانی، لکرم جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، لم یجدوا: فعل نفی بافاعل، لهم: ظرف مستقر مفعول، من: دون الله: ظرف مستقر حال، انصارا: مفعول اول، لکرم جملہ فعلیہ۔

﴿وقال نوح رب لا تذرن علی الارض من الکفرین دیارا﴾  
و: عاطفہ، قال نوح: قول رب: نداء، لا تذرن: فعل نفی بافاعل، علی الارض: ظرف لغو، من الکفرین: ظرف مستقر حال مقدم، دیارا: ذوالحال، لکرم مفعول، لکرم جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، لکرم مقولہ، لکرم جملہ قولیہ۔

﴿انک ان تذرم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا﴾  
انک: حرف مشبہ واسم، ان: شرطیہ، تذرم: تذرہم: جملہ فعلیہ شرط، یضلوا عبادک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا یلدوا: فعل نفی بافاعل، الا: اداة حصر، فاجرا کفارا: مرکب توصیفی مفعول، لکرم جملہ فعلیہ معطوف، لکرم جواب شرط، لکرم جملہ شرطیہ خبر، لکرم اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿رب اغفر لی ولوالدی وللمومنین والمومنات﴾  
رب: نداء، اغفر: فعل امر بافاعل، لی: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لوالدی: جار مجرور معطوف علیہ، لوالدی: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا یلدوا: فعل نفی بافاعل، الا: اداة حصر، فاجرا کفارا: مرکب توصیفی مفعول، لکرم جملہ فعلیہ معطوف، لکرم جواب شرط، لکرم جملہ شرطیہ خبر، لکرم اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ولا تزدد الظلمین الا تبارا﴾ و: عاطفہ، لا تذرن: فعل نفی بافاعل، الظلمین: مفعول اول، الا: اداة حصر، تبارا: مفعول ثانی، لکرم جملہ فعلیہ۔



## ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

## ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی تحقیق:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾ اور بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو اور ہرگز نہ چھوڑنا ودا اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو (سورہ: ۲۵)۔ بنی آدم کی قوم کے کچھ افراد، ان مجبودان باطل کی عبادت کیا کرتے تھے۔ محمد بن قیس کہتے ہیں کہ بنی آدم کی قوم میں نیک لوگ تھے، دیگر لوگ عبادت کے معاملے میں ان نیک لوگوں کی پیروی کرتے تھے، پھر جب یہ نیک لوگ انتقال کر گئے تو ان میں سے بعض نے یہ کہا کہ کیوں نہ ہم ان نیک لوگوں کی صورتوں میں کوئی مجسمے بنالیں جس سے ہمیں عبادت کرنے میں زیادہ شوق حاصل ہوگا چنانچہ انہوں نے ان کے مجسمے بنائے۔ بعد والوں کے دل میں شیطان نے یہ بات ڈال دی کہ تمہارے آباؤ اجداد ان کی عبادت کرتے تھے لہذا تمہارے لئے بھی یہی کرنا ضروری ہے، کیونکہ اسی کی وجہ سے ان پر بارش ہوا کرتی تھی۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے مابین دس قرون تھے اور تمام ہی اہل اسلام میں سے تھے۔ قتادہ کا قول ہے کہ ان بتوں کا تعلق کن علاقوں سے تھا اور کس نام سے موسوم تھے اس کی تفصیل یہ ہے: (۱)..... وڈ کا تعلق حی بن کلب بدوۃ الجندل سے تھا، (۲)..... سواع کا تعلق ہذیل بریاط سے تھا۔ (۳)..... یغوث کا تعلق غطف من مراد بالجرف سبا سے تھا، (۴)..... یعوق کا تعلق ہمدان بلخ سے تھا، (۵)..... نسر کا تعلق حمیر سے تھا۔ (الطبری، الجزء: ۲۹، ص ۱۱۷ وغیرہ)

## حضرت نوح علیہ السلام کی دعائے ضرر:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا﴾ اور نوح نے عرض کی اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ (سورہ: ۲۶)۔ حضرت نوح علیہ السلام کی اس دعا کا مقصد یہ تھا کہ روئے زمین پر کافروں میں سے کوئی باقی نہ رہے، مراد اس سے وہ کافر ہیں جو ایمان اور طاعت کی جانب بلائے گئے اور انہوں نے ایمان قبول نہ کیا، پھر روئے زمین پر مشرق و مغرب میں پھیل گئے، جو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے کافر تھے یا سید عالم ﷺ کی بعثت کے وقت کے لوگ جو جزیرہ عرب کے گرد و نواح میں پھیل گئے، یا یہ خطاب عمومی اعتبار سے ہے کہ سید عالم ﷺ کے ساتھ خاص ہے یعنی خاص طور پر سید عالم ﷺ کے دور کے کافر جو روئے زمین پر پھیل گئے۔ میں (علامہ آلوسی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد سارے ہی انبیائے کرام کے دور کے کافر ہیں نہ کہ خاص طور پر سید عالم ﷺ کے دور کے کافر۔ یعنی روئے زمین پر رہنے والے تمام ہی کافر مراد ہیں۔ (روح المعانی، الجزء: ۲۹، ص ۱۲۶)

**اغراض:** ہی اسماء الاضنام: جن کی عبادت کرتے تھے، ابن زبیر کہتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ حضرت آدم کے پانچ بیٹے تھے، جن کے نام ودا، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے، لوگ ان کی اقتداء کرتے تھے، جب ان میں سے ایک انتقال کر گیا تو شیطان لوگوں کے پاس آیا اور انہیں اسی مرنے والے کی مثل صورت بنانے کا مشورہ دیا اور یہ سلسلہ شروع ہوا اور جیسے جیسے یہ سارے انتقال کرتے گئے یہی ہوتا گیا، مزید حاشیہ نمبر ”۱“ کا مطالعہ کیجئے۔ دعا علیہم لما اوحی الیہ: یعنی حضرت نوح علیہ السلام تو لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے پھر کیسے قوم کے لئے دعائے ضرر فرمائی؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ جب حضرت نوح علیہ السلام قوم کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور اللہ نے انہیں خبر ارشاد فرمائی کہ آپ کی قوم سے فقط یہی لوگ ایمان لائیں گے، پس آپ نے باقیوں کے لئے دعائے ضرر فرمائی۔ اسی نازل دار: یہ دیا وکالغوی معنی ہے اور مراد اس سے صاحب دار ہے، چر جائے کہ وہ گھر میں رہتا ہوا نہ رہتا ہو۔ فاهلکوا: کہا جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے ساتھ ان کے بچے بھی ہلاک ہو گئے اور ان میں کوئی بچہ اور مویشی عذاب سے نہ بچ پائے، مزید حاشیہ نمبر ”۲“ کا مطالعہ کیجئے۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۱۷۶)

## سورۃ الجن مکیہ وہی ثمان وعشرون آیۃ

(سورۃ جن مکیہ ہے جس میں اٹھائیس آیتیں ہیں)

## تعارف سورۃ الجن

اس سورت میں دو رکوع، اٹھائیس آیتیں، دوسو پچاسی کلمے، آٹھ سو ستر حروف ہیں۔ اس سورت کے مکی ہونے میں سب کا اتفاق ہے لیکن مکی زندگی کے کس دور میں اس کا نزول ہوا اس کا تعین مشکل ہے۔ البتہ حضرت ابن عباس کی ایک روایت سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ مکی زندگی کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی۔ صحیحین میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ اپنے چند صحابہ کے ہمراہ عکاظ کے بازار کی طرف اسلام کی دعوت کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ جنات کا آسمان پر جانا بند ہو چکا تھا اگر وہ جاتے بھی تھے تو روک دیئے جاتے تھے، یہ ماجرا انہوں نے اپنی قوم کے سرداروں کو سنایا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ابلیس کو بتایا اس نے کہا کہ تم روئے زمین میں پھیل جاؤ اور ضرور کوئی ایسا حادثہ ہوا ہے جس کی وجہ سے تمہارا آسمان کی طرف جانا بند کر دیا گیا ہے۔ جنات کا وہ گروہ جو تہامہ کا چکر لگانے کے لئے آیا تھا انہوں نے نخلہ کے مقام پر حضور ﷺ کو صبح کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور آپ اس وقت قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ انہوں نے جب کلام الہی سنا تو کہنے لگے یہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں آسمان کی طرف جانے سے روک دیا گیا ہے اور پھر اپنی قوم کی طرف گئے اور سارا واقعہ سنایا اور اپنے ایمان لانے کا اعلان کر دیا (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب سورۃ الجن قل اوحی الی، رقم: ۴۹۲۱، ص ۸۷۶)۔ پہلے رکوع میں جنات کے اس گروہ کے حالات بیان ہوئے جسے مقام نخلہ میں حضور ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن پاک سننے کی سعادت حاصل ہوئی اور اسی وجہ سے ان کے قلوب و اذہان میں اسلام لانے کا انقلاب پیدا ہوا اور جس جرأت سے انہوں نے اپنے ایمان لانے کا تذکرہ کیا اس کی تفصیلات بیان کی گئیں، دوسرے رکوع میں عقیدہ توحید کا اعلان کیا جا رہا ہے اور نبی کریم ﷺ عقیدہ توحید کو بیان فرما رہے ہیں اس کے بعد ان کفار کا ذکر ہے جنہوں نے اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کی دعوت کو جھٹلایا۔ قیامت کے دن ان کی حالت قابل رحم ہوگی۔ آخر میں اس حقیقت کو بیان فرمایا جا رہا ہے کہ علم غیب صرف اللہ ﷻ ہی کی ذات کے لئے مخصوص ہے جب تک وہ کسی کو غیب کا علم نہ دے اسے کوئی نہیں جان سکتا اور جادو گروں اور کافروں کو نہیں دیا جاتا بلکہ جس کو اللہ ﷻ چاہتا ہے یہ شرف صرف اسی کو ملتا ہے۔

رکوع نمبر: ۱۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿قُلْ﴾ يَا مُحَمَّدُ لِلنَّاسِ ﴿اَوْحِيَ اِلَيَّ﴾ اَخْبِرْتُ بِالْوَحْيِ مِنَ اللّٰهِ ﴿اِنَّهُ﴾ الضَّمِيرُ لِلشَّانِ ﴿اسْتَمِعْ﴾ لِقِرَاءَةِ تَبٰی ﴿نُفِرَ مِنَ الْجَنِّ﴾ جَنَّ نَصِيبَيْنِ وَذَلِكَ فِي صَلَوةِ الصُّبْحِ بَبْطْنِ نَخْلٍ مَوْضِعٍ بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ وَهُمْ الْاِدْنِ ذِكْرُوا فِي قَوْلِهِ تَعَالٰی وَاذْصُرْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجَنِّ ﴿فَقَالُوا﴾ لَقَوْلِهِمْ لَمَّا رَجَعُوا اِلَيْهِمْ ﴿اَنَا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا﴾ (۱) ﴿يَتَعَجَّبُ مِنْهُ فِي فَصَاحَتِهِ وَغَزَارَةِ مَعَانِيهِ وَغَيْرَ ذَلِكَ﴾ يَهْدِي اِلَى الرُّشْدِ ﴿اَلَا يَمَانِ وَالصُّنُوبِ﴾ فَاَمَّا بَه وَلَنْ نَشْرَكَ ﴿بَعْدَ الْيَوْمِ﴾ بِرَبِّنَا احَدًا (۲) ﴿اِنَّهُ﴾ الضَّمِيرُ لِلشَّانِ فِيهِ وَفِي الْمَوْضِعَيْنِ بَعْدَهُ ﴿تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا﴾ تَنْزَعَةً جَلَالَهُ وَعَظَمَتَهُ عَمَّا نُسَبِّ اِلَيْهِ ﴿مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا﴾ (۳) وَاِنَّه كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا ﴿جَاهِلُنَا﴾ عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا (۴) ﴿غُلُوْا فِي الْكُذْبِ بِوَصْفِهِ بِالصَّاحِبَةِ وَالْوَلَدِ﴾ وَاَنَا ظَنُّنَا ﴿مُخَفَّفَةً﴾

أَيُّ أَنَّهُ لَنْ تَقُولَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ ذَلِيلًا (۵) ﴿يَوْضَعُهُ بِذَلِكَ حَتَّى تَبَيَّنَ كَذِبُهُمْ بِذَلِكَ قَانَ تَعَالَى﴾ وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِشِجُونِ الْجِنِّ ﴿رِجَالٌ مِنَ الْجِنِّ﴾ حِينَ يَنْزِلُونَ فِي سَفَرِهِمْ بِمَحْذُوفٍ قِيَقُولُ كُلُّ رَجُلٍ أَعُوذُ بِسَيِّدِ هَذَا الْمَكَانِ مِنْ شَرِّ سَفْهَائِهِ ﴿فَرَادَوْهُمْ﴾ بِعَوْدِهِمْ بِهِمْ ﴿رَهَقًا﴾ (۶) طَفِيئَانَا فَقَالُوا سُدْنَا الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ﴿وَالْهَمُّ﴾ أَيُّ الْجِنِّ ﴿ظَنُّوا﴾ كَمَا ظَنَنْتُمْ ﴿يَا إِنْسُ﴾ انْ مُخَفَّفَةٌ أَيُّ أَنَّهُ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا (۷) ﴿بَعْدَ مَوْتِهِ﴾ قَالَ الْجِنُّ ﴿وَأَنَا لِمَنَا السَّمَاءُ﴾ زُمْنًا اسْتِرَاقِ السَّمْعِ مِنْهَا ﴿فَوَجَدْنَاهَا مَلَتْ حَرَسًا﴾ الْمَلَائِكَةُ ﴿شَدِيدًا وَشَهَابًا﴾ (۸) ﴿لُجُومًا مُحَرَّقَةً وَذَلِكَ لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ﴾ وَأَنَا كُنَّا ﴿أَيُّ قَبْلِ مَبْعَثِهِ﴾ نَقْعِدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ﴿أَيُّ نَسْتَمِعُ﴾ لِمَنْ يَسْتَمِعُ الْآنَ يَجِدُ لَهُ شُهَابًا رَصْدًا (۹) ﴿أَيُّ أُرْصِدَ لَهُ لِيُرْمَى بِهِ﴾ وَأَنَا لَا نَدْرِي أَشِرَارِيذُ ﴿بَعْدَ اسْتِرَاقِ السَّمْعِ﴾ بِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشْدًا (۱۰) ﴿خَيْرًا﴾ وَأَنَا مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿بَعْدَ اسْتِمَاعِ الْقُرْآنِ﴾ وَمِنَا دُونَ ذَلِكَ ﴿أَيُّ قَوْمٍ غَيْرُ صَالِحِينَ﴾ كُنَّا طَرَائِقُ قَدَدًا (۱۱) ﴿فِرْقَامُ خَلِيفَيْنِ مُسْلِمِينَ وَكَافِرَيْنِ﴾ وَأَنَا ظَنُّنَا ﴿مُخَفَّفَةٌ أَيُّ أَنَّهُ لَنْ نَعْجِزَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَلَنْ نَعْجِزَهُ هَرَبًا﴾ (۱۲) ﴿أَيُّ لَا نَفُوتُهُ كَائِنِينَ فِي الْأَصْلِ أَوْ مَا رَيْنَ مِنْهَا إِلَى السَّمَاءِ﴾ وَأَنَا لَمَّا سَمِعْنَا الْهَدْيَ ﴿الْقُرْآنَ﴾ أَمِنَّا بِهِ فَمَنْ يُؤْمِنُ بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ ﴿بِتَقْدِيرِهِ هُوَ بَعْدَ الْفَاءِ﴾ بِخَسَا ﴿نَقْصًا مِنْ حَسَنَاتِهِ﴾ وَلَا رَهَقًا (۱۳) ﴿ظَلَمْنَا بِالزِّيَادَةِ فِي سَيِّئَاتِهِ﴾ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَمِنَا الْقَسَاطُونَ ﴿الْجَائِرُونَ بِكُفْرِهِمْ﴾ فَمَنْ أَسْلَمَ فَالْوَلَكُ تَحَرَّوْا رَشْدًا (۱۴) ﴿قَصِدُوا هَذَا أَيْ﴾ وَأَنَا الْقَسَطُونَ فَكَانُوا لِلْجَهَنَّمَ حَطْبًا (۱۵) ﴿وَقَوْدًا وَأَنَا أَنَّهُمْ وَأَنَّهُ فِي اثْنَيْ عَشَرَ مَوْضِعًا﴾ وَأَنَّهُ تَعَالَى إِلَى قَوْمِهِ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَمَا بَيْنَهُمَا بِكُسْرِ الْهَمْزَةِ اسْتِيفًا وَفَتْحًا بِمَا يُوجِبُهُ بِهِ قَالَ تَعَالَى فِي كُفَّارِ مَكَّةَ ﴿وَأَنَا مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيلَةِ وَأَسْمُهُمَا مَحْذُوفٌ أَيُّ وَأَنَّهُمْ وَهُوَ مَعْطُوفٌ عَلَى أَنَّهُ اسْتَمَعَ﴾ لَوْ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ ﴿أَيُّ طَرِيقَةِ الْإِسْلَامِ﴾ لَأَسْقَيْنَهُمْ مَاءً غَدَقًا (۱۶) ﴿كَثِيرًا مِنْ السَّمَاءِ وَذَلِكَ بَعْدَ مَا رَفَعَ الْمَطَرُ عَنْهُمْ سَبْعَ سِنِينَ﴾ لَنَفْتَهُمْ ﴿لَنَخْتَبِرَهُمْ﴾ فِيهِ ﴿فَنَعْلَمُ كَيْفَ شَكَرْتُمْ عِلْمٌ ظُهُورٌ﴾ وَمَنْ يَعْرِضُ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ ﴿الْقُرْآنِ﴾ يَسْلُكُهُ ﴿بِالنُّونِ وَالْيَاءِ نُدْخِلُهُ﴾ عَذَابًا صَعْدًا (۱۷) ﴿شَاقًّا﴾ وَأَنَا الْمَسْجِدُ ﴿مَوَاضِعَ الصَّلَاةِ﴾ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا فِيهَا ﴿مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (۱۸) ﴿بِأَنَّ تَشْرِكُوا كَمَا كَانَتْ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى إِذَا دَخَلُوا كَنَائِسَهُمْ وَبَيْعَهُمْ أَشْرَكُوا﴾ وَأَنَّهُ بِالْفَتْحِ وَبِالْكَسْرِ اسْتِيفًا وَالضَّمِيرُ لِلشَّانِ ﴿لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ﴾ مُحَمَّدُ النَّبِيُّ ﴿يَدْعُوهُ﴾ يَعْبُدُهُ بِبَطْنِ نَخْلٍ ﴿كَادُوا﴾ أَيُّ الْجِنِّ الْمُسْتَمِعُونَ لِقِرَاءَتِهِ ﴿يَكُونُونَ عَلَيْهِ لَبَدًا﴾ (۱۹) ﴿بِكَسْرِ اللَّامِ وَضَمِّهَا جَمْعٌ لِبَدًا كَاللَّبْدِ فِي رُكُوبٍ بَعْضُهُمْ بَعْضًا رُكُوبًا﴾ أَعْلَى سَمَاعِ الْقُرْآنِ.

### ﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ (اے حبیب اللہ لوگوں سے) مجھے وحی ہوئی (اللہ کی جانب سے بذریعہ وحی مجھے خبر دی گئی) کہ ”اِنَّہ“ میں ”ہ“

ضمیر ضمیر شان ہے) کچھ جنوں نے (میری تلاوت کو) کان لگا کر سنا (یہ علاقہ نصیبین کے جنات تھے اور سماعت قرآن کا یہ واقعہ مکہ اور طائف کے درمیان واقع وادی نخلہ میں نماز فجر میں ہوا۔ یہ وہی جنات ہیں جن کا ذکر اللہ ﷻ نے اپنے فرمان ”واذ صرنا الیک نفسا من الجن..... الایہ“ میں کیا، پھر جب یہ جنات حضور ﷺ سے قرآن سن کر اپنی قوم کی طرف پلٹے.....) تو بولے ہم نے ایک عجیب قرآن سنا (جس کی فصاحت و بلاغت اور معانی کی گہرائی تعجب خیز ہے) کہ بھلائی (یعنی ایمان و صواب) کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور (آج کے بعد) ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے اور ”انہ“ میں اور اب بعد آنے والے دونوں مقامات میں موجود ضمیر ضمیر شان ہے) ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے (یعنی جن چیزوں کی اس کی طرف نسبت کی جاتی ہے اس کا جلال و عظمت اس سے منزہ ہے) نہ اس نے عورت اختیار کی (صاحبة بمعنی زوجہ ہے) اور نہ بچہ اور یہ کہ ہم میں کاسفید (یعنی جاہل) اللہ پر بڑھ کر بات کرتا تھا (اس کی طرف بیوی بچہ کی نسبت کر کے جھوٹ میں غلو کرتا تھا.....) اور یہ کہ ہمیں خیال تھا کہ ”ان“ یہاں مخففہ ہے اصل میں ”انہ“ تھا) ہرگز آدمی اور جن اللہ پر جھوٹ نہ باندھیں گے (اللہ ﷻ کو ان امور کے ساتھ متصف کر کے حتیٰ کہ ہم ان کے اس جھوٹ کو صحیح مان کر آگے بیان کرنے لگے) اور آدمیوں میں کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کی پناہ لیتے تھے (جب کہ دوران سفر وہ کسی منزل پر اترتے اور خوف محسوس کرتے تو ہر شخص یوں کہتا میں اس مقام کے بے وقوفوں کے شر سے بچنے کے لیے اس مقام کے سردار کی پناہ مانگتا ہوں، یعوذون بمعنی یستعیدون ہے) تو انہوں نے (یعنی لوگوں کے ان سے پناہ مانگنے) اور تکبر بڑھایا (رہقا بمعنی طغیاننا ہے، اور کہنے لگے ہم جنات و انسانوں کے سردار ہیں) اور انہوں نے (یعنی جنوں نے) گمان کیا جیسا کہ (اے انسانوں!) تمہیں گمان ہے کہ (موت آنے کے بعد) اللہ ہرگز کسی کو نہیں اٹھائے گا (جنات نے کہا) اور یہ کہ ہم نے آسمانوں کو چھوا (ہم سے بعض نے چوری چھپے باتیں سننے کے لیے) تو اسے پایا کہ بھردیا گیا (فرشتوں کے) سخت پہرے اور آگ کی چنگاریوں سے (جلانے والے ستاروں سے اور یہ معاملہ نبی پاک ﷺ کی بعثت کے وقت ہوا.....) اور یہ کہ ہم (حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے) آسمان میں سننے کے لیے کچھ موقعوں پر بیٹھا کرتے تھے (للمسمع بمعنی نستمع ہے) پھر اب جو کوئی سنے وہ اپنی تاک میں آگ کا لپٹ پائے (جو اس پر پھینکنے کے لیے تیار کیا گیا ہے) اور یہ کہ ہمیں نہیں معلوم کہ کوئی برائی کا ارادہ فرمایا گیا ہے (فرشتوں کی باتیں سننے سے روک دیئے جانے کے بعد) زمین والوں سے یا ان کے رب نے کوئی بھلائی چاہی (رشدًا بمعنی خیرا ہے) اور یہ کہ ہم میں (قرآن کو سننے کے بعد) کچھ نیک ہیں اور کچھ دوسری طرح کے ہیں (یعنی ایسے جن ہیں جو نیکو کار نہیں) ہم کئی راہیں پھٹے ہوئے ہیں (یعنی مختلف فرقوں میں بٹے ہیں مسلمان اور کافر.....) اور یہ کہ ہمیں یقین ہوا کہ ”ان“ مخففہ من الثقیلۃ ہے اصل میں ”انہ“ تھا) ہرگز زمین میں اللہ کے قابو سے نہ نکل سکیں گے اور نہ بھاگ کر اس کے قبضہ سے باہر ہوں (یعنی زمین میں رہ کر اس کے قابو سے نہیں نکل سکتے اور نہ زمین سے آسمان کی طرف بھاگ سکتے ہیں) اور یہ کہ ہم نے ہدایت کو (یعنی قرآن پاک کو) سنا اس پر ایمان لائے جو اپنے رب پر ایمان لائے تو اسے خوف نہیں (”فلا یخاف“ میں بعد فاء ”هو“ ضمیر مقدر ہے) کمی (یعنی نیکیوں میں کمی) اور نہ زیادتی کا (گناہوں میں اضافہ کر کے، زہقا بمعنی ظلما ہے) اور یہ کہ ہم میں کچھ مسلمان ہیں اور کچھ ظالم (سب اپنے کفر کے، القسطون بمعنی الجائرون ہے) تو جو اسلام لائے انہوں نے بھلائی سوچی (یعنی انہوں نے ہدایت کا قصد کیا) اور رہے ظالم وہ جہنم کے ایندھن ہوئے (خطبا کے معنی ایندھن ہے، ضما نر، ”انا، انہم، انہ بارہ مقامات پر یعنی ”انہ“ سے لے کر فرمان باری تعالیٰ ”وانا منا المسلمون“ تک انہیں کلام مستانفہ ہونے کی وجہ سے ہمزہ مکسورہ کے ساتھ اور اختیار کردہ توجیہ کے مطابق ہمزہ مفتوحہ کے ساتھ ہیں اللہ ﷻ نے کفار مکہ کے بارے میں فرمایا) اور یہ کہ ”ان“ مخففہ من الثقیلۃ ہے اس کا اسم محذوف ہے دراصل



”انہم“ کا عطف ”انہ استمع“ پر ہے) اگر وہ راہ پر سیدھے رہتے (یعنی راہ اسلام پر) تو ضرور ہم انہیں وافر پانی دیتے (آسمان سے بعد اس امر کے کہ بارش سات سال سے روک دی گئی تھی، بخدا کا بمعنی کثیرا ہے.....) کہ انہیں جانچیں (لنفتنہم بمعنی لسنختہم ہم ہے) اس میں (تاکہ ہم دکھادیں کہ وہ کیسا شکر ادا کرتے ہیں) اور وہ جو اپنے رب کے ذکر (یعنی قرآن پاک) سے مونہ پھیرے وہ اسے داخل کرے گا ”یسلسکہ“ علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ بمعنی یسد خسلہ ہے) سخت عذاب میں (معیدا بمعنی مشافا ہے) اور یہ کہ مسجدیں (یعنی نماز کی جگہیں) اللہ ہی کی ہیں تو (اس میں) اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو (شرک کر کے، جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے گرجاؤں اور عبادت خانوں میں جا کر شرک کیا) اور یہ کہ ”انہ“ میں ”ان“ کو مقنن اور بر بنائے استیناف کسور پڑھا گیا ہے اور ضمیر متصل ضمیر شان ہے) جب اللہ کا بندہ (نبی اللہ، محمد مصطفیٰ ﷺ) اس کی بندگی کرنے کو کھڑا ہوا (بطن نخلہ میں، یدعون بمعنی یعبدون ہے) تو قریب تھا کہ (آپ کی زبانی تلاوت سننے والے جنات) اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں (قرآن سننے کی حرص و شوق کی وجہ سے، ”لبدا“ لام مسورۃ و مضمومہ کے ساتھ ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿فعل او حی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرانا عجبا یهدی الی الرشدا فامنا بہ﴾  
 فعل: قول، او حی: فعل مجہول، الی: ظرف لغو، انہ: حرف مشبہ و اسم، استمع: فعل، نفر: موصوف، من الجن: ظرف مستقر صفت، ملکر  
 فعل: ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، قالوا قول، انا: حرف مشبہ و اسم، سمعنا: فعل بافاعل، قرانا: موصوف، عجبا: صفت  
 اول، یہدٰی الی الرشدا: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، امنا بہ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر  
 خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقول، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولن نشرک برنا احدا و انہ تعالیٰ جد ربنا ما اتخذ صاحبة ولا ولدا﴾  
 فعل: لن نشرک، برنا: فعل نفی بافاعل، بربنا: ظرف لغو، احدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انہ: حرف مشبہ و اسم، تعالیٰ  
 خبر، ملکر جملہ فعلیہ معترضہ، ما اتخذ: فعل نفی بافاعل، صاحبة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تافیہ، ولدا: مفعول، ملکر جملہ  
 فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل ”انہ استمع“ پر معطوف ہے۔

﴿و انہ کان یقول سفیہنا علی اللہ شططا﴾  
 و: عاطفہ، انہ: حرف مشبہ و اسم، کان: فعل ناقص با اسم، یقول سفیہنا: فعل و فاعل، علی اللہ: ظرف لغو، شططا: ”قولا“ مصدر  
 محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل ”انہ استمع“ پر معطوف ہے۔

﴿وانا ظننا ان لن نقول الانس والجن علی اللہ کذبا﴾  
 و: عاطفہ، انا: حرف مشبہ و اسم، ظننا: فعل بافاعل، ان: مخففہ ضمیر شان محذوف کا اسم، لن نقول: فعل نفی، الانس والجن: فاعل، علی  
 اللہ: ظرف لغو، کذبا: ”قولا“ مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول، ملکر جملہ  
 فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل ”انہ استمع“ پر معطوف ہے۔

﴿وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن فزادوہم رجلا﴾  
 و: عاطفہ، انہ: حرف مشبہ و اسم، کان: فعل ناقص، رجال: موصوف، من الانس: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم، یعوذون: فعل  
 بافاعل، بر: جار مجال موصوف، من الجن: ظرف مستقر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ فعلیہ

معطوف علیہ، ف: عاطفہ، زادوہم: فعل بافاعل ومفعول، ر: ہذا، مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل ”انہ“ استمع“ پر معطوف ہے۔

﴿وانہم ظنوا کما ظننتم ان لن یبعث اللہ احدا﴾

و: عاطفہ، انہم: حرف مشبہ واسم، ظنوا: فعل بافاعل، کاف: جار، ما: موصولہ، ظننتم: فعل بافاعل، ان: مخففہ باضمیر شان محذوف اس کا اسم، لن یبعث اللہ: فعل نفی وفاعل، احدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ”ظنا“ مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل ”انہ استمع“ پر معطوف ہے۔

﴿وانا لمسنا السماء فوجدناها ملئت حرسا شديدا وشهابا﴾

و: عاطفہ، انا: حرف مشبہ واسم، لمسنا السماء: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، و: جملہ فعلیہ بافاعل ومفعول، ملئت: ملئت: فعل مجہول ”ہی“ ضمیر ذوالحال، حرسا شديدا: مرکب توصیفی معطوف علیہ، و: عاطفہ، شہابا: معطوف، ملکر حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل ”انہ استمع“ پر معطوف ہے۔

﴿وانا کنا نقعد منها مقاعد للسمع فمن یستمع الان یجد له شهابا رصدا﴾

و: عاطفہ، انا: حرف مشبہ واسم، کنا: فعل ناقص بااسم، نقعد: فعل بافاعل، منها: ظرف لغو مقدم، مقاعد: اسم ظرف، ملکر مشبہ جملہ ہو کر موصوف، للسمع: ظرف مستقر صفت، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل ”انہ استمع“ پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدأ، یستمع الان: فعل بافاعل وظرف، ملکر جملہ فعلیہ شرط، یجد له: فعل بافاعل وظرف مستقر مفعول ثانی، شہابا رصدا: مرکب توصیفی مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وانا لا ندری اشرارید بمن فی الارض اما ارادہم ربہم رشدا﴾

و: عاطفہ، انا: حرف مشبہ واسم، لا ندری: فعل نفی بافاعل، ہمزہ: حرف استفہام، شرو: مبتدأ، ارید: فعل مجہول بانائب الفاعل، بمن فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف علیہ، ام: عاطفہ، ارادہم: اسم فاعل وظرف لغو، ربہم: فاعل، رشدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل ”انہ استمع“ پر معطوف ہے۔

﴿وانا منا الصلحون ومنا دون ذلک کنا طرائق قددا﴾

و: عاطفہ، انا: حرف مشبہ واسم، منا: ظرف مستقر خبر مقدم، الصلحون: مبتدأ مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، منا: ظرف مستقر خبر مقدم، دون: بمعنی، غیر مضاف، ذلک: مضاف الیہ، ملکر مبتدأ مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل ”انہ استمع“ پر معطوف ہے، کنا: فعل ناقص بااسم، طرائق: موصوف، قددا: صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانا ظننا ان لن نعجز اللہ فی الارض ولن نعجزہ ہربا﴾

و: عاطفہ، انا: حرف مشبہ واسم، ظننا: فعل بافاعل، ان: مخففہ باضمیر شان محذوف اس کا اسم، لن نعجز اللہ: فعل نفی بافاعل ومفعول، فی الارض: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لن نعجز: فعل نفی ”نا“ ضمیر ذوالحال، ہربا: حال، ملکر فاعل، ہ: ضمیر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل ”انہ استمع“ پر معطوف ہے۔

﴿وانا لما سمعنا الہدیٰ امانا بہ فمن یومن برہ فلا یخاف بخسا ولا رھقا﴾

و: عاطفہ، انا حرف مشبہ واسم، لہما بشرطیہ، سمعنا الہدی: جملہ فعلیہ شرط، امنابہ: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، من بشرطیہ مبتدا، یوم من سر بہ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، لا یخاف: فعل نفی بافاعل، بنحسا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا ینافیہ، و: ہقا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ "ہو" مبتدا محذوف کیلئے خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ملکر جملہ شرطیہ، ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمُونَ وَمِنَ الْقَاسِطُونَ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا وَرَشِدُوا﴾

و: عاطفہ، انا حرف مشبہ واسم، معنا: ظرف مستقر خبر مقدم، المسلمون: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، معنا: القاسطون: جملہ اسمیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "انہ استمع" پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، من بشرطیہ مبتدا، اسلم: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اولئک: مبتدا، تحروا وارشدا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾

و: عاطفہ، اما حرف شرط، القاسطون: مبتدا، ف: جزائیہ، کانوا: فعل ناقص با اسم، لجهنم: ظرف مستقر حال مقدم، حطباً: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "مہمایکن من شیء فی الدنیا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وَأَن لَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقِينَهُمْ مَّاءً غَدَقًا لَّنَفْتِنَهُمْ فِيهِ﴾

و: عاطفہ، ان: مخففہ، انصیر شان محذوف اسم، لو: شرطیہ، استقاموا علی الطریقہ: جملہ فعلیہ شرط، لام: تاکیدیہ، اسقینہم: فعل بافاعل ومفعول، ماء غدقا: مرکب توصیفی مفعول ثانی، لام: جار، نفتہم فیہ: جملہ فعلیہ بتقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "انہ استمع" پر معطوف ہے۔

﴿وَمَن يَعْزُضْ عَنِ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا﴾

و: عاطفہ، من بشرطیہ مبتدا، يعرض عن ذکر ربہ: جملہ فعلیہ شرط، یسلکہ: فعل بافاعل ومفعول، عذابا صعدا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وَأَن الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾

و: عاطفہ، ان المسجد: حرف مشبہ واسم، للہ: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "انہ استمع" پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، لا تدعوا: فعل نہی بافاعل، مع اللہ احدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَأَن لَّمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴾

و: عاطفہ، انہ حرف مشبہ واسم، لہما بشرطیہ، قام: فعل، عبد اللہ: ذوالحال، يدعوه: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، کادوا: فعل مقارب با اسم، یكونون: فعل ناقص با اسم، علیہ: ظرف مستقر خبر مقدم، لبدا: ذوالحال، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر ماقبل "انہ استمع" پر معطوف ہے۔

﴿تَشْرِيعٌ تُوَضِّحُ وَاعْرَاضٌ﴾

جن کے معنی اور ان کا قرآن سننا:

۱..... الجن کی اصل وہ چیز ہے جو انسان کے حواس سے پوشیدہ ہو، اور جن کی دو قسمیں ہیں: (۱)..... روحانی جو کہ حواس سے پوشیدہ ہوتی ہے اور اس قسم میں ملائکہ اور شیاطین داخل ہیں، تمام ملائکہ جن (پوشیدہ) ہیں جب کہ تمام جن ملائکہ نہیں، اور یہ قول ابو

ساح کا ہے، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ بعض جن روحانی ہوتے ہیں اور روحانین کی تین اقسام ہیں: ایک اختیار کھلاتے ہیں مراد ان سے ملائکہ ہیں، دوسرے اشرا کھلاتے ہیں مراد اس سے شیاطین ہیں اور تیسرے اوساط کھلاتے ہیں جن میں اشرا و اختیار دونوں ہی کا ملا جلا معاملہ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَاِنَا مِنَ الْمُسْلِمُونَ وَمِنَ الْقَاسِطُونَ﴾ اور یہ کہ ہم میں سے کچھ مسلمان ہیں اور کچھ ظالم (الجن: ۱۱)۔ ماں کے پیٹ میں موجود بچے کو جنین کہتے ہیں کیونکہ یہ بھی دیگر انسانوں سے بلکہ خود ماں سے پوشیدہ ہوتا ہے کہ جنین کی حالت مذکر ہے یا مؤنث ہے۔

(النفردات، ص ۱۰۵)

☆..... حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ عکاظ کے بازار کا قصد کر کے تشریف لے گئے، اس اثناء میں شیاطین جنات اور آسمان کی خبروں کے مابین کوئی چیز حائل ہو گئی تھی اور ان کے اوپر آگ کے گولے پھینکے جاتے تھے، پھر شیاطین واپس آجاتے تھے، وہ ایک دوسرے سے پوچھتے: اب کیا ہو گیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہمارے اور آسمان کے مابین کوئی چیز حائل ہو گئی ہے اور ہم پر آگ کے گولے پھینکے جاتے ہیں، انہوں نے کہا: تمہارے اور آسمان کے مابین وہی چیز حائل ہوئی ہے جو تازہ ظہور میں آئی ہے، تم زمین کے مشارق و مغارب میں سفر کرو اور دیکھو کہ کون سی نئی چیز ظہور میں آئی ہے، پھر وہ روانہ ہوئے اور انہوں نے سفر کیا اور اس چیز پر غور کرتے گئے کہ ان کے اور آسمان کے مابین کوئی چیز حائل ہو گئی ہے؟ پھر وہ جنات تہامہ میں پہنچے جہاں سید عالم ﷺ مجبور کے درخت کے پاس موجود تھے، اس وقت آپ عکاظ کے بازار کا قصد کرنے والے تھے اور آپ اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، جب جنات نے قرآن مجید سنا تو انہوں نے کہا: غور سے سنو یہی وہ چیز ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبر کے مابین حائل ہو گئی ہے، پھر وہ وہیں سے اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے اور انہوں نے کہا: اے ہماری قوم! ﴿اِنَا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي الْاِلٰهِي الْاِرْشَادَ فَاَمْنًا بِهِ وَلَنْ نَشْرَكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا﴾ ہم نے عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے (الجن: ۱ تا ۲)۔ اور اللہ ﷻ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: ﴿قُلْ اَوْحٰى اِلٰى اَنفِہِ اسْتَمِعْ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ تَمْفِرُوْاۤ اَنَّهُۥ جِثٌّ مَّجْنُوْنٌ﴾ اور آپ کی جانب جنات کے قول کی وحی کر دی گئی۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب سورة الجن قل اوحی الی برقم: ۴۹۲۱، ص ۸۷۶)

## سید عالم ﷺ اور صحابہ کا جنات کو دیکھنا:

۲..... سید عالم ﷺ کے جنات کو دیکھنے یا نہ دیکھنے دونوں جانب کی احادیث مروی ہیں اور حقیقت حال اللہ ﷻ ہی بہتر جانتا ہے تاہم موضوع کے اعتبار سے دو اقسام کی احادیث درج ذیل نقل کی جاتی ہیں۔

☆..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جنات سے ملاقات کی رات میں سید عالم ﷺ کے ساتھ تھے، پس ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے عبداللہ! کیا تمہارے ساتھ پانی ہے؟“ میں نے کہا: میرے ساتھ ایک مشکیزہ پانی ہے، آپ نے فرمایا: ”مجھ پر ڈالو“، پھر آپ نے وضو فرمایا، پس نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ”اے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ! یہ پاک مشروب ہے اور پاک کرنے والا ہے۔“

(سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ و سنتہا، باب الوضوء بالنیۃ، رقم: ۳۸۵، ص ۸۴)

☆..... علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو پوچھا کیا آپ میں سے کوئی شخص اس رات سید عالم ﷺ کے ساتھ تھا، جب آپ ﷺ کی جنات سے ملاقات ہوئی تھی؟ انہوں نے جواب میں یوں کہا کہ: ہم میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے ساتھ نہ تھا، لیکن ایک رات ہم نے آپ ﷺ کو کم پایا اور ہمیں بھی خیال آتا تھا کہ کسی دشمن نے آپ ﷺ کو دھوکہ دے دیا ہے، یا کوئی اور غیر مناسب واقعہ آپ ﷺ کے ساتھ پیش آیا ہے، ہم نے انتہائی پریشانی میں وہ رات گزاری، جب صبح ہوئی تو ہم نے آپ کو غار حرا کی جانب سے آتے ہوئے



ملاحظہ فرمایا، ہم نے استفسار کیا: یا رسول اللہ ﷺ اور ہم نے آپ ﷺ سے اپنی پریشانی بیان کی، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس ایک جن دعوت دینے آیا، اور میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان کے سامنے قرآن پڑھا، پھر آپ ہم کو لے کر گئے اور ان کے نشانات اور آگ کے نشانات ہمیں دکھائے، شععی کہتے ہیں کہ انہوں نے آپ سے ناشتہ طلب کیا تھا، عامر نے کہا یہ سب ایک جزیرے کے جن تھے، اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام پڑھا گیا ہو جب وہ تمہارے ہاتھ میں آئے گی تو گوشت سے بھر جائے گی، اور اسی طرح گوشت ہمارے جانوروں کا چارہ بنے گا، پس اے مسلمانوں! ان دونوں چیزوں سے استغناء نہ کیا کرو، کیونکہ یہ تمہارے بھائی جنات کی خوراک ہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الجہر بالقرائن فی الصبح، رقم: (۸۹۳)/۴۵۰، ص ۲۱۹)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ایک سرکش جن مجھ پر رات کو حملہ آور ہونے لگا تا کہ میری نماز خراب کرے، اللہ جل جلالہ نے مجھے اس پر قدرت دی اور میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کو مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں، یہاں تک کہ تم سب صبح اٹھ کر اس کو دیکھتے، لیکن مجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعایا یاد آ گئی ﴿رب اغفر لی وحب لی ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی اے میرے رب! مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کے لائق نہ ہو﴾ (ص ۳۰)، پھر آپ نے اس کو ناکام واپس کر دیا۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب الاسیر او الغریم یربط فی المسجد، رقم: ۴۶۱، ص ۸۰)

☆..... حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ عکاظ کے بازار کا قصد کر کے تشریف لے گئے، اس اثناء میں شیاطین جنات اور آسمان کی خبروں کے مابین کوئی چیز حاصل ہو گئی تھی..... ماقبل حاشیہ نمبر ”ا“ میں روایت موجود ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب سورة الجن، قل اوحی الی، رقم: ۴۹۲۱، ص ۸۷۶)

دونوں روایات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس کے نزدیک سید عالم ﷺ نے جنات کو نہیں دیکھا جب کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا موقف یہ ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے جنات کو ملاحظہ کیا ہے۔

## جنات کے مومن و کافر ہونے کا بیان:

ج..... اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿یہدی الی الرشدا فامنا بہ ولن نشکرک بربنا احدا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے تو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے﴾ (الحن: ۲)، ﴿وانا منا الصلحون ومنا دون ذلک کنا طوائف قددا اور یہ کہ ہم میں کچھ نیک ہیں اور کچھ دوسری طرح کے ہیں ہم کئی راہیں پھٹے ہوئے ہیں﴾ (الحن: ۱۱)۔ ان میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی، مگر ان کے کفار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں، اور ان میں سے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی، سنی بھی ہیں اور بد مذہب بھی، اور ان میں فاسقوں کی تعداد بہ نسبت انسان کے زائد ہے۔

علامہ اسماعیل حتی کہتے ہیں: ان میں قدریہ، مرجہ، خوارج، روافض، شیعہ اور سنی ہوتے ہیں۔ (روح البیان، ج ۱۰، ص ۲۲۷)

امام جریر طبری لکھتے ہیں: ابن عباس، مجاہد، قتادہ، سفیان رضی اللہ عنہم وغیرہ کے قول کے مطابق جنات میں ہوائے نفس ہوتی ہے اور ان میں مسلمان اور مشرک یعنی کافر سب ہی پائے جاتے ہیں۔ (الطبری، الجزء: ۲۹، ص ۱۳۳)

## دین پر استقامت اور مائے غدق کی بشارت:

ج..... اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿وان لو استقاموا علی الطریقة لاسقینہم ماء غدقا اور فرماؤ کہ مجھے یہ وحی ہوئی ہے کہ اگر وہ راہ پر سیدھے رہتے تو ضرور ہم انہیں وافر پانی دیتے﴾ (الحن: ۱۶)۔ کثرت سے سیراب ہونا، اسی سے آنکھ کا بہت زیادہ آنسو بہانا، اغدق العیش یعنی آسودہ حال ہونا، اغدقت الارض یعنی زمین کا سرسبز ہونا مراد ہے، غدقا المكان یعنی بارش سے تر ہونا اور سرسبز

ہونا۔ الغرض زیادتی اور فراوانی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ دین اسلام پر عمل کرنے کا ثمرہ یہ ہے کہ انسان اخروی زندگی میں سیرابی اور شادابی حاصل کر لے۔ اگر نافرمان لوگ حق کے طریقے پر قائم ہو جائیں اور استقامت اختیار کر لیں تو ان پر رزق وسیع کر دیا جائے گا، اور دنیا میں بھی اس کی برکت سے انہیں فراخی ملے گی جس سے نفع اٹھائیں گے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ استقامت اور طاعت کی برکت سے انہیں پاک اور کثیر پانی سے سیراب کریں گے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ اسلام کے طریقے پر جو کار بند رہتے ہیں انہیں کثیر منافع دیئے جاتے ہیں اور انہیں ہم بہت مال دینگے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ جو ایمان لائیں ان سب کے لئے ہم دنیا کی زندگی بھی وسیع کر دیں گے اور انہیں وسیع رزق عطا کریں گے۔ اور بعض مفسرین نے یہ قول بھی کیا ہے کہ جو گمراہی پر ڈٹ جائے ہم انہیں رزق میں کشادگی دیں گے لیکن یہ کشادگی اُن پر اللہ ﷻ کا انعام نہیں بلکہ ان کے لئے ڈھیل اور آزمائش کی وجہ سے ہوگی۔ (الطبری، الجزء: ۲۹، ص ۱۳۶ وغیرہ)

### اغراض:

جن نصیبین: لیکن کا علاقہ ہے اور اصل کے اعتبار سے منصرف ہے جب کہ اس کے علاوہ اس میں علیت اور عجمہ بھی مانا جاتا ہے۔ فی صلاة الصبح: حاشیہ نمبر ”ا“ کے تحت حدیث کا مطالعہ کیجئے۔ بین مکة والطائف: یعنی طائف اور مکہ کے مابین ایک رات کا فاصلہ تھا۔ فی فصاحتہ: فی بمعنی من ہے، جس پر ماقبل دلالت کرتا ہے یا سبب ہے۔ وغیر ذلک: جیسا کہ غیب کی خبریں۔ مخففة: اور ان کا اسم ضمیر شان مضمر ہے اور جملہ منفیہ اس کی خبر ہے۔ قال تعالیٰ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہ مقالہ اور اس کا مابعد مقالہ اللہ کے کلام ہیں جب کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ جن کے کلام ہیں۔ حین یسزلون: اہل عرب کا دستور تھا کہ جب کسی وادی میں رات قیام کرتے تو یوں کہتے: ”اعوذ بسید هذا الوادی من سفهاء قومہ یعنی میں وادی کی بیوقوف قوم کے سردار کی پناہ مانگتا ہوں، مراد جن ہوتے تھے کہ وہ جن سے پناہ مانگتے تھے، پس رات اسی طرح امن سے گزارتے یہاں تک کہ صبح کرتے، اور وہ اس میں خیر جانتے، اور ابتداء میں یمن کی بنی حنیفہ قوم کا یہ حال تھا بعد میں عرب میں یہ طریقہ پھیل گیا اور جب اسلام غالب آیا اللہ کی پناہ مانگی جانے لگی نہ جن کی، المختصر۔ رمننا: بمعنی قصدنا اور طلبنا ہے۔ نجوما محروقة: مناسب ہوتا کہ یوں کہا جائے: ”شعلا منفصلة من نار الکواکب: یعنی ستاروں سے جدا ہونے والے شعلے“۔ کیونکہ شہاب سے مراد وہ شعلے ہیں جو کواکب سے نکلتے ہیں۔

وذلك: سے آسمان کا سخت پہروں اور شہابوں میں ہونا مراد ہے۔ ای قوم غیر صالحین: سے مراد غیر مسلمین ہیں۔ وانا: قاضی مظہری کا یہاں بہت عمدہ کلام ہے چنانچہ کہتے ہیں، ﴿انا لمسنا السماء﴾ سے لیکر ﴿انا منا المسلمون﴾ کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ یہ جنوں کا کلام ہے، اس لئے ان پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر ان پڑھیں تو تکلف کرنا ضروری ہوگا کہ ان کا عطف آمنا بہ کے جار مجرور پر ہوگا اور اس صورت میں ان جملوں کا عطف ﴿انه استمع نفر من الجن﴾ پر کرنے کا تصور نہیں کیا جاسکتا اور یہ امر مخفی نہیں بلکہ ظاہر ہے۔ قال تعالیٰ فی کفار مکة: میں اس جانب اشارہ ہے کہ اللہ کے فرمان: ﴿وان لو استقاموا..... الخ﴾ کا متعلق ”الجن“ نہیں، بلکہ مکمل جملہ اللہ کی وحی کو شامل ہے۔ ای طریقۃ الاسلام: مراد اسلام کے طریقے پر عمل کرنا ہے، اور اسلام کا طریقہ مامورات پر عمل اور منہیات سے بچنا ہے۔ علم ظہور: خلاق کے لئے، جب کہ اللہ پر کوئی چیز مخفی نہیں، معنی یہ ہے کہ مخلوق پر اللہ علم سے متعلق امور ظاہر فرما دیتا ہے۔ شاقا: لازم کے ساتھ تفسیر کی، ورنہ الصعود بمعنی العلو والارتفاع ہے۔ بحجون مکة: یعنی مکہ مکرمہ کا حج کرتے، یہاں سید عالم ﷺ کی دعوت تبلیغ دینے کا بیان ہے کہ لوگ اُن کی تبلیغ کو سننے کے شوق میں جمع ہو جاتے اور پہلی مرتبہ یہ معاملہ وادی نخل میں اور دوسری مرتبہ حج کے ایام میں ہوا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وادی نخل میں سات یا نو افراد جمع ہوئے جو کہ اس فرمان کے منافی نہیں: ﴿کادوا یبکون علیہ لبداء﴾۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۱۷۸ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۲

﴿قُلْ مُجِيبًا لِلْكَافِرِ فِي قَوْلِهِمْ إِرْجِعْ عَمَّا أَنتَ فِيهِ وَلِي قِرَاءَةٌ قُلْ﴾ ﴿الما ادعوا ربی﴾ ﴿إِلَٰهًا﴾ ﴿وَلَا اِشْرَکَ بِهِ﴾  
 احدا (۲۰) ﴿قُلْ اِنِّی لَا اَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًا﴾ ﴿غَیَا﴾ ﴿وَلَا رِشْدًا﴾ (۲۱) ﴿خَیْرًا﴾ ﴿قُلْ اِنِّی لَنْ یَجِیْرَنِی مِنَ اللّٰهِ﴾ ﴿مِنْ﴾  
 عَذَابِهِ اِنْ عَصِیْتُهُ﴾ ﴿اَحَدٌ وَلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهِ﴾ ﴿اٰیٌ غَیْرَهُ﴾ ﴿مُلْتَحِدًا﴾ (۲۲) ﴿مُلْتَحِجًا﴾ ﴿اَلَا بَلَاغٌ﴾ ﴿اِسْتِثْنَاءٌ مِنْ﴾  
 مَفْعُوْلٍ اَمْلِکُ اٰیٌ لَا اَمْلِکُ لَکُمْ اِلَّا الْبَلَاغُ اِلَیْکُمْ﴾ ﴿مِنَ اللّٰهِ﴾ ﴿اٰیٌ غَنَیُّ﴾ ﴿وَرِسْلَتُهُ﴾ ﴿عَطْفٌ عَلٰی بَلَاغًا وَمَا﴾  
 بَیْنَ الْمُسْتَشْنِی مِنْهُ وَالْاِسْتِثْنَاءِ اِغْتِرَاضٌ لِتَاْکِیْدِ نَفْسِ الْاِسْتِطَاعَةِ﴾ ﴿وَمَنْ یَعْصِ اللّٰهَ وَرِسُوْلَهُ﴾ ﴿فِی﴾  
 التَّوْحِیْدِ فَلَمْ یُؤْمِنْ﴾ ﴿فَاَنْ لَّهِ نَارُجْهَنَّمْ خُلْدِیْنَ﴾ ﴿حَالَ مِنْ ضَمِیْرٍ مِنْ فِیْ لَهٗ رِغَاۃٌ لِمَعْنَاهَا وَهِيَ حَالٌ مُّقَدَّرَةٌ﴾  
 وَالْمَعْنٰی یَدْخُلُوْنَهَا مُقَدَّرًا خُلُوْدُهُمْ﴾ ﴿فِیْهَا اَبَدًا﴾ (۲۳) ﴿حَتّٰی اِذَا رَاوْا﴾ ﴿حَتّٰی اِیْتِذَاۃً فِیْهَا مَعْنٰی الْغَاۃِ﴾  
 لِمُقَدَّرٍ قَبْلُهَا اٰیٌ لَا یَزَالُوْنَ عَلٰی کُفْرِهِمْ اِلٰی اَنْ یَّرَوْا﴾ ﴿مَا یُوعِدُوْنَ﴾ ﴿مِنَ الْعَذَابِ﴾ ﴿فَسِیَعْلَمُوْنَ﴾ ﴿عِنْدَ خُلُوْلِهِ﴾  
 بِهِمْ یَوْمَ یَبْدُوْا یَوْمَ الْقِیَمَةِ﴾ ﴿مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَاَقْلَ عَدَدًا﴾ (۲۴) ﴿اَغْوَانَا اَهُمْ اَمْ الْمُؤْمِنُوْنَ عَلٰی الْقَوْلِ الْاَوَّلِ﴾  
 اَوْ اَنَا اَمْ هُمْ عَلٰی الثَّانِی فَقَالَ بَعْضُهُمْ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ فَنَزَلَ﴾ ﴿قُلْ اِنْ اٰیٌ مَّا اَدْرِیْ اَقْرِبَ مَا تُوْعَدُوْنَ﴾ ﴿مِنْ﴾  
 الْعَذَابِ﴾ ﴿اَمْ یَجْعَلُ لَہٗ رَبِّیْ اَمَدًا﴾ (۲۵) ﴿غَاۃٌ وَّاجَلًا لَا یَعْلَمُہُ اِلَّا هُوَ﴾ ﴿عِلْمُ الْغَیْبِ﴾ ﴿مَا غَابَ بِہٖ عَنِ الْعِبَادِ﴾ ﴿فَلَا﴾  
 یُظْہَرُ﴾ ﴿یُطْلَعُ﴾ ﴿عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا﴾ (۲۶) ﴿مِنَ النَّاسِ﴾ ﴿اِلَّا مَنْ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَانَہٗ﴾ ﴿مَعَ اِطْلَاعِہٖ عَلٰی مَا شَاءَ﴾  
 مِنْہٗ مُعْجِزَةٌ لَّہٗ﴾ ﴿یَسْئَلُکَ﴾ ﴿یَجْعَلُ وَیَسِیْرُ﴾ ﴿مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ﴾ ﴿اٰیَ الرَّسُوْلِ﴾ ﴿وَمَنْ خَلْفَہٗ﴾  
 رَصَدًا﴾ (۲۷) ﴿مَلَائِکَۃٌ یَّحْفَظُوْنَہٗ حَتّٰی یَبْلُغَہٗ فِی جُمْلَةِ الْوَحٰی﴾ ﴿لِیَعْلَمَ﴾ ﴿اَللّٰہُ عَلِمَ ظُہُوْرُ﴾ ﴿اِنْ﴾ ﴿مُخَفَّفَةٌ مِنْ﴾  
 الثَّقِیْلَةِ اٰیٌ اِنَّہٗ﴾ ﴿قَدْ اِبْلَغُوْا﴾ ﴿اٰیَ الرَّسُلِ﴾ ﴿رَسَلْتُ رَبِّہُمْ﴾ ﴿رَوْعٰی یَجْمَعُ الضَّمِیْرَ مَعْنٰی مِنْ﴾ ﴿وَاحِاطَ بِمَا﴾  
 لَدِیْہِمْ﴾ ﴿عَطْفٌ عَلٰی مُقَدَّرِ اٰیٍ فَعَلِمَ ذٰلِکَ﴾ ﴿وَاحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا﴾ (۲۸) ﴿تَمِیِیْزٌ وَهُوَ مَحْوُوْلُ الْمَفْعُوْلِ﴾  
 وَالْاَصْلُ اُحْصٰی عَدَدَ کُلِّ شَیْءٍ۔

## ﴿ترجمہ﴾

فرمایا (کافروں کی اس بات کہ ”تم اپنے مذہب کو چھوڑ دو“ کا جواب دیتے ہوئے ایک قرائت میں ”قال“ کی جگہ قل پڑھا گیا ہے  
 (میں تو اپنے رب ہی کو (معبود) مانتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہراتا تم فرماؤ میں تمہارے برے بھلے کا مالک نہیں (ضرر بمعنی  
 غیا اور شدہ بمعنی خیرا ہے) تم فرماؤ ہرگز مجھے اللہ سے (یعنی اس کے عذاب سے) کوئی نہ بچا سکے گا (اگر بالفرض میں اس کی نافرمانی کروں) اور ہرگز اس کے سوا (دونہ بمعنی غیرہ ہے) کوئی پناہ نہ پاؤں (ملتحدہ بمعنی ملتجی ہے) مگر اللہ کے پیام پہچانا  
 (”بلاغا“ یہ ”املک“ کے مفعول سے مستثنیٰ ہے، مقدر عبارت یہ ہے ”لا املک لکم الا البلاغ الیکم من اللہ“ میں من  
 بمعنی عن ہے) اور اس کی رسالتیں (”رسالة“ کا عطف ”بلاغا“ پر ہے مستثنیٰ منہ اور مستثنیٰ کے درمیان استطاعت کی نفی کو موکد  
 کرنے کے لیے یہ کلام معترضہ ہے) اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ ماننے (توحید کے بارے میں اور ایمان نہ لائے) تو بیشک ان  
 کے لیے جہنم کی آگ جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں (”خلدین“ بعض کی ضمیر سے حال ہے، ”لہ“ کو ذکر کرنے میں ”من“ کے معنی کی  
 رعایت کی گئی ہے یہ حال مقدر بن رہا ہے عبارت مقدرہ یوں ہوگی، ای ید خلونہا مقدرہ اخلودہم) یہاں تک جب دیکھیں گے

(یہاں حتیٰ اس میں ماقبل مقدر کے لیے غایت کا معنی پایا جا رہا ہے معنی آیت یہ ہے یہ لوگ اپنے کفر پر ڈٹے رہیں گے اگر چہ دیکھ لیں جو وعدہ دیا جاتا ہے (یعنی عذاب کو) تو اب جان جائیں گے (یوم بدر خود پر عذاب نازل ہونے وقت یا بروز قیامت) کہ کس کا مددگار کمزور اور کس کی گنتی کم (مددگاروں کی پہلے کے مطابق مراد یہ ہوگی کہ ان کافروں کی یا مسلمانوں کی اور دوسرے قول کے مطابق معنی یہ ہوگا میری یا ان کافروں کی یا ان مسلمانوں کی اور دوسرے قول کے مطابق معنی یہ ہوگا میری یا ان کافروں کی بعض کافروں نے نزول عذاب منکر کہا یہ وعدہ کب آئے گا تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) تم فرماؤ میں نہیں جانتا (ان بمعنی مسافہ ہے) آیا نزدیک ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے (یعنی عذاب) یا میرا رب اسے کچھ وقفہ دے گا (جس کا علم اسی کو ہے، امدد کے معنی غایت مدت کے ہے) غیب کا جاننے والا (یعنی ان امور کو جاننے والا جو بندوں کے لیے غیب ہے) تو وہ ظاہر نہیں فرماتا (یعنی مطلع نہیں فرماتا) اسے غیب پر (لوگوں میں سے) کسی کو سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے وہ (انبیاء میں سے بطور معجزہ جسے غیب پر اپنی مشیت کے مطابق مطلع فرماتا ہے.....) کہ مقدر کر دیتا ہے (بسلک بمعنی بسجیل و بسیر ہے) ان کے (یعنی رسولوں کے) آگے پیچھے پہرا (فرشتوں کا کہ وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں حتیٰ کہ جملہ وحی ان رسول تک پہنچ جاتی ہے) تاکہ دیکھ لے وہ (اللہ تعالیٰ اپنا علم ظاہر فرما کر لوگوں کو دکھا دے) کہ ”ان“ مخففہ من الثقیلہ ہے، اصل میں ”انہ“ ہے) انہوں نے (یعنی رسولوں نے) اپنے رب کے پیام پہنچا دیئے (یہاں ضمیر جمع کو ذکر کرنے میں ”من“ کے معنی کی رعایت کی گئی ہے) اور جو کچھ ان کے پاس ہے سب اس کے علم میں ہے (”واحاط بما لدیہم“ کا عطف عبادت مقدرہ ”فعلہم ذلک“ پر ہے) اور اس نے ہر چیز کی گنتی شمار کر رکھی ہے (”عددا“ تمیز ہے جسے مفعول سے پھیرا گیا ہے، اصل میں عبارت یوں ہے احصیٰ عدد کل شیء)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿قل انما ادعوا ربی ولا اشرك به احدا﴾

قل: قول، انما: حرف مشبہ و ما کافہ، ادعوا ربی: فعل نفی بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا اشرك: فعل نفی بافاعل، بہ: ظرف لغو، احدا: مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا﴾

قل: قول، انی: حرف مشبہ و اسم، لا املک لکم: فعل نفی بافاعل وظرف لغو، ضرا: مفعول علیہ، و: عاطفہ، لا: تانیہ، رشدا: مفعول، مکر مقولہ، مکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿قل انی لن یجیرنی من اللہ احد ولن اجد من دونه ملتحدا الا بلغا من اللہ ورسلتہ﴾

قل: قول، انی: حرف مشبہ و اسم، لن یجیرنی: فعل نفی ومفعول، من اللہ: ظرف لغو، احد: فاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لن اجد: فعل نفی بافاعل، من دونه: ظرف مستقر مفعول ثانی، ملتحدا: مفعول اول، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، مکر جملہ قولیہ، الا: اداة استثناء، بلغا: موصوف، من اللہ: ظرف مستقر مفعول، مکر مقولہ، مکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، مکر جملہ قولیہ۔

﴿ومن یعص اللہ ورسولہ فان له نار جہنم خلدین فیہا ابد﴾

و: متانفہ، من: شرطیہ مبتدأ، یعص اللہ ورسولہ: جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، ان: حرف مشبہ، لام: جار، ہ: ضمیر ذوالحال، خلدین: متانفہ، فیہا: متانفہ، ابد: جملہ حال، مکر ظرف مستقر خبر مقدم، نار جہنم: اسم مؤخر، مکر جملہ اسمیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ متانفہ۔



﴿حتیٰ اذا راو ما یوعدون فسیعلمون من اضعف ناصرا و اقل عددا﴾

حتیٰ: جار، اذا بظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، و راو: فعل بافاعل، ما یوعدون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، سیعلمون: فعل بافاعل، من: استفہامیہ مبتدأ، اضعف: اسم تفضیل "ہو" ضمیر متبوع، ناصرا: تہنیز، ملکر فاعل، ملکر جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقل عددا: شبہ جملہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر مجرور، ملکر باقبل فعل "یکونون علیہ لہذا" کیلئے ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قل ان ادری اقرب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدا﴾

قل: قول، ان: تانیہ، ادری: فعل بافاعل، ہمزہ حرف استفہام، قریب: خبر مقدم، ما توعدون: موصول صلہ، ملکر مبتدأ مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف علیہ، ام: عاطفہ، یجعل: فعل، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، ربی: فاعل، امدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿علم الغیب فلا یظهر علی غیبہ احدا الا من ارضیٰ من رسول فانہ یسلک من بین یدیه و من خلفہ رصدا

لیعلم ان قد ابلاغوا رسلت ربہم﴾

علم الغیب: "ہو" مبتدأ محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، لا یظهر: فعل نفی بافاعل، علی غیبہ: ظرف لغو، احدا: مبدل منہ، الا: بارادۃ حصر، من: موصولہ، ارضیٰ: فعل بافاعل، من: زائد، رسول: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدأ، ف: جزائیہ، انہ حرف شبہ و اسم، یسلک: فعل بافاعل، من بین یدیه: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، من خلفہ: جار مجرور معطوف، ملکر ظرف لغو، رصدا: مفعول، لام: جار، یعلم: فعل بافاعل، ان: مخففہ بانضمیر شان محذوف اسم، قد ابلاغوا: رسلت ربہم: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مبتدأ اپنی خبر سے، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و احاط بما لدیہم و احصى کل شیء عددا﴾

و: عاطفہ معطوف علی محذوف "فعلم ذلک" احاط: فعل بافاعل، بما لدیہم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، احصى: فعل بافاعل، کل شیء: بتمیز، عددا: تہنیز، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆.....الابلغا من الله ورسولہ.....☆ نضر بن حارث نے کہا تھا کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا اس کے جواب میں آیت نازل ہوئی۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### علم غیب سے متعلق مفصل بحث :

۱.....علم غیب سے متعلق ہم نے کئی مقامات پر بحث کی ہے لیکن یہاں ہم باقاعدہ قرآن، حدیث، ائمہ، صلحاء، فقہاء، سیرت نگاروں الغرض مختلف عنوانات قائم کر کے اس موضوع پر سیر حاصل بحث کریں گے، ساتھ ہی مسئلہ کی وضاحت کے لئے مخالفین کی عبارات بھی من و عن نقل کریں گے تاکہ کسی کو اشکال نہ رہے اور جسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہدایت ملے وہی نجات پانے والا ہے۔

قرآن سے نبی ﷺ کے غیب کا ثبوت:

یہاں ہم ان آیات کا ذکر کریں گے جس سے اہل سنت و جماعت سید عالم ﷺ کی ذات اقدس کے لئے غیب کا علم مانتے ہیں: ﴿عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ ابداً غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر تو کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے﴾ (الحج: ۲۶) ﴿...﴾ ﴿ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک یہ غیب کی خبریں ہیں ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں﴾ (ال عمران: ۴۴) ﴿...﴾ ﴿وما کان اللہ لیطلکم علی الغیب﴾ الخ اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو تم کو غیب کا علم دے دے ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے (ال عمران: ۱۷۹) ﴿...﴾ ﴿تلک من انباء الغیب نوحیہا الیک یہ غیب کی خبریں ہیں تمہاری طرف وحی کرتے ہیں﴾ (مرد: ۴۹) ﴿...﴾ ﴿ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو تمہاری طرف وحی کرتے ہیں﴾ (سود: ۱۰۲) ﴿...﴾ ﴿وما ہو علی الغیب بضنین اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ہیں﴾ (التکویر: ۲۴)۔

احادیث سے نبی ﷺ کے علم غیب کا ثبوت:

☆..... حضرت طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ ایک مقام پر موجود تھے تو سید عالم ﷺ نے مخلوق کی ابتداء سے انتہاء تک سب کچھ بیان فرمادیا یہاں تک کہ جنتی اپنی منازل میں اور جہنمی اپنی منازل میں پہنچ گئے پس جس نے یاد رکھا سو یاد رکھا اور جو بھول گیا سو بھول گیا۔

(صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب: ما جاء فی قول اللہ، رقم: ۳۱۹۲، ص: ۵۳۲)

☆..... حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سید عالم ﷺ نے ہمیں نماز عصر پڑھائی، پھر خطاب فرمایا پس آپ ﷺ نے ہمیں قیامت تک ہونے والی ہر چیز کے بارے میں خبر دے دی، جس نے اس کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا سو اس نے بھلا دیا۔

(سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب: ما اخبر النبی ﷺ، رقم: ۲۱۹۸، ص: ۶۴۰)

فقہائے کرام و دیگر شارحین کے حوالہ جات در باب علم غیب مصطفیٰ:

اس میں بھی تین اقسام کے مسائل موجود ہیں:

قسم اول کے مسائل: (۱)..... اللہ ﷻ ہی عالم بالذات ہے، بے اُس کے بتائے ایک حرف کوئی نہیں جان سکتا۔ (۲)..... سید عالم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام کو اللہ ﷻ نے بعض غیب کا علم دیا۔ (۳)..... سید عالم ﷺ کا علم اوروں سے زائد ہے، ابلیس کا علم معاذ اللہ ﷻ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔ (۴)..... جو علم اللہ ﷻ کی صفت خاصہ ہے جس میں اُس کے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ابلیس کے لئے نہیں ہو سکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کا فر ملعون بندہ ابلیس ہے۔ (۵)..... زید و عمرو ہر بچے، پاگل، چوپائے کو علم غیب میں محمد ﷺ کے مماثل کہنا سید عالم ﷺ کی صریح توہین اور گھلا کفر ہے، یہ سب مسائل ضروریات دین سے ہیں اور اُن کا منکران میں ادنیٰ شک لانے والا قطعاً کافر ہے۔

قسم ثانی کے مسائل: (۶)..... اولیائے کرام لفظاً اللہ تعالیٰ بہر کاتھم فی الدارین کو بھی کچھ علوم غیب ملتے ہیں، مگر بواسطت رسل علیہم السلام، معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ صرف رسولوں کے لئے اطلاع غیب مانتے اور اولیائے کرام کے علوم غیب کا اصلاً حصہ نہیں مانتے گمراہ و مبتدع ہیں۔ (۷)..... اللہ ﷻ نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید امجوہین ﷺ کو غیب خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا جو یہ کہے کہ نفس میں سے کسی فرد کا علم کسی کو نہ دیا گیا ہزار ہا احادیث متواترہ المعنی کا منکر اور بد مذہب خاسر ہے۔

قسم ثالث کے مسائل: (۸)..... سید عالم کو تعین وقت قیامت کا بھی علم ملا۔ (۹)..... سید عالم ﷺ کو بلا استثناء جمیع جزئیات خمس کا علم

ہے۔ (۱۰)..... جملہ مکتوبات قلم و مکتوبات لوح بالجملہ روز اول سے روز آخر تک تمام ماسکان و مایکون مندرجہ لوح محفوظ اور اس سے بہت زائد کا علم ہے جس میں ماورائے قیامت تو جملہ افراد جس داخل اور دربارہ قیامت اگر ثابت ہو کہ اس کی تعیین وقت بھی درج لوح ہے تو اسے بھی شامل، ورنہ دونوں احتمال حاصل۔ (۱۱)..... سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کو حقیقت روح کا بھی علم ہے۔ (۱۲)..... جملہ مکتوبات قرآنیہ کا بھی علم ہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ معرجه، رسالہ: رماح القہار علی کفر الکفار، ج ۲۹، ص ۴۱۴ وغیرہ)

امام شعرانی کتاب البیواقیت الجواہر میں شیخ اکبر سے نقل کرتے ہیں: ”لمجتہدین القدم الراسخ فی علوم الغیب علم غیب میں ائمہ مجتہدین کے لئے مضبوط قدم ہے۔“

(البیواقیت الجواہر، البحث التاسع والاربعون، ج ۲، ص ۴۸۰)

امام قسطلانی ”مواہب اللدنیہ“ میں لکھتے ہیں: النبوة التي هي الاطلاع على الغیب نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ علم غیب کی خبر دینا۔

(المواہب اللدنیہ، المقصد الثاني، الفصل الاول، ج ۲، ص ۴۵)

فتاویٰ شامی میں ہے: لو ادعی علم الغیب بنفسه یکفر اگر بذات خود علم غیب حاصل کر لینے کا دعویٰ کرے تو کافر ہے۔

علامہ صاوی کا نظریہ در باب علم غیب مصطفیٰ علیہ السلام:

اللہ جل جلالہ کے فرمان: ﴿فلا یظهر علی غیبه احدا﴾ میں اظہار نامہ، کاملہ اور مخلوق کے لئے غیب کے جاننے کا جائز ہونا ثابت ہے، اور یہ آیت حضرات اولیائے کرام کے کشف کی نفی نہیں کرتی لیکن حضرات انبیائے کرام کے غیب کی خبر حضرات اولیائے کرام کی کشف کی خبر سے زیادہ قوی ہوتی ہیں اس لئے کہ حضرات انبیائے کرام کو غیب وحی کے ذریعے دیا جاتا ہے اور یہ معصوم ہوتے ہیں جب کہ حضرات اولیائے کرام کی اطلاع وحی پر مبنی نہیں ہوتی، پس حضرات انبیائے کرام کی عصمت واجب ہے اور حضرات اولیائے کرام کی عصمت جائز ہے۔ اور اللہ کا فرمان: ﴿الا من ارتضى﴾ یعنی وہ رسول جنہیں اپنے غیوب کی اطلاع دینے پر اللہ راضی ہوا اور اللہ اپنے غیب جس پر چاہتا ہے ظاہر فرماتا ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۱۸۴)

علمائے دیوبند کی علم غیب مصطفیٰ علیہ السلام کے حوالے سے عبارات:

سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پاک سے مطلقاً علم غیب کی نفی کرنا درست نہیں۔ اور ایسا کوئی اہل ایمان نہیں کر سکتا، کسی مفسر نے سید عالم رحمۃ اللہ علیہ سے کہیں بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں کی ہے۔ لیکن علمائے دیوبند کا موقف اس بارے میں مختلف ہے جو کہ درج ذیل عبارات میں موجود ہے۔ (۱)..... نقل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے تو نہ کھولے، اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے، اللہ جل جلالہ نے ان لوگوں کو اختیار دے دیا ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں، سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہیں کر لیں یہ کسی ولی و نبی کو، جن و فرشتے کو، پیر و مرشد کو، امام و امام زادے کو، بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں بلکہ اللہ صاحب نے اپنے ارادے سے کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دے دیتا ہے۔

(بلغة الحیران فی ربط آیات الفرقان، ص ۱)

(۲)..... جب انبیائے کو غیب نہیں تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا بھی ناجائز ہوگا، اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو کفر نہیں مگر مشابہ کفر ہے۔

(المرجع السابق)

(۳)..... لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات ان کو ہوتا ہے۔

(شمالہ امدادیہ، ص ۶۱)

(۴)..... پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض

غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر مہی و مجنون بلکہ جمع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی چیز کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔

(حفظ الایمان، ص ۷)

(۵)..... شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کوئی نص قطعی ہے کہ جس غیب سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔

(البراہین قاطعہ، ص ۵۱)

### اغراض:

غیا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ضرا﴾ بمعنی غیا ہے، پس سبب کا ارادہ کر کے سبب کا اطلاق کیا گیا ہے، پس ”الضر“ سبب ہے ”الغی“ کا، اور مجاز مرسل ہے اور اسی طرح اللہ جل جلالہ کے فرمان: ﴿ولا رشدا﴾ میں بھی کہا گیا ہے۔

استثناء من مفعول املک: دو مجموعی امور میں سے، اور وہ دو امور یہ ہیں: ﴿ضرا﴾، ﴿ولا رشدا﴾، جب کہ دونوں میں کسی چیز سے تاویل کرنا مراد ہو جیسا کہ یوں کہا جائے: ”لا املک لکم شینا الا بلاغا، مراد استثناء متصل ہوگا اور جملہ ﴿فصل انی لن یجیرونی﴾ معترضہ ہے مستغنی اور مستغنی منہ کے مابین اور نفی استطاعت کے ساتھ تاکید لائی گئی ہے۔

عطف علی بلاغا: یعنی گویا کہ یوں کہا گیا: ”لا املک لکم الا التبلیغ والرسالة یعنی میں تم پر صرف تبلیغ اور رسالت کی انجام دہی کا مالک ہو“، معنی یہ ہے کہ میں تم تک اللہ کا پیغام پہنچاتا ہوں اور یہ کہ اللہ یوں فرماتا ہے اور یہ کہ میں بغیر کسی زیادتی اور نقصان کے اللہ کا پیغام پہنچاتا ہوں۔

فی التوحید: اللہ کے فرمان: ﴿خالدین فیہا ابدا﴾ سے اخذ کیا گیا ہے اس لئے کہ خلود نافرینہ ہے اور مراد عاصی کافر ہے۔ فقال بعضهم: مراد ضرب بن حارث ہے اور یہ وہ شخص ہے جس نے سید عالم ﷺ کا مذاق اڑایا اور عذاب کا انکار کیا۔ ماغاب بہ: اللہ کے فرمان: ﴿ولا یظہر علی غیبہ احدا﴾ میں اظہار تامہ، کاملہ اور مخلوق کے لئے غیب کے جاننے کا جائز ہونا ثابت ہے، مزید حاشیہ نمبر ”ا“ میں ملاحظہ فرمائیں یہی کلام موجود ہے۔

ملائکہ یحفظونہ: جب اللہ کسی رسول کو مبعوث کرتا ہے، ابلیس اس رسول کے پاس فرشتے کی صورت میں آتا ہے اور اسے خبر دیتا ہے، پس اللہ اُس رسول کے آگے پیچھے فرشتے معین کر دیتا ہے جو اس کی حفاظت کرتے اور شیطان کو دور بھگاتے ہیں، جب شیطان فرشتے کی صورت میں اُس رسول کے پاس آتا تو فرشتے اُسے مطلع کر دیتے کہ یہ شیطان ہے فرشتہ نہیں ہے اور جب فرشتہ حاضر ہوتا تو کہتے کہ یہ تیرے رب کا پیغام پہنچانے والا ہے۔ علم ظہور: اس جملے کے ذریعے ﴿لیعلم﴾ سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنا مقصود ہے؟ میں (علامہ صادی) یہ جواب دوں گا کہ معنی یوں ہے کہ ﴿لیظہر﴾ بمعنی ﴿لیعلم﴾ ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۱۸۳ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**



سورة المزمل مكية او الاقوله ان ربك يعلم الى اخرها مدنية.

تسج عشرة او عشرون آية

(سورہ مزمل کی یاد دہانی ہے سوائے اس آیت کہ ان ربک يعلم کے، اس میں انیس یا بیس آیتیں ہیں)

### تعارف سورة المزمل

اس سورت میں دو رکوع، بیس آیتیں، دو سو پچاس کلمے، اور آٹھ سو اڑتیس حروف ہیں۔ ابتدائی آیات میں اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو تلقین فرمائی کہ آپ رات کا نصف یا اس سے کم و بیش معروف عبادت رہا کریں کیونکہ رات کی خاموشیوں میں تلاوت قرآن اور ذکر الہی سے روح کی توانائیوں میں اضافہ ہوتا ہے اس وقت کی عبادت سے اسرار الہیہ پر مطلع ہونے کی استعداد پیدا ہوتی ہے اور اللہ کی طرف سے جو بندے پر فرائض عائد کئے گئے ہیں انکی ادائیگی پر قوت و ہمت پیدا ہوتی ہے اسی لئے نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو بھی سحری کے وقت عبادت و ریاضت کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ انہی ارشادات کی بدولت امت کے اولیاء کرام اور صالحین سحری کے وقت جاگ کر عبادت الہی میں مصروف رہتے تھے۔ اس کے بعد اپنے پیارے حبیب ﷺ کو فرمایا اے حبیب نبوت کی نازک اور بھاری ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں بڑی بڑی مشکلات آئیں گی، مگر آپ ان سے مت گھبرائے، آپ اپنے رب کو اپنا کارساز بنا لیجئے اگر منافقین اذیت پر اتر آئیں تو آپ صبر کی ڈھال پر ان کا ہروار روکیں ہم خود ہی ان سے نبٹ لیں گے۔ جب ہم ان کی پکڑ کریں گے تو ان کے سارے نقشے اتر جائیں گے۔ آیت ۱۹ تا ۱۵ میں کفار مکہ کو متوجہ کیا جا رہا ہے کہ تمہیں فرعون کی موت کے حسرت ناک انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہیے اس نے بھی اپنی قوم کے ساتھ مل کر ہمارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا اور ستانے میں حد پار کر دی تو ہم نے بھی ان کا کیا حال کیا، اسے اپنی قوت و شوکت پر بڑا ناز تھا لیکن جب ہمارے غضب کی بجلی ان پر پڑی تو ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ دوسرے رکوع میں نماز تہجد میں تخفیف فرمادی کیونکہ آدھی رات جاگ کر لوگوں کے لئے عبادت کرنا دشوار ہے اس لئے کہ ان میں کئی بیمار، مسافر، اور کئی جہاد میں مصروف ہوتے ہیں دن بھر کی تھکاوٹ ان کے بدنوں کو چور چور کر دیتی ہے اس لئے ان سے نرمی فرمادی کہ جتنا آسانی سے کر سکیں لیکن فرض نمازوں کی سختی سے پابندی کریں اور زکوٰۃ ادا کرنے میں سستی نہ کریں۔ آخر میں ارشاد فرمایا کہ تمہیں اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے اپنا مال و دولت قربان کرنا پڑے تو بخل سے کام مت لینا بلکہ بڑی فیاضی سے خرچ کرنا تم نہیں جانتے کہ قیامت کے دن یہ مال کتنے گناہ بڑھا کر تمہیں واپس کر دیا جائے گا۔

رکوع نمبر: ۱۳

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿يَا أَيُّهَا الْمَزْمِلُ (۱)﴾ النَّبِيُّ وَأَصْلُهُ الْمُتَزَمِّلُ أَدْعَمَتِ النَّاءُ فِي الزَّأْيِ أَيِ الْمُتَلَفِّ بِشَيَابِهِ حِينَ مَجِيءِ الْوَحْيِ لَهُ خَوْفَانُهُ لِهَيْبَتِهِ ﴿قُمِ اللَّيْلُ﴾ صَلِّ ﴿أَلَا قَلِيلًا﴾ (۲) نَصْفُهُ ﴿بَدَلْ مِنْ قَلِيلًا وَقَلْتَهُ بِالنَّظَرِ إِلَى كُلِّ﴾ أَوْ انْقِصَ مِنْهُ ﴿مِنْ النِّصْفِ﴾ قَلِيلًا (۳) ﴿إِلَى الثَّلَاثِ﴾ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ ﴿إِلَى الثَّلَاثِينَ وَأَوَّلِ التَّخْوِيرِ﴾ وَرَتَلَ الْقُرْآنَ ﴿تَثَبَّتْ فِي تِلَاوَتِهِ﴾ تَرْتِيلًا (۴) أَنَا سَلَقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ﴿قُرْآنًا﴾ ثَقِيلًا (۵) ﴿مَهِيئًا أَوْ شَدِيدًا لِمَا فِيهِ مِنَ التَّكَالِيفِ﴾ أَنِ نَاشِئَةُ اللَّيْلِ ﴿الْقِيَامُ بَعْدَ النَّوْمِ﴾ هِيَ أَشَدُّ وَطَاءً ﴿مُؤَافِقَةُ السَّمْعِ لِلْقَلْبِ عَلَى تَفْهِمِ الْقُرْآنِ﴾ وَأَقُومُ قِيلًا (۶) ﴿أَبَيْنُ قَوْلًا﴾ أَنِ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْعَا طَوِيلًا (۷) ﴿تَصَرُّفًا فِي اشْتِغَالِكَ لَا تَفْرَغُ فِيهِ لِتِلَاوَتِهِ﴾

الْقُرْآنِ ﴿وَإِذْ كَرَّاسُ رَبِّكَ﴾ أَيُّ قُلْ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ فِيْ اِبْتِدَاءِ قِرَاءَةِ تَبَكُّ ﴿وَتَبَتَّلْ﴾ اِنْقَطَعَ ﴿إِلَيْهِ﴾ فِي الْعِبَادَةِ ﴿تَبَتَّلًا﴾ (۸) ﴿مَضْطَرِبَتِّلْ جِيءَ بِهِ رِغَايَةً لِلْفَوَاصِلِ وَهُوَ مُلَزُّومُ التَّبَتُّلِ هُوَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا﴾ (۹) ﴿مَوْكُؤًا لَهُ أُمُورَكَ﴾ وَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ ﴿أَيُّ كُفَّارٍ مَّكَّةَ مِنْ أَذَاهُمْ﴾ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا (۱۰) ﴿لَا جِزْعَ فِيهِ أَقْبَلَ الْأَمْرَ بِقِتَالِهِمْ﴾ وَذَرْنِي ﴿أَتْرُكْنِي﴾ وَالْمُكَذِّبِينَ ﴿عُطِفَ عَلَى الْمَفْعُولِ أَوْ مَفْعُولٌ مَعَهُ وَالْمَعْنَى أَنَا كَافِيكَهُمْ وَهُمْ صَانِدِيذْقَرِيشٍ﴾ اُولَى النِّعْمَةِ ﴿الْتَنِّعْ﴾ وَمَهْلَهُمْ قَلِيلًا (۱۱) ﴿مَنْ الزَّمَنَ فَقَتِلُوا بَعْدَ يَسِيرٍ مِنْهُ يَبْذُرُ﴾ اِنْ لَدِينَا اِنْكَالًا ﴿قِيُودًا اِثْقَالًا جَمْعُ نِكْلِ بِكُسْرِ النُّونِ﴾ وَجَحِيمًا (۱۲) ﴿نَارًا مُحْرَقَةً﴾ وَطَعَامًا ذَاغَصَةً ﴿يَغْصُ بِهِ فِي الْخَلْقِ وَهُوَ الزُّقُومُ أَوِ الضَّرِيْعُ أَوِ الْغُسْلَيْنِ أَوْ شَوْكٌ مِنْ نَارٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يَنْزِلُ﴾ وَعَذَابُ الْيَمَا (۱۳) ﴿مَوْلِمَا زِيَادَةً عَلَى مَا ذَكَرْ لِمَنْ كَذَّبَ النَّبِيَّ﴾ يَوْمَ تَرْجَفُ ﴿تَنْزَلُ﴾ اِلَى اِلَارِضِ وَالْجِبَالِ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا ﴿رَمْلًا مُجْتَمَعًا﴾ مَهِيْلًا (۱۴) ﴿سَائِلًا بَعْدَ اجْتِمَاعِهِ وَهُوَ مِنْ هَالٍ يَهِيْلُ وَأَصْلُهُ مَهْيُولٌ اِسْتَقْلَّتِ الضُّمَّةُ عَلَى الْيَاءِ فَنَقِلْتُ اِلَى الْهَاءِ وَخُذِفَتْ الْوَاوُ ثَانِي السَّاكِنَيْنِ لِزِيَادَتِهَا وَقَلِبَتِ الضُّمَّةُ كُسْرًا لِمَجَانَسَةِ الْيَاءِ﴾ اَنَا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ ﴿يَا اَهْلَ مَكَّةَ﴾ رَسُوْلًا ﴿هُوَ مُحَمَّدٌ﴾ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ ﴿يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَا يَصُدِّرُ مِنْكُمْ مِنَ الْعَصِيَّانِ﴾ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلَى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (۱۵) ﴿وَهُوَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ﴾ فَعَصَى فِرْعَوْنَ الرَّسُوْلَ فَاخَذْنَاهُ اِخْذًا وَّيْلًا (۱۶) ﴿شَدِيْدًا﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ اِنْ كَفَرْتُمْ ﴿فِي الدُّنْيَا﴾ يَوْمًا ﴿مَفْعُولٌ تَتَّقُونَ اَيَّ عَذَابِهِ اَيَّ بَأْسٍ حِصْنٍ تَتَحَصَّنُونَ مِنْ عَذَابٍ يَوْمَ﴾ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا (۱۷) ﴿جَمْعُ اَشْيَبٍ لِشَيْبَةٍ هُوْلُهُ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَالْاَصْلُ فِي شَيْبٍ شَيْبٌ الضَّمُّ وَكُسِرَتْ لِمَجَانَسَةِ الْيَاءِ وَيُقَالُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ يَوْمٌ يَشِيْبُ نَوَاصِي الْاَوْطَالِ وَهُوَ مَجَازٌ وَيَجُوزُ اَنْ يَكُوْنَ الْمُرَادُ فِي الْاَيَّةِ الْحَقِيْقَةُ السَّمَاءُ مَنْفَطِرٌ ذَاتُ اِنْفِطَارٍ اَيُّ اِنْشِقَاقٍ﴾ بِهِ ﴿بِذَلِكَ الْيَوْمِ لِشِدَّتِهِ﴾ كَانَ وَعْدُهُ ﴿تَعَالَى بِمَجِيئِهِ ذَلِكِ الْيَوْمِ﴾ مَفْعُوْلًا (۱۸) ﴿اَيُّ هُوَ كَائِنٌ لَا مَحَالَةَ﴾ اِنْ هَذِهِ الْاَيَّاتُ الْمُخَوِّفَةُ ﴿تَذَكُّرَةٌ عَظْمَةٌ لِلْخَلْقِ﴾ فَمَنْ شَاءَ اِتَّخِذْ اِلَى رَبِّهِ سَبِيْلًا (۱۹) ﴿طَرِيقًا بِالْاِيْمَانِ وَالطَّاعَةِ﴾

### ﴿ترجمہ﴾

اے جھڑ مارنے والے (نبی ﷺ) ”مزمل“ کا معنی ہے اپنے کپڑوں کے ساتھ چادر میں لپیٹ جانے والا، وحی آتے وقت حضور ﷺ اس کی ہیبت کے سبب خائف ہو کر اپنے کپڑوں کے ساتھ چادر کو اوپر ڈال کر لپیٹ لیا تھا..... ”مزمل“ اصل میں ”متزمل“ تھا تاہم کا اداغام زاء میں کر دیا گیا) رات میں قیام فرما (یعنی نماز پڑھ) سوا کچھ رات کے آدمی رات (”قلیلا“ مبدل منہ ”نصفہ“ بدل ہے، نصف کوکل کے اعتبار سے قلیل کیا گیا ہے) یا اس سے (یعنی نصف سے) کچھ کم کرو (تہائی رات تک) یا اس پر کچھ بڑھاؤ (دو تہائی رات تک)..... یہاں ”او“ ”تخیسر کے لیے آیا ہے) اور قرآن ترتیل سے پڑھو (اس کی تلاوت کرنے میں ڈٹے رہو)..... بیشک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے (یعنی ہیبت والی یا شدید کہ اس میں احکام تکلیفیہ ہوں گے) بیشک رات کا اٹھنا (یعنی سو کر اٹھنے کے بعد قیام کرنا) وہ زیادہ دباؤ ڈالتا ہے (دل کے کان سے قرآن سننے سمجھنے کے زیادہ موافق ہے) اور بات

خوب سیدھی نکلتی ہے (اقوم قبیلا بمعنی ابھن قولاً ہے) بیشک دن میں تو تمہیں بہت کام ہیں (تمہیں اپنے کاموں میں مشغولیت ہے دن میں تمہیں تلاوت قرآن کے لیے فراغت نہیں ہے) اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرو (یعنی اپنی تلاوت کی ابتداء میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو) سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو (عبادت میں، تبیل بمعنی القطع ہے) "تہیلا" تبیل کا مصدر ہے جسے رعایت فواصل کے لیے لایا گیا ہے یہ "تبیل" کا لازم ہے (وہ مشرق کا رب اور مغرب کا رب اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم اسی کو اپنا کارساز بناؤ) (اپنے کاموں کو اسی کے سپرد کرو) اور ان کی (یعنی کفار مکہ کی) باتوں پر (یعنی ایذا رسانیوں پر) صبر کرو اور انہیں اچھی طرح چھوڑ دو (جزع جمیل یہ ہے کہ اس میں جزع فزع نہ ہو یہ حکم قتال کے نزول سے پہلے کا حکم ہے) اور مجھ پر چھوڑ دو (ذرسی بمعنی التو کھی ہے) ان جھٹلانے والے ("المکذبین" کا مفعول "لہ" پر ہے یا مفعول معہ پر معنی یہ ہے میں تمہیں ان کے مقابلے میں یعنی سرداران قریش کے مقابلے میں کفایت کرنے والا ہوں) مال داروں کو (النعمة بمعنی التنعیم ہے) اور انہیں تھوڑی مہلت دو (کچھ وقت، چنانچہ کچھ مدت کے بعد بدر میں انہیں قتل کر دیا گیا) بیشک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں ("انکالا" "نکل" کی جمع ہے بمعنی بھاری بیڑیاں) بھڑکتی آگ (جحیم کا معنی بھڑکتی آگ ہے) اور گلے میں پھنستا کھانا ("ذاغصة" سے مراد وہ کھانا ہے جو گلے میں پھنس جائے گا اس سے مراد قوم "ضریع" غسلین یا آگ کے کانٹے ہیں جو نہ نکل سکیں گے نہ اگل سکیں گے) اور دردناک عذاب (مذکورہ عذابات پر مزید برآں حضور ﷺ کو جھٹلانے والے کے لیے، الیم بمعنی مؤلما ہے) جس دن تھر تھرائیں گے (توجف بمعنی تسزلزل ہے) زمین اور پہاڑ اور پہاڑ ہو جائیں گے ریتے کا ٹیلہ (کشیب کے معنی مٹی کا ٹیلہ ہے) بہتا ہوا (مہیلا کے معنی مٹی کا ڈھیر ہونے کے بعد اس کا بہہ جانا ہے) "مہیلا" ہال بھول سے ماخوذ ہے یہ اصل میں مہیول تھا، یا، پر ضمد دشوار تھا تو اسے حاء کی طرف منتقل اجتماع ساکنین کی وجہ سے دوسرے والے حرف یعنی وا کو زائد ہونے کی وجہ سے حذف کر دیا پھر یا کی وجہ سے ضمد کو کسرہ سے تبدیل کر دیا گیا، اے اہل مکہ) بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا (یعنی محمد ﷺ) کہ تم پر گواہ ہوں گے (بروز قیامت تم سے صادر ہونے والے گناہوں کے) جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو) تو فرعون نے اس رسول کا حکم نہ مانا تو ہم نے اسے سخت گرفت سے پکڑا (ویلا بمعنی شدید ہے) پھر کیسے بچو گے اگر تم نے کفر کیا (دنیا میں) اس دن جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا (اپنی شدید گھبراہٹ کی وجہ سے اس دن کی گھبراہٹ سے بچوں کی کنپٹیاں سفید ہو جائیں گی یہاں یا تو مجازی معنی مراد ہے اور آیت میں اس کا حقیقی معنی مراد ہونا بھی ہے) آسمان پھٹ جائے گا (منفطر بمعنی ذات انفطار بمعنی انشقاق ہے) اس کے سبب (یعنی اس دن کی شدت کے سبب) اللہ کا وعدہ (اللہ ﷻ کا اسے کرنے کا وعدہ) ہو کر رہنا ہے (یعنی وہ یقینی طور پر ہو کر رہے گا) بیشک یہ (خوف دلانے والی آیتیں) نصیحت ہیں (مخلوق کے لیے، تذکرة بمعنی عظة ہے) تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے (ایمان اور طاعت اختیار کر کے، سیلا بمعنی طریقہ ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿بایہا الذمزل لم الیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا او زد علیہ ورتل القرآن ترتیلا﴾

بایہا الذمزل: عداء، لم: فعل امر بافاعل، الیل: مستثنیٰ منہ، الا حرف استثناء، قلیلا: مبدل منہ، نصفه: بدل، ملکر مستثنیٰ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، انقص: منہ: فعل امر بافاعل و ظرف لغو، قلیلا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، او: عاطفہ، زد علیہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ورتل القرآن: فعل امر بافاعل و مفعول، ترتیلا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿انا سنلقى عليك قولا ثقيلا ان ناشئة الليل هي اشد وطا واقوم قليلا﴾

انا: حرف مشبہ واسم، س: حرف استقبال، نلقى عليك: فعل بافاعل وظرف لغو، قولا ثقيلا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقررہ، ان حرف مشبہ، ناشئة الليل: اسم، ہی: مبتداء، اشد: اسم تفضیل با "هو" ضمیر میسر، وطا: تميز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ معطوف، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اقوم: اسم تفضیل با "هو" ضمیر میسر، قیلا: تميز، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ان لك في النهار سبحا طويلا واذكر اسم ربك وتبتل اليه تبتيلا﴾

ان: حرف مشبہ، لك: ظرف مستقر خبر مقدم، في النهار: ظرف مستقر حال مقدم، سبحا: ذوالحال، ملکر موصوف، طويلا: صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اذكر: فعل امر بافاعل، اسم ربك: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "ورتل القرآن" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، تبتل اليه: فعل امر بافاعل وظرف لغو، تبتيلا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿رب المشرق والمغرب لا اله الا هو﴾

رب: مضاف، المشرق: معطوف علیہ، و: عاطفہ، المغرب: ملکر مضاف الیہ، ملکر "هو" مبتداء محذوف کی خبر اول، لا: نفی جنس، اله: موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف اللہ مضاف الیہ، ملکر صفت، ملکر اسم "موجود" خبر محذوف، ملکر جملہ اسمیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاتخذها وكيلا واصبر على ما يقولون واهجرهم هجرا جميلا﴾

ف: فصيحة، اتخذها: فعل امر بافاعل ومفعول، و: كيلا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اصبر: فعل امر بافاعل، علی: جار، ما يقولون: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اهجروهم هجرا جميلا: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر شرط محذوف "ان عرفت وامنت به" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وذرنی والمكذبین اولی النعمة ومهلهم قليلا﴾

و: عاطفہ، ذر: فعل امر بافاعل، ن: وقایہ، ی: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، المكذبین: موصوف، اولی النعمة: صفت، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، مهلهم: فعل امر بافاعل ومفعول، قليلا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان لدينا انكالا وجحيما وطعاما ذا غصة وعذابا اليما يوم ترجف الارض والجبال وكانت الجبال كتيبا مهيبا﴾

ان: حرف مشبہ، لدينا: ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، انكالا: مفعول، و: عاطفہ، جحيما: معطوف اول، و: عاطفہ، طعاما: موصوف، ذا غصة: متركب اضافی صفت، ملکر معطوف ثانی، و: عاطفہ، عذابا: موصوف، اليما: صفت اول، و: عاطفہ، ترجف الارض والجبال: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، كانت الجبال كتيبا مهيبا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق بمحذوف صفت ثانی، ملکر معطوف ثالث، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا ارسلنا اليكم رسولا شاهدا عليكم كما ارسلنا الي فرعون رسولا﴾

انا: حرف مشبہ واسم، ارسلنا اليكم: فعل بافاعل وظرف لغو، رسولا: موصوف، شاهد اعلیٰ کم: شبہ جملہ صفت، ملکر مفعول، كاف: جار، ما موصولہ، ارسلنا الي فرعون رسولا: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "ارسلنا" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فعصى فرعون الرسول فاخذنه اخذا وبیلا﴾



ف: عاطفہ، عصبی فرعون: فعل و فاعل، الرسول مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اخذنہ: فعل با فاعل و مفعول، اخذ او بیلا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فکیف تتقون ان کفرتم یوما یجعل الولدان شیبا﴾

ف: عاطفہ، کیف: اسم استفہام حال مقدم، تتقون: فعل واو ضمیر ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ان: شرطیہ، کفرتم: فعل با فاعل، یوما: موصوف، یجعل: فعل با فاعل، الولدان: مفعول اول، شیبا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر تقدیر جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ہو کر جزا محذوف ”فکیف تتقون“ کی شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿السماء منفطر به کان وعدہ مفعولا ان هذه تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ مسیلا﴾

السماء: مبتدا، منفطر به: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، کان: فعل ناقص، وعدہ: اسم، مفعولا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ، ان: ہذا حرف مشبہ واسم، تذکرۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدا، شاء: جملہ فعلیہ شرط، اتخذ الی ربہ: فعل با فاعل و ظرف لغو، مسیلا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

#### مزمل کے معنی کی تحقیق:

۱۔..... مزمل ای تو مزمل بشیابہ یعنی اپنے اوپر کپڑا پیٹ لینا، ڈال دینا۔ جمہور کہتے ہیں کہ جس طرح سید عالم ﷺ نے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر: ”زملونی زملونی یعنی مجھے کپڑا ڈال دو مجھے کپڑا ڈال دو فرمایا“۔ (صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ، رقم: ۳، ص: ۱)۔ ابو نعیم نے ”الدلائل“ میں لکھا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب قریش دار الندوة میں جمع ہوئے تو انہوں نے سید عالم ﷺ کے حوالے سے کلام کرنا شروع کر دیا بعض نے کہا کہ کاہن ہیں جب کہ بعض نے کاہن ہونے کا انکار کیا، بعض نے کہا مجنون ہیں جب کہ بعض نے مجنون ہونے کا انکار کیا، بعض نے کہا کہ جادوگر ہیں جب کہ بعض نے جادوگر ہونے کا انکار کیا، پس مشرکین نے فرق کرنا شروع کر دیا اور ان کی شان میں کلام کرنے لگے، پس سید عالم ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے خود پر کپڑا ڈال دیا اور کپڑا پیٹ لیا، پس جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: ﴿یا ایہذا المزمل اے جھرمٹ مارنے والے﴾، ﴿یا ایہذا المدثر اے پاپوش اوڑھنے والے﴾۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سید عالم ﷺ کی انیست کے لئے تھی جیسا کہ اہل عرب کا دستور ہے کہ مخاطب کو اسی صفت سے پکارتے ہیں جس حال میں وہ ہوا کرتا ہے، پس اسی مناسبت سے آثار میں ملتا ہے کہ جب سیدہ خاتون جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں کسی معاملے میں کچھ کلام ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں جا کر لیٹ گئے، اس وقت آپ کے جسم پر مٹی لگی ہوئی تھی جسے دیکھ کر سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”یا ابائواب“۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب نوم الرجال فی المسجد، رقم: ۴۴۱، ص: ۷۶)۔ قارہ کا قول ہے کہ سید عالم ﷺ نماز کے لئے کپڑے ڈال لیتے یا لیٹ لیتے اور نماز کے لئے کوشش میں لگ جاتے تو انہیں ندا کی جاتی ﴿یا ایہذا المزمل﴾ جس کے معنی نماز میں جلدی کرنے والے لئے جاتے ہیں۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ اس کے معنی نبوت کا بوجھ اٹھانے والے۔

#### سید عالم ﷺ پر نماز تہجد کا حکم:

۲۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿قسم الیل الا قلیلا نصفہ او انقص منه قلیلا او زد علیہ ورتل القرآن ترتیلا رات میں قیام فرما سوا کچھ رات کے آدمی رات کے یا اس سے کچھ کم کر دیا اس پر کچھ بڑھاؤ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو (المزمل: ۴۶)﴾۔

☆..... حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ جب رات تہجد کے لئے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے: اللھم لک الحمد انت قیم السموت والارض ومن فیہن ولک الحمد انت نور السموت والارض ومن فیہن ولک الحمد انت ملک السموت والارض ومن فیہن ولک الحمد انت الحق وعدک الحق ولقائک حق وقولک حق والجنة حق والنار حق والنبیون حق ومحمد حق والساعة حق اللھم لک اسلمت وبک امنت وعلیک توکلنت والیک انبت وبک خاصمت والیک حاکمت فاغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت ولا الہ غیرک الھی! تیرے ہی لئے حمد ہے آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا تو نور ہے اور تیرے ہی لئے حمد ہے آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے تو سب کا بادشاہ ہے اور تیرے ہی لئے حمد ہے، تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تجھ سے ملنا (قیامت میں) حق ہے اور جنت حق ہے اور انبیاء حق ہیں اور محمد (ﷺ) حق ہیں اوقیامت حق ہے، اے اللہ ﷻ تیرے لئے میں اسلام لایا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر توکل کیا اور تیری ہی طرف رجوع کی اور تیری ہی بدد سے خصومت کی اور تیری ہی طرف فیصلہ لایا، پس تو مجھے بخش دے جو میں نے آگے بھیجا اور جو پیچھے چھوڑا اور جو چھپا کر کیا اور جو اعلانیہ کیا تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب کے بعد ہے، نہیں ہے کوئی معبود مگر تو اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب: التہجد باللیل، رقم: ۱۱۲۰، ص ۱۸۰) بعض علمائے کرام کے نزدیک نماز تہجد سید عالم ﷺ پر فرض تھی، اور دلیل یہی آیت ہے، اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے سید عالم ﷺ پر تہجد فرض نہیں تھی۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں: یہ تاویل دو وجوہات کی بناء پر بعید ہے، ایک یہ کہ نفل پر فرض کا اطلاق صحیح نہیں ہے یعنی اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فتہجد بہ نافلة لک رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے﴾ (الاسراء: ۷۹) اور اگر یہ اطلاق مجاز ہو تو بلا ضرورت ہے، دوسری یہ کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ﷻ نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں (سنن ابو داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب: فیمن لم یوتر، رقم: ۱۴۲۰، ص ۲۶۸)۔ حدیث قدسی میں ہے کہ یہ پانچ عدد نمازیں ہیں اور اجر میں پچاس ہیں، اور میرے قول میں تبدیلی نہیں ہوتی (صحیح البخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب: کیف فرضت الصلوٰۃ، رقم: ۳۴۹، ص ۶۲)؛ ان احادیث میں تصریح ہے کہ پانچ نمازیں ہی فرض ہیں، ایک زائد ماننا درست نہیں ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن، الجزء ۱۰، ص ۲۶۷ وغیرہ)

## سید عالم ﷺ کے تلاوت قرآن فرمانے کا انداز:

۳..... اس بارے میں دو احادیث پیش کی جاتی ہیں تاکہ سید عالم ﷺ کی تلاوت کا انداز معلوم ہو جائے:

☆..... حضرت ابی بنی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے آقائے دو جہاں ﷺ کی تلاوت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے ایک ایک حرف الگ الگ کر کے پڑھ کر بتایا۔ (سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء کیف کانت قراۃ النبی ﷺ، رقم: ۲۹۳۲، ص ۸۲۸)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ سید عالم ﷺ کس طرح قرأت فرماتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ آقائے دو جہاں ﷺ مدات کے ساتھ قرأت فرماتے یعنی لمبا کھینچ کر پڑھا کرتے تھے، آپ ﷺ بسم اللہ کو کھینچ کر، الرحمن کو کھینچ کر، الوحیم کو کھینچ کر پڑھتے اور لفظ اللہ ﷻ میں لام کے بعد الف کا خوب اظہار کرتے اور رحمان میں میم کے بعد الف کا اظہار فرماتے اور رحیم میں دو سے چھ مدات تک کا کھینچ کر اہتمام فرماتے۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب مدالقرء، رقم: ۵۰۴۶، ص ۹۰۳)

## اغراض:

حسین مجسیء الوحی: حضرت جبرائیل علیہ السلام کا وحی لے کر حاضر ہونے اور سید عالم علیہ السلام کا خوفزدہ ہونے کا بیان جس کا ذکر ہم نے حاشیہ نمبر ”۱“ میں کیا ہے وہیں دیکھ لیں۔ صل: بمعنی قم ہے یعنی نماز اور عبادت کے لئے اٹھنا مراد ہے۔

وقلنتہ: ایک سوال کا جواب دینا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک نصف دوسرے نصف کے برابر ہوا کرتا ہے، مگر قلیل؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اللہ نے نصف کو قلیل کے ساتھ اس لئے ذکر کیا تا کہ کل کی طرف نظر ہو سکے، نصف آخر کی طرف نظر کرنا مراد نہیں ہے۔ الی الثالث: مراد نصف سے کم رات ہے جس میں سید عالم علیہ السلام آرام فرماتے تھے، پس معنی یہ ہوگا کہ دو تہائی رات قیام کیجئے۔

الی الثالثین: یعنی نصف پر زیادتی کیجئے جس میں آپ آرام فرماتے تھے، پس معنی یہ ہے کہ ایک تہائی رات قیام کیجئے، پس حاصل کلام یہ ہوا کہ نصف رات یا دو تہائی یا ایک تہائی قیام کیجئے، آپ کو اختیار دیا گیا ہے، (یہاں وجوب اختیاری کا ذکر ہے)۔

مہیسا: یعنی عظیم و جلیل فرمان مراد ہے، ﴿فقیلا﴾ کے معنی میں مفسرین کرام کا اختلاف ہے، چنانچہ قتادہ کے نزدیک اس کے معنی اللہ کے متعین کردہ فرائض و حدود ہیں، مجاہد کے نزدیک اس سے مراد حلال و حرام کا تعین کرنا ہے، محمد بن کعب کہتے ہیں کہ قرآن منافقین پر بھاری ہے کیونکہ وہ اس کے اسرار سے ناواقف ہوتے ہیں اور ان کا دین باطل ہوتا ہے۔ ایک قول کے مطابق ثقیل بمعنی کوریم ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب تک کسی چیز کی تائید دل سے نہ ہو وہ بات ثقیل ہی ہوا کرتی ہے اور نفس توحید سے مزین ہوا کرتا ہے اور اس کے معنی میں کئی فوائد ہیں جس کا ادراک عقل انسانی نہیں کر سکتی جیسا کہ سمندر میں سے ایک چٹو لے لیا جائے تو پانی میں کمی نہ ہونے پائے گی اور تمام علماء متقدمین و متاخرین قرآن سے ایسے ہی لیتے آئے ہیں؟۔

القیام بعد النوم: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ناشئة﴾ مصدر ہے ”نشا“ کا، جیسا کہ عاقبہ اور عافیہ ہوتا ہے، اور بہتر یہ ہے کہ ﴿ناشئة﴾ کو موصوف کی صفت مان لیا جائے، یعنی نفس دن کے قیام کے مقابلے میں رات کے قیام کو سختی جانتا ہے۔ فی العبادۃ: یعنی خالص اللہ کی رضا کے لئے عبادت کرنا مراد ہے۔

ای قل بسم اللہ الرحمن الرحیم: مفسر نے پہلی کے قول کی تائید میں یہ بات کہی، جمہور کہتے ہیں کہ اللہ کے فرمان: ﴿واذکو اسم ربک﴾ عام ہے خاص کے ذکر کے بعد، معنی یہ ہے کہ رات اور دن میں تسبیح، تہلیل اور تحمید وغیرہ جس طرح بھی ممکن ہو سکے کرے۔ وهذا قبل الامر بقتالہم: مراد آیت قتال سے منسوخ ہونا ہے۔

جمع نکل: مراد قید ہے اور ایک قول کے مطابق بمعنی ”الغل“ ہے۔ او الضریع: کا بیان عنقریب ”الغاشیہ“ میں آئے گا، یہ کانٹے کی ایک قسم ہے جسے چوپایہ بھی اس کی خباثت کی وجہ سے نہیں کھاتا۔ او الغسلین: مراد جہنمیوں کا پیپ ہے۔ یا اهل مكة: غیبت سے خطاب کی طرف التفات کرنا ہے۔

وهو معجاز: اللہ کے فرمان میں لفظ: ﴿شيبا﴾ بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے، مراد شدت ہول ہے۔ ویجوز: اور حقیقی معنی مراد لینا بھی جائز ہے، پس مفسر کا کلام مجمل ہے، اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ یوں کہا جائے: حقیقی طور پر بچوں کا بوڑھا ہو جانا مراد لیا جائے جب دنیا کے اوقات کا آخری دن ہوگا اور زلزلة الساعة قریب ہوگا اور یہ بھی درست ہے کہ مجازی معنی مراد لیا جائے یعنی جب کہ نعرہ ثانیہ پھونکا جائے گا، اس لئے کہ قیامت میں کوئی ”شيب“ نہیں ہے۔

ذات انقطاع: ایک سوال کا جواب دینا مقصود ہے، مونث کا صیغہ ”منقطرة“ کیوں استعمال نہ کیا گیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اس صیغے میں ذات انقطاع کی جانب نسبت ہے اور یہ جواب بھی ہو سکتا ہے کہ آسمان کا ذکر باعتبار خجست کے کیا گیا ہو، اللہ نے فرمایا: ﴿وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا﴾۔

بالایمان والطاعة: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿اتَّخِذْ إِلَيَّ رِبَةً سَبِيلًا﴾ کے معنی اللہ کی جانب قرب حاصل کرنا ہے، اور یہ قرب مامورات پر عمل پیرا ہونے اور منہیات سے بچنے کی صورت میں ملتا ہے۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۱۸۶ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۴

﴿إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ أَقْلٍ ﴿۱﴾ مِنْ ثَلَاثِ أَيْلٍ وَنِصْفِهِ وَثَلَاثَةَ ﴿۲﴾ بِالنَّجْرِ عَطْفٌ عَلَى ثَلَاثِي وَبِالنَّصْفِ عَطْفٌ عَلَى أَدْنَىٰ وَقِيَامِهِ كَذَلِكَ نَحْوَمَا أَمَرَهُ أَوَّلَ السُّورَةِ ﴿۳﴾ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ ﴿۴﴾ عَطْفٌ عَلَى ضَمِيرِ تَقُومُ وَجَازٌ مِنْ غَيْرِ تَاكِيدٍ لِلْفَضْلِ وَقِيَامٌ طَائِفَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كَذَلِكَ لِلتَّاسِي بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ كَانَ لَا يَذَرِي كَمْ صَلَّى مِنَ اللَّيْلِ وَكَمْ بَقِيَ مِنْهُ فَكَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ كُلَّهُ إِحْتِيَاطًا فَقَالُوا حَتَّىٰ انْفَحَثَ أَقْدَامُهُمْ سَنَةً أَوْ أَكْثَرَ فَخَفَّفَ عَنْهُمْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ ﴿۵﴾ وَاللَّهُ يَقْدِرُ ﴿۶﴾ يُحْصِي ﴿۷﴾ الْيَلَّ وَالنَّهَارَ عِلْمُ أَنْ ﴿۸﴾ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيلَةِ وَأَسْمَهُمَا مَحْذُوفٌ أَيْ أَنَّهُ ﴿۹﴾ لَنْ تَحْصُوهُ ﴿۱۰﴾ أَيْ الْيَلَّ لِتَقُومُوا فِيمَا يَجِبُ الْقِيَامُ فِيهِ الْإِقْيَامُ جَمِيعُهُ وَذَلِكَ يَشُقُّ عَلَيْكُمْ ﴿۱۱﴾ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ﴿۱۲﴾ رَجَعَ بِكُمْ إِلَى التَّخْفِيفِ ﴿۱۳﴾ فَاقْرَأُوا مَا تيسر مِنَ الْقُرْآنِ ﴿۱۴﴾ فِي الصَّلَاةِ بِأَنْ تَصَلُّوا مَا تيسر ﴿۱۵﴾ عِلْمُ أَنْ ﴿۱۶﴾ مُخَفَّفَةٌ مِنَ الثَّقِيلَةِ أَيْ أَنَّهُ ﴿۱۷﴾ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَىٰ وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَسَافِرُونَ ﴿۱۸﴾ يَتَفَقَهُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ﴿۱۹﴾ يَطْلُبُونَ مِنْ رِزْقِهِ بِالتَّجَارَةِ وَغَيْرِهَا ﴿۲۰﴾ وَآخَرُونَ يَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ﴿۲۱﴾ وَكُلٌّ مِنَ الْفِرَاقِ الثَّلَاثِ يَشُقُّ عَلَيْهِمْ مَا ذَكَرْتَنِي قِيَامَ اللَّيْلِ فَخَفَّفَ عَنْهُمْ بِقِيَامِ مَا تيسر مِنْهُ ثُمَّ نَسَخَ ذَلِكَ بِالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ ﴿۲۲﴾ فَاقْرَأُوا مَا تيسر مِنْهُ ﴿۲۳﴾ كَمَا تَقْدَّمُ ﴿۲۴﴾ وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ ﴿۲۵﴾ الْمَقْرُوضَةَ ﴿۲۶﴾ وَأَتُوا الزَّكَاةَ وَاقْرَءُوا اللَّهَ ﴿۲۷﴾ بِأَنْ تَتَفَقَهُوا مَا سِوَى الْمَقْرُوضِ مِنَ الْمَالِ فِي سَبِيلِ الْخَيْرِ ﴿۲۸﴾ قَرَضًا حَسَنًا ﴿۲۹﴾ عَنْ طَيْبِ قَلْبٍ ﴿۳۰﴾ وَمَا تَقْدَمُوا لَأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ ﴿۳۱﴾ مِمَّا خَلَفْتُمْ وَهُوَ فَضْلٌ وَمَا بَعْدُ هُوَ أَنْ لَمْ يَكُنْ مَعْرِفَةً يَشْبَهُهُمَا لِمَتَابَعِهِ مِنَ التَّعْرِيفِ ﴿۳۲﴾ وَاعْظُمَ أَجْرُهَا وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳۳﴾﴾ لِلْمُؤْمِنِينَ.

﴿ترجمہ﴾

بیشک تمہارا رب جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو تہائی رات سے کم (ادنیٰ بمعنی اقل ہے) کبھی آدھی رات، کبھی تہائی (”ثلثہ“ مجرور ہونے کی صورت میں ”ثلثی“ پر اور منصوب ہونے کی صورت میں ”ادنیٰ“ پر معطوف ہوگا حضور ﷺ اسی طرح قیام کیا کرتے جس کا سورت کی ابتداء میں حکم دیا گیا ہے، ..... اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی (”طائفة..... الخ“ کا عطف ”تقوم“ کی ضمیر پر ہے اور ضمیر مرفوع متصل پر ضمیر منسلک لایا بغیر عطف کرنا بھی درست ہے حضور ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت بھی آپ ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اسی طرح قیام کرتی ہے اور ان میں سے بعضوں کو اندازہ نہ ہو پاتا کہ رات کے کتنے حصہ میں قیام کیا ہے اور کتنا حصہ باقی رہ گیا ہے تو احتیاطاً وہ ساری رات قیام کرتے حتیٰ کہ ان کے پاؤں سوچ جاتے یہ طرز عمل ایک سال یا اس سے زیادہ عرصہ تک رہا، اللہ تعالیٰ



نے ارشاد فرمایا) اور اللہ شمار فرماتا ہے (یقدر بمعنی یحصی ہے) رات اور دن اسے معلوم ہے کہ (علم "ان" میں ان مخففہ من الثقیلہ ہے) شمار (اس کا اسم محذوف ہے اصل میں "انہ" تھا یعنی رات کا کہ تم اس میں بمقدار واجب قیام کر سکو پھر تمہیں تمام ہی رات قیام کرنا پڑے گا اور یہ تمہارے لیے گراں ہوگا) تو اس نے اپنی مہربانی ہے تم پر رجوع فرمایا (تخفیف کی طرف، تاب علیکم بمعنی لاجع بسکم ہے) تو اب قرآن میں جتنا تم پر آسان ہوتا پڑھو (نماز میں یعنی جتنی دیر یا آسانی نماز پڑھ سکو پڑھو) اسے معلوم ہے کہ ("ان" مخففہ من الثقیلہ ہے اصل میں "انہ" تھا) اسے معلوم ہے کہ عنقریب کچھ تم میں سے بیمار ہوں گے اور کچھ زمین میں سفر کریں گے (یضرہون بمعنی یسافرون ہے) اللہ کا فضل تلاش کرنے (یعنی تجارت وغیرہ کر کے رزق تلاش کرنے، یتغون بمعنی یطلبون ہے) اور کچھ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوں گے (اور ان تینوں طبقات کے افراد پر مذکورہ قیام کرنا شاق و دشوار ہوگا، اللہ ﷻ نے جتنا قیام آسانی سے کیا جس کے مقرر فرما کر تخفیف کر دی پھر اس کی فرضیت کو پانچ نمازوں سے منسوخ فرمادیا.....۲.....) تو جتنا قرآن میسر ہو پڑھو (جیسا کہ پہلے گزر چکا) اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو اچھا قرض دو (یوں کہ مقدار فرض کے علاوہ مال کو بھلائی کے رستے میں خرچ کرو) اور اپنے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس پاؤ گے بہتر (اس سے جو پیچھے چھوڑ آئے "ہو خیرا" میں "ہو" ضمیر فصل ہے اس کا مابعد اسم اگرچہ معرفہ نہیں لیکن اس پر حرف تعریف لانا چونکہ متمتع ہے پس اس نسبت کی بناء پر اسم معرفہ کے مشابہ ہے) اور بڑے ثواب کی اور اللہ سے بخشش مانگو بیشک اللہ بخشنے والا ہے (مسلمانوں کو) مہربانی فرمانے والا ہے (ان پر)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی الیل ونصفہ وثلثہ﴾

ان ربک: حرف مشبہ واسم، یعلم: فعل بافاعل، انک: حرف مشبہ واسم، تقوم: فعل بافاعل، ادنی: اسم تفضیل بافاعل، من ثلثی الیل: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر معطوف علیہ، و: عاطفہ، نصفہ: معطوف اول، و: عاطفہ، ثلثہ: معطوف، ملکر "وقتا" محذوف کی صفت، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وطائفۃ من الذین معک واللہ یقدر الیل والنہار﴾

و: عاطفہ، طائفۃ: موصوف، من: جار، الذین معک: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر ماقبل "تقوم" کی ضمیر فاعل پر معطوف ہے، و: مبتدئہ، اللہ مبتدأ، یقدر: فعل بافاعل، الیل: معطوف علیہ، و: عاطفہ، النہار: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقروا ما تیسر من القرآن﴾

علم: فعل بافاعل، ان: مخففہ باضمیر شان محذوف اس کا اسم، لن تحصوہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، تاب: فعل بافاعل، علیکم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اقروا: فعل امر بافاعل، ما تیسر: موصول صلہ، ملکر مفعول، من القرآن: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿علم ان سیکون منکم مرضی﴾

علم: فعل بافاعل، ان: مخففہ باضمیر شان محذوف اس کا اسم، سیکون: فعل ناقص، منکم: ظرف مستقر خبر مقدم، مرضی: اسم مؤخر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿واخرون یضرہون فی الارض یتغون من فضل اللہ واخرون یقاتلون فی سبیل اللہ﴾

﴿فأقرءوا ما تيسر منه وأقيموا الصلوة وآتوا الزكاة وأقرضوا الله قرضاً حسناً﴾

﴿وَمَا تَقْدُمُوا لَآنَفْسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا﴾

﴿وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

و: عاطفه، استغفر واللہ فعل امر با فاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ، ان اللہ حرف مشبہ واسم، غفور رحیم خبر ان، مکر جملہ اسمیہ۔

## نماز تہجد میں کتنا قرآن پڑھا جائے؟

(روح البيان، ج ١، ص ٢٦٠)

۲..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنُصْفَهُ وَثُلُثَهُ ..... الخ بیشک تمہارا

المزمع مل جلد: ۵

روشنی میں ہے نہ کہ ہمارا اپنا تجزیہ، اس موقف کا بیان ہم نے عطائین، ج ۳، ص ۵۷ پر بھی کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

### اغراض:

ومنہم من کان لا یدری: یہاں اُن صحابہ کا بیان کرنا مقصود ہے جو سید عالم ﷺ کی اتباع میں رات قیام نہ کرتے تھے، پس صحابہ کرام اس بارے میں دو حصوں میں تقسیم ہو گئے، پس ایک فرقہ وہ تھا جو دو تہائی، نصف یا ایک تہائی قیام کرتا اور دوسرا گروہ وہ تھا جو اپنی ذات پر مشقت برداشت کرتے ہوئے پوری رات قیام کی صعوبت برداشت کرتا۔

او اکثر: ایک سال سے زائد کے قول کے مطابق سولہ ماہ مراد ہیں، اس لئے کہ سورت پاک مکی ہے یا دس سال کیونکہ اللہ کا فرمان: ﴿ان ربک یعلم﴾ کی تائید اسی صورت میں حاصل ہوتی ہے، پس سورت پاک مدنی ہے۔

فخفف عنہم: یعنی صحابہ کے گروہ نے رات کے قیام میں تخفیف کر دی۔ رجوع بکم الی التخفیف: مراد لغوی توبہ ہے، نہ کہ گناہ کی توبہ کرنا، کیونکہ صحابہ نے رات قیام کرنے میں کمی کر کے کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ ماتیسر: اگرچہ رات میں دو رکعتیں ہی پڑھ لو۔

بان تصلوا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مراد نماز کی قرائت ہے، جزء کا کل پر اطلاق مراد ہے۔

وغیرہا: مراد طلب علم اور صلہ رحمی ہے۔ ثم نسخ ذلک بالصلوۃ الخمس: یعنی امت کے حق میں بالاتفاق رات کی نماز کی فرضیت پانچ نمازوں کے حکم سے ثابت ہے، جب کہ امام مالک کے نزدیک سید عالم ﷺ کے حق میں رات کی نماز کی فرضیت منسوخ نہیں ہے بلکہ تہجد کے واجب ہونے کی صورت میں باقی رہی، لیکن یہ حکم فقط حالت حضر میں تھا، امام شافعی کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کی ذات کے حوالے سے بھی واجب ہونے کا حکم منسوخ ہو چکا، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ پانچ نمازوں کا واجب ہونا قیام لیل کے وجوب کے منافی نہیں ہے اور ناسخ کی شرط اس کے حکم کو منسوخ کے حکم سے منہی کر دیتی ہے اور حق یہ ہے کہ نسخ کی حدیث موجود ہے، سید عالم ﷺ سے ایک اعرابی نے رات دن میں پانچ نمازوں کی فرضیت کے علاوہ کچھ فرض ہونے کا سوال کیا تو سید عالم ﷺ نے نفی میں جواب مرحمت فرمایا، اور فرمایا: ”سوائے نقلی عبادت کے کوئی فرض اس کے علاوہ نہیں“، پس سید عالم ﷺ کا نفی کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ پانچ نمازوں کے علاوہ کچھ فرض نہیں ہے۔ مما خلفتم: بمعنی ورائکم ہے۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۱۹۰ وغیرہ)

## صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد

## سورة المدثر مکیة وهی ۵۶ او خمس و خمسون آية (سورة مدثر کی ہے جس میں چھپن یا پچپن آیتیں ہیں)

### تعارف سورة المدثر

اس سورت میں دو رکوع، چھپن (یا پچپن) آیتیں، دو سو پچپن کلمات، اور ایک ہزار دس حروف ہیں۔ پہلی سات آیات کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نزول وحی کا آغاز ان آیات سے ہوا تھا لیکن محققین کے نزدیک یہی بات مسلم ہے کہ سورہ اقرء ہی سے آغاز ہوا تھا اس کے بعد کچھ عرصہ تک وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تھا جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ بہت پریشان رہتے تھے ایک دن غار حرا میں حسب عادت عبادت سے فارغ ہو کر گھر آرہے تھے کہ اچانک آپ کو افق آسمان پر وہی فرشتہ نظر آیا جو پہلی بار وحی لے کر آیا تھا اس منظر کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کی طبیعت میں ہراس پیدا ہو گیا، تو آپ فوراً گھر پہنچے اور فرمایا: ”مجھے لحاف اڑھاؤ، مجھے لحاف اڑھاؤ“ حضور ﷺ لحاف اڑھ کر لیٹ گئے۔ اسی حالت میں یہ آیات نازل ہوئیں جن میں فرائض نبوت کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی۔ پہلی وحی میں صرف یہ بتایا تھا کہ آپ کو نبوت کے لئے چن لیا گیا ہے اور اس وحی سے آپ کو نبوت کے فرائض سے آگاہ کیا گیا اور ان کی ادائیگی کے لئے تیار ہونے کی تلقین فرمائی گئی۔ آیت گیارہ تا چھپس میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ ان آیات میں ولید بن مغیرہ کا بغیر نام کے ذکر کیا گیا ہے کہ اس کا دل تو نبی کریم ﷺ کی نبوت اور قرآن کو کلام اللہ ﷻ مانتا تھا لیکن اپنی قوم کی ناراضگی کے خوف اور اپنی سرداری کو برقرار رکھنے کے لئے اظہار نہیں کرتا بلکہ حضور ﷺ کی ذات مبارکہ پر افتراء بازی کرتا ہے، آپ کو ساحر اور آیات قرآنی کو سحر کہتا ہے۔ اس کو بتا دیا کہ اسے دوزخ کی آگ کا ایندھن بنایا جائے گا، اس کے شعلے اس کو بھون کر رکھ دیں گے، نہ تو وہ مردوں میں شمار ہوگا اور نہ ہی زندوں میں۔ فعالمہم سے کافروں کی غیبت طبعیتوں کا ذکر فرمایا کہ جب ان کے سامنے اللہ ﷻ کا کلام سنایا جاتا ہے تو یوں بھاگتے ہیں جیسے جنگلی گدھے شیر کو دیکھ کر بھاگتے ہیں حالانکہ یہ کتاب سراپا نصیحت ہے اس میں لوگوں کی کامیابی کا سامان ہے چاہے تو یہ تھا کہ اسے سنتے اور اس سے اپنے قلوب کو منور کرتے اور منزل مقصود تک پہنچ جاتے۔

رکوع نمبر: ۱۵

بسم الله الرحمن الرحيم الله کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿يَا أَيُّهَا الْمَدَّثِرُ (۱)﴾ النَّبِيُّ وَأَصْلُهُ الْمُتَدَثِّرُ أَدْعَمَتِ النَّاءُ فِي الدَّالِ أَيْ الْمُتَلَقِّفِ بِشَبَابِهِ عِنْدَ نُزُولِ الْوَحْيِ عَلَيْهِ ﴿قُمْ فَانْذِرْ (۲)﴾ خَوْفَ أَهْلِ مَكَّةَ بِالنَّارِ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا ﴿وَرَبِّكَ فَكَبِّرْ (۳)﴾ عَظُمَ عَنْ إِشْرَاكِ الْمُشْرِكِينَ ﴿وَيُنَادِيكَ فَطْهَرْ (۴)﴾ عَنِ النَّجَاسَةِ أَوْ قُصِرَ هَا خِلَافَ جَرِّ الْعَرَبِ ثِيَابَهُمْ خِيَلَاءَ فَرُبَّمَا أَصَابَتْهَا نَجَاسَةٌ ﴿وَالرَّجْزُ (۵)﴾ فَسَّرَهُ النَّبِيُّ بِالْأَوْتَانِ ﴿فَاهْجُرْ (۶)﴾ أَيْ دُمَ عَلَى هَجْرِهِ ﴿وَلَا تَمْنَنْ تَسْتَكْثِرْ (۷)﴾ بِالرَّفْعِ حَالٌ أَيْ لَا تَعْطِ شَيْئًا تَطْلُبُ أَكْثَرِمَنَهُ وَهَذَا خَاصٌّ بِهِ ﷺ لِأَنَّهُ مَأْمُورٌ بِأَجْمَلِ الْأَخْلَاقِ وَأَشْرَفِ الْأَذَابِ ﴿وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ (۸)﴾ عَلَى الْأَوَامِرِ وَالنَّوَاهِي ﴿فَإِذَا نَقَرُفَى النَّاقُورُ (۹)﴾ نَفِخْ فِي الصُّورِ وَهُوَ الْقُرْنُ النَّفْخَةُ الثَّانِيَةُ ﴿فَلَدِّكْ (۱۰)﴾ أَيْ وَقْتُ النَّقْرِ ﴿يَوْمَئِذٍ مِمَّا قَبْلَهُ الْمُبْتَدَاءُ وَبُنَى لِإِضَافَتِهِ إِلَى غَيْرِ مُتَمَكِّنٍ وَخَبَرُ الْمُبْتَدَاءِ ﴿يَوْمَ عَسِيرٍ (۱۱)﴾ وَالْعَامِلُ فِي إِذَا مَا دَلَّتْ عَلَيْهِ الْجُمْلَةُ أَيْ اشْتَدَّ الْأَمْرُ ﴿عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرِ يَسِيرٍ (۱۲)﴾ فِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّهُ يَسِيرُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَيْ فِي عُسْرِهِ ﴿ذُرْنِي﴾ أَيْ تَرُكْنِي ﴿وَمَنْ



خلقت ﴿عُطِفَ عَلَى الْمَفْعُولِ أَوْ مَفْعُولٍ مَعَهُ﴾ وحیدا ﴿۱۱﴾ ﴿حَالَ مِنْ مَنْ أَوْ مِنْ ضَمِيرِهِ الْمَحذُوفِ مِنْ خَلَقْتُ أَيْ مُنْقَرِ دَابِلَا أَهْلٍ وَلَا مَالٍ وَهُوَ الْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةِ﴾ وجعلت له مالا ممدودا ﴿۱۲﴾ ﴿وَابْتِغَاءُ مُتَصِلًا مِنَ الزَّرْوَعِ وَالضَّرْوَعِ وَالتَّجَارَةِ﴾ وبنین ﴿عَشْرَةً أَوْ أَكْثَرَ﴾ ﴿شُهُودًا﴾ ﴿يَشْهَدُونَ الْمَحَافِلَ وَتَسْمَعُ شَهَادَاتِهِمْ﴾ ومهدت ﴿بَسَطَتْ﴾ ﴿لَهُ﴾ فِي الْعَيْشِ وَالْعُمُرِ وَالْوَلَدِ ﴿تمهيدا﴾ ﴿۱۳﴾ ثم يطمع ان ازید ﴿۱۵﴾ كلا ﴿لَا أَزِيدُهُ عَلَى ذَلِكَ﴾ ﴿انہ کان لا یتنا﴾ ﴿آی الْقُرْآن﴾ ﴿عَنیداً﴾ ﴿۱۶﴾ ﴿مُعَانِدًا﴾ ﴿سَارِقًا﴾ ﴿أَكْلَفُهُ﴾ ﴿صُعُودًا﴾ ﴿۱۷﴾ ﴿مَشَقَّةً مِنَ الْعَذَابِ أَوْ جَبَلًا مِنْ نَارٍ يَصْعَدُ فِيهِ ثُمَّ يَهْوَى أَبَدًا﴾ ﴿انہ فکر﴾ ﴿فِيْمَا يَقُولُ فِي الْقُرْآنِ الَّذِي سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ﴾ ﴿وَقَدَرُ﴾ ﴿۱۸﴾ ﴿فِي نَفْسِهِ ذَلِكَ﴾ ﴿فَقَتْلُ﴾ ﴿لَعْنٍ وَغَذَبُ﴾ ﴿كَيْفَ قَدَرُ﴾ ﴿۱۹﴾ ﴿عَلَى أَيْ حَالَ كَانَ تَقْدِيرُهُ﴾ ﴿ثُمَّ قَتَلَ كَيْفَ قَدَرُ﴾ ﴿۲۰﴾ ﴿ثُمَّ نَظَرَ﴾ ﴿۲۱﴾ ﴿فِي وَجْهِهِ قَوْمِهِ أَوْ فِيمَا يَقْدَحُ بِهِ﴾ ﴿ثُمَّ عَبَسَ﴾ ﴿قَبْضَ وَجْهِهِ وَكَلَحَهُ ضَبَقًا بِمَا يَقُولُ﴾ ﴿وَبَسَرَ﴾ ﴿۲۲﴾ ﴿زَادَ فِي الْقَبْضِ وَالْكُلُوحِ﴾ ﴿ثُمَّ ادْبَرَ﴾ ﴿عَنِ الْإِيمَانِ﴾ ﴿وَاسْتَكْبَرَ﴾ ﴿۲۳﴾ ﴿تَكَبَّرَ عَنْ اتِّبَاعِ النَّبِيِّ ﷺ﴾ ﴿فَقَالَ﴾ ﴿فِيْمَا جَاءَ بِهِ﴾ ﴿أَنْ﴾ ﴿مَا﴾ ﴿هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْتَرُ﴾ ﴿۲۴﴾ ﴿يُعْقَلُ عَنِ السَّحَرَةِ﴾ ﴿أَنْ﴾ ﴿مَا﴾ ﴿هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ﴾ ﴿۲۵﴾ ﴿كَمَا قَالُوا إِنَّمَا يَعْلَمُهُ بَشَرٌ﴾ ﴿سَاصِلِيهِ﴾ ﴿أَدْخَلَهُ﴾ ﴿سَقَرُ﴾ ﴿۲۶﴾ ﴿جَهَنَّمَ﴾ ﴿وَمَا ادْرَكَ مَا سَقَرُ﴾ ﴿۲۷﴾ ﴿تَعْظِيمٌ لِشَانِهَا﴾ ﴿لَا تَبْقَى وَلَا تَذَرُ﴾ ﴿۲۸﴾ ﴿شَيْئًا مِنْ لَحْمٍ وَلَا عَصَبٍ إِلَّا أَهْلَكْتُهُ ثُمَّ يَعُودُ كَمَا كَانَ﴾ ﴿لَوْاحَةٌ لِلْبَشَرِ﴾ ﴿۲۹﴾ ﴿مُحَرَّقَةٌ لِظَاهِرِ الْجَلْدِ﴾ ﴿عَلَيْهَا تَسْعَةُ عَشَرَ﴾ ﴿۳۰﴾ ﴿مَلَكًا خَزَنَتُهَا قَالُ بَعْضُ الْكُفَّارِ وَكَانَ قَوْلًا شَدِيدًا لِبَاسٍ أَنَا أَكْفِيكُمْ سَبْعَةَ عَشَرَ أَكْفُونِي أَنْتُمْ اثْنَيْنِ قَالَ تَعَالَى﴾ ﴿وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً﴾ ﴿أَيَّ فَلَا يَطَاقُونَ كَمَا يَتَوَهَّمُونَ﴾ ﴿وَمَا جَعَلْنَا عَدَتَهُمْ﴾ ﴿ذَلِكَ﴾ ﴿الْاِفْتِنَةُ﴾ ﴿ضَلَالًا﴾ ﴿لِلَّذِينَ كَفَرُوا﴾ ﴿بِأَنْ يَقُولُوا لِمَ كَانُوا تِسْعَةَ عَشَرَ﴾ ﴿لَيْسَتَيْنِ﴾ ﴿الَّذِينَ اتَّوَلَّوْا الْكُتُبَ﴾ ﴿أَيَّ الْيَهُودَ صِدْقُ النَّبِيِّ فِي كُتُبِهِمْ تِسْعَةَ عَشَرَ الْمَوَافِقِ لِمَا فِي كِتَابِهِمْ﴾ ﴿وَيَزِدَادُ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ ﴿مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ ﴿إِيمَانًا﴾ ﴿تَصْدِيقًا لِمَوَافِقَةِ مَا آتَى بِهِ النَّبِيُّ ﷺ﴾ ﴿لِمَا فِي كِتَابِهِمْ﴾ ﴿وَلَا يَرْتَابُ الَّذِينَ اتَّوَلَّوْا الْكُتُبَ وَالْمُؤْمِنُونَ﴾ ﴿مِنْ غَيْرِهِمْ فِي عَدَدِ الْمَلَائِكَةِ﴾ ﴿وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ﴾ ﴿شَكٌّ بِالْمَدِينَةِ﴾ ﴿وَالْكَافِرُونَ﴾ ﴿بِمَكَّةَ﴾ ﴿مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا الْعَدَدِ﴾ ﴿مَثَلًا﴾ ﴿سَمُوءَ لِعَرَابِيَّتِهِ بِذَلِكَ وَأَعْرَبَ حَالًا﴾ ﴿كَذَلِكَ﴾ ﴿أَيَّ مِثْلٍ اضْطِلَّ مُنْكَرُ هَذَا الْعَدَدِ وَهُدَى مُصَدِّقَةٌ﴾ ﴿يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ﴾ ﴿الْمَلَائِكَةُ فِي قُوَّتِهِمْ وَأَعْوَانِهِمْ﴾ ﴿الَا هُوَ وَمَا هِيَ﴾ ﴿أَيَّ سَقَرُ﴾ ﴿الَا ذِكْرِي لِلْبَشَرِ﴾ ﴿۳۱﴾

### ﴿ترجمہ﴾

اے بالا پوٹ اورڑھنے والے (نبی ﷺ) ”المدثر“ کی اصل ”المتدثر“ ہے تاہم کمال میں ادغام کر دیا گیا ہے یعنی اے نزول وحی کے وقت اپنے کپڑوں کے ساتھ چادر میں لپٹنے والے..... (کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ) (اہل مکہ کو آگ کا ایمان نہ لانے کی صورت میں، اندر بمعنی خوف ہے) اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو (مشرکین کے شرک سے اس کا بلند و بالا ہونا بیان کرو) اور اپنے کپڑے

پاک رکھو (نجاست سے یا یہ معنی ہیں کہ اپنے کپڑے کوتاہ کیجئے اہل عرب کی عادت کے برخلاف کہ وہ بطور تکبر کپڑے دراز رکھتے ہیں کہ دراز ہونے کی صورت میں کپڑوں کے نجس ہونے کا احتمال رہتا ہے.....) اور بتوں سے ("الرجز" کی تفسیر نبی پاک ﷺ نے "اوشان" سے کی ہے) دور رہو (یعنی بتوں کو ترک کرنے ہی پر جمے رہو) اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو ("نستکثر" مرفوع ہے حال واقع ہو رہا ہے یعنی کسی کو اس لیے کچھ نہ دو تا کہ بدلہ میں اس سے زیادہ لے سکو، یہ حکم نبی پاک ﷺ کے ساتھ خاص ہے کہ آپ ﷺ کو عمدہ ترین اخلاق اور افضل ترین آداب اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے.....) اور اپنے رب کے لیے صبر کئے رہو (اور دلو اسی پر) پھر جب صور پھونکا جائے گا (اس سے مراد فتح ثانیہ ہے، فقر بمعنی نفع ہے، اور، ناقور کے معنی صور یعنی سینک ہے) تو وہ (صور پھونکے جانے کا وقت) وہ دن ("یومئذ" ماقبل سے بدل بن رہا ہے اور مبتدا واقع ہو رہا ہے غیر متمکن اسم کی طرف مضاف ہونے کے وجہ سے یہی ہے اور مبتدا کی خبر "یوم عیسر" ہے) سخت دن ہے ("اذا" میں عامل وہ معنی ہے جس پر جملہ دلالت کر رہا ہے یعنی "اشتد لا مر") کافروں پر آسان نہیں (اس میں دلیل ہے کہ یہ دن کفار پر سخت ہونے کے باوجود مسلمانوں کے لیے آسان ہوگا) اسے مجھ پر چھوڑ دو جسے میں نے پیدا کیا (ذرنی بمعنی اترو کنی ہے، اور "ومن خلقت" یہ مفعول بہ پر عطف یا مفعول معہ پر ہے) اکیلا (یعنی جسے میں نے اکیلا پیدا کیا بغیر مال و اہل کے، مراد اس سے ولید بن مغیرہ ہے، "وحید امن" سے یا "خلقته" کی "ہ" ضمیر محذوف سے حال بن رہا ہے) اور اسے وسیع مال دیا (جیسے کھیتیاں، مویشی تجارت، ممدودا بمعنی واسعا متصل ہے) اور بیٹے دیئے (دس یا اس سے زائد) سامنے حاضر رہتے (وہ محافل میں موجود رہتے اور ان کے کلام کو سنا جاتا) اور میں نے اسے اس کے لیے (اس کی زندگی، عمر اور اولاد میں.....) طرح طرح کی کشادگیاں کیں (مہدت بمعنی بسطت ہے) پھر یہ طبع کرتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں ہر گز نہیں (میں اسے اور زیادہ نعمتیں نہ دوں گا) وہ تو میری آیتوں سے (یعنی قرآن پاک سے) عناد رکھتا ہے (عنید بمعنی معاند ہے) قریب ہے کہ میں اسے تکلیف دوں گا (سارہقہ بمعنی اکلفہ ہے) صعود کی تکلیف جھیلنے کی یا صعود نامی آگ کے پہاڑ پر چڑھنے کی وہ ہمیشہ اس پر چڑھتا رہے گا اور گرتا رہے گا) بیشک وہ سوچا (نبی پاک ﷺ سے قرآن پاک سن کر اس کے بارے میں) اور (اپنے دل میں) کچھ بات ٹھہرائی تو اس پر لعنت و عذاب ہو (قتل کے معنی لعن و عذاب ہے) کیسی ٹھہرائی (کیف قدر کے معنی علی ای حال کان تقدیرہ ہے) پھر اس پر لعنت ہو کیسی ٹھہرائی پھر نظر اٹھا کر دیکھا (اپنی قوم کے چہروں کی طرف) پھر تیوری چڑھائی (ان کی بات کو شاق سمجھ کر مونہ بگاڑا) اور مونہ بگاڑا (یعنی مزید مونہ بگاڑا اور تیوری چڑھائی) پھر پیٹھ پھیری (ایمان لانے سے) اور تکبر کیا (اتباع نبی ﷺ سے، استکبر بمعنی تکبر ہے) پھر بولا (قرآن کے بارے میں جو حضور ﷺ لے کر آئے) یہ تو نہیں (ان بمعنی مانافیہ ہے) مگر جادو جسے نقل کیا گیا ہے (جادو گروں سے، یونو بمعنی یسقل ہے) یہ نہیں (ان بمعنی مانافیہ ہے) مگر آدمی کا کلام (جیسا کہ کفار کہتے تھے "انما یعلمہ بشر انہیں کوئی بشر یہ سکھلاتا ہے".....) کوئی دم جاتا ہے کہ میں اسے دوزخ میں داخل کرتا ہوں (سا صلیہ بمعنی ادخلیہ اور مسقر کے معنی جہنم ہے) اور تم نے کیا جانا دوزخ کیا ہے (یہاں استفہام تعظیم شان بیان کرنے کے لیے ہے) نہ چھوڑے اور نہ لگی رکھے (نہ گوشت کو اور نہ پٹھوں کو یہ آگ سب کو جلا کر راکھ کر دے گی پھر جسم دوبارہ حج ہوگا اور یہی عذاب دوبارہ شروع ہوگا اور یہ سلسلہ چلتا رہے گا) آدمی کی کھال کو جلا دیتی ہے (اوپری کھال کو، لواحہ بمعنی محرقہ ہے) اس پر انیس (فرشتے داروغہ) ہیں (ایک طاقتور کافر نے یہ آیت سن کر کہا تھاسترہ فرشتوں کو تمہاری طرف سے میں کافی ہو جاؤں گا اور بقیہ دو کو تم میری طرف سے کافی ہو جانا، اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) ہم نے دوزخ کے لیے داروغہ نہ کئے مگر فرشتے (پس ان سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہ ہوگی جیسا کہ کفار کا خیال ہے) اور ہم نے ان کی (یہ) گنتی نہ رکھی مگر

کافروں کی گمراہی کو (فتنہ بمعنی ضللا لا ہے، کہ کافران کی تعداد سن کر کہیں کہ ان کی گنتی انیس کیوں ہے؟.....) اور ظاہر ہو جائے (لیستقیسن بمعنی لیستقیسن ہے) کتابیوں پر (یعنی یہودیوں پر نبی پاک ﷺ کی صداقت کہ ان فرشتوں کی تعداد کا انیس ہونا یہودیوں کی اپنی کتاب کے موافق ہے) اور ایمان والوں کا (کتابیوں میں سے) ایمان بڑھے (یعنی تعدیق بڑھے کہ جو بات نبی پاک ﷺ ان کے پاس لے کر آئے ہیں وہ ان کی کتاب کے موافق ہے) اور کتاب والوں اور مسلمانوں کو (یعنی کتابی ایمان والوں کے غیر کو) کوئی شک نہ رہے اور (مدینہ میں) وہ لوگ کہیں جن کے دل میں مرض ہے اور کافر (جو مکہ میں ہیں) اللہ اس سے (اس عدد کو بیان کرنے سے "مثلاً" حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے اسے اس کی غرابت کی وجہ سے "مثلاً" کہا گیا ہے) یونہی (یعنی اس عدد کے منکر کو گمراہ کرنے اور اس عدد کے مصدق کو ہدایت دینے ہی کی طرح) اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور تمہارے رب کے لشکروں کو (یعنی فرشتوں کو ان کی قوت کو اور ان کے مددگاروں کو) اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ (یعنی جہنم) تو نہیں مگر آدمی کے لیے نصیحت۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿یا ایہا المدثر قم فانذر وربک فکبر وثیابک فطهر والرجز فاهجر﴾

یا ایہا المدثر: نداء، قم: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، انذر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، ربک: مفعول مقدم، ف: زائد، کبر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، ثیابک: مفعول مقدم، ف: زائد، طهر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثالث، و: عاطفہ، الرجز: مفعول مقدم، ف: زائد، اہجر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف رابع، ملکر مقصود بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ۔

﴿ولا تمنن تستکثر ولربک فاصبر﴾

و: عاطفہ، لا تمنن: فعل نہی "وانت" ضمیر ذوالحال، تستکثر: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لربک: ظرف لغو مقدم، ف: زائد، اصبر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا نقر فی الناقور فذلک یومئذ یوم عسیر علی الکفرین غیر یسیر﴾

ف: تعلیلیہ سیبہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، نقر فی الناقور: فعل مجہول بانائب الفاعل و ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، ذلک: مبدل منہ، یومئذ: ظرف متعلق بمحذوف بدل، ملکر مبتدا، یوم: موصوف، عسیر علی الکفرین: شبہ جملہ صفت اول، غیر یسیر: صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿ذرنی ومن خلقت وحیداً وجعلت له مالا ممدوداً وبنین شہوداً﴾

ذر: فعل امر بافاعل، ن: وقایہ، ی: ضمیر معطوف علیہ، و: عاطفہ، من خلقت: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر ذوالحال، و: حیداً: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جعلت: فعل بافاعل، لہ: ظرف مستقر مفعول ثانی، مالا ممدوداً: مرکب توصیفی معطوف علیہ، و: عاطفہ، بنین شہوداً: مرکب توصیفی معطوف، ملکر مفعول اول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومہدت له تمہیداً ثم یطمع ان ازید﴾

و: عاطفہ، مہدت: لہ: فعل بافاعل و ظرف لغو، تمہیداً: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، یطمع: فعل بافاعل، ان: مصدر یہ، ازید: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر ب جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "مہدت" پر معطوف ہے۔

﴿کلا انہ کان لایتنا عنیدا سارہقہ صعودا الہ فکر و قدر﴾

کلا: حرف روع و زجر، انہ: حرف مشبہ و اسم، کان: فعل ناقص با اسم، لایتنا عنیدا: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، سارہقہ: فعل با فاعل و مفعول، صعودا: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، انہ: حرف مشبہ و اسم، فکر: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قدر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فقتل کیف قدر ثم نظر ثم عبس و بسر ثم اذبر و استکبر﴾

ف: عاطفہ، قتل: فعل مجہول ”ہو“ ضمیر ذوالحال، کیف: اسم استفہام حال مقدم، قدر: فعل ”ہو“ ضمیر ذوالحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، قتل: کیف قدر: جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، نظر: جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، عبس: جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، بسر: جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، اذبر: جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، استکبر: جملہ فعلیہ۔

﴿فقال ان هذا الا سحر یوثر ان هذا الا قول البشر﴾

ف: عاطفہ، قال قول، ان: تانیہ، هذا مبتداء، الا: اداة حصر، سحر: موصوف، یوثر: جملہ فعلیہ صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مؤکد، ان: تانیہ، هذا مبتداء، الا: اداة حصر، قول البشر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ تاکید، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ما صلیہ سقر و ما ادرک ما سقر لا تبقی و لا تذر لواحة للبشر﴾

س: حرف استقبال، اصلیہ: فعل با فاعل و مفعول، سقر: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ”سارہقہ صعودا“ سے بدل واقع ہے، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتداء، ادرک: فعل با فاعل و مفعول، ما: استفہامیہ مبتداء، سقر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، لا تبقی: فعل نفی با فاعل، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تذر: فعل با فاعل، ملکر معطوف، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ، لواحة: حرف، للبشر: شبہ جملہ اسمیہ ”ہی“ مبتداء محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿علیہا تسعة عشر و ما جعلنا اصحاب النار الا ملئکة﴾

علیہا: ظرف مستقر خبر مقدم، تسعة عشر: مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ، و: عاطفہ، ما جعلنا: فعل نفی با فاعل، اصحاب النار: مفعول اول، الا: اداة حصر، ملئکة: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿و ما جعلنا عدتهم الا فتنة للذين كفروا لیستیقن الذين اتوا الکتب و یزداد الذين امنوا ایمانا﴾

و: عاطفہ، ما جعلنا: فعل نفی با فاعل، عدتهم: مفعول اول، الا: اداة حصر، فتنة: مصدر با فاعل، لام: جار، الذين كفروا: موصول صلیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر مفعول ثانی، لام: جار، لیستیقن: فعل، الذين اتوا الکتب: موصول صلیہ، ملکر الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یزداد: فعل، الذين امنوا: موصول صلیہ، ملکر فاعل، ایمانا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ولا یرتاب الذين اتوا الکتب و المؤمنون و لیقول الذين فی قلوبہم مرض و الکفرون ماذا اود الله بهذا مثلاً﴾

و: عاطفہ، لا یرتاب: فعل نفی، الذين اتوا الکتب: موصول صلیہ، المؤمنون: موصول صلیہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، المؤمنون: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ”یستیقن“ پر معطوف ہے، و: عاطفہ، لام: جار، یقول: فعل، الذين فی قلوبہم مرض: موصول صلیہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الکفرون: معطوف، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قول، ماذا: اسم استفہام مفعول مقدم، اذ اذ الله: فعل وفاعل، ب: جار، هذا: ذوالحال، مثلاً: حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مقولہ ہو کر تقدیر ان مجرور، ملکر ماقبل ”یستیقن“ پر



محظوف ہے۔

﴿كذلك يضل الله من يشاء ويهدي من يشاء وما يعلم جنود ربك الا هو﴾  
 كذلك: ظرف مستقر "اضلالاً" مصدر محذوف کی مفت، ملکر مفعول مطلق مقدم، يضل الله: فعل ذفاصل، من يشاء: مفعول، ملکر  
 جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، يهدي: فعل بافاصل، من يشاء: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما يعلم: فعل نفی  
 ، جنود ربك: مفعول، الا: اداة حصر، هو: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔  
 ﴿وما هي الا ذكري للبشر﴾

و: عاطفہ، ما تافیه، ہی، مبتدا، الا: اداة حصر، ذکر، مصدر بافاصل، للبشر: ظرف لغو ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... یا ایہا المدثر..... ☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کوہ حرا پر تھا کہ مجھے ندا دی  
 گئی (یا محمد انک رسول اللہ) میں نے اپنے دائیں بائیں کچھ نہ پایا اور پردیکھا ایک شخص آسمان وزمین کے درمیان بیٹھا ہے  
 (یعنی وہی فرشتہ جس نے ندا کی تھی) یہ دیکھ کر مجھ پر رعب طاری ہوا اور میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا میں نے کہا مجھے پاؤں اڑھاؤ  
 انہوں نے اڑھا دیا تو جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا ﴿یا ایہا المدثر﴾۔

☆..... ذرئی ومن خلقت وحیداً..... ☆ یہ آیت ولید بن مغیرہ مخزومی کے حق میں نازل ہوئی وہ اپنی قوم میں وحید کے لقب سے  
 ملقب تھا۔

☆..... ان هذا الا قول البشر..... ☆ جب ﴿حم تنزیل الكتاب من الله العزيز الحكيم﴾ نازل ہوئی اور سید عالم نے  
 مسجد میں تلاوت فرمائی، ولید نے سنا اس قوم کی مجلس میں آکر اس نے کہا خدا کی قسم میں نے محمد سے ابھی ایک کلام سنا نہ وہ آدمی کا نہ جن کا  
 بخدا اس میں عجیب شریخی اور تازگی اور فوائد و دلکشی ہے وہ کلام سب پر غالب رہے گا قریش کو ان کی باتوں سے بہت غم ہوا اور ان میں  
 مشہور ہو گیا کہ ولید آبائی دین سے برگشتہ ہو گیا ابو جہل نے ولید کو ہموار کرنے کا ذمہ لیا اور اس کے پاس آکر بہت غمزہ صورت بنا کر  
 بیٹھ گیا ولید نے کہا کیا غم ہے ابو جہل نے کہا غم کیسے نہ ہو تو بوڑھا ہو گیا ہے قریش کے خرچ کے لئے روپیہ جمع کر دیں گے انہیں کیا کہ  
 تو نے محمد کے کلام کی تعریف اس لئے کی کہ تجھے ان کے دسترخوان کا بچا ہو کھانا مل جائے اس پر اسے بہت طیش آیا اور کہنے لگا قریش کو  
 میرے مال و دولت کا حال معلوم نہیں ہے اور کیا محمد اور ان کے اصحاب نے کبھی سیر ہو کر کھانا بھی کھایا ان کے دسترخوان پر کیا بچے کا پھر  
 ابو جہل اٹھا اور قوم میں آکر کہنے لگا تمہیں خیال ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجنون ہیں کیا تم نے ان میں کبھی کوئی دیوانگی کی بات دیکھی ہے سب نے  
 کہا ہرگز نہیں کہنے لگا تم انہیں کاہن سمجھتے ہو کیا تم نے انہیں کبھی کہانت کرتے دیکھا ہے؟ سب نے کہا نہیں کیا تم انہیں شاعر گمان کرتے  
 ہو کیا تم نے کبھی انہیں شعر کہتے پایا؟ سب نے کہا نہیں، کہنے لگا تم انہیں کذاب کہتے ہو کیا تمہارے تجربہ میں کبھی انہوں نے جھوٹ بولا؟  
 سب نے کہا نہیں، اور قریش میں آپ کا صدق و دیانت ایسا مشہور تھا کہ قریش آپ کو امین کہا کرتے تھے۔ یہ سن کر قریش نے کہا  
 پھر کیا بات ہے تو ولید سوچ کر بولا بات یہ ہے کہ وہ جادوگر ہے تم نے دیکھا ہوگا ان کی بدولت رشتہ دار رشتہ دار سے، باپ بیٹے سے  
 جدا ہو جاتے ہیں، بس یہی جادو کا کام ہے اور جو قرآن پڑھتے وہ دل میں اثر کر جاتا ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ وہ جادو ہے اس آیت  
 کریمہ میں اس کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

## ﴿تشریح توضیح و اعراض﴾

## المدثر کے حوالے سے اہم معلومات:

۱۔ المدثر کی اصل الممدثر ہے، مراد یہ ہے کہ سونے کے لئے چادر منوہ پر ڈال لینا، سردی کی وجہ سے گرم کپڑا ڈال لینا۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ المدثر سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات پاک ہے، لیکن یہ خطاب کیوں دیا گیا؟ اس بارے میں دو طرح کے کلام پائے جاتے ہیں: (۱)..... جب اوائل میں نزول قرآن ہونے لگا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میں غار حرا میں تھا، مجھے ندا کی گئی، اے محمد ﷺ بیشک آپ اللہ ﷻ کے رسول ﷺ ہیں، پس میں نے دائیں بائیں جانب دیکھا لیکن مجھے کوئی نظر نہ آیا، پس میں نے آسمان کی جانب نگاہ بلند کی تو میں نے آسمان وزمین کے مابین عرش پر ایک فرشتے کو ملاحظہ فرمایا، پس مجھے کچھ خوف محسوس ہوا اور میں بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لوٹ آیا اور کہا مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو، اور مجھ پر ٹھنڈا پانی ڈال دو، پس جبرائیل امین علیہ السلام کا نزول ہوا اور انہوں نے فرمایا: ﴿یا ایہا المدثر﴾۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب سورة المدثر، رقم: ۴۹۲۲، ص ۸۷۶)۔ (۲)..... ابو جہل، ابولہب، ابوسفیان، ولید بن مغیرہ، نضر بن حارث، امیہ بن خلف اور عاص بن وائل سید عالم ﷺ کو اذیت دیا کرتے تھے، یہ سب جمع ہوئے اور کہا عرب کے کچھ وفود ایام حج میں جمع ہو گئے، پس وہ ہم سے محمد ﷺ کے بارے میں سوال کریں گے تو ہم جواب یہ دیں گے: مجنون ہیں، کاہن ہیں، شاعر ہیں، پس ہمارے مختلف جواب سن کر اہل عرب کہیں گے کہ ان کے جواب مختلف ہیں اس لئے ثابت ہوا کہ یہ باطل جوابات دے رہے ہیں چلو کسی ایک جواب پر متفق ہو جائیں، پس ان میں ایک کہے گا کہ وہ شاعر ہیں ولید نے کہا ان کا کلام کسی شاعر کے جیسا نہیں، دوسرے نے کاہن کہہ دیا، ولید کہتا ہے کہ کون کاہن؟ بولے جو ایک بات سچی کہے اور دوسری بات جھوٹی۔ ولید کہتا ہے کہ قسم خدا کی محمد ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، پھر کسی نے کہا کہ مجنون ہیں، ولید نے کہا کہ وہ مجنون کیسے ہیں؟ بولے لوگوں سے خوف کرتے ہیں، ولید نے کہا واللہ! محمد ﷺ کسی سے بھی خوف نہیں کرتے، یہ کہہ کر ولید اٹھا اور اپنے گھر کی جانب چل دیا، اور لوگ کہنے لگے کہ ولید بن مغیرہ نے اپنا مذہب تبدیل کر لیا ہے، پھر لوگ ابو جہل کے پاس گئے اور حالات بیان کئے تو ابو جہل ولید کے پاس جا پہنچا اور کہا: اے ابو شمس! کیا ہوا؟ قریش تمہارے متعلق کیا کہہ رہے ہیں کہ تم نے اپنا مذہب تبدیل کر لیا ہے؟ ولید نے کہا کہ مجھے اپنا مذہب تبدیل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ لیکن میں محمد ﷺ سے متعلق غور و فکر کر رہا ہوں، میں نے سوچا کہ وہ جادوگر ہیں جو باپ بیٹے، بھائی بھائی، میاں بیوی میں تفرقہ ڈال دیتا ہے، اور محمد ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے، پھر وہ سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ محمد ﷺ جادوگر ہیں۔ پھر وہ سب باہر نکل کر مکہ کی سرزمین پر چلا چلا کر کہنے لگے کہ محمد ﷺ جادوگر ہیں، اور لوگوں میں یہ شور مچ گیا کہ محمد ﷺ جادوگر ہیں جس سے سید عالم ﷺ کو بہت رنج ہوا، اور آپ غمرہ ہو کر باہر تشریف لائے اور چادر اوڑھ کر آرام فرمانے لگے جس پر یہ آیت ﴿یا ایہا المدثر﴾ نازل ہوئی۔ (۳)..... سید عالم ﷺ کپڑا اوڑھے آرام فرما رہے تھے کہ جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: ﴿یا ایہا المدثر قم فانذر﴾ یعنی اے محمد ﷺ! کپڑے سے باہر ہوں اور نیند سے بیدار ہو جائیں، اور جس کام کے لئے آپ ﷺ کو آپ کے رب ﷻ نے منتخب فرمایا ہے اس میں مصروف ہو جائیں۔ (۴)..... ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہاں مدثر سے مراد ظاہری اعتبار سے کپڑا لٹایا اوڑھ لینا مراد نہیں بلکہ آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ ﷻ نے انہیں لباس تقویٰ اور علم کی رداء اوڑھائی ہے اور انہیں علم سے مزین فرمایا ہے یا یہ مراد ہے کہ اے نبوت سے مزین کئے جانے والے نبی ﷺ! انھیں اور اپنی قوم کو ڈرائیں۔ (۵)..... سید عالم ﷺ غار حرا میں لوگوں سے چھپے ہوئے تھے ہو سکتا ہے اس لئے آپ ﷺ کو یہ خطاب کیا گیا ہو، کہ اے محمد ﷺ! انھیں اور لوگوں سے پوشیدہ نہ رہیں بلکہ

اپنے منصب کی ادائیگی میں مصروف ہو جائیں اور لوگوں کو حق کی معرفت کا درس دیں۔ (۶)..... سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا ہے، پس یہ خطاب اس لئے بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے علم و حکمت کے پردوں میں لپٹے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، انھیں اور لوگوں کو اپنے رب ﷻ کے عذاب کا خوف دلائیں۔  
(الرازی، ج ۱۰، ص ۶۹۶ وغیرہ ملخصاً)

## سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کو کپڑا پاک رکھنے کا حکم:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَلْيَبْكَ فَطْهُرٌ﴾ اور اپنے کپڑے پاک رکھو (المذثر: ۴)۔ امام راغب فرماتے ہیں کہ طہارت کی دو اقسام ہیں، ایک جسم کے طہارت اختیار کرنا اور دوسری نفس کا طہارت اختیار کرنا، جس پر عام طور پر آیات محمول کی جاتی ہیں وہ جسم کے طہارت اختیار کرنے کے حوالے سے کی جاتی ہیں جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلْيَبْكَ فَطْهُرٌ﴾ اور اپنے کپڑے پاک رکھو (المذثر: ۴)۔ کہا جاتا ہے کہ اس آیت میں سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کو کپڑوں کی پاکی کا حکم دے کر نفس کو عیوب سے پاک رکھنے کی جانب اشارہ کیا گیا ہے، اور اسی طرح دل کو پاک رکھنا بھی اسی معنی کے تحت آتا ہے، اور حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اخلاق حسنہ کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ایک روایت میں یوں ہے: ”اپنے اخلاق کو اچھا کیجئے اگرچہ آپ کے ساتھ کفار و ابرار دونوں ہی شریک ہوں یا یوں روایت ہے کہ اپنے اعمال کی اصلاح کیجئے۔“ ایک حدیث میں یوں ہے: ”انسان انہیں کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جس میں اُس کی موت واقع ہوئی ہوگی۔“ اور نیسا بک بمعنی اعمال بھی ہو سکتا ہے کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے اہل کے حوالے سے خطاب فرمایا گیا ہو کہ اپنے اہل کو وعظ و نصیحت، ادب و آداب کی تعلیم کے ذریعے پاک و صاف کیجئے اور اہل عرب ”اہل“ کو ”ثوب و لباس“ سے تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿هَن لِّبَاسٍ لَّكُمْ وَانْتُمْ لِبَاسٌ لَّهِنَّ﴾ وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو (البقرہ: ۱۸۷)۔

(المفردات، ص ۳۱۰، روح البیان، ج ۱۰، ص ۲۶۶)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: ”نطہیر لباب“ تطہیر نفس سے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے، جب اللہ ﷻ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ظاہری نجاست سے راضی نہیں ہے تو باطنی نجاست کیسے پسند فرما سکتا ہے؟۔  
(روح المعانی، الجزء: ۲۹، ص ۱۸۲)

## احسان کر کے بدلے میں زیادہ کی امید رکھنا:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ﴾ اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو (المذثر: ۶)۔ اہل تاویل کا اس آیت کے اعتبار سے اختلاف ہے، چنانچہ بعض کہتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حاصل کرنے کی نیت سے لوگوں کو عطا نہ کیجئے۔ ابن عباس کا بھی یہی قول ہے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ یہاں حلال ربا مراد ہے یعنی حد یہ دینا، جب کہ حرام ربا کو سب ہی جانتے ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ کسی کو اس لئے کوئی چیز نہ دیں کہ اُس سے کوئی دنیاوی منفعت وابستہ ہو۔ مجاہد کہتے ہیں کہ کسی کو اس لئے نہ دیں کہ دنیا میں اس سے کچھ مزید حاصل کر لینے کی نیت ہو۔ ضحاک بن مزاحم کا قول ہے کہ یہ آیت سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کے ساتھ خاص ہے جب کہ دیگر لوگوں پر اس حوالے سے وسعت ہے۔ بعض اہل تاویل یہ کہتے کہ کثرت کی خواہش کی وجہ سے اپنے رب ﷻ کے لئے اعمال نہ کیجئے۔  
(الطبری، الجزء: ۲۹، ص ۱۷۶ وغیرہ)

## ولید بن مغیرہ پر انعام خداوندی اور.....:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا وَبَنِينَ شُهُودًا وَمَهْدَتُ لَهُ نَمِيمًا﴾ اسے مجھ پر چھوڑ جے میں نے اکیلا پیدا کیا اور اسے وسیع مال دیا اور بیٹے دیئے سائے حاضر رہتے اور میں نے اس کے لئے طرح طرح کی تیاریاں کیں (المذثر: ۱۱ تا ۱۴)۔ قتادہ کہتے ہیں اللہ ﷻ نے ولید بن مغیرہ کو اکلوتا پیدا کیا، مال و ثروت سے نہ نوازا تھا

(الطبري، الجزء: ٢٩، ص ١٨٢ وغيره)

(خزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۷)

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فَقَتْلُ كَيْفِ قَدَرْتُمْ قَتْلَ كَيْفِ قَدَرْتُمْ عَيْسَ وَبِسِرْتُمْ اِدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ

(۱) ..... قدر: التقدير سے ہے، اور اس کا تعلق انسان کے ساتھ و طریقوں سے ہوا کرتا ہے، ایک کسی معاملے میں تفکر کرنے کے حوالے سے جو کہ حسب نظر معاملات کے اعتبار سے عقل و دانست کی موجودگی میں ہوا کرتا ہے اور یہ شرعاً محمود ہے جب کہ دوسرا تفکر، خواہش اور شہوت کے اعتبار سے جو کہ مذموم ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وَإِنَّ فِكْرَ وَقَدْرَ بَيْنَهُمَا سَوَاءٌ وَمَا يَنْتُزِعُ اللَّهُ مِنْ ذُلِّهِمْ وَأَلْوَانِهِمْ سِوَا مَا يَكُونُ لَهُمْ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (المائدہ: ۱۸)۔ اور قدر کا لفظ قدرت اور حالِ مقدرہ سے مستعار لیا گیا ہے یعنی کسی کا مالی اعتبار سے وسعت والا ہونا، اور القدر سے مراد کسی چیز کا مکان کا اُس کے لئے مقدر ہونا مراد ہے۔

(۳).....عبس: دل میں کسی حوالے سے تنگی ہونا، جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿عبس وتولى تيوري جڑھائی اور منہ پھیرا عبس﴾ (۱)۔ ﴿ثم عبس وبسر پھر تیوری جڑھائی اور منہ بگاڑا المدثر: ۲۲﴾۔ اسی سے یوم عبوس بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ اللہ ﷻ



کافرمان: ﴿یوما عبوسا قمطر یوا ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش اور نہایت سخت ہے﴾ (النعر: ۱۰)۔

(۴) ..... بسر: کسی چیز میں وقت سے پہلے جلدی کرنا، جیسا کہ کسی شخص کا حاجت کے معاملے میں بے وقت جلدی چانا، اسی سے ﴿عبس و بسر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑا﴾ (المدثر: ۲۲) ہے اور اسی سے یہ فرمان بھی ہے: ﴿وجوہ یومئذ ہاسرة اور کچھ مناس دن بگڑے ہوئے ہوں گے﴾ (النعر: ۲۴) یعنی جہنم میں آگ کی سزا ختم ہونے سے پہلے ہی ان کے چہرے سوکھے مر جھائے ہوئے ہونگے اور اسی جانب اللہ ﷻ کے اس فرمان میں اشارہ ہے۔

(۵) ..... ادبر: دابر کے معنی کسی چیز کا متاخر یا متابع ہونا، یا تو مکان کے اعتبار سے متاخر ہو گا یا زمان کے اعتبار سے متابع و متاخر ہو گا یا مرتبے کے اعتبار سے متاخر و متابع ہو گا اور ادبر کے معنی ہیں کسی چیز سے پس پشت ہو جانا یا کسی چیز سے مونہ موڑ لینا، پیچھا چھڑانا وغیرہ جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿ثم ادبر واستکبر پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا﴾ (المدثر: ۲۳)۔ (المفردات، ص ۴۹۹، ۵۰۶، ۳۲۳)

### داروغہ دوزخ کی تعداد کا بیان:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿علیہا تسعة عشر اس پر انیس داروغہ ہیں﴾ (المدثر: ۳۰)۔ جہنم پر انیس فرشتے متعین ہیں اور یہ داروغہ جہنم ہیں۔ ایک کا نام مالک ہے اور اٹھارہ دوسرے ہیں۔ ابن مبارک اور بیہقی میں سے ایک نے ابی العوام کا قول نقل کیا ہے کہ وہ انیس فرشتے ہیں، ان کے کندھوں کے درمیان اتنا اتنا فاصلہ ہے۔ ابن وہب نے زید بن اسلم سے نقل کیا ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ان میں ایک کے کندھوں کے درمیان کا فاصلہ ایک سال کا ہوگا، ان سے رحمت نکال لی گئی ہے، ان میں سے ایک فرشتہ ایک ہی وقت میں ستر ہزار جہنمیوں کو اٹھا لے گا اور جہنم میں جہاں چاہے گا پھینک دیگا۔ امام لغوی نے کہا کہ حضرت ابن عباس، قتادہ، ضحاک رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔ بیہقی نے ابن اسحاق سے اسی طرح نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابو جہل نے قریش سے کہا تمہاری مائیں تم پر روئیں، میں سنتا ہوں کہ ابن ابی کبشہ (سید عالم ﷺ) خبر دیتے ہیں کہ جہنم کے کل انیس داروغہ ہیں جب کہ تم بڑے طاقتور، کثیر اور بہادر ہو، کیا تم میں سے دس بھی مل کر ایک کو نہ پکڑ سکیں گے؟ ابوالاشد بن کلدہ نے کہا میں تمہاری طرف سے سترہ کو تو کافی ہوں، دس میری پشت پر ہوں گے۔ سات پیٹ میں تم صرف دو کا ذمہ لے لو۔

(المظہری، ج ۷، ص ۲۸۵)

### اغراض:

عن النجاسة: اس لئے کہ کپڑوں کا پاک ہونا نماز کے صحیح ہونے کی شرط میں سے ہے، اس کے بغیر نماز درست نہ ہوگی، اور یہ نماز کے علاوہ بھی اولیٰ اور محبوب عمل ہے اس لئے کہ مومن پاک صاف ستھرا ہوا کرتا ہے، اور اُسے خباثت نہیں چھوتی اور یہ آیت مشرکین کے رد میں ہے کیونکہ مشرکین اپنے کپڑوں کو صاف و ستھرا نہ رکھتے تھے، پس اللہ نے مومنین کو ان کی مخالفت کا حکم ارشاد فرمایا۔

قصر ہا: یعنی کپڑوں کا لمبا ہونا نجاست لگنے کو لازم کرتا ہے، یہاں لازم سے ملزوم کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے، اور کپڑوں (یعنی تہہ بند) کی تقصیر کا حکم حدیث میں بھی ہے: ”مومن کی تہہ بند اُس کی پنڈلی کے نصف تک ہو اور اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ پنڈلی اور ٹخنوں کے مابین ہو اور جو اس سے نیچے ہو تو وہ آگ میں ہے۔“ ایک حدیث میں یوں وارد ہوا ہے: ”جس نے اپنی تہہ بند تکبر کی وجہ سے نیچے کی اللہ قیامت کے دن اُس کی طرف نظر رحمت نہ کرے گا۔“ اسی دم علی ہجوہ: اس وہم کو دور کرنا مقصود ہے جو آیت کے ظاہر سے پیدا ہو رہا ہے کہ سید عالم ﷺ (معاذ اللہ) بتوں کی عبادت کرنے میں مبتلا تھے اس لئے انہیں بتوں سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔

لا تعط شینا لتطلب اکثر منه: یعنی کسی پر اسلئے احسان نہ کیجئے کہ اس کا عوض لینا مقصود ہو، کہ کسی کو کچھ دیں اور اس کے بدلے میں زیادہ لینے کی خواہش ہو۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ کسی کو دکھانے کی غرض سے بہت زیادہ نوازشات نہ کریں کیونکہ ﴿مستاع الدنیا

قلیل کی طرف نظر رکھے۔ اکشر منہ: یعنی نہ تو زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان کرے اور نہ ہی برابر لینے کی نیت سے اور نہ ہی کم لینے کی نیت سے احسان کرے، مراد یہ ہے کہ کسی سے عوض کا ذہن ہی نہ رکھے اس لئے کہ سید عالم ﷺ کسی کو عوض کرتے تو عوض کا ذہن نہ رکھتے تھے اور نفس کو خاص طور پر آقائے دو جہاں ﷺ سے ملتفت کرنا اس لئے ہے کہ آپ ﷺ دنیا اور آخرت دونوں مقامات میں اللہ کے خلیفہ اعظم ہیں، اللہ کے عزائوں کے تقسیم کرنے والے ہیں اور بندہ اپنی تمام عبادات کو اللہ کی جانب منسوب کر کے انہیں تھوڑا خیال کرے نہ کہ زیادہ اور کسی فقیر کو مال دے کر عوض نہ چاہے کیونکہ بندہ دنیا میں غنی مطلق (اللہ وحدہ لا شریک) کے نائب کی حیثیت سے زندگی گزارتا ہے اور اللہ کو احسان کے بدلے عوض طلب کرنا پسند نہیں، پس غور کرے۔

هو القون: صور کے مابین آسمان و زمین کے دائرے کے برابر ایک سوراخ ہے، اور رحوں کی تعداد کے مطابق اس میں سوراخ ہیں اور ان سوراخوں میں الگ الگ روحیں جمع ہوں گی، پھر جب دوسرا فتح پھونکا جائے گا تو روحیں نکل کر اپنے اپنے جسموں میں پہنچ جائیں گی اور اللہ کے حکم سے جسم میں جا کر جسم زندہ کر دیں گی۔ فیہ دلالة: اللہ کا فرمان: ﴿عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ جار مجرور کی قید کے ساتھ بیان کیا، اس کلام میں اشارہ ہے کہ مومنین کے لئے یہ دن آسان ہوگا اور اس میں اس جانب بھی اشارہ ہے کہ ”غیسر یسیسر“ اور ”غیسر“ کہنے میں کیا فوائد موجود ہیں جبکہ اللہ بے پرواہ ہے، پس اس میں کافروں پر وعید اور سختی میں زیادتی کرنے کی جانب اشارہ ہے اور بشارت اور مومنین کی تسلی کا سامان کرنا ہے۔

الضروع: بمعنی الموائی ہے۔ تعظیم لسانہا: اس کی نظیر ماقبل سورة الحاقة میں گزری۔

عشرة: مذکورہ بد بختوں میں سے، اور امام خازن نے اپنی تفسیر میں سات نام ذکر کئے ہیں: ولید، خالد، عمارۃ، ہشام، عاص، قیس اور عبد شمس۔ او اکشر: یادوں سے زیادہ بارہ، تیرہ، سترہ اور ان میں سے تین بعد میں اسلام لائے، یعنی خالد، ہشام اور ولید۔

یشہدون المحافل: یعنی لوگوں کا اپنی وجاہت کے ساتھ دیگر لوگوں میں جمع ہونا، یا اپنے والد کے ساتھ کسی جگہ موجود ہونا، جب کہ سفر کی حاجت نہ ہوتی ہو اور یہ کثرت نعمت اور خدمت سے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے۔ وتسمع شہادۃہم: بمعنی کلامہم ہے۔ فی العیش والعمر والولد: یہاں تک کہ اسے (ولید بن مغیرہ کو) ریحانہ قریش کہتے ہیں، کیونکہ وہ قریش کے آگے ہونے اور سرداری ہونے میں اکیلا ہی تھا۔ لا ازیدہ: نہ تو اس کا مال زیادہ ہوا اور نہ ہی کم ہوا، بلکہ وارد ہوتا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد اس کے مال و اولاد میں نقصان ہوتا گیا، یہاں تک کہ تنگی کے عالم میں پاؤں میں کاٹنا چھیننے کی تکلیف کے باعث مر گیا۔

محرقۃ لظاہر الجلد: یعنی چہرے کو جلا دینے والی (جہنم کی آگ یا گرمی) اور کھال کے عذاب دیئے جانے کا تمام انسان پر اطلاق کیا، اور کھال کا جھلسا دیا جانا اُس وقت مانا جائے گا جب کہ انسان جہنم رسید کیا جائے لیکن اول معنی زیادہ قریب ترین ہے۔

قال بعض الکفار: ابو جہل نے قریش سے کہا تمہاری مائیں تم پر روئیں، میں سنتا ہوں کہ ابو بکثہ (محمد ﷺ) خبر دیتا ہے کہ جہنم کے کل انیس داروغہ ہیں جب کہ تم بڑے طاقتور، کثیر اور بہادر ہو، تم میں سے دس بھی مل کر ایک داروغہ کو نہ پکڑ سکو گے، ابو الاشدر بن کلدہ نے کہا میں تمہاری طرف سے سترہ کو تو کافی ہوں، دس میری پشت پر ہونگے، سات پیٹ پر، تم صرف دو کا ذمہ لے لو۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۹۳ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۱۶

﴿کَلَّا﴾ اسْتَفْتَحَ بِمَعْنَى اِلَّا ﴿وَالْقَمَرُ﴾ (۳۲) وَاللَّيْلُ اِذَا بَفَتَحَ الدَّالِ ﴿اَدْبَرَ﴾ (۳۳) جَاءَ بَعْدَ النَّهَارِ وَفِي قِرَائَةِ اِذَا اَدْبَرَ يَسْكُونُ الدَّالِ بَعْدَ هَا هَمْزَةٍ اَنْ مَضَى ﴿وَالصُّبْحُ اِذَا اسْفَرَ﴾ (۳۴) ﴿ظَهَرَ﴾ اَنَهَا ﴿اَيَّ سَفَرٍ﴾ لَا حُدَى

الکبر (۳۵) ﴿الْبَلَايَا الْعَظَامُ﴾ نذیرا ﴿حَالَ مِنْ إِحْدَى وَذُكِرَ لَا نَهَا بِمَعْنَى الْعَذَابِ﴾ للبشر (۳۶) لمن شاء منكم ﴿بَدَلَ مِنَ الْبَشَرِ﴾ ان يتقدم ﴿إِلَى الْخَيْرِ أَوِ الْجَنَّةِ بِالْإِيمَانِ﴾ اوتی آخر (۳۷) ﴿إِلَى الشَّرِّ أَوِ النَّارِ بِالْكَفْرِ﴾ كل نفس بما كسبت رهينة (۳۸) ﴿مَرْهُونَةٌ مَّا عَوْدَةُ بِعَمَلِهَا فِي النَّارِ﴾ الا اصحاب اليمين (۳۹) ﴿وَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ فَنَاجُونَ مِنْهَا كَانُونَ﴾ فی جنت یشاء لون (۴۰) ﴿بَيْنَهُمْ﴾ عن المعجرین (۴۱) ﴿وَحَالَهُمْ وَيَقُولُونَ بَعْدَ إخراجِ الْمُؤَخِّدِينَ مِنَ النَّارِ﴾ ما سلككم ﴿أَدْخَلَكُمْ﴾ فی سقر (۴۲) قالوا لم نك من المصلين (۴۳) ولم نك نطعم المسكين (۴۴) وكنا نحوض ﴿فِي الْبَاطِلِ﴾ مع الخائضين (۴۵) وكنا نكذب بيوم الدين (۴۶) ﴿الْبَغْثِ وَالْجَزَاءِ﴾ حتى اتنا اليقين (۴۷) ﴿الْمَوْتُ﴾ فما تنفعهم شفاعة الشافعين (۴۸) ﴿مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَالْمَعْنَى لَا شَفَاعَةَ لَهُمْ﴾ ﴿فَمَا﴾ مُبْتَدَأٌ ﴿لَهُمْ﴾ خَبْرَةٌ مُتَعَلِّقٌ بِمُحَذِّفٍ إِنْتَقَلَ ضَمِيرُهُ إِلَيْهِ ﴿عَنِ التَّذْكَرَةِ مَعْرُضِينَ﴾ (۴۹) ﴿حَالَ مِنَ الضَّمِيرِ وَالْمَعْنَى أَى شَيْءٍ حَصَلَ لَهُمْ فِي إِعْرَاضِهِمْ عَنِ الْإِتْعَاطِ﴾ كانهم حمر مستنفرة (۵۰) ﴿وَحَشِيَّةٌ﴾ فرت من قسورة (۵۱) ﴿أَسَدٌ أَى هَرَبَتْ مِنْهُ أَشَدُّ الْهَرَبِ﴾ بل يريد كل امرئ منهم ان يؤتى صحفا منشرة (۵۲) ﴿أَى مِنَ اللَّهِ تَعَالَى بِاتِّبَاعِ النَّبِيِّ كَمَا قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لِرُقَيْكَ حَتَّى تَنْزِلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرُوهُ﴾ كلا ﴿رَدُّ عَمَّا رَاؤُوهُ﴾ بل لا يخافون الآخرة (۵۳) ﴿أَى عَذَابِهَا﴾ كلا ﴿اسْتِفْتَحَ﴾ انه ﴿أَى الْقُرْآنِ﴾ تذكرة (۵۴) ﴿عِظَةٌ﴾ فمن شاء ذكره (۵۵) ﴿قِرْءَةٌ فَاتَّعِظْ بِهِ﴾ وما يدكرون ﴿بِالْبَيَاءِ وَالنَّاءِ﴾ الا ان يشاء الله هو اهل التقوى ﴿بَانَ﴾ بَقِيَ ﴿وَاهِلِ الْمَغْفِرَةِ﴾ (۵۶) ﴿بَانَ يُغْفِرُ لِمَنْ اتَّقَاهُ﴾.

### ﴿ترجمہ﴾

ہاں ہاں (کلا استفتاحی بمعنی الایہ) چاند کی قسم اور رات کی جب ("اذا" یہ ذال مفتوحہ کے ساتھ ہے) پیٹھ پھیرے (انتقام دون کے بعد آئے ایک قرأت میں "اذا ادبر" کو ذال ساکنہ کے ساتھ "اذا ادبر" پڑھا گیا ہے یعنی "دبر" کو باب افعال سے پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ بمعنی مضی ہوگا) اور صبح کی جب اجالا ڈالے (یعنی ظاہر ہو جائے.....) بیشک وہ (یعنی سقر) بہت بڑی چیزوں میں کی ایک ہے ("الکبر" کا معنی بڑی مصیبتیں) ڈرانے والی ("نذیرا" یہ "احدی" سے حال بن رہا ہے اس لیے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ بمعنی عذاب ہے) آدمیوں کو اسے جو تم میں سے چاہے ("لمن شاء منکم" یہ "البشر" سے بدل بن رہا ہے) کہ آگے آئے (ایمان لا کر بھلائی یا جنت کی طرف) یا پیچھے رہے (کفر کر کے برائی یا دوزخ کی طرف) ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے (جہنم میں اس سے اس کے عمل کا مواخذہ ہوگا، رہینہ بمعنی مرہونہ ہے) مگر دنی طرف والے (مراد اس سے مومنین ہیں جو جہنم سے نجات پانے والے ہوں گے، وہ ہوں گے) باغوں میں (آپس میں) پوچھتے ہوں گے مجرموں کے بارے میں (اہل توحید جب جہنم سے تمام ہی نکل آئیں گے تو مسلمان کافروں سے کہیں گے) تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی (سلكکم بمعنی ادخلکم ہے) وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور (باطل کے بارے میں) غور و غوض کرنے والوں کے ساتھ غور و غوض کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن (یعنی اٹھائے جانے اور جزا دیے جانے کے دن) کو جھٹلاتے رہے یہاں تک کہ ہمیں موت آئی..... ("الیقین" سے یہاں "موت" مراد ہے) تو انہیں سفارشیوں (یعنی فرشتوں، انبیاء کرام اور صالحین) کی سفارش کام نہ دے گی

(معنی آیت یہ ہے کہ ان کی کوئی شفاعت نہیں کرے گا) تو کیا ہوا (”ما“ مبتدا بن رہا ہے) انہیں (”لہم“ محذوف شبہ فعل سے متعلق ہو کر مبتدا کی خبر بنے گا اور محذوف شبہ فعل میں موجود ضمیر اس خبر یعنی جار مجرور کی طرف منتقل ہوگی) نصیحت سے مونہ پھیرتے ہیں (”معو ضین“ ”لہم“ کی ”ہم“ ضمیر سے حال بن رہا ہے اور معنی آیت یہ ہے نصیحت سے اعراض کرنے کے بارے میں انہیں کیا شے حاصل ہوگئی ہے) گویا کہ وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہیں (یعنی وحشی گدھے جو کہ بھڑکے ہوئے ہوں) کہ شیر سے بھاگے ہوں (شیر کے خوف سے تیزی سے بھاگے ہوں، فسورۃ بمعنی اسد ہے) بلکہ ان میں کا ہر شخص چاہتا ہے کہ (نبی کریم ﷺ کی پیروی کے سبب اللہ تعالیٰ کی طرف سے) کھلے صحیفے اس کے ہاتھ میں دے دیے جائیں (جیسا کہ کفار کہا کرتے تھے قرآن پاک میں ان کے مقولے کو نقل کیا ﴿لن نؤمن لوقہک حتی تنزل علینا کتبا نفورہ﴾ (اسرا: ۹۳) ﴿ہرگز نہیں﴾ (”کلا“ یہ ان کافروں کے اس ارادے و مقصد کی تردید کے لیے ہے) بلکہ ان کو آخرت کا (یعنی عذاب آخرت کا) خوف نہیں ہاں ہاں! (”کلا“ استغایہ ہے) بیشک وہ (یعنی قرآن پاک) نصیحت ہے (نذکرۃ بمعنی عظة ہے) تو جو چاہے اس سے نصیحت لے (”ذکرہ“ یعنی اسے پڑھ کر اس کے ذریعے نصیحت لے) اور وہ کیا نصیحت مانیں (”یدکرون“ کو علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) مگر جب اللہ چاہے وہی ہے ڈرنے کے لائق (کہ اس سے ڈرا جائے) اور اسی کی شان ہے مغفرت فرمانا (کہ اپنی ذات سے ڈرنے والوں کی مغفرت فرمائے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿کلا والقمر والیل اذا ادبر والصبح اذا اسفر انها لاحدی الکبر نذیرا للبشر﴾

کلا: حرف ردع وزجر، و: قسمیہ جار، القمر: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الیل: مبذل منہ، اذا ادبر: ظرف متعلق بمحذوف بدل، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، الصبح: مبذل منہ، اذا اسفر: ظرف متعلق بمحذوف معطوف ثانی، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف ”اقسم“ کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ، انها: حرف مشبہ داسم، لام: تاکید یہ، احدی الکبر: ذو الحال، نذیر: نذیر البشر: شبہ جملہ حال، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿لمن شاء منکم ان یتقدم او یتاخر﴾

لام: جار، من: موصولہ، شاء: فعل بافاعل، منکم: ظرف مستقر حال مقدم، ان: مصدریہ، یتقدم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، یتاخر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر بتاویل مصدر ذو الحال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مجرور، ملکر ماقبل ”للبشر“ سے بدل واقع ہے۔

﴿کل نفس بما کسبت رھینۃ الا اصحاب الیمین﴾

کل نفس: مستثنیٰ منہ، الا: حرف استثناء، اصحاب الیمین: مستثنیٰ، ملکر مبتداء، جار، ما کسبت: موصول صلہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، رھینۃ: مفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فی جنت یتساء لون عن المجرمین ما سلکم فی سقر﴾

فی جنت: ظرف مستقر ”ہم“ مبتدا محذوف کی خبر اول، یتساء لون: فعل واو ضمیر ذو الحال، ما: استفہامیہ مبتداء، سلکم: فی سقر: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ قول محذوف ”فانہلین“ کیلئے مقولہ، ملکر شبہ جملہ ہو کر حال، ملکر فاعل، عن المجرمین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر ثانی مبتدا اپنی دونوں خبر سے، ملکر جملہ اسمیہ۔



﴿قالوا لم نک من المصلین ولم نک نطعم المسکین وکنا نخوض مع الخائضین﴾  
 قالوا: قول، لم نک: فعل ناقص، بالحقن، ضمیر مستقر اسم، من المصلین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لم نک: فعل نفی ناقص با اسم، نطعم المسکین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، کنا: فعل ناقص با اسم، نخوض مع الخائضین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿و کنا نکذب بیوم الدین حتی اتنا الیقین﴾  
 و: عاطفہ، کنا: فعل ناقص با اسم، نکذب بیوم الدین: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لم نک من المصلین" پر معطوف ہے، حتی: جار حرف غائیہ، اتنا الیقین: فعل ومفعول فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل امور اربعہ کیلئے غائیہ واقع ہے۔

﴿فما تنفعهم شفاعۃ الشافعیین فما لهم عن التذکرۃ معرضین﴾  
 ف: عاطفہ، ما تنفعهم: فعل نفی ومفعول، شفاعۃ الشافعیین: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: متانفہ، ما: استفہامیہ مبتدأ، لام: جار، هم: ذو الحال، عن التذکرۃ معرضین: شبہ جملہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کانهم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ﴾  
 کانهم: حرف مشبہ واسم، حمر: موصوف، مستنفرۃ: صفت اول، فرت من قسورۃ: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل "معرضین" اسم فاعل کی ضمیر فاعل سے حال واقع ہے۔

﴿بل یرید کل امری منهم ان یؤتی صحفا منشورۃ﴾  
 بل: عاطفہ، یرید: فعل، کل امری: موصوف، منهم: ظرف مستقر صفت، ملکر فاعل، ان: مصدریہ، یؤتی: فعل مجہول بانائب الفاعل، صحفا منشورۃ: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کلا بل لا یخافون الاخرۃ کلا انه تذکرۃ فمن شاء ذکرہ﴾  
 کلا: حرف ردع وزجر، بل: عاطفہ، لا یخافون الاخرۃ: فعل نفی بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، کلا: حرف ردع وزجر، انه: حرف مشبہ واسم، تذکرۃ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، من: شرطیہ مبتدأ، شاء: فعل بافاعل، "ان یدکرہ" جملہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، ذکرہ: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما یدکرون الا ان یشاء اللہ هو اهل التقوی و اهل المغفرۃ﴾  
 و: عاطفہ، ما یدکرون: فعل نفی بافاعل، الا: اداة استثناء، ان: مصدریہ، یشاء اللہ: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر اعم احوال سے مستثنی ہے، "ای ما یدکرون فی حال من الاحوال، الا فی حال ان یشاء اللہ"، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، هو مبتدأ، اهل التقوی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اهل المغفرۃ: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح توضیح واغراض﴾

**رات، دن، چاند اور اجالے کی قسم سے کیا مراد ہے؟**

۱۔..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿کلا والقمر واللیل اذا دبر والصبح اذا اسفر ہاں ہاں چاند کی قسم اور رات کی جب پیٹھ پھیرے اور صبح کی جب اجالا ڈالے﴾ (المائدہ: ۳۱، ۳۲)۔ امام رازی کہتے ہیں کہ اس میں کچھ وجوہات ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱)..... چاند کو نصیحت کے لئے بتایا، بعد اس کے کہ کفار انکار کرتے ہیں اور اس سے نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ (۲)..... چاند بھی ایک قسم کی بڑی

نصیحت ہے، اس کے لئے جو اسے نصیحت مانے۔ (۳)..... ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے لئے چاند کو بطور نصیحت روک بنایا کہ جس طرح یہ داروغہ جہنم کے لئے باتیں کرتے ہیں ایسا کلام نہ کریں۔ (۴)..... ان کے استہزاء کے رد کے لئے خاص طور پر چاند کی مخصوص حالت کو بطور قسم بیان کیا گیا ہے۔ روایت میں ہے کہ مجاہد نے حضرت ابن عباس سے اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿اذا دبر﴾ کے متعلق سوال کیا تو وہ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ رات جانے لگی تو فرمایا: ”اے مجاہد! یہ رات جانے کا معاملہ ہے“۔ ابو عبیدہ اور ابن قتیبہ کے نزدیک ﴿دبر﴾ یہ ہے کہ جو دن کے بعد آئے یعنی رات دن کے بعد آتی ہے اور یہاں یہی مراد ہے۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۷۱۳)

### چار نمایاں کوتاہیوں کے ضمن میں کفار کا احکام فرعیہ میں مکلف ہونا:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ما سلككم في سقر قالوا لم نك من المصلين ولم نك نطعم المسكين وكنا نخوض مع الخائضين وكنا نكذب بيوم الدين تمهين کیا بات دوزخ میں لے گئی وہ بولے ہم نماز نہ پڑھتے تھے اور مسکین کو کھانا نہ دیتے تھے اور بیہودہ فکر والوں کے ساتھ بیہودہ فکریں کرتے تھے اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے﴾ (المائدہ: ۴۲ تا ۴۶)۔ اس سوال سے مقصود جزو توبخ میں زیادتی کا بیان کرنا ہے، معنی یہ ہے کہ ان کے آگ میں روکے رہنے کی حسب ذیل چار وجوہات ہیں: (۱)..... اول یہ ہے نماز ہی نہ پڑھتے تھے۔ (۲)..... مساکین کو کھانا نہ کھلاتے، اور یہاں ایک عجیب نکتہ ہے کہ فرض نماز کو غیر واجب امر کے ساتھ محمول کیا گیا یعنی مساکین کو کھانا کھانا واجب نہیں ہے، اور اس کے ترک کرنے پر عذاب بھی نہیں ہونا چاہیے۔ (۳)..... باطل اور غیر ضروری باتوں میں مصروف رہتے ہیں۔ (۴)..... عذاب کے دن کو جھٹلاتے ہیں یعنی قیامت کے دن اور موت کے وقت ہی کا انکار کرتے ہیں، اور ظاہر قول کا تقاضا یہی ہے کہ یہ تمام ہی امور اس وقت سب میں پائے جاتے تھے، اور ہمارے اصحاب نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ کفار فروع شرع کو ترک کرنے کی وجہ سے بھی عذاب دیئے جائیں گے، اور اس کی مکمل وضاحت: ”المحصول فی اصول الفقہ“ میں ہے، پس اگر یہ کہا جائے کہ اس قول: ﴿و کنا نکذب بیوم الدین اور ہم انصاف کے دن کو جھٹلاتے رہے﴾ (المائدہ: ۴۶) کو آخر میں کیوں ذکر کیا جب کہ یہ سب سے قبیح خصلت تھی، ہم کہتے ہیں کہ جو ان مذکورہ بالاتین صفات کا حامل ہو اور وہ قیامت کو بھی جھٹلاتا ہے لیکن یہاں مقصود قیامت کے دن کے عظیم ہونے کا بیان کرنا ہے، اور کفار احکام فرعیہ کے مکلف ہوتے ہیں اور ہم نے مکمل تفصیل اپنی کتاب: ”المحصول فی اصول الفقہ“ میں کی ہے۔

ہمارے اکثر اصحاب اور اکثر معتزلہ کا موقف یہ ہے کہ احکام شرعیہ فرعیہ میں اللہ ﷻ کا حکم حصول ایمان پر موقوف نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ کے جمہور اصحاب کا نظریہ اس کے برخلاف ہے یعنی ان کے نزدیک احکام شرعیہ فرعیہ میں امر (حکم) حصول ایمان پر موقوف ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فلا صدق ولا صلی اس نے نہ توبہ مانا اور نہ نماز پڑھی﴾ (القیمۃ: ۳۱) میں دلیل ہے کہ کافر مستحق عذاب ہوگا جس طرح مومن نماز نہ پڑھنے پر مستحق عذاب ہوگا۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۷۱۶ تا ۷۳۶)

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں: ﴿فلا صدق ولا صلی اس نے نہ توبہ مانا اور نہ نماز پڑھی﴾ (القیمۃ: ۳۱)۔ انسان پر واجب ہے کہ جو اس کی جانب اللہ ﷻ کی طرف سے اس کے رسول ﷺ کے ذریعے نازل ہوا یعنی قرآن کی تصدیق کرے اور نماز کی ادائیگی کا اہتمام بھی کرے جو کہ اس پر فرض کی گئی ہے اور اس میں دلیل ہے کہ کفار فروعیات کے مکلف ہیں اور ان سے مواخذہ بھی ہونا ہے یعنی جس طرح مسلمان پر نماز کو ترک کرنے پر مواخذہ ہونا ہے بالکل اسی طرح کافر پر بھی ترک نماز پر مواخذہ ہوگا۔ (روح البیان، ج ۱۰، ص ۳۰۲)

مزید وضاحت اصول فقہ کی کتب میں ملاحظہ کیجئے۔

## اغراض:

حال من احدی: اللہ کا فرمان: ﴿نذیرا﴾ حال ہے، اور یہ کئی احتمالات میں سے ایک احتمال ہے جیسے احد عشر ہوتا ہے اور یہی ظاہر قول ہے۔ ماخوذة بعلمها: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿بما﴾ میں موجود ”ما“ مصدر یہ ہے اور الکسب بمعنی العمل ہے۔

ویقولون لهم: مراد مجرمین ہیں، اور یہ جنتیوں کا خطاب جہنمیوں سے ہوگا اور اس کے علاوہ پہلے اُن کے مابین کوئی بات نہ ہوئی ہوگی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جنتی جب جنت میں اپنی جگہ پہنچ جائیں گے، منادی ندا کرے گا: ”اے اہل جنت بغیر موت کے ہمیشہ جنت میں رہنا ہے اور اسی طرح جہنمی سے بھی خطاب ہوگا کہ بغیر موت کے ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے، پس (جنتی) ایک دوسرے سے اُن مجرمین کے بارے میں سوال کریں گے جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، پھر اُن پر بات واضح ہو جائے گی اور انہیں مخاطب کیا جائے گا: ﴿مساکم فی سقر﴾۔

والمعنی لا شفاعۃ لهم: پس نئی قید و مقید دونوں پر مسلط ہے اور یہ خلاف قاعدہ ہے کیونکہ نئی جب مقید پر داخل ہوتی ہے تو فقط قید پر مسلط ہوتی ہے اور یہاں ایسا نہیں ہے کہ شفاعت بغیر نفع کے پائی جائے بلکہ یہاں شفاعت کے سرے سے نہ پائے جانے کا بیان موجود ہے۔

استفتاح: مراد زجر و توبیخ ہے۔ الیہ: مراد خبر ہے جو کہ جار مجرور سے مل کر بنتی ہے، اور قاعدہ ہے کہ جب جار مجرور خبر بنتے ہیں تو اس کا متعلق وجوبی اعتبار سے حذف ہوتا ہے اور ضمیر اس کی جانب متعلق ہوتی ہے اور اس وقت اُسے ظرف یا جار مجرور کہا جاتا ہے، اس میں استقرار ضمیر ہونے کی وجہ سے۔

وحشیۃ: یہ ﴿مستغفر﴾ کی تفسیر نہیں ہے، پس مناسب یہ تھا کہ اسے ”وحشیۃ“ کو ﴿مستغفر﴾ پر مقدم کرتے۔

اسد: مراد وہ لوگ ہیں جو شیر کا شکار کرنے کے لئے بھاگے جارہے ہیں۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۹۹ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة القيامة مكية وهي اربعون آية

(سورة قیامت کی ہے اس میں چالیس آیات ہیں)

### تعارف سورة القيامة

اس سورت میں دو رکوع، چالیس آیتیں، ایک سو ننانوے کلمے اور چھ سو بانوے حروف ہیں۔ قیامت کے بارے میں کفار و مشرکین جن شکوک و شبہات میں گرفتار تھے کئی طرح کی تسکین کھا کر ان کے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا جا رہا ہے؟ فرمایا کہ جس چیز کو تم محال سمجھ رہے ہو وہ بالکل آسان ہے۔ اس کے بعد قیامت کے ہولناک احوال کا ذکر کیا اور غافل انسانوں کی بے بسی اور بے کسی بیان کی جا رہی ہے ابتداءً اسلام میں حضور ﷺ بڑی مشقت محسوس فرماتے تھے اس بات کا احساس بے چین رکھتا تھا کہ کہیں کوئی لفظ بھول نہ جائے اس لئے جب جبریل امین علیہ السلام کلام پاک کی وحی کرتے تو آپ ﷺ جلدی جلدی پڑھتے اللہ تعالیٰ نے اس خدشہ کو بھی دور فرمادیا، فرمایا: اے حبیب ﷺ آپ کے قلب پر وحی ثبت کر دینا ہماری ذمہ داری ہے، آپ پریشان نہ ہوں، اس کے معانی و مطالب بھی اور اسرار و معارف سے آگاہی بھی ہم ہی کریں گے اور اس بات پر آپ ہرگز پریشان نہ ہوں۔ اس الطمنان کے بعد بتایا کہ قیامت کے دن کچھ لوگ ایسے ہوں گے جن کے چہرے گلاب کے پھول کی طرح کھلے ہوئے ہوں گے اور دیدار الہی میں مستغرق ہوں گے اور کچھ ایسے ہوں گے جو تھر تھرا کر کانپ رہے ہوں گے۔ آخر میں ایک مغرور رئیس کا ذکر فرمایا اور اس کے احوال و اطوار بیان کئے اس کو اس کے فطری انجام سے آگاہ کیا تاکہ عبرت پکڑنے والے عبرت پکڑ سکیں۔

رکوع نمبر: ۷

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿لَا زَائِلَةٌ فِي الْمَوْضِعَيْنِ﴾ اقسام بیوم القيامة (۱) ﴿وَلَا اِقْسَمُ بِالنَفْسِ اللّٰوَامَةِ﴾ (۲) ﴿الَّتِي تَلْوُمُ نَفْسَهَا وَاِنْ اجْتَهَتْ فِي الْاِحْسَانِ وَجَوَابُ الْقَسَمِ مَخْذُوتٌ اَيُّ لَتَبَعْتُنْ ذُلَّ عَلَيْهِ﴾ اِحْسَانِ الْاِنْسَانِ ﴿اَيُّ الْكَافِرِ﴾ الن نجم عظامه (۳) ﴿لِلنَّفْسِ وَالْاَحْيَاءِ﴾ بلسی ﴿نَجْمَعُهَا﴾ قادرین ﴿مَعَ جَمْعِهَا﴾ علی ان نسوی بنانه (۴) ﴿وَهُوَ الْاَصَابِعُ اَيُّ نَعِيْدُ عِظَامَهَا كَمَا كَانَتْ مَعَ صِغَرِهَا فَكَيْفَ بِالْكِبَرَةِ﴾ بل یرید الانسان لیفجر ﴿الْلَامُ زَائِلَةٌ وَنَصْبُهُ بِاَنَّ مُقَدَّرَةٌ اَيُّ يَكْذِبُ﴾ امامہ (۵) ﴿اَيُّ يَوْمِ الْقِيَمَةِ ذُلَّ عَلَيْهِ﴾ یسنل ایاں ﴿مَتَى﴾ بیوم القيامة (۶) ﴿سَوَالُ اسْتِهْزَاءٍ وَتَكْذِيبٍ﴾ فاذا برق البصر (۷) ﴿بِكُسْرِ الرَّاءِ وَفَتْحِهَا دَهْشٌ وَخَيْرٌ لِّمَا رَاى مِنْ مَا كَانَ يُكْذِبُ بِهِ﴾ وخسف القمر (۸) ﴿اَظْلَمَ وَذَهَبَ ضَوْؤُهُ﴾ وجمع الشمس والقمر (۹) ﴿فَطَلَعَا مِنْ الْمَغْرِبِ اَوْ ذَهَبَ ضَوْؤُهُمَا وَذَلِكَ فِي يَوْمِ الْقِيَمَةِ﴾ یقول الانسان یومئذ این المفر (۱۰) ﴿الْفِرَارُ﴾ کلا ﴿رَدَّ عَنْ طَلَبِ الْفِرَارِ﴾ لا وزر (۱۱) ﴿لَا مَلْجَأَ يَتَحَصَّنُ بِهِ﴾ الی ربک یومئذ المستقر (۱۲) ﴿مُسْتَقَرُّ الْخَلَائِقِ فَيَحَاسِبُوْنَ وَيَجَارُوْنَ﴾ ینبؤ الانسان یومئذ بما قدم و اخر (۱۳) ﴿بِاَوَّلِ عَمَلِهِ وَآخِرِهِ﴾ بل الانسان علی نفسه بصيرة (۱۴) ﴿شَاهِدٌ تَنْطِقُ جَوَارِحُهُ بِعَمَلِهِ وَالْهَاءُ لِلْمَبَالْغَةِ فَلَا بُدَّ مِنْ جَزَائِهِ﴾ ولو القی معاذیرہ (۱۵) ﴿جَمْعُ مَعْدَرَةٍ عَلٰی غَيْرِ قِيَاسٍ اَيُّ لَوْجَاءُ بِكُلِّ مَعْدَرَةٍ مَا قَبِلْتُ مِنْهُ قَالَ تَعَالٰی لِنَبِيِّهِ﴾ لا تحرك به ﴿بِالْقُرْآنِ قَبْلَ فَرَاحِ جِبْرِئِيلَ مِنْهُ﴾ لسانک لتعجل به (۱۶) ﴿خَوْفٌ اَيُّ يَنْفَلَتْ



(ترجمہ)

القيمة جلد: ٥

خود ہی اپنے نفس پر گواہ ہے (بصیرۃ بمعنی شاہد ہے، کہ اس کے اپنے اعضاء اس کے عمل کی گواہی دیں گے پس بدلہ ضرور مل کر رہتا ہے۔ بصیرۃ "میں" "مباغہ کی ہے) اور اگر اس کے پاس جتنے بہانے ہوں سب لاڈالے (یعنی اگر وہ سب بہانے بھی لے کر آئے تب بھی وہ قبول نہ ہوں گے، "معاذیرہ" خلاف قیاس "معدلہ" کی جمع ہے، اللہ ﷻ اپنے نبی کریم ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے) تم حرکت نہ دو اس کے (یعنی قرآن پاک) کے ساتھ (جبرائیل علیہ السلام وحی الہی پہنچانے سے فارغ ہونے سے قبل) اپنی زبان کو کہ تم اس کے ساتھ جلدی کرو (یہ خوف کرتے ہوئے کہ کہیں) بیشک اس کا محفوظ کرنا (آپ کے سینہ مبارک میں) اور پڑھنا (یعنی آپ کا اسے پڑھنا یعنی آپ کی زبان پر اسے جاری کر دینا) ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اسے پڑھ چکیں (آپ پر بذریعہ قرأت جبرائیل علیہ السلام) اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو (یعنی اس کی قرأت بغور سنو پس حضور ﷺ وحی الہی کو بغور سنتے پھر اس کو پڑھتے ..... ج.....) پھر ہمارے ہی ذمہ ہے اس کا بیان کرنا (تم سے اس کی باریکیوں کا فہم عطا فرماتا اس آیت اور ما قبل آیت کے درمیان مناسبت یہ ہے کہ پچھلی آیت میں اللہ ﷻ کی آیت سے اعراض کرنے والوں کے بیان پر مشتمل تھی اور یہ آیت اللہ ﷻ کو یاد کرنے میں جلدی کرنے کو متضمن ہے) کوئی نہیں ("سکلا" استنباحی بمعنی الّا ہے) بلکہ تم جلدی والی (یعنی دنیا) کو دوست رکھتے ہو ("محبون، تدرؤن" دونوں کو علامت مضارع یا اور تاء کے ساتھ پڑھا گیا ہے) اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو (تم اس کے لیے عمل نہیں کرتے ہو) کچھ موندھ اس دن (یعنی بروز قیامت) تردنا وہ ہوں گے (یعنی خوبصورت اور چمکدار ہوں گے) اور اپنے رب کو دیکھتے (یعنی وہ آخرت میں اپنے رب ﷻ کو دیکھیں گے) اور کچھ موندھ اس دن گمڑے ہوئے ہوں گے (باسرۃ بمعنی کالحۃ شدید العبوس ہے) انہیں یقین ہوگا (قطن بمعنی توفیق ہے) کہ ان کے ساتھ وہ کی جائے گی جو کمزور توڑ دے (یعنی وہ عظیم مصیبت ہوگی جو کمزور توڑ دے گی) ہاں ہاں (سکلا بمعنی الّا ہے) جب (جان) پہنچے گی گلے کو ("سراقی" حلق کی ہڈی کو کہتے ہیں) اور کہا جائے گا (اس کے ارد گرد والے کہیں گے) کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرے (تاکہ اسے شفا ہو، ران کے معنی جھاڑ پھونک کرنا) اور اسے یقین ہو جائے گا (اسے جس کی جان گلے تک آپہنچی ہے) کہ یہ (دنیا سے) جدائی کی گھڑی ہے اور پنڈلی پنڈلی سے لپٹ جائے گی ..... ج..... (یعنی موت کے وقت مردے کی ایک پنڈلی دوسری سے مل جائے گی یا معنی یہ ہے کہ دنیا کی تکلیف سفر آخرت کی طرف رخ کرنے کی تکلیف باہم مل جائے گی) اس دن تیرے رب ہی کی طرف ہانکنا ہے (المساق بمعنی السوق ہے، اور یہ کلام اذا کے عامل پر دلالت کر رہا ہے معنی آیت یہ ہوگا جب جان گلے کو پہنچ جائے گی تو اسے اس کے رب ﷻ کے حکم کی طرف ہانکا جائے گا)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿لا اقسام بیوم القیمة ولا اقسام بالنفس اللوامۃ﴾

لا: زائد، اقسام: فعل بافاعل، بیوم القیمة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: زائد، اقسام: فعل بافاعل، بالنفس اللوامۃ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب قسم محذوف "لتبعثن" کیلئے قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ایحسب الانسان الن نجم عظامہ بلی قادرین علی ان نسوی بنانہ﴾

همزه: حرف استفہام، یحسب الانسان: فعل وفاعل، ان: مصدریہ، الن نجم: فعل نفی بافاعل، عظامہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، بلی: حرف ایجاب، قادرین: اسم فاعل بافاعل، علی: جار، ان نسوی بنانہ: جملہ بتاویل مصدر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر فعل محذوف "نجمعہا" کے فاعل سے حال ہے، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بل یرید الانسان لیفجر امامہ یسنل ایان یوم القیمة﴾

ہے۔ ابو بکر طمسانی کہتے ہیں کہ نعمت عظمیٰ نفس سے (خواہشات کا) نکل جاتا ہے، کیونکہ نفس اللہ ﷻ اور اس کے بندے کے مابین بہترین حجاب ہے اور پہل کہتے ہیں کہ بندہ نفس کی مخالفت اور خواہشات کی مخالفت کرنے کے معاملے میں کسی کے مثل نہیں ہو سکتا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اپنی تکمیل نفس کی خواہشات کو نہ تھما دے کیوں کہ نفس امارہ تجھے اندھیرے ہی کی جانب دھکیل لے جائے گی۔ یوسف بن اسباط کہتے ہیں کہ دل سے خواہش نہیں جاتی مگر یہ کہ خوف کے باعث بے قراری ہو یا شوق کے باعث بے قراری ہو۔ اور جان لینا چاہیے کہ نفس کی مذموم ترین صفت خسد کرنا ہے۔ (الرسالة القشيرية، باب: مخالفة النفس وذكر عيوبها، ص ۲۲۳ ملتقطاً و ملخصاً)

## سید عالم ﷺ کا وحی سماعت کرنے کے بعد تکرار کرنا:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فإذا قرآن فاتبع قرآنه فوجب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو (القیامۃ: ۱۸)﴾۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی قرائت کو اللہ کی قرائت کہا گیا، اور یہ جبرائیل امین علیہ السلام کے لئے عظیم شرف و منزلت ہے، اور اس کی نظیر اللہ ﷻ کے اس فرمان سے بھی ملتی ہے: ﴿من بطع الرسول فقد اطاع الله﴾ جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا (النساء: ۸۰)﴾۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے جبرائیل امین علیہ السلام کے پڑھے گئے قرآن کی پیروی فرمائی اور اس میں دود جوہات ہیں: (۱)..... قنادر کہتے ہیں کہ قرآن کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے۔ (۲)..... جبرائیل امین کی قرائت کی پیروی کے معنی یہ ہیں کہ سید عالم ﷺ کی قرائت اور جبرائیل امین کی قرائت آپس میں ملی ہوئی نہیں ہونی چاہیے، بلکہ واجب ہے کہ جب تک جبرائیل امین علیہ السلام تلاوت میں مصروف ہیں سید عالم ﷺ خاموشی کا اہتمام فرمائیں، اور جب جبرائیل امین علیہ السلام خاموش ہو جائیں اور تلاوت مکمل فرما چکیں تو سید عالم ﷺ قرائت کا آغاز فرمائیں۔ اور یہ امر اولیٰ ہے کیونکہ سید عالم ﷺ کو جبرائیل امین علیہ السلام کی تلاوت سماعت کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ یہاں تک کہ جبرائیل امین علیہ السلام تلاوت سے فارغ ہو جائیں، اور یہ اس امر کے وضع کے خلاف نہیں کہ جو قرآن کے حلال و حرام کے حوالے سے وضع کیا گیا ہے۔ (الرازی، ج ۱۰، ص ۲۲۸)

## پنڈلی کا دوسری پنڈلی سے لپٹ جانا:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والنفث الساق بالساق﴾ اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی (القیامۃ: ۲۹)﴾۔ شدت کے ساتھ شدت متصل ہو جائے گی، ایک دنیا سے رخصت ہونے کی شدت و تکلیف اور دوسری آخرت کے سفر کی ابتداء ہونے کی تکلیف، اور یہی قول ابن عباس اور حسن وغیرہما کا ہے۔ قسمی کہتے ہیں کہ انسان کی پنڈلی موت کے وقت شدید کرب و تکلیف کی وجہ سے لپٹ جائے گی۔ قنادر کہتے ہیں کہ میں نے موت کی سب سے زیادہ تکلیف یہی دیکھی ہے کہ مرنے والا اپنی ایک پنڈلی دوسری پنڈلی پر مارتا ہے۔ سعید بن مسیب اور حسن کہتے ہیں کہ انسان کی پنڈلی موت کے بعد کفن سے لپٹ جاتی ہے اور یہی یہاں مراد ہے۔ اور زید بن اسلم کا قول بھی یہی ہے۔ حسن کا ایک قول یہ ہے کہ مرنے کی وجہ سے پنڈلی خشک ہو جایا کرتی ہے۔ ابن عباس کا ایک قول یہ بھی ہے کہ انسان موت کی سختی کی شدت سے نکل کر آخرت کے سخت شدت والے سفر کی ابتداء کی جانب بڑھتا ہے اور جس پر اللہ ﷻ چاہے رحم ہو جاتا ہے۔ اور اس پر دلیل اللہ ﷻ کا یہ فرمان ہے: ﴿السی ربک یومئذ المساق﴾ اس دن تیرے رب ہی کی طرف ہانکنا ہے (النبیۃ: ۳۰)﴾۔ مجاہد کہتے ہیں کہ آزمائش پر آزمائش نمودار ہو جاتی ہے اور شدائد یکے بعد دیگرے آ جاتے ہیں۔ ضحاک اور ابن زید کہتے ہیں کہ اس پر دو سخت امور جمع ہو جاتے ہیں: انسانی جسم کے کفن و دفن کا سامان کیا جاتا ہے اور دوسرے مقام پر فرشتے روح کو منتقل کرنے کے امور انجام دیتے ہیں اور اہل عرب ساق کا ذکر سخت شدت کے امر میں کرتے ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ۲۹، ص ۱۰۲)

بل: عاطفہ، یسید الانسان: فعل بافاعل، لام: جار، یفجر امامہ: جملہ فعلیہ تقدیران مجرور، مکر طرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، یسئل: فعل بافاعل، ایان: ظرف اسم استفہام متعلق بمحذوف خبر مقدم، یوم القيمة: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر يقول الانسان يومئذ اين المفر﴾

ف: متانفہ، اذا بظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، برق البصر: فعل وفاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، خسف القمر: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، جمع الشمس والقمر: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکر شرط، یقول الانسان: فعل وفاعل، یومئذ: ظرف، مکر جملہ فعلیہ قول، این: اسم استفہام ظرف متعلق بمحذوف خبر مقدم، المفر: مصدر یشی مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ متانفہ۔

﴿كلا لا وزر الى ربك يومئذ المستقر﴾

کلا: حرف ردع وزجر، لا: نفی جنس، وزر: اسم "موجود" خبر محذوف، مکر جملہ اسمیہ، الی ربک: ظرف مستقر "الاستقرار" مصدر محذوف کیلئے، یومئذ: ظرف مصدر اپنے فاعل و ظرف مستقر و ظرف سے، مکر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم، المستقر: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ينبؤ الانسان يومئذ بما قدم واخر﴾

ینبؤ الانسان: فعل مجہول بآنا تب الفاعل، یومئذ: ظرف، ب: جار، ما موصولہ، قدم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اخر: جملہ فعلیہ معطوف، مکر صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿بل الانسان على نفسه بصيرة ولو القى معاذيره﴾

بل: عاطفہ، الانسان مبتدا، علی نفسہ: ظرف لغو مقدم، بصیرۃ: صفت مشبہ "ہی" ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، لو: شرطیہ، القی معاذیرہ: جملہ فعلیہ جزا محذوف "ما ساءت وما قلبت" کیلئے شرط، مکر جملہ شرطیہ حال، مکر فاعل، مکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا تحرك به لسانك لتعجل به ان علينا جمعه وقرانه﴾

لا تحرك: فعل نہی بافاعل، بہ: ظرف لغو، لسانک: مفعول، لام: جار، تعجل بہ: جملہ فعلیہ تقدیران مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ قول محذوف "یقال لہ" کیلئے مقولہ، مکر جملہ قولیہ متانفہ، ان حرف مشبہ، علینا: ظرف مستقر خبر مقدم، جمعه: معطوف علیہ، و: عاطفہ، قرانہ: معطوف، مکر اسم مؤخر، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا قرانه فاتبع قرانه ثم ان علينا بيانه﴾

ف: عاطفہ، اذا بظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، قرانہ: فعل بافاعل و مفعول، مکر جملہ فعلیہ شرط، ف: جزائیہ، اتبع قرانہ: جملہ فعلیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ، ثم: عاطفہ، ان حرف مشبہ، علینا: ظرف مستقر خبر مقدم، بیانہ: اسم مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿كلا بل تحبون العاجلة وتذرون الاخرة وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة﴾

کلا: حرف ردع وزجر، بل: عاطفہ، تحبون: فعل بافاعل، العاجلہ: مفعول، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، تذرون: فعل بافاعل، الاخرۃ: مفعول، مکر جملہ فعلیہ، وجوہ: موصوف، یومئذ ناظرۃ: مشبہ جملہ صفت، مکر مبتدا، الی ربہا ناظرۃ: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ووجوه يومئذ باسرة تظن ان يفعل بها فاقرة﴾

و: عاطفہ، وجوہ: موصوف، یومئذ باسرۃ: شبہ جملہ صفت، مکر مبتدا، تظن: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، یفعل بہا فاقرة: جملہ فعلیہ



بتاویل مصدر مفعول، مگر جملہ فعلیہ خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿حکلاً اذا بلغت التراقي وقيل من راق و ظن انه الفراق والتفت الساق بالساق الى ربك يومئذ المساق﴾  
 کلاً: حرف روع وزجر، اذا بطرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، بسلفت: فعل بافاعل، التراقي: مفعول، مگر جملہ فعلیہ معطوف  
 علیہ، و: عاطفہ، قیل: قول، منن: استفہامیہ مبتدا، راق: خبر، مگر جملہ اسمیہ مقولہ، مگر جملہ قولیہ معطوف اول، و: عاطفہ، ظن: فعل  
 بافاعل، انه الفراق: جملہ اسمیہ مفعول، مگر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، التفت الساق بالساق: جملہ فعلیہ معطوف  
 ثالث، مگر شرط، الى ربك: ظرف مستقر خبر مقدم، يومئذ: ظرف مقدم، المساق: اسم مصدر "ای تساق الى حکم  
 ربهم" بافاعل، مگر مبتدا مؤخر، مگر جملہ اسمیہ جواب شرط، مگر جملہ شرطیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... ای حسب الانسان..... ☆ یہ آیت عدی بن ربیعہ کے حق میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا کہ اگر میں قیامت کا  
 دن دیکھ بھی لوں تب بھی میں نہ مانوں گا اور آپ پر ایمان نہ لاؤں گا، کیا اللہ کھری ہوئی ہڈیاں جمع کر دے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس  
 کے معنی یہ ہیں کہ کیا اس کافر کا یہ گمان ہے کہ ہڈیاں بکھرتے اور گلنے اور ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں ملنے اور ہواؤں کے ساتھ اڑ کر دور دراز  
 مقامات میں منتشر ہو جانے سے ایسی ہو جاتی ہیں کہ ان کا جمع کرنا کافر ہماری قدرت سے باہر سمجھتا ہے یہ خیال فاسد ہے اس کے دل میں  
 کیوں آیا اور اس نے کیوں نہیں جانا کہ جو پہلی بار پیدا کرنے پر قادر ہے وہ مرنے کے بعد پیدا کرنے پر ضرور قادر ہے۔

☆..... لا تحرك به لسانك..... ☆ سید عالم ﷺ جبرائیل امین علیہ السلام کے وحی پہنچا کر فارغ ہونے سے قبل یا ذکر فرمانے کی سعی  
 فرماتے تھے اور جلد جلد پڑھتے اور زبان اقدس کو حرکت دیتے، اللہ جل جلالہ نے سید عالم ﷺ کی مشقت گوارا نہ فرمائی اور قرآن کریم کو سینہ  
 میں محفوظ کرنا اور زبان اقدس پر جاری فرمانا اپنے ذمہ لے لیا اور یہ آیت نازل فرما کر حضور ﷺ کو مطمئن فرمایا۔

☆..... اولی لک فاولی..... ☆ جب یہ آیت نازل ہوئی نبی کریم ﷺ نے بطحا میں ابو جہل کے کپڑے پکڑ کر اس سے فرمایا ﴿اولی  
 لک فاولی ثم اولی لک فاولی تیری خرابی آگئی اب آگئی پھر تیری خرابی آگئی﴾ (نفس: ۳۵: ۳۶) تو ابو جہل نے کہا اے محمد تم مجھے  
 دھمکاتے ہو تم اور تمہارا رب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، میں مکہ کے پہاڑوں کے درمیان سب سے زیادہ قوی زور آور صاحب شوکت ہوں  
 مگر قرآنی خبر ضرور پوری ہوتی تھی اور رسول کریم کا فرمان ضرور پورا ہونے والا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جنگ بدر میں ابو جہل ذلت و خواری  
 کے ساتھ بری طرح مارا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر امت میں ایک فرعون ہوتا ہے میری امت کا فرعون ابو جہل ہے۔ اس آیت میں  
 اس کی خرابی کا ذکر چار مرتبہ فرمایا گیا ہے پہلی خرابی ہے بے ایمانی کی حالت میں ذلت کی موت دوسری خرابی قبر کی سختیاں اور وہاں کی  
 شدتیں تیسری خرابی یہ ہے کہ مرنے کے بعد اٹھنے کے وقت گرفتار مصائب ہونا، چوتھی خرابی عذاب جہنم۔

### ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

#### نفس لوامہ کا بیان:

۱..... اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي المأوى ده جوابے  
 رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کی خواہش سے روکا تو بیشک جنت ہی ٹھکانا ہے﴾ (النساء: ۴۰: ۴۱)۔ جانا چاہیے کہ نفس کی  
 مخالفت کرنا عبادت کی کنجی ہے۔ مشائخ عظام سے پوچھا گیا کہ نفس کو کیسے زیر کیا جائے تو فرمایا: "نفس کو مخالفت کی بھری سے ذبح  
 کر دو۔" حضرت ذوالنون مصری کہتے ہیں کہ عبادت کی کنجی غور و فکر ہے اور اس عبادت کا ٹھیک ہونا نفس کی مخالفت کرنے میں مضمر

## اغراض:

زائدہ فی الموضوعین: قسم کی تاکید کے لئے ہے، اور اس میں دلیل ہے کہ ﴿لا﴾ کلام میں کئی مواقع پر زائدہ ہوتا ہے چہ جائے کہ کلام کے اول میں ہو یا وسط میں، برخلاف اس قول کے جو کیا جاتا ہے: ”﴿لا﴾ وسط کلام میں زائدہ ہوتا ہے لیکن اول کلام میں نہیں ہوتا۔“

الشی تسلوم نفسها: یعنی نفس لوامہ دنیا میں ملامت کرتا جب اُسے (اپنے عمل) کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے نفس کی سات قسمیں بیان کی ہیں: (۱)..... امارۃ: سے مراد کافروں کا نفس ہے جو اپنے نفس ہی کی پیروی کرتے ہیں اور جو انہیں اصلاً خیر کا حکم نہیں کرتا اور یہ اپنے معاملات پر خوش رہتے ہیں۔ (۲)..... لولمۃ: مراد وہ نفس ہے جو اپنے صاحب کو ملامت کرتا ہے، اگرچہ نیکی کے معاملے میں کوشش کرتا ہو اور یہی خیر کا آغاز اور ترقی کرنے (کا راستہ) ہے۔ (۳)..... ملہمہ: وہ نفس جو انسان کو فتنہ و فجور اور پرہیزگاری کا الہام کرتا ہے۔ (۴)..... مطمئنہ: مراد وہ نفس ہے جو اللہ کی رضا پر اطمینان میں رہتی ہے اور اس کی تقدیر پر راضی ہوتا ہے۔ (۵)..... راضیہ: مراد وہ نفس ہے جو ہر حال میں اللہ سے راضی رہتا ہے۔ (۶)..... مرضیہ: مراد وہ نفس ہے جو اللہ کی رضا کے حصول میں زیادتی کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ (۷)..... کاملہ: نفس کا اپنی انتہاء درجے کے مرتبے کو پالینا۔

کما کانت: جیسا کہ دنیا میں انگلیوں کو پور پور درست کیا تھا بالکل اب بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ وہو الاصابع: بمعنی اطراف ہیں، یعنی انگلیوں کے اطراف و پورے۔ وذلک فسی یوم القیامۃ: اگر یہ کہا جائے کہ سورج و چاند کا مغرب سے طلوع ہونا قیامت کے دن نہیں بلکہ قیامت سے ایک سو بیس سال پہلے ہوگا، میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مراد قیامت کے دن سے وہ وقت ہے جو عظیم امور کے انجام دینے کے وقت کو شامل ہوگا۔

علی غیر قیاس: اور قیاس ﴿معاذیرہ﴾ کے بجائے ”معاذیر“ ہے۔ ولو جاء بكل معذرة: میں اس جانب اشارہ ہے کہ کلام میں استعارہ تبعیہ ہے، یعنی عذر کرنے سے تشبیہ دی جا رہی ہے کہ زبان سے وہ بات ہو رہی ہے جو خلاف قیاس ہے جیسا کہ ڈول کنویں میں پانی کے طلب کرنے کے لئے ڈالنا، پس القی بمعنی جاء ہے۔ قبل فراغ جبرائیل منہ: یعنی حضرت جبرائیل کے قرآن کے القاء کرنے سے پہلے آپ اپنی زبان کو حرکت میں نہ لائیں۔

بالفہیم: یعنی آپ پر اس قرآن کے مشکل معانی کی تفہیم کا سلسلہ کریں گے۔ تضمنت الاعراض: یعنی سابقہ آیت منکرین بحث کے بارے میں بیان ہوئی جو کہ قرآن پر اعتراض کرتے، مراد کافرین، اور دو متضاد چیزیں بھول وغیرہ ہونے کے زیادہ قریب ہوتی ہیں۔ ای فی یوم القیامۃ: ظرف کے معنی کی تفسیر ہے اور ﴿یومئذ﴾ میں موجود تینوں جملہ سے عوض ہے مراد وہ دن ہے جس میں قیامت وقوع پذیر ہوگی۔

النفس: سے مراد نفس مومنہ یا کافرہ، معنی یہ ہے کہ موت کے وقت نفس پکڑی جائیگی (یعنی موت جب ہنسی کی ہڈی تک پہنچ جائے گی)۔ والتفت شدة فراق الدنیا: مراد یہ ہے کہ ساق میں دو شدتیں پائی جائیں گی اور ساق کا اطلاق شدت پر ہوتا ہے اور یہ معنی کافر کے حوالے سے ظاہر ہے اس لئے کہ نفس سکرانہ موت سے عذاب قبر کی جانب منتقل ہوگی (پس یہاں یہی شدتیں مراد ہیں)۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۰۲ وغیرہ)

دکوع نمبر: ۱۸

﴿فلا صدق﴾ إلا انسان ﴿ولا صلی﴾ ﴿انی لم یصدق ولم یصل﴾ ﴿ولکن کذب﴾ بالقرآن ﴿

وتولی ﴿۳۲﴾ غن الأیمان ﴿۳۳﴾ ثم ذهب الى اهله يتمطى ﴿۳۴﴾ يتغشّر لی مَشِيَّه اَحْجَابًا ﴿اولی لک﴾ فیہ  
 الْیَقَاتِ عَنْ الْغِیْبَةِ وَالْکَلِمَةِ اِسْمُ فَعْلٍ وَالْاَمُّ لِلتَّبِیْنِ اَیْ وَلِیْکَ مَا تَکْرَهُ ﴿۳۵﴾ فاولی ﴿۳۶﴾ اَیْ لَهَا وُلْدٌ بِکَ  
 مِنْ غُیْرِکَ ﴿۳۷﴾ ثم اولی لک فاولی ﴿۳۸﴾ تَاکِیْدٌ ﴿ایحسب﴾ یَظُنُّ ﴿الانسان ان یتروک  
 سدی ﴿۳۹﴾ مَعْمَلًا لَا یُکَلِّفُ بِالشَّرَائِعِ اَیْ لَا یُحْسَبُ ذَلِکَ ﴿الم یک﴾ اَیْ گَان ﴿نطفه من منی  
 یمنی ﴿۴۰﴾ بِالْاِیَاءِ وَالنَّاءِ تُصَبُّ فِی الرُّحِمِ ﴿ثم کان﴾ اَلْمَنِیُّ ﴿علقة فخلق﴾ اَللّٰهُ مِنْهَا الْاِنْسَانُ ﴿  
 فسوی ﴿۴۱﴾ غَدَلٌ اَعْضَانُهُ ﴿فجعل منه﴾ مِنَ الْمَنِیِّ الَّذِی صَارَ عِلْقَةً اَیْ قِطْعَةً دَمٍ ثُمَّ مُضْغَةً اَیْ قِطْعَةً  
 لَحْمٍ ﴿الزوجین﴾ اَلنَّوْعَیْنِ ﴿الذکر والانی﴾ یَجْتَمِعَانِ تَارَةً وَیَنْفَرُ کُلٌّ مِنْهُمَا عَنْ الْاُخْرٰی تَارَةً  
 ﴿الیس ذلک﴾ اَلْفَعَالُ لِهٰذِهِ الْاَشْیَاءِ ﴿بقدر علی ان یحی الموتی﴾ قَالَ بَلٰی ﴿۴۲﴾

### ﴿ترجمہ﴾

اس نے (یعنی انسان نے) نہ توجہ مانا اور نہ نماز پڑھی (لا صدق ولا صلی بمعنی لم یصدق ولم یصل ہے، .....!) ہاں  
 (قرآن پاک کو) جھٹلایا اور (ایمان لانے سے) مونہ پھیرا پھر اپنے گھر کو چلا اگڑتا (اپنے آپ کو کچھ سمجھتا چال میں اگڑتا) تیری خرابی  
 آگئی (اس خطاب میں غیبت سے التفات کیا گیا ہے، "اولی لک" اسم فعل ہے اور لام تبیین کے لیے ہے یہ بمعنی ولیک ماتکروہ  
 ہے) اب آگئی (یعنی یہ خرابی دیگر کے مقابلے میں تیرے زیادہ لائق ہے) پھر تیری خرابی آگئی اب آگئی ("ثم اولی لک  
 فاولی" تاکید کے لیے ہے) کیا آدمی اس گمان میں ہے (یحسب بمعنی یظن ہے) کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا (مہمل چھوڑ دیا جائے  
 گا اسے احکام شرعیہ کا مکلف نہیں کیا جائے گا وہ ایسا نہیں سمجھتا) کیا وہ ایک بوند نہ تھا (یعنی وہ ایسا ہی تھا) اس منی کا کہ گرائی جائے (رحم  
 میں "تمنی" اسے علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) پھر وہ (یعنی منی) خون کی پھٹک کی ہوئی تو اس نے (یعنی  
 اللہ ﷻ نے) پیدا فرمایا (اس سے انسان کو) پھر ٹھیک بنایا (اس کے اعضاء کو معتدل بنایا) تو اس سے (یعنی اس منی سے جو کہ خون کی  
 پھٹک تھی، پھر گوشت کی ہوئی بنی "علقة" خون کی ہوئی کو اور "مضغہ" گوشت کی ہوئی کو کہتے ہیں) دو جوڑ بنائے (زوجین بمعنی  
 نوعین ہے) مرد اور عورت (کبھی ایک حمل میں دونوں پیدا ہوتے اور کبھی دونوں میں سے ایک) کیا وہ (جوان اشیاء کو انجام دینے والا  
 ہے) قادر نہیں کہ وہ مردے جلا سکے (نبی پاک ﷺ نے اس آیت مبارکہ کے بعد ارشاد فرمایا ہاں کیوں نہیں)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿فلا صدق ولا صلی﴾

ف: عاطفہ، لا تانیہ، صدق فعل "هو" ضمیر راجع بسوئے "الانسان" قائل، مگر جملہ فعلیہ ماقبل "ایحسب الانسان" پر معطوف  
 ہے، و: عاطفہ، لا تانیہ، صلی: جملہ فعلیہ ماقبل پر معطوف ہے۔

﴿ولکن کذب وتولی ثم ذهب الى اهله يتمطى اولی لک فاولی لک فاولی﴾

و: عاطفہ، لکن مخففہ مہملہ، کذب: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تولى: جملہ فعلیہ معطوف، مگر جملہ معطوف، ثم: عاطفہ،  
 ذهب: فعل "هو" ضمیر ذوالحال، يتمطى: جملہ فعلیہ حال، مگر قائل، الى اهله: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ، اولی لک: جملہ فعلیہ  
 معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اولی: جملہ فعلیہ معطوف، ثم: عاطفہ، اولی لک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اولی: جملہ فعلیہ

معطوف، مگر جملہ فعلیہ معطوف۔

﴿ایحسب الانسان ان يترك سدى الم يك نطفة من منى يمنى﴾

ہمزہ: حرف استفہام، بحسب الانسان: فعل و فاعل، ان: مصدریہ، يترك سدى: فعل "هو" ہمیر ذوالحال، سدى: حال، مگر فاعل، مگر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، مگر جملہ فعلیہ، ہمزہ حرف استفہام، الم یک: فعل ناقص، اسم، نطفة موصوف، من: جار، منی: موصوف، یمنى: جملہ فعلیہ مفت، مگر ظرف مستقر مفت، مگر خبر، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم كان علقه فخلق فسوى فجعل منه الزوجين الذکر والانثی﴾

ثم: عاطفہ، كان: فعل ناقص، اسم، علقہ: خبر، مگر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، خلق: جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، سوى: جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، جعل: فعل بافاعل، منه: ظرف مستقر مفعول ثانی، الزوجین: مبدل منه، الذکر: معطوف علیہ، و، و عاطفہ، الانثی: معطوف، مگر بدل، مگر مفعول اول، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿اليس ذلك بقدر على ان يحيى الموتی﴾

ہمزہ: حرف استفہام، ليس: فعل ناقص، ذلك: اسم، ب: زائد، قدر: اسم فاعل بافاعل، على ان يحيى الموتی: ظرف لغو، مگر شبہ جملہ ہو کر خبر، مگر جملہ فعلیہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### فلا صدق ولا صلی کے بارے مفسرین کرام کی رائے:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فلا صدق ولا صلی اس نے نہ توجہ مانا اور نہ نماز پڑھی﴾ (البقرہ: ۲۱)۔ اہل تاویل کے کئی نکات اس بارے میں موجود ہیں: (۱)..... کتاب اللہ ﷻ کی تصدیق نہیں کرتے، اور نہ ہی نماز بجا نہ ادا کرتے ہیں اور اللہ ﷻ کی کتاب کو جھٹلاتے ہیں اور اس کی فرمانبرداری سے منہ پھرتے ہیں۔ (۲)..... قتادہ کہتے ہیں کہ کتاب اللہ ﷻ کی تصدیق نہیں کرتے اور نماز بھی ادا نہیں کرتے۔ (۳)..... اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے جس چیز کی تصدیق کرنا واجب تھا وہ نہیں کرتے اور نہ ہی نماز فرض ادا کرتے ہیں۔ (۴)..... انسان پر واجب ہے کہ جو اس کی جانب اللہ ﷻ کی طرف سے اس کے رسول ﷺ کے ذریعے نازل ہوا یعنی قرآن کی تصدیق کرے اور نماز کی ادائیگی کا اہتمام بھی کرے جو کہ اس پر فرض کی گئی ہے اور اس میں دلیل ہے کہ کفار فروعات کے مکلف ہیں اور ان سے مواخذہ بھی ہوتا ہے یعنی جس طرح مسلمان پر نماز کو ترک کرنے پر مواخذہ ہوتا ہے بالکل اسی طرح کافر پر بھی ترک نماز پر مواخذہ ہوگا۔ (الطبری، الجزء: ۲۹، ص: ۲۹۰، روح المعانی، الجزء: ۲۹، ص: ۲۲۸، روح البیان، ج: ۱۰، ص: ۳۰۲)

### اغراض:

ای لا یحسب ذلک: یعنی انسان کے لئے ایسا گمان کرنا مناسب و لائق نہیں ہے (یعنی انسان کو ہمل نہیں چھوڑا جائے گا)۔

النوعین: افراد مرد و عورت کا دو بچے اور ایک بچی یا برعکس پیدا ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

كان ﷻ بلی: جب سید عالم ﷺ نے یہ آیت پڑھی تو فرمایا: "سبحانک اللہم بلی"۔ حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ جو کوئی یہ آیت پڑھے ﴿سبح اسم ربک الاعلی﴾ تو چاہے امام ہو یا مفرد اُسے چاہیے کہ یوں کہے: "سبحان ربی الاعلی" اور جو تم میں یہ پڑھے: ﴿لا اقسام بیوم القیامۃ..... الخ﴾ تو یوں پڑھے: "سبحانک اللہم بلی" امام ہو یا کوئی (الصاوی، ج: ۶، ص: ۵، وغیرہ)

اور۔



## سورة الدهر مکیة او مدنیة وهی احدی وثلاثون آیة

(سورة الدهر کی ہے یا مدنی ہے، جس میں ۳۱ آیات ہیں)

## تعارف سورة الدهر

اس سورت میں دور کوغ، اکتیس آیتیں، دوسو چالیس کلمے، اور ایک ہزار چوں حروف ہیں۔ انسان جو آج اپنے اور پر اتنا فخر و ناز کرتا ہے اور اپنے خالق حقیقی کو بھول چکا ہے اسے بتایا جا رہا ہے کہ تو ہمیشہ سے ایسا نہ تھا بلکہ تجھے نیست سے ہست کیا گیا اور جو نہیں عیش و آرام کی زندگی دی اس کا مقصد صرف تمہاری آزمائش ہے کہ کیا تم ان نعمتوں پر اللہ ﷻ کا شکر کر کے شکر گزار بننا چاہتے ہو یا پھر کفرانِ نعمت کر کے نافرمانوں میں شامل ہونا چاہتے ہو۔ پھر ان انعامات کا ذکر فرمایا جو اس کے شکر گزار بندوں پر کئے جائیں گے۔ وہ ایسا دور تھا کہ انسان خود غرض تھے اور خستہ حال آدمی کو دیکھ کر اس کو نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ایسے زمانے میں ان لوگوں کی توصیف کی جا رہی ہے جو مسکینوں، یتیموں اور اسیروں کو محض اللہ ﷻ کی رضا کی خاطر کھانا کھلایا کرتے تھے۔ پھر ان انعامات کا ذکر فرمایا جن سے ان لوگوں کو نوازا جائے گا۔ اس کے بعد دنیا کے ان لوگوں کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ جو دنیا کی لذتوں میں مگن ہیں اور آخرت کی ابدی نعمتوں کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ یہ کتاب سراپا نصیحت ہے اب جس کی مرضی ہے وہ اس کی نصیحت پر عمل کرے یا نہ کرے وہ اس کا نصیب۔

د کوغ نمبر: ۱۹

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿هَلْ قَدْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ أَذَمٌ﴾ ﴿حِينَ مِنَ الدَّهْرِ﴾ ﴿أَرْبَعُونَ سَنَةً﴾ ﴿لَمْ يَكُنْ فِيهِ﴾ ﴿شَيْئًا مَذْكُورًا﴾  
 (۱) ﴿كَانَ فِيهِ مَصُورًا مِنْ طِينٍ لَا يَذْكُرُ أَوَّالُ الْمُرَادِ بِالْإِنْسَانِ الْجِنْسَ وَبِالْحَيْنِ مُدَّةَ الْحَمَلِ﴾ ﴿أَنَا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ﴾ ﴿الْجِنْسَ﴾ ﴿مِنْ نَاطِقٍ أَمْشَاجٍ﴾ ﴿أَخْلَطِ أَيْ مَاءِ الرَّجُلِ وَمَاءِ الْمَرْأَةِ الْمُخْتَلَطَيْنِ الْمُتَمَزَّجَيْنِ﴾ ﴿نَجْتَبِرُهُ بِالتَّكْلِيفِ وَالْجُمْلَةَ مُسْتَانِفَةً أَوْ حَالَ مُقَدَّرَةٍ أَيْ مُرِيدَيْنِ ابْتِلَاءً وَحِينَ تَأْتِيهِ﴾ ﴿فَجَعَلْنَاهُ بِسَبَبِ ذَلِكَ﴾ ﴿سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ (۲) ﴿أَنَا هَدَيْتُهُ السَّبِيلَ﴾ ﴿بَيِّنَالَهُ طَرِيقَ الْهُدَى بَعَثْتُ الرُّسُلَ﴾ ﴿أَمَّا شَاكِرًا﴾ ﴿أَيْ مُؤْمِنًا﴾ ﴿وَأَمَّا كَفُورًا﴾ (۳) ﴿حَالَانِ مِنَ الْمَفْعُولِ أَيْ بَيِّنَالَهُ فِي حَالِ شُكْرِهِ أَوْ كُفْرِهِ الْمُقَدَّرَةِ وَأَمَّا الْتَفْصِيلُ الْأَحْوَالِ﴾ ﴿أَنَا اعْتَدْنَا﴾ ﴿هَيَّاتًا﴾ ﴿لِلْكَافِرِينَ سُلْسَلًا﴾ ﴿يُسَبِّحُونَ بِهَا فِي النَّارِ﴾ ﴿وَإِغْلَالًا﴾ ﴿أَغْنَاهُمْ تَشْدُ فِيهَا السَّلَاسِلُ﴾ ﴿وَسَعِيرًا﴾ (۴) ﴿نَارٌ مُسْفَرَةٌ أَيْ مُهَيَّجَةٌ يُعَذِّبُونَ بِهَا﴾ ﴿أَنَّ الْأَبْرَارَ﴾ ﴿جَمْعُ بُرْأَوْبَارٍ وَهُمْ الْمُطِيعُونَ﴾ ﴿يُشْرَبُونَ مِنْ كَاسٍ﴾ ﴿هُوَ إِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ وَهِيَ فِيهِ وَالْمُرَادُ مِنْ خَمْرٍ تَسْمِيَةٌ لِلْحَالِ بِاسْمِ الْمَحَلِّ وَمِنْ اللَّبْعِضِ﴾ ﴿كَانَ مَزَاجُهَا﴾ ﴿مَاتَمَزَّجَ بِهِ﴾ ﴿كَافُورًا﴾ (۵) ﴿عَيْنًا﴾ ﴿بَدَلٌ مِنْ كَافُورٍ أَفْنِيهَا رَاحَتُهُ﴾ ﴿يُشْرَبُ بِهَا مِنْهَا﴾ ﴿عِبَادَ اللَّهِ﴾ ﴿أَوْلِيَاءَهُ﴾ ﴿يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا﴾ (۶) ﴿يَقُودُونَهَا حَيْثُ شَاءَ وَمِنْ مَنَازِلِهِمْ﴾ ﴿يُؤْفُونَ بِالْأَنْدَرِ﴾ ﴿فِي طَاعَةِ اللَّهِ﴾ ﴿وَيَخَافُونَ يَوْمًا﴾ ﴿كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾ (۷) ﴿مُنْتَشِرًا﴾ ﴿وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ﴾ ﴿أَيِ الطَّعَامِ وَشَهْوَتُهُمْ لَهُ﴾ ﴿مَسْكِينًا﴾ ﴿فَقِيرًا﴾ ﴿وَرَيْيَمًا﴾ ﴿لَا أَبَ لَهَا﴾ ﴿وَأَسِيرًا﴾ (۸) ﴿يَعْنِي الْمَحْبُوسَ بِحَقِّهِ﴾ ﴿أَمَّا نَطْعَمُكُمْ لَوْجَهَ اللَّهِ﴾ ﴿لَطَلَّبَ ثَوَابَهُ﴾ ﴿لَا يُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكْرًا﴾ (۹) ﴿شُكْرًا فِيهِ عَلَى الْإِطْعَامِ وَقُلْ تَكَلَّمُوا بِذَلِكَ أَوْ عَلَّمَهُ اللَّهُ مِنْهُمْ فَأَنَّى عَلَيْهِمْ بِهِ قَوْلَانِ﴾ ﴿أَنَا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا﴾ ﴿تَكَلَّحَ

الْبُحْوَةُ فِيهِ أَيْ كَرِيهُهُ الْمُنْتَظَرُ لِشِدَّتِهِ ﴿قَمَطِيرًا (۱۰)﴾ شَدِيدًا أَيْ ذَلِكَ ﴿فَوَقَّعَهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّعَهُمْ﴾ أَعْطَاهُمْ ﴿نَضْرَةً﴾ حُسْنًا وَأَضَاءَةً فَيُؤْجُوهُمْ ﴿وَسُرُورًا (۱۱)﴾ وَجَزَهُمْ بِمَا صَبَرُوا ﴿بَصِيرَةً﴾ عَنِ الْمَقْصِيَةِ ﴿جَنَّةً﴾ أَدْخَلُوهَا ﴿وَحَرِيرًا (۱۲)﴾ الْبَسُوهُ ﴿مَتَكِّينَ﴾ حَالٌ مِّنْ مَّرْفُوعٍ أَدْخَلُوهَا الْمَقْدَرَةَ وَكَذَا لَا يَرُونَ ﴿فِيهَا عَلَى الْأَرَاكِ﴾ السَّرْرِ فِي الْجَحَالِ ﴿لَا يَرُونَ﴾ يَجِدُونَ حَالٌ ثَابِتَةً ﴿فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمَهْرِيرًا (۱۳)﴾ أَيْ لَا حَسْرًا وَلَا بَرْدًا وَقِيلَ الزَّمَهْرِيرُ الْقَمَرُ فَهِيَ مُضِيئَةٌ مِّنْ غَيْرِ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ ﴿وَدَانِيَةً﴾ قَرِينَةً عَطَفَ عَلَى مَحَلٍّ لَا يَرُونَ أَيْ غَيْرَ رَائِينَ ﴿عَلَيْهِمْ﴾ مِنْهُمْ ﴿ظِلَّلَهَا﴾ شَجَرُهَا ﴿وَذَلَّلَتْ قَطْرَهَا تَذِيلًا (۱۴)﴾ أَدْنَيْتُ ثَمَارَهَا فَيَنَالُهَا الْقَائِمُ وَالْقَاعِدُ وَالْمُضْطَجِعُ ﴿وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ﴾ فِيهَا ﴿بَانِيَةً مِّنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابَ﴾ أَقْدَاحَ بِلَاغَرِي ﴿كَانَتْ قَوَارِيرًا (۱۵)﴾ قَوَارِيرٌ مِّنْ فِضَّةٍ أَيْ إِنِّهَا مِّنْ فِضَّةٍ يَرَى بَاطِنُهَا مِّنْ ظَاهِرِهَا كَالزُّجَاجِ ﴿قَدَرُوهَا﴾ أَيْ الطَّائِفُونَ ﴿تَقْدِيرًا (۱۶)﴾ عَلَى قَدَرِي الشَّارِبِينَ مِّنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَلَا تَقْصٍ وَذَلِكَ أَلَدُ الشَّرَابِ ﴿وَيَسْقُونَ فِيهَا كَاسًا﴾ أَيْ خَمْرًا ﴿كَانَ مَزَاجُهَا﴾ أَيْ مَازَجُهَا بِه ﴿زَنْجَبِيلًا (۱۷)﴾ عَيْنًا ﴿بَدَلٌ مِّنْ زَنْجَبِيلٍ﴾ فِيهَا تَسْمَى سَلْسِيلًا ﴿(۱۸)﴾ يَعْنِي أَنَّ مَاءَهَا كَالزُّجَبِيلِ الَّذِي تَسْتَلِدُّ بِهِ الْعَرَبُ سَهْلَ الْمَسَاحِ فِي الْخَلْقِ ﴿وَيُطَوَّفُ عَلَيْهِمْ وَلَدَانِ مَخْلُودُونَ﴾ بِصِفَةِ الْوِلْدَانِ لَا يَشْبُونَ ﴿إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ﴾ لِحُسْنِهِمْ وَانْتِشَارِهِمْ فِي الْخِدْمَةِ ﴿لَوْلَوْ أَنِثُوا مَنُورًا (۱۹)﴾ مِّنْ سَلَكِهِ أَوْ مِّنْ صَدَفِهِ وَهُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ فَيُغَيِّرُ ذَلِكَ ﴿وَإِذَا رَأَيْتَ ثُمَّ﴾ أَيْ وَجَدْتَ الرَّؤْيَةَ مِنْكَ فِي الْجَنَّةِ ﴿رَأَيْتَ﴾ جَوَابُ إِذَا ﴿نَعِيمًا﴾ لَا يُوصَفُ ﴿وَمَلَكًا كَبِيرًا (۲۰)﴾ وَاسْعَالًا غَايَةً لَهُ عَلَيْهِمْ فَوْقَهُمْ فَنَصَبَهُ عَلَى الظَّرْفِيَّةِ وَهُوَ خَيْرُ الْمُبْتَدَأِ بَعْدَهُ وَفِي قِرَاءَةِ يَسْكُونُ الْيَاءُ مُبْتَدَأً وَمَابَعْدُهُ خَبَرُهُ وَالضَّمِيرُ الْمُتَّصِلُ بِهِ لِلْمَعْطُوفِ ﴿عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ سُنْدُسُ﴾ خَرِيرٌ ﴿خَضِرٌ﴾ بِالرَّفْعِ ﴿وَاسْتَبْرَقَ﴾ بِالْجَرِّ مَا غَلِظَ مِنَ الدِّيَاجِ وَهُوَ الْبَطَائِنُ وَالسُّنْدُسُ الظَّهَائِرُ وَفِي قِرَاءَةِ عَكْسُ مَا ذُكِرَ فِيهَا وَفِي أُخْرَى يَرْفَعُهُمَا وَفِي أُخْرَى يَجَرُّهُمَا ﴿وَحَلُّوا أَسَاوِرَ مِّنْ فِضَّةٍ﴾ وَفِي مَوْضِعٍ آخَرَ مِّنْ ذَهَبٍ لِلْإِذْنِ بَأَنَّهُمْ يَحْلُونَ مِنَ التَّوَعُّينِ مَعًا وَمُفَرَّقًا ﴿وَسَقَّاهُمْ رَبَّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا (۲۱)﴾ مُبَالِغَةً فِي طَهَارَتِهِ وَنَظَافَتِهِ بِخِلَافِ خَمْرِ الدُّنْيَا ﴿إِنْ هَذَا﴾ النَّعِيمُ ﴿كَانَ لَكُمْ جِزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُورًا (۲۲)﴾.

### ترجمہ

بیشک (ہل بمعنی قد ہے) آدمی (یعنی حضرت آدم علیہ السلام) پر گزرا ایک وقت (چالیس سال) کہ (اس میں) کہیں اس کا نام بھی نہ تھا (اس میں آپ علیہ السلام کی تصویر مٹی سے بنائی گئی تھی اس وقت آپ علیہ السلام کا نام نہ تھا یا یہاں "الانسان" سے مراد جنس انسان ہے اور "حین" سے مراد مدت حمل ہے، ..... ) بیشک ہم نے انسان (یعنی جنس انسان) کو پیدا کیا مٹی ہوئی مٹی سے (یعنی مرد اور عورت کے ملے ہوئے پانی سے، امشاج بمعنی اخلاط ہے) کہ ہم اسے جانچیں (مکلف کر کے، نبی علیہ السلام بمعنی نخبہ رہے، یہ جملہ متانفہ ہے یا حال مقدردہ ہے "یعنی اُسے مکلف ہونے کا اہل بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں") تو ہم نے اسے بنایا (اسی سبب سے) سناو یکتا بیشک ہم نے اسے راہ دکھائی (رسول بھیج کر راہ ہدایت اس کے لیے واضح کر دی) یا حق ماننا (یعنی مسلمان ہوتا) یا ناشکری کرتا ("

شاکرا“ “کفورا“ دونوں مفعول سے حال بن رہے ہیں، یعنی ہم نے اُن کے شکر کرنے اور مجھے ہوئے کفر کے احوال کو بیان کر دیا، اور ”اما“ تفصیل احوال کے لئے ہے (پیشک ہم نے تیار کر رکھی ہیں (اعتدنا بمعنی ہینا ہے) کافروں کے لیے زنجیریں (جس کے ذریعے انہیں باندھ کر جہنم میں گھسیٹا جائے گا) اور طوق (جو کہ ان کی گردنوں میں ہوں گے اور انہیں زنجیریں بندھی ہوں گیں) اور بھڑکتی آگ (جس کے ذریعے انہیں عذاب دیا جائے گا، سعیرا بمعنی مسحورہ ہے) پیشک نیک (”الابرار“ ”البر“ یا ”بار“ کی جمع ہے مراد مطیعین ہیں) پیس گے اس جام میں سے (”کاس“ شراب پینے کے برتن کو کہتے ہیں اور اس سے مراد مظروف یعنی شراب ہے، یہ تسمیۃ الحال با سَمِ المحل کے قیل سے ہے یہاں ”من“ تعضیضہ ہے) جس کی طوئی (مزاجا بمعنی ماسمجج بہ ہے) کافور ہے ایک چشمہ (”عینا“ ”کافور“ سے بدل بن رہا ہے یعنی اس چشمہ میں کافور کی خوشبو ہو گی.....) جس میں سے پیس گے (بہا بمعنی منہا ہے) اللہ کے بندے (یعنی اس کے اولیاء) اسے جہاں چاہیں گے بہالے جائیں گے (وہ اسے اپنے مخلوق میں جہاں چاہیں گے بہالے جائیں گے اللہ کی فرمانبرداری میں (اپنی منت پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈراتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے (مستطیرا بمعنی منتشر ہے) اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر (یعنی خود کو کھانے کی محبت اور خواہش ہوتی ہے اس کے باوجود کھلاتے ہیں) مسکین (یعنی فقیر) اور یتیم کو (یتیم اس نابالغ بچے کو کہتے ہیں جس کا باپ نہ ہو) اور اسیر کو (یعنی اسے جو کسی حق کے سبب قید میں ہو.....) ہم تمہیں کھانا دیتے ہیں خالص اللہ کے لیے (اس کے ثواب کو پانے کے لیے) تم سے کوئی بدلہ اور شکر گزاری نہیں مانگتے (شکورا بمعنی شکرا ہے، یہاں کھانا کھلانے کی علت کا بیان ہے یہ بات انہوں نے خود کہی ہے یا اللہ ﷻ نے ان کی یہ حالت جان کر خود ان کی تعریف میں فرمائی ہے اس کے بارے میں دونوں اقوال ہیں) پیشک ہمیں اپنے رب کے حضور ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے (”عبوسا“ یعنی ایسا دن ہے جس میں چہرے بگڑ جائیں گے یعنی اس دن کی شدت کی وجہ سے چہرے کو ”کسریۃ المنظر“ کہا جائے گا، قسطیروا بمعنی شدید ہے) تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچالیا اور انہیں عطا فرمائی (لقہم بمعنی اعطا ہم ہے) تازگی (چروں میں خوبصورتی اور چمک) اور شادمانی اور انہیں بدلہ دیا ان کے (گناہوں سے) صبر کرنے پر جنت (یعنی انہیں جنت میں داخل کر دیا گیا) اور ریشمی کپڑے (جو انہیں پہنا دیئے گئے) تکیہ لگائے ہوں گے (”ادخلوها“ مقدر کی ضمیر مرفوع متکشین سے حال بن رہا ہے) اس میں تختوں پر نہ دیکھیں گے (”لا یرون“ یہ دوسرا حال ہے، یہ بمعنی لا یجدون ہے) اس میں دھوپ نہ ٹھھرے (یعنی نہ گرمی اور نہ سردی، ایک قول یہ ہے ”زمہریر“ سے مراد چاند ہے معنی یہ ہوگا کہ جنت بغیر سورج چاند کے روشن ہوگی.....) اور قریب ہوں گے (”دانیۃ“ کا عطف ”لا یرون“ کے محل پر ہے یعنی وہ نہ دیکھیں گے، دانیۃ بمعنی قریبہ ہے) ان پر (یعنی ان سے) اس کے (یعنی درختوں کے) سائے اور اس کے کچھے جھکا کر نیچے کر دیئے گئے ہوں گے (ان کے پھلوں کو یوں قریب کر دیا جائے گا کہ کھڑا ہوا بیٹھا ہوا لیٹا ہوا شخص بھی انہیں لے سکے) اور ان پر (جنت میں) دور ہوگا چاندی کے برتنوں کا اور کوزوں کا (”اکواب“ بغیر گنڈے کے پیالے) جو شیشے کی مثل ہو رہے ہوں گے (یعنی وہ برتن تو چاندی کے ہوں گے لیکن ان کا اندرونی حصہ باہر سے شیشے کی طرح دکھائی دے گا) انہوں نے (یعنی سابقوں نے) انہیں پورے اندازہ پر رکھا ہوگا (یعنی پینے والوں کی خواہش کے مطابق نہ تو اس سے زیادہ اور نہ اس سے کم اور یہ لذیذ ترین مشروب ہوتا ہے) اور اس میں وہ (شراب کے) جام پلائے جائیں گے جس کی طوئی (مزاجا بمعنی ماسمجج بہ ہے) زنجبیل ہوگی وہ ایک چشمہ (”عینا“ ”زنجبیل“ سے بدل بن رہا ہے) جنت میں جسے سلیمیل کہتے ہیں (یعنی اس چشمہ کا پانی، زنجبیل یعنی ادراک کی طرح ہوگا جسے عرب حلق سے با آسانی مشروب اتارنے کی لذت پانے کے لیے استعمال کرتے ہیں.....)

(اور ان کے آس پاس خدمت میں پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے) ”مخلدون“ ”ولدان“ کی صفت ہے یعنی وہ بوڑھے نہیں ہوں گے) جب تو انہیں دیکھے تو انہیں سمجھے (ان کی خوبصورتی اور ان کی خدمت میں پہلے ہونے کی وجہ سے) کہ موتی ہیں بکھیرے ہوئے (دھانکے میں پروئے گئے یا اپنی سیپ میں موجود اور موتی کی یہ حالت سب سے بہترین ہوتی ہے) اور جب تو ادھر نظر اٹھائے پھر (یہاں رایت بمعنی وجدات الروایۃ منک ہے) تو دیکھے (یہ ”رایت“ ”اذا“ کا جواب شرط بن رہا ہے) ایک نعمت (جس کا وصف بیان نہیں کیا جاسکتا یعنی مخلوق اس کا ادراک نہیں کر سکتی) اور بڑی سلطنت (جس کی غایت نہ ہوگی، کبیرا بمعنی واسعا ہے) ان کے اوپر (علیہم بمعنی فوقہم ہے، یہ ظرفیت کی بناء پر منصوب ہے اور مابعد آنے والے مبتدا کی خبر ہے اور ایک قرأت میں اسے یاء ساکنہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ مبتدا ہوگا اور اس کا مابعد خبر اور اس کے ساتھ متصل ضمیر معطوف ”علیہم“ کی جانب لوٹے گی) ریشم کے سبز کپڑے..... (سندس کے معنی ریشم ہے، ”مخضر“ کو مرفوع پڑھا گیا ہے) اور قادیان کے ”استبرق“ ”موتے ریشم کو کہتے ہیں ”استبرق“ کپڑے کے اندرونی حصہ کو ”السندس“ ظاہری حصہ کو کہتے ہیں اور ایک قرأت میں ماقبل جو اعراب ذکر کیا گیا ہے اس کے برعکس پڑھا گیا ہے اور ایک قرأت میں دونوں کو مرفوع اور ایک قرأت میں دونوں کو مجرور پڑھا گیا ہے) اور انہیں چاندی کے نگین پہنائے گئے (دوسرے مقام میں سونے کے نگینوں کا ذکر ہے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ انہیں دونوں طرح کے نگین ایک ساتھ یا الگ الگ پہنائے جائیں گے) اور انہیں ان کے رب نے ستھری شراب پلائی (”طہورا“ کے ذکر سے دنیاوی شراب کے برخلاف اس شراب کی طہارت اور ستھرائی میں مبالغہ کرتا ہے) بیشک یہ (یعنی نعمت) یہ تمہارا صلہ ہے اور تمہاری محنت ٹھکانے لگی۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا﴾

هل: بمعنی قد یا استفہامیہ للقریر، اتی علی الانسان: فعل وظرف لغو، حين: موصوف، من الدهر: ظرف متعرق صفت اول، لم: یکن: فعل نفی ناقص با اسم، شيئا مذكورا: مرکب توصیفی خبر، مکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتليه فجعلناه سميعا بصيرا﴾

انا: حرف مشبہ واسم، خلقنا: فعل با فاعل، الانسان: ذو الحال، نبتليه: جملہ فعلیہ حال، مکر مفعول، من: جار، نطفة امشاج: مرکب توصیفی مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، جعلناه: فعل با فاعل ومفعول، سميعا بصيرا: مرکب توصیفی مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا هديناه السبيل اما شاكرا واما كفورا﴾

انا: حرف مشبہ واسم، هدينا: فعل با فاعل، السبيل: ضمیر ذو الحال، اما: حرف تفصیل، شاكرا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اما كفورا: تفصیل، كفورا: معطوف، مکر حال، مکر مفعول، السبيل: مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا اعتدنا للكافرين سلسلا واغلالا وسعيرا﴾

انا: حرف مشبہ واسم، اعتدنا: فعل با فاعل وظرف لغو، سلسلا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اغلالا: معطوف اول، و: عاطفہ، سعيرا: معطوف ثانی، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الابرار يشربون من كأس كان مزاجها كافورا﴾



ان الابرار: حرف مشبہ واسم، یشربون: فعل بافاعل، من: جار، کاس بموصوف، کان مزاجها کافورا: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہو کر "حمدا" موصوف محذوف کی صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿عینا یشرب بها عباد اللہ یفجرونها تفجیرا﴾

عینا: موصوف، یشرب بها عباد اللہ: جملہ فعلیہ صفت اول، یفجرونها تفجیرا: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر فعل محذوف "یشربون" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿یوفون بالندرو یخافون یوما کان شرہ مستطیرا﴾

یوفون بالندرو: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ، و: عاطفہ، یخافون: فعل بافاعل، یوما: موصوف، کان شرہ: فعل ناقص واسم، مستطیرا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا یتیمہا واسیرا﴾

و: عاطفہ، یطعمون: فعل واؤ ضمیر ذوالحال، علی حبہ: ظرف مستقر حال، ملکر فاعل، الطعام: مفعول، مسکینا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، یتیمہا: معطوف اول، و: عاطفہ، اسیرا: معطوف ثانی، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا﴾

انما: حرف مشبہ وما کافہ، نطعمکم: فعل و"نحن" ضمیر مستقر ذوالحال، لا نرید منکم جزاء ولا شکورا: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، کم: ضمیر مفعول، لوجہ اللہ: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿انا نخاف من ربنا یوما عبوسا قمطریرا﴾

انا: حرف مشبہ واسم، نخاف: فعل بافاعل، من ربنا: ظرف لغو، یوما: موصوف، عبوسا: صفت اول، قمطریرا: صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فوقہم اللہ شر ذلک الیوم ولقہم نضرة وسرورا وجزہم بما صبروا جنة وحریرا﴾

ف: عاطفہ، وقہم اللہ: فعل ومفعول وفاعل، شر ذلک الیوم: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لقہم: فعل بافاعل ومفعول، نضرة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، سرورا: معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جزہم: فعل بافاعل ومفعول، بما صبروا: ظرف لغو، جنة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، حریرا: معطوف، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿متکئین فیہا علی الاراک لا یرون فیہا شمساً ولا زمہیرا﴾

متکئین: اسم فاعل بافاعل، علی الاراک: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ذوالحال، فیہا: ظرف مستقر حال، ملکر ماقبل "جزاہم" کے مفعول کا حال اول ہے، لا یرون فیہا شمساً ولا زمہیرا: جملہ فعلیہ "جزاہم" کی ضمیر کیلئے حال ثانی واقع ہے۔

﴿ودانیۃ علیہم ظللہا وذللت قطوفہا تذلیلاً﴾

و: حالیہ، دانیۃ: اسم فاعل، علیہم: ظرف لغو، ظللہا: فاعل، ملکر جملہ شبہ حال ثالث ہے ماقبل "جزاہم" کے مفعول سے، و: عاطفہ، ذللت قطوفہا: فعل مجہول بآئیب الفاعل، تذلیلاً: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ویطاف علیہم بانیہ من فضۃ واکواب کانت قواریرا قواریرا من فضۃ قدروہا تقدیرا﴾

و: عاطفہ، یطاف: فعل مجہول، علیہم: ظرف لغو، ب: جار، انیہ: موصوف، من فضۃ: ظرف مستقر صفت، ملکر معطوف

علیہ، و: عاطفہ، اکواب، موصوف، کالت: فعل ناقص، با اسم، قواریرا: مبدل منہ، قواریرا: موصوف، مقلی: ظرف: ظرف مشتق صفت اول، قدر و ہاتھ تقدیرا: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر بدل، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر معطوف، ملکر محمور، ملکر ظرف لغو قائم مقام نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و یسقون فیہا کاسا کان مزاجہا زنجیلا عینا فیہا تسمى سلسیلا﴾

و: عاطفہ، یسقون: فعل مجہول، با نائب با فاعل، فیہا: ظرف لغو، کاسا: موصوف، کان: مزاجہا: فعل ناقص، واسم، زنجیلا: مبدل منہ، عینا: موصوف، فیہا: ظرف مشتق صفت اول، تسمى: سلسیلا: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر بدل، ملکر خبر، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و یطوف علیہم ولدان مخلدون اذا رایتمہم حسبہم لؤلؤا منثورا﴾

و: عاطفہ، یطوف: فعل، علیہم: ظرف لغو، ولدان: موصوف، مخلدون: صفت، ملکر ذوالحال، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، رایتمہم: فعل با فاعل و مفعول، حسبہم: فعل با فاعل و مفعول، لؤلؤا منثورا: مرکب توصیفی مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ حال، ملکر جملہ شرطیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿و اذا رایت ثم رایت نعیمما و ملکا کبیرا﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، رایت: فعل با فاعل، ثم: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ شرط، رایت: فعل با فاعل، نعیمما: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ملکا کبیرا: مرکب توصیفی معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿علیہم ثیاب سندس خضر و استبرق﴾

علیہم: ظرف متعلق بحذف خبر مقدم، ثیاب: مضاف، سندس: سندس، معطوف علیہ، و: عاطفہ، استبرق: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر موصوف، خضر: صفت، ملکر مبتدأ مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... و یطعمون الطعام.....☆ یہ آیت حضرت علیؑ اور حضرت ابی بکرؓ کی فاطمہ اور ان کی کنیز فضلہ رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی حسین کریمین رضی اللہ عنہما بیمار ہوئے ان حضرات نے ان کی صحت پر تین دن کے روزوں کی نذر فرمائی اللہ تعالیٰ نے صحت دی نذر کا وقت آیا سب صاحبوں نے روزے رکھے حضرت علیؑ ایک یہودی سے تین صاع جولائے حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے ایک صاع تین دن تک پکایا لیکن جب وقت افطار آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین اور ایک روز یتیم اور ایک روز اسیر آیا اور تینوں روز یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کر کے اگلے روزہ رکھ لیا گیا۔

☆..... فاصبر لحکم ربک.....☆ یہ آیت عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی، یہ دونوں نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ اس کام سے باز آ جائیں، عتبہ نے کہا آپ ایسا کریں گے تو میں اپنی بیٹی آپ کو بیاہ دوں گا اور بغیر مہر کے آپ کے پاس حاضر کر دوں گا، ولید نے کہا میں آپ کو اتنا مال دے دوں گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اعتراض﴾

**آیت متذکرہ میں الانسان کے معنی میں محامل:**

۱..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿هل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکوراً بیشک آدمی پر ایک وقت

وہ گزرا کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا (الانسان: ۱)۔ (۱)..... مفسرین کا اس بارے میں اختلاف ہے چنانچہ ایک قول کے مطابق الانسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ (۲)..... ایک قول کے مطابق اس سے مراد ہوا آدم ہیں جس کی دلیل اس فرمان میں ہے: ﴿وَاَنَا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ مِشْكٍ﴾ ہم نے انسان کو پیدا کیا مٹی سے (الدھر: ۲)۔ (۳)..... انسان پر ایسا وقت گزرے جس میں اس کا نام و نشان نہ تھا، ایک قول کے مطابق اس وقت سے مراد چالیس سال کا وقت ہے۔ اس قول کی بناء پر انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں تو حضرت آدم علیہ السلام کا پتلا تیار ہونے کے بعد آپ مٹی کے پتلے کی صورت میں بغیر روح کے چالیس سال رہے، اور حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام چالیس سال تک مٹی کی صورت میں، چالیس سال تک صلصال (بجتنے والی)، اور چالیس سال تک حمأ مسنون (سیاہ بدبودار گارا) کی شکل میں رہے پھر ان کی تخلیق ایک سو بیس سال میں مکمل ہو گئی، اور یہ مدت وہ تھی جس میں انسان کی کوئی شناخت نہ تھی اور کوئی اُسے نہ پہچانتا تھا۔ (۴)..... حسن کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خشکی اور تری میں تمام ہی چیزیں جو دیکھی جاتی ہیں یا نہیں دیکھی جاتیں چھ دن میں تخلیق فرمائیں جس میں زمین و آسمان اور آخر میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق بھی شامل ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿لَمْ يَكُنْ لَكُمْ شَيْئًا مَذْكُورًا﴾ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا، پھر اگر یہ کہا جائے کہ بجتی ہوئی مٹی جو کہ سیاہ بدبودار گارا تھی جس میں انسان کی روح نہ پھونکی گئی، اور آیت مذکورہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ انسان پر ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے کہ جس میں اس کی کوئی شناخت ہی نہ تھی یعنی کبھی وہ بجتی ہوئی مٹی کی صورت میں تو کبھی سیاہ بدبودار گارے کی صورت میں تھا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ الانسان سے مراد اگر نفس ناطقہ لیجائے تو مناسب ہوگا کیونکہ روح پھونکے جانے سے پہلے بھی انسان کسی نہ کسی شکل میں تو ضرور تھا چاہے کہ مٹی کا پتلا ہی تھا۔ اور نفس ناطقہ مان لینے کی صورت میں اشکال بھی ختم ہو جاتا ہے اور اس تنبیہ سے مقصود یہ ہے کہ انسان فانی ہے اور باقی رہنے والی ذات فقط اللہ تعالیٰ کی ہے۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۷۳۹)

## جنتی کافور کی تحقیق:

۲..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا﴾ بیشک نیک ہیں گے اپنے محلوں میں اسے جہاں چاہیں لے جائیں گے (الانسان: ۵)۔ یہاں کچھ سوالات بطور اعتراض بعض اذہان میں جنم لیتے ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱)..... بطور مشروب کافور کوئی لذیذ چیز تو نہیں، پھر یہاں اس کے ذکر کا مقصود کیا ہے؟ اس سوال کے تین جوابات ہیں: (۱) کافور جنت میں ایک چشمے کا نام ہے جس کا پانی سفید، خوشگوار اور ٹھنڈا ہوتا ہے، لیکن اس سے پیا نہیں جاتا اور نہ ہی مضر ہوتا ہے، پس اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جنت میں جو کافور ملا ہوا پانی پلایا جائے گا وہ شیریں ہوگا۔ (۲)..... دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کے چشمے میں کافور کی آمیزش فرما دے گا، پس اسی بنا پر کافور کا چشمہ کہہ دیا گیا ہے۔ (۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں کافور کی تخلیق فرمائی اور اسے خوشگوار اور لذیذ کر دیا اور اس کی ضرورت پہنچانے والی کیفیت کو دور کر دیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں جنت کے چشمے کا پانی ملا یا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں تمام ہی نقصان پہنچانے والے ماکولات و مشروبات کا خاتمہ فرما دیا ہے۔

(۲)..... اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا﴾ وہ کافور کیا ایک چشمہ ہے (الانسان: ۵) کہنے کا کیا فائدہ ہوا؟ اس کے جواب میں بعض اہل تاویل نے کہا ہے کہ یہاں عبارت میں کچھ خفا ہے اصل عبارت یوں ہے: ”کأس مزاجها کافورا“ ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کا مزاج اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، اور اس کا حکم کافور ہونے کا ہے۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۷۴۴)

## مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلانا:

۳..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَبِطَعْمُونَ الطَّعَامِ عَلَىٰ حَبِّهِ مَسْكِينًا وَيَتِيمًا وَاسِيرًا﴾ اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت

پر مسکین یتیم اور اسیر کو (الانسان: ۸) ﴿... اس آیت میں مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلانے کی ترغیب ہے۔ چنانچہ مسکین سے مراد وہ شخص ہے جو حالت مسکینی میں پایا جائے اور اپنے کھانے پینے کیلئے دوسروں سے سوال کرتا رہے۔ اور یتیم سے مراد جو مسلمانوں میں کے یتیم ہیں۔ منصور حسن سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کھانے پر ایک یتیم حاضر ہوا، پھر ایک دن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسی یتیم کو کھانے پر بلایا لیکن وہ موجود نہ تھا پھر جب وہ یتیم آیا تو کھانا ختم ہو چکا تھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اُس کے لئے ستواڑ شہد کا انتظام فرمایا۔ اور اسیر سے مراد وہ ہے جو قید میں ہوتا ہے، یا وہ جو مشرکین کے قبضے میں ہو یا وہ قیدی جو مسلمان کے پاس کسی حق کی وجہ سے روک لیا گیا ہو۔ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا: ”مسکین سے مراد فقیر ہے، یتیم سے مراد ہے جس کا باپ اُس کی نالافتی میں فوت ہو گیا ہو اور اسیر سے مراد غلام یا قیدی ہے۔“ تعلیمی کہتے ہیں کہ مسکین کو کھانا کھلانے کا حکم آیت صدقات سے منسوخ ہو چکا اور اسیر کو کھانا کھلانے کا حکم آیت سیف سے منسوخ ہو چکا۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ حکم ثابت ہے اور یتیم اور مسکین کو کھانا کھانا نقلی عبادت ہے اور اسیر کو کھانا کھانا اس میں امام کے اختیار کا تعلق ہے۔ ماوردی کہتے ہیں کہ یہاں اسیر سے ناقص العقل کا ارادہ کیا گیا ہے کیونکہ وہ اپنی خطا اور جنون کی وجہ سے قید میں ہے، اور جہاں تک مشرک قیدی کا تعلق ہے تو اس کا معاملہ امام وقت کے سپرد ہے۔ اور عطاء کا قول ہے کہ اہل قبلہ وغیرہ اسیر مراد ہیں جن پر احسان کیا جائے گا۔ میں (امام قرطبی) کہتا ہوں کہ اسیر کو کھانا کھلانے کا قول عام ہے چہ جائے کہ کافر ہی کیوں نہ ہو جب کہ کھانا کھانا صدقات واجبہ سے نہ ہو کیونکہ کفار کو صدقات واجبہ سے کھانا کھانا جائز نہیں۔ اور اس آیت کا حکم عمومی طور پر سبھی کے لئے ہے، یعنی جو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرے، اُسے یہ سعادت ملے گی۔

(القرطبی، الجزء: ۲۹، ص ۱۴ (وغیرہ))

### جنت میں زمہریر کے متعلق ارشادات مفسرین:

۴..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿... لا یرون فیہا شمساً ولا زمہریراً﴾ اس میں دھوپ دیکھیں گے نہ ٹھنڈی (سخت سردی) (الانسان: ۱۳) ﴿... قاموس میں ہے کہ زمہریر سے مراد چاند کی سخت ٹھنڈک ہے، از مہرت الکواکب سے مراد ہے کہ ستارے چمکے، زمہریر سے مراد سخت سردی ہے اور شمس سے مراد اس کا لازم یعنی سخت گرمی ہے۔ معنی یہ ہوگا کہ جنت میں نہ تو سخت سردی ہوگی اور نہ ہی سخت گرمی، اس میں معتدل ہوا ہوگی۔ ابن مبارک اور عبد اللہ بن احمد نے اپنی زوائد میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جنت راحت بخش ہے نہ اس میں سخت سردی ہے اور نہ ہی سخت گرمی اور نہ ہی ٹھنڈک ہے۔ یہاں زمہریر سے مراد چاند ہے یا ستاروں کا چمکنا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جنت بذات خود روشن ہے اور اپنے رب تعالیٰ کے نور سے چمک رہی ہے۔ اسے نہ سورج کی ضرورت ہوگی اور نہ چاند کی ضرورت ہوگی۔

(المظہری، ج ۷، ص ۳۱۱)

### سلسبیل اور زنجبیل کے انعام کا بیان:

۵..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿... ویسقون لیہا کما کان مزاجہا﴾ زنجبیل عینا فیہا تسمى سلسبیل اور اس میں وہ جام پلائے جائیں گے جس کی ملونی اذرک ہوگی اور وہ اذرک کیا ہے جنت میں ایک چشمہ ہے جسے سلسبیل کہتے ہیں (الانسان: ۱۷ تا ۱۸) ﴿... اہل عرب اس شراب سے مستفیض ہوتے تھے جس میں زنجبیل (سونٹھ) کی آمیزش ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے اسی چیز کا وعدہ کیا۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جنت کی جن نعمتوں کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام لیا ہے، دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ جنت میں ایک چشمہ کا نام ہے جس میں زنجبیل کا ذائقہ ہوتا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اس چشمے سے صرف مقررین ہی پئیں گے۔ باقی جنتیوں کو اس میں سے کچھ ملا کر پلایا جائے گا۔ یہ پانی پینے والوں کی رغبت



کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ جس کی طبیعت میں گرمی ہو، اُسے ٹھنڈی چیز پسند آتی ہے اور وہ ایسے جام کو پسند کرے گا جس میں کافور ملا ہوا ہو، اور جس کے بدن میں سردی کی طبیعت پائی جائے وہ ایسے پانی کو پینا پسند کرے گا جو خوشگوار ہو اور ساتھ ہی گرمائش فراہم کرے۔ پس جنت میں ہر ایک کے لئے وہی کچھ ہوگا جس کی اُسے خواہش ہوگی۔

سعید بن منصور، ہناد اور بیہقی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ سلسبیل نیزے کے نرم لوہے کو کہتے ہیں، جو شراب حلق سے آسانی سے اتر جائے اُسے سلسل سلسلا و سلسبیل کہتے ہیں۔ مقاتل اور ابو العالیہ کہتے ہیں کہ اسے یہ نام اس لئے دیا گیا ہے کہ وہ راستے اور اُن کے گھروں میں بہے گا۔ یہ چشمہ عرش کے نیچے سے نکلے گا اور جنتیوں کی طرف بہے گا، جنت کی شراب میں کافور کی ٹھنڈک، زنجبیل کا ذائقہ اور کستوری کی خوشبو ہوگی۔

(المرجع السابق)

## سبز رنگ پہننے کا جواز:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَعَلَيْهِمْ ثِيَابٌ خضراءُ وَاستبرقٌ وحلوا اساور من فضة وسقهم ربهم شرابا طهورا﴾ ان کے بدن پر ہیں کریب کے سبز کپڑے اور قناریز کے اور انہیں چاندی کے ٹنگن پہنائے گئے اور انہیں ان کے رب نے سحری شراب پلائی ﴿الاسنان: ۲۱﴾، ﴿وويلسون ثيابا خضرا من سندس واستبرق اور سبز کپڑے کریب اور قناریز کے پہنے گئے﴾ ﴿السکھف: ۳۱﴾۔ یہاں جنتی لباس کی صفت کا بیان ہے، جنت میں موئے اور باریک ریشم کے لباس ہونگے جن کا رنگ سبز ہوگا۔ بعض اذہان میں سبز رنگ کو اہمیت دینے پر اشکال پایا جاتا ہے انہیں قرآن مجید کی ان آیات سے درس حاصل کرنا چاہیے کہ اللہ ﷻ نے جنت میں اہل جنت کے لئے لباس کا رنگ سبز پسند فرمایا ہے۔ دنیا میں پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کے روضہ اقدس کے گنبد کا رنگ بھی سبز ہی ہے لہذا اگر ان نسبتوں کی وجہ سے اگر کوئی سبز رنگ کو اہمیت دیتا ہے اور اس رنگ کو اپنے سر پر عمامے کی صورت میں سجالیتا ہے تو یقیناً جائز اور بلاشبہ جائز ہے۔

## اغراض:

اربعون سنہ: یعنی روح پھونکے جانے سے پہلے انسان پر ایک وقت گزرا ہے جس میں وہ کوئی قابل شناخت چیز نہ تھا اور مکہ و طائف کے مابین پڑا رہا روایت میں ہے کہ حضرت آدم ﷺ مٹی سے بنائے گئے اور اسی حالت میں چالیس سال رہے، مزید حاشیہ نمبر ”۱“ کا مطالعہ کیجئے۔ او المراد بالانسان الجنس: مراد حضرت آدم ﷺ اور اولاد آدم ہیں۔ وبالحين مدة الحمل: مراد حضرت آدم ﷺ کی ذریت کے مدت حمل، اس لئے کہ ”الحین“ سے مراد مدت محدودہ ہے چہ جائے کہ وہ قلیل ہو یا کثیر۔ اخلاط: یعنی انسان کو دو قسم کے پانیوں کے مجموعے سے پیدا کیا گیا ہے۔

مسریدین: یعنی اُسے آزمائش میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تاکہ اُسے سمیع و بصیر بنادیں، اور انسان کو سمیع و بصیر کسی فعل کی آزمائش کے لئے کیا گیا اور آیت مذکورہ میں تقدیم و تاخیر نہیں پائی جاتی۔ بسبب ذلک: یعنی ہمارے آزمانے کا ارادہ کرنے کے سبب۔ رسول: یعنی رسالت کے آغاز یعنی حضرت آدم ﷺ سے سید عالم ﷺ تک کے بھیجے جانے کا سلسلہ مراد ہے۔ اوبار: جیسا کہ شاہد اور اشہاد۔

وهم المطيعون: یعنی ایمان میں سچے اگرچہ گناہگار ہوں، پس ابراہار ہونے میں ہر وہ شخص داخل ہے جو ہمیشہ جہنم کا حقدار نہیں بنے گا، اور آیت ﴿ان الابرار لفي نعيم وان الفجار لفي جحيم﴾ میں فاجروں کا ابراہار سے مقابلہ کیا گیا ہے اور یہ مطلق ابراہار کی تعریف ہے جس سے ”البر“ کی لفظ نہیں ہوتی جس میں ذرہ برابر بھی اذیت نہیں ہوتی یا جس میں اللہ کے حق کی ادائیگی اور وعدوں کی

پاسداری ہوتی ہے یا اس کے علاوہ امور خیر شامل ہوتے ہیں، اور یہاں کامل ابرار کی تعریف بیان ہوئی ہے۔

ومنہا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿بہا﴾ میں باء ابتدائیہ ہے، مراد جنتیوں کا کافوری چشمے سے پینے کا آغاز کرتا ہے۔ بقود و نہا: یعنی کافوری چشمے کو آسانی سے جہاں چاہیں لے جائیں گے۔ یعنی المحبوس بحق: اولی صورت یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ باطل طریقے سے حق کو روک لینا مراد ہے۔

بصبر ہم عن المعصیۃ: یعنی بُرائی کو چھوڑنے کی اور بھلائی کو اختیار کرنے کی جزاء، اور مصیبت پہنچنے پر انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا اور شکوہ نہ کرنا، پس صبر کی تین قسمیں ہیں لیکن مفسر نے فقط ایک ہی قسم ”معصیت پر صبر کرنا“ پر اقتصار کیا ہے اس لئے کہ مذکورہ ایک قسم مزید دو اقسام کو لازم کرتی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ جو معصیت پر صبر کرتا ہے وہ اللہ کی فرمانبرداری پر دوام اختیار کرتا ہے اور اپنے رب سے شکوہ نہیں کرتا۔

من غیر شمس ولا قمر: مراد عرش کا نور ہے، اور یہ نور سورج اور چاند کے نور سے زیادہ قوی ہوگا۔ شجرہا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ یہاں درخت کا حقیقی سایہ ہونا مراد ہے، پس اس صورت میں یہ وہم دور ہو جاتا ہے کہ سایہ وہاں پایا جاتا ہے جہاں سورج ہو اور جنت میں سورج نہ ہوگا۔ اقداح بلا عری: یعنی ایسے پیالوں میں پینا آسان ہوتا ہے کہ جس جانب سے بھی چاہیں پی سکتے ہیں۔ وذلك الذی الشراب: یعنی ایسا لذیذ پانی جو ضرورت کے تحت میسر آئے نہ زیادہ ہو کہ بچ ہی جائے اور نہ کم کہ دوبارہ حاجت پڑے اور یہ جنت کی نعمت ہے (جس میں کمی بیشی نہیں ہوتی)۔

یعنی ان ماء ہا کالزنجبیل: نام کی وجہ سے مماثلت پایا جانا مراد ہے، جنت میں پائے جانے والے درخت، محل، کھانے پینے کی چیزیں، لباس اور پھل کی مشابہت دنیا میں نہیں پائی جاتی مگر صرف مثال بیان کرنے کے لئے نام لیا جاتا ہے لیکن اللہ ان ناموں سے بھی عمدہ چیز کی طرف لوگوں کی رغبت فرماتا ہے اور دنیاوی چیزوں سے زیادہ لذیذ چیز متعارف کراتا ہے تاکہ بندہ دنیا میں موجود چیز سے زیادہ لذیذ چیز کے حصول کے لئے کوشش کرے جو کہ قائم رہنے والی نعمت ہے۔

وهو احسن منه فی غیر ذلک: خادین جنت کو ”لؤلؤ المنثور“ سے تعبیر کیا اور ”لؤلؤ المنظوم“ نہ کہا، کیوں؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ خادین جنت کے حسن و جمال اور اپنے کام میں مشغول ہونے کے باعث انہیں ”لؤلؤ المنثور“ کہا گیا۔ وهو خبر المبتداء بعدہ: مراد ثبابت ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ اس کے برعکس ہو یعنی ﴿عالیہم﴾ مبتداء اور ﴿ثیاب﴾ اس کی خبر ہو۔ مفروقاً: یعنی جتنی کبھی صرف سونا، کبھی صرف چاندی، کبھی صرف موتی کے زیور یعنی نگین نہیں گے، جیسے اُن کی خواہش ہوگی۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۰۷ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲۰

﴿اَنَا نَحْنُ﴾ تَاكِيدٌ لِاسْمِ اِنْ اَوْ فَضْلٌ ﴿نَزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلاً﴾ (۲۳) ﴿خَبَرْنَا فَصْلَنَا وَلَمْ نَنْزِلْهُ جُمْلَةً وَّاجِلَةً﴾ ﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ﴾ ﴿عَلَيْكَ بِتَبْلِيغِ رِسَالَتِهِ﴾ ﴿وَلَا تَطْعَمْنَهُمْ﴾ ﴿أَيُّ الْكُفَّارِ﴾ ﴿ثُمَّ اَوَّاهُ﴾ ﴿كُفُّوا﴾ (۲۴) ﴿أَيُّ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ الْمُغِيرَةَ قَالَا لِلنَّبِيِّ ﷺ اِرْجِعْ عَنْ هَذَا الْاَمْرِ وَيَجُوزُ اَنْ يُرَادَ كُلُّ اِيْمٍ وَكَافِرٍ اَيُّ لَا تَطْعَمُ اَحَدُهُمَا اَيًّا فَيَمَادَعَاكَ اِلَيْهِ مِنْ اِيْمٍ اَوْ كُفْرٍ﴾ ﴿وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ﴾ ﴿فِي الصَّلَاةِ﴾ ﴿بِكُرَّةٍ وَّاصِيلاً﴾ (۲۵) ﴿يَعْنِي الْفَجْرَ وَالظُّهْرَ وَالْعَصْرَ﴾ ﴿وَمِنَ الْيَلِ فَاَسْجُدْ لَهُ﴾ ﴿يَعْنِي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ﴾ ﴿وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلاً﴾ (۲۶) ﴿فَصَلِّ التَّطَوُّعَ فِيهِ كَمَا تَقْدِمُ مِنْ ثُلُثَيْهِ اَوْ نِصْفِهِ اَوْ ثُلُثَيْهِ﴾ ﴿اِنْ هُوَ لَءِ يَحْبُونَ الْعَاجِلَةَ﴾ ﴿الدُّنْيَا﴾

يَخْتَارُونَ عَلَى الْآخِرَةِ وَيُلْزَمُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا (۲۷) ﴿شَدِيدًا أَيْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لَا يَعْمَلُونَ لَهُ﴾ نحن خلقناهم وشددنا قوتنا ﴿اسرهم﴾ أعضاءهم ومفاصلهم ﴿وإذا شئنا بدلنا﴾ جعلناهم ﴿امثالهم﴾ في الخلقة بدلا منهم ﴿بأن نهلكهم﴾ تبديلا (۲۸) ﴿تأكيد﴾ وَقَعَتْ إِذَا مَوْقِعَ إِنْ نَحْوَانُ يَشَاءُ يُذْهِبُكُمْ لِأَنَّهُ تَعَالَى لَمْ يَشَأْ ذَلِكَ وَإِذَا لَمَّا يَنْقَعُ ﴿ان هذه﴾ السُّورَةُ ﴿تذكرة﴾ عِظَةُ لِلْخَلْقِ ﴿فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلا﴾ (۲۹) ﴿بِالطَّاعَةِ﴾ ﴿وما تشاءون﴾ بِالْإِثْمِ وَالْإِيَاءِ اتَّخَذَ السَّيْلُ بِالطَّاعَةِ ﴿الا ان يشاء الله﴾ ذَلِكَ ﴿ان الله كان عليما﴾ بِخَلْقِهِ ﴿حكيما﴾ (۳۰) ﴿ففى فعله﴾ يدخل من يشاء فى رحمته ﴿جنته﴾ وَهُمْ الْمُؤْمِنُونَ ﴿والظلمين﴾ نَاصِبَةٌ فَعَلَ مُقَدَّرَةٌ أَيْ أَعَدَّ يَفْسِرُهُ ﴿اعدلهم عذابا اليمارا﴾ (۳۱) ﴿مؤلما﴾ وَهُمْ الْكَافِرُونَ.

### ترجمہ

بیشک ہم نے ”نحن“ ضمیر ”ان“ کے اسم کی تاکید کے لیے ہے یا پھر یہ ضمیر فصل ہے تم پر قرآن بتدریج نازل کیا (یعنی تھوڑا تھوڑا کر کے یعنی قرآن کو یکبارگی مکمل نازل نہیں فرمایا) تو اپنے رب کے حکم پر ثابت رہو (اس کے پیغام کو پہنچاتے رہو) اور ان میں سے (یعنی کافروں میں سے) کسی گناہ گار یا ناشکرے کی بات نہ سنو (یعنی عقبہ بن ربیعہ، ولید بن مغیرہ، ان دونوں نے نبی پاک ﷺ سے کہا تھا کہ آپ اس کام سے رجوع کر لیجئے اور یہ بھی درست ہے کہ اس سے ہر گناہ گار و ناشکر امراد ہے یعنی گناہ گار و ناشکر خواہ کوئی ہو آپ کو گناہ یا ناشکری کی طرف بلائے تو اس کی نہ مانئے.....!) اور اپنے رب کا نام ذکر کرو (نماز میں) صبح و شام (یعنی فجر، ظہر اور عصر میں) اور کچھ رات میں اسے سجدہ کرو (یعنی مغرب اور عشاء میں) اور بڑی رات تک اس کی پاکی بولو (یعنی رات میں نفل پڑھو جیسا کہ پہلے گزرا، دوثلث، نصف یا تہائی رات تک) بیشک یہ لوگ پاؤں تلے کی (یعنی دنیا کو) عزیز رکھتے ہیں (اور اسے آخرت پر ترجیح دیتے ہیں) اور اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں (یعنی قیامت کے دن کو اور اس کے لیے عمل نہیں کرتے ہیں.....) ثقیلا بمعنی شدید ہے) ہم نے انہیں پیدا کیا اور ان کے جوڑ مضبوط کئے (شددنا بمعنی قوتنا اور اسرہم بمعنی اعضاءہم ومفاصلہم ہے) اور ہم جب چاہیں ان جسے (خلقت میں) اور بدل دیں (تبدیلا، تاکید کے لئے لائے اور ان کی جگہ اذالائے جیسا کہ فرمایا ﴿ان﴾ یُذْهِبُکُمْ ﴿یعنی اللہ نے ایسا نہ چاہا جب ہی ایسا نہ ہوا) بیشک یہ (یعنی یہ سورت) نصیحت ہے (مخلوق کے لیے، تذکرہ بمعنی عظة ہے) تو چاہے (فرمانبرداری کر کے) اپنے رب کی طرف راہ لے اور تم نہیں چاہ سکتے (فرمانبرداری کر کے) اپنے رب ﷻ کی طرف راہ لینا، تشاء ونفل علامت مضارع یاء اور تاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے) مگر یہ کہ اللہ چاہے (اسے) بیشک وہ علم رکھنے والا ہے (اپنی مخلوق کا) حکمت والا ہے (اپنے افعال میں) اپنی رحمت (یعنی اپنی جنت) میں لیتا ہے جسے چاہے (اور وہ مومنین ہیں) اور عالم (الظلمین فعل مقدر ”اعد“ کی وجہ سے منصوب ہے اس فعل مقدر کی تفسیر بالبعد مذکور فعل ”اعد“ کر رہا ہے) کے لیے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے (الیماء بمعنی مؤلما ہے، جن کے لیے عذاب تیار کیا گیا ہے وہ کافر ہیں)۔

### ترکیب

﴿انا نحن نزلنا علیک القرآن تنزیلا﴾

انا: حرف مشبہ واسم، نحن: ضمیر فعل، نزلنا: فعل باقاعل، علیک: ظرف لقوم القرآن، تنزیلا: مفعول مطلق، مگر جملہ فعلیہ خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿فأصبر لحکم ربک ولا تطع منهم اثما وکفورا واذکر اسم ربک بکرة واصیلا﴾

ف: فصیحہ، اصبر: فعل امر بافاعل، لحکم ربک: ظرف لغو، لکرم جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تطع: فعل نہیں بافاعل، منهم: ظرف مستقر حال مقدم، اثما: معطوف علیہ، او: عاطفہ، کفورا: معطوف، لکرم والجال، لکرم مفعول، لکرم جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اذکر: فعل امر بافاعل، اسم ربک: مفعول، بکرة: معطوف علیہ، و اصیلا: معطوف، لکرم ظرف، لکرم جملہ فعلیہ معطوف ثانی، لکرم شرط محذوف ”ان عرفت هذا“ کی جزا، لکرم جملہ فعلیہ۔

﴿و من الیل فاسجد له وسبحه لیلا طویلا﴾

و: عاطفہ، من الیل: ظرف لغو، اسجد له: فعل امر بافاعل، و ظرف لغو، لکرم جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، سبحه: فعل امر بافاعل، و مفعول، لیلا طویلا: ظرف، لکرم جملہ فعلیہ۔

﴿ان هولاء یحبون العاجلة یدرون وراء هم یوما ثقیلا﴾

ان هولاء: حرف مشبہ واسم، یحبون العاجلة: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یدرون: فعل امر بافاعل، وراء هم: ظرف، یوما ثقیلا: مفعول، لکرم جملہ فعلیہ معطوف، لکرم خبر، لکرم جملہ اسمیہ۔

﴿نحن خلقنهم وشددنا اسرهم واذا شئنا بدلنا امثالهم تبذیلا﴾

نحن: مبتدا، خلقنهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، شددنا اسرهم: جملہ فعلیہ معطوف، لکرم خبر، لکرم جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، اذنا: ظرف فی شرطیہ مفعول فیہ مقدم، شئنا: جملہ فعلیہ شرط، بدلنا: فعل امر بافاعل، امثالهم: مفعول، تبذیلا: مطلق، لکرم جملہ فعلیہ جواب شرط، لکرم جملہ شرطیہ۔

﴿ان هذه تذکرة فمن شاء اتخذ الی ربه سیلا﴾

ان هذه: حرف مشبہ واسم، تذکرة: خبر، لکرم جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، من بشرطیہ مبتدا، شاء: جملہ فعلیہ شرط، اتخذ الی ربه: سیلا: جملہ فعلیہ جزا، لکرم جملہ فعلیہ جزا، لکرم جملہ شرطیہ، لکرم خبر، لکرم جملہ اسمیہ۔

﴿وما تشاء ون الا ان یشاء الله ان الله کان علیما حکیما﴾

و: عاطفہ، ما تشاء ون: فعل نفی بافاعل، الا: اداة استثناء، ان یشاء الله: جملہ بتاویل مصدر ”اعم ظروف“ سے مستثنی ہے، ”ای ما تشاء ون فی وقت من الاوقات الا وقت مشیئة الله“ لکرم ظرف، لکرم جملہ فعلیہ، ان الله: حرف مشبہ واسم، کان: علیما حکیما: جملہ فعلیہ خبر، لکرم جملہ فعلیہ۔

﴿یدخل من یشاء فی رحمته والظلمین اعدلهم عذابا الیما﴾

یدخل: فعل امر بافاعل، من یشاء: موصول صلہ، لکرم مفعول، فی رحمته: ظرف لغو، لکرم جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، الظلمین: ”یعذب“ فعل محذوف کیلئے مفعول، لکرم جملہ فعلیہ، اعدلهم: فعل امر بافاعل، و ظرف لغو، عذابا الیما: مفعول، لکرم جملہ فعلیہ۔

﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

**عتبہ اور ولید کا حکم ربی سے رجوع کرنے کا مشورہ:**

اے..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ولا تطع منهم اثما وکفورا واذکر اسم ربک بکرة واصیلا﴾ اور ان میں کسی گنہگار یا ناشکرے کی بات نہ مانو (الانسان: ۲۹) اس آیت کے تحت مفسرین کرام فرماتے ہیں: اے محبوب ﷺ! تمہارے رب ﷻ نے فرائض کی ادائیگی کے سلسلے



میں تمہیں جس امتحان میں مبتلا کیا ہے اس پر صبر کیجئے اور اپنی رسالت کی تبلیغ کیجئے اور جو وحی آپ کی جانب کی جاتی ہے اس کے مطابق عمل کیجئے۔ اور اللہ ﷻ کی نافرمانی میں کسی کا فریا گناہگار کی بات نہ مانیں یا ناشکرے کی تقلید نہ کیجئے یعنی جو اپنے رب ﷻ کی نعمت سے ناشکری کرے اس کی بات کی جانب توجہ نہ دیجئے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ یہ آیت ابو جہل کی مذمت میں نازل ہوئی۔ اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابو جہل نے کہا کہ جب محمد (ﷺ) نماز ادا کر رہے ہوئے تو میں اُن کی گردن مار دوں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن زید کا قول یہ ہے کہ یہاں ”آئما“ سے مراد گناہگار، ظالم اور ناشکر ہے اور یہ ساری خصلتیں ابو جہل میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔

(الطبری، الجزء: ۲۹، ص ۲۶۶)

## اللہ ﷻ کے نزدیک قیامت کا دن بھاری ہونے کا معنی:

۲۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَيَذَرُون وراءهم يَوْمئذٍ أَثْقَالًا﴾ اور اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو چھوڑ بیٹھے ہیں (الانسان: ۲۷) ﴿، اس آیت کے تحت مفسرین کرام فرماتے ہیں: بطور استعارہ اس دن کو بھاری کہا گیا ہے اور مراد اس سے اس دن کی شدت اور ہول ہے، جس کی شدت کی وجہ سے اُسے برداشت کرنا بھاری پڑ جائے جیسا کہ فرمایا: ﴿ثَقُلْتُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ بھاری پڑ رہی ہے آسمانوں اور زمین میں (الاعراف: ۱۸۷) ﴿۔

امام قرطبی فرماتے ہیں: اس آیت میں عموم ہے اور اس دن کو بھاری کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دن سختی اور شدت میں اپنی مثال آپ ہے اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ یہ دن اس لئے بھاری ہو کہ اس میں اللہ ﷻ کے بندوں کا فیصلہ ہوتا ہے۔ (القرطبی، الجزء: ۲۹، ص ۱۳۴)

## اغراض:

خبر ان: یعنی چاہے تو ہم ﴿نحن﴾ کو تاکید کے طور پر لائیں یا فصل کے طور پر۔  
ای فصلناہ الخ: حکمت بالغہ مراد ہے، جیسا کہ الفرقان میں ہے: ﴿لَنَنْبِتْ بِهِ فُؤَادَكَ﴾، ﴿وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا﴾ ﴿وَلَا يَأْتُوكَ بِمِثْلِ الْإِجْتِنَاكِ بِالْحَقِّ وَاحْسِنِ تَفْسِيرًا﴾ اور مقصود ان خطابات سے سید عالم ﷺ کی تسکین خاطر اور شرح صدر کرنا ہے، اور یہ بھی کہ جو کچھ بھی اُن پر نازل ہو رہا ہے وہ شعر اور کہانت نہیں ہے۔ ای عتبہ بن ربیعہ: حاشیہ نمبر ”۲“ کا مطالعہ کیجئے۔  
فی الصلوة: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ نماز کا ذکر کرنے سے اس پر مداومت کرنے کا بیان کرنا مقصود ہے۔  
والظہر والعصر: ظاہر قول کے مطابق ﴿اصیلاً﴾ سے عصر مراد لی گئی ہے، اور ظہر کا آخری وقت مراد لیا گیا ہے، مگر اس سے قریب کا وقت زوال ہوتا ہے جو کہ ﴿اصیلاً﴾ کے قول کے تحت مراد نہیں لیا جاتا۔  
عظة للخلق: یعنی مذکورہ سورت غور و فکر اور تدبر و نصیحت کے لئے ہے اور غافلین پر تنبیہ ہے اور قبول کرنے والے طالبین کے لئے اللہ کی طرف سے بہت سے فوائد کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۱۳ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**



رواسی شمعوت ﴿جَبَّالًا مُرْتَفَعًا﴾ ﴿وَاسْقِنِکُمْ مَاءً فَرَاتًا﴾ ﴿عَذَابًا﴾ ﴿وَبِلْ یَوْمِنَا لِلْمُکَذِّبِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ﴾ ﴿انْطَلِقُوا اِلٰی مَا کُنتُمْ بِهٖ مِنَ الْعَذَابِ﴾ ﴿تَکَذِبُوْنَ﴾ ﴿۲۹﴾ ﴿انْطَلِقُوا اِلٰی ظِلِّ ذٰی ثَلٰثِ شَعْبٍ﴾ ﴿۳۰﴾ ﴿هُوَ ذُوْخَانٌ جَهَنَّمُ اِذَا اِرْتَفَعَ اَفْتَرَقَ ثَلٰثَ فِرَقٍ لِّعَظْمَتِهٖ﴾ ﴿لَا ظَلِیْلَ﴾ ﴿کَیْنِ یُظْلَمُ مِنْ حَرِّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ﴾ ﴿وَلَا یَغْنٰی﴾ ﴿یَرُدُّعَنْهُمْ شَيْءًا﴾ ﴿مِنَ الْهَلٰبِ﴾ ﴿۳۱﴾ ﴿لِلنَّارِ﴾ ﴿اِنَّهَا﴾ ﴿اٰی النَّارِ﴾ ﴿تَرْمِیْ بِشَرٍّ﴾ ﴿هُوَ مَا تَطٰیُرُ مِنْهَا﴾ ﴿كَالْقَصْرِ﴾ ﴿۳۲﴾ ﴿مِنَ الْبِنَاءِ فِیْ عَظْمِهٖ وَارْتِفَاعِهٖ﴾ ﴿کَاَنَّهُ جَمَلٌ﴾ ﴿جَمْعُ جَمَالَةٍ﴾ ﴿جَمْعُ جَمَلٍ﴾ ﴿وَفِیْ قِرَآئَةِ جَمَالَةٍ﴾ ﴿صَفَرٍ﴾ ﴿۳۳﴾ ﴿فِیْ هِیْتِهَا وَلَوْنِهَا وَفِی الْحَدِیْثِ شَرَارُ جَهَنَّمَ اَسْوَدُ کَالْقَیْرِ وَالْعَرَبُ تُسَمِّیْ سُوْدًا لِابْلِ صُفْرِ الشَّوْبِ سَوَادًا بِصُفْرِهٖ فَقِیْلَ صُفْرِ فِی الْاٰیَةِ بِمَعْنٰی سُوْدٍ لِّمَا ذِکْرُوْا قِیْلَ لَا وَالشَّرُّ جَمْعُ شَرِّهٖ وَالشَّرَارُ جَمْعُ شَرَارَةٍ وَالْقَیْرُ الْقَارُ﴾ ﴿وَبِلْ یَوْمِنَا لِلْمُکَذِّبِیْنَ﴾ ﴿۳۴﴾ ﴿اٰی یَوْمَ الْقِیَمَةِ﴾ ﴿یَوْمَ لَا یَنْطَقُوْنَ﴾ ﴿۳۵﴾ ﴿فِیْهِ شَیْءٌ﴾ ﴿وَلَا یُوْذَنُ لَهُمْ﴾ ﴿فِی الْعُذْرِ﴾ ﴿فِیَعْتَذِرُوْنَ﴾ ﴿۳۶﴾ ﴿عُطْفٌ عَلٰی یُّوْذَنٍ مِنْ غَیْرِ تَسْبُبٍ عَنْهُ فَهُوَ دَاخِلٌ فِیْ حَیْزِ النَّفٰی اٰی اِذْنٍ فَلَا عِذَارَ﴾ ﴿وَبِلْ یَوْمِنَا لِلْمُکَذِّبِیْنَ﴾ ﴿۳۷﴾ ﴿هٰذَا یَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰکُمْ﴾ ﴿اَیُّهَا الْمُکَذِّبُوْنَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ﴾ ﴿وَالْاَوَّلِیْنَ﴾ ﴿۳۸﴾ ﴿مِنَ الْمُکَذِّبِیْنَ قَبْلَهُمْ فَتَحَاسِبُوْنَ وَتَعَذَّبُوْنَ جَمِیْعًا﴾ ﴿فَاِنْ کَانَ لَکُمْ کِیْدٌ﴾ ﴿حِیْلَةٌ فِیْ دَفْعِ الْعَذَابِ عَنْکُمْ﴾ ﴿فَکِیْدُوْنَ﴾ ﴿۳۹﴾ ﴿فَاَفْعَلُوْهَا﴾ ﴿وَبِلْ یَوْمِنَا لِلْمُکَذِّبِیْنَ﴾ ﴿۴۰﴾

### ﴿ترجمہ﴾

قسم ان کی جو بھیجی جاتی ہیں لگاتار (یعنی پے در پے آنے والی ہوائیں جو کہ گھوڑے کی گردن کے بالوں کی طرح ایک سے دوسری سمت سے آتی ہیں، عموماً حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے) پھر زور سے جھونکا دینے والیاں (یعنی شدید ہوائیں) پھر ابھار کر اٹھانے والیاں (یعنی وہ ہوائیں جو بارش کو پھیلاتی ہیں، .....!) پھر خوب جدا کرنے والیاں (یعنی آیات قرآنی جو حق و باطل، اور حلال و حرام کے درمیان فرق لاتی ہیں) پھر ان کی قسم جو ذکر کا القاء کرتی ہیں (یعنی ان فرشتوں کی وحی لے کر انبیاء کرام اور رسل عظام پر نازل ہوتے پھر انبیاء و رسل اس وحی کو امتوں پر القاء کرتے ہیں) حجت تمام کرنے یا ڈرانے کو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے حجت تمام کرنے اور ڈرانے کے لیے، "نذرا" اور "عذرا" کو ایک قرائت میں ذال مضمومہ کے ساتھ پڑھایا ہے) بیشک جس بات کا تمہیں (کفار مکہ) وعدہ دیا جاتا ہے (یعنی بعث بعد الموت اور عذاب کا) ضرور ہونا ہے (اسے یقینی طور پر ہونا ہے) پھر جب تارے محو کر دیے جائیں (اس کے نور کو مٹا دیا جائے) اور جب آسمان پھٹ پڑے (فرجت بمعنی شقت ہے) اور جب پہاڑ غبار کر کے اڑا دیے جائیں (نسفت بمعنی فنت و سیرت ہے) اور جب رسولوں کو ایک وقت کے لیے جمع کیا جائے (اقتت بمعنی جمعت لوقت ہے، ایک قرأت میں وقت اور ایک میں اقتت پڑھا گیا ہے) کس (عظیم) دن کے لیے ٹھہرائے گئے تھے (اپنی امت کو تبلیغ کر دینے کی گواہی دینے کے لیے مخلوق کے درمیان) فیصلہ کے دن کے لیے (اور اسی سے ادا کا جواب شرطاً ماخوذ ہے جو کہ وقع الفصل بین العالَمَیْنِ ہیں) اور تو سنے کیا جاتا وہ فیصلہ کا دن کیا ہے (یہاں اس کی تہنیل شان کا بیان ہے) جھٹلانے والوں کی اس دن خرابی (یہ ان لوگوں کے لیے وعید ہے) کیا ہم نے ان لوگوں کو ہلاک نہ فرمایا (ان کے جھٹلانے کے سبب یعنی ہم نے انہیں ہلاک کر دیا) پھر پچھلوں کو ان کے پیچھے پہنچائیں گے (جو جھٹلائیں گے جیسا کہ کفار مکہ، پس ہم انہیں بھی ہلاک کر دیں گے) اسی طرح (جس طرح ہم نے جھٹلانے والوں کے ساتھ کیا) ہم مجرموں کے ساتھ کرتے ہیں (ہر وہ شخص جو جرم کرے گا آئندہ ہم اسے بھی ہلاک کر دیں گے) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی (ویسل یو

مسند بائبل کی تاکید ہے) کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہ فرمایا (مراد اس سے منی ہے.....) مہین بمعنی ضعیف ہے (پھر اسے ایک محفوظ جگہ میں رکھا) یعنی رحم میں، مکین بمعنی حسریز ہے (ایک معلوم اندازہ تک (وقت ولادت تک) پھر ہم نے اندازہ فرمایا (اس کا) تو ہم کیا ہی اچھے قادر (یہاں مخصوص بالمدرج لحدن محذوف ہے) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی نہ کیا ("کھانا" "کھت" فعل کا مصدر ہے بمعنی "ضم" "کھانا بمعنی ضامہ ہے) (زندہ کو (زمین کی پشت پر) اور مردوں کو (زمین کے پیٹ میں) اور ہم نے اس میں اونچے اونچے نگر (یعنی بلند و بالا پہاڑ) رکھے اور ہم نے تمہیں خوب بیٹھا پانی پلایا (فرما بمعنی عذابا ہے) چلو اس کی طرف (یعنی اس عذاب کی طرف) جسے جھٹلاتے تھے چلو اس سائے کی طرف جس کی تین شاخیں (مراد اس سے جہنم کا دھواں ہے جو اونچا ہو کر تین شاخیں ہو جائے گا انتہائی زیادہ ہونے کی وجہ سے یہ تین ٹکڑوں میں ہو جائے گا.....) نہ سایہ دے (یعنی نہ تو پردہ ہو جو اس دن کی گرمی میں انہیں سایہ دے) اور نہ بچائے (یعنی ان سے کچھ بھی دور نہ کرے) (پٹ سے (آگ کی) بیشک وہ (یعنی جہنم) چنگاریاں اڑاتی ہے (شور آگ سے اڑنے والی چنگاریوں کو کہتے ہیں) جیسے اونچے محل (کی عمارت یعنی وہ چنگاریاں بلند و بالا ہونے میں محل کی طرح ہوں گے) گویا وہ اونٹ ہیں ("جملت" جمالہ کی اور "جمالہ" جمل کی جمع ہے، ایک قرأت میں "جمالہ" آیا ہے) (یعنی وہ چنگاریاں اپنی ہیئت اور رنگت میں زرد اونٹوں کی طرح ہیں اور حدیث پاک میں ہے بدترین آگ ڈامر کی طرح سیاہ ہوگی، عرب سیاہ اونٹ کو "صفر" کہتے ہیں کہ اس کی سیاہ کے زرد رنگ کے ساتھ ملے ہونے کی وجہ سے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ صفر بمعنی سود ہے، لیکن ایک قول کے مطابق ایسا نہیں ہے، "شور" "شورہ" کی اور "شورار" "شورارہ" اور "قیور" "قار" کی جمع ہے) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی یہ (یعنی یہ قیامت کا دن وہ دن ہے کہ وہ بول نہ سکیں گے) (اس میں کچھ بھی) اور نہ انہیں اجازت ملے (عذر بیان کرنے کی) کہ عذر کریں (يعتذرون کا عطف یوذن پر ہے) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی یہ ہے فیصلہ کا دن ہم نے تمہیں جمع کیا (اے اس امت کے مکلفین!) اور سب اگلوں کو (تم سے پہلے جھٹلانے والوں کو تو تم سب سے حساب لیا جائے گا اور عذاب دیا جائے گا) اب اگر تمہارا کوئی حیلہ ہے (خود سے عذاب کو دور کرنے کے لیے، کید بمعنی حیلہ ہے) تو کرو (فکيدون بمعنی افعلو ہا ہے) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿و المرسلت عرفا فالعصفت عصفا والنشرت نشرا فالفرقت فرقا فالملقیت ذکرا اولنرا انما توعدون لواقع﴾  
و: قیسمہ جار، المرسلت: اسم فاعل بافاعل، عرفا بمفعول، لہ، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، العصفت عصفاً شبہ جملہ معطوف اول، و: عاطفہ، النشرت نشراً: شبہ جملہ معطوف ثانی، ف: عاطفہ، الفرقت فرقا: شبہ جملہ معطوف ثالث، ف: عاطفہ، الملقیت: اسم فاعل بافاعل، ذکرا: مبدل منہ، عذرا: بمعطوف علیہ، او: عاطفہ، نذرا: بمعطوف، ملکر بدل، ملکر مفعول، ملکر شبہ جملہ معطوف رابع، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف "اقسم" کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ قیسمہ، ان حرف شبہ، ماتو عدون: بموصول صلہ، ملکر اسم، لواقع: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ولذا النجوم طمست واذا السماء فرجت واذا الجبال نسفت واذا الرسل اقتت لای یوم اجلت لیوم الفصل﴾  
ف: متاثرہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، النجوم: "طمست" فعل مجہول نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ مفسرہ، طمست: جملہ فعلیہ، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذا السماء فرجت: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، اذا الجبال نسفت: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، و: عاطفہ، اذا الرسل اقتت: جملہ فعلیہ معطوف ثالث، ملکر شرط، لای یوم: جار مجرور، ملکر مبدل منہ، لیوم الفصل: جار مجرور



بدل، مگر ظرف لغو، اجلت: فعل مجہول با نائب الفاعل، مگر جملہ فعلیہ جواب شرط، مگر جملہ شرطیہ مستانفہ۔

﴿وما ادرک ما یوم الفصل ویل یومئذ للمکذبین﴾

و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدأ، ادرک: فعل با فاعل ومفعول، ما: استفہامیہ مبتدأ، یوم الفصل: خبر، مگر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول، مگر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مگر جملہ اسمیہ، ویل مصدر با فاعل، یومئذ: ظرف، مگر شبہ جملہ ہو کر مبتدأ، للمکذبین: ظرف مستقر خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿الم نہلک الاولین ثم نتبعهم الاخرین کذلک نفعل بالمجرمین﴾

همزہ: حرف استفہام، لم نہلک: فعل نفی با فاعل، الاولین: مفعول، مگر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، نتبعهم: فعل با فاعل ومفعول، الاخرین: مفعول، مگر جملہ فعلیہ، کذلک: ظرف مستقر "فعلا" مصدر محذوف کی صفت، مگر مفعول مطلق مقدم، نفعل: فعل با فاعل، بالمجرمین: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿ویل یومئذ للمکذبین الم نخلقکم من ماء مہین فجعلنہ فی قرار مہین الی قدر معلوم﴾

ویل یومئذ للمکذبین: ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۵ میں گزری، همزہ: حرف استفہام، لم نخلقکم: فعل نفی با فاعل ومفعول، من ماء مہین: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، جعلنہ: فعل با فاعل ومفعول، فی: جار، قرار مہین: مرکب توصیفی ذوالحال، الی قدر معلوم: ظرف مستقر "مؤخر" کیلئے، مگر شبہ جملہ ہو کر حال، مگر مجرور، مگر ظرف مستقر مفعول ثانی، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿فقدرونا نعم القدرون ویل یومئذ للمکذبین﴾

ف: عاطفہ، قدرونا: فعل با فاعل، مگر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، نعم: فعل مدح، القدرون: فاعل، مگر جملہ فعلیہ انشائیہ "نحن" مبتدأ محذوف کی خبر، مگر جملہ اسمیہ، ویل یومئذ للمکذبین: ترکیب آیت نمبر ۱۵ میں گزری۔

﴿الم نجعل الارض کفاتا احياء وامواتا﴾

همزہ: حرف استفہام، لم نجعل: فعل نفی با فاعل، الارض: مفعول اول، کفاتا: اسم فاعل با فاعل، احياء: معطوف علیہ، و: عاطفہ، امواتا: معطوف، مگر مفعول، مگر شبہ جملہ ہو کر مفعول ثانی، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿وجعلنا فیہا رواسی شمخت واسقینکم ماء فراتا ویل یومئذ للمکذبین﴾

و: عاطفہ، جعلنا: فعل، یعنی "خلقنا"، فعل با فاعل، فیہا: ظرف لغو، رواسی: موصوف، شمخت: صفت، مگر مفعول، مگر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، واسقینکم: فعل با فاعل ومفعول، ماء فراتا: مرکب توصیفی مفعول ثانی، مگر جملہ فعلیہ۔

﴿انطلقوا الی ما کنتم بہ تکذبون انطلقوا الی ظل ذی ثلث شعب لا ظلیل ولا یغنی من اللہب﴾

انطلقوا: فعل امر با فاعل، الی: جار، ما کنتم بہ تکذبون: موصول صلہ، مگر مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ ہو کر قول محذوف "یقال لہم" کیلئے مقولہ، مگر جملہ قولیہ مستانفہ، انطلقوا: فعل با فاعل، الی: جار، ظل: موصوف، ذی ثلث شعب: صفت اول، لا: تانیہ، ظلی: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا یغنی من اللہب: جملہ فعلیہ بتاویل مفسر معطوف، مگر صفت ثانی، مگر مجرور، مگر ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ ماقبل "انطلقوا" کی تاکید ہے۔

﴿انہا ترمی بشرر کالقصر کانہ جمعت صفر ویل یومئذ للمکذبین﴾

انہا: حرف مشبہ داسم، ترمی: فعل با فاعل، ب: جار، شرر: موصوف، کالقصر: ظرف مستقر صفت اول، کانہ: حرف مشبہ داسم، جمعت صفر: مرکب توصیفی خبر، مگر جملہ اسمیہ صفت ثانی، مگر مجرور، مگر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مگر جملہ اسمیہ، ویل یومئذ

للمکذبین: ترکیب نمبر ۱۵، میں گزری۔

﴿هذا يوم لا ينطقون ولا يؤذن لهم فيعتذرون ويل يومئذ للمكذبین﴾

هذا: مبتدا، يوم: مضاف، لا ينطقون: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا توافیہ، یؤذن لهم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، یعتذرون: جملہ فعلیہ معطوف، لکن پھر معطوف، لکن مضاف الیہ، لکن خبر، لکن جملہ اسمیہ متانفہ، و: یل يومئذ..... الخ: ترکیب آیت نمبر ۱۵، میں گزری۔

﴿هذا يوم الفصل جمعکم والاولین﴾

هذا: مبتدا، يوم الفصل: خبر، لکن جملہ اسمیہ مفسر، جمعنا فعل بافاعل، کم: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الاولین: معطوف، لکن مفعول، لکن جملہ فعلیہ مفسر، لکن قول محذوف "یقال لهم" کیلئے مقولہ، لکن جملہ قویہ۔

﴿فان کان لکم کید فکیدون ویل يومئذ للمکذبین﴾

ف: عاطفہ، ان شرطیہ، کان فعل ناقص، لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، کید: اسم مؤخر، لکن جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، کیدون فعل امر بافاعل ومفعول، لکن جملہ فعلیہ جزا، لکن جملہ شرطیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... والمرسل عرفا.....☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ والمرسلات جس شب میں نازل ہوئی، ہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب سعادت میں تھے جب منیٰ کی غار میں پہنچے، والمرسلات نازل ہوئی ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کو پڑھتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاوت فرماتے تھے، اچانک ایک سانپ نے جست کی ہم اس کو مارنے کے لئے لپکے وہ بھاگ گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کی برائی سے بچائے گئے وہ تمہاری برائی سے، یہ غار منیٰ میں غار والمرسلات کے نام سے مشہور ہے۔

### ﴿تشریح توضیح واغراض﴾

#### مختلف اقسام کی ہواؤں کا بیان:

۱..... واللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿والمرسلت عرفا.....﴾ الخ قسم ان کی جو بھیجی جاتی ہیں لگا تار پھر زور سے جھونکا دیئے والیاں پھر ابھار کر اٹھانے والیاں (المرسلت: ۳۰، ۳۱)۔ ان آیات میں مختلف قسم کی ہواؤں کا بیان ہے، جو کہ اللہ جل جلالہ کی قدرت کا عظیم شاہکار ہیں۔ بعض ہوائیں شدید ہوتی ہیں اور بعض اس سے کچھ کم اور بعض ہوائیں بارش کا سبب بنتی ہیں۔ مرسلت عرفا سے مراد فرشتے ہیں جنہیں اللہ کے امر و نہی کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ اور یہ عرف الفرس سے مشتق ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ ان فرشتوں نے احکامات کی بجا آوری میں جلدی کی۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ عصف الرياح سے مشتق ہے یعنی انہوں نے شریعت مطہرہ کے احکامات کو زمین پر پھیلا دیا۔ اور انہوں نے یہ کام کتابوں کو پھیلائے اور انہیں نازل کرنے کی صورت میں کیا یا اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے ان فرشتوں کو جو علم عطا فرمایا تھا اس کے ذریعے جہالت کی وجہ سے مردہ لوگوں کو زندہ کیا اور حق و باطل میں فرق کروایا اور حضرات انبیائے کرام کی جانب وحی فرمائی یا مومنین کو لقاء کیا۔

(المظہری، ج ۷، ص ۳۱۷)

#### منیٰ سے انسان کی تخلیق کا بیان:

۲..... واللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿الم نخلقکم من ماء مہین کیا ہم نے تمہیں ایک بے قدر پانی سے پیدا نہ فرمایا (المرسلات:

۱۲۰۔ یعنی اللہ ﷻ نے انسان کو کمزور حقیر نطفے سے پیدا کیا۔ اور اس میں ان اذہان کا رد پایا جا رہا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ زمین فقط ماءِ رمل سے پیدا شدہ ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۲۹، ص ۱۴۱)

امام طبری کہتے ہیں: اللہ ﷻ نے انسان کو ضعیف قسم کے پانی سے پیدا فرمایا جسے رحمِ مادر میں استقرار عطا فرمایا اور اس استقرار کا وقت بھی اللہ ﷻ کے نزدیک متعین ہے، یہ پانی ایک خاص وقت تک رحمِ مادر میں رہتا ہے، (پھر اس کے بعد ماں کے رحم میں دیگر مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتا ہے)۔

(الطبری، الجزء: ۲۹، ص ۲۷۹ وغیرہ)

امام رازی لکھتے ہیں: اللہ ﷻ کے فرمان ﷻ الی قدر معلوم ایک معلوم اندازہ تک (المرسلات: ۲۲) میں دلیل ہے کہ بچے کی تخلیق کے لئے اس کا رحمِ مادر میں رہنا ضروری ہے اور یہ جو فرمایا کہ وقت معلوم تک اس کا ماں کے رحم میں رہنا ضروری ہے تو اس کی حقیقت اللہ ﷻ ہی خوب جانتا ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ﴾ بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ناؤں کے پیٹ میں ہے (النساء: ۳۴)۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۷۷۲)

### تین شاخوں اور اس کے محامل کا بیان:

۳۔۔۔۔۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ﴾ جس کی تین شاخیں ہیں، اس کی چند وجوہات ہیں: (۱)۔۔۔۔۔ حسن کہتے ہیں مجھے اس دھوئیں کے سائے کا خاطر خواہ علم نہیں ہے، جو شعلوں کے تقسیم ہونے کی صورت میں ہوگا، اور نہ ہی میں نے اس بارے میں کسی سے کچھ سنا۔ (۲)۔۔۔۔۔ کافروں کو آگ اوپر اور نیچے سے گھیر لے گی اور اسی آگ کو مجازاً اُٹھل کا نام دیا گیا ہے جو کہ کافروں کو ہر جانب سے گھیر لے گی، جیسا کہ فرمایا: ﴿لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظِلَلٌ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظِلَلٌ﴾ ان کے اوپر آگ کے پہاڑ ہیں اور ان کے نیچے پہاڑ (المر: ۱۶)۔۔۔۔۔ ﴿يَوْمَ يَغْشَاهُمْ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ﴾ جس دن انہیں ڈھانپنے کا عذاب ان کے اوپر اور ان کے پاؤں کے نیچے سے (المنکوت: ۵۰)۔۔۔۔۔ (۳)۔۔۔۔۔ قنادہ کہتے ہیں کہ مراد اس سائے سے جہنم کا دھواں ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَإِذَا حُطِّبَ سِرَادُهَا﴾ جس کی دیواریں انہیں گھیر لیں گی (الکہف: ۲۹)۔۔۔۔۔ اور تین حصوں میں منقسم ہونے کا معنی یہ ہے کہ جہنم کی آگ اہل جہنم کو دائیں، بائیں اور اوپر سے گھیر لے گی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ ﷻ کا غضب اُسے دائیں جانب سے عذاب میں مبتلا کر دے گا اور انسانی شہوت کی وجہ سے وہ بائیں جانب سے عذاب میں مبتلا ہوگا اور قوتِ نفسانیہ پر عمل پیرا ہونے کے باعث اُسے اوپر سے عذاب میں مسلط کیا جائے گا۔ اور یہ تمام ہی قسم کے عذاب اس کے عقائد و اعمال کی خرابی کے باعث ہونگے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ تین درجات مراد لئے جائیں، جس، خیال اور وہم، جو کہ عالمِ قدس سے طہارت و نور کے ذریعے روح کے مستفیض ہونے کو مانع ہے، اور یہ تینوں مراتب خاص طور پر ظلمت کی جانب دھکیل دینے کو کافی ہیں۔ (۴)۔۔۔۔۔ اس آیت میں دخان (دھوئیں) کے عظیم ہونے کی جانب بطور کنایہ اشارہ ہے کیونکہ جب دھواں اپنی شدت پر ہو تو پھر وہ کئی اجزاء میں منقسم ہوتا نظر آتا ہے۔ (۵)۔۔۔۔۔ ابو مسلم کہتے ہیں کوئی جہنمی اس سے بچ نہ سکے گا۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۷۷۴)

### اغراض:

ای الریاح: سے مراد عذاب کی ہوا ہے۔ ای للاعداء: میں اس جانب اشارہ ہے کہ عذرا او نذرا ﴿وَدُّنَا مَفْعُولٌ بِهِ﴾ ہیں، اور پانچوں فعل اس لئے بیان ہوئے کہ تاکہ مومنین اپنے گناہوں کے مٹانے کے لئے معذرت کریں اور کافروں کے ڈرانے کے لئے انہیں خوفزدہ کیا جائے، کما فی المظہری۔ جواب اذا: جو کہ محذوف ہے، تقدیر عبارت ”وقع الفصل“ ہوگی۔

ای اہلکناہم: میں یہ فائدہ ہے کہ استفہام لئی پر داخل ہوتا ہے اور لئی کی نفی اثبات ہوتی ہے، اس کی نظیر اس فرمان میں ہے: ﴿وَالْحَالِمُ﴾

نشرح لك صدورك ﴿یعنی ہم نے آپ کا سینہ كشاده كر دیا۔ فنهلكهم﴾ یعنی دنیا میں ہلاکت سے مراد بدر کی ہلاکت ہے۔  
 على ذلك: یعنی خلق اور تصویر مراد ہے۔ جب ا لا مسرفعات: یعنی یہ بلند و بالا پہاڑ اپنے رہنے والوں کو لے کر کیوں نہیں  
 ملتے۔ كنین: بمعنی ساتر ہے۔ وقيل لا: یعنی صفر بمعنی سو نہیں ہوگا، بلکہ اپنی حقیقت پر باقی رہے گا۔ (الصاری، ج ۶، ص ۲۱۵ وغیرہ)  
 ر کوع نمبر: ۲۲

﴿ان المتقين في ظلل﴾ اى تكاثف اشجار اذ لا شمس يظل من حرها ﴿وعيون﴾ (۳۱) ﴿نابغة من الماء﴾ و فواكه  
 مما يشتهون (۳۲) ﴿فيه اعلام﴾ بان الماكل والمشرب في الجنة بحسب شهواتهم بخلاف الدنيا فيحسب  
 ما يجد الناس في الأغلب ويقال لهم ﴿كلوا واشربوا هنيئا﴾ حال اى متعنين ﴿بما كنتم تعملون﴾ (۳۳) ﴿من  
 الطاعات﴾ انا كذلك ﴿كما جزينا المؤمنين﴾ نجزي المحسنين (۳۴) وبل يومئذ للمكذبين (۳۵) ﴿كلوا  
 وتمتعوا﴾ خطاب للکفار في الدنيا ﴿قليل﴾ من الزمان وغايته الى الموت وفي هذا تهديد لهم ﴿انکم  
 مجرمون﴾ (۳۶) وبل يومئذ للمكذبين (۳۷) واذا قيل لهم ارکعوا ﴿صلوا﴾ لا یرکعون (۳۸) ﴿لا یصلون﴾ وبل يومئذ  
 للمكذبين (۳۹) فبای حدیث بعده ﴿ای القرآن﴾ ﴿یؤمنون﴾ (۵۰) ﴿ای لا یمکن ایمانهم بغيره من کتب الله تعالى  
 بعد تکذیبهم به لا شماله على الاعجاز الذي لم یشتمل علیه غیره۔

### ﴿ترجمہ﴾

پیشک ڈروالے سایوں میں (گھنے درختوں میں کہ جنت میں سورج نہ ہوگا جس کی گرمی سے بچنے کے لیے سایہ لایا جائے) اور چشموں  
 میں (عیون بمعنی نابغة من الماء ہے) اور میوؤں میں جو ان کا جی چاہے (اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کھانا پینا جنتیوں  
 کی خواہشات کے مطابق ہوگا) کھاؤ اور پیو اچھا ہوا بدلہ اس کا جو تم (فرمانبرداری) کرتے تھے پیشک ہم اسی طرح (جیسا کہ ہم نے  
 ڈروالوں کو جزا دی ہے) نیکوں کو بدلہ دیتے ہیں اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی کھا لو اور برت لو (دنیا میں یہ خطاب کافروں سے ہے  
 ) کچھ (عرصہ اس عیش کی غایت موت ہے اور اس آیت میں کفار کے لیے تہدید ہے) ضرور تم مجرم ہو اور اس دن جھٹلانے والوں کی  
 خرابی اور جب ان سے کہا جائے نماز پڑھو (ارکعوا بمعنی صلوا ہے) تو نماز نہیں پڑھتے (لا یرکعون بمعنی لا یصلون ہے) اس  
 دن جھٹلانے والوں کی خرابی..... پھر اس کے (یعنی قرآن پاک کے) بعد کوئی بات پر ایمان لائیں گے (یعنی قرآن پاک کو  
 جھٹلانے کے بعد ان کا اللہ جل جلالہ کی کتابوں میں سے کسی اور پر ایمان لانا ناممکن نہیں ہے کہ قرآن پاک ہے ایسے اعجاز پر مشتمل ہے جس پر  
 اس کا غیر مشتمل نہیں ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿ان المتقين في ظلل و عيون و فواكه مما يشتهون﴾  
 ان المتقين: حرف مشبہ واسم، فی: جار، ظلال: معطوف علیہ، و: عاطفہ، عیون: معطوف  
 اول، و: عاطفہ، فواكه: موصوف، مما يشتهون: ظرف مستقر صفت، بلکہ معطوف ثانی، بلکہ مجرور، بلکہ ظرف مستقر خبر، بلکہ جملہ اسمیہ۔  
 ﴿كلوا واشربوا هنيئا بما كنتم تعملون انا كذلك نجزي المحسنين﴾  
 کلوا: فعل امر بافعل، بلکہ جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اشربوا: فعل امر واذ ضمیر و الحال، هنيئا بما كنتم تعملون: شبه جملہ حال، بلکہ



فاعل، مگر جملہ فعلیہ معطوف، مگر قول محذوف ”یقال لہم“ کیلئے مقولہ، مگر جملہ قولیہ، انسا حرف مشبہ واسم، کذلک ظرف مستقر ”جزاء“ مصدر محذوف کی صفت، مگر مفعول مطلق مقدم، نہ جزى المحسنین: فعل بافاعل ومفعول، مگر جملہ فعلیہ خبر، مگر جملہ اسمیہ۔

﴿ویل یومئذ للمکذبین کلوا وتمتعوا قليلا انکم مجرمون﴾

ویل یومئذ للمکذبین: اسکی ترکیب آیت نمبر ۱۵، میں گزری، کلوا: فعل امر بافاعل معطوف علیہ، و: عاطفہ، تمتعوا: فعل امر واؤ ضمیر ذو الحال، قليلا: ظرف متعلق بمحذوف حال، مگر فاعل، مگر معطوف، مگر جملہ فعلیہ قول محذوف ”یقال لہم“ کیلئے مقولہ، مگر جملہ قولیہ ہو کر ماقبل ”مکذبین“ کی ضمیر فاعل سے حال واقع ہے، انکم: حرف مشبہ واسم، مجرمون: خبر، مگر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿ویل یومئذ للمکذبین واذا قيل لہم ارکعوا لایرکعون﴾

ویل یومئذ..... الخ: اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۵ میں گزری، و: عاطفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، قيل لہم: قول، ارکعوا: جملہ فعلیہ مقولہ، مگر جملہ قولیہ ہو کر شرط، لایرکعون: فعل نفی بافاعل، مگر جملہ فعلیہ ہو کر جزاء، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿ویل یومئذ للمکذبین فبای حدیث بعدہ یومنون﴾

ویل یومئذ للمکذبین: اسکی ترکیب ماقبل آیت نمبر ۱۵ میں گزری، ف: فصیحہ، ب: مضاف، ای: مضاف، حدیث: موصوف، بعدہ: ظرف متعلق بمحذوف صفت، مگر مضاف الیہ، مگر مجرور، مگر ظرف لغو مقدم، یومنون: فعل بافاعل، مگر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف ”ان لم یؤمنوا بالقران“ کی جزاء، مگر جملہ شرطیہ۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

### نیکوں پر انعام اور بدوں پر وبال کا بیان:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان المتقین فی ظلل و عیون و فواکہ مما یشتہون کلوا و شربوا ہنیئا بما کنتم تعملون انا کذلک نجزی المحسنین بیشک ڈرنے والے سایوں اور چشموں میں ہیں اور میوؤں میں جو ان کا جی چاہے کھاؤ اور پور چتا ہوا اپنے اعمال کا صلہ بیشک نیکوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں (البرسلات: ۴۱ تا ۴۴)﴾، ﴿ویل یومئذ للمکذبین کلوا وتمتعوا قليلا انکم مجرمون ویل یومئذ للمکذبین واذا قيل لہم ارکعوا لایرکعون ویل یومئذ للمکذبین فبای حدیث بعدہ یومنون اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی کچھ دن کھا لو اور برت لو ضرورت تم مجرم ہو اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی اور جب ان سے کہا جائے کہ نماز پڑھو تو نہیں پڑھتے اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی پھر اس کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے (۵۰ تا ۵۶)﴾۔

**اغراض:** نابعة من الماء: مراد شہد، دودھ اور شراب ہے، جیسا کہ آیت قتال میں ہے۔ کما جزینا المتقین: یعنی سائے، چشمے، پھل، یہ سب موشین کے لئے جزاء ہیں، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ متقین اور محسنین میں کوئی مغایرت نہیں ہے اور اس میں کسی چیز کو اس کی اپنی ذات سے تشبیہ دینا مقصود ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ متقین سے مراد طاعت میں کامل ترین لوگ ہیں اور محسنین سے مراد ایمان والے ہیں، پس معنی یہ ہوگا کہ جس طرح جزاء کاملین کے لئے ثابت ہوتی ہے بالکل اسی طرح ان کے لئے بھی جو اصلا ایمان والے ہیں، پس اس صورت میں آیت مذکورہ میں اوصاف کی مماثلت کا بیان مانا جائے گا نہ کہ مراتب درجات کا، پس غور و فکر کرو۔ صلوا: نماز کو اپنے تمام اجزاء سمیت نماز کہا گیا ہے اور یہاں رکوع مراد ہے اور خاص طور پر رکوع کا ذکر اس لئے ہوا ہے کیونکہ اسے خضوع اور طاعت کا نام دیا جاتا ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۱۸ وغیرہ)

## سورة النبا مکیة و هی اربعون آية

(سورہ نبا مکہ ہے جس میں چالیس آیات ہیں)

## تعارف سورة النبا

اس سورت میں دور کو ع، چالیس آیتیں، ایک سو ہتر کلمے اور نو سو ستر حروف ہیں۔ ویسے تو حضور ﷺ کی ہر بات مکہ والوں کے لئے حیرت انگیز تھی، وہ لوگ نبی پاک ﷺ کی باتیں سنتے اور آپ کے اعمال کا مشاہدہ کرتے تو ان پر عجیب قسم کی کیفیت طاری ہو جاتی اور سب سے زیادہ تو انہیں اس بات نے پریشان کیا ہوا تھا کہ حضور ﷺ نے فرمایا اس چند روزہ زندگی کے بعد ایک زندگی اور بھی ہے۔ ایک ایسی زندگی جس کی انتہا نہیں، بروز قیامت انہیں اور ان کے آباء و اجداد کو قبروں سے نکال کر جب رب کریم ﷻ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور وہاں ان سے ان کے چھوٹے بڑے اعمال کا حساب لیا جائے گا اور ان کی عقلیں جن پر ان کو بڑا ناز تھا کہ کون بکھرے ذرات کو اکٹھا کرے گا؟ اور پھر ان میں روح پھونکے گا، اس مسئلہ پر روز غور کرتے تھے اور وہ کسی قیمت پر وقوع قیامت کو نہ مانتے اور اس کی ایک اور وجہ بھی تھی کیونکہ اگر وہ مان جاتے تو اس کے ساتھ ساتھ ان کو اور چیزیں بھی ماننی پڑتی جیسے لوٹ کھسوٹ کی آزادی، عیش و اطراب کی زندگی کی محفلیں، ساری ساری رات رقص کرتے تھے، مقرر وضوں سے من مانی کا سود لیتے تھے، ان کی یہ تمام لغویات کو ہٹانے کے لئے قرآن کریم میں کئی بار بڑے زور و شور سے دلائل دیئے گئے ہیں، پہلے تو دو ٹوک الفاظ میں یہ جواب دے دیا کہ قیامت تو ضرور آئے گی اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اور اس کو تم سب اپنی آنکھوں سے دیکھو گے اور اعتراف بھی کرو گے لیکن اس وقت تمہارا ایمان لانا کچھ کام نہ آئے گا۔ اس کے بعد قیامت قائم کرنے میں ایک حکمت بھی بیان کی گئی۔ ایک آدمی ساری زندگی اپنی من مانی کرتا رہے اور لوگوں پر ظلم و ستم کرتا رہے اور ایک آدمی ساری زندگی لوگوں کی مدد کرتا رہے اور مسکینوں کو، یتیموں کو کھانا کھلاتا رہے ان کی مدد کرتا رہے۔ اپنے رب کریم ﷻ کی اطاعت بھی کرتا رہے، پھر ان دونوں کا نتیجہ یکساں ہو؟ اس سے بڑی نا انصافی اور کیا ہو سکتی ہے؟ فرما دیا کہ قیامت قائم اس لئے ہوگی تاکہ بد بخت کو اس کی سزا ملے اور نیک بخت کو اس کی جزا ملے۔ اور آخر میں ان کافروں کی اس بات کا رد فرما دیا جو یہ کہتے تھے کہ ہم دنیا میں بھی عزت والے تھے، قیامت میں بھی عزت والے ہوں گے، اگر کسی نے ہماری طرف ہاتھ بڑھایا تو ہمارے خدام اس کو مڑا چکھائیں گے۔ ہمارے خدا ہماری شفاعت کریں گے، ان کو بتا دیا کہ بت تو خود دوزخ کا ایندھن ہیں وہ تمہاری کیا شفاعت کریں گے؟ بلکہ جس کو اللہ ﷻ یہ مقام عطا فرمائے گا وہی شفاعت کرے گا۔

رکوع نمبر: ۱

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿عَمَّ﴾ عَنْ أَى شَيْءٍ ﴿يَتَسَاءَلُونَ﴾ (۱) ﴿يَسْتَسْأَلُ بَعْضُ قُرَيْشٍ بَعْضًا﴾ عَنْ النَّبَا الْعَظِيمِ (۲) ﴿بَيَّانٌ لِّذَلِكَ الشَّيْءِ وَالْإِسْتِفْهَامُ لِنَفْخِجِهِمْ وَهُوَ مَا جَاءَ بِهِ النَّبِيُّ مِنَ الْقُرْآنِ الْمُشْتَمِلِ عَلَى الْبُعْثِ وَغَيْرِهِ﴾ الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ (۳) ﴿فَالْمُؤْمِنُونَ يُثَبِّتُونَ وَالْكَافِرُونَ يُنْكِرُونَ﴾ (۴) ﴿كَلَّا﴾ رَدَّعٌ ﴿سَيَعْلَمُونَ﴾ (۵) ﴿مَا يَحُلْ بِهِمْ عَلَى أَنْكَارِهِمْ لَهُ﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ (۶) ﴿تَاكِيدٌ وَجِءٌ فِيهِ بَيِّنَةٌ لِلْإِنْدَانِ بِأَنَّ الْوَعْدَ الثَّانِيَّ أَشَدُّ مِنَ الْأَوَّلِ ثُمَّ أَوْمَأَ تَعَالَى إِلَى الْقُدْرَةِ عَلَى الْبُعْثِ فَقَالَ﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مَهْدًا (۷) ﴿فَرَأْسًا كَالْمَهْدِ﴾ وَالْجِبَالِ اَوْتَادًا (۸) ﴿يُثَبِّتُ بِهَا الْاَرْضَ كَمَا يَثْبُتُ الْخِيَامُ بِالْاَوْتَادِ وَالْإِسْتِفْهَامُ لِنَفْخِجِهِمْ وَخُلُقْنَكُمْ

ازواجاً ﴿۸﴾ دُکُورًا وَاُنَاثًا ﴿۹﴾ وَجَعَلْنَا لَكُمْ سَبَاتًا ﴿۱۰﴾ رَاحَةً لَا بُدَّ اِیْکُمْ ﴿۱۱﴾ وَجَعَلْنَا الیَیْلَ لِبَاسًا ﴿۱۲﴾ سَتِیرًا بِسَوَادِهِ ﴿۱۳﴾ وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۱۴﴾ وَنَحْنُ اِلَیْکُمْ سَبْعٌ سَمَوَاتٍ ﴿۱۵﴾ شَدَادًا ﴿۱۶﴾ جَمْعٌ شَدِیدَةٌ اِیَّ قُوَّةٍ مُّحْكَمَةٌ لَا یُؤْتِرُ فِیْهَا مُرُورُ الزَّمَانِ ﴿۱۷﴾ وَجَعَلْنَا سِرَاجًا مُّنِیرًا ﴿۱۸﴾ وَهَاجَا ﴿۱۹﴾ وَقَادَا یُعْنِی السَّمْسُ ﴿۲۰﴾ وَانْزَلْنَا مِنَ الْمَعْصِرِ السَّحَابَاتِ الَّتِیْ حَانَ لَهَا اَنْ تَمْطُرَ کَالْمَعْصِرِ الْجَارِیَةِ الَّتِیْ دَنَتْ مِنَ الْحِیْضِ ﴿۲۱﴾ مَاءٌ ثَجَاجًا ﴿۲۲﴾ صَبَابًا ﴿۲۳﴾ لَنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا کَالْحِنْطَةِ ﴿۲۴﴾ وَنَبَاتًا ﴿۲۵﴾ کَالثِّیْنِ ﴿۲۶﴾ وَجَنَّتْ بِسَاتِیْنِ ﴿۲۷﴾ الْفَافَا ﴿۲۸﴾ مُلْتَفَّةٌ جَمْعٌ لَفِیْفٍ کَشْرِیْفٍ وَاشْرَافٍ ﴿۲۹﴾ اِنْ یَوْمَ الْفَصْلِ اَوْ بَیْنَ الْخَلَائِقِ ﴿۳۰﴾ کَانَ مِیقَاتًا ﴿۳۱﴾ وَنَحْنُ اِلَیْکُمْ اَلْیَوْمَ وَالْیَوْمَ الْآخِرِ اَوْبَیْانٌ لِّهٖ النَّافِعُ اِسْرَافِیلُ ﴿۳۲﴾ فَتَاتُوْنَ ﴿۳۳﴾ مِنْ قُبُورِکُمْ اِلَی الْمَوْقِفِ ﴿۳۴﴾ الْهَوَاجَا ﴿۳۵﴾ جَمَاعَاتٍ مُّخْتَلِفَةٌ ﴿۳۶﴾ وَفَتَحَتْ السَّمَاءُ ﴿۳۷﴾ بِالتَّشْدِیْدِ وَالتَّخْفِیْفِ شَقَقَتْ لِزُّوْلِ الْمَلَائِکَةِ ﴿۳۸﴾ فَکَانَ اَبُو اَبَا ﴿۳۹﴾ ذَاکَ اَبْوَابٍ ﴿۴۰﴾ وَسِیرَتِ الْجِبَالِ ﴿۴۱﴾ ذُهِبَ بِهَا عَنْ اَمَّا کِیْنَهَا ﴿۴۲﴾ فَکَانَ سَرَابًا ﴿۴۳﴾ هَبَاءٌ اِیَّ مِثْلَهُ فِیْ خِفَّةٍ سِیرَهَا ﴿۴۴﴾ اِنْ جَهَنَّمَ کَانَتْ مَرَصَادًا ﴿۴۵﴾ رَاصِدَةً اَوْ مُرْصَدَةً ﴿۴۶﴾ لِلطَّاعِغِیْنِ ﴿۴۷﴾ الْکَافِرِیْنِ فَلَا یَتَجَاوَزُوْنَهَا ﴿۴۸﴾ مَا بَا ﴿۴۹﴾ مَرَجَعَالَهُمْ فِیْذَ خُلُوْنَهَا ﴿۵۰﴾ لِبِیْنِ ﴿۵۱﴾ حَالٍ مُّقَدَّرَةٍ اِیَّ مُقَدَّرِ الْبُتْهُمُ ﴿۵۲﴾ فِیْهَا اِحْقَابًا ﴿۵۳﴾ ذُھُورًا لَا نِهَايَةَ لَهَا جَمْعٌ حَقَبٍ بِضَمٍّ اَوَّلِهِ ﴿۵۴﴾ لَا یَذْرُقُونَ فِیْهَا بَرْدًا نَوْمًا فَاِنَّهُمْ لَا یَذْقُوْنَهُ ﴿۵۵﴾ وَلَا شَرَابًا ﴿۵۶﴾ مَا یَشْرَبُ تَلَذُّذًا ﴿۵۷﴾ اِلَّا لَکِنْ ﴿۵۸﴾ حَمِیمًا ﴿۵۹﴾ مَاءٌ حَارًّا غَايَةَ الْحَرَارَةِ ﴿۶۰﴾ وَغَسَاقًا ﴿۶۱﴾ بِالتَّخْفِیْفِ وَالتَّشْدِیْدِ مَا یَسِیْلُ مِنْ صَدِیدِ اَهْلِ النَّارِ فَاِنَّهُمْ یَذْقُوْنَهُ جُورًا وَاِیْذًا لَکَ ﴿۶۲﴾ جَزَاءٌ وَفَاقًا ﴿۶۳﴾ مَوَافِقًا لِعَمَلِهِمْ فَلَا ذَنْبَ اَعْظَمَ مِنْ الْکُفْرِ وَلَا عَذَابَ اَعْظَمَ مِنَ النَّارِ ﴿۶۴﴾ اِنَّهُمْ کَانُوا لَا یَرْجُونَ ﴿۶۵﴾ یَخَافُوْنَ ﴿۶۶﴾ حِسَابًا ﴿۶۷﴾ لَآ نُنْکَرُهُمُ الْبُعْثِ ﴿۶۸﴾ وَکَذَبُوا بِاِیْتِنَا الْقُرْآنَ ﴿۶۹﴾ کَذَابًا ﴿۷۰﴾ تَکْذِیْبًا ﴿۷۱﴾ وَکُلُّ شَیْءٍ ﴿۷۲﴾ مِنَ الْاَعْمَالِ ﴿۷۳﴾ اَحْصِیْنَهُ ﴿۷۴﴾ ضَبْطَانًا ﴿۷۵﴾ کِتَابًا ﴿۷۶﴾ فِی اللُّوْحِ الْمَحْفُوظِ لِتُجَازِیَ عَلَیْهِ وَمِنْ ذَٰلِکَ تَکْذِیْبُهُمْ بِالْقُرْآنِ ﴿۷۷﴾ فَذُوقُوا ﴿۷۸﴾ اِیَّ فِیْقَالَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عِنْدَ وَقُوعِ الْعَذَابِ عَلَیْهِمْ دُوقُوا جَزَائِکُمْ ﴿۷۹﴾ فَلَنْ نَزِیْدَکُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۸۰﴾ فَوْقَ عَذَابِکُمْ.

### ﴿ترجمہ﴾

کس چیز کے بارے میں (عم بمعنی عن ای شیء ہے) وہ آپس میں پوچھ گچھ کر رہے ہیں (بعض قریش بعض سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں) بڑی خبر کی (یہ اس شے کا بیان اور استفہام اس شے کی عظمت کی وجہ سے ہے اور وہ شے یہ قرآن پاک ہے..... جسے نبی ﷺ لائے جو کہ موت کے بعد اٹھائے جانے وغیرہ خبروں پر مشتمل ہے) جس میں وہ کئی راہ ہیں (جو مومنین اس کا اقرار اور کفار اس کا انکار کرتے ہیں) ہاں ہاں ("کلا" حرف ردع ہے) اب جان جائیں گے (اس کو جو ان پر اترے گا ان کے قرآن کا انکار کرنے کی وجہ سے) پھر ہاں ہاں جان جائیں گے (یہ تاکید ہے اور اس میں قسم کو اس بات کا شعور دلانے کے لیے لایا گیا کہ وعید ثانی اول سے شدید ہے، پھر اللہ جل جلالہ نے موت کے بعد اٹھائے جانے کی قدرت کی طرف اشارہ کیا، پس فرمایا) کیا ہم نے زمین کو پھونکا نہ کیا (مہدا بمعنی فراشا جیسا کہ جھولا) اور پہاڑوں کو میخیں (جن کے ذریعے زمین ٹھہر جاتی ہے جیسا کہ خیمے میخوں کے ذریعے ٹھہرتے ہیں اور استفہام

تقریر کے لیے ہے) جوڑے بنائے (نر اور مادہ) اور تمہاری نیند کو آرام کیا (تمہارے بدلوں کے لیے راحت.....) اور رات کو پردہ پوش کیا (رات اپنی سیاہی سے اشیاء کو چھپانے والی ہے) اور دن کو روزگار بنایا (روزگار کا وقت بنایا) اور تمہارے اوپر بنائیا سات مضبوط (یعنی سات مضبوط آسمانوں کو جس میں زمانے کا گزرتا اثر انداز نہیں ہو سکتا) اور ہم نے بنایا چراغ (روشن کرنے والا) نہایت چمکتا ”وہاجا“ کا معنی ہے خوب چمکتا، مراد اس سے سورج ہے.....) اور پھر بدلیوں سے اتارا (یعنی ان بادلوں سے جن کے برسنے کا وقت ہو چکا ہوتا ہے جیسا کہ اس لڑکی کو جو حیض کے قریب ہوا سے المعصر کہہ دیتے ہیں) زور کا پانی (نہاجا بمعنی صباہا ہے) کہ اس سے پیدا فرمائیں اناج (جیسا کہ گندم) اور سبزہ (جیسے گھاس) اور گھنے باغات (جنت بمعنی بسا تین ہے، اور الغافا بمعنی ملتفتہ ہے، لغیف کی جمع ہے جیسا کہ شری اور اشرف) بیشک (مخلوق کے درمیان) فیصلہ کا دن ٹھہرا ہوا وقت ہے (ثواب اور عقاب کا وقت) جس دن صور (یعنی سینک) میں پھونکا جائے گا (یہ یوم الفصل سے بدل ہے یا یہ بیان ہے اور صور پھونکنے والے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں) تو تم چلے آؤ گے (اپنی قبروں سے موقف کی طرف) فوجوں کی فوجیں (الگ الگ جماعتوں کی صورت میں) اور آسمان کھولا جائے گا (نزول ملائکہ کے لیے شق ہو جائے گا، ”فتح“ کو مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) کہ دروازے ہو جائے گا (یعنی دروازوں والا ہو جائے گا) اور پہاڑ چلائے جائیں گے (اپنی جگہوں سے، سیرت بمعنی ذہب بھا ہے) کہ ہو جائیں گے گرد و غبار (با آسانی اڑنے میں پہاڑ گرد و غبار کی مثل ہو جائیں گے، سہرا یا بمعنی ہباء ہے) بیشک جہنم تاک میں ہے (مرصادا بمعنی ”راصدہ“ یا بمعنی مرصدة ہے) ظالموں (یعنی کافروں) کے لیے (کہ وہ اس سے تجاوز نہ کر سکیں گے) ٹھکانہ (ان کافروں کا وہ اس میں داخل ہوں گے، صابا بمعنی مرجعا ہے) ٹھہریں گے ”لبشیں“ حال مقدرة ہے یعنی ”مقدرا البشہم“ ہے اس میں قرونوں (اتنے سالوں رہیں گے جس کی انتہاء ہی نہیں ”احقبا“ حقب کی جمع ہے جو کہ جاء مضمومہ کے ساتھ ہے) اس میں مزہ نہ پائیں گے کسی طرح کی ٹھنڈک کا (یعنی نیند کا، لہذا وہ نیند کو نہیں چکھ پائیں گے) اور نہ کچھ پینے کو (یعنی وہ چیز جس کو تلذذ کے طور پر پیا جاسکے) لیکن (الا بمعنی لیکن ہے) انتہائی کھولتا پانی ”حمیما“ کا معنی ہے انتہائی شدید کھولتا ہوا پانی) اور پیپ (یعنی جہنمیوں کا بہتا ہوا پیپ جسے وہ پینگے ”غساق“ کو سین مشدد و مخففہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، انہیں یہ بدلہ دیا گیا) جیسے کو تیسابا (یہ عذاب ان کے عمل کے موافق ہے کہ کفر سے بڑا کوئی گناہ نہیں اور جہنم کی آگ سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں) بیشک وہ نہیں ڈرتے تھے (لا یرجون بمعنی لا یخافون ہے) حساب سے (مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے منکر ہونے کی وجہ سے) اور انہوں نے جھٹلائیں ہماری آیتیں (یعنی قرآن پاک کو) حد بھر جھٹلانا (کذباً بمعنی تکذیباً ہے) اور ہر چیز (اعمال میں سے) ہم نے شمار کر رکھی ہے (احصینہ بمعنی ضبطناہ ہے) لکھ کر (لوح محفوظ میں کہ اس پر ہم بدلہ دیں اور من جملہ اس میں لکھی گئی باتوں میں سے ان کا قرآن پاک کو جھٹلانا بھی ہے، عتبا بمعنی کتبا ہے) کہ چکھو (جب آخری میں ان پر عذاب پڑے گا اس وقت ان سے کہا جائے گا اپنا بدلہ چکھو) ہم تمہیں نہ پڑھائیں گے مگر عذاب (دردناک عذاب)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿عم یتساء لون عن النبا العظیم الذی ہم فیہ مختلفون﴾

عن: جار، النبا: استقہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، یتساء: فعل بافاعل  
ملکر جملہ فعلیہ، عن: جار، النبا: موصوف، العظیم: صفت اول، الذی ہم فیہ مختلفون: موصول صلہ، ملکر صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر  
فعل محذوف ”یتساء لون“ کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ متاثرہ۔



﴿کلا سیعلمون ثم کلا سیعلمون﴾

کلا: حرف رد و جر، سیعلمون: فعل بافاعل، "ما یحل بهم" مفعول محذوف، مکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، کلا جرف رد و جر، سیعلمون: جملہ فعلیہ ماقبل "سیعلمون" کی تاکید یہ ہے۔

﴿والم نجعل الارض مهذا والجبال اوتادا﴾

همزه: حرف استفہام، لم نجعل: فعل نفی بافاعل، الارض مهذا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الجبال اوتادا: مکر مفعول اول، و ثانی، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وخلقنکم ازواجاً وجعلنا نومکم سباتاً وجعلنا الیل لباساً﴾

و: عاطفہ، خلقنکم: فعل بافاعل ومفعول، ازواجاً: مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، نومکم: مفعول اول، سباتاً: مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، الیل: مفعول اول، لباساً: مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجعلنا النهار معاشاً وبنینا فوقکم سبعاً شداداً وجعلنا سراجاً وهاجاً﴾

و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، النهار: مفعول اول، معاشاً: مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، بنینا: فعل بافاعل، فوقکم: ظرف، سبعاً شداداً: مفعول، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، جعلنا: فعل بافاعل، سراجاً: مفعول اول، وهاجاً: مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وانزلنا من المعصرت ماء ثجاجاً لنخرج به حیا ونباتاً وجنت الفافا﴾

و: عاطفہ، انزلنا: فعل بافاعل، من المعصرت: ظرف لغو، ماء ثجاجاً: مرکب توصیفی مفعول، لام: جار، نخرج: فعل بافاعل، به: ظرف لغو، حیا: مفعول، و: عاطفہ، نباتاً: مفعول، و: عاطفہ، جنت: موصوف، الفافا: صفت، مکر معطوف، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، مکر ظرف لغو ثانی، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان یوم الفصل کان میقاتاً یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا﴾

ان: حرف مشبہ، یوم الفصل: مبدل منہ، یوم مضاف، ینفخ فی الصور: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تاتون افواجا: جملہ فعلیہ معطوف، مکر مضاف الیہ، مکر بدل، مکر اسم، کان میقاتاً: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وفتحت السماء فکانت ابواباً وسیرت الجبال فکانت سراباً﴾

و: عاطفہ، فتحت السماء: فعل بانائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، کانت ابواباً: جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، سیرت: فعل مجهول، الجبال: نائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، کانت سراباً: جملہ فعلیہ ماقبل "سیرت" پر معطوف ہے۔

﴿ان جهنم کانت مرصداً للطغین ما بالیثین فیہا احقاباً﴾

ان جهنم: حرف مشبہ واسم، کانت: فعل ناقص با اسم، مرصداً: فعل بافاعل، لام: جار، للطغین: اسم فاعل، هم: ضمیر ذو الحال، لیسین: اسم فاعل بافاعل، فیہا: ظرف لغو، احقاباً: ظرف، مکر شبہ جملہ حال، مکر فاعل، مکر شبہ جملہ ہو کر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر شبہ جملہ خبر اول، ما بالیثین: مکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿لا یدوقون فیہا برداً ولا شرباً الا حمیمًا وغساقاً﴾

لا یدوقون: فعل نفی بافاعل، فیہا: ظرف لغو، برداً: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا: تنافیہ، شرباً: مبدل منہ، الا: أداة

حصر، حمیمہ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، غساقا: معطوف، ملکر بدل، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿جزاء وفاقا انہم کانوا لایرجون حسابا﴾

جزاء: موصوف، وفاقا: صفت، ملکر فعل محذوف "جسوزوا بدلک" کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، انہم حرف مشبہ  
واسم، کانوا: فعل ناقص با اسم، لایرجون حسابا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وکذبوا بایتنا کذابا وکل شیء احصینہ کتباً﴾

و: عاطفہ، کذبوا بایتنا: فعل با فاعل و ظرف لغو، کذابا: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، کل شیء: "احصینا" فعل محذوف  
کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، احصینہ: فعل با فاعل و مفعول، کتباً: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فذوقوا فلن نزیدکم الا عذاباً﴾

ف: تعلیلیہ، ذوقوا: فعل امر با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، لن نزیدکم: فعل نفی با فاعل و مفعول اول، الا: اداتہ  
حصر، عذاباً: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### قرآن کے عظیم ہونے میں اقوال مفسرین:

۱۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿عن النبا العظیم﴾ (النبا: ۲)۔ اس بارے میں مفسرین کے اقوال درج یہ ہیں:

امام قرطبی لکھتے ہیں: ابوصالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس آیت کا مقصد قرآن کی عظمت بیان کرنا ہے کیونکہ یہی عظیم خبر ہے،  
جو یہاں بیان کی جارہی ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ عظیم خبر سے مراد بعث بعد الموت ہے جس کے بارے میں لوگوں کے دو گروہ پائے جاتے  
ہیں اول ماننے والے اور ثانی نہ ماننے والے۔ ایک قول کے مطابق عظیم خبر سے مراد سید عالم ﷺ کا آمر ہے۔ ضحاک نے ایک قول حضرت  
ابن عباس سے یہ منقول کیا ہے کہ یہود نے سید عالم ﷺ سے کئی چیزوں کی خبریں طلب فرمائیں، پس اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو اُن  
کے اختلاف کی خبریں ارشاد فرمائیں، پھر انہیں ڈرایا وہ کیا۔ پھر انہیں قرآن ماننے والوں کا انجام پتہ چل جائے گا اُن کا انجام جو مرنے  
کے بعد جی اٹھنے کا انکار کرتے ہیں کہ ان میں کون حق اور کون ناحق پر ہے؟۔  
(القرطبی، الجزء: ۲۹، ص ۱۵۰)

ابن کثیر لکھتے ہیں: یعنی جس چیز کے بارے میں لوگ ایک دوسرے سے سوالات کر رہے ہیں، مراد قیامت کے علم کا تذکرہ کرنا ہے، جو  
کہ عظیم خبر ہے۔ ابن زید کہتے ہیں کہ عظیم خبر سے مراد مرنے کے بعد جی اٹھنے کا بیان ہے۔ مجاہد کے نزدیک اس سے مراد قرآن  
ہے۔ لیکن اول قول زیادہ ظاہر و باہر ہے اور وہ قیامت کا انکار کرنا ہے۔  
(ابن کثیر، ج ۴، ص ۵۵۷)

امام جریر طبری لکھتے ہیں: اہل تاویل کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ عظیم خبر سے کیا مراد ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد قرآن  
ہے اور یہی مجاہد کا قول ہے۔ قتادہ کا قول بعث بعد الموت ہے۔ ابن زید کہتے ہیں کہ قیامت کے بارے میں تردد پایا جاتا تھا کہ ہم اور  
ہمارے آباء جب مرجائیں گے تو کیسے دوبارہ زندہ ہونگے؟ اور اسی میں اختلاف پایا جاتا تھا اور وہ اس پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ بعض  
اہل عرب کا قول یہ بھی ہے کہ قریش قرآن کے بارے میں اپنا کلام کرتے تھے، پھر انہیں قرآن کے عظیم ہونے کا بتایا گیا کہ جس کتاب  
عظیم کی وہ اپنی جانب سے تاویل و تشریح و غرض فاسد کا بیان کرتے ہیں وہ اس تاویل سے مبراء ہے۔ پس وہ دو گروہوں میں بٹ گئے  
اور کچھ ماننے اور کچھ نہ ماننے والے ہو گئے۔  
(الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۵ وغیرہ)

علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی لکھتے ہیں: اکثر کے نزدیک عظیم خبر سے مراد قرآن ہے جب کہ بعض کے نزدیک بعث بعد

الموت اور بعض کے نزدیک سید عالم ﷺ کی نبوت مراد ہے۔

## سائنس کی روش سے نیند کیسے آرام پہنچاتی ہے؟

ج..... اس بارے میں ہم ایک تجزیہ پیش کرنے لگے ہیں جو کہ دس ہاتوں پر مشتمل ہے، یعنی جس نے بھرپور نیند پوری کر لی وہ دس فوائد حاصل کرے گا۔

(۱)..... اچھی نیند انسانی صحت کو اچھا رکھتی ہے، کم نیند کی وجہ سے صحت خراب ہو جاتی ہے اور (Metabolism یعنی خوراک سے حاصل ہونے والی وہ قوت جو انسانی جسم کو تقویت دیتی ہے) کم یعنی (down) ہو جاتا ہے۔ (Uppsala University of Sweden) کے مطابق اچھی نیند وزن کو بڑھانے میں مدد دیتی ہے۔ (۲)..... ہم سب جب اٹھتے ہیں تو دنیاوی کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں، مگر (IKEA's slumber) سروے کے مطابق تین ایسے (Australians) لوگ جن کی نیند اچھی نہیں ہوتی تھی، وہ پورا دن پریشان رہتے تھے اور ہم میں سے آدمی دنیا کے لوگ ایسے ہی ہیں جن کی نیند مکمل نہیں ہوتی اور وہ اپنے کام پر بھرپور توجہ نہیں دے پاتے۔ (QVC) سروے کا بھی یہی کہنا ہے۔ (۳)..... دو تہائی لوگ اس روئے زمین پر ایسے پائے جاتے ہیں جو اچھی نیند نہ ہونے کے باعث گھبراہٹ کا شکار رہتے ہیں۔ (QVC) سروے کے مطابق (IKEA Angela McCann) کہتے ہیں کہ ہمارے (slumber survey) کے بعد فقط ایک فی صد لوگ ایسے سامنے آئے جن کا کہنا تھا کہ وہ اٹھنے کے بعد اچھا محسوس کرتے ہیں۔ نامکمل نیند اور تھکن انسانی دماغ کو سوچنے اور سمجھنے کی کیفیت میں اثر انداز ہوتی ہے۔ (۴)..... جب انسان اپنی مکمل نیند پوری کر لے گا تو اس کے پر رونق اثرات اس کے چہرے پر بھی نمودار ہوں گے۔ برٹش میڈیکل جرنل نے سال ۲۰۱۰ء میں تیس افراد کی تصاویر لیں جو آٹھ گھنٹے نارمل نیند پوری کر لیتے ہیں تو انہیں ان تصاویر کو تین اقسام میں تقسیم کرنا پڑا جو کہ اپنی نیند سے بیدار ہونے کے بعد چہرے کے اثرات سے کس حد تک متاثر ہوتے یا نہیں ہوتے ہیں۔ (۵)..... ہم سب لوگوں سے نیند کا مسئلہ سنتے رہتے ہیں، اس امید پر کہ کسی صبح ایسا سننے کو ملے کہ مسئلہ حل ہو گیا اور نیند پوری ہو چکی۔ سائنسدان کہتے ہیں کہ جب انسان اپنا ذہن سونے کا بیٹا لے تو اس کا دماغ بھی آرام پائے گا اور وہ صبح تروتازہ بیدار ہوگا۔ (۶)..... صحیح طور پر نیند نہ لینا انسانی زندگی کے کم ہونے کا بھی باعث ہے، اگرچہ سائنسدان اس بارے میں مکمل طور پر مطمئن نہیں ہیں کہ فقط نیند مکمل نہ ہونا ہی زندگی کے کم ہونے کا باعث ہے یا کچھ اور امراض بھی ہیں۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ جو لوگ چھ گھنٹے نیند لیتے ہیں وہ جلد مر جاتے ہیں اُن لوگوں کی بہ نسبت جو اسی عمر کے وہ لوگ جو سات گھنٹے یا آٹھ گھنٹے نیند لیتے ہیں۔ (۷)..... سن ۲۰۰۸ء کی رپورٹ کے مطابق آٹھ گھنٹے سے زیادہ نیند ہونا فائدہ مند ہے، چنانچہ سابقہ سروے کے مطابق دس افراد جو چھ یا سات ہفتے تک دس گھنٹے آرام کرتے رہے، ان کی تیراکی اُن افراد کے مقابلے میں زیادہ تیز تھی جو سات گھنٹے آرام کرتے تھے۔ (۸)..... سن ۲۰۰۹ء کی تحقیق کے مطابق جن لوگوں کو سات گھنٹے سے کم نیند ہوتی ہے، انہیں سردی زیادہ لگتی ہے۔ (Mellon Carnegie University) کے مطابق آٹھ گھنٹے یا زائد نیند کرنے والوں میں یہ بات کم پائی جاتی ہے۔ (۹)..... چھ گھنٹے یا اس سے کم سونے والوں کی بہ نسبت آٹھ گھنٹے یا اُس سے زائد سونے والوں کی دماغی یادداشت زیادہ ہوا کرتی ہے۔ (۱۰)..... سن ۲۰۱۰ء میں امریکہ میں بیس سے تیس فی صد لوگوں کی نیند کو اُن کے باہمی جنسی تعلقات میں بہتری یا بدتری کی تحقیق سامنے آئی ہے، کہ نیند پوری ہونے کا اثر انسان کے جنسی تعلقات کے معاملات کو بھی بہتر کرتا ہے۔

## سورج کی روشنی کے فوائد کا سائنسی جائزہ:

ج..... (Dr Oz) نے حال ہی میں ایک تحقیق کی ہے کہ جو شخص روزانہ بغیر کسی رکاوٹ کے سورج کی تپش لیتا ہے تو وہ اُس

دن کی (Vitamin D) کی ضرورت کو پورا کر لے گا جو ایک صحت مند انسان کے لئے ہر دن میں لینا ضروری ہوتا ہے۔ (ہر انسان کے لئے دن بھر میں وٹامن اے، بی، سی، ڈی اور ای لیننا ضروری ہے)۔ یہاں سائنسی تحقیق کے پیش نظر پانچ فوائد جو سورج کی روشنی اور اس کی شعاعوں سے حاصل کئے جاتے ہیں درج ذیل ہیں:

- (۱)..... ایک مخصوص مقدار میں وٹامن ڈی کا حاصل کر لینا: (Dr Oz) کی تحقیق صحیح تھی، روزانہ دس سے پندرہ منٹ تک سورج کی شعاعوں میں وقت گزارنا اُس دن کی وٹامن ڈی کی ضرورت کو پورا کر لیتا ہے۔ اور وٹامن ڈی کی جسم انسانی کو اس لئے ضرورت ہوتی ہے کہ انسانی ہڈیاں توانا رہیں، (boost immune) اپنا کام کرتا رہے، (inflammation) یعنی انسانی جسم پھولنے، سوجنے اور لال ہونے سے بچا رہے، (neuro muscular function) اپنا کام کرتا رہے، اور اس کے علاوہ (cancer) کو روکنے میں مددگار بنتا ہے۔ (۲)..... خوش رہنے اور مکمل نیند ہو جانے میں معاون و مددگار: (Enviromental Health Perspectives) نامی ایک جریدے نے انکشاف کیا ہے کہ سورج کے اور مزید فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ سورج کی روشنی انسانی دماغ میں (serotonin) (endorphins) (melatonin) پیدا کرنے میں مدد کرتا ہے۔ کیونکہ (serotonin) (endorphins) دماغی کیمیکل ہوتے ہیں جو کہ کسی انسان کو خوش رہنے میں مدد دیتے ہیں اور (melatonin) نامی (nocturnal) کیمیکل انسان کو آرام کرنے کا موڈ بنانے میں مددگار و معاون ہوتا ہے اور نیند کو بہتر طور پر پورا کرنے کا پیش خیمہ بنتا ہے۔ (۳)..... سفید اور سرخ (cells) کی مقدار بنانے میں معاون ہوتا: سائنس دان کہتے ہیں کہ سورج انسان کے لئے اس لئے بھی فائدہ مند ہے کہ اس کی مدد سے انسان کے جسم میں سفید (cells) پیدا ہوتے ہیں جس کی مدد سے آپ کی (immunity enhance) کرنے میں مدد ملتی ہے اور اس کے علاوہ سرخ (cells) بھی مزید بنتے ہیں جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ کا جسم (oxygen) کی صحیح مقدار کا حامل ہے۔ (۴)..... انسانی کھال کے مضر جراثیم کو ختم کرنے میں مددگار ہوتا: (UV) کی مدد سے انسانی جسم کی کھال (bacteria, virus, molds, yeast and fungi) جیسے امراض کو روکنے میں معاون بنتا ہے جو کہ انسانی جسم کی اوپری کھال پر نمودار ہوتے ہیں۔ (۵)..... سورج کی شعاعیں جسم کی کھال کی مزید بیماریوں سے حفاظت کرتی ہیں: انسانی جسم کی کھال کے مرجھانے اور جھڑپاں پڑنے کے عمل کو بھی روکتا ہے اور کینسر کی بعض بیماریاں بھی اسی کی مدد سے ختم ہوتی ہیں۔ مزید یہ بھی کہ جن بیماریوں کا خاتمہ ہوتا ہے اُن میں چند یہ ہیں: (acne, psoriasis, eczema)۔

### اغراض:

فالمومنون: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ہم﴾ ضمیر مومنین اور کافرین سب کو شامل ہے، اور ﴿یتساء لون﴾ میں موجود واو کافروں پر محمول ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ دونوں ضمیریں کفار کی طرف عائد ہوں اور بعض کافر قرآن کو شعر اور بعض کہانت وغیرہ کہتے ہیں۔ لہذا لایقان بسان الوعید الثانی: یعنی پہلی وعید دوسری کے مقابلے میں مختلف اعتبار سے ہے، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ پہلی نزع کے وقت، دوسری بروز قیامت اور ایک قول کے مطابق پہلی وعید قبر سے اٹھائے جانے کے وقت میں اور دوسری جزاء کے لئے ہے۔

ثم اوما تعالیٰ: کے ذریعے یہ دلیل بھی ہے کہ جو اللہ ان تمام اشیاء پر قادر ہے وہ یقیناً بعث بعد الموت پر بھی قادر ہے۔

ساترا بسواہ: بمعنی ظلمتہ ہے، اور اس میں حذف ادا کے ساتھ تشبیہ یلغ ہے، جیسا کہ لباس تمام ستر کو پردہ دیتا ہے (بالکل اسی طرح رات ہر چیز پر تاریکی کا پردہ ڈال دیتی ہے)۔ الحجاریہ: سے مطلق عورت مراد ہے۔ وقتا للمعاش: یعنی دن کو تم اپنی حاجت کے اعتبار سے صرف کرتے ہو۔ صبا با: یعنی تیزی اور قوت سے ساتھ آنے والا پانی مراد ہے۔ وقتا للشواب والعقاب: میں اس



جانب اشارہ ہے کہ میقات سے مراد زمانہ مقیدہ ہے، اور اس کے ظہور کا وقت وہ ہے جس میں اللہ نے ثواب و عذاب کا وعدہ فرمایا ہے۔ لنزول الملائکہ: اس لئے کہ فرشتے پہلے فتح کے ساتھ ہی موت دیئے جائیں گے اور دونوں کے مابین زندہ کئے جائیں گے اور زمین پر اتارے جائیں گے، اور اطراف زمین اور اگر درگاہ پھیل جائیں گے اور لوگوں کو حشر کی طرف ہانکے گے۔ بسم اولہ: یعنی ”حقب“ اول کے ضمہ اور ثانی کے سکون کے ساتھ، مراد آٹھ سال، ہر سال بارہ ماہ کا اور ہر ماہ تیس دن کا، ہر دن ہزار سال کا (الصاوی، ج ۶، ص ۲۲۰ وغیرہ)

رکوع نمبر: ۲

﴿ان للمتقين مفازا﴾ (۳۱) ﴿مَكَانَ فَوْزٍ فِي الْجَنَّةِ﴾ ﴿حِدَائِقَ﴾ ﴿بَسَاتِينَ﴾ ﴿بَدَلَ مِنْ مَفَازٍ أَوْيَّانَ لَهُ﴾ ﴿وَاعْنَابًا﴾ (۳۲) ﴿عُطْفٌ عَلَى مَفَازٍ﴾ ﴿وَكُوَاعِبٌ﴾ ﴿جَوَازِي تَكْغَبَتْ تُذِيهِنَّ جَمْعُ كَاعِبٍ﴾ ﴿اتْرَابًا﴾ (۳۳) ﴿عَلَى مَنِّ وَاحِدٍ جَمْعُ تَرَبٍّ بِكُسْرِ التَّاءِ وَسُكُونِ الرَّاءِ﴾ ﴿وَكَاَسَا دِهَاقًا﴾ (۳۴) ﴿خَمْرًا مَالِنَةً مَحَالَهَا فِي الْقِتَالِ وَأَنْهَرُ مِنْ خَمْرٍ﴾ ﴿لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا﴾ ﴿أَيُّ الْجَنَّةِ عِنْدَ شَرْبِ الْخَمْرِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْأَحْوَالِ﴾ ﴿لِفَوَاحٍ﴾ ﴿بَاطِلًا مِنَ الْقَوْلِ﴾ ﴿وَلَا كَذِبًا﴾ (۳۵) ﴿بِالتَّخْفِيفِ أَيْ كَذَبًا وَبِالتَّشْدِيدِ أَيْ تَكْذِيبًا مِنْ وَاحِدٍ لَغِيرِهِ بِخِلَافِ مَا يَقَعُ فِي الدُّنْيَا عِنْدَ شَرْبِ الْخَمْرِ﴾ ﴿جَزَاءً مِنْ رَبِّكَ﴾ ﴿أَيُّ جَزَاءِ أَهْمُ اللَّهُ بِذَلِكَ جَزَاءً﴾ ﴿عَطَاءٌ﴾ ﴿بَدَلَ مِنْ جَزَاءٍ﴾ ﴿حَسَابًا﴾ (۳۶) ﴿أَيُّ كَثِيرًا مِنْ قَوْلِهِمْ أَغْطَانِي فَأَحْسَبَنِي أَيْ أَكْثَرَ عَلَى حَتَّى قُلْتُ حَسْبِي﴾ ﴿رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ ﴿بِالْجَرِّ وَالرَّفْعِ﴾ ﴿وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَنُ﴾ ﴿كَذَلِكَ وَبَرَفَعَهُ مَعَ جَرِّ رَبِّ السَّمَوَاتِ﴾ ﴿لَا يَمْلِكُونَ﴾ ﴿أَيُّ الْخَلْقِ﴾ ﴿مِنْهُ﴾ ﴿تَعَالَى﴾ ﴿خَطَابًا﴾ (۳۷) ﴿أَيُّ لَا يَقْدِرُ أَحَدًا أَنْ يُخَاطَبَهُ خَوْفًا مِنْهُ﴾ ﴿يَوْمَ﴾ ﴿ظُرِفَ لِلْإِمْلَاقِ﴾ ﴿يَقُومُ الرُّوحُ﴾ ﴿جَبْرِيلُ أَوْ جُنْدُ اللَّهِ﴾ ﴿وَالْمَلَائِكَةُ صَفًا﴾ ﴿حَالَ أَيْ مُصْطَفَيْنَ﴾ ﴿لَا يَتَكَلَّمُونَ﴾ ﴿أَيُّ الْخَلْقِ﴾ ﴿الْأَمِنْ أَذْنُ لَهُ الرَّحْمَنُ﴾ ﴿فِي الْكَلَامِ﴾ ﴿وَقَالَ﴾ ﴿قَوْلًا﴾ ﴿صَوَابًا﴾ (۳۸) ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةِ كَانَ يَشْفَعُوا لِمَنْ ارْتَضَى﴾ ﴿ذَلِكَ الْيَوْمَ الْحَقُّ﴾ ﴿الثَّابِتُ وَقُوْعُهُ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَمَةِ﴾ ﴿فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَى رَبِّهِ مَا بَابًا﴾ (۳۹) ﴿مَرْجَعًا أَيْ رَجَعَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِطَاعَتِهِ لِيَسْلَمَ مِنَ الْعَذَابِ فِيهِ﴾ ﴿أَنَا أَنْذَرُكُمْ﴾ ﴿أَيُّ كُفَّارٍ مَكَّةَ﴾ ﴿عَذَابًا قَرِيبًا﴾ ﴿أَيُّ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ الْأَيْ وَكُلُّ ابْتِغَاءٍ قَرِيبٍ﴾ ﴿يَوْمَ﴾ ﴿ظُرِفَ لِعَذَابٍ بِصِفَتِهِ﴾ ﴿يَنْظُرُ الْمَرْءُ﴾ ﴿كُلَّ أَمْرٍ﴾ ﴿مَا قَدِمَتْ يَدُهُ﴾ ﴿مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ﴾ ﴿وَيَقُولُ الْكَافِرُ﴾ ﴿أَيُّ حَرْفٍ تَنْبِيْهِ﴾ ﴿لِيَتَى كُنْتُ تَرَبًا﴾ (۴۰) ﴿يَعْنِي فَلَا أَعَذِبُ يَقُولُ ذَلِكَ عِنْدَمَا يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى لِلْبَهَائِمِ بَعْدَ الْإِقْتِصَاصِ مِنْ بَعْضِهَا الْبَعْضُ كَوْنِي تَرَبًا﴾

﴿ترجمہ﴾

پیشک ڈروالوں کو کامیابی کی جگہ ہے (جنت میں، مفاز بمعنی مکان فوز ہے) بارغ ہیں (حدائق بمعنی بساتین ہے، یہ ”مفازا“ سے بدل ہے یا اس کا بیان ہے) اور انور (”اعنابا“ کا ”عطف“ ”مفازا“ پر ہو رہا ہے) اور اٹھتے جو بن والیاں (”کو اعاب“ کا عاب کی جمع ہے یعنی وہ لڑکیاں جن کے سینے اٹھے ہوئے ہوں) ایک عمر کی (”اترابا“ کا معنی باہم ایک عمر کا ہونا.....) یہ ”ترب“ کی جمع ہے جسے تاء مکسورہ اور راء ساکنہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے (اور چھلکتا جام (برتن میں لبالب بھری شراب اور سورت

القتال“ میں ہے ”وانهار من حمور“ اور شراب کی نہریں وہ نہ سین گے اس میں (یعنی جنت میں شراب پیتے وقت اور دیگر احوال کے وقت) کوئی بیہودہ بات (لغو کے معنی باطل بات) اور نہ جھٹلانا (”کذبا“ کو ذال مخففہ کے ساتھ پڑھیں گے تو معنی ہوگا وہ جھوٹ نہیں سین گے اور مشددہ کے ساتھ پڑھیں گے تو معنی ہوگا وہاں ایک دوسرے کو شراب جنت پی کر نہیں جھٹلائے گا بخلاف اس حالت کے جو دنیا میں شراب پیتے وقت ظہور میں آتی ہے.....) صلہ تمہارے رب کی طرف سے (یعنی انہیں اللہ ﷻ نے یہ صلہ عطا فرمایا ہے) نہایت کافی عطا (”عطاء“ ”جزاء“ سے بدل ہے، حساباً بمعنی کثیرا ہے، جیسے اہل عرب کہتے ہیں ”اعطانی حسنی“ اور اس کا معنی کرتے ہیں کہ اس نے مجھے اتنا دیا کہ میں کہہ اٹھا کہ مجھے کافی ہے) رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا (”رب السموت والارض“ میں لفظ ”رب“ کو مرفوع اور مجرور دونوں طرح پڑھا گیا ہے) اور جو کچھ ان کے درمیان ہے رحمن (”رحمن“ کو بھی اسی طرح مرفوع اور مجرور دونوں طرح پڑھا گیا ہے) وہ (یعنی مخلوق) اختیار نہ رکھیں گے اس سے (یعنی اللہ ﷻ سے) بات کرنے کا (یعنی خوف الہی کے سبب کسی کو اس سے بات کرنے کی مجال نہ ہوگی) جس دن (”یوم“ ”لا یملکون“ کے لیے طرف ہے) روح (جبرائیل امین علیہ السلام) کا گروہ (اور فرشتے کھڑے ہوں گے صف باندھ کر.....) صفا بمعنی مصطفین حال بن رہا ہے (اور (یعنی مخلوق) نہ بول سکے گی مگر جسے رحمن نے (کلام کرنے کا) اذن دیا اور اس نے بات کہی ٹھیک (بات یعنی مسلمان اور فرشتے کہ یہ ان لوگوں کی شفاعت کریں گے جن کے لیے اللہ ﷻ راضی ہوگا) وہ دن حق ہے (اس کا وقوع یقینی ہے اور وہ قیامت کا دن ہے) اب جو چاہے اپنے رب ﷻ کی طرف راہ بنا لے (مابا بمعنی مرجع ہے، یعنی اللہ ﷻ کی فرمانبرداری کر کے اس کی طرف رجوع کر لے تاکہ عذاب قیامت سے بچ سکے) بیشک ہم تمہیں (اے کفار مکہ) ایک عذاب سے ڈراتے ہیں کہ نزدیک آ گیا (روز قیامت کے عذاب سے جو آنے والا ہے اور ہر شے جو آنے والی ہے وہ قریب ہی ہے) جس دن (”یوم“ یہ اپنی صفت سے ملکر ”عذابا“ کا ظرف ہے) آدمی (یعنی ہر آدمی) دیکھے گا جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا (بھلائی ہو یا برائی) اور کافر کہے گا (”یلتینی“ میں یاہ تنبیہ کے لیے ہے) ہائے میں کسی طرح خاک ہو جاتا (کہ مجھے عذاب نہ دیا جاتا جب اللہ ﷻ چوپایوں کا ایک دوسرے سے قصاص دلانے کے بعد ان سے فرمائے گا کہ خاک ہو جاؤ اس وقت کافر یہ بات کہے گا)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿ان للمتقين مفازا حدیثا واعنابا وکواعب اتربا وکاسا دھاقا﴾  
 ان: حرف مشبہ، للمتقين: ظرف مستقر خبر مقدم، مفازا: فعل نفی بافاعل ومفعول اول، حدائق: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اعنابا وکواعب اتربا وکاسا دھاقا: معطوفات، ملکر بدل، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔  
 ﴿لا یسمعون فیہا لغوا ولا کذبا جزاء من ربک عطاء حسابا رب السموت والارض وما بینہما الرحمن﴾  
 لا یسمعون: فعل نفی بافاعل، فیہا: ظرف لغو، لغوا: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا تافیہ، کذبا: معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل، ”المتقین“ کا حال ہے، جزاء: موصوف، من: جار، ربک: مبدل منہ، رب السموت والارض وما بینہما: موصوف، الرحمن: صفت، ملکر بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر مبدل منہ، عطاء: حسابا: مرکب توصیفی بدل، ملکر فعل محذوف ”جزہم اللہ بذلک“ کیلئے مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ۔  
 ﴿لا یملکون منہ خطابا یوم یقوم الروح والملئکہ صفا﴾  
 لا یملکون: فعل نفی بافاعل، منہ: ظرف لغو، خطابا: مفعول، یوم: مضاف، یقوم: فعل، الروح: معطوف

علیہ، و الملئکۃ معطوف، ملکر ذوالحال، صفا: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿لا یتکلمون الا من اذن له الرحمن وقال صوابا﴾

لا یتکلمون: فعل نفی واذ ضمیر مبدل منہ، الا: اداة حصر، من: موصولہ، اذن له الرحمن: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، قال صوابا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر بدل، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ذلک الیوم الحق فمن شاء اتخذ الی ربہ ما بآ﴾

ذلک: مبدل منہ، الیوم: بدل، ملکر مبتداء، الحق: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، من: شرطیہ مبتداء، شاء: جملہ فعلیہ شرط، اتخذ الی ربہ ما بآ: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انا انذرکم عذابا قریبا یوم ینظر المرء ما قدمت یدہ ویقول الکفر یتلینی کنت ترابا﴾

انا: حرف مشبہ واسم، انذرکم: فعل بافاعل ومفعول، عذابا: مصدر بافاعل، یوم: مضاف، ینظر المرء: فعل وفاعل، ما قدمت یدہ: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقول الکفر: قول، یا حرف نداء، لیتنی: حرف مشبہ واسم، کنت ترابا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ تولیہ ہو کر معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر مشبہ جملہ ہو کر موصوف، قریبا: صفت، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

#### اثمتے جو بن والی کم عمر عورتیں:

۱۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿و کو اعب اترا با اور اٹھتے جو بن والیاں ایک عمر کی (النبا: ۳۲)﴾۔ یعنی وہ عورتیں جن کے سینے ابھرے ہوئے ہونگے اور اس سے اُن کے سن بلوغ کا بیان بھی معلوم ہو چکا۔ ایک قول یہ بھی ملتا ہے کہ اُن عورتوں کی عمریں سولہ سال کی ہونگی جب کہ مرد حضرات کی عمریں تینتیس سال کی ہونگی۔  
(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۳۰۵)

#### جنتی شراب، جھوٹ و لغویات کے محامل:

۲۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿و کاسا دھاقا لا یسمعون فیہا لغوا ولا کذابا اور چھلکتا جام جس میں نہ کوئی بیہوہ بات سنیں نہ جھٹلانا (النبا: ۳۴ تا ۳۵)﴾۔ اس معاشرے میں شراب پینے والوں کا حال ہم سب جانتے ہی ہیں، جسم کمزور اور بیکار ہو جاتا ہے، دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور زبان سے لغویات جاری ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ لیکن یہ تو اس دنیا کی شراب کا حال ہے کہ اتنی خباثتوں کے ساتھ اللہ ﷻ کے گناہگار ہوتے ہیں اور حرام فعل کے ارتکاب کر بیٹھتے ہیں لیکن جنت کی شراب نہ صرف اہل جنت کے لئے جائز بلکہ اللہ ﷻ کی جانب سے انعام اور اس کی خصوصیات ایسی کہ نہ خمار نہ لغویات کا صدور، بلکہ اُسے پینے کے بعد عقل انسانی میں کسی قسم کا خلل نہیں آتا۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت میں لوگ ایک دوسرے کو جھٹلا نہیں سکیں گے اور نہ ہی جنت میں جھوٹ پایا جائے گا۔

#### روح اور فرشتوں میں کون مقرب ہے؟

۳۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یوم یقوم الروح والملئکۃ صفا..... الخ جس دن جبریل کھڑا ہوگا اور سب فرشتے صفیں بنائے (النبا: ۲۹)﴾۔ ابوش حضرت علی بن ابوطالب ؓ سے نقل کرتے ہیں کہ روح ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار مونہ ہیں، ہر مونہ کی ستر ہزار زبانیں ہیں، ہر زبان کی ستر ہزار نعمتیں ہیں۔ وہ ان تمام لغات سے اللہ ﷻ کی تسبیح کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس کا

قول جسے ابوشیخ نے عطا سے نقل کیا ہے یوں ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے جس کے دس ہزار پند ہیں جب کہ ابن عباس کا دوسرا قول جسے ابو طلحہ نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ روح فرشتوں سے بڑی مخلوق ہے۔ امام بغوی نے عطا کے واسطے سے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن روح نامی فرشتہ اکیلا ایک صف میں کھڑا ہوگا جب کہ دیگر فرشتے دوسری صف میں ہونگے اور وہ اپنی مثل فرشتوں میں بڑی مخلوق ہے۔ ابوشیخ نے مقاتل سے نقل کیا ہے کہ روح فرشتوں سے بھی زیادہ معزز اور مقرب مخلوق ہے اور ایک قول کے مطابق روح سے مراد جبرائیل امین علیہ السلام ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ قیامت کے دن حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے حضور کھڑے ہونگے اور خوف خدا سے لرز رہے ہونگے۔ اور عرض گزار ہونگے: ”سبحانک لا الہ الا انت ما عبدناک حق عبادتک یعنی تو پاک ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور ہم نے تیری بندگی کا حق ادا نہ کیا“۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان مذکورہ کا یہی معنی ہے۔ حسن بصری کے مطابق روح سے مراد بنو آدم ہیں۔

(المظہری، ج ۷، ص ۳۳۳)

### اغراض:

عطف علی مغازا: مناسب یہ ہے کہ ﴿اعنابا﴾ کا عطف ﴿حدائق﴾ پر مانا جائے، خاص کا عطف عام پر کرنے کی وجہ سے تاکہ ”الاعناب“ کے شرف میں مزید اضافہ ہو سکے۔ علی من واحد: اور شکل و عمر میں ان (جواں سال کم عمر لڑکیوں) کے مابین کوئی فرق نہ ہوگا، تاکہ مخالفت کی صورت میں کوئی حُجُون ہو، کیونکہ جنت میں غم نہیں ہے۔ وغیرہا: میں ضمیر ”شرب“ کی جانب عائد ہے، اور مونث کی ضمیر لانے کی وجہ یہ بھی ہے کہ ”خمر“ کا اطلاق مذکر و مونث دونوں طریقوں پر ہوتا ہے اور بعض نسخوں میں ”وغیرہ“ ہے اور یہی ظاہر ہے۔ اھی الخلق: یعنی آسمانی و زمینی مخلوق، اس دن اللہ اپنے جلال میں ہوگا اور کوئی مخلوق اس کی بارگاہ میں کلام کرنے کی قدرت نہ رکھتی ہوگی، نہ تو آزمائش کے ختم ہونے کے لئے اور نہ ہی عذاب کے دور ہونے کے لئے۔ جند اللہ: اللہ کے لشکر میں سے کوئی لشکر، مراد بلا تکرار نہیں ہے بلکہ اُن کے سر، ہاتھ اور پاؤں ہونگے، کھانا کھاتے ہونگے جیسے آدمی کھانا کھاتے ہیں لیکن وہ لوگوں میں سے نہ ہونگے، اس بارے میں اور بھی اقوال ہیں۔ یقول ذلک عند ما یقول اللہ للبیہائم: یہ تینوں احتمالات میں سے ایک احتمال ہے، دوسرا احتمال یہ ہے کہ دنیا میں مٹی ہونے کی تمنا کرے گا کہ کاش انسان مکلف نہ ہوتا بلکہ مٹی ہوتا، تیسرا یہ قول ہے کہ اگر مٹی ہوتا تو قیامت میں نہ تو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جاتا اور نہ ہی حساب کتاب کا معاملہ ہوتا۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۲۳ وغیرہ)

**صلوا علی الحبيب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**



## سورة النازعات مکیہ وہی ست واربعون آية

(سورة نازعات مکیہ ہے جس میں ۴۶ آیات ہیں)

### تعارف سورة النازعات

اس سورت میں دو رکوع، چھیالیس آیتیں، ایک سو ستانوے کلمے، سات سو تین حروف ہیں۔ کفار کسی بھی قیمت پر وقوع قیامت کو ماننے کے لئے تیار نہ تھے ان کی اسی الجھن کو دور کرنے کے لئے اس سورت میں ان کو اس طرف متوجہ کیا گیا۔ اہم فرائض کی انجام دہی کے لئے جو فرشتے اللہ ﷻ نے مقرر فرمائے ہیں ان کی قسم اٹھا کر فرمادیا کہ قیامت ضرور برپا ہوگی دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہیں جو قیامت قائم ہونے سے روک سکے۔ دنیا بھر کے کفار و مشرکین اگرچہ انکار بھی کرتے رہیں تب بھی قیامت ہو کر رہے گی، خداوند کریم کے لئے اتنا کلام ہی کافی تھا۔ وقوع قیامت کی جملہ دلیلوں کے لئے اگر اسی پر بات ختم کر دی جاتی تو مزید وضاحت کی ضرورت نہ رہتی لیکن اس کے بعد اس اعتراض کو بھی پیش کیا جو کافر کرتے تھے کہ جب ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی اور ہواؤں سے بکھر جائیں گی تو ان کا کیا کرنا ممکن ہے۔ اس کا جواب یہ دیا کہ جس کو تم ناممکن تصور کرتے ہو اس کے لئے تو ہمارے صرف ایک ہچکولے کی ضرورت ہے اور سب قبروں سے نکل کر میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے لیکن تم ایسا نہیں کر سکتے۔ تم ان بکھرے ہوئے ذروں کا مقام نہیں جانتے لیکن کیا خالق کائنات بھی ایسا نہیں کر سکتا؟ جو پہلی بار میں انہاں کو بنا سکتا ہے اس کے لئے دوسری بار دوبارہ زندہ کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ اور پھر انہیں یہ بھی بتادیا کہ تم سے پہلے جو قومیں گزریں انہوں نے اللہ ﷻ اور اس کے رسولوں کو جھٹلایا اور وہ اپنی قوت و سلطنت پر بڑا ناز کیا کرتے تھے لیکن جب غضب خداوندی کی بجلی کڑی تو ان کا نام نشان مٹا دیا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تم اس عبرت ناک انجام سے بچے رہو تو فرعونؑی روش کو ترک کر دو اور میرے حبیب ﷺ کی بات مانو کہ دونوں جہانوں میں کامیابی و کامرانی تمہارے قدم چومے گی۔

رکوع نمبر: ۳

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿وَالنَّازِعَاتُ﴾ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِعُ أَرْوَاحَ الْكَفَّارِ ﴿غُرَقَا﴾ ﴿۱﴾ ﴿نَزْعَابِشِدَّةٍ﴾ وَالنَّشِطَةُ نَشْطًا ﴿۲﴾ ﴿الْمَلَائِكَةُ﴾ تَنْشِطُ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ أَيْ تَسْلُهَا بِرُفْقٍ ﴿وَالسَّبْحَتُ سَبْحًا﴾ ﴿۳﴾ ﴿الْمَلَائِكَةُ﴾ تَسْبِحُ مِنَ السَّمَاءِ بِأَمْرِ تَعَالَى أَيْ تَنْزِلُ ﴿فَالسَّبْقُ سَبْقًا﴾ ﴿۴﴾ أَيْ الْمَلَائِكَةُ تَسْبِقُ بِأَرْوَاحِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى الْجَنَّةِ ﴿فَالْمَدْبُورَةُ﴾ امْرَأَةٌ ﴿الْمَلَائِكَةُ﴾ تُدَبِّرُ أَمْرَ الدُّنْيَا أَيْ تَنْزِلُ بِتَدْبِيرِهِ وَجَوَابُ هَذِهِ الْأَقْسَامِ مَحْذُوقٌ أَيْ لَتَبْعُنَّ يَا كُفَّارَ مَكَّةَ وَهُوَ عَامِلٌ فِي ﴿يَوْمَ تَرْجَفُ الرَّاجِفَةُ﴾ ﴿۵﴾ ﴿النَّفْخَةُ الْأُولَى﴾ بِهَا يَرْجَفُ كُلُّ شَيْءٍ أَيْ يَنْزِلُ فَوْصَفَتْ بِمَا يَحْدُثُ مِنْهَا ﴿تَبْعُهَا الرَّادِفَةُ﴾ ﴿۶﴾ ﴿النَّفْخَةُ الثَّانِيَّةُ﴾ وَبَيْنَهُمَا أَرْبَعُونَ سَنَةً وَالْجُمْلَةُ حَالٌ مِنَ الرَّاجِفَةِ فَالْيَوْمَ وَاسِعٌ لِلْنَّفْخَتَيْنِ وَغَيْرِهِمَا فَصَحَّ ظَرْفُتُهُ لِلْبُعْثِ الْوَاقِعِ عَقِيبَ الثَّانِيَةِ ﴿قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ﴾ ﴿۷﴾ ﴿خَائِفَةٌ﴾ قَلِقَةٌ ﴿أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ﴾ ﴿۸﴾ ﴿ذَلِيلَةٌ﴾ لِهَوْلِ مَا تَرَى ﴿يَقُولُونَ﴾ أَيْ أَرْبَابُ الْقُلُوبِ وَالْأَبْصَارِ اسْتَهْزَاءً أَوْ انْكَارًا لِلْبُعْثِ ﴿إِنَّا﴾ بِتَحْقِيقِ الْهَمَزَتَيْنِ وَتَسْهِيلِ الثَّانِيَةِ وَإِذْخَالِ أَلِفٍ بَيْنَهُمَا عَلَى الْوَجْهَيْنِ فِي الْمَوْضِعَيْنِ ﴿لَمَرْدُودُونَ فِي الْحَافِرَةِ﴾ ﴿۹﴾ أَيْ أُنْرَدُ بَعْدَ الْمَوْتِ إِلَى الْحَيَاةِ وَالْحَافِرَةُ اسْمُ لِأَوَّلِ الْأَمْرِ وَمِنْهُ رَجَعَ فَلَانٌ فِي حَافِرَتِهِ إِذَا رَجَعَ مِنْ حَيْثُ جَاءَ ﴿إِذَا كُنَّا عِظَامًا نَخِرَةً﴾ ﴿۱۰﴾ وَفِي قِرَاءَةٍ نَاجِرَةً

بَالِيَّةٌ مُتَفَتِّتَةٌ نَعْسَى ﴿۱۲﴾ قَالُوا تِلْكَ أَيُّ رَجَعْتَنَا إِلَى الْحَيَاةِ ﴿۱۳﴾ إِنْ ضِغْثٌ ﴿۱۴﴾ كَرَّةٌ ﴿۱۵﴾ رَجْعَةٌ ﴿۱۶﴾ خَاسِرَةٌ ﴿۱۷﴾ ذَاكَ خُسْرَانٌ قَالَتْ تَعَالَى ﴿۱۸﴾ فَاسْمَا هَبِي ﴿۱۹﴾ أَيُّ الرَّادِفَةِ الَّتِي يَغْقِبُهَا النَّبْغُ ﴿۲۰﴾ زَجْرَةٌ ﴿۲۱﴾ نَفْعَةٌ ﴿۲۲﴾ وَاحِدَةٌ ﴿۲۳﴾ فَاذْنُفَحْتُ ﴿۲۴﴾ فَاذَاهُمْ ﴿۲۵﴾ أَيُّ كُلِّ الْخَلَائِقِ ﴿۲۶﴾ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۲۷﴾ يُوْجِهْ الْأَرْضِ أَحْيَاءَ بَعْدَ مَا كَانُوا بِطَنِهَا أَمْوَاتًا ﴿۲۸﴾ هَلْ أَتَكَ ﴿۲۹﴾ بِمَا مُحَمَّدٌ ﴿۳۰﴾ حَدِيثُ مُوسَى ﴿۳۱﴾ عَامِلٌ فِي ﴿۳۲﴾ إِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۳۳﴾ اسْمُ الْوَدِيِّ بِالتَّنْوِينِ وَتَرْكِه فَقَالَ ﴿۳۴﴾ أَذْهَبَ إِلَى فِرْعَوْنَ أَنَّهُ طَغَى ﴿۳۵﴾ تَجَاوَزَ الْحَدَّ فِي الْكُفْرِ ﴿۳۶﴾ فَقُلْ هَلْ لَكَ ﴿۳۷﴾ أَذْغُوكَ ﴿۳۸﴾ إِلَى أَنْ تَزْكَى ﴿۳۹﴾ وَفِي قِرَاءَةِ بَعَثْنَاهُ لِرَأْيٍ بِإِذْغَامِ النَّاءِ الثَّانِيَةِ فِي الْأَصْلِ فِيهَا تَطْهَرُ مِنَ الشَّرِكِ بِأَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ﴿۴۰﴾ وَاهْدِيكَ إِلَى رَبِّكَ ﴿۴۱﴾ أَذْكَ عَلَى مَعْرِفَتِهِ بِالْبُرْهَانِ ﴿۴۲﴾ فَتَخْشَى ﴿۴۳﴾ فَخَافَهُ ﴿۴۴﴾ فَارَاهُ الْآيَةَ الْكُبْرَى ﴿۴۵﴾ مِنْ آيَاتِهِ التَّسْعِ وَهِيَ الْيَدَاوِلُوعُصَا ﴿۴۶﴾ فَكُذِبَ ﴿۴۷﴾ فِرْعَوْنُ مُوسَى ﴿۴۸﴾ وَعَصَى ﴿۴۹﴾ اللَّهُ تَعَالَى ﴿۵۰﴾ ثُمَّ ادْبَرَ ﴿۵۱﴾ عَنِ الْإِيمَانِ ﴿۵۲﴾ يَسْعَى ﴿۵۳﴾ فِي الْأَرْضِ بِالْفَسَادِ ﴿۵۴﴾ فَحُشِرَ ﴿۵۵﴾ جَمْعُ السَّحَرَةِ وَجُنْدُهُ ﴿۵۶﴾ فَنَادَى ﴿۵۷﴾ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمْ الْأَعْلَى ﴿۵۸﴾ لَا رَبَّ فَوْقِي ﴿۵۹﴾ فَخَاذَهُ اللَّهُ ﴿۶۰﴾ أَهْلَكَهُ بِالْفَرْقِ ﴿۶۱﴾ نَكَالٌ ﴿۶۲﴾ عَقُوبَةٌ ﴿۶۳﴾ الْآخِرَةُ ﴿۶۴﴾ أَيُّ هَذِهِ الْكَلِمَةُ ﴿۶۵﴾ وَالْأُولَى ﴿۶۶﴾ أَيُّ قَوْلِهِ قَبْلَهَا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرِي وَكَانَ بَيْنَهُمَا أَرْبَعُونَ سَنَةً ﴿۶۷﴾ إِنْ فِي ذَلِكَ ﴿۶۸﴾ أَلَمٌ كَثِيرٌ ﴿۶۹﴾ لَعِبْرَةٌ لِمَنْ يَخْشَى ﴿۷۰﴾ اللَّهُ تَعَالَى.

### ترجمہ

کھینچنے والوں کی قسم (یعنی ان فرشتوں کی قسم جو کفار کی ارواح کھینچتے ہیں) سختی سے (غرقا کے معنی سختی سے کھینچنا ہے) اور نرمی سے کھینچنے والوں کی قسم (یعنی ان فرشتوں کی قسم جو آسانی سے مسلمانوں کی روح کھینچتے ہیں) اور آسانی سے پیریں (یعنی ان فرشتوں کی قسم جو آسمان سے اللہ کا حکم لے کر نازل ہوں.....، تسبیح بمعنی تنزیل ہے) پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں (یعنی ان فرشتوں کی قسم جو مسلمانوں کی ارواح کو لے کر جلد جنت کی طرف پہنچیں) پھر کام کی تدبیر کریں (یعنی ان فرشتوں کی قسم جو دنیا کے کام کی تدبیر کریں..... یعنی ان کاموں کی تدبیر لے کر نازل ہوں ان تمام قسموں کا جواب محذوف "لتبعنن یا کفار مکہ" ہے یعنی اے کفار رکھ نہیں ضرور اٹھایا جائے گا اور "یوم تسر جف الراجفة" میں یہی فعل عامل ہے) جس دن تھر تھرائے گی تھر تھرانے والی (یعنی تھر تھرائے گی) ہوگا جس کے ساتھ ہر شے تھر تھرانے لگے گی، یہ جف بمعنی یترز لزل ہے، اس سے پیدا ہونے والے امور کا وصف بیان کیا جا رہا ہے) اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی (یعنی تھر تھرائے گی) دونوں کے مابین چالیس سال کا فاصلہ ہوگا، یہ جملہ "الراجفة" سے حال بن رہا ہے "الیوم" دونوں فحشوں کی اور دیگر امور کی وسعت رکھتا ہے تو دوسرے تھر تھرائے کے بعد جو مردوں کو زندہ کیا جائے گا یہ اس کے لیے طرف ہے) کتنے دل اس دن دھڑکتے ہوں (خوفزدہ ہوں گے دھڑکتے ہوں گے) آنکھ اوپر نہ اٹھاسکیں گے (اس دن کے ہول اور دہشت ہے، خاشعہ بمعنی ذلیلہ ہے) وہ کہیں گے (یعنی دل اور آنکھیں رکھنے والے استہزاء کرتے اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتے ہوئے.....، کیا ہم) "اَإِنَّا دُومُزِدُونَ" کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کی تسہیل کے ساتھ اور دونوں کے درمیان الف داخل کرنے کے ساتھ دونوں مقامات میں یہی دو صورتیں ہوں گی) پلٹیں گے اٹھ پائوں (معنی یہ ہے کیا ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ زندگانی کی طرف لوٹایا جائے گا، الحافرة کا معنی پیچھے کی طرف لوٹانا ہے، اسی سے ہے "رجع فلان فی حافرتہ" یہ جملہ اس

وقت کہا جاتا ہے جب کہ بندہ جہاں سے آیا ہو وہیں جائے کیا جب ہم گلی ہڈیاں ہو جائیں گے (یعنی جب ہم بوسیدہ ریزہ ریزہ ہڈیاں ہو جائیں گے ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا، ایک قرأت میں نَحْرَةُ کی جگہ ”نَاخِرَةُ“ ہے) بولے یہ تو (یعنی ہمارا دوسری زندگی کی طرف پھرنا) جب (اگر بالفرض یہ درست ہو تو) نقصان والا پلٹنا ہے (کَرَةُ بمعنی رجعة، خاسرة بمعنی ذات خسران ہے، اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے) تو وہ (یعنی پیچھے آنے والی جس کے بعد بعث بعد الموت ہوگا) ایک فتح ہی ہے (زَجْرَةُ بمعنی نَفْحَةُ ہے، جب وہ پھونکا جائے گا) جیسی وہ (یعنی تمام ہی مخلوق) سطح زمین پر آڑیں گے (زندہ ہو کر بعد اس کے کہ وہ بحالت مردہ زمین کے پیٹ میں تھے، مَسَاهُوتُ کے معنی سطح زمین ہے، اے حبیب ﷺ) کیا تمہیں موسیٰ کی خبر آئی؟ (”حدیث موسیٰ“ یہ مابعد میں عامل ہے) جب اسے اس کے رب نے پاک جنگل وادی طوی میں ندا فرمائی (”طوی“ ایک وادی کا نام ہے اسے منون وغیرہ منون پڑھا گیا ہے) کہ فرعون کے پاس جا اس نے سرکشی کی (کفر میں حد سے تجاوز کیا) اس سے کہہ کیا تجھے رغبت ہے (کہ میں تجھے بلاؤں) سحرا ہونے کی طرف (شرک سے پاک ہونے کی طرف، یوں کہ تُو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ لے، ”نَزَحِي“ ایک قرأت میں زاء مشددہ کے ساتھ دوسری والی تاء کا زاء میں ادغام کیا گیا ہے) اور تجھے تیرے رب کی طرف راہ بتاؤں (یعنی دلیل کے ساتھ معرفت الہی کی طرف تیری رہنمائی کروں، ..... ۳۸) کہ تو ڈرے (تَخْشَى بمعنی تخاف ہے، ”ہ“ ضمیر مفعول محذوف ہے) پھر اس نے اسے بہت بڑی نشانی دکھائی (نونشانیوں میں سے ید بیضاء اور عصا) پس اس نے جھٹلایا (یعنی فرعون نے حضرت موسیٰ ﷺ کو) اور نافرمانی کی (اللہ ﷻ کی) پھر پیٹھ دی (ایمان لانے سے) کوشش کرنے لگا (زمین میں فساد کی) تو جمع کیا (جادوگروں اور اپنے لشکر کو، حشر بمعنی جمع ہے) پھر پکارا پھر بولا میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں (مجھ سے اوپر کوئی رب نہیں) تو اللہ نے اسے پکڑا (اسے غرق کر کے ہلاک کر دیا) آخری کی سزا (یعنی اس آخری بات کی سزا) اور پہلی والی (بات کی یعنی فرعون کے اس کے ماقبل قول ﴿مَاعِلَمْتُ لَكُم مِّنَ الْغِيثِ﴾ (القصص: ۳۸) کے فرعون کی ان دونوں باتوں کے درمیان چالیس سال کا عرصہ تھا) بیشک اس میں (جو مذکور ہوا) سیکھنے کو ملتا ہے اسے جو (اللہ ﷻ سے) ڈرے۔

(ترکیب)

﴿وَالنَّزَعَتْ غُرْقًا﴾ والنشطت نشاطاً والسبحت سبحاً فالسبقت سبقاً فالمدبرت امرأ يوم ترجف الراجفة ﴿و: تسمية جار، النزعت غرقاً: شبه جملة معطوف عليه، و: عاطفه، النشطت نشاطاً: شبه جملة معطوف اول، و: عاطفه، السبحت سبحاً: معطوف ثانى، فالسبت سبقاً: معطوف ثالث، ف: عاطفه، المدبرت امرأ: شبه جملة معطوف رابع، ملكر مجرور، ملكر فعل محذوف "اقسم" كيلة ظرف مستقر، ملكر جملة فعلية تسمية، يوم مضاف، فترجف الراجفة: جملة فعلية مضاف اليه، ملكر فعل محذوف "لتبعثن" كيلة ظرف، ملكر جملة فعلية هو كر جواب قسم، ملكر جملة تسمية.

﴿تَتَّبِعْهَا الرَّادِفَةُ قُلُوبٌ يَوْمئِذٍ وَاجِفَةٌ أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ﴾

تتبعها الرادفة: فعل ومفعول وفاعل، مكرر جملة فعلية ہو کر ماقبل "الرجفة" سے حال واقع ہے، قلوب بموصوف، یومئذ طرف لغو، واجفة: اسم فاعل بافاعل، مکرر شبہ جملة ہو کر صفت، مکرر مبتداء، ابصارها خاشعة: جملة اسمیہ خبر، مکرر جملة اسمیہ۔

﴿يقولون ءانا لمرءودون في الجحفة ء اذا كنا عظاما نخرة﴾

يقولون: قول، همزة: حرف استفهام، انا: حرف مشبه واسم، لام: تأكيدية، مردودون: اسم مفعول بآتاب الفاعل، في الحافرة: ظرف لغو، همزة: حرف استفهام تأكيد، اذا: مضاف، كسنا عظاما نخرة: جملة فعلية مضاف اليه، ولكن ظرف، ولكن شدة جملة

ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ تولیہ۔

﴿قالوا تلك اذا كرة خاسرة فانما هي زجرة واحدة فاذا هم بالساهرة﴾

قالوا: قول، تلك: مبتداء، اذا: حرف جواب وجزاء، كرة خاسرة: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ تولیہ، ف: عاطفہ، انما حرف مشبہ واسم، ہی: مبتداء، زجرة واحدة: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: نصیجیہ، اذا: فجائیہ، هم: مبتداء، بالساهرة: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف ”اذا نفخت“ کی جزاء، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿هل اتك حديث موسى اذ ناداه ربه بالواد المقدس طوى﴾

هل: حرف استفهام بمعنى، اتك: فعل ومفعول، حديث موسى: مبدل منه، اذ مضاف، ناداه ربه: فعل وفاعل، ب: جار، الواد المقدس: مبدل منه، طوى: بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف متعلق محذوف بدل، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿اذهب الى فرعون انه طغى فقل هل لك الى ان تزكى﴾

اذهب: فعل امر بافاعل، الى فرعون: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف ”فقل“ کیلئے مقولہ، ملکر جملہ تولیہ، انه حرف مشبہ واسم، طغى: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ تعلیلیہ، ف: عاطفہ، قل قول، هل: حرف استفهام، لك: ظرف مستقر خبر، ان تزكى: ظرف مستقر ”مرغبة“ مصدر محذوف کیلئے، ملکر مشبہ جملہ ہو کر مبتداء مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ تولیہ۔

﴿واهديك الى ربك فتخشى فاره الاية الكبرى﴾

و: عاطفہ، اهديك: فعل بافاعل ومفعول، الى ربك: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، تخشى: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر ما قبل ”تزكى“ پر معطوف ہے، ف: عاطفہ، اراه الاية الكبرى: فعل بافاعل ومفعول ثانئ، ملکر جملہ فعلیہ ”فذهب“ فعل محذوف پر معطوف ہے۔

﴿فكذب وعصى ثم ادبر يسعى فحشر فنادى فقال انا ربكم الاعلى﴾

ف: عاطفہ، كذب: جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، عصى: جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، ادبر: فعل ”هو“ ضمیر زوال حال، يسعى: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، حشر: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، نادى: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قال: انا: مبتداء، ربكم الاعلى: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ تولیہ۔

﴿فاخذه الله نكال الاخرة والاولى ان فى ذلك لعلوة لمن يخشى﴾

ف: عاطفہ، اخذه الله: فعل ومفعول وفاعل، نكال: مضاف، الاخرة: معطوف علیہ، والاولى: معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر مفعول له، ملکر جملہ فعلیہ، ان حرف مشبہ واسم، فى ذلك: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، عبوة موصوف، لمن يخشى: ظرف مستقر صفت، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح توضیح واغراض﴾

### آسانی و تنگی سے روحیں قبض کرنا:

۱۔..... اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿والنزع غرقا والنشيط نشطا﴾ قسم ان کی کہ سختی سے جان کھینچیں اور نرمی سے بند کھولیں (النزعات: ۱۸)۔ یہاں اللہ جل جلالہ نے مومن و کافر کی روح قبض ہونے کا حال لکھا ہے کہ کس طرح مومن کی روح قبض ہوتی



ہے اور کیا حال ہوتا ہے جب کافر کی روح قبض کی جاتی ہے۔

☆..... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”دو فرشتے آتے ہیں اور بندے کو بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ﷻ ہے، وہ پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے، پھر سید عالم ﷺ کی پیاری صورت دکھا کر پوچھتے ہیں کہ اس مرد حق کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو اللہ ﷻ کے رسول ﷺ ہیں۔ پس فرشتے اُس سے پوچھتے ہیں کہ تجھے ان باتوں کا علم کس نے دیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں نے کتاب اللہ ﷻ میں پڑھا ہے اور اُس کتاب پر ایمان لایا ہوں اور اس کی تصدیق کی ہے، پس اس کی بات اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر (ابراہیم: ۲۷) کے مطابق ہو جاتی ہے۔ پس آسمان سے منادی ندا کرے گا میرے بندے نے سچ کہا ہے، اس کے لئے جنتی فرش بچھا دو، جنتی پوشاک پہنا دو، جنتی دروازہ کھول دو، پس اُس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، پس اُس کی روح جنت کی خوشگوار نسیم سے تلمذ حاصل کرتی ہے اور گھومتی پھرتی ہے اور حد نگاہ تک سر کرتی ہے۔ اور کافر کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور جب اُس کے پاس فرشتے آتے ہیں اور یہی تین سوالات اُس سے بھی ہوتے ہیں جس کے جواب میں وہ یہی کہتا ہے ہا ہا ہا لا ادری یعنی ہائے افسوس مجھے کچھ نہیں معلوم، پھر آسمان سے منادی ندا کرے گا کہ یہ جھوٹا ہے، اس کیلئے جہنم کا فرش بچھا دو، جہنمی کپڑے پہنا دو، اور جہنم کے دروازے اُس کے لئے کھول دو، پس اُسے جہنم کی گرم ہوائیں آئیں گی اور اُس کی قبر اُس کے لئے تھک ہو جائے گی یہاں تک کہ اس کی ہڈیاں ٹوٹ پھوٹ کر ایک دوسرے میں مل جائیں گی، پھر اُس پر عذاب کے فرشتے مسلط کر دیئے جائیں گے جو اُسے لوہے کے گرز ماریں گے اور ایسی مارا کر کسی پہاڑ پر پڑے تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے اور اُسے ایسی مار پڑے گی کہ جس کی آواز سوائے جن وانس کے شرق و مغرب کی سب مخلوق سن لے گی، پھر اُسے مٹی کر دیا جائے گا اور پھر اُس میں روح دوبارہ لوٹا دی جائے گی“، اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب: اثبات عذاب القبر، الفصل الثانی، ص ۲۵ وغیرہ)

## فالمدبرات امرا کے تحت اقوال مفسرین:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فالمدبرات امرا﴾ پھر کام کی تدبیر کریں (النہات: ۵)۔ فرشتے اللہ ﷻ کے امر میں تدبیر کرتے ہیں، امام راغب فرماتے ہیں کہ موکل فرشتے اللہ ﷻ کے امور میں تدبیر فرماتے ہیں، جو کہ دینی اور دنیاوی دونوں ہی امور سے متعلق ہوتے ہیں اور یہ تدبیر کا عمل بغیر کسی افراط و تفریط کے ہوا کرتا ہے۔ اور یہی فرشتے اللہ ﷻ کے حکم سے اجل و بعث پر مامور ہوتے ہیں کہ جن کی زندگی ختم ہو جائے ان کی اللہ ﷻ کے اذن سے روح قبض کرتے اور قیامت کے وقت لوگوں کو ان کی قبروں سے اٹھانے پر مامور ہوتے ہیں۔

(روح البیان، ج ۱۰، ص ۳۷۲ ملخصاً)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: فرشتے اللہ ﷻ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، اور اللہ ﷻ کے حکم کے مطابق امور دینیہ اور دنیاویہ انجام دیتے ہیں، اللہ ﷻ کے امر میں تدبیر کرتے ہیں اور اس میں بندوں کو سزا و جزا دینا دونوں ہی داخل ہے، دن رات، سورج چاند اور ستاروں کے امور کو بھی اللہ ﷻ کے حکم کے مطابق انجام دیتے ہیں۔ لوگوں کو موت دینا، بدن انسانی سے روح قبض کرنا وغیرہ امور بھی انجام دیتے ہیں اور صرف یہی فرشتے ہی نہیں بلکہ اللہ ﷻ کے دیگر نیک بندے بھی اللہ ﷻ کے امر میں تدبیر کا اہتمام کرتے ہیں اور اسی قسم کی باتیں آثار میں پائی جاتی ہیں جیسا کہ جالینوس نے روایت کیا ہے کہ وہ بیمار ہو گئے اور علاج سے قاصر رہے خواب میں کسی کی توجہ خاص سے رو بہ صحت ہو گئے، اسے امام غزالی نے بھی نقل کیا ہے کہ جب تم کسی معاملے میں عاجز آ جاؤ تو اصحاب قبور سے مدد طلب کرو کیونکہ اس

میں کوئی شک نہیں کہ یہ فاضل لوگ اللہ ﷻ کے امور میں تدبیر فرماتے ہیں اور خلق خدا ان کے فیض سے مستفیض ہوتی ہے اور روحانی طور پر برکات حاصل کرتی ہے اور اللہ ﷻ کے بندے انہیں اللہ ﷻ کی بارگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں۔ مزید یہ بھی کہ چار مقرب فرشتوں میں سے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے ذمے وحی پہنچانا اور ہواؤں کا نظام ہے، حضرت میکائیل علیہ السلام کے ذمے بارش اور نباتات کا نظام، عزرائیل علیہ السلام کے ذمے روحمیں قبض کرنا اور اسرافیل علیہ السلام کے ذمے صور پھونکنے جانے کا کام ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۳۱۴ ملخصاً وملقطاً، عناية القاضی، ج ۹، ص ۳۹۹)

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں: فرشتے اللہ ﷻ کے امور کو انجام دیتے ہیں اسی طرح باپ اپنے بیٹے کو خواب میں آکر خزانے کا حال بیان کرتا ہے، جالینوس جب اپنی بیماری سے عاجز آگئے تو خواب میں کسی نے انہیں علاج کی جانب توجہ دلائی جس سے انہیں افادہ ہو گیا، اور امام غزالی نے اپنی کتاب ”ارواح شریفہ“ میں نقل کیا ہے کہ نیک لوگوں کی روحمیں ان کے بدنوں سے جدا ہوتی ہیں، پھر اتفاق سے کوئی انسان ان کے جسم و روح کے مشابہ ہو جائے تو اس میں تعجب نہیں ہے کیونکہ نیک روح کا اس بدن کے ساتھ تعلق ہو اور وہ نیک کاموں میں اس کی مدد کرے تو شرعاً اس معاونت کو الہام کہا جاتا ہے اور اس کی نظیر کفار و فاجر کی روحمیں یہ ہے کہ وہ اپنے مناسب بدن میں بُرائی کو ڈالتی ہیں اور اس کو وسوسہ کہتے ہیں اور یہ تفسیر اگرچہ دیگر مفسرین سے منقول نہیں لیکن لفظ ”فالمسبرات“ اس کا بہت زیادہ احتمال رکھتا ہے۔

(الرازی، ج ۱۰، ص ۳۱)

## ہول و شدت کے باعث نظریں جھک جانا:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ابصارها خاشعة﴾ آنکھ اوپر نہ اٹھائیں گے (النازعات: ۹)، یعنی اس دن آنکھیں ذلت و خوف کے مارے جھکی ہوئی ہوں گی اور الابصار کے بجائے بصائر کا ارادہ کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس دن ذلت کے مارے بصیرت کی چیز کا ادراک نہ کر سکیں گی اور بصائر کو ذلت سے اسی لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ وہ کسی چیز کے ادراک سے قاصر ہوں گی۔ اور قیامت کے دن دلوں کا حال کیا ہوگا؟ میں اس کا جواب یہ دوں گا کہ شدت ہول اور حیرت میں مبتلا ہوں گے۔ اور دل رکھنے والوں کی آنکھوں کا خوف کرنا چہ جائے کہ معرفت رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں اور دلوں کا دھڑکنا دلوں کے مضطرب ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے اور شدید خوف کے باعث ہوتا ہے اور آنکھوں کے خوف محسوس کرنے کے باعث بھی ہوتا ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۳۱۸)

## نبی کی تبلیغ دلیل سے ہوتی ہے:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فقل هل لك الى ان تزكى واهدبك الى ربك فتخشى﴾ فارہ الایۃ الکبریٰ اس سے کہ کیا تجھے رغبت اس طرف ہے کہ سحر اہو اور تجھے تیرے رب کی طرف راہ بتاؤں کہ تو ڈرے پھر موسیٰ نے اسے بڑی نشانی دکھائی (النازعات: ۱۸ تا ۲۰)۔ اللہ ﷻ نے اپنے کلیم کی تربیت کا اہتمام فرمایا کہ فرعون جیسے سرکش کے پاس جا کر کس طرح امور رسالت بجالاتے ہیں۔ کس طرح اس کی توجہ ایک وحدہ لا شریک لہ کی جانب مبذول کرانی ہے؟، کس طرح اُسے کفر، سرکشی، طبعی طور پر غیر پسندیدہ امور کی جانب رغبت سے روکنا ہے؟ اور اللہ ﷻ کا خوف دلانا ہے اور خوف بغیر پہچان کے نہیں حاصل ہوتا۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿انما يخشى الله من عباده العلماء﴾ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں (فاطر: ۲۸)۔ یعنی اللہ ﷻ کا خوف وہی رکھتے ہیں جو اس کی معرفت رکھتے ہیں۔ جب دل کا تزکیہ ہوگا، مدب کا خوف بھی حاصل ہوگا اور نشانیاں جو کہ معجزات ﷻ کا خوف وہی رکھتے ہیں جو اس کی معرفت رکھتے ہیں۔ جس کا دل کا تزکیہ ہوگا، مدب کا خوف بھی حاصل ہوگا اور نشانیاں جو کہ معجزات کی صورت میں دیکھنے کو ملیں گی تو یقیناً ایمان لانے میں کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی تاہم جس کے دل میں بدبختی اور محرومی ہو، جو دلائل وبراہین کو دیکھ کر بھی ایمان لانے سے گریز کرے، جس کا دل معرفت الہی کو نہ سمجھ سکے، جو ایسا بد بخت و نا ہنجار کہ محرومی ہی اس کا مقدر

ٹھہری ہو، اس کا علاج کسی کے پاس نہیں ہوتا ورنہ نبی کی تبلیغ دلیل سے ہوتی ہے اور دلیل کے لئے معجزات، آیات اور خود نبی ﷺ کی ذات کافی ہوتی ہے۔ یہاں سے یہ بھی مسئلہ واضح ہو گیا کہ اللہ ﷻ کسی کی گمراہی اور محرومی سے راضی نہیں اور اس کی مشیت اس کی رضا کو مستلزم نہیں ہوتی۔

### اغراض:

الملائكة تنزع ارواح الكفار: حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ ملک الموت کافروں کی روح اس طرح قبض کرتے ہیں جیسا کہ دہانوں والی سیخ اولن میں ڈال کر کھینچ لی جائے۔ تنشط ارواح المومنین: اول کے فتح اور ثانی کے کسرہ کے ساتھ باب ضرب سے ہے، اور کافر کی روح سختی سے اور مومن کی روح نرمی سے اس لئے کھینچی جائے گی کہ دونوں بوقت موت اپنے مقام کو دیکھیں گے، مومن خوش ہوگا اور مرنے کا شوق رکھے گا، پس نہ تو اسے الم پہنچے گا اور نہ ہی ایسا کچھ محسوس کرے گا اور کافر کی روح بیتابی کا مظاہرہ کرے گی اور نکلنے کو خوش نہ ہوگی اور اس کے غم و کرب میں مزید اضافہ ہوگا جب کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں دیکھ لے گی۔ بامرہ تعالیٰ: امر خاص کی طرف محمول ہے، اور یہ امر روح کا قبض کرنا ہے تاکہ اس فرمان: ﴿فالسبقت﴾ پر ترتیب ہو سکے۔

الملائكة تدبر امر الدنيا: مراد حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل ہیں، پس حضرت جبرائیل ہواؤں اور جنود (لشکر، جند کی جمع ہے) پر، حضرت میکائیل بارش اور نباتات پر، حضرت عزرائیل روح کے قبض کرنے پر اور حضرت اسرافیل صور پھونکنے پر مومکل ہیں۔ اسی تسنزل بتدبیرہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ تدبیر کرنے کا قول حضرات ملائکہ کی جانب کرنا مجازی نسبت ہے، جب کہ مدبر حقیقی اللہ کی ذات ہے مراد اسباب عادیہ ہیں جو کہ تدبیر دیئے جاتے ہیں۔ لتبعثن یا کفار مکة: خاص طور پر کفار کو ذکر کیا گیا حالانکہ بعث بعد الموت تو کافر و مسلم دونوں کے لئے متحقق ہے، اور یہاں مفسر نے مذکورہ بالا تمام قسموں کا جواب دیا اور محذوف بیان کر دیا ہے کہ کفار مکہ چونکہ بعث بعد الموت کے انکاری تھے اس لئے خاص طور پر انہیں ذکر کیا جب کہ مومن تو اس بات کا اقرار کرتا ہے۔

فاليوم واسع: ایک سوال مقدر کا جواب دینا مقصود ہے اور سوال یہ ہے کہ ”السر اجفة“ بمعنی موت ہے نہ کہ بعث، اور جب یہی درست ہے تو پھر اسے ”لتبعثن“ مقدر کا ظرف کیسے بنایا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا واضح جواب یہ دوں گا کہ ”البعث“ پر دو فتحات جمع ہو جاتے (وقوع پذیر ہو جاتے) ہیں، اس لئے کہ پہلا فتح دوسرے فتح کے حصول کی پیروی کرتا ہے (یعنی اختتام دوسرے فتح پر ہوتا ہے اور یہاں یہی بیان کرنا مقصود ہے)۔

نفخة: کو ”زجوة“ کہا گیا کیونکہ مراد وہ گرجدار آواز ہے جس سے پیچھے ہٹنا ممکن نہیں ہے۔ والحافرة اسم لاول الامر: اور اس میں اصل انسان جس راستے سے گزرتا ہے تو اس کے قدموں کے نشان اس جگہ پر اپنا اثر چھوڑتے ہیں اور مراد یہی ہے کہ جو اس مقام سے گزرے وہ ان نشانات کو دیکھ کر پہنچ سکتا ہے۔ بوجه الارض: مراد چاندی کی زمین ہے جسے اللہ نے تخلیق کیا ہے، اور ایک قول کے مطابق سر زمین شام ہے جس کو اللہ لوگوں کے حشر کے لئے پھیلا دئے گا اور اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔

تجاوز الحد في الكفر: یعنی فرعون اللہ پر بڑائی جتاتا ہے اور لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم کرتا ہے۔ وجندہ: یعنی فرعون کا لشکر، پس کل بہتر جادوگر تھے، جس میں سے دو قبیلے اور ستر بنی اسرائیلی تھے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۲۶ وغیرہ)

دکوع نمبر: ۳

﴿انتم﴾ بتحقق الهمزتين وابدال الثانية ألفا وتسهيلها واذخال ألف بين المسهلة والاخرى وتركة اى

مُنْكَرُوا الْبَعْثُ ﴿۱﴾ اشد خلقا ام السماء ﴿۲﴾ اشد خلقا ﴿۳﴾ بھنا ﴿۴﴾ ﴿۲۷﴾ بَيَانٌ لِّكَيْفِيَّةِ خَلْقِهَا ﴿۲۸﴾ رَفَعَ سَمَكُهَا ﴿۲۹﴾ تَفْسِيرٌ لِّكَيْفِيَّةِ الْبِنَاءِ اَيَّ جَعَلَ سَمَتَهَا مِنْ جِهَةِ الْعُلُورِ فَيَعَاوِيلَ سَمَكُهَا سَقْفُهَا ﴿۳۰﴾ فُسُوها ﴿۳۱﴾ جَعَلَهَا مُسْتَوِيَةً بِلَاغِيبٍ ﴿۳۲﴾ وَاغْطَشَ لَيْلَهَا ﴿۳۳﴾ اَظْلَمَهُ ﴿۳۴﴾ وَاخْرَجَ ضَحْجَهَا ﴿۳۵﴾ ﴿۲۹﴾ اَبْرَزَ نُوْرَ شَمْسِهَا وَاَضْيَفَ اِلَيْهَا اِلَّيْلَ لَاِنَّهُ ظَلُّهَا وَالشَّمْسُ لَا تَهْتَا بِرَاجْجِهَا ﴿۳۶﴾ وَاَلَارِضُ بَعْدَ ذَلِكَ دَحْجَا ﴿۳۷﴾ بَسَطَهَا ﴿۳۸﴾ وَكَانَتْ مَخْلُوْقَةٌ قَبْلَ السَّمَاءِ مِنْ غَيْرِ دَحْوٍ ﴿۳۹﴾ اَخْرَجَ ﴿۴۰﴾ حَالٌ بِاضْمَارٍ قَدْ اَيَّ مَخْرَجًا ﴿۴۱﴾ مِنْهَا مَاءٌ هَا ﴿۴۲﴾ بِتَفْجِيرٍ غَيْرُ نَهْجٍ ﴿۴۳﴾ وَمَرْعَا ﴿۴۴﴾ ﴿۳۱﴾ مَا تَرْعَاهُ النَّعْمُ مِنَ الشَّجَرِ وَالْعُشْبِ وَمَا يَأْكُلُهُ النَّاسُ مِنَ الْأَقْوَاتِ وَالْفَمَارِ وَاطْلَاقُ الْمَرْعَى عَلَيْهِ اسْتِعَارَةٌ ﴿۴۵﴾ وَالْجِبَالُ اَرْسُهَا ﴿۴۶﴾ اَثْبَتَهَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ لِتَسْكُنَ ﴿۴۷﴾ مَتَاعًا ﴿۴۸﴾ مَفْعُولٌ لَهُ لِمُقَدَّرَائِي فَعَلَّ ذَلِكَ مَتْعَةً أَوْ مُضَدَّرًا اَيَّ تَمَتُّعًا ﴿۴۹﴾ لَكُمْ وَلَا نَعَامَكُمْ ﴿۵۰﴾ جَمْعُ نَعَمٍ وَهِيَ الْإِبِلُ وَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ ﴿۵۱﴾ فَاِذَا جَاءَتِ الطَّامَةُ الْكُبْرَى ﴿۵۲﴾ النَّفْخَةُ الثَّانِيَةُ ﴿۵۳﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ ﴿۵۴﴾ بَدَلٌ مِنْ اِذَا ﴿۵۵﴾ مَنَاسِعِي ﴿۵۶﴾ فَنِي الدُّنْيَا مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ ﴿۵۷﴾ وَبَرَزَتْ ﴿۵۸﴾ اُظْهِرَتْ ﴿۵۹﴾ الْجَحِيمِ ﴿۶۰﴾ النَّارُ الْمُخْرِقَةُ ﴿۶۱﴾ لِمَنْ يَرَى ﴿۶۲﴾ لِكُلِّ رَأْيٍ وَجَوَابٌ اِذَا ﴿۶۳﴾ فَاَمَامِنِ طَغَى ﴿۶۴﴾ كَفَرَ ﴿۶۵﴾ وَاَثَرُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ﴿۶۶﴾ بِاتِّبَاعِ الشَّهَوَاتِ ﴿۶۷﴾ فَانِ الْجَحِيمِ هِيَ الْمَاوِي ﴿۶۸﴾ مَآوَاهُ ﴿۶۹﴾ وَاَمَامِنِ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ قِيَامَةً بَيْنَ يَدَيْهِ ﴿۷۰﴾ وَنَهَى النَّفْسَ ﴿۷۱﴾ الْاِمَارَةَ ﴿۷۲﴾ عَنِ الْهَوَى ﴿۷۳﴾ اَلْمُرْدَى بِاتِّبَاعِ الشَّهَوَاتِ ﴿۷۴﴾ فَانِ الْجَنَّةُ هِيَ الْمَاوِي ﴿۷۵﴾ وَحَاصِلُ الْجَوَابِ فَالْعَاصِي فِي النَّاءِ وَالْمُطِيعُ فِي الْجَنَّةِ ﴿۷۶﴾ يَسْتَلُونَكَ ﴿۷۷﴾ اَيَّ كُفَّارُ مَكَّةَ ﴿۷۸﴾ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مَرَسَهَا ﴿۷۹﴾ مَتَى وَقُوعُهَا وَقِيَامُهَا ﴿۸۰﴾ فِيمَ ﴿۸۱﴾ فَيُؤْتَى اَيَّ شَيْءٍ ﴿۸۲﴾ اَنْتَ مِنْ ذِكْرُهَا ﴿۸۳﴾ اَيَّ لَيْسَ عِنْدَكَ عِلْمُهَا حَتَّى تَذَكَّرَهَا ﴿۸۴﴾ اِلَى رَبِّكَ مَتْنَهَا ﴿۸۵﴾ مَتْنُهَا عِلْمُهَا لَا يَعْلَمُهَا غَيْرُهُ ﴿۸۶﴾ اِنْ مَاتَ مَنْذَرٌ ﴿۸۷﴾ اِنْ مَاتَ يَنْفَعُ اِنْذَارُكَ ﴿۸۸﴾ مَنْ يَخْشَاهَا ﴿۸۹﴾ كَانَهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْعَبُوا ﴿۹۰﴾ فَيُؤْتَى قُبُورَهُمْ ﴿۹۱﴾ الْاَعْشِيَّةُ اَوْضَحَهَا ﴿۹۲﴾ اَيَّ اَعْشِيَّةٍ يَوْمَ اَوْبُكْرَتِهِ وَصَحَّ اِضَافَةُ الضُّحَى اِلَى الْعَشِيِّ لِمَا بَيْنَهُمَا مِنْ الْمَلَابِسَةِ اِذْ هُمَا طَرَفَا النَّهَارِ وَحَسَنَ الْاِضَافَةِ وَقُرْعَ الْكَلِمَةِ فَاصِلَةٌ.

### ﴿ترجمہ﴾

کیا تمہیں (اے منکرین بعث "انتہم" "یہ دو ہمزوں کی تحقیق کے ساتھ اور دوسرے ہمزہ کو الف سے بدلنے کے ساتھ اور اس کی تسہیل کے ساتھ اور تسہیل کردہ ہمزہ اور دوسرے ہمزہ کے درمیان الف داخل کرنے کے ساتھ اور اس کے ترک کے ساتھ پڑھا گیا ہے) بنانا زیادہ مشکل ہے یا آسمان کو (بنانا زیادہ مشکل ہے) جسے اس نے بنایا ہے (آگے آسمان کو بنانے کی کیفیت کا بیان ہے) اس کی چھت اونچی کی (یہ اس تعمیر کی کیفیت کی تفسیر ہے معنی یہ ہے اس کی سمت بلندی کی چھت میں اوپر رکھی اور ایک قول کے مطابق، سمکھا بمعنی سقفھا بمعنی چھت ہے) پھر اسے ٹھیک کیا (یعنی اسے بے عیب برابر بنایا.....) اور اس کی رات اندھیری کی (اغطش بمعنی اظلم ہے) اور اس کی روشنی نکالی (یعنی اس کے سورج کے نور کو ظاہر فرمایا، رات کو آسمان کی طرف اس لیے منصوب کیا کہ یہ آسمان کا سا یہ ہے اور سورج کو اس لیے کہ یہ آسمان کا چراغ ہے) اور اس کے بعد زمین پھیلائی (زمین کو آسمان سے پہلے بنایا گیا ہے لیکن اسے پھیلا یا نہیں گیا تھا، دحھا بمعنی بسطھا ہے) نکالا ("اخرج" "فعل سے پہلے" "قد" "محذوف ہے یہ بمعنی "مخرج" "حال بن رہا ہے" "اس میں سے اس کا پانی (زمین میں چشموں کو بہا کر) اور اس کا چارہ "مہر عھا" سے مراد درخت اور گھاس ہیں جنہیں چوپائے



کہاتے ہیں اور غلہ اور پھل مراد ہیں جنہیں انسان کھاتے ہیں اور انسان کی کھائی جانے والی اشیاء پر ”مسرعی“ لفظ کا اطلاق بطور استعارہ ہے) اور پہاڑوں کو جمایا (سطح زمین پر تاکہ زمین ٹھہری رہے، ارسہا بمعنی البعھا ہے) تمہارے برتنے کو ”متاعا“ فعل مقدر ”فعل ذلک“ کا مفعول لہ ہے یعنی اللہ جل جلالہ نے یہ امور تمہارے برتنے کو پیدا فرمائے ہیں، متاعا بمعنی متعہ ہے یا پھر بمعنی مصدر تمتعھا ہے) اور تمہارے چوپایوں کے لیے ”انعام“ نعم کی جمع ہے نعم اونٹ گائے بکری کو کہتے ہیں، ..... ج.....) پھر جب آئے گی وہ عام مصیبت سب سے بڑی (مراد اس سے فحشہ ثانیہ ہے) اس دن آدمی یاد کرے گا ”یوم“ یہ ”اذا“ سے بدل بن رہا ہے (جو کوشش کی تھی (دنیا میں اچھائی یا برائی) اور ظاہر کی جائے گی (برزت بمعنی اظہرت ہے) جحیم (یعنی بھڑکتی آگ) دیکھنے والے کے لیے (ہر دیکھنے والے کے لیے اگلی آیت میں ”اذا“ شرطیہ کا جواب ہے) تو وہ جس نے سرکشی کی (یعنی کفر کیا) اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی (شہوات کی پیروی کر کے) تو بیشک جہنم ہی ٹھکانہ ہے (یعنی اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے) اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا (مقام ربہ بمعنی قیام مبین ید یہ ہے) اور رو کا نفس (امارہ) کو خواہش سے (جو اتباع شہوات کے سبب ہلاکت میں ڈالنے والی ہے) تو بیشک جنت ہی ٹھکانہ ہے (حاصل جواب یہ ہے کہ گناہ گار جہنم میں ہوگا اور فرمانبردار جنت میں ہوگا، کفار مکہ) تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں کہ وہ کب کے لیے ٹھہری ہوئی ہے (یعنی قیامت کب واقع ہوگی اور کب قائم ہوگی؟) کس شے کے بارے میں (فیما بمعنی فی ای شئی ہے) تم اس کا ذکر کرو گے (یعنی تمہارے پاس قیامت کا ذاتی علم نہیں حتیٰ کہ تم اس کا ذکر کرو کہ وہ کب آئے گی، ..... ج.....) تمہارے رب ہی تک اس کی انتہاء ہے (قیامت کے علم کی انتہاء اللہ جل جلالہ تک اس کے سوا کوئی قیامت کے آنے کا علم نہیں رکھتا) تم تو فقط ڈرنے والے ہو (تمہارا ڈرنا تو اسی کو نفع دیتا ہے) جو اس سے ڈرتا ہے (بخشہا بمعنی بخافھا ہے) گویا جب وہ اسے دیکھیں گے وہ (قبروں میں) نہ رہے تھے مگر ایک شام یا اس کے دن چڑھے (ایک دن کی شام یا ایک دن کی صبح، ضحیٰ کی اضافت عشیہ کی طرف کرنا درست ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان مناسبت ہے وہ یہ کہ یہ دونوں دن کے کنارے ہیں اور اس اضافت میں کلمات کے فواصل کے درمیان موافقت ہونا ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿و انتم اشد خلقا ام السماء بنھا﴾

ہمزہ: حرف استفہام، انتم: معطوف علیہ، ام: عاطفہ، السماء: معطوف، ملکہ مبتداء، اشد: اسم تفضیل با ”هو“ ضمیر متبوع، خلقا: متبوع، ملکہ فاعل، ملکہ شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکہ جملہ اسمیہ، بنھا: جملہ فعلیہ ماقبل کی تفسیر واقع ہے۔

﴿ورفع سمکھا فسوها و اغطش لیلھا و اخرج ضحھا﴾

رفع سمکھا: فعل با فاعل و مفعول، ملکہ جملہ فعلیہ ماقبل ”بنھا“ سے بدل واقع ہے، ف: عاطفہ، سوها: فعل با فاعل و مفعول، ملکہ جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اغطش: فعل با فاعل، لیلھا: مفعول، ملکہ جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اخرج: فعل با فاعل، ضحھا: مفعول، ملکہ جملہ فعلیہ۔

﴿و الارض بعد ذلک دحھا اخرج منها ماءھا و مرعھا﴾

و: عاطفہ، الارض: منصوب براہ امتعال ”دحھی“ فعل محذوف کیلئے مفعول، ملکہ جملہ فعلیہ، بعد ذلک: ظرف مقدم، دحھا: فعل با فاعل و مفعول، ملکہ جملہ فعلیہ، اخرج: فعل با فاعل و مفعول، ملکہ جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، مرعھا: مفعول، ملکہ جملہ فعلیہ، ملکہ جملہ فعلیہ ماقبل ”دحھا“ کی تفسیر واقع ہے۔

﴿و الجبال ارسھا متاعا لکم و لانعامکم﴾

و: عاطفہ، السجبال: "ارسی" فعل محذوف کیلئے مفعول، مکر جملہ فعلیہ، ارسہا: فعل بافاعل ومفعول، متاعا: مصدر بافاعل، لکم: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لانعامکم: جار مجرور معطوف، مکر ظرف لغو، مکر شبہ جملہ مفعول لہ، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا جاء ث الطامة الكبرى يوم يتذكر الانسان ما سعى﴾

ف: عاطفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء ث الطامة الكبرى: جملہ فعلیہ جزاء محذوف "کان من عطائهم الامور ما لا یخطر فی بال ولا تراہ عین ولا تسمع بہ اذن" کیلئے شرط، یوم: مضاف، يتذكر: فعل، الانسان: فاعل، ما سعى: موصول صلہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر مائل "اذا" سے بدل واقع ہے۔

﴿وبرزت الجحیم لمن یری فاما من طغی واثر الحیوة الذنیا فان الجحیم هی الماوی﴾

و: عاطفہ، برزت الجحیم: فعل وثائب الفاعل، لمن یری: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، اما حرف شرط، من: موصول، طغی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اثار الحیوة الذنیا: جملہ فعلیہ معطوف، موصول صلہ، مکر مبتداء، ف: جزائیہ، ان الجحیم: حرف شبہ واسم، ہی الماوی: جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "مہما یکن من شیء" کی جزاء، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی فان الجنة هی الماوی﴾

و: عاطفہ، اما حرف شرط، من: موصول، خاف مقام ربہ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، نہی النفس عن الہوی: جملہ فعلیہ معطوف، مکر صلہ، مکر مبتداء، ف: جزائیہ، ان الجنة: حرف شبہ واسم، ہی الماوی: جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "مہما یکن من شیء" کی جزاء، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿یستلونک عن الساعة ایان مرسہا فیم انت من ذکرہا﴾

یستلونک: فعل بافاعل ومفعول، عن الساعة: ظرف لغو، ایان: باسم استفہام متعلق بمحذوف خبر محذوف، مرسہا: مبتداء مؤخر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول، مکر جملہ فعلیہ متانفہ، فی: جار، ما: استفہامیہ مجرور، مکر "الاستقرار" مصدر محذوف کیلئے ظرف متقرر، انت من ذکرہا: ظرف لغو، مکر جملہ ہو کر خبر مقدم، انت: مبتداء مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿الی ربک منتہا انما انت منذر من یخشہا﴾

الی ربک: ظرف متقرر خبر مقدم، منتہا: مبتداء مؤخر، مکر جملہ اسمیہ، انما حرف شبہ وما کافہ، انت: مبتداء، منذر: مضاف بمن یخشہا: موصول صلہ، مکر مضاف الیہ، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿کانہم یوم یرونہا لم یلبثوا الا عشیة او ضحہا﴾

کان: حرف شبہ، ہم: ضمیر زوال حال، یوم: مضاف، یرونہا: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر ظرف متعلق بمحذوف حال، مکر اسم، لم یلبثوا: فعل نفی بافاعل، الا: أداة حصر، عشیة: مفعول معطوف علیہ، او: عاطفہ، ضحہا: مفعول معطوف، مکر ظرف، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح توضیح واعراض﴾

### آسمان کی تخلیق اور توحید کا درس:

۱۔۔۔۔۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿المنتہم اشد خلقا ام السماء بنہا کیا تمہاری سمجھ کے مطابق تمہارا بنانا مشکل یا آسان کا اللہ نے اسے بنایا (نعامات: ۲۷)﴾۔ آسمان کی تخلیق کا بیان فرمایا، مگرین بحث کی جانب کلام کو راجع کیا اور فرمایا کہ یہ بڑے بڑے بلند آسمان

جو تمہارے اوپر سایہ کئے ہوئے ہیں اور ان میں سورج، چاند اور ستارے جگمگا رہے ہیں، رات کو تاریک اور دن کو اجالا دینے لگتے ہیں، سینکڑوں میل کے فاصلے پر سورج اسی آسمان میں چمک دمک رہا ہے اور تمہارے لئے روشنی فراہم کر رہا ہے۔ رات کو چاند اور ستارے اپنی چمک سے راگبیروں کو روشنی پہنچاتے ہیں۔ یہی آسمان بارش پہنچانے کا سبب بنتے ہیں، الغرض آسمان کی تخلیق کتنی عظیم ہے، ایک انسان محض اپنی عقل و خرد سے اس کی کیفیت کا اندازہ نہیں لگا سکتا مگر جتنا اللہ ﷻ نے اپنے کلام میں بیان کر دیا۔ لیکن ساتھ ہی ان لوگوں کا رد بھی فرما دیا جو بعث بعد الموت کو نہیں مانتے اور تردد کرتے ہیں۔

### انعام و اکرام اور دعوت توحید:

۲..... مزید نعمتوں کی کتنی کرائی گئی ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَإِذَا غَشِيَ لَيْلَهَا وَآخَرُجَ ضُحَاهَا وَالْأَرْضُ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءً هَامٍ وَمَرَعَهَا وَالْجِبَالُ أَرْسَاهَا مَتَاعًا لَكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ﴾ اس کی رات اندھیری کی اور اس کی روشنی چمکائی اور اس کے بعد زمین پھلائی اس میں سے اس کا پانی اور چارہ نکالا اور پہاڑوں کو جمایا تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدے کو (النازعات: ۲۹-۳۳)۔ رات دن کے اندھیرے آجائے کیا ان اگر چرکئی مقامات پر فرمایا گیا ہے لیکن یہاں نئے انداز کا بیان فرمایا گیا: ”اغطش یعنی رات کا تاریک ہونا“۔ جب اللہ ﷻ نے کسی چیز کو تاریک کر دیا ہو اور اسی سے رات کا تاریک ہونا بھی ہے۔ اسی طرح ”نہار کو صبحی“ سے تعبیر کیا گیا ہے مراد اس سے سورج کی روشنی کے چاشت کا وقت ہے۔ دیگر مقامات پر اسی موضوع سے متعلق یوں فرمایا: ﴿وَأَيُّهَا لَيْلُ الْبَلِّ نَسْلَخْ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم مَّظْلُمُونَ﴾ اور ان کے لئے ایک نشانی رات ہے ہم اس سے دن کھینچ لیتے ہیں جیسی وہ اندھیروں میں ہیں (یس: ۲۷)۔ ﴿تَوَلَّجَ اللَّيْلُ فِي النَّهَارِ وَتَوَلَّجَ النَّهَارُ فِي اللَّيْلِ تَوَدُنَ كَا حَصَرَاتٍ فِي ذُالِ الْأَلْأَلِ﴾ اور رات کا حصہ دن میں ڈالے (ال عمران: ۲۷)۔ پھر فرمایا: ﴿وَالْأَرْضُ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا﴾ اور اس کے بعد زمین پھلائی (النازعات: ۳۰)۔ یعنی ﴿مَنْ بَعْدَ الذِّكْرِ﴾ نصیحت کے بعد لکھ دیا (الانبیاء: ۱۰)۔ یعنی نزول قرآن سے پہلے زمین کو پھیلایا تاکہ لوگ زمین پر آباد ہو کر قرآن سیکھ سکیں، جب کہ بعض کا قول یہ ہے کہ یہاں تاخیر اصلی مراد ہے یعنی اللہ ﷻ نے زمین کو آسمان سے پہلے تخلیق فرمایا ہے پھر بعد میں اس کو پھیلانے کا اہتمام فرمایا ہے، پھر آسمان کی جانب مستوی ہوا جیسا کہ اُس کی شان کے لائق ہے اور سات آسمان بنائے پھر اس کے بعد زمین پھلائی۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿أَخْرَجَ مِنْهَا مَاءً هَامٍ وَمَرَعَهَا﴾ اس میں سے اس کا پانی اور چارہ نکالا (النازعات: ۳۱)۔ یعنی زمین سے چشمے بہائے اور نہریں جاری فرمادیں اور زمین کو چرنے کی جگہ بنا دیا کہ جانور زمین سے ہریالی جرتے ہیں۔ پھر فرمایا: ﴿وَالْجِبَالُ أَرْسَاهَا﴾ اور پہاڑوں کو جمایا کہ یعنی پہاڑ کو زمین پر قائم و ثابت کر دیا کہ ہلنے نہیں پاتے۔ یہ سارے ہی منافع ہیں جو اللہ ﷻ نے انسانوں کے لئے قائم فرمائے ہیں اور ان تمام کا ترتیب وار ذکر کرنے کا مقصد فقط اللہ ﷻ کی توحید کا درس بلند کرنا تھا۔

(روح البیان، ج ۱۰، ص ۳۸۲ وغیرہ ملقطاً و ملخصاً)

### اہل علم کے نزدیک علم ذاتی و عطائی کا فرق:

۳..... اس عنوان کے تحت ہم علمائے اصول و فقہ و سیرت و تفسیر کے اقوال کا بیان کریں گے اور علم ذاتی و عطائی کا فرق واضح کریں گے تاکہ موضوع میں کوئی کمی نہ رہے۔ علم یقیناً اُن صفات میں سے ہے کہ غیر خدا کو عطا کر سکتا ہے، تو ذاتی و عطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی، یونہی محیط و غیر محیط کی تقسیم بدیہی، ان میں اللہ ﷻ کے ساتھ خاص ہونے کے قابل صرف ہر تقسیم کی قسم اول ہے یعنی علم ذاتی و علم محیط حقیقی۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿عَلَّمَ الْغَيْبَ فَلَا يَظْهَرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا﴾ الا من ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ غَيْبٍ كَا جَانِئٍ وَالْأَتَاوِیْنَ غَيْبٍ پَرِکْسِی کُو مَسْلُطٌ نَیْسَ کَرِتَا سَوَاے اِیْنِے پَسْنَدِیْدِہ رَسُوْلُوں کِے (الحج: ۲۶)۔ ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِّينَ﴾ اور یہ

نبی غیب بتانے میں بخل نہیں کرتا (التکویر: ۲۴) ﴿وَذٰلِكَ مِنَ الْبَآءِ الْغَيْبِ لَوْ حِیَہِ الْیَکَ یَہِ کَہِ غَیْبِ کِی خَبرِی ہِی ہِی جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں﴾ (یوسف: ۱۰۲) ﴿وَمَا کَانَ اللّٰہُ لَیْطَلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلَکِنَ اللّٰہُ یَجْتَبِیْ مِنْ رِّسَالِہِ مَنْ یَّشَآءُ اللّٰہُ کِی یَہِ شَآءَ نَہِی ہِی کہ اے لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چاہے جسے چاہے﴾ (ال عمران: ۱۷۹) ﴿

(الفتاویٰ الرضویہ مخرجہ، رسالہ: خالص الاعتقاد، ج ۲۹، ص ۴۳۴ وغیرہ ملقطاً)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”مجلی لی کل شیء و عرفث ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔“

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، من سورۃ ص، رقم: ۲۳۴۶، ص ۹۴۲)

(۱)..... امام بیضاوی فرماتے ہیں: ﴿وَعَلِمْنَه مِنْ لَدُنَا عَلَمًا اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا﴾ (الکہف: ۶۰) ﴿اللہ فرماتا ہے کہ وہ علم کہ ہمارے ساتھ خاص ہے اور بے ہمارے بتائے ہوئے معلوم نہیں ہوتا وہ علم غیب جو ہم نے حضرت خضر کو عطا فرمایا ہے۔“

(البیضاوی، ج ۲، ص ۳۴۷)

(۲)..... علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی کہتے ہیں: ﴿وَمَا هُوَ عَلٰی الْغَیْبِ بَضْنِیْنِ اور یہ نبی غیب بتانے میں بخل نہیں کرتا﴾ (التکویر: ۲۴) ﴿یَقُولُ اِنَّہٗ عَلَیْہِ عَلَمٌ الْغَیْبِ فَلَا یَخْلُ بِہِ عَلَیْکُمْ وَیَخْبِرُکُمْ بِہِ مِیْرَے نبی ﷺ کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔“

(الخان، ج ۴، ص ۳۹۹)

(۳)..... قصیدہ بردہ میں ہے:

من نقطة العلم او من شکلة الحكم

وواقفون لديه عند حدہم

تمام انبیاء دربار رسالت ﷺ میں اپنے منصب کو جانتے ہیں اور اپنے حدود منصب پر حاضر ہیں نقطہ علم کی صورت یا اعراب حکمت کے مطابق۔

(۴)..... امام ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں: ﴿وَمَا ذَکَرْنَاهُ فِی الْاٰیَۃِ بِہِ النُّوٰی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی فِتْنَاوِہِ فَقَالَ مَعْنَاهَا لَا یَعْلَمُ ذَکَ اسْتِقْلَالًا وَعِلْمٌ اِحَاطَۃً بِکُلِّ الْمَعْلُوْمَاتِ اِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی یَعْنِیْ ہُمْ نَہِی نے جو آیات کی تفسیر کی امام نووی نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصریح کی، فرماتے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ غیب کا ایسا علم صرف خدا ﷻ کو ہے جو بذات خود ہوا اور جمیع معلومات کو محیط ہو۔“

(۵)..... امام قاضی عیاض شفاء میں اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں: ﴿ہذہ المعجزة﴾ (فی اطلاعہ ﷺ علی الغیب) (المعلومة علی القطع) (بحیث لا یمکن انکارہا..... الخ سید عالم ﷺ کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردید کی گنجائش ہی نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور ﷺ کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ ﷻ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی ﷺ کو اس کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لئے بہت خیر جمع کر لیتا، اس لئے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ ﷻ کے بتائے سے نبی ﷺ کو علم غیب ملتا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے کہ ”اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے“۔

(نسیم الریاض شرح الشفاء، ومن ذلك ما اطلع عليه من الغيوب، ج ۳، ص ۱۵۰)

(۶)..... شامی میں تاتارخانیہ کے حوالے سے ہے: ﴿قال فی التتارخانیہ وفی الحجۃ ذکر فی الملقط انه لا یکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی ﷺ وان الرسل یعرفون بعض الغیب..... الخ تاتارخانیہ میں ہے کہ فتاویٰ حجاز میں ہے



ملفوظ میں فرمایا کہ ”جس نے اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کو گواہ کر کے کفر کیا کافر نہ ہوگا اس لئے کہ اشیاء نبی ﷺ کی روح مبارک پر عرض کی جاتی ہیں اور بیشک رسولوں کو بعض علم غیب ہے“، اللہ ﷻ نے فرمایا: ”غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو“۔ علامہ شامی نے فرمایا بلکہ ائمہ اہلسنت نے کتب عقائد میں فرمایا کہ بعض غیبوں کا علم ہونا اولیاء کی کرامت سے ہے اور معتزلہ نے اس آیت کو اولیاء کرام سے اس کی نفی پر دلیل قرار دیا۔ ہمارے ائمہ نے اس کا رد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیہ کریمہ اولیاء کرام سے بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔ (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب النکاح، قبیل فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۹۹)

**اغراض:**

ابوز نور شمسہا: مرادون میں سورج کی روشنی ہے، اور اطلاق کا وقوع ”لیل“ کے مقابلے میں بیان کیا اور نور کو نہار سے بطور کنایہ بیان کیا گیا ہے اور ”النہار“ سے وضاحت کے لئے تعبیر کرنا اس لئے ہے تاکہ نہار اپنے تمام اجزاء کے ساتھ مکمل ہو جائے۔ لانہا مسراجہا: یعنی سورج آسمان کا سراج ہے، اور سورج کی روشنی آسمان میں ظاہر ہوتی ہے اور اس کے برعکس سورج کی روشنی زمین پر بھی ظاہر ہوتی ہے (یعنی سورج کی روشنی سے زمین بھی منور ہوتی ہے)، اور آسمان کا نور تو عرش ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ سورج صرف آسمان کا نور ہے بلکہ سورج جس طرح آسمان کا نور ہے اسی طرح زمین کا بھی نور ہے۔ کائنات مخلوقہ: یہاں اور آیت فصلت میں کوئی معارضہ نہیں، اس لئے ابتدائی طور پر زمین کی تخلیق غیر مدحوتہ (یعنی پھیلی ہوئی نہ ہونا) تھی، پھر آسمان کو بنایا اور پھر اللہ نے زمین کو پھیلایا۔ واطلاق المرعی علیہ: مراد زمین سے حاصل ہونے والی وہ پیداوار ہے جسے لوگ کھاتے ہیں۔ استعارہ: بطور مجاز استعمال ہوا ہے، اور ”المرعی“ سے مطلقاً انسان کا (غذائی اجناس) کھانا مراد ہے اور اس کے علاوہ مراد لیں تو مطلق کو مقید کرنا لازم آتا ہے یا مراد استعارہ تصریحیہ ہے، یعنی انسان کے (غذائی اجناس) کھانے کو جانور کے چرنے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ او مصدر: ”تمتعوا“ ہے، جیسا کہ سلام بمعنی تسلیم ہوتا ہے، مراد فعل مقدر ہے چنانچہ تقدیر عبارت یوں ہے: ”متعناکم بہا تمتعوا“۔

لکل راء: یعنی مومن و کافر میں سے ہر دیکھنے والے نے جس کے آنکھیں ہوں، لیکن نجات پانے والوں نے بالفعل نہ دیکھا اور کافر کا یہی ٹھکانہ ہے۔ الامارۃ: نفس کی وضاحت امارہ سے اس لئے کی ہے کہ یہی نفس انسان کو بُرائی کی جانب مائل کرتا ہے اور اس کے علاوہ نفس بھلائی کی خواہش کرتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے: ”تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں جو کچھ لایا ہوں اُس کا نفس اس کی پیروی نہ کرے“۔ وضح اضافۃ الضحی: سوال مقدر کا جواب ہے، سوال یہ ہے کہ ”العیشۃ“ کے لئے ”ضحیٰ“ نہیں ہے؟ اس لئے کہ ”ضحیٰ“ فقط دن کے لئے ہوتی ہے پس اس کی اضافة ”العیشۃ“ کی طرف کرنے کی کیا وجہ ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہ دونوں ایک ہی دن میں ہو گئے (یعنی وہ دنیا اور قبر میں ٹھہرنے کی مدت اتنی ہی سمجھتے ہیں کیونکہ یہ مدت ختم ہونے والی ہے، کما قال المظہری) اور دونوں کے مابین ملاہست بھی ہے، پس اسی بناء پر ایک کی اضافة دوسرے کی جانب کر دی۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۳۰ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورۃ عبس مکیہ وہی اثنتان واربعون آیت

(سورۃ عبس مکیہ ہے جس میں ۳۲ آیات ہیں)

## تعارف سورۃ عبس

اس سورت میں ایک رکوع، بیالیس آیتیں، ایک سو تیس کلمات، اور پانچ سو تینتیس حروف ہیں۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ؓ جو کہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے خالو زاد بھائی تھے اور ان خوش نصیبوں میں سے تھے جن کا شمار ”السابقون الاولون“ میں ہوتا ہے، یہ نابینا تھے۔ ایک روز یہ بارگاہ رسالت ﷺ میں آئے لیکن اس وقت شب، غمہ اور ابو جہل، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ، عباس ابن عبدالمطلب اور دیگر رؤسائے قریش نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر تھے اور آپ ﷺ بڑی دلسوزی سے ان کو کفر و شرک کے اندھیروں سے نکالنے کی سعی فرما رہے تھے۔ اسی دوران حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ؓ آگئے اور نابینا ہونے کی وجہ سے محفل کا رنگ نہ دیکھ سکے۔ اپنے ذوق علم کی وجہ سے آتے ہی اصرار کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ﷺ جو اللہ جل جلالہ نے آپ کو سکھایا وہ مجھے بھی سکھائیے، تو حضور ﷺ کو عبداللہ کا آکر اصرار کرنا پسند نہ آیا اور رخ زبیا پر ناگواری کے آثار نمایاں ہوئے۔ اور آداب مجلس کا بھی یہی تقاضا تھا کہ جو بات پہلے ہو رہی ہے اس کو پہلے پورا ہونے دیں پھر کوئی اور بات کرتے لیکن یہاں تو تبلیغ کا ایک اہم فریضہ ادا کر رہے تھے۔ اللہ جل جلالہ نے حضرت عبداللہ کی دل جوئی کے لئے یہ سورت مبارکہ نازل فرمائی تاکہ دنیا والوں کو بھی پتہ چل جائے کہ اس بارگاہ میں جو شکستہ دلوں کی قدر و منزلت ہے وہ کسی اور کی نہیں ہے اور اس میں یہ بتایا گیا کہ جو لوگ آیات سے نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں تنقیص کرتے ہیں یہ بھی اہل نفاق کا شیعہ تھا۔ علامہ اسماعیل حق فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم ؓ کو پتہ چلا کہ ایک امام ہر نماز میں اسی سورت کو پڑھتا ہے تو آپ ﷺ نے اس کو قتل کروادیا کیونکہ وہ آپ ﷺ کی تنقیص کرنے کے لئے پڑھتا تھا اور اس لئے کہ مقتدیوں کے دل میں بھی حضور ﷺ کی عظمت کم ہو جائے، نگاہ فاروق میں وہ مرتد ہو گیا تھا اور مرتد واجب القتل ہوتا ہے (روح البیان)۔

رکوع نمبر: ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿عبس﴾ النبی کلج وجهہ ﴿وتولی﴾ ﴿اعرض لا جلی﴾ ﴿ان جاءہ الا عمی﴾ ﴿عبداللہ بن ام مکتوم﴾  
 لقطعة عما هو مشغول به ممن يرجو اسلامه من اشراف قریش الذی هو حریض علی اسلامهم ولم  
 ینذر الا عمی انہ مشغول بذلك فناداه علمنی مع علمک اللہ فانصرف النبی الی بیتہ فعوتب فی  
 ذلک بما نزل فی ہذہ السورۃ فكان بعد ذلک یقول لہ اذا جاء مرحباً بمن عاتبنی فیہ ربی ویسطل لہ  
 رداءہ ﴿وما یدریک﴾ یعلمک ﴿لعلہ یزکی﴾ ﴿فیہ ادغام التاء فی الاصل فی الزای ائی یتکھرم﴾  
 الذنوب بما یسمع منک ﴿او یدکر﴾ ﴿فیہ ادغام التاء فی الاصل فی الدال ائی یتعظ﴾ ﴿تستفعہ﴾  
 الذکری ﴿العیظة المسموعة عنک وفی قراءۃ بنصب تنفعہ جواب الترجی﴾ ﴿اما من﴾  
 استغنی ﴿بالمال﴾ ﴿فانت لہ تصدی﴾ ﴿وفی قراءۃ لتشدید الصاد بادغام التاء الثانیۃ فی الاصل فیہا﴾  
 تُقبل وتعرض ﴿وما علیک الا یزکی﴾ ﴿یؤمن﴾ ﴿وما من جاءک یسعی﴾ ﴿حال من فاعل﴾  
 جاء ﴿وہو یخشی﴾ ﴿اللہ حال من فاعل یسعی وہو الا عمی﴾ ﴿فانت عنہ تلہی﴾ ﴿فیہ حذف التاء﴾

الْآخِرَىٰ فِي الْأَوَّلِ أَيْ تَتَشَاغَلُ ﴿كَلَّا﴾ لَا تَفْعَلُ مِثْلَ ذَلِكَ ﴿إِنهَا﴾ أَيْ السُّورَةُ أَوِ الْآيَاتِ ﴿تَذَكَّرَ﴾ (۱۱) ﴿عِظَةٌ لِلْخَلْقِ﴾ ﴿فَمَنْ شَاءَ ذَكَرْهُ﴾ (۱۲) ﴿حَفِظَ ذَلِكَ فَاتَّعِظْ بِهِ﴾ ﴿فِي صَحْفٍ﴾ ﴿خَبِرْتَانِ﴾ لَا تَنْهَآ وَمَا قَبْلَهُ اِغْتَبَرِ اصْ ﴿مَكْرَمَةٌ﴾ (۱۳) ﴿عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى﴾ ﴿مَرْفُوعَةٌ﴾ ﴿فِي السَّمَاءِ﴾ ﴿مُطَهَّرَةٌ﴾ (۱۴) ﴿مُنْزَهَةٌ عَنْ مَسِّ الشَّيَاطِينِ﴾ ﴿بِأَيْدِي سَفَرَةٍ﴾ (۱۵) ﴿كُتِبَتْ يَنْسَخُونَهَا مِنَ اللُّوحِ الْمَحْفُوظِ﴾ ﴿كَرَامَ بَرَّةٍ﴾ (۱۶) ﴿مُطْبِعِينَ لِلَّهِ تَعَالَى وَهُمْ الْمَلَائِكَةُ﴾ ﴿قَتَلَ الْإِنْسَانَ﴾ ﴿لَعِنَ الْكَافِرُ﴾ ﴿مَا أَكْفَرَهُ﴾ (۱۷) ﴿اسْتَفْهَمَ تَوْبِيخَ أَيْ مَا حَمَلَهُ عَلَى الْكُفْرِ﴾ ﴿مَنْ أَى شَيْءَ خَلَقَهُ﴾ (۱۸) ﴿اسْتَفْهَمَ تَقْرِيرُ ثَمَّ بَيْنَهُ فَقَالَ﴾ ﴿مَنْ نَطَقَ خَلَقَهُ فَقَدَرَهُ﴾ (۱۹) ﴿عَلَقَهُ ثُمَّ مُضْغَةً إِلَى الْآخِرِ خَلَقَهُ﴾ ﴿ثُمَّ السَّبِيلَ﴾ ﴿أَيْ طَرِيقَ خُرُوجِهِ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ﴾ ﴿يَسْرَهُ﴾ (۲۰) ﴿ثُمَّ أَمَاتَهُ فَاقْبَرَهُ﴾ (۲۱) ﴿جَعَلَهُ فِي قَبْرِ يَسْتُرُهُ﴾ ﴿ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ﴾ (۲۲) ﴿لِلْبَغْيِ﴾ ﴿كَلَّا﴾ ﴿حَقًّا﴾ ﴿لَمَّا يَقْضُ﴾ ﴿لَمْ يَفْعَلْ﴾ ﴿مَا أَمَرَهُ﴾ (۲۳) ﴿بِهِ رَبِّهِ﴾ ﴿فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ﴾ ﴿نَظْرًا اِغْتَبَارًا﴾ ﴿إِلَى طَعَامِهِ﴾ (۲۴) ﴿كَيْفَ قَدَّرَ وَذَبَّرَ﴾ ﴿إِنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ﴾ ﴿مِنَ السَّحَابِ﴾ ﴿صَبًّا﴾ (۲۵) ﴿ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ﴾ ﴿بِالنَّبَاتِ﴾ ﴿شَقًّا﴾ (۲۶) ﴿فَانْتَبْنَا فِيهَا حَبًّا﴾ (۲۷) ﴿كَأَلِ حِنْطَةٍ وَالشَّعِيرِ﴾ ﴿وَعَنَبًا وَقَضْبًا﴾ (۲۸) ﴿هُوَ أَلْقَى الرَّطْبَ﴾ ﴿وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا﴾ (۲۹) ﴿وَحَدائقَ غُلْبًا﴾ (۳۰) ﴿بَسَاتِينَ كَثِيرَةً الْأَشْجَارِ﴾ ﴿وَفَاكِهَةً وَابًّا﴾ (۳۱) ﴿مَاتَرَعَاهُ الْبَهَائِمُ وَقِيلَ النَّبْتُ﴾ ﴿مَتَاعًا﴾ ﴿مَتَعَةً أَوْ تَمْتِيعًا كَمَا تَقَدَّمَ فِي السُّورَةِ قَبْلُهَا﴾ ﴿لَكُمْ وَلَنَا نِعَامُكُمْ﴾ (۳۲) ﴿تَقَدَّمَ فِيهَا أَيْضًا﴾ ﴿فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاحَةُ﴾ (۳۳) ﴿النَّفْخَةُ الثَّانِيَّةُ﴾ ﴿يَوْمَ يَفِرُ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ﴾ (۳۴) ﴿وَأُمِّهِ وَابِيهِ﴾ (۳۵) ﴿وَصَاحِبَتِهِ﴾ ﴿وَزَوْجَتِهِ﴾ ﴿وَبَنِيهِ﴾ (۳۶) ﴿يَوْمَ يَدُلُّ مِنْ إِذَا وَجَّوِبُهَا دَلَّ عَلَيْهِ﴾ ﴿لِكُلِّ أَمْرٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يَغْنِيهِ﴾ (۳۷) ﴿حَالٌ يَشْغَلُهُ عَنْ شَأْنٍ غَيْرِهِ أَيْ اِشْتَغَلَ كُلُّ وَاحِدٍ بِنَفْسِهِ﴾ ﴿وَجَوْهَ يَوْمَئِذٍ مَسْفُورَةٍ﴾ (۳۸) ﴿مُضِيئَةٍ﴾ ﴿ضَاحِكَةٍ مُسْتَبْشِرَةٍ﴾ (۳۹) ﴿فَرَحَةٍ وَهُمْ الْمُؤْمِنُونَ﴾ ﴿وَوَجَوْهَ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ﴾ (۴۰) ﴿غَبَارٌ تَرَهَقَهَا﴾ ﴿تَغْشَاهَا﴾ ﴿قَتْرَةٌ﴾ (۴۱) ﴿ظُلْمَةٌ وَسَوَادٌ﴾ ﴿أَوَّلُكَ﴾ ﴿أَهْلُ هَذِهِ الْحَالَةِ﴾ ﴿هُمْ الْكُفْرَةُ الْفَجْرَةُ﴾ (۴۲) ﴿أَيِ الْجَامِعُونَ بَيْنَ الْكُفْرِ وَالْفُجُورِ﴾

### ﴿ترجمہ﴾

توری چیز حالی (نبی کریم ﷺ) نے ”عبس“ کا معنی چہرے پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہونا ہے (اور مونہ پھیرا) (اعراض کیا اس لیے کہ) اس کے پاس نابینا حاضر ہوا (مراد اس سے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ؓ ہیں، نبی پاک ﷺ سرکار ان قریش جن کے ایمان لانے کی آپ کو امید تھی جن کے اسلام لے آنے کی آپ کو سخت خواہش تھی، کو تبلیغ کرنے میں مشغول تھے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ؓ نے اس سلسلے کو منقطع کر دیا۔ ان نابینا صحابی کو علم نہ تھا کہ حضور ﷺ اس اہم کام میں مشغول ہیں وہ آپ ﷺ کو پکارنے لگے جو اللہ جل جلالہ نے آپ ﷺ کو سکھایا ہے اس میں سے مجھے بھی سکھائیے تو حضور ﷺ اپنے دولت کدہ کی طرف دلپس ہو گئے تو اس کلام کے ذریعے حضور ﷺ کو عتاب محبوبانہ کیا گیا۔ جو اس سورت میں نازل ہے اس سورت کے نزول کے بعد جب بھی حضرت عبداللہ حاضر خدمت ہوتے تو حضور ﷺ ارشاد فرماتے اس شخص کی آمد مر حبا جس کے بارے میں مجھے میرے رب ﷻ نے عتاب فرمایا پھر آپ ﷺ ان کے لیے اپنی مبارک چادر بچھا دیا کرتے، ..... (اور تمہیں کیا معلوم) (ما ید ریک بمعنی ما یعلمک ہے) شاید وہ سہرا ہو

”یسز کسی“ اس میں اصل میں تاء کا زاء میں ادغام کیا گیا ہے معنی آیت یہ ہے کہ شاید وہ تم سے سکرگنا ہوں سے پاک ہو جائے۔  
 یا نصیحت لے ”یذکو“ اس میں اصل میں تاء کا ذال میں ادغام کیا گیا ہے یہ بمعنی یتعظ ہے (تو اسے فائدہ دے نصیحت) (جو اس نے  
 تم سے سنی ہے، ایک قرائت میں ”فمنفعہ“ کو منصوب پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ جواب تری ہوگا) وہ جو بے پرواہ بنتا ہے (مال  
 کے سب سے) تم اس کے تو پیچھے پڑتے ہو (تصدی بمعنی تقبل و تنعوض ہے، ”تصدی“ ایک قرائت میں صادمشددہ کے  
 ساتھ پڑھا گیا ہے، اصل میں تائے ثانیہ کا صاد میں ادغام کیا گیا ہے) اور تمہارا کچھ زیاں نہیں اس میں کہ وہ سحرانہ ہو (ایمان لا کر  
 (اور وہ جو تمہارے حضور ناز سے دوڑتا آیا) ”یسعی“ یہ ”جاء“ کے فاعل سے حال بن رہا ہے) اور وہ ڈرتا ہے (اللہ ﷻ سے، مراد  
 اس سے وہی نابینا صحابی ہیں ”وہو یخشی“ یہ ”یسعی“ کے فاعل سے حال بن رہا ہے) تو اسے چھوڑ کر اور طرف مشغول ہوتے ہو  
 (تلہی بمعنی تشاغل ہے، ”تلہی“ میں اصل میں دوسری والی تاء کو حذف کر دیا گیا ہے) یوں نہیں (یعنی ایسا نہ کیجیے) بیشک وہ  
 (یعنی وہ آیت یا آیات) تو نصیحت ہے (مخلوق کے لیے، تذکرة بمعنی عظة ہے) تو جو چاہے اسے یاد کرے (پھر اس سے نصیحت  
 لے، ذکر بمعنی حفظ ہے) ان صحیفوں میں..... ”صحف مکرمة“ ”انہا“ کی خبر ثانی ہے اس کا ماقبل کلام جملہ معترضہ  
 ہے) جو کہ عزت والے ہیں (اللہ ﷻ کے حضور) بلند ہیں (آسمانوں میں) منزہ ہیں (شیاطین کی دسترس سے، مطہرۃ بمعنی منزہ  
 ہے) ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں کے (جو اسے لوح محفوظ سے نقل کر کے لکھتے ہیں، سفرة بمعنی کتبه لکھنے والے ہے) جو کرم والے  
 کوئی والے (یعنی اللہ ﷻ کے فرمانبردار ہیں مراد اس سے فرشتے ہیں) آدمی پر لعنت ہو (قتل بمعنی لعن ہے، ”الانسان“ سے کافر  
 مراد ہے،.....) کیا ناشکرا ہے (یہ استفہام تو بخ کے لیے ہے یعنی کس چیز نے اسے کفر کرنے پر ابھارا ہے) اسے کاہے سے بنایا  
 (یہ استفہام تقدیر کلام کے لیے ہے پھر جس چیز سے پیدا فرمایا اسے بیان کرتے ہوئے فرمایا) پانی کی بوند سے اسے پیدا فرمایا پھر اسے  
 طرح طرح کے اندازوں پر رکھا (خون کی بوند، پھر گوشت کی بوٹی سے آخر خلقت تک) پھر راستہ (یعنی اپنی ماں کی پیٹ سے نکلنے کا  
 راستہ، السبیل کے معنی راستہ ہے) اسے آسان کیا پھر اسے موت دی پھر قبر میں رکھوایا (جو اسے چھپائے ہوئے ہے، اقبس بمعنی  
 جعلہ فی القبر ہے) پھر جب چاہا اسے باہر نکالا (بعث کے لیے) یقیناً (کلام بمعنی حقا ہے) اس نے اب تک نہ کیا (لما  
 یقض بمعنی لم یفعل ہے،.....) جس کا اس نے (یعنی اس کے رب نے) حکم دیا تو آدمی کو چاہیے کہ اپنے کھانوں کو دیکھے (برگاہ  
 عبرت کہ اللہ ﷻ نے اس کیلئے کیسا رزق مقدر فرمایا اور رزق کی تدبیر فرمائی) کہ ہم نے اچھی طرح پانی ڈالا (بادل سے) پھر زمین کو  
 خوب چیرا (نباتات سے) تو اس میں اگایا اناج (جیسے گندم اور جو) اور انگور اور چارہ (”قضبا“ تر چارے کو کہتے ہیں) اور زیتون  
 اور کھجور اور گھنے باغ (حدائق غلبا بمعنی کشور درختوں والے باغات) اور میوے اور گھاس (جسے چوپائے جرتے ہیں یا، اب بمعنی  
 تبن ہے) پھر جب آئے گی وہ کان پھاڑنے والی چنگھاڑ (مراد اس سے فقرہ ثانیہ ہے) اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی اور ماں اور باپ  
 اور بیوی (صاحبة بمعنی زوجہ ہے) اور بیٹوں سے (”یوم“ اذا سے بدل بن رہا ہے اس کے جواب پر مابعد کلام دلالت کر رہا ہے  
 ان میں سے ہر ایک کو اس دن ایک فکر ہے جو اسے دوسروں سے مشغول کر دے گی (اس کی اپنی ایک حالت ہوگی جو اسے دوسرے کے  
 حال سے بے نیاز کر دے گی یعنی ہر کوئی اپنے نفس کے ساتھ مشغول ہوگا) کتنے مونہ اس دن روشن ہوں گے (مسفرة بمعنی مضیئة  
 ہے) ہنستے خوشیاں مناتے (یہ مسلمان ہوں گے، مستبشرة بمعنی فرحة ہے) اور کتنے مونہوں پر اس دن گرد پڑی ہوگی (غبرة کے  
 معنی غبار ہے.....) چڑھ رہی ہے ان پر (ترہقھا بمعنی تغشھا ہے) سیاہی (فترة بمعنی ظلمة وسواد ہے) وہ لوگ (جو  
 اس حالت میں ہوں گے وہ) ہی ہیں کافر بدکار (یعنی کفر و فجور دونوں کے جامع)۔



## ﴿ترکیب﴾

﴿عبس وتولی ان جاءہ الاعمی وما یدریک لعلہ یزکی او یدکر لتتفعہ الذکری﴾  
 عبس: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، تولى: فعل بافاعل، ان جاءہ الاعمی: جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول لہ، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما استفہامیہ مبتدا، یدریک: فعل بافاعل ومفعول، لعلہ: حرف مشبہ واسم، یزکی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، یدکر: جملہ فعلیہ معطوف، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ، ف: سببیہ، تنفع: فعل، ہ: ضمیر مفعول، الذکری: فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿اما من استغنی فانت له تصدی وما علیک الا یزکی﴾

اما: حرف شرط بمن استغنی: موصول صلہ، مکر مبتدا، ف: جزائیہ، انت: مبتدا، لہ: ظرف لغو مقدم، تصدی: فعل "انت" ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ما: تانیہ، علیک: ظرف متشقر خبر مقدم، الا یزکی: جملہ بتاویل مصدر مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر حال، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "مہما یکن من شیء" کی جزا، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما من جاءک یسعی وهو یخشی فانت عنہ تلهی﴾

و: عاطفہ، اما حرف شرط بمن، موصولہ، جاء: فعل "هو" ضمیر متشقر ذوالحال، یسعی: فعل "هو" ضمیر متشقر ذوالحال، و: حالیہ، هو یخشی: جملہ اسمیہ حال، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ حال، مکر فاعل، کت: مفعول، مکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، مکر مبتدا، ف: جزائیہ، انت: مبتدا، عنہ تلهی: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف "مہما یکن من شیء" کی جزا، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿کلا انها تذکرۃ لمن شاء ذکرہ فی صحف مکرمة مرفوعة مطہرة، بایدی سفرة کرام بورۃ﴾

کلا: حرف روع وجزا، انها: جملہ اسمیہ جار، صحف: موصوف، مکرمة: صفت اول، مرفوعة: صفت ثانی، مطہرة: صفت ثالث، بایدی سفرة: ظرف متشقر صفت رابع، کرام بورۃ: مکر مجرور، مکر ظرف متشقر خبر ثانی، مکر جملہ اسمیہ، ف: اعتراضیہ، من شرطیہ مبتدا، شاء: جملہ فعلیہ شرط، ذکرہ: جملہ فعلیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ مقررہ۔

﴿قتل الانسان ما اکفرہ﴾

قتل الانسان: فعل مجہول وتائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ دعائیہ، ما: استفہامیہ مبتدا، اکفرہ: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿من ای شیء خلقہ من نطفۃ خلقہ فقد رہ﴾

من ای شیء: جار مجرور مہدل منہ، من نطفۃ: جار مجرور، مکر ظرف لغو مقدم، خلقہ: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ، خلقہ: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، قد رہ: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ثم السبیل یسرہ ثم امانتہ فالقبرہ ثم اذا شاء الشرہ کلا لما یقض ما امرہ﴾

ثم: عاطفہ، السبیل: "یسر" فعل محذوف کیلئے مفعول، مکر جملہ فعلیہ، یسرہ: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، امانتہ: جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، القبرہ: فعل بافاعل ومفعول، مکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، اذا شاء: جملہ فعلیہ شرط، انشرہ: جملہ فعلیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ، کلا حرف روع وجزا، لما یقض: فعل فی بافاعل، ما امرہ: موصول صلہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلينظر الانسان الى طعامه انا صبينا الماء صبا ثم شققنا الارض شقا﴾

ف: متانفہ، لينظر الانسان فعل امر نائب فاعل، الى: جار، طعامه مبدل منہ، انا حرف مشبہ واسم، صبينا الماء صبا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم، عاطفہ، شققنا الارض شقا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فانبتنا فيها حبا وعنباً وقضباً وزيتوناً ونخلاً وحدائق غلباً وفاكهة واباً متاعاً لكم ولا نعامكم﴾

ف: عاطفہ، انبتنا فعل با فاعل، فيها: ظرف لغو، حبا: مضاف، معطوف علیہ، و: عاطفہ، عنباً وقضباً..... الخ: معطوفات، ملکر مفعول، متاعاً: مصدر با فاعل، لكم: جار مجرور معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا نعامكم: جار مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ ہو کر مفعول لہ، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فاذا جاء ت الصاخرة يوم يفر المرء من اخيه وامه وابيه وصاحبه وبنيه﴾

ف: متانفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء ت الصاخرة: فعل و فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا محذوف "اشتغل كل واحد بنفسه" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ متانفہ، يوم: مضاف، يفر المرء: فعل و فاعل، من: جار، اخيه: معطوف علیہ، و: عاطفہ، امه وابيه: معطوفات، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ، ملکر ماقبل "اذا" سے بدل واقع ہے۔

﴿لكل امرئ منهم يومئذ شأن يغنيه﴾

لام: جار، كل: مضاف، امرئ: موصوف، عنہم: ظرف متقرر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف متقرر خبر مقدم، يومئذ: ظرف مقدم، يغنيه: فعل با فاعل، مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت، شأن: موصوف اپنی صفت سے، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وجوه يومئذ مسفرة ضاحكة مستبشرة ووجوه يومئذ عليها غبرة ترهقها فترة اولئك هم الكفرة الفجرة﴾  
وجوه: مبتدا، يومئذ مسفرة: ضاحكة: خبر ثانی، مستبشرة: خبر ثالث، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، وجوه: مبتدا، يومئذ: ظرف مقدم، ترهقها فترة: فعل و مفعول و فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر اول، علیہا غبرة: جملہ اسمیہ خبر ثانی، ملکر جملہ اسمیہ، اولئك: مبتدا، هم الكفرة الفجرة: جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆.....عبس وتولى.....☆ نبی کریم ﷺ عتبہ بن ربیعہ، ابو جہل بن ہشام اور عباس بن عبدالمطلب اور ابی بن خلف، امیہ بن خلف اشرف قریش کو اسلام کی دعوت فرما رہے تھے اس درمیان میں عبد اللہ ابن ام مکتوم ؓ نا بینا حاضر ہوئے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو بار بار ندا کر کے عرض کیا کہ جو اللہ ﷻ نے آپ سکھایا ہے وہ مجھے تعلیم فرمائیے۔ ابن ام مکتوم ؓ نے یہ نہ سمجھا کہ حضور ﷺ دوسروں سے گفتگو فرما رہے ہیں اس سے قطع کلام ہوگا۔ یہ بات حضور ﷺ کو گراں گزری اور آثار ناگواری چہرہ اقدس پر نمایاں ہوئے حضور ﷺ اپنی دولت سرائے اقدس کی طرف واپس ہوئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور اس میں عبد اللہ بن ام مکتوم ؓ کی معذوری کی طرف اشارہ ہے کہ قطع کلام ان سے اس وجہ سے واقع ہوا۔ اس آیت کے نزول کے بعد سید عالم ﷺ عبد اللہ بن ام مکتوم ؓ کا اکرام فرماتے تھے۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

سید عالم ﷺ کے تیوری چڑھانے کا بیان:

۱.....حضرت ام مکتوم صحابی رسول ﷺ تھے اور امور دین میں آقائے دو جہاں ﷺ کے محتاج تھے اور کافر اسلام کے حلقے میں

(روح البیان، ج ۱۰، ص ۳۹۲)

(القرطبي، الجزء: ٢٠، ص ١٨٥ وغيره)

۲..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرْهُ فِيْ صَحْفٍ مُّكْرَمَةٍ مَّرْفُوعَةٍ مَّطْهُرَةٍ بَايَدِيْ

(المظہری، ج ۷، ص ۳۴۹)

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ قَتَلَ الْإِنْسَانَ مَا اكْفَاهُ ﴾ آدمی مارا جائے کیا ناشکرا ہے (عس: ۱۷) ﴿ لَغَتْ فِي لَعْنَتِ مُرَدٍّ ﴾

یہ ہے منکروں پر (البقرة: ۸۹)۔

شریعت کی اصطلاح میں لعنت کے دو طرح کے معنی بیان کئے گئے ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ کی رحمت اور جنت سے دوری، تو کسی پر لعنت کرنے کے معنی کبھی تو یہ ہونگے کہ تو اللہ ﷻ کی رحمت و جنت سے دور ہو۔ (۲)..... کبھی اللہ ﷻ کے قرب اور اس کی خاص رحمت سے دوری، یا پچھلے نیک بندوں کو اس کی جناب میں جو مرتبہ ملا اس مرتبے سے دوری مراد ہے۔

شیخ محقق فرماتے ہیں: لعنت کرنا کسی پر جائز نہیں، سوائے اس کے جس کے کافر مرنے کی خبر خبر صادق (سید عالم ﷺ) نے دی، اور کافر مخصوص پر کہ اس کا ایمان اس دم آخر ختم ہو، لعنت نہ کرے۔ مزید فرماتے ہیں: کسی مسلمان پر لعنت نہ کرے اور اسے مردود ملعون نہ کہے اور جس کافر کا کفر پر مرنے کا یقین نہیں اس پر بھی نام لے کر لعنت نہ کرے، یہاں تک کہ بعض علماء کے نزدیک مستحق لعنت پر بھی لعنت نہ کرے، یونہی مجھڑ، ہوا، جمادات و حیوانات پر بھی لعنت جائز نہیں۔

مزید فرماتے ہیں: لعنت ابتداء ہی اس طرف نہیں لوٹ آتی، بلکہ وہ پہلے باہر، اوپر، نیچے جاتی ہے، جب اس کو دشواری پیش آتی ہے تو پھر وہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے جس پر یہ کبھی گئی تھی، اگر وہ اس کا اہل یا مستحق نہیں تھا تو پھر وہ لوٹ کر اپنے قائل کی طرف آ جاتی ہے گویا کہ جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کسی پر لعنت نہ کی جائے اور اس بات کا یقین سوائے شارح الطحاوی کے کسی کو نہیں ہو سکتا۔

(اشعة اللمعات، کتاب الاذاب، باب: حفظ اللسان من الغيبة والشتم، ج ۶، ص ۷۵ وغیرہ)

بعض علماء کے نزدیک یزید کو بھی لعن کرنا جائز نہیں۔ جب کہ امام احمد اس کو لعنت کرنا جائز کہتے ہیں۔

☆..... مؤمن کے لئے کسی کو لعنت کرنا جائز نہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب: ما جاء فی الطعن والظعن، رقم: ۲۶، ص ۵۹۳)

☆..... المؤمن ليس بلعان مؤمن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الادب، باب: حفظ اللسان من الغيبة والشتم، الفصل الثانی، ج ۶، ص ۴۱۳)

(المرجع السابق)

☆..... ”بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن گواہ و شفع نہ ہونگے۔“

## انسان کا وجود از ابتداء تا انتہاء:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿مَنْ أَيْ شَيْءٍ خَلَقَهُ مِنْ نَظْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَرَهُ.....﴾ الخ اسے کا ہے سے بنایا پانی کی بوند سے اُسے پیدا کیا پھر اسے طرح طرح کے اندازوں پر رکھا پھر اُسے راستہ آسان کیا پھر اُسے موت دی پھر قبر میں رکھوایا پھر جب چاہا باہر نکالا کوئی نہیں اس نے اب تک پورا نہ کیا جو اُسے حکم ہوا (عس: ۲۳ تا ۲۸) ﴿.....﴾ انسان کو پانی کی گندی بوند سے پیدا کرنے، ماں کے پیٹ میں شکل و صورت دینے، اس کے رزق، زندگی، موت، سعید و شقی ہونا مقدر کر لینے، موت سے ہمکنار کر لینے پر منوں مٹی کے نیچے قبر میں داب دینے، پھر قبر سے دوبارہ بکھرے اعضاء اور جوہر کو سمیٹ کر زندہ کرنے، الغرض یہ انسان کی وہ تاریخ ہے جو صدیوں سے قائم ہے۔ جب سے نسل انسانی کو وجود ملا، جب سے آدمیت کا آغاز ہوا، جب سے انسان دنیا میں بننے لگا، جب سے دھرتی انسان کے وجود سے آباد و شاد رہنے لگی یہی سلسلہ چل رہا ہے اور یقیناً تا قیامت چلتا جائیگا۔

## چہروں پر خوشی ہونے یا گرد پڑی ہونے کا معنی:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مَسْفُوفَةٌ ضَاحِكَةٌ مُسْتَبْشِرَةٌ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ كَتَّ مَوْنَهُ اس دن روشن ہونگے ہنستے خوشیاں مناتے اور کتے مونھوں پر اُس دن گرد پڑی ہوگی (عس: ۴۰ تا ۴۸) ﴿.....﴾ مراد جنتیوں کے مونھ ہیں جن پر خوشی کے آثار نمایاں ہونگے، اور چہروں پر گرد ہونے سے کافر کے مونھ مراد ہیں جن پر قیامت کے دن دھول مٹی پڑی ہوگی۔ کہا جاتا ہے کہ بہائم کو قضاء کے بعد مٹی کر دیا جائے گا اور یہی مٹی کافروں کے مونھ پر ڈالی جائے گی۔ (الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۷۸)



ابن کثیر کہتے ہیں: لوگ اُس دن دو گروہوں میں ہونگے، (۱)..... سرور، جن کے دل خوشی سے کھل کھلا رہے ہونگے، جن کے چہروں سے خوشی کے آثار نمودار ہو رہے ہونگے اور یہ لوگ جنتی ہونگے۔ (۲)..... وہ لوگ جن کے چہرے سیاہ پڑ چکے ہونگے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”کافروں کے مونھوں پر لگام ڈال دی جائے گی اور پھر ان کے چہروں پر مٹی پھینک دی جائے گی۔“ یعنی ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔

(ابن کثیر، ج ۴، ص ۵۷۳)

### اغراض:

الذی ہو حریص علی اسلامہم: میں اشراف قریش کے لئے نعت (صفت) ہے، اور مناسب یہ تھا کہ ”الذین“ سے تعبیر کرتے۔ ماعلمک اللہ: مراد قرآن اور اسلام ہے، اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک نابینا خدمت اقدس میں حاضر ہوا جب کہ آقائے دو جہاں ﷺ قریش کے سرداروں عتبہ و شیبہ (ربیعہ کے بیٹوں)، ابو جہل بن ہشام، عباس بن عبد المطلب، امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ، کو اسلام کی دعوت دینے میں مصروف تھے..... مزید شان نزول کا مطالعہ کیجئے۔

ولم یدر الا عسی: میں یہ جواب دوں گا کہ ہو سکتا ہے کہ صحابی کو علم نہ ہو، اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیشی کی وجہ سے اُس پر دہشت طاری ہو گئی ہو اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں آنے والوں کی عقلیں کام نہیں کرتیں، اور محبت کرنے والا اس بات کا شوق رکھتا ہے کہ اُسے کچھ تعلیم حاصل ہو جائے اور آقائے دو جہاں کا توجہ نہ فرمانا کوئی مکروہ یا خلاف اولیٰ فعل نہ تھا بلکہ یہ فعل تو حسنات الابراہیمات المقربین کے قبیلے سے متعلق تھا، ملخصاً۔

وبسط لہ ردائہ: یعنی سید عالم ﷺ نے صحابی سے کہا: کیا تمہیں کچھ حاجت ہے؟۔ ای تشاغل: یعنی کفار قریش کو دعوت اسلام میں مشغول ہونا مراد ہے، اور یہ مشغولیت اگرچہ آپ ﷺ پر واجب نہ تھی لیکن عتاب کا معاملہ حقیقت پر نظر کرتے ہوئے ہوا ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ ما ترعاه البہائم: مراد تر اور خشک میوے ہیں، اور یہ (قضب) سے بطور عموم بیان کیا گیا ہے۔

لا تفعل مثل ذلک: روایت میں ہے کہ اس معاملے کے بعد سید عالم ﷺ نے کسی فقیر سے کبھی تیوری نہ چڑھائی اور نہ ہی کسی غنی کی مدارات فرمائی۔ لعن الکافر: یعنی اللہ کی رحمت سے دور، اور اس میں اشارہ ہے کہ انسان سے مراد کافر ہے نہ کہ سارے ہی انسان۔ ای طریق خروجہ من بطن امہ: بعض نے لکھا ہے کہ ماں کے پیٹ میں بچے کا سراو پر کی جانب اور قدم نیچے کی جانب ہوتے ہیں، گویا بچہ ماں کے پیٹ میں کھڑا ہوتا ہے اور جب باہر نکلنے کا وقت ہوتا ہے تو اللہ کی جانب سے الہام کی وجہ سے پلٹ جاتا ہے۔

جعلہ فی قبر یستروہ: اور انسان کے علاوہ کسی پرندے اور درندے کے لئے ایسا ستر بطور اکرام نہ ہوا۔ تقدم فیہا ایضاً: مراد ”نعم“ کی تفسیر کرنا ہے، اور نعمتیں گائے، اونٹ اور بکری کی صورت میں عطا فرمائیں۔ مضیئة: چہروں کا روشن ہونا رات کے قیام، یا وضو کے آثار، راہ خدا کے گرد و غبار کی وجہ سے ہوگا۔ فرحۃ: اللہ کی کرم نوازیاں اور رضادیکھ کر فرحت ہونا مراد ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۳۳ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

(سورہ تنکویر یکم ہے جس میں ۲۹ آیات ہیں)

اس سورت میں ایک رکوع، اسی آیات ہیں۔ اس سورت میں قیامت اور رسالت کے دلائل دیئے جا رہے ہیں قیامت کے دوسرے مرحلے ہیں: پہلا مرحلہ وہ ہے کہ جب یہ موجودہ نظام کائنات درہم برہم ہو جائے گا نہ یہ دنیا کا عیش آرام رہے گا اور نہ آسمان پر چمکتے یہ ستارے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ہوا میں مٹی کی طرح اڑنے لگیں گے، اس کے بعد دوسرے مرحلے کا ذکر فرمایا جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا اور تمام اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر سب بارگاہِ خداوندی ﷻ میں جمع ہو جائیں گے اور ان کا حساب و کتاب لیا جائے گا اور سامنے دوزخ کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے اور دوسری جنت اپنے عیش آرام کے ساتھ اپنے بندگان خدا کے لئے منظر ہوگی۔ قیامت کے ذکر کے بعد رسالت کا ذکر فرمایا: کہ قرآن لے کر آنے والا کوئی اور نہیں بلکہ میرا محبوب ﷺ ہے جو کلام لے کر آیا ہے وہ اس نے خود تالیف نہیں کیا اور نہ ہی کسی اور نے نہیں سکھایا اور پڑھایا بلکہ ایک معزز مکرم فرشتہ جس کی امانت و دیانت میں شک نہیں وہ فرشتہ اللہ ﷻ کی جانب سے لے کر آیا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ﴾ (١) ﴿لَقِفْتُ﴾ وَذَهَبَ بُنُورُهَا ﴿وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ﴾ (٢) ﴿انْقَضَتْ وَتَنَاقَطَتْ عَلَى الْأَرْضِ﴾ ﴿وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ﴾ (٣) ﴿ذَهَبَ بِهَا عَنْ وَجْهِ الْأَرْضِ فَصَارَتْ هَبَاءً مُنثَوْرًا﴾ ﴿وَإِذَا الْعِشَارُ﴾ النُّوقُ الْحَوَامِلُ ﴿عَطِلَتْ﴾ (٤) ﴿تَرَكَتْ بَلَارِيعَ أَوْبِلَاحِلٍ لِّمَادِّهَا هُمْ مِنَ الْأَمْرِ وَلَمْ يَكُنْ مَالٌ أَعْجَبَ إِلَيْهِمْ مِنْهَا﴾ ﴿وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ﴾ (٥) ﴿جُمِعَتْ بَعْدَ الْبُعْثِ لِيَقْتَصَّ لِبَعْضٍ مِنْ بَعْضٍ ثُمَّ تَصِيرُ تَرَابًا﴾ ﴿وَإِذَا الْبِحَارُ سَجَرَتْ﴾ (٦) ﴿بِالتَّخْفِيفِ وَالتَّشْدِيدِ أَوْ قَدْ تَفْصَارَتْ نَارًا﴾ ﴿وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ﴾ (٧) ﴿قُرِنَتْ بِأَجْسَادِهَا﴾ ﴿وَإِذَا الْمَوْءِدَةُ﴾ الْجَارِيَةُ تُدْفِنُ حَيَّةَ خَوْفِ الْعَارِ وَالْحَاجَةِ ﴿سُئِلَتْ﴾ (٨) ﴿تَبَكَّيْنَتَا لِقَائِهَا﴾ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ﴿وَقُرِئَ بِكُسْرِ التَّاءِ حِكَايَةُ لِّمَا تَخَاطَبَ بِهِ وَجَوَابُهَا أَنْ تَقُولَ قُتِلْتُ بِلَاذَنْبٍ﴾ ﴿وَإِذَا الصُّحُفُ الْأَعْمَالِ﴾ نُشِرَتْ ﴿نُزِعَتْ عَنْ أَمَاكِنِهَا كَمَا يُنْزَعُ الْجِلْدُ عَنِ الشَّاةِ﴾ ﴿وَإِذَا الْجَحِيمُ﴾ النَّارُ ﴿سَعِرَتْ﴾ (١٢) ﴿بِالتَّخْفِيفِ وَالتَّشْدِيدِ أَجَعَتْ﴾ ﴿وَإِذَا الْجَنَّةُ أُنْفِلَتْ﴾ (١٣) ﴿قُرِبَتْ لِأَهْلِهَا لِيَدْخُلُوهَا وَجَوَابُ إِذَا أَوَّلَ السُّورَةِ وَمَا عَطَفَ عَلَيْهَا﴾ عَلِمْتُ نَفْسٌ ﴿أَيُّ كُلِّ نَفْسٍ وَقْتُ هَذِهِ الْمَذْكُورَاتِ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَمَةِ﴾ مَا أَحْضَرَتْ (١٤) ﴿مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ﴾ ﴿فَلَا اقْصِمِ﴾ لَا زَائِدَةٌ ﴿بِالْخَنَسِ﴾ (١٥) الْجَوَارِ الْكَنَسِ (١٦) هِيَ النُّجُومُ الْخَمْسَةُ زُحْلُ وَالْمُشْتَرَى وَالْمَرِيخُ وَالزُّهْرَةُ وَعَطَارِدُ تَخْنَسُ بِضَمِّ النُّونِ أَيْ تَرْجِعُ فِي مَجْرَاهَا وَرَاءَ مَا بَيْنَا تَرَى النُّجُومَ فِي آخِرِ الْبُرْجِ أَذْكَرُّ رَاجِعًا إِلَى أَوَّلِهِ وَتَكْنَسُ بِكُسْرِ النُّونِ تَدْخُلُ فِي كَنَاسِهَا أَيْ تَغِيْبُ فِي الْمَوَاضِعِ الَّتِي تَغِيْبُ فِيهَا ﴿وَاللَّيْلُ إِذَا عَسَعَسَ﴾ (١٧) أَقْبَلَ بِظُلَامِهِ أَوْ أَذْبَرَ ﴿وَالصُّبْحُ إِذَا

تنفس (۱۸) ﴿اُمْتَدَّ حَتَّىٰ يَصِيرَ نَحَارًا أَبِينَا﴾ (انہ) ﴿آی الْقُرْآن﴾ ﴿لَقَوْلِ رَسُولِ كَرِيمٍ﴾ (۱۹) ﴿عَلَى اللَّهِ تَعَالَى  
وَهُوَ جَبْرِيْلُ أَضْيَفٌ إِلَيْهِ لِنَرْوُلِهِ بِهِ﴾ ﴿ذِي قُوَّةٍ﴾ ﴿أَيَّ شَيْدِ الْقُوَى﴾ ﴿عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ﴾ ﴿آی اللَّهِ تَعَالَى﴾ ﴿  
مَكِيْن﴾ ﴿ذِي مَكَانَةٍ مُتَعَلِّقٌ بِهِ عِنْدَ﴾ ﴿مَطَاعٍ لِّم﴾ ﴿أَيَّ تَطِيعُهُ الْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ ﴿  
أَمِيْن﴾ ﴿عَلَى الْوَحْيِ﴾ ﴿وَمَا صَاحِبُكُمْ﴾ ﴿مُحَمَّدٌ غُطِفَ عَلَى أَنَّهُ إِلَى آخِرِ الْمَقْسَمِ عَلَيْهِ﴾ ﴿  
بِمَجْنُونٍ﴾ ﴿كَمَا رَعَمْتُمْ﴾ ﴿وَلَقَدْ رَآهُ﴾ ﴿رَأَى مُحَمَّدٌ جَبْرِيْلَ عَلَى صُورَتِهِ الَّتِي خُلِقَ عَلَيْهَا﴾ ﴿بِالْأَفَقِ  
الْمَبِيْن﴾ ﴿الْبَيِّنِ وَهُوَ الْأَعْلَى بِسَاحَةِ الْمَشْرِقِ﴾ ﴿وَمَا هُوَ﴾ ﴿أَيَّ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ﴾ ﴿عَلَى  
الْغَيْبِ﴾ ﴿مَا غَابَ مِنَ الْوَحْيِ وَخَبَرَ السَّمَاءِ﴾ ﴿بَضْبِيْن﴾ ﴿بِمُتْمِهِمْ وَلِي قِرَاءَةٍ بِالضَّادِ أَيْ بِخَيْلٍ فَيَنْقُصُ  
شَيْئًا مِنْهُ﴾ ﴿وَمَا هُوَ﴾ ﴿آی الْقُرْآن﴾ ﴿بِقَوْلِ شَيْطَانٍ مُّسْتَرِقٍ السَّمْعِ﴾ ﴿رَجِيْمٍ﴾ ﴿مَرْجُومٍ﴾ ﴿فَإِنْ  
تَذْهَبُونَ﴾ ﴿فَأَيَّ طَرِيقٍ تَسْلُكُونَ فِي إِنْكَارِكُمْ الْقُرْآنَ وَاعْرَاضِكُمْ عَنْهُ﴾ ﴿أَنْ﴾ ﴿مَا﴾ ﴿هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ عِظَةُ﴾ ﴿  
لِلْعَالَمِيْنَ﴾ ﴿الْإِنْسِ وَالْجِنِّ﴾ ﴿لَمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ﴾ ﴿بَدَلٌ مِنَ الْعَالَمِيْنَ بِإِعَادَةِ الْجَارِ﴾ ﴿أَنْ يَسْتَقِيْمَ﴾ ﴿بِإِتِّبَاعِ  
الْحَقِّ﴾ ﴿وَمَا تَشَاءُونَ﴾ ﴿إِلَّا سِتْقَامَةً عَلَى الْحَقِّ﴾ ﴿إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾ ﴿الْخَلَائِقِ إِسْقَامَتِكُمْ  
عَلَيْهِ﴾

### ﴿ترجمہ﴾

جب سورج کو لپیٹا جائے (اور اس کا نور جاتا رہے..... کو رت بمعنی لففت ہے) اور جب تاریں چھڑ پڑیں (زمین پر، انکد  
رت بمعنی انقضت و تساقطت ہے) اور جب پہاڑ چلائے جائیں (سطح زمین میں اور وہ بکھرے ہوئے ذروں کی صورت میں ہو  
جائیں، سیرت بمعنی ذہب بہا ہے) اور جب گاہن اونٹیاں (یعنی حاملہ اونٹیاں) چھوٹی پھریں (بغیر چرواہے اور نگران کے چھوڑ  
دی جائیں، یہ اس لیے ہوگا کہ اس آنے والے امر نے ان کے ہوش اڑا دیے ہوں گے، اہل عرب کا یہ محبوب ترین حال ہے) اور جب  
وحشی جانور جمع کئے جائیں (بعد بغث تا کہ آپس میں ایک دوسرے سے قصاص لے سکیں پھر وہ مٹی ہو جائیں گے) اور جب  
سمندر سلگائے جائیں (تو وہ سرایا آگ ہو جائیں، سبجوت بمعنی اوقدت ہے، ”سجوت“ فعل کو مشدد و مخفف دونوں طرح پڑھا  
گیا ہے) اور جب جانوں کے جوڑ نہیں (یعنی ارواح کو اجسام کے ساتھ ملا دیا جائے،..... لے.....) اور جب زندہ دبائی ہوئی (لڑکی جسے  
عارف فقر کے خوف سے زندہ دفن کر دیا گیا تھا) سے پوچھا جائے (قاتل کو توخ کرنے کے لیے) کس خطاء پر ماری گئی (”قتلت“ فعل  
کو تاء مکسورہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے مخاطب کے کلام کی حکایت کرتے ہوئے اور اس سوال کے جواب میں وہ کہے گی بے گناہ) اور  
جب نامہ اعمال (”الصحف“ سے مراد نامہ اعمال ہے) کھولے جائیں (”نشرت“ فعل کو مشدد و مخفف دونوں طرح پڑھا گیا  
ہے یہ بمعنی فتحت و بسطت ہے) اور جب آسمان (اپنی جگہوں سے) کھینچ لیا جائے (جیسا کہ بکری کی کھال اس سے کھینچ لی جاتی ہے  
) اور جب جہنم (”جحیم“ سے مراد جہنم ہے) بھڑکایا جائے (سعرت بمعنی اوجھت ہے، اسے مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا  
ہے) اور جب جنت پاس لائی جائے (اہل جنت کے لیے کہ وہ اس میں داخل ہو سکیں، ازلفت بمعنی قربت ہے اور اذا جواب بدائے  
سورت میں آیا اور اس کے معطوفات کا جواب ”علمت“ سے آرہا ہے) جان (ہر جان) کو معلوم ہو جائے گا (ان مذکورہ واقعات کے  
وقت یعنی بروز قیامت) جو حاضر لائی (اچھائی اور برائی) تو قسم ہے (”لا اقسام“ میں ”لا“ ”زائدہ ہے) ان کی جوائے پھریں

سیدھے چلیں (مراد اس سے یہ پانچ ستارے ہیں: نزحل، المشتري، المریخ، الزهرة، عطارد، ..... الخ) تنکس  
 "نون مضمومہ کے ساتھ ہے بمعنی ان کا اپنے مرجع میں پیچھے سے آنا تم دیکھتے ہو کہ ستارہ آخری برج میں ہوتا ہے تب ہی پلٹ کر دوبارہ  
 پہلے برج کی طرف پلٹ آتا ہے اور اگر "تنکس" نون مکسورہ کے ساتھ ہو تو اس صورت میں معنی ہوگا وہ اپنے چھپنے کی جگہوں میں داخل  
 ہو جاتے ہیں) اور رات کی جب پیٹھ پھیر دے (اپنے اندھیرے کے ساتھ آئے یا جائے) اور صبح کی جب دم لے (یعنی پھیل جائے  
 یہاں تک کہ دن خوب چڑھ جائے) بیشک وہ (یعنی قرآن) عزت والے رسول کا پڑھنا ہے (مراد حضرت جبرائیل امین ہیں جو کہ سید  
 عالم علیہ السلام کی بارگاہ میں لے کر آئے) جو قوت والا ہے (شدید قوت والا ہے) مالک عرش کے حضور (یعنی اللہ کے حضور) عزت  
 والا (معزز، عند کے متعلق ہے) وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے (یعنی زمین و آسمان کے فرشتے اس کا حکم مانتے ہیں) امانت دار ہے (وہی  
 کی امانت کو جانتا ہے..... الخ) اور تمہارے صاحب (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا عطف آخر مضمون مقسم تک "انہ" پر ہے (مجنون  
 نہیں) (جیسا کہ تم گمان کرتے ہو) اور بیشک انہوں نے اُسے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت جبرائیل امین کو ان کی اصل صورت میں (روشن  
 کنارے پر دیکھا) واضح طور پر مشرقی بلندی پر دیکھا) اور یہ نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) غیب بتانے میں (جو وحی سے پوشیدہ ہو اور آسمانی خبر  
 ہو) بخیل نہیں (بضنین بمعنی بمتہم ہے، اور ایک قرأت ضاد کے ساتھ ہے، یعنی بخل کرتے ہوئے وحی سے کچھ کم نہیں کرتے) اور  
 وہ (یعنی قرآن) مردود (رجیم بمعنی مرجوم) شیطان کا پڑھا ہوا نہیں (چوری چھپے سنی ہوئی) پھر کدھر جاتے ہو (پھر قرآن کا انکار  
 کرتے ہوئے اور اعراض کرتے ہوئے کہاں جاتے ہو؟) وہ (ان بمعنی ما ہے) تو نصیحت ہی ہے (ذکر بمعنی عظة ہے) سارے  
 جہاں کے لئے (انسان اور جنات سب کے لئے) اس کے لئے جو تم میں (جار کے اعادہ کے ساتھ بدل ہے) "العاملین" سے (سیدھا  
 ہونا چاہئے) (حق کی پیروی کر کے) اور تم کیا چاہو (حق پر استقامت کیا چیز ہے؟) مگر یہ کہ چاہے اللہ سار جہاں کا رب (تمام مخلوق کا  
 رب ہے، تمہاری حق پر استقامت کو جانتا ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿اذا الشمس كورت واذا النجوم انكدت واذا الجبال سيرت واذا العشار عطلت واذا الوحوش حشرت  
 واذا البحار سجرت واذا النفوس زوجت واذا الموءدة سبقت باى ذنب قتلت واذا الصحف نشرت واذا  
 السماء كشتت واذا الجحيم سعرت واذا الجنة ازلفت علمت نفس ما احضرت﴾  
 اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، الشمس: "كورت" فعل مجہول محذوف کیلئے نائب الفاعل، مگر جملہ فعلیہ مفسرہ، كورت: فعل  
 مجہول بانائب الفاعل، مگر جملہ فعلیہ مفسرہ، مگر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، النجوم: "انكدت" فعل  
 مجہول کیلئے فاعل، مگر جملہ فعلیہ مفسرہ، انكدت: جملہ فعلیہ مفسرہ، مگر معطوف اول، واذا الجبال سيرت: بمطابق ترکیب ماقبل  
 معطوف ثانی، واذا العشار عطلت: معطوف ثالث، واذا الوحوش حشرت: معطوف رابع، واذا البحار سجرت: معطوف  
 خامس، واذا النفوس زوجت: معطوف سادس، و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، الموءدة: "سبقت" فعل مجہول کیلئے  
 مجہول بانائب الفاعل، مگر جملہ فعلیہ مفسرہ، سبقت: فعل مجہول بانائب الفاعل، باى ذنب قتلت: جملہ فعلیہ مفعول ثانی، مگر جملہ فعلیہ  
 مفسرہ، مگر معطوف سابع، واذا الصحف نشرت: معطوف ثامن، و: عاطفہ، اذا: الجحيم: معطوف تاسع، واذا الجنة ازلفت: معطوف عاشر، مگر شرط، علمت نفس: فعل وقائل، ما احضرت: موصول صلد، مگر  
 مفعول، مگر جملہ فعلیہ جزا، مگر جملہ شرطیہ۔



﴿فلا القسم بالجوار الكنس والهل اذا عسعس والصبح اذا تنفس﴾

ف: متانہ، لا زائد، القسم: فعل بافاعل، ب: جار، العسعس: مبدل منہ، الجوار الكنس: مرکب تو صلی بدل، مکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الہل: معطوف اول، و: والصبح: معطوف ثانی، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، اذا: مضاف، عسعس: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذا: مضاف، تنفس: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر معطوف، مکر ظرف، مکر جملہ فعلیہ قسمیہ۔

﴿انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکیں مطاع ثم امین﴾

انہ: حرف مشبہ، اسم، لام: تاکید، قول: مضاف، رسول: موصوف، کریم: صفت اول، ذی قوۃ: صفت ثانی، عند ذی العرش: ظرف متعلق بمحذوف حال مقدم، مکیں: ذو الحال، مکر صفت ثالث، مطاع: اسم مفعول بانائب الفاعل، ثم: ظرف، مکر شبہ جملہ صفت رابع، امین: صفت خامس، مکر مضاف الیہ، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر ماقبل قسم کیلئے جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ۔

﴿وما صاحبکم بمجنون ولقد راہ بالافق المبین وما هو علی الغیب بضنین﴾

و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، صاحبکم: اسم، ب: زائد، مجنون: خبر، مکر جملہ اسمیہ ماقبل "انہ لقول رسول کریم" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، لام: تاکید، یہ: قد تحقیق، راہ: فعل بافاعل ومفعول، بالافق المبین: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "لنقسم" کیلئے جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، ہو: اسم، علی الغیب: ظرف لغو مقدم، ب: زائد، ضنین: بمعنی فاعل بافاعل، مکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ ماقبل "انہ لقول" پر معطوف ہے۔

﴿وما هو بقول شیطن رجیم فاین تذهبون ان هو الا ذکر للعلمین لمن شاء منکم ان یستقیم﴾

و: عاطفہ، ما: مشابہ بلیس، ہو: اسم، ب: زائد، قول شیطن رجیم: خبر، مکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ، این: اسم استفہام مفعول مقدم، تذهبون: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ، ان: تانیہ، ہو: مبتدا، الا: اداۃ حصر، ذکر: موصوف، للعلمین: جار مجرور مبدل منہ، لام: جار، من: موصولہ، شاء: فعل "هو" ضمیر ذو الحال، منکم: ظرف مستقر حال، مکر فاعل، ان: یستقیم: بتاویل مصدر مفعول، مکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، مکر بدل، مکر ظرف مستقر خبر صفت، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما تشاء ون الا ان یشاء اللہ رب العلمین﴾

و: عاطفہ، ما: تشاء ون: فعل نفی بافاعل، الا: اداۃ حصر، ان: مصدریہ، یشاء: فعل، اللہ: مبدل منہ، رب العلمین: بدل، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر تقدیر با جار مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

## ﴿تشریح تو ضیح واغراض﴾

### سورج، چاند، ستاروں کو دوزخ میں ڈالا جانا:

۱..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اذ الشمس کورت جب دھوپ لپٹی جائے﴾ (التکویر: ۱)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "سورج اور چاند کو بروز قیامت لپیٹ دیا جائے گا"۔

(صنحیح البعاری، کتاب بدء الحق، باب صفة الشمس والقمر، رقم: ۳۲۰۰، ص ۵۳۴)

امام حسن بصری کے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ سورج اور چاند کو کیوں آگ میں ڈالا جائے گا، ان کا کیا قصور ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ انہیں اس لئے آگ میں نہیں ڈالا جائے گا کہ ان کی وجہ سے کوئی نقصان ہو چکا ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ انہیں آگ میں ڈالنے کی وجہ یہ ہو کہ دوزخ کی حرارت میں مزید اضافہ کرنا مقصود ہو اور یونہی امام طبری نے بھی لکھا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں اس لئے آگ میں ڈالا جانا

مقصود ہو کہ ان کی وجہ سے اہل نار کو عذاب دیا جائے، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ نوریوں کو عذاب نہیں دیا جاتا بلکہ یہ تو (تاریکی کی) تکلیف دور کرنے کیلئے ہوتے ہیں اور انہیں آگ میں ڈالا جانا فقط اس وجہ سے ہوتا ہے کہ یہ آگ ہی سے بنے ہوئے ہیں۔

(روح البیان، ج ۱۰، ص ۴۰۷)

## اجسام و ارواح کا باہمی تعلق :

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَإِذَا السُّفُوسُ زُوِّجَتْ﴾ اور جب جانوں کے جوڑ نہیں (التکویر: ۷) ﴿سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ہر شخص کو اس قوم کے ساتھ ملا دیا جائے گا جس کے عمل باہم ایک جیسے ہوں گے“۔ حضرت عمر بن خطاب ؓ کہتے ہیں کہ قاجر (برے) کو قاجر کے ساتھ ملا دیا جائے گا، اور صالح (نیک) کو صالح کے ساتھ ملایا جائے گا۔ حضرت ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب انسان تین ازواج (جوڑ) میں منقسم تھا، سابقون زوج، یعنی صنف، اصحاب یمنین زوج اور اصحاب شمال زوج اور ان سے یہ بھی مروی ہے کہ مومنین کے جوڑ حور عین کے ساتھ، کافروں کے شیاطین کے ساتھ اور اسی طرح منافقین کے بھی جوڑ جوئے ہوئے ہوں گے۔ اہل جنت و اہل دوزخ کو ان کی شکلوں کے ساتھ ملا دیا جائے گا پس فرمانبرداروں کو ان کی اقسام کے لوگوں کے ساتھ، متوسط درجے کے لوگوں کو انہی کے سے لوگوں کے ساتھ اور نافرمانوں کو انہی کے جیسے نافرمانوں کے ساتھ ملایا جائے گا پس ہر چیز کو اسی کی مثل چیز کے ساتھ ملایا جائے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ جنتی کو جنت میں جانے والوں اور دوزخی کو دوزخ میں جانے والوں کے ساتھ ملایا جائے گا۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ روحوں کو جسموں کے ساتھ ملایا جائے گا یعنی روحوں کو جسموں کے ساتھ کر دیا جائے گا۔ حسن کہتے ہیں کہ ہر ایک کو اس کے گروہ کے ساتھ کر دیا جائے گا مثلاً یہود کو یہود کے ساتھ، نصاریٰ کو نصاریٰ کے ساتھ، مجوس کو مجوس کے ساتھ اور ہر وہ جو اللہ ﷻ کے سوا کسی اور کی پوجا کرتا ہوگا اُسے اسی جیسوں کے ساتھ ملایا جائے گا جیسا کہ منافقین کو منافقین کے ساتھ، مومنین کو مومنین کے ساتھ ملایا جائے گا۔ گمراہ کرنے والوں کو شیطان اور بغض و عداوت رکھنے والوں کے ساتھ، مطیع و فرمانبرداروں کو جو اللہ ﷻ کی جانب لوگوں کو ملاتے ہیں انہیں مومنین اور حضرات انبیائے کرام کے ساتھ ملایا جائے گا، ہر ایک کو ان کے جیسے اعمال کے کرنے والوں کے ساتھ کر دیا جائے گا اور اسی کو جو ملانا کہتے ہیں۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۰۱ وغیرہ)

## ستاروں کی تاثیر کا علم سائنس و شرعی نقطہ نگاہ سے:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الْجَوَارِ الْكُنُوسِ﴾ چلیں قمر ہیں (التکویر: ۱۶) ﴿اس سے مراد کوکب خمسہ ہیں: زحل، مشتری، عطارد، مریخ، زہرہ۔ انہیں تمام نجوم میں خاص کرنے کی دو وجوہات ہیں: (۱)..... یہ سورج کا استقبال کرتے ہیں، (۲)..... کہکشاں کو قطع کرتے ہیں۔ حسن و قدادہ کے نزدیک وہ ستارے مراد ہیں جن کے چھپنے کی وجہ سے صبح طلوع ہوتی ہے، اور یہی قول حضرت علی ؓ کا بھی ہے۔ اور حضرت علی ؓ بھی فرماتے ہیں کہ وہ ستارے جو رات میں نظر آتے ہیں اور دن میں چھپ جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے قول کے مطابق اس سے مراد نیل گائے ہے کیونکہ اُس میں بھی ظاہر ہونے اور چھپ جانے کی خصوصیت پائی جاتی ہے۔ جب کہ اصل یہی ہے کہ مراد کوکب ہیں۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۰۵ وغیرہ)

اسلام میں ستاروں کی تاثیر کا علم: قمر در عقرب یعنی چاند جب برج عقرب میں ہوتا ہے تو سفر کرنے کو بُرا جانتے ہیں اور نجومی اسے منحوس بتاتے ہیں اور جب برج اسد میں ہوتا ہے تو کپڑے قطع کرانے اور سلوانے کو بُرا جانتے ہیں، ایسی باتوں کو ہرگز نہ مانا جائے، یہ باتیں خلاف شرع اور نجومیوں کے ڈھکوسلے ہیں۔ نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں، کہ فلاں ستارہ طلوع کرے گا تو فلاں بات ہوگی، یہ بھی خلاف شرع ہے، اس طرح پنچھتروں کا حساب کہ فلاں پنچھتر سے بارش ہوگی یہ بھی غلط

ہے، حدیث میں اس پر بھی سختی سے انکار فرمایا۔

(بہار شریعت، متفرقات، حصہ ۱۶، ج ۳، ص ۶۵۹)

## حضرت جبرائیل علیہ السلام کی چھ صفات کا بیان:

۱۔..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَإِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ** مطاع لم امین بیشک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قوت والا ہے مالک عرش کے حضور عزت والا وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے امانت دار ہے (نفس کو سر: ۱۹ تا ۲۱)۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی چھ صفات بیان فرمائی ہیں: (۱)..... حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں جو کہ حضرات انبیائے کرام کی جانب بھیجے گئے، (۲)..... اپنے رب ﷻ کی جانب سے کریم یعنی معزز ہیں اور لوگوں کے نزدیک بھی معزز ہیں جو کہ معرفت و ہدایت مومنین کے لئے اور دشمنان خدا پر قہر و غضب کے لئے معروف ہیں۔ (۳)..... قوت والے ہیں، ضعف و کمزوری ان میں نہیں پائی جاتی اور ان کی قوت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ قوم شہودان کی ہولناک آواز سے ہلاک ہو گئی اور صبح ایسے نظر آئی جیسا کہ جسموں میں جان ہی نہ تھی۔ (۴)..... عرش الہی کے نزدیک ان کا ٹھکانہ ہونا، اور ان کا اکرام اتنا بلند ہے کہ مقام رفیعہ کے مالک ہیں۔ (۵)..... ان کی فرمانبرداری آسمانوں میں کی جاتی ہے، جیسا کہ لیلۃ المعراج میں سید عالم ﷺ کی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا اور ان کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے گئے، جس طرح زمین والوں پر سید عالم ﷺ کی فرمانبرداری فرض ہے اسی طرح آسمان والوں پر جبرائیل امین علیہ السلام کی فرمانبرداری فرض ہے۔ (۶)..... امین ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی پہنچانے میں خیانت نہیں کرتے۔

(روح البیان، ج ۱۰، ص ۴۱۵ وغیرہ)

## اغراض:

بنورہا: بمعنی بضو نہا ہے۔ لففت: مناسب یہ تھا کہ لففت کے بجائے لففت کہا جاتا، معنی یہ ہے کہ بعض کا بعض کو لیٹنا، اور اس کے ذریعے سمندر میں کچھ پھینکنا، پھر اللہ اس پر ایسی ہوا بھیجے کہ وہ آگ ہو جائے۔ ولم یکن ما اعجب الیہم منهم: یعنی مال ہوتے ہوئے اس کی پرواہ کرنے والا کوئی نہ ہو، جب مال ہی نہ ہو تو کیا معاملہ ہوگا، اسی لئے مفسر نے مذکورہ جملے کی جانب اشارہ فرمایا۔ قنوت باجسادھا: یعنی روہیں جسموں کی جانب پھیر دی جائیں، اور النفوس بمعنی الارواح ہے، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہر ایک اپنی قوم کی طرف پھیرا جائے گا، پس یہودی یہودی کی طرف، نصرانی نصاریٰ کی طرف، اور اسی طرح خیال کر لیں، نیک شخص نیک لوگوں کی طرف جنت میں اور بُرا شخص بُرے کی طرف جہنم میں پھیرا جائے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مومنین کے نفوس بڑی آنکھوں والی حوروں کی طرف اور کافروں کی نفوس شیطانوں کی طرف اور اسی طرح منافقین کی روہیں بھی شیاطین کی طرف پھیری جائیں گی اور ہر ایک اپنی اصل کی جانب پھرے گا۔ اجعت: یعنی جہنم کافروں کے لئے بھڑکائی جائے گی۔

وہو: مراد امور خیر و شر کے حصول کا وقت ہے۔ الحاریۃ: سے مراد مطلق موت کی طرف اشارہ ہے۔ والحاجۃ: یعنی فقر، حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جب بھی بچے کی ولادت کا وقت قریب ہوتا تو ایک گڑھا کھود دیا جاتا، پس اگر بیٹا ہوتا تو اُسے زندہ رکھتے ورنہ اُسی گڑھے میں دبا دیتے۔ صحف الاعمال: یعنی موت کے وقت اعمال نامے لیٹ دیئے جائیں گے اور حساب کے وقت کھولے جائیں گے۔

ہی النجوم: مراد سیارہ ہے، نہ کہ سورج اور چاند۔ فی کنا سہا: یعنی وہ جگہ جہاں ستارے چھپ جاتے ہیں۔ ای ببخیل: یعنی محمد ﷺ تمہیں غیب کی خبر دینے میں بخل نہیں کرتے، بلکہ جو انہیں حکم دیا جاتا ہے اُس کے مطابق تمہیں خبر دیتے ہیں اور کابھن کی مانند اپنے پاس کچھ چھپاتے نہیں۔

(الصنای، ج ۶، ص ۲۳۸ وغیرہ)

## سورة الانفطار مکیة وهی تسعة عشر آية

(سورة انفطار مکیہ ہے جس میں ۱۹ آیات ہیں)

## تعارف سورة الانفطار

اس سورت میں ایک رکوع، انیس آیتیں، اسی کلمے، تین سو ستائیس حروف ہیں۔ اس سورت میں وقوع قیامت کا ہولناک منظر پیش کرنے کے بعد فرمادیا کہ اس دن فریب کے سارے پردے چاک ہو جائیں گے اور حقیقت اپنی صحیح صورت میں نمایاں ہو جائے گی۔ ہر آدمی کو اس کے کئے کا پتہ چل جائے گا کہ وہ دنیا میں کیا کرتا رہا؟ نیکی یا بدی کا جو بیج بویا تھا اس کے اچھے یا برے نتائج مرتب ہوں گے پھر انسان کو کہا جا رہا ہے اے انسان جس رب جلّالہ نے تجھے پالا اور تم پر بے شمار انعامات کئے اب تم اسی کی ناشکری کر رہے ہو تم یہ نہ سمجھو کہ جو کچھ کر رہے ہو اس کی تم پر گرفت نہیں ہوگی بلکہ یہ تمہاری بھول ہے ہم نے معتبر فرشتے مقرر کر دیئے ہیں جو تیرے ہر فعل اور ہر قول کو ضبط کر رہے ہیں اس ریکارڈ کے مطابق نیکیوں کو ان کی نیکی کی جزا اور بروں کو ان کی برائی کی سزا ضرور ملے گی۔

رکوع نمبر: ۷

بسم الله الرحمن الرحيم الله کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ﴾ (۱) ﴿اِنْشَقَّتْ﴾ ﴿وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْثَرَتْ﴾ (۲) ﴿اِنْقَضَتْ وَتَسَاقَطَتْ﴾ ﴿وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِرَتْ﴾ (۳) ﴿فُتِحَ بَعْضُهَا فِىْ بَعْضٍ فَصَارَتْ بَحْرًا وَاحِدًا وَاخْتَلَطَ الْعَذْبُ بِالْمِلْحِ﴾ ﴿وَاِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ﴾ (۴) ﴿قُلُوبُ تُرَابِهَا وَبُعِثَ مَوْتَاهَا وَجَوَابُ اِذَا وَمَا عُطِفَ عَلَيْهَا﴾ ﴿عَلِمَتْ نَفْسٌ اَنْ اِىَّ كُلِّ نَفْسٍ وَقَتْ هٰذِهِ الْمَذْكُوْرَاتِ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَمَةِ﴾ ﴿مَا قَدِمْتَ﴾ ﴿مِنْ الْاَعْمَالِ﴾ ﴿وَمَا﴾ ﴿اٰخِرَتْ﴾ (۵) ﴿فَلَمْ تَعْلَمْهُ﴾ ﴿يَا اَيُّهَا الْاِنْسَانُ﴾ ﴿الْكَافِرُ﴾ ﴿مَا غَرَك بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ﴾ (۶) ﴿حَتَّىٰ غَصِيَّتَهُ﴾ ﴿الَّذِى خَلَقَكَ﴾ ﴿بَعْدَ اَنْ لَّمْ تَكُنْ﴾ ﴿فَسُوكَ﴾ ﴿جَعَلَكَ مُسْتَوًى الْخَلْقِ سَالٍ الْاَعْضَاءِ﴾ ﴿فَعَدَلَ﴾ (۷) ﴿بِالتَّخْفِيْفِ وَالتَّشْدِيْدِ جَعَلَكَ مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ مُتَنَاسِبَ الْاَعْضَاءِ لَيْسَتْ يَدٌ اَوْ زُجْلٌ اَطْوَلُ مِنَ الْاُخْرَىٰ﴾ ﴿فِىْ اِىْ صُوْرَةٍ مَا﴾ ﴿زَانِدَةٌ﴾ ﴿شَاءَ رَبِّكَ﴾ (۸) ﴿كَلَّا﴾ ﴿رَدِّعْ عَنِ الْاَغْتِرَارِ﴾ ﴿بِكَرَّمَ اللهُ تَعَالٰى﴾ ﴿بَلْ تَكْذِبُوْنَ﴾ ﴿اِىَّ كُفَّارٌ مَّكَّةَ﴾ ﴿بِالدِّينِ﴾ (۹) ﴿الْجَزَاءِ عَلَى الْاَعْمَالِ﴾ ﴿وَانْ عَلِيْكُمْ لِحَفَظِيْنَ﴾ (۱۰) ﴿مِنْ الْمَلٰٓئِكَةِ لَا اَعْمَالُكُمْ﴾ ﴿كَرَامًا﴾ ﴿عَلٰى اللهِ﴾ ﴿كَاتِبِيْنَ﴾ (۱۱) ﴿لَهَا﴾ ﴿يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ﴾ (۱۲) ﴿جَمِيْعُهُ﴾ ﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ﴾ ﴿الْمُؤْمِنِيْنَ الصّٰدِقِيْنَ فِىْ اِيْمَانِهِمْ﴾ ﴿لَفِىْ نَعِيْمٍ﴾ (۱۳) ﴿جَنَّةٍ﴾ ﴿وَانْ الْفَجَارُ﴾ ﴿الْكُفَّارُ﴾ ﴿لَفِىْ جَحِيْمٍ﴾ (۱۴) ﴿نَارٌ مُّخْرِقَةٌ﴾ ﴿يَصْلُوْنَهَا﴾ ﴿يَذْخُلُوْنَهَا وَيَسَاقُوْنَ خَرَّهَا﴾ ﴿يَوْمَ الدِّينِ﴾ (۱۵) ﴿الْجَزَاءِ﴾ ﴿وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغٰثِيْنَ﴾ (۱۶) ﴿بِمُخْرِجِيْنَ﴾ ﴿وَمَا اَدْرَكَ﴾ ﴿اَعْلَمَكَ﴾ ﴿مَا يَوْمَ الدِّينِ﴾ (۱۷) ﴿ثُمَّ مَا اَدْرَكَ﴾ ﴿مَا يَوْمَ الدِّينِ﴾ (۱۸) ﴿تَعْظِيْمٌ لِّشَاۤئِهِ﴾ ﴿يَوْمٌ﴾ ﴿بِالرَّفْعِ اِىَّ هُوَ يَوْمٌ﴾ ﴿لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا﴾ ﴿مِنْ الْمَنْفَعَةِ﴾ ﴿وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ﴾ (۱۹) ﴿لَا اَمْرٌ لِّغَيْرِهِ﴾ ﴿فِيْهِ اِىَّ لَمْ يُمْكِنْ اَحَدٌ مِّنَ التَّوَسُّطِ فِيْهِ بِخِلَافِ الدُّنْيَا﴾



## ﴿ترجمہ﴾

جب آسمان پھٹ پڑے (انفطرت بمعنی الشقت ہے) اور جب تاریں جھڑ پڑیں (انتشرت بمعنی انقدضت و نساقت ہے) اور جب سمندر بہا دیئے جائیں (تو وہ ایک سمندر ہو جائے بیٹھا کھاری سے مل جائے.....) ”فجرت“ کا معنی ہے کہ تمام سمندروں کو باہم ملا دیا جائے) اور جب قبریں کریدی جائیں (ان کی مٹی الٹی جائے اور مردوں کو اٹھایا جائے.....) معطوف علیہ اور ”اذا بعثت“ کا جواب آگے مذکور ہے) جان (یعنی ہر جان) جان لے گی (مذکورہ امور کے وقت یعنی بروز قیامت) جو اس نے آگے بھیجا (یعنی جو اعمال آگے بھیجے) اور (جو اعمال) پیچھے (یعنی جو اعمال نہیں کئے) اے آدمی (مراد انسان سے یہاں کافر ہے) تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے (حتی کہ تو نے اس کی نافرمانی کی) جس نے تجھے پیدا کیا (بعد اس کے کہ تو کچھ بھی نہیں تھا) پھر ٹھیک بنایا (تجھے) پھر ہموار فرمایا (تیری خلقت کو معتدل بنایا تجھے متناسب اعضاء والا بنایا تیرا ایک ہاتھ دوسرے سے اور ایک پیر دوسرے سے چھوٹا بڑا نہیں ہے) ”فعدلک“ فعل کو مخفف و مشدود دونوں طرح پڑھا گیا ہے) جس صورت میں (فی ای صورتہ ما “ما” میں “ما” زائدہ ہے) چاہا تجھے ترکیب دیا..... کیوں نہیں “کلا“ حرف ردع سے پیدا ہونے والے دھوکے کو کرم الہی ﷻ کے سبب دور کیا گیا ہے) بلکہ تم (یعنی کفار مکہ) جھٹلاتے ہو دین کو (اعمال کی جزاء ملنے کو) اور بیشک تم پر کچھ نگہبان ہیں (تمہارے اعمال پر یعنی فرشتے) معزز (اللہ ﷻ کے حضور) لکھنے والے (تمہارے اعمال) جانتے ہیں جو کچھ تم کرو (ان تمام ہی کو.....) بیشک نکو کار (یعنی مومنین جو اپنے ایمان میں سچے ہیں) ضرور نعیم (یعنی جنت) میں ہیں اور بیشک بدکار (یعنی کفار) ضرور نحیم (یعنی جلانے والی آگ) میں ہیں اس میں داخل ہوں گے بدلہ کے دن (الدین بمعنی الجزاء ہے) اور انہیں اس سے نہیں نکالا جائے گا (بغائبین بمعنی بمنعرجین ہے) تو کیا جانے (ما ادرک بمعنی ما اعلمک ہے) کیسا بدلہ کا دن پھر تو کیا جانے کیسا بدلہ کا دن (یہ استفہامیہ طرز کلام تعظیم شان کے لیے ہے) جس دن “یوم“ مرفوع ہے اس سے پہلے ہو ضمیر مبتدا محذوف ہے (کوئی جان کسی جان کے (نفع کا) کچھ اختیار نہ رکھے گی اور سارا حکم اس دن اللہ کا ہے) اس بارے میں اس کے غیر کا کچھ حکم نہیں ہو گا یعنی اس روز بالواسطہ بھی حکم کسی کے لیے ممکن نہ ہوگا بخلاف دنیا کے)۔

## ﴿ترکیب﴾

﴿اذا السماء انفطرت واذا الکواکب..... علمت نفس ما قدمت واخوت﴾  
 اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، السماء ”انفطرت“ فعل محذوف کیلئے فاعل، بلکہ جملہ فعلیہ مفسرہ، انفطرت: فعل با فاعل، بلکہ جملہ فعلیہ مفسرہ، بلکہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذا الکواکب انتشرت: برطالقی ترکیب ماقبل معطوف اول، واذا البحار فجرت: معطوف ثالث، و: عاطفہ، اذا القبور بعثت: معطوف رابع، بلکہ شرط، علمت نفس: فعل و فاعل، ما: موصولہ، قدمت: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اخوت: جملہ فعلیہ معطوف، بلکہ صلہ، بلکہ مفعول، بلکہ جملہ فعلیہ جزاء، بلکہ جملہ شرطیہ۔

﴿یا ایہا الانسان ما غرک بربک الکریم الذی خلقک فسوک فعدلک﴾

یا ایہا الانسان: نداء، ما: استفہامیہ مبتدا، غرک: فعل با فاعل و مفعول، ب: جار، ربک: موصوف، الکریم: صفت اول، الذی: موصول، خلقک: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، سوک: جملہ فعلیہ معطوف، ف: عاطفہ، عدلک: جملہ فعلیہ معطوف، بلکہ صلہ، بلکہ صفت ثانی، بلکہ ظرف لغو، بلکہ جملہ فعلیہ خبر، بلکہ جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، بلکہ جملہ ندائیہ۔

﴿فی ای صورتہ ما شاء رکبک کلا بل تکذبون بالذین﴾

نسی: جار، ای، مضاف، صوریۃ، موصوف، مسا، زائدہ، شفاء: جملہ فعلیہ صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو  
مقدم، رکن: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، کلا حرف ردع وزجر، ہل حرف اضراب، تکذبون: فعل بافاعل، بالذین: ظرف  
لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وان علیکم لحفظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون﴾

و: متانفہ، ان حرف مشبہ، علیکم: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکید، حفظین: موصوف، کراما: صفت اول، کاتبین: صفت  
ثانی، یعلمون: فعل بافاعل، ماتفعلون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثالث، ملکر اسم مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

﴿ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم یصلونها یوم الدین﴾

ان الابرار: حرف مشبہ واسم، لام: تاکید، فی نعیم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ، و: عاطفہ، ان الفجار: حرف مشبہ  
واسم، لفی جحیم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، یصلونها: فعل بافاعل ومفعول، یوم الدین: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿وما ہم عنہا بغائبین وما ادرک ما یوم الدین ثم ما ادرک ما یوم الدین﴾

و: عاطفہ، ما مشابہ بلیس، ہم: اسم، عنہا: ظرف لغو مقدم، ب: زائد، غائبین: اسم فاعل بافاعل، ملکر مشبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ  
اسمیہ، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرک: فعل بافاعل ومفعول، ما: استفہامیہ مبتدا، یوم الدین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر  
جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ثم: عاطفہ، ما ادرک ما یوم الدین: جملہ اسمیہ مائل "ما ادرک" پر معطوف ہے۔

﴿یوم لا تملک نفس لنفس شیئا والامر یومئذ للہ﴾

یوم: مضاف، لا تملک نفس لنفس: فعل نئی وفاعل، لنفس: ظرف لغو، شیئا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل  
محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، الامر: ذو الحال، یومئذ: ظرف متعلق بجزوف حال، ملکر مبتدا، للہ: ظرف  
مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### سمندروں کا قیامت کے وقت مل جانے کے محامل:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿واذ البحار فجرت اور جب سمندر بہا دیئے جائیں﴾ (الانفطار: ۳)۔ سمندروں کے بہا دیئے  
جانے کے بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں چنانچہ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ اللہ ﷻ بعض سمندر کو بعض کے ساتھ ملا دے گا اور یہ  
قول ابن عباس کا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ ٹٹھے اور نمکین پانی کے سمندر کو ملا دے گا۔  
(الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۱۰۷)  
امام رازی کہتے ہیں: اس بارے میں مفسرین کرام کے تین اقوال ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ سمندروں کے مابین رکاوٹ کو ہٹا دے گا اور وہ  
سمندر باہم مل جائیں گے۔ (۲)..... اس وقت سمندر کا پانی ٹھہرا ہوا ہے لیکن بعد میں جب زلزلہ آئے گا تو وہ سمندر باہم مل جائیں گے  
اور یہ پانی باہم مل جائے گا۔ (۳)..... فجرت کے معنی یہ ہیں کہ سمندر کو خشک کر دیا جائے گا۔  
(الرازی، ج ۱۱، ص ۷۳)

### قبروں کا شق ہونا اور مردوں کا باہر نکلنا:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿واذ القبور بعثرت اور جب قبریں کھل جائیں﴾ (الانفطار: ۴)۔ یعنی جو کچھ ان قبروں میں  
موجود ہے سب زندہ ہو کر باہر نکل آئے۔ متاع قبر باہر ہو جائے، قبر کے پیٹ سے سب کچھ باہر برآمد ہو جائے۔ ایک قول یہ ہے کہ زمین  
سوںے چاندی کو اگل دے اور یہ قیامت کے قریب وقت آئے گا کہ زمین اپنے خزانے اگل دے گی۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۱۲)

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”انا سید ولد آدم یوم القيامة واول ينشق عنه القبر واول شافع واول مشفع میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار، اور سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے والا، اور پہلا شفیع اور پہلا وہ جس کی شفاعت قبول ہو۔“

(سنن ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب: فی التخییر بین الانبیاء، رقم: ۴۶۷۳، ص ۸۷۵)

## انسان کو مکرم کرنا اور اچھی شکل و صورت دینا:

۳.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿بِأَيِّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَك بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ.....﴾ الخ اے آدمی تجھے کس چیز نے فریب دیا اپنے کرم والے رب سے جس نے تجھے پیدا کیا پھر ٹھیک بنایا (الانفطار: ۸۶) ﴿اے انسان تجھے کس چیز نے اللہ ﷻ کی نافرمانی کرنے اور اس عمل کی جانب مائل کیا جو اس احکم الحاکمین کی شان کے لائق نہیں ہے اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ جو تیرے ہاتھ میں ہے اور جو کچھ تجھ سے پوشیدہ ہے وہ سب کو جانتا ہے۔ اور اللہ ﷻ نے انسان کو مکرم کیا اور اُسے اپنی صفت قہار سے بچانے کا سامان کیا کہ کہیں شیطان کے دھوکے میں بربادی مول نہ لے جب کہ شیطان بندے کو یہی کہتا ہے کہ تو جو چاہے کر لے کیونکہ تیرا رب ﷻ کریم ہے اور وہ تجھ پر دنیا و آخرت میں فضل فرمائے گا۔ مفسرین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہاں کس انسان کو خطاب کیا گیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہاں مراد کافر ہے بلکہ عکرمہ کہتے ہیں کہ مراد اُبی بن خلف ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد ہر نافرمان ہے کیونکہ یہاں عمومیت مراد ہے کیونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿عَلِمْتَ نَفْسَ هِرْجَانِ جَانِ لَئِي﴾ (الانفطار: ۵۰) ﴿ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم﴾ بیشک نیکو کار ضرور جہنم میں ہیں اور بیشک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں (الانفطار: ۱۳ تا ۱۴) ﴿یہاں یہ بھی بیان ہے کہ تمہارے اعضاء کو ٹھیک کر دیا، برابر کر دیا اور قابل منافع کر دیا یعنی تمہارے اعضاء کو قابل حکمت و تقاضے کے لحاظ سے جو اُس کی قدر بخشی تھی ویسا ہی کر دیا۔ شکل و صورت میں بھی عمدہ کر دیا اور ہر ایک کو حسب مشیت و حکمت مختلف حالتوں و شکلوں میں پیدا کیا کسی کو دراز قد کیا تو کسی کو پست قد بنایا، کسی کو حسن دیا تو کسی کو دیگر خصلتوں سے نوازا۔﴾

(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۳۷۷ وغیرہ)

## کراما کاتبین کے علم و قدرت کا بیان:

۴.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون معزز لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ تم کرو﴾ (الانفطار: ۱۱ تا ۱۲) ﴿کراما کاتبین یعنی لکھنے والے فرشتے ہر وقت انسان کے ساتھ ہوتے ہیں اور انسان کے اعمال پر مطلع ہوتے ہیں۔ اعمال چاہے کم ہوں یا زیادہ، اُسے ضبط تحریر کر لیتے ہیں تاکہ بندے اپنے اعمال کو جھٹلا نہ سکے اور اس میں کاتبین ملائکہ کی نگریم ہے اور شان عظیم کا بیان ہے کہ اللہ ﷻ ان مبارک فرشتوں کو انسان کے اعمال خیر و شر پر مطلع فرماتا ہے اور انہیں لکھ لینے پر پابند فرماتا ہے۔ اور یہ فرشتے بدلی والے فرشتے ہیں جس کے بارے میں اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لَهُ مَعْقِلَتٌ مِّنْ بَیْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِّنْ أَمْرِ اللَّهِ﴾ آدمی کے لئے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے پیچھے کہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں (ہرمذ: ۱۱) ﴿حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سید عالم ﷺ سے دریافت کیا کہ ہر انسان کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”بیس“، مہدوی اپنی کتاب: ”الفیصل“ میں لکھتے ہیں ہر انسان کے ساتھ جب سے اس کا نطفہ باپ کی پشت سے ماں کے رحم تک منتقل ہوتا ہے چار ہزار فرشتے ہوتے ہیں جو کہ انسان کے اعمال کو لکھتے ہیں، نیکی اور بدی لکھنے والے جو کہ انسان کے دائیں بائیں ہوتے ہیں، ہر فرشتہ دوسرے کے لئے امین ہوتا ہے یعنی دوسرے فرشتے سے اپنی لکھت چھپاتا ہے اور بُرائی لکھنے والا فرشتہ سات گز یوں تک نہیں لکھتا کہ ہو سکتا ہے بندہ اپنی بُرائی کے ارادے سے توبہ کر لے اور یہ فرشتے ہر عمل کو اپنے اعتقاد، عزم، تقریر کے ساتھ لکھتے ہیں یہاں تک کہ بندہ جب حالت مرض میں ہو جب بھی اُس کی نیکی لکھتے ہیں (چہ جائے کہ وہ نیکی نہ

کرے)، اور اسی طرح بچے کی بھی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور یہی صحیح قول ہے اور یہ کرنا کاتین فرشتے جماع کے وقت، بندے کے بیت الخلاء میں جانے کے وقت انسان سے جدا ہو جاتے ہیں۔ یہ فرشتے انسان کے ساتھ اس کی موت تک رہتے ہیں حتیٰ کہ اُسے قبر میں دفن کر دیا جائے اور مومن بندے کی قبر کے پاس کھڑے رہتے ہیں اور اس کے لئے تسبیح کرتے، تہلیل بجالاتے، تکبیر پڑھتے ہیں اور اس کے لئے ثواب لکھتے اور یہ عمل قیامت قائم ہوئے تک مومن بندے کے ساتھ جاری رہتا ہے اور اگر مرنے والا کافر ہو تو قیامت قائم ہونے تک اُس کے لئے لعنت کرتے ہیں۔

(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۳۸۰ وغیرہ)

☆..... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم برہنہ ہونے سے بچو کیونکہ تمہارے ساتھ وہ فرشتے ہوتے ہیں جو تمہارے صرف قضائے حاجت کے وقت تم سے دور ہوتے ہیں اور جب مرد اپنی زوجہ سے ساتھ قربت کرتا ہے، لہذا تم ان سے حیاء کرو اور انکی عزت و تکریم بجالاؤ۔“ (سنن الترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی الاستئذان عند الجماع، رقم: ۲۸۰۹، ص ۷۹۷)

### اغراض:

انشقت: یعنی آسمان نزول ملائکہ کی وجہ سے پھٹ جائے گا۔ فتح بعضها فی بعض: یعنی برزخ کی آڑ کا زائل ہونا مراد ہے۔ قلب ترابہا: یعنی مرنے کی صورت میں مردے کو قبر میں رکھ کر اُس پر مٹی ڈال دی گئی اور اب بوقت قیامت قبر کا باطن زمین کی سطح پر ظاہر ہو جائے گا۔ الکافر: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے کہ ”یسیاہا الانسان“ سے مراد کون ہے؟ اور دوسرا قول یہ ہے کہ یا تو کافر مراد ہے یا وہ مومن جو گناہوں میں منہمک ہو۔ حتیٰ عصیتہ: یعنی کفر کے ذریعے معصیت اختیار کرنا یا رسل عظام اور ان کے لائے ہوئے (کتب و صحف) کا انکار کرنا۔

من الملائکہ: پس ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں، پس دائیں جانب والے نیکیاں اور بائیں جانب والے بُرائیاں لکھتے ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ دو فرشتے رات کے اور دو ہی دن کے ہوتے ہیں اور کافروں کے بارے میں اختلاف ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ان کے ساتھ کوئی محافظ فرشتہ نہیں ہوتا کیونکہ ان کا حکم ظاہر اور عمل واحد ہوتا ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ان پر فرشتے متعین ہوتا ہے۔ پھر اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ دائیں جانب والا فرشتہ کیا لکھے گا جب کہ کافر کوئی نیکی ہی نہیں کرتا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ بائیں جانب والا فرشتہ دائیں جانب والے فرشتے کی اجازت سے لکھتا ہے کیونکہ دائیں جانب والا فرشتہ (بھی) اعمال کا مشاہدہ کر رہا ہوتا ہے، اور یہاں حفاظت کرنے سے مراد لکھنے والے عمل کی حفاظت کرنا ہے اور اگر بدن کی حفاظت کرنا مراد ہو تو اس پر اللہ کا یہ فرمان صادق آتا ہے: ﴿لہ معقبات من بین یدیه ومن خلقه یحفظونہ من امر اللہ﴾، آیت مذکورہ کے تحت یہ دلیل ہے کہ بغیر علم کے گواہی معتبر نہیں اور محافظ فرشتے کرنا کاتین ہوتے ہیں اور یہ فرشتے وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۴۲ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**



## سورۃ المطففین مکیہ او مدنیہ وہی ست وثلاثون آیت

(سورہ مطففین مکہ یا مدنیہ ہے، اس میں ۳۶ آیات ہیں)

### تعارف سورۃ المطففین

اس سورت میں ایک رکوع، چھتیس آیات، ایک سو اہتر کلمات، اور سات سو تیس حروف ہیں۔ اصلاح معاشرہ کے لئے آخرت پر ایمان جو موثر کردار انجام دیتا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں ہے جو لوگ روز جزاء پر ایمان اور پختہ یقین رکھتے ہیں ان کی بظاہر نگرانی نہ بھی کی جائے وہ سیدھے راہ پر چلتے جائیں گے کوئی انہیں راہ حق سے روک نہیں سکتا، لیکن وہ لوگ جو قیامت پر یقین نہیں رکھتے ان میں طرح طرح کی خرابیاں بڑی آسانی سے جنم لے لیتی ہیں۔ تھوڑا سا خوف اور لالچ انہیں راہ حق سے بھٹکانے کے لئے کافی ہے چونکہ تجارت کرنا اہل مکہ کا پیشہ تھا اور اس میں ڈنڈی مارنا عام رواج تھا یہی نہیں بلکہ دوسرے کی حق تلفی بھی ہوتی اور ایسا کرنے والے کی تجارت تباہ برباد ہو جایا کرتی تھی اس لئے کفار مکہ کو جو وقوع قیامت کی ضرورت اور حکمت پر غور کرنے کے لئے جو دعوت اس سورت میں دی گئی اس کی ابتدا بھی ”ویل للمطففین“ سے کی اور انہیں بتایا گیا کہ وہ اس گھٹیا حرکت سے اپنی تجارت کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ قیامت پر ایمان لے آؤ۔ اس صورت میں کسی کی ضرورت نہ ہوگی کہ وہ کسی کے ساتھ بددیانتی کرے لیکن جن لوگوں نے وقوع قیامت کو تسلیم کر لیا اور اس روز جزاء کے مواخذہ سے ڈرتے رہے اور کبھی بھولے سے بھی غلط راستہ پر نہ قدم رکھا۔ قیامت کے دن ان کی جو عزت افزائی کی جائے گی اس کا دل کش منظر بھی پیش کر دیا اور آخر میں کفار کی اس گھٹیا حرکت کا بھی ذکر کر دیا کہ وہ خود ساری خرابیوں کا مجسمہ ہے اپنی غلاظتوں کو دیکھ کر ان کو ندامت نہیں ہوتی بلکہ ان کو بڑی حقارت سے دیکھتے ہیں اور اللہ والوں کی تذلیل کے بعد جب گھروں کی طرف جاتے ہیں تو فخر محسوس کرتے ہیں کہ گویا کوئی بڑا معرکہ مار آئے بلکہ خود گمراہی کی راہ میں بھٹک رہے ہیں اور الزام ان پر لگاتے ہیں جن پر ساری انسانیت فخر کرتی ہے اور دین حق کو ان پر ناز ہے۔

رکوع نمبر: ۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ﴾ (۱) الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَىٰ أَیِّ مِّنَ النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ (۲) ﴿أَلَكَيْلٌ﴾ (۳) وَإِذَا كَالُوا لَهُمْ ﴿أَى كَالُوا لَهُمْ﴾ (۴) أَوْ زَنَوْهُم ﴿أَى وَزَنُوا لَهُمْ﴾ (۵) يَخْسَرُونَ (۶) ﴿يُنْقِصُونَ الْكَيْلَ أَوِ الزَّوْنَ﴾ (۷) ﴿أَلَا﴾ (۸) اسْتَفْهَامٌ تَوْبِيخٌ ﴿يُظَنُّ﴾ (۹) يَتَيَقَّنُ ﴿أَو لَنُكَ﴾ (۱۰) انْهُمْ مَبْعُوثُونَ (۱۱) ﴿لِيَوْمٍ عَظِيمٍ﴾ (۱۲) ﴿أَى فِيهِ وَهُوَ يَوْمُ الْقِيَمَةِ﴾ (۱۳) ﴿بَدَلٌ مِّن مَّحَلِّ لِيَوْمٍ فَنَاصِبَهُ مَبْعُوثُونَ﴾ (۱۴) يَقُومُ النَّاسُ ﴿مِن قُبُورِهِمْ﴾ (۱۵) لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (۱۶) ﴿الْخَلَائِقُ لَا جَلَّ أَمْرُهُ وَحِسَابُهُ وَجَزَائُهُ﴾ (۱۷) ﴿كَلَّا﴾ (۱۸) حَقًّا ﴿ان كُتِبَ الْفَجَارُ﴾ (۱۹) ﴿أَى كُتِبَ أَعْمَالُ الْكُفَّارِ﴾ (۲۰) ﴿لَفَى سَجِينٍ﴾ (۲۱) ﴿قِيلَ هُوَ كِتَابٌ جَامِعٌ لِأَعْمَالِ الشَّيَاطِينِ وَالْكَفَرَةِ وَقِيلَ هُوَ مَسْكَنٌ أَسْفَلَ الْأَرْضِ السَّابِعَةِ وَهُوَ مَحَلُّ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ﴾ (۲۲) ﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَجِينٌ﴾ (۲۳) ﴿مَا كِتَابٌ سَجِينٌ﴾ (۲۴) ﴿كُتِبَ مَرْقُومٌ﴾ (۲۵) ﴿وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ﴾ (۲۶) ﴿الَّذِينَ يَكْذِبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ﴾ (۲۷) ﴿الْأَجْزَاءِ بَدَلٌ أَوْ بَيَانٌ لِّلْمُكَذِّبِينَ﴾ (۲۸) ﴿وَمَا يَكْذِبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ مُّتَجَاوِزٍ الْحَدِّ﴾ (۲۹) ﴿الْثِّمِ﴾ (۳۰) ﴿صِغَرَةٌ مَّبَالِغَةٌ﴾ (۳۱) ﴿إِذَا تَنَلَّى عَلَيْهِ ابْتِئَامُ الْقُرْآنِ﴾ (۳۲) ﴿قَالَ اسْطِيرَ الْأَوَّلِينَ﴾ (۳۳) ﴿الْحَكَايَاتِ الَّتِي سَطَرْتُ قَدِيمًا جَمْعُ اسْطُورَةٍ بِالضَّمِّ﴾

أَوْ اسْطَارَۃً بِالْكَسْرِ ﴿كَلَّا﴾ رَدَّعْ وَزَجَّرْ لِقَوْلِهِمْ ذَلِكَ ﴿بَلْ رَانَ﴾ غَلَبَ ﴿عَلَى قُلُوبِهِمْ﴾ فَعَشَّهَا ﴿مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (۱۳) ﴿مَنْ الْمَعَاصِي﴾ فَهُوَ كَالصَّدَاءِ ﴿كَلَّا﴾ حَقًّا ﴿انْهَم عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ ﴿لَمَحْجُوبُونَ﴾ (۱۵) ﴿فَلَا يَرَوْنَهُ﴾ ثُمَّ انْهَم لَصَالُوا الْجَحِيمِ (۱۶) ﴿لَدْخَلُوا النَّارَ الْمُحْرِقَةَ﴾ ثُمَّ يُقَالُ ﴿لَهُمْ﴾ ﴿هَذَا﴾ أَيْ الْعَذَابُ ﴿الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَكْذِبُونَ﴾ (۱۷) ﴿كَلَّا﴾ حَقًّا ﴿إِنْ كُتِبَ الْإِبْرَارُ﴾ أَيْ كُتِبَ أَعْمَالُ الْمُؤْمِنِينَ الصَّادِقِينَ فِي إِيْمَانِهِمْ ﴿لَفِي عَلِيَيْنِ﴾ (۱۸) ﴿قِيلَ هُوَ كِتَابٌ جَامِعٌ لِأَعْمَالِ الْخَيْرِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَمُؤْمِنِي الثَّقَلَيْنِ وَقِيلَ هُوَ مَكَانٌ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ تَحْتَ الْعَرْشِ﴾ ﴿وَمَا أَدْرَاكَ﴾ عِلْمَكَ ﴿مَا عَلَيُونَ﴾ (۱۹) ﴿مَا كِتَابٌ عَلَيَيْنِ هُوَ﴾ ﴿كُتِبَ مَرْقُومٌ﴾ (۲۰) ﴿مَخْتُومٌ﴾ يَشْهَدُهُ الْمُقْرَبُونَ (۲۱) ﴿مِنَ الْمَلَائِكَةِ﴾ إِنْ الْإِبْرَارُ لَفِي نَعِيمٍ (۲۲) ﴿جَنَّةٍ﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ ﴿السَّرْرُ فِي الْحِجَالِ﴾ يَنْظُرُونَ (۲۳) ﴿مَا أَعْطُوا مِنَ النَّعِيمِ﴾ تَعْرِفُ فِي وَجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ (۲۴) ﴿بِهَجَّةِ التَّعْنِيمِ وَحُسْنِهِ﴾ يَسْقُونَ مِنْ رَحِيقٍ ﴿خَمْرٍ خَالِصَةٍ مِنْ الدَّنَسِ﴾ ﴿مَخْتُومٌ﴾ (۲۵) ﴿عَلَى إِنَائِهَا لَا يُفَكُّ خَتَمُهَا إِلَّا هُمْ﴾ ﴿خَتَمَهُ مَسْكَ﴾ أَيْ أَخْرَسَ رَبُّهُ يَقُوخُ مِنْهُ رَائِحَةُ الْمَسْكِ ﴿وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾ (۲۶) ﴿فَلْيَرْغَبُوا بِالمُبَادَرَةِ إِلَى طَاعَةِ اللَّهِ تَعَالَى﴾ ﴿وَمَزَاجِهِ﴾ أَيْ مَا يَمْزُجُ بِهِ ﴿مِنْ تَسْنِيمٍ﴾ (۲۷) ﴿فَسَرِّقُوهُ﴾ عَيْنًا ﴿فَنَصْبُهُ بِأَمْدَحٍ مُقَدَّرًا﴾ يَشْرَبُ بِهَا الْمُقْرَبُونَ (۲۸) ﴿أَيُّ مِنْهَا أَوْضَمُّنْ يَشْرَبْ مَعْنَى يَلْتَذُّ﴾ إِنْ الَّذِينَ أَجْرَمُوا ﴿كَأَبَى جَهْلٍ وَنَحْوِهِ﴾ كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا ﴿كَعَمَارٍ وَبِلَالٍ وَنَحْوِهِمَا﴾ يَضْحَكُونَ (۲۹) ﴿اسْتَهْزَأَ بِهِمْ﴾ وَإِذَا مَرُّوا ﴿أَيُّ الْمُؤْمِنُونَ﴾ بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ (۳۰) ﴿أَيُّ يَشِيرُ الْمُجْرِمُونَ إِلَى الْمُؤْمِنِينَ بِالْجَفْنِ وَالْحَاجِبِ اسْتَهْزَأَ﴾ وَإِذَا انْقَلَبُوا رَجَعُوا إِلَى أَهْلِهِمْ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ (۳۱) ﴿وَفِي قِرَاءَةٍ فَكِهِينَ مُعْجِبِينَ بِذِكْرِهُمْ الْمُؤْمِنِينَ﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمُ ﴿زَاوُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ قَالُوا إِنْ هَؤُلَاءِ لَضَالُونَ (۳۲) ﴿لَا يُؤْمِنُ بِهِمْ بِمُحَمَّدٍ﴾ قَالَ تَعَالَى ﴿وَمَا أَرْسَلُوا﴾ أَيْ الْكُفَّارِ ﴿عَلَيْهِمْ﴾ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴿حَفَظِينَ﴾ (۳۳) ﴿لَهُمْ أَوْلَا أَعْمَالُهُمْ حَتَّى يَرُدُّوهُمْ إِلَى مَصَالِحِهِمْ﴾ فَالْيَوْمَ ﴿أَيُّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ (۳۴) عَلَى الْأَرَائِكِ ﴿فِي الْجَنَّةِ﴾ يَنْظُرُونَ (۳۵) ﴿مِنْ مَنَازِلِهِمْ إِلَى الْكُفَّارِ وَهُمْ يُعَذِّبُونَ فَيَضْحَكُونَ مِنْهُمْ كَمَا ضَحِكَ الْكُفَّارُ مِنْهُمْ فِي الدُّنْيَا﴾ هَلْ ثَوْبٌ ﴿جُوزِي﴾ الْكُفَّارِ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (۳۶) نَعَمْ.

### ﴿ترجمہ﴾

ویل ہے (”ویسل“ کلمہ عذاب ہے یا پھر جہنم کی ایک وادی ہے) کم تو لئے والوں کے لیے وہ کہ جب ماپ لیس لوگوں سے (علی الناس بمعنی من الناس ہے) پورا (ماپ) لیس اور جب انہیں ماپ دیں (کالوہم بمعنی کالوالہم ہے) یا ان کے لیے وزن کریں (وزنوہم بمعنی وزنوالہم ہے) کم کر دیں (ماپ یا وزن کو.....!.....، یخسرون بمعنی ینقصون ہے) کیا (”الا“ یہ استفہام برائے توبیخ ہے) یقین نہیں (یظن بمعنی لیتیقن ہے) انہیں کہ انہیں اٹھنا ہے ایک عظمت والے دن میں (”لیوم عظیم“ میں لام بمعنی فی ہے، مراد اس سے روز قیامت ہے) جس دن (”یوم“ یہ ”لیوم“ کے محل سے بدل ہے اس کا نائب

مبعوثون "ہے) لوگ (اپنی قبروں سے) کھڑے ہوں گے رب العالمین کے حضور (یعنی مخلوق کے رب کے حضور اس کے حکم فرمانے حساب کتاب و جزا و سزا کے لیے.....) بیشک (کلامی حقا ہے) کافروں کی لکھت (یعنی کافروں کے نامہ اعمال) بحین میں ہیں (کہا گیا ہے کہ "مسحون" ایک کتاب ہے جو کہ شیاطین اور کافروں کے اعمال کو جمع کرنے والی ہے اور ایک قول کے مطابق بحین ساتویں زمین کے نیچے ایک مقام کا نام ہے جو ابلیس اور اس کے لشکر کے رہنے کی جگہ ہے.....) اور تو کیا جانے بحین (یعنی بحین کی کتاب) کیسی ہے وہ لکھت ایک مہر کیا ہوا نوشتہ ہے (موقوف بمعنی مختوم ہے) اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے جو یوم جزا کو جھٹلاتے ہیں (البدین بمعنی السجاء ہے، یہ لکھت کذب کا بدل ہے یا اس کا بیان بن رہا ہے) اور اسے نہ جھٹلانے کا ہر سرکش ("معتد" کا معنی ہے حد سے تجاوز کرنے والا) بڑا گناہ گار ("انیم" مبالغہ کا صیغہ ہے) جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں (یعنی قرآن پاک) کہے اگلوں کی کہانیاں ہیں (یعنی یہ وہ حکایتیں ہیں جو پہلے کی لکھی ہوئی ہیں "اسا طیسر" "اسطورة" ہمزہ مضمومہ کے ساتھ یا اسطورة ہمزہ مکسورہ کے ساتھ کی جمع ہے) کوئی نہیں ("کلا" یہاں کافروں کے اس قول کی تردید اور انہیں زجر کیا گیا ہے) بلکہ غالب آگیا (ان بمعنی غلب ہے) ان کے دلوں پر (پس ان کے دلوں پر چھا گیا ہے) جو انہوں نے کمایا (یعنی گناہ، جو کہ اعمال پر لگے ہوئے رنگ کی طرح ہوتا ہے) ہاں ہاں (یہاں کلا بمعنی حقا ہے) بیشک وہ اس دن (یعنی بروز قیامت) اپنے رب سے حجاب میں ہوں گے (پس اس کا دیدار نہ کر سکیں گے.....) پھر بیشک انہیں تجیم (بھڑکتی آگ) میں داخل ہونا ہے (لصالوا بمعنی لنداخلوا ہے) پھر کہا جائے گا (ان سے) یہ (یعنی یہ عذاب) ہے وہ جسے تم جھٹلاتے تھے (کلا بمعنی حقا ہے) بیشک نیکوں کی لکھت (یعنی ان مومنوں کا نامہ اعمال جو ایمان میں سچے ہیں) علیین میں ہے (کہا گیا ہے کہ علیین ایک کتاب ہے جو فرشتوں اور مسلمانوں اور جنات کے نیک اعمال کو جمع کرنے والی ہے اور ایک قول کے مطابق ساتویں آسمان میں عرش کے نیچے موجود ایک مقام کا نام ہے.....) اور تو کیا جانے (ادراک بمعنی اعلمک ہے) علیین کیسی ہے (یعنی کتاب علیین کیسی ہے وہ) لکھت ایک مہر کیا ہوا نوشتہ ہے (موقوف بمعنی مختوم ہے) کہ مقرب (فرشتے) اس کی زیارت کرتے ہیں بیشک نیکوں کا ضرور نعیم (یعنی جنت) میں ہیں تختوں پر دیکھتے ہیں (ان نعمتوں کو جو انہیں دی گئیں) تو ان کے چہروں میں چین کی تازگی پہچانے (نعمت میں ہونے کی تازگی اور خوبصورتی) ستھری شراب پلائے جائیں گے (یعنی میل سے پاک خالص شراب) مہر کی ہوئی ہے (اس کے برتن پر یہی جنتی اسی کی مہر کھولیں گے) اس کا اختتام مشک پر ہے (یعنی اس شراب کا آخری گھونٹ پینے سے مشک کی خوبصورتی پھیل جائے گی) اور اسی پر چاہیے کہ لپچائیں لپچانے والے (یعنی اللہ جل جلالہ کی فرمانبرداری کی طرف جلدی کرنے میں مشغول ہو جائیں) اور اس کی ملوثی (مزاجہا بمعنی ما یمزج بہ ہے) تسنیم سے ہے (اگلے فرمان کے ذریعے "تسنیم" کی گئی ہے) وہ چشمہ ہے ("عینا" فعل مقدر "امدح" کے سبب منصوب ہے) جس سے مقربان بارگاہ پیتے ہیں ("یشرب بہا" میں بہا بمعنی منہا ہے، یا یہاں "یشرب" "یتلذذ" کے معنی کو شخص من ہے) بیشک مجرم لوگ (جیسے ابو جہل وغیرہ) ایمان والوں سے (جیسے حضرت عمار و حضرت بلال رضی اللہ عنہما وغیرہ سے) ہٹا کرتے تھے (ان کے ساتھ استہزاء کرتے.....) اور جب وہ (یعنی مسلمان) گزرتے ان کے پاس سے تو یہ (یعنی مجرم لوگ) آپس میں ان پر (یعنی مسلمانوں پر) آنکھوں اور ہنڈوں سے اشارے کرتے (بطور استہزاء "یتغامزون" کا معنی ہے، آپس میں ایک دوسرے کو آنکھوں ہنڈوں سے اشارے کرنا) اور جب اپنے گھر پلٹے (انقلابوا بمعنی رجعوا ہے) خوشیاں کرتے پلٹتے (ایک قرائت میں "فما کہین" کی جگہ فکھین ہے یعنی مسلمانوں کا ذکر مڑے لیتے ہوئے کرتے پلٹتے) اور جب انہیں (یعنی مسلمانوں کو) دیکھتے کہتے بیشک یہ لوگ بکے ہوئے ہیں (محمد ﷺ پر ایمان لانے کی وجہ سے، اللہ جل جلالہ فرماتا ہے) اور انہیں (یعنی کافروں کو) ان پر

(یعنی مسلمانوں پر) تکہبان بنا کر نہیں بھیجا گیا (ان پر اور نہ ان کے اعمال پر حتیٰ کہ کافر مسلمانوں کو اپنی مصلحتوں کی طرف پھیرنے کی کریں) تو آج (یعنی بروز قیامت) ایمان والے کافروں سے ہنتے ہیں (جنت میں) تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہیں (اپنی منازل سے کافروں کی طرف کہ انہیں عذاب دیا جا رہا ہے اب مسلمان کافروں پر ہنتے ہوں گے..... جیسا کہ دنیا میں کافران پر ہنسا کرتے تھے) کیا کافروں کو اپنے کئے کا بدلہ ملے گا (ہاں! ثواب بمعنی جزاء ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿ویل للمطففین الذین اذا اکتا لوالی الناس یتستوفون﴾

ویل: مبتدا، لام: جار، لمطففین: موصوف، الذین: موصوف، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، اکتا لوالی الناس: فعل بافاعل و ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ شرط، یتستوفون: جملہ فعلیہ فعل محذوف "قبضوا منهم" کے فاعل سے حال ہے "قبضوا" فعل محذوف اپنے متعلقات سے، مکر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، مکر جملہ شرطیہ ہو کر صلہ، مکر صفت، مکر ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿و اذا کالوهم او وزنوهم یتخسرون﴾

و: عاطفہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، کالوهم: فعل بافاعل و مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، او: عاطفہ، وزنوهم: جملہ فعلیہ معطوف، مکر شرط، یتخسرون: جملہ فعلیہ فعل محذوف "قبضوا منهم" کے فاعل سے حال واقع ہے، مکر جملہ فعلیہ جزا، مکر جملہ شرطیہ ماقبل "اذا کتا لوالی" پر معطوف ہے۔

﴿الا یظن اولئک انهم مبعوثون لیوم عظیم یوم یقوم الناس لرب العلمین﴾

همزہ: حرف استفہام، لا یظن: فعل نفی، اولئک: فاعل، انهم: حرف مشبہ و اسم، مبعوثون: اسم مفعول با "هم" ضمیر نائب الفاعل، لام: جار، یوم عظیم: مرکب توصیفی مبدل منہ، یوم: مضاف، یقوم الناس لرب العلمین: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر بدل "محله النصب"، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر مشبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿کلا ان کتب الفجار لفی سجین وما ادرک ما سجین کتب مرقوم﴾

کلا: حرف رد و جزا، ان کتب الفجار: حرف مشبہ و اسم، لفی سجین: ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرک: فعل بافاعل و مفعول، ما: استفہامیہ مبتدا، سجین: مبدل منہ، کتب مرقوم: بدل، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ویل یومئذ للمکذبین الذین یکذبون بیوم الدین﴾

ویل: مصدر بافاعل، یومئذ: ظرف، مکر مشبہ جملہ مبتدا، لام: جار، المکذبین: موصوف، الذین: موصوف، یتکذبون بیوم الدین: جملہ فعلیہ صلہ، مکر صفت، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿وما یکذب به الا کل معتد الیم اذا تتلی علیہ ایتنا قال اساطیر الاولین﴾

و: عاطفہ، ما یتکذب: فعل نفی، بہ: ظرف لغو، الا: اداة حصر، کل معتد الیم: فاعل، مکر جملہ فعلیہ، اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، تتلی علیہ: فعل مجہول و ظرف لغو، ایتنا: نائب الفاعل، مکر جملہ فعلیہ شرط، قال: قول، اساطیر الاولین: "ہی" مبتدا محذوف کی خبر، مکر جملہ اسمیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ جواب شرط، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون کلا الهم عن ربہم یومئذ لمحجوبون﴾



کلا: حرف ردع وزجر، مصل: عاطفہ، وان علی قلوبہم: فعل وظرف لغو، ما کانوا یکسبون: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، کلا حرف ردع وزجر، انہم: حرف مشبہ واسم، عن ربہم: ظرف لغو مقدم، ہو منہ: ظرف مقدم، لام: تاکیدیہ، محجوبون: اسم مفعول یا "ہم"، ضمیر نائب الفاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم انهم لصالوا الجحیم ثم یقال هذا الذی کنتم بہ تکذبون﴾

ثم: عاطفہ، انہم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، صالوا الجحیم: خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ثم: عاطفہ، یقال قول، هذا: مبتداء، الذی کنتم بہ تکذبون: موصول صلہ، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ قویہ۔

﴿کلا ان کتب الابرار لفی علیین وما ادرک ما علیون کتب مرقوم یشہدہ المقربون﴾

کلا: حرف ردع وزجر، ان کتب الابرار: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، فی علیین: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتداء، ادرک: فعل بافاعل ومفعول، ما: استفہامیہ مبتداء، علیون: مبدل منہ، کتب موصوف، مرقوم: صفت اول، یشہدہ المقربون: جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر بدل، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الابرار لفی نعیم علی الارائک ینظرون تعرف فی وجوہہم نضرة النعیم﴾

ان الابرار: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، فی نعیم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، علی الارائک: ظرف لغو مقدم، ینظرون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ، تعرف فی وجوہہم: فعل بافاعل وظرف لغو، نضرة النعیم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿یسقون من رحیق مختوم ختمہ مسک وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون﴾

یسقون: فعل مجہول بانائب الفاعل، من: جار، رحیق موصوف، مختوم: صفت اول، ختمہ: مبتداء، مسک: خبر، ملکر جملہ اسمیہ صفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، فی ذلک: ظرف لغو مقدم، ف: زائد، لیتنافس: فعل امر، المتنافسون: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ومراجہ من تسنیم عینا یشرب بها المقربون﴾

و: عاطفہ، مزاجہ مبتداء، من تسنیم: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، عینا موصوف، یشرب بها المقربون: جملہ فعلیہ صفت، ملکر فعل محذوف "امدح" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان الذین اجرموا کانوا من الذین امنوا یضحکون﴾

ان: حرف مشبہ، الذین اجرموا: موصول صلہ، ملکر اسم، کانوا: فعل ناقص با اسم، من الذین امنوا: ظرف لغو مقدم، یضحکون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واذا مروا بہم یتغامزون واذا انقلبوا الی اہلہم انقلبوا فکھین﴾

و: عاطفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، مروا: فعل بافاعل، بہم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، یتغامزون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، انقلبوا الی اہلہم: فعل بافاعل وظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ شرط، انقلبوا: فعل واو ضمیر ذوالحال، فکھین: حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا راوهم قالوا ان هولاء لضالون وما اوسلوا عليهم حفظین﴾  
و: عاطفہ، اذا بظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، راوہم: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، قالوا: فعل واو ضمیر ذوالحال، و: حالیہ، ما اوسلوا: فعل نفی مجہول واو ضمیر ذوالحال، علیہم حفظین: شبہ جملہ حال، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قول، ان هولاء: حرف مشبہ واسم، لضالون: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ، ملکر جملہ تولیہ جواب شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿فالیوم الذین امنوا من الکفار یضحکون علی الاراکک ینظرون﴾  
ف: عاطفہ، الیوم ظرف مقدم، من الکفار: ظرف لغو مقدم، یضحکون: فعل واو ضمیر ذوالحال، علی الاراکک ینظرون: جملہ فعلیہ حال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، الذین امنوا: موصول صلہ، ملکر مبتدا، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هل ثوب الکفار ما کانوا یفعلون﴾  
هل: حرف استفہام، ثوب الکفار: فعل مجہول بانائب الفاعل، ما کانوا یفعلون: موصول صلہ، ملکر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ قول محذوف "یقولون" کیلئے مقولہ، ملکر جملہ تولیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... ویل للمطففین..... ☆ جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو یہاں کے لوگ پیانے میں خیانت کرتے تھے بالخصوص ایک شخص ابو جہینہ ایسا تھا کہ وہ دو پیانے رکھتا تھا لینے کا اور اور دینے کا اور ان لوگوں کے حق میں یہ آیتیں نازل ہوئیں اور انہیں پیانے میں عدل کرنے کا حکم دیا گیا۔

☆..... واذا مروا بہم..... ☆ منقول ہے حضرت علیؓ مسلمانوں کی ایک جماعت میں تشریف لے جا رہے تھے منافقین نے انہیں دیکھ کر آنکھوں سے اشارے کئے اور مسخری سے ہنسے اور آپس میں ان حضرات کے حق میں بیہودہ کلمات کہے تو اس سے پہلے کہ علیؓ سید عالم ﷺ کی خدمت میں پہنچیں یہ آیتیں نازل ہو گئیں۔

### ﴿تشریح توضیح و اعراض﴾

### ماپ تول میں کمی والوں کے لئے ویل کی بشارت:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ویل للمطففین الذین اذا کتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوہم او وزنوہم ینخسرون کم تولنے والوں کی خرابی ہے وہ کہ جب اوروں سے ماپ لیں پورا لیں اور جب انہیں ماپ تول کر دیں تو کم دیں﴾ (المطففین: ۱-۳)۔

﴿فاوفاوا للکیل والمیزان ولا تبخسوا تو ماپ اور تول پوری کرو اور لوگوں کی چیزیں گھٹا کر نہ دو﴾ (الاعراف: ۸۵)۔  
امام جریر طبری کہتے ہیں: مراد وہ وادی ہے جس میں جہنمیوں کی پیپ بہتی ہے اور اس میں وہ لوگ ہو گئے جو لوگوں کے اموال میں کمی کرتے ہیں اور ان کے حقوق میں خیانت کرتے ہیں جب ماپ کرتے ہیں تو کم دیتے ہیں اور جب وزن کرتے ہیں تو جو ان پر واجب ہے یعنی مکمل وزن کرنا، اُس میں کوتاہی کرتے ہیں اور مطففین کی اصل کسی چیز میں کمی کرنا ہے یعنی صاحب حق کو اس کا حق کم کر کے دینا اور وزن وکیل میں کمی کوتاہی کا اہتمام کرنا۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ جب سید عالم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ ماپ تول میں کمی کرتے تھے، پس اللہ ﷻ نے یہ آیت نازل فرما کر انہیں وزن میں کمی سے روکا۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہر ماپ تول میں کمی کرنے والا ویل (جہنم کی ایک وادی کا نام ہے) میں ہوگا، پس لوگوں نے اُن سے مزید دریافت کیا تو کہا کہ ان لوگوں کا

حال یہ تھا کہ جب خود کوئی چیز لیتے تو ماپ پورا لیتے اور جب کوئی چیز فروخت کرتے تو ماپ پورا نہ کرتے، پس اللہ ﷻ نے انہیں ویل کی خوشخبری سنا دی۔

(الطبری، الحزہ: ۳۰، ص ۱۱۳)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے سید عالم ﷺ کو صبح کی نماز میں اول رکعت میں ”کھیمعص“ اور ثانی میں ”ویل للمطففین“ پڑھتے پایا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اپنی نماز میں ایسے ہی کرنے لگا، پس خرابی ہے فلاں کے لئے، کہ جب کچھ خریدے تو ماپ زیادہ لے اور جب کچھ بیچے تو کی کرے۔“ (مسند البزار، مسند ابی حمزہ انس بن مالک، رقم: ۸۱۴۲، بتغیر قلیل)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جہنم میں ایک وادی ہے جس کا نام ویل ہے جس میں کافر، اس کے پیندے تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک گرتا رہے گا۔“ (سنن الترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ الانبیاء، رقم: ۳۱۷۵، ص ۹۰۴)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”دو پہاڑوں کے مابین وادی کا نام ویل ہے جس میں کافر اس کی تہ میں پہنچنے تک ستر سال تک گرتا رہے گا۔“ (الترغیب والترہیب، کتاب صفۃ الحنۃ والنار، فصل فی اودیتھا وجبالھا، رقم: ۵۶۲۴)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن ہر خائن کے لئے ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا: سن لو! یہ فلاں بن فلاں کی خیانت ہے۔“ (صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب: تحریم الغدر، رقم: (۴۴۲۳)/۱۷۳۵، ص ۸۷۶)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن ہر خائن کے لئے ایک جھنڈا ہوگا جس سے اس کی پہچان ہوگی۔“ (صحیح البخاری، کتاب الحزبۃ والموادعۃ، باب: اثم الغادر، رقم: ۳۱۸۶، ص ۵۳۱)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ ﷻ قیامت کے دن اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا تو ہر دھوکے باز کے لئے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا پھر کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کا دھوکہ ہے۔“ (صحیح مسلم، کتاب الجہاد، باب: تحریم الغدر، رقم: (۴۴۲۰)/۱۷۳۵، ص ۸۷۶)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مومن کو نقصان پہنچایا اس کے ساتھ فریب کیا وہ ملعون ہے۔“ (جامع الترمذی، کتاب البر والصلة، باب: ما جاء فی الخیانة، رقم: ۱۹۴۸، ص ۵۷۵) یاد رہے تو م شعیب پر عذاب کا ایک سبب یہی ماپ تول میں کمی کرنا تھا۔

## اللہ ﷻ کے حضور پیشی ہونے کے احوال:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یوم یقوم الناس لرب العلمین﴾ جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے

ہو گے (المطففین: ۶) ﴿ابن عمر﴾ اس آیت کو پڑھ کر بہت روتے حتیٰ کہ تلاوت موقوف فرمادیتے، فرماتے کہ میں نے سید عالم ﷺ کو

فرماتے ہوئے سنا کہ وہ کہتے ہیں: ”جس دن لوگ اللہ ﷻ کے حضور کھڑے ہوں گے وہ دن (دنیاوی اعتبار سے) پچاس ہزار سال کا

ہوگا، پس کسی کا پسینہ ٹخنوں تک، کسی کا گھٹنوں تک، کسی کا ازار باندھنے کی جگہ تک، کسی کا سینہ تک ہوگا، کسی کا کانوں تک اور کوئی اپنے پسینے

میں مکمل غرق ہوگا۔“ (۱)..... بعض لوگوں نے حضرت ابن عباس سے یہ بھی روایت کی ہے کہ لوگ اللہ ﷻ کے حضور تین سو سال تک

کھڑے رہیں گے۔ (۲)..... اور یہ بھی قول ملا ہے کہ فرض نماز کی مقدار میں اللہ ﷻ کے حضور کھڑے ہوں گے۔ (۳)..... حضرت

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”لوگ ہزار سال کھڑے ہوں گے۔“ (۴)..... ایک قول کے مطابق لوگ سو سال

کھڑے ہوں گے۔ (۵)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں سید عالم ﷺ نے بشر النفاری سے فرمایا: ”کیا حال ہوگا اُس دن

جب کہ تین سو سال صانع عالم کے حضور کھڑا ہونا پڑے گا؟ جس دن اُس احکم الحاکمین کے پاس کوئی دوسری خبر نہ لائی جائے اور نہ ہی

کوئی دوسرا حکم ہوگا۔“ بشر کہتے ہیں: اللہ ﷻ ہی مدد کرنے والا ہے۔ (۶)..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مومن پر تخفیف کی

جائے گی، یہاں تک کہ فرض نماز کی مقدار کے مطابق کمی ہو جائے گی جو وہ دنیا میں ادا کرتا تھا۔ (۷)..... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ مومنین پر قیامت کے دن کی پیشی فرض نماز کی مقدار کے برابر ہوگی۔ (۸)..... ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مومن پر کھڑے ہونے کی کیفیت میں فقط اتنی ہی تنگی ہوگی جتنی کہ دنیا میں زوالِ شمس سے ہوتی تھی اور اس پر دلیل اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿إِنِ الْإِنْسَاءُ اللَّهُ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ سن لو اللہ کے دلیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم (بنو نوح: ۶۲) اور ایسے لوگوں کا وصف یہ ہوگا: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾ وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں (نوح: ۶۳)۔ اور اللہ ﷻ مومنین کا ملین کے فضل و کرم کی بناء پر فرماتا ہے۔ (۹)..... ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جبرائیل امین علیہ السلام بھی لوگوں کے ساتھ اللہ ﷻ کے حضور پیش خدمت ہونگے، جیسا کہ ابن جبریر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔ (۱۰)..... یہ قیامِ قبروں سے جی اٹھنے کے بعد ہوگا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ کے حضور لوگوں کے مابین فیصلہ ہوگا۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۲۲ وغیرہ)

## سجین میں کن کے نامہ اعمال ہونگے؟

۳..... اللہ نے فرمایا: ﴿كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفَجَارِ لَفِي سَجِينٍ﴾ بے شک کافروں کی لکھت سب سے نیچی جگہ سجین میں ہے (المطففين: ۷)۔ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں: (۱)..... لوگوں نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ فاجروں کی ارواح و اعمال سجین میں ہونگے۔ (۲)..... ابن کحج نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ سجین ساتویں زمین کے نیچے ایک چٹان ہے، اور اس کے نیچے فاجروں کے نامہ اعمال رکھے گئے ہیں۔ (۳)..... کعب کہتے ہیں کہ کافروں کی ارواح ابلیس کے گال کے نیچے ہیں۔ (۴)..... اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ بھی منقول ہے کہ سجین ساتویں زمین کے نیچے سیاہ چٹان کا نام ہے اور اس میں ہر شیطان کے نام ہیں اور ان کے پاس کافر کی روحیں ملاقات کرتی ہیں۔ (۵)..... سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سجین ابلیس کے گال کے نیچے ہے۔ (۶)..... یحییٰ بن سلام کہتے ہیں کہ حجر اسود کے نیچے ہے جس میں تمام کافروں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ (۷)..... عطاء خراسانی کہتے ہیں مراد ساتویں زمین کے نیچے ہے جہاں ابلیس اور اس کی ذریت قیام پذیر ہوگی۔ (۸)..... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ جب کافر کی موت کا وقت آتا ہے اور اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اور فرشتے (اللہ ﷻ کے حکم کی تعمیل میں) اُس کافر سے بغض نہیں رکھتے اور موت کا وقت آنے سے پہلے نہ تو اس کی روح قبض کرنے میں جلدی کرتے ہیں اور نہ ہی تاخیر کا مظاہرہ کرتے ہیں اور جب وہ گھڑی آ جاتی ہے جس میں روح قبض کرنی ہے تو روح قبض کر لیتے ہیں، اور اسے لے کر عذاب کے فرشتوں کے حوالے کر دیتے ہیں پھر اللہ ﷻ کے چاہے کے مطابق معاملہ کرتے ہیں اور اُسے ساتویں زمین کے نیچے گرا دیتے ہیں، جو کہ سجین ہے اور یہی شیطان کا آخری ٹھکانہ ہے۔ (۹)..... حضرت کعب الاحبار سے مروی ہے کہ جب فاجر کی روح قبض کی جاتی ہے تو فرشتے اُسے لیکر آسمان کی جانب بلند ہوتے ہیں لیکن آسمان کے رہنے والے اُسے قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں، پھر اس کی روح زمین والوں پر پیش کی جاتی ہے لیکن زمین والے بھی اُسے لینے سے انکار کر دیتے ہیں، پھر اُسے ساتویں زمین میں داخل کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اُس کی انتہا ساتویں زمین کی تہہ میں ہوتی ہے جو کہ مقام سجین کہلاتی ہے۔ (۱۰)..... حسن کہتے ہیں کہ سجین ساتویں زمین میں ہے۔ (۱۱)..... مجاہد کہتے ہیں کہ فاجروں کا عمل ساتویں زمین کے نیچے ہوتا ہے جہاں سے کوئی چیز اوپر کو نہیں جاسکتی۔ (۱۲)..... جنہم کی ایک وادی کا نام ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۲۵)

## رب ﷻ کے حجاب میں ہونے سے کیا مراد ہے؟

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ﴾ ہاں ہاں بیشک وہ اس دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں (المطففين: ۱۰)۔ کافر اُس دن اللہ ﷻ کو نہ دیکھ سکیں گے، جب کہ مومنین کے لئے معاملہ بالکل برعکس ہوگا۔ امام



مالک نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے کہ مومنین اللہ کا دیدار کریں گے کیونکہ سب ہی کے لئے محبوب والا معاملہ ہوتا تو اللہ ﷻ کی تخصیص کے ذریعے کلام نہ فرماتا۔ امام شافعی کہتے ہیں جب اللہ ﷻ کسی قوم کے ساتھ اس طرح کا معاملہ فرمائے تو اس کے برعکس دوسری قوم کو اپنی رضا کے ذریعے نوازتا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دشمنان خدا اُس دن اللہ ﷻ کو نہ دیکھ سکیں گے لیکن اللہ ﷻ کے نیک بندے اُسے ضرور دیکھیں گے۔ اور معززہ روایت ہاری کے بارے میں انکار کرتے ہیں۔

(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۳۹۳)

## علیین میں کن کے نامہ اعمال ہونگے؟

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿کَلَّا اِنْ كُنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنا فَاصْبِرْ لِحُکْمِنا﴾۔ یہ مقام کونسا ہے؟ اس بارے میں مفسرین کرام کے کچھ اقوال درج ہیں: (۱)..... حضرت ابن عباس نے کعب سے دریافت کیا تو بتایا: ”یہ ساتویں آسمان پر مقام ہے جس میں مومنین کی ارواح ہوں گی۔“ (۲)..... قتادہ کے قول کے مطابق یہ آسمان کی بلندی پر واقع مقام ہے۔ (۳)..... مجاہد کے مطابق ساتویں آسمان جب کہ ضحاک کے قول کے مطابق اللہ کی پاک بارگاہ کے قریب آسمان میں واقع مقام کا نام علیین ہے۔ (۴)..... یہ وہ مقام ہے جو عرش کے ساتھ قائم ہے، اور یہی قول قتادہ کا بھی ہے۔ (۵)..... عرش کے دائیں جانب ساتویں آسمان پر موجود مقام کا نام علیین ہے جہاں نیک مومنین کی ارواح ہوں گی۔ (۶)..... کعب کہتے ہیں کہ جب مومن کی روح قبض ہوگی تو آسمان کی جانب بلند کی جائے گی اور اُس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے، اور فرشتوں کی مبارکبادیاں ہوں گی، یہاں تک کہ روح بلند ہوتے ہوئے عرش کی جانب پہنچ جائے گی پھر عرش کے پاس سے کسی قسم کا عرق نکلے گا جو کہ اُس مومن کی قیامت کے حساب سے معرفت پر مہر ثابت ہوگا اور مقرب فرشتے اُس کی گواہی دیں گے۔ (۷)..... علیین سے مراد جنتی لوگ ہیں۔ (۸)..... جنت کو ہی مقام علیین کہتے ہیں۔ (۹)..... سدرۃ المنتہی کے پاس مقام کو علیین کہتے ہیں۔

(الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۱۲۵ وغیرہ)

## دنیا میں کافروں کا مسلمانوں پر ہنسنا:

۶..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان الذین اٰجروا کانوا من الذین امنوا یضحکون﴾ بیشک مجرم لوگ ایمان والوں سے ہنسا کرتے تھے (المطفین: ۲۹)۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ کفر سے بڑھ کر کوئی جرم نہیں ہے، اور مومنین کو اذیت دینا اور انہیں اذیت میں دیکھ کر خوش ہونا یہ کافروں کے کام ہیں اور اس آیت میں مومنین پر ہنسنے والوں سے مراد ابو جہل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل وغیرہ ہیں جو کہ دنیا میں ایمان و صدق اور مومنین پر ہونے والی آزمائشوں پر ہنستے تھے۔ جن مومن فقراء پر ہنسا جاتا تھا اُن میں عمار بن یاسر، صہیب، بلال، خباب رضی اللہ عنہم وغیرہ صحابہ شامل ہیں جو کہ اپنی غربت کی وجہ سے عموماً ہدف تنقید کا نشانہ بنتے تھے۔

(روح البیان، ج ۱۰، ص ۴۴۲)

ابن کثیر لکھتے ہیں: جب مومنین کافروں کے پاس سے ہو کر گزرتے تھے تو کافرا انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے، استہزاء کرتے اور ہدف تنقید کا نشانہ بناتے۔

## آخرت میں مومنین کا کافروں پر ہنسنا:

۷..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فالیوم الذین امنوا من الکفار یضحکون﴾ تو آج ایمان والے کافروں سے ہنستے ہیں (المطفین: ۲۴)۔ اس ہنسنے کا مقصد یہ ہے کہ کافر دنیا میں مومنین پر ہنستے تھے جب مومنین کسی شدت و آزمائش میں ہوتے، لیکن

آخرت میں معاملہ بالکل برعکس ہوگا کیونکہ آخرت میں مومنین سرور و نعم میں ہونگے اور کافر عذاب و آزار میں مبتلا ہونگے۔ پس مومنین کافروں کے حال کو دیکھ کر نہیں گمے۔ ابوصالح کہتے ہیں کہ کافروں کے لئے جہنم کے دروازے کھولے جائیں گے اور ان سے باہر نکلنے کو کہا جائے گا پس جب وہ نکلنے لگیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا، پس یہ حال دیکھ کر مومنین استہزاء کریں گے اور کعب کہتے ہیں جنت و دوزخ کے مابین روشن دان ہے، پس جب مومن یہ تمنا کرے گا کہ دنیا میں اپنے دشمن کافر کو دیکھے اور اس کے حال سے واقفیت کرے تو وہ اُس روشن دان کی مدد سے دیکھ کر رہے گا، پس اللہ ﷻ نے اسی مناسبت سے فرمایا: ﴿فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ تُوْاْ اَیْمَانِ وَالْاَیْمَانِ وَالْاَیْمَانِ﴾۔

(العازن، ج ۴، ص ۴۰۶)

### اغراض:

کلمۃ عذاب: یعنی ماپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے آخرت میں سخت عذاب کی وعید اور انہیں ہلاکت کی جانب پکارے جانے کا بیان کرنا مقصود ہے۔ کابی جہل ونحوہ: یعنی ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور دیگر اہل مکہ کے کافر مراد ہیں۔ استفہام توبیخ: ﴿الا﴾ میں استفہام توبیخ ہے نہ کہ نافیہ، اور اس پر ہمزہ استفہامیہ داخل ہوئی ہے اور ہمزہ لام یہاں پر استفہامیہ نہیں ہے بلکہ یہاں ہمزہ استفہامیہ ہے، جو کہ نفی پر داخل نہیں ہوئی اور اس کا افادہ یہ ہے کہ زجر و توبیخ کرنا مقصود ہے۔ فخاصبہ مبعوثون: یعنی ”مبعوثون“ مقدر ہے، اس لئے کہ بدل نکرار عامل کی نیت پر ہے۔

ای کتب اعمال الکفار: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿کتاب﴾ بمعنی کتب ہے، اور کلام میں مضاف حذف ہے اور یہ اس لئے تاکہ فی نفسہ کسی چیز میں ظرفیت کا پایا جانا لازم نہ آئے۔ ونحوہما: یعنی خباب، صہیب اور دیگر فقراء مومنین صحابہ مراد ہیں۔ قیل ہو کتاب جامع: اللہ کی کتاب کے سوا، جس میں شیاطین اور کفار کے گروہ کے اعمال لکھے ہوتے ہیں اور یہ ساتوں زمین کے نیچے ہوتی ہے جو کہ ابلیس اور اس کی ذریت کا تاریک ٹھکانہ ہے، مزید حاشیہ نمبر ”۳“ کا مطالعہ کیجئے۔ وهو محل ابلیس: اور اس مقام میں کفار کی روحیں بھی قیام پذیر ہوتی ہیں۔ حقا: ﴿کلا﴾ حرف رد و جر ہے، یعنی حکم یوں نہیں جو یہ جھٹلانے والے کہتے ہیں، بلکہ فرمان مقدس ﴿انہم عن ربہم﴾ ہے۔

فلا یروہ: یعنی کافر اللہ کا دیدار نہ کر سکیں گے اور یہی درست قول ہے، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کو دیکھیں گے پھر حسرت و ندامت کی وجہ سے پردے میں چلے جائیں گے۔ قیل ہو کتاب: مراد علمین کے نامہ اعمال ہیں، حاشیہ نمبر ”۵“ کا مطالعہ کیجئے۔ من الملائکۃ: ظاہر یہ ہے کہ فرشتے اعمال لکھتے اور اس پر ثواب دیتے ہیں، اور اس معاملے میں نظر کرنا چاہیے۔ بہجۃ التنعیم: اور جنتیوں کے چہروں کی تازگی، مرض، علل، خوف وغیرہ کے زائل ہونے کی وجہ سے مکدر ہوگی۔

لا یمانہم بمحمد: مراد وہ لوگ ہیں جو کافروں کو ہدایت پر گمان کرتے اور مومنین کو ظاہری نعمتیں ترک ہونے کی وجہ سے گمراہی میں تصور کرتے، اور حقیقت کو خیال کے بدلے میں چھوڑ دیا، ملخصاً۔ حتی یردوہم الی مصالحہم: یعنی انہیں اپنی اصلاح کرنے کا حکم تھا کہ مومنین کی اصلاح کرنے کا۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۴۵ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة الانشقاق مکیہ وھی خمسین و عشرون آیت

(سورة انشقاق کی ہے جس میں ۲۵ آیات ہیں)

## تعارف سورة الانشقاق

اس سورت میں ایک رکوع، پچیس آیتیں، ایک سو سات کلمات، چار سو تیس حروف ہیں۔ ابتدائی آیات میں ان حادثات کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جو وقوع قیامت کے وقت رونما ہوں گے اس کے بعد انسان کو بتایا جا رہا ہے کہ اسے ہر حال میں اللہ ﷻ کے حضور پیش کیا جانا ہے اس دن تمام اولاد آدم دو گروہوں میں بٹی ہوئی ہوگی ایک وہ جن کو ان کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور اس وقت ان کی خوشی کی انتہاء نہ ہوگی اور دوسرا گروہ وہ ہوگا جس کو ان کا نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا ان کی خستہ حالی اور رنج و غم سے ان کا اندازہ لگانا ناممکن ہوگا اس لئے ہر آدمی کو آج یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ وہ کس گروہ میں اپنا حشر کروانا چاہتا ہے۔ یہ فیصلہ کرتے ہوئے اسے غور کر لینا چاہیے کہ اسی کے ساتھ کل قیامت کے روز اس کا حشر کیا جائے گا۔ اور آخر میں کئی قسمیں کھانے کے بعد انہیں یہ بتایا جا رہا ہے کہ ان مرحلوں سے یکے بعد دیگرے ضرور گزرنا ہے لیکن افسوس ہے ان لوگوں پر جو یہ جاننے کے بعد بھی ایمان نہیں لاتے اور قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے تو اپنے سر کو اس کی بارگاہ میں جھکا نہیں دیتے، ان کا انجام بڑا برا ہوگا بروز قیامت اہل ایمان ہی ایسی جزاء سے نوازے جائیں گے کی جس کی انتہاء نہ ہوگی۔

رکوع نمبر: ۹

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ (۱) ﴿وَاذْنَتْ﴾ ﴿سَمِعَتْ وَ اطَاعَتْ فِي الْاِنْشِقَاقِ﴾ ﴿لَرْبِهَا وَ حَقَّتْ﴾ (۲) ﴿اَنْىٰ حَقَّ لَهَا اَنْ تَسْمَعَ وَ تُطِيعَ﴾ ﴿وَ اِذَا الْاَرْضُ مدتْ﴾ (۳) ﴿زَيْدٌ فِى سَعَتِهَا كَمَا يَمُدُّ الْاَدِيمُ وَ لَمْ يَنْقُ عَلَیْهَا بِنَاءٌ وَ لَا جَبَلٌ﴾ ﴿وَ اَلْقَتْ مَا فِیْهَا مِنْ الْمَوَالِیْ اِلٰی ظَاهِرِهَا﴾ ﴿وَ تَخَلَّتْ﴾ (۴) ﴿عَنْهُ﴾ ﴿وَ اذْنَتْ﴾ ﴿سَمِعَتْ وَ اطَاعَتْ فِیْ ذٰلِكَ﴾ ﴿لَرْبِهَا وَ حَقَّتْ﴾ (۵) ﴿وَ ذٰلِكَ كُلُّهُ یَكُوْنُ یَوْمَ الْقِیْمَةِ وَ جَوَابٌ اِذَا غُطِفَ عَلَیْهَا مَحْذُوْفٌ ذَلَّ عَلَیْهِ مَا بَعْدَهُ تَقْدِیْرُهُ لَقِیَ الْاِنْسَانُ عَمَلَهُ﴾ ﴿یَا یٰهَا الْاِنْسَانُ اَنْكُ كَادِحٌ﴾ ﴿جَاهِدْ فِیْ عَمَلِكَ﴾ ﴿اِلٰی لِقَاءِ رَبِّكَ﴾ ﴿وَ هُوَ الْمَوْتُ﴾ ﴿كَدْحًا فَمَلَقْهُ﴾ (۶) ﴿اَنْىٰ مَلَقَ عَمَلِكَ الْمَدَّ كُوْرٌ مِنْ خَیْرٍ اَوْ شَرٌّ یَوْمَ الْقِیْمَةِ﴾ ﴿فَاَمَّا مَنْ اَوْتٰی كِتَبَهُ﴾ ﴿كِتَابٌ عَمَلِهِ﴾ ﴿بِیْمِیْنَةٍ﴾ (۷) ﴿وَ هُوَ الْمُؤْمِنُ﴾ ﴿فَسَوْفَ یَحَاسِبُ حِسَابًا یَسِرًّا﴾ (۸) ﴿هُوَ عَرَضٌ عَمَلِهِ عَلَیْهِ كَمَا فُسِّرَ فِیْ حَدِیْثِ الصَّحِیْحِیْنِ وَ فِیْهِ مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابُ هَلْكَ وَ بَعْدَ الْعَرَضِ یَتَجَاوَزُ عَنْهُ﴾ ﴿وَ یَنْقَلِبُ اِلٰی اَهْلِهِ﴾ ﴿فِی الْجَنَّةِ﴾ ﴿مَسْرُوْرًا﴾ (۹) ﴿بِذٰلِكَ﴾ ﴿وَ اَمَّا مَنْ اَوْتٰی كِتَبَهُ وِرَاءَ ظَهْرِهِ﴾ (۱۰) ﴿هُوَ الْكَافِرُ تَغَلُّ یَمْنَاهُ اِلٰی غُنْفِهِ وَ تَجْعَلُ یُسْرَاهُ وِرَاءَ ظَهْرِهِ فَاِذَا خَذَبَهَا كِتَابُهُ﴾ ﴿فَسَوْفَ یَدْعُو﴾ ﴿عِنْدَ رُؤِیَةِ مَا فِیْهِ﴾ ﴿ثُبُوْرًا﴾ (۱۱) ﴿یُنَادِیْ هَلَاكُهُ بِقَوْلِهِ یَا ثُبُوْرَاهُ﴾ ﴿وَ یَصْلٰی سَعِیْرًا﴾ (۱۲) ﴿یَدْخُلُ النَّارَ الشَّدِیْدَةَ وَ فِیْ قِرَاءَةِ بَضْمِ الْبِیَاءِ وَ فَتْحِ الصَّادِ وَ تَشْدِیْدِ اللَّامِ﴾ ﴿اِنَّهٗ كَانَ فِیْ اَهْلِهِ عَشِیْرَتِهِ فِی الدُّنْیَا﴾ ﴿مَسْرُوْرًا﴾ (۱۳) ﴿بَطَرًا بِاِتِّبَاعِهِ﴾ ﴿اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ﴾ ﴿اَنْ مُّخَفَّفَةً مِنَ الثَّقِیْلَةِ وَ اَسْمُهَُا مَحْذُوْفٌ اِیَّ اَنَّهُ﴾ ﴿اِنْ یَحْجُوْر﴾ (۱۴) ﴿یَرْجِعْ اِلٰی رَبِّهِ﴾ ﴿بَلٰی﴾ ﴿یَرْجِعْ اِلَیْهِ﴾ ﴿اِنْ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِیْرًا﴾ (۱۵) ﴿عَالِمًا بِرَجُوْعِهِ اِلَیْهِ﴾ ﴿فَلَا

اقسم ﴿لَا اِنَّدَةَ﴾ بالشفق (۱۶) ﴿هُوَ الْحُمْرَةُ فِي الْاَلْقِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ﴾ والليل وما وسق (۱۷) ﴿جَمَعَ مَا دَخَلَ عَلَيْهِ مِنَ الدَّوَابِّ وَغَيْرِهَا﴾ والقمر اذا تسق (۱۸) ﴿اجْتَمَعَ وَتَمَّ نُورُهُ وَذَلِكَ فِي اللَّيَالِي الْبَيْضِ﴾ لتركبن ﴿اَيُّهَا النَّاسُ اَصْلُهُ تَرْكَبُونَ خِدْفَتِ نَوْنِ الرَّفْعِ لِتَوَالِي الْأَمْثَالِ وَالْوَاوِ لِإِلْقَاءِ السَّاكِنِينَ﴾ طبقا عن طبق (۱۹) ﴿حَالًا بَعْدَ حَالٍ وَهُوَ الْمَوْتُ ثُمَّ الْحَيَاةُ وَمَا بَعْدَهَا مِنْ أحوال الْقِيَامَةِ﴾ ﴿لَمَّا لَهُمْ﴾ أَي الْكُفَّارِ ﴿لَا يُؤْمِنُونَ﴾ (۲۰) ﴿أَيُّ أَيُّ مَنَاصِعٍ لَهُمْ مِّنَ الْإِيمَانِ أَوْ أَى حُجَّةٍ لَهُمْ فِي تَرْكِهِ مَعَ وُجُودِ بَرَاهِينِهِ وَمَالَهُمْ﴾ ﴿وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ﴾ (۲۱) ﴿يَخْضَعُونَ بِأَن يُؤْمِنُوا بِهِ لِأَعْجَازِهِ﴾ ﴿بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يَكْذِبُونَ﴾ (۲۲) ﴿بِالْبُعْثِ وَغَيْرِهِ﴾ ﴿وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ﴾ (۲۳) ﴿يَجْمَعُونَ فِي صُحُفِهِمْ مِنَ الْكُفْرِ وَالتَّكْذِيبِ وَأَعْمَالِهِمُ السُّوْءِ﴾ ﴿فَبَشِّرْهُمْ﴾ ﴿أَخْبِرْهُمْ﴾ ﴿بِعَذَابِ الْيَوْمِ﴾ (۲۴) ﴿مُؤْلِمٍ﴾ ﴿الَّا﴾ ﴿لَكِنَّ﴾ ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ﴾ (۲۵) ﴿غَيْرُ مَقْطُوعٍ وَلَا مَنْقُوصٍ وَلَا يَمُنُّ بِهِ عَلَيْهِمْ﴾

### ﴿ترجمہ﴾

جب آسمان شق ہو اور سنے (شق ہونے کا حکم اور اطاعت کرے.....) اپنے رب کی اور اسے سزاوار ہی یہی ہے (یعنی اس پر حق ہے کہ وہ حکم سنے اور فرمانبرداری کرے) اور جب زمین دراز کی جائے (زمین کی وسعت میں اضافہ کیا جائے جیسا کہ چمڑے کو دراز کیا جاتا ہے اس وقت زمین پر کوئی عمارت، کوئی پہاڑ باقی نہ رہے گا.....) اور ڈال دے جو کچھ اس میں ہے (یعنی مردے اپنے سطح کی طرف) اور خالی ہو جائے (مردوں سے.....) اور سنے (اس بارے میں) اپنے رب کا حکم (یعنی حکم سنے اور فرمانبرداری کرے) اور اسے سزاوار ہی یہ ہے (اور یہ تمام ہی امور بروز قیامت ہوں گے جواب ”اذا“ اور معطوف علیہا محذوف ہے جس پر اس کے ما بعد فملاقیہ دلالت کر رہا ہے) اے آدمی بیشک تجھے کوشش کرنی ہے (اپنے عمل میں، کسادح بمعنی جساہد ہے) اپنے رب سے (ملاقات) کے لیے (یعنی موت کے لیے) خوب کوشش پھر اس سے ملنا (یعنی تو اپنے مذکور عمل سے خواہ وہ اچھا ہو یا برا بروز قیامت تلے گا) تو وہ جو اپنی کتاب (یعنی اعمال نامہ) دہنے ہاتھ میں دیا جائے (اور وہ مومن ہوگا.....) اس سے عنقریب سہل حساب لیا جائے گا (اور وہ سہل حساب یہ ہے کہ مومن پر اس کے اعمال پیش کئے جائیں گے اس کی نیکیوں پر اجر اور برائیوں سے تجاوز کیا جائے گا جیسا کہ صحیحین کی حدیث پاک میں اس کی تفسیر کی گئی ہے اسی حدیث میں ہے جس سے حساب میں مناقشہ کیا گیا وہ ہلاک ہو جائے گا) اور اپنے گھر والوں کی طرف (جنت میں اس سبب سے) شاد شاد پلٹے گا اور وہ جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے (اور مراد اس سے کافر ہے اس کے سیدھے ہاتھ کو اس کی گردن کے ساتھ طوق میں باندھ دیا جائے گا اور بائیں ہاتھ کو پیٹھ پیچھے کر کے اس میں اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا) وہ عنقریب مانگے گا (اپنے نامہ اعمال میں لکھے اعمال دیکھتے وقت) ہلاکت (ہائے موت ہائے موت کہہ کر اپنی ہلاکت کو پکارے گا.....) اور بھڑکتی آگ میں داخل ہوگا (یصلی بمعنی یدخل اور معبرا کے معنی بھڑکتی آگ ہے، ایک قرأت میں ”یصلی“ کو یاء مضمومہ، صادمفتوحہ اور لام مشدودہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے) بیشک وہ اپنے اہل میں (یعنی اپنے کنبے میں دنیا میں) خوش تھا (اگر تھا پھر وہ کاروں کے سامنے) وہ سمجھا (”ان“ مخففہ من الثقیلۃ ہے اس کا اسم محذوف ہے اصل میں ”انہ“ تھا) کہ اسے پھر ناہیں (اپنے رب کی طرف، یسود بمعنی یرجع ہے) ہاں کیوں نہیں (وہ اپنے رب کی طرف پھرے گا) بیشک اس کا رب اس کا علم رکھتا ہے (بندے کے اس کی طرف لوٹنے کا، بصیرا بمعنی عالما ہے) تو مجھے قسم ہے (”لا“



اقسم "میں" "لا" "زائدہ ہے" (شوق کی "شوق" غروب آفتاب کے آسمان پر چھانے والی سرخی کو کہتے ہیں، ..... لا.....) اور رات کی اور جو چیزیں اس میں جمع ہوتی ہیں (یعنی چوپایوں وغیرہ کی، وسق بمعنی جمع ہے) اور چاند کی جب پورا (اور اس کا نور مکمل ہو اور یہ ایام بیض کی راتوں میں ہوتا ہے، اتسق بمعنی اجتماع ہے) ضرورتاً چڑھو گے (اے لوگوں "نور کین" کی اصل "نور کبونن" ہے، تعدون کی بناء پر نورن رفی کو حذف کر دیا گیا پھر اتقائے سائنین کی وجہ سے واؤ کو حذف کر دیا گیا تو نور کین ہوگا) منزل بہ منزل (اس سے مراد مرنا پھر زندہ ہونا، پھر احوال قیامت کا وقوع پزیر ہونا ہے، طبقاً عن طبق بمعنی حالا بعد حال ہے) تو کیا ہوا انہیں (یعنی کافروں کو) ایمان نہیں لاتے (ایمان پر مقدر دلائل ہونے کے باوجود ان کے لیے ایمان لانے سے کیا مانع ہے یا ایمان کو ترک کر دینے کے لیے ان کے پاس کوئی حجت ہے؟) اور (کیا ہوا انہیں) جب قرآن پڑھا جائے سجدہ نہیں کرتے (یعنی خضوع نہیں کرتے کہ اعجاز قرآنی کو دیکھ کر اس پر ایمان لے آئیں.....) بلکہ کافر جھٹلا رہے ہیں (مرنے کے بعد زندہ اٹھائے جانے وغیرہ کو) اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ جمع کر رہے ہیں (اپنے نامہ اعمال میں یعنی کفر جھٹلانا اور برے اعمال) تو تم انہیں خبر دو (فیشر ہم بمعنی اخبر ہم ہے) دردناک عذاب کی (الیم بمعنی مؤلم ہے) لیکن (الا بمعنی لکن ہے) جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے وہ ثواب ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا (اور اس ثواب پر ان پر احسان نہیں کیا جاتا، غیر ممنون بمعنی غیر منقوص اور غیر مقطوع ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿اذا السماء انشقت واذنت لربها وحقت﴾

اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، السماء: "انشقت" فعل محذوف کیلئے فاعل، مگر جملہ فعلیہ مفسرہ، انشقت: جملہ فعلیہ مفسرہ، مگر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذنت لربها: فعل با فاعل وظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، حقت: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مگر جز محذوف "ال نفی الانسان کدحا" کیلئے شرط، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿واذا الارض مدت والقت ما فیہا وتخلت﴾

واذا الارض..... الخ: جملہ شرطیہ بمطابق ترکیب با قبل "اذا السماء" پر معطوف ہے۔

﴿یاایہا الانسان انک کادح الی ربک کدحا فملقیہ﴾

یاایہا الانسان: نداء، انک: حرف مشبہ واسم، کادح: اسم فاعل با فاعل، الی ربک: ظرف لغو، کدحا: مفعول مطلق، مگر شبہ جملہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ملقیہ: شبہ جملہ معطوف، مگر خبر، مگر جملہ اسمیہ مقصود بالنداء، مگر جملہ نداء۔

﴿فاما من اوتی کتبہ بيمينه فسوف یحاسب حسابا یسیرا﴾

ف: متانفہ، اما: حرف شرط، من: موصولہ، اوتی کتبہ بيمينه: جملہ فعلیہ صلہ، مگر مبتدا، ف: جزائیہ، سوف: حرف استقبال، یحاسب: فعل مجہول با نائب الفاعل، حسابا یسیرا: مفعول مطلق، مگر جملہ فعلیہ خبر، مگر جملہ اسمیہ شرط محذوف "یکن من شیء" کی جزاء، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿وینقلب الی اہلہ مسرورا واما من اوتی کتبہ وراء ظہرہ فسوف یدعوا ثورا ویصلی سعیرا﴾

و: عاطفہ، ینقلب فعل "هو" ہمیر ذوالحال، مسرورا: حال، مگر فاعل، الی اہلہ: ظرف لغو، مگر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اما: حرف شرط، من: موصولہ، اوتی کتبہ وراء ظہرہ: جملہ فعلیہ صلہ، مگر مبتدا، ف: جزائیہ، سوف: حرف استقبال، یدعوا ثورا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یصلی سعیرا: جملہ فعلیہ معطوف، مگر خبر، مگر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف "مہما یکن من شیء" کی

جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿اِنَّهٗ كَانَ فِیْ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ بِهٖ اِنْ رَہَ کَانَ بِہٖ بَصِیْرًا﴾  
 اِنَّ: حرف مشبہ واسم، کان: فعل ناقص ”ہو“ ضمیر ذوالحال، فی اہلہ: ظرف مستقر حال، ملکر اسم، مسرورا: خبر، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر  
 خبر، ملکر جملہ اسمیہ، اِنَّہ حرف مشبہ واسم، ظن: فعل بافاعل، اَنْ: مخففہ باضمیر شان محذوف اسم، لَنْ یحور: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ  
 مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، بلی: حرف ایجاب، اِنْ رَہ: حرف مشبہ واسم، کان بہ بصیرا: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔  
 ﴿فَلَا اَقْسَمُ بِالشَّفَقِ وَاللَّیْلِ وَمَا وَسَقَ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ﴾

ف: فصیحیہ، لا بزا، اقسَم: فعل بافاعل، ب: جار، الشفق: معطوف علیہ، و: عاطفہ، اللیل: معطوف اول، و: عاطفہ، ما وسق: موصول  
 صلہ، ملکر معطوف ثانی، و: عاطفہ، القمر: معطوف ثالث، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، اِذَا اتَّسَقَ: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، لا م: تاکید  
 یہ، تَرْکَبُنَّ: فعل بافاعل، طبقا: ذوالحال، عَن طَبَقٍ: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿فَمَا لَہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴾

ف: فصیحیہ، مَا: استفہامیہ مبتدأ، لا م: جار، ہُمْ: ضمیر ذوالحال، لا یؤمنون: جملہ فعلیہ حال، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔  
 ﴿وَاِذَا قُرِئَ عَلَیْہِمْ الْقُرْاٰنُ لَا یَسْجُدُوْنَ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُکَذِّبُوْنَ﴾  
 و: عاطفہ، اِذَا قُرِئَ: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، قُرِیْ عَلَیْہِمْ: فعل مجہول وظرف لغو، القرآن: نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر  
 شرط، لا یسجدون: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ ماقبل ”لا یؤمنون“ پر معطوف ہے، بَلِ: عاطفہ، الَّذِیْنَ کَفَرُوْا: موصول صلہ، ملکر  
 مبتدأ، یُکَذِّبُوْنَ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا یُوعُوْنَ﴾

و: عاطفہ، اللہ مبتدأ، اَعْلَمُ: اسم تفضیل بافاعل، بِمَا یُوعُوْنَ: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فَبَشِّرْہُمْ بِعَذَابِ الْیَمِ الْاَلِیْنِ اَمِنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّٰلِحٰتِ لَہُمْ اَجْرٌ غَیْرِ مَمْنُوْنٍ﴾

ف: عاطفہ، بَشِّرْ: فعل امر بافاعل ”ہم“ ضمیر مستثنیٰ منہ، اَلِیْنِ: الا حرف استثناء، الَّذِیْنَ: موصول، اَمِنُوْا: جملہ فعلیہ معطوف  
 علیہ، و: عاطفہ، عَمِلُوْا الصَّٰلِحٰتِ: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر مبتدأ، لَہُمْ: ظرف مستقر خبر  
 مقدم، اَجْرٌ: موصوف، غَیْرِ مَمْنُوْنٍ: صفت، ملکر مبتدأ مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مستثنیٰ، ملکر مفعول، یَعَذَابُ  
 الیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... وَاِذَا قُرِئَ عَلَیْہِمْ الْقُرْاٰنُ..... ☆ جب سورہ اترائیں ﴿واسجدوا اقترب﴾ نازل ہوا تو سید عالم ﷺ نے یہ آیت پڑھ  
 کر سجدہ کیا مومنین نے آپ کے ساتھ کیا اور کفار قریش نے نہ کیا ان کے اس فعل کی برائی میں یہ آیت نازل ہوئی کہ کفار پر جب قرآن  
 پڑھا جاتا ہے تو وہ سجدہ نہیں کرتے (مسئلہ) اس آیت سے ثابت ہوا کہ سجدہ تلاوت واجب ہے سننے والے پر اور حدیث سننے ثابت ہے  
 کہ سننے والے اور پڑھنے والے دونوں پر واجب ہے، خواہ بیٹنے والے نے ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

## ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

## آسمان شق ہونے سے متعلق اقوال:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ جب آسمان شق ہو (الانشقاق: ۱) ﴿وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ﴾ اور جس دن پھٹ جائے گا آسمان بادلوں سے (الغمران: ۲۰) ﴿قُرْآنُ ابْنِ بَعْضِ آيَاتِ كَابَعْضِ دُوسَرِی آيَاتِ سَے تَفْسِیر كَرْتَا ہِے۔ اور ايك قول یہ كیا كیا ہِے كہ قیامت كے ہول و شدت كی وجہ سے آسمان پھٹ جائے گا جیسا كہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَانشَقَّتْ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ﴾ اور آسمان پھٹ جائیگا تو اس دن اس كا پتلا حال ہوگا (الحقہ: ۱۶) ﴿۔ اور ہمارى بحث بادلوں كے ذریعے آسمان كے پھٹ جانے كی نفی نہیں كرتی۔ اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل كی ہِے كہ آسمان مَجْرَہ سے پھٹ جائے گا، مَجْرَہ كہتے ہِیں آسمان كے دروازے كو، اور اہل بیت كہتے ہِیں كہ اس سے مراد چھوٹے ستارے ہِیں جو كہ بڑے ستاروں سے ملے ہوئے ہوتے ہِیں اور جن كا حسی اعتبار سے تمیز كرنا ممكن نہیں ہوتا لیكن ان كی جانب نظر كرنے سے شمار كیا جاسكتا ہِے اور اس صورت میں ہمارى سابقہ بحث كی نفی نہیں ہوتی كہ مَجْرَہ آسمان كے دروازے كا نام ہِے۔ اور سید عالم رضی اللہ عنہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ كو یمن كی خبر دی اور فرمایا كہ: ”اے معاذ! یعنی تجھ سے مَجْرَہ كے بارے میں سوال كریں تو كہنا كہ اژدھے كا لعاب ہِے جو كہ عرش كے نیچے پایا جاتا ہِے۔“

(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۴۰۱)

## زمین پھیلانے جانے كے متعلق اقوال واحادیث:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَإِذَا الْأَرْضُ مَدَّتْ﴾ اور زمین دراز كی جائے (الانشقاق: ۳) ﴿۔ زمین كی وسعت میں اضافہ كر دیا جائے گا، مقاتل كہتے ہِیں كہ زمین كو یوں برابر كر دیا جائے گا كہ وہ چڑے كی طرح پھیل جائے گی۔ اس میں كوئی پہاڑ اور عمارت باقی نہ رہے گی۔ حاكم نے ابن عمر سے یہ روایت كی ہِے كہ جب قیامت كا روز قائم ہوگا تو زمین كو چڑے كی طرح پھیلا دیا جائے گا اور مخلوقات كو جمع كیا جائے گا۔

(المظہری، ج ۷، ص ۳۷۵)

☆..... علی بن حسین رضی اللہ عنہ روایت كرتے ہِیں كہ سید عالم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”قیامت كا دن ہوگا تو اللہ ﷻ زمین كو پھیلا دے گا، یہاں تك كہ لوگوں كے پاؤں ركھنے كی جگہ ہوگی، پس سب سے پہلے مجھے ندا كی جائے گی اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام كے دائیں جانب ہونگے، پس میں كلام كروں گا كہ: ”اے میرے رب! بیشك انہوں نے مجھے خبر دی تھی كہ تو نے ان كو میری جانب بھیجا ہِے،“ اللہ ﷻ فرمائے گا: ”یہ حق و سچ ہِے،“ پھر میں شفاعت كروں گا، پس میں یوں كہوں گا: ”اے میرے رب! تیرے بندوں نے زمین كے اطراف میں تیری عبادت كی ہِے،“ علی بن حسین كہتے ہِیں كہ یہی مقام محمود ہِے۔

(الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۱۴۰)

☆..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہِے كہ معراج كی رات سید عالم رضی اللہ عنہ كی ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی اور انہوں نے قیامت كا تذكرہ فرمایا، پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس بارے میں كلام كیا تو انہوں نے لاعلمی كا اظہار فرمایا، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال كیا تو انہوں نے بھی لاعلمی كا اظہار فرمایا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہی سوال كیا تو انہوں نے فرمایا كہ اللہ ﷻ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہِے كہ قیام قیامت سے پہلے مجھے زمین پر دوبارہ نازل فرمائے گا، پس قیامت كب آئے گی اس كا علم اللہ ﷻ ہی كو ہِے، پھر انہوں نے خروج دجال كا ذكر كیا اور فرمایا: میں نازل ہو كر اس كو قتل كروں گا، اور لوگ اپنے شہروں میں لوٹ جائیں گے، یا جوج ماجوج ہر بلندی سے اُن كے سامنے آئیں گے، جس پانی كے پاس سے گزریں گے اُسے پی جائیں گے اور جس چیز كے پاس سے گزریں گے اُس كو خراب كر دیں گے، پھر لوگ اللہ ﷻ سے فریاد كریں گے، میں اللہ

ﷺ سے دعا کروں گا تو اللہ ﷻ بارش نازل فرمائے گا اور وہ بارش ان کی لاشوں کو سمندر میں ڈال دیگی، پھر پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے اور زمین کو چمڑے کی مانند کھینچ کر پھیلا دیا جائے گا اور مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ جب یہ ہوگا تو قیامت اتنا اچانک آجائے گی کہ جس طرح گھردالوں کو پتہ نہیں ہوتا کہ حاملہ عورت کو کب بچہ ہو جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب طلوع الشمس من مغربہا، رقم: ۴۰۸۱، ص ۶۷۸)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن لوگوں کو سفید اور چٹیل زمین میں جمع کیا جائے گا جو سفید گول روٹی کی طرح ہوگی جس میں کسی کی کوئی علامت نہیں ہوگی۔“

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: سورة الفرقان، رقم: ۴۷۶۰، ص ۸۳۵)

## زمین کا خزانے و مردے اگل دینا:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَالْقَت مَافِہَا وَتَخَلَّتْ اور جو کچھ اس میں ہے ڈال دے اور خالی ہو جائے﴾ (الانشاق: ۴)۔ مجاہد کہتے ہیں کہ زمین اپنے مردوں کو نکال کر باہر ڈال دیگی۔ قتادہ کہتے ہیں کہ زمین اپنے تمام بوجھ کو نکال باہر کرے گی۔

(الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۱۴۱)

امام قرطبی کہتے ہیں: ابن جریر کہتے ہیں کہ مردے زمین سے باہر نکال دیئے جائیں گے اور زندہ لوگوں سے زمین خالی کر دی جائے گی۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ زمین اپنے خزانے اور دھنیں باہر کر دے گی اور خالی ہو جائے گی یعنی زمین کا پیٹ خالی ہو جائے گا اور اس میں کچھ بھی باقی نہ رہے گا اور یہ اللہ ﷻ کے حکم سے ہوگا، جیسا کہ حاملہ عورت کا وضع حمل کے بعد پیٹ خالی ہو جاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ زمین کا ظاہر حصہ پہاڑوں اور سمندروں سے خالی ہو جائے گا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جو بھی زمین میں بطور امانت اور حفاظت کے رکھا گیا تھا سب ہی کچھ ختم ہو جائے گا کیونکہ اللہ ﷻ نے زمین کے اوپر اپنے بندوں کو عبادت کے لئے اور زمین کے اندر بطور امانت کے رکھنے کا اہتمام فرمایا ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۲۷)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”قریب ہے کہ نیر فرات (نہر کوفہ) اپنے خزانے کھول دے تو جو بھی وہاں حاضر ہوگا اس (سونے کے) خزانوں سے کچھ بھی نہ لیگا۔“ (مشکوۃ المصابیح، باب: اشراط الساعة، الفصل الاول، ص ۴۶۹)

## مومن کے نامہ اعمال اور آسانی سے حساب کا معاملہ:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ انْكِ كَادِحٍ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدًا فَمَلْقِيهِ فَمَا مِنْ أَوْتَىٰ كَتَبِهِ بِيَمِينِهِ فسوف يحاسب حسابًا يسيرًا اور اے آدمی بیشک تجھے اپنے رب کی طرف ضرور دوڑنا ہے پھر اس سے ملنا تو وہ جو اپنا نامہ اعمال دہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے عنقریب اہل حساب لیا جائے گا﴾ (الانشاق: ۸ تا ۱۱)۔ ان آیات میں پہلے تو انسان کو کوشش و جدوجہد کا حکم دیا گیا ہے کہ انسان اپنے اعمال میں کوشش کرے، کیونکہ ”الکدح“ کا معنی یہی ہے کہ انسان کا خیر و شر کے امور میں کوشش کرنا، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اپنے رب کے حکم کو بجالانے کی سعی کرے اور موت کے بعد اپنے رب ﷻ سے ملنے کی کوشش میں مصروف عمل رہے، معنی یہ ہے کہ اپنی ذات کو موت سے ہمکنار رکھنے کے لئے تیار رہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنی دنیا کو اپنے رب ﷻ کی ملاقات کے لئے کوشاں رکھے۔ حساب ہونا یقینی امر ہے، اور آسانی سے حساب ہونے کا معنی یہ ہے کہ بندے پر اعمال پیش کر دیئے جاتے ہیں اور وہ طاعت و معصیت کو پہچانتا ہے، پھر طاعت پر ثواب کماتا ہے اور اس کی معصیت سے درگزر کر دیا جائے تو یہی آسان حساب ہونے کا معنی ہے اس لئے کہ جب حساب آسان ہوتا ہے تو حساب کی نہ تو شدت ہوگی اور نہ ہی کوئی منافقہ (خفی) ہوگا، اور نہ ہی بندے سے یہ کہا جائے گا کہ تو نے یہ عمل کیوں کیا اور نہ ہی اُس سے عذر طلب کیا جائے گا اور نہ ہی حجت مانگی جائے گی



(الحازن، ج ۴، ص ۴۰۸)

کیونکہ جب حجت طلب کی جائے اور جواب نہ بن پڑے تو کلام بے کار ہوتا ہے۔

☆..... بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ کو کسی نماز میں یہ دعا کرتے ہوئے سنا: ”اے اللہ ﷻ! مجھ سے حساب آسان لینا“، میں نے عرض خدمت کی: یا رسول اللہ ﷺ! آسان حساب کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ ہے کہ اللہ ﷻ اپنے بندے کے اعمال نامے کو دیکھ کر اُس سے درگزر فرمائے، اور جس سے اُس دن حساب میں مناقشہ کیا جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا اور مومن پر دنیا میں جو بھی مصیبت آتی ہے، اللہ ﷻ اس مصیبت کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے، یہاں تک کہ اُسے کا گناہ بھی چھٹتا ہے تو وہ اُس کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے“۔ (شعب الایمان، کتاب الایمان، باب: فی حشر الناس بعد، رقم: ۲۷۰، ج ۱، ص ۲۰۳)

☆..... ابن ابی ملیکہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کی زوجہ مطہرہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب بھی کوئی ایسی بات سماعت کرتیں جو انہیں سمجھ میں نہ آتی، سوال کر لیتیں، یہاں تک کہ اُس بات کو سمجھ لیں، بیشک جب سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی سے حساب لیا گیا اُسے عذاب دیا گیا“، بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا اللہ ﷻ نے یہ نہیں فرمایا: ﴿فسوف يحاسب حسابا يسيرا﴾ اس سے عنقریب کھل حساب لیا جائے گا ﴿الانشقاق: ۸﴾، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مراد حساب کو پیش کرنا ہے، لیکن جس سے حساب میں مناقشہ کیا جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا“۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من سمع شیئا، رقم: ۱۰۳، ص ۲۳)

## کافر کے نامہ اعمال اور حساب کا معاملہ:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿واما من اوتى كتيبه وراء ظهره اور وہ جس کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے﴾ (الانشقاق: ۱۰) مفسرین کرام کہتے ہیں کہ آیت مقدسہ اسود بن عبدالاسد ابوسلمہ کے بھائی کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابن عباس نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ آیت ہر مومن و کافر کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ بندے کا دایاں ہاتھ کھینچا جائے گا اور فرشتہ اُس کے ہاتھ کو کھینچ لے گا اور وہ اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ سے نامہ اعمال پکڑے گا۔ مقاتل اور قتادہ کہتے ہیں کہ کافر کے سینے اور پسلیوں میں سے بایاں ہاتھ گزار کر پیٹھ کے پیچھے سے نکالا جائے گا، پس وہ اسی طرح سے نامہ اعمال پکڑے گا۔ مزید فرمایا: ﴿فسوف يدعوا ثبورا ويصلى سعيرا وہ عنقریب موت مانگے گا اور بھڑکتی آگ میں جائے گا﴾ (الانشقاق: ۱۱ تا ۱۲)۔ یعنی ہلاکت کو پکارے گا اور جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۳۹)

☆..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ارشاد فرمایا کرتے تھے: ”جہنم کو کثرت سے یاد کیا کرو، اس کی گرمی شدید، اس کی تہ بہت گہری اور اس کے ہتھوڑے لوہے کے ہیں“۔ (سنن الترمذی، کتاب صفة جہنم، باب: ما جاء فی صفة قعر جہنم، رقم: ۲۵۸۴، ص ۷۴۱)

## شفق کے معنی اور کچھ تفصیل:

۱..... اللہ نے فرمایا: ﴿فلا أقسم بالشفق تو مجھے قسم ہے شام کے اجالے کی﴾ (الانشقاق: ۱۶)۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں اشفق الحمرة یعنی غروب آفتاب کے بعد سرخی کو شفق کہتے ہیں۔ اس حدیث کو امام شافعی نے لیا ہے جب کہ ہمارے نزدیک اس سرخی کے بعد جو سفیدی ظاہر ہوتی ہے وہ شفق ہے، اور یہی صحیح ہے۔

فاضل بریلوی فرماتے ہیں: ما قبل دار القطنی کی حدیث میں ابن عمر کا قول امام شافعی کا مؤید ہے جب کہ امام اعظم کے نزدیک شفق ابیض تک ہے اور اسی کو درایہ ترجیح اور دلیل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اسی پر اعتماد کیا جائے۔ ہمارا مذہب اجلائے صحابہ مثل الفضل الخلق بعد الرسل صدیق اکبر و ام المومنین بی بی صدیقہ و امام العلماء معاذ بن جبل و سید القراءہ ابی بن کعب و سید الحفاظ ابو ہریرہ، و عبد اللہ بن زبیر و اکابر تابعین مثل امام اجل محمد باقر و امیر المومنین عمر بن عبد العزیز و اجلائے تبع تابعین مثل مبرد و ثعلب و فراء و بعض کبرائے شافعیہ مثل ابو

سلیمان خطابی و امام مہرئی تلمیذ خاص امام شافعی وغیرہم سے معقول کمائی عمدۃ القاری وغیرہ استعملی وغیرہما اور اب اگر ابن عمر سے صراحتاً ثابت بھی ہو کہ انہوں نے بعد غروب ایضاً مغرب پڑھی تو صاف محتمل کہ انہوں نے کسی سفر میں سید المرسلین ﷺ کو بعد شفق احمر شفق ایضاً میں مغرب اور اس کے بعد عشاء پڑھتے دیکھا اور اپنے اجتہاد کی بناء پر یہی سمجھا ہو کہ سید عالم ﷺ نے وقت قضاء کر کے جمع فرمائی باب چاہے ابن عمر سے ثابت ہو جائے کہ انہوں نے یہ رات گئے یا آدمی رات ڈھلے مغرب پڑھی، یہ اُن کے لئے اپنے مذہب پر مبنی ہوگا کہ جب وقت قضاء ہو گیا تو گھڑی اور پہر سب یکساں، مگر ہم پر حجت نہ ہو سکے گا کہ ہمارے مذہب پر وہ جمع صوری ہی تھی جسے جمع حقیقی سے اصلاً علاقہ نہ تھا، یہ تقریر بحمد اللہ وانی و کافی اور مخالف کے تمام دلائل و شہادت کی دافع و نافی ہے، اگر ہمت ہے تو کوئی حدیث صحیح صریح ایسی لاؤ جس سے صاف صاف ثابت ہو کہ سید عالم ﷺ نے حقیقہ شفق ایضاً گزار کر وقت اجتماعی عشاء میں مغرب پڑھی یا اس طور پر پڑھنے کا حکم فرمایا مگر بحول اللہ تعالیٰ قیامت تک کوئی حدیث ایسی نہیں دکھا سکو گے۔

(الفتاویٰ الرضویہ معرجہ برسالہ: حاجز البحرین، ج ۵، ص ۲۶۶ وغیرہ)

☆..... جابر نے عقل سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ مغرب کو مؤخر کرتے تھے یہاں تک کہ اس کو اور عشاء کو جمع کر لیتے، جب شفق غائب ہوتی تھی۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ المسافرین، باب: جواز الجمع بین الصلوٰتین بوقم: (۱۰۱۲) / ۷۰، ص ۳۲۴) پس احادیث واقوال علماء و فقہاء کی روشنی میں اعلیٰ حضرت کا موقف واضح ہے کہ احناف کا عمل شفق کے بارے میں درست ہے، یعنی ایضاً تک ہے۔ اور جہاں احادیث میں دو نمازیں جمع کرنے کا بیان ہے وہاں جمع صوری ہے نہ کہ جمع حقیقی، تدبر۔

## قرآن سن کر سجدہ نہ کرنے والوں کا بیان:

عے..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ﴾ اور جب قرآن پڑھا جائے سجدہ نہیں کرتے (الانشقاق: ۲۱)۔ اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ قرآن سننے پر سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے کیونکہ اس آیت میں اُن لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو قرآن سن کر سجدہ نہیں کرتے۔ یہاں یہ بھی بیان ہے کہ مطلق قرآن سن کر سجدہ لازم نہیں ہوتا بلکہ آیت سجدہ سماعت کرنے یا تلاوت کرنے پر سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے۔

(المظہری، ج ۷، ص ۲۷۸)

نوٹ: ہم نے مفصل کلام عطائین، ج ۳، ص ۸۶، اور ج ۴، ص ۲۷۲، ۲۷۳ میں کر دیا ہے، طلباء انہی مجلدات کی جانب رجوع کریں۔

## اغراض:

سمعت و اطاعت: آسمان کی فرمانبرداری کرنے کی حالت میں شبہ کا بیان ہے کہ وہ قدرت الہی کی تاثیر سے واقف ہے، کہ اللہ کے حکم کو سن کر بیروی کرتے ہوئے حکم بجالاتی ہے اور آسمان اللہ کے ارادوں سے واقف ہے اور تمام امور اللہ کی جانب تفویض کئے ہوئے ہیں اور اس طرح کوئی تنازع نہیں رہتا۔ ولسم یسق علیہا بناء ولا جبل: مخلوق کے حساب کے لئے جمع ہونے کی بناء پر زمین کو وسیع کر دیا جائے گا یہاں تک کہ ہر بشر کا قدم اس پر موجود ہو جائے گا اگرچہ مخلوق بہت ہوگی اور آیت کا ظاہر یہ کہتا ہے کہ زمین اپنی بقاء کے ساتھ تنہی کر پھیلا دی جائے گی، لیکن یہ مراد نہیں ہے کیونکہ ایک زمین کو دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿یَوْمَ نَبْدِلُ الْأَرْضَ غَيْرَ الْأَرْضِ﴾ (الرحمہ: ۶۸)۔ من الموی: ہر اوز زمین کے خزانے، دینے اور زرع ہیں۔

تبدیل الارض غیر الارض (الرحمہ: ۶۸)۔ من الموی: ہر اوز زمین کے خزانے، دینے اور زرع ہیں۔ ای ملاق عملک: میں اس جانب اشارہ کرنا مقصود ہے کہ ”ملاقہ“ کی ضمیر ”الکدح بمعنی العمل“ کی جانب عائد ہے، اور کلام میں مضاف حذف ہے، تقدیر عبارت یوں ہوگی: ”ای ملاق حسابہ و جزائہ“، اور یہ بھی درست ہے کہ ضمیر عائد ہو ”اللہ“ کی جانب اور معنی یہ ہو کہ اپنے رب سے ملاقات کا وقت جس سے براہ فرار نہیں ہے۔

هو المومنین: مومن کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے جانے کا بیان کرنا مقصود ہے اگرچہ مومن معصیت کرنے والا ہو اور مستحق نار ہو۔ ہو عرض عملہ علیہ: یعنی اللہ کے حضور اعمال پیش کئے جائیں گے، اور بندے کو طاعت اور معصیت کی پہچان کرائی جائے گی اور طاعت پر ثواب دیا جائے گا اور نافرمانی سے تجاوز کیا جائے گا اور یہ حساب آسان ہے جس میں شدت و مناقشہ نہیں ہوگا، اور نہ ہی یوں کہا جائے گا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا؟، اور نہ ہی عذر طلب کیا جائے گا اور نہ ہی دلیل مانگی جائے گی۔

تغل یمنناہ: کافر کے ساتھ اس طرح کا معاملہ آیت مذکورہ کے ضمن میں ہوگا: ﴿و اما من اوتی کتبہ بشمالہ﴾ (الحقہ: ۲۰)۔ جمع ما دخل علیہ: یعنی رات دن میں منتشر ہوئی والی مخلوق، چوپائے وغیرہ کو سمیٹ دیتی ہے۔ وغیرہا: جیسا کہ درخت اور سمندر، کہ رات ہونے پر یہ بھی ٹھہر جاتے ہیں۔ وهو الموت ثم الحیاء: یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے جب کہ عکرمہ کہتے ہیں کہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو پہلے وہ ”رضیع“ ہوتا ہے، اس کے بعد ”فطیم“، پھر ”غلام“، اس کے بعد جوان ہونے پر ”شاب“ اور آخر میں بوڑھا ہونے پر ”شیخ“ کہلاتا ہے۔

لا یخضعون: مراد لغوی سجدہ ہے نہ کہ عرفی، اور یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد حقیقی سجدہ تلاوت ہے، اور ان کے اس بارے میں اختلاف ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۵۱ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة البروج مکية وهى اثنتان وعشرون آية

(سورة بروج مکی ہے جس میں ۲۲ آیات ہیں)

## تعارف سورة البروج

اس سورت میں ایک رکوع، بائیس آیتیں، ایک سو نو کلمات، چار سو پینسٹھ حروف ہیں۔ یہ سورت مکہ میں اس وقت نازل ہوئی جب کفار کا ظلم و ستم ایمان والوں پر بڑھ گیا تھا کہ جب اہل ایمان لوگوں کو انہوں نے انکاروں سے بھری ہوئی خندقواپی میں ڈالا کفر اور باطل نعمت و ہدایت سے محروم ہونے کے باعث جو ہر انسانیت سے بھی عاری تھے، رحم و شفقت کا جذبہ ان کے دلوں میں نہ تھا، کمزور اور بے بس اہل ایمان پر وہ وحشی و درندوں کی طرح جھپٹتے ہیں اور زندہ انسانوں کو بھڑکتے شغلوں میں دھکیل دیتے ہیں۔ اور ان کو تڑپتے دیکھ کر ان کو خوشی ہوتی اور قرض کرنا ان کا معمول تھا۔ لیکن ظلم و ستم کے سامنے جو اہل ایمان کی ثابت قدمی اپنے انہر جو حسن و جمال رکھتی ہے اس کی بھی مثال نہیں ہے، وہ ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے تھے، وہ تشدد کے شکنجوں میں کسے جارہے تھے لیکن ان کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ ان کی آنکھوں سے کوئی آنسو نہ ٹپکتا، نہ آہ کرتے، نہ فریاد، اپنے مولائے کریم کی خوشنودی کے حصول کو اپنی مسرتوں اور سعادتوں کی معراج یقین کرتے، وہ یقین رکھے ہوئے تھے کہ ایک دن کفر کا ظلم ٹوٹ جائے گا، کافروں کی قوتیں مغلوب ہو جائیں گی، مخالفت کے طوفان ختم جائیں گے۔ ابو جہل سے پہلے فرعون اور ثمودی گزرے ہیں لیکن وہ اپنی موت خود ہی مر گئے اور حق کا پرچم لہرا تارہا اور قیامت تک لہرا تارہے گا۔

رکوع نمبر: ۱۰

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿وَالسَّمَاءَ ذَاتَ الْبُرُوجِ﴾ (۱) ﴿لِّلْكُوفَةِ اِثْنَا عَشَرَ بُرْجًا تُقَدَّمْتُ فِي الْفُرْقَانِ﴾ (۲) ﴿وَالْيَوْمَ الْمَوْعُودِ﴾ (۳) ﴿يَوْمَ الْقِيَمَةِ﴾ (۴) ﴿وَشَاهِدٌ﴾ (۵) ﴿هُوَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ﴾ (۶) ﴿وَمَشْهُودٌ﴾ (۷) ﴿يَوْمَ عَرَفَةَ كَذَّابٌ فَسِرَتِ الثَّلَاثَةُ فِي الْحَدِيثِ فَالْأَوَّلُ مَوْعُودٌ بِهِ وَالثَّانِي بِالْعَمَلِ فِيهِ وَالثَّالِثُ تَشْهَدُهُ النَّاسُ وَالْمَلَائِكَةُ وَجَوَابُ الْقَسَمِ مَحْذُوفٌ صَدْرَهُ أَيْ تَقْدِيرُهُ لَقَدْ قُتِلَ﴾ (۸) ﴿لَعَنَ﴾ (۹) ﴿أَصْحَابُ الْاِخْدُودِ﴾ (۱۰) ﴿الشَّقَى فِي الْأَرْضِ﴾ (۱۱) ﴿النَّارِ﴾ (۱۲) ﴿بَدَلِ اسْتِمَالٍ مِنْهُ﴾ (۱۳) ﴿ذَاتِ الْوَقُودِ﴾ (۱۴) ﴿كَمَاتُوا قَدْ بِهِ﴾ (۱۵) ﴿أَذْهَمَ عَلَيْهَا﴾ (۱۶) ﴿أَيَّ حَوْلَهَا عَلَى جَانِبِ الْاِخْدُودِ عَلَى الْكَرَاسِيِّ﴾ (۱۷) ﴿قُعُودِ﴾ (۱۸) ﴿وَهُمْ عَلَى مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ﴾ (۱۹) ﴿بِاللَّهِ مِنْ تَعْدِيهِمْ بِالْإِلْقَاءِ فِي النَّارِ﴾ (۲۰) ﴿لَمْ يَرْجِعُوا عَنْ إِيْمَانِهِمْ﴾ (۲۱) ﴿شُهُودِ﴾ (۲۲) ﴿حُضُورِ رُؤْيَ أَنْ إِلَهَ أَتَجَى الْمُؤْمِنِينَ الْمُؤْمِنِينَ فِي النَّارِ بِقَبْضِ أَرْوَاحِهِمْ قَبْلَ وَقُوعِهِمْ فِيهَا وَخَرَجَتِ النَّارُ إِلَى مَنْ لَمْ فَأَخْرَقَتْهُمْ﴾ (۲۳) ﴿وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا بِاللَّهِ الْعَزِيزِ﴾ (۲۴) ﴿فِي مَلِكِهِ﴾ (۲۵) ﴿الْحَمِيدِ﴾ (۲۶) ﴿الْمَحْمُودِ﴾ (۲۷) ﴿الَّذِي لَهُ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ (۲۸) ﴿أَيَّ مَا أَنْكَرَ الْكَفَّارُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِلَّا إِيْمَانِهِمْ﴾ (۲۹) ﴿أَنْ الْدِينِ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ (۳۰) ﴿بِالْأَخْرَاقِ﴾ (۳۱) ﴿ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ﴾ (۳۲) ﴿بِكُفْرِهِمْ﴾ (۳۳) ﴿وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ﴾ (۳۴) ﴿أَيَّ عَذَابٍ إِخْرَاقِهِمُ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْآخِرَةِ وَقِيلَ فِي الدُّنْيَا بِأَنْ أَخْرَجَتِ النَّارُ فَأَخْرَقَتْهُمْ كَمَا تَقَدَّمَ﴾ (۳۵) ﴿أَنْ الْدِينِ آمَنُوا وَعَلِمُوا الصَّلٰحَتِ لَهُمْ جَنَّتْ تَجْرَى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ﴾ (۳۶) ﴿أَنْ بَطْشَ رَبِّكَ﴾ (۳۷) ﴿بِالْكَفَّارِ﴾ (۳۸) ﴿لَشَدِيدِ﴾ (۳۹) ﴿بِحَسْبِ إِرَادَتِهِ﴾ (۴۰) ﴿أَنَّهُ هُوَ يَدِي﴾



ويعيد (۱۳) ﴿فَلَا يُعْجِزُهُ مَا يُرِيدُ﴾ وهو الغفور ﴿لِلْمُذْنِبِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الودود (۱۴) ﴿الْمُتَوَدِّدُ إِلَى أَوْلِيَائِهِ بِالْكَرَامَةِ﴾ ذو العرش ﴿خَالِقُهُ وَمَالِكُهُ﴾ (المجيد (۱۵) ﴿بِالرُّفْعِ الْمُسْتَحَقِّ لِكَمَالِ صِفَاتِ الْعُلُوِّ﴾ (فعال لما يريد (۱۶) ﴿لَا يُعْجِزُهُ شَيْءٌ﴾ هل اتك ﴿بِمَا مُحَمَّدٌ﴾ حديث الجنود (۱۷) فرعون و لعمود (۱۸) ﴿بَدَلٌ مِنَ الْجُنُودِ وَاسْتَفْنَى بِدَكْرِ فِرْعَوْنَ عَنْ أَتْبَاعِهِ وَحَدِيثُهُمْ أَنَّهُمْ أَهْلَكُوا بِكُفْرِهِمْ وَهَذَا تَنْبِيْهُ لِمَنْ كَفَرَ بِالنَّبِيِّ وَالْقُرْآنِ لِيَتَّعِظُوا﴾ بل الذين كفروا في تكذيب (۱۹) ﴿بِمَا ذُكِرَ﴾ (والله من ورائهم محيط (۲۰) ﴿لَا عَاصِمَ لَهُمْ مِنْهُ﴾ بل هو قران مجيد (۲۱) ﴿عَظِيمٌ﴾ (فسي لوح ﴿هُوَ فِي السَّمَاءِ فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ﴾ (محفوظ (۲۲) ﴿بِالْجَرِّ مِنَ الشَّيَاطِينِ وَمِنْ تَغْيِيرِ شَيْءٍ مِنْهُ وَطَوْلُهُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَعَرْضُهُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَهُوَ مِنْ دُرَّةٍ بَيْضَاءٍ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا﴾

### ﴿ترجمہ﴾

قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں (ستاروں کے جن کی تعداد بارہ ہے اس کا تذکرہ سورۃ الفرقان میں گزر چکا ہے.....) اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے (یعنی روز قیامت کی) اور گواہ کی (مراد اس سے روز جمعہ ہے) اور اس کی جس میں حاضر ہوتے ہیں (یعنی یوم عرفہ کی ان تینوں کی یہی تفسیر حدیث پاک میں کی گئی ہے پس پہلی وہ ہے جس کا وعدہ دیا گیا ہے اور دوسری چیز وہ ہے جو خود اپنے عمل پر گواہ ہے اور تیسری شے وہ جس میں لوگ اور فرشتے حاضر ہوتے ہیں.....) اس کے جواب قسم کا ابتدائی حصہ ”لقد“ مقدر ہے (لعنت ہو (قتل بمعنی لعن ہے) کھائی والوں پر) (”اخذود“ کھائی کو کہتے ہیں.....) بھڑکتی آگ والوں پر) (”النار“ اصحاب الاخذود“ سے بدل اشتمال ہے، ذات الوقود بمعنی ما توقد بہ ہے) جب وہ اس پر (یعنی کھائی کے کنارے پر اس کے ارد گرد کرسیوں پر) بیٹھے تھے اور وہ جو کچھ کر رہے تھے (اللہ تعالیٰ پر) ایمان رکھنے والوں کے ساتھ (یعنی انہیں آگ میں ڈال کر عذاب دینا ایمان سے نہ پھرنے کی صورت میں) (وہ خود اس پر گواہ ہیں) شہود بمعنی حضور ہے، روایت میں ہے کہ اللہ جل جلالہ نے ان مومنین کو آگ میں ڈالے جانے سے پہلے ان کی ارواح قبض فرما کر انہیں نجات دی اور اسی مقام سے آگ باہر نکل آئی اور اس نے کافروں کو جلا کر بھسم کر ڈالا) اور انہیں مسلمانوں کا کیا برا لگا یہی نہ کہ وہ ایمان لائے اللہ پر (جو اپنے ملک میں) غلبہ رکھنے والا سب خوبیاں سراہا) (الحمید بمعنی المحمود ہے) کہ اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے (یعنی اللہ جل جلالہ اس پر بھی گواہ ہے کہ کافروں نے مسلمانوں پر ان کے ایمان کی وجہ سے ظلم ڈھائے) بیشک جنہوں نے ایذا دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو (آگ میں جلا کر) پھر توبہ نہ کی تو ان کے لیے (ان کے کفر کے سبب) جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے آگ کا عذاب ہے (یعنی آخرت میں انہیں مسلمان کو جلانے کے سبب عذاب ہوگا اور ایک قول یہ ہے کہ انہیں دنیا میں بھی عذاب دیا گیا کہ کھائی سے آگ باہر نکل آئی اور اس نے انہیں جلا دیا.....) بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں زواں یہی بڑی کامیابی ہے بیشک تیرے رب کا (کافروں کو) پکڑنا بہت سخت ہے (یہ اس کے ارادے کے موافق ہے) بیشک وہی پیدا کرتا ہے (مخلوق کو) اور اعادہ کرے گا (اسے اس کے ارادے سے کوئی عاجز نہیں کر سکتا) اور وہی بخشنے والا ہے (گناہ گار مسلمانوں کو اپنے اولیاء سے) محبت کرنے والا عرش والا (یعنی عرش کا خالق اور مالک) عزت والا (کمال علوی صفت کا مستحق) ”المجید“ کو مرفوع پڑھا گیا ہے) ہمیشہ جو چاہے کرنے والا (کوئی شے اسے عاجز نہیں کر سکتی اے حبیب اللہ) کیا تمہارے پاس

لکھروں کی بات آئی فرعون اور ثمود کی ("فرعون و ثمود" "الجنود" سے بدل ہے فرعون کو ذکر کرنے کے بعد اس کے پیروکار کے تذکرہ سے استغناء ہو گیا، بات یہ ہے کہ انہیں ان کے کفر کے سبب ہلاک کر دیا گیا پس یہ ان کے لیے تنبیہ ہے جنہوں نے نبی پاک ﷺ اور قرآن پاک کے ساتھ کفر کیا کہ وہاں سے نصیحت پکڑیں) بلکہ کافر جھٹلانے میں ہیں (انہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا) اللہ ان کے پیچھے سے انہیں گھیرے ہوئے ہے (انہیں اللہ ﷻ سے کوئی بچانے والا نہیں) بلکہ وہ عظمت والا قرآن ہے (مجید بمعنی عظیم ہے) اس لوح میں (جو کہ ساتویں آسمان سے اوپر فضاء میں ہے) جو محفوظ ہے (شیاطین کی دسترس اور تغیر و تبدیلی ہے، لوح محفوظ کی لمبا ٹی زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ جتنی ہے اور اس کی چوڑائی مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ کی مقدار ہے، لوح محفوظ سفید رنگ کے موتی کا ہے یہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے..... ۵.....)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿و السماء ذات البروج والیوم الموعود..... ذات الوقود اذ هم علیہا قعود﴾  
و: قسمیہ جار، السماء موصوف، ذات البروج: صفت، مکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الیوم الموعود: مرکب تو صلی معطوف  
اول، و: عاطفہ، شاهد: معطوف ثانی، و: عاطفہ، مشہود: معطوف ثالث، مکر مجرور، مکر فعل محذوف "نقسم" کیلئے ظرف مستقر، مکر  
جملہ فعلیہ قسمیہ، قتل فعل مجہول، اصحاب: مضاف، الاخذود: مبذل منہ، النار موصوف، ذات الوقود: صفت، مکر بدل، مکر  
مضاف الیہ، مکر نائب الفاعل، اذ: مضاف، ہم: مبتدا، علیہا قعود: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسبیہ مضاف الیہ، مکر ظرف، مکر جملہ فعلیہ  
ہو کر جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ۔

﴿وهم علی ما یفعلون بالمومنین شہود﴾  
و: عاطفہ، ہم: مبتدا، علی: جار، ما یفعلون بالمومنین: موصول صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو مقدم، شہود: حرف اسم فاعل  
باقاعل، مکر شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسبیہ۔

﴿و ما تقوموا منهم الا ان یومنوا باللہ العزیز الحمید الذی لہ ملک السموت والارض﴾  
و: عاطفہ، ما تقوموا فعل نفی بافاعل، منهم: ظرف لغو، الا: اداة حصر، ان: مصدریہ، یومنوا: فعل  
باقاعل، ب: جار، اللہ موصوف، العزیز الحمید: صفتان، الذی: موصول، لہ ملک السموت والارض: جملہ اسبیہ صلہ، مکر  
صفت ثالث، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ بتاویل مصدر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿واللہ علی کل شیء شہید﴾  
و: عاطفہ، اللہ علی کل شیء شہید: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسبیہ۔

﴿ان الذین فتنوا المومنین والمومنات ثم لم یتوبوا فلہم عذاب جہنم ولہم عذاب الحریق﴾  
ان: حرف مشبہ، الذین موصول، فتنوا: فعل بافاعل، المومنین والمومنات: مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لم  
یتوبوا: جملہ فعلیہ معطوف، مکر صلہ، مکر اسم، ف: جزائیہ، لہم عذاب جہنم: ظرف مستقر خبر مقدم، عذاب جہنم: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسبیہ  
معطوف علیہ، و: عاطفہ، لہم عذاب الحریق: جملہ اسبیہ معطوف، مکر خبر، مکر جملہ اسبیہ۔

﴿ان الذین امنوا و عملوا الصلحت لہم جنت تجری من تحتہا الانہر ذلک الفوز الکبیر﴾  
ان: حرف مشبہ، الذین موصول، امنوا و عملوا الصلحت: موصول، لہم جنت: ظرف مستقر خبر مقدم، جنت: موصوف، تجری

من تحتها: ظرف لغو، الالہر: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ صفت، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ذلک مبتدا، الفوز الکبیر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان بطش ربک لشدید انه هو یدئ و یعد﴾

ان بطش ربک: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، شدید خبر، ملکر جملہ اسمیہ، انه حرف مشبہ واسم، هو: مبتدا، یدئ: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یعد: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وهو الغفور الودود ذو العرش المجید فعال لما یرید﴾

و: عاطفہ، هو: مبتدا، الغفور الودود: خبر ان، ذو العرش المجید: خبر ثالث، فعال لما یرید: شبہ جملہ خبر رابع، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿هل اتک حدیث الجنود فرعون وثمود بل الذین کفروا فی تکذیب﴾

هل: حرف استفہام، اتک: فعل ومفعول، حدیث: مضاف، الجنود: مبدل منه، فرعون: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ثمود: معطوف، ملکر بدل، ملکر مضاف الیہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ، بل: عاطفہ، الذین کفروا: موصول صلہ، ملکر مبتدا، فی تکذیب: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿واللہ من ورائہم محیط بل هو قران مجید فی لوح محفوظ﴾

و: عاطفہ، اللہ: مبتدا، من ورائہم محیط: شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، بل: عاطفہ، هو: مبتدا، قران: موصوف، مجید: صفت اول، فی لوح محفوظ: ظرف مستقر صفت ثانی، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆.....قتل اصحاب الاخذود.....☆ مروی ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا اس کا جادوگر بوڑھا ہو گیا اس نے بادشاہ سے کہا کہ میرے پاس ایک لڑکا بھیج جسے میں جادو سکھا دوں۔ بادشاہ نے ایک لڑکا مقرر کر دیا وہ جادو سیکھنے لگا راہ میں ایک راہب رہتا تھا اس کے پاس بیٹھنے لگا اور اس کا کلام اس کے دل نشین ہوتا گیا۔ اب اس نے آتے جاتے راہب کی صحبت میں بیٹھنا مقرر کر لیا۔ ایک روز راستے میں ایک مہیب جانور ملا لڑکے نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر یہ دعا کی کہ یا رب اگر راہب تجھے پیارا ہے تو میرے پتھر سے اس جانور کو ہلاک کر دے۔ وہ جانور اس کے پتھر سے مر گیا اس کے بعد لڑکا مستجاب الدعوات ہو گیا۔ اس کی دعا سے کوڑھی اور اندھے اچھے ہونے لگے۔ بادشاہ کا ایک مصاحب نابینا ہو گیا تھا وہ آیا لڑکے نے دعا کی وہ اچھا ہو گیا۔ اور اللہ پر ایمان لے آیا اور بادشاہ کے دربار میں پہنچا اس نے کہا تجھے کس نے اچھا کیا کہا میرے رب نے، بادشاہ نے کہا میرے سوا اور بھی کوئی رب ہے یہ کہہ کر بادشاہ نے اس پر سختیاں شروع کیں یہاں تک کہ اس نے لڑکے کا پتہ بتا دیا، لڑکے پر سختیاں کیں اور اس نے راہب کا پتہ بتا دیا۔ راہب پر سختیاں کیں اور اس سے کہا اپنا دین ترک کر اس نے انکار کیا تو اس کے سر پر آزار کھ کر چروا دیا۔ پھر مصاحب کو بھی چروا دیا، پھر لڑکے کو حکم دیا کہ پہاڑی کی چوٹی سے گرایا جائے۔ سپاہی اس کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے اس نے دعا کی پہاڑ پر زلزلہ آیا۔ سب گر کر ہلاک ہو گئے۔ لڑکا بچ سلامت چلا آیا۔ بادشاہ نے کہا سپاہی کیا ہوئے؟ کہا سب کو خدا نے ہلاک کر دیا، پھر بادشاہ نے لڑکے کو سمندر میں غرق کرنے کے لئے بھیجا لڑکے نے دعا کی کشتی ڈوب گئی تمام شاہی آدمی ڈوب گئے۔ لڑکا صحیح سلامت بادشاہ کے پاس آ گیا۔ بادشاہ نے کہا وہ آدمی کیا ہوئے کہا سب کو اللہ نے ہلاک کر دیا اور تو مجھے قتل کر ہی نہیں سکتا جب تک وہ کام نہ کرے جو میں بتاؤں۔ کہا وہ کیا؟ لڑکے نے کہا ایک میدان میں سب لوگوں کو جمع کر اور مجھے بھجور کے ڈھنڈ پر سولی دے۔ پھر میرے ترکش سے ایک تیر نکال کر ”بسم اللہ رب الغلام“

کہہ کر مارا یا کر لیا تو مجھے قتل کر سکے گا۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا تیر لڑکے کی کپٹی پر لگا اس نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور واصل بحق ہو گیا۔ اسے دیکھ کر تمام لوگ ایمان لے آئے اس سے بادشاہ کو اور زیادہ صدمہ ہوا۔ اس نے ایک خندق کھدوائی اور اس میں آگ جلوائی اور حکم دیا کہ جو دین سے نہ پھرا۔ اس کو اس آگ میں ڈال دو، لوگ ڈالے گئے یہاں تک کہ ایک عورت آئی اس کی گود میں ایک بچہ تھا وہ ذرا چھکی، بچہ نے کہا اے ماں صبر کر نہ جھک تو بچے دین پر ہے۔ وہ بچہ اور ماں بھی آگ میں ڈال دیئے گئے۔ یہ حدیث صحیح ہے مسلم نے اس کی تخریج کی۔ اس سے اولیاء کی کرامتیں ثابت ہوتی ہیں آیت میں اس واقعہ کا ذکر ہے۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

### البروج اور الفرقان میں برج کا بیان:

۱..... ﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ﴾ اور قسم آسمان کی جس میں برج ہیں (البروج: ۱) ﴿تَبْرَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَا بُرْجٍ وَكَتَّ الْوَالَا﴾ وہ جس نے آسمان میں برج بنائے (الفرقان: ۶۱) ﴿۔ متذکرہ آیت میں برج سے کیا مراد ہے اس بارے میں چار اقوال ہیں: (۱)..... مراد ستارے ہیں، اور یہ قول حسن، قادم، مجاہد اور ضحاک کا ہے۔ (۲)..... برج سے مراد مغل ہیں اور یہ قول ابن عباس، عکرمہ اور مجاہد رضی اللہ عنہم کا ہے اور عکرمہ کا ایک قول یہ ہے کہ برج سے مراد آسمانی محل ہیں اور مجاہد کے مطابق برج سے مراد مغل کے محافظ ہیں۔ (۳)..... منہال بن عمرو کہتے ہیں کہ برج سے مراد کوئی اچھی مخلوق ہے۔ (۴)..... ابو عبیدہ اور یحییٰ بن سلام کے مطابق مراد منازل ہیں، اور یہ بارہ ہیں اور یہی سورج، چاند اور ستاروں کی منزلیں ہیں اور چاند ہر برج میں دو یا تین دن سیر کرتا ہے، اور اسی لئے یہ اٹھائیس دن دکھائی دیتا ہے اور دو دن چھپ جاتا ہے اور سورج ہر برج میں ایک ماہ سیر کرتا ہے اور بارہ برج یہ ہیں: جمل، ثور، جوزاء، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو اور حوت، اور کلام عرب میں برج کو قصور کہا جاتا ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۴۸)

### متذکرہ بالا قسموں کے بارے میں اقوال مفسرین:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ﴾ اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے (البروج: ۲) ﴿۔ یوم الموعود سے مراد قیامت کا دن ہے، اور اس میں اہل تاویل کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں اہل سماء اور اہل ارض سے اس دن میں جمع ہونے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ پھر فرمایا: ﴿وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ﴾ اور اس دن کی جو گواہ ہے اور اس دن کی جس میں حاضر ہوتے ہیں (البروج: ۳) ﴿۔ اس میں اہل تاویل کا اختلاف ہے، چنانچہ حضرت علی، ابن عباس، ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک الشاہد کے معنی جمعہ کا دن ہے، اور المشہود کے معنی عرفہ کا دن ہے اور یہی قول حسن کا بھی ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۴۸)

ابن کثیر لکھتے ہیں: مفسرین کے اقوال مختلف ہیں چنانچہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے نزدیک مشہود سے مراد قیامت کا دن ہے، اور یہی قول عکرمہ کا بھی ہے۔ اور عکرمہ کے نزدیک شاہد کے معنی محمد ﷺ کی ذات ہے اور مشہود سے مراد جمعہ کا دن ہے۔ ضحاک کے نزدیک شاہد سے مراد بنی آدم ہیں۔ حضرت ابن عباس کا ایک قول یہ ہے کہ شاہد سے مراد اللہ ﷻ کی ذات ہے اور مشہود سے مراد قیامت کا دن ہے۔ ابن عباس کے نزدیک شاہد سے مراد انسان ہیں اور مشہود جمعہ کا دن ہے۔

(ابن کثیر، ج ۴، ص ۵۹۸)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”یوم موعود سے مراد قیامت کا دن، یوم مشہود سے مراد عرفہ کا دن اور شاہد سے مراد یوم جمعہ ہے۔“

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب سورۃ البروج، رقم: ۳۳۵۰، ص ۹۶۲)



☆..... حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”مجھ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ یہ دن مشہور ہے، اس دن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔“ (سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاته ودفنه، رقم: ۱۶۳۷، ص ۲۸۸)

### اصحاب اخدود کون ہیں؟

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿قتل اصحاب الاخدود کھائی والوں پر لعنت ہو﴾ (البقرہ: ۱۷۰)۔ اس بارے میں ایک طویل حدیث مسلم شریف میں بیان کی گئی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

☆..... حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ یمن کا ایک بادشاہ تھا، اس کے پاس ایک جادوگر رہتا تھا۔ جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میرے پاس ایک نوجوان بھیجو جسے میں جادو سکھا دوں تو بادشاہ نے ایک نوجوان بھیج دیا جس راستے سے وہ نوجوان جادوگر کے پاس جاتا تھا یمن اسی راستے میں ایک عبادت گزار رہا اب بھی رہتا تھا۔..... مزید شان نزول میں موجود ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزهد والرفاق، باب قصۃ اصحاب الاخدود والساحر، رقم: (۷۴۰۵)/۳۰۰۵، ص ۱۴۶۸)

### مفسرین کے نزدیک مسلمانوں کو ایذا دینے کی سزا:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان الذین لفتنوا المؤمنین والمؤمنات ثم لم يتوبوا فلهم عذاب جہنم ولهم عذاب الحریق بیشک جنہوں نے ایذا دی مسلمان مردوں اور عورتوں کو پھر توبہ نہ کی ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے آگ کا عذاب ہے﴾ (البقرہ: ۱۰۰)۔ مراد وہ مومن مرد و عورت ہیں جنہیں عذاب دیا گیا، تذکرہ آیت میں المؤمنون کا لفظ خندقوں میں پھینکے گئے مومنین کے ساتھ دیگر کو بھی شامل ہے، لیکن دیگر مومنین کو اس حکم میں شامل کرنے کے لئے کسی قسم کی اذیت کا پہنچنا ضروری ہے۔ پھر اگر اذیت دینے والوں نے بعد اپنے قبیح جرم کے توبہ نہ کی ہو تو آخرت میں ان کے لئے عذاب نار ہے۔ یعنی اذیتیں دینے کی وجہ سے وہ نار جہنم کے مستحق بنے ہیں اور اگر یہ مومن ہوں تو یہ علم ان کی بخشش کی نفی نہیں کرتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ الذین سے مراد کافر ہوں اور انہوں نے مومنین کو ایمان لانے کی وجہ سے اذیتیں دیں تو ان کے لئے آگ کا عذاب ہے۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد دنیاوی عذاب ہو کیونکہ جو بھی اپنے بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود اس میں گر جاتا ہے۔ (المظہری، ج ۷، ص ۳۸۴)

### لوح محفوظ کو شیطان سے محفوظ رکھنے کا بیان:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فسی لوح محفوظ لوح محفوظ میں ہیں﴾ (البقرہ: ۲۵۵)۔ اس بارے میں مفسرین کرام کے متعدد اقوال ہیں۔ یہ قرآن پاک تغیر و تبدل و تحریف سے محفوظ ہے، یا لوح کی معرفت محفوظ سے ہوئی ہے کیونکہ یہی ام الکتاب ہے۔ اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ پاک کلام شیطان کی جانب سے زیادتی و نقصان کئے جانے سے محفوظ ہے، جو کہ عرش کے دائیں جانب واقع ہے۔ ابن عباس سے منقول ہے کہ لوح میں لا الہ الا اللہ وحدہ دینہ الاسلام و محمد عبده ورسوله فمن امن باللہ عزوجل وصدق وعده واتبع رسله ادخله الجنة یعنی اللہ ﷻ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اور اس کا دین اسلام ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں پس جو اللہ ﷻ پر ایمان لائے اور اس کے وعدے کی تصدیق کرے اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کرے تو وہ داخل جنت ہوگا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ لوح سے مراد سفید تختی ہے جو کہ آسمان و زمین کے فاصلے کے برابر لمبی ہے اور اس کی چوڑائی مشرق و مغرب کے مابین ہے، اور اس کے کنارے موتی اور یاقوت کے، صفحات سرخ یا قوت کے، اس کے قلم نور

کے، اس کا کلام عرش کے خفیہ رازوں میں سے ایک ہے اور اللہ ﷻ ہی اس کی حقیقت جانتا ہے۔ (العازن، ج ۴، ص ۴۱۴)  
 ابن کثیر لکھتے ہیں: ملا اعلیٰ میں موجود ہر قسم کے نقص و زیادتى سے محفوظ ہے، ابن عباس کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ﷻ نے لوح محفوظ کو سفید موتی کی مانند پیدا کیا ہے، اس کے صفحات سرخ یا قوت کے ہیں، اس کے قلم اور کتاب نور کے، ہر دن اللہ ﷻ (اپنی شان کے لائق) اس میں تین سو ساٹھ بار توجہ فرماتا ہے، تخلیق و رزق، موت و زندگی، عزت و ذلت جو چاہتا ہے اپنے چاہے کے مطابق فرماتا ہے۔ (ابن کثیر، ج ۴، ص ۶۰۴)

### اغراض:

کما فسرت الثلاثة فی الحدیث: روایت میں ہے: ”یوم موعود سے مراد قیامت کا دن، یوم مشہود سے مراد عرفہ کا دن اور شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے۔“ الشق فی الارض: یعنی لا اخذود کے مفرد ہے جس کی جمع ”اخذید“ ہے۔  
 بدل اشتمال منه: اس لئے کہ لا اخذود کے ”مشمتمل فی النار“ یعنی آگ پر مشتمل ہونے والے لوگ مراد ہیں۔ ”روی ان اللہ انجی المومنین: مراد ستر لوگ ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے دین سے نہ پٹے اور جو دین سے پٹ گئے وہ دس یا گیارہ لوگ تھے۔“ السی من ثم: یعنی جن کے بارے میں اصحاب اخذود ہونے کا ارادہ (فیصلہ) ہو چکا، لیکن ان کی تعین کے بارے میں کوئی (واضح) نص وارد نہیں ہوئی، مفسرین کا اس بارے میں اختلاف ہے، مزید مطالعہ حاشیہ نمبر ”۳“ میں دیکھیں۔  
 بدل من الجنود: مضاف کے حذف کے ساتھ، اصل عبارت یوں ہے: ”جنود فرعون“، مراد بدل کل ہے اور اس سے فرعون اور اس کی قوم مراد ہیں اور خاص فرعون کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ قوم اسی کی پیروی کرتی تھی اور اسی پر مفسر نے اقتصار کیا ہے اور خاص طور پر فرعون اور شمود کا ذکر ان کے عرب میں مشہور ہونے کی وجہ سے کیا ہے۔  
 فوق السماء السابعة: جو کہ عرش کے ساتھ معلق ہے۔ طوله ما بین المساء: مراد عرش کی دائیں جانب ہے، جس کے درمیان میں یوں لکھا ہے: ”لا الہ الا اللہ وحدہ، دینہ الاسلام و محمد عبدہ و رسولہ فمن امن باللہ عزوجل و صدق وعدہ و اتبع رسلہ ادخلہ الجنة“۔ وهو من درة بیضاء: ما قبل حاشیہ نمبر ”۵“ کا مطالعہ کیجئے۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۲۵۴ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة الطارق مکیة وھی سبع عشرة آية

(سورہ طارق مکی ہے جس میں ۱۷ آیات ہیں)

### تعارف سورة الطارق

اس سورت میں ایک رکوع، سترہ آیتیں، اکٹھ کلمے، دو سو اسیس حروف ہیں۔ اس سورت میں وقوع قیامت کے بارے میں دلائل پیش کئے جا رہے ہیں لیکن ان کے بیان سے پہلے کئی قسمیں کھا کر یہ بتایا گیا کہ انسان کو پیدا کرنے کے بعد اس کو آوارہ نہیں چھوڑا کہ جو اس دل کے میں آئے کر جائے اور اسے کوئی پوچھنے والا بھی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نواز کر پیدا کیا۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ اس کو جو نعمتیں بخشی گئیں ہیں ان کا استعمال کس طرح کرتا ہے اور اس کے محافظ بھی مقرر کر دیئے۔ اس کے بعد منکرین قیامت کو فرمایا جا رہا ہے کہ قیامت کا انکار کرنے سے پہلے ذرا اپنی پیدائش میں غور تو کر لو کہ تمہاری تخلیق پانی کی ایک بوند سے ہوئی۔ تمہاری خوبصورت آنکھیں، چاند سا چہرہ، پیشانی، اور موتیوں کی طرح تمہارے دانت پھر جسمانی قوتیں، ہوشی اور روحانی استعداد بھی اسی میں بڑی خوش اسلوبی سے سمٹی ہوئی جس کی قدرت کا حیرت انگیز شاہکار تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔ یہ سب اسی ایک بوند سے پیدا کیا تو کیا تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا اور فرمایا کہ اگر تم راہ راست اختیار نہیں کرو گے تو کوئی ایسا مددگار نہیں ملے گا جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے قہر سے بچا سکے۔ سورت کے اختتام سے پہلے صاف صاف بتا دیا کہ اہل مکہ اسلام کو ناکام کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں لیکن اللہ ان کی تمام حرکتوں کو جانتا ہے ان کے تمام منصوبوں کو وہ ناکام بنا دے گا اور وہ جو اپنی شان و شوکت میں بدست ہیں چند روز غور و تدبر کے لئے جو مہلت دی وہ جب ختم ہو جائے گی تو غضب الہی کی بجلی ان کو نیست و نابود کر دے گی۔

رکوع نمبر: ۱۱

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ﴾ (۱) ﴿أَضَلُّهُ كُلُّ ابْنِ لَيْلٍ وَمِنْهُ النُّجُومُ لَطُلُوعِهَا لَيْلًا﴾ ﴿وَمَا أَدْرَاكَ﴾ ﴿أَعْلَمَكَ﴾ ﴿مَا الطَّارِقِ﴾ (۲) ﴿مُبْتَذَاءً وَخَبْرٌ فِی مَحَلِّ الْمَفْعُولِ الثَّانِي لَا ذَرِيَّةً وَمَا بَعْدُ مَا الْأَوَّلَى خَبَرَهَا وَفِيهِ تَعْظِيمٌ لِشَانِ الطَّارِقِ الْمُفْسِّرِ بِمَا بَعْدَهُ هُوَ﴾ ﴿النَّجْمِ﴾ ﴿أَيُّ الثَّرَيَّا أَوْ كُلُّ نَجْمٍ﴾ ﴿الثَّاقِبِ﴾ (۳) ﴿الْمُضِيءُ لِنَقَبِهِ الظَّلَامِ بِضَوْوِهِ وَجَوَابُ الْقَسَمِ﴾ ﴿إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ﴾ (۴) ﴿بِتَّ خَفِيفٌ مَا فَهِيَ مَزِيدَةٌ وَإِنْ مُحَقَّقَةٌ مِنَ الثَّقِيلَةِ وَاسْمُهَا مُحَذُّوْقٌ أَيْ أَنَّهُ وَاللَّامُ فَارِقَةٌ وَبِتَّ شَدِيدَةٌ فَإِنْ نَافِيَةٌ وَلَمَّا بِمَعْنَى الْأَوَّالِ الْحَافِظُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَحْفَظُ عَمَلَهَا مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ﴾ ﴿فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ﴾ ﴿نَظْرًا غَيْبَارًا﴾ ﴿مِمَّا خَلَقَ﴾ (۵) ﴿مِنْ أَيْ شَيْءٍ جَوَابُهُ﴾ ﴿خَلَقَ مِنْ مَاءٍ﴾

دافق ﴿۱﴾ ذی اندفاع من الرجل والمرأة فی رَحِمِهَا ﴿۲﴾ يخرج من بین الصلب للرجل ﴿۳﴾  
 والتراتب ﴿۴﴾ للمرأة وهی عظام الصدر ﴿۵﴾ تَعَالٰی ﴿۶﴾ علی رجعه ﴿۷﴾ بعث الإنسان وموته ﴿۸﴾  
 لقادر ﴿۹﴾ فإذ اغتبر أصله علم أن القادر علی ذلك قادر علی بقیه ﴿۱۰﴾ یوم تبلی ﴿۱۱﴾ تختبر وتكشف  
 السرائر ﴿۱۲﴾ ضمائر القلوب فی العقائد والنیات ﴿۱۳﴾ فما له ﴿۱۴﴾ لمنکر البعث ﴿۱۵﴾ من قوة ﴿۱۶﴾ یمتنع بها عن  
 العذاب ﴿۱۷﴾ ولا ناصر ﴿۱۸﴾ یدفعه عنه ﴿۱۹﴾ والسماء ذات الرجوع ﴿۲۰﴾ الأمطر لعوده کل حین ﴿۲۱﴾ والارض  
 ذات الصدع ﴿۲۲﴾ الشق عن النبات ﴿۲۳﴾ ای القرآن ﴿۲۴﴾ لقول فصل ﴿۲۵﴾ یفصل بین الحق  
 والباطل ﴿۲۶﴾ وما هو بالهزل ﴿۲۷﴾ بالعب والباطل ﴿۲۸﴾ انهم ﴿۲۹﴾ ای الکفار ﴿۳۰﴾ یکیدون کیدا ﴿۳۱﴾ یعملون  
 المکائد للنبی ﴿۳۲﴾ واکید کیدا ﴿۳۳﴾ استدر جهنم من حیث لا یعلمون ﴿۳۴﴾ فمهل ﴿۳۵﴾ یا محمد ﴿۳۶﴾ الکفرین  
 امهلهم ﴿۳۷﴾ تاکید حسنه مخالفة اللفظ ای انظرهم ﴿۳۸﴾ رویدا ﴿۳۹﴾ قلیلا وهو مضدر مؤکد لمعنی العاقل  
 مضغر رَوَدًا وَاَرَوَدًا علی الترخیم وقد اخذهم الله یدر ونسخ الإمهال بالامر بالقتال بالجهاد.

### ﴿ترجمہ﴾

آسمان کی قسم اور طارق کی ("طارق" لغت میں بوقت رات ہر آنے والے کو کہتے ہیں اسی مناسبت سے ستاروں کے رات میں طلوع  
 ہونے کی وجہ انہیں طارق کہتے ہیں.....) اور تم نے کیا جانا..... (ادراک بمعنی ما اعلمک ہے) وہ رات کو آنے والا کیا  
 ہے ("ما الطارق" مبتدا خبر ہیں اور "ادری" فعل کے مفعول ثانی کے محل میں ہے پہلے والی "ما" کے بعد والی "ما" پہلی کی خبر ہے  
 اس طرز کلام میں "طارق" عظمت شان کو بیان کیا گیا اور "طارق" کی تفسیر بابت کلام کے ذریعے کی گئی ہے وہ) تارا ہے  
 ("الجحیم" سے مراد یا تو ثریا نامی تارہ یا ہر تارہ مراد ہے) چکنے والا (الشاقب بمعنی المضنی ہے، اسے ثاقب اس لیے کہا کہ یہ  
 اپنی روشنی وچمک کے ذریعے اندھیروں کو کاٹ دیتا ہے) کوئی جان نہیں جس پر نگہبان نہ ہو ("لما" کویم مخففہ کے ساتھ بھی پڑھا گیا  
 ہے پس یہ زائدہ ہے اور "ان" مخففہ من الثقيلة ہے اور اس کا اسم محذوف ہے یعنی یہ انہ تھا، "لما" کی میم کو مشدود پڑھا جائے تو  
 اس صورت میں "لام" فارقد ہوگا "ان" حرف نفی ہوگا اور، لما بمعنی الا ہوگا، اور "حافظ" سے مراد فرشتے ہیں جو بندے کے اچھے  
 برے اعمال کے محافظ ہیں.....) تو آدمی کو چاہیے کہ غور کرے (بنگاہ عبرت) کہ کس چیز سے بنایا گیا (مما بمعنی من ای شیء  
 ہے، اس کا جواب آگے آرہا ہے) اچھلتے ہوئے پانی سے..... (مرد و عورت کے پانی سے جو رحم عورت میں جمع ہوتا ہے، دافق بمعنی  
 ذوا اندفاع ہے) جو نکلتا ہے (مردوں کی) پیٹھ اور (عورتوں کے) سینوں کے بیچ سے ("التراتب" سینے کی ہڈیوں کو کہتے ہیں) بیشک



وہ (یعنی اللہ ﷻ) اس کے واپس کر دینے پر (بعد موت انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر) قادر ہے (پس جب بندہ اپنے اصل پر نور کرے گا تو جان لے گا کہ جو اس پیدائش پر قادر ہے وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے) جس دن جانچ ہوگی (بہلی بمعنی سختیور و تکشف ہے) چھپی باتوں کی (دلوں میں پوشیدہ عقائد اور نیّتوں کی) تو نہ ہوگا اس کے لیے (یعنی منکر بعث کے لیے) کچھ زور (جس کے ذریعے وہ عذاب کو دور کر سکے) اور نہ کوئی مددگار (جو اس کے عذاب کو دور کر سکے) بارش والے آسمان کی قسم (ہر وقت بارش آسمان سے برسی ہے اس لیے اس کا نام 'ذات الرجع' ہے..... ۵.....) اور شق ہونے والی زمین کی قسم (جو نباتات کے نکلنے کے لیے شق ہوتی ہے، الصدع بمعنی الشق ہے،..... ۶.....) بیشک وہ (یعنی قرآن پاک) ضرور فیصلہ کرنے والا ہے (حق اور باطل کے درمیان..... ۷.....) اور وہ ہزل (کھیل کو) اور باطل شے..... ۸.....) نہیں بیشک وہ (یعنی کفار) اپنا ساداؤ چلتے ہیں (نبی پاک ﷺ کے خلاف اپنی سازشوں پر عمل کرتے ہیں) اور میں اپنی خفیہ تدبیر فرماتا ہوں ("اکید کیدا" کا معنی یہ ہے کہ میں انہیں ایسی جگہ سے پکڑوں گا جہاں سے انہیں علم نہ ہوگا..... ۹.....) تو تم (اے محبوب ﷺ) ڈھیل دو کافروں کو انہیں مہلت دو (امہلہم بمعنی انظرہم ہے، یہ "مہل" کی تاکید کے لیے ہے اسے الگ لفظ سے تحسین کلام کے لیے ذکر کیا ہے) تھوڑی دیر (رویدا بمعنی قلیلا ہے، اور یہ مصدر ہے جو عامل کے معنی کے لیے مؤکد ہے "رویدا" "رودا یا اروادا" کی ترحیم کے فائدہ کے مطابق اسم مصدر ہے تحقیق اللہ ﷻ نے ان کافروں کی میدان بدر میں گرفت فرمائی، یہ مہلت دینے کا حکم آیت قتال و جہاد سے منسوخ ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿و السماء و الطارق و ما ادرک ما الطارق النجم الثاقب ان کل نفس لما علیہا حافظ﴾  
و: قسمیہ جار، السماء: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الطارق: معطوف، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر "نقسم" فعل محذوف کیلئے، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، ان: تانیہ، کل نفس: مبتدا، لما: بمعنی، الاعلیٰ: ظرف مستقر خبر مقدم، حافظ: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: اعتراضیہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرک: فعل بافاعل و مفعول، ما: استفہامیہ مبتدا، الطارق: مبدل منہ، النجم الثاقب: بدل، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقررہ۔

﴿فلینظر الانسان مم خلق خلق من ماء دافق ینخرج من بین الصلب الترائب﴾  
ف: فصیحیہ، لینظر الانسان: فعل امر و فاعل، من: جار، ما: استفہامیہ مجرور، ملکر ظرف لغو مقدم، خلق: فعل مجہول نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، خلق: فعل مجہول نائب الفاعل، من: جار، ماء: موصوف، دافق: مفت اول، ینخرج من بین الصلب الترائب: جملہ فعلیہ مفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿انہ علی رجعه لقادر یوم تبلی السرائر فما لہ من قوۃ ولا ناصر﴾

انہ: حرف مشبہ واسم، علسی رجمہ: ظرف لغو مقدم، لام: تاکیدیہ، صادر اسم فاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، یوم مضاف، تلسی السرا السر: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل محذوف "اذکر" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، ما بتانیہ، لہ: ظرف مستقر خبر مقدم، من: زائد، قسوة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا بتانیہ، لاسر: معطوف، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وَالسَّمَاءُ ذَاتُ الرَّجْعِ وَالْأَرْضُ ذَاتُ الصَّدْعِ إِنَّهُ لَقَوْلُ فَصْلٍ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ﴾

و: قسمیہ جار، السماء موصوف، ذات الرجوع: صفت، ملکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، الارض موصوف، ذات الصدع: صفت، ملکر معطوف، ملکر محرور، ملکر فعل محذوف "نقسم" کیلئے ظرف مستقر، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، انہ: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، قول فصل: مرکب توصیفی خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما بمثابة یلیس، هو: اسم، بالهزل: خبر، ملکر جملہ اسمیہ معطوف، ملکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿أَنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَآكِدُونَ كَيْدًا فَهَمَلُ الْكَافِرِينَ أَهْمَلُهُمْ رَوِيدًا﴾

انہم: حرف مشبہ واسم، یکیدون: فعل با قاعل، کیدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، آکید: فعل با قاعل، کیدا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: فصیحیہ، مهمل الکفرین: فعل امر با قاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مؤکد، اہمہم: فعل امر با قاعل و"ہم" ضمیر زوال حال، رویدا: حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ تاکیدیہ، ملکر شرط محذوف "ان شئت ان تری مغیبة امرہم" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... وَالسَّمَاءُ وَالطَّارِقُ..... ☆ ایک شب ابوطالب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ ہدیہ لائے، حضور اس کو تناول فرما رہے تھے اس درمیان میں ایک تار اٹھا اور تمام فضا آگ سے بھر گئی۔ ابوطالب گھبرا کر کہنے لگے یہ کیا ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا یہ ستارہ ہے جس سے شیاطین مارے جاتے ہیں اور یہ قدرت الہی کی نشانیوں میں سے ہے ابوطالب کو اس سے تعجب ہوا اور یہ سورت نازل ہوئی۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

طارق کے معنی اور اس کے محامل:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَالسَّمَاءُ وَالطَّارِقُ﴾ آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی (طارق: ۱)۔ مفسرین کے اقوال

متعددہ یوں ہیں: (۱)..... طارق سے مراد ستارہ ہے، مراد ذل ستارہ ہے جو کہ ساتویں آسمان پر ہوتا ہے۔ (۲)..... ابن زید کہتے ہیں کہ مراد ڈر یا ستارہ ہے۔ (۳)..... ابن عباس کے مطابق ہدی ستارہ ہے۔ (۴)..... حضرت علی کے قول کے مطابق نجم ثاقب مراد ہے جو کہ ساتویں آسمان پر ہوتا ہے اور اس کے سوا کوئی اور نجم وہاں نہیں پایا جاتا۔ (۵)..... صحاح میں یہ بھی ہے کہ طارق سے مراد صبح کا ستارہ ہے۔ (۶)..... اہل عرب رات میں نکلنے والے ستارے کو طارق کہتے ہیں اور اسی سے وہ شخص بھی طارق مراد لیا جاتا ہے جو رات میں سفر کر کے گھر آئے تو دروازہ کھٹکھٹانے کا محتاج ہو۔  
(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۵)

☆..... سید عالم علیہ السلام کو جبرائیل امین علیہ السلام نے یہ کلمات تعلیم فرمائے: ”اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من شر ما خلق و فزا وبرا و من شر ما یسزل من السماء و من شر ما یعرج فیہا و من شر فتن اللیل و النہار و من شر کل طارق الا طارقا یطرق بخیمر، یا ر حمن میں اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، ہر اس شر سے جس کو اس نے پیدا کیا اور زمین میں منتشر کر دیا اور ہر شر سے جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اور ہر اس شر سے جو آسمان کی جانب بلند ہوتا ہے اور رات و دن کے فتنوں کے شر سے اور ہر طارق (رات میں آنے والے) کے شر سے، سوائے اس طارق کے جو خیر کے ساتھ آئے یا رحمن۔

(مسند ابی یعلیٰ، حدیث: عبدالرحمن بن حبشی، رقم: ۶۸۳۸، ج ۵، ص ۲۰۹)

## ادراک اور اعلمک میں فرق:

۲..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿و ما ادراک ما الطارق اور کچھ تم نے جاننا وہ رات کو آنے والا کیا ہے﴾ (الطارق: ۲)۔ حضرت سفیان کہتے ہیں کہ جو کچھ قرآن میں موجود ہے اُس کی درایت کیسے ممکن ہے، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا فرمایا۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۷)

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں: جو اللہ تعالیٰ نے اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو طارق کے بارے میں علم دیا، اس تک خلق میں سے کسی کا ادراک نہیں پہنچ سکتا مگر خلاق علیم کسی کی جانب القاء فرمائے، یعنی اگر پوچھا جائے کہ طارق کیا ہے؟ تو جواب یہ ہوگا جو القاء کیا گیا۔

(روح البیان، ج ۱۰، ص ۴۷۱)

امام طبری لکھتے ہیں: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو (بغیر وحی کے) کیا شعور ہو سکتا ہے کہ طارق ستارہ کیا ہے؟ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے قسم یاد فرمائی ہے، پھر اللہ نے فرمایا یہ وہی ستارہ ہے جو شہاب ثاقب ہے جو چمکتا دمکتا ہے۔

(الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۱۷۲)

مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں: کتب لغت میں درایت کے بارے میں لغات میں یہ نکات موجود ہیں: (۱)..... مصباح اللغات میں دری کے معنی یہ ہیں کسی چیز کو حیلہ سے جاننا، (۲)..... المفردات میں ہے: وہ معرفت جو کسی حیلہ سے حاصل کی گئی ہو۔ (۳)..... المنجد میں ہے: حیلہ سے جاننا، (۴)..... القاموس میں ہے: کسی قسم کے حیلہ سے جاننا۔

فاضل بریلوی لکھتے ہیں: سمع وبصر لغتاً و عرفاً ادراک الوان و اعضاء و اصوات بحاسة چشم و گوش کا نام ہے۔  
 قاموس میں ہے: السمع حس الاذن یعنی سماعت کان کی حس کا نام ہے۔ اسی میں ہے البصر محرکة حس العين یعنی بصر  
 آنکھ کی حس کا نام ہے۔ اسی طرح تاج العروس میں محکم ہے۔

صباح جوہری و مختار رازی میں ہے: البصر حاسة الروية یعنی بصر حاسة رویت ہے۔  
 المصباح المنیر میں ہے: البصر النور الذي تدرك به الجارحة بصره نور ہے جس سے عضو کو ادراک ہوتا ہے۔  
 اسی میں ہے: روایت الشيء روية البصر ته بحاسة البصر میں نے شیء کو رویت کہا یعنی میں نے اُسے حاسہ بصر سے دیکھا۔  
 اسی معنی پر مواقف و شرح مواقف میں فرمایا: انما يحصل الادراك السمعي بوصول الهواء الى الصماخ یعنی سمعی  
 ادراک کان کے سوراخ تک ہوا پہنچنے سے ہی ادراک ہوتا ہے۔

(الفتاویٰ الرضویہ مخرجه برسالہ: الوفاق المتین بین سماع الدفین، ج ۹، ص ۸۵۴)

محبوب رات کو آنے والے طارق کی آپ کو کیا خبر، فقط یہی جو ہم نے وحی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو قرآن سکھایا ہے اور  
 جس طرح چاہا سکھانے کا اہتمام بھی فرمایا، غام انسان کی یہ مجال نہیں ہونی چاہیے کہ درایت کے موضوع کے تحت نبی کے علم کی نفی  
 کر دے۔ اسی جلد میں ”الاحقاف: آیت نمبر ۹“ کے تحت ہم نے درایت کا مفصل بیان کیا ہے، وہاں بھی دیکھ سکتے ہیں۔

### ہر انسان پر کتنے محافظ فرشتے متعین ہوتے ہیں؟

۳..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ان كل نفس لما عليها حافظ کوئی جان نہیں جس پر نگہبان نہ ہو (الطاری: ۴)﴾۔ ہم نے  
 مفصل کلام ماقبل: ﴿وان عليكم لحفظین کراما کاتبین اور بیشک تم پر کچھ نگہبان ہیں (الانفطار: ۱۰ تا ۱۱)﴾ کے تحت کر دیا ہے۔  
 یہاں فقط موضوع کو تفصیلی سے بچانے کے لئے چند باتیں ذکر کرتے ہیں اگرچہ اس موضوع پر کافی کلام باقی مجلدات میں بھی مل جائے  
 گا۔ ابن سیرین اور قتادہ کہتے ہیں آیت میں موجود: ”نفس“ سے مراد نفس مکلفہ ہے۔ یعنی وہ نفوس جو فرشتوں کی حفاظت کے ذمے میں  
 دی گئی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿له معقب من بین یدیه ومن خلفه یحفظونه من امر الله آدمی کے لئے بدلی والے  
 فرشتے ہیں اس کے آگے پیچھے کہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں (الرعد: ۱۱)﴾ میں بھی یہی دلیل ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۴۲۹)

### مائے ناپاک اور اس کا خروج و احکام:

۴..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿خلق من ماء دافق ینخرج من بین الصلب والترائب جنت کرتے (اچھلتے ہوئے)  
 پانی ہے جو نکلتا ہے پیٹھ اور سینوں کے بیچ سے (الطاری: ۷ تا ۸)﴾۔ عربی زبان میں دافق کے معنی اچھل کر نکلنے والا، اس سے مراد وہ مٹی ہے



جو شہوت کی حالت میں جدا ہوتی ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ پانی مرد کی پیٹھ اور عورت کے سینے کی ہڈی کے مابین مقام سے نکلتا ہے۔ یعنی تخلیق انسانی جو کہ عورت و مرد کے میلاد سے ممکن ہے، اس کا ظاہری سبب یہی ہے اگرچہ اللہ ﷻ اس کا محتاج نہیں کیونکہ اللہ ﷻ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر والدین کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا، تاہم نسل انسانی کی ترقی و تخلیق کا یہی سلسلہ ہے۔ یہاں سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ کوئی بھی انسان دو پانی کے امتزاج سے مل کر بنتا ہے۔ اور جب دو قسم کے پانی جو کہ شہوت کی صورت میں نکلنے کا سبب بنتے ہوں، جب ماں کے رحم میں قرار پکڑ جائیں تو بچے کی پرورش کا نظام عمل شروع ہو جاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ داخل سے مراد مرد و عورت کا مادہ ناپاک ہے، جو کہ عورت کے رحم تک منتقل ہوتا ہے۔ (روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۴۳۱ ملخصاً وملتقطاً)

### ذات الرجوع سے کیا مراد ہے؟

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ آسَمَانُ كِي تَمُوتُ حَسَّ مِنْهُ تَرْتَابُ﴾ (طہ: ۱۱)۔ ذات الرجوع بمعنی ذات المطر ہے۔ یعنی ہر سال بارش ہوتی ہے جیسا کہ عامۃ المفسرین نے کہا ہے۔ ایک قول کے مطابق الرجوع سے مراد رجوع کی پیداوار ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ نفع بخش پیداوار ہے۔ عبدالرحمن بن زید کہتے ہیں کہ سورج، چاند، ستارے آسمان کی جانب رجوع کرتے ہیں، ایک وقت میں طلوع ہوتے اور دوسرے وقت میں چھپ جاتے ہیں۔ ایک قول کے مطابق ذات الرجوع سے مراد ذات الملائکہ ہے، جو کہ اللہ ﷻ کی جانب بندوں کے اعمال لے کر اوپر بلند ہوتے ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۲)

### ذات الصدع کے بارے میں اقوال مفسرین:

۶..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ أَرْضُ مِثْنِ كِي جَوَّاسُ سَ كَلَّتِي﴾ (طہ: ۱۲)۔ زمین کے پھٹنے سے پھل، پھول، پودے اور دیگر غذائی اجناس کی ترقی ہوتی ہے۔ اس قسم کے فراہم دیگر مقامات پر یوں ملتے ہیں: ﴿يَوْمَ نُنْزِلُ يَصْطَعُونَ اسْ دَنَ الْكُ پَهْثُ جَانِيسُ كَ﴾ (الروم: ۴۲)۔ ﴿وَجَعَلْنَا فِيهَا فُجَا جَا سَبِلَا اور ہم نے اس میں کشادہ راہیں رکھیں کہ کہیں وہ راہ پائیں﴾ (الانبیاء: ۳۱)۔ ﴿مَتَصَدَّعَا مَن خَشِيَةَ اللّٰهَ پَاشُ پَاشُ هُوَ اللّٰهُ كَ خَوْفُ﴾ (الحشر: ۲۱)۔ کسی چیز کے جسم کو کسی لوہے وغیرہ سخت چیز سے شق کرنا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آسمان ذات الرجوع یعنی بارش برسانے والا ہے بمنزلہ باپ کے ہے اور زمین ذات الصدع یعنی پیداوار پیدا کرنے والی ہے یعنی بمنزلہ ماں کے ہے۔ اور زمین پر جو کچھ پیدا ہوتا ہے وہ بمنزلہ اولاد کے ہے پس اللہ ﷻ نے پہلے مجرد آسمان کی قسم ارشاد فرمائی، پھر ذات الرجوع کے ذریعے کلام فرمایا، مزید ذات الصدع کے ساتھ خطاب فرمایا یعنی اللہ ﷻ نے اپنے بندوں پر ہونے والی عظیم نعمتیں گنائیں۔ (روح البیان، ج ۱۰، ص ۴۷۶)

### قول فصل کے بارے میں اقوال مفسرین:

۷..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اِنَّهٗ لَقَوْلُ فَصْلٍ يَشِيْكَ قُرْآنُ مَرُورٍ فِصْلَةٍ كِي بَاتُ﴾ (طہ: ۱۳)۔ قرآن حق و باطل میں

فیصلہ کرنے والا کلام ہے۔ اور ایک قول کے مطابق قول فصل سے مراد وہ وعیدات ہیں جو ماقبل آیات: ﴿والله على رجه لقاہر یوم نہلی السرائر﴾ بیشک اللہ اس کے واپس کر دینے پر قادر ہے جس دن چھپی باتوں کی جانچ ہوگی (الطارق: ۸ تا ۹) ﴿﴾ میں گزر چکی ہیں۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۳)

☆.....حارث نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”(اللہ ﷻ کی) کتاب میں تم سے پہلے لوگوں کی خبر ہے اور تمہارے بعد والوں کا حکم بیان کیا گیا ہے، اور یہی قول فصل ہے، جس میں کوئی ہزل (کھیل کود) نہیں ہے، اور جو ہدایت کو چھوڑ کر دوسری جانب جائے تو اللہ ﷻ اُسے گمراہ کر دیگا۔“

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب: ما جاء فی فضل القرآن، رقم: ۲۹۱۵، ص ۸۲۴)

## ہزل کے بارے میں اقوال مفسرین:

۸.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وما هو بالهزل اور کوئی ہنسی کی بات نہیں﴾ (الطارق: ۱۴) ﴿﴾۔ اس (پاک کلام) میں ہزل کا کوئی شائبہ تک نہیں، بلکہ حق کی جانب رہنمائی کرنے والا ہے۔ یہ پاک کلام جل اللہ ﷻ ہے اور ذکر حکیم ہے اور صراط مستقیم ہے جس میں کسی قسم کی کجی نہیں ہے، علماء اس سے شکم سیر نہیں ہوتے بلکہ پیاس باقی رہتی ہے، انسانوں کے لئے اس میں کوئی ملمع سازی نہیں ہے اور نہ ہی مقام رد ہے اور نہ ہی کوئی ایسی عجیب بات اس میں پائی جاتی ہے جو سمجھ میں نہ آئے بلکہ جنات کے حوالے سے جب انہوں نے اس پاک کلام کو ساعت کیا تو بولے: ﴿انا سمعنا قرآنا عجبا یهدی الی الرشہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے﴾ (الحق: ۲۵۱) ﴿﴾۔ جو اس قرآن کو مانے گویا اس نے اس کی تصدیق کی، جو اس کے حکم کو تسلیم کرے گویا اس نے عدل کا راستہ اختیار کیا اور جو اس پر عمل کرے گویا اس نے اجر پایا اور جو اس کی ہدایت کو مانے گویا اس نے سیدھے راستے کی پیروی کی اور اس میں اُن لوگوں کا برد ہے جو اس پاک کلام کی اہم باتوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۴۳۶)

## کفار اور اللہ ﷻ کے کید میں فرق:

۹.....اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿انہم یکیدون کیدا واکید کیدا﴾ بیشک کافر اپنا ساداؤں چلتے ہیں اور میں اپنی خفیہ تدبیر فرماتا ہوں (الطارق: ۱۰ تا ۱۶) ﴿﴾۔ اہل مکہ اور قریش کے سرغنہ جو کفر و فریب کرتے ہیں، باطل کا حکم کرتے ہیں اور اللہ ﷻ کے نور (قرآن مجید یا سید عالم ﷺ) کو نقصان پہنچانے کے درپے ہوتے ہیں اور ان قد رتوں کو روکنا چاہتے ہیں جن پر اللہ ﷻ کے فضل و اکرام کی بارشیں ہوتی ہیں۔ اللہ ﷻ اُن کے ساتھ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا ہے اور انہیں ان کے معاملات میں ڈھیل دے دیتا ہے جس کا انہیں علم بھی نہیں ہوتا کہ یہ استدراج (ڈھیل) عطا فرماتا اللہ ﷻ کی خفیہ تدبیر ہے جو کہ دنیا میں ان کے ساتھ اپنائی گئی ہے اور دنیا میں تلوار کی ضربیں بھی ان کا مقدر بنی ہیں اور آخرت میں آگ کا عذاب اُن کے لئے تیار ہے۔ اور یہ اُن کی دنیاوی کمائی کا نتیجہ ہوگا جو انہیں

دنیا میں ڈھیل دیئے جانے، قتل کئے جانے اور آخرت کے مذاہب میں جٹا کرے گا اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کا تعلق ہے تو اس کی جانب مکر کی سبست کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی حقیقی معنی مراد لیا جاسکتا ہے بلکہ مہادی معنی مراد لے کر حق بیان کرنا چاہیے۔

(روح البیان، ج ۱۰، ص ۴۷۷ ملخصاً)

### اغراض:

ہو: اللہ نے پہلے نجم یعنی طارق کی قسم ارشاد فرمائی، نجم و تعظیم کی وجہ سے استفہام لائے اور پھر اس استفہام سے پیدا ہونے والے دو ہم کو دور کرنے کے لئے اس کی تفسیر نجم کے ساتھ کر دی۔ الشریسا او کل نجم: یہ تین اقوال میں سے دو قول ہیں، تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد اصل ہے جس کا محل ساتویں آسمان پر ہے، جہاں اس کے سوا کوئی دوسرا نجم ٹھہر نہیں سکتا، المختصر۔ والحق الملائکۃ: حفاظت کرنے سے عہد و آفات سے حفاظت کرنے کا احتمال کیا گیا ہے، مراد دن اور رات میں ہر آدمی کے دس امور ہیں، پس اگر مومن ہو تو اللہ اُس پر ایک سو ساٹھ فرشتے موقوف رکھتا ہے، اور یہ فرشتے مومن کی ایسی حفاظت کرتے ہیں جیسا کہ شہد کی مکھی اپنے چھتے کی حفاظت کرتی ہے، مزید حاشیہ نمبر ”۳“ کا مطالعہ کیجئے۔ ذی اندفاق: بمعنی انصباب ہے، اور اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ دافق کے معنی اچھلتا پانی ہے۔ للمراۃ: جن کہتے ہیں کہ معنی یہ ہے کہ پانی مرد کی صلب (پیٹھ) اور ترائب (سینے کی ہڈیوں) سے نکلتا ہے اور یہی معاملہ عورت سے مراد ہے۔ الشق عن النبات: مراد زمین پر بوٹی جانے والی کھیتی ہے۔ بعث الانسان مختصر یہ ہے کہ ضمیر ”الانسان“ کی طرف عود کر رہی ہے، معنی یہ ہے کہ اللہ انسان کو نطفے کی حالت سے بڑھاپے کی حالت تک پہنچانے پر قادر ہے، جب کہ نطفہ ترقی پاتا ہوا مضغ، پھر علقہ وغیرہ کے مراحل سے گزر کر مکمل انسانی شکل اختیار کر کے دنیا میں تشریف لاتا ہے اور بڑھاپے تک پہنچ جاتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ضمیر ”ماء دافق“ کی جانب عود کر رہی ہے اور معنی یہ ہے کہ اللہ پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں سے پانی جدا کرنے کے بعد رحم میں پہنچاتا ہے اور پھر (مرادل سے گزار کر) انسان بنانے تک تمام مراحل پر قادر ہے، تو کیا مرنے کے بعد دوبارہ نہیں اٹھا سکتا؟ ضمائر القلوب: جو اس میں پوشیدہ ہیں، ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ ”السراء“ کے معنی فرض اعمال ہیں جیسا کہ نماز، روزہ، وضو اور غسل جنابت کیونکہ یہ اللہ اور بندے کے مابین سرائر ہیں، اور اگر بندہ یوں کہے: ”میں نے روزہ رکھا اور روزہ نہ رکھے، میں نے نماز پڑھی اور نماز نہ پڑھے اور غسل کیا لیکن غسل جنابت نہ کرے، پس قیامت میں اللہ ادا کرنے والے اور ضائع کرنے والے سب کچھ ظاہر فرمادے گا اور چہروں سے سب کچھ ظاہر فرمادے گا۔ ونسخ الامہال بسایۃ السیف: معنی یہ ہے کہ کافروں کو چھوڑ دیں اور اُن سے تعرض نہ کریں اور ان کی اذیت پر صبر کیجئے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۵۹ وغیرہ)

## سورة الاعلى مکیة وهی تسع عشرة آية (سورة اعلیٰ کی ہے اس میں ۱۹ آیات ہیں)

### تعارف سورة الاعلىٰ

اس سورت میں ایک رکوع، انیس آیتیں، بہتر کلمات، دوسوا کا نوے حروف ہیں۔ اس سورت کی ابتدا اس حکم سے ہو رہی ہے کہ اپنے خالق و مالک کی تسبیح بیان کرو جس کی ذات قدرت و حکمت کا سرچشمہ ہے۔ آسمان، آفتاب، و مہتاب، اور پہاڑوں کی بلندیاں اور سمندروں کی روانیاں اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ ان تمام چھوٹی بڑی چیزوں کی تخلیق بے کار نہیں بنائی بلکہ ایک اندازے اور سلیقے سے اور ہر چیز کو اس کے فرائض انجام دینے کی قوت بھی بخشی اور ان قوتوں کے لئے آلات جوارج بھی مرحمت فرمائے ہیں اسی نے ہر چیز کی خوارک کا مناسب انتظام کر دیا ہے اور اس کے ہر کلمہ کو آپ کی لوح پر یوں ثبت کر دیا ہے کہ بھولنے کا امکان تک بھی نہ ہو۔ اس کے بعد اپنے حبیب ﷺ کو فرمایا کہ آپ کا کام صرف نصیحت کرنا ہے جس کے دل میں حق ماننے کی صلاحیت ہوگی وہ اس کو قبول کر لے گا اور جو ازلی بد بخت ہوگا وہ اس سے دور بھاگے گا اور اس کے انکار کی سزا اس کو بڑی المناک ملے گی۔ آخری آیات میں یہ بھی بتا دیا کہ کامیابی کا تاج صرف اس کے سر ہوگا جو فکری اور عملی گمراہیوں سے اپنا دامن بچاتا ہے اور ذکر الہی میں مشغول رہتا ہے۔

رکوع نمبر: ۱۲

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿سبح اسم ربك﴾ اے نرہ ربک عَمَّا لَا يَلِيقُ بِهِ وَلَفْظُ اسْمٍ زَائِدَةٌ ﴿الاعلىٰ﴾ (۱) ﴿صِفَةُ لِرَبِّكَ﴾ الَّذِي خَلَقَ فَسُوِي (۲) ﴿مَخْلُوقُهُ جَعَلَهُ مُتَنَابِسُ الْأَجْزَاءِ غَيْرُ مُتَقَابِلٍ﴾ وَالَّذِي قَدَرُ ﴿مَا شَاءَ﴾ ﴿فَهْدَى﴾ (۳) ﴿إِلَىٰ مَا قَدَرَهُ مِنْ خَيْرٍ وَهُوَ﴾ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَىٰ (۴) ﴿أَنْبَتَ الْعُشْبِ﴾ ﴿فَجَعَلَهُ﴾ ﴿بَعْدَ الْخَضِرَةِ﴾ ﴿غَشَاءً﴾ ﴿جَافًا هَشِيمًا﴾ ﴿أَحْوَىٰ﴾ (۵) ﴿أَسْوَدَ يَابَسًا﴾ ﴿سَنَقَرْنَاكَ﴾ ﴿الْقُرْآنُ﴾ ﴿فَلَا تَنْسَىٰ﴾ (۶) ﴿مَا تَقْرُؤُهُ﴾ ﴿إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ﴾ ﴿إِنْ تَنْسَاهُ يَنْسَخْ﴾ ﴿تِلَاوَتِهِ وَحُكْمِهِ وَكَانَ﴾ ﴿يُنْجِئُ بِالنَّجْمِ﴾ ﴿بِالْقِرَاءَةِ﴾ ﴿مَعَ قِرَاءَةِ جِبْرِيلَ خَوْفَ النَّسيانِ﴾ ﴿فَكَانَهُ قِيلَ لَهُ لَا تَجْعَلْ بِهَا انْكَ لَا تَنْسَىٰ﴾ ﴿فَلَا تَتَعَبْ﴾ ﴿بِالنَّجْمِ﴾ ﴿بِهَا﴾ ﴿أَنَّهُ﴾ ﴿تَعَالَىٰ﴾ ﴿يَعْلَمُ الْجَهْرَ﴾ ﴿مِنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ﴾ ﴿وَمَا يَخْفَىٰ﴾ (۷) ﴿مِنْهُمْ﴾ ﴿وَنَيْسَرَ﴾ ﴿لِلْيَسْرِ﴾ (۸) ﴿لِلشَّرِيعَةِ السَّهْلَةِ وَهِيَ الْإِسْلَامُ﴾ ﴿فَذَكَرَ﴾ ﴿عِظَ﴾ ﴿بِالْقُرْآنِ﴾ ﴿أَنْ نَفَعْتُ الذِّكْرَى﴾ (۹) ﴿مَنْ تَذَكَّرَهُ الْمَذْكُورُ﴾ ﴿فِي﴾ ﴿سِيْدَكَ﴾ ﴿بِهَا﴾ ﴿مَنْ يَخْشَى﴾ (۱۰) ﴿يَخَافُ اللَّهُ تَعَالَىٰ كَافِيَةً﴾ ﴿لَذِكْرِ الْقُرْآنِ مِنْ يَخَافُ وَعَبِيدُ﴾ ﴿وَيَتَجَنَّبُهَا﴾ ﴿أَيُّ الذِّكْرِ﴾ ﴿يَتْرُكُهَا جَانِبًا لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا﴾ ﴿الْأَشَقَى﴾ (۱۱) ﴿بِمَعْنَى الشَّقِيَّ أَيْ الْكَافِرُ﴾ ﴿الَّذِي يَصْلِي النَّارَ الْكُبْرَى﴾ (۱۲) ﴿هِيَ نَارُ الْآخِرَةِ وَالصُّغْرَى نَارُ الدُّنْيَا﴾ ﴿ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا﴾ ﴿فَيَسْتَرْيَحُ﴾ ﴿وَلَا يَحْيَى﴾ (۱۳) ﴿حَيَاةً هَيِّنَةً﴾ ﴿قَدْ أَفْلَحَ﴾ ﴿فَازَ﴾ ﴿مَنْ تَزَكَّى﴾ (۱۴) ﴿تَطَهَّرَ بِالْإِيمَانِ﴾ ﴿وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ﴾ ﴿مُكْتَبَرًا﴾ ﴿فَصَلَّى﴾ (۱۵) ﴿الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَذَلِكَ مِنْ أُمُورِ الْآخِرَةِ وَكَفَّارُ مَكَّةَ مُعْرِضُوا عَنْهَا﴾ ﴿بَلْ تَوَلَّوْنَ﴾ ﴿بِالتَّحْتَانِيَّةِ وَالْفَوْقَانِيَّةِ﴾ ﴿الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ (۱۶) ﴿عَلَى الْآخِرَةِ﴾ ﴿وَالْآخِرَةِ﴾ ﴿الْمُشْتَمِلَةَ عَلَى الْجَنَّةِ﴾ ﴿خَيْرٌ وَابْقَى﴾ (۱۷) ﴿أَنْ هَذَا﴾ ﴿أَيُّ فَلَاحٍ مَنْ تَزَكَّى وَكَوْنُ الْآخِرَةِ خَيْرًا﴾ ﴿لَفِي الصَّحْفِ الْأُولَى﴾ (۱۸) ﴿الْمُنْزِلَةَ قَبْلَ الْقُرْآنِ﴾ ﴿صَحْفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى﴾ (۱۹) ﴿وَهِيَ عَشْرُ صُحُفٍ لِإِبْرَاهِيمَ وَالتَّوْرَةُ لِمُوسَى﴾



(ترجمہ)

(ترکیب)

﴿سَنَقْرَأُكَ فَلَا تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى﴾

الاعلیٰ جلد: ۵

اللہ: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، اللہ حرف مشبہ واسم، یعلم فعل بافاعل، الجہر: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما یخفی: موصول صلہ، ملکر معطوف، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿وینسرك للیسری فذكر ان نعت الذکری﴾

و: عاطفہ، نيسرك فعل بافاعل ومفعول، للیسری: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ "استقرئک" پر معطوف ہے، ف: فصيحة، ذکر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف، "ان علمت انک من ارباب الفیوضات الکمالیہ بہدایتنا" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، ان شرطیہ، نعت الذکری: جملہ فعلیہ جزا محذوف "فذكر" کیلئے شرط، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿سیدکر من یخشی ویجنبہا الاشقی الذی یصلی النار الکبری ثم لا یموت فیہا ولا یحیی﴾

سیدکر: فعل، من یخشی: موصول صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، یجنبہا: فعل، مفعول، الاشقی: موصوف، الذی: موصول، یصلی النار الکبری: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لا یموت فیہا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا یحیی: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی﴾

قد: تحقیق، افلح: فعل، من: موصولہ، تزکی: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، ذکر اسم ربہ: جملہ فعلیہ معطوف اول، ف: عاطفہ، صلی: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر صلہ، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿بل تؤثرون الحیوة الدنیا والاخرة خیر وابقی﴾

بل: عاطفہ، تؤثرون: فعل واو ضمیر الفاعل، الحیوة الدنیا: ذوالحال، و: حالیہ، الاخرة: مبتدأ، خیر: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ابقی: معطوف، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿ان هذا لفی الصحف الاولى صحف ابرہیم وموسی﴾ ان هذا: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، فی: جار، الصحف الاولى: مبدل منہ، صحف ابرہیم وموسی: بدل، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... سبح اسم ربک الاعلی..... ☆ اس کا ذکر عظمت و احترام کے ساتھ کرو، حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سید عالم نے فرمایا: "اپنے سجدوں میں اس کو داخل کرو" سبحان ربی الاعلی" کہو۔  
☆..... الذی یصلی النار الکبری..... ☆ بعض مفسرین نے فرمایا یہ آیت ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ کے حق میں نازل ہوئی۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

**امام رازی کے نزدیک سبح اسم ربک میں پوشیدہ راز:**

۱..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿سبح اسم ربک الاعلی﴾ اپنے رب کے نام کی پاکی بولو جو سب سے بلند ہے (الاعلیٰ: ۱)۔ اس میں کچھ مسائل ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱)..... اللہ تعالیٰ کے نام کی تقدیس و تزیہ کا حکم کرنا مقصود ہے۔ (۲)..... کسی اور کا نام "اللہ تعالیٰ" کے نام پر رکھنا جائز نہیں، جیسا کہ مشرکین مکہ نے اپنے بت کا نام لات رکھا اور مسیلہ کذاب کا نام یمامہ کا رکھا۔ (۳)..... اللہ تعالیٰ کے اسماء کی تفسیر اس طرح نہ کی جائے جو اس کی شان کے لائق نہ ہو جیسا کہ اعلیٰ کی تفسیر علو مکان سے کرنا اور استواء کی تفسیر استقرار سے کرنا بلکہ علو کی تفسیر قہر، اقتداء، استواء، استیلاء سے کرنا چاہیے۔ (۴)..... اللہ تعالیٰ کا نام بغیر کسی خوف و غفلت کے نہ لیا

جائے بلکہ خشوع و تعظیم کے ساتھ لیا جائے۔ (۵)..... اپنے رب ﷻ کے نام سے نماز کا اہتمام کرنا جیسا کہ مشرکین نماز کے وقت میں بیٹیاں اور تالیاں بجاتے۔ (۶)..... اللہ ﷻ کی ایسی تزیین میان کرے جو اس کی شان کے لائق ہو، اس کی ذات میں، اس کی صفات، افعال، اسماء اور احکام میں، بہر حال اس کی ذات کے اعتبار سے یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اعراض و جواہر سے پاک ہے، اس کی صفات کے اعتبار سے یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ حادث، متناہی (محدود) یا ناقص ہے، اس کے افعال کے اعتبار سے یہ عقیدہ رکھے کہ وہ مالک مطلق ہے، کسی کو اس کے کسی امر میں اعتراض کرنے کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ (۷)..... اللہ ﷻ کی شان اعلیٰ، اجل اور اعظم ہے ہر اس وصف سے جو اس کی جانب موصوف کیا جاتا ہے، اور ہر اس ذکر سے جو اس کے لئے کیا جاتا ہے، اس کی کبریائی مخلوق کی معرفت و ادراک الہی سے بڑھ کر ہے یعنی مخلوق جتنی اس کی معرفت و ادراک نہیں رکھتی اس سے کئی گناہ زیادہ اس کی کبریائی ہے، اور اس کی نعمتیں مخلوق کی حمد و شکر سے بڑھ کر ہیں اور اس کے حقوق ہماری طاعتوں اور اعمال سے بڑھ کر ہیں۔ (۸)..... اللہ ﷻ کی ذات ایسی اعلیٰ ہے کہ ہر قسم کے نقص سے پاک و صاف ہے اور اس کی مملکت، سلطنت اور قدرت عظیم تر ہیں۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۲۵ وغیرہ)

### سبحان ربی الاعلیٰ کے محامل:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿سبح اسم ربک الاعلیٰ﴾ اپنے رب کے نام کی پاکی بولو جو سب سے بلند ہے۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ آیت مذکورہ پڑھتے تو یہ بھی پڑھتے: ”سبحان ربی الاعلیٰ“۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب الدعاء فی الصلاۃ، رقم: ۸۸۳، ص ۱۷۱)

☆..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص رکوع کرے تو تین مرتبہ یوں کہے سبحان ربی العظیم اور یہ کم سے کم مرتبہ کی تعداد ہے اور جب سجدہ کرے تو تین مرتبہ یوں کہے سبحان ربی الاعلیٰ اور یہ کم سے کم تعداد ہے۔“ (سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی التسبیح فی الركوع، رقم: ۲۶۱، ص ۹۶)

### سید عالم ﷺ کو پڑھانے کا بیان:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿سنقرئک فلا تنسی اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے﴾ (الاعلیٰ: ۶)۔ یعنی اے محبوب ﷺ آپ کو پڑھانے کے لئے ایسے قاری کا اہتمام کریں کہ آپ نہ بھولیں۔ معنی یہ ہے کہ ہم قرآن کے لئے ایسا قاری متعین فرمائیں کہ آپ نہ بھولیں۔ مجاہد، مقاتل اور کلبی کہتے ہیں کہ جب سید عالم ﷺ پر قرآن نازل ہوتا تھا تو اکثر اوقات زبان اقدس کو متحرک رکھتے کہ کہیں بھول نہ جائیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی کا اختتام نہ کر پاتے کہ سید عالم ﷺ نسیان کے خوف کے باعث از ابتداء پڑھنا شروع فرمادیتے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿سنقرئک فلا تنسی اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے﴾ (الاعلیٰ: ۶)۔ یعنی ہم آپ کو قرآن ایسا تعلیم کریں گے کہ آپ بھول نہ پائیں گے اور اس کی نظیر ان آیات میں ملتی ہے: ﴿ولا تجعل القرآن من قبل ان یقضی الیک وحیہ قرآن میں جلدی نہ کرو جب تک تمہیں اس کی وحی پوری نہ ہو﴾ (طہ: ۱۱۴)۔ ﴿ولا تحرك به لسانک لتجعل به تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو﴾ (القلم: ۱۶)۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سید عالم ﷺ کو کیسے قرآن پڑھا گیا تو اس کی کچھ وجوہات یہ ہیں: (۱)..... حضرت جبرائیل امین علیہ السلام قرآن (چند) مرتبہ پڑھتے یہاں تک کہ سید عالم ﷺ اسے یاد کر لیتے۔ (۲)..... ہم نے اپنے حبیب کے سینہ اقدس کو مضبوط کر دیا یہاں تک کہ ایک ہی مرتبہ سماعت کرنے میں اسے یاد فرما لیتے اور بھولتے نہ تھے۔ (۳)..... اللہ ﷻ نے اس سورت کے آغاز میں تسبیح کا حکم ارشاد فرمایا، اس میں دلیل ہے کہ قرآن جو کہ تمام اولین و آخرین کے علوم کا جامع ہے اور اس میں اے

محبوب ﷺ آپ کا بھی ذکر خیر ہے اور آپ کی قوم کا بھی ذکر ہے اور اسے ہم نے آپ کے قلب اطہر پر جمع کر دیا ہے اور ہم اسے یاد کرنے والوں کے لئے آسان کر دیں گے کہ وہ اسے یاد کر لیں۔  
(الرازی، ج ۱۱، ص ۱۳۰)

## تزکیہ کے معنی و محامل:

۲۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى﴾ بیشک مراد کو پہنچا جو ستر اہوا (الاعلیٰ: ۱۴) ﴿... جس نے مکروہات سے نجات پائی، اور اپنی امیدوں پر کامیابی پائی، وہ کفر سے اپنے آپ کو پاک کر گیا اور نافرمانی سے وعظ و نصیحت کے ذریعے پاک کر لیا یا تقویٰ کے ذریعے اپنے دل کو پاک کر لیا یا ادائیگی زکوٰۃ سے خشوع حاصل کر لیا۔ اللہ ﷻ نے سورۃ المؤمنون کے آغاز میں کامیاب مومن کی کچھ صفات بیان فرمائی ہیں جن میں ایک صفت تو یہی ہے جو یہاں بھی بیان فرمائی لیکن بعض دیگر صفات کا بھی ذکر ہے جس کا بیان کرنا فائدے سے خالی ہرگز نہیں ہوگا چنانچہ فرمایا: (۱)..... جو مومن کامیاب ہوتے ہیں وہ اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہوتے ہیں۔ خشوع نام ہے عاجزی اور تذلل کرنے کا، اور خشوع کا استعمال اکثر اوقات اعضائے بدن پر ہوتا ہے اور ضراعة کا استعمال غالب اعتبار سے دل پر ہوتا ہے، روایت ہے کہ جب دل میں عجز و انکساری ہو تو اعضاء بھی خوف محسوس کرتے ہیں۔ یعنی اللہ ﷻ سے خوف کرنے والے اس کی بارگاہ میں ملزم دکھائی دیتے ہیں۔ روایت ہے کہ جب سید عالم ﷺ نے نماز ادا فرمائی تو اپنی نگاہ آسمان کی جانب بلند فرمائی، پھر جب آیت نازل ہوئی تو اپنی نگاہ پھیر لی، ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک شخص کو نماز کی حالت میں اپنی داڑھی سے کھیلے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ”اگر اس کا دل خوف کھاتا تو اعضاء پر بھی اس کا اثر پڑتا۔“ (۲)..... مومنین کی دوسری صفت لغویات سے بچنا ہے۔ ہر وہ کلام جو اللہ ﷻ کے لئے نہ ہو، ہر وہ قول جو اللہ ﷻ کی جانب سے نہ ہو، جو اللہ ﷻ کے سوا کسی اور میں مشغول کر دے وہ لغو ہے۔ بخاری کی روایت میں ہے: ”من قال لصاحبه والامام يخطب فقد لغا یعنی جس نے امام کے خطبے کے دوران اپنے ساتھی سے کہا خاموش ہو اس نے لغو بات کہی“ (صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب: انصات يوم الجمعة، رقم: ۹۳۴، ص ۱۵۰)۔ (۳)..... زکوٰۃ تزکیہ نفس کے لئے واجب ہوئی ہے تاکہ نفس مذموم جسمانی صفات، دنیا کی محبت وغیرہ سے پاک و صاف ہو جائے، جیسا کہ باری ﷻ کا فرمان: ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾ یعنی اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستر اور پاکیزہ کرو (رواہ الترمذی: ۱۰۲) اور فلاح و کامرانی تزکیہ نفس میں ہے جیسا کہ فرمان مقدس ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى﴾ جس نے تزکیہ نفس کیا وہ کامیاب ہو گیا (الاعلیٰ: ۱۴) ﴿... اور یہ تزکیہ نقد مال دے کر نہیں کہ دل میں دنیا کی محبت ہو اور بظاہر مال زکوٰۃ ادا کر دی گئی بلکہ اس کی مصلحت دل سے دنیا کی محبت کو زائل کرنا ہے اور دنیا کی محبت کی مثال تمام مذموم صفات کا دل میں جڑ پکڑ جانا ہے۔ (۴)..... اپنی پاک دامنی اور عفت کی حفاظت کرنا بھی فلاح و کامرانی میں داخل ہے، زوج کا لفظ مرد و عورت دونوں کے لئے مستعمل ہے، یہاں اللہ ﷻ نے انسانی خواہش کے مطابق زوج اور باندی کو اس سے منہا کیا یعنی انسان شادی کر کے پالوٹری خرید کر اپنی خواہش نفسانی کی تکمیل کر سکتا ہے تاہم موجودہ دور میں غلام لوٹری کا تصور نہیں لہذا فقط شادی کے ذریعے ہی خواہش کی تکمیل ممکن ہے۔ مزید آگے فرمایا، (۵)..... مومن کی صفت یہ بھی ہے کہ امانت اور عہد و پیمان کا پاس رکھے، امانت سے مراد وہ فیض الہی ہے جو انسان کو بلا واسطہ امانت کی نگہبانی کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور انسان اس فیض سے مستفیض ہوتا رہتا ہے اور عہد و پیمان سے مراد یوم میثاق کا عہد ہے کہ اللہ ﷻ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے جیسا کہ فرمان مقدس ہے: ﴿وَ اَنْ اَعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِیْمٌ﴾ اور میری عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے (یس: ۲۱) ﴿... یعنی انسان ظاہری و باطنی امانت میں خیانت نہ کرے بلکہ اس کی رعایت کرے اور اللہ ﷻ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرے۔ (۶)..... نمازوں کی حفاظت کرنا، فرض نمازوں کو ان کے اوقات میں تمام شرائط و واجبات کے ساتھ ادا کرنا۔ حدیث میں ہے: ”جو شخص پہلی صف میں امام کے



مقابل کھڑا ہے اس کے لیے سونمازوں کا ثواب ہے، اور جو امام کے دائیں جانب کھڑا ہے اس کے لئے ۵ نمازوں کا ثواب ہے اور ساری مغفوں میں کھڑا ہے والا پچیس نمازوں کا ثواب پائے گا۔ ان صفات کے حامل مومن جنت الفردوس کے وارث قرار پاتے ہیں۔

(روح البیان، ج ۶، ص ۸۷ وغیرہ ملخصاً و ملقطاً)

## کتب، صحف، انبیاء و رسل کی تعداد کا بیان:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿صحف ابراہیم و موسیٰ ابراہیم اور موسیٰ کے صحفوں میں﴾ (الاعلیٰ: ۱۹) ﴿اللہ ﷻ نے حضرت شیث بن آدم علیہ السلام پر پچاس صحائف، حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فرعون کے غرق ہونے سے پہلے دس صحائف نازل کئے اور بعد میں مکمل توریت نازل فرمائی، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور مقدس اور سید عالم ﷺ پر قرآن مجید فرقان حید نازل فرمایا۔ بعض محققین نے لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام پر دس صحائف، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دس صحائف، جب کہ وہب بن منہبہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بیس صحائف نازل ہوئے اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دس صحائف کا ذکر نہیں کرتے اور کتابوں کی کل تعداد کے بارے میں ایک سو چار کا قول روایت کیا جاتا ہے لیکن افضل قول یہ ہے کہ ان کی تعداد کا تعین نہیں ہو سکتا اور اس روایت کی کوئی سند نہیں ہے۔ جیسا کہ میرا اس میں ہے۔

☆..... حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوذر نے سید عالم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کتنے انبیائے کرام ہوئے ہیں؟ تو سید عالم ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم و بیش)، اور ایک روایت میں یوں ہے کہ دو لاکھ چوبیس ہزار (کم و بیش)۔

☆..... ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ان میں سے رسل کتنے ہوئے ہیں تو ارشاد فرمایا: ”(کم و بیش) تین سو تیرہ“۔

(شرح العقائد، بیان الكتب المنزلة ومسألة ختم النبوة، ص ۳۳۳، ۳۲۳)

## اغراض:

ای نذرہ ربک: اللہ کی ذات ہر اس بات سے پاک ہے جو اس کی شان کے لائق نہیں، اس کی ذات، صفات، اسماء، افعال اور احکام میں، اللہ کی ذات میں جو ہر عرض، کبر و مغر و غیرہ کے اوصاف نہیں پائے جاتے اور نہ ہی اللہ کی ذات کو حادث مانا جاتا ہے، اللہ کی صفات حادث، متناہی اور ناقص نہیں ہیں، اللہ کے افعال مخلوقین کے افعال جیسے نہیں ہیں۔ صفة لربک: یعنی اللہ کی شان بلند ہے اور ازیلی وابدی نقائص سے پاک ہے، مزید حاشیہ نمبر ”۲“ کا مطالعہ کیجئے۔ متناسب الاجزاء: یعنی اللہ نے مخلوق کو مناسب قد و قامت کے ساتھ، منافع تامہ کے ساتھ پیدا کیا۔ ماشاء: یعنی اللہ انواع و اقسام، اشخاص، صفات و افعال و احوال میں سے جس طرح بھی چاہے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ بنسخ تلاوہ و حکمہ: ہاء سببیہ ہے، معنی یہ ہے کہ مراد تلاوت اور حکم دونوں کے منسوخ ہونے کا ہے، اور اس کا سبب سید عالم ﷺ کا لسیان ہونا ہے اور اگر فقط تلاوت یا حکم منسوخ ہوتا تو لسیان والی صورت نہ پائی جاتی تاکہ تبلیغ یا تلاوت کے حکم کی احتیاج باقی رہتی۔ للشریعة السہلۃ: یعنی وحی کے حفظ اور تدوین کا آسان طریقہ مراد ہے۔ ہی فار الآخرة: یہ حسن کا قول ہے، اور اس پر دلیل یہ ہے: ”تمہاری دنیاوی آگ جہنم کی آگ کا ستر واں حصہ ہے“۔ فیستویح: ایک سوال مقدر کا جواب دینا مقصود ہے، زندگی اور موت کے مابین کوئی واسطہ نہیں ہوتا، پھر اللہ نے ﴿الاشقی﴾ کو کیسے اس طرح موصوف کیا جب کہ موت و حیات تو وہاں نہ پائی جائے گی؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ موت سے مراد وہ ہے جس میں راحت نہ پائی جائے اور حیات سے مراد وہ ہے جو ناقابل منافع ہو۔ مکبرا: مراد کبیرات ہیں جو نماز کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۶۳ وغیرہ)

## سورة الغاشية مكية وهي ست وعشرون آية

(سورة غاشیہ کی ہے جس میں ۲۶ آیتیں ہیں)

## تعارف سورة الغاشية

اس سورت میں ایک رکوع، چھپیس آیتیں، ہانوے کلمات، تین سو اکیاسی حروف ہیں۔ یہاں پر رسالت کے مکی دور کو بیان کیا جا رہا ہے کہ اس وقت تین چیزوں کو ذہن نشین کرنے پر زیادہ زور دیا گیا تھا تو حید، رسالت، اور قیامت۔ یہاں قیامت کا ذکر ایک سوال کی صورت میں کیا جا رہا ہے کہ اے مخاطب کیا تو نے کبھی ایسی چیز کے بارے میں سنا جو ساری کائنات پر چھائے گی۔ کوئی بھی چیز اس سے بچ نہ پائے گی، یہی روز قیامت ہے۔ اس روز بنی نوع انسان کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ایک گروہ ان بد نصیبوں کا ہوگا جنہوں نے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت کو مسترد کر دیا تھا۔ اس روز ان کا جو حال ہوگا اسے پڑھ کر انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دوسرا گروہ وہ ہے جس نے اپنے رسولوں کی دعوت کو ہمیم قلب سے قبول کیا۔ اس روز ان کی جو عزت اور حوصلہ افزائی ہوگی اس منظر کا نقشہ کھینچا۔ اس کے بعد اہل عرب کو دعوت دی جا رہی ہے کہ اگر تم اب بھی ایمان نہیں لاتے تو ذرا ان چیزوں کی تخلیق پر غور کرو جن کا مشاہدہ تم سفر و حضر میں کرتے ہو اور ان اونٹوں کی طرف دیکھو جو ریگستانوں میں سفر کرتے ہیں وہ نہ تو طول سفر سے تھکتے ہیں اور نہ پیاس کی شدت اسے ماندہ کرتی ہے اور بوجھ اٹھائے ہوئے مستانہ وار وہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں، سوچو کہ اس سے تمہارا ذہن اس کی تخلیق کرنے والے کی طرف نہیں جاتا۔ پہاڑوں کی طرف دیکھو، ان کی بلندیاں اور اس کی اونچی اونچی چوٹیاں اور پست وادیاں جو اپنے اندر افادیت رکھتے ہیں زمین کی طرف دیکھو جو تاحد نگاہ پھیلی ہوئی ہے اور اپنی تہوں میں تمہارے لئے خزانے چھپائے ہوئے ہے۔ آخر میں اپنے پیارے حبیب ﷺ کو فرمایا اے پیارے حبیب ﷺ آپ کا کام صرف ان کو نصیحت کرنا ہے یہ فریضہ آپ بڑی دلسوزی سے انجام دے رہے ہیں اگر وہ ایمان نہیں لاتے تو آپ پریشان نہ ہوں اللہ ﷻ ان نابکاروں سے خود نمٹ لے گا۔

رکوع نمبر: ۱۳

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿ہل﴾ ﴿قد﴾ ﴿اتک﴾ ﴿حدیث الغاشية﴾ ﴿۱﴾ ﴿الْقِيَامَةِ لَا تَهَا تَغْشَى﴾ ﴿الْخَلَائِقِ بِأَهْوَالِهَا﴾ ﴿وَجَوْهَ يَوْمُنْذ﴾ ﴿عَبَّرَ بِهَا عَنِ﴾ ﴿الدَّوَابِّ فِي الْمَوْضِعَيْنِ﴾ ﴿خاشعة﴾ ﴿۲﴾ ﴿ذَلِيلَةً﴾ ﴿عَامِلَةً نَّاصِبَةً﴾ ﴿۳﴾ ﴿ذَاتَ نَصَبٍ وَتَعَبٍ بِالسَّلَامِيلِ وَالْأَغْلَالِ﴾ ﴿تَصْلَى﴾ ﴿بِضَمِّ النَّاءِ وَفَتْحِهَا﴾ ﴿نَارًا حَامِيَةً﴾ ﴿۴﴾ ﴿تَسْقَى﴾ ﴿مِنْ عَيْنِ انِيَةٍ﴾ ﴿۵﴾ ﴿شَدِيدَةَ الْحَرَارَةِ﴾ ﴿لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا﴾ ﴿مِنْ ضَرِيْعٍ﴾ ﴿۶﴾ ﴿هُوَ نَوْعٌ مِنَ الشُّوْكِ لَا تَرْعَاهُ ذَابَّةٌ لِخُبَيْثِهِ﴾ ﴿لَا يَسْمَنُ وَلَا يَغْنَى﴾ ﴿مِنْ جَوْعٍ﴾ ﴿۷﴾ ﴿وَجَوْهَ يَوْمُنْذ﴾ ﴿نَاعِمَةً﴾ ﴿۸﴾ ﴿حَسَنَةً﴾ ﴿لِسَعِيْهَا﴾ ﴿فِي الدُّنْيَا بِالطَّاعَةِ﴾ ﴿رَاضِيَةً﴾ ﴿۹﴾ ﴿فِي الْآخِرَةِ لِمَارَاتٍ ثَوَابَةٍ﴾ ﴿فِي جَنَّةٍ﴾ ﴿عَالِيَةٍ﴾ ﴿۱۰﴾ ﴿حَسَاوْمَعْنَى﴾ ﴿لَا تَسْمَعُ﴾ ﴿بِالنَّاءِ وَالْيَاءِ﴾ ﴿فِيهَا لَاغِيَةٌ﴾ ﴿۱۱﴾ ﴿أَيُّ نَفْسٍ ذَاتٍ لَفَوَائٍ هَذِيَانٍ مِنَ﴾ ﴿الْكَلَامِ﴾ ﴿فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ﴾ ﴿۱۲﴾ ﴿بِالنَّاءِ بِمَعْنَى غَيُّونَ﴾ ﴿فِيهَا سِرٌّ مَرْفُوعَةٌ﴾ ﴿۱۳﴾ ﴿ذَاتَا﴾ ﴿وَقَدْرًا أَوْ مَحَلًّا﴾ ﴿وَإِكْوَابٍ﴾ ﴿أَفْذَاخٍ لَا غَرَى لَهَا﴾ ﴿مَوْضُوعَةٌ﴾ ﴿۱۴﴾ ﴿عَلَى حَافَاتِ الْعُيُونِ مَعْدَةٌ﴾ ﴿لِشْرَبِهِمْ﴾ ﴿وَنَمَارِقٍ﴾ ﴿وَسَائِدٍ﴾ ﴿مَصْفُوفَةٌ﴾ ﴿۱۵﴾ ﴿بَعْضُهَا بِجَنْبِ بَعْضٍ يَسْتَنِدُّ إِلَيْهَا﴾ ﴿وَزُرَابِي﴾ ﴿بَسَطَ طَنَافِسَ﴾ ﴿لَهَا خَمْلٌ﴾ ﴿مَبْثُوثَةٌ﴾ ﴿۱۶﴾ ﴿فَلَا يَنْظُرُونَ﴾ ﴿أَيُّ كُفَّارٍ مَكَّةَ نَظَرًا غِيَارًا﴾ ﴿إِلَى الْإِبْلِ كَيْفَ﴾

خلقت (۱۷) والی السماء كيف رفعت (۱۸) والی الجبال كيف نصبت (۱۹) والی الارض كيف سطحت (۲۰) اَيُّ بَسْطُكْ فَيَسْتَدِلُّونَ بِهَا عَلَى قُدْرَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَوَحْدَةِ بَيْتِهِ وَصِدْرَتِ بِالْإِبِلِ لَا تُهْمُ أَشَدُّ مَلَابَسَةً لَهُمِنْ غَيْرِهَا وَقَوْلُهُ سَطَحَتْ ظَاهِرُهَا أَنَّ الْأَرْضَ سَطَحَتْ لَا كُرَّةَ كَمَا قَالَ أَهْلُ الْهَيْئَةِ وَإِنْ لَمْ يَنْقُصْ رُكْنًا مِنْ أَرْكَانِ الشَّرْعِ ﴿فَذَكَرْهُمْ نَعَمَ اللَّهُ وَذَلَّلْ تَوْحِيدَهُ﴾ انما انت مذکر (۲۱) لست عليهم بمصيطر (۲۲) وَفِي قِرَاءَةِ بِالسَّيْنِ بَدَلُ الصَّادِ اَيُّ بِمُسْلَطٍ وَهَذَا قَبْلَ الْأَمْرِ بِالْجِهَادِ ﴿الَا﴾ لَكِنْ ﴿مَنْ﴾ تَوَلَّى ﴿عَنِ الْإِيمَانِ﴾ وَكَفَرَ (۲۳) بِالْقُرْآنِ ﴿فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرُ﴾ (۲۴) عَذَابُ الْآخِرَةِ وَالْأَصْغَرُ عَذَابُ الدُّنْيَا بِالْقَتْلِ وَالْأَسْرِ ﴿إِنَّا إِنَّا يَا بَهُمْ﴾ (۲۵) رُجُوعُهُمْ بَعْدَ الْمَوْتِ ﴿ثُمَّ إِنَّا عَلَيْنَا حِسَابُهُمْ﴾ (۲۶) جَزَاءُ هُمْ لَا تَنْتَرُكُهُ أَبَدًا.

### ﴿ترجمہ﴾

بیشک (ہل بمعنی قد ہے) تمہارے پاس چھا جانے والی خبر آئی (یعنی قیامت کی، قیامت کو غاشیہ اس لیے فرمایا کہ اس کی گھبراہٹ اور ہولناکیاں مخلوق پر چھا جائیگی.....) کتنے ہی لوگ اس دن (یہاں دونوں مقامات میں ”وجوہ“ سے ذوات مراد ہیں) ذلیل ہوں گے کام کریں مشقت بھلیں (ناصبہ بمعنی ذات نصب و نصب ہے، یعنی قید و بند اور طوق کی مشقت اٹھائیں جائیں) ”تصلی“ کو تاء مفتوحہ اور مضمومہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے (بھڑکتی آگ میں نہایت جلتے چشمہ کا پانی پلائے جائیں) ”آنیہ“ کا معنی شدید گرم پانی ہے (ان کے لیے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے) ”ضریع“ ایک قسم کے کانٹے ہیں جنہیں ان کی خباثت کی وجہ سے چوپائے بھی نہیں کھاتے.....) کہ نہ فرہی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں کتنے ہی لوگ اس دن چین میں ہیں (خوبصورت ہوں گے دنیا میں فرمانبرداری کر کے) اپنی اس کوشش پر راضی ہوں گے (آخرت میں جب اس کا ثواب دیکھیں گے) بلند باغ میں (یہ باغ حسی اور معنوی دونوں اعتبار سے بلند ہوگا) نہ نیش گے ”لا تسمع“ میں فعل کو علامت مضارع تاء اور یاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے (اس میں کوئی بیہودہ (لا غیہ بمعنی ذات لغو ہے، اس کا موصوف ”نفس“ محذوف ہے یعنی وہ بیہودہ کلام نہیں سنیں گے) اس میں (پانی کا) رواں چشمہ ہے (عین بمعنی عیون ہے) اس میں بلند تخت ہیں (اپنی ذات قدر اور محل کے اعتبار سے) اور کوزے (بغیر کڈے کے برتن کو اکواب کہتے ہیں) چلتے ہوئے (چشموں کے کناروں پر جو پینے کے لیے تیار رکھے ہوئے ہیں) اور قالین (نمارق بمعنی وسائد ہے) بچھے ہوئے (جو یکے بعد دیگرے بچھے ہوں گے جس سے ٹیک لگائے ہوئے ہوں گے) اور چاندنیاں پھیلی ہوئی (مبشوفہ بمعنی مسبوطة ہے،.....) تو کیا نہیں دیکھتے وہ (یعنی کفار مکہ بنگاہ عبرت) اونٹ کو کیسا بنایا گیا اور آسمان کو کیسا اونچا کیا گیا اور پہاڑ کیسے قائم کئے گئے اور زمین کیسے بچھائی گئی (سطاحت بمعنی بسطت ہے، کہ وہ ان اشیاء کو دیکھ کر اللہ کی قدرت اور اس کی وحدانیت پر استدلال کریں یہاں کلام میں اونٹ کو پہلے اس لیے ذکر کیا کہ دیگر اشیاء کے مقابلے میں ان کی اونٹ کے ساتھ شدید ملاہست تھی اور اللہ کا فرمان ”سطاحت“ اس بارے میں ظاہر ہے کہ زمین سطح ہے گڑہ نہیں ہے جیسا کہ اہل بیت کا قول ہے اگر چہ زمین کو بصورت کڑہ ماننے سے بھی دین کا کوئی ستون نہیں ٹوٹتا.....) تم کافروں کو جبراً مسلمان کرنے والے نہیں..... (یہ حکم امر جہاد کے نزول سے پہلے کا ہے ایک قرأت میں ”مصیطر“ میں صا کی جگہ سین ہے یہ بمعنی مسلط ہے) لیکن (الا بمعنی لکن ہے) جو مونہ پھیرے (ایمان لانے سے) اور کفر کرے (قرآن پاک کے ساتھ) تو اسے اللہ بڑا

عذاب دے گا بیشک ہماری ہی طرف ان کا پھرنا ہے (مرنے کے بعد، ایسا بہم معنی رجوع ہم ہے) پھر بیشک ہماری ہی طرف ان کا حساب ہے (ان کا بدلہ دینا ہے جسے ہم کبھی بھی ترک نہیں کریں گے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿ہل اناک حدیث الفاشیة وجوہ یومئذ خاشعة عاملة ناصبة تصلى ناراً حامیة تسقى من عین انیة﴾  
 حل: حرف استفہام، اناک: فعل ومفعول، حدیث الفاشیة: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، وجوہ مبتدا، یومئذ خاشعة: شبہ جملہ خبر  
 اول، عاملة ناصبة: خبر ثانی وثالث، تصلى: فعل بافاعل، نار حامیہ: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر راجح، تسقى: فعل مجہول با نائب  
 الفاعل، من عین انیة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر خاس، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لیس لهم طعام الا من ضریع لا یسمن ولا یغنی من جوع﴾  
 لیس: فعل ناقص، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، طعام: موصوف، الا: اداة حصر، من: جار، ضریع: موصوف، لا یسمن: جملہ فعلیہ  
 معطوف علیہ، و: عاطفہ، لا یغنی: فعل نفی بافاعل، من جوع: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر  
 صفت، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وجوہ یومئذ ناعمة لسعیہا راضیة فی جنة عالیة لا تسمع فیہا لاغیة فیہا عین جاریة فیہا سرور مرفوعة  
 واکواب موضوعة ونمارق مصفوفة وزرابی مبثوثة﴾

وجوہ: مبتدا، یومئذ ناعمة: شبہ جملہ خبر اول، لسعیہا راضیة: شبہ جملہ خبر ثانی، فی: جار، جنة موصوف، عالیة: صفت  
 اول، لا تسمع فیہا لاغیة: جملہ فعلیہ صفت ثانی، فیہا: ظرف مستقر خبر مقدم، عین جاریة: مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ صفت  
 ثالث، فیہا: ظرف مستقر خبر، سرور مرفوعة: مرکب توصیفی معطوف علیہ، و: عاطفہ، اکواب موضوعة: مرکب توصیفی معطوف  
 اول، و: عاطفہ، نمارق مصفوفة: معطوف ثانی، و: عاطفہ، زرابی مبثوثة: معطوف ثالث، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ صفت  
 راجح، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر ہو کر خبر ثالث مبتدا اپنی تینوں خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿اقللا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت والی الجبال کیف نصبت والی الارض کیف  
 سطحت﴾

ہمزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "اینکرون البعث" لا ینظرون: فعل نفی بافاعل، الی: جار، الابل بمبدل  
 منہ، کیف: اسم استفہام حال مقدم، خلقت: فعل مجہول "ہی" ضمیر ذو الحال، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر بدل، ملکر مجرور، جار مجرور  
 معطوف علیہ، و: عاطفہ، الی: جار، السماء بمبدل منہ، کیف رفعت: جملہ فعلیہ بدل، ملکر مجرور، ملکر معطوف  
 علیہ، و: عاطفہ، الی: جار، الجبال بمبدل منہ، کیف نصبت: جملہ فعلیہ بدل، ملکر مجرور، ملکر معطوف  
 ثانی، و: عاطفہ، الی: جار، الارض بمبدل منہ، کیف سطحت: جملہ فعلیہ بدل، ملکر معطوف ثالث، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فلذکر العانت مذکر﴾

ف: نصیجہ، ذکر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ شرط محذوف "ان کانوا لا ینظرون الی ہذہ الاشیاء نظر اعتبار وتدبر  
 وتامل" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ، انما حرف شبہ واکافہ، انت: مبتدا، مذکر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿الا من تولى وكفر فیعذبہ اللہ العذاب الا کبر﴾



الا: اداة استثناء، من: موصولة، تولى: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، کفر: جملہ فعلیہ معطوف، ملکہ صلوٰۃ، ملکہ مبتدأ، ف: جزائیہ، یعذبہ اللہ: فعل و مفعول و فاعل، العذاب الا کبر: مفعول، ملکہ جملہ فعلیہ خبر، ملکہ جملہ اسمیہ ہو کر ماقبل "ذکر" کے مفعول محذوف سے مستثنیٰ ہے۔

﴿ان الینا ایابہم ثم ان علینا حسابہم﴾

ان: حرف مشبہ، الینا بطرف مستقر خبر مقدم، ایابہم: اسم مؤخر، ملکہ جملہ اسمیہ، ثم: عاطفہ، ان حرف مشبہ، علینا بطرف مستقر خبر مقدم، حسابہم: اسم مؤخر، ملکہ جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### الغاشیة سے مراد قیامت یا نار جہنم:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿هل اتک حدیث الغاشیة یشک تمہارے پاس اس مصیبت کی خبر آئی جو چھا جائے گی﴾ (الغاشیہ: ۱)۔ اس کی چند وجوہات ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یوم یغشہم العذاب جس دن انہیں ڈھانپے گا عذاب ان کے اوپر﴾ (العنکبوت: ۵۰)۔ قیامت کو اسی نام سے پکارا گیا ہے کیونکہ یہ جب آئے گی تو ہر سمت سے سب کچھ اپنے اندر چھپائے گی۔ (۲)..... یہ مخلوق پراچانک ہی آجائے گی جیسا کہ فرمایا: ﴿افامنوا ان تاتیہم غاشیة من عذاب اللہ کیا اس سے ٹڈر ہو بیٹھے کہ اللہ کا عذاب انہیں آکر گھیر لے﴾ (سوف: ۱۰۷)۔ (۳)..... قیامت اولین و آخرین سب کو چھپائے گی۔ (۴)..... اپنے ہول و شدائد کی وجہ سے سب کو چھپائے گی۔ (۵)..... غاشیہ سے مراد آگ ہے جو کہ کافروں کے چہروں کو جلاد گی اور مراد تمام اہل نار ہیں جو اس عذاب میں مبتلا ہونگے جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وتغشی وجوہہم النار اور ان کے چہرے آگ ڈھانپ لے گی﴾ (ابراہیم: ۵۰)۔ ﴿و من فوقہم غواش اور آگ ہی اوڑھنا﴾ (الاعراف: ۴۱)۔ (۶)..... غاشیہ سے مراد اہل نار ہیں جو اس میں ڈالے جائیں گے اور اس میں ڈالے جانے والے بعض شقی اور بعض سعید ہونگے (کیونکہ سعید اپنے گناہوں کی سزا پا کر بالآخر جنت میں جائیں گے)۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۱۳۸)

### ضریع کی خباثت کے بارے میں اقوال مفسرین:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لیس لہم طعام الا من ضریع ان کے لئے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے﴾ (الغاشیہ: ۶)۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں وہ کھانا جو سوکھ چکا ہو جسے کھایا نہ جاسکے۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ کانٹے دار درخت کھانے کو دیا جائے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ ایسا کانٹے دار درخت جسے اونٹ تری پائے جانے کے وقت میں کھائے اور جب اُس کے حلق میں خشکی ہو تو نہ کھائے۔ بعض نے کہا ہے کہ مراد ایسا خشک درخت ہے جو ناقابل ہضم ہو اور زجاج کے قول کے مطابق عوج نامی درخت ہے۔ خلیل کہتے ہیں کہ ایسا سبز درخت جس کی بدبو پائی جائے۔ ظاہر قول یہ ہے کہ جہنم میں اگنے والا درخت مراد ہے اور اللہ ﷻ ہی بچانے والا ہے اور اُسے جہنم میں اگنے سے اللہ ﷻ ہی عاجز کر سکتا ہے کیونکہ آگ میں درخت اُگنا بظاہر مشکل دکھائی دیتا ہے۔ امام بغوی نے ابن عباس سے ایک قول یوں نقل کیا ہے کہ ضریع جہنم میں نشوونما پانے والا ایسا کانٹے دار درخت ہے جس کی بدبو مردار کی طرح اور حدت و گری جہنم کی آگ کی مانند ہوگی۔ حسن اور ایک جماعت مفسرین کے نزدیک ضریع سے مراد زقوم کا درخت ہے اور ابن جبیر کہتے ہیں کہ مراد آگ کے پتھر ہیں اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ایسی وادی کا نام ہے جہاں کچھ کھانے پینے کا نہ ہو مگر اسی قسم کا کھانا یا یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ وہ جگہ جہاں جہنمیوں کی پیپ ہتی ہو جیسا کہ بیان اللہ ﷻ نے یوں فرمایا: ﴿ولا طعام الا من غسلین اور نہ کچھ کھانے

(روح المعاني، الجزء: ٣٠، ص ٤٥٦)

الغاشية جلد: ۵

## جبریہ فرقے کا رد:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِمُصِيطَرٍّ تَمَّ كَيْفَ أَنْ يَرْضَا مِنْهُمْ﴾ (الغاشیہ: ۲۲)۔ اس آیت مقدسہ میں جبریہ فرقے کا رد پایا جاتا ہے جن کا کہنا یہ ہے کہ انسان مجبور محض ہے، اُسے کسی چیز کا اختیار نہیں، اُس کا مومن و کافر ہونا، نیک یا بد ہونا، فاسق یا غیر فاسق ہونا، سب اللہ ﷻ کے کرنے سے ہوتا ہے۔ اس آیت میں جبریہ فرقے کے اس باطل عقیدے کا رد پایا جا رہا ہے کیونکہ اگر یہی صحیح ہو تو پھر رسولوں کو ہدایت کیلئے بھیجنا اور جنت و دوزخ، جزاء و سزا، دیگر امور کا پایا جانا عبث و بے کار ہو جائے گا۔ جبریہ فرقے کے باطل عقیدے کا رد دیگر آیات میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَمَا آتٰ عَلَيْهِمْ مِنْ جِبَارٍ وَكَيْدٍ﴾ (الغاشیہ: ۱۰)۔ ﴿وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مِنْ فِی الْاَرْضِ..... الْخَ﴾ (الغاشیہ: ۱۱) اور اگر تمہارا رب چاہتا زمین میں جتنے ہیں سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا تم لوگوں کو زبردستی کرو گے یہاں تک کہ مسلمان ہو جائیں (ہوس: ۹۹)۔

## اغراض:

عبر بہا عن الذوات: کل کی تعبیر جزء کے ساتھ کر کے مجاز مرسل مراد لیا گیا ہے، اور ”الوجه“ کو خاص طور پر اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ یہ اعضاء میں سے اشرف ترین جزء ہے اور اس کے ذریعے سب کچھ ظاہر ہو جاتا ہے۔ بالسلاسل والاعلال: زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑے ہونے کے سبب، اور یہ جہنم میں یوں دھنسے ہوئے جیسا کہ اونٹ کیچڑ میں دھنس جاتا ہے، المختصر۔ حسنة: یعنی جن کے چہروں سے حسن و تازگی جھلکے گی، اور ایک قول کے مطابق ﴿ناعجة﴾ بمعنی متعصمہ ہے۔

حسا: یعنی جنت کے درجات ہیں جن میں سے بعض درجے بعض سے اعلیٰ ہیں اور ہر دور درجوں کے مابین آسمان و زمین کے مثل فاصلہ ہے۔ لا عری لها: یعنی ایسے آفتابے میں جنتی نہیں گے جس کے کندے نہ ہوں گے۔ معدة لشربہم: جب کبھی وہ پینے کا ارادہ کریں گے تو وہ پیالوں کو پانی سے بھرا ہوا پائیں گے، اور صحیح قول یہ ہے کہ یہ پیالے اُن کے سامنے موجود ہوں گے جسے دیکھ کر جنتی تلذذ حاصل کریں گے اور ایک قول کے مطابق اُن کی نگاہ کے سامنے ہوں گے جہاں باسانی قدرت حاصل ہو جائے جس کا بیان اس فرمان میں ہے: ﴿قد روبا﴾ تقدیراً۔

طنافس: جمع ہے ”طنفسہ“ کی، تثلیث فاء اور طاء کے ساتھ اور اس میں نوافات ہیں مراد قالین ہیں، اس کو ”سجادة“ بھی کہتے ہیں، یعنی جنت میں بچھے ہوئے قالین کا بیان کیا جا رہا ہے اور اس کے تین نام ہیں: سجادة، طنفسہ اور زربیۃ۔ فیستدلون بها: چونکہ قرآن عرب میں نازل ہوا اور اسی بناء پر اللہ نے خاص طور پر مذکورہ چیزوں کو بیان کر دیا، کہ عرب کے علاقوں میں رہنے والے لوگ اکثر اونٹوں پر سفر کرتے، اُس پر مال لا کر برداری کا کام لیتے اور انسان جب تنہا ہوتا ہے تو تفکر کرتا ہے اس لئے پہلے پہل اُس کی سوچ کو اونٹ کی طرف لے جایا گیا جس پر اُس نے سفر اختیار کیا ہوا ہے، پس جب اوپر کو دیکھتا ہے تو آسمان کے سوا اس کی نظر کہیں نہیں جاسکتی، اور دائیں بائیں دیکھتا ہے تو پہاڑوں کے سوا اُسے کچھ نہیں بھائی دیتا اور نیچے دیکھتا ہے تو زمین کے سوا کچھ نہیں دیکھ سکتا، پس اللہ نے انسان کو تنہائی میں غور و فکر کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور بڑھاپا آنا غور و فکر کرنے کے عمل کو ترک نہیں کرتا۔

دکنا: سے مراد قواعد شرعیہ میں سے کوئی قاعدہ ہے، جو عقیدے میں ضرر نہیں دیتا، علماء ہیئت کہتے ہیں کہ زمین اپنی طبع اور حقیقت کے اعتبار سے ایک گڑھ ہے، جیسا کہ ساتوں آسمان میں بیضہ، زمین کو ہر جانب سے محیط ہے اور عرش آسمان کو ہر جانب سے محیط ہے لیکن اللہ اپنے فضل و کرم سے زمین سے پیداوار نکالتا ہے، اور حیوانات کو اس زمین پر پھیلا دینا بھی اللہ کی رحمت ہے۔ و هذا قبل الامر بالجهاد: آیت مقدسہ ﴿لَسْتُ عَلَيْهِمْ بِمُصِيطَرٍّ﴾ آیت جہاد سے منسوخ ہے۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۲۶۷ وغیرہ)

## سورة الفجر مکیہ او مدنیہ وہی ثلاثون آیتہ

(سورہ فجر کی یاد دہانی ہے جس میں ۳۰ آیات ہیں)

## تعارف سورة الفجر

اس سورت میں ایک رکوع تیس آیتیں، ایک سو انتالیس کلمے، پانچ سو ستانوے حروف ہیں۔ ابتداء اسلام میں کفار نے دلوں کو مسخر کر لینے والی قوت (اسلام) کا صحیح اندازہ نہ لگایا تھا، وہ سمجھتے تھے یہ آواز لوگوں کے عقائد کی پختگی سے ٹکرا کر خود ہی دم توڑ دے گی اور معاملہ ختم ہو جائے گا لیکن نبی کریم ﷺ کی سیرت کی تابانیاں تعصب و ہٹ دھرمی کے سنگین فیصلوں میں شکاف پیدا کرنے لگیں اور کفر و شرک کے بڑے بڑے ستوں گرنے لگے، تو اہل مکہ نے مزید رواداری اور چشم پوشی کا رویہ ختم کر دیا۔ اور لنگوٹے کس کے اسلام کی روانی کو روکنے کے لئے میدان میں نکل آئے اور ہر ایسے شخص پر ظلم و ستم کرتے جو اسلام قبول کر لیتا۔ لیکن اللہ ﷻ اپنے سر فروش اور جانثاروں کی حوصلہ افزائی فرما رہا ہے کہ کفار کی یہ سنگ دلائی حرکات نرا لی نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ بڑے بڑے طاقتور قبائل اور سنگدل حکمرانوں نے اسلام کو حرف غلط کی طرح مٹانے کی کوشش کی مگر عذاب خداوندی نے انہیں نیست و نابود کر دیا۔ اگر مکہ والوں نے یہ روش نہ چھوڑی تو ان کا بھی وہی المناک انجام ہوگا کیونکہ کفار مکہ کا نظریہ تھا کہ جو خوش حال ہے اور باوقار زندگی بسر کر رہا ہے وہ خدا ﷻ کا منظور نظر ہے وہ جو کچھ کر رہا ہے اس کو خدا ﷻ کی رضا حاصل ہے کسی کو اس پر اعتراض کرنے کی ہمت نہیں اور جس کی دنیا میں کوئی قدر و قیمت نہیں، جو غربت کی زندگی بسر کر رہا ہے، وہ خدا ﷻ کی نظروں میں گرا ہوا ہے۔ لیکن وہ اپنے بندوں کو دولت سے مالا مال کر کے آزماتا ہے اور کبھی فقر و فاقہ دے کر بھی آزماتا ہے۔ جس نے اس کی نعمتوں پر شکر کیا اور مصائب میں صبر کا دامن نہ چھوڑا وہ بارگاہ خداوندی میں کامیاب اور سرخرو ہوگا۔

رکوع نمبر: ۱۴

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿وَالْفَجْرِ﴾ (۱) ﴿أَيُّ فَجْرٍ كُلِّ يَوْمٍ﴾ (۲) ﴿وَلَيْالٍ عَشْرٍ﴾ (۳) ﴿أَيُّ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ﴾ (۴) ﴿وَالشَّفْعِ﴾ (۵) ﴿وَالزَّوْجِ﴾ (۶) ﴿وَالْبُتْرِ﴾ (۷) ﴿بِفَتْحِ الْوَاوِ وَكَسْرِهَا لُغَتَانِ الْفَرْدِ﴾ (۸) ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَسِرُ﴾ (۹) ﴿أَيُّ مَقْبِلًا وَمُذْبِتًا﴾ (۱۰) ﴿هَلْ فِي ذَلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ﴾ (۱۱) ﴿عَقْلٍ وَجَوَابٍ الْقَسَمِ مَحْذُوفٍ أَيُّ لَتَعْدِينَ يَا كُفَّارُ مَكَّةَ﴾ (۱۲) ﴿أَلَمْ تَرَ﴾ (۱۳) ﴿تَعْلَمُ يَا مُحَمَّدُ﴾ (۱۴) ﴿كَيْفَ فَعَلَ رَبِّكَ بِعَادٍ﴾ (۱۵) ﴿أَرَمَ﴾ (۱۶) ﴿هِيَ عَادُ الْأُولَىٰ فَإِذَا عَطَفَ بَيَّانٌ أَوْ بَدَلٌ وَمُنِعَ الصَّرْفُ لِلْعَلَمِيَّةِ وَالْثَانِيَةِ﴾ (۱۷) ﴿ذَاتِ الْعِمَادِ﴾ (۱۸) ﴿أَيُّ الطُّوْلِ كَانَ طَوْلُ الطُّوِيلِ مِنْهُمْ أَرْبَعُ مِائَةِ ذِرَاعٍ﴾ (۱۹) ﴿الَّتِي لَمْ يَخْلُقْ مِثْلَهَا فِي الْبِلَادِ﴾ (۲۰) ﴿فِي بَطْنِهِمْ وَقُوتِهِمْ﴾ (۲۱) ﴿وَلِئَمَّا دُخِلَ فِي الْأُتَادِ﴾ (۲۲) ﴿الَّذِينَ طَغَوْا﴾ (۲۳) ﴿لَقَطَعُوا﴾ (۲۴) ﴿الصَّخْرَ﴾ (۲۵) ﴿جَمْعُ صَخْرَةٍ وَاتَّخَذُوا حَبَابًا﴾ (۲۶) ﴿بِالْوَادِ الْقُرَىٰ﴾ (۲۷) ﴿وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ﴾ (۲۸) ﴿كَانَ يَتَدُّ أَرْبَعَةَ أَوْتَادٍ يُشَدُّ إِلَيْهَا يَدَايُ وَرِجْلَايُ مَنْ يُعَذِّبُهُ﴾ (۲۹) ﴿الَّذِينَ طَغَوْا﴾ (۳۰) ﴿تَجَبَّرُوا﴾ (۳۱) ﴿فِي الْبِلَادِ﴾ (۳۲) ﴿فَاكْثَرُوا فِيهَا الْفُسَادَ﴾ (۳۳) ﴿الْقَتْلَ وَغَيْرَهُ﴾ (۳۴) ﴿فَصَبَّ عَلَيْهِمُ رِبْكَ سَوَاطِئَ عَذَابٍ﴾ (۳۵) ﴿إِنْ رِبْكَ لِلْمَرَصَادِ﴾ (۳۶) ﴿يُرْصِدُ أَعْمَالَ الْعِبَادِ فَلَا يَفُوتُهُ مِنْهَا شَيْءٌ لِّسَجَازِهِمْ عَلَيْهَا﴾ (۳۷) ﴿فَمَا لَا لِنَاسٍ﴾ (۳۸) ﴿الْكَافِرُ﴾ (۳۹) ﴿إِذَا مَا بَلَغَ﴾ (۴۰) ﴿اِخْتَبَرَهُ﴾ (۴۱) ﴿رَبُّهُ فَاعْرَمَهُ﴾ (۴۲) ﴿بِالْمَالِ وَغَيْرِهِ﴾ (۴۳) ﴿وَنَعِمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَ﴾ (۴۴) ﴿وَمَا إِذَا ابْتَغَىٰ فَقْدَهُ﴾ (۴۵) ﴿ضَيَّقُ﴾ (۴۶) ﴿عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهْلَنُ﴾ (۴۷) ﴿كَلَّا﴾ (۴۸) ﴿رَدَّ عَ أَيُّ لَيْسَ﴾ (۴۹)



(ترجمہ)

الفجر جلد: ۵

(مسطوح بمعنی نوع ہے) بیشک تمہارا رب نگہبان ہے (بندوں کے اعمال کی نگرانی فرماتا ہے کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں، اللہ ﷻ بندوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دے گا) لیکن آدمی (یعنی کافر آدمی) جب اسے آزمائے (ابعد بمعنی استعبرہ ہے) اس کا رب کہ اس کو جاہ دے (مال وغیرہ دے کر) اور نعمت دے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی اور جب اسے آزمائے (اس کا رب) اور تنگ کرے (قدیر بمعنی ضیق ہے) اس پر اس کا رزق تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے خوار کیا..... یے..... یوں نہیں ("مکلا" حرف ردع ہے یعنی اکرام غنی سے اور احانت فقر سے نہیں یہ تو اطاعت اور نافرمانی سے ہوتی ہیں لیکن کفار مکہ اس پر آگاہی نہیں رکھتے) بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے (مالدار ہونے کے باوجود اس کے ساتھ احسان نہیں کرتے یا معنی یہ ہے کہ تم میراث میں سے اسے اس کا حق نہیں دیتے) اور رغبت نہیں دلاتے (خود اپنے آپ کو اور نہ دوسروں کو) مسکین کو کھلانے کی (طعام بمعنی اطعام ہے) اور کھاتے ہو میراث کا مال (التراث بمعنی میراث ہے) ہپ ہپ (یہ اس لیے فرمایا کہ وہ لوگ میراث میں عورتوں اور بچوں کے حصے کو اپنے حصہ کے ساتھ ملا لیا کرتے تھے یا ان کا مال وہ اپنے مال کے ساتھ ملا لیتے تھے) اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو (کہ تم اسے خرچ نہیں کرتے ہو، جمعا بمعنی کثیر ہے، ایک قرات میں مذکورہ چاروں افعال کو علامت مضارعیاء کے ساتھ پڑھا گیا ہے،..... ۵.....) ہاں ہاں (اس میں انہیں ان افعال سے باز رکھنے کے لیے توبیخ کی گئی ہے) جب زمین ٹکرا کر پاش پاش کر دی جائے (زمین پر زلزلہ طاری کر دیا جائے گا حتیٰ کہ زمین پر ہر عمارت منہدم اور معدوم ہو جائے گی..... ۹.....) اور تیرا رب (یعنی تیرے رب کا حکم) آئے اور فرشتے قطار قطار (صفا بمعنی مصطفین حال ہے، یا یہ بمعنی ذوی صفوف کثیرہ ہے،..... ۱۰.....) اور اس دن جہنم لائی جائے (جہنم کو ہانکا جائے گا اس کی ستر ہزار لگا میں ہوں گی ہر لگام پر ستر ہزار فرشتے ہوں گے اور وہ جوش و غضب میں ہوں گی) اس دن ("یوم منذ" اذا سے بدل ہے اس کا جواب یہ ہے) آدمی (الانسان سے یہاں کافر مراد ہے) سوچے گا (جو تقصیر اس نے کی اسے سمجھے گا) اور اب اسے سوچنے کا وقت کہاں (یہاں استفہام بمعنی نفی ہے، یعنی اب یہ سوچنا اسے نفع نہیں دے گا) کہے گا (اس سوچنے کے ساتھ ساتھ) ہائے کاش ("یلینسی" میں یا توبیہ کے لیے ہے) میں نے آگے بھیجا ہوتا (بھلائی اور ایمان کو) اپنی زندگی کے لیے (آخرت کی اچھی زندگی کے لیے یعنی دنیا میں جیتے جی بھلائی کو آگے کے لیے بھیجا ہوتا) تو اس دن اس کا (یعنی اللہ ﷻ کا) ساعذاب کوئی نہیں کرتا ("یعذب" ذال مکسورہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے یعنی اللہ ﷻ خود انہیں عذاب دے گا) اور (اسی طرح) اس کا سا باندھنا کوئی نہیں باندھتا ("یوثق" کو تاء مکسورہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے ایک قرات میں "یعذب" اور "یوثق" کو ذال مفتوحہ اور تاء مفتوحہ کے ساتھ پڑھا گیا اس قرات کے مطابق "عذابه" اور "وفاقہ" کی ضمیر کافر کے لیے ہوگی اور معنی آیت یہ ہوگا: کافر کو دیئے جانے والے عذاب کی مثل کسی کو عذاب نہ ہوگا اور کافر کو باندھے جانے کی مثل کسی کو نہیں باندھا جائے گا) اے امن والی جان (المطمئنة بمعنی الآمنة ہے، مراد اس سے ایمان والی جان ہے) اپنے رب کی طرف واپس ہو (یہ اس سے بوقت موت کہا جائے گا یعنی اللہ ﷻ کے امر اور ارادے کی طرف واپس ہو) یوں کہ تو راضی (اس کے ثواب سے) پسندیدہ (اللہ ﷻ کے حضور اپنے اعمال کے سبب یعنی نفس مطمئنة ان دونوں اوصاف کی جامع ہوگی، "راضیہ" "مرضیہ" یہ دونوں حال ہیں اور بروز قیامت اس سے فرمایا جائے گا) پھر میرے (جملہ نیک) بندوں میں داخل ہو اور (ان کے ساتھ) میری جنت میں داخل ہو جا..... ۱۱.....

### ﴿ترکیب﴾

﴿و الفجر و لیل عشر و الشفع و الوتر و الیل اذا یسر هل فی ذلک قسم للذی معجر﴾  
و: قسمیہ جار، الفجر: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لیل عشر: جار مجرّب، معطوف اول، و الشفع: معطوف ثانی، و الوتر: معطوف

ثالث، والہیل: معطوف رابع، مکرر مجرور، مکرر فعل محذوف "نقسم" کیلئے ظرف مشتق، اذا: مضاف، ہیسو: اصلہ "ہیسوی" جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکرر ظرف یہ سب، مکرر جملہ فعلیہ قسمیہ، جواب قسم محذوف "لنجازین کل احد ہما عمل" مکرر جملہ قسمیہ، ہل جرف استفہام، فی ذلک: ظرف مشتق خبر مقدم، قسم: موصوف، لہی حجر: ظرف مشتق مفت، مکرر مبتدا مؤخر، مکرر جملہ اسمیہ۔

﴿الم ترکیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التي لم یخلق مثلها فی البلاد وثمرود الذین جابوا الصخر بالواد وفرعون ذی الاوتاد الذین طفوا فی البلاد فاکثروا فیہا الفساد﴾

ہمزہ: حرف استفہام، لم تر: فعل نفی باقاعل، کیف: اسم استفہام حال مقدم، فعل: فعل، ربک: ذوالحال، مکرر قاعل، ب: جار، عاد ارم ذات العماد: مفت، التي: التي لم یخلق مثلها فی البلاد: موصول صلہ، مکرر مفت ثانی، مکرر عاطفہ بیان، مکرر معطوف، و: عاطفہ، ثمرود: موصوف، الذین جابوا الصخر بالواد: موصول صلہ، مکرر مفت، مکرر معطوف اول، و: عاطفہ، فرعون: موصوف، ذی الاوتاد: مفت اول، الذین: موصول، طفوا فی البلاد: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، اکثروا فیہا الفساد: جملہ فعلیہ معطوف، مکرر صلہ، مکرر مفت ثانی، مکرر معطوف ثانی، مکرر مجرور، مکرر ظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ مفعول، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿فصب علیہم ربک سوط عذاب ان ربک لبالمرصاد﴾

ف: عاطفہ، صب علیہم: فعل و ظرف لغو، ربک: فاعل، سوط عذاب: مفعول، مکرر جملہ فعلیہ، ان ربک جرف مشبہ واسم، لام: تاکید یہ، بالمرصاد: ظرف مشتق خبر، مکرر جملہ اسمیہ تعلیلیہ۔

﴿فاما الانسان اذا ما ابتله ربه فاكرمه ونعمه فيقول ربی اكرمن﴾

ف: متائفہ، اما جرف شرط، الانسان: مبتدا، اذا: مضاف، ما: زائد، ابتله ربه: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، فاكرمه: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، نعمه: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکرر مضاف الیہ، مکرر ظرف مقدم، ف: جزائیہ، یقول: فعل "هو" ضمیر قاعل، مکرر جملہ فعلیہ ہو کر قول، ربی: مبتدا، اكرمن: اصلہ "اكرمنى" جملہ فعلیہ خبر، مکرر جملہ اسمیہ مقولہ، مکرر جملہ قولیہ ہو کر خبر، مکرر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف "مهما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزا، مکرر جملہ شرطیہ۔

﴿واما اذا ما ابتله فقد رزقه فیکول ربی اهانن﴾

و: عاطفہ، اما جرف شرط، اذا: مضاف، ما: زائد، ابتله: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، قدر علیہ رزقه: جملہ فعلیہ معطوف، مکرر مضاف الیہ، مکرر ظرف مقدم، ف: جزائیہ، یقول: فعل "هو" ضمیر قاعل، مکرر جملہ فعلیہ ہو کر قول، ربی: مبتدا، اهانن: اصلہ "اهاننی" جملہ فعلیہ خبر، مکرر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، مکرر جملہ قولیہ ہو کر مبتدا محذوف "الانسان" کی خبر، مکرر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف "مهما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزا، مکرر جملہ شرطیہ۔

﴿کلا بل لا تکرمون الیتیم ولا تحضون علی طعام المسکین﴾

کلا: حرف رد و جز، بل: عاطفہ، لا تکرمون الیتیم: فعل نفی باقاعل و مفعول، مکرر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا تحضون: فعل نفی باقاعل، علی طعام المسکین: ظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿وتاکلون التراث اکلا لما وتحبون المال حبا جماع﴾

و: عاطفہ، تاکلون التراث: فعل باقاعل و مفعول، اکلا: موصوف، لما: مفت، مکرر مفعول مطلق، مکرر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، تحبون

المان: فعل بافاعل ومفعول، حبا جمعا، مرکب تو صیغی مفعول مطلق، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿کلا اذا دکت الارض دکا دکا وجاء ربک والملك صفا صفا وجاء یومئذ بهجهم﴾

کلا: حرف روع وزجر، اذا مضاف، دکت: فعل مجہول، الارض: ذو الحال، دکا: مؤکد، دکا: تاکید، مکرر حال، مکرر نائب الفاعل، مکرر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، جاء: فعل، ربک: مفعول، معطوف علیہ، و: عاطفہ، صفا: مؤکد، صفا: تاکید، مکرر حال، مکرر معطوف، مکرر فاعل، مکرر جملہ فعلیہ معطوف، و: عاطفہ، جاء: فعل مجہول، یومئذ: ظرف، بهجهم: ظرف لغو قائم مقام نائب الفاعل، مکرر جملہ فعلیہ معطوف، مکرر شرط۔

﴿یومئذ یعدک الانسان وانی له الذکری یقول یلینتی قدمت لحياتی﴾

یومئذ: ظرف مقدم، یعدک: فعل، الانسان: ذو الحال، و: حالیہ، انی: ظرف متعلق "الاستقرار" مصدر محذوف کیلئے، له: ظرف لغو، مکرر شبہ جملہ ہو کر خبر مقدم، الذکری: مکرر جملہ اسمیہ ہو کر حال، مکرر فاعل، مکرر جملہ فعلیہ جواب شرط، مکرر جملہ شرطیہ، مکرر جملہ شرطیہ، یقول قول، یا: حرف نداء، للتبئیہ، لیتنی: ظرف مشبہ واسم، قدمت لحياتی: جملہ فعلیہ خبر، مکرر جملہ اسمیہ مقولہ، مکرر جملہ متانفہ۔

﴿فیومئذ لا یعذب عذابه احد ولا یوثق وثاقه احد﴾

ف: عاطفہ، یومئذ: ظرف مقدم، لا یعذب: فعل نفی، عذابه: مفعول مطلق، احد: فاعل، مکرر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، لا یوثق: فعل نفی، و: وثاقہ: مفعول، احد: فاعل، مکرر جملہ فعلیہ۔

﴿یا یتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة﴾

یا یتها النفس المطمئنة: نداء، ارجع: فعل امری ضمیر ذو الحال، راضیة مرضیة: حال ان، مکرر فاعل، الی ربک: ظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ مقصود بالنداء، مکرر جملہ فعلیہ نداء۔

﴿فادخلی فی عبدی وادخلی جنتی﴾

ف: عاطفہ، ادخلی: فعل امر بافاعل، فی عبدی: ظرف لغو، مکرر جملہ فعلیہ ماقبل "ارجعی" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، ادخلی: فعل امر بافاعل، جنتی: مفعول بہ، مکرر جملہ فعلیہ ماقبل "ارجعی" پر معطوف ہے۔

## ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

### فجر کی قسم کا بیان:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والفجر اس مچ کی قسم﴾ (الفجر: ۱)۔ اس میں چند وجوہات کا بیان ہے: (۱)..... فجر سے مراد معروف مچ ہے، اللہ ﷻ نے اس کی قسم اس لئے ارشاد فرمائی کہ رات کا مکمل ہونا اور دن کا رونما ہونا ظاہر ہو جائے اور تمام انسانوں اور دیگر حیوانات، پرندے، وحشی جانور رزق کی طلب میں نکلتے ہیں، اور یہ اسی وقت کے مشابہ ہے جس وقت میں مردے اپنی قبروں سے نکلیں گے، اور اس میں غور کرنے والوں کے لئے عبرت کا سامان ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان: ﴿والصبح اذا اسفر اور مچ کی جب اجالا ڈالے﴾ (المدثر: ۳۴)۔ ﴿والصبح اذا تنفس اور مچ کی جب دم لے﴾ (التکوید: ۱۸)۔ ﴿..... الفجر سے مراد نماز فجر ہے کیونکہ اسی نماز سے دن بھر کی نمازوں کا آغاز ہوتا ہے اور اسی وقت میں رات اور دن کے فرشتے بھی جمع ہوتے ہیں یعنی رات والوں کی ڈیوٹی ختم اور دن والوں کی شروع ہوتی ہے، جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان قرآن الفجر کان مشہودا بیک مچ کے قرآن میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں﴾ (الاسراء: ۷۸)۔ یعنی دن و رات کے فرشتے مچ کی قرأت کے وقت میں جمع ہوتے ہیں۔



☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تمہارے پاس رات اور دن کے فرشتے باری باری آتے ہیں اور فجر اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں، پھر رات کے فرشتے اللہ ﷻ کے پاس پہنچتے ہیں، اللہ ﷻ ان سے سوال کرتا ہے کہ میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا حالانکہ اللہ ﷻ سب کچھ جانتا ہے، فرشتے کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتا ہوا چھوڑا ہے اور جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز ادا کر رہے تھے۔“

(صحیح البخاری، کتاب مواقیح الصلوۃ، باب: فضل صلوۃ العصر، رقم: ۵۵۵۰، ص ۹۲)

(۳)..... اس سے مراد کوئی معین فجر ہے جیسا کہ ایک قول یومِ نحر کی فجر ہے، اور یہ ملتِ ابراہیمی کے مناسک میں سے ایک خاص امر ہے اور کیونکہ اس دن لوگ اللہ ﷻ کا قرب خاص حاصل کرنے کے لئے قربانی پیش کرتے ہیں اور مسلمان اس قربانی کو ترک نہیں کرتے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَفِدْيَتُهَا بِذَبْحٍ عَظِيمٍ﴾ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسے بچالیا (نصف: ۱۰۷)۔

(۴)..... اس سے مراد ذی الحجہ کی فجر ہے، کیونکہ ﴿الفجر صبح کی قسم﴾ (نفسر: ۱) کا قول ﴿ولیل عشر اور دس راتوں کی قسم﴾ (نفسر: ۲) سے ملا ہوا ہے، کیونکہ یہ دس معظم راتوں کا پہلا دن ہے۔

(۵)..... مراد محرم کی فجر ہے، اللہ ﷻ نے اس کی قسم اس لئے ارشاد فرمائی کیونکہ یہ اسلامی سال کی سب سے پہلی فجر ہے اور اس حیثیت سے کئی امور اسی کی بناء پر طے پائے جانے ہیں جیسا کہ حج، رمضان، زکوٰۃ، چاند کے حساب کتاب، اور حدیث میں ہے کہ: ”اللہ ﷻ کے نزدیک مہینوں میں ماہِ محرم الحرام عظیم ترین ہے۔“

(الترغی، ج ۱۱، ص ۱۴۸ وغیرہ)

### دس راتوں کی قسم کے بیان میں اقوالِ مفسرین و احادیث:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ولیل عشر اور دس راتوں کی قسم﴾ (نفسر: ۲)۔ اس کی چند وجوہات ہیں: (۱)..... ذی الحجہ کی دس رات قربانی کے ایام کو مشغول کئے ہوئے ہیں (کہ ان راتوں میں لوگ قربانی پیش کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہوتے ہیں)، اور یہ بھی کہ کوئی عمل صالح ایسا نہیں ہے جو ان دس ایام سے افضل ہو۔ (۲)..... مراد محرم کا پہلا عشرہ ہے، اور خاص طور پر دس راتوں کا ذکر کرنا اس عشرے کی ابتداء سے انتہاء تک کی خوبی بیان کرنا ہے اور ان ایام کے شرف پر تعبیر کرنا ہے اور یومِ عاشوراء اور اس دن کا روزہ، اس کے بارے میں احادیث مروی ہیں۔ (۳)..... اس سے رمضان کے آخری دس دن مراد ہیں، یعنی رمضان کا آخری عشرہ مراد ہے۔ اللہ نے اس کے شرف کے باعث اس کا خاص طور پر ذکر فرمایا کیونکہ اس میں شبِ قدر بھی ہوتی ہے جیسا کہ حدیث میں بھی ہے: ”رمضان کے آخری عشرے کی طلب میں کوشش کرو۔“

(الترغی، ج ۱۱، ص ۱۴۹)

امام طبری لکھتے ہیں: مسروق کہتے ہیں کہ دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں، جس میں اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ ﷺ سے وعدہ فرمایا تھا۔ مجاہد کہتے ہیں کہ ان دس راتوں سے بڑھ کر کوئی دس راتیں افضل نہیں ہیں جس کی تکمیل کا وعدہ اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ ﷺ سے فرمایا۔

(الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۲۰۵)

### طاق و جفت کی قسم کا بیان:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والشفع والوتر﴾ اور جفت اور طاق کی (نفسر: ۳)۔ اس بارے میں اقوال متعدد ہیں: (۱)..... الشفع سے مراد یوم النحر ہے، جب کہ الوتر سے مراد یومِ عرفہ ہے۔ (۲)..... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ الشفع سے مراد یومِ ذی الحجہ ہے جب کہ الوتر سے مراد یومِ عرفہ ہے، جب کہ انہیں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ الشفع سے مراد یوم النحر ہے جب کہ الوتر سے مراد یومِ عرفہ ہے۔ (۳)..... عکرمہ کہتے ہیں کہ الشفع سے مراد یومِ نحر ہے جب کہ الوتر سے مراد یومِ عرفہ ہے۔

عرفہ ہے، انہی سے ایک قول یہ ہے کہ الشفع سے مراد یوم الاثنی جب کہ الوتر سے مراد یوم عرفہ ہے۔ (۴)..... الشفع ہے مراد یوم نحر کے بعد کے دو دن ہیں جب کہ الوتر سے مراد اس کے بعد کا تیسرا دن ہے۔ (۵)..... الشفع سے مراد تمام مخلوق اور الوتر سے مراد اللہ کی ذات پاک ہے۔ (۶)..... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ وتر ہے اور تم شفع ہو، پس صبح کی نماز شفع (جنت) کہلاتی ہے اور مغرب کی نماز وتر (طاق) کہلاتی ہے۔ (۷)..... مجاہد کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی تمام مخلوق بھٹ ہے جیسے آسمان وزمین، خشک وتر، جن وانس، سورج و چاند، پس اللہ ﷻ ایک ہے۔ (۸)..... مجاہد ہی سے مروی ہے کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا ذُوحُسَيْنٍ وَأُورْهُمَ﴾ ہر چیز کے دو جوڑے بنائے (النہر: ۱۹) ﴿فَرَمَا كُفْرًا وَإِيمَانًا، سَعَادَاتٍ وَشَقَاوَاتٍ، حُدَايَاتٍ وَكُرَاهِيَّاتٍ رَاتٍ وَدُنَّ، آسَمَانَ وَزَمِينَ، جَنِّ وَأَنَسَ، وَأَوَّلَ اللّٰهِ ﷻ وَتَرْتِیْنِ﴾ ایک ہے۔ (۹)..... فرض نمازوں میں بعض بھٹ ہیں اور بعض طاق ہیں، پس نماز فجر و ظہر بھٹ ہیں جب کہ نماز مغرب طاق رکعت ہیں۔

(الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۳۰۶ وغیرہ)

### رات کی قسم کا بیان:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَاللَّیْلُ إِذَا یَسُرُّ أَوْرَاتٍ﴾ اور رات کی جب چل دے (النہر: ۱) ﴿فَقَادَهُ﴾ کہتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب وہ رات آئے، یہاں رات کو یسر کے ساتھ مقید کیا ہے کیونکہ اس کے پلٹنے میں اللہ ﷻ کی کمال قدرت اور نعمتوں کی زیادتی پر دلالت ہوتی ہے۔ مجاہد و عکرمہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد مزدلفہ کی رات ہے۔ (المظہری، ج ۷، ص ۴۰۱)

علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی لکھتے ہیں: یعنی وہ رات جو چلی جائے گزر جائے، ایک قول یہ بھی ہے کہ نئی آنے والی رات مراد ہے۔ ایک قول کے مطابق ہر رات مراد ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ مزدلفہ کی رات یعنی یوم نحر کی رات مراد ہے جس میں لوگ عرفات سے مزدلفہ کی جانب چل پڑتے ہیں اور صبح طلوع ہونے تک مزدلفہ میں رہتے ہیں (اور مزدلفہ میں نماز فجر کی ادائیگی کے بعد منی میں رمی کر کے قربانی و حلق کرتے ہیں)۔

(الحازن، ج ۴، ص ۴۲۴)

### متذکرہ آیات کے تحت قوم عاد و ثمود کا بیان:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الْمَ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ﴾ ارم ذات العمداء کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے عاد کے ساتھ کیا کیا وہ ارم حد سے زیادہ طول والے (النہر: ۷۸) ﴿یہاں عاد سے مراد عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ہیں اور عادان کے قبیلے کا بھی نام ہے جس کا بیان اللہ ﷻ نے یوں فرمایا: ﴿وَإِنَّمَا أَهْلَكَ عَادَ الْأُولَىٰ﴾ اور یہ کہ اسی نے پہلے عاد کو ہلاک فرمایا (النہر: ۵۰) ﴿اِرم سے مراد عاد کا جد ہے جو کہ نسب میں مذکور ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ عاد اپنے جد اعلیٰ کے نام کے مطابق ارم سے پکارے جاتے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ ارم سے مراد قوم عاد کا کوئی قبیلہ ہے جس میں بادشاہی نظام تھا۔ ایک قول کے مطابق عاد کا نسب یوں ہے: ارم بن عاد بن شیم بن سام بن نوح ہے۔ کبھی کہتے ہیں ارم قوم عاد و ثمود کے مجموعی نسب کا نام ہے جو کہ اہل سواد و اہل جزیرہ کے لوگ کہلاتے ہیں، پس عاد ارم اور عاد و ثمود کہا جاتا تھا تو عاد و ثمود ہلاک ہو گئے اور اہل سواد اور الجزیرہ باقی رہ گئے۔ سعید بن مسیب ؓ کہتے ہیں کہ ارم ذات العمداء سے مراد دمشق یا ایک قول کے مطابق اسکندریہ کے لوگ ہیں اور یہ قول ضعیف ہے کیونکہ عاد کی منازل عمان سے حضرموت کی طرف چلی جاتی ہیں، اور مراد بلاد مال اور احقاف ہیں۔

(الحازن، ج ۴، ص ۴۲۴)

### فرعون کی سزا دینے کی کیفیت کا اجمالی خاکہ:

۶..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَفِرْعَوْنَ ذِی الْأَوْتَادِ الَّذِیْنَ طَغَوْا فِی الْبِلَادِ فَاكْثَرُوا فِیْهَا الْفِسَادَ﴾ اور فرعون کو چومنا کرتا (سخت سزائیں دیتا) جنہوں نے شہر میں سرکشی کی پھر ان میں بہت فساد پھیلایا (النہر: ۱۲۸) ﴿فرعون حد سے بڑھ گیا،

لوگوں پر ظلم و زیادتی کرنے لگا۔ ﴿یسو مونکم سوء العذاب یذبحون اہلکم ویسعیون لسانکم و فی ذلکم ہلاہ کہ وہ تم پر برا عذاب کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے اور اسی میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی بلا لگی (یا بڑا انعام)﴾ (سفرہ: ۷۹) عذاب سب ہی برے ہوتے ہیں لیکن سوء العذاب وہ عذاب کہلائیگا جو سب سے زیادہ سخت ہو۔ حضرت وہب بن منہ فرماتے ہیں: ”بنی اسرائیل فرعون کی خدمت بجالانے کے اعتبار سے کئی اقسام میں منقسم تھے، ان میں سے طاقتور و توانا افراد کا ایک گروہ پہاڑوں سے پتھر کاٹا تو دوسرا گروہ فرعون کے محلات کی تعمیر کرنے کے لئے ان پتھروں اور مٹی وغیرہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا، تیسرا گروہ مٹی سے اینٹیں بنا کر انہیں پختہ بناتا، ایک گروہ بڑھی کا کام کرتا تو ایک لوہے کا کام سرانجام دیتا۔ پس ان میں سے جو کمزور ہوتے ان پر فرعون نے جزیہ مقرر کر رکھا تھا، نیز بنی اسرائیل کی عورتیں فرعون کے لئے ریشم کات کر اس سے کپڑا بناتی تھیں۔

(الحمل، ج ۱، ص ۷۵)

### آزمائش نعمت دے کر اور لے کر ہونا:

جے..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فاما الانسان اذا ما ابتله ربہ فاكرمه ونعمه فيقول ربی اكرمن واما اذا ما ابتله فقد رزقه فليقول ربی اهانن لیکن آدمی تو جب اس کو اس کا رب آزمائے کہ اس کو جاہ اور نعمت دے جب تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی اور آزمائے اور اس کا رزق اس پر تنگ کر دے تو کہتا میرے رب نے مجھے خوار کیا﴾ (النعر: ۱۶ تا ۱۷) حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد کافر ہے، یعنی عتبہ بن ربیعہ یا ابو حذیفہ بن المغیرہ۔ ایک قول کے مطابق امیہ بن خلف مراد ہے اور ایک قول ابی بن خلف کا بھی ہے۔ ابتلائے آزمائش سے مراد یہ ہے کہ اللہ ﷻ امتحان میں ڈال دے اور کسی نعمت کے ذریعے آزمائے۔ پھر فرمایا: ﴿فاكرمه ونعمه اس کو جاہ اور نعمت دے﴾ یعنی مال کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کرے یعنی مال میں زیادتی کر دے۔ فرمایا: ﴿فليقول ربی اكرمن جب تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی﴾ کہ مال میں خوش ہو جائے اور اللہ ﷻ کی حمد و ثناء سے دور ہو جائے۔ پھر فرمایا: ﴿واما اذا ما ابتله اور اگر آزمائے﴾ یعنی فقر اور آزمائش میں مبتلا کرے، رزق تنگ کر دے اور مقدار رزق میں کمی کر دے تو کہتا ہے: ﴿فليقول ربی اهانن تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے خوار کیا﴾ یعنی میرے رب نے میری اہانت کی ہے اور یہ کافر کی ہی صفت ہو سکتی ہے جو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا منکر ہوتا ہے کیونکہ اُس کے نزدیک کرامت و شرف فقط دنیاوی مال و اسباب ہی ہوتا ہے اور اسی کی کمی بیشی سے وہ حساب لگاتا ہے اور مومن کا معاملہ برعکس ہے کیونکہ اس کے نزدیک کرامت یہ ہے کہ اللہ ﷻ اُسے اپنی عبادت کی توفیق دے دیتا ہے اور آخرت کے لئے اعمال و خیرہ کرنے کی سعادت عطا فرمادیتا ہے، اور جب اُس پر دنیا وسیع ہوتی ہے تو اللہ ﷻ کی حمد و شکر میں زندگی گزارتا ہے۔ میں (علامہ قرطبی) یہ کہوں گا کہ مذکورہ بالا دونوں آیات کافروں کی صفت ہیں اور کثیر مسلمان بھی ایسے ہیں کہ جو اللہ ﷻ کی کرامت اور فضیلت کو مال کے کم و زیادہ ہونے پر تولتے ہیں اور ایسا وہی مسلمان کرتے ہیں جو جاہل ہوتے ہیں۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۴۷)

### آزمائش کے چار اسباب کا ذکر:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿كلا بل لا تكرمون الیتیم ولا تحضون علی طعام المسکین وناكلون الثراث اكلا لما و تحبون المال حبا جما یوں نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دیتے اور میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو﴾ (النعر: ۱۷ تا ۲۰) جن چار اوصاف کو اللہ ﷻ نے خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے ان کی درج و جواہات ہیں: (۱)..... یتیم کی نگریم نہ کرنے سے گویا کہ بھلائی سے خود کو محروم کر لیتا

ہے، چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَلَا تَحْضُونِ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ﴾ اور آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دیتے (الفجر: ۱۸)۔ (۲)..... میراث میں یتیم کا ثابت ہونے والا حق مار لیتا ہے اور اس کی جانب اشارہ اس آیت میں ملتا ہے: ﴿وَتَاكُلُونَ التَّرَاثَ أَكْلًا لِّمَا﴾ اور میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو (الفجر: ۱۹)۔ (۳)..... یتیم سے مال ہتھیا لیتا ہے جس کی جانب اشارہ اس آیت مقدسہ میں ہے: ﴿وَتَحْضُونَ الْمَالَ حَبَا جَمًا﴾ اور مال کی نہایت محبت رکھتے ہو (الفجر: ۲۰)۔ یعنی یتیم کا مال لے کر اُسے اپنے مال میں ملا لیتا ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَا تَحْضُونَ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ﴾ اور آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کے کھلانے کی رغبت نہیں دیتے (الفجر: ۱۸)۔ مقاتل کہتے ہیں کہ مسکین کو کھانا نہیں کھاتا اور نہ ہی اس کا حکم کرتا ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿إِنَّهُ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَلَا يَعْصِي عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ﴾ بیشک وہ عظمت والے اللہ پر ایمان نہ لاتا تھا اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہ دیتا (الحق: ۳۴، ۳۳)۔ (۴)..... زواج کہتے ہیں کہ یہ لوگ یتیم کا مال اسراف کرتے ہوئے کھا لیتے تھے، جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿وَتَاكُلُونَ التَّرَاثَ أَكْلًا لِّمَا﴾ اور میراث کا مال ہپ ہپ کھاتے ہو (الفجر: ۱۹)۔ یعنی یتیموں کا مال وراثت ہڑپ کر جاتے اور حسن کہتے ہیں کہ وارث کو وارثت میں سے حصہ نہ دیتے اور اپنے حصے اور یتیم کے حصے کو جمع کر لیتے۔ (۵)..... میت کے مال سے بچ جانے والا مال چہ جائے کہ حرام ہو یا حلال، شبہ کا ہی کیوں نہ ہو سب کو ملا کر ایک کر لیتے اور کھا جاتے۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۵۷ وغیرہ)

### زمین کا پاش پاش ہو جانا:

۹..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿إِذَا دَكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا﴾ جب زمین ٹکرا کر پاش پاش کر دی جائے گی (الفجر: ۲۱)۔ یعنی زمین میں جب زلزلہ آئے گا، تو ایک کے بعد دوسرا جھٹکا اور زمین حرکت کرنے لگے گی اور پہاڑ ٹوٹ کر چکنا چور ہو جائیں گے اور منہدم ہو جائیں گے اور سب کچھ ملیا میٹ ہو جائے گا۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ دنیا ختم ہو جائے گی، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ﴾ تب تبعا الرادفة کہ کافروں پر ضرور عذاب ہوگا جس دن تم قرقرائے گی تم قرقرانے والی اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی (الاسرا: ۷۶)۔ ﴿وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً﴾ اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر دفعہ چور کر دیئے جائیں (الحق: ۱۰)۔ ﴿إِذَا رَجَّتِ الْأَرْضُ رَجًا﴾ و بست الجبال بسا اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے چور ہو کر (الوقعة: ۵)۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۵۸)

### رب العالمین کا آنا اور فرشتوں کا صف بصف ہونا:

۱۰..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ اور تمہارے رب کا حکم آئے اور فرشتے قطار قطار (الفجر: ۲۲)۔ اللہ ﷻ کے آنے کی کچھ توجیہات امام فخر الدین رازی نے بیان کی ہیں جو کہ یہ ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ کا امر یعنی حساب کتاب اور جزا و سزا کا حکم آئے گا۔ (۲)..... تیرے رب ﷻ کا قہر آئے گا جیسا کہ بنو امیہ پر آیا تھا۔ (۳)..... تیرے رب ﷻ کی بڑی بڑی نشانیاں ظاہر ہوں گی جیسا کہ قیامت ہی کو لیجئے کہ یہ بھی اللہ کی عظیم نشانی ہے، اور یہ نشانیاں اللہ ﷻ کی شان عظمت کی دلیل ہوتی ہیں۔ (۴)..... تیرے رب کی ذات کا ظہور ہوگا، اور اللہ ﷻ کی معرفت کے حوالے سے جن اذہان میں جو بھی شکوک و شبہات ہونگے رفع ہو جائیں گے۔ (۵)..... اللہ ﷻ کی نشانیاں، اس کے قہر و غضب و ہیبت کا تسلط اور آثار کا ظہور ہوگا۔ (۶)..... اللہ ﷻ ہی پالنے والا ہے، اور ہو سکتا ہے کہ ملک سے مراد عظیم فرشتہ ہو جو کہ سید عالم ﷺ کا مربی ہو اور یہاں بھی مراد ہو اور اسی کے حوالے سے ﴿جَاءَ رَبُّكَ﴾ کہا گیا ہو۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۵۹)



☆..... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جہنم کو گھسیٹ کر لایا جائے گا، اس کے ستر ہزار گام ہونگے اور ہر گام کو ستر ہزار فرشتے گھسیٹ کر لائیں گے“۔ (سنن الترمذی، کتاب صلفہ جہنم، باب ما جاء فی صلفہ النار، رقم: ۲۵۸۲، ص ۷۴۱)

### اطمینان والے نفس پر انعام و اکرام :

۱..... نفس کے اطمینان میں ہونے کی کچھ وجوہات ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ مومنین سے فرمائے گا اے اطمینان والی نفس! اور ایسا مومن کے اکرام کی وجہ سے ہوگا جیسا کہ حضرت موسیٰ ﷺ کے ساتھ اکرام کیا گیا یا فرشتے کی بزبانی یہی حکم کیا جائے گا، تقدیر عبارت یہ ہے کہ اگر نفس مطمئن ہوگی تو وہ اللہ ﷻ ہی کی جانب لوٹے گی۔ (۲)..... اطمینان سے مراد استقرار اور ثبات ہے، اور اس کی بھی کچھ وجوہات ہیں۔ (۳)..... نفس کو یقین کلی حاصل ہوتا ہے اور کسی قسم کا شک نہیں ہوتا اور یہی مراد اللہ ﷻ کے اس فرمان میں بھی ہے: ﴿وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قُلُوبِي﴾ مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے (البقرہ: ۲۶۰)۔ (۴)..... نفس ایسے امن میں ہوگی جسے کسی قسم کا کوئی خوف ہی نہ ہوگا اور نہ ہی حزن ہوگا، اور یہ اس وقت ہوگا جب بندے کی روح قبض کرنے کا معاملہ ہوگا اور گویا اُسے یوں فرمایا جا رہا ہوگا: ﴿الَا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَابْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾ کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا (حم سجدہ: ۲۰)۔ یا یہی خطاب قبر سے اٹھتے وقت ہوگا یا جنت میں داخل ہوتے وقت میں ہوگا۔ (۵)..... یہ تاویلات حق و صواب پر مبنی ہیں کیونکہ اسی کی جانب اللہ ﷻ کا فرمان دال ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿الَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے (الرعد: ۲۸)۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۱۶)

امام قرطبی لکھتے ہیں: ﴿يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اطمَئِنِّي اطمَئِنِّي اطمَئِنِّي﴾ والی جان (الفجر: ۲۷) کا قول فرشتوں کا ہوگا جو اللہ ﷻ کی جانب سے اُس کے دوستوں کو کیا جائے گا، اور نفس مطمئنہ سے مراد نفس ساکنہ موقنہ ہے، کہ اللہ ﷻ نے اُسے ساکن رکھا ہے، یہ قول مجاہد وغیرہ کا ہے۔ ابن عباس کا قول ہے کہ نفس مطمئنہ سے مراد وہ نفس ہے جو اللہ ﷻ کی جانب سے حصول ثواب پر اطمینان پاتی ہے۔ اور ایک قول کے مطابق مطمئنہ بمعنی مومنینہ ہے۔ مجاہد کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ ﷻ کی قضاء پر راضی رہنے والی نفس مراد ہے اور اُسے وہی کچھ پہنچا ہے جو اُس نے کیا۔ مقاتل کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کے عذاب سے امن حاصل کرنے والی نفس مراد ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ جو اللہ ﷻ نے اپنی کتاب میں وعدہ کیا تھا اس پر یقین ہونا مراد ہے۔ ایک قول کے مطابق وہ نفس مراد ہے جو اللہ ﷻ کی یاد میں اطمینان حاصل کرتی ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللَّهِ﴾ وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں (الرعد: ۲۸)۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جو ایمان کے ساتھ مطمئن ہو اور بعث بعد الموت اور ثواب کی تصدیق کرنے۔ ابن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نفس مطمئنہ وہ ہوتی ہے جو موت کے وقت جنت کی خوشخبری سامت کرے اور بعث بعد الموت کے وقت، یا قیامت کے دن میں یہی خوشخبری پائے۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۵۲)

قدما کے قول کی تردید ہونا: قدما کا کہنا ہے کہ نفوس ازلی ہیں، اور انہوں نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے: ﴿وَارْجِعْنِي اِلٰى رَبِّكَ﴾ اپنے رب کی طرف واپس ہو (الفجر: ۲۸)، پس قدما کہتے ہیں کہ نفوس ابدان سے پہلے موجود تھیں۔ جانا چاہیے کہ یہ کلام کب معرض وجود میں آئے گا، اس کی دو وجوہات ہیں: (۱)..... یہ کلام موت کے وقت ہوتا ہے، اور یہاں یہ بات زیادہ قوی تر معلوم ہوتی ہے کہ ارواح اجسام سے مقدم ہیں، اور اگر ایسا نہ ہوتا تو انہیں مقدم ذکر نہ کیا جاتا۔ (۲)..... یہ کلام مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے یا قیامت کے وقت میں پایا جائے گا، اور معنی یہ ہے کہ اپنے رب ﷻ کے ثواب کی جانب لوٹ جاؤ، اور تیرے بندوں کی فہرست میں داخل ہو جاؤ اور اُس بدن میں دوبارہ داخل ہو جاؤ جس سے نکل گئی۔ یہاں ایک یہ بھی سوال رونما ہوتا ہے اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿وَالْحٰی

دیکھ میں الی انتہاء کے لئے آتا ہے، چنانچہ اس کا جواب یہ ہوگا کہ اپنے رب ﷻ کے حکم کی جانب لوٹ جاؤ، یا اپنے رب ﷻ کے ثواب کی جانب یا اپنے رب ﷻ کے احسان کی جانب لوٹ جاؤ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں انتہاء غایت اور انقطاع حرکات کی جانب اشارہ ہے، اور اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿راضیہ مرضیہ﴾ سے مراد یہ ہے کہ ثواب اور دنیا کے اعمال پر راضی ہوتے ہوئے، اور یہی اس آیت کی تفسیر میں بہترین نکتے پر دلیل ہے، روایت کی جاتی ہے کہ ایک شخص نے سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں اس آیت کی تلاوت کی تو ابو بکر نے کہا: یہ کیا ہے اچھی آیت ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”فرشتے نے بھی یہی کہا ہے“۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۶۱ وغیرہ)

امام قرطبی لکھتے ہیں: ﴿قد خلی فی عبدی وادخلی جنتی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہوا اور میری جنت میں﴾ (النمر: ۳۰، ۲۹)

ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ معاملہ قیامت کے دن ہوگا، اور ضحاک اور جمہور کا قول یہ ہے کہ جنت دارالخلد ہے جو کہ ابدار کا مسکن ہے اور صالحین کا ٹھکانہ ہے اور عبادی سے مراد صالحین ہیں۔ ایک قول کے مطابق عبادی سے مراد حزبی ہے، یعنی میرے سلوک میں شامل ہو جاؤ

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۵۴)

### اغراض:

ای عشر ذی الحجۃ: اس رات کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ رات سال بھر کی رات میں افضل ترین ہے، مفسر کے اقوال میں سے ایک قول یہی ہے، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مراد رمضان کے آخری عشرے کی رات ہے یا محرم کی دس تاریخ ہے۔ مقبلاً: یعنی دن کا گزر جانا اور ”مدبراً“، یعنی دن کا قریب ہونا، اور اس میں ”لیل“ کا آسانی سے گزرتا مراد ہے، اور ایک قول کے مطابق اسناد السری سے مراد عجاز عقلی والی نسبت ہے یعنی مراد اسناد زمانی ہے اور اس میں بھی ”یسر“ کا معنی پایا جاتا ہے اور تمام اقوال صحیح ہیں۔ عقل: ﴿حجر﴾ کو عقل سے اس لئے تعبیر کیا ہے، کیونکہ عقل انسان کو قباغ سے روکتی ہے۔ کان طول الطویل: یعنی لمبے قد والے، کازرونی کہتے ہیں کہ اُن میں لمبے قد پانچ سو ذراع تھے، اور چھوٹے قد تین سو ذراع تھے، ابن عربی کہتے ہیں یہ قول باطل ہیں اور صحیح یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ساٹھ ہاتھ تک لمبا قد عطا فرمایا اور اُن کے سوا کسی کو آج تک اتنا لمبا قد نہ دیا۔ اور قتادہ کہتے ہیں کہ اُن کے قد بارہ ہاتھ تک تھے۔ (ذراع سے مراد سید عالم ﷺ کا ہاتھ مبارک مراد ہے، کما قال المظہری)۔ واثخذوها بیوتاً: مراد پہاڑوں میں چٹانیں کاٹ کر گھر بنانا ہے، روایت میں ہے کہ انہوں نے ایک ہزار سات سو شہر پتھروں سے بنائے اور ایک قول کے مطابق سات ہزار شہر پتھروں سے بنا کر آباد کئے۔ بالمال وغیرہ: سے مراد جاہ و منصب اور اولاد ہے۔ ای اطعام: میں اس جانب اشارہ ہے کہ الطعام مصدر بمعنی الاطعام ہے، اور اسمیں یتیم پر شفقت کرنے کا بیان پایا جا رہا ہے اور اُسے کھانا کھلانے کی ترغیب بھی ہے جو کہ بہت بڑی فضیلت و خصلت کا باعث ہے۔ ردع لہم عن ذلک: مراد مال کا جمع کرنا اور اُس سے محبت کرنا ہے، اور یتیم کا اکرام نہ کرنا بھی شامل ہے۔ لہا زلیو: سے مراد بہت تیز آواز ہے۔ الخیر والایمان: میں اس جانب اشارہ ہے کہ مفعول ﴿قدمت﴾ کا محذوف ہے۔ ای لا یسکله الی غیرہ: یعنی اللہ کے سوا کوئی عذاب کا حکم نہ کر سکے گا اور یہاں ”بالغیر“ سے فرشتوں کے علاوہ مراد ہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ فرشتوں کو عذاب دینے پر مومکل بنائے ہوئے ہے، اور فرشتے اللہ کے حکم سے بندوں کو عذاب کرتے ہیں، اور ایک تاویل یہ بھی کی گئی ہے کہ اللہ کی مخلوق میں کسی کو بھی ایسا عذاب نہ ہوگا جیسا عذاب کافروں کو ہوتا ہے اور ایسا ”وفاق“ کسی کے ساتھ نہیں جیسا کہ کافروں کے ساتھ کیا گیا ہے اور تمام اقوال درست ہیں۔ وہی المومنة: عباد کہتے ہیں کہ مراد وہ مومنین ہیں جو اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں کہ انہیں اُن کی خطا کے بغیر کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی، ایک قول کے مطابق مراد وہ نفوس ہیں جو اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں، مزید اقوال ماقبل حاشیہ نمبر ”۱۱“ میں دیکھ لیں۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۲۷۱ وغیرہ)

## سورة البلد مکیہ وھی عشرون آیت

(سورہ بلد کی ہے جس میں ۲۰ آیتیں ہیں)

## تعارف سورة البلد

اس سورت میں ایک رکوع، بیس آیتیں، بیس کلمات، تین سو بیس حروف ہیں۔ اس سورت میں قسم کھا کر خبردار کیا گیا کہ تمہارا یہ خیال کہ تم اتنے طاقتور ہو کہ تم پر کسی کا زور نہیں، تم فضول باتوں میں اور جھوٹی نمود کے لئے اپنا روپیہ پانی کی طرح بہاتے رہو اور اس پر فخر کرتے ہو۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جس نے تمہیں یہ رزق دیا ہے وہ تمہاری ان حرکتوں سے باخبر نہیں ہے؟ کیا اسلام دین فطرت نہیں ہے؟ بلکہ اسلام جسمانی اور روحانی دونوں کی طرف یکساں توجہ مبذول کرتا ہے اور انسان کو مادی لذتوں میں کھوجانے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔ مزید یہ ہے کہ اعضاء اور جوارح کا ذکر کرنے کے بعد جو انسان کو اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لئے ہیں اسے تنبیہ کی جارہی ہے کہ جو تم کو قوت پرواز دی گئی ہے اس سے کام لیتے ہوئے تمہارا فرض ہے کہ اخلاق کی بلندیوں کو سر کرنے کے لئے کوشاں رہو۔ اس مقصد کے لئے ان اعمال حسنة کا بھی ذکر فرمایا کہ غلاموں کو آزاد کرنا، قحط سالی میں فاقہ زرہ لوگوں کی مدد کرنا، یتیموں اور مسکینوں پر شفقت کرنا، اور ایمان کے چراغ کو روشن رکھنا خود صبر کرنا، اور دوسروں کو صبر کی تلقین کرنا، یہ وہ اعمال ہیں جن کی وجہ سے انسان اپنی منزل پالیتا ہے

رکوع نمبر: ۱۵

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿لَا زَايِدَةَ﴾ اقسام بهذا البلد ﴿۱﴾ ﴿مَكَّةَ﴾ وَاَنْتَ ﴿يَا مُحَمَّدُ﴾ ﴿حَلَّ﴾ ﴿حَلَّ﴾ ﴿بِهَذَا الْبَلَدِ﴾ ﴿۲﴾ ﴿بَانَ يُحَلِّ لَكَ فَتَقَاتِلَ فِيهِ وَقَدْ اَنْجَزَلَهُ هَذَا الْوَعْدُ يَوْمَ الْفَتْحِ فَالْجُمْلَةُ اِغْتِرَاضُ بَيْنَ الْمُقَسِّمِ بِهِ وَمَا عَطَفَ عَلَيْهِ﴾ ﴿وَوَالِدَ﴾ اَيَّ اَدَمَ ﴿وَمَا وَلَدَ﴾ ﴿۳﴾ اَيَّ ذُرِّيَّتِهِ وَمَا بِمَعْنَى مَنْ ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ﴾ اَيَّ الْجِنْسِ ﴿فِي كَبَدٍ﴾ ﴿۴﴾ نَصَبٌ وَشِدَّةٌ يَكَايِدُ مَصَائِبَ الدُّنْيَا وَشَدَائِدَ الْاٰخِرَةِ ﴿اِيْحَسِبَ﴾ اَيَّ اَيُّظُنُّ الْاِنْسَانُ قُوَى قُرَيْشٍ وَهُوَ اَبُو الْاَشْدَنِ بِقَوْلِهِ ﴿اِنْ﴾ مُخَفِّفَةٌ مِنَ الثَّقِيلَةِ وَاسْمُهَا مَحْدُوفٌ اَيَّ اَنَّهُ ﴿لَنْ يَقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ﴾ ﴿۵﴾ ﴿وَاللَّهُ قَادِرٌ عَلَيْهِ﴾ يَقُولُ اَهْلَكَتُ عَلَى عِدَاوَةِ مُحَمَّدٍ ﴿۶﴾ مَالًا لَبَدًا ﴿۷﴾ كَثِيرٌ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ ﴿اِيْحَسِبَ اِنْ﴾ اَيَّ اَنَّهُ ﴿لَمْ يَرَهُ اَحَدٌ﴾ ﴿۸﴾ فِيمَا اَنْفَقَ فَيَعْلَمُ قُدْرَةَ وَاللَّهُ اَعْلَمُ وَآلَهُ لَيْسَ مِمَّا يَتَكَثَّرُ بِهِ وَمَجَازِيَةٌ عَلَى فَعْلِهِ السَّيِّءِ ﴿اَلَمْ نَجْعَلِ﴾ اِسْتِهَامُ تَقْرِيرِ اَيَّ جَعَلْنَا ﴿لَهُ عَيْنَيْنِ﴾ ﴿۹﴾ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ﴿۱۰﴾ وَهَدَيْنَا النُّجُودَ ﴿۱۱﴾ ﴿بَيِّنَاتٍ﴾ طَرِيقِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ ﴿فَلَا﴾ ﴿فَلَا﴾ اِقْتَحَمَ الْعَقِبَةَ ﴿۱۲﴾ ﴿جَاوَزَهَا﴾ وَمَا اَدْرَكَ ﴿اَعْلَمَكَ﴾ مَا الْعَقِبَةُ ﴿۱۳﴾ اَلَّتِي يَفْتَحُهَا تَعْظِيمٌ لِّشَانِهَا وَالْجُمْلَةُ اِغْتِرَاضُ وَبَيْنَ سَبَبِ اِجْتِيَازِهَا بِقَوْلِهِ ﴿فَكَ رَقِبَةٍ﴾ ﴿۱۴﴾ مِّنَ الرِّقَى بِأَنْ اَغْتَقَهَا ﴿اَوْ اطْعَمَ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ﴾ ﴿۱۵﴾ مَجَاعَةٍ ﴿يَتِمَّا﴾ ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ قَرَابَةٍ ﴿اَوْ مَسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴾ ﴿۱۷﴾ اَيَّ لُصُوقٍ بِالتَّرَابِ لِفَقْرِهِ وَفِي قِرَاءَةِ بَدَلِ الْفَعْلَيْنِ مَصْدَرَانِ مَرْفُوعَانِ فَكَ وَاطْعَامُ مُضَافٌ اِلَى رَقِبَةٍ وَيَتَوْنُ الثَّانِي فَيَقْتَدِرُ قَبْلَ الْعَقِبَةِ اِلْتِحَامٌ وَالْقِرَاءَةُ الْمَذْكُورَةُ بَيِّنَاتٍ ﴿لَمْ كَانَ﴾ عَطَفَ عَلَى اِقْتَحَمَ وَثُمَّ لِلتَّرْتِيبِ الدَّكْرَى وَالْمَعْنَى كَانَ وَقْتُ الْاِقْتِحَامِ ﴿مِنَ الدِّينِ﴾ اَمِنُوا وَتَوَاصَوْا ﴿اَوْصَى بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ﴾ بِالصَّبْرِ ﴿عَلَى الطَّاعَةِ وَعَنِ الْمَعْصِيَةِ﴾ وَتَوَاصَوْا

بِالْمَرْحَمَةِ (۱۷) ﴿السَّوْخَمَةُ عَلَى الْخَلْقِ﴾ (اولشک) ﴿الْمَوْصُوفُونَ بِهَذِهِ الصِّفَاتِ﴾ (اصحاب المیمنة) (۱۸) ﴿الْيَمِينِ﴾ (والذین کفروا بایتنا هم اصحاب المشیمة) (۱۹) ﴿الشِّمَالِ﴾ (علیہم نار مؤصدة) (۲۰) ﴿بِالْهَمْزَةِ وَالْوَاوِ بَدَلَهُ مُطَبَقَةً﴾

### ﴿ترجمہ﴾

لا ("لا اقسام" میں لازائدہ ہے) مجھے اس شہر (مکہ مکرمہ.....) کی قسم کہ (اے محبوب ﷺ) تمہارے لیے حلال ہے یہ شہر ("حل بہذا البلد" کا معنی یہ ہے کہ اس شہر کو تمہارے لیے حلال کیا کہ تم اس میں قیام کرو، اللہ ﷻ نے اپنا یہ وعدہ فتح مکہ کے دن پورا فرمادیا، مقسم بہ اور معظوف علیہ کے درمیان یہ جملہ معترضہ ہے) اور باپ کی (یعنی تمہارے باپ حضرت آدم ﷺ کی) قسم اور اس کی اولاد کی..... (یہاں، ما بمعنی من ہے) بیشک ہم نے انسان (یعنی جنس انسان) کو پیدا کیا مشقت میں رہتا (مشقت اور شدت میں رہتا، دنیا کے مصائب اور آخرت کے شدائد کو اٹھانے کا) کیا وہ گمان کرتا ہے (بحسب بمعنی یظن ہے، یعنی کیا انسان قریش کا طاقتور فرد یہ گمان کرتا ہے پھر اس کے مقولہ کو ذکر فرمایا) کہ ("ان" مخففة من الثقيلة ہے اس کا اسم محذوف ہے اصل میں "انہ" ہے) ہرگز اس پر کوئی قدرت نہ پائے گا (اور اللہ ﷻ اس پر قدرت رکھتا ہے) کہتا ہے میں نے فنا کر دیا (محمد ﷺ کی عداوت میں) ڈھیروں مال (ڈھیروں ڈھیر مال) کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ (ان بمعنی انہ ہے) اسے کسی نے نہ دیکھا (کہ اس نے مال کس مد میں خرچ کیا کہ اسے اس مال کی مقدار معلوم ہو سکے؟ اور اللہ ﷻ کو اس کی مقدار معلوم ہے اور یہ مال خرچ کرنا ایسا نہیں جس کو باکثرت خرچ کرنے پر فخر کیا جائے، اللہ ﷻ سے اس کے فعل بد کا بدلہ دے گا) کیا ہم نے نہ بنائیں (یہ استفہام تقدیری ہے، السم نجعل بمعنی جعلنا ہے) اس کی دو آنکھیں اور زبان اور ہونٹ اور اسے دو ابھری چیزوں کی راہ بتائی (یعنی اس کے لیے خیر اور شر کا رستہ بیان کر دیا) پھر بے تامل گھائی میں نہ کودا (گھائی سے تجاوز نہیں کیا، فلا بمعنی ہلا ہے) اور تو نے کیا جانا (ما ادرک بمعنی ما اعلمک ہے) وہ گھائی کیا ہے (جس کو عبور کرنا ہے یہاں اس کا ذکر تعظیم شان کے لیے ہے یہ جملہ معترضہ ہے پھر اللہ ﷻ نے اس گھائی کو عبور کرنے کا سبب بیان فرمادیا.....) گردن چھڑانا (غلامی سے یوں کہ کسی غلام کو آزاد کرانے) یا بھوک کے دن کھانا دینا (مسغبة بمعنی مجاعة ہے) رشتہ دار یتیم کو (مقربة بمعنی قرابة ہے) یا خاک نشین مسکین کو (جو اپنے فقر کی وجہ سے خاک نشین ہوتا ہے، ایک قرأت میں "فک" اور "اطعم" افعال کی جگہ دونوں بصورت مصدر مرفوع آئے ہیں "فک" "اطعام" "فک" "رقبة" کا مضاف ہے اور "اطعام" مصدر منون ہے یہاں "العقبة" سے قبل "افتحام" مصدر مقدر ہے اور قرأت مذکورہ اس کا بیان ہے) پھر وہ ہو ("کمان" کا عطف افتحام پر ہے اور یہاں "ثم" ترتیب ذکر کے لیے ہے معنی یہ ہوگا، "کمان وقت الافتحام") ان سے جو ایمان لائے..... اور ایک دوسرے کو وصیت کی (تواصوا بمعنی اوصی بعضهم بعضا ہے) ممبر کی (نیکیوں پر ڈٹ کر بڑائیوں سے بچ کر) اور ایک دوسرے کو وصیت کی رحم کی (مخلوق پر، المرحمة بمعنی الرحمة ہے) یہ (یعنی ان اوصاف سے متصف افراد) ذہنی طرف والے ہیں (المیمنة بمعنی الیمین ہے) اور جنہوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا وہ بائیں طرف والے (المشئمة بمعنی الشمال ہے) ان پر آگ ہے وہ ان پر بند کر دی جائے گی ("مؤصدة" کو ہمزہ کے ساتھ اور ہمزہ کو واؤ کے ساتھ بدل کر بھی پڑھا گیا ہے یہ بمعنی مطبقة ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿لا اقسام بهذا البلد وانت حل بهذا البلد وما ولد لقد خلقنا الانسان في كبد﴾



لا: زائدہ، اقسام: فعل بافاعل، ب: جار، ہذا البلد: ذو الحال، و: حالہ، انت: مبتدا، حل: بہذا البلد: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ حال، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ قسمیہ، و: عاطفہ، و: السد: معطوف اول، و: عاطفہ، مساو: سد: موصول جملہ، مکر معطوف ثانی، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ قسمیہ، لام: تاکیدیہ، قد: تہنیتیہ، خلقنا: الانسان: فعل بافاعل، فی: کید: ظرف مستقر حال، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ۔

﴿ایحسب ان لن یقدر علیہ احد یقول اهلکت ما لا لیداک﴾

همزه: حرف استفہام، یحسب: فعل ”هو“ ضمیر ذو الحال، یقول: قول، اهلکت: فعل بافاعل، ما لا لیداک: مرکب توصیلی مفعول، مکر جملہ فعلیہ مقولہ، مکر جملہ قولیہ ہو کر حال، مکر فاعل، ان: مخففہ باضمیر شان مخذوف اس کا اسم، لن یقدر: فعل نفی، علیہ: ظرف لغو، احد: فاعل، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿ایحسب ان لم یرہ احد الم نجعل له عینین ولساناً وشفیتین﴾

همزه: حرف استفہام، یحسب: فعل بافاعل، ان: مخففہ باضمیر شان مخذوف اس کا اسم، لم یرہ: فعل نفی و مفعول، احد: فاعل، مکر جملہ فعلیہ ہو کر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، همزه: حرف استفہام، لن یجعل: فعل نفی بافاعل، لہ: ظرف لغو، عینین: معطوف علیہ، و: عاطفہ، لساناً: معطوف علیہ، و: شفیتین: معطوف، مکر معطوف، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وہدینہ النجدین فلا اقتحم العقبة وما ادرک ما العقبة﴾

و: عاطفہ، ہدینہ: فعل بافاعل و مفعول، النجدین: مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، لا: نافیہ، اقتحم: فعل بافاعل، العقبة: مفعول، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرک: فعل بافاعل و مفعول، ما: العقبة: جملہ اسمیہ مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فک رقبۃ او اطعم فی یوم ذی مسغبۃ یتیمۃ ذا مقربۃ او مسکینۃ ذا متربۃ﴾

فک رقبۃ: مرکب اضافی معطوف علیہ، او: عاطفہ، اطعم: مصدر بافاعل، فی: جار، یوم: موصوف، ذی مسغبۃ: صفت، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، یتیمۃ: موصوف، ذا مقرب: صفت، مکر معطوف علیہ، او: عاطفہ، مسکینۃ: موصوف، ذا متربۃ: صفت، مکر معطوف، مکر مفعول، مکر شبہ جملہ ہو کر معطوف، مکر ”هو“ مبتدا مخذوف کی خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ثم کان من الذین امنوا وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحۃ﴾

ثم: عاطفہ، کان: فعل ناقص با اسم، من: جار، الذین: موصول، امنوا: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تواصوا بالصبر: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، تواصوا بالمرحۃ: جملہ فعلیہ معطوف، مکر مجرور، مکر ظرف خبر، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿اولئک اصحب المیمنۃ والذین کفروا بایتنا ہم اصحب المشئمۃ علیہم نار موصدۃ﴾

اولئک: مبتدا، اصحب المیمنۃ: خبر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، الذین کفروا بایتنا: موصول جملہ، مکر مبتدا، ہم: مبتدا، اصحب المشئمۃ: خبر، مکر جملہ اسمیہ، علیہم: ظرف مستقر خبر مقدم، نار موصدۃ: مبتدا مؤخر، مکر جملہ اسمیہ متانفہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆.....ایحسب ان لن یقدر علیہ احد.....☆ یہ آیت ابوالاسد اسید بن کلدہ کے حق میں نازل ہوئی وہ نہایت قوی اور زور آور تھا اور اس کی طاقت کا یہ عالم تھا کہ چڑھ پاؤں کے نیچے دبا لیتا تھا۔ دس دس آدمی اس کو کھینچتے اور وہ پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا مگر جتنا اس کے

پاؤں کے نیچے ہوتا ہرگز نہ نکل سکتا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی معنی یہ ہے کہ یہ کافر اپنی قوت پر مغرور مسلمان کو کمزور سمجھتا ہے کس گمان میں ہے اللہ تعالیٰ قادر برحق کی قدرت کو نہیں جانتا اس کے بعد اس کا مقولہ نقل فرمایا۔

### ﴿تشریح نو ضیج و اخر اض﴾

### شہر مکہ کی قسم کی وجوہات:

۱۔..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا اقسم بهذا البلد مجھے اس شہر کی قسم (البلد: ۱)﴾۔ مفسرین کا اس بارے میں اجماع ہے کہ یہاں بلد سے مراد مکہ مکرمہ ہے، اور یہ بھی جانا چاہیے کہ مکہ کی فضیلت معروف و مشہور ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرم پاک بنایا، پس مسجد حرام کے بارے میں فرمایا: ﴿و من دخله كان آمنا جو اس میں آئے امان میں ہو﴾ (ال عمران: ۹۷) اور اس مسجد کو اہل مشرق و مغرب کا قبلہ بنایا، پس اسی مناسبت سے فرمایا: ﴿و حیث ما كنتم فلولوا و جو حکم شطرہ اور اے مسلمانوں تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کر لو﴾ (البقرہ: ۱۴۴)۔ مقام ابراہیم کو ان الفاظ سے شرف عطا فرمایا: ﴿و اتخذوا من مقام ابراهيم مصلی اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ﴾ (البقرہ: ۱۲۵) اور لوگوں کو حج کا حکم عطا فرمایا: ﴿و لله على الناس حج البيت الله کے لئے لوگوں پر اس کے گھر کا حج کرنا ہے﴾ (ال عمران: ۹۷) اور بیت اللہ شریف کا شرف اس طرح بیان فرمایا: ﴿و اذ جعلنا البيت مثابة للناس و امانا اور یاد کرو جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور امان بنایا﴾ (البقرہ: ۱۲۵)۔ ﴿و اذ بوانا لابراهيم مكان البيت ان لا تشرك بي شيئا اور جب ہم نے ابراہیم کو اس گھر کا ٹھکانا ٹھیک بتا دیا اور حکم دیا کہ میرا کوئی شریک نہ کر﴾ (الص: ۲۶)۔ ﴿و على كل ضامر يأتين من كل فج عميق اور ہر وہ بلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں﴾ (الص: ۲۷) اور مکہ مکرمہ میں شکار کو حرام فرمایا اور زمین میں اس گھر کو بیت المعمور جیسا شرف دیا اور لوگوں کو اس جانب مائل کر دیا اور تمام فضائل مکہ مکرمہ کو عطا فرمائے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس شہر مقدس کی قسم انہیں تمام فضیلتوں کے باعث ارشاد فرمائی۔ پھر فرمایا: ﴿و انت حل بهذا البلد کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو﴾ (البلد: ۲)۔ اس میں کچھ وجوہات ہیں: (۱)۔..... اے محبوب ﷺ! آپ اس شہر مقدس میں جلوہ فرما ہیں اور اس میں شہرہ کی تعظیم اس وجہ سے بڑھ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب خاتم النبیین ﷺ اسی میں جلوہ فرما ہیں۔ (۲)۔..... الحل بمعنی الحلال ہے، کفار اس شہر مقدس کا احترام کرتے لیکن یہاں کے محرمات کا پاس نہ رکھتے تھے، اور آپ ﷺ کے ایذا اور قتل وغیرہ تک کو حلال جانتے، اور آپ ﷺ کا شہر مکہ میں رہنا ان کے نزدیک کوئی حرمت و اہمیت کا حامل نہ تھا۔ شریعہ کہتے ہیں کہ کفار شہر مکہ میں شکار نہیں کرتے اور نہ ہی اس شہر مقدس کے درخت کو نقصان پہنچاتے لیکن سید عالم ﷺ کے شہر مکہ سے باہر نکل جانے اور قتل ناحق کی سعی ضرور کرتے تھے اور اس میں ان کے عجیب و غریب حال کا نقشہ سامنے ظاہر ہو رہا ہے۔ (۳)۔..... قتادہ کہتے ہیں: ﴿و انت حل﴾ بمعنی لست بمآثم ہے، یعنی آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے، آپ کے لئے حلال ہے کہ مکہ مکرمہ میں جو چاہیں قتل کریں اور یہ اجازت فتح مکہ کے روز سید عالم ﷺ کو عطا فرمائی گئی اور اس سے پہلے ایسا نہ ہوا تھا، پس سید عالم ﷺ نے جو چاہا فرمایا، پس عبد اللہ بن خطل کو قتل کیا گیا، مقیس بن صبابہ وغیرہما کو قتل کیا گیا، ابوسفیان کے گھر کو برباد کرنے سے روک دیا گیا پھر قیامت تک کے لئے حرم پاک کو قتل و غارت گری سے محفوظ کر دیا گیا اور کسی اور کے لئے بعد میں اجازت نہ رکھی گئی اور نہ ہی درخت کاٹنے کی اجازت اور نہ ہی حرم مقدس کے تنکوں سے خلال کی اجازت اور شکار وغیرہ کی ممانعت فرمادی گئی، سو اے اذخر گھاس کے جو کہ گھروں و قبروں کے حوالے سے کام آتی ہے۔ (۴)۔..... اللہ تعالیٰ نے اس شہر کی قسم اس کے فضل و تعظیم کی وجہ سے ارشاد فرمائی۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۱۶۴)

## حضرت آدم علیہ السلام واولاد آدم کی قسم کی وجوہ :

۱۔..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ووالد وما ولد اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی﴾ (البند: ۳)۔ اس بارے میں چند وجوہات ہیں: (۱)..... والد سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور ولد سے مراد ان کی ذریت ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی قسم اس لئے ارشاد فرمائی کہ یہ زمین پر عجیب و غریب مخلوق ہیں، جو کہ بیان و لفظ، تدبیر و علوم کا استخراج کرنا اور اسی میں حضرات انبیاء کرام کا ہونا جو کہ بندوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچانے کا وسیلہ بنتے ہیں اور اسی میں وہ لوگ بھی ہوئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دین کے معین و مددگار ہوتے ہیں اور ہر ایک اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق ہے اور حضرات ملائکہ کو سجدے کا حکم ارشاد فرمایا اور انہیں تمام چیزوں کا نام سکھایا اور فرمایا: ﴿ولقد کرمنا بنی آدم اور بیشک ہم نے اولاد آدم کو عزت دی﴾ (الاسراء: ۷۰)۔ اور اس میں تمام ہی بنی آدم شامل ہیں جو کہ نیک و بد ہوں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس قسم میں حضرت آدم علیہ السلام اور صالحین شامل ہیں جو کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہوئے ہیں، اور بُرے لوگ شامل نہیں ہیں کیونکہ وہ اولاد آدم میں شامل نہیں ہیں اور انہیں بہائم میں شامل کیا گیا ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿ان ہم الا کالانعام بل هم اضل سبیلا وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ﴾ (الفرقان: ۱۷)۔ ﴿صم بکم عمی فہم لا یوجعون بہرے گوئے اندھے تو پھر آنے والے نہیں﴾ (البقرہ: ۱۸)۔ (۲)..... اولاد آدم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور محمد ﷺ بھی شامل ہیں اور گویا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کی قسم ارشاد فرمائی اور اس کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ساکن حضرت اسماعیل علیہ السلام کی تمہیں ارشاد فرمائیں، اور ﴿وما ولد﴾ فرمایا ومن ولد نہیں فرمایا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کب کہاں کونسا کلام کرنا ہے جیسا کہ ایک مقام پر فرمایا: ﴿واللہ اعلم بما وضعت اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو وہ جنی﴾ (ال عمران: ۳۶)۔ یعنی جس بھی چیز کو پیدا کرنا چاہے۔ (۳)..... الولد سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور وما ولد سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تمام اولاد جو کہ عرب و عجم میں موجود ہے سب ہی شامل ہے، پھر اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد تو مصر و شام، بیت المقدس اور روم وغیرہ میں ہر جگہ آباد ہیں لہذا خاص عرب کے علاقے کے مسلمانوں کا ذکر کیوں کیا؟ ہم (امام رازی) اس کا جواب یہ دیں گے کہ یہ قسم اولاد ابراہیم علیہ السلام میں سے اُن لوگوں کے لئے بیان کی گئی ہے جو مسلمان ہیں، جیسا کہ تشہد میں پڑھا جاتا ہے: ”کما صلیت علی ابراہیم و آل ابراہیم“ یعنی ہوشین ہی مراد ہیں۔ (۴)..... ہر ایک اس حکم میں داخل ہے کیونکہ مکہ مکرمہ کی حرمت ہر ایک کے نزدیک مسلم ہے۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۱۶۵)

## گھائی کا عبور کرنا اور اس کے اسباب :

۳۔..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فلا اقتحم العقبة وما ادرک ما العقبة پھر بے تامل گھائی میں نہ کو اور تو نے کیا جانا وہ گھائی کیا ہے﴾ (البند: ۱۲ تا ۱۶)۔ العقبة کی جمع العقاب (دشوار گز ارگھائی، پہاڑی دشوار راستہ) ہے۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس کے بارے میں وما ادرک کا خطاب ہے اُس کے بارے میں سید عالم ﷺ کو خبر دی گئی ہے اور ہر وہ چیز جس کے بارے میں وما یدرک کا خطاب ہے اُس کے بارے میں سید عالم ﷺ کو خبر نہیں دی گئی۔ یہاں مفسرین کے کئی اقوال ہیں: (۱)..... ابن عمر کہتے ہیں کہ عقبہ جہنم میں بنے ہوئے پل کو کہتے ہیں۔ (۲)..... ابورجاء کہتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ عقبہ تک پہنچنے کے لئے ستر ہزار سال لگ جائیں گے۔ (۳)..... حسن و قتادہ کہتے ہیں کہ مراد جہنم کی سخت آگ ہے نہ کہ پل، جس سے بچنے کی ایک ہی راہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے۔ (۴)..... مجاہد، ضحاک اور کلبی کہتے ہیں کہ مراد پل صراط ہے جو کہ تلواریں دھار سے زیادہ تیز ہے، جس کی رفتار تین ہزار سال ہے، ہاں مومن اس سے ایسے گزریں گے جیسا کہ عمر سے عشاء تک کا وقت ہوتا ہے۔ (۵)..... ایک قول یہ بھی

کیا گیا ہے کہ مومن اس سے اتنی تیزی سے گزر جائیں گے جیسا کہ فرض نماز کا وقت ہوتا ہے۔ (۶)..... جہنم کی آگ ہی کو عقبہ کہتے ہیں۔

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو گردن آزاد کرائے اللہ ﷻ اُس کے ہر عضو کو عذاب نار سے آزاد کرے گا۔“ (صحیح البخاری، کتاب کفارات الایمان، باب قوله تعالى او تحریر رقبة، رقم: ۶۷۱۵، ص ۱۱۵۹)

## ایمان کی عدم موجودگی میں طاعت بے کار ہوتی ہے:

ج..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فَمَنْ كَانَ مِنَ الدِّينِ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ يُمْحَرَّوْنَ مِنْ أَعْمَالِهِمْ﴾۔ یعنی بغیر تامل کے کھائی میں نہ کودا (یعنی اعمال صالحہ بجالا کر اللہ ﷻ کا شکر ادا نہ کیا، یہی یہاں مراد ہے)، گردن آزاد نہ کرائی، بھوک کے وقت میں کھانا نہ کھلایا، پھر جب ایمان لائے، تصدیق کرے کیونکہ اعمال صالحہ کی قبولیت ایمان پر موقوف ہے اور پہلے خرچ کر لیا اور بعد میں ایمان لائے تو فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ طاعت اُسی وقت قابل قبول ہوتی ہے جب کہ ایمان بھی پایا جائے جیسا کہ اللہ ﷻ منافقین کے بارے میں فرمایا: ﴿وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقَتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَمْرُهُمْ جُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فَجَعَلَهُمْ عَذَابًا وَسِيلًا لِّأُولَئِكَ لَا يَصْلَحُ لَهُمْ فَعَلُوا مَا كَانُوا يَكُونُونَ﴾۔ اور ایک قول یہ کیا گیا کہ ایمان والا ہو اور پھر اس کے بعد مذکورہ بالا اعمال صالحہ بجالائے اور زندگی بھر ایمان پر برقرار رہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿وَأَنَّى لُغْفَرِ لِمَنْ تَابَ وَأَمِنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ﴾۔ اور بیشک میں بہت بخشے والا ہوں اسے جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھا کام کیا پھر ہدایت پر رہا (طہ: ۸۲)۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ وہ اعمال صالحہ اُسی وقت کام آئیں گے جب کہ اللہ ﷻ پر ایمان لایا ہو۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۶۴)

☆..... بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ! ابن جدعان زمانہ جاہلیت میں صلہ رحمی کرتا تھا، کھانا کھلاتا تھا، قیدیوں کو چھڑاتا تھا، غلاموں کو آزاد کرتا تھا، راہ خدا ﷻ میں لوگوں کو اونٹوں پر سوار کراتا تھا، کیا اُسے اُس کے نیک اعمال کی جزا ملے گی؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، کیونکہ اُس نے قیامت کے دن اللہ ﷻ سے اپنی خطاؤں کی معافی نہ چاہی (ایمان نہ لایا)۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات علی الکفر، رقم: ۴۰۶/۲۱۴، ص ۱۳۰)

☆..... حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ سے استفسار فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم جاہلیت کے زمانے میں کچھ نیکیاں کرتے تھے، کیا ہمارے لئے اس میں کچھ اجر و ثواب ہے؟ فرمایا: ”اسلام لانے کے بعد خیر کا ثواب ملتا ہے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب من تصدق فی الشرب، رقم: ۱۴۳۶، ص ۲۳۲)

## اغراض:

علی عداۃ محمد: میں ”علی“ بمعنی فی ہے۔ لیس معاً بتکثر بہ: یعنی مال کے کثیر ہونے پر فخر کرنا، یعنی مال کو ایسے مقام پر خرچ کرنا جو اللہ کو ناپسند ہو۔ فہلا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿فلا﴾ میں لام بمعنی ہلا تخصیص کے لئے ہے، اور یہ دو احتمالوں میں سے ایک احتمال ہے، جب کہ دوسرا احتمال اپنی اصل پر باقی ہے یعنی مراد لام نافیہ ہے۔ یعنی اللہ کی نعمت جلیلہ پر اعمال صالحہ بجالا کر شکر نہیں کرتے۔ ای لصوق بالتراوب: الافتقار سے بطور کثایت استعمال ہوا ہے۔ علی الطاعة: یعنی نیکی بجالانے پر جو تکلیف اور مشکل پیش آتی ہے اس پر صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ الشمال: یعنی انہیں بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیئے جائیں گے یا یہ مراد ہے کہ ان کی منزل بائیں جائے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۷۸ وغیرہ)



## سورة الشمس مکیہ وھی خمس عشر آیتہ

(سورہ شمس کی ہے اس میں پندرہ آیتیں ہیں)

## تعارف سورة الشمس

اس سورت میں ایک رکوع، پندرہ آیتیں، پچون کلمات اور دوسو سینتالیس حروف ہیں۔ اس بات پر سب علماء کرام کا اتفاق ہے کہ یہ سورہ مبارکہ مکہ میں نازل ہوئی۔ اس سورت میں متعدد قسمیں کھانے کے بعد نوع بنی آدم کو اس حقیقت سے مطلع بھی کر دیا کہ خالق و مالک نے اسے پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کو وہ صلاحیتیں عطا کی ہیں اور ان کو اپنے استعمال میں لانے کے لئے اعضاء سے بھی نوازا ہے اور اس کی فطرت میں نیک و بد، خیر و شر میں امتیاز کرنے کی صلاحیت بھی رکھ دی، اب جو شخص اپنی ان صلاحیتوں کو اچھائی کے کاموں میں استعمال کرتا ہے اور اس کی نشوونما میں پوری توجہ دیتا ہے وہ کامیاب و کامران ہے اور جو انسان اپنی صلاحیتوں کو برائی کے راستے میں استعمال کرتا ہے اور اس کی پرواہ نہیں کرتا وہ اپنے نفس کی خواہشات میں سیلاب میں تنگوں کی طرح بہہ جاتا ہے۔ اور اس کے بعد میں انسان کو اپنے آپ کو گناہوں سے بچنے کی ترغیب دی گئی اور ڈرایا گیا کہ اپنے نفس کو گناہوں کی آلودگی سے دور رکھے۔ اور آخر میں قوم ثمود کی مثال دی گئی کہ ان میں سے ایک آدمی نے اپنے رسول حضرت صالح علیہ السلام کی نافرمانی کر کے مقدس اوثیٰ کی ٹانگیں کاٹ ڈالی اور اس کو اس کی سزا دینا میں ہی دی گئی کہ اس قوم پر عذاب آگیا۔

رکوع نمبر: ۱۶

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا﴾ (۱) ﴿ضَوْءٌ هَآءِ﴾ وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَّهَا ﴿تَبَعَهَا طَالِعًا عِنْدَ غُرُوبِهَا﴾ وَالنَّهَارُ إِذَا جَلَّهَا ﴿بَارِئًا تَفَافِعُ﴾ وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَاهَا ﴿يُغْطِيهَا بِظُلُمَتِهِ وَإِذَا فِي الثَّلَاثَةِ لِمَجَرِّدِ الظَّرْفِيَّةِ وَالْعَامِلِ فِيهَا فِعْلُ الْقَسَمِ﴾ وَالسَّمَاءُ وَمَا بَنَاهَا ﴿وَالْأَرْضُ وَمَا طَحَاهَا﴾ ﴿بَسْطُهَا﴾ وَنَفْسٌ ﴿بِمَعْنَى نَفْسٍ﴾ وَمَا سَوَّاهَا ﴿فِي الْخَلْقَةِ وَمَا فِي الثَّلَاثَةِ مُضْطَرِيَّةٌ أَوْ بِمَعْنَى مَنْ﴾ فَالْهِمَّهَا فَجُورُهَا وَتَقْوَاهَا ﴿بَيْنَ طَرِيقِي الْخَيْرِ وَشَرِّ وَآخِرُ التَّقْوَى رِعَايَةُ لِرءِ وَسِ الْإِي وَجَوَابُ الْقَسَمِ﴾ قَدْ افْلَحَ ﴿حُدِثَتْ مِنْهُ اللَّامُ لَطُولُ الْكَلَامِ﴾ مَنْ زَكَّاهَا ﴿طَهَّرَهَا مِنَ الذَّنُوبِ﴾ وَقَدْ خَابَ ﴿خَسِرَ﴾ مَنْ دَسَّاهَا ﴿أَخْفَاهَا بِالْمَعْصِيَةِ أَضَلَّهُ دَسَّاهَا أَبْدَلَتْ السَّيِّئِ الثَّانِيَةِ الْفَآ تَخْفِيفًا﴾ كَذَبَتْ ثُمُودَ ﴿رَسُولُهَا صَالِحًا﴾ بِطُغُوها ﴿بِسَبَبِ طُغْيَانِهَا﴾ إِذَا ابْعَثَ ﴿أَسْرَعَ﴾ أَشْقَاهَا ﴿وَأَسْمَهُ قُدَّارًا إِلَى عَقْرِ النَّاقَةِ بِرِضَاهُمْ﴾ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﴿صَالِحٌ﴾ نَاقَةُ اللَّهِ ﴿أَيُّ ذُرْوَاهَا﴾ وَسَقِيهَا ﴿وَشَرِبَهَا فِي يَوْمِهَا وَكَانَ لَهَا يَوْمٌ وَلَهُمْ يَوْمٌ﴾ فَكَلَبُوهُ ﴿فِي قَوْلِهِ ذَلِكَ عَنِ اللَّهِ تَعَالَى الْمُرْتَبِ عَلَيْهِ نُزُولُ الْعَذَابِ بِهِمْ إِنَّ خَالَفُوهُ﴾ فَعَقَرُوهَا ﴿قَتَلُوهَا لِئَلَّا يَسْلَمَ لَهُمْ مَاءٌ شَرِبَهَا﴾ فَمَدَّمُ ﴿أَطْبَقَ﴾ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ ﴿الْعَذَابُ﴾ بِذَنبِهِمْ فَسَوَّاهَا ﴿أَيُّ الدَّمْدَمَةِ عَلَيْهِمْ أَىْ عَمَّهُمْ بِهَا فَلَمْ يُفْلِتْ مِنْهُمْ أَحَدًا﴾ وَلَا بِأَلْوَاوِ وَالْفَاءِ ﴿يَخَافُ﴾ تَعَالَى ﴿عَقِبَهَا﴾ (۱۵) ﴿تَبِعْتَهَا﴾

**ترجمہ**

سورج اور اس کی روشنی کی قسم (ضحہا بمعنی ضواء ہا ہے، ..... لا.....) اور چاند کی جب اس کے چھپے آئے (غروب آفتاب کے وقت اس کے چھپے خود طلوع ہو..... ی.....) اور دن کی جب اسے چمکائے (خوب بلند ہو کر..... ی.....) اور رات کی جب اسے چھپائے (اسے اپنے اندھیرے میں ڈھانپ لے..... ی.....) ”اذا“ تینوں مقامات میں فقط ظرفیت کے لیے ہے اور اس کا عامل فعل قسم ہے (اور آسمان اور اس کے بنانے والے کی قسم اور زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم..... ی.....) (طحہا بمعنی بسطھا ہے) اور جانوں کی (نفس بمعنی نفوس ہے) اور اس کی جس نے ٹھیک بنایا..... لا..... (خلقت میں ”ما“ تینوں مقامات میں مصدر یہ بمعنی من ہے) پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی (اس کے لیے خیر اور شر کے رستے واضح کر دیئے..... ی.....) ”نقوھا“ روؤں آیت کی موافقت کے لیے مؤخر کیا ہے مذکورہ اقسام کا جواب قسم ”قد افلح“ سے آ رہا ہے) بیشک مراد کو پہنچا (طوالت کلام کے پیش نظر قد سے لام کو حذف کر دیا گیا ہے) جس نے اسے ستم کیا (گناہوں سے، ذکھا بمعنی طھرھا ہے) اور نامراد ہوا (خاب بمعنی خسر ہے) جس نے اسے معصیت میں چھپایا (”دسھا“ کا معنی نفس کو گناہوں میں چھپانا ہے، یہ اصل میں دمسہا تھا دوسری ”سین“ کو تخفیف کرتے ہوئے الف سے بدل دیا گیا ہے) شمود نے جھٹلایا (اپنے رسول حضرت صالح علیہ السلام کو) اپنی سرکشی سے (اپنی سرکشی کے سبب) جب کہ جلدی کی (انبعث بمعنی اسرع ہے) اس کے سب سے بڑے بد بخت نے (دیگر لوگوں کی رضا مندی چاہنے اونٹنی کو مارنے میں جلدی کی، اس بد بخت کا نام قدر تھا) تو ان سے اللہ کے رسول (حضرت صالح علیہ السلام) نے فرمایا اللہ کے ناکہ (کو چھوڑ دو) اور اس کی پینے کی باری سے بچو (اس کی باری کے دن پانی پینے سے بچو، ایک دن اونٹنی کے پینے کا اور ایک دن لوگوں کے پینے کا دن) تو انہوں نے اسے جھٹلایا (ان کی اس بات کو کہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر یہ لوگ اس کی مخالفت کریں گے تو ان پر اس حکم عدولی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا) پھر ناکہ کو مار ڈالا (ناکہ ناکہ کا پیا جانا والا ان کے لیے باقی رہے، عقروھا بمعنی قتلوھا ہے) تو ڈال دیا (دمدم بمعنی اطبق ہے) ان پر ان کے رب نے (عذاب) ان کے گناہ کے سبب تو اس عام عذاب کو برابر رکھا (یعنی ان پر اس عذاب کو عام کر دیا، ان جھٹلانے والوں میں سے کوئی بھی اس عذاب سے نہ بچ سکا) اور اس کے پچھا کرنے کا اسے (یعنی اللہ تعالیٰ کو) خوف نہیں (”ولا“ کو داؤد اور قاء دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، عقبھا بمعنی تبعھا ہے)۔

(تورکیہ)

﴿والشمس وضحاها والقمر اذا تلتها والنهار اذا جلها والليل اذا يغشها والسماء وما بنها والارض وما طحها ونفس وما سواها﴾

و نفس و ما سواها  
و قسمية جار، الشمس معطوف عليه، و عاطفه، ضحيتها معطوف اول، و عاطفه، القمر معطوف ثاني، و النهار معطوف ثالث، و الليل معطوف رابع، و السماء معطوف خامس، و ما بينهما معطوف خامس، و الارض معطوف سابع، و ما عليها معطوف ثامن، و نفس معطوف تاسع، و ما سواها معطوف عاشر، مكرر مجزور، مكرر ظرف متصرف محل محذوف "نفس" كناية اذا مضاف تسليها: جملة فعلية مضارع اليه، مكرر معطوف عليه، و عاطفه، اذا اجلها معطوف اول، اذا عاطفه، يغشها معطوف ثاني، مكرر جملة فعلية قسمية جواب قسم محذوف "لتبعثن"، مكرر جملة قسمية.

ف: قالهمها فجورها وتقوها قد الفح من زكها وقد خاب من دسها  
ف: عاظم، الهمها فعل بالفاعل ومفعول، فجورها: معطوف عليه، وتقوها: معطوف، ملكر مفعول، ملكر جملته

فعلیہ، قد تجتہیہ، الفلج: تجتہیہ فعل، من ذکھا: موصول صلا، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، قد تجتہیہ، بحساب: فعل، من دسہا: موصول صلا، ملکر فاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کذبت لعمود بطغوها اذا انبعث اشقہا﴾

کذبت لعمود: فعل و فاعل، بطغوها: ظرف لغو، اذا: مضاف، انبعث: فعل، اشقہا: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ متانہ۔

﴿لقال لهم رسول الله ناقة الله وسقيا﴾

ف: عاطفہ، قال لهم رسول الله: جملہ فعلیہ قول، ناقة الله: معطوف علیہ، و: عاطفہ، سقيا: معطوف، ملکر فعل محذوف "احذروا" کیلئے مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿فكذبوه فعقروها فدمدم عليهم ربهم بذنبهم فسوها ولا يخاف عقبها﴾

ف: عاطفہ، کذبوه: فعل با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، عقروها: فعل با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، دمددم عليهم: فعل و ظرف لغو، ربهم: فاعل، بذنبهم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، سوها: جملہ فعلیہ ماقبل "دمدم" پر معطوف ہے، و: عاطفہ، لا يخاف: فعل نفی با فاعل، عقبها: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

#### سورج اور اس کی روشنی کی قسم کی وجوہات:

۱۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والشمس وضحاها سورج اور کی روشنی کی قسم﴾ (النس: ۱)۔ مفسرین کے اس بارے میں تین اقوال ہیں: (۱)..... مجاہد و کبکی کہتے ہیں کہ مراد سورج کا چمکنا و مکنا ہے۔ (۲)..... قتادہ کہتے ہیں مراد اس سے مکمل دن اور اس کی روشنی ہے، اس قول کو فراء اور ابن قتیبہ نے اختیار کیا ہے۔ (۳)..... مراد سورج کی حرارت ہے اور اس کی تقدیر لغت کے اعتبار سے یوں ہو سکتی ہے، لیث کہتے ہیں کہ الضحو سے مراد دن کا آغاز و اپنی آب و تاب تک پہنچنا، اور الضحیٰ کا معنی اس سے بھی مانوق حیثیت رکھتا ہے اور الضحاء دن کو کھینچ لاتا ہے اور ابوالہیثم کہتے ہیں کہ الضح معنی کے لحاظ سے الظل کی نقیض ہے اور مراد اس سے زمین پر سورج کی روشنی کا ہونا ہے اور اس کی اصل الضحیٰ ہے۔ پس الضحیٰ سے مراد سورج کی روشنی اور اس کا نور ہے پھر بعد میں جس وقت میں یہ روشنی پائی جاتی ہے اُسے بھی یہی نام دیا جانے لگا جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان بھی اس کی تائید کرتا ہے: ﴿الا عیشة او ضحها مگر ایک شام یا اس کے دن چڑھے﴾ (النساء: ۱۶)۔ پس مفسرین کہتے ہیں کہ ضحها سے مراد ضو نہا ہے، اور اسی سے دن کی روشنی بھی مراد لی جاتی ہے کیونکہ مکمل دن سورج کی روشنی کو اپنے اندر لئے ہوتا ہے اور الضحیٰ سے مراد سورج کی روشنی ہے اور اس کی حرارت اور نور و متضاد چیزیں ہیں، پس کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ سورج کی حرارت تیز ہوتی ہے اور اس کا نور بھی تیز ہوتا ہے لیکن کبھی معاملہ برعکس بھی ہوا کرتا ہے، اور یہ ضعیف ترین اقوال ہیں، سورج اور اس کی روشنی کی قسم کھانے میں کثیر منافع پہناں ہیں، اہل علم جانتے ہیں کہ رات تو گویا نسل انسانی کے لئے موت کی مانند ہوتی ہے اور جب دن چڑھ آتا ہے اور روشنی ہر سو پھیل جاتی ہے تو گویا خالی جسم میں حیات پھونک دی گئی ہو، اور گویا مردے زندہ کر دیئے گئے ہوں، اور یہ حیات زیادتی، قوت اور مکمل میں ہمیشہ کم و بیش ہوتی رہتی ہے اور اس کی غایت درجے کی کامیابی دن کے وقت میں ہوتی ہے اور اسی حالت میں قیامت کو بھی تشبیہ دی جاتی ہے اور وقت مچنی ہی میں اہل جنت کو جنت میں استقرار دیا جاتا ہے۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۱۷۴)

## چاند اور اس کے طلوع ہونے کی قسم:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَّهَا أَوَّلُ يَوْمٍ فِيهِ رَجَعَتْ إِلَى بَيْتِهَا﴾۔ (النسب: ۲۱)۔ تلہا کے معنی سورج کا تالچ ہونا، پس چاند سورج کا تالچ ہے، لیکن کس لحاظ سے تالچ ہے؟۔ چنانچہ اس میں مفسرین کرام کے اقوال یوں پائے جاتے ہیں: (۱)..... چاند سورج کے تالچ ہے، اور یہ مہینے کے نصف اول میں سورج کے غروب ہونے کے بعد طلوع ہوتا ہے اور جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو چاند طلوع ہوتا ہے۔ (۲)..... ابن عباس کہتے ہیں کہ چاند سورج سے روشنی لینے کا محتاج ہے، گویا چاند روشنی کے معاملے میں سورج کا تالچ ہوا۔ (۳)..... قتادہ کہتے ہیں چاند سورج کا اپنے ظاہر ہونے میں تالچ ہے، یعنی جب سورج غروب ہوتا ہے تو چاند کو دیکھا جاسکتا ہے۔ (۴)..... مہینے کے ابتدائی نصف حصے میں سورج چاند کا امام ہے اور سورج کے غروب ہونے کے بعد چاند طلوع ہوتا ہے لیکن نصف آخر میں چاند سورج کو امام نہیں مانتا بلکہ وہی امام ہوتا ہے اور مقدم بھی ہوتا ہے۔ (الطبری، الجزء: ۲۰، ص ۲۰۲ وغیرہ)

## دن اور اس کی چمک کی قسم:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَالنَّهَارُ إِذَا جَلَّهَا أَوَّلُ يَوْمٍ فِيهِ رَجَعَتْ إِلَى بَيْتِهَا﴾۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ”جلاھا“ کی ضمیر کا مرجع کیا ہے؟ چنانچہ اس بارے میں دو اقوال ہیں: (۱)..... زجاج کا قول ہے کہ ضمیر کا مرجع الشمس ہے، کیونکہ ”النہار“ کو سورج کی روشنی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور دن بھی روشن ہے اور سورج بھی روشن ہے۔ اور اثر کا قوی و کمال درجے کا ہونا مؤثر کے قوی و کمال درجے کے ہونے پر دلیل ہے، پس دن سورج کی چمک دمک اور ظاہر ہونے پر لگتا ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان: ﴿لَا يَجْلِيهَا لَوْحَهَا إِلَّا هُوَ﴾۔ (الاعراف: ۱۸۷)۔ (۲)..... جمہور کہتے ہیں کہ ضمیر الظلمة کی جانب راجع ہے یا الدنيا کی جانب، یا الارض کی جانب راجع ہے، اگرچہ اس کا ذکر نہ ہی کیا جائے۔ (الرازی، ج ۱، ص ۱۷۴ وغیرہ)

## رات اور اس کے اندھیرے کی قسم:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى أَوَّلُ يَوْمٍ فِيهِ رَجَعَتْ إِلَى بَيْتِهَا﴾۔ رات غالب آ جاتی ہے اور سورج کی روشنی زائل ہو جاتی ہے۔ سورج سے روشنی اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ دن اپنی تکمیل تک پہنچتا ہے۔ اور یہی وہ وقت ہوتا ہے جس میں حیوانات زمین کے مختلف گوشوں سے سٹ کر اپنے ٹھکانوں تک اور لوگ کسب معاش سے فارغ ہو کر اپنے گھروں تک پلٹتے ہیں۔

## ”وَالسَّمَاءُ وَمَا بَنَاهَا وَالْأَرْضُ وَمَا طَحَّهَا“ کی قسم:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَالسَّمَاءُ وَمَا بَنَاهَا وَالْأَرْضُ وَمَا طَحَّهَا أَوَّلُ يَوْمٍ فِيهِ رَجَعَتْ إِلَى بَيْتِهَا﴾۔ اور زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم (النسب: ۶۵)۔ یہاں کچھ توجیہات ہیں: (۱)..... ﴿وَمَا بَنَاهَا﴾ اور اس کے بنانے والے کی قسم میں اشارہ پایا جاتا ہے اور اس میں تنبیہ ہے کہ یہ حدوث شمس اور دیگر ساویات کے حادث ہونے پر دلیل ہے۔ (۲)..... ایک سوال یہ بھی ہوتا ہے کہ اللہ ﷻ نے ومن بنہا نہیں فرمایا؟ اس کے دو جواب ہو سکتے ہیں: (۱) ایک جواب کی جانب حضرات صوفیائے عظام کا اشارہ پایا جاتا ہے کہ آسمان جیسی عظیم الشان چیز قادر مطلق کی تخلیق ہے جو کہ عظیم قدرت والا ہے۔ (۲) وما بناھا کی توجیہ وہی ہو سکتی ہے جو کہ اللہ ﷻ کے اس فرمان کی ہے: ﴿وَلَا تَسْكَبُوا مَا يَكْسِبُ آبَاؤُكُمْ﴾ اور باپ دلاوا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو (النسب: ۲۲)۔ لیکن پہلا جواب قابل اعتماد ہے۔ (۳)..... مذکورہ تینوں اشیاء یعنی آسمان، زمین اور فوس میں اللہ ﷻ کی ذات کی



کوئی تعریف نہیں پائی جارہی؟ جواب اس کا یہ ہے کہ غائب پر استدلال شاہد کے ساتھ ممکن نہیں ہے، اور شاہد صرف عالم جسمانی ہے اور وہ دو چیزیں ہیں بسیط اور مرکب، اور بسیط کی دو اقسام ہیں: ایک علویہ جس کی جانب والسماء سے اشارہ کیا گیا ہے اور دوسری سفلیہ جس کی جانب والارض سے اشارہ کیا گیا ہے اور مرکب کی اقسام میں قابل معتد و معزز قسم نفس ہے جس کی جانب ﴿وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا﴾ اور جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا (نفس: ۷) ﴿میں اشارہ کیا گیا ہے۔﴾ (۴)..... اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَّهَا﴾ اور زمین اور اس کے پھیلانے والے کی قسم (نفس: ۶) ﴿میں دو مسائل پائے جاتے ہیں: (۱) مذکورہ فرمان اس فرمان: ﴿وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا﴾ اور آسمان اور اس کے بنانے والے کی قسم (نفس: ۵) ﴿کے بعد بیان کیا جیسا کہ فرمایا: ﴿وَالْأَرْضِ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا﴾ اور اس کے بعد زمین پھلائی (ساعات: ۳۰) ﴿۔﴾ (۲) ابوللیث کہتے ہیں الطحوی بمعنی الدحو یعنی ببط ہے، اور طاء کو دال میں بدلنا جائز ہے، اور معنی وسیع ہوتا ہے یعنی زمین کو وسیع بنایا اور عطاء و کبھی کہتے ہیں کہ مراد یہاں یہ ہے کہ زمین میں پانی پھیلا دیا۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۱۷۵ وغیرہ)

### نفس اور اس کو ٹھیک بنانے والے کی قسم:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا﴾ اور جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا (نفس: ۷) ﴿۔﴾ یعنی ہم نے نفسِ انسانی کو فطرتِ سلیمہ کے مطابق پیدا فرمایا، جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان ہے: ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا.....﴾ الخ تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لئے ایک اکیلے اسی کے ہو کر اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا (ہود: ۳۰) ﴿۔﴾ ☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اس کے والدین اُسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں“۔

(ابن کثیر، ج ۴، ص ۶۲۰)

### انسان کو اچھائی و بُرائی کا الہام ہونا:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فَالْهَمُّهَا فُجُورُهَا وَتَقْوَاهَا﴾ پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی (نفس: ۸) ﴿۔﴾ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ الہام یا تو اللہ کی جانب سے ہے یا (اللہ ﷻ کے حکم سے) ملائعہ اعلیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اصل میں الہام کسی چیز کے نکلنے کو کہتے ہیں، فجور و دیانت کے پردے کو شق کرنے کو کہتے ہیں، اس آیت میں فجور و تقوا پر مقدم کیا گیا ہے تاکہ فواصل (فصل کی جمع) کی رعایت ہو سکے یا اس لئے کہ شدت کے ساتھ فجور کے اہتمام کی نفی کی جاسکے کہ فجور انسان کو کچھ فائدہ نہیں دیتا اور جب تقویٰ پایا جائے تو یہی انسان کی شانِ اعلیٰ میں اضافے کا باعث ہے۔ بعض یہ نکتہ بیان کرتے ہیں کہ الہام کا محل نفس ہے، پس اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فَالْهَمُّهَا فُجُورُهَا﴾ پھر اس کی بدکاری دل میں ڈالی ﴿یعنی اللہ نے نفس کو الہام کیا کہ تو نے فسق و فجور کی جانب نہیں جانا اور اُسے تقویٰ کی تعلیم ارشاد فرمائی اور الہام فجور کا تعلق اہل علم کے نزدیک الہامِ اعلام سے ہے نہ کہ الہامِ عمل سے، (کیونکہ اللہ ﷻ بُرائی کی دعوت دینے سے پاک ہے)، پس اس مضمون کی تکمیل اس فرمانِ مقدس سے بھی ہوتی ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ بیشک اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا (الاعراف: ۲۸) ﴿۔﴾ اب معنی واضح ہو چکا کہ اللہ ﷻ جب فحاشی کا حکم نہیں دیتا تو یقیناً اس کا الہام بھی نہیں کرتا اور اگر معاذ اللہ ﷻ ایسا کرتا تو پھر اللہ ﷻ کی حجت بندے پر قائم نہ ہو پاتی اور یہ آیت اللہ ﷻ کے اس فرمان کی مثل بھی ہے: ﴿وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ﴾ اور اُسے دو ابھری چیزوں کی راہ بتائی (طہ: ۱۰) ﴿یعنی اُسے دو طریقے تعلیم فرمائے۔﴾

(روح البیان، ج ۱۰، ص ۵۲۹)

## اغراض:

تبعہا: چاند اپنی روشنی اس وقت ظاہر کرتا ہے جب کہ سورج غروب ہو جاتا ہے اور سورج کے غروب ہونے کے بعد اپنی ضیاء پاشی کرتا ہے اور یہ اس بات کے منافی نہیں کہ چاند سورج کا مصاحب ہوتا ہے، جیسا کہ مبینہ کی پانچویں رات کی مثال دی جاتی ہے۔ طالعہ عند غروبہا: تبعہا کی ضمیر سے حال بن رہا ہے، مراد یہ ہے کہ چاند سورج کی عدم موجودگی میں رات کے وقت میں لگتا ہے، اور اس کا لگنا اول، اوسط اور آخر ماہ میں ہوتا ہے۔ بسطہا: زمین میں پانی پھیلا نامراد ہے۔

یغطیہا بظلمتہ: یعنی سورج کی روشنی جب زائل ہو جائے، اور دن کے طلوع ہونے سے سورج روشنی دے اور رات کے طلوع ہونے سے چھپ جائے۔ بمعنی نفوس: میں اس جانب اشارہ ہے کہ نگرہ کثرت کے لئے آیا ہے۔ لمجرد الظرفیۃ: تینوں مقامات یعنی: ﴿وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَّهَا﴾، ﴿وَالنَّهَارُ إِذَا جَلَّهَا﴾، ﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَاهَا﴾ میں مفت کی موصوف کی جانب اضافت ہے، یعنی بغیر شرط کے خالی ظرفیت کے لائی گئی ہے۔ وما فی الثلاثۃ مصدریۃ: اور تینوں مقامات: ﴿وَالسَّمَاءُ وَمَا بَنَاهَا﴾، ﴿وَالْأَرْضُ وَمَا طَحَّهَا﴾، ﴿وَالنَّفْسُ وَمَا سَوَّاهَا﴾ میں ”ما“ مصدریہ ہے اور مضاف حذف ہے یعنی ”وَرَبُّ الْبَنَاءِ وَالطَّحْوِ وَالسَّوْبَةِ“ اصل عبارتیں ہونی چاہیے۔ او بمعنی من: مراد یہ ہے کہ ”من بناھا“ یعنی کس نے بنائے؟ اور یہ استدلال جائز ہے کہ علم (حقیقی) اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاصل ہے۔ حذف منہ اللام: اصل میں لفظ ہونا چاہیے تھا لیکن طوالت کی وجہ سے لام کو حذف کر دیا گیا ہے۔ واصلہ دمسہا: التدسیس سے ماخوذ ہے مراد اخفاء یعنی چھپانا ہے، معنی نفرو محصیت کو چھپانا ہے اس لئے کہ محصیت ذلت لائی ہے۔ بسبب طغیانہا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ باء سببیہ ہے۔

اسمہ قدار: غروب کے وزن پر ہے، ابن سالف کا شمار اولین اشیاء میں ہوتا تھا۔ سید عالم علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ اولین اشیاء کون ہیں؟“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ جانتے ہیں، فرمایا: ”ناقہ کی کوئی نہیں کاٹنے والا“، پھر فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ آخرین اشیاء کون ہیں؟“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ جانتے ہیں، فرمایا: ”جو تجھے قتل کریں گے“۔ بسر ضاہم: قدارہ کہتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ قدار نے ناقہ کی کوئی نہیں اس وقت تک نہیں کاٹیں جب دیگر بچے بڑے، مرد و عورت سب نے اس کی رضامندی نہ کر دی۔ فی الخلقۃ: یعنی محکم قانون اور ترکیب کے ذریعے نفس کی تخلیق ٹھیک فرمائی۔ نفاقۃ اللہ: اضافت تشریفیہ ہے، اور اس حیثیت سے بھی کہ ”ناقہ“ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلیل بنتی ہے، اور اس ناقہ کے ساتھ جو بھی خلاف عادی امور پائے گئے وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے ممکنات میں سے نہیں ہیں۔ ذروہا: میں اس جانب اشارہ پایا جا رہا ہے کہ ﴿نفاقۃ﴾ کا منصوب ہونا رب بنائے اسم تحذیر ہے، اور کلام میں مضاف محذوف ہے، یعنی ناقہ کو قتل کرنے کا ارادہ چھوڑ دو اور اس کا پانی پینے سے پرہیز کرو۔

ماء شربہا: مراد وہ پانی ہے جو اونٹنی پیا کرتی تھی۔ ولہم یوم: یعنی ایک دن دیگر لوگ اور ان کے مویشی پانی پیتے (اور ایک دن ناقہ پانی پیتی)۔ المرتب علیہ نزول العذاب بہم: حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کہا کہ تم پر تین دن کے بعد عذاب آئے گا تو قوم نے عذاب آنے کی علامت مانگی، پس فرمایا: پس تم بدھ کی صبح اٹھو گے تو تمہارے منہ زرد ہو گئے، دوسرے دن جمرات کو تمہارے منہ سرخ ہو گئے اور تیسرے دن جہنم کو تمہارے منہ سیاہ پڑ جائیں گے اور چوتھا دن مٹنے کا ہو گا جس میں تم پر عذاب آ جائے گا۔ فلم یفلت منهم احدا: سوائے ان لوگوں کے جو حضرت صالح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور ان کی تعداد چار ہزار تھی، باقی کسی نے آپ کی جانب التفات نہ کیا۔

(المعلو، ج ۶، ص ۲۸۲ وغیرہ)

## سورۃ النلیل مکیہ وحی احدى وعشرون آية

(سورۃ نلیل کی ہے اس میں اکیس آیات ہیں)

## تعارف سورۃ النلیل

اس سورت میں ایک رکوع، اکیس آیتیں، ۷۱ کلمے اور تین سو دس حروف ہیں۔ یہ سورہ مبارکہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور یہ نلیل انسانوں کی مذمت میں نازل ہوئی۔ حضرت جابر بن سرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر کی نماز میں ”واللیل اذا يغشى“ سورت پڑھا کرتے تھے (الدرالمشور، ج ۶ ص ۴۸۸)۔ اس سورت میں اہم نکات کے علاوہ ایک نفسانی راز سے پردہ اٹھایا گیا ہے وہ یہ کہ جو شخص اپنے آپ کو نیک اعمال کا عادی بنالیتا ہے تو اس کے لئے وہ بھلائی والے کام خواہ کتنے ہی ممکن اور مشکل ہوں سب آسان ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کے لئے تو اطاعت و تقویٰ کا راستہ انتہائی دشوار ہوتا ہے لیکن اس شخص کے لئے بالکل آسان ہو جاتا ہے۔ اور اس سورت میں وہ کام بتائے جس کی وجہ سے انسان اخروی فلاح حاصل کر لیتا ہے اور وہ کام بھی بتائے جس کی وجہ سے اس کو اخروی نقصان ہوتا ہے۔ اور اس میں بتایا گیا کہ اللہ ﷻ آخرت کے عذاب سے ڈراتا ہے اور یہ عذاب ہر اس شخص کو ہوگا جو اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی تکذیب کرے گا۔ اور جس نے اپنا مال اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ کیا محض اللہ ﷻ کی رضا کے لئے وہ عنقریب دوزخ سے دور رکھا جائے گا اور اس آیت کا مصداق حضرت ابو بکر صدیقؓ ہیں۔

رکوع نمبر: ۷۱

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَى﴾ (۱) ﴿بِظُلْمَتِهِ كُلِّ مَابَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ﴾ ﴿وَالنَّهَارُ إِذَا تَجَلَّى﴾ (۲) ﴿تَكْشِيفٌ وَظَهْرٌ وَإِذَا فِي الْمَوْضِعَيْنِ الْمَجْرَدِ الظَّرْفِيَّةِ وَالْعَامِلِ فِيهَا فَعَلِ الْقَسَمِ﴾ ﴿وَمَا بِمَعْنَى مِنْ أَوْ مَصْدَرِيَّةٍ﴾ ﴿خَلْقُ الذِّكْرِ وَالْإِنثَى﴾ (۳) ﴿أَذْمٌ وَحَوَاءٌ أَوْ كُلُّ ذَكَرٍ وَكُلُّ أُنْثَى وَالْخَشْيُ الْمُسْكِلُ عِنْدَنَا ذَكَرٌ أَوْ أُنْثَى عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى فَيُخَبِّئُ بِكَ لِيْمِهِ مَنْ حَلَفَ لَا يَكْلِمُ ذَكَرٌ أَوْ لَا أُنْثَى﴾ ﴿إِنْ سَعَيْكُمْ﴾ ﴿عَمَلَكُمْ﴾ ﴿لَشَيْءٍ﴾ (۴) ﴿مُخْتَلِفٌ فَعَامِلٌ لِلْجَنَّةِ بِالطَّاعَةِ وَغَامِلٌ لِلنَّارِ بِالْمَعْصِيَةِ﴾ ﴿فَمَا مِنْ أَعْطَى﴾ ﴿حَقُّ اللَّهِ﴾ ﴿وَاتَّقَى﴾ (۵) ﴿اللَّهُ﴾ ﴿وَصَدَقَ بِالْحَسَنِ﴾ (۶) ﴿أَيُّ بَلَاءٍ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي الْمَوْضِعَيْنِ﴾ ﴿فَسَنِيْسِرُهُ لِلْيَسْرِ﴾ (۷) ﴿لِلْجَنَّةِ﴾ ﴿وَأَمَّا مِنْ بَخْلٍ﴾ ﴿بِحَقِّ اللَّهِ﴾ ﴿وَاسْتَفْنَى﴾ (۸) ﴿عَنْ ثَوَابِهِ﴾ ﴿وَكَذَبَ بِالْحَسَنِ﴾ (۹) ﴿فَسَنِيْسِرُهُ﴾ ﴿نَهْيُهُ﴾ ﴿لِلْعَسْرِ﴾ (۱۰) ﴿لِلنَّارِ﴾ ﴿وَمَا﴾ ﴿نَافِيَةٌ﴾ ﴿يَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى﴾ (۱۱) ﴿فِي النَّارِ﴾ ﴿إِنْ عَلَيْنَا لِلْهُدَى﴾ (۱۲) ﴿لِتَبْيِّنَ طَرِيقَ الْهُدَى مِنْ طَرِيقِ الضَّلَالِ لِيَتِمَّ شَبْلُ أَمْرِنَا بِسُلُوكِ الْأَوَّلِ وَنَهْنِنَا عَنْ إِرْتِكَابِ الثَّانِي﴾ ﴿وَإِنْ لَنَا لِلْآخِرَةِ وَالْأُولَى﴾ (۱۳) ﴿أَيُّ الدُّنْيَا فَمَنْ طَلَبَهَا مِنْ غَيْرِنَا فَقَدْ أَخْطَأَ﴾ ﴿فَانْدَرَتْكُمْ﴾ ﴿خَوْفَتُكُمْ﴾ ﴿يَا أَهْلَ مَكَّةَ﴾ ﴿نَارًا تَلْطَى﴾ (۱۴) ﴿بِحَدَفٍ إِحْدَى الثَّانِيَيْنِ مِنَ الْإِصْلِ وَقَرِئَ بِشَوْبَتِهَا أَيْ تَتَوَقَّدُ﴾ ﴿لَا يَصْلُهَا﴾ ﴿يَذْخُلُهَا﴾ ﴿إِلَّا الْإِشْقَى﴾ ﴿بِمَعْنَى الْإِشْقَى﴾ ﴿الَّذِي كَذَبَ وَتَوَلَّى﴾ ﴿تَعَالَى وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ فَيَكُونُ الْمُرَادُ الصَّلَى الْمُؤَبَّدُ﴾ ﴿وَسَيَجْنِبُهَا﴾ ﴿يَعْبُدُ عَنْهَا﴾ ﴿الْإِشْقَى﴾ (۱۵) ﴿بِمَعْنَى النَّفْيِ﴾ ﴿الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى﴾ (۱۶) ﴿مُتَزَكِّيًّا بِهِ عِنْدَ اللَّهِ بِأَنْ يُخْرِجَهُ لِلَّهِ تَعَالَى لِأَرْيَاءٍ وَلَا سُمْعَةٍ فَيَكُونُ زَكِيًّا عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى وَهَذَا أَنْزَلَ فِي الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ لَمَّا اشْتَرَى بِلَالًا

الْمُعَذِّبِ عَلَىٰ إِيمَانِهِ وَأَعْتَفَتْهُ فَقَالَ الْكَافِرُ إِنَّمَا فَعَلَ ذَٰلِكَ لِیَدَّ كَأَنَّهُ لَهُ جُنْدٌ فَتَزُولُ ﴿۲۰﴾ وَمَا لِأَحَدٍ بِبَلَالٍ وَغَيْرِهِ ﴿۲۱﴾ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَىٰ ﴿۲۲﴾ لَیْكَ فَعَلَ ذَٰلِكَ ﴿۲۳﴾ ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ﴿۲۴﴾ أَمْ یُطَلَّبُ ثَوَابٌ مِنَ اللَّهِ ﴿۲۵﴾ وَلَسَوْفَ یَرْضَىٰ ﴿۲۶﴾ بِسْمِیْ عَطَاةٍ مِنَ الثَّوَابِ فِی الْجَنَّةِ وَالْآیَةُ تَشْتَمِلُ مِنْ فِعْلٍ مِثْلَ فِعْلِهِ فَبِیْعُدْ عَنِ النَّارِ وَیَثَابُ.

### ﴿ترجمہ﴾

اور رات کی قسم جب چھا جائے (آسمان وزمین کے درمیان موجود جو ہر شے پر اپنے اندھیرے کے ساتھ) اور دن کی جب چمکے (تجلی بمعنی تکشف و تظہر ہے، اذادوں جگہ فقط ظرفیت کے لیے ہے اور اس میں عامل فعل قسم ہے) اور اس کی جس نے (ما بمعنی من ہے، یا مصدر یہ ہے) نروادہ بنائے (یعنی حضرت آدم و حوا کو پر افرا مایا، مراد ہر نر اور مادہ ہے اور رہائشی مشکل تو وہ ہمارے نزدیک ہے ورنہ اللہ کے نزدیک یا تو وہ نر ہے یا پھر مادہ تو جس نے قسم کھائی کہ کسی مرد و عورت سے بات نہیں کرے گا وہ خشی مشکل سے بات کرنے کی صورت میں حانت ہو جائے گا.....) بیشک تمہاری کوشش (یعنی تمہارا عمل) مختلف ہے (شتی بمعنی مختلف ہے، بعض فرمانبرداری کر کے جنت کے لیے عمل کر رہے ہیں اور بعض نافرمانی کر کے جہنم کے لیے عمل کر رہے ہیں.....) تو وہ جس نے دیا (اللہ ﷻ کے حقوق کی ادائیگی میں) اور سب سے اچھی کو بیچ جانا (”حسنی“ سے دونوں مقامات میں کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ مراد ہے) تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے (”یسری“ سے مراد جنت ہے) اور وہ جس نے بخل کیا (حقوق اللہ کی ادائیگی میں) اور بے پرواہ بنا (اللہ ﷻ کے ثواب سے) اور سب سے اچھی کو جھٹلایا..... تو بہت جلد ہم اسے مہیا کر دیں گے (یسرہ بمعنی نہیثہ ہے) دشواری (”العسری“ سے مراد جہنم ہے.....) اور اس کا مال اسے کام نہ آئے گا (”ما ینبغی“ میں ”ما“ نافیہ ہے) جب (جہنم میں) ہلاکت میں پڑے گا بیشک ہدایت فرمانا ہمارے ذمے ہے (راہ گرائی سے طریق ہدایت کو بیان کرنا ہمارے ذمے ہے تاکہ راہ ہدایت پر چل کر ہمارے احکام کی بجا آوری کی جائے اور ثانی کے ارتکاب سے بچ کر ہماری ہستی کے موافق عمل کیا جائے.....) اور بیشک آخرت اور دنیا دونوں کے ہم ہی مالک ہیں (”الاولی“ سے مراد دنیا ہے تو جو شخص دنیا و آخرت ہمارے غیر سے طلب کرے وہ خطا پر ہے) تو میں تمہیں ڈراتا ہوں (اے اہل مکہ، اندو تکم بمعنی خوفتکم ہے، اس آگ سے جو بھڑک رہی ہے) (تلطی بمعنی تنو قد ہے، اس میں دو تاء میں سے ایک کو حذف کر دیا گیا ہے اس فعل کو دو تاء کے ساتھ یعنی ”تتلطی“ بھی پڑھا گیا ہے) نہ داخل ہوگا اس میں (لا یصلھا بمعنی لا یدخلھا ہے) مگر بد بخت (الاشقی بمعنی الشقی ہے) جس نے جھٹلایا (ہمارے نبی ﷺ کو) اور مونہ پھیرا (ایمان لانے سے، یہ حصہ اللہ کے فرمان ﴿و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء﴾ (۱۸) کی تائید کر رہا ہے، یہاں داخلہ جہنم سے مراد ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے.....) اور بہت اس سے دور رکھا جائے گا (سیجنہا بمعنی یبعد منها ہے) پرہیزگار (الاتقی بمعنی التقی ہے) جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستمرا ہو (مال دینے کے ذریعے اللہ کے نزدیک ستمرا ہونے کے لیے یعنی وہ اپنا مال فقط اللہ کے لیے نکالتا ہے، ریاء اور دکھاوئے اور سنانے کے لیے نہیں، پس یہ اللہ کے یہاں ستمرا ہونے والا ہے۔ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب کہ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جنہیں ایمان لے آنے کے سبب عذاب دیا جاتا خرید کر آزاد فرما دیا۔ یہ دیکھ کر کفار نے کہا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کسی احسان کو چکانے کے لیے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا ہے، تب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی) اور کسی کا اس پر احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے لیکن (الا بمعنی لیکن ہے، یعنی اس نے یہ فعل فقط) اپنے رب کی رضا چاہنے کو کیا جو سب سے بلند ہے (یعنی اللہ ﷻ کے ثواب کی طلب میں) کہ وہ راضی ہو



گا (اس ثواب سے جو جنت میں اسے دیا جائے گا، یہ آیت ان تمام افراد کو شامل ہے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مثل اعمال کرے پس اسے بھی جہنم سے دور رکھا جائے گا اور ثواب عطا کیا جائے گا.....)۔

### ﴿قر کیب﴾

﴿وَالْبَلِ اِذَا يَغْشَىٰ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلَّىٰ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثَىٰ اِنْ سَعِيْكُمْ لَشَتَّىٰ﴾

و: قسمیہ جار، البلی: معطوف علیہ، والنہار: معطوف اول، و: عاطفہ، بما: موصول، خلق الذکر والانی: جملہ فعلیہ صلیہ، مکر معطوف ثانی، مکر مجرور، مکر فعل مجزوف "اقسم" کیلئے ظرف مستقر، اذا: مضاف، یغشی: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر معطوف علیہ، و: عاطفہ، اذا: تَجَلَّىٰ: معطوف، مکر ظرف، مکر جملہ فعلیہ قسمیہ، ان سعیکم: حرف مشبہ واسم، لام: تاکیدیہ، شتی: خبر، مکر جملہ اسمیہ جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ۔

﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنِيْرُهٗ لِلْيُسْرَىٰ﴾

ف: عاطفہ، اما: حرف شرط، من: موصولہ، اعطى: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اتقى: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، صدق: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکر صلیہ، مکر مبتداء، ف: جزائیہ، من: حرف استقبال، یسرہ: فعل باقاعل ومفعول، للیسری: ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ شرط مجزوف "مهما یکن من شیء" کی جزاء، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ فَسَنِيْرُهٗ لِلْعُسْرَىٰ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهٗ اِذَا تَرَدَّىٰ﴾

واما من بخل: الخ: جملہ فعلیہ بمطابق ترکیب باقاعل پر معطوف ہے، و: عاطفہ، ما یغنی: فعل نفی، عنہ: ظرف لغو، ماله: فاعل، اذا: مضاف، ترادی: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر ظرف، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿اِنْ عَلَيْنَا لِلْهُدٰى وَانْ لَنَا لِلْاٰخِرَةِ وَالْاُولٰٓئِ فَاَنْذَرْتَكُمْ نَارًا تَلْظٰی﴾

ان: حرف مشبہ، علینا: ظرف مستقر خبر مقدم، للہدی: اسم مؤخر، مکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ان: حرف مشبہ، لنا: ظرف مستقر خبر مقدم، لام: تاکیدیہ، الاخرہ: معطوف علیہ، والاولی: معطوف، مکر اسم مؤخر، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ، معطوف علی مقدر "فمن طلب الدنیا والآخرۃ من غیر ما لکھما الحقیقی فقد اخطا الطريق" انذرتکم: فعل باقاعل ومفعول، نار: موصوف، تلظی: جملہ فعلیہ مفت، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿لَا یَصْلٰھَا اِلَّا الْاَشْقٰی الَّذِیْ کَذَبَ وَتَوَلٰی﴾

لا یصلها: فعل نفی ومفعول، الا: اداة حصر، الاشقی: موصوف، الذی: موصول، کذب: معطوف علیہ، و: عاطفہ، تولی: جملہ فعلیہ معطوف، مکر صلیہ، مکر مفت، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَسِجْنٰھَا الْاَتَقٰی الَّذِیْ یُوْتٰی مَالَهٗ یَتَزَكٰی﴾

و: عاطفہ، سین: حرف استقبال، یجنبها: فعل ومفعول، الاتقی: موصوف، الذی: موصول، یوتی مالہ: جملہ فعلیہ مبدل منہ، یتزکی: جملہ فعلیہ بدل، مکر صلیہ، مکر مفت، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وَمَا لَاحِدٌ عَنْدهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تَجْزٰی اِلَّا اِبْتِغَاءَ وَجْہِ رَبِّہٗ الْاَعْلٰی﴾

و: عاطفہ، ما: تانیہ، لام: جار، احد: ذو الحال، ع: حرف متعلق مجزوف حال، مکر خبر مقدم، من: زائد، نعمة: موصوف، تجزی: جملہ فعلیہ مفت، مکر مستثنی منہ، الا: اداة استثناء، ابتغاء: مصدر مضاف باقاعل، وجہ

رہ: موصوف، الاعلیٰ، صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر مستثنیٰ، ملکر مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ مبتدا مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔  
 ﴿وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ﴾ و: عاطفہ، لام تاکیدیہ، سوف حرف استقبال، یرضی: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... واما من بعمل واستغنى.....☆ یہ آیتیں حضرت ابو بکر صدیق ؓ اور امیہ بن خلف کے حق میں نازل ہوئیں جن میں سے ایک حضرت ابو بکر صدیق ؓ اتنی ہیں اور دوسرا امیہ، اشقی امیہ بن خلف، حضرت بلال ؓ کو جو اس کی ملک میں تھے دین سے منحرف کرنے کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں دیتا تھا۔ انتہائی ظلم اور سختیاں کرتا تھا۔ ایک روز حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے دیکھا کہ امیہ نے حضرت بلال ؓ کو گرم زمین پر ڈال کر پتے ہوئے پھران کے سینے پر رکھے ہیں۔ اور بلال ؓ اس حال میں ہیں کہ کلمہ طیبہ ان کی زبان پر جاری ہے۔ آپ نے امیہ سے فرمایا: اے بد نصیب! ایک خدا پرست پر یہ سختیاں؟ اس نے کہا آپ کو اس کی تکلیف ناگوار ہو تو اس کو خرید لیجئے۔ آپ نے گراں قیمت پر خرید کر ان کو آزاد کر دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں فرمایا گیا تمہاری کوششیں مختلف ہیں حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی کوششیں اور امیہ کی، حضرت ابو بکر صدیق ؓ رضائے الہی کے طالب ہیں اور امیہ حق دشمنی میں اندھا ہے۔

☆..... وما لاحد عنده من نعمة.....☆ جب حضرت ابو بکر ؓ نے حضرت بلال ؓ کو بہت گراں قیمت پر خرید کر آزاد کر دیا تو کفار کو حیرت ہوئی اور انہوں نے کہا کہ ابو بکر نے ایسا کیوں کیا؟ شاید بلال کا ان پر کوئی احسان ہو جو انہوں نے اتنی گراں قیمت دے کر خریدا ہے اور آزاد کیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ظاہر فرما دیا کہ صدیق ؓ کا یہ فعل محض اللہ ﷻ کی رضا کیلئے تھا کسی کے احسان کا بدلہ نہیں اور نہ ان پر بلال ؓ وغیرہ کا کوئی احسان ہے۔ حضرت صدیق اکبر ؓ نے بہت سے لوگوں کو ان کے اسلام کے سبب خرید کر آزاد کیا۔

### ﴿تشریح تو ضیح واغراض﴾

#### وما خلق الذکر والانثی میں مفسرین کی توجیہات:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وما خلق الذکر والانثی اور اس کی قسم جس نے زوادمہ بنائے﴾ (البقرہ: ۲۱۰)۔ اس میں کچھ مسائل ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ کی قدرت عظیم ہے جس نے مائے واحد سے مذکر و مونث بنائے، اور ایک قول کے مطابق آدم و حوا کو پیدا فرمایا۔ (۲)..... مذکر و مونث تمام مخلوق کو اللہ ﷻ نے پیدا فرمایا۔ (۳)..... تمام ذوی الارواح میں مذکر و مونث اشرف المخلوقات ہیں، کیونکہ ہر حیوان یا تو مذکر ہے یا مونث اور جہاں تک خنثی کا تعلق ہے تو وہ یا تو مذکر ہے یا مونث، اور اگر کسی نے طلاق کی قسم کھائی اور اس دن کسی مرد و عورت سے ملاقات نہ ہوئی اور خنثی ملا تو حادث ہو جائے گا کیونکہ اللہ ﷻ کے نزدیک یہ مذکر ہے یا مونث جب کہ ہمارے نزدیک خنثی مشکل ہے۔  
 (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۸۲، روح البیان، ج ۱۰، ص ۵۳۵)

#### کوششیں مختلف ہونے کے معنی:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان سعيکم لثنی﴾ بیشک تمہاری کوششیں مختلف ہے (البقرہ: ۱۷۷)۔ معنی یہ ہیں کہ تمہارے اعمال مختلف ہیں، مگر مرد اور دیگر تمام مفسرین کے نزدیک السعی کے معنی العمل ہے۔ (۱)..... تمہارے بعض کے اعمال بعض سے مختلف ہیں، کیونکہ بعض گمراہی پر ہیں اور بعض ہدایت پر ہیں، بعض مومن ہیں اور بعض کافر، بعض نیکی پر ہیں اور بعض بدی پر، بعض فرمانبردار ہیں

اور بعض نافرمان ہیں۔ (۲)..... ایک قول یہ ہے کہ لشیسی کے معنی جزاء کے مختلف ہونے کے ہیں، کیونکہ بعض کی جزاء جنت ہے اور بعض کی دوزخ، (۳)..... ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ تمہارے اخلاق مختلف ہیں یعنی رحم کرنے والے نرم دل ہیں اور بعض سخت خو ہیں بعض سختی ہیں اور بعض بخیل ہیں۔  
(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۷۴)

### الحسنی کے بارے میں اقوال مفسرین:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَصَدَقَ بِالْحَسَنِی وَكَذَبَ بِالْحَسَنِی اور سب سے اچھی کو سچ مانا اور سب سے اچھی کو جھٹلایا﴾ (البقرہ: ۱۹۰)۔ اس سورت میں دو مرتبہ الحسنی کا ذکر ہے۔ عبدالرحمن سلمیٰ اور ضحاک کہتے ہیں کہ حسنہ کے معنی لا الہ الا اللہ ہے، یہی عطیہ کی حضرت ابن عباس سے روایت مروی ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ حسنہ سے مراد جنت ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لِلَّذِینَ احْسَنُوا الْحَسَنِی بھلائی والوں کے لئے بھلائی﴾ (۲۶)۔ یہاں بھی حسنہ سے مراد جنت ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ اسے یقین ہو کہ اللہ ﷻ اس کا بدلہ جنت عطا فرمائے گا۔ یہی روایت حضرت عکرمہ سے مروی ہے جو انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے۔ قتادہ، مقاتل اور کلبی کہتے ہیں کہ حسنہ سے مراد اللہ ﷻ کا وعدہ ہے یعنی اس نے یہ تعدیق کی کہ اللہ ﷻ اس کا وعدہ کو پورا فرمائے گا۔  
(المظہری، ج ۷، ص ۷۴)

### یسری اور عسری کے بارے میں اقوال مفسرین:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فَسَنِسِرْهُ لِّلْیَسْرِی اور فسنیسره للعسری تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کر دیں گے تو بہت جلد ہم اسے دشواری مہیا کر دیں گے﴾ (البقرہ: ۱۰۷)۔ یعنی ہم اسے ایسے عمل کی توفیق دیں جو آسانی اور راحت کی طرف لے جائے، یعنی ایسے عمل کی توفیق دیں جو اللہ ﷻ کی رضا اور جنت میں جانے کے لئے آسان ہو۔ اور ہم اسے ایسے اعمال سے بھی آگاہ کر دیں گے جو اسے تنگی اور مشکل کی جانب لے جائے اور اللہ ﷻ کی ناراضگی کا بھی سبب ہو اور اسے راہ جہنم کی جانب گامزن کر دے۔ مقاتل کہتے ہیں کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس کے لئے بھلائی کا کام کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔  
(المظہری، ج ۷، ص ۷۴ و غیرہ)

### ہدایت کا اللہ ﷻ کے ذمہ ہونا:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان علینا للھدی بیشک ہدایت فرمانا ہمارے ذمہ ہے﴾ (البقرہ: ۱۲)۔ اللہ ﷻ نے مختلف کوششیں ہونے، آسانی اور تنگی کی حکمتیں، بیان، دلالت، ترغیب و ترہیب اور ارشادات و ہدایت کا بیان کرنے کے بعد مذکورہ بالا خطاب فرمایا۔ ہم پر اپنی مخلوق کو حکمت کے ساتھ تخلیق کرنے اور وجوہات بندگی بیان کرنا ضروری ہیں، مطیع اور عاصی کا فرق واضح کرنا، یہ بھی کہ ہم نے اپنی مخلوق کو نفع، رحم و کرم، نعیم مقیم کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ معتزلہ اس آیت سے اپنے مذہب کے مطابق ذلیل پکڑتے ہیں۔ معتزلہ کہتے ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ کسی پر اتنا ہی بوجھ ڈالتا ہے جو اس کی وسعت اور طاقت کے مطابق ہو لہذا اثابت ہوتا ہے کہ اللہ ﷻ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا؟ (۲)..... علی وجوب کے لئے ہے، پس اللہ ﷻ پر بندوں کو ہدایت دینا اور ان کے فائدے کے کام کرنا واجب ہے؟ (۳)..... اگر ایسا نہیں ہے تو پھر دلائل قائم کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟ ہم کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ پر کچھ بھی واجب نہیں ہے، نہ تو بندوں کو ہدایت دینا اور نہ ہی ان کے فائدے کے کام کرنا بلکہ اللہ ﷻ اپنے لطف و کرم سے ایسا فرماتا ہے جیسا کہ نیک لوگوں کو جنت کی نعمت عطا فرمانا اللہ ﷻ کا فضل ہے اور کافروں کو جہنم میں داخل کرنا اس کا عدل ہے۔ اور اصول کے اعتبار سے دیکھا جائے تو علی فقط وجوب کے لئے نہیں آتا اور یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے بلکہ قرآن مجید میں ایسے بے شمار مقامات ہیں جہاں علی وجوب کے لئے نہیں آیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَا ذَبَحَ عَلٰی النَّصِیبِ اور جو کسی حقان پر ذبح

کیا گیا (المائدہ: ۳) ﴿وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ﴾ اور حج کی راہ ٹھیک اللہ تک ہے (العمل: ۹) ﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وَقَعُوا عَلَىٰ رُءُوسِهِمْ﴾ اور کسی تم دیکھو جب اپنے رب کے حضور کھڑے کئے جائیں گے (الانعام: ۲۰) ﴿﴾۔

خاصی ثناء اللہ لکھتے ہیں: متذکرہ آیت میں علی کا کلمہ تاکید کے لئے ہے، یعنی ہم نے اپنے سابقہ فیصلے یا اپنے وعدے کے مطابق ہدایت عطا کرنے کو اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ ہمدی سے مراد دلائل معین کر کے اور شریعت کے احکام بیان کر کے حق کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔ زجاج اور قتادہ نے یہی کہا ہے۔ فراء کہتے ہیں کہ جو ہدایت کے راستے پر خلا وہ بالآخر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچ گیا۔

(المطہری، ج ۷، ص ۷۲۰)

اصولی کہتے ہیں: علی مختلف معنی میں استعمال ہوتا ہے: (۱)..... کبھی الالزام یعنی لازم ہونے کے لئے آتا ہے یعنی لہ علی الف درهم۔ (۲)..... لغوی اعتبار سے استعلاء کے لئے آتا ہے، جیسے زید علی السطح۔ (۳)..... بیع اور اجارہ کے معاملات میں علی بمعنی الباء آتا ہے جیسا کہ بعثت هذا و آجرت هذا او نکحتھا علی الف درهم۔ (۴)..... امام اعظم کے نزدیک شرط کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا علی شرط الف درهم۔

(لورالوار، بحث: علی، ج ۱، ص ۳۷۸ وغیرہ)

جہاں تک آیت مقدسہ کا تعلق ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ بیشک حق و باطل کی راہوں کو واضح کر دینا اور حق پر دلائل قائم کرنا اور احکام بیان فرمانا ہمارے ذمہ کرم پر ہے۔

(عزائین العرفان، حاشیہ نمبر ۱۶)

## آیت نمبر ”۱۵“ اور ”۱۶“ کے تحت معتزلہ و مرجئہ کا رد:

۱..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا يَصْلُهَا إِلَّا الْإِسْقَىٰ الَّذِي كَذَبَ وَتَوَلَّىٰ نَهَ جَائَ غَا اس میں مگر بڑا بد بخت جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا (البقرہ: ۱۷۸) ﴿﴾۔ یہ آیت اہل سنت و جماعت کے موقف کے موافق ہے کہ دوزخ میں دائمی عذاب کے لئے کفار ہی کو جھونکا جائے گا اور فساق مومنین اور مرتکب کبائر دائمی عذاب کے لئے دوزخ میں نہیں ڈالے جائیں گے اور چونکہ آیت معتزلہ کے مسلک کے خلاف تھی، اس لئے انہوں نے اس آیت کی یہ تاویل کی کہ اس آیت میں تکذیب کی حقیقت مراد نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل نہیں کرتے اور جن کاموں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے، ان کا ارتکاب کرتے ہیں، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تکذیب کرتے ہیں، لہذا جو مومنین مرتکبین کبائر ہیں، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرنے والے ہیں اور اس کی روگردانی کرنے والے ہیں، کیونکہ ابتداء میں تو وہ توحید پر ایمان لائے اور بعد میں وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مقابلہ میں اپنی خواہشوں پر عمل کرنے لگے، اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل نہ کرنے سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کا مکذب نہیں ہوتا کیونکہ بہت سی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فاسق مومن کو مکذب نہیں قرار دیا بلکہ اس پر مومن کا اطلاق کیا ہے، مثلاً فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ﴾ اے ایمان والو! تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو (البقرہ: ۱۷۸) ﴿﴾۔

قصاص قاتل پر فرض کیا جاتا ہے اور قاتل مرتکب کبیرہ ہوتا ہے اور اس آیت میں اس پر مومن کا اطلاق فرمایا ہے، لہذا واضح ہو گیا کہ مرتکب کبیرہ اللہ کا مکذب نہیں ہوتا۔ اس آیت سے مرجئہ نے بھی استدلال کیا ہے، مرجئہ کا موقف یہ ہے کہ ایمان لانے کے بعد کسی معصیت اور گناہ سے مومن کی گرفت اور پکڑ نہیں ہوگی، ان کے استدلال کی تقریر یہ ہے کہ اس آیت میں فرمایا ہے کہ دوزخ میں وہی داخل ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرے اور اس کے حکم سے پیٹھ پھیرے اور مومن خواہ گناہ کبیرہ کرے یا صغیرہ، وہ اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرنے والا ہے نہ کہ اس کے حکم سے پیٹھ پھیرنے والا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دوزخ کے متعدد طبقات ہیں جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے: ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ



الاسفل من النار بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں (النساء: ۱۴۰)۔ اس لئے یہ ہو سکتا ہے کہ جن کفار و منافقین نے اللہ ﷻ کی تکذیب کی اور اس کے احکام سے روگردانی کی، وہ دوزخ کی زیادہ بھڑکتی ہوئی آگ کے طبقہ میں ہوں، اور جن مومنین نے صرف گناہ کبیرہ کیا، ان کو تظہیر کے لئے اس سے کم درجہ کی آگ کے طبقہ میں ڈالا جائے، اور مومن مرتکب کبیرہ کے عذاب کی دلیل یہ آیات ہیں: ﴿وَلَوْ بَدِّلَ الْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَاؤْنَ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ﴾ تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگتے نہیں دیتے (الماعون: ۷۷)۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ دوزخ کے اس خاص طبقہ میں صرف مکذب داخل ہوں اور مومن مرتکب کبیرہ کے لئے دوزخ کا کوئی اور طبقہ ہو۔

(تبیان القرآن، ج ۱۲، ص ۷۸۹ وغیرہ)

امام اعظم ابو حنیفہ لکھتے ہیں: مومن فاسق جو کہ مرتکب کبیرہ ہو، اس کے کبیرہ ارتکاب کی وجہ سے ایمان نہیں جائے گا جیسا کہ معتزلہ کا کہنا ہے کہ مرتکب کبیرہ کا نہ تو ایمان رہتا ہے اور نہ ہی وہ کافر ہو جاتا ہے بلکہ وہ دونوں کے بیچ میں رہتا ہے اور ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مرتکب کبیرہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلمے گا۔ ہمارا نظریہ یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ کا ایمان کمزور ہوتا ہے اور اعمال ایمان کو مضبوط کرتے ہیں اور اس میں حسن پیدا کرتے ہیں۔

(فقہ الاکبر، مبحث: ان الکبیرۃ لا تخرج، ص ۱۱۷ ملخصاً مع حواشی)

## سیدنا صدیق اکبر ﷺ کا انفاق فی سبیل اللہ:

یے..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَمَا لَاحِدٌ عَنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تَجْزِیْ الْاِبْتِغَاءِ وَجَدَ رَبُّهُ الْاَعْلٰی وَلَسَوْفَ یَرْضٰی﴾ اور کسی پر اس کا کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے جو سب سے بلند ہے اور بیشک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا (اللیل: ۹: ۲۱)۔ اس موضوع پر ہم درج ذیل چند احادیث پیش کرتے ہیں:

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو ایک قسم کی دو چیزیں یعنی (جوڑا) اللہ ﷻ کی راہ میں صدقہ کرے تو اس کو جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا، اے عبداللہ ﷺ! یہ نیکی ہے، جو شخص نمازی ہوگا اُسے باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا، جو شخص مجاہدین میں سے ہوگا اُسے باب الجہاد سے، جو شخص صدقہ کرنے والوں میں سے ہوگا اُسے باب الصدقہ سے، جو روزہ رکھنے والوں میں سے ہوگا اُسے باب الصیام یا باب الریان سے بلایا جائے گا، ابو بکر رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ! کوئی ایسا بھی ہوگا جسے ہر دروازے سے پکارا جائے، فرمایا: ”ہاں! مجھے امید ہے کہ وہ تم ہی ہو گے۔“

(صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب، رقم: ۳۶۶۶، ص ۶۱۵)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ایک روز استفسار فرمایا: ”آج کس نے صبح روزے کی حالت میں کی؟“ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے، پھر پوچھا: ”آج کس نے جنازے میں شرکت کی؟“ تو جواب میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اثبات کا اظہار کیا، پھر پوچھا: ”آج کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟“ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اثبات میں جواب دیا، پھر پوچھا: ”آج کس نے مریض کی عیادت کی؟“ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس میں یہ اوصاف جمع ہوں وہ داخل جنت ہوگا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب من جمع الصدقۃ و اعمال البر، رقم: ۲۲۶۳/۱۰۲۸، ص ۴۶۷)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس کسی نے بھی ہمارے ساتھ نیکی کی، ہم نے اس کا بدلہ چکا دیا، سوائے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے، انہوں نے ایسی نیکی کی ہے جس کا بدلہ اللہ ﷻ قیامت میں دے گا، اور مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مال نے نفع دیا ہے، اگر میں دنیا میں کسی کو خلیل بناتا تو صدیق اکبر کو بناتا، سنو تمہارے پیغمبر اللہ ﷺ کے خلیل

ہیں۔“ (سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب ابی بکر الصدیق، رقم: ۳۶۱۸، ص ۱۰۴۸)

☆..... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا، میں نے سوچا کہ آج میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ دوں گا، اور اپنے گھر کا آدھا سامان لے آیا، سید عالم ﷺ نے پوچھا: ”اپنے گھر والوں کے لئے کیا بچایا ہے؟“ میں نے جواب دیا: اتنا ہی، پھر کچھ دیر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی آگئے اور اپنا مال ایک طرف رکھ دیا، آقائے دو جہاں ﷺ نے پوچھا: ”اپنے گھر والوں کے لئے کیا بچایا ہے؟“ جواب دیا: ”میں نے اُن کے لئے اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ چھوڑا ہے،“ میں (عمر فاروق رضی اللہ عنہ) نے اپنے جی میں کہا کہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔“

(سنن ابو داؤد، کتاب الزکاة، باب فی الرخصۃ فی ذلک، رقم: ۱۶۷۸، ص ۳۲۴)

### اغراض:

کل ما بین السماء والارض: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿یعنی﴾ کا مفعول محذوف ہے، اصل عبارت یوں ہے: ”کل ما بین السماء والارض“ اور ایک قول کے مطابق النهار والشمس کو بھی مقدر مانا گیا ہے اور دونوں اقوال درست ہیں۔ لمجرد الظرفیۃ: یعنی شرط کے بغیر ظرف کا پایا جانا مراد ہے۔ بمعنی من: مراد اسم موصول ہے، اللہ ﷻ نے اپنی ذات کی قسم کھائی اور اللہ ﷻ مرد و عورت کی تخلیق پر قادر ہے۔ ذکر: سے آخر تک سوال مقدر کا جواب ہے، تقدیری عبارت یوں ہے: ”لسم لم یدخل الخنثی المشکل فی عموم الذکر ولا فی عموم الانثی؟“

مصدریۃ: یعنی اللہ ﷻ نے مرد و عورت تخلیق فرمائے، یعنی مرد و عورت کی تخلیق کو اللہ ﷻ کی قدرت کے متعلق کر دیا۔ فی بحث بکلیمہ: اللہ ﷻ نے مرد و عورت کے سوا (انسانوں) میں کوئی ذی روح مخلوق پیدا نہیں کی، اور خنثی مشکل کی نسبت ہماری (یعنی اللہ ﷻ) کی جانب کی جاتی ہے، جب کہ اس کے خلاف ایک اور قول قسم ثالث ہونے کا بھی ہے، لیکن اس کی تردید اللہ ﷻ کے فرمان سے ہوتی ہے: ﴿یہب لمن یشاء اناثا..... الخ (الشوری: ۴۰)﴾۔

مختلف: لوگ دوسروں سے مختلف ہوا کرتے ہیں، اللہ ﷻ نے گمراہی اور ہدایت کی راہیں تقسیم فرمادی ہیں، پس گمراہی کی بھی اقسام ہیں اور ہدایت کی بھی اقسام ہیں اور یہ درست ہے کہ جزاء سب کی مختلف ہے، پس تم میں سے بعض لوگ ثواب والے کام کر کے جنت اور بعض عتاب والے کام کر کے جہنم کھاتے ہیں۔ حق اللہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿اعطی﴾، ﴿اتقی﴾ کے مفعول عمومیت کے فائدے کے حصول کے لئے محذوف ہیں، پس اللہ ﷻ کے حقوق کی ادائیگی بھلائی کے کاموں میں مال خرچ کرنے کو شامل ہے اور نفس کو اللہ ﷻ کی فرمانبرداری میں لگا دینے کو بھی، اور تقویٰ یہ ہے کہ ادا مرد و نواہی کا حسبِ منشاء خیال کیا جائے۔

ای ہلا الہ الا اللہ: یعنی اللہ ﷻ کے سوا معبود کوئی نہیں اور ساتھ ہی محمد ﷺ اس کے رسول ﷺ ہیں، اور ایک قول کے مطابق ”الحسنی“ سے جنت مراد ہے یعنی اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿للذین احسنوا الحسنی (یونس: ۲۶)﴾ اور اس معنی کی تصدیق ایمان بالبعث و جزاء سے ہوتی ہے۔ عن ثوابہ: سے مراد یہ ہے کہ جو تکبر اور عناد کے باعث ثواب سے بے پرواہ ہو گیا۔ الجنة: وارد ہوا ہے: ”کوئی جان ایسی نہیں کہ اللہ ﷻ نے اس کا ٹھکانہ جنت یا دوزخ میں نہ لکھ دیا ہو، لوگوں نے کہا اے اللہ ﷻ کے رسول ﷺ کیا ہم لکھے ہوئے سے ہٹ نہ سکیں گے؟ فرمایا: ”بلکہ عمل کرو، تم میں سے ہر ایک کو وہی توفیق ہوگی جو اس کے لئے لکھ دی گئی ہے، پس جو سعادت مندوں میں سے ہوگا وہ ایسے ہی کام کرے گا اور جو بد بختوں میں سے ہوگا وہ بد بختی والے کام ہی کرے گا، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿فاما من اعطی واتقی وصدق..... الخ (اللیل: ۶)﴾۔

لہٰذا: اس جملے سے یہ وہم دور کرنا مقصود ہے جو یہ کہتے ہیں کہ تنگی آسانی کو نہیں لاتی، میں (علامہ صادی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ تیسیر سے مراد ہیست ہے جو کہ سیر اور مسر دونوں میں ہوتی ہے، پس معنی یہ ہے کہ اس کے عمل ہی ایسے ہوتے ہیں جو اسے جہنم کی جانب پہنچا دیتے ہیں۔ ذلک: یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کرنا۔

فمن طلبہما من غیرنا فقد اخطا: پس آخرت دنیا کے مقابلے میں بہتر ہے اور اس کی دلیل ایک اور مقام پر یوں ہے: ﴿من کان یرید ثواب الدنیا فعند اللہ ثواب الدنیا والاخرۃ﴾ (النساء: ۱۳۴)۔ و هذا الحصر مؤول: یعنی ظاہر سے پھرنا، اور مفسر نے مرحہ فرتے کے باطل عقیدے کے رد کرنے کے لئے اس کلام کا التزام فرمایا، پس مرحہ فرتے کا کہنا ہے: ایمان لانے کے بعد کسی قسم کا گناہ نقصان نہیں دیتا، اور وہ آیت کے ظاہر سے استدلال کرتے ہیں، اور انہوں نے دخول نار کا جبر فقط کفار ہی کے ساتھ کر لیا ہے، اور ان کا استدلال یہ ہے کہ مومن اگرچہ کبیرہ کر لے لیکن وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، المختصر۔ ہم نے ماقبل حاشیہ نمبر ۶ میں اس موضوع کو دلائل کے ساتھ بیان کر دیا ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

و هذا نزل فی الصدیق: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عمل خیر کی دلیل اللہ عزوجل کا فرمان: ﴿وسیعنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی﴾ (اللیل: ۱۹/۱۸)۔ لہذا اشتوی بلال: یعنی بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو اس کے آقا امیہ بن خلف کی غلامی سے چھڑایا۔ لید کانت لہ: کافروں کا کہنا تھا کہ بلال حبشی رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نعمت تھی لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آخر وہی نعمت کو پسند فرمایا۔ لکن فعل ذلک: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿الا﴾ استثناء منقطع ہے، اس لئے کہ کوئی بھی اللہ عزوجل کی رضا چاہے، جس نعمت مراد نہیں ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۸۵ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة والضحي مكية وهي إحدى عشرة آية

(سورة واسمى كى ہے جس میں گیارہ آیتیں ہیں)

## تعارف سورة الضحي

جب یہ سورہ مبارکہ نازل ہوئی تو اس کے آخر میں نبی پاک ﷺ نے تکبیر کہی پس اس سورہ مبارکہ کے آخر میں تکبیر کہنا مسنون ہے اور ایک روایت میں تکبیر کہنے کا حکم بھی دیا گیا ہے کہ اس کے خاتمہ پر اور اس کے بعد والی تمام سورتوں کے آخر میں تکبیر کہی جائے۔ تکبیر سے مراد اللہ اکبر کہنا یا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہنا مراد ہے۔ اس سورت میں ایک رکوع گیارہ آیتیں، چالیس کلمے اور ۷۲ حروف ہیں۔ اس سورت کے شان نزول کے بارے میں بہت سے اقوال ہیں۔ یہ سورت ہمارے نبی کریم ﷺ کی شان و عظمت اور آپ کے بلند مقام کو ظاہر کر رہی ہے۔ سورہ لیل کے بعد سورہ الضحی شروع ہوئی جیسے رات کے اندھیرے کے بعد دن کا اجالا شروع ہوتا ہے اسی طرح کفر و شرک کی تاریکیوں کے بعد آفتاب نبوت کی صبح طلوع ہوئی جس کی وجہ سے کفر و شرک کے آثار مٹ گئے۔ اور سورہ لیل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان و فضیلت پر ختم ہوئی اور الضحی نبی پاک ﷺ کی فضیلت اور شان و شوکت سے شروع ہوئی، پتہ چلا کہ جہاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان ختم ہوتی ہے وہاں سے نبی کریم ﷺ کی شان شروع ہوتی ہے۔ اس سورت میں بتایا کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو چھوڑا اور نہ ہی ان سے ناراض ہوا بلکہ وہ تو اپنے حبیب ﷺ پر بے پایاں نعمتوں کی بارش فرماتا ہے اور اس میں یہ بھی بتایا کہ یتیم پر شفقت کرنی چاہیے اور مسکین کی مدد کرنی چاہیے اور یتیم کو ڈانٹنا و ردھکانا نہیں چاہیے اور کسی سوال کرنے والے کو دھکنا نہیں چاہیے اور اللہ ﷻ نے آپ کو نبوت اور رسالت جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں، آپ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین اور سرِ پارِ رحمت بنا کر قیامت تک کی تمام مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا وہ یقیناً نعمت عظمیٰ ہے۔

رکوع نمبر: ۱۸

بسم الله الرحمن الرحيم الله کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿وَالضُّحَى﴾ (۱) ﴿أَوَّلَ النَّهَارِ أَوْ كَلَّهُ﴾ (۲) ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَى﴾ (۳) ﴿غَطَىٰ لِّظُلَامِهِ أَوْ سَكَنَ﴾ (۴) ﴿مَا وَدَّعَكَ﴾ (۵) ﴿يَا مُحَمَّدُ﴾ (۶) ﴿رَبِّكَ وَمَا قَلَى﴾ (۷) ﴿أَبْغَضَكَ﴾ (۸) ﴿نَزَلَ هَذَا الْمَقَالَ الْكُفَّارُ عِنْدَ تَأَخُّرِ الْوَحْيِ عِنْدَ خُمُسَةِ عَشْرِ يَوْمًا إِنَّ رَبَّهُ وَدَّعَهُ وَقَلَاهُ﴾ (۹) ﴿وَلِلْآخِرَةِ خَيْرٌ لَّكَ﴾ (۱۰) ﴿لَمَّا فِيهِمَا مِنَ الْكَرَامَاتِ لَكَ﴾ (۱۱) ﴿مَنْ الْأُولَى﴾ (۱۲) ﴿الدُّنْيَا﴾ (۱۳) ﴿وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ﴾ (۱۴) ﴿فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَيْرَاتِ عَطَاءٌ جَزِيلًا﴾ (۱۵) ﴿فَتَرْضَى﴾ (۱۶) ﴿بِهِ فَقَالَ إِذْنُ الْأَرْضَى وَوَاحِدٌ مِنْ أُمَّتِي فِي النَّارِ إِلَىٰ هُنَا تَمَّ جَوَابُ الْقَسَمِ بِمُثَبِّتِينَ بَعْدَ مَنْفِيَتَيْنِ﴾ (۱۷) ﴿أَلَمْ يَجِدَكَ﴾ (۱۸) ﴿اسْتَفْهَامٌ تَقْرِيرٌ أَيْ وَجَدَكَ﴾ (۱۹) ﴿يَتِيمًا﴾ (۲۰) ﴿بِفَقْدِ أَبِيكَ قَبْلَ وَلَا دَيْكَ أَوْ بَعْدَهَا﴾ (۲۱) ﴿فَاوَى﴾ (۲۲) ﴿بِأَنْ ضَمَّكَ إِلَىٰ عَمِّكَ أَبِي طَالِبٍ﴾ (۲۳) ﴿وَوَجَدَكَ ضَالًا﴾ (۲۴) ﴿عَمَّا أَنْتَ عَلَيْهِ الْآنَ مِنَ الشَّرِيعَةِ﴾ (۲۵) ﴿فَهَدَى﴾ (۲۶) ﴿أَيَّ هَذَاكَ إِلَيْهَا﴾ (۲۷) ﴿وَوَجَدَكَ عَانِلًا﴾ (۲۸) ﴿فَقَبِيرًا﴾ (۲۹) ﴿فَاغْنَى﴾ (۳۰) ﴿أَغْنَاكَ بِمَا قَنَعَكَ بِهِ مِنَ الْغَنِيمَةِ وَغَيْرِهَا فِي الْحَدِيثِ لَيْسَ الْغَنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلَكِنْ الْغَنَى النَّفْسُ﴾ (۳۱) ﴿فَإِمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾ (۳۲) ﴿بِأَخْذِ مَالِهِ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ﴾ (۳۳) ﴿وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ (۳۴) ﴿تَرْجُوهُ لِفَقْرِهِ﴾ (۳۵) ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ﴾ (۳۶) ﴿عَلَيْكَ بِالنَّبُوءَةِ وَغَيْرِهَا﴾ (۳۷) ﴿فَحَدَّثَ﴾ (۳۸) ﴿أَخْبَرُ وَحُذِفَ ضَمِيرُهُ فِي بَعْضِ الْأَفْعَالِ رِغَايَةً لِلْفَوَاصِلِ﴾ (۳۹)



## ﴿ترجمہ﴾

چاشت کی قسم (یعنی دن کے ابتدائی حصہ یا پورے دن کی قسم) اور رات کی جب پردہ ڈالے (اپنے اندھیرے کے ساتھ یا، مسجی بمعنی سکن ہے، ..... ۱.....) کہ تمہیں تمہارے (اے حبیب ﷺ) رب نے نہ چھوڑا (و دعک بمعنی ترکک ہے) اور نہ مکروہ جانا (قلی بمعنی ابغض ہے، جب پندرہ دن تک حضور ﷺ پر وحی نازل نہ ہوئی تو کافروں نے کہا محمد ﷺ کو اس کے رب نے چھوڑ دیا تا پسند سمجھا ..... ۲.....) اور آخرت تمہارے لیے بہتر ہے (کیونکہ اس میں تمہیں بے پایاں عزتیں ہیں) دنیا سے (الا و لسی بمعنی الدنيا ہے ..... ۳.....) اور بیشک قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب عطا کرے گا (آخرت میں بے انتہا بھلائیاں اور خیر) کہ تم (اس سے) راضی ہو جاؤ گے (اس آیت کے نزول کے بعد نبی پاک ﷺ نے فرمایا جب تک کہ ایک امتی بھی دوزخ میں رہے میں راضی نہ ہوں گا ..... ۴.....، یہاں تک جواب قسم دومنی کلام کے بعد دو مثبت کلام کے ساتھ مکمل ہوا ہے) کیا اس نے تمہیں نہ پایا (یہ استفہام تقریری ہے، الم یجدک بمعنی وجد اک ہے) یتیم (کہ آپ ﷺ کے والد ماجد آپ ﷺ کی ولادت سے قبل یا بعد وصال فرما چکے تھے) پھر جگہ دی (یوں کہ آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کے ساتھ ملا دیا ..... ۵.....) اور تمہیں خالی پایا (اس شریعت کی تفصیل سے) تو راہ دی (یعنی تو آپ ﷺ کی اس شریعت کی طرف مزید راہ دی ..... ۶.....) اور تمہیں حاجت مند پایا (عائلا کے معنی حاجت مند ہے) پھر غنی کر دیا (آپ ﷺ کو اس سے آپ راضی تھے یعنی غنیمت وغیرہ سے، حدیث پاک میں ہے غنی کثرت مال سے نہیں بلکہ غنائس کا بے نیاز ہونا ہے) تو یتیم پر دیا و نہ ڈالو (اس کا مال لے کر یا کسی اور طریقے سے) اور منگتا کو نہ جھڑکو (اس کی محتاجی کے سبب ..... ۷..... لا تنہر بمعنی لا تجوہ ہے) اور اپنے رب کی نعمت کا (جو اس نے بصورت نبوت وغیرہ کے تم پر فرمائی) خوب چرچا کرو (حدث بمعنی خبر ہے، اس سورہ مبارکہ میں بعض مقامات میں حضور ﷺ کی طرف عود کرنے والی ضائر کو رعایت فواصل کے سبب حذف کیا گیا ہے، ..... ۸.....)۔

## ﴿ترکیب﴾

﴿والمعجی والیل اذا مسجی ما ودعک ربک وما قلی﴾

۱: قسم جار ماضی معطوف علیہ، و: عاطفہ، الیل: معطوف، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف "اقسم"، کیلئے ظرف مستقر، اذا: مضاف مسجی، مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، ما ودعک: فعل نفی و مفعول، ربک: فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، معالقی: فعل نفی با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وللاخوۃ خیر لک من الاولی ولسوف یعطیک ربک فترضی﴾

و: عاطفہ، لام: ابتدائیہ، لاخوۃ: مبتدأ، خیر: اسم تفصیل با فاعل، لک: ظرف لغز اول، من: الاولی: ظرف لغز ثانی، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لام: ابتدائیہ، سوف: حرف استقبال، یعطیک: ربک: فعل و مفعول و فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، ترضی: فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر "انت" مبتدأ محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاما الیتیم فلا تقهر واما السائل فلا تنهر﴾

ف: نصیحہ، اما جرف شرط، الیتیم: مفعول مقدم، ف: جزائیہ، لا تقهر: فعل نمی با قائل، مگر جملہ فعلیہ شرط محذوف "مہما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزاء، مگر جملہ شرطیہ، و: عاطفہ، اما جرف شرط، السائل: مفعول مقدم، ف: جزائیہ، لا تنهر: فعل نمی با قائل، مگر جملہ فعلیہ شرط محذوف "مہما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزاء، مگر جملہ شرطیہ۔

﴿و اما بنعمۃ ربک فحدث﴾

و: عاطفہ، اما جرف شرط و تفصیل، بنعمۃ ربک: ظرف لغو، ف: جزائیہ، حدث: فعل امر با قائل، مگر جملہ فعلیہ شرط محذوف "مہما یکن من شیء فی الدنیا" کی جزاء، مگر جملہ شرطیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... والضحی.....☆ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند روز کے لئے وحی نہ آئی تو کفار مکہ نے بطریق طعن کہا کہ محمد ﷺ کو ان کے خدا ﷻ نے چھوڑ دیا اور مکہ پر سورہ والضحی نازل ہوئی۔

### ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

#### والضحی کی قسم سے مراد کیا ہے؟

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والضحی واللیل اذا سجی﴾ چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے (ضحی: ۱)۔ مفسرین کے اس بارے میں کئی اقوال ہیں: (۱)..... الضحی سے مراد چاشت کا وقت ہے۔ (۲)..... اس سے مراد فقط دن ہے جو کہ رات کا مد مقابل ہوتا ہے۔ (۳)..... سجی بمعنی مسکن، اظلم اور غطی ہے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ فقط الضحی اور اللیل ہی کی قسم کیوں دی گئی؟ اس کے جواب میں بھی کچھ توجیہات ہیں:

(۱)..... زمانے کو ساعت کہتے ہیں اور ساعت دو قسم کی ہوتی ہیں، دن اور رات، پس کبھی دن کی ساعت بڑھتی ہے اور کبھی رات کی کٹتی ہے یا اس کے برعکس معاملہ ہوتا ہے اور یہ زیادتی و کمی کسی کی خواہش سے نہیں بلکہ حکمت خداوندی پر مبنی ہے، اسی طرح نزول وحی بھی اللہ ﷻ کی حکمت پر مبنی ہے کہ کب، کیسے، کہاں اور کس حد تک ہونی ہے؟ جو کہ حسب منشاء نہ تو روکی جاسکتی ہے اور نہ ہی لائی جاسکتی ہے۔ (۲)..... ہو سکتا ہے کہ اللہ ﷻ نے یہ کلام اس لئے فرمایا ہو کہ انسان رات و دن کے جوار میں نظر کرے، دونوں ایک دوسرے کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ کبھی رات اپنی طوالت میں دن پر غالب آجاتی ہے اور کبھی دن رات پر غالب آجاتا ہے۔ (البرزوی، ج ۱۱، ص ۱۹۰)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: اس بارے میں متعدد اقوال ہیں جن میں سے چند یہ ہیں: (۱)..... قتادہ اور مقاتل نے الضحی سے وہ وقت مراد لیا ہے جس میں اللہ ﷻ نے حضرت کلیم ﷺ سے کلام فرمایا تھا اور اللیل سے لیلۃ المعراج مراد لیا ہے۔ (۲)..... اور لوگوں نے والضحی سے سید عالم ﷺ کے چہرہ انور کو بھی مراد لیا ہے اور اللیل سے سید عالم ﷺ کی خیم دار زلفیں مراد لیں ہیں۔ (۳)..... ایک قول یہ بھی لیا گیا ہے الضحی سے سید عالم ﷺ کے اہل بیت کے سرد حضرات مراد ہیں جب کہ اللیل سے سید عالم ﷺ کے اہل بیت کی خواتین مراد ہیں۔ (۴)..... ایک قول یہ ہے کہ الضحی سے سید عالم ﷺ کی رسالت مراد ہے جب کہ اللیل سے وہ زمانہ جس میں وحی کا سلسلہ موقوف ہو چکا تھا کیونکہ جس وقت وحی کا نزول ہوتا تھا وہ زمانہ سید عالم ﷺ کے لئے مانوس کرتا تھا اور جب یہ سلسلہ موقوف ہوا تو معاملہ برعکس ہوا کہ سید عالم ﷺ کی ذات اقدس پر کچھ گرانی سی پائی گئی (شاید لوگوں کے اس حوالے سے پوچھنا اور اعتراض کرنا خاطر اقدس کو ملال میں مبتلا کرتا تھا)۔ (۵)..... ایک قول یہ ہے کہ الضحی سے مراد وہ غیب کا علم ہے جو

اللہ ﷺ نے اپنے حبیب کو سکھایا جس کی مدد سے سید عالم ﷺ غیوبات کو جان لیتے اور اللیل سے مراد وہ وصف غلو ہے جو سید عالم ﷺ کی برکت سے دیگر لوگوں کو اُن کے عیوبات و زرائل سے معافی کی صورت میں اللہ ﷻ سے مل جاتا ہے۔ (۶)..... ایک قول یہ ہے کہ الضحیٰ سے مراد اسلام کی سر بلندی ہے اگرچہ ابتداء میں اسلام غریب تھا اور اللیل سے مراد یہ ہے کہ آخر میں بھی اسلام غریب ہوگا۔ (۷)..... اور ایک قول یہ ہے کہ الضحیٰ سے مراد کامل عقل ہے اور اللیل سے مراد حال موت ہے۔ (۸)..... ایک قول یہ ہے کہ الضحیٰ کو اس لئے مقدم کیا کیونکہ نور ظلمت پر مقدم ہوا کرتا ہے اور دن کی رونق و چمک کثیر منافع کا سبب ہوتی ہے اسی لئے الضحیٰ کو اللیل پر مقدم کیا۔ (روح المعانی، الجزء ۳۰، ص ۲۰ وغیرہ)

## وحی کے موقوف ہونے کی وجوہات:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ما ودعک ربک وما قلی﴾ کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا (الضحیٰ: ۳)۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کے پاس چالیس دن تک کوئی وحی نہ آئی چنانچہ آپ ﷺ نے اس بات کی شکایت بی بی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمائی کہ بی بی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ آپ کا رب آپ ﷺ کو بھول چکا ہو یا آپ ﷺ سے ناراض ہو گیا ہو۔ ایک قول یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ام جلیل زوجہ ابولہب کہتی ہیں کہ اے محمد (ﷺ)! میں آپ ﷺ کے شیطان کو نہیں دیکھتی مگر آپ ﷺ (کا رب) آپ کو چھوڑ چکا ہے۔ حسن کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ پر وحی کا سلسلہ موقوف ہو گیا تو آپ ﷺ نے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”میرا رب ﷻ مجھے چھوڑ چکا اور بھول چکا ہے، تو بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا نہیں جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے وہ آپ پر یہ شرف و کمال اختتام تک پہنچائے گا، پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ما ودعک ربک وما قلی﴾ کہ تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا (الضحیٰ: ۳)۔ اصولیوں کا اس روایت پر اعتراض ہے کہ سید عالم ﷺ کی ذات پاک کی شان و عظمت کے مناسب یہ کلام نہیں کہ وہ فرمائیں کہ مجھے میرے رب ﷻ نے چھوڑ دیا یا بھول گیا، کیونکہ سید عالم ﷺ جانتے تھے کہ نبوت اللہ ﷻ کی حکمت کے مطابق معزول ہونے والی چیز ہے ہی نہیں، اور نزول وحی کا تعلق حکمت کی بناء پر ہوا کرتا تھا جب جس بات کی ضرورت و مصلحت ہوتی، نزول وحی ہوتی تھی اور تاخیر میں بھی حکمتیں تھیں، پس ثابت ہوا کہ متذکرہ بالا کلام نبی پاک ﷺ کی شان کے لائق نہیں تھا۔ اس بارے میں بھی مختلف اقوال ہیں کہ وحی کا سلسلہ کتنے دن تک موقوف رہا، چنانچہ (۱)..... ابن جریج کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ پر بارہ دن وحی کا سلسلہ موقوف رہا۔ (۲)..... کلبی کہتے ہیں کہ پندرہ دن سلسلہ موقوف رہا۔ (۳)..... ابن عباس نے بھی یہی قول کیا ہے۔ (۴)..... سدی اور مقاتل نے کہا ہے کہ چالیس دن تک سلسلہ وحی بند رہا۔

اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ وحی کا سلسلہ کیوں بند رہا، اس کے اسباب کیا تھے؟ (۱)..... ایک قول یہ ہے کہ یہود نے سید عالم ﷺ سے روج، ذوالقرنین اور اصحاب کہف کے بارے میں سوالات کئے اور سید عالم ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: ”میں تمہیں کل اس بارے میں آگاہ کروں گا“ اور ان شاء اللہ فرمایا، پس اللہ نے وحی کا سلسلہ موقوف فرمادیا۔ (۲)..... ابن زید کہتے ہیں کہ حسن و حسین کتے کے بچے سے کھیل رہے تھے، پس جبرائیل امین تشریف لائے تو ناراض ہوئے اور فرمایا: ”آپ نہیں جانتے کہ میں جس گھر میں کتیا تصویر ہوتی ہے اُس گھر میں نہیں داخل ہوتا۔“ (۳)..... جنبد بن سفیان کہتے ہیں کہ اُس کتے کے بچے کو پتھر مار کر بھگا دیا۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۹۲)

## آقائے دو جہاں ﷺ کے لئے آخرت بہتر ہونے کی وجوہ:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ولسلاخرة خیر لک من الاولیٰ اور بیشک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے﴾۔ یعنی جب تم میرے پاس لوٹ کر آؤ گے اے محمد (ﷺ)!، دنیا کی کرامتوں سے بہتر جس کی (آپ) جلدی کرتے (الضحیٰ: ۴)۔

تھے۔ اس آیت کے بارے میں مفسرین کرام کے کئی اقوال ہیں: (۱)..... ابن اسحق کہتے ہیں کہ دنیا کی کامیابی، اور آخرت کا ثواب۔ (۲)..... حوض کوثر اور شفاعت۔ (۳)..... ابن عباس کہتے ہیں کہ ہزار محل جو کہ سفید موتی کے بنے ہوئے ہونگے اور اس کی مٹی مسک کی ہوگی۔ (۴)..... اور سدی کہتے ہیں مراد تمام مومنین کی شفاعت کا حق ملنا ہے۔ اللہ ﷻ سید عالم ﷺ کو ہزار محل جنت میں عطا فرمائے گا جس کی مٹی مسک کی ہوگی اور ہر محل میں مناسب مقدار میں ازواج اور خادمین ہونگے اور محمد ﷺ اُس وقت تک راضی نہ ہونگے جب تک کہ ان کا ایک بھی اُمتی نارِ جہنم میں موجود ہوگا۔

☆..... حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ﷻ میری امت کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائے گا یہاں تک کہ اللہ ﷻ فرمائے گا: ”میری عظمت (بڑی ہے)، اے محمد (ﷺ) کیا راضی ہو گئے؟ تو میں کہوں گا: ”اے میرے رب! میں راضی ہو گیا۔“

☆..... جب متذکرہ بالا آیت نازل ہوئی تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میں اُس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک کہ میرا ایک بھی اُمتی جہنم میں ہوگا۔“

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۸۶)

☆..... حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی: ﴿فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَافِرٌ رَحِيمٌ﴾ تو جس نے میرا ساتھ دیا تو وہ میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو بیشک تو بخشے والا مہربان ہے (اسرا: ۳۶) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلام تلاوت فرمایا ﴿إِن تَعْلَمُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ﴾ اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں (المائدہ: ۱۱۸) پھر ہاتھ بلند فرمائے اور ارشاد فرمایا: ”اے اللہ ﷻ میری امت! اور رونے لگے، پس اللہ ﷻ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا: ”محمد ﷺ کے پاس جاؤ“ (اور اللہ ﷻ سب کچھ جانتا ہے پھر بھی رونے کی وجہ معلوم کرنے کو جبرائیل امین علیہ السلام کو بھیجتا ہے) پس جبرائیل امین علیہ السلام سید عالم ﷺ کے پاس تشریف لاتے ہیں، پس اُن سے سوال کرتے ہیں اور اللہ ﷻ کو خبر بھی ارشاد فرماتے ہیں پس اللہ ﷻ جبرائیل امین علیہ السلام سے فرماتا ہے: ”محمد ﷺ کے پاس جاؤ، اور اُن سے کہو: اللہ ﷻ آپ کے لئے فرماتا ہے: میں عنقریب آپ کو آپ کی امت کے بارے میں راضی کر دوں گا اور آپ کو نہیں بھولوں گا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: دعاء النبی لامتہ وبکائہ، رقم: (۳۸۷)/۲، ص ۲۰۲، ۱۲۶)

## اللہ ﷻ کا اپنے حبیب کو راضی کرنا کس اعتبار سے ہے؟

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَلَسَوْفَ يَعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى﴾ اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے (قصی: ۵)۔ سوف کے ذریعے اللہ ﷻ نے کلام کا آغاز فرمایا ہے، یعنی اللہ ﷻ نے اپنے حبیب کو مزید کن کمالات و کرامات اور شرف و کمال سے نوازنا ہے اس کی جانب اشارہ ہے۔ عنقریب اللہ ﷻ اپنے حبیب ﷺ کو مزید نوازشات فرمائے گا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں: اللہ ﷻ کے اس فرمان: ﴿وَلَسَوْفَ﴾ میں اختلاف ہے کہ اللہ ﷻ نے حبیب ﷺ کو دنیا میں کمال نفس عطا فرمائے گا، اولین و آخرین کے علوم سے نوازے گا، احکامات کا ظہور اور اعلائے دین اور سید عالم ﷺ کو اُن کے زمانے میں فتوحات سے ہمکنار فرمائے گا اور ان کے خلفاء کو مملکت اسلامیہ کے علاوہ بھی فتوحات عطا فرمائے گا اور ان کی دعوت کو عام فرمائے گا، مشارق و مغارب میں اسلام پھیلے گا اور سید عالم ﷺ کو وہ اخروی کرامات عطا فرمائے گا جو اللہ ﷻ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور مکہ مکرمہ کی نوید بھی پہنچائے گا۔ جمہور کہتے ہیں کہ اخروی نعمتیں عطا فرمائے گا یعنی شفاعت کی نعمت عطا ہوگی۔ (روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۵۲۹)

امام رازی لکھتے ہیں: سید عالم ﷺ کو اللہ ﷻ شفاعت کا اذن عطا فرمائے گا اور سید عالم ﷺ کی شفاعت متعین فرمادی گئی ہے اور اس پر تین دلائل ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کو دنیا میں استغفار کا حکم ارشاد فرمایا، پس فرمایا: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْيِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ﴾



والمومنات اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی چاہو (مسند: ۱)۔ پس اللہ ﷻ نے استغفار کا حکم ارشاد فرمایا اور استغفار طلب کرنا گویا کہ طلب مغفرت کرنا ہے اور جو چیز طلب کی جاتی ہے اس کے رد ہو جانے اور اس پر راضی نہ ہونے کا شک بھی نہیں پایا جاتا بلکہ بندہ اس طلب پر راضی ہوتا ہے اور سید عالم ﷺ دعا کے قبول ہونے پر راضی تھے اور جب ایسا ہی ہے تو پھر یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ ﷻ نہیں ہر وہ چیز عطا فرمائے گا جس پر آپ ﷺ راضی ہیں، پس اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سید عالم ﷺ کو گناہگاروں کی شفاعت کا اذن دیا گیا ہے۔ (۲)..... مقدمہ میں جو آیت مذکور ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کو نہ ہی چھوڑا اور نہ ہی آپ ﷺ پر غضبناک ہوا بلکہ آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی پر بھی غضبناک نہ ہوا اور آپ ﷺ کی اتباع اور رضا کے لئے وہ امور اختیار فرمائے جس سے آپ ﷺ کے قلب اطہر کی جلا ہو، پس یہی تفسیر زیادہ موافق ہے۔ (۳)..... کئی احادیث اس پر وارد ہیں جو کہ سید عالم ﷺ کی شفاعت پر دلیل ہیں کہ سید عالم ﷺ کی رضا اسی میں ہے کہ گناہگاروں کی مغفرت ہو جائے، اور یہ آیت اس پر دلیل ہے کہ اللہ ﷻ وہی فرماتا ہے جس میں اس کے حبیب ﷺ کی رضا شامل ہوتی ہے۔ امام جعفر صادق سے روایت منقول ہے کہ میرے جد کی یہ رضامندی کہ اُن کا کوئی بھی مؤخداً متی داخل جہنم نہ ہو۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ ﷻ اپنے حبیب ﷺ کو کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کی شفاعت کا منصب عطا فرمائے گا پس سید عالم ﷺ اس پر راضی ہو جائیں گے، پس یہ تمام مشمولات اس بات پر دلیل بنتے ہیں کہ یہاں مراد اخروی احوال ہیں، اور جب ہم ان سب معاملات کو دنیاوی احوال کی جانب منسوب کریں گے تو اس میں اشارہ ملتا ہے کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو بدر کے دن دشمنوں پر کامیابی عطا فرمائی اور فتح مکہ کے دن لوگ دین اسلام میں فوج در فوج داخل ہوئے اور غزوہ بنو نضیر و قریظہ اور دیگر لشکروں میں اور سرایا میں جو کہ بلاد عرب میں وقوع پذیر ہوئے کامیابی سے سرفراز فرمایا اور شرق و غرب میں اسلام کی ہیبت و رعب فرمادیا اور دعوت حق کو پھیلا دیا، یہ آیت دنیا و آخرت کی خیرات پر بھی مبنی ہے۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۹۴ وغیرہ)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور اس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے تو اس کو جہنم سے نکالا جائے گا اور جس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے تو اُسے جہنم سے باہر نکالا جائے گا اور جس نے کلمہ طیبہ پڑھا اور اس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے تو اُسے جہنم سے باہر نکالا جائے گا۔“

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب زیادة الایمان و نقصانه، رقم: ۴۴، ص ۱۰)

☆..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”شفاعت کے سبب دوزخ سے لوگوں کو اس حال میں نکالا جائے گا کہ وہ جلی ہوئی لکڑی کی طرح ہو گئے ہونگے۔“ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، رقم: ۶۵۵۸، ص ۱۱۳۵)

☆..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”دوزخ والوں میں سے وہ لوگ جو دوزخ کے اہل ہیں اور دوزخ میں نہ تو مریں گے اور نہ ہی جنیں گے، لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہونگے کہ انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں ڈالا گیا، لیکن اللہ ﷻ ان پر موت طاری کر دے گا یہاں تک کہ جب وہ جل کر کوئلہ ہو جائیں گے تو شفاعت کی اجازت دی جائے گی، پھر ان کو گروہ گروہ لایا جائے گا اور ان کو جنت کے دریاؤں میں ڈالا جائے گا، پھر کہا جائے گا اے جنتیوں! ان پر پانی ڈالو، پھر وہ اس طرح نشوونما پائیں گے جس طرح دانہ سیلاب کی مٹی میں نشوونما پاتا ہے۔“

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر الشفاعة، رقم: ۴۳۰۹، ص ۷۱۴)

☆..... حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ قیامت کے دن ہر اُمت اپنے نبی کے پیچھے جائے گی، وہ کہیں گے، اے فلاں! شفاعت کیجئے! یہاں تک کہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ تک یہی مقصد پیش کیا جائے گا، اور یہی وہ دن ہوگا کہ سید عالم ﷺ کو مقام محمود پر فائز کیا جائے گا۔“

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله ان یصلک ربک، رقم: ۴۷۱۸، ص ۸۱۶)

## سید عالم ﷺ کے یتیم ہونے کے اوصاف:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: **﴿والم یجدک یتیمًا فلو ی کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی﴾** (النفس: ۶)۔ سب سے پہلے یہ جان لیں کہ یتیم کسے کہتے ہیں؟

امام راغب اصفہانی کہتے ہیں: وہ بچہ جس کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا باپ دنیا سے چلا جائے، جب کہ دیگر حیوانات میں یہی اعتبار ماں کے حوالے سے ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: **﴿والم یجدک یتیمًا فلو ی کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا پھر جگہ دی﴾** (النفس: ۶) اور اس کی جمع یتامی ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: **﴿واتوا الیتیمی اموالہم اور یتیموں کو ان کے مال دو﴾** (النساء: ۲۰)۔ **﴿ان الذین یاکلون اموال الیتیمی بیشک جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں﴾** (النساء: ۱۰)۔ **﴿و یسنسلونک عن الیتیمی اور تم سے یتیموں کا مسئلہ پوچھتے ہیں﴾** (البقرہ: ۲۲۰)۔ اور ہر مفرد (انوکھے) کو یتیم کہتے ہیں، اور اسی سے در یتیم کہا جاتا ہے۔ (المفردات، ص ۵۵۱)

امام رازی لکھتے ہیں: اس فرمان کا ایک معنی یہ ہے کہ اللہ ﷻ نے محبوب کریم ﷺ کو علم سکھایا جب کہ سید عالم ﷺ یتیم تھے پھر جگہ عطا فرمائی۔ اس آیت کی تفسیر میں دو امور کا لحاظ ضروری ہے جو کہ یہ ہیں: (۱)..... سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ سید عالم ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب نے ولادت باسعادت سے قبل ہی جب کہ آپ ﷺ اپنی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے شکم اقدس میں جلوہ فرما تھے انتقال فرمایا۔ جب آقائے دو جہاں ﷺ کی عمر مبارک دنیاوی گنتی کے اعتبار سے چھ سال کی ہوئی تو والدہ محترمہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے بھی انتقال فرمایا، چنانچہ آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی پرورش کی ذمہ داری سنبھالی لیکن جب عمر مبارک دنیاوی گنتی کے اعتبار سے آٹھ سال کی ہوئی تو دادا نے بھی انتقال فرمایا اور آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب نے یہ ذمہ داری انجام دی بلکہ حضرت عبدالمطلب نے انہیں وصیت کی تھی کہ نبی کریم ﷺ کی دیکھ بھال اور ظاہری پرورش کی ذمہ داری قبول کریں اور اس معاملے میں کوتاہی نہ فرمائیں، پھر یہ ذمہ داری چچا ابوطالب کے ذمہ اُس وقت تک رہی جب کہ سید عالم ﷺ نے ظاہری طور پر اعلان نبوت نہ فرمایا اور سید عالم ﷺ ابوطالب کی مدد میں ایک مدت طویل تک زندگی بسر کرتے رہے، پھر اس کے بعد ابوطالب کا انتقال ہو گیا اور سید عالم ﷺ اب ظاہری اعتبار سے یتیم نہ رہے، پس اللہ ﷻ نے اسی نعمت عظمہ کا ذکر فرمایا۔ روایت میں ہے کہ حضرت ابوطالب نے انتقال سے پہلے اپنے بھائی حضرت عباس کو ایک دن کہا کہ کیا میں تمہیں خبر نہ دوں کہ میں نے محمد (ﷺ) کی ذات میں کیا کیا عجائب دیکھے ہیں؟ وہ بولے کیوں نہیں!، جواب دیا میں نے انہیں اپنے سے کبھی ایک ساعت کے لئے بھی جدا نہیں ہونے دیا یہاں تک کہ دن ہو یا رات وہ میرے ساتھ ہی رہے ہیں، ان کا نرم و نازک اور خوشبودار جسم تھا اور اُس سے مشک کی خوشبو آتی تھی اور ہم کھانے سے پہلے کچھ نہ پڑھتے تھے لیکن انہوں نے کھانے کی ابتداء بسم اللہ الاحد اور اختتام پر الحمد للہ کہتے، میں نے انہیں کبھی جھوٹ بولتے نہیں پایا اور نہ ہی ہنستے ہوئے جیسا کہ جاہلیت میں لوگ کرتے تھے اور بچے کھیل کود کرتے تھے ویسا بھی ان کا معاملہ نہیں تھا۔ (۲)..... ایک قول یہ ہے کہ در یتیم یعنی انوکھے و نالے موتی کی مانند ہیں یعنی آپ ﷺ جیسا قریش میں کوئی نہیں ہے، اور بظاہر ابوطالب نے آپ کو یتیم پایا تو جگہ دی اور ایک معنی یہ بھی ہے کہ آپ کے ساتھ رحم و شفقت کا معاملہ کیا گیا۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۹۶)

## وجودک ضالا کے بارے میں اقوال مفسرین:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: **﴿ووجدک ضالًا فہدی اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی﴾** (النفس: ۷)۔ درج ذیل میں سب سے پہلے ہم مترجمین کے تراجم پیش کرتے ہیں، اس کے بعد اقوال مفسرین کرام پیش کریں گے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اس آیت کا ترجمہ یوں فرمایا: اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔

علامہ غلام رسول سعیدی نے اس آیت کا ترجمہ یوں فرمایا: اور آپ کو حُب کبریاء میں سرشار پایا تو اپنی تبلیغ کی طرف متوجہ کیا۔  
عمر کرم شاہ صاحب ازہری نے لکھا: اور آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو منزل مقصود کی تک پہنچایا۔  
طاہر القادری نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے: اُس نے آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا وگم پایا تو اس نے مقصود تک پہنچادیا۔  
ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھا: اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت دی۔

اشرف علی تھانوی نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے: اور اللہ نے آپ کو (شریعت سے) بے خبر پایا سو (آپ کو شریعت کا) راستہ بتلادیا۔  
اہل لغت کے نزدیک ضلال کے معنی میں کیا وسعت ہے؟ آیا وسعت ہے بھی کہ نہیں، کیا ضل کا معنی فقط گمراہی ہی ہے یا کچھ اور بھی ہو سکتا ہے، چنانچہ۔۔۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں: ضلال کے معنی ہیں سیدھے راستے سے عدول کرنا اور اس کی ضد ہدایت ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فَمَنْ اهْتَدَىٰ لَنُغْنِيَنَّكَ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ لَنُغْنِيَنَّكَ لِنَفْسِهِ﴾۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مکمل طور پر راہِ حق سے عدول کرنا چھوڑ جائے کہ عہد ہو یا سہواً، ایک بار ایسا ہو یا زیادہ مرتبہ، کیونکہ اللہ ﷻ کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چلنا دشوار ہے، چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فَلَا اقْتَحِمِ الْعَقَبَةَ﴾ پھر بے تامل گمراہی میں نہ کودا (سورہ: ۱۱)۔ اس لفظ کی نسبت حضرات انبیاء کرام کی جانب بھی ہوتی ہے اور کفار کی جانب بھی لیکن معنی کے لحاظ سے دونوں کے ضلال میں کافی فرق ہے۔ چنانچہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ﴾ اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی (النہضی: ۷)۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے برگزیدہ نبی ہیں، ان کے بیٹے اپنے والد کے بارے میں کہتے ہیں: ﴿ان ابانا لفسی ضلل مبین بیشک ہمارے باپ صراحتہ ان کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں﴾ (سورہ: ۸)۔ ﴿انک لفسی ضللک القدیم آپ اپنی اسی پرانی وارثی میں ہیں﴾ (سورہ: ۹۰)۔ مہر کی عورتوں نے نبی بی بی زلیخا کے متعلق کہا: ﴿قد شغفها حبا انا لنرها فی ضلل مبین بیشک ان کی محبت اس کے دل میں پیر کر گئی﴾ (سماگنی) ہم تو اسے صریح خود رفتہ پاتے ہیں (سورہ: ۲۰)۔ ﴿ان تضلل احدہما فتذکر احدہما الاخریٰ ان میں ایک عورت بھولے تو اس ایک کو دوسری یاد دلاوے﴾ (البقرہ: ۲۸۲)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی جانب یہی نسبت کرنا جیسا کہ فرمان مقدس میں ہے: ﴿قال فعلتها اذا وانا من الضالین موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی﴾ (الشمراء: ۲۰)۔ ﴿لا یضل ربی ولا ینسی میرا رب نہ بھولے گا اور نہ بھولے﴾ (طہ: ۵۲)۔ ﴿الم یجعل کیدہم فی تضلیل کیا ان کا داؤں تباہی میں نہ ڈالا﴾ (النبیل: ۲)۔

(المفردات، ص ۳۰۰ وغیرہ)

علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: ضلال، ہدایت کی ضد ہے اور اس کے کئی معنی ہیں: (۱)..... گمراہی، (۲)..... کسی چیز کو گم کرنے والا، (۳)..... کسی چیز کو پہچاننے والا، (۴)..... کسی چیز کو گمراہ کرنے والا، (۵)..... ضائع ہونے والا، (۶)..... گم شدہ چیز، (۷)..... زائل ہونے والا، (۸)..... بھولنے والا، (۹)..... ہلاک ہونے والا، (۱۰)..... باطل، (۱۱)..... کسی چیز میں فنا ہونے یا گم ہو جانے والا، غائب ہونے والا۔

متذکرہ بالا آیت پاک کے تحت مفسرین کرام کے اقوال درج ذیل ہیں:

علامہ آلوسی کہتے ہیں: اس بارے میں کئی اقوال ہیں: (۱)..... ایک قول یہ ہے کہ ایک مرتبہ سید عالم ﷺ کہیں نظر نہ آئے تو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کو تشویش ہوئی اور انہوں نے اس حال میں کعبہ معظمہ کے سات پھیرے لگائے اور اللہ ﷻ کی بارگاہ سے گریہ و زاری فرمائی، پس آسمان سے ایک منادی نے ندا کی کہ اے لوگوں! بیشک محمد ﷺ کا رب انہیں رسوا نہ کرے گا اور نہ ہی انہیں نقصان پہنچائے گا

اور محمد ﷺ وادی تہامہ میں ایک درخت کے پاس موجود ہیں، پس عبدالمطلب سفر کر کے وہاں تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ ورقہ بن نوفل بھی تھے، پس سید عالم ﷺ درخت کے نیچے کھڑے تھے اور اس کی ٹہنیوں اور پتوں سے خوش ہو رہے تھے۔ (۲)..... بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا نے سید عالم ﷺ کو (ایک مرتبہ خلاف توقع) باب کعبہ کے پاس نہ پایا تو پریشان ہوئیں اور اس بارے میں حضرت عبدالمطلب کو شکایت کی، اور سمجھیں کہ محمد ﷺ کہیں گم ہو گئے ہیں اور اس روایت میں مقصد تک پہنچنے کے لئے راہ حق کی جانب رجوع کرنے کی طرف نسبت کی گئی ہے لیکن اہل علم کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ پر انعام ہی فرمائے ہیں۔ (۳)..... ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ الضال سے مراد منفرد درخت ہے جو کہ وادی بیداء میں ہے اور اس درخت کے ارد گرد کوئی اور درخت نہیں ہیں اور مراد یہ ہے کہ اے محبوب ہم نے تمہیں ایک بنایا، تیرے سوا کوئی اور (مثل تیرے) نہیں جو لوگوں کی ہدایت کا سبب بنے اور ہم نے تجھے منفرد پیدا کیا۔ (۴)..... جنید (بغدادی) کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو کتاب اللہ ﷻ کے بیان کرنے میں تمہیر پایا جو کہ آپ ﷺ کی جانب لوگوں کی ہدایت کے لئے نازل کی گئی تھی، پس آپ ﷺ کو بیان کرنے کی رہنمائی فرمائی۔ (۵)..... بعض مفسرین نے یہ قول کیا ہے کہ سید عالم ﷺ کو اپنی ذات کے حوالے سے غافل پایا، پس آپ کو اس جانب توجہ دلائی گئی کہ آپ کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔ (۶)..... ایک قول یہ ہے کہ آپ ﷺ کو اپنے قرابت داروں کے حوالے سے کچھ عدم توجہی کا معاملہ پایا تو قرابت داروں کی محبت دلائی اور قرابت داروں کی معرفت دلائی۔ (۷)..... امام جعفر صادق کہتے ہیں سید عالم ﷺ ابتداء ہی سے اپنے رب ﷻ کی محبت میں سرشار تھے پس اللہ ﷻ نے مزید احسان فرمایا اور اپنی معرفت عطا فرمائی۔ (۸)..... حریری کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ اللہ ﷻ کی محبت میں سرگرداں تھے پس اللہ ﷻ نے انہیں رہنمائی فرمائی۔

(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۵۳۲)

امام قرطبی لکھتے ہیں: اس بارے میں چند اقوال ہیں: (۱)..... سید عالم ﷺ قرآن اور شرائع اسلام کی درایت نہ رکھتے تھے، پس اللہ ﷻ نے انہیں قرآن کی ہدایت سے نوازا اور شرائع اسلام بھی سکھائے، یہ قول ضحاک، شہر بن حوشب وغیرہا کا ہے، اور یہی معنی اس فرمان کا ہے: ﴿مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ﴾ اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل (الشوری: ۵۲) ﴿اٰهْلَ عِلْمٍ يَخْفٰى مِنْهُمْ اِلٰهِيْ هُوَ تَاٰمِسٌ مِّنْهُ لَمَّا جَاءَتْهُ﴾۔ (۲)..... کلینی اور فراء کے نزدیک اللہ ﷻ کے متذکرہ بالا کلام کا معنی یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کی قوم گمراہی میں تھی تو اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کے ذریعے انہیں ہدایت عطا فرمائی۔ (۳)..... سندی کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کی قوم گمراہی میں تھی تو اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو ان کی ہدایت کے امور کی تعلیم فرمائی۔ (۴)..... ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ سید عالم ﷺ قبلہ مقدسہ کی تلاش میں کوشاں تھے تو اللہ ﷻ نے انہیں سمت قبلہ کی جانب رہنمائی فرمائی پس ارشاد فرمایا: ﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ﴾ ہم دیکھ رہے ہیں تمہارا بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا (النہر: ۱۴۴) ﴿..... آپ ﷺ قرآن کو دیکر لوگوں تک پہنچانے کے اعتبار سے تمہیر تھے پس اللہ ﷻ نے آپ کو رہنمائی فرمائی۔ (۶)..... آپ ﷺ اللہ کی محبت میں سرشار تھے تو آپ کو رہنمائی فرمائی۔

(القرطبی، الجزء: ۳، ص ۸۷)

امام رازی لکھتے ہیں: اس بارے میں کئی اقوال ہیں: (۱)..... الضلال بمعنی المعجبة ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿اِنَّكَ لَفِي ضَلٰلٍ مُّقْتَدِرٍ﴾ آپ اپنی اسی پرانی خود رگی میں ہیں (دوسن: ۹۰) ﴿..... یعنی محبت میں ایسے سرشار ہیں جیسا کہ پہلے تھے۔ پس اس آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جب آپ ﷺ کو اپنی محبت میں گرفتار پایا تو شرائع اسلام کی جانب رہنمائی فرمائی جس سے محبوب و محبت کا آپس میں قرب پتہ چلتا ہے۔ (۲)..... آپ دنیا کے معاملات میں زیادہ معرفت نہ رکھتے تھے مثلاً تجارت وغیرہ کے امور میں، پس اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو طالب کی تربیت کے حوالے سے غنی کر دیا، اور جب ابوطالب کے احوال میں مالی اعتبار سے کمزوری آنے لگی تو بی بی خدیجہ الکبریٰ رضی



القدیم آپ اپنی اسی پرانی خود رگلی میں ہیں (ہوسد: ۱۰)۔ یعنی محبت میں ایسے سرشار ہیں جیسا کہ پہلے تھے۔ پس اس آیت کا معنی یہ ہوگا کہ جب آپ ﷺ کو اپنی محبت میں گرفتار پایا تو شرائع اسلام کی جانب رہنمائی فرمائی جس سے محبوب و محبت کا آپس میں قرب پتہ چلا ہے۔ (۲)..... آپ دنیا کے معاملات میں زیادہ معرفت نہ رکھتے تھے مثلاً تجارت وغیرہ کے امور میں، پس اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو طالب کی تربیت کے حوالے سے غنی کر دیا، اور جب ابوطالب کے احوال میں مالی اعتبار سے کمزوری آنے لگی تو بی بی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مال کے ذریعے اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کو غنی کر دیا، پھر جب بی بی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مالی اعتبار سے کمی ہونے لگی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مال کے ذریعے غنی کر دیا، پھر ہجرت کے ذریعے غنی کر دیا، پھر انصاریوں کی اعانت و مدد کے ذریعے غنی کر دیا، پھر حکم جہاد اور غنائم کے ذریعے، اور یہ صحیح ہے کہ یہ تمام امور متذکرہ سورت کے نزول کے بعد وقوع پذیر ہوئے لیکن ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی چیز کا وقوع پذیر ہوتا ہے تو گویا ایسا ہی ہے کہ وہ وقوع پذیر ہو چکا۔ (۲)..... اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کو ان کے اصحاب کے ذریعے غنی کر دیا کیونکہ ابتداء میں وہ چھپ کر اللہ ﷻ کی عبادت کرتے تھے لیکن جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو انہوں نے کہا کہ لات و عزی کی عبادت کرنے والے تو علی الاعلان اپنے بتوں کو پوجیں اور ہم ایک واحد حقیقی کی عبادت کرنے والے چھپ کر اللہ ﷻ کی عبادت کریں، پس صحابہ کی تعداد بھی بڑھنے لگی، عمر فاروق رضی اللہ عنہ سید عالم ﷺ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: اللہ ﷻ آپ ﷺ کو کافی ہوا اور میں، پس قرآن کی آیت نازل ہوئی: ﴿حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ اور اللہ تمہیں کافی ہے اور جتنے یہ مسلمان تمہارے پیرو ہوئے (حسن: ۱۶)۔ پس اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مال اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے غنی کر دیا۔ (۳)..... اللہ ﷻ نے آپ کو قناعت کی نعمت سے نوازا، حال یہ تھا کہ آپ کے ساتھ پتھر اور سونا چلتے لیکن آپ ﷺ نے اپنے دل کو صرف اللہ ﷻ کی جانب لگائے رکھا، پس اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کو فقر اور غنا میں اختیار دیا تو سید عالم ﷺ نے فقر اختیار فرمایا۔ (۴)..... سید عالم ﷺ براہین و دلائل کے معاملے میں حاجت مند تھے تو اللہ ﷻ نے آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا اور جو آپ ﷺ نہ جانتے تھے اُس کی تعلیم ارشاد فرمائی، پس اللہ ﷻ نے یوں آپ کو غنی فرمایا۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۱۹۹)

### عند الشرع کس کی مالی مدد کی جائے؟

یے..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَأَمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَرْهُ﴾ اور منگتا کو نہ جھڑکو (النسی: ۱۰)۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ سائل کو جھڑکنے سے منع فرمایا گیا ہے، تو کیا ہر سائل کو دیا جانا ضروری ہے؟ جب کہ آج کے دور میں پیشہ ور بھکاری جگہ جگہ پائے جاتے ہیں۔ بے ضرورت سوال کرنا حرام ہے، اور جن لوگوں نے باوجود قدرت کسب بلا ضرورت سوال کرنا اپنا پیشہ بنا لیا وہ جو کچھ اس سے جمع کرتے ہیں سب ناپاک و خبیث ہے، اور ان کا یہ حال جان کر ان کے سوال پر کچھ دینا داخل ثواب نہیں بلکہ گناہ و ناجائز اور گناہ میں مدد کرنا ہے۔ اور جب دینا جائز نہیں تو دلانا بھی دال علی الخیور نہیں بلکہ دال علی الشر ہے۔ جس شخص کے پاس عملاً ایک دن کی روزی موجود ہو یا وہ روزی کہانے کی صحیح طاقت رکھتا ہو یعنی وہ تندرست و توانا ہو، اس کے لیے روزی کا سوال کرنا جائز نہیں، اس کے حال سے آگاہ شخص اگر اسے کچھ دے گا تو وہ گناہگار ہوگا کیونکہ وہ حرام پر اس کی مدد کر رہا ہے۔

(الدر المختار مع رد المحتار، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۰۵ وغیرہ)

☆..... سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو اپنا مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے سوال کرتا ہے وہ جہنم کی آگ کا ٹکڑا مانگتا ہے۔“

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزکوٰۃ، باب من سال عن ظہر غنی، رقم ۱۸۳۸، ص ۳۲۰)

☆..... ملعون ہے جو اللہ کا واسطہ دے کر کچھ مانگے اور ملعون ہے جس سے خدا کا واسطہ دے کر مانگا جائے پھر اس سائل کو نہ دے جب

کہ اس نے کوئی بیجا سوال نہ کیا ہو۔ (الترغیب والترہیب، باب: ترہیب السائل ان یسأل بوجه اللہ، رقم: ۱، ج ۱، ص ۳۱۰)  
☆..... اللہ کا واسطہ دے کر سوائے جنت کے کچھ نہ مانگا جائے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الزکوۃ، باب: الکراہیۃ المسأله بوجه اللہ، رقم: ۱۶۷۱، ص ۳۱۳)  
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی لکھتے ہیں: علمائے کرام نے بعد توفیق و تطبیق احادیث سے یہ حکم منع فرمایا ہے کہ اللہ جل جلالہ کا واسطہ دے کر سوا  
اخروی دینی شے کے کچھ نہ مانگا جائے اور مانگنے والا اگر خدا کا واسطہ دے کر مانگے اور دینے والے کا اس شے کے دینے میں کوئی حرج  
دینی و دنیوی نہ ہو تو مستحب و موکد دینا ہے ورنہ نہ دے بلکہ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو خدا کا واسطہ دے کر مانگے مجھے یہ  
خوش آتا ہے کہ اُسے کچھ نہ دیا جائے یعنی تاکہ یہ عادت چھوڑ دے۔ سائل اگر قوی تندرست گدا کی کا پیشہ در جو گیوں کی طرح ہے تو ہرگز  
نہ دیا جائے کہ سوال کرنا حرام اور اسے دینا بھی حرام کہ حرام پر اعانت کرنا کہلائے گا دینے والا گناہگار ہوگا۔

(الفتاویٰ الرضویۃ معرجه، کتاب الاشریۃ، ج ۲۵، ص ۲۱۳ وغیرہ، صلحہ)

## رب کی نعمت کا چرچا کرنا:

۸..... اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿و اما بنعمة ربك فحدث﴾ اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو (الضحیٰ: ۱۱)۔ مجاہد  
کہتے ہیں کہ اس نعمت سے مراد قرآن ہے، پس قرآن عظیم نعمت ہے جو اللہ جل جلالہ نے اپنے محمد ﷺ پر نازل فرمائی۔ (۲)..... نعمت سے  
مراد نبوت ہے، جو سید عالم ﷺ کو عطا کی گئی۔ (۳)..... یتیم اور سائل کے حق میں اللہ جل جلالہ نے آپ ﷺ کو نعمت عطا فرمائی، پس سید عالم  
ﷺ نے اس نعمت کا دوسروں سے بھی تذکرہ فرمایا۔  
(الرازی، ج ۱، ص ۲۰۱)

## اغراض:

نزل هذا: اس آیت: ﴿ما ودعك ربك وما قلى﴾ (الضحیٰ: ۲) کے نزول میں چار اقوال پائے جاتے ہیں۔ (۱)..... سید عالم  
ﷺ دو یا تین رات ظاہری بیماری میں رہے، ام جلیل زوجہ ابولہب آئی اور کہتی ہیں کہ اے محمد (ﷺ)! میں آپ ﷺ کے شیطان کو نہیں  
دیکھتی مگر آپ ﷺ (کارب) آپ کو چھوڑ چکا ہے۔ (۲)..... نزول وحی میں تاخیر ہوئی جس کی وجہ سے آپ کو وحی کا شوق ہوا، پس آپ  
کعبہ اللہ تشریف لائے اور اپنی پیشانی رکھ کر دعا فرمائی، اور نزول وحی ہوئی۔ (۳)..... بی بی خولہ جو کہ سید عالم ﷺ کی خادمہ تھیں کہتی  
ہیں: ایک پلے کا بچہ آپ کے گھر میں داخل ہو گیا اور تخت کے نیچے مر گیا، پس ایک دن گزر گیا کہ وحی کا سلسلہ نہ ہوا، سید عالم ﷺ نے  
استفسار فرمایا: ”اے خولہ! ہمارے گھر میں کوئی نیا کام ہوا ہے؟ جبرائیل امین علیہ السلام تشریف نہیں لائے“، بولی: پلے کا بچہ تخت کے نیچے  
مر گیا، پس میں نے اٹھا کر دیوار کے پیچھے ڈال دیا ہے، پس سید عالم ﷺ گھر میں تشریف لائے کہ آپ کی داڑھی پر رعشہ طاری تھا، اور  
جب بھی وحی کا نزول ہوتا ایسا ہی ہوا کرتا تھا، بعد میں فرمایا: ”اے خولہ! جبرائیل علیہ السلام اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہوتی  
ہے۔“ (۴)..... یہود نے سید عالم ﷺ سے روح، ذی القرنین اور اصحاب کہف کے متعلق سوال کئے تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میں  
تمہیں اس بارے میں کل خبر دوں گا“ اور ان شاء اللہ نہ فرمایا، پس وحی کا سلسلہ موقوف ہو گیا، یہاں تک کہ جبرائیل امین علیہ السلام اس فرمان  
کے ساتھ نازل ہوئے: ﴿ولا تقولن لشيء إني فاعل ذلک غدا إلا إني أشاء الله﴾ (الحکف: ۲۳) اور تاخیر کی وجہ بیان  
فرمائی، اور یہ آیت نازل ہوئی، مزید حاشیہ نمبر ”۳“ ملاحظہ فرمائیں۔

فی الآخرۃ: مناسب یہ ہے کہ آیت مقدسہ: ﴿ولسوف يعطيك ربك﴾ کو عموم پر بات رکھا جائے، کیونکہ اللہ جل جلالہ اپنے

ولادت باسعادت سے دو ماہ پہلے آپ کے والد رخصت ہو گئے۔ ہما لنعک بہ: یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ آپ کو قناعت عطا فرمادی۔

اوبعدہا: ایک قول کے مطابق ولادت کے دو ماہ بعد والد گرامی کا انتقال ہوا، اور ایک قول کے مطابق سات ماہ بعد، ایک قول نو ماہ کا ہے جب کہ ایک قول اٹھائیس ماہ کا بھی ہے اور صحیح پہلا قول ہے اور یہ کہ وفات شریف مدینہ منورہ میں ہوئی اور دفن دار التباہۃ میں ہوئے۔ ایک قول کے مطابق ابواء کی کسی بستی میں دفن ہوئے۔ سید عالم علیہ السلام کی والدہ ماجدہ مختلف اقوال کے مطابق چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو اور بارہ سال ایک ماہ اور دس دن کی ظاہری دنیاوی گنتی کے مطابق عمر شریف ہونے پر انتقال کر گئیں اور مقام ابواء میں دفن اختیار فرمایا یا حجون کے مقام پر۔ آپ علیہ السلام کے دادا عبدالمطلب کا انتقال اس وقت ہوا جب کہ آپ علیہ السلام کی ظاہری عمر مبارک آٹھ سال تھی، پس آپ کی پرورش چچا ابوطالب نے کی اور یہ (آپ علیہ السلام پر) اپنے والد سے زیادہ شفیق تھے۔ حاشیہ نمبر ”۵“ ملاحظہ فرمائیں۔ ہما لنعک الی عمک ابی طالب: یعنی دادا عبدالمطلب کے انتقال کے بعد، اور ایک قول درہمیتیم ہونے کا یہ بھی ہے کہ یتیم کے معنی منفرد لیا جائے یعنی آپ کو قریش میں واحد بنایا، نبوت و رسالت سے نوازا۔

عما انت علیہ الآن من الشریعة: یعنی شریعت کے اعتبار سے خالی (درایت کے اعتبار سے، کما قال القرطبی) پایا تو نزول شریعت فرمائی، ضلال کے معنی شریعت مطہرہ (کے علم میں درایت، کما قال القرطبی) کا نہ پایا جاتا ہے نہ کہ یہ معنی لینا کہ آپ کو شریعت سے منحرف پایا، اور شریعت مطہرہ (میں درایت) کی نفی کرنے والا معنی کرنا قبل نبوت یا بعد کرنا جائز ہے، اور اس کی مطابقت اس فرمان سے ہوتی ہے: ﴿ما کنت تلوی ما لکتاب ولا الایمان﴾ (شوری: ۵۲) ﴿اور مفسر نے اس آیت کی تفسیر میں موجود اقوال میں سے ایک ذکر کیا ہے۔ اور ایک قول الضلالة بمعنی الغفلة ہے اور اللہ نے فرمایا: ﴿وان کنت من قبلہ لمن الغفلین﴾ (یوسف: ۳) ﴿اور یہ پہلے قول کے قریب (ترین) ہے﴾ (اور یہ غفلت والا معنی سید عالم علیہ السلام کا اپنی ذات کے حوالے سے ماننا چاہیے کما قال القرطبی) ، اور ایک قول وجدک ضالا سے قوم ضلال کیا گیا ہے، پس اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے ہدایت عطا فرمائے گا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہجرت کے اعتبار سے آپ کی رہنمائی فرمائی۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ قبلہ کے تعین کے اعتبار سے آپ علیہ السلام کی طلب کو پورا فرمایا، پس ارشاد فرمایا: ﴿قد نری قلبک وجہک فی السماء﴾ (بقرہ: ۱۷۷) ﴿ضلال کے معنی طلب اور محبت کے بھی ہوتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿انک لفی ضللک القدیم﴾ یعنی قدیم محبت میں گرفتار ہونا مراد ہے۔ مزید دیکھیں حاشیہ نمبر ”۶“ ملاحظہ کیجئے۔

وغیرہا: یعنی بی بی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مال سے بھی بے پرواہ کر دیا، اور ابوبکر کے مال سے اور ہجرت کے وقت انصار کی مدد و نصرت کرنے کی سعادت عطا فرمادی۔ عن کثرۃ العرض: حدیث میں ہے: ”فلاح اس کے لئے ہے جو اسلام لائے اور رزق جو اللہ تعالیٰ نے اُسے دیا ہے اُس پر قناعت حاصل ہو جائے۔“ باخذ مالہ: یعنی جیسا کہ اہل عرب یتیم کے مال میں کیا کرتے تھے، یتیم کا مال لے لیتے اور ان کے حقوق میں ظلم و زیادتی کرتے، سید عالم علیہ السلام نے فرمایا: ”مسلمانوں کے گھر میں بہتر گھر وہ ہے جس میں یتیم پر احسان کیا جاتا ہو اور برا گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ برا سلوک ہوتا ہو۔“ او غیر ذلک: یعنی یتیم کو ذلیل کرنے اور حقیر جاننے سے منع فرمایا۔ بالنسبۃ وغیرہا: علم و قرآن اور تمام عطائیں جو ختم نہ ہوگی۔ فی بعض الافعال: مراد ﴿فاوی﴾ ﴿فاواک﴾ ﴿لہدی﴾ ﴿لہداک﴾ ﴿لماغنی﴾ ﴿لماغناک﴾۔ (الصلوی، ج ۶، ص ۲۹۰ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد

## سورۃ الم نشرح مکیۃ وہی ثمان آیات

(سورۃ الم نشرح مکی ہے جس میں آٹھ آیتیں ہیں)

## تعارف سورۃ الم نشرح

اس سورت میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، ستائیس کلمے، اور ایک سو تین حروف ہیں۔ اس سورت کا نزول مکہ مکرمہ میں سورۃ الفحی کے بعد ہوا۔ اس سورت میں اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو جن نعمتوں سے نوازا ہے ان کا بیان فرمایا۔ یہ سورت چار امور پر مشتمل ہے (۱)..... اللہ ﷻ نے ایمان اور حکمت کے انوار و تجلیات کے ساتھ اپنے محبوب کے سینے کو کھول دیا، اور آپ پر سے مشقت والے کاموں کا بوجھ اٹھالیا گیا اور آپ کے لئے آپ کا ذکر بلند کر دیا، عرب کے محلے کو چوں میں ہی نہیں اور نہ ہی دنیا کے شرق و غرق میں بلکہ عرش بریں پر بھی محبوب کریم کا ذکر ہوگا، جہاں جہاں خالق کائنات ﷻ کا ذکر ہوگا وہاں مختار کائنات کا بھی ذکر ہوگا۔ (۲)..... یہ فرمایا کہ راہ تبلیغ میں آپ کو بہت ساری مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن اس کے بعد اللہ ﷻ آپ پر آسانیاں پیدا کر دے گا۔ (۳)..... پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ ﷻ کا پیغام پہنچانے کے بعد آپ عبادت میں مشغول ہو جائیں۔ (۴)..... اور آخر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ ﷻ کی طرف رجوع کرنے اور اور مہمات میں اس پر توکل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

رکوع نمبر: ۱۹

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الم نشرح﴾ استفہام تقریری ﴿شرحنا﴾ لک ﴿یا محمد﴾ صدرک ﴿۱﴾ ﴿بالنبوة﴾  
 وَغَیْرَهَا ﴿ووضعنا﴾ حططنا ﴿عنک وذرک﴾ (۲) الذی انقض ﴿انقل﴾ ﴿ظہرک﴾ (۳) ﴿وهذا کقولہ تعالیٰ﴾  
 لَیَغْفِرَ لَکَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ ﴿ورفعنا لک ذکرک﴾ (۴) ﴿بَانَ تَذْکَرُ مَعَ ذِکْرِیْ فِی الْاَذَانِ﴾  
 وَالْاِقَامَةِ وَالْتَّشْهِدِ وَالْخُطْبَةِ وَغَیْرَهَا ﴿فان مع العسر﴾ الشدة ﴿یسرا﴾ (۵) ﴿سَهْوَلَةً﴾ ﴿ان مع العسر﴾  
 یسرا ﴿۶﴾ وَالنَّبِیُّ قَاسِیٌ مِنَ الْکُفَّارِ شِدَّةً ثُمَّ حَصَلَ لَهُ الْیُسْرٰی بِنَصْرِہِ عَلَیْہِمُ ﴿فاذا فرغت﴾ مِنَ الصَّلٰوةِ ﴿۷﴾  
 فَاَنْصَبْ ﴿۸﴾ اَنْعَبْ فِی الدُّعَاءِ ﴿والی ربک فارغب﴾ (۸) ﴿تَضَرَّعْ﴾

## ﴿ترجمہ﴾

کیا ہم نے کشادہ نہ کیا ”الم نشرح“ استفہام تقریری ہے بمعنی شرحنا ہے تمہارے لیے (۱) اے محبوب ﷺ تمہارا سینہ (نبوت وغیرہ کے ذریعے.....) اور اتار لیا (وضعنا بمعنی حططنا ہے) تم سے تمہارا وہ بوجھ جس نے بوجھل کر دیا (انقض بمعنی انقل ہے) تمہاری پیٹھ کو (یہ فرمان اللہ ﷻ کے اس فرمان کی طرح ہے) لیغفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشنے تمہارے اگلوں اور اور تمہارے پچھلوں کے (الفتح: ۲۰)..... اور تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا (میرے ذکر کے ساتھ اذان، اقامت، تشہد اور خطبہ وغیرہ میں تمہارا ذکر بھی کیا جاتا ہے.....) بیشک تنگی کے ساتھ (العسر بمعنی الشدة ہے) آسانی ہے (یسرا کے معنی سہولت ہے) بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے (نبی پاک ﷺ کو کفار کی طرف سے دشواری اور تکلیف کا سامنا ہوا پھر کفار کے خلاف آپ ﷺ کی مدد کی گئی تو آپ ﷺ کو آسانی حاصل ہو گئی) تو جب تم (نماز سے) فارغ ہو تو (دعا میں.....) محنت کرو (الصب بمعنی التعب ہے) اور اپنے رب ہی کے حضور تضرع و زاری کرو (ادغب بمعنی تضرع ہے)۔



## ﴿ترکیب﴾

﴿الم نشرح لك صدرک ووضعتک وذرک الذی انقض ظهرک﴾  
 همزہ: استفہامیہ، لم نشرح: فعل لئی بافاعل، لك: ظرف لغو، صدرک: مفعول، مکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ووضعتک: فعل  
 بافاعل، عنک: ظرف لغو، وذرک: موصوف، الذی انقض ظهرک: موصول صلیہ، مکر مفت، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ  
 مائل "الم نشرح" پر معطوف ہے۔

﴿ورفعنا لك ذکوک فان مع العسر يسرا ان مع العسر يسرا﴾  
 و: عاطفہ، ورفعتک: فعل بافاعل و ظرف لغو، ذکوک: مفعول، مکر جملہ فعلیہ، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "خولناک ما  
 خولناک" ان: حرف مشبہ، مع العسر: ظرف متعلق بخذوف خبر مقدم، يسرا: اسم مؤخر، مکر جملہ اسمیہ، ان حرف مشبہ، مع  
 العسر: ظرف متعلق بخذوف خبر مقدم، يسرا: اسم مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب﴾

ف: متانفہ، اذا ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، فرغت: فعل بافاعل، مکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، ف: جزائیہ، انصب: فعل امر بافاعل، مکر  
 جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، الی ربک: ظرف لغو مقدم، ف: زائدہ، ارغب: فعل امر بافاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر  
 جزا، مکر جملہ شرطیہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

## سید عالم ﷺ کا شرح صدر ہونا:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الم نشرح لك صدرک﴾ کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا (الم نشرح: ۱)۔ اصل کے  
 اعتبار سے شرح کے معنی گوشت کا پھیلنا ہے، جیسے کوئی کہے کہ میرا گوشت پھیل گیا ہے اور اسی سے شرح صدر بھی ہے یعنی سینے کا کشادہ  
 ہونا، پھیلنا یعنی کسی کا سینہ نور الہی سے پھیلا جائے اور سکینے کا نزول ہو جائے اور اللہ ﷻ کی معرفت ہو جائے، جیسا کہ فرمایا: ﴿رب  
 اشرح لی صدري اے میرے رب میرے لئے میرا سینہ کھول دے (طہ: ۲۵)﴾، ﴿الم نشرح لك صدرک﴾ کیا ہم نے  
 تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا (الم نشرح: ۱)۔ ﴿افمن شرح الله صدره﴾ تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا (الزمر: ۲۲)۔  
 (المفردات، ص ۲۶۱)

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں: اللہ نے سید عالم ﷺ کے قلب اطہر کو نور نبوت سے کشادہ کر دیا اور آپ ﷺ کے قلب اطہر کو رسالت کی  
 روشنی سے منور کیا، اور کفار کی مکاریوں کے احتمال سے، اور اہل نفاق اور ولایت کے ذریعے آپ ﷺ کے قلب اقدس کو منور کر دیا، علوم  
 دینیہ سے اور حکم الہیہ اور معارف ربانیہ اور حقائق رحمانیہ سے منور کر دیا اور بہر حال شرح صدر صوری جو کہ آپ ﷺ کے بچپن کے ایام  
 میں ہوا جب کہ آپ پانچ یا چھ سال کی غاہری عرصے کی عمر گزار رہے تھے اور سینہ اقدس چاک کر کے شیطان کے حصے کو نکال دیا گیا جو کہ  
 انسان کو گناہ کی جانب مائل کرنے والا کالا ڈورا تھا اور ایک مرتبہ وحی کے آغاز کے سالوی میں بھی ایسا ہی کیا گیا اور معراج کی رات  
 بھی شق صدر وقوع پذیر ہوا ہے۔  
 (روح البیان، ج ۱، ص ۵۵۳)

علامہ احمد بن الحلوٹی الصاوی لکھتے ہیں: روایت ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ان کے پاس آئے جب کہ سید عالم ﷺ بی بی حلیمہ  
 رضی اللہ عنہا کی رضاعت میں تھے، اُس وقت عمر مبارک دنیاوی کنتی کے اعتبار سے تین یا چار سال تھی، پس شق صدر فرمایا گیا، مبارک دل کو

باہر نکال کر (آب زمزم سے) دھویا گیا اور علم و ایمان سے بھر دیا گیا، پھر دوبارہ اپنی جگہ پر لگا دیا گیا، اور اس میں حکمت یہ تھی کہ انہیں کمال درجے تک پہنچا دیا جائے اور ان میں بچے والی بات نہ رہے، اور دوسری مرتبہ شق صدر اُس وقت ہوا جب کہ عمر مبارک دس سال کی تھی تاکہ بالغ ہونے پر اخلاق کی اعلیٰ بلندیوں پر پہنچ جائیں اور (مزید) پاکیزگی حاصل کر لیں، تیسری مرتبہ شق صدر اُس وقت ہوا جب کہ بعثت کا وقت تھا (یعنی جب نبوت عطا فرمائے جانے کا مژدہ سنایا گیا) تاکہ قرآن اور علوم (قرآن) کے بوجھ کو سنبھال سکیں اور چوتھی بار لیلۃ الاسراء میں ملاء اعلیٰ سے ملاقات، حق تعالیٰ سے مناجات، مشاہدات، ملاقات احسن طریقے پر انجام پذیر ہوں، پس یہ چار مرتبہ شق صدر ہونا ان کی نظافت اور تطہیر کے لئے تاکہ کامل و مکمل طور پر نبوت کے فرائض انجام دیئے جاسکیں، جس کی قدر کوئی اور جان ہی نہیں سکتا۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۹۵)

☆..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ حدیث بیان فرماتے تھے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میں جس وقت مکہ مکرمہ میں مقیم تھا، میرے گھر کی چھت میں شکاف کیا گیا، پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے، میرے سینے کو کھول دیا گیا، پھر اس کو آب زمزم سے دھویا گیا، پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا، جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا، پھر اس میں جو کچھ تھا، اس کو میرے سینے میں ڈال دیا گیا، پھر میرے سینے کو بند کر دیا گیا“۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب: کیف فرضت الصلاة فی الاسراء، رقم: ۳۴۹، ص ۶۲)

☆..... حضرت انس بن مالک جناب مالک بن معصوم رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ حدیث بیان فرمائی کہ جس وقت میں حطیم مین یا حجر میں لیٹا ہوا تھا، میرے پاس ایک آنے والا آیا، پھر اس نے میرے حلقوم سے میری ناف تک سینہ چاک کر دیا، میرے دل کو نکالا، پھر سونے کے ایک طشت کو لایا گیا، جو ایمان سے بھرا ہوا تھا، پھر میرے دل کو دھویا گیا اور میرے سینے کو بھر دیا گیا اور پھر براق کو لایا گیا“۔

(صحیح البخاری، کتاب الانصار، باب المعراج، رقم: ۳۸۸۷، ص ۶۵۲)

علامہ یعنی لکھتے ہیں: علامہ کرمانی نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ بعض علماء شب معراج شق صدر کے انکاری ہیں اور کہتے ہیں کہ شق صدر فقط ایک ہی مرتبہ عالم طفولیت میں ہوا جب کہ ظاہری اعتبار سے سید عالم ﷺ کی عمر مبارک (پانچ یا چھ سال کی تھی)۔ اور جب آپ بنو سعد میں تھے اور یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ آپ کا شق صدر بعثت یعنی اعلان نبوت کے وقت بھی ہوا ہے اور معراج کی شب بھی ہوا ہے اور اس کے انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے اس لئے کہ یہ خلاف عادت امور ہیں اور اللہ ﷻ کی قدرت کے تحت ہیں اور اس میں معجزے کا اظہار ہے اور سید عالم ﷺ کے شق صدر کی کئی حکمتیں ہیں۔

(۱)..... کامل ترین نشوونما کی غرض سے بچپن میں شق صدر ہوا، اور یہ کہ آپ شیطان سے معصوم رہیں، پس یہی وجہ ہے کہ سید عالم ﷺ کے سینے سے جھے ہوئے خون کا کالا ڈور انما نکال دیا گیا کہ یہ شیطان کا حصہ تھا۔

(۲)..... اعلان نبوت یعنی بعثت کے وقت میں آپ ﷺ کا سینہ مبارک چیز اگیا تاکہ آپ کا قلب اطہر قوی ہو جائے اور نزول وحی کے بوجھ کو برداشت کر سکے۔

(۳)..... شب معراج بھی آپ ﷺ کا شق صدر ہوا ہے تاکہ آپ ﷺ کے مبارک دل میں کلام الہیہ سننے کی صلاحیت قائم رہے۔

### سید عالم ﷺ کی پیٹھ سے بوجھ اتار دینا:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہوک اور تم پر سے تمہارا بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی﴾ (ہم نسر: ۲۱-۲۳)۔ یہاں بطور استعارہ بوجھ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور اس بوجھ سے مراد یا تو فراق کا غم ہے یا چھوڑنے کا وہم ہے جس نے سید عالم ﷺ کو ممکن کر دیا تھا اور آپ ﷺ کی پیٹھ اطہر کو بوجھ ل کر دیا تھا۔ اللہ ﷻ نے سورہ ضحیٰ اور

الم نشرح کی آیات نازل فرما کر غم اور حزن کو دور کر دیا یہاں تک کہ آپ کی طبیعت کو سکون آ گیا، نفس کو قرار آ گیا اور آپ کو معلوم ہو گیا کہ وحی میں یہ انقطاع قطع تعلقی اور ناراضگی کی وجہ سے نہ تھا بلکہ حکمت اور منفعت کی وجہ سے تھا۔ اللہ ﷻ نے اس غم کو نعمت شمار کیا ہے، یا ”وزر“ سے مراد دعوت حق، احکام کی تبلیغ، احکام کو بجالانے اور منہیات سے رکنے کی مشکل تکالیف ہیں کیونکہ شرعی امور کو بجالانا بہت ہی مشکل ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں نے اس بات کا انکار کر دیا تھا کہ اس بوجھ کو نہ اٹھائیں گے اور وہ خوفزدہ ہو گئے۔ اگر ”وزر“ کے معنی احکام کی تبلیغ کی جائے تو پھر کسی تاویل کی گنجائش نہیں رہتی کیونکہ اسی فراق نے آپ کو غمگین کر دیا تھا اور اگر ”وزر“ کے معنی احکام شرعیہ مراد لئے جائیں تو معنی یہ ہونگے کہ اگر ہم آپ کے سینے کو نہ کھولتے اور آپ سے اس بوجھ کو نہ ہلکا کرتے جس نے آپ کی پشت اطہر کو کمزور اور سخت بوجھل کر دیا تھا تو جو فرائض آپ پر لازم ہیں ان کو بجالانے کی آپ کو طاقت نہ ہوتی۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا اگر اللہ ﷻ کی مہربانی نہ ہوتی تو نہ ہم ہدایت پاتے، نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔ (المظہری، ج ۷، ص ۴۳۴)

### سید عالم ﷺ کا ذکر بلند ہونا:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا (الم نشرح: ۴)۔ اس آیت کے بارے میں مفسرین کرام نے فرمایا، چنانچہ:

امام جریر طبری لکھتے ہیں: حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے دنیا اور آخرت میں سید عالم ﷺ کے ذکر کو بلند کر دیا، پس کوئی خطیب، کوئی تشہد پڑھنے والا، کوئی نمازی ایسا نہیں کہ اللہ ﷻ کے نام کے بعد محمد ﷺ کی رسالت کی تصدیق نہ کرتا ہو، گویا اللہ ﷻ نے اپنے نام کے ساتھ سید عالم ﷺ کے نام کو ایسا پیوستہ فرمایا (کہ اللہ اکرم الحاکمین ہونے اور سید عالم ﷺ رحمۃ اللعالمین ہونے کی حیثیت سے ذکر کئے جائیں)۔

☆..... حضرت ابوسعیدؓ روایت نقل کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس جبرائیل امینؑ تشریف لائے، پس کہا: بیشک میرا اور آپ ﷺ کا رب کہتا ہے، آپ ﷺ کا ذکر کیسے بلند کیا جائے؟ تو سید عالم ﷺ نے فرمایا: اللہ ﷻ خوب جانتا ہے،“ جبرائیلؑ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ جب بھی میرا ذکر کیا جائے گا ساتھ ہی میرے محبوب ﷺ کا بھی ذکر کیا جائے گا۔“

(الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۲۸۵)

علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کے ذکر کو بلند اس طرح کیا گیا ہے کہ اذان، اقامت، تشہد، منبر پر خطبہ میں بھی آپ کے ذکر کو بلند کیا گیا اور جو سید عالم ﷺ کی نبوت کی گواہی نہ دے اگرچہ اللہ کا نام لے اور اس کی بندگی بھی کرے تو ایسی بندگی اس کو کام نہ آئے اور وہ کافر ہو جائے گا۔ (۲)..... سید عالم ﷺ کے ذکر کو اس طرح بھی بلند کیا گیا کہ دیگر انبیائے کرام سے آپ ﷺ کی نبوت کا عہد لیا گیا اور آپ ﷺ پر ایمان لانے کو لازم قرار دیا گیا اور یہ اقرار آپ ﷺ کی فضیلت کے اعتبار سے لیا گیا۔ (۳)..... سید عالم ﷺ کے ذکر کو اس طرح بھی بلند کیا گیا کہ اللہ ﷻ کے نام کے ساتھ آپ ﷺ کے نام کو ملایا گیا یعنی محمد رسول اللہ ﷺ فرمایا گیا۔ (۴)..... آپ ﷺ کی امت پر آپ ﷺ کی اتباع کو لازم کیا گیا یعنی فرمایا گیا: ﴿اطيعُوا اللَّهَ واطيعُوا الرّسول حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا﴾ (النساء: ۵۹) ﴿وَمَنْ يَطعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ وَجُودَهُ﴾ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی (الاحزاب: ۷۱) اور یہی احکامات قرآن مجید اور دیگر کتب سماوی میں سید عالم ﷺ کی شان کے بارے میں نازل ہوئے۔

(الحاؤون، ج ۴، ص ۴۴۱)

امام قرطبی لکھتے ہیں: ابن عباس سے منقول ہے کہ اذان، اقامت، تشہد، جمعہ المبارک کا خطبہ، عید الفطر، عید الاضحیٰ، ایام تشریق، عرفہ کے

دن، ری، جمار، صفا و مروہ، نکاح کا خطبہ، اور مشارق و مغارب میں سید عالم ﷺ کے ذکر کو بلند کیا گیا ہے۔ پس بندہ اللہ ﷻ کی بندگی کرے اور جنت و دوزخ کی تصدیق بھی کرے اور ہر چیز کی تصدیق کرے جو دین اسلام میں ضروری ہے لیکن سید عالم ﷺ کی نبوت پر ایمان نہ لائے تو یہ ساری تصدیقات اُس کے لئے نفع بخش نہ ہوگی اور وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کیا، آپ ﷺ سے پہلے ہونے والے انبیائے کرام پر نازل ہونے والی کتب میں بھی آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کیا اور اس کے مناسب بشارتیں بھی ارشاد فرمائیں اور دین وہی ہے جو آپ ﷺ پر ظاہر ہوا اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے ذکر کو آسمانوں پر ملائکہ میں بلند کیا اور زمین پر مومنین میں مقبول کیا اور آخرت میں مقام محمود پر فائز کر کے آپ ﷺ کے ذکر کو مزید بلند فرمائیں گے اور درجات میں مزید اضافوں سے آپ ﷺ کا اقبال بلند کریں گے۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۹۸)

☆..... حضرت جابر بن سمرہ ؓ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میں مکہ میں ایک پتھر کو پہچانتا ہوں جو میری بعثت سے پہلے بھی مجھ پر سلام پیش کرتا تھا، میں اس پتھر کو آج بھی پہچانتا ہوں۔“

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فضل نسب النبی و تسلیم الحجر، رقم: (۵۸۳۳)/(۲۲۷۷)، ص ۱۱۴۱)

☆..... حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں تھا، ہم مکہ کی کسی جانب گئے تو جو پہاڑ یا درخت آپ ﷺ کے سامنے آتا وہ کہتا: ”السلام علیک یا رسول اللہ۔“

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: ما جاء فی آیات اثبات، رقم: ۳۶۶۶، ص ۱۰۳۹)

☆..... حضرت ابوسعید خدری ؓ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ سے پوچھا گیا کہ سلام تو ہمیں معلوم ہے، لیکن ہم آپ ﷺ پر صلوٰۃ کیسے بھیجے؟ جواب دیا: ”تم یوں پڑھو اللھم صل علی محمد عبدک و رسولک کما صلیت علی آل ابراہیم و بارک محمد و علی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم۔“

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله ان و ملائکتھ یصلون علی النبی، رقم: ۴۷۹۸، ص ۸۴۴)

## نماز کے بعد دعا (و ذکر بالجہر) میں مصروف ہونا:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ﴾ تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو (الم نشرح: ۷) ﴿قَادِرٌ﴾، ضحاک اور مقاتل کہتے ہیں کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب فرض نماز سے فارغ ہو جائیں تو اپنے رب سے دعا میں مشغول ہو جائیں اور اس کی جانب رغبت اختیار کریں، شععی کہتے ہیں کہ جب تشہد سے فارغ ہو جائیں تو دین و دنیا کے لئے بھلائی مانگنے میں مصروف ہو جائیں اور مجاہد کہتے ہیں کہ جب دنیا کے امور سے فارغ ہو جائیں تو نماز کی جانب رغبت اختیار فرمائیں۔ عبد اللہ کہتے ہیں کہ جب فرض نماز سے فارغ ہو جائیں تو رات کے قیام کی جانب متوجہ ہو جائیں اور حسن کہتے ہیں کہ جب غزوات سے فارغ ہو جائیں تو عبادت میں کوشش کریں۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۲۰۹)

بعض لوگ مساجد میں فرض نماز کے بعد ذکر کرنے کو برا محسوس کرتے ہیں، شمس الائمہ کردری و جیز میں فتاویٰ بزازیہ سے نقل فرماتے ہیں: ”ان الذکر بالجہر فی المسجد لا یمنع احتراز عن الدخول تحت قوله تعالیٰ ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ﴾ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نام خدا لئے جانے سے (البقرہ: ۱۱۴) مسجد میں باوازا بلند ذکر کرنے سے نہ روکا جائے، اللہ ﷻ کے مذکورہ بالا اس ارشاد کے باعث۔

تیسین الحقائق وفتح القلید ودرر الحکام وبحر الرائق وجمع الانہر میں ہے: قال الفقیہ ابو جعفر لا ینبغی ان



يمنع العامة عن ذلك لقلة رغبتهم في العبوات لقيمة ابو جعفر نے فرمایا: عوام کو بلند آواز کے ساتھ ذکر کرنے سے نہ روکا جائے اس لئے کہ نیک کاموں کی طرف (پہلے ہی) ان کی رغبت کم ہوتی ہے۔ (الفتاویٰ الرضویہ معرجہ، ذکر و دعا، ج ۲۳، ص ۱۷۰ وغیرہ) فاضل بریلوی فرماتے ہیں: اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اصح الاقوال قول حضرت امام مجاہد تلمیذ رشید سلطان المفسرین حمزہ الامام عالم القرآن حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے کہ فراغ سے مراد نماز سے فارغ ہونا اور نصب دعا میں جدوجہد کرنا ہے یعنی اللہ حکم فرماتا ہے، ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ﴾ والی ربک فرغ پس جب تو نماز پڑھ چکے تو اچھی طرح دعا میں محنت کرو اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو۔ (الفتاویٰ الرضویہ معرجہ، رسالہ: سرور العید فی حل الدعا بعد صلوة العید، ج ۸، ص ۵۱۶)

### اغراض:

شرحنا: حاشیہ نمبر "ا" کا مطالعہ فرمائیں۔ بالنبوة وغیرہا: حاشیہ نمبر "ا" ملاحظہ فرمائیں۔

وهذا لقوله تعالى ليغفر لك: یہ ظاہری اعتبار سے مصروف ہونا ہے، اور اس کے کئی جوابات ہو سکتے ہیں، (۱)..... ہو سکتا ہے کہ مراد یہ ہو: ﴿وَوَضَعْنَا عَنكَ وَزْرَكَ﴾ ای امتک یعنی آپ ﷺ سے آپ کی امت کے بوجھ کو اتار دیا جائے، کیونکہ سید عالم ﷺ اپنی امت کے معاملے میں مشغول رہا کرتے تھے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿عَزَّيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ اور یہ امت کے اسلام لانے سے پہلے کا معاملہ ہے، پس جو اسلام لے آیا تو اس سے (سابقہ) گناہوں پر مواخذہ نہ ہوگا اور اسلام لانے کے بعد جو اسلام پر رہتے ہوئے مر گیا تو اُسے تو یہ اور شفاعت کے ذریعے گناہوں کی معافی مل جائے گی۔ (۲)..... ایک قول یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ﴿وَوَضَعْنَا عَنكَ﴾ سے مراد نبوت اور تبلیغ دین کا بوجھ ہو، کیونکہ بعثت کے ابتدائی زمانے میں سید عالم ﷺ پر یہ امر شاق ہوتا تھا اور فرماتے تھے: "مجھے خوف ہے کہ میں دعوت حق پر قائم نہ رہ پاؤں گا"، پس اللہ ﷻ نے ان سے اس بوجھ کو اتار دیا۔ (۳)..... ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وزر سے مراد خلاف اولی امور ہیں جو آپ ﷺ سے صادر ہوئے اور اس پر مواخذہ ہوا اور یہ امر سید عالم ﷺ پر شاق گزرا اور "وزرا" کو متذکرہ مقام پر "حسنات الابوار سیئات المقربین" کے قبیلے سے مراد لیا گیا ہے، جیسا کہ منافقین نے سید عالم ﷺ سے جہاد سے رہ جانے کی اجازت چاہی اور سید عالم ﷺ نے اُن کے عذر کو قبول کرتے ہوئے انہیں اجازت مرحمت فرمادی اور یہ کہ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لے کر آزاد فرمادیا اور اسی قسم کے خلاف اولی امور مراد لیے گئے ہیں۔ (۴)..... ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وزر سے مراد عصمت ہے، یعنی ہم نے آپ ﷺ کو ابتداء و انتہاء میں عصمت سے نواز دیا اور آپ ﷺ پر اصلاً "وزر" کا اطلاق ہوتا ہی نہیں۔

وغیرہا: اللہ ﷻ کے نام کے ساتھ سید عالم ﷺ کا نام ملا دینے کا بیان ہو رہا ہے جیسا کہ عید فطر اور عید الاضحیٰ والے دن، یوم عرفہ میں، ایام تشریق والے دن، رمی جمار، صفا مروہ، مشارق ومغارب میں اللہ ﷻ کے نام کے ساتھ آپ ﷺ کے نام کو بلند کر دیا گیا اور اگر کوئی شخص اللہ ﷻ کی بندگی اختیار کرے، جنت و وزخ کی تصدیق کرے اور ضروریات دین کو مانے لیکن محمد ﷺ کے رسول اللہ ﷻ ہونے کا انکار کرے تو اُسے یہ سب کچھ فائدہ نہ دے گا اور وہ کافر ہو جائے گا۔ الشلۃ: دنیا یا آخرت میں کسی چیز کے حصول کے لئے انسان کا شدت کے ساتھ شوق رکھنا۔ سہولۃ: یعنی وہ آسانی جو انسان کو دنیا یا آخرت میں ملے۔ من الصلوۃ: جیسا کہ مفسر جلال نے ایک قول ذکر فرمادیا ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ جب دنیاوی معاملات سے فارغ ہو جائیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ جب فرائض کی ادائیگی سے فراغت پالیں تو رات کے قیام کی کوشش کریں۔ ایک قول کے مطابق تشہد سے فراغت پالیں تو دنیا و آخرت کیلئے دعا کریں۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۲۹۴ وغیرہ)

## سورة والتین مکّیہ اور مدنیہ ثمان آیات

(سورة التین کی یاد دہنی ہے اس میں آٹھ آیتیں ہیں)

### تعارف سورة التین

اس سورت میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، چونتیس کلمے، ایک سو پانچ حروف ہیں۔ امام بخاری نے حضرت ابن عباس سے روایت کی کہ سورة العین مکہ میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، آپ نے عشاء کی ایک رکعت میں سورة 'والتین والزیتون' پڑھی، فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ خوش آواز کے ساتھ پڑھنے والا کسی کو نہیں سنا (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول النبی الماهر بالقرآن، رقم: ۷۵۴۶، ص ۱۳۰۲)۔ اس سورت میں بعض ان مقامات کی قسمیں اٹھا کر اس سورت کا آغاز کیا کہ جن کا تعلق اولوالعزم رسولوں میں سے کسی کے ساتھ ہے اور پھر بتایا کہ جس انداز سے انسان کی تخلیق فرمائی کہ صوری اور معنوی اعتبار سے اس کو احسن الخلق اور اکمل الخلق پیدا کیا اور جو انسانی عظمت کا تصور قرآن نے پیش کیا وہ دنیا کا کوئی بھی فلسفی، ماہر نفسیات، عمرانیات کے بڑے بڑے ٹیچر اس کی بلندیوں کو چھو بھی نہیں سکتے۔ اور آگے ایک اور بات سے پردہ اٹھایا کہ انسان کو احسن تقویم کے لقب سے نوازا گیا کہ نوع انسانی کے بعض افراد اپنے اس بلند و بالا مقام کے تقاضوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور اپنے جذبات کی تسکین کے لئے اپنے آپ کو ایسی پستیوں میں گرا لیتے ہیں کہ مزید اس سے پستی کا تصور نہیں کیا جاسکا البتہ جو لوگ اپنی ان خداداد نعمتوں کے قدر دان ہیں اور ایمان اور عمل صالح سے اپنے دامن حیات کو معمور رکھتے ہیں ان کیلئے اجر عظیم ہے۔

رکوع نمبر: ۲۰

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿والتین والزیتون﴾ (۱) ﴿أی الماکولین أوجبلین بالشّام ینشان الماکولین﴾ (۲) ﴿وطور سینین﴾ (۳) ﴿البلد الامین﴾ (۴) ﴿مکّة لا مّن الناس فیها جاهلیّة و اسلاماً﴾ (۵) ﴿لقد خلقنا الانسان﴾ (۶) ﴿الجنس﴾ (۷) ﴿فی احسن تقویم﴾ (۸) ﴿تعدیل لصورتہ﴾ (۹) ﴿ثم ردّدنه﴾ (۱۰) ﴿فی بعض افرادہ﴾ (۱۱) ﴿اسفل سافلین﴾ (۱۲) ﴿کنایة عن الهمم والضعف﴾ (۱۳) ﴿فینقص عمل المؤمن عن زمن الشباب ویكون له اجرہ لقولہ تعالیٰ﴾ (۱۴) ﴿الا﴾ (۱۵) ﴿ای لیکن﴾ (۱۶) ﴿الذین امنوا و عملوا الصلحت فلهم اجر غیر ممنون﴾ (۱۷) ﴿مقطوع﴾ (۱۸) ﴿فی الحدیث اذ ابلیغ المؤمن من الکبر ما یعجزہ عن العمل کسب له ما کان یعمل﴾ (۱۹) ﴿فما یکذبک﴾ (۲۰) ﴿ایہا الکافر﴾ (۲۱) ﴿بعد﴾ (۲۲) ﴿ای بعد ما ذکر من خلق الانسان فی احسن سورۃ ثم رّدہ الی اذ دل العمر الدال علی القدرۃ علی البعث﴾ (۲۳) ﴿بالذین﴾ (۲۴) ﴿بالجزء المسبوق بالبعث﴾ (۲۵) ﴿والحساب ای ما یجعلک مکذباً بذلک ولا جاعل له﴾ (۲۶) ﴿الیس اللہ باحکم الحکمین﴾ (۲۷) ﴿ای هو افضی القاضین وحکمہ بالجزء من ذلک﴾ (۲۸) ﴿فی الحدیث من قرأ بالتین الی اخرها فلیقل بلی وانا علی ذلک من الشاہدین﴾

## ﴿ترجمہ﴾

تین اور زیتون کی قسم (یعنی انجیر اور زیتون کی قسم جو دونوں کھائی جانے والی اشیاء کے اسماء ہیں یا پھر التین و الزیتون دو پہاڑوں کے نام ہیں جو ملک شام میں ہیں جن پہاڑوں پر یہ دونوں کھانے کی اشیاء اگتی ہیں.....) اور طور سینا کی (یہ وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ ﷻ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا ”سین“ کا معنی مبارک ہے یا وہ جگہ جو کہ پھل دار درختوں کے سبب خوبصورت ہو.....) اور اس امان والے شہر کی قسم (یعنی مکہ مکرمہ کی زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں ہی میں لوگوں کے لیے اس میں امن تھا) بیشک ہم نے انسان (یعنی جنس انسان) کو بنایا اچھی صورت پر (اس کی صورت کو معتدل بنایا) پھر ہم نے اسے پھیر دیا (اس کے بعض افراد کو) نیچے سے نیچی حالت کی طرف (یہ بڑھاپے اور کمزوری سے کنایہ ہے کہ اس حالت میں جوانی کے زمانے سے مومن کا عمل کم ہو جاتا ہے لیکن جوانی کے اعمال کا اجر اسے ملتا رہتا ہے کہ اللہ کا فرمان عالیشان ہے ﴿الذین امنوا و عملوا الصالحات فلھم اجر غیر ممنون﴾ (لیکن (الا بمعنی لکن ہے) جو ایمان لائے اچھے کام کئے کہ ان کے لیے ختم نہ ہونے والا ثواب ہے) (ممنون بمعنی مقطوع ہے، حدیث پاک میں ہے: ”جب مومن اتنا بوڑھا ہو جائے کہ وہ بڑھاپا اسے نیک اعمال سے عاجز کر دے تب بھی اس کے لیے وہ اعمال لکھے جاتے ہیں جو وہ کیا کرتا تھا“.....) تو (اے کافر!) اب کیا چیز تجھے ابھارتی ہے جھٹلانے پر بعد (اللہ ﷻ کے) انسان کو اچھی صورت میں بنانے، پھر لمبی عمر کی طرف پھیر دینے سے جو کہ اللہ کی مرنے کے بعد زندہ اٹھانے کی قدرت پر دلالت کرتی ہے اس کے بعد جزاء کو جھٹلانے پر اے کافر تجھے کیا چیز ابھار رہی ہے) جزاء کو (الذین بمعنی الجزاء ہے، یہ بعث اور حساب کے بعد ہو گی معنی یہ ہے کہ کسی چیز نے تجھے اس جزاء کو جھٹلانے والا بنایا یعنی کوئی بنانے والا نہیں) کیا اللہ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں (یعنی وہی سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے اور اس کا جزاء حکم فرمانا یہ من جملہ اس کے احکامات سے ہے حدیث میں ہے جو ”والتین..... الخ“ آخر تک مکمل پڑھے اسے چاہیے کہ اختتام پر کہے ہاں کیوں نہیں اور میں اس پر گواہ ہوں۔)

## ﴿ترجمہ﴾

﴿والتین والزیتون وطور سینین وهذا البلد الامین لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم﴾  
و: قسمیہ جار، التین: معطوف علیہ، والزیتون: معطوف اول، وطور سینین: معطوف ثانی، و: عاطفہ، وهذا: مبدل منہ، البلد الامین: بدل، ملکر معطوف ثالث، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف ”اقسم“ کیلئے جواب قسم، ملکر جملہ فعلیہ قسمیہ، لام: تاکید یہ، قد: تحقیقیہ، خلقنا: فعل باقاعل، الانسان: ذوالحال، فی احسن تقویم: ظرف مستقر حال، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿ثم رددنه اسفل سافلین الا الذین امنوا و عملوا الصالحات فلھم اجر غیر ممنون﴾  
ثم: عاطفہ، رددن: فعل باقاعل، ہ: ضمیر ذوالحال، اسفل سافلین: حال، ملکر مستثنی منہ، الا: حرف استثناء، الذین: موصول، امنوا و عملوا الصالحات: صلہ، ملکر مبتدأ، ف: جزائیہ، لهم: ظرف مستقر خبر مقدم، اجر: موصوف، غیر ممنون: ملکر مبتدأ مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جزاء، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مستثنی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فما یکذبک بعد بالذین الیس اللہ باحکم الحکمین﴾  
ف: فصیحیہ، ما: استفہامیہ مبتدأ، لا: نکر، یکذبک: فعل باقاعل ومفعول، بعد: ظرف، بالذین: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، همزہ: حرف استفہام، الیس اللہ: فعل ناقص واسم، ب: زائد، احکم الحکمین: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### ”تین اور زیتون“ اقوال و افادیت:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والتین والزیتون﴾ انجیر کی قسم اور زیتون (التین: ۱) ﴿التین بمعنی انجیر ہے، جو کہ غذا، پھل اور دواء کے طور پر استعمال ہوتا ہے، اطباء کہتے ہیں کہ یہ وہ عمدہ کھانا ہے جو کہ جلد ہضم ہونے والا ہے اور معدے میں ٹھہرتا نہیں اور طبیعت میں نرمی پیدا کرتا ہے، بلغم کم کرتا ہے، گردے اور مثانے کی پتھری کو باہر نکالتا ہے اور جسم کو فربہ کرتا ہے اور سام جگر کو تقویت دیتا ہے اور بہترین غذا ثابت ہوتا ہے۔

زیتون کا درخت بڑی برکت والا ہے، اور اس میں کئی منافع ہیں۔ یہ چراغ جلانے کے استعمال میں آتا ہے اور اس کی روشنی بہت زیادہ اور دائمی ہوتی ہے۔ یہ فلسطین، ایران، عرب اور جنوبی یورپ میں پیدا ہوتا ہے۔ سائنسی تحقیق کے مطابق یہ کولسرول کو دور کرتا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ سب سے پہلا درخت تھا جو طوفان نوح کے بعد پیدا ہوا، ایک قول کے مطابق یہ درخت ارض مقدسہ یعنی بیت المقدس میں پیدا ہوا۔ یہ وہ درخت ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے جسم پر لگاؤ کہ یہ مبارک درخت سے نکلتا ہے“۔ (مسند الترمذی، کتاب الاطعمہ، باب: ما جاء فی اکل الزيت، رقم: ۱۸۵۸، ص ۵۵۴) جس پہاڑ سے انجیر نکلتا ہے اُسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اور زیتون شام سے نکلتا ہے جس کی جانب اکثر بنی اسرائیل کے انبیائے کرام بھیجے گئے ہیں، اور طور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجے جانے والا مقام ہے اور بلد الامین محمد ﷺ کے بھیجے جانے والا مقام ہے۔ ایک قول کے مطابق انجیر اور زیتون دو مساجد کے نام ہیں، ابن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تین دمشق میں موجود مسجد ہے جب کہ زیتون بیت المقدس میں موجود مسجد ہے، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ تین اصحاب کہف کی مسجد کا نام ہے اور زیتون مسجد ایلیم کا نام ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ تین مسجد نوح کا نام ہے جہاں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جو دی پہاڑی کے پاس ٹھہری تھی اور زیتون مسجد بیت المقدس کا نام ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ تین اور زیتون دو شہروں کے نام ہیں۔ حضرت کعب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تین دمشق اور زیتون بیت المقدس کا نام ہے۔ حضرت شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ تین کوفہ میں موجود ہے جب کہ زیتون شام میں ہے اور ریح کہتے ہیں کہ دو پہاڑ ہیں جو کہ ہمدان اور حلوان میں ہیں۔

### طور سینا سے کیا مراد ہے؟

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿و طور سینین﴾ اور طور سینا کی قسم (التین: ۲) ﴿مراد وہ پہاڑ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ ﷻ نے کلام فرمایا، اور سینین کے بارے میں اختلاف ہے، نحویوں کے نزدیک سینین اور سینادو جگہوں کے نام ہیں جن کی طرف پہاڑ کی نسبت کی گئی ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بکرمہ سے روایت کی ہے کہ طور پہاڑ کا نام ہے اور سینین لغت حبشہ میں حسن یا حسین کو کہتے ہیں جب کہ مجاہد کے قول کے مطابق سینین کے معنی مبارک ہیں اور کلبی کہتے ہیں کہ مراد درخت والا پہاڑ ہے اور مقاتل کہتے ہیں کہ ہر وہ پہاڑ جس میں پھلدار درخت ہوں وہ سینین کہلاتا ہے۔

### نہ ختم ہونے والے ثواب سے کیا مراد ہے؟

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الا اللدین امنوا و عملوا الصلحت فلهم اجر غیر ممنون مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ انہیں بے حد ثواب ہے﴾ (التین: ۶) ﴿حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ بندہ جو عمل اپنی جوانی میں کرتا تھا جب کہ وہ قوی تھا



اور پس جب عاجز ہو چکا، اور عمل نہیں کر سکتا، اللہ ﷻ (اپنے فضل سے) اُسے اُس عمل کا اجر دے گا یہاں تک کہ اُس کی موت واقع ہو جائے۔ انہی سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ جب بندہ اپنی جوانی میں کوئی نیکی کرتا تھا، پھر بوڑھا ہو گیا اور وہ نیکی نہیں کر پاتا اور اس کی عقل بھی جاتی رہی، اُس کے لئے اُسی جیسا عمل لکھا جائے گا جو وہ اپنی جوانی میں کیا کرتا تھا اور اُس سے بڑھاپے کے عمل کا کوئی مواخذہ نہ ہوگا اور اس کی عقل چلی جائے گی جب کہ وہ مومن ہو اور وہ جوانی میں اللہ ﷻ کی تابعداری کیا کرتا تھا۔ (الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۲۹۹)

ضحاک سے روایت ہے کہ بندہ جب اپنی جوانی میں نماز، روزہ اور صدقات کی کثرت کرتا ہے اور پھر اس کے جسم میں کمزوری آجاتی ہے اور جوانی کی طرح اعمال صالحہ نہیں کر سکتا تو اللہ ﷻ اس کے لئے اعمال کا اجر لکھ دیتا ہے جو وہ اپنی جوانی میں کیا کرتا تھا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اللہ ﷻ کے فرمان بالا کے مطابق جب بندہ بڑھاپے کی وجہ سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کھودیتا ہے، لیکن عالم باعمل کی عقلی صلاحیت کبھی نہیں جاتی۔ اور عاصم بن عکرمہ کہتے ہیں کہ: ”جس نے قرآن پڑھا وہ ڈھیٹ بڑھاپے کی عمر کو نہ پہنچے گا۔“

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۰۷)

### اغراض:

او مدنیہ: ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق۔ ای المعاکولین: مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے، تین کو خاص طور پر ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ پھل بھی ہے اور غذا بھی، اور جنتی پھل کے مشابہ بھی، اور اس کے خواص میں سے یہ ہے کہ جلد ہضم ہونے والا پھل ہے جو کہ معدہ میں زیادہ دیر تک نہیں ٹھہرتا اور پسینہ لاتا ہے، طبیعت میں نرمی لاتا ہے، بلغم کو کم کرتا، مثانوں میں پتھر وغیرہ کو زائل کرتا ہے، جسم کو توانا کرتا، بواسیر کو ختم کرتا، بینائی کو بڑھاتا ہے، فالج سے امن دیتا ہے اور یہی وہ پھل ہے جس کے پتے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے وجود پر ڈالے تھے جب جنت سے باہر تشریف لائے تھے، جس نے خواب میں انجیر کھایا اُسے مال ملے گا اور اولاد کی نعمت نصیب ہوگی۔ اور زیتون مبارک پھل ہے، جو کہ تیل کے طور پر، کھانے اور چراغ جلانے کے کام آتا ہے اور اس کے درخت کئی شہروں میں پائے جاتے ہیں اور ان کی نشوونما کی حاجت نہیں پڑتی بلکہ یہ زمین میں ہزاروں سال تک قائم رہتے ہیں، جس نے خواب میں زیتون کے پتوں کو دیکھا پس اس نے مضبوط گرہ کو تھام لیا۔ او جبلین بالشام: حاشیہ نمبر ”۱“ دیکھیں۔

الجبل الذی کلم اللہ تعالیٰ علیہ موسیٰ: مراد وہ عظیم پہاڑ ہے جس میں چشمے اور درخت ہیں، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا﴾ (الاعراف: ۱۴۳) کا تقاضا ہے کہ پہاڑ میں پاش پاش ہونے کے اثرات نہیں پائے جاتے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اللہ ﷻ نے اُسے وسعت والا بنایا ہے اور لرزہ فقط پہاڑ کے ایک حصہ میں آیا تھا، اور پہاڑ کے مبارک ہونے کی وجہ حضرت کلیم علیہ السلام کو کلام فرمانے کا شرف دینا ہے۔ لا من الناس فیہا: پس نہ تو شہر مکہ میں شکار کرتا جائز اور نہ ہی درخت کا شکار جائز ہے۔ الجنس: سے مراد ماہیت ہے اور یہ ماہیت کا اعتبار چھ جائے کہ مومن کے لئے ہو یا کافر کے لئے۔ فی بعض افرادہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ پہلے ﴿لقد خلقنا الانسان﴾ میں ”الانسان“ سے جنس انسان مراد لی گئی، پھر ضمیر کا دوسرے معنی کی جانب اعادہ کیا گیا کہ ”الانسان“ سے بعض انسان مراد ہیں، گویا کہ ثابت کیا گیا ہے آیت میں استخدام والی صورت پائی جا رہی ہے۔ کنایۃ عن الهرم والضعف: معنی یہ ہے کہ ہم نے انسان کو کمزور بنایا، پس فرمایا: ﴿ومنکم من یرد الی اوذل العمر﴾ (النمل: ۷۰) ﴿ومن نعمہ ننکسہ فی الخلق﴾ (یس: ۶۸) ﴿و منکم من یرد الی اوذل العمر﴾ (النمل: ۷۰) کی جانب رد کرنے کے حوالے سے دو اقوال ذکر کئے ہیں، جس میں سے دوسرا قول یہ ہے کہ ﴿ودناہ﴾ سے مراد ناز جنہم ہے کیونکہ جنہم کے طبقات ہیں اور بعض طبقات بعض دوسرے طبقات سے اسفل ہیں۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۲۹۷ وغیرہ)

## سورة العلق مکیہ وھی تسع عشرة آیہ

(سورہ علق کی ہے جس میں ۱۹ آیتیں ہیں)

### تعارف سورة العلق

اس سورت میں ایک رکوع، انیس آیات، بانوے کلمے، اور دو سواتی حروف ہیں۔ امام ابن شیبہ، امام طبرانی، امام حاکم اور امام ابویہیم نے حضرت موسیٰ اشعری رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ ”اقرأ باسم ربک“ پہلی سورت ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی (الدر المنثور ج ۸، ص ۵۳۱)۔ اس سورت کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا، پہلی پانچ آیتیں جبریل امین علیہ السلام عارحرا میں لے کر آئے۔ اور دوسرا حصہ اس وقت نازل ہوا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں نماز پڑھنی شروع کی آپ کا انداز عبادت مکہ والوں کے لئے ایک انوکھا منظر تھا۔ لوگ دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے اور چلے جاتے لیکن ابو جہل وہ اس انداز عبادت کو دیکھ آگ بگولہ ہو جاتا اور آپ کو دھمکیاں دینا شروع کر دیتا۔ اور اس سورت میں انسان کی تخلیق میں اللہ جل جلالہ کی حکمت بیان فرمائی کہ اس کو ضعف سے قوت کی طرف منتقل کیا اور اس میں قرأت و کتابت کی فضیلت دی۔ اگلی آیتوں میں یہ بتایا کہ انسان اللہ جل جلالہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا اور اپنے مال و دولت کی بناء پر تکبر کرتا ہے۔

رکوع نمبر: ۲۱

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اِقْرَأْ﴾ اَوْجِدِ الْقِرَاءَةَ مُبْتَدَاً ﴿بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ (۱) ﴿الْخَلَائِقَ﴾ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ﴿الْجَنَسَ﴾ مِنْ عَلَقٍ (۲) ﴿جَمْعُ عَلَقَةٍ وَهِيَ الْقِطْعَةُ الَّتِي سِرَقِمَنِ الدَّمَ الْغَلِيظَ﴾ ﴿اِقْرَأْ﴾ تَاكِيدٌ لِلْأَوَّلِ ﴿وَرَبِّكَ الْأَكْرَمَ﴾ (۳) ﴿الَّذِي لَا يُوَازِيهِ كَرِيمٌ﴾ حَالٌ مِنَ الضَّمِيرِ فِي أَقْرَأَ ﴿الَّذِي عَلَّمَ﴾ الْخَطَّ ﴿بِالْقَلَمِ﴾ (۴) ﴿وَأَوَّلَ مَنْ خَطَّ بِهِ إِدْرِيسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ﴾ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ ﴿الْجَنَسَ﴾ مَا لَمْ يَعْلَمْ (۵) ﴿قَبْلَ تَعْلِيمِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْكِتَابَةِ وَالصَّنَاعَةِ وَغَيْرِهَا﴾ ﴿كَلَّا﴾ حَقًّا ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَغَافٍ﴾ (۶) ﴿أَن رَّاهُ﴾ أَيُّ نَفْسَهُ ﴿اسْتَغْنَى﴾ (۷) ﴿بِالْمَالِ نَزَلَ فِي أَيْ جَهْلٍ وَرَأَى عِلْمِيَّةً وَاسْتَغْنَى مَفْعُولٌ ثَانٍ وَأَنْ رَأَاهُ مَفْعُولٌ لَهُ﴾ ﴿إِن إِلَى رَبِّكَ﴾ يَا إِنْسَانُ ﴿الرَّجْعَى﴾ (۸) ﴿الرَّجُوعُ تَخْوِيفٌ لَهُ فَيَجَازِي الطَّاعِيَ بِمَا يَسْتَحِقُّهُ﴾ (۹) ﴿أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ﴾ أَيُّ الْمَنْهَى ﴿لِلْعَجَبِ﴾ (۱۰) ﴿الَّذِي يَنْهَى﴾ (۱۱) ﴿أَوَّلُ تَقْسِيمٍ﴾ (۱۲) ﴿أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ﴾ أَيُّ النَّاسِ النَّبِيُّ ﴿وَتَوَلَّى﴾ (۱۳) ﴿عَنِ الْإِيمَانِ﴾ (۱۴) ﴿لَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَرَى﴾ (۱۵) ﴿مَا صَدَرَ مِنْهُ أَيْ يَعْلَمُهُ فَيَجَازِيهِ عَلَيْهِ أَيْ أَعْجَبَ مِنْهُ بِمَا مَخَاطَبُ مِنْ حَيْثُ نَهَى عَنِ الصَّلَاةِ وَمِنْ حَيْثُ أَنَّ الْمَنْهَى عَلَى الْهُدَى أَمْرٌ بِالتَّقْوَى وَمِنْ حَيْثُ أَنَّ النَّاسِيَ مُكَذِّبٌ مُتَوَلٍّ عَنِ الْإِيمَانِ﴾ (۱۶) ﴿رَدَّعَ لَهُ﴾ (لَنْ) لَمْ قَسَمَ ﴿لَمْ يَنْتَهُ﴾ عَمَّا هُوَ عَلَيْهِ مِنَ الْكُفْرِ ﴿لَنْسَفَعًا﴾ بِالنَّاصِيَةِ (۱۷) ﴿لَنْجُزْنَ﴾ بِنَاصِيَتِهِ إِلَى النَّارِ ﴿نَاصِيَةٍ﴾ بِذَلِكَ تَكْرَرٌ مِنْ مَعْرِفَةِ كَذِبِهَا خَاطِئَةٌ (۱۸) ﴿وَوَصَفَهَا بِذَلِكَ مَجَازًا وَالْمُرَادُ صَاحِبُهَا﴾ (فَلْيَدْعُ نَادِيَةً) (۱۹) ﴿أَيُّ أَهْلِ نَادِيَةٍ وَهُوَ الْمَجْلِسُ يَنْتَدِي يَتَحَدَّثُ فِيهِ الْقَوْمُ وَكَانَ قَالَ لِلنَّبِيِّ لَمَّا انْتَهَرَهُ حَيْثُ نَهَا عَنْ الصَّلَاةِ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا يَإْتِي رَجُلٌ

اَكْتَرَنَادِيَامِنِّي لَاَمْلَانْ هَذَاالْوَادِيْ اِنْ شِئْتَ خِيْلًا جَرَدًا اَوْ رَجَا لَا مَرَدًا ﴿سندع  
الزبانية﴾ (۱۸) ﴿الْمَلَائِكَةُ الْعِلَاطُ الشَّدَادِ لَا هَلَاكِهِ فِي الْحَدِيثِ لَوْ دَعَانَادِيَهُ لَا خَدَتْهُ الزَّبَانِيَةُ  
عَيَانًا﴾ ﴿كَلَا﴾ ﴿وَدَع﴾ ﴿لَا تَطْعَمُهُ﴾ ﴿يَا مُحَمَّدُ فِي تَرْكِ الصَّلَاةِ﴾ ﴿وَاسْجُدْ﴾ ﴿صَلِّ لِلَّهِ﴾ ﴿وَاقْتَرِبْ﴾ (۱۹) ﴿مِنْهُ  
بِطَاعَتِهِ﴾.

### ﴿ترجمہ﴾

پڑھو (یعنی فعل قرأت کو موجود کر دو ابتدا کرتے ہوئے.....!) (.....) اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا (مخلوقات کو) انسان (یعنی  
جنس انسان) کو پیدا کیا خون کی پٹنگ سے ("علق" علقہ کی جمع ہے، یہ جے ہوئے خون کے معمولی حصہ کو کہتے ہیں) پڑھو (یہ اقراء  
ما قبل "اقراء" کی تاکید کے لیے ہے) اور تمہارا رب ہے سب سے بڑا کریم (جس کے برابر کوئی کریم نہیں ہے، یہ "اقراء" کی ضمیر  
سے حال بن رہا ہے) جس نے سکھایا (لکھنا) قلم سے (وہ پہلے شخص جنہوں نے قلم سے لکھا حضرت ادریس علیہ السلام ہیں  
.....!) انسان (یعنی جنس انسان) کو سکھایا جو نہ جانتا تھا (اس کے تعلیم فرمانے سے قبل، ہدایت، کتابت، ضاعت وغیرہ  
.....!) یقیناً (کلا بمعنی حقا ہے) بیشک انسان سرکشی کرتا ہے اس پر کہ اس نے اپنے آپ کو (اپنے نفس کو) غنی سمجھ لیا (مال کے  
سبب، یہ آیت ابو جہل کی مذمت میں نازل ہوئی، رانی کے معنی علم ہے، "استغنی" اس کا مفعول ثانی ہے اور "ان راہ" مفعول لہ ہے  
اے انسان!) بیشک تمہارے رب ہی کی طرف پھرنا ہے (الجمعی بمعنی الرجوع ہے، اس میں انسان کو ڈرایا گیا ہے پس اللہ جل جلالہ  
سرکش کو وہی بدلہ دے گا جس کا وہ حقدار ہے) بھلا دیکھو تو (یہاں تینوں مقامات میں مذکور "ارء یت" تعجب دلانے کے لیے ہے) جو  
منع کرتا ہے (مراد اس سے ابو جہل ہے) بندے کو (مراد اس سے نبی پاک ﷺ ہیں) جب وہ نماز پڑھے بھلا دیکھو تو وہ (یعنی روکنے  
والا نبی پاک کو.....!) اور منہ پھیرا (ایمان لانے سے) کیا نہ جانا کہ دیکھ رہا ہے (جو کچھ اس سے صادر ہوا ہے، یعنی اللہ جل جلالہ وہ  
سب کچھ جانتا ہے وہ اس پر اسے بدلہ دے گا) ہاں ہاں ("کلا" کے ذریعے ابو جہل کو جھڑکا گیا ہے) اگر ("لئن" میں لام قسمیہ ہے  
) اگر باز نہ آیا (اس عقیدے سے جس پر ہے یعنی کفر سے) تو ضرور ہم پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے (جہنم کی طرف، لنسفعا بالنا  
صیۃ بمعنی لنسجرون بنا صیقہ ہے) پیشانی (لفظ "ناصیۃ" بدل نکرہ ہے، اسم معرفہ کا) جھوٹی خطا کار (پیشانی کے اوصاف "سکا  
ذیۃ" "خاطنۃ" کے ساتھ ذکر کرنا مجاز ہے، مراد یہاں پیشانی والا ہے) اب پکارے اپنی مجلس کو (یعنی اپنی مجلس والوں کو، اس سے  
مراد مجلس ہے جو انہوں نے لمبی گفت و شنید کے لیے بنا رکھی تھی اس میں لوگ باہم باتیں کرتے تھے۔ جب ابو جہل نے نبی پاک ﷺ کو  
نماز سے روکا تو آپ نے اسے جھڑکا اس پر اس نے نبی پاک ﷺ سے کہا آپ جانتے ہیں مجھ سے بڑھ کر کسی شخص کی مجلس نہیں ہے اگر  
چاہوں تو آپ کے خلاف اس وادی کے نو جوان سواروں اور پیدلوں سے بھر دوں) ابھی ہم زبانیہ کو بلاتے ہیں (زبانیہ سے مراد سخت  
دل فرشتے ہیں، حدیث پاک میں ہے اگر وہ اپنی مجلس کو بلاتا تو سب کی آنکھوں کے سامنے اسی وقت زبانیہ اس کو پکڑ لیتے  
.....!) ہاں ہاں ("کلا" کے ذریعے ابو جہل کو جھڑکا گیا ہے، اے محبوب ﷺ ترک نماز کے بارے میں) اس کی نہ سنو اور سجدہ  
کرو (یعنی اللہ جل جلالہ کے لیے نماز پڑھو) اور (اس کی فرمانبرداری کر کے اس سے) قریب ہو جاؤ۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق﴾

اقرا: فعل امر "انت" ضمیر ذوالحال، ب: جار، اسم مضاف، ربک: موصوف، الذی: موصول، خلق: جملہ فعلیہ مبدل منہ، خلق:

الانسان من علق: جملہ فعلیہ بدل، مکرصلہ، مکرصفت، مکر مضاف الیہ، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر "مفتوحاً" شبہ فعل محذوف کیلئے، مکر شبہ جملہ ہو کر حال، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿اقرا وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم﴾

اقرا: فعل امر "انت" ضمیر مستقر ذوالحال، و: حالیہ، ربک: مبتداء، الاکرم: خبر اول، الذی: موصول، علم بالقلم: علم جملہ فعلیہ مؤکد، علم الانسان: فعل بافاعل ومفعول، ما لم یعلم: موصول صلہ، مکر مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ تاکیدیہ، مکر صلہ، مکر خبر ثانی، مکر جملہ اسمیہ حال، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ ماقبل "اقرا" کی تاکیدیہ واقع ہے۔

﴿کلا ان الانسان لیطغی ان راه استغنی﴾

کلا: حرف روع وزجر، ان انسان: حرف شبہ واسم، لام: تاکیدیہ، یطغی: فعل بافاعل، ان: مصدریہ، راه: فعل بافاعل ومفعول، استغنی: جملہ فعلیہ مفعول ثانی، مکر جملہ فعلیہ تاویل مصدر مفعول لہ، مکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ان الی ربک الرجعی اراء یت الذی ینہی عبدا اذا صلی﴾

ان: حرف شبہ، الی ربک: ظرف مستقر خبر مقدم، الرجعی: اسم مؤخر، مکر جملہ اسمیہ، ہمزه: حرف استفہام، رایت: بمعنی خبرنی، فعل بافاعل، الذی: موصول، ینہی عبدا: فعل بافاعل ومفعول، اذا: مضاف، صلی: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، مکر ظرف، مکر جملہ فعلیہ صلہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿اراء یت ان کان علی الہدی او امر بالتقوی﴾

همزه: حرف استفہام، رایت: بمعنی خبر ثانی، فعل بافاعل، ان: شرطیہ، کان علی الہدی: معطوف علیہ، او: عاطفہ، امر بالتقوی: جملہ فعلیہ معطوف، مکر جزا محذوف، مکر جزا محذوف "افلّم یعلم بان اللہ یری" کیلئے شرط، مکر جملہ شرطیہ مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿اراء یت ان کذب وتولی﴾

همزه: حرف استفہام، رایت: فعل بافاعل، ان: شرطیہ، کذب: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تولی: جملہ فعلیہ معطوف، مکر جزا محذوف "افلّم یعلم بان اللہ یری" کیلئے شرط، مکر جملہ شرطیہ ہو کر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿الم یعلم بان اللہ یری﴾

همزه: حرف استفہام، لم یعلم: فعل نفی بافاعل، ب: زائد، ان اللہ: حرف شبہ واسم، یری: جملہ فعلیہ خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول، مکر جملہ فعلیہ ماقبل "اراء یت الذی ینہی" کیلئے مفعول ثانی واقع ہے۔

﴿کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ﴾

کلا: حرف روع وزجر، لام: قسمیہ تاکیدیہ، ان: شرطیہ، لم ینتہ: فعل نفی بافاعل، مکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لام: تاکیدیہ، نسفعا: فعل مضارع وزجر مؤکد بانون مخففہ "اصلہ نسنحن" یا "نحن" ضمیر مستقر فاعل، ب: جار، الناصیۃ: بمبدل منہ، ناصیۃ موصوف، کاذبۃ: صفت اول، خاطئۃ: صفت ثانی، مکر بدل، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ جواب قسم قائم مقام جواب شرط، مکر قسم محذوف "نقسم" کیلئے جواب قسم، مکر جملہ قسمیہ۔

﴿فلیدع نادیه سندع الزبانیۃ﴾

ف: نصییہ، لیدع: فعل امر باو ضمیر فاعل، نادیه: مفعول، مکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط محذوف "ان وستحرفی غلوائہ" کی جزا، مکر جملہ



شرطیہ، من جرف استقبال، ندغ الزبانیہ: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ جواب امر واقع ہے۔

﴿کلا لاتطعمه واسجد واقترب﴾

کلا: حرف روع وزجر، لاتطعمہ: فعل نہی بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، اسجد: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، واقترب: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... اور اہت الذی منہی..... ☆ یہ آیت بھی ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی اس نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھنے سے منع کیا تھا اور لوگوں سے کہا تھا اگر میں انہیں ایسا کرتا دیکھوں گا تو (معاذ اللہ) گردن پاؤں سے چل ڈالوں گا اور چہرہ خاک میں ملا دوں گا۔ پھر وہ اسی ارادہ فاسدہ سے حضور کے نماز پڑھتے میں آیا اور حضور کے قریب پہنچ کر اگلے پاؤں پیچھے بھاگا۔ ہاتھ بڑھائے ہوئے جیسے کوئی کسی مصیبت کو روکنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھاتا ہے، چہرے کا رنگ اڑ گیا، اعضاء کا پٹنے لگے، لوگوں نے کہا کیا حال ہے کہنے لگا میرے اور محمد ﷺ کے درمیان ایک خندق ہے جس میں آگ بھری ہے اور دہشت ناک نرند بازو پھیلانے ہوئے ہیں سید عالم ﷺ نے فرمایا اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے عضو عضو کو جدا کر ڈالتے۔

☆..... ناصیۃ کا ذبہ خاطئہ..... ☆ جب ابو جہل نے نبی کریم ﷺ کو نماز سے منع کیا تو حضور ﷺ نے اس کو سختی سے جھڑک دیا اس پر اس نے کہا تھا کہ آپ مجھے جھڑکتے ہیں خدا کی قسم میں آپ کے مقابل نو جوان سواروں اور پیدلوں سے اس جنگل کو بھردوں گا آپ جانتے ہیں کہ مکہ میں مجھ سے زیادہ کوئی بڑے جتنے اور مجلس والا نہیں۔

### ﴿تشریح توضیح و اعراض﴾

#### سید عالم ﷺ کا پڑھنا:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اقراء باسم ربک الذی خلقی پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا﴾ (علق: ۱)۔ یعنی اے محبوب ﷺ جو بھی وحی آپ پر کی جارہی ہے، اُسے پڑھیں۔ قنادہ کہتے ہیں کہ یہاں اقراء سے ابتداء کرنے یا اللہ ﷻ کے نام سے ابتداء کرنے کا حکم ہے، پھر ظاہر یہی ہے کہ بغیر اللہ ﷻ کے نام کے کسی چیز کی ابتداء کیسے ہو سکتی ہے اور یہیں سے (مفسرین کرام کی ایک جماعت) بسم اللہ کو سورت پاک کا جزو مانتی ہے۔ اہل علم کی ایک جماعت جس میں امام اعظم بھی شامل ہیں کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے آقائے دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں تشریف لا کر جب کہ سید عالم ﷺ (غایر حرامیں مصروف عبادت تھے) تین مرتبہ اسی جملہ: ”اقراء“ کی تکرار فرمائی، پھر مزید مکمل آیت تلاوت فرمائی۔ بعض آثار میں یہ بھی ہے کہ سید عالم ﷺ غایر حرامیں مصروف عبادت تھے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اللہ ﷻ کے اذن سے تشریف لائے اور (وحی کا آغاز ابتدائی پانچ آیتوں سے فرمایا یعنی اسی سورت کی پہلی پانچ آیات نازل فرمائی گئیں، اور جب ابتداء میں فرمایا کہ پڑھیے تو آقائے دو جہاں ﷺ نے مانا بقاریء فرمایا۔“

(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۵۵۶ وغیرہ)

شیخ محدث دہلوی کہتے ہیں: سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ما انا بقاریء یعنی میں پڑھا ہوا نہیں ہوں اس لئے مجھ سے پڑھا نہیں جاسکتا“، ہو سکتا ہے کہ اچانک فرشتے کو دیکھنے سے آپ کو سخت دہشت و خوف لاحق ہوا ہو اور اس خوف اور دہشت کی وجہ سے آپ نے فرمایا ہو کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، اور اس کی یہ وجہ نہیں ہے کہ آپ نے انہی ہونے کی وجہ سے یہ فرمایا، کیونکہ جو شخص پڑھا ہوا نہ ہو، وہ دوسرے کے پڑھانے سے پڑھ سکتا ہے اور کسی کی تعلیم سے پڑھنا انہی ہونے کے معنی نہیں ہے، خصوصاً جب کہ سید عالم ﷺ غایت

درجے کے فصیح و بلیغ تھے، ہاں کسی لکھی ہوئی چیز کو دیکھ کر پڑھنا اُنہی ہونے کے معانی ہے، قاموس میں لکھا ہے کہ اُنہی اس شخص کو کہتے ہیں جو لکھنا نہ جانتا ہو اور لکھی ہوئی چیز کو پڑھ نہ سکتا ہو، اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام جو اہر سے آراستہ ایک ریشم کا صحیفہ لائے اور انہوں نے سید عالم ﷺ کے ہاتھ مبارک میں وہ رکھ دیا اور کہا: پڑھیں! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، تو اس نامہ اور نوشتہ میں لکھی ہوئی چیز کو کیسے پڑھوں؟ یہ معنی زیادہ مناسب و زیادہ ظاہر ہے۔ (اشعة اللمعات، باب المبعث و بدء الوحی، ج ۷، ص ۲۰۱)۔ آقائے دو جہاں کے وصف اُنہی کے حوالے سے مزید مطالعہ عطائین، ج ۲، ص ۳۶۲، ج ۴، ص ۳۲۰ میں فرمائیں۔

## مفسر جلال کے نزدیک سب سے پہلے لکھنے والے کون؟

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الذی علم بالقلم﴾ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا (العلق: ۴) ﴿یعنی اللہ ﷻ نے انسان کو خط و کتابت کا علم سکھایا۔ قنادہ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی نعمتوں میں سے عظیم نعمت قلم ہے، اگر یہ نہ ہوتی تو دین قائم نہ ہوتا اور زندگی گزارنے کے اصلاحی امور تکمیل نہ پاتے۔ اس آیت میں اللہ ﷻ کے کمال کرم کی جانب اشارہ پایا جا رہا ہے، کیونکہ اللہ ﷻ نے اپنے بندوں کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتے تھے اور انہیں جہل کی تاریکیوں سے نکال کر نورِ علم کی جانب گامزن کر دیا اور علم کتابت کی جانب انہیں مائل کر دیا جس میں عظیم منافع ہیں جس کا احاطہ اللہ ﷻ ہی کی ذات کر سکتی ہے۔ اور علم کو مدون کرنا، حکمت کو قید کرنا اور پہلے لوگوں کی باتوں اور مقالات کو ضبط تحریر میں لانے کا اہتمام اللہ ﷻ کی نازل کردہ کتاب مبین کے ساتھ کر دکھایا اور یہی وہ کتاب منزل ہے جس میں دین و دنیا کی رعنائیاں ہیں۔ مجاہد نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ اللہ ﷻ نے چار چیزیں اپنے دست قدرت سے پیدا کی ہیں، پھر تمام حیوانوں سے ارشاد فرمایا: کن یعنی ہو جا، اور وہ چار چیزیں قلم، عرش، حبش عدن اور حضرت آدم علیہ السلام تھے، اور قلم کے ساتھ لکھنے کی تین روایات ملتی ہیں: (۱)..... یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے سب سے پہلے لکھا، یہ حضرت کعب کا قول ہے، (۲)..... حضرت اوریس علیہ السلام نے سب سے پہلے لکھا، یہ ضحاک کا قول ہے۔ (۳)..... ہر کتابت جو قلم کے ساتھ کی جاتی ہے وہ اس کے تحت داخل ہے کیونکہ یہ سب اللہ ﷻ کی تعلیمات پر مشتمل ہے اور یہ سب اللہ ﷻ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

علماء کہتے ہیں کہ اصل کے اعتبار سے تین قلم ہیں: (۱)..... جسے اللہ ﷻ نے اپنے دست بے مثال سے تخلیق فرمایا، اور لکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ (۲)..... فرشتوں کی اقسام: جو اللہ ﷻ نے فرشتوں کے ہاتھوں میں رکھ دیئے ہیں اور ان کی مدد سے تقدیر اور دیگر ہونے والے اعمال کا حساب کتاب لکھ دیا۔ (۳)..... لوگوں کی اقسام: جنہیں اللہ ﷻ نے لوگوں کے ہاتھوں سے تخلیق کروانے کا اہتمام فرمایا، بندے اُن سے لکھتے ہیں، اور اپنے رب ﷻ کی حمد و ثناء کا اہتمام بھی اُسی سے کرتے ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۱۱)

☆..... حضرت عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ: کیا میں لکھ لیا کروں جو بھی آپ ﷺ سے حدیث سنتا ہوں؟ فرمایا: ”جی ہاں لکھ لیا کرو، کیونکہ اللہ ﷻ نے (انسان کو) قلم کے ساتھ لکھنے کا علم سکھا دیا ہے۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب ماجاء علی حدیث العلم، رقم: ۳۶۴۶، ص ۶۸۵ ملخصاً)

☆..... حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں: ”جب نطفہ بیابیس روز کا ہو جاتا ہے تو اللہ ﷻ فرشتے کو بھیجتا ہے جو کہ اس کی شکل بناتا ہے، اور اس کی سماعت (سننے کی طاقت)، بصارت (دیکھنے کی طاقت)، رنگت، گوشت و ہڈیاں تشکیل دیتا ہے، پھر فرماتا ہے اے رب ﷻ! مرد یا عورت؟ پس اللہ ﷻ جو چاہتا ہے وہی اُس فرشتے کو الہام فرماتا ہے، پھر فرشتہ اللہ ﷻ سے اُس کی زندگی اور موت کے بارے میں استفسار کرتا ہے، پس اللہ ﷻ اپنی خواہش کے مطابق حکم فرماتا ہے، اور فرشتہ سب کچھ لکھ لیتا ہے، پھر فرشتہ اللہ ﷻ سے اُس کے رزق کے بارے میں استفسار کرتا ہے، پس اللہ ﷻ جو چاہتا ہے اُسے حکم فرماتا

ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے، پھر اس نوشتے میں نہ تو کچھ کمی ہوتی ہے اور نہ ہی اضافہ۔

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب كيفية الخلق الادمی، رقم: (۶۶۲۱)/۲۶۴۵، ص ۱۳۰۲)

## یہاں انسان کے نہ جاننے سے کیا مراد ہے؟

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا (علق: ۵)۔ جس طرح قلم (علم) انسان کو زندگی گزارنے کا صحیح رستہ بتاتی ہے، بالکل اسی طرح آنکھ انسان کی زندگی کا رخ درست کرنے میں مدد دیتی ہے۔ اور یہ کہنا درست نہیں کہ قلم انسان کی نایب ہے کیونکہ درحقیقت قلم زبان کی نایب ہے اور زبان قلم کی نایب نہیں ہے۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۲۱۸)

امام جریر طبری لکھتے ہیں: انسان کو قلم کے ذریعے لکھنے کا ہنر سکھایا، اور وہ پہلے نہ جانتا تھا اور یہی قول اہل تاویل نے اس بارے میں کیا ہے۔ اور یہ انسان پر اللہ ﷻ کی جانب سے انعام ہے۔ اللہ ﷻ نے انسان کو صحیح تخلیق فرمایا اور اُسے وہ تعلیم دی جو انسان نہ جانتا تھا اور اُس پر وہ انعام و اکرام کیا جس کا کوئی ہم پلہ نہیں، لیکن جب انسان نے اپنے رب ﷻ کی ناشکری کی اور کفر اختیار کیا تو اس بارے میں فرمایا: ﴿كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنَّا غَافِلٌ﴾ انراہ استغنی ہاں ہاں بیشک آدمی سرکش کرتا ہے اس پر کہ اپنے آپ کو غنی سمجھ لیا (علق: ۷۶)۔

(الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۳۰۶ وغیرہ)

امام قرطبی لکھتے ہیں: انسان کو علم سکھانے کے بارے میں کچھ اقوال ہیں: (۱)..... یہاں انسان سے مراد حضرت آدم ﷺ ہیں، جنہیں اللہ ﷻ نے ہر چیز کا علم دیا جس کا بیان کچھ یوں ہوا: ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ اور اللہ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے (البقرہ: ۳۱)۔ پس کوئی چیز ایسی باقی نہ رہی جس کے بارے میں اللہ ﷻ نے حضرت آدم ﷺ کو علم نہ دیا ہو اور جس طرح اللہ ﷻ نے حضرت آدم ﷺ کو علم سے نوازا اس کا بیان فرشتوں کے سامنے فرمایا اور اس سے حضرت آدم کی فضیلت کا بیان کرنا مقصود تھا اور اپنی عظیم شان کا کہ جس نے حضرت آدم ﷺ کو علم سکھایا ہے وہ رب ﷻ کی ذات کی قدرت کتنی عظیم ہوگی اور اس سے حضرت آدم ﷺ کی نبوت کو بیان کرنا مقصود تھا اور فرشتوں پر دلیل قائم کرنا بھی کہ وہ اللہ ﷻ کی عظیم قدرت کا آنکھوں دیکھا حال ملاحظہ فرمائیں۔ (۲)..... یہاں انسان سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، اور اسکی دلیل اس فرمان میں ہے: ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ﴾ اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے (النساء: ۱۱۳)۔ یعنی اسی بناء پر مفسرین نے مستقبل کے علم کی جانب اشارہ فرمایا ہے کہ سید عالم ﷺ کو اللہ ﷻ نے مستقبل کا علم عطا فرمایا ہے۔ (۳)..... ایک قول یہ ہے کہ انسان سے مراد سب انسان یعنی کوئی شخص نہیں ہے بلکہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بَطْنِ مِثْلَ مِثْلٍ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا﴾ اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا کہ کچھ نہ جانتے تھے (النحل: ۷۸)۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۱۳)

## اللہ ﷻ کے نبی کو نماز سے روکنے کی وجوہات :

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَارْتَبِطَ الَّذِي يَنْهَى عَبْدًا إِذَا صَلَّى﴾ بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندے کو جب وہ نماز پڑھے (علق: ۹۰ تا ۹۱)۔ یہ خطاب تعجب کی وجہ سے سید عالم ﷺ سے فرمایا گیا ہے اور اس تعجب کی کچھ وجوہات ہیں: (۱)..... سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: ”اے اللہ ﷻ! اسلام کو ابو جہل کے ایمان لانے یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے سے معزز فرما“، پس یہاں سید عالم ﷺ کو فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ اس کے اسلام لانے کا شوق رکھتے ہیں جب کہ اس کی حالت تو کچھ اور ہی ہے، اور یہ تو آپ ﷺ کو نماز پڑھنے سے روکنے کی کوششیں کرتا ہے۔ (۲)..... ابو جہل کا لقب ابو الحکم تھا، جب کہ اس کا حال یہ کہ اللہ ﷻ کی بندگی سے روکا اور

بتوں کی عبادت کرتا ہے، پس اسی تعجب کے باعث یہ کلام کیا گیا۔ (۳)..... اجماع انسان جو کہ غیر خدا کی عبادت و بندگی کا عقیدہ رکھتا ہے، جو کہ نہ تو خالق ہے اور نہ ہی رب، کیونکہ طاعت و فرمانبرداری فقط اللہ ﷻ کی ہونی چاہیے۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۲۲۱)

## زبانہ کون ہیں؟

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿سندع الزبانیۃ ابھی ہم سپاہیوں کو بلاتے ہیں (العلق: ۱۸)﴾۔ مقاتل کہتے ہیں کہ داروغہ جہنم ہیں جن کے قدم زمین میں اور سر آسمانوں میں ہیں۔ قنادہ کہتے ہیں کہ زبانیہ کا لفظ اہل عرب میں شرط کے طور پر بولا جاتا ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کسی پر سختی کی جائے اور ایک قول یہ ہے کہ مراد جہنم پر متعین فرشتوں کا نام زبانیہ ہے کیونکہ یہ کافروں کو جہنم رسید کرنے پر متعین کئے گئے ہیں۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۲۲۶)

☆..... حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ ابو جہل کہتا تھا کہ اگر میں محمد (ﷺ) کو نماز پڑھتے دیکھتا تو اُن کی گردن پر گندگی ڈال دیتا، پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اگر وہ ایسا کرتا تو (زبانیہ) فرشتے اُسے اچک لیتے۔“

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب کلالن لم ینتہ، رقم: ۴۹۵۸، ص ۸۸۷)

☆..... حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ابو جہل سید عالم ﷺ کی جائے نماز کے پاس سے گزرا تو بولا: اے محمد (ﷺ)! کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا، پس اُسے سید عالم ﷺ کا یہ عمل ناگوار گزرا اور ابو جہل بولا: تجھے کوئی چیز باز رکھے گی (معاذ اللہ ﷻ)، بولا میں وادی کے اکثر علاقوں سے یہ آواز سنتا ہوں: ﴿فلیدع نادیه سندع الزبانیۃ اب پکارے اپنی مجلس کو ابھی ہم سپاہیوں کو بلاتے ہیں (العلق: ۱۸ تا ۱۷)﴾، ابن عباس کہتے ہیں کہ اگر سید عالم ﷺ پکارتے تو زبانیہ فرشتے ایک ساعت میں اُسے عذاب میں گرفتار کر لیتے۔

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب اقرء باسم ربک، رقم: ۳۳۶۰، ص ۹۶۶)

## اغراض:

اول ما نزل من القرآن: اس کے بعد سورہ ”ن“ اور ”قلم“ نازل ہوئیں، اس کے بعد ”المزمل“، ”پھر“ ”المدثر“، جیسا کہ خازن میں ہے، لیکن مشہور قول اس کے خلاف ہے یعنی پہلے سورہ ”اقراء“، پھر اس کے بعد ”المدثر“، اور سلف صالحین کا ترتیب میں اختلاف ہے یعنی کوئی سورت پہلے اور کوئی بعد میں نازل ہوئی۔

رواہ البخاری: بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ سید عالم ﷺ پر وحی کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی، سید عالم ﷺ آسمان پر سفیدی ظاہر ہونے تک خواب دیکھتے، پھر سید عالم ﷺ نے تنہائی اختیار کرنا شروع فرمادی اور غار حرا میں تنہائی اختیار کرنے لگے، کئی راتیں متواتر عبادت کرتے، پھر اپنی زوجہ مطہرہ کی جانب واپس لوٹے اور پھر اس طرح کھانے پینے کی ضروری چیزیں لے کر چلے جاتے یہاں تک کہ جب آپ غار حرا میں تھے تو وحی آگئی یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: پڑھیں!، پس سید عالم ﷺ نے جواب دیا: ”میں پڑھنے والا نہیں ہوں“، آپ نے فرمایا: ”پھر جبرائیل علیہ السلام نے مجھے پکڑ کر دوچا، یہاں تک کہ مجھے تکلیف محسوس ہونے لگی“، پھر مجھے چھوڑ کر کہا: ”پڑھیں“، میں نے جواب دیا: ”میں پڑھنے والا نہیں“، پس دوسری بار بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے سینے سے لگا کر بھیجا، یہی تیسری بار ہوا اور کہا پڑھیں! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے، پڑھیں آپ کا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے جس نے قلم سے لکھا سکا یا..... الخ (العلق: ۱ تا ۵)، پس سید عالم ﷺ اس وحی کے ساتھ کانپتے ہوئے لوٹے یہاں تک کہ بی بی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے آئے اور فرمانے لگے: ”مجھے کبل اوڑھا دو، مجھے کبل اوڑھا دو“، پس انہوں نے سید عالم ﷺ کو کبل اوڑھا دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ سے خوف کے آثار دور ہوئے، پھر آپ ﷺ نے



بی بی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”اے خدیجہ مجھے اپنی جان کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے“، اور پھر سارا واقعہ سنایا، حضرت خدیجہ نے کہا: ایسا ہے تو آپ کو خوشخبری ہو، خدا تعالیٰ کی قسم اللہ جل جلالہ بھی آپ کو رسوا نہیں ہونے دے گا کیونکہ خدا جل جلالہ کی قسم! آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، ہر ایک کا بوجھ برداشت کرتے ہیں، معذوروں کے لئے کماتے ہیں، مہمان کی خاطر تواضع کرتے ہیں اور راہ حق میں پیش آنے والی مصیبتوں میں مدد کرتے ہیں۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو کہ ان کے چچا زاد بھائی تھے۔ وہ زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عربی لکھا کرتے تھے اور جو اللہ جل جلالہ نے چاہا وہ انجیل مقدس سے عربی لکھا تھا، بہت بوڑھے اور پینائی سے محروم ہو گئے تھے۔ پس بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بھائی جان! ذرا اپنے بھتیجے کی بات سنیں!، ورقہ بن نوفل نے کہا: اے بھتیجے! آپ نے کیا دیکھا ہے؟ پس نبی کریم ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا بتا دیا، ورقہ نے یہ سن کر کہا: یہی تو وہ ناموس ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا گیا تھا، کاش! میں جوان ہوتا، کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا۔ پھر ایک لفظ کہا: رسول اللہ ﷺ نے استفسار فرمایا: کیا لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں!، جو شخص بھی یہ چیز لے کر آیا جو آپ (ﷺ) لائے ہیں تو اُسے اذیت پہنچائی گئی اور اگر میں آپ (ﷺ) کے اس زمانے تک زندہ رہا تو آپ (ﷺ) کی بھرپور مدد کروں گا، اس کے تھوڑے عرصے بعد ورقہ بن نوفل کا انتقال ہو گیا اور وحی کا سلسلہ کچھ دنوں تک بند رہا یہاں تک کہ سید عالم ﷺ اس کا غم محسوس کرنے لگے۔

الجنس: بمعنی الصادق ہے، مذکر اور مونث۔ جمع علقۃ: کیوں کہ تمام ہی مخلوق علقہ سے بنی ہے جیسا کہ آیت پاک سے واضح ہے۔ الذی لا یوازیه کریم: اللہ جل جلالہ کے فضل کے مساوی کوئی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اللہ جل جلالہ کسی کو دیتا ہے تو بغیر کسی غرض اور عوض کے عطا فرماتا ہے جب کہ مخلوق میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ ادریس: ایک قول کے مطابق مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

جال من ضمیر اقراء: معنی یہ ہے کہ جو آپ ﷺ کی جانب وحی کی جاتی ہے، اُسے پڑھیں۔ اور حال یہ ہے کہ آپ ﷺ کا رب نہ تو آپ ﷺ کے عوض کا منتظر ہے اور نہ ہی وہ آپ ﷺ کو رسوا کرے گا، پس سید عالم ﷺ کو اطمینان دیا گیا جو آپ ﷺ کے جی میں خوف تھا کہ آپ ﷺ اُس بات کو پورا نہ کر سکیں گے جو آپ ﷺ کے رب جل جلالہ نے آپ ﷺ سے چاہی ہے۔ الجنس: دیگر اقوال میں سے ایک قول ”الانسان“ سے مراد جنس انسان لیا گیا ہے، ایک قول کے مطابق مراد حضرت آدم ہیں جنہیں تمام اسماء سکھائے گئے، جیسا کہ فرمایا: ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾ (البقرہ: ۳۱) اور ایک قول کے مطابق مراد سید عالم ﷺ کی ذات پاک ہے۔

قبل تعلیمہ: نفی کے متعلق ہے، معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کو باتیں سکھائی گئیں جو سکھائے جانے سے قبل آپ ﷺ کے علم سے منہی تھیں۔ حقا: کسائی اور اس کے پیروکار کے نزدیک کلام معنی حقا ہے۔ یا انسان: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ربک﴾ میں موجود ضمیر ﴿الانسان﴾ کی طرف عائد ہے جس کا ذکر ماقبل ہوا ہے اور اس صورت میں غیبت سے خطاب کی جانب التفات کیا گیا ہے اور سرکشی کرنے والوں کے لئے زجر و تنبیہ ہے۔ ای الرجوع: یعنی انسان نے تخفیف کی جانب لوٹا ہے، پس غنی فقر کی طرف، عزت کے بعد ذلت، قوت کے بعد ضعف، حیات کے بعد ممات اور اللہ جل جلالہ سے جانے فرار نہیں ہے۔ ہو ابو جہل: اس کا کہنا تھا کہ میں محمد (ﷺ) کو پاؤں تو ان پر خاک ڈال دوں، لوگوں نے کہا: ہاں!، اس نے کہا: میں قسم کھاتا ہوں کہ اگر وہ مجھے نماز کی حالت میں مل گئے تو میں ان کی گردن کو اپنے پیروں سے روند ڈالوں گا، لوگوں نے کہا: وہ دیکھو محمد (ﷺ) نماز ادا کر رہے ہیں، پس وہ اسی ارادے سے نکلا لیکن آگے بڑھا کہ پیچھے ہو گیا، کسی نے پوچھا کیا ہوا؟ آگے کیوں نہیں ہوتا؟، اس نے کہا میرے اور محمد (ﷺ) کے مابین آگ کی خندق حائل ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ آگے بڑھتا تو پروں والے فرشتے اُس کے کٹڑے کٹڑے کر دیتے۔ ای اہل نادبہ: اس جملے میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ کلام میں مضاف محذوف ہے، اس لئے کہ النادی بمعنی المجلس ہے جس میں لوگ بات چیت کرتے ہیں۔ (الصنای، ج ۶، ص ۳۰۰ وغیرہ)۔

## سورة القدر مکیة اور مدنیة وھی خمس اوست آیات (سورة القدر کی یاد دہانی ہے، اس میں پانچ یا چھ آیتیں ہیں)

### تعارف سورة القدر

اس سورت میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، تیس کلمے، ایک سو بارہ حروف ہیں۔ قدر کا معنی قسمت اور تقدیر ہے اور عزت و منزلت بھی یہاں دونوں معنی مراد لئے جاسکتے ہیں بتایا کہ یہ کوئی معمولی رات نہیں بلکہ یہ وہ رات ہے جس میں اللہ ﷻ کے اس کلام مجز کی ابتداء ہوئی جو قسمت اور تقدیر کو بدلنے والا ہے اور یہ کلام کسی ایک فرد یا کسی قبیلہ یا کسی ایک ملک کی طرف نہیں بلکہ نوع انسانی کے اُن تمام افراد کے لئے ہے جو اس کو قبول کر چکے ہیں یا اس پر عمل کرنے کا پختہ ارادہ کر چکا ہو۔ پھر اس میں کسی زمانہ کی تخصیص کی کوئی قید نہیں جس طرح محمد ﷺ رسالت کی قید زمانی سے ماوراء ہے اسی طرح ان کا لایا ہوا کلام بھی ماوراء ہے۔ یا اس سے اس رات کی قدر و منزلت بیان فرمائی۔ اور اس میں اس رات کی خیر و برکت ہزار ماہ کی عبادت سے افضل ہے۔ ساری رات فرشتوں کی آمد اور رحمتوں کے نزول کا سلسلہ جاری ہے اور سلامتی کی بشارتیں دی جاتی رہتی ہیں۔

رکوع نمبر: ۲۲

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اَنَا أَنْزَلْنَاهُ﴾ اے قرآنِ جُمْلۃً وَاحِدۃً مِّنَ اللَّوْحِ الْمَحْفُوظِ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا ﴿فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ (۱) ﴿أَيُّ الشَّرَفِ وَالْعَظَمِ﴾ ﴿وَمَا أَدْرَاكَ﴾ ﴿أَعْلَمَكَ﴾ يَا مُحَمَّدُ ﴿مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ﴾ (۲) ﴿تَعْظِيمَ لِّشَانِهَا وَتَعْجِيبَ مِنْهُ﴾ ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ﴾ (۳) ﴿لَيْسَ فِيهَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ فَالْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا خَيْرٌ مِنْهُ فِي أَلْفِ شَهْرٍ لَيْسَتْ فِيهَا﴾ ﴿تَنْزِيلُ الْمَلَائِكَةِ﴾ ﴿بِحَذْفٍ إِحْدَى التَّائِينَ مِنَ الْأَصْلِ﴾ ﴿وَالرُّوحُ﴾ ﴿أَيُّ جِبْرِيلُ﴾ ﴿فِيهَا﴾ ﴿فِي اللَّيْلَةِ﴾ ﴿بِإِذْنِ رَبِّهِمْ﴾ ﴿بِأَمْرِهِ﴾ ﴿مِنْ كُلِّ أَمْرٍ﴾ ﴿قَضَاهُ اللَّهُ فِيهَا لِتِلْكَ السَّنَةِ إِلَى قَابِلٍ وَمِنْ سَبِيَّةٍ بِمَعْنَى الْبَاءِ﴾ ﴿سَلَّمَ﴾ ﴿مَنْ خَيْرٌ مُّقَدَّمٌ وَمُبْتَدَأٌ﴾ ﴿حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾ (۴) ﴿بِفَتْحِ اللَّامِ وَكَسْرِهَا إِلَى وَقْتِ طُلُوعِهِ جُعِلَتْ سَلَامًا لِّكَثْرَةِ السَّلَامِ فِيهَا مِنَ الْمَلَائِكَةِ لَا تَمُرُّ بِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِلَّا سَلَّمَتْ عَلَيْهِ﴾

### ﴿تَرْجُمۃ﴾

پیشک ہم نے اسے (یعنی قرآن پاک کو یکبارگی لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف ..... لے ..... ) شب قدر میں اتارا (یعنی شرف و برکت والی رات میں ..... ) اور (اے حبیب ﷺ) تم نے کیا جانا (ما ادرک بمعنی ما اعلمک ہے) کیا شب قدر (یہاں استفہام تعظیم اور تعجیب کے لیے ہے) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر (جو شب قدر سے خالی ہو اس رات میں نیک عمل کرنا غیر شب قدر کی ہزار راتوں میں کئے گئے عمل سے بہتر ہے) اس میں اترتے ہیں فرشتے (”تنزیل“ کی اصل میں سے دو تاء میں سے ایک کو حذف کر دیا گیا ہے) اور روح (یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام، فیہا کی ضمیر کا مرجع لیلۃ القدر ہے) اپنے رب کے اذن (یعنی حکم) سے ہر کام کے لیے (جو اللہ ﷻ نے اس سال سے آئندہ آنے والے سال تک کے لیے مقدر فرمائے ہیں) ”من کل امر“ میں ”من“ کے معنی باء سببہ کے ہیں ..... ) (وہ سلامتی ہے) ”سلمہ“ خبر مقدم اور ”ہی“ ضمیر مبتداء ہے (صبح چمکنے تک (یعنی طلوع صبح کے وقت تک) ”مطلع“ ”کو لام مفتوحہ و کسورہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے ”سلاما“ ”کو کثرہ اس لیے ذکر کیا کہ اس رات میں کثرت سے سلام ہوتا ہے

فرشتوں کی طرف سے، فرشتے جس مومن مرد اور عورت کے پاس سے گزرتے ہیں اسے سلام کرتے ہیں.....)۔

### ﴿تشریح گیب﴾

﴿انا انزلنه فی لیلة القدر وما ادرک ما لیلة القدر﴾

انا: حرف مشبہ واسم، انزلنه: فعل بافاعل ومفعول، فی لیلة القدر: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدأ، ادرک: فعل بافاعل ومفعول، ما: استفہامیہ مبتدأ، لیلة القدر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لیلة القدر خیر من الف شهر تنزل الملائکة والروح فیها باذن ربهم من کل امر﴾

لیلة القدر: مبتدأ، خیر: اسم تفضیل بافاعل، من الف شهر: ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ، ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ متانفہ، تنزل: فعل، الملائکة: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الروح: معطوف، ملکر قاعل، فیها: ظرف لغو اول، باذن ربهم: ظرف لغو ثانی، من کل امر: ظرف لغو ثانی، ملکر جملہ فعلیہ متانفہ۔

﴿سلم ہی حتی مطلع الفجر﴾

سلم: مصدر بافاعل، حتی: جار، مطلع الفجر: مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر شبہ جملہ، ہو کر خبر مقدم، ہی: مبتدأ مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

## قرآن پاک کا ایک بارگی اترنے کے بارے میں اقوال:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿انسا انزلنه..... الخ بیشک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا﴾ (القدر: ۱)۔ اس بارے میں مفسرین کرام کے اقوال یوں ہیں: (۱)..... پورا قرآن مثل ایک سورت کے ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿شہور رمضان الذی انزل فیہ القرآن رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا﴾ (البقرہ: ۱۸۵)۔ ﴿حم والکتاب المبین انا انزلنه فی لیلة مبارکة قسم اس روشن کتاب کی بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا﴾ (الدخان: ۳۱)۔ اور یہاں یہی لیلة القدر مراد لی جاتی ہے۔ (۲)..... شععی کہتے ہیں کہ معنی یہ ہے کہ ہم نے نزول قرآن کی ابتداء شب قدر میں کی ہے۔ (۳)..... لوح محفوظ سے آسمان دنیا یعنی بیت العزت پر جبرائیل امین علیہ السلام ایک بارگی مکمل قرآن لے کر نازل ہوئے، اور باقی (کم و بیش) تیس سال کے عرصے میں اول تا آخر قرآن نازل ہوا۔ (۴)..... مادر دی ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ قرآن رمضان کے مہینے میں شب قدر میں نازل ہوا جو کہ برکت والی رات ہے، اور ایک ہی بار میں اللہ ﷻ کی بارگاہ یعنی لوح محفوظ سے آسمان دنیا تک کر اما کاتبین کی معیت میں، اور کر اما کاتبین یہ سارا کلام تیس سال کے عرصے میں جبرائیل امین تک لائے اور جبرائیل امین علیہ السلام تیس سال کے عرصے میں سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں لائے، لیکن ابن العربی کہتے ہیں کہ یہ قول ضعیف ہے کیونکہ نہ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اور رب العالمین کے مابین کوئی واسطہ تھا اور نہ ہی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اور محمد ﷺ کے مابین کوئی واسطہ تھا۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۲۰)

امام جریر طبری لکھتے ہیں: مکرّمہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر مفسرین کہتے ہیں کہ مکمل قرآن شب قدر میں ایک ہی بار آسمان دنیا پر نازل ہو چکا، پھر جب اللہ ﷻ نے چاہا تو حسب منشاء زمین پر (سید عالم ﷺ کے قلب اطہر) پر نازل ہوا اور جمع ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ مکمل قرآن ایک ہی بار نازل ہو گیا پھر جب اللہ ﷻ نے چاہا تو حسب منشاء وحی کا اہتمام فرمایا جاتا۔

(الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۳۱۲)

## شب قدر کی اہمیت و فضائل :

۲۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ شَبِّ قَدَرٍ فِي تَارِيخٍ كَوْيَهُ سَبَّ فَيْصَلُهُ فَرَمَادٌ بَيِّنٌ هُوَ أَوْ شَبِّ قَدَرٍ فِي تَارِيخٍ كَوْيَهُ سَبَّ فَيْصَلُهُ فَرَمَادٌ بَيِّنٌ هُوَ أَوْ شَبِّ قَدَرٍ فِي تَارِيخٍ كَوْيَهُ سَبَّ فَيْصَلُهُ فَرَمَادٌ بَيِّنٌ هُوَ﴾۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نصف شعبان یعنی شعبان المعظم کی پندرہویں تاریخ کو یہ سب فیصلے فرما دیتا ہے اور شب قدر میں یہ تمام امور فرشتوں کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے اس رات کو قدر والی رات اس کی شان و عظمت کی وجہ سے کہتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس رات کو قدر والی اس لئے کہتے ہیں کہ اس رات میں عبادت کی اہمیت و قدر بڑھ جاتی ہے۔ ابو بکر و راق کہتے ہیں کہ اس رات کی قدر و اہمیت جاننے والے کیلئے بہت ہوتی ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے اسے قدر والی رات اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں قدر والی کتاب نازل ہوئی جو کہ صاحب قدر و منزلت رسول ﷺ پر نازل ہوئی اور جن کی امت بھی قدر والی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ کتاب کو لے کر آنے والے جبرائیل علیہ السلام بھی قدر و منزلت والے ہیں اس لئے اس رات کو قدر والی رات کہا جاتا ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ رات خیر و برکت اور مغفرت والی رات ہے۔ حضرت سہل کہتے ہیں کہ اس رات کو قدر والی اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ اس رات مومنین پر رحم و کرم فرماتا ہے۔ غلیل کہتے ہیں اس رات فرشتوں کے نزول کی وجہ سے زمین تنگ ہو جاتی ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۲۱)

شب قدر کو مخفی رکھنے کی وجوہات: اور اس کو مخفی رکھنے کی ایک وجہ ماقبل حضرت سہل کے قول کے مطابق ہے، مزید وجوہات یہ ہیں: (۱)..... جیسا کہ دیگر اشیاء ضرورت کے باعث مخفی رکھی جاتی ہیں اسی طرح اللہ ﷻ نے اپنی رضا کو طاعت میں مخفی رکھا ہے یہاں تک کہ لوگ ہر قسم کی طاعت کی جانب رغبت کریں اور اس کی نافرمانی کو اس کے غضب میں مخفی رکھا ہے یہاں تک کہ لوگ ہر قسم کی نافرمانی سے گریز کریں، اپنے دوستوں کو عام لوگوں میں پوشیدہ رکھا ہے تاکہ لوگ سب ہی کی تعظیم کریں، قبولیت کو دعا میں مخفی رکھا تاکہ لوگ دعا میں مباخذہ کریں، اسم اعظم کو دیگر ناموں میں مخفی رکھا، نماز و سطلی کو دیگر نمازوں میں مخفی رکھا تاکہ لوگ نماز کی محافظت کریں، توبہ کی قبولیت کو مکلفین کی مواظبت (پابندی) پر مخفی رکھا تاکہ تمام قسم کے گناہوں سے توبہ کی جاتی رہے، موت کے وقت کو مکلف کی مخالفت کی وجہ سے مخفی رکھا، اسی لئے شب قدر کو مخفی رکھا تاکہ تمام راتوں کی تعظیم و توقیر ہوتی رہے۔ (۲)..... اس رات کو مخفی رکھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے تاکہ لوگ اس کی طلب میں کوشاں رہیں۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۲۲۹)

تعیین کے حوالے سے مشہور قول اور دیگر اقوال: اس بارے میں محققین کے کئی اقوال ہیں: (۱)..... مشہور قول یہ ہے کہ اس سورت میں کل تیس کلمے ہیں، اور کلمہ ”ہی“ کا نمبر ساواں ہے۔ (۲)..... لیلۃ القدر میں نو حروف ہیں اور یہ تین مرتبہ ذکر کیا گیا ہے، پس نو کو تین سے ضرب دینے سے ستائیس حاصل جواب آتا ہے۔

(المرجع السابق)

شب قدر ہزار مہینوں سے بڑھ کر کیوں ہے؟ اس کی مختلف توجیہات ہو سکتی ہیں: (۱)..... اس رات میں اللہ منافع، رزق اور دیگر انواع خیر میں اضافہ فرما دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ رات ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ (۲)..... مجاہد کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص رات قیام کرتا اور دن میں جہاد کرتا اور اسی طرح اس نے اپنی زندگی کے ہزار ماہ گزار دیئے، پس سید عالم ﷺ کو اس پر تعجب ہوا کہ میری امت کی عمریں تو کم ہوں گی لہذا وہ اس جیسی عبادت کیسے کر سکیں گے؟ لہذا امت محمدیہ ﷺ کو ایک رات ایسی دے دی گئی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔

(المرجع السابق)

☆..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رمضان المبارک کے درمیانے عشرے میں سید عالم ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا، آپ ﷺ میں رمضان کی صبح کو باہر تشریف لائے اور خطبہ ارشاد فرمایا: ”مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی، پھر بھلا دی گئی، لہذا اب تم اس کو



رمضان المبارک کے آخری عشرے میں تلاش کرو، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں پانی اور مٹی میں سجدہ ریز ہوں، پس جس کسی نے سید عالم ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ لوٹ جائے، پس ہم لوٹ گئے اور ہم آسمان میں کوئی بادل نہیں دیکھتے تھے، پھر یکا یک بادل آئے، بارش ہوئی، مسجد نبوی کی چھت ٹپکنے لگی اور اسی دوران نماز کی اقامت بھی گئی، پھر میں نے دیکھا کہ سید عالم ﷺ پانی اور مٹی میں سجدہ ریز ہیں، یہاں تک کہ مبارک پیشانی پر مٹی کے نشان موجود تھے۔ (صحیح البعاری، کتاب فضل البیۃ القدر، رقم: ۲۰۱۶، ص ۳۲۳)

☆..... حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ ہمیں شب قدر کی اطلاع دینے پر تشریف لائے کہ دو مسلمان کسی معاملے میں باہم جھگڑ رہے تھے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں شب قدر کی اطلاع دینے آیا تھا لیکن تمہارے جھگڑنے کی وجہ سے مجھ سے وہ علم اٹھایا گیا، پس اب تم اسے رمضان کی پچیسویں، ستائیسویں اور انیسویں تاریخ میں تلاش کرو۔“

(المرجع السابق، رقم: ۲۰۲۳، ص ۳۲۴)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایمان و احتساب کی حالت میں شب قدر میں قیام کیا، اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دے گا۔“

(المرجع السابق، رقم: ۲۰۱۴، ص ۳۲۳)

☆..... ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں شب ہے، لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو اس کا علم کیسے ہوا؟ انہوں نے کہا کہ اس کی علامت کی وجہ سے، جس طرح ہمیں سید عالم ﷺ نے خبر ارشاد فرمائی ہے، پس ہم نے اسے یاد رکھا اور شمار کر لیا، ہم نے پوچھا: وہ علامت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اس کی صبح کو سورج بغیر شعاعوں کے طلوع ہوتا ہے۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الصلاۃ، باب فی لیلة القدر، رقم: ۱۳۷۸، ص ۲۶۰)

☆..... بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ سے استفسار کیا کہ اگر میں لیلة القدر پاؤں تو کیا کہوں؟ فرمایا: ”اللهم انک عفو تحب العفو فاعف عني یعنی اے اللہ تعالیٰ! تو معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے معاف کر دے۔“

(سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ، باب، رقم: ۳۵۲۴، ص ۱۰۰۹)

## فرشتوں کا نزول اور اہم فیصلے:

☆..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ امْرٍ اس میں فرشتے اور جبرائیل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے﴾ (القدر: ۱)۔ یہ رات نزول ملائکہ کی وجہ سے تنگ ہو جاتی ہے۔

علامہ اسماعیل حنفی لکھتے ہیں: بعض کے نزدیک مراد وہ فرشتہ ہے جو زمین و آسمان کو ایک ہی لقمہ میں نگل جائے یا وہ فرشتہ ہے جس کا سر عرش کے نیچے اور پاؤں ساتویں زمین کے نیچے ہوں اور اس کے ہزار سر ہوتے ہیں اور ہر سر دنیا کے حجم سے بڑا ہوتا ہے اور ہر سر میں ہزار چہرے اور ہر چہرے میں ہزار مونہ اور ہر مونہ میں ہزار زبانیں جو کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں اور ہر زبان کی تسبیح و تحمید و تقدیس کی الگ زبان اور لغت ہوتی ہے اور ہر زبان و لغت دوسری سے مل نہیں پاتی، پس جب کوئی زبان اللہ تعالیٰ کی تسبیح کے لئے کھلتی ہے تو زمین و آسمان کے تمام ہی فرشتے سجدے میں تشریف لے جاتے ہیں کیونکہ انہیں خوف ہوتا ہے کہ کہیں جس مونہ سے تسبیح کے ساتھ نور نکلا ہے اس کی چمک سے جل نہ جائیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح صبح شام ہوتی رہتی ہے اور اس رات بھی فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جو کہ امت محمدیہ کے روزہ داروں کے لئے دعا کرتے ہیں اور طلوع فجر تک فرشتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے جسے کوئی نہیں دیکھ سکتا مگر زاہدین، جیسا کہ عید کی رات فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور جنہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

(روح البیان، ج ۱۰، ص ۵۸۱)

امام قرطبی لکھتے ہیں: مجاہد کہتے ہیں کہ اس رات کا نام لیلة الحکم ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ رات لیلة التقدير کہلاتی ہے۔ اس

رات کو قدر والی رات اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں اہم فیصلے رونما ہوتے ہیں جو اللہ جل جلالہ جانتا ہے۔ اس رات میں زندگی، موت اور رزق کے فیصلے ہوتے ہیں۔ اور یہ فیصلے مدبرات (یعنی اللہ جل جلالہ کے امر میں تدبیر کرنے والوں) کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں، اور یہ مدبرات چار ہیں یعنی حضرت اسراہیل، حضرت میکائیل، حضرت عزرائیل اور حضرت جبرائیل علیہم السلام۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ سارے فیصلے ام الکتاب میں سال بھر کے لئے لکھ دیئے جاتے ہیں یعنی رزق، موت، زندگی یہاں تک کہ حج وغیرہ کے فیصلے بھی ذکر کر دیئے جاتے ہیں۔ مگر یہ کہتے ہیں کہ جس نے بیت اللہ کا حج ادا کرنا ہے اُس کے نام بمع ولدیت بھی اسی رات لکھ دیئے جاتے ہیں، جس میں کی ویشی نہیں ہو سکتی۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۲۱)

### مفسرین کے اقوال درباب ”سلامتی والی رات“:

رحمہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿مسلم ہی حتی مطلع الفجر وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک (القدر: ۱۰)﴾۔ اس رات میں سلامتی ہی سلامتی ہوگی، کوئی بیماری، شر و فساد وقتہ جیسا کہ ہواؤں کا تیز چلنا، بجلی کی کڑک، وغیرہ جو انسان کو خوفزدہ کر دے بلکہ ہر وہ چیز جو اس رات اترے گی وہ سلامتی ہی سلامتی ہوگی، نفع بخش و خیر ہوگی اور اس رات شیطان کسی قسم کی بُرائی پہنچانے کی استطاعت نہیں رکھے گا اور نہ ہی کوئی جادوگر کسی قسم کے جادو کو نافذ کر سکے گا اور یہ رات دیگر راتوں کے موازنے کے طور پر دیکھی جائے پھر بھی سلامتی والی ہے، اور مومنین کے لئے سلامتی ہے اور جسے سلامتی مل جاتی ہے اُس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں جیسا کہ روایت میں ہے: ”جبرائیل امین علیہ السلام اس رات فرشتوں کی جماعت کے ساتھ نزول فرماتے ہیں“۔ اور یہ جماعت ملائکہ اس رات میں قیام کرنے والوں اور بیٹھ کر اللہ جل جلالہ کی یاد کرنے والوں پر سلام بھیجتے ہیں۔ اور یہ فرشتے فوج در فوج طلوع فجر تک نازل ہوتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ لیلۃ القدر غروب شمس سے طلوع فجر تک سلامتی والی ہوتی ہے۔ یعنی فرشتے اس رات میں نیکیوں پر طلوع فجر تک سلامتی بھیجتے ہیں پھر آسمان کی جانب بلند ہو جاتے ہیں، پس سلام کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں اور اس رات کی علامت یہ ہے کہ یہ رات نہ تو بہت زیادہ گرم ہوتی ہے اور نہ ہی بہت زیادہ ٹھنڈی ہوتی ہے اور اس دن (کے بعد یعنی رات ختم ہونے پر) جب سورج نکلتا ہے تو اس میں شعاع یعنی گرمی کی تپش نہیں ہوتی کیونکہ ملائکہ طلوع شمس کے راستے آسمان کی جانب بلند ہوتے ہیں اور کثرت ملائکہ کے باعث شعائیں منتشر ہو جاتی ہیں اور اس رات شیطان کا سینک بھی نہیں نکلتا کیونکہ بعض روایات میں ہے کہ ہر رات شیطان کا سینک برآمد ہوتا ہے۔ اس رات کھاری پانی میٹھا ہو جاتا ہے اور اس رات جو نور نظر آتا ہے وہ فرشتوں کے پردوں کا نور ہوتا ہے یا جنت عدن کا نور ہوتا ہے کیونکہ اس جنت کے دروازے اس رات کھلے رہتے ہیں یا لواع حمد کا نور ہوتا ہے یا عارفین کے بھید ہوتے ہیں جس کی چمک اللہ جل جلالہ لوگوں میں ظاہر کر دیتا ہے اور یہی نور ہمیں نظر آتا ہے۔

(روح البیان، ج ۱، ص ۵۸۳)

### اغراض:

او مـدنیۃ: راجح قول یہی ہے، مدنی سورت ہے لیکن بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ سورت اس مقدس رات کے شرف کے باعث دو بار نازل ہوئی، یعنی اس اعتبار سے یہ کئی بھی ہے اور مدنی بھی۔ اسی القرآن: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿انزلنہ﴾ میں موجود ضمیر قرآن کی جانب راجع ہے، اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ قرآن کا ذکر تو پہلے نہیں ہوا تو میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اگرچہ ذکر نہیں ہوا لیکن قرآن کی عظمت و شہرت نے اس کی صراحت اور وضاحت کی احتیاج نہ رکھی۔ جملۃ واحلۃ من اللوح المحفوظ: پھر اس پاک کلام کو جبرائیل امین علیہ السلام مختلف اوقات میں بیس سال کے عرصے میں لے کر نازل ہوئے یا تیس سال کے عرصے میں، اور ”انزال“ کے معنی ایک مرتبہ ہی میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا تک نازل کرنا ہے اور جبرائیل امین علیہ السلام آسمان دنیا کے

ملائکہ کو اہتمام کراتے اور وہ صحف میں لکھ لیتے اور یہ صحف بیت العزت میں موجود ہیں۔

من مسماء الدنيا: یعنی بیت العزت اور مکمل قرآن یک بارگی آسمان دنیا پر نازل ہو چکا، اور یہ تفسیر ایک قول کے مطابق ہے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس پاک کلام کے نزول کی ابتداء اسی مقدس رات میں ہوئی۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت ماورج الاول میں ہوئی اور آپ ﷺ نے چالیس سال کی عمر پاک میں اعلان نبوت فرمایا، اس لحاظ سے وحی کی ابتداء رمضان کے مہینے میں لیلة القدر میں کیسے ہو سکتی ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ ہو سکتا ہے کہ وحی کی ابتداء خواب کے ذریعے رجب الاول کے مہینے میں ہو چکی ہو اور نزول قرآن کے اعتبار سے آغاز رمضان میں ہوا ہو۔ الشرف والعظم: ایک قول کے مطابق القدر سے مراد امور کی تقدیر یا ایک قول کے مطابق تنگی کے معنی بھی کئے گئے ہیں۔ تعظیم لشانہا: بمعنی تفخیم لا مہرہا ہے، سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ جو کچھ بھی قرآن میں ہے، اللہ ﷻ نے اپنے نبی کو سکھایا ہے اور اللہ ﷻ کے سکھانے سے پہلے سید عالم ﷺ اپنے (ذاتی) علم سے نہ جانتے تھے۔ اور سید عالم ﷺ دنیا سے رخصت نہ ہوئے جب تک کہ جو کچھ بھی ان سے مخفی تھا اللہ ﷻ نے انہیں سکھادیا۔

لیس فیہا لیلة قدر: اس سوال کا جواب دینا مقصود ہے کہ ہزار مہینوں میں لیلة القدر کا ہونا ضروری ہے، پس اس صورت میں کسی چیز کی فضیلت، اس کے سوا میں ہونا لازم ہوگی۔ فالعمل الصالح فیہا: یعنی اس رات میں ادا کی جانے والی نماز، دعا، تسبیح اور دیگر امور۔ جبرائیل: روح کی تفسیر میں سے ایک قول یہ ہے۔ روح کا ملائکہ پر عطف ہونا خاص شرف کی وجہ سے ہے۔ ایک قول کے مطابق روح سے خاص نوع مراد ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ملائکہ کے سوا کوئی مخلوق مراد ہے۔ ایک قول کے مطابق بنی آدم کی ارواح مراد ہیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ اور ملائکہ مراد ہیں۔ ایک قول کے مطابق عرش کے نیچے فرشتوں کی عظیم مخلوق مراد ہے، جن کے قدم مبارک ساتویں زمین کے نیچے ہیں اور ان کے ہزار سر، ہر سر دنیا سے بڑا، اور ہر سر میں ہزار چہرے اور ہر چہرے میں ہزار مونہ، ہر مونہ میں ہزار زبانیں، اور ہر زبان میں ہزار قسم کی تسبیح، تہلیل اور تہجد کرتے ہیں اور ہر زبان کی جدا جدا لغت ہے جو کہ دوسری لغات سے ممتاز ہوتی ہے، جب یہ فرشتے اپنے مونہ تسبیح کے لئے کھولتے ہیں تو ساتویں آسمان کے فرشتے سجدے میں چلے جاتے ہیں یہ خوف کرتے ہوئے کہ مبادا ان کے مونہ سے نکلنے والا نور جلانہ ڈالے، اور یہ فرشتے صبح شام اللہ ﷻ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اللہ ﷻ انہیں لیلة القدر کی تعظیم کی خاطر اس رات میں اتارتا ہے، یہ فرشتے اُمت محمدیہ میں روزے رکھنے والوں کے لئے طلوع فجر تک استغفار کرتے ہیں۔

قضاء اللہ فیہا: یعنی اللہ ﷻ اس رات اپنے ارادے کا ملائکہ سے اظہار فرماتا ہے، اور یہاں قضاء سے یہی مراد ہے نہ کہ قضائے ازلی۔ لتلك السنة: مراد اس سال میں ہونے والے امور ہیں، جو کہ زندگی، موت، رزق وغیرہ کے حوالے سے ہونے ہیں۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۳۰۵ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورۃ البینۃ مکیۃ اور مدنیۃ وہی تسع آیات

(سورۃ البینۃ مکی یا مدنی ہے جس میں نو آیتیں ہیں)

### تعارف سورۃ البینۃ

اس سورت میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، چورانوے کلمے اور تین سو نانوے حروف ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے یہ سورت پڑھوں کہ تم یکن الذین کفروا (البینۃ: ۱)“، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے؟ فرمایا: ”ہاں“ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ (صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب لم یکن الذین یقرءون: ۴۹۶۰، ص ۸۸۸، مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب قراءۃ القرآن، رقم: (۱۷۴۹)/۷۹۹، ص ۳۶۵) دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان کے سامنے وہ سورت تلاوت فرمائی۔

☆..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ”یا خیر البریۃ“ آپ نے فرمایا کہ اس کے مصداق حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں (سنن الترمذی، کتاب تفسیر، باب سورۃ لم یکن الذین، رقم: ۳۳۶۳، ص ۹۶۷)۔ سورہ علق میں نزول کتاب، اور قسند میں اس رات کی قدر و منزلت، اور اس سورت میں رسالت کی ضرورت کو بیان کیا گیا ہے کہ مشرکین اور اہل کتاب اس وقت تک اپنے باطل عقائد سے دستبردار نہیں ہوں گے جب تک ایسا رسول تشریف نہ لے آئے جس کا کردار اور اس کی دعوت کی صداقت کی روشن دلیل ہو۔ پھر بتایا کہ اہل کتاب کا راہ حق سے انحراف اس وجہ سے نہ تھا کہ ان کے پاس آسمان سے کوئی صحیفہ نہ آیا تھا یا ان کی طرف کوئی رسول مبعوث نہیں کیا گیا تھا بلکہ یہ لوگ ذاتی مفاد و اغراض کی وجہ سے راہ حق کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ پھر اس حقیقت کو واضح کیا گیا کہ نبی اور رسول ایک ہی دین کی تبلیغ کے لئے مبعوث کئے جاتے رہے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پورے غلوں اور یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت، نماز کی اقامت اور زکاۃ کی ادائیگی میں کوشاں رہو۔ اور جن لوگوں نے ان کی دعوت کو جھٹلایا اور اس پر عمل سے گریزاں رہے وہ مخلوق میں بدترین ٹھہرے۔ پھر جن لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا اور اس پر عمل پیرا رہے وہ لوگ تمام مخلوق سے ارفع و اعلیٰ ہو گئے۔ جنت کی بشارت کے ساتھ انہیں یہ مژدہ جانفزا بھی سنایا جا رہا ہے کہ انہوں نے اپنے رب تعالیٰ کے خوف سے جیسے بھی زندگی گزاری اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اس منصب پر فائز کیا جہاں پر اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں۔

رکوع نمبر: ۲۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿لَمْ یَكُنِ الذِّینَ كَفَرُوا مِنْ لِّلْبَیِّنَاتِ﴾ اهل الكتب والمشرکین ﴿اٰی عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ عَطَفَ عَلٰی اَهْلِ﴾  
 ﴿مَنْ یَنْفَكِنْ﴾ خَمْرٌ یَكُنْ اٰی زَاہِلِیْنَ عَمَّا هُمْ عَلَیْهِ ﴿حَتّٰی تَاْتِیْهِمْ﴾ اٰی اَتَتْهُمْ ﴿الْبِیِّنَةُ﴾ (۱) ﴿اٰی الْحُجَّةِ مِنْ﴾  
 ﴿النَّوَاحِیْ عِلْقُوْہِیْ مُحَمَّدٌ﴾ رسول من اللہ ﴿بَدَلٌ مِنَ النَّبِیَّةِ وَهُوَ النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ﴾ یَتْلُوْا صَحَافًا مَطْهُرَةً (۲) ﴿مِنْ﴾  
 ﴿الْبَاطِلِ﴾ ﴿فِیْہَا كُتُبٌ﴾ اَحْكَامٌ مَّكْتُوْبَةٌ ﴿قِیْمَةٌ﴾ (۳) ﴿مُسْتَقِیْمَةٌ اٰی یَتْلُوْا مَضْمُونٌ ذٰلِكَ وَهُوَ الْقُرْآنُ فَمِنْهُمْ﴾  
 ﴿مَنْ اٰمَنَ بِہِ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ﴾ واما تفرق الذین او توال کتب ﴿فِی الْاِیْمَانِ بِہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَمٌ﴾ الا من  
 بعد ما جاء تہم البینۃ (۴) ﴿اٰی هُوَ الْقُرْآنُ الْجَانِیْ بِہِ مُعْجَزَةٌ وَقَبْلَ مَجِیْئِہِ كَانُوْا مُجْتَمِعِیْنَ عَلٰی الْاِیْمَانِ بِہِ﴾



(ترجمہ)

السنة جلد: ٥

## ﴿ترکیب﴾

﴿لم یکن الذین کفروا من اهل الكتب والمشرکین منفکین حتی تاتیهم البینة رسول من الله یتلوا صحفا مطهرة فیها کتب قیمة﴾

لم یکن: فعل نفی ناقص، الذین کفروا: موصول صلہ، مکرذ والحال، من اهل الكتب والمشرکین: ظرف مستقر حال، مکر اسم، منفکین: اسم فاعل بافاعل، حتی: جار، تاتیهم: فعل ومفعول، البینة: مبدل من رسول، موصوف، من الله: ظرف مستقر مفت، یتلوا: فعل بافاعل، صحفا: موصوف، مطهرة: صفت اول، فیها کتب قیمة: جملہ انشائیہ مفت ثانی، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، مکر ظرف لغو، مکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما تفرق الذین اتوا الكتب الا من بعد ما جاءتهم البینة﴾

و: متعلقہ، ما تفرق: فعل نفی، الذین اتوا الكتب: موصول صلہ، مکر فاعل، الا: اداة حصر، من: جار، بعد: مضاف، ما: موصولہ، جاء: تهم البینة: جملہ فعلیہ صلہ، مکر مضاف الیہ، مکر مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿وما امروا الا لیعبدوا الله مخلصین له الذین حنفاء ویقیموا الصلوة ویؤتوا الزکوة﴾

و: حالیہ، ما امروا: فعل نفی ومفعول بانائب الفاعل، الا: اداة حصر، لام: جار، یعبدوا: فعل واو ضمیر ذوالحال، مخلصین: اسم فاعل بافاعل، له: ظرف لغو، الذین: مفعول، مکر شبہ جملہ حال، حنفاء: حال، مکر فاعل، الله: اسم جلال مفعول، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، یقیموا الصلوة: جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، یؤتوا الزکوة: جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مکر تقدیر ان مجرور، مکر ظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ ماقبل "ما تفرق" کے فاعل سے حال ہے۔

﴿وذلك ذین القیمة ان الذین کفروا من اهل الكتب والمشرکین فی نار جهنم خللین فیها﴾

و: عاطفہ، ذلك مبتدا، ذین القیمة: خبر، مکر جملہ اسمیہ، ان حرف شبہ، الذین کفروا: موصول صلہ، مکر ذوالحال، من اهل الكتب والمشرکین: ظرف مستقر حال، مکر اسم، فی: جار، نار جهنم: مجرور، مکر "موجود" اسم مفعول محذوف کیلئے اسم ضمیر ذوالحال، خللین فیها: شبہ جملہ حال، مکر نائب الفاعل، مکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿اولئک هم شر البریة ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک هم خیر البریة﴾

اولئک: مبتدا، هم: ضمیر فعل، شر البریة: خبر، مکر جملہ اسمیہ، ان حرف شبہ، الذین امنوا وعملوا الصلحت: موصول صلہ، مکر اسم، اولئک: مبتدا، هم: ضمیر فعل، خیر البریة: خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿جزاء هم عند ربهم جنت عدن تجری من تحتها الانهر خللین فیها ابداء﴾

جزاء: مصدر مضاف، هم: ضمیر ذوالحال، عند ربهم: ظرف متعلق محذوف حال، مکر مضاف الیہ، مکر مبتدا، جنت عدن: موصوف، تجری من تحتها الانهر: جملہ فعلیہ مفت، مکر خبر، خللین فیها ابداء: شبہ جملہ ہو کر "دخلهم الجنة" میں ضمیر "هم" سے حال ہے، مکر شبہ جملہ ہو کر خبر ثانی، مکر جملہ اسمیہ۔

﴿ورضى الله عنهم ورضوا عنه ذلك لمن خشی ربه﴾

رضی الله: فعل وفاعل وظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، رضوا عنه: فعل بافاعل وظرف لغو، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر جملہ دعائیہ، ذلك مبتدا، لام: جار، من خشی ربه: موصول صلہ، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح قرصیح و اعراض﴾

## کافروں کی اقسام اور مجوسیوں کا اہل کتاب میں داخل ہونا:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ كِتَابًا كَافِرًا وَمُشْرِكًا يُنَادُونَ﴾ چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس روشن دلیل نہ آئے (البینہ: ۱) ﴿کافروں کی دو اقسام ہیں: (۱)..... اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ جنہوں نے اپنے دین کو بدل دیا یعنی یہود نے کہا: ﴿عزیر ابن اللہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے﴾ (البقرہ: ۳۰) ﴿اور نصاریٰ نے کہا: ﴿المسیح ابن اللہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے﴾ (البقرہ: ۳۰) ﴿اور انہوں نے کتاب اور دین میں تبدیلی کر دی۔ (۲)..... مشرکین، جن کی جانب کتاب کو منسوب نہیں کیا جاتا، پس اللہ ﷻ نے ان کی دو اقسام بیان کی ہیں: ﴿الَّذِينَ كَفَرُوا﴾ جنہوں نے کفر کیا ﴿اجمالی طور پر ان کے کفر کو بیان کیا اور دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿مَنْ أَهْلَ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ﴾ کتابی اور مشرکین (البینہ: ۲) ﴿جہاں تک مجوسیوں کا اہل کتاب میں داخلے کا سوال پیدا ہوتا ہے تو امام رازی کہتے ہیں: بعض علماء کا خیال ہے کہ مجوسی اہل کتاب میں داخل ہیں کیونکہ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے: ”سنو ابہم سنۃ اہل الکتاب“ جب کہ بعض کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے فقط اُن کافروں کا ذکر کیا ہے جو بلاد عرب میں رہائش پذیر تھے اور اُس سے مراد یہود و نصاریٰ تھے، پس اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان تقولوا انما انزل الکتاب علی طائفین من قبلنا﴾ کبھی کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں پر اتری تھی (الانعام: ۱۰۶) ﴿اور طائفان سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ (الرازی، ج ۱، ص ۲۳۸ وغیرہ)

## آیت نمبر ”۱“ اور ”۴“ میں ظاہری تعارض:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿حَتَّىٰ يَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ﴾ جب تک ان کے پاس روشن دلیل نہ آئے (البینہ: ۱) ﴿﴿مَنْ بَعْدَ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ﴾ مگر اُس کے بعد کہ وہ روشن دلیل ان کے پاس تشریف لائے (البینہ: ۴) ﴿۔ دونوں آیات کے مضامین کو بغور مطالعہ کریں تو تعارض نہیں رہتا۔

البینہ: نمبر ۱: کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک اُن کے پاس روشن دلیل نہ آئے۔

البینہ: نمبر ۴: اور پھوٹ نہ پڑی کتاب والوں میں مگر بعد اس کے کہ وہ روشن دلیل ان کے پاس تشریف لائے۔

امام رازی لکھتے ہیں: پہلے پہل کتابیوں کا یہ کہنا تھا کہ ہم جب تک دلیل نہ دیکھ لیں یعنی ہمارے پاس وہ واضح دلیل نہ آجائے جس کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے اُس وقت تک ہم اپنا دین نہ چھوڑیں گے اور روشن دلیل سے مراد سید عالم ﷺ کی ذات اقدس تھی لیکن بعد میں جب سید عالم ﷺ تشریف لائے تو اُن میں پھوٹ پڑ گئی اور روشن دلیل کو نہ مانا، پس اس کی مثال یونہی ہے کہ کوئی بدکار شخص بدکاری کا ارتکاب اس لئے کرتا ہے کہ اس کے پاس اپنی گزر بسر کے لئے مال نہیں ہے لیکن جب اُس سے اعراض کرنے کا کہتے ہیں تو کہتا ہے کہ جب مال آجائے گا تو میں یہ بُرائی چھوڑ دوں گا، لیکن جب اللہ ﷻ نے اُسے مال دے دیا تو اپنی سرکشی اور بُرائی میں مزید بڑھ گیا۔ پس یہی مثال کتابیوں کی ہے کہ انہیں پہلے سید عالم ﷺ کی تشریف آوری کا انتظار تھا اور بعد میں اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے دین سے دور رہے۔

(الرازی، ج ۱، ص ۲۳۷)

## حنفاء کے بارے میں اقوال مفسرین:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَمَا أَمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ حنفاء و یقیموا الصلوٰۃ اور ان

لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نہ اسی عقیدہ پر لاتے ایک طرف ہو کر اور نماز قائم کریں (البقرہ: ۲۰۵)۔

انام قرطبی فرماتے ہیں: دیگر تمام ادیان سے کٹارہ کر کے دین اسلام کی جانب مائل ہونا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ”حنفاء“ کے معنی دین ایسا ہی ہے اور ایک قول اہل لغت کا یہ ہے کہ دین اسلام کی جانب مائل ہونا مراد ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۳۴)

امام رازی لکھتے ہیں: حنفاء کے معنی استقامت کے ہیں، جس کی نظیر اللہ کے اس فرمان میں ملتی ہے: ﴿الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا﴾ بیشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے (حم سجدہ: ۲۰)۔ (۲)..... ابو قلابہ کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ تمام رسل کو مانا جائے اور کسی ایک کو بھی مستثناء نہ کیا جائے اور جو حضرات انبیائے کرام میں سب سے افضل کو نہ مانے تو وہ ضعیف کیسے ہو سکتا ہے؟۔ (۳)..... تمام ادیان کا جامع ترین دین، یعنی دین اسلام، پس سید عالم ﷺ کا فرمان مقدس نشان ہے: ”میں آسان سیدھے دین کی جانب مبعوث کیا گیا ہوں“۔ (۴)..... قنادہ کہتے ہیں ”حنفاء“ میں محارم کے نکاح کی حرمت کی جانب اشارہ ہے۔ (۵)..... ابو مسلم کہتے ہیں کہ اس کی اصل یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی انگلیوں کو اس طرح شکل دے کہ انگوٹھا چوما جاسکے، پس ضعیف وہ ہوتا ہے جو تمام ادیان میں تمیز کر کے اسلام کی جانب مائل ہو جائے۔ (۶)..... ربیع بن انس کہتے ہیں ضعیف وہ ہوتا ہے جو نماز میں قبلے کی جانب رخ کرے۔

(الرازی، ج ۱، ص ۲۴۴، العازن، ج ۴، ص ۴۵۵)

## آیت نمبر ”۷“ کے تحت عام مخلوق کا فرشتوں سے افضل ہونا:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ اولئک ہم خیر البریۃ بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں (البقرہ: ۷)۔ اہل سنت نے اس آیت سے فرشتوں پر عام انسانوں کی فضیلت ثابت کی ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے درج ذیل دلائل پیش کئے جاتے ہیں:

شرح عقائد میں ہے: نیک مومنین ملائکہ سے افضل ہیں کیونکہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ اولئک ہم خیر البریۃ بیشک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں (البقرہ: ۷)۔ پس اسی مناسبت سے نیک مومنین ملائکہ سے افضل ہیں اور اس میں تفصیل کچھ یوں ہے: ”رسل بشر، رسل ملائکہ سے افضل ہیں اور رسل ملائکہ عام مومنین صالحین سے افضل ہیں اور عام مومنین صالحین دیگر عام ملائکہ سے افضل ہیں اور معترکہ کہتے ہیں کہ رسل ملائکہ، رسل بشر سے افضل ہیں جب کہ عام ملائکہ دیگر عام مومنین صالحین سے افضل ہیں“۔

(شرح عقائد، بحث: افضلیۃ رسل البشر من رسل الملائکۃ، ص ۴۰۳)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم فرشتوں کے اُس مقام و منزلت پر تعجب کرتے ہو جو انہیں اللہ ﷻ کی بارگاہ سے ملا ہے، اللہ ﷻ کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مومن بندے کی قدر و منزلت کل بروز قیامت فرشتوں کے مقام سے زیادہ ہوگی، پس تم متذکرہ آیت پڑھو“۔

☆..... ابن مردویہ نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے سید عالم ﷺ سے استفسار فرمایا: ”کوئی مخلوق اللہ ﷻ کے نزدیک معزز ہے؟“ فرمایا: ”اے عائشہ رضی اللہ عنہا کیا تو یہ آیت: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ اولئک



## اغراض:

مکیہ: حضرت ابن عباس کا قول ہے۔ وهو النبی محمد ﷺ: ایک قول کے مطابق ﴿رسول من اللہ﴾ سے جبرائیل امین مراد لئے گئے ہیں۔ مدنیہ: جمہور کا قول ہے، اور ما قبل کے مناسب بھی ہے، اللہ ﷻ نے خبر عطا فرمائی کہ جب قرآن کا نزول ثابت ہوگا تو کفار اس پر کان نہ دھریں گے یہاں تک کہ سید عالم ﷺ اُن کے پاس تشریف لائیں اور اُن پر پاکیزہ صحف پڑھیں، اور اس میں سید عالم ﷺ کی تسلی خاطر بھی ہے جیسا کہ اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ سے فرمایا: ”ان کے جدا جدا ہونے اور نہ ماننے کا غم نہ کیجئے، بلکہ جو آپ ﷺ پر نازل ہوتا ہے اُس پر تسلی رکھیے۔ روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے اُبی مجھے میرے رب ﷻ نے حکم دیا ہے کہ تجھ پر یہ ﴿لم یکن الذین کفروا﴾ پڑھوں، اُبی نے کہا: کیا میرے رب نے میرا نام لے کر کہا ہے؟ فرمایا: ”ہاں تمہارا نام لیا ہے“، اس پر اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ رونے لگے۔

للہیان: ﴿من﴾ بیان یہ ہے، یعنی مراد اہل کتاب اور مشرکین ہیں، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اہل کتاب سید عالم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے سارے کے سارے کافر نہ تھے؟ بلکہ بعض نبی اور کتاب کے ساتھ وابستہ تھے، اور بعض کافر تھے جو کہ تغیر و تبدل کرنے لگے تھے، اور مفسر کا مقصود یہ ہے کہ تمام ہی کفار ہوں؟ پس بہتر یہ ہوگا کہ ﴿من﴾ تبعضیہ ہو، اور ﴿والمشرکین﴾ میں واو علیت کے لئے ہو اور ”مشرکین“ مفعول معہ ہو، اور اس میں عامل ﴿یکن﴾ ہو۔

عما ہم علیہ: خبر تامہ کی موجودگی میں تقدیری خبر کی حاجت نہیں ہے۔ خبر یکن: اور اس کا اسم ﴿الذین﴾ اسم موصول ہے جو کہ ناقصہ ہے۔ ای زائلین: میں اس جانب اشارہ ہے کہ الانفکاک بمعنی الزوال ہے، معنی یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے دین سے جوئے ہوئے ہیں اور سید عالم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اپنے دین کو چھوڑنے والے نہیں۔

ای یسلوا مضمون ذلک: مراد وہ مضمون ہے جو قرآن میں مکتوب ہے نہ کہ اس کے علاوہ، اس لئے کہ سید عالم ﷺ قرآن کو زبانِ پڑھا کرتے تھے اور کتاب سے دیکھ کر نہیں پڑھتے تھے، پس حاصل کلام یہ ہوا کہ صحف سے مراد وہ کاغذ ہیں جس میں قرآن مکتوب ہوتا ہے اور کتب سے مراد وہ احکام مکتوبہ ہیں جو لفظ اور نقطوں کی صورت میں کاغذ پر جلی حروف سے لکھے ہوئے ہوں۔ وزیدت اللام: اولی صورت یہ ہے کہ باء کے متنی میں لیا جائے یعنی ”وما امرؤ الا بان یعبدا ..... الخ“ کہا جائے۔

من اللہ تعالیٰ: ﴿خلودہم﴾ کے متعلق ہے، معنی یہ ہے کہ ہم ان کے خلود کا انتظار کرتے ہیں اس سبب سے کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ اللہ ﷻ ہمیں ہمیشہ جہنم میں رکھے گا، پس کسی چیز کو تقدیر الینا ہماری جانب سے ہے اور خلود مقدر یعنی ہمیشہ کے لئے جہنم میں ٹھہرانا، اللہ ﷻ کی جانب سے ہے۔

بشواہ: ان کے اللہ ﷻ سے راضی ہونے کی صورت میں انہیں ثواب ملے گا، پس اس صورت میں مصدر کی اضافت فاعل کی جانب ہے۔ جنید بغدادی کہتے ہیں رضا قوت علم اور معرفت (الہی) کے باعث حاصل ہوتی ہے اور یہ دنیا و آخرت میں بندے کی ساتھی ہوتی ہیں اور خوف، امید، مبر، اور وہ تمام احوال جو بندے سے آخرت میں زائل ہوتے ہیں اور بندہ اللہ ﷻ کی رضا کے باعث جنت میں جاتا ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۳۱۰ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد

## سورة الزلزلة مکیة او مدنیة وہی ثمان او تسع آیات

(سورة الزلزلة کی یاد دہانی ہے اس میں آٹھ یا نو آیتیں ہیں)

### تعارف و فضائل سورة الزلزلة

اس سورت میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، ۳۵ کلمے، ایک سو انتالیس حروف ہیں۔

☆..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے پاس آکر کہا: یا رسول اللہ ﷺ مجھے قرآن پڑھائیے آپ ﷺ نے فرمایا: ”ذوات الرءاء“ (المر) سے تین سورتیں پڑھو اس شخص نے کہا: میری عمر زیادہ ہوگئی ہے، دل سخت اور زبان موٹی ہوگئی ہے، تو آپ نے فرمایا ”مسبحات“ یعنی جن کے شروع میں سبح یا یسبح آتا ہے اس نے پھر وہی جواب دیا اور عرض کیا مجھے کوئی جامع سورت پڑھائیے، تو آپ نے سورت زلزلة پڑھائی حتیٰ کہ اس کو پڑھا کر فارغ ہو گئے۔ اس آدمی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں اس پر کوئی زیادتی نہیں کروں گا، تب آپ نے فرمایا یہ شخص کامیاب ہو گیا، یہ شخص کامیاب ہو گیا۔

(سنن جلیبوداؤد، کتاب الصلاة، باب تخریب القرآن، رقم: ۱۳۹۹، ص ۲۲۴)

☆..... حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اذا زلزلت الارض“ نصف قرآن کے برابر ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی اذا زلزلت، رقم: ۲۹۰۲، ص ۸۲۱) انسان بڑی بے باکی اور بے حیائی سے زمین کے گوشے گوشے کو اپنے گناہوں سے داغ دار کرتا رہتا ہے اور وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کو کوئی نہیں دیکھ رہا اور یہ درخت، پتھر، پہاڑ، خاک سب کے سب اندھے، گونگے، بہرے ہیں اسے اپنے ان کرتوتوں کا احساس اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک یہ اس کی نادانی ہے۔ جب قیامت کے ہولناک جھکوں سے کرہ زمین پھٹ جائے گی اس میں چھپی ہوئی ہر چیز اس پر گواہ بن جائے گی۔ اس وقت وہ درخت جن کی چھاؤں میں بیٹھ کر گناہ کیا کرتا تھا، وہ چٹانیں جن کی آڑ میں چھپ کر گناہ کرتا، وہ سب اس دن گواہی دیں گے۔ اس وقت اس کی آنکھ کھلے گی لیکن اس وقت بہت دیر ہو چکی ہوگی۔ اس وقت لوگ گروہ درگروہ پیش کئے جائیں گے ہر شخص کی چھوٹی بڑی نیکی کا اجر دیا جائے گا اور اسی طرح اس کی ہر چھوٹی بڑی برائی کا نتیجہ بھی اسے دیکھنا پڑے گا۔

رکوع نمبر: ۲۳

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ﴾ ﴿خَرَجَتْ لِقِيَامِ السَّاعَةِ﴾ ﴿زُلْزِلَ اِلَيْهَا﴾ ﴿تَخْرِيْكَهَا الشَّدِيدُ الْمُنَاسِبُ﴾ ﴿لِعَظَمَتِهَا﴾ ﴿وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَنْفَالَهَا﴾ ﴿كُنُوزَهَا وَ مَوْتَاهَا﴾ ﴿فَالْقَتُّهَا عَلٰى ظَهْرِهَا﴾ ﴿وَقَالَ الْاِنْسَانُ﴾ ﴿الْكَافِرُ بِالْبُعْثِ﴾ ﴿مَالَهَا﴾ ﴿اِنْكَارَ اِلَيْكَ الْحَالَةِ﴾ ﴿يَوْمُنْذُ﴾ ﴿بَدَلٌ مِنْ اِذَا وَجَوَّاهَا﴾ ﴿تَحَدَّثْ اَخْبَارَهَا﴾ ﴿تُخْبِرُ بِمَا عَمِلَ عَلَيْهِمَا مِنْ خَيْرٍ وَ شَرٍّ﴾ ﴿بَانَ﴾ ﴿بَسْبَانَ﴾ ﴿رَبِّكَ اَوْحٰى لَهَا﴾ ﴿اَيُّ اَمْرٍ هٰذَا﴾ ﴿بِذَلِكَ وَفِي الْحَدِيثِ تَشْهَدُ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ اَوْ اَمَةٍ بِكُلِّ مَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا﴾ ﴿يَوْمُنْذُ يَصْدُرُ النَّاسُ﴾ ﴿يَنْصَرِفُونَ مِنْ مَوَاقِفِ الْحِسَابِ﴾ ﴿اَشْتَاتَا﴾ ﴿مُتَفَرِّقِينَ﴾ ﴿فَاَخَذَ ذَا الْيَمِينِ اِلَى الْجَنَّةِ وَ اَخَذَ ذَا الشِّمَالِ اِلَى النَّارِ﴾ ﴿لِيُرَوَّاْ اَعْمَالَهُمْ﴾ ﴿اَيُّ جَزَائِهِمَا مِنَ الْجَنَّةِ اَوْ النَّارِ﴾ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا﴾ ﴿رَأَىٰ جَزَاءَهُ﴾ ﴿يَوْمُنْذُ يَصْدُرُ النَّاسُ﴾ ﴿يَنْصَرِفُونَ مِنْ مَوَاقِفِ الْحِسَابِ﴾ ﴿اَشْتَاتَا﴾ ﴿مُتَفَرِّقِينَ﴾ ﴿فَاَخَذَ ذَا الْيَمِينِ اِلَى الْجَنَّةِ وَ اَخَذَ ذَا الشِّمَالِ اِلَى النَّارِ﴾ ﴿لِيُرَوَّاْ اَعْمَالَهُمْ﴾ ﴿اَيُّ جَزَائِهِمَا مِنَ الْجَنَّةِ اَوْ النَّارِ﴾ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا﴾ ﴿رَأَىٰ جَزَاءَهُ﴾ ﴿يَوْمُنْذُ يَصْدُرُ النَّاسُ﴾ ﴿يَنْصَرِفُونَ مِنْ مَوَاقِفِ الْحِسَابِ﴾ ﴿اَشْتَاتَا﴾ ﴿مُتَفَرِّقِينَ﴾ ﴿فَاَخَذَ ذَا الْيَمِينِ اِلَى الْجَنَّةِ وَ اَخَذَ ذَا الشِّمَالِ اِلَى النَّارِ﴾ ﴿لِيُرَوَّاْ اَعْمَالَهُمْ﴾ ﴿اَيُّ جَزَائِهِمَا مِنَ الْجَنَّةِ اَوْ النَّارِ﴾ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا﴾ ﴿رَأَىٰ جَزَاءَهُ﴾

## ﴿ترجمہ﴾

جب زمین تھر تھرا دی جائے..... (قیامت قائم ہونے کے وقت، زلزلت بمعنی حرکت ہے) جیسا اس کا تھر تھرا نا ہے (عظمت قیامت کے مناسب جیسا کہ اس کی شدید تھر تھرا ہٹ ہے) اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے (یعنی خزانے اور مردے سب زمین کی پشت پر ڈال دے.....) اور انسان (یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے کا منکر انسان) کہے اسے کیا ہوا (زمین کی اس حالت کا انکار کرتے ہوئے) اس دن ("یومئذ" یہ "اذا" اور جواب "اذا" سے بدل ہے) وہ اپنی خبریں بتائے گی (جو اچھا اور برا عمل اس پر کیا گیا ہوگا اس کی خبر دے گی.....) اس لیے کہ (بان بمعنی بسبب ان ہے) تیرے رب نے اسے (اس کا) حکم بھیجا (حدیث پاک میں ہے ہر مرد و عورت نے جو کچھ اس پر کیا اس کی گواہی دے گی) اس دن لوگ پھریں گے (موقف حساب سے، یصدر بمعنی ینصرف ہے) کئی راہ ہو کر (یعنی متفرق ہو کر دائیں جانب والے جنت کی طرف اور بائیں جانب والے جہنم کی طرف) تاکہ اپنا کیا دکھائے جائیں (یعنی اپنے کئے کا بدلہ دکھائے جائیں یعنی جنت یا دوزخ) تو جو ایک ذرہ بھر (یعنی چھوٹی سی چیز) کے وزن بیاہر (بھلائی کرے اسے دیکھے گا) (یعنی اس کا ثواب دیکھے گا) اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ اسے (یعنی اس کی جزاء.....) دیکھے گا۔

## ﴿ترکیب﴾

﴿اذا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض اثقالها وقال الانسان ماله يومئذ اخبارها بان ربك اوحى لها﴾

اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، زلزلت الارض: فعل مجہول ونائب الفاعل، زلزالها: مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، اخرجت الارض: فعل و فاعل، اثقالها: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، قال الانسان: قول، ما: استفہامیہ مبتدأ، لها: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ مقولہ ملکر جملہ قولیہ معطوف ثانی، یومئذ: ظرف مقدم، تحدث: فعل با فاعل، اخبارها: مفعول، ب: جار، ان ربك: حرف مشبہ واسم، اوحى لها: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿یومئذ یصدر الناس اشئاناً لیروا اعمالهم﴾

یومئذ: ظرف مقدم، یصدر: فعل، الناس: ذو الحال، اشئاناً: حال، ملکر فاعل، لام: جار، یروا اعمالهم: جملہ فعلیہ تقدیر ان مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿فمن یعمل مثقال ذرة خیر ایره ومن یعمل مثقال ذرة شر ایره﴾

ف: تعریفیہ عاطفہ، من شرطیہ مبتدأ، یعمل: فعل با فاعل، مثقال ذرة: مبدل منہ، خیرا: بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، یرہ: فعل با فاعل و مفعول، ملکر جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، من شرطیہ مبتدأ، یعمل: فعل با فاعل، مثقال ذرة: مبدل منہ، شر: بدل، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ شرط، یرہ: جملہ فعلیہ جزا، ملکر جملہ شرطیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

اسلامی اور سائنسی لحاظ سے زلزلہ اور اس کے اسباب :

..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اذا زلزلت الارض زلزالها﴾ جب زمین تھر تھرا دی جائے جیسا کہ اس کا

قرقر نامی پہاڑ ہے (الزوال: ۱)۔ یعنی زمین میں جنبش پیدا ہونا، بل جانا زلزلہ کہلاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بزیلوی لکھتے ہیں: زلزلے کا اصلی سبب آدمیوں کے گناہ ہیں، اور پیدا یوں ہوتا ہے کہ ایک پہاڑ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے زمین کے اندر اندر سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں، جیسے بڑے درخت کی جڑیں دور تک اندر اندر پھیلتی ہیں، جس زمین پر معاذ اللہ زلزلہ کا حکم ہوتا ہے وہ پہاڑ اپنے اس جگہ کے ریشے کو جنبش دیتا ہے، زمین ہلنے لگتی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے ان مخلوقات میں سب سے پہلے قلم پیدا کیا اور اس سے قیامت تک کے تمام مقادیر لکھوائے اور عرش الہی پانی پر تھا، پانی کے بخارات اُٹھے ان سے آسمان جدا جدا بنائے گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے مچھلی پیدا کی، اس پر زمین بچھائی، زمین پر پُشت مانی پر ہے، مچھلی تڑپی، زمین جھونکے لینے لگی، اس پر پہاڑ جما کر بوجھل کر دی گئی، جیسا کہ فرمایا گیا: ﴿وَالْبِحَالُ ابْتِئَازًا﴾ اور پہاڑوں کو میخیں بنایا (النبا: ۷) ﴿وَالْقَبْیَ فِی الْاَرْضِ رُوْسٰی اِنْ تَمِیْدَ بِكُم﴾ اور اس نے زمین میں لنگر ڈالے کہ کہیں تمہیں لے کر نہ کاٹنے (الاحزاب: ۱)۔“

اب سوال یہ ہے کہ بسا اوقات خاص خاص مقام پر زلزلہ آتا، دوسری جگہ نہ آتا، اور جہاں ہوتا وہاں بھی شدت و خفت میں مختلف ہوتا، اس کا سبب وہ نہیں جو عوام بتاتے ہیں، سبب حقیقی تو وہی ارادۃ اللہ (یعنی اللہ کا ارادہ ہوتا) ہے، اور عالم اسباب میں باعث بندوں کے معاصی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مِّصْیَبٍ فَمَا کَسَبْتَ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوا عَنْ کَثِیْرٍ﴾ اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا (الشوری: ۳۰)۔

اور وجہ وقوع کو وہ قاف کے ریشے کی حرکت ہے، اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کو محیط ایک پہاڑ پیدا کیا ہے جس کا نام قاف ہے۔ کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں اس کے ریشے زمین میں نہ پھیلے ہوں، جس طرح پیڑ کی جڑ بالائے زمین تھوڑی سی جگہ میں ہوتی ہے اور اس کے ریشے زمین کے اندر اندر بہت دور تک پھیلے ہوتے ہیں کہ اس کے لئے وجہ قرار ہوں اور آندھیوں میں گرنے سے روکیں، پھر پیڑ جس قدر بڑا ہو گا اتنی ہی زیادہ دور تک اس کے ریشے گھیریں گے۔ جبل قاف جس کا دور تمام کرۂ زمین کو اپنے پیٹ میں لئے ہے اس کے ریشے ساری زمین میں اپنا جال بچھائے ہیں، کہیں اوپر ظاہر ہو کر پہاڑیاں ہو گئے، کہیں سطح تک آ کر ختم رہے جسے زمین سنگلاخ کہتے ہیں، کہیں زمین کے اندر ہے قریب یا بعید ایسے کہ پانی کی چوٹ سے بھی بہت نیچے۔ ان مقامات میں زمین کا بالائی حصہ دور تک نرم مٹی رہتا ہے جسے عربی میں سھل کہتے ہیں۔ ہمارے قرب کے عام بلاد ایسے ہی ہیں مگر اندر اندر قاف کے رگ دریشہ سے کوئی جگہ خالی نہیں، جس جگہ زلزلہ کے لئے اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے والعیاذ باللہ برحمۃ ثم برحمۃ رسولہ جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، قاف کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے وہاں کے ریشے کو جنبش دیتا ہے، صرف وہیں زلزلہ آئے گا جہاں کے ریشے کو حرکت دی گئی، پھر جہاں خفیف کا حکم ہے اس کے محاذی ریشہ کو آہستہ ہلاتا ہے اور جہاں شدید کا امر ہے وہاں بقوت، یہاں تک کہ بعض جگہ صرف ایک دھکا سا لگ کر ختم ہو جاتا ہے، اور اسی وقت دوسرے قریب مقام کے درود یو ارجھونکے لیتے، اور تیسری جگہ زمین پھٹ کر پانی نکل آتا ہے، یا عصف حرکت سے مادہ کبریتی مشتعل ہو کر شعلے نکلتے ہیں، چیخوں کی آواز پیدا ہوتی ہے اور زمین کے نیچے رطوبتوں میں حرارت شمس کے عمل سے بخارات سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں اور بہت جگہ دُخانی مادہ ہے، جنبش کے سبب منافذ زمین متعرج ہو کر وہ بخار و دُخان نکلتے ہیں، طبعیات میں پاؤں تلے کی دیکھنے والے انہیں کے آراء مروج کو سبب زلزلہ سمجھنے لگے حالانکہ ان کا خروج بھی سبب زلزلہ کا مسبب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک پہاڑ پیدا کیا جس کا نام قاف ہے وہ تمام زمین کو محیط ہے اور اس کے ریشے اس چٹان تک پھیلے ہیں جس پر زمین ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی جگہ زلزلہ لانا چاہتا ہے اُس پہاڑ کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے اس جگہ کے متصل ریشے کو لرزش و جنبش دیتا ہے



یہی باعث ہے کہ زلزلہ ایک بستی میں آتا ہے دوسری میں نہیں۔  
(الفتاویٰ الرضویہ معرجه، ج ۲۷، ص ۹۲ وغیرہ)  
آج کل لوگ سائنس کو بہت مانتے ہیں، مذہبی طبقے میں بھی اُس عالم دین کو پزیرائی ملتی ہے جو دینی علم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علم سے بھی آگاہی رکھتا ہو۔ سائنسی نقطہ نگاہ سے زلزلے کا سبب زمین کے نیچے پانی کا pressure (پریشر) بڑھ جانے سے زلزلہ آتا ہے۔ چنانچہ فروری ۲۰۱۰ء میں Central Chille میں بہت بڑا زلزلہ آیا، سائنسدانوں کے نزدیک اس کی وجہ Oceanic اور Continental plates کا ٹکراؤ تھا، اب سائنسدان اس سوچ میں پڑے ہیں کہ پانی ان کے مابین کیسے trape کرتا ہے جس کی وجہ سے پانی کا پریشر بڑھتا ہے اور یہی زلزلے کا سبب بنتا ہے۔ (shweta Iyer on) (28march,2014)

- زمین میں چار تہیں ہوتی ہیں، inner core (اندرونی تہ)، outer core (بیرونی تہ)، mantal (مینٹل) اور crust (کرسٹ)۔ پس mantal (مینٹل) اور crust (کرسٹ) کا اوپری حصہ زمین کی سطح پر ایک معمولی سی تہہ بناتے ہیں، مگر یہ معمولی سی تہہ ایک ٹکڑے میں نہیں ہوتی بلکہ کئی ٹکڑوں میں puzzle (پزل) کی صورت میں پائی جاتی ہے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ puzzle (پزل) کی صورت میں پائی جانے والی تہہ آہستہ آہستہ حرکت بھی کرتی ہے اور ایک دوسرے سے ٹکرانے کا عمل بھی جاری رہتا ہے۔ انہیں tectonic plates (ٹیکٹونک پلیٹس) کہتے ہیں اور ان کے کناروں کو plates boundaries (پلیٹ باؤنڈریز) کہتے ہیں۔ اور یہ باؤنڈریز کئی قسم کے faults (فالٹ) کی وجہ سے بنتی ہیں۔ اور دنیا بھر میں جتنے بھی زلزلے آتے ہیں ان میں سے اکثر اسی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ یہ باؤنڈریز کمزور اور کھردری ہوتی ہیں اور جب آپس میں ٹکراؤ کا عمل ہوتا ہے تو پھر نتیجے کے طور پر زلزلہ رونما ہوتا ہے۔ (Written by: lisa waldfor "the green frog news")

## زمین کا خزانے اگل دینا:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَاخْرَجْتَ الارضِ اثْقَالَهَا اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے﴾ (الزلزال: ۲)۔ یعنی زمین کی سطح کو بالکل ہموار کر دیا جائے گا اور کوئی اونچ نیچ نہ رہے گی، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر سطح زمین سے مل جائیں گے۔ مَر دے اور دیگر زمینی خزانے بلکہ سب کچھ ہی سطح زمین پر آجائے گا۔

☆..... سیدنا ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”مثل سونے چاندی کے زمین اپنے جگر کے ٹکڑے اگل دیگی، قاتل انہیں دیکھ کر (ازراہ حسرت) کہے گا کہ انہی کی وجہ سے میں نے قتل کیا تھا، رشتے نا طے توڑنے والا کہے گا کہ انہی کی وجہ سے میں نے تعلقات توڑے تھے، چور کہے گا کہ انہی کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا، پھر سبھی لوگ اس مال کو چھوڑ جائیں گے اور کوئی اس میں سے کچھ نہ لے گا۔“  
(صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب ترغیب فی الصدقة، رقم: (۲۲۳۰) / ۱۰۱۲، ص ۴۶۰)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار، اور سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے والا، اور پہلا شفیع اور پہلا وہ جس کی شفاعت قبول ہو۔“  
(سنن ابو داؤد، کتاب السنۃ، باب: فی التخییرین الانبیاء، رقم: ۴۶۷۳، ص ۸۷۵)

## زمین کا انسانی اعمال کی خبر دینا:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿یومئذ تحدث اخبارها اس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی﴾ (الزلزال: ۴)۔ جو کچھ بھی زمین پر اچھے یا بُرے اعمال ہوئے ہیں، زمین اُس کی گواہی دے گی، اس بارے میں دو اقوال ہیں چنانچہ ایک قول کے مطابق اللہ ﷻ زمین پر ہونے والے اچھے یا بُرے اعمال کی خبر دے گا یا پھر انسان ہی اس پر ہونے والے اچھے یا بُرے اعمال کی خبر دے گا۔ کلام کرنے والا کون

ہوگا اس بارے میں مفسرین کرام کے تین اقوال پائے جاتے ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ زمین کو حیوان ناطق بنا دیگا پس وہ کلام کرے گی۔ (۲)..... اللہ ﷻ زمین میں کلام کی طاقت پیدا کر دے گا۔ (۳)..... اس سے جو چیز صادر ہوگا وہ کلام کے قائم مقام ہوگا۔

امام ماوردی کہتے ہیں کہ اس فرمان بالا میں تین اقوال پائے جاتے ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿تحدث اخبارها﴾ اپنی خبریں بتائے گی (الزلزال: ۱) یعنی زمین کی پشت پر بندوں کے اعمال کے اعتبار سے خبریں دینا مراد ہے، اور یہی ابو ہریرہؓ کی حدیث سے بھی ثابت ہے اور یہ بوقت قیامت زلزلہ آنے کے وقت میں ہوگا۔ (۲)..... زمین اپنے خزانے باہر نکال پھینکے گی، یہ قول محیی بن سلام کا ہے اور ان کے گمان کے مطابق زلزلہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ (۳)..... قیامت کے قائم ہونے کے وقت ایسا ہوگا کہ انسان کہے گا: میرے لئے کیا ہے؟ پس ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ اُسے خبر دی جائے گی کہ دنیا کی زندگی ختم ہو چکی ہے اور آخرت کی زندگی شروع ہونے والی ہے، پس لوگوں کے لئے ان کے سوال کے مطابق جواب ہونگے اور کافروں کے لئے وعیدات اور مومنین کے لئے ڈرانے والی خبریں ہوں گی۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۳۸)

☆..... سید عالم ﷺ نے متذکرہ بالا آیت تلاوت فرمائی، پھر فرمایا: ”کیا تم اس کی درایت رکھتے ہو؟“ صحابہ عرض گزار ہوئے کہ اللہ ﷻ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، پھر فرمایا: ”زمین کی خبریں یہ ہیں کہ زمین ہر بندے یا غلام کے عمل خیر و شر کی خبر دے گی جو اُس نے اس روئے زمین پر کیا ہے، وہ کہے گی کہ فلاں فلاں عمل اس طرح کیا ہے، فرمایا یہی زمین کی خبریں ہیں۔“

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر، باب سورة زلزال، رقم: ۳۳۶۴، ص ۹۶۸)

## ذرے ذرے کا حساب ہونا:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره﴾ تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے لے گا (الزلزال: ۸۶۷)۔ چوٹی سے بھی کم ذرے کا حساب دینا ہے، مٹی جیسے ذرے بلکہ اس سے بھی کم مقدار میں کوئی چیز ہو، چاہے نیکی ہو یا بدی، انسان مکلف بنا کر بھیجا گیا ہے لہذا اُسے حساب دینا ہے۔ لیکن یہ سوال اپنی جگہ قائم ہے کہ ذرے کی مقدار کے برابر نیکی و بدی کی جزاء و سزا کا معنی کیا ہے؟ پس مفسرین کرام نے اس کے چند جوابات دیئے ہیں: (۱)..... احمد بن کعب القرظی کہتے ہیں پس کافر کو بالکل چھوٹی سی نیکی کا اجر دینا ہی میں دے دیا جائے گا اور اُس کے لئے آخرت میں کچھ نہیں ہے، اور یہی قول حضرت ابن عباس سے بھی مروی ہے۔ اور اس قول کی تائید سید عالم ﷺ کے اس فرمان سے بھی ملتی ہے: ”اے ابو بکرؓ! میں (کسی مومن کے بارے میں) نہیں دیکھتا کہ دنیا میں کوئی ذرہ برابر بدی کو ناپسند کرتا ہو اور اللہ ﷻ اُس کی ذرہ بھر نیکی کو بچا رکھتا ہو یہاں تک کہ وہ مرنے کے بعد قیامت میں پیش ہو جائے۔“ (۲)..... کوئی ایسا مومن یا کافر نہیں ہے جو نیکی یا بدی اختیار کرتا ہو مگر خاص اللہ ﷻ ہی کے لئے، پس مومن کے گناہ اللہ ﷻ معاف فرماتا ہے اور اس کی نیکیاں لکھ رکھتا ہے اور کافر کی نیکی رد کر دی جاتی ہے اور اس کے گناہ پر اُسے عذاب دیا جاتا ہے۔ (۳)..... پس جس نے نیکی کا کوئی کام کیا اُس کے لئے وہ نیکی سعادت بن جائے گی اور جس نے بُرائی کو اختیار کیا تو اُس کے لئے وہ بُرائی شقاوت و بربادی ہو جائے گی۔

(الرازی، ج ۱، ص ۲۵۷، الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۳۲۴)

## اغراض:

او مدنیہ: حضرت ابن عباس اور قتادہ رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق۔ تحریکھا الشدید: کوئی چیز بھی ٹھہرنہ سکے گی، پہاڑ، درخت اور عمارتیں سب ہلنے لگیں گی۔ حرکت لقیام الساعة: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، پہلے قول کے مطابق نوحہ اولی کے وقت زلزلہ

آئے گا اور اس کی صراحت اس آیت سے بھی ہوتی ہے: ﴿ان زلزلة الساعة شىء عظيم يوم ترونها تذهل كل مرضعة عما أرضعت﴾ (المع: ۱) ﴿اور یہی جمہور کا قول ہے، جب کہ دوسرے قول کے مطابق نوحہ ثانیہ مراد ہے اور اس قول کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے: ﴿تحدث اخبارها﴾ یعنی بعد نفعہ ثانیہ تمام شہادتیں ظاہر ہو جائیں گی اور لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے اور اللہ ﷻ کے فرمان: ﴿واخرجت الارض النقالها﴾ میں اقبال ہیں۔

الکافر بالبعث: مومن کا حال یہ نہ ہوگا کیونکہ مومن مرنے کے بعد اٹھائے جانے کے انکار ہی نہیں ہیں بلکہ مومن کا اعتراف ان الفاظ میں ہوگا: ﴿هذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون﴾ (ہر: ۵۲)۔

انکار التلک الحاله: مناسب یہ ہے کہ کافروں کا یہ انکار تعجب کی وجہ سے ہو کیونکہ جب کوئی چیز وقوع پذیر ہو ہی جائے تو پھر تعجب کے سوا باقی کیا بچتا ہے؟۔

فی الحدیث: سید عالم ﷺ نے یہ آیت: ﴿یومئذ تحدث اخبارها﴾ تلاوت فرمائی اور فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ کوئی خبریں مراد ہیں؟ لوگ بولے نہیں: اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، فرمایا: ”خبر یہ ہے کہ ہر بندہ یا غلام جس نے جو بھی اس زمین پر کیا ہوگا گواہی دے گا، اور یہ زمین کہے گی کہ مجھ پر فلاں فلاں عمل کیا گیا۔“

من موقف الحساب: یعنی اپنے رب کے پاس قبروں سے لوٹیں گے۔ زنة نمرة صغيرة: ان میں سے ہر سو کا وزن ہو کے دانے کے برابر ہوتا ہے۔ اور چار ذرات رانی کے دانے کے وزن کے برابر ہونگے۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۳۱۴)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة العاديات مكية او مدنية وهى احدى عشرة آية (سورة عاديات کی یاد دہانی ہے اس میں گیارہ آیتیں ہیں)

### تعارف سورة العاديات

اس سورت میں ایک رکوع، گیارہ آیتیں، چالیس کلمات اور ایک سو تیرھ حروف ہیں، امام ابو عبیدہ نے حسن بصری سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اذا زلزلت الارض“ نصف قرآن ہے اور العاديات نصف قرآن کے برابر ہے (الدر المستور، ج ۸، ص ۴۷)۔ اس سورت میں متعدد قسمیں کھا کر اللہ ﷻ نے چند حقائق کی نقاب کشائی فرمائی۔ پہلے تو یہ بتایا کہ انسان اپنے پروردگار کا کتنا ناشکرا ہے کہ اس کا کھاتا ہے اور اس کی زمین پر ہی رہتا اور اس کی ہوا میں سانس لیتا ہے لیکن اس کا شکر ادا نہیں کرتا، نہ اس کی عبادت و اطاعت کرتا ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ انسان آج دولت کی ہوس میں گھر چکا ہے کہ وہ اس کو حاصل کرے اور بہت زیادہ جمع کرے لیکن جس نے یہ سب دیا ہے اس کو ہی بھول بیٹھا ہے اسے اتنی خبر بھی نہیں کل قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ انسان کو ترغیب دلائی گئی کہ وہ اعمال صالحہ کرے تاکہ کل قیامت کے دن سرخرو ہو سکے، اور برے اعمال سے ڈرایا گیا ہے۔

رکوع نمبر: ۲۵

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿وَالْعَادِيَات﴾ ﴿الْخَيْلِ تَغْذُو فِي الْغُرُوتِ تَضْبَحُ﴾ ﴿ضَبْحًا﴾ ﴿هُوَ صَوْتُ﴾  
﴿أَجْوَاهِهَا إِذَا عَدَتْ﴾ ﴿فَالْمُورِيَّتِ﴾ ﴿الْخَيْلِ تُوْرِي النَّارَ﴾ ﴿قَدْ حَا﴾ ﴿بِحَوْأِهَا إِذَا سَارَتْ فِي الْأَرْضِ ذَاتِ﴾  
﴿الْحِجَارَةِ بِاللَّيْلِ﴾ ﴿فَالْمَغِيرَتِ صَبْحًا﴾ ﴿الْخَيْلِ تُغِيرُ عَلَى الْعَدُوِّ وَقْتُ الصُّبْحِ﴾  
﴿بِاغَارَةِ أَصْحَابِهَا﴾ ﴿فَائِرْنَ﴾ ﴿مَيْحَنَ﴾ ﴿بِه﴾ ﴿بِمَكَانٍ غَدَوْنَهُنَّ أَوْ بِذَلِكَ الْوَقْتِ﴾ ﴿نَقَعَا﴾  
﴿غَبَارًا بِشَلَّةٍ حَرَكِيَّهِنَّ﴾ ﴿فَوْسَطْنَ بِه﴾ ﴿بِالنَّقْعِ﴾ ﴿جَمَعَا﴾ ﴿مِنْ الْعَدُوِّ أَيْ صِرْنَ وَسَطَهُ وَعَظَفَ الْفِعْلُ﴾  
﴿عَلَى الْإِسْمِ لِأَنَّهُ فِي تَأْوِيلِ الْفِعْلِ أَيْ وَاللَّاهِي غَدَوْنَ فَأَوْرَيْنَ فَأَغْرْنَ﴾ ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ﴾ ﴿أَيْ الْكَافِرَ﴾ ﴿لِرَبِّهِ﴾  
﴿لَكَنُودٌ﴾ ﴿لِكَفُورٍ يَجْحَدُ نِعْمَةَ تَعَالَى﴾ ﴿وَإِنَّهُ عَلَى ذَلِكَ﴾ ﴿أَيْ كُنُوزِهِ﴾ ﴿لَشَهِيدٌ﴾ ﴿يَشْهَدُ عَلَى نَفْسِهِ﴾  
﴿بِضَيْعِهِ﴾ ﴿وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ﴾ ﴿أَيْ الْمَالِ﴾ ﴿لَشَدِيدٌ﴾ ﴿أَيْ لَشَدِيدِ الْحُبِّ لَهُ فَيَخْلُ بِه﴾ ﴿أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا﴾  
﴿بُعِثَ﴾ ﴿أَيُّزٌ وَأُخْرِجَ﴾ ﴿مَا فِي الْقُبُورِ﴾ ﴿مِنْ الْمَوْتَى أَيْ بُعِثُوا﴾ ﴿وَحْصَلُ﴾ ﴿بَيْنَ وَأَفْرَزَ﴾ ﴿مَا فِي﴾  
﴿الْصُّدُورِ﴾ ﴿الْقُلُوبِ مِنَ الْكُفْرِ الْإِيمَانِ﴾ ﴿إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ﴾ ﴿لَعَالِمٌ﴾ ﴿فَيَجَازِيهِمْ عَلَى كُفْرِهِمْ﴾  
﴿أَعْيِذُ الضُّمِيرِ جَمْعًا نَظَرَ الْمَعْنَى الْإِنْسَانِ وَهَذِهِ الْجُمْلَةُ دَلَّتْ عَلَى مَفْعُولٍ يَعْلَمُ أَيْ أَنَا نُجَازِيهِ وَقَدْ﴾  
﴿مَا ذِكْرُ وَتَعْلُقُ خَبِيرٌ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ تَعَالَى خَبِيرٌ ذَاتِمَالٍ لِأَنَّهُ يَوْمُ الْمُجَازَاةِ﴾

### ترجمہ

قسم دوڑنے والے (گھوڑوں) کی (جو جنگ میں دوڑتے ہیں اور آواز نکلتی ہے سینے سے) خوب آواز ”ضبحا“ گھوڑوں کے سینوں سے حملہ کرتے وقت نکلنے والی آواز کو کہتے ہیں) پھر آگ نکالنے والے (گھوڑے جو کہ آگ نکالتے ہیں) سم مار کر (یعنی بوقت رات جب وہ پھر لی زمین پر چلنے کے دوران سم مارتے ہیں تو آگ نکلتی ہے) پھر صبح کو تاراج کرنے والے (یعنی وہ گھوڑے جو صبح کو



دشمنوں کو تخت و تاراج کر دیتے ہیں) غبار اڑاتے ہیں (السن بمعنی مہجن ہے) اس میں (یعنی اپنے دشمن کے مقام میں یا اس وقت اپنی شدید حرکت کے ذریعے سے "نقعا" غبار کو کہتے ہیں) پھر اس کے ساتھ (یعنی غبار کے ساتھ) بیچ میں پہنچ جاتے ہیں (دشمن) کے لشکر کے (یعنی دشمن کے لشکر کے درمیان میں پہنچ جاتے ہیں)۔۔۔۔۔ اور یہاں فعل کا عطف اسم پر ہے کہ یہ اسم تاویل فعل میں ہے یعنی یہ "اللائی عدون فاورین فاغرن" کے معنی میں ہے (بیشک انسان (یہاں الانسان سے مراد کافر ہے) اپنے رب کا بڑا شکر ہے (اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتا ہے، کسود بمعنی کفور ہے)۔۔۔۔۔ اور بیشک وہ اس پر (یعنی اپنی اس ناشکری پر) خود گواہ ہے (یعنی اپنے عمل کے ذریعے خود اپنے خلاف گواہی دے رہا ہے) اور بیشک وہ خیر (یعنی مال کی چاہت میں) ضرور سخت ہے (یعنی مال سے شدید محبت کرنے والا ہے اور مال خرچ کرنے میں بخل کرنے والا ہے)۔۔۔۔۔ تو کیا نہیں جانتا جب اٹھائے جائیں گے (بعشر بمعنی انیسر و اخروج ہے) جو قبروں میں ہیں (یعنی مردے یعنی مردوں کو اٹھایا جائے گا) اور کھول دی جائے گی (حاصل بمعنی بین و افوز ہے) جو سینوں (یعنی دلوں) میں ہے (یعنی کفر و ایمان) بیشک ان کے رب کو اس دن ان سب کا علم ہے (خبیر بمعنی عالم ہے، پس وہ انہیں کفر کا بدلہ دے گا یہاں ضمیر جمع کا مادہ "انسان" کے معنی کی رعایت کرتے ہوئے ذکر کیا گیا ہے اور یہ جملہ "یعلم" کے مفعول پر دلالت کر رہا مفعول مقدر یہ ہے "انسان جازیہ وقت ماذکر" اور "خبیر" کا "یومئذ" سے تعلق ہے اور اللہ ہمیشہ سے باخبر ہے کہ قیامت کے دن کا بھی وہ خیر ہے جو کہ بدلہ دیئے جانے کا دن ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿و العدیت ضبحا فالموریت قدحا فالغیرت صبحا فاثرون به نقعا فوسطن به جمعا ان الانسان لربہ لکنود﴾  
و: جار، العدیت: اسم فاعل، "هن" ضمیر ذوالحال، ضبحا: حال، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، الموریت: اسم فاعل، "هن" ضمیر ذوالحال، قدحا: حال، ملکر فاعل، ملکر شبہ جملہ معطوف اول، ف: عاطفہ، الغیرت: اسم فاعل، بافاعل، صبحا: ظرف، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "عدون فاورین فاغرن"، اثنون به: فعل بافاعل و ظرف لنو، نقعا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ف: عاطفہ، و وسطن به جمعا: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر فعل محذوف پر معطوف ہے، ملکر "اللائی" موصول محذوف کا صلہ "ای فلالائی عدون فاورین فاغرن فاثرون به جمعا فوسطن به جمعا" موصول صلہ، ملکر معطوف ثالث، ملکر مجرور، ملکر فعل محذوف "اسم" کیلئے ظرف متقرر، ملکر جملہ فعلیہ، ان الانسان: حرف مشبہ و اسم، لربہ: ظرف لغو مقدم، لام: تاکیدیہ، کنود: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ۔

﴿وانه علی ذلک لشہید وانه لحب الخیر لشدید﴾

و: عاطفہ، انه حرف مشبہ و اسم، علی ذلک: ظرف لغو مقدم، لام: تاکیدیہ، شہید: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، انه حرف مشبہ و اسم، لحب الخیر: ظرف لغو مقدم، لام: تاکیدیہ، شدید: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿افلا یعلم اذا بعث مافی القبور و حصل مافی الصدور﴾

همزہ: حرف استفہام، ف: عاطفہ معطوف علی محذوف "ایفعل ما یفعل من السمقناج" لا یعلم: فعل نفی بافاعل، اذا: مضاف، بعث: فعل مجہول، مافی القبور: موصول صلہ، ملکر نائب الفاعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، حصل: فعل مجہول، مافی الصدور: موصول صلہ، ملکر نائب فعل، ملکر جملہ فعلیہ معطوف، ملکر مضاف الیہ، ملکر

طرف، بلکہ جملہ فعلیہ۔

﴿ان رہم بہم یومئذ لمحیر﴾

ان رہم بہم: حرف مشبہ واسم، بہم، ظرف للمقدم، یومئذ، ظرف مقدم، لام، تاکیدیہ، محیر، صفت مشبہ بافاعل، بلکہ شبہ جملہ ہو کر خبر، بلکہ جملہ اسمیہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

### گھوڑے کی مختلف خصوصیات کے ساتھ قسم کھانے کی وجوہات:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والعدیت ضبعا فالموریت قدحا فالغیرات صبعا فالثرون بہ نقعا فوسطن بہ جمعا﴾ قسم ہے ان کی جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہوئی پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر پھر مرجھتے تاراج کرتے ہیں پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں پھر دشمن کے پیچ لشکر میں جاتے ہیں (العادیات: ۵۸-۵۹)۔

والعدیت ضبعا: العدیات کی اصل العادوات، واو کو یاء کے ساتھ تبدیل کیا گیا ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿والعدیت ضبعا﴾ قسم ان کی جو دوڑتے ہیں آواز نکلتی ہوئی (العادیات: ۵۸) کہ یعنی گھوڑے کے سانس لینے کی آواز کو کہتے ہیں جسے ضباح سے تعبیر کیا گیا ہے مراد لومڑی کی سی آواز ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اس سے مراد دشمن کی سرسراہٹ کی آواز ہے، اور ایک قول کے مطابق عود لکڑی کو جلانا ہے اور اسے دشمن سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے جس طرح آگ کو کثرت حرکت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (المفردات، ص ۲۹۵)

فالموریت قدحا: الایواء بمعنی اخراج النار ہے۔ کبھی کے قول کے مطابق پتھریا کسی اور چیز کو باہم رگڑنے سے آگ نکلتا، یا مجاہدین کا وہ دستہ مراد ہے جو جنگ سے واپس آئے ہوں اور کھانے کے لئے آگ جلاتے ہوں۔ (الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۳۰۰)

صبعا: یعنی نہار کا اول وقت صبح کہلاتا ہے، مراد وہ وقت ہے جس میں شمس کے چھپے ہونے کے باعث اُفق سرخ ہوتا ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الیس الصبح بقریب کیا صبح قریب نہیں (مود: ۸۱)﴾، ﴿فلساء صباح المنذرین تو ڈرائے گیوں کی کیا ہی بری صبح ہوگی﴾ (الصافات: ۱۷۷) اور یونہی فرمایا: ﴿فالغیرات صبعا پھر مرجھتے تاراج کرتے ہیں﴾ (العادیات: ۶۰)۔ (المفردات، ص ۲۷۷)

فالثرون بہ نقعا: یہاں نقعا بمعنی الغبار ہے یعنی مٹی اور گرد و غبار اڑانا، گھوڑوں کا اپنے سوں سے مٹی و غبار کے آثار پیدا کرنا۔

فوسطن بہ جمعا: دشمنوں میں گھس گئے یا کافروں کی جماعت میں گھس گئے، مجاہدین کا اپنے گھوڑوں سمیت دشمنوں کی جماعت میں گھس جانے کو کہتے ہیں۔ ایک قول مٹی کی جانب روانہ ہونے والے اونٹ بھی لیا گیا ہے۔ (الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۳۳۲ وغیرہ)

انام رازی لکھتے ہیں: اللہ ﷻ نے گھوڑے کی قسم اس لئے ارشاد فرمائی ہے کہ گھوڑے میں اپنے مد مقابل دشمن کو طلب کرنے، حملہ کرنے، تیزی دکھانے وغیرہ کے بارے میں جو خصوصیات پائی جاتی ہیں وہ دیگر حیوانات میں نہیں پائی جاتی۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی گمان کرے کہ

گھوڑا دشمن کو جنگ کی جانب مائل کرنے میں معاون ہوتا ہے تاکہ مد مقابل کا مال غنیمت حاصل ہو جائے اور یہ بھی گمان کیا جاسکتا ہے کہ برائے مصلحت گھوڑے میں مد مقابل دشمن سے بھاگ جانے کی صفت پائی جاتی ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ دونوں گمان

کے نتیجے میں غنیمت کی سلامتی فقط ایک صورت میں پائی جاتی ہے۔ اللہ ﷻ نے یہاں غازی گھوڑے کی قسم ارشاد فرمائی ہے کیونکہ اس میں دینی و دنیاوی کئی منافع کا فرماں ہیں، اور اس میں تنبیہ ہے کہ انسان گھوڑے کو زینت اور تفاخر کی غرض سے نہیں بلکہ دینی منفعت

کے لئے رکھے جو کہ جہاد وغیرہ جنگی امور میں کام آئے اور اس معنی کی تنبیہ اللہ ﷻ نے دیگر مقامات پر بھی فرمائی ہے چنانچہ فرمایا: ﴿والخیل والبغال والحمیر لعلکم ہوا وزینۃ اور گھوڑے اور ٹھہر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے وہ

پیدا کرے گا (النمل: ۸)۔

(الرازی، ج ۱، ص ۲۵۹)

## انسان میں ”کنود“ والی صفت ہونا :

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان الانسان لربه لکنود بیشک آدمی اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے﴾ (العنکبوت: ۲۶)۔ یعنی انسان کی طبیعت میں کفرانِ نعمت کرنا ہے، ابن عباس کہتے ہیں کہ کنود کے معنی نعمت خداوندی کی ناشکری کرنا ہے، حسن کہتے ہیں کہ مصائب کا ذکر کرے اور نعمتوں کو بھول جائے یہی کنود ہے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ایسے امور بجالائے جو اسے شکر سے روکے رکھیں۔ ایک قول یہ ہے کہ نعمت میں ہٹ دھرمی کرنا۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ یہاں انسان سے مراد کافر ہے، جو کہ کفر اختیار کرتا ہے اور اسی طرح زمین سے ملنے والی نعمت سے بھی ناشکری کے ذریعے کفر اختیار کرتا ہے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئی۔ ابوبکر واسطی کہتے ہیں کہ الکنود سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ ﷻ کی نعمت کو اللہ ﷻ کی نافرمانی میں خرچ کرتے ہیں۔ ابوبکر و راق کہتے ہیں کہ الکنود سے مراد یہ ہے کہ جو نعمت کو اپنی ذات میں ملاحظہ کرے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جو نعمت کی جانب تو دیکھے لیکن نعمت دینے والے کو فراموش کر دے۔ ایک قول یہ ہے کہ کنود یہ ہے کہ جب کوئی بُرائی پہنچے تو جزاء و نزع کرے اور جب کوئی نعمت ملے تو شکر نہ کرے۔ پس نبی کریم ﷺ نے بھی کنود کو احوال مذمومہ و غیر محمودہ کی جانب قرار دیا ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۵۰)

☆..... حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے اپنے اصحاب سے استفسار فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ کنود کون ہوتا ہے؟“ جواب دیا: اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، فرمایا: ”وہ شخص جو اپنے غلام کو مارتا ہو، سہارا دینے سے باز رکھتا ہو اور اکیلا کھاتا ہو۔“

(الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۲۳۷)

## بخل کی مذمت میں فرامینِ مصطفیٰ ﷺ :

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وانه لحب الخیر لشدید اور بیشک وہ مال کی چاہت میں ضرور کڑا (تیز) ہے﴾ (العنکبوت: ۸)۔ مفسرین کرام شدید بمعنی بنخیل لیتے ہیں۔

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن اس کی دو خصلتیں جوان رہتی ہیں: مال کی حرص اور لمبی عمر کی حرص۔“

(صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب: کراهۃ الحرص علی رقم: (۲۲۹۹)/۱۰۶۷، ص ۴۷۳)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”بوڑھے کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان رہتا ہے: زندگی اور مال کی محبت۔“

(المرجع السابق، رقم: (۲۳۰۰)/۱۰۶۷)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”بندے کے دل میں کبھی لالچ اور ایمان اکٹھے نہیں ہو سکتے۔“

(سنن النسائی، کتاب الجہاد، باب: فضل من عمل فی رقم: (۳۱۱۲)، ص ۷۴۱)

## اغراض:

مکیۃ اور مدنیۃ: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق مکی اور ابن عباس کے قول کے مطابق مدنی ہے۔ الخویل تعدو فی الغزو: یعنی دشمن پر لڑائی جلدی کرتا ہے، اور انہیں بطور کنایہ جنگ میں دوڑنے اور ان کی تعظیم کرنے کا بیان کیا گیا ہے۔ وتضییح: اس میں اشارہ ہے کہ مضیحا محذوف فعل کی بناء پر منصوب ہے، اور وہ فعل العادیات کے سے حال ہے۔

هو صوت اجوافها: یعنی وہ آواز جو گھوڑے کے سینے سے دشمن کے مقابلے کے وقت میں نکلتی ہے، اور اس میں نرمی نہیں ہوتی۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کسی چوپائے کی آواز ایسی نکلتی جیسی دشمن کے مقابلے گھوڑے، کتے اور لومڑی کی نکلتی ہے اور یہ وہ

حیوانات ہیں کہ ان کے حالات غم و تکلیف کے وقت میں بدل جاتے ہیں۔

وقت الصبح: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿صباحاً﴾ ظریت کی وجہ سے منصوب ہے۔ الصبح: مراد وہ وقت ہے جو دشمن پر حملہ کرنے کا ہوتا ہے کیونکہ رات گزرنے کے بعد دشمن کا صحیح شعور پیدا ہو جائے اور قرار و سکون کے ساتھ صبح یہ دیکھا جاتا ہے کہ کون مد مقابل آتا ہے اور کون راہ فرار اختیار کرتا ہے۔

بمکان عدوہن: ضمیر کا اعادہ امکان کی جانب کیا گیا ہے اگرچہ اس کا ذکر پہلے نہیں ہوا کیونکہ دشمن کے لئے مکان کا پایا جانا ضروری ہے۔ او بذلک الوقت: مراد صبح کا وقت ہے، پس دو تفسیریں اور ہر ایک میں ”باء“ سے مراد ﴿بہ﴾ بمعنی فی ہے۔ بالنقع: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿بہ﴾ میں موجود ضمیر ”النقع“ کی جانب عائد ہے اور باء ملا بست کے لئے ہے، مراد یہ ہے کہ عین دشمنوں کے وسط میں پہنچ کر غبار اڑاتے ہیں۔

الکافر: دو جوہات میں سے ایک ہے، جب کہ دوسری وجہ ﴿الانسان﴾ بمعنی الجنس ہے، یعنی انسان فطرت پر پیدا کیا گیا ہے مگر یہ کہ جسے اللہ تعالیٰ سے بچائے۔ بصرہ: میں باء سیبہ ہے اور مراد اے عمل پر گواہی دینا ہے۔ لکفور: یعنی کفران نعمت کرتا ہے، حدیث میں ہے: ”بخیل شخص خود کھاتا ہے لیکن دوسروں پر خرچ نہیں کرتا“۔

دلت علی مفعول یعلم: مراد محذوف ہے جو کہ ﴿اذ﴾ کا عامل ہے اور ﴿یومئذ﴾ میں توین عوضی ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: ”یوم اذا بعثر ما فی القبور وحصل ما فی الصدور وهو یوم القيامة“۔ وقت ما ذکر: یعنی قبروں سے نکالے جانے اور سینوں میں پوشیدہ راز کے بیان کرنے میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿اذ﴾ ظریت بمعنی وقت ہے، شرطیہ نہیں ہے۔

وتعلق خبیر بیومئذ: اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے، پھر یہ کیوں کہا گیا؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ علم کا اطلاق اور مجاز کا ارادہ کرنے کی غرض سے کہا گیا ہے پس ﴿لخبیر﴾ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزاء دیگا، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جزاء کا منعقد ہونا قیامت کے دن کے ساتھ مشروط ہے جس کی دلیل اس فرمان میں بھی ملتی ہے: ﴿اولئک الذین یعلم اللہ ما فی قلوبہم﴾ (نساء: ۶۲) بمعنی یجاز بہم ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۳۱۷ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**



## سورة القارعة مسکية وهى ”۱۱“ او ثمان آیات

(سورة القارعة کی ہے اس میں گیارہ یا آٹھ آیتیں ہیں)

### تعارف سورة القارعة

اس سورت میں ایک رکوع، گیارہ آیتیں، چھتیس کلمے اور ایک سو پانچ حروف ہیں۔ سورہ الزلزال میں لوگوں کو قیامت سے خبردار کیا، اور اب اس سورت میں قیامت کے ہولناک منظر کو بیان کیا گیا جو بروز قیامت رونما ہوگا۔ لوگ بکھرے پڑے ہوں گے اور پہاڑ رنگین روٹی کی طرح ہوا میں اڑ رہے ہوں گے۔ پھر ارشاد فرمایا جس شخص کے اچھے اعمال کا پلڑا اس روز بھاری ہوگا صرف اسی کو ہی خوش و خرم زندگی ملے گی۔ لیکن جس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا وہ وادی ”ہاویہ“ میں پھینک دیا جائے گا۔

رکوع نمبر: ۲۶

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿القارعة﴾ (۱) ﴿أَيُّ الْقِيَامَةِ أَلَيْسَ تُقَرَّعُ الْقُلُوبُ بِأَهْوَالِهَا﴾ ﴿مَا الْقَارِعَةُ﴾ (۲) ﴿تَهْوِيلٌ لِشَانِهَا وَهَمَامُ مَبْتَدَاءِ وَخَبَرٌ خَبَرُ الْقَارِعَةِ﴾ ﴿وَمَا أَدْرَاكَ﴾ ﴿أَعْلَمَكَ﴾ ﴿مَا الْقَارِعَةُ﴾ (۳) ﴿زِيَادَةٌ تَهْوِيلٌ لَهَا وَمَا الْأُولَى مُبْتَدَاءٌ وَمَا بَعْدُهَا خَبَرٌ وَمَا الثَّانِيَّةُ وَخَبَرُهَا فِي مَحَلِّ الْمَفْعُولِ الثَّانِي لِأَدْرَى﴾ ﴿يَوْمٌ﴾ ﴿نَاصِبَةٌ ذَلَّ عَلَيْهِ الْقَارِعَةُ أَيْ تَقَرَّعُ﴾ ﴿يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ﴾ (۴) ﴿كَفَوَّعَاءِ الْجَرَادِ الْمُنْتَثَرِ يَمْوُجُ بَعْضُهُمْ فَيَعْبُضُ لِلْخَيْرَةِ إِلَى أَنْ يُدْعَوِ الْجَحْشَ﴾ ﴿وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ﴾ (۵) ﴿كَالْصُوفِ الْمَنْدُوبِ فِي خِفَّةِ سَيْرِهَا حَتَّى تَسْتَوِيَ مَعَ الْأَرْضِ﴾ ﴿فَمَا مَنِ ثَقُلَتْ مَوَازِينَهُ﴾ (۶) ﴿بَيِّنٌ رَجَحَتْ حَسَنَاتُهُ عَلَى سَيِّئَاتِهِ﴾ ﴿فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ﴾ (۷) ﴿فِي الْجَنَّةِ أَيْ ذَاتِ رِضَى بَأَن يَرْضَاهَا أَيْ مَرْضِيَّةٌ لَهُ﴾ ﴿وَمَا مِنْ خِفَتِ مَوَازِينَهُ﴾ (۸) ﴿بَيِّنٌ رَجَحَتْ سَيِّئَاتُهُ عَلَى حَسَنَاتِهِ﴾ ﴿فَمَا هُيَ﴾ ﴿فَمَسْكَنَةٌ﴾ ﴿هَآوِيَةٌ﴾ (۹) ﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَ﴾ (۱۰) ﴿أَيْ مَا هِيَ هِيَ﴾ ﴿نَارٌ حَامِيَةٌ﴾ (۱۱) ﴿شَدِيدُ الْحَرَارَةِ وَهَآوِيَةٌ لِلْسُّكُوتِ تَثْبُتُ وَصَلَاؤُ وَوَقْفًا وَفِي قِرَاءَةٍ تَحْذُفُ وَصَلَاً﴾

### ﴿ترجمہ﴾

دہلانے والی (یعنی قیامت جس کے احوال سے دل دھلتے ہوں گے) کیا وہ دہلانے والی (اس کے احوال کی شدت کے بیان کے لیے اسے بصورت استفہام ذکر کیا گیا ہے، یہ دونوں مبتدایں اور اس کی خبر القارعة ہے) اور تو نے کیا جانا کیا ہے دہلانے والی (اسے قیامت کی ہولناکیوں کی زیادت کو بیان کرنے کے لیے ذکر کیا گیا ہے..... پہلا والا ”ما“ مبتدایہ اور اس کا مابعد خبر بن رہا ہے اور دوسرا والا ”ما“ ”ادوی“ کے مفعول ثانی کے محل میں واقع ہے) جس دن (یوم) کا ناصب وہ فعل ہے جس پر ”القارعة“ دلالت کر رہا ہے یعنی ”تقَرَّع“ (ادوی ہوں گے جیسے پھیلے پتے) (حیرانی و پریشانی کے عالم میں لوگوں کا ایک ریلا دوسرے پر آ رہا ہوگا حتیٰ کہ لوگوں کو حساب کتاب کے لیے بلایا جائے گا.....) اور پہاڑ دھکی دھکی اودن (العہن المنفوش بمعنی الصوف المنندوف ہے، یعنی تیزی سے اڑنے میں پہاڑ دھکی دھکی اودن کی طرح ہوں گے حتیٰ کہ وہ زمین کے ساتھ برابر ہو جائیں گے.....) تو جس کی تولیس بھاری ہوئیں (یوں کہ اس کی نیکیاں برائیوں پر غالب آئیں) وہ تو سن مانے عیش (یعنی جنت) میں ہیں (راضیہ بمعنی ذات رضا ہے، یعنی بندہ اس سے راضی ہوگا یعنی وہ عیش اس کے لیے پسندیدہ ہوگا.....) اور جس کی تولیس ہلکی پڑیں (یوں

کہ اس کی برائیاں نیکیوں پر غالب آگئیں) تو اس کا ٹھکانہ (امہ بمعنی مسکنہ ہے) حاویہ ہے..... اور تو نے کیا جانا کیا حاویہ  
 ("ماہیہ" اصل میں "ماہاویہ" ہے وہ) شدید حرارت والی آگ ہے ("ہیہ" کی حاویہ وصل ووقف دونوں حالت میں ثابت  
 رہے گی اور ایک قرأت میں بحالت وقف اسے حذف کیا گیا ہے "نار حامیہ" سے پہلے "ہی" ضمیر مبتدا محذوف ہے)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿القارعة ما القارعة وما ادرک ما القارعة﴾

القارعة: مبتدا، ما: استفہامیہ مبتدا، القارعة: خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرک: فعل  
 باقاعل و مفعول، ما: استفہامیہ مبتدا، القارعة: خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿یوم یكون الناس كالفرش المبثوث﴾

یوم: مضاف، یكون: فعل ناقص، الناس: اسم، كالفرش المبثوث: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر فعل  
 محذوف "تفرع القلوب باہوا لہا یوم القیمة" کیلئے ظرف، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿وتكون الجبال كالعهن المنفوش فاما من ثقلت موازينه فهو فی عیسة راضیة﴾

و: عاطفہ، تكون: فعل ناقص، الجبال: اسم، كالعهن المنفوش: ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "یكون" پر معطوف  
 ہے، ف: تفریعیہ، اما حرف شرط، من ثقلت موازينه: موصول صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، ہو مبتدا، فی عیسة راضیة: ظرف  
 مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف "مہما یکن من شیء" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿واما من خفت موازينه فامہ حاویہ﴾

و: عاطفہ، اما حرف شرط، من: موصولہ، خفت موازينه: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر مبتدا، ف: جزائیہ، امہ مبتدا، حاویہ: خبر، ملکر جملہ اسمیہ  
 خبر، ملکر جملہ اسمیہ شرط محذوف "مہما یکن من شیء" کی جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

﴿وما ادرک ماہیہ نار حامیہ﴾

و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرک: فعل باقاعل و مفعول، ما: استفہامیہ مبتدا، ہی: خبر، ہو کوئی، ملکر جملہ اسمیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ  
 مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، نار: موصوف، حامیہ: مفت، ملکر "ہی" مبتدا محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

#### القارعة کے بارے میں اقوال مفسرین:

۱..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿القارعة ما القارعة وما ادرک ما القارعة دل دہلانے والی کیا وہ دہلانے والی اور تو نے کیا  
 جانا ہے دہلانے والی﴾ (القارعة: ۳۱)۔ القارعة اصل میں سخت شدت والی آواز کو کہتے ہیں، اسی سے قوارع الدھر یعنی زمانے کے  
 شدائد بھی آتا ہے۔ اور القارعة قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اور اسے القارعة اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے خوف  
 سے دل لرز جاتے ہیں، ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ حضرت اسرائیل علیہ السلام کی آواز کو القارعة کہتے ہیں کیونکہ جب حضرت اسرائیل  
 علیہ السلام صور پھونکیں گے تو تمام مخلوق اس کی آواز سے مرجائیں گے۔ اور ﴿ما القارعة کیا وہ دہلانے والی﴾ کا خطاب اس لئے کیا گیا  
 ہے کہ اس دن کی ہیبت اور عظمت کا بیان ہو جائے، اور اس کی شدت و سختی کا بیان ہو جائے۔ پھر ﴿وما ادرک ما القارعة اور تو نے  
 کیا جانا دہلانے والی﴾ فرمایا تاکہ یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس دن کی شدت کا حال کیا ہوگا اسے کوئی بھی (بغیر اللہ کے بتائے) اپنی

سوج و بجم سے نہیں جان سکتا۔

(العازن، ج ۴، ص ۴۶۲)

## انسان کا بے وقعت ہونا:

۲..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ﴾ جس دن آدمی ہوں گے جیسے پھیلے پتنگ (المعارج: ۱۰) ﴿اس دن انسان کی حالت بکھرے ہوئے پتنگ یا مٹیوں کی مانند ہوگی جو ادھر ادھر گھومتے پھرتے ہوئے گئے۔ کہیں کوئی جائے پناہ نظر نہ پڑے گی بلکہ قیامت کی ہولناکی کے باعث ایک مقام سے دوسرے مقام پر جاتے پھرتے ہوئے گئے۔ مٹی کی مثال دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ کثرت سے پائی جاتی ہے لہذا کثرت سے مشابہت قائم کرنے کی غرض سے مٹی کی مثال دی گئی ہے اور لوگ گویا فوج در فوج آتے جائیں گے، جیسا کہ فرمایا: ﴿فَلْيَسْأَلُوا الْعَوَاكِرَ عَنْ مَوَاقِفِهِمْ﴾ اور لوگ جو فوجوں کی فوجیں (النبأ: ۱۸) ﴿یوم یقوم الناس لرب العلمین﴾ جس دن سب لوگ رب العلمین کے حضور کھڑے ہوں گے (المنزل: ۶۰) ﴿یا جوج ماجوج﴾ کے قصے میں فرمایا: ﴿وَسَرَّكُنَّا بَعْضَهُم بِوَمُنْذِرٍ يَمْوِجُ فِی بَعْضٍ أَوْ رَأْسِ دُنْ هُمْ أَنَّهُمْ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ﴾ (الکہف: ۶۱) ﴿۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۲۶۶ ملخصاً)

## پھاڑوں کا بے معنی ہو جانا:

۳..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ﴾ اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھکی (الفرار: ۵) ﴿اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے مختلف احوال کو درج و جوبات کی بناء پر بیان کیا ہے: (۱)..... پہاڑ ٹکڑوں میں منقسم ہو جائیں گے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً﴾ اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر دفعہ چور کر دیئے جائیں (الحق: ۱۴) ﴿۔ (۲)..... پہاڑ کو سخت جسامت کی مانند سمجھنا جب کہ قیامت کے دن ان کا حال بھی یوں ہوگا: ﴿وَتَرَى الْجِبَالُ تَحْسِبُهَا جَمَادٍ وَهِيَ تَمُورُ مِنَ السَّحَابِ﴾ اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کرے گا کہ وہ جے ہوئے ہیں اور چلتے ہوں گے بادلوں کی چال (النمل: ۸۸) ﴿۔ (۳)..... پھر ان کا روئی کی مانند اڑتے رہنے کا بیان بھی فرمایا: ﴿وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ﴾ اور پہاڑ ہوں گے جیسے دھکی (الفرار: ۵) ﴿وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ﴾ اور پہاڑ ایسے ہلکے ہو جائیں گے جیسے (المعارج: ۹) ﴿۔ (۴)..... سراب کی صورت میں نظر آنے کا بیان بھی فرمایا: ﴿وَسِيرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا﴾ اور پہاڑ چلائے جائیں گے کہ ہو جائیں گے جیسے چمکتا رہتا دور سے پانی کا دھوکا دیتا (النبأ: ۲۰) ﴿۔ (۵)..... مختلف رنگوں کے پہاڑ کا بیان بھی فرمایا: ﴿وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بَيَضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٍ﴾ اور پہاڑوں میں راستے ہیں سفید اور سرخ رنگ رنگ کے اور کچھ کالے ہو چنگ (سیاہ کالے) (طہ: ۲۷) ﴿۔

## کن لوگوں کے اعمال کے وزن بھاری ہونگے؟

۴..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلَمَّا مِّن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ﴾ وہ تو سن مانے عیش میں ہیں (المعارج: ۷۷) ﴿اعمال کا وزن کرنا کیسے ہوگا، حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ فرمانبرداروں کی نیکیاں اچھی صورت میں ہونگی اور جب نیکیاں ہدی پر رائج ہونگی تو یہ حضرات جنت کے حقدار ہونگے اور جب کہ گناہگاروں کے اعمال بُری صورت میں ہونگے اور ان کی بدیاں نیکیوں پر رائج ہونگی لہذا یہ لوگ جہنم میں جائیں گے۔ متکلمین کہتے ہیں کہ نیکی اور ہدی کا وزن کرنا ممکن نہیں ہے بلکہ یہاں اُن صحائف کا وزن کرنا مراد ہے جس میں نیکی اور ہدی لکھی گئی ہیں اور نور کو حسنات (نیکیوں) کی علامت اور ظلمت کو (بُرائی) کی علامت قرار دیا گیا ہے اور نیکی کو اچھی صورت اور ہدی کو بُری صورت کی مثل بھی کہا گیا ہے جیسا کہ ما قبل قول سے واضح ہے اور اس صورت میں جب

(الرازی، ج ۱۱، ص ۲۶۷ و غیره ملخصاً و ملقطاً)

کتاب (الفرطی، الجزء: ۳۰، ص ۱۵۴ ملخصاً)

## جن لوگوں کے اعمال کے وزن ہلکے ہونگے:

(روح البيان، ج. ١، ص ٦٠٢)

اللہ جلّ جلالہ کے رسول ﷺ! کیا یہ جہنمی کے لئے کافی ہوگی؟ فرمایا: ”اس میں مزید اُسٹھ جزو کا اضافہ کیا جائے گا۔“

(صحيح البخاري) كتاب بدء الخلق، باب صفة النار وانه مخلوقة، رقم: ٣٢٦٥، ص ٥٤٤)

## اغراض:

کاتبدل ہو جانا، پہاڑوں کا ریزہ ریزہ ہونا، ستاروں کا بکھر جانا، سورج اور چاند کا بے رولق ہو جانا وغیرہ امور کا منقہ ہونا۔

کے کہ جب انہیں توجہ کرنی ہے، پھر جب انہیں حساب کے لئے بلایا جائے گا تو وہ ٹنڈیوں کی مثل ہو جائیں گے (یا ہونے لگیں گے)۔

نکاح اور المندہ فاعلی المضروب بالمندفہ ہے، مراد وہ لکڑی ہے جو اون وھونکنے کے طور پر کام آتی ہے۔

ہر ایک کے لئے کورسز کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے اور اسی لئے مفسر نے اس کی تفسیر ”موضیہ“



ہوگا پس اس صورت میں مجاز عقلی ہوگا، اور اسم فاعل کا اطلاق کیا اور مراد اسم مفعول لیا، تو اس صورت میں مجاز مرسل ہوگا۔ معنی یہ ہوگا کہ اُس کی نیکیاں گناہوں سے زیادہ ہیں اور جنت کی حیات طیبہ میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اس کے ساتھ ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے پر راضی ہوگا، پس اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہونگے۔

بان رجعت سینا قہ علی حسنا قہ: مراد وہ ہے جس کی نیکیاں کم ہونگی، اگر کوئی یہ کہے کہ آیت کا ظاہر اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں گناہگار مومن مراد ہے جس کی نیکیاں گناہوں کے مقابلے میں زیادہ ہونگی، پس وہ حاویہ میں ہوگا؟ میں (علامہ صادی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یہاں حاویہ میں ہمیشہ رہنا مراد نہیں ہے بلکہ مومن اپنے گناہوں کی پاداش میں جہنم میں جائے گا تو فقط اتنا ہی کہ جتنے میں اُس کے گناہوں کی سزا بنتی ہے بالآخر جنت میں جائے گا۔

فمسکنہ: کو "اُم" سے تعبیر کیا، اس لئے کہ جس طرح بچہ اپنی ماں کی جانب لوٹتا ہے بالکل اسی طرح ہر ایک اپنے ٹھکانے کی جانب لوٹتا ہے، اولاد اپنی ماں سے جس طرح پیوست ہوتی ہے بالکل اسی طرح انسان اپنے ٹھکانے سے جُرا ہوا ہوتا ہے۔ اور ایک قول کے مطابق "اُم داسہ" لیا گیا ہے یعنی انہیں آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۳۲۰ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة التكاثر مکیہ وحی ثمان آیات

(سورہ تکاثر کی ہے جس میں آٹھ آیتیں ہیں)

### تعارف سورہ التکاثر

اس سورت میں ایک رکوع، آٹھ آیتیں، اٹھائیس کلمات، ایک سو بیس حروف ہیں۔ حضرت ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم میں کوئی شخص اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ وہ ہر روز ایک ہزار آیات پڑھے؟“ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہر روز کون ایک ہزار آیات پڑھ سکتا ہے، آپ نے فرمایا: ”تم میں کوئی شخص (ہر روز) ”الھکم التکاثر“ پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا؟“ (المستدرک، ج ۱، ص ۵۶۶) اس سورت میں لوگوں کے باطل خیالات کی تردید کی گئی ہے جو ایسی چیزوں پر فخر کیا کرتے تھے جو کہ کافی ہیں ان کے باعث اپنے آپ پر بڑا فخر کیا کرتے تھے۔ ان کو یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ تم اپنے انجام سے غافل ہو اور دولت کمانے کے پکڑوں میں لگے ہوئے ہو اور تمہیں اتنی بھی فرصت نہیں کہ کم از کم اپنے مستقبل کی جانب نظر ہی کر لیں کہ اس دن کے لئے کیا تیار کر رکھا ہے؟ خبردار جب تمہیں موت نے آگیر تو تمہاری آنکھیں کھلیں گی لیکن اس وقت بہت دیر ہو چکی ہوگی۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہیں شرمندگی اور خجالت نہ ہو تو ہوش میں آؤ اور فانی لذتوں کی بجائے اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کے ذکر کی لذتوں میں اپنی صلاحیتوں کو وقف کر دو۔ کیونکہ تمہیں یہ مال و دولت اس لئے تو نہیں دیا تھا کہ تم سرکش بن جاؤ اور اپنے ہی پروردگار کے خلاف علم بغاوت بلند کر دو۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تم احسان فراموش نہ بننے بلکہ احسان شناس بننے اور ان نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا شکریہ بھی ادا کرتے۔ اور یاد رکھو جب تم روز محشر اللہ ﷻ کی جناب میں کھڑے کئے جاؤ گے تو تم سے ان تمام نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور تمہیں اس کا جواب دینا پڑے گا۔

رکوع نمبر: ۲۷

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الھکم﴾ شغَلْکُمْ عَنْ طَاعَةِ اللّٰہِ ﴿التکاثر﴾ (۱) ﴿التَّافَاخُرُ بِالْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَلِجَالِ﴾ حتیٰ زرتم المقابر (۲) ﴿بَانَ مَتَمٌ فَلَقِیْتُمْ فِیْہَا أَوْعَدْتُمْ الْمَوْتِی تَکَاثُرًا﴾ (کلا) ﴿رِدْعٌ﴾ سوف تعلمون (۳) ثم کلا سوف تعلمون (۴) ﴿سَوَاءٌ عَاقِبَةُ تَفَاخُرْکُمْ عِنْدَ النَّزْعِ ثُمَّ فِی الْقَبْرِ﴾ (کلا) ﴿حَقًّا﴾ لو تعلمون علم الیقین (۵) ﴿أَیُّ عِلْمًا یَقِیْنًا عَاقِبَةُ التَّفَاخُرِ مَا اشْتَغَلْتُمْ بِہِ﴾ (لترون الجحیم) ﴿النَّارُ جَوَابُ الْقَسَمِ مَحْذُوفٌ وَحُذِفَ مِنْہُ لَامُ الْفِعْلِ وَعَیْنُہُ وَالْفِی حَرَّکَتُہَا عَلٰی الرَّاءِ﴾ (ثم لترونها) ﴿تَاکِیْدٌ﴾ عین الیقین (۶) ﴿مَصْدَرٌ لِأَنَّ رَاٰی وَعَیْنَ یَمَعْنٰی وَاحِدٌ﴾ (ثم لتسئلن) ﴿حُذِفَ مِنْہُ نُونُ الرَّفْعِ لِتَوَالِیِ النُّونَاتِ وَوَاوُ الضَّمِّیرِ الْجَمْعِ لِإِلْتِقَاءِ السَّاکِنِیْنِ﴾ (یومئذ) ﴿یَوْمَ رُؤِیْتَهَا﴾ عن النعمیم (۷) ﴿مَا یَلْتَذِیْبُہِ فِی الدُّنْیَا مِنَ الصَّحَّةِ وَالْفِرَاحِ وَالْأَمْنِ وَالْمَطْعَمِ وَالْمَشْرَبِ وَغَیْرِ ذَلِکَ﴾۔

### ﴿ترجمہ﴾

تمہیں غافل رکھا (یعنی تمہیں اللہ ﷻ کی طاعت سے غافل کر دیا) تکاثر نے (یعنی مال و اولاد اور آدمیوں پر فخر کرنے نے) یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا (یوں کہ تمہیں موت آئی اور تمہیں قبر میں دفن کر دیا گیا.....) ہاں ہاں (”کلا“ حرف ردع ہے

(جلد جان جاؤ گے پھر ہاں ہاں اجلد جان جاؤ گے.....) (نزع کے وقت اور پھر قبر میں اپنے فخر کرنے کا انجام) ہاں ہاں اگر یقین کا جانا جانتے (یعنی اپنے فخر کرنے کے انجام کا یقینی علم رکھتے تو تم اس میں مشغول نہ ہوتے) بیشک ضرور جہنم کو دیکھو گے (جحیم بمعنی النار ہے، یہاں جواب قسم محذوف اور یہاں فعل کے لام اور عین کلمہ کو حذف کر کے اس کی حرکت راہ کو دے دی گئی ہے) پھر بیشک ضرور اسے دیکھو گے ("لنرونها" تاکید ہے) یقیناً دیکھنا ("عین" مصدر ہے کہ راہ اور عین دونوں کا معنی ایک ہے) پھر بیشک ضرور تم سے سوال کیا جائے گا ("لتسئلن" سے پے در پے آنے کی وجہ سے نون اعرابی کو اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے واو ضمیر جمع کو حذف کر دیا گیا ہے) اس دن (یعنی جہنم کو دیکھ لینے کے دن) نعمتوں کے بارے میں (نعمت ہر اس شے کو کہتے ہیں جس سے دنیا میں تلذذ حاصل کیا جائے جیسے صحت، فراغت، امن، کھانا پینا وغیرہ.....)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿الہکم التکائر حتی زرتم المقابر کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون﴾  
الہکم التکائر: فعل ومفعول وفاعل، حتی: جار، زرتم المقابر: فعل بافاعل ومفعول، ملکر جملہ فعلیہ مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، کلا حرف ردع وزجر، سوف حرف استقبال، تعلمون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ، ثم: عاطفہ، کلا حرف ردع وزجر، سوف حرف استقبال، تعلمون: فعل بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿کلا لو تعلمون علم الیقین لترون الجحیم ثم لترونها عین الیقین ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم﴾  
کلا: حرف ردع وزجر، لو بشرطیہ، تعلمون: فعل بافاعل، "عاقبة التلہی" مفعول محذوف، علم الیقین: "علما" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر، لام تاکید ہے، ترون: فعل واو ضمیر فاعل، الجحیم: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، ثم: عاطفہ، لام تاکید ہے، ترونها: فعل بافاعل ومفعول، عین الیقین: "رئیۃ" مصدر محذوف کی صفت، ملکر مفعول مطلق، ملکر جملہ فعلیہ معطوف اول، ثم: عاطفہ، لام تاکید، تسئلن: فعل بانائب الفاعل، یومئذ: ظرف، عن النعیم: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، ملکر جزا، ملکر جملہ شرطیہ۔

### ﴿تشریح توضیح واعراض﴾

#### غفلت، مال دولت اور سفر آخرت:

۱..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿الہکم التکائر حتی زرتم المقابر تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا﴾ (التکائر: ۲۸)۔ اس میں پانچ مسائل ہیں:

(۱)..... یعنی مال کی زیادتی نے تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد سے روک رکھا، یہاں تک کہ تم دنیا سے انتقال کر گئے اور اپنے اپنے مقابر میں دفن دیے گئے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ تم اپنے مال اور اولاد کی زیادتی کے حوالے سے فخر میں مبتلا ہو گئے۔ قنادر کہتے ہیں تم اپنے قبائل میں فخر کرنے لگے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ تم کسب معاش اور تجارت میں بہت زیادہ منہمک ہو گئے۔ مقاتل اور قنادر کہتے ہیں کہ یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جب انہوں نے کہا تھا کہ ہم بنی فلاں میں زیادہ ہیں اور بنی فلاں بنی فلاں سے زیادہ ہیں، پس یہی وہ ہے کہ وہ گمراہ ہو گئے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت انصار کے گروہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت قریش کے دو قبیلے یعنی عبد مناف اور بنی سہم کے متعلق نازل ہوئی، جن کا حال یہ تھا کہ باہم دشمنی رکھتے تھے اور ایک دوسرے پر برتری جتاتے اور ہر ایک اپنی تعداد کے زیادہ ہونے کا رونا روتا لیکن ہر روز ان میں کا کوئی نہ کوئی انتقال کر جاتا اور بالآخر سارے ہی مرکب ہو گئے۔

☆.....مطرف اپنے والد گرامی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں تشریف لائے، سید عالم رحمۃ اللہ علیہ یہی آیت: ﴿الہکم التکاثرتہنّیں عاقل رکھامال کی زیادہ طلبی نے﴾ (نکات: ۱) تلاوت فرما رہے تھے، پس فرمایا: ”ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال، اس کا مال تو وہی ہے جو اس نے کھا کر فنا کر دیا، یا بہن کر بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقاق، باب الدنیاسجن المؤمن وجنة الکافر، رقم: (۷۳۱۴) / ۲۹۵۸، ص ۱۴۵۱)

(۲).....اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ﴿حتیٰ زدتم المقابر یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھ لیا﴾ (نکات: ۲)۔ یعنی تمہیں موت آگئی، پس تم اپنی قبروں میں جا پیچے۔ جس طرح زائر واپس لوٹتے ہیں بالکل یونہی تم بھی اپنے قبروں سے جنت یا دوزخ کی جانب لوٹ جاؤ گے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ تم دنیا کی زندگی پر فخر کرتے رہے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھ لیا اور اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے عذاب کا شکار ہوئے۔

(۳).....المقابر جمع ہے مقبرہ کی، باء کی فتح یا ضمہ کے ساتھ۔

(۴).....قبروں کی زیارت کرنا سخت دل کی دوا ہے، یعنی اس سے دلوں کی سختی دور ہوتی ہے اور ساتھ ہی موت و آخرت کا ذکر کرنے سے بھی دلوں کی سختی دور ہوتی ہے اور امیدیں طویل نہیں ہوتیں، دنیا میں زہد و تقویٰ مل جاتے ہیں اور دنیا کی رغبت کم ہو جاتی ہے۔

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”قبروں کی زیارت کرنے سے موت کی یاد آتی ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الحناظر، باب استئذان النبی ربہ فی زیارۃ قبر امہ، رقم: (۲۱۴۸) / ۹۷۶، ص ۴۴۳)

(۵).....علماء کہتے ہیں کہ دل کے علاج اور اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت کی جانب مائل ہونے کے لئے لذتوں کو ختم کرنے والی چیز موت کی یاد بہت بہتر ہے۔ اسی طرح جماعت سے الگ تھلک رہنا، مشاہدات کو سامنے رکھنا اور قبروں کی زیارت کرنا، پس یہ امور اختیار کرنا چاہیے جس کا دل سخت ہو۔

## کلاسوف تعلمون کی تکرار کا مقصد:

۲.....اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ﴿کلاسوف تعلمون ثم کلاسوف تعلمون ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے﴾ (نکات: ۴)۔ اے قبروں کی زیارت کرنے والوں، جن کی قبروں پر تم آتے ہو، تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ اپنے رب کی عبادت چھوڑ کر دنیا میں مشغول ہونے کا کیا انجام ہوتا ہے۔ تمہارے لئے ہرگز مناسب نہیں کہ تم لالچ میں پڑ کر خود کو ہلاکت میں ڈال لو، اگر تم قبروں کی زیارت کرو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ جنہوں نے مال کی کثرت کی خواہش کی اور اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی یاد سے رُکے رہے ان کا کیا انجام ہوا۔ اہل عرب کا قانون ہے کہ جب کسی چیز سے خوف دلانا مقصود ہو یا تہدید شدید کرنا مقصود ہو تو اس جملے کی تکرار کرتے ہیں، پس یہاں پر بھی یہی مقصود ہے کہ اگر انسان نہیں مانتا تو پھر نقصان اٹھائیگا۔ (الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۳۴۵)

علامہ اسماعیل حق لکھتے ہیں: دوسری بار ڈرانا انول کے مقابلے میں زیادہ فائدہ مند ہوا کرتا ہے کیونکہ اس میں تاکید پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک قول یہ ہے عنقریب جب تم قبر میں جاؤ گے تو جان لو گے یا جب قبر سے قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے تو جان لو گے۔ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”کافر کی قبر میں نانوے اژدھے مسلط کر دیئے جائیں گے جو اُسے قیامت تک عذاب کرتے رہیں گے ان میں سے کوئی ایک دنیا میں کسی زمین پر سانس لے تو کھیتیاں نہ اگنے پائیں۔“

(روح البیان، ج ۱۰، ص ۶۰۶)

## یقین کے مختلف درجات اور نعمتوں کی پُرسش:

۳.....اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ﴿کلاسو تعلمون علم یقین ہاں ہاں اگر یقین کا جانا جائے تو مال کی محبت نہ رکھتے﴾ (نکات: ۵)۔ ﴿ثم لترونها عین الیقین پھر بیشک ضرور اسے یقینی دیکھنا ہوگا﴾ (نکات: ۷)۔ ﴿ثم لتستلن یومئذ عن النعیم



پھر بیشک ضرور اس دن تم سے نصیب کی پرسش ہوگی (التکاور: ۸۱)۔

امام رازی لکھتے ہیں: یہاں موصوف کی اضافت مفسر کی جانب کی گئی ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَسَدَارُ الْآخِرَةِ.....﴾ البع اور بیشک آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے (سرد: ۱۰۹)۔ یہاں یقین سے مراد موت، بعثت بعد الموت اور قیامت ہے۔ اور موت کو یقین دیگر مقامات پر بھی کہا گیا ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿وَاَعِدْ رِبْكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو (الحشر: ۹۹)۔ پس دونوں چیزوں کے واقع ہونے سے یقین آجائے گا اور شک زائل ہو جائے گا، پس معنی یہ ہوا کہ اگر تم موت کا علم رکھتے تو کسی انسان کو قبر اور آخرت میں اس کا مال و دولت اللہ کی یاد سے غافل کر کے ہلاکت میں نہ ڈالتا۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۲۷۳)

پس امام رازی نے یہاں علم الیقین اور عین الیقین کا بیان کر دیا، کسی کو دلائل و خبر میں غور و فکر کرنے سے جو علم حاصل ہو اُسے علم الیقین کہتے ہیں اور جو علم مشاہدے سے حاصل ہو یعنی اُس کے لئے دلائل و خبر کی ضرورت نہ پڑے، اُسے عین الیقین کہتے ہیں۔ اور اگر بات اس سے بھی آگے بڑھ جائے یعنی تجربے سے جو یقین حاصل ہو جائے اُسے حق الیقین کہتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے موت، بعثت بعد الموت اور قیامت کا علم دیا اور اس کے دلائل بھی بیان فرمائے یہی علم الیقین ہے، اب جو انسان سفر آخرت اختیار کرے گا اور مشاہدے سے قبر کی منازل طے کر لے اُسے عین الیقین بھی ہو جائے گا یا یوں کہیں کہ قبر میں اترنے والوں کے حال کو دیکھ کر بھی عین الیقین حاصل ہو جائے گا کیونکہ جو انسان قبر میں اتر گیا ہے، اب اُسے فقط آخرت کی منازل طے کرنی ہیں۔ اور جس مرنے والے نے یہ منازل طے کر لیں یعنی قبر کی زندگی میں چلا گیا تو اُسے حق الیقین حاصل ہو گیا کہ یہی زندگی قیامت تک اور پھر اس قبر سے اٹھائے جانے تک اور جنت (یا معاذ اللہ) دوزخ میں جانے تک گزاری ہے۔

کن کن نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، اس بارے میں اہل تاویل نے دس اقوال ذکر کئے ہیں:

(۱)..... امن اور صحت کے حوالے سے باز پرس ہوگی، جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ (۲)..... صحت اور فراخی کے بارے میں سوال ہوگا۔

☆..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”دو چیزوں میں لوگ بہت فریبی ہوتے ہیں یعنی صحت اور فراخی“۔ (صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الصحة والفراغ، رقم: ۶۴۱۲، ص ۱۱۱۳)

(۳)..... سمع و بصر جیسے حواس کے ذریعے (دیگر چیزوں کا) ادراک کرنا۔ جیسا کہ ابن عباس کا قول ہے اور التنزیل میں ہے: ﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ بیشک کان اور آنکھ اور دل سب سے سوال ہوتا ہے (الاسراء: ۳۶)۔

☆..... حضرت ابو ہریرہ اور سعید خدری رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن کسی بندے کو لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ میں نے تمہیں کان، آنکھ، مال اور اولاد نہیں دیئے تھے“۔

(سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة، باب: منه رقم: ۲۴۳۶، ص ۷۰۲)

(۴)..... کھانے پینے کی چیزوں کے متعلق پوچھا جائیگا، جیسا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ کا قول ہے۔ (۵)..... رات اور دن کے بارے میں پوچھا جائے گا جیسا کہ حسن کا قول ہے۔ (۶)..... کھول کہتے ہیں کہ سیر ہو کر کھانے، پینے، جائے مسکن، اچھے خلق اور سکون کی نیند کے متعلق پوچھا جائے گا۔ ابو ذر بن اسلم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”لنم لتسئلن يومئذ عن النعيم“ پھر بیشک ضرور اس دن تم سے نعمت کی پرسش ہوگی (التکاور: ۸۱)، یعنی سیر ہو کر کھانے، پینے، جائے مسکن، اچھے خلق اور سکون کی نیند۔

مادری کہتے ہیں کہ یہ سوال مومن و کافر سب سے ہوگا، مگر یہ کہ مومن کے لئے دنیا و آخرت کی نعمتوں کا جمع کر دیا جانا باعث مسرت ہوگا جب کہ کافر کے لئے یہی سوال باعث ہلاکت ہوگا کیونکہ دنیا میں ناشکری اور نافرمانی اُسے آخرت کی ہلاکت میں ڈالے گی۔ اور ایک قول اہل علم کا یہ بھی ہے کہ اس طرح سے ہر نعمت کا سوال ہوگا اور یہ آیت کافر کے حق میں ہے، جیسا کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق نے اس آیت کے نزول کے بارے میں سید عالم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت فرمایا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا سمجھتے ہیں کہ جو کھانا ہم نے ابنو الہیشم بن قبیہان کے ہاں کھالیا، یعنی بھوکے روٹی، گوشت اور کھجوریں، بیٹھا پانی، کیا اس کے بارے میں بھی سوال ہوتا ہے؟ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”ایسے امور کا سوال کافروں سے ہوگا، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وہل نجزی الا الکفور اور ہم کسے سزا دیتے ہیں اسی کو جو ناشکرا ہے﴾ (سبا: ۱۷)۔“ حسن کہتے ہیں کہ نعمتوں کے بارے میں فقط ناریوں سے پوچھا جائے گا۔ فیشری کہتے ہیں کہ سب ہی سے پوچھا جائے گا لیکن کافروں سے پوچھنا زیادہ سختی سے ہوگا کیونکہ انہوں نے شکر کرنا چھوڑ دیا ہے، جب کہ مومن سے سوال کرنا اس کے شرف کے باعث ہوگا اور یہی ہر نعمت کا معاملہ ہے۔ (۷)..... مجاہد کہتے ہیں کہ دنیا کی ہر نعمت کے بارے میں سوال ہوگا۔

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس نعمت کے بارے میں سوال ہوگا، کیا پانی اور کھجور کے بارے میں، یا دشمن ہمارے سامنے کھڑا ہے اور تلواریں ہمارے کاندھوں پر لگی ہوئی ہیں اس بارے میں؟ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”عنقریب سب کے بارے میں سوال ہوگا۔“

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر، باب سورة الهکم التکاثیر، رقم: ۳۳۶۷، ص ۹۶۸)

(۸)..... جاہ و منصب، محنت مند جسم اور پاکیزہ نفس کے بارے میں سوال ہوگا۔

☆..... ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں: ”جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو بلائے گا اور اس سے اس کے جاہ و منصب کے بارے میں پوچھے گا“ (المعجم الاوسط من اسمہ احمد، ج ۱، رقم: ۴۴۸، ص ۱۴۰)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”قیامت کے دن سب سے پہلا سوال بندے سے یہ ہوگا، پس کہا جائے گا: ”کیا ہم نے تمہیں تندرست جسم نہیں دیا تھا، تمہیں پینے کو ٹھنڈا پانی نہیں دیا تھا۔“

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر، باب سورة الهکم التکاثیر، رقم: ۳۳۶۹، ص ۹۶۹)

(۹)..... امن و عافیت کے بارے میں سوال ہوگا، سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ بھوک اور ستر عورت کے بارے میں سوال ہوگا، کسی انسان سے دوسرے کے بارے میں سوال نہ ہوگا بلکہ نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا اور دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں جائے مسکن عطا فرمایا، پس اسی حوالے سے کلام پاک میں ہے: ﴿ان لک الا تسجوع فیہا ولا تعری وانک لا تظموا فیہا ولا تضحیٰ بیک تیرے لئے جنت میں یہ ہے کہ نہ تو بھوکا ہو اور نہ تنگ اور یہ کہ تجھے نہ اس میں پیاس لگے نہ دھوپ (طہ: ۱۱۹، ۱۱۸)۔ پس یہ چار چیزیں ہوں گی جس کا انسان سے پوچھا جائے گا یعنی کھانا جو بھوک مٹا دے، پانی جو پیاس ختم کر دے، رہنے کی جگہ جو دھوپ سے بچائے، کپڑا جو ستر چھپا دے۔

(۱۰)..... سید عالم رحمۃ اللہ علیہ جیسی نعمت کے بارے میں سوال ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لقد من اللہ علی المؤمنین اذا بعث فیہم رسولاً من انفسہم بیک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا (ال عمران: ۱۶۴)﴾ حسن کا بھی یہی قول ہے اور ایک قول کے مطابق شرائع میں تخفیف اور قرآن کے سمجھنے کے لئے آسان ہونے کے بارے میں سوال ہوگا

جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَا جَعَلْ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی (الحج: ۷۸) ﴿وَلَقَدْ يَسْرْنَا الْقُرْآنَ لِلنَّاسِ فَهُلْ مِنْ مَذْهَبٍ أَوْ يَبْغِكُمْ﴾ ہم نے قرآن یاد کرنے کے لئے آسان فرمادیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا (النسر: ۱۷) ﴿مِنْ (علامہ قرطبی) یہ کہتا ہوں کہ یہ وہ تمام نعمتیں ہیں جس کے بارے میں سوال ہوگا، چہ جائے کہ ان کا شکر ادا کیا جائے یا انکار کیا جائے، اور پہلے اقوال زیادہ ظاہر ہیں۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۶۲ وغیرہ)

### افراض:

عن طاعة الله: مراد وہ طاعتیں ہیں جو انسان پر واجب یا مستحب تھیں اور انسان بجا نہ لاسکا۔ والرجال: جس پر انسان فخر کرتا ہے اُن میں اقرباء اور اَحِبَّاء بھی شامل ہیں، پس اسی مناسبت سے نسبت کی گئی ہے۔

بأن متم فدفنتم فيها: یعنی مرنے پر قبر کی زیارت کی اور قبر میں دفن ہو گیا، معنی یہ ہے کہ تمہیں مال کی کثرت نے اپنے رب کی اطاعت سے روک کر ہلاک کر ڈالا، یہاں تک کہ تمہیں موت آگئی اور تم قبروں تک پہنچ گئے۔ اور یہ نہ کہا کہ زیارت ایک لمحے کے لئے ہوگی اور پھر ختم ہو جائے گی بلکہ میت اپنی قبر میں رہے گی، اس لئے ہم کہتے ہیں: ”بیشک میت اپنی قبر سے حساب کتاب کے لئے نکالی جائے گی اور اُسے اپنی قبر میں طویل مدت تک رہنا ہے اور یہی طویل مدت تک رہنا اُس کے لئے قبر کی زیارت کرنا ہے“، اور المقابر جمع ہے مقبرة کی، بناء کی تثلیث کے ساتھ، مراد وہ جگہ ہے جہاں مردے دفن کئے جاتے ہیں۔ او عددتم الموتى: قبروں کی زیارت کرنے کے حوالے سے یہ دوسری تفسیر ہے، اور قبروں کی زیارت کرنے کا حکم اسی لئے کیا گیا ہے کہ انہیں کچھ خوف محسوس ہو اور مقابر کی زیارت کرنا انتقال کرنے سے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے کہ زندہ انسان مردہ ہو کر قبروں کی زیارت کریں گے اور یہ بھی کہ شریعت میں زیارت قبور کو مشروع کیا گیا ہے اور یہ بھی کہ موت کا ذکر دنیا کی محبت کو کم کرتا ہے اور غرور و فخر والی کیفیات کو ختم کرتا ہے، المختصر ردع: مفسر اس جانب گئے ہیں کہ اول اور ثانی بار ﴿کلا﴾ بمعنی ردع ہے اور ثالث میں بمعنی حقا ہے، جب کہ باقی مفسرین نے تینوں مقامات پر یا تو ﴿کلا﴾ بمعنی ردع یا حقا مراد لیا ہے، یعنی فرق نہیں کیا کہ دو مقامات پر ردع اور ایک مقام پر حقا مراد لیا ہو۔ اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ﴿کلا﴾ بمعنی الاستفتاحیہ ہے۔

ثم فی القبر: ثانی کی جانب راجع ہے، اور ﴿ثم﴾ مہلت کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور یہ حضرت علیؓ کا قول ہے۔

ای علما یقینا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ علم کی اضافت ﴿الیقین﴾ کی طرف کرنا اضافت موصوف علی الصفت کے قبیلے سے ہے، معنی یہ ہے کہ اگر تم اپنے علم یقینی سے جانتے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے ہلاکت میں نہ پڑتے۔ ما اشغلتهم به: لو کا جواب ہے۔

تأكيد: یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے اور آخری ہے، اول قول یہ ہے کہ جب آگ کے شعلے دیکھے گا اور ثانی یہ ہے کہ جہنم کے عذاب کو دیکھے گا اور جہنم میں انواع و اقسام کے عذاب ہونگے۔ حذف منہ نون الرفع: اصل تسالون ہے، پس دونوں ہونے کی صورت میں نون مرفوع کو حذف کر دیا اور واو اور نون کا آپس میں التقایہ ساکین کی وجہ سے واو کو حذف کر دیا اور ضمہ بطور دلیل باقی رکھا۔ وغیرہ ذلک: گھروں اور درختوں کے ذریعے انسان سردی اور گرمی میں چھاؤں حاصل کرتا ہے، اور ٹھنڈے پانی، آنکھوں کا

سرمہ، اپنے بھائی کے (عمدہ) کپڑے پہننا، سیر ہو کر کھانے، نیند کی لذت، عافیت اور اس قسم کی ناقابل کنتی نعمتیں۔ حاکم اور بیہقی نے روایت کی ہے: ”کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو روزانہ ہزار آیات کی تلاوت کر سکتا ہو؟“ صحابہ بولے: کوئی کیسے ہزار آیات روزانہ پڑھنے کی قدرت رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: ”کیا تم روزانہ سورۃ العنکائون نہیں پڑھ سکتے۔“

(الصاوی، ج ۶، ص ۳۲۳ وغیرہ)

(سورہ العصر کی یاد دہانی ہے جس میں تین آیتیں ہیں)

اس سورت میں ایک رکوع، تین آیتیں، چودہ کلمات، اڑسٹھ حروف ہیں۔ اس سورت میں اسرار و معارف کے سمندر ہیں کہ جن کا کنارہ انہیں اور اسکی گہرائی بے انداز ہے۔ عبارت کے اعجاز کو دیکھ کر فصحاء عرب تصویر حیرت بن گئے اور معانی کی شان اعجاز کو دیکھ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے اور اس سورت میں مومنین کو اعمال صالحہ اور ایک دوسرے کی خیر خواہی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اس سورت میں اللہ ﷻ نے العصر کی قسم کھائی اس سے مراد وہ ہر ہے یا زمانہ ہے جو بہت عجائب پر مشتمل ہے۔ اور اس سورت میں بہت اختصار کے ساتھ اسلام کے بنیادی اصول بتادیئے ہیں۔ اور وہ ایمان، اعمال صالحہ اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کی ترغیب ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿وَالْعَصْرُ﴾ (١) ﴿الذَّهْرُ أَوْ مَا بَعْدَ الزَّوَالِ إِلَى الْغُرُوبِ أَوْ صَلَاةُ الْعَصْرِ﴾ ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ﴾ ﴿الْجِنْسَ﴾ ﴿لَفِي خُسْرٍ﴾ (٢) ﴿فِي تِجَارَتِهِ﴾ ﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ﴾ ﴿فَلَيْسُوا فِي خُسْرٍ﴾ ﴿وَتَوَاصَوْا﴾ ﴿أَوْصَى بَعْضُهُمْ بَعْضًا﴾ ﴿بِالْحَقِّ﴾ ﴿أَيِ الْإِيمَانِ﴾ ﴿وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ (٣) ﴿عَلَى الطَّاعَةِ وَعَنِ الْمَعْصِيَةِ﴾.

عصر کی قسم (العصر بمعنی الدھر ہے، یا زوال کے بعد سے مغرب تک کا وقت مراد ہے، یا نماز عصر مراد ہے.....) بیشک انسان (جس انسان مراد ہے) ضرور نقصان میں ہے (اپنی تجارت میں) مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے (پس متذکرہ لوگ نقصان میں نہیں ہونگے) اور تاکید کرنے والے (یعنی ایک دوسرے کو تاکید کرنے والے) حق (ایمان) کی اور تاکید کرنے والے صبر کی (طاعت برادر معصیت سے باز رہنے کی.....)۔

﴿وَالْعَصْرُ﴾ ان الانسان لفي خسر الا الذين امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر ﴿مستثنى و: قسمة جار، اعصر: مجرور، مكرر فعل محذوف "اقسم" كقوله ظرف متقرر، مكرر جملة فعلية قسمة، ان حرف شبه، الانسان: مستثنى منه، الا باداة استثناء، الذين: موصول، امنوا: جملة فعلية معطوف عليه، و: عاطفه، عملوا الصلحت: جملة فعلية معطوف اول، و: عاطفه، تواصوا بالحق: جملة فعلية معطوف ثانی، و: عاطفه، تواصوا بالصبر: جملة فعلية معطوف ثالث، مكرر صله، مكرر مستثنى، مكرر اسم، لا: تاکیدیہ، لفي خسر ظرف متقرر خبر، مكرر جملة اسمیه جواب قسم، مكرر جملة قسمة۔

## عصر کی قسم ارشاد فرمانے میں اقوال:

۱..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالْعَصْرُ اس زمانہ محبوب کی قسم (العصر: ۱)﴾۔ جمہور کے نزدیک اس سے مراد نماز عصر ہے اور اس



قسم کھانے سے مراد نماز عصر کے وقت کی قسم نہیں بلکہ نماز عصر کی قسم ہے کیونکہ مقصود نماز عصر کی فضیلت کا بیان کرنا ہے (جیسا کہ ہم اس موضوع کے تحت آخر میں کلام کریں گے)۔ یا مقصود یہ ہے کہ اس وقت کی قسم بیان کر دی جائے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں عصر سے مراد زمانہ نبوی ﷺ ہے اور یہ زمانہ صرف اُسی وقت نہیں پایا جاتا تھا جب سید عالم ﷺ اپنی ظاہری حیات میں جلوہ فرماتے بلکہ یہ زمانہ تا قیام قیامت تک رہے گا (کیونکہ ہر زمانہ سید عالم ﷺ ہی کا زمانہ ہے)۔

(حاشیۃ الشہاب، ج ۹، ص ۵۶۰)

علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی لکھتے ہیں: ابن عباس کہتے ہیں کہ عصر سے مراد زمانہ ہے، جس کی دلیل حدیث میں بھی ملتی ہے کہ سید عالم ﷺ نے زمانے کو بُرا کہنے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ لوگ زمانے کو بُرا بھلا کہتے تھے، پس اللہ ﷻ نے زمانے کو شرف عطا فرمایا اور اس کی قسم یا دولائی کیونکہ مؤثر حقیقی اللہ ﷻ کی ذات ہے اور تمام قضاء و قدر کا حقیقی مالک و مختار اللہ ﷻ ہی ہے لہذا زمانے کو بُرا نہ کہنا چاہیے۔ (۲)..... ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں کچھ محذوف عبارت ہے یعنی اصل عبارت یہ ہوگی: رب العصر یعنی عصر کے رب کی قسم مراد ہے۔ (۳)..... ایک قول کے مطابق عصر سے دن اور رات مراد ہیں کیونکہ انہیں بھی عصر ہی کہا جاتا ہے، پس اس میں رات و دن کی تنبیہ ہے کیونکہ یہ دونوں بندوں کے اعمال کے خزانے ہیں اور (۴)..... ایک قول کے مطابق عصر سے مراد دن کا اختتامی حصہ ہے، جیسا کہ اللہ ﷻ نے ایک اور مقام پر دن اور رات کی قسم کھائی: ﴿وَالضُّحٰی وَاللَّیْلُ اِذَا سَجَىٰ﴾ اور چاشت کی قسم اور رات کی جب پردہ ڈالے (النجم: ۱-۲)۔ (۵)..... ایک قول کے مطابق اس سے مراد زمانہ نبوی کی قسم ہے جیسا کہ فرمایا: ﴿لَا اَقْسَمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حَلَّ بِهٰذَا الْبَلَدِ﴾ مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو (البلد: ۱)۔ اس آیت میں تنبیہ ہے کہ سید عالم ﷺ کا زمانہ سب سے افضل و اشرف ہے۔

(العازن، ج ۴، ص ۴۶۶)

☆..... حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس کی نماز عصر فوت ہوگئی گویا اس کے اہل و مال ہلاک ہو گئے۔“

(صحیح البخاری، کتاب مواقیب الصلاة، باب اثم من فاتتہ العصر، رقم: ۵۵۰۲، ص ۹۲)

☆..... حضرت بریدہ نے ایک ابراہیم آلودون میں فرمایا کہ نماز عصر میں جلدی کرو کیونکہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے نماز عصر کو ترک کر دیا اُس کا عمل ضائع ہو جائے گا۔“

(المرجع السابق، باب من ترك الصلاة العصر، رقم: ۵۵۰۳، ص ۹۳)

☆..... حضرت جریر کہتے ہیں کہ ہم سید عالم ﷺ کے ساتھ موجود تھے، پس آپ نے چاند کی جانب دیکھ کر فرمایا: ”تم غفریب اپنے رب ﷻ کو اسی طرح دیکھو گے، جس طرح چاند کو دیکھ رہے ہو، تم کو اُسے دیکھنے میں کوئی تکلیف نہ ہوگی، اگر تم سے ہو پائے تو طلوع و غروب سے پہلے کی نمازوں میں کوتاہی نہ کرو، یہ نمازیں تم سے قضاء نہ ہونے پائیں۔“

(المرجع السابق، باب فضل صلاة العصر، رقم: ۵۵۰۴، ص ۹۳)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”انسان زمانے کو بُرا بھلا کہتا ہے حالانکہ زمانہ تو میں ہوں اور اس کے دن رات میرے ہی قبضے میں ہیں۔“

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب: لا تسبوا الدهر، رقم: ۶۱۸۱، ص ۱۰۷۷)

☆..... حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”مسلمانوں اور یہود و نصاریٰ کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے کچھ لوگوں کو اجرت پر کام کے لئے رکھا اور ان سے کہا: رات تک کام کرنا، انہوں نے آدھے دن تک کام کیا، پھر کہہ دیا: ہمیں تمہاری اجرت کی حاجت نہیں اور یہ کہہ کر چل دیئے، پھر اس نے دوسرے آدمی کو اسی کام پر لگایا اور کہا کہ تم بقیہ دن تک کام کرنا اور تمہیں اجر ملے گا، انہوں نے عصر کے وقت تک کام کیا اور کہا: بس ہم اتنا ہی کام کر سکتے تھے، پھر اُس نے اور لوگوں کو بلایا اور انہوں نے بقیہ دن غروب

آفتاب تک کام کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور دونوں فریقوں کا اجر بھی حاصل کر لیا۔

(صحیح البخاری کتاب مواقیب الصلاة، باب من ادرك ركعة من العصر، رقم: ۵۵۸، ص ۹۳)

اس حدیث سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ عصر سے مراد زمانہ نبوی ﷺ ہے اور یہ آپ ﷺ کی امت کے ساتھ خاص ہے لہذا اس آیت میں اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کے زمانے کی قسم ارشاد فرمائی ہے۔

## انسان کا نقصان میں ہونے کے بارے میں اقوال مفسرین:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان الانسان لفي خسر بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے﴾ (العصر: ۲)۔ یہ جواب قسم ہے۔ مراد اس سے کافر ہیں یہی قول ابن عباس اور ابوصالح کا ہے۔ ضحاک کہتے ہیں کہ مراد اس سے مشرکین کی جماعت ہے یعنی ولید بن مغیرہ، عامر بن وائل، اسود بن عبدالمطلب بن اسد بن عبدالعزی، اسود بن عبدغوث۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد جن انسان ہیں۔ امین زید کہتے ہیں: ﴿لفی خسو ضرور نقصان میں ہے﴾ سے مراد فی شریائی نقص ہے۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ انسان جب دنیا میں زندگی گزارتا ہے، اس میں ضعف و کمزوری آتی ہے اور وہ نقص کی جانب بڑھتا جاتا ہے مگر مومنین کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ اپنی جوانی میں اللہ ﷻ کی رضا کے لئے اچھے اعمال اختیار کرتے ہیں، اور اس کی نظیر اس فرمان میں بھی ملتی ہے: ﴿لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم ردده اسفل سفلین بیشک ہم نے آدمی کو اچھی صورت پر بنایا پھر اسے ہر نیچی سے نیچی حالت کی طرف پھیر دیا﴾ (النہ: ۴ تا ۵)۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۶۷ وغیرہ)

## العصر "۳" کے اسرار و رموز کا بیان:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الا الذین امنوا و عملوا الصلحت و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی﴾ (العصر: ۳)۔ یعنی جو اللہ ﷻ کے ایک ہونے کی تصدیق کرتے ہیں، اور اس کی وحدانیت اور طاعت کا اقرار کرتے ہیں اور اچھے اعمال اختیار کرتے ہیں اور جو فرائض ان پر متعین کئے گئے ہیں انہیں ادا کرتے ہیں اور جن نواہی سے انہیں بچنے کا حکم دیا گیا ہے ان سے بچتے ہیں۔ مزید یہ کہ ایک دوسرے کو کتاب اللہ ﷻ پر عمل کی تلقین کرتے ہیں، نیکی کا حکم اور بُرائی سے منع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں حق سے مراد کتاب اللہ ﷻ ہے اور یہی قیادہ، حسن اور قیادہ کے قول ہے جب کہ صبر سے مراد نیکی پر دوام اختیار کرنا ہے۔ (الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۳۵۲)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں: حسن اور قیادہ کے قول کے مطابق حق سے مراد قرآن مجید ہے اور مقاتل کے نزدیک حق سے مراد ایمان اور توحید ہے۔ اور باہم صبر کا معاملہ رکھتے ہیں اور صبر کا معنی یہ ہے کہ اپنے نفس کو بُرائیوں سے روکتے ہیں اور ایسی خواہشات سے روکتے ہیں جو اللہ ﷻ کو ناپسند ہوتی ہیں۔ یا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ طاعتوں پر صبر کرتے ہیں اور مصائب اور منکرات کو چھوڑنے پر صبر کرتے ہیں۔ یہاں سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ نیکی کا حکم کرنا اور بُرائی سے منع کرنا واجب ہے اور جس نے ایسا نہ کیا وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

(المظہری، ج ۷، ص ۴۷۶)

☆..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: "جس نے کوئی بُرائی دیکھی اُسے چاہیے کہ وہ اُس بُرائی کو ہاتھ سے روکے مگر ہاتھ سے روکنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو زبان سے منع کرے ورنہ دل ہی میں بُرا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، بیان کون النهی عن المنکر من الایمان، رقم: (۸۲)/۴۹، ص ۵۲)

## اغراض:

او مدنیۃ: قنادہ کے قول کے مطابق اور یہی قول حضرت ابن عباس نے بھی کیا ہے کہ تذکرہ صورت مدنی ہے۔ ثلاث آیات: یہ صورت اور سورۃ الکوتر قرآن پاک کی سب سے (بظاہر آیات کے اعتبار سے) چھوٹی سورتیں ہیں، ان سورتوں کے بظاہر الفاظ مختصر ہیں لیکن ان کے معنی کثیر ہیں جن کا احاطہ ممکن نہیں ہے۔ او مابعد الزوال الی الغروب: اس تقسیم کی وجہ یہ ہے کہ اس میں عجائب بہت ہیں۔

الدھر: عصر کے ایک معنی دہر ہے، اور یہ معنی اُن تینوں معنی میں سے ایک ہے جو مفسر نے لکھے ہیں، اور عصر کو دہر کہنے کی وجہ یہ ہے کیونکہ اس میں سختی اور تنگی، محنت و بیماری، تنگدستی اور فراخی وغیرہ پائی جاتی ہے، اور عمر کسی ایک چیز کے ساتھ (ہمیشہ) قائم نہیں رہتی، ہو سکتا ہے کہ ہزاروں سال لایعنی کاموں میں گزر جائیں لیکن آخری لمحے میں سعادت مل جائے اور جنت کی ہمیشہ کی نعمت نصیب ہو جائے اور انسان کی زندگی میں یہی ایک لمحے کی تبدیلی معزز ترین ہو جائے اور ہر زمانہ جملہ نعمتوں کے پیش خیمہ ہوتے ہیں۔

او صلاة العصر: عصر کی قسم اس کے شرف کے باعث ارشاد فرمائی، کیونکہ یہ صلوٰۃ وسطیٰ ہے اور دلیل حضرت بی بی عائشہ اور بی بی حفصہ رضی اللہ عنہما کے مصحف میں یوں ہے: ”حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطیٰ صلاة العصر“۔ اور حدیث میں یوں بھی ہے کہ جس کی نماز عصر چلی گئی گویا اُس کے اہل و مال ہلاک ہو گئے۔ اور صی بعضهم بعضا: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿تواصوا﴾ فعل ماضی ہے نہ کہ فعل امر۔ ای الایمان: یعنی فروعات مراد ہیں جو کہ طاعت کے حوالے سے پائی جائیں، سلف صالحین کی اتباع، زہد فی الدنیا، آخرت میں رغبت وغیرہ امور شامل ہیں۔

علی الطاعة وعن المعصية: یعنی آزمائش و مصائب اور یہی وہ قول ہے جو مفسر نے بیان کیا ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ جب انسان کو دنیا میں زندگی اور بڑھاپا دیا جاتا ہے تو نقص پیدا ہوتا ہے اور حس کام کرنا چھوڑ دیتی ہے اور ﴿الا الذین امنوا﴾، پس اللہ تعالیٰ لوگوں کے اجر اور ان کے اچھے اعمال کے لکھے جانے کا اہتمام فرماتا ہے جو کہ انسان نے اپنی جوانی اور صحت کے اوقات میں کئے ہوتے ہیں جب جسم کمزور پڑتے ہیں تو اجر میں کمی نہیں لائی جاتی، اور اس صورت میں یہ آیت بھی دلیل ہو سکتی ہے: ﴿لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم ردّده اسفل سافلین الا الذین امنوا وعملوا الصلحت فلهم اجر غیر ممنون﴾ (الحج: ۷-۸)۔

(الصلوٰی، ج ۶، ص ۳۲۶ وغیرہ)

## صلوا علی الحبيب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد

## سورة الہمزہ مکیہ او مدنیہ وہی تسع آیۃ

(سورہ الہمزہ کی یاد دہانی ہے اس میں نو آیتیں ہیں)

## تعارف سورة الہمزہ

اس سورت میں ایک رکوع، نو آیات، تیس کلمات، اور ایک سو تیس حروف ہیں۔ اس سورت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگوں کو طعنہ زنی کرتے تھے اور ان کے میوب تلاش کیا کرتے تھے وہ آخرت میں سخت عذاب کے مستحق ہوں گے۔ یوں تو کفار مکہ سب کے سب حضور ﷺ سے بغض و عناد رکھتے تھے لیکن ان میں بعض ایسے بد باطن بھی تھے جو جموعے الزمات اور بہتان تراشی میں پیش پیش تھے۔ ان میں کچھ عیب جوئی میں کسر نہ چھوڑتے لیکن رد برو کہنے کی جسارت کوئی نہ کرتا، اور بعض ایسے بد بخت بھی تھے کہ منہ پر طعن و تشنیع کرنے سے باز نہیں آتے تھے، انس بن شریق ان کا سرغنہ تھا۔ اور ان ہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ پھر ان لوگوں کی مذمت کی گئی جو مال و دولت اس خیال سے جمع کرتے تھے کہ انہوں نے دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے اور یہ بھی بتا دیا کہ آخرت میں ان کو سخت عذاب دیا جائے گا۔ اور وہ صرف دولت کے پیجاری ہی نہیں تھے بلکہ ان کی عقل و فہم سے بھی بے بہرہ تھے، اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ دولت کی کثرت ان کو موت سے بچالے گی کوئی بیماری ان کے قریب نہیں آئے گی۔ ایسے بد بخت لوگوں کے انجام کے بارے میں بھی وضاحت کر دی تاکہ کوئی شخص اس غلط فہمی میں نہ رہے جس شخص کی تمنا ہے کہ وہ ایسے المناک انجام سے دو چار نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ آج ہی سلامتی اور ہدایت کی راہ پر گامزن ہو جائے۔

رکوع نمبر: ۲۹

بسم الله الرحمن الرحيم الله کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿وَيْلٌ لِّكَلِمَةِ عَذَابٍ أَوْوَادٍ فِي جَهَنَّمَ﴾ لکل ہمزة لمزة (۱) ﴿أَيُّ كَثِيرٍ الْهَمْزِ وَاللَّامِ أَيْ الْغِيَّةِ نَزَلَتْ فِي مَنْ كَانَ يَفْتَابُ النَّبِيَّ وَالْمُؤْمِنِينَ كَأَمِيَّةَ بْنِ خَلْفٍ وَالْوَلِيدُ بْنُ مُغِيرَةَ وَغَيْرُهُمَا﴾ الذي جمع ﴿بِالتَّخْفِيفِ وَالتَّشْدِيدِ﴾ مالا وعدده (۲) ﴿أَخْصَاهُ وَجَعَلَهُ غُلَّةً لِحَوَادِثِ الدَّهْرِ﴾ بِحَسَبِ ﴿لِجَهْلِهِ﴾ ان ماله اخلده (۳) ﴿جَعَلَهُ خَالِدًا لَا يَمُوتُ﴾ كَلَا ﴿رَدَّعَ﴾ لِيَنْبِذَنَّ ﴿جَوَابَ قَسَمٍ مَّخْذُوقٍ أَيْ لِيُطْرَحَنَّ﴾ فِي الْحِطْمَةِ (۴) ﴿الَّتِي تَخْطِمُ كُلَّ مَا أَلْقَى فِيهَا﴾ وَمَا ادْرَكَ ﴿مَا أَعْلَمَكَ﴾ مَا الْحِطْمَةُ (۵) نَارُ اللَّهِ الْمَوْقَدَةِ (۶) ﴿الْمُسْفَرَّةُ﴾ الَّتِي تَطْلُعُ تَشْرِقُ ﴿عَلَى الْإِفْدَةِ﴾ (۷) ﴿الْقُلُوبُ فَتَحْرِقُهَا وَالْمُهَاشِدُ مِنَ أَلَمِ غَيْرِهَا لِطُفْئِهَا﴾ أَلَا عَلَيْهِمْ ﴿جَمْعُ الضَّمِيرِ رِعَايَةً لِمَعْنَى كُلِّ﴾ مُؤَصَّدَةٍ (۸) ﴿بِالْهَمْزَةِ وَبِأَلَا وَبَدَلَهُ مُطَبَّقَةً﴾ فِي عَمَدٍ بِضَمِّ الْحَرْفَيْنِ وَبِفَتْحِهَا ﴿مَمْدُودَةً﴾ (۹) صِفَةٌ لِمَا قَبْلَهُ فَتَكُونُ النَّارُ دَاخِلَ الْعَمَدِ.

## ﴿ترجمہ﴾

خوابی ہے (وکیل کلمہ عذاب ہے یا پھر "وکیل" سے مراد جہنم کی وادی ہے) ہر بہت طعنہ کرنے والے غیبت کرنے والے کے لیے ("ہمزة" کا معنی بہت طعنہ کرنے والا اور "لمزة" کا معنی بہت غیبت کرنے والا ہے، یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو نبی پاک ﷺ اور مسلمانوں کی غیبتیں کرتے تھے جیسے امیہ بن خلف، ولید بن مغیرہ وغیرہ.....) جس نے جمع کیا ("جمع فعل کو مخفف و مشدد دونوں طرح پڑھا گیا ہے) مال کو اور گن گن کر رکھا (عددہ بمعنی احصاء ہے، اور حوادث زمانہ کے خوف سے



ذخیرہ کر کے رکھ لیا) وہ (اپنی جہالت کے سبب) گمان کرتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ رہے گا (اسے موت نہیں آئے گی)..... اخلاہ  
 بمعنی جعلہ خالدا ہے) ہرگز نہیں ("کلا" حرف ردع ہے) ضرور پھینکا جائے گا (لینبذ بمعنی لیطرحن ہے، اس کا جواب قسم  
 محذوف ہے) روندنے والی میں (جس میں جو کچھ ڈالا جائے وہ اس کو روند کر رکھ دے گی) اور تو نے کیا جانا (ادرك بمعنی اعلمک  
 ہے) کیا روندنے والی اللہ کی آگ کہ بھڑک رہی ہے (الموقدة بمعنی المسعرة ہے) جو چڑھ جائے گی (تطلع بمعنی تشرف ہے  
 دلوں پر) الافئدة بمعنی القلوب ہے، اور دلوں کو جلا دے گی، دل کے نازک ہونے کی وجہ اس سے ہونے والی تکالیف دیگر تکالیف  
 سے سخت تر ہوگی..... ۳.....) بیشک وہ ان پر ("علیہم" میں ضمیر جمع "کل" کے معنی کی رعایت کرتے ہوئے ذکر کی گئی ہے) بند کر  
 دی جائے گی (مؤصدة بمعنی مطبقة ہے، "مؤصدة" کو ہمزہ کے ساتھ اور ہمزہ کے بدلے واو کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے) لمبے  
 ستونوں میں ("عمد" کو عین اور یم مضمومہ و مفتوحہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے، "معددة" یہ "عمد" کی صفت ہے پس اس  
 صورت میں ان ستونوں میں بھی آگ داخل ہو جائے گی)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿ویل لكل همزة لمزة الذي جمع مالا وعدده يحسب ان ماله اخلاہ﴾

ویل: مبتدا، لام: جار، کل: مضاف، همزة: مبدل منہ، الهمزة: بدل، ملکر موصوف، الذی: موصول، جمع: فعل، "هو" ضمیر  
 ذوالحال، يحسب: فعل بافاعل، ان ماله: حرف مشبہ و اسم، اخلاہ: جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ مفعول، ملکر جملہ فعلیہ حال، ملکر  
 فاعل، مالا: مفعول، ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، عدده: جملہ فعلیہ معطوف، ملکر صلہ، ملکر صفت، ملکر مضاف الیہ، ملکر  
 مجرور، ملکر ظرف مستقر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿کلا لینبذن فی الحطمة وما ادرك ما الحطمة﴾

کلا: حرف ردع و زجر، لام: تاکید، ینبذن: فعل بانائب الفاعل، فی الحطمة: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ قسم محذوف "نقسم" کیلئے  
 جواب قسم، ملکر جملہ قسمیہ، و: عاطفہ، ما: استفہامیہ مبتدا، ادرك: فعل بافاعل و مفعول، ما: استفہامیہ مبتدا، الحطمة: خبر، ملکر جملہ اسمیہ  
 مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿نار الله الموقدة التي تطلع على الافدة﴾

نار الله: موصوف، الموقدة: صفت اول، التي: موصول، تطلع على الافدة: جملہ فعلیہ صلہ، ملکر صفت ثانی، ملکر "ہی" مبتدا  
 محذوف کی خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿انها علیہم موصدة فی عمد ممددة﴾

انها: حرف مشبہ و اسم، علیہم: ظرف لغو مقدم، موصلة: صفت مشبہ بافاعل، ملکر شبہ جملہ صفت موصوف، فی: جار، عمد:  
 موصوف، ممددة: صفت، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر صفت، ملکر خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... الذی جمع مالا وعدده.....☆ یہ آیتیں ان کفار کے حق میں نازل ہوئیں جو سید عالم اور آپ کے اصحاب پر زبان طعن  
 کھولتے تھے اور ان حضرات کی غیبت کرتے تھے مثل اخنس بن شریق دامیہ بن خلف اور ولید بن مغیرہ وغیرہ کے اور حکم ہر غیبت کرنے  
 والے کے لئے عام ہے۔

## ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

## عیب لگانے اور غیبت کرنے کی مذمت:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ہر ویل لکل همزة لمزة خرابی ہے اس کے لئے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے (ہمزة: ۱)۔ اس بارے میں کئی اقوال ہیں کہ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی، چنانچہ ابن ابی حاتم نے ابن اسحاق اور انہوں نے عثمان بن عمرؓ سے منقول کیا ہے کہ یہ آیت اُبی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی اور ابن اسحاق کا ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت امیہ بن خلفؓ کی بارے میں نازل ہوئی جو کہ سید عالم ﷺ کی عیب جوئی میں معروف رہتا تھا۔ ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ سید عالم ﷺ کی عیب جوئی اور غیبت کرنے میں وقت گزارتا تھا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت عامر بن وائل کے بارے میں نازل ہوئی اور ایک قول کے مطابق ابی بن عمرو ثقفی جو کہ اخنس کے نام سے مشہور تھا اُس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۶۳۷ وغیرہ)

☆..... حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو اپنے مسلمان بھائی کی پردہ پوشی کرے، اللہ ﷻ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے مسلمان بھائی کا عیب ظاہر کرے اللہ ﷻ اس کا عیب ظاہر فرمائے گا یہاں تک کہ اسے اس کے گھر میں رسوا کر دے گا“۔ (سنن ابن ماجہ، ابواب الحدود، باب: المستر علی المؤمن ودفع الحدود بالشہبات، رقم: ۲۵۴۶، ص ۴۳۳)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! زبان سے ایمان لائے ہو لیکن ابھی تمہارے دل میں ایمان نہیں داخل ہوا، مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور نہ ہی ان کے عیبوں کو کھوج لگایا کرو کیونکہ جو مسلمان کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ ﷻ اس کے عیب ظاہر کر دیتا ہے اور اللہ ﷻ جس کے عیب ظاہر کر دے اُسے اس کے گھر میں رسوا کر دے گا“۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الادب، باب: فی الغیبة، رقم: ۴۸۸۰، ص ۹۱۳)

☆..... حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم لوگوں کی عیب جوئی کرتے پھر وگے تو انہیں بگاڑ دو گے یا انہیں خرابی تک پہنچا دو گے“۔ (المرجع السابق، باب: فی التحسین، رقم: ۴۸۸۸، ص ۹۱۵)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان کی دنیاوی پریشانی دور کی، اللہ ﷻ قیامت کے دن اس کی پریشانی دور فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ ﷻ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور بندہ جب تک اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے اللہ ﷻ اس کی مدد میں ہوتا ہے“۔ (المرجع السابق، باب: فی المعونة للمسلم، رقم: ۴۹۴۶، ص ۹۲۵)

☆..... سید عالم ﷺ نے اپنے صحابہ سے استفسار فرمایا: ”تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟“، صحابہ نے جواب دیا، اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرے جسے وہ ناپسند کرتا ہو، عرض کی گئی: ”جو میں کہتا ہوں اگر وہ میرے بھائی میں موجود ہو تو اس بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟“، ارشاد فرمایا: ”اگر جو تم کہتے ہو وہ اس میں موجود ہے تو تم نے غیبت کی اور اگر تم نے ایسی بات کہی جو اس میں موجود ہی نہیں تو تم نے اس پر بہتان لگایا“۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب: تحريم الغيبة، رقم: (۶۴۸۸)/۲۵۸۹، ص ۱۲۷۹)

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ہر مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کا خون، عزت اور مال حرام ہے“۔

(المرجع السابق، باب: تحريم ظلم المسلم، رقم: (۶۴۳۶)/۲۵۶۴، ص ۱۲۷۰)

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”غیبت اور چغلی ایمان کو ایسے کاٹ دیتی ہیں جیسا کہ چرواہا درخت کو کاٹ دیتا ہے۔“

(الترغیب والترہیب، کتاب الادب، باب: الترهیب من الغیبة والبهت وبيانها، رقم: ۸، ج: ۲، ص: ۳۳۲)

☆.....حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جب مجھے معراج ہوئی، ایک قوم پر گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے، وہ اپنے مونہ اور سینے نوچتے تھے، میں نے کہا: جبرائیل علیہ السلام یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: یہ وہ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی آبروریزی کرتے۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب: فی الغیبة، رقم: ۴۸۷۸، ص: ۹۱۳)

## مال و اسباب عذاب الہی سے نہیں بچا سکتے:

۲.....اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿الذی جمع مالا وعدده یحسب ان ماله یشلہ جس نے مال جوڑا اور گن گن کر رکھا کیا یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے دنیا میں ہمیشہ رکھے گا﴾ (المزہ: ۳۷۲)۔ مقل جن کے بارے میں بیان ہوا کہ سید عالم ﷺ کی ذات کی جانب عیب لگاتے اور آپ ﷺ کی غیبتیں کرتے تھے، ان میں ایک بیماری مال جمع کرنے کی بھی تھی جو مال پر اترتے اور پھولے جاتے تھے۔ انہیں یہ گمان تھا کہ ان کا مال انہیں موت نہ آنے دے گا جیسا کہ سدی نے کہا ہے۔ عکرمہ کا قول ہے کہ انہیں یہ گمان تھا کہ ان کا مال ان کی زندگی میں اضافہ کر دے گا یعنی انہیں طویل عمر دی جائے گی۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ طویل عرصے تک زندہ رہیں گے، یہاں مصیبتیں یعنی ماضی بمقتبی مستقبل ہے۔ لیکن اگلا کلام صاف واضح ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿کلا لیسبذن فی الحطمة ہرگز نہیں ضرور وہ روندنے والی میں پھینکا جائے گا﴾ (مزہ: ۳۷۲)۔ یعنی یہ سب ان کی اپنی خیال بندیاں ہیں، ایسا ہرگز نہیں ہونے والا بلکہ نہ تو یہ ہمیشہ رہ جائیں گے اور نہ ہی ان کا مال ہمیشہ رہ پائے گا یعنی وہ داخل جہنم ہونگے۔ یعنی وہ بھی اور ان کا مال بھی روندنے والی میں پھینک دیئے جائیں گے۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص: ۱۷۱)

امام جریر طبری لکھتے ہیں: وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال جو اس نے جمع کیا ہے اور بچا کر رکھا ہے، بخل کر کے راہ خدا میں خرچ کرنے سے روک لیا ہے، وہ ہمیشہ دنیا میں رہ جائے گا اور اسے موت نہ آئے گی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ وہ یہ گمان نہ کرے کہ اس کا مال ہمیشہ رہ جائے گا بلکہ وہ خود بھی ہلاک ہوگا اور اس کا مال بھی، پس وہ اپنے افعال اور معصیت کے باعث ہلاکت میں جا پڑے گا۔ اور ”الحطمة“ روندنے والی آگ کو کہتے ہیں، یہ وہ آگ ہے کہ اس میں جو بھی ڈالا جائے، سب برباد ہو جائے گا۔

(الطبری، الجزء: ۳۰، ص: ۳۵۷ ملخصاً)

## احادیث کی رو سے جہنم کے عذاب کا بیان:

۳.....بیشمار احادیث اس موضوع پر ملتی ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہنم کے عذاب سے بچائے رکھے۔

☆.....سید عالم ﷺ اکثر یہ دعا فرماتے: ”ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة و قنا عذاب النار اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔“

(صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب: قول النبی ﷺ، رقم: ۶۳۸۹، ص: ۱۱۰۹)

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”بیشک تمہاری یہ دنیاوی آگ جہنم کی آگ کا ستر واں حصہ ہے اور اگر اسے دوسرے پانی سے نہ بچایا جاتا تو تم اس سے نفع نہ اٹھا سکتے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے کہ اسے دوبارہ جہنم میں نہ ڈالے۔“

(سنن ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب: صفة النار، رقم: ۴۳۱۸، ص: ۷۱۶)

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”بروز قیامت جہنم کو لایا جائے گا تو اس کی ستر ہزار لگا میں ہوگی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑ کر کھینچیں گے۔“

رہے ہو گئے۔“

☆.....سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری یہ آگ جسے بنی آدم دنیا میں جلاتے ہیں، وہ جہنم کی آگ کا ستر واں حصہ ہے“، لوگوں نے پوچھا: اللہ ﷻ کی قسم ایسی کافی تھی، فرمایا: ”پیشک جہنم کی آگ اس سے ۶۹ درجے زیادہ ہے، ہر درجہ اس کی گرمی کی مثل ہے۔“

(سنن الترمذی، ابواب صفة جہنم، باب: ما جاء ان نار کم هذه، رقم: ۲۵۹۸، ص ۷۴۵)

### اغراض:

کلمۃ عذاب: مراد وہ کلمہ ہے جس کے ذریعے عذاب طلب کیا جاتا یا عذاب کی طرف بلایا جاتا ہے، اور اس صورت میں جملہ انشائیہ ہوگا اور نکرہ کے ساتھ کلام کی ابتداء کی گئی ہے اور کفار کی ہلاکت کا قصد کیا گیا ہے۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اللہ ﷻ اس جملے کو ویل کے ذریعے کیسے عذاب کی دعوت دیگا یا بلائے گا جب کہ اللہ ﷻ کبھی افعال کا پیدا کرنے والا ہے؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اپنے حال سے اللہ ﷻ کے غضب کو طلب کرتے ہیں، جیسا کہ کسی پر کسی کا غضب ہوا کرتا ہے۔

او واد فی جہنم: اس صورت پر جملہ خبریہ ہوگا اور ویل کے ترکیب کے لحاظ سے علم ہونے کی صورت میں معرّفہ بنے گا۔ وغیرہما: مراد اخص بن شریق، عاص بن وائل سہمی، جمیل بن معمر، اور ﴿ہمزۃ لمزة﴾ عموم کے اعتبار سے جائے عبرت ہے نہ کہ خصوص کے اعتبار سے، اور یہ وعید ان کے لئے ہے جو مسلمانوں کی پیٹھ پیچھے بُرائی کرتے ہیں اور یہاں علماء و صلحاء مراد نہیں ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمیشہ آگ میں رہنے والے کافر مراد ہیں مگر وہ جو اللہ ﷻ کی معیشت کے تحت ہوں۔

وجعله علة: میں واو بمعنی او ہے، دو تفاسیر کی گئی ہیں، پس اول تفسیر العد سے اور دوسری العدة سے ماخوذ ہے بمعنی الاستعداد مراد یہ ہے کہ حوادث زمانہ کے لئے مال کا جمع کرنا اور شمار کرنا۔

المسعرة: مراد آگ کے وہ شدید شعلے ہیں جس سے کبھی لپٹ ختم نہ ہو۔ والمہا: یعنی دلوں پر چڑھ جانے والی آگ، معنی یہ ہے کہ باقی بدن کے علاوہ دل پر چڑھنے کی کیفیت زیادہ ہوگی، اور جب دل کے ساتھ ایسا معاملہ ہو جائے تو بندہ مر جاتا ہے اور نہ مرتے ہوئے بھی مرنے کے قریب ہوتا ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لا یسموت فیہا ولا یحیا﴾ (الاعلیٰ: ۱۳) محمد بن کعب کہتے ہیں کہ آگ تمام جسم کو کھا جائے گی اور جب دل تک پہنچے گی تو دوبارہ جسم مکمل ہو جائے گا اور کھانے کا عمل دوبارہ شروع ہوگا اور یہی ہوتا جائے گا۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۳۲۸ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**



## سورۃ الفیل مکیہ وھی خمس آیۃ

(سورۃ فیل کی ہے جس میں پانچ آیتیں ہیں)

## تعارف سورۃ الفیل

اس سورت میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، بیس کلمات، چھیانوے حروف ہیں۔ اس سے پہلی سورت میں جن طعنہ زنی کرنے والے اور مال جمع کرنے والوں کو ان کا مال اللہ ﷻ کے عذاب سے نہ بچا سکا، اب اس پر دلیل قائم کرتے ہوئے اس سورت میں فرمایا کہ ابرہہ جو مال و دولت، قوت و طاقت کے لحاظ سے ان سے بہت زیادہ تھا جب وہ ہاتھیوں کی فوج لے کر خانہ کعبہ پر حملہ کرنے آیا تھا تو اللہ ﷻ نے چھوٹے چھوٹے پرندوں کے ذریعے ان کو ہلاک کر دیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بڑی سے بڑی قوت و طاقت کفار کو اللہ ﷻ کے عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ اس سورت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب حبشہ کے بادشاہ کی طرف سے ابرہہ کو یمن کا گورنر مقرر کیا گیا تھا اس نے صنعاء نامی شہر میں ایک کلیسا بنایا تھا۔ اس نے شاہ حبشہ کو خط لکھا کہ میں نے آپ کے لئے ایک بڑا عالی شان گرجا تعمیر کروایا ہے میری خواہش ہے کہ آئندہ سال عرب کے لوگ خانہ کعبہ کی بجائے اس کا طواف کریں۔ جب یہ خبر مکہ مکرمہ میں پہنچی تو نبی کنانہ کے ایک شخص نے اس گرجا گھر میں بول و براز کر دیا۔ اس سے ابرہہ آگ بگولہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ اگر میں نے بھی کعبہ کو نہ گرایا تو میرا نام بھی ابرہہ نہیں ہے اور وہ اسی وقت ہاتھیوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ مکہ مکرمہ لے گیا اور اپنے لوگوں سے کہا کہ مکہ میں جا کر ان سے چھیڑ چھاڑ کرو۔ وہ سردار قریش کے اونٹ چھین کر لے آئے جن میں دو سواونٹ حضرت عبدالمطلب کے بھی تھے۔ ابرہہ نے کسی کو بھیج کر ان کو بلوایا ابرہہ نے حضرت عبدالمطلب کی بہت عزت کی اور ترجمان کے ذریعے بات چیت ہوئی۔ ابرہہ نے کہا تم کیا چاہتے حضرت عبدالمطلب نے کہا میرے اونٹ، ابرہہ کہنے لگا میں کعبہ گرانے آیا ہوں اور تم کو اپنے اونٹوں کی پڑی ہے کعبہ کی کوئی فکر نہیں؟ حضرت عبدالمطلب نے کہا میں اونٹ کا مالک ہوں اور جو کعبہ کا مالک ہے وہ جانے اور تم جانو۔ تو حضرت عبدالمطلب نے کعبہ میں دعا کی کہ اے اللہ ﷻ اپنے گھر کو بچالے تو اللہ ﷻ نے ابابیل پرندوں کے ذریعے سے ابرہہ کی فوج کو ہلاک فرمایا۔

رکوع نمبر: ۳۰

بسم الله الرحمن الرحيم الله کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿الْم تر﴾ استَفْهَامُ تَعْجِيبٍ اَيْ اِعْجَبُ ﴿كيف فعل ربك﴾ باصحب الفيل (۱) ﴿هُوَ مَحْمُودٌ وَاصْحَابُهُ مَلِكُ الْيَمَنِ وَجَيْشُهُ بَنِي بَصْنَعَاءَ كَنِيْسَةً لِيُصْرَفَ اِلَيْهَا الْحَاجُّ مِنْ مَكَّةَ فَآخَذَتْ رَجُلٌ مِنْ كَنَانَةَ فِيْهَا وَلَطَخَ قَبْلَتْهَا بِالْعَذْرَةِ اِخْتِفَارًا بِهَا فَحَلَفَ اَبْرَهَةُ لِيَهْدِمَ الْكَعْبَةَ فَجَاءَ مَكَّةَ بِجَيْشِهِ عَلٰى اَقْيَالٍ مُّقْلَمْتُهُمْ مَحْمُودٌ فَحِينَ تَوَجَّهُوا اِلَهِدَمَ الْكَعْبَةَ اَرْسَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَّاقَصَةً فِيْ قَوْلِهِ ﴿الْم يجعل﴾ اَيْ جَعَلَ ﴿كَيْدَهُمْ﴾ فِيْ هَدْمِ الْكَعْبَةِ ﴿فِي تَضْلِيلٍ﴾ (۲) ﴿خَسَارًا وَهَلَاكًا﴾ وارسل عليهم طيرا ابابيل (۳) ﴿جَمَاعَاتٍ قِلِيلٌ لَا وَاَحَدَلَهُ وَقِلِيلٌ وَاحِدَةً اَبْرَهَةُ اَوْ اَبَالٍ اَوْ اَبِيْلٍ كَعْبُجُولٍ وَمِفْتَاحٌ وَسِكِّينٌ﴾ وارسل عليهم بحجارة من سجيل (۴) ﴿طِينٍ مَطْبُوحٍ﴾ فجعلهم كعصف ماكول (۵) ﴿كَوْرَقٍ زَرْعٍ اَكَلَتْهُ الدُّوَابُّ وَدَاسَتْهُ وَافْتَتَتْ اَيْ اَهْلَكَهُمْ اللّٰهُ تَعَالٰى كُلَّ وَاحِدٍ بِحَجَرٍ مَّكَتُوْبٍ عَلَيْهِ اِسْمُهُ وَهُوَ اَكْبَرُ مِنَ الْعَدَسَةِ وَاصْفَرُّ مِنَ الْحِمَضَةِ يَخْرُقُ الْبَيْضَةَ وَالرَّجُلَ وَالْفِيلَ وَيَصِلُ اِلَى الْاَرْضِ وَكَانَ هَذَا عَامَ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

## ﴿ترجمہ﴾

کیا تم نے نہ دیکھا (استفہام تعجب ہے، یعنی عجیب و غریب بات ہے) تمہارے رب نے ہاتھی والوں کا کیا حال کیا (ہاتھی کا نام محمود تھا اور اس کا مالک ابرہہ جو کہ یمن و حبشہ کا بادشاہ تھا، اُس نے ایک کینہہ بنایا تھا اور اس نیت سے کہ لوگ حج کو نہ جائیں اور یہاں آکر اس کینہہ کا طواف کریں، کنانہ کے ایک شخص نے موقع پا کر اس میں قضاے حاجت کر دی اور اُسے گندہ کر دیا، پس ابرہہ نے قسم کھائی اور کعبہ معظمہ کو نقصان پہنچانے کی غرض سے حبشہ سے کعبہ معظمہ کی جانب ہاتھیوں سمیت آیا، محمود ہاتھی سب سے آگے تھا، اس کا ارادہ کعبہ معظمہ کو نقصان پہنچانا تھا لیکن اللہ نے ان پر پرندوں کی فوج بھیج دی.....) نہ بنایا (یعنی بنادیا) ان کا داؤ (کعبہ معظمہ کو منہدم کرنے کا داؤ.....) بتا ہی میں (نقصان و ہلاکت میں) اور ان پر پرندوں کی ٹکڑیاں بھیجیں (پرندوں کی جماعت بھیجی.....) کہا جاتا ہے کہ بعض کے نزدیک ابابیل کا کوئی واحد نہیں ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی واحد ابول، ابسال یا ابیل ہے جیسا کہ عجول واحد ہے عجاجیل کی، مفتاح واحد ہے مفتاح کی اور مسکین واحد ہے مساکین کی) کہ انہیں پکی ہوئی مٹی کے پتھروں سے مارتے (سجیل بمعنی پکی ہوئی مٹی ہے.....) تو انہیں کر ڈالا جیسے کھائے کھیت کی پتی..... (جیسے کھیت کے پتے ہوتے ہیں جنہیں چوپائے کھالیں یا روند ڈالیں، ملیا میٹ کر دیں، یعنی پس اللہ نے انہیں ختم کر دیا، اور ہر ایک اُس پتھر سے ہلاک ہوا جس پر اُس کا نام کندہ تھا، جو مسور کی دال سے بڑے اور چنے سے کچھ چھوٹی سائز کے تھے، جس کے سر پر پڑتی اُسے ہاتھی سمیت چیر کر زمین پر گر جاتی اور یہ واقعہ سید عالم ﷺ کی ولادت شریفہ سے پہلے کا ہے۔)

## ﴿ترکیب﴾

﴿الم ترکیف فعل ربک باصحب الفیل﴾

همزة: حرف استفہام، لم تر: فعل نفی بافاعل، کیف: اسم استفہام حال مقدم، فعل: فعل، ربک: ذو الحال، ملکر فاعل، باصحب الفیل: ظرف نفو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ۔

﴿الم یجعل کیدہم فی تضلیل وارسل علیہم طیرا ابابیل ترمیہم بحجارة من سجيل﴾

همزة: حرف استفہام، لم یجعل: فعل نفی بافاعل، کیدہم: مفعول، فی تضلیل: ظرف مستقر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، ارسلا علیہم: فعل بافاعل و ظرف نفو، طیرا ابابیل: مفعول، ترمیہم: فعل بافاعل و مفعول، ب: جار، حجارة: موصوف، من سجيل: ظرف مستقر مفعول، ملکر مجرور، ملکر ظرف نفو، ملکر جملہ فعلیہ صفت ثانی، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل "لم یجعل" پر معطوف ہے۔

﴿وجعلہم کعصف ما کول﴾

ف: عاطفہ، جعلہم: فعل بافاعل و مفعول، کاف: جار، عصف: موصوف، ما کول: مفعول، ملکر مجرور، ملکر ظرف مستقر مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ۔

## ﴿تشریح توضیح و اعتراض﴾

واقعہ فیل، اس کا وقوع اور ارہاص محمدی ﷺ:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الم تر کیف فعل ربک باصحب الفیل اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تمہارے رب نے ان ہاتھی والوں کا کیا حال کیا (الفیل: ۱)﴾۔ یہ واقعہ سید عالم ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے کا ہے، پھر اسے الم تر کیف کے خطاب

سے کیوں کلام فرمایا؟ اس کا جواب امام رازی نے یہ دیا ہے کہ یہ واقعہ تواثر کے ساتھ بیان ہوتا گیا ہے لہذا اسی مناسبت سے یہ خطاب فرمایا گیا ہے جیسا کہ دیگر مقامات پر بھی وارد ہوا ہے، چنانچہ فرمایا: ﴿السم یسروا کم اھلکنا قبلھم من القرون کیا انہوں نے نہ دیکھا ہم نے ان سے پہلے کتنی سنگتیں ہلاک فرمائیں (س: ۳۱)﴾۔ یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی قدرت، اس کے علم و حکمت پر دلیل ہے اور ساتھ ہی سید عالم ﷺ کے شرف و مقام و مرتبے پر بھی دلیل ہے اور ہمارے مذہب اہل سنت پر دلیل ہے کہ سید عالم ﷺ کی ظاہری تشریف آوری سے قبل جو بھی خرق عادت امور رونما ہوں، وہ سید عالم ﷺ کے ارہاصات میں شمار ہوتے ہیں، پس اسی مناسبت سے یہ واقعہ بھی سید عالم ﷺ کے ارہاص میں شامل ہے۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۲۹۵)

اس کا وقوع: یعنی سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت سے پچاس دن پہلے اور یہی صحیح قول ہے، اور یہ نور محمدی کی برکت سے ہوا ہے، اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ نور تو حضرت عبدالمطلب بلکہ حضرت عبد اللہ سے بی بی آمنہ تک منتقل ہو چکا تھا، تو میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ یقیناً وہ نور جد سے اب تک منتقل ہو چکا تھا لیکن اس کی برکات اپنی جگہ باقی تھیں، جیسا کہ مشک اگرچہ کہ ختم ہو جائے لیکن خوشبو آتی ہی رہتی ہے اور ایک قول کے مطابق قبل والا واقعہ سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت سے چالیس یا تیس سال وغیرہ پہلے رونما ہوا۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۲۳۴ ملخصاً)

واقعہ قبل: ہاتھی والوں سے مراد ابرہہ اور اس کا لشکر ہے، ابرہہ یمن اور حبشہ کا بادشاہ تھا، اس نے صنعاء میں ایک کنیہ (عبادت خانہ) بنایا تھا اور چاہتا تھا کہ حج کر نیوالے بجائے مکہ مکرمہ کے یہیں آئیں اور اسی کنیہ کا طواف کریں، عرب کے لوگوں کو یہ بات بہت شاق تھی، قبیلہ بنی کنانہ کے ایک شخص نے موقع پا کر اس کنیہ میں قضائے حاجت کر دی اور اسے گندہ کر دیا، اس پر ابرہہ کو بہت طیش آیا اور اس نے کعبہ معظمہ کو ڈھانے کی قسم کھائی اور اس ارادے سے اپنا لشکر لے کر جس میں بہت سے ہاتھی تھے اور ان کا پیش رو ایک بڑا عظیم الجثہ کوہ پیکر ہاتھی تھا جس کا نام محمود تھا۔ ابرہہ نے مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر اہل مکہ کے جانور قید کر لئے، ان میں دو سوانٹ عبدالمطلب کے بھی تھے۔ عبدالمطلب ابرہہ کے پاس آئے تھے۔ بہت جیسیم و باشکوہ ابرہہ نے ان کی تعظیم کی اور اپنے پاس بٹھایا اور مطلب دریافت کیا، آپ نے فرمایا میرا مطلب یہ ہے کہ میرے اونٹ واپس کئے جائیں، ابرہہ نے کہا کہ مجھے بہت تعجب ہوتا ہے کہ میں خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے آیا ہوں وہ تمہارا اور تمہارے قبیلے کا معزز و محترم مقام ہے، تم اس کے لئے تو کچھ نہیں کہتے اپنے اونٹوں کے لئے کہتے ہو۔ آپ نے فرمایا میں اونٹوں ہی کا مالک ہوں انہی کے لئے کہتا ہوں اور کعبہ کا جو مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔ ابرہہ نے آپ کے اونٹ واپس کر دیئے۔ عبدالمطلب نے قریش کو حال سنایا اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور چوٹیوں میں پناہ گزیں ہوں۔ چنانچہ قریش نے ایسا ہی کیا اور عبدالمطلب نے دروازہ کعبہ پر پہنچ کر بارگاہ الہی میں کعبہ کی حفاظت کی دعا کی اور دعا سے فارغ ہو کر آپ اپنی قوم کی طرف چلے گئے۔ ابرہہ نے صبح تڑکے اپنے لشکروں کو تیار کیا۔ محمود ہاتھی نہ اٹھا اور کعبہ کی طرف نہ چلا جس طرف چلاتے تھے چلتا تھا۔ جب کعبہ کی طرف اس کا رخ کرتے تھے بیٹھ جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے پرند ان پر بھیجے جو چھوٹے چھوٹے منگریزے گراتے تھے جن سے وہ ہلاک ہو جاتے تھے۔

(عزائن العرفان، حاشیہ نمبر ۲)

### ابرہہ کے ظاہری ارادے کو کید کھنے کی وجوہات:

۲..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿السم یجعل کیدھم فی تضلیل کیا ان کا داؤد بآہی میں نہ ڈالا (فیل: ۲)﴾۔ جاننا چاہیے کہ شرعاً ”کید“ مخفی ارادے کو کہتے ہیں۔ اور ابرہہ کے ارادے کو کید کہنا درست نہ ہوگا کیونکہ اس کا ارادہ تو ظاہر تھا۔ ہم (امام رازی) اس کا جواب یہ دینگے کہ جی ہاں! لیکن اس کے دل میں چھپی شرارت اس کے ظاہری ارادے سے زیادہ مخفی تھی، کیونکہ وہ عرب (داہل)

(عرب) سے خد کرتا تھا اور اس کی تمنا تھی کہ جو شرف و مقام عرب کو کعبہ معظمہ کی وجہ سے حاصل ہے وہی مقام و مرتبہ اس کے اپنے شہر کو مل جائے۔

(الرازی، ج ۱، ص ۲۹۱)

### ابابیل کے بارے میں اقوال مفسرین:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَاَرْسَلْ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيلَ اور ان پر پرندوں کی کڑیاں (فوجیں) بھیجیں﴾ (الفیل: ۳)۔ سعید بن جبیر ؓ کہتے ہیں کہ آسمان سے نازل ہونے والے ایسے پرندے جو واقعہ فیل سے پہلے کسی نے دیکھے اور نہ ہی اس واقعے کے بعد کسی نے ملاحظہ کئے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے سید عالم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”آسمان وزمین کے مابین ایسے پرندے جو گونسلے بھی بناتے تھے اور انڈے بھی دیتے۔“ انہی سے ایک قول یہ بھی منقول ہے کہ ابابیل کی سونڈ بھی تھیں اور پنجے بھی تھے۔ عکرمہ کہتے ہیں کہ یہ بزر پرندے تھے جو کہ سمندر سے نکلتے تھے جن کے سر ایسے جیسے درندوں کے ہوتے ہیں اور ایسے پرندے نہ اس واقعہ سے پہلے دیکھے گئے اور نہ بعد میں۔ سعید بن جبیر ؓ کہتے ہیں کہ ایسے بزر پرندے جن کی چونچیں زرد ہوتی تھیں۔ محمد بن کعب کہتے ہیں کہ مراد وہ پرندے ہیں جو سیاہ مال تھے اور ان کے بچے اور چونچیں تھیں اور ککر مارتے تھے۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۸۲ ملخصاً وملتقطاً)

### سجیل کے بارے میں اقوال مفسرین:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَمِنْهُمْ مِّنْ سَجِيلٍ کہ انہیں ککر کے پتھروں سے مارتے﴾ (الفیل: ۴)۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ مٹی کے پتھر مراد ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ سجد سے مشتق ہے جس کا معنی بڑا ڈول ہوتا ہے یا یہ اسجد سے مشتق ہے جس کا معنی ٹھکانہ ہے یا یہ سجد (مہر) سے مشتق ہے معنی یہ ہوگا کہ یہ بھی عذاب میں سے تھیں جو ان کے بطن کے عذاب لکھا جا چکا ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا وہ ایسے پرندے تھے جن کی چونچیں پرندوں کی تھیں اور ہاتھ کتے کے ہاتھوں جیسے تھے۔ سعید بن جبیر ؓ کہتے ہیں کہ وہ بزر پرندے تھے جن کی زرد چونچیں تھیں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ وہ سیاہ پرندے تھے جو سمندر کی جانب جماعت درجما عت آئے تھے۔ حضرت ابن مسعود ؓ نے فرمایا پتھر کے ساتھ ایک کاغذ بھی ہوتا تھا، اللہ ﷻ نے اسے بھیجا اور پھر اس نے زور سے پتھر بھیجا۔ اس کی خصوصیت یہ تھی کہ پتھر جس آدمی کو لگتا دوسری جانب سے نکل جاتا تھا۔ اور اگر کسی کے سر پر لگتا تو دیر کے راستے سے باہر ہو جاتا تھا۔ (المظہری، ج ۷، ص ۴۸۴)

### کعصف ماکول کے بارے میں اقوال مفسرین:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّا كُولٍ تو انہیں کر ڈالا جیسے کھائی کھیتی کی پتی (بھوسہ)﴾ (الفیل: ۵)۔ اللہ ﷻ نے انہیں ایسی کھیتی یا گھاس جیسا کر دیا جسے جانوروں نے کھالیا ہو اور گوبر بنادیا ہو۔ فوجیوں کے اعضاء کو الگ الگ کر دینے کو گوبر کے اجزاء کے الگ الگ کر دینے سے تشبیہ دی۔ مجاہد کہتے ہیں کہ کعصف سے مراد گندم کے پتے ہیں۔ قتادہ کا قول ہے کہ اس سے مراد تنکا ہے۔ حضرت ابن عباس کا قول یہ ہے کہ اس سے مراد چھلکا ہے جو گندم کے دانے پر غلاف کی مانند ہوتا ہے۔ ماکول کے معنی یہ ہیں کہ جسے جانوروں نے کھالیا ہو۔

### اغراض:

استفہام تعجیب: معنی یہ ہے کہ پڑھیں بیشک آپ ﷺ اصحاب فیل کا واقعہ جانتے ہیں۔ ہو محمود: مراد وہ اونٹ ہے جو بیٹھ گیا تھا اور اسے اٹھانے کے لئے اس کے سر پر مارتے تھے، اور مزید محمود کے ساتھ بارہ اونٹ اور بھی تھے، ایک قول کے مطابق اٹھارہ اونٹ تھے، ایک قول ایک ہزار کا بھی ہے اور مطلق فیل کا ذکر اونٹوں کے سردار محمود کی وجہ سے کیا گیا تھا یا اس نسبت سے ان سب میں عظیم



الجشہ یہی محمود نامی اونٹ ہی تھا۔ ابوہۃ بنجاشی سے پہلے ملک حبشہ کا بادشاہ تھا، اور اس کے لشکر کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔  
بنی بصنعاء کنیسۃ: یہاں سے مفسر علیہ الرحمۃ نے واقعہ کیل کا مفصل بیان کیا ہے جسے ہم نے حاشیہ نمبر ”۱“ میں ذکر کر دیا ہے، لہذا دوبارہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ والرجل: یعنی یہ پتھر دماغ میں داخل ہوتا اور پیچھے کے مقام سے باہر نکل جاتا۔  
ای جعل: میں اس جانب اشارہ ہے کہ (یہ جعل) مضارع حال کی حکایت بیان کرنے کے لئے ہے۔ جماعات: یعنی بعض کا دوسرے بعض پر اثر ہوتا ہے۔ ودانسة: یعنی اُسے میٹگنیوں کی مانند ملیا میٹ اور بے وقعت کر دیں۔ اہول: ہمزہ کی کسرہ اور فتح موحده مشدہ کے ساتھ ہے اور واو کے سکون کے ساتھ جیسا کہ سنور ہوتا ہے۔

طین مسطوخ: جیسا کہ اجرت پر پکائی جانے والی اینٹیں ہوتی ہیں، اور یہ جہنم کی آگ میں پکائی ہوئی کنکریاں تھیں، اور مراد وہی کنکریاں ہیں جو قوم لوط پر برسائی گئیں تھیں، اور ان کی ہلاکت کو کنکریوں کے ساتھ نسبت کر دی گئی ہے کیونکہ ابرہہ نے کعبہ معظمہ کو منہدم کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ وہ کنکر کسی کو لگتا تو آبلہ کر دیتا، اور اس دن سے پہلے کبھی ایسا نہ ہوا تھا۔  
مکتوب علیہ اسمہ: یعنی پرندے کا خاص طور پر اُسی پتھر کا ارادہ کرنا جس سے کسی کی ہلاکت ہوتی ہے، اور یہ مجرد الہام کی وجہ سے ہوا ہے یا اس کی معرفت کتاب وغیرہ کے ذریعے سے ہوئی ہے، اور اللہ جل جلالہ ہی حقیقت حال جانتا ہے۔

والفیل: مراد وہ ہے جو اونٹ پر سوار ہوا تھا، اور سوائے محمود نامی اونٹ کے تمام ہی ہلاک ہو گئے۔ جس کا تذکرہ امام بوصری نے بھی کیا

ہم ما لیس یلہم العقلاء

ہے: کم رأینا ما لیس یعقل قد ال

ل ولم ینفع الحجا والذکاء

اذا ابی الفیل ما اتی صاحب الفی

(الصاوی، ج ۶، ص ۳۳۱ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة قريش مكيه او مكفيه وهى اربع آية

(سورة قریش کی یاد دہانی ہے اس میں چار آیتیں ہیں)

## تعارف سورة قریش

اس سورت میں ایک رکوع، چار آیتیں، سترہ کلمات، اور تہتر حروف ہیں۔ اس سورت میں اللہ ﷻ قریش پر اپنے عظیم احسانات کا تذکرہ فرما رہا ہے اور ان کو احسانات یاد دلانے کے بعد اپنی عبادت کی دعوت دی جا رہی ہے۔ قریش عرب کا ایک مشہور اور معزز ترین قبیلہ ہے اور اس قبیلہ کا اطلاق نضر کی اولاد پر ہوتا ہے جس کا نسب نامہ یہ ہے: نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرک بن الیاس بن مضر۔ بعض کے نزدیک فہر بن مالک کی اولاد کو قریش کہتے ہیں لیکن پہلا قول صحیح ہے حضور ﷺ کے قول سے بھی اسی قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ قبیلہ قریش کی وجہ تسمیہ میں متعدد اقوال ہیں۔ یہ نضرش سے ماخوذ ہے اس کا معنی "التجمع والالتمام" کسی کا متفرق ہو جانے کے بعد اکٹھا اور مجتمع ہو جانا۔ قریش کا قبیلہ پہلے سارے عرب میں منتشر تھا۔ قصی بن کلاب نے انہیں مکہ مکرمہ میں یکجا کیا اور حرم کے پڑوس میں آباد کیا۔ دوسرا یہ کہ نضرش سے ماخوذ ہے جس کا معنی تکسب ہے کیونکہ قریش تجارت پیشہ تھے اور اس طرح اپنا رزق خود کمایا کرتے تھے اس لئے انہیں قریش کہا جاتا ہے۔ مکہ کے معزز قبیلہ قریش کو اپنے احسانات کی یاد دلائی جا رہی ہے۔ پھر انہیں سمجھایا جا رہا ہے کہ خانہ کعبہ پر ابرہہ نے حملہ کیا تھا تو اس کی حفاظت تمہارے بنوں نے نہیں کی تھی بلکہ اللہ ﷻ نے پرندوں کی ایک کھڑی بھیج کر ابرہہ کے لشکر جبار کو فنا کر دیا اور اپنے گھر کی حفاظت کی تھی۔ اور تجارت کا راستہ کھول کر تمہارے لئے خوش حالی اور فارغ البالی کا سامان بھی اللہ ﷻ نے فراہم کیا۔ لوگوں کے دلوں میں تمہارا احترام اس قدر پیدا کر دیا کہ جس کے باعث تم بڑے امن و سکون سے جہاں چاہو جا سکتے ہو، تمہارے کاروان تجارت کی طرف کوئی میلی آنکھ کر کے نہیں دیکھ سکتا۔ جس نے تمہیں ان انعامات سے نوازا ہے وہی اس لائق ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے۔

رکوع نمبر: ۳۱

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿لَا يَلْفُ قَرِيشَ﴾ (۱) الفہم ﴿تَأْكِلُوهُ وَهُوَ مَصْدَرُ أَلْفٍ بِأَلَمٍ﴾ ﴿رَحَلَةُ الشَّاءِ﴾ ﴿أَلَى الْيَمِينِ﴾ ﴿وَرَحَلَةُ الصِّيفِ﴾ (۲) ﴿أَلَى الشَّامِ فِي كُلِّ عَامٍ يَسْتَعِينُونَ بِالرَّحْلَتَيْنِ لِلتَّجَارَةِ عَلَى الْإِقَامَةِ بِمَكَّةَ لِيَخْدُمَةَ الْبَيْتِ الَّذِي هُوَ فَوْقَهُمْ وَهُمْ وَلَدَ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ﴾ ﴿فَلْيَعْبُدُوا﴾ ﴿تَعْلُقُ بِهِ لَأْيَافٍ وَالْأَفَاءَ زَائِدَةً﴾ ﴿رَبِّ هَذَا الْبَيْتِ﴾ (۳) ﴿الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ﴾ ﴿أَيُّ مِنْ أَجَلِهِ﴾ ﴿وَأَمْنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ﴾ (۴) ﴿أَيُّ مِنْ أَجَلِهِ وَكَانَ يُصِيبُهُمُ الْجُوعُ لَقَدْ مَزَّعَ الْزُّرْعَ بِمَكَّةَ وَخَافُوا جَيْشَ الْفَيْلِ﴾

## ﴿ترجمہ﴾

اس لیے کہ قریش..... کو میل دلایا ان کو رغبت دلائی (ایلاف کی تاکید کی گئی ہے، اور مراد مصدر ہے جو کہ آلف بالمد کے ساتھ لایا گیا ہے) سردی میں (یمین کی طرف) سفر کا اور گرمی میں (شام کی طرف سفر کا، ہر سال دو تجارتی سفر اختیار کر کے باقی وقت مکہ مکرمہ میں سکون سے گزارتے..... اور بیت اللہ کی خدمت کرتے جو ان کے لئے باعث فخر مقام تھا، قریش سے مراد قبیلہ نضر بن کنانہ کی قوم ہے) تو انہیں چاہیے کہ وہ بندگی کریں (ایلاف ترکیبی اعتبار سے فلیعبدوا سے متعلق ہے، اور فلیعبدوا میں فاء زائدہ ہے)

اس گھر کے رب کی جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا (ایک مقررہ مدت تک کے لئے جو ان کے لئے خوف کا باعث تھی) اور انہیں خوف سے اس بخشا (ایک مقررہ مدت تک کے لئے.....) اور انہیں بھوک کی مصیبت پہنچی جب کہ مکہ میں کھیت سبز نہ رہا اور انہیں ہاتھی والوں کا خوف بھی لاحق تھا.....)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿لایلف قریش الفہم رحلة الشتاء والصیف فلیعبدوا رب هذا البیت الذی اطعمہم من جوع وامنہم من خوف﴾  
 لام: جار، ایلف: یلف، قریش: مرکب اضافی مبدل منہ، الف: مصدر مضارع، ہم: ضمیر مضارع الیہ  
 قائل، رحلة: مضارع، الشتاء: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الصیف: معطوف، مکر مضارع الیہ، مکر مفعول، مکر شہ: جملہ مرکب اضافی  
 بدل، مکر مجرور، مکر ظرف لغو مقدم، ف: فصیحہ، لیعبدوا: فعل امر باقاعل، رب: مضارع، هذا: مبدل منہ، البیت: بدل، مکر مضارع  
 الیہ، مکر موصوف، الذی: موصول، اطعمہم من جوع: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، امنہم من خوف: جملہ فعلیہ  
 معطوف، مکر صلیہ، مکر صفت، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، ہو کر شرط محذوف "ان لم یعبدوا اللہ لسانہ نعمہ السابغۃ  
 المسراذفۃ" کی جزاء، مکر جملہ شرطیہ۔

### ﴿تشریح توضیح واغراض﴾

#### متذکرہ آیت میں قریش کا کون سا قبیلہ مراد ہے؟

۱..... بہر حال جہاں تک قریش کا تعلق ہے تو مراد بنو نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ہے۔ اور سارے ہی جو اس سلسلے میں پائے جا رہے ہیں نضر کی اولاد ہیں جو کہ قریش سے تھا، نہ کہ بنی کنانہ سے۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد قریش بن فہر بن مالک بن نضر ہے۔ اور اس صورت میں جو بھی فہر سے پیدا شدہ ہو گئے وہ قریشی نہیں کہلا سکتے گے، لیکن اول قول صحیح ترین ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۸۶ وغیرہ)

☆..... حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: "اسلام بارہ خلفاء تک مسلسل غالب رہے گا، تمام خلفاء قریش سے ہونگے۔"

(صحیح البخاری، کتاب الاحکام، باب، رقم: ۷۲۲۲، ص ۱۲۴۴)

☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس دین میں لوگ قریش کے پیروکار ہیں، مسلمان مسلمان کے پیروکار ہیں اور کافر کافر کے۔"

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب المناقب، رقم: ۳۴۹۵، ص ۵۸۸)

☆..... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگ خیر و شر میں قریش کے پیروکار ہیں۔"

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب الناس تبع لقریش، رقم: (۴۵۹۶)/۱۸۱۹، ص ۹۲۵)

☆..... حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے قریش کو ذلیل کرنے کا ارادہ کیا، اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا۔"

(سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب: ما جاء فی المعوذتین، رقم: ۳۹۳۱، ص ۱۱۰۳)

#### قریش والوں کو سفر تجارت کی رغبت دلانے کی وجوہات:

۲..... اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿الفہم رحلة الشتاء والصیف ان کے جاڑے اور گرمی دونوں کے کوچ میں میل دلایا﴾ (قریش: ۲)۔ اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں کو بر باد کیا اور قریش کو باقی رکھا۔ اور انہیں سردی و گرمی میں تجارت کی جانب رغبت بھی دلائی۔ یہ کہنا درست نہیں بلکہ یہ قول ضعیف ہے کہ یوں کہا جائے کہ ٹیل والوں کو اس لئے ہلاک کر دیا کیونکہ وہ کفر اختیار کرتے تھے اور قریش

والوں کے ساتھ ایسا کچھ نہ کیا بلکہ ان کے دلوں کو تجارت کی جانب مائل کیا، ہم کہتے ہیں کہ ہمیں یہ تسلیم نہیں ہے اور نہ ماننے کی کچھ وجوہات ہیں: (۱)..... ہمیں یہ تسلیم نہیں ہے کہ اللہ ﷻ نے فیل والوں کے ساتھ جو کچھ کیا وہ ان کے کفر کی وجہ سے کیا کیونکہ کفر کا بدلہ دیا جانا قیامت تک کے لئے مؤخر کر دیا گیا ہے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الْيَوْمَ نَجْزِي كُلَّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ آجَ هَرَجَانِ﴾ اپنے کئے کا بدلہ پائے گی (مذہب: ۱۷) ﴿وَلَوْ يَدْرِى الْحَدُّ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرٍ هَآءِ مِنْ دَابَّةٍ اَوْ رَاكِبٍ﴾ لوگوں کو ان لوگوں کو ان کے کئے پر پکڑتا تو زمین کی پیٹھ پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا (مذہب: ۱)۔ اگر اللہ ﷻ نے فیل والوں کے ساتھ یہ معاملہ ان کے کفر ہی کی وجہ سے کیا ہوتا تو ایسا معاملہ تمام کافروں کے ساتھ فرماتا، بلکہ فقط قریش کی تالیف قلبی، ان کے منصب کی تعظیم (جو انہیں سید عالم ﷺ کی وجہ سے نیک نامی ملی)، اور ان کی قدر و منزلت (جو کہ سید عالم ﷺ کے قریش سے ہونے کی وجہ سے قریش کو ملتی ہے) کی وجہ سے فرمایا۔ (۲)..... اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ فیل والوں پر ان کے کفر کی وجہ سے عذاب واقع ہوا لیکن کسی اور وجہ کے پائے جانے کی نفی نہیں ہو سکتی کیونکہ کسی بھی حکم کے قائم ہونے میں ایک سے زائد وجوہات کا پایا جانا ممکن ہے۔ (۳)..... اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ فیل والے فقط اپنے کفر ہی کی وجہ سے ہلاک ہوئے تو بھی ان کی ہلاکت کے ذریعے قریش کو مائل کرنا جائز ہے، یعنی یوں کہا جائے: ”اہلکوا لایلاف قریش“، جیسا کہ اللہ ﷻ کا فرمان: ﴿لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوٌّ وَحِزْنًا﴾ کہ ان کا دشمن اور ان پر غم ہو (نقص: ۸)۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۲۹۴)

## ایک مقررہ مدت تک بھوک اور خوف سے امن دینا:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الَّذِي اطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ﴾ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور ایک خوف سے امان بخشا (مذہب: ۱)۔ اس کی چند وجوہات ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ نے قریش کو حرم میں امن عطا فرمایا اور ان کے سامان طعام پر کوئی اعتراض نہ کرتا۔ (۲)..... مقاتل کہتے ہیں کہ قریش پر سردیوں اور گرمیوں میں بین و شام کی طرف تجارت کی غرض سے جانا مشکل پڑتا تھا، پس اللہ ﷻ نے حبشہ کے رہنے والوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ وہ اپنے سامان کشتی میں رکھ دیں اور پھر مکہ مکرمہ روانہ کر دیں، اور اہل مکہ اُس سامان کو اونٹوں اور خچروں پر لا کر شہر کی جانب لائیں اور مزید خرید و فروخت کا عمل اختیار کریں۔ (۳)..... بکلی کہتے ہیں کہ جب انہوں نے سید عالم ﷺ کو جھٹلایا تو آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فر فرمائی: ”اے اللہ ﷻ! ان کے لئے ایسا معاملہ فرما جیسا تو نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قوم کے ساتھ فرمایا تھا“۔ پس ان پر قحط سالی مسلط کر دی گئی اور انہیں سخت دشواریوں کا سامنا ہوا، پس وہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: ”اے محمد (ﷺ)! ہمارے لئے دعا کریں ہم ایمان لے آئے، پس سید عالم ﷺ نے دعا فرمائی اور شہر میں قحط سالی کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ (۴)..... اللہ ﷻ نے انہیں خوف سے امن بخشا اور اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ بے خوف ہو کر سفر اختیار کرنے لگے کوئی ان پر تعرض نہ کرتا اور سفر و حضر کہیں پر بھی کوئی اُن پر غارت گری نہ کرتا بلکہ وہ ہر طرح سے چہ جائے کہ سفر میں ہوں یا حضر میں، امن ہی میں رہتے، اور اس حوالے سے ایک مقام پر فرمایا: ﴿اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَا جَعَلْنَا حُرْمًا مِّنْهُمَا اَوْ رَكِبًا﴾ انہوں نے یہ نہ دیکھا کہ ہم نے حرمت والی زمین پناہ بنائی (المعنکبوت: ۶۷)۔ (۵)..... انہیں فیل والوں کی طرح زحمت اٹھانے سے امن بخش دیا۔ (۶)..... ضحاک اور ربیع کہتے ہیں کہ انہیں نجوم کے مرض سے بے خوف کر دیا، پس ان کے شہر میں جزام کا مرض نہیں پایا جاتا تھا۔ (۷)..... انہیں اس بات سے بے خوف کر دیا کہ خلافت قریش ہی میں رہے گی، باہر نہ جائے گی۔ (۸)..... انہیں اسلام کے ساتھ امن عطا فرمادیا، اس سے پہلے وہ کفر میں غور و فکر کرتے تھے، پس انہوں نے (سابقہ) دین کو بے وقعت جان لیا اور اقل کے لئے اسی دین پر جمے رہنا ضروری ہے۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۲۹۸ وغیرہ)



## الفیل اور القریش ایک ہی سورت ہیں یا الگ الگ:

۳..... ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا دونوں سورتیں الگ الگ ہیں یا ایک ہی ہیں؟ اس بارے میں کچھ اقوال یوں بیان کئے گئے ہیں: (۱)..... دو الگ الگ سورتیں ہونا ضروری نہیں، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں سورتیں الگ الگ ہوں اور ایک سورت کا مطلع دوسری سورت کے مقدمہ کے ساتھ مل گیا ہو اور یوں ایک ہی مستقل سورت قرار دی گئی ہو۔ (۲)..... ابن ابی کعب سے منقول ہے کہ دونوں سورتوں کو مصحف میں اکٹھا کر دیا گیا تھا۔ (۳)..... ابن عمر سے منقول ہے کہ انہوں نے مغرب کی نماز کی پہلی رکعت میں ”والتین“ اور دوسری رکعت میں ”الم تر اور لایلاف قریش“ پڑھی اور دونوں سورتوں کے مابین بسم اللہ الرحمن الرحیم سے فصل نہ کیا۔ (۴)..... اس بارے میں مشہور قول یہی ہے کہ دونوں الگ الگ سورتیں ہیں، اور اول سورت کا مابعد والی سورت سے تعلق ہونا اس بات پر دلیل نہیں بنتا کہ دونوں ایک ہی سورتیں ہیں اور جہاں تک آیات کا تعلق ہے تو بعض آیات بعض دوسری آیات کی تصدیق بھی کرتی ہیں اور بعض آیات بعض دوسری آیات کے معنی بھی بیان کرتی ہیں، کیا ہم نہیں دیکھتے کہ بعض آیات مطلق وعید پر دلیل بنتی ہیں اور بعض توبہ سے متعلق ہوتی ہیں، بعض آیات کا تعلق معافی سے ہوا کرتا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا: ﴿هَٰذَا أَنْزَلْنَاهُ بَشِيرًا لِّمَنْ أَسْلَمَ﴾ کو اتارا (النسر: ۱) اپنے ماقبل قرآن کے ذکر کے ساتھ متعلق ہے اور ایسا کچھ نہیں ہے کہ ایک آیت سے دوسری آیت کا فصل نہ ہونا اور ایک سورت کا اختتام اور دوسری سورت کا آغاز یہی سمجھنے پر مجبور کرے کہ دونوں آیات ایک ہی سورت کی ہیں، اور جہاں تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قرأت کا تعلق ہے تو انام کو اجازت ہے کہ وہ دو سورتیں بغیر بسم اللہ کے فصل کے پڑھ سکتا ہے۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۲۹۵)

### اغراض:

مکیہ: جمہور کے قول کے مطابق جو صحیح ترین ہے۔ او مدنیہ: ضحاک اور کلبی کے قول کے مطابق۔ وهو مصدر آلف بالمد: یعنی ایلاف ثانی مراد ہے، اور اولایاء کے اثبات کے ساتھ مصدر آلف مد کے ساتھ جیسا کہ اکرم، کہا جاتا ہے: آلفته او الفہ ایلافا اور یہ بھی درست ہے کہ یاء کے حذف کے ساتھ ہو جیسا کہ کتابا۔

وہم ولد النضر بن کنانہ: نضر بن کنانہ سے قریش کے سوا کوئی اور مراد نہیں ہیں، اور یہی صحیح ہے اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ مراد ہیں، پس جو فہر سے پیدا ہوا ہے وہ قریشی نہیں ہے اگرچہ فہر خود نضر سے ہو۔ الفاء زائدہ: میں معمول کو اس کے مابعد پر مقدم کرنا جائز ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ فاء زائدہ نہیں ہے بلکہ یہ شرط کے جواب کے لئے لائی گئی ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: ”ان لم یعبدوہ لسانہ نعمہ فلیعبدوہ لایلافہم فانہا اظہر نعمۃ علیہم“۔

وخالفوا جیش الفیل: اور یہ وجہ ماقبل کے اعتبار سے مناسب معلوم ہوتی ہے، اور یہ وجہ ان کے خوف کرنے کے سبب بیان کی گئی ہے، اور ان سے خوف کو نازل کر کے احسان جتایا گیا، جیسا کہ کہا جاتا ہے: ہم نے تم سے خوف اور بھوک کی کراہیت کو نازل کیا پس تم پر واجب ہے کہ تم اس نعمت پر شکر بجالاؤ، ایک قول یہ بھی کیا گیا کہ انہیں جذام کے مرض سے بے خوف کر دیا گیا، پس ان کے شہر میں جذام نہ ہوگا، اور ایک قول کے مطابق محمد ﷺ اور اسلام کے ذریعے انہیں امن دے دیا گیا۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۳۳۵ وغیرہ)

صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد

## سورة الماعون مکیة او مدنیة وہی سبع آیات

(سورة الماعون مکی ہے یا مدنی اس کی سات آیتیں ہیں)

## تعارف سورة الماعون

اس سورت میں ایک رکوع، سات آیتیں، پچیس کلمات، ایک سو پچیس حروف ہیں۔ اس سورت میں ان لوگوں کے اخلاق و کردار کا ذکر کیا گیا ہے جو روز جزا پر یقین نہیں رکھتے۔ اس قافی زندگی کو ہی انسانی زندگی خیال کرتے ہیں اور اس کو زیادہ سے زیادہ معزز بنانے کی دھن میں لگن رہتے ہیں۔ آپ خود سوچئے جو اپنے در پر آنے والے خستہ حال یتیموں کو دھکے مار کر کال دے۔ جو غریب لوگوں پر خود رحم کھاتا ہے اور نہ ہی دوسرے لوگوں کو اس کی اعانت کرنے کی ترغیب کرتا ہے اور خود تو اس سے انسانی ہمدردی کا احساس نہیں ہوتا اگر کسی سے جانے انجانے میں کوئی بھلائی کا کام ہو جاتا ہے تو اس کو ریاکاری سے غارت کر دیتے ہیں۔ نیکی کی توفیق سے تو یہ اس قدر دور ہیں کہ کوئی بڑی نیکی تو کیا کوئی معمولی سی بھی سرزد نہیں ہوتی جس شخص کا یہ کردار ہو تو بھلا اس سے بڑھ کر اور کون بد بخت ہو سکتا ہے؟ قرآن پاک کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ذلت و رسوائی کے گڑھے میں گرنے سے بچایا اور بلند یوں پر آشیاں بند ہونے کا درس دیا۔

رکوع نمبر: ۳۲

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿ارءیت الذی یکذب بالدين﴾ (۱) ﴿بالحساب﴾ وَالْجَزَاءِ اَیْ هَلْ عَرَفْتَهُ اَوَّلَمْ تَعْرِفُهُ ﴿فذلک﴾ بِتَقْدِيرٍ هُوَ بَعْدَ الْفَاءِ ﴿الذی یدع الیتیم﴾ (۲) ﴿اَیْ یَذْفَعُهُ﴾ بِعُنْفٍ عَنْ حَقِّهِ ﴿وَلَا یَحْضُ﴾ نَفْسَهُ وَلَا غَیْرَهُ ﴿علی طعام المسکین﴾ (۳) ﴿اَیْ اطْعَمَهُ﴾ نَزَلَتْ فِی الْعَاصِ بْنِ وَاثِلٍ اَوِ الْوَلِیدِ بْنِ الْمُغِیرَةِ ﴿فویل للمصلین﴾ (۴) الذین هم عن صلاتهم ساهون ﴿عَافِلُونَ یُؤَخِّرُونَ وَنَهَا عَنْ وَقْتِهَا﴾ الذین هم یراءون ﴿فِی الصَّلَاةِ وَغَیْرِهَا﴾ وَیَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ﴿كَالْآبُورَةِ وَالْفَاسِ وَالْقَدْرِ وَالْقَصْعَةِ﴾

## ﴿ترجمہ﴾

کیا تم نے اسے دیکھا جو جھٹلاتا ہے دین کو (حساب کتاب اور روز جزاء کو.....) یعنی چہ جائے کہ اس کا تعلق پہچاننے والوں میں ہوتا ہو یا نہ پہچاننے والوں میں (تو) (فذلک) میں فاء کے بعد ہو مقدر ہے (وہ یتیم کو دھکے دیتا ہے) (یعنی یتیم کا حق دینے سے انکار کرتا ہے.....) اور ترغیب نہیں دلاتا (نہ خود مائل ہوتا ہے نہ ہی کسی کو مائل کرتا ہے) مسکین کو کھانا دینے کی (یعنی مسکین کو کھانا کھلانے کی.....) یہ آیت عاص بن وائل یا ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی (تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نمازوں سے بھولے بیٹھے ہیں) (یعنی نماز میں غفلت کرتے ہیں یعنی نماز کو وقت کے چلے جانے کے بعد ادا کرتے ہیں.....) وہ جو دکھاوا کرتے ہیں (یعنی نماز اور دیگر عبادات میں دکھاوا کرتے ہیں.....) اور برتنے کی چیز نہیں دیتے (یعنی معمولی چیز مثلاً سوئی، کلباڑی، ہانڈی اور پیالہ.....)۔

## ﴿تو کیسے﴾

﴿لو یت الذی یکذب بالذین فذلک الذی یدع الیموم ولا یحضر علی طعام المسکین﴾  
 حمزہ: حرف استعظام ہوئی: فعل باقاعل، بالذی: موصول ہو کذب بالذین: جملہ فعلیہ صلہ، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ، ف: نصیحہ، مفلک: مبتدأ الذی: موصول یدع الیموم: جملہ فعلیہ معطوف علیہ، یو یماطفہ، لا یحضر: فعل نفی باقاعل، علی طعام المسکین: ظرف تو، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر صلہ، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف "ان لم تعرفہ" کی جزا، مکر جملہ شرطیہ۔

﴿قویل للمصلین الذین ہم عن صلاحہم ساهون الذین ہم یراءون ویمنعون الماعون﴾

ف: نصیحہ، یویل: مبتدأ لام: جار، المصلین: موصوف، الذین: موصول، ہم: مبتدأ، عن صلاحہم ساهون: شبہ جملہ خبر، مکر جملہ اسمیہ صلہ، مکر بدل منہ، الذین: موصول، ہم: مبتدأ، یراءون: و: یماطفہ، یمنعون الماعون: جملہ فعلیہ معطوف، مکر خبر، مکر جملہ اسمیہ صلہ، مکر بدل، مکر مفت، مکر بدل، مکر مفت، مکر مجرور، مکر ظرف مستقر خبر، مکر جملہ اسمیہ ہو کر شرط محذوف "اذا علمت انہ متصف بهذه الصفات" کی جزا، مکر جملہ شرطیہ۔

## ﴿شان نزول﴾

﴿لو یت الذی یکذب بالذین.....﴾ یہ آیتیں عام بن واکل سمی یا ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئیں۔

## ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

## دین کی تفسیر میں مختلف وجوہات کا بیان:

۱۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لو یت الذی یکذب بالذین﴾ بھلا دیکھو تو جو دین کو جھٹلاتا ہے (الماعون: ۱)۔ اس بارے میں چند وجوہات بیان کی جاتی ہیں: (۱)..... ہو سکتا ہے کہ دین سے مراد نفس دین ہو یعنی اسلام ہی کا انکار کرتے ہوں، کیونکہ اس صورت میں تو صانع عالم کا انکار لازم آئے گا یا نبوت کے انکاری ہوں یا دوبارہ اٹھائے جانے کے انکاری ہوں یا شرعی اعتبار سے کسی اہم فریضے کا انکار کرتے ہوں، پھر اگر یہ کہا جائے کہ ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ان تمام چیزوں کو دین کے انکار کرنے پر محمول کیا جاسکے؟ (۲)..... مراد مطلق دین جسے اسلام کہا جاتا ہے یا قرآن مراد ہے، پس اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿ان الذین عند اللہ الاسلام بیشک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے﴾ (احزاب: ۱۹)۔ اور تمام ادیان میں دین کی نہ کی قید کے ساتھ ہی بولا جاتا ہے جیسا کہ نصاریٰ کا دین یا یہود کے دین۔ (۳)..... یہ مقالات باطل ہیں کیونکہ دین تو نام ہے اللہ ﷻ کی ذات کے ساتھ نیاز مندی اختیار کرنے کا اور یہ شہوت اور شہوات میں نیاز مندی اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔ (۴)..... اکثر مفسرین نے دین کا انکار کرنے والوں سے حساب کتاب اور یوم جزاء کے انکار کو مراد لیا ہے، پس یہ صورت مراد لینا زیادہ اولیٰ ہے۔ (الرازی، ج ۱۱، ص ۳۰۲)

## یتیم پر اکرام کی برکتیں:

۱۔..... یتیم کا ذکر عتق میخوں کے ساتھ قرآن مجید میں نو (۹) مرتبہ آیا ہے۔  
 ﴿.....﴾ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یتیم کا کفیل جنت میں میرے ساتھ ان دو انگلیوں کی طرح ہوگا۔" راوی فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی اور اس کے ساتھ والی بڑی انگشت مبارک سے اشارہ فرمایا۔ (صحیح مسلم، کتاب الزہد و الرقاق، باب الاحسان الی الاملہ و المسکین و الیتیم، رقم: (۷۳۶۳)/۲۹۸۳، ص ۱۴۶۰)



☆..... حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ کا فرمان ہے کہ ”جب کسی قوم کے دسترخوان پر کوئی یتیم بیٹھتا ہے تو شیطان ان کے دسترخوان کے قریب نہیں آتا۔“  
(مجمع الزوائد، کتاب البرر الصلة، باب ما جاء فی الايتام، ج ۸، ص ۲۳۶)

☆..... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کوئین ﷺ نے ارشاد فرمایا ”مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جاتا ہو اور مسلمان کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے جہاں یتیم کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔“  
(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب حق الیتیم، ص ۶۱۰)

## مسکین کے ساتھ بھلائی کے انعام:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَلَا يَحْضُ عَلَىٰ طَعَامِ الْمَسْكِينِ﴾ اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا (الماعون: ۳)۔  
یہاں دو اقوال ہیں: (۱)..... طعام کی اضافت مسکین کی جانب کی گئی ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ مال میں مسکین کا حق ہے اور لوگ مسکین کو اس کا حق نہیں دیتے اور یہ بات اس طور پر دلیل ہے کہ جو ایسا کرے وہ نہایت بخیل، سخت دل اور گھٹیا طبیعت کا مالک ہے۔ (۲)..... یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ ہی نہ ہو کہ مسکین کو کھانا کھلانے کا کوئی ثواب بھی ملے گا یا نہیں؟ پس قیامت کا انکار کرنے والوں کا حال یہ ہے کہ لوگوں کو تکلیف دینے اور معروف معاملات میں خرچ کرنے سے بھی روکتے ہیں کیونکہ اگر یوم جزاء پر ایمان لاتے اور وعیدات پر یقین رکھتے تو ہرگز ایسا نہ کرتے۔ پس ان کے اس گناہ کو قیامت کی تکذیب کے ساتھ وضع کر دیا گیا ہے۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۳۰۳)

## سید عالم ﷺ سے نماز میں سہو ہونا:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں (الماعون: ۵)۔ اس بارے میں مفسرین کرام کے متعدد اقوال ہیں: (۱)..... نماز سے رہ جانا۔ (۲)..... عطاء نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اگر اللہ ﷻ یوں فرماتا: ”فی صلاتهم ساهون“ تو یہ وعید مومنین کے حق میں ہوتی لیکن اللہ ﷻ نے یوں فرمایا ہے: ﴿عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ﴾ جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں (الماعون: ۵)۔ اور سنا ہی وہ ہوتا ہے جو نماز سے نصیحت نہیں پکڑتا اور نماز میں غفلت اختیار کرتا ہے، لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ مفسرین کرام نے سہو صلاۃ سے مراد ترک صلاۃ لیا ہے اور اس پر دلیل یہ فرمان ہے: ﴿فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ﴾ نمازیوں کی خرابی ہے (الماعون: ۱)۔ اور نماز کو ترک کرنے والا یا تو منافق ہوتا ہے یا کافر جسے اشکالات ہوتے ہیں۔ (۳)..... ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہاں وہ لوگ مراد ہیں جو نماز کے اوقات اور جملہ شرائع کی پروا نہیں کرتے اور معنی یہ ہے کہ انہیں پروا نہیں ہوتی کہ نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں اور یہ قول سعد بن ابی وقاص، مسروق اور حسن و مقاتل رضی اللہ عنہم کا ہے۔

اس مقام پر ایک اختلاف یہ بھی پایا جاتا ہے کہ سید عالم ﷺ سے نماز میں سہو ہونا کیا حیثیت رکھتا ہے؟ شرعاً اس کی حیثیت کیا بنتی ہے؟ پس علماء کی ایک کثیر جماعت کا موقف یہ ہے کہ سید عالم ﷺ سے سہو نہیں ہوا، پس سید عالم ﷺ نے اللہ ﷻ کے حکم کی تعمیل فرمائی ہے۔ پس جو اللہ ﷻ نے چاہا سید عالم ﷺ نے وہی فرمایا اور کیا۔ پس سہو کی تین اقسام ہیں: (۱)..... سید عالم ﷺ اور صحابہ کا سہو کرنا جو کہ کبھی سجدہ سہو کے ذریعے اور کبھی سنن و نوافل کے ذریعے پورا کر لیا جاتا تھا۔ (۲)..... سید عالم ﷺ کی نماز میں غفلت نہیں پائی جاتی تھی بلکہ دل اور نیت دونوں حاضر ہوا کرتے تھے۔ (۳)..... سہو کا معنی ترک ہے جو کہ نہ تو قضاء کرنے کی صورت میں پورا ہوتا ہے اور نہ ہی وقت نکل جانے کی صورت میں تکمیل تک پہنچتا ہے، اور ایسی نماز منافق کی ہوتی ہے اور ان کی شرارت یہ ہوتی تھی کہ وہ نماز کے اوقات میں دین اسلام اور (خاص نماز) کے ساتھ استہزاء کرتے تھے۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۳۰۴)



## عبادات میں ریاکاری کرنا:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿الَّذِينَ هُمْ يَرُؤُنَهُمْ جُودًا كَمَا وَكَلُوا لَهُمْ﴾۔ ریا یعنی دکھاوے کے لئے کام کرنا، اور اسی سے ملتی جلتی چیز مُسَمَّعہ یعنی اس لئے کام کرنا کہ لوگ سنیں گے اور اچھا جانیں گے، یہ دونوں چیزیں بہت بُری ہیں جن کی وجہ سے ثواب نہیں ملتا بلکہ گناہ ہوتا ہے اور ایسا شخص مستحق عذاب ہوتا ہے۔ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا.....﴾ الخ اے ایمان والوں اپنے صدقے باطل نہ کرو و احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس کی طرح جو اپنا مال دکھاوے کے لئے خرچ کرے ﴿الْبُذْرَةُ﴾، ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ.....﴾ الخ تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے اور رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے ﴿الْكَهْفُ: ۱۶﴾، ﴿فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ.....﴾ الخ تو اللہ کو پوجو جو رے اس کے بندے ہو کر ہاں خالص اللہ ہی کی بندگی ہے ﴿الزُّمَر: ۲۲﴾، ﴿وَالَّذِينَ يَنْفَقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ النَّاسِ.....﴾ الخ اور وہ جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے اور نہ قیامت برآورہ جس کا مصائب شیطان ہو تو کتنا برا مصائب ہے ﴿النَّاسُ: ۲۸﴾۔

☆..... حضرت ابو ذرؓ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جو سنانے کے لئے کام کرے گا، اللہ ﷻ اس کو سنائے گا یعنی اس کی سزا دے گا اور جو ریا کرے گا اللہ ﷻ اس سے ریا کی سزا دے گا۔“

(صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب: الرياء والسمعة، رقم: ۶۴۹۹، ص ۱۱۲۶)

☆..... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”میں تمام شرکاء میں شرکت سے بے نیاز ہوں، جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ دوسرے کو شریک کیا، میں اس کو شرک کے ساتھ چھوڑ دوں گا۔“

(صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب: من اشرك في عمله، رقم: (۷۳۶۹)/۲۹۸۵، ص ۱۴۶۲)

## وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ كَمَا بَيَّنَّ:

۶..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ﴾ اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے ﴿الْمَاعُونَ: ۷﴾۔ اس بارے میں بارہ اقوال ہیں: (۱)..... اپنے مال کی زکوٰۃ دینے سے رک جانا ہے، اور یہ قول ضحاک، ابن عباس اور مالک کا ہے۔ (۲)..... ابن شہاب اور سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ مال خرچ کرنے سے رک جانا مراد ہے۔ (۳)..... مراد گھریلو استعمال کی چیزیں مثلاً کلباڑی، دیپٹی اور آگ ہیں اور یہ قول ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے۔ (۴)..... زجاج اور ابو عبیدہ اور مبرد کے قول کے مطابق جاہلیت کے دور میں اپنی نفع کی چیز دوسروں کو دینے سے رک جانا مثلاً کلباڑی، دیپٹی، ڈول اور پیالہ وغیرہ، یا ہر وہ نفع بخش چیز جس کی ضرورت ہوتی ہے چھ جائے کہ وہ کم ہو یا زیادہ۔ (۵)..... ابن عباس کہتے ہیں کہ ادھار کے طور پر بھی کوئی چیز کسی کو نہیں دیتے۔ (۶)..... محمد بن کعب اور کلبی کے نزدیک مراد وہ چیزیں ہیں جن کا لوگ عموماً لین دین کرتے ہوں۔ (۷)..... اس سے مراد پانی اور گھاس ہے، (۸)..... فراء کے نزدیک مراد پانی ہے۔ (۹)..... عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک مراد حق دار کو اس کا حق دینے سے انکار کرنا۔ (۱۰)..... معمولی سی چیز بھی کسی کو نہ دیں۔ (۱۱)..... انھن کے نزدیک اس سے مراد طاعت و فرمانبرداری ہے۔ (۱۲)..... مراد وہ کام ہے جس میں کم زحمت ہوتی ہو، جیسا کہ ماوردی کا قول ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۱۹۶)

## اغراض:

او نصفھا ونصفھا: یعنی نصف اول کی ہے اور عاص بن وائل کے رد میں جب کہ نصف ثانی مدنی ہے جو کہ عبد اللہ بن ابی سلول کے رد میں نازل ہوئی اور یہ قول بھی ہے کہ مکمل سورت کی ہے تاکہ مکرمہ میں موجود کفار کے لئے زجر و توبیخ ہو جائے جیسا کہ عاص بن وائل اور

اس کے ساتھی، اور انہیں ”مصلین“ کے خطاب سے منسوب کرنا اس لئے ہے کہ نماز فرض تھی اور مدنی ہونے کی صورت میں منافقین پر توبیح کرنا مقصود ہے جو کہ مدینے میں قیام پذیر تھے جیسا کہ عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھی اور دین کو جھٹلانے سے مراد یہ ہے کہ ان کے باطل کی تکذیب کرنا ہے اور عبرت لفظ کے عمومی اعتبار سے ہے نہ کہ خصوصی اعتبار سے، پس مذکورہ وعید میں ہر وہ شخص شامل ہے جو اس قسم کے اوصاف سے متصف ہو۔ فی الصلوٰۃ وغیرہا: جیسا کہ صدقہ وغیرہ دیگر بھلائی کے امور۔

ای جمل عرفیہ: اس جملے میں اس جانب اشارہ ہے کہ رویت بمعنی معرفت ہے، اور اس صورت میں ایک ہی مفعول حالت نصی میں ہوگا جو کہ اسم موصول ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ رویت سے بصری رویت مراد ہے، پس اس صورت میں بھی ایک ہی مفعول کی جانب متعدی ہوتا ہے اور ایک قول کے مطابق بمعنی اخبرنی ہے، پس اس صورت میں دو مفعول مانے جائیں گے جس میں سے ایک اسم موصول اور دوسرا محذوف ”ہو“ ہے۔

نزولت فی العاص بن وائل: ایک قول کے مطابق ابو جہل یا عمرو بن عائذ مخزومی یا عبد اللہ بن ابی بن سلول کے بارے میں نازل ہوئی۔ یؤخرونها عن اوقاتہا: نماز کے اوقات نکل جانے کے بعد بھی نہیں پڑھتے اور ”مصلین“ اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ نماز کو ترک کرتے ہیں جو کہ ان پر فرض تھیں۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ منافقین کی یہ عادت تھی کہ وہ لوگوں کی عدم موجودگی میں نماز ترک کر دیتے تھے اور جب لوگ موجود ہوتے تو ادا کر لیتے اور جو مومن موجود نماز ترک کر بیٹھے تو اس پر توبہ اور قضاء دونوں لازم ہیں اور اس حال میں انتقال کر جائے کہ نماز کے ترک کرنے پر ہی مصر ہو تو ایسے شخص کا معاملہ اللہ ﷻ کے سپرد ہے اور ایسا شخص جو اپنی قضاء کی توبہ کر لے اور قضاء کرنا شروع کر دے اور قضاء مکمل ہونے سے پہلے ہی انتقال کر جائے تو اللہ ﷻ کے نزدیک وہ بخش دیا جائے گا۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۳۳۸ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة الكوثر مكية او مدنية و هي ثلاث آية

(سورة کوثر کی یاد دہانی ہے اس میں تین آیتیں ہیں)

### تعارف و فضائل سورة الكوثر

اس سورت میں ایک رکوع، تین آیتیں، دس کلمات، اور چالیس حروف ہیں۔

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے اچانک آپ کو اونگھ آگئی، آپ نے مسکراتے ہوئے سر بلند کیا اور فرمایا: ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی، پھر آپ نے پڑھا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا اَعْطٰیْنٰکَ الْکُوثِرَ..... الخ پھر آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو زیادہ علم ہے آپ نے فرمایا: ”یہ وہ نہر ہے جس کا میرے رب ﷻ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، اس میں خیر کثیر ہے اور یہ وہ حوض ہے جس پر قیامت کے دن میری امت وارد ہوگی، اس کے برتن ستاروں کے عدد کے برابر ہیں، اس پر ان سے ایک بندہ وہاں سے نکالا جائیگا، میں کہوں گا، اے میرے رب! یہ میرا امتی ہے، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ از خود نہیں جانتے کہ اس نے آپ کے بعد دین میں کیا نیا کام نکالا ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب حقه من قال البسملة من اول، رقم: (۷۸۰)/ ۴۰۰، ص ۱۹۸)

☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو آسمان کی طرف معراج کرائی گئی تو آپ نے فرمایا میں ایک (نہر) دریا پڑا جس کے دونوں کناروں پر کھوکھلے موتیوں کے گنبد تھے، میں نے جبرئیل امین علیہ السلام سے کہا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا یہ کوثر ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب ان شافطک، رقم: ۴۹۶۴، ص ۸۹۰)

☆..... حضرت ابن عباس نے الکوثر کی تفسیر میں فرمایا: یہ وہ خیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کیا ہے، ابو بکر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کہا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ ”الکوثر“ جنت میں نہر ہے سعید نے کہا جو نہر جنت میں ہے وہ بھی اس خیر کا فرد ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔

(المرجع السابق، رقم: ۴۹۶۶، ص ۸۹۰)

جب ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے لطن اطہر سے حضور ﷺ کی چار صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے پیدا ہوئے ایک صاحبزادے کا نام قاسم اور دوسرے کا عبداللہ رکھا۔ اور ان کا لقب طیب اور طاہر بھی ہے۔ اعلان نبوت سے پہلے یہاں کے لوگ آپ کا بڑا احترام کرتے تھے اور آپ کے کردار سے بے حد متاثر تھے۔ لیکن جب آپ نے کوہ صفا پر بلا کر اعلان نبوت فرمایا تو وہ محبت نفرت و بغض میں تبدیل ہو گئی۔ جب حضور ﷺ کے فرزند ارجمند نے اس دنیا فانی سے کوچ کیا تو اس پر اہل مکہ نے خوشیاں منائیں اور اطمینان کا سانس لیا کہ اب ان کی شیعہ بجھنے لگی ہے تو ان کا لایا ہوا دین کیسے رہے گا۔ اور ”اہل بیت“ اس شخص کو کہتے ہیں جس کی کوئی اولاد نہ ہو یہ بد بخت آپ کو کہتے تھے ابولہب کا یہ حال تھا کہ جب دوسرے صاحبزادے نے دم توڑا تو اس کی خوشی کی حد نہ رہی اور اس قسم کی دلازاریاں حدود کو توڑنے لگیں اور طعن و تشنیع کے تیر مبر کا دامن تار تار کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ پر اس سورت کا نزول فرمایا جس میں انتہائی مختصر موثر انداز میں بے حد و حساب خیرہ برکات کا مژدہ سنایا۔ اور یہ بتا دیا کہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ میرے محبوب ﷺ کا ذکر مٹ جائے گا اور ان کا نام و نشان باقی نہ رہے گا بلکہ جب تک میری خدائی رہے گی تو میرے حبیب ﷺ کی مصطفائی باقی رہے گی نام و نشان تو اس کا مٹے گا اور جزا اس کی کٹے گی جس کے دل میں میرے حبیب ﷺ کی عداوت ہوگی۔

دکوع نمبر: ۳۳

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا  
 ﴿اَنَا اعطینک﴾ ﴿یَا مَعْصُومُ﴾ ﴿الکوتر﴾ (۱) ﴿هُوَ لَهْرُ لُی الْجَنَّةِ اَوْ هُوَ حَوْضُهُ تَرِدُ عَلَیْهِ اُمَّتُهُ  
 اَوَ الْکَوْتَرُ الْعَمِیرُ الْکَثِیْرُ مِنَ النُّبُوَّةِ وَالْقُرْآنِ وَالشَّفَاعَةِ وَنَحْوِهَا﴾ ﴿فصل لربک﴾ ﴿صَلَاةُ عِبْدِ النَّحْرِ﴾  
 ﴿وَانْحَرُ﴾ (۲) ﴿نُسُکُک﴾ ﴿اِنْ شَانُک﴾ ﴿اَنْی مَبْغُضُک﴾ ﴿هُوَ الْاَبْتَرُ﴾ (۳) ﴿الْمُنْقَطِعُ عَنْ کُلِّ غَیْرِ اَوْ الْمُنْقَطِعُ  
 الْعَقْبُ نَزَلَتْ فِی الْعَاصِ بْنِ وَاِیْلِ سَمِی النَّبِیُّ اَبْتَرُ عِنْدَ مَوْتِ ابْنِهِ الْقَاسِمِ:

## ﴿ترجمہ﴾

پیشک ہم نے تمہیں (اے محمد ﷺ) کوثر عطا فرمایا (جنت میں نہر یا حوض کوثر جس کی جانب آپ کی امت پھیری جائے گی یا کوثر سے خیر  
 کثیر مراد ہے یعنی نبوت، قرآن اور شفاعت وغیرہا.....) تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو (یعنی یومِ نحر نماز ادا کرو.....) اور  
 قربانی کرو (اپنے جانوروں کی.....) پیشک تم سے بغض رکھنے والا (شانک بمعنی مغبضک ہے) وہی نقصان میں ہے (یعنی  
 ہر خیر سے کٹا ہوا ہے یا منقطع النسل ہے، یہ آیت عاص بن وائل سہی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے سید عالم ﷺ پر حضرت قاسم کی  
 وفات کے حوالے سے طعن کیا تھا)۔

## ﴿ترکیب﴾

﴿اَنَا اعطینک﴾ ﴿الکوتر﴾ ﴿فصل لربک﴾ ﴿وَانْحَرُ﴾  
 انا: حرف مشبہ واسم، اعطینک: فعل بافاعل ومفعول، الکوتر: مفعول ثانی، ملکر جملہ فعلیہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، ف: عاطفہ  
 تعقیبیہ، صل: فعل امر بافاعل، لربک: ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ، و: عاطفہ، انحر: فعل امر بافاعل، ملکر جملہ فعلیہ ماقبل ”صل“ پر  
 معطوف ہے۔

﴿اِنْ شَانُک﴾ ﴿هُوَ الْاَبْتَرُ﴾

ان: حرف مشبہ، شانک: اسم، ہو: ضمیر فعل، الابر: خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

## ﴿شان نزول﴾

☆..... اِنْ شَانُک﴾ ﴿هُوَ الْاَبْتَرُ﴾..... ☆ جب سید عالم ﷺ کے فرزند حضرت قاسم کا وصال ہوا تو کفار نے آپ کو ابتر یعنی منقطع  
 النسل کہا اور یہ کہا کہ ان کی نسل نہیں رہی ان کے بعد اب ان کا ذکر بھی نہیں رہے گا یہ سب جہ چا ختم ہو جائے گا اس پر یہ سورہ کریمہ  
 نازل ہوئی اور اللہ ﷻ نے ان کفار کی تکذیب کی اور ان کا یلغ رد فرمایا۔

## ﴿تشریح توضیح و اعراض﴾

## ﴿الکوتر کے معانی میں وسعت کا بیان﴾

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اَنَا اعطینک﴾ ﴿الکوتر﴾ اے محبوب پیشک ہم نے تم کو بیشمار خوبیاں عطا فرمائیں (﴿الکوتر﴾: ۱)۔ اہل  
 تاویل کا اس کے معنی کے بارے میں بہت اختلاف ہے چنانچہ مفسرین کرام کے اقوال مختلف پائے جاتے ہیں: (۱)..... کوثر سے مراد  
 جنت میں نہر ہے جو کہ اللہ ﷻ اپنے نبی کریم ﷺ کو عطا فرمائے گا۔ (۲)..... ابن عمر کہتے ہیں کہ کوثر سے مراد جنت کی نہر ہے، جس کے



کٹارے سونے اور چاندی کے بنے ہوئے ہیں اور موتی و یاقوت اس میں جاری ہوتے ہیں اور اس کا پانی دودھ سے بھی زیادہ سفید ہوگا اور شہد سے بھی بیٹھا اور لذیذ ہوگا، ابن عباس کا بھی یہی قول ہے۔ (۳)..... انہی سے ایک قول یہ ہے کہ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور مٹھاس شہد سے زیادہ ہوگی اور اس حوض کی مٹی کی خوشبو مشک سے زیادہ خوشبودار ہوگی۔ (۴)..... بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کوثر سے مراد جنت کی نہر ہے، جس کے چلنے کی آواز ایسی ہے جیسا کہ کوئی سونے والا شخص خرائے لے رہا ہو اور کوئی ایسا نہ ہوگا کہ اپنی انگلیاں کانوں میں ڈال رکھے مگر یہ آواز ضرور سنے گا۔ (۵)..... مجاہد کہتے ہیں کہ جنت میں سید عالم ﷺ کو دی جانے والی نہر کا نام کوثر ہے، جس کی مٹی مشک کی طرح مہکتی ہوگی اور اس کا پانی شراب کی مانند ہوگا۔ (۶)..... سید عالم ﷺ آسمان دنیا کی سیر کو جبرائیل امین علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوئے، پس ایک نہر ملاحظہ فرمائی جس کی حالت یہ کہ موتی اور زبرجد کے بنے ہوئے محل میں تھی اور اس کی مٹی سے خوشبو آرہی تھی جو کہ مشک کی سی معلوم ہوتی تھی، پس فرمایا: ”اے جبرائیل علیہ السلام! یہ نہر کونسی ہے؟“ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: کوثر ہے جو آپ کے لئے آپ ﷺ کے رب ﷻ نے تیار کی ہے۔ (۷)..... حضرت ابن عباس کہتے ہیں کوثر سے مراد وہ خیر کثیر ہے جو اللہ ﷻ نے خاص سید عالم ﷺ کو دیا، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ کوثر سے مراد جنت میں موجود نہر ہے لیکن اس سے مراد بشمول نہر کوثر کے وہ ہے جو سید عالم ﷺ کو خاص اللہ ﷻ کی بارگاہ سے ملا۔ (۸)..... عکرمہ کہتے ہیں کہ کوثر سے مراد خیر کثیر اور قرآن مجید ہے۔ (۹)..... مجاہد کہتے ہیں کہ کوثر سے مراد دنیا و آخرت کی خیر ہے۔ (۱۰)..... عکرمہ کہتے ہیں کہ کوثر سے مراد خیر کثیر، نبوت قرآن اور اسلام ہے۔

(الطبری، الجزء: ۳، ص ۳۹۰ وغیرہ)

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: مفسرین کرام کے اس بارے میں کئی اقوال ہیں: (۱)..... کوثر سے مراد نبوت اور کتاب ہے، جیسا کہ عکرمہ نے کہا ہے۔ (۲)..... جن کہتے ہیں کہ کوثر سے مراد قرآن ہے۔ (۳)..... مغیرہ کہتے ہیں کہ کوثر سے مراد اسلام ہے۔ (۴)..... حسین بن فضل کے قول کے مطابق آسان قرآن اور شرائع میں تخفیف مراد ہے۔ (۵)..... ابو بکر بن عیاش اور یحییٰ بن ربیع کہتے ہیں کہ مراد اصحاب کا کثیر ہونا اور امتیں اور شیوع ہیں۔ (۶)..... ابن کيسان کہتے ہیں کہ مراد ایثار ہے۔ (۷)..... ماوردی کے مطابق کوثر کے معنی ذکر کی بلندی ہے۔ (۸)..... ماوردی سے ایک قول یہ بھی ہے کہ دل کا نور جو اللہ ﷻ کے سوا سب سے بے پرواہ کر دے یا شفاعت مراد ہے۔ (۹)..... ثعلبی کہتے ہیں کہ رب کے عطا کئے ہوئے معجزات جو کہ اہل اجابت کو سید عالم ﷺ کی جانب مائل کرتے ہیں۔ (۱۰)..... حلال بن سیاف کہتے ہیں کہ مراد کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے یا دین کی نقاہت مراد ہے یا پانچ نمازیں مراد ہیں۔ (القرطبی، الجزء: ۳، ص ۱۹۹)

## یوم نحر کو نماز پڑھنے کا حکم وجوبی یا غیر وجوبی:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فصل لربک وانحر تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو﴾ (الکوثر: ۲)۔ ائمہ اربعہ کے نزدیک

اس کے وجوب یا غیر وجوب ہونے میں اختلاف ہے۔

(۱)..... شوافع کے نزدیک عید کی نماز سنت مؤکدہ ہے، ہر اس شخص کے لئے جسے نماز کا حکم دیا گیا ہے اور غیر حاجی کے لئے جماعت سنت ہے جب کہ حاجی کے لئے انفرادی طور پر ادائیگی سنت ہے۔

(۲)..... مالکیہ کے نزدیک بھی سنت مؤکدہ ہے اور عید کا حکم اسی طرح ہے جس طرح جمعہ کا ہے یعنی جس پر جمعہ اپنی تمام تر شرائط کے ساتھ باجماعت پڑھنا لازم ہے بالکل اسی طرح وہ شخص عید بھی پڑھے گا۔

(۳)..... احتاف کے نزدیک نماز عیدین واجب ہے اور یہی اصح قول ہے، جس پر جمعہ تمام شرائط کے ساتھ واجب ہے اس پر عیدین کی نماز بھی واجب ہے۔ سوائے خطبہ کی شرائط کے، کیونکہ عیدین کا خطبہ نماز کے بعد ہوا کرتا ہے۔

(۴)..... حنابلہ کے نزدیک نماز عید فرض کفایہ ہے ہر اس شخص کے حق میں جس پر نماز جمعہ لازم ہے۔ اور ان کے نزدیک عید کا خطبہ سنت ہے، بخلاف جمعہ کے خطبہ کے۔

(کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعہ، کتاب الصلوۃ، باب: صلوۃ العیدین، مبحث: حکم صلوۃ العیدین، ج ۱، ص ۳۱۳)

## قربانی کے مسائل اور اس کا حکم :

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَأَنْحَرُوا قُرْبَانِي كُرْدَ﴾ (الکوندر: ۲)۔ مخصوص جانور کو مخصوص دن میں بہ نیت تقرب ذبح کرنا قربانی ہے اور کبھی اس جانور کو بھی اضحیٰ اور قربانی کہتے ہیں جو ذبح کیا جاتا ہے۔ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے جو اس امت کے لئے باقی رکھی گئی ہے اور سید عالم ﷺ کو ما قبل آیت میں اس کا حکم دیا گیا ہے۔

☆..... بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”یوم النحر“ (یعنی دسویں ذی الحجہ) میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے یعنی قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینک اور بال اور گھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے نزدیک مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے لہذا اس کو خوشدلی سے کرو۔“

(سنن الترمذی، کتاب الاضاحی، باب: ما جاء فی فضل الاضحیۃ، رقم: ۱۴۹۸، ص ۴۶۱)

قربانی کئی اقسام کی ہے، غنی اور فقیر دونوں پر واجب ہو غنی پر واجب نہ ہو غنی پر واجب ہو فقیر پر واجب نہ ہو، دونوں پر واجب ہو، اس کی صورت یہ ہے کہ قربانی کی منت مانی، یہ کہا کہ اللہ ﷻ کے لئے مجھ پر بکری یا گائے کی قربانی کرنا ہے یا اس بکری یا اس گائے کو قربانی کرنا ہے۔ فقیر پر واجب ہو غنی پر واجب نہ ہو اس کی صورت یہ ہے کہ فقیر نے قربانی کے لئے جانور خریدا اس پر اس جانور کی قربانی واجب ہے اور غنی اگر خریدتا تو اس خریدنے سے قربانی اس پر واجب نہ ہوتی، غنی پر واجب ہو فقیر پر واجب نہ ہو اس کی صورت یہ ہے کہ قربانی کا وجوب نہ خریدنے سے ہونہ منت ماننے سے بلکہ خدا نے جو اسے زندہ رکھا ہے اس کے شکر یہ میں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کے احیاء میں جو قربانی واجب ہے وہ صرف غنی پر ہے۔ (بہار شریعت، مخرجہ، حصہ ۱۵، ج ۳، ص ۳۳۱)

قربانی واجب ہونے کی شرائط یہ ہیں: اسلام یعنی غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں، اقامت یعنی مقیم ہونا، مسافر پر واجب نہیں، تو عمری یعنی مالک نصاب ہونا یہاں مالداری سے مراد وہی ہے جس سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے، وہ مراد نہیں جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، حریت یعنی آزاد ہونا جو آزاد نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں کہ غلام کے پاس مال ہی نہیں لہذا عبادت مالیہ اس پر واجب نہیں۔ مرد ہونا اس کے لئے شرط نہیں عورتوں پر بھی واجب ہوتی ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے اس کے لئے بلوغ شرط ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور نابالغ پر واجب ہے تو آیا خود اس کے مال سے قربانی کی جائے گی یا اس کا باپ اپنے مال سے قربانی کرے گا۔ ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ نہ خود نابالغ پر واجب ہے اور نہ اس کی طرف سے اس کے باپ پر واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (المرجع السابق)

## اغراض:

مکیۃ او مدنیۃ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، کلبی، مقاتل اور جمہور کے نزدیک متذکرہ سورت مکی ہے جب کہ حسن، عکرمہ، مجاہد، قتادہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک مدنی ہے جب کہ مشہور اول قول ہے اور اس کی تائید نزول کے سبب سے ہوتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ عام بن وائل سہمی کی ملاقات سید عالم ﷺ کے ساتھ مسجد میں باب بنی سہم کے پاس ہوئی، لوگ اطراف مسجد میں بیٹھے گفت و شنید کر رہے تھے، جب عام داخل ہوا تو پوچھنے لگے کہ تو کس سے باتیں کر رہا تھا؟ تو اس نے کہا: ابنتو یعنی سید عالم ﷺ سے (معاذ اللہ)، اور ابنتو اس لئے کہا کہ سید عالم ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم نے انتقال فرمایا تھا۔

هو نهر فی الجنة: اس کی تائید سید عالم ﷺ کے فرمان سے بھی ہوتی ہے: ”جنت میں نہر کا نام کوثر ہے، جس کے کنارے سونے کے گزرگا ہیں موتی اور یاقوت کی، اس کی مٹی کی خوشبو مشک سے زیادہ، اور اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید“۔ حوضہ: کا بیان ما قبل حاشیہ نمبر ”۱“ اور ”۲“ میں پڑھ لیں۔

او المنقطع العقب: سے مراد نسل ختم ہونا ہے۔ صلاة عید النحر: مراد کرمہ، عطاء اور قنادہ کا قول ہے جن کے نزدیک سورہ پاک مدنی ہے جب کہ سعید بن جبیر اور مجاہد رضی اللہ عنہما کے نزدیک مزدلفہ میں پڑھی جانے والی فرض نماز ہے اور منی میں ہونے والی قربانی مراد ہے اور ایک قول کے مطابق ہر نماز چہ جائے کہ فرض ہو یا نفل مراد ہے اور اس قول کے تائید ان کے نزدیک پائی جاتی ہے جو سورت پاک کو مدنی مانتے ہیں۔

نسکک: مراد قربانی اور ذبح کے جانور ہیں، اونٹ ذبح ہونے میں گائے اور بکری کی مثل ہے اور روایت میں ہے کہ سید عالم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے مال سے سوا ذبح نحر فرمانے کا اہتمام فرمایا، پس ستر اونٹ آپ ﷺ نے نحر فرمائے اور تیس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے نحر ہوئے۔ اور مذکورہ مقام پر نماز اور نحر کرنے کو خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز تمام عبادات کا مجموعہ ہے اور دین کا ستون ہے اور راہ خدا میں جانور نحر کرنا، اس میں کھانا کھلانے کی رغبت پائی جا رہی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس عمل میں بندوں کے حقوق وابستہ ہیں، پس اللہ ﷻ نے اپنے اور بندوں کے حقوق کی رعایت فرمانے کی غرض سے یہ کلام فرمایا۔

سمى النبی ﷺ ابتر: عاص بن وائل نے کہا محمد ﷺ خیر سے محروم ہو گئے (معاذ اللہ)، پس ان کے بعد کوئی ایسا نہیں ہوگا جو اس امر پر قائم ہو، پس اللہ نے یہ سورت نازل فرمائی اور سید عالم ﷺ کی تسلی خاطر اور خوشخبری کا معاملہ فرمایا۔

عند موت ابنہ القاسم: یہ سید عالم ﷺ کے سب سے پہلے صاحبزادے تھے جو دو سال یا سترہ ماہ زندہ رہے۔ ایک قول کے مطابق بعثت سے قبل یا بعد میں انتقال فرمایا اور یہ سید عالم ﷺ کی اولاد میں سب سے پہلے انتقال فرمانے والے تھے، سید عالم ﷺ کی سات اولادیں تھیں، قاسم، عبد اللہ (جن کا لقب طیب تھا)، طاہر، ابراہیم، زینب، رقیہ، فاطمہ اور ام کلثوم۔ یہ سارے بچے بی بی خدیجہ الکبریٰ سے ہوئے سوائے حضرت ابراہیم کے جو کہ بی بی ماریہ قبطیہ سے ہوئے اور سارے ہی سید عالم ﷺ کی طاہری حیات میں انتقال فرما گئے سوائے بی بی فاطمہ کے جو کہ سید عالم ﷺ کی وفات طاہری کے بعد کچھ ہی عرصہ (چھ ماہ کم و بیش) زندہ رہیں، اللہ ان سب سے راضی ہو جائے اور سید عالم ﷺ کی ذریت (بی بی فاطمہ کی اولاد کے ذریعے) قیامت تک باقی رہے گی۔ (الصاوی، ج ۶، ص ۳۴۰ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة الكفرون مکیة اولدنیة وهی ست آیات

(سورة کافرون کی یادنی ہے اس میں چھ آیتیں ہیں)

### تعارف سورة الكافرون

اس سورت میں ایک رکوع، چھپیس کلمات، چورانوے حروف ہیں۔

☆..... حضرت فروہ بن نوفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: مجھے کچھ نصیحت کیجئے آپ نے فرمایا تم رات کو سوتے وقت ﴿قل یا ایہا الکافرون..... الخ﴾ پڑھا کرو کیونکہ یہ سورت شرک سے بری کرتی ہے (سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب ما یقول عند النوم، رقم: ۵۰۰۵، ص ۹۴۳) اس سے پہلے سورہ کوثر میں اللہ ﷻ نے یہ حکم دیا تھا کہ آپ اخلاص کے ساتھ اپنے رب ﷻ کی عبادت کرو اور اس سورت میں یہ حکم فرمایا جا رہا ہے کہ آپ یہ اعلان فرمائیے کہ آپ مشرکین کے خود بنائے ہوئے بتوں کی عبادت نہیں کریں گے اور آپ ان کے معبودوں کی عبادت سے بے زاری کا اظہار کر دیں۔ کیونکہ ولید بن مغیرہ اور امیہ بن خلف عام بن وائل رؤسا مکہ ایک دن اکٹھے ہو کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور کہنے لگے کہ آپ کی تبلیغ اور دعوت سے قوم میں انتشار پھیل رہا ہے، یہ مستقبل کے لئے اچھا نہیں ہوگا اگر یہ انتشار اسی طرح چلتا رہا تو ایک دن ایسا آئے گا کہ دوسری قومیں ہم پر غالب آجائیں گی اور ہمیں ختم کر دیں گی۔ اس صورت حال سے بہت پریشان تھے اور کہنے لگے کہ آؤ ایک فیصلہ پر اتفاق کر لیتے ہیں اس میں آپ کی بھی بات رہ جائے گی اور قوم میں انتشار بھی نہیں پھیلے گا۔ وہ یہ کہ ایک سال ہم آپ کے دین کی پیروی کریں گے اور ایک سال آپ ہمارے دین کی پیروی کریں گے، یہ سن کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ”معاذ اللہ ان نشرک باللہ غیرہ میں اس بات سے اللہ ﷻ کی پناہ مانگتا ہوں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کروں“۔ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب ان کی ساری امیدوں پر پانی پھر گیا اور اس سورت میں مشرکین سے بے زاری کا اظہار کیا گیا اور اخلاص کے ساتھ عبادت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس سورت میں کفار مکہ کی اس طمع کو منقطع کر دیا کہ کبھی کوئی مسلمان ان کے ساتھ دین اور عبادت میں سمجھوتہ کریں گے۔

رکوع نمبر: ۳۴

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿قل یا ایہا الکفرون (۱) لا اعبد﴾ فی الحال ﴿ما تعبدون﴾ (۲) ﴿مِّنَ الْأَصْنَامِ﴾ ﴿ولا انتم عابدون﴾ فی الحال ﴿ما اعبد﴾ (۳) ﴿وهو الله تعالى وخذہ﴾ ﴿ولا انا عابد﴾ فی الاستقبال ﴿ما عبدتم﴾ (۴) ﴿ولا انتم عابدون﴾ فی الاستقبال ﴿ما اعبد﴾ (۵) ﴿علیم الله منهم انهم لا یؤمنون واطلاق ماعلی وجه المقابلة﴾ ﴿لکم دینکم ولی دین﴾ (۶) ﴿الاسلام وهدا قبل ان یؤمر بالحرِب وخذف یاء الاضافة السبعون فقاو وصلوا واثبتها یعقوب فی الحالین۔

### ﴿ترجمہ﴾

تم فرماؤ..... اے کافروں! نہ میں پوجتا ہوں (نی الحال) جو تم پوجتے ہو (یعنی بتوں کو) اور نہ تم پوجتے ہو (نی الحال) جو میں پوجتا ہوں (یعنی ایک اللہ ﷻ کی عبادت کرتا ہوں) اور نہ میں پوجوں گا (مستقبل میں) جو تم نے پوجا اور نہ تم پوجو گے (مستقبل میں) جو میں پوجتا ہوں..... (اللہ ﷻ جانتا تھا کہ یہ لوگ ایمان لانے والے نہیں، اور ماس کا استعمال تقابل کے باعث کیا گیا ہے) تمہیں تمہارا



اور مجھے میرا دین..... سچ..... (یعنی اسلام، اور یہ جنگ کے حکم سے پہلے کا معاملہ ہے اور ساتوں قرآنوں میں دہنی کی یاد کو وقف اور وصل دونوں صورتوں میں حذف کر دیا گیا ہے جب کہ یعقوب دونوں ہی حالتوں میں باقی رکھتے ہیں)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿قل یا ایہا الکفرون لا اعبد ما تعبدون﴾

قل: قول، یا ایہا الکفرون: نداء، لا اعبد: فعل نئی بافاعل، ما تعبدون: موصول صلہ، ملکر مفعول، ملکر جملہ فعلیہ موصول بالنداء، ملکر جملہ ندائیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

﴿ولا انتم عبدون ما اعبد﴾

و: عاطفہ، لا تانیہ، انتم مبتدأ، عبدون: اسم فاعل بافاعل، ما اعبد: موصول صلہ بتاویل مصدر مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ملکر جملہ اسمیہ ماقبل ”لا اعبدون“ پر معطوف ہے۔

﴿ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عبدون ما اعبد﴾

و: عاطفہ، لا تانیہ، انا مبتدأ، عابد: اسم فاعل بافاعل، ما عبدتم: موصول صلہ، ملکر مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لا تانیہ، انتم مبتدأ، عبدون: اسم فاعل بافاعل، ما اعبد: موصول صلہ، ملکر مفعول مطلق، ملکر شبہ جملہ خبر، ملکر جملہ اسمیہ۔

﴿لکم دینکم ولی دین﴾

لکم: ظرف مستقر خبر مقدم، دینکم: مبتدأ مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ، و: عاطفہ، لی: ظرف مستقر خبر مقدم، دین: اصلہ ”دینسی“ مبتدأ مؤخر، ملکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... الکافرون..... ☆ قریش کی ایک جماعت نے سید عالم ﷺ سے کہا تھا کہ آپ ہمارے دین کا اتباع کیجئے اور ہم آپ کے دین کا اتباع کریں گے۔ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ میں اس کے ساتھ غیر کو شریک کروں۔ کہنے لگے تو آپ ہمارے کسی معبود کو ہاتھ ہی لگا دیں ہم آپ کی تصدیق کر دیں گے اور آپ کے معبود کی عبادت کریں گے اس پر یہ سورہ شریفہ نازل ہوئی اور سید عالم مسجد حرام میں تشریف لے گئے وہاں قریش کی وہ جماعت موجود تھی۔ حضور نے یہ سورت انہیں پڑھ کر سنائی تو وہ مایوس ہو گئے اور حضور ﷺ کے اور آپ ﷺ کے اصحاب کے درپے ایذا ہوئے۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

**قل کے خطاب سے آغاز کرنے کی وجوہات:**

۱..... قل کے ذریعے آغاز کرنے کی کئی وجوہات ہیں: (۱)..... سید عالم ﷺ نرمی و شفقت کرنے پر مامور کئے گئے ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں دیگر مقامات پر فرمایا: ﴿فبما رحمة من اللہ لت لہم.....﴾ الخ تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج تھتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے (ال عمران: ۱۵۹) ﴿...﴾ ﴿بالمؤمنین رؤف رحیم﴾ اور مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان (التوبہ: ۱۲۸) ﴿...﴾ ﴿وما ارسلناک الا رحمة للعالمین﴾ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے (الانبیاء: ۱۰۷) ﴿...﴾ ﴿وجاد لہم بالسبی حی احسن﴾ اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر

ہو (محلہ ۱۲۰) کہ اگر خطاب کا آغاز یا ایہا الکافرون سے ہوتا تو اعتراض ہوتا کہ سید عالم ﷺ کو نبی کے لئے بھیجا گیا ہے اور یہاں طرح سے کلام فرماتے ہیں لہذا اللہ ﷻ نے قیل کے ذریعے خطاب کا آغاز فرمایا تاکہ شہ نہ رہے۔ (۲)..... انسان اپنے اقرباء کو محبوب رکھتا ہے یہی حال سید عالم ﷺ کے حوالے سے بھی تھا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَإِذْ نَادَىٰ عِشْرَتُكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ (نسرہ ۲۱۴) کہ ﴿قُلْ لَا اسْمُكُمْ عَلَيْهِ إِجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةُ فِي الْقُرْبَىٰ﴾ تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت (نسوری ۲۳) کہ پس قرابت اور نسب کا ایک ہی پایا جاتا سختی کے ساتھ برتاؤ کرنے سے مانع ہوتا ہے، اسی لئے قیل کے ساتھ آغاز فرمایا۔ (۳)..... سید عالم ﷺ جو کچھ بھی اُن پر نازل ہوتا تھا پہنچا دینے کے پابند تھے، اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الْمَوْسُولُ﴾ بلغ ما أنزل إليك..... الخ اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترتا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ایسا نہ ہو تو تم نے اس کا کوئی پیام نہ پہنچایا (سجدة ۶۷) کہ پس اسی لئے جو جیسا نازل ہوا وہی پہنچایا، پس یہاں قیل کے ذریعے خطاب کو بھی من وعن پہنچانے کا اہتمام فرمایا۔ (۴)..... کفار صانع عالم کے وجود کے اقرار کرنے والے تھے اور اس بات کے بھی کہ وہی انہیں تخلیق کرتا اور روزی دیتا ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿وَلَوْ لَشَنَّ مَسَالِئَهُمْ مِنَ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ وَإِذَا أَرَأَوْا آسَانَ أَوْ رُزْمَيْنِ تَوَضَّعُوا لَهُمْ﴾ اللہ نے (نفس ۲۰) کہ اور بندہ جس کے لئے مولا ہونے کا احتمال رکھتا ہے اس کے سوا کے لئے احتمال نہیں رکھتا، پس اللہ ﷻ نے قیل کے ذریعے خطاب کا آغاز فرمایا تاکہ کافر یہ نہ سمجھیں کہ سید عالم ﷺ اپنی جانب سے کچھ فرما رہے ہیں۔ (۵)..... قیل کا خطاب سید عالم ﷺ کی رسالت کو مضبوط کرنے کے لئے تھا کیونکہ جو بھی منشور سید عالم ﷺ کو دیا جاتا گویا ان کی رسالت میں پختگی آتی جاتی اور اس میں سید عالم ﷺ کی غالب درجے کی تعظیم کا بیان ہے، کیونکہ اللہ ﷻ نے اپنی مملکت اپنے حبیب ﷺ کو سونپ دی ہے۔ (۶)..... جب کافروں نے سید عالم ﷺ سے کہا کہ ہم ایک سال آپ (ﷺ) کے معبود کی عبادت کرتے ہیں اور آپ (ﷺ) ایک سال تک ہمارے معبود کی عبادت کریں، پس اللہ ﷻ نے یہ خطاب قیل کے ذریعے نازل فرمایا اور کافروں کے خیال کی نفی فرمادی۔ (۷)..... کافر سید عالم ﷺ کے ساتھ براہ ارادہ رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ایک مقام پر اللہ ﷻ نے یوں فرمایا: ﴿إِنْ شَأْنُكَ هُوَ الْإِبْتِرُ﴾ بیشک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے (نکوثر ۳) کہ اور گویا کہ اللہ ﷻ نے یوں فرمایا کہ اگر یہ تجھے اے محبوب ﷺ اُبرائی سے یاد کرتے ہیں تو میں تمہیں بھلائی سے یاد کرتا ہوں، پس اسی مناسبت سے اللہ ﷻ نے قیل کے ذریعے خطاب فرمایا: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ﴾ تم فرماؤ اے کافروں نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو (نکوثر ۱۰) کہ..... اگر سید عالم ﷺ سے اللہ ﷻ قیل کے بجائے کلام کا آغاز فرماتا تو کافر یہ اعتراض کرتے کہ اے محمد (ﷺ)! یہ آپ کا کلام ہے یا آپ کے رب کا، پس اللہ ﷻ نے پیدا ہونے والے اعتراض کو پہلے ہی ختم فرمادیا۔ (۹)..... انہوں کی تکلیف غیروں کے مقابلے میں زیادہ ہوا کرتی ہے اور جنہیں یہ خطاب کرنا تھا وہ سارے سید عالم ﷺ کے قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور ہو سکتا تھا کہ یہ بات سید عالم ﷺ کو تکلیف میں ڈال دیتی، اسی لئے اللہ ﷻ نے قیل کے خطاب کے ذریعے کلام کا آغاز فرمایا تاکہ کافروں سے بحث، نظر اور برائت ظاہر کرنے میں سید عالم ﷺ کے لئے آسانی ہو۔ (۱۰)..... اے حبیب ﷺ وہ آپ (ﷺ) کو ”ابتسر“ کہتے ہیں اور اگر آپ چاہیں تو ان سے قصاص طلب کر سکتے ہیں، اور آپ ﷺ ان کی مذمت ایسے وصف کے ساتھ کریں کہ جس کے وہ لائق ہیں تاکہ آپ اپنے فرمان میں سچے رہیں، پس اسی وجہ سے یہ خطاب عطا فرمایا گیا: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ تم فرماؤ اے کافروں (نکوثر ۱۰) کہ یعنی انہوں نے آپ ﷺ پر وہ عیب لگائے جو آپ ﷺ کے فعل سے صادر نہ ہوا اور آپ ﷺ نے انہیں وہ جواب دیئے جو اُن کے فعل سے صادر ہوا اور اللہ ﷻ کی مرضی بھی آپ ﷺ کے شامل حال رہی۔ نوٹ: اس مقام پر امام رازی نے ۴۳ وجوہات بیان کی ہیں، جس میں سے ہم نے فقط دس ہی ذکر کی ہیں۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۲۲۳ وغیرہ)

## ولا انتم عبدون ما اعبد کی تکرار کیوں کی گئی؟

۱۔..... یہاں مفسرین کرام دو اقوال ذکر کرتے ہیں: (۱)..... اس آیت: ﴿ولا اعبد ما تعبدون نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو﴾ (الکافرون: ۲) میں تکرار نہیں کی گئی، پس معنی یہ ہوگا کہ میں مستقبل میں بھی اُس کی عبادت نہ کروں گا جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو اور نہ تم اُس کی عبادت کرو گے جس کی میں تمہیں دعوت دیتا ہوں، پھر فرمایا: ﴿ولا انا عابد ما عبدتم اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے پوجا﴾ (الکافرون: ۴) یعنی نہ ہی میں اس حال میں تمہارے معبود کی عبادت کروں گا، پھر فرمایا: ﴿ولا انتم عابدون ما اعبد اور نہ تم پوجو گے جو میں پوجتا ہوں﴾ (الکافرون: ۵) یعنی نہ ہی تم موجودہ وقت میں اُس کی عبادت کرو گے جس کی میں بندگی کرتا ہوں اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ اول حال اور ثانی استقبال کا احتمال رکھتا ہے اور ایک قول دونوں کے حال یا استقبال کے حوالے سے بھی کیا گیا ہے، اور دونوں میں سے ایک کو حال اور دوسرے کو استقبال کے ساتھ خاص کرنے میں یہ فائدہ ہوگا کہ اول حال کی اور ثانی استقبال کی خبر دیگا، پس اس صورت میں ﴿ولا اعبد ما تعبدون نہ میں پوجوں گا جو تم پوجتے ہو﴾ (الکافرون: ۲) کا معنی یہ ہوگا کہ میں اس وقت اس کی عبادت نہیں کرتا جس کی عبادت تم کرتے ہو اور اس فرمان: ﴿ولا انتم عابدون ما اعبد اور نہ تم پوجو گے جو میں پوجتا ہوں﴾ (الکافرون: ۵) کا معنی تم اس کی عبادت نہیں کرنے والے جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اور اس صورت میں ”ما“ بمعنی ”من“ ہوگا یعنی ”من اعبد ای الذی اعبد“ ہوگا۔ (۲)..... تکرار تاکید کا فائدہ دیتی ہے، اور جب تکرار کی حاجت زیادہ ہوگی تو وہ تکرار بھی مستحسن ہوگی اور اس مقام پر تکرار اس لئے کی گئی کہ قرآن عربی لغت میں نازل ہوا اور انہی سے خطاب بھی کیا گیا ہے اور عرب کی لغت میں کسی چیز کی تکرار سے تاکید اور فہم کا ادراک کیا جاتا ہے، جیسا کہ عرب کے مذاہب میں اختصار تخفیف کرنے کا فائدہ دیتا ہے اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ تکرار کلام سے مراد تکرار وقت ہے اور اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ کافروں نے سید عالم ﷺ کو پیشکش کی تھی کہ آپ (ﷺ) ایک سال کے لئے ہمارے دین میں داخل ہو جائیں۔

(العازن، ج ۴، ص ۴۸۶)

## لکم دینکم ولی دین کے محامل:

۳۔..... اس بارے میں مختلف اقوال ہیں: (۱)..... یعنی تم اپنے دین پر راضی ہو اور ہم اپنے دین پر راضی ہیں، اور یہ کلام آیت سیف کے نزول سے پہلے کا تھا جب کہ مسلمانوں کو کافروں سے قتال کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ لیکن جب آیت سیف نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔ (۲)..... مکمل سورت منسوخ ہو گئی ہے۔ (۳)..... اس سورت پاک سے کچھ بھی منسوخ نہیں ہوا کیونکہ منسوخ ہونے کا حکم خبر مفرد سے ہوا ہے اور معنی یہ ہے کہ: ﴿لکم دینکم ولی دین تمہیں تمہارا دین مجھے میرا دین﴾ (الکافرون: ۶) سے مراد تمہارے دین کی جزاء ہے اور میرے دین کی جزاء ہے، (یعنی تمہیں تمہارے دین کے مطابق جزاء ملے گی اور جو حیثیت میرے دین کی ہے اس کے مطابق میرے دین کی جزاء مجھے ملے گی)۔ (۴)..... دین کے معنی ہی جزاء کے ہیں لہذا تم اپنے دین کے مطابق جزاء کو پاؤ گے اور میں اپنے دین کے مطابق جزاء پاؤں گا۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۱۰)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: دین کی تفسیر حساب سے بھی کی گئی ہے یعنی تمہارے لئے تمہارا حساب کتاب اور میرے لئے میرا حساب کتاب، اور ایک قول کے مطابق دین کی تفسیر جزاء سے کی گئی ہے (جیسا کہ ماقبل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے) یعنی تمہارے لئے تمہارے اعمال کی جزاء میں میرے لئے میرے اعمال کی جزاء ہے۔

(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۶۷۴)



## اغراض:

مسکبة او مدلیہ: ابن مسعود، حسن اور عمر رضی اللہ عنہم کے نزدیک تذکرہ سورت کی ہے جب کہ قتادہ اور ضحاک کے قول کے مطابق تذکرہ سورت مدنی ہے۔ نزلت لما قال رھط من المشركین: اس سورت کا سبب نزول بیان فرمایا گیا ہے کہ ولید بن مغیرہ، عامر بن وائل، اسود بن مطلب، امیہ بن خلف سید عالم ﷺ سے ملاقات کرتے ہیں، اور سید عالم ﷺ کو ایک سال بتوں کی عبادت اور خود ایک سال واحد حقیقی کی عبادت کرنے کا مشورہ دیتے ہیں، جس کا بیان ہم نے شان نزول میں کر دیا ہے۔

علم اللہ منهم انہم لا یؤمنون: سوال مقدر کا جواب ہے، حاصل کلام یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کیسے ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو سکتے ہیں جب کہ آقائے دو جہاں ﷺ لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہیں اور ان کی ہدایت کے حریص ہیں؟ میں (علامہ صاوی) اس کا جواب یہ دوں گا کہ اللہ ﷻ جانتا تھا کہ اس قوم میں سے یہ لوگ کبھی ایمان نہ لائیں گے، پس اللہ ﷻ نے اپنے نبی ﷺ کو اس سے باخبر فرما دیا تاکہ آقائے دو جہاں ﷺ پر ان کی بدبختی ظاہر ہو جائے۔

واطلاق ما علی اللہ: دوسرے اور تیسرے مقام پر ”ما“ کا اطلاق اللہ ﷻ کی ذات کے لئے جب کہ پہلے اور تیسرے مقام پر ”ما“ کا اطلاق بتوں کے لئے ہو رہا ہے۔ علی وجہ المقابلة: بمعنی مشاکلة ہے۔

وهذا قبل ان یؤمر بالحرب: اس جملے میں اس جانب اشارہ پایا جا رہا ہے کہ تذکرہ آیت آخری ہے، اور ایک قول کے مطابق مکمل سورت آخری ہے، اور اس کا خلاصہ عبادت اور دین کی تکمیل ہونا ہے اور ایک قول کے مطابق دین سے مراد یوم جزاء ہے یعنی تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق جزاء ملے گی اور مجھے میرے اعمال کے مطابق جزاء ملے گی۔

وقفا ووصلا: بعض نسخوں میں ”دینی“ یا ”زائدہ کے ساتھ ہے جس کی بعض نسخوں میں رعایت کی گئی ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۳۴۳ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**



(سورۃ النصر مدنی ہے جس میں تین آیتیں ہیں)

اس سورت میں ایک رکوع، تین آیتیں، انیس کلمات، اناسی حروف ہیں۔ اس سورت کے وقت نزول کے بارے میں دو قول ہیں ایک یہ کہ یہ سورت فتح مکہ کے وقت نازل ہوئی اور یہ ساعت سعید ہے کہ چند سال پہلے جو ہستی یہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئی تھی اور اس کے ساتھ صرف ایک جانثار ساتھی ابوبکر تھا اور آج وہی ہستی دس ہزار کے لشکر جرار کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہی ہے اہل مکہ نے اتنا بڑا لشکر آج تک نہیں دیکھا تھا کہ ہر قبیلہ کا اپنا اپنا سپہ سالار سید عالم ﷺ کی معیت میں ہے۔ گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہیں اور ہتھی زہریں اور سروں پر فولادی خود چمک رہے ہیں۔ جوش خروش کا ایک عجیب منظر ہے۔ جب یہ فوج ظفر موج واوی بطماء سے گزرتی ہے تو زمین ان کے قدموں کے نیچے لڑ جاتی ہے۔ کفار مکہ کو اپنے انجام کی فکر نے حواس باختہ کر دیا لیکن اس لشکر کے سپہ سالار نے تاکید کر دی کہ کوئی خون خرابہ نہ کرے۔ کسی پر دست درازی نہ کی جائے، حیر کمائوں میں رہیں، تلوار میاںوں رہے، جب تک کفار کی طرف سے پہل نہ ہو۔ اعلان عام کر دیا کہ جو حرم میں پناہ لے گا جو گھر کے کواڑ بند کر دے گا بلکہ جو اہل سفیان کی حویلی میں پناہ لے گا ان سب کو امان ہوگا۔ اور اس سورہ مبارکہ میں یہ خوشخبری دی کہ کفار کا دین عنقریب مٹ جائے گا اور دین اسلام غالب آئے گا اور نبی پاک ﷺ کی عنقریب بہت بڑی فتح اور نصرت حاصل ہوگی، مکہ مکرمہ فتح ہو جائے گا، اور دیگر قبائل کے لوگ جو کہ درجہ جو کہ دین اسلام میں داخل ہونے لگیں گے۔ اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ اب حضور ﷺ کی زندگی کا مشن پورا ہو گیا۔ عنقریب آپ کی وفات ہو جائے گی۔ اور اس سورت میں آپ کی زندگی پوری ہوئی کی طرف بھی اشارہ ہے اور آپ کو حکم دیا گیا آپ اپنے رب کی حمد اور اس کی تسبیح کریں اور اس سے استغفار طلب کریں۔ اور اس سورت کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے بہ کثرت اللہ کی حمد و ثنا کی اور اس سے مغفرت طلب کرتے رہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللّٰہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَنَبِيُّهُ عَلَىٰ آغَادِيهِ﴾ ﴿وَالْفَتْحُ﴾ (١) ﴿فَتَحَّ مَكَّةَ﴾ ورايت الناس يدخلون في دين الله ﴿أَيَّ  
الْإِسْلَامِ﴾ ﴿أَفْوَاجًا﴾ (٢) ﴿جَمَاعَاتٍ بَعْدَ مَا كَانَ يَدْخُلُ فِيهِ وَاحِدٌ وَاحِدٌ وَذَلِكَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ جَاءَ الْعَرَبُ مِنْ  
أَقْطَارِ الْأَرْضِ طَائِعِينَ﴾ ﴿فَسَبَّحَ بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾ ﴿أَيُّ مُتَلَبِّسٍ بِحَمْدِهِ﴾ واستغفره انه كان توابا (٣) ﴿وَكَانَ  
بَعْدَ نَزُولِ هَذِهِ السُّورَةِ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ اسْتَغْفِرُ اللَّهُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ وَعِلِمَ بِهَا أَنَّهُ قَدْ اقْتَرَبَ  
أَجَلُهُ وَكَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ سَنَةِ ثِمَانَ وَتَوَفَّى فِي رَبِيعِ الْأَوَّلِ سَنَةِ عَشَرَ.

جب آئے اللہ کی مدد (.....) اپنے نبی ﷺ کے دشمنوں کے مقابلے میں (اور فتح (فتح مکہ.....) اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں داخل ہوتے ہیں (یعنی اسلام میں) فوج در فوج (جماعت در جماعت دین اسلام میں شمولیت اختیار کرتے ہیں، اور یہ مکہ مکرمہ کے فتح ہونے کے بعد ہوا اور عرب زمین کے مختلف گوشوں سے فرمانبرداری اختیار کرتے ہوئے آنے لگے) تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ یا کی بولو (یعنی اس کی تسبیح حمد کے ساتھ ملا کر پڑھو) اور اس سے بخشش چاہو بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے (اور اس

آیت کے نازل ہونے کے بعد سید عالم ﷺ اکثر اوقات سبحن اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ پڑھتے..... اور اس سے یہ جان چکے تھے کہ آپ ﷺ کا وقت رخصت قریب آگیا ہے اور مکہ مکرمہ رمضان المبارک سن آٹھ ہجری میں فتح ہوا اور سید عالم ﷺ نے رجب الاول..... حج..... کے مہینے میں سن دس ہجری میں انتقال فرمایا۔

### ﴿تو گیب﴾

﴿اذا جاء نصر الله والفتح ورايت الناس يدخلون في دين الله افواجا فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا﴾  
 اذا: ظرفیہ شرطیہ مفعول فیہ مقدم، جاء: فعل، نصر الله: معطوف علیہ، و: عاطفہ، الفتح: معطوف، بلکر فاعل، بلکر جملہ فعلیہ معطوف  
 علیہ، و: عاطفہ، ورايت: فعل، بافاعل، الناس: ذوالحال، يدخلون: فعل، واو ضمیر ذوالحال، افواجا: حال، بلکر فاعل، فسی دین  
 اللہ: ظرف لغو، بلکر جملہ فعلیہ حال، بلکر مفعول، بلکر جملہ فعلیہ معطوف، بلکر شرط، ف: جزائیہ، سبح: فعل امر "انت"  
 ضمیر ذوالحال، بحمد ربك: ظرف مستقر حال، بلکر فاعل، بلکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، استغفره: فعل امر بافاعل  
 ومفعول، بلکر جملہ فعلیہ معطوف، بلکر جزاء، بلکر جملہ شرطیہ۔ انه: حرف مشبہ واسم، کان توابا: جملہ فعلیہ خبر، بلکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... انه كان توابا..... ☆ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سید عالم ﷺ نے "سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ  
 واتوب الیہ" کی بہت کثرت فرمائی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ سورت جیزہ الوداع میں بمقام منی نازل ہوئی اس  
 کے بعد یہ آیت نازل ہوئی اس کے نازل ہونے کے بعد انہی تک روز سید عالم ﷺ نے دنیا میں تشریف رکھی پھر آیت  
 "الکلالہ" نازل ہوئی اور اس کے بعد حضور ﷺ پچاس روز تشریف فرما رہے، پھر یہ آیت ﴿واتقوا یوماً تنسوا جعون فیہ الی  
 اللہ﴾ (البقرہ: ۲۸۱) نازل ہوئی اس کے بعد حضور ﷺ اکیس یا سات روز تشریف فرما رہے۔ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ  
 نے سمجھ لیا تھا کہ دین کامل اور مکمل ہو گیا تو اب حضور ﷺ دنیا میں زیادہ دیر تشریف نہ رکھیں گے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سورت  
 سن کر اسی خیال سے روئے اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سید عالم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے  
 اختیار دیا ہے چاہے دنیا میں رہے یا اس کی لقا قبول فرمائے۔ اس بندہ نے لقائے الہی اختیار کی۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا  
 آپ پر ہماری جائیں قربان ہمارے مال ہمارے آباء ہماری اولادیں سب قربان۔

### ﴿تشریح توضیح و اغراض﴾

#### اللہ ﷻ کی مدد کے بارے میں اقوال مفسرین:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اذا جاء نصر الله وادبرت کفرون﴾ (النصر: ۱)۔ اس بارے میں مختلف اقوال  
 ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ نے اپنے نبی ﷺ کی دشمنوں کے مقابلے میں مدد و نصرت فرمائی۔ (۲)..... النصرۃ بمعنی استنصرہ علی  
 عدوہ یعنی سید عالم ﷺ نے اپنے رب سے دشمنوں کے مقابلے میں مدد طلب فرمائی۔ (۳)..... اس مدد سے مراد قریش کے مقابلے  
 میں سید عالم ﷺ کی مدد و نصرت کرنا ہے، جیسا کہ طبری نے لکھا ہے۔ (۴)..... سید عالم ﷺ کی کفار کے مقابلے میں مدد کی گئی اور انجام  
 کار سید عالم ﷺ ہی کے لئے ہے یعنی انہی کی دشمنوں کے مقابلے میں مدد و نصرت مراد ہے۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۱۱)

انام را درازی فرماتے ہیں: یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ الفیج اور النصر میں فرق کیا ہے اور اللہ ﷻ نے الفیج کا عطف النصر  
 پر کیوں فرمایا؟ اس کے جواب کی تین وجوہ ہیں: (۱)..... النصر سے مراد اعانت ہے جو کہ انسان کو اس کے مطلوب تک پہنچا دیتی ہے

اور الفتح سے مراد وہ مطلوب ہے جو حاصل کیا جا چکا ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ نصرت سبب ہے فتح کی، پس اسی وجہ سے النصر سے آغاز کیا گیا اور اسی پر الفتح کا عطف بھی ڈالا گیا ہے۔ (۲)..... النصر سے مراد دین کا کمال ہے جب کہ الفتح سے مراد دنیوی اقبال و بلندی ہے جو کہ کسی قسم کی نعمت کے اختتام پر حاصل ہوتی ہے اور اس کی دلیل اس فرمان سے بھی ملتی ہے: ﴿اليوم اكملت لكم دينكم﴾ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا (المائدہ: ۳)۔ (۳)..... النصر سے مراد دنیا میں مدد و نصرت ہے جو کہ منی میں مسلمانوں کی مہم (یہ سورت منی میں نازل ہوئی تھی) اور الفتح سے مراد جنت ہے، پس اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وفتححت ابو ابہا اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے﴾ (الزمر: ۷۲) اور ظاہر ترین قول یہ ہے کہ سید عالم ﷺ کی قریش اور تمام دیگر اقوام عرب پر مدد کی گئی۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۳۳۶)

## فتح مکہ کا بیان:

۲..... غزوہ فتح مکہ: ماہ رمضان میں غزوہ فتح مکہ وقوع پذیر ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ قریش نے معاہدہ حدیبیہ توڑ دیا۔ جب بنو بکر و قریش نے وہ عہد توڑ دیا اور بنو خزاعہ پر حملہ کیا جو ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تھا تو عمرو بن سالم خزاعی چالیس سوار لے کر مدینہ پہنچا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں آپ کو پرانا معاہدہ یاد دلانا ہوں اور یا رسول اللہ ﷺ آپ ہماری مدد کیجئے۔ قریش نے آپ ﷺ سے وعدہ کے خلاف کیا اور آپ ﷺ کا تحکم وعدہ (معاہدہ) توڑ ڈالا۔ انہوں نے و تیر میں ہم پر بحالت خواب حملہ کیا اور ہمیں رکوع اور سجدے کی حالت میں قتل کر ڈالا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمرو! تجھے مدول جائے گی۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”میں قریش سے دریافت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے ضررہ کو بھیجا اور تین شرطیں پیش کیں کہ قریش ان میں سے ایک اختیار کر لیں۔ (۱) خزاعہ کے مقتولین کا خون بہادیں۔ (۲) بنو نفاثہ کی حمایت سے دست بردار ہو جائیں۔ (۳) اعلان کریں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا۔ تو قرطہ بن عمرو نے کہا کہ ہمیں صرف تیسری شرط منظور ہے۔ سید عالم ﷺ نے مکہ پر حملہ کی پوشیدہ تیاری کی۔ سید عالم ﷺ بتاریخ ۱۰ رمضان ۸ھ دس ہزار آراستہ فوج لے کر مدینہ روانہ ہوئے۔ مقام جحفہ میں حضرت عباس جواب تک مکہ میں مقیم تھے۔ اور ہجرت کر کے مدینہ آ رہے تھے۔ حاضر خدمت ہوئے اور لشکر میں شامل ہو گئے۔ قریش کو لشکر اسلام کی روانگی کی افواہ پہنچ چکی تھی۔ تحقیق کے لئے انہوں نے ابوسفیان اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء کو بھیجا۔ مقام مر الظہر ان میں ابوسفیان کو پکڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا وہاں یہ ایمان لائے۔ پھر حضور ﷺ مکہ میں بالائی حصہ سے داخل ہوئے اور بیت اللہ شریف میں داخل ہو کر پہلے حجر اسود کو بوسہ دیا اور بیت اللہ کے گرد اور اوپر سے تین سو ساٹھ بت گرا دیئے۔ اور ایک خطبہ دیا اور قریش سے فرمایا: اتم مجھ سے کیسے سلوک کی توقع رکھتے ہو؟ وہ بولے ”نیک کی توقع رکھتے ہیں آپ ﷺ شریف بھائی اور شریف برادر زادہ ہیں۔“ حضور رحمتہ للعالمین ﷺ نے فرمایا ”آج تم پر کوئی الزام نہیں جاؤ تم آزاد ہو۔“ اعلان غفو کے بعد آپ مسجد حرام میں بیٹھ گئے پھر کوہ صفا پر تشریف لائے، مرد و عورت نے آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

## سید عالم ﷺ کی وفات کے بارے میں اقوال مفسرین؟

۳..... یہاں دو باتیں اہم ہیں: (۱)..... فتح مکہ سن ۸ ہجری میں ہوا اور یہ سورت پاک سن ۱۰ ہجری میں نازل ہوئی اور روایت میں ہے کہ اس سورت کے نزول کے بعد سید عالم ﷺ ستر دن تک ظاہری حیات سے متصف رہے۔ (۲)..... یہ سورت فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی، کیونکہ سید عالم ﷺ سے وعدہ کیا گیا تھا کہ اہل مکہ پر ان کی مدد کی جائے گی، اور انہیں فتح و کامرانی سے نوازا جائے گا، اور اس کی دلیل اس فرمان میں ملتی ہے: ﴿ان الذي فرض عليك القرآن لرادك الى معاد﴾ بیشک جس نے تم پر قرآن فرض

کیا وہ تمہیں پھیر لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو (النصر: ۸۰) اور اس فرمان میں بھی ہے: ﴿اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ اور جب اللہ کی مدد اور فتح آئے (النصر: ۱)۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۳۳۹)

امام قرطبی لکھتے ہیں: یہ سورت پاک منی میں حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی، پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿الْهَيْبَةُ﴾ اکملت لکم دینکم اور آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا (البقرہ: ۲)۔ اس کے بعد سید عالم ﷺ اسی دن ظاہری حیات سے متصف رہے، پھر آیت کلامہ نازل ہوئی، جس کے بعد سید عالم ﷺ پچاس دن تک ظاہری حیات سے وابستہ رہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ﴾ بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول (النور: ۱۲۸)۔ اس آیت کے نزول کے بعد سید عالم ﷺ پینتیس دن حیات ظاہری سے متصف رہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَاصْبِرُوا يَوْمَ تَرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ﴾ اور ڈرو اس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھرو گے (البقرہ: ۲۸۱)۔ پس اس آیت کے نزول کے بعد اکیس دن تک ظاہری حیات سے وابستہ رہے اور مقاتل نے سات دن لکھا ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۱۵)

### سید عالم ﷺ کے استغفار کرنے کی شرعی حیثیت:

۱۔..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾ واستغفروہ تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور اس سے بخشش چاہو (النصر: ۲)۔ یعنی نماز کے بعد ذکر کی کثرت کریں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ سبوح بمعنی صل ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ﴿بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾ اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے کے معنی یہ ہیں کہ اپنے رب ﷻ کی حمد کیجئے کیونکہ اُس رب کریم نے آپ ﷺ کو کامیابی اور فتح عطا فرمائی ہے۔ اور ﴿وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ اس سے بخشش چاہو کے معنی یہ ہیں کہ اللہ ﷻ سے مغفرت طلب کیجئے۔ اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے ﴿فَسَبِّحْ﴾ کے معنی اللہ ﷻ کی پاکی بیان کرنا ہے۔ اور ﴿وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ کے معنی اللہ ﷻ سے مغفرت چاہنا ہے اور ساتھ ہی اس کے ذکر میں مداومت بھی اختیار کرنا ہے، لیکن اول قول زیادہ ظاہر ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۱۳)

علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی لکھتے ہیں: تسبیح کے دو معنی ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کو پاک صاف سحر فرمادیا اور وہ تمام باتیں جو آپ ﷺ کی شان کے لائق نہ تھیں آپ ﷺ سے محو فرمادیں، پھر آپ ﷺ اللہ ﷻ کی حمد میں معروف رہنے لگے۔ (۲)..... اللہ ﷻ نے حکم فرمایا: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ﴾ اور تسبیح بھی نماز کے اجزاء میں سے ایک جزء ہے، سید عالم ﷺ کو نماز شکر کی تعلیم فرمائی گئی پس فتح مکہ کے دن سید عالم ﷺ نے آٹھ رکعات شکرانے کے طور پر ادا فرمائیں۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد نماز صبحی ہے، اور آیت میں تسبیح کرنے کی فضیلت پر دلیل پائی جا رہی ہے اور اسی طرح تحمید کی بھی فضیلت ظاہر ہو رہی ہے اور یہ سید عالم ﷺ پر فتح و نصرت والی نعمت کے ملنے پر واجب تھا۔ اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ سید عالم ﷺ کا استغفار کرنا کیا معنی رکھتا ہے جبکہ اللہ ﷻ نے آپ ﷺ کے مدد قے آپ کے اگلے پچھلوں کے گناہ معاف فرمادیے ہیں۔ میں (امام خازن) اس کا جواب یہ دوں گا کہ مقصود اللہ ﷻ کی عبادت اور اسی کی جانب اقتداء کرنا تھی اور اس میں اس بات پر تنبیہ تھی کہ (عام طور پر) کوئی بھی اللہ ﷻ کی عبادت میں نقص و کمی سے محفوظ نہیں ہو سکتا اور اس بات پر بھی تنبیہ تھی کہ سید عالم ﷺ اپنی عصمت اور اجتہاد کی کثرت میں استغفار بجالانے سے مستغنی نہ تھے، جب سید عالم ﷺ استغفار سے خود کو مستغنی نہ مانتے تھے تو عام انسان کیسے مان سکتے ہیں اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ سید عالم ﷺ سے ذنب کا تصور ہی نہیں اور (جن کے نزدیک) حضرات انبیائے کرام سے معاف کا پایا جانا جائز ہے ان کے نزدیک استغفار کرنے سے اس قسم کے معنی لئے جاسکتے ہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ سید عالم ﷺ نے استغفار اس لئے فرمایا کہ اپنی امت کے گناہوں کی معافی چاہی اور یہ مفہوم ایک اور آیت سے بھی ظاہر ہے چنانچہ فرمایا: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْيِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ اور اے محبوب ﷺ اپنے



خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو (مسجد: ۱۹)۔  
 علامہ آلوسی لکھتے ہیں: سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کے استغفار کرنے کی درجہ تو جیہات ہو سکتی ہیں: (۱)..... سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے دائمی طور پر استغفار کو اس لئے اختیار فرمایا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دائمی طور پر مراتب کے اعتبار سے ترقی پاتے تھے، پس جب بھی کسی مرتبے میں ترقی ہوتی تو اس پر شکر کے طور پر استغفار فرماتے۔ (۲)..... اپنے منصب کے اعتبار سے جب کوئی خلاف اولیٰ امر ملاحظہ فرماتے تو استغفار کرتے۔ (۳)..... اعلان نبوت سے قبل کسی سہو پر استغفار فرماتے۔ (۴)..... امت کی تعلیم کے لئے استغفار فرماتے۔ (۵)..... خاص امت ہی کے لئے استغفار فرماتے یعنی سید عالم رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ہی یہی تھا کہ اپنی امت کے لئے استغفار فرمائیں۔ (روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۶۸۰)  
 ☆..... بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”سید عالم رحمۃ اللہ علیہ اکثر رکوع و سجود میں تسبیحات کی کثرت فرماتے تھے، اور یہ پڑھتے: ”سبحانک اللہم ربنا وبحمدک اللہم اغفر لی“۔  
 ☆..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کی قسم! بیشک میں ایک دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں“۔

(صحیح البعاری، کتاب التفسیر والدعوات، باب سورۃ نصر، استغفار النبی فی الیوم، رقم: ۴۹۶۸، ۶۳۰۷، ۱۰۹۷، ۸۹۰، ص ۶۸۰)  
 ☆..... حضرت اغر مزی بیان کرتے ہیں کہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”بیشک میرے دل پر (رحمت الہی) کا پردہ آجاتا ہے اور میں دن بھر میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں“۔  
 (صحیح مسلم، کتاب، باب: استحباب الاستغفار، رقم: (۶۷۲۵) / ۲۷۰۲، ص ۱۳۲۷)

### اغراض:

وعلم بہا انه قد اقتراب اجلہ: مقال کے قول کے مطابق اس سورت (یا آیت) کے نزول کے بعد سید عالم رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب کے پاس بہت پڑھا کرتے تھے، ان میں ابو بکر، عمر فاروق، سعد بن ابی وقاص اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ہوتے تھے۔ دیگر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر خوشی محسوس کرتے اور ابن عباس روئے لکھتے، (ایک موقع پر) آقائے دو جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے استفسار فرمایا: ”اے چچا آپ کو کس چیز نے زلایا؟“، بولے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے خیال نے، پس اس واقعہ کے بعد سید عالم رحمۃ اللہ علیہ ساٹھ دن زندہ رہے اور ابن عباس کو کسی نے ہشتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ یہ سورت منیٰ میں ایام تشریق کے بعد حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی، پس حضرت عمر فاروق اور ابن عباس رضی اللہ عنہما روئے لگے، پس ان سے وجہ پوچھی گئی تو بولے: یہ خوشی کا دن ہے، بلکہ سید عالم رحمۃ اللہ علیہ سے جدائی کا وقت ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ سورت منیٰ میں حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی، پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿الیوم اکملت لکم دینکم﴾ پس اس آیت کے نزول کے بعد آقائے دو جہاں رحمۃ اللہ علیہ ظاہری طور پر انسی دن زندہ رہے، پھر آیت کلالہ نازل ہوئی، پس اس کے بعد پچاس دن زندہ رہے، پھر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ﴾ (ہقۃ: ۲۸۱) پس اس آیت کے نزول کے بعد ظاہری زندگی اکیس دن کی رہی یا سات دن کی اور اس کے علاوہ بھی اقوال ہیں۔  
 توفی صلی اللہ علیہ وسلم سنۃ عشر: اگر کسی کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو کہ حج ۱۰ ہجری میں ادا فرمایا اور اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لحد جگر حضرت ابراہیم نے انتقال فرمایا، پس اس اعتبار سے سن ۱۱ ہجری ہونا بہتر ہوگا؟ اس کا جواب یہ دوں گا کہ تمام معاملات جو کہ ہجرت سے مدینہ تک کے تھے، سن ۱۰ ہجری میں مکمل ہو گئے، پس ہجرت ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو اور وفات بھی ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوئی اور وفات کا سن ۱۰ ہجری تھا، ہجرت کی تاریخ پر نظر کرتے ہوئے اگر چہ دو ماہ اور کچھ دن گیا محرم ۱۰ ہجری کے گزر چکے جب کہ تاریخ کو شری سال (محرم) کی ابتداء سے معتبر مانا جائے تو درست ہوگا کہ یوں کہا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال سن ۱۱ ہجری کو ہوا، یہ محرم سے تاریخ کو شمار کرنے کے اعتبار سے ہے۔  
 (الصاوی، ج ۶، ص ۳۴۸)

## سورة لہب مکیتہ وھی خمس آیات

(سورة لہب کی ہے جس میں پانچ آیتیں ہیں)

## تعارف سورة لہب

اس سورت میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، بیس کلمات، متر حروف ہیں۔ اس سورت میں ابولہب کا نام لے کر اس کا کیوں ذکر کیا گیا حالانکہ مدینہ اور دیگر قبائل عرب میں حضور کے دشمنوں کی کمی نہ تھی؟۔ ان کی اذیت رسانیاں اور اسلام کو ناکام بنانے کی کوشش میں ابولہب کہیں سے کم نہ تھے، پھر اس کی کیا خصوصیت ہے کہ دوسروں کا نام نہیں لیا گیا؟۔ کیونکہ جہاں محبت کی توقع ہو اور وہاں سے نفرت و عداوت ملے، جہاں سے تائید و نصرت کی امید ہو وہاں غماصمت کا طوفان اٹھانے لگے، تو یقیناً یہ بہت تکلیف دہ چیز ہوتی ہے۔ ابولہب حضور کا حقیقی چچا تھا حضرت عبداللہ اور ابولہب دونوں کے بھائی تھے۔ ابولہب اپنے سگے بھائی کے یتیم بیٹے کے ساتھ کھڑا ہونے کی بجائے ان کی مخالفت کرتا ہے نیز یہ بنی ہاشم کا سردار تھا، عرب کا وہ معاشرہ جس میں ہادی برحق تشریف لائے۔ اس میں ہر قسم کی مرکزیت حاصل تھی۔ قبیلہ کے ہر رز کی ادا کرنا اس سردار کی اخلاقی ذمہ داری تھی۔ خونی اور خاندانی قریبی تعلقات کے علاوہ پڑوسی بھی تھا۔ پڑوسی کا حق زمانہ میں مسلم ہے، جس طرح نبی پاک ﷺ کو اپنے گھر میں معروف عبادت دیکھتا تو پھر وہ جس شدت سے اپنی عداوت کا مظاہرہ کرتا کہ مردہ جانوروں کے بدبودار اوجھ لگی ہوئی آنتیں اٹھا کر لاتا اور حضور پر ڈال دیتا۔ گھر کے آنگن میں پھینک دیتا، اگر ہنڈیا پک رہی ہوتی اس کے پاس پھینک دیتا۔ اور اس کی بیوی بھی کم نہ تھی وہ جنگل میں جاتی اور کانٹے دراٹھنیاں اٹھا کر لاتی اور رات کو آپ کے راستے میں ڈال دیتی تاکہ جب آپ باہر جائیں تو پاؤں میں چبھ جائیں۔ اعلان نبوت سے پہلے اس کے دو بیٹوں کے ساتھ حضور کی بیٹیوں کا نکاح ہو چکا تھا تو اس نے اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا: اگر تم نے ان کو طلاق نہ دی تو تمہاری بول چال اور لین دین سب کچھ بند، چنانچہ ان دونوں نے طلاق دے دی اور عقبہ نے اپنے خبیث باطن کا کچھ زیادہ ہی اظہار کیا کہ آپ کے چہرہ مبارک پر تھوک دیا لیکن وہ تھوک دوبارہ اسی کے منہ پر آکر گرا۔ اس سورت کے مطالعہ سے بخوبی اندزہ لگایا جاسکتا ہے کہ بارگاہ رسالت میں چھوٹی سی گستاخی سے قدرت خداوندی کے شعلے بھڑکنے لگے۔ تو اس بد بخت نے تو انگلی اٹھا کر اشارہ کیا اور تازیبا الفاظ کہے، اس کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی اور اس سے ہر گستاخ کو بتا دیا کہ اگر کوئی ایسا فعل یا کوئی لفظ صادر ہو جو میرے محبوب کی شان کے لائق نہ ہو تو یاد رکھو کہ غضب خداوندی کی بجلی تمہیں جلا کر خاک کر دے گی۔

د رکوع نمبر: ۳۶

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿تبت﴾ خسرث ﴿یدا ابی لہب﴾ ائی جملتہ وعبّر عنہا بالیدین مجازاً لأن اکثر الأفعال تؤول  
 بہما وھذہ الجملة دُعَاء ﴿وتب﴾ (۱) ﴿خسرھو وھذہ خبر کقولہم اھلکھ اللہ وقلدھلک ولما خوفہ النبی  
 بالعذاب فقال ان کان ما یقول ابن اخی فانی اقلدی منہ بما لی وولیدی نزل﴾ ما اغنی عنہ مالہ وما  
 کسب (۲) ﴿وکسبہ ائی ولذہ وَاغْنی بِمَعْنٰی یَغْنِی﴾ سیصلی ناراً ذات لہب (۳) ﴿اِی تَلْهَبُ وَتَوْقَدُ فِہِی مَالُ  
 تَکْنِیْتِہِ لِتَلْهَبَ وَجْہُہُ اِشْرَاقًا وَحُمْرَةً﴾ ووامراتہ ﴿عطف علی ضمیر یصلی سوءہ الفصل بالمفعول وصفۃ  
 وھی ام جمیل﴾ حمالہ ﴿بالرفع والنصب﴾ الحطب (۴) ﴿الشوک والسعدان تلقیہ فی طریق النبی﴾ فی

جیدھا ﴿عَنْهَا﴾ حبل من مسدہ ﴿أَي لَيْفٍ وَهَذِهِ الْجُمْلَةُ خَالٍ مِنْ خَمَالَةِ الْحَطَبِ الَّتِي هُوَ نَعْتٌ لِأَمْرَاتِهِ أَوْ خَيْرٌ مُبْتَدَأٍ مُقَدَّرٍ﴾

### ﴿ترجمہ﴾

تباہ ہو جائیں (تبت بمعنی خسرت ہے) ابولہب کے ہاتھ (یعنی خود ابولہب..... اور اسے ”یدین“ سے تعبیر اس لیے کیا گیا ہے کہ اکثر افعال ہاتھوں کے ذریعے انجام دیے جاتے ہیں اور یہ جملہ دعائے ضرر کا ہے) اور وہ تباہ ہو ہی گیا (تبت بمعنی خسو ہے، مراد اسکی ہلاکت کی خبر دینا ہے جیسا کہ کہا جائے: ”أَهْلَكَ اللَّهُ وَقَدْ هَلَكَ“ اور سید عالم ؑ نے اُسے اللہ ﷻ کے عذاب سے ڈرایا تھا جس پر اس نے کہا کہ اگر میرے بھتیجے کی بات صحیح ہے تو میں اپنے مال و اولاد..... کو فدیے میں دے دوں گا، پس یہ آیت نازل ہوئی (اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا) ”کسبہ“ سے مراد اس کی اولاد ہے، اغنی بمعنی یغنی ہے) اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں (اٹھتے لپٹتے شعلے، اس کے چہرے کے پُر رونق و سرخ ہونے کی وجہ سے اُسے لہب کی کنیت سے پکارا جاتا تھا) اور اس کی بیوی (اس کا عطف ”یصلی“ کی ضمیر پر ہے، اور یہ عطف مفعول و صفت کے مابین فصل کے باعث لایا گیا ہے، امراتہ سے مراد ابولہب کی بیوی ام جیل ہے.....) اٹھانے والی (حمالۃ رفع اور نصب دونوں کے ساتھ ہے) لکڑی کا گٹھا (کانٹے اور سجدان کی لکڑیاں آقائے دو جہاں ؑ کی راہ میں بکھیر دیتی تھی) اس کی گردن (جیدھا بمعنی عنقہا ہے) میں کھجور کی چھال کا رسا (”مسد“ کھجور کی تل دی ہوئی چھال کو کہتے ہیں، اور یہ جملہ ”حمالۃ الحطب“ سے حال بن رہا ہے جو کہ امراتہ کی صفت ہے، یا خبر ہے مبتداء مقدر کی)۔

### ﴿ترکیب﴾

﴿تبت ید ابی لہب و تب﴾

تبت: فعل، ید ابی لہب: مرکب اضافی فاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، تب: فعل با فاعل، مکر جملہ فعلیہ معطوف، مکر، مکر جملہ دعائیہ۔

﴿ما اغنی عنہ مالہ و ما کسب یصلی نارا ذات لہب﴾

ما اغنی: فعل لئی، عنہ: ظرف لغو، مالہ: معطوف علیہ، و: عاطفہ، ما کسب: موصول صلہ، مکر معطوف، مکر فاعل، مکر جملہ فعلیہ، یصلی: فعل با فاعل، نارا: موصوف، ذات لہب: صفت، مکر مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔

﴿و امراتہ حمالۃ الحطب فی جیدھا حبل من مسد﴾

و: عاطفہ، امراتہ: ”یصلی“ کی ضمیر فاعل ”هو“ پر معطوف ہے، مکر جملہ فعلیہ، حمالۃ الحطب: فعل محذوف ”اذا“ کیلئے مفعول، مکر جملہ فعلیہ۔ فی جیدھا ظرف مستقر خبر مقدم، حبل موصوف، من مسد: ظرف مستقر صفت، مکر مبتداء مؤخر، مکر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... سورہ ابی لہب..... ☆ جب نبی کریم ﷺ نے کوہ صفا پر عرب کے لوگوں کو دعوت دی ہر طرف سے لوگ آئے تھے اور حضور ﷺ نے ان سے اپنے صدق و امانت کی شہادتیں لینے کے بعد فرمایا ﴿اِنِّی لَکُم نذیر بَیِّن یدِی عذاب شَدید﴾ اس پر ابولہب نے حضور ﷺ سے کہا تھا کہ تم تباہ ہو جاؤ کیا تم نے ہمیں اس لئے جمع کیا تھا۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی اور اللہ ﷻ نے اپنے حبیب ﷺ کی طرف سے جواب دیا۔

## ﴿تشریح تو ضیح و اعتراض﴾

## ابولہب کی تاریخ، انجام اور وجہ مذمت :

۱..... اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿تبت یسدا ابی لہب و تب تہا ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تہا ہو ہی گیا﴾ (ج: ۱)۔ ابولہب سید عالم ﷺ کا رشتے میں چچا تھا، اور اس کا نام عبدالعزی بن عبدالمطلب تھا، اور کنیت حبہ تھی۔ اسے ابولہب اس لئے نکارتے تھے کہ یہ رونق چہرے والا تھا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے سید عالم ﷺ کو بہت اذیتیں دی تھیں اور آقائے دو جہاں ﷺ سے بہت بغض رکھتا تھا۔ دین اسلام میں نقص نکالتا تھا۔

(ابن کثیر، ج: ۴، ص: ۶۹۹)

امام رازی لکھتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ ابولہب بدر سے بھاگ گیا تھا اور واقعہ بدر کے بعد سات راتیں زندہ رہا۔ ام الفضل نے اُس کے سر پر خیمے کی چوب مار کر زخمی کر دیا اور یہی زخم اس کی موت کا سبب بنا۔ پس اللہ ﷺ نے اُسے ذلیل کر دیا اس کے بیٹوں نے اُسے دو یا تین رات تک پڑے رہنے دیا اور دفن نہ کیا یہاں تک کہ گھر میں پڑے پڑے اس کی لعش سے تعفن اٹھنے لگا، کسی قریش کے شخص نے اُس کے بیٹے سے کہا کہ اپنے باپ کو دفناتے کیوں نہیں جیسا کہ دیگر لوگوں کو دفنایا جاتا ہے تو اس نے کہا کہ لوگ اس کی بیماری سے ڈرتے ہیں اور ہمیں بھی خوف ہے کہ یہ زخم جس کی وجہ سے ہمارے والد کا انتقال ہوا ہے کہ طاعون کی شکل اختیار کر گیا ہے، ہم کہیں اس میں مبتلا نہ ہو جائیں، پھر انہوں نے کوشش کر کے اسے دفن کر دیا، پس اللہ ﷺ نے صحیح فرمایا ہے: ﴿ما اغنی عنہ مالہ وما کسب اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو کمایا﴾ (ج: ۲)۔ پس اس کی موت کفر پر ہوئی اور اس کے مال و اسباب اُسے کام نہ آئے۔ (الرازی، ج: ۱۱، ص: ۳۵۲ وغیرہ ملخصاً) ☆..... حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک دن سید عالم ﷺ صفا پہاڑی پر جلوہ افروز ہوئے اور بلند آواز سے ندا فرمائی: ”اے بنی فہر“ یا فرمایا: ”اے بنی عدی!“ یہ قریش کے خاندان تھے، یہاں تک کہ وہ سارے ہی جمع ہو گئے اور جو خود نہیں حاضر ہو سکتے تھے انہوں نے اپنے نمائندے روانہ کر دیئے تاکہ ملاحظہ کریں کہ انہیں کس کے لئے بلایا گیا ہے۔ پس ابولہب بھی آگیا اور دیگر قریش بھی آگئے، پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر میں تم سے یہ کہوں کہ وادی کے (اُس جانب سے) تم پر کوئی لشکر حملہ آور ہونے کو ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے“، لوگوں نے کہا: کیوں نہیں! ہم آپ کو صادق مانتے ہیں، فرمایا: ”پس میں تم کو اللہ ﷺ کے عذاب سے ڈراتا ہوں“، ابو لہب بولا: تم نے ہمیں اس مقصد کے لئے جمع کیا تھا، تمہاری بربادی ہو (معاذ اللہ ﷺ!)، پس یہ سورت نازل ہوئی۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر، باب سورۃ لہب، رقم: ۴۹۷۲، ص: ۸۹۱)

## ابولہب کی اولاد کی مذمت و ہلاکت:

۲..... اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿ما اغنی عنہ مالہ وما کسب اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور جو کمایا﴾ (ج: ۲)۔ روایت کی جاتی ہے کہ ابولہب کے تین بیٹے تھے جس میں سے دو یعنی عتبہ اور عقبہ فتح مکہ کے دن اسلام لے آئے تھے لیکن اپنا اسلام چھپائے رکھا اور سید عالم ﷺ نے انہیں دعادی اور اسی دعا کی برکت سے دونوں کو شہادت ملی اور غزوہ حنین و طائف میں شہید ہوئے۔ ابولہب کا تیسرا بیٹا جس کا نام عتیبہ تھا، یہ اسلام نہ لایا۔ کہا جاتا ہے کہ سید عالم ﷺ کی دو صاحبزادیاں ام کلثوم بنت محمد ﷺ و عتیبہ بنت محمد ﷺ عتبہ کے نکاح میں تھیں لیکن جب ابولہب کے متعلق یہ سورت نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں سے بزرگ طلاق دینے کا مطالبہ کیا اور انہیں طلاق دلوائی۔ عتیبہ اپنے باپ کے ساتھ ملک شام کے تجارت کے سفر کے لئے نکلا تھا کہ سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سید عالم ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات تلفظ کئے، بی بی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو بارگاہ اقدس میں طلاق دے ڈالی، سید عالم ﷺ نے اس کے لئے دعا کی کہ اے اللہ ﷺ اس پر اپنا کتا مسلط فرما، پس ابوطالب بھی اس واقعہ سے مغموں ہوئے کیونکہ وہ بھی اس وقت حاضر تھے۔ یہ لوگ ملک



شام میں رات کے وقت قیام پزیر تھے کہ شیر اس پر حملہ آور ہوا اور عتیہ کو چیر پھاڑ ڈالا۔ (روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۶۸۶ ملخصاً)

## ابولہب کی زوجہ کی تاریخ و ہلاکت:

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿و امر اہل حمالة الحطب اور اس کی جو رو لکڑیوں کا گھٹا سر پر اٹھاتی (ہب:)﴾۔ اس کا نام ام جمیل بنت حرب، ابوسفیان بن حرب کی بہن تھیں۔ یہ عورت سید عالم ﷺ کی عداوت میں انتہاء درجے تک پہنچی ہوئی تھی۔ سید عالم ﷺ کو نقصان پہنچانے کے لئے آپ ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھاتی تھی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ سید عالم ﷺ کی چغلی کیا کرتی تھی، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ لوگوں کے مابین چغلی کے ذریعے فساد قائم کرنا۔ قنادہ کہتے ہیں کہ یہ سید عالم ﷺ کو فقر سے عار دلاتی تھی، پس اُسے لکڑی اٹھانے سے عار دلاتی گئی۔ واحدی کہتے ہیں کہ عربی زبان میں مسد بمعنی فعل ہے، یعنی بل کھائی ہوئی رسی جو وہ لکڑیوں کو اکٹھا رکھنے کی غرض سے اپنے گلے میں باندھ کر اٹھانے کا اہتمام کرتی تھی، یہی حال اس کا ہوتا ہے کہ وہ جہنم کی آگ میں اسی طرح ڈالی جائے گی اور اس کے گلے میں جہنم کی آگ کی بیڑیاں ہوں گی۔ ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ رسی تو جہنم میں جل جاتی ہے، کیسے باقی رہے گی؟ ہم (امام رازی) کہتے ہیں کہ جلد، گوشت اور ہڈی ہمیشہ جہنم میں باقی رہے گا اور ایک قول یہ ہے کہ رسی دھاگے کی نہ ہوگی کہ جل جائے بلکہ لوہے کی زنجیر ہوگی اور مسد بمعنی فعل ہے چہ جائے کہ دھاگے کی ہو یا لوہے کی اگر اللہ ﷻ باقی رکھنا چاہے ضرور باقی رہے گی۔

(الرازی ج: ۱۱، ص ۳۵۳ وغیرہ ملخصاً و ملقطاً)

## اغراض:

مکیہ: بالا جماع یہ سورت پاک کی ہے۔ لہذا دعا النبی ﷺ: یعنی جب سید عالم ﷺ نے ندا فرمائی۔ قومہ: یعنی مومنین اور کافرین سب کو اور یہ اس وقت ہوا جب آیت مقدسہ نازل ہوئی: ﴿وانذر عشیرتک الاقربین اور اے محبوب اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈراؤ﴾ (الشعراء: ۲۱۴)۔ پس سید عالم ﷺ کو وصفا پر چڑھ گئے اور پکارا: اے لوگو! بولے کون پکار رہا ہے؟ فرمایا: محمد (ﷺ)! پس لوگ انکی جانب جمع ہو گئے، پس فرمایا: اے بنی فلاں بن فلاں، اے بنی فلاں بن فلاں، اے قوم عبد مناف، اے بنی عبد المطلب، پس لوگ ان کی جانب متوجہ ہونے لگے، پس فرمایا: ”اگر میں یہ کہوں کہ پہاڑوں کے دامن سے ایک گھوڑا نمودار ہونے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کر لو گے؟ بولے: ہم نے آپ کو جھوٹا نہیں پایا، فرمایا: میں تمہیں اللہ ﷻ کے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں، الحقیر۔ مزید حاشیہ نمبر ”۱“ بخاری کی روایت کا مطالعہ کیجئے۔ وہ مذہب خبر: یعنی ابولہب کے نقصان کی خبر دینا مراد ہے، جس طرح پہلے جملے میں ہوا ہے، اور یہ دو اقوال میں سے ایک قول ہے، اور ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ دونوں ہی جملے اس کی بربادی کی دعا کے لئے کہے گئے ہیں کیونکہ نام تو اس بد بخت کا عبد العزی تھا لیکن اس کی کنیت اس کی خباثتوں کی وجہ سے زیادہ قبیح رکھی گئی اور اسی سے پکارا گیا اور یہ بھی مراد ہو سکتی ہے کہ اللہ ﷻ اُسے آگ میں ڈال کر اس کی نسبت محقق کرنا چاہتا ہو۔ تفسیر: رات کو سید عالم ﷺ کو اذیت دینے کی غرض سے۔ و کسبہ: میں اس جانب اشارہ ہے کہ ﴿ما﴾ مصدر یہ ہے، اور یہ بھی درست ہے کہ موصولہ بمعنی ”الذی“ ہو اور ضمیر عائد محذوف ہو یعنی یوں ہو: ”والذی کسبہ“۔ ای ولدہ: یعنی عتیہ تصغیر کے ساتھ، جب کہ عتیہ اور معتب دونوں اسلام لے آئے۔

فہی مال تکیبہ: اس کے نام کے بجائے کنیت کی جانب نسبت کی گئی جب کہ اس کا نام عبد العزی تھا جو کہ کنیت کے مقابلے میں اکرم و محترم تھا؟ اس کی وضاحت یہ ہے کہ کنیت کا ذکر اس کے حال کے اعتبار سے کیا گیا، اُسے لہب کہا گیا اور وہ جہنم میں جائے گا یا یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ اُسے نام سے ذکر کرنا خلاف واقعہ ہو سکتا ہے اس لئے کہ درحقیقت تو وہ عبد اللہ تھانہ کہ عبد العزی۔ وہی ام جمیل: یہ ابو سفیان بن حرب کی بہن تھی، بانجھ تھی اور گلے میں رسی کے پھندے کی وجہ سے مر گئی۔

(الصاوی، ج: ۶، ص ۳۴۹ وغیرہ)

## سورة الاخلاص مکیة او مدنیة وہی اربع او خمس آیات (سورة اخلاص کی یاد دہانی ہے جس میں چار یا پانچ آیتیں ہیں)

### تعارف و فضائل سورة الاخلاص

اس سورت میں ایک رکوع، پانچ آیتیں، پندرہ کلمات، چوبیس حروف ہیں۔

☆..... حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اپنے رب ﷻ کا نسب بیان کرو تو اللہ ﷻ نے یہ سورہ مبارکہ نازل فرمائی ﴿قل هو الله احد الله الصمد..... الخ﴾ پس وہ صمد ہے جو کسی کی اولاد نہ ہو اور نہ اس کی اولاد ہو کیونکہ ہر ولد عنقریب مرجائے گا اور جو مرنا ہے، اس کا عنقریب وارث بھی ہوتا ہے اور بیشک اللہ ﷻ کو نہ موت آئے گی اور نہ کوئی اس کا وارث ہوگا ﴿ولم یکن له کفو احد﴾ آپ نے فرمایا اس کا کوئی مشابہہ نہ کوئی ہم سر اور نہ کوئی چیز اس کی مثل ہے۔ (سنن الترمذی، کتاب تفسیر، باب سورة الاخلاص، رقم: ۳۳۷۵، ص: ۹۷۰)

☆..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ایک لشکر میں بھیجا اور وہ اصحاب کو نماز پڑھاتے تھے وہ سورت تلائے کے بعد آخر میں ”قل هو الله احد“ پڑھتے تھے جب لوگ لشکر سے واپس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے ہیں ان لوگوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا یہ سورت رحمن کی صفت ہے اس لئے میں اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں آپ نے فرمایا اس سے کہو کہ اللہ ﷻ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب مناجاة فی دعاء النبی، رقم: ۷۳۷۵، ص: ۱۲۶۹، صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب فضل قراءة قل هو الله احد، رقم: ۱۷۷۴/۸۱۳، ص: ۳۷۰) اس سورت میں عقیدہ توحید کو بڑی جامعیت اور دلکش انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ ﷻ کی ذات و صفات کاملہ کے بارے میں جس قسم کی غلط فہمیاں نوع انسانی کے کسی حلقہ میں پائی جاتی تھیں ان تمام کا ازالہ یہ سورت نازل کر کے کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ عالم قدیم ہے اس کا کوئی خالق و مبداء نہیں، یہ خود بخود وجود میں آیا ہے یہ کہنے والے چاہے کوئی بھی ہوں یہ سورت نازل فرما کر ان سب کا رد فرمادیا کہ اس کائنات کا خالق بھی ہے اور ہے بھی اکیلا ﴿قل هو الله احد﴾۔

رکوع نمبر: ۳۷

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

سُبْحَانَ النَّبِيِّ عَنْ رَبِّهِ فَنَزَلَ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ (۱) ﴿قَالَ لَهُ خَيْرٌ هُوَ وَاحِدٌ بَدَلٌ مِنْهُ أَوْ خَيْرٌ ثَانٍ﴾ (۲) ﴿اللَّهُ الصَّمَدُ﴾ (۳) ﴿مُبْتَدَأٌ وَخَيْرٌ أَمِ الْمَقْصُودُ فِي الْحَوَائِجِ عَلَى الدَّوَامِ﴾ (۴) ﴿لَمْ يَلِدْ﴾ (۵) ﴿لَا نَتَفَاءً مُجَانِسَةً﴾ (۶) ﴿وَلَمْ يُولَدْ﴾ (۷) ﴿لَا نَتَفَاءً الْحَدُوثِ عَنْهُ﴾ (۸) ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ (۹) ﴿أَيُّ مَكَافِيَا وَمُمَاثِلَاتٍ لِّلَّهِ مُتَعَلِّقٌ بِكُفُوٍ أَوْ قَدِيمٍ عَلَيْهِ لِأَنَّهُ مَحْطُ الْقَصْدِ بِالنَّفْيِ وَآخِرَ أَحَدٍ وَهُوَ اسْمٌ يَكُنْ عَنْ خَيْرٍ هَارِغَايَةٍ لِّلْفَاصِلَةِ﴾

### ﴿ترجمہ﴾

(نبی پاک ﷺ سے ان کے رب کے بارے میں سوال کیا گیا تو یہ سورہ مبارکہ نازل ہوئی.....) تم فرماؤ وہ اللہ ایک ہے (اس جملے میں اللہ ﷻ خبر ہے ہو کی، اور احد مبدل منہ یا خبر ثانی ہے) اللہ بے نیاز ہے (مبتداء خبر ہیں، یعنی تمام احتیاجوں میں ہمیشہ دہی مقصود ہے.....) نہ اس کی کوئی اولاد (یعنی اس کی جس کا کوئی نہیں ہے) اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا (حادث ہونے سے پاک ہے) اور نہ اس کا کوئی کفو ہے (یعنی اس جیسا یا اس کے مماثل کوئی نہیں.....) اور ”لہ“ متعلق ہے ”کفوا“ کے اور ”لہ“ کوئی کی غرض

سے مقدم کیا ہے اور یکن کے اسم کو خبر کے بعد آخر میں لائے تاکہ فاصلے کی رعایت کو ملحوظ رکھا جاسکے۔

### ﴿قر گیب﴾

﴿قل هو الله احد﴾

قل: قول، ہو: ضمیر شان، اللہ: مبتدا، احد: خبر، مگر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ، مگر جملہ تولیہ۔

﴿الله الصمد، لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفو﴾ احد۔

اللہ: مبتدا، الصمد: خبر اول، لم یلد: فعل نفی بافاعل، مگر جملہ فعلیہ معطوف علیہ، و: عاطفہ، لم یولد: فعل نفی با نائب الفاعل، مگر جملہ فعلیہ معطوف اول، و: عاطفہ، لم یکن: فعل نفی ناقص، لہ: ظرف لغو مقدم، کفو: جفت مشبہ بافاعل، مگر شبہ جملہ خبر مقدم، احد: اسم مؤخر، مگر جملہ فعلیہ معطوف ثانی، مگر خبر ثانی، مگر جملہ اسمیہ۔

### ﴿شان نزول﴾

☆..... سورہ اخلاص..... ☆ کفار مکہ نے سید عالم ﷺ سے اللہ ﷻ کے متعلق طرح طرح کے سوال کئے، کوئی کہتا کہ اللہ ﷻ کا نسب کیا ہے؟ کوئی کہتا وہ سونے کا ہے؟ کوئی کہتا وہ چاندی کا ہے یا لوہے کا ہے؟ یا لکڑی کا ہے؟ کس چیز کا ہے؟ کسی نے کہا وہ کیا کھاتا ہے کیا پیتا ہے؟ ربوبیت اس نے کس سے ورثے میں پائی؟ اور اس کا کون وارث ہوگا؟ ان کے جواب میں اللہ ﷻ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اپنی ذات و صفات کا بیان فرما کر معرفت کی راہ واضح کی اور جاہلانہ خیالات و ادہام کی تاریکیوں کو جن میں لوگ گرفتار تھے اپنی ذات و صفات کے انوار کے بیان سے مضمحل کر دیا۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

### سورۃ الاخلاص کے فضائل، برکات اور اہم نکات :

۱..... سورۃ اخلاص اپنے اندر کئی راز و نیاز اور برکات کو لئے ہوئے ہے، ہم نیچے ترتیب وار عنوان قائم کر کے بیان کریں گے۔ اسباب نزول: (۱)..... مشرکین میں سے کچھ لوگ عامر بن طفیل کی معیت میں سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ آپ ﷺ ہمارے بچوں کو بدابھلا بولتے ہیں، اپنے آبائی دین کی مخالفت کرتے ہیں، پس اگر آپ ضرورت مند ہیں تو ہم آپ کو فنی کر دیں، اگر آپ (معاذ اللہ) مجنون ہیں تو ہم کچھ علاج کا اہتمام کریں اور اگر کسی عورت سے نکاح کی خواہش رکھتے ہیں تو ہم پوری کرنے کو تیار ہیں، پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”نہ تو میں فقیر ہوں اور نہ ہی مجنون اور نہ ہی کسی عورت سے نکاح کی خواہش رکھتا ہوں، میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہیں اسی ایک واحد حقیقی کی عبادت کی تلقین کرتا ہوں“، اُن میں سے کسی نے کہا چلیں ہمیں یہ بتائیں کہ آپ کے رب کی جنس کیا ہے؟ یعنی وہ (معاذ اللہ) سونے کا ہے یا چاندی کا بنا ہوا ہے، پس اللہ نے یہ سورت نازل فرمائی، بولے تین سو ساٹھ بیت ہماری خواہشات کو پوری نہیں کر سکتے، ایک خدا (معاذ اللہ) کیسے مخلوق کی خواہشات کو پورا کر سکے گا؟۔

(۲)..... یہود سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور ان کے ساتھ کعب بن اشرف بھی تھا، بولے اے محمد (ﷺ)! یہ سب تو اللہ کی تخلیق ہے مگر اللہ کو کس نے بنایا ہے؟ پس سید عالم ﷺ نے غصہ فرمایا اور جبرائیل امین تشریف لائے اور انہیں اطمینان دلایا اور فرمایا: اے محمد ﷺ! اپنے بازو نرمی کرتے ہوئے بچھا دیجئے، پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿قل هو الله احد﴾ اور اُن پر تلاوت فرمائی تو بولے ہمیں بتائیں کہ اللہ کی صنف کیا ہے، اس کے بازو کلائیاں کیسی ہیں؟ پس سید عالم ﷺ نے پہلے سے زیادہ غضب فرمایا، پس جبرائیل امین

تشریف لائے اور فرمایا: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ يَهُودُ لَئِنْ لَمْ يَنْقُضِ اللَّهُ لَهُمُ الْحَاكِمَ لَأَكِيدُنَّ بِهِمُ الْقَبَابِقَ﴾ (الاسلام: ۹۱)۔

(۳)..... نصاریٰ کے سوال کے جواب میں نازل ہوئی، ابن عباس کہتے ہیں کہ بحران کا ایک دلد آیا، بولے: ہمیں اپنے رب کی صفات بیان کیجئے کہ وہ زبرد، یا قوت، سولے یا چاندی کا ہے؟ پس فرمایا: ”اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے، وہ اشیاء کا خالق ہے، پس یہ آیت نازل ہوئی: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ (الاسلام: ۱)۔ بولے: وہ واحد ہے، اور تم بھی واحد ہو، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اس کی مثل کوئی چیز نہیں“، بولے: مزید صفات بیان کیجئے۔ پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ بے نیاز ہے“، بولے: بے نیاز کیا ہوتا ہے؟ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جسے مخلوق سے کسی قسم کی حاجت نہ ہو“، بولے: مزید صفات بیان کیجئے، فرمایا: ”اس کی کوئی اولاد نہیں جیسا کہ مریم اپنے والدین کی اولاد ہیں اور نہ وہ کسی کی اولاد ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ بی بی مریم کی اولاد ہیں اور اس کا ہمسر کوئی نہیں یعنی اس کی مخلوق میں اس کی طرح کوئی بھی نہیں۔“

سورت اخلاص کے کئی نام: اس کے کئی نام ہیں: (۱)..... سورۃ التفہید، (۲)..... سورۃ التجوید، (۳)..... سورۃ التوحید، (۴)..... سورۃ الاخلاص کیونکہ اس میں اللہ کی صفات جلالیہ بیان ہوئی ہیں اور اس کا اعتقاد وہی رکھتا ہے جو دین میں مخلص ہو۔ (۵)..... سورۃ النجۃ یعنی یہ سورت اپنے قاری کو تشبیہ اور دنیا میں کفر اور آخرت کے عذاب سے نجات دلاتی ہے۔ (۶)..... سورۃ الولایۃ یعنی جو یہ سورت (توجہ) سے پڑھے گویا ولایت پالے، یعنی اللہ ﷻ کے اولیاء میں شامل ہو جائے کیونکہ جو اللہ ﷻ کو اس طرح پہچان لے جیسا کہ حق ہے تو رحمت نعت اور سب کچھ مل جائے۔ (۷)..... سورۃ النسبۃ یعنی لوگوں کے سوال کے جواب میں نازل ہوئی جو وہ اللہ ﷻ کے نسب کے بارے میں کرتے تھے۔ (۸)..... سورۃ المعوۃ یعنی وہ سورت ہے جس کی وجہ سے اللہ ﷻ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ (۹)..... سورۃ الجمال ہے جیسے سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے“۔ (۱۰)..... سورۃ المقشقشۃ یعنی مرض کی تشخیص کرنے والی سورت ہے، پس جس نے اس سورت کو پہچان لیا، اُسے شرک و نفاق سے برائت مل جائے گی۔ (۱۱)..... سورۃ المعوۃ یعنی (شیطان سے) پناہ مانگنے والی سورت ہے۔ (۱۲)..... سورۃ الصمد یعنی اللہ ﷻ کے خاص ذکر کے ساتھ مختص کی گئی ہے۔ (۱۳)..... سورۃ الاساس یعنی ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کی بنیاد اللہ ﷻ وحدہ نے رکھی ہے۔ (۱۴)..... سورۃ المانعۃ یعنی یہ سورت عذاب قبر اور جھلسانے والے ستاروں سے بچاتی ہے۔ (۱۵)..... سورۃ المحضر یعنی یہ وہ سورت ہے جس کی قرائت کی وجہ سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ (۱۶)..... سورۃ المنفرۃ یعنی اس کی قرائت کرنے سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (۱۷)..... سورۃ البرائۃ ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے سورۃ اخلاص سو مرتبہ پڑھی چاہے نماز میں یا علاوہ نماز میں، اس کے لئے جہنم سے برائت لکھ دی جاتی ہے“۔ (۱۸)..... سورۃ المد کسۃ یعنی وہ سورت ہے جس میں خاص توحید کا ذکر کیا جاتا ہے کہ اللہ ﷻ کو کسی کی حاجت نہیں ہے۔ (۱۹)..... سورۃ النور ہے یعنی سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ہر چیز کا نور ہوتا ہے اور قرآن کا نور سورۃ اخلاص ہے“۔ (۲۰)..... سورۃ الامان ہے، سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس بندے نے لا الہ الا اللہ کہا وہ میرے تیار کردہ محل (جنت) میں داخل ہوگا اور جو جنت میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے بچ جائے گا۔“

(الرازی، ج ۱۱، ص ۳۵۶ وغیرہ)

احادیث کی روشنی میں فضائل: ☆..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک انصاری (حضرت کلثوم بن حدم) مسجد قباء میں امامت کے منصب پر فائز تھے، وہ جب بھی نماز میں کوئی سورت ملاتے تو سورۃ الاخلاص سے ابتداء کرتے، اس کے بعد کوئی اور سورت پڑھتے، اور ہر دو رکعت میں اسی طرح کرتے تھے، ان کے اصحاب نے کہا: آپ پہلے یہ سورت پڑھتے ہیں اور اس کو کافی نہیں سمجھتے اور



کوئی اور سورت ملاتے ہیں، یا تو یہی سورت پڑھیں یا اس کو چھوڑ کر کوئی اور سورت پڑھ لیا کریں، انہوں نے جواب دیا: میں اس سورت کو چھوڑنے والا نہیں ہوں، تم کو پسند ہو تو میں تم کو امامت کراؤں اور پسند نہ ہو تو امامت نہ کراؤں، اور لوگ ان کو اپنے سے افضل سمجھتے تھے اور کسی دوسرے کو امام بنانا ناپسند کرتے تھے، جب نبی کریم ﷺ وہاں پہنچے تو لوگوں نے آپ ﷺ کو یہ واقعہ بیان کیا، آپ ﷺ نے ان صاحب سے فرمایا: ”تم اپنے اصحاب کی بات کیوں نہیں مانتے اور ہر رکعت میں اس سورت کو پڑھنے کی وجہ کیا ہے؟“ انہوں نے جواب دیا: میں اس سورت سے محبت کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سورت کی محبت نے تمہیں جنت میں داخل کر دیا۔“

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورة الاخلاص، رقم: ۲۹۱۰، ص ۸۲۲)

☆..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے کوئی شخص اس سے عاجز ہے کہ وہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھے، صحابہ نے کہا: ہم ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟“ فرمایا: ”سورة الاخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے۔“

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضل قرائۃ، رقم: (۱۷۷۰)/۸۱۱، ص ۳۶۹)

☆..... حضرت ابی بن کعب روایت کرتے ہیں کہ مشرکین نے سید عالم ﷺ سے کہا: آپ اپنے اللہ ﷻ کا سلسلہ نسب بیان کریں، تو یہ سورت پاک نازل ہوئی: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ﴾ تم فرماؤ وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے (الاخلاص: ۲)﴾، یعنی صمد سے مراد وہ ذات ہے جو کسی کی اولاد نہ ہو اور نہ اس کی کوئی اولاد ہو کیونکہ ہر اولاد عنقریب مرجائے گی اور جو مرتا ہے اس کا کوئی وارث بھی ہوتا ہے اور بیشک اللہ ﷻ نہ تو مرے گا اور نہ ہی اس کا کوئی وارث ہوگا: ﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی (الاخلاص: ۴)﴾، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا کوئی مثل نہیں نہ کوئی ہم سر ہے اور نہ ہی کوئی مثل ہے۔“

(سنن الترمذی، کتاب تفسیر، باب سورة الاخلاص، رقم: ۳۳۷۵، ص ۹۷۰)

☆..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے دن بھر میں دو سو مرتبہ سورة الاخلاص پڑھی، اللہ ﷻ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف فرما دے گا مگر یہ کہ اس پر دین (قرضہ) ہو۔“

(سنن الترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ماجاء فی سورة الاخلاص، رقم: ۲۹۰۸، ص ۸۲۲)

☆..... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سید عالم ﷺ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ کسی کے سورة الاخلاص پڑھنے کی آواز سنائی دی، پس سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”واجب ہوگئی، پوچھا گیا کیا واجب ہوگئی؟“ فرمایا: ”جنت۔“ (المرجع السابق، رقم: ۲۹۰۶)

## اللہ ﷻ کے بے نیاز ہونے کی وجوہات:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿اللَّهُ الصَّمَدُ﴾ اللہ بے نیاز ہے (الاخلاص: ۲)﴾۔ اللہ ﷻ کے بے نیاز ہونے کی کئی وجوہات ہیں: (۱)..... اللہ ﷻ بے نیاز ہے یعنی عالم ہے ہر چیز کا اور سردار ہے، ہر حاجت اُسی کی جانب لوٹ کر پوری ہوتی ہے۔ (۲)..... صمد کے معنی علم والا ہونا ہے یعنی ایسا سردار ہے جو علم و کرم والا ہے۔ (۳)..... فحاک کہتے ہیں کہ صمد سے مراد وہ ہے جس تک وصف صمدیت کی انتہاء ہو جائے۔ (۴)..... اسم کہتے ہیں کہ صمد سے مراد اشیاء کا خالق ہے، اور اسی لئے تمام اشیاء اُس کی سرداری کا تقاضا کرتی ہیں۔ (۵)..... سدّی کہتے ہیں کہ صمد وہ ہوتا ہے جس کی جانب رغبتوں کا قصد کیا جائے اور مصائب سے پناہ طلب کی جائے۔ (۶)..... حسین بن فضل الجبلی کہتے ہیں کہ صمد سے مراد وہ ہے جو اپنی چاہت کے مطابق کرے، جو چاہے حکم کرے، اس کے حکم پر کسی کو کوئی پس و پیش نہ ہو اور نہ ہی کوئی اس کے ارادوں کو رد کر سکے۔ (۷)..... معظم سردار کو بھی صمد کہتے ہیں۔ (۸)..... وہ اپنی بزرگی میں منفرد ہے، اس کے علاوہ کسی دوسرے کا تقاضا نہیں کیا جاسکتا۔ (۹)..... بے پرواہ ہے، اللہ ﷻ نے

فرمایا: ﴿هو العلى الحميد﴾ اللہ ہی ہے نیاز ہے سب مخلوقوں سرِ اہل (العبد: ۲۱) ﴿۔ (۱۰)..... وہ ذات جس کے اوپر کوئی اور نہ ہو، جیسا کہ فرمایا: ﴿هو القاهر فوق عباده﴾ اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر (الاسماء: ۱۸) ﴿، جسے اپنے سے اوپر کسی کے ہونے کا خوف نہ ہو اور نہ ہی لوگ اللہ ﷻ کے سوا کسی اور سے اپنی احتیاجوں کی امید رکھیں۔ (۱۱)..... قادر کہتے ہیں کہ جو نہ کھاتا ہو اور نہ ہی پیتا ہو، جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿هو يسطعم ولا يطعم﴾ اور وہ کھاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے (الاسماء: ۱۷) ﴿۔ (۱۲)..... قادر ہی سے ایک قول یہ ہے کہ مدد وہ ذات ہے جو مخلوق کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہنے والی ہے، جیسا کہ فرمایا: ﴿كل من عليها فان﴾ زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے (الحسن: ۲۶) ﴿۔ (۱۳)..... حسن بصری کہتے ہیں کہ مدد وہ ذات ہے جسے کبھی زوال ہو ہی نہیں سکتا۔ (۱۴)..... ابی بن کعب ؓ کہتے ہیں کہ مدد سے مراد وہ ذات ہے جو موت، وارثت، میراث سے پاک ہے۔ (۱۵)..... یحییٰ بن ابی ماری کہتے ہیں مراد وہ ذات ہے جسے نیند نہیں آتی اور نہ ہی سو ہوتا ہے۔ (۱۶)..... ابن کیمان کہتے ہیں مدد سے مراد وہ ہے کہ (یعنی اس جیسا مدد) کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ (۱۷)..... مقاتل بن حبان کہتے ہیں وہ ذات مراد ہے جس میں عیب نہیں ہے۔ (۱۸)..... ربیع بن انس کہتے ہیں مدد وہ ذات جسے آفات (و حادثات وغیرہ) عارض نہیں دلا سکتے۔ (۱۹)..... سعید بن جبیر ؓ کہتے ہیں وہ ذات جو اپنی تمام صفات و افعال میں کامل ہے۔ (۲۰)..... جعفر صادق کہتے ہیں مدد وہ ذات ہے جو (دوسروں پر) غلبہ والا ہے نہ کہ اُس پر کوئی غلبہ کر سکے۔ (۲۱)..... حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کی ذات ہر چیز سے بے پرواہ ہے۔ (۲۲)..... ابو بکر وراق کہتے ہیں مدد وہ ذات ہے جو جمیع مخلوق کی کیفیات سے مطلع رہتی ہے۔ (۲۳)..... وہ ذات کہ آنکھیں اُس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ (۲۴)..... ابو العالیہ اور محمد قرظی کہتے ہیں کہ وہ ذات مراد ہے جو پیدا ہونے اور پیدا کرنے سے پاک ہے۔ (۲۵)..... ابن عباس کہتے ہیں مدد وہ بڑی ذات ہے کہ اس کے اوپر کوئی اور نہیں۔ (۲۶)..... اللہ ﷻ کی ذات نقصان اور زیادتی کو قبول کرنے سے پاک ہے، اور تغیرات اور تبدیلات کے وارد ہونے سے بھی پاک ہے اور زمان و مکان، سمت و جہت کے احاطہ سے بھی پاک ہے۔ (الرازی، ج ۱، ص ۳۶۲ وغیرہ)

### الاخلاص "۳" اور "۴" کے تحت علامہ قرطبی کا نظریہ:

ح..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد﴾ نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی (الاسلام: ۳۰) ﴿۔ ابن عباس کہتے ہیں جیسا کہ بی بی مریم رضی اللہ عنہا پیدا ہوئی اور جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام پیدا کئے گئے، اللہ ﷻ اس قسم سے پیدا کرنے یا ہونے سے پاک ہے۔ اس آیت میں نصاریٰ کا رد ہے جو کہ وہ حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ ﷻ کا بیٹا مانتے تھے۔ اللہ ﷻ کے مثل کوئی نہیں ہے، یعنی اول و آخر بس اللہ ﷻ ایک ہی ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔ (القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۲۷)

### اغراض:

ای المقصود فی الحوالج: یہ (الصمد) کے معنی میں مذکور اقوال میں سے ایک قول ہے جو کہ مشہور ہے، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ مراد وہ ذات اقدس ہے جس کا کوئی جوہ (پیٹ) نہیں، اور ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ مراد وہ ذات باری ہے جو مخلوق کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہنے والی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ ذات جس کے اوپر کوئی نہیں ہو سکتا۔

لانعفاء معالسنه: بمعنی لغیرہ ہے، اس لئے کہ بیٹا باپ کی جنس سے ہوتا ہے اور اللہ ﷻ جیسا کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ واجب ہے اور اس کے علاوہ اُس جیسا دوسرا ہونا ممکن ہی نہیں اور یہ بھی کہ بیٹا اپنے باپ کی مدد چاہتا ہے اور اس کے بعد اس کا نائب بنتا ہے اور اللہ ﷻ کے لئے یہ سب کچھ محال ہے اور اُس سے فنا نہیں ہے۔ لانعفاء الحدوث عنه: ہر پیدا ہونے والا جسم رکھتا ہے اور اُس سے فنا بھی

ہوتی ہے جب کہ اللہ ﷻ کے لئے یہ سب محال ہے۔

ومماثلہ: عطف تفسیری ہے، جانتا چاہیے کہ کفر شبیہ، نظیر اور مثل سے عام ہے، پس ”المثل“ سے مراد وہ ہے جو تمام صفات میں شریک ہو، اور ”الشبیہ“ سے مراد وہ ہے جو غالب معاملات میں شریک ہو، اور ”النظیر“ سے مراد وہ ہے جو کم معاملات میں شریک ہو اور اللہ ﷻ تمام باتوں سے منزہ ہے۔

قدم علیہ: ہونا یہ چاہیے کہ ظرف کو ”کفو“ سے مؤخر کرتے لیکن فی مکافات کی اہمیت کے پیش نظر مقدم لائے کیونکہ یہاں یہی مقصود تھا۔ لانہ محط القصد بالنفی: اللہ ﷻ کی ذات سے مکافات کی نفی کا قصد کیا گیا ہے، پس اسی اعتبار سے (ما قبل میں ظرف کو مقدم کیا)، اور اس سورت میں آٹھ اصول کفر کی نفی کی گئی ہے: التركیب، والعدد، النقص بمعنی الاحتیاج، والقلۃ بمعنی البساطۃ، والعلة، والمعلول، والشبیہ، والنظیر۔ پس کثرت اور عدد کی نفی اس فرمان سے ہوتی ہے: ﴿قل هو الله احد﴾، نقص اور قلت کی نفی اس فرمان سے ہوتی ہے: ﴿والله الصمد﴾، علت و معلول کی نفی اس فرمان سے ہوتی ہے: ﴿لم یلد ولم یولد﴾ اور شبیہ اور نظیر کی نفی اس فرمان سے ہوتی ہے: ﴿ولم یکن لہ کفو احد﴾۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۳۵۴)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

## سورة الفلق مکیة اومدنیة وھی خمس آیات (سورة الفلق مکی یادنی ہے جس میں پانچ آیتیں ہیں)

### تعارف وفضائل سورة المعوذتین

☆..... حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رات کو سید عالم ﷺ اپنے بستر پر تشریف لاتے تو سورة الاخلاص، الفلق اور الناس پڑھ کر اپنے جسم ظاہری پر جہاں جہاں ہاتھ پہنچ پاتا پھیرتے اور یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔

(صحیح البخاری، کتاب الفضائل، باب فضل المعوذات، رقم: ۵۰۱۷، ص ۸۹۹)

☆..... حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم نہیں جانتے کہ آج رات مجھ پر ایسی سورتیں نازل ہوئی ہیں جن کی مثل کبھی نہیں دیکھی گئی ہیں اور وہ سورة الفلق والناس ہیں۔“

(صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب فضل قراءة المعوذتین، رقم: (۱۷۷۵)/۸۱۴، ص ۳۷۰)

☆..... حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سید عالم ﷺ سے عرض خدمت کی، یا رسول اللہ ﷺ! میں سورة یوسف وھود کو پڑھوں؟ فرمایا: ”اے عقبہ! تم سورة الفلق کو پڑھو، تم کوئی سورت نہیں پڑھو گے جو اللہ ﷻ کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہو اور اللہ ﷻ کے نزدیک اس سے زیادہ بلند ہو، اگر تم کر سکتے ہو کہ تو اس کو مستقل پڑھتے رہو۔“

(المستدرک، رقم: ۳۹۸۸)

☆..... حضرت عابس جعفی کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: اے عابس! کیا میں تمہیں ان کلمات کی خبر نہ دوں جو اللہ ﷻ سے پناہ طلب کرنے میں افضل ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں، فرمایا: ”معوذتین پڑھ لیا کرو۔“

(سنن النسائی، کتاب الاستعاذۃ، باب ماجاء فی سورت المعوذتین، رقم: ۵۴۴۲، ص ۱۲۲۴)

☆..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کی پاک بارگاہ میں جنات اور انسانوں کی نظر سے پناہ طلب کرتے تھے پس معوذتین نازل ہوئیں تو آپ نے ان کو شروع کر دیا اور ان کے سوا کو ترک کر دیا۔

(سنن الترمذی، کتاب الطب عن رسول اللہ، باب ماجاء فی الرقة بالمعوذتین، رقم: ۲۰۶۵، ص ۶۰۳)

☆..... حضرت زبیر بن جحش رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب سے پوچھا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ المعوذتین کو اپنے مصحف میں نہیں رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ سید عالم ﷺ نے مجھے مطلع کیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا ہے، آپ سورة الفلق والناس پڑھیے، تو میں نے پڑھا، انہوں نے کہا کہ ہم وہی پڑھتے ہیں جو سید عالم ﷺ نے پڑھا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب سورة الفلق، رقم: ۴۹۷۶، ۴۹۷۷، ص ۸۹۳، ملخصاً موضحاً)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا معوذتین کے قرآن ہونے میں جو اختلاف نقل کیا گیا ہے، اس سے بعض محدثین نے اعجاز قرآن پر طعن کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ اگر قرآن مجید کی بلاغت اپنے اعجاز پر پہنچی ہوئی ہوتی تو قرآن مجید اپنے غیر سے ممتاز ہوتا، اور یہ اختلاف بھی نہ ہوتا کہ فلاں قرآن سے ہے یا فلاں قرآن سے نہیں ہے، اور تم کو معلوم ہے کہ معوذتین کے قرآن ہونے پر اجماع ہے اور فقہائے اسلام نے کہا ہے کہ اب معوذتین کے قرآن ہونے کا انکار کرنا کفر ہے اور شاید ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے انکار سے رجوع کر لیا تھا۔

(روح المعانی، الجزء: ۳۰، ص ۷۱۱ وغیرہ)



رکوع نمبر: ۳۸

بسم الله الرحمن الرحيم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (۱)﴾ الصُّبْحِ ﴿مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (۲)﴾ مِنْ حَيَّوَانٍ مُكَلَّفٍ وَغَيْرِ مُكَلَّفٍ وَجَمَادٍ كَالسَّمِ  
وَعَبْرٍ ذَلِكْ ﴿وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ (۳)﴾ اَيُّ الْيَلِّ اِذَا اَظْلَمَ اَوْ الْقَمَرِ اِذَا غَابَ ﴿وَمِنْ شَرِّ  
النَّفَثِ الْوَاخِرِ تَنَفَّثَ﴾ فِي الْعَقَدِ ﴿(۴)﴾ اَلَّتِي تَعْقِدُهَا فِي الْخَيْطِ تَنْفُخُ فِيهَا بَشِيءٌ تَقُولُهُ مِنْ غَيْرِ رِيْقٍ وَقَالَ  
الزَّمْخَشَرِيُّ مَعَهُ كَبَنَاتٍ لِبَيْدِ الْمَذْكُورِ ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (۵)﴾ اَظْهَرَ حَسَدَهُ وَعَمِلَ بِمُقْتَضَاهُ  
كَلْبِيْدِ الْمَذْكُورِ مِنَ الْيَهُودِ الْحَاسِدِيْنَ لِلنَّبِيِّ وَذَكَرُ الثَّلَاثَةِ الشَّامِلُ لَهَا مَا خَلَقَ بَعْدَهُ لِبَشَرَةٍ شَرَّهَا.

## ﴿ترجمہ﴾

(سورہ فلق اور سورہ ناس اس وقت نازل ہوئیں جب لبید نامی یہودی نے نبی پاک ﷺ پر جادو کر دیا، کسی دھاگے میں گیارہ گرہیں لگائیں، پس اللہ ﷻ نے سید عالم ﷺ کو اس پر مطلع فرمایا اور اس مقام کی بھی خبر دی جہاں یہ سب کیا گیا تھا، پس یہ سب چیزیں سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کی گئیں اور سید عالم ﷺ کو دونوں معوذتین کا حکم کیا گیا، جب سید عالم ﷺ نے ایک آیت پڑھی تو ایک گرہ کھل جاتی اور آپ کی طبیعت بھی سکون پاتی، پس جب ساری ہی گرہیں ایک ایک آیت کی تلاوت کرنے کے ساتھ کھلتی گئیں اور سید عالم ﷺ پر سکون انداز میں ہشاش بشاش اٹھ کھڑے ہوئے) تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا (الفلق بمعنی الصبح ہے..... ۱.....) اس کی سب مخلوق کے شر سے (حیوان مکلف و غیر مکلف، جمادات، زہر وغیرہ سے..... ۲.....) اور اندھیری ڈالنے والی کے شر سے جب وہ ڈوبے (یعنی رات جب چھا جائے اور چاند جب غائب ہو جائے..... ۳.....) اور بھونکنے والیوں کے شر سے (یعنی جادوگر گھروں کے شر سے جو پھونکتی ہیں) گرہوں میں (جو دھاگہ پر کچھ پڑھ کر بغیر تھوکے پھونکتی ہوں، زختری کہتے ہیں جیسے لبید مذکور کی لڑکیاں..... ۴.....) اور حسد والے کے شر سے جب وہ حسد کرے (جس کا حسد..... ۵.....) ظاہر ہو جیسا کہ لبید مذکورہ بالا یہودی کا جو کہ سید عالم ﷺ کے حسد میں گرفتار تھا اور یہ تینوں چیزیں ”ما خلق“ کے خطاب میں داخل تھیں لیکن ان کے شدید شر ہونے کی وجہ سے دوبارہ بھی ذکر کیا گیا۔

## ﴿ترکیب﴾

﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ من شر ما خلق ومن شر غاسق اذا وقب ومن شر النفث في العقد ومن شر حاسد اذا حسد  
قل: قول، اعوذ: فعل بافاعل، رب الفلق: طرف لغاويل، من: جار، شر: مضاف، ما خلق: موصول صله، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف علیہ، ہو: عاطفہ، من: جار، شر: مضاف، غاسق: اسم قائل بافاعل، اذا: مضاف، وقب: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف اول، و: عاطفہ، من: جار، شر: مضاف، النفث فی العقد: شبہ جملہ مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف ثانی، و: عاطفہ، من: جار، شر: مضاف، حاسد: اسم قائل بافاعل، اذا: مضاف، حسد: جملہ فعلیہ مضاف الیہ، ملکر ظرف، ملکر شبہ جملہ ہوکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر معطوف ثالث، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ، ملکر جملہ قولیہ۔

## ﴿شان نزول﴾

☆..... قل اعوذ برَبِّ الْفَلَقِ..... ☆ لبید بن اعصم یہودی نے آقائے دو جہاں ﷺ پر جادو کیا تھا اور حضور ﷺ کے جسم مبارک اور

اعضائے ظاہرہ پر اس کا اثر ہوا، قلب و عقل و اعتقاد کچھ اثر نہ ہوا۔ چند روز بعد جبرائیل امین آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ ایک یہودی نے آپ ﷺ پر جادو کیا ہے۔ اور جادو کا جو کچھ سامان ہے وہ فلاں کنویں میں ایک پتھر کے پیچے داب دیا ہے۔ سید عالم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کو بھیجا، انہوں نے کنویں کا پانی نکالنے کے بعد پتھر اٹھایا، اس کے نیچے سے کھجور کے گامبے کی ٹھیلی برآمد ہوئی، اس میں سید عالم ﷺ کے موئے شریف جو کنگھی سے برآمد ہوئے تھے اور کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلہ جس میں گیارہ گرہیں لگی تھیں اور ایک موم کا پتلہ جس میں گیارہ سوئیاں چھپی تھیں، یہ سب سامان پتھر کے پیچے سے نکلا اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ اللہ نے یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں، ان میں گیارہ آیتیں ہیں جن میں سے پانچ فلق میں، ہر ایک آیت پڑھنے کے ساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھیں یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں، اور سید عالم ﷺ بالکل تندرست ہو گئے۔

### ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

### فلق کے معنی میں اقوال اور سید عالم ﷺ پر جادو کا اثر ہونا:

۱۔ مفسرین کرام کے اس بارے میں کئی اقوال ہیں: (۱)۔ جنہم کے قید خانے کو فلق کہتے ہیں۔ (۲)۔ ابی بن کعب ؓ کہتے ہیں کہ جنہم کا کمرہ، جب اس کا دروازہ کھولا جاتا ہے تو جنہم سانس لیتی ہے۔ (۳)۔ جئلی ابو عبد الرحمن کہتے ہیں کہ جنہم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ (۴)۔ کلبی کہتے ہیں کہ جنہم کی ایک وادی کا نام ہے۔ (۵)۔ عبد اللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ جنہم کے درخت کا نام ہے۔ (۶)۔ سعید بن جبیر ؓ کہتے ہیں کہ مراد جنہم کا کنواں ہے۔ (۷)۔ جابر بن عبد اللہ، حسن، سعید بن جبیر، مجاہد، قتادہ اور ابن زید رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ الفلق بمعنی الصبح ہے۔ (۸)۔ مراد حیوان میں پایا جانے والا رحم ہے۔ (۹)۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ ہر وہ چیز جو کسی دوسری کے ذریعے پائی جائے چہ جائے کہ حیوان سے پایا جانے والا رحم ہو یا صبح سے پائی جانے والی روشنی اور دانے سے پائے جانے والی مٹھی یا (پھل) ہوں۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۳۶)

جہاں تک سید عالم ﷺ پر جادو کا اثر ہونے کا تعلق ہے تو اس بارے میں جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ لیبید بن اعصم یہودی نے آقائے دو جہاں ﷺ پر جادو کیا تھا اور اس دھاگے کو ذروان نامی کنویں کی تہ میں کسی پتھر کے نیچے دبا دیا، سید عالم ﷺ بیمار ہو گئے اور تین دن آپ پر سخت گزرے، پھر اس کی وجہ سے معوذتین نازل ہوئی اور جبرائیل امین علیہ السلام نے مطلع کیا۔ الخ (ما قبل شان نزول میں ذکر ہو چکا)۔ امام رازی کہتے ہیں کہ معتزلہ اس واقعہ کا صاف انکار کرتے ہیں جب کہ قاضی نے کہا کہ یہ روایت باطل ہے، یہ کیسے صحیح ہو سکتی ہے جب کہ اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَاللّٰهُ بِمَعْصَمِكَ مِنَ النَّاسِ اللّٰهِ تَهْبِئَاتٍ﴾ کرے گا لوگوں سے (۱۷:۶۷)، ﴿وَلَا يَفْلَحُ السَّعْرُ﴾ حیث اتی اور جادو گر کا بھلا نہیں ہوتا کہیں آوے (۶۹:۶۹)۔ اس لئے سید عالم ﷺ کی ذات پر جادو کا اثر ہونے سے آپ کی نبوت پر طعن ہوتا ہے۔ اور اگر یہ صحیح مان لیا جائے تو جادو گروں کا جادو تمام حضرات انبیائے کرام پر اثر انداز ہونا درست ماننا پڑے گا اور یہ تمام لوازمات باطل ہیں۔ ہمارے اصحاب کی جانب سے جواب یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک یہ واقعہ درست ہے جب کہ معتزلہ کا ذکر بھی ما قبل گزر چکا ہے۔ اور جہاں تک معتزلہ کا یہ قول ہے کہ کفار آپ ﷺ پر عیب لگاتے تھے کہ آپ ﷺ سحر زدہ ہیں، اور یہی صحیح ہے تو پھر کفار اپنے طعن میں سچے ہوئے؟ ہم کہتے ہیں کہ کفار مسحور بمعنی مجنون لیتے تھے اور جہاں تک جادو کی وجہ سے کسی قسم کا درد ہو جانا مراد لیا گیا ہو تو ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔ چنانچہ ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ کسی شیطان، انسان اور جن کو آپ ﷺ پر مسلط یوں نہیں ہونے دے گا کہ وہ آپ ﷺ کے دین، شریعت اور نبوت میں کوئی ضرر پہنچا سکے اور جہاں تک آپ ﷺ کے بدن میں تکلیف پہنچانے کا معاملہ ہے تو وہ بعید نہیں سمجھا جاتا۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۳۶۸)

## شریر مخلوق کے معنی میں اقوال مفسرین:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَمِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اس کی سب مخلوق کے شر سے﴾ (الفلق: ۲)۔ اس آیت کی تفسیر میں کچھ وجوہات ہیں: (۱)..... ابن عباس کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے کسی شریر چیز کی تخلیق کا ارادہ نہیں فرمایا اور سورت مبارکہ جادو سے پناہ مانگنے کے ضمن میں نازل ہوئی ہے، اور یہ ایلیس اور اس کے چیلوں کی مذمت میں اختتام پذیر ہوئی ہے۔ (۲)..... شر سے مراد جہنم ہے، یعنی قتل اعدوہ برب جہنم یعنی میں جہنم اور اس کے شدائد سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ (۳)..... شر سے مراد موزی حیوانات جیسا کہ چیز پھاڑ کرنے والے درندے وغیرہ ہیں، ان سے پناہ مانگی گئی ہے اور اس کے تحت ہر جن وانس میں جو بھی اذیت دینے والا ہے اور اس کے افعال میں شرارت پائی جاتی ہے، اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اور یہ بھی درست ہے کہ ”مسا“ کے تحت جن وانس کو لیا جائے۔ (۴)..... اور ”ما“ سے امراض، بیماریاں، قحط، تکلیف دہ معاملات، آفات وغیرہ کا ارادہ کیا گیا ہے اور اس لئے کہ اللہ ﷻ کی جانب شرکی نسبت کرنا جائز نہیں ہے۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۲۷۲)

## اندھیری رات کے شر سے کیا مراد ہے؟

۳..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ اور اندھیری ڈالنے والے کے شر سے جب وہ ڈوبے﴾ (الفلق: ۳)۔ اس بارے میں بھی مفسرین کرام کے اقوال مختلف ہیں: (۱)..... مراد تاریک رات کے داخل ہونے کا وقت ہے اور اسی سے پناہ بھی مانگی گئی ہے۔ (۲)..... محمد بن کعب کہتے ہیں کہ مراد غروب شمس کا وقت ہے جب رات نمودار ہو جاتی ہے۔ (۳)..... بعض کے نزدیک اس سے مراد ستارے ہیں یا ثریا ستارہ خاص مراد لیا گیا ہے۔ (۴)..... ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ تھاما پھر چاند کو ملاحظہ کرنے کا شرف بخشا، پھر فرمایا: ”اے عائشہ رضی اللہ عنہا! میں اللہ ﷻ کی پناہ مانگتا ہوں اس کے ڈھلنے کے وقت کی (جب اندھیرا چھا جائے)، اور جب یہ ڈھلتا ہے تو اندھیرا ہو جاتا ہے۔“ اور یہ الفاظ ابی کریم اور ابن کعب کے ہیں اور ابن حمید کا کہنا ہے کہ سید عالم ﷺ نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: ”تم جانتی ہو کہ یہ کیا ہے؟ اللہ ﷻ کی پناہ مانگو اس کے ڈوبنے کے وقت سے۔“

(الطبری، الجزء: ۳۰، ص ۴۲۸ وغیرہ)

## پھونکنے کے جواز وعدم جواز اور حل:

۴..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفثِ فِي الْعَقْدِ اور ان عورتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں﴾ (الفلق: ۴)۔ کسی چیز کے جائز، ناجائز، حرام، حلال، مستحب و مکروہ ہونے کے الگ الگ طریقے قرآن، سنت، اجماع، قیاس کے اصول کی روشنی میں طے پاتے ہیں۔ کوئی فرد واحد اپنی مرضی سے حلال کو حرام، حرام کو حلال، جائز کو ناجائز و برعکس، مستحب و مباح کو حرام یا برعکس نہیں کہہ سکتا۔ فقہ اسلامی کا مسلم اصول ہے: ”فی اصل الاشياء اباحۃ یعنی ہر چیز اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہے۔“ کسی چیز کو حرام کہنے کے لئے دلیل چاہیے اور بغیر دلیل کے حلال کو حرام کہنا کسی دین دار، سمجھدار اور قابل اعتماد عالم دین یا مفتی اسلام کا کام نہیں ہو سکتا بلکہ جو ایسا کرے گا وہ شریعت کی رو سے قابل گرفت ہوگا۔ جادو کے کلمات جس میں بھیجن پڑھے جاتے ہوں، حرام و کفریہ جملے تلفظ کئے جاتے ہوں، کسی کو نقصان پہنچانے کی غرض سے گندے عملیات کئے جاتے ہوں، گندی چیزیں اور قابل مذمت حرکات و سکنات یا کسی بھی طریقے سے خلاف شرع افعال کے ذریعے لوگوں میں فساد کرانا، والدین اور بچوں میں لڑائی کرانا جیسا کہ عموماً خواتین ایسے افعال میں زیادہ ماہر ہوا کرتی ہیں کہ شوہر کو اس کی ماں، بھائی، بہن اور دیگر رشتے داروں سے الگ کرنے اور اپنی جانب، اپنے والدین اور رشتے داروں کی جانب مائل کرنے کے لئے ناجائز ذرائع استعمال کرتے ہوئے دیکھی جاتی ہیں اور انہیں یہ خوف نہیں ہوتا کہ ہم کسی کو باہم لڑوا کر خود بھی سکون

نہیں پاسکتیں اور باہم جدائی کرانا، والدین اور بچوں میں پھوٹ ڈالنا یا ماں بیٹے کے مابین جو لوگ جدائی کراتے ہیں سبق حاصل کرنا چاہیے کہ اللہ ﷻ کے نزدیک یہ سب مذموم افعال ہیں اور ان کی شریعت مطہرہ میں مذمت آئی ہے۔

☆..... سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی عورت کو اس کے شوہر یا غلام کو اس کے آقا کی سرکشی پر ابھارا وہ ہم میں سے نہیں۔“

(سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب: فیمن حجب مملوکا، رقم: ۵۱۷۰، ص ۹۶۳)

بھلائی کے ذریعے سے تعویذات کرنا، جس سے کسی کو نقصان پہنچانا مقصود نہ ہو اور ساتھ ہی قرآن و حدیث و اقوالِ حسنہ کے ذریعے دہم و درود کرنا، جھاڑ پھونک کرنا جس میں شرعاً کوئی خلافِ مذمت بات نہ پائی جاتی ہو تو یقیناً ایسا کرنا جائز ہی نہیں بلکہ اگر کارِ خیر کے لئے دوپٹے پر ہونے کو ملانے کے لئے تعویذات کا سہارا لیا ہے تو مستحسن بھی ہوگا اور اس عملِ خیر کی شرع میں مخالفت نہیں بلکہ تحسین کی گئی ہے۔ ذیل میں دو احادیث پیش خدمت ہیں جس سے مسئلہ مزید واضح ہو جائے گا۔

☆..... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ کے اصحاب کسی سفر میں تھے کہ عرب کے کسی قبیلے میں پہنچے، انہوں نے قبیلے والوں سے کہا کہ ہماری مہمان نوازی کرو لیکن انہوں نے انکار کر دیا، قبیلے کے سردار کو کسی بچھونے ڈس لیا، علاج کے لئے کئی جتن کئے مگر لا حاصل، یہی قبیلے والے جب اصحاب رسول کے پاس پہنچے اور کہا کہ اگر آپ میں سے کوئی ان کا علاج کر دے تو بہتر ہوگا، صحابہ میں سے ایک نے کہا: اللہ ﷻ کی قسم میں ضرور دم کرتا ہوں، لیکن ہم نے تم سے مہمانی طلب کی تو تم نے ہماری مہمانی نہ کی، لہذا دم کرنے پر معاوضہ ہوگا، پس انہوں نے بکریوں کے ریوڑ پر صلح کر لی (تیس بکریوں پر صلح کر لی) اور وہ صحابی گئے اور سورت فاتحہ پڑھ کر دم کر دیا، جس سے وہ ٹھیک ہو گیا۔ اور صحابی بکریوں کا ریوڑ لے کر واپس آ گئے، بعض صحابہ نے بکریوں کو تقسیم کرنے کا مشورہ دیا لیکن جس صحابی نے دم کیا تھا اس نے انکار کیا حتیٰ کہ سید عالم ﷺ سے مشورہ ہو جائے کہ آیا دم کرنے کی اجرت لینا جائز بھی ہے یا نہیں، پس سید عالم ﷺ نے اس عمل کو جائز قرار دیا بلکہ فرمایا اس میں میرا حصہ بھی رکھنا۔“

(صحیح البیہاری، کتاب الطب، باب: النفث فی الرقیۃ، رقم: ۵۷۴۹، ص ۱۰۱۵، ملخصاً)

☆..... حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رات کو سید عالم ﷺ اپنے بستر پر تشریف لاتے تو سورۃ الاخلاص، الفلق اور الناس پڑھ کر اپنے جسم ظاہری پر جہاں جہاں ہاتھ پہنچ پاتا پھیرتے اور یہ عمل تین مرتبہ کرتے۔“

(صحیح البیہاری، کتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، رقم: ۵۰۱۷، ص ۸۹۹)

## حسد کی نحوست کا بیان:

۵..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ شَرَّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ اور حسد والے کے شر سے جب وہ مجھ سے طے (منفق) ہے۔ حسد کرنا حرام ہے، اور ہر حال میں فسق (نافرمانی) ہے، جب کہ فاسق کی نعمت کے زائل ہونے کی تمنا کرنا کہ وہ نعمت اس کے فساد اور مخلوق کو ایذا دینے کا ذریعہ ہے اور یہ کہ اگر اس کی حالت درست ہوتی تو اس کی نعمت کے زوال کی تمنا نہ کی جاتی تو یہ ہرگز حرام نہیں کیونکہ اس کے زوال کی تمنا اس کے نعمت ہونے کے اعتبار سے نہیں کی جا رہی بلکہ اس کے کہ فساد اور ذریعہ ایذا ہونے کی وجہ سے کی جا رہی ہے۔ حسد ایک آفت ہے کہ اس میں اللہ ﷻ کے فیصلے پر ناراضگی پائی جاتی ہے کہ وہ کسی کو ایسی نعمت عطا فرمائے جس میں تمہارے لئے کسی نقصان کا پہلو نہ ہو، تب بھی تم اس سے حسد کرتے ہو نیز اس میں اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار کرنا بھی پایا جاتا ہے۔ پس اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿إِنْ تَمَسَّكُمْ حَسَنَةٌ تَسُومْهُمُ وَإِنْ تَصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا﴾ انہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور تم کو برائی پہنچے تو اس پر خوش ہوں (ال عمران: ۱۲۰) ﴿وَد كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ



ایمانکم کفار احسدا من عند انفسهم بہت کتابوں نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بدلے کفر کی طرف پھردیں اپنے دلوں کی جگہ سے (ہفۃ: ۱۰۹) ﴿وَدُّوا لَوْ تُكْفِرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُوا سَوَاءً﴾ وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب ایک سے ہو جاؤ (ہس: ۸۹) ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ يَلُومُوا لَوَ كُفْرًا﴾ کرتے ہیں اس پر جو اللہ ﷻ نے انہیں اپنے فضل سے دیا (ہس: ۱۰۱)۔

حسد کے علاج کے سلسلے میں نفع بخش عمل یہ ہے کہ تم اپنے نفس کو اس بات کا پابند کرو کہ وہ محسود کے ساتھ اپنے حسد کے خلاف سلوک کرے، مثلاً خدمت کو مدح سے، اس کے سامنے تکبر کرنے کو تواضع اور عاجزی سے، اس پر سختی کرنے کو نرمی میں اضافہ کرنے سے بدل دے، اس طرح حسد کی بیماری کمزور ہو جائے گی اور جب تم حسد کے خلاف عمل میں اضافہ کرو گے تو تمہارے حسد میں کمی آجائے گی یہاں تک کہ یہ بالکل ہی ختم ہو جائے گی۔ اگر کچھ پاؤ گے تو سلامتی پا لو گے اور اس پر عمل کرو گے تو نفع پاؤ گے۔

**اغراض:**

مکیۃ او مدنیۃ: حسن، عطاء اور عکرمہ کے نزدیک مکی سورت ہے جب کہ ابن عباس، قتادہ، اور ایک جماعت کے نزدیک مدنی ہے اور یہی صحیح ہے اور اس کی تائید سب نزول سے بھی ہوتی ہے۔ فزلت هذه السورة والتي بعدها: صحابہ کے اجماع کے پیش نظر۔ لما مسح لبيد: اس واقعہ کا ذکر ما قبل شان نزول میں پڑھ لیں۔ کاسما نشط من عقاب: گرھیں کھلنے سے سید عالم ﷺ ہشاش بشاش ہو گئے۔

اظہر حسدہ: حسد کو اس کے ظاہر ہونے پر محمول کیا گیا ہے کیونکہ اگر ظاہر نہ ہو تو فقط حسد کرنے والے ہی کو نقصان ہوتا ہے۔ فاحضر بین یدیدہ: روایت میں ہے کہ سید عالم ﷺ رات کو آرام فرما رہے تھے کہ دو فرشتے تشریف لائے، اُن میں سے ایک آپ ﷺ کے سر کے پاس کھڑا ہو گیا اور دوسرا آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کے پاس، پس جو فرشتہ آپ ﷺ کے سر مبارک کے پاس کھڑا تھا اُس نے کلام کیا: ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ پس دوسرے فرشتے نے جو کہ پاؤں اقدس کے پاس کھڑا تھا کہا: جادو ہوا ہے، پہلے نے پوچھا: کس نے کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: لبيد بن العصم یہودی نے، پہلے نے پوچھا کہاں ہے وہ سب کچھ.....؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ذروان کے کنوئیں کے پاس، پس سید عالم ﷺ نے توجہ فرمائی اور حضرت علی، زبیر اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو بھیجا، پس یہ لوگ وہ دھاگہ لے آئے جس میں گیارہ گرھیں لگی ہوئی تھیں۔ الصبح: فلق کے معنی میں مفسرین کرام نے کئی نکات لکھے ہیں، ما قبل حاشیہ نمبر "۱" کا مطالعہ کیجئے، کیونکہ تقریباً یہی نکات ہم نے ما قبل لکھ دیئے ہیں۔ وغیر ذلک: آگ میں جلانے اور دریاؤں میں غرق کر کے عذاب دینے کا بیان کیا گیا ہے۔ ای اللیل اذا اظلم: اللیل کو غاسق اس لئے کہا کہ معبودات سے ہوتی ہے، ایک قول کے مطابق لبيد کی بیٹیاں اور ایک قول کے مطابق لبيد کی بہنیں مراد ہیں۔ او القمر: غاسق کا لفظ اس لئے استعمال کیا گیا کیونکہ جب چاند کو گرھن لگتا ہے تو اس کی روشنی چلی جاتی ہے یا جب مہینے کے آخر میں جب چاند چھپ جاتا ہے اور تار بکی ہو جاتی ہے۔

اذا غاب: یعنی چاند یا تو گرھن لگنے کی وجہ سے چھپ جائے یا کسی نقص کی وجہ سے مہینے کے آخر میں چھپ جائے۔ ایک قول کے مطابق ثریا ستارہ مراد لیا گیا ہے اور ایک قول سورج کے غروب ہو جانے کا بھی ہے۔ السواحر: محذوف موصوف کی مفت ہے، تقدیر عبارت یوں ہے: "النساء السواحر"، اور النساء کو الذکور پر فوقیت دی اس لئے کہ عورتوں کا جادو مردوں کے مقابلے میں زیادہ شدید ہوتا ہے۔ تنفیخ: پھونکنے سے اور ہاتھ کے ساتھ سح کر کے پھیرنے سے پہلے پہل سحر کی مشابہت کے باعث منع کیا گیا تھا، پھر بعد میں اجازت مرحمت فرمائی۔

(الصلوی، ج ۶، ص ۳۵۷ وغیرہ)

## سورۃ الناس مکیۃ اومکہنیۃ وہی ست آیات

(سورۃ ناس کی یاد دہانی ہے جس میں چھ آیتیں ہیں)

رکوع نمبر: ۳۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم والا

﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ (۱) خَالِقُهُمْ وَمَالِكُهُمْ خَصُّوا بِالدِّكْرِ تَشْرِيفًا لَهُمْ وَمُنَاسِبَةً لِلِاسْتِعَاذَةِ مِنْ شَرِّ الْمَوْسُوسِ فِي صُدُورِهِمْ﴾ ﴿مَلِكِ النَّاسِ (۲) اِلٰهِ النَّاسِ (۳)﴾ ﴿بَدَلًا لِّاَنْ اَوْ صِفَتَانِ اَوْ عَطْفٌ بَيِّنٌ وَّ اَظْهَرُ الْمُضَافِ اِلَيْهِ فِيهِمَا زِيَادَةٌ لِلْبَيِّنِ﴾ ﴿مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ﴾ ﴿الشَّيْطَانِ سُمِّيَ بِالْحَدِيثِ لِكَثْرَةِ مَلَابَسَتِهِ لَهُ﴾ ﴿الْخَنَاسِ (۴)﴾ ﴿لَاَنْهُ يَخْنُسُ وَيَتَاَخَّرُ عَنِ الْقَلْبِ كُلَّمَا ذَكَرَ اللّٰهُ﴾ ﴿الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ (۵)﴾ ﴿قُلُوْبُهُمْ اِذَا غَفَلُوا عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ ﴿مِنْ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ (۶)﴾ ﴿بَيِّنٌ لِلشَّيْطَانِ الْمَوْسُوسِ اَنَّهُ جَنِيٌّ وَّ اِنْسِيٌّ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى شَيْطٰنِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ اَوْ مِنَ الْجَنَّةِ بَيِّنٌ لِّهُ وَالنَّاسِ عَطْفٌ عَلٰى الْوَسْوَاسِ وَعَلٰى كُلِّ يَشْمُلُ شَرِّ لِبَيْدٍ وَّ نَسَائِهِ الْمَذْكُورَيْنِ وَاَعْتَرَضَ الْاَوَّلُ بِاَنَّ النَّاسَ لَا يُوسْوِسُ فِي صُدُورِهِمْ النَّاسُ اِنَّمَا يُوسْوِسُ فِي صُدُورِهِمْ الْجِنُّ وَاُجِيبَ بِاَنَّ النَّاسَ يُوسْوِسُوْنَ اَيْضًا بِمَعْنٰى يَلِيْقُ بِهِمْ فِي الظَّاهِرِ ثُمَّ تَصِلُ وَنُوسَتِهِمْ اِلَى الْقَلْبِ وَتَثْبُتُ فِيْهِ بِالطَّرِيقِ الْمُؤَدِّى اِلَى ذٰلِكَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ﴾

### ﴿ترجمہ﴾

تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب (تمام انسانوں کا خالق و مالک ہے، انسان کو خاص طور پر ذکر کرنے کی وجہ اس کے شرف و تکریم کا لحاظ رکھنا ہے اور دلوں میں وسوسے ڈالنے والوں کے شر سے پناہ مانگنے کا لحاظ کرنے کی وجہ سے فرمایا) سب لوگوں کا بادشاہ سب لوگوں کا خدا (دونوں یا تو بدل ہیں یا صفت یا عطف بیان، اور ظاہر یہ ہے کہ مضاف الیہ کو بیان کی زیادتی کے لئے لائے ہیں، ..... اس کے شر سے جو دل میں بڑے خطرے ڈالے (مراد شیطان ہے اور اسے حدیث کے نام سے اس لئے تعبیر کیا ہے کہ کثرت سے وسوسے ڈالتا ہے) اور دیک رہے (اس لئے کہ جب انسان اللہ ﷻ کا ذکر کرتا ہے تو دیک جاتا ہے ..... وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں (لوگوں کے دلوں میں اللہ ﷻ کے ذکر سے دور کرنے کے لئے) جن اور آدمی (وسوسہ ڈالنے والوں کا بیان ہے کہ وہ انسان ہوں یا جن، جیسا کہ اللہ ﷻ کے فرمان میں شیطان انسان اور جن سے پناہ مانگی گئی ہے یا صرف جن سے پناہ مانگی گئی ہے اور الناس کا عطف الوسواس پر ہے اور یہ لبید یہودی اور اس کی لڑکیوں کو شامل ہے، چنانچہ پہلی صورت پر ایک اعتراض ہوتا ہے اور وہ تقریر یہ ہے کہ انسان دوسرے انسان کے دل میں وسوسہ نہیں ڈالتے بلکہ انسان کے دل میں جن وسوسہ ڈالتے ہیں، میں (مفسر جلال) اس کا جواب یہ دوں گا کہ انسان بھی وسوسہ ڈالتے ہیں وہ اس طرح کہ انسان ظاہری اعتبار سے حسب مناسب کوئی بات کرتے ہیں جو دوسرے کے دل میں وسوسہ بن کر جگہ پکڑ لیتی ہے اور اللہ ﷻ ہی بہتر جانتا ہے، .....)

### ﴿ترکیب﴾

﴿قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَاسِ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّاسِ﴾

قل: قول، اعدو: فعل بافاعل، ب: چار، رب الناس: موصوف، ملک الناس: مفت اول، الہ الناس: مفت ثانی، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، من: جار، شر: مضاف، الوسواس: موصوف، الخناس: مفت اول، الذی: موصول، یوسوس فی صدور الناس: فعل بافاعل و ظرف لغو، من الجنة والناس: ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ملکہ ملکر مفت ثانی، ملکر مضاف الیہ، ملکر مجرور، ملکر ظرف لغو، ملکر جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ، ملکر جملہ قلیہ۔

## ﴿تشریح تو ضیح و اغراض﴾

### مخلوق میں انسان کو خاص کرنے کی وجوہ:

۱..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿قل اعدو برب الناس ملک الناس الہ الناس تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب ہے سب لوگوں کا بادشاہ ہے سب لوگوں کا خدا ہے﴾ (الناس: ۳۲۱)۔ اللہ ﷻ تمام مخلوق کا رب ہے لیکن فقط ”الناس“ کی جانب اضافت فرمائی اس تخصیص کی کچھ وجوہات ہیں: (۱)..... انسانوں کے دلوں میں شرارت سے دوسرے ڈالنے والوں سے پناہ مانگی گئی ہے یعنی اللہ ﷻ کی پناہ اُن شریروں سے جو دلوں میں دوسرے ڈالتے ہیں اور یہ دوسرے ڈالنے والے بھی اللہ ﷻ کی مخلوق سے خارج نہیں، بلکہ اللہ ﷻ ان کے امور کا بھی مالک ہے اور ان کا بھی معبود ہے جیسا کہ کوئی غلام اپنے آقا کے ظلم سے بچنے کے لئے اللہ ﷻ سے پناہ طلب کرتا ہے۔ (۲)..... عالم دنیا میں معزز ترین مخلوق انسان ہی ہے، پس اللہ ﷻ نے اسی وجہ سے ”الناس“ فرمایا۔ (۳)..... اللہ ﷻ سے شریروں کے شرور سے پناہ طلب کرنے والا انسان ہی ہے، گویا جب بندہ یہ سورت پڑھتا ہے تو اللہ ﷻ سے دعا مانگ رہا ہوتا ہے یا رب! یا ملکی! یا الہی!۔ عربی گرامر کا اصول ہے کہ عطف بیان مزید اظہار (وضاحت) کا محتاج ہوتا ہے، پس یہی تقریر انسان کے مزید شرف کا تقاضا کرتی ہے، اور انسان جس نے اللہ ﷻ کو پہچان لیا اور اُس کو رب مان لیا، پھر اسے مالک مانا، پھر اُسے الہ مان لیا گویا یہاں انسان کا شرف بھی بیان ہو رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اللہ ﷻ کی صفات بھی بیان ہو رہی ہیں، ورنہ تو انسان کی ذات اللہ ﷻ کی مخلوق میں شریر ترین ذات ہوا کرتی ہے، لیکن یہی انسان جب اللہ ﷻ کی ذات کو رب مانے، مالک جانے اور الہ ہونے کا اقرار کرے تو قرآن تحسین فرماتا ہے۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۳۷۶ موضحہ)

### من شر الوسواس الخناس کی توجیہات:

۲..... اللہ ﷻ نے فرمایا: ﴿من شر الوسواس الخناس اس کے شر سے جو دل میں برے خطرے ڈالے﴾ (الناس: ۴)۔ دل میں بات ڈالنے کو دوسرہ کہتے ہیں۔ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں کہ اس مقام پر چپ کر دوسرے ڈالنے والے سے مراد کون ہیں؟۔ ایک قول کے مطابق ابلیس چپ کر دوسرے ڈالتا ہے۔ یہ مخفی آواز ہوتی ہے جس کا مفہوم انسان کے دل تک پہنچ جاتا ہے لیکن بظاہر آواز سنائی نہیں دیتی۔ شیطان کی عادت ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن شعیب رحمہ روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا: ”ہر انسان کے دل میں دو گھر ہوتے ہیں، ایک گھر میں فرشتہ رہتا ہے اور دوسرے گھر میں شیطان رہتا ہے، پس جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ کا ذکر نہیں کیا جاتا تو شیطان اپنی چونچ انسان کے دل میں رکھ دیتا ہے اور اس میں سے دوسرے ڈالتا رہتا ہے۔“

(المظہری، ج ۷، ص ۵۱۶)

### انسان اور جن کے وسوسے ڈالنے کی توجیہات:

۳..... اللہ نے فرمایا: ﴿من الجنة والناس جن اور آدمی﴾ (الناس: ۶)۔ اس کی چند وجوہات ہیں: (۱)..... چپ کر دوسرے ڈالنے والے یا تو جنات ہوتے ہیں یا انسان ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ نے فرمایا: ﴿شیطین الانس والجن آدمیوں اور جنوں میں کے

شیطان (الانس: ۱۱۲) ﴿﴾۔ اور کبھی جنات کے شیطان دوسرے ڈالتے ہیں اور کبھی انسان میں کے شیطان چھپ کر یہی کام کرتے ہیں اور اس کی پہچان خیر خواہ نیک و مشفق نفس کو ہوتی ہے، یہ نفس چھپ کر دوسرے ڈالنے والے کو جڑ کرتا ہے، اور آنے والے دوسرے کی جانب توجہ نہیں کرتا۔ (۲)..... مذکورہ بالا جملے سے مراد یہ ہو سکتی ہے کہ میں اپنے رب ﷻ کی پناہ مانگتا ہوں اُن کے شر سے جو چھپ کر دوسرے ڈالتے ہیں چہ جائے کہ جنات میں سے ہوں یا انسان میں سے ہوں، یہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ ﷻ سے شیطان مردود کے شر سے پناہ مانگی جاتی ہے، پھر اسی طرح تمام جنات اور انسان سے پناہ مانگتا ہے۔

(الرازی، ج ۱۱، ص ۳۷۷ وغیرہ)

امام قرطبی لکھتے ہیں: حسن کا قول ہے کہ مراد شیطان ہیں کیونکہ شیطان جن انسان کے دلوں میں دوسرے ڈالتے ہیں اور جہاں تک انسان شیطان ہیں تو وہ اعلانیہ طور پر ورغلا تے ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں شیطان انسان اور شیطان جنات مراد ہیں اور دونوں ہی سے اللہ کی پناہ مانگی گئی ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا کیا انسان شیطان سے بھی اللہ کی پناہ مانگی جائے؟ تو فرمایا: ”کیا انسان کے شیطان ہوتے ہیں؟“ پھر فرمایا: ”جی ہوتے ہیں اور یہ آیت پڑھی: ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيْطَانِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ أَوَّاسٍ طَرَحَ هُمْ نَافِثِي هَرْنِي﴾ کے دشمن کئے ہیں آدمیوں اور جنوں میں کے شیطان (الانس: ۱۱۲) ﴿﴾۔ مفسرین کی ایک جماعت نے یہاں الناس سے جنات مراد لئے ہیں اور جنات کو الناس ایسے ہی کہہ دیا جیسا کہ جنات کو ”رجالا“ کہہ دیا: ﴿وَإِنَّهُ كَانَ رَجَالٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالِ الْجِنِّ أَوْ يَكْتُمُونَ فِي كُفْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ اور یہ کہ آدمیوں میں کچھ مرد جنوں کے کچھ مردوں کے پناہ لیتے تھے (الجن: ۶) ﴿﴾۔ ایک قول یہ بھی کیا گیا ہے کہ دوسرے ڈالنے والے شیطان ہیں اور آیت میں ”مَنْ الْجَنَّةِ“ بیان ہے ”الجن“ سے اور ”الناس“ کا عطف ”الوسواس“ پر ہے۔

(القرطبی، الجزء: ۳۰، ص ۲۴۴)

### اغراض:

او مدنیہ: اور یہی صحیح ہے کیونکہ سن سات ہجری میں نزول سحر سے متعلق واقعہ رونما ہوا جیسا کہ ماقبل گزر چکا ہے۔ ست آیات: ماقبل سورت میں پانچ آیات تھیں، پس اس طرح کل ملا کر گیارہ آیات ہو گئیں اور گریں بھی گیارہ ہی تھیں۔ خصوصاً بالذکر: کیونکہ اللہ ﷻ تمام مخلوق کا رب ہے اس لئے اس کا خاص ذکر کیا گیا ہے۔

تشریفاً: اللہ ﷻ نے انسان کے شرف کے لئے فرشتوں کو خادم بنایا (کہ انسان کے اعمال و افعال کی دیکھ بھال، مدد و نصرت کرتے ہیں)، اور زمین کا سب کچھ انسان کے حوالے کر دیا اور انسان کو عقل، علم اور مکلف ہونے سے فضیلت عطا فرمائی اور اگر انسان اس وظیفے (معوذتین) پر کار بند رہے تو دنیا اور آخرت کی عزت پائے اور ایسا نہ کرے اور (اعمال کی بے احتیاطیوں میں پڑ جائے تو) اپنے مقام سے نیچے دھنستا چلا جائے اور جانوروں کی مثل ہونے لگے، پس اللہ ﷻ جس طرح انسان کا رب ہے دیگر مخلوق کا بھی رب ہے۔

ومناسبتہ للاستعاذۃ: اس جملے میں اللہ ﷻ کی پناہ چاہی گئی ہے، اُن کے شر سے جو انسانوں کو دوسرے ڈالتے ہیں۔ زیادة للبيان: ایک اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے، اعتراض یہ ہے کہ بار بار ”الناس“ کا ذکر کیا، ضمیر کیوں نہ ذکر کر دی؟ جواب یہ ہے کہ انسان کے شرف، اس کی تعظیم اور شان کی بلندی کی وجہ سے اس کا بار بار ذکر کیا۔

لکثرة ملاہستہ: شیطان کا کام دوسرے ڈالنا ہے، یہی وجہ ہے کہ نفس شیطان کا اطلاق دوسرے ڈالنے والے کی جانب کر دیا گیا اور اس کا اطلاق ہر اُس بُرے خیال پر بھی ہوتا ہے جو دل میں ڈالا جاتا ہے اور جانتا چاہیے کہ دل کے خطرات کی چار قسمیں ہوتی ہیں: روحانی، ہنگامی، نفسی اور شیطانی۔

کلمہ ذکر اللہ: جب بھی بندہ اللہ ﷻ کا ذکر کرتا ہے تو اُسے خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور ذکر الہی سے بہت نفرت کرتا ہے یہی



وجہ ہے کہ مومن کا شیطان کمزور ہوتا ہے اور بعض سلف سے یہ بھی منقول ہے کہ مومن شخص اپنے شیطان کو فنا کر دیتا ہے جیسا کہ انسان سفر کی حالت میں اپنی سواری کو فنا کر دیتا ہے۔

اذا غفلوا عن ذکر اللہ: اُن کے دل غافل ہوتے ہیں اگرچہ ان کی زبانیں اللہ تعالیٰ کی یاد کرتی ہوں، اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ اُن کے دل دوسوے میں ہوتے ہیں اور دل کو اللہ تعالیٰ کی یاد ہی سے پھیرا جاسکتا ہے اور ذاکرین کے دلوں پر شیطان کا زور نہیں چلتا، اللہ نے فرمایا: ﴿ان عبادی لیس لک علیہم سلطان﴾ (المعمر: ۱۲) اور انسان غفلت میں پڑنے کی وجہ سے ذکر کو چھوڑتا ہے اور اس کا دل دوسوے میں پڑتا ہے اور جو دل کثرت سے ذکر کرنے والا اور دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہو تو منور ہوتا ہے، عارفین کہتے ہیں: زبان سے ذکر زیادہ کے برتن کی طرح ہوتا ہے جتنی تکرار ہوتی ہے اتنا فائدہ پہنچتا ہے۔

بیان للشیطان الموسوس: اس کا ذکر اس فرمان سے ملتا ہے: ﴿من شر الوسواس﴾، پس من بیانہ یا تہیضیہ ہے، پس بعض جن میں سے ہونگے اور بعض ناس (لوگوں) میں سے ہونگے۔ کقولہ تعالیٰ: اور اس فرمان کی دلیل حدیث سے بھی ملتی ہے: ”شیطان جن اور انسان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو“۔ والناس: کا عطف الوسواس پر ہے، اور ﴿شر﴾ کا لفظ اس پر مسلط ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ دوسوے ڈالنے والوں کے شر سے پناہ چاہئے کہ وہ جنوں سے ہوں یا انسانوں سے ہوں۔

یشمل: جس شر سے پناہ مانگی گئی ہے، مراد لبید نامی یہودی ہے۔ المذکورین: اس سورت میں مذکر یعنی لبید نامی یہودی کا ذکر پہلے ہے مونث یعنی اس کی بیٹیوں کا ذکر بعد میں، جب کہ سابقہ سورت میں ﴿نفس﴾ کے تحت مونث کا ذکر پہلے کیا گیا تھا۔ واعترض الاول: سے دوسوے ڈالنے والے شیطان کا بیان کیا گیا ہے۔

لا یوسوس فی صدور ہم الناس: جیسا کہ بعض نسخوں میں ہے، اور مناسب یہی ہے جو کہ بعض نسخوں میں ہے کہ یہ لوگوں کے دلوں میں دوسوے نہیں ڈالتے۔ المؤدی: مراد ثبوت کا دلوں تک پہنچانا ہے۔

واللہ اعلم: اس جملے کے ذریعے اتمام قرآن یا ختم قرآن کی جانب اشارہ ہے اور ختم قرآن کی جانب اشارہ کرنا بہتر ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: ”ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز باقی نہ چھوڑی، پس اس کے بعد کسی چیز کی طلب کرنا ضروری نہیں، بلکہ اسی پر عمل کرنا ضروری ہے اور شیطان اور حاسد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی جائے اس لئے کہ جب انسان پر اللہ تعالیٰ کی نعمت تمام ہوتی ہے تو انس و جن سے اس کا حسد ترقی پاتا ہے۔

(الصاوی، ج ۶، ص ۳۵۹ وغیرہ)

**صلوا علی الحبیب: صلی اللہ تعالیٰ علی محمد**

### کتاب تفسیر:

- (۱) الحازن (علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۲۵ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔
- (۲) المظہری (قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۲۵ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔
- (۳) ابن کثیر (عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر) متوفی ۷۴۳ھ، مطبوعہ: دارالحدیث القاہرہ۔
- (۴) الدر المنکور (علامہ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان۔
- (۵) جلالین کلاں (علامہ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی، امام جلال الدین محلی)، متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔
- (۶) المدارک (علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النفشانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۱۰ھ، دار ابن دمشق۔
- (۷) روح المعانی (علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۷۰ھ، مکتبہ رشیدیہ مئیں روڈ کوئٹہ۔
- (۸) البیضاوی (قاضی ناصر الدین ابوسعید عبداللہ بن عمر محمد الشیرازی علیہ الرحمۃ) متوفی ۷۹۱ھ، مطبوعہ: دارالرشید دمشق بیروت۔
- (۹) البیضاوی حاشیہ شیخ زادہ (قاضی ناصر الدین.....) ایضاً، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔
- (۱۰) تہذیب المقاس من تفسیر ابن عباس، متوفی ۶۸ھ، قدیمی کتب خانہ۔
- (۱۱) حاشیہ الجمل علی الجلالین (علامہ شیخ سلیمان الجمل علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۲۰۳ھ، قدیمی کتب خانہ۔
- (۱۲) الصاوی علی الجلالین (علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۲۲۳ھ، مطبوعہ: داراحیاء التراث العربی۔
- (۱۳) الرازی (امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین الرازی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۰۶ھ، مطبوعہ: دارالفکر بیروت۔
- (۱۴) خزائن العرفان (سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۳۶۷ھ، پاک کمپنی۔
- (۱۵) کنز الایمان (امام احمد رضا خان قاضل بریلوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ، پاک کمپنی۔
- (۱۶) تبیان القرآن (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) مطبوعہ: فرید بک اشال۔
- (۱۷) ضیاء القرآن (پیر کرم شاہ صاحب الاظہری)، مکتبہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔
- (۱۸) اعراب القرآن دیبانہ (محی الدین الدرویش) متوفی ۱۹۸۲ھ، مطبوعہ: کمال الملک۔
- (۱۹) جامع البیان (امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری) متوفی ۳۲۰ھ، مطبوعہ: داراحیاء التراث العربی۔
- (۲۰) الجامع الاحکام القرآن معروف تفسیر قرطبی (ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی) متوفی ۷۱۰ھ، دارالکتب العربی۔
- (۲۱) روح البیان (امام اسماعیل حقی بروسوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۱۳۳ھ، داراحیاء التراث العربی۔
- (۲۲) تفسیر نعیمی (مفتی احمد یار خان نعیمی)، متوفی ۱۳۹۱ھ، مکتبہ اسلامیہ لاہور۔
- (۲۳) الکشاف (محمود بن عمر زبیری)، متوفی ۵۳۸ھ، داراحیاء التراث العربی۔
- (۲۴) حاشیہ الشہاب عنایہ القاضی (علامہ احمد شہاب الدین خفاجی مصری حنفی) متوفی ۶۰۶ھ، دارالکتب العلمیہ۔
- (۲۵) تفسیر ابی بن حاتم، مکتبہ نزار المصطفی الباز۔

(۲۶) التفسیر المنیر، (ڈاکٹر وصہ زحیلی)، ۱۴۱۲ھ، دار الفکر بیروت۔

(۲۷) معارف القرآن (مفتی محمد شفیع دیوبندی) متوفی ۱۳۹۶ھ، ادارہ معارف القرآن۔

(۲۸) التلک والعیون، (علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی)، متوفی ۴۵۰ھ، دار الکتب العلمیہ۔

### کتاب حدیث و شروح :

(۱) صحیح البخاری (امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۵۶ھ، دار السلام للنشر والتوزیع ریاض۔

(۲) الادب المفرد (امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری) مطبوعہ: لال پور۔

(۳) صحیح مسلم (امام حافظ ابوالحسن مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۶۱ھ، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع۔

(۴) سنن ابی داؤد (حافظ ابوداؤد سلیمان بن الاشعث البجستانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۵ھ، مطبوعہ: دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع۔

(۵) سنن نسائی (امام ابو عبد اللہ احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ) متوفی ۳۰۳ھ، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع۔

(۶) سنن ابن ماجہ (ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۳ھ، مطبوعہ: معرف للنشر والتوزیع ریاض۔

(۷) جامع الترمذی (ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن عیسیٰ بن شاک سلی ترمذی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۷۹ھ، مطبوعہ: دار الفکر للطباعة۔

(۸) مسند امام احمد بن حنبل (امام احمد ابو عبد اللہ شیبانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۲۴۱ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت۔

(۹) مشکوٰۃ المصابیح (امام محی السنہ علیہ الرحمۃ) متوفی ۵۱۶ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان۔

(۱۰) مستدرک للحاکم (امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حکم علیہ الرحمۃ)، متوفی ۴۰۵ھ، مطبوعہ: مکتبہ نزار المصطفیٰ الباز۔

(۱۱) شعب الایمان (امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمۃ) متوفی ۴۵۸ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ۔

(۱۲) الترغیب والترہیب (امام عبد العظیم بن عبد القوی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۵۶ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ۔

(۱۳) فتح الباری (امام احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۲ھ، قدیمی کتب خانہ۔

(۱۴) عمدۃ القاری (علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ) متوفی ۸۵۵ھ، مطبوعہ: دار الفکر بیروت۔

(۱۵) شرح صحیح مسلم (علامہ غلام رسول سعیدی زید مجدہ) فرید بک اشال۔

(۱۶) ریاض الصالحین (ابی زکریا یحییٰ بن شرف نووی علیہ الرحمۃ) متوفی ۶۷۶ھ، مطبوعہ: دار الارقم۔

(۱۷) الموطا امام مالک (امام مالک بن انس علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۷۹ھ، مطبوعہ: دار العصریہ بیروت۔

(۱۸) المجم الاوسط (امام سلیمان بن احمد طبرانی)، متوفی ۳۲۰ھ، دار الکتب العلمیہ۔

(۱۹) فیض القدر (علامہ عبد الرؤف المناوی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۲۱ھ، دار الکتب العلمیہ۔

(۲۰) کنز العمال (علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری)، متوفی ۹۷۵ھ، دار الکتب العلمیہ۔

(۲۱) المسند الفردوس (امام ابوشجاع شیرویہ بن شہر دار دیلمی)، متوفی ۵۰۹ھ، دار الکتب العلمیہ۔

(۲۲) مجمع الزوائد (حافظ نور الدین علی بن ابی بکر اشمی)، متوفی ۸۰۰ھ، دار الکتب العلمیہ۔

(۲۳) تحفۃ الطالب بہ معرفۃ احادیث مختصر ابن الخاطب، دار ابن حزم بیروت ۱۴۱۶ھ۔

- (۲۳) البدور السافرة فی احوال الآخرة، (امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمة)، متوفی ۹۱۱ھ، دارالکتب العلمیة۔
- (۲۵) نووی علی مسلم (علامہ یحییٰ بن شرف نووی علیہ الرحمة)، متوفی ۶۷۶ھ، داراحیاء التراث العربی۔
- (۲۶) سنن دارمی (امام حافظ عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی علیہ الرحمة)، متوفی ۲۵۵ھ، قدیمی کتب خانہ۔
- (۲۷) مصنف ابن ابی شیبہ (امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ علیہ الرحمة)، متوفی ۲۴۵ھ، ادارة القرآن کراچی۔
- (۲۸) المعجم الکبیر، (امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمة)، متوفی ۳۶۰ھ، داراحیاء التراث العربی۔
- (۲۹) مصنف عبدالرزاق، (امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی علیہ الرحمة)، متوفی ۲۱۱ھ، توزیع المکتب الاسلامی۔
- (۳۰) حلیۃ الاولیاء، (امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصبہانی علیہ الرحمة)، متوفی ۴۳۰ھ، اداره تالیف اشرافیہ چوک فوارہ ملتان۔
- (۳۱) مسند ابی یعلیٰ، (امام احمد بن علی المثنیٰ علیہ الرحمة)، متوفی ۳۰۷ھ، دارالفکر بیروت۔
- (۳۲) صحیح ابن حبان، (امام ابو حاتم محمد بن حبان البستی علیہ الرحمة)، متوفی ۳۵۴ھ، موسسة الرسالة۔
- (۳۳) کشف الاستار عن زوائد المعز، (حافظ نور الدین علی بن ابی بکر المثنیٰ علیہ الرحمة)، متوفی ۸۰۷ھ، موسسة الرسالة بیروت۔
- (۳۴) المفہم شرح مسلم، (حافظ علامہ ابوالعباس احمد بن عمر ابراہیم القرطبی علیہ الرحمة)، متوفی ۶۵۶ھ، دار ابن کثیر بیروت۔
- (۳۵) عارضة الاحوذی (علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی علیہ الرحمة)، متوفی ۵۴۳ھ، دارالکتب العلمیة۔

### کتب لغت:

- (۱) المفردات (علامہ راغب اصفہانی علیہ الرحمة)، متوفی ۵۰۲ھ، مطبوعہ: قدیمی کتب خانہ۔
- (۲) التعریقات (علامہ علی بن محمد بن علی جرجانی علیہ الرحمة)، متوفی ۵۱۶ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیة۔
- (۳) تاج العروس (علامہ سید محمد رفیع حسینی زبیدی)، متوفی ۱۲۰۵ھ، مکتبہ مصر، دارالفکر بیروت۔
- (۴) لسان العرب (علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی)، متوفی ۷۱۷ھ، داراحیاء التراث العربی۔
- (۵) النہایہ، (علامہ محمد بن اثیر الجزری)، متوفی ۶۰۶ھ، دارالکتب العلمیة۔

### کتب فقہ و اصول فقہ و فتاواجات:

- (۱) الہدایۃ مع بدایۃ المبتدی (امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی علیہ الرحمة)، متوفی ۵۹۳ھ، مکتبۃ البشری۔
- (۲) القدوری مع توجیح الضروری (ابوالحسن احمد بن جعفر بن حمدان البغدادی علیہ الرحمة)، متوفی ۵ رجب المرجب ۴۲۸ھ، میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی۔
- (۳) نور الایضاح مع بذریعۃ النجاح (حسن بن عمار بن علی بن یوسف علیہ الرحمة)، متوفی ۱۰۲۹ھ، مکتبۃ ضیاء راولپنڈی۔
- (۴) کنز الدقائق مع کشف الحقائق (ابوالبرکات حافظ الدین عبداللہ بن احمد علیہ الرحمة)، متوفی ۷۱۰ھ، مطبوعہ: مکتبۃ ضیاء راولپنڈی۔
- (۵) فتح القدیر شرح ہدایۃ مع کفایۃ (شیخ امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد علیہ الرحمة)، متوفی ۶۸۱ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیة۔
- (۶) نور الانوار مع قمر الاقمار (حافظ شیخ احمد بن ابوسعید المعروف بہ ملا جیون علیہ الرحمة)، متوفی ۱۱۳۰ھ، مکتبۃ الخیمانیہ کانسو روڈ کوئٹہ۔
- (۷) الفتاویٰ الرضویۃ (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمة)، متوفی ۱۳۴۰ھ، رضاء فاؤنڈیشن لاہور۔
- (۸) المعندیۃ (ملا نظام الدین علیہ الرحمة)، متوفی ۱۱۶۱ھ، مطبوعہ: دارالکتب العلمیة بیروت لبنان۔



- (۹) رد المحتار علی در مختار (علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۲۵۲ھ، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
  - (۱۰) السراجیۃ (شیخ سراج الدین محمد بن عبدالرشید السجاوندی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۰۰ھ، ضیاء القرآن۔
  - (۱۱) الجوہرۃ الغیرۃ (علامہ ابوبکر علی بن حداد علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۰۰ھ، مکتبہ حقانیہ ملتان۔
  - (۱۲) البدائع الصناع (ابوبکر بن مسعود کاسانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۸۷ھ، مرکز اہل سنت برکات رضا۔
  - (۱۳) بحر الرائق شرح کنز الدقائق (علامہ ابن نجیم علیہ الرحمۃ)، متوفی ۹۷۰ھ، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی۔
  - (۱۴) مفتیہ المستملی (علامہ ابراہیم بن محمد حلبی)، متوفی ۹۵۶ھ، سہیل اکیڈمی لاہور۔
  - (۱۵) النصار (علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی)، متوفی ۷۱۰ھ، دار المعرفۃ بیروت۔
  - (۱۶) الحاوی للفتاویٰ (امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ لائل پور پاکستان۔
  - (۱۷) الرسائل الفقہیہ لمولف الاشباہ مع الاشباہ، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ۔
  - (۱۸) فقہ الاسلامی والادلۃ، (ڈاکٹر وہبہ زحیلی)، دار الفکر بیروت۔
  - (۱۹) بہار شریعت، (مولانا امجد علی اعظمی)، متوفی ۱۳۷۶ھ، مکتبۃ المدینہ۔
  - (۲۰) کتاب الفقہ علی المذہب الاربعہ، (عبدالرحمن الجزیری)، مرکز اہل السنۃ برکات رضا۔
- کتاب متفرقہ:**

- (۱) احیاء علوم الدین (ابوحامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۵ھ، مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔
- (۲) شرح العقائد مع میزان العقائد (علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۱۰ھ، قدیمی کتب خانہ۔
- (۳) الاصابۃ فی تمییز الصحابہ (امام الحافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۵۲ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
- (۴) سبل الہدی والرشاد (امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی)، متوفی ۹۴۲ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
- (۵) تاریخ الخلفاء مترجم (علامہ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۹۱۱ھ، قدیمی کتب خانہ، دار الارقم۔
- (۶) حجۃ اللہ البالغہ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ)، قدیمی کتب خانہ۔
- (۷) فضیلۃ الفکر (ابوبکر محمد بن جعفر بن محمد خراطی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۳۲۲ھ، دار الفکر دمشق۔
- (۸) تاریخ دمشق لابن عساکر (امام ابن عساکر)، متوفی ۵۷۱ھ، دار احیاء التراث/دار الفکر بیروت۔
- (۹) حیات اعلیٰ حضرت (مولانا ظفر الدین قادری علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۳۸۲ھ، مکتبہ رضویہ کراچی۔
- (۱۰) منہاج العابدین (ابوحامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۵۰۵ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
- (۱۱) کتاب الاسماء والصفات (امام ابوحسن محمد بن احمد بیہقی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۴۵۸ھ، دار احیاء التراث العربی۔
- (۱۲) کتاب العظمت (امام عبداللہ بن محمد بن جعفر المعروف ابی الشیخ)، متوفی ۳۹۶ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
- (۱۳) الیواقیت الجواہر (علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۹۷۳ھ، دار احیاء التراث العربی۔
- (۱۴) ذم المہوی (امام ابوالفرج عبدالرحمن بن الجوزی)، متوفی ۵۹۷ھ، دار الکتب العلمیۃ۔
- (۱۵) العقد الفرید (ابوعمر احمد بن محمد بن عبدالربہ الاندلسی)، متوفی ۴۷۳ھ، دار احیاء التراث العربی۔

- (۱۶) البحر المحیط (متوفی، دارالفکر بیروت۔)
- (۱۷) روض الریاحین (علامہ عبداللہ بن اسد یافعی)، متوفی ۶۸ھ، دارالکتب العلمیہ۔
- (۱۸) الکبائر (امام ذہبی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۷۴۸ھ، دارالکتب العلمیہ۔
- (۱۹، ۲۰) البدلیۃ والنہالیۃ، قصص الانبیاء (حافظ ابن کثیر)، متوفی ۷۴۲ھ، دارالمعرفۃ بیروت، دارالکتب العلمیہ۔
- (۲۱) شرح فتوح الغیب (العارف الربانی شیخ عبدالقادر جیلانی، تقی الدین احمد بن تیمیہ)، موسسۃ الاشرف لاہور۔
- (۲۲) حبیۃ الغافلین (الامام الشیخ نصر بن محمد بن ابراہیم انصاری)، متوفی ۳۷۳ھ، مرکز اہل سنت برکات رضا۔
- (۲۳) الرسالة القشیریۃ (الامام ابی القاسم عبدالکریم حوازی القشیری النیسابوری)، متوفی ۳۶۵ھ، المکتبۃ التوفیقیۃ۔
- (۲۴) الفقہ الاکبر (امام ابی حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۵۰ھ، دارالکتب العلمیہ۔
- (۲۵) اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (عزالدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری علیہ الرحمۃ)، متوفی ۶۳۰ھ، دارالقلم حلب سوریا۔
- (۲۶) نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض (صحابہ الدین احمد بن محمد بن عمر الخفاجی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۰۶۹ھ، مرکز اہلسنت برکات رضا۔
- (۲۷) الخیالی علی شرح القواعد النفسیۃ (علامہ شمس الدین احمد بن موسی خیالی)، متوفی ۸۷۰ھ، مکتبہ رشیدیہ۔
- (۲۸) المعتمد والمعتقد (امام احمد رضا خان فاضل بریلوی)، متوفی ۱۳۴۰ھ۔
- (۲۹) تہذیب التہذیب (ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۸۵۲ھ، دارالفکر بیروت۔
- (۳۰) مقالات کاظمی (علامہ سعید احمد کاظمی علیہ الرحمۃ)، برکاتی پبلی کیشنز۔
- (۳۱) سیرت رسول عربی (نور محمد توکل علیہ الرحمۃ)، فرید بک اشال۔
- (۳۲) حفظ الایمان (مولانا اشرف علی تھانوی)، مکتبہ تھانوی دفتر البقاء، مسافر خانہ بندر روڈ۔
- (۳۳) تقویۃ الایمان (شاہ اسماعیل دہلوی)، مطبع علمی ۱۳۵۲ھ۔
- (۳۴) جاء الحق (مفتی احمد یار خان نعیمی)، متوفی ۱۳۹۱ھ، ضیاء القرآن لاہور۔
- (۳۵) التہذیب تاریخ ابن عساکر (ابوقاسم علی بن حسین المعروف بابن عساکر)، متوفی ۵۷۵ھ، داراحیاء التراث العربی۔
- (۳۶) الفردوس بماثر الخطاب (، دارالکتب العلمیہ۔
- (۳۷) منہج الروض الازھر، (مکتبۃ المدینہ کراچی۔
- (۳۸) موسوعۃ الامام ابن ابی دنیا (امام اسماعیل بن محمد بن حادی)، متوفی ۳۳۱ھ، دارالکتب العلمیہ۔
- (۳۹) دلائل النبوة (حافظ احمد بن الحسین البیہقی)، متوفی ۴۵۸ھ، دارالفنائس/دارالکتب العلمیہ۔
- (۴۰) سنن الکبریٰ، (امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی)، متوفی ۳۰۳ھ، دارالکتب العلمیہ۔
- (۴۱) الترحد لابن المبارک، (امام عبداللہ بن مبارک مروزی علیہ الرحمۃ)، متوفی ۱۸۱ھ، دارالکتب العلمیہ۔
- (۴۲) الترحد لامام احمد، (امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ)، متوفی ۲۴۱ھ، دارالفکر جدید۔
- (۴۳) صفۃ الصفوة، (امام ابو الفرج ابن جوزی)، متوفی ۵۹۹ھ، دارالکتب العلمیہ۔

- (۴۴) الکفاۃ علم الروایۃ، (دارالکتب العلمیۃ)۔
- (۴۵) لبھا الولد (امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمۃ) متوفی ۵۰۵ھ، مکتبۃ المدینۃ۔
- (۴۶) الطبقات الکبریٰ لابن سعد، (محمد بن سعد بن منیع ہاشمی) متوفی ۲۳۰ھ، دارالکتب العلمیۃ بیروت۔
- (۴۷) سیرۃ النبویۃ، (حافظ ابو بغداد اسماعیل بن کثیر) متوفی ۷۴۷ھ، دارالقلم العربی حرب سوریا۔
- (۴۸) وقاء الوفاء، (علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی) متوفی ۹۱۱ھ، دارالفنائس ریاض۔
- (۴۹) جذب القلوب، (شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ) نورانی بک ڈبولاہور۔
- (۵۰) کتاب التواہین، (دارالکتب العلمیۃ)۔
- (۵۱) شفاء السقام، (نوریہ رضویہ فیصل آباد)۔
- (۵۲) التیسیر شرح جامع صغیر بحوالہ توریشتی، (مکتبۃ الامام الشافعی الرياض السعودیۃ)۔
- (۵۳) شرح الصدور، (حافظ جلال الدین سیوطی شافعی) متوفی ۹۱۱ھ، مرکز اہل سنت برکات رضا۔
- (۵۴) آب حیا، (ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان، ۱۳۱۷ھ)۔
- (۵۵) التہجد، (امام یوسف بن عبد اللہ محمد بن عبد البر) متوفی ۴۶۳ھ، دارالکتب العلمیۃ۔
- (۵۶) المدخل، (محمد بن محمد المشہور ابن الحاج) متوفی ۷۳۷ھ، دارالفکر بیروت۔
- (۵۷) حجۃ اللہ علی العالمین، (علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۱۳۵۰ھ، مرکز اہل سنت برکات رضا ہند۔
- (۵۸) سیر اعلام النبلاء، (امام ذہبی) متوفی ۷۴۸ھ، دارالفکر بیروت۔
- (۵۹) الکلمۃ العلیاء لاعلاء علم المصطفیٰ، (متوفی، مکتبۃ فریدیہ، ڈرگ کالونی کراچی)۔
- (۶۰) المواہب اللدنیۃ، (حافظ شہاب الدین عسقلانی علیہ الرحمۃ) متوفی ۹۲۳ھ، المکتب الاسلامی، بیروت۔
- (۶۱) اتحاد سادات المتقین، (متوفی، دارالفکر بیروت)۔